افغانستان بھی پاکستان ہے

مسلم لیگ کے صدر کا یہ بیان صوت رحمان ہے

پاکستان ہندوستان کے مردہ جسم کی جان ہے

یہ خیال غلط ہے کہ پاکستان ہندوستان میں جدائی ڈال دیگا اور اگر کسی مسلمان کے دل میں یہ بات ہو تو یہ اس کی غلط فہمی ہے ورنہ پاکستان ایک بہت بڑے خطرے سے ہندوستان کو بچانے والا ہے۔ کیونکہ آج انگریزوں کو ہندوستان کی حفاظت کے لئے جاوا۔ ملایا۔ سماٹرا اور افغانستان ایران اور عراق اور عرب کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ اور وہاں اس کو طرح طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں اور یہ سب ملک ہم ہندوستانیوں کو طعنے دیتے ہیں کہ ہندوستان کو غلام بنائے رکھنے کے لئے ہم کو بھی غلام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس واسطے پاکستان کی تحریک مذکورہ سب ملکوں کو ہندوستان کا دوست بنا دیگی اور جب ہندوستان آزاد ہو جائے گا تو پاکستان کے ذریعے سے یہ سب ملک دوست بن جائیں گے اور ہندوستان کو اپنی سرحدوں کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائے گا۔

کانگرسی سیاسی نئی زندگی الہ آباد کے پاکستان نمبر میں بیرون ہند کے مسلمانوں کے جو اعداد و شمار دئے گئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں یا تو ایڈیٹر صاحب نے یورپ والوں کے اعداد و شمار پر بھروسہ کیا ہے یا جان بوجھ کر مغالطہ دیا ہے۔ کیونکہ میں نے خود افغانستان جا کر اپنی ذاتی تحقیقات سے جو اعداد و شمار جمع کئے ہیں اور ان کو باتصویر سفرنامہ افغانستان میں شائع کیا ہے وہ ان اعداد و شمار سے زیادہ صحیح ہیں جو نئی زندگی میں شائع ہوئے ہیں یہ سفرنامہ چار روپے قیمت پر دفتر اخبار منادی دہلی سے مل سکتا ہے۔ اور اس میں میں نے پورے افغانستان کی مردم شماری۔ ہتھیار شماری۔ بکریاں شماری۔ گھوڑا شماری۔ پیشہ شماری بھی درج کی ہے۔ اور ہر مقام کے نقشے بھی درج کئے ہیں اور یہ سب مستند ہیں کیونکہ مرحوم بادشاہ افغانستان نادر شاہ کے لکھے ہوئے ہیں اور ان کی مطبوعہ کتاب سے یہ اقتباسات لئے گئے ہیں اور ایک سرے تک افغانستان کے بڑے بڑے مقامات کو خود بھی جا کر میں نے دیکھا ہے۔ اور میں ہندوستان کے ہندوؤں کو پورا یقین دلا سکتا ہوں کہ اب ہندوؤں کو افغانستان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ اب افغانستان کا بچہ بچہ ہندوستان پر چڑھ دوڑنے کے خلاف ہو گیا ہے۔ اور اس کی ایک مثال سرحد میں موجود ہے۔ کہ کانگرس کو مسلم لیگ کے مقابلے میں کامیابی ہوئی ہے جو دلیل ہے اس بات کی کہ افغانستان کے باشندے اور سرحد کے باشندے پرانی ذہنیت کے نہیں رہے ہیں بلکہ اب وہ ہندوستان کی آزادی کو اپنے ملک کی آزادی سمجھنے لگے ہیں جو بالکل ٹھیک ہے۔

حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

سیاسی نوٹ

مجرموں کی فہرست

۲ مارچ کے اخباروں میں پنڈت نہرو کی نسبت یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ان کے حکم سے سیاسی مجرموں کی ایک فہرست بنائی گئی ہے جس میں قائد اعظم مسٹر جناح کا نام سب سے اول ہے۔ مجھے اس خبر کا اعتبار نہیں ہے۔ یہ کانگرس اور لیگ میں پھوٹ ڈالنے والوں کی ہوائیاں ہیں۔ جن لوگوں نے یہ خبر تصنیف کی ہے وہ نہرو جی اور ہندو قوم اور کانگرس کے دوست نہیں ہیں بلکہ ہندوستان کی آزادی کے دشمن ہیں۔

اپنی طاقت سے بے خبر ہندوستانی

جو ہندوستانی انگریزوں کی تقلید کرتے ہیں وہ اپنی طاقت کی بے خبری میں فرسٹ کلاس ہیں اور جو روس کی تقلید کرتے ہیں وہ سکنڈ کلاس ہیں اور جو مسلمان مسلم لیگ کی بڑی جماعت سے الگ ہو کر احرار اور خاکسار اور جمعیت علما وغیرہ ناموں پر فخر کرتے ہیں۔ وہ تھرڈ کلاس ہیں۔ اور جو سکھ ہندو قوم سے جدا ہونا چاہتے ہیں وہ فورتھ کلاس ہیں۔

ہر ہندوستانی کی سیاسی زندگی اپنی قدامت اور اپنی روایات کی طاقتوں سے قائم رہ سکیگی ورنہ ختم ہو جائے گی۔

سچ کے دعوے داروں نے جھوٹ بولا

لاہور سے خبر آئی ہے کہ کانگرس والوں نے مسلم لیگ کے لیڈر نواب ممدوٹ سے کہا کہ کانگرس کے صدر نے ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ نواب صاحب صدر کانگرس کے پاس گئے تو صدر نے کہا میں نے نہیں بلایا تھا۔

اخباروں نے یہ نہیں بتایا کہ صدر کانگرس نے نواب صاحب سے معذرت بھی کی یا نہیں کی اور جن کانگرسیوں نے نواب صاحب کو یہ جھوٹا بلاوا دیا تھا ان کو ملامت بھی کی یا نہیں کی۔ اگر صدر نے ایسا نہیں کیا تو گاندھی جی کی قابل تعریف تعلیم راست گوئی پر دھبہ لگایا۔ لہٰذا گاندھی جی کا فرض ہے کہ وہ اپنی راست بازی کو دروغ بازیوں سے بچانے کے لئے فوراً باز پرس کریں۔ کیونکہ یہ جو کچھ ہوا ہے ہندوستان کی مانی ہوئی راست بازی کو زندہ درگور کرنے والی حرکت ہے۔

تیسری جنگ کے آثار

اسپین کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تیسری جنگ عظیم کے لئے بارود کا شتابہ بننا چاہتا ہے فرانس سرنگوں ہو چکا ہے اور وہ سرنگوں ہی رہے گا کیونکہ اس نے مراکو اور تونس اور الجیریا میں کمزوروں پر ظلم کئے تھے۔ اٹلی نے طرابلس اور حبش کے مظالم کی سزا پائی ہے۔ انگریز بھی روس کے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ امریکہ اور روس کو عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے کا شوق پیدا ہوا ہے۔

ہندوستان اگر سچی آزادی چاہتا ہے تو گوری قوموں کے طرز حکومت کی تقلید چھوڑ دے۔ کانگرس اور لیگ انگریزوں کی تقلید ترک کر دیں۔ کمیونسٹ روس کی پیروی سے باز آجائیں۔ اور سب قومیں اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے رواج اور عقائد پر قائم رہ کر ملک میں ایک دل ہو کر عمل شروع کر دیں یعنی ذاتیات کی روایات کا اختلاف گھروں تک محدود رہے ملکی حکومت میں یہ امتیاز اور جدائی نظر نہ آنے پائے۔

مسلم لیگ کو مشورہ

مسلم لیگ الکشن سے فارغ ہوتے ہی سرحدی قبائل اور افغانستان سے مسلسل ربط و تعلق کا کام شروع کر دے۔

بشکست و رواں شد

طہران ایران سے برطانی امریکی روسی فوجیں ۲ مارچ کو چلی گئیں۔ مگر روس نے اعلان کیا ہے کہ شمال مغربی ایران میں روسی فوجیں موجود رہیں گی۔ انگریز اور امریکن پریشان ہیں۔ حضرت مولانا رومی رح نے کیا خوب فرمایا ہے "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ۔ خود رند سبو کش خود بر سر آں کوزہ خریدار بر آمد بشکست و رواں شد"۔ وہ خود آبخورہ تھا اور خود آبخورہ بنانے والا تھا اور خود آبخورہ بنانے کی مٹی بھی تھا اور خود ہی جام کا پینے والا تھا اور خود ہی بنے ہوئے آبخورے کو خریدنے آیا تھا۔ آبخورہ خرید کر پھر وہیں توڑ ڈالا۔ اور آبخورہ توڑ کر چل دیا۔

مولانا نے تجلیات ذات الٰہی کی کرشمہ سازیاں سمجھانے کے لئے یہ غزل لکھی تھی۔ قوال گاتے تھے

تو سننے والے ہُو حق کے نعرے لگا کر لوٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہ روسی ہیں۔ نہ انگریز ہیں نہ امریکن ہیں۔ جن میں ذات الٰہی کی تجلیات قہاری و جباری کا ظہور ہو۔

انگریز اور امریکن یوں پریشان ہیں کہ روس کی نیت خراب معلوم ہوتی ہے۔ مگر جناب جان بل اور جناب سام کی نیت بھی دو سوکنوں کی نیت کہی جاتی ہے۔ ایران کو عورت بازی کا شوق نہ ہوتا اور وہ ایک چھوڑ تین تین داشتہ آئندہ بکار کو گھر میں نہ ڈالتا تو یہ دن نہ دیکھنا۔

یہ تینوں سوکنیں بہت موٹی ہیں۔ بہت بھدی ہیں۔ بہت بدصورت ہیں۔ نازنین ایران کی نزاکتیں ایک میں بھی نہیں ہیں۔ ایران کو چاہیئے کہ اب وہ داشتہ بازی سے دست بردار ہو۔ اور پٹرول کے کچھ ٹین دے کر ان تینوں متعہ والیوں کو طلاق دیدے۔

ہڑتال بغاوت ہے

ہندوستان کے انگریز سپہ سالار نے ریڈیو پر ایسی اچھی اُردو بولی کہ میں اس بڈھے انگریز کی صاف بولی پر ریجھ گیا۔ اور میں نے ریڈیو مشین کی آواز کو خوب داد دی۔ کمانڈر انچیف نے کہا فوجی لوگ اگر ہڑتال کریں تو اس ہڑتال کو بغاوت کہا جائیگا۔ ڈسپلن (اطاعت) فوج کا جوہر ہے چاہے انگریزی فوج ہو یا کسی اور کی فوج ہو۔ ڈسپلن کے بغیر کسی فوج سے کام لینا ناممکن ہے۔

یہ بات قرآنی تعلیم کے موافق ہے۔ جس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے "تم خدا کی اطاعت کرو رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور جو تم میں صاحب حکومت ہوں اُن کی اطاعت کرو"۔

مسلمانوں کی پراگندگی کا راز بھی یہی ہے کہ وہ خدا رسولؐ اور اپنے پیشواؤں کی اطاعت سے باغی ہوگئے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو اطاعت و ڈسپلن سے منحرف کس نے کیا؟

کمانڈر انچیف صاحب فوجی آدمی ہیں۔ اپنی قوم کی سیاست کو نہیں جانتے۔ جانتے ہوتے تو میں کہتا کہ اکبر اعظم کے زمانے سے یورپ کی سیاست کے قدم ہندوستان میں آئے۔

اور اس نے ہندوستان کی اسلامی حکومت چلانے والوں کے خلاف رعایا میں بے اطاعتی کی تخم ریزی شروع کی۔ اور بہادر شاہ آخری بادشاہ کے عہد میں سر جان الیٹ چیف سکریٹری گورنر جنرل ہند نے ایک تاریخ ہند لکھ کر اس تفریق اور بے اطاعتی کی سیاست کو مکمل کر دیا۔

پس حضرت عیسیٰؑ کی زبان میں سن لو کہ جو بویا تھا۔ وہی پیدا ہوا ہے۔ اب وہی کھانا پڑیگا چاہ کن را چاہ در پیش۔

وکٹری ڈے کا بائیکاٹ

دہلی میں فتح کا جشن منایا جا رہا ہے۔ اس کے خلاف کانگریس اور مسلم لیگ نے اعلان کیا ہے کہ اس تقریب کو بائیکاٹ کرو۔

جن کے ہاتھ پاؤں تختوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور ان کو دریا میں ڈالا گیا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے۔ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ دیکھنا دیکھنا تمہارے کپڑے نہ بھیگ جائیں۔ ذرا ہوشیار رہنا۔

یہی حال ہندوستان کی ہڑتال کا ہے کہ ہڑتال کر کے ہندوستانی خود اپنی تجارت کا نقصان کرتے ہیں۔ انگریزوں کا اس سے کیا بگڑتا ہے دہلی میں ہڑتال ہوئی۔ گوشت نہ بکا۔ سبزی نہ بکی۔ دوائیں نہ بکیں تو کیا انگریز بھوکے مر گئے؟ تکلیف تو خود ہم ہندوستانیوں کو ہوئی۔

یہ بائیکاٹ اور ہڑتال انگریزی رواج کی چیزیں ہیں۔ بس جو انگریزی راج اور انگریزی رواج کے مخالف ہیں۔ وہ انگریزی رواج کی ہڑتال اور بائیکاٹ پر عمل کیوں کرتے ہیں؟

کام وہ کرنا چاہیئے جس کا نتیجہ پہلے سے سوچ لیا جائے کہ اپنے منشا کے موافق نکل آئے گا۔ ہڑتال ہڑتال۔ بائیکاٹ بائیکاٹ کا غل مچایا۔ اور کامیابی نہ ہوئی تو اغیار میں سبکی ہوگی۔ اور ہندوستان کا بھرم خراب ہوگا۔

یہ جشن تو اُن نوکروں کے لئے ہے جنہوں نے ہندوستانی [illegible] لڑائی لڑی تھی۔ اور سرفروشیاں کر کے ہندوستان کا نام روشن کیا تھا۔ اور ہتھیار چلانے کی تعلیم حاصل کی تھی جس سے آئندہ ہندوستان کو بڑے بڑے فائدے ہوں گے۔

اس جشن کی شرکت سے وہ نئے نئے ہتھیار دیکھنے میں آسکیں گے جو ہندوستانیوں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اور جن کے دیکھنے کی آجکل ان کو بہت ضرورت ہے۔ اور جنگی سامان کی وہ حیرت انگیز چیزیں دیکھنے میں آئیں گی جو آج تک کسی ہندوستانی کی نظر سے نہ گزری تھیں۔ مثلاً برف صاف کرنے کی مشین جنگل کاٹنے کی مشین میں نے دیکھی تو تاریخ کا وہ دور یاد آیا جب ہم مسلمان بڑی بڑی لڑائیاں لڑنے جاتے تھے تو ان مشکلات کو ہاتھوں سے دور کر کے نام پاتے تھے۔ یا جان گنوا لیتے تھے۔

بہرحال میں بائیکاٹ اور ہڑتال کو ہندوستان کے لئے فضول بے نتیجہ اور نقصان رساں خیال کرتا ہوں۔ اگر انگریزوں سے آزاد ہونا ہے تو ان کی طاقت کے راز تو معلوم کرو۔ تم کہتے ہو ہم ان کی طاقت کے ہتھیار دیکھ کر ہم مرعوب ہو جائینگے میں کہتا ہوں تم میں جو کم ہمت ہیں وہ مرعوب ہوں تو ہوں ہمت والے تو ان چیزوں کو دیکھ کر حوصلہ مند بن جائیں گے اور ایسی چیزیں اپنے ملک کے لئے حاصل کرنے کی امنگ ان میں پیدا ہوگی۔ تم بھی آدمی ہو۔ انگریز بھی آدمی ہیں۔ جو انہوں نے بنایا ہے تم بھی بنا سکتے ہو جو انہوں نے کیا ہے تم بھی کر سکتے ہو۔ دور رہنے میں تمہارا نقصان ہے۔

اہل دل کے عمل

چشتی ٹوپی

چشتی پارٹی کے ممبروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ کسی رسمی جماعت کے ممبر نہیں ہیں۔ بلکہ اہل دل اور اہل عمل برادری میں شریک ہوئے ہیں اس لئے ان کو چشتی ٹوپی استعمال کرنی چاہیئے یہ ٹوپی نمائش کے لئے نہیں ہے۔ یعنی اس کو ہر وقت استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو نماز کے وقت اور جو مسلمان نہیں ہیں۔ اُن کو اپنی پوجا اور عبادت کے وقت اس برکت والی ٹوپی کو استعمال کرنا چاہیئے سکھوں کو بھی ایسا ہی کرنا ہوگا۔

یہ ٹوپی ۱۸ سال سے کم عمر بچوں اور عورتوں کو نہیں دی جائیگی۔

چشتی ٹوپی ان کو دی جائیگی جو سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے بیدار ہو کر خدا کی عبادت کا وعدہ کریں اور مسلمان صبح اور مغرب کی نماز کے وقت بھی اس کے اوڑھنے کا اقرار کریں۔

چشتی ٹوپی ان کو دی جائے گی جو صبح کے وقت ہر دم اللہ یا مولا یا معین ایک سو سترہ بار پابندی سے روزانہ پڑھنے کا عہد کریں۔

من مالا

عورتوں اور بچوں کو من مالا دی جائیگی۔ مردوں کو بھی من مالا دی جاسکے گی۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ من مالا کسی غیر کو نہ دکھائیں۔

جو ممبر چشتی ٹوپی اور من مالا مذکورہ اقراروں کے ساتھ لینی چاہیں وہ خرچ کا ایک روپیہ بھیجدیں۔

میرے وہ مرید جو اب تک چشتی پارٹی کے ممبر نہیں ہوئے ہیں ان کو بھی چشتی ٹوپی اور من مالا دی جائے گی۔ مگر عورتوں اور بچوں کو من مالا ہی دی جائے گی ٹوپی نہیں دی جائے گی۔

اور جو مرید چشتی پارٹی کے ممبر ہو چکے ہیں وہ بھی چشتی ٹوپی اور من مالا منگا سکتے ہیں۔

چشتی نمک

سب قوموں کے ممبروں پر لازم ہے کہ وہ اپنے کھانوں میں چشتی نمک استعمال کیا کریں۔ جو اسم اعظم اور قرآن کے باطنی حروف دم کرکے دہلی سے بھیجا جائے گا۔ نمک کی قیمت اور محصول کا خرچہ دینا ہوگا۔ یعنی نمک کی قیمت بازار میں جو کچھ ہوگی وہی قیمت لی جائے گی کچھ دن کے بعد صوبوں کے خلفا کو نمک دم کرنے کا طریقہ بتا دیا جائے گا۔ تاکہ وہ خود اپنے علاقے میں نمک تقسیم کرسکیں نمک دم کرنے کی تعلیم اور اجازت عورتوں اور بچوں کو بھی دی جائے گی

گورنر صاحب سرحد کا اردو تار

ہز ایکسلنسی سر اولف کیرو گورنر صوبہ سرحد کے تازہ تقرر کے وقت میں نے اردو زبان میں مبارکباد کا تار بھیجا تھا۔ اس کے جواب میں گورنر صاحب نے بھی اردو زبان میں حسب ذیل تار بھیجا ہے۔ میں گورنر صاحب کی اردو نوازی کو اردو زبان کی خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ سر کیرو خدا پرست ہیں۔ محب الفقرا ہیں۔ اور برطانی قوم کے بلحاظ اپنی برتر صفات کے نیر درخشاں ہیں۔ مجھے ان کی دوستی کی مسرت سالہا سال سے حاصل ہے اور میں اُن کے دل کو صداقت اور حقانیت کا عارف سمجھتا ہوں۔ اُن کا تار یہ ہے

۶ مارچ ۱۹۴۶ء از پشاور۔ خواجہ حسن نظامی نظام الدین اولیا دہلی۔ آپ کے تار مبارکباد مخلصانہ کا ممنون۔ اور آپ سے دعا کا خواہش مند رہتا ہوں۔ خدا حافظ شما۔ کیرو۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۴ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۷ فروری ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی
صحت کی خرابی کم ہے اب تک زکام ہے۔ ہلکا ہلکا بخار ہے منہ کا مزا ابھی خراب ہے۔ آج صبح سیٹھ ابن عربی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ اور چیف کمشنر صاحب کے ہاں بھی گیا تھا۔ اور دہلی کے تحصیلدار صاحب سے بھی ملا تھا۔ اور راشنگ آفس میں شاہزادے مرزا خیرالدین خورشید جاہ سے بھی ملا تھا۔ کوتوال صاحب کے گھر میں واپس آجانے کے بعد دو بارہ دہلی کے نئے کوتوال صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہاں خاں صاحب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر رفیق قدیم سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ عید میلاد کے جلوس کے لیسنس کی نسبت کوتوال صاحب سے بات چیت کی تھی۔ رخصت کے وقت میں نے کوتوال صاحب سے کہا ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ جب میں کسی سے یہ سنتا ہوں کہ وہ ایم۔اے پاس ہے تو مجھے کچھ زیادہ خوشی نہیں ہوتی۔ لیکن جب میں کسی کا چوڑا سینہ اور چوڑی کلائی دیکھتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ آج میں آپ کا چوڑا سینہ اور شاندار چہرہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ محمد عثمان صاحب سکریٹری عید میلاد کمیٹی اور امام صاحب مسجد فتحپوری صدر عید میلاد کمیٹی بھی ملے تھے۔ نوچندی جمعرات کی وجہ سے بہت سے لوگ درگاہ میں بھی آئے تھے۔ اور میرے ہاں بھی آئے تھے۔ آج رات کو بھی مجھے بخار کی تکلیف رہی۔ اب میں آش جو اور مونگ کی دال یا مک کا ساگ ڈال کر کھاتا ہوں ان غذاؤں سے کمزوری تو بڑھتی ہے لیکن مرض میں کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔

۵ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۸ فروری ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی
جانشین حضرت سلطان المشائخ کی آج میں نے حضرت بابا فریدالدین گنجشکر رض کے نواسے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رض کے فرزند معنوی اور جانشین حقیقی حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رض کے مزار کی مرمت اور صفائی کا انتظام شروع کیا۔ جو میرے مکان عاشق علی منزل کے گوشہ شرق و جنوب میں ہے۔ اور اسی کے قریب میرا موٹر گیرج ہے۔ میرے بچپن میں یہ مزار بہت معمولی حالت میں تھا جسکو میرے یہودی دوست مسٹر ڈیوڈ نے تعمیر کرایا تھا۔ یعنی وہاں سنگ سرخ کا فرش لگوایا تھا۔ اور اس کے سرہانے میری پہلی بیوی اور میرے لڑکے حسن بصری اور میرے بھائی سید حسن علی اور بابا شجاعت علی قلندر اور مولوی مسعود علی صاحب محوی حیدرآبادی کے چچا کے مزارات ہیں۔ اب میں یہاں ایک سائے کی جگہ بھی بنوانی چاہتا ہوں۔ اور مزار کا جو احاطہ میں نے بنوایا تھا اس کی تکمیل بھی کرانی چاہتا ہوں۔ اور مزار کے باہر کے صحن میں فرش بھی کرانا چاہتا ہوں۔ اور اس صحن میں میرے خاندان کے لوگوں کی جتنی قبریں ہیں ان کو بھی بنوانا چاہتا ہوں۔
مجلس کل جمعہ کے بعد درگاہ حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی میں حاضر ہوا تھا۔ اور اپنے دوست سید اشتیاق حسین صاحب شوقی کے مکان پر کھانا کھایا تھا۔ جہاں آج مولانا سید محمد صاحب خطیب اعظم کی تقریر ہوئی تھی۔ دہلی کے شیعہ عمائد بھی شریک ہوئے تھے۔ اور سوز خوانی بھی ہوئی تھی۔ صاحبزادے سید یوسف علی صاحب نے بھی تحت اللفظ مرثیہ پڑھا تھا۔ صاحبزادگان درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رض بھی شریک ہوئے تھے دہلی کے نامور لیڈر فاضل مقبول صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ حکیم حاجی عبدالمجید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد اور بھیا فقیر چشتی بھی شریک ہوئے تھے خطیب اعظم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر خیر نہایت فصیح و بلیغ اور فلسفیانہ انداز سے کیا تھا مغرب کے وقت مجلس ختم ہوئی تھی۔

آج رات کو بھی صحت خراب رہی۔ اور بخار ہوا۔
مریدوں کا قافلہ کل رات کو عشاء کے وقت صوبہ قدیم ضلع فیروزپور پنجاب سے عورت مرد مریدوں کے بارہ افراد کا ایک قافلہ آیا تھا صحت کی خرابی کے سبب باہر نہ جا سکا۔ سب کو ایمان خانے میں ٹھیرا دیا۔ بے اطلاع اور بے وقت آنا قدیم اور جدید روایات کے خلاف ہے۔
لچھمن نظامی کل ادہونی والے ہندو مرید لچھمن نظامی واپس چلے گئے۔ وہ اُردو نہیں جانتے تھے اور میں اُن کی زبان نہیں جانتا تھا۔ ایک دن انہوں نے رحمت اللہ صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر ممبر اسمبلی اور ان کے اخبار نویس ہندو مسلمان دوستوں کی موجودگی میں کہا تھا کہ میں تو آپ کو خدا مانتا ہوں رحمت اللہ صاحب نے اُن کا بیان اُردو میں سمجھایا تو میں نے کہا یہ بہت غلط خیال ہے۔ میں خدا نہیں ہوں۔ چودھری چمن علی نظامی نے زرد پھولوں کے دو کنٹھے اور زرد پھولوں کے پانچ گلدستے بسنت کی یاد میں بھیجے تھے۔ میری بستی کے شمس الدین قصاب نے خطاب کی مبارکباد میں پھولوں کے کنٹھے اور بہت سی مٹھائی بھیجی تھی۔

۶ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۹ فروری ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

شاہزادہ برہان الدین کہ دہلی میں کیپٹن عبدالرشید کی سزا کے خلاف مسلمانوں کا جوش حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ہندوستان کے دوسرے شہروں سے بھی اسی قسم کی خبریں آرہی ہیں۔

اسی قسم کا ایک مقدمہ شاہزادے چترال کیپٹن برہان الدین کے خلاف بھی دہلی میں چل رہا ہے جسکی نسبت آج میں نے چند بڑے درجے کے انگریز افسروں سے بات چیت کی تھی۔

مسٹر جناح نے بھی کمانڈر انچیف کے فیصلے کے خلاف ایک قانونی گرفت کا بیان شائع کیا ہے کیپٹن برہان الدین کے معاملے میں مجھے ہندوستانی اور اسلامی نکتۂ نظر کے علاوہ ایک تیسرے پہلو سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کیپٹن برہان الدین چترال کے شاہزادے ہیں اور چترال کی جغرافیائی حیثیت بہت اہم ہے۔ کیونکہ چترال کی سرحد روس سے بھی ملتی ہے اور افغانستان سے بھی ملتی ہے۔ اور موجودہ زمانہ ایسا نہیں ہے کہ برطانیہ روس کی موجودہ ذہنیت کو فراموش کرنے کی غلطی کرے۔ اس لئے میں نے اپنے انگریز دوستوں کو اسی نازک پہلو کی طرف توجہ دلائی تھی۔

چیف کمشنر صاحب کہ آج صبح آنریبل مسٹر کرسٹی چیف کمشنر صوبہ دہلی سے ملنے گیا تھا۔ باغ میں ملاقات ہوئی۔ انکو بھی دھوپ کی ضرورت تھی۔ مجھے بھی دھوپ کی ضرورت تھی۔ وہ بھی سن رسیدہ ہیں اور میں بھی بوڑھا ہوں۔ سفر حیدرآباد کے زمانے میں خبر ملی تھی کہ وہ کچھ بیمار ہیں۔ مگر اب انکی صحت اچھی ہے۔

نواب مہدی نواز جنگ بہادر کہ میرے پرانے دوست سید مہدی یعنی نواب مہدی نواز جنگ بہادر کہ حیدرآباد واپس چلے گئے۔ میں بھی نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں ان سے ملنے گیا تھا۔

ابن خلیفہ کہ ترکی حکومت کے مرحوم آخری خلیفہ کے فرزند پرنس فواد کہ آج ہوائی جہاز کے ذریعے دہلی میں آئے ہیں۔ نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرے ہیں۔ ان کی بہن شاہزادی دُرِّ شہوار ولی عہد بہادر حضور نظام کی بیگم ہیں۔ پرنس فواد کی والدہ بھی ساتھ آئی ہیں۔ پرنس کی وجاہت اچھی ہے

ایک انگریز کرنل صاحب کہ گیسٹ ہاؤس میں نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے ایک انگریز کرنل صاحب سے ملاقات کرائی۔ جو دہرہ دون سے آئے ہیں۔ اردو صاف بولتے ہیں سن رسیدہ ہیں۔ اور بہت آزاد خیال انگریز ہیں۔ میں نے کہا جمہوری طرز حکومت کو میں نہیں مانتا۔ کرنل صاحب نے ہنس کر کہا میں بھی ڈیماکریسی کا قائل نہیں ہوں۔

بھائی کی اولاد کی قبریں بنوائیں کہ آج اپنے مرحوم بھائی کی لڑکیوں کی قبریں بنوانی شروع کیں۔ اپنے نواسے سید مسلم کی قبر پہلے بنوا دی تھی۔

شیخ چلی نے ووٹ دیا کہ آج رات کو ایک ڈرامہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے "شیخ چلی نے ووٹ دیا" اس میں موجودہ الیکشن کی خرابیوں کو ظرافت کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے

ایرانی دعوت کہ ہز ایکسیلنسی معتمدی صاحب سفیر ایران نے خطاب کا تہنیت نامہ بہت اچھے الفاظ کی فارسی میں بھیجا تھا۔ اور مجھے علی کے ساتھ لنچ کے لئے بلایا تھا۔ وہاں افغان شاہزادے احمد علی خاں صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور دو ایرانی شرفا بھی شریک طعام ہوئے تھے۔ ایرانی خواتین بھی تھیں سفیر صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی فارسی شاعری اور محبت اہل بیتؑ کا بہت دیر تک ذکر کیا۔ میں نے بھی اعلیٰ حضرت کی بہت سی صفاتِ حسنہ کا حال بیان کیا۔ میز پر علمی باتوں کا چرچا رہا۔ شاہزادے احمد علی خاں کی بے مثل معلومات و تحقیقات علمی کا حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوا۔

۷ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

وداعِ زکام کہ میرے زکام نے آٹھ دن مہمان رہنے کے بعد آج مجھ سے کہا "یور ہولی نس سے واپس جانے کی اجازت مانگتا ہوں"۔ میں نے کہا "ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ یہ بھی کوئی آنا تھا کہ آٹھ دن کے لئے گھر میں گھس آئے۔ اور اب کہتے ہو جاتا ہوں"۔ نظریں جھکا کر جواب دیا آپکے پاس اب کوئی جیبی رومال باقی نہیں رہا اور آپ اب تولیئے سے ناک پونچھنے لگے۔ اس بے تمیزی سے مجھے گھن آتی ہے۔ اور میں ایسے میزبان کا مہمان رہنا نہیں چاہتا جسکے جیبی رومال اتنے زیادہ میلے ہوں"۔ میں نے کہا "شٹ اپ۔ خاموش۔ دور ہو میرے سامنے سے"۔ ہنستا ہوا اور چھینکتا ہوا چلا گیا۔

سید صدر العلےٰ صاحب اور سیٹھ ہاشم صاحب بمبئی والے اور سید انیس الرحمٰن نظامی ملنے آئے تھے۔

پکار کا گیت کہ آج ایک دوست کے ساتھ پلازا سینما میں "پکار" فلم دیکھنے گیا تھا۔ مجھے اس فلم کا ایک گیت "زندگی کا راز" بہت زیادہ پسند ہے اور میرا احساس اس کا بہت زیادہ گرویدہ ہے۔ ٹکٹ خرید لئے اندر جا کر بیٹھا تو دیکھا بکثرت انگریز عورت مرد جمع ہیں حیرت ہوئی کہ یہ انگریز اردو فلم دیکھنے کیوں آگئے ہیں تماشہ شروع ہوا تو لگا تار انگریزی سین آنے لگے جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اٹھ کر چلا آیا۔ باہر آکر معلوم ہوا "پکار" فلم صبح کو دکھایا گیا تھا۔ اپنی بے خبری پر لعنت کرتا ہوا پرانی دہلی چلا گیا۔

مجلس کہ آج میرے مرحوم دوست ماسٹر سید ذاکر حسین صاحب کا دسواں تھا۔ مجلس سید آفاق حسین صاحب آفاق حسنی کے مکان پر ہوئی تھی۔ ملا واحدی صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ شیعہ زیادہ تھے۔ سنی کم تھے۔ خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب نے ایسا علمی بیان کیا۔ اور ایسے باریک علمی نکتے سمجھائے کہ میں نے پکار کر کہا "تیرہ سو برس کے بعد آج یہ نکتہ حل ہوا"

[illegible]

اُردو مجلس آج مدت کے بعد اُردو مجلس میں گیا تھا۔ اُردو مجلس کے بانی نواب خواجہ محمد شفیع صاحب کو خدا نے دوسرا بیٹا عنایت فرمایا ہے۔ مغرب کی نماز بھی وہیں پڑھائی تھی۔ اور ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد کے حالات بھی حاضرینِ مجلس کو سنائے تھے۔ عشاء کے وقت گھر میں واپس آیا تھا۔

منادی کی غلطیاں تازہ منادی میں اتنی زیادہ غلطیاں املا کی اور لکھائی چھپائی کی ہیں کہ مجھے ساری رات اس خیال سے بے کلی رہی ایک غصہ آتا تھا اور جب جاتا تھا تو دوسرا غصہ پھر آجاتا تھا۔ اب ان تکلیفوں کا سہنا میرے بس کی چیز نہیں رہی۔ اگر یہی حال رہا تو میں اخبار بند کر دوں گا۔

ڈاکٹری کرشمہ آج اپنے بڑے پوتے سیلمان ایزدی کو ڈاکٹر محمد علی صاحب کے پاس لے گیا تھا سلیمان کے کان میں آٹھ دن سے درد تھا ڈاکٹر صاحب نے ایسی دوا لگائی کہ پانچ منٹ میں اچھا ہو گیا۔

۸ ربیع اول سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۴۶ء پیر دہلی

چشتی لائبریری کا کام شروع ہو گیا آج چشتی لائبریری کی تعمیر کے لئے ایک زمین کی صفائی شروع کرائی۔ اور ۱۲ بجے تک وہاں رہا۔

خطاب کی مبارکباد آج حضرت مولانا سید شاہ کرار حسین صاحب صابری خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ "شمس الفقرا" خطاب ہوتا تو زیادہ موزوں ہوتا۔ اب وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ دانت بھی نہیں رہے۔ اور بال بھی بہت زیادہ سفید ہو گئے ہیں۔ میں نے عمر پوچھی۔ تو ہنس کر جواب دیا۔ آپ ۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ میری پیدائش بھی اُسی سال ہوئی تھی۔ آپ محرم کی دوسری کو پیدا ہوئے تھے۔ اور میں اُسی سال جمادی الثانی میں پیدا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے چھ مہینے آپ سے میری عمر کم ہے میں نے کہا عبادت اور یادِ حق اور مراسمِ قدیم کی استقامت میں آپ مجھ سے بہت زیادہ بڑے ہیں۔ مجھ جیسے سنیما دیکھنے والے کا جینا مرنا برابر ہے۔

لالہ کنور سین صاحب چشتی بھی دو ہندوؤں کے ساتھ خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔

سید ابن عربی کی روانگی آج سید ابن عربی حیدرآباد چلے گئے۔ میرے چھوٹے پوتے کا خدمتگار "جابر" بھی ایک مہینے کی رخصت لے کر اُن کے ساتھ گیا ہے۔

نواب صاحب رام پور کی آمد آج ہز ہائینس نواب صاحب رام پور بیکانیر کے سفر سے دہلی میں تشریف لائے تھے۔ میں ریل پر ملنے گیا۔ تو اُن کی گاڑی روانہ ہو چکی تھی۔ ملاقات نہ ہو سکی۔

ملا واحدی صاحب آج ملا واحدی صاحب سے اُن کے سرکاری دفتر میں ملنے گیا تھا انہوں نے باتیں بھی کیں۔ اور سرکاری کام بھی جاری رکھا۔

چیف کمشنر صاحب کی تقریر آج پرانی دہلی میونسپل کمیٹی کے ٹاؤن ہال میں سبزیوں کی نمائش کا افتتاحی جلسہ تھا مسٹر خان چیف میڈیکل آفیسر نئی دہلی اور مسٹر پی۔ ایم نزدلا۔ ہیلتھ آفیسر پرانی دہلی کی تقریریں بھی ہوئیں اُن دونوں نے لکھی ہوئی تقریریں پڑھیں۔ مگر آنریبل مسٹر کرسٹی چیف کمشنر دہلی نے نہایت فصاحت و بلاغت اور متانت کے ساتھ زبانی تقریر کی۔ اور بہت دیر تک بولتے رہے۔ اُن کے بولنے کا انداز بہت زیادہ باوقار تھا۔ دہلی کے گذشتہ چیف کمشنروں میں کسی چیف کمشنر کو اتنا اچھا اور برجستہ بولنے والا نہ پایا تھا۔

پشاوری مہمان شام کو گھر میں واپس آیا۔ تو محمد شبیر الحسن خاں آرمی کنٹراکٹر اور عبد الحمید خاں اور اُن کے بھائی ملنے آئے تھے خواتین بھی آئی تھیں۔

بعد مغرب کچھ تحریری کام بھی کیا تھا۔ اخبارات بھی دیکھے تھے۔

ہڑتال آج تمام دہلی کے مسلمانوں نے مکمل ہڑتال کی تھی۔ اور بڑے بڑے جلسے بھی ہوئے تھے اور دس ہزار مسلمانوں کا ایک جلوس اسمبلی میں بھی گیا تھا۔ اور کیپٹن عبد الرشید کی رہائی کے لئے نعرے لگائے تھے۔ لیگی اور کانگریسی ممبروں نے باہر آکر اطمینان دلایا تھا کہ ہم پوری کوشش کیپٹن عبد الرشید کی رہائی کے لئے کریں گے۔ آج مسٹر جناح سے وائسرائے کی ملاقات ہوئی تھی۔ مسئلہ خوراک کی بات چیت بھی ہوئی تھی۔

بمبئی میں فقیر نہیں ملا حسین جب دہلی سے ہوائی جہاز میں بمبئی گئے تھے تو اُن کی ماں نے اور اُن کی خالہ نے اور اُن کی بہنوں نے اُن کے بازو پر امام ضامن کے روپے باندھے تھے۔ اور کہا تھا بمبئی میں جا کر خیرات کر دینا حسین کا عجیب خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مجھے یہاں کوئی اصلی مستحق فقیر نہیں ملا مجھے اس فقرے سے بہت لطف آیا۔ اور میں نے سمجھا کہ میرا بیٹا میرے قدم بقدم ہے۔ اور مستحق اور غیر مستحق کا فرق جانتا ہے۔

۹ ربیع اول سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۴۶ء منگل دہلی

درگاہ حضرت دادا مولانا آج صبح حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے فرزند معنوی اور خلیفہ اور جانشین اور حضرت شیخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے حقیقی نواسے حضرت مولانا خواجہ سید محمد امامؒ کی درگاہ کی مرمت شروع کرائی۔ تینتالیس مزدور کام پر لگائے گئے۔

جنات کی مسجد میرے مکان کے شمال میں نواب خان دوراں خاں کی بنوائی ہوئی خوب صورت مسجد ہے۔ جس کے صحن میں نواب صاحب کا مزار ہے اس مسجد کی نسبت عوام کو وہم ہے کہ یہاں جنات رہتے ہیں۔ اس واسطے اُس کے اندر جاتے ہوئے

لوگ ڈرتے ہیں۔ آج میں نے اُس مسجد کی صفائی کرائی۔ گذشتہ زمانے میں یہ مسجد گرنے کے قریب ہو گئی تھی۔ اور میں نے اس کا تہ خانہ بھی سمنٹ سے درست کرایا تھا۔ اور مرمت بھی کرائی تھی آج اس کو صاف کرایا۔ مسجد کے جنوب میں شہیدوں کے مزارات ہیں وہاں پختہ فرش بنوایا تھا۔ جو آمد و رفت کی وجہ سے شکستہ ہو گیا تھا۔ آج اُس کی بھی مرمت کرائی۔ اب میں خود تھوڑی دیر اس مسجد میں بیٹھا کرونگا۔ اور نماز بھی یہیں پڑھا کروں گا۔ کیونکہ مجھے جنات سے بہت محبت ہے۔ انسانوں کی محبت سے اُکتا گیا ہوں۔ اب جنات سے دل لگانا چاہتا ہوں۔ جنات کی عورتیں پریاں کہلاتی ہیں۔ وہ سب مددگار نہیں ہیں۔ کیونکہ سنیما والوں کو بہت سی پریوں کی ضرورت ہے۔ وہ وہاں چلی جائیں گی۔ بڈھے بڈھے جن میرے پاس رہیں گے۔ اُن کو رضاکار پولس میں بھرتی کروں گا اور کہوں گا کہ اب تقیّے کی ضرورت نہیں ہے تم انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ کیوں رہتے ہو؟ اب سامنے آجاؤ۔

عید میلاد ڈپوٹیشن: آج مسجد فتحپوری کے امام صاحب اور محمد عثمان صاحب صدر و سکریٹری عید میلاد کمیٹی دہلی تشریف لائے تھے۔ اور جلسۂ عید میلاد کی صدارت کی خواہش کی تھی میں نے عذر کیا کہ رات کے وقت میں کہیں نہیں جا سکتا۔

۱۰ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۳ فروری ۱۹۴۶ء بدھ دہلی

بارش: کل رات سے ابر آیا ہے۔ بوندا باندی شروع ہوئی ہے۔ آج دن کو بھی ہلکی سی بارش ہوئی میں نے ایک بجے کے بعد درگاہ حضرت دادا مولانا رضؓ کی مرمت ملتوی کرادی۔ کیونکہ سردی کی بارش میں مزدور بھیگتے تو بیمار ہو جاتے۔

کوئٹے کی خاتون: آج کوئٹے بلوچستان سے ایک خاتون ملنے آئیں تھیں۔ دریافت کیا کیا مرید ہونا ضروری ہے؟ میں نے کہا نجات کے لئے نماز روزہ کافی ہے۔ مرید ہونا ضروری نہیں ہے لیکن روحانی فیضان حاصل کرنے کے لئے اور دل کی روشنی کے لئے مرید ہونا ضروری ہے اُنھوں نے بیعت کر لی۔ اور واپس چلی گئیں۔

حاجی محمد علی: پیارے بھائی حاجی داؤد حاجی ناصر ماؤجی کے فرزند حاجی محمد علی ملنے آئے تھے اُنھوں نے ابھی ایران و عراق کا سفر کیا تھا زائرین اور حاجیوں کی تکلیف کا ذکر کرتے تھے۔

کھنہ صاحب: رائے بہادر کھنہ صاحب سے ملنے گیا تھا۔ جو میرے بہت پرانے دوست ہیں۔

سر محمد عثمان صاحب: حاجی محمد علی صاحب کے ساتھ آنریبل سر محمد عثمان صاحب سے ملنے گیا تھا۔ بہت دیر اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہوا۔

اجمیری مرید: شام کو جمال محمد نظامی ایک پیر بھائی کے ساتھ خانپورہ ضلع اجمیر شریف سے آئے تھے سذید منزل میں ٹھیرے تھے۔ یہ میرے پرانے تبلیغی رفیق ہیں۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی کیونکہ مونگ کی دال کے سوا سب ثقیل غذائیں ترک کر دی تھیں۔

سید یامین نظامی: بدھ کے حاضر باش سید یامین نظامی بھی آئے تھے۔

۱۱ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

قبروں کی مرمت: کل بارش کی وجہ سے آدھے دن قبروں کی مرمت کا کام رک گیا تھا۔ آج پھر شروع کر دیا گیا۔ شام تک سینتالیس مزدوروں نے کام کیا۔ چچا سید منیر علی صاحب کی قبر میرے موٹر گیرج کے شرق میں لب سڑک واقع ہے اور شکستہ ہو گئی تھی۔ آج وہ بھی سمنٹ کے ذریعے پختہ بنوا دی۔ میرے دوست حاجی سید عاشق علی صاحب دہلوی کے درویش صفت والد صاحب کی قبر خام ہونے کے سبب بے نشان ہوتی چلی تھی اُس کو بھی از سر نو پکا بنوا دیا۔ اپنی مرحومہ بیوی حبیب بانو اور اُن کے بیٹے سید حسن بصری اور اپنے بڑے بھائی سید حسن علی مرحوم کے مزارات کے کتبے بھی اونچے کر کے لگائے۔ اور بھائی مرحوم کی لڑکیوں عائشہ بانو و زہرا بانو اور عائشہ بانو کی لڑکی مدثر بانو اور چچا زاد بھائی سید لاڈلے علی مرحوم کی لڑکی امت الکریم بانو کی قبریں بھی پختہ بنوا دیں۔ یہ سب قبریں ایک چبوترے میں ہیں اور میرے موٹر گیرج کے گوشۂ جنوب میں ہیں بڑے بھائی کے مزار کے بائیں میرے چچا سید نادر علی صاحب کی قبر ہے اور اُن کے خاندان کی اور چند قبریں ہیں اُن کا بھی آج پکا چبوترہ بنوا کر قبریں پختہ کرا دیں۔

مسٹر ہن راہن: تیسرے پہر نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے سکریٹری مسٹر ہن راہن اور اُن کے نائب بابو ولیس راج صاحب بستی کی ایک تعمیر کو دیکھنے آئے تھے۔ میں نے بھی اُن کو توکل منزل اور ارض عرفان کا معائنہ کرایا۔ توکل منزل کی چھت گذشتہ برسات میں گر گئی تھی اور سب عمارت قائم ہے۔ سکریٹری صاحب نے کہا نقشے کے بغیر چھت ڈالنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ارض عرفان کی حفاظت کے لئے ایک دیوار بنانی اور دروازہ لگانا تھا۔ اُس کی بابت بھی کہا کہ نقشہ داخل کرنا ہوگا۔ بابو ولیس راج صاحب نے کہا آپ کے مکانات اور راستے بہت صاف ہیں بستی کے اندر ہم گئے تھے وہاں بہت زیادہ گندگی ہے۔

زیارت: آج درگاہ شریف میں مولود شریف ہوا تھا۔ اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رضؓ کے لائے ہوئے قدم شریف کی زیارت بھی کرائی گئی تھی۔ اور درگاہ شریف کے تبرکات یعنی رسول اللہ کی ریش مبارک کے بالوں کی زیارت بھی کرائی گئی تھی۔ میں بھی اپنے لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ اس زیارت میں شریک ہوا تھا۔

قوالی: آج رات کو ایمان خانے میں ولایت خاں قوال کی قوالی ہوئی تھی۔ حاجی داؤد حاجی ناصر ماؤجی کے لڑکے حاجی محمد علی اور سید محمد حسن صاحب

اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس اور پرنس محی الدین نظام الدولہ اور پرنس خوشوقت الملک برادران ہز ہائی نس نواب صاحب چترال اور اُنکے عزیز غلام جیلانی صاحب شریک بزم تھے۔ پہلے قوالی سنی پھر کھانا کھایا۔ رات کو دس بجے سب واپس چلے گئے۔

مقدمہ ختم ہو گیا کہ ہز ہائی نس نواب صاحب چترال کے ایک بھائی کیپٹن برہان الدین پر نیشنل آرمی کے سلسلے میں مقدمہ چل رہا تھا آج وہ ختم ہو گیا۔ اور فرد جرم لگادی گئی۔ یعنی ان کو مجرم قرار دیدیا گیا۔ فیصلہ پانچ دن کے بعد ہوگا۔

نظام الدولہ لقب کہ پرنس محی الدین نواب صاحب چترال کے چھوٹے بھائی ہیں۔ یہ سب پندرہ بھائی ہیں۔ اور اکثر کے ناموں میں ملک شامل ہے۔ میں نے پرنس محی الدین سے کہا میں تم کو اپنے نام اور اپنے حضرت رضی کے نام کا ایک حصہ دیتا ہوں۔ اور آج سے تمہارا لقب "نظام الدولہ" مقرر کرتا ہوں۔

گورنر صاحب پنجاب کے پی۔ اے کہ برج حسن میں شیخ محمد شفیع صاحب ٹھیرے ہوئے ہیں۔ رات کو اُن سے اُن کے بھائی ملنے آئے تھے جو گورنر صاحب پنجاب کے پرسنل اسسٹنٹ ہیں اور مجھ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

گلدستے کہ چودھری چمن علی نظامی نے پھولوں کے گلدستے بھیجے تھے۔ اور میں نے اُن سے ایوان جانے کو سجایا تھا۔ مولانا عاشق نظامی نے مجلس کا انتظام کیا تھا۔ امین الملک سر مرزا اسمٰعیل صاحب کا جے پور سے تار آیا تھا میں نے جے پور جانے کا وعدہ کرلیا ہے۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔

قلندر جنگ نظامی کہ آج میرے پرانے مرید قلندر جنگ نظامی اپنے بیٹے کی شادی کے ولیمے کی دعوت دینے آئے تھے۔ میں نے کہا جو کی روٹی اور بتھوے کا ساگ کھلاؤ تو آجاؤں گا۔ ہنس کر کہا میں نے جو کے آٹے کا انتظام کرلیا ہے مگر واحدی صاحب کو مکلف کھانا کھلاؤں گا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

عید میلاد کہ آج میلاد رسول مقبولؐ کی عید ہے میری جوانی کے زمانے میں سارا ہندوستان بلکہ ساری اسلامی دنیا اس عید سے واقف نہیں تھی۔ ۱۹۰۹ء میں پہلی بار میں نے یہ تحریک جاری کی تھی۔ دہلی میں صدیوں سے اس دن کو بارہ وفات کہتے تھے اور عورتیں تو اب بھی اس مہینے کو بارہ وفات کا مہینہ کہتی ہیں۔ درگاہ قدم شریف میں ہر سال بارہ وفات کا میلہ ہوتا تھا۔ دو سو برس پہلے نواب درگاہ قلی خاں بہادر مرحوم نے جو کتاب دہلی کی نسبت لکھی تھی اس میں قدم شریف کے میلے بارہ وفات کا حال بھی لکھا ہے۔

میری اس تحریک سے عید میلاد ہندوستان کے ہر گاؤں اور قصبے اور شہر اور صوبے میں منائی جانے لگی ہے۔ افغانستان اور ایران اور مصر اور ترکی میں بھی شاہ و گدا مساوی شان سے عید میلاد مناتے ہیں۔ البتہ ہندوستان کے غیر مقلد اور سعودی حکومت اور دیوبندی لوگ اس تحریک کے مخالف ہیں کیونکہ وہ ذکر میلاد ہی کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

غلام حیدر مومن کہ پیارے بھائی ولی محمد مومن مرحوم چیف سکریٹری ریاست مانا ودر کاٹھیاواڑ کے چھوٹے بیٹے غلام حیدر مومن بی۔ اے ایل ایل بی وکیل احمد آباد ایک سید صاحب اور ایک ہندو صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی تھی۔

حضرت صاحبزادے صاحب کہ گولڑہ شریف کے حضرت صاحبزادے غلام محی الدین صاحب دہلی میں آئے ہیں ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب کے مکان پر ٹھیرے ہیں ٹیلیفون کے ذریعہ مجھے خطاب کی مبارکباد دی تھی۔ اور میں صاحبزادگان درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ اور اظہر نظامی کے ساتھ انکی خدمت میں حاضر ہوا تھا وہ آج آگرے گئے ہیں۔

ایک ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا کہ آج خاندان کے ایک صاحب نے میلاد شریف کی تقریب میں دہلی کے اور بستی کے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا تھا۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ اور درگاہ چراغ دہلی صاحبؒ کے صاحبزادگان بھی کھانے کے لئے آئے تھے۔

لودی روڈ کالونی کہ میری بستی کے غرب میں کربلا شاہ مرداں علی گنج کے قریب ایک نو آبادی قائم ہوئی ہے جہاں سرکاری نوکر آباد ہوئے ہیں۔ آج جمعہ کے بعد وہاں عید میلاد کا جلسہ تھا مولانا ظفر علی خاں کی صدارت میں ہوا تھا۔ میں نے بھی تقریر کی تھی۔

غالب کے مزار کی تعمیر کہ آج حکیم محمد حنیف صاحب ہاشمی سے نئی دہلی میں ملنے گیا تھا۔ اُنکے چھوٹے لڑکے آفتاب ہاشمی نظامی میرے مرید ہیں اور سنگ مرمر کے ٹھیکیدار ہیں۔ ان سے غالب کا مزار بنوانا ہے شام کو ہاشمی صاحب مکرانے کے ایک سنگ تراش کے ساتھ آئے تھے اور مزار غالب کی پیمائش کی تھی نقشہ بن جائے تو تعمیر شروع ہو جائیگی۔ ہاشمی صاحب نے مجھے ایران کے شاعر فردوسی کی نو تعمیر قبر کا نقشہ دکھایا جس کو دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا کیونکہ رضا شاہ پہلوی نے بالکل یورپ کے طرز پر یہ مقبرہ بنوایا ہے۔ اپنی ایرانی شان نابود کردی ہے۔ یہ یادگار نہیں ہے بلکہ فردوسی کی یاد کو برباد کرتا ہے۔ میں نے ہاشمی صاحب سے کہا میں مغل طرز تعمیر چاہتا ہوں یورپ کا طرز تعمیر یورپ کو مبارک۔ ہم ایشائی ہیں اور ہمارا طرز تعمیر یورپ سے لاکھ درجے بہتر ہے۔

میں غالب کا مزار ایسا بنواؤں گا کہ دنیا میں آج تک کسی شاعر کا ایسا مزار نہ بنا ہوگا۔

محمد اسحاق صاحب تمیمی کہ دہلی پرنٹنگ ورکس کی چھپائی کے منتظم محمد اسحاق صاحب تمیمی ملنے آئے تھے۔ جمعہ کی نماز درگاہ کی مسجد میں پڑھی تھی۔

۱۳ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۶ فروری ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

گشت } آج صبیح علی کے ساتھ کچہری گیا تھا۔ چیلپے خالوں میں بھی گیا تھا۔ رو حا اور اُن کے بچوں کو ساتھ لایا تھا۔

ملاقاتی } لالہ منشی لال چند ہندوؤں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ سید محبت علی شاہ صاحب دادا مولانا کے قبرستان کی نسبت ایک پرانا کاغذ لائے تھے۔ کیونکہ قبرستان مذکور کی حفاظت کے لئے میں نے جو دیوار بنوانی چاہی تھی اس پر ان کو اعتراض تھا میں نے کہا میں بزرگوں کے مزارات کی مرمت اور سلامتی چاہتا ہوں یہ کوئی ایسی جائداد نہیں ہے جسکا مالک بننے سے مجھے کوئی فائدہ ہو۔ آخر دیوار بن گئی۔

آفتاب ہاشمی نظامی غالب کے مزار کی تعمیر کا نقشہ لائے تھے۔ اور میں نے کئی گھنٹے اس پران کی موجودگی میں غور کیا تھا۔ میں نے کہا میں غالب کا منتخب کلام اور خود اُن کی لکھی ہوئی آپ بیتی چاندی کے حروف سے سنگِ موسیٰ میں کندہ کرانا چاہتا ہوں۔

کہا گیا یہ بہت گراں کام ہوگا۔ اور غیر محفوظ بھی ہوگا میں نے کہا تھا خدا کی ذات کے لئے ہے۔ اس کا فکر نہ کرو۔ غالب نے میرے مالک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا سایہ حاصل کیا ہے تو میں ان کی قبر کو ایسا بناؤنگا کہ ساری دنیا کے آدمی اسکو دیکھنے آئیں۔

عُرس کی حاضری } آج حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا سالانہ عرس تھا میں بھی حاضر ہوا تھا۔ مغرب کی نماز درگاہ کی مسجد میں پڑھی تھی۔ پھر حضرت کی چوکھٹ چوم کر واپس آگیا تھا۔ رات کو حضور والا شرائے کی ریڈیو پر تقریر اور ترجمہ سُنا تھا۔

مونگ کی دال کھائی تھی۔ آلو میتھی کا ساگ بھی کھایا تھا۔ نیند بہت اچھی اور مسلسل آئی تھی۔

۱۴ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۷ فروری ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

سالانہ نیاز } آج حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ کے جانشین قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکیؒ کے سالانہ عرس کا آخری دن ہے۔ کل رات کو حاضری دینے گیا تھا۔ آج گھر میں حضرتؒ کی نیاز دلوائی تھی۔

عید میلاد کا جلسہ } صبح عربک کالج ہال میں عید میلاد کا بہت بڑا جلسہ مولانا ظفر علی خاں صاحب ممبر سنٹرل اسمبلی کی صدارت میں ہوا تھا۔ حاضرین بہت زیادہ تھے۔ بہت اچھی اچھی نعتیں اور تقریریں سنی تھیں۔ نواب سر یامین خاں صاحب کی تقریر سب سے اچھی تھی۔ میں نے بھی دس منٹ کی ایک ہوائی تقریر کی تھی۔ ہوائی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہوائی جہاز مسافروں کو جلدی پہونچا دیتا ہے۔ اسی طرح میں نے دس منٹ کی تقریر میں دس گھنٹے کا مضمون ادا کیا تھا۔ جس کو بہت زیادہ پسند کیا گیا تھا۔

ماہر انکم ٹیکس } کل شام کو لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس ملنے آئے تھے۔ اور اپنے لطیفے سنائے تھے۔

ہمراہی } شام کو ملا محمد واحدی صاحب اور اُن کے چھوٹے بیٹے سید موسیٰ رضا کے ساتھ ہمراہی فلم دوبارہ دیکھنے گیا تھا جس کی لوگ تعریف بھی کرتے ہیں اور بُرائی بھی کرتے ہیں۔ مگر میں نے اس فلم میں نہ کوئی اچھی بات دیکھی۔ نہ کوئی بُری بات دیکھی۔ فلمی اوصاف کے لحاظ سے اچھا فلم ہے۔ مگر لکھنے والوں نے روسی خیالات کے نشر کے لئے یہ فلم تیار کیا ہے۔ اور لوگ بُرا اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں عامیانہ مذاق کی چیزیں کم ہیں۔

نئی دہلی کے سول سرجن صاحب } آج صبح میجر شاہ صاحب سول سرجن نئی دہلی کے مکان پر اپنی صحت کی نسبت مشورہ کرنے گیا تھا۔ انہوں نے کہا خدا کے فضل سے کوئی بیماری آپکو نہیں ہے۔ اور صحت ہر لحاظ سے ٹھیک ہے۔

قوال کی وفات } کل شام کو درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں یہ خبر سنی تھی کہ دہلی کے مشہور قوال عبدالکریم خاں صبر نے وفات پائی۔ دہلی کے مشہور قوال تان رس خاں کے پوتے تھے۔ حیدرآباد میں زندگی کا بڑا حصہ گذارا تھا۔ اب بڑھاپے میں دہلی میں آگئے تھے۔ میں نے ان کو اور ان کے چھوٹے بھائی عبدالعظیم خاں مرحوم کو ان دونوں کے بچپن میں گاتا ہوا سنا تھا۔ آوازیں ایسی تھیں کہ سننے والے بیخود ہو جاتے تھے۔ اور کلام بھی بہت صحیح یاد تھا۔ عبدالکریم خاں صبر مرحوم اور ان کے بھائی کا بہت سا روپیہ مرزا حیرت کی اسلامیہ کمپنی میں ڈوب گیا تھا۔ درگاہوں کی سب مجلسوں میں ان بھائیوں کی عزت ہوتی تھی۔ ذی علم تھے شعر کہتے تھے۔ شائستہ متین اور بہت ادب شناس تھے۔ حیدرآباد میں سر مہاراجہ مرحوم کی مجلسوں میں آتے تھے۔ قوالوں کی لال پگڑی بندھی ہوئی۔ پرانا لباس۔ پرانی ادائیں۔ ہاتھ جوڑ کر بات کرتے تھے۔ اور جھک جھک کر سات سلام پرانے طریقے سے ادا کرتے تھے۔ مجھے اُنکی وفات کا حال سنکر صدمہ ہوا اور آج میں اُنکے گھر پر ماتم پُرسی کیلئے گیا تھا۔ خدا انکی مغفرت کرے اور پس ماندوں کو صبر دے۔ لیکن چونکہ مرحوم کا تخلص صبر تھا اسواسطے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں یہ دعا دیتا ہوں کہ صبر قبر سے نکلکر پس ماندوں کے پاس آجائیں؟

؎ کیونکہ یہ بات نہ پہلے کبھی ہوئی ہے۔ نہ اب ہو سکتی ہے۔ نہ آئندہ کبھی ہونے کی امید ہے۔

آفتاب ہاشمی نظامی نواب اسداللہ خاں غالب کے مزار کی تعمیر کی تیاری کے سلسلے میں آفتاب ہاشمی نظامی کل بھی ملنے آئے تھے۔ اور آج بھی ملنے آئے تھے۔ آج وہ قبر کے چند نقشے بنا کر لائے تھے۔ جو مجھے بہت ہی پسند آئے۔ میں نے کل کے روزنامچے میں یا کسی اور تحریر میں یہ لکھا تھا کہ میں وہ نقشہ اخبار میں شائع کر دوں گا۔ مگر آفتاب صاحب نے کہا نقشہ اخبار میں شائع کرنا مصلحت کے خلاف ہے ڈیزائن چرالیں گے۔

۵ اربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء سہ شنبہ دہلی

نیر درخشانِ افغانستان نئی دہلی سے خبر آئی کہ افغانستان سے غازی شاہ محمود خاں سپہ سالار اور وزیر جنگ افغانستان تشریف لائے ہیں امپیریل ہوٹل نئی دہلی میں قیام ہوا ہے۔ میرا روزنامچہ افغانستان کے صدر اعظم سردار محمد ہاشم خاں صاحب اور افغانستان کے سپہ سالار اور وزیر جنگ سردار شاہ محمود خان صاحب بہت دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ مگر متوکل علی اللہ غازی محمد ظاہر شاہ بادشاہ افغانستان کی نسبت معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ بھی منادی پڑھتے ہیں یا نہیں۔ منادی ان کی خدمت میں ہمیشہ جاتا ہے۔ ان کے شہید والد غازی محمد نادر شاہ بہت زیادہ دلچسپی سے منادی پڑھتے تھے اور اعلیٰ حضرت حضور نظام بھی سوا مقامی اخباروں اور انگریزی اخباروں کے اور دو اخبار منادی کے اور کوئی اخبار نہیں پڑھتے۔

شیخ صحرا آج مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب روہی والے پیر (یعنی شیخ صحرا) ملنے آئے تھے کچھ بیمار ہیں۔ میں نے شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے نام تعارف کا خط لکھ دیا۔ سن رسیدہ درویش ہیں۔ بلند شہر کے مریدوں میں ہو کر دہلی آئے ہیں سید عبدالجبار صاحب ہلوی بھی ان کے ساتھ آئے تھے سیٹھ لاکھانی بمبئی سے پریمی نظامی کا خط لے کر سیٹھ لاکھانی پریمی ملنے آئے تھے۔ قاضی فیروز الدین صاحب اپنے ہندو دوست بابو بنرجی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بنرجی بہت خندہ پیشانی اور خوش دل بنگالی ہیں دہلی میں موٹروں کا کاروبار کرتے ہیں۔ مدت سے سنتا تھا کہ وہ میری ملاقات کے مشتاق ہیں۔ آج ان سے ملاقات ہوئی تو میں ان سے دوبارہ ملنے کا مشتاق ہو گیا۔

سامانے کے بھائی سامانہ ریاست پٹیالہ میں میرے بہت سے ہم جد سید بھائی رہتے ہیں جن میں اکثر شیعہ ہو گئے ہیں۔ سُنیوں میں سید مقصود علی شاہ نظامی میرے مرید ہیں وہ بھی آئے تھے۔ اور ا کے چچا بھی آئے تھے۔ اور بھی کئی سید بھائی ساتھ تھے۔ مجھے عید میلاد کے جلسے کی شرکت کے لئے سامانہ لے جانا چاہتے تھے۔ چونکہ سامانہ بہت پرانا تاریخی مقام ہے اس واسطے میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ اب کے جمعہ کو وہاں پہونچ جاؤں گا۔

پانی پت کا بلاوا کئی دن سے سید اطہر عباس صاحب پانی پت بلاوے دے رہے تھے۔ آج ان سے بھی وعدہ کر لیا کہ بدھ کے دن پانی پت آؤں گا۔ اور مجلس میلاد میں تقریر کروں گا۔

موسم بدل رہا ہے۔ سردی کم ہو رہی ہے۔ بارش نہیں ہے۔ ابر آتا ہے۔ اور چلا جاتا ہے قبروں کی مرمت کا کام جاری ہے۔

پادری صاحب کا کیک پادری آئزک صاحب کے بیٹے آئے تھے۔ اور میرے لئے کیک لائے تھے۔ میرے نواسے داماد سید ظفر علی علاقہ ملول سے آئے تھے۔ میرے لئے پیڑے بھی لائے تھے۔

سندھیا کمپنی کے نمائندے آج میرے پرانے دوست عبدالحمید اسمٰعیل صاحب نمائندہ سندھیا جہازراں کمپنی ملنے آئے تھے۔ مولانا سید محمد صاحب جعفری ایڈیٹر روزانہ اخبار ملت بھی ساتھ تھے۔

۱۶ اربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۹ فروری ۱۹۴۶ء منگل دہلی

چیف کمشنر صاحب آج صبح آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی سے ملنے گیا تھا مگر وہ اخباری کانفرنس میں مصروف تھے۔ اخباری کانفرنس میں میرا بلاوا بھی تھا۔ مگر تقریریں انگریزی میں ہوتی ہیں اس واسطے میں شریک نہیں ہوا واپس چلا آیا۔

میجر ڈین آج امپرومنٹ ٹرسٹ (آرائش دہلی) کے صدر میجر ڈین صاحب سے ملنے گیا تھا اور چشتی لائبریری کی تعمیر کے منظور شدہ نقشے کی نسبت بات چیت کی تھی۔ میجر صاحب نے فوراً حکم لکھوا دیا کہ تعمیر کی اجازت دیدی جائے کیونکہ عرس قریب ہے۔

میاں عبدالرشید صاحب دہلی کے مشہور مجسٹریٹ میاں عبدالرشید صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جو میرے ہاں قوالی میں کئی بار آچکے ہیں۔ ایک دوست کے ساتھ ایک افسر سے ملنے گیا تھا جنہوں نے گوجرانوالے کے لال لال مالٹے مجھے دئے تھے۔

وصی نبی کی آمد آج شام کو سوا ۴ بجے میرے منجھلے بیٹے علی کے ہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ پہلے بیٹے کا نام ولی رکھا تھا۔ اس کا نام "وصی نبی" رکھا۔ زنانے میں جا کر بچے کے کان میں اذان کہی۔ دہلی سے علی بانو کی والدہ وغیرہ خواتین بھی آئی ہوئی ہیں۔ حور بانو اور روحہ اور کوثر بانو اور سید حسن عربی کی لڑکیوں اور الست بالتین کی خوشی کو دیکھ کر مجھے بھی بہت خوشی ہوئی بچہ بہت خوبصورت ہے۔ اور بہت پیارا ہے۔ علی کے سب بچے بچہ حسین ہیں۔ حسین کا چھوٹا بیٹا نعمان صورت شکل میں بڑے بہن بھائیوں سے بہت اچھا ہے۔ آجکل مجھ پر اس کی مہربانی بہت زیادہ ہے۔ ان کے بڑے بھائی سلمان اور بڑی بہن قدسیہ بھی مجھ سے بہت مانوس ہیں

دونوں فریق سے وہ ہم اور وہ ہم بھی میرے ساتھ بہت تعلق رکھتے ہیں۔

حصہ چڑھایا گیا — ۷ مارچ کو مغرب کے وقت زید منزل میں خاندان کے تینوں فریقوں کے بھائی جمع ہوئے تھے۔ اور سب نے درگاہ میں جاکر وصی نبی کا حصہ چڑھایا تھا۔

نمبر سو — آج میرے خاندان نبیرہ گان کے افراد کی گنتی وصی نبی کی ولادت سے سو تک پہونچی۔ اب تک میرے خاندان کے چھوٹے بڑے عورت مرد ننانوے افراد تھے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو اور اس کے ماں باپ کو اور دونوں بہنوں اور بھائی کو سلامت رکھے۔ اور میں بھی ان سب کی خوشی کا زمانہ دیکھ سکوں۔ اور یہ بھی دُعا ہے کہ خدا میرے بڑے لڑکے حسین کو بھی تیسرا لڑکا عطا فرمائے۔

اولادِ علی — آج شام کو حسین اور عربی کی اطلاع کے لئے اُردو میں اننت پور تار بھیجا۔ تو علی کے بچے کا نام اولادِ علی لکھا۔

۱۷ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء بدھ دہلی

قبریں بن گئیں — آج خدا کے فضل سے وہ سب قبریں بن گئیں جن کے نشان ایک حد تک مٹ گئے تھے۔ اور اُن میں سے بعض قبروں پر منشی نذیر احمد صاحب نے نام بھی لکھ دئے۔

والاحضرت محمود شاہ — آج دوپہر کو افغانستان کے سپہ سالار اور وزیر حرب والاحضرت غازی محمود شاہ سے امپیریل ہوٹل میں ملنے گیا تھا۔ اُنھوں نے ۱۱ بجے ملاقات کا وقت مقرر کیا تھا مگر مجھے ایک غلط فہمی کے سبب ایک گھنٹے کی دیر ہو گئی۔ شاہزادے احمد علی خاں اور سردار محمد شفیع خاں کونسل جنرل افغانستان بھی ملاقات کے وقت موجود تھے۔ غازی ممدوح سے نہایت فصیح اُردو میں باتیں کیں۔ اور بہت دیر تک میرے روزنامچے کی تعریف کرتے رہے۔ اور کہا میں بہت پابندی سے آپ کا روزنامچہ پڑھتا ہوں۔ ایک گھنٹے تک بہت دلچسپ اور پُرمعنی باتیں کیں۔ جو محض علمی تھیں۔ کسی قسم کی سیاسی بات چیت نہیں ہوئی۔ رخصت کے وقت میں نے کہا میں افغانستان کو اپنا وطن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میرے جدِ اعلیٰ حضرت مولانا سید علی لالا غزنی میں مدفون ہیں اور میرے سلسلے چشتیہ کا مرکز چشت افغانستان میں ہے۔ اور جی چاہتا ہے کہ میں افغانستان میں جاکر مروں۔ برابر سے سیٹھ غلام علی صاحب نے فقرہ کسا کہ جو قبر آپ نے یہاں بنوائی ہے اُس کو اپنے ساتھ افغانستان میں لے جائیگا۔ میں نے کہا افغانستان مجھ کو دو گز زمین دیدیگا یہاں کی قبر کسی اور دوست کے کام آجائیگی۔

غازی محمود شاہ کی وجاہت بہت اچھی ہے مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اُن کی صحت اچھی ہے۔ اور کوئی تغیر عمر کی زیادتی نے اُن کے چہرے پر پیدا نہیں کیا ہے۔ وہ اب بھی جوان معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کی جسامت اور وجاہت انگریزی کمانڈر انچیف ہندوستان سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مزاج میں تمکنت نہیں ہے۔ درویشانہ انکسار سے ملتے ہیں۔ رخصت کے وقت کہا میں ظاہرداری کے رسمی الفاظ کا قائل نہیں ہوں۔ اور نہایت صادقانہ خلوص کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے آپ سے دوبارہ ملنے کی بہت زیادہ تمنا تھی۔ اور آج وہ تمنا پوری ہو جانے سے بیحد خوشی ہوئی۔

محمد درشن کی روانگی — عید میلاد کا پمفلٹ محمد درشن منادی اخبار کے ساتھ بھی شائع کیا ہے۔ اور علیحدہ بھی روانہ ہو رہا ہے۔ ہر صوبے سے اس کی بہت زیادہ مانگ آئی ہے۔ میرے دفتر کے آدمی زیادہ وقت اسی پمفلٹ کی روانگی میں خرچ کر رہے ہیں۔

رام پور کا ٹیلیفون — بعد مغرب ہز ہائی نس نواب صاحب کے میر منشی صاحب نے ٹیلیفون میں بات چیت کی تھی۔

اننت پور کا تار — رات کو سید ابن عربی اور حسین اور خورشید اقبال شاہ نظامی کا مشترکہ اُردو زبان میں تار آیا تھا کہ "دادا دادی کو وصی نبی اولادِ علی کی ولادت مبارک ہو"۔

ایس اے خالق صاحب — آج دہلوی فلاسفر مسٹر ایس اے خالق ایڈیٹر اخبار روپیہ دہلی ملنے آئے تھے۔ اور مجھے اپنی روپیہ یونیورسٹی کے سرپرستوں میں شریک کیا تھا۔ میں نے اُن سے ہندوستان کے سیاسی انجام کی نسبت رائے پوچھی۔ اُنھوں نے کہا کانگرس اور مسلم لیگ کی توقعات درست نہیں ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کا کوئی مشترکہ لیڈر نہیں ہے۔ اس واسطے میری رائے یہ ہے کہ موجودہ چرچے چند روزہ ہیں۔ انہوں نے جو فلسفیانہ دلیلیں پیش کیں وہ مجھے بہت وزنی معلوم ہوئیں۔ میں نے کہا میں نے کل رات کو اپنی ایک کتاب کی کاپیاں درست کی تھیں جو ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی نسبت تھی۔ اور اس کے پڑھنے سے مجھ پر یہ اثر ہوا تھا کہ جو حالت ہندوستان کی ۱۸۵۷ء میں تھی وہ آج کی حالت سے بہت زیادہ مضبوط تھی جب اُس وقت کچھ نہ ہو سکا۔ تو اب جبکہ ہندوستان ہر لحاظ سے کمزور ہے کوئی اُمید آزادی کی نہیں ہو سکتی۔

طبائع کو ہوگی خوشی چند روز
بدلتے بدلتے بدل جائیں گی۔

بڑا لنچ — آج امپیریل ہوٹل نئی دلی میں ایک بڑا لنچ ہوا تھا۔ یورپ کے نامی گرامی اصحاب بھی تھے۔ ایران و افغانستان کے برگزیدہ اشخاص بھی تھے۔ اور ہز ہائی نس سر آغا خاں بھی تھے۔

ہوائی مہمان — کل [illegible] لال کا

بمبئی سے تار آیا تھا۔ اس لئے آج گیارہ بجے میرا پوتا سلمان علی کے ساتھ ہوائی اڈے پر اُن کو لینے گیا تھا مگر وہ ہوائی جہاز میں نہیں آئے۔ سید یامین نظامی بدھ کے حاضر باش بھی آئے تھے۔

۸ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۱۲ فروری ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

جہازی بغاوت کی خبر: آج بمبئی اور کراچی سے ہندوستانی جہازی بیڑے کے جہازیوں کی ہولناک خبر آئی ہے کہ اُنھوں نے انگریزی سرکار کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ اس کے بعد خبر آئی کہ شام کے وقت جہازیوں اور سرکاری فوج کے افسروں میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

ہوائی مہمان: آج برجور جی آرڈیشر دلال حیدرآباد کے شریک کار بمبئی سے ہوائی جہاز میں دہلی پہنچے ہیں۔ علی اور سلمان استقبال کے لئے ہوائی اڈے پر گئے تھے۔

طبیہ کالج کا مذاکرہ: آج شام کو طبیہ کالج دہلی میں طلبا کا مذاکرہ ہوا تھا۔ میں نے صدارت کی تھی۔ ایک فریق نے یہ ثابت کیا کہ یونانی طب کی موجودہ رفتار یونانی طب کے بقا کے لئے کافی ہے دوسری جماعت نے اس کی تردید کی۔ اور تردید کرنے والی جماعت جیت گئی۔ میں نے طلبا میں تقلیدی ولولہ اور جوش تو پایا۔ مگر اصلیت بہت کم تھی۔ تاہم یہ لوگ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب اور حکیم فرید احمد صاحب عباسی بھی وہاں تھے۔ ان دونوں تجربہ کار افسروں کی سعی سے امید ہے کہ طلبا میں اصلی جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

سید عبدالسلام: کل میرے داماد سید عبدالسلام علی گڑھ سے آئے ہیں۔ اُن کے بچے روحم اور نوحم باپ کی آمد سے بہت خوش ہیں۔ علی بانو کی والدہ اور بہن بھائی بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور آج سید احمد صاحب بھی میرے پوتے کو دیکھنے آئے تھے۔ یہ بھی علی بانو کے قریبی قرابت دار ہیں سلطنہ سید مقصود علی شاہ نظامی آئے تھے۔ اُن کی بیوی بیمار ہو جانے اور سامان نہ جانے کا بہت صدمہ ہے۔ میں نے سید جمیل حسین صاحب ایڈوکیٹ پٹیالہ کو اپنی معذوری اور بیماری کا آج تار بھجوا دیا پانی پت میں بھی اطلاع بھیج دی کہ میں نہیں آ سکتا۔ بعد مغرب منادی کے لئے ایک فوری اعلان لکھوایا۔ جو جہازی بغاوت کے سلسلے میں ہے۔ استاد شمس الدین صاحب جمعرات کے حاضر باش آئے تھے۔ اور علی کے لئے کھیر بھی لائے تھے۔ مولانا عشقی نظامی اور سیٹھ لاکھانی وغیرہ بھی آئے تھے۔

۱۹ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۲ فروری ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

رائے بہادر بندرابن: صبح زید منزل میں کام کیا پھر دس بجے علی کے ساتھ برجور جی کے پاس گیا۔ اور اُن کو ساتھ لے کر رائے بہادر بندرابن صاحب سے ملنے گیا۔ دفتر میں ملاقات ہوئی یہ میرے دوست بابو کیشب چند صاحب وکیل کے بھائی ہیں۔ بہت متین اور سنجیدہ لائق افسر ہیں۔ ابر آیا ہلکی سی بارش ہوئی جمعہ کی نماز درگاہ کی مسجد میں پڑھی۔ ایک پٹھان مولوی عربی مدرسہ قائم کرنے کی امداد کا محضر لائے۔ میں نے دستخط نہیں کئے۔ خفا ہو کر چلے گئے۔ شام تک زید منزل میں کام کیا۔ رات کو نیند نہیں آئی۔ دو بجے تک سویا۔ صبح تک تحریری کام کرتا رہا۔ اخبارات پڑھے۔ خواب گاہ کے اندر ساری دُنیا کو قلابازیاں کھاتے دیکھا۔ رسالہ بنات اور رسالہ ہمدرد صحت کو زیادہ توجہ سے پڑھا۔

شام کو ظہیر احمد صاحب قریشی نقشہ نویس ملنے آئے تھے۔ میں نے نقشوں کی تیاری کا مشورہ کیا تھا۔ یہ بہت لائق دین دار اور خود دار اور اپنے فن کے ماہر مسلمان ہیں۔

نئی دہلی کے راشننگ آفس میں گیا تھا ۱۶ر فروری کو کارڈ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر آج ۲۲ر کو بھی کارڈ نہیں ملے۔ افسر صاحب نے اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور وعدے پر ٹالا۔ ۱۶ر فروری سے بچوں کے دودھ کے لئے شکر نہیں ہے۔ اور آٹا بھی اتنا ہے کہ سب بچے آدھا پیٹ کھاتے ہیں۔ شمس العلما خطاب کے ساتھ راشن کارڈ بھی مل جاتے تو میں بچوں کو شمس العلما دکھاتا کہ یہ تمہارا اَن داتا ہے۔

رب نواز صاحب اپنے منشی ابراہیم صاحب مولائی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۳ر فروری ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

ایوان اُردو لائبریری: آج اُردو لائبریری کے ایوان کے تعمیری نقشے میجر ڈین صاحب صدر نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے پاس لے گیا تھا۔ یہ نقشے کئی سال پہلے منظور ہو چکے تھے۔ مگر تعمیری سامان نہ ملنے کے سبب کام ملتوی تھا۔ میجر ڈین صاحب نے ازراہِ عنایت نقشے لے لئے۔ اور حکم بھی لکھوا دیا لیکن فیصلہ سکریٹری صاحب کریں گے۔

ہمدرد مرہم: دہلی میں آجکل خارش کی بیماری کا زور ہے۔ اور اس کو ہمدرد مرہم مفید ثابت ہو رہا ہے۔ آج میں بھی پانچ شیشیاں لایا تھا۔ ۱۲ آنے کو ایک شیشی آتی ہے۔

ملاقاتی: احمد آباد سے سید پیارے میاں نظامی کسٹم آفیسر ریاست پالن پور اور اُن کے بھائی سید شمس الدین نظامی بی اے ایل ایل بی ملنے آئے تھے۔ اور آفتاب ہاشمی نظامی اور اُن کی بیوی اور لڑکی اور بڑے بھائی بھی ملنے آئے تھے۔ سید راشد حسین صاحب بھی اپنے دوست شاکر صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ایک مولوی صاحب آئے تھے۔ جو کراچی میں قرآن شریف کا درس دیتے ہیں۔ منشی نذیر احمد صاحب نقاش اور مولانا عشقی نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ منشی نذیر احمد صاحب مزارات پر کتبے لکھ رہے ہیں۔

صحت: کل رات کو چونکہ نیند بہت کم آئی تھی

اس واسطے آج صبح میں نے ناشتہ نہیں کیا! اور دوپہر کو میتھی کا ساگ اور مونگ کی دال کھائی لیکن پھر طبیعت خراب رہی۔

مبارکباد کہ آج آبادی جنگ پورہ سے لالہ انوپ سنگھ صاحب اور اُن کے ایک ہندو ٹھیکیدار دوست مجھے خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ اور میں بھی اُن کے والد لالہ سمن لال مہاجن کا جی پوچھنے گیا تھا۔ وہ مجھ سے عمر میں زیادہ ہیں۔

چاندی کا اگالدان کہ آج خواجہ بانو کی بہن ہمت المتین نے مجھے چاندی کا اگالدان دیا تھا بہت اچھا اگالدان ہے۔ غالباً جرمن سلور کا بنا ہوا ہے یا مراد آباد کی چادر پر چاندی کی قلعی کی گئی ہے۔

بارش کہ آج شام کو خوب گھٹا آئی تھی۔ اور چند بوندیں بھی پڑی تھیں۔ مگر رات کو دس بجے خوب گرج اور چمک کے ساتھ بارش ہوئی تھی سوکھی زمین تر ہو گئی! اور کہیں کہیں پانی بہہ بھی نکلا۔ مجھے رات کو بہت گہری کی نیند آئی دس بجے سے ۴ بجے تک مسلسل سوتا رہا۔ ۴ بجے اوراد پورے کرنے بیٹھا تو طبیعت بہت بشاش تھی۔ جو صحت کی علامت ہے۔

۲۱ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۴ فروری ۱۹۴۶ء یکشنبہ دہلی

پیارے کے نام ایک خط کہ آج میں نے اپنے پیارے بیٹے حسین کے نام ۱۲ صفحے کا ایک خط لکھا اور تاکید کی کہ وہ انت پور جیسے دور کے مقام کی سکونت ترک کر کے میرے پاس آ جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہندوستان کی غذا باہر جائے اور چونکہ وہ روزانہ ہزار بارہ سو بکروں کا گوشت مشینوں میں خشک کر کے باہر بھیجتے ہیں اس لئے ان کو یہ تجارت ختم کر دینی چاہیے کہ اپنے نفع سے زیادہ اپنے ملک کے نفع کا خیال کرنا ضروری ہے۔

مجھے امید ہے کہ حسین اور اُن کے شریک برجو جی اور حکیم الدین صاحب میٹ فیکٹری ۲۸ فروری کو بند کر دیں گے اور میں بکروں کی اماں سے کہونگا کہ ابھی تک کہتے تھے بکرے کی ماں کب تک اپنے بچوں کی خیر منائیگی۔ میں نے تمہارے بچوں کی جان بچانے کا فرمان جاری کر دیا۔

نواسہ داماد کہ آج سیبج پوری علاقہ بلول کے سید ظفر علی کو اور اُن کی بیوی فیاض بانو کو میں نے مدعو کیا تھا۔ فیاض بانو میرے بڑے بھائی مرحوم کی نواسی ہے۔ اور سید ظفر علی میرے نواسہ داماد ہیں۔ خواجہ بانو میرے بھائی کے بچوں کا اتنا ہی خیال رکھتی ہیں جتنا اپنے بچوں کا خیال رکھتی ہیں اور اس سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ حکم اسلام ہے۔ صلہ رحم اسلامی شریعت کا ضروری مسئلہ ہے۔

آفتاب ہاشمی نظامی کہ آج غالب کے مزار کی تعمیر کے سلسلے میں آفتاب ہاشمی نظامی ملنے آئے تھے۔ اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب بھی خواتین کے ساتھ آئے تھے۔

رحمت اللہ صاحب کہ آج انت پور والے رحمت اللہ صاحب ممبر اسمبلی اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب اور نواب سر یامین خاں صاحب کے مکانوں پر ملنے گیا تھا۔

سردار امان اللہ کی شادی کہ میرے مرحوم محسن سردار عبدالواحد صاحب وکیل دہلی کے چھوٹے فرزند سردار امان اللہ کی شادی ہوئی ہے ان کے بڑے بھائی سردار عطاء اللہ صاحب نے اس خوشی میں چاء کی دعوت دی تھی ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی اور سشن جج صاحب دہلی اور کمشنر ہاؤز صاحب وغیرہ بہت سے انگریز بھی شریک تھے۔ اور دہلی کے جج صاحبان اور مجسٹریٹ صاحبان بھی شریک ہوئے تھے۔

ہمایوں میرزا صاحب کہ سر میرزا اسمٰعیل صاحب امین الملک وزیر اعظم جے پور کے فرزند ہمایوں میرزا صاحب میری میز پر تھے ان کے اخلاق حسنہ اپنے والد جیسے ہیں۔ اور ان کو میرے ساتھ اتنا زیادہ تعلق ہے کہ میں کہہ سکتا ہوں۔ پدر نتواند پسر تمام کند۔

ہمایوں میرزا صاحب کے خسر نازی صاحب مجھ سے ملنے مکان پر آئے تھے۔ خطاب کی مبارکباد دی تھی۔

۲۲ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۵ فروری ۱۹۴۶ء دوشنبہ دہلی

مسٹر ہین راہین کہ آج مسٹر ہنرا ہین سکریٹری نئی دہلی میونسپل کمیٹی سے ملنے گیا تھا۔ ایوان اردو چشتی لائبریری کے نقشے انھوں نے ازراہ مہربانی منظوری کے لئے مسٹر ڈمیلو کو بھیجدئے ہیں۔

پھر مسٹر ڈمیلو کے دفتر میں گیا اور ان کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر براؤ سے ملا تھا۔ جو میرے بہت پرانے دوست ہیں انھوں نے وعدہ کیا کہ بہت جلد ان نقشوں کا قانونی گشت ختم ہو جائے گا۔ امید آپ کو تعمیر کی اجازت مل جائے گی۔

حکیم ناظر حسن صاحب شمیم کہ سہارنپور سے حکیم ناظر حسن صاحب شمیم انصاری ایک ڈیپوٹیشن لے کر آئے تھے انہوں نے سہارنپور میں ایک طبیہ کالج قائم کیا ہے۔

شفقت علی خاں صاحب کہ رام پور سے شفقت علی خاں صاحب آئے ہیں۔ میں نے ان کو اپنے ذاتی دفتروں کے انتظام کے لئے بلایا ہے۔

عبدالنعیم خاں صاحب کے بھائی بیمار ہیں تار آیا تھا وہ آج مظفر نگر گئے ہیں۔

سید شمس الدین نظامی بی اے ایل ایل بی احمد آباد سے ملنے آئے تھے۔ احمد آباد جانے والے ہیں۔

دہلی میں فتح کی خوشیاں منانے کے لئے جو جلسے

ہونے والے ہیں ان کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

آج وہ راشن کارڈ آگئے جن کے نہ آنے سے میرے بچوں کو دس بارہ دن سے آدھا پیٹ کھانے کی تکلیف تھی۔

انگریزوں کی بیتا } تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء کے دوسرے حصے کا چھٹا ایڈیشن چھپنے والا ہے آج میں نے اس کی اصلاح کی۔

۲۴ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء منگل دہلی

خدا نے جگایا } صبح چار بجے بے خبر سو رہا تھا خواب میں آواز سنی کوئی گرج دار لہجے میں کہتا ہے انا ربک الاعلیٰ۔ ہم تیرے پروردگار اعلیٰ ہیں۔ آنکھ کھل گئی۔ بے تابانہ اٹھا۔ تیمم کیا۔ اور سجدے میں جھک گیا ایسی خوشی اور محویت دل میں تھی جس کو بیان نہیں کر سکتا۔

آج دن بھر چشتی لائبریری کی تعمیر کا انتظام ہوتا رہا۔ یعنی مزدوروں نے عمارتی سامان کو اپنی اپنی جگہ مرتب کیا

سید بشارت صاحب } نظام پیلس کے انجنیئر صاحب سید بشارت صاحب چشتی لائبریری کے تعمیری مشورے کے لئے آئے تھے۔ میں نے مسجد قدیم حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رح کی مرمت کا تخمینہ بھی ان کے سپرد کیا ہے۔

نواب محمود نواز جنگ بہادر } آج گیسٹ ہاؤس میں نواب محمود نواز جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ وہ کل حیدرآباد واپس جائیں گے۔ قرول باغ کے ایک عالم دوست ملنے آئے تھے۔

دن بھر ابر چھایا رہا۔ سردی بڑھ گئی ہے۔ بارش ہونے کی امید ہے۔

اُردو تقریر } آج کمانڈر انچیف بہادر ہندوستان نے ریڈیو میں اردو تقریر کی تھی۔ ان کا لہجہ بھی صاف ہے اور تلفظ بھی ٹھیک ہے۔

کیپٹن برہان الدین کو سزا } آج نیشنل آرمی کے کیپٹن برہان الدین کو سات برس قید سخت کا حکم سنایا گیا۔

میر صاحب } میرے دوست جناب میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما خطاب کی مبارک باد دینے آئے تھے۔ ان سے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ خدا نے ان کو پوتا عنایت کیا ہے۔ ان کے فرزند میر ولایت حسین خمار نے بچے کا نام صولت خمار رکھا ہے۔

عبدالواحد صاحب } دہلی کے ایک فریدی مصور عبدالواحد صاحب ایک دوست کا سفارش نامہ لائے تھے۔ اور ایک دوست کے نام سفارش نامہ چاہتے تھے۔ میں نے فوراً سفارش نامہ لکھ دیا۔

۲۵ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۴۶ء بدھ دہلی

شیخ سعدیؒ کی شاعری } آج پچھلی رات ہندوستان کی موجودہ حالت پر غور کر رہا تھا کہ الکشنوں کے بعد ہندوستان کو آزادی ملے گی یا نہیں ملے گی۔ دل نے جواب دیا آزادی جس چیز کا نام ہے وہ انگریزوں کی غلام نہیں ہے بلکہ نفس کی غلام ہے۔ اور نفس خود غرض بناتا ہے خود پسند بناتا ہے اور خود غرضی آدمی کو لالچی بناتی ہے۔ بے دیانت اور بے رحم کر دیتی ہے۔

لڑائی کے زمانے میں تجربہ ہوا کہ ہندوستان میں رہنے والے انگریز اور ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی سب خود غرض ہیں۔ اس لئے سب بے دیانت اور بے رحم ہیں۔

آزادی جس چیز کا نام رکھا گیا ہے ہر ہندوستانی کو حاصل ہے۔ مگر وہ اس آزادی کو اپنے جسم کی آرائش اور آسائش میں خرچ کرتے ہیں اور دوسروں کی آرائش اور آسائش کو تباہ اور برباد کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

شاعری انسان کو بے عمل بناتی ہے۔ اور آجکل شاعری کی وبا میں سارا ہندوستان مبتلا ہے۔ اور ہر ایک ہندوستانی کے نفس نے اس کو مغالطہ دیا ہے۔ کہ زبان کی ترقی کے لئے شاعری ضروری ہے اس لئے ہم جو کچھ کر رہے ہیں زبان کی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر یہ نفس کا دھوکہ ہے شاعری نے سینما پیدا کئے ہیں اور سینما شرم و حیا اور شرافت کو زندہ درگور کر رہے ہیں۔ میرے نزدیک آجکل شیخ سعدیؒ کی شاعری کی تقلید کی جا سکتی ہے۔ مگر شیخ سعدیؒ کی شاعری کا بھی ایک حصہ جس میں عشق و محبت کا ذکر ہے چھوڑ دینا چاہئے۔ شیخ سعدی نے گلستان بوستان کریما وغیرہ کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایران کے سب نامور شاعروں میں بس وہی ایک کامل شاعر تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو دکھایا ہے اور عملی زندگی کا سیدھا راستہ بتایا ہے عشق بازی کا ذکر بھی صرف اپنے وقت کی بگڑی زندگی کو ظاہر کرنے کے لئے کیا ہے۔

آج کے کام } حسب معمول سے سپاہیان بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔ حسد کی ایذائیں آج بھی روزمرہ کی طرح برداشت کیں تھیں۔

۲۶ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

قوالی کالج } آج میں نے اس زمین کو ہموار اور درست کرایا جو ابھی دو ہزار روپے میں خریدی ہے اور جہاں املی کے درخت کے زیر سایہ کھلے میدان میں قوالوں کو اصلی قوالی کی تعلیم دینی چاہتا ہوں۔

افغان فوجی } گیارہ نوجوان افغان سپاہی افغانستان سے آئے تھے۔ اور میں خود ان کو درگاہ میں لے گیا تھا اور فارسی زبان میں ہر مقام کی حقیقت سمجھائی تھی۔ اور گیارہ سفرنامے افغانستان ان سب کو تقسیم کئے تھے۔ انھوں نے قیمت دینی چاہی تو میں نے کہا۔ تم میرے ہم وطن ہو میرے بڑے دادا حضرت سید علی غزنوی

میں مدفون ہیں۔ میرے بزرگوں خواجگان چشت کا مرکز چشت افغانستان کی حکومت میں ہے میرے مولیٰ اور سب مسلمانوں کے مولیٰ امیر المومنین حضرت علیؑ کا اصلی مزار بلخ میں ہے جو افغانستان کا ایک صوبہ ہے۔ تم میرے ہو۔ میں تمہارا ہوں۔ تم مجھ میں ہو۔ میں تم میں ہوں۔ چلتے وقت ان سب نے دعا کی خواہش کی اور میں نے فارسی زبان میں ایسی دعا مانگی کہ خود میرا دل وجد کرنے لگا۔

روسی خاتون ؎ سید منظور حسین غازی دہلوی ایڈیٹر روزنامہ اخبار نیشن بمبئی ایک روسی خاتون کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ خاتون ریاست استھونیا (روس) کی رہنے والی ہیں۔ حیدرآباد کے ایک مسلمان سے شادی ہوئی ہے جو دہلی میں پروفیسر ہیں۔ میں نے ان کا اسلامی نام حسینہ رکھا۔

سشن جج صاحب ؎ آغا محمد سلطان مرزا صاحب میری لائبریری دیکھنے آئے تھے۔ رب نواز خاں صاحب اور ان کی والدہ اور بہن اقبال سلطانہ اور دونوں بھائی اور ایک بھائی کی دولہن ملنے آئی تھیں۔ سید راشد حسین صاحب اور سید شاکر صاحب اور محمود سلطان صاحب ملنے آئے تھے۔ چودھری چمن علی نظامی اور ایک دوسرے دوست نے پھول بھیجے تھے۔

چودھری غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی چند دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ سجدہ تعظیم کی بحث بھی ہوئی تھی۔ منشی نذیر احمد صاحب نقاش ملنے آئے تھے۔ حیدرآباد سے ایک مہمان آئے ہیں۔ مہمان خانے میں ٹھیرے ہیں۔ میرے داماد سید عبدالسلام آئے ہیں۔ اُن کی بیوی روحہ کئی دن سے بیمار ہے۔ علی بھی بیمار ہیں۔ ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ ملنے آئے تھے۔ روحہ کا علاج ڈاکٹر شعاع رام کر رہے ہیں اور اس سے فائدہ ہے۔ استاد شمس الدین آئے تھے۔ کھیر بھی لائے تھے۔ رب نواز خاں صاحب پھل لائے تھے جو ربانو ملنے آئیں تھیں۔ اُن کے شوہر بھی ملنے آئے تھے۔ حاجی غلام حسن خاں صاحب پشاوری آرمی کنٹراکٹر کی خواتین ملنے آئیں تھیں۔ میری صحت آج بھی خراب ہی مگر میں نے آج کام تندرستوں سے زیادہ کیا۔ عطاء الرحمن نظامی جوہری ملنے آئے تھے۔

۲۶ ربیع اول سنہ ۱۳۶۵ھ یکم مارچ سنہ ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

وصی کی چھٹی ؎ آج میرے پوتے وصی بن علی کی چھٹی ہوئی۔ یعنے اس کی والدہ نے غسل کیا اور وصی کو نہلایا گیا۔ غسل ہر روز کرنا چاہئے۔ مگر ہندوستان رواج کا غلام ہے۔

اپنے بڑے پوتے سید سلمان اور چھوٹے بیٹے مہدی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ بنک سے روپے لاکر مزدوروں کا حساب بیباق کیا تھا۔ اور فروری کی تنخواہیں تقسیم کیں تھیں۔ حیدرآبادی مہمان بھی ساتھ گئے تھے۔ ان کو آج حیدرآباد واپس جانا ہے۔ ان کی سیٹ کا انتظام کیا۔ معین صاحب نے سیٹ ریزرو کرادی۔ امین اور معین ہم قافیہ ہیں۔ امین نام میں برکت رسولؐ کے نام کی ہے۔ معین نام میں برکت خواجہ اجمیریؒ کے نام کی ہے۔

ظہیر احمد صاحب قریشی توکل منزل اور امام منزل کے نقشے بنا کر لائے تھے۔ میں دوبارہ دہلی گیا تھا۔ حیدرآبادی مہمان کو ریل میں سوار کرایا تھا۔

عرس کی تیاری ؎ کئی دن سے عرس کی تیاری میں مصروف ہوں آج مسافرخانے کی صفائی اور مرمت کا کام شروع کیا تھا۔

سید حامد حسین کی وفات ؎ دہلی کے مشہور باکمال تھیٹر ایکٹر سید حامد حسین کے بھائی سید شبیر حسین بعد مغرب آئے تھے۔ سید حامد حسین کے داماد بھی ساتھ تھے۔ بیان کیا کہ آج شام کو ۴ بجے سید حامد حسین نے وفات پائی اور آپ کے ہاں دفن ہونے کی وصیت کی۔ میں نے خواجہ ہل کے شرقی قبرستان میں قبر بنوانے کا انتظام کیا۔

بمبئی کے مہمان ؎ سیٹھ محمد ابراہیم صاحب میمن کی اہلیہ اور لڑکے اور سیٹھ عبدالکریم صاحب کے لڑکے ملنے آئے تھے۔ غزالی خاں اور ان کی بڑی بیوی بھی ساتھ تھیں میرے لئے پھل بھی لائے تھے۔

منادی کی غلط سلائی ؎ منادی کی ہر اشاعت میں کتابت اور طباعت اور سلائی کی غلطیاں ہوتی ہیں مگر اس دفعہ تو سلائی کی بہت بڑی غلطی ہے۔ بہت سے صفحات بالکل غلط سئے گئے ہیں۔ میں نے خیال کیا تھا کہ کاتب کی غلطی ہے۔ مگر کاتب کی غلطیاں دوسری ہیں۔ یہ بڑی غلطی دفتری کی ہے۔

بمبئی کا بلاوا ؎ ہز ہائی نس سر آغا خاں کی ڈائمنڈ جوبلی کا بلاوا آیا ہے۔ مگر میری صحت سفر کے قابل نہیں ہے۔

۲۷ ربیع اول سنہ ۱۳۶۵ھ ۲ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

سفر ملتوی ؎ پرسوں زین آباد کاٹھیاواڑ جانے والا تھا کیونکہ زبیدہ بیگم صاحبہ صدیقہ ریجنٹ بیگم ریاست زین آباد کاٹھیاواڑ کے ولی عہد کو بسم اللہ پڑھانی تھی۔ احمد آباد اور میسانہ اور ویرم گام اور پالن پور کے دوستوں کو بھی خبریں دیدی تھیں مگر بیمار رہ جانے کی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑا صحت اب تک ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔

سر آغا خاں کی جوبلی ؎ ہز ہائی نس سر سید سلطان محمد شاہ آغا خاں کی ڈائمنڈ جوبلی ۱۰ مارچ کو بمبئی میں ہوگی۔ میرا بلاوا بھی آیا ہے۔ چونکہ ہز ہائی نس سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں

اور گذشتہ تبلیغی کشمکش کے زمانے میں ہز ہائی نس اور اُن کی جماعت نے مجھے بہت مدد دی تھی۔ اور قرآن شریف کے ہندی ترجمے کی اشاعت میں بھی اُن کی جماعت نے مالی مدد دی تھی۔ اور ہز ہائی نس سے میرے ذاتی تعلقات بھی بہت قدیمی ہیں یہاں تک کہ ان علور میں سابقہ بیگم صاحبہ میرے گھر میں خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں۔ اس لئے میں اس جشن کی شرکت کو ضروری سمجھتا ہوں لیکن ڈاکٹری اجازت اور صحت کی بحالی کے بغیر یہ سفر ممکن معلوم نہیں ہوتا۔

ملاقاتی ؛ ریاست بھاول پور سے غلام احمد صاحب اور اُن کے صاحبزادے اور لالہ کنور سین صاحب جین اور اُن کے چار ہندو دوست اور سید اطہر الدین احمد بی اے نظامی اور آگرے والے محمد یوسف صاحب اور ملنسار نظامی کے ایک قرابت دار ملنے آئے تھے۔ میرے لئے پھل اور مٹھائی بھی لائے تھے۔ لالہ کنور سین صاحب جین چشتی بھی ایک نفیس تحفہ لائے تھے سید اطہر الدین نظامی بھی پھل لائے تھے۔ نواب سائل صاحب کے شاگرد صوفی وارثی صاحب بھی ملنے آئے تھے مستری محمد احمد بھی آئے تھے۔ امرتسر کے ایک صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ جو میرے پڑوس میں ٹھیرے ہیں۔ ریاست ریواں سے مولوی حفظ الکریم نظامی کے فرزند بھی ملنے آئے تھے۔ پشاور کے حکیم صاحب بھی ایک پشاوری مورخ کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

ایک درگاہ کی تولیت ؛ ریاست ریواں میں ایک بڑی درگاہ کی تولیت کی نسبت میری رائے پوچھی۔ میں نے کہا اس درگاہ کے سابق متولی کو بھی سابق مہاراجہ ریواں نے میری رائے سے مقرر کیا تھا۔ اور اب بھی کرنل شمس الدین خاں صاحب وغیرہ بھائیوں کے ریواں سے خطوط اس کے لئے آئے تھے۔ میں اس کام کے لئے اپنے مرید اور نائب مولوی حفظ الکریم نظامی کو موزوں سمجھتا ہوں۔ کرنل اسمتھ چیف منسٹر ریاست ریواں کو میں خط لکھوں گا کہ وہ مولوی حفظ الکریم نظامی کو متولی مقرر کر دیں۔ کیونکہ مدار اشاہ صاحب جو آجکل قائم مقام متولی ہیں وہ مکن پور کے متولی بھی ہیں۔ اور ایک آدمی دو مقامات کی تولیت کا انتظام نہیں کر سکتا امید ہے۔ کہ مدار اشاہ صاحب بھی اس تجویز کو پسند کریں گے۔

حکیم صاحب ؛ پشاوری حکیم صاحب بہت سمجھدار اور طب کی گہرائی تک جانے والے فلاسفر طبیب ہیں۔ دق کا علاج بہت اچھا کرتے ہیں۔ میری نبض بھی دیکھی۔ اور تشخیص پر گفتگو کی۔ میں نے کہا آپ کی تشخیص کا ابتدائی حصہ غلط ہے۔ آخر کے حصے درست ہیں۔ مورخ صاحب اورنگ زیب پر انگریزی میں ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ میں نے بھی نواب میرزا یار جنگ کی لکھی ہوئی کتاب حکومت اورنگ زیب اُن کو دی۔

چشتی ٹوپی ؛ میں نے ایک چشتی ٹوپی حکیم صاحب کو دی۔ اور ایک مولوی حفظ الکریم نظامی کو بھجوائی۔

پہاڑ گنج ؛ بعد مغرب نواب سائل صاحب کے شاگرد صوفی وارثی صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں بہت سے چاندی والے لاہوری بھائی جمع تھے۔ سردار بچھتر سنگھ صاحب باوا بھی تشریف رکھتے تھے۔ میں نے روٹی کا ایک ٹکڑا توڑ کر صوفی صاحب وارثی کو دیا۔ اور واپس چلا آیا۔

ایک وکیل خاتون ؛ حیدر آباد کے ایک انجنیر صاحب ملنے آئے تھے۔ اُن کی اہلیہ بھی ساتھ آئی تھیں جو بی اے ایل ایل بی ہیں۔ میں نے اُن کی بیوی سے کہا میں آپ کو ایک مقدمے میں وکیل بنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں موت کے فرشتے پر دعوی کرنے والا ہوں کہ اس نے سنہ ۱۹۳۹ء سے سنہ ۱۹۴۵ء تک کروروں آدمیوں کی ارواح قبض کر لیں اور اب میری روح قبض کرنے کے درپے ہے۔ اس کے مچلکے ہونے چاہئیں۔

دعوت ؛ آج رات کو سندھیا جہازراں کمپنی کے نمائندے عبدالحمید اسمٰعیل صاحب نے میرے ساتھ زید منزل میں کھانا کھایا تھا۔ وہ کل صبح ہوائی جہاز میں کراچی چلے جائیں گے۔ علی اور زید بھی ہم سب کے ساتھ شریک طعام تھے۔

بحری افسر ؛ ایک نوجوان بحری افسر ملنے آئے تھے جو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رح کی اولاد ہیں۔ میں نے کہا تم میرے ماموں ہو۔ اور تمہارے چہرے پر میں بڑا عروج لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

سید بشارت ؛ دہلی سے سید بشارت صاحب انجنیر نظام ہیلیس آگرے والے مہمان کے ساتھ آئے تھے اور مجھے شعیب محمدیہ کالج میں عید میلاد کے جلسے کی صدارت کا بلاوا دیا تھا۔ میں نے عرس کے بعد جانے کا وعدہ کیا ہے۔

۲۸ ربیع اول سنہ ۱۳۶۵ھ ۳ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

حسرت ناک وفات ؛ آج صبح میرے دوست سید علی جواد صاحب پبلسٹی آفیسر پرنس چیمبر کا ٹیلیفون آیا کہ اُن کی اہلیہ نے ولنگڈن اسپتال نئی دہلی میں وفات پائی۔ مجھے اس خبر سے بہت سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ میں مرحومہ کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتا تھا۔ ان کے والد مرزا علی محمد صاحب ایرانی مرحوم میرے ذاتی دوست تھے اور میں بمبئی میں ان کے مکان پر جا کر ٹھیرا کرتا تھا چند سال پہلے ان کی ایک بہن نے بھی دہلی میں وفات پائی تھی۔ ان لڑکیوں کی تعلیم و تربیت بہت اعلےٰ درجے کی تھی۔ شیعہ عقیدہ رکھتی تھیں۔ ذاتی اوصاف میں بھی برگزیدہ تھیں۔ مجھے سید علی جواد کی خانہ ویرانی اور رفیق زندگی کی جدائی کا بڑا قلق ہے

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار اہل بیت میسر کرے اور پس ماندوں کو خاص کر اُن کے شوہر اور مرحومہ کے بھائی کو صبر دے۔

پیر بابا قندھاری :- آج آزاد قبائل کے نامور بزرگ حضرت پیر بابا صاحب قندھاری ملنے آئے تھے۔ سید احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس کے ہاں ٹھیرے ہیں غازی نادر شاہ شہید سابق بادشاہ افغانستان نے بچہ سقہ کے مقابلے میں جو فتوحات حاصل کیں وہ انہیں کی دعا سے حاصل ہوئیں تھیں۔ کابل کا بچہ بچہ ان کا معتقد ہے۔ بہت سادہ لباس میں تھے۔ سوائے پشتو کے کوئی زبان نہیں جانتے۔ مجذوبانہ انداز ہے۔ جب وہ آئے تو میں تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور گلے ملا۔ وہ میرے پاس بیٹھ گئے اور میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھیر کر پشتو میں کچھ کہا۔ ترجمان ساتھ تھا اُس نے کہا "فرماتے ہیں اس شخص کا دل بہت اچھا ہے"۔ اس کے بعد ایک پیسہ مجھے دیا۔ میں نے اُس کو چوما اور اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر ایک پھول مجھ کو دیا۔ میں نے اُس کو بھی بوسہ دیا۔ اور رکھ لیا۔ اس کے بعد میں نے کہا ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے دعا کیجئے۔ اور جتنے آدمی میری مجلس میں اس وقت موجود ہیں۔ اُن کے لئے بھی دعا کیجئے ترجمان نے پشتو میں سمجھایا تو کچھ الفاظ مجذوبانہ انداز سے کہنے کے بعد فرمایا "میری دعا سے اس شخص کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اس سے کہو یہ دعا مانگے"۔ میں نے فوراً تعمیل کی اور دعا مانگی۔ اس کے بعد بابا صاحب نے بھی مجذوبانہ جوش کے انداز سے دعا مانگی۔ بے موسم کا تربوز ایک شخص میرے لئے لایا تھا میں نے وہ تربوز بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا قبول فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔

سید صدر العلی صاحب اور یوسف صاحب بن شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے اور ہدایت حسین صاحب اور شجاعت حسین صاحب قریشی اور شیخ محمد شفیع صاحب اور منشی نذیر احمد صاحب نقاش اور چودھری چمن علی نظامی اور نادر شاہ صاحب سنجانہ افسر سنٹرل اکسائز اور شیخ عبدالحق صاحب افسر سنٹرل اکسائز ملنے آئے تھے۔ سید احمد حسن صاحب کی والدہ ماجدہ بھی تشریف لائیں تھیں۔ میرے لئے اپنی لڑکی کی بھیجی ہوئی کچھ ریں بھی لائیں تھیں۔

دفن کی شرکت :- سید علی جواد صاحب کی اہلیہ کے دفن میں شریک ہونے کے لئے علی گنج شاہ مرداں میں گیا تھا۔ کیونکہ ولنگڈن اسپتال سے معلوم ہوا تھا کہ میت کسی امام باڑے میں لے گئے ہیں۔ مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میت یہاں نہیں آئی۔ چونکہ معلوم نہ تھا کہ میت کس امام باڑے میں گئی ہے۔ اس واسطے میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا۔

ادیب اعظم پنجاب :- آج اسلم صاحب پنجاب کے ادیب اعظم کو ایک لنچ پارٹی حکیم حافظ محمد سعید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد نے دی تھی۔ دہلی کے بیس پچیس ادیب اور حکام شریک تھے۔ بہت دلچسپ اور پُر لطف مجلس تھی۔

مہمان :- آج میری سمدھن یعنی حسین کی ساس اپنے لڑکے سید محمد رفیع کے ساتھ کاس گنج سے آئی ہیں۔ میرے لئے پھل بھی لائی ہیں۔ اور کاس گنج کے بیر بھی لائیں ہیں۔ صبح سید احمد صاحب بھی علی کے نومولود بچے کو دیکھنے دہلی سے آئے تھے۔

ایرانی اہلکار :- پانی پت کے ایک مسلمان نوجوان ایران میں پٹرول کمپنی میں بجلی کے اہلکار ہیں۔ آج مجھ سے ملنے آئے تھے میں نے حیدرآباد کی خدمت کرنے کا مشورہ دیا۔ امداد تعارف کا خط دے کر حیدرآباد بھیج دیا۔

دعوت :- آج سفیر صاحب افغانستان نے غازی نسیم ۔۔۔ صاحب وزیر حربیہ افغانستان کی اپنے مکان پر شاندار دعوت کی تھی۔

نیند کم آئی :- مجھے آج رات کو ۲ بجے تک نیند آئی پچھلی رات کی عبادت کے بعد دعا مانگی کہ ثقیل کھانوں کی دعوتوں سے خدا آزادی مرحمت فرمائے۔

بیچارے کو ریل نہیں ملتی :- اب سب مسافروں کو ریل ملنے لگی ہے۔ مگر میرے نازک اندام ان داتا بیچارے کاغذ کو ریل نہیں ملتی۔ کئی ضروری کتابیں لکھی ہوئی رکھی ہیں۔ مگر دہلی میں کتابیں چھاپنے کا کاغذ نہیں ملتا۔ کاغذی کہہ دیتے ہیں۔ کہ ملوں سے کاغذ اس لئے نہیں آیا کہ ریل میں جگہ نہیں ملتی۔ سر ایڈورڈ بنتھال کی دُہائی ہے۔

حکیم الشعر :- حکیم اجمل خان صاحب کے نواسے حکیم اشعر صاحب نے آج دواخانہ ہمدرد کی دعوت میں اپنا کلام سنایا تھا۔ کلام بھی اچھا۔ پڑھنے کا انداز بھی خوب۔ آواز بھی رسیلی۔ صورت بھی نظر فریب۔

شوق صاحب کی نظم :- سید اشتیاق حسین صاحب شوق دہلوی نے اسلم صاحب کے خیر مقدم میں بہت اچھی نظم پڑھی تھی حضرت ظہیر کی یادگار ہیں۔ خاکساری میں قطب مینار ہیں۔

اسلم صاحب کی کتابیں :- آج معلوم ہوا کہ اسلم صاحب کی تصنیفات ڈیڑھ سو تک پہنچ چکی ہیں ان کے بھائی مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر ایکسپورٹ بھی دعوت میں شریک تھے۔ ایڈیٹر صاحب اخبار حریت کی بے لاگ اور بیباک باتوں کا بھی سب نے لطف اٹھایا۔ ایڈیٹر صاحب "دین و دنیا" اور ایڈیٹر صاحب "ادیب" بھی وہاں تھے جن کی قلم کاریاں دہلی میں اور دہلی سے باہر دور دور مشہور ہیں۔ میں نے حکیم سعید صاحب کی دعوت اس شرط سے قبول کی تھی کہ دستر خوان پر کھانے کے ساتھ ہاضم دوائیں بھی ہوں گی مگر حکیم صاحب نے ۔۔۔ بعد کو تحفتاً اور ۔۔۔ خمیری روغنی کھلائی۔ دوا کوئی نہیں کھلائی -

بقیہ مکتوبات تہنیت صوبہ دہلی

بسلسلۂ منادی مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۴۲ء

خلیل احمد نظامی کا خط

مستغنی القاب حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
آج مورخہ یکم جنوری ۱۹۴۲ء کو اخبارات اور ریڈیو کے اعلان سے معلوم ہوا کہ حضور کو "شمس العلما" کا خطاب سرکار والا تبار سے ملا ہے۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں امید ہے قبول فرما دیں گے۔
طالب دعا۔ خلیل احمد نظامی کلانتہ مرچنٹ دہلی

دعا۔ تم نے جیسی حقیقی عقیدت مندی اس تہنیت میں ظاہر کی ہے اس کا میرے دل پر اثر ہوا۔ اور تمہاری صورت آنکھوں کے سامنے آگئی۔ خدا دل کی مرادیں پوری کرے۔ حسن نظامی

حکیم سید احمد جمیل صاحب کا خط

مکرمی و معظمی جناب خواجہ صاحب قبلہ۔ سلام علیکم
نئے سال کی خوشی میں ہماری گورنمنٹ عالیہ برطانیہ نے جناب والا کو "شمس العلما" کا معزز خطاب تفویض کیا ہے۔ اس لئے یہ بندہ نہایت صمیم قلب کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔
(حکیم خواجہ) سید احمد جمیل قادری۔ سکریٹری طبی بورڈ دواخانہ دہلی۔

شکریہ۔ حکیم صاحب کی تہنیت کا شکرانہ دل سے دماغ سے جگر سے۔ گردے سے۔ پھیپھڑے سے۔ تمام اعضائے رئیسہ سے ادا کرتا ہوں۔ اپنے طبی بورڈ میں یہ تحقیقات بھی پیش کیجئے کہ خطابات کا اثر جسمانی پر زیادہ ہوتا ہے یا بڈھوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ میرا ذاتی خیال تو یہ ہے کہ بڈھوں پر اثر ہوتا ہوگا کیونکہ مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوا۔
شکر گزار حسن نظامی۔

اظہر الدین احمد نظامی بی اے کا خط

حضور پر نور مدظلہ العالی۔ کل اخبار میں نئے سال کی آنرلسٹ دیکھی اور اس میں یہ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی کہ حضور والا کو شمس العلما کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ خادم کی طرف سے مبارکباد قبول فرما کر ممنون فرمایا جائے۔ حضور کی دعاؤں کا طلبگار
ناچیز اظہر نظامی۔

دعا۔ تم فرزند روحانی ہو دہلی راشننگ کے انسپکٹر ہو۔ اور میں تمہاری روحانی راشننگ کا انسپکٹر ہوں۔ اس تہنیت سے بیحد خوشی ہوئی۔ خدا دل کی مرادیں پوری کرے۔ حسن نظامی۔

پنڈت کیفی صاحب کا خط

خواجہ صاحب مکرم۔ آداب۔ حیران ہوں کہ آپ کو مبارکباد دوں یا حکومت کو جس نے شمس العلما کے خطاب کو آپ کے نام نامی سے وابستہ کرکے اس خطاب کی قدر و وقعت بڑھادی۔
زبان اور ادب کی جو خدمت آپ نے کی اور کر رہے ہیں توصیف و تحسین سے مستغنی ہے بہرحال یہ دیکھ کر خوش ہوں کہ اس اعزاز کے عطا کرنے سے ارکان حکومت نے اپنی خوش مذاقی کا ثبوت دیا ہے۔ امید کہ آپ مع متعلقین خیریت سے ہوں گے۔ نیاز کیش۔ برجموہن دتاتریہ کیفی دہلی

شکریہ۔ پنڈت جی آپ میرے دوست ہیں اور جمال اردو ہیں اور کمال اردو ہیں۔ آپ نے ساری زندگی اردو کی آرائش میں خرچ کی ہے اور اب بڑھاپے میں بھی علامہ عبدالحق کے دست راست بن کر اردو نوازی کر رہے ہیں۔ آپ کی تہنیت سے میری عزت بڑھی۔ شکر گزار حسن نظامی۔

لالہ کنور سین صاحب جین چشتی کا خط

جناب خواجہ صاحب! آداب عرض ہے۔
میں جین مذہب کا ہندو ہوں مگر آپ کو سالہا سال سے جانتا ہوں اور مانتا ہوں۔ جب ہمارے جین منی صاحبان دہلی میں آئے تھے۔ اور ایک بڑا جلسہ ہوا تھا اور اس میں بہت سے لوگوں نے منی جی سے عجیب و غریب سوالات کئے تھے اس وقت آپ نے آگے پیچھے کر کے ایک سوال لکھ کر دیا تھا جس کو کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اور وہ سوال اردو میں تھا۔ اور ہمارے منی جی اردو نہیں جانتے تھے مگر انہوں نے اس سوال کو پڑھ دیا تھا کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ اردو بہت میٹھی زبان ہے۔
اس وقت سے میرے دل میں آپ کی عزت بہت بڑھ گئی۔ اور آپ بھی ہم جینی ہندوؤں کے ساتھ سچی محبت کا برتاؤ کرتے رہے ہیں۔ اس واسطے ہم سب آپ کی چشتی برادری میں شریک ہو گئے۔ اور جب ہم نے یہ سنا کہ آپ کو بادشاہ سلامت نے کوئی بڑا خطاب دیا ہے تو ہم سب کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اور ہم سب آپ کو سچے دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ ہم آپ کے اخبار منادی کو بہت غور سے پڑھتے ہیں۔ اور ہم کو اس میں وہی شکشا (تعلیم) ملتی ہے جو ہمارے منی صاحبان ہم کو اپنے اپدیش میں دیتے ہیں۔ ہماری مبارکباد کو قبول کرکے ہمارا دل بڑھائیے۔ کنور سین جین ممبر چشتی پارٹی۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی۔

دعا۔ برف کھلانے والے اور ہر موسم کے پھل کھلانے والے اور سینما دکھانے والے لالہ کنور سین اور ان کے سب جین بھائیوں کی مبارکباد جاڑے کی طرح گرم ہے برف کی طرح ٹھنڈی ہے اور پھلوں کی طرح میٹھی ہے آپ سب کے مذہب کا اصول دیا دھرم کا اصول ہے (رحم مذہب کا حاصل مقصد ہے) اور میرے چشتی خواجہ بھی یہی اصول لے کر ہندوستان میں آئے تھے اس لئے آپ سب نے چشتی پارٹی میں شریک ہو کر اپنے جین دھرم کی عقدہ کشائی کی ہے۔ مبارکباد کا شکر گزار حسن نظامی۔

صوبہ پنجاب کے تہنیت نامے

سر عبدالقادر صاحب کا خط

مکرم و محترم بندہ خواجہ حسن نظامی صاحب سلامت باکرامت باشند۔

السلام علیکم۔ آپ کو خطاب شمس العلماء مبارک ہو۔ میں دیر سے مبارکباد کہہ رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے سال نو کی فہرست کو بغور نہیں دیکھا تھا۔ بعد کو ایک اردو اخبار میں یہ خبر پڑھی۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے جو خدمات علوم دین اور تصوف کی اور ادب اردو کی عمر بھر کی ہیں۔ گورنمنٹ نے اس خطاب کے ذریعے ان کا اعتراف کیا ہے خدا آپ کو بخیریت رکھے اور آپ دیر تک اس اعزاز اور دیگر اعزازات سے متمتع ہوں۔ اماں جان اور لیڈی عبدالقادر بھی بعد سلام آپ کو مبارکباد دیتی ہیں۔

امید کہ آپ بہمہ وجوہ بخیریت ہونگے۔

والسلام آپکا مخلص (سر) عبدالقادر صاحب از لاہور

شکریہ کہ آپ میرے دوست ہیں بحرِ ظاہر و باطن ہیں۔ معنوی استاد ہیں آپ کی اور خوشدامن صاحبہ اور بیگم صاحبہ کی تہنیت کا بہت بہت شکریہ۔ حسن نظامی۔

ڈاکٹر سر شفاعت احمد خاں صاحب کا خط

مکرمی۔ سلام علیکم۔

آج اخبار میں یہ خبر پڑھکر کہ جنابکو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے نہایت بڑی خوشی ہوئی۔ میں جناب کو اس پر مبارکباد بھیجتا ہوں۔ فقیر حقیر (سر) شفاعت احمد خاں (صاحب) از لاہور

شکریہ کہ پیارے بھائی ڈاکٹر سر شفاعت احمد خاں صاحب نے اپنے ملک کی اور اپنی قوم کی ہندوستان میں اور جنوبی افریقہ میں بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی تہنیت سے مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ شکر گذار حسن نظامی

خان بہادر سید مراتب علی شاہ صاحب کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ نئے سال کی فہرست اعزازات میں آپ کا اسم گرامی دیکھکر بیحد مسرت ہوئی۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرماویں۔ آپ کی علمی قابلیت اور خدمات کے پیش نظر موجودہ اعزاز کے لئے آپ بیش از بیش مستحق تھے۔ اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ اعزاز نصیب کرے۔

والسلام۔ مخلص

(خان بہادر سید) مراتب علی (شاہ صاحب لاہور)

شکریہ کہ پیارے بھائی خان بہادر سید مراتب علی شاہ اور ان کی اولاد نے پنجاب میں قوم و ملک کی عزت بڑھانے کے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ میں ان کی تہنیت کا تہِ دل سے شکر گذار ہوں۔ حسن نظامی۔

بیگم صاحبہ میاں بشیر احمد کا خط

محترم جناب خواجہ صاحب!

سلام علیکم۔ نئے سال کے خطابات کی فہرست میں یہ پڑھکر کہ آپ کو ملک معظم نے شمس العلماء کا خطاب دیا ہے۔ مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی ہم سب کی طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے آپ اس خطاب کے مدت سے حقدار تھے۔ آپ کی محنت و ہمت کا خداوند تعالےٰ اس سے بڑھ کر صلہ عطا کریگا۔ خدا آپکا سایۂ عاطفت ہم سب پر تادیر سلامت رکھے اور آپ کو اپنے سب بچوں کی خوشیاں دکھلائے۔ بچوں کو پیار۔ خواجہ بانو کو آداب

خیر طلب۔ گیتی آرا بیگم۔ لاہور۔

شکریہ کہ پیاری بہن گیتی آرا ایک نامور باپ میاں سر محمد شفیع کی لخت جگر اور ایک باکمال ادیب میاں بشیر احمد ایڈیٹر ہمایوں کی بیوی ہیں۔ اور میں اس خاندان کو اپنا فیملی ممبر سمجھتا ہوں۔ انکی تہنیت سے بیحد خوشی ہوئی۔ حسن نظامی۔

ڈاکٹر یوسف مادہو لال چشتی ایم۔ اے کا خط

حضرت قبلہ و کعبہ محترم۔ تسلیم

میں ایک بزرگ کی زیارت کے لئے سیالکوٹ گیا تھا۔ آج دن بھر حضرت مادہو لعل حسین رضہ حضرت اسمٰعیل صاحب عرف وڈا میاں صاحب اور حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی مزارات کی زیارت میں مصروف رہا کل انشاء اللہ لاہور سے روانہ ہو کر ضلع جھنگ میں حضرت سلطان باہو صاحب علیہ رحمتہ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ اور پھر واپس ڈھونی دال آجاؤنگا۔

مجھے اخبار کے مطالعہ سے ازحد خوشی ہوئی کہ طریقت کا سورج

اب اس آسمانِ شہرت کا درخشندہ سورج (شمس) ہو کر نکل آیا ہے۔ اسی لئے گورنمنٹ نے بھی علماء کے سورج (شمس العلماء) کا خطاب دیکر اپنی سعادت کی داد دی ہے۔ خدا کرے یہ علماء کا سورج ہندوستان کے گم گشتگان کے لئے ہمیشہ درخشندہ سورج رہے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

طالب دعا۔ اقبال:۔ ڈاکٹر مادہو لعل۔ (ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی) از لاہور۔

دعا کہ تم ایسے بندے ہو جو خدا کی ذات پاک کی روشنی ہر قوم اور ہر درجے کے انسانوں میں تلاش کرتے ہیں اور پاتے ہیں۔ تم میرے ہو۔ میں تمہارا ہوں۔ تم یوسف ہو میں یعقوب ہوں۔ دعاگو۔ حسن نظامی۔

مظفر علی خاں صاحب ایڈووکیٹ کا خط

محترمی و معظمی سلام و تعظیم بندگانہ

بندہ حقیر ناچیز عطائے خطاب شمس العلماءؔ پر مبارکباد عرض کرتا ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز مند: مظفر علی خاں صاحب ایڈووکیٹ جالندھر)

شکریہ کہ بھائی صاحب آپ کا نام مظفر علی ہے یعنی آپکے ماں باپ نے آپکو پیدا ہوتے ہی فتحیاب بنادیا تھا خدا ہمیشہ ظفریاب رکھے۔ شکرگذار حسن نظامی۔

راناعبد الحمید خاں صاحب کا خط

مخدومی مکرمی۔ سلام علیکم۔

مزاج شریف۔ خطاب شمس العلماء کے موصول ہونے پر میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ آپ کا یہ خطاب قبول فرمانا اس خطاب کی شان دوبالا کرتا ہے۔

خداوند کریم آپکو سلامت باکرامت رکھے اور آپکو اس سے بھی اعلیٰ خطابات پر فائز فرماکر احباب و نیازمندان کو زیادہ مسرت کا موقع دے۔ والسلام۔ نیازکیش (رانا) عبد الحمید خاں انسپکٹر مدارس جالندھر شہر

شکریہ کہ آپ حمید اور مجید خداوند کے پیارے راجپوت نسل کے گوہر شب چراغ علوم و فنون کے ماہر اور میرے حبیب صادق۔ دلی شکرگذار حسن نظامی

وجودی نظامی کا خط۔

آقائے نامدار۔ دام ظلکم۔ سلام علیکم

خطاب شمس العلماء کی خوشی ہوئی ہدیہ مبارکباد قبول فرمائیے۔ سلطان محمد وجودی نظامی از بٹالہ ضلع گورداسپور

دعا کہ تم فرزند زندہ دل ہو کم سخن کامل عمل ہو تم مجھ میں ہو میں تم میں ہوں تم ظاہر ہو میں باطن ہوں میں ظاہر ہوں تم باطن ہو۔ دعاگو حسن نظامی۔

حامد علی صاحب ایم۔ اے کا خط

مکرمی۔ تسلیم۔ نئے سال کے خطاب پر میری دلی مبارکباد قبول کیجئے۔ والسلام

خاکسار۔ حامد علی (ایم۔ اے) انکم ٹیکس آفیسر لاہور)

شکریہ کہ مخلص بھائی حامد علی صاحب! آپنے اپنے فرائض ملازمت کی تکمیل کے ساتھ ہی ساتھ سوشل اور قومی برتاؤ کو بھی قائم رکھا۔ خدا ہمیشہ شاد کام رکھے گا۔ شکرگذار۔ حسن نظامی۔

لالہ چرنجیت لال صاحب ایڈووکیٹ کا خط

میرے مایۂ ناز خواجہ صاحب زاد برکاتہ، سالِ نو مبارک ہو۔ خطاب شمس العلماء کی مبارک۔ صد مبارک۔ صد ہزار مبارک قبول ہو۔ آپ کا بھائی۔ چرنجیت لال۔ (ایڈووکیٹ گوجرانوالہ)

شکریہ کہ میرے جوان دل۔ بوڑھے بدن چرنجیت لال بھائی کی تہنیت ان کے بے شمار احسانوں کی فہرست میں درج ہوئی۔ شکرگذار حسن نظامی۔

ریزرو بنک لاہور کا خط

محترمی آداب۔ نئے سال کے ساتھ آپ کو خطاب ملا۔ میری جانب سے بہت بہت مبارکباد قبول فرمائیے۔

خاکسار۔ لقمان حیدر ریزرو بنک لاہور۔

شکریہ کہ آپکے نام میں لقمان اور حیدر کو ایک جگہ دیکھا دونوں اسم تجلیات باطن کا رمز دیکھ کر تہنیت کا شکرگذار۔ حسن نظامی

شیخ قمر الٰہی نظامی کا خط

عالیجناب معلے الالقاب قبلہ مرشدی حضرت خواجہ صاحب مد ظلہٗ سلام علیکم

یکم جنوری کے اخبار میں اور اس کے بعد اخوانی نظامی کے دہلی سے آئے ہوئے خط میں یہ خبر پڑھ کر بیحد مسرت ہوئی کہ سرکار انگلشیہ نے آپ کو خطاب شمس العلماءؔ سے نوازا ہے۔ آپ کا وجود مسعود ایسے خطابات سے بلند و برتر ہے لیکن پھر بھی آپکو مرشدِ کامل سمجھتے ہوئے ہدیۂ تبریک پیشِ خدمت کرتا ہوں ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی زندگی کو دراز کرے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ آمین! اور اخوانی نظامی اور میری دلی مراد پوری کرے۔ آپکا (شیخ) قمر الٰہی نظامی شہر سیالکوٹ

دُعا کہ روحانی فرزند ہو۔ بولتے کم ہو مگر میں تمہارے دل کی زبان سے بہت کچھ سنتا رہتا ہوں۔ خدا ہر مراد پوری کرے۔ دعاگو۔ حسن نظامی۔

اورنٹیل کالج لاہور کا خط

محترم المراتب جناب خواجہ صاحب دام عزتہم۔ سلام علیکم۔

جناب کو مبارکباد کا ہدیہ پیش کرنے کی غرض سے یہ معروضہ لکھتا ہوں کہ جناب کو شمس العلماء کا خطاب سرکار انگلشیہ سے دیا گیا ہے جس میں ہر مسلمان کے لئے خوشنودی کا یہ مضمون مضمر ہے کہ ہمارے ایک مبلغ اور ہماری قوم کے ایک بزرگ کی عزت کا احساس اس غیر مسلم حکومت کو بھی ہے۔ جو اپنے احساسات سے مجبور ہو کر آنجناب کو موجودہ

وقت کا ایک معزز ترین آدمی ماننے پر پھر اسکے اظہار و اعلان پر مقصود ہو گئی۔ اس اعزاز سے کوئی فائدہ اٹھانے کی حاجتمند گو آپکی ذات نہیں لیکن انشاء اللہ بہت سے مسلمانوں کو اس کا فائدہ پہونچ جائیگا۔ اللہ پاک مبارک فرمائے۔ اللّٰہم زد و فزد مطالب دعا
سید میرک علی شاہ اندرابی۔ پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور
شکریہ کہ آپ میرک شاہ بھی ہیں۔ اور اپنے علمی اور ادبی کاموں کی وجہ سے زیرک شاہ بھی ہیں اور ان دونوں قافیوں کو سامنے جھکا کر تہنیت کی شکر گذاری کا سر جھکاتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سید مصطفےٰ احسن صاحب کا خط

تقدس مآب مخر متکلمین رشک مستشرقین جناب مولانا صاحب دام فیضکم۔ بعد ارادت صمیمانہ و آداب و نیاز مخلصانہ آنکہ آج کے اخبار نوائے وقت سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ نے آپ کو ازراہ قدر افزائی خطاب شمس العلماء سے اس سال بہت تاخیر کے بعد ممتاز فرمایا ہے۔ حالانکہ اس خطاب کے مدت مدید سے جناب مستحق تھے۔ میں اس خطاب کے لئے دلی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف
دلی معتقد سید مصطفےٰ احسن جاگیردار جگراؤں لدھیانہ
شکریہ کہ پیارے بھائی سید صاحب! آپ کی تہنیت میں خلوص ہے۔ محبت ہے۔ اور آپ کے روشن دل کی جھلک ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

درگاہ حضرت میاں میر صاحبؒ کا خط

بخدمت اقدس جناب قدوۃ السالکین۔ خزینۃ الزاد باطنی حامل نعمات عرفانی مکرمی و معظمی جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم و علی امن لدیکم۔ جناب کے پرچہ کا شوق مجھے بہت سی ایسی باتوں سے باخبر کر دیتا ہے جو دوسری جگہ میری نظر سے نہیں گذرتیں۔ واقعی منادی کی ندا ایسی ہی ہونی چاہیئے میں آپ کو شمس العلماء کے خطاب کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس درگاہ کی گدی کو اپنے ساتھ ملحقہ سمجھتے رہیں گے۔ یہاں درگاہ پر آپ کی صحت اور درازئ عمر کی دعا خاص خاص موقعوں پر کی جایا کرتی ہے۔ کیونکہ آپ کی سلامتی ہمارے لئے ایک بڑا سہارا ہوتا ہے والسلام۔ دعاگو۔ مخدوم۔ سید سید علی شاہ گیلانی۔ سجادہ نشین درگاہ حضرت میاں میر صاحبؒ۔ لاہور۔
شکریہ کہ پیارے بھائی سید صاحب! آپ اس آفتاب ہند کی اولاد ہیں جس کے سامنے شاہجہاں کا عارف بیٹا دارا شکوہ سر جھکاتا تھا۔ اور آج بھی ان کا مزار جاگتا مزار ہے۔ آپکی نسبی محبت کا معتقد حسن

افسر خزانہ مظفر گڈھ کا خط

محترم شمس العلماء صاحب! سرکار عالی کی طرف سے خطاب ملنے کی میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو پُر مسرت طویل زندگی اور مستقبل میں مزید اعزازات عطا فرمائے
آپ کا مخلص۔ عبدالستار (پی۔ سی۔ ایس افسر خزانہ مظفر گڈھ پنجاب)
شکریہ کہ آپ کا تہنیت نامہ آیا۔ اور میں نے "یا ستار یا غفار" نسات بار پڑھ کر آپ کے لئے مراد مندی کی دعا مانگی۔ حسن نظامی۔

سید شریف احمد صاحب چشتی کا خط

سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہ۔ سلام علیکم۔ امسال خطابات کی فہرست میں آپکا نام نامی و اسم گرامی دیکھ کر بیحد مسرت ہوئی۔ حکومت عالیہ نے آپ کو معزز خطاب سے نواز کر اپنی قدر شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ میں اس موقع پر جملہ اراکین گورننگ کونسل۔ سٹاف و طلباء چشتیہ ہائی سکول کی جانب سے آپ کی خدمت عالیہ میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ والسلام۔ نیازمند
سید شریف احمد چشتی۔
شکریہ کہ پیارے بھائی سید شریف احمد صاحب! آپ نے چشتیہ ہائی سکول جاری کر کے کروڑوں چشتیوں کی علمی اور عملی برتری کو روشن کیا ہے۔ خدا آپ کے کام کا چراغ ہمیشہ روشن رکھے۔ حسن نظامی

مولف صاحب کتاب "تعارف قرآنی" کا خط

مکرم و معظم قبلہ خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔ سلام علیکم۔ اخبار میں خطابات جدید کی فہرست میں آپ کا نام نامی بھی موجود پا کر از حد مسرت ہوئی۔ کہ گورنمنٹ نے آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس اعزاز سرکار پر اور آپکی خدمات کے اعتراف پر میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ اور دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک آپ کو زیادہ سے زیادہ دینی اور دنیوی مراتب پر فائز فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ محتاج توجہ۔
منشی عبدالرحمٰن خاں۔ جیلیک۔ ملتان شہر۔

مصطفےٰ خاں صاحب کا خط۔

مکرمی محترمی حضرت خواجہ صاحب مدظلکم تسلیم و نیاز۔ سال نو کی فہرست اعزازات میں آپکا اسم گرامی دیکھ کر بڑی ہی مسرت ہوئی۔ اگرچہ یہ اعزاز آپ کو اس سے بہت قبل مل جانا چاہیئے تھا۔ تاہم آپ کی علمی اور ادبی خدمات کا اعتراف اب حکومت نے بھی کر لیا ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے عوام تو عرصہ سے آپکے مداح تھے۔
نیازمند۔ مصطفےٰ خاں
دعا کہ پیارے فرزند تم میرے دوست حاجی فتح محمد خدمتی۔ نظامی جمالی کے فرزند ہو۔ مجھ پر تمہاری تہنیت کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ خدا مراد مند رکھے۔ دعاگو۔ حسن نظامی۔

شکریہ کہ آپ کا وجود النافع ... ہے۔ کیونکہ آپنے تعارف قرآنی کتاب لکھی ہے۔ میں آپکی تہنیت کا مخلصانہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

نواب نظامی دہلوی کا خط

مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب قبلہ
سلام مسنون۔ بندہ پرور کا روزنامچہ آج موصول ہوا۔ دہلی سے اطلاع ملی۔ کہ جناب آجکل حیدرآباد میں تشریف فرما ہیں۔ لیکن مکمل پتہ کی معذوری نے بندہ کو خطاب کے سلسلہ میں مبارکباد پیش کرنے سے قاصر رکھا۔ اس لئے معافی کا خواستگار ہوں لیکن اس دیر سے آنے والی مبارکباد کو بھی پہلی سی مقبولیت فرمائیں۔ ؎

یاران ہمنوا نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرسِ کارواں رہے

طالب دعا۔ نواب نظامی دہلوی از لاہور

دعا کہ تم فرزند روحانی ہو۔ پنجاب کے ہو دہلی میں شادی ہو رہی ہے اس واسطے دلی والے بھی ہو۔ تمہاری تہنیت میرے چاہنے والے کی تہنیت ہے میں بھی اس تہنیت کو چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔

غلام محمد نظامی حوالدار کا خط۔

پیر و مرشد من خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آداب۔ پرسوں گھر یعنی سرابہ ضلع لودھیانہ سے چچا رحمت اللہ نظامی کا خط آیا جس سے پتہ چلا کہ حضرت کو بادشاہ سلامت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا ہے بڑی خوشی ہوئی۔ مبارک ہو۔ خدا آپ کے نام کو دنیا میں شمس کی طرح روشن کردے۔ والسلام۔ غلام محمد نظامی حوالدار کلرک ۲/۸ ایس۔ پی بٹالین سیالکوٹ۔

دعا کہ تم فرزند روحانی ہو۔ پنجاب کی عقیدت محبت کی نشانی ہو۔ تمہاری تحریر کے ہر لفظ میں خلوص ہے۔ شاد کام رہو۔ حسن نظامی۔

مولانا اختر احسن صاحب کا خط

قابل احترام حضرت خواجہ صاحب دام لطفہٗ
سلام مسنون۔ مزاج مبارک۔ خطاب کے ملنے پر ہدیہ تہنیت و مبارکباد پیش کرتا ہوں ارادہ تھا کہ حیدرآباد سے جب آپ کی واپسی ہو اس وقت عریضہ حاضر ہو۔ مگر منادی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اکثر حضرات اس سلسلہ میں گوئے سبقت لے گئے ہیں۔ اس لئے عجلت پسماندہ کے ساتھ یہ سطور ضبط تحریر میں لا رہا ہوں۔ آپ تو ماشاء اللہ ہندوستان میں سب سے پہلے خطاب دینے والے ہیں۔ یہ دنیا دار المکافات ہے۔ بہت عرصے کے بعد آپ کو بھی شمس العلماء نے خود برکت حاصل کرنے کے لئے مس کر لیا۔ اس سے آپ کی شان کو قطعاً کوئی رونق حاصل نہیں ہوئی۔ ہاں اس خطاب کو سرفرازی ضرور نصیب ہو گئی ہے۔ کاش حکومت کو کوئی مشورہ دیتا کہ نیا خطاب جاری کر کے خواجہ صاحب! آپ کو شمس العارفین بنا دیتی۔ یقیناً تصوف و معرفت آپ ہی کی تحاریک سے ہند میں زندہ ہیں انکو آپ نے اپنے کردار سے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے آمین۔ آپ کا پرانا مخلص نکتہ چین اختر احسن۔ ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول

شکریہ کہ بھائی اختر احسن کی تحریر بھی حسن! اور انکا نام بھی حسن! اور ان کے جذبات بھی محاسن خلوص و محبت و اعتبار سے حسین اور حسن یعنی حسن میں بہت زیادہ بھلی شکر گذار حسن نظامی۔

برکت علی نظامی کا خط۔

قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صاحب دام اقبالہٗ
سلام علیکم۔ تعریف کے قابل ہے شہنشاہ اعظم تاجدار برطانیہ کہ جس نے آنحضور انور کے بے شمار قدرتی پنہاں خطابوں میں شمس العلماء خطاب کو مشتہر کر کے اپنی رعایا کے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کو خوش کیا۔ لہٰذا احقر اپنی اور اپنے احباب کی طرف سے خطابوں سے بے نیاز اپنے روحانی باپ کو نیازمندانہ مبارکباد تہ دل سے ادا کرتا ہے اور اس خطاب کی درازئ عمر کی دعا کرتا ہے۔ خادم۔ برکت علی نظامی پٹواری۔ بگہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔

دعا کہ اے میرے پیارے پٹواری خدا کرے دل کی زمین محبت کی جریب سے ناپ لو اور پھر محبت کے قانون گو کے پاس رپورٹ بھیج کر اس کام کے بدلے میں مجھے گلے لگا کر پیار کرو۔ اور لکھوں من تو شدم

سید محمد زاہد نظامی کا خط۔

قبلہ و کعبہ خواجہ صاحب دام اقبالہٗ۔
سلام علیکم۔ سرکار برطانیہ کی طرف سے جو خطاب شمس العلماء کا حضور انور کو ملا ہے۔ اس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں قبول فرمائیے۔
طالب دعا۔ سید محمد زاہد نظامی از جھونگہ ضلع ہوشیارپور۔

دعا کہ تم آل نبی اولاد علی سید ہو۔ نام بھی زاہد۔ کام بھی زاہدوں کا۔ عقیدت و محبت سے بھرپور ہو ہر وقت دل کے پاس ہو۔ گو آنکھوں سے دور ہو۔ دعا گو حسن نظامی۔

سید کشفی شاہ نظامی کا خط

پیارے خواجہ۔ سلام علیکم۔ ابھی لاہور میں اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا۔ کہ حکومت نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب دیا ہے۔ گویا حکومت نے آپ کے مخالفین کو اس وقت اور طعنہ زنی کرنے کا ایک اور موقعہ پہنچا دیا ہے۔ ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی۔ اگر اعلیٰ حضرت حضور نظام آپ کو دیتے تو اسلامی نقطہ نظر سے اس کی اور وقعت ہوتی۔ مگر چونکہ ایسے وقت جب آپ اعلیٰ حضرت کے پاس ہیں حکومت نے آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ اس لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ برہما کے نظامیوں کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔

خادم۔ کشفی۔

دعا کہ تم حضرت غوث الاعظم کی اولاد ہو اور تم نے عید میلاد کی تحریک کو ہندوستان کے گھر گھر اور ہندوستان کے باہر ہر مقام پر پھیلایا ہے [illegible]

نائب ہو تمہاری تہنیت میرے گھر کی تہنیت ہے حسن نظامی۔

شیخ جان محمد نظامی کا خط

قبلہ حضرت خواجہ صاحب مد ظلہ العالی۔ السلام علیکم۔ مزاج مبارک۔ آپ کو جو خطاب گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء ملا ہے۔ اس کی میری طرف سے اور میرے اہل و عیال کی طرف سے آپ کی خدمت عالیہ میں مبارکباد عرض ہے۔ قبول فرما کر ممنون احسان فرماویں۔ والسلام آپ کے دربار کا ایک سگ۔ جان محمد نظامی کلاتھ ڈیلر سماد ھ بھائی تحصیل موگا ضلع فیروز پور

دُعائم تمہاری مبارک باد جامہ زیب ہے۔ سمادھ بھائی سے آئی ہے۔ میں نے اس کی اپنے من میں سمادھی لگائی ہے۔ ہمیشہ خوش رہو۔ دعاگو حسن نظامی۔

شیخ شان علی نظامی کا خط

پیارے خواجہ! سلام علیکم مزاج مبارک آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے جو خطاب شمس العلماء ملا ہے اس کی دلی مبارکباد عرض ہے۔ قبول فرما کر شکر گذار فرماویں۔ والسلام۔ آپ کا فرزند شیخ شان علی نظامی کلاتھ مرچنٹس سماد ھ بھائی۔

ضلع فیروز پور (پنجاب)

دُعائم روحانی اولاد ہو۔ شانِ علی نام ہے اور علیؑ کی شان ہر آن مجھے نیا جلوہ دکھاتی ہے۔ آباد رہو۔ دعاگو حسن نظامی۔

غلام محمد نظامی کا خط

حضرت خواجہ صاحب دام ظلکم۔ بعد قدمبوسی کے عرض ہے۔ غلام محمد نظامی کی طرف سے واضح ہو کہ اخبار منادی میں حضور کو شہنشاہ انگلستان نے شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا حضور کو مبارکباد دیتا ہوں۔ خواجہ علی نظامی و خواجہ حسین نظامی صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں فقط زیادہ آداب۔ امید ہے حضور بخیریت ہوں گے۔ سگ دربار۔ غلام محمد نظامی از قریہ۔ ضلع جالندہر۔

دُعائم جالندہر کے قریہ میں محمدؐ کے غلام کی صدا ہمیشہ گونجتی رہے۔ یہی میری دعا ہے دعاگو حسن نظامی۔

روشن دل نذر بیگی نظامی کا خط

جناب سیدی و مولائی خواجہ صاحب دام ظلکم سلام علیکم۔ بعد قدمبوسی کے عرض ہے کہ اخبار منادی میں خطاب شمس العلماء جو حضور کو ملا پڑھکر دل کو از حد خوشی ہوئی ہم سب نظامی بھائی اس خطاب کی حضور کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ ہندوستان میں تو حضور علماء کے سورج تھے اب انگلستان کے شہنشاہ نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی دلوں کا شہنشاہ شمس العلماء ہے امید ہے حضور بخیریت ہوں گے۔ خواجہ علی میاں نظامی اور خواجہ حسین میاں نظامی کو بھی مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ سگِ دربار۔ احمد علی نذر بیگی نظامی۔ از قریہ۔ ضلع جالندھر

دُعائم پیارے گیسو دراز نذر بیگی جو لا ہے اگو میرے من میں ہیں تیرے من میں۔ تو جو کچھ کہتا ہے میرا دل کان لگا کر سنتا ہے۔ خدا تجھکو میرے اندر آباد رکھے دعاگو حسن نظامی

گلزار نسیم صاحب کا خط۔

قبلہ تسلیم۔ میری طرف سے خطاب کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف خاکسار۔ گلزار نسیم دفتر ضروریات معاشرت کہنہ

شکریہ کہ نام بھی باغ و بہار۔ اور کام بھی آدمیت کا مددگار۔

دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

مولوی رحمت اللہ نظامی کا خط

قبلۂ عالم مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم۔ اخبار منادی کے مطالعہ سے خطاب شمس العلماء دیئے جانے کی بابت معلوم ہوا بادشاہ سلامت اور ان کی گورنمنٹ نے آپ کو یہ خطاب پیش کیا ہے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ عالموں کے آفتاب ہیں۔ یہ بات میرے دل سے پوچھی جائے تو آنجناب اس سے کہیں زیادہ درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کی شان اس سے بھی اعلےٰ خطاب حاصل ہونے کے لائق ہے آپ کا علم احاطہ سے باہر ہے اور آپ خود بھی احاطہ سے باہر ہیں۔ و ہو علیٰ کل شیٔ محیط ہیں۔ ناچیز۔ رحمت اللہ نظامی۔ مدرس سرابہ۔ پرائمری سکول گوجروال۔

دُعائم لمبی ڈاڑھی کے نیک عمل مولوی اور فوج کے بہادر سپاہی! تو نے مجھے پہچانا اور اسرار ذات کے دریا میں میں نے تجھکو پہچانا۔ ہر دم اللہ۔ ہر دم اللہ دعاگو حسن نظامی

عبد العزیز نظامی کا خط

قبلہ و کعبۂ امام حضرت خواجہ صاحب پیر و مرشدم سلام علیکم۔ آداب غلامانہ۔ آج ۹ر جنوری کا منادی ملا۔ تو مطالعہ سے یہ معلوم ہوا۔ کہ سرکار کی جانب سے حضور کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے۔ اس عزت افزائی پر مجھ غلام کی اور اہل خانہ کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ آپ کا سایۂ ہما پایہ مریدوں اور اخلاص مندوں کے سروں پر مدت العمر تک قائم رہے۔ منشی قربان علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر بھی اسی پرچہ سے معلوم ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور اُن جیسی موت ہر مسلمان کو عطا فرمائے آمین حضور کا غلام۔ عبد العزیز نظامی۔ دفتر سی۔ آر۔ ای۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔

دُعا ہے تم میرے پیارے عزیز خدا کے بندے ہو میرے دل پر تمہاری سچی عقیدت اور محبت کے نقش دکھتے نظر آتے ہیں۔ اپنی سب مرادوں میں کامیاب ہو۔ دعاگو حسن نظامی۔

مولوی فضل حق نظامی کا خط۔

حضرت قبلہ آقائی و مولائی و مرشدی دام ظلکم العالی۔ حضور کو گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء کا جو خطاب ملا ہے ہم سب نظامیوں کو سنکر از حد خوشی حاصل ہوئی۔ ہماری سب کی طرف سے دلی مبارکباد قبول ہو۔ آپ نے قوم اور ملک کے لئے جتنی خدمات انجام دی ہیں۔ انکے لئے حضور کو جتنے بھی خطابات مرحمت ہوں کم ہیں۔ دیگر اقوام تو حضور کی بدرجہا عزت کرتی ہیں مگر جس قوم میں سے حضور ہیں اسکے اکثر افراد حضور کی خدمات کی قدر نہیں کرتے یہ ہماری شومی قسمت ہے۔ دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔ ہم نظامیوں کو تو حضور کی ذات والا صفات کا سایہ ہی کافی ہے۔ نیازمند فضل حق نظامی۔ امام مسجد موضع کلہڑی ضلع کرنال۔

دُعا ہے ظاہری نماز کے امام ہو۔ مولوی ہو میرے پرانے فرزند ہو روحانی ہو۔ مجھے بس تمہاری محبت کافی ہے۔ کوئی قدر کرے یا نہ کرے۔ تمہاری بیوی کے ہاتھ کے کاتے ہوئے سوت کی چادر اوڑھنے۔۔۔

محمد مرتضےٰ خاں نظامی کا خط

سیدی و مولائی۔

سلام علیکم۔ بعد آرزوئے قدمبوسی کے واضح ہو کہ آج اخبار میں پڑھا کہ جناب والا کو شمس العلماء کا خطاب عطا ہوا ہے۔ اس خطاب کے عطا ہونے پر جناب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اور آپ کی لائق اور سعادتمند اولاد کو ایسی بہت سی خوشیاں حاصل ہوں۔ آمین۔

اللہ تعالےٰ نے مسلم لیگ کو بڑی برکت اور کامیابی دی ہے مجھے اس کی کامیابی کی کبھی بھی اُمید نہ تھی اور میں دل میں ہمیشہ آپ کی مسلم لیگ نوازپالیسی سے اختلاف رکھتا تھا مگر مجھے اب اپنی بے علمی کا احساس ہوا اور اپنی غلطی کو محسوس کرتا ہوں۔ اِس تحریک کے لئے بھی دعا فرماویں اب تو تمام مسلمانان ہند کی نگاہیں صرف اس تحریک کی طرف لگی ہوئی ہیں۔

طالب دعا۔ محمد مرتضےٰ خاں۔

دُعا ہے تم میرے پرانے مرید اور میرے بچوں کے استاد رہے اور کانگرس میں شریک ہونے کے بعد مجھ سے حجت کرنے والے سپاہی اور کابل میں پلاؤ کھلانے والے میزبان ہو۔ خوشی ہوئی کہ تم نے مسلم لیگ کو پہچانا دیکھی۔۔۔

رائے بہادر لالہ ناتھو رام صاحب کا خط

مائی ڈیئر خواجہ صاحب! نیا سال مبارک ہو۔ اور ہز میجسٹی کی طرف سے خطاب بھی مبارک ہو۔ خدا کرے یہ اعزاز دوسرے اعزازات کا پیش خیمہ ہو۔ آپ کا مخلص (لالہ) ناتھو رام (صاحب سب ڈویژنل مجسٹریٹ خوشاب)

شکریہ کہ درحقیقت آپ نے اس خطاب کی بنیاد ڈالی تھی ۔۔۔ شیخ حبیب الرحمن کے ساتھ مل کر بنیاد رکھی تھی اور میں نے اسوقت بھی کہہ دیا تھا کہ میں اس عزت سے بچنا چاہتا ہوں آپکی تہنیت ایک مخلص کی تہنیت ہے اور مجھے ۔۔۔ مبارکباد دلی شکریہ ۔۔۔ حسن نظامی۔

سیشن جج صاحب سرگودہا کا خط

ڈیئر خواجہ صاحب! مجھے آپ کا اسم گرامی نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ شمس العلماء خطاب کی میری جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے آپکا مخلص سید ناصر علی شاہ سیشن جج سرگودہا پنجاب۔

شکریہ کہ پیارے سید کی تہنیت پڑھکر وہ پرانا زمانہ یاد آگیا جب ہم دونوں دلی میں ایک دوسرے کے یار اور دل لگا رکھتے۔ آپکی محبت دیرینہ اور مخلصانہ ہے دلی شکرگذار حسن نظامی۔

لالہ چیتن داس صاحب جین کا خط

مائی ڈیئر خواجہ صاحب! مجھے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب عنایت کیا ہے اور یہ ایسا خطاب ہے جس کے آپ پورے مستحق تھے۔ براہ مہربانی میری مؤدبانہ مبارکباد قبول فرمائیے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ صحت و سلامتی سے ہوں گے۔ میرے لائق کوئی خدمت؟ میں دعا کرتا ہوں کہ نیا سال آپ کو مبارک ہو۔ آپکا مخلص چیتن داس جین سب جج گوڑگانوہ۔

شکریہ کہ میر بچپن میں بہت آئے اور رہے ہیں۔ چیتن داس کی محبت اور عنایت ہمیشہ دلنشیں رہتی ہے جو دلی میں ان سے ظاہر ہوتی رہتی تھی۔ ایکی تہنیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ شکرگذار ۔۔۔

پروفیسر مراد صاحب کا خط

مخدوم و محترم حضرت خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ (اُردو) جو شاندار خدمت آپ مسلسل کئی برسوں سے اکیلے محض اپنے ادبی اور تبلیغی شوق سے سرانجام دے رہے تھے الحمد للہ کہ آخر کار حکام وقت کی نگاہ قدر شناس نے اسے سرفراز فرمایا اور شمس العلماء کا گرامی قدر خطاب آپکی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ میں تہ دل سے آپ کی خدمت بابرکت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

مخلص قدیم۔ فیروز الدین مراد۔ از سیالکوٹ

شکریہ کہ پیارے بھائی پروفیسر مراد کے نام اور کام کی علیگڈھ مسلم یونیورسٹی میں بہت تھی۔ اور وہ مجھ پر شروع سے آج تک اسلئے مہربان رہے تھے کہ میں انگریزیت سے ۔۔۔ مراد صاحب دلی شکرگذار حسن نظامی۔

خان ایف لے اختر صاحب کا خط

شمس العلماء۔ عمدۃ السالکین۔ الزاہد العارفین مجتہد العصر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔ سجادہ نشین بدرگاہ شمس الاولیاء سید حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ دہلی۔

آؤ ہم سب ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں

ہندوستانی ایکہ

(۱) حضرت مولانا سید محی الدین ابو الکلام آزاد دہلوی صدر کانگرس سے التماس ہے
(۲) قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ سے عرض ہے۔
(۳) لوک مان شری موہن داس مہاتما گاندھی سے پرارتھنا ہے۔
(۴) بھارت چندرما پنڈت جواہر لال نہرو دہلوی سے نویدن ہے۔
(۵) گرو کے پیارے سردار تارا سنگھ صاحب سے ارداس ہے۔
(۶) سرتاج الہند نواب سر حمید اللہ خاں فرماں روا بھوپال سے گذارش ہے
(۷) نائب تاج برطانیہ لارڈ ویول وائسرائے ہند کو اطلاع ہے۔

اپنی ذات اور اپنی قوم کی ضد بھول جائیے

فقط ایک ملک ہندوستان کے

سپوت بن جائیے

سیاسی بول چال چھوڑ دیجئے جو آپ سب کے دلوں اور زبانوں کو ملنے نہیں دیتی دیسی بدیسی۔ ہندو مسلم عیسائی کے فرق کا خیال دل اور دماغ میں نہ آنے دیجئے۔ نسل اور رنگ اور امیری و غریبی۔ اور حاکمیت و محکومیت کی اندھیری کوٹھری سے باہر آجائیے۔ اور ہندوستان کو ساری دنیا کے جہازوں کو راستہ بتانے والا

روشن مینار بنا دیجئے

آپ سب کو ایسا کرنا پڑے گا۔ نہ کیا۔ تو پھر مرنا اور مٹنا پڑے گا

حسن نظامی ہندوستانی

۱۸۵۷ء کے انقلاب ہند کی تاریخ

پڑھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا

۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۸۵۷ء میں ہندوستانیوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۸۵۷ء کے بعد سے ۱۹۴۶ء تک انگریز اور ہندوستانی آپس میں کیسا برتاؤ کرتے رہے؟

وہ اچھا تھا یا بُرا؟ حق تھا یا باطل؟

ظلم تھا یا انصاف؟ سچ تھا یا جھوٹ؟

کچھ بھی نہ تھا۔ گذرنی بات تھی۔ گذر گئی

آج کیا حال ہے؟ کل کیا حال ہونا چاہئے؟ سوچنا بس یہی ہے اگر یہ سوچنا ضروری معلوم ہو۔ تو خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء پڑھئے جس کے ۱۲ حصے چھپ کر شائع ہو گئے اور جس کے تین حصے چھپ رہے ہیں۔ اس تاریخ کے پڑھنے سے انگریزوں کو اپنی نیت کا علم ہو جائیگا۔ ہندوستانیوں کو اپنی حالت کا اندازہ ہو جائیگا۔ اور پھر وہ دنیا میں عزت اور راحت سے زندہ رہنے کا سیدھا راستہ تلاش کر سکیں گے۔

اس تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء کے پہلے حصے کا نام بیگمات کے آنسو ہے جس میں وہ سچے قصے ہیں جو ۱۸۵۷ء کے کشت و خون کے بعد آخری بادشاہ کی عورتوں اور مردوں کو پیش آئے قیمت دو روپے۔ دوسرے حصے کا نام انگریزوں کی بپتا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں پر کیسی مصیبت پڑی تھی قیمت آٹھ آنے تیسرے حصے کا نام محاصرہ دہلی کے خطوط رکھا گیا ہے جس میں وہ خطوط ہیں جو انگریزوں نے لڑائی کے وقت آپس میں ایک دوسرے کو لکھے تھے قیمت چار آنے۔ چوتھے حصے کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ ہے جس میں اس مقدمے کا حال ہے جو آخری بادشاہ پر لال قلعہ میں چلایا گیا تھا قیمت دو روپے۔ پانچویں حصے کا نام غدر کے فرمان ہے جس میں بہادر شاہ بادشاہ کے وہ فرمان ہیں جو غدر کے بعد انہوں نے باغیوں کے نام جاری کئے تھے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ چھٹے حصے کا نام غدر کے اخبار ہے جس میں ان اخبار کے مضامین ہیں جن پر بغاوت پھیلانے کا الزام لگایا گیا تھا قیمت چار آنے۔ ساتواں حصہ غالب کا روزنامچہ ایام غدر ہے جس میں مرزا غالب کی لکھی ہوئی داستان غدر ہے قیمت بارہ آنے۔ آٹھواں حصہ دہلی کی جاں کنی ہے اور جو باتصویر ہے اور بہادر شاہ اور ان کے امراء اور شہزادوں کی عکسی تصویریں ہیں اور دہلی کی مصیبت کے تاریخی حالات ہیں قیمت ایک روپیہ۔ نواں حصہ بہادر شاہ کا روزنامچہ ۱۸۴۷ء سے ۱۸۴۸ء تک درج ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دسواں حصہ غدر کی صبح شام ہے ہندو مسلمانوں کے لکھے ہوئے دو روزنامچے غدر کی نسبت قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ گیارھواں حصہ دہلی کی آخری شمع جس میں غدر سے پہلے کے ایک شاہی مشاعرے کا حال ہے۔ قیمت ایک روپیہ بارھواں حصہ غدر کی سزا۔ اس میں ۱۸۵۷ء کے غدر میں جن ہندوستانیوں کو سزائیں دی گئیں ان کا مفصل بیان ہے قیمت آٹھ آنے۔ تیرھواں حصہ بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں ۱۸۳۷ء کا روزنامچہ ہے جبکہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے۔ یہ چھپ رہا ہے۔ چودھواں ریزیڈنٹ دہلی کا روزنامچہ۔ جس میں بہادر شاہ اور ریزیڈنٹ اور ہندوستان کے وہ حالات ہیں جو ۱۸۲۹ء میں پیش آئے۔ چھپ رہا ہے۔ پندرھواں حصہ اکبر شاہ کا روزنامچہ۔ بہادر شاہ کے والد اکبر شاہ کا روزنامچہ جس میں بہت اہم حالات ہیں۔ زیر طبع ہے۔

ملنے کا پتہ:- دفتر اخبار منادی دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے ... پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

منادی

خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری | ۹ جنوری ۱۹۴۶ء | سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ

نیک مرد کی وفات

۲۲ محرم ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء یوم جمعہ کی صبح کو باوضو نماز کی نیت باندھنے کے بعد منشی سید قربان علی صاحب بسمل دہلوی نے وفات پائی مرحوم کی عمر اسی برس کی تھی صاحب اولاد نہ تھے محمد حسین نظامی کو بیٹا بنایا تھا میرے والد کے دوستوں میں تھے۔ چالیس برس تک میرے تحریری کاموں کی لکھائی چھپائی اور اشاعت کا بلا معاوضہ انتظام کرتے رہے۔ خلوص اور وضعداری کا مکمل نمونہ تھے۔ نماز روزے کے پابند تھے۔ اردوئے معلی نام کا ایک ماہوار رسالہ بھی شائع کرتے تھے اور بھی بہت سی اردو کتابیں شائع کی تھیں۔ وفات سے پہلے وضو کیا۔ اور لیٹے لیٹے نماز کی نیت باندھی۔ اور نیت باندھتے ہی روح پرواز کر گئی۔ میں اپنے سب مریدوں اور دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مقام پر فاتحہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

حسن نظامی دہلوی مقیم ہادی منزل۔ باغ عام روڈ حیدرآباد دکن

خواجہ حسن نظامی کا مقصود ذکر ہے

شاعرۂ دکن بشیر النساء چمن آرا بیگم صاحبہ حیدرآباد کی شہرۂ آفاق شاعرہ ہیں انہوں نے خطاب شمس العلماء کی تہنیت میں یہ اشعار نذر کئے تھے۔

انسانیت نواز ہو، انساں کی زندگی
سوز حیات میں ہے نہاں راز زندگی

اس دور میں جو عام ہوئیں فرقہ بندیاں
ہر کارواں ہے طرزِ قیادت سے بدگماں

پھر کشمکش ہے طرزِ جدید و قدیم کی
دُنیا تلاش میں ہے رہِ مستقیم کی

ہر سمت اختلاف سے برپا فتور ہے
"کچھ اور آجکل کے کلیموں کا طور ہے"

دیں دار کوئی ہے تو جہاں ساز ہے کوئی
ہے کوئی صرف رنگ تو آواز ہے کوئی

لیکن زمانہ اہل نظر سے تہی نہیں
کم یاب ہے مگر ہے ابھی دولت یقین

بیمار کے مزاج سے واقف ہو چارہ گر
حکمت کی روح، نبض شناسی کا ہے ہنر

بے ربطی شعور سے بیتاب فکر ہے
خواجہ حسن نظامی کا مقصود ذکر ہے

جن کا وجود قابلِ صد احترام ہے
کُل ہند کی زبان پہ سدا جن کا نام ہے

جن کی نگاہ دین و سیاست کی پاسباں
جن کا دماغ، عالم ماضی کی داستاں

اس طرز و طور سے یہی انسان ایک ہیں
جن کی نظر میں سارے مسلمان ایک ہیں

مسلک ہے جن کا غم سے گزرنا بھی سہل ہے
مذہب بھی سہل، جینا بھی۔ مرنا بھی سہل ہے

درویش بھی غنی بھی ہیں، روشن ضمیر بھی
تاجر بھی اور طبیب بھی۔ قابل مدیر بھی

مرشد بھی مجتہد بھی، مفکر ادیب بھی
خود دار بھی، خلیق بھی اور خوش نصیب بھی

جن کی نگارشات کی ممنون ہے زبان
جن کی زبان سیاست فطرت کی ترجمان

محفل میں خانقاہ میں ایوان میں عزیز
قدرت نے دی ہے مصلحت وقت کی تمیز

اس عمر اس قوی پہ یہ انبار کام کا
اور گرد و پیش ہجوم سدا خاص و عام کا

ہر سانس تازہ فکر و عمل کا پیام ہے
ہر لحظہ اک پیامی نقش دوام ہے

کیا ہوں بیاں مصورِ فطرت کی خوبیاں
اس ایک دم سے عظمت دلی کے ہیں نشاں

گرویدۂ صفات ہیں، زاہد بھی، رند بھی
قائل تھا ہند، ہو گیا بیرونِ ہند بھی

سوز حیات قلب و نظر بے نقاب ہے
مظہر تجلیات کا شمسی خطاب ہے

ہو بارگاہ خواجہ میں یہ پیش کش قبول
برطانیہ نے بھیجے ہیں سورج مکھی کے پھول

۵ر جنوری ۴۶ء کی شام کو اپنے عالی شان ایوان میں خواجہ صاحب اور خواجہ بانو صاحبہ کو مدعو کر کے بڑے موثر انداز سے چمن آرا بیگم صاحبہ نے یہ نظم خود سُنائی تھی۔ اور اُس وقت اگرچہ شاعرہ دکن شدید بخار میں مبتلا تھیں لیکن ان کے شاعرانہ جذبات بالکل تندرست تھے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

چشتی برکت

شملہ کانفرنس کے موقع پر میں نے مُنادی میں تفصیل کے ساتھ شائع کیا تھا کہ جب سے ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ اس وقت سے لیکر آخری شہنشاہ بہادر شاہ تک جتنے شہنشاہ ہوئے وہ سب چشتیہ خاندان کے مرید تھے۔ اور اس بنا پر میں نے لارڈ ویول وائسرائے ہند کو شملہ کانفرنس کے موقع پر لکھا تھا۔ کہ جس طرح مسلم لیگ اور کانگریس اور سکھ لیگ اور ہندو مہاسبھا کے نمائندے مدعو کئے گئے ہیں اسی طرح اجمیر شریف کے دیوان صاحب کو بھی مدعو کرنا چاہئے۔ اگرچہ وہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اور اُنھوں نے مسلم لیگ کی تائید کا اعلان کر دیا ہے تاہم ہندوستان کی تاریخی روایات کی بموجب چشتیہ مرکز کے سجادہ نشین کا شملہ کانفرنس میں شریک ہونا کروڑوں ہندوستانیوں پر اثر کرے گا۔ جیسا کہ مغل شہنشاہ اکبر آگرے سے اپنی بیگم کے ساتھ پیدل اجمیر شریف تک گیا تھا۔ اور اس کے اثر سے اس کی سلطنت تمام ہندوستان میں مقبول و مستحکم ہوگئی تھی۔ اسی طرح اگر چشتیہ مرکز کے سجادہ نشین شملہ کانفرنس میں شریک کئے جائیں گے تو غیبی برکت اس کانفرنس کو حاصل ہوگی۔ جس کا جواب وائسرائے کے پرائیویٹ سکریٹری صاحب نے مجھے بھیجا تھا کہ وقت کے وقت یہ نیا انتظام بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔

آج جبکہ انگلستان سے ممتاز اراکین کی ایک جماعت ہندوستانیوں سے ملنے آ رہی ہے اور ان کے بعد وزیر ہند کے آنے کی خبر بھی سنی جا رہی ہے تو میں مکرر گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ اور کانگریس اور مسلم لیگ وغیرہ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ الجھی ہوئی سیاست جو ہندوستان اور انگلستان کے درمیان نظر آ رہی ہے چشتی برکت کے بغیر نہیں سلجھ سکتی۔ لہذا اُن لوگوں کا فرض ہے جو اراکین انگلستان سے ملنے والے ہیں کہ وہ بغیر اس خیال کے کہ اُن کو توہم پرست اور پرانے خیال کا کہا جائیگا۔ صفائی کے ساتھ کہدیں کہ ہندوستان کا سیاسی خلجان چشتیوں کی برکت حاصل کئے بغیر دور نہیں ہو سکتا۔ میں مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ اور اُن کی کونسل کے سب ممبروں کو بھی آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ کو جو کامیابی سینٹرل میں ہوئی ہے۔ اس کے سیاسی اسباب کچھ بھی ہوں لیکن اعتقادی سبب محض یہ ہے کہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین اور صاحبزادگان اور چشتیہ خاندان کے سب مشائخ اور قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ سلسلوں کے مشائخ نے بالاتفاق مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا تھا۔ اور انہیں سب کی برکتوں اور باطنی توجہات سے مسلم لیگ کو یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور اب بھی صوبوں کی کامیابی اسی اعتقادی سبب پر منحصر ہے کہ مسلم لیگ کے سب کام کرنے والے یقین رکھیں کہ چشتیوں کی اور سب سلسلوں کے پیشواؤں کی ارواح مقدسہ مسلم لیگ کے مقصد پاکستان کی حامی ہیں۔

پاکستان کی حمائت کا سبب

چونکہ پاکستان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ سندھ اور بلوچستان اور سرحد اور پنجاب کے علاقے اپنے شمالی ممالک اسلامیہ افغانستان و ایران و توران سے متحد ہو جائیں۔ اور چشتیوں کا اصلی سرچشمہ چشت ہے۔ اور یہ علاقہ بلخ کے قریب ملک افغانستان میں ہے۔ اس واسطے تمام چشتی اولیاء کی ارواح کا فیضان پاکستان کی طرف متوجہ ہے۔

پردہ چاک ہو جائے گا

دہلی کے ایک مسلمان کانگرسی اخبار نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے۔ کہ وہ ہر پرچہ میں اجمیر شریف کے دیوان صاحب اور پنجاب کے تمام مشائخ عظام کے نام لے لے کر ہتک اور توہین کے مضامین شائع کرتا رہتا ہے۔ اس واسطے میرا فرض ہے کہ میں تمام ہندوستان کے مسلم لیگی پریس کو توجہ دلاؤں کہ وہ صبر و ضبط سے کام لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان کر دیا ہے کہ "اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے"۔ پس اگر مسلم لیگ اخبار کی ہجو کاری کا صبر کرے گی تو اس کی قرآنی وعدے کے بموجب اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی۔ اور اخبار مذکور کا وہ انجام ہوگا جس کی نسبت حضرت مولانا روم نے اپنی مثنوی میں فرمایا ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کا پردہ چاک کرے، یعنی اُس کا بھرم کھول دے تو اس شخص کے دل میں یہ میلان پیدا کرتا ہے کہ وہ پاک لوگوں کی شان میں گستاخیاں کرنے لگتا ہے۔

کانگرس کو سبق لینا چاہئے

جو کانگرسی لوگ نشر و پروپگنڈا کے ذمہ دار ہیں میں اُن کو بھی ہمدردی کی وجہ سے اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا پروپگنڈا کانگرس کے لئے مفید نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو بہت نقصان پہنچ جائیگا۔ کیونکہ جو لوگ سائیکالوجی یعنی نفسیات کے ماہر ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اس

قسم کی تحریریں جیسی کہ دہلی کا مذکورہ اخبار شائع کرتا ہے۔ مسلم لیگ والوں میں جوش اور ملی جہتی اور قوت عمل پیدا کر دیں گی۔

کانگرسی مسلمانوں میں جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مصنف "فلسفۂ جذبات" اور "فلسفۂ اجتماع" خدا رکھے زندہ سلامت موجود ہیں۔ اور اس مسئلہ میں اُن سے بہتر کوئی مفتی نہیں مل سکتا۔ اُن سے بھی دریافت کر لینا چاہئے کہ اخبار مذکور کی مذکورہ ہتک آرائی کانگرس کے لئے مفید ہوگی یا مضر ہوگی؟ اگر کانگرس خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنی چاہتی ہے تو مجھے یا مسلم لیگ والوں کو افسوس تو ہوگا کہ ہندوستان کی ایک لائق اور ہونہار جماعت نے خودکشی کا ارتکاب کیا۔ لیکن ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچیگا اور میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگی پریس مذکورہ دریدہ دہن اخبار کی تحریروں کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سب مسلم لیگی اخباروں نے سمجھ لیا ہے کہ ایسی تحریریں ہمارے مقاصد کے باغ کی شگفتگی اور شادابی کے لئے گنگا جل ثابت ہو رہی ہیں لیکن مجھے اس سے چشم پوشی نہ کرنی چاہئے کہ کانگرس بھی ہندوستان کی ایک جماعت ہے۔ اور اس کا نقصان ہندوستان کا نقصان ہے۔ آج مسلم لیگ میں اور اس میں اختلاف ہے۔ کل اتفاق ہو جائے گا۔ اُس وقت یہ غلط تحریر یا کانگرس کو مسلم لیگ کے سامنے شرمندہ کریگی اور خود اخبار مذکور بھی اپنی نظروں میں اور اپنے ضمیر کے سامنے ذلیل اور رسوا ہو جائیگا۔ و ذالِکَ الحق المُبِین۔

میرا برطانی خطاب

ملک معظم شہنشاہ جارج ششم کی حکومت نے نئے سال کے خطابات کی فہرست میں میرا نام بھی درج کیا ہے۔ اور "شمس العلماء" خطاب دیا ہے اس کی نسبت تمام ہندوستان سے میرے ہندو مسلمان دوستوں کے تار اور خط مبارکباد کے آئے ہیں۔

میں اس خطاب کی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوں جو یہ ہے کہ علم اور اہل علم کی خدمت اُس طرح انجام دوں جس طرح سورج کی روشنی اور حرارت اس زمین کی زندگی کو مدد دیتی ہے۔ مگر جس نظر سے خطابات دیکھے جاتے ہیں اور خطابات کو گورمنٹ کی بیجا خوشامد کا مظاہرہ سمجھا جاتا ہے اُس نظر سے میں اس خطاب کو نہیں دیکھتا ہوں۔

جن احباب نے مجھے تہنیت کے تار اور خط بھیجے ہیں اُن سب کو اس غرض سے مُنادی میں درج کرایا گیا ہے کہ میری زندگی کے تعلقات آئندہ آنے والی نسلوں کے علم میں آجائیں۔ اور میں اپنی طرف سے اور اپنے بچوں اور مریدوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ اس خطاب کا مادی فائدہ اگر کچھ پہونچ سکتا ہے تو میرے بچوں اور میرے مریدوں تک پہونچ سکتا ہے اس لئے کہ اگر کبھی اس خطاب کے ذریعہ اہل حکومت سے میں اپنے بچوں اور اپنے مریدوں کو دنیاوی فائدہ پہنچانا چاہوں تو اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا سکوں گا۔ اسی لئے میں اپنے منجھلے لڑکے علی کے تار کے مضمون کو پسند کرتا ہوں جس میں علی نے لکھا ہے کہ یہ خطاب ہم بچوں کے لئے مبارک ہو۔ علی کا یہ لکھنا اُس کی گہری سمجھ کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اُس نے خطاب کے مادی اور دنیاوی مفاد کو ٹھیک سمجھ لیا۔

عشقی بانو صاحبہ نے دہلی سے جو تار دیا ہے۔ نیز اور بھی بعض احباب نے اپنے تاروں اور خطوں میں اس کا اشارہ کیا ہے۔ کہ میری خدمات ملک و قوم کے لحاظ سے یہ خطاب کم درجہ کا ہے۔ اور آئندہ بڑے درجے کا خطاب حاصل ہونے کی امیدیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اُس کی نسبت مجھے یہ لکھنا ضروری ہے کہ یہ خطاب میری خواہش کے بغیر دیا گیا ہے بس سے پہلے بھی میں خطابات کے خلاف بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور اب بھی میرا یہی خیال ہے کہ خطابات کے دباؤ میں پبلک حقوق سے چشم پوشی کرنا خطابات کا سب سے بُرا نتیجہ ہے۔ اسی لئے میں نے اوپر اس کی تشریح کی ہے۔ اور میں کسی اور خطاب کی تمنا نہیں رکھتا۔

عشقی بانو صاحبہ کا یہ خیال میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں نے کچھ فوجی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ میرے لڑکے نے جو فوجی خدمات انجام دی ہیں۔ اس کی نوعیت محض تجارتی ہے۔ اور میں نے فوجوں کو قرآن شریف اور اخبارات بڑی تعداد میں مسلسل بھیجے ہے وہ بھی فوجی خدمت کی مد میں نہیں آتے کیونکہ میں نے اُن کو تبلیغی نیت سے بھیجا تھا تاکہ میرے مسلمان بھائی جو میدان جنگ میں ہیں وہ اپنے دین اور مذہب اور قرآن مجید کو قتل و خونریزی کی مصیبتوں میں اپنا سہارا سمجھیں۔ اور ان خدمات کا خطاب مجھے میرے اللہ کی سرکار سے عطا ہوگا اور وہی میرے دین دُنیا کے لئے کافی ہے۔

آئندہ اخبار

اس ہفتہ روزنامچہ حیدرآباد سے بہت دیر میں وصول ہوا اس لئے ۹ رجنوری کے منادی کے شائع ہونے میں غیر معمولی دیر ہو گئی۔ ۱۷ رجنوری کا اخبار امید ہے کہ وقت پر شائع ہوگا۔

مبارکباد کے تار

شمس العلما خطاب کی مبارکباد کے تار بھیجنے والوں کے چند نام اس پرچے میں درج کئے گئے ہیں۔ یہ تار ۷ رجنوری تک دہلی میں یا حیدرآباد میں وصول ہوئے تھے۔ اس تاریخ کے بعد جو تار آئے ہیں وہ آئندہ پرچے میں درج ہوں گے۔ ایڈیٹر۔

خطاب شمس العلماکی تہنیت کے تار

حسبِ ذیل کمشنر صاحب دہلی اور ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی کے خط آئندہ پرچہ میں شائع ہونگے اور اُن پر جو نوٹ میں نے لکھے ہیں۔ اُن سے اِس خطاب کی نسبت وہ حالات روشنی میں آجائیں گے جن کی نسبت میر محفل العقول نے دبی زبان سے کچھ طعنہ زنی بھی کی ہے۔ مخلص حسن نظامی

(۱) ہز ہائی نس شاہزادہ اعظم جاہ بہادر پرنس آف برار و سپہ سالار سلطنت آصفیہ (۲) ہز ہائی نس مہاراجہ سندھیا صاحب والی ریاست گوالیار (۳) ہز ہائی نس نواب سر سید رضا علی بہادر فرماں روا ریاست رامپور (۴) ہز ہائی نس نواب صاحب بہاولپور (۵) راجہ صاحب سلیم پور (یوپی) (۶) سر مہاراجہ صاحب ریاست جہانگیر آباد (یوپی) (۷) ٹھاکر جسونت سنگھ صاحب معہ جلال الدین صاحب (۸) اور ان کی بیگم صاحبہ رئیس ریاست آمود صوبہ بمبئی (۹) نواب سر سالار جنگ بہادر حیدر آباد دکن (۹) آنریبل سر محمد عثمان صاحب ممبر ایگزیکٹیو کونسل ہز ایکسلنسی وائسرائے نئی دہلی (۱۰) خان بہادر کرنل شہامت اللہ خان صاحب بریلی (۱۱) خان بہادر کرنل مقبول حسن صاحب قریشی آف بہاولپور (۱۲) خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب دیوان ریاست جوناگڑھ (۱۳) رائے بہادر ریگ کمنتہ صاحب افسر سپلائی نئی دہلی (۱۴) سیٹھ یعقوب لال جی بن سیٹھ حسین بھائی عبد اللہ لال جی نئی دہلی (۱۵) خان بہادر چوہدری مشتاق محمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی دہلی (۱۶) رسول خان صاحب شیخ پٹھان پریزیڈنٹ ریاستی مسلم لیگ بڑودہ (۱۷) سیٹھ داؤد حاجی ناصر صاحب ناظر جی بمبئی (۱۸) سید فضل حسنین صاحب مالک فلم کمپنی فضلی برادرس بمبئی (۱۹) ڈبلیو ضیا احمد صاحب مالک شالیمار فلم کمپنی پونہ (۲۰) شفاء الملک خان بہادر حکیم حبیب الرحمن خان صاحب ڈھاکہ (۲۱) نواب ممتاز الدولہ صاحب اٹنک پیلس از جے پور (۲۲) حضرت مولانا صبغت اللہ صاحب شہید اور مولانا حبیب میاں صاحب فرنگی محل لکھنؤ (۲۳) آغا محمد یعقوب خان صاحب آشی مدیر رسالہ آجکل دہلی از آگرہ (۲۴) سید صدر العلی صاحب فتح پور دہلی (۲۵) برقی نظامی ایڈیٹر اخبار دین احمد آباد (۲۶) محترمہ عشقی بانو صاحبہ اہلیہ جناب شیخ احسان الحق صاحب نذیر عشقی دہلی (۲۷) مشتاق علی صاحب بازدیدی نظامی حیدر آباد دکن (۲۸) مہ جمال نظامی حیدر آباد دکن (۲۹) سیٹھ محمد ابراہیم صاحب ... اسم (۳۰) شیخ جمال الدین صاحب پان والے کلکتہ

(۳۱) شیخ محمد امجد صاحب فرزند شیخ فیروز الدین صاحب از کلکتہ (۳۲) سیٹھ حاجی عثمان صاحب ہی ٹی والے از بمبئی (۳۳) سیٹھ جلی ولی محمد صاحب از راجکوٹ کاٹھیاواڑ (۳۴) سیٹھ ہاشم حاجی یوسف صاحب از بمبئی (۳۵) سید رضا صاحب منیجنگ ڈائرکٹر اورینٹ پریس از بمبئی (۳۶) سیٹھ محمد ابراہیم صاحب از مدراس (دو تار) (۳۷) سید معین الدین صاحب فریدی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حبیب از مراد آباد (۳۸) سید مبارک علی شاہ صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ (۳۹) سیٹھ حاجی محمد حبیب ولی اللہ صاحب احمد آباد والے از بمبئی (۴۰) شیخ محمد عثمان صاحب احمدی از لکھنؤ (۴۱) محمد طلحہ صاحب ایڈووکیٹ اور حکیم طلحہ صاحب از لکھنؤ (۴۲) محمد شریف صاحب چھیپہ آنریری سکریٹری احمد آباد جمعیتہ ٹریڈنگ ایسوسی ایشن احمد آباد (۴۳) عبد الحمید اسمٰعیل صاحب نمائندہ سندھیا جہاز راں کمپنی از بمبئی (۴۴) سیٹھ حکیم الدین صاحب شریک جوائنٹ ڈسٹرکٹ کمپنی انت پور مدراس (۴۵) شیخ محمد یعقوب صاحب ہیڈ اسپیشل کمشنر دہلی از پونہ (۴۶) حکیم مشتاق احمد نظامی از جودھپور (۴۷) حکیم محمد معین المنصار نظامی دہلی (۴۸) سید انیس الرحمن نظامی دہلی (۴۹) الحاج رشید حسین دہلی (۵۰) خوشتر منظور صاحب ملک جنرل ٹوبیکو چاندنی چوک دہلی (۵۱) حکیم محمد حسن خاں نظامی دہلی (۵۲) حکیم شفا نظامی از احمد آباد (۵۳) بھائی فلاں رسول صبغت اللہ شاہ نظامی اور ماسٹر نجم الدین نظامی اور حکیم شفا نظامی اور ریحی نظامی ایڈیٹر اخبار دین کا مشترکہ تار (۵۴) نظامیہ جماعت اودھپور (۵۵) حافظ شرف الرشید احمد حسین نظامی از کانپور (۵۶) اقبال احمد صاحب سیٹھی اور خلیق احمد صاحب از علی گڑھ (۵۷) کوچی حاجی حافظ حفیظ الدین صاحب تاجر از میرٹھ (۵۸) بیشتر پیر محمد صاحب شیروکی و الہ صاحب ہمراز بمبئی (۵۹) قمر شیخی صاحب اعظم مو اشتر بینک از بمبئی (۶۰) سیٹھ حسین محمد بھائی حاجی بھائی نظامی از بمبئی (۶۱) مولوی عمر نامدار پیر رشاد نظامی از انت پور مدراس (۶۲) کیپٹن شیخ محمد صاحب آفیسر ادھم صوفی از انت پور (۶۳) احمد الملک نظامی سب جج از کلکتہ مدراس بنگال (۶۴) غلام احمد نقاشی اور غلام حسن نظامی مہند کراچی (۶۵) محمد اسمٰعیل ساحر نظامی متاد و رحمہ (۶۶) غلام حسین صاحب جلوی صاحب از احمد آباد (۶۷) محمد عظیم پیر بچائی قوال از بمبئی (۶۸) نیشنل نظام علی صاحب ملتان سے از دہلی (۶۹) مولوی علی محمد صاحب جمبوسر (۷۰) منشی ضمیر احمد صاحب از نگینہ ضلع بجنور یوپی (۷۱) محمد حسن حسنت حضرت خواجہ صاحب از دہلی (۷۲) خواجہ سید علی نظامی فرزند حضرت خواجہ صاحب از دہلی (۷۳) سید عبد السلام صاحب داماد خواجہ صاحب

از علی گڑھ (۷۴) شہاب الدین خان صاحب ایڈیٹر حضرت خواجہ صاحب از دہلی (۷۵) روشن آل الخوانی نظامی۔ سید ذکی حسن کاتب منادی۔ محمد یونس ملازم خواجہ صاحب۔ مرزا سہراب شاہ عرف مجی ملازم خواجہ صاحب اور بوا کریما وغیرہ کا مشترکہ تار (۷۶) سید احسان الرحمن صاحب کسٹم آفیسر اور مدحت صاحبہ از کراچی۔

معذرت اور اطلاع

چونکہ میں ایک مہینے سے حیدر آباد میں ہوں اس لئے خطاب کی مبارک باد کے خطوط اور تار دہلی بھی جاتے ہیں اور حیدر آباد میں بھی آتے ہیں! وہ دہلی سے روزانہ بذریعہ تار تاروں اور خطوں کی فہرست حیدر آباد میں آتی ہے۔ اس لئے شکریہ بھیجنے میں بھی دیر ہوتی ہے۔ اور اخبار میں ان کی اطلاع درج کرنے میں بھی دیر ہو رہی ہے۔ لہذا اس پرچہ میں صرف تار درج کر دئیے گئے ہیں۔ کئی سو خط آئندہ پرچے میں درج کئے جائیں گے۔

ایک نئی چیز یہ کی گئی ہے کہ ہر تہنیت پر چھوٹے چھوٹے نوٹ لکھے گئے ہیں۔ تاکہ اُردو زبان میں شکر گذاریوں کا ایک نیا دروازہ کھل جائے۔ ورنہ انگریزی شکر گذاریوں کا ایک مقررہ رواج ہے۔ اور مقررہ الفاظ ہیں۔ جن کے اندر دلی تعلقات اور جذبات کی وضاحت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں نے ہر خط اور ہر تار پر چھوٹے چھوٹے تبصرے اور نوٹ لکھے ہیں جن سے میرے تعلقات کا اظہار بھی میری نجی زندگی کی تاریخ میں قائم و برقرار رہیگا اور آئندہ اگر کوئی نئے انداز کے شکریے لکھنے چاہیگا تو اس کی فہانت کے لئے طباعی کے جوہر کھانے کے دروازے کھل جائیں گے۔ آخر میں میں اُن سب اصحاب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان تاروں اور خطوں اور ٹیلیفونوں کے ذریعے اور دہلی اور حیدر آباد میں میرے مکان پر آکر زبانی مبارکبادیں دیں! اور اس تعلق کو ظاہر کیا جو ان کو اردو زبان سے ہے اور میری ذات سے ہے۔ اور میری ان معمولی خدمات سے ہے جن کو انہوں نے اپنی محبت کے سبب بہت مبالغہ کے ساتھ ظاہر کیا ہے مخلص حسن نظامی

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۴؍محرم ۱۳۶۵ھ ۱۹؍دسمبر ۱۹۴۵ء بلدہ حیدرآباد

شیعہ مولانا کہ آج مولانا سید نثار حسین صاحب اپنے رفیق معصوم علی صاحب کے ساتھ ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ یہ بہت نامور عالم اور ذاکر ہیں۔ مشرقی افریقہ اور بمبئی اور کاٹھیاواڑ میں ان کی تقریروں کی بہت زیادہ قدر کی جاتی ہے۔ حیدرآباد میں بھی ہر مقام پر ان کے مواعظ سنے جاتے ہیں۔ عزاخانہ زہرا میں بھی ان ہی کے وعظ ہوتے ہیں جن کو اعلیٰ حضرت بھی سنتے ہیں۔ دوہرا جسم ہے۔ بڑی ڈاڑھی ہے جس میں خضاب کرتے ہیں۔ آنکھیں بہت روشن ہیں۔ آواز بلند اور گرجدار ہے۔ بہت متین اور سنجیدہ عالم ہیں۔ میرا اخبار منادی پڑھتے ہیں۔ اور ایک مجلس میں بھی منادی کا ذکر کیا تھا۔ مجھ پر ان کی عنایت کا بہت اثر ہوا کہ اتنی دور ملنے کے لئے تشریف لائے۔ دو سال ہوئے میں ان کی صاحبزادی کے عقد میں شریک ہوا تھا۔ آج ان سے یہ سنکر بہت افسوس ہوا کہ ان کی مذکورہ صاحبزادی نے بمرض زچگی وفات پائی۔

خواجہ راجہ اور ناسوتی شاہ اور کاکی شاہ اور مخلص شاہ بھی ملنے آئے تھے۔ آغا حیدر صاحب دہلوی کے صاحبزادے بھی ملنے آئے تھے۔ اور لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے نواسے بھی ملنے آئے تھے۔

نیا ریڈیو کہ سید سعید نظامی میرے لئے نیا ریڈیو لائے ہیں۔ اس ریڈیو کے آجانے سے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں دنیا سے منتقل نہیں ہوا ہوں اور زندہ ہوں۔ نئی روشنی کی چیزیں انسان کو بہت زیادہ اپنا محتاج بنالیتی ہیں۔

حکیم صاحب کی خدمت میں کہ سید حبیب عربی اور خورشید اقبال شاہ اور سید مہدی کے ساتھ حکیم میر محمود علی صاحب کو نبض دکھانے گیا تھا۔ آج انہوں نے نبض دیکھکر کہا ابھی تک جسمانی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے یعنی امراض اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

موتی بیگم سرفدا نظامی کہ آج موتی بیگم سرفدا نظامی اور ان کی بیٹی نظام پاشا نظامی اور ان کی بہنیں منجھلی بیگم نظامی اور سنجھلی بیگم نظامی ملنے آئیں تھیں اور شام تک میرے ہاں رہیں۔

لال پپیتا کہ نظام پاشا نظامی کے مکان میں پپیتے کا ایک درخت ہے جس میں لال رنگ کے پھل آتے ہیں۔ میں نے آج تک لال رنگ کا پپیتا نہیں دیکھا تھا۔ نظام پاشا لال پپیتے کا ایک پھل میرے لئے لائیں تھیں۔ بہت شیریں تھا۔

نواب سرفراز یار خاں نظامی کی بیگم صاحبہ اور نواب بشارت علی خاں صاحب کی بیگم صاحبہ بھی ملنے آئیں تھیں۔

ریڈیو کی رسد کہ بشیر النساء بشیر حسن آرا بیگم صاحبہ اور ان کے شوہر مرزا ضامن علی صاحب مرزا مخلص نے میرے ہاں روزمرہ کی آمد و رفت کے باعث محسوس کیا تھا کہ ریڈیو مشین نہ ہونے سے مجھے تکلیف ہے تو وہ آج اپنے گھر کی ریڈیو مشین اور ایریل کے تار وغیرہ سامان لے کر آئیں تھیں۔ میں نے کہا چونکہ میری زندگی ادبی میدانِ جنگ میں مصروف حرب ہے۔ اس واسطے تم دونوں نے مجھے ریڈیو کی رسد پہونچائی ہے۔ لیکن جس طرح آجکل رسد کا محکمہ سپلائی تخفیف میں سرگرم عمل ہے اسی طرح میں بھی دلی شکر گزاری کے بعد اس رسد کو واپس کرتا ہوں کیونکہ میرے ہاں نیا ریڈیو آگیا ہے۔

مولوی فیاض الدین نظامی سرکاری نوکری کے کام کے لئے نظام آباد گئے ہیں۔ میری صحت ابھی درست نہیں ہوئی ہے۔ آج رات کو ہلکے سے بخار کی حرارت محسوس ہوئی تھی۔ نیند بھی کچھ ناقص رہی تھی۔

رحیم بخش خاں صاحب کہ آج رحیم بخش خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ جو پنجاب کے رہنے والے ہیں اور سالہا سال سے حیدرآباد میں رہتے ہیں۔ انہوں نے حیدرآباد میں تعمیری رنگ سازی کا ایک کارخانہ بنایا تھا جس کی وجہ سے میں ان کو "رنگیلے خاں" کہتا ہوں۔ اپنی نئی اسکیمیں حیدرآباد کی انڈسٹری کی ترقی کی نسبت انہوں نے مجھے سنائیں۔

ہادی منزل کہ حسین سے بلغ عام کے سامنے سرکاری گیسٹ ہاؤس کے برابر نواب مہدی یار جنگ بہادر کے فرزند ہادی صاحب کا ایک مکان کرائے پر لیا ہے۔ آج دوبارہ اس کو دیکھنے گیا تھا ابھی مرمت ختم نہیں ہوئی ہے۔

حجام کہ چونکہ میں دہلی میں منگل کے دن حجامت بنوایا کرتا ہوں اس واسطے آج سرکاری گیسٹ ہاؤس کے قریب نئے فیشن کے ایک حجام کی دکان میں گیا تھا اور حجامت بنوائی تھی۔ یہ حجام ہندو ہے اور تلنگی زبان بولتا ہے۔ مجھے نئے حجاموں سے بہت ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ یہ ناخون کاٹنے نہیں جانتے اور ناک کے بال لینے نہیں جانتے۔ اس واسطے میں نے حجامت سے پہلے حجام سے پوچھا کہ وہ ناک کے بال لینے جانتا ہے یا نہیں؟ جب اس نے اقرار کیا تب میں نے حجامت بنوائی۔ اور اس نے میری مرضی کے موافق حجامت بنادی سوائے اس کمی کے کہ سر کے بالوں کو اچھی طرح سلجھا نہ سکا۔ میں نے چلتے وقت حجامت کی

اُجرت پوچھی۔ کہا جو جی چاہے دید یجئے۔ چونکہ میں دہلی میں اپنے مقررہ حجام کو حجامت کا ایک روپیہ دیا کرتا ہوں اس واسطے میں نے اس حجام کو بھی ایک روپیہ دیا۔ اُس نے میز کی دراز کھول کر ریزگاری نکالی اور اپنی اُجرت لے کر روپے کی بقایا۔ واپس کرنی چاہی۔ میں نے ہاتھ کا اشارا کیا اور لینے سے انکار کیا۔ تو وہ حیرت سے مجھے دیکھنے لگا۔ اُس کے نوکر لڑکے نے برش سے میرے کرتے کے بال صاف کئے تھے۔ میں نے ایک روپیہ اُس کو بھی دیا۔ وہ بھی مبہوت ہو کر مجھے دیکھنے لگا۔ تب میں نے سمجھا کہ یہاں کی اُجرتیں کم ہیں۔ اور یہ دونوں زائد اجرت ملنے سے متحیر ہیں۔

لطیفہ } مجھے اپنے لڑکے حسین کا ایک لطیفہ یاد آیا کہ وہ جب فیکٹری تیار کرانے کے لئے اننت پور مدراس میں گیا۔ اور وہاں کے کسی بڑے سرکاری افسر سے ملاقات کر کے باہر آیا تو چپراسی کو ایک روپیہ انعام دیا۔ چپراسی نے فوراً تین چونیاں جیب سے نکال کر حسین کے سامنے کیں۔ اور کہا کہ مجھے چار آنے انعام کے ملا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بارہ آنے واپس کرتا ہوں۔ حسین نے ہنس کر کہا یہ بارہ آنے رہنے دو۔ میں تین دفعہ پھر ملنے آؤنگا تو اُس وقت تم کو کچھ نہیں دونگا۔ وہ سلام کر کے خاموش ہو گیا۔ میں نے حسین سے گھبرا کر پوچھا تو کیا تم جب دوبارہ افسر مذکور سے ملاقات کے لئے گئے تو تم نے اُس چپراسی کو انعام نہیں دیا؟ حسین نے ہنس کر کہا میں نے ہر دفعہ اُس کو ایک روپیہ انعام دیا کیونکہ میں نے اپنے باپ سے یہی سیکھا تھا۔ اور فراخ دلی کی تربیت پائی تھی۔

میں نے اُس وقت حسین سے کہا تھا کہ تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت امام زین العابدینؑ واقعہ کربلا کے بعد بہت تنگ دستی کی زندگی بسر کرتے تھے ایک دفعہ بنی اُمیہ کا ایک بادشاہ حج کے لئے کعبہ شریف میں آیا۔ اور امام زین العابدینؑ بھی حج کرنے تشریف لے گئے۔ بادشاہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ اور طواف کرنے والے عوام بادشاہ کو راستہ نہیں دیتے تھے اور بادشاہ عوام کی دھکا پیل میں مبتلا تھا۔ کیونکہ عوام بنی امیہ کے بادشاہوں سے بہت نفرت کرتے تھے۔ یکایک امام زین العابدینؑ طواف کے لئے آگئے۔ اور سب طواف کرنے والے عوام اُن کے قدموں میں گر پڑے۔ بادشاہ نے حضرت امام کو پہچان لیا۔ مگر انجان بن کر پوچھا یہ کون شخص ہے جس کی یہ لوگ اتنی زیادہ تعظیم کرتے ہیں؟ اُس وقت حجاز کا مشہور شاعر فرزدق آگے بڑھا اور اُس نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر اہل بیت کی شان میں ایک برجستہ قصیدہ پڑھا۔ جس کو سن کر کعبے کے سامنے جتنے لوگ جمع تھے اُن پر سناٹا چھا گیا اور بادشاہ بھی ششدر رہ گیا۔ اور چاروں طرف سے واہ واہ کے نعرے بلند ہوئے۔

امام زین العابدینؑ قیام گاہ پر واپس آئے۔ اور فرزدق کو بلا کر اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی عطا فرمائی۔ اور نظریں جھکا کر فرمایا "میرے پاس تجھ کو صلہ دینے کے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔" اور یہ حقیقت تھی کہ حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں تھوڑی دیر پہلے کسی معتقد نے یہ تھیلی نذر پیش کی تھی۔ اور اس کے سوا اُن کے پاس گھر کے خرچ کے لئے ایک درہم بھی موجود نہ تھا۔ پس مجھ کو اور تم کو اپنے جد کا سا دل رکھنا چاہئے۔ اگرچہ اُردو زبان والے اس قسم کی فراخ دلی کو فضول خرچی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں "چکھ ڈال مال ہو دھن کو، کوڑی نہ رکھ کفن کو، جس نے دیا ہے تن کو۔ دے گا وہی کفن کو" تاہم سادات بنی فاطمہ کی قدیمی روایات ہم کو یہی سکھاتی ہیں کہ اپنے دل کو بلند اور فراخ رکھیں۔ اور خدا جو کچھ دے اس کو فیاضی کے ساتھ تقسیم کر سکتے ہیں۔

۲۴ محرم ۱۳۶۵ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعرات حیدرآباد

نیچر جمناسٹک } جن پہاڑوں میں آجکل مقیم رہتا ہوں وہاں نیچر یعنی قدرت کے جمناسٹک کے سرکس کا تماشہ ہر دن دکھائی دیتا ہے۔ سیکڑوں من کے پتھر دو چار انچ کے ٹکاؤ پر اوپر تلے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی بڑی بڑی گول گول چٹانیں اوپر نیچے اس طرح رکھی ہوئی ہیں گویا کسی سرکس والے بازیگر نے اپنے توازن کے کمالات دکھانے کے لئے اُن کو رکھ دیا ہے۔ مگر حیرت اس کی ہے کہ بعض چٹانیں پوری طرح دوسری چٹان پر ٹکی ہوئی ہیں اور بعض چٹانیں دو چار انچ ٹکی ہوئی ہیں۔ اور ایک رخ جھکی ہوئی بھی ہیں۔ اور بالکل اَدھر ہیں۔ اور قدرت نے اُن کا وزن اس طرح تولا ہے کہ ہزاروں برس سے ویسی ہی اَدھر کھڑی ہیں۔ آج سے ۳۵ برس پہلے بیت المقدس میں اسی قسم کی ایک چٹان دیکھی تھی جو عبدالملک بن مروان کے بنائے ہوئے گنبد کے اندر ہے۔ اور جس کو تخت رب العالمین کہتے ہیں اور جس کے نیچے حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے نام پر جانوروں کی قربانیاں کیا کرتے تھے۔ اور جہاں سے رسولِ خداؐ آسمان پر معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو خیال آیا تھا کہ پرانے زمانے کے انسانوں نے جب اس چٹان کو ایسا معلق اور اَدھر دیکھا ہوگا کہ ہزاروں من کی چٹان ایک تھوڑے سے ٹکاؤ پر اس طرح کھڑی ہے کہ اُس کا قائم رہنا ناممکن اور خلاف عقل معلوم ہوتا ہے اس واسطے اُس کو "خدا کا تخت" سمجھ لیا ہوگا۔ حالانکہ خود وہ انسان جو اس بے جان پتھر کو "تخت رب العالمین" کہتے تھے اُن میں سے ہر ایک خود "تخت رب العالمین" تھا۔

کفایت پاشا } میرے مرحوم رفیق طریقت ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلکی شاہ نظامی نے ایک لاوارث بچے کو پالا تھا اب وہ کچھ جوان ہو گیا ہے۔ اور اکثر مجھ سے ملنے آیا کرتا ہے۔ آج بھی آیا تھا۔

تاریخی روزنامچے } ۱۹۲۵ء سے ۲۰ سال پہلے کا اور آٹھ سال پہلے کا روزنامچہ فارسی زبان میں مجھ

طاقتا۔ ایک کا نام "ریذیڈنٹ کا روزنامچہ" ہے۔
اور دوسرے کا نام "بہادر شاہ کی تخت نشینی کا
روزنامچہ" ہے۔ میں کئی روز سے ان کی لکھی ہوئی
کاپیوں کی اصلاح کر رہا تھا۔ آج وہ کاپیاں چھپنے
کے لئے دہلی بھیجدیں۔ اور ایک روزنامچے کا سفینہ
ترجمے کے لئے حیدرآباد میں سید نعمت صاحب
ایم اے کو بھیجدیا۔

حضرت بابا فریدؒ کا روزنامچہ } دہلی سے حضرت
بابا فرید گنج شکرؒ کا روزنامچہ چھپ کر آگیا ہے اور
میں یہاں تقسیم کر رہا ہوں۔ مگر میں نے محسوس
کیا کہ یہ لوگ اولیاء اللہ کی عقیدت کا دعویٰ تو
بہت کرتے ہیں۔ لیکن ان کی روحانی تعلیم کی
طرف کوئی خاص رغبت اور توجہ ان میں نہیں
ہے۔ میں نے جن جن لوگوں کو یہ کتاب دی
تھی ان میں سے ایک نے بھی اس کتاب کے
مندرجات کی نسبت مجھ سے کچھ نہیں کہا۔

خوش اقبال منزل } آج اپنے قدیمی اور بہت
مکرم ذات مرید روشن دل محمد یوسف خوش اقبال
نظامی کے مکان پر چپل گوڑے میں گیا تھا۔ اور ان
کی بوڑھی والدہ اور بیوی اور بہو اور بیٹوں اور
پوتوں اور نواسی سے ملاقات۔

نواب ہوشیار جنگ } عصر کے بعد اپنے پرانے
دوست ہوش صاحب بلگرامی المخاطب نواب
ہوشیار جنگ بہادر کے مکان پر برکت پورہ میں
گیا تھا۔ ان کے مکان کی صفائی و ستھرائی اور
ہر چیز کی موزونیت اور خوشنمائی دیکھ کر میں نے
کہا "یہ مکان تو اعلیٰ درجہ کی ایک غزل ہے"
ہوش صاحب مجھے اپنے کتب خانے میں لے گئے
کتابیں بھی خوبصورت تھیں۔ الماریاں بھی خوبصورت
تھیں۔ اور وہاں جتنی کرسیاں اور صوفے تھے
وہ بھی بہت خوشنما تھے۔ میں نے کہا "یہ علمی عروس
خانہ ہے"۔ ہوش صاحب نے اخبار سرفراز
لکھنؤ میں تازہ محرم کے موقع پر ایک بیان شائع
کرایا تھا اس کو انھوں نے خود مجھے سُنایا وہ
نثر بھی تحت اللفظ نظم کی طرح پڑھتے ہیں۔ یعنی
جن الفاظ اور فقروں میں کوئی خاص بات ہوتی ہے
ان کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ فقرہ اور لفظ
اپنے معانی کی گہرائیوں کو سامنے لے کر آجاتا
ہے۔ وہاں ڈاکٹر کرنل سرور صاحب اور بیگم صاحب
اکبرآبادی سے بھی ملاقات ہوئی۔

فیاض نظامی } اپنے پرانے مرید فیاض نظامی
کے مکان پر گیا تھا۔ اور مغرب کی نماز محلہ کی
مسجد میں پڑھی تھی۔ فیاض نظامی کے بچوں کو
پھول پہنائے گئے تھے۔ ان پھولوں میں بڑی
صناعی تھی۔ یعنی پھولوں کی کلیوں سے نہایت
خوش نما آستین دار صدریاں بنائی گئیں تھیں
معلوم ہوا حیدرآباد کے گل فروش یہ صنعت
نہیں جانتے۔ فیاض نے گلبرگہ شریف سے جو
میرے نظامیہ خاندان کا دکن میں مرکز ہے یہ
پھول واسکٹ بنوا کر منگائی تھیں۔

خدا کون ہے؟ } یہاں ایک مسلمان ملے
جنہوں نے اپنی بیوی کا ذکر کیا کہ وہ ان کی
مرحومہ بیوی کے بچوں کے ساتھ بدسلوکی کرتی
ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ نیک بخت خدا سے
ڈر۔ تو وہ جواب دیتی ہے۔ خدا کون ہے؟
میرے دل پر ان باتوں کا بہت گہرا اثر ہوا اور
میں نے سمجھا کہ یہ صاحب اپنی بیوی کے اتنے
زیادہ دلدادہ ہیں جس نے ان کو عورت
کے سامنے بے بس کر رکھا ہے۔ اگر یہ بے بس
نہ ہوتے تو بتا دیتے کہ یہ خدا ہے۔ اور یہ اُس
کا حکم ہے کہ ایسی نافرمان بیوی کو ایک۔ دو۔
تین طلاق کہکر اور لات مار کر گھر سے نکال
دیا جاتا ہے۔
میں نے فیاض کے ہاں کھانا کھایا۔ دسترخوان
کی زیبائش اور خوشنمائی اور کھانوں کے تکلفات
کو دیکھا زیادہ۔ کھایا کم۔ کیونکہ آنکھیں دُور میں
اور مُنہ ایک ہے۔

دار المطالعہ } فیاض نظامی نے ایک دار المطالعہ
بنایا ہے۔ وہاں بھی کھڑے کھڑے گیا۔ اور کھڑے
کھڑے تین سطریں رائے کی بھی لکھدیں۔

ملکوت بیگم نظامی } خوش اقبال شاہ نظامی
اور سید ابن عربی کے ساتھ قیام گاہ پر آیا تو معلوم
ہوا ملکوت بیگم نظامی چار بجے سے منتظر ہیں۔
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی ماہانہ نیاز
ان کے مکان پر ہوتی ہے۔ اس کی دعوت دینے
آئیں تھیں۔ میں نے وعدہ کیا کہ اتوار کو صبح دس بجے
تمہارے مکان پر اپنے بچوں کے ساتھ آجاؤں گا۔

بیوہ خواتین } آج پارسی نومسلم سراج الدین نظامی
مرحوم کی بیوہ اور ڈاکٹر قمر الدین صاحب کے بھائی
امیر الدین نظامی کی بیوہ ملنے آئیں تھیں۔ دونوں
اپنی بیکسی اور لاوارثی کے غم سے اشک بار تھیں
روتے روتے ہچکی بندھی جاتی تھی۔ میں نے صبر کی
تلقین کی اور مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ دونوں
عبد الغفار نظامی مرحوم کی بہنیں ہیں۔ پارسی
نومسلم سراج الدین نظامی کے دادا پشتن جی برار
سے حیدرآباد میں آئے تھے۔ یہاں ان کی اولاد
مسلمان ہوگئی۔ میں نے عبد الغفار مرحوم سے
کہکر ان کی بہن کی شادی سراج الدین نظامی سے
کرائی تھی۔

ریڈیو خبریں } آج دہلی کے طرز عمل کے موافق
میں نے ریڈیو میں خبریں سننے کے بعد آرام کیا تھا
کہ جاگتی دنیا کی آوازیں سنتے سنتے سوجانا چاہئے۔

قول قلبانہ } آج ۸ بجے کے بعد دہلی ریڈیو
نے حضرت امیر خسروؒ کے کرامات موسیقی یعقوب
خاں قوال کی زبانی نشر کئے تھے۔ اور مسٹر شاہد احمد
بی اے نبیرہ شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب
مرحوم نے اس نشر کو مرتب کیا تھا۔ حضرت امیر خسرو
کا ذرا سا بھی پہلے کبھی نشر ہوا تھا۔ وہ بھی مسٹر شاہد احمد
نے مرتب کیا تھا۔ اور یعقوب خاں قوال نے

ادا کیا تھا۔ اس نئے نشر کی خوبی یہ تھی کہ قوال مذکور کو غالباً شاہد احمد صاحب نے صحیح حدیثیں یاد کرائی ہوں گی کیونکہ حضرت امیر خسرو رضی اللہ عنہ نے قول اور قلبانہ میں اُن احادیث رسول اللہ کو پیش کیا ہے۔ جو اہل بیت کی نسبت ہیں اور جو چشتیہ خاندان کی سب درگاہوں میں قوالی شروع ہونے سے پہلے اور قوالی ختم ہونے کے بعد گائی جاتی تھی۔ قوالی سے پہلے جو قول گایا جاتا ہے اُس میں "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" حدیث ہے اور آخر میں جو گایا جاتا ہے اُس میں "فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِّیْ" "فاطمہؓ میری جگر گوشہ ہے" حدیث ہے۔

درگاہوں میں قوال یہ سب قول قلبانے نہایت غلط گاتے تھے۔ اور مذکورہ ڈرامہ جب ہوا تھا۔ تب بھی یعقوب خاں نے ان احادیث کو غلط گایا تھا۔ مگر اب شاہد صاحب نے بڑی محنت سے بڈھے طوطے کو پڑھایا ہوگا۔ کیونکہ یعقوب خاں کی عمر ستر سے زیادہ ہے۔ میں نے بہت غور سے سُنا سب حدیثیں صحیح پڑھیں۔ البتہ ایک جگہ غلطی کی۔ صحیح حدیث یوں ہے "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا" یعقوب خاں نے پڑھا۔ "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابٌ"

اُردو تار } میں نے یہ نشر سنتے ہی ریڈیو اسٹیشن دہلی کو حسب ذیل مضمون کا اُردو تار بھیجنے کے لئے لکھوایا۔ "حضرت امیر خسروؓ ہندوستانی زبان اور ہندو مسلم اتحاد کے بانی کے راگ راگنیوں کو حیدرآباد میں بہت دلچسپی سے سُنا گیا۔ تمام ہندوستان کے کروڑوں ہندو مسلمان دہلی ریڈیو کے شکر گزار ہیں۔

سراپا خلوص } روشن دل محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی نے تمام عمر میری خدمت کی ہے۔ اور وہ حیدرآبادی مریدوں میں "سابقون الاولون" کا درجہ رکھتے ہیں۔ آج حکیم میر محمود علی صاحب سے میری دوائیں لے کر آئے اور سواری نہ ملی تو پیدل مجھ تک پہونچے۔ آغا حیدر صاحب نے کہا "تمہارے ہر قدم پر دو نفل کا ثواب تم کو ملیگا"۔ اُن کے لڑکے محمود نظامی بھی آئے تھے خوش اقبال رات کو میری خوابگاہ کے قریب رہے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی پرسوں ملنے آئے تھے اور دہلی سے علی کا تار آیا تھا کہ منشی قربان علی صاحب کی صحت سنبھلتی چلی ہے۔ شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب کا علاج ہے۔ مگر ابھی خطرہ دور نہیں ہوا ہے۔

نیند کا طوفان } دُنیا کے لوگ ہر طوفان سے گھبراتے ہیں۔ مگر میں ایک طوفان کا طلب گار رہتا ہوں اور وہ نیند ہے۔ جی چاہتا ہے کہ آج تک جتنا زیادہ جاگا ہوں اتنا ہی زیادہ رات دن سوتا رہوں۔ راون کے ایک بھائی چھ مہینے لگاتار سوتے تھے۔ میں کم از کم چھ رات دن لگاتار سونے کی تمنا کرتا رہتا ہوں۔ آج میری دعا قبول ہوئی اور رات کے دس بجے سے صبح کے ۶ بجے تک نیند کے طوفان نے مجھے اپنی آغوش میں رکھا۔

۵ محرم ۱۳۶۵ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعہ حیدرآباد دکن

دلی کے پھول } آغا حیدر صاحب دہلوی کے صاحبزادے اپنے باغ کے گلاب کے پھول لائے تھے۔ میں نے کہا اگرچہ یہ پھول حیدرآباد میں پیدا ہوئے ہیں لیکن دلی والوں کے باغ کے ہیں۔ اس واسطے دلی کے ہیں۔

نہاری } بادشاہ بیگم نظامی نے کفایت پادشاہ کے ہاتھ نہاری اور کلچے اور حلوہ بھیجا تھا۔

زکام } رات کو ثقیل غذائیں کھانے کی وجہ سے جو فیاض الخیاط نظامی کے ہاں کی کھائی تھیں مجھے زکام ہو گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جگر کی خرابی ابھی اور دیر ہضم غذائیں برداشت نہیں کرتی اور اس سے آنتوں میں خشکی بڑھتی ہے اور فضلات خشکی کی وجہ سے دفع نہیں ہوتی۔ اور اُس کی تبخیر سے نزلہ ہو جاتا ہے۔

ملاقاتی } تیغ باز خاں غلام دستگیر رہبر نظامی اور اُن کے لڑکے سلطان محی الدین خاں نظامی اور اُن کے داماد محمد عبدالعزیز صاحب ملنے آئے تھے۔ خواجہ صلاح نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے۔

زمین کو دیکھنے گیا تھا } خیریت آباد کی مسجد کے سامنے گیارہ سو گز کی ایک زمین آج شام کو ۳ بجے نیلام ہونے والی ہے۔ آج اُس کو دیکھنے گیا تھا۔ بہت موزوں چوکور زمین ہے۔ دو طرف سڑکیں ہیں۔ غرب میں خیریت آباد کی مسجد ہے۔ اور قطب شاہی سلطنت کی ایک بیگم خیریت النساء صاحبہ کا مقبرہ ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ یہ زمین نظامیہ خانقاہ کے لئے دس ہزار تک خرید لوں۔

باغ عام کے ڈاک خانے میں تار دینے گیا تھا۔ پھر باغ عام کے شیروں اور چیتوں کو دیکھنے گیا تھا۔ بچے بھی ساتھ تھے۔ وہاں کے داروغہ میرے مرید ہیں۔ اُنھوں نے ایک بیمار شیرنی کو دکھایا جس کے علاج میں دو سو روپے ماہوار خرچ ہو رہے ہیں۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ کا شیر بھی دیکھا۔ میں نے کہا یہ "فریدی شیر" ہے۔

باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ میرے بچوں نے کبھی بادشاہ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ اور اُن کو اس کا بہت شوق تھا۔ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی ملے تھے۔ وہ کل صبح اپنے وطن جانے والے ہیں۔ کل صبح میں بھی اُن سے ملنے جاؤں گا۔

محمد شریف نظامی } قدری ضلع بلہاری مدراس سے محمد شریف نظامی ملنے آئے ہیں۔ میرے لئے پھل بھی لائے ہیں۔

زمین کا نیلام } ۳ بجے سید ابن عربی اور حسن اور مہدی اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ خیریت آباد کی زمین کا نیلام دیکھنے گیا تھا۔

خواجہ راجہ اور ناسوتی شاہ اور کاکی شاہ بھی وہاں موجود تھے خواجہ راجہ نے میری طرف سے بولیاں بولیں مگر مقابلے کے لئے مارواڑی لوگ آئے ہوئے تھے۔ خواجہ راجہ کی بولی ساڑھے دس ہزار تک پہونچی۔ ایک مارواڑی نے گیارہ ہزار روپے لگا دئے تب میں نے کہا اب آگے بڑھنا مناسب نہیں ہے زمین مارواڑی کو مل گئی۔ اور میں سب کے ساتھ سکندرآباد چلا گیا۔

یوم حسینؑ } آج سکندرآباد کے مسلمانوں نے یوم حسینؑ کی مجلس کا انتظام کیا تھا۔ کئی دن پہلے مجھ سے شرکت کا وعدہ لے لیا تھا۔ شروع میں مجمع کم تھا۔ پنجاب کے ایک مولوی صاحب نے ایک مضمون سُنایا۔ اور کچھ نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ ایک نظم نامناسب بھی پڑھی گئی۔ اور میں نے جلسہ کے بانی صاحب سے کہا اس قسم کی نظموں کو روکنا چاہیئے۔ کیونکہ مجلس کے مقصد سے یہ چیز الگ ہے۔ مغرب کی نماز قریب کی مسجد میں ہوئی۔ امام صاحب نے مجھ سے نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ میں نے عذر کیا تو پنجابی مولانا صاحب نے جو دین دار جماعت کے معلوم ہوتے تھے۔ نماز پڑھائی۔ سورۂ الم ترکیف کی ایک آیت بھول گئے نماز کے بعد نمازیوں نے اصرار کیا کہ دوبارہ نماز ہونی چاہیئے۔ مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا نماز ہو گئی ہے۔ کیونکہ ایک آیت چھوٹ جانے سے نماز میں خرابی نہیں ہوتی۔ البتہ حکم شریعت یہ ہے۔ کہ شک اور شبہ سے بچنا چاہیئے۔ اور چونکہ بعض نمازیوں کو نماز نہ ہونے کا شبہ ہو گیا ہے اس واسطے دوبارہ پڑھ لینی چاہیئے۔ مسجد کے مستقل امام صاحب نے دوبارہ نماز پڑھائی کیونکہ نمازیوں کا اصرار تھا کہ دین دار جماعت کے مولانا نماز نہ پڑھائیں۔

دین دار مولانا صاحب کی آواز بہت اچھی ہے اور قرآن شریف بھی بہت مؤثر طریقے سے پڑھتے ہیں۔ اور ان کی تقریر بھی بہت اچھی تھی۔

نماز کے بعد جلسہ پھر شروع ہوا۔ مجمع بہت زیادہ ہو گیا تھا۔

معصوم بلبل } ایک چھوٹی سی لڑکی بی بی مختار پاشا نامی نے نظم سنائی۔ ایسا مؤثر لحن تھا کہ تمام حاضرین مسحور ہو گئے۔ سنا ہے یہ لڑکی حیدرآباد ریڈیو میں بھی نظمیں پڑھتی ہے۔ دو تقریریں بھی ہوئیں جن میں آخری تقریر بہت جوشیلی اور مؤثر تھی۔

میری تقریر } سات بجے میں نے تقریر شروع کی۔ اور آٹھ بجے تک تقریر کی۔ لوگوں نے صبر اور سکون اور دلچسپی سے سُنی۔ اور وہ مداخلت نہیں ہوئی جو پہلی تقریروں کے وقت ہوئی تھی۔ میں نے حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؓ کے شعر ؎
شاہ است حسینؑ اور بنائے لا الہ است حسینؑ
سے تقریر شروع کی تھی اور ایک گھنٹے تک اسی شعر کی بنیاد پر تقریر کرتا رہا تھا۔ سکندرآباد کی مریدنیاں بھی بکثرت آئی ہوئی تھیں۔ تقریر کے بعد دست بوسی کرنے والے ہجوم نے حد سے زیادہ جوش ظاہر کیا۔

واپسی } ساڑھے آٹھ بجے قیام گاہ پر واپس آ گیا سید ذہین نظامی اور سعیدہ بانو نظامی اور مہر بانو نظامی اور چمن آرا بیگم اور ضامن علی صاحب مرزا مخلص ملنے آئے تھے۔ سعیدہ بانو اپنا پکایا ہوا کھانا بھی لائیں تھیں۔ اور چمن آرا بیگم نیاز کے روٹ بھی لائیں تھیں۔ سعیدہ بانو اور مہر بانو رات کو خواجہ بانو کے ساتھ رہیں۔ مجھے زکام کی تکلیف نے تمام رات ستایا تھا۔ سردی کم ہو چلی ہے حسین اب تک نہیں آئے۔ اور نہ اُن کے آنے کی کوئی اطلاع آئی۔

میزان } مولوی فیاض الدین نظامی نے انتظام کر دیا ہے کہ حیدرآباد کا روزانہ اخبار رہبر صبح آ جاتا ہے۔ مگر آج سے ضامن علی صاحب مرزا مخلص نے روزانہ اخبار میزان سکندرآباد بھی جاری کر دیا ہے۔ یہ اخبار ابھی حال میں جاری ہوا ہے اور بہت زیادہ مقبول ہے۔ اُردو۔ انگریزی اور تلنگی تین زبانوں میں الگ الگ شائع ہوتا ہے

۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۶ء شنبہ حیدرآباد

آج کے ملاقاتی } تیغ باز خاں نظامی مخلص شاہ نظامی۔ کاکی شاہ نظامی۔ عابد حسین نظامی اور ادیبونی والے چھمن نظامی۔ مولوی محمد فیاض الدین نظامی۔ مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی۔ سلیم القلب رحمٰن صاحب۔ معین صاحب عارف صاحب۔ نواب سردار یار خاں نظامی۔ نواب بشارت علی خاں صاحب۔ سید محمد بشیر نظامی۔ دیدار علی نظامی۔ الضار حسین صاحب کاتب لکھنوی۔ فخر الدین نظامی۔ مولوی حسام الدین غوری صدر اتحاد المسلمین سکندرآباد معہ چند رفقا اور سید سعید نظامی ملنے آئے تھے۔

نذر اور نیاز } موتی بیگم سرفد النظامی بچوں کے لئے نذریں اور کپڑے لائیں تھیں۔ چمن آرا بیگم نیاز کے روٹ لائیں تھیں۔ چھمن نظامی پھل اور پھول لائے تھے۔

سر مہاراجہ بہادر کی ڈیوڑھی } سید ابن علی اور سید مہدی کے ساتھ مہاراجہ بہادر کی ڈیوڑھی میں گیا تھا۔ مہاراجہ بہادر کی سب مسلمان لڑکیاں اور لڑکے نواب نصیر یار جنگ اور لڑکیوں کے بچے ملے تھے۔ نذریں بھی دیں تھیں۔ مہاراجہ بہادر کی بیگم عشرت محل صاحبہ بھی ملیں تھیں۔

ریذیڈنٹ کے روزنامچے کے ترجمے کی اصلاح کی تھی۔ دہلی سے علی کا خط آیا تھا۔ نظامیہ تعلیم کے لئے مکان اور زمین خریدنے کا مشورہ ہوا تھا۔ انجمن اتحاد المسلمین سکندرآباد کے صدر مولوی محمد حسام الدین غوری اور اراکین انجمن کے ساتھ دعوت دینے آئے تھے کہ منگل کی شام کو ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ مہاراجہ بہادر کے ہاں مولوی حاجی سید غیور علی نظامی بھی ملے تھے سادات کو مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب

ہندوؤں کی پارٹی سے مسلم لیگ اور ہندوستان
کے مستقبل کی نسبت بہت دلچسپ باتیں ہوئیں
تھیں۔ رات کو تین بجے تک نیند آئی تھی۔ پھر
صبح تک ریذیڈنٹ کا قلمی روزنامچہ پڑھتا رہا تھا۔

۱۷ محرم ۱۳۶۵ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۵ء اتوار حیدرآباد
حیدرآبادی اخبار } اس سلطنت میں ہر
قسم کی ترقیاں نظر آتی ہیں۔ اردو زبان کی یونیورسٹی
بھی ہے۔ سیکڑوں علمی کتابیں دوسری زبانوں
سے اردو میں ترجمہ بھی ہوئی ہیں۔ اخبارات بھی حیدرآباد
اور سکندرآباد سے بہت اچھے اچھے نکلتے ہیں۔
اور وہ مقبول بھی ہیں۔ یعنی باشندے اخبارات
پڑھتے بھی ہیں۔ مگر ایک کمی ان اخباروں میں نظر
آتی ہے۔ کہ یہاں کے اخبار عام فہم اردو نہیں لکھتے
اور ان انگریزی الفاظ کے ترجمے شائع کرتے ہیں
جن کے ترجموں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ
بغیر ترجمہ کے سمجھے جا سکتے ہیں۔ اور یہ بات اردو
زبان کی ترقی کے لئے مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اردو
زبان مختلف زبانوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے
عام فہم اور مروج الفاظ بجنسہ اردو میں رہنے چاہئیں
مثلاً اسٹیشن۔ ٹکٹ وغیرہ الفاظ کا عربی فارسی
میں ترجمہ کیا جائے تو وہ سب کی سمجھ میں آنے
کی بجائے ناقابل فہم ہو جاتے ہیں۔

ایک کمی یہاں کے اخباروں میں یہ ہے کہ
خبروں کے عنوان بہت بڑے لکھے جاتے ہیں
جو بعض اوقات دو یا تین سطروں میں آتے ہیں
اور ایک خرابی یہ ہے کہ ان عنوانوں کی کتابت
خوشنما نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک اخبار کا عنوان ہے
"لندن میں ہندوستانی ہوٹلوں کو چاول نہیں
مل رہا ہے۔ وزیر اعظم [illegible] حکومت کو توجہ دہی" یہ تین سطر کا عنوان جلی
قلم لکھا گیا ہے جس میں چھ سطریں خرچ ہوئیں
اتنے لمبے عنوان کے بدلے مختصر عنوان یہ ہو سکتا
تھا "لندن کے ہندوستانی ہوٹلوں کو چاول نہیں
ملتے" یہ فقرہ ایک سطر میں آ سکتا ہے۔ یا مثلاً ایک
عنوان ہے "اینگلو سیامی معاہدے سے امریکہ
کی۔ اور دوسری سطر میں "دست کشی" جلی قلم
لکھا گیا ہے۔ اگر یہ عنوان یوں لکھا جاتا کہ
"انگریزی سیامی معاہدے سے امریکہ کی علیحدگی"
تو ایک سطر میں آ سکتا تھا۔ اور دست کشی لفظ
کو دوسری سطر میں لکھنا نہ پڑتا۔

میں جانتا ہوں کہ دلی اور لاہور کے اخبارات
بھی اسی قسم کی بے احتیاطیوں میں مبتلا ہیں لیکن
اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اردو اخباروں کو آگاہ کروں
کہ اخباروں کی دلچسپی اور فائدہ رسانی جب ہی ترقی
کرے گی کہ اخباروں کی عبارتیں کم علم لوگوں کی
سمجھ میں آ جائیں۔ اور ہر خبر کم سے کم الفاظ میں ادا
ہونے لگے۔ اس میں کاغذ بھی کم خرچ ہوگا۔ کتابت
میں بھی کفایت ہوگی۔ اور چھپائی میں بھی بچت
ہوگی۔ اور خبریں بھی زیادہ شائع ہو سکیں گی۔

یار کا انتظار } مجھ سے یار نے وعدہ کیا تھا آج
ساڑھے نو بجے صبح ملوں گا۔ میں اس کے انتظار
میں ساڑھے گیارہ بجے تک پریشان رہا۔ مگر یار
حسب وعدہ نہ آیا۔ اس یار کے پاؤں بھی چار ہیں
اور رفتار بھی تیز ہے۔ اسی لئے مجھے پریشانی تھی
کہ اس نے وعدہ کو پورا کیوں نہیں کیا۔

میرا دل ہنس رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے
اب حضرت حافظ شیرازیؒ کا زمانہ نہیں ہے کہ
وہ اسرار باطن کو شراب کے الفاظ میں بیان کرتے
تھے۔ اور سب پڑھنے والے سمجھ لیتے تھے کہ شراب
اور شراب خانے سے حافظؒ کی کیا مراد ہے۔ لیکن
آجکل یار کا انتظار فقرہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئیگا
اور طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا ہوں گی۔ اور
چونکہ بدگمانی ارشاد قرآنی کی بموجب گناہ ہے۔
اس واسطے پڑھنے والے تھوڑی دیر کے لئے
گنہگار ہو جائیں گے۔ اس لئے مجھے لکھنا پڑتا ہے
کہ میں کل موٹر ڈرائیور سے کہہ دیا تھا کہ وہ ساڑھے
نو بجے موٹر لے کر آ جائے۔ تاکہ میں دس بجے
نور خاں کے بازار میں وہ مکان دیکھ سکوں
جس کو نظامیہ خانقاہ کے لئے خریدنا چاہتا ہوں
فخر الدین نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور رکا کی شاہ
نظامی اور عابد حسین نظامی اور محمد شریف نظامی اور
محسن نظامی میرے انتظار میں رہے۔ مگر موٹر
موعودہ وقت پر نہیں آئی۔ ٹیلیفون خراب تھا
اس لئے نہ آنے کی وجہ بھی معلوم نہ ہو سکی تھی مجبوراً
ضامن علی صاحب مرزا مخلص کو ٹیلیفون کیا۔ اور
انھوں نے اپنی موٹر بھیجی۔ ساڑھے ۱۱ بجے خواجہ بانو
اور سعید بانو کے ساتھ ملکوت بیگم نظامی کے ہاں
گیا جہاں آج حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
کی ماہانہ نیاز تھی۔ اور جو ہر مہینے ہوا کرتی ہے۔
سلسلے کی بہت سی عورتیں وہاں جمع تھیں۔ اور
ان کے علاوہ بھی بکثرت خواتین آئی تھیں۔ میں
نے حضرتؒ کی زندگی اور حضرتؒ کی والدہؒ اور بہنؒ
کی زندگی کے سبق آموز حالات عورتوں کو سنائے
نعت خوانی بھی ہوئی۔ ملکوت بیگم نے اپنی نظمیں
بھی پڑھیں اور آخر میں شاعرہ دکن بشیر النساء چمن آرا
بیگم نے دلوں کو روشن کرنے والی اپنی نظم سنائی
میں نے ملکوت بیگم نظامی اور چمن آرا بیگم کو اپنے
گلے کے پھول اتار کر پہنائے۔ اور خواجہ بانو نے
موتی بیگم سرفدا نظامی کو اپنے گلے کے پھول پہنائے
نواب بیگم نظامی حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی کی
دونوں بیبیاں۔ اور بادشاہ بیگم نظامی اور ان کی
لڑکیاں اور موتی بیگم سرفدا نظامی اور ان کی لڑکی
اور سیٹھ محمد ابراہیم نظامی کی بیوی اور لڑکی وغیرہ
بہت سی نظامیہ سلسلے کی مستورات وہاں تھیں
ملکوت بیگم کی ایک نوکر عورت پندرہ سال پہلے
مرید ہوئی تھی۔ آج اپنے سب بچوں کے ساتھ ملنے
آئی۔ اس کے لڑکے اور لڑکیاں اپنی ماں کی طرح
خوش اعتقاد ہیں۔

بچوں کا قاعدہ } ایک خاتون نے بچوں کا ایک

قلمی قاعدہ دکھایا جو باتصویر تھا اور جو اصولِ تعلیم کے لحاظ سے بہت مفید معلوم ہوا۔ میں نے کہا اس کو لاؤ میں اپنے خرچ سے شائع کرا دوں گا۔ ملکوت بیگم نظامی کے شوہر حکیم اکبر علی نظامی بھی ملے جو بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اور اُن کے سب بچے بھی ملے۔ مضامن علی صاحب مرزا مخلص بھی مردانہ میں موجود تھے۔

واپسی } ۲ بجے سید سعید نظامی کے مکان پر گیا اور وہاں سے اُن کی موٹر میں منتقل ہو کر قیام گاہ پر آیا۔ کھانا کھا کر ڈاک دیکھی۔ علی کے تین خط آئے ہیں۔ اور میری بڑی لڑکی حور بانو کا ایک خط آیا ہے۔ جو چھ صفحے کا ہے۔ درحقیقت میری ادبی یعنی انشاء پردازی کی وراثت میری بیوی اور بڑی لڑکی کو ملی ہے۔ لڑکوں کو نہیں ملی۔ حور بانو نے یہ چھ صفحے ایسے مؤثر انداز سے لکھے ہیں کہ کہ اگر ان میں پرائیویٹ حالات نہ ہوتے اور میں ان کو شائع کر سکتا تو پڑھنے والوں کو معلوم ہوتا کہ انشاء پرداز باپ کی بیٹی اپنے باپ کی جدائی کے غم کو ایسے انداز سے ظاہر کرتی ہے کہ بڑے سے بڑے سنگ دل آدمی کا کلیجہ بھی پاش پاش ہونے لگتا ہے۔

بیگم نواب ولی الدولہ بہادر } ساڑھے ۴ بجے بیگم نواب ولی الدولہ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ خواجہ بانو اور حسن ابو طالب اور صدی اور سید ابن عربی بھی ساتھ گئے تھے۔ وہاں نواب حسن یار جنگ بہادر بھی تھے مگر وہ مردانہ میں رہے۔ بیگم صاحبہ کے لڑکے دہرہ دون سے آئے ہوئے ہیں وہ حسن ابو طالب سے کچھ ہی بڑے ہیں کمرے کے اندر آنے تو بیگم صاحبہ نے کہا "بابا میاں پردہ ہے"۔ خواجہ بانو نے کہا ان کو آنے دو۔ اولاد سے پردہ نہیں ہوتا۔ یہ میرے بچے ہیں۔

میں پہلے بار بار لکھ چکا ہوں کہ میں نے ہندوستان کی کسی مسلمان عورت کو اتنا بیدار مغز نہیں پایا۔ جتنی بیگم ولی الدولہ ہیں۔ وہ زندگی کے ہر موضوع پر نہایت صحیح اور بیباکانہ گفتگو کر سکتی ہیں۔ خاندانِ پائگاہ اس خاتون کے وجود پر جتنا فخر کرے کم ہے۔

مغرب کے وقت ہم سب وہاں سے واپس آئے۔ اور میں نے کچھ دیر منجھلی بیگم نظامی اور سنجھلی بیگم نظامی سے باتیں کیں جو دوپہر سے یہاں آئی ہوئی تھیں۔ اور میں اُن سے بات نہ کر سکا تھا۔ وہ میرے لئے میٹھے سلونے لذیذ کھانے بھی لائیں تھیں۔ رات کو مولوی فیاض الدین نظامی سے دیر تک باتیں کی تھیں۔ ریڈیو میں خبریں بھی سُنیں تھیں۔ زکام کی تکلیف میں کمی ہے۔ رات کو نیند بھی اچھی آئی۔

دو تار } حسین کے دو تار امنت پور سے آئے ہیں۔ سید ابن عربی وغیرہ کو امنت پور بلایا ہے۔ ابن عربی کل صبح امنت پور چلے جائیں گے۔

زیارات } آج گلبرگہ شریف سے پروفیسر سعید النعمان صاحب کا خط آیا ہے۔ گلبرگہ شریف کی زیارت کا بلاوہ بھیجا ہے۔ میں نے خواجہ بانو سے کہا۔ صحت کو بیماریوں کی حکومت سے آزادی مل جائے تو میں گلبرگہ شریف میں بھی حاضری دوں گا۔ جہاں حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے خلیفہ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ کا مزار مبارک ہے۔ اور اورنگ آباد بھی جاؤں گا جہاں میرے سلسلے کے بہت سے بزرگ مدفون ہیں۔ میرے حضرتؒ کے دو خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین غریبؒ اور حضرت خواجہ حسن علاء سنجریؒ اور میرے سلسلے کے بزرگ حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادیؒ اور میرے ملک کے لائق شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے مزارات بھی وہاں ہیں۔ اور وہ مشہور قلعہ دولت آباد بھی ہے۔ جہاں کا شہزادہ راجہ گھماریو دیو میرے حضرتؒ سے بیعت کرنے دہلی میں آیا تھا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد اُس کا نام "احمد ایاز" رکھا گیا تھا۔ اور سلطنت ہند کا آخر عمر تک وزیر اعظم رہا تھا۔ اور خواجہ جہاں اُس کا لقب مشہور ہوا تھا۔ اور جس کی کتاب چہل روزہ کے اقتباسات میں نے اپنی کتاب نظامی بنسری میں درج کئے ہیں۔

حاجی سید یوسف نعت خواں } آج بزمِ دکن کے بلبل ہزار داستان حاجی سید یوسف صاحب نعت خواں بھی ملنے آئے تھے۔ اور اُن کے ساتھ صوفی عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی بھی تھے جسب عادت اُن کی بذلہ سنجیوں اور خوش بیانیوں کا دیر تک چرچا رہا۔

صادق الیقین نظامی } حیدرآباد میں میرے قدیمی مریدوں میں صادق الیقین نظامی اور کامل الیقین نظامی بھی ہیں۔ یہ دونوں بازار افضل گنج میں لوہے کی تجارت کرتے ہیں اور پہلے میری کتابیں بھی فروخت کرتے تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے سب اہل و عیال بھی میرے سلسلے میں ہیں۔ اور جب یہاں آتا ہوں ان دونوں کے حسنِ اعتقاد کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ میری قیام گاہ پر بھی کئی دفعہ آ چکے ہیں۔

۱۸ محرم ۱۳۶۵ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۵ء پیر حیدرآباد

قرآن } سکندرآباد میں ایک خوش بیان نوجوان محمد حسام الدین خاں غوری رہتے ہیں جو انجمن تبلیغ المسلمین حیدرآباد کی شاخ سکندرآباد کے صدر ہیں۔ اور ابھی میں نے اُن کے ہاں جا کر حضرت امام حسینؓ کی حقیقت ایک تقریر بھی کی تھی۔

اُنھوں نے ایک رسالہ "قرآن" کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں چھوٹے سائز کے بیس صفحات کا ایک مضمون ہے۔ جس کی نواب بہادر یار جنگ مرحوم اور مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی نے

بھی بہت تعریف لکھی ہے۔ میں نے اس مضمون کو شروع سے آخر تک غور سے پڑھا۔

لچھمن نظامی ﴾ اوہونی مدراس سے ہندو مرید لچھمن نظامی آئے ہیں۔ طلب عرفان کے لئے دلی بھی اپنے بھائی چوڑا پا نظامی کے ساتھ گئے تھے مگر مشکل یہ ہے کہ نہ میں اُن کی زبان جانتا ہوں نہ وہ میری زبان جانتے ہیں۔ اُن کی بیتابی اور بیقراری تلاش حق کے لئے بہت بڑھی ہوئی ہے بار بار میرے پیروں کو دل پر رکھتے ہیں اور آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ آج میں نے اُن کو واپس بھیج دیا۔ کہ ادہونی آنے کے بعد اپنے وظیفہ کے ذریعے تمہاری تلقین کا انتظام کروں گا۔

ملاقاتی ﴾ مخلص شاہ، کاکی شاہ، خواجہ راجہ، ناسوتی شاہ، عابد حسین، خوش اقبال شاہ، سید قنبیر، سید ذہین، نواب سردار یار خاں، احمد شریف وغیرہ برادران ملنے گئے تھے۔

مولانا سید قادر علی بادشاہ ﴾ کڈپہ مدراس کے پیرزادے حضرت مولانا سید قادر علی بادشاہ ملنے آئے تھے۔ اور مجھے پھول بھی پہنائے تھے۔ ایک نامور عالم درویش کے فرزند ہیں۔ گذشتہ سال اننت پور میں مجھ سے ملنے آئے تھے۔ آجکل حیدرآباد میں علم ظاہر کی تحصیل کے لئے آئے ہیں۔ آج مجھ سے حقائق و رموز تصوف کے کچھ سوالات کئے تھے۔ اور میں نے اپنے فہم کے موافق کچھ باتیں کہیں تھیں۔ مگر اُن باتوں کو میں اُن حقائق کی تشریح نہیں کہہ سکتا کیونکہ اُس کے لئے عرفانِ حق کی ایک آب دوزکشتی درکار تھی۔ اور وہ میرے پاس موجود نہ تھی۔

خط آئے ﴾ آج دہلی سے علی کا خط بھی آیا اور اننت پور سے حسین کا خط بھی آیا۔ عربی آج نہیں گئے کل صبح اننت پور جائیں گے۔ خوش اقبال شاہ بھی ساتھ جائیں گے۔ آج میری صحت زیادہ خراب رہی۔ مولوی فیاض الدین نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ اور اُن کی اہلیہ کا شکریہ ادا کیا تھا۔ جو تقریباً ایک مہینے سے ہم سب کی شاندار مہمان نوازی کر رہی ہیں۔ تین وقت نہایت مکلف امیرانہ کھانے بھیجتی ہیں۔ کئی کئی نوکر خدمت کے لئے مقرر کر رکھے ہیں۔

کرسمس کی مبارکباد ﴾ آج میں نے کرسمس کی مبارکباد کے چار تار اُردو زبان میں بھیجے ہیں ایک حضور وائسرائے کو دوسرا چیف کمشنر صاحب دہلی کو تیسرا کلکٹر صاحب آگرہ کو چوتھا ریذیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو۔ سب تاروں کا یہ مضمون تھا "کرسمس مبارک ہو۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی خوشی میں تمام دُنیا کے مسلمان ساری دُنیا کے عیسائیوں کے شریک ہیں"۔

زمین کی پیشکش ﴾ آج نواب سردار یار خاں نظامی بہت دیر میرے پاس بیٹھے۔ اور اُنھوں نے ہیکل اسم اعظم اور نظامیہ خانقاہ کی تعمیر کے لئے اپنی ایک بڑی زمین نذر کرنے کی درخواست کی۔ میں نے کہا کل میں خود جا کر اُس کو دیکھوں گا۔ سید ذہین نظامی نے قطب شاہی بادشاہوں کے تاریخی حالات سُنائے۔ شام کو ہلکا سا بخار ہوا۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد بیس منٹ چہل قدمی کی۔ اُس سے غیر معمولی فائدہ ہوا اور ساری رات راحت کی نیند آئی۔

۱۹ محرم ۱۳۶۵ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء منگل حیدرآباد

لفظ پاشا ﴾ حیدرآباد میں عوام و خواص مسلمان باشندوں میں بچوں کے نام کے ساتھ پاشا کا لفظ شریک کیا جاتا ہے۔ خاص کر لڑکیوں کے ناموں میں پاشا کا استعمال زیادہ مروج ہے۔ بلکہ لڑکیوں کا عرف بڑے پاشا۔ منجھلے پاشا۔ سنجھلے پاشا چھوٹے پاشا مشہور ہو جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ عورتوں کا ذکر تذکیر سے کرتے ہیں۔ یعنی اگر یہ کہنا ہو کہ میری والدہ دہلی گئی تھیں تو کہتے ہیں۔ میری والدہ دہلی گئے تھے۔ میری بہن دہلی سے آئے تھے۔

لفظ پاشا کا رواج صاف ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت کی تاثیرات کے سبب ہے۔ بعض مردوں کے ناموں میں بھی پادشاہ کا لفظ شریک کیا جاتا ہے۔ مثلاً آج کل یہاں کے علماء و مشائخ میں ایک مشہور لیڈر سید محمد پادشاہ حسینی نام کے ہیں۔

کم سنی میں میرا تیسرا لڑکا زید حیدرآباد میں آیا اور سر مہاراجہ بہادر مرحوم کے ہاں ٹھیرا تو یہاں کے لوگ اس کو بھی زید پاشا کہتے تھے۔ اور اب دہلی میں بھی سب اس کو زید پاشا کہتے ہیں۔

بڑا دن ﴾ آج کرسمس ہے۔ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا دن ہے۔ ہندوستان کے دو مشہور آدمیوں کی پیدائش بھی آج ہی کے دن ہوئی تھی۔ ایک شخص اہل بیت میں ہے۔ یعنی سید ہے اور دوسرا شخص اہل بیت کا شیعہ یعنی ماننے والا ہے۔ میری مراد اپنی ذات اور مسٹر محمد علی جناح سے ہے۔ کہ میں قمری حساب سے ۲ر محرم ۱۲۹۶ ہجری کو پیدا ہوا تھا اور شمسی حساب سے ۲۵ر دسمبر کو پیدا ہوا تھا۔ سنہ یاد نہیں ہے۔ گویا میں اور مسٹر جناح دونوں ہم عمر ہیں۔

وزیر فنانس ﴾ آج صبح مولوی زاہد حسین صاحب وزیر فنانس سلطنت آصفیہ سے ملنے گیا تھا۔ اُن کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادی اور لڑکے بھی ملے تھے۔ مولوی زاہد حسین بستی ضلع مظفر نگر یوپی کے رہنے والے ہیں۔ حساب دانی میں اور حساب سے تعلق رکھنے والے امور انتظامی میں اُن کا درجہ بہت اونچا ہے۔ اور وہ اُن لوگوں کی زبانوں پر قفل ڈالنے کے لئے ہندوستان میں پیدا کئے گئے ہیں جو صدیوں سے مسلمانوں کی نفسیات کو یہ کہہ کر تباہ کر دیا کرتے ہیں کہ مسلمان قوم حساب نہیں جانتی۔ اور قدرت نے اس کو حساب جاننے کا دماغ اور ذہن ہی نہیں دیا۔ حالانکہ مسلمان قوم کے مذہبی ارکان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حسابات کا مجموعہ ہیں۔ اور وہ حساب کی عملی کتابیں ہیں۔

مولوی زاہد حسین میرے بہت پرانے دوستوں میں ہیں۔ اکہرا بدن ہے۔ میانہ قد ہے۔ گندمی رنگ ہے۔ عمر چالیس سے زیادہ ہے۔ متانت اور دیانت اور ارادے کی مضبوطی اور رائے کی ثابت قدمی قدرت نے بہت فیاضی سے ان کو عطا کی ہے۔ بہت کم ہنستے ہیں۔ اور ان کے حصے کی ہنسی ریزرو بنک میں فکسڈ ڈپازٹ کی طرح جمع رہتی ہے۔

ان کی بیوی پردہ نہیں کرتیں۔ قدرت نے جسمانی جمال بھی دیا ہے۔ اور روحانی خصال بھی عطا فرمایا ہے۔ مشرقی اور مغربی دونوں تہذیبوں کا مکمل پیکر ہیں۔ مشرقی شرم و حیا بھی ہے مغربی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی بھی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جب شملے پر میری آنکھوں کا آخری آپریشن ہوا تھا۔ اور میں ایک طرح کے بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اور ایسے مقام پر ٹھیرا تھا۔ جہاں کا پہاڑ ہندو عقائد کے بموجب ہنومان جی اکھاڑ کر لنکا میں لے گئے تھے۔ یعنی بہت گہرے غار میں ٹھیرا ہوا تھا۔ اور یہ دونوں ٹوٹی گنڈی مقام پر مجھے دیکھنے آیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کی پیدائش ایسے مقام پر ہوئی ہے جہاں دیوبندی عقائد کی حکومت ہے لیکن یہ دونوں اولیاء اللہ سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ میرے ہاں قوالی کی مجلسوں میں آتے رہتے ہیں۔

یہ خود اور اُن کی بیوی اور ان کے سب چھوٹے بڑے بچے بھی میری اُردو نویسی کے قدردان ہیں اور میرے لکھے ہوئے ایک ایک لفظ کو ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

آج جب میں اُن سے ملا۔ تو کہا یہ وہ مقام ہے جہاں سر اکبر حیدری مرحوم رہتے تھے اور ۱۹۱۳ء میں پہلی بار سر اکبر حیدری نے دہلی سے بلا کر مجھے یہاں ٹھیرایا تھا۔ اور میری بڑی لڑکی حور بانو بھی میرے ساتھ تھی۔ بیگم صاحب نے مٹھائیوں اور پھلوں کی میز میرے سامنے سجائی۔ میں نے اس کو اسی طرح دیکھ لیا جس طرح عالم بالا کی روحیں ہماری نذر نیاز کے کھانوں کو دیکھ لیتی ہیں۔ مگر کھاتی نہیں ہیں۔

یارانِ الفت واپس آیا تو قیام گاہ پر چند یارانِ الفت ملنے آئے۔ ایک میرے مرحوم دوست نواب رفعت یار جنگ بہادر کے داماد سید محی الدین صاحب قادری زور تھے۔ جو حیدرآباد میں علمی اور تاریخی تصنیف و تالیف کے قلعہ گولکنڈہ ہیں۔ دوسرے اُن کے رفیق سید محمد صاحب ایم اے تھے تیسرے مولوی حبیب الدین صاحب تعلقہ دار ورنگل تھے۔ چوتھے میرے ہم نیاز ہی مولوی کلیم اللہ صاحب قادری افسر سپلائی تھے پانچویں مولوی ضیاء الدین نظامی آرکیٹکٹ تھے۔ چھٹے مولوی محمد کرم اللہ خاں صاحب دہلوی تھے۔ میں نے اس ستۂ فردیہ سے باتیں کیں۔ تو ایسا محسوس ہوا کہ دو سو برس پہلے کی مجلس اہل علم میں بیٹھا ہوں۔

زمینیں دیکھنے گیا تھا مخلص شاہ نظامی، اور کاکی شاہ نظامی اور خاسوقی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی، اور نواب سردار یار خاں نظامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میں اُن کے ساتھ میر پیٹھ کی زمین دیکھنے گیا تھا۔ ایک زمین خواجہ راجہ کی دیکھی جو ہیکل اسم اعظم کے لئے نذر کرنی چاہتے ہیں اور ایک زمین نواب سردار یار خاں نظامی کی دیکھی جو مسجد اور خانقاہ کی تعمیر کے لئے نذر کرنی چاہتے ہیں۔ ہاں نواب بشارت علی خاں کا "ایوان بشاشت" بھی دیکھا۔ یعنی وہ اس قدر خوبصورت اور خوشنما ہے کہ اُس کے دیکھنے سے آنکھوں میں تراوٹ اور دل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے۔

نواب ہوشیار جنگ اپنے ادبی یار غار حسین صاحب بلگرامی سے تین بجے ملنے گیا تھا۔ جو نواب ہوش یار جنگ کے نام سے مشہور ہیں۔ میں ان کو اپنی ادبی برادری میں شریک سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ان کی ابتدائی زندگی بھی اُردو نویسی اور انشاء پردازی سے شروع ہوئی تھی۔ یہ موجودہ زمانے میں بھی تاریخی آدمی ہیں۔ اور آئندہ زمانے میں بھی تاریخی آدمی مانے جائیں گے۔ دو گھنٹے تک علمی اور ادبی بات چیت کرتے رہے۔ اور اپنے ہاتھ سے پان بنا بنا کر دیتے رہے۔ میرا تصور سر مہاراجہ بہادر مرحوم کی یاد میں اشکبار تھا کہ وہ بھی اسی طرح تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے پان بنا بنا کر دیا کرتے تھے۔ وہی چاندی کا پان دان۔ وہی چھوٹی سی قینچی۔ وہی پانوں کی جڑوں کا قینچی سے کترنا وہی خوشبودار تنباکو۔ اور وہی پرخلوص گفتگو۔

پانچ بجے واپس ہو کر سید سعید نظامی کے مکان پر گیا۔ اور اُن کو اور اُن کی والدہ کو اور اُن کے بیوی بچوں کو دیکھ کر قیام گاہ پر آیا۔

یہاں آ کر دیکھا کہ نواب سردار یار خاں نظامی کی بیگم صاحبہ اور اُن کی بہن میرے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ کچھ دیر اُن سے بات چیت کی۔

مولوی رکن الدین دانا نظامی آج مدت کے بعد مولوی رکن الدین دانا نظامی بھی ملنے آئے ہیں۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ پولس کی نوکری میں گذرا ہے۔ میرے پرانے مریدوں میں ہیں۔ حج و زیارت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ دہلی میں آ کر میرے اخباروں اور روزنامچوں کے مجذوب انبار کو سالک بنا چکے ہیں۔ یعنی اُن کو ایک نظم اور قاعدے میں مرتب کر چکے ہیں قدرت نے اُن کو غیر معمولی صلاحیت نظم و تنظیم عطا فرمائی ہے۔

سیتا پھل منڈی مغرب کے قریب خواجہ بانو اور کوثر بانو اور حمیدی اور سعیدہ بانو اور سید حسین کی لڑکی ذکیہ کے ساتھ سکندرآباد گیا تھا۔ کیونکہ سیتا پھل منڈی میں سیٹھ غوث محمد نظامی تاجر

والیمی کنٹرولر کثرت سے اور اُن کی والدہ اور بیوی بچوں سے ملنا تھا۔ ڈرائیور راستے سے واقف نہ تھا اس کو سیتا پھل منڈی اور غوث محمد نظامی کے مکان پر پہونچنا دشوار ہو گیا۔ اور جب مکان ملنے سے مایوسی ہو گئی تو میں نے ایک مرہٹے سے راستہ پوچھا۔ اُس نے نہایت اخلاق کے ساتھ راستہ بتایا اور کیشو نام کے ایک لڑکے کو ساتھ کر دیا۔ پھر بھی تاریکی کے سبب موٹر ایسے مقام پر چلی گئی۔ جہاں راستے میں غار تھے۔ اور موٹر کے گر جانے کا اندیشہ تھا۔ آخر میں موٹر سے اُترا۔ اور سب عورتوں اور بچوں کو بھی اُتارا اور پیدل چل کر مکان تک پہونچا۔ تقریباً آدھ میل پیدل چلنا پڑا۔ غوث محمد نظامی کے مکان پر منجھلی بیگم نظامی اور سنجھلی بیگم نظامی اور غوث محمد نظامی کے بیوی بچے اور نظامیہ سلسلہ کی دوسری خواتین میرے انتظار میں تھیں۔ اور انھوں نے ناشتے کا بہت بڑا اہتمام کیا تھا۔ کچھ دیر وہاں ٹھیرا۔ اور پھر سکندر آباد میں واپس آیا۔

جلسہ آریہ تین دن پہلے مولوی محمد حسام الدین صاحب غوری نے مجھ سے آج کے جلسہ کی شرکت کا وعدہ لیا تھا۔ جو حضرت امام حسینؑ کے ایثار کی نسبت سکندر آباد اسٹیشن کے قریب ہونے والا تھا۔ جب میں اس جلسہ گاہ کے قریب آیا تو جلسہ ہو رہا تھا۔ تقریر کی آواز باہر آ رہی تھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ آریہ سماج کا جلسہ ہے۔ اس واسطے میں وہاں نہ ٹھیرا۔ اور قیام گاہ پر واپس آ گیا۔

بادشاہ سلامت کی تقریر ساڑھے ۸ بجے رات کو اپنے پیارے بادشاہ سلامت کی تقریر بی بی سی لندن سے سُنی۔ مجھے بادشاہ سلامت سے خاص محبت ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ بادشاہ ہیں بلکہ اس لئے کہ اُن کی زبان میں لکنت ہے اور میرے پیارے بیٹے حسین کی زبان میں بھی لکنت ہے، اور اس واسطے بھی کہ بادشاہ سلامت کے بڑے بھائی ڈیوک آف ونڈسر جب دہلی میں مجھ سے ملے تھے تو اُن کی شرافت نفس کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ اور میں نے اُن کے سلطنت کے انقلاب کی یاد میں "ایڈورڈ ڈائری" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی جو اُردو اور انگریزی میں چھپی تھی۔

خوش اقبال شاہ نظامی کے بڑے لڑکے محمود نظامی ملنے آئے تھے ۹ بجے ریڈیو خبریں سنیں تھیں۔

سکندر آبادی ڈیپوٹیشن ساڑھے نو بجے مولوی محمد حسام الدین خاں غوری دو آدمیوں کے ساتھ سکندر آباد سے مجھے لینے آئے۔ اور کہا ہزاروں آدمی آپ کے اشتیاق میں جمع ہیں اور ہزاروں مایوس ہو کر چلے گئے ہیں جس طرح بھی ممکن ہو چند منٹ کے لئے آپ وہاں چلئے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ ہم نے آپ کا نام جھوٹ موٹ شائع کر دیا تھا کہ آپ تقریر کریں گے۔ خواجہ بانو اور سعید بانو نے صحت اور عمر کا خیال کر کے مجھے جانے سے روکا۔ مگر میں مولوی رکن الدین دانا نظامی کے ساتھ وہاں چلا گیا۔

مختار پاشا کی تقریر دس گیارہ سال عمر کی لڑکی مختار پاشا بنت مولوی برہان الدین ساکن دودھ باؤلی حیدر آباد کی تقریر ہو رہی تھی۔ چند روز پہلے میں نے اس لڑکی کی نظم بھی سُنی تھی۔ اور اس کی صدا کے غیبی نغموں سے متاثر ہوا تھا۔ آج اس کی تقریر کا انداز دیکھ کر بہت زیادہ اثر مجھ پر ہوا۔ اگرچہ وہ تقریر کسی نے اس کو لکھ کر دی ہو گی اور اُس نے اس کو یاد کر لیا ہو گا۔ لیکن تلفظ کی صحت اور تقریر کی اداکاری بڑے بڑے ماہر مقرروں سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔

میری تقریر مختار پاشا کے بعد میں نے بھی پندرہ منٹ کی ایک تقریر کی۔ اور واپس چلا آیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل حضوری شاہ نظامی بھی وہاں تھے۔ اور محمد عثمان خاں نظامی بھی ملے حضوری صاحب قیام گاہ تک پہونچانے آئے۔ دانا صاحب میری خواب گاہ کے قریب مقیم رہے اندیشہ تھا کہ ۱۱ بجے رات کو سونا میسر آیا ہے۔ نیند نہیں آئیگی۔ اور ساری رات آنکھوں میں گذر جائے گی۔ مگر حضرت امام حسینؑ کی روحانی برکت تھی کہ گیارہ بجے سے پانچ بجے تک مسلسل راحت کی نیند آئی۔ ارسطو کا چورن اور چہل قدمی کو بھی اس سکھ نیند کا مددگار کہا جا سکتا ہے۔

مسوڑھوں پر شفائی لگائی آج میں نے ذاتی تجویز سے اپنے مسوڑھوں پر شفائی لگائی تھی۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ شاید مسوڑھوں پر پائیریا کا اثر ہو۔ کیونکہ اُن پر ورم تھا۔ اور اس کی وجہ سے موجودہ بیماریاں ہوں۔ شفائی لگانے سے مسوڑوں کا ورم فوراً جاتا رہا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے بھی صحت کو امداد ملی ہو۔

معلوم ہوا آج شام کو سکندر آباد کے جلسے میں نظامیہ سلسلے کے بہت سے لوگ حیدر آباد اور سکندر آباد سے جمع ہوئے تھے۔ مگر جب میرے پہونچنے میں دیر ہوئی تو واپس چلے آئے۔ مخلص شاہ نظامی۔ کاکی شاہ نظامی، ماسوتی شاہ نظامی، خواجہ راجہ، اور کامل الیقین نظامی، اور عبدالرشید نظامی اور افضل گنج کی مسجد کے پیش امام صاحب وغیرہ بھی جلسے میں آئے تھے۔ اور قیامگاہ پر مولوی فرحت علی نظامی بھی آئے تھے

۲۰ محرم ۱۳۶۴ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۴ء بدھ حیدر آباد دکن

ہندوستان کی سردی میں روزانہ حیدر آباد کی اخباروں میں ہندوستانی شہروں کی سردی کا حال پڑھا کرتا ہوں۔ آج یہ پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ شملہ اور ملتان اور حیدر آباد سندھ اور دارجلنگ کی

سردی مساوی درجے پر ہے یعنی ۴۲ ڈگری پر
ہے۔ اور راولپنڈی کی سردی شملے سے بھی بڑھ
گئی ہے یعنی وہاں پارہ ۳۱ درجہ پر ہے۔ دہلی میں
۳۷ درجہ پر ہے۔ اور حیدرآباد دکن میں ۵۲ درجہ پر
ہے۔ گویا یہاں شملہ سے ۲۰ درجے سردی کم
ہے۔ اور دہلی سے ۱۵ درجے کم ہے۔
مجھ ناتوان کو ۵۲ درجے کی سردی بھی بعض
اوقات تکلیف دیتی ہے۔ اگر آج کل دہلی میں
ہوتا تو طالی کی برف بن جاتا۔ اور راولپنڈی
میں ہوتا تو ہمالیہ کی چوٹی کا آدمی مانا جاتا۔

آج کی سرگذشت: آج صبح دس بجے سید
سعید نظامی موٹر لائے اور میں خواجہ بانو اور کوثر بانو
اور مہدی کے ساتھ بیگم زاہد حسین صاحب سے ملنے
گیا۔ خواجہ بانو نے بیگم صاحبہ سے باتیں کیں اور
میں نے مردانے میں زاہد حسین صاحب سے قوالی
کی نسبت انٹرویو کیا۔ میں ہر شخص سے اُس کے
مشاغل زندگی کے موافق بات کیا کرتا ہوں۔ مگر
زاہد حسین صاحب نے میرے مشاغل حیات
کا لحاظ کر کے قوالی کی نسبت بات چیت کی۔

صدر اعظم بہادر: نواب صاحب چھتاری
تفریح کے لئے نظام ساگر گئے ہوئے ہیں۔ آج
واپس آنے کی خبر ہے۔

بیگم ولی الدولہ بہادر: آج خواجہ بانو کے ساتھ
بیگم نواب ولی الدولہ بہادر سے بھی ملنے گیا تھا
اور اُن کے والد کے حالات پوچھے تھے معلوم
ہوا اُن کے والد مولوی سید یوسف الدین حسینی
سید تھے۔ اور اُنھوں نے سلطنت آصفیہ کی
ایسی خدمات انجام دیں تھیں جو دکن کی تاریخ
میں سنہری حرفوں سے لکھی ہوئی ہیں۔
میں سالہا سال سے شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان
کے نسلی امتیاز اور خصوصیات پر غور کیا کرتا ہوں
جن سے مجھے مسلمانوں کی مذکورہ چاروں نسلوں
کے ذہنی اور دماغی کردار کا اندازہ ہوتا رہتا ہے
اور اس سلسلے میں سیدوں کی دماغی اور ذہنی
برتری کے اتنے زیادہ نتیجے میرے سامنے آئے
ہیں کہ میں آسانی سے یہ کہہ دیتا ہوں کہ اگر کسی
سید کی زندگی کے کاموں میں ذہنی یا دماغی
نقص پایا جائے۔ تو اُس کے نسب کی تحقیقات
کرنی چاہئے۔ ضرور کوئی نہ کوئی رخنہ اُس کے
نسب کے تسلسل میں پایا جائے گا۔

نیاز کے روٹ: آج کامل الیقین نظامی
نیاز کے روٹ لائے تھے۔ اور نذر بھی لائے تھے
اُن کے بچے بھی ساتھ آئے تھے۔ صادق الیقین
نظامی بھی اپنے نواسے کے ساتھ آئے تھے اور
نیاز کے روٹ بھی لائے تھے۔ اُن کے ساتھ
اُن کے ایک دوست بھی آئے تھے جنہوں نے
گجرات والے حضرت میراں داتارؒ کا ایک چلّہ حیدرآباد
میں بنایا ہے۔

سید حسن صاحب: حیدرآباد کے مشہور فوجداری
وکیل مولوی حکیم سید علی صاحب کے فرزند
سید حسن صاحب مجلس کی دعوت دینے آئے
تھے۔ جو پرسوں شام کو ۹ بجے اُن کے ہاں
ہوگی۔ اور جس میں میرا بیان وہ چاہتے ہیں۔
میں نے جانے کا وعدہ کر لیا ہے۔ افضل گنج کی مسجد
کے امام صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اور مسجد
میں تقریر کرنے کی دعوت دی تھی جس کو میں نے
قبول کر لیا ہے۔ آج ڈاک میں بہت سے خط
آئے ہیں۔ علی کا خط بھی آیا ہے۔ اور آفتاب
ہاشمی نظامی کا خط بھی آیا ہے۔ ناصری شاہ نظامی
اور مخلص شاہ نظامی بھی آئے تھے۔
کھانے کے بعد کچھ دیر سویا تھا جس کی وجہ سے
طبیعت خراب ہوگئی۔

بیگم ڈاکٹر سید عابد حسین نظامی: میرے
مرحوم مرید ڈاکٹر سید عابد حسین نظامی کی بیوی لو
اُن کے بھائی اور بھاوج اور لڑکے اور لڑکیاں
ملنے آئے تھے۔ مجھے ان سب کے دیکھنے سے
دلی راحت حاصل ہوئی۔ کیونکہ ان سب کی شرافت
اور نجابت اور عقیدت کے بڑے بڑے ایوان
میرے دل میں ہیں۔
ضامن علی صاحب مرزا مخلص اور اُن کی
اہلیہ چمن آرا بیگم صاحبہ بھی آئیں تھیں۔

عرس کی شرکت: شام کو حضرت مولانا سید
اسمٰعیل صاحب کملی شاہؒ کے سینتیسویں سالانہ
عرس کی شرکت کے لئے دبیر پورہ میں گیا تھا
یہ درگاہ سرکاری محکمہ امور مذہبی نے بنوائی ہے
اور یہاں کا خرچ بھی سرکار عالی دیتی ہے اور
پس ماندوں کے وظائف بھی مقرر ہیں۔ حضرت
کملی شاہ صاحبؒ کے فرزند سید محمد نذیر صاحب
مرحوم میرے خلیفہ تھے۔ اور میں نے اُن کو
بلالی شاہ لقب دیا تھا۔ اُن کے فرزند سید محمد
بشیر نظامی سرکاری نوکر ہیں۔ اور انہیں کے
اہتمام سے یہ عرس ہوتا ہے۔ اُن کی والدہ
زندہ ہیں۔ چونکہ میری تقریر کا اعلان ہوا تھا
اس واسطے بہت بڑا ہجوم اس درگاہ میں جمع
ہوگیا تھا۔ خواجہ بانو اور کوثر بانو اور حسن ابو طالب
اور مہدی بھی میرے ساتھ اس عرس میں گئے
تھے۔ میں نے پہلے مزاروں پر صندل چڑھایا
اور پھولوں کی چادریں چڑھائیں۔ پھر خانقاہ میں
تقریر کرنے گیا۔ جہاں ہزاروں عورت مرد
جمع تھے۔ حیدرآباد کے نامی قاری صاحب نے
قرآن شریف کی تلاوت کی۔ حضرت اسرار شاہ
صاحب کو میں نے اپنے قریب بٹھایا۔ اور اہل
طریقت اور اہل شریعت کے مدارج پر ایک
تقریر کی۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے
اُن تعلقات سے تقریر کو شروع کیا جن کا ذکر
قرآن شریف میں ہے۔ اور اس کے بعد فلسفہ
اور سائنس کی دلیلوں سے اہل طریقت کی
فوقیت ثابت کی۔ تقریر کے بعد ہجوم دست
بوسی کے لئے ٹوٹ پڑا۔ پھر چند میرے مرید

انتظام کو قابو میں رکھنا چاہتے تھے۔ مگر جوش اعتقاد کے سیلاب کو روک نہ سکتے تھے۔

سید محمد بشیر نظامی کے پڑوس میں جو خواتین میری مرید ہیں اُن کے مکان میں جاکر کھانا کھایا۔ مولوی محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی مددگار رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی اور اُن کی بیوی قمر بانو نظامی اور لڑکیاں اور لڑکے اور پوتیاں اور پوتے اور موتی بیگم سرفہ نظامی بھی شریک مجلس تھیں مولانا عابدی شاہ نظامی اور کتب خانۂ آصفیہ کے مہتمم صاحب سے بھی بات چیت ہوئی۔ میں نے کمونگ کی دال سے ایک چپاتی کھائی۔ دس بجے قیام گاہ پر واپس آیا۔ گیارہ بجے تک اخبارات پڑھے۔ پھر سو گیا۔ رات کو تبخیر کی وجہ سے بےچین رہا۔ نیند اچھی نہیں آئی۔

۱۸ محرم ۱۳۶۲ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۲ء جمعرات حیدرآباد

نواب غوث یار جنگ آج صبح حیدرآباد کے نہایت ذہین اور نہایت محنتی اور نہایت دیانت دار عہدیدار نواب غوث یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ عمر ساٹھ سے زیادہ ہے۔ بال سفید ہو گئے ہیں۔ گورا رنگ ہے۔ دُبلا بدن ہے۔ نہایت سین و سنجیدہ ہیں۔ مجھ میں ان میں جو مماثلت ہے وہ محنت کی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ نواب غوث یار جنگ مجھ سے زیادہ محنت کرتے ہیں۔ اور کر سکتے ہیں۔ اور بعض مبصرین کی رائے ہے کہ میں اُن سے زیادہ محنت کرتا ہوں لیکن میری رائے ہے کہ اُن کے کام مختلف قسموں کے رہے ہیں اور اُن کی زندگی ایک اسلامی سلطنت کی عہدیداریوں میں گزری ہے۔ اور وہ انگریزی علوم کے ماہر ہیں۔ اس لئے وہ مجھ سے زیادہ علمیت اور قابلیت بھی رکھتے ہیں۔ اور اُن کو شروع سے آج تک ہر قسم کے کام کرنے میں قدرتی ذرائع اور وسائل مدد دیتے رہے ہیں۔ اور میں شروع سے آج تک قدرتی وسائل سے محروم رہا۔ اور کام کی محنت سے زیادہ مجھے اپنے کام کو دشمنوں کی یورشوں سے بچانے کی محنت بھی کرنی پڑی اور اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرنے کا بوجھ بھی بہت زیادہ رہا۔ اس لحاظ سے مجھے اُن پر فوقیت ہے۔

آجکل اُن کے سامنے یونانی ادویات کے تحفظ و بقا و ترویج کی ایک بڑی گہری اسکیم ہے اور ملک غلام محمد صاحب سابق وزیر فنانس نے نواب غوث یار جنگ کے جوہر ذاتی کو دیکھ کر یہ اسکیم اُن کے سپرد کی تھی۔ چونکہ آجکل میرے سامنے بھی یہی اسکیم ہے اور میں ذرائع اور وسائل نہ ہونے کے سبب اسکیم کے نالے میں ڈبکیاں کھا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے نواب غوث یار جنگ بہادر سے اُن کی اسکیم کی نسبت مفصل بات چیت کی۔

شلغم ناسوتی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی ملنے آئے تھے۔ اور میرے لئے پھل اور سبزیاں بھی لائے تھے۔

کھانا بادشاہ بیگم نظامی کے بھائی بابا میاں نظامی بادشاہ بیگم کا بھیجا ہوا کھانا لائے تھے۔ فیاض بانو صاحبہ تینوں وقت اتنا زیادہ اور مکلف کھانا بھیجتی ہیں۔ کہ مزید کھانوں کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ تاہم محبت اور عقیدت کی رسد کو بھی اپنے دسترخوان پر چُن لیتا ہوں۔ اور مزا مُنہ کا بدلنے کے لئے چکھ بھی لیتا ہوں۔

نواب سردار یار خاں نظامی کی بیگم صاحبہ اور اُن کی بہن ملنے آئیں تھیں۔ شام کو نواب ولی الدولہ بہادر کے لڑکے ملنے آئے تھے۔

نام رکھنے کی تقریب شام کو رقیہ نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ اور اُن کی نومولود لڑکی کا نام "نجم الصغریٰ" رکھا تھا۔ یہ نام لڑکی کے دادا نے ایک خواب کی بنا پر تجویز کیا تھا۔ مغرب کی نماز بھی وہیں پڑھی تھی۔ ممتاز نظامی اور اُن کی اہلیہ بھی وہاں ملیں تھیں۔ عائشہ نظامی کی بیٹی بانو نظامی بھی وہاں ملیں تھیں۔ جو آجکل بی اے کلاس میں پڑھ رہی ہیں۔ اُنھوں نے اپنی علمی سرگرمیوں کے حالات سُنائے۔ ممتاز نظامی، سید عبدالرحمن سعید ازلی نظامی مرحوم کے بڑے بیٹے آجکل مشین کے ذریعہ کپڑے پر گل کاری کی چھپائی کا کام کر رہے ہیں۔ میرے دل میں اس کام کی نسبت کشش ہوئی کیونکہ میں دہلی کی لاوارث عورتوں اور بچوں کے لئے یہ صنعت جاری کرنی چاہتا ہوں۔ بانو اپنے اندھے باپ کا ہاتھ پکڑ کر موٹر تک لائیں۔ اُن کی علمی باتوں کی روشنی ذہن کو روشن کر رہی تھی۔ مگر راستے کی تاریکی کو وہ باتیں دور نہ کر سکتی تھیں۔

مولائی نیاز رات کو ریاض الدین کاکی شاہ نظامی کے مکان پر حضرت علیؑ کی ماہانہ نیاز مولوی محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی کے اہتمام سے ہوئی تھی۔ حیدرآباد کے چند مشائخ و علما اور دوسرے اہل سلسلہ و احباب تشریف لائے تھے۔ اشتہار میں سماع یعنی قوالی کا اعلان بھی ہوا تھا۔ میں نے کہا ایام محرم کا احترام کرنا چاہئے یعنی قوالی سازوں اور باجوں کے بغیر ہونی چاہئے۔ کہ نظام الدین میں دونوں قسم کی قوالی ہوتی آئی ہے۔ چنانچہ قوالوں کی چار چوکیوں نے بغیر ساز کے وحدت وجود کی غزلیں گائیں۔ اور حضرت علیؑ کی شان میں وہ حدیثیں بھی پڑھیں جن کو حضرت امیر خسروؒ نے موسیقی کے سر پر تاج بنا کر رکھا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ قوال لوگ ساز کے اتنے محتاج ہو گئے ہیں کہ اُن کو ایک ایک غزل گانی بھی دشوار ہو گئی تھی۔ فرزند روحانی فیاض الدین نظامی نے جب وحدت وجود کی ایک غزل بغیر ساز کے مجھے سُنائی تھی تو اُس کا اثر زیادہ ہوا تھا کیونکہ وہ ساز کے شرک سے آزاد رہتے ہیں۔ بیشک ساز بھی سوز ہوتا ہے۔ لیکن ساز ایک معصوم ہستی ہے گناہوں سے پاک ہے اور انسان ایک گنہگار وجود ہے۔ اس واسطے سازوں کے سہ

کا روح میں نفسانیت کے جذبات بھی پیدا کر دیتا ہے کیونکہ معصومیت اور گناہ گاری مل جاتے ہیں۔ اور بغیر ساز کا گانا گنہگار وجود کی آواز کے ذریعے روح تک جلدی پہنچ جاتا ہے کیونکہ اشیا ضد کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں۔ مولوی لوگ مرد کے لئے ریشمی کپڑے کا استعمال حرام کہتے ہیں۔ لیکن اگر ریشمی کپڑے کی بناوٹ میں سوت بھی شامل ہو تو اس کو جائز اور مشروع کہتے ہیں۔ پہلے زمانے میں ایسے کپڑوں کو مشروع کہا جاتا تھا جن میں ریشم اور سوت کی آمیزش ہوتی تھی۔

لطیفہ: لکھنؤ کی ایک مسجد میں منبر کے سامنے بیٹھا ہوا ایک قلندر کونڈی میں بھنگ گھوٹ رہا تھا۔ مسجد کے امام صاحب تشریف لائے۔ مشروع کا ڈھیلا پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ قلندر پر خفا ہو کر کہا خود منبر کے سامنے بھنگ گھوٹ رہا ہے۔ قلندر نے مولانا کا پاجامہ پکڑ کر کہا مگر تو نے بھی تو حرام کپڑا پہنا ہے۔ مولانا نے جواب دیا یہ مشروع ہے۔ ریشم حرام سوت حلال اس میں دونوں ملے ہوئے ہیں۔ قلندر نے جواب دیا بھنگ حرام، پانی حلال دونوں ملے ہوئے ہیں۔

بہرحال ہکا کی شاہ اور مخلص شاہ کے خلوص کا اثر تھا اور مولا کی پاک روح کی توجہ اپنے مرید پر تھی کہ مجلس باکیف ہو گئی۔ اور پرسوز نعروں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ تمام حاضرین کو پر تکلف کھانے بھی کھلائے گئے۔ شادیانے بجے اور خواجہ بانو اور بچوں کو پھول بھی پہنائے گئے۔ اور نذریں بھی دی گئیں۔ ہکا کی شاہ نے خانقاہ کے لئے ہزار روپے بھیجنے چاہے۔ میں نے کہا ابھی نہیں جب تعمیر شروع ہوگی اس وقت بھیجنا۔ رات کو ۱۱ بجے قیام گاہ پر واپس آیا۔ نیند بہت اچھی آئی۔ بخار نہیں ہوا۔

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری محمد عبداللہ صاحب سب جج بہادر درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۴۶۸ بابت ۱۹۴۵ء عیسوی

اللہ رکھا ولد حاجی اللہ بندہ ذات شیخ سکنہ باڑہ ہندوراؤ گلی پتھر پھوڑاں دہلی مدعی۔

بنام

مسماۃ احمدی زوجہ اللہ رکھا وغیرہ۔ گلی اخون جی فراش خانہ دہلی۔ مدعا علیہم۔

دعویٰ حقوق زن شوئی ایک ہزار روپیہ

بنام کلن ولد نہ معلوم قوم شیخ ساکن گلی اخون جی فراشخانہ دہلی مدعا علیہ نمبر ۵۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی کلن مدعا علیہ نمبر ۵ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام کلن مدعا علیہ نمبر ۵ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۲ ماہ فروری ۱۹۴۶ء کو بمقام صدر کچہری دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) (دستخط حاکم)

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ - قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودھری محمد عبداللہ صاحب سب جج بہادر درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۵۹۵ بابت ۱۹۴۵ء عیسوی

شیخ گل محمد ٹھیکہ دار ولد چاندو ملتانی ڈھانڈہ پہاڑ گنج دہلی۔ مدعی۔

بنام

رحمت اللہ ولد عبداللہ قوم شیخ نجار سکنہ پہاڑ گنج ملتانی ڈھانڈہ متصل کنواں بنجاران دہلی مدعا علیہ

دعویٰ 78/10/- بزر کرایہ و انخلاء

بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ قوم شیخ نجار ساکن پہاڑ گنج ملتانی ڈھانڈہ متصل کنواں بنجاران دہلی مدعا علیہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی رحمت اللہ تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام رحمت اللہ مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۱۵ ماہ جنوری ۱۹۴۶ء کو بمقام صدر کچہری حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا

(دستخط حاکم) (مہر عدالت)

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت سردار عطاء اللہ صاحب سب جج بہادر درجہ اول صوبہ دہلی۔

نمبر مقدمہ ۴۶۴ بابت ۱۹۴۵ء

مسماۃ [illegible] بیگم بنت منشی قمر الدین قوم شیخ سکنہ پل کشن گنج گلی [illegible] والی محلہ ٹوکری والان دہلی

بنام

خان بہادر ولد سمن خاں سکنہ سوندالہ تحصیل بلاری ضلع مرادآباد مدعا علیہ

دعویٰ انفساخ نکاح

بنام خان بہادر مدعا علیہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی خان بہادر تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام خان بہادر مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مذکور بتاریخ ۱۰ ماہ جنوری ۱۹۴۶ء کو بمقام دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۰ ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط (حاکم) مہر (عدالت)

اُردو کی نئی کتابوں کا تعارف

حیدرآباد کی نسوانی دُنیا } مصنّف مولوی نصیرالدین ہاشمی ۔ ادارہ ادب جدید حیدرآباد دکن قیمت دو روپے چار آنے ۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۸۰ مُجلد ۔ سرورق رنگین باتصویر

حیدرآباد کی تعلیم یافتہ اور لائق عورتوں کا تذکرہ

مدراس میں اُردو } تصنیف مولانا نصیرالدین ہاشمی ۔ ادارہ ادب جدید حیدرآباد دکن قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ۔ ۱۹۷ صفحات ۔ مجلد ۔ مفید اور کام کی کتاب ۔

خواتین دکن کی اُردو خدمات } مصنف مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی صفحات ۲۹۲ قیمت عہ مجلد بہت مفید کتاب

مقالات ہاشمی } تصنیف مولانا نصیرالدین صاحب ہاشمی ۔ صفحات ۴۶۲ مجلد ۔ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے چھاپی ہے ۔

دکن میں اُردو } تصنیف مولانا نصیرالدین صاحب ہاشمی ۔ صفحات ۵۶۸ ۔ قیمت پانچ روپیے ناشر مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن ۔ معلومات کا خزانہ ۔

خیابانِ نسواں } تصنیف مولانا نصیرالدین صاحب ہاشمی ۔ ناشر عصمت بک ڈپو دہلی صفحات ۸۰ غیر مجلد قیمت ۱۲/

مترجم دعائیں } چھوٹا سائز ۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں پڑھنے کی دعائیں ۔ ۱۲۸ صفحے تالیف تالیف خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب شیخ المسلمین کشمیری دروازہ دہلی ۔

مضامین فرحت } ساتواں حصہ ۔ از مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی صفحات ۲۰۷ ٹکسالی زبان دل بہلانے کا سامان قیمت تین روپے ۔ پتہ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی ۔ برکت پورہ حیدرآباد دکن ۔

پیت کی ماری رُوپ متی } تصنیف سید مبارز الدین صاحب رفعت ایم اے صفحات ۱۵۹ مجلد قیمت ایک روپیہ بارہ آنے ۔ پتہ دبستان اُردو ۲۰۸ ، کٹلمنڈی حیدرآباد دکن ۔

اردو کی نئی کتابوں کا تعارف

عہد نبوی کے میدان جنگ } از پروفیسر محمد حمید اللہ صاحب استاد قانون بین الممالک جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن۔ با تصویر صفحات ۸۰۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔ پتہ مکتبہ پاکستان ۴۵ سرکلر روڈ۔ لاہور۔

یاران نبی } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ ناشر بچوں کا بک ڈپو کلاں محل دہلی صفحات ۳۷ قیمت ۶

جل پری } از غلام عباس صاحب صفحات ۸۴ قیمت ۵ ر ناشر بچوں کا بک ڈپو کلاں محل دہلی۔

دُر دانہ } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ ناشر بچوں کا بک ڈپو کلاں محل دہلی صفحات ۸۰۔ قیمت آٹھ آنے۔

سچی بہادری } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۸۸ قیمت آٹھ آنے۔ بچوں کا بک ڈپو کلاں محل دہلی۔

حرکت میں برکت } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۸۰۔ قیمت ۸ ر بچوں کا بک ڈپو کلاں محل دہلی۔

نیا میلا } صفحات ۸۰۔ از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

اچھے خیالات } از مسٹر راج سنگھ۔ لال چوک لاہور صفحات ۹۶۔ قیمت ۸ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

شہزادی } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ صفحات ۸۸۔ قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

سچی لگن } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ صفحات ۴۸۔ قیمت ۵۔ بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

نیا دورہ } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۴۸۔ قیمت ۵ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی

منی منی کہانیاں } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۴۰۔ قیمت ۴ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی

اچھی کہانی } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۴۸ قیمت ۴ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

حبیب خدا } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۷۶، قیمت ۱۲ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

سنہری ممتی } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ صفحات ۴۸ قیمت ۵ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی

ہماری خطیں } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ صفحات ۴۸ قیمت ۵ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی

صفو دادا } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی۔ صفحات ۴۸ قیمت ۵ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

یکم تمیں } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۹۶ قیمت ۲ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

ایک بچے کی کہانی } صفحات ۴۸۔ از سعید انصاری صاحب ایم اے قیمت ۵ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

گلنار بیگم } از مولانا الیاس احمد صاحب مجیبی صفحات ۸۸ قیمت ۸ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

آدمی کی کہانی } از پروفیسر محمد عبد الغفور صاحب۔ صفحات ۸۰ قیمت ۸ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

مہمانی } از سید شرف صبوحی صاحب دہلوی افسانہ نگار از سید اسیفی صاحب دہلوی صفحات ۴۶ قیمت ۱۱ ر

کہانی نانی کی زبانی } صفحات ۴۵ از مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی قیمت ۶ ر بچوں کا بک ڈپو دہلی۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے حسب المطلب برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

عید میلاد کا ضروری اعلان

محمد درشن اُردو پمفلٹ مُفت منگا لیجئے

تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس سال کی مجالس عید میلاد کے لئے میں نے ایک منظوم پمفلٹ تیار کیا ہے۔ جس میں ہز ہائی نس نواب سر سید رضا علی خان بہادر تاجدار ریاست رام پور کی چھ ہندی نظمیں درج کی گئیں ہیں۔ دو نظمیں حمد کی ہیں۔ تیسری نظم نعت کی ہے۔ چوتھی منقبت حضرت علیؑ۔ پانچویں منقبت حضرت امام حسینؑ اور چھٹی منقبت بارہ امام کی ہے اور یہ سب نظمیں عام فہم ہندی زبان میں ہیں۔ جن کو مسلمان بھی سمجھ سکتے ہیں اور ہندو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ میرے مریدوں اور تبلیغی رفیقوں اور عید میلاد کی مجلس کرنے والوں کو فوراً یہ کتاب منگا لینی چاہئے۔ اور ان نظموں کو مجلسوں میں پڑھنا چاہئے۔ اور عید میلاد کے جلوس جہاں نکلیں وہاں بھی پڑھنی چاہئیں۔ اور غیر مسلم عورتوں اور مردوں اور بچوں میں بھی تقسیم کرنی چاہئیں۔ تاکہ سیاسی فضا کے سبب جو کشیدگی ہندو مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ وہ حمد و نعت و منقبت کی برکت سے دُور ہو جائے۔

میں نے اس پمفلٹ کی بارہ ہزار کاپیاں چھپوائی ہیں۔ اور جن صوبوں میں ہندو مسلمان ہندی زبان سمجھتے ہیں وہاں زیادہ مقدار میں تقسیم کرنی ہیں اور جن صوبوں میں ہندی سمجھنے والے کم ہیں وہاں کم مقدار میں تقسیم کرنی ہیں۔ دیسی ریاستوں اور بارہ صوبوں کے بڑے شہروں اور بڑے قصبوں کی مسجدوں کے امام صاحبان کو بھی یہ پمفلٹ اس غرض سے بھیجا جائیگا کہ وہ اپنی اپنی مسجدوں میں ان نظموں کو پڑھ کر سُنا دیں۔ ان نظموں میں کوئی اختلافی چیز نہیں ہے۔ مسلمانوں کے سب فرقوں اور غیر مسلم قوموں کی توجہ اور ذوق کا پورا خیال ان نظموں میں رکھا گیا ہے۔ اور میں نے آل انڈیا چشتی پارٹی کی طرف سے اس کو چھپوایا ہے اور اس کا خرچ اپنی ذات سے ادا کیا ہے کیونکہ ہر سال عید میلاد کے موقع پر پانچ ہزار روپے کی کتابیں اپنی ذات سے تقسیم کیا کرتا ہوں۔ چونکہ وقت کم ہے اس واسطے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ بہت جلدی یہ پمفلٹ منگائے جائیں۔ تاکہ اس کی تبلیغ و تقسیم ٹھیک وقت پر ہو سکے۔

محمد درشن اُردو پمفلٹ مفت تقسیم ہوگا۔ اور محصول بھی دفتر منادی دہلی ادا کریگا

حسن نظامی دہلوی

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ
(زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چودہری محمد عبداللہ صاحب چیمہ سب جج بہادر درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۵۱۹ بابت ۱۹۴۵ء عیسوی

محمد عاقل ولد محمد یوسف قوم شیخ سکنہ محلہ چوڑی والان دہلی مدعی

بنام محمد دین ولد احمد جان قوم شیخ دکان دار سرائے حافظ بنہ گلی شکوں والی صدر بازار دہلی۔ مسماۃ کلثوم النساء بیوہ شیخ عبدالحق پیشہ کرایہ خواری ساکن گلی جوتہ والی چوڑی والان دہلی مدعا علیہم۔

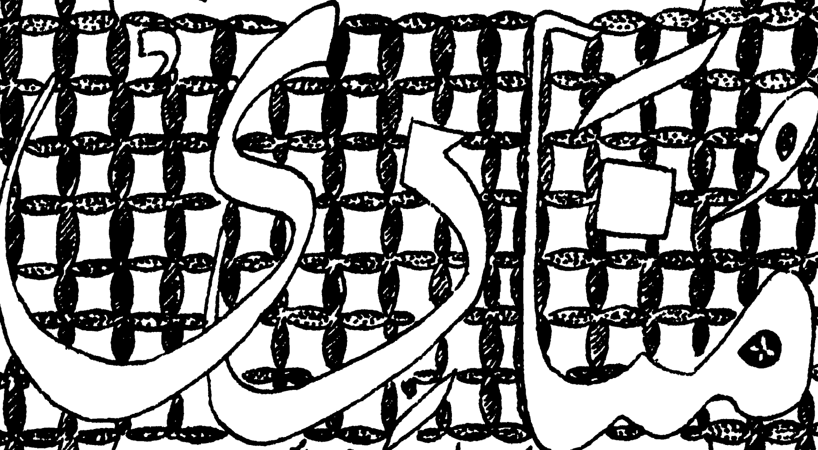
دعویٰ انخلا ایک قطعہ دکان واقعہ سرائے حافظ بنہ صدر بازار دہلی۔

بنام محمد دین ولد احمد جان قوم شیخ دکان دار سرائے حافظ بنہ گلی شکوں والی صدر بازار دہلی۔ مسماۃ کلثوم النساء بیوہ شیخ عبدالحق پیشہ کرایہ خواری ساکن گلی جوتہ والی چوڑی والان دہلی مدعا علیہم۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم مسمیٰ محمد دین تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے اس لئے اشتہار ہذا بنام محمد دین۔ مسماۃ کلثوم النساء مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور بتاریخ ۷ ماہ فروری ۱۹۴۶ء کو بمقام صدر کچہری دہلی حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اُس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۳۰ ماہ جنوری ۱۹۴۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط	مہر
(حاکم)	(عدالت)



۹ ر ۱۷ ر ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری
ایڈیٹر خواجہ سید علی نظامی

مورخہ ۲۵ ر فروری سنہ ۱۹۴۶ء

سالانہ قیمت دو روپے کلدار
ایک پرچہ ایک آنہ

ہر دم اللہ

منادی کی لوح پر "ہر دم اللہ" لکھنے کی غرض زیبائش نہیں ہے، بلکہ ناظرین منادی کے دلوں کو موجودہ زمانے کی بے اطمینانیوں سے بچانے اور مطمئن رکھنے کے لئے یہ یاد دہانی ہے! اخبار آتے ہی جو شخص لکھی ہوئی تعداد کے موافق "ہر دم اللہ" پڑھ لیا کریگا۔ اُس کے دل کی ہر بے اطمینانی دُور ہو جائے گی۔

سفر نہیں کر سکتا

سامانہ ریاست پٹیالہ اور پانی پت اور گورکھپور وغیرہ مقامات سے عید میلاد کی مجلسوں کے بلاوے آئے ہیں اور سامانہ سے پیر بھائیوں کا ایک ڈپوٹیشن بھی آیا تھا اور میں نے اُن کی خاطر سے وہاں جانے کا وعدہ بھی کر لیا تھا مگر میری بیماریاں اور کمزوریاں اور معذوریاں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ اب میں کسی مقام کا سفر نہیں کر سکتا۔ اور ڈاکٹروں کا مشورہ بھی یہی ہے کہ اس سردی اور رطوبت کی کش مکش کے زمانے میں گھر سے باہر جانا میری صحت کے لئے نقصان رساں ہوگا اس لئے میں مذکورہ مقامات کے سب بھائیوں سے معافی مانگتا ہوں! اور اس دینی خدمت سے قاصر رہنے پر دلی افسوس ظاہر کرتا ہوں۔

سالانہ عرس کی اطلاع

چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا سلطان المشائخ محبوب الٰہی کا سالانہ عرس ۱۷، ۱۸ ربیع ثانی مطابق ۲۲، ۲۳ مارچ قریب آگیا ہے۔ اس واسطے بادل ناخواستہ مجھے یہ اعلان شائع کرنا پڑتا ہے کہ میری ذات سے تعلق رکھنے والے زائرین اس عرس کی شرکت کا ارادہ ترک کر دیں اور اپنے اپنے مقام پر عرس کی مجلسیں اور نیازیں کر لیں۔ وجہ یہ ہے کہ قحط کے اندیشے کے سبب سے ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند نے راشن کی مقدار بہت کم کر دی ہے اور ہر قسم کی پارٹیوں اور خرچ کی تقریبات کی ممانعت کر دی ہے اور راشن کی مقدار میں بھی اتنی کمی ہو گئی ہے کہ کوئی کم خوراک آدمی بھی اتنے کم راشن سے اپنا پیٹ نہیں بھر سکتا۔

اور راشن کے دفتروں کے انتظام کی یہ کیفیت ہے کہ میری بڑی بہو اور ان کے بچے اور نوکر کا سنگنج سے میرے پاس آئے اور میں نے اپنے پوتوں اور پوتیوں اور بہو وغیرہ کے نئے راشن کارڈ حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔ مگر آج ۱۴ ر فروری تک راشن کارڈ مجھے نہیں ملے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جناب شمس العلماء صاحب اور اُن کے بچے آٹھ دن سے آدھا پیٹ کھانا کھاتے ہیں۔ جب میرا یہ حال ہے تو عرس کے ہزاروں زائرین کو خوراک کی کیسی کیسی دشواریاں پیش آئینگی۔ اس واسطے میرا فرض ہے کہ میں اپنے مریدوں کو اور دوستوں کو اور اُن سب زائرین کو جو عرس میں آتے ہیں اور میرے مہمان ہوتے ہیں صفائی کے ساتھ آگاہ کر دوں کہ اس سال اُن کا آنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہے۔ لاہور اور جالندھر اور لدھیانہ اور احمد آباد اور دکھن اور مدراس اور بنگال اور بہار اور یوپی کے احباب اور برادران طریقت کو چاہیئے کہ وہ اپنے علم کی بموجب ہر اُس شخص کو اس اخباری اعلان کی خبر دیدیں جو عرس میں آنے والے ہوں یہ اطلاع محض ان لوگوں کے لئے ہے جو میرے ہاں مہمان ہوتے ہیں کیونکہ درگاہ کے دوسرے بھائیوں کے مہمانوں کو آنے سے روکنا میرے فرض میں داخل نہیں ہے۔ حسن نظامی

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتابوں کی فہرست

دینی کتابیں

عام فہم تفسیر۔ صفحات ۱۲۲۵۔ ہدیہ عللہ
قرآن شریف کا تر تیلی ترجمہ (شروع کے ۵ پارے) مجلد ہدیہ ۵ر
تعلیم القرآن۔ صفحات ۹۶۔ ہدیہ آٹھ آنے
قوانین قرآن۔ صفحات ۲۵۸ مجلد۔ ہدیہ تین روپے
قرآن و حدیث کے فرمان۔ صفحات ۲۰۰ مجلد ہدیہ ۸ر
پارہ عم کی سیاسی تفسیر۔ صفحات ۴۴ ہدیہ ۸ر
اسلام کے ضروری عقائد۔ صفحات ۴۸ قیمت ۲ر
نماز کی ترکیب اور احکام۔ صفحات ۲۴ قیمت ۲ر
روزے کے احکام۔ صفحات ۱۰۴ قیمت ۸ر
زکوٰۃ کے احکام۔ صفحات ۸۰۔ قیمت ۱۰ر
امام جعفر صادق کا لکھا ہوا کوفی خط کا پارہ صفحات ۱۰۲ ہدیہ عہ
چالیس آیت۔ صفحات ۱۶۔ قیمت ایک آنہ
گیارہ سورہ۔ صفحات ۱۶ قیمت ایک آنہ
سترہ سورہ۔ صفحات ۲۰ قیمت ایک آنہ
حج کا بیان۔ صفحات ۱۳۸ قیمت عہ ر
تفسیر جہانگیر۔ صفحات ۴۴ قیمت ۸ر
تشریح الکافر۔ صفحات ۳۴ قیمت ۴ر
مسئلہ قربانی۔ صفحات ۳۷ قیمت ۸ر
تہجد کی مناجات۔ صفحات ۴۲ قیمت ۲ر
اسم اعظم۔ صفحات ۴۸ مجلد قیمت عہ
حدیث کی پیشین گوئیاں۔ صفحات ۴۶ قیمت ۸ر
قرآن مجید کے پارہ تو تی۔ صفحات ۴۰ قیمت ۸ر
قرآن مجید کے معجزات۔ صفحات ۴۸ قیمت ۴ر
قرآن کے فوجداری قوانین۔ صفحات ۴۶ قیمت ۲ر
قرآن کے دیوانی قوانین۔ صفحات ۴۶ قیمت ۴ر
قرآنی بول چال۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
معراج کی نماز۔ صفحات ۳۲ قیمت ۴ر
اردو دعائیں۔ صفحات ۸۰ قیمت ۸ر
اردو خطبے۔ صفحات ۲۲۴ قیمت عہ ر
اسلامی توحید۔ صفحات ۲۴ قیمت ۲ر
اسکول کی دعا۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
تشریح بخاری آٹھ پارے۔ صفحات ۹۹۴ قیمت فی پارہ عہ
ہندی ترجمہ قرآن۔ صفحات ۹۰۰ ہدیہ عللہ
شہنشاہ اورنگ زیب کی لکھی ہوئی حمائل۔ صفحات ۲۷۲ ہدیہ صہ

تبلیغی کتابیں

داعیٔ اسلام۔ صفحات ۴۰ قیمت ۳ر
تبلیغ کا پروگرام (حصہ اول و دوم) صفحات ۱۰۰ قیمت ۱۲ر
عیدنامہ۔ صفحات ۳۲ قیمت ۵ر
منظوم جنگ محمد بن قاسم۔ صفحات ۸۰ قیمت ۸ر
آواز۔ صفحات ۱۶۔ قیمت ۱ر
ایک بات۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
ترارو۔ صفحات ۵۶۔ قیمت ۶ر
اسلامی رسول کے معجزات۔ صفحات ۵۴ قیمت ۶ر
عرب کا ارتداد۔ صفحات ۴۴ قیمت ۴ر
سادھو سنگت۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
گاندھی نامہ۔ صفحات ۵۲ قیمت ۸ر
جانباز مسلم۔ صفحات ۱۶۔ قیمت ۲ر
تبلیغی اشتہاروں کا مجموعہ۔ صفحات ۱۳۲ قیمت ۸ر
تائید اسلام۔ صفحات ۷۲ قیمت ۸ر
تبلیغی مرثیے۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
بلاوا۔ صفحات ۱۶۔ قیمت ۱ر
ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا۔ صفحات ۳۴ قیمت ۳ر
حلال خور۔ صفحات ۸۰۔ قیمت ۸ر
ہندو مذہب کی معلومات۔ صفحات ۴۶ قیمت ۸ر
غازی مرفع۔ صفحات ۱۶۔ قیمت ۲ر
انگریزوں کو دعوت اسلام۔ صفحات ۴۳ قیمت ۲ر
پنواڑی کی دکان۔ صفحات ۳۲ قیمت ۳ر
فاطمی دعوت اسلام۔ صفحات ۴۲ قیمت ۸ر
فرام قبلہ تو شملہ۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲ر
فرانسیسی درویش کے صوفیانہ اقوال۔ صفحات ۱۴ قیمت ۲ر
مسلمان مہارانا۔ صفحات ۲۸۸ قیمت آٹھ آنے
ہریال کی گھڑیاں۔ صفحات ۴۰۔ قیمت ۱ر
دلائل اسلام۔ صفحات ۱۱۲ قیمت ۱۲ر
دی ریلیجن آف اسلام (انگریزی) صفحات ۴۸ قیمت ۲ر
محمد درشن۔ صفحات ۱۶ قیمت ۴ر

سیرت اور نعت

سیرت نبوی۔ صفحات ۱۴۴ قیمت عہ ر
مدنی بھگتی۔ صفحات ۸۸ قیمت عہ ر
اسلامی رسول۔ صفحات ۳۲ قیمت ۳ر
محمد کی سرکار۔ صفحات ۱۲۴ قیمت ۸ر
ایک جن کی نعت۔ صفحات ۴۲ قیمت ۳ر
رائے بہادر کی نعت۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲ر
ہندو کی نعت۔ صفحات ۴۲ قیمت ۴ر
لے دوڑ کا سلام۔ صفحات ۸ قیمت ۱ر

ہندوستانی جہازیوں نے بغاوت کردی
دُور اندیش ہندوستانیوں کے کام کا وقت آگیا

آج ۱۲؍فروری ۱۹۴۶ء کو جب ۲۵؍فروری کا اخبار تیار ہو کر چھپنے جانے لگا تو آل انڈیا ریڈیو نے یہ ہولناک خبر سنائی کہ آج صبح نو بجے تک بمبئی کے جہازی ہڑتالی امن اور سکون میں تھے، یکایک وہ جمع ہو کر سرکاری بارکوں میں آئے اور انھوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور جب انتظام کے لیے فوج بلائی گئی تو ہندوستانی جہازیوں نے اعلان کیا کہ اگر فوج نے ہڑتالیوں پر گولی چلائی تو سب ہندوستانی جہاز گولہ باری شروع کر دیں گے۔

شام کو ۴ بجے خبر آئی کہ باغی جہازیوں کے چھ آدمی سفید جھنڈے [illegible] اور [illegible] سرکاری [illegible] میں [illegible] ہو گیا۔

پھر [illegible] خبر آئی ہے کہ وہاں بھی جتنے ہندوستانی جنگی جہاز کھڑے تھے [illegible] بمبئی کے باغی جہازیوں سے اتفاق کر لیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے کہ اگر ہڑتالیوں پر گولی چلائی گئی تو وہ بھی فوج پر گولہ باری شروع کر دیں گے۔

اگرچہ ساری دنیا میں آجکل اسی قسم کی بےچینی پھیلی ہوئی ہے۔ اور ہندوستان پر بھی اس انقلابی ہوا کا گہرا اثر ہو چکا ہے۔ اور ایسے وقت میں عوام ہندوستانیوں کے فائدے کی بات کہنی یا لکھنی بے نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب عوام میں اشتعال پیدا ہو جاتا ہے تو وہ نہ خود اپنے نفع نقصان کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ اپنے کسی خیرخواہ کی بات پر توجہ کرتے ہیں اس لئے میرا اس نازک وقت میں کچھ کہنا یا کچھ لکھنا قطعی بے نتیجہ ثابت ہوگا لیکن میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی مسلمان قوم کو اور اپنے ہندو اور سکھ ممبروں کو اور آل انڈیا حسنی پارٹی کے ممبروں کو مخاطب کر کے تاکید کے ساتھ نصیحت کروں کہ وہ آنے والی کسی انقلابی تحریک میں شریک نہ ہوں۔ اور جہاں تک ہو سکے ہر شخص اپنے آس پاس کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں کو انقلابی کاموں میں شریک ہونے سے بچائے

میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد کہا جائیگا کہ حسن نظامی کو انگریزوں نے چونکہ شمس العلماء کا خطاب دیا ہے اس واسطے وہ انگریزوں کی خوشامد کرتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے نہ پہلے کبھی انگریزوں کی خوشامد کی نہ اب خوشامد کرتا ہوں، نہ آئندہ مرتے دم تک خوشامد کا کوئی کام کرنے کا ارادہ ہے۔

جن لوگوں نے غدر ۱۸۵۷ء کی تاریخ پڑھی ہے جو میں نے بارہ حصوں میں شائع کی تھی۔ اور جس کے تین حصے آجکل نئے تیار کئے ہیں۔ اور ان کی چھپائی شروع ہو گئی ہے۔ اور ان بارہ کتابوں سے لاکھوں ہندو مسلمانوں اور سکھوں کو معلوم ہو چکا ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کے دس دس بارہ بارہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور ہندوستان کی ہر زبان میں ان کتابوں کے ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں کہ میں نے ان کتابوں میں وہ بےلاگ تاریخی باتیں لکھدی ہیں جن سے ۱۸۵۷ء کے ہندو مسلمانوں کی حالت بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور انگریزوں کی نیت کی خرابیاں بھی پڑھنے والوں کے علم میں آ جاتی ہیں۔ اور ناظرین کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے تاریخ مذکور کے ہر حصے میں اُس وقت کے انگریزوں کے خلاف بہت سخت نوٹ لکھے ہیں اور ہر واقعے کے بیان کے وقت انگریزوں کو الزام دیا ہے جس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ میں نے ایسے زمانے میں یہ تاریخ لکھنے کی جرأت کی تھی جب ایک ہندوستانی بھی اس قسم کا کوئی لفظ لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا اور سب کہتے تھے کہ جو شخص ایسی بات کہیگا یا لکھیگا اس کو پھانسی دیدی جائے گی۔

پس مذکورہ بارہ کتابیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ میں انگریز کا خوشامدی نہیں ہوں۔ اور اب جو کچھ لکھ رہا ہوں اس میں بھی انگریزوں کی خوشامد کا کچھ دخل نہیں ہے۔ اور یہ اعلان شائع کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے ۱۸۵۷ء کی تاریخ کے بارہ حصے تیار کرتے وقت اچھی طرح سے ہندوستانیوں کی اور انگریزوں کی حقیقت کو سمجھ لیا تھا اور اب میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ۱۸۵۷ء میں ہندوستانیوں کی طاقت بہت زیادہ تھی اور انگریزوں کی طاقت بہت کم تھی۔ پہلی طاقت یہ تھی کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت دہلی میں ایک نام کا بادشاہ موجود تھا۔ اور دوسری طاقت ہندوستانیوں کے پاس یہ تھی کہ سب ہندو مسلمانوں کے پاس ہتھیار تھے اور تیسری طاقت یہ تھی کہ انگریزوں کی تمام ہندوستانی فوجوں نے عام بغاوت کر دی تھی۔ اور چوتھی طاقت یہ تھی کہ ہندوستانیوں میں مذہبی جذبات بہت گہرے تھے۔ اور انقلابی لیڈروں نے بہت آسانی سے [illegible] تقسیم کر کے ہندو مسلمان فوجیوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ کارتوسوں پر سور اور گائے کی چربی لگی ہوئی ہے اور کارتوس دانتوں سے کاٹنے پڑتے ہیں اور اس سے ہمارا دین دھرم خراب ہو جائیگا چنانچہ اس پروپیگنڈے نے تمام ہندوستان کے ہندو مسلمانوں میں آگ لگا دی تھی۔ پانچویں طاقت یہ تھی کہ انگریز [illegible] ہندوستانیوں کو [illegible]

پر تلے ہوئے تھے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے
افسر کھلم کھلا اُن کی مدد کرتے تھے۔

لیکن اب کوئی ایسا لیڈر بھی نہیں ہے جس
سے بہادر شاہ کی طرح ہندوستان کی سب
قوموں کو ہمدردی ہو اور ہندوستانیوں
کے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں۔ اور ہندوستانیوں
کی جسمانی طاقت بھی بہت کم ہو گئی ہے۔ اور
ہندوستانی فوج اور ہندوستانی پولیس بھی
انگریزوں کی پوری وفادار ہے۔ اور موسم بھی
ویسا گرم نہیں ہے جیسا کہ ۱۸۵۷ء کے باغیوں
نے جان بوجھ کر تجویز کیا تھا۔ یعنی مئی کے پہلے
ہفتے میں غدر شروع کیا تھا تاکہ انگریز گرمی سے گھبرا
جائیں۔ لیکن انگریز نہیں گھبرائے اور اُنھوں نے
سارے ہندوستان کی بھڑکی ہوئی آگ
بہت جلدی بجھا دیا۔

اب ۱۸۵۷ء کو ایک سو برس کے قریب
ہو گئے ہیں یا ملک میں بیشمار عقائد اور جذبات
پھیل گئے ہیں۔ مذہب کے منکروں کی کثرت
ہو گئی ہے نوجوانوں کی جسمانی قوتیں آدھی رہ
گئی ہیں۔ انھوں نے اپنی شکلیں عورتوں کی
سی بنالی ہیں۔ ایسی حالت میں مجھے ہرگز امید
نہیں ہے کہ ہندوستانی بغاوت کر کے آزادی
حاصل کر سکیں گے۔ ملایا کی ریس نہ کرنی چاہیے جہاں
کے مسلمانوں نے جاپانیوں سے فوجی تربیت حاصل
کی ہتھیار حاصل کئے تب کہیں کچھ تھوڑی بہت
جدوجہد کر سکے۔ مگر وہ بھی ابھی کامیاب نہیں ہو
سکے ہیں۔

ہندوستان میں اگر انگریزوں کے ساختہ پرداختہ
جہازیوں نے بغاوت کی اور ہندوستانی عوام
نے اُس میں حصہ لیا تو وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے
یہاں تک کہ اگر انگریزوں کی سب ہندوستانی فوجیں
اور ساری پولیس بھی انگریزوں سے باغی ہو جائے
تب بھی انگریزوں کا اس ملک سے نکالنا ناممکن ہوگا

بلکہ ۱۸۵۷ء کے غدر سے جو تباہی اور جو بربادی
ہندوستانیوں کی خاص کر مسلمانوں کی ہوئی اُس
سے بہت زیادہ اب تباہی و بربادی پیش آجائیگی

میں شروع میں مہاتما گاندھی کی تحریک عدم تشدد
کا بہت حامی تھا لیکن جب اُنھوں نے سرحد
کے افغانوں کو جنگ جوئی کے خلاف کر دیا تو میں
گاندھی جی کی اس تحریک سے بدگمان ہو گیا اور
میں نے خیال کیا کہ سرحدی مسلمانوں کو ہیجڑا بنانے
کے لئے یہ تحریک شروع کی گئی تھی لیکن آج میں
گاندھی جی کو بالکل ٹھیک راستے پر سمجھتا ہوں
اور پنڈت جواہر لال نہرو اور ولبھ بھائی پٹیل وغیرہ
جوشیلے لیڈروں کو غلط راستے پر خیال کرتا ہوں۔

میں پاکستان کا محض اس لئے حامی ہوں کہ اس سے
دُنیا کے سامنے دس کروڑ مسلمانانِ ہند کی ہستی
نمایاں ہو جائے۔ بس اس سے زیادہ مجھے کوئی ہمدردی
مسٹر جناح کے اُس طرزِ عمل سے نہیں ہے۔ جو
اُنھوں نے کیپٹن عبدالرشید کی رہائی کے لئے
اختیار کیا ہے۔ کیونکہ میں روزانہ اخباروں میں
پڑھتا ہوں کہ مسلم لیگ کے مظاہروں میں کانگرسی
ہندو اور کانگرسی احرار اور کانگرسی خاکسار بھی شامل
ہو جاتے ہیں۔ اور یہی بات ۱۸۵۷ء کے غدر میں پیش
آئی تھی کہ مرہٹوں نے یہ تحریک شروع کی تھی اور مسلمانوں کو
یہ کہہ کر شریک کر لیا تھا کہ دہلی میں بہادر شاہ کی حکومت
اور لکھنؤ میں واجد علی شاہ کی حکومت دوبارہ قائم کر دی
جائیگی۔ اور ۱۱ رمئی سے ۱۴ ر ستمبر تک بہادر شاہ بادشاہ
کی بادشاہی کا ایک مکمل ڈرامہ ہندو مسلمانوں نے
دیکھ بھی لیا تھا۔ مگر جب باغی بھاگ گئے اور بہادر شاہ
کے بیٹوں اور پوتوں کے سر کاٹے گئے۔ اور بہادر شاہ
پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور بہادر شاہ کو بحیثیت ایک مجرم
قیدی کے انگریز جج کے سامنے کھڑا کیا گیا اُس وقت
منشی مکند لال نے بہادر شاہ کے خلاف گواہی دی
وہ منشی مکند لال جو چند مہینے پہلے ہندو مسلم اتحاد کے
بڑے حامی تھے۔ اور بہادر شاہ کی سلطنت کو ہندو

سلطنت مانتے تھے مگر انہوں نے گواہی میں یہ کہا
کہ یہ بغاوت مسلمانوں نے کی تھی۔ بہادر شاہ نے کرائی تھی۔
اور اس بغاوت میں ہندؤں کو تلوار کے زور سے مجبور
کر کے شریک کیا گیا تھا۔

میں نہیں چاہتا کہ اُن دردناک قصوں کو دُہراؤں
جو بہادر شاہ کی بیٹیوں اور بیگمات کو پیش آئے تھے
اور دہلی کے حسین و جمیل مسلمان نوجوان پھانسیوں
پر چڑھائے گئے اور دہلی کی پردہ نشین عورتیں اس کثرت
سے اپنی عصمت بچانے کے لئے کنوؤں میں ڈوبیں
کہ ایک انگریز افسر کو لکھنا پڑا کہ ایک کنوئیں کے اندر
عورتوں کی اتنی زیادہ لاشیں تھیں کہ چند سہمی ہوئی
اور کانپنے والی عورتیں اُن لاشوں پر سر جھکائے
کھڑی تھیں اور اُن کے ڈوبنے کے لئے کنوئیں میں
پانی باقی نہ رہا تھا۔

لہٰذا میں ٹھیک وقت پر اپنا فرض ادا کرتا ہوں اور
مسٹر جناح اور پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام
آزاد اور اُن کے سب ہندو مسلمان ساتھیوں سے درخواست
کرتا ہوں کہ وہ اس بیکس اور بے بس ہندوستان کو کسی
نئی مصیبت میں نہ ڈالیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں۔
جس سے دور اندیشی سے محروم جہازی باغیوں
کے بُرے کاموں کو تقویت پہونچے۔

اور میں ہندوستان کی وفادار فوجوں اور ہندوستانی
پولیس والوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی دور اندیشی
سے کام لیں اور کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے امن عامہ خراب ہو
اگر انگریز اپریل کے بعد ہندوستانیوں کو اختیارات
نہ دیں تو ہم سب ہندو مسلمانوں کو گاندھی جی
کے عدم تشدد کے ذریعے کام شروع کر دینا چاہیے
کہ انگریز زچ ہو جائیں۔ اور دق ہو جائیں۔ اور اُن کو
یہاں رہنا مشکل ہو جائے۔

سلامتی ہو تم پر اے ہندوستانی بھائیو!

یا اللہ تو میرے سچے مخلصانہ اعلان میں اثر دے
اور ہندوستانیوں کو غدر اور بغاوت اور فتنہ فساد
سے بچالے آمین!

حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

وائسرائے کا اچھا کام

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند نے ہندوستان کی خوراک کا انتظام کرنے کے لئے ایک مکمل اور مؤثر جدوجہد شروع کی ہے۔ اور اُنھوں نے سیاسی لیڈروں کو بھی اس مفید کام میں شریک کیا ہے۔ اور وہ اپنے تمام اثر و رسوخ کو جو بلحاظ عہدۂ وائسرائے اُن کو حاصل ہے استعمال کر رہے ہیں۔ اس موقع پر میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ جو چیز اُنھوں نے شروع کی ہے وہ بادشاہوں اور اُن کے نائبوں کے فرائض میں داخل ہے۔ اور انسانوں کی سب سے بڑی امداد یہی ہے کہ اُن کے پیٹ کا انتظام کیا جائے۔ کربلا کے میدان میں یزیدی فوجوں کو نہ گوشت ملتا تھا۔ نہ توس۔ نہ مکھن نہ چاء۔ نہ مکلف کھانے صرف فی کس ڈیڑھ سیر جَو ملتے تھے اور ڈیڑھ سیر جَو سے پیٹ بھرنے کے لئے یزیدی سپاہیوں نے اپنے رسولؐ کے نواسے کو اور اُن کے بچوں کو تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالا تھا۔

جب ہندوستان میں گاندھی جی نے چرخے کی تحریک جاری کی تھی تو میں نے لکھا تھا کہ کپڑے کے بغیر لنگوٹی باندھ کر ہم زندگی قائم رکھ سکتے ہیں لیکن روٹی کے بغیر ہماری زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔

پانچوں انگلیاں ایک ہو جاتی ہیں

جو لوگ ہندوستانی قوموں میں ایکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں اُن کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر آدمی کے ہاتھ کی انگلیاں باوجود چھوٹی بڑی ہونے کے نوالہ مُنہ میں لے جاتے وقت ایک اور برابر ہو جاتی ہیں پس اگر کوئی شخص بغیر کسی چال بازی اور حیلہ سازی کے ہندوستانی قوموں میں ایکہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو ہندوستانیوں کی روٹی کا انتظام کرنا چاہیئے۔

گاندھی جی اور سب ہندو لیڈروں کو یاد رہے کہ مسلم لیگ کی ترقی اور یک جہتی کا راز محض یہ ہے کہ کانگرس نے اپنی حکومت کے زمانے میں مسلمانوں کی روٹی کے دروازے بند کرنے شروع کر دئے تھے۔ اس سے مسلمان گھبرا گئے اور مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آ گئے اور آج جن مسلمان ورکروں اور اخباروں اور تقریر کرنے والوں اور شاعروں کو کانگریس روپیہ اور روٹی دے کر مسلمانوں کی مخالفت کرا رہی ہے اس سے کانگرس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کا نتیجہ کانگرس کے آئندہ زمانے کے لئے بہت خطرناک نکلے گا۔

احتکار جرم ہے

وائسرائے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نہ کسی بادشاہ نے نہ کسی پیغمبر نے نہ کسی حکیم و فلاسفر نے نہ کسی ریفارمر نے انسانوں کی خوراک کے انتظام کی طرف توجہ کی تھی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے باوجود ظاہری علم حاصل نہ کرنے کے اپنی امت کو حکم دیا کہ احتکار بہت بڑا گناہ اور بہت بڑا جرم ہے۔ "احتکار" عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانے۔ پینے۔ پہننے اور زندگی کی تمام ضروریات کی چیزوں کو زیادہ نفع کمانے کے لئے روک کر گھروں میں رکھنا بہت بڑا گناہ اور بہت بڑا جرم ہے۔

میں نہیں جانتا کہ بنی امیہ اور بنی عباس اور اُن کے بعد کے بادشاہوں نے اس حکم احتکار پر عمل کیا یا نہیں کیا۔ اور کیا تو کس حد تک کیا۔ البتہ یہ جانتا ہوں کہ ہندوستان کے موجودہ مولویوں نے چاہے وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہوں یا کانگرس کے ساتھ ہوں۔ کبھی مسلمان غلہ فروشوں کو اس حکم سے آگاہ نہیں کیا۔ کیونکہ غلہ فروش مسلمان تاجروں سے اُن کو نذرانے ملتے ہیں۔ اور وہ اپنے نذرانوں کی غرض سے کسی مسلمان غلہ فروش کو یا ضروریات انسانی کے مسلمان تاجروں کو احتکار کا مسئلہ نہیں بتاتے۔ اس لحاظ سے میں اُن سب مولویوں کو اور مفتیوں کو احتکار کا مجرم سمجھتا ہوں کہ وہ رسول خدا کے ایک ضروری حکم کو اپنے دلوں میں اور گھروں میں چھپا کر رکھتے ہیں اور صرف ایسے جھگڑے عوام کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ جن سے عوام میں لڑائیاں اور فساد ہوں اور فرقہ بندی بڑھے۔ اور مولوی لوگ ایک ایک فرقے کے چودھری بن کر بیٹھ جائیں۔

میں نے رسولؐ خدا کے اس حکم کو ہمیشہ بیان کیا اور کبھی کسی بڑے بیوپاری سے نہیں ڈرا۔ چنانچہ میں نے پندرہ سال پہلے برما کے مشہور مسلمان تاجر جمال کو زبانی ہدایت کی تھی کہ اُنھوں نے ایک کروڑ روپے کے چاول نفع بازی کے لئے گوداموں میں بھرے ہیں۔ اور یہ بات سخت گناہ ہے اور جب سیٹھ جمال نے مجھے حقارت آمیز جواب دیا تو میں نے کہا تم پندرہ دن کے اندر تباہ ہو جاؤ گے اور اُن کے منیجر خان بہادر احمد چاندو نے جب مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے سیٹھ کو بددعا نہ دیجئے تو میں نے جواب دیا تھا میں ایک بے حقیقت اور بے کرامت آدمی ہوں۔ نہ میری دُعا تمہارے سیٹھ کو مفید ہو سکتی ہے نہ میری بددعا

تمہارے سیٹھ کو نقصان پہنچ سکتی ہے۔ البتہ تمہارے سیٹھ کا جرم احتکار خود اُن کے لئے ایک مجسم بددعا ہے۔ جو یقیناً پندرہ دن کے اندر اُن کو تباہ و برباد کردے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سیٹھ جمال کا پندرہ دن کے اندر دیوالہ نکلا۔ اور چند دن کے بعد اُن کا انتقال بھی ہوگیا۔ اور اُن کی جائداد چہ کروڑ روپے کی بھی تباہ و برباد ہوگئی۔

پس آج میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ منادی کے ذریعے اُن مسلمان تاجروں کو آگاہ کردوں۔ جو انسانوں کے کھانے پینے اور زندہ رہنے کی ضروریات کو نفع کمانے کے لئے گھروں میں چھپا کر رکھتے ہیں کہ اگر وہ اس گناہ سے باز نہ آئے تو سورج کے چالیس دور ختم ہونے سے پہلے وہ سب مختلف قسم کے آسمانی عذابوں میں مبتلا ہوجائینگے۔

راشن بندی کا بُرا انتظام

دہلی میں اور ہندوستان کے اکثر صوبوں کے شہروں میں اور دیسی ریاستوں میں راشن بندی جاری ہے۔ یعنی خوراک اور ضرورت کی چیزیں مقررہ مقدار سے حکومت تقسیم کرتی ہے۔ مگر بقول مہاتما گاندھی کے ہندوستانی بیوپاری اور سرکاری نوکر اگر ایماندار ہوجائیں۔ اور ایمانداری سے کام کریں تو لوگوں کو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہو۔ راشن بندی میں بھی یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو اہلکار محنتی اور دیانت دار ہیں اُن کی بے قدری ہے اور جو کام چور اور بے دیانت ہیں اُن کی قدر ہے اور انسانوں کو آرام دینے کا اصول اکثر کام کرنے والوں کے سامنے نہیں رہتا۔ گورنمنٹ نے راشن بندی ہندوستانیوں کو بھوک کی تکلیف سے بچانے کے لئے جاری کی تھی۔ کسی آدمی کو بھوکا مارنا مدنظر نہیں تھا۔ مگر تجربے سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی مجھ جیسے عوام کو تجربے ہوئے

ہوں گے کہ راشننگ کا کام کرنے والے انسانوں کی آسائش کا خیال نہیں رکھتے محض اپنی تنخواہ کا خیال رکھتے ہیں۔

دہلی راشننگ کے بڑے افسر راما دہانی صاحب سے کئی مہینے پہلے میں نے تحریری درخواست کی تھی کہ میری صحت کے لئے لال گیہوں درکار ہیں اور میں لال گیہوں کھانے کا عادی ہوں جو راشننگ کی دوکانوں میں موجود نہیں ہیں اس لئے مجھے میرے راشننگ کارڈوں کی بموجب مہرولی سے لال گیہوں مہیا کرنے کی اجازت دی جائے اس کا جواب تین مہینے تک نہیں آیا۔ اور تین مہینے کے بعد تین میل کے فاصلے پر رہنے والے راشننگ افسر صاحب نے جمائیاں لے کر جواب دیا کہ مہرولی سے گیہوں خریدنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

گر میں چاہتا تو مہرولی سے موٹر میں رکھ کر لال گیہوں لے آتا۔ اور مسٹر راما دہانی کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوتی۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ میں حکومت کے قانون کی عزت کرتا تھا۔ اور اس عزت کو اپنی شریعت کا حکم سمجھتا تھا۔

پنجاب مسلم لیگ جیت گئی

سرحد اور آسام میں مسلم لیگ کو کامیابی کم ہوئی مگر پنجاب میں بڑی کامیابی ہوئی۔ پنجاب میں مزاحمت بھی بہت زیادہ تھی۔ دلوں کو خوش کرنے کے یہ خیالات چند روزہ مہمان ہیں۔

چشتی پارٹی کے کام کا وقت آگیا

یہ فتنوں کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں کے رسول نے چودہ سو برس پہلے اس وقت کی خبر دیدی تھی اور فرما دیا تھا کہ جب وہ وقت آجائے تو گھر کے ٹاٹ بن جانا۔ یعنے خانہ نشین ہوجانا۔ اس لئے چشتی پارٹی کو فتنہ فساد کی باتوں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا اور سب جھگڑوں سے الگ رہنا ضروری ہے۔

کال نہیں ہے خیال ہے

ہندوستان میں جس کال کی دہوم ہے۔ وہ انسان کا بنایا ہوا خیال ہے۔ خیال ایک بے وجود چیز کو کہتے ہیں مگر انسان میں طاقت ہے کہ وہ خیال کو موجود بنا سکتا ہے اور اس نے کروڑوں آدمیوں کو یقین دلادیا ہے کہ کال ہے۔ میں کہتا ہوں کال کب نہیں تھا۔ جب سے جنگ شروع ہوئی ہم سب کال میں مبتلا ہیں اور میں تو اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ راشننگ کے ہاتھوں ایک مہینے سے آدھا پیٹ کھانا کھا رہا ہوں۔ اور آدھا پیٹ راشننگ کے نور سے بھرتا رہتا ہوں۔ پہلے بھی خوش تھا اب بھی خوش ہوں۔

وزیر ہند کا راشننگ کارڈ

دہلی راشننگ آفس کے نوکروں کو چاہئے کہ وہ وزیر ہند کے لئے ابھی سے راشننگ کارڈ تیار کرلیں۔ کیونکہ وزیر ہند دہلی میں ٹھہرینگے اور جمہوری اصول سے وہ بھی ہماری طرح راشن کارڈ کے محتاج ہونگے اگر ان کو راشن کارڈ دینے میں ایسی ہی دیر لگائی گئی جیسے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ۱۶ فروری سے آج ۲۳ فروری تک راشن کارڈ نہیں ملے ہیں تو وائسرائے ہند کو بھی میری طرح بنا آدھا کھانا وزیر ہند کو دینا پڑیگا۔ اور لاٹ صاحب اور وزیر ہند دونوں آدھا پیٹ کھائیں گے اور مسٹر راما دیہانی کے خلاف وزیر ہند کو بھی ایک نوٹ شائع کرنا پڑیگا۔

دہلی پرستان کی چڑیلیں

دہلی کے چاوڑی بازار میں رنڈیاں رہتی تھیں اب لاہوری دروازے کے باہر آباد کرائی گئیں ہیں۔ اور اس کو پرستان کہا جاتا ہے۔ پرستان کے

مرد دیو ہوتے ہیں۔ اور ان کو شیطان اور بھوت بھی کہا جا سکتا ہے۔ اور عورتوں کو پریاں کہا جاتا ہے۔ مگر دہلی کے پرستان کی رنڈیاں پریاں نہیں چڑیلیں ہیں۔ کیونکہ چڑیل اُردو زبان میں اس عورت کو کہتے ہیں جو پری کے برعکس ہو اور چونکہ پرستان بازار میں رہنے والی رنڈیاں فلم اسٹار یعنی فلمی پریوں کے الکشن میں ہار گئیں ہیں اس لئے وہ پریاں نہیں رہیں چڑیلیں بن گئیں ہیں۔ اور جو مرد وہاں جاتے ہیں وہ بھوت ہیں۔ اور میں رضاکار پولس کے ذریعے ان چڑیلوں اور بھوتوں کے راز طشت از بام کرنے والا ہوں۔

مولانا ابوالکلام کا معشوق

کانگرس کے صدر مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے وزیر ہند ڈیپوٹیشن کے ممبر سر کرپس کے آنے کی خبر سنی تو ایک بیان شائع کیا کہ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ ڈیپوٹیشن میں سر کرپس بھی آرہے ہیں۔ اور میں دوبارہ ان سے ملنے کی لذت حاصل کر سکوں گا۔

کسی اُردو قصے میں پڑھا تھا کہ "ایک بار دیکھا ہے۔ دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے"۔ وہی انداز بیان حضرت شیخ کانگرس کا ہے۔ ہم رقیبان روسیاہ بھی اس رات کی راہ دیکھ رہے ہیں جب مولانا حضرت امیر خسروؒ کا یہ شعر نشر فرمائیں گے۔

نمی دانم چہ منزل بود
شب جائیکے من بودم

ہائے میں نہیں جانتا وہ کیا مقام تھا۔ جہاں کل رات میں تھا۔

رقیباں گوش بر آواز۔ اُو در ناز من ترساں

رقیب میری آواز سننے کے لئے کان لگائے کھڑے تھے۔ اور وہ پیارا ناز وادا میں تھا۔ اور میں ڈر رہا تھا۔

سخن گفتن چہ مشکل بود۔ شب جائیکے من بودم

بات کرنی کیسی مشکل تھی۔ کل رات جہاں میں تھا۔

نظامی بنسری کی مجلسیں

موجودہ فکر اور پریشانیوں کے زمانے میں مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہئے۔ اور درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اور رات کو جب دُنیا کے کاموں سے فرصت ہو جائے تو جمع ہو کر میری لکھی ہوئی کتاب نظامی بنسری پڑھنی اور سُنانی چاہئے۔ تاکہ اخباری خبروں سے خیالات میں جو انتشار پیدا ہو وہ دور ہو جائے۔ اور سب کے دل اللہ اور اولیاء اللہ کے ذکر سے مطمئن اور یکسو ہو جائیں۔

توجہ کی یکسوئی

دین کے سب کام اور دُنیا کے سب کام توجہ کی یکسوئی کے محتاج ہوتے ہیں۔ مگر ہندوستانی لوگ کوئی کام دلی توجہ اور دلی یکسوئی سے نہیں کرتے اس واسطے اُن کے کام ناقص اور ادھورے رہ جاتے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ اُن کاموں میں مضبوطی اور پختگی نہیں ہوتی۔

درویشوں میں توجہ کا لفظ بہت مشہور ہے یعنی پیر لوگ اپنے مریدوں کو سامنے بٹھا کر کہتے ہیں۔ "آنکھیں بند کر کے دل کی طرف خیال کرو"۔ اور پھر پیر اپنی روحانی توجہ مریدوں کے دلوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس سے مریدوں کے دلوں میں خدا کی طرف یکسوئی کی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ توجہ کا لفظ عربی لفظ ہے اور وجہ سے بنا ہے۔ وجہ عربی زبان میں چہرے کو کہتے ہیں اور توجہ کے لفظی معنی اپنے چہرے کو کسی ایک رُخ کر دینے کے ہیں

لہذا جب تک ہندوستانی قومیں اپنے سیاسی مقاصد اور سوشل مقاصد اور ذاتی مقاصد اور مذہبی مقاصد کی طرف پورے طور پر اپنے دلوں کو متوجہ کر کے کام نہیں کریں گی۔ کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔

اسلامی شریعت میں گانا بجانا

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ محبوب الٰہیؓ کی وفات ۷۲۵ھ کی ۱۸ ربیع ثانی کی صبح کو ہوئی تھی۔ اُن کی عمر نوے برس کی تھی۔ اور بیس یا چوبیس برس کی عمر میں اُن کو حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ سے دہلی کی خلافت مل گئی تھی۔ اور خلافت حاصل ہونے کے شروع سے وفات تک حضرتؒ لگاتار روزانہ قوالی سنتے رہتے تھے اور اُن کی وفات کے بعد بھی جنازے کے آگے قوالی ہوئی تھی۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرتؒ بہت بڑے عالم تھے۔ محدث تھے مفسر تھے اور فقیہہ تھے۔ اور اُن کے پیر حضرت بابا صاحبؒ بھی قاضی تھے عالم تھے۔ محدث تھے۔ فقیہہ تھے۔ اور اُن کے پیر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بھی عالم تھے محدث تھے اور فقیہہ تھے۔ اور اُن کے پیر حضرت سلطان الہند خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ بھی عالم تھے۔ محدث تھے اور فقیہہ تھے اور یہ سب باجوں کے ساتھ قوالی سنتے تھے۔ اور جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کو سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے دربار میں بلا کر ہندوستان کے مفتی اعظم سے قوالی کی نسبت مناظرہ کرایا جس میں تمام ہندوستان کے نامور علماء و مشائخ جمع تھے تو حضرتؒ نے حدیثیں پیش کر کے قوالی کے منکرین کو لاجواب کر دیا تھا۔ لہذا ثابت ہوا کہ گانے بجانے کے خلاف جو شورش علماء کی طرف سے کی جاتی ہے اس کا اُن کے پاس قرآن و حدیث کی سند سے کوئی ثبوت نہیں ہے میں نے اپنی کتاب قوانین قرآن میں ثابت کر دیا ہے کہ قرآن شریف میں گانے بجانے کے خلاف کوئی صاف یا مجمل یا مضمر حکم نہیں ہے اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ رسول خداؐ نے باجوں کے ساتھ گانا سنا ہے اور یہ صحیح حدیث بھی صحاح ستہ میں موجود ہے کہ حضرتؐ نے حکم دیا کہ "نکاح مسجدوں میں کیا کرو۔ اور نکاح کے بعد باجے بجا کر نکاح کا اعلان کیا کرو"۔ پس چشتی پارٹی کے ممبروں کا فرض ہے کہ وہ اہل شریعت اور اہل طریقت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے گانے بجانے کی بحث ختم کرانے کی کوشش کریں تاکہ یہ بے بنیاد اختلاف دور ہو جائے۔ اور ملک میں امن امان پیدا ہو۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۸ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۳ر جنوری ۱۹۴۶ء بدھ دہلی کی ریل

ناگ پور } صبح ناگ پور پر گاڑی پہونچی۔ توفان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب اپنے پوتے انعام اللہ کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور سنتروں کے دو ٹوکرے بھی لائے تھے۔ اور اپنا کلام بھی سنایا تھا۔ جو سنتروں سے زیادہ شیریں تھا۔ صبح خلاف عادت چاء پی تھی دونوں وقت ریل کا کھانا کھایا تھا۔ ریذیڈنٹ دہلی کا قلمی فارسی روزنامچہ دن بھر پڑھا تھا۔ سردی کم ہے۔

بھوپال } بھوپال پر رات کے دس بجے گاڑی پہونچی۔ میں سو گیا تھا۔ کوثر صاحب چاندپوری اور رشدی صاحب ایڈیٹر روزانہ اخبار ندیم بھوپال اور صہبا صاحب لکھنوی ملنے آئے تھے۔ اور خطاب کی مبارک باد کے پھول بھی لائے تھے عبد النعیم خاں صاحب اُن سے ملے۔ مگر افسوس ہے کہ میں خواب غفلت میں رہا۔

۱۹ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۴ر جنوری ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

آگرہ } صبح آگرے پر سید ادریس زماں صاحب ملنے آئے تھے۔ اور آج بھی میں نے چاء پی تھی۔ گاڑی ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ ایک بجے دہلی پہونچی۔ خواجہ سید حسین نظامی اور خواجہ سید علی نظامی اور مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی اور سید بشارت علی صاحب نئی دہلی اسٹیشن پر موجود تھے گھر میں آکر غسل کیا۔ کھانا کھایا۔ کچھ دیر حور بانو اور بچوں سے باتیں کیں۔ سردی کم ہے۔ ریل میں دو رات اچھی نیند نہیں آئی اِس کی وجہ سے جسم پر تکان بھی ہے۔

وزن بڑھ گیا } آج حسین نے مجھے تولا۔ ایک من چودہ سیر تھا۔ لیکن سردی کے کپڑوں کا وزن بھی تین سیر سے کم نہ ہوگا۔ اِس لئے ایک من گیارہ سیر وزن سمجھنا چاہیئے۔

مبارک بادیاں } خاندان کے اور بستی کے عورت مرد خطاب کی مبارک باد دینے کے لئے رات تک آتے رہے۔ استاد شمس الدین وغیرہ بھی ملنے آئے تھے۔ سید انیس الرحمن نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ اور میرے لئے اور سب بچوں کے لئے پھولوں کے کنٹھے بھی لائے تھے صبغتی صاحب اجمیری میری دعوت کا قورمہ روٹی لائے تھے۔

۲۰ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۵ر جنوری ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

چہلم } آج چہلم کی تعطیل ہے۔ میری بستی کے قریب علی گنج شاہ مرداں کی کربلا میں دہلی سے تعزیہ آتا ہے۔ اور رات بھر مجلس رہتی ہے۔

میں نے جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی اور روضے شریف کے اندر بھی حاضری دی تھی۔ بارش نہیں ہے۔ سردی کم ہے۔ دن بھر دہلی سے ملنے والے آتے رہے۔

ملنسار نظامی } بعد مغرب حکیم ملنسار نظامی ملنے آئے تھے۔

۲۱ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۶ر جنوری ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

نواب ظہیر یار جنگ بہادر } آج مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی حیدرآباد کے ساتھ نئی دہلی اسٹیشن پر نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے استقبال کے لئے گیا تھا۔ ٹرین ٹھیک وقت پر آگئی۔ نواب صاحب سے ملاقات ہوئی وہ ریلوے سیلون میں ٹھیر گئے۔

زیارات } نواب صاحب کے ساتھ نئی دہلی کی نئی مسجد اور درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما اور درگاہ حضرت شاہ عبد السلام صاحب فریدی میں حاضر ہوا تھا۔ اور سنہری مسجد بھی نواب صاحب کو دکھائی تھی۔ اور خانقاہ صابریہ میں بھی گیا تھا۔ اور سُنی اوقاف مجلس دہلی کے دفتر میں بھی نواب صاحب کے ساتھ گیا تھا۔ درگاہ حضرت شیخ صاحبؒ اور درگاہ حضرت سرمد شہیدؒ میں بھی نواب صاحب کے ساتھ حاضری دی تھی۔

سردی آج بھی کم رہی۔

۲۲ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۷ر جنوری ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

زیارات } شام کو ۴ بجے کے بعد نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور مولوی عبد القیوم صاحب اور مولوی غلام خاں صاحب وغیرہ اصحاب درگاہ شریف کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ ایمان خانے میں کچھ دیر بیٹھ کر چاء نوشی بھی کی تھی۔ درگاہ شریف میں بھی حاضری دی تھی۔ پھر درگاہ حضرت بی بی نور صاحبؒ میں نواب صاحب کے ساتھ گیا تھا۔ جہاں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ اور حضرت بابا صاحبؒ کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہؒ کے مزارات کی مرمت نواب صاحب نے اور اُن کی بیگم صاحبہ نے کرائی ہے۔

درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کی حاضری } مغرب کے وقت نواب صاحب درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں حاضر ہوئے تحصیلدار صاحب مہرولی اور حکیم خواجہ سید ہلال صاحب میونسپل کمشنر وغیرہ بہت سے صاحبزادگان دیر تک منتظر رہے تھے۔ وہ سب درگاہ شریف میں ملے۔ نواب صاحب کے سر پر مزار شریف کا غلاف رکھا گیا۔ اور شام کی نہایت مؤثر دعا میں ہم سب کو شرکت کی سعادت

حاصل ہوئی۔ صاحبزادے سید یوسف علی صاحب نے نواب صاحب کو تبرک دیا۔ اور بہت اطمینان کے ساتھ زیارت ہوئی۔ نواب صاحب بہت خوش تھے کہ یہاں کا انتظام بہت اچھا ہو گیا ہے میں نے کہا اب سب درگاہوں کے پیرزادے گذشتہ خرابیوں کی اصلاح کرتے جاتے ہیں۔

قوالی رات کو سات بجے نواب صاحب میرے ہاں قوالی کی مجلس میں آئے۔ جہاں بہت سے ہندو مسلمان جمع تھے۔ سر حسان صاحب سہروردی اور ایاز خاں صاحب خنک ایگزیکٹو انجنیئر اور ملک محمد یار خاں صاحب افسر راشننگ دہلی اور خان بہادر چودہری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف مجلس اور شیخ محمد عبد اللہ صاحب افسر سپلائی اور محمد ایوب صاحب سکریٹری دفتر سپلائی اور فصیح الدین احمد صاحب ایم اے سکریٹری ہارڈنگ لائبریری و ایڈیٹر ادیب دہلی اور ملا محمد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ اور محمد بشیر صاحب مالک اکسیری دواخانہ اور فاروقی صاحب مالک انڈو جنون دواخانہ اور نیازی صاحب ایڈیٹر رسالہ کامیاب اور چودہری غلام عباس صاحب ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی اور چودہری نبی احمد صاحب سٹی مجسٹریٹ دہلی اور مولوی ولایت حسین صاحب افسر مال دہلی اور مولوی ظہیر الدین صاحب قریشی اور مولانا سید عبد الرؤف صاحب اور مولانا سید محمد طاہر صاحب امام عیدگاہ دہلی اور ڈاکٹر شفا رام صاحب اور عبد المالک عاصی نظامی اور سید رضا مرزا صاحب وکیل دہلی اور مولانا سعید صاحب جعفری ایڈیٹر روزانہ ملت دہلی اور مفتی شوکت صاحب فہمی اور قاضی فیروز الدین صاحب اور حکیم خواجہ سید ہلال صاحب اور تحصیلدار صاحب مہرولی اور محمد تقی نظامی مالک دوکان شاہی حلوہ سوہن دہلی اور عاصی نظامی کے بھائی عبد المجید صاحب اور حضرت حاجی میاں صاحب فخری فریدی اور شاہزادے معظم شکوہ صاحب تیموری اور راج کشن صاحب بی اے اور مسٹر جی محمد احمد اور مولانا عشقی نظامی اور سید احمد مجتبےٰ صاحب اور سید علی معتقدی صاحب اور منشی نظیر احمد صاحب نقاش وغیرہ بہت سے احباب تشریف لائے تھے۔ نظام راگی نے دو غزلیں گائیں تھیں۔ میں نے ایک مختصر تقریر میں نواب صاحب کا تعارف بھی کرایا تھا۔ اطراف کے صدہا ہندو مسلمان نواب صاحب کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ عبد المالک عاصی نظامی نے نواب صاحب کے خیر مقدم کی نظم لکھی تھی جو حسب ذیل ہے۔

آفتاب آپ حقیقت میں ادب کے ہیں ظہیر
آسماں جاہ سے پائی ہے ادب کی جاگیر
آپ ہیں حضرت باباؒ کی حقیقی اولاد
آپ کی بات میں ہے گنج شکر کی تاثیر
آپ بھی بابا کی اولاد ہیں مرشد بھی مرے
ہے مرے واسطے دونوں کی برابر توقیر
ہے عیاں چہرہ سے کیا حسن بشیر الدولہ
ہم نے دیکھی ہی نہیں ایسی بشر کی تصویر
نام نامی تھا پدر کا جو معین الدولہ
آپ نے ورثہ میں پایا ہے بجا نام ظہیر
علم میں حلم میں اب آپ کا ثانی ہی نہیں
حسن واخلاق و سخاوت میں نہیں کوئی نظیر
حیدری شان کا یہ یقینی ہے اعجاز
حیدرآباد کے ہیں پانچ محکموں کے وزیر
باریابی جسے حاصل ہوئی وہ شاد ہوا
آپ کی بزم سے جاتا نہیں کوئی دلگیر
آج گھر پر مرے مرشد کے ہوتے ہیں مہمان
اس طرح آپ نے ہم سب کی بڑھائی توقیر
اپنے مرشد کی طبیعت کو میں پہچانتا ہوں یہ
دل میں دیتے ہیں دعا سو آتے ہیں مری [illegible]
میں کہوں مرشد اعلےٰ کی دعا پر آمین
ہو دعا کو مرے مرشد کی عطا وہ تاثیر
آپ دنیا میں رہیں شاد ہمیشہ یوں ہی
آپ کو شاد ہمیشہ ہی رکھے رب قدیر
حکم کی مرشد اعلیٰ کے جو کی ہے تعمیل
میرے ممدوح نے عاصی کی یہ بڑھائی توقیر

گلدستہ ظہیر الدین صاحب قریشی خطاب کی تہنیت میں پھولوں کا گلدستہ لائے تھے۔ چودہری چمن علی نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ مولانا عشقی نظامی جاڑے کی گزک لائے تھے اور میں نے کھائی تھی۔

سردی بڑھ گئی آج صبح سے سردی بڑھ گئی ہے۔ رات کو بھی سردی زیادہ رہی۔ مگر مجھے نیند بہت اچھی آتی ہے۔ البتہ بھوک نہیں لگتی۔

رحمت اللہ صاحب ایم ایل اے اننت پور مدراس کے رحمت اللہ صاحب بھی شریک مجلس ہوئے تھے اور میں نے ان کو نواب صاحب سے ملایا تھا۔ یہ ابھی حال میں سنٹرل اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ بہت خوش عقیدہ اور باعلم مسلمان ہیں۔

۲۳ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۸ر جنوری ۱۹۴۶ء پیر دہلی

ہوائی مہمان آج صبح بمبئی سے حسین کے شریک کار سیٹھ برجو جی آر ڈیشیر دلال بذریعہ ہوائی جہاز دہلی پہونچے ہیں۔

سردی بڑھی کل سے سردی میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ مجھے دھوپ میں بیٹھے بغیر آرام نہیں ملتا۔ رات کو آگ بھی سامنے رکھتا ہوں۔

منشی جی کی دکان پر آج منشی قربان علی صاحب مرحوم کی دکان پر گیا تھا۔ اور بہت دیر وہاں بیٹھا تھا۔ حافظ سید دھی اشرف صاحب اور محمد مبین نظامی اور منشی تسنیم خوش نویس بھی ملے تھے نمونیے کی کثرت چونکہ بارش نہیں ہوئی ہے

اس واسطے نمونیئے کی بیماری بڑھ رہی ہے۔ کمزور بچے اور عورتیں اور مرد زیادہ مر رہے ہیں۔

کام چھوڑنے کا مشورہ کہ آج میں نے برجور جی سے کہا کہ اب میری صحت اتنی زیادہ خراب رہنے لگی ہے کہ میں اپنے بڑے لڑکے حسین کا اپنے پاس رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس واسطے میں نے حسین کو ہدایت کی ہے کہ وہ دہلی سے دور کے سب کاروبار ترک کر دیں۔ اور میری آنکھوں کے سامنے رہیں۔ برجور جی نے کہا مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر امننت پور کی فیکٹری کو حسین کی بہت ضرورت ہے۔ اگر یہ اس کو چھوڑ دیں گے تو ہم سب شریک بھی چھوڑ دیں گے۔ اور کارخانہ بند کر دیا جائیگا۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کارخانہ حسین کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ انھوں نے باوجود تجربہ نہ ہونے کے تین چار سال تک بہت قابلیت کے ساتھ فیکٹری بنوائی اور اس کا انتظام کرنے کا کام کیا ہے۔

۲۴؍ صفر سنہ ۱۳۶۵ھ ۲۹؍ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء منگل دہلی

بدن پر تیل ملوایا کہ سید ظہیر الدین میری بستی کے ایک سن رسیدہ آدمی ہیں۔ اسّی برس سے زیادہ عمر ہے۔ اور آجکل میرے ہاں رہتے ہیں۔ اور میں نے خاندانی قبرستان اور دادی امین باغ کا انتظام ان کے سپرد کر دیا ہے۔ آج انہوں نے میرے جسم پر خار سفورس کا تیل ملا تھا۔ دھوپ میں بیٹھ کر کپڑے اتارے تھے۔ مگر ٹھنڈی ہوا سورج کی آنکھ بچا بچا کر بدن میں گدگدیاں کرتی تھی۔ آج بھی دن بھر مختلف مقامات کے ملاقاتی ملنے آتے رہے۔

چند انگریز کہ شام کو نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس کے ساتھ دو انگریز اپنی ایک میم صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ایک انگریز اردو بھی بولتے ہیں۔ مگر ان کی میم صاحب نئی آئی ہیں (اردو نہیں جانتیں۔ دوسرے انگریز انفارمیشن بیورو کے افسر تھے۔ میں ان سب کو درگاہ شریف میں لے گیا انہوں نے جوتیاں اتار دیں میم صاحب کے پاؤں میں موزے بھی نہیں تھے میں نے کہا سنگ مرمر کا ٹھنڈا فرش آپ کو تکلیف دیگا۔ میں موزے منگا دیتا ہوں۔ مگر وہ خوشی خوشی ننگے پاؤں درگاہ شریف میں حاضر ہوئیں۔ اور ان سب نے درگاہ کے خزانے میں روپے ڈالے۔

غسل شریف کہ آج رات کو تین بجے سید ابن عربی نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاؒ کے مزار کو عرق گلاب سے غسل دیا تھا۔ صفر کے آخری چہار شنبے کو رات کے تین بجے حضرتؒ بداؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ خواجہ بانو گھر کی عورتوں کے ساتھ دو بجے سے درگاہ شریف کے اندر چلی گئیں تھیں مگر میں ناتوانی اور کمزوری اور سردی کی شدت کے سبب نہ جا سکا تھا۔ البتہ میں نے آخری چہار شنبے کے اوراد پڑھے تھے۔ اور اپنے لئے اور سب مریدوں اور دوستوں کے لئے دعائیں مانگیں تھیں۔

۲۵؍ صفر سنہ ۱۳۶۵ھ ۳۰؍ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء بدھ دہلی

ریل پر کہ صبح نماز کے بعد دہلی جنکشن پر گیا تھا مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی حیدرآباد اجمیر شریف سے واپس آگئے۔

ڈپٹی کمشنر صاحب کہ گھر میں واپس آنے کے بعد دوبارہ مسٹر لا ابی ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی سے ملنے گیا تھا۔ ملاقات کر کے گیارہ بجے گھر میں واپس آگیا تھا

ملاقاتی کہ مظفر آباد کشمیر کے دو مسلمان گلستان بوستان ملنے آئے تھے میں نے یہ دلچسپ نام سنے تو کہا شیخ سعدیؒ کی دونوں بولتی ہوئی کتابیں خدا نے بھجوائی ہیں۔ عبد الرشید صاحب صوفی اور نذیر احمد صاحب پشاوری بھی ملنے آئے تھے۔ خان بہادر کیپٹن حبیب الرحمٰن خاں صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بھی خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ انھوں نے حیدرآباد بھی تہنیت نامہ بھیجا تھا مگر مجھے نہیں پہونچا دہلی آکر بہت سے اصحاب سے یہی سنا کہ انہوں نے مجھے تہنیت کے خط بھیجے مگر وہ مجھے نہیں ملے۔ یہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب جہادی مرحوم کے فرزند ہیں۔ اور میرے بہت قدیمی عنایت فرما ہیں۔ سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری بھی ملنے آئے تھے۔ یعقوب خاں قوال بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے زیدی صاحب وزیر اعظم رامپور کو خط لکھا تھا کہ دہلی کے جن بڈھے قوالوں کو حضرت امیر خسروؒ کا ہندی کلام یاد ہے ان کو رامپور میں بلوا کر نواب صاحب کے سامنے یہ کلام سنوائیے اور قلمبند کرا دیجئے۔ تاکہ جو غلطیاں

۲۷ر صفر ۱۳۶۵ھ یکم فروری ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

سیر اولیاء کا ترجمہ} آج صبح سید قاسم علی صاحب کاتب نے کتاب سیر اولیاء کی نقل شروع کی۔ حافظ عبداللہ صاحب کاتب ترجمہ لکھتے ہیں۔ پوری کتاب چھ جز کی ہے۔

ترجمہ خود کرونگا} چونکہ کشف المحجوب کے بعد ہندوستانی فقرا کی کتابوں میں سیر اولیاء سب سے زیادہ قدیمی کتاب ہے اور اس کی تصنیف کو چھ سو برس گذر چکے ہیں اور اس کا طرز تصنیف بہت ہی اچھا ہے اور یہ میرے حضرت یعنی حضرت سلطان المشائخ کے زمانے کی کتاب ہے اور اس میں حضرت کی پوری زندگی کے حالات ہیں اس لئے اس کا ترجمہ اور اس کی شرح میں خود لکھوں گا۔ اور نظامی بنسری کے بعد یہ کتاب بھی احوال اولیا کی بہت مقبول کتاب بن جائے گی۔

پانچ جلدوں میں شائع کرونگا} چونکہ سیر اولیاء اصل فارسی اور ترجمے سمیت شائع ہوگی اس لئے پانچ جلدوں میں شائع کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔

نظامی بنسری کی بُری چھپائی} نظامی بنسری کی چھپائی بُری ہونے کے کئی سبب ہیں۔ کہ دو برس تک کاپیاں لکھی رکھی رہیں اور کاغذ نہ ملا۔ اور کاغذ رف ملا۔ چکنا نہ ملا۔ اور چھاپنے والوں نے روشنائی بڑھیا نہیں لگائی۔

خدا نے چاہا سیر اولیا بہت اچھے کاغذ پر بہت عمدہ روشنائی سے چھاپی جائے گی اور جلد بھی بہت خوبصورت بنوائی جائے گی۔

مولانا عبدالقدیر صاحب} ہندوستانی دواخانے کے سابق منیجر مولوی عبدالقدیر صاحب ملنے آئے تھے۔ خطاب کی مبارکباد بھی دی تھی۔

اسمبلی} آج حسین اور برجو جی کے ساتھ اسمبلی کے جلسے میں گیا تھا۔ کٹھ پتلی کا تماشہ معلوم ہوا۔ نئے صدر کی آواز گرج دار نہیں ہے اور لباس کا رعب بھی نہیں پڑتا۔ گیلری والوں کو آواز بھی اچھی طرح نہیں آتی۔

تنخواہیں بانٹ دیں} آج پہلی تاریخ تھی میں نے تنخواہیں تقسیم کر دیں۔ تین سو روپے تقسیم کئے۔ پہلے سات سو روپے تقسیم کیا کرتا تھا۔

حیدر آباد سے جن بیوہ عورتوں کو ماہوار امداد ملتی ہے آج ان کے انگوٹھوں کے نشانوں کی تصدیق کرانے کے لئے دہلی کچہری میں گیا تھا۔ اور نواب عزیز احمد خاں صاحب نے میری شناخت پر تصدیق کی تھی۔

دوبارہ اسمبلی میں گیا تھا۔ سر عزیز الحق کی تقریر سنی تھی اور کانگرس کو ہارتے دیکھا تھا۔

کیپٹن برہان الدین کے بھائی} آج گرانڈ ہوٹل میں نواب صاحب چترال کے بھائی سے ملنے گیا تھا جو اپنے بھائی کیپٹن برہان الدین کے مقدمے کی پیروی کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ جن پر نیشنل آرمی میں شریک ہونے کا الزام ہے یہ سب سولہ بھائی ہیں اور میرا ان سب سے ملنا جلنا ہے۔ ان کے والد مرحوم میرے بڑے مخلص دوست تھے۔

انفلوئنزہ بخار} شام کو مجھے انفلوئنزہ بخار ہو گیا تھا۔ اور میں حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رضؓ کی درگاہ میں حاضر نہ ہو سکا جہاں آج فاروقی صاحب مالک دواخانہ انڈو جیبنون کے اہتمام سے عرس ہونے والا تھا اور جس میں سفیر افغانستان بھی شریک ہونے تھے۔

ہوائی جہاز کا سفر} کل حسین اور برجو جی اور نواب زادے لیاقت علی خاں ہوائی جہاز میں بمبئی جائیں گے۔ ایک ٹکٹ ڈیڑھ سو روپے کا آیا ہے۔ بارہ بجے روانہ ہوکر پانچ بجے بمبئی پہنچ جائیں گے۔ آدھ گھنٹہ احمد آباد میں بھی ٹھیریں گے۔

۲۸ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲ فروری ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

خطاب کی پارٹیاں} رواج یہ ہے کہ جب کسی کو خطاب ملتا ہے تو اس کے دوست احباب اپنی خوشی ظاہر کرنے کے لئے خطاب پانے والے کو پارٹی دیتے ہیں۔ چنانچہ دہلی سے علی نے حیدر آباد میں لکھا تھا کہ میں نے پانچسو روپے خرچ کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ جب آپ یہاں آئیں تو آپ کو پارٹی دی جائے۔ میں نے لکھا "این خیال است و محال است و جنوں" پھر دہلی میں آیا تو مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے سکریٹری ہارڈنگ لائبریری دہلی نے بھی خواہش کی جس میں میرے دو مخلص اخبار نویس دوست بھی ہمنوا تھے۔ میں نے ان تینوں سے بھی معذرت کی کہ میں ایسا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد الہ دین بمبئی کے دو تاجروں کے ساتھ آئے اور انھوں نے بھی ایک بڑے پیمانے پر پارٹی دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے ان سے بھی انکار کر دیا۔ کیونکہ پارٹیاں دینے

اور لینے کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ
گورنمنٹ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ
پبلک اس خطاب سے خوش ہوئی
ہے اور یہ معلوم کرنے کے بعد وہ کوئی
اور خطاب بھی دے۔ اس لئے میں
بار بار نہیں چاہتا۔ اگر گورنمنٹ یہ
سمجھے کہ لوگ اس خطاب سے خوش
نہیں ہوئے ہیں لہذا آئندہ حسن نظامی
کو کوئی اور خطاب نہ دیا جائے تو
اس سے مجھے کچھ نقصان نہیں پہونچیگا۔
کیونکہ شمس العلماء خطاب ایک علمی
حیثیت کا خطاب ہے اور باقی کسی اور
بڑے سے بڑے خطاب میں علمی حیثیت
نہیں ہے۔ اس واسطے میں اب کسی
دوسرے خطاب کا آرزومند نہیں ہوں
اور حقیقت تو یہ ہے کہ میں اس موجودہ
خطاب کا بھی کبھی آرزومند نہیں ہوا تھا۔

حسین کی روانگی کہ آج گیارہ بجے
سید ابن عربی اور علی اور سلمان اور
قدسیہ کے ساتھ حسین اور ان کے عزیز
کاردار جو رجی آرڈیشر دلال کو ہوائی
جہاز میں سوار کرانے گیا تھا۔ اور وہاں
ان مسافروں سے ملاقات ہوئی تھی
جو حسین کے جہاز میں بمبئی جارہے ہیں۔
سیٹھ احمد ہارون جعفر ممبر اسمبلی بھی
وہاں ملے۔ اور انہوں نے ہز ہائی نس
مہاراجہ جودھپور سے بھی مجھے ملایا۔
خان بہادر حاجی رشید الدین صاحب
آرمی کنٹراکٹر بھی وہاں ملے تھے۔ نواب
زادے لیاقت علی خان صاحب بھی اسی
جہاز میں بمبئی گئے سبیں ساڑھے گیارہ بجے
ہوائی جہاز بمبئی سے آیا۔ اور اس
سے میجر شاہ صاحب سول سرجن نئی دہلی
بھی اترے جو آنریبل مولوی زاہد حسین
صاحب صدر المہام فنانس کو دیکھنے
حیدرآباد گئے تھے۔ جن کو قلبی دورہ ہو گیا
تھا۔ حسین کا جہاز ساڑھے بارہ بجے
دہلی سے روانہ ہوا تین بجے احمد آباد
پہونچا ہوگا۔ اور چالیس منٹ ٹھہرنے
کے بعد ساڑھے پانچ بجے بمبئی پہونچ
جائیگا۔ خواجہ بانو نے اور گھر کی سب
عورتوں نے موتی محل کی چھت پر
چڑھ کر حسین کے جہاز کو دیکھا۔
میں ہوائی اڈے سے واپس آیا
تو وہ سب چھت پر تھے۔ اور ہوائی جہاز
کی نسبت آپس میں باتیں کر رہے تھے۔
یہ دیکھ کر مجھے ماں کی محبت اور باپ
کی محبت کا فرق معلوم ہوا۔ اور میں
نے یہ سمجھا کہ محبت کی گہرائیوں کو سمجھنا
ہو اور اس کے درجوں کو سمجھنا ہو تو
اس قسم کے واقعات سے بہت کچھ
سمجھ میں آسکتا ہے۔ مگر مجھے اس کی
ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی محبت کو
جو اولاد کے ساتھ قدرتاً ہوتی ہے۔
ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہوں البتہ
بعد مغرب حسین کے دونوں لڑکوں کو میں
نے اپنے پاس بٹھایا اور مجھے ان بچوں
کے پاس بیٹھنے سے بہت زیادہ
خوشی ہوئی۔

چودہری چمن علی نظامی نے پھول
بھیجے تھے۔ عبد الحسین صاحب بوہرے
ملنے آئے تھے۔ سید سمیع الدین صاحب
اور منشی نذیر احمد صاحب بھی ملنے آئے
تھے۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔

رام پور کا ٹیلیفون کہ ہز ہائی نس
نواب صاحب کے اے ڈی سی آغا خان
صاحب کا رام پور سے ٹیلیفون آیا تھا
کہ ہز ہائی نس فرماتے ہیں کہ بہت دن
سے ملاقات نہیں ہوئی۔ رام پور آئیے
میں نے جواب دیا پیر کے دن آجاؤنگا
مگر سردی کا کیا حال ہے؟ آغا خان صاحب
نے کہا سردی کم ہے۔

۲۹ر صفر ۱۳۶۵ھ ۲۴ر فروری ۱۹۴۶ء اتوار کی

حسین کا تار کہ آج صبح بمبئی سے حسین کا
تار آیا کہ خیریت سے بمبئی پہونچا۔ ہوائی
جہاز کا سفر بڑا مزے دار تھا۔ میں نے
ہنس کر کہا مگر تمہاری ماں کا خیال ہے کہ یہ
سفر بہت بے مزہ تھا۔ کیونکہ وہ رات
بھر فکرمند رہیں۔

مسلم کی قبر کہ میری بڑی لڑکی حور بانو
کے لڑکے کا نام مسلم تھا۔ اور میں نے
اس کی تصویر اپنی گود میں بٹھا کر کھچوائی
تھی۔ اور اس نے میری گود میں پیشاب
کر دیا تھا۔ اور فرش پر جو پیشاب گرا
تھا اس کی تصویر بھی آگئی تھی۔ اور میں
ہمیشہ حور بانو سے کہا کرتا تھا تمہارا بیٹا
مر گیا۔ مگر اپنی صورت اور اپنا پیشاب
تصویر میں یادگار چھوڑ گیا۔ کل حور بانو
نے مجھ سے کہا آپ نے بے شمار لوگوں کی
قبریں بنوا دیں۔ مگر میرے چاند کی قبر نہ
بنوائی۔ جیسے وہ غروب ہوا ہے
کبھی پھر طلوع نہیں ہوا۔ مجھ پر اس کی بات
کا بہت اثر ہوا تھا۔ اس لئے آج میں
نے مسلم کی پکی قبر بنوانے کا انتظام کیا۔
جس پر یہ کتبہ بھی لگاؤنگا۔
"یہاں میری بڑی بیٹی حور بانو کا
بیٹا سید مسلم خاک کی گود میں پڑا سوتا
ہے۔ میرا پہلا نواسہ تھا اور ماں باپ
کا لال تھا۔"

ان کے تلفظ کی ہوں وہ درست
ہو جائیں۔ اور حضرت امیر کا ہندی کلام
جتنا ان کو یاد ہے وہ محفوظ ہو جائے
ورنہ ان کے مرنے کے بعد یہ کمیاب چیزیں
بالکل نایاب ہو جائیں گی۔

نیازی صاحب } شام کو عبداللطیف
صاحب نیازی افسر انکم ٹیکس اور
چودہری غلام عباس صاحب ریذیڈنٹ
مجسٹریٹ نئی دہلی اور خان بہادر محمد حسین
صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پشاور
ملنے آئے تھے۔

بیٹی سے بحث } آج حور بانو نے
کتاب "سیر الاولیاء" کی نسبت مجھ
سے گفتگو کی۔ اُس کو بچپن میں سیر الاولیاء
میں نے پڑھائی تھی جس کی عبارتیں
اب تک اس کو یاد ہیں۔ نظامی بنسری
میں جو حصہ سیر الاولیاء سے اقتباس
کیا گیا ہے۔ اس کی نسبت وہ بہت دیر
تک گفتگو کرتی رہی۔ اور مجھے اس کی
خوش بیانی اور دانش مندی اور
صحیح رائے زنی سے بہت خوشی ہوئی۔
میں نے کہا ہم تم کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے
ہیں۔ ہنس کر جواب دیا خدا نے حضرت
آدمؑ کو خلیفہ بنا کر سب فرشتوں کو
آدمؑ کا دشمن بنا دیا۔ آپ مجھے خلافت
دیں گے تو آدمی میرے دشمن ہو جائیں گے۔

قتل کی سالگرہ } آج میرے قتل کی
انیسویں سالگرہ ہے۔ یعنی ۳۰ / جنوری
سنہ ۱۹۲۷ء کی شام کو ساڑھے سات
بجے مجھ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ اور
جس میں میرے خضر شہید ہو گئے تھے
آج اس کی انیسویں سالگرہ ہے۔
یہ سالگرہ مجھے اور میرے
تبلیغی رفیقوں کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے
تاکہ ہمارے دلوں سے یہ خیال دور
نہ ہو جائے کہ دین کی اور قوم کی
اور ملک کی خدمت کرنے والوں کو
کیسے کیسے کٹھن امتحان دینے پڑتے
ہیں۔

۲۶ / صفر سنہ ۱۳۶۵ھ ۳۱ / جنوری سنہ ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

میں انیس ۱۹ برس کا نوجوان ہوں } چونکہ
کل ۳۰ / جنوری کی شام کو میرے قتل کی
انیسویں سالگرہ تھی اس واسطے آج
میں یہ لکھ سکتا ہوں کہ میں نے آج
انیسویں سال میں قدم رکھا۔ کیونکہ
قاتل نے مجھ پر چار گولیاں چلا کر
اپنی دانست میں مجھے مار ڈالا تھا۔
اور پھر میں دوبارہ پیدا ہو گیا تھا۔
یا خدا نے مجھے دوسری زندگی عطا
فرمائی تھی۔ اس لحاظ سے آج میں
انیس ۱۹ برس کا جوان ہوں۔ اور میرے
اندر وہی عزم ہے۔ وہی ہمت ہے
وہی جوش ہے وہی عملی قوت ہے جو
انیس برس کے مسلمان نوجوان میں ہونی
چاہئے۔ آج میں اپنے اندر شہیدوں
کی ارواح کو سمایا ہوا دیکھتا ہوں
اور ہر اس قوت سے جو یزیدی قوت
ہو لڑنے اور ٹکرانے اور اسکو ملیا
میٹ کر دینے کے خیال میں رہتا ہوں۔

پوسٹر } آج پہلی رات حیدر آباد کی
نسبت چار پوسٹر لکھے تھے جن میں دو
با تصویر شائع ہوں گے۔ اور جن کو
ہندوستان کے بارہ ۱۲ صوبوں کے ہر
شہر اور قصبے اور گاؤں تک پہونچایا
جائے گا۔

مہاراجہ ریواں کی معزولی } آج
صبح ریڈیو کی خبروں میں ہز ہائی نس
مہاراجہ ریواں کی معزولی کا حال سنا۔
ان کے والد میرے ملنے والے تھے۔ جب
میں ریواں گیا تھا اس وقت یہ راجہ
بچے تھے۔ اور ان کے والد میرے ہاں
قوالی کی مجلس میں آئے تھے۔ اور میرے
کہنے سے انہوں نے اپنی رعایا کو اور
فوج کو حکم دیا تھا کہ جو مسلمان نماز
نہیں پڑھے گا اس کو ۲ آنے جرمانے
کی سزا دی جائے گی۔ اور انہوں نے
ریواں کی درگاہ کا متولی بھی میری سفارش
سے مقرر کیا تھا۔

جب معزول راجہ جوان ہوئے۔
اور گدی پر بیٹھے تو میں دہلی میں اُن سے
ملا تھا۔ اور ان کی باتوں سے مجھے
اندازہ ہوا تھا کہ وہ مسلمانوں سے
مانوس نہیں ہیں۔ اور ان کو حقارت
کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر جب اُن پر
قتل کا الزام لگایا گیا۔ اور مقدمہ
چلا تو دو مسلمان [illegible]دل۔ یعنی نواب
صاحب بھ[illegible]ل اور نواب صاحب
رام پور نے ان کی مدد کی۔ اور میں نے
بھی اپنے دوست مہاراجہ کا فرزند
ہونے کے سبب منادی میں بھی اُن کی
حمایت میں لکھا اور پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ
میں بھی ان کے لئے کلمۂ خیر کہا۔ اور
ریواں کے مریدوں کو بھی ہدایت
کی کہ وہ مہاراجہ کی مدد کریں۔ چنانچہ
میرے مرید حافظ محمد فیضان خاں نظامی
وکیل ریواں نے ان کی حمایت کے جرم
میں جیل خانے کی تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر
جب وہ دوبارہ گدی پر آ گئے تو انہوں
نے اپنے مسلمان مددگاروں کو فراموش

کر دیا اور کانگرس سے ساز باز کرلی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے ان کی مدح سرائی میں ایک تقریر شائع کرائی اب ہز ایکسیلینسی وائسرائے نے ان کی بے اصولی اور نافرمانی کو واضح طریق پر بیان کرکے ان کی معزولی کا اعلان کیا ہے۔ اور ان کے جوان بیٹے کو ریواں کی گدی دیدی ہے۔ امید ہے یہ واقعہ ان سب والیان ریاست کی آنکھیں کھول دیگا جو بے ثبات انقلابی تحریکوں میں شریک ہوکر اپنی پرانی روایات کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ اور برٹش حکومت کی ان خوبیوں سے سبق بھی نہیں لیتے جن کی وجہ سے ریاستیں صحیح معنوں میں جمہوری خود مختار ریاستیں بن سکتی ہیں۔

ملاقاتی کہ خلیل احمد نظامی دہلی سے ملنے آئے تھے۔ نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے چند افسران ہاؤس ٹیکس بھی ملنے آئے تھے۔

مولانا عبدالقیوم صاحب کہ آج حیدرآباد کی سلطنت کے ناظم امور مذہبی مولانا عبدالقیوم صاحب حیدرآباد واپس چلے گئے۔

نواب زادے لیاقت علیخاں کہ آج دوپہر کو نواب زادے لیاقت علی خاں صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اور صوبجات کے الیکشنوں کی تفصیلات اور حقیقتیں معلوم کیں تھیں۔

جہلم کہ آج منشی قربان علی صاحب کا جہلم تھا۔ خواجہ بانو اور ان کی بہن بھی میرے ساتھ منشی جی کے مکان پر گئیں تھیں۔ منشی جی کی بیوہ بھی ملیں اور منشی جی کی منہ بولی بیٹی بشریٰ اور ان کے شوہر اطہر بھی ملے۔ اور منشی جی کے منہ بولے بیٹے محمد مبین نظامی اور ان کی بیوی بھی ملیں محمد مبین پیدا ہوئے تو ان کے ماں باپ نے زندہ رہنے کی غرض سے ان کو مسجد کی نذر کردیا تھا۔ اور منشی جی کی اہلیہ نے دس پیسے میں اس بچے کو خرید لیا تھا۔

دوہری خوشی کہ منشی جی کی بیوہ نے کہا آپ حیدرآباد میں تھے۔ منشی جی کے انتقال کا وقت آیا تو انھوں نے کھادوکان کے سلسلے میں سات سو روپے خواجہ صاحب کے مجھے دینے ہیں۔ اس کے بعد منشی جی کی بیوی نے کہا منشی جی کی روح پر اس قرض کا بوجھ ہے۔ اور میں اس کو ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا اگر تم یہ رقم مجھے دیدوگی تو مجھے خوشی ہوگی۔ لیکن اگر میں اس رقم کو معاف کردونگا تو مجھے دوہری خوشی ہوگی۔ ایک اس کی خوشی کہ میرے والد کے دوست کی روح قرض کے بوجھ سے آزاد ہوجائے گی۔ اور ایک اس کی خوشی کہ میرا ضمیر مجھے یہودی اور ہندو ساہوکار نہیں سمجھے گا بلکہ ایک مسلمان مان لیگا۔ روپیہ آنی جانی چیز ہے۔ خدا نے مجھے لاکھوں روپے دیئے اور میں نے لاکھوں خرچ کئے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ روپیہ جمع کرکے مرجاؤں اور بوجھ مجھ پر ہو اور عیش کرے اولاد اس لئے میں کہتا ہوں کہ اگر کچھ منشی قربان علی صاحب کے ذمے میرا تھا تو وہ میں نے پائی پائی معاف کیا۔ اور آئندہ کے لئے میں نے اقرار کیا کہ جب تک زندہ ہوں ان کی بیوہ اور انکی منہ بولی اولاد کی پرورش کے لئے جو کچھ خدا مجھے دیگا پیش کرتا رہوں گا۔

میں نے منشی جی کی نیاز بھی دی نیاز میں جوتی تھی۔ مسواک تھی۔ تیل کی شیشی تھی۔ جانماز تھی۔ کپڑے تھے۔ اگرچہ میں ان رسموں کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ تاہم رسموں کو زندہ رکھنا بھی لازمی ہے اس واسطے میں نے نیاز تو دیدی لیکن دل میں ہنستا رہا منشی جی کی بیوی اور بہوؤں نے میرے ہاتھ دھلائے۔ کھانا کھلایا۔ اور مجھے ایسا ہی لطف آیا جیسا لطف حسین اور علی کی بیویوں کے کھانا کھلانے میں آتا ہے جب کہ وہ دونوں مجھے کھانا کھلاتی ہیں۔

ملاقات کہ شام کو ڈاکٹر سر ضیاءالدین احمد صاحب اور مسٹر یوسف عبداللہ ہارون صاحب اور مسٹر رحمت اللہ صاحب ممبران اسمبلی کے مکانوں پر ملنے گیا تھا۔ حسین بھی میرے ساتھ تھے۔

آج بھی سردی زیادہ تھی۔ مگر مجھے نیند اچھی آئی۔ نزلے کا اثر ہوگیا ہے

چودہری چمن علی نظامی نے پھولوں کے پانچ گلدستے بھیجے تھے۔ تیلی پورے محمد جعفر خاں صاحب چرج مین ملنے آئے تھے۔ مولانا عشقی نظامی کے بھانجے بھی آئے تھے۔ ادہوئی سے محسن نظامی آج آئے ہیں۔ امروہے سے مولانا عبداللہ صاحب کاتب سیرالاولیاء کتاب کے نو جز لکھ کر لائے ہیں۔ یہ کتاب پچاس جز میں پوری ہوگی۔ پہلے اصل فارسی شائع کرونگا پھر ترجمہ۔

مسیحا نظامی } آج شام کو حکیم ابراہیم صاحب معتمد بیشی نواب صاحب ملنے آئے تھے اور ان کے فرزند حکیم مرزا اسحاق بیگ مسیحا نظامی بھی شفقت علی خاں صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

پرانے باجے } آج رات کو ہز ہائی نس کے حکم سے پرانے زمانے کے بارہ باجے مجھے دکھائے گئے تھے۔ جن میں سے بعض میرے لئے بالکل نئے تھے۔ اور اس سے پہلے میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا۔

چاند ہو گیا } آج رام پور میں پہلی تاریخ مانی گئی ہے۔ کل شام کو چاند نظر آ گیا تھا۔

۲ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۵ فروری ۱۹۴۶ء منگل واپسی دہلی

جیبیں گرم } ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور کی فیاضی اور داد و دہش تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ آج صبح دہلی کے قوالوں کے لئے اتنا بڑا انعام آیا کہ دونوں قوالوں کی جیبیں لبالب بھر گئیں اور سردی کے موسم میں خوب گرم ہو گئیں۔ حکیم ابراہیم بیگ صاحب معتمد بیشی اور ان کے فرزند حکیم مسیحا نظامی اور شفقت علی خاں صاحب اور آغا خاں صاحب ملٹری سکریٹری ملنے آئے تھے۔

بکھرے موتی } ہز ہائی نس کے پرائیویٹ سکریٹری میاں عطاء الرحمٰن صاحب جو میاں سر محمد شفیع کی فیملی میں ہیں ملنے آئے تھے۔ اور اپنی ایک کتاب "بکھرے موتی" نام کی بھی میرے لئے لائے تھے۔

ہتھیلی پر سرسوں } کوئی کام بہت زیادہ جلدی ہو جائے تو کہتے ہیں ہتھیلی پر سرسوں جمادی مگر آج نواب صاحب کے باورچیوں نے کمال کر دیا یعنی جب میرے دہلی جانے کی خبر معلوم کی تو آدھ گھنٹے کے اندر کھانا تیار کر کے لے آئے سب سے بڑی حیرت اس کی ہے کہ کھانے کئی قسم کے تھے۔ اور ان میں مرغ مسلم بھی تھا۔ اور جب میں نے یہ کھانے گنگا کے کنارے بیٹھ کر کھائے۔ اور مرغ مسلم کو بھی چکھا تو وہ بالکل نئی ترکیب سے پکا ہوا تھا۔ اور اس کا گوشت حلوے کی طرح نرم اور خوب گلا ہوا تھا اس لئے مجھے حیرت ہوئی کہ اور کھانے تو جلدی پک سکتے تھے۔ مگر یہ مرغ مسلم آدھ گھنٹے میں کیونکر تیار ہو گیا۔

دہلی تک موٹر } دس بجے سرکاری مہمان خانے سے سرکاری موٹر میں روانہ ہوا اور ایک بجے گڈھ مکتیسر پہونچا۔ اور وہاں گنگا دریا کے کنارے بیٹھ کر رام پور کے کھانے کھائے۔ دریا کی ریت میں دسترخوان بچھایا۔ حسب عادت کتے آن بیٹھے اور میں نے پہلے ان کو کھانا کھلایا۔ مگر پانچ منٹ نہ گذرے تھے کہ تین چار گائیں دسترخوان کے قریب آ گئیں۔ اور انھوں نے کھانے میں شریک ہونا چاہا۔ میں سمجھ گیا کہ یہاں چونکہ گنگا نہان کے لئے لاکھوں ہندو آتے رہتے ہیں اس واسطے یہ گائیں آئی ہیں۔ کیونکہ ہندو جاتری ان کو کھانے کی چیزیں دیا کرتے ہوں گے۔ بمشکل اس یورش سے نجات حاصل کی۔ گائے چرانے والا نورانی صورت کا ایک بڈھا مسلمان تھا۔ مجھے اُس کی نورانی صورت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اور میں نے سمجھا کہ اُس بڑھاپے میں اس کے چہرے پر جو سرخی ہے وہ گنگا کے کنارے کی اچھی ہوا اور اچھے پانی کا اثر ہے۔ راستے میں کئی جگہ ٹھیرنا ہوا۔ اور شام کو پانچ بجے دہلی پہونچا۔ اور ساڑھے پانچ بجے گھر پہونچ گیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ موٹر کے ڈبل سفر نے مجھے کتنا زیادہ تھکا دیا کہ رات بھر بخار رہا۔ اور جسم دکھتا رہا۔

۳ ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۶ فروری ۱۹۴۶ء بدھ دہلی

بسنت } آج شام کو درگاہ شریف میں بسنت چڑھی تھی۔ اور میں اُس مقام سے جلوس میں شریک ہوا تھا جہاں حضرت سلطان المشائخ تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرت امیر خسروؒ نے بسنت کے پھول نذر کر کے ہندی اور فارسی اشعار گائے تھے بستی کے اور دہلی کے بہت سے لوگ جلوس میں شریک تھے۔ ایک وارثی درویش اور دوسرے دہلوی مشائخ بھی شریک تھے۔ پہلے یہ جلوس حضرت مولانا خواجہ سید محمد امامؒ کے مزار پر آیا۔ اور مزار پر پھول چڑھائے۔ پھر حضرت مولانا علاء الدین نیلیؒ کے مزار پر پھول چڑھائے۔ پھر جن کی وجہ سے بسنت کی رسم مسلمانوں میں جاری ہوئی یعنی حضرت سلطان المشائخؒ کے پوتے حضرت خواجہ سید تقی الدین نوحؒ کے مزار پر پھول چڑھائے پھر درگاہ شریف کے اندر جلوس آیا۔ اور روضے شریف کے اندر جا کر قوالی ہوئی بعض لوگوں نے کہا مزار کے قریب ڈھولک بجانی ادب کے خلاف ہے۔ میں نے کہا ساڑھے چھ سو برس سے یہی رواج ہے۔ اور میں اس رواج کو بدلنا اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ قاضی تراب علی صاحب وغیرہ بھائیوں نے بھی میری تائید کی۔ اور حسب رواج قدیم قوالی پہلے روضے کے اندر ہوئی۔ پھر باہر ہوئی۔ پھر حضرت امیر خسروؒ کے روضے کے اندر ہوئی پھر باہر ہوئی۔ میرے گھر کی سب عورتیں بھی اس تقریب قدیم میں شریک ہوئیں۔ قوالوں کو روپیہ بھی بہت زیادہ ملا۔ ہمیشہ اتنا نہیں ملتا تھا۔

زکام } مجھے زکام اور بخار کی تکلیف اب بھی ہے۔ رات کو بھی ذرا بے چین رہا۔

سبط احمد نظامی } کج امروہے والے سبط احمد نظامی بھی بسنت کی شرکت کے لئے اپنے بچوں کے ساتھ آئے تھے۔ اور لالہ پریم بھی آئے تھے۔ بعد مغرب حکیم احمد حسن خاں نظامی اور حکیم امتیاز الحق صاحب خطاب کی مبارک باد دینے آئے تھے۔

میں ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ میں نے ان کو درگاہ کا تبرک دیا۔ اور انہوں نے مجھے نذر دی۔ اور ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے میری حمایت کے لئے اپنے قلم کو مسلسل گردش دی۔ اور ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ ان کے قلم کی گردشیں میرے مخالفوں کی صف میں شریک ہوئیں۔ اور ان سب کا مجموعہ سامنے لایا جائے تو ان کے کاموں کی اکثریت میری رفاقت اور محبت ثابت ہوگی۔

انہوں نے اس خط میں حیرت انگیز قابلیت کے ساتھ میری زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر جامع الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے میرے اُن عیبوں کو یاد نہیں کیا جن کو وہ جانتے ہیں۔ اور جن سے وہ واقف ہیں۔ کیونکہ ان کی محتاط طبیعت نے مجھ بوڑھے کے عیبوں کی تشہیر سے ان کو بچا لیا۔ اس واسطے اپنے نفس کی سزا اور ملامت کے لئے قابل تعریف کاموں میں اپنے عیبوں کا ذکر بھی شریک کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے اور خواجہ بانو کی طرف سے اور اپنے سب بچوں کی طرف سے ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سکریٹری کامرس ڈپارٹمنٹ کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب۔

السلام علیکم۔ نئے سال کے اعزاز میں آپ کا نام دیکھ کر مسرت ہوئی۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے۔ والسلام۔

دعاگو۔

سید رشید الزماں۔

تعارف اور شکریہ۔ مسٹر زماں بہت نامور مسلمان ہیں۔ کامرس ڈپارٹمنٹ میں اُن کی قابلیت اور دیانت داری ہر شخص کے علم میں آچکی ہے۔ ان سے میرا اتنا زیادہ تعلق رہا ہے کہ میں نے ان کی اکلوتی لڑکی کو اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کرایا تھا۔ لہذا ان کے اس تہنیت نامے کا دلی خلوص کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حسن نظامی۔

محمد صدیق صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر خواجہ صاحب! مجھے آپ کا نام نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اور مجھے آپ کو "شمس العلماء" خطاب کی مبارکباد دینے میں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کو اس خطاب کا سب سے زیادہ حق تھا۔

آپکا مخلص:۔ شیخ محمد صدیق۔

(آنریری مجسٹریٹ نئی دھلی)

تعارف اور شکریہ۔ پیارے بھائی شیخ محمد صدیق صاحب آنریری مجسٹریٹ کے پرخلوص الفاظ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میں ان کی کچہری میں حاضر ہو کر "سلام حضور مجسٹریٹ صاحب" کہتا ہوں۔

حسن نظامی

لکشمی نرائن جی کا خط

مکرمی شمس العلماء خواجہ صاحب دام اقبالہٗ

آپکو شمس العلماء کا خطاب ملنے پر مبارکباد۔ آپ حیران ہونگے کہ اتنے دنوں کے بعد مبارکباد کا کیا مطلب میں نے دیدہ و دانستہ اپنی شردھا کے پھول دیر میں ارسال کئے ہیں کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ شروع شروع میں تو بڑے آدمیوں کی مبارکبادیں خواجہ صاحب کی خدمت میں آئیں گی اور خواجہ صاحب ان کے جواب دینے میں مصروف ہوں گے لیکن اسوقت کم از کم آپ میرے اس خط کو پڑھ تو ضرور لیں گے۔ خداوند کریم سے عرض ہے کہ آپ کی عزت اور آپ کا مرتبہ دن دگنا اور رات چوگنا کرے اور اگلے موقع پر آپکو اس سے بھی بڑا خطاب نصیب ہو۔ آپکا تابعدار

(ماسٹر) لکشمی نرائن کوچہ گھاسی رام دہلی

تعارف اور شکریہ۔ پیارے بھائی لکشمی نرائن جی! آپ اپنے کو بھی بڑا آدمی سمجھئے۔ چھوٹا نہ سمجھئے۔ آپکے نام میں ایک لفظ "لکشمی" یعنی دولت ہے۔ اور دوسرا لفظ "نرائن" خدا کا نام ہے۔ تو جس کے نام میں "دولت خدا" موجود ہو وہ چھوٹا نہیں۔ میری نظروں میں بہت بڑا ہے۔ آپ نے ازراہ محبت و عنایت مجھے کسی اور بڑے خطاب کی دعا دی ہے میں شکریہ ادا کرنے کے بعد چپکے سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ذرا کان میرے پاس لائیے۔ تاکہ میں کہوں کہ "ارادہ اس دنیا میں زیادہ دن رہنے کا نہیں ہے۔ یہ ایک ہی خطاب کافی ہے اب اور کسی خطاب کی دعا نہ دیجئے۔ بڑی کرپا ہوگی۔" حسن نظامی۔

انکم ٹیکس آفیسر صاحب کا خط

محترمی قبلہ جناب خواجہ صاحب دام ظلکم۔

سلام علیکم۔ نئے سال کی مبارکباد کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے یہ امر نہایت موجب مسرت ہوا۔ کہ

اے خاک تیرہ عزت مہمان نگاہ دار
سکیں نور چشم ماست کہ در بر گرفتہٗ
اے خاک کی اندھیری کوٹھڑی اس مہمان کی عزت کر جو ہماری آنکھوں کا نور تھا۔ اور جس کو تو نے اپنی گود میں لے لیا ہے۔"

آج جب میں مسلم کی بے نشان قبر کے قریب کھڑا ہوا تو باوجود سنگدل ہونے کے میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور میں نے صبر و ضبط کی شان دکھانے کے لئے حاضرین سے کچھ بے سرو پا باتیں پوچھنی شروع کیں تاکہ لوگ میری اندرونی بیقراری کو سمجھ نہ سکیں۔

ملاقاتی خان بہادر "رفیق المسلمین" حاجی وجیہہ الدین احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے صاحب خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ اور پارٹی دینے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تھا۔ اور اس کی فلسفیانہ ضرورت کو بھی بیان کیا تھا۔ مگر میں نے شکریہ ادا کرنے کے بعد معافی چاہی۔ پھر چشتی پارٹی کے ممبر لالہ کنور سین صاحب اور رائے بہادر لالہ رگھو ناتھ سنگھ صاحب اور ڈاکٹر زیڈ احمد صاحب وغیرہ اصحاب ملنے آئے۔ اور انہوں نے بھی ہندوؤں کی طرف سے ایک پارٹی دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے ان کا بھی شکریہ ادا کرکے معذرت چاہی۔ اظہر الدین احمد نظامی بی اے ملنے آئے تھے۔

رام پور کا ٹیلیفون آج پھر رامپور سے ہز ہائی نس نواب صاحب کے ایڈی سی آغا خان صاحب کا ٹیلیفون آیا تھا کہ سرکار فرماتے ہیں میں دہلی میں موٹر بھیجتا ہوں۔ اس میں آجایئے رات کے سفر میں آپ کو تکلیف ہوگی میں نے شکریہ ادا کیا مگر کہا کہ کل صبح روانہ ہوسکوں گا۔

رام پور کی موٹر آج رات کو ہز ہائینس نواب صاحب رام پور کی بھیجی ہوئی موٹر آگئی میں خواب گاہ میں تھا۔ دروازے پر رہنے والے لوگوں نے اور علی نے موٹر ڈرائیور کی آسائش کا انتظام کردیا۔

یکم ربیع اول ۱۳۶۵ھ ۲۶ فروری ۱۹۴۶ء بدھ

سفر رام پور روانگی آج صبح سات بجے رامپور کی موٹر میں روانہ ہوا۔ دہلی سے یعقوب خاں اور ولایت خاں قوالوں کو بھی ساتھ لیا۔ کیونکہ حضرت امیر خسروؒ کا ہندی کلام نواب صاحب کو سنوا کر قلم بند کروانا ہے۔ اب یہ دو قوال ایسے باقی رہ گئے ہیں جنکو کچھ تھوڑا بہت ہندی کلام یاد ہے۔ آٹھ بجے دہلی کے جمنا پل سے عبور کیا اور میرٹھ کے راستے بارہ بجے رام پور پہونچ گیا۔ تکان دور کرنے کے لئے گرم پانی سے سر دھویا۔ داڑھی دھوئی۔ پاؤں دھوئے۔ پھر سوگیا۔ دو بجے کھانا کھایا۔ بہت لذیذ اور بہت مکلف کھانے تھے میں نے قوالوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کیا۔ اس کے بعد کچھ دیر تحریری کام کرتا رہا۔

چیف منسٹر تھوڑی دیر کے بعد مولوی سید بشیر حسین صاحب زیدی چیف منسٹر ریاست رامپور ملنے آئے۔ میں ان سے باتوں میں مصروف تھا۔ کہ

ایک جھانکنے والے نے جھانکا یکایک میں نے محسوس کیا کہ زیدی صاحب سامنے پڑے ہوئے پردے کی طرف دیکھنے لگے۔ میں نے بھی مڑ کر دیکھا کہ پردہ ہٹا کر ایک جھانکنے والا جھانک رہا ہے۔ بینائی کی خرابی کے سبب پہچان نہ سکا کہ جھانکنے والا کون ہے۔ یکایک وہ جھانکنے والا آگے بڑھا۔ لباس بہت سادہ اور گھر میں پہننے کا تھا۔ وہ شخص قریب آگیا۔ تب بھی میں نے نہ پہچانا زیدی صاحب گھبرا کر کھڑے ہوگئے اور کہا سرکار تشریف لائے مڑ کر دیکھا تو واقعی ہز ہائینس نواب سر سید رضا علیخان بہادر کھڑے مسکرا رہے ہیں۔ جلدی سے کھڑا ہوگیا۔ اور انکے قریب گیا انہوں نے میرا سر اپنی چھاتی سے لگایا تاکہ میں انکے دل کی محبت کی آوازیں کان لگا کر سن لوں۔ کچھ دیر ہز ہائنس میری صحت کا اور حیدرآباد کے حالات پوچھتے رہے۔ اسکے بعد محل سرا میں تشریف لے گئے۔

رنگ محل میرا قیام شاہی قلعہ کے اندر رنگ محل میں ہوا ہے۔ یہاں سے شاہی محل سرا بہت قریب ہے۔ غلام السیدین صاحب میرے دوست خواجہ غلام الثقلین صاحب کے فرزند سیدین صاحب بھی ملنے آئے جو کسی کام کیلئے دہلی جانے والے ہیں۔

یاد ہوئی تھوڑی دیر کے بعد چوبدار دوڑے ہوئے آئے کہ سرکار محل سرا میں یاد فرماتے ہیں میں اندر گیا۔ دہلی والے ڈاکٹر حوشی صاحب بار پائے تھے اور ہز ہائنس ایک مریضہ کی نسبت ان سے گفتگو فرما رہے تھے۔ نواب صاحب کے بھائی پرنس جعفر علیخاں صاحب بھی وہاں ملنے آئے۔ پھر ہر ہائینس بیگم صاحبہ تشریف لائیں۔ اور پردے کے اندر قوالی سننے کیلئے تشریف فرما ہوگئیں۔

قوالی ہز ہائینس نے ہندی زبان میں پانچ نظمیں حمد و نعت و منقبت کی تحریر فرمائی ہیں۔ پہلے سرکاری قوالوں نے یہ نظمیں گا کر سنائیں۔ پھر ہز ہائنس اور ہر ہائنس مغرب کی نماز کیلئے کھڑے ہوگئے۔ میرے لئے بھی سنی طریقے کے موافق نماز کا الگ انتظام کرایا گیا۔ نماز کے بعد پھر دہلی کے قوالوں نے حضرت امیر خسروؒ کا ہندی کلام گا کر سنایا۔ اور ہز ہائنس بتاتے گئے کہ یہ کلام کس طرح گانا چاہیئے حضرت امیر خسروؒ کا مشہور رنگ جو ہمارے ہاں قوالی میں گایا جاتا ہے سننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان قوالوں نے صرف تین دوہے گائے ہیں میرے والد کو ستر دوہے یاد تھے۔ اور وہ میرے پاس قلمبند

سید ضامن صاحب کے میرے ہم جد بھائی سید اعجاز حسین صاحب ضامن ساکن نوگانواں مراد آباد ہز ہائی نس کے مصاحب ہیں۔ ان کو ہز ہائینس نے حکم دیا تھا کہ قوال گاتے جائیں اور تم حضرت امیر خسرو رض کا کلام لکھتے جاؤ۔

کھانا کے قوالی کے بعد مردانہ برخاست ہوا۔ اور ہر ہائی نس باہر تشریف لے آئیں۔ نواب صاحب نے آواز دی "قدسیہ تم بھی یہاں آجاؤ"۔ ایک خاتون سامنے آئیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا۔ تو نواب صاحب نے پوچھا "آپ نے ان کو پہچانا؟" میں نے کہا نہیں پہچانا۔ فرمایا یہ زیدی صاحب کی بیوی ہیں۔ میں نے کہا اب پہچانا۔ یہ میری جان بچانے والے کی بیٹی ہیں۔ زیدی صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ اور نواب صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ نے حیرت سے پوچھا "یہ کیا واقعہ تھا؟"۔

میں نے کہا جب لارڈ ہارڈنگ وائسرائے ہند پر بم پھینکا گیا۔ اس کی صبح کو میرا ایک مضمون اخبار زمیندار لاہور میں شائع ہوا تھا جس کا عنوان تھا "تخت گاہ کے ایک تختے کا پیام وائسرائے کے نام"۔ جس میں ایسے اشارات تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ مجھے بم بازی کی پہلے سے خبر تھی اس بنا پر دوسرے دن فتح محمد خاں کوتوال دہلی نے مجھے واحدی صاحب کے مکان سے گرفتار کیا۔ اور اُس مکان پر لے گئے۔ جہاں سے بم پھینکا گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں چند انگریز پولیس افسر بیٹھے ہیں۔ اور اُن کے سامنے زمیندار اخبار رکھا ہے۔ انگریز افسروں نے مجھ سے پوچھا اخبار زمیندار لاہور میں وائسرائے کی نسبت جو مضمون شائع ہوا ہے وہ آپ کا لکھا ہوا ہے؟ میں نے اقبال کیا۔ افسروں نے کہا اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس واقعے کی پہلے سے خبر تھی۔ اور آپ جانتے تھے کہ بم پھینکا جائیگا۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ بم کس نے پھینکا ہے۔ میں نے جواب دیا مجھے کچھ معلوم نہیں ہے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ میں نے یہ مضمون لکھا تھا۔ اور میرے دل میں جو بات خدا نے پیدا کی تھی اُس کو قلم بند کر دیا تھا۔ انگریز افسروں نے بہت تلخ انداز سے کہا تھا "نہیں تم سب کچھ جانتے ہو"۔

اُس وقت قدسیہ بیگم صاحبہ کے والد خان بہادر عبداللہ خاں مرحوم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی دہلی وہاں موجود تھے۔ اور چونکہ وہ اہل قرآن فرقے میں تھے۔ اور میری اُن سے بحث ہوا کرتی تھی۔ اسواسطے مجھے اندیشہ تھا کہ آج ڈپٹی صاحب مجھ بے گناہ کو ضرور پھنسوا دینگے۔ لیکن جب انگریز افسروں نے ڈپٹی صاحب سے پوچھا تو انھوں نے اردو زبان میں کہا اور بہت ہتک آمیز لہجے میں کہا "یہ شخص پیری مریدی کرتا ہے۔ اور جاہلوں پر اپنے روحانی کمال کا اثر جمانے کیلئے ایسی باتیں اخباروں میں لکھا کرتا ہے کہ اگر وہ باتیں غلط ثابت ہوں تو لوگ بھول جاتے ہیں اور سچی ثابت ہوں تو اس کے معتقد بن جاتے ہیں اور اس کو نذر نیاز دیتے ہیں۔ اس واسطے میری یہ رائے ہے کہ اسکا تعلق بم بازوں سے نہیں ہے"۔ تینوں انگریز ہنسے اور مجھ سے کہا آپ واپس جا سکتے ہیں

اس لئے میں قدسیہ کے باپ کو اپنا جان بچانے والا کہتا ہوں۔ اور جب تک زندہ ہوں کہتا رہونگا۔

اس کے بعد ہم سب کھانے کی میز پر گئے۔ میز پر ہز ہائی نس اور ہر ہائی نس اور زیدی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور سید ضامن شریک تھے ہز ہائی نس از راہ محبت اپنے ہاتھ سے عمدہ عمدہ کھانے میری طرف بڑھاتے جاتے تھے۔ میں ان کھانوں کی صورت دیکھتا تھا خوشبو سونگھتا تھا لیکن کھاتا تھا وہی چیز جو میرے معدے کی عاقبت کے موافق ہوتی تھی۔

کھانے کے بعد ہم سب ایک کمرے میں آ کر بیٹھے۔ اور وہاں علمی اور دینی گفتگو شروع ہوئی ہز ہائی نس نے فرمایا جتنا کلام حضرت امیر خسرو رض کا قوالوں نے ابھی سنایا اس میں امیر خسرو رض کا تخلص نہیں ہے۔ میں کیونکر مان لوں کہ یہ کلام حضرت امیر خسرو رض کا ہے۔ میں نے کہا ساڑھے چھ سو برس کی روایات سے یہ ثابت ہے کہ سال کے دو عرسوں میں جو قوالی ہمارے ہاں درگاہ میں ہوتی ہے اس میں یہ کلام گایا جاتا ہے۔ اور حضرت امیر خسرو رض کا کلام سمجھا جاتا ہے۔

ہر ہائی نس کا فیصلہ کہ آخر میں ہر ہائی نس بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت امیر خسرو رض کے جتنے ہندی اقوال اور کہہ مکرنیاں اور پہیلیاں مشہور ہیں اُن میں خسرو رض نام موجود ہے۔ لیکن گانے کا جتنا ہندی کلام ہے اس میں تخلص نہیں ہے۔ بسوائے ایک دوہے کے جو حضرت امیر خسرو رض نے آخر وقت اپنے پیر کے مزار کو دیکھ کر پڑھا تھا۔ اور اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی تھی۔ اور [illegible] یہ ہے

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چوندیس

ہر ہائینس کی یہ دلیل سنکر میں پھڑک گیا۔ اور میں نے ہز ہائینس سے کہا بیگم صاحبہ نے بہت خوب فرمایا ہے اور حضرت امیر خسرو رض کی روح انکی زبان سے بول رہی ہے۔ نواب صاحب نے جواب دیا میں بھی اس دلیل کو وزنی سمجھتا ہوں۔ اور تحقیقات کے بعد حضرت امیر خسرو رض کا کلام چھپواؤنگا۔

رخصت کے وقت رات کے بارہ بج گئے۔ اور میں نے ہز ہائینس سے صبح دہلی واپس جانے کی اجازت چاہی ہز ہائینس نے کچھ تامل کے بعد اجازت دیدی۔

رات کی سردی کے سرکاری مہمان خانے کے بستر میں بہت نفیس کمبل تھے مگر وہ میرے لئے کافی نہ تھے تو اس نے اپنا لحاف میرے اوپر ڈال دیا تب نیند آئی۔

سرکار عالیہ نے آپ کی قیمتی ادبی خدمات
کا احترام کرتے ہوئے "شمس العلماء"
کا گران قدر اعزازی رتبہ عطا کیا ہے۔
میں دلی محبت اور عقیدت سے ہدیۂ
تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں
کہ آپ عرصہ دراز تک سلامت و
باصحت رہیں۔ آمین والسلام۔

نیازمند:۔ اکرام اللہ۔ دہلی

تعارف اور شکریہ کہ آپ میرے قدیمی
مخلص ہیں۔ آپ کے نام کے سب حروف
بے نقطہ ہیں۔ اور آپ کے حساب شمسی
سے میں اتنا ہی ڈرتا ہوں جتنا اپنے
کندھوں کے فرشتوں سے ڈرتا ہوں
جو دکھائی نہیں دیتے۔ اور جو چاہتے
ہیں میرے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں
آپ کی مخلصانہ محبت اور مبارک باد
کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

سید ارتضیٰ حسین بی اے کا خط

مربی محترم حضرت خواجہ حسن نظامی
صاحب مدظلہ العالی۔ سلام علیکم
مزاج گرامی۔ یکم جنوری کے اخبار سے
سال نو کے خطابات کی فہرست معلوم
ہوئی جس میں شمس العلماء کے ساتھ جناب
کا اسم گرامی دیکھ کر بڑی خوشی حاصل
ہوئی اور وہ اس لئے کہ آپ سے نسبی
الحاق ہے۔ سادات نوگانواں اب
یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شمس العلماء
بھی ہے۔

میری اور میرے متعلقین کی جانب سے
دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ دعا ہے کہ
خدا اس اعزاز کو ہمیشہ قائم و باقی رکھے۔
والسلام سید ارتضیٰ حسین۔ محلہ سعد گران دہلی

تعارف اور شکریہ کہ میرے جدامجد اور
آپ کے جدامجد ایک تھے۔ آپ ضلع مرادآباد
کے قصبہ نوگانواں سادات میں پیدا
ہوئے۔ جہاں آپ کے بزرگوں کو دہلی کے
بادشاہ نے اپنی بیٹی سے شادی کرکے
نوگانوں جاگیر میں دیئے تھے۔ اور میں
دلی کے قریب ایک ٹوٹے پھوٹے پرانے
گاؤں میں رہتا ہوں۔ آپ کے وطن کے
نام میں لفظ "نو" ہے یعنی نیا۔ اور میرا
گاؤں ہر لحاظ سے پرانا ہے۔ میرے ہم جد
لوگ کچھ نوگانواں سادات میں رہتے ہیں کچھ
سامانہ پٹیالہ میں رہتے ہیں کچھ پاک پٹن ضلع
منٹگمری میں رہتے ہیں اور انہیں اکثر شیعہ ہوگئے
ہیں اور میں اپنے ان سب بھائیوں کو اپنا سمجھتا
ہوں جو اگرچہ آنکھوں سے اوجھل ہیں مگر دل کے اندر موجود ہیں آپ نے
بھی یہ خط لکھ کر وہی بات ظاہر کی ہے۔
کہ ہم جد خاندان والوں کو اس خطاب
سے خوشی ہوگی۔ لیکن میرا خیال یہ ہے
کہ ایک بادشاہ نے بیٹی اور جاگیر دیکر
بھائیوں کو جدا کردیا کہ آپ دلی سے
دور جاکر پیدا ہوئے۔ اب دوسرے
بادشاہ نے یہ خطاب دیا ہے خدا کرے
یہ خطاب اس قسم کے برتاؤ سے جیسا کہ
آپ نے اس خط میں ظاہر کیا ہے ہم سب
کو آپس میں اور زیادہ قریب کردے۔
دلی شکریہ بھائی صاحب! حسن نظامی۔

سید بھائی کا خط

مخدومی قبلہ سید صاحب سلام علیکم
کل کے روزنامہ ڈان میں فہرست خطابات
کا ملاحظہ کیا۔ گورنمنٹ نے آپ کی تحریر
اور لیاقت کی داد دیتے ہوئے آپ کو
شمس العلماء کے خطاب سے مزین کیا
دل کو از حد مسرت ہوئی۔ تمام عقیدتمندوں
کی طرف سے ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔
اور اس خوشی میں آج اپنے دوستوں
کو چائے کی دعوت دیتا ہوں۔
یوں تو قدرت خداوندی نے خاندانِ
رسالت کو ایسے خطابات دیئے ہیں۔
اور دلوں میں محبت اہل بیت کی استوار
کیا ہے۔ پھر بھی دنیا کی نظروں میں ظاہری
خطاب معنی خیز ہے تاکہ ثابت ہوجائے
کہ دین اور دنیا دونوں ہی اولاد علی
کے لئے ہیں۔ قدم بوسی کے لئے دل ماہی
بے آب کی طرح تڑپتا ہے۔ واپس
تشریف لانے کا کب ارادہ ہے۔

والسلام۔ تابع فرمان:۔ سید محمد انور
نئی دہلی

تعارف اور شکریہ کہ آپ سید بھائی
ہیں۔ اور باوجود شیعہ ہونے کے مجھ
ناکارہ سنی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور
دہلی میں بیٹھ کر مجھے یاد کرتے ہیں۔ مجھے
بھی آپ کی وہ لیچیاں یاد آتی ہیں جو
برف میں ٹھنڈی کرکے کھلانے آیا کرتے
تھے۔ انگور کھلایا کرتے تھے۔ مٹھائیاں
کھلایا کرتے تھے۔ لوگ کہتے تھے یہ لڑکا
آپ کو شیعہ بنا لیگا۔ میں کہا کرتا تھا اب
زمانہ شیعہ سنی کی بحث کا ختم ہو رہا ہے
سات سو برس پہلے حضرت خواجہ صاحب
اجمیریؒ نے ایک شیعہ خاتون سے نکاح
کیا۔ اس وقت سے لیکر آج تک کسی
نے اس رشتے پر اعتراض نہ کیا تو اب
تم لوگ لیچیاں اور مٹھائیاں اور
انگور کھلانے والے میں اور مجھ میں
کیوں رخنہ اندازی کرتے ہو۔ بہرحال
آپ کی تہنیت کا دلی شکریہ۔ اور اب

میں بہت جلد آپ کے پاس آجاؤں گا۔ اور کہونگا ہمارے ہاں آؤگے تو کیا لاؤگے؟ اور ہم تمہارے ہاں آئیں گے تو کیا کھلاؤ گے؟

حسن نظامی

ایڈیٹر صاحبہ اخبار دستکاری کا خط

مکرمی و محترمی حضرت خواجہ صاحب

السلام علیکم۔ ارادہ تو یہ تھا کہ خود حاضر ہو کر خطاب کی مبارکباد پیش کروں لیکن منادی سے معلوم ہوا کہ آپ حیدر آباد تشریف لے گئے ہیں اس لئے حاضر نہ ہوئی۔

صرف سی پارہ دل سے ہی جس علمیت کا اظہار ہوا ہے وہی آپ کو شمس العلماء بنانے کے لئے کافی تھی پھر آپکے سب علمی معرکے اور خدمات تو شمس العلماء کے خطاب سے کہیں بلند ہیں آج کے ایک اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں کو اس خطاب پر اعتراض ہے۔ یہ دراصل حکومت اور آپکا قصور نہیں بلکہ انکے ذوق کا قصور ہے

حسن نظامی جیسے صاحب طرز نثر نگار کی علمیت پر جسے شک ہو اسے اپنے ادبی ذوق کا ماتم کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ آپ کیلئے یہ خطاب مبارک کرے۔ خواجہ بانو کو میرا سلام پہنچا دیجئے۔

آپکی بہن
بیگم شفیع احمد۔ مدیرۂ دستکاری

تعارف اور شکریہ کہ آپ کے شوہر میرے بہت پرانے دوست تھے حضرت خواجہ میر درد دہلوی رح کی اولاد تھے ان کی زندگی محنت اور عمل کا ایک بہت اچھا نمونہ تھی۔ انھوں نے بیکار لوگوں کو اپنے اخبار "دستکاری" کے ذریعے بہت کچھ زندہ پہونچایا تھا۔ مگر اُن کی وفات کے بعد آپ نے جس قابلیت اور مردانہ ہمت کے ساتھ ان کے اخبار کو قائم و برقرار رکھا۔ اور اس میں چار چاند لگا دیئے۔ اس سے یہ ثابت کر دکھایا کہ دہلی شہر کی عورتیں بھی مردوں کی صف میں کامیابی کے ساتھ کام کر سکتی ہیں۔ اس لئے آپ کے اس خط نے جس میں میری نسبت قدر شناسی کے الفاظ ہیں مجھے بہت متاثر کیا۔ جب میں بڑے بڑے جلسوں میں اور چیف کمشنر کی مجلس اخبارات میں برقع کے پردے کے اندر آپ کو دیکھتا ہوں۔ اور آپ کی تقریریں سنتا ہوں۔ اور اخبار دستکاری میں آپ کی تحریریں پڑھوا کر سنتا ہوں تو میں بھی تعریف کرتا ہوں۔ اور خواجہ بانو بھی تعریف کرتی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمان عورتوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لئے اپنے ہونہار بچوں کے ساتھ زندہ سلامت رہیں۔

حسن نظامی۔

سردار گوردواس سنگھ صاحب کا خط

مشفق مہربان خواجہ صاحب۔

تسلیمات۔ مقام مسرت ہے کہ لاکھوں کروڑوں اہل ہند کے علاوہ گورنمنٹ برطانیہ کو بھی آپکی خداداد قابلیت کا اعتراف کرنا پڑا اور شمس العلماء کا اعزاز پیش کرنا پڑا۔ دلی مبارکباد قبول کریں۔

آج سر صاحب جی مہاراج حیات ہوتے تو آپ کو پیغام تہنیت بھیجتے۔

آپکا خادم
گوردواس سنگھ اہلووالیہ بی۔ اے۔
سابق چیف ایڈیٹر دیال باغ۔ آگرہ۔

شکریہ کہ آپ میرے پرانے دوست ہیں۔ اور میرے مرحوم دوست سر صاحب جی مہاراج کے اخبار پریم کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آپکی تہنیت میرے ایک بھائی کی مبارکباد ہے۔ شکر گذار حسن نظامی

خانبہادر مشتاق احمد صاحب گرمانی کا خط

محترمی و گرامی شمس العلماء حضرت خواجہ صاحب

سلام علیکم۔ نیاز۔ آپ کا نیا خطاب دراصل حکومت کی طرف سے اعتراف حقیقت ہے جسکے لئے حکومت اور آپ مستحق مبارکباد ہیں۔ میری طرف سے دلی تہنیت قبول فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض علمی سے ملک و ملت کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع بخشے۔

نیاز مند
مشتاق احمد گرمانی۔

شکریہ کہ آپکی علمیت اور قابلیت اور خدمات ملک و قوم میرے دوست نواب سر سکندر حیات خاں مرحوم کی رفاقت کے زمانے سے آج تک پنجاب میں سورج کیطرح روشن ہیں۔ دلی شکر گزار حسن نظامی

ہدایت محی صاحب ایم اے کا خط۔

محترم۔ السلام علیکم۔ مزاج اقدس۔

نئے سال کے اعزازات میں آنجناب کا اسم گرامی دیکھکر ہدیۂ تہنیت پیش کرنے کے لئے بذات خود حاضر خدمت ہونے کا آرزومند تھا۔ مگر بوجہ اس ارادہ کی تکمیل میں مزید تعویق کا احتمال ہے۔ چنانچہ تحریری حاضری پر اکتفا کرتا ہوں۔

مبارکباد قبول فرمائیے۔ عوام و خواص کے نزدیک تو اردو ادب میں آپ کی جگہ آج سے بہت پہلے شمس العلماء مولوی

نذیر احمد و شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد
کے دوش بدوش متعین ہو چکی تھی۔ جائے
مسرت ہے کہ مقامی حکومت نے بھی دیر
سہی مگر اس اعزاز کا اعتراف کر لیا ہے
دعا ہے کہ آپ اس افتخار کو جو اُردو کے
فدائیوں کو آپ کی ادبی حیثیت سے میسر ہے
سالہا سال بنفس نفیس قائم رکھیں۔
والسلام۔ برادران حسین و علی صاحبان
کی خدمت میں بھی مبارکباد عرض ہے۔
خادم نیاز۔ ہدایت محسنی

شکریہ کہ رفیق عزیز ہدایت محسنی صاحب ایم۔ اے عرصہ
دراز تک میرے اخبار منادی کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں
اور میں نے ان کے خلوص اور علمی ذوق کا بہت کافی تجربہ کیا ہے
شکر گزار:۔ حسن نظامی

خان صاحب حکیم محمود علیخان صاحب ماہر کا خط

حضرت اقدس دام ظلہٗ
آداب عرض۔ خطاب شمس العلماء کی
دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ محمود

شکریہ کہ میرے مخلص قدیم حکیم ماہر صاحب کے اخبار خطوں میں
صداقت اور محبت کے سمندر بھرے ہوئے ہیں
میرے دل میں اس تہنیت کی بہت بڑی
عزت ہے۔ حسن نظامی۔

اسسٹنٹ ایڈیٹر رسالہ مشہور دہلی کا خط

مخدومنا! تحیہ تسلیم۔
شمس العلماء خطاب پر میری جانب سے
مبارکباد قبول فرمائیے۔ امید ہے کہ آپکا
مزاج بخیر ہوگا۔ نیاز مند
مقرب حسین الدہلوی۔

شکریہ کہ پیارے بھائی مقرب حسین میری پیاری دلی
کے کامیاب ادیب ہیں۔ ان کی ابتدائی تحریروں
کا جو نقش میرے دل پر ہوا تھا وہ آج تک
قائم ہے۔ حسن نظامی۔

گپتا صاحب جنرل منیجر دال میاں سیمنٹ کمپنی کا خط

مائی ڈیر خواجہ صاحب!
براہ مہربانی خطاب شمس العلماء کی میری
طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔
جو آپکی قابل قدر خدمات کا اعتراف ہے۔
آپکا مخلص:۔ جے۔ ایم۔ گپتا۔

شکریہ کہ گپتا صاحب ایک بہت پرانے ہندو دوست
آتما رام صاحب غازی آبادی کے قرابت دار ہیں اور مجھ سالن
میاں کے نامور دوست سیٹھ دال میاں کے کارخانہ کے منیجر
ہیں۔ انھوں نے یہ مبارکباد دیکر مجھے نیک کو نکیلی بنا دیا۔ حسن

فاروقی صاحب دہلوی کا خط

باواجان۔ آداب قبول فرمائیے۔
شمس العلماء کے خطاب پر میری طرف سے
دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ حق جل مجدہٗ
بطفیل خواجگان چشت آپکا ظلِ
عاطفت اور اس کی مشکبو فضائیں
ہمارے سروں پر تادیر سلامت
رکھے۔ آپ کا: محمد مستحسن فاروقی

شکریہ کہ محب الفقراء مقبول بارگاہ اولیاء اللہ
خادم خواجگان چشت فاروقی صاحب کی اس تہنیت
کو پڑھ کر میں نے دعا کی ذوق شوق ترقی کرے۔
محبت الٰہی حاصل ہو۔ حسن نظامی۔

درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما کا خط

مخدوم و محترم ہم! ثقہت پناہ فیض رساں
جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی!
دست بستہ آداب و قدمبوسی کے بعد
یہ فقیر تہ دل سے مخلصانہ مبارکباد
عرض کرتا ہے۔ سال نو کی اعزازی فہرست
میں آپکا اسم گرامی دیکھ کر جو قلبی مسرت
مجھے حاصل ہوئی اس کو میرا دل ہی خوب
جانتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ
کو ہرگز اس کی خواہش تو کیا خیال بھی
کبھی دل میں پیدا نہیں ہوا۔ مگر مجھے کوئی

سرکاری خطاب ملے بلکہ دو سال گذرے
ایک مرتبہ میں نے آپ کو خطاب نہ ملنے
پر تعجب ظاہر کیا تو آپ نے یہ سنکر
خطابات سے اپنی بیزاری اور ناپسندیدگی
کا اظہار کیا۔ آپ کی ہستی مسلمانوں
میں خصوصاً صوفیائے کرام اور قدامت
پسند اہل اسلام میں بلاشک و شبہ
باعث فخر ہے۔

آپ نے اپنی خداداد ہمت۔ لیاقت
دوربینی فراخ حوصلگی اور پابندی وضع
کے ساتھ ہندوستان میں اسلام اور
مسلمانوں کی عمر بھر خدمت کی ہے اسکو
کون نہیں جانتا آپ نے ملک اور قوم
کے سچے خادم کی حیثیت میں نمایاں کام
کرکے مخدومیت کا درجہ حاصل کیا ہے
آپکی بے تعصبی اور غیر مسلموں کے ساتھ
رواداری اظہر من الشمس ہے خصوصاً
ہندو مسلم اتحاد کے علمبرداروں میں آپکا
نمبر صف اول میں ہے۔

علمی۔ تاریخی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔
اور ادبی معلومات کا ذخیرہ آپکی تصنیف
کردہ کتب کا آپ کے بعد تاریخ ہند میں
ایک بے نظیر اضافے کا موجب ہوگا۔
جس کو ہندوستانی قوم کی آئندہ نسلیں
کبھی نہ بھولیں گی۔

شمس العلماء کا خطاب آپکے خادمان
کو بھی ملنے کا تعجب نہیں ہے اور آپکی
ہستی تو بلا مبالغہ اس امتیاز سے بہت
بالاتر ہے۔ تاہم حکومت کی جانب سے
اس اعزاز کا اعلان اہل علم و عمل میں
بھی قدردانی کا ثبوت ہے۔
مجھے اس عریضۂ مبارکباد میں کچھ
آپکی خوشامد مقصود نہیں ہے بلکہ

در حقیقت اس موقعہ پر آپکی ملکی و ملی خدمات کا اعتراف کئے بغیر میرا دل باز نہ رہ سکا۔

آخر میں میرے اور میرے رفقائے کار اور اہل خاندان کی دلی تمنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالے آپ کی عمر میں درازی و برکت عطا فرمائے اور آپ ہمیشہ دورِ حوادث سے محفوظ و مامون رہیں۔ آمین۔ آپکا قدیمی مخلص دعاگو

سید عنایت حسین رسولنمائی

نبیرہ و سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسولنما اویس ثانی قدس سرہٗ دہلی

شکریہ کہ برادر گرامی قدر دہلی کی ایک بڑی فیض رساں درگاہ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ازراہ محبت و خلوص جو کچھ میری ناکارہ خدمات کا ذکر کیا۔ اس سے مجھے ندامت ہوئی۔ دلی شکرگذار۔ حسن نظامی۔

شیخ ذکر الرحمن صاحب ایڈووکیٹ دہلی کا خط

سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالے۔ السلام علیکم۔

خاکسار آپکو شمس العلماء خطاب ملنے پر مبارکباد عرض کرتا ہے خداوند کریم آپ کو تندرست و توانا رکھے اور مسلمانوں اور اردو کی خدمت کیلئے سلامت رکھے۔ آمین۔

نیاز مند۔ شیخ ذکر الرحمن ایڈووکیٹ دہلی

شکریہ کہ آپ ایک نامور قانونی اور علمی خاندان کے رکن ہیں۔ آپکی صورت بھی اچھی اور سیرت بھی اچھی۔ اور باوجود کم عمر ہونے کے خیالات بزرگانہ رکھتے ہیں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی۔

عرب بھائی کا خط۔

محترمی جناب خواجہ صاحب

آداب عرض ہے۔ اس وقت یہ خوشخبری معلوم ہوئی۔ کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے۔ ان خدمات کے اعتبار سے جو آپ نے مذہب علم و ادب کی انجام دی ہیں۔ یہ خطاب آپ کے لئے نہیں بلکہ خود خطاب کیلئے باعث افتخار ہے۔

میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے۔

والسلام۔ (سید عبدالحی جعفری ایڈووکیٹ دہلی)

شکریہ کہ آپکے بزرگوں سے میرے بزرگوں کا بھائی چارہ تھا آپکو جو خلوص ہمیشہ سے میرے ساتھ ہے وہ میرے دل پر نقش ہے۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

رفیق المسلمین خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب کا خط

مکرم و محترم شمس العلما حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ السلام علیکم۔

سال نو کے موقع پر اعزازات کی فہرست میں جناب کا اسم گرامی پڑھکر بہت مسرور ہوا۔ مبارکباد قبول فرمائیے۔ اللہ تعالے آپ کو دارین میں خوشحال رکھے۔ کچھ عرصہ سے سُن رہا تھا کہ زمانہ جنگ کی خدمات کے صلہ میں فہرست طویل تیار کی جارہی ہے جملہ اقوام میں اتحاد قائم رکھنے کی سعی میں جو شاندار حصہ جناب والا نے لیا تھا اس کو حکومت نے بنظر استحسان دیکھا اور شمس العلماء کے مذہبی خطاب سے اعتراف ظاہر کیا۔ امید کہ آپ مع الخیر ہونگے۔

وجیہہ الدین عفی عنہ کشمیری دروازہ دہلی۔

شکریہ کہ پیارے بھائی حاجی صاحب! آپ میرے قرن اول کے رفیقوں میں ہیں اور میری بیکس مسلمان قوم کی رفاقت کا عمل ساری عمر کرتے رہے ہیں۔ دلی شکرگذار حسن نظامی۔

محمد نعیم صاحب بی۔اے کا خط۔

السلام علیکم۔ حضور کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جس وقت اخبار میں آنجناب کا خطاب دیکھا بہت خوشی ہوئی۔ درحقیقت یہ خطاب اور بھی پہلے ملنا چاہیئے تھا حضور کہیں اس سے زیادہ کے مستحق ہیں آپ نے جس محنت و کاوش سے اردو ادب کی خدمت کی ہے اردو زبان ہمیشہ مرہون منت رہیگی۔ مجھے امید ہے کہ اور بھی خطابات اسی طرح یکے بعد دیگرے حضور کی قدمبوسی کرتے رہیں گے۔

حضور کی دعا و کرم سے میں بخیریت ہوں اور آپ کے جان و مال کا دعاگو ہوں۔

والسلام۔ خادم:۔ محمد نعیم۔

شکریہ کہ پیارے بھائی نعیم صاحب ممالک متحدہ یعنی یوپی سے دلی میں آئے ہیں اور میرے پڑوس کی رونق بڑھائی ہے انکی تہنیت صادقانہ ہے مخلصانہ ہے اور محبت کا نمونہ ہے دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

لالہ پریم پرکاش کا خط۔

قبلہ و کعبہ خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہٗ۔ بعد آداب و قدمبوسی کے میں یہاں پر بخیریت تمام ہوں۔ آپ کی خیر و عافیت بھگوان سے نیک مطلوب۔

آج اخبار میں پڑھکر بہت بہت خوشی ہوئی۔ کہ سرکار کی طرف سے جناب کو شمس العلما کا خطاب مرحمت فرمایا گیا ہے۔ میرے خیال سے آپکی قابلیت اور خدمت خلق کے دیکھتے ہوئے۔ اگر اس سے بھی اونچے درجے کا کوئی خطاب ہو سکتا ہے تو اُس کی برابری میں ہیچ ہے۔ خیر اس کے لئے ہمیں آپ کے دوستوں کو چشتی پارٹی کو یہانتک کہ تمام ہندوستان کو فخر ہے اس خوشی میں آپ کی خدمت میں بہت بہت مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

نیاز مند:۔ پریم پرکاش۔

شکریہ کہ جب پیارے پریم کا یہ پریم کا خط حیدرآباد میں آیا تو میرے مقصود میں وہ اور للا دیبی پر خلوص کرتے ہوئے میرے سامنے آگئے۔ شکریہ۔ حسن نظامی۔

قاضی سعید صاحب کا خط

مکرم و معظم بندہ حضرت خواجہ صاحب زاد فیوضہم۔ السلام علیکم

مزاج مبارک۔ سال نو کی فہرست خطابات میں آپ کا اسم گرامی بزمرۂ "شمس العلماء" دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ گورنمنٹ نے آپ کو شمس العلماء بنانے میں بہت تساہل سے کام لیا اور بہت دیر کی حالانکہ آپ اس کے مستحق اب سے ۲۵ سال پہلے تھے۔ خیر۔ لہذا آپ کی خدمت بابرکت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ خداوند عالم آپ کا سایہ عرصہ دراز تک ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

خیر اندیش طالب دعا:۔ سعید عفی عنہ۔

شکریہ کہ آپ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کے پیرزادے اور مجھ سے محبت و خلوص رکھنے والے ہیں۔ آپکی تہنیت میرے دل پر نقش رہیگی۔ حسن نظامی

ملا محمد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ کا خط

مخدوم و محترم! سلام علیکم۔

خطابات کی فہرست میں آپ کا نام ریڈیو پر سنا۔

عزت خداداد میں حکومت کی دی ہوئی عزت کا اضافہ ہوا ہے۔ خدا سازگار کرے۔ خادم خیر طلب:۔ واحدی

شکریہ کہ آپ میرے ازل سے ابد تک کے رفیق اور محرم راز ہیں۔ آپکو خدا نے عدل و دیانت کی بہت بڑی دولت دی ہے۔ آپکے ہر لفظ کا میرے دل پر اثر ہوا۔ شکر گذار حسن نظامی۔

منشی عبد الحمید خاں صاحب انصاری ایڈیٹر رسالہ مولوی کا خط

سیدی و مولائی۔ آداب خادمانہ۔

حضرت بدر الاصفیا تو پہلے ہی تھے اب شمس العلماء بھی ہو گئے۔ مبارکباد عرض ہے اس سے اور بھی مسرت ہے کہ حضور کی آمدنی میں ۵۰۰ سالانہ کا اضافہ بھی ہو گیا والحمد للہ۔ نیاز کیش:۔ عبد الحمید۔

شکریہ کہ مولوی رسالے کی کوئل کی کوک بھی کان میں آئی۔ جو خدمت درویش اور مولوی کے ذریعے اس کوئل نے کی ہے اس پر اس خطاب کو نچھاور کر دینا چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔

مسجد درگاہ شریف کے امام صاحب کا خط

نجم الادبا قمر الفضلا شمس العلماء بندہ نواز حضرت خواجہ صاحب قبلہ مد فیوضہم!

السلام علیکم۔ آج صبح ہی عام خبر سنی کہ حکومت انگلشیہ نے جناب کو شمس العلماء خطاب سے ممتاز فرمایا ہے نہایت درجہ خوشی اور انتہائی مسرت ہوئی کہ سات سو برس سے ہماری درگاہ میں یہ اعزاز کبھی اور کسی کو نہ ہوا یہ نظیر عدیم النظیر ہے۔ میں نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ اول سالگرہ ۲ ماہ محرم الحرام اور بعدہٗ خطاب شمس العلماء ۲۶ محرم الحرام یعنی یکم ماہ جنوری ۱۹۲۶ء کی خوردانہ طریقہ پر مؤدب مبارکباد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنی چاہتا ہوں۔ قبول فرمائی جائے۔

میاں اسلام الدین اور انکی دلہن بھی آپ کو اور حضرت جناب خواجہ بانو صاحبہ کو آداب تسلیمات عرض کرتے ہیں۔

عریضۂ ادب۔ کمترین سمیع الدین۔

(امام جامع مسجد درگاہ حضرت سلطان المشائخ و فاتحہ خوان مجالس اعراس درگاہ)

شکریہ کہ آپ دوست بھی قرابت دار بھی ہیں بھائی ہیں۔ اور میری پوتی کے خسر بھی ہیں آپکے ہر لفظ کو میں نے اپنے دل پر کندہ کر لیا ہے۔ حسن نظامی

دہلی ٹائیل کمپنی کے مالک صاحب کا خط

مکرمی جناب شمس العلماء خواجہ صاحب۔

آداب عرض۔ میں نے فہرست خطابات میں یہ خبر مسرت کے ساتھ پڑھی کہ آپ کی علمی اور ادبی خدمات کا اعتراف گورنمنٹ نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب دے کر کیا ہے۔ میں آپکو دلی مبارکباد دیتا ہوں شکر ہے کہ آخر حق بہ حقدار رسید۔

خاکسار:۔ گنبیر کشور۔

شکریہ کہ پیارے بھائی گنبیر کشور! آپ ٹائیل لگا کر گھروں کو آراستہ کرتے ہیں آپکی سچی محبت کے اس خط نے میرے اجاڑ دل کو آراستہ کر دیا۔ دلی شکر۔ حسن نظامی

سید محمد اقبال الدین صاحب کا خط

جناب والا۔ السلام علیکم۔

فرینڈس اسپورٹنگ کلب دہلی و آل انڈیا اتاترک میموریل فٹ بال ٹورنمنٹ کی انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے میں جناب کو شمس العلماء کے خطاب پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپکی خدمات جلیلہ جو آپ نے مسلم قوم کے لئے انجام دی ہیں قابل قدر اور قابل مبارکباد ہیں۔ میں ہوں آپکا خادم

سید محمد اقبال الدین۔ مالک اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خاں دہلی۔

شکریہ کہ آپکی ذاتی اور جماعتی تہنیت کی صداقت کے آگے میرا سر شکرگذاری سے جھک گیا۔ حسن نظامی۔

شاہ رحمان صاحب انصاری کا خط

مکرم و محترم جناب قبلہ خواجہ صاحب تسلیم۔ مجھے پہلی جنوری ۱۹۲۶ء کو اخبار میں آپکو خطاب شمس العلماء کا ملنا پڑھکر

بیحد خوشی ہوئی۔ میں نے فوراً مبارکباد کی کا نظام الدین ٹیلیفون کیا۔ مگر کوئی نہ ملا۔ اس کے بعد میں نے شوکت علی صاحب فہمی کو جاکر خوشخبری سُنائی۔

دو یا تین روز ہوئے علی صاحب کو مبارکباد پیش کردی تھی اور اب آپکو بذریعہ تحریر ہذا مبارکباد پیش کرتا ہوں قبول فرمایئے۔ آپکا

شاد رحمان انصاری ایڈوکیٹ

شکریہ کہ آپ لائق وکیل ہیں۔ انجمن اتحاد ملت کے صدر ہیں۔ پرانے ملاقاتی ہیں۔ آپکی تہنیت کا دِلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

قاضی صفدر علی صاحب کا خط

مکرمی جناب خواجہ علی نظامی صاحب۔

میں نے آج صبح کلکتہ کے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ خواجہ صاحب کو شمس العلماءً کا خطاب ملا ہے جسکی میں اور بھائی اشفاق مبارکباد پیش کرتے ہیں فقط

والسلام۔ صفدر علی نظامی۔

شکریہ کہ آپ اور سید اشفاق علی صاحب میرے قرابت دار ہیں۔ آپ دونوں کی تہنیت کا بہت اثر ہوا کیونکہ آپ دونوں نے سفر کلکتہ میں بھی مجھے یاد رکھا۔ حسن نظامی۔

عظمت صاحب کا خط

محترمی خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ مزاج شریف۔ کل اخبار میں یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ امسال گورنمنٹ نے آپ کو خطاب شمس العلماء عطا فرمایا۔ میری جانب سے مبارکباد قبول فرمایئے۔ والسلام

مشت خاک:۔ عظمت۔ از دہلی کچہری۔

شکریہ کہ آپ عظمت ہیں اللہ ہر شانی اللہ کیسے زیبا ہے۔ تاہم آپکی صادقانہ مبارکباد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

چودھری چمن علی نظامی کا خط

عالیجناب فخر الملت اسلام شمس العلماء اسلام حضرت قبلہ و کعبہ مولانا مولوی سید خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ۔

السلام علیکم۔ آپ کو اور سرکار عالی دکن کو اور قائد اعظم کو اور تمام حامیان لیگ کو نیا سنہ ہجری و عیسوی مبارک ہو اور بابا جان آپکو شمس العلماءً کا خطاب مبارک ہو یہ آپکا ناچیز خادم مسلم لیگ اور چشتی برادری کیطرف سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔ آپکا ناچیز خادم

چمن علی چودھری مشیت علی جعفری نظامی۔

شکریہ کہ باغ کو پُر بہار بنانے والے فرزند روحانی کو ماں باپ نے مشیت علی کہا۔ اور میں نے چمن علی نام دیا اُنکی مبارکباد سے دل کی کلی کِھلی حسن نظامی

پیرزادے سید مسلم صاحب نظامی کا خط

قبلہ و کعبہ غریب پرور جناب سید خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہٗ۔

کل کے اخبار ہندوستان ٹائمز میں یہ خبر بڑی مسرت کے ساتھ سننے میں آئی کہ گورنمنٹ نے عالیجناب کو شمس العلماء کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لاتعن ولا تحصے مبارکباد خدمت عالیہ در جنت میں پیش کرتا ہوں۔ (سید مسلم نظامی)

شکریہ کہ تم میرے بھتیجے ہو۔ تم نے تصوف اور اہل تصوف کی ترقی کے لئے زندگی وقف کر دی ہے۔ تمہاری یہ تہنیت میرے اہل بیت کی تہنیت ہے حسن نظامی

آغا محمد صاحب سلطانی کا خط

فقیر حقیر دعاگو آغا محمد سلطانی متعکف آستانہ عالیہ حضور سلطان الاولیاء محبوب الٰہی خواجہ سید نظام الدین اولیاءؒ کے ناقص خیال میں یہ آتا ہے کہ پیروں فقیروں صوفیوں درویشوں کے لئے تو شیخ الاسلام یا ہز ہولی نیس کا خطاب مناسب اور موزوں تھا۔ آپ کی ذات و الاصفات تو اس خطاب کے لائق ہے آپ نے سلسلہ نظامیہ کے احیاء میں جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اور دے رہے ہیں۔ وہ تو اس خطاب کا مستحق جناب کو ثابت کرتی نہیں۔ کہ شیخ الاسلام یا ہز ہولی نیس کا خطاب ہی جناب کے لئے ہونا چاہیئے۔ دعاگو:۔ آغا محمد

شکریہ کہ آغا صاحب چالیس برس سے میرے حضرت کی درگاہ کے اعتکاف میں ہیں۔ شب بیدار ہیں درگاہ کی مسجد انکی اذان سے گونجتی رہتی ہے شکریہ۔ حسن نظامی۔

سیٹھ مینامل صاحب کا خط۔

مکرمی معظمی جناب شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب آف درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء، دہلی۔ تسلیم۔

یہ خبر سنکر از حد مسرت ہوئی کہ سرکار دولت مدار گورنمنٹ عالیہ سے جناب کو سال نو کے اعزاز میں شمس العلماء کا خطاب عطا ہوا ہے۔ جس کے لئے میں آپ کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ایشور سے دعا کرتا ہوں کہ اسی طرح آئندہ بھی آپ کی عزت افزائی ہوتی رہے اور آپ ہمیشہ کے لئے پبلک سیوا کے لئے زندہ رہیں۔ آپکا خیر اندیش

مینامل سومانی دراسیصاحب برہم النکاہ (معروف دھولیہ والے)

شکریہ کہ آپ میرے شہر کے خاندانی رئیس ہیں ہندو مسلم اتحاد کی پرانی نشانی ہیں آپکو میرے ساتھ پرانا تعلق ہے۔ اور میں بھی آپکا قدیمی خیر خواہ ہوں۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

سید حامد صاحب جلالی کا خط

حضرت خواجہ صاحب زیدت معالیہ۔
سال نو اور لقب جدید "شمس العلماء" کی مسرت مبارک ہو۔ آپ کو تاج برطانیہ نے یہ خطاب دے کر آپ کی شان کو دوبالا نہیں کیا۔ اپنی مردم شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ میں اگر مجاز ہوتا تو اس لقب کے ساتھ ساتھ شمس الاصفیاء کا خطاب بھی ضرور پیش کرتا۔

ہم نیازمندوں کی نظر میں اس خطاب (شمس الاصفیاء یا بدر الاصفیاء) کے لئے آپ کی ذات اقدس سے زیادہ اس وقت سارے ہندوستان میں کوئی موزوں اور اہل نہیں۔

زیادہ نیاز۔ نیازمند قدیم سید حامد جلالی غفرلہٗ دہلی

شکریہ کہ آپ نے عام فہم تفسیر اور بخاری شریف کے ترجمہ کی تحریریں جو نمایاں رفاقت میری کی تھی وہی میرے لئے سبب ہے شمس الاصفیاء ہونا یا کوئی اور لقب میں ہرگز اس کے قابل نہیں ہوں۔ آپ کی مخلصانہ محبت کا شکریہ حسن نظامی

مراری لال صاحب اگروال دہلی کا خط

محترم جناب خواجہ صاحب شمس العلماء زاد عنایتہٗ
تسلیم مزاج شریف۔ میں آپ کے گورنمنٹ کی جانب سے خطاب عطا ہونے کے لئے مبارک باد پیش کرتا ہوں اگرچہ آپ اس خطاب کے بہت زمانہ پیشتر سے مستحق تھے۔ آپ کی پبلک خدمات اور صاف گوئی کی وجہ سے پبلک اور گورمنٹ کے دلوں میں گنجائش ہو گئی ہے غیر تعصب اور ایکتا آپ کا مذہب ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ آئندہ ملک میں اپنی مساوات کی پالیسی سے روشنی عطا کریں گے۔ نیازمند۔

مراری لال اگروال۔ نئی دہلی۔

شکریہ کہ پیارے بھائی مراری لال صاحب! مجھے زیادہ خوشی اس سے ہوئی کہ آپ نے میرے دل اور عمل کو پہچان کر سچے دل سے یہ مبارک باد بھیجی ہے۔ میں خدا سے ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ وہ مجھے فرقہ پرستی کے گناہ سے بچائے رکھے۔ شکرگزار حسن نظامی۔

سنہری مسجد کے نائب امام صاحب کا خط

مخدومی و مکرمی قبلہ خواجہ صاحب۔ السلام علیکم
اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر بہت مسرت ہوئی کہ سال نو کے موقعہ پر ملک معظم نے جناب کو "شمس العلماء" کا خطاب مرحمت فرمایا ہے یہ فیض ہے حضرت محبوب الٰہی کا جو دہلی سے لندن گیا اور وہاں سے واپس دہلی آ کر حیدر آباد آپ کے پاس پہنچا۔ میرے محترم اس خطاب پر میں بحیثیت خادم العلماء ہونے کے جناب کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

احقر شبیر احمد غفرلہٗ۔ نائب امام شاہی سنہری مسجد دہلی

شکریہ کہ پیارے بھائی مولانا شبیر احمد صاحب! آپ جس سنہری مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں میں اسی کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں مگر آپ کی مبارکباد سننے سے بھی زیادہ قیمتی مبارکباد ہے کیونکہ سچے دل سے دی گئی ہے۔

عبد اللطیف صاحب مالک لطیفی پریس کا خط

مشفق و مکرم مخدوم و محترم جناب خواجہ صاحب
آداب عرض ہے۔ انتہائی مسرت کا مقام ہے کہ قدر شناس گورمنٹ نے آپ کی حسن خدمات کے صلے میں سال نو کے اعزازات کے موقع پر آپ کو "شمس العلماء" کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ بندے کی جانب سے تبریکات صمیمانہ قبول فرمائیے۔ مخلص عبد اللطیف۔ دہلی

شکریہ۔ آپ کا لطیفی پریس دہلی کا سب سے بڑا پریس اور آپ کا کام سب سے بڑا کام۔ اور آپ کی تہنیت میرے لئے سب سے بڑی تہنیت۔ حسن نظامی

محمد سلطان مرزا صاحب کا خط

حضور والا تسلیم بعد تعظیم قبول ہو۔ اور سال نو مبارک ہو۔ شمس العلماء کے خطاب نے جو آپ کی نسبت سے عزت پائی اور اس کا ذکر اخبارات میں پڑھ کر دل خوش ہوا۔ آپ کی رفعت شان و عظمت مکان اس سے بہت بالا ہے کہ میں آپ کو اس خطاب کے ملنے پر مبارکباد دوں۔

خادم محمد سلطان مرزا۔ دہلی۔

شکریہ کہ پیارے بھائی مولوی محمد سلطان مرزا صاحب پنشنر سشن جج ذی علم ہیں مصنف ہیں۔ اُن کی تہنیت بھی عالمانہ اور منصفانہ ہے۔ تھینک یو مائی ڈیر جج صاحب

حسن نظامی

ریاست اخبار کے ایڈیٹر صاحب کا خط

مخدومی مکرمی و محترمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ
آداب عرض۔ میں نہایت ادب سے جناب والا کی خدمت میں خطاب شمس العلماء کی مبارک باد پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔
جناب والا کو خطاب ملنے سے "خطاب شمس العلماء" کی عزت افزائی ہوئی ہے اور اس خطاب کو چار چاند لگ گئے ہیں۔

خداوند کریم جناب والا کو اسلامی خدمات کرنے کے لئے ہزاروں سال سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔ زیادہ آداب۔ کفش بردار ایس اے خالق

شکریہ کہ آپ کے مرحوم والد شیخ عطاء اللہ صاحب وکیل کے زمانے سے آپ کا گرویدہ ہوں۔ آپ دہلی میں اکانمک فلاسفی کے سب سے بڑے سفرا سفر ہیں۔ آپ کی مبارکباد کا روپے کی طرح گن گن کر رکھتا ہوں۔ شکرگزار حسن نظامی

وائسرائے کے خزانچی کا خط

مخدومی و محترمی حضرت خواجہ صاحب زاد مجدکم
اسلام علیکم۔ مزاج اقدس۔ سال نو کی ہزہائنس خطابات میں آپ کا نام نامی اور اسم گرامی دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ شکر ہے کہ بالآخر گورمنٹ عالیہ نے آپ کی قدر پہچانی۔ اور خطاب "شمس العلماء" سے آپ کی عزت افزائی فرمائی بندہ اس تقریب سعید پر آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے۔ اور بدرگاہ رب العزت دست بدعا ہے کہ وہ آپ کو عرصہ دراز تک سلامت باکرامت رکھے آمین ثم آمین۔ نیازکیش غلام نبی غفرلہ۔

شکریہ کہ پیارے بھائی غلام نبی وائسرائے کے ذاتی خزانچی ہیں اور میں اپنے دل کے خزانوں کو لٹانے والا فضول خرچ ہوں۔ اُن کی مبارک باد وائسرائے کی اشرفیاں ہیں۔ نوٹ ہیں اور ریزگاری بھی ہے۔ شکرگزار۔ حسن نظامی۔

ہز ایکسی لینسی سفیر ایران کا خط

دوست ارجمند۔

آخیراً اطلاع پیدا کردم کہ جنابعالی از طرف دولت انگلستان بہ لقب و عنوان رفیع شمس العلماء ملقب شدہ اید۔ از این خبر بے اندازہ خوشوقت و مسرور شدم و بہ جناب عالی تبریک میگویم۔ لقب اعطائے بہ جناب عالی در واقع اسمی است بامسمی یعنی حکایت از فضل و دانش و کمالات علمی و ملکات اخلاقی و خصائل معنوی و روحی جنابعالی میکند و برائے ہمہ ارادت کیشاں شما اسباب نہایت مسرت قلبی است سلامتی و مزید توفیقات و عمر و دوام عزت و سعادت جنابعالی را از خداوند خواہانم۔ ارادتمند

علی معتمدی۔

شکریہ کہ این تبریک از نمائندہ وطن قدیم مااست۔ و از دوست قدیم است۔ خیلے خیلے ممنون شدم۔ حسن نظامی

آنریبل سر محمد عثمان کا خط۔

مائی ڈیر خواجہ صاحب!

شمس العلماء کے خطاب کی پُرجوش مبارکباد قبول فرمائیے۔

آپکا مخلص (سر) محمد عثمان۔

شکریہ کہ آپ خواجگان چشت رضہ کے مقبول ہیں۔ اور حضور غوث الاعظم رحہ کے فیض یافتہ ہیں اور محب الفقراء ہیں۔ آپکی تہنیت کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس کا خط

مکرمی بندہ جناب خواجہ صاحب۔

آداب و نیاز۔ مزاج گرامی۔

اخبار میں آپکے خطاب شمس العلماء کے متعلق پڑھا۔ بے حد خوشی ہوئی۔ دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے۔ کہ آپ ان دنوں۔ سلطان العلوم کی سلطنت میں قیام رکھتے ہیں۔ اور دکن میں ان دنوں شمس یعنی آفتاب دہلی کے بہ نسبت زیادہ سرخرو ہے۔ اس سردی میں شمس العلماء خطاب کی خبر حیدرآباد میں ہی سننی چاہیئے تھی۔ نیازمند:۔ امیر چند کھنہ۔

شکریہ کہ پیارے بھائی لالہ امیر چند کھنہ کی بذلہ سنجی کا بہت لطف آیا۔ وہ میرے پرانے دوست ہیں اور میں انکے خلوص و محبت کا دیرینہ دلدادہ ہوں۔ شکرگذار حسن نظامی۔

رائے بہادر بر لش چندر صاحب کا خط

مکرمی خواجہ صاحب۔ تسلیم

اُردو میں خط لکھے زمانہ ہی ہوا ہوگا مگر آج کے خطابات کی فہرست میں آپ کا نام دیکھ کر یہ دل نہ مانا کہ آپ کو اردو میں مبارکباد پیش نہ کروں۔ میرے دل میں تو ہمیشہ سے آپ کی جو عزت ہے وہ ان رسمی خطابات سے بہت بالاتر ہے۔ خیر ہزار دل سے آپ کو مبارکباد۔ غنیمت ہے سرکار نے ایسے اشخاص کو بھی خطاب عطا کیا۔ جو کہ لوگوں کے دلوں میں عظمت رکھتے ہیں۔ نیازمند:۔ بر لش چندر۔

(سینیر ایڈووکیٹ فیڈرل کورٹ دہلی)

شکریہ کہ پیارے بھائی رائے بہادر برلش چندر صاحب دلی کے قدیمی رئیس ہیں۔ قانون دانی میں انکی گھر گھر دہوم ہے اور انکی زندگی کا بڑا حصہ دلی کے شہریوں کی خدمت گذاریوں میں گذرا ہے خود بھی سلک سیوک ہیں اور مجھ ناکارہ کو بھی اپنی آنکھ سے دیکھ کر خدمت گذار سمجھتے ہیں۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

حرماں صاحب خیرآبادی کا خط

قبلۂ محترم جناب خواجہ صاحب مدظلہ

آداب و نیاز! راقم الحروف حرماں خیرآبادی آپکی خدمت میں سال نو کے گراں بہا خطاب پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ والسلام

حرماں خیرآبادی مقیم دہلی۔

شکریہ کہ جناب حرماں خیرآبادی کی مبارکباد نہ آتی تو میں اصلی قدردانوں کی قدر افزائی کی مسرت سے محروم رہ جاتا۔ دلی شکرگذار حسن نظامی۔

مولانا محمد اسمٰعیل عشقی نظامی کا خط۔

حضرت قبلہ و کعبہ میرے پیارے خواجہ زاد فیضکم۔ خطاب کی تہ دل سے مبارکباد عرض ہے۔ ادنےٰ خادم ابد

عشقی نظامی روشن دل۔

دعا کہ عابد ہو۔ زاہد ہو مقبول اولیاء اللہ ہو تیس برس سے میری خدمت کر رہے ہو۔ وہ سب دیکھا۔ اور تہنیت بھی خوش ہو کر پڑھی دعا گو حسن نظامی۔

مشتاق حسین صاحب کا خط۔

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب۔

یہ سنکر کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب منجانب گورنمنٹ عالیہ مرحمت ہوا ہے۔ گو میرے خیال میں آپکو اس کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ آپ تو اس سے پہلے شمس و قمر کی طرح روشن ہیں۔ مگر اظہار محبت کے واسطے جناب کو یہ عریضہ ارسال ہے۔ خداوند عالم آپکو ہمیشہ اس سے زیادہ مع عیال و اطفال درخشاں و تاباں رکھے آمین ثم آمین۔

آپکا دعاگو۔ مشتاق حسین مہر دلی۔ دہلی۔

شکریہ کہ آپ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کے پیرزادے اور میرے پرانے عنایت فرما ہیں۔ آپکی تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ کامیاب کا خط

مخدومی! آداب۔ سال نو کی خوشی میں حکومت کی طرف سے آپ کی قومی خدمات اور قربانیوں کی جو توہین ہوئی ہے اُس کا مجھے دلی افسوس ہے اپنی خادمانہ زندگی میں اس پہلی جسارت اور بے ادبی کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ خادم نیازی۔

تعارف اور شکریہ کہ آپ سالہا سال میرے رفیق تحریر رہے ہیں اور اب آزادانہ ادبی کام کر رہے ہیں۔ آپ کے اس نرالے انداز تحریر سے مجھے بہت لطف آیا۔ شکریہ۔

اگر کوئی مرد چوڑیاں پہن لے تو اس کی نسبت بھی متضاد رائے زنی ہوا کرتی ہے۔ حسن نظامی

چودھری رحم علی صاحب ہاشمی کا خط

محترم و مکرم من زید مجدکم۔ تسلیمات عرض۔ آپ کے خطاب کی مبارک باد میں زبانی پیش کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب ٹیلیفون پر پوچھا بھی معلوم ہوا کہ آپ حیدر آباد تشریف رکھتے ہیں اور یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ واپسی کب تک ہوگی جس کی وجہ سے خط بھی نہ لکھ سکا کہ آپ کے پاس سے روانہ نہ ہو جائیں۔ بہر حال اب بہت دیر ہو رہی تھی تو خط کے ذریعے سے دلی مبارکباد پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ قبول فرمائیں گے۔ نیاز مند رحم علی الہاشمی۔ دریا گنج دہلی۔

شکریہ کہ آپ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ کے ماہر انگریزی اخباروں کے ایڈیٹر۔ اور محبت اور خلوص کے پیکر ہیں۔ آپکی تہنیت کا دلی شکر گزار ہوں حسن نظامی

سید بشارت علی صاحب بشارت کا خط

حضرت قبلہ خواجہ صاحب۔ مدظلہ العالی۔ آج کے پرچہ میں یہ دیکھ کر کہ آں قبلہ کو خطاب شمس العلماء نذر کیا گیا ہے۔ بے انتہا مسرت ہوئی۔ دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ والسلام

آپ کا۔ بشارت دہلوی انجنیئر نظام ہیلیس نئی دہلی

شکریہ کہ آپ سید بھائی ہیں۔ آپکی شاعری اور خوش نوائی میرے ایمان کو تازہ کرتی رہتی ہے اس تہنیت کا جتنا شکر کروں کم ہے۔ حسن نظامی۔

ظریف الملک صاحب دہلوی کا خط

محترمی و مکرمی قبلہ خواجہ صاحب دام فیوضکم۔

آداب دست بستہ کے بعد عرض پرداز ہوں کہ آپ کا ہر دل عزیز اخبار منادی میرے پاس بڑی باقاعدگی کے ساتھ پہنچ رہا ہے۔ میں بھی اُسے آتے ہی گلے لگا لیتا ہوں۔ اور جب تک الف سے ی تک نہیں پڑھ لیتا جدا نہیں کرتا۔ ایک بیٹھک (بیٹھنے سے) یا لیٹک (لیٹنے سے) میں ختم کرتا ہوں آپ کی توجہ اور نوازش سے گھر بیٹھے جگہ جگہ کی سیر کر لیتا ہوں بڑی بڑی قیمتی باتیں اپنی معلومات میں اضافہ کر لیتا ہوں ایک دُنیا کا تجربہ بڑی آسانی سے حاصل کر لیتا ہوں اور جو دلی۔ دماغی اور روحانی خوشی و اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ بیان کئے جانے کی چیز نہیں۔ پچھلے پرچے میں حیدر آباد کے قیام کی آپ نے ایسی مکمل تصویر کھینچی کہ معلوم ہوتا تھا میں بھی ہر جگہ آپ کے ساتھ ہی ساتھ ہوں۔ میرے دل میں تاجدار دکن کی پہلے ہی کچھ کم عظمت نہ تھی اور میں اعلیٰ حضرت کو نہایت بیدار مغز متشرع اور پابند اسلام سمجھتا تھا اور حیرت کیا کرتا تھا کہ الٰہی یہ نیز ابندہ کیسا ہے جو "گر بدولت برسی مست نہ گردی مردی" ایسی جلیل شان اور عالی مرتبے کے باوجود کس طرح رہتا ہے کیسا کھاتا ہے کیسا پہنتا ہے۔ پہلے کے مسلمان بادشاہوں میں تو بہت سے ایسی شان کے مالک ہو گذرے ہیں۔ مگر اس زمانے میں — یہ تو اللہ کے فضل سے بہت بڑی ہستی ہیں ان سے بہت زیادہ ادنیٰ درجے کے لوگ جو محض امیر ہیں یا نواب — اب میں کیا کہوں بہر حال تاجدار دکن کی عظمت میرے دل میں پہلے ہی سے بہت ہی زیادہ تھی اب اس پرچے کے پڑھنے کے بعد بخدائے لایزال حضور پر نور کے لئے دل مصروف دعا ہو گیا۔ اُن خوش قسمت لوگوں کی تقدیروں پر رشک ہوتا ہے۔ جو ایسے بادشاہ کی رعیت ہیں اور ایسے عالم نیک۔ دیندار اور متشرع بادشاہ کے زیر حکومت ہیں جو ایک ہم جو تیاں چٹخاتے پھرا کرتے ہیں۔

آپ کو گورنمنٹ عالیہ نے شمس العلما کا خطاب اب عطا فرمایا جو بہت عرصے پہلے ملنا چاہئے تھا۔ خیر دیر آید درست آید۔ دنیا میں آدمی کے سو دوست سو دشمن ہوتے ہیں اس مثل کا تو یہ مطلب ہوا کہ جتنے دوست اُتنے ہی دشمن مگر میرا خیال ہے آپ کے دو دوست اور ہزار دشمن ہیں یعنی فی ہزار ایک دوست ہے اور یہ کچھ عالی ہوئی بات ہے کہ بادشاہ تک کو لوگ بُرا کہا کرتے ہیں اور ان ذات شریف نے نبیوں اور پیغمبروں ہی کو کب چھوڑا۔ تو میں سمجھتا ہوں آپ کا یہ خطاب بہت سوں کو اکھرا ہوگا میں تو آڈٹ میں سینتیس برس صرف کرنے کے بعد مجسم آڈٹ بن گیا ہوں تو آڈٹ کے حساب سے سمجھتا ہوں کہ وہ عالم جس کے پاس علم بہت ہو اور عمل بہت کم اور جو

کاین رہ کہ تو میروی بترکستان است

بجائے پورب کے لوگوں کو پچھم میں لے جائے۔ محض اپنے ذاتی تھوڑے سے فائدے کے لئے۔ یقیناً وہ عالم تو ہے۔ اصطلاحی طور پر مگر حقیقی معنوں میں عالم نہیں۔ برخلاف اس کے وہ شخص جس کے پاس علم (علم دین) ذرا کم ہے۔ مگر عمل بہت زیادہ ہے درد بہت زیادہ ہے۔ احساس بلند ہے۔ جذبہ ملی جس کی رگ رگ میں ہے اپنے علم کا اپنے تجربے کا

صحیح اور ایمان داری کے ساتھ استعمال کرتا ہے وہ اُس عالم سے بدرجہا بہتر ہے پس اول الذکر کی نسبت یہ ثانی الذکر خطاب شمس العلما کا مستحق ہے۔ بہرحال یہ میری ایمان داری کی رائے ہے۔ لوگ اتفاق کریں یا نہ کریں مجھے اس سے بحث نہیں۔ آپ کی زندگی سبق ہے اُن لوگوں کے لئے جو اس سبق کو پڑھنا چاہیں اور مستفید ہونا چاہیں خدائے پاک اس بیش قیمت زندگی کو ابھی تیس چالیس سال تک اور صحت و تندرستی کے ساتھ قائم رکھے۔ آمین۔ نیاز مند مشت خاک ظریف دہلوی

شکریہ کہ آپ کی ظریفانہ نظم و نثر نے اُردو زبان میں اور ہندوستان کے غمزدہ ویران دلوں میں جان ڈال دی ہے یہی اثر اس تہنیت کا مجھ پر ہوا۔ دلی شکریہ حسن نظامی

عشقی بانو صاحبہ کا خط

جنوری کے منادی میں بسلسلۂ تہنیت ہائے خطاب شمس العلما میرے جس تار کا ترجمہ چھپا ہے۔ وہ میں نے حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے نام نہیں بلکہ محترمہ خواجہ بانو صاحبہ کے نام حیدرآباد بھیجا تھا۔ اور تار میں فوجی خدمت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ نہ معلوم یہ فوجی خدمت کا مفہوم میرے تار سے کیونکر نکال لیا گیا۔ میرے تار کا صحیح ترجمہ یہ ہے:۔

"حضرت خواجہ صاحب کی یادگار رہنے والی ادبی خدمات اور گراں قدر قلمی اعانتوں کا جو کم مایہ اعتراف گورمنٹ کی طرف سے اس قدر دیر میں ہوا ہے اس پر میں اظہار ہمدردی کرتی ہوں"

حضرت خواجہ صاحب کو شمس العلما جیسا فرسودہ و غیر شایان شان خطاب ملنے سے جو مایوسی مجھ کو ہوئی تھی میں نے تار میں اپنے اسی جذبہ کا اظہار کیا تھا۔ اور میرا خطاب حضرت خواجہ صاحب سے نہیں بلکہ محترمہ خواجہ بانو صاحبہ سے تھا جن کے ساتھ مجھ کو شرف بے تکلفی بھی حاصل ہے عشقی بانو

نوٹ:۔ محترمہ عشقی بانو صاحبہ کا تار حیدرآباد میں ملا تھا۔ اس کا ترجمہ سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی۔ اس لئے عشقی بانو صاحبہ کی یہ تحریر شائع کی جاتی ہے خواجہ بانو صاحبہ کو جب یہ نئی تحریر دکھائی گئی تو انھوں نے کہا میری بھابی نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں اُن کے دلی جذبات اور خیالات پوشیدہ ہیں۔ اور میں نے خواجہ بانو کا یہ فقرہ سُن کر کہا "یورپ کے جفر شناس پروفیسر کیرو نے پیشین گوئی کی تھی کہ ہندوستان کی عورتیں آزاد کرائیں گی۔ لہذا میرا خیال ہے کہ اُن عورتوں میں محترمہ عشقی بانو صاحبہ کا نام بھی درج کر دینا چاہیئے۔ حسن نظامی

سیّد ذکی حسن کے بچّوں کا خط

ہم سب کے دادا جان۔ دست بستہ جھک کر ہم سب ننھے منے بھائی بہنوں کا آداب قبول ہو۔ ہم کو آج ہی معلوم ہوا ہے کہ آپ کو شمس العلما کا خطاب گورمنٹ برطانیہ نے عنایت فرمایا ہے اس خطاب کی مبارک باد ہم سب بہن بھائی یعنی سید وصی حسن۔ سید شبیہ حسن۔ سید علی حسن اور سید فرید حسن اور سیدہ ساجدہ بانو۔ اور رابعہ بانو کی طرف سے آپ اور دادی جان اور بڑے چچا حسین صاحب اور چھوٹے چچا حسن اور چچا مہدی صاحب قبول فرمائیں۔ ہماری والدہ صاحبہ بھی آپ کو اور دادی جان کو خطاب کی مبارک باد دیتی ہیں۔ اور فرماتی ہیں کہ خدا ہم سب کو ایسے خوشی کے خط لکھنے کے بہت سے موقع اپنی عنایت سے عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ ہم سب آپ کے بچے خوش ہیں امید ہے کہ آپ سب بھی بخیریت ہوں گے۔ فرزندان سید ذکی حسن کاتب اخبار منادی

دُعا۔ پیارے بچو! تمہارے دادا سید ممتاز حسن صاحب مرحوم میرے ابتدائی زمانے کے رفیق تھے۔ اور ساری عمر میرے ساتھ رہے اور یہیں وفات پائی اور میرے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔ تمہارے والد سید ذکی حسن اور چچا سید صفی حسن بھی بہت کم عمری کے زمانے سے میرے ہاں رہے تھے۔ اس واسطے میں تم سب کو اپنے گھر کا آدمی سمجھتا ہوں اور تم سب بھی مجھ کو ایسے ہی عزیز ہو جیسے خود میرے سگے بیٹے پوتے وغیرہ مجھے عزیز ہیں۔ تمہاری عصمانہ مبارک باد کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور میں تم سب کو دُنیا کی خوشی اور ترقی کی دُعا دیتا ہوں۔ حسن نظامی۔

مسٹر عبدالرحمٰن جج کا خط

ڈیر خواجہ صاحب! نئے سال کے اعزازات میں آپ کو "شمس العلما" کا خطاب ملنے کی میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ نیا سال آپ کے لئے مسرت اور خوشحالی کا سال ہو۔ آپ کا مخلص۔ ایم۔ اے۔ رحمٰن جج عدالت خفیفہ دہلی۔

دعا۔ پیارے بھائی جج صاحب! آپکے انگریزی خط کا ترجمہ سُن کر میں نے پڑھا "عبدالرحمٰن عبدالرحیم" یعنی خدا نے ہر بسم اللہ میں رحمٰن و رحیم اسمائے صفا ارشاد فرمائے ہیں اور آپ عبدالرحمٰن ہیں لہذا آپ کی تہنیت رحمانی تہنیت ہے۔ شکریہ حسن نظامی

سید محمد نظام نظامی کا خط

بحضور فیض گنجور شاہنشاہان سخن دوران علامۃ الزمان تاج الامرا شمس العلما قبلۂ کونین کعبۂ دارین حضرت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی دہلی۔ بعد صد ہزار آداب کے گذارش ہے کہ مجھ کو بے حد خوشی حاصل ہوئی یہ سُن کر کہ وائسرائے صاحب بہادر نے جناب کو شمس العلما کا خطاب مرحمت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنی قوم میں یہ پہلا چانس ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو حاصل ہوا۔ اور ہمارے لئے باعث فخر ہے میں تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں امید کہ قبول ہوگی [illegible]

دعا۔ میرے پیارے بھائی [illegible] بہو ں اور بیوی بچوں کے ساتھ سلامت رہو۔ حسن نظامی

سید اسد علی صاحب ایم اے کا خط

خطاب شمس العلمائی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں
اسد علی۔ کوچہ سعد اللہ خاں دہلی۔

شکریہ کہ تم میرے قرابت دار ہو۔ ہم شہر ہو ذی علم اور ذی فہم ہو۔ تمہاری تہنیت میرے گھر والوں کی تہنیت ہے۔ حسن نظامی

منشی محمود خاں صاحب کا خط

میرے پیارے خواجہ صاحب "سلامت باشید" سلام مسنون۔ مجھے یہ سن کر کہ آنجناب کو شمس العلما کے خطاب سے مشرف کیا گیا ہے۔ خوشی تو ضرور ہوئی ہے مگر اس کے مستحق تو آپ آج سے بہت عرصہ پہلے تھے۔ اور اب تو میں اس کو آنجناب کی شان کے لئے بہت ہی کم سمجھتا ہوں مگر یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس خطاب کو آنجناب کے اسم گرامی سے نسبت ضرور ہے۔ بہ ایں ہمہ ہدیہ "مبارک بادی" پیش کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

تہنیت کی ایک رباعی بھی میں نے عرض کی ہے جو یہ ہے

مبارک ہو مرے خواجہ تمہیں شمس العلمائی
حسد کی آگ میں جلتے رہیں حاسد تماشائی
حسین۔ ابن علی کو بھی مبارک ہو مبارک ہو
سنانے کو صبا عاجز پیام جانفزا لائی

احقر محمود خاں محرر چوکی حضرت نظام الدین اولیا

شکریہ کہ آپ میری بستی کے سرکاری محافظ ہیں اور آپکی یہ تہنیت بے غرض اور سچی محبت کی نشانی ہے۔ اور آپکی رباعی چار یاری ہے شکریہ۔ حسن نظامی۔

بیگم خان بہادر صبیح الدین صاحب کا خط

جناب چچا صاحب قبلہ مدظلہ۔ آداب عرض ہے کل کے اخبار میں یہ معلوم کر کے کہ آپ کو سرکار کی جانب سے شمس العلما کا معزز خطاب مرحمت ہوا ہے از حد مسرت حاصل ہوئی میری طرف سے ہدیہ مبارکباد قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر بھی دراز فرمائے۔ جناب محترمہ چچی صاحبہ کی خدمت میں بعد آداب کے مبارکباد عرض کریں اور بھائیوں بہنوں کی خدمت میں سلام و دعا کے بعد مبارکباد دیں۔ آپ کی دعا کی ہر وقت طالب ہوں۔ خاکسار بیگم صبیح الدین دریا گنج دہلی

شکریہ کہ پیاری اور لائق بھتیجی کی تہنیت نے چچا اور چچی کے دل خوش کر دیئے۔ مگر یہ نہ لکھا کہ چچی شمس العلما کی بیوی کو "شمس العلمائن" کہا جائے یا کچھ اور یہ لفظ تجویز کرتی ہو۔ حسن نظامی

آفتاب ہاشمی صاحب نظامی کا خط

میرے محترم و معظم حضرت قبلہ خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ اللہ پاک کا شکر ہے کہ حکومت نے آج ۵۰ برس بعد آپ کی علمی کاوشوں اور قابلیت کا اندازہ کیا۔ میں اور ہم سب صرف اللہ پاک کے مشکور رہیں۔ ملک معظم اور ان کی حکومت کے ہر کل و پرزے سے ہمیں شکایت ہے کہ اس قدر عظیم سیارہ ۲۵ سال تک ان کی دوربینوں سے کیوں محروم رکھا گیا۔

مجھے اور آپ کے تمام زیر سایہ مریدوں کو اور تمام مسلمانوں کو اور اردو ادب و انشا کے قدر دانوں کو اس خطاب سے بہت خوشی ہوئی۔

مگر اس کا افسوس ضرور ہے کہ اگر میں بادشاہ ہوتا یا وائسرائے ہوتا تو آپ کو فلک العلما کا خطاب پیش کرتا جس کے آگے چاند و سورج ہیچ ہیں۔ اگر کسی کو شمس العلما بنانا تو اس کی زندگی میں کوئی دوسرا شمس العلما بننا مشکل ہوتا۔ کیونکہ شمس ایک ہے کئی نہیں۔ اس طریقہ و خیال کو سوچ سمجھ کر اگر خطابات دیئے جائیں تو زیادہ مناسب ہیں۔ شمس العلما ہونے کے مستحق آپ بیس پچیس سال پہلے سے ہیں۔ اس چیز کو سب جانتے ہیں۔ ہر ہندوستانی مسلمان اور ہر اردو نواز ہندو دل سے اس کو مان چکا ہے کہ آپ ۵۰ سال سے شمس العلما ہیں اسی لئے میں نے اپنے خط میں [illegible] جنوری ۱۹۲۰ء تاریخ لکھی ہے۔

خدا پاک سے میری دعا ہے کہ آپ کا زور قلم دونا ہو۔ حکومت عوام و خواص کے دلوں میں آپ کے علم کی قدر روز افزوں بڑھتی رہے آمین! خدا آپ کی عمر دراز اور دراز تر کرتا رہے آپ کی سرپرستی اس نازک دور میں ہمیں حاصل رہے پاکستان کی پہلی مجلس شوریٰ میں آپ کی تقریر سے ابتدا ہو۔ آپ ایسے تندرست رہیں کہ پاکستان کی جب ۷۵ سالہ جوبلی ہو تو آپ کئی گھنٹے تک پاکستان کی فوجی پریڈ دیکھیں۔ ۲۰ لاکھ پاکستانی مسلمان فوج کی آپ سلامی لیتے رہیں۔ اس کے بعد کہیں کہ میں بالکل نہیں تھکا۔ آمین ثم آمین

احقر آفتاب ہاشمی نظامی۔ نئی دہلی۔

شکریہ کہ تم ہاشمیوں کے آفتاب ہیں مولویوں کا سورج ہم دونوں کو فلک العلما کہنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ انگریز فلک کو نہیں مانتے۔ اور شاعر فلک کو عاشقوں کا دشمن سمجھتے ہیں۔ تمہارے تبصرے کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ حسن نظامی

خان بہادر کپتان حبیب الرحمن خاں کا خط

مکرم و کرم فرمائے بندہ جناب خواجہ صاحب دام مجدکم

ہدیہ مبارکباد کے ساتھ اس عاجز کی مخلصانہ دعا ہے کہ رب العزت آپ کو دین اعزاز و اکرام مدت دراز تک صحیح و سلامت رکھے تاکہ آپ اسی قوت و ہمت بزرگانہ سے اپنی خاص و عام پسند طرز تحریر و تقریر کے ذریعہ ملک و ملت کی خدمات انجام دیتے اور فیض رسانی کرتے رہیں۔ امید کہ مع جملہ اعزا کے بخیر و خوش وقت ہوں گے۔

آپ کا۔ حبیب الرحمن عفی عنہ۔

شکریہ کہ آپ ایک نامور مصلح قوم کے فرزند ہیں۔ خان بہادر ہیں سی۔ آئی۔ ای ہیں اور ساری عمر فوجی اخبار کی ایڈیٹری کرنے کے سبب میری برادری میں بھی ہیں عمر میں مجھ سے بڑے ہیں۔ آپ پُر خلوص محبت کا شکریہ۔ حسن نظامی۔

نظام پیلیس کے منتظم صاحب کا خط

مکرمی و محترمی زاد لطفہ۔ السلام علیکم۔ آج سال نو کے خطابات کی فہرست میں جناب کا اسم گرامی دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی۔ دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ خاکسار محمود دہلی علوی عفی عنہ۔

شکریہ۔ پیارے بھائی علوی دہلی کے نظام پیلیس کے منتظم ہیں۔ وزیر پنجاب مولوی عبدالحی صاحب کے بھائی ہیں خلوص و محبت کی بولتی ہوئی مورت ہیں۔ بہت پہلے سے دوست ہیں اپنی شکرگزاری کے پیلیس کا منتظم بناتا ہوں۔ حسن نظامی

قاضی احمد حسن صاحب کا خط

مخدومی خواجہ صاحب۔ دام ظلہٗ۔ سلام علیکم

کل اخبارات میں آپ کا اسم گرامی خطاب پانے والوں کی فہرست میں پا کر بے انتہا مسرت ہوئی۔

واقعی آپ "شمس العلما" ہیں۔ آج آپ کو خطاب سے عزت نہیں ہوئی بلکہ خطاب کو آپ سے عزت ہوئی ہے۔

اس تقریب پر خادم کی طرف سے بھی ہدیہ تہنیت قبول فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

احقر۔ قاضی احمد حسین۔ مہرولی دہلی۔

شکریہ۔ آپ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کے پیرزادے ہیں اس لئے میں اس تہنیت کو اپنے پیروں کے پیر کی بارگاہ مقدس سے آئی ہوئی تہنیت مانتا ہوں۔ دلی شکرگزار حسن نظامی

حکیم امتیاز الحق صاحب کا خط

قبلہ خواجہ صاحب خدا تا دیر سلامت رکھے آمین

سلام علیکم۔ آج اخبار سے معلوم ہوا کہ آپ کو علما کا شمس اُس دنیا کی حکومت نے بنا دیا جس کی سلطنت پر شمس کبھی غروب ہی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مبارک کرے اور اس زمانے میں رسول صلعم کے نائب کی حیثیت سے جو آپ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ رب العزت تا دیر آپ سے یہ خدمات لیتا رہے۔ آمین۔ خادم [illegible] حکیم امتیاز الحق۔ کوچہ چیلان دہلی۔

شکریہ۔ آپ بھی نہایت [illegible] اور [illegible] دوستی اور سچی رفاقت کرنے والے حکیم ہیں۔ اس خط کو فضل حق سمجھتا ہوں اور فضل حق اُن کے والد کا نام بھی تھا۔ دلی شکرگزار حسن نظامی۔

آغا آفتاب صاحب قزل باش کا خط

پیر و مرشد میرے پیارے خواجہ صاحب قبلہ

سلام مسنون۔ آج کے اخبار میں آپ کا اسم گرامی دیکھ کر بے حد طبیعت خوش ہوئی کہ سرکار برطانیہ نے آپ کو شمس العلما کا خطاب عطا فرمایا ہے میری جانب سے مبارکباد قبول فرمائیے۔

خداوند عالم آپ کو تا دیر گاہ قائم و دائم رکھے۔

آپ کا خادم۔ آغا آفتاب قزل باش۔

شکریہ۔ پیارے آفتاب! تم میرے مرحوم دوست اور فخر دہلی آغا شاعر صاحب کے لخت جگر ہو اور میرے دیرینہ نور چشم ہو۔ تمہارے خاندان سے جو تعلق زندگی بھر رہا ہے وہ آنکھ میں ہے۔ دلی شکرگزار حسن نظامی۔

پیرزادے سید تجمل حسین نظامی کا خط

جناب قبلہ و کعبہ۔ آداب۔ شمس العلما کے خطاب کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ بھی مبارکباد دیتی ہیں۔ آپ کا ادنیٰ خادم تجمل حسین۔

دعا۔ تم میری بہن نظامی بانو کے بیٹے ہو۔ اب دنیا میں سوائے تمہاری والدہ کے جو میری ماموں زاد بہن ہیں اور کوئی بہن باقی نہیں ہیں۔ اس واسطے مجھے تمہاری اور ان کی مبارکباد سے بہت خوشی ہوئی۔ حسن نظامی۔

ظہیر بانو صاحبہ کا خط

حضرت خواجہ صاحب دام عنایتکم۔ سلام علیکم

یکم جنوری ۱۹۲۶ء کے اخبار انجام کے مطالعے سے یہ معلوم کر کے از حد فرحت حاصل ہوئی کہ ہماری سرکار [illegible] نے اپنی عالمگیر جنگ کی [illegible] کے نئے سال کی خوشی میں حضور کو شمس العلما کا اعزازی خطاب عطا فرمایا ہے۔ میں جناب کی علمی و ادبی خدمات اور مصنفین [illegible] کی [illegible] میں [illegible] شخصیت کے لحاظ سے سمجھتی ہوں کہ حق بحقدار رسید۔ لہٰذا اپنی اور اپنے شوہر مولانا ظہیر احمد صاحب قریشی العلوی کی جانب سے مختصر الفاظ میں مبارکباد پیش کرتی ہوں مگر قبول افتد زہے عز و شرف فقط۔ طالب دعا ظہیر بانو دہلی

شکریہ۔ دینی بہن ظہیر بانو کی مبارکباد کا شکریہ۔ میں اس خطاب کو اپنا حق نہیں سمجھتا۔ میرا حق میرا خدا ہے وہ مجھے مل جائے تو پھر ساری دنیا ہیچ ہے۔ تاہم دنیا میں رہتا ہوں اور اس کے رواجوں کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ دلی شکریہ اور دعا تمہارے شوہر کو بھی۔ حسن نظامی

سیدہ اختری بیگم نظامی کا خط

مکرم معظم حضرت بابا جان صاحب سلامت

آداب عرض ہے۔ بعد قدم بوسی کے عرض کرتی ہوں آج ہم کو آپ کے خطاب شمس العلما کا سن کر اور اخبار میں دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی آپ کو اماں جی صاحبہ کو بہن بھائیوں کو مبارک کرے آمین۔ خدا آپ کا سایہ ہم سب کے سر پر قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے آمین

خداوند کریم وہ دن جلد لائے کہ آپ صحت و سلامتی اور خوشی کے ساتھ دہلی تشریف فرما ہوں اور ہم سب مل کر مبارکباد دینے حاضر خدمت ہوں اور ہم سب کی طرف سے اماں جی صاحبہ کو اور بہن بھائیوں کو بھی مبارکباد دیجئے گا۔ ہم غریبوں کو بھی اس خوشی اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آپ کے مرید انیس الرحمن صاحب کو تو آپ کے خطاب کی اتنی خوشی ہوئی کہ انہوں نے سنتے ہی مبارکباد کا تار ارسال خدمت کر دیا اور میں یہ خط لکھ رہی ہوں۔ فقط حاجرہ سیدہ اختری بیگم نظامی

دعا۔ پیاری بیٹی اختری نظامی کے خط میں عقیدت ہے خلوص ہے صداقت ہے۔ یہ حضرت [illegible] کے [illegible] گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں خدا ان کو اور ان کی والدہ اور شوہر اور بچوں کو [illegible] خوشی عطا فرمائے۔ حسن نظامی

کتب خانہ علم و ادب کا خط

حضرت محترم خواجہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔
سلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ پرسوں صبح ریڈیو اناؤنسر کے منہ سے آپ کے خطاب شمس العلماء کی خبر سنی بے انتہا خوشی ہوئی۔ مجھ کمترین کی طرف سے مبارک باد قبول فرمایئے۔ کاش منشی جی (منشی قربان علی صاحب بسمل مرحوم) زندہ ہوتے تو اس خبر سے انہیں کتنی مسرت ہوتی کیونکہ وہ آپ کے مخلص ترین لوگوں میں سے ایک تھے۔

آخر میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین۔ زیادہ نیاز۔ کمترین وصی اشرف۔ کتب خانہ علم و ادب دہلی

شکریہ۔ پیارے بھائی حافظ سید وصی اشرف صاحب علمی اور ادبی کتابوں کی نشر و اشاعت سے ملک و قوم کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں اور میرے مخلصین قدیم میں ہیں۔ ان کی مبارکباد سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ حسن نظامی

پیرزادہ سید محمد لائق علی نظامی کا خط

عم عالی قدر دامت مجدہٗ۔ سلام علیکم مزاج گرامی۔ میں انتہائی دلی مسرتوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں کہ اخبارات میں یہ خبر نظر سے گزری کہ آپ کو شمس العلما کا خطاب دیا گیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ کی شخصیت اس خطاب سے بالاتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بہت سی خاص نعمتوں کا آپ کو مظہر بنایا ہے تاہم حکومت نے آپ کو یہ خطاب دے کر اپنی جوہر شناسی اور قدر افزائی اہل کمال کا ثبوت دیا ہے۔ جو ہر طرح مستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور ایسی قدر افزائیاں بھی ہمیشہ نصیب کرتے۔

میں جب یہ خوش آئند خبر پڑھی۔ انتہائی مسرت کا اظہار اس کے سوا کچھ نہ کر سکا کہ شام کو بعد تقسیم لنگر تمام حاضرین آستانہ سے آپ کی مزید ترقی اقبال۔ درازی عمر اور درجات دنیا کے لئے دعا کرائی۔ امید ہے آپ سب طرح خیر و عافیت سے ہونگے۔ فقط والسلام مع الاکرام
طالب دعا محمد لائق علی نظامی منتظم لنگر درگاہ شریف

دعا۔ تم میرے ہم جد بھائی سید شمشاد علی مرحوم کے اسم بامسمیٰ لائق فرزند ہو۔ اور درگاہ کے لنگر کی جو خدمت انجام دیتے ہو وہ بزرگوں کی نظر توجہ کی علامت ہے۔ تمہاری تہنیت کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ دعاگو حسن نظامی۔

حبیب الرحمٰن نظامی کا خط

حضرت مخدوم و مکرم جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔ آنجناب کو خطاب شمس العلما کے عطیہ پر تہ دل سے اپنی طرف سے اور اپنے ادارے کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ دلی تمنا ہے کہ خدائے برتر و بزرگ آپ کی عمر میں درازی و برکت عطا فرمائے اور مسلمانوں کے سروں پر آپ کے سایۂ عاطفت کو مدت دراز تک قائم رکھے۔ آپ کی ہستی مسلمانوں کے لئے باعث فخر ہے۔ فقط والسلام
آپ کا نیازمند حبیب الرحمان نظامی آنریری سکریٹری مرکزی ادارہ حبیب فراش خانہ دہلی

دعا۔ اس تہنیت میں اسلامی صداقت ہے۔ اسلامی خلوص ہے۔ اسلامی محبت ہے جواب میں دل کی دعائیں پیش کرتا ہوں۔ حسن نظامی

سید ظفر احسن صاحب آصف کا خط

محترمی و مکرمی جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم میری نظر میں تو آپ شمس العلما تھے ہی لیکن خوشی کی بات ہے کہ حکومت نے بھی آپ کی علمی و ادبی خدمات کا اعتراف کر کے آپ کو شمس العلما بنا دیا۔ میری طرف سے ... مبارکباد قبول فرمایئے۔ یہ مبارکباد ... کی رہین منت نہیں بلکہ اس میں میرے خلوص اور نیک جذبات شامل ہیں۔ آپ حقیقتاً اس خطاب کے اہل تھے۔

خط تحریر کرنے میں تاخیر اس لئے ہو گئی کہ میں ایک ماہ کی رخصت پر وطن گیا تھا۔
خادم ملت۔ سید ظفر احسن آصف دہلی

شکریہ۔ عوائد رسمیہ لفظ پڑھا۔ تو انگریزی لفظ اینی گیٹ نے چیخ کر کہا دیکھو مجھ یہودی کو زبردستی عرب بنا لیا ہے۔ میں بہت ہنسا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ حسن نظامی

حاجی محمد اشفاق صاحب کا خط

مخدومی مکرمی محترمی و معظمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ دام ظلکم۔ آداب عرض۔ خادم بڑے ادب سے اور تہ دل سے جناب والا کو شمس العلما کا خطاب ملنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے اس سے ہم دلی والوں کی عزت افزائی ہوئی ہے ہم دس کروڑ مسلمانوں کی عزت افزائی ہوئی ہے اور چالیس کروڑ ہندوستانیوں کی عزت افزائی ہوئی ہے۔ کیونکہ جناب والا کی ذات گرامی دلی والوں کی۔ مسلمانوں کی اور تمام ہندوستانیوں کی مشترکہ ہے۔ زیادہ حد ادب۔
جناب والا کا ادنیٰ ترین خادم (حاجی) محمد اشفاق خلف مسٹر الیاس خالق خلاسفر دہلی۔

شکریہ۔ پیارے فرزند! جیسے تمہارے والد روحانی اخبار کے ایڈیٹر اور روحانیات کے فلاسفر ہیں ایسے ہی تم نے اس مبارکباد کو نثری حسابی شاعری سے آراستہ کیا ہے دعا اور شکریہ۔ حسن نظامی۔

مولانا واقف الرحمٰن صاحب کا خط

منبع شریعت مخزن طریقت تقدس مآب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔ سلام علیکم میں نے اخبار میں پڑھا کہ جناب اقدس کو گورنمنٹ عالیہ نے شمس العلما کا معزز خطاب عطا فرمایا ہے

[illegible] خوشی حاصل ہوئی۔ میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ دہلی کے واسطے آپ کی ہستی فی زمانہ بڑی غنیمت ہے۔ نیازمند خاکپائے درویشان احقر زمن واقف الرحمٰن دہلی۔

شکریہ کہ آپ میرے ہم وطن ہیں۔ حضرت سید غوث علی شاہ صاحب کے دامن گرفتہ ہیں [illegible] تعلقات رکھتے ہیں آپ کی تہنیت ہم شہر اور ہم وطن کی مبارکباد ہے۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد کا خط

بہی خواہ قوم و ملت شمس العلماء خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ ابھی ابھی اخبار میں یہ مژدہ پڑھا کہ آپ کو خطاب شمس العلماء ملا۔ اس سے بے حد مسرت و خوشی ہوئی حق بحق دار رسید۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے جمیع متعلقان کو یہ عزت مبارک کرے۔ اور آپ کا ہمارا انجام بخیر فرمائے آمین ثم آمین۔ خاکسار (شمس العلماء مولانا) سید احمد (صاحب) امام جامع مسجد دہلی

شکریہ کہ دہلی کے تین شمس العلمائی میں صرف دو وجود پہلے سے تھے ایک پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب اور دوسرے آپ ان ایک کا تعلق کالج سے ہے دوسرے کا مسجد سے تیسرے کا قبرستان سے [illegible] آپ نے بہت بہت شکریہ۔ حسن نظامی

سید محمد شفیع الدین صاحب کا خط

مکرمی جناب قبلہ خواجہ صاحب۔ سلام علیکم

امید ہے کہ جناب خیریت سے ہوں گے۔ اخبار میں پڑھ کر خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو [illegible] ماشاءاللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے آمین اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سال آپ کے لئے خوشی، بہبودی اور خوش حالی سے بھرا ہوا ثابت ہو۔ دعاگو سید محمد شفیع الدین دہلی

شکریہ کہ آپ میرے عقیدت مندوں میں [illegible] آپ نے ایک بڑے چھاپے خانہ کے ذریعے [illegible] خدمات انجام دی ہیں بہت شکریہ۔ حسن نظامی

سید محمد معین الدین صاحب اشرفی کا خط

بخدمت شریف جناب قبلہ حضرت [illegible]

سلام علیکم مزاج شریف [illegible] میں یہ خبر پڑھ کر دل کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ جناب کو شمس العلماء کا خطاب ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں ترقی عنایت فرمائے اور آپ کو صحت کلی عنایت فرمائے آمین۔ مجھ عاجز کو دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں۔ جناب کا [illegible] سید معین الدین اشرفی حویلی اعظم خان دہلی۔

شکریہ کہ سید صاحب کی سچی اور مخلصانہ تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

چراغ دہلی کے پیرزادے صاحب کا خط

مخدومی حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم

خطاب شمس العلماء کی مبارکباد قبول فرمائیے دیگر عرض ہے کہ اس سے کہیں بڑا خطاب گورنمنٹ کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا مناسب تھا۔

دعاگو سید علاء الدین نصیری از چراغ دہلی

شکریہ کہ پیارے بھائی نصیری صاحب آپ میرے قرن اول کے رفیق ہیں۔ آپ کی تہنیت کا بہت زیادہ شکریہ۔ حسن نظامی

والدہ صاحبہ نسیم الظفر کا خط

قبلہ و کعبہ میرے پیر و مرشد سلامت بجا لاتی آداب عرض ہے۔ سب سے پہلے حضور پرنور کی سالگرہ کی مبارکباد عرض کرتی ہوں۔ اس سے قبل مبارکباد کا وظیفہ ارسال خدمت نہ کر سکی کیونکہ سخت بیمار تھی۔ اب خطاب شمس العلماء کی تہہ دل سے مبارکباد عرض کرتی ہوں۔ [illegible]

پیر و مرشد سب کی خدمت میں [illegible] سالگرہ کی [illegible] اور حضرت خواجہ [illegible] صاحب کی خدمت میں آداب عرض کرتی ہوں اور مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

والدہ نسیم الظفر دہلی۔

شکریہ کہ اللہ تعالیٰ تم کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ اور تم اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھو۔ تمہاری تہنیت سے بہت خوشی ہوئی۔ حسن نظامی

مولوی اشفاق علی صاحب کا خط

مصدر الطاف و کرم جناب خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ اخبارات میں پڑھ کر کہ گورنمنٹ عالیہ نے جناب کو شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ نہایت خوشی ہوئی جس کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ علم و ادب کی جو خدمات جلیلہ جناب عرصہ دراز سے فرما رہے ہیں اس کا اقتضا تھا کہ یہ خطاب اس سے بہت پیشتر مل جانا چاہئے تھا۔ دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کے اعزاز میں اور اضافہ کرے آمین۔ نیازمند۔ اشفاق علی (سابق) اسسٹنٹ عجائب خانہ قلعہ دہلی۔

شکریہ کہ آپ سے اور آپ کے خاندان سے میرے بہت دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور آپ کی علمی خدمات بھی بہت اعلیٰ ہیں۔ دلی شکریہ حسن نظامی

سید آل مصطفےٰ صاحب رضوی کا خط

محترمی و مکرمی جناب خواجہ صاحب قبلہ دام فیضکم۔ مزاج گرامی۔ [illegible] کے اخبار میں یہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی کہ گورنمنٹ عالیہ نے آپ [illegible] کو قدر و منزلت [illegible] کا خطاب [illegible]

[illegible] ان چیزوں کی بہ نسبت ان تہنیت [illegible] باعث صد افتخار [illegible] کے لئے یقینی فخر و مباہات کا سبب ہے۔ اسی کے لئے پرخلوص ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔

بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ آں قبلہ کو تادیر تندرست و سلامت رکھے اور یہ دریائے فیض اسی طرح جاری رہے۔ آمین ثم آمین۔

امید کہ مع متعلقین بعافیت ہونگے۔

والسلام۔ نیاز آگیں

سید آل مصطفےٰ رضوی امروہوی دہلی

شکریہ کہ پیارے بھائی سید آل مصطفےٰ رضوی کی دیرینہ محبت اس تہنیت کے لفظ لفظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

لالہ ست نرائن صاحب گڑوالے کا خط

مائی ڈیر خواجہ صاحب!

شمس العلماء خطاب کی دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر زحمت نہ ہو تو مہربانی فرما کر اپنا ایک فوٹو اپنے دستخط کرکے مرحمت فرمائیے۔ میں آپکا فوٹو اپنے ڈرائینگ روم میں لگانا چاہتا ہوں۔

آپکا مخلص:۔ ست نرائن گڑوالا خلف [illegible] سیٹھ شری کرشن داس جی صاحب گڑوالے دہلی

شکریہ کہ آپ کا [illegible] سے زیادہ [illegible] خط ہمیشہ دل پر نقش رہے گا۔ [illegible] ہے۔ شکر گذار حسن نظامی

[illegible] صاحب کا خط

[illegible] صاحب

[illegible]

[illegible] دو لفظ جناب کی خدمت میں شمس العلماء کے خطاب حاصل ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

(میں مولوی محمد عثمان صاحب احمدی آف لکھنؤ کا ماموں زاد بھائی ہوں۔ اور میاں یٰسین میرے بھتیجے ہیں)

آپکا:۔ انعام الحق صدیقی۔ وجد

شکریہ کہ دو بھائیوں کی عنایت و محبت شریک ہو کر آئی۔ اور میں نے اسکو باوجود غیر قادیانی ہونے کے اپنے دل میں جگہ دی۔ حسن نظامی۔

ڈاکٹر محمد علی صاحب کا خط۔

تقدس مآب مخدوم و مکرم رہبر صادق جناب قبلہ خواجہ صاحب۔ سلامت۔

اخبار میں نئے خطاب یافتگان کی فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ آنجناب کو سرکار دولت مدار نے شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے جس کے پڑھنے سے دل کو بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ واقعی آپ کی ذات گرامی اصلی معنوں میں اس خطاب کی مستحق تھی۔ حق بحقدار رسید۔ یہ عاجز ہر وقت بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہے کہ آپ جیسی فیض رساں شخصیت کو دائم و قائم رکھے اور آفات فلکی و سماوی سے بطفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حفظ و امان میں رکھے اور سالہا تندرستی کے اپنے متعلقین کے سر پر زندہ و سلامت رکھے آمین ثم آمین۔ نیاز کیش

ڈاکٹر محمد علی لال کنواں دہلی

شکریہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

محمد وجیہ الدین خاں صاحب کا خط

محترمی خواجہ صاحب۔ تسلیم۔

۹ر جنوری کو ایک کارڈ مبارک باد کا شمس العلماء کے خطاب ملنے پر ارسال خدمت کیا تھا۔ مگر جو نام مبارک باد دینے والوں کے شائع ہوئے ہیں اُس میں میرا نام نہ تھا۔ مجھے نام شائع کرانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ مگر یہ شبہ گزرا کہ میرا کارڈ یا تو آپ تک پہنچا نہیں یا مبارکبادیوں کے کاغذات میں ایسا مل گیا کہ فہرست میں شامل نہ ہو سکا۔ پہلی صورت میں مبارکبادی کی تجدید لازمی ہے چونکہ یہ سُنا تھا کہ آپ حیدرآباد تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے اس سے پیشتر یہ کارڈ نہ لکھ سکا۔ لہٰذا اب مبارکباد قبول ہو۔ خاکسار

محمد وجیہ الدین خان

شکریہ کہ آپ پرانے دوست اور دہلی کے بڑے ادیب و مورخ ہیں۔ آپکا پہلا خط مجھے نہیں ملا تھا۔ میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

مولانا عبدالرؤف صاحب کا خط

مخلص محترم سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی۔ سلام علیکم۔

یہاں بہمہ وجوہ خیریت ہے اور خیر و عافیت مزاج مبارک و جمیع خورد و کلاں مُدام۔ من اللہ القوی العزیز۔ آپکو اعزازی خطاب شمس العلماء مبارک۔ بہت خوشی ہوئی۔

فقیر سید عبدالرؤف عفی عنہ۔

شکریہ کہ [illegible] نظر عنایت رکھتے ہیں [illegible]

یہ خط لکھ کر ایک گناہ کیا۔ کیونکہ سرکاری خطاب
کی تہنیت بدعت ہے۔ حسن نظامی۔

خورشید احمد خاں صاحب کا خط

میری طرف سے دلی مبارکباد
قبول فرمائیں۔ خورشید احمد خاں
اسسٹنٹ ڈائرکٹر سول سپلائیز دہلی۔
شکریہ کہ مسلم قوم میں آپ کے نام اور آپ
کے کام کی دھوم ہے۔ کیونکہ سان فرانسسکو
امریکہ میں آپ نے مسلم لیگ کا غلغلہ قائم کیا تھا۔
شکرگذار حسن نظامی۔

میرے سمدھی کا خط۔

حضرت خواجہ صاحب مخدوم و
محترم دام فیوضکم۔ سلام علیکم۔
مزاج مقدس؟ جو اعزاز شمس العلماء
کا خطاب گورنمنٹ سے عطا ہوا ہے
اس کی مبارکباد دلی میری اور والدہ
عبدالسلام و والدہ فضل الرحمٰن اور
جناب بھائی صاحب مکرمی کی طرف سے
آپ اور محترمہ خواجہ بانو صاحبہ قبول
فرمائیں اللہ تعالےٰ آپ کو اس سے زیادہ
عزت و آبرو عطا فرمائے۔ اللھم زد
فزد۔ عریضہ نیاز۔ عزیز الدین۔
شکریہ کہ آپ میری بیٹی نوحہ کے خسر ہیں اور عمر اور
عبادت میں مجھ سے بڑے ہیں آپکی اور آپکے بڑے بھائی
صاحب کی تہنیت میرے لئے ایک دعا ہے شکرگذار
حسن نظامی

شیخ ممتاز احمد صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

عالی جناب خواجہ صاحب!
مجھے وہ بے انتہا خوشی ظاہر کرنے کی اجازت
دیجئے جو آپ کو شمس العلماء کا خطاب
ملنے سے میرے دل کو ہوئی۔
میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ
آپ کو طویل عمر اور شادمانیاں مرحمت
فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری
مبارکباد قبول فرمائیں گے۔ آپکا مخلص
شیخ ممتاز احمد قریشی
مالک نیو اسٹار انجینئرنگ ورکس نئی دہلی
شکریہ کہ آپکے سچے اور مخلصانہ خط کا مجھ پر بہت
اثر ہوا خدا آپکی دعا قبول کرے۔ اور میں شاد
کام رہوں۔ شکرگذار حسن نظامی۔

منشی و لایت محمد صاحب کا خط۔

جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی
السلام علیکم۔ مجھے یہ سنکر کہ آنجناب
کو شمس العلماء کا خطاب عطا ہوا ہے
ازحد خوشی ہوئی ہے۔ جس کی تہ دل
سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ امید ہے
کہ آپ قبول فرمائیں گے۔ اگر سچ
پوچھئے تو میں اس خطاب کو جناب
والا کے لئے کم سمجھتا ہوں۔ آپ تو
اس سے کہیں زیادہ کے مستحق ہیں۔
دعاگو:۔ ولایت محمد سیدؔ کانسٹبل
انچارج چوکی پولس حضرت نظام الدینؒ دہلی۔
شکریہ کہ آپ میری بستی کے پولس افسر ہیں اور
راتوں کو بیدار رہ کر گھروں کی حفاظت کرتے
ہیں آپکی تہنیت سچی اور مخلصانہ ہے دلی شکریہ
حسن نظامی

پروپرائٹر صاحب بہاری لال اینڈ کمپنی دہلی کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر خواجہ صاحب!
نئے سال کے اعزازات کی فہرست
میں آپ کا اسم گرامی دیکھ کر مجھے بعید
مسرت ہوئی۔ اور میں گورنمنٹ عالیہ
کی طرف سے اس اعزاز کے حاصل ہونے
پر جس کا آپ کو پورا پورا حق تھا تہ دل
سے آپ کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد
پیش کرتا ہوں۔
میرے خیال میں یہ اعزاز آپ کی
ان قابل ستائش خدمات کا جو آپ نے
مقاصد فتح کے سلسلے میں انجام دی ہیں
گورنمنٹ کی طرف سے ایک موزوں و
مناسب اعتراف ہے۔
میں نئے سال کے دوران میں آپ
کے لئے خوشحالی اور شادمانی کی دعا
کرتا ہوں۔
آپکا مخلص راقم ... (افسوس ہے
کہ انگریزی میں دستخط صاف پڑھے
نہیں جا سکے)
شکریہ کہ آپ میرے ہم شہر بھائی ہیں۔ اور آپنے جس
بے غرض خلوص کے ساتھ مبارکباد دی اسکا میرے
دل پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ دلی شکریہ حسن نظامی

حاجی بشیر صاحب لکڑی والے کا خط

جناب خواجہ صاحب! سلام علیکم۔
مجھے آج اخبار سے آپ کے خطاب کی خبر
معلوم ہوئی۔ بہت خوشی ہوئی۔ میں آپ کو
مبارکباد دیتا ہوں۔ اور میرے دونوں
لڑکے بھی آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ آپ
حیدرآباد میں کب تک ٹھیریں گے۔ دہلی میں آپ
کی بہت یاد ہو رہی ہے۔
حاجی بشیر چشتی نظامی تاجر چوب ٹال کنواں نانک دہلی
شکریہ کہ آپکی مبارکباد حیدرآباد میں سب
سے پہلے پہونچی۔ آپ تمام درگاہوں میں
شامیانوں کا اور فرش کا اور روشنی کا اپنی
طرف سے انتظام کرتے ہیں۔ اور میری مجلس
میں بھی آپ کے شامیانوں کی اور فرش کی
اور روشنی کی آسائش ہوتی ہے۔ آپ کے
اور آپ کے بچوں کے دلوں میں جو عقیدت
اور محبت میرے سلسلے چشتیہ نظامیہ سے
ہے۔ اور جو نیک عمل آپکے ان درگاہوں میں ظاہر ہوتے ہیں وہ سب میرے عقیدے میں بہت زیادہ قبول ہونے والی دعائیں ہیں آپ کیلئے۔ میں بھی آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ [illegible] حسن نظامی

رسول کی عیدی۔ صفحات ۲۴ قیمت ۲ر

تصوف کی کتابیں

خلاصہ تعلیم تصوف۔ صفحات ۴۰ قیمت ۶ر
تسکین احساس۔ صفحات ۴۴ قیمت ۶ر
اسرار۔ صفحات ۶۴ قیمت ۸ر
کم نو موت۔ صفحات ۱۲ قیمت عہ ر
مرگ نامہ۔ صفحات ۴۸ قیمت ۲ر
لاہوتی آپ بیتی۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲ر

تعلیمی کتابیں

نظامی قاعدہ باتصویر صفحات ۱۲ قیمت دو آنے
بچوں کی تفسیر سپارۂ عم صفحات ۴۲ قیمت ۸ر
زبانی قاعدہ۔ صفحات ۳۲ قیمت ۴ر
قرآن مجید کا باتصویر قاعدہ صفحات ۔ قیمت ۲ر
آسان سبق کی پہلی صفحات ۲۴ قیمت ۱ر
اچھا قاعدہ۔ صفحات ۳۲ قیمت ۱ر
اردو سبق باتصویر۔ صفحات ۴۴ قیمت ۸ر
اردو سکھانے کے مضامین صفحات ۴۴ قیمت ۲ر
اسلامی اکھاڑہ۔ صفحات ۳۲ قیمت ۲ر
ترغیب حساب۔ صفحات ۳۲ قیمت ۴ر
تعلیم خوشنگاری۔ صفحات ۴۴ قیمت ۳ر
حلوائی کی تعلیم۔ صفحات ۴۸ قیمت ۸ر
کمہار دھوبی ٹھاٹ۔ صفحات ۴۶ قیمت ۴ر
آسمانی کہانی۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲ر
ابتدائی خطوط نویسی۔ صفحات ۴۰ قیمت عہ ر
بچوں کی کہانیاں صفحات ۸۴ قیمت ۸ر
بیوی کی تعلیم۔ صفحات ۸۸ قیمت عہ ر
بچوں کی تربیت۔ صفحات ۱۴۰ قیمت عہ ر
اولاد کی شادی۔ صفحات ۔ قیمت عہ ر
[illegible] صفحات ۔ قیمت ۱ر
[illegible] صفحات ۱۲ قیمت ۴ر

عملیات کی کتابیں

اعمال حزب البحر صفحات ۱۰۴ قیمت ۱۲ر
اعمال حزب البحر کا دوسرا حصہ مع تسلی صفحات ۱۴ قیمت عہ ر
مفلسی کا مجرب علاج۔ صفحات ۲۴ قیمت ۴ر
دست غیب۔ صفحات ۴۸ قیمت ۲ر

دینی اور علمی تحقیقات

مرشد کو سجدۂ تعظیم صفحات ۲۵ قیمت ۸ر
جواز عکسی تصاویر۔ صفحات ۳۲ قیمت ۴ر
پکی قبروں اور قبوں کا جواز صفحات ۴۸ قیمت ۴ر
نادان وہابی۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
گستاخی۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر

اصلاحی اور اخلاقی کتابیں

مراسم کی مد بندی۔ صفحات ۶۵ قیمت ۶ر
بوتل کا کاگ۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱ر
انسداد گداگری۔ صفحات ۲۴ قیمت ۳ر
شراب اور جوئے کی خرابیاں صفحات ۱۶ قیمت ۴ر
شیطان کا طوطا۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲ر
تمباکو نامہ۔ صفحات ۱۲ قیمت ۳ر
خوشامدی اور سرکش صفحات ۳۴ قیمت ۲ر
دل کی عیدیاں۔ صفحات ۶۳ قیمت ۵ر
مجالس حسنیہ۔ صفحات ۸۸ قیمت ۱۰ر
خوشی کی زندگی۔ صفحات ۴۰ قیمت ۸ر
سورج چاند کی کہانی۔ صفحات ۲۸ قیمت ۳ر
طریقت کی پہلی صفحات ۲۴ قیمت ۳ر
طریقت کی دوسری صفحات ۴۲ قیمت ۲ر
سکھوں اور مسلمانوں کا راستہ صفحات ۔ قیمت ۱ر

تاریخ اور تذکرے

میلاد نامہ۔ صفحات ۔ قیمت [illegible]
محرم نامہ صفحات ۳۲ قیمت [illegible]

کربلا کا تاریخی حال باتصویر۔ صفحات ۴۴ قیمت ۸ر
سیرت امام حسینؑ۔ صفحات ۳۲ قیمت ۴ر
ذکر غوث پاک۔ صفحات ۸۰ قیمت ۱۲ر
قدیم دہلی کی تاریخ۔ صفحات ۸۰ قیمت ۴ر
غزنوی جہاد۔ صفحات ۶۴ قیمت ۸ر
تاریخ سلاطین عباسیہ حصہ اول صفحات ۱۹۲ قیمت عہ ر
تاریخ سلاطین عباسیہ حصہ دوم صفحات ۱۹۰ قیمت عہ ر
سیر دہلی باتصویر۔ صفحات ۹۶ قیمت عہ ر
ہندوستانی شاہنشاہ حصہ اول و دوم صفحات ۔ قیمت عہ ر
محمودی حملوں کے اسباب صفحات ۴۰ قیمت ۲ر
تذکرۂ بابا نانک۔ صفحات ۹۲ قیمت ۲ر
تاریخ سلاطین بہمنی۔ صفحات ۸۰ قیمت ۸ر
تاریخ مسیح۔ صفحات ۲۱۶ قیمت عاہ ر
چودھویں صدی کے تین شہید صفحات ۱۶ قیمت ۲ر
تذکرہ غازی بالے میاں صفحات ۱۶ قیمت ۲ر
چار درویشوں کا تذکرہ صفحات ۲۸ قیمت ۳ر
شامی جہاد۔ صفحات ۳۰۵ قیمت [illegible]
تاریخ فرعون باتصویر۔ صفحات ۔ قیمت [illegible]
جہانگیر کا روزنامچہ صفحات ۱۱۲ قیمت عہ ر
ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی صفحات ۔ قیمت ۱۲ر
حق پرستوں پر ستم صفحات ۔ قیمت ۲ر
حکومت اورنگ زیب کی اصلی تاریخ صفحات ۔ قیمت [illegible]
آپ بیتی۔ صفحات ۱۴۰ قیمت عہ ر
کرشن کتھا۔ صفحات ۱۶۸ قیمت عہ ر
زیارت نامہ۔ صفحات ۸ قیمت ۲ر
یزید نامہ۔ صفحات ۱۴۴ قیمت عہ ر
مختصر احوال بابا نانک صاحب صفحات ۔ قیمت ۲ر
بیگمات کے آنسو صفحات ۸۰ قیمت عاہ ر
انگریزوں کی بپتا۔ صفحات ۴۶ قیمت ۱۲ر
محی مہرہ ۔ خطوط صفحات ۔ قیمت ۴ر
بہادر شاہ کا مقدمہ صفحات ۔ قیمت [illegible]
غدر کے فرمان صفحات ۔ قیمت [illegible]

غدر کے اخبار صفحات ۲۴ قیمت ۲/ ۱
روزنامچہ مرزا غالب۔ صفحات ۲۷ قیمت ۲/ ۱
دہلی کی جاں کنی۔ صفحات ۱۰۰ قیمت عہ
بہادر شاہ کا روزنامچہ صفحات ۹۲ قیمت ۸/
غدر کی صبح شام۔ صفحات ۲۷۲ قیمت عہ
دہلی کی آخری شمع۔ صفحات ۱۱۲ قیمت عہ
غدر کا نتیجہ (اسرا) صفحات ۲۷ قیمت ۸/
سکھ قوم۔ صفحات ۵۲ قیمت ۶/
نظامی بنسری۔ صفحات ۶۹۴ قیمت سے
غزنی نامہ۔ صفحات ۸۸ قیمت ۸/

پیشین گوئیاں

شیخ سنوسی۔ صفحات ۳۲ قیمت ۵/
کتاب الامر۔ صفحات ۵۶ قیمت ۶/
فیضان سنوسی۔ صفحات ۵۶ قیمت ۶/
تین پر ایک۔ صفحات ۴۰ قیمت ۶/
ناگفتہ بہ۔ صفحات ۴۰ قیمت ۴/
امام الزماں کی آمد۔ صفحات ۴۸ قیمت ۱۰/
ظہور امام مہدیؑ۔ صفحات ۸۰ قیمت ۲/
جرمنی خلافت۔ صفحات ۴۶ قیمت ۶/
جرمن نامہ۔ صفحات ۳۲ قیمت ۳/

اسلام کا انجام صفحات ۶۴ قیمت آٹھ آنے

سفرنامے

سفرنامہ مصر و شام و حجاز باتصویر صفحات ۱۹۲ قیمت عہ
سفرنامہ ہندوستان۔ صفحات ۹۶ قیمت ۱۲/
سفرنامہ افغانستان باتصویر صفحات ۲۴۴ قیمت
سفرنامہ یورپ از مسٹر علی محمد مومن صفحات قیمت

ادبی کتابیں

سی پارۂ دل۔ صفحات ۲۸۴ قیمت عہ
کانا باتی۔ صفحات ۱۷۶ قیمت عہ
ایڈورڈ ڈائری۔ صفحات ۱۱۲ قیمت عہ
جگ بیتی کہانیاں۔ صفحات ۸۰ قیمت ۸/
چٹکیاں گدگدیاں صفحات ۱۱۲ قیمت ۱۲/
کائنات بیتی۔ صفحات ۱۱۶ قیمت ۱۴/
اردو کمپو۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲/
روس کے سترہ پاجی۔ صفحات ۱۶ قیمت ۲/
پھکنی دست پناہ۔ صفحات ۸ قیمت ۱/
لڑائی کا گھر۔ صفحات ۵۶ قیمت ۶/
روزنامچہ ۱۹۲۴ء۔ صفحات ۲۴۴ قیمت عہ
طمانچہ بر رخسار یزید۔ صفحات ۱۱۴ قیمت عہ

قبروں کے غیبی نوشتے صفحات ۴۰ قیمت ۴/
خطوط اکبر۔ صفحات ۱۷۶ قیمت عہ
شیخ چلی کی ڈائری صفحات ۱۶ قیمت ۱/
سوز و گداز۔ از خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب صفحات قیمت

طبی کتابیں

آٹھویں امام کا طبی پروگرام صفحات قیمت ۴/
تندرستی نامہ۔ صفحات ۲۵۹ قیمت ایک روپیہ
سندھیا سیوک صفحات ۵۹ قیمت عہ
حمل سے وضع حمل تک صفحات ۴۸ قیمت ۸/
دور جوانی۔ صفحات ۶۴ قیمت ۸/
عمر بڑھانے کے طریقے صفحات ۹۶ قیمت ۱۲/
علاج بالخیال صفحات ۴۸ قیمت عہ
روح سالن۔ صفحات ۱۶ قیمت ۱/
موت کا علاج۔ صفحات ۸۰ قیمت ۹/

معیشت کی کتابیں

روپیہ عالم سکرات میں صفحات قیمت ۱/
روزی۔ صفحات ۱۱۲ قیمت ۶/
نوکری۔ صفحات ۶۴ قیمت ۴/

غالبؒ کے مزار کی مرمت

منادی کے ناظرین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ نواب اسد اللہ خان غالبؔ کے مزار کی عالی تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے پس جو ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی اپنے سب سے بڑے ملکی شاعر کی یادگار قائم کرنے کے لئے امداد دینی چاہیں وہ مجھ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ حسن نظامی دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

ہر دم اللہ

ترکِ شک اور تلقینِ یقین کا اخبار

منادی

۹ و ۱۷ و ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری
ایڈیٹر خواجہ سید علی نظامی

مورخہ ۹ و ۱۷ فروری ۱۹۴۶ء

سالانہ قیمت دو روپے کلدار
ایک پرچہ ایک آنہ

سیر اولیا

ہندوستانی مشائخ کی سب سے قدیمی کتاب سیر اولیا فارسی میں چھپوانی شروع کر دی ہے اور اس کا اردو ترجمہ سلطان اولیا کے نام سے خود میں نے لکھنا شروع کر دیا ہے۔

نظامی بنسری

دو ہزار مریدوں اور دوستوں کو بلا طلب بھجوائی ہے۔ جن کو پسند ہوگی۔ قیمت بھیج دیں گے ورنہ کتاب واپس کر دیں گے۔

اسرارِ اسمِ اعظم

کی تبلیغ کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ حسن نظامی

رضاکار پولس

چونکہ ہندوستان میں قومی حکومت قائم ہونے والی ہے۔ اس لئے آل انڈیا چشتی پارٹی ایک رضاکار پولیس کی بھرتی شروع کرے گی۔ جو ہندو مسلمان قومی حکام کو پبلک حقوق کے خلاف کام کرنے سے بچائے گی۔ اور مسلمانوں کو نماز روزے زکوٰۃ کا پابند بنائے گی۔

اس پولس کو انگریزی پولس سے ڈبل تنخواہ دی جائے گی۔ خفیہ اور ظاہر دونوں قسم کی پولس بنائی جائیگی جو بھرتی ہونا چاہیں مجھ سے خط و کتابت کریں۔

حسن نظامی دہلی

چشتی پارٹی کی کمربندی

الکشن ختم ہوتے ہی ہندوستانی قوموں کے [illegible] نفاق کو جب زیادہ کرنا ہے۔ جو الکشن نے پیدا کیا ہے اس لئے آل انڈیا چشتی پارٹی کے ممبروں کی کمربندی کا وقت آگیا۔

چشتی پارٹی کو برطانی ڈیلی گیشن سے بات کرنی نہیں تھی۔ کیونکہ ڈیلی گیشن تھکنا چاہتا تھا۔ اور تھکانا چاہتا تھا۔ اور اب چشتی پارٹی تھکے ہوئے لوگوں کے پاؤں دبانے چاہتی ہے۔

آؤ ہندوں کی مدد کریں تاکہ خدا ہماری مدد کرے۔

حسن نظامی دہلی

ہندوستان کی رضاکار پولس کیا چیز ہے؟

خاکسار۔ احرار۔ کانگرس مسلم لیگ۔ سکھ لیگ۔ ہندو مہاسبھا جمعیت علما وغیرہ کے ظاہر و باطن کا تجربہ کرنے کے بعد

ضرورت پیش آئی ہے کہ ایک بے غرض جماعت تیار ہو جو خود بھی بے غرض رہے اور قومی و ملکی معاملات میں لیڈروں اور حاکموں اور عوام کو بھی بے غرض رکھنے کا کام کرے۔

رضاکار پولس پرانی تاریخ کے احتساب کے اصول پر بنائی جائیگی۔ اور انگریزی پولس کے رواجی عیب دور کرکے انگریزی پولس کے اچھے طریقوں پر عمل کرے گی۔

رضاکار پولس آل انڈیا حسنی پارٹی بھرتی کریگی رضاکار پولس کو انگریزی فوج کے ڈسپلن کا پابند کیا جائیگا اور انگریزی پولس کو جو تنخواہ دی جاتی ہے اُس سے **ڈبل تنخواہ دی جائے گی۔**

انگریزی پولس کے پنشن یاب لوگ نوجوانوں کی ٹریننگ کریں گے۔ اور خرچ حسنی بیت المال کے ذمے ہوگا۔ بیت المال کسی معتبر سرکاری حیثیت کے بنک میں ہوگا۔ اور مسلمانوں کی زکوٰۃ اس میں جمع کی جائیگی۔ اور سب سے پہلے بیت المال کو مضبوط کرنے کے لئے رضاکارانہ زکوٰۃ کی وصولی کا کام ہوگا۔

رضاکارانہ زکوٰۃ کی وصولی کا یہ مطلب ہے کہ حسنی پارٹی ہر دولت مند مسلمان کو زکوٰۃ کے حکم سے آگاہ کریگی اور اس سے کہے گی کہ وہ حکم خدا کی بموجب زکوٰۃ ادا کرے۔ اور دریافت کریگی کہ جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے وہ قرآن کے حکم کے موافق ہے۔ تو خیرہا ورنہ قرآن کے بتائے ہوئے مصرف کی موافق زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اور جو مسلمان اس سے انحراف کریں ان کو خفیہ طور سے آگاہ کیا جائیگا کہ چونکہ ان کا عمل خدا کے حکم کے خلاف ہے اس لئے تین دن غور کرنے کی مہلت دی جاتی ہے۔ تین دن کے انتظار کے بعد پبلک میں رضاکار پولس اعلان کریگی کہ فلاں صاحب نے حکم خدا کی بموجب زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے پبلک ایسے منحرف سے چالیس دن بات نہ کرے اور سلام نہ کرے۔ اور اس کے سلام کا جواب نہ دے بس اس سے زیادہ کوئی اور سختی ہرگز نہیں ہوگی۔

رضاکار پولس کے دو حصے ہوں گے۔ ایک ظاہر پولس دوسری خفیہ پولس۔ ظاہر پولس کے کاموں کی خفیہ پولس نگرانی کریگی کہ ظاہر پولس حسنی پارٹی کے آئین مقررہ کے خلاف کوئی کام نہ کرنے پائے۔

حسنی پارٹی کی رضاکار پولس کا ہر مقام پر ایک دفتر ہوگا جہاں خفیہ رضاکار پولس رنڈیوں کے مکانوں اور شراب خانوں اور جوئے خانوں کی خفیہ اطلاعیں لائیگی۔

اور جو لوگ وہاں پائے جائینگے اُن کے نام خفیہ رجسٹر میں قلم بند کرائیگی اور پھر دفتر کے اراکین آپس میں مشورہ کرکے خفیہ اطلاعوں کی جانچ کریں گے کہ اطلاعیں درست ہیں یا نہیں اور جب اچھی طرح اطمینان ہو جائیگا کہ اطلاعیں درست ہیں تو ظاہر پولس کو حکم دیا جائیگا کہ مذکورہ گناہوں میں مبتلا لوگوں کو نرم الفاظ میں خفیہ طور پر نصیحت کریں اور تین بار کی مہلت کے بعد اگر کوئی یہ گناہ ترک نہ کریگا تو اخباروں میں اُن کے نام بغیر پتے کے شائع کرائے جائیں گے۔ اور سات دن کی مہلت دی جائیگی کہ وہ اصلاح کرلیں اس پر بھی اصلاح نہ ہو تو پتے شائع کئے جائینگے اور پبلک سے کہا جائیگا۔ کہ وہ چالیس دن تک ایسے لوگوں سے سلام کلام بند کردے۔

رضاکار پولس کے خفیہ اہل کار رشوت کھانے والوں اور بلیک مارکیٹ کرنے والوں کی خبریں جمع کریں گے۔ اور دفتر بہت احتیاط کے ساتھ جانچ کریگا۔ اور جب اس کو پوری طرح یقین ہو جائیگا کہ خبریں درست ہیں تو قانونی ثبوت مہیا کرنے کا انتظام کیا جائیگا اور جب قانونی ثبوت مہیا ہو جائیں گے تو سرکاری (وہ سرکار جو برسر اقتدار ہو) حکام کو یہ اطلاع ثبوت سمیت دیدی جائیگی تاکہ وہ قانونی تدارک کے ذریعہ اس کا انسداد کرسکیں۔

سرکاری پولس کی نگرانی بھی رضاکار پولس کریگی تاکہ جو خرابیاں سرکاری پولس میں ہوں وہ دُور ہو جائیں۔

چھوٹے بڑے لیڈروں۔ چھوٹے بڑے حکام اخباروں کے ایڈیٹروں مولویوں پیروں عاملوں حکیموں ڈاکٹروں سینماگھروں کی نگرانی بھی کی جائے گی۔

رضاکار پولس کے ہر کام میں "بے ضرر اصلاح" کا اصول مد نظر رہیگا اور رضاکار پولس کا جو اہل کار اس کی خلاف ورزی کریگا۔ تو تین مہلتوں کے بعد اس کو محکمے سے الگ کردیا جائیگا اور اخباروں میں اس کا نام اور پتہ شائع کیا جائیگا۔ اور چالیس دن سلام کلام بند کرنے کی سزا بھی دی جائیگی

یہ کام مشکل نہیں ہے۔ اور اگر مشکل ہو بھی تو اب ہندوستانیوں کو مشکلات پر غالب آنے کی ضرورت ہے۔ حسن نظامی

۱۳۶۵ھ کی عید میلاد کا سلام

جالی پکڑ کے روضۂ اقدس کی بار بار
سب حالِ دلِ رسولِ خدا کو سنائیں ہم

سلام علیک ایہا النبی ۔ سلام تجھ پر اے دل و جان کے مالک نبی محمدؐ

یہ سلام تیری امت کا ہے۔ یہ سلام تیرا اور تیرے بھیجنے والے خدا کا کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کا ہے جن کو کلام الٰہی میں "خیر امت" کہا گیا تھا یعنی اچھی امت خطاب دیا گیا تھا جس نے قرن اول کے ۲۵ برس کے اندر دنیا کے بڑے حصے میں توحید کا نشان بلند کر دیا تھا جس کی اذان کی آواز اور جس کی تلوار کی جھنکار پہاڑوں میں سمندروں میں صحراؤں اور دنیا کی سب حکومتوں کے ایوانوں میں گونجتی تھی۔

وہ امت دشمنوں میں گھر گئی تھی۔ شیطان نے اُن کے خیال اور حال کو تیری الفت سے جدا کر دیا تھا اور وہ دوسری قوموں کے غلام ہو گئے تھے۔ مگر اس سال تیرے رب کی نظرِ رحمت نے ان میں جان ڈالی ہے۔ اور وہ تیرے نام پر اور تیرے رب کے نام پر قربان ہو جانے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ یا رسول اللہ اس بے کس اور بے بس امت کے سر پر ہاتھ رکھئے جو ہر نماز کی التحیات میں آپ کو سامنے موجود سمجھ کر سلام علیک ایہا النبی سلام تجھ پر اے نبیؐ پڑھتی ہے اور پروردگار عالم سے اپنی امت کی آزادی اور خوش حالی کے دن منگا دیجئے۔ اس امت کے قرضے ادا ہوں۔

بیمار تندرست ہوں دلوں اور ارادوں میں قوت ہو غیبی رزق عطا ہو آپس میں محبت ہو جائے دل کے کینے دور ہو جائیں۔ فرقہ بندی کی پھوٹ دور ہو جائے آپ کے رب کا بندہ ابو الکلام آزاد غیروں کو چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے گلے لگ جائے نیز آپ کے رب کا دوسرا بندہ حسین احمد مدنی بھی اپنی قوم کی صف میں شریک ہو جائے۔ شیعہ سنی۔ مقلد غیر مقلد حنفی

قادیانی کے اختلافات دور ہو جائیں۔ اور وہ سب ایک کلمہ واحد پر جمع ہو جائیں۔ اور پروردگار کی اس زمین کو اللہ اکبر کے نعروں سے زندہ کر دیں جس کو حرص و ہوس اور خود غرضی اور دولت پرستی نے مردہ کر دیا ہے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب ملکوں کے عرب ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں اور غیر قوموں کے ہر اثر سے آزاد ہو جائیں جاوا۔ سماٹرا۔ اور ملایا اور چین اور افریقہ اور ایران اور ترکی اور مصر اور افغانستان کا بول بالا ہو۔ ان کے دلوں اور دماغوں میں اسلامی جرأت اور حرارت اور جوش پیدا ہو اور وہ غلامی کے جالوں اور پھندوں سے آزاد ہو جائیں۔ آمین یا اللہ۔ آمین یا اللہ۔ آمین یا اللہ۔ اللہ اکبر۔ یا محمدؐ۔ یا علیؓ۔ یا عمرؓ

عید میلاد کے جلسوں میں اعلان کر دیجئے

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ جو میں نے چھ سال کی محنت اور پچیس ہزار روپے کے خرچ سے تیار کر کے شائع کیا تھا۔ اور جس کے پڑھنے سے لاکھوں غیر مسلم مسلمان ہو گئے تھے۔ اور لاکھوں نو مسلم پکے مسلمان بن گئے تھے۔ اب دوبارہ چھپنے والا ہے کیونکہ پہلا ایڈیشن قریب ختم کے ہے۔ لہٰذا اس کار خیر کے لئے ہر مسلمان کو اپنے مرحوم عزیزوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے چندہ دینا چاہئے۔ اور اپنی نیاز نذر اور خیرات اور زکوٰۃ کی رقمیں بھی اس کام کے لئے دینی چاہئیں تاکہ قرآن شریف کا یہ ہندی ترجمہ اور ہندی تفسیر جلدی دوبارہ چھپ جائے اور ہندوستان میں کلام الٰہی کی تبلیغ کا ڈنکہ بج جائے۔

چندہ بھیجنے کا پتہ:۔ خواجہ حسن نظامی دہلی لکھ دینا کافی ہے جو لوگ اس کام میں چندہ دیں گے۔ اُن کے نام قرآن شریف کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

مہاراجہ سروہی نے وفات پائی

سب مسلمانوں کو آگاہ کر دیجئے کہ راجپوتانے کی مشہور ریاست سروہی کے مہاراجہ جن کی آمدنی بیس لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے مسلمان ہو گئے تھے اور دہلی میں وفات کے وقت تک مسلمان رہے تھے۔ اور وصیت کی موافق دفن کئے گئے تھے۔ لہٰذا سب مسلمان عید میلاد کی مجلسوں میں اُن کی مغفرت کی دعا مانگیں اور ایک ریزولیشن پاس کریں کہ فلاں مقام کے مسلمان جلسہ عام میں برٹش گورنمنٹ کے پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس نے ہز ہائی نس مہاراجہ سروہی کی وصیت کی موافق ان کو اسلامی طریق پر دفن ہونے میں مدد دی۔ اور اُن شورش کرنے والوں سے مہاراجہ کی میت کو بچایا جو میت کو جلانا چاہتے تھے۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ مہاراجہ کی قبر کو محفوظ رکھا جائے جس کو کھول کر میت کے جلانے کی تدبیریں کی جا رہی ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تو ہندوستان کے دس کرور مسلمانوں کی دل آزاری ہو گی۔ اور ایک عزت والے مسلمان کی لاش کی بے عزتی ہو گی۔ یہ ریزولیشن بذریعہ تار یا بذریعہ خط پولیٹیکل سکریٹری حضور وائسرائے دہلی کو بھیجے جائیں۔

لنگر اور روشنی کی امداد

۱۷ اور ۱۸ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ہجری کو حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کا سالانہ عرس دہلی میں ہو گا۔ جو لوگ اس عرس کی نیاز یا لنگر یا روشنی کے خرچ کے ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ میرے نام اپنی امداد بھیج سکتے ہیں۔

ضروری اطلاع

صوبہ دہلی کی گورنمنٹ نے راشن کی مقدار کم کر دی ہے اور عرس میں آنے والوں کے راشن کارڈ بہت وقت کے وقت دئے جائیں گے جس سے زائرین کو تکلیف کا اندیشہ ہے لہٰذا اگر اس سال متوسلین سلسلہ اپنے اپنے مقام پر نیازیں کریں۔ اور دہلی میں نہ آئیں تو مناسب ہے۔ میں نے نجی خطوط میں بھی اطلاعیں بھیجدی ہیں۔

حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

خودداری و خودغرضی

ہم آدمی خودداری کو اچھا اور خودغرضی کو برا کہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خودداری بھی خودغرضی کی ایک بہن ہے۔ خودداری اس حد تک اچھی ہے کہ انسان دوسروں کی نظر میں ذلیل ہونے کے کام نہ کرے۔ اور خودغرضی بھی اس حد تک اچھی ہے کہ دوسروں کی غرض کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی غرض حاصل کرے ورنہ حد سے باہر دونو بری ہیں۔

روس کی خودغرضی

آج کل روس کی حکومت فتح یابی کے غرور میں اور اپنی طاقت کے گھمنڈ میں برطانیہ اور امریکہ کی فوقیت اور برتری کو مٹانا چاہتی ہے اور ترکی اور ایران وغیرہ ملکوں میں بھی اپنا اثر جمانا چاہتی ہے۔ اگر یہ بیانات درست ہوں جو اخباروں میں شائع ہوتے ہیں تو ان سے روس کی خودغرضی ظاہر ہوتی ہے اور درست نہ ہوں تو ان کی خودغرضی سمجھی جائے گی جو ایسی خبریں دنیا میں مشہور کرتے ہیں۔

بندرگاہ عقبہ

سلطان ابن سعود نے برطانیہ سے عرب کی مشہور بندرگاہ عقبہ کا مطالبہ کیا ہے۔ سلطان عبدالحمید خاں کے زمانے میں انگریزوں نے عقبہ پر قبضہ کرنا چاہا تھا تو سلطان نے بڑی حکمت عملی کے ساتھ انگریزوں کو مات دیکر عقبہ کو بچا لیا تھا مگر شریف مکہ نے ترکوں سے بغاوت کی اور عقبہ انگریزوں کے ہاتھ آگیا۔ ایک عرب نے عقبہ دیا تھا۔ دوسرا عرب واپس مانگتا ہے۔

مصر اور حجاز

سلطان ابن سعود اور شاہ مصر اور دوسرے عرب ممالک اس وقت یہودیوں کو دیکھ رہے ہیں اور یہودیوں کو فلسطین پر قابض ہونے سے روکنا چاہتے ہیں تو ان کو روس سے بھی ہوشیار رہنا چاہیئے کیونکہ برطانیہ اور امریکہ اور روس ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ برطانیہ کو آزما چکے ہیں۔ امریکہ کو تیل کا ٹھیکہ دیکر اب آزمانا شروع کیا ہے۔ ان دو آزمائشوں کے بعد روس کی تیسری آزمائش میں مبتلا ہونا عقلمندی نہیں ہے۔ اور دوراندیشی کے خلاف ہے۔

شاہ فاروق بچے ہیں سلطان ابن سعود تجربہ کار سیاست داں ہیں۔ ان کو روس کی شہ رگ کے عرفان کی ضرورت ہے اور وہ شہ رگ توران اور ایران کی مسلمان قومیں ہیں۔ اگر یہ دونو اہل یورپ کی طرح توران اور ایران کے مسلمانوں میں اسلامی اتحاد کی تحریک جاری کریں تو سیاسی توازن ان کے قبضے میں آجائیگا۔ محض لفظی خلافت کی خواہش کریں گے تو مصر و حجاز کا وہ اتحاد بھی ٹوٹ جائیگا جو ابھی محض عارضی واقعات کے سبب پیدا ہوگیا ہے۔ کیونکہ خلافت کی حرص ابن سعود کے دل میں بھی ہے۔ مجھے غیبی روشنی میں مسلمانوں کا مستقبل شاندار معلوم ہوتا ہے اسلئے میں مسلمان حکومتوں کو توکل علی اللہ کی نصیحت کرتا ہوں۔ توکل کرو۔ اور آگے بڑھو۔

اگر ہم کو پاکستان مل جائے؟

تو ہم ہندوستانی مسلمان اپنی ہزار سالہ پالیسی اور حکمت حکومت کو زندہ کرکے دکھا دیں۔ کیونکہ ہم ہندوستان کا روپیہ ہندوستان میں خرچ کرتے تھے۔ باہر نہ لے جاتے تھے۔ اور ہندوستان کی کوئی پیداوار باہر نہ جاتی تھی اور باہر کے اسلامی ملکوں سے ہر قسم کے لائق آدمی یہاں لاتے تھے اور ہر قسم کی پیداوار یہاں لاکر ہندوستان کو گلزار بناتے تھے قصہ مختصر یہ کہ ہم خودغرض نہ تھے ہندوستان کے فائدے کے لئے ہندوستان پر حکومت کرتے تھے۔ لہٰذا اب بھی ہم میں جن کی نسلیں درست ہیں وہ اپنے بزرگوں کے طریقوں پر حکومت کریں گے۔

انور پاشا کا قاتل کون تھا؟

اب بھی ہندوستان کا بچہ بچہ انور پاشا ترک کو جانتا ہے اور ہر مسلمان گھر میں انور پاشا کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ جس نے ۱۹۱۱ء میں اٹلی کا مقابلہ کیا تھا جبکہ اس نے طرابلس کے عربوں پر حملہ کیا تھا۔

انور پاشا کو روس نے قتل کیا۔ جبکہ وہ ترکستان اور توران کو روس کے پنجے سے آزاد کرانے کے لئے توران میں آئے تھے۔ سمرقند و بخارا اسلام کا پرانا مرکز ہیں۔ حضرت حافظ شیرازی کا یہ شعر ہر مسلمان پڑھتا ہے اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا۔ بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا

اگر شیراز کا وہ ترک (محبوب) میرا دل اپنے ہاتھ میں لے لے تو میں اس کے رخسار کے ایک تل کے بدلے اس کو سمرقند و بخارا بخش دوں۔

وہ بخارا جہاں کی خاک سے امام بخاری جیسے محدث پیدا ہوئے آج روس کے قبضے میں ہے۔

اور جب انور پاشا نے سمرقند و بخارا کو آزاد کرانا چاہا تو روسیوں نے ان کو توران میں گھیر کر مار ڈالا۔ پس ایسی تاریخی دشمن قوم سے ایران اور توران کو بچانا ساری دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ اور ابن سعود اور شاہ مصر اس بات کو یاد رکھیں کہ روسیوں کی چکنی چپڑی باتیں ایسی ہی خطرناک ہیں جیسی انگریزوں اور امریکیوں اور فرانسیسیوں کی حکمت عملیاں خطرناک ہیں۔

ہم لوگ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے چند صدی پہلے یہاں سے یورپ کی قوموں کو فلسطین کے میدان میں فاش شکست دی تھی اور ان قوموں کے دل ابتک اس شکست کی یاد سے زخمی ہیں اور وہ اسی شکست کا بدلہ لینا چاہتی ہیں جس طرح بنی امیہ نے بدر کی شکست کا بدلہ اولاد علیؑ سے کربلا میں لیا تھا۔

یونان۔ انگریز۔ اور روس

لندن کانفرنس میں یونان کی حفاظت کا مسئلہ پیش ہوا تو روس نے یونان میں انگریزی فوج کے موجود ہونے کا شکوہ کیا۔ انگریز کہتے ہیں ہماری فوج یونان کی حفاظت کے لئے ہے۔ روس کہتا ہے تم حفاظت نہ کرو اپنی فوج واپس بلالو۔ اور انڈونیشیا سے بھی فوجیں ہٹالو۔ اور بات اتنی بڑھ گئی ہے کہ شیعہ سنی کی لڑائی کا مزا آرہا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ گاؤں کے دو جاٹ اس بات پر لڑ رہے ہیں کہ ایک

جاٹ کی بیوی نے دوسرے جاٹ کی بھینس کا گوبر اٹھا لیا تھا۔ روس سے کون پوچھے کہ میاں تم ترکوں سے ان کے علاقے کیوں مانگتے ہو۔ اور آذربائی جان کی آزادی کا تم کو کیوں فکر ہے۔ اور سمرقند و بخارا پر تم نے قبضہ کیوں کیا ہے؟

سندھ اور آسام

آجکل سندھ اور آسام میں کانگریس نے گدی بچھانے کا انتظام شروع کیا ہے۔ کوئی سندھی سید صاحب ہیں جو اپنے ہندو محبوب کے رخسار کے خال پر سندھ کا سمرقند و بخارا بخش دینا چاہتے ہیں۔ گورنر کہتا ہے رخسار کے ایک تل کے بدلے اتنا بڑا ملک دے ڈالتے ہو جس کو ہم نے میران سندھ سے بشکل تمام فتح کیا تھا۔ تو مسٹر سید جواب دیتے ہیں ایسے لکھ لٹ داتا نہ ہوتے تو تم سندھ کے میروں سے یہ ملک لیتے ہی کیونکر۔

ہندوستان کے دوسرے سرے پر آسام ہے۔ وہاں بھی ایک سید مولوی سلہٹ کے راج پتی نے کانگریس کو مہمان بنایا ہے۔ اور امروز شاہاں مہمان شداست مارا کا گیت گانا شروع کیا ہے۔

منادی سے لوگ کہتے ہیں چلو سینما دیکھیں منادی جواب دیتا ہے۔ سید برادران کے یہ دو فلم دیکھ لیں اس کے بعد تمہارا سینما بھی دیکھ لیں گے۔

ان دونوں فلموں میں سب سے دلچسپ سین نواب زادے لیاقت علی خاں کا بیان ہے کہ ہم تو وزارت کے خواستگار نہیں تھے۔ ہاں جناب یہ انگور ذرا کھٹے ہیں۔

کال کا وبال

وائسرائے بنگلور میسور گئے تھے آئے اور کال کا انتظام کر کے دہلی میں واپس آگئے صبح برطانی ڈیلی گیشن لندن سدھارا۔ شام کو وائسرائے دلی میں آگئے۔ وائسرائے ڈیلی گیشن سے صاف بچے بچے رہے کہ کانگریس یہ شبہ نہ کرے کہ وائسرائے کے اشارے سے یہ لوگ آئے ہیں۔ خوراک کا انتظام ہر بادشاہ کا فرض ہے۔ اور موجودہ وائسرائے ہی نہیں ہر انگریز اپنے فرض حکومت کو ادا کیا کرتا ہے۔ کاش ہندوستانی بھی اپنے ملک کے فرائض ادا کرنے کا ایسا ہی عمل کیا کرتے۔

سرحد اور پنجاب

پاکستان کے دو صوبے سندھ اور آسام تھے اُن کی حالت سب کے سامنے آگئی۔ اب پنجاب اور سرحد پر سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں پنجاب کی حکومت نے اپنی پیاری پارٹی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ پنجاب کے سالک کہیں گے۔

شکست و فتح نصیبوں پہ ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

سرحد سے بھی آوازیں آ رہی ہیں ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں۔ بہرحال کچھ بھی ہو۔ ہر ہندوستانی نے اور دنیا کی ہر قوم نے جان لیا۔ مان لیا۔ دیکھ لیا سمجھ لیا کہ مسلمان قوم زندہ ہے۔ اور دودھ میں شکر بن کر فنا ہونا نہیں چاہتی۔ اور اب اس کو پاکستان مل گیا ہے۔ یعنے دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں پر یہ بات نقش ہو گئی ہے کہ ہم سب کو ہندوستان میں اچھوت اور شودر بن کر رہنا نہیں ہے۔

دیسی ریاستوں کا انجام

اگر الکشنوں کے بعد دیسی ریاستوں میں بھی

جمہوری نظام قائم ہوا جس کی تیاریاں ہو رہی ہیں تو قدیمی طرز حکومت کی موت کا ایک بڑا ماتم کرنا پڑیگا۔ کیونکہ ریاستوں ہی میں قدیمی راجاؤں اور بادشاہوں کی حکومت کے کچھ مٹے مٹے سے نشان دکھائی دیتے ہیں مگر ان راجاؤں اور نوابوں نے اپنے بزرگوں کے اوصاف برباد کر کے خود یہ آفت مول لی ہے۔

برطانی ڈیلی گیشن چلا گیا

اس نے وہی دیکھا جو اس کو پہلے سے معلوم تھا۔ اس نے وہی سنا جو اس کے کان سالہا سال سے سن رہے تھے۔ یہ لوگ تماشہ دیکھنے نہیں آئے تھے تماشہ دکھانے آئے تھے۔ خود تماشا و خود تماشا ہیں۔

حیدرآباد کے ملکی

ہندوستان کے سب صوبوں میں باہمی رقابت ہے۔ بلکہ دنیا کی ہر بڑی قوم میں نسل اور رنگ اور وطن کی رقابت پائی جاتی ہے۔ مگر تیز رفتار قومیں اس فطری رقابت سے فائدے حاصل کرتی ہیں۔ عوام کو نسلی اور وطنی رقابت کا جوش دلا کر پرجوش اور عملی بناتی ہیں مگر ہندوستانی اس رقابت سے اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور خود نفع حاصل نہیں کر سکتے۔

حیدرآباد دکن ہندوستان کی ایک بڑی ریاست نہیں بلکہ ایک بڑی سلطنت ہے۔ یہاں بھی صدیوں سے ملکی غیر ملکی کی رقابت کا بازار گرم رہتا ہے۔

دسمبر اور جنوری کے دو مہینے وہاں رہ کر میں نے ہر ملکی اور غیر ملکی کی قوت عمل اور نیت اور طریق کار اور نتائج کو غور سے دیکھا تو مجھے یہ نتیجہ نظر آیا کہ ہر ملکی غیر ملکی دوسروں کو مغلوب و ناکام کرنے کے جوش میں اپنے ملک کے انجام سے اور آنے والے خطروں سے غافل ہو گیا ہے۔ عیسائی مشن ہر گاؤں میں اپنے تاریخی کام کے قدم مضبوط کر رہا ہے۔ آریہ سماج نے تمام ملک میں اپنا انقلابی جال بچھا دیا ہے۔ مرہٹے ہر قسم کی کارگر تدبیروں میں مصروف ہیں۔ اور ملکی لوگ گھروں اور دفتروں میں بس یہ سوچتے رہتے ہیں کہ غیر ملکیوں کی آمد و رفت اور جلب منفعت کو کیونکر روکا جا سکتا ہے اور غیر ملکی اس فکر میں ہیں کہ ہم کب یہاں سے بدنام ہو کر نکلتے ہیں۔

اتنے بڑے ملک میں صرف ایک بادشاہ کی ذات ایسی ہے جو رات دن باوجود کبر سنی کے اپنے ملک کے عروج و فروغ کے کام میں مصروف اور بے آرام ہے باقی کوئی دوسرا نہیں ہے۔ خدا بھی یکتا ہے۔ وہی فضل کرتا ہے جو یہ یکتا بادشاہ اکیلا اس بوجھ کو سنبھالے ہوئے ہے۔

نیک نیت وائسرائے

ہز ایکسیلنسی لارڈ ویول۔ وائسرائے ہند نے ہندوستانی مسئلہ خوراک کے انتظام کے لئے گاندھی جی اور مسٹر جناح اور مولانا ابوالکلام آزاد سے مشورہ کیا تھا۔ جس سے وائسرائے کی نیک نیتی ظاہر ہوتی ہے۔ مولانا ابوالکلام سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ مگر گاندھی جی اور مسٹر جناح نے بہت اچھے مشورے وائسرائے کو دئے ہیں جن سے ان دونوں کی جداگانہ قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً گاندھی جی نے جواب دیا "ہندوستانی سیاسی پارٹیوں کی تفریق کا خیال کئے بغیر سینٹر میں ایک نیشنل گورمنٹ قائم کر دی جائے۔ اور اس کے ذریعے خوراک کا انتظام کیا جائے۔" مگر اس تجویز کی نسبت گاندھی جی کو شبہ ہے کہ اس کو گورمنٹ منظور کرے گی یا نہیں کریگی۔ اس لئے میں مشورے کے اس حصے کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ البتہ گاندھی جی کے مشورے کے دوسرے حصے کی سچائی اور گہرائی کی جتنی زیادہ تعریف کی جائے کم ہے۔ جس میں گاندھی جی نے بہت شرافت کے لہجے میں ایک تلخ بات ظاہر کی ہے کہ اگر ہندوستان کے بیوپاری اور سرکاری نوکر ایمانداری سے کام لیں تو ہندوستان میں خوراک کی کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔ اور گاندھی جی نے بیوپاریوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ خوراک کے ذخیرے چھپا کر نہ رکھیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر سرکاری نوکر اور بیوپاری پبلک ضرورت کا خیال رکھیں اور ایمانداری سے کام کریں تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہے گی۔

گاندھی جی کا یہ بیان بہت سچا اور بہت گہرا بیان ہے میں نے لڑائی کے زمانے میں ہندوستان کی ہر قوم کے چھوٹے بڑے بیوپاریوں کے کاروبار اور نیت کو آزما کر دیکھا۔ یا دوسروں کی آزمائی ہوئی سچی باتیں معلوم کیں۔ اور مجھے بہت صدمہ ہوا کہ ہندوستان میں کسی قوم کا کوئی چھوٹا بڑا بیوپاری نیک نیت اور ایماندار نہیں ہے اور غلے کے تاجر ہندو ہوں یا مسلمان سب ہی بے رحم اور بے دیانت اور فریب کار ہیں۔

اسلامی شریعت نے احتکار کو بہت سخت جرم اور گناہ قرار دیا ہے۔ اور احتکار خوراک کی چیزوں کو نفع کمانے کی غرض سے جمع رکھنے کو کہتے ہیں۔ دس سال پہلے برما کے کروڑپتی مسلمان بیوپاری سیٹھ جمال نے کروڑوں روپے کے چاول زیادہ نفع کمانے کے لئے روک لئے تھے۔ اور میں نے ان کے منیجر خان بہادر احمد چاندو کے سامنے ان کو نصیحت کی تھی کہ آپ کا یہ کام اسلامی شریعت کے خلاف ہے اور انھوں نے نہایت حقارت کے لہجے میں انکاری جواب دیا تھا۔ اور میں یہ کہہ کر ان کے پاس سے چلا آیا تھا کہ تمہاری تباہی کا

وقت قریب آگیا ہے۔ اور جب میں مکان سے باہر آیا تو خان بہادر احمد چاندو نے جواب موجود ہیں اور سندھیا کمپنی کے ایک رکن ہیں مجھ سے کہا تھا کہ آپ سیٹھ جمال کو بد دعا نہ دیجیئے کہ وہ آپ کی قوم کے بڑے رکن ہیں۔ اور میں نے جواب دیا تھا "میری دُعا اور بد دعا کوئی چیز نہیں ہے۔ سیٹھ جمال کا یہ گناہ خود اُن کے لئے بد دعا ہے"۔ چنانچہ پندرہ دن کے اندر سیٹھ جمال کا دیوالہ نکل گیا۔ اور کروڑوں روپے کی جائداد تباہ و برباد ہوگئی اور اُسی زمانے میں اُن کا انتقال بھی ہوگیا۔ پس آج بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے جو ہندو مسلمان بیوپاری دولت جمع کرنے کے لئے ہندوستان کے غریبوں کو بھوکا مارنے کی کوشش کریں گے وہ خدائے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قہر الٰہی اُن کو گھیر لیگا۔ اور وہ سب نیست و نابود ہوجائیں گے۔

میں جانتا ہوں کہ ہندوستانی بیوپاریوں نے لڑائی کے زمانے میں خوراک کا سامان پوشیدہ رکھ کر کروڑوں روپے کمائے ہیں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سرکاری نوکروں نے جن میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی ہیں سکھ بھی ہیں پارسی بھی ہیں عیسائی بھی ہیں یہودی بھی ہیں اور انگریز بھی ہیں آنکھیں بند کرکے رشوتیں لیں ہیں۔ اور وہ سب خوراک کی حد تک کروڑوں غریبوں کے مجرم ہیں اور بڑی رقم کے نوٹوں کی منسوخی کا ایک عذاب اُن پر آچکا ہے۔ اور دوسرا عذاب عنقریب آنے والا ہے۔ لہذا وقت آگیا ہے کہ وہ سب توبہ کریں اور جو روپیہ ناجائز طریقے سے انہوں نے کمایا ہے۔ اُس کا ایک حصہ خلق خدا کی مدد میں خرچ کردیں

گاندھی جی نے ایک تجویز یہ بھی پیش کی ہے کہ جن باغوں میں پھلواری لگائی جاتی ہے وہاں خوراک کی چیزیں بوئی جائیں۔ یہ چیز بھی بہت ضروری اور قابل عمل ہے۔

مسٹر جناح نے وائسرائے کی نیک نیتی کا بہت اچھے الفاظ میں خیر مقدم کیا ہے۔ مگر انہوں نے کوئی ذمے داری اپنے اوپر نہیں لی۔ اور وائسرائے سے کہا کہ وہ خود طریقہ کار تجویز کریں مسلم لیگ اور مسلمان قوم پوری مستعدی کے ساتھ گورنمنٹ کا ہاتھ بٹائے گی۔ میرا خیال ہے انھوں نے بہت صحیح راستہ اختیار کیا ہے۔ جس میں دانشمندی بھی ہے اور دور اندیشی بھی ہے۔

سیاسی اختلافات کی بنا پر وائسرائے اور اُن کی گورنمنٹ پر کتنی ہی نکتہ چینی کی جائے۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ وائسرائے کا دل بہت نیک ہے جو اُن کو خدمت خلق کی طرف ہر وقت متوجہ رکھتا ہے۔ اور میں ہندوستان کے اُن کروڑوں غریبوں کی طرف سے وائسرائے کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو سرمایہ داری سے محروم ہیں۔

کپتان عبد الرشید کی قید کا مسئلہ

آجکل ہندوستان کے مسلمانوں میں کپتان عبد الرشید کی قید کا مسئلہ بہت نازک ہوگیا ہے۔ گذشتہ زمانے میں ہندوؤں نے مظاہرے کئے تھے۔ اور کچھ مسلمانوں نے بھی اُن کا ساتھ دیا تھا۔ اور اب مسلمان مظاہرے کر رہے ہیں۔ اور کچھ ہندو بھی اُن کا ساتھ دے رہے ہیں دہلی اور لاہور اور بمبئی اور کلکتے سے مظاہروں کی خبریں آئیں ہیں۔ اگرچہ ان خبروں کو بہت کم کرکے شائع کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ کلکتے سے خبر آئی ہے کہ وہاں ایک دن میں بارہ دفعہ گولی چلانی پڑی۔ اور چودہ آدمی مرگئے۔ اور ایک سو ستر زخمی ہوئے یہ تعداد اخباری ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اصلیت کتنی ہے۔ اسمبلی میں وار سکریٹری نے جو وجوہات کپتان عبد الرشید کی قید کی نسبت بیان کیں۔ وہ اُصول کے اعتبار سے بالکل ٹھیک ہیں لیکن اثر اور نتیجے کے اعتبار سے بہت خطرناک ہیں گورنمنٹ کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ فوجی ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے ایسی سزائیں ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ اور ہندوستان میں آئندہ اگر قومی گورنمنٹ قائم ہوئی تو اس کو بھی اس قسم کی تادیبی کار روائیاں کرنی پڑیں گی۔ مگر مجھے نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ لکھنا چاہیئے کہ گورنمنٹ نے وقت کا لحاظ نہیں کیا۔ کیونکہ تمام ملک میں انقلابی خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ اور لڑائی نے جو بیداری عوام کے خیالوں میں پیدا کردی ہے۔ اُس سے کوئی دل خالی نہیں رہا ہے ایسے وقت میں گورنمنٹ کے لئے کسی طرح مناسب نہیں تھا کہ وہ مقدمہ چلاتی۔ اور اگر گورنمنٹ سب قیدیوں کو حسب وعدہ چھوڑ دے گی اور مقدمات چلانے کا ارادہ بھی ترک کردے گی تو اس سے اس کے رعب اور وقار میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ بلکہ فوراً ساری فضا بدل جائیگی اور عوام و خواص خوراک کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہوجائیں گے۔ جس کی ملک کو اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

آل انڈیا ریڈیو کی زبان

معلوم ہوا ہے آجکل گورنمنٹ آل انڈیا ریڈیو کی ہندستانی زبان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ اب آل انڈیا ریڈیو میں اُردو یا ہندوستانی بہت ٹھیک استعمال ہورہی ہے۔ اور میں روزانہ خبروں کی زبان کو بہت غور سے سنتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خبریں مرتب کرنے والے بڑی محنت اور کوشش کرتے ہیں۔ اور عام فہم الفاظ استعمال کرنے میں اُن کی تلاش بہت کامیاب تلاش

معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ گاندھی جی کے بیان میں جو ابھی انھوں نے مسئلہ خوراک کی نسبت دیا تھا گاندھی جی نے عورتوں کو نصیحت کی تھی کہ وہ فضول خرچی نہ کریں۔ اس کی نسبت مسلمان لوگ چلن کا لفظ استعمال کرتے ہیں یا کفایت شعاری کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن آل انڈیا ریڈیو نے لفظ "صرفہ" استعمال کیا ہے۔ جو میرے خیال میں سب سے بہتر لفظ ہے۔ اگرچہ یہ لفظ عربی ہے اور ریڈیو کے ہندو سننے والے عربی فارسی الفاظ سے چڑتے ہیں۔ لیکن "صرفہ" ایسا لفظ ہے جس کو ہندو بھی سمجھتے ہیں مسلمان بھی سمجھتے ہیں۔ پڑھے لکھے بھی سمجھتے ہیں۔ اور اَن پڑھ بھی سمجھتے ہیں۔ عورتیں بولتی ہیں "بوا چلن سے گھر چلاؤ" (یعنی آمدنی سے خرچ کو نہ بڑھنے دو) یا مرد کہتے ہیں عورتوں کو کفایت شعاری سے خرچ کرنا چاہیئے یہ بہت زیادہ عام فہم نہیں ہے۔ مگر لفظ صرفہ کو کنجوسی کے لئے بھی بولتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں وہ شخص لاری میں نہ گیا اور صرفے کا خیال کر کے ریڑی میں گیا۔ یا فلاں بی بی نے لڑکی کی شادی کی تو ہر بات میں صرفے کا خیال رکھا جس سے وہ بدنام ہوگئیں۔

بہرحال میں آل انڈیا ریڈیو کی خبریں مرتب کرنے والے شخص کی یا اشخاص کی تعریف کرتا ہوں کہ وہ بڑی محنت اور کاوش سے عام فہم الفاظ تلاش کرتے ہیں۔ اور اس پر بھی اگر سرکاری افسر کوئی اور نئی عام فہم ہندوستانی زبان چاہتے ہیں تو اس کے لئے امریکہ سے کوئی مصنوعی آدمی بلانا پڑیگا۔ جو نئے سائنس کے کل پُرزوں سے بنا ہوا ہو۔ لیکن اُس مشینی آدمی کو بھی مجبوراً یہی عام فہم ہندوستانی زبان بولنی پڑے گی جو آجکل آل انڈیا ریڈیو کی خبروں میں بولی جاتی ہے۔

۹ فروری کی رات کو دہلی سے ایک ڈرامہ نشر ہوا تھا اُس کی زبان بہت خراب تھی۔ قصہ الف لیلہ کا تھا ڈرامہ نویس نے پنجابی محاوروں کی بھرمار کر کے زبان بھی خراب کردی تھی اور قصے کا وہ اثر بھی باقی نہ چھوڑا تھا جو اصل الف لیلہ میں ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ قصوں کہانیوں اور ڈراموں کی زبان لکھنی آسان بات نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں باوجود عام فہم زبان لکھنے کی مہارت کے اگر الف لیلہ کا کوئی قصہ لکھتا تو کامیاب نہ ہوتا۔ قصے کہانیوں کی زبان لکھتے وقت بہت زیادہ اَن پڑھ لوگوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ایسی زبان لکھی جائے کہ وہ لوگ بھی اس کو سمجھ لیں۔ میں اس کو اور زیادہ مختصر الفاظ میں لکھنا چاہوں تو یوں لکھوں گا کہ پڑھنے کی زبان اور ہوتی ہے۔ اور بولنے کی زبان اور ہوتی ہے۔ اور بولنے کی زبان صرف قصوں میں کہانیوں میں اور ڈراموں میں استعمال کرنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی اس کی مشق کرنی چاہے تو بوستان خیال کی جلدیں پڑھے یا داستان امیر حمزہ کی جلدیں پڑھے یا مجموعہ ... تاریخ واقدی کا اُردو ترجمہ پڑھے جو مطبع کشوری لکھنؤ میں چھپا ہے۔

رائے بہادر رام کشور کی وفات

مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا کہ دہلی کے نامور وکیل رائے بہادر رام کشور صاحب نے بحالت سفر قلب کی حرکت بند ہونے سے وفات پائی۔ وہ دہلی کے ممتاز ہندوؤں میں تھے۔ اور ان کو اپنے شہر کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ میرے ہاں بھی کبھی کبھی قوالی کی مجلسوں میں آیا کرتے تھے۔ میں ان کی موت کو تمام دہلی کے ہندو مسلمانوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہوں۔ اور میں اپنی طرف سے اور دہلی کے مسلمانوں کی طرف سے اور اپنے مریدوں کی طرف سے رائے بہادر آنجہانی کے پسماندوں سے ماتم پُرسی کرتا ہوں۔

کلکتے کا ہنگامہ

اوپر کے نوٹوں میں کلکتے کے حالیہ ہنگاموں کا ذکر آچکا ہے اس کے بعد انگریزی اخبار ہندوستان ٹائمز میں جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں وہ مجھے میرے فرزند خواجہ سید علی نظامی ایڈیٹر منادی نے پڑھ کر سنائیں۔ جن سے معلوم ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلم لیگ اور کانگرس کے ہندو مسلمان دوش بدوش شریک تھے۔ اور دونوں کے جھنڈے بھی ان کے ساتھ تھے۔ نہ کانگرسی مسلم لیگ کے جھنڈے سے چڑتے تھے۔

نیلگی کانگرس کے ترنگے نشان کی مخالفت کرتے تھے۔ اس سے بھی زیادہ عجیب بات ان تفصیلات میں یہ ہے کہ کمیونسٹ پارٹی بھی اور خاکسار بھی اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ کانگرس اور مسلم لیگ کے کندھوں سے کندھے ملائے ہوئے تھے۔

ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا ہندوستان سے باہر رہنے والوں کو ان اختلافات سے جو ہندوستانی قوموں میں ہیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہندوستانیوں کی آپس میں پھوٹ ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ جب ہندوستان کو آزادی اور خودمختاری مل جائے گی اور جھگڑے کرانے والے لیڈروں کے سامنے ان کی روزی اور مصروفیت کے کام آ جائیں گے تو ہندوستان کا اختلاف ایک کہانی بن جائیگا۔ اس وقت ہندوستان جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اور مسکرا کر انگلستان سے کہیگا امریکہ سے کہیگا۔ روس سے کہیگا۔ فرانس سے کہیگا۔ اٹلی سے کہیگا۔ ہالینڈ سے کہیگا۔ جرمنی سے کہیگا۔ اسپین سے کہیگا۔ دیکھو دیکھو تم سب گورے ہو۔ تم سب عیسائی ہو۔ تم سب ایک سا لباس پہنتے ہو تم سب ایک سا کھانا کھاتے ہو۔ پھر آپس میں لڑتے کیوں ہو؟ یعنی اس وقت ہندوستان ایک ناصح اور ایک واعظ اور ایک لیڈر کی شکل میں اُن قوموں کو نصیحت کریگا۔ جو آجکل ہمارے آپس کے جھگڑوں پر ہنس رہی ہیں۔ اور ہم کو بیوقوف سمجھ رہی ہیں

کہ ہم ہندوستانیوں میں ایک دل اور ایک عمل ہونے اور رہنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

جلسوں میں تالیاں

مولوی صاحبان اور اُن کے مقلدین کو گانے بجانے سے چڑ ہے۔ یہاں تک کہ وہ تالیاں بجانا بھی شریعت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور مذہبی جلسوں میں جب اظہار جذبات کے لئے تالیاں بجائی جاتی ہیں تو اہل جلسہ کو روک دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سُنّی مسلمانوں کے سب جلسے سنسان رہتے ہیں۔ یعنی تقریر کرنے والے کو یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سننے والوں کی سمجھ میں بھی آتا ہے یا نہیں۔ شیعہ مسلمانوں کی مجلسیں بہت زندہ دل معلوم ہوتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ مجلسوں کے ذاکرین اور واعظین اور لکچرار سنیوں سے زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے سننے والے تالیاں تو نہیں بجاتے۔ مگر ہر اچھی بات پر تحسین و آفرین کا اتنا غُل مچاتے ہیں۔ کہ بولنے والے کی ہمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور حاضرین مجلس بھی تقریر کے خاص خاص حصوں کو ذہن نشین کر لیتے ہیں۔

صدیوں سے مولوی صاحبان گانے بجانے کو شریعت کے خلاف کہتے آئے ہیں۔ اور لکھتے آئے ہیں۔ مگر کوئی منکر یہ نہیں بتا سکتا کہ قرآن شریف میں گانے بجانے کے خلاف کوئی آیت ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے لکھ رہا ہوں۔ اور دعوے کر رہا ہوں کہ اسلامی دُنیا میں ایک مولوی بھی ایسا موجود نہیں ہے جو گانے بجانے کے خلاف قرآن شریف کی ایک آیت بھی پیش کر سکے۔ سوائے ایک آیت [illegible] کو بالکل غلط طریقے سے پیش کیا جاتا ہے اور جس میں "لہو الحدیث" کا لفظ آیا ہے۔ اور "لہو الحدیث" کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس سے گانا بجانا مراد ہے۔ مگر میں نے اپنی کتاب "قوانین قرآن" میں قرآنی دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ "لہو الحدیث" سے گانا بجانا ہرگز مراد نہیں ہے اور مولویوں نے قرآن پر اور اسلام پر ایک بہتان لگا دیا ہے۔

پس چونکہ تالیوں کی مخالفت گانے بجانے کی بُنیاد پر کی جاتی ہے۔ اور گانا بجانا قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ اس واسطے تالیاں بجانا بھی شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ اور ضرورت ہے کہ سُنّی مسلمان جن کی تعداد شیعہ مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اپنی مجلسوں اور جلسوں کا جمود دور کریں۔ اور جلسوں میں شرکت کرنے والوں اور جلسوں میں بولنے والوں کے ٹوٹے ہوئے تعلقات جڑ جائیں۔ ورنہ اگر یہی محدود خیالی اور تنگ نظری رہی تو رفتہ رفتہ شیعہ مجلسوں کا اور شیعہ بولنے والوں کا اثر سنی جلسوں اور سنی بولنے والوں سے بہت زیادہ بڑھ جائیگا۔ اور یہ چیز اہل سنت والجماعت کی برتری کے لئے بہت خطرناک ہوگی۔

لکھنؤ کے بے عقل سُنّی

لکھنؤ سے خبریں آئی ہیں کہ وہاں کے عقل مند سنّی لیڈروں نے سنّی عوام کو بے عقل بنانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ احرار پارٹی کے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے ہیں اور گندی گلیوں میں مدح صحابہؓ کر کے گرفتار ہو رہے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ چیز مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اغیار نے پیدا کی ہے۔ مگر اس علم کے باوجود لکھنؤ کے وہ لیڈر چپ چاپ بیٹھے ہیں جن کے دلوں میں مسلمانوں کی وحدت و اخوت کا درد اور احساس ہے۔

کاشی جاترا کی سہایتا

کے لئے

اعلےٰ حضرت حضور نظامؔ نے

پانچ ہزار روپے سالانہ مقرر کئے

اعلےٰ حضرت حضور نظام نے فرمان جاری کیا ہے کہ جس طرح مسلمانوں کو سفر حج اور زیارات کربلا کے لئے میری حکومت مدد دیتی ہے اسی طرح میری ہندو رعایا کو بھی کاشی (بنارس) جاترا کے لئے پانچ ہزار روپے سالانہ مدد ملا کرے۔

یہی وجہ ہے

کہ حضور نظام کی رعایا

اپنے بادشاہ کی حکومت کو جنت کہتی ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلوی کے لئے ایڈیٹر اخبار منادی دہلی نے شائع کیا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء

اعلیٰ حضرت حضور نظام کے ملک میں

۶ ہزار مسجدیں اور ۲۶ ہزار مندر ہیں

سب کو یکساں امداد ملتی ہے

عیسائیوں کے گرجا بھی بہت ہیں۔ سکھوں کے گرودوارے بھی ہیں اور گرو گوبند سنگھ صاحب کی آخری سمادھی اور بڑا گرودوارہ بھی دکن میں ہے۔ پارسیوں کے آتش خانے بھی ہیں۔ اور ان سب کو بھی اتنی ہی امداد ملتی ہے۔ جتنی مسلمانوں کو ملتی ہے

حضور نظام کے ملک میں

سب قوموں کو مذہبی آزادی اور خوش حالی حاصل ہے

شمس العلما حضرت خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے لئے ایڈیٹر اخبار منادی دہلی نے شائع کیا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۰ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ ۱۵ ر جنوری ۱۹۴۶ء شنبہ گلبرگہ

وجہ تسمیہ آج میں نے شہر گلبرگہ کے نام کی وجہ تسمیہ پوچھی معلوم ہوا دیسی زبان کا کوئی لفظ گل برگی ہے جس کو گلبرگہ بنایا گیا ہے۔ یہاں کی آبادی پچاس ہزار سے زیادہ ہے۔ ہندو مسلمانوں کی تعداد مساوی ہے مسلمان بھی تجارت کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاتھ میں غلہ کی تجارت ہے۔ دوسری ضروریات کا سامان مسلمان فروخت کرتے ہیں۔ لباس سب کا شیروانی اور ترکی ٹوپی ہے۔ ہندو بھی لال رنگ کی ترکی ٹوپی اوڑھتے ہیں اور دھوتی بھی باندھتے ہیں۔ مگر اب رفتہ رفتہ ترکی ٹوپی اور شیروانی کا رواج اُن سے کم ہو رہا ہے۔ گلبرگہ بہمنی سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ اور موجودہ حکومت کے صوبے کا مستقر ہے۔ بہمنی حکومت کے زمانے کی ایک بہت شاندار مسجد بھی یہاں ہے۔ اور پرانی یادگاریں باقی نہیں ہیں۔ البتہ حضرت بندہ نوازؒ کی درگاہ بھی بہمنی زمانے کی یادگار ہے۔ یہ درگاہ بہت اونچے پہاڑی مقام پر ہے۔ اس واسطے دور سے نظر آتی ہے۔ یہاں بہت سے گنبد ہیں اور سب کی تعمیر بہمنی زمانے کی معلوم ہوتی ہے۔ بہمنی سلطنت ایک ایرانی نوجوان حسن نے قائم کی تھی جس کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے دہلی میں اپنے لنگر کی روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر فرمایا تھا "یہ دکن کی بادشاہی کا تاج ہے"۔ حسن بہمنی کو سلطان محمد تغلق نے سو سواروں کا سردار بنایا تھا جس نے امیران صدہ کے نام سے ایک فوج بنائی تھی جس میں ایک ایک امیر کے ماتحت سو سو سوار تھے۔ یہ فوج ورنگل کی فتح کے لئے دکن میں آئی تو محمد تغلق سے منحرف ہوئی اور اُس نے حسن بہمنی کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اور گلبرگہ پایۂ تخت بنایا گیا۔ بہمنی سلطنت بہت بڑی تھی۔ میسور تک اس کی سرحد تھی۔ اور اس کے بعد وہ تقسیم ہو گئی۔ اور چار حکومتیں نمودار ہوئیں۔ جن میں عادل شاہی اور قطب شاہی اور برید شاہی وغیرہ حکومتیں تھیں۔ جو اکبر سے لے کر اورنگ زیب تک مغل شہنشاہی سے لڑتی رہیں۔ اورنگ زیب نے ان سب کو مغلوب کر لیا۔ اور اس کے بعد چند سال انقلابات جاری رہے۔ اور آخر میں آصف جاہ اول نے یہاں سلطنت قائم کی۔ اور انھوں نے پھر ان چاروں بادشاہیوں کو ملا کر ایک حکومت بنا دی۔ جو آج تک موجود ہے۔ البتہ اس کا ایک حصہ برار اور ایک حصہ اندھیرا کرنول اننت پور اور مچھلی بندر وغیرہ راجہ چندو لال کی وزارت کے زمانے میں انگریزوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔

بندہ نوازؒ دہلی کے تھے حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ دہلی کے رہنے والے تھے۔ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ کے خلیفہ تھے۔ امیر تیمور کے حملے کے وقت دہلی سے گوالیار میں آئے۔ اور گوالیار سے گجرات میں آئے۔ اور پھر وہ گجرات سے گلبرگہ میں آئے۔ یہاں سلطان فیروز شاہ بہمنی بادشاہ تھا۔ وہ استقبال کے لئے آیا تو حضرتؒ سے عرض کی کہ یہاں قیام فرمائیے۔ حضرتؒ نے جواب دیا تمہاری زندگی بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے۔ میں یہاں رہوں گا تو تمہارے بعد تمہارے جانشین مجھے تکلیف دیں گے۔ فیروز شاہ نے کہا دعا کیجئے میری عمر بڑھ جائے۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ اس کا جواب کل دیا جائے گا۔ دوسرے دن فیروز شاہ خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا "تمہاری دعا قبول ہوئی۔ تمہاری عمر بڑھ گئی اب ہم اسی جگہ رہیں گے"۔

نظامیوں کی ذمہ داری حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نظامیہ سلسلے کے بانی تھے انھوں نے اپنی زندگی میں پانچ سو خلفاء دکن میں بھیجے تھے۔ اور بندہ نواز گیسو درازؒ بھی نظامیہ سلسلے کے ایک بزرگ تھے۔ جو حضرتؒ کی وفات کے بعد یہاں آئے تھے۔ لہذا سات سو برس سے آج تک نظامیوں کی ذمہ داریاں اس ملک سے وابستہ ہیں۔ بہمنی سلطنت کے بعد دکن کی حکومتیں شیعہ ہو گئی تھیں۔ تب بھی نظامیہ مشائخ نے اپنے فرائض جاری رکھے تھے۔ اور اب بھی وہ جاری ہیں۔ اور آئندہ بھی جاری رہیں گے۔ لیکن اب دکن کے نظامیہ مشائخ اپنے فرائض کو بھول گئے ہیں۔ اور سب سیاست میں از خود یا بیرونی اثرات سے شریک ہو گئے ہیں۔

ناشتہ آج پروفیسر سعید الزماں صاحب اور پروفیسر نصیر الدین نظامی نے مشترکہ انتظام ناشتے کا میرے لئے کیا تھا۔

یونائیٹڈ کالج مگر اصل حقیقت پر غور کیا جائے تو گلبرگہ کالج کے سب پروفیسر امریکہ کی متحدہ ریاستوں کی طرح ایک دل اور ایک عمل ہیں۔ اور ان سب میں سعید الزماں صاحب اور نصیر الدین صاحب اور محمد حامد صاحب صدیقی اور قریشی صاحب

چار قالب اور ایک جان ہیں۔ اس لئے میں کل شام سے آج روانگی کے وقت تک ان چار یاروں کی یونین کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔ کہ صدیوں پہلے کے مسلمانوں کا سا ایکہ اور وحدت ان میں ہے۔ پروفیسر سعید الزماں لاہور کے ہیں اور اُن کی بیوی بھی لاہور کی ہیں اُن کو کھانا کھلانے کا بہت شوق ہے۔ اور اُن کی بیوی نے بھی اپنے شوہر کو درویش اور اپنے گھر کو خانقاہ سمجھ لیا ہے اس لئے اُن کا لنگر جاری رہتا ہے۔

صدیقی بیگم کا خواب: پروفیسر صدیقی صاحب کی بیگم صاحبہ نے مجھے اور خواجہ بانو کو خواب میں دیکھا تھا۔ آج خواجہ بانو سے ملنے آئیں تو حیران ہو کر کہا میں نے آپ ہی کی صورت خواب میں دیکھی تھی۔

روانگی: ناشتے میں کھانا اتنا زیادہ اور اتنی اقسام کا تھا کہ میں ہندوستان کے بارہ صدیوں کا مشترکہ دسترخوان سمجھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ بچوں سے کہا جتنا کھا سکتے ہو کھاؤ۔ اور جتنا پی سکتے ہو پیؤ تا کہ شام تک کھانے کی ضرورت نہ رہے مگر میزبانوں نے راستے کے لئے بھی بہت سا کھانا ساتھ کر دیا۔

اسم شماری: گلبرگہ کے صوبیدار صاحب مولوی عبد الحمید خاں صاحب ہیں اور درگاہ بندہ نوازؒ کی بلند محراب اور دروازہ نواب محمد افضل خاں صاحب کا بنوایا ہوا ہے۔ جو سیواجی کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔ درگاہ کے عربی مدرسے کے صدر مدرس مولانا نذر محمد خاں صاحب ہیں۔ اور درگاہ کی جاگیر کے ناظم مولوی خیر الدین صاحب ہیں۔ عربی مدرسے کا بورڈنگ ہاؤس اور کھانا کھانے کا مقام بھی دیکھا تھا۔ جو عربی درسگاہوں کی معصوم اور مفلس زندگی کا نمونہ تھا۔ اور جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ عربی جاننے والے مولوی مسلمانوں کی زندگی کو اس لئے خوش حال نہیں بنا سکتے کہ خود اُن کی زندگی کی ابتدا اسی تنگی اور ناداری سے شروع ہوتی ہے۔

درگاہ کے کتب خانے میں دو ہزار علمی اور دینی کتابیں ہیں۔ جن میں ڈھائی سو قلمی ہیں۔ حضرت بندہ نوازؒ کی تصانیف ایک سو ایک تھیں جن میں سے گیارہ چھپ گئی ہیں جو مجھے کتب خانے نے تبرک کے لئے دی ہیں۔

سلطنت حیدرآباد کے موجودہ ہوم سکریٹری مولوی سید محی الدین صاحب رضوی پہلے گلبرگہ کے تعلقدار تھے ان کے زمانے میں یہاں سمنٹ کی سڑکیں بنیں۔ گنج تیار ہوا۔ اور محبوب گلشن میں جوبلی ٹاؤن ہال تعمیر ہوا۔ درگاہ روڈ بنائی گئی۔ اور ان کے علاوہ ڈامر کی سڑکیں بھی تیار ہوئیں۔

درگاہ کے نوادرات میں وہ پالکی بھی دیکھی جس پر حضرت مخدوم چراغ دہلیؒ سوار ہوتے تھے اور جس کو حضرت بندہ نوازؒ اپنے کندھے پر اٹھاتے تھے۔ اور حضرت بندہ نوازؒ کے دو گیسو بھی وہاں دیکھے۔ درگاہ کی طرف سے مولوی خیر الدین صاحب نے تبرکات دئے تھے۔ درگاہ کا انتظامی عملہ بہت درست کام کر رہا ہے۔ اور اس مشین کے سب پرزے اپنی اپنی جگہ ٹھیک چل رہے ہیں۔ قریشی صاحب کے مکان میں بائیس ویلو کا ریڈیو دیکھا اور اس سے خبریں سنیں۔

بانسے شریف کے سجادہ نشین: رات کے کھانے میں مولوی سید سعید الحسن صاحب رزاقی بانسے شریف کے سجادہ نشین بھی تشریف لائے تھے۔ جو یہاں وکالت کرتے ہیں۔ اور اُن کے لڑکے سید امین الحسن بھی تھے۔ اور اُن کے داماد بھی تھے۔ گلبرگہ کے سول سرجن ڈاکٹر افتخار الدین حسن صاحب مشائخ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں مولوی عبد العلی صاحب معتمد بلدیہ اور مولوی ایثار علی خاں صاحب انسپکٹر کارپوریشن اور نصیر الدین صاحب اور عارف الدین صاحب وغیرہ اصحاب بھی رات کے کھانے میں شریک تھے۔

مدرسۂ نظامیہ کے بانی: ڈاکٹر افتخار الدین حسن صاحب سول سرجن کے نانا نے حیدرآباد میں مدرسہ نظامیہ کی بنیاد ڈالی تھی۔

قاضی احمد عبد الوہاب صاحب صدیقی کی نظامی قابلیت ہمیشہ یاد رہے گی۔ کہ اُنھوں نے دو گھنٹے کے اندر دس ہزار مسلمانوں کو ایک جلسے میں جمع کر دیا۔

خواتین: کل رات کو درگاہ شریف کی زیارت کے لئے خواجہ بانو گئیں تو پروفیسر سعید الزماں کی اہلیہ صاحبہ اور پروفیسر نصیر الدین نظامی کی اہلیہ صاحبہ بھی ساتھ گئیں تھیں۔ پروفیسر سعید کی چھوٹی لڑکی عاصمہ گل بانو بھی ساتھ تھیں۔ پروفیسر قریشی کی بچی قیصر اور پروفیسر نصیر الدین نظامی کی بچی صفیہ نے بھی ہم مسافروں کی مدارات میں حصہ لیا تھا۔ محمد حنیف صاحب گتہ دار اور محمد اصغر صاحب نے بھی مسافر نوازی کی تھی۔ مولانا باورچی نے بھی میر اسلام قبول کیا تھا۔ اور سعید الزماں صاحب کی ماما قاسم بی۔ عباس بی اور خورشید نے بھی خدمت کی تھی۔ قریشی صاحب کو حزب البحر اور اسرار اسم اعظم کے اعمال کی اجازت بھی دی تھی

ریل پر: ۱۰ بجے ریل پر پہنچ گیا۔ پروفیسر صاحبان اور سول سرجن صاحب اور رفاعی صاحب اور تعلقہ دار صاحب وغیرہ احباب پہنچانے آئے تھے۔ تعلقہ دار صاحب اور اُن کے اہل و عیال نے حیدرآباد تک رفاقت کی تھی۔

ٹاٹا کمپنی کے منیجر: گلبرگہ سے حیدرآباد تک ٹاٹا کمپنی کے ایک برہمن منیجر رفیق سفر تھے۔ جن کا تعلق آئل کمپنی اور صابن سازی کے انتظامات سے ہے۔

گلبرگہ سے گیارہ بجے کے قریب گاڑی چلی تھی پانچ بجے سے پہلے حیدرآباد پہنچ گئی۔ سید سعید نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی استقبال کے لئے موجود تھے۔ قیام گاہ پر بہت سے

عورت مرد جمع تھے۔ دہلی سے ڈاک آئی تھی۔

گلبرگہ کے پروفیسر: مجلس میں اُن لوگوں کا ذکر تھا جو کام زیادہ کرتے ہیں۔ مگر دام زیادہ نہیں پاتے۔ میں نے کہا اُن میں گلبرگہ کالج کے پروفیسروں کا نام بھی لکھ لینا چاہیئے۔ جو دماغی کولھو میں بیل کی طرح دن بھر چلتے رہتے ہیں۔ اور صبح سے شام تک کے چکر کے بعد وہیں کھڑے نظر آتے ہیں۔ جہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ نہ اُن کے لئے تنخواہ کی ترقی ہے نہ آگے بڑھنے کا میدان ہے۔ جب ترقی کی کوئی جگہ خالی ہوتی ہے۔ تو یورپ کے کسی تعلیم یافتہ یا کسی اور بڑی ڈگری والے کو لا کر بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور ان تجربہ کار لوگوں سے کہہ دیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ کہ کولھو چلاتے رہو۔ اور پرکار کی طرح ایک ہی جگہ گردش میں مصروف رہو۔ کیونکہ پروفیسر برگسن کا فلسفہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز چکر کھا رہی ہے۔ اور دُنیا بھی سورج کے گرد گردش کر رہی ہے مگر اس ملک کے بادشاہ کی بصیرت بہت گہری ہے۔ اور وہ کارگذار بھی ہے۔ اور کارشناس بھی ہے۔ اور اُس کو ہر مستحق کے حقوق کا عرفان حاصل ہے۔

حیدرآبادی معلومات کے افسر: یوپی کے ایک لائق نوجوان جن کا تعلق بانسے شریف کی درگاہ سے بھی ہے۔ حیدرآبادی انفارمیشن کے افسر ہیں۔ پہلے ایسوسی ایٹڈ پریس کی نمائندگی کے لئے دہلی میں رہتے تھے۔ اب چند سال سے حیدرآباد میں ہیں۔ مجھ سے بھی مولوی محمد کرم اللہ صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے رزاقی صاحب نام ہے۔

۱۱ر صفر ۱۳۶۵ھ ۱۶ر جنوری ۱۹۴۶ء بدھ حیدرآباد

ناشتہ: آج قدیمی دوست مولوی معصوم علی صاحب وارثی کے مکان پر ہم سب ناشتہ کھانے گئے تھے۔ اُنھوں نے اور اُن کی بیگم صاحبہ نے اتنا زیادہ اہتمام کیا تھا کہ دوپہر کے کھانے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ دہلی لکھنؤ کے عمدہ عمدہ کھانے میز پر آراستہ کئے تھے۔ مولوی سید امین الحسن صاحب رضوی کے صاحبزادے بھی شریک طعام تھے۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی آجکل اُسی مکان میں رہتے ہیں جس میں پہلے مولوی سید امین الحسن صاحب رہا کرتے تھے۔ اور میں اُن کے ہاں ناشتے کی دعوت میں آیا کرتا تھا۔ حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی اور اُن کی اہلیہ بھی آئی تھیں۔ مولوی معصوم علی صاحب کی اہلیہ بھی ہندوستانی ہیں اور سلیقہ شعاری میں خاص کمال رکھتی ہیں۔

حیات نگر: قیام گاہ سے ۱۱ میل کے فاصلے پر ایک بستی حیات نگر ہے۔ جہاں قطب شاہی زمانے کی ایک مسجد اور ایک سو چھپیں کمروں کی ایک سرائے ہے اس کو دیکھنے گیا تھا۔ مسجد بہت شاندار ہے اور سرائے کے کمرے بھی بہت عمدہ اور مستحکم ہیں۔ لیکن مرمت کے قابل ہو گئے ہیں پرانی باؤلی بھی وہاں ہے۔ اتنی بڑی باؤلی حیدرآباد میں نہیں دیکھی تھی۔

قرآنی مدرسہ: مولوی ابو مصلح صاحب نے اس سرائے کے چند کمروں کی مرمت کرائی ہے اور وہاں قرآنی مدرسہ جاری کیا ہے۔ مولانا نے شہد کی ایک بوتل بھی مجھے دی۔

نواب ناصر نواز الدولہ بہادر: آج خواجہ بانو کے ساتھ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر کی خواتین سے ملنے گیا تھا۔ اُن کی بیگم صاحبہ نے خواجہ بانو سے اپنی بہوؤں کو ملایا! ور سارا گھر دکھایا میں نواب صاحب سے بھی ملا۔

راحت منزل: اس مکان کے قریب ہی نواب سر افسر الملک بہادر مرحوم کا مکان راحت منزل ہے۔ خواجہ بانو اُن کی خواتین سے بھی ملنے گئیں تھیں میں بھی اُن کے ساتھ گیا تھا۔

تقریر: شام کو ۸ بجے نواب تراب یار جنگ بہادر کے مکان پر خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی کی تقریر سُننے گیا تھا۔ دو گھنٹے تقریر رہی۔ نثر کا بیان تھا۔ بہت اچھے اچھے نکات مولانا نے بیان کئے شیعہ مجالس میں دستور ہے کہ پہلے وعظ بیان کیا جاتا ہے۔ اور علمی تقریر ہوتی ہے۔ اُس کے بعد ماتمی ذکر پر تقریر ختم کر دی جاتی ہے۔ میں نے کسی شیعہ مجلس میں اس مقررہ رواج کے خلاف کوئی تقریر نہیں سنی۔

مغرب کی نماز: آج محبوب بانو نظامی نے ہم سب کو اپنے مکان پر چائے نوشی کے لئے بلایا تھا۔ میں نے وہاں جا کر مغرب کی نماز پڑھی پھر مولوی خلیل الزماں صاحب جج ہائی کورٹ سے ملا۔ وہ بڑے عابد زاہد اور منصف مزاج دیانت دار اور مضبوط کیریکٹر کے جج ہیں۔ اجمیر شریف کے اوقاف وغیرہ کی نسبت تفصیلی بات چیت ہوئی۔ وہاں شیعہ سنی خواتین بھی جمع تھیں۔ اُن سب سے بھی باتیں کیں۔

آخری ڈنر: خواجہ بانو چونکہ کل دہلی جانے والی ہیں اس واسطے اُن کو اور اُن کے طفیل میں مجھ کو بیگم مولوی فیاض الدین نظامی نے اپنے مکان الحمرا میں ایک شاندار ڈنر پارٹی دی تھی۔ جس میں اُن کی والدہ اور بہن اور سید سعید نظامی کی والدہ اور بہنیں اور بیوی بچے وغیرہ بھی شریک ہوئے تھے۔ بیگم صاحبہ کے سلیقے اور تکلفات آج کی دعوت میں حد سے بڑھ گئے تھے خصوصی پھول اور سُنہری ہار بھی پہنائے گئے۔ اور زرین کار چوبی کے امام ضامن بھی باندھے گئے ۱۱ بجے کے قریب واپسی ہوئی۔

۱۲ر صفر سنہ ۱۷ر جنوری سنہ جمعرات حیدرآباد

روانگی کا انتظام: آج خواجہ بانو اور سید ابن عربی دہلی جانے کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ مرید عورتوں کے قافلے آ رہے ہیں۔ بادشاہ بیگم نظامی اور اہلیہ امیر الدین نظامی اور موتی بیگم سرفراز النظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور منجھلی بیگم نظامی

اور سعید بانو نظامی۔ اور آمنہ نظامی اور ہاجرہ صاحبہ اور بیگم فیاض الدین نظامی وغیرہ خواتین جوق جوق آرہی ہیں۔ اور سب راستے کے لئے کھانے اور مٹھائیاں اور پھل لارہی ہیں۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کے بچے بھی رحمت بوا نظامی کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے خواجہ بانو سے کہا مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ دہلی جانے میں اتنے زیادہ کھانے اور مٹھائیاں اور پھل ملیں گے تو میں بھی آج تمہارے ساتھ ہی دہلی چلا جاتا۔ مگر چونکہ اعلیٰحضرت سے آٹھ دن زیادہ ٹھیرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور بقیہ وعدوں اور ملاقاتوں کے لئے ٹھیرنا ضروری ہوگیا ہے۔ اس واسطے دہلی نہیں جاسکتا۔ خواجہ بانو نے کہا یہ سب آپ ہی کے لئے ہے۔ اور چونکہ حیدرآباد میں طاعون کی شکایت سنی جاتی ہے اس واسطے میں نہیں چاہتی کہ آپ یہاں زیادہ دن ٹھیریں۔ میں نے کہا مجھے اورنگ آباد بھی جانا ہے اور وہاں کے وعدے پورے کرنے ہیں اور بنگلور بھی جانا ہے۔

نانڈیڑ سے عبدالقادر نیلم نظامی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ملنے آئے ہیں۔ میں نے ان کی بیوی اور لڑکیوں اور لڑکوں کو مرید کیا۔ اُن کے ایک لڑکے کا نام روحمر رکھا تھا۔ اور دوسرے لڑکے کا نام جانم رکھا ہے آج اُن کے باپ نیلم نظامی نے کہا اس بچے کا اسلامی نام بھی رکھ دیجئے۔ میں نے کہا ہمارے نام رواج سے الگ ہوتے ہیں۔ اس واسطے ہم اس بچے کو عبدالشافی کہتے ہیں۔ وہ سب گلبرگہ شریف کی زیارت کو جانے والے ہیں۔ بچوں کے لئے تحائف بھی لائے تھے۔ سنبھل والے مولانا ابوذر صاحب بھی ملنے آئے تھے اور خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

خطیب اعظم کا سیاسی نکتہ } آج مولانا سید محمد صاحب خطیب اعظم نے میرٹھ مسلم لیگ کے ایک جلسے کی تقریر کا ذکر کیا کہ انھوں نے اپنی شیعہ جماعت کو مسلم لیگ میں شریک رہنے کی بابت یہ نکتہ بیان کیا کہ شیعہ سُنی فرقے اسلامی درخت کی شاخیں ہیں۔ اگر شاخوں پر پانی ڈالا جائے تو وہ ہری نہیں رہ سکتیں بلکہ جڑ میں پانی دینے سے شاخیں ہری رہتی ہیں۔ اور اسلامی سیاست کی جڑ مسلم لیگ ہے۔

دعوت } دوپہر کو ہم سب اپنے پرانے مرید صادق الیقین نظامی تاجر آہن مکان پر کھانا کھانے گئے تھے۔ انھوں نے حیدرآبادی رواج کے تکلفات نہیں کئے تھے۔ مرغ کا قورمہ اور پلاؤ اور ایک مٹھاس اور چپاتیاں دسترخوان پر تھیں۔ مرغ کا گوشت اتنا گل گیا تھا کہ میں نے باوجود پرہیز کے وہ قورمہ کھایا۔ صادق الیقین کی اہلیہ اور بہو نے بڑی مدارات کے ساتھ ہم سب کو کھانا کھلایا۔

چمن آرا بیگم سے رخصتی ملاقات } کھانے کے بعد ہم سب چمن آرا بیگم سے رخصتی ملاقات کے لئے گئے۔ گیارہ دن کے بعد اُن کا بخار کم ہوا ہے۔ بہت ناتوان ہوگئی ہیں۔ ہمارے جانے سے باغ باغ ہوگئیں۔ میں نے دعا دم کی۔ انھوں نے سب کے بازوؤں پر زرین امام ضامن باندھے۔ زینت نے ہم سب کو پھلوں کے رس پلائے۔

روانگی کا وقت } شام کو ہمایوں بانو صاحبہ اور اہلیہ کامل الیقین نظامی وغیرہ بہت سی خواتین خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ میں نے اپنی کتابوں کے صندوق بھی اُن کے ساتھ کردئے۔ کیونکہ جس غرض سے یہ صندوق لایا تھا وہ ہجوم خلائق کے سبب پوری نہیں ہوئی۔ ضروری کتابوں کے دو صندوق رکھ لئے۔ سات دہلی بھیجدئے۔ خواجہ بانو کے ساتھ تیس عدد اسباب کے ہیں۔ میں بھی ریل تک پہونچانے گیا تھا۔ سید سعید نظامی اور فیاض نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور رکا کی شاہ نظامی وغیرہ نے سید ابن عربی کو سامان رکھوانے میں بہت مدد دی۔ چار سیٹ کے زنانہ درجے میں خواجہ بانو اور اُن کے بچے ہیں۔ اور سید ابن عربی مردانہ درجے میں ہیں۔ خواجہ بانو کو روانہ کرکے آٹھ بجے قیام گاہ پر واپس آیا۔

روشن دل سعید بانو نظامی } سید عبدالرحمن سعید ازلی نظامی کی بیوہ روشن دل سعید بانو نظامی بہت پرانی خدمت گذار ہیں۔ پہلے میں اُن کے مکان پر ٹھیرا کرتا تھا۔ اب وہ تعلیمی نوکری کرکے بسر اوقات کرتی ہیں۔ انھوں نے میری لڑکی کوثر بانو کو بیٹی بنایا تھا۔ اور آج اس کو بہت سی مٹھائی اور راستے کا کھانا اور پھل اور کپڑوں کے لئے روپے بھی دئے تھے۔ اُن کی بہن رقیہ نظامی بھی اپنے بچوں کے ساتھ ملنے آئیں تھیں۔ مرید عورتوں سے سارا گھر بھر گیا تھا۔ اور خواجہ بانو ان سے جدا ہوئیں تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے مجھے خوشی ہوئی کہ جو تعلق مجھ کو اپنے مریدوں سے ہے۔ وہی تعلق خواجہ بانو کو بھی اُن کے ساتھ ہے۔ عبدالقادر نیلم نظامی بھی خواجہ بانو کو ریل تک پہونچانے گئے تھے۔ مرزا ضامن علی صاحب غازی بھی ریل پر آئے تھے۔ میرزا فرحت اللہ بیگ صاحب اور اسراری شاہ صاحب وغیرہ بہت سے احباب رات کو ملنے آئے تھے۔ رات کو قدیمی خوابگاہ میں سویا تھا خوش اقبال شاہ نظامی میری خوابگاہ کے قریب رفاقت کے لئے رہے تھے۔

مہدی کا جواب } جب ریل چلنے لگی تو میں نے اپنے چھوٹے لڑکے مہدی سے کہا "بیٹا اگر ہم بھی دہلی چلنے لگیں گے تو تمہیں کہاں جگہ دوگے؟" مہدی نے کہا ہم نیچے اپنا بچھونا بچھالیں گے

آپ سیٹ پر لیٹ جائیگا"۔ میں نے اس کو بہت دعائیں دیں۔ مولوی فیاض الدین نظامی اور فخر الدین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

۱۳ صفر ۱۳۶۵ھ ۱۸ جنوری ۱۹۴۶ء جمعہ حیدرآباد دکن

سویرا کہ آج صبح محبوب بانو نظامی کے نوکر شیخ محبوب نے ایک انڈا اور چپاتیاں اور سپیتہ ناشتے کے لئے دیا۔ پھر چہل قدمی کے بعد بالاخانے پر بیٹھ کر روزنامچہ لکھوایا۔ غلام دستگیر خاں رہبر مہند نظامی اور خواجہ راجہ وغیرہ بھائی ملنے آئے۔

ادارۂ ادبیات اُردو کہ دس بجے ادارۂ ادبیات اُردو میں گیا تھا۔ یہاں مولوی زاہد حسین صاحب صدر المہام فنانس تشریف لائے تھے۔ مولوی سید محی الدین صاحب زورؔ بانی ادارہ ادبیات اُردو نے اپنے بے مثال کاموں کو دکھایا۔ اتنی زیادہ خوبیاں یہاں جمع تھیں کہ روزنامچے میں اُن کی تفصیل لکھوں تو ایک کتاب بن جائے۔ صدر المہام صاحب بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ایسے سائنٹفک طریقے سے اُردو کی نسبت معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اور ایسی عجیب و غریب خدمات انجام دی گئی ہیں۔ کہ زورؔ صاحب کو "اُردو پاشا" خطاب دینے کو جی چاہتا ہے۔

ایک عجیب کتاب کہ ابوالحسن تانا شاہ کی قید کے زمانے میں قلعہ دار جو روزنامچہ لکھتا تھا یا جو معروضے شہنشاہ اورنگ زیب کو بھیجتا تھا اور جس قسم کے انتظامی جوابات اورنگ زیب کی طرف سے آتے تھے۔ وہ سب اس کتاب میں درج ہیں۔ اور یہ دکن کی تاریخ کا وہ قیمتی خزانہ ہے۔ جو دنیا میں کہیں میسر نہ آسکیگا۔ اور ایک کتاب حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کا روزنامچہ ہے اور وہ بھی نہایت بیش قیمت چیز ہے۔ میں نے زورؔ صاحب سے درخواست کی کہ وہ ان دونوں کتابوں کی نقلیں مجھے شائع کرنے کے لئے عنایت فرمائیں اور انھوں نے اس کا وعدہ کیا ہے۔ اگر میں اس ارادے میں کامیاب ہو جاؤں تو یہ سمجھوں گا کہ موجودہ سفر دکن بہت کامیاب ہوا۔ جس نے مجھے تھکا دیا ہے۔ کیونکہ رات دن کے ہجوم کی وجہ سے مجھے کوئی وقت سکون اور آرام کا نہیں ملتا ہے۔

وہاں تصویر بھی لی گئی۔ مگر رواجی تکلفات بالکل نہیں تھے۔ کیونکہ ایک سچے مخلص کا عملی ایوان تھا۔

جمعہ کی نماز کہ باغ عام کی مسجد میں خوش اقبال اور مخلص صاحب کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ آج اعلیٰ حضرت بیس منٹ دیر میں آئے تھے۔ یعنی ۱۲ بجکر بیس منٹ پر نماز کھڑی ہوئی تھی۔ نماز کے بعد حضرت مولانا عبد القدیر صاحب صدیقی اور کوتوال صاحب اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

کھانا کہ سید سعید نظامی کے گھر سے مکلف کھانا آیا تھا۔ سید سعید کو بخار ہے۔ مگر وہ خود موٹر میں کھانا لائے تھے۔ میں نے کہا آئندہ آپ تکلیف نہ کیجئے۔ مخلص شاہ نظامی میرا کھانا پکا دیا کریں گے۔

کچھ دیر تحریری کام کیا۔ تین بجے نواب حسن یار جنگ بہادر مجھے لینے آئے۔ اور ریڈی ہال کے جلسے میں لے گئے۔ جہاں نواب صاحب کی صدارت میں ایک بڑا جلسہ "رفتار زمانہ" کی نسبت ہوا تھا۔ پہلے مولوی معین الدین صاحب کو اس نے جلسے کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ پھر جناب صدر نے تقریر کی جس میں میری نسبت بھی بہت کچھ کہا۔ اس کے بعد میں نے ایک گھنٹے تک تقریر کی۔ جو فخر الدین نظامی نے قلم بند کرلی۔ اور جس کو حاضرین نے بہت زیادہ پسند کیا۔ اور ڈاکٹر ناصر شاہ صاحب نے پبلک کی طرف سے اس پر پُرجوش تبصرہ کیا۔ اور تقریر کی بہت تعریف کی۔ آخر میں جناب صدر نے میرے خطاب کی تہنیت کی قرارداد پیش کی جس کو تمام حاضرین نے منظور کیا۔ میں نے اس کے شکریے میں کہا میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ بعض خطابات لوگوں کو پبلک خدمات سے ہٹا کر خود غرضی میں مبتلا کر دیتے ہیں اس لئے میں اس قرارداد کا شکریہ ادا کرنے کے وقت یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک میں اس خطاب کے ذریعے اپنے ملک و قوم کی خدمات کرتا رہوں گا اس وقت تک یہ خطاب میرے ساتھ رہ سکیگا اور جب ذرا بھی یہ خطاب میرے ضمیر پر کسی قسم کا دباؤ ڈالتا ہوا معلوم ہوگا۔ میں اس خطاب سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ اس پر حاضرین نے بہت زیادہ جوش کا اظہار کیا۔

سید تجمل حسین صاحب کہ حیدرآباد میں حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادیؒ کے تین خلفاء بہت نامور گذرے ہیں ایک حضرت مولانا حسن الزماں صاحبؒ دوسرے حضرت مرزا سردار بیگ صاحب اور تیسرے حضرت حبیب علی شاہ صاحبؒ اور یہ تینوں علم و عمل کے اعتبار سے بہت برگزیدہ شخصیت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا حسن الزماں صاحب بہت بڑے عالم بھی تھے انھوں نے عربی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں ایک کتاب "فقہ اہل بیت" بارہ جلدوں میں ہے۔ اُن کے صاحبزادے مولوی لطیف الزماں صاحب تھے۔ جن کا انتقال ہوگیا۔ اُن کے خلیفہ سید تجمل حسین صاحب خیرآبادی آج مجھ سے ملنے آئے تھے۔ اور میں نے مغرب کی نماز میں اُن کو امام بنایا تھا۔ اور حضرت مولانا حسن الزماں صاحب کی کتابوں کے حالات بھی دریافت کئے تھے۔ اور اُن کے پوتوں کی تعلیمی حالت بھی پوچھی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ نظامیوں کے مذکورہ تینوں مشائخ کی اولاد میں آپس کی یک جہتی پیدا ہو جائے۔

ملاقاتی کہ خواجہ راجہ۔ غلام دستگیر خاں رہبر ناسوتی شاہ۔ سید سعید نظامی۔ فخر الدین نظامی

بدرالدین نظامی وغیرہ بہت سے بھائی ملنے آئے تھے۔

دعوت رات کو ۸ بجے نواب ہوش یار جنگ بہادر کے مکان پر کھانا کھانے گیا تھا۔ ہوش صاحب نے حضرت مولانا سید محمد صاحب خطیب اعظم دہلوی اور نواب تراب یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور نواب عباس یار جنگ بہادر اور مولوی علی اصغر صاحب بلگرامی کی ایک گلدستہ مجلس آراستہ کی تھی۔

کھانے اس کثرت سے تھے۔ کہ اگر دلی ہوتی تو ہوش صاحب پہ مقدمہ قائم ہو جاتا۔ کیونکہ دہلی سرکاری حکم کے بموجب کوئی امیر غریب تین کھانوں سے زیادہ ہوٹلوں میں اور دعوتوں میں نہ کھا سکتا ہے نہ کھلا سکتا ہے۔ پرانے زمانے کے وہ تاریخی کھانے جن کے ذکر قصوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ سب میز پر جوق جوق آ رہے تھے۔ ہندوستان کی قومیں مختلف قسم کے کھانے کھاتی تھیں۔ مگر جب مسلمانوں کی حکومت اس ملک میں آئی تو انھوں نے غذاؤں کا ایک لذیذ پروگرام رائج کیا۔ جس کو ہندوستانی قوموں نے بھی اختیار کر لیا۔ مگر اب انگریزی کھانوں کی حکومت ہے۔ ہندوستانیوں کے معدے بھی انگریزی کھانوں کی سازش میں شریک ہو گئے ہیں۔ اس واسطے قدیم مرغن اور لذیذ اور خوشبودار کھانوں کا رواج کم ہوتا جاتا ہے۔ تقریباً پانچ قسم کے یا اس سے بھی زیادہ سلونے کھانے تھے۔ اور اسی کے قریب قریب میٹھے کھانے تھے۔ میز پر میوے ایاں اور سنگریاں بھی تھیں۔ اور ابلے ہوئے مٹر بھی تھے۔ پلاؤ کے لئے بورانی یعنی مسالے دار دہی مروج ہے۔ مگر ہوش صاحب نے پلاؤ کے لئے نہایت نفیس و لذیذ دہی بڑے بنوائے تھے۔ اور سب سے زیادہ قدامت پسندی کی شان یہ تھی کہ ہوش صاحب مہمانوں کو جبراً ہر کھانا کھلانے کی کوشش کرتے تھے۔ میں پہلی دفعہ ایک انگریز کے دستر خوان پر شریک ہوا تو اپنی مشرقی عادت کی وجہ سے جب خانساماں کھانے کی قاب میرے سامنے لاتا تھا۔ تو از راہِ تکلف بہت کم مقدار میں کھانا لیتا تھا۔ اور میزبان اصرار نہ کرتا تھا کہ اور لیجئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بھوکا رہ گیا۔ اور کھانوں کی آمد بند ہو گئی۔ مشرقی رواج یہ ہے کہ میزبان مہمانوں کو مجبور کر کے کھلاتا ہے سنہ ۱۹۱۱ء میں مصر کا سفر کیا تو سوڈان کے سابق بادشاہ زبیر پاشا نے کھانے کے لئے بلایا۔ بادشاہ بالاخانے پر تھے۔ اُن کے حبشی غلام مجھے زینے پر اس طرح لے گئے جس طرح چیونٹیاں مردہ کیڑے کو کشاں کشاں لے جاتی ہیں۔ دو حبشیوں نے میرے دونوں بازو پکڑ لیے اور اوپر اٹھا لیا۔ مجھے سیڑھیوں پر پاؤں رکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ تب میں سمجھا کہ مہمان کو ہاتھوں ہاتھ لانا اسی رواج کی وجہ سے مشہور ہوا ہو گا۔ بادشاہ کی میز پر کھانے مصری بھی تھے۔ اور انگریزی بھی تھے۔ مگر کھانے کا طریقہ قدیمی تھا یعنی بادشاہ ایک ایک کھانا اٹھا اٹھا کر میرے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ اور کھانے کے۔ اصرار کرتے جاتے تھے۔ یہی برتاؤ ہوش صاحب کا تھا۔

لطیفہ نواب شہید یار جنگ نے ایک عرب کا لطیفہ سنایا جو حیدر آباد میں رہتا ہے۔ کسی نے عرب سے اس کے مکان کا پتہ پوچھا عرب نے کہا۔

ہمارا فتہ (پتہ) نیا فل (پل) فر (پھر) فرانا فل (پرانا پل) فر ایک غلی (پھر ایک گلی) اور فر ایک غلی۔ اور فر ایک غلی اور فر کھجور کا جھاڑ اور فر ایک غلی۔ اور فر ایک غلی اور فر ایک غلی۔ اور فر املی کا جھاڑ۔ اور وہاں ایک چبوترہ فکارو (پکارو) جاؤش! ہم بولے لبیک۔

اشعار نواب شہید یار جنگ بہادر نے اپنے اشعار بھی سنائے جو بہت خوب تھے نواب تراب یار جنگ بہادر نے بھی اپنا کلام سنایا۔ جس میں احترام ایام غم بھی ملحوظ تھا۔ اور یہ کلام بھی بہت اچھا تھا۔ آخر میں حضرت خطیب اعظم کے اصرار سے ہوش صاحب نے اپنی مثنوی کے کچھ اشعار سنائے جنہوں نے حاضرین کو مسحور کر دیا۔ زبان کی خوبیاں بندش کی خوبیاں۔ تاثیرات کی خوبیاں مستانہ وار جھومتی ہوئی بے نقاب سامنے آ گئیں۔ اگرچہ سب نشے میں تھیں۔ مگر کسی کا پاؤں لڑکھڑاتا نہ تھا۔

یہ رات تھی۔ یہ اہل علم کی مجلس تھی یہ اہل فہم اور اہل دانش کی بزم تھی۔ دس بجے تک ایک پرانی زندگی کی جھلک دیکھتا رہا۔ اور پھر قیام گاہ پر آ گیا۔ سید ذہین نظامی اور فیاض نظامی منتظر تھے۔ ایک صاحب نے بیعت بھی کی مٹھائی بھی لائے تھے۔ ۱۱ بجے سو یا۔ تین بجے بیدار ہوا۔ ۴ بجے پھر سو گیا۔ ایک گھنٹے کے بعد پھر بیدار ہوا۔ باوجود ثقیل کھانوں کے کسی قسم کی گرانی معدے میں نہیں پائی۔ اس کی وجہ محض یہ معلوم ہوتی ہے کہ کھانوں کے ساتھ مولی بھی کھائی تھی۔

مولوی محمد بیگ صاحب سر مہاراجہ بہادر مرحوم کی ریاست کے ناظم مولوی محمد بیگ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور میں نے اُن کی علمی باتیں سنیں تھیں۔ اور اُن کے فرزند مولوی احمد فاروق بیگ صاحب تعلقدار گلبرگہ شریف کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا تھا۔ انھوں نے برعکس اظہار ندامت کیا کہ میرا لڑکا اپنے بچے کی علالت کی وجہ سے کوئی خدمت آپ کی نہ کر سکا۔ میں نے کہا " یہ مشرق ہے جو احسان کر کے شرماتی ہے اور

وہ مجھ سے کوسوں دور مغرب ہے جو بغیر احسان کئے احسان جتاتی ہے۔

۱۴ رصفر ۱۳۶۵ھ ۱۹ رجنوری ۱۹۴۶ء شنبہ حیدرآباد

مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی آج صبح حیدرآباد کے محکمۂ قضا کے مفتی صاحب حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی قادری اپنے صاحبزادے مولانا عبدالہادی صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اُن کی علمی باتوں کا دیر تک لطف اٹھایا۔ مولانا ابوذر صاحب سنبھل والے بھی تشریف لائے تھے۔

کھانا آج دوپہر کو مخلص شاہ نظامی نے میرے لئے بہت اچھا کھانا پکایا تھا۔ محبوب بانو نظامی اور سعید بانو نظامی نے بھی اُبلی ہوئی سبزیاں اور سالن بھیجا تھا۔ کھانے کے بعد کچھ دیر سویا تھا تیسرے پہر محبوب بانو اسکول سے آئیں تو میرے لئے انجیر بھی لائی تھیں۔

مجلس شام کو چار بجے نواب تراب یار جنگ بہادر کے مکان پر سید سعید نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ مجلس میں گیا تھا۔ آج مولانا خطیب اعظم صاحب کی آخری مجلس تھی۔ اب وہ حیدرآباد سے بمبئی جائیں گے۔ اور بمبئی سے جاورے جائیں گے مجلس ساڑھے پانچ بجے شروع ہوئی اور ۶ بجے ختم ہو گئی! اعلےٰ حضرت ساڑھے پانچ بجے تشریف لائے تھے۔ مولانا خطیب اعظم صاحب نے باوجود کم وقت ہونے کے بہت عمدہ تقریر کی۔ حالانکہ میرے سوا ہندوستان میں کوئی واعظ اور شیعہ ذاکر مختصر وقت میں بڑا مضمون بیان کرنے کی عادت نہیں رکھتا۔ صرف میں نے اس کی مشق کی ہے کہ اگر مجھے کسی بڑے مضمون کو بیان کرنے کے لئے صرف پانچ منٹ یا اس سے بھی کم وقت دیا جائے تو میں اُس بڑے مضمون کو تھوڑے وقت میں دل نشین کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ سننے والے میری طرف یکسوئی سے متوجہ بھی ہوں۔

دہلی کا ارادہ آج میں نے ادہونی۔ قدری۔ گنتی۔ تاڑپتری۔ مدراس۔ بنگلور جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور دہلی جانے کی تیاری شروع کر دی۔ حیدرآباد اسٹیشن پر سیٹ کا انتظام کرنے گیا تھا معلوم ہوا ۲۵ رجنوری تک سیٹ نہیں مل سکتی۔ اس لئے واپس آکر کپتان عطاء الرحیم صاحب کو خط لکھا۔ وہ فوراً خود تشریف لے آئے اور وعدہ کیا کہ ۲۲ یا ۲۴ رجنوری کو ریل میں جگہ حاصل کرنے کا انتظام کریں گے۔

حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ کی کرامت کپتان رحیم نے لارڈ کرزن کے سکریٹری سر والٹر لارنس کی کتاب "انڈیا وی سرووڈ" کا ایک قصہ بیان کیا کہ سر والٹر نے لکھا ہے کہ جب میں اجمیر میں مجسٹریٹ تھا تو ایک دن جنگل کی سیر کو گیا۔ اور وہاں مجھے خیال آیا کہ ان پہاڑوں میں کوئی جھیل نہیں ہے۔ جہاں میں نہاتا اور کشتی میں سیر کرتا۔ یکایک مجھے ایک بوڑھا آدمی ملا۔ اور اُس سے میں نے اپنا یہ شوق بیان کیا۔ وہ مجھے پہاڑ کے ایک کنارے پر لے گیا اور ایک بڑی جھیل مجھے دکھائی۔ جہاں میں خوب نہایا اور تیرا۔ اور اس کے بعد میں نے وہاں ایک کشتی دیکھی جس میں سوار ہو کر میں نے کشتی چلائی۔ اور جب اجمیر میں واپس آکر کمشنر سے یہ قصہ بیان کیا تو اُس نے کہا "سوائے اجمیر کے آنا ساگر تالاب کے یہاں کوئی جھیل اور تالاب نہیں ہے۔ اور اس کے بعد ہم دونوں نے مل کر اُس جھیل کو تلاش کیا جہاں میں نہایا تھا اور کشتی چلائی تھی۔ مگر مجھے اور کمشنر کو جھیل نہیں ملی۔ اور میں اس کو اجمیری خواجہ صاحب کی ایک کرامت سمجھتا ہوں"۔

تلقین اسرار آج رات کو میں نے ناسوتی شاہ نظامی اور خواجہ احمد راجہ نظامی اور بدرالدین نظامی کے سامنے اشغال باطن کے اسرار بیان کئے تھے۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ چونکہ میں جلدی جانے والا ہوں۔ اس واسطے نظامیہ خانقاہ کی زمین خرید لینی چاہیے۔ تاکہ کام شروع کر دیا جائے۔

آج رات کو بھی نیند اچھی آئی تھی۔ سردی کم ہو گئی ہے۔ مولی کا استعمال جاری ہے۔ جس سے بہت فائدہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۵ رصفر ۱۳۶۵ھ ۲۰ رجنوری ۱۹۴۶ء اتوار حیدرآباد

جہاں بانو کا خط ایرانی خاندان کی ایک خاتون جہاں بانو صاحبہ کی دو کتابیں مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی لائے تھے۔ اور میں نے رسید کے خط میں "نیر درخشان ایران و ہندوستان" القاب لکھے تھے۔ آج ہاشمی صاحب جہاں بانو صاحبہ کے شکریئے کا خط لائے تھے۔ اور ایک مضمون بھی سنایا تھا جس میں ازواج رسالت مآبؐ کے حالات اور عمریں درج تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی عمر ۹ سال۔ حضرت صفیہؓ کی عمر ۱۷ سال۔ حضرت حفصہؓ کی عمر ۱۲ سال لکھی تھی۔ میں نے کہا حضرت عائشہؓ کی عمر ۹ سال نہیں شادی کے وقت ۱۰ سال کی تھی۔

تار اور خط حسین کا تار آیا ہے۔ خواجہ بانو اور بچے خیریت سے دہلی پہنچ گئے۔ علی کا خط آیا ہے میری بہو دل آرا بانو کے بھائی سید محمد رفیع کاس گنج ضلع ایٹہ کی مسلم لیگ کے سکریٹری کو کسی کانگریسی ہندو نے سخت زخمی کر دیا۔ کاسگنج کے مسلمانوں نے جمع ہو کر اُس ہندو کو زخمی کر دیا۔

کنگ کوٹھی مبارک تیسرے پہر کنگ کوٹھی مبارک میں گیا تھا۔ اور حضور ظل سبحانی سے دہلی جانے کی اجازت حاصل کی تھی۔ اور پھر حیدرآباد اسٹیشن پر جا کر دہلی کا ٹکٹ خریدا تھا جو کپتان رحیم صاحب کی مہربانی سے حاصل ہوا تھا اور ۲۲ رجنوری کے لئے سیٹ بھی انھیں کی توجہ سے ملی تھی۔

زمین کی خریداری روشن دل خواجہ راجہ نظامی اور روشن دل ناسوتی شاہ نظامی نے امیر پیٹھ میں چار ہزار گز زمین خریدنے کا معاملہ طے کر لیا۔ اور زمین کا نقشہ اور کاغذات مجھے لا کر دکھائے۔ نواب سردار بیگ خاں نظامی نے جو زمین نذر کی ہے۔ وہ بھی اس زمین کے پاس ہے۔ ان دونوں کے مل جانے سے یہ قطعہ چھ ہزار گز ہو جائیگا۔ اور یہاں ہیکل اسم اعظم

اور مسجد اور خانقاہ بہت عمدگی سے بن جائے گی۔

راجہ ہربنس چند راجہ نرہرم کرن بہادر کے قرابت دار راجہ ہربنس چند صاحب ملنے آئے تھے اور مولوی مرزا محمد بیگ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

بعد مغرب جوبلی ہل پر ایک دوست سے ملنے گیا تھا۔ مخلص شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی رات دن میرے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بہت زیادہ خدمت کرتے ہیں۔ سید ذہین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ غلام نبی نظامی، فخر الدین نظامی، بدر الدین نظامی اور مولوی فیض الدین صاحب گتہ دار بھی ملنے آئے تھے۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور غلام دستگیر خاں رہبر نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

مہاراجہ بہادر کے داماد نواب نصیر جنگ بہادر کے صاحبزادے اور مہاراجہ بہادر کے داماد مولوی سراج الحق صاحب اپنے صاحبزادے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

۱۶ ربیع صفر ۱۳۶۵ھ ۱۲ر جنوری ۱۹۴۶ء بیر حیدرآباد

رخصتی ناشتہ صبح آنریبل زاہد حسین صاحب وزیر فنانس کے مکان پر رخصتی ناشتہ کھانے گیا تھا۔ ان کی بیگم صاحبہ اور بیٹے بھی شریک طعام تھے۔ چونکہ کل شام کو حیدرآباد سے دہلی جانا ہے اس واسطے ان سب سے رخصتی ملاقات کی تھی۔

صدر اعظم بہادر ہز ایکسیلنسی نواب حافظ سر سعید الملک بہادر صدر اعظم سلطنت آصفیہ سے بھی رخصتی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ صغیر احمد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور رامروہے حکیم صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ جن کے والد میرے دوست تھے۔ اس کے بعد نواب صاحب بالاخانے سے نیچے آئے۔ اور کچھ دیر اُن سے گفتگو کر کے رخصت ہوا۔

ادارہ ادبیاتِ اُردو مولوی سید محی الدین صاحب زور روح رواں ادارہ ادبیات اردو سے ملنے گیا تھا۔ اور ابوالحسن تانا شاہ کے روزنامچے اور ٹیپو سلطان شہید کے روزنامچے کی نقلوں کا انتظام کیا تھا۔ اور رخصتی ملاقات بھی کی تھی۔

مولوی غلام یزدانی صاحب فخر دہلی مولوی غلام یزدانی صاحب کے مکان پر رخصتی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ اُن سے اور اُن کے بڑے بھائی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر بشیر باغ میں نواب ظہیر یار جنگ بہادر وزیر امور مذہبی سے ملنے گیا تھا۔ اُن کے کتب خانے میں پُرانے زمانے کے اخبارات سُنے تھے۔ اور بہادر شاہ بادشاہ کی نسبت بھی کچھ کتابیں اور کاغذات موجود ہونے کا علم ہوا تھا۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ سرور نگر کے کتب خانے میں یہ سب سامان ہے۔ میں بہت جلد تحقیقات کرا کر مطلوبہ سامان آپ کو بھیج دونگا۔

نواب حسن یار جنگ بہادر ۱۲ بجے نواب حسن یار جنگ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں مسٹر سورنسن ممبر برطانی ڈیلی گیشن آنے والے تھے۔ نواب صاحب نے حیدرآبادی نمائندگان کو جمع کیا تھا۔ نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیر دار اور نواب اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر و جاگیر دار اور راجہ رامیشور راؤ جاگیر دار وَنْ پرتی اور راجہ ترمبک لال صاحب مہنت و بیراگی متولی درگاہ حضرت پیرانہ شاہ صاحب آصف نگر نند باغ اور مولوی ظہیر الدین احمد صاحب صدر ناظم حسابات وغیرہ بہت سے ہندو مسلمان جمع ہوئے تھے۔ وَنْ پرتی آٹھ نو لاکھ روپے کی ریاست ہے۔ راجہ رامیشور راؤ نوجوان ہیں۔ اور اعلیٰحضرت کے بہت وفادار ہیں۔ راجہ ترمبک لال بھی کم عمر ہیں۔ بہت ذہین معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے یہ سنکر تعجب ہوا کہ وہ کسی درگاہ کے متولی بھی ہیں۔ اس لئے میں نے اُن کے حالات بہت سے سوالات کر کے دریافت کئے۔ معلوم ہوا جس مندر کے وہ مہنت ہیں۔ اُس کے خرچ کے لئے ۲۵ ہزار روپے کی جاگیر ہے۔ اور جس درگاہ کے متولی ہیں اُس کے خرچ کے لئے دس ہزار روپے سالانہ کی جاگیر ہے۔ حضرت پیرانہ شاہ صاحب چشتیہ خاندان کے بزرگ تھے۔ اُن کا عرس بھی یہی کرتے ہیں اور قوالی کی مجلسیں بھی کراتے ہیں۔

کچھ دیر کے بعد مسٹر سورنسن وہاں آئے۔ لمبے قد کے ایک انگریز ہیں آنکھیں روشن اور بڑی بڑی ہیں۔ ہر ایک سے نام بنام تعارف کرایا گیا۔ اور پھر وہ میرے پاس بیٹھ گئے۔ راجہ صاحب وَنْ پرتی نے انگریزی زبان میں بہت وفادارانہ باتیں مسٹر سورنسن سے کیں جس کا بہت اثر ان پر ہوا۔ اُنھوں نے کہا۔ حیدرآباد ہی وہ ملک ہے جہاں پورا اتحاد اور پوری یکجہتی سب قوموں میں ہے اور وہ سب ایک بادشاہ سے محبت رکھتے ہیں۔

دس کروڑ کے لیڈر میں نے مسٹر سورنسن سے اُردو زبان میں کہا میری آپ کی ملاقات دہلی میں ہوگی۔ لیکن اس وقت یہ بات آپ سے کہنی ضروری سمجھتا ہوں کہ اعلیٰحضرت حضور نظام اس ملک کے بادشاہ ہی نہیں ہیں بلکہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان بھی اُن کو اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ اس لئے کہ اُن سب کے کلچر کا تعلق حیدرآباد کی حکومت سے ہے اور وہ سب حیدرآباد کو اپنے کلچر کا سینٹر سمجھتے ہیں۔ مولوی ظہیر الدین احمد صاحب نے انگریزی میں میرے بیان کا ترجمہ مسٹر سورنسن کو سمجھایا۔ اور وہ بہت متاثر ہوئے۔ اور اُنھوں نے کہا میں دہلی میں آپ سے ضرور ملونگا۔

نواب حسن یار جنگ بہادر اور مولوی اکبر علی خاں صاحب اور مولوی ظہیر الدین احمد صاحب اور راجہ صاحب وَنْ پرتی نے بھی مختلف سوالات مسٹر سورنسن سے کئے۔ جن کے برجستہ جوابات اُنھوں نے دئے۔ آخر میں مولوی معین الدین صاحب کولاس نے بزم اقبال کی طرف سے مسٹر سورنسن کو مخاطب کیا۔ اور کہا کہ بزم اقبال ایک لٹریری سوسائٹی ہے اور وہ سلطنت آصفیہ کی پبلک

کی طرف سے یہ کہنا چاہتی ہے کہ پبلک کا یہ رواج سرکاری طور سے تسلیم کرلیا جائے کہ وہ اعلیٰحضرت حضور نظام کو ہز مجسٹی کہتی ہے۔

بیگم صاحب سے گفتگو} آخر میں مسٹر سورنسن بیگم نواب حسن یار جنگ بہادر سے ملنے گئے جو پردے کے اندر تھیں اور وہاں بیگم صاحبہ کی انگریزی گفتگو کا اُن پر بہت اثر ہوا۔ کیونکہ پردہ نشین عورتوں کی نسبت شاید ان کا یہ خیال تھا کہ پردے میں رہنے کے سبب مسلمان عورتیں پولٹیکل حالات سے بے خبر ہوتی ہیں۔ مگر بیگم حسن یار جنگ بہادر نے ایسی زبردست گفتگو اُن سے کی کہ مسٹر سورنسن پردہ نشین مسلمان عورتوں کی برگزیدہ قابلیت کے قائل ہوگئے اور اُنھوں نے کہا "حیدر آباد بہت اونچی منزلوں تک پہنچ گیا ہے"۔

بیگم نواب حسن یار جنگ نواب ولی الدولہ بہادر مرحوم کی بیٹی ہیں۔ اُن کی والدہ بھی خواتین دکن میں بہت اونچا درجہ رکھتی ہیں۔ اور اُن کی قابلیت بھی انگریزی حکومت کے اعلیٰ سے اعلیٰ ایوانوں میں مانی جاتی ہے۔

فوٹو} روانگی کے وقت مسٹر سورنسن اور حیدر آبادی نمائندگان کا فوٹو لیا گیا۔ مسٹر سورنسن نے مجھے اپنے برابر دائیں طرف کھڑا کیا۔

خوش اقبال کو بخار} جب سے خواجہ بانو دہلی گئی ہیں مخلص شاہ اور خوش اقبال شاہ میری خوابگاہ کے قریب رہتے ہیں۔ آج تہجد کے وقت خوش اقبال نے ٹھنڈے پانی سے وضو کرلیا۔ میں ہمیشہ تیمم کیا کرتا ہوں۔ اور اُن سے بھی کہا کرتا ہوں کہ تمہارا بھی بڑھاپا ہے تیمم کرلیا کرو۔ مگر جس طرح میر الرٹ کا زید بغیر تازہ وضو کے کوئی نماز نہیں پڑھتا اور میری نصیحت نہیں مانتا اسی طرح انہوں نے بھی سردی کے وقت وضو کرلیا۔ جس سے اُن کو بخار ہوگیا۔ ایک بجے مذکور گردش سے قیام گاہ پر واپس آیا تو اُن کو بخار میں بے ہوش پایا۔ فوراً اپنے ساتھ موٹر میں اُن کے مکان پر لے گیا۔ اور اُن کے اہل و عیال سے رخصت ہوا۔

فخر الدین نظامی} یہاں سے رخصت ہوکر فخر الدین نظامی کے مکان پر گیا۔ اور اُن کے اہل وعیال سے ملا۔ پھر ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ جہاں مخلص شاہ نظامی کی بیوی اور ڈاکٹر صاحب کی بیوی وغیرہ کے مزارات بھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی میں جو مسجد بنانی شروع کی تھی۔ وہ اب مکمل ہوگئی ہے محمد صابر صاحب وغیرہ بھی ملنے آئے جنہوں نے اس مسجد کی تکمیل کی ہے۔ ایک صاحب کی نسبت سُنا جنہوں نے مسجد کی تکمیل میں مدد دی تھی کہ اُن کا نام محمد رسول ہے۔ میں نے کہا اُن کو غلام محمد رسول کہنا چاہئیے۔

نواب سالار جنگ بہادر} یہاں سے فارغ ہوکر نواب سالار جنگ بہادر سے رخصتی ملاقات کے لئے گیا۔ جب سے حیدر آباد میں آیا تھا۔ آج تک ملاقات نہ کرسکا تھا۔ شدید نزلے زکام میں مبتلا تھے۔ میرے چترالی چغے کا حال پوچھا۔ میں نے کہا ہز ہائی نس سر سلطان شجاع الملک مرحوم ہر سال ایک چغہ بھیجا کرتے تھے۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین نواب حاجی ناصر الملک مرحوم چغہ بھیجتے رہے۔ اب اُن کے بھائی نواب مظفر الملک بہادر ہر سال ایک چغہ بھیجتے ہیں۔ نواب صاحب نے کہا تب تو آپ کے پاس بہت سے چغے جمع ہوگئے ہوں گے۔ میں نے کہا میں جمع کرنے کی عقل نہیں لایا۔ مجھے خرچ کرنے کی عقل دی گئی ہے۔ جب نیا چغہ آتا ہے پرانا دوسروں کو دیدیتا ہوں۔

نواب صاحب کا حافظہ اور معلومات} چترال کا ذکر آتے ہی نواب سالار جنگ بہادر نے چترال کی ریاست اور اس کے سب فرمانرواؤں کی نسبت عجیب وغریب معلومات کا اظہار کیا میں نے کہا تعجب ہے کہ آپ چترال سے اتنی دور ہیں۔ اور پھر آپ کو اتنی زیادہ معلومات اس ریاست کی ہے۔ وہ مسکرائے اور اُنھوں نے کہا "چترال کی ایک سرحد روس سے ملتی ہے ایک سرحد افغانستان سے ملتی ہے ایک سرحد ہندوستان سے ملتی ہے۔ اور اس کی اتنی آمدنی ہے اور اس کے راستے اتنے کٹھن ہیں اور اس کے مرحوم رئیس ناصر الملک نے ایک بہت اچھی منظوم کتاب قرآن شریف کے علم ہیئت کی نسبت لکھی تھی اور اُن کو فالج ہوگیا تھا۔ میں نے کہا بس بس نواب صاحب! میں آپ کے مکاشفات کا قائل ہوگیا۔ یقیناً آپ حضرت اویس قرنی رح کی اولاد ہیں۔

اس کے بعد میں نے اُن سے اُن پُرانی کتابوں کا حال پوچھا جو دہلی کی نسبت اُن کے جدِ اعلیٰ نواب درگاہ قلی خاں مرحوم نے لکھی تھیں۔ خاص کر اُن کا روزنامچہ جس میں نادر شاہ ایرانی کے قتلِ عام کے حالات [illegible]

میں نے نواب درگاہ قلی خاں بہادر مرحوم کی ایک فارسی کتاب کا اُردو ترجمہ دو سو برس پہلے کی دہلی کے نام سے شائع کیا تھا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ سب چیزیں جن کا تعلق دہلی سے ہے۔ اُردو میں شائع کردوں۔ نواب صاحب نے وعدہ کیا کہ میں وہ سب کتابیں آپ کو دے دونگا۔

حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی} اب تک حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی خورشید جاہی کے مکان پر نہیں گیا تھا۔ آج ان کے مکان پر بھی گیا اُن کی بڑی بیوی بیمار ہیں حکیم صاحب نے کہا رات کو اُنھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا اور ابھی ابھی رو رو کر کہہ رہی تھیں۔ سُنا ہے حضرت جارہے ہیں اور میں بیمار ہوں۔ اُن کے پاس ملنے کے لئے نہیں جاسکتی۔

میں نے کہا تمہاری یاد سچی تھی۔ لو دیکھو ہم خود تمہارے پاس آگئے۔ اُن کی پُرانی خادمہ منور بی نظامی اور اس کے بچے بھی وہاں تھے۔ حکیم صاحب کی دوسری بیوی جو نواب قاضی سر عزیز الدین احمد مرحوم

وزیر اعظم دنیا کی قریبی قرابت دار ہیں۔ میرے لئے
بہت اچھے پان بنا کر لائیں۔ میں نے کہا "ایک غیر ملکی
خاتون نے غیر ملکی مہمان کے لئے غیر ملکی طریقے سے
یہ پان بنا کر دیئے ہیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر کے
ہاں جب حیدرآبادی ہندو مسلمان اکابر جمع تھے۔
تو میں نے کہا تھا کہ حیدرآباد کے موسم میری صحت کے
لئے بہت زیادہ موافق ہیں اس لئے میں ملکی لیڈر
نواب دوست محمد خاں صاحب کے سامنے اس
حقیقت کو بطور دلیل کے پیش کر سکتا ہوں کہ میں
بھی حیدرآباد کا ملکی ہوں۔ اور نواب صاحب نے کہا
تھا کہ ہم سب مانتے ہیں کہ آپ نے جو خدمتیں اس
ملک کی کی ہیں۔ اس لحاظ سے آپ بہت اچھے ملکی ہیں۔

قیام گاہ پر واپس آیا۔ محبوب بانو نظامی میرے
لئے انجیر لائیں تھیں۔ اور میں نے کچھ تحریری کام
بھی کیا تھا۔ اس کے بعد نواب کاظم یار جنگ بہادر
سے ملنے جوبلی ہل پر گیا تھا۔

معصوم نماز: آج مغرب کی نماز مولوی فیاض الدین
نظامی آرکیٹکٹ کے مکان پر پڑھی تھی۔ میں امام
تھا اور فیاض الدین اور اُن کے تین چھوٹے چھوٹے
بچے مقتدی تھے۔ چونکہ اکثریت معصوم بچوں کی
تھی۔ اس واسطے میں اس نماز کو معصوم نماز کہتا
ہوں۔ سب سے چھوٹی لڑکی تھی۔ اس کی نماز
کو دیکھ کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اُن کی
ماں نے کہا یہ لڑکی اور اس کے بڑے بھائی مرید ہونا
چاہتے ہیں۔ میرے دل نے کہا اے شخص تو ان
معصوموں سے بیعت کر نہ کہ یہ معصوم تجھ سے
بیعت کریں۔ کہ بیعت لینے کا حق معصوموں ہی
کو حاصل ہے۔ فیاض الدین نے کہا یہ بچے ہمیشہ میرے
ساتھ نماز میں شریک ہوجاتے ہیں۔ میں نے کہا آسمان
کی تجلیاں برکتوں کے ساتھ اس گھر میں نازل ہوتی
ہیں جہاں عورتیں اور بچے خدا کی عبادت کرتے ہیں
اس کے بعد میں ان سب سے رخصت ہو کر قیام گاہ
پر واپس آیا۔

خرقہ: میں نے ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی مرحوم
کو اپنا کرتا پہنایا تھا۔ اُن کی وفات کے بعد وہ کرتہ
محفوظ تھا۔ اور مرحوم کی وفات کے بعد مولوی محمد
عبداللہ مخلص شاہ نظامی چونکہ ڈاکٹر صاحب کی تمام
مجالس و مراسم ادا کرتے تھے۔ اور میری خدمت بھی
سالہا سال سے کرتے آئے ہیں۔ اس واسطے آج
میں نے اُن کو وہ کرتا پہنایا۔ اور ایک ٹوپی اپنی طرف
سے اوڑھائی۔ اور کہا کہ وہ سورۂ فاتحہ سوا لاکھ مرتبہ
پڑھیں۔ چالیس دن میں یا جتنے دن میں یہ چلہ پورا
ہو سکے۔ اس کے بعد میں اُن کو بیعت لینے کی اجازت
دیدوں گا۔ خوش اقبال شاہ نظامی کو بھی ایک ٹوپی
بھجوائی اور کرتہ خود وہاں جا کر دوں گا۔ کیونکہ وہ
بیمار ہیں۔ خواجہ راجہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی
نے مجھے اور مخلص شاہ کو پھول پہنائے اور خوش اقبال
کے لئے بھی پھول بھیجے اور ناسوتی شاہ نے تہنیت
کے قطعے بھی پڑھے۔ فخر الدین نظامی بھی میرے
لئے پھول لائے تھے۔

راجہ ہربنس چند: راجہ دھرم کرن بہادر کے
برادر نسبتی راجہ ہربنس چند صاحب بھی ملنے آئے
تھے۔ اُن کے بھائی ڈاکٹر بنکٹ چندر حیدرآباد کے
مشہور ڈاکٹروں میں ہیں۔ وہ کل صبح مجھے دیکھنے
آئیں گے۔

آخری رات: آج حیدرآباد کے موجودہ سفر کی آخری
رات تھی۔ اور میں اتنا تھک گیا تھا۔ کہ صبح کے اوراد
ناغہ ہو گئے۔ مسلسل نیند آئی۔ سردی دن بدن کم
ہو رہی ہے۔

ملاقاتی: کیپٹن عطار الرحیم صاحب پوتے داماد
نواب سر افسر الملک بہادر مرحوم اور نواب سردار
یار خاں نظامی اور سید سعید نظامی اور مرزا حسن علی
بیگ صاحب فائزی اور مولوی سراج الحق صاحب
فرزند نواب بشیر جنگ بہادر اور دوسرے بہت
سے برادران سلسلہ رات تک ملنے آتے رہے تھے۔
بادشاہ بیگم نظامی بانو اور سعید بانو نظامی میرے لئے
کھانا لائیں تھیں۔ اور پان بھی لائیں تھیں۔ بادشاہ
بیگم کے شوہر اور بچے بھی آئے تھے۔

محمد کمال کی ولادت: بیگم میاں سر محمد شفیع
سالہا سال سے دعائیں مانگتی تھیں کہ خدا اُن کے
فرزند محمد اقبال کو اولاد دے۔ اور میں نے روزنامچے
میں لکھا تھا کہ خدا اُن کو ایک پوتا دیگا جس کا نام
محمد کمال رکھا جائے گا۔ آج بیگم صاحبہ کا کراچی سے
تار آیا ہے۔ کہ خدا نے آپ کی پیش گوئی قبول فرمائی
اور اقبال کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ میں نے بذریعہ تار
مبارک باد بھیجدی۔

مسٹر کولاس: نواب حسن یار جنگ بہادر کے
پرائیوٹ سکریٹری مولوی معین الدین کولاس ابھی
کم عمر ہیں۔ مگر ان کے اندر بڑی عمر والوں کی سی سمجھ
اور دوراندیشی اور تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور
سب سے بڑی خوبی جو میں نے اُن کے اندر محسوس
کی وہ ان کی جرأت اور موقع شناسی ہے کہ موقع
محل کو سمجھ کر جرأت و بیباکی سے بات کرتے
ہیں۔ مسٹر سعود حسن نے بھی اس جوہر کو پرکھ لیا تھا
اور مسٹر کولاس ان کے سفر حیدرآباد کے موقع
پر اکثر اوقات اُن کے رفیق و رہنما رہتے تھے۔

۱۷ صفر ۱۳۶۵ھ ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء منگل حیدرآباد

جرس کی فریاد: حیدرآباد میری زندگی کا ایک ایسا
جز ہے جس کی جدائی مجھے ایسی ہی ناگوار ہوتی ہے۔
جیسی انسان کو روح اور جسم کی جدائی گوارا نہیں ہوتی۔
آج شام کو یہاں سے جانا ہے۔ جسم کہتا ہے رات
دن کی محنت اور تھکانے والی مشغولی و بے آرامی
سے نجات ملنے والی ہے۔ روح کہتی ہے محبت
است کہ دل راہمی دہد آرام۔ وگرنہ کیست
کہ آسودگی نمی خواہد۔ یہ محبت ہے کہ دل کو چین
نہیں دیتی۔ ورنہ کون ہے جو آسائش و راحت نہ
چاہتا ہو۔

آج سویرے سے کان میں جرس سفر کی گھنٹی
کی آواز آرہی ہے کہ بستر باندھو۔ اب چلنا ہے۔

کچھ مشیر مرید ہیں۔ کچھ سفارش چاہنے والے ہیں۔ کچھ محبت کرنے والے ہیں۔ کچھ مرد ہیں۔ کچھ عورتیں ہیں۔ کچھ بچے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی بساط اور اپنے اپنے حالات کی موافق میری جدائی کو محسوس کر رہا ہے۔ مگر صرف اکیلا ایک میں ہوں کہ اپنی ذاتی اغراض سے ناواقف ہوں یا واقف ہوں تو ان اغراض کو حیدرآباد پر منحصر نہیں سمجھتا بلکہ ایک برتر اور معجزے دکھانے والی قوت کو اپنے ارادوں کی مددگار مان کر سب سے بے غرض ہوں۔ پھر بھی خبر نہیں کیوں حیدرآباد کی جدائی کا خیال دل میں پھانس کی طرح کھٹکتا ہے۔

کیا؟

اس لئے کہ حیدرآباد میری جیب میں روپے بھرتا ہے؟ **نہیں۔**

دہلی کا ٹکٹ خریدنے کے بعد آج جیب میں اتنا بھی نہیں ہے کہ اپنے رفیق کار کا ٹکٹ خرید سکوں کیونکہ عادت یہ ہے کہ جب روپیہ اپنے پر کاٹ کر میری جیب میں آتا ہے۔ تو میں فوراً اس کے پر لگا کر اڑا دیتا ہوں۔ جیب خالی ہو جاتی ہے اور پھر فوراً بھر بھی جاتی ہے۔

اور جیب تو میری ویران جنگلوں میں بھی بھرنے والا بھرتا ہی رہتا ہے۔ حیدرآباد تو اس معاملے میں بہت پیچھے ہے۔

حیدرآباد سے دل کے لگاؤ کا سبب **ایک انسان کا تعلق ہے۔** جو خطا بھی کرتا ہے اور عطا بھی کرتا ہے۔ وہ نہ پیغمبر ہے۔ نہ ولی ہے نہ مسیح موعود ہے۔ نہ زاہد پاک باز ہے۔ بلکہ بجلی کے تار کی طرح معمولی جسامت کا ایک سن رسیدہ آدمی ہے۔

مگر قدرت خبر نہیں اس پر کیوں اتنی زیادہ مہربان ہے کہ اپنے فضل (ریزرو بنک آف نیچر) کے بھرپور خزانے اس کی عقل و حواس کے عمل کو دیئے ہیں۔ اور مجھ جیسا آہوئے صحرائی بھی اس کی الفت کے دام میں پھنس گیا ہے۔

میں حاکمانہ برتری حاصل کرنے کا دیوانہ ہوتا تو وائسرائے کو دوست بناتا۔ گاندھی و جناح کی ہاں میں ہاں ملاتا۔ یا حیدرآباد ہی میں ۱۹۱۳ء سے ۱۹۴۶ء تک کسی نہ کسی کرسی پر اچک کر بیٹھ جاتا۔

میں روپے کا پجاری ہوتا تو اپنی خداداد دماغی صلاحیت سے ہر مارواڑی۔ اور ہر میمن اور ہر خوجے اور ہر بوہرے سے زیادہ روپے کما لیتا۔

درحقیقت میں نئے زمانے کا ایک **ماڈرن مجذوب ہوں۔** جو پرانی لکیروں کا فقیر بن کر مسلمان قوم کے ماضی کی روشنی میں حال اور استقبال کے عالی ایوان بنا رہا ہوں اور جس آدمی کو اس جذبے کا مجذوب پاتا ہوں اس کا دل دادہ بن جاتا ہوں۔

حیدرآباد ہندوستان میں ہے۔ اور ہندوستان کے چالیس کروڑ انسانوں میں تن کی آسانی کے طلبگار سب ہیں۔ جنس انسانی کی آسانی کے لئے اپنے تن من کو فراموش کرنے والا کوئی نہیں۔ اور حیدرآباد جیسی سلطنت عظیم کی مشین چلانے والے تو سارے ہندوستان سے زیادہ اپنے خداداد جوہر عمل سے غافل ہیں۔ مگر ان غفلتوں کی اندھیری رات میں ایک چاند چمک رہا ہے۔ جس کی کشش کی طاقتیں میرے وجود کے سمندر میں مدو جزر (جوار بھاٹا) پیدا کرتی ہیں۔ اور اسی ماہتاب سیاست اور اسی آفتاب محنت کی کوئی غیبی جادوگری ہے۔ جس نے مجھے حیدرآباد کا شیفتہ بنا دیا ہے۔

لکھ چکا ختم کر۔ اب آج کی سرگذشت شروع کر۔

روزنامچہ} صبح سے بارہ بجے تک روزنامچہ لکھا۔ اور رخصتی ملاقات کرنے والوں سے ملاقاتیں کیں۔

ڈاکٹر وینکٹ چندر صاحب} آج صبح راجہ ہربنس چند صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر وینکٹ چندر میرا جسمانی معائنہ کرنے آئے تھے۔ یہ حیدرآباد کے بہت مقبول اور لائق ڈاکٹر ہیں۔ انھوں نے تمام اعضائے جسم کا معائنہ کرنے کے بعد خون کا دباؤ بھی مشین سے دیکھا۔ میں نے کہا ابھی کئی ڈاکٹروں نے یہ رائے دی تھی کہ خون کا دباؤ بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر وینکٹ چندر نے کہا اس وقت خون کا دباؤ بالکل ٹھیک ہے جسم میں جوانوں کی سی قوت معلوم ہوتی ہے۔ تمام اعضائے رئیسہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔

میں نے کہا واہ ڈاکٹر صاحب آپ کی اس زبانی دوا نے تو مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔

نواب سر امین جنگ} ۱۲ بجے نواب سر امین جنگ بہادر سے اُن کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ اور اُن کی تفسیر جوہری کی تینوں جلدیں واپس دی تھیں۔

چمن آرا بیگم} پھر رخصتی ملاقات کے لئے بشیر النسا چمن آرا بیگم کے مکان پر گیا تھا۔ خدا کے فضل سے ۱۵ دن کے بعد آج اُن کا بخار کم ہو گیا ہے بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ انھوں نے میرے بازو پر امام ضامن باندھا۔ اور پھول پہنائے۔ اور زینت نے پھلوں کے رس پلائے۔

خوش اقبال شاہ نظامی کی بیمار پرسی کے لئے بھی گیا تھا۔ اُن کو اب تک بخار ہے۔

حکیم حاجی خسرو شاہ نظامی} آج صبح لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے فرزند حکیم خسرو شاہ نظامی سفر حج سے حیدرآباد میں واپس آئے ہیں۔ مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔ اور تبرکات بھی لائے تھے۔ سر کے لمبے بال حجاز کی حجام کے حوالے کر کے آئے ہیں اب فقط ڈاڑھی میں میرے ہم زلف ہیں۔ اور بھی بہت سے برادران سلسلہ اور احباب جوق جوق ملنے آ رہے ہیں۔ سید سعید نظامی کی انگریزی بیوی

اور بچے اور بہن اور والدہ بھی آئیں ہیں ۔ سعید بانو بھی آئی ہیں ۔

شاہی موٹر ۹ بجے تک عبد النعیم خاں صاحب اور مخلص شاہ نظامی اور سید سعید نظامی اور شیخ محبوب کی جد و جہد سے اسباب بندھ گیا ۔ اور کنگ کوٹھی مبارک سے شاہی موٹر لینے آئی تو میں یہ کہہ کر روانہ ہوا کہ اگر میرے آنے میں دیر ہو تو اسباب ریل پر بھیج دیا جائے ۔

کنگ کوٹھی پر پہونچا تو پیشی کا ہرکارہ اندر خبر لے کر گیا ۔ اور پھر کچھ وقفے کے بعد دوڑا ہوا آیا اور کہا ”یاد ہوئی“ عرب فوجی ترکی ٹوپیاں اور ڈھاٹے باندھے قبیں اور سنگینیں لئے شاہی پردے کے پاس صف بستہ کھڑے تھے ۔ دوسری طرف بہت سے چوبدار زرد پگڑیاں باندھے صف بستہ تھے ۔ میں نے شاہی پردے کے اندر داخل ہونے کے بعد دھوپ کی عینک اتار کر جیب میں رکھ لی ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اُس بندے کے پاس جانا تھا جس کو اہل دنیا کی زبان میں ظل الٰہی اور ظل سُبحانی یعنی اللہ سبحان کا سایہ کہا جاتا ہے ۔ اس لئے دھوپ کی عینک بیکار تھی بادشاہ سلامت کے سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی ۔ دُور سے دیکھتے ہی فرمایا ”آؤ خواجہ صاحب“ میں سلام کر کے بیٹھ گیا ۔ چونکہ آج رخصتی ملاقات تھی اس واسطے میرا خیال تھا کہ دس پانچ منٹ تک ہم کلامی کا شرف حاصل ہوگا ۔ مگر میں نے اپنی اور لاکھوں کروڑوں آدمیوں کی حیرت دور کرنے کے لئے ایک سوال کیا کہ جہاں پناہ کیونکر اتنے بڑے ملک کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو نظر میں رکھ سکتے ہیں ؟ اور کیونکر بغیر یادداشت قلم بند کئے دن بھر کے بے شمار وعدے یاد رکھ سکتے ہیں ؟ اور حضور کا حافظہ کس طرح پانچ پانچ اور دس دس اور بیس بیس برس کی پُرانی باتوں کو یاد رکھ سکتا ہے ؟ کیونکہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کہنی شروع کی تو حضور اقدس نے بات کاٹ کر فرمایا ۔ یہ بات آج سے بیس سال پہلے آپ نے مجھ سے کہی تھی ۔ اب اُس کو دہرانے کی کیا ضرورت ہے ۔ لہٰذا آج حضور سے صدیوں پہلے کی بول چال میں عرض کرتا ہوں کہ اگر جان کی امان پاؤں تو اپنے دل کی بات کہوں اور یہ پوچھوں کہ حضور کیونکر اتنا بڑا کام کر سکتے ہیں ۔ اور اتنے بڑے ملک کا انتظام نہایت سکونِ خاطر اور اطمینانِ قلب کے ساتھ ٹھیک طریقے پر انجام دے سکتے ہیں“ ؟

ظل سبحانی نے تبسم کیا ۔ اور اس کے بعد ارشاد ہوا ”خواجہ صاحب غور سے سنیں“ ۔ اور پھر میرے سوال کے ایک ایک حصے کو تقسیم کر کے عمل کی مثالوں سے بیان فرمانے لگے ۔ یہاں تک کہ شام کے چھ بج گئے ۔ دو گھنٹے میں سیاسی یونیورسٹی کے اس پروفیسر نے اور معاشی کالج کے اس درس دینے والے نے اور فلسفہ حیات انسانی کے اس عارف فلاسفر نے مسئلہ عمل کے ہر جزو و کُل کو مشرح طریق سے سمجھا دیا ۔

نمل کا دخل قرآن شریف میں ایک سورۃ نمل یعنی چیونٹی کی بھی ہے ۔ آج جب میں سلطان دکن سے درسِ حیات لے رہا تھا تو جنس نمل کی ایک سیاسی پارٹی میری قدم بوسی کے لئے آگے بڑھی ۔ بہانہ قدم چومنے کا تھا ۔ مگر چیونٹیاں سینکڑوں کی تعداد میں میرے کپڑوں کے اندر گھس گئیں اور انھوں نے کاٹنا شروع کیا ۔ تاکہ میں اس درس حیات کو اچھی طرح سمجھ نہ سکوں ۔ اگرچہ جسم چیونٹیوں کی ایذا سے بے قابو تھا لیکن میں نے وقار شاہانہ کو ملحوظ رکھ کر دو گھنٹے تک پورے صبر و ضبط سے کام لیا ۔ اور کسی قسم کی پریشانی یا بے اطمینانی ظاہر نہ ہونے دی ۔

رخصت اور جب ذات شاہانہ نے استادہ ہو کر رخصت کی اجازت دی تو ایسے کلمات بزبان مبارک سے ارشاد فرمائے ۔ جن میں قدر شناسی اور ہمت افزائی کے بے شمار الطاف پوشیدہ تھے ۔

قیام گاہ پر پہونچا تو شاہی قاصد رخصتانے کی رقم لئے ہوئے موجود تھے ۔ دل نے کہا تجھ کو پریشانی تھی کہ اسباب کا محصول ادا کرنے اور رفیق سفر کا ٹکٹ خریدنے کے لئے جیب میں پورے دام نہیں ہیں ۔ لے دیکھ یہ غیبی کارسازی تیرے پروردگار نے اپنے بندے کے ذریعے کی ہے اور پڑھ ”کارساز ما بفکر کار ما ۔ فکر ما در کار ما آزار ما“ ۔

امام ضامن حیدرآباد میں سالہا سال سے سفر کے وقت امام ضامن باندھنے کی رسم ہے پہلے دہلی میں بھی یہ رواج تھا مگر اب نہیں ہے معلوم نہیں یہ رسم کب سے ہے اور کیوں جاری ہوئی ہے کپڑے میں ایک پیسہ یا ایک روپیہ یا کئی روپے سی کر بازو پر باندھ دیتے ہیں ۔ اسی کو امام ضامن کہا جاتا ہے ۔ حیدرآباد میں ریشمی کپڑے پر کار چوبی کام سے خدا حافظ لکھا ہوا امام ضامن بھی باندھتے ہیں ۔ خواجہ بانو اور بچے دہلی گئے تھے ۔ تو ان کے بازوؤں پر بھی بہت سے امام ضامن باندھے گئے تھے ۔ اور آج میرے بازو پر بھی بہت زیادہ امام ضامن باندھے گئے ۔ سید سعید نظامی کی والدہ اور بیوی اور بچوں نے اور اُن کی بہن محبوب بانو نظامی نے اور سعید بانو نظامی نے امام ضامن باندھے ۔ کامل الیقین نظامی بھی امام ضامن لائے تھے ۔ اور بھی بہت سی خواتین امام ضامن لائیں تھیں نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیردار بھی ملنے آئے تھے ۔ اور مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر بھی ملنے آئے تھے اور بادام کی مٹھائی بھی لائے تھے ۔ اور ریل تک پہونچانے بھی گئے تھے ۔ اور ریل تک پہونچانے بھی گئے تھے ۔ نواب ولی الدولہ بہادر کے فرزند اور سر مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی بھی ملنے آئیں تھیں ۔

ریل پر اسٹیشن پر پہونچا تو ایک بڑا ہجوم رخصتی کے لئے [illegible] تھا ۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی

نے بھی امام ضامن باندھا۔ اور سلسلے کے بہت سے بھائیوں نے پھول پہنائے۔ مولوی غلام یزدانی صاحب ایم اے دہلوی اور مولوی سید محی الدین صاحب قادری زورؔ اور ان کے صاحبزادے سید تقی الدین اور ان کے بھانجے مولوی معین الدین احمد انصاری بی اے اور ان کے برادر نسبتی مولوی ناصر الدین صاحب اور نواب سراج الحق صاحب داماد سر مہاراجہ بہادر اور شطاریہ سلسلے کے ایک مشایخ صاحب اور مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی اور مرزا ضامن علی صاحب غازی وغیرہ احباب و اخوان جمع تھے ڈاکٹر زورؔ صاحب ادارہ ادبیات اردو کا گروپ بھی لائے تھے۔ ناسوتی شاہ نے رخصتی نظم بھی سُنائی تھی اور نکاکی شاہ نظامی نے مٹھائی کی ٹوکری ساتھ کی تھی۔

حیدرآباد سے سکندرآباد تک مولوی فیاض الدین نظامی آر کی ٹیکٹ اور سید سعید نظامی۔ اور مولوی معین الدین کو لاس صاحب پہونچانے گئے تھے۔ سکندرآباد اسٹیشن پر راجہ ہر بنس چند صاحب اور اُن کے صاحبزادے اور حضوری شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ نواب حسن یار جنگ بہادر بھی تصویر اور پھل لے کر رخصت کرنے تشریف لائے تھے۔

سفر میلہ (درجے میں چھ پلنگ ہیں۔ مگر مسافر دس ہیں۔ جن میں چار انگریز ہیں اور چھ ہندوستانی ہیں۔ ہندوستانیوں میں تین مسلمان تین ہندو۔ انگریز سب فوجی ہیں۔ اور انھوں نے جوتیوں میں فرش بچھایا ہے۔ اور بہت خوش دلی سے زمین پر آرام کیا ہے۔ غسل خانے میں روشنی نہیں ہے۔

ریل کا نوبت خانہ (رات کو بعض مسافر اتنے زور سے خراٹے لیتے تھے کہ نواب ریل نواز جنگ بہادر کی ڈیوڑھی کا نوبت خانہ معلوم ہوتا تھا۔

ناسُوتی شاہ کی رخصتی نظم

دکن سے سوئے وطن خواجہ ہوگئے راہی
کرگئی اپنے مقدر پہ ناز پھر دلی
وطن کی سمت چلے صاحب جمال و کمال
دکن کو فیض توجہ سے کرکے مالا مال
ہوا جو پیدا یکایک روانگی کا خیال
نظامیوں کو جدائی سے ہوگیا ہے ملال
خوشی سے آئے تھے اور شادکام جاتے ہیں
پلا کے بادۂ عرفان کا جام جاتے ہیں
خدا بچائے ہر اک شر سے آپ کو خواجہ
طفیلِ پنجتنِ پاک و بہر آلِ عبا
میسر آپ کو ہر وقت ہو خوشی دل کی
ستا سکے نہ زمانے کی سردی و گرمی
ہوں آپ دل میں ہمارے ہم آپ کے دل میں
مقیم شمس و قمر ہوں بس ایک منزل میں
یہ کہہ رہا ہے بہ چشم پر آب ناسوتی
خدا کرے یہ سلامت روی و باز آئی

زندگی بڑھانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصے میں کیسا ہی درد ہو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے۔

بچوں کی زندگی

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے اور وہ اوپری خلل اور مسان کے وہم میں مبتلا رہتی ہیں ان کو فاسفورس کے تیل کی مالش نے اس وہم سے آزاد کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ بیماری "ہڈیوں کی دق" کہلاتی ہے۔ اور بچوں کی کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا ہوتے ہی اس بچے کے جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ کبھی بھی مسان کی بیماری کا شکار نہ ہو۔ اور اس کو سوکھا لگ جانے کی دق سے نجات مل جائے۔ صدہا عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کا تجربہ کیا اُن سب کے بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہو۔

جوانوں کی زندگی

جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ سے کمزور اور ناتوان ہوگئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر مل لیا کریں تو اُن کی جوانی از سر نو زندہ ہو جائیگی یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں نے کیا ہے۔

بوڑھوں کی زندگی

عورتوں اور مردوں کے لئے بڑھاپا اس لئے ایذا رساں معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے سبب پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور خون کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے اور جسم کے اندر فاسفورس کم ہو جاتا ہے۔ جو انسانی زندگی میں نشاط اور خوش دلی پیدا کرتا ہے۔ پس اگر بوڑھے۔ عورت مرد بھی رات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی اور جسم کے جوڑوں پر فاسفورس کا تیل مل لیا کریں تو اُن کو غیر معمولی قوت محسوس ہوگی۔ اور لگاتار مالش کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہینگی خاص کر اگر پیٹ کے اوپر اس تیل کی مالش کی جائے تو معدے اور آنتوں کے پٹھے اپنا کام ٹھیک طور پر کرنے لگیں گے اور ہاضمہ بڑھ جائیگا۔ اور بھوک بھی بڑھ جائیگی دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے تو نیند آنے لگیگی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت فائدہ ہوگا۔

چونکہ یہ تیل جرمنی سے آتا تھا۔ اور اب بند ہو گیا ہے پرانے اسٹاک سے بمشکل کام چلایا جا رہا ہے اس واسطے اب اس تیل کی بڑی شیشیاں فروخت نہیں ہوتیں۔ چھوٹی شیشیاں چار روپے میں دی جاتی ہیں پتہ :۔ طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت نظام الدین اولیاء دہلی

مکتوبات تہنیت خطاب

منادی کے گذشتہ پرچے میں خطاب "شمس العلماء" کی تہنیت کے تار شائع ہو چکے ہیں۔ اور اُن خطوں کی فہرست بھی شائع ہو چکی ہے۔ جن میں ہر صوبے کے ہندو مسلمانوں نے خطاب مذکور کی مبارکباد لکھی تھی۔ اب یہ خط صوبے وار ترتیب کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ایک موزونیت کے ساتھ ناظرین منادی ان کو پڑھ سکیں۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں نے تاروں اور انگریزی خطوں کے اُردو ترجموں پر شکریئے کے جو نوٹ لکھے تھے وہ اُردو زبان میں ایک نئی ایجاد ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ہر قسم کی شکرگذاریاں انگریزی تہذیب کی تقلید میں رسمی اور مقررہ الفاظ کی ہوتی تھیں۔ اور میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ اردو زبان قدامت کی روایات اور پرانے آداب و تہذیب سے آراستہ ہو۔ تاکہ دل کا تعلق اور خلوص ظاہر ہو سکے۔ اور شکریہ محض رسمی اور رواجی معلوم نہ ہو۔

ان خطوط پر بھی میں نے چھوٹے چھوٹے نوٹ بطور تعارف کے لکھے ہیں اور چونکہ ان میں بعض اصحاب ایسے ہیں جن سے میری ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ یا ملاقات ہوئی ہے تو میں بڑھاپے کی وجہ سے اور حافظے کی خرابی کے سبب اس ملاقات کو بھول گیا ہوں۔ اس لئے تعارف کا انداز ایسا رکھا ہے کہ جن سے واقفیت ہے ان کو بھی اور جن سے واقفیت نہیں ہے اُن کو بھی میری زندگی کی قائم رہنے والی یادگار تحریروں میں جگہ مل جائے۔ اور ان کا نام بھی میری تحریروں کے ساتھ آئندہ نسلوں میں باقی رہ جائے۔

آج یہ خط و کتابت اور یہ مبارکبادیاں اور یہ ذاتی تعلقات محض وقتی چیزیں معلوم ہوتی ہیں لیکن دس بیس اور سو دو سو برس کے بعد یہی چیزیں تاریخ بن جائیں گی۔ اور معلومات تلاش کرنے والے ان تحریروں سے اپنی اپنی ضروریات کے موافق معلومات حاصل کر سکیں گے۔

اب ناظرین منادی پہلے ہندوستانی ریاستوں کے خطوط کو پڑھیں۔ میں نے ریاستوں کو اس واسطے مقدم رکھا ہے کہ پرانی تہذیب کی روشنی ریاستوں میں زیادہ ہے۔ انگریزی حکومت کے صوبوں میں کم ہے۔ اگرچہ میرا جی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے اپنے صوبے دہلی کے خطوط درج کردوں۔ مگر نہایت حسرت و یاس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ میرا صوبہ بھی نئی تہذیب کے سیلاب میں بہ رہا ہے۔ اور پرانی وضعداریاں ختم ہو رہی ہیں

حیدرآباد دکن چونکہ حیدرآباد کی ریاست ہندوستان میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ بلکہ ایک بڑی سلطنت ہے۔ اور یہاں اب تک پرانی وضعداریاں صبح کے چراغ کی طرح جھلملاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اس واسطے میں پہلے ریاست حیدرآباد کے خطوں کو درج کرتا ہوں۔

جب خطاب "شمس العلماء" کا اعلان ہوا تو میں حیدرآباد میں تھا۔ اور وہاں ٹیلیفون کے ذریعے اور زبانی جتنی مبارکبادیاں ہوئیں اُن کو میں نے اُس زمانے کے روزنامچوں میں درج کر دیا تھا۔ اور جو نام باقی رہ گئے تھے وہ بھی اِن خطوں کے بعد درج کر دیئے جائیں گے۔ اس وقت تو صرف خط درج کئے جاتے ہیں۔

جو خطوط صوبوں کی ترتیب مقرر کر دینے کے بعد آئے ہیں یا آئیں گے۔ ان کو آخر میں مجموعی طور سے درج کیا جائیگا کیونکہ ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر اخبار نہیں پڑھتے اور ریڈیو بھی نہیں سنتے۔ ان کو رفتہ رفتہ خطاب کی خبر ہوتی ہے تب وہ تہنیت کے خطوط بھیجے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ یہ سب ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کئے جائیں۔ اخبار میں شائع نہ کئے جائیں۔ مگر بیلا پرچہ دیکھنے کے بعد جس میں تار شائع ہوئے تھے۔ بکثرت خطوط آرہے ہیں کہ ہمارے خط بھی منادی میں شائع کئے جائیں۔ اس واسطے خطوط منادی میں شائع کئے جاتے ہیں۔ لیکن اخبار کے مقررہ صفحات ان خطوں میں استعمال نہیں کئے جائینگے۔ بلکہ نئے صفحات کا اضافہ کرکے خطوط درج کئے جائیں گے۔ **حسن نظامی۔**

سر صدر اعظم بہادر حیدرآباد کا خط

تعارف اور شکریہ کم آجکل حیدرآباد میں نواب حافظ سر احمد سعید خاں صاحب رئیس ریاست چھتاری صدر اعظم ہیں۔ یعنی جو کونسل اپنے ملک کے انتظام کے لئے اعلیٰ حضرت حضور نظام نے بنائی ہے اس کے صدر اعظم ہیں۔ چھتاری ایک چھوٹی سی ریاست یو۔ پی کے ضلع بلند شہر میں ہے۔ نواب صاحب کے باپ دادا ہندو راجپوت تھے۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں راجہ سال باہن ایک مشہور امیر تھے۔ نواب صاحب اُن کی اولاد ہیں۔ ان کے ایک دادا راجہ لال سنگھ تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور "لال خان" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور لال خاں کی اولاد کے پاس کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ جن میں ایک پہاسو بھی ہے۔ جہاں کے رئیس نواب سر فیاض علی خاں مرحوم تھے۔ اور ریاست جے پور میں وزیر اعظم تھے۔ اب ان کے بیٹے نواب ممتاز الدولہ جے پور میں رہتے ہیں اور نواب صاحب چھتاری کے ایک قریبی قرابت دار نواب سر جمشید علیخاں باغپت ضلع میرٹھ کے رئیس ہیں۔

نواب صاحب چھتاری لمبے قد اور مضبوط جسم کے آدمی ہیں۔ رنگ گندمی ہے۔ چہرہ کتابی ہے۔ آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ اور مونچھیں بھی بہت بڑی بڑی ہیں۔ پہلے یو۔ پی کے گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ اور ہوم ممبر بھی اور وائسرائے کی انتظامی کونسل کی ممبری بھی کر چکے ہیں چند سال سے حیدرآباد میں صدر اعظم ہیں۔ ان سے میرے بہت پرانے تعلقات ہیں۔ یعنی اس وقت سے جب کہ وہ یو۔پی کے گورنر تھے۔ اُن کے مورث مرحوم نواب صاحب چھتاری باوجود عالمانہ مشرب رکھنے کے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں بھی آیا کرتے تھے اور میں نے بچپن میں ان کی نورانی صورت دیکھی تھی۔ میں اُن کی اس تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

خواجہ صاحب مکرم۔ السلام علیکم۔

"شمس العلماء" عطا ہونے پر دلی اور مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کی شاندار علمی اور ادبی خدمات کا یہ اعتراف آپ کے بہی خواہوں کے وسیع حلقہ میں بے انتہا پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا خدا آپ کو علم و ادب کی اور زیادہ خدمت انجام دینے اور اس خدمت کا صلہ پانے کے اور زیادہ مواقع عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

آپ کا مخلص:۔ احمد سعید۔

رفیق ذاتی سر صدر اعظم کا خط

تعارف اور شکریہ کم نواب صاحب چھتاری کی پرانی وضعداری کا یہ نمونہ ہے کہ مولوی صغیر احمد صاحب شروع سے آج تک نواب صاحب کے محرم راز رفیق خانگی ہیں۔ میں اُن کی تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

محترمی۔ السلام علیکم۔

عطائے خطاب پر دلی اور مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

والسلام۔ نیازمند:۔ صغیر احمد۔

نواب ماہ نور خاں کا خط

تعارف اور شکریہ کم نواب ماندور خاں کو میں ان کے بچپن سے ماہ نور خاں کہتا ہوں وہ میرے دوست نواب نصیب یاور جنگ بہادر مرحوم کے چھوٹے فرزند ہیں۔ اور حیدرآباد کے مشہور لیڈر نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کے والد اور بھائی بھی مہدوی عقیدہ رکھتے تھے۔ اور یہ بھی مہدوی عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی حضرت مولانا سید محمد صاحب جونپوریؒ کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ نواب نصیب یاور جنگ مرحوم مہاراجہ سر کشن پرشاد یمین السلطنت بہادر مرحوم کے خاص دوست تھے۔ جب مہاراجہ بہادر نے مجھ سے بیعت کی تو نواب صاحب نے بھی مجھے اپنے مکان پر مدعو کر کے ایک بڑی دعوت دی۔ اس وقت نواب بہادر یار جنگ اور نواب ماندور خاں اور ان کے بھائی بہت کم عمر تھے۔ لیکن اُس وقت سے آج تک انہوں نے اور ان کے بھائیوں نے میرے ساتھ اسی خلوص کا تعلق رکھا جس کی ابتدا ان کے والد نے کی تھی۔ ماہ نور خاں ہر سال اجمیر شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ اور دہلی میں میرے پاس بھی آتے ہیں۔ میں ان کی مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔

السلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب کی پرخلوص دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

مخلص قدیم:۔ محمد ماندور خاں

پروفیسر سعید الزماں صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کم پروفیسر سعید الزماں لاہور کے رہنے والے ہیں۔ سالہا سال سے

حضور نظام کی سلطنت میں تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میرے ساتھ ان کو اور ان کے تمام خاندان کو بہت پرانا اور مخلصانہ تعلق ہے۔ اپنا شکریہ دعا کے ریشمی رومال میں لپیٹ کر پیش کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سیدی و مولائی۔ السلام علیکم

یہ عریضہ خطاب کی مبارکباد کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔ جس تاخیر سے حکومت برطانیہ نے اس خطاب کا اعلان کیا ہے۔ اس ہی نسبت سے میں اتنی تاخیر سے مبارکباد کا یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔

ذاتی طور پر اس خطاب کو نہ تو سرفرازی سمجھتا ہوں۔ نہ خوشی اور مسرت کا باعث اللہ جانے اب تک آپ نے خود کتنے خطاب اس ہی حکومت سے دلوادے۔ اور اللہ جانتا ہے۔ کہ آپ ان خطابوں سے بے نیاز اور بہت بلند ہیں۔ تابعدار

محمد سعید الزماں
پروفیسر گلبرگہ کالج۔ گلبرگہ۔ دکن۔

شاہ امید قادری نظامی کا خط

تعارف اور شکریہ کہ شاہ امید مشائخ زادے ہیں۔ ایک درگاہ کے سجادہ نشین ہیں ذی علم ہیں۔ جاگیردار ہیں۔ میرے ساتھ دیرینہ تعلق رکھتے ہیں۔ میں ان کو مدت سے "میرمحرم" کہتا ہوں۔ آج کل علالت کی وجہ سے اپنی جاگیر میں تھے اور میرے پاس ملنے نہ آسکے تھے۔ اس تہنیت کا شکریہ میرے دل کی دعا ہے کہ میرا فرزند روحانی دنیا کی بلاؤں سے اور بیماریوں سے محفوظ ہو۔ اور اس کے دل کی مرادیں پوری ہوں۔ حسن نظامی۔

بعد ادائی سجدۂ مراتب۔ حضرت عیسیٰ مسیح روح اللہ علیہ السلام کی ولادت کی خوشیوں کے موقع پر۔

حضرت شمس بازغۂ نظام الملت والدین شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ و کعبہ ہند مدظلہٗ کی خطاب یابی کی مسرتوں میں ناچیز بھی تہنیت و تبریک گزراننے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف
عیدگاہ ما غریباں کوئے تو
انبساط عید دیدن روئے تو
کعبۂ جاں قبلۂ من روئے تو
سجدہ گاہ عاشقاں ابروئے تو

تہنیت گزار عریضہ گزار اپنندہ سگ درگاہ محبوبی
سیدہ علی حسینی شاہ امید قادری نظامی۔
عبدنا پور دکن۔

مولانا عینی شاہ نظامی کا خط

تعارف اور شکریہ کہ مولانا عبدالسلام عینی شاہ نظامی تمام حیدرآباد میں مشہور ہیں۔ جب میرے مرید ہوئے تو پتلون کوٹ پہنتے تھے۔ ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ میں نے عینی لقب دیا تو ڈاڑھی بڑھائی مولویانہ لباس اختیار کیا۔ تصوف اور تفسیر اور حدیث کا اچھا علم رکھتے ہیں۔ فارغ التحصیل مولوی ہیں۔ انگریزی بھی خوب جانتے ہیں پہلے انگریزی تعلیم پانے والوں کو تعلیم دیتے تھے۔ اب سلطنت آصفیہ کی طرف سے رعایا کی رشد و ہدایت کے لئے واعظ ہیں۔ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تحریروں کو بارگاہ جہاں پناہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کے التفات کا شرف حاصل ہے۔ میرے پرانے مریدوں میں ہیں۔ سفید ڈاڑھی ہے۔ شیعہ جماعت میں بھی ان کی تحریریں مقبول ہیں۔ دعا کی کلاہ اوڑھاتا ہوں۔ حسن نظامی۔

حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہٗ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ خطاب کی کا ہدیۂ تبریک نذر ہے دنیا آپکو شمس العلماء کہے تو کہے مگر میں تو آپکو شمس العرفان مانتا ہوں فقط نیاز آگیں

عینی نظامی۔

کولاس صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کہ کولاس صاحب کم عمر نوجوان ہیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر کے پرائیویٹ سکریٹری ہیں۔ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ اور خوب بولتے ہیں۔ تازہ سفر حیدرآباد کے وقت ان کی غیر معمولی قابلیت کا اندازہ ہوا۔ مسٹر سدرلینڈ ممبر برطانی ڈیلیگیشن نے بھی ان کو سیاحت حیدرآباد کے وقت اپنا محرم بنایا تھا۔ میں ان کی تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

بخدمت گرامی حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ۔

السلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہٗ۔

آج کے اخبار "بلیٹن" میں جب میں نے سال نو کے اعزاز کی فہرست دیکھی تو اس میں حضرت والا کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔ بیحد مسرت ہوئی کہ حکومت برطانیہ بھی آپ کی علمی و ادبی خدمات کی مداح ہے۔ اسی لئے شمس العلماء کا تحفہ عنایت فرمایا گیا ہے۔

"شمس العلماء" کا اعزاز آپ کی ذات والاصفات اور آپکی مقدس شخصیت اور آپ کے مرتبہ کے لحاظ سے اتنا گرانقدر اور

بلند و برتر نہیں۔ اسی لئے میں اسکو اعزاز
نہیں بلکہ آپ کی خدمت میں انگریزوں کی
طرف سے تحفہ سمجھتا ہوں۔
آپکی دعاؤں کا طالب:۔ معین الدین کولاس۔

مولوی محمد عبدالعزیز صاحب جیدؔ کا خط

شکریہ یہ اکثر اصحاب کو یہ غلط فہمی ہوئی
ہے کہ خطابات والسرائے دیتے ہیں لیکن
حقیقت اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ
خطابات لندن سے بادشاہ سلامت
بھیجتے ہیں۔

جیدہ صاحب کا برگزیدہ اور جیدؔ
خط ایک ایسی ہی داد ہے جیسی مشاعرے
میں غزل پڑھنے والوں کو دی جاتی ہے۔
چاہے وہ غزل قابل داد ہو یا نہ ہو۔
میں انکی تہنیت کا شکر گذار ہوں۔

حسن نظامی

حضرت مکرم و معظم دام ظلہ۔ السلام علیکم
ابھی اخبار انگریزی کے مطالعہ سے حضرت
کو خطاب شمس العلماء گورنمنٹ آف انڈیا سے
سال نو کی فہرست میں واضح ہوا۔ جس سے
بے حد خوشی ہوئی حضرت کو اس خطاب
سے زائد اعزاز دنیوی و دینی حاصل ہے۔
بہر حال اس وقت جو اعزاز سرفراز ہوا
ہے وہ ہماری خوشی کا باعث ہوا ہے
اس وجہ سے کہ کسی اور عالم یا بڑی شخصی
حیثیت کے آدمی کو ہندوستان میں اس
سال نو میں کوئی اعزاز حاصل نہیں ہوا۔
اس خصوصیت کے باعث اور اس اعزاز کی
مبارکباد دی عرض کرتا ہوں۔ خداوند تعالے
آپ کو مزید اعزازات سے سرفراز اور
دنیا میں طویل العمری کے ساتھ صحت و
عافیت سلامت رکھے۔ خصوصاً آپکے
ذات مبارک مسلم کمیونٹی اور حیدرآباد کے
لئے بہت غنیمت ہے خدا آپ کو صد و
بیست سال سلامت رکھے۔ آمین۔
ناچیز:۔ محمد عبدالعزیز جیدؔ از حیدرآباد دکن۔

مولانا قادر علی بادشاہ کڈپوی کا خط

تعارف و شکریہ یہ آپ کڈپہ مدراس کے
نامور مشائخ خاندان میں ہیں۔ آپ کے والد
ماجد سے لاکھوں آدمیوں نے فیض پایا ہے
اور آپ بھی اب علم ظاہر حاصل کرنے کے
لئے حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ میرے لئے آپکا
یہ خط ایک دعا ہے۔ لیکن اگر آپ کی
یہ دعا قبول ہوگئی اور میں ایک سو تیس
برس تک زندہ رہا تو آپ کے بڑھاپے
کی صورت بھی دیکھ لونگا۔ ابھی تو جوانی
کی صورت دیکھی ہے۔ دلی شکریہ۔

حسن نظامی

شمس العلماء علامہ خواجہ حسن نظامی صاحب
ادام اللہ فیوضکم۔ السلام علیکم و
رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
سرکار برطانیہ کی جانب سے شمس العلماء کا
خطاب جناب والا کو جو ملا ہے اس کی دلی
مبارکباد قبول فرمایئے۔
دلی دعا ہے کہ حضرت والا کی صد و سی
سال کی عمر ہو اور ہم سب مخلصین آپ سے
فیضیاب ہوتے رہیں۔
زیادہ والسلام مع الاکرام اینما کنتم
احقر العباد
قادر علی بادشاہ۔ عفی عنہ۔ کڈپوی
حال وارد حیدرآباد دکن۔

دوسری دعا یہ پیرزادے صاحب کی نسبت میری دعا ہے کہ وہ آجکل کے پیرزادوں اور پیرزادوں کی طرح محدود خیالی سے بچیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دل اور دماغ کو روشن رکھے۔ حسن نظامی

وزیر اعظم رام پور کا خط

تعارف و شکریہ یہ آپ ہندوستان
کے ایسے خاندان کے فرد ہیں جو "بادشاہ گر"
کہلاتا تھا۔ اور آپنے اپنی خاندانی قابلیت
کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ آپکی
وزارت کے زمانے میں رام پور کی ریاست
اور رعایا اور تاجدار کو بہت سی ترقیاں
اور نیک نامیاں حاصل ہوئی ہیں۔ درحقیقت
آپنے رام پور کو آرام پور بنا دیا ہے
اس واسطے میں آپکے ایک ایک حرف کا
شکر گذار ہوں۔ جو اس خط میں آپنے
سچے دوستوں کی طرح قلم بند کئے ہیں۔

حسن نظامی۔

حضرت خواجہ محترم مد فیوضکم!
السلام علیکم۔
آج اخبار کی فہرست خطابات
سال نو کو نام نامی سے مزین دیکھ کر
بے انتہا مسرت حاصل ہوئی۔ اگرچہ آپ
جیسے رہنمایان طریقت کی نگاہوں میں
دنیوی خطابات کی کوئی حقیقت نہیں۔
تاہم یہ امر مسلم ہے کہ حکومت برطانیہ
کا خطاب دینا آپ کی گراں پایہ خدمت
خلق کی بہترین تصدیق ہے۔
میں اس خطاب پر مخلصانہ مبارکباد
پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں۔ کہ
خدائے تعالے آپ کے درجات
میں مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین
خاکسار:۔ بشیر حسین زیدی۔

وزیر اعظم مالیر کوٹلہ کا خط

تعارف و شکریہ یہ آپ کا خاندان
بھی اعلیٰ ہے۔ اور آپ کی علمیت اور لیاقت
بھی برگزیدہ ہے اور آپ اس ریاست

کے وزیر اعظم ہیں جہاں کے فرمانروا کو سالہا سال سے میں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اور جن کی اولاد میری مرید ہے۔ اور جن کی ریاست میرا گھر ہے۔ اس لئے آپ کی تہنیت در حقیقت میرے اہل بیت کی تہنیت ہے۔ حسن نظامی۔

مخدومی و محترمی شمس العلماء مدظلہ العالی

السلام علیکم۔ آپ کا نام نامی سال نو کی فہرست اعزاز میں دیکھ کر مجھ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اور میں تہ دل سے سچی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شمس العلماء کے خطاب سے آپ کی عزت ایک طرح ضروری ہے لیکن آپ ایسی ہستی سے اس خطاب کی عزت ہے۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہیں۔

خاکسار:۔ نیاز محمد حنیف منسٹر۔

پرائیوٹ سکریٹری ہز ہائی نس چترال کا خط

تعارف اور شکریہ کہ شما سعدی ہستی۔ دیار قدیم ہستی۔ از زمان حکومت برادر گرامی قدر سر سلطان شجاع الملک رحمتہ اللہ علیہ در دل من می باشی۔ و من در دل شما می باشم۔ تہنیت نوشتی بر لوح دل خود نوشتم خیلے خیلے ممنون حسن نظامی۔

حضرت خواجہ صاحب محترم۔

السلام علیکم و رحمتہ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ در اخبار خطاب "شمس العلماء" کہ از جانب برٹش امپائر بذات گرامی آں قبلہ حاصل شدہ است شنیدہ بہ صمیم قلب مبارکبادی عرض میکنم برائے ما عقیدت کیشاں از سابق شمس العلما یا ر بودید خوب شد کہ برٹش گورنمنٹ ہم اعتراف آں بہ عملی طور نمود بد عایاد دارید فقط

تابعدار

آغا سعدی خاں چغتائی۔ از چترال۔

عبدالقیوم صاحب کا خط۔

تعارف اور شکریہ کہ آپ میرے زمانۂ تعلیم کے وقت سے دوست ہیں۔ یعنی میں نے اور آپ نے ساتھ مل کر پڑھا ہے۔ اور آپ اس ریاست بھاولپور کی خدمت کر رہے ہیں جو سلطنت عباسیہ کی ہندوستان میں یادگار رہ گئی ہے۔ اس واسطے آپ کی سچی اور مخلصانہ مبارکباد کا میرے دل پر بے حد اثر ہوا۔ دلی شکریہ قبول کیجئے۔

حسن نظامی۔

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب قبلہ

تسلیم۔ شمس العلماء کے خطاب ملنے پر دلی مبارکباد عرض ہے۔ خداوند کریم ہر طرح سے مبارک کرے۔ آمین۔

امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت ہونگے۔ خدا حافظ۔ نیاز مند۔

عبدالقیوم از بھاولپور۔

نواب صاحب جاورہ کا خط

حضرت قبلہ السلام علیکم۔

نیاز مند کو حال ہی میں اس کا علم ہوا۔ کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۴۶ء کو گورنمنٹ عالیہ ہند کی جانب سے جو فہرست خطابات شائع ہوئی ہے اس میں آپ کو شمس العلماء کے گرانقدر خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا گیا ہے جس کے آپ صحیح معنوں میں مستحق ہیں۔ بوقت اشاعت فہرست نیاز مند کو اس کا علم نہ ہو سکا ورنہ ضرور تھا کہ بعجلت مبارکباد کا تار ارسال کرکے اپنے معتقدانہ جذبات کا اظہار کرتا یہ خبر فرحت اثر معلوم ہو کر بے انتہا مسرت ہوئی اور اب ذریعۂ نیاز نامہ اس گرانقدر اعزاز کی بدیۂ مبارکباد پیش کرتا ہوں امید کہ آپ اس کا کوئی خیال نہ فرماتے ہوئے قبول فرمائیں گے۔

امید ہے کہ بفضلہ آپکا مزاج گرامی مع الخیر ہوگا۔ نیاز مند

دل شاد۔

تعارف اور شکریہ کہ ہز ہائی نس نواب افتخار علی خان بہادر چشتی صابری نظامی فرمانروا ریاست جاورہ ایک ریاست کے تاجدار بھی ہیں۔ اور چشتیہ صابریہ اور چشتیہ نظامیہ سلسلوں کے خلیفہ بھی ہیں۔ اور بارگاہ اولیاء اللہ کے مقبول بھی ہیں۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی نظر فیض اثر کا انکی ریاست میں ایک ایسا جلوہ بھی ہے جس کو دیکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے شیعہ سنی اور ہندو مسلمان اور پارسی یہودی عیسائی جوق جوق وہاں جاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ درگاہ حسین ٹیکری میں شام کے وقت ایک نور نمودار ہوتا ہے۔ جو آسمان و زمین کے درمیان گردش کرتا رہتا ہے۔ اور اہل سائنس اور اہل عقل اس نور کی حقیقت سمجھنے سے قطعی قاصر ہیں۔ اور وہاں ہزار ہا زائرین رات دن آتے رہتے ہیں جن کے لئے ہز ہائی نس نے عمارات بنوا دی ہیں۔ اور ہر قسم کی آسائش کا انتظام کرا دیا ہے بیشمار مایوس بیمار وہاں جاتے ہیں۔ اور حضرت امام حسینؑ کی برکت سے تندرست ہو کر آتے ہیں۔ نواب صاحب کو صابریہ سلسلے کی اجازت حضرت جہانگیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ اور نظامیہ سلسلے کی اجازت میں نے ان کو دی ہے۔ یعنی نظامیہ

سلسلے میں وہ میرے خلیفہ ہیں۔ اسی بنا پر میں نے اُن کو دل شاہ خطاب دیا ہے ان کی تہنیت کا شکریہ یہ ہے کہ میں اُن کو "فرزند روحانی کے لقب سے یاد کرکے صحت اور سلامتی اور ترقی جاہ و اقبال کی دعا دوں۔

حسن نظامی۔

اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کپور تھلہ کا خط

سیدی و مولائی حضرت باواجان مدظلہ

قدم بوسی۔ نوروز کے خطابات میں آپ کا خطاب شمس العلماء کا پڑھکر دلی مسرت ہوئی۔

اگرچہ آپ کی ذات بابرکات ان خطابات سے قطعی بالاتر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے آپ کی علمی۔ ادبی اور روحانی خدمات کا اعتراف حقیقۃً دل خوش کن ہے۔

میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرماویں میں آپ کے مرید خاص جناب سید محمد زاہد صاحب نظامی۔ بھونگہ ضلع ہوشیارپور کا سب سے چھوٹا بیٹا ہوں۔ اور ان فدائیوں میں سے ہوں جن کے لئے آپ کی ذات دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ والسّلام

تابعدار:- سید بشیر احمد بخاری۔
اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کپور تھلہ۔

تعارف اور شکریہ تم سید ہو۔ سید زادے ہو۔ میرے روحانی فرزند کے بیٹے ہو۔ اس لیے میرے روحانی پوتے ہو۔ اس کپورتھلے میں نوکر ہو جہاں بنی فاطمہ کے طرز تعمیر کی ہزہائی نس مہاراجہ صاحب نے شاندار مسجد بنوائی ہے۔ جو ہندوستان میں اپنی شان کی یکتا مسجد ہے۔ میرے دل پر تمہاری تہنیت کا وہی اثر ہوا جو اپنے بچوں کی مبارکباد کا ہوا تھا۔ حسن نظامی۔

ریاست رام پور کا خط۔

محترمی۔ السّلام علیکم

مجھے جناب سے جو محبت اور عقیدت ہے اسی جذبہ کے تحت یہ عریضہ ارسال خدمت والا ہے۔ "شمس العلماء" کا اعلیٰ اعزاز جو جناب کو حکومت ہند کی طرف سے ملا ہے اس پر میں آپ کو پُرخلوص دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے جناب کی تصنیفات و تالیفات کے بغور مطالعہ کا فخر حاصل ہے آپ کی ادبی و علمی خدمات کے صلہ میں جو یہ خطاب ملا ہے میں آپکی ذات والاصفات کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں۔

خط کی تاخیر میں یہ راز مضمر ہے کہ شروع جنوری میں آپ کو شاید اتنی فرصت بھی نہ ہو کہ مبارکباد کے تار اور خطوط کو پڑھ سکیں میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی مبارکباد دیر سے پیش کروں۔

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا والسلام

نیازکیش:- محمد خلیل اللہ خاں بی۔ ایس سی بی ٹی۔
ہیڈ ماسٹر باقر اسکول انگوری باغ ریاست رام پور۔

تعارف اور شکریہ یہ تہنیت ایک ایسے مخلص کی ہے جو علوم جدید کی مہارت تامہ کی ڈگریاں رکھتے ہیں۔ اور اس شخص کے نام ہے جو انگریزی اسکول میں صرف دو گھنٹے کے لئے داخل ہوا تھا۔ اور پھر وہاں سے ایسا بھاگا کہ ستر برس کی عمر تک پھر کبھی انگریزی کا کوئی حرف پڑھنے کے لئے اسکول میں نہ گیا۔ بادشاہ سلامت کو یہ بات معلوم ہوتی تو وہ مجھے "شمس العلماء" خطاب نہ دیتے "اسکول سے بھاگے ہوئے" کا خطاب دیتے۔ خلّت اور محبت اُن کے نام میں شریک ہے۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

حسین بلال نظامی کا خط

میرے پیارے خواجہ صاحب۔

آداب و سلام۔ خدمت اقدس میں عرض ہے کہ آپ کو سرکار ہند سے شمس العلماءؔ کا جو خطاب عطا ہوا تو اس غلام کو بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کے مکان میں تمام خورد و کلاں کو مبارکباد دیجئے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو ہم سب پر اور نیز تمام مسلمانوں کے سروں پر تاقیامت زندہ رکھے۔ آمین۔ یارب العالمین۔

خط میں اس لئے دیر ہوئی کہ سرکاری کام کی وجہ سے سفر میں تھا، معافی کا طلبگار ہوں۔ جوں ہی فرصت ملی خط ڈاک میں ڈلوا دیا۔

حضور شادی میں جوناگڈھ آنے والے تھے تو فصیح الحق صاحب نے اپنے مکان پر آپ کے قیام کا بندوبست کیا تھا۔ لیکن شومیٔ قسمت دیکھیے کہ آپ نہیں آئے۔

زیادہ حد ادب۔ فقط آپکا خادم
حسین بلال نظامی از ریاست جوناگڈھ

تعارف اور شکریہ تم ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ کے غریب مسلمان ہو۔ اور مجھ غریب پیر کے مرید ہو۔ وفادار ہو۔ جانثار ہو۔ خدمت گذار ہو۔ تم کو لکھنا نہیں آتا۔ مگر لکھواتے ہو۔ مجھے لکھنا آتا تھا۔ مگر اب میں بھی تمہاری تقلید میں لکھتا نہیں۔ لکھواتا ہوں۔ دنیا میری پیروی کرتی ہے اور میں اپنے غریب مرید کی پیروی کرتا ہوں۔ قیامت کے دن اپنے مریدوں کا قافلہ لیکر بارگاہ الٰہی کی طرف چلونگا تو تم میرے نقیب بن کر یہ کہتے ہوئے

چلو گے۔ "بیاں بیاں چلو مولا بلن کو" مگر میں جنت میں نہیں جاؤنگا۔ کیونکہ وہاں مولوی لوگ ہوں گے۔ جو مجھ سے خفا رہتے ہیں۔ اس واسطے جنت کے باہر ایک جھونپڑی ڈال لیں گے۔ اور وہاں بوریہ بچھا کر یاد حق کرتے رہیں گے۔ زندہ باد فرزند روحانی حسین بلال نظامی۔

حسن نظامی۔

بھاول پور کا خط

اعلیحضرت مدفیوضکم و برکاتکم۔

السلام علیکم۔ قلبی دعا ہے جو انشاء اللہ تعالےٰ ارحم الرحمین کے جناب میں قبول ہو گی۔ کہ جناب یوم الدین دربار احکم الحاکمین میں دایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں مجھ جیسے مخلص نیاز مندان وابستۂ دامن کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہوں گے۔

حکومت مجازی کی طرف سے جناب کی جس قدر عزت افزائی جس شکل میں ہو ہم نیاز مندان کے لئے باعث صد مسرت ہے۔

خطاب (شمس العلماء) جنابِ والا کو حکومت برطانیہ نے دیا۔ خود حکومت قابل مبارکباد ہے کہ اُس نے اپنی فرض شناسی اور مردم شناسی کا ثبوت دیا۔ الحمد للہ۔ بندہ کی طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمادیں۔ جیسا کہ قبل ازیں عرض کی جاچکی ہے۔ جناب والا کے روزنامچہ کا جس طرح انتظار و اضطراب دامن گیر رہتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ الحمد للہ ۱۶-۲۴ دسمبر کا منادی مشتمل بر حالات مفصل روزنامچہ گرامی قیام حیدرآباد موصول ہو چکا ہے۔ جس کے مطالعہ سے طرح طرح کی برکات و مسرتیں حاصل ہورہی ہیں۔ والسلام۔ نیاز مند آداب مستمن

(شیخ غوث محمد (ریٹائرڈ) انسپکٹر مدارس ریاست بھاول پور)

تعارف اور شکریہ: آپ عباسیہ سلطنت کی یادگار حکومت میں رہتے ہیں۔ جس نے بغدادی حکومت کے ناموں کو بھاولپور میں زندہ کیا ہے۔ آپ کی تہنیت میرے وجود کے ریگستان کو اسی طرح سیراب و شاداب کرنے والی ہوئی۔ جس طرح آپ کے ملک کو بڑے بڑے دریا ہز ہائی نس نواب صاحب کے حکم سے سیراب و شاداب کر رہے ہیں۔ شکریہ اور دعا۔

حسن نظامی۔

ریاست جوناگڈھ کا خط

غریب نواز قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی

بعد آداب و سجدۂ تعظیم کے گذارش ہے کہ آج تاریخ ۹ ۱/۴ کا منادی ملا جس سے پتہ چلا کہ حضور والا کو شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ سے ملا ہے از حد خوشی ہوئی۔ خدا مبارک کرے اور اس سے کہیں بڑی کہ خطاب ملے آمین۔ میری طرف سے اور اہلیہ شیر بانو نظامی کی طرف سے مبارک باد قبول کیجئے گا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپکا ناچیز خادم۔ عبدالصمد خاں نظامی

دلاور سنڈیکیٹ جوناگڈھ۔

تعارف اور شکریہ: تم دونوں میاں بیوی میری روحانی اولاد ہو۔ تمہاری عقیدت اور صداقت اس خط سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس خط سے بھی ظاہر ہوا کرتی ہے۔ جس کو میں تم دونوں کے دلوں پر لکھا ہوا سینکڑوں میل دور کے فاصلے سے پڑھا کرتا ہوں۔ خوش دل ہو۔ اور خدا کے تابعدار رہو۔ حسن نظامی

ریاست خیرپور کا دوسرا خط

میرے پیارے حضرت سدا سلامت تا قیامت۔ فدایت شوم۔

آج مہینہ بھر کے انتظار کے بعد منادی کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور اس میں آپ کے خطاب شمس العلماء کا حال پڑھ کر خوشی ہوئی۔ ہماری تو ہر وقت دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو شمس کی طرح روشن رکھے۔ ہم غریبوں کو بھی بھول نہ جانا۔ دعاء خیر سے یاد فرمانا۔

مشتاق دیدار۔ اللہ نواز بی سومرا۔ نقل نویس سشن کورٹ۔ خیرپور۔ سندھ

تعارف اور شکریہ: تم بھائی ہو۔ پیارے ہو۔ نقل نویس ہو۔ میں بھی ایک اصل کی ایک نقل ہوں۔ لکھو۔ مجھے بھی لکھو۔ اور ایسا لکھو کہ نقل نابود ہوجائے۔ باقی رہے بس وہی ایک اصل۔ جو تمہارے نام کا پہلا حصہ ہے۔ شکریہ اور دعا۔ حسن نظامی

مہمند خاں صاحب چترالی کا خط

قبلہ و کعبۂ مرادات جنابِ والا شان مرشد کامل شمس العلماء صاحب دام اقبالہٗ

بعد تعظیم و تکریم عرض یہ ہے کہ آج پرچہ منادی سے معلوم ہوا کہ تاج شاہی برطانیہ نے خطاب شمس العلماء عطا فرمایا ہے۔ یہ خطاب جناب والا شان کو اور سب مسلمانوں کو مبارک باد۔ کیونکہ یہ سب

مسلمانوں کو بلکہ خاصکر ہم چشتی برادری والوں کو فخر عظیم ہے کہ شہنشاہ برطانیہ نے بھی ایسے بزرگ اور غمخوار قوم کا حق ادا کیا۔

اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اس سے زیادہ زیادہ مبارکبادی حاصل کی جائے گی اور سوال بدرگاہ قاضی الحاجات کرتا ہوں کہ آپ کا سایۂ بلندپایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ رکھے۔ زیادہ ادب۔

جناب کا خدمتگار:۔ جہمند خان چترال۔

دُعا کہ پیارے چشتی بھائی جہمند خاں صاحب کی سچی عقیدت و محبت چترال جیسے دور و دراز مقام سے آئی ہے اور میرے دل کو بھائی ہے۔ دعا ہے کہ جہمند خاں کے دل کی مرادیں پوری ہوں۔ حسن نظامی۔

نواب صاحب ریاست مانا وَدَر کا خط

مخدومی و محترمی حضرت قبلہ خواجہ صاحب

گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملنے پر میں آپکی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ زیادہ حد آداب دعاؤں کا طالب:۔ غلام معین الدین خاں۔

تعارف اور شکریہ کہ پیارے بابا صاحب! آپ کی تہنیت میرے اہل بیت کی تہنیت ہے۔ کیونکہ میرے ساتھ آپ کے والد مرحوم اور آپ کی والدہ مرحومہ کو جو تعلق تھا۔ اور خود آپ کو بچپن سے آج تک جو مخلصانہ تعلق ہے اس کی بنا پر میں آپکو اپنے گھر کا ایک آدمی سمجھتا ہوں۔ اور اپنے بچوں کی طرح آپ مجھے عزیز ہیں۔ آپکی تہنیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور شکریہ میں یہ دعا دیتا ہوں کہ خدا آپ کو اور آپ کی بیگم صاحب کو اور آپ کے بچوں کو اور آپ کی ریاست کو اور آپ کی رعایا کو ہمیشہ شادکام رکھے۔ حسن نظامی۔

ریاست پالن پور کا خط

محترمی معظمی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام فیضہٗ۔ السلام علیکم

واضح ہو کہ قریباً ایک مہینے سے بیمار تھا خدا کے فضل سے اب طبیعت سنبھلی ہے شکر ہے۔

گئی کل پرچہ منادی کا مطالعہ کرتے ہوئے آپکو بادشاہ معظم جن کی سلطنت پر سے شمس غروب نہیں ہوتا وہ بادشاہ نے آپ کے علمی فیض کو جو ہر ملک کے شہروں قصبوں اور گاؤں کے گھر گھر میں فیضیاب پاکر حقیقتاً بالکل قابل سمجھ کر شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا گویا ہم سب کی دلی پکار کا ظہور ہوا ہے۔ خدا مبارک کرے اور ہمیشہ آپکے علمی فیض سے ہم کو فائدہ ملتا رہے۔ آمین

ہدیۂ مبارک باد قبول ہو۔

دعا فرما کر ممنون فرما دیں۔ گھر میں سب خورد و کلاں آداب لکھوا رہے ہیں

راقم خاکسار:۔ عبد العزیز غریب حکیم۔

طبیب ریاست پالن پور۔

تعارف اور شکریہ کہ پیارے بھائی حکیم غریب صاحب! آپ میرے پیارے بھائی ہز ہائی نس نواب صاحب پالن پور کے خاص طبیب ہیں۔ اور آپ کے بزرگ حکیم آرام نظامی سے اور آپ سے جو پرانا تعلق میرا ہے وہ میرے سب تعلق والوں کو معلوم ہے۔ اس لئے

آپ کی تہنیت سے بہت خوشی ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ حسن نظامی

ریاست اودے پور کا خط۔

جناب شمس العلماء قبلہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہٗ العالی۔

آج ۲ فروری کو مکان پر آیا۔ منادی پڑھا حضور والا کو نئے سال کی خوشی کے موقعہ پر شمس العلماء کا خطاب ملنے کا پڑھا۔ کمال درجہ خوشی حاصل ہوئی لہٰذا میں آپ کو دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزت حضور والا کی عمر دراز فرماوے۔ والسلام

عبد الکریم حاجی محمد شوز مرچینٹ

ریاست اودے پور۔

شکریہ کہ آپ کی پُر خلوص محبت کا دلی شکریہ۔ اللہ تعالےٰ آپ کے دل کی سب مرادیں پوری کرے۔ حسن نظامی

جے پور کے وکیل صاحب کا خط

نظام من دھم نظام جہانے

سیدی و مولائی حضرت شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب دام اللہ فیضہٗ و برکاتہٗ۔ پس از آداب نیاز مندانہ گذارش ہے کہ اخبار منشور میں آنحضرت کو خطاب شمس العلماء گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ پڑھکر بیحد مسرت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اس خاندان کو دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔ اور خطاب شمس العلماء مبارک ہو۔ آپکا دعاگو

بشیر الدین وکیل۔ جے پور۔

ہم [illegible] شکریہ۔ حسن نظامی۔

ریاست خیرپور سندھ کا خط — خواجہ حضور۔ قبلہ و کعبہ۔ سلامت۔ تسلیم۔ برطانیہ گورنمنٹ کی جانب سے شمس العلما کا خطاب مبارک ہو۔ بندہ کے لئے دعائے خیر فرمائیں۔ خاکسار

اکرام الحق عباسی نظامی۔

تعارف اور شکریہ — عباسیہ نسل کے نیک دل نوجوان ہیں۔ بیگم صاحبہ سابق نواب صاحب مانگرول کے سگے بھائی ہیں۔ ریاست خیرپور میں ایک بڑے عہدے پر ہیں۔ میں شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور دارین کی کامیابی کی دعا بھی دیتا ہوں حسن نظامی

مہارانا اودے پور کے ہوم سکرٹری کا خط

مخدومی جناب خواجہ صاحب۔

اگرچہ آپ جیسے ادیب اور جید عالم کی شمس العلما کے خطاب سے کوئی قدر افزائی نہیں ہوتی تاہم ہم نیازمندوں کو اس سے خوشی ضرور ہوتی ہے کہ آخر سرکار ہند نے جناب کی علمی سرگرمیوں کا لحاظ کرکے ایک مناسب خطاب عطا کیا اور کسی حد تک ادب نوازی کا ثبوت دیا۔ یہ آپ کی کارگزاری کا نتیجہ نہیں کیونکہ وہ تو بہت بلند ہے یہ تو ہم لوگوں کی دعاؤں کا اثر ہے اللھم زد فزد۔ دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

نیازمند۔ عبدالغفار ہوم سکرٹری ریاست اودے پور

تعارف اور شکریہ — عبدالغفار صاحب ایک بڑے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اور سچے مسلمانوں کی طرح ریاست اودے پور کی خدمات نہایت وفاداری اور دانشمندی اور قابلیت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ جب اودے پور گیا تھا تو ان کی اعلیٰ صلاحیت کا اندازہ ہوا تھا۔ ان کی تہنیت کی میرے دل میں بہت عزت ہے۔ شکریہ اور دعا حسن نظامی

بھوپال کا خط — محترمی مکرمی حضرت خواجہ صاحب زاد عنایتکم۔ سلام علیکم گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے خطاب شمس العلما عطا ہونے پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں آپ نے علم و ادب کی جو خدمت کی ہے اس کے پیش نظر یہ اعزاز تاخیر سے پیش ہوا ہے اور قوم میں جو بیداری اپنے خاص نقطۂ نظر اور مسلک کی بنا پر پیدا کرنے کی سعی آپ فرماتے رہے ہیں۔ اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔ خدا اس کے لئے ہی اجر عطا فرمائے اور روحانی ترقیات سے مالامال کرے۔ آمین۔ ل

خاکسار محمد بشیر احمد عفی عنہ مشیر انکم ٹیکس ریاست بھوپال

تعارف اور شکریہ — آپ کی مخلصانہ اور نادرانہ تہنیت کو میں نے اس حساب میں لکھ لیا جس کا مجھے انکم ٹیکس دینا نہیں پڑتا۔ تھینک یو مائی ڈیر بشیر! حسن نظامی۔

جوناگڈھ کاٹھیاواڑ کے ایک افسر کا خط — مخدوم و محترم حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ سال نو کے خطابات کی فہرست میں جناب کے لئے شایان شان خطاب دیکھ کر جو مسرت ہوئی اس کا اظہار تحریر میں کسی طرح ممکن نہیں۔ اللہ آپ کو تندرستی عمر و اقبال کے ساتھ ساتھ آپ کے تحریری مشاغل اور جذبہ میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

ہمارے محترم دیوان صاحب کو بھی اسی سال سی آئی۔ ای کا خطاب مرحمت فرماتے ہوئے ملک معظم کی حکومت نے جس قدردانی کا ثبوت دیا ہے وہ بھی کسی طرح محتاج بیان نہیں۔

آپ کو یہ معلوم ہو کر مسرت ہوگی کہ آپ کے مرید خصوصی یعنی خان صاحب عبدالرحمن صاحب نظامی جو احمد آباد میں اسٹیشن ماسٹر تھے اب جوناگڈھ اسٹیٹ ریلوے میں ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ہوکر آگئے ہیں۔ بہت خوبیوں کے انسان ہیں یہاں شادی کے موقعہ پر ہم لوگ آپ آمد کے بہت مشتاق رہے۔ خصوصاً وہ تمام حضرات جو جناب سے خاص عقیدت رکھتے ہیں ان کو تو بہت ہی اشتیاق تھا اسی لئے میں نے آپ کے قیام کے واسطے بہت معقول انتظام کیا تھا۔

حال کے منادی میں آخری صفحے پر جو آپ کی تحریر بھائی کے تخاطب کے متعلق ہے وہ بہت ہی خوب ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ آپ کے یہ کارنامے اور مفید خلائق نوشتہ جات زندہ جاوید رہیں گے اور آنے والی نسلوں کے لئے بہت کچھ کارآمد و مشعل ہدایت ثابت ہوں گے۔

تعارف اور شکریہ — آپ جنوبی ہند کے ہونہار نوجوان عالی خاندان ہیں۔ اور ریاست جوناگڈھ کی جو ایک اسلامی ریاست ہے سالہا سال سے نہایت اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو میرے ساتھ جو دیرینہ تعلق ہے۔ اس کو میں کبھی نہیں بھولتا۔ شرافت اور محبت اور علمیت اور محنت اور کارگزاریاں آپ کی لونڈیاں ہیں۔ میں آپ کی ترقی و خوش دلی اور کامیابیوں کی دعا کرتا رہتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سری نگر کشمیر کا خط — بجناب محترم فخر ملت نجابت دستگاہ جناب حضرت خواجہ صاحب زاد فیوضہ۔ سلام علیکم۔

بعد ش مودبانہ معروضیت۔ یہ کہ اخبار احسان لاہور ۲۲؍جنوری ۱۹۴۶ء کے مطالعہ سے یہ خبر مسرت اندوز پڑھی۔ کہ حکومت ہند نے ازراہ مراحم خسروی بتقریب خطابات سال نو۔ آں قبلۂ عالی کے شایان شان اعزاز شمس العلما۔ ملقب فرما کر آئین خسروی کو مستحکم بنایا ہے۔ جس کے لئے دلی ارادت مندی و گرم جوشی سے ہدیہ تبریک گزارش خدمت عالی ہے۔ رب العزت مزید تزاید کا باعث مدام رکھے۔ والسلام مع الاکرام

معروضہ نیازمند احمد حسین ملک اسسٹنٹ آڈیٹر اکونٹنٹ آفس کشمیر

تعارف اور شکریہ } آپ کے تہنیت نامے میں اُردو ہے۔ عربی ہے۔ فارسی ہے۔ اور کچھ کشمیری بھی ہے۔ میں نے اس کی ہر بندش کے اندر مخلصانہ جذبات کی موجیں دیکھیں۔ دلی شکریہ اور دُعا۔ حسن نظامی۔

جے پور کے سشن جج کا خط

} مخدوم مکرم بندہ پرور عالی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہٗ کی خدمت اقدس میں آپ کے خادم خاکسار نگندر موہن پرشاد تواری کی دست بستہ آداب عرض قبول ہو۔ مجھ کو حال میں ہی یہ معلوم ہوا کہ آپ کو ہماری پیاری گورمنٹ نے اعلےٰ ترین خطاب شمس العلماء کا عطا فرمایا ہے۔ مجھ کو یہ خوشخبری سُن کر بے حد مسرت و خوشی حاصل ہوئی۔ میں صدہا بار خداوند کریم کا شکر تہ دل سے ادا کرتا ہوں اور سچے دل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو عمر دراز عطا فرمائے اور آپ کے اقبال و صحت میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ لاکھ لاکھ شکر اُس پروردگار عالم کا ہے کہ اُس نے آج مجھ کو یہ خوشی کا دن عطا فرمایا ہے۔ اور میں گورمنٹ کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے آپ کی خدمات و کارہائے نمایاں پر کماحقہٗ غور فرما کر آپ کو اس ممتاز عہدے پر سرفراز فرمایا ہے۔ اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں کہ آپ اس سے بھی سوگنا قدر و منزلت کے مستحق ہیں۔

میں اس سے پہلے بھی آپ کی خدمت میں بڑے دن کی مبارکبادی کا خط ارسال کر چکا ہوں۔ وہ غالباً آپ کو ضرور ملا ہوگا۔

گزشتہ ایام میں میں یہاں پر مقدمات فوجداری متعلقہ سنگین جرائم کے فیصل کرنے میں بے حد مصروف و مشغول رہا۔ بدیں وجہ مجھ کو اخبار دیکھنے کا وقت نہیں ملا۔ اسی وجہ سے میں اس خوشخبری سے محروم رہا۔ اور مجھ کو کل شام کو ایک دوست کے ذریعے یہ خوشی کی خبر ملی۔ جس کو سُن کر میری خوشی کی حد نہ رہی۔ لہٰذا ان صورتوں میں جو کہ بوجہ کثرت کار عدالت پیدا ہوئیں۔ مجھ کو یہ خط مبارکباد تحریر کرنے میں دیر ہوئی جس کے متعلق امید کامل رکھتا ہوں کہ آپ ضرور معاف فرمائیں گے۔

آخر میں بھی میں آپ کی خدمت اقدس میں ہزارہا مبارکباد تہ دل سے پیش کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو و آپ کے عیال و اطفال کو عمر دراز و صحت کلی عطا فرمائے۔ آپکا خادم و سچا خیر اندیش و دعاگو نگندر موہن پرشاد تواری ڈسٹرکٹ و سشن جج گنگاپور ریاست جے پور

تعارف اور شکریہ } تم آتما پتر ہو۔ برہم کی جوت ہو یعنی برہمن ہو۔ تم نیائے کاری یعنی جج ہو۔ تمہارے اندر میرے مولا کے عدل کا روپ جلوہ گر رہے یہ میری دُعا رہتی ہے تم میرے سلسلے چشتیہ نظامیہ کے حلقہ بگوش ہو۔ اور میں بھی اسی ہتھکڑی بیڑی کا قیدی ہوں۔ اپنے مولا کی دیوانی کا دیوانہ ہوں اور اپنے قہار و جبار کی فوجداری کا رضاکار گرفتار ہوں۔ تم نے لندن کے دُنیا داروں کے خطاب کی مبارکباد بھیجی اور میں نے تمہاری قومی بان میں یہ دُعا دی۔ سکھی رہو۔ پروان چڑھو۔ حسن نظامی

جموں کا خط

} مرشدنا حضرت خواجہ صاحب دام ظلہٗ۔ سلام علیکم مزاج اقدس۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو شمس العلما کا عظیم المرتبت خطاب گورمنٹ برطانیہ نے پیش کیا ہے یہ خوش خبری سُن کر میرے دل کی کلی کھل گئی۔ اور فوراً عریضہ ہذا لکھنے بیٹھ گیا۔ نیازمند کی طرف سے اور نیازمند کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کی طرف سے حضور کی خدمت اقدس میں مبارکباد قبول ہو۔ نیازمند کے لئے دُعا کرتے رہا کریں۔ والسلام۔

اپنے روحانی باپ کا روحانی فرزند عبدالعزیز نظامی

دعا } زندہ رہو۔ اور خوش رہو میرے روحانی بیٹے! اور دل کی مرادیں پوری ہوں۔ تمہاری اور تمہارے ماں باپ کی۔ اور سب گھر والوں کی۔ حسن نظامی۔

جموں کا دوسرا خط

} یہ مطالعہ کر کے بے حد مسرت حاصل ہوئی کہ حکومت ہند نے حضرت قبلہ خواجہ صاحب مدظلہ العالی کو نئے سال کی تقریب پر ممتاز خطاب شمس العلماء عطا فرمایا ہے۔ جس کے آپ عرصے سے مستحق تھے۔ نیازمند کی طرف سے ہدیہ مبارکباد قبول کیا جائے۔ تابعدار سید احمد نظامی سپروائزر ڈاک خانہ جموں توی

دعا } فرزند روحانی سید احمد نظامی سپروائزر ڈاک خانہ جموں کی تہنیت سے خوشی ہوئی۔ اور میں نے اُن کو اور اُن کے اہل و عیال کو دعائیں دیں۔ حسن نظامی۔

غالب کے مزار کی مرمت

ہندوستان کے سب ہندو اور سب مسلمان اور سب سکھ اور سب عیسائی اور سب پارسی جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ مرزا اسداللہ خاں غالب ہندوستان کے ملکی شاعر تھے اور ہر قوم غالب کو ہندوستان کے سارے کا شاعر مانتی ہے۔ اس سلسلے میں تمام ہندوستانیوں کو غالب کا شاندار مقبرہ بنانے کا بلاوا دیتا ہوں۔ ایرانیوں کو فخر ہے کہ انھوں نے فردوسی کا مقبرہ بہت شاندار بنایا ہے۔ مگر میں نے اُس کی تصویر دیکھی تو وہ ایرانی طرز عمارت کی بھدی نشانی ہے۔ میں غالب کا مزار خالص ہندوستانی اور مغل طرز تعمیر کے مطابق بنواؤں گا۔ جو اسی قدر خوبصورت مقبرہ ہوگا جیسا خوبصورت غالب کا کلام ہے۔ نقشہ بنایا جا رہا ہے اور اُس کو ۲۵ فروری کے منادی میں شائع کر دیا جائیگا۔ ہر صوبے میں مزار غالب کی تعمیر کے لئے غالب کمیٹیاں بنائی جائیں اور سب قوموں سے چندہ لیا جائے۔ آمد و خرچ کا حساب تمام منادی میں شائع کیا جائیگا۔ اور مقبرے میں بھی کندہ کیا جائیگا اور مقبرہ ایسا بن جائیگا کہ ہندوستان میں آنے والے سیاح تسلیم کر لیں گے کہ ہندوستان اپنے ملکی شاعر کی قدر پہچانتا ہے۔ حسن نظامی دہلی

صوبۂ دہلی کے تہنیت نامے

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی کا خط

مخلصی خواجہ صاحب۔

آداب عرض۔ آپکا اسم گرامی نئے سال کے خطابوں کی فہرست میں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ طالبِ دعا:۔ احقر شمبھو ناتھ

(مالک دلی پرنٹنگ ورکس دہلی)

تعارف و شکریہ کہ آپ اور آپ کے والد اور آپ کے بڑے بھائی سے میرے بہت قدیمی تعلقات ہیں۔ اور آپ کا چھاپہ خانہ بھی دلی کا سب سے پرانا اور بڑا چھاپہ خانہ ہے۔ اور میری اکثر کتابیں اور نشریات کی چیزیں آپ ہی کے چھاپہ خانے کی یادگار ہیں۔ ذاتی طور سے آپ کو اور آپ کے لائق فرزند لالہ شام ناتھ ایم۔ اے ایڈووکیٹ و میونسپل کمشنر دہلی کو جو محبت میرے ساتھ ہے اور مجھے آپ سب کے ساتھ ہے اس کا خیال کر کے میں آپ کے اس خط کو دلی خلوص اور محبت کی نشانی سمجھتا ہوں۔ اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

افسر اعلیٰ آل انڈیا ریڈیو سید بخاری صاحب کا خط

مشفقی و مکرمی۔ سلام مسنون۔

خطاب ملنے پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ از حد مسرت کا مقام ہے۔ کہ آپ کی انشا پردازی اور علم دوستی کا بوجہ احسن اعتراف کیا گیا۔ اور اس کی قدر کی گئی۔ اللّٰھم زد فزد۔

میں ٹیلیفون کرتا۔ لیکن یقین تھا۔ کہ بے شمار قدردان آپ کو زحمت دے رہے ہونگے۔ اس میں اضافہ کیوں کیا جائے۔ خاکسار:۔ بخاری۔

تعارف و شکریہ کہ آپ ہندوستان کے ان سپوت فرزندوں میں ہیں جن کی لیاقت اور محنت اور سمجھ بوجھ پر ہندوستانی قومیں فخر کر سکتی ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو کی افسری کے زمانے میں آپ نے جس خوبی اور احساس ذمے داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے ہیں اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی اپنے ملک کا کام اچھی طرح چلا سکتے ہیں۔ آپ کو میرے ساتھ اور مجھ کو آپ کے ساتھ جو تعلق تھا اور ہے اور رہے گا اور آپ کی علم دوستی کو یاد کر کے جس کا ثبوت ابھی حال میں آپ کے ایک خط سے ملا تھا جو "نظامی منزل" پڑھنے کے بعد آپ نے لکھا تھا۔ ان سب مذکورہ صفات کی وجہ سے میں نے آپ کی اس تہنیت کو دلی شکر گذاری کے ساتھ حافظے کی لوح پر لکھ لیا۔

حسن نظامی۔

ایڈیٹر جنرل نیوز دہلی کا خط

محبی مخلصی شمس العلماء ہند خواجہ حسن نظامی صاحب۔ سلمہ اللہ تعالیٰ و ادام اللہ بقاءُ۔

چالیس پینتالیس برس کے گذشتہ دور میں اپنی تقریروں۔ تحریروں۔ اخباری مراسلات۔ جریدہ نویسی اور تصنیفات کے ذریعہ جو خدمت آپ نے اپنے ملک کی اعلیٰ لٹریچر اور عام فہم زبان کے توسل سے کی ہے۔ اس کے عیوض شمس العلماء کے ممتاز خطاب کی عزت عشر عشیر بھی نہیں۔ آپ کا پایہ ان خطابات سے بہت بلند ہے آپ شخص المہمات ہیں۔ آپ شمس المجاہدین ہیں۔ آپ نے عوام کی اتنی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں کہ جس کے تولنے کے لئے حکومت یا پبلک دونوں کے پاس کوئی میزان نہیں۔

آپ نے اپنی مساعی۔ اصول دانی ہمت۔ استقلال۔ پابندی اوقات۔ ہردلعزیزی۔ عبادت۔ جہاد۔ ریاض معاملہ فہمی۔ دور رسی۔ اور سیاست۔ مذہب اور درویشی سے ایسی مثال دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ جو مجموعہ ہے اسلام کی صفات کا اور سراغ منیرا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اپنی قسمت کو آپ بنانے کے متمنی ہیں۔ مرحبا۔ جزاک اللہ۔ اللّٰھم زد فزد۔ میں آپ کو۔ آپکی حرم محترم۔ آپ کے بچوں اور آپ کے بزرگوں کی روحوں کو قلبی اور روحی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

احمد بخش:۔ اڈیٹر جنرل نیوز دہلی۔

تعارف و شکریہ کہ پیارے بھائی مولوی احمد بخش صاحب ایڈیٹر اخبار "جنرل نیوز" دہلی میرے بہت پرانے دوست ہیں۔ اور اس کی مدت بھی اتنی ہی ہے جتنی میرے کاموں کی نسبت انھوں نے اس خط میں ظاہر ہے۔ ان کے لائق بیٹے گل نواز احمد بہت کم سن تھے اس وقت سے میرا مولوی احمد بخش سے تعلق قائم ہے۔ ان تعلقات

ضمیمہ اخبار منادی دہلی

عید میلاد ۱۳۶۵ ہجری کے لئے ہندی اُردو فارسی نعتیں

محمد درشن

جس میں سلطان العلوم اعلیٰ حضرت حضور نظام آصف جاہ ہفتم
کی فارسی نعت اور ہز ہائی نس نواب سر سید رضا علی خان بہادر
فرماں روا رام پور کی ہندی نعت و منقبت اور
حیدرآباد کے سابق وزیر اعظم یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر
اور دوسرے نامور ہندو شعرا کا نعتیہ اُردو کلام جمع کیا گیا ہے

خاکسار علی نظامی ایڈیٹر اخبار منادی دہلی نے حضرت خواجہ حسن نظامی
جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے حسب ارشاد اہل بیت پریس دہلی میں چھاپ کر بلا قیمت شائع کیا
ربیع اول ۱۳۶۵ فروری ۱۹۴۶ء

اعلیٰ حضرت حضور نظام کی فارسی نعت

ذیل میں اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علی خان آصفجاہ ہفتم ملک اعظم مملکت آصفیہ کی نعت شریف درج کی جاتی ہے جس کے لفظ لفظ سے اس محبت کا اظہار ہوتا ہے جو اعلیٰ حضرت کو اپنے آقا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے ہے اور وہ نعت شریف یہ ہے

بنہ بر پائے احمد سر کہ یابی صد وقار ایں جا | زر ایں جا۔ گوہر ایں جا۔ حشمت ایں جا۔ افتخار ایں جا

بہ طیبہ چوں در آیم باہزاراں شوق بر خوانم | من ایں جا [illegible] ایں جا۔ مزار ایں جا

ز داغ عشق سرور سینہ گلزار جناں دارم | گل ایں جا۔ لالہ ایں جا۔ سنبل ایں جا۔ نوبہار ایں جا

زہے مستی کہ باشد در خیالِ ساقیِ کوثر | خم ایں جا۔ جام و مے ایں جا۔ سرور ایں جا۔ خمار ایں جا

نباشد جائے من جز آستانِ مصطفےٰ عثمانؔ
سر ایں جا۔ سجدہ ایں جا۔ بندگی ایں جا۔ قرار ایں جا

توحید کی مے پیتے ہیں مستان مدینہ

(از یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر (چشتی۔ خماری۔ نظامی مرحوم وزیر اعظم حیدرآباد دکن)

بلوائیں مجھے شادؔ جو سلطان مدینہ　　جاتے ہی میں ہو جاؤں گا قربان مدینہ

وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوب خدا ہیں　　کعبے سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شان مدینہ

روکیں مجھے نہ دربار میں جانے کے لئے شادؔ　　پہچانتے ہیں سب مجھے دربان مدینہ

ہے احد بے میم کا دربار مقدس　　جو عرش خدا ہے وہ ہے ایوان مدینہ

ہے قبر نبیؐ ہی سے یہ عزت و اجلال　　قالب ہے مدینہ تو وہ ہے جان مدینہ

لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشق محمدؐ　　تحفہ ہے مرے پاس یہ شایان مدینہ

دیکھے جو تحیر کو مرے عشق نبیؐ میں　　سکتے میں رہے نرگس بستان مدینہ

کھولے در جنت کو یہی کہتا ہے رضواں　　بے خوف چلے جائیں غلامان مدینہ

نشہ ہے وہ اُن کو جو اترتا ہی نہیں ہے　　توحید کی مے پیتے ہیں مستان مدینہ

خاک رہ یثرب کو بناؤں گا میں سرمہ　　دیکھوں گا ان آنکھوں سے جو میدان مدینہ

اللہ دکھا دے تو مجھے روضۂ اقدس　　باقی نہیں رہ جائے نہ ارمان مدینہ

کیوں میری شفاعت میں بھلا دیر لگے گی　　کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطان مدینہ

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں　　پر بندہ ہوں اُن کا جو ہیں سلطان مدینہ

کیا مجھ سے ثنا ہو سکے اک مور ضعیف کی　　اعلیٰ ہیں وہی جو ہیں سلیمان مدینہ

مومن جو نہیں ہیں تو میں کافر بھی نہیں شادؔ

اس رمز سے آگاہ ہیں سلطان مدینہ

احمد محمد مصطفےٰ محبوب رب العالمین

(از یمین السلطنت مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر (چشتی خماری۔ نظامی مرحوم وزیر اعظم حیدرآباد دکن)

ہے فخر کون و مکاں شاہنشہ دنیا و دیں　　احمد محمد مصطفےٰ محبوب رب العالمین

ہیں سالک راہ رضا ہیں مالک ملک خدا　　اُن کے لئے سب کچھ ہوا خورشید چرخ و زمیں

یہ سید لولاک ہیں معصوم ہیں اور پاک ہیں　　یہ مدرک ادراک ہیں یہ موجد دنیا و دیں

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ خیر الوریٰ خیر الہدیٰ　　نور خدا شان خدا شاہنشہ کرسی نشیں

ختم النبی فخر الرسل ہیں باعث ہر جزو کل　　سلطان دیں ہادی سُبُل ہیں رحمۃ للعالمین

اک کنز مخفی تھا خدا حضرتؐ نے ظاہر کر دیا　　اب خلق خلقت سے کھلا یہ راز از ما و طیں

حامی ملت ہیں یہی ماحی بدعت ہیں یہی　　علم شریعت ہیں یہی ہیں یہ طریقت آفریں

مفتی احکام خدا۔ اکرم باکرام خدا　　ملہم بالہام خدا ہیں مہبط روح الامیں

وحدت کے مظہر ہیں یہی کثرت کا مصدر ہیں یہی　　مطلوب و نادر ہیں یہی ہیں یہ حبیب العالمین

مخلوق میں یکتا ہیں یہ کثرت میں بے ہمتا ہیں یہ　　کیا جانے کوئی کیا ہیں یہ ان کا کوئی ہمسر نہیں

اللہ کی آیت ہیں یہ اللہ کی حجت ہیں یہ　　اللہ کی رحمت ہیں یہ ہیں رحمۃ للعالمین

اسباب عالم کا سبب اعلم ہیں پر اُمی لقب

جبریل کرتے ہیں ادب ایسے ہیں یہ بالانشیں

بسم اللہ قرآن کن دیباچہ علم و سخن

سر دفتر علم لدن سرچشمۂ دنیا و دیں

سر مہاراجہ بہادر کی تیسری نعت

رونق جود و جہاں میں شاہِ امم سے ہے　　سارا ظہور آپ ہی کے دم قدم سے ہے
ہم کو غرض حرم سے نہ بیت الصنم سے ہے　　بندے ہیں جس کے کام اسی کے کرم سے ہے
باطن میں ذات ایک ہے ظاہر میں عبد و رب　　عقدہ کھلا یہ ہم کو شگافِ قلم سے ہے
کہلاتے تیرے ہیں ترے در کے فقیر ہیں　　جنت سے واسطہ نہ غرض کچھ ارم سے ہے
اس پر جو ہو کرم تو بنے ناشاد شاد ہو　　محزوں دلِ حزیں جو بسیر کے الم سے ہے
لا تقنطوا ہے وجہ تسلی مرے لئے　ق　امید مجھ کو تیرے ہی فضل و کرم سے ہے
واقف نہ ہو گا راز فنا و بقا سے تو　　مطلب اگر بشر کو وجود و عدم سے ہے
ہے آرزو کہ آپ کے در پر پڑا رہوں　　دولت سے کچھ غرض ہے نہ جاہ و حشم سے ہے
اے شاد خوب نعت میں تم نے کہا ہے گل　　پھولی پھلی یہ شاخ تمہارے قلم سے ہے

سر مہاراجہ بہادر کا نعتیہ قصیدہ

دیکھ کر طبع کی درافشانی　　ابرِ نیساں بھی ہو گیا پانی
شعر گوئی ہے گرچہ کام نہیں　　ہے نہ کچھ دعوئے سخندانی
شاعری کچھ نہیں مرا پیشہ　　نہ میں سعدی نہ میں ہوں خاقانی
مجھ کو دعویٰ نہیں کسی فن میں　　نہ کسی علم میں ہوں لاثانی
ہے دکن میرا مولد و مسکن　　کیا کروں دعویٔ زباندانی
ہاں مگر فضلِ حق ہے شاملِ حال　　کہ نہیں مجھ میں جہل و نادانی
ہے ہر اک علم و فن میں کچھ کچھ دخل　　حاسدوں کو ہے جس سے حیرانی
قوم کا میں سپاہی زادہ ہوں　　اپنے مذہب کا آپ ہوں بانی
میرا ایمان وحدتِ باری　　اس سے دل ہے میرا نورانی
مجھکو کہتے ہیں صوفی المذہب　　نہ یہودی نہ ہوں میں نصرانی
کفر کافر ہی کو مبارک ہو　　شیخِ کعبہ کو ہو مسلمانی
اور بتخانہ ہو برہمن کو　　مجھ کو کافی ہے عشقِ یزدانی
مسلکِ صلحِ کل کا سالک ہوں　　یہ بھی ہے فضلِ خاصِ ربانی
میں ہوں آزاد اور فقیر منش　　گرچہ حاصل ہے قربِ سلطانی
کہتے ہیں مجھکو خادمِ آصف　　جس نے دی مور کو سلیمانی
لیکن اک دوست کی ہے فرمائش　　کہ لکھوں اک قصیدہ طولانی
یعنی نعتِ رسولِ پاک لکھوں　　مختصر ہو نہ ہو وہ طولانی
گرچہ اس راہ میں پیادہ ہوں　　اس پہ انکار کی گرانجانی
پھر بھی رہبر ہوا جو فضلِ خدا　　ہو گئی راہ طے بآسانی
نعت بھی نعتِ صاحبِ لولاک　　نعتِ محبوبِ پاکِ یزدانی

اشرفِ انبیا حبیبِ خدا　　زینتِ مسندِ جہانبانی
وہ ابوالقاسم احمدِ مختار　　جن کی ہے شان شانِ ربانی
عارفِ ذاتِ واحدِ مطلق　　کاشفِ رازِ قدسِ سبحانی
اُن کا شہرِ مدینہ مسکن ہے　　خلد کا ہے جو نقشۂ ثانی
فخرِ آدم ہیں اشرفِ عالم　　ہیں یہ کشافِ سرِّ پنہانی
رازِ وحدت کے رازداں ہیں یہ　　بزمِ کثرت میں ہیں یہ لاثانی
اُن سے توحید نے ترقی کی　　اِس تمدن کے ہیں یہی بانی
شاہِ دنیا و دیں وزیرِ خدا　　حشر کے دن ہے اُن کی دیوانی
اُن کو اللہ سے ہے نسبتِ خاص　　اُن پہ مبذول لطفِ یزدانی
وجہِ تخلیقِ عالمِ اسباب　　آپ ہی کی ہے ذاتِ نورانی
آپ خیر البشر ہیں کچھ نہیں شک　　آپ کی ذات لطفِ سبحانی
برجِ خاکی کے مہرِ تاباں ہیں　　اللہ اللہ بلند ایوانی
بتکدے میں ہے اور کعبہ میں　　اسی خورشید کی درخشانی
کیا سراپا کا اُن کے وصف کروں　　دونوں عالم ہیں اُنسے نورانی
تمکنت میں تھے کوہِ تمکیں آپ　　خلق و الانکسار حلم یزدانی
بذل و جود و عطا کا کیا کہنا　　بحرِ رحمت کی جیسے طغیانی
تھے مروت میں آپ اپنی نظیر　　ہوتی دشمن کو تھی پشیمانی
دھاک بیٹھی تھی دل پہ اعدا کے　　تھے شجاعت میں ایسے لاثانی
گو کہ امی جہاں میں تھے مشہور　　تھا تکلم کلامِ ربانی۔
ابرِ نیسانِ رحمتِ حق تھے　　بات ہی کیا تھی گوہر افشانی
ڈال کر دوش پر گلیمِ سیاہ　　سب خدائی پہ کی تھی حکمرانی
بات بات آپ کی حکیمانہ　　ہر نصیحت تھی وعظِ عرفانی
سادگی آپ کی سبق آموز　　مٹ گئی کافروں کی رہبانی
دخل ہی کیا وہاں تعصب کو　　تھا فقط ایک جذبِ روحانی
ادب و خلق اور مروت سے　　پھیلی آفاق میں مسلمانی
ایسے بے مثل بندہ پرور کی　　ہو سکے کیا بھلا ثنا خوانی
دست بستہ یہ عرض کرتا ہوں　　یا محمدؐ حبیبِ سبحانی
تم ہو مشہور مالکِ کوثر　　دو مجھے بھی شرابِ عرفانی
کردو سرشار بادۂ توحید　　دو پیالے شرابِ ایقانی
دل کا آئینہ صاف ہو جائے　　نورِ حق سے بنے یہ نورانی
مشکلیں میری ساری ہوں آساں　　ایسا ہو جائے فضلِ یزدانی
پاؤں اپنی مراد منہ مانگی　　بہرِ محبوبِ پاکِ سبحانی
فتح و نصرت دلائے مرے اللہ　　دشمنوں پر ہو قہرِ یزدانی
آل و اولاد سے رہیں دلشاد　　مجھ پہ ہر دم ہو فضلِ یزدانی

سر مہاراجہ بہادر کی پانچویں نعت

پھر احمدِ بے میم نے ہے شکل دکھائی
پھر مجھکو خدا بھی ملا اور ساری خدائی

ٹھہرا ہے مدینہ جو مرا کعبۂ مقصود
لازم ہے کہ دل جا کے ہیں اب ناصیہ سائی

صد شکر کہ اپنا مجھے فرماتے ہیں حضرتؐ
بگڑی ہوئی تقدیر کی اب خوب بن آئی

کھنچتا ہے مدینے کی طرف یہ تنِ لاغر
ہوتی ہے اُدھر سے کششِ کاہ ربائی

اعدا کے جگر خون نہ کس طرح سے ہو گئے
پھرتا ہے نظر میں جو وہ دستِ حنائی

کہتے ہیں جسے عشق وہ نسبت کو ہے حاصل
زاہد سے کہو چھوڑ دے تسبیح ریائی

دشمن سے بھی اخلاق سے پیش آتے تھے حضرتؐ
کہتے ہیں اسی خلق کو اعجاز نمائی

دل آپکا آئینۂ اعجاز نما تھا
ظاہر میں نظر آتی تھی باطن کی صفائی

ہر ذرہ کو ہے مرتبۂ خورشید کا حاصل
مسند ہو کہ مسجد ہے تیری جلوہ نمائی

توحید کی تبلیغ پر مامور تھے حضرتؐ
دنیا میں بھی عقبیٰ کی یہی خاص کمائی

جو آکے پھنسا قیدِ محبت میں نبیؐ کی
پائی نہ کبھی حلقۂ گیسو سے رہائی۔

حضرتؐ کو جو حاصل ہوئی معراج سرِ عرش
کہتے ہیں اسی اوج کو قسمت کی رسائی

اخلاق کا تھا آپکے گرویدہ زمانہ
تھا آپ پہ ہر فرد بشر دل سے فدائی

کچھ شک نہیں اے ختمِ رسل شافعِ محشرؐ
شاہی سے بھی برتر ہے ترے در کی گدائی

تاکیدِ اخوت کی بھی ہر فرد بشر کو
تا ہونے نہ پائے کبھی آپس میں لڑائی

احسان کسی وقت اگر کرتا عدو بھی
فرماتے تھے حضرتؐ اُسے یہ ہے مری بھلائی

رہنے کیلئے آپ کے تھا خانۂ کعبہ
سونے کیلئے بوریئے میں دیکھی بھلائی

کچھ کام نہ تھا آپکو دنیائے دنی سے
تکیہ تھا توکل کا تو رحمت کی رضائی

جلوہ جو نظر آیا ہے محبوبِ خدا کا
نظروں میں سمائی ہے مری ساری خدائی

نیکی سے عوض کرتے تھے دشمن کا ہمیشہ
ہر چند کیا کرتے تھے وہ ان سے برائی

وہ لوگ جو سمت سے تھے توحید کے گمراہ
ان لوگوں کی حضرتؐ ہی نے کی راہ نمائی

ظاہر میں وہ ہر چند تھے اللہ کے مرسلؐ
باطن میں مگر آپ کی تھی ساری خدائی

اس امر کا ہر طرح میرے دل کو یقین ہے
واللہ کہ حضرتؐ ہیں ہر اک دکھ کی دوائی

مٹ جائے تعصب کی کدورت مرے دل سے
آئینۂ دل کی مرے ہو جائے صفائی

توحید کی مے دیجئے اے ساقیٔ کوثر
تا دل میں کرے صورتِ حق جلوہ نمائی

مشکل جو ہو آسان اسے کیجئے مولا
ہے کام یہی آپکا ہو عقدہ کشائی

دشمن جو ستاتے ہیں تو کہتا ہوں یہی میں
حضرتؐ کی دہائی ہے دہائی ہے دہائی

صدقہ ہے یہ سب خواجۂ اجمیر کا مرے
صد شکر کہ ہے آپ تک اب میری رسائی

قسمت کے ستارے کو ہوا اوج پھر اے شاد
تقدیر موافق ہوئی تدبیر بن آئی

منشی شنکر لال صاحب ساقی کا معراج نامہ

(ساقی صاحب بہار ریوڑ کے باشندے ہیں اور میرزا الفت کے شاگرد ہیں جو میرزا غالب
کے شاگرد تھے۔)

تھی شبِ معراج میں سارے فلک پر چاندنی
نورِ محبوبِ خدا سے تھی منور چاندنی

عرش و کرسی پہ کہاں تھا ماہ کا نام و نشاں
روئے احمدؐ چاند تھا تھی اس سے یکسر چاندنی

نور افشاں جب ہوا وہ آپکا نورِ جمال
ہو گئی تھی چاند سے بھی بڑھ کر بہتر چاندنی

خود بدولت جب براق باد پا پر تھے سوار
فرش تھی ہر قدم پر تھی برابر چاندنی

کھل گئی جاتے ہوئے جب کاکلِ عنبر فشاں
ہو گئی فیضانِ نکہت سے معطر چاندنی

کیا کہوں جلوہ تھا کیا صل علیٰ صل علیٰ
رہ گئی تھی دیکھکر حیران و ششدر چاندنی

ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا براق
بن گئے قندیل تارے فرش چادر چاندنی

ایک پنڈت کی نعت

از جناب گنپتی لال صاحب خستہ دہلوی

بادہ نوشیوں سے کل ملکِ عرب مخمور تھا — سوجھتا اس کو نہ تھا زنہار راہِ ارتقا
اس خدائے دو جہاں کا دیکھئے لطف و کرم — ریت کے ذرّوں کو عالم میں کیا جلوہ نما
کاشفِ اسرارِ وحدت یا محمدؐ مصطفےٰ — آن کر تو نے عرب کا پار بیڑا کر دیا
ہادیٔ برحق کہوں یا تجھ کو نورِ معرفت — جادۂ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہنما
یا مجسم نورِ قدرت کی تھی اک تصویر تو — یا مکمل تھا تو اک اظہارِ شانِ کبریا
ناز ہے اہلِ عرب کو ہی تیری ذات پہ — حشر تک تجھ پر کرے گا فخر سارا ایشیا
امن کا چشمہ بہایا خشک ریگستان میں — آفریں عصمت سراپا آفریں صد آمنہؓ
حلم کا شربت پلایا جس نے اپنے شیر میں — کون ہے جو نام تیرا اے حلیمہ دے بھلا
فرد تھا اک عرب کا بن رہا عبد الصنم — ایک عبد اللہ تھا جس کے گھر ہوا نورِ خدا
جاہلوں اور وحشیوں کو لا لیا راہِ راست پہ — آفریں ہمت پہ تیری یا محمد مصطفےٰؐ
ختم تیری رہنمائی راہِ وحدت پر نہ تھی — ہاں سیاست اور تمدن میں بھی تجھ کو دخل تھا
کام تو نے وہ کیا کھا کر فقط نانِ جویں — زندۂ جاوید جس سے دو جہاں میں بن گیا
آج امت کو تری حاصل ہیں تن آسانیاں — ہائے پھر کار نمایاں کچھ نہیں اس سے ہوا
بزم میں دریائے الفت رزم میں جنگی جواب — الغرض ہر ایک ہنر میں تھا ترا رتبہ بڑا
جنگِ خندق اور پیکارِ احد سے ہے عیاں — تیری جرأت اور دلیری اور ترا جود و عطا
آج تیری قوم پر افسوس آتا ہے مجھے — فرقہ بندی نے جسے زنجیر در پا کر دیا
وہ زمانے کو نہ سمجھی اس کی کیا رفتار ہے — سر زمیں ہے اس کو اپنی کچھ نہیں الفت ذرا
جس کی ذاتِ پاک میں حبِ وطن کا جوش تھا — اس کی امت سو رہی ہے ہائے اس کو کیا ہوا
تیرا قرآں سب پڑھائے حبِ قومی کا سبق — دم سے تیری روح کے ہو پار بیڑا ہند کا

التجا امت سے تیری یہ دلِ خستہ کی ہے
کام وہ ایسا کرے ہو ملک کا جس سے بھلا

اوّل ہے سب رسولوں میں نمبر رسولؐ کا

چودھری دِلّو رام صاحب کوثری کی نعت

اوّل ہے سب رسولوں میں نمبر رسولؐ کا — ثانی کوئی نہیں پسِ داور رسولؐ کا
خلوت میں کچھ خدا کو تھا کہنا حبیب سے — یوں ہے نزول سب سے مؤخر رسولؐ کا
مختار کائنات تھے لیکن یہ زہد تھا — بوسیدہ بوریا رہا بستر رسولؐ کا
کہتے ہیں جس کو عرشِ بریں جملہ قدسیاں — اپنی نگاہ میں ہے وہ منبر رسولؐ کا
انگلی کے اک اشارے سے شق القمر کیا — کتنا ہے اختیار فلک پر رسولؐ کا
اب تک نشان قمر میں ہے انگشتِ شاہ کا — یہ معجزہ جہاں میں ہے اظہر رسولؐ کا
امّی لقب اگرچہ تھا اس شاہ کا مگر — تھا صدرِ علم صدرِ منور رسولؐ کا
مصر و عرب میں روم میں ایران میں ہند میں — پھیلا جہاں میں علم سراسر رسولؐ کا
امت میں اس کی جو ہے بڑا خوش نصیب ہے — ارمان عمر بھر تھا یہی ہر رسولؐ کا
قرآن پاک معجزہ ہے شاہِ پاک کا — دنیا میں فیض ہے یہ برابر رسولؐ کا
شامِ ابد کا صبحِ ازل میں ظہور ہے — یا رخ پہ کاکل آگیا کھل کر رسولؐ کا
زہرہؓ ہے بیٹی اور نواسے حسنؓ حسینؓ — داماد خوش نہاد ہے حیدرؓ رسولؐ کا
اعزازِ اہلِ بیتِ پیمبر سے جان لو — مقبول کردگار ہے کیا گھر رسولؐ کا
سایہ نہ تھا جنابِ پیمبرؐ کا اس لئے — کوئی نہیں زمانے میں ہمسر رسولؐ کا

کیوں کوثری مجھے ہو طلب عز و جاہ کی
کیا کم ہے یہ شرف ہوں ثنا گر رسولؐ کا

ساری دُنیا میں بڑا ہے کون حضرت ؐ کے سوا

(از جناب پنڈت پربھو دیال صاحب عاشق لکھنوی)

رحمۃ للعالمین دامانِ رحمت کے سوا   زیب سرتاجِ شہی تاجِ شفاعت کے سوا
ہادیٔ خیر البشر راہِ ہدایت کے سوا   لاتعداد اوصاف ہیں ان میں نبوت کے سوا
ساری دُنیا میں بڑا ہے کون حضرت ؐ کے سوا

رشکِ حسنِ حور ہے حسنِ حسیناں کا نکھار   رشکِ غلماں ہیں غلامانِ حبیبِ ؐ کردگار
رشکِ طوبیٰ ہے قدِ رعنائے شاہِ روزگار   خلد بھی الفت میں ہیں آئے یثرب کی بہار
ایک جنت اور بھی ہے باغِ جنت کے سوا

خواہشِ دیدارِ جاناں بیکسی امداد کر   جذبۂ الفت تمنائے دلی۔ امداد کر
وحشتِ قلبِ حزیں۔ عارِ خستگی امداد کر   اے تصور یوں نگاہِ شوق کی امداد کر
کچھ نظر آئے نہ اُس کو ان کی صورت کے سوا

رات دن تڑپا رہی ہے حسرتِ دل بیکسی   تنگ آیا ہوں تمنائے رُخِ پُرنور سے
قلب پر ہیں حسرت و ارماں ملے ہوں گے   اپنی رحمت سے بلا لیں اب تو روضے پر مجھے
داغِ فرقت بھی ہیں دل میں دردِ الفت کے سوا

بادشاہِ دوسرا ہے کون کوئی بھی نہیں   شافعِ روزِ جزا ہے کون کوئی بھی نہیں
صدرِ بزمِ انبیا ہے کون۔ کوئی بھی نہیں   اور محبوبِ خدا ہے کون۔ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ میرے حضرت ؐ کے سوا

چشمۂ آبِ بقا ہیں آپ بیشک مان لیں   مشعلِ راہِ ہدایت آپ ہیں یہ جان لیں
شافعِ میدانِ محشر آپ ہیں یہ ٹھان لیں   دیکھیں ہیں آپ کو میں آپ کو پہچان لوں
عقل صائب بھی ملے چشمِ بصیرت کے سوا

داورِ محشر ہے وہ یہ ہیں شفیع المذنبیں   وہ شہِ ارض و سما یہ شاہِ خوبانِ زمیں
وہ الٰہ العالمین یہ رحمۃ للعالمین   عشقِ محبوبِ خدا عشقِ خدا سے کم نہیں
اس کو کیا جانے کوئی اہلِ محبت کے سوا

مطلعِ الحمد لاکر جگمگا دے خلق کو   عارضِ روشن دکھا کر جگمگا دے خلق کو
نورِ وحدت کی ضیا سے جگمگا دے خلق کو   کفر کی ظلمت مٹا کر جگمگا دے خلق کو
یہ ضیا کس میں تھی خورشیدِ رسالت کے سوا

غنچۂ باغِ جناں سمجھا ہے اس کو گر کوئی   غیر موزوں کچھ نہ ہوگا ماہِ کامل مان لوں
روشنی بخشِ دلِ تاریک لازم ہے مگر   عارضِ احمد کو میں سورج سے کیا تشبیہ دوں
یاں تو سورج میں نہیں کچھ بھی تمازت کے سوا

میہمانی کے لئے گردوں پہ بلوایا کسے   صورتِ مرکب سجا جبرئیل کو بھیجا کسے
بھید ہائے راز دکھلائے شبِ اسریٰ کسے   مرتبہ معراج کا اللہ نے بخشا کسے
میرے حضرت کے علاوہ میرے حضرت کے سوا

عارضِ روشن کی شوخی سے ہوا خورشید مات   مصحفِ رُخ دیکھ کر چھپتا پھرا مہتاب رات
الامیں بھی کون کعبہ میں بجز حضرت کی ذات   ظاہر و باطن کے جلوے سے ہوئی ظاہر یہ بات
حُسنِ صورت بھی تھا ان میں حُسنِ سیرت کے سوا

تھا جنہیں شوقِ زیارت دل تپاں شام و سحر   غیر کے دیدار کو اٹھتی نہ تھی جن کی نظر
تھے سراپا زخمِ ہجرِ شاہ میں جن کے جگر   مر گئے ہیں جو پہنچ کر آستانِ شاہ پر
کون اٹھا سکتا ہے ان کو اب قیامت کے سوا

بارِ عصیاں سے فراغت ہو خدا کے واسطے   یاس و رنج و غم سے مہلت ہو خدا کے واسطے
عاشقِ بیکس پہ رحمت ہو خدا کے واسطے   رُخ پہ بھی چشمِ شفقت ہو خدا کے واسطے
شکل راحت اُن سے کب دیکھی جراحت کے سوا

شیام سندر کی نعت

(از شیام سندر صاحب ساکن جموں کشمیر)

دنیا کو تم نے آکر پُر نور کر دیا ہے۔
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغامِ حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے
فاراں کی چوٹیوں پر وہ آفتاب چمکا
چشمِ فلک کو جس نے مسحور کر دیا ہے
غارِ حرا سے نکلیں یہ نور کی شعاعیں
تاریک وادیوں کو پُر نور کر دیا ہے
سارے جہاں میں تم نے پیغمبرِ معظم
پیغامِ آخری کو مشہور کر دیا ہے
یثرب کی وادیوں کو باغِ ارم بنایا
فاراں کو جس نے رشکِ صد طور کر دیا ہے
اک بار تو دیارِ یثرب کو دیکھ لیتا
پابندیٔ جہاں نے مجبور کر دیا ہے
سندر سے کیا رقم ہو وہ شان ہے تمہاری
جس نے گداگروں کو فغفور کر دیا ہے



ابن رسول اللہ کی کرامت

حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید محمد عرف حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ دہلوی آل نبیؐ اولاد علیؑ تھے۔ جن کی وفات کو ساڑھے چھ سو برس گزر چکے ہیں۔ مگر شروع سے آج تک ان کی یہ زندہ کرامت تمام ہندوستان میں مانی جاتی ہے کہ جو شخص حضرتؒ کی زندگی کے حالات کسی بیمار کو سناتا ہے وہ بیماری کیسی ہی سخت ہو اور کیسی ہی مایوس کرنے والی ہو دور ہو جاتی ہے۔

چار سال ہوئے خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حضرتؒ کی پاک زندگی کے حالات کی ایک کتاب نظامی بنسری نام سے لکھی ہے جو پانچ سو صفحات کی ہے اور مجلد ہے۔ اس کتاب میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے اور اُن کے سب چشتی پیروں کے اور بڑے بڑے خلفا کے اور اُن کے زمانے کے سات بادشاہوں کے مفصل حالات ہیں۔ یہ کتاب بھی جس بیمار کو سنائی جاتی ہے وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ اگر ناظرین کو یہ کرامت دیکھنی ہو تو تین روپے قیمت اور آٹھ آنے محصول ڈاک دفتر اخبار منادی دہلی کو بھیجدیں اُن کو نظامی بنسری بھیجدی جائیگی۔ اور وہ خود تجربہ کرلیں گے کہ یہ کرامت کیسی زندہ کرامت ہے۔

ہندی زبان میں حمد و نعت و منقبت

ازاعلیٰ حضرت ہزہائی نس۔ فرزند دلپذیر

دولت انگلشیہ مخلص الدولہ ناصر الملک

امیر الامرا۔ لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر سر سید رضا علی خان بہادر

مستعد جنگ۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔

ایس۔ آئی۔ ایل ایل ڈی۔ لٹ فرماں روائے دار السرور

مملکت رام پور

تعارف

یہ پانچ نظمیں عام فہم ہندی زبان میں ایک ایسے مسلمان نے لکھی ہیں جو ایک ملک کے تاجدار بھی ہیں۔ اور علوم و فنون کے مددگار بھی ہیں۔ اور ہندوستانی قوموں کی باہمی رواداری اور محبت کے طلبگار بھی ہیں یعنی اعلیٰحضرت ہز ہائی نس نواب سر سید رضا علی خاں بہادر فرماں روا ریاست رام پور نے ان پانچ نظموں میں شاعری اور محبت و عقیدت کے کمالات ظاہر کئے ہیں۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ جذبات ظاہر کئے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے سب فرقے بھی ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ہندوستان کی وہ غیر مسلم قومیں بھی فیض یاب ہوں جو اُردو فارسی نہیں جانتیں۔ کیونکہ ہز ہائی نس نے مشکل سے مشکل عربی فارسی الفاظ کا ہندی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ مثلاً لفظ "شہادت" کا ہندی میں ترجمہ کرنا ناممکن تھا۔ کیونکہ ہندی میں "شہادت" کا مطلب ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ مگر نواب صاحب نے "شہادت" کا ترجمہ بھی کر دیا ہے اور ایسا ترجمہ کیا ہے کہ اس سے "شہادت" کا اصلی مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے مشکل الفاظ کا ہندی ترجمہ کمال قابلیت سے کیا گیا ہے۔

یہ نظمیں فن موسیقی کے لحاظ سے بھی بہت موزوں ہیں۔ کیونکہ نواب صاحب کو موسیقی میں وہ کمالات حاصل ہیں کہ آج کل ہندوستان میں کوئی ہندو مسلمان نواب صاحب سے زیادہ موسیقی کے قدیم فن کو نہیں جانتا۔

میں نے عید میلاد ۱۳۶۵ھ کی مجلسوں اور جلوسوں میں پڑھنے کے لئے یہ پانچ نظمیں اسلئے شائع کی ہیں کہ ان کی بدولت ہندو مسلمانوں میں جو کشیدگی پیدا ہو گئی ہے وہ ان نظموں کے پڑھنے اور سُننے سے دُور ہو جائے۔

ان نظموں کا یہ گلدستہ میں نے اپنے ذاتی خرچ سے بارہ ہزار طبع کرایا ہے۔ اور تمام ہندوستان میں بلا قیمت تقسیم کیا ہے۔ جن کو ضرورت ہو جلدی منگائیں۔ ورنہ ختم ہونے کے بعد یہ بیش قیمت کلام میسر نہ آسکے گا۔

حسن نظامی دہلوی ۳ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ۔ ۷ فروری ۱۹۴۶ء

حمدِ باریٔ تعالیٰ

فرمودہ ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور

اے نرنکار (وحدہٗ لاشریک) ترا بھید (راز) کسی پر نہ کھلا۔ تجھے سمجھے کوئی کیا

میں بھی ہر دھرم شوالے (مذہبی عبادت خانہ) میں تجھے ڈھونڈھ پھرا۔ نہ چلا تیرا پتا

یوں[1] تو ہر بات (ہر شے) کی رسنا (زبان) یہ کہانی ہے تری۔ جیسے گیانی (عارف) ہے تری

جو بھی سنسار (دنیا) کی بگیا (باغ) میں نیا پھول کھلا۔ کہہ گیا تیری کتھا (کہانی)

ہے[2] انوپم (بے مثل) تری لیلا (قدرت) یہ سبھی جانتے ہیں۔ ہم بھی پہچانتے ہیں

آگیا (حکم) سے تری پل بھر میں یہ سنسار (دنیا) بنا۔ نشٹ (فنا) ہے جس کا بدا (طے شدہ)

---

[1] ہر گیاہے کہ از زمیں روید وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید۔ [2] آیت سورۂ یٰسٓ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ

(ظاہر — نور — زمین — آسمان)

[1] پہلے سنچار کیا اپنے نبیؐ کا پرکاش - پھر بنے بھوم اکاش

(خاک — سردار — علم)

[2] تو نے پھر ماٹی کے پُتلے کو بنا کر مکھیا - سب کا گن گیان دیا [3]

(مصنوعات — شہنشاہ)

[4] جس گھڑی میٹ کے رچنائیں کہیگا مہراج - کہو کس کا ہے یہ راج

(وقت — شاہد)

اُس سمئے تیرا جو ساکھی ہے پکار اُٹھے گا - کون ہے تیرے سوا

(پانی — برسات — ہوا — سر)

جل کو برکھا میں پَوَن سیس پہ لیجاتا ہے کون؟ اُسے برساتا ہے کون؟

(زمین — رحمت)

کر دیا جس کی اُلٹ پھیر نے دھرتی کو ہرا - ہے یہ سب تیری دَیا

---

[1] حدیث نبوی - اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ [2] آیت وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔ [3] آیت وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ۔ [4] آیت لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ۔ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

ہوا — عنایت — جلد باز — خاک — جسم

اُڑتے پھرتے ہیں پَوَن میں تری کرپا کے ادھیر یہی ماٹی کے شریر

قدرت — راز — صنعت

پا گئے ہیں جو تنک بھید تری مایا کا ۔ اُن کا ڈنکا ہے بجا

مہجور — فراق — دل — یقین

ہوں بروگی ترے برہا میں بہلتا نہیں جی ۔ اب تو نشچے ہے یہی

دنیا — دروازہ — دل

جگ سے کھو جاؤں جو مل جائے مجھے دُوار ترا ۔ مَن میں بس ٹھان لیا

عنایت — قربان — حجاب — ہمیشہ

تیری کرپا پہ ہوں بلہار مٹا دے سنکوچ ۔ نت رَجا کو ہے سوچ

بندہ ۔ مجبور — معبود ۔ مختار — رشتہ — تدبیر

ہو ادِھین اور ادھیکاری میں کیسے ناتا ۔ کوئی سادھن تو بتا

ل آیت وَمَنْ عِندَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۵

نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فرمودہ ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور

سبز گنبد کے رہنے والے
دھانی بھون بسیا اے آن بان والے

بادل — گیسو
ہیں دھرم میگھ تمرے یہ کیس کالے کالے

بغیر — دل
تمرے بنا بتاؤ من کس کا آسرا لے

سایہ — یا اَیُّہَا المُزَّمِّل
اپنی شرن میں لے لو کالی کملیا والے

دیدار
اپنا درس دکھا کے اب بھی ہمیں بچا لے

فراق
ڈرتے ہیں پڑ نہ جائیں برہا میں جی کے لالے

کتاب خدا — ساتھی
[۱] ست پتر کے ہیں سنگی تمرے گھرانے والے

ہاں وہ کبھی نہ بھٹکے جو ان کا آسرا لے

طہارت — خدا
[۲] ان کی پوترتا کا گن گائے آپ ایشور

سایہ
تمری کملیا جن کو اپنی شرن چھپا لے

زمین — آسمان — خدا — خاطر
بھومی گگن بنائے [۳] ایشور نے تمری کارن

عالم
سب لوک اے نبی جی تمرے ہیں دیکھے بھالے

---

[۱] حدیث ثقلین - اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِی اَہْلَ بَیْتِی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا وَلَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ [۲] آیت تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا [۳] حدیث قدسی - لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ -

تمرے ہی سُوَاگتم کو اوتار سگرے آئے (استقبال، پیغمبر، سب)
سارے جگت نے دیکھا تم چندر تھے وہ ہالے (دنیا، چاند)

وِدوانتا کا اپنی ڈنکا بجایا تم نے (علمیت)
چرنوں میں آ گرے سب ایمان کرنے والے (قدموں، توہین)

تمری ہی ستتیا نے[1] عیسیٰ مُنی کو جیتا (سچائی، امت)
سارے گھمنڈ اَسَت کے پل بھر میں توڑ ڈالے (جھوٹ)

رِشیوں کے تم رِشی ہو مُنیوں کے تم مُنی ہو (عبادت گزار، عابد، پرہیزگار، زاہد)
تمری پوترتا کا گاتے ہیں گُن رِشی والے (پاکبازی)

اک[2] دھرم پد سے تم نے بل بُدھ ہیوں کے توڑے (آیت، عقل)
وہ کیوں دبے کسی سے ایشور جسے سنبھالے (خدا)

ست لوک پہ تھے احمد دھرتی پہ ہو محمد[3] (عالم نور، زمین)
پر بھو ہے میت اُسی کا سیس اپنا جو نوا لے (دوست، سر، جھکا لے)

نرنے[4] ہے تمری مایا اور وِیرتا علیؑ کی (اسلوب و فصاحت، معجزہ، شجاعت)
جیتے ہوئے ہیں دونوں رن ہوں کہ پاٹ شالے (میدان جنگ، تعلیم گاہ)

ست[5] کا ریہ کو تمرے سمجھے نہ جب اَدھرمی (حق، بے دین)
دو کر کے چندر ماں کو سندیہہ سب کے ٹالے (چاند، شک)

---

[1] آیت مباہلہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
[2] آیت اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ الخ
[3] اشارہ ہے کہ ہر نبی ہر زمانے کے فن و کمال کے لحاظ سے صاحب اعجاز ہوتا تھا چنانچہ عرب میں فصاحت اور شجاعت نہایت اعلیٰ درجہ کا کمال سمجھے جاتے تھے اس لئے خدا نے جناب رسالتمآب صلعم کو فصاحت اور جناب امیر علیہ السلام کو شجاعت کا معجزہ عطا فرمایا
[4] آیہ قرآنی اِقْتَرَبَتِ

[1] تم ہو سندیش داتا سندیشیوں کے مکھیا — تمری شرن میں سب نے دھرتی پہ دھرم پالے
(پیغام، دینے والا، پیغمبروں، سردار — سایہ، زمین، تبلیغ مذہب)

[2] جب کچھ نہ تھا جگت میں پرکاش تھا تمہارا — سب کے مہاتما ہو آمنہ کے پالے
(دنیا، نور — رہبر)

[3] تم ان پڑھوں میں ایسے ودوان ہو نبی جی — چھلکا رہے ہو اب تک ست ودیا کے پیالے
(عالم — علم حقیقی)

[4] سچ پوچھئے تو سارا کھل جائے بھید احد کا — احمد کا ایک اکشر اپنا جو مکھ چھپا لے
(راز — حرف، منہ)

[5] بس ایک تم سے آگے ہے نام ایشور کا — پھر تم ہی تم ہو جگ میں اے سورگ کے اجالے
(خدا — دنیا، جنت)

[6] اک پل میں بھوم سے جو ایشور نگر براجا
(زمین، معراج میں تشریف فرمائی)

ہم ہیں رجا اسی پر بلہار جانے والے
(قربان)

---

[1] سید الانبیاء [2] حدیث اوّل ما خلق اللہ نوری [3] اشارہ ہے کہ آپ امّی تھے مگر شہر علم تھے [4] اشارہ ہے اس جانب کہ اگر لفظ احمد سے میم ساقط کر دیا جائے تو احد ہو جائے [5] بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر [6] اشارہ ہے کہ معراج کی مدت اس قدر قلیل تھی کہ زنجیر در ہلتی رہی۔

منقبت حضرت علیؑ علیہ السلام

از ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور

(بہادر — طاقت ور — ابو تراب)

علیؑ جی ویر ہو بلوان ہو دھرتی پتا تم ہو

(مشکل کشا — دنیا — خدا — بہادر۔شجاع)

کشٹن ہارے جگت کے ایشور کے سور ما تم ہو

(معجزہ)

انوکھی[۱] تمری لیلا ہے کوئی کیا جانے کیا تم ہو

(مذہبی پیشوا۔ ناخدا — خدا)

کہیں[۲] دھرماتما تم ہو کہیں پرماتما تم ہو

(جھکائے — سر — قدموں)

نوائے سیس کعبے میں بتوں نے تمرے چرنوں پر

(اُمید)

برا[۳] جے جن کے کاندھوں پر اُنھیں کی کامنا تم ہو

---

۱ نادِ علیًا مظہرَ العجائب ۲ اشارہ ہے کہ علیؑ کی ذات کشتیٔ امت کے لئے ناخدا اور نصیری کے خیال میں خدا ہے۔

۳ آیت فتح مکہ: اشارہ ہے کہ آپ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑا سا آیت رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۰

اندھیرے میں اُجالا ہو اُجالے کا سہارا[۱] ہو

مددگار — چاند — سورج

سہایک چندر کے ہو سوریہ کا آسرا تم ہو

عابد — زاہد — عالم — عارف

رشی بھی ہو مُنی بھی ہو گُنی بھی ہو گیانی بھی

غنی

دھنی بھی ہو بھکاری بھی میں کیا سمجھوں کہ کیا تم ہو

سانپ — دروازہ

نہ کیوں مُکھ سرپ کا چیرو نہ کیوں خیبر کا پٹ توڑو

طاقت ور — فتحیاب — مرد میدان

نڈر بلونت ہو رنجیت ہو رَن دیوتا تم ہو

مشکل

بچھونے پر نبیؐ کے چین[۲] سے سوئے کٹھن تا میں

شریک حق

جنوائی تم ہو بھائی تم ہو ست سنگی سکھا تم ہو

دنیا — عالم بالا

سنیں[۳] اس لوک میں سوتے ہوئے پرلوک کی باتیں

وحی

جو یہ سچ[۴] ہے تو مولا دھرم پتری کا پتا تم ہو

---

۱ آیت وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۲ آیت شب ہجرت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۳ اشارہ ہے کہ آپ شب معراج زمین سے آسمانوں کی سیر فرما رہے تھے اور درمیانی حجاب اٹھا دیے گئے تھے ۴ اشارہ ہے کہ آپ علوم وحی کے حامل تھے

(سردار — جنت)
وہی حسنینؑ[1] تو پردھان ہیں سب سورگ والوں کے

(ماں — باپ)
نبیؐ کی جائی زہراؑ جن کی ماتا ہیں پِتا تم ہو

(آئین — تائید - اقرار)
نبیؐ مت کا انومودن کیا پہلی پہل[2] تم نے

(حامیِ دین — راہ)
وہ دھرم آدھار کیا بھٹکیں گے جن کی باٹ کا تم ہو

(پیدائش — دیدار)
جنم لیتے ہی کعبے میں کئے درشن نبیؐ جی[3] کے

(علوم حق)
اُنھیں کی گود میں جن کو ملی ست وِدیا تم ہو

(نائب — مجمع)
مُنیب اپنا کیا تم کو نبیؐ جی نے سماگم[4] میں

(یقین — مولا)
یہ نشچے ہے تو جس کے وہ ہیں اُس کے دیوتا تم ہو

(رہنما)
وہ کیا بہکیں بھلا مل جائے جن کو تم سا سنچارک

(شہرِ علم — دروازہ)
محمدؐ[5] وِدیا نگری ہیں مولا دُوار کا تم ہو

[1] حدیث نبوی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّۃِ [2] آپ کا سابق الاسلام ہونا خود امیر المؤمنین کا مصرعہ ملاحظہ ہو۔ اَنَا سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا [3] اشارہ ہے کہ خانۂ کعبہ میں بعد ولادت حضرت علیؑ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آغوش مبارک میں آنکھیں کھولیں اور لعاب دہن نبویؐ چوس کر علوم حقہ کا سبق حاصل کیا [4] حدیث نبویؐ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ [5] حدیث نبویؐ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا۔

زبان — سیف اللہ

نبی ؐ رسنا کا رس پی کے بھئے ایشور کے تلوار ئے

عبادت خدا — انگشتری

وہی۔ بھگوان بھگتی میں جو دیدے مُدرکا تم ہو

مباہلہ — بچے — عورت

یہ ہے ست سنتمن حسنین ؑ بالک استری زہراؑ

خدا — نفس

کہے آپ ایشور جس کو نبی ؐ کی آتما تم ہو

امیر۔ مختار — ہر اہل ایمان۔ ہر مؤمن

نبی ؐ جی نے ادھیکاری کیا ہر دھرم دھاری کا

انسان — فرشتے

منش ہوں یا گگن باشی سبھی کا آسرا تم ہو

دنیا — آسمان

"جو چاہو پوچھ لو مجھ سے جگت آکاش کی باتیں

منبر — خطبہ

نبی آستھان پر اُپدیش یہ جس نے دیا تم ہو

سایہ — اسد اللہ — ید اللہ

رجا تمری شرن آیا ہے پربھو سنگھ پربھو کر

لسان اللہ — خدا — رحمت

سنا ہے ایش رسنا تم ہو ایشور کی دیا تم ہو

---

۱ اشارہ ہے کہ آپ زبان رسالت جو ہیں کر سیف اللہ ہوئے ۲ اشارہ ہے کہ حالت رکوع میں حضرت علی علیہ السلام نے سائل کو انگوٹھی دی۔ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔ ۳ آیت مباہلہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ الآیۃ ۴ اشارہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نفس رسول تھے ۵ اشارہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حسب ارشاد نبوی امیر المومنین تھے۔ حدیث نبوی سَلِّمُوْا عَلٰی عَلِیٍّ بِاِمْرَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور حسب خطاب جبرئیل امین اَنْتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۶ ارشاد حضرت امیر علیہ السلام بالائے منبر سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ ۷ اشارہ ہے کہ حضرت علیؑ اسد اللہ ید اللہ لسان اللہ

منقبت حضرت امام حسین علیہ السلام

از ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور

تم ہو نبیؐ کی آنکھوں کے تارے حسینؑ جی
اے فاطمہؑ کے لاج دُلارے حسینؑ جی

شترو (دشمن) [۱] سے دھرم یُدھ (مذہبی جنگ) میں نہ ہارے حسینؑ جی
مر کے امر (زندۂ جاوید) بھئے ہیں ہمارے حسینؑ جی

کٹوایا [۲] سیس کنتو (مگر) نوایا (جھکایا) نہ سیس کو
ڈنکے بجے جگت میں تمہارے حسینؑ جی

---

[۱] آیت قرآنی لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ [۲] قول حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
سر داد ونداد دست در دستِ یزید ـ حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

قیامت — خوف

پرلے کے بھئے سے بچ گئے نانا کے اُمتی

نجات

مُکتی ہے سب کی تمرے سہارے حسینؑ جی

زہر — ہوئی — شہادت

بِس سلہ سے حسنؑ کی۔ تمری چھری سے بھئی سُگت

مِٹ مِٹ کے گُن نبیؐ کے اُبھارے حسینؑ جی

بیٹا — باپ

سجاد پُتر۔ بھائی حسنؑ۔ اور علیؑ پِتا

ہیں تم سمیت امام یہ سارے حسینؑ جی

مایوس

دُکھ میں کبھی نراش نہ ہونا رَجا پیا

مددگار — دنیا

رکھشک ہیں دونوں جگ میں تمھارے حسینؑ جی

سلہ اشارہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرف شہادت ظاہری سے محروم تھے وہ اُن کے چھوٹے نواسے حسینؑ سے اُن کو حاصل ہوئی اس لئے فرمایا کہ حُسَینٌ مِنّی وَ اَنَا مِنَ الحُسَین۔

منقبت بارہ امامؑ

از ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور

سنسار (دنیا) میں ایشور (خدا) نے اک باگ (باغ) لگایا ہے
اور واکا محمدؐ کو رکھوالا (نگہبان) بنایا ہے

دو پھول نبیؐ کے ہیں زہراؑ و علیؑ دیکھو ہے دھرم (مذہب) کی پھلواری دونوں سے بھلی دیکھو
حسنینؑ کے مکھڑے (چہرے) ہیں یا ہنستی کلی، دیکھو
سچ پوچھو تو دو جگ (دو عالم) پہ ان پانچوں کی چھایا ہے

وہ اِن کا ہے متوالا یہ اُس کے ہیں رکھوالے جب دھرم (مذہب) پہ آنچ آئی سیس (سر) اپنے کٹا ڈالے

سجادؑ کے پاؤں میں پھر پھر کے پڑے چھالے

ان سب نے وچن (وعدہ) اپنا ہنس ہنس کے نبھایا ہے

ایشور (خدا) کے یہ پیارے ہیں دھرتی (زمین) کے ستائے ہیں دن باقرؑ و جعفرؑ نے رو رو کے بتائے (گذارے) ہیں

موسیٰؑ و رضاؑ نے بھی دکھ سینکڑوں پائے ہیں

اسلام کو مر مر کے پروان چڑھایا ہے

ہے نام تقیؑ جن کا اجیارے (روشنی) وہ من (دل) کے ہیں جو داس (بندہ) نقیؑ کے ہیں وہ داس (بندہ) حسنؑ کے ہیں

گہنے ہیں یہ دھرتی (زمین) کے تارے یہ گگن (آسمان) کے ہیں

مٹھی میں انھیں کی ہے ایشور کی جو مایا (دولت) ہے

سنسار کو جب مہدیؑ روپ (ظہور) اپنا دکھا دینگے سوکھی ہوئی پھلواری پھر آکے کھلا دینگے

سوئے ہوئے دھرموں (مذہبوں) کے سب بھاگ (نصیب) جگا دینگے

باٹ (راہ) اُن کی رجا تکتا ہر اپنا پرایا ہے

محمد درشن کتاب پوری ہوئی

دفتر اخبار منادی دہلی نے شائع کی

مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس دہلی

ہیکل اسم اعظم میں دُعا

ہر موجود کا وجود اسم اعظم کی ہیکل ہے۔ اور جس نے اسم اعظم والی ذات کی یہ آواز سُنی ہے کہ مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دُعا قبول کرونگا۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس کو اس کا پورا یقین ہے کہ جس ذات پاک نے ایک لفظ کُن سے ہم سب کو پیدا اور نمودار کیا ہے۔ اور جس نے اپنی حیات ابدی سے ہم کو ایک حیات عارضی عطا فرمائی ہے۔ وہ قدرت رکھتا ہے کہ اپنی مقررہ اور موجودہ عطاؤں سے کچھ اور زیادہ عطیات بھی ہم کو مرحمت فرمائے۔

پس آج یکم ربیع اول یوم دوشنبہ ۱۳۶۵ھ کو بعد نماز ظہر قلعہ رام پور کے مہمان خانے میں اپنے خالق۔ اور اپنے کارساز سے دُعا کرتا ہوں

اے مولے۔ اے داتا

ہندوستان میں ابر رحمت مرحمت کر۔ آسمان کی بارش نازل کر۔ تاکہ ہندوستان کے مایوس بندوں کی سوکھی کھیتیاں ہری ہو جائیں اور گیہوں چنے کی خوراک حاصل ہو۔ آمین۔

تیرے وہ بندے جو ہندوستان پر حکومت کرتے ہیں خوراک کا سامان جمع کرنے اور باہر سے منگانے کا انتظام کر رہے ہیں مگر یہ انتظام بے بس بندوں کا ہے۔ اور اس کی تیرے زبردست انتظام کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تو اگر رُکے ہوئے بادلوں کو حکم دے کہ سمندروں سے دھواں بن کر آسمان پر آئیں اور گرج چمک کر ہندوستان کی زمین پر برسنے لگیں تو سوکھی زمین سرسبز ہو جائے اور مُرجھائے ہوئے درخت تر و تازہ ہو جائیں اور انسان و حیوان کو تیرا رزق بھوک کی اذیت سے بچائے تو رحم کر۔ ہماری خطاؤں کو معاف کر۔ اور رحیم رحیم بارش برسا دے۔ آمین۔

یا مشکل کشا خدا

ہندوستان کے کنٹرول اور راشن بندی کو ہم پر عذاب بنا کر مسلط نہ کر اور اس کو اپنی غیبی حکمت سے دُور کر دے۔ کہ اس نے ہم ہندیوں کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اور اس مشکل کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آتا۔ اور تیرے سوا اور کوئی اس مشکل کا مشکل کشا نہیں ہے۔ مشکل آسان کر۔ آمین۔

آسمانی پاکستان

اے مولے تو نے انجیل شریف میں جس آسمانی بادشاہی کا وعدہ کیا تھا وہ ہم کو عطا کر۔ کہ ہم نے اسی آسمانی بادشاہی کا نام پاکستان رکھا ہے۔

یا اللہ ہندوستان میں رہنے والے ہندوؤں کو توفیق دے کہ وہ تیرے اختیار اور اقتدار کو مانیں اور سمجھیں کہ ملک تیرا ہے۔ تو جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ جس سے چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے۔ تجھ ہی میں یہ قدرت ہے کہ ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کا دل ایک کر دے۔ اور وہ ایک خیال اور ایک عمل بن کر اپنے ملک کو آزاد کرائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک انسان سے آزادی ہو اور دوسرے شیطان کی غلامی میں مبتلا ہو کر ہم آپس میں لڑنے لگیں۔ کیونکہ شیطان فتنہ اور فساد چاہتا ہے۔ اور شیطان ہمیشہ انسان کو غلام بنانے کی فکر میں رہتا ہے۔ ہم کو عقل دے۔ ہم کو امن دے۔ آمین۔

جو ہمارا ہے ہمارے پاس رہے

اے پروردگار جو غذائیں تو نے ہمارے ملک ہندوستان کے لئے پیدا کی ہیں ان کو ہندوستان سے باہر نہ جانے دے۔ تاکہ ہماری چیز ہمارے پاس رہے۔

ہمارے ملک کا غلہ ہمارے ملک کا کپڑا۔ ہمارے ملک کی ہر خوراک ہندوستان سے باہر نہ جائے اور ہمارے بھوکے بچوں کا حق دوسروں کو نہ دے۔ آمین۔

غیبی خوراک

نئے سائنس کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ قدرت نے تمام کائنات میں ایک برقی رو پھیلا رکھی ہے۔ جو مسامات کے ذریعے انسانی جسم کے اندر جاتی رہتی ہے جس سے کھال اور رنگ و روپ اور پٹھوں کو برقی خوراک ملتی ہے مگر جو لوگ اپنے جسم کو صاف نہیں رکھتے اور اُن کی کھال کے مسامات میل سے بند رہتے ہیں۔ ان کو یہ غیبی خوراک میسر نہیں آتی۔

جسم پر تیل کی مالش بہت مفید چیز ہے اور اس سے بھی کھال کے اندر کی سبھی چیزوں کو غذا ملتی ہے۔ مگر مسامات چکنے ہو جاتے ہیں تو باہر کی بجلی اندر نہیں جا سکتی اس واسطے جسم پر ایسے تیل کی مالش کرنی چاہئے جس کی چکنائی قائم نہ رہے اور ملتے ہی اُڑ جائے۔

طبی کمپنی دہلی کے بنائے ہوئے فاسفورس کے تیل میں یہ خوبی ہے کہ تیل کی چکنائی جلدی اُڑ جاتی ہے اور یہ کھال کے اندر فاسفورس کی طاقت سے جذب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اپنے بدن کو غیبی خوراک دینی ہے تو فاسفورس کا تیل جسم پر ملتے رہئے زندگی بڑھ جائیگی۔ اور تندرستی اور خوشی میں ترقی ہوگی۔ پتہ۔ طبی کمپنی ڈاکخانہ حضرت نظام الدین دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا



قلم کار: علی بن حسن و زید بن حسن

مورخہ ۱۶ و ۲۳ دسمبر ۱۹۴۵ء

ہندوستان میں سالانہ قیمت دو روپیہ ایک آنہ
باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

ہیکل اسم اعظم اور نظامیہ خانقاہ

حیدرآباد دکن میں ہیکل اسم اعظم اور نظامیہ خانقاہ کی تعمیر کے لئے یکم محرم ۱۳۶۵ہجری کی صبح کو حسب ذیل رقموں کے وعدے کئے گئے ہیں

مولوی محمد مستان علی نظامی گتہ دار پٹن چرو۔ پانچ ہزار روپے

روشن دل خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی جاگیردار حیدرآباد چار ہزار روپے

روشن دل محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی مالک دکان مسلم شیرینی فروش حیدرآباد ایک ہزار روپے

روحانی کالج کی زمین

روشن دل مولوی محمد فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ نے اپنے مکان الحمرا، جوبلی ہل کے قریب دو ایکڑ زمین خرید کر آج مجھے نذر دی۔ اور میں نے فیصلہ کیا کہ یہاں فتوحات مکیہ۔ اور فصوص لحکم اور مثنوی مولانا روم کا درس دینے کے لئے ایک روحانی کالج تعمیر کیا جائے۔ خدا نے چاہا اس کالج کی تعمیر کا خرچہ میں اپنی ذات سے ادا کرونگا۔ حسن نظامی

آصف جاہ اعظم کے اقبال کی درخشانی

ایشیا کی سب قوموں کو اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں آصف جاہ اعظم تاجدار ممالک محروسہ حیدرآباد
برار کی اقبال مندی کا علم ہے کہ انہوں نے اپنی رعایا اور اپنے ملک کے لئے اور تمام ایشیا کے
باشندوں کے فائدے کے لئے بڑے بڑے کام انجام دیتے ہیں۔ اور ان کی اقبال مندی
کے بیشمار واقعات میں یہ تاریخی واقعہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے کہ ان کے موروثی ملک
برار نے انگریزی تسلط سے نکل کر آصف جاہی سایہ قبول کر لیا ہے۔ اور دوسرا واقعہ یہ ہے
کہ حیدرآباد کا ریذیڈنسی بازار انگریزوں نے حضور نظام کو واپس دیدیا ہے جس کا نام
سلطان بازار رکھا گیا ہے۔ اور تیسرا واقعہ ابھی حال میں پیش آیا ہے کہ شہر سکندرآباد
ڈیڑھ سو برس کے قبضے کے بعد انگریزی سرکار نے آصف جاہی سرکار کو واپس دیدیا ہے اور
جس کی خوشی میں ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء کو سکندرآباد کے ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں اور
پارسیوں اور عیسائیوں نے مل کر ایک عظیم الشان جشن منایا جس میں اعلیٰ حضرت حضور نظام
اور ریذیڈنٹ مسٹر آرتھر لوتھین نے بھی شرکت کی۔ سکندرآباد کی رعایا نے لاکھوں جھنڈیوں سے شہر کو
آراستہ کیا تھا۔ اور رات کو سڑکوں، گلیوں اور گھروں میں بکثرت برقی روشنی کی گئی تھی۔ ان
سب اقبال مندیوں کے بعد اب ممالک محروسہ آصف جاہی کے باشندوں کی تمنائیں
اور دعائیں اس کی ہیں کہ تجارتی فروغ کے لئے حیدرآباد کا موروثی حق مچھلی بندر بھی اس کو
مل جائے۔ تاکہ حیدرآباد کی خوش حالی اور ترقی سے ہندوستان کا جنوبی علاقہ مالا مال ہو جائے

حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

۱۳۶۵ ہجری کا محرم

اس سال کا محرم میں نے حیدر آباد میں گذارا۔ جنوبی ہندوستان میں محرم کی تقریب ہندو مسلمانوں میں یکساں منائی جاتی تھی۔ مگر بعض افعال اسلامی شریعت اور اہل بیت کے احترام کے خلاف بھی ہوتے تھے۔ مثلاً لوگ ہولی کی طرح سوانگ نکالتے تھے۔ شیر اور بندر اور لنگور بنتے تھے اور نشہ پی کر بہت سے نامناسب افعال کرتے تھے۔ مگر حیدر آباد کے موجودہ بادشاہ اعلیٰ حضرت آصف جاہ اعظم نے اپنے ممالک محروسہ میں ان برے افعال کی ممانعت کردی ہے۔ اور اب یہاں صرف مجلسیں ہوتی ہیں اور کوئی نامناسب حرکت نہیں ہوتی۔

اہل بیت کی خدمت

اگرچہ آنحضرتؐ نے اہل بیت اور قرآن کو امت کے سپرد کیا تھا۔ اور امت نے کماحقہ اہل بیت اور قرآن کی پیروی کا حق ادا نہیں کیا تھا لیکن اہل بیت نے امت کی سرپرستی اور حفاظت اور امداد کے فرائض ہر دور میں انجام دئے ہیں۔ اگر میں ہر زمانے کے سیدوں کی خدمات کا ذکر کروں تو یہ مضمون بہت بڑھ جائیگا۔ میں صرف دو مثالیں دینی چاہتا ہوں۔ ایک ہندوستان کی مقامی مثال ہے کہ سر سید احمد خاں صاحب دہلوی نے ۱۸۵۷ء کے خونی انقلاب کے بعد مسلمانوں کی ڈوبتی ناؤ کو علی گڑھ کالج بنا کر ڈوبنے سے بچالیا تھا اور ایک مثال سید جمال الدین افغانیؒ کی ہے جنہوں نے تمام یورپ اور ایشیا اور افریقہ کا سفر کرکے دنیا بھر کی مسلمان امت کو یورپ کے خونخوار بادشاہوں سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ اور جو بیداری آج دنیا کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ سید جمال الدین افغانیؒ کی مخلصانہ تحریکوں کی تاثیر سے ہے۔ ہندوستان میں حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم اور ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کے اشعار نے جو احساس پیدا کیا اور جو انقلابی روح یہاں نظر آرہی ہے وہ سب اہل بیت رسولؐ کے ایک فرد سید جمال الدین افغانیؒ کی غیبی تحریکات کا نتیجہ ہے۔

چرچے کی ضرورت

مسلم لیگ کے صوبجاتی الیکشنوں میں سید جمال الدین افغانیؒ کے کاموں اور خدمتوں کو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے گھر گھر پہنچانے کا مجھے غیب سے حکم ہوا ہے اور انشاءاللہ میں اس حکم کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ آج کے اخبار میں جو چالیس پوسٹر میں نے شائع کئے ہیں ان میں سید جمال الدین افغانیؒ کی تحریکات غیبی کا ایک خاکہ پیش کردیا ہے۔ میرے رفیقوں اور مریدوں اور دوستوں اور مسلم لیگ کے ورکروں کا فرض ہے کہ وہ فرزند رسول اللہؐ کی ان تحریکوں سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو آگاہ کریں۔ جو سید جمال الدین افغانیؒ نے غیبی حکم کی تعمیل میں جاری کی تھیں۔ کیونکہ مسلم لیگ کو جو کامیابی مرکزی اسمبلی میں ہوئی ہے اور جو کامیابی صوبوں کے انتخابات میں ہونے والی ہے وہ انسانی تدبیروں سے بالاتر ہے۔ بلکہ آسمانی برکتوں اور غیبی تجلیوں کی تاثیرات کا یہ کرشمہ ہے اور ۱۹۴۶ء میں تمام ہندوستان کا بر اعظم دیکھ لیگا کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہوجائیں گے اور آسمانی عطیہ پاکستان ان کے سروں پر اپنا سایہ کردیگا۔

ایک سید کی کتاب

حضرت مولانا سید شاہ سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواروی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی نے ایک نہایت ضروری کتاب قلم بند کی ہے جس میں غیر مسلم لیڈروں کے بیانات اور خیالات ہندوستانی مسلمانوں کی نسبت اور پاکستان کی نسبت جمع کئے گئے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مسلمانوں کو عقل آئے گی۔ اور وہ اپنے انجام اور مستقبل کو پڑوسیوں کے خیالات کے آئینے میں دیکھ لینگے اور ان کو یہ بھی معلوم ہوجائیگا کہ ان کے اندر کیا کیا قوتیں پوشیدہ ہیں جن کو وہ خود نہیں جانتے ہیں۔ مگر ان کے حریف جانتے ہیں۔ اور حریفوں کی زبان سے جب مسلمانوں کو اپنی طاقتوں کا علم ہوگا تو ان کو درویشوں کا بتایا ہوا وہ مقام حاصل ہوجائیگا جس میں یہ ارشاد ہے کہ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا وہ خدا کو پہچان لیتا ہے۔

مولانا سید حسن مثنیٰ پھلواروی کی یہ کتاب بہت بڑی ہے۔ اور موجودہ زمانے میں طباعت کی آسانیاں میسر نہیں ہیں۔ اس واسطے میں نے ان کو رائے دی ہے کہ وہ اپنی کتاب کے اقتباسات مسلم لیگ کے روزانہ اخباروں میں چھپوانے شروع کردیں تاکہ ساری امت اپنے پڑوسیوں کے خیالات

سے آگاہ ہو جائے اور اپنی طاقتوں سے بھی آگاہ ہو جائے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ مسلم لیگ کے اخبارات تجارتی رقابتوں سے بے نیاز ہو کر اس نظام سے مضامین ایک دوسرے سے فوراً نقل کر لیا کریں تاکہ مولانا سید حسن مثنیٰ کو الگ الگ بھیجنے کی ضرورت نہ رہے۔

میری کتاب

میں نے بھی "ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی" نام کی کتاب ابھی حال میں شائع کی ہے جو دو سو برس پہلے کی تاریخ کا آئینہ ہے۔ یعنی دو سو برس پہلے ہندوستان کے ہندوؤں نے مسلمانوں کی نسبت کیا ارادہ کیا تھا۔ اور مسلمانوں نے اُن کے ارادے کا کیا جواب دیا تھا۔ جہاں تک حالات اور خیالات کا تعلق ہے۔ موجودہ زمانہ بھی دو سو برس پہلے کے زمانے سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ لہٰذا مسلم لیگ کے اخباروں کے لئے موزوں ہوگا کہ وہ مولانا سید حسن مثنیٰ کی کتاب کے اقتباسات کی اشاعت کے ساتھ ہی میری کتاب کے اقتباسات بھی اپنے ہاں شائع کر دیں تاکہ مسلمان گذشتہ اور موجودہ خیالات اور حالات کا اندازہ کر سکیں۔ میں یہ کتاب مسلمان اخباروں کو بلا قیمت بھجوا دوں گا۔

اخبار نویسی کی صلاحیت

تمام ہندوستان کے مسلمان اپنی اس کمی کو جانتے ہیں کہ انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں میں اخبار نویسی کی صلاحیت بہت کم ہے۔ اور مسلمان اخباروں میں باہمی رابطہ بھی کم ہے جب مسلم لیگ نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا ہے۔ تو اب مسلمان اخباروں کو بھی جدائی دور کر کے ایک دل اور ایک عمل ہو جانا چاہیے۔ مسلم لیگ کو حریف اخباروں سے الجھنے کی ضرورت ... ہے بلکہ مسلمان نوجوانوں میں انگریزی اور اُردو اخبار نویسی کی صلاحیت بڑھا کر نئے کاموں میں ایک زبان ہو جانا چاہیے۔

نشری قابلیت کی کمی

مسلمانوں میں لفظ تبلیغ کا چرچا تیرہ سو برس سے ہے۔ مگر انھوں نے موجودہ زمانے میں لفظ تبلیغ کے بڑے اور گہرے اور وسیع معانی کے موافق اب تک تبلیغ کا کوئی کام نہیں کیا ہے لیکن پاکستان قائم ہو جانے کے بعد ایسے مسلمانوں کی فوری ضرورت پیش آئے گی جو نشری قابلیت اور صلاحیت اور اہلیت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اس کام کے لئے کالجوں اور اسکولوں اور عربی مدرسوں کے طلبا کو فوراً متوجہ ہونا چاہیے۔

سنیما دیکھنے کا التوا

جب تک صوبوں کے الیکشن ختم نہ ہوں۔ ہندوستان کے ہر مسلمان عورت مرد کو عہد کر لینا چاہیے کہ وہ سنیما نہیں دیکھے گا تاکہ پوری یکسوئی اور پورے جوش کے ساتھ مسلم لیگ کے صوبجاتی انتخابات کا کام کیا جا سکے۔

شادیاں ملتوی کر دی جائیں

جب تک الیکشنوں کا کام جاری رہے۔ مسلمان اُمت اپنے گھروں کی شادیاں ملتوی رکھے۔ کیونکہ جب کہ ہم سب اپنی قومی ہستی کو قائم کرنے اور تباہی سے بچانے کے لئے تمدنی جنگ کے میدان میں نکلنے والے ہیں۔ اُس وقت شادیاں مناسب نہیں ہیں۔

لفظ "قوم" کے بدلے لفظ "اُمت"

لڑائی کے وقت وہی فوج کامیاب ہوتی ہے جو اپنے حریف کے سامنے امتیازی نشانات رکھتی ہو۔ اور چونکہ لفظ "قوم" آجکل لفظ نیشن کے ترجمے کے طور پر مسلم اور غیر مسلم دونوں میں یکساں مروج ہے۔ اس واسطے مسلمانوں کو اپنا امتیازی لقب مقرر کرنا چاہیے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ ہمارے لئے "اُمت" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

رُوسی خیالات کا بائیکاٹ

تمام دُنیا میں موجودہ رُوسی حکومت کے خیالات "کمیونزم" کے نام سے پھیل گئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی یہ خیالات بہت زیادہ رائج ہو گئے ہیں اور مسلمانوں میں بھی اِن خیالات نے اثر پیدا کر لیا ہے۔ مگر یہ وقت اس بحث کا نہیں ہے کہ رُوسی خیالات میں خوبیاں کتنی ہیں اور خرابیاں کتنی ہیں۔ بلکہ یہ سوچنے کا وقت ہے کہ مسلمان اُمت اپنی سیاسی تنظیم کے لئے تمام دُنیا میں متحرک ہو گئی ہے۔ اور اسلام کے حریفوں نے اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ ان میں کچھ حریف مسلمان اُمت کے دوستوں کی شکل میں آگے بڑھے ہیں۔ اور کچھ حریف علانیہ دشمنوں کی صورتوں میں کھلم کھلا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور کھلم کھلا حریفوں میں روس سب سے زیادہ نمایاں ہے اور اُس نے ترکوں اور ایرانیوں کو دھمکیاں دینے کے لئے قدم بڑھایا ہے۔ لہٰذا ہندوستان کے اُن مسلمانوں کی عقل مندی اس میں ہے کہ وہ کچھ دن کے لئے یا ہمیشہ کے لئے رُوسی خیالات کو خیرباد کہیں۔ اور اپنی اُمت کی سلامتی جس میں نظر آئے اُس گروہ میں آ جائیں۔ ورنہ اگر وہ اُمتِ عالم سے باہر رہ گئے تو اسی طرح فنا ہو جائیں گے جس طرح اُن جماعتوں کا اثر اور اقتدار فنا ہو گیا ہے یا فنا ہو جائیگا جو کانگرس کے ساتھ ہیں اور جس کا تماشا آجکل کے زمانے میں ساری دُنیا نے دیکھ لیا ہے۔

ایک سیاسی چال

ہندوستان کے نامور لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک سیاسی حکمت عملی پر ملک کو توجہ دلائی ہے کہ نیشنل فوج کے کپتان شاہ نواز کو پنجاب کے الیکشن میں کھڑا کیا جائے۔

درحقیقت پنجاب اور سرحد میں جو یک جہتی اہل اسلام میں پیدا ہوئی ہے اُس نے کانگرس ہی نہیں بلکہ دُنیا کی ایک بڑی طاقت برطانیہ کو بھی ششدر کر دیا ہے۔ اور اگر کیپٹن شاہ نواز کو پنجاب میں کھڑا کیا گیا تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور نہ اُس سے وہ سیاسی نتیجہ برآمد ہو سکیگا جو پنڈت جی اور اُن کی پارٹی کے دل میں ہے۔ کیونکہ شیعہ سُنّی کی تیرہ سو برس کی پرانی کش مکش سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جب کانگرس نے مسلمانوں کی احرار پارٹی کو اشارہ کیا۔ اور احرار پارٹی نے مختلف شہروں میں مدح صحابہؓ اور قدح صحابہؓ کی آگ بھڑکانی چاہی تاکہ شیعہ سنّی جُدا ہو جائیں تو کسی جگہ بڑے مقام پر احرار کامیاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ جب لکھنؤ میں کانگرسی حکومت تھی تو اُس وقت مدح صحابہؓ اور تبرا ایجی ٹیشن نے دونوں قوموں کے آپس میں بہت زیادہ جُدائی ڈال دی تھی۔ لیکن آج وہی آپس میں لڑنے والے شیعہ سنّی ہیں کہ احرار کی تحریک مدح صحابہؓ کی ہنسی اُڑاتے ہیں اور ایک شیعہ سنّی بھی آپس میں لڑنا نہیں چاہتا۔

جب سید جمال الدین افغانی کی تحریک سے ایران کے بڑے مجتہد صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ تمباکو کا استعمال حرام ہے۔ کیونکہ ایران کے وزیر اعظم نے رُوس سے رشوت لے کر ایران کے تمباکو کا روس کو ٹھیکہ دیدیا تھا اور ناصر الدین قاچار شہنشاہ ایران بھی اپنے وزیر کا ہم خیال ہو گیا تھا تو ایک دن صبح کے وقت شہنشاہ نے نوکر کو آواز دی "قلیان بیار" (حقہ لاؤ) نوکر نے جواب نہ دیا۔ کچھ دیر کے بعد شہنشاہ نے پھر پکارا "حقہ لاؤ" کسی نوکر نے جواب نہیں دیا۔ آخر شہنشاہ پلنگ سے اُٹھ کر باہر آ گیا۔ اور اُس نے خفا ہو کر کہا "اتنی دیر سے پکار رہا ہوں حقہ لاؤ حقہ لاؤ تم تعمیل کیوں نہیں کرتے ہو؟" غلاموں اور خدمت گاروں نے ہاتھ جوڑ کر کہا "مجتہد صاحب نے تمباکو کا استعمال حرام کر دیا ہے۔ ہم تمباکو کو ہاتھ نہیں لگا سکتے"

ایران میں ایک گھر بھی ایسا نہ تھا جہاں اس فتوے کے بعد کسی ایرانی نے تمباکو کو ہاتھ لگایا ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُسی دن بادشاہ اور وزیر اعظم نے تمباکو کا روسی ٹھیکہ منسوخ کر دیا۔

یہی حال ہندوستان کا ہے۔ یہاں کے مسلمانوں نے اپنی تیرہ سو سال کی پُرانی۔ مگر خُفتہ۔ سوئی ہوئی اخوت کو بیدار کر لیا ہے۔ اب اُن کی اخوت میں کوئی حکمت اور کوئی تدبیر اور کوئی طاقت رخنہ نہیں ڈال سکتی۔ ایک کیپٹن شاہ نواز نہیں ہزار کیپٹن شاہ نواز۔ پنڈت جی کی کانگرس کے بیل پر سوار ہو کر پنجاب میں آ جائیں تب بھی کوئی مسلمان اُن کو ووٹ نہیں دیگا۔

اشتہار مشعر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

بعدالت چوہدری محمد عبداللہ چیمہ پی۔سی۔ایس سب جج درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۶۲۴ بابت ۱۹۴۵ء

عمر دراز علی ولد سید برخوردار علی قوم سید ساکن کشمیری دروازہ دہلی۔ مدعی۔

بنام مسماۃ سعیدہ بیگم وغیرہ سکنۂ دہلی مدعا علیہ

دعویٰ حقوق زن و شو

بنام (۱) مسماۃ سعیدہ بیگم بنت عبدالکریم (۲) عبدالکریم ولد کلن (۳) مسماۃ خانم زوجہ عبدالکریم ساکن شیدی سرائے مراد آباد۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم مسمیان مسماۃ سعیدہ بیگم۔ عبدالکریم۔ مسماۃ خانم تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتے ہیں اور روپوش ہیں۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام مسماۃ سعیدہ بیگم۔ عبدالکریم۔ مسماۃ خانم۔ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر فریق مذکور بتاریخ ۴ ماہ جنوری ۱۹۴۶ء کو بمقام دہلی صدر کچہری حاضر عدالت ہذا نہیں ہوں گے تو اُن کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آ دیگی۔

آج بتاریخ ۸ ماہ دسمبر ۱۹۴۵ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (مہر عدالت) دستخط حاکم

اسرار اسم اعظم کی تقسیم

منادی کے جو ناظرین کتاب اسرار اسم اعظم تقسیم کرنی چاہیں وہ دفتر اخبار منادی سے کتاب اسرار اسم اعظم کی کچھ جلدیں منگا کر اپنے پاس رکھ لیں اور جس شخص کو رازداری کے قابل سمجھیں اور وہ شخص رازداری کا اقرار بھی کر لے اس کو ایک ٹیپے ہدیے میں ایک کتاب دیدیا کریں۔

اب یہ کتاب ختم ہونے کے قریب ہے ختم ہونے کے بعد دوسری دفعہ چھپوانے میں بہت دیر لگے گی۔

ملنے کا پتہ: مینیجر دفتر اخبار منادی دہلی

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۳ حج ۱۳۶۴ھ ۲۹ نومبر ۱۹۴۵ء جمعرات دہلی

ساس کی نیاز خواجہ بانو کی والدہ امت الوحید بانو کی وفات ۲ محرم کو ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ وہ میری سالگرہ کا دن ہے اس واسطے یہ نیاز کچھ دن پہلے ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آج سید ابن عربی اور اُن کی بیوی شاہد بانو نے شب دیگ اور گاجر کے حلوے پر نیاز دلوائی تھی۔ میں نے یہ دونوں چیزیں البتہ تبرک کے چکھی تھیں۔

سید مسعود حسین خان بہادر سید محمد صاحب دہلوی کے فرزند سید مسعود صاحب ملنے آئے تھے جو کلکتے کے محکمۂ جہاز رانی میں ایک افسر ہیں بہت ہونہار اور لائق نوجوان ہیں۔ میری اُن سے قرابت بھی ہے۔

اظہر الدین احمد نظامی راشننگ انسپکٹر اظہر الدین احمد نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ اُستاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے۔

علی گڑھ کا سفر ملتوی پہلی دسمبر کو ہز ہائینس سر آغا خاں علی گڈھ میں آنے والے ہیں۔ بحیثیت ممبر کورٹ میرا بلاوا بھی تھا۔ مگر بیماری اور ناتوانی کے سبب معذرت کا تار بھیج دیا۔

طبی معائنہ آج میجر شاہ صاحب سول سرجن دہلی نے ارون اسپتال میں میرا طبی معائنہ کیا تھا۔ اور حسب ذیل تشخیص لکھی تھی: "دل کی حالت اچھی ہے۔ تمام اعضائے رئیسہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ صرف خون کا دباؤ کم ہے۔ قارورے امتحان کرنے کے بعد رائے قائم ہو سکے گی۔ کہ گردے اور مثانے کی حالت کیسی ہے"۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک پیٹنٹ دوا بھی لکھ کر دی جو میں بازار سے لے آیا ہوں۔ اُن کی رائے ہے کہ ان گولیوں سے بہت فائدہ ہوگا۔

سیٹھ محمد ابراہیم صاحب کل شام کو سیٹھ محمد ابراہیم صاحب مدراس والے ملنے آئے تھے مگر میں موجود نہ تھا۔ آج پھر بعد مغرب ملنے آئے تو ایمان خانے میں ملاقات ہوئی اور عشا کے وقت تک بات چیت کرتا رہا۔

۲۴ حج ۱۳۶۴ھ ۳۰ نومبر ۱۹۴۵ء جمعہ دہلی

ٹکٹ آگئے حیدر آباد جانے کے لئے آج چھ سکنڈ کلاس ٹکٹ آگئے اور سیٹیں بھی ہو گئیں ۳ دسمبر پیر کے دن تین بجے دہلی سے خواجہ بانو اور ابن عربی اور حسن ابوطالب اور امام مہدی اور کوثر بانو کے ساتھ روانگی ہو گی۔

شیخ فیروز الدین صاحب دہلی کے مشہور سوداگر شیخ فیروز الدین محمد شفیع صاحب جاپان والے ملنے آئے تھے۔ وہ ابھی حال میں کلکتے سے آئے ہیں۔ جہاں اُن کا صدر دفتر ہے۔ ایک مہینہ پہلے بھی انہوں نے ڈیڑھ سو روپے درگاہ کے مجلس خانے اور درگاہ کی مسجد کے شمالی جنوبی گنبدوں میں بجلی کی فٹنگ کرانے کے لئے دیے تھے اور اس کے بعد بارہ سو روپے کا ایک ڈرافٹ روشنی وغیرہ کار خیر کے لئے بھیجا تھا۔ اور آج میر مسافر خانے میں پردہ نشین عورتوں کے لئے ایک مکان بنوانے کی غرض سے ایک ہزار روپے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ اور مسافر خانہ وغیرہ مقامات خود جاکر دیکھے۔ یہ چشتیہ خاندان میں مرید ہیں اور کار خیر کے لئے ہر مقام پر ہمیشہ فراخ دلی کے ساتھ روپیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اردو ادب کا بہت اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ تجارتی اور سیاسی سمجھ بھی اعلٰے درجے کی ہے چشتیہ خاندان کے خاص اذکار و اشغال بھی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے سورہ فاتحہ کا عمل بتایا ہے۔ وہ بھی پابندی سے پڑھتے ہیں۔

آغا طاہر میرے معنوی استاد شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد دہلوی کے پوتے آغا طاہر صاحب چند مسلمانوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

گڑ کی بھیلیاں میرے دوست چودھری شیونا تھ سنگھ صاحب تگا میرے لئے خانہ ساز گڑ کی بھیلیاں لائے تھے۔ وہ ہر موسم میں اپنے باغوں کے آم لاتے ہیں اور گڑ بھی لاتے ہیں۔ ہندی زبان میں اردو کا عمدہ لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں کانگرسی خیال کے ہیں مگر میری چشتی پارٹی کے ممبر بھی ہیں۔ اور اُن کے ذریعے اُن کے علاقے کے ایک سو آدمی چشتی پارٹی کے ممبر بنے ہیں۔

نواب زادے لیاقت علی خاں کل شام کو کل ہند مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری نواب زادے لیاقت علی خاں صاحب سے ملنے گیا تھا۔

فوجی نمائش زید پاشا اور حسن ابوطالب اور امام مہدی اور ولی کو فوجی نمائش دکھانے لے گیا تھا۔

امین الملک سر میرزا اسمٰعیل ریاست جے پور کے وزیر اعظم امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب سے امپیریل ہوٹل نئی دہلی میں ملنے گیا تھا۔ اُن کے صاحبزادے ہمایوں میرزا صاحب اور اُن کی بہو اور بیوی کی بڑی بہن اور بڑی بہن کے شوہر کے نمازی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی اب خدا کے فضل سے صحت درست ہو گئی ہے۔ آج رات کو بھی نیند اچھی آئی۔

ملک سلطان محمود صاحب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے مرید خاص ملک

سلطان محمود صاحب ملنے آئے تھے تئیس برس کے بعد ملاقات ہوئی۔ کسی قسم کی تبدیلی اُن کی جسمانی حالت میں نہیں ہوئی ہے۔ لاہور والے سعادت نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

نشریات مسلم لیگ چونکہ جمعیت علما مسلم لیگ کے خلاف ہے۔ اور ایسی نشریات جمعیت علما کی طرف سے مسلم لیگ کے خلاف ہوتی رہتی ہیں جو مذہبی رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور جن کا مذہبی طبقوں پر مغالطہ آمیز اثر ہوتا ہے۔ اس واسطے میں نے ارادہ کیا ہے کہ جب تک الیکشن کی گرماگرمی رہے میں منادی میں آٹھ صفحے کا اضافہ کردوں۔ اور ان آٹھ صفحات میں جمعیت علما کے مغالطہ آمیز نشریات کی حقیقت کھول دی جایا کرے۔ مگر ایسے انداز سے کہ قرآن و حدیث کو اصلی صورت میں پیش کیا جائے تاویلات کچھ نہ ہوا کرے۔

مسجدوں کے امام صاحبان ہندوستان کے بارہ صوبوں کے ہر بڑے شہر اور قصبے کی جامع مسجدوں میں منادی کی ایک ایک کاپی بھیجی جائے تاکہ ہر مسجد کے امام صاحب جمعیت علما کی مغالطہ آمیز نشریات سے باخبر ہو جائیں۔

پانچ ہزار پرچے اس مقصد کی تکمیل کے لئے منادی کے پانچ ہزار پرچے زائد طبع کرانے ہوں گے۔ اور اگر مسلم لیگ والوں نے اپنے چھوٹے بڑے علاقوں کے لئے ایک ایک پرچہ لیا تو اور بھی زیادہ تعداد درکار ہوگی مگر میں اس خرچ کو مسلمان قوم کے مستقبل کے لئے بیحد ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ مسلم لیگ کی طرف سے ان مغالطہ آمیز نشریات کا کوئی جواب شائع نہیں ہوتا۔ اخباروں کی رواجی چیزیں شائع ہوتی رہتی ہیں جن کا مذہبی طبقوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

۲۵ رجب ۱۳۶۴ھ یکم دسمبر ۱۹۴۵ء شنبہ دہلی

سرد اور برد ایک فارسی ہے دوسرا عربی ہے۔ پورا نسو بے نقطہ ہے۔ اور معنی ٹھنڈک کے ہیں۔ بچوں کو دیکھتا ہوں وہ اکہرے کپڑے پہنے ہوئے دوڑے پھرتے ہیں اور اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ سردی سے ٹھٹھرا جاتا ہوں روزانہ صبح سورج کی طرف پیٹھ کرکے دھوپ میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور جب فیضان آفتاب سے گرما جاتا ہوں تو اندر کمرے میں چلا جاتا ہوں۔

ملاقاتیں آج ایک دوست کے ساتھ رائے بہادر رکھنہ صاحب کے ہاں گیا تھا۔ وہ امرتسر سے واپس نہیں آئے تھے۔ اُن کے پہاڑی نوکر رامانند نے بہت تمیزداری سے خاطر مدارات کی۔

مسٹر ڈیوس سے ملاقات سول انڈسٹری سپلائی ڈپارٹمنٹ کے افسر مسٹر ڈیوس اور مسٹر یوانڈ سے ملاقات کی تھی۔ اور مسٹر فلٹن صاحب سے بھی ملا تھا۔ اور مسٹر گوتم سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور رائے بہادر رکھنہ صاحب اور رائے صاحب مسٹر پوری اور رائے بہادر لاڈلی پرشاد صاحب سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور مسٹر اکبر حیدری صاحب سے بھی ملا تھا۔

فرانس انفارمیشن آفس واپسی میں فرانس انفارمیشن آفس میں گیا تھا اور بہت سے فرانسیسیوں اور اُن کی خواتین سے ملاقات کی تھی جن میں انڈوچائنا جانے والے کچھ فوجی افسر بھی تھے۔ جنرل ڈیگال صاحب کی ایک تصویر بھی مجھے دی گئی اور میں نے جنرل ڈیگال صاحب کو ایک قلمی قرآن شریف بطور ہدیے کے دیا جو فرانسیسی نمائندے بذریعہ ہوائی جہاز پرسوں فرانس لے جائیں گے۔

تمیز کا ترجمہ آج مسٹر ڈیوس نے مجھ سے پوچھا کہ تمیز کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہونا چاہیے؟ میرے ساتھی دوست نے جواب دیا تمیز اور تمیزداری کو "ایٹی کیٹ" کہہ سکتے ہیں۔

۲۶ رجب ۱۳۶۴ھ ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء اتوار دہلی

شادیاں ہندوؤں میں دیو جاگتے ہیں۔ تو شادیوں کی بھرمار ہو جاتی ہے مسلمانوں میں محرم آنے سے پہلے شادیوں کا تانتا لگ جاتا ہے آج دہلی میں اتنی زیادہ شادیاں تھیں اور اتنے زیادہ بلاوے آئے تھے کہ اگر میں سب جگہ جاتا تو لوگ مجھے سورج دیوتا ماننے لگتے جو روزانہ ہر گھر میں پہونچ جاتا ہے۔ مگر میں صرف تین شادیوں میں گیا تھا۔ ایک حکیم ملنسار نظامی کے سالے صاحب کی شادی میں۔ اور دوسرے سید وصی احمد صاحب کی بیٹی کی شادی میں اور تیسرے اپنے دوست عبداللطیف خاں صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر دہلی کی بیٹی کی شادی میں۔ پہلی شادی کی برات کٹرہ شیخ چاند میں گئی تھی۔ اور دوسری شادی رودگروں کے محلے میں ہوئی تھی۔ نکاح میں نے پڑھایا تھا۔ میرے مرحوم دوست واحد علی صاحب زار کے چھوٹے بیٹے کا نکاح میرے قرابت دار سید وصی احمد کی بیٹی سے ہوا تھا۔ موٹر شہر میں داخل ہوئی تو ہر بازار اور ہر گلی میں براتیں جاتی ہوئی ملیں۔ اور شام کو دوبارہ دہلی گیا۔ تب بھی ہر گلی اور ہر سڑک پر براتیں آتی ہوئی ملیں۔

شام کو بعد مغرب ملی کے ساتھ عبداللطیف خاں صاحب نیازی کی صاحبزادی کی شادی میں گیا تھا۔ تعلیم یافتہ لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ ہندو اور سکھ مہمان بھی تھے۔ دولھا کیپٹن عبدالوحید خاں نیازی صاحب کے بھائی کے بیٹے ہیں۔ بہت خوبصورت اور شائستہ جوان ہیں۔ میں نے ان سے مصر اور اٹلی کی لڑائیوں کے بہت دلچسپ حالات سنے۔ چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب جج فیڈرل کورٹ نے نکاح پڑھایا انھوں نے کھڑے ہو کر نکاح کے خطبے کی آیات پڑھ

پھر اُن کا ترجمہ سُنایا پھر حقوق زوجین کا فلسفہ ان آیات واحادیث سے حاضرین کو سمجھایا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ سے دریافت کیا "کیا آپ عبدالوحید خاں صاحب سے پندرہ ہزار روپے مہر پر اپنی لڑکی کا نکاح چاہتے ہیں۔ اور نکاح کرنے کی اجازت دیتے ہیں" ؟ لڑکی کے باپ نے اقرار کیا۔ تب انھوں نے کھڑے کھڑے دولھا سے پوچھا "کیا تم عبداللطیف خاں نیازی کی فلاں لڑکی سے پندرہ ہزار روپے مہر پر نکاح قبول کرتے ہو" ؟ عبدالوحید خاں نے جواب دیا "قبول کرتا ہوں اور قبول کیا" اس کے بعد میں نے عربی میں دُعا مانگی اور سر ظفراللہ خاں صاحب کے خطبے کی تائید میں کچھ کلمات کہے۔ اس کے بعد دولھا کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور رات کو ۹ بجے گھر میں واپس آکر خبریں سنیں۔

قوالی آج شام کو ۴ بجے میرے ہاں موتی محل میں قوالی ہوئی تھی۔ دو انگریز مہمان آئے تھے۔ مدراس والے سیٹھ محمد ابراہیم صاحب اور سیالکوٹ والے محمد صدیق اخوانی نظامی اور شیخ قمرالٰہی نظامی اور دہلی کے چودھری محی الدین صاحب میونسپل کمشنر وغیرہ احباب شریک ہوئے تھے سردار حسین دہلوی نے بین باجہ اور وائلن بجاکر اپنے کمالات سُنائے۔ وہ گاتے نہیں ہیں لیکن مذکورہ باجے بجانے میں بڑا کمال رکھتے ہیں۔ نوعمر ہیں۔ چاندنی محل میں رہتے ہیں۔ شیعہ عقائد رکھتے ہیں۔ یعقوب خاں قوال کا گانا بھی ہوا تھا رب نواز خاں صاحب ملتان والے ملنے آئے تھے

وفات نہایت افسوسناک خبر سنی کہ میرے دوست مولانا سید محمد مہدی جعفری برادر حقیقی مولانا سید محمد جعفری ایڈیٹر روزانہ اخبار ملت دہلی نے دق کی بیماری میں وفات پائی۔

ملا واحدی صاحب میرے دوست ملا واحدی صاحب اور اُن کے تینوں لڑکے سید احمد مجتبیٰ اور سید علی مقتدیٰ اور سید موسیٰ رضا آج میرے ساتھ دہلی کی دو شادیوں میں شریک ہوئے تھے۔ رات کو حکیم ملنسار نظامی کے سالے صاحب نے شادی کا بہت سا کھانا بھیجا تھا۔ آج دن بھر میرے سفر کے انتظامات ہوتے رہے۔

ٹکٹ خریدا میرے اور خواجہ بانو وغیرہ کے پانچ سکنڈ کلاس ٹکٹ پہلے آگئے تھے۔ اور حسن ابوطالب کا ٹکٹ آج جاکر خریدا۔ اب وہ سولہ برس کا ہونے والا ہے۔ میں نے واحدی صاحب سے کہا "ہم خواجہ حسن نظامی آنجہانی ہیں۔ اور ہمارا یہ لڑکا" خواجہ حسن نظامی ایں جہانی "ہے۔

آج رات کو نیند اچھی آئی۔ تہجد کے وقت بارہ پوسٹر لکھے۔ سردی بہت زیادہ ہے۔

۲۷ محرم ۱۳۶۴ھ ۳؍ دسمبر ۱۹۴۵ء پیر دہلی

سفر حیدرآباد آج شام کو تین بجے حیدرآباد جانا ہے اس لئے صبح سے ۱۱ بجے تک واحدی منزل میں رہا اور دفتر کے انتظامات کئے۔ روشن لال محمد صدیق اخوانی نظامی اور شیخ قمرالٰہی نظامی اور حکیم نورالدین صاحب مدنی ملنے آئے۔ لالہ منشی لال صاحب جین بھی ملنے آئے تھے۔

کتابوں کے نو صندوق چونکہ حیدرآباد میں سردی کا پورا موسم بسر کرنا ہے اس واسطے زیر تصنیف کتابوں کے لئے نو صندوق کتابوں کے ساتھ لئے ہیں۔ عبدالنعیم خاں صاحب بھی ساتھ جارہے ہیں جن سے خطوط اور مضامین لکھواتا ہوں۔ سکنڈ کلاس کے دو درجے ریزرو کرائے ہیں۔ گھر سے روانہ ہوا تو دفتر کے اور بستی کے بہت سے آدمی موٹر تک پہونچانے آئے۔ اور علی اور زید پاشا اور صادق عربی اور محمد یونس اور مرزا سہراب شاہ اور بوا کریمیا اور حسن محمد نظامی ریل تک پہونچانے آئے۔ اظہرالدین احمد نظامی بی اے اور سیٹھ محمد عبدالرحیم صاحب مدراس والے بھی ریل پر رخصت کرنے آئے تھے۔ سید ابن عربی اور حسن ابوطالب ایک درجے میں ہیں۔ اور میں اور خواجہ بانو اور کوثر بانو اور امام مہدی ایک درجے میں ہیں۔ چودھری محمد امین صاحب نے آج بھی خود آکر میری آسائش کا پورا انتظام کرایا۔ تین بجکر میں منٹ پر ریل دہلی سے روانہ ہوئی۔ متھرا پر میں نے ریل کا کھانا منگاکر کھایا۔ اور سب نے ساتھ لایا ہوا کھانا کھایا۔

آگرہ عشا کے قریب ریل آگرے پہونچی۔ جہاں مہاشے عبدالکریم نظامی بانی نومسلم آشرم آگرہ اور محمد رحیم صاحب چمن مالک پلازہ بوٹ ہاؤس آگرے کے ممتاز اصحاب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ سب نے پھولوں کے ہار پہنائے۔ مہاشے عبدالکریم نظامی نے آگرے کی مٹھائی اور نمکین دال ساتھ کی۔

دورہ ہوگیا میں دروازے میں کھڑا ہوا بات کررہا تھا یکایک شدید دورہ شروع ہوگیا۔ محبوب نگام حاضرین سے معافی مانگ کر درجے کے اندر آیا اور پانی پیا پانی پیتے ہی ۱۰ منٹ میں دورہ جاتا رہا۔ اور میں نے پھر واپس جاکر احباب سے بات چیت کی۔ آگرے میں ایجوکیشنل کانفرنس ہونے والی ہے۔ اور ایک کالج بھی بننے والا ہے جس کی تفصیلی بات چیت ہوئی

گوالیار رات کو دس بجے ریل گوالیار پہونچی۔ حسین کے ہم زلف حکیم سید احسان علی صاحب ملنے آئے تھے۔ مگر میں دورے کی ناتوانی کے سبب اُٹھ نہ سکا۔ لیٹے لیٹے بات کی۔ رات کو سردی زیادہ تھی۔ اور دورے کا اثر بھی صبح تک رہا۔

۲۸ محرم ۱۳۶۴ھ ۴؍ دسمبر ۱۹۴۵ء منگل حیدرآباد کی ریل

آج دن بھر لیٹا رہا اور اُردو اخبار پڑھتا رہا۔ دونوں وقت ریل کا کھانا منگا کر سب نے کھایا۔ عشا کے وقت ناگپور آیا کیونکہ گاڑی ۴ گھنٹے لیٹ ہوگئی ہے۔ رخان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب اور

اُن کے صاحبزادے جو سی پی کے ایڈوکیٹ جنرل ہیں۔ ملنے آئے تھے۔ اور کھانا بھی لائے تھے ریل کو چار گھنٹے انتظار کرنا پڑا۔

لطیفہ خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب نے کہا: "اگر دہلی واپس جانے کی ضرورت ہو تو گاڑی حاضر ہے" میں نے تعجب سے اُن کو دیکھا۔ تب اُنھوں نے کہا "حیدر آباد سے آنے والی گاڑی جو صبح ناگ پور سے دہلی جایا کرتی ہے وہ نو گھنٹے لیٹ ہے وہ ابھی آئی ہے۔ اور ابھی دہلی جا رہی ہے۔ آپ کو اس میں بہت اچھی جگہ مل جائیگی۔

تنداصاحب حیدر آبادی ریلوں کے افسر اعلٰے تنداصاحب بھی دہلی سے ساتھ چلے ہیں۔ یعنی اُن کا سیلون بھی میری ٹرین میں لگا ہوا ہے بہت اچھا ہوا کہ اُن کے سامنے ریل لیٹ ہوئی اور اُن کو اندازہ ہو گیا کہ اُن کے انتظام میں کیا کیا خرابیاں اور کیا کیا خوبیاں ہیں۔

ناگ پور سے سردی کا زور کم ہونا شروع ہوا رات کو بہت آرام سے سویا۔

سات خط لکھے آج ریل میں دہلی کے لئے مختلف اصحاب کو سات خط لکھے اور ناگ پور سے روانہ کرائے۔

۲۹ حج ۱۳۶۴ھ ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء بدھ حیدر آباد

قاضی پیٹھ ریل ٹھیک وقت پر آتی تو رات کو تین بجے قاضی پیٹھ جنکشن پر پہونچتی، جہاں حیدر آباد کی ریل تیار ملتی ہے۔ اور مدراس کی ریل سے کاٹ کر حیدر آبادی ڈبے اُس میں لگا دئے جاتے ہیں۔ مگر لیٹ ہو جانے کی وجہ سے صبح آٹھ بجے قاضی پیٹھ آیا۔ اور گیارہ بجے ریل سکندر آباد پہونچی۔ جن لوگوں کو میرے آنے کی خبر ہو گئی تھی وہ گاڑی لیٹ ہو جانے کی وجہ سے اسٹیشن پر نہ آسکے تھے تاہم خواجہ حسین نظامی اور مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی اور مسٹر رحمٰن اور سید سعید نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ضامن علی صاحب گستہ دار اور سید ذہین نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ وغیرہ اصحاب سکندر آباد پہونچ گئے تھے۔ خوش اقبال شاہ نظامی کے چھوٹے لڑکے حسن اقبال نظامی قاضی پیٹھ پر ملے تھے۔ اور وہاں سے سکندر آباد تک ساتھ آئے تھے خوش اقبال شاہ نظامی نے پھول پہنائے اور نذر دی۔ اور ناسوتی شاہ نظامی خیر مقدم کی نظم لائے۔ جو حسب ذیل ہے۔

پھر ہوا حضرتِ خواجہ کا میسر دیدار
ایک ہی ماہ میں یہ لطف ملا ہے دوبار
آگئے ہیں یہاں آپ مع اہل و عیال
ہم بھی حاضر ہیں عقیدت سے پئے استقبال
عید کا لطف ملا دیکھ کے روئے انور
نورِ ایمان سے معمور ہوئے قلب و نظر
آئے ہیں دور سے کچھ صدقہ عنایت کیجئے
درد تو دے ہی چکے درد کی لذت دیجئے
مانتے ہیں کہ نہیں ہم میں صفاتِ حسنہ
ہیں وہی ہم وہی ماحول و خیال کہنہ
دین کے واسطے لیکن نہیں کچھ قید کمال
خوب جی کھول کے کر دیجئے ہم کو مالامال
سب نظامی یہ دعا کرتے ہیں حق سے پیہم
شادمانی ہو نصیب آپ کو خواجہ ہر دم
آل و اولاد سے آباد رہے آپ کا گھر
دیر تک آپ کا سایہ رہے قائم اُن پر
آپ کے فیض سے خوش حال رہے ناسوتی
ہو میسر اُسے آرام سرائے گیتی

نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ نے موٹر بھیجی تھی۔ اور بھی کئی موٹریں موجود تھیں مگر میں سکندر آباد پر نہ اترا حیدر آباد اسٹیشن پر اترا۔ کیونکہ اسباب بہت زیادہ ساتھ تھا۔ حیدر آباد پر کامل الیقین نظامی اور عبد الظہور صاحب گستہ دار اور سکاکی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ بھیا ریڈی نظامی اور لطیف نظامی وغیرہ اصحاب موجود تھے۔ سکاکی شاہ اور کامل الیقین نے پھول پہنائے۔

اعلٰے حضرت کا قاصد سکندر آباد پر اعلٰے حضرت کا ایک قاصد خان بہادر نواب احمد نواز جنگ کا دعوت نامہ لے کر آیا تھا۔ آج ساڑھے تین بجے سکندر آباد کی واپسی کی خوشی میں باشندگان سکندر آباد نے ایک عظیم الشان جشن کی تقریب منعقد کی ہے اُس کا بلاوہ ہے۔

الحمرا اسپین کے مشہور شاہی محل الحمرا کے ڈیزائن پر فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ نے جوبلی پہاڑ پر ایک خوبصورت مکان اپنے لئے بنایا ہے جس کا نام "الحمرا" رکھا ہے۔ اور وہاں میرے ٹھیرنے کا انتظام ہوا ہے۔ بیت العزیز کا قیام ملتوی کر دیا گیا ہے۔

غسل کر کے کھانا کھایا جو سید سعید نظامی کے ہاں سے آیا تھا۔

شرکت جشن ساڑھے تین بجے حسین اور سید سعید نظامی کے ساتھ سکندر آبادی جشن کی شرکت کے لئے پہونچ گیا۔ حیدر آباد کے سب چھوٹے بڑے جاگیردار اور عہدے دار جمع ہوئے تھے۔ سکندر آباد کے ہندو مسلمان عمائد بھی سب تھے۔ نواب احمد نواز جنگ بہادر اور اُن کے بھائی مہمانوں کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ ریذیڈنٹ بہادر بھی تھے۔ اور اُن کی میم صاحبہ بھی تھیں۔ اور بھی بکثرت عورت مرد انگریز موجود تھے۔ سب کے آخر میں اعلٰے حضرت تشریف لائے۔ اُن کے ولی عہد ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادے اعظم جاہ بہادر اور بھائی نواب بسالت جاہ بہادر اور دوسرے شہزادگان بھی ساتھ تھے۔ سب سے پہلے نواب احمد نواز جنگ نے انگریزی زبان میں سپاس نامہ پڑھا۔ اُس کے بعد اعلٰے حضرت نے انگریزی زبان میں جوابی تقریر ارشاد فرمائی۔ اس کے بعد تمام حاضرین کو چائے پلائی گئی۔ جب اعلٰے حضرت

واپس جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کی۔

مبارک باد } میں ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے ظل سبحانی کی خدمت میں اور ظل سبحانی کی رعایا کو سکندر آباد کی واپسی کی مبارک باد دیتا ہوں۔ اعلیٰحضرت چلتے چلتے رک گئے۔ اور انھوں نے میرے بیان کو نہایت توجہ سے سماعت فرمایا۔ اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا اور تبسم فرمایا گویا مسلمانوں کی مبارک باد قبول فرمائی۔

ملاقاتیں } جلسے میں میرے قریب رضوی صاحب ہوم سکریٹری اور نواب عزیز نواز جنگ بہادر صدر المہام صرف خاص بیٹھے تھے۔ اُن سے بھی بات چیت ہوئی۔ راجہ دھرم کرن بہادر بھی میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ نواب صدر اعظم بہادر سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور اُن کی بیگم صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ نواب حسن یار جنگ بہادر اور نواب مہدی نواز جنگ بہادر اور نواب ذین یار جنگ بہادر اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب دوست محمد خاں صاحب اور نواب فرید نواز جنگ بہادر اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ اور نواب مقصود جنگ بہادر اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور مولوی محمد کرم اللہ صاحب اور مولوی غلام احمد خاں صاحب اور نواب اکبر جنگ بہادر اور مولوی عبد اللہ علاء الدین صاحب احمدی اور راجہ وینکٹ راما ریڈی صاحب اور مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب اور مولانا اروتن صاحب مالک دکن نیوز ایجنسی اور سید وحید الدین صاحب محمود ایڈیٹر رہبر دکن اور عارف صاحب ایڈیٹر اخبار صبح دکن وغیرہ بکثرت احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔

مولوی محمد عبد اللہ مخلص شاہ نظامی اور سعید ذہین نظامی اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور نواب سردار یار خاں نظامی اور سیٹھ عبد الستار صاحب اور اُن کے بھائی صاحب قیام گاہ پر ملنے آئے تھے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب بانی حیدر آباد بنک کی اہلیہ صاحبہ اور محبوب بانو نظامی اور چمن آرا بیگم صاحبہ بھی قیام گاہ پر ملنے آئیں تھیں۔

۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ ۶ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعرات حیدر آباد دکن

آخری دن } آج ۱۳۶۴ ہجری کا آخری دن ہے۔ کل سے ۱۳۶۵ ہجری شروع ہو جائیگا۔

جوبلی ہل } میں حیدر آباد شہر اور سکندر آباد شہر کے باہر ایک پہاڑ پر ہوں جس کو بنجارہ روڈ کہتے تھے اور اب جس کا نام جوبلی ہل ہو گیا ہے پہلے اس پہاڑی پر کوئی مکان نہ تھا۔ مہاراجہ سر کشن پرشاد مرحوم کے سکریٹری نواب مہدی نواز جنگ نے سب سے پہلے یہاں ایک مکان بنایا اور میں نے اس مکان کی تعمیر سے پہلے یہاں مغرب کی نماز پڑھی۔ اس وقت مہاراجہ بہادر بھی میرے ساتھ تھے۔ نماز کے بعد میں نے کہا یہاں ایک شہر آباد ہو جائیگا۔ یہ پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ اب یہاں سیکڑوں عالی شان محل اور کوٹھیاں اور بنگلے بن گئے ہیں۔ اور میں بھی ایک خوب صورت مکان میں مقیم ہوں۔

نواب مانڈور خاں } نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے چھوٹے بھائی نواب مانڈور خاں ملنے آئے تھے۔ وہ اپنی جاگیر پر جا رہے ہیں۔ میں اُن کو ماہ نور خاں کہتا ہوں ایک اور مہدوی نوجوان بھی ساتھ آئے تھے۔

منصور حلاج } آج میں نے حضرت منصور حلاج کی نسبت وہ مضامین سنے جو میں نے عربی۔ فارسی۔ انگریزی زبان کی کتابوں سے اردو میں نقل کرائے ہیں۔

فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ کی اہلیہ صاحبہ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ملنے آئے تھے مجذوب بانو اور اُن کی والدہ اور سید ذہین نظامی اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور سید سعید نظامی اور مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب اور رحمٰن صاحب ملنے آئے تھے۔ میں دن کو کچھ دیر سویا تھا۔ باغ میں چہل قدمی کی تھی سردی کم ہے۔ باغ بہت اچھا ہے۔

کھانا فیاض الدین نظامی کے گھر سے آتا ہے اُن کی اہلیہ نے بہت اچھا اہتمام کھانے کا کیا ہے۔

نواب سردار یار خاں نظامی ملنے آئے تھے۔ سوماجی گوڑے میں ان کا ایک مکان ہے۔

قرار پایا ہے کہ میں روزانہ شام کو ۷ بجے سے ۸ بجے تک وہاں بیٹھا کروں تاکہ شہر کے وہ غریب مرید جن کے پاس سواریاں نہیں ہیں میرے پاس ملنے آسکیں۔

عربی کل صبح اننت پور جائیں گے۔ حسین بھی چند روز کے بعد اننت پور چلے جائیں گے۔ میں جوبلی ہل کے مکان سے باغ عام کے سامنے نواب مہدی یار جنگ بہادر کے فرزند کے مکان میں چلا جاؤں گا تاکہ شہر کے مریدوں کو پہاڑ پر آنے کی تکلیف نہ ہو۔

چاند دیکھا } آج محرم ۱۳۶۵ھ کا چاند دیکھا۔ ۳۰ کا ہے۔ اس لئے بہت چمکدار اور بڑا ہے خوش اقبال شاہ نظامی میرے ساتھ تھے میں نے دعا کے بعد خوش اقبال شاہ کو مبارکباد دی۔ سید سعید نظامی کی لڑکی نئے چاند کی مبارکباد دینے آئیں۔ آنکھیں بند تھیں۔ شہر سے یہاں تک دس میل آنکھیں بند رکھیں کہ چاند دیکھنے کے بعد حضرت کا چہرہ دیکھوں کسی اور کا چہرہ نہ دیکھوں میں نے اس کو اپنی مسند پر بٹھالیا جو اس کے باپ نے اسپرنگ کی میرے لئے بنوائی ہے۔

رات کو نیند اچھی آئی۔ مہدی کو بخار ہو گیا ہے حسین رات کو ساڑھے گیارہ بجے واپس آئے۔

یکم محرم ۱۳۶۵ھ ۷ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعہ حیدرآباد دکن

خواجہ راجہ کی سالگرہ میرے مرید خواجہ راجہ لچھمارڈی نظامی کی آج سالگرہ ہے۔ انھوں نے آج ۶۹ سال میں قدم رکھا اور میں کل ۶۹ سال میں قدم رکھوں گا۔ آج صبح وہ اور ناسوتی شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی مجھے نئے سال کی تہنیت میں پھول پہنانے آئے تھے۔ اور مٹھائی بھی لائے تھے۔ میں نے بھی خواجہ راجہ کو ان کی سالگرہ کی تہنیت میں پھول پہنائے۔

دس ہزار روپے کی نذر حیدرآباد میں ہیکل اسم اعظم اور نظامیہ خانقاہ کی تعمیر کے لئے آج صبح حسب ذیل نذریں پیش ہوئیں۔ مولوی محمد مستان علی نظامی پانچ ہزار روپے۔ خواجہ راجہ لچھمارڈی نظامی چار ہزار روپے۔ کاکی شاہ نظامی ایک ہزار روپے۔

جمعہ کی نماز حسین کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت اور ولی عہد بہادر وغیرہ بھی نماز میں شریک ہوئے تھے۔

ناظم امور مذہبی مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی ممالک آصفیہ بھی مسجد میں ملے اور کہا کہ چونکہ وہ ہر مہینے رویت ہلال کی نسبت دہلی تار بھیجا کرتے ہیں اس دفعہ یہ خیال کرکے تار نہیں بھیجا کہ آپ حیدرآباد میں ہیں۔ میں نے کہا آئندہ تار کی روانگی میں کسی وجہ سے تعطل نہ ہونا چاہیے کیونکہ میں نے حیدرآبادی تار کی تشہیر و تبلیغ کا دہلی میں ایک مستقل انتظام کر رکھا ہے۔

خواتین ڈاکٹر محمد قمرالدین ہلالی شاہ نظامی کی بھتیجی بادشاہ بیگم نظامی اپنے بچوں کے ساتھ آئی تھیں۔ اور پان بھی لائی تھیں۔ سید ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کی اہلیہ ہمایوں بانو صاحبہ بھی ملنے آئی تھیں۔ اور محبوب بانو نظامی نے اپنے ہاتھ سے ماش کی دال پکا کر بھیجی تھی۔

کھانے کا انتظام مولوی محمد فیاض الدین نظامی کی بیگم صاحبہ نے کھانے کا بہت اچھا انتظام کیا ہے۔ صبح نماز کے وقت میز پر ناشتہ آجاتا ہے پھر ایک گھنٹے کے بعد اندر سب کا ناشتہ۔ ایک بجے سب کا کھانا آجاتا ہے۔ پھر رات کو سب کا کھانا۔

ان کا مکان "الحمرا" میری قیامگاہ "سلطانا" کے بہت قریب ہے۔ ایک دیوار کا فصل ہے۔

نئے سال کی توضیح آج باغ عام کی مسجد میں اعلیٰ حضرت حضور نظام نے نئے سال کی نسبت ایک توضیحی ارشاد فرمایا کہ کربلا کا غمناک واقعہ چونکہ محرم کے شروع میں پیش آیا تھا اس واسطے مسلمان قوم نئے سال کی خوشی قمری حساب سے نہیں کرتی بلکہ محرم کے بعد شمسی حساب سے جو نئے سال کی خوشی منائی جاتی ہے اُس میں شریک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شمسی اور قمری دونوں حساب خدا کے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے یہی موزوں طریقہ ہے کہ وہ نئے سال کی خوشی شمسی حساب سے منائیں تاکہ کربلا کے واقعات غم کا احترام بھی قائم رہے۔

ملاقاتی آج شام کو نواب سردار یار خاں نظامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب اور مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی اور مولانا عارف صاحب ایجنٹ اصفہانی چائے اور سلیم القلب رحمٰن صاحب اور معین صاحب اور مولوی فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی ملنے آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے بات چیت رہی تھی۔ ورنگل سے بھی مرحومہ احمدی بی نظامی کے دیور محمد افضل نظامی اور عبدالغفور نظامی ملنے آئے تھے۔ میں نے صبح ڈیڑھ میل پہاڑوں میں چہل قدمی کی تھی۔ اور رات کو اپنی سالگرہ کی پہلی رات ہونے کے سبب کچھ زیر مخصوص عبادت کی تھی۔ مہدی کے بخار میں کمی ہے۔ اور سب اچھے ہیں۔ سید ابن عربی اننت پور چلے گئے۔

برمحل آیات کی تلاوت اعلیٰ حضرت حضور نظام اپنی بنائی ہوئی مسجد باغ عام میں جمعے کی نماز پڑھا کرتے ہیں۔ اور نماز کے بعد قاری فخرالدین صاحب ان کو قرآن شریف کی چند آیات پڑھ کر سنایا کرتے ہیں۔ آج قاری صاحب نے جو آیات تلاوت کی تھیں جن میں غم کے مقامات کے وقت صبر کا ذکر تھا۔ اور اہل بیت کی مقبولیت اور پاکیزگی کا بیان تھا۔ [illegible] پر اور حاضرین پر ان آیات کا خاص اثر ہوا۔ اور میں نے قاری صاحب کو برمحل انتخاب آیات کی مبارکباد دی۔

غزل خوانی آج رات کو کچھ غزل خوانی بھی ہوئی تھی۔ مولوی محمد فیاض الدین نظامی نے ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی مرحوم کی ایک فارسی غزل بہت عمدہ طریقے سے پڑھی۔ اور پھر عراقی کی ایک غزل پڑھی۔ وہ موسیقی کے فن سے بھی واقف ہیں۔ آواز بھی بہت اچھی ہے۔ مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی نے مثنوی شریف کے ابتدائی اشعار خاص لحن سے سنائے۔

عزیز کمپنی آج حیدرآباد کی مشہور عزیز کمپنی میں بھی گیا تھا۔ یہاں ڈبل روٹیاں اور شیرمالیں اور کیک بروزن نیک وغیرہ اعلیٰ درجے کے تیار ہوتے ہیں۔ اور حیدرآباد کی یہ بہت قدیمی اور مشہور فرم ہے۔ مجھے اس فرم کی شیرمالیں بہت پسند ہیں۔ جو درویشوں کے دل کی طرح نرم ہوتی ہیں۔

قلمی کتاب مولوی فیاض الدین نظامی نے ایک قلمی کتاب مجھے دی تھی جو آج رات کو میں نے تمام و کمال دیکھ لی۔ اس میں مختلف رسالے ہیں۔ اور بیدر کے ایک عالم درویش کے لکھے ہوئے ہیں۔

اسپین کے عماراتی نقشے مولوی فیاض الدین نظامی نے اسپین کی اسلامی عمارتوں کے وہ نقشے بھی دکھائے جو دو انگریزوں نے تیس برس

کی لگاتار محنت اور جانفشانی سے تیار کئے ہیں۔

۲ محرم ۱۳۶۵ھ ۸ دسمبر ۱۹۴۵ء شنبہ حیدرآباد دکن

سالگرہ: آج میری سالگرہ ہے۔ عمر کے اڑسٹھ سال ختم ہوئے۔ اور انہتر سال میں قدم رکھا۔

تہنیت: آج خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور مولوی مشتاق علی نظامی اور اُن کے لڑکے سالگرہ کی مبارک باد دینے آئے تھے اور سب نے مجھے پھول پہنائے تھے۔ اور نذریں دی تھیں۔ کاکی شاہ نظامی شیشے کے ایک بڑے مرتبان میں اپنی دکان کی نہایت نفیس گلاب جامنیں لائے تھے۔ ناسوتی شاہ نظامی نے تہنیت کا قطعہ سنایا تھا جو یہ تھا۔

زبانِ حال سے گویا ہیں گلشن میں گل و لالہ
رہیں گیتی میں قائم یا الٰہی چاند[۵۰] اور ہالہ[۵۲]
کہو یہ فارسی میں مصرعِ تبریک ناسوتی
مبارکباد خواجہ سالگرہ شصت و نہ سالہ

اخوانی نظامی کا تار: روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی کا تار دہلی سے آیا ہے۔ لکھا ہے نئے سال کی اور سالگرہ کی مبارک باد قبول کیجئے۔

آج صبح چہل قدمی کے لئے نہ جا سکا۔ کیونکہ جسم کل پہاڑ کی ٹھنڈی ہوا کو برداشت نہ کر سکا تھا۔ البتہ دھوپ میں کچھ دیر چہل قدمی کی۔ مکان کے سامنے جو باغ ہے وہ مجھے بہت مرغوب ہے۔

روحانی کالج کی زمین: مولوی محمد فیاض الدین نظامی آرکیٹکٹ نے جوبلی پہاڑ پر دو ایکڑ زمین خریدی ہے۔ آج انہوں نے اُس کے کاغذات نذر کئے۔ میں نے کہا یہاں انشاء اللہ روحانی کالج تعمیر ہوگا۔ جس میں فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم اور مثنوی مولانا روم وغیرہ قدیمی کتابیں پڑھائی جائیں گی۔ لیکن ہیکل اسم اعظم اور نظامیہ خانقاہ شہر کے اندر بنانی چاہئے۔ جس کے لئے کل دس ہزار روپے نذر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ دوپہر کو حسین اور سید سعید نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹکٹ کے ساتھ شہر کی زمین دیکھنے گیا تھا جہاں خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور مولوی مستان علی نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی بھی موجود تھے۔ میں نے یہ زمین پسند کی اور نقشہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

نومولود کو دیکھا: آج سید سعید نظامی کے بچے کو دیکھنے گیا تھا جو ابھی حال میں پیدا ہوا ہے۔ سعید کی چھوٹی بہن مہر جہاں نظامی گود میں لیکر آئیں۔ بچے کی دادی بھی موجود تھیں۔ بچے کی والدہ نفیس نظامی بھی ملیں۔ میں نے بچے پر دعا دم کی اور سب کو مبارک باد دی۔

محبوب بانو نظامی: سید سعید نظامی کی بڑی بہن محبوب بانو نظامی اپنی لڑکیوں کے ساتھ سالگرہ کی مبارک باد دینے آئیں تھیں۔ پھول بھی لائیں تھیں۔ نذر بھی لائیں تھیں۔ اور صدقہ بھی لائیں تھیں۔

دلچسپ صدقہ: ایک کشتی میں کالے ماش سلیقے سے جمائے گئے تھے۔ اور کالے ماشوں پر لال دال بُرک کر "صدقہ ردِ بلا" فقرہ لکھا تھا۔ بیچ میں تیل کی کٹوری تھی۔ اور کچھ تانبے کے پیسے تھے اور دو انڈے تھے۔ میں نے اس دلچسپ صدقے کو محبوب بانو کی سلیقہ مندی سمجھ کر بہت غور سے دیکھا۔ محبوب بانو نے کہا تیل میں اپنی صورت دیکھئے اور کالے ماش تیل میں ڈالئے۔ میں نے ایسا ہی کیا مگر خوب ہنسی آئی۔ پھر کھانا کھایا۔ اور اور کچھ دیر سویا۔

چمن آرا کی تہنیت: شام کو حیدرآباد کی مشہور شاعرہ بشیر النساء چمن آرا بیگم اور اُن کے شوہر ضامن علی صاحب گلدستہ اور سالگرہ کی مبارکباد کے لئے آئے تھے۔ چمن آرا ایک کشتی پھلوں کی لائی تھیں۔ اور ایک کشتی مٹھائی کی لائی تھیں۔ اور نذر بھی لائی تھیں۔ ضامن علی صاحب نے پھول بھی پہنائے۔ خوش اقبال شاہ نظامی نے بھی سالگرہ کے پھول پہنائے اور نذر دی۔ اور کہا بشیر النساء صاحبہ کے ساتھ موٹر میں آیا ہوں۔ میں نے کہا بشیر اور نساء دونوں لفظ قرآن شریف میں آئے ہیں۔ اس واسطے یہ دونوں لفظ عظمت اور عزت کے قابل ہیں۔ مگر میں نے اُن کو اُن کی شاعرانہ قابلیت اور اعلیٰ سلیقہ مندی اور تمیزداری کی وجہ سے چمن آرا لقب دیا ہے۔ اس واسطے تم اُن کو آئندہ چمن آرا بیگم کہا کرو۔

ناظم بلدیہ: مولوی حمید الدین محمود صاحب فریدی ناظم بلدیہ (صدر میونسپل کمیٹی) ملنے آئے تھے۔

مولوی وجاہت علی صاحب: میرے دوست نواب احسن یار جنگ بہادر کے داماد مولوی وجاہت علی صاحب اسپیشل ایگزیکٹو انجینئر بھی ملنے آئے تھے۔

قادری درویش: بیداپلی کی ایک درگاہ کے سجادہ نشین صاحب اپنے مریدوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اپنی درگاہ کی تعمیر کے لئے مولوی فیاض الدین صاحب آرکیٹکٹ سے مشورہ چاہتے تھے۔ یہ بہت ضعیف ہیں۔ ان کے صاحبزادے ابھی حال میں میرے ہاں درگاہ میں بھی آکر رہے تھے۔

سید قاسم صاحب دیندار: دیندار جماعت کے ایک مبلغ سید قاسم صاحب اپنی جماعت کے بائیسویں سالانہ جلسے کی شرکت کا بلاوہ دینے آئے تھے۔ جو آصف نگر میں ہو رہا ہے۔

مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب اور سلیم القلب رحمٰن صاحب بنگلور والے اور مولوی غلام جیلانی صاحب جن کو سب لوگ "ماموں" کہتے ہیں اور جنہوں نے میرے گذشتہ قیام حیدرآباد کے وقت میری مہمانداری کا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ ملنے

[۵۰] چاند حضرت خواجہ صاحب قبلہ [۵۲] ہالہ۔ نظامیہ برادری۔

آئے تھے۔ اور ورنگل والے عبد الغفور نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ مولوی فرحت علی نظامی اور اُن کی بیوی سرفدا موتی بیگم نظامی بھی ملنے آئیں تھیں۔

خاصہ آیا رات کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے طعام خاصہ بھجوایا تھا۔ اور ظل سبحانی کے دست مبارک کا لکھا ہوا ایک خط بھی آیا تھا کہ ۱۲ محرم تک روزانہ شام کو ۴ بجے مجالس محرم کی شرکت کے لئے شاہی موٹر آپ کو لینے آیا کرے گی۔

سرفدا نظامی میں نے حسین سے کہا جب تم پیدا ہوئے تھے تو موتی بیگم نظامی نے اپنے سر کے بال کاٹ کر تمہارے لئے ایک ٹوپی تیار کر کے بھیجی تھی۔ اور اُس وقت جو تصویر تمہاری لی گئی تھی۔ تو میں نے تم کو یہی ٹوپی اوڑھا کر اپنی گود میں بٹھایا تھا۔ اور موتی بیگم کو سرفدا کا خطاب دیا تھا۔

زرین ہار رات کو مولوی محمد فیاض الدین نظامی کے بچے سال گرہ کی تہنیت میں نذر دینے آئے تھے۔ اور زرین ہار بھی پہنایا تھا۔

سلیم القلب کی نذر سلیم القلب رحمٰن صاحب نے بھی سال گرہ کی نذر پیش کی تھی۔

دلائل پاکستان مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں کانگریس کے لیڈروں اور کانگریسی مسلمانوں کے وہ بیانات جمع کئے ہیں جن کو پاکستان کی دلیلیں کہا جا سکتا ہے۔ کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد کے وہ مضامین بھی اس کتاب میں ہیں جو انھوں نے مسلم قومیت کی نمایاں شخصیت قائم رکھنے کے لئے اپنے مشہور اخبار الہلال میں شائع کئے تھے۔

مجھ سے اس کتاب کا نام دریافت کیا گیا۔ میں نے کہا غور کر کے بتاؤں گا۔ جب مولانا چلے گئے تو مجھے کتاب کا نام الہام ہو گیا کہ اس کتاب کا نام دلائل پاکستان رکھنا چاہئیے۔

جسمانی کیفیت اگرچہ میں اُبلی ہوئی سبزی کھاتا ہوں۔ اور غذا میں ہر طرح کی احتیاط کرتا ہوں پھر بھی تمام جسم میں دُکھن ہے۔ اور ہر وقت ہلکا سا بخار محسوس ہوتا رہتا ہے۔ خیال ہے کہ جگر کی حدت بڑھ گئی ہے۔ اور پہاڑ کی نامعلوم خنکی ناتوانی اعصاب پر بُرا اثر کر رہی ہے۔

آہن فروش آج میں اپنے پُرانے مریدوں صادق الیقین نظامی اور کامل الیقین نظامی کی دُکانوں پر گیا تھا۔ افضل گنج بازار میں آہن فروشی کی یہ بہت قدیمی اور بڑی دُکانیں ہیں۔

۴ محرم ۱۳۶۵ھ ۹ دسمبر ۱۹۴۵ء اتوار حیدرآباد

خواجہ راجہ کے پوتے آج صبح خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی اپنے دو پوتوں اور ایک پوتی کو لے کر آئے تھے۔ ناسوتی شاہ نظامی بھی ساتھ آئے تھے۔ غلام دستگیر خاں رہبر نظامی بھی اپنی تلوار کے ساتھ آئے تھے۔ عبد الغفور نظامی اور محمد افضل نظامی ورنگل والے بھی آئے تھے۔ آج وہ دونوں ورنگل واپس چلے گئے۔

ڈاکٹر میلکوٹ حسین اور سید حمید کے ساتھ ڈاکٹر میلکوٹ کے مطب میں گیا تھا اور اپنا اور مہدی کا معائنہ کرایا تھا۔ میجر شاہ صاحب سول سرجن اروِن اسپتال دہلی کی تشخیص کے عین مطابق ڈاکٹر میلکوٹ کی تشخیص بھی ہوئی۔ اور جو دوا میجر شاہ صاحب نے تجویز کی تھی وہی دوا ڈاکٹر میلکوٹ نے بھی تجویز کی۔ مہدی کے لئے بھی دوا تجویز کی گئی۔ دونوں دوائیں خاص تلاش اور جستجو سے حاصل ہوئیں۔ روشن دل مخلص شاہ نظامی اور روشن دل کاکی شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ کاکی شاہ نظامی کا چھوٹا بچہ بھی ملنے آیا تھا۔

مہاراجہ بہادر کی نواسی مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی وزارت النسا بیگم نظامی اہلیہ نواب اسد اللہ خاں صاحب کا نوکر لال محمد میری تلاش میں آیا تھا۔ وزارت النسا [illegible] کو خدا نے بیٹی عنایت فرمائی ہے۔ [illegible] صاحبہ کے ہاں جانے کا وعدہ کیا ہے۔

عرس کا بلاوہ حضرت مولانا سید شاہ صابر حسینی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب نے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے سالانہ عرس کا بلاوہ بھیجا ہے۔ منگل کو وہاں جاؤں گا۔ مولوی محمد کرم اللہ خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ دوپہر کو کھانے کے بعد کچھ دیر سویا تھا۔ ہر وقت بخار کی سی تبخیر رہتی ہے۔

شاہی مجلس اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنی والدہ واجدہ مرحومہ (مادر دکن) کی یادگار میں عزاخانہ زہرا کے نام سے ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی ہے۔ اور تین سال سے وہاں مجلسیں ہوتی ہیں۔ شام کو چار بجے شاہی موٹر مجھے لینے آئی تھی اور میں حسین کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ شیعہ سنی امراء و عہدے دار پہلے سے موجود تھے۔ عام شیعہ سنی مسلمان بھی بکثرت شریک تھے۔ ساڑھے چار بجے اعلیٰ حضرت تشریف لائے۔ عزاخانے کی محراب میں سونے کے پانچ علم رکھے ہیں۔ مجلس شروع ہوئی۔ مولانا سید نثار حسین صاحب نے وعظ کہا۔ وہ مجتہدوں کے سیاہ لباس میں تھے اور عراقی طرز کا سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔ وہ بڑے وجیہہ عالم ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث اور تاریخی کتابوں کے حوالوں سے اُن کا۔ تھا۔ انھوں نے اپنے بیان میں میری ایک اخبار منادی کا حوالہ بھی دیا۔ سوا گھنٹے بیان ہوا۔ پونے چھ بجے مجلس برخاست ہو گئی۔ نواب غازی یار جنگ بہادر نے مجھ سے کہا "اعلیٰ حضرت کو خدا سلامت رکھے کہ ان کے دم سے مذہبی مراسم کے چرچے ہیں"۔ سلطنت کی ملکہ کے بھائی نواب قدرت نواز جنگ بہادر بھی وہاں ملے۔ مغرب کی نماز قیام گاہ پر آکر پڑھی۔ رات کو مقررہ آ[illegible]

کے علاوہ مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل بانی حیدرآباد بنک اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے تھے۔ اختر جہاں۔ عزیز جہاں، زینت جہاں لڑکیوں کے نام ہیں۔ اُن کی بیوی پہلے بھی ملنے آچکی ہیں۔ اور دہلی بھی خواجہ بانو سے ملنے گئیں تھیں وہ میسور والے ٹیپو سلطان کے خاندان میں ہیں۔ مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی اور سلیم اللہ رحمٰن صاحب وغیرہ احباب بھی ملنے آئے تھے۔

حور بانو کے شوہر کا خط کی دہلی سے میری بڑی لڑکی حور بانو کے شوہر کا خط آیا ہے۔ دہلی سے چلتے وقت حور بانو سے ملنا نہ ہوسکا تھا اُس کا اثر حور بانو پر بہت زیادہ ہوا۔ اور اُس نے کہا وہ میرے باپ بھی ہیں اور میرے پیر بھی ہیں۔ شاید مجھ سے خفا ہیں جو مل کر نہیں گئے۔ اس سے میری عاقبت بھی خراب ہوجائیگی اور دُنیا بھی خراب ہوجائیگی۔ میں نے فوراً حور بانو کو اُردو زبان میں تسلی کا تار بھیج دیا۔ اور کل خط بھی بھیجوں گا۔ نئی دوا کے استعمال سے گرمی معلوم ہوئی۔ اور رات بھر ہلکا سا بخار رہا۔

اسپین کی عمارات کی رات کو مولوی محمد فیاض الدین نظامی نے اسپین کی عربی عمارات کی تصویریں دکھائیں تھیں۔ یہ تصویریں دو ضخیم کتابوں میں ہیں جو سو پونڈ کو انہوں نے خریدی تھیں۔ ان تصویروں میں اسپین کے عرب بادشاہوں کی تصویریں بھی ہیں۔ جن کو میں نے بہت غور سے دیکھا۔ دو بادشاہ کم عمر تھے جن کے ڈاڑھی مونچھ نہ تھی۔ باقی سب کے لمبی ڈاڑھیاں تھیں۔ وہ لمبی ڈاڑھیوں کو وسط میں سے کتروا تے تھے جس سے ڈاڑھیوں کی دو نوکیں ہوجاتی ہیں۔ عمامے باندھتے تھے۔ اور گلوں میں کپڑا بھی لپیٹتے تھے۔ جرابیں بھی پہنتے تھے۔ اور گلے میں ججوں کی طرح نکٹائی بھی باندھتے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ اُن کی بہن زرقیہ نظامی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

نواب ناصر نواز الدولہ بہادر کی خبر آئی تھی کہ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر بیمار ہیں۔ اس لئے آج حسین کے ساتھ اُن کے مکان پر گیا تھا اُن کو اختلاج قلب کی تکلیف ہے۔ بڑے عابد زاہد اور محبُ الفقراء امیر ہیں۔ اُن کی بیگم صاحبہ اور اُن کے لڑکوں کی بیویاں بھی ملیں۔ بیگم صاحبہ نے کہا مجھے دُنیا میں اب کوئی تمنا باقی نہیں ہے صرف یہ دعا کیجئے کہ عاقبت بخیر ہو۔ اور اپنے شوہر کے ساتھ قبر میں چلی جاؤں۔

۴ محرم ۱۳۶۵ھ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۵ء پیر حیدرآباد

دادا ابا کو سالگرہ مبارک کی آج میرے پوتے دلی اور پوتی طاہرہ قرۃ العین کا دلی سے تار آیا ہے کہ دادا ابا سالگرہ مبارک ہو۔

نہاری کی آج صبح روشن دل مخلص شاہ نظامی ہم سب کے لئے نہاری روٹی لائے تھے مجھے حیدرآباد کی نہاری بہت مرغوب ہے کیونکہ اس میں مرچیں نہیں ہوتیں۔

حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی کی آج صبح ملکوت بیگم نظامی اور اُن کے بھائی حکیم مصطفےٰ حسین نظامی اور حکیم صاحب کی دونوں بیویاں ملنے آئیں تھیں۔ روشن دل سعید بانو نظامی بھی آئیں تھیں۔ پھول اور پھل بھی لائیں تھیں۔ مولوی میر حسین علی صاحب خلف نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم بھی ملنے آئے تھے۔ غلام نبی نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی بھی آئے تھے۔ عابد حسین نظامی اور روشن دل کاکی شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ شاہجہاں نظامی بھی آئے تھے۔

مولانا سید حسن مثنیٰ پھلواروی کی آج مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی اپنی زیر تصنیف کتاب کا مسودہ لائے تھے۔ اُنھوں نے کانگرسی ہندو مسلمان لیڈروں کے خیالات پاکستان کی نسبت اس کتاب میں جمع کئے ہیں۔ پاکستان کے خلاف تحریریں زیادہ ہیں۔

ڈاکٹر میلکوٹ کی آج صبح ایک ماہر ڈاکٹر نے میرے قارورے کا امتحان کرکے رپورٹ لکھی تھی کہ البیوُن (شکر) نہیں آتی۔ گردے کی حالت ٹھیک ہے۔ اور کسی قسم کی اور بیماری قارورے سے معلوم نہیں ہوتی۔ دو بجے ڈاکٹر میلکوٹ خود بھی مجھے دیکھنے آئے تھے۔ آج میں دن کو نہیں سویا کیونکہ دن کے سونے سے ہضم خراب ہوجاتا ہے محمد صابر نظامی ورنگل سے مرید ہونے آئے تھے یہ دری اور قالین کے تاجر ہیں۔

شاہی موٹر کی ۴ بجے شاہی موٹر آئی تھی حسن ابوطالب اور امام مہدی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ عزاخانہ زہرا میں گیا تھا۔ وہاں نواب غازی یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب عزیز نواز جنگ بہادر اور مولانا عیتی شاہ نظامی وغیرہ بہت سے اصحاب سے ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ اعلےٰ حضرت ساڑھے چار بجے تشریف لائے تھے۔ آج بھی مولانا سید نثار حسین صاحب نے وعظ کہا تھا۔ پونے چھ بجے مجلس برخاست ہوئی تھی۔ اور میں نے مغرب کی نماز قیام گاہ پر آکر پڑھی تھی بعد مغرب مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم اسٹیٹ سر مہاراجہ بہادر اور ڈاکٹر محمد فخر الدین ہلالی شاہ نظامی کے متبنیٰ اور بادشاہ بیگم نظامی کے لڑکے اور مولوی محمد فیاض الدین نظامی اور مرزا ضامن علی صاحب گتہ دار وغیرہ رات کے دس بجے تک جمع رہے تھے اور بہت دلچسپ باتیں ہوئیں تھیں۔ بادشاہ بیگم نظامی نے نیاز کا شربت بھیجا تھا۔ اور پھل بھی بھیجے تھے۔ میں نے رات کو کھانا نہیں کھایا کیونکہ ڈاکٹری دوا کی گرمی سے بہت شدید تبخیر قلب اور دماغ

پر ہو رہی تھی۔ موسم بھی کا عرق پیا تھا۔

۵ محرم ۱۳۶۵ھ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۵ء منگل حیدرآباد دکن

حضرت بابا گنج شکرؒ کی نیاز آج صبح ساڑھے چھ بجے حسین اور سید سعید انت پور چلے گئے۔ میں نے ناشتے میں نہاری کھائی اور پھر چہل قدمی کی۔ اس کے بعد حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی سالانہ نیاز کا انتظام ہوا۔ حیدرآباد سے روشن دل کاکی شاہ نظامی اپنی دکان کی ٹکلیاں نیاز کے لئے لائے تھے۔ اُن کے لڑکے نہال الدین اور روشن دل مخلص شاہ نظامی بھی آئے تھے۔

روشن دل خواجہ راجہ نظامی اور اُن کے پوتے اور پوتی اور روشن دل ناسوتی شاہ نظامی اور اُن کے لڑکے فیض الرحیم نظامی اور عابد حسین نظامی بھی نیاز کی شرکت کے لئے آئے تھے۔ سکندرآباد سے روشن دل مولانا حاجی محمد اسمٰعیل حضوری شاہ نظامی اپنی اہلیہ اور صاحبزادی کے ساتھ آئے تھے اور نیاز کے لئے مٹھائی اور پھل بھی لائے تھے۔ ناسوتی شاہ نظامی نے پنج آیت پڑھی اور میں نے نیاز دی۔ مخلص شاہ نظامی نے نیاز کی مٹھائی تقسیم کی۔

سید رفعت نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے چھوٹے فرزند مولوی میر حسین علی صاحب کے داماد سید مبارزالدین رفعت ایم اے ملنے آئے تھے اور اپنی تصنیفات بھی لائے تھے۔ مولوی سید محمد حسین صاحب جعفری بی اے آکسن وظیفہ یاب ناظم تعلیمات بھی ملنے آئے تھے۔ اور اپنی کتاب بھی لائے تھے۔ جس کا نام "اقوال اہل بیت نبی مختار" ہے اور جو "بحارالانوار" کی پہلی جلد کا ترجمہ ہے۔ انھوں نے ممالک اسلامی کی سیاحت کے بہت سبق آموز حالات سنائے۔

رفعت صاحب نہایت ہونہار مصنف ہیں ابھی کم عمر ہیں۔ لیکن تصنیف و تالیف کا سلیقہ بڑی عمر والوں سے زیادہ اچھا رکھتے ہیں۔ بہت سے حضرت منصور حلاجؒ کے حالات مختلف کتابوں سے اقتباس کر لئے ہیں۔ انھوں نے عربی اور انگریزی اور فارسی کتابوں سے اقتباس کیا ہے۔ اور ہر زبان کا ترجمہ ایسے انداز سے کیا ہے کہ اُس زبان کی خوبیاں بھی اُردو میں آگئیں ہیں۔

مولوی نصیرالدین نظامی میرے بہت پرانے مرید مولوی نصیرالدین نظامی پروفیسر گلبرگہ کالج ملنے آئے تھے۔ یہ مولوی محمد فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ کے بڑے بھائی ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے قدامت کی شرافت اور نئے زمانے کے احساسات کی نزاکت عطا فرمائی ہے۔

میں دوپہر کا کھانا کھا کر کچھ دیر سو رہا تھا۔ پھر نعیم صاحب کے ساتھ عزاخانۂ زہرا کی مجلس میں گیا تھا۔ شاہی موٹر روزانہ ٹھیک ۴ بجے آجاتی ہے اور ٹھیک ۶ بجے قیام گاہ پر واپس پہونچا دیتی ہے آج کی مجلس بھی بہت اچھی ہوئی۔ مولانا سید نثار حسین صاحب ہر مجلس میں اپنے علمی اور دینی اور تاریخی بیانات کے علاوہ ایسا انداز تقریر کا رکھتے ہیں کہ شیعہ سنی حاضرین یکساں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

کوتوال صاحب حیدرآباد مشرقی سلطنت ہے۔ اور مشرقی حکومتوں میں بادشاہ اور وزیر کے بعد تیسرا درجہ کوتوال کا ہوتا ہے۔ موجودہ کوتوال نواب دین یار جنگ بہادر پہلے امور مذہبی کے ناظم تھے۔ اور اب امور انتظامی کے افسر ہیں۔ پہلا فرض بھی بہت عمدگی سے انجام دیا تھا۔ اور موجودہ فرض بھی نہایت قابلیت اور دیانت داری کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ پولس افسروں کی درشت مزاجی بالکل نہیں ہے۔ پھر بھی انتظام نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔

وزیر امور مذہبی آج مجلس میں یہ خبر سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ سلطنت آصفیہ کے امور مذہبی کے وزیر نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ و نبیرۂ نواب بشیرالدولہ سر آسمان جاہ بہادر مدارالمہام سلطنت آصفیہ مقرر ہوئے ہیں۔ مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی سے بھی آج مجلس سے کچھ پہلے محکمۂ مذہبی کی نسبت تفصیلی بات چیت ہوئی تھی۔

درگاہ حضرت شاہ خاموشؒ مولانا حسینی شاہ نظامی اور نعیم صاحب کے ساتھ کوتوال صاحب کے مکان پر گیا تھا اور چند منٹ اُن سے بات کر کے درگاہ حضرت شاہ خاموشؒ میں جا کر مغرب کی نماز پڑھی تھی۔ اس درگاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید شاہ صابر حسینی صاحب اور اُن کے فرزندان اور حیدرآباد کے مشہور درویش عالم حضرت مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب اور حیدرآباد کے نامور درویش شاعر مولانا امجد صاحب سے بھی ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔

حضرت شاہ صابر حسینی صاحب اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ میں نے اُن کے صاحبزادے سے کہا آپ کے والد صاحب کو میں نے آپ سے بھی کم عمری کے زمانے میں دیکھا ہے۔ اور آپ کے پردادا صاحب سے بھی ملاقات کر چکا ہوں۔

نیاز مسجد کے صحن میں حضرت بابا صاحبؒ کی نیاز ہوئی۔ شکر لفافوں میں بھری گئی تھی۔ اور لفافے کشتیوں میں رکھے گئے تھے۔ جن کو نیاز کے بعد تقسیم کیا گیا۔

بہشتی دروازہ پاکپٹن شریف میں حضرت بابا صاحبؒ کے روضے کے اندر جو بہشتی دروازہ ساڑھے چھ سو برس سے موجود ہے۔ اُس کے قدیمی چوکھٹ کواڑ اُس وقت اتارے گئے جب وہاں چاندی کے چوکھٹ کواڑ چڑھائے گئے۔ اور لکڑی کے یہ چوکھٹ کواڑ درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب میں آگئے۔ جو آج کے دن کھولے جاتے ہیں۔ اور لوگ اس کے اندر سے گزرتے ہیں۔ یہ دروازہ حضرت شاہ خاموشؒ کے روضے

کے سرہانے ہے۔ سجادہ نشین صاحب نے اس کو کھولا اور میرا ہاتھ پکڑ کر سب سے پہلے اس دروازے سے گذرے۔ پھر اور لوگ گذرے۔ پھر مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔

نعت خوانی } اس کے بعد دہلی اور حیدرآباد کے قوالوں نے نعتیں پڑھیں اور مرثیے پڑھے میں کچھ دیر شریک رہا پھر واپس چلا آیا۔

سید رفعت صاحب کی کتابیں } رات کو سید رفعت صاحب کی کتابیں "تاریخ روپیتی" اور "محلہ عثمانیہ" اور "حالات سید جمال الدین افغانی رح" پڑھے تھے۔ گیارہ بجے سویا تھا۔ بارہ بجے بخار شروع ہوا تھا۔ اور کچھ دیر جاگا تھا۔ صبح تک بخار رہا۔ آج میں نے اپنی خوابگاہ بدل دی اور رات بچوں کے ساتھ گذاری۔ کیونکہ حسین اور سید ابن عربی کے چلے جانے سے نیچے اکیلے تھے مولوی نیاض الدین نظامی نے بھی حفاظت کے لئے اپنے ملازموں کو بھیجدیا تھا۔ جو رات بھر میری خوابگاہ کے قریب موجود رہے۔

۶ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء مدہ حیدرآباد

رات کا بخار } کل رات کو بخار کا اثر ذرا گہرا تھا آج صبح بھی اس نے روس کی طرح اپنی فوجیں میرے ملک ویران سے نہ ہٹائیں۔

نفیس نظامی } ساڑھے نو بجے خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی کو دیکھنے گیا تھا۔ خدا نے اُن کو دوسرا بیٹا دیا ہے۔ میں اس بچے کو پہلے دیکھ چکا تھا۔ مگر خواجہ بانو نے نہیں دیکھا تھا۔

تین بلبل } نفیس کی دونوں بڑی لڑکیاں اور بڑا لڑکا "نانا حضرت نانا حضرت" کہتے ہوئے آئے۔ اور ایسی باتیں کیں کہ مجھے تین بلبل چہکتے ہوئے معلوم ہوئے۔

رقیہ نظامی } روشن ل سعید بانو نظامی کی چھوٹی بہن رقیہ نظامی کو بھی کمل منڈی میں دیکھنے گیا تھا۔ خدا نے رقیہ کو بھی بیٹی عنایت فرمائی ہے۔ عمدہ بیگم نظامی اور سعید بانو نظامی بھی وہاں ملیں۔ میں نے حسب عادت قدیم رقیہ کو دیکھتے ہی کہا کیوں رخیہ کیسے ہو؟ (چونکہ حیدرآباد والے ق کا تلفظ خ سے کرتے ہیں اور خ کا تلفظ ق سے کرتے ہیں اس واسطے میں رقیہ کے بچپن سے اُس کو "رخیہ" کہا کرتا ہوں) اس گلی میں چند اہل علم نوجوان ملے اور کتابیں دیں اور میرے دستخط لئے۔

اسد گلشن } مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر مرحوم کی بیٹی وزارت النسا بیگم نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ اُن کے شوہر نواب اسد اللہ خاں صاحب بھی ملے۔ اور شوہر کے تینوں بھائی بھی ملے نواب اسد اللہ خاں کے دوسرے بھائی نواب افتخار علی خاں بہت اچھے مصور ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ کی تصویروں کے چند نمونے دکھائے بہت ہی اچھے نمونے تھے۔ دو سال ہوئے وزارت النسا بیگم نظامی کی بہن کی لڑکی سے افتخار علی خاں کی شادی ہوئی تھی۔ اور میں نے دلہن دولہا کو چھپرکھٹ کے پھول پہنائے تھے اُس وقت بات چیت کا موقع نہیں ملا تھا۔ آج خوب باتیں ہوئیں۔ منادی پڑھنے کا ذکر آیا تو میں نے ازراہ امتحان ہنس کر پوچھا اگر آپ واقعی منادی پڑھتے ہیں تو بتائیے تازہ پرچے میں آپ نے کیا کیا چیزیں پسند کیں؟ ہنس کر جواب دیا مسلم لیگ کی حمایت میں قرآن و حدیث کے فرمان بہت زیادہ پسند آئے۔

نواسی کو دیکھا } وزارت النسا بیگم نظامی کی شادی کو بہت عرصہ ہوگیا تھا۔ مگر اولاد نہ ہوئی تھی۔ میں نے گنڈہ دیا تھا۔ اب خدا نے اُن کو بیٹی دی ہے۔ میں نے دونوں میاں بیوی کو مبارکباد دی اور بچی پر دعائیں دم کیں۔ اسد گلشن بہت خوبصورت مکان ہے پرانے طرق پر بنایا گیا ہے۔ اس کا باغ بہت اچھا ہے ان لوگوں نے ہم سب کے کھانے کا انتظام بھی کیا تھا اور میرے لئے پرہیزی کھانا بھی پکایا تھا۔ مگر میں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کردی اور گھر میں واپس آگیا۔

دلی کے خط } آج دلی سے تین چار خط آئے ہیں۔ علی کا خط بھی آیا ہے۔ جب سے حیدرآباد میں آیا ہوں اُس وقت سے آج پہلا خط ملا ہے مگر انھوں نے لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے کئی دن کی ڈاک بھیج چکے ہیں۔ یہاں چونکہ انگریزی اور مغلئی دو قسم کے ڈاک خانے ہیں اس واسطے بیرونی ڈاک کی تقسیم میں دیر لگ جاتی ہے۔

غذا } آج بھی اُبلی ہوئی غذا کھائی تھی مگر تبخیر آج بھی ہوئی۔

مجلس } ۴ بجے شاہی موٹر آئی تھی اور میں عزاخانہ زہرا میں گیا تھا۔ اور شاہی مجلس میں شریک ہوا تھا۔ آج مجمع زیادہ تھا۔

عَلَم کا نعرہ } حیدرآباد کے مشہور مشائخ سید زرد اعلی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید صمدانی شاہ صاحب روزانہ مجلس میں شریک ہوتے ہیں آج جب مولانا سید نثار حسین صاحب نے حضرت علی اصغرؑ کی شہادت کا بیان کیا تو صمدانی صاحب نے ایک بیتابانہ جگرسوز غم کا نعرہ لگایا۔ اعلیٰحضرت نے اور تمام حاضرین نے پیچھے مڑ کر شاہ صاحب کو دیکھا۔ ذاکر صاحب کی پشت پر بھی نوحے وبکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ذاکر کے بیان میں ان آوازوں کی وجہ سے دل گدازی کا اثر بڑھ گیا اور صمدانی صاحب کے دو نعرے اور بلند ہوئے جب اعلیٰحضرت نے اُن کی حالت دگرگوں دیکھی تو مجلس روک دی یعنی آج مجلس ۱۵ منٹ پہلے ختم ہوگئی۔ آج مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی اور مولانا حکیم مقصود علی خاں صاحب نواب مقصود جنگ بہادر بھی شریک

مجلس ہوئے تھے۔ اور اعلٰے حضرت نے مولوی عبدالقدیر صاحب کو دیکھ کر اُن کا نام بھی لیا تھا جو ایک امتیازی بات تھی۔ ورنہ کئی دن کی مجلسوں میں میں نے اعلٰے حضرت کو کسی سے بات کرتے نہیں سُنا تھا۔ باغ عام کی مسجد میں بھی مولانا عبدالقدیر صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

مولانا شمس الدین صاحب } میرے پرانے بزرگ دوست مولانا شمس الدین صاحب بھی آج مجلس میں ملے تھے۔ وہ ہمیشہ علمی نشر و اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ آج بھی انھوں نے اپنی ایک تازہ تصنیف عنایت فرمائی۔ ماں باپ کے حقوق کا بہت اچھا بیان اس کتاب میں ہے

رات کی مجلس } آج رات کو مولوی محمد فیاض الدین نظامی اور مولوی ضامن علی صاحب گتہ دار اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی سے بہت دیر بات چیت کی پھر زنانے میں جاکر چمن آرا بیگم سے باتیں کیں۔

بخار بڑھ گیا } آج رات کو بخار ذرا بڑھ گیا۔ رات کے تین بجے گھبراہٹ زیادہ ہوئی تو ملاقات کے کمرے میں آگیا اور اسپرنگ کی مسند پر گاؤ تکیے کے سہارے لیٹ گیا۔ خواجہ بانو نے میرے اوپر لحاف ڈال دیا۔ اور میں نے پروفیسر محمد حمیداللہ صاحب اُستاد قانون بین الممالک جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کی لکھی ہوئی کتاب "عہد نبوی کے میدانِ جنگ" کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ بڑے سائز کے ۵۰ صفحات ہیں۔ اور عکسی تصویریں بھی ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں آنحضرت صلعم کی لڑائیوں اور لڑائی کے میدانوں کی ایسی سائنٹفک تحقیقات نہیں دیکھی تھی۔ پڑھتا جاتا تھا اور "زندہ باد حمیداللہ" کہتا جاتا تھا۔ اور "زندہ باد بخار" بھی کہتا جاتا تھا کیونکہ اگر بخار کی وجہ سے دماغ یکسو نہ ہوتا تو میں اتنی بڑی کتاب کو لیٹے لیٹے تمام و کمال نہ پڑھ سکتا۔ مجھے حسرت ہوئی کہ میں نے ایک سال پہلے کی لکھی ہوئی یہ کتاب اب تک کیوں نہیں دیکھی تھی اگر میں ایک سال پہلے پڑھ لیتا تو رسول خدا صلعم کی لڑائیوں کی تاریخ جو میں نے لکھی ہے اُس کو اس سائنٹفک تحقیقات کی کتاب سے مکمل اور آراستہ کر لیتا۔ کیونکہ نئی دُنیا خاص کر یورپ والوں کے لئے یہ طرز تحریر بے حد مؤثر ہے۔ اور حقانیت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ انگلستان اور فرانس میں اس کتاب کی بہت قدر ہوئی ہے۔ اور پروفیسر حمیداللہ صاحب نے فرانس اور انگلستان میں جاکر اپنی اس ریسرچ (کشافی) پر دو تقریریں بھی کی تھیں۔ جس کا فرانس اور انگلستان کے علمی طبقوں پر بہت اچھا اثر ہوا تھا مجھے یہ کتاب حیدرآباد کی ایک گلی میں دی گئی تھی۔ اب میں اس گلی کو ہمیشہ "حبیب کی گلی" کہا کروں گا۔ جہاں مجھے میری عمر بھر کی تلاش کا نتیجہ حاصل ہوا تھا۔

کاکی شاہ کی دوکان پر } آج شام کو کاکی شاہ نظامی کی دوکان پر گیا تھا جو معظم جاہی مارکیٹ کے سامنے ہے۔

زرین کلاہ شاہ صاحب } کل درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب میں زرین کلاہ شاہ صاحب نے اپنی مجلس میں شریک ہونے کی دعوت دی تھی اور میں نے شرکت کا وعدہ کر لیا تھا۔ مگر آج بخار کی وجہ سے وہاں نہ جا سکا۔ اور مخلص شاہ نظامی اور عابد حسین نظامی کی معرفت معذرت کہلا بھیجی۔

۷ محرم ۱۳۶۵ھ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعرات حیدرآباد

الم کے علم } آج محرم کی ساتویں تاریخ ہے تمام ہندوستان میں الم کے علم اٹھائے جائیں گے حیدرآباد میں بھی بہت سے امام باڑوں میں تاریخی علم موجود ہیں۔ آج روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ میرے بچے حیدرآباد کے امام باڑوں میں علم دیکھنے گئے تھے۔

سید رفعت صاحب } سید مبارز الدین صاحب رفعت ایم اے بہادر شاہ بادشاہ کی تخت نشینی کا تاریخی روزنامچہ فارسی سے اُردو میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ آج وہ اُس کا ایک حصہ دکھانے لائے تھے۔ روشن دل کاکی شاہ نظامی اور اُن کی بیوی بچے ملنے آئے تھے پھل بھی لائے تھے۔ بجلی بیگم نظامی بھی ملنے آئی تھیں۔ روشن دل مخلص شاہ نظامی اور عابد حسین نظامی بھی آئے تھے۔ غلام دستگیر خاں مہمند رہبر تیغ باز نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ شام کو ۴ بجے شاہی موٹر آئی تھی اور میں عزاخانہ زہرا کی مجلس میں شریک ہونے گیا تھا۔ آج راجہ دھرم کرن بہادر بھی مجلس میں ملے تھے۔ آج بھی مولانا سید نثار حسین صاحب کا بیان بہت مؤثر اور دل گداز تھا۔ حضرت شاہ صمدانی صاحب نے آج بھی جگر سوز نعرہ لگایا تھا۔ سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ میں آج دن بھر تکلیف میں مبتلا رہا۔ مگر رات کو بخار نہیں ہوا۔ خواب گاہ پھر بدل دی۔

نواب غوث یار جنگ بہادر } آج مجلس میں نواب غوث یار جنگ بہادر سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور وہ میرے ساتھ قیام گاہ تک آئے تھے۔ اور مغرب کی نماز میرے ساتھ پڑھی تھی۔

حضرت قاسمؓ کی نیاز } آج چمن آرا بیگم صاحبہ نے حضرت قاسمؓ کی نیاز کی قبولی بھیجی تھی شامی کباب اور بیگن کا سالن بھی تھا۔ اور مٹی کی چار ٹھلیاں دودھ کے شربت کی بھیجی تھیں ان ٹھلیوں پر نہایت خوبصورت گل کاری کی گئی تھی۔ دہلی میں ایسی ٹھلیوں کو "جھنگھر" کہتے ہیں۔ میں نے شربت تقسیم کر لیا۔ اور قبولی کھائی۔ اور خواجہ بانو سے کہا یہ ٹھلیاں دلی تک جائیں گی اور میرے گھر میں حیدرآباد کی

کلچر کی یادگار کے طور پر رہیں گی۔ میں نے چمن آرا کو شکریہ کا خط لکھا تو یہ الفاظ لکھے "محرم کی قبولی آئی۔ میں نے قبولی اور کھائی"۔ مولوی محمد فیاض الدین نظامی نے حیدر آبادی کلچر کا ایک دلچسپ قصہ سنایا۔ کہ حیدر آباد کے گذشتہ زمانے میں یہ رواج تھا کہ جب کسی لڑکے کی کسی لڑکی سے منگنی ہوتی تھی تو لڑکے والے بکری کا دل تل کر لڑکی والوں کے ہاں بھیجتے تھے۔ اگر لڑکی والے اس رشتے کو منظور کرنا چاہتے تھے تو لڑکے والوں کے ہاں قبولی پکا کر بھیج دیتے تھے۔

زمین خرید لی آج دہلی سے علی کا تار آیا ہے کہ یادگار میدان عرفات کی شرقی زمین خرید لی اور رجسٹری ہو گئی۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں سالہا سال سے اس کوشش میں تھا کہ یہ زمین مل جائے تو یادگار میدان عرفات کی گنجائش بڑھ جائے۔ قیمت آجکل کے رواج سے تگنی زیادہ دی گئی ہے۔

۸ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۴ر دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء جمعہ حیدر آباد

حضرت عباس رض کی حاضری آج محرم کی آٹھویں ہے۔ شیعہ جماعت میں آج کے دن حضرت عباس رض کی یادگاری مجلسیں ہوتی ہیں۔

میری صحت خدا کے فضل سے کل رات کو نیند بہت اچھی آئی۔ اور بخار بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ میں نے حضرت قاسم رض کی نیاز کی قبولی کھائی تھی۔ اور تیز مرچوں کا دہی اس پر ڈالا تھا۔ سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ آجکل یہاں بھی ویسی ہی سردی ہے جیسی دہلی سے چلتے وقت دہلی میں تھی۔

صدر اعظم بہادر آج دس بجے ہز ایکسیلنسی نواب سر سعید الملک بہادر صدر اعظم سلطنت آصفیہ سے ملنے گیا تھا۔ ریاست دادوں ضلع علی گڈھ کے کرنل محمود حسن خاں صاحب اینڈی کانگ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ دادوں کی ریاست سلسلۂ نظامیہ کی ریاست ہے سابق رئیس نواب محمد ابو بکر خاں مرحوم اور اُن کے بھائی حاجی صاحب بڑے عارف اور سلسلے کے فدائی تھے۔ خیر آباد کے نامی بزرگ حضرت حافظ محمد علی صاحب رح کے جانشین حضرت حافظ اسلم صاحب سے اُن کو بیعت تھی۔ حیدر آباد میں بھی مرزا سردار بیگ صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت حافظ محمد علی صاحب رح کے خلیفہ تھے۔ اور یہاں اُن کا سلسلہ بہت مقبول عوام و خواص ہے۔ دادوں کے رئیس قوالوں کے بڑے قدر دان تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں کم از کم ایک لاکھ روپے قوالوں کو دئیے ہوں گے۔ اُن کی زندگی میں میں کئی بار دادوں گیا تھا۔

زاہد حسین صاحب سلطنت آصفیہ کے وزیر فنانس مولوی زاہد حسین صاحب میرے پُرانے دوستوں میں ہیں۔ آج اُن سے بھی ملنے گیا تھا۔

جمعہ کی نماز پونے بارہ بجے باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے پہونچ گیا تھا۔ نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ اور مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی اعلےٰ حضرت کے انتظار میں کھڑے تھے کیونکہ اعلےٰ حضرت ٹھیک بارہ بجے مسجد میں پہونچ جاتے ہیں۔ نواب دین یار جنگ پہلے امور مذہبی کے ناظم تھے۔ اور کل رات کو میں نے سنا تھا کہ اُنھوں نے کوتوال ہو جانے کے بعد شہر کے چوروں کا اور جواریوں کا اور نشے بازوں کا بہت اچھا انتظام اور تدارک کیا ہے۔ اس لئے آج میں نے اُن سے کہا "آجکل بھی آپ امور مذہبی کے کاموں سے دست بردار نہیں ہوئے ہیں۔ اور موجودہ ناظم امور مذہبی جو سامنے کھڑے ہیں اُن کے کام بھی آپ کر رہے ہیں کیونکہ انسداد قمار بازی و نشے بازی فرائض مذہبی ہیں"۔ مولوی عبدالقیوم نے جواب دیا "اسلامی حکومتوں میں احتساب محتسب پولیس اور مذہب کے مشترک اختیارات رکھتے تھے"۔ کوتوال صاحب بہت متین اور سنجیدہ ہیں۔ وہ میری یہ مذاق سن کر بولے نہیں مسکراتے رہے۔ مگر میں نے اپنی فراست اور کشف روحانی کے ذریعے اُن کے دل اور دماغ کے اندر جا کر دیکھا کہ وہ دونوں میری تعریف سُن کر اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں کہ اُس نے اُن کو ان نیک اصلاحوں کی ہمت اور جرأت عطا فرمائی۔ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی نے کہا اُن کی اہلیہ حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب مذاق چشتی نظامی بدایونی کی نواسی ہوتی ہیں اور ایام محرم میں اُن کے گھر میں بگھاری ہوئی غذا استعمال نہیں ہوتی اُبالی غذا کھائی جاتی ہے۔

مسجد کے اندر جا کر اُن غریب نمازیوں میں بیٹھ گیا جو وہاں پہلے سے جمع تھے۔ میری آنکھیں بند تھیں اور دل میں سوچ رہا تھا کہ اب ہندوستان میں صرف یہی ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں مسلمانوں کی پُرانی تاریخ آسمان و زمین کے بیچ میں معلق کھڑکیوں کے پردے ہٹا کر اپنا چہرہ دکھا رہی ہے۔ کہ کبھی اس سارے ہندوستان میں ایسی ہی بہار تھی جیسی یہاں کچھ تھوڑی سی بہت نظر آ رہی ہے۔ مجھے خبر نہ ہوئی کہ اعلےٰ حضرت اور اُن کے سب امراء مسجد میں آ گئے ہیں۔ یکایک اعلےٰ حضرت کی آواز سُنی اور اُنھوں نے فرمایا "خواجہ صاحب سردی کا کیا حال؟" میں نے آنکھیں کھولیں اور کھڑا ہو گیا۔ دیکھا اعلےٰ حضرت سامنے کھڑے ہیں اور بازراہ مسافر نوازی مجھ کمزور و ناتوان سے ہمدردانہ مخاطب ہیں۔ میں نے کہا مجھے یہاں بھی بہت زیادہ سردی معلوم

ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا "مگر دہلی کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ میں جب لارڈ ولنگڈن کو رخصت کرنے دہلی گیا تھا تو مارچ کا پہلا ہفتہ تھا۔ اُس وقت وہاں اتنی سردی تھی کہ آگ سینکنے کو جی چاہتا تھا۔"

جمعہ کا خطبہ کہ مولانا عبدالرحمن صاحب خطیب ہر جمعہ میں نیا خطبہ پڑھتے ہیں۔ آج اُنھوں نے خطبہ میں قرآن کی وہ آیات پڑھیں جن میں اہل بیتؓ کا ذکر تھا، اور وہ احادیث بھی پڑھیں جن میں حُبِ اہل بیتؓ کا ذکر تھا نماز کے بعد قاری فخرالدین صاحب نے حسب معمول قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اور اُنھوں نے بھی محرم کے حسب حال آیات تلاوت کیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تم نے مختلف مقامات کی آیات پڑھیں۔"

بے انتہا خوشی کہ میں جب اس مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کے نو صاحبزادے اور ایک بھائی ہمیشہ نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ یعنی ایک ولی عہد صاحب اور آٹھ دوسرے شہزادے۔ اُن میں سے بعض اعلیٰ حضرت سے بہت مشابہ ہیں۔ اور ایک صاحبزادے ہاشم جاہ بہادر کے چہرے پر آثار فہم و ذکا بہت زیادہ ہیں مگر آج ولی عہد بہادر شریک نہیں تھے شاید حیدرآباد میں موجود نہ ہوں گے۔ ولی عہد بہادر کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بھی تھے اور اعلیٰ حضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر بھی تھے۔ اور نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ بہادر مرحوم مدار المہام سلطنت آصفیہ کے پوتے نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ وزیر المہام امور مذہبی بھی تھے۔ اور نواب سر [illegible] الملک صدر اعظم سلطنت آصفیہ بھی تھے اُن کو نجیب مسلمانوں کے پرانے دور کی یادگار

ہیں یعنی بہت شاندار ہیں۔ وہ ریاست چھتاری ضلع بلند شہر کے رئیس ہیں۔ اُن کے اجداد شہنشاہ اکبر کے امرا میں تھے۔ اُس وقت وہ ہندو تھے۔ اس خاندان کے مورث راجہ سال باہن کہلاتے تھے۔ بعد میں راجہ لال سنگھ نے اسلام قبول کیا۔ اور اُن کا نام لال خاں رکھا گیا۔ اب یہ سب لوگ لال خانی راجپوت کہلاتے ہیں۔ حافظ قرآن ہیں، پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ جب یوپی کے گورنر تھے تو اپنے گورنری اسٹاف کو ساتھ لے کر جامع مسجد میں نماز کے لئے جاتے تھے۔ اور میں کہتا تھا "آپ نے گورنری کو سجدہ کرایا، خوب کام کیا۔"

مجھے اس سے بھی بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ میرے مرید مہاراجہ یمین السلطنت سرکشن پرشاد بہادر کے لڑکے نواب اقبال جنگ بہادر اور اُن کے بھائی بھی نماز میں شریک تھے وہ ہمیشہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور سب بھائی میرے مرید ہیں۔ نواب اقبال جنگ کو اعلیٰ حضرت کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہے۔

آج مسجد میں دکن کے ایک مقام کے قاضی صاحب ملے، سفید داڑھی ہے، جبہ پہنے ہوئے تھے مشائخ دار ٹوپی تھی۔ اور بھی بہت سے احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ کیونکہ جمعہ کی مسجد ہی کو جامع اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ بکھرے ہوؤں کو آپس میں جمع کر کے ملا دیتی ہے۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر کے لڑکے بھی نماز میں ملے تھے، اور اُن سے معلوم ہوا تھا کہ اُن کے والد کو بخار ہے۔

گھر میں واپس آ کر کھانا کھایا۔ پھر ۴ بجے تک بہادر شاہ کی تخت نشینی کتاب کا کام کرتا رہا۔ سہ پہر میں روشن دل مخلص شاہ نظامی اور روشن دل خواجہ راجہ چھما ریڈی نظامی اور روشن دل کاکی شاہ نظامی اور روشن دل ناصر نبی شدا نظامی ملنے آئے تھے۔ کاکی شاہ کے بڑے بیٹے جلال الدین اور خواجہ راجہ کے پوتے اور پوتی بھی آئے تھے۔

۴ بجے شاہی موٹر آئی اور میں عزاخانہ زہرا لے گیا۔ بہت سے ہندو مسلمان شیعہ سنی امرا اور عہدے دار اور علماء و مشائخ جمع تھے۔ نواب ہوش یار جنگ بہادر یعنی ہوش صاحب بلگرامی نے مجھ سے سردی کا حال پوچھا، میں نے کہا عجیب بات ہے۔ اعلیٰ حضرت بھی آج یہی بات پوچھتے تھے۔" ہوش صاحب نے کہا جیسے [illegible] وہ [illegible] یاد ہے جب آپ نے مجھے لحاف دیا تھا۔ [illegible] راجہ دھرم کرن بہادر آج بھی مجلس میں آئے تھے اور مولوی معصوم علی صاحب [illegible] بھی ملے تھے۔ آج مولانا سید نثار حسین صاحب نے حضرت عباسؑ کی شہادت کا بیان کیا تھا بہت موثر بیان تھا۔ شاہ صمدانی صاحب نے آج بھی تین جگر سوز نعرے لگائے تھے۔ آج حسین کے واپس آنے کی امید تھی۔ ماں باپ نے بہت دیر تک اُن کے آنے کا انتظار کیا اور کھانا نہیں کھایا

نیاز کا حلیم کہ روشن دل حکیم حسن شاہ نظامی الحجلی اپنی والدہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہیں اُن کے لڑکے اپنی ماما کے ساتھ نیاز کا حلیم اور حلوہ لے کر آئے تھے۔ بادشاہ بیگم نظامی کے لڑکے میل لائے تھے۔ حکیم صاحب کا لڑکا حیدرآبادی بولی بولتا ہے۔ کہنے لگا "والد لکھتے ہیں نو مہینے کی نئی رخصت حاصل کرنے کی درخواست دیا ہوں۔"

میں نے حلیم بھی کھایا۔ اور مولوی فیاض اللہ نظامی کی بیگم صاحبہ کے بھیجے ہوئے نئی روشنی اور پرانی روشنی کے بہت سے کھانے کھائے۔ معدہ کہتا تھا عاقبت کے فکر کو نہ بھول تو نفس جواب دیتا تھا کہ اب تو آرام سے گزرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے۔" ضامن علی صاحب گتہ دار اور

اُن کی اہلیہ بشیر النسا بشیر حسن آرا بیگم اور سید ذہین نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی سے آج رات کو بہت دیر تک اپنی زندگی کی کہانیوں کا ذکر ہوتا رہا۔ پھر مضامین فرحت کتاب پڑھی۔ مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی مقیم حیدر آباد اپنی اُردو لکھتے ہیں کہ میں اگر ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اُن کی اردو نویسی سے آگے بڑھنا چاہوں تو میرا ہوائی جہاز قلابازی کھا کر نیچے گر پڑے۔

رات کو بہت اچھی نیند آئی۔ اور بہت زیادہ نیند آئی۔ اور بہت سکھ دینے والی نیند آئی۔

۹ محرم ۱۳۶۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۵ء شنبہ حیدر آباد

نہاری: آج صبح روشن دل مخلص شاہ نظامی ہم سب کے لئے نہاری لائے تھے۔ مگر میں نے اس لئے فوراً نہیں کھائی کہ حکیم محمود علی صاحب مجھے دیکھنے آنے والے تھے روشن دل خواجہ راجہ کھمبا دی نظامی اور روشن دل ناسوتی شاہ نظامی اور روشن دل کاکی شاہ نظامی اور روشن دل مخلص شاہ نظامی اور روشن دل فیاض الدین نظامی اور مرزا مخلص ضامن علی صاحب اور سید سعید نظامی اور مولوی قطب الدین صاحب متعلقہ دار محبوب نگر اور مولوی سراج الدین صاحب اور اُن کے چھوٹے بھائی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی اور سید ذہین نظامی ملنے آئے تھے۔

تیغ باز خاں: غلام دستگیر مہمند تہور نظامی تیغ باز خاں بھی ملنے آئے تھے۔ اور رستم خاں صاحب بھی اُن کے ساتھ آئے تھے۔ رہبر صاحب نے ایک نعت سُنائی تھی اور حضرت محبوب پاک رضؓ کی شان میں منقبت بھی سُنائی تھی۔ اور میری تعریف کے بھی کچھ اشعار سُنائے تھے۔

نوکر غائب: محرم کی وجہ سے آجکل سب گھروں کے عورت مرد خدمت گار چھٹیاں رہتے ہیں میرے میزبان کے نوکروں میں بھی کمی ہو گئی ہے۔

حکیم محمود علی صاحب: سید سعید نظامی اور رضا ضامن علی صاحب مرزا مخلص کے ساتھ حکیم محمود علی صاحب میری نبض دیکھنے آئے تھے حکیم صاحب گورے رنگ کے بہت مقبول صورت آدمی ہیں۔ عمر چالیس کے قریب ہے۔ حیدر آباد میں بہت مقبول ہیں۔ یونانی اور ڈاکٹری دونو طبوں کی واقفیت اور مہارت ہے۔ دو طریقوں سے میری نبض دیکھی۔ پہلے چاروں انگلیوں کو نبض پر رکھا۔ پھر ایک انگلی سے نبض دیکھی۔ میں نے کہا حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی کے خاندان والے ایک انگلی سے نبض دیکھتے تھے۔ اور حکیم نابینا صاحب چاروں انگلیوں سے نبض دیکھتے تھے۔ حکیم صاحب نے ڈاکٹری آلات سے میرے خون کے دباؤ کا امتحان بھی کیا۔ اور قارورہ بھی دیکھا۔ انہوں نے کہا خون کے دباؤ کا کم ہونا زیادہ نقصان کی بات نہیں ہے۔ دباؤ کا بڑھ جانا اس عمر میں مضر ہوتا ہے۔ اُن کی رائے ہوئی کہ سب اعضا ٹھیک ہیں۔ جگر کی خرابی زیادہ ہے۔ معدہ بھی اچھا ہے۔ مگر جگر کی خرابی کا اثر معدے پر بھی پڑتا ہے میں نے یونانی اطبا کی دواؤں اور تجویزوں اور تشخیص پر تبصرہ بھی کیا۔ حکیم صاحب نے ہنس ہنس کر توجہ کے ساتھ میری نکتہ چینیوں کو سُنا اور ایک خاص نکتہ آخر میں بیان کیا کہ آپ کو ڈاکٹری اور یونانی دوائیں اس واسطے زیادہ کارگر معلوم نہیں ہوتیں کہ دوا تجویز کرنے والے آپ کی عمر اور کمزوریوں کو ملحوظ رکھ کر معتدل دوائیں نہیں دیتے۔ زیادہ تیز دوائیں چونکہ آپ کا مزاج برداشت نہیں کر سکتا اس واسطے آپ اُن سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔

مجھ پر اس طبی نکتے کا اثر ہوا۔ اور میں نے ایسا محسوس کیا کہ اپنے علاج کے تاریک کمرے میں بجلی کا سوئچ کئی برس سے ڈھونڈ رہا تھا۔ آج وہ مل گیا حکیم صاحب نے قارورے کو دیکھ کر رائے دی کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے فتور ہضم کے آثار ہیں۔

نیاز: آج مولوی فیاض الدین نظامی کی بیگم صاحبہ نے نیاز کا کھانا بھیجا تھا۔ نیاز کے کھانے تقلیدی نہیں تھے۔ کیونکہ تقلیدی کھانے آجکل حلیم اور قبولی اور میٹھے روٹ ہوتے ہیں ان کی نیاز میں مرغ پلاؤ تھا۔ اور نئی روشنی اور پرانی روشنی کے بہت سے کھانے تھے۔

خواتین سے ملنے گیا: بیگم مولوی فیاض الدین کی والدہ اور بہن اور بھانجی اور بھائی اور بھاوج۔ سب سے گیا تھا۔ جو آج اُن کے ہاں مہمان تھے۔ پندرہ منٹ بات کرنے پایا تھا کہ شاہی موٹر لینے آ گئی اور میں عزا خانہ زہرا میں چلا گیا۔

ہجوم کی کثرت: آج عزا خانہ زہرا میں بہت زیادہ ہجوم تھا۔ شیعہ سنی امرا اور عہدے دار اور عوام بہت زیادہ تھے۔ عزا خانے کے دروازے میں اعلیٰ حضرت کی آمد سے پہلے امرا وزرا اور بڑے عہدے دار جمع ہو جاتے ہیں۔ اور میں بھی انہیں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔

آج ہز ایکسلنسی نواب سر سعید الملک صدر اعظم بھی آئے تھے۔ اور نواب سالار جنگ بہادر بھی آئے تھے۔ میں نے صدر اعظم صاحب سے کہا "دُنیا میں صدیوں سے بڑے بڑے بادشاہ اور وزرا آتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں مگر اُن کی خوبیاں اور برائیاں یاد رہ جاتی ہیں مجھے آپ کی یہ خوبیاں ہمیشہ یاد رہتی ہیں کہ جب آپ یو پی کے گورنر تھے تو شاف سمیت جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں گئے تھے۔ اور یہاں بھی آپ کو ہر جمعہ کی نماز میں دیکھتا ہوں۔" نواب صاحب نے جواب دیا:-

"بیشک دُنیا ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے انسان کو اپنے معبود کے آگے جھکا رہنا چاہئے۔"

پھر حضرت امام حسینؑ کے صبر و استقلال کا ذکر آگیا۔ نواب ہوش یار جنگ ہوش بلگرامی نے کہا "حسینؑ سے زیادہ کسی انسان کی قوت صبر آج تک معلوم نہیں ہوئی"۔ میں نے کہا۔ "بیشک دُنیا کی کسی قوم میں حضرت امام حسینؑ کے صبر و استقلال کی مثال موجود نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ جن کو ہم مسلمان برگزیدہ پیغمبر مانتے ہیں اور قرآن نے اُن کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کا خطاب دیا ہے۔ اُن کی نسبت بھی انجیل میں یہ لکھا ہے کہ جب وہ صلیب کے سامنے لائے گئے تو بشریت کے تقاضے سے اُن کی زبان پر "ایلی ایلی لما سبقتانی" اے خدا اے خدا تو مجھے کیوں بھول گیا" کے الفاظ آگئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "اے خدا مجھے موت کے اس پیالے سے بچالے"۔ مگر حضرت امام حسینؑ کی زبان سے یا کسی جسمانی حرکت اور طرز عمل سے کسی قسم کی بے صبری اور گھبراہٹ ظاہر نہیں ہوئی"۔ نواب صاحب چھتاری نے بھی میرے بیان کی تصدیق کی اور انجیل کا انگریزی فقرہ میری تائید میں پڑھا۔

آج مولانا سید نثار حسین صاحب کا بیان بہت ہی زیادہ غم والم کا بیان تھا۔ حاضرین مجلس پر بھی اثر ہوا۔ اور صمدانی شاہ صاحب نے نعرے بھی لگائے۔

رات کا پروگرام ملتوی } آج میں نے مہاراجہ بہادر کے مکان پر بچوں سمیت جانے کا وعدہ کیا تھا تاکہ نعل صاحب کا جلوس نیچے وہاں بیٹھ کر دیکھیں۔ اور مہاراجہ بہادر کے صاحبزادوں نواب نصیر یار جنگ اور نواب اقبال جنگ وغیرہ نے میرے لئے انتظامات کر دئے تھے مگر معلوم ہوا کہ نعل صاحب کی سواری رات کے ۱۱ بجے آئے گی۔ اُس وقت تک میرے بچوں کا بیدار رہنا مشکل تھا۔ اور میری صحت بھی یہ بیداری برداشت نہ کر سکتی تھی۔ اس واسطے میں نے مہاراجہ بہادر کے ہاں ٹیلیفون کر دیا۔ اور رات کو گھر ہی میں رہا۔ ناسوتی شاہ نظامی نیاز کے روٹ لائے تھے۔ یہ نہایت لذیذ موٹی موٹی روغنی اور میٹھی روٹیاں ہوتی ہیں۔

نعل صاحب } قطب شاہی سلطنت کے زمانے میں حضرت امام حسینؑ کے گھوڑے کا ایک نعل حیدرآباد میں آیا تھا اور اُس زمانے سے آج تک اُس نعل کا جلوس محرم کی نویں تاریخ کو نکالا جاتا ہے۔ یہ نعل ایک جھنڈے پر لگا ہوا ہے۔ اور اُس پر لوگ صندل چڑھاتے ہیں۔ پھولوں کے سہرے باندھتے ہیں۔ اور کپڑے باندھتے ہیں جن کو ڈھاٹی کہا جاتا ہے۔

عبادت } چونکہ آج کی رات میرے دادا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے قبیلوں اور بال بچوں کے ساتھ عبادت کی تھی اور شب بیداری رہی تھی اس واسطے آج میں نے بھی کچھ دیر شب بیداری کی اور جتنی ہو سکی عبادت بھی کی۔ مگر خواجہ بانو ساری رات عبادت میں مشغول رہیں۔ میں نے صبح ہنس کر کہا اس حد تک عورتوں کا درجہ مردوں سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

سید ذہین کا سلام } آج رات کو مورخ دکن سید ذہین نظامی نے اپنا لکھا ہوا سلام بھی مجھے سنایا تھا۔ میں نے کہا تین آدمیوں کی مجلس میں ہم نے بھی رواجی حق ادا کر دیا۔

۱۰ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۶ ر دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء اتوار حیدرآباد

دلی کا تار } آج دہلی سے علی کا تار آیا ہے۔ کہ منشی قربان علی صاحب بہت سخت بیمار ہیں۔ یہ میرے والد کے دوستوں میں ہیں۔ اسّی برس کی عمر ہے اور چالیس برس سے میری رفاقت کرتے ہیں۔ اردو بازار میں میری کتابوں اور دواؤں کی دوکان کا انتظام بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کی حقیقی اولاد نہیں ہے۔ محمد حسین نظامی اور محمد اطہر کو انھوں نے پالا ہے۔ مجھے اس خبر سے بہت فکر ہوا۔ اور میں نے اُن کی صحت و سلامتی کی دُعا مانگی۔ اور خیریت طلبی کا تار بھیجا۔

رات کی بیداری کی وجہ سے طبیعت خوش ہے۔ حکیم محمود علی صاحب کی دوا کل شام سے شروع کر دی ہے۔

شاہی موٹر } ساڑھے آٹھ بجے خلاف امید شاہی موٹر آئی۔ خلاف امید اس لئے کہ کل میں نے ڈرائیور سے کہہ دیا تھا۔ کہ عشرے کے دن میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ مگر آج موٹر آئی تو ڈرائیور نے کہا "ظل سبحانی کا حکم ہوا ہے کہ خواجہ صاحب کو لے کر نواب سالار جنگ کے مکان پر آؤ۔ اور پھر نواب فیروز یار جنگ کے مکان پر لاؤ۔ جہاں مولانا سید محمد بادشاہ حسینی وعظ کہتے ہیں۔ میں نواب سالار جنگ کے مکان پر گیا۔ جلو خانے میں فوجوں کی صف بندی دیکھی۔ موٹر آگے بڑھی تو اعلیٰ حضرت اور نواب سالار جنگ بہادر اور شہزادگان اور نواب صاحب چھتاری اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر اور نواب رحمت نواز جنگ بہادر وغیرہ میدان میں کھڑے تھے۔ میں نے موٹر سے اُتر کر ظل سبحانی کو سلام کیا۔ ذات شاہانہ نے قریب آکر دریافت فرمایا "کیوں خواجہ صاحب ہندوستان کے محرم میں اور یہاں کے محرم میں کیا فرق ہے"؟ میں نے کہا "ہندوستان کے ہر شہر اور قصبے کے محرم میں نے دیکھے ہیں۔ مگر جو مؤثر مراسم حیدرآباد میں دیکھیں وہ کہیں نہیں دیکھیں"۔ ارشاد ہوا کہ ابھی نواب صاحب چھتاری نے بھی یہی مجھ سے کہا ہے۔

ایک مؤثر نظارہ اعلیٰ حضرت میدان میں کھڑے تھے۔ جلوس حضرت عباسؑ کے علم کا آنے والا تھا۔ فوج اور پولس کی صف بندیاں تھیں۔ میں نے دیکھا کچھ فاصلے پر ایک غریب عورت سیاہ برقعہ اوڑھے کھڑی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دور سے اُس کو دیکھا اور خود اُس کے پاس تشریف لے گئے وہ قدموں کی طرف جھکی۔ اور اعلیٰ حضرت بہت دیر تک اُس سے باتیں کرتے رہے۔ میں نے کوتوال صاحب سے پوچھا معلوم ہوا اس عورت نے اعلیٰ حضرت کے بچپن میں بطور خدمت گار ماما کے خدمت کی تھی۔ مجھ پر اس منظر کا بہت اثر ہوا کہ اتنا بڑا بادشاہ اپنے پرانے خدمت گزاروں کے حقوق کو کس طرح سے یاد رکھتا ہے۔ لاکھوں روپے کی جاگیریں رکھنے والے امرا شرف ہمکلامی کی تمنائیں رکھتے ہیں۔ اور برسوں اُن کو یہ شرف حاصل نہیں ہوتا لیکن ایک غریب خدمت گار عورت جس نے چالیس پچاس برس پہلے کبھی اعلیٰ حضرت کی خدمت کی تھی۔ اس پر یہ الطاف ہیں کہ خود اُس کے پاس پیدل چل کر گئے اور بہت دیر تک اُس کے حالات دریافت فرمائے۔ اور تمام امراء کے لئے جو وہاں دست بستہ حاضر تھے غریب نوازی اور غریب پروری کا ایک نمونہ دکھایا تاکہ وہ سب بھی غریبوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں۔

ابن زہرا وا ویلا ہزاروں سیاہ پوش سر برہنہ پا برہنہ بڈھوں جوانوں اور بچوں کا ایک جلوس اندر آیا جن کے ہاتھ میں حضرت عباسؑ کا علم تھا۔ اور وہ ابن زہرا وا ویلا کے نعرے لگا رہا تھا۔ اور فارسی میں اعلیٰ حضرت کا مرثیہ پڑھتا جاتا تھا اور ماتم کرتا جاتا تھا۔ نواب سالار جنگ بہادر اور شیعہ امرا سیاہ لباس اور سیاہ دستاروں میں تھے۔ جب جلوس نے تمام جلوخانے کا گشت لگا لیا تو علم لے کر وہ امام باڑے کے اندر گیا۔ میں بھی اعلیٰ حضرت اور امرا کے ساتھ امام باڑے میں گیا۔ وہاں بکثرت سیاہ پوش بوڑھے جوان اور بچے سر و پا برہنہ سینے کھولے ہوئے جمع تھے اُن میں اکثر ایرانی نسل کے معلوم ہوتے تھے۔ نہایت گورے اور خوبصورت اور وجیہہ اندر بھی اعلیٰ حضرت کا سلام پڑھا گیا۔ جو نظام گزٹ میں شائع ہوا ہے۔ اور ان سب نے مل کر ماتم کیا۔ آخر میں اعلیٰ حضرت کے لئے دعا مانگی گئی اور آمین کے نعرے بلند ہوئے۔

نواب فیروز یار جنگ بہادر کی مجلس

یہاں سے اعلیٰ حضرت نواب فیروز یار جنگ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اور میں بھی وہاں گیا۔ نواب فیروز یار جنگ سنی تھے۔ اور اُن کی مجلس میں حضرت مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب وعظ کہتے ہیں۔ یہاں سنی علماء و مشائخ و امراء و عوام ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ پہلے ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت کا فارسی سلام پر سوز لحن کے ساتھ سنایا۔ اس کے بعد مولانا صاحب کا وعظ ہوا۔ انھوں نے آیات و احادیث کے حوالوں سے اہل بیت کی مدح بیان کی۔ اور بیان شہادت کو ایسے مؤثر انداز سے ادا کیا کہ تمام مجلس زار و قطار روتی رہی۔ مولانا نے خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر بھی بہت مؤثر الفاظ میں کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اعلیٰ حضرت حضرت خلیفہ اول رضؓ کی اولاد میں ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت کے لئے آخر میں دُعا بھی مانگی۔

سید سعید نظامی کے گھر پر ۲ بجے ان دونوں مقامات سے رخصت ہو کر سید سعید نظامی کے مکان پر آیا۔ وہ انگلستان اور مدراس سے واپس آ گئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ حسین ۱۹ دسمبر کو حیدرآباد میں آ جائیں گے سعید کی والدہ اور انگریز بیوی اور اُن کے بچے بھی ملے۔ طاہر دل محبوب بانو نظامی بھی ملنے آئیں یعنی سانظامی کے بھائی اور اُن کے بچے بھی ملے۔ پھر سعید نظامی کے ساتھ قیام گاہ پر آیا۔ خواجہ بانو اور بچے حیدرآباد میں حضرت بیوی کا علم دیکھنے چلے گئے۔ اور میں قیام گاہ پر ٹھیر گیا کیونکہ بہت تھک گیا تھا۔

نیاز کا کھانا طاہر دل بادشاہ بیگم نظامی نے اپنے لڑکے کے ساتھ نیاز کا حلیم اور قبولی اور بہت شیر بھیجا تھا۔ میں نے کہا میں آج کھانا نہیں کھا سکتا طبیعت ٹھیک نہیں ہے مگر بادشاہ بیگم کے لڑکے نے کہا۔ اماں نے تاکید کی ہے کہ یہ نیاز کا کھانا کھلا کر آنا۔ آخر میں نے چند نوالے قبولی اور حلیم کے کھائے۔ مادر بیگم فیاض الدین نظامی نے جو کھانا بھیجا تھا اُس میں سے دو چمچے شوربے کے کھائے۔ کیونکہ حلیم میں مرچیں بہت تھیں۔ اور اس کے بعد یہ سمجھ کر سو گیا کہ اب کہیں جانا نہیں ہے۔ پندرہ منٹ بھی نہ سویا تھا کہ ساڑھے تین بجے شاہی موٹر آ گئی۔ چوبدار نے کہا اعلیٰ حضرت کا فرمان ہوا ہے کہ خواجہ صاحب حویلی قدیم میں آئیں۔ میں حویلی قدیم میں گیا۔ جو شہر کے اندر ہے۔ اور جہاں اعلیٰ حضرت کے اجداد رہا کرتے تھے۔ اس حویلی کے سامنے بہت بڑا جلو خانہ ہے۔ اس وقت تک اعلیٰ حضرت تشریف نہیں لائے تھے۔ اور پائگاہ کے امرا اور مہاراجہ بہادر کے لڑکے موجود تھے۔ میں نے کچھ دیر نواب حسن یار جنگ بہادر نبیرہ نواب سر وقار الامراء اقبال الدولہ بہادر سے اور مہاراجہ بہادر کے لڑکوں نواب نصیر یار جنگ نظامی اور نواب اقبال جنگ نظامی سے باتیں کیں۔ اور نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ و صدر المہام امور مذہبی سے بھی باتیں کیں۔ یکایک اعلیٰ حضرت تشریف لے آئے۔ اور ولی عہد بہادر بھی تشریف لے آئے۔ اور نواب صاحب چھتاری بھی آ گئے۔ اور اس کے بعد

بیگمات شاہی کی موٹریں آنی شروع ہوئیں - اعلےٰحضرت نے اُن موٹروں کی صف بندی چند منٹ کے اندر اشارے کر کے ایسی عمدہ کرادی کہ سارا میدان بہت خوش نما ہوگیا - اعلےٰحضرت کی چار صاحبزادیاں پردے سے باہر میدان میں کھڑی تھیں - باقی سب بیگمات پردے دار موٹروں میں تھیں - تین صاحبزادیاں سیاہ لباس میں تھیں - اور ولی عہد بہادر کی بہن سبز لباس میں تھیں -

حضرت بیوی کا علم } کچھ دیر - بعد حضرت بیوی کا علم ہاتھی پر اندر آیا - اعلےٰحضرت میرے قریب تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ خواجہ صاحب نے کبھی پہلے بھی حویلی قدیم کا یہ جلوس دیکھا ہے - میں نے جواب دیا جی نہیں میرے لئے یہ پہلا موقع ہے -

علم آجانے کے بعد سیاہ پوش سر و پا برہنہ ماتم گزاروں کا ایک بڑا جلوس اندر آیا جو صف بندی کر کے کھڑا ہوگیا - ان میں بوڑھے جوان اور بچے ہزاروں کی تعداد میں تھے کچھ دیر مولانا سید نثار حسین صاحب کے آنے کا انتظار رہا - اور جب وہ آگئے تو اُنھوں نے کھڑے ہو کر مختصر تقریر کی جس میں میدان کربلا اور شہداء کا ذکر تھا - اس کے بعد ماتم شروع ہوا - ماتم کرنے والوں کے دو گروہ تھے - اور ہر گروہ کا ایک منتظم تھا - پہلے ایک گروہ نے ماتم کیا - اور منتظم نے اعلےٰحضرت کے لئے دعا مانگی پھر دوسرے گروہ نے ماتم کیا - اور اعلےٰحضرت کے لئے دعا مانگی -

پریشانی } اعلےٰحضرت میدان کے وسط میں کھڑے تھے - میری بائیں طرف ولی عہد بہادر وغیرہ اکابر کھڑے تھے - یکایک میں نے اپنی بائیں طرف دیکھا کہ لوگوں میں کچھ پریشانی اور گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے - اور لوگ پشت کی طرف صحنچی کے اندر گھبرا گھبرا کر دیکھ رہے ہیں - میں بھی اُس طرف آہستہ آہستہ گیا - دیکھا کہ نواب صاحب چھتاری کو غش آگیا ہے اُن کا چہرہ زرد ہے - اور پسینہ آرہا ہے -

اعلےٰحضرت بھی تشریف لائے اور حکم دیا کہ نواب صاحب کو جلدی قیام گاہ پر لیجاؤ - اس کے بعد ماتم شروع ہوگیا - مگر موٹروں کے جانے کا راستہ بند تھا - اس واسطے نواب صاحب صحنچی میں ٹھیرے رہے - کچھ دیر کے بعد کھڑا رہنے کے سبب مجھے بھی چکر آنے شروع ہوئے مگر میں نے ضبط سے کام لیا - ولی عہد بہادر کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بہادر میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کے چہرے سے کچھ ناتوانی ظاہر ہوتی ہے - میں اعلےٰحضرت سے اجازت لیکر آپ کو اندر بٹھا دیتا ہوں میں نے انکار کیا اور کہا میں بالکل اچھا ہوں اور اس کے بعد ولی عہد بہادر سے جا کر ملا - اور اُن کی صحت کا حال پوچھا - اُنھوں نے کہا زکام ہے اور گلے میں کچھ تکلیف ہے - میں نے کہا یونانی جوشاندہ استعمال کیجیے - ڈاکٹری دوائیں زکام میں زیادہ مفید نہیں ہوتیں -

جزئیات کی تنظیم } آج میں نے نواب سالار جنگ بہادر کے ہاں اور حویلی قدیم میں اعلےٰحضرت کے ایک خاص صفت کو محسوس کیا کہ اُن میں جزئیات کی تنظیم کا ایسا سلیقہ ہے جو ہندوستانی رئیسوں اور لیڈروں میں کہیں میں نے نہیں دیکھا - کانگرس اور لیگ کے جلسوں میں اور ریاستوں کے درباروں میں بار ہا دیکھا کہ رضا کار سیکڑوں کی تعداد میں اور پولیس کے اہلکار بیشمار انتظام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں مگر انتظام قابو میں نہیں آتا - مگر مجھے حیرت تھی کہ ایک دبلے پتلے آدمی کے اشاروں میں کیا جادو ہے کہ ہزاروں عوام کالانعام کو چند منٹ میں ایسا منظم کر دیا اور وہ سب کے سب ایسے دم بخود ہوگئے کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی اعلےٰحضرت میدان میں لکڑی ہاتھ میں لئے ٹہل رہے تھے اور سب رسمیں ادا ہو رہی تھیں

واپسی } جب جلوس واپس چلا گیا تو اعلےٰحضرت نے حکم دیا کہ صاحب (ولی عہد بہادر کو اعلےٰحضرت صاحب کہتے ہیں -) کا مزاج ناساز ہے - ان کو اور نواب صاحب چھتاری کو اور خواجہ صاحب کو پہلے روانہ کر دیا جائے - چنانچہ سب سے پہلے میں روانہ ہوا - اور میرے بعد ولی عہد بہادر اور نواب صاحب چھتاری روانہ ہوگئے -

قیام گاہ پر آیا تو معلوم ہوا نواب سردار یار جنگ نظامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب ملنے آئے تھے - مغرب کے بعد خواجہ بانو اور بچے علم دیکھ کر واپس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ چمن آرا بیگم صاحبہ نے ہم سب کے لئے نشست کا بھی بہت اچھا انتظام کیا تھا - اور ہماری مدارات بھی بہت اچھی کی تھی -

دعوت کا خط } آج ایک بجے مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی وزارت النسا بیگم نظامی نے خط بھیجا تھا کہ میں نے نواب تدبیر جنگ مرحوم کے مکان پر آپ سب کے لئے علم دیکھنے کا انتظام کیا ہے - اور کھانے کا انتظام بھی کیا ہے - میں نے معذرت لکھ کر بھیجی کہ چمن آرا بیگم سے وعدہ پہلے ہو چکا ہے -

رات کو مولوی فیاض الدین نظامی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی سے باتیں کیں نہیں - اور مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کے مضامین پڑھتا

قرآن ناطق آج حیدرآباد کے مشہور و مقبول روزانہ اخبار رہبر میں مولانا ابوالکلام صاحب آزاد صدر کانگریس کا ایک مضمون پڑھا جو تین صفحے کا تھا اور جس میں مولانا نے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت علیؑ کو قرآن ناطق کہنا جائز ہے اور انہوں نے جو دعویٰ کیا تھا کہ میں قرآنِ ناطق ہوں یہ بالکل ٹھیک دعویٰ تھا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ مولانا نے موجودہ زمانے میں ایسا مضمون کیونکر بیان کر دیا۔ مگر نعیم صاحب نے اور فیاض الدین صاحب نے بتایا کہ یہ مضمون اکتالیس برس پہلے کا ہے جو کلکتے کی ایک مجلس میں ۵ محرم ۱۳۲۴ھ کو پڑھا گیا تھا اور رسالہ "البلاغ" میں شائع ہوا تھا۔

آج رات کو میں سویا اور خوب جی بھر کر سویا۔

۱۱ محرم ۱۳۶۵ھ - ۱۷ نومبر ۱۹۴۵ء حیدرآباد

محرم ختم کل عشرہ ختم ہوا۔ حیدرآباد میں ۱۲ محرم کے بعد سرا تیم تمام ہوں گی۔ آج صبح غلام دستگیر مہمند تیغ باز خاں نظامی اور روشن دل مخلص شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔

شہسوار کی آواز صبح کی نماز کے بعد میں اپنی مسند پر خاموش بیٹھا تھا کہ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی۔ میں نے خیال کیا میرے تصورات کی آوازیں ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کسی آدمی کی آواز آئی۔ باہر جا کر دیکھا تو نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے بڑے لڑکے میر خورشید علی انگریزی لباس میں گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم۔ آج تم اس روپ میں آئے ہو۔ ہمارا کلچر شہسواری میں پوشیدہ تھا۔ کلام الٰہی میں گھوڑوں کے دوڑنے کی قسمیں کھائی گئی تھیں۔ اور ہماری بول چال میں پابہ رکاب کا محاورہ بولا جاتا تھا۔ دلی میں جب ہمارا تخت و تاج چھنا تو نہ گھوڑے رہے نہ اُن کی رکابیں رہیں۔ اور پابہ رکاب لفظ کی جگہ ریل کا ٹکٹ ہاتھ میں لینا پڑا۔ اور دست بہ ٹکٹ بولنے لگے۔ میر خورشید علی حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلے میں مرید ہیں۔ اُن کے والد مرحوم بھی حضرتؒ کے مرید تھے اور میرے والد کے دوست تھے۔ کہنے لگے کئی دن سے آپ کی تلاش میں تھا۔ آج اس غازی مرد کے ذریعہ یہاں آن پہونچا۔ میں نے کہا میں ایک دن تمہارے مکان پر آؤنگا اور اپنی وضع قدیم کو پورا کرونگا۔ شہسوار اتنی بات کر کے گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا۔ میرے لڑکے حسن ابوطالب نے کہا آپ نے ان کو کھانا کیوں نہیں کھلایا۔ میں نے کہا بیٹا شہسوار گھوڑے سے اس وقت اُترتے ہیں جب اُن کو منزل مل جاتی ہے۔ اور جب تک منزل ہاتھ نہ آئے گھوڑے پر بیٹھا رہنا پڑتا ہے۔

آغا حیدر دہلوی آج میرے پرانے دوست آغا حیدر دہلوی ملنے آئے تھے دیکھا داڑھی سفید ہو گئی ہے۔ میں نے کہا یہ کیا اندھیر ہے کہ حیدرآباد نے تمہاری داڑھی اتنی جلدی سفید کر دی (کیونکہ میں نے آغا حیدر کا دلی میں بچپن بھی دیکھا ہے۔ اور چند سال پہلے تک وہ حیدرآباد میں بے داڑھی مونچھ کے بچے ہی معلوم ہوتے تھے) شاید اُن کی داڑھی کالی نکلی ہی نہ ہو سفید ہی نکلی ہو۔ میری مضمون نگاری کی تعریف کرتے رہے کہتے تھے نواب مسعود جنگ مرحوم سر سید کے پوتے آپ کی انشا پردازی کے بڑے مداح تھے اور کہتے تھے کہ خواجہ صاحب فرانسیسیوں کی طرح اردو لکھتے ہیں۔

اُن کے خط آئے جن کو دل یاد کیا کرتا ہے یعنی بڑے بیٹے حسین کا خط اننت پور سے آیا اور منجھلے بیٹے علی کے دو خط دہلی سے آئے حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا روزنامچہ بھی چھپ کر دہلی سے آ گیا۔ چند ممتاز خواتین ملنے آئیں تھیں شاہی موٹر آئی تھی۔ اور میں عزاخانہ کی مجلس میں گیا تھا۔ آج مولانا سید نثار حسین صاحب کے بھائی صاحب نے مجلس پڑھی تھی۔ اور واقعہ کربلا کے بعد جو واقعات پیش آئے اُن کو بیان کیا تھا۔ پوتے چھ بجے واپس آ گیا تھا۔ خوش اقبال اور حسن ابوطالب کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی تھی۔ روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی اور اُن کی اہلیہ اور اُن کے لڑکے محمود نظامی کی بیوی اور اُن کا پوتا مسعود اور نواسی اور بیٹا حسن اقبال ملنے آئے تھے۔ مٹھائی اور پھل بھی لائے تھے۔

محمد فیاض نظامی میرے پرانے مرید مولوی محمد فیاض نظامی صدر معلم مدرسہ صنعت و حرفت اپنے رفیق عبدالقادر صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کا خیاطی کا کارخانہ بھی ہے اور یہ صنعت و حرفت کی عملی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ میں نے بہت عرصہ پہلے ان کو اس ہنر کی طرف راغب کیا تھا۔ اور نوکری سے ہٹا کر خیاطی کے ہنر کی طرف لگایا تھا۔ جس میں انہوں نے ماشاءاللہ اپنی محنت اور دیانت اور اعلےٰ قابلیت کی وجہ سے بہت ترقی کی۔ ان کے کارخانے کا نام میرے نام پر "نظامیہ ٹیلرنگ فرم" رکھا گیا ہے۔ زیادہ خوشی اس سے ہوئی کہ اُن کی صورت اور سیرت میں تغیر نہیں ہوا ہے یعنی اُن کی محبت و عقیدت جیسی پہلے دن تھی۔ ویسی ہی اب بھی ہے۔ اور جیسی صورت پہلے دن دیکھی تھی ویسی ہی صورت ہے یعنی آغا حیدر کی طرح بڑھاپے نے ان پر حملہ نہیں کیا ہے۔

سید ذہیب نظامی مورخ دکن رات کو

حیدرآباد کے ماہر تاریخ سید ذہین نظامی بھی آئے تھے۔ جب وہ آتے ہیں دکن کی گذشتہ تاریخ ان سے سنتا ہوں اور ان کی تاریخی آگاہی کو مان کر "تاریخ دکن" لکھتا ہوں۔

حکیم میر محمود علی صاحب کی دوا استعمال کر رہا ہوں۔ اس سے بہت فائدہ ہے۔ نیند آتی ہے بھوک لگتی ہے۔

اعلےٰ حضرت کے عقائد آج مجھ سے اعلےٰحضرت کے عقائد کی نسبت سوالات کئے گئے۔ میں نے کہا "بادشاہوں کے عقائد قدرت نے یہ مقرر کئے ہیں کہ اپنی رعایا کی آسائش اور حفاظت کے انتظام میں اور ان کی زندگی کو خوشحال بنانے کے کام میں رات دن مصروف رہیں۔ انگریز حکومت کے اراکین دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور ہم ہر مذہب کے حامی ہیں۔ مسلمانوں کی حکومت کا یہی طرز عمل رہا ہے۔ خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس کی فتح کے بعد عیسائیوں کے بڑے گرجا میں گئے تو عصر کی نماز کی جلدی کے سبب تھوڑا سا گرجا دیکھ کر واپس آنے لگے بڑے پادری نے کہا یہیں نماز پڑھ لیجئے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہم مسلمانوں کی نماز ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ اگر میں یہاں نماز پڑھ لوں گا تو مسلمان قوم تمہارے گرجا کو مسجد بنا لیگی اور تمہاری حق تلفی ہوگی۔

اسی طرح شروع سے آج تک سب مسلمان بادشاہ اپنی رعایا کے تمام مذاہب وعقائد کے یکساں محافظ رہے ہیں۔ اور اعلےٰحضرت حضور نظام کا بھی یہی طرز عمل شروع سے آج تک رہا ہے۔ ان کی حکومت میں مسجدوں سے زیادہ مندر ہیں۔ اور وہ ان مندروں کو بھی اتنی ہی امداد دیتے ہیں جتنی مسجدوں کو دیتے ہیں۔ ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ شیعہ مذہب کی طرف مائل ہیں۔ ایک بیکار بحث ہے وہ ہر جمعے کو باغ عام کی مسجد میں جاتے ہیں اور خطبے میں چاروں اصحابؓ کا نام اور مدح سنتے ہیں اور میں دوسری محرم سے ۱۱ر محرم تک جتنی مجلسوں میں شریک ہوا وہاں میں نے ان کا کوئی عمل ایسا نہیں دیکھا جس سے یہ بات ظاہر ہوتی جس کا شبہ آپ لوگوں کو ہے یعنی میں نے ان کو کسی مجلس میں ماتم کرتے نہیں دیکھا۔

دلوں کا حال اللہ جانتا ہے نہ حضور نظام کو میرے دل کی خبر ہے نہ مجھے ان کے دل کی خبر ہے۔ میں تو ان کو صرف اس لئے عزیز رکھتا ہوں کہ وہ اس دور پر آشوب میں میری مسلمان قوم کے کلچر اور تہذیب اور تاریخ اور حکومت کا مرکز ہیں۔ اور میرا مسلک تو حضرت خواجہ فریدالدین عطار رحؒ کے اس شعر سے ظاہر ہو سکتا ہے ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرۂ دردِ دل عطارؒ را

۱۲ر محرم ۱۳۶۵ھ ۱۸ر دسمبر ۱۹۴۵ء منگل حیدرآباد

تیجہ آج واقعہ کربلا کا تیسرا دن ہے اس لئے اس کو سوئم اور تیجہ کہتے ہیں۔ آج کے دن تمام شیعہ سنی مسلمانوں میں اپنے اپنے عقائد کے بموجب رسمیں ادا ہوتی ہیں۔ سنیوں میں عام طور سے حلیم پر اور حلوے پر نیازیں دلوائی جاتی ہیں۔ میرے ہاں درگاہ میں بارہ دیگیں حلیم کی پکا کرتی تھیں مگر اب حلوے پر نیاز ہوتی ہے۔

صبح کے زائر آج صبح روشن دل خواجہ راجہ اور روشن دل ناسوتی شاہ اور روشن دل کاکی شاہ اور روشن دل مخلص شاہ اور سید الہ دین نظامی اور امروہے والے حکیم فخرالحسن نقوی نظامی فریدی ملنے آئے تھے۔ اور نواب سردار یار خاں نظامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب اور قادر یار خاں بھی ملنے آئے تھے۔ مخلص شاہ نظامی پان بھی لائے تھے۔

حبل الورید آج خواجہ راجہ میرے لئے حبل الورید (گلے کا رومال) لائے تھے۔ دو تھے۔ ایک میں نے اپنے گلے میں ڈال کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اور دوسرا خود اپنے گلے میں ڈال لیا۔ حکیم فخرالحسن نظامی چار سال سے یہاں کے محکمہ طبی میں امیدوار ہیں۔ میں نے ان سے بیشمار طبی سوالات کئے۔ اپنی نسبت بھی اور دوسرے امور طبی کی بابت بھی۔ اور انھوں نے ہر سوال کا بغیر کسی تامل اور رکاوٹ کے برجستہ جواب دیا۔

نیاز کاکی شاہ نیاز کے لئے نقل لائے تھے۔ حضرت امام حسینؑ کے سوئم کی نیاز ہوئی ناسوتی شاہ نے پنج آیت پڑھی۔ میں نے بھی کچھ حصہ لیا۔ حکیم فخرالحسن صاحب نے درود تاج نہایت صحت الفاظ اور خوش الحانی سے پڑھا۔

ڈاک آگئی آج کئی دن کی رکی ہوئی ڈاک کا پشتارہ وصول ہوا۔ اور میں نے ۴ بجے تک بہت سے ضروری خطوں کے جواب لکھوائے تاہم آدھے سے زیادہ خط باقی رہ گئے۔

نواب حسن یار جنگ بہادر نواب سر وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر سابق مدارالمہام حیدرآباد کے پوتے نواب حسن یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ چونکہ میرا مکان ایک ایسے پہاڑ پر ہے جہاں آسانی سے لوگ نہیں آ سکتے اور یہ مکان بہت زیادہ تلاش کے بعد دستیاب ہوتا ہے اس واسطے نواب حسن یار جنگ بہادر بھی بہت دیر سے طرف کی سڑکوں پر تلاش کرتے رہے۔ یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دوپہر کی دھوپ میں چہل قدمی کرنی چاہئے۔ اس لئے باہر نکلا اور باغ میں چہل قدمی کرنے لگا۔ نواب صاحب نے موٹر میں بیٹھے بیٹھے دور سے مجھے پہچان لیا اور

اندر آگئے۔ میں نے کہا یہ قدرت نے آپ کا استقبال مجھ سے کرایا۔

پادشاہ بیگم نظامی } ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی مرحوم کی بھتیجی پادشاہ بیگم نظامی نہایت خوش اعتقاد ہیں۔ روزانہ اپنے بچوں کے ہاتھ کھانا اور پھل اور پان بھیجتی رہتی ہیں۔ آج اپنی لڑکی اور شہزادی بیگم مرحومہ کی لڑکی کو لے کر ملنے آئیں تھیں۔ شہزادی بیگم مرحومہ ڈاکٹر قمرالدین نظامی مرحوم کی بھانجی تھیں۔ خواجہ بانو نے کہا جب یہ بچی چار مہینے کی تھی اور ماں کی گود میں تھی تب میں نے اس کو دیکھا تھا۔ اب ماشاء اللہ جوان ہو گئی ہے۔ اور شادی بھی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا دیکھو تمہاری بہو دل آرا بانو سے اس کی شکل کتنی زیادہ ملتی ہے۔

شاہی موٹر } سوا چار بجے شاہی موٹر لینے آگئی۔ میرا خیال تھا عزا خانہ زہرا کی مجلسیں ختم ہو گئی ہیں۔ اور اب مجھے کہیں جانا نہیں ہے مگر معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے چوڑ محلے مبارک میں بلایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی موجودہ سکونت کنگ کوٹھی میں ہے۔ ان کے والد اور تمام اجداد چوڑ محلے میں رہتے تھے۔ مگر بعد میں ان کے والد حویلی قدیم میں رہنے لگے تھے۔ جہاں میں پہلی دفعہ عشرۂ محرم کی شام کو بیوی کا ماتم دیکھنے گیا تھا۔ اور چوڑ محلہ مبارک میں بھی آج پہلی دفعہ آیا تھا۔ یہ شہر کے اندر بہت وسیع اور پُر فضا مقام ہے۔ ڈرائیور کہتا تھا بہت دیر ہو گئی ہے جلدی چلنا چاہیئے۔ اس لئے وہ ایک ایسے غیر معروف راستے سے لے گیا جس کی سڑک اچھی نہیں تھی تاکہ جلدی پہونچ جائے۔ مگر اس بہانے میں نے شہر کے وہ حصے بھی دیکھ لئے جو پہلے نہیں دیکھے تھے۔

چوڑ محلہ مبارک } پُرانے شہر کے اندر یہ ایک بہت وسیع اور شاندار اور پُر فضا مقام ہے جلو خانہ بہت بڑا ہے۔ اور باغ بھی بہت خوبصورت ہے۔ باغ میں فوارے چل رہے تھے۔ جلو خانے میں پولیس اور فوج کے افسر دم بخود ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے باغ کے سامنے ایک مکان کی طرف جانے کے لئے کہا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مکان کی دہلیز میں ایک مختصر کمرے کے اندر اعلیٰ حضرت چہل قدمی فرما رہے تھے اور اُن کے سامنے کمرے کے اندر نواب سر سعید الملک صدر اعظم بہادر اور نواب سالار جنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر صف بندی کئے دست بستہ کھڑے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت سکوت کے عالم میں چھڑی ہاتھ میں لئے گشت لگا رہے تھے۔ پشت کے کمروں میں پیشی کے ذاتی خدمت گار ہاتھ باندھے سر جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ کمرے میں دھوپ تھی۔ اور میں چمک کے سبب کچھ دیر اندر کی حالت دیکھ نہ سکا۔ اور کچھ دیر باہر کھڑا رہا۔ اور اعلیٰ حضرت کو سلام کیا۔ اعلیٰ حضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اندر بلا لیا اور میں نواب صدر اعظم کے برابر کھڑا ہو گیا سکوت اتنا زیادہ تھا کہ سوائے فواروں کی آواز کے کسی پتے کے ہلنے کی آواز بھی نہ آتی تھی۔ یکایک اعلیٰ حضرت میری طرف مخاطب ہوئے اور اس مکان کے آثار قدیم کی کیفیت ارشاد فرمائی۔ اس مکان میں قدیم زمانے کے نہایت نادر تبرکات اور آثار قدیم ہیں۔ جن میں قلمی قرآن مجید بھی ہیں عَلَم بھی ہیں۔ اور سونے کے تعزیے بھی ہیں۔ دہلیز کے اندر کے دو کمروں میں تلاوت قرآن مجید کی آواز آ رہی تھی۔

ولی عہد بہادر } تھوڑی دیر کے بعد ولی عہد بہادر اور اُن کے آٹھوں بھائی بھی آ گئے۔ اور وہ دہلیز کے کمرے میں دوسرے رُخ صف بندی کر کے خاموش کھڑے ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت ہم سب کو لے کر دوسرے کمرے میں تشریف لے گئے خوشبو سے کمرہ مہک رہا تھا۔ قاری نے آیات تلاوت کیں۔ اور اعلیٰ حضرت آیات کے خاص خاص اور اہم مضامین پر سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا روشنی کرو اور خواجہ صاحب کو سب آثار قدیم دکھاؤ۔ فرش پر ایک چادر بچھی ہوئی تھی۔ اور اُس پر سونے چاندی کے عَلَم ترتیب کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ میں بینائی کی کمی کے سبب بیٹھ گیا اور نواب صاحب چھتاری نے مجھے وہ سب علم دکھائے۔ کچھ عَلَم چاندی کے تھے۔ اور بقیہ زیادہ تعداد میں سونے کے تھے۔ جن پر نہایت خوش قلم طغرے عربی خط میں منقش تھے اور ہیرے موتی یاقوت زمرد اُن پر جڑے ہوئے تھے۔ اور یہ ہیرے روشنی میں جگ مگ جگ مگ کر رہے تھے۔ سونے کے دو تعزیے بھی وہاں تھے ایک تعزیہ نجف اشرف کے روضے کی شبیہ اور دوسرا کربلائے معلی کے روضے کی تمثیل تھا۔ یہ دونوں سونے کے تھے۔ اور تقریباً تین فٹ اونچے اور پانچ فٹ چوڑے چکلے تھے۔ نواب سالار جنگ بہادر نے کہا یہ دونوں تعزیے ٹھیک پیمائش اور اسکیل کی بموجب دونوں روضوں کی تعمیر کی نقل ہیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت پھر دہلیز میں تشریف لے آئے۔ اور وہاں اُنھوں نے ان آثار قدیم اور تبرکات کے تاریخی حالات بیان فرمائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان میں بعض عَلَم میں نے رام پور کے مسلمان سُناروں سے بنوائے ہیں۔ جن ان سب کی لاگت خود ادا کی ہے۔ اگرچہ نواب صاحب رام پور چاہتے تھے کہ ان کی تیاری کے مصارف وہ ادا کریں۔ مگر اعلیٰ حضرت نے صرف ایک علم مُفت کا قبول فرمایا باقی سب کی قیمت زیدی صاحب چیف منسٹر رام پور کو ادا فرمائی۔

احترام محرم: اثنائے گفتگو میں یہ ذکر بھی آیا کہ سابق شاہ ایران نے اپنے بیٹے یعنی موجودہ شاہ ایران کی شادی محرم کی نویں تاریخ مصر کے بادشاہ شاہ فاروق کی بہن سے کی تھی۔ اعلیٰحضرت نے مجھ سے پوچھا اس بے احترامی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا مشہور یہ ہے کہ سابق شاہ ایران اپنے ملک کی شیعہ سنی رعایا کو ملانا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ شیعہ جماعت کی روایات اور عبادات کے خلاف بعض کام کرتے رہتے تھے۔ انھوں نے مشہد مقدس احترام میں بیچ قتل ایسی کی تھی جو اُن لوگوں نے حضرت امام رضا کی درگاہ میں برخلاف روایات اُن کے بوجب (؟) بیٹھی لی تھی۔ ان کو بھی قتل کر دیا تھا۔

اس پر اعلیٰحضرت نے ولی عہد بہادر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تمہارے دادا نے میری شادی کرنے کا ارادہ کیا اس وقت میری عمر اکیس سال کی تھی۔ اور شادی ذی الحجہ کے مہینے میں قرار پائی تھی۔ یکایک میری ایک علاتی بہن نظام النسا کا دق کی بیماری میں انتقال ہو گیا۔ تمہارے دادا نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ چونکہ تمہاری بہن کا انتقال ہو گیا ہے اس واسطے شادی کی تاریخ ملتوی کرنی مناسب ہے۔ اور اُن کا چہلم محرم کے مہینے میں ختم ہو گا اور محرم کے بعد صفر میں حضرت امام حسینؑ کا چہلم ہو گا اس واسطے تمہاری شادی ربیع الاول میں کی جائے گی۔ میں نے تمہارے دادا کو جواب لکھا کہ حضور نے جن وجوہات کی بنا پر تاریخ ملتوی فرمائی ہے وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ بہن کا سوگ بھی ضروری ہے۔ اور عزم محرم کا احترام بھی لازمی ہے۔

حاضرین پر ان دونوں واقعات کا بہت اثر ہوا۔ اور ایک صاحب نے کہا کہ سابق شاہ ایران نے احترام محرم کا خیال نہ کیا تو نتیجہ دیکھئے کہ ساری شہرت جاتی رہی اور جلا وطن ہو گئے۔

قرآن اور اہل بیت: اعلیٰحضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے آپ کا قدیم سب سے قرآن شریف و عقیدت کی اس واسطے کہا تھا کہ قرآن و اہل بیت دونوں ہم وزن ہیں جیسا کہ اس آیت نے اس بیت کو بہت ہی ... ارشاد فرمایا کیونکہ حدیث میں ثقلین کا لفظ آیا ہے اور قرآن شریف میں ارشاد ہے "فَاَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ"۔ اس پر اعلیٰحضرت نے مجھے داد دی۔

اسی کے بعد شاہ صاحب حضرت علیؓ نے فرمایا تھا میں قرآن ناطق ہوں پر بحث ہوئی۔ میں نے کہا اس کی تفسیر مولانا ابوالکلام نے آزاد نے پچیس سال پہلے کلکتے میں محرم ۱۳۳۴ھ کو ایک تقریر کی تھی اور اس میں تاریخ کی رو سے ثابت کیا تھا کہ حضرت علیؓ قرآن ناطق تھے اور یہ تقریر ان کے رسالہ "البلاغ" میں شائع ہوئی تھی۔ جس کو حیدرآباد کے اخبار "رہبر" نے پرسوں عشرہ کے دن نقل کر کے شائع کیا تھا۔ ارشاد ہوا "ہاں ہم نے بھی رہبر میں وہ مضمون تمام و کمال پڑھا ہے"۔

حضرت علیؓ کا مزار: میں نے کہا افغانستان میں ایک یہ مزار شریف کے نام سے موسوم ہے جس میں مشہور تاریخی شہر بلخ بھی ہے۔ اور بلخ میں حضرت علیؓ کا روضہ بنا ہوا ہے۔ جہاں افغانستان اور ترکستان اور خراسان سے لاکھوں مسلمان زیارت کرنے آتے رہتے ہیں۔ اور اُن کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ کے کچھ تبرکات نجف میں دفن کئے گئے تھے۔ اور بنی امیہ اور خارجیوں کی شرارت کے سبب جسم مبارک بلخ میں لا کر دفن کیا گیا تھا کیونکہ ان ملکوں کے تمام باشندے حضرت علیؓ کے شیدائی تھے۔ اور یہ عقیدہ اتنا پرانا ہے کہ پانسو برس پہلے حضرت جامیؒ نے بھی اس کے متعلق یہ رباعی لکھی تھی ؎

گویند مرتضیٰ علیؑ در نجف است ؛ در بلخ بیا ببیں چہ بیت شرف است
جامیؔ نہ عدن گوید و نہ بین الجبلین ؛ خورشید یکے است و نور او ہر طرف است

میرے بیان کی تائید نواب سالار جنگ بہادر نے بھی کی۔ اور اعلیٰحضرت نے اس بیان کو نہایت توجہ سے سماعت فرمایا۔

ایسے تبرکات کہیں نہیں ہیں: ظل سبحانی نے مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا خواجہ صاحب نے تمام اسلامی دنیا کی سیاحت کی ہے ایسے تبرکات اور آثار قدیم کہیں اور بھی دیکھے ہیں؟ میں نے کہا اتنے زیادہ اور اتنے اہم اور اتنے مستند تبرکات اور آثار قدیم میں نے کسی ملک میں نہیں دیکھے۔ یہاں تک کہ قاہرہ (مصر) میں بھی نہیں ہیں۔ جہاں نبی فاطمہ کی سلطنت رہی۔ اور جہاں حضرت امام حسینؑ کے سر کا مزار ہے۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ آپ نے اور آپ کے اجداد نے اسلام اور اکابر اسلام اور شعائر اسلام کے احترام اور تعمیل اور ترویج اور حفاظت کے کاموں کو ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو اور آپ کے گھرانے کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ اور آپ کی ذات کو اور آپ کی سلطنت کو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں اور اُن کے کلچر اور تہذیب اور تاریخ کا مرکز بنا دیا ہے۔ اور ہندوستان ہی نہیں تمام دنیا کے مسلمانوں کی تاریخ تہذیب اور کلچر کی روشنیاں آپ کے یہاں جمع کر دی ہیں جو چاند سورج کی طرح جگمگا رہی ہیں۔ اور اسلامی دنیا کی زبوں حالی اور تاریکیوں میں سب کی نظریں ان روشنیوں کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ اعلیٰحضرت نے میرے بیان کی نسبت الفاظ تحسین و آفرین استعمال فرمائے۔

واپسی: مغرب کے قریب رخصت ہو کر قیام گاہ پر آیا۔

رات کی مجلس: رات کو مولوی خلیل الدین نظامی اور آغا حیدر حسن صاحب دہلوی اور راجکمار لالہ میر معظم حسین صاحب جو میرے دوست نواب فخر الملک بہادر مرحوم کے پوتے ہیں ملنے آئے تھے۔

گھی اور کھانا: روشن دل خواجہ راجکمار ریڈی نظامی اپنے گاؤں کا گھی لائے تھے۔ اُن کا اعتقاد بھی اصلی اور اُن کا گھی بھی اصلی تھا۔ مولوی میر فرحت علی نظامی نے اپنی بیوی بیگم سرور نظامی سے پکوا کر نہایت عمدہ کھانا بھجوایا تھا۔ گاؤ زبان روٹیاں بھی آئی تھیں۔ سید سعید نظامی نے بھی سفید کھانا بھجوایا تھا یعنی سفید قلب میں سفید خشکہ اُس پر سفید بالائی اور بالائی پر سفید شکر۔

اعلیٰحضرت کی بے مثل صفت: کل شام کو عزا خانہ زہرا میں محی الملت سید نثار حسین صاحب کے بھائی نے مجلس پڑھی تو اعلیٰحضرت کی ایک بے نظیر صفت کا ذکر کیا تھا کہ انھوں نے اپنی والدہ ماجدہ کی زندگی میں جو خدمت اُن کی کی اُس کی مثال نہ کسی عام ہندوستانی میں پائی جاتی ہے نہ خاص میں۔ وہ روزانہ شام کو بلا ناغہ اپنی والدہ کو سلام کرنے جایا کرتے تھے اور بیماری کے زمانے میں اتنی زیادہ خدمت انھوں نے اپنی والدہ کی کی کہ لوگوں کو حیرت ہوتی تھی اور اُن کی وفات کے بعد اُن کی یادگار قائم کرنے کے لئے بہت بڑے بڑے کام کئے۔ اُن کا مقبرہ بنوایا۔ یہ عزا خانہ زہرا بنوایا۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں مسجد زہرا تعمیر کرائی۔ اس تقریر کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا تھا۔ مگر مجھے اس تقریر سے بہت حسرت ہوئی تھی۔ کیونکہ میری والدہ مجھ کو آٹھ برس کا چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئی تھیں اور میں اُن کی کوئی خدمت نہ کر سکا تھا لیکن خدا کا شکر ہے کہ میری اولاد مجھ سے زیادہ اپنی والدہ کی خدمت گزار ہے۔

سید ابن عربی: آج انت پور سے سید ابن عربی آئے ہیں خواجہ بانو اپنے بھائی کے آ جانے سے بہت خوش ہوئیں۔ اور میرے بچے بھی

چاند گرہن: آج میری زندگی میں پہلا عجیب منظر پیش نظر ہوا جب کہ چاند گرہن شروع ہوا جو دن کے نو بجے تک رہا۔ پورا چاند گرہن میں آگیا تھا۔

جشن واپسی سکندرآباد

حیدرآباد ۔ ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء حکومت انگریزی نے شہر سکندرآباد سے اپنا قبضہ اٹھا لیا ہے۔ سکندرآباد اعلیٰ حضرت حضور نظام کی حکومت کو واپس دیدیا ہے۔ چنانچہ سکندرآباد کے حکومت انگریزی کے قبضے سے نکل کر سلطنت آصفیہ کے قبضے میں آنے کی خوشی میں باشندگان سکندرآباد نے آج سکندرآباد میں ایک عظیم الشان جشن منایا۔ اعلیٰ حضرت خسرو دکن حضور نظام بھی اس جشن کی شرکت کے لئے سکندرآباد میں تشریف لائے۔ اور جشن کی تقریب سکندرآباد کے ریکریشن کلب میں منائی گئی جسے بڑی خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ باشندگان سکندرآباد نے تمام شہر کو خوبصورت رنگین جھنڈیوں سے سجایا تھا اور مکانوں اور دکانوں پر آصفی پرچم لہرائے تھے۔ تمام سکندرآباد میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے سکندرآباد میں داخل ہونے پر باشندگانِ سکندرآباد نے "شاہِ عثمان زندہ باد" کے فلک بوس نعرے لگا کر اور وفور مسرت میں تالیاں بجا کر اعلیٰ حضرت کی ذات شاہانہ سے اپنی عقیدت و وفاداری کا اظہار کیا۔

ساڑھے تین بجے تک جشن گاہ میں سب مہمان جمع ہوگئے تھے۔ جہاں ۱۲ سو مہمانوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ مہمانوں میں ارکانِ کونسل اور حیدرآباد اور سکندرآباد کے علما اور امرا اور جاگیردار اور سیول اور فوجی عہدے دار اور ارباب صحافت شامل تھے۔ اعلیٰ حضرت کے ولی عہد ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادے اعظم جاہ بہادر اور اعلیٰ حضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر اور ہز ایکسلنسی نواب صدر اعظم بہادر اور سر آرتھر لو تھین ریذیڈنٹ بھی تشریف لائے تھے۔ ٹھیک ساڑھے چار بجے اعلیٰ حضرت جشن گاہ میں تشریف فرما ہوئے۔

سپاس نامہ

باشندگان سکندرآباد کی جانب سے نواب احمد نواز جنگ بہادر نے مندرجہ ذیل سپاس نامہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ سپاس نامہ ایک خوبصورت کاسکٹ میں اعلیٰ حضرت کے حضور میں پیش کیا گیا

"بہ پیش گاہ لفٹننٹ جنرل ہز اگزالٹڈ ہائی نس آصف جاہ مظفر الملک والممالک نظام الملک نظام الدولہ نواب سر میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ سلطان العلوم یار وفادار حکومت برطانیہ جی۔ سی۔ ایس آئی۔ جی۔ بی۔ ای۔ شہریار حیدرآباد و برار

ہم باشندگانِ سکندرآباد اپنے شہر کے اعلیٰ حضرت کی حکومت کے تحت میں دئے جانے کے اس تاریخی موقع پر جہاں پناہ کی بارگاہ میں اپنا احساس فرض اور عقیدت مندانہ جذبہ وفاداری پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کو خوشی ہے کہ ڈیڑھ سو سال کے بعد ہم اپنی قدیمی حکومت کے تحت میں آگئے۔ اس لئے ہم آج کے دن کو نہایت مبارک خیال کرتے ہیں تاریخ کی سب سے زیادہ ہولناک جنگ حال ہی میں اتحادیوں کی فتح پر ختم ہوئی ہے۔ علاوہ عنقریب سلطنت آصفیہ کے ممالک محروسہ میں قانونی اصلاحات کا نفاذ ہونے والا ہے۔ جن کا مقصد حکومت کے ساتھ عوام کے اشتراک میں اضافہ کرنا ہے۔ ہم التجا کرتے ہیں کہ سلطنت کے اس دوسرے سب سے بڑے شہر (سکندرآباد) کے باشندوں کو آنے والی اصلاحات میں پورے طور پر شرکت کا موقع دیا جائے۔ سکندرآباد نے برطانی انتظام کے تحت نمایاں ترقی کی ہے کیونکہ اکثر برطانی ریذیڈنٹ بشمول موجودہ ریذیڈنٹ سر آرتھر لوتھین خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس کی طرف متوجہ رہے ہیں تاہم ابھی بہت کچھ ترقی کی گنجائش ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی کو اپنی رعایا سے جو گہری ہمدردی ہے۔ اور سلطنت کے تمام حصوں کی ترقی سے جو عام دلچسپی ہے۔ اُس کی بدولت ہم شہری خوش حالی کے ایک عظیم تر دور میں داخل ہو رہے ہیں۔

جہاں پناہ! ہماری ضروریات متعدد ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف ایک فوری تعلیمی ضرورت کا ذکر کرتے ہیں یعنی ہم ایک کالج کے خواہاں ہیں۔ محبوب کالج جو ۱۸۶۲ء میں قائم ہوا وہ اب تک مدرسہ فوقانیہ ہی ہے۔ اور اسلامیہ ہائی اسکول بھی اب تک کالج میں تبدیل ہونے کا منتظر ہے ہماری مؤدبانہ گذارش ہے کہ اس خوشگوار موقع کی یادگار میں اعلیٰ حضرت سلطان العلوم محبوب کالج کو نظام کالج سے ملحق ایک کالج بنانے کا اور اسلامیہ ہائی اسکول کو جامعہ عثمانیہ سے ملحقہ ایک کالج میں تبدیل کرنے کا حکم صادر فرمائیں۔

جہاں پناہ! اب جب کہ جنگ ختم ہوگئی ہے زمانہ امن کے پیچیدہ مسائل حل طلب ہیں ہمیں مسرت ہے کہ بندگانِ اقدس نے ایسی اسکیمیں منظور فرمائی ہیں جن کا باشندگان حیدرآباد کی عام فلاح پر گہرا اثر پڑے گا۔ نیز حضور نے گوداوری کی اسکیم ترقیات کو بھی منظور فرمایا ہے۔ اور

تنگبھدرا پراجکٹ کا کام شروع ہوچکا ہے جس سے رائچور کے کسان فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس طرح یہ رقبہ قحط اور خشک سالی کے دیرینہ خطرے سے نجات پاجائیگا۔ چونکہ یہ شہر (سکندرآباد) ایک اہم تجارتی مرکز ہے۔ اس لئے معاشی ترقی کی جانب شاہانہ توجہ ہم اہل سکندرآباد کے لئے خاص طور پر دلچسپی کا باعث ہے۔

تجارت وصنعت وحرفت کی ترقی حتیٰ کہ سلطنت کی رعایا کی تمام تر معاشی فلاح وبہبود سمندر تک نکاسی کے راستے کے مسئلے سے بہت کچھ وابستہ ہے۔ ہم امید اور التجا کرتے ہیں اور سلطنت کے دوسرے تمام باشندوں کی بھی یہی خواہش ہے کہ اعلیٰحضرت بندگان عالی ہمارے لئے ایک بندرگاہ کی سہولتیں حاصل فرمائیں گے۔ بندرگاہ کا حصول عظیم تر حیدرآباد کے تخیل کی تکمیل میں حضور کی مساعی جمیلہ کا طرۂ امتیاز ہوگا۔ اور اس تخیل کی تعبیر ریذیڈنسی بازار کی واپسی، برار کے دوامی پٹہ کے اختتام، اور سکندرآباد کی حالیہ واپسی کی شکل میں ہمیں جزوی طور پر مل چکی ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ریاست کی تاریخ کے اس نازک دور میں ہمارے درمیان سر آرتھر لوتھین جیسے حیدرآباد کے رفیق موجود ہیں۔ ہمیں بھروسہ ہے کہ ایک ہی ریاست میں ایک ہی قوم کی حیثیت سے ایک ہی حکمراں کی اطاعت کرتے ہوئے ہمیں ترقی اور جدید تنظیم کے ایسے مسئلوں میں ان کی اور برطانی حکومت کی ہمدردی حاصل رہے گی جن سے اب امن کے زمانے میں یہ ریاست دوچار ہے۔ اعلیٰحضرت نے اس موقع پر اپنی تشریف آوری سے ہمیں غیر معمولی عزت بخشی ہے۔ ہم اعلیٰحضرت کی خدمت میں یہ سپاس نامہ اور کاسکٹ شرف قبولیت بخشنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور آصفیہ تخت وتاج کے ساتھ اپنی وفاداری اور عقیدت کا ادب کے ساتھ یقین دلانا چاہتے ہیں۔"

سپاس نامے کے جواب میں اعلیٰحضرت کی تقریر

حاضرین محفل!

اس یادگار موقع پر جبکہ یہ خوش نما اور تاریخی شہر میری حکومت میں واپس کیا جارہا ہے مجھے باشندگان سکندرآباد سے مل کر مسرت ہوئی۔ اور میں اُن وفادارانہ جذبات کی قدر کرتا ہوں جن کا انھوں نے اپنے سپاس نامے میں اظہار کیا ہے۔

۲۔ سکندرآباد دونوں حکومتوں کے مابین دوستانہ معاہدے کے نتیجے کے طور پر ہمارے پاس واپس آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم دونوں کو فائدہ ہوا ہے۔ کیونکہ ایک طرف سکندرآباد کی واپسی سے میرے دارالسلطنت کے رقبے کی وسعت اور مرتبت میں اضافہ ہوگا اور دوسری طرف خود سکندرآباد ایسے وسائل سے فائدہ اٹھا سکیگا جو کنٹونمنٹ بورڈ کے وسائل سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔ اور اس رقبے کے لوگ اب تنظیم بعد از جنگ کے وسیع کاموں سے واجبی فائدہ حاصل کرسکیں گے۔ جن کو ریاست عمل میں لانے والی ہے۔

۳۔ سپاس نامے میں خاص طور پر آنے والی دستوری اصلاحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ لوگ اس کا اطمینان رکھیں کہ باشندگان سکندرآباد کو بھی وہ تمام حقوق کامل طور پر حاصل ہوجائیں گے جو مملکت کے دوسرے شہریوں کو مجوزہ اصلاحات کے تحت عطا کئے جائیں گے۔

۴۔ سکندرآباد میں دو کالجوں کے قیام کی نسبت جو استدعا کی گئی ہے۔ تو آپ کی یہ درخواست محکمۂ تعلیمات میں بھیجدی جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ محکمہ اس پر توجہ اور ہمدردی کے ساتھ غور کرے گا۔

۵۔ میں اُن خیالات کی پوری تائید کرتا ہوں جو سر آرتھر لوتھین کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں صاحب موصوف میرے ایک قابل قدر دوست اور سلطنت حیدرآباد کے بہی خواہ ہیں۔ انھوں نے موجودہ استرداد (واپسی) کو روبہ عمل لانے میں جو حصہ لیا اور دوسرے مختلف موقعوں پر مجھے جو مدد دی ہے اس کی میں بہت قدر کرتا ہوں۔

۶۔ میں اپنی حکومت کے تحت شہر سکندرآباد کی واپسی پر خدائے عزوجل کا شکر بجالاتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ یہ شہر خانوادۂ آصفی کے دور حکومت میں جس کا حکمراں برطانوی حکومت کا باوفادار ہے۔ ترقی کرے اور فروغ پائے۔

ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد

اعلیٰحضرت کی تقریر کے بعد مہمانوں کی چاء سے تواضع کی گئی۔ اس کے بعد جب اعلیٰحضرت مراجعت فرما ہوئے تو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اعلیٰحضرت کی خدمت میں ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی جانب سے سکندرآباد کی اعلیٰحضرت کے سایۂ عاطفت میں واپسی پر مبارکباد پیش کی۔

علیؑ قرآنِ ناطق تھے

مولانا ابو الکلام صاحب آزاد کا بیان

جو انھوں نے ۵ محرم سنہ ۳۲۴ ہجری کو
کلکتے کے ایک عظیم الشان جلسے میں
نہایت فصاحت و بلاغت اور مُدلل طریقے سے ارشاد فرمایا تھا
اور اُن کے رسالہ "البلاغ" میں شائع ہُوا تھا
مسلم لیگی مسلمان بھی
کانگرس کے صدر کا یہ بیان پڑھ سکتے ہیں

حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

ساری دُنیا کو چیلنج

ایشیا - یورپ - افریقہ - امریکہ

کے ہر عورت مرد کو

چیلنج دیا جاتا ہے

کہ وہ اپنی گذشتہ اور موجودہ تاریخ میں
کسی ایسے بہادر آدمی کا نام پیش کر سکیں جس نے
حضرت امام حسینؑ شہیدِ کربلا کی سی قربانیاں دی ہوں
اور سچائی اور آزادی کے لئے
اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں قربان کی ہوں

حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

مسلمین ہند کے قائد اعظم

آزادی کے امام کے غلام ہیں

حضرت امام حسینؑ آزادی کے امام تھے

محمد علی جناح اُن کے کام پر چلنے والے غلام ہیں

پس ساری دُنیا کی قوموں سے بڑھ کر

مسلمان ہی حق اور آزادی کے لئے

بڑی بڑی قربانیاں دے سکتے ہیں

ہر مسلم لیگی عورت مرد

حضرت امام حسینؑ کے قدموں پر قربان ہونے کو تیار ہے

حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ

سید جمال الدین افغانی
شہید کربلاؑ کی بولتی روح
دنیا بھر کے مسلمانوں کو
خواب غفلت سے جگانے والی
سیاسی حکمت اور سر فروشی سکھانے والی
بنی فاطمہؑ کا ڈنکا بجانے والی تھی
ہر مسلم لیگی عورت مرد خدا سے مانگے
شہید کربلاؑ کی روح کا فیضان

حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

ہندوستانی چہرے

نوشتہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

گاندھی جی

"ملا ابتلا آدمی جیسا مجنوں، عشق انسانی نے نقیس بنا دیا ہے" آزادی وراحت انسان و ہندوستان اس مجنوں کی لیلیٰ ہے۔ میانہ قد۔ گول چہرہ۔ بڑے بڑے کان۔ دانت ٹوٹے ہوئے۔ آواز بلند۔ جسم دبلا۔ دل جوان۔ خیال بچہ۔ ارادہ ہمالہ پہاڑ۔ عمل گنگا دریا کی طرح صاف شفاف۔ قوم ہندو۔ مذہب حق اور رحم و عدل ذات بنیہ۔ پیشہ دوسروں کے لئے برت (روزہ) رکھنا۔

خیالات ذہن سے یوں ہیں کہ بچے آپس میں لڑ کر جلدی ملاپ کر لیتے ہیں اور کینہ دل میں نہیں رکھتے۔ اور یہ بھی اسی خیال کے ہیں۔ وہ ہندو قوم کے دوست ہیں اور باقی کسی قوم کے دشمن نہیں ہیں۔ ان کو سیاسی چالیں نہیں آتیں مگر سیاسی چالوں کو مغلوب کرنا آتا ہے۔

کسی زمانے میں ان سے زیادہ کسی آدمی کو ایسی شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ قدرت نے ان کو اپنے حق و عدل کے اعلان کے لئے مجسم پوسٹر بنا دیا ہے اور ہندو قوم کی خوش نصیبی ہے کہ وہ اس کے ہاں پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ امریکہ کے لئے ایک عجیب آدمی ہیں انگلستان کے لئے ملیریا بخار ہیں۔ ہندوستان کے لئے ناکام لیڈر ہیں اور جیل خانے کے لئے نامرغوب قیدی ہیں۔ کیونکہ جس جیل میں جاتے ہیں جیل کے عملے کو رات دن ہوشیار رہنا پڑتا ہے اور پھر سارے ملک کی طعنہ آمیز باتیں سننی پڑتی ہیں۔

ان کی بیوی ایک ایسی عورت تھیں جن کے جسم کے ہر حصے پر جلی قلم سے لکھا نظر آتا تھا کہ "ہندوستان کی عورتیں ایسی ہوتی ہیں"۔

گاندھی جی کی جیب عمر عیار کی زنبیل ہے کہ بڑے بڑے موٹے موٹے آدمی ان کی جیب میں آجاتے ہیں۔ اور وہ خود بھی چھوٹی سے چھوٹی جیب کے اندر سما جاتے ہیں۔

ہندو ان کو اوتار سمجھتے ہیں۔ وہ اوتار ہوں یا نہ ہوں اوتاروں کی خوبیاں ان میں ضرور ہیں۔ مگر آجکل روپے کی محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔

مسٹر جناح

ایسے دبلے جیسے شوکت علی صاحب کی انگریزی بیوی کی نازک انگلیاں۔ گورا رنگ۔ میانہ قد۔ عمر پختہ۔ ارادہ پختہ رائے پختہ۔ کم بولتے ہیں۔ مگر باون تولے پاؤ رتی کی کھری اور اصلی بات کہتے ہیں۔

محمد علی جناح نام ہے۔ قوم خوجہ مسلمان۔ مذہب شیعہ۔ سکونت بمبئی۔ پیشہ بیرسٹری، جناح نام کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی جینا لکھتا ہے۔ کوئی جنا لکھ ڈالتا ہے۔ حالانکہ صحیح لفظ جناح ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے گھوڑے کا نام "ذو الجناح" تھا۔ ماں باپ نے اسی نسبت سے جناح نام رکھا کہ امام کی برکت حاصل ہو۔

ان کی سیاسی سمجھ مسلمان قوم میں سب سے زیادہ ہے ان کے ہم نام محمد علی مرحوم اس گہری بات کو جانتے تھے۔ اس لئے اپنے دور میں محمد علی جناح کے میدان میں نمایاں ہونے کی مزاحمت کرتے تھے۔ مگر ان کے جوہر نے ان کو ان کی زندگی ہی میں نمایاں کر دیا تھا۔ اور ان کے چودہ نکات مرحوم نے بھی قبول کر لئے تھے۔

مسٹر جناح کا دوسرا نام "چودہ نکات" ہے۔ امریکہ کے سابق صدر مسٹر ولسن کے نکات پہلی جنگ یورپ میں مشہور ہوئے تھے۔ ان کے چودہ نکات جنگ ہند میں ہر ہندو مسلمان کی زبان پر ہیں۔

مزاج بہت سنجیدہ ہے عقل بہت برگزیدہ ہے۔ عوام کی ذہنیت کے دریا میں کشتی چلانی جانتے ہیں۔ اس لئے قومی ناخدا بھی ان کو کہا جا سکتا ہے۔ مگر انگریزی معاشرت رکھتے ہیں اس لئے ناخدا نہیں قومی جہاز کے کپتان ہیں۔

مولانا ابوالکلام انگریزی جانتے ہوتے تو مسٹر جناح ہوتے اور مسٹر جناح عربی اردو جانتے ہوتے تو مولانا ابوالکلام ہوتے۔ ان کے بزرگ سر آغا خان کے سلسلے میں تھے۔ مگر یہ الد کے وقت سے اثنا عشری ہو گئے ہیں۔ مسلمان قوم کا تفرقہ ہزار برس سے آج تک ہندوستان میں دور نہیں ہوا تھا۔ مگر مسٹر جناح کی شخصیت نے اس کو دور کر دیا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

سرو قد۔ اکہرا بدن۔ ایرانی وضع کی بڑی آنکھیں کتابی چہرہ چھوٹی ڈاڑھی۔ آواز مہین اور بلند۔ مزاج میں تمکنت اور وقار۔ طبیعت میں شوخی و ظرافت۔

دہلی کے رہنے والے ہیں۔ قوم سید۔ پیشہ آزادی بے نیازی۔ حافظے کی قوت بے مثال ہے۔ تصور کی طاقت چیونٹی کی ناک اور چیل کی آنکھ سے بڑھی ہوئی ہے۔ تقریر و تحریر کے خود ممتاز بادشاہ ہیں۔ نازک مزاجی میں نانا شاہ اور سیاست دانی میں مسٹر جناح کے بعد ہندوستان کے ہر مسلمان سے زیادہ ہیں۔ بیرون ہند کے مسلمانوں میں بھی مقبول ہیں۔ ظاہر داری اور نمود سے بیزار ہیں۔ اگرچہ لیڈروں کے عروج اور ذرائع شہرت کو بھی طرح سمجھتے ہیں۔

مسلمانوں میں گاندھی جی ہو سکتے تو ابوالکلام ہوتے۔ اور مالوی جی ہو سکتے تو ابوالکلام ہوتے۔

قرآن مجید پر ایسا عبور ہے اور اس کے مقاصد کو اتنا سمجھتے ہیں کہ مصر و شام کے علمائے جدید بھی نہیں سمجھتے۔

اگر ان کو ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا جائے تو ایک دن کم بارہ مہینے سوتے رہیں اور صرف ایک دن بیدار ہو کر کام کریں کیونکہ یہ کسی کام کو جلدی کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ یہ عمدہ خیال، اور عمدہ تجویزیں پیدا کر سکتے ہیں۔ تاکہ دوسرے ان پر عمل کریں۔ کیونکہ وہ ایسے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جبکہ بیکار اور نودکار لیڈروں کی کثرت ہے۔ جن میں سمجھ ہے نہ عمل ہے۔ نہ علم ہے ایسے لیڈروں کے ساتھ ان کو کام کرنا پڑتا ہے اور اپنی فطری آزاد خیالی اور آزاد حالی کے سبب ان کے ساتھ عمل نہیں کر سکتے۔

صوبوں کا الیکشن

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسلام کے اقبال سے سنٹرل اسمبلی کے انتخابات میں ہر صوبے کے مسلم لیگی امیدوار اکثریت کی تائید سے کامیاب ہوگئے ہیں۔ اور ابھی تک ایک امیدوار کی ناکامی کی خبر بھی نہیں آئی ہے۔ اگرچہ کانگریس نے جمعیت علماء کو اور احرار کو اور خاکساروں کو اور مومن کانفرنس والوں کو اور مسلم مجلس کو مسلم لیگ کے مقابلے کے لئے مورچے پر رکھا تھا۔ اور کوئی دقیقہ مذکورہ مسلمان جماعتوں کی حمایت و امداد کا باقی نہ چھوڑا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسلام اور مسلم قوم کے اقبال کو بلندی عطا فرمائی اور ہر صوبے میں مسلم لیگی امیدوار کامیاب ہوئے۔

اب پہلے امتحان سے بھی زیادہ سخت امتحان کا وقت آیا ہے یعنی صوبوں کے انتخابات ہونے والے ہیں مسلمانوں کو ہمت سے کام لینا چاہیے۔ اور مرکزی کامیابیوں کے سبب غافل نہ ہو جانا چاہیے کیونکہ صوبوں کے الیکشن مرکزی الیکشنوں سے بہت زیادہ سخت اور مشکل الیکشن ہوں گے جن صوبوں میں کانگریس کا اثر زیادہ ہے وہاں مسلمان ووٹروں پر نئی نئی قسموں کے زور ڈالے جائیں گے۔ کیونکہ کانگریس کو جمعیت علماء اور احرار و خاکسار وغیرہ کا تجربہ ہوگیا ہے اس لئے صوبوں کے الیکشن میں ان جماعتوں سے کام نہیں لیا جائیگا۔ بلکہ ان سے زیادہ کارگر طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ لہذا مسلم لیگ کے ورکروں یعنی کام کرنے والوں کو نہایت صبر اور خاموشی اور خلوص اور مستعدی کے ساتھ کمر بستہ ہو جانا چاہیے۔ اگر میری صحت ٹھیک ہوتی تو میں خود تمام ہندوستان میں مسلم لیگ کے لئے دورہ کرتا۔ لیکن امید ہے کہ اب میرے مرید اور دوست اس قومی خدمت کو انجام دے کر خدا اور رسولؐ کو اور اپنے پیروں کی ارواح کو اور مجھے خوش ہونے کا موقع دیں گے

حسن نظامی دہلوی

بھائی نے بھائیوں کو پکارا

پیارے بھائی مولانا ابوالکلام آزاد کو اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کو اور جمعیت علمائے کے سب علمار کو اور احرار کمیٹی کے لیڈروں کو اور خاکسار جماعت کے لیڈروں کو اور مسلم مجلس کے لیڈروں کو اور آل انڈیا مومن کانفرنس کے لیڈروں کو اور مولوی فضل الحق صاحب سابق وزیر اعظم بنگال کو اپنا بڑا بھائی مان کر ان سب کا چھوٹا بھائی حسن **نظامی** دہلوی پکارتا ہے اور بتاتا ہے کہ جن مسلم لیگیوں نے دانستہ یا نادانستہ صحیح یا غیر صحیح طریقوں سے آپ بھائیوں کو مسلمانوں سے جدا اور مسلمان قوم کا حریف یا حریفوں کا آلہ کار سمجھا یا کہا یا لکھا اس کو اب ختم ہو جانا چاہیے کیونکہ مرکزی انتخابات نے دودھ اور پانی کو الگ الگ کر کے دکھا دیا ہے اور جن خیالی باتوں نے ایک خیالی فوقیت پیدا کر رکھی تھی ان سب کا محض خیالی ہونا آپ کو اور ساری دنیا کو نظر آگیا ہے۔

اب آپ بھائیوں کی ذات کا اور آپ کی جماعتوں کا اور ساری مسلمان قوم کا فائدہ اسی میں ہے کہ آپ سب صوبوں کے الیکشن کے وقت سے پہلے اپنے دلوں میں گھروں کے اندر بیٹھ کر سوچیں اور غور کریں کہ مسلم لیگ سے مل جانا اور قرآن شریف کی بتائی ہوئی اسلامی اخوت کا رفیق بن جانا ہی مفید طریقہ کار ہے۔

آپ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور منزل مقصود کی طرف دوڑ رہے تھے لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ منزل مقصود وہاں نہ تھی جہاں آپ جا رہے تھے۔ آئیے منزل مقصود وہاں نہیں یہاں ہے۔ گھوڑوں سے اتر آئیے۔ کہ شہسوار ہمیشہ منزل مقصود مل جانے کے بعد گھوڑوں سے اتر آتے ہیں میں آپ کا چھوٹا بھائی اپنی مسلمان قوم کے ساتھ آپ مسلمان بھائیوں کی ہر خدمت کے لئے اس منزل کے دروازے پر حاضر ہوں۔ — **حسن نظامی دہلوی**

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا۔

ترک شک اور تلقین یقین کا اخبار

منادی

۹، ۱۷ اور ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری | ۱۷ اور ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء | سالانہ قیمت دو روپے کلدار ایک پرچہ ایک آنہ

ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ

حیدرآباد سے آگیا

۲۴ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء جمعرات کی دوپہر

کو دہلی کا مسافر حیدرآباد کے

سفر سے واپس آگیا

پنجاب۔ سرحد۔ بلوچستان۔ سندھ۔

چار یار کا

پروردگار مددگار اور چاروں کام گار

ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ
ہر دم اللہ

اِدارۂ اَدبیاتِ اُردو حیدرآباد

باب العلوم - ادیب اکبر - حکیم اعظم - امیر افضل

قطبِ اوّل - قطبِ آخر - قطب دائم

علی اخی نبی

کی اولاد نے قائم کیا ہے - جو اُردو زبان کے

عرفان کی خانقاہ ہے

ہندوستان کے بارہ صوبوں میں رہنے والے اُردو بولنے والے تاریخی - علمی - ادبی - کتابوں کا فیضان چاہتے ہیں تو اپنے شہر کے کتاب فروشوں کے ذریعے اِدارۂ اَدبیاتِ اُردو حیدرآباد کی کتابیں منگائیں اور اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں اور اپنے کتب خانوں کو سجائیں - سلطنت آصفیہ کے ہندو مسلمان اُردو کتاب گھر چارکمان حیدرآباد دکن میں علوم کے آب حیات کا ایک جام پئیں

حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

مغرب کا غروب

لندن کانفرنس میں روس نے جو رویہ اختیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغرب کے غروب کا وقت آگیا ہے۔

مشرق کا طلوع

عرب لیگ اور مصر و حجاز کے نئے تعلقات مشرق کے طلوع کی نشانیاں کہی جاتی ہیں۔ مگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ سب مغربی گراموفون کے ریکارڈ کی آوازیں ہیں۔ ہندوستان اور جاوا وغیرہ کی جنبش بھی طلوع کی علامات سے کوسوں دور ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب و مشرق دونوں سکرات میں مبتلا ہیں اور اب قدرت دنیا کے شمالی حصے جنوب سے کچھ کام لینا چاہتی ہے۔

الکشن کے شن

انگریزی زبان میں لفظ شن پر الفظ سمجھا جاتا ہے اس لئے پرشن۔ انکشن۔ ایجی ٹیشن کی طرح الکشن کو بھی پڑھنا چاہئے۔

ہندوستان کا سیاسی الکشن کم عمر عورت کی زچگی ہے۔ بچہ حاصل ہونے کی امید کم ہے عورت کے مرجانے کا اندیشہ زیادہ ہے۔

چور بازار کا چابک

بڑی قیمت کے نوٹ اس لئے منسوخ ہوئے کہ چور بازار کی پیٹھ پر ایک چابک مارا جائے مگر سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں کوئی سچا اور نقد مال بھی ہے؟ اگر ہے تو اس کو انعام کتنا ملے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کا ہر بازار چور ثابت ہوا ہے۔ اس بازار کے دکان دار بھی چور ہیں اور خریدار بھی چور ہیں۔ اور بازار کی سرکار بھی چوروں کی سرکار ہے۔

آہ کا دھواں

بوئے گل۔ نالۂ دل۔ دود چراغ محفل۔ جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا۔

جن لوگوں نے کروڑوں ہندوستانیوں کا کپڑا اور غلہ چرایا تھا۔ اور ان کو بھوکا مارا تھا۔ آج ان پر نوٹوں کی منسوخی کا عذاب آیا ہے۔ اور غریبوں اور بھوکوں کی آہ کا دھواں ان کے دم گھونٹ رہا ہے

مگر اس سے بھی بڑا عذاب مرنے کے بعد ان پر ہوگا جس کا ان کو یقین نہیں ہے۔

بارش کیوں نہیں ہوئی

سردی کی بارش گیہوں کی فصل کے لئے بہت ضروری ہے اب بارش نہ ہوئی تو ایک بڑا کال پڑ جائیگا۔ اور چھوٹے نوٹ جو باقی رہ جائیں گے۔ کسی کا پیٹ نہ بھر سکیں گے۔

بارش کیوں نہیں ہوتی سرکار اس کا سبب سائنس دانوں سے دریافت کریگی۔ ہم بے علموں کی پوچھ نہیں ہوگی۔ ہم اگر کہیں کہ بارش رحمت ہے۔ اور رحمت نیت کی خرابی سے خفا ہوتی ہے۔ اور آجکل مجھ سمیت سب کی یعنی ہر حاکم و محکوم کی نیت خراب ہوگئی ہے۔ اور ہم سب خدا کی طاقت کو بھول گئے ہیں۔ اور ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دل کے سمجھانے کا یہ محض ایک خیال ہے۔

اب یہ خیال وبال بن کر آیا ہے تو اس کا علاج بھی سائنس سے دریافت کیا جاتا ہے خدا کے آگے کسی کی عقل جھکنا نہیں چاہتی۔

حاجی لوٹے گئے

جو بادشاہ عرب لیگ بنوا رہے ہیں۔ اور جو بادشاہ عرب لیگ بنا رہے ہیں وہ سب ہندوستانی حاجیوں کی اس تکلیف کے ذمہ دار ہیں جو ان کو تازہ حج کے موقع پر پیش آئی۔

سلطان ابن سعود کو خدا نے پٹرول کی دولت دی ہے۔ پھر بھی ان کی حکومت نے ہندوستانی حاجیوں کو آنکھیں بند کر کے لوٹا۔ اور جتنا ستا سکتے تھے ستایا۔

حاجیوں کی فریاد کون سنے؟ جو فریاد سنتے وہ خود فریادی معلوم ہو رہے ہیں۔

مجبوراً اہر دل کو خدا کے آگے فریاد کرنی پڑیگی بشرطیکہ اسکا ڈر نہ ہو کہ خدا ان حاجیوں سے کہے کہ ہم نے تو قرآن میں کہہ دیا تھا کہ تم حج کے لئے اس وقت جانا جب سفر کی حیثیت اور طاقت تم میں پیدا ہو جائے۔

پس جب یہ حیثیت اور طاقت نہ تھی تو تم پر حج فرض نہ ہوا تھا۔

سلطان الہند کا خطبے میں نام

مسلمان جمعہ کی نماز کے خطبے میں بادشاہ وقت کا نام لیتے تھے اب ہندوستان میں مسلمانوں کا ... ضرور ہے تو خطبے بادشاہ کے نام سے محروم ہو گئے۔

مگر ہندوستان میں کروڑوں مسلمان حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کو اپنا روحانی سلطان مانتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ روحانی خطبے میں روحانی بادشاہ کا نام نہیں لیتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کروڑوں چشتیوں کی عقیدت بھی شیعہ فرقے کی محبت اہل بیت کی طرح ایک رسمی اور زبانی چیز رہ گئی ہے۔ اصلیت اور حقیقت دلوں میں نہیں رہی ہے۔

اگر ہے تو ذرا اجمیر شریف کے دیوان صاحب اور متولی صاحب اور خدام صاحبان اور کمیٹی کے ممبر صاحبان اجمیر کی مسجدوں میں حضرت خواجہ سلطان الہندؒ کا نام جمعہ کے خطبوں میں لینا شروع کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ روحانی سلطان کی روحانی طاقت کیا کرشمہ دکھاتی ہے۔

کاش ججوں، مجسٹریٹوں، وکیلوں، بیرسٹروں کو ... لا اِلٰہ کہہ کر ترک کر دیا جائے اور ... کہہ کر اپنے روحانی سلطان کا نشان بلند کیا جائے۔

اسمبلی کے صدر

مولانا سر عبدالرحیم صاحب کی صدارت کا زمانہ پورا ہو گیا۔ اور نیا الکشن ہوا جس میں ایک کانگریسی مرہٹے چنے گئے۔ ولبھ بھائی پٹیل کو یہ کامیابی مبارک ہو۔ خدا ان کو عقل دے اور تنگ دلی امتیاز ان کے دل سے دور کر دے۔ جو ہندوستان کی آزادی کی راہ کا روڑا بنا ہوا ہے۔

ارونا آصف علی کی بے پردگی

حکومت دہلی نے بیگم آصف علی پر جو قانونی بندش لگائی تھی اور ان کو مجبور کر کے پردہ نشین کرایا تھا اب حکم دیا ہے کہ وہ پردہ دور کر دیں اور پردہ ہٹا کر اپنے گھر کی محفل میں آ جائیں۔ چنانچہ انہوں نے سرکار کے اس حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ وہ میری بیوی خواجہ بانو کی منہ بولی بہن ہیں اس لئے مجھے اور خواجہ بانو کو باوجود سیاسی اختلاف کے ارونا کی جدائی سے خوب گلی تھی وہ خدا خدا کر کے پردہ ہو گئی ہے۔ ارونا ایک ایسی عورت ہیں جن پر ہندوستان کی عورتیں فخر کر سکتی ہیں۔

لا فتیٰ الا علی

فتیٰ عربی زبان میں بہادر جوان کو کہتے ہیں مشہور مقولہ ہے۔ لا فتیٰ الا علی۔ لا سیف الا ذوالفقار۔ علیؑ کے سوا کوئی جوان نہیں۔ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔

لیکن ہندوستان کی سیاسی تحریکوں میں ایک وقت ایسا بھی تھا کہ لفظ خلافت یعنی لفظ خلا اور فت اور فتا بچوں کا تعویذ تھا جوانوں کی تلوار اور بڈھوں کا سہارا تھا علی برادران اور گاندھی جی اور سب ہندو مسلمان خلافت کا جھنڈا ہاتھوں میں لئے ہندوستان کے ہر صوبے اور ہر شہر اور ہر قصبے اور ہر گاؤں کی گلی گلی میں پھرتے تھے۔ اُس وقت خلافت کا مرکز بمبئی میں تھا۔ اور اُس کے گجراتی اور اُردو زبانوں کے دو روزانہ اخبار صوبے بمبئی اور تمام ہندوستان میں بڑی عزت اور توجہ کے ساتھ پڑھے جاتے تھے۔ اور لفظ خلافت کی گرج سے انگلستان کے ایوان بھی گونجتے رہتے تھے۔

اُسی عروج کے زمانے کا ذکر ہے کہ خلافت کے ایک بڑے لیڈر نے مراد آباد کے جلسہ جمعیت علما میں ایک دھواں دھار تقریر کی تھی کہ برار حضور نظام کو واپس نہ دیا جائے۔ انگریز حکومت حیران تھی کہ خلافت کے لیڈر کس قدر سیاست داں ہیں کہ ترکوں کی خلافت کو تو آسمان پر چڑھانا چاہتے ہیں اور اپنے ہندوستان کے اندر کی خلافت کو انگریزوں کی قید میں پھنسا رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔

تاہم چونکہ لفظ خلافت نے ہند مسلمانوں کے دلوں پر قبضہ کر رکھا تھا اس واسطے اس تقریر کی جو خلافت کے لیڈر صاحب نے مراد آباد کے جلسہ جمعیت علما میں کی تھی بہت دھوم ہوئی اور ہندو پریس یعنی ہندو اخباروں نے خوشی کے نعرے بلند کئے کہ خود مسلمان لیڈر بھی یہ چاہتے ہیں کہ برار جو مسلمانوں کا بزور تیغ مفتوحہ ملک ہے مسلمانوں کو واپس نہ دیا جائے۔

مگر آج نہ خلافت باقی ہے نہ اُس کے لیڈر باقی ہیں نہ خلافت کا ذکر باقی ہے۔ نہ اثر باقی ہے صرف خلا باقی ہے جس میں ایوانِ خلافت اب بھی موجود ہے مگر ؎

خانہ داری می کند در قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب

قیصر کے قصر میں مکڑی کی گھر داریاں ہیں اور افراسیاب کے گنبد میں اُلّو نوبت بجا رہا ہے۔ نہ وہ زبردست اثر اور بڑی بڑی اشاعت والے اخبار "خلافت" ہیں نہ خلافت نام کے کسی اخبار کی کوئی وقعت ہے۔ البتہ سانپ نکل جانے کی لکیر پر فقیر بنا ہوا ایک بے حقیقت اور بے اشاعت اخبار خلافت کے نام سے اب بھی ایوانِ خلافت کے کھنڈر میں سانس لے رہا ہے اور اُس نے پھر اعلیٰ حضرت حضور نظام کے تازہ خطاب پر ایک گستاخانہ فقرہ کسا ہے۔ اور استاد الشعرا حضرت جلیل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کی اس داد کی ہنسی اُڑائی ہے جو دادا اعلیٰ حضرت حضور نظام نے کے شاہانہ کلام کی "واہ واہ سبحان اللہ" کے الفاظ سے دی گئی ہے۔

تضحیک اس اخبار خلافت میں شائع کی گئی ہے جو مذکورہ بالا تر خلافتی اخباروں کا ایک فوٹو ہے اور ایسا فوٹو جو اخبار مذکور کے دفتر کے باہر ایک آدمی بھی دیکھنا نہیں چاہتا اس واسطے کوئی ہندوستانی اور کوئی مسلمان اس اخبار کی تحریر کی طرف متوجہ ہونا اپنی شان کے شایاں نہیں سمجھیگا مگر میں اپنی قوم کی شاندار ماضی کا مرثیہ پڑھنے والا ہوں اس لئے اس بجھی ہوئی شمع پر چند آنسو بہانے ضروری سمجھتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ذات سیاسی اور تاریخی اور روحانی اور کلچرل اعتبارات سے دس کروڑ مسلمانانِ ہندوستان کا مرکز ہے ان کی تضحیک دس کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری ہے۔ اور ایک مسلمان بھی اس تضحیک کو پسند کرنے والا موجود نہیں ہے۔

اس مضمون میں حسن نظامی کے خطاب پر بھی تنقید کی گئی ہے وہ البتہ ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ حسن نظامی یقیناً جمعیت کا سہ مودی ہے نہ اُس کو کسی قسم کی علمیت یا قابلیت اس میں ہے لیکن حسن نظامی کی تاجرانہ حیثیت کی ہنسی اڑانی کسی طرح موزوں نہیں سمجھی جا سکتی کیونکہ مسلمانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ...

... تجارت سے شروع ہوئی تھی۔ اور موجودہ قومی ترقی اور عروج کا راز بھی تجارت میں پوشیدہ ہے۔ امید ہے کہ آئندہ سال ... اخبار خلافت ... خطاب ... ہندوستان کے خطاب ...

ڈیلیگیشن انفارمیشن

برٹش پارلیمنٹری ڈیلیگیشن ہندوستانی پولیٹیکل پارٹیوں سے بات چیت کرنے میں مصروف ہے۔

پس ڈیلیگیشن کا فرض ہے۔ کہ وہ نیوٹرل (بے طرف) ہندوستانیوں کی رائے سے بھی آگاہ ہو۔

لہٰذا ڈیلیگیشن انفارمیشن کی نیت سے لکھا جاتا ہے کہ آج سے ڈیڑھ صدی پہلے برٹش گورمنٹ کے نمائندے لارڈ کلائیو اور اولڈ مسلم لیگ یا مغل امپائر کے نمائندے شہنشاہ شاہ عالم کا ایک عہد نامہ صوبہ بہار میں ہوا تھا۔ جس کی بموجب ہندوستان کی وزارت برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کو اولڈ مسلم لیگ (مغل امپائر) نے دی تھی۔

شاہ عالم کے زمانے میں اور اُن کے بیٹے اکبر ثانی کے زمانے میں، اور اُن کے بیٹے۔ آخری بادشاہ بہادر شاہ کے زمانے میں برٹش گورنمنٹ کے سامنے ہندوستان کی کوئی سیاسی پارٹی نہیں آئی تھی۔ پس اس وقتی نکتہ کی بموجب پُرانی مسلم لیگ کی تین مسلسل حکومتوں کا معاملہ برٹش حکومت سے رہا تھا۔ اور اس کو فراموش کرنا اور بعد کی نئی سیاسی پارٹیوں کے مقابلے میں پُرانی مسلم لیگ کی قائم مقام نئی مسلم لیگ سے چشم پوشی کرنا یا مسلم لیگ کو اقلیت میں شمار کرنا دنیا کے آئین اور برٹش آئین کے قطعی خلاف ہے۔ لہٰذا ڈیلیگیشن کا فرض ہے کہ وہ برٹش پارلیمنٹ اور برٹش مشن کو ہندوستانی مسلمانوں کے اس قانونی حق سے بیخبر نہ رکھے اور انصاف کے ساتھ یہ بات ظاہر کرے کہ برٹش قوم کا روایتی انصاف دنیا میں بدنام ہو جائیگا۔ اگر وہ ہندوستان کی اُس مسلمان قوم کو اقلیت میں شمار کرے جس نے برٹش قوم کو یہ ملک انتظام کرنے کے لئے دیا تھا۔ اور اس کا ایک عہد نامہ بھی لکھا گیا تھا۔ پس اگر وہ عہد نامہ پس پشت ڈالا جائیگا اور کانگریس وغیرہ پارٹیوں کو اہمیت دی جائیگی تو اس عہد نامے کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہوگی جو انگریزوں نے مسلمانوں سے کیا تھا۔ اور جس عہد نامے پر انگریز اور مسلمان ایک صدی سے زیادہ بلا شرکت غیر عمل کرتے رہے تھے۔

ڈیلیگیشن کی موجودہ تحقیقات مجھے قانون کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس نے قدیمی مسلم لیگ یعنی مغل امپائر کے پُرانے عہد نامے کو فراموش کر دیا ہے۔ اور وہ بغیر کسی قانونی استحقاق کے کانگریس کو نئی مسلم لیگ کے ساتھ ترازوں میں تول کر دونوں کا وزن معلوم کرنا چاہتا ہے۔

ڈیلیگیشن کو سنٹرل اسمبلی کے الکشن میں مسلمانوں کی مکمل کامیابی معلوم ہو گئی ہے۔ اور ڈیلیگیشن محض اسی کامیابی کی بنا پر مسلم لیگ کی طاقت کا قائل ہوا ہے۔ لیکن ڈیلیگیشن کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ طاقت ایک معمولی طاقت ہے۔ ورنہ مسلم لیگ کی بڑی اور وزنی طاقت وہ ہے جس کا ذکر میں نے اس مضمون کے شروع میں کیا ہے۔

آزادی سب پارٹیاں چاہتی ہیں مگر برٹش پارلیمنٹ کے دل میں کیا ہے۔ اور اُس کا طرز عمل آئندہ کیا ہوگا۔ اس کو کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ ڈیلیگیشن کو آگاہ کروں کہ جو پاکستان مسلم لیگ نے مانگا ہے وہ آئینی شکل میں دیا جائے یا نہ دیا جائے۔ جذبات اور احساس کی شکل میں وہ پاکستان مسلمانوں کو حاصل ہو گیا ہے۔ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں میں پاکستان کے جذبے نے وحدت اور یک دلی کی ایک برقی رَو پیدا کر دی ہے۔ جس سے برطانیہ اور اُس کے اتحادی دوستی کر کے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ مگر دشمنی کر کے برطانیہ کو اور اس کے اتحادیوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ نقصان کا اندیشہ ہے۔

میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ایک درویش پارٹی میں ہوں۔ مسلم لیگ یا کانگریس یا کسی اور پولیٹیکل پارٹی سے میرا تعلق نہیں ہے اور میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے اپنے مرشدوں کی حق بیانی کے مشن کو پورا کرنے کے لئے لکھا ہے۔

خلاصہ اس بیان کا یہ ہے کہ انگریزی قانون تمادی کے اصول کی بموجب ایک صدی تک غیر مسلم ہندوستانیوں کا خاموش رہنا اور یعنی عذر داری مذکورہ عہد نامے کے خلاف نہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ تمادی عارض ہو چکی ہے۔ اور غیر مسلم سیاسی پارٹیوں کا سیاسی دعویٰ خارج کر دینا چاہیئے۔

حسن نظامی دہلوی مقیم حیدرآباد دکن

مسٹر سورنسن ممبر ڈیلیگیشن سے حیدرآباد میں اس تحریر کی اشاعت اخبارات دکن کے بعد ملاقات ہوئی۔ اور میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ حیدرآباد کی سلطنت شاہ عالم کے مذکورہ عہد سے پہلے خود مختار ہو چکی تھی۔ اور موجودہ حضور نظام دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کے بلحاظ کلچر لیڈر ہیں اور مسٹر سورنسن سے راجہ امیشور راؤ جاگیردار دکن سے بھی جن کی ریاست نو لاکھ روپے سالانہ کی ہے اور راجہ ترمبک لال مہنت سنہود ہندو مستلی درگاہ حضرت سید انہ شاہ صاحبؒ دکن نے کہا تھا کہ ہم سب ہندو حضور نظام کی شخصی خود مختار حکومت چاہتے ہیں۔

اردو کی نئی کتابوں کا تعارف

میٹھے گیت } از لطیف فاروقی صاحب۔ ناشر مکتبۂ شعر و ادب لاہور۔ صفحات ۹۶۔ قیمت ایک روپیہ

جمال الدین افغانی } مؤلف سید مبارز الدین رفعت ایم اے۔ صفحات ۲۷۱۔ مجلد قیمت تین روپے ملنے کا پتہ۔ نفیس اکیڈمی۔ حیدر آباد دکن۔

سرخ افسانے } ترجمہ اسرار احمد صاحب آزاد۔ صفحات ۲۸۸۔ پتہ نیا کتاب گھر۔ اردو بازار دہلی۔

تعارف قرآنی } از ایم عبد الرحمن خاں صاحب ناشر ایم ثناء اللہ خاں۔ ۲۶ ریلوے روڈ لاہور۔ صفحات ۸۰۔ مجلد قیمت ۱۲؍

فرزند و والدین } از انعام الحق صاحب عزیز فاضل شمسی ہیڈ مولوی ہائی انگلش اسکول فتوحہ پٹنہ۔ صفحات ۱۶۔ قیمت ۲؍

حیدر آباد میں ریلوے } از مولوی محمد عبد الحی صاحب ناشر انجمن آسائش مسافران نمبر ۵۴ے کٹلمنڈی حیدر آباد دکن

قرآن } از مولوی محمد حسام الدین خان غوری۔ صفحات ۳۶۔ دار الادب سکندر آباد دکن۔

رپورٹ بچوں کا گھر } سنی مجلس اوقاف دہلی۔ صفحات ۱۶۔

دینار } از شاہزادے بدر اسحٰق سید یوسف حسین صاحب جلالی۔ صفحات ۶۳۔ پتہ نوگانواں ضلع مراد آباد۔

اقوالِ اہل بیت نبی مختار } ترجمہ جلد اول بحار الانوار۔ از مولانا سید محمد حسین جعفری بی اے آنرز وظیفہ یاب ناظم تعلیمات سرکار عالی۔ جوبلی ہل حیدر آباد دکن۔ صفحات ۵۵۰۔

الہامات شاعری } از مولانا عبد اللہ سیفی سونی پتی پھر دہلوی اور اب جہانیان جہان گشت۔ پتہ کوثر برقی پریس بنگلور۔ صفحات ۲۲۔ قیمت پانچ آنے۔

خوش نصیب والدین اور سعادت مند اولاد } از مولانا محمد شمس الدین صدیقی حیدر آباد دکن۔ صفحات ۵۶

قانون حق } از ہز ہائی نس نواب سرور علی خاں بہادر فرمانروا ریاست کوروائی سنٹرل انڈیا۔ صفحات ۱۲۳۔ مجلد

مجربات سلف } از خالد صاحب۔ صفحات ۸۰۔ پتہ اتوارہ بازار۔ بھوپال۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۴ محرم ۱۳۶۵ھ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعہ حیدرآباد
جمعہ قضا ہو گیا ہے آج صبح تحریری کام کی مشغولی اتنی بڑھی کہ میں یہ محسوس نہ کر سکا کہ جمعہ کا وقت قریب آگیا ہے۔ سید سعید نظامی موٹر لے کر آ گئے تھے۔ میں نے خیال کیا ابھی دس بجے ہیں اور لکھنے میں مشغول رہا۔ یکایک گھڑی دیکھی تو ۲ بجے تھے۔ اور باغ عام کی مسجد میں نماز ۱ بجے کے بعد شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری کی مسجد میں جانا دشوار تھا۔ کیونکہ موٹر میں پٹرول کم تھا۔

تاریخ دکن سب سے پہلے سلطان علاؤالدین خلجی نے دکن کا ملک دیوگیر (دولت آباد) فتح کیا تھا اس کے بعد اس کے بیٹے قطب الدین خلجی کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا پھر سلطان محمد تغلق نے ورنگل فتح کیا۔ اور اس کی فوج کے امیروں نے سلطان سے جدا ہو کر ایک نئی سلطنت کی بنیاد رکھی جس کا بانی سلطان حسن بہمنی تھا۔ اور جس کا پایۂ تخت گلبرگہ میں تھا بہمنی سلطنت کے سب بادشاہ سنی تھے۔ اور چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مرید تھے۔ اس کے بعد دکن میں چار حکومتیں قائم ہوئیں۔ جن میں شیعہ بادشاہ بھی تھے اور سنی بھی تھے۔ اور ان کی خلاف حکومت کے بادشاہوں اکبر اور جہانگیر اور شاہجہاں کے زمانہ تک رہیں آخر اورنگ زیب نے شیعہ سلطنت کے آخری حکمران ابوالحسن تانا شاہ کو شکست دے کر حیدرآباد پر قبضہ کر لیا اور سنی حکومت قائم ہو گئی۔ پھر مغل شہنشاہ محمد شاہ کے شیعہ وزیر اور سپہ سالار سنجو بادشاہ سید تھے دکن پر قبضہ کر لیا چند دنوں کی شیعہ حکومت قائم رہی اس کے بعد آصف جاہ اول نے سنی حکومت قائم کی۔ اور اب ساتویں آصف جاہ ان دونوں حکومتوں کے تاجدار ہیں اور امراء اور جاگیردار اور رعایا میں ہندو بھی ہیں۔ اور شیعہ سنی مسلمان بھی ہیں اور موجودہ فرماں روا سب قوموں اور ان کے عقائد کے منصفانہ محافظ اور مددگار ہیں اور رعایا کے سب فرقوں کے مذہبی مقامات کی مساوی حفاظت اور امداد کی جاتی ہے

شیعہ مجلس میں بیان حیدرآباد کے مشہور شیعہ وکیل حکیم سید علی صاحب ایڈوکیٹ کے فرزند سید حسن صاحب نے آٹھ دن پہلے مجھ سے وعدہ لے لیا تھا کہ میں ان کی مجلس میں شہادت کا بیان کروں گا۔ اور حیدرآباد کے سب اخباروں میں یہ خبریں چھپ گئی تھیں۔ اور میرے مریدوں اور دوسرے سنیوں میں طرح طرح کے اختلافی چرچے ہو رہے تھے۔ اور مجھ سے کہا جاتا تھا کہ میں وہاں نہ جاؤں لیکن آج ۲ بجے موٹر آئی اور میں مولوی رکن الدین دانا نظامی کے ساتھ مجلس مذکور میں چلا گیا۔ جہاں ہزار ہا شیعہ خواتین بچے سے جمع تھے۔ اور میرے مرید بھی سینکڑوں کی تعداد میں وہاں تھے۔ [illegible] صاحب وغیرہ عمائد استقبال کے لئے حاضر تھے میں اندر داخل ہوا تو صلوات کے نعرے بلند ہوئے اور میں نے منبر پر بیٹھ کر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ جس کو شیعہ جماعت اور سنی جماعت نے یکساں پسند کیا۔ دونوں جماعتوں کی طرف سے تقریر کے دوران میں تحسین کے نعرے بلند ہوتے رہے۔ واپسی کے وقت بھی میرے مرید مجھے حلقے میں لئے رہے۔ اور شیعہ سنی جماعتوں کے افراد دست بوسی کے لئے موٹر تک آتے رہے۔

ایک غریب مرید آج دوپہر کو ملکیت بیگم نظامی ایک غریب مرید کی بیوی اور لڑکے کے ساتھ آئی تھیں۔ اور معلوم ہوا تھا کہ وہ مرید تین سال سے فالج میں مبتلا ہیں۔ اس لئے میں مجلس سے فارغ ہو کر اس غریب مرید کے گھر گیا بہت چھوٹا سا ٹوٹا ہوا مکان تھا۔ گھر میں کوئی چارپائی تک نہ تھی۔ مریض کو زمین پر لیٹا ہوا دیکھ کر میرا احساس اشکبار ہو گیا۔ میں نے دیر تک مریض پر دعائیں دم کیں۔ پھر ان کی بیوی کو بیعت کیا۔ چلتے وقت ان کی بیوی نے پانچ روپے نذر کئے۔ میں نے نذر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ اور بطور تبرک کے تم کو واپس دیتا ہوں کہ میری طرف سے اپنے خرچ میں لاؤ۔ اور واپسی کے بعد میں نے ارادہ کر لیا کہ حیدرآباد کے غریب مریدوں کے لئے دستکاری اور ایسے کام شروع کراؤں جن سے ان کی غریبی دور ہو جائے۔

دعوتیں پرسوں اتوار کی رات کے لئے صدر اعظم بہادر نے ہم سب کو کھانے کی دعوت بھیجی ہے اور ۳۱ دسمبر دوشنبہ کی شام کو بیگم زاہد حسین صاحب صدر المہام فنانس نے خواجہ بانو کو حیدرآباد کی خواتین سے ملانے کے لئے پارٹی دی ہے۔ اور پہلی جنوری کی رات کو مولوی زاہد حسین صاحب نے مجھے رات کے کھانے کے لئے مدعو کیا ہے۔

محبوب بانو نظامی آج شام کو دوشنبہ محبوب بانو دینی نظامی اپنی لڑکیوں کے ساتھ ملنے آئی تھیں۔ اور شہلی بیگم نظامی بھی آئیں تھیں نواب محمد یار جنگ بہادر کی صاحبزادی اپنے بچوں کے ساتھ ملنے آئیں تھیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تیزداریاں دیکھ کر مجھے بہت حیرت ہوئی اور میں نے خواجہ بانو سے کہا ان خاتون کی صورت اور آواز اور باتیں ڈاکٹر سر حسان سہروردی کی صاحبزادی صغرا شائستہ اختر بانو سہروردی سے بہت ملتی جلتی ہیں۔

کیپٹن رحیم مسٹر انعام الرحیم کمشنر برار کے چھوٹے بھائی کیپٹن عطاء الرحیم اور ان کی اہلیہ اور نواب حامد یار جنگ بہادر کی اہلیہ بھی ملنے آئیں

نفیس کیپٹن رحیم کی بیوی نواب ممتاز یار الدولہ مرحوم کی بیٹی ہیں۔ اور خواجہ بانو ان سے بہت واقف ہیں کیونکہ نواب [illegible] افسر الملک مرحوم کے خاندان کی سب خواتین کا خواجہ بانو سے دیرینہ میل جول ہے۔ حوانا نظامی صاحب رات کو سید سعید نظامی کے ساتھ واپس چلے گئے۔

ماسکو کا اعلان آج رات کو ریڈیو میں ماسکو کانفرنس کا اعلان سنا۔ بہت افسوس ہوا کہ اس کانفرنس میں ایران اور ترکی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ محض یورپ کے چھوٹے بڑے ملکوں یا چین و جاپان کے جھگڑوں پر بات چیت ہوئی۔ جس سے ان خودغرض اور بے انصاف قوموں کو ذاتی تعلق تھا۔ لیکن میرا اعتقاد یہ ہے کہ آسمانی کانفرنس ہمارے لئے خود فکرمند ہے۔ اور یہ خودغرض لوگ کسی دوسری قدرتی گرفت میں مبتلا ہو کر ہوشیار ہوں گے۔

اظہر افسر صاحب روزانہ اخبار میزان کا بچوں کا کالم لکھنے والے ایڈیٹر افسر اظہر صاحب ملنے آئے تھے۔ بہت اچھا احساس اپنے فرائض کی انجام دہی کا رکھتے ہیں۔ فیاض علی نظامی بھی دو رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

مولوی نصیر الدین ہاشمی حیدرآباد کے نامور مصنف مولوی نصیر الدین ہاشمی ملنے آئے تھے اور حسب ذیل اپنی تصنیفات بھی لائے تھے (۱) حیدرآباد کی نسوانی دنیا۔ ۱۸۰ صفحے کی مجلد کتاب۔ سرورق باتصویر و رنگین (۲) خواتین دکن کی اردو خدمات ۲۹۲ صفحے کی کتاب مجلد شاندار اور مفید (۳) دکن میں اردو۔ ۵۶۸ صفحے کی مجلد کتاب اور لاجواب (۴) مدراس میں اردو۔ ۱۹۷ صفحے کی مجلد کتاب اور بہت مفید چیز۔ (۵) مقالات ہاشمی۔ ۳۶۳ صفحے کی مجلد کتاب نہایت دلچسپ (۶) خیابان نسواں۔ ۱۰۸ صفحے کی غیر مجلد کتاب معلومات کا خزانہ۔

آج دہلی سے ڈاک نہیں آئی۔ کل کی ڈاک میں دو کتابیں آئی تھیں۔ ایک "تعارف قرآنی خود قرآن کی زبانی" از ایم عبدالرحمن خاں۔ چھپلیک ملتان شہر۔ صفحے ۱۰۸ مجلد۔ دوسری "مابدولت" مولانا شوکت صاحب تھانوی کی خودنوشت سوانح عمری۔ ۲۵۶ صفحے۔ مجلد سرورق رنگین و باتصویر۔

گشت آج جوبلی ہل کے حسب ذیل احباب کے مکانوں پر گیا تھا۔ نواب علی نواز جنگ بہادر۔ نواب مہدی نواز جنگ بہادر۔ نواب کاظم یار جنگ بہادر۔

لندن سے میت آئی نواب کاظم یار جنگ بہادر کے ایک صاحبزادے کی لندن میں وفات ہوئی تھی۔ ان کی میت آج آنے والی تھی چشتیہ نظامیہ سلسلے کی درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب میں تدفین عمل میں آئے گی۔

۲۳ محرم ۱۳۶۵ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۵ء شنبہ حیدرآباد

ریزیڈنٹ کا روزنامچہ آج لکھنؤ کے ایک کاتب سید انصار حسین کو ریزیڈنٹ کا روزنامچہ لکھنے کے لئے دیدیا۔ اس روزنامچہ کا ترجمہ مولانا سید دائم جلالی صاحب نظامی رامپوری سے کرایا ہے۔ لیکن مسودے میں ایک مہینے کا روزنامچہ دستیاب نہیں ہوا۔ ممکن ہے دہلی کے کاغذات میں رہ گیا ہو۔ اس لئے ایک مہینے کے روزنامچے کا میں خود ترجمہ کر رہا ہوں۔

صدر اعظم بہادر سے ملاقات آج صبح ۱۱ بجے ہز ایکسلنسی نواب سر سعید الملک بہادر صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی سے ان کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا۔ آدھ گھنٹے تخلیے میں ملاقات کر کے واپس آگیا۔

حیدرآبادی سکے کبریٰ بیگم نظامی اہلیہ نومسلم پارسی سراج الدین نظامی مرحوم نے اپنے شوہر کے جمع کئے ہوئے حیدرآبادی سکے بھیجے ہیں۔ روپے بھی بھیجے ہیں۔ پیسے بھی بھیجے ہیں۔ مجھے یہ بہت ہی دلچسپ معلوم ہوئے۔ اور میں ان پر ایک مضمون لکھنا چاہتا ہوں۔

گاجر کا حلوہ بابا میاں نظامی اپنی بہن بادشاہ بیگم نظامی کی طرف سے گاجر کا حلوہ لائے تھے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ حلوہ کبریٰ بیگم نظامی نے بھیجا ہوگا۔ کیونکہ حیدرآبادی سکے بھی حلوے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔

شرافت کی انتہا آج کئی گھنٹے فرزند روحانی مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ کی بیگم صاحبہ خواجہ بانو کے پاس رہی تھیں۔ ان کو اور ان کے شوہر کو یہ فکر ہے کہ میں ان کے مکان سے دوسرے مکان میں اس لئے جا رہا ہوں کہ مجھے ان دونوں کے کسی انتظام سے بے آرامی ہوئی ہے۔ میں نے کہا یہ بات تم دونوں کی انتہائی شرافت کی علامت ہے۔ ورنہ ایک مہینے تک اتنی زیادہ مدارات اور مہمان نوازی کی گئی ہے جس کی مثال میری زندگی کے گذشتہ زمانے میں نہیں ملتی۔ کیونکہ میں کبھی کسی ایک شخص کے ہاں اتنے زیادہ عرصے تک نہیں رہا تھا۔ اور نہ کسی جگہ اتنی زیادہ مسلسل تکلفات کی مہمانداری ہوئی تھی۔ تینوں وقت کے کھانوں میں لگاتار تکلفات برتے گئے۔ بلکہ پانچ وقت کی مہمان داری کی گئی۔ یعنی سورج نکلنے سے پہلے میرا ناشتہ آتا ہے۔ اور سورج نکلنے کے بعد میرے بچوں اور میرے مہمانوں کا ناشتہ آتا ہے۔ پھر دوپہر کا کھانا ہم سب کے لئے چھ سات قسم کا آتا ہے۔ اور اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ کہ مقررہ آدمیوں کے علاوہ کئی کئی مہمان بھی اس میں شریک کر لئے جاتے ہیں۔ پھر شام کی چائے میں بھی تکلفات ہوتے ہیں۔ اور آنے والے مہمانوں کے لئے چائے کا سلسلہ بیچ میں بھی جاری رہتا ہے۔ اور رات کے

کھانے میں تو حد سے زیادہ تکلفات ہوتے ہیں
اس کے علاوہ عورت مرد نوکر ہر وقت ہم
سب کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ اور
اس سے بھی بڑھ کر یہ مدارات ہے کہ مولوی
فیاض الدین جیسے کم فرصت آدمی کئی کئی
گھنٹے میری مجلس داری (دربارداری) میں خرچ
کر دیتے ہیں یعنی روزانہ صبح شام میری مجلس
میں آکر بیٹھتے ہیں۔

شام کو ضامن علی صاحب مرزا مخلص اور
اور ان کی اہلیہ چمن آرا بیگم آئی تھیں۔ اور
اُن دونوں سے بہت دیر تک بات چیت کی تھی

صحت کہ آج رات کو میری صحت پر ثقیل
غذاؤں کا بُرا اثر ہوا۔ اور نیند بے چین رہی۔ ایک
وجہ یہ بھی ہوئی کہ میں دوپہر کا کھانا کھا کر سو گیا
تھا۔ کیونکہ قدرت چاہتی ہے کہ میں جتنے دن
جیوں زیادہ عرصے تک بیدار رہوں۔ نیند
سے تعلقات نہ بڑھاؤں۔ آج بھی سلسلے
کے بہت آدمی ملنے آئے تھے۔ ناسوتی
شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ
نظامی بھی آئے تھے۔

غمناک تار کہ آج دہلی سے علی کا تار آیا ہے
کہ منشی قربان علی صاحب نے کل جمعہ کی صبح کو
وفات پائی۔ مرحوم میرے والد کے ملنے
والوں میں تھے۔ اور چالیس برس سے میری
رفاقت کر رہے تھے۔ اُن کے کوئی اولاد
نہیں ہے۔ محمد مبین نظامی کو انہوں نے منہ
بولا بیٹا بنایا تھا۔ جو اُن کے ساتھ رہتا تھا۔
وہ بھی اور اس کی بیوی بھی۔ اردو بازار میں
میری دکان چمن اردو بک ڈپو انہیں کے سپرد
تھی۔ جہاں میری کتابیں اور دوائیں فروخت
ہوتی ہیں۔ اس دکان میں اُن کی ذاتی تجارتی
کتابوں کا ذخیرہ بھی ہے۔ میں نے علی کو اور
واحدی صاحب کو اور حافظ سید دہمی اشرف
صاحب کو اور منشی عبدالحمید خاں صاحب
ایڈیٹر رسالہ مولوی کو اور محمد مبین نظامی کو خطوط
لکھے ہیں کہ وہ دوکان کا انتظام دیکھ لیں اور
حسابات کی اور اسٹاک کی جانچ بھی کر لیں۔
مرحوم کی بیوہ کو بھی لکھا ہے کہ وہ کسی بات کا
فکر نہ کریں مرحوم کی وصیت کی موافق میں
اُن کی آسائش زندگی کا پورا انتظام کروں گا۔
مجھے اس خبر سے اتنا زیادہ صدمہ ہوا کہ اگر
موسم ٹھیک ہوتا اور صحت کے حالات بھی
ٹھیک ہوتے تو فوراً دہلی جاکر منشی جی کے
پس ماندوں کی دلجوئی کرتا۔ مرحوم بریلی کے
رہنے والے تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ دہلی میں گزرا
تھا۔ وفات کے وقت اُن کی عمر اسی برس
سے زیادہ تھی۔ بڑھاپے اور بیماریوں کے باوجود
ہمت اور استقلال مجھ سے زیادہ تھی۔ منادی
کی اور میری کتابوں کی چھپائی کے لئے چھاپے خانوں
میں پیدل پھرتے رہتے تھے۔ نماز روزے
کے بہت پابند تھے۔ سلسلے کے بہت حامی
تھے۔ پرانے زمانے کی وضعداریوں کے
پابند تھے۔ حضرت خاکسار صاحب مرحوم کے
بعد منشی جی کی وفات سے میں نے ایسا محسوس
کیا کہ اب میں سلسلے کے سرپرستوں سے محروم ہو گیا ہوں۔

۲۴ محرم ۳۰ر دسمبر اتوار حیدرآباد دکن

ہادی منزل کہ آج صبح رکن الدین دانا نظامی
اور خواجہ راجہ نظامی کے ساتھ ہادی منزل دیکھنے
گیا تھا۔ کہ وہ میرے قیام کے قابل ہو گئی ہے
یا نہیں۔ مگر ابھی وہ زیر تعمیر ہے۔ ایک مہینے کے
بعد تعمیر پوری ہو گی۔ ابھی کوئی بات آسائش
کی اس میں نہیں ہے۔

راجہ دھرم کرن بہادر کہ آج دوپہر کو راجہ دھرم
کرن بہادر ملنے آئے تھے۔ اپنی لڑکی سے ملنے
کے لئے پونا جا رہے ہیں۔ میں نے ہیکل اسم اعظم
اور نظامیہ خانقاہ کی تعمیر کا ذکر کیا تو کہا میں
یہاں اپنی جاگیر کی زمین پیش کرتا ہوں جتنی بڑی زمین
درکار ہوگی حاضر کروں گا۔ میں نے دعائیں دیں
اور زمین دیکھنے کا وعدہ کیا۔

مولوی حبیب الدین صاحب کہ حیدرآبادی
محکمہ برقی کے افسر مولوی حبیب الدین صاحب
ملنے آئے تھے۔ ان کا دل اور دماغ بھی برقی قمقمے
کی طرح صاف ہے۔

صدر اعظم بہادر کے ہاں دعوت کہ شام کو خواجہ
راجہ بچھار یدی نظامی اور مولوی فیاض الدین
نظامی اور سید سعید نظامی اور مرزا ضامن علی صاحب
ساتھ صدر اعظم بہادر کے ہاں کھانا کھانے گیا تھا
مولوی زاہد حسین محاسب الدولہ یعنی صدر المہام
فنانس اور نواب ہوش یار جنگ بہادر بھی شریک
طعام تھے۔ نواب ہوش یار جنگ بہادر کی بذلہ
سنجیوں کا لطیفہ غذاؤں سے زیادہ مزا آیا۔
چونکہ وہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی خدمت میں
اکثر حاضر باش رہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کا حافظہ
چالیس کروڑ ہندوستانیوں سے بڑھا ہوا ہے
اس لئے ان پر بھی اعلیٰ حضرت کے حافظے کا
اثر پڑا ہے میرے ایسے مضامین کا ذکر کرتے تھے
جن کو میں بھول گیا تھا۔ اور جو اب میرے پاس
موجود بھی نہیں ہیں۔ سعید احمد صاحب رفیق
قدیم صدر اعظم بہادر اور کرنل محمود حسن خاں
صاحب ایڈی کانگ بھی شریک طعام تھے۔
صدر اعظم بہادر کا وقار بھی ہوش صاحب
کی پرلطف باتوں سے اثر پذیر ہو رہا تھا۔ صدر اعظم
بہادر نے مولوی فیاض الدین نظامی کی بہت
تعریف کی اور کہا کہ یہ تمام ہندوستان میں
مقبول ہیں اور ان کے کمال کی ہر ریاست
میں مانگ ہے۔ میں نے کہا جی ہاں یہ تعمیر الدولہ
بلاؤ نواز جنگ ہیں۔

رات کو ۱۰ بجے گھر میں واپس آیا۔ آج ہوا کے
سبب سردی بڑھ گئی ہے۔

رتی بیگم - فردا نظامی، منجھلی بیگم نظامی - مندلی بیگم نظامی اور نظام پاشا نظامی ملنے آئیں تھیں -
نیاز کے بہت سے روٹ بھی لائیں تھیں -

۲۵ محرم ۱۳۶۵ھ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء پیر حیدرآباد

غم کی خبر } دہلی سے علی نے خان بہادر ڈپٹی سید بہار الدین صاحب کی وفات کی اطلاع بھیجی ہے میری اُن سے قرابت بھی تھی - مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا کیونکہ مرحوم دہلی کی پرانی نشانیوں میں سے تھے -

وزیر یاور الدولہ بہادر کی وفات } پرانے زمانے کے شیعہ امیر نواب وزیر یاور الدولہ بہادر نے وفات پائی - اعلیٰ حضرت بھی تعزیت کے لیے اُن کے مکان پر تشریف لائے تھے -

ماتم پرسی } ہمایوں بانو صاحبہ کے اکلوتے جوان لڑکے نے جو علی گڑھ کے تعلیم یافتہ تھے دس دن پہلے وفات پائی تھی - میں اُن کی ماتم پرسی کے لیے گیا تھا -

[illegible] بھی مبارک } دہلی کے تاریخی حلوائی شیخ [illegible] کی مشہور دکان حلوہ سوہن کا بڑا [illegible] حلوہ سوہن آیا تھا - اور یہ اعلیٰ حضرت کے لیے گنبد تو بنی میں [illegible] تھا -

دہلی سے مولانا آغا محمد سلطان مرزا صاحب سابق سشن جج نے اپنی علمی تصنیف کی دو ضخیم جلدیں بھیجی تھیں - وہ بھی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کر دی تھیں -

نواب دوست محمد خاں } اپنے پرانے دوست نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیردار کے مکان مسلم لاث میں گیا تھا - بہت دیر باتیں کرتے رہے [illegible] تھیں - اُن کے فرزند لشرف علی بھی ملے تھے - جو علی گڑھ کالج میں پڑھتے ہیں -

خاندانی [illegible] } [illegible] نئے شرقی دستر خوان کے لیے [illegible]
[illegible] دوست مبارک کا لکھا ہوا خط بھی آیا تھا -

ٹی پارٹی } آج مولوی زاہد حسین صاحب صدر المہام فنانس کی بیگم صاحبہ نے خواجہ بانو کو ٹی پارٹی دی تھی - حیدرآباد کی بہت سی نامی گرامی تعلیم یافتہ خواتین جمع ہوئیں تھیں - اور اُن سے خواجہ بانو کی ملاقات کرائی گئی تھی بیگم صاحبہ نواب سر صدر اعظم بہادر اور بیگم صاحبہ نواب ولی الدولہ بہادر بھی تشریف لائیں تھیں چمن آرا بیگم صاحبہ نے اپنا کلام بھی سنایا تھا جو بہت پسند کیا گیا - میری انگریز مرید نفیس بیگم نظامی اور اُن کی نند محبوب بانو نظامی اور مہربانو نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی کی بیگم صاحبہ بھی شریک ہوئیں تھیں منجھلی بیگم نظامی اور رتی بیگم سرفرد نظامی اور نظام پاشا نظامی ملنے آئیں تھیں

نور النساء بیگم صاحبہ } بعد مغرب مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی اپنی انگریز بیگم صاحبہ کے ساتھ مجھے اور خواجہ بانو کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دینے آئے تھے - اُن کی بیگم صاحبہ کا نام نور النساء ہے - اردو بہت صاف بولتی ہیں نماز روزے کی بہت زیادہ پابند ہیں - چہرے سے اور باتوں سے شرافت اور نیک دلی اور حوصلہ مندی ظاہر ہوتی ہے -

ملاقاتی } مولوی رکن الدین دانا نظامی اور ان کے لڑکے عماد الدین خاں اور مولوی قیام الدین نظامی اور سید ذہین نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور سید سعید نظامی ملنے آئے تھے -

رات کا ٹیلیفون } رات کو ۲ بجے سید سعید نظامی کے گھر میں دہلی سے ٹیلیفون آیا تھا کہ خواجہ صاحب کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے -

۲۶ محرم ۱۳۶۵ھ یکم جنوری ۱۹۴۶ء منگل حیدرآباد

مریخی گھوڑا } آج شمسی حساب کا نیا سال شروع ہوا - مگر منگل کے دن یعنی مریخ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہے -

انگلستان کا اردو تار } میرے پیارے انگریز دوست کپٹن ہیٹن جن کو میں لکھنؤ کی بول چال ڈھن صاحب، ننھی صاحب، جھبن صاحب کے بموجب پٹن صاحب کہا کرتا تھا! وہ اردو بالکل نہیں جانتے تھے - اور بعد میں دو چار ٹوٹے پھوٹے اردو الفاظ بولنے لگے تھے - انگلستان چلے گئے ہیں - اور انہوں نے گلاسگو انگلستان سے اردو زبان میں اس مضمون کا تار بھیجا ہے -
"کرسمس مبارک اچھا پُرامن نیا سال"۔

کوتوال صاحب کا ٹیلیفون } آج صبح آٹھ بجے سے پہلے نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ کا ٹیلیفون آیا - اور انہوں نے اطلاع دی کہ ابھی اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو گورنمنٹ انگریزی نے "شمس العلماء" کا خطاب دیا ہے - اور غالباً یہ پہلی مبارکباد ہے جو پیش کر رہا ہوں - میں نے کہا بیشک مبارکباد بھی پہلی ہے اور اطلاع بھی پہلی ہے - مجھے اس سے پہلے اس کی اطلاع نہیں تھی -

اعلیٰ حضرت اور شہزادوں کو خطاب } کوتوال صاحب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کو اور شاہزادے اعظم جاہ بہادر اور شاہزادے معظم جاہ بہادر کو بھی خطابات ملے ہیں - اعلیٰ حضرت کا خطاب بہت اعلیٰ ہے - جو برطانی شہنشاہوں کے مخصوص خطابات میں سے ایک خطاب ہے -
نعیم صاحب اور مولوی فیاض الدین نظامی نے بھی مبارکباد دی - نواب حسن یار جنگ بہادر نے بھی ٹیلیفون کے ذریعے مبارکباد دی اور اُن کے سکریٹری کولاس صاحب نے بھی، خواجہ راجہ نظامی - کاکی شاہ نظامی - ناسوتی شاہ نظامی - اور مخلص شاہ نظامی بھی خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے - اور [illegible] بھی آئے تھے -
دہلی ریڈیو میں بھی خطابات کی فہرست نشر [illegible]

ہوئی تھی۔ اور میں نے سُنی تھی۔

مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب: کچھ دیر کے بعد میرے پُرانے دوست مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیمہ اور مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی بھی مبارکباد دینے آئے تھے اور مولوی غلام احمد خاں صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور میں نواب صدر اعظم بہادر کے مکان پر بھی گیا تھا۔ اور اعلیٰحضرت کی خدمت میں خطاب کی مبارکباد کا خط بھی بھیجا تھا۔ مولوی رکن الدین داماد نظامی بھی ملنے آئے تھے موتی بیگم نظامی اور نظام پاشا نظامی بھی ملنے آئی تھیں۔

سید مصطفےٰ علی صاحب: میرے پُرانے دوست سید مصطفےٰ علی صاحب تعلقہ دار بافات ملنے آئے تھے۔ بہت دن کے بعد دیکھا تھا۔ پہچاننے میں دیر ہوئی۔ اور میں نے خیال کیا کہ مولوی غلب الدنیا صاحب تعلقہ دار محبوب نگر ملنے آئے ہیں۔

صندلی بیگم نظامی: خطاب کی خبر سُن کر جتنے اصحاب مبارکباد دینے آ رہے ہیں اُن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ آپ کی سابقہ عزت اس خطاب کی عزت سے زیادہ اونچی تھی۔ اس خطاب سے کوئی خاص اضافہ آپ کی عزت میں نہیں ہوا ہے۔ میں جواب دیتا ہوں عزت بڑھنے گھٹنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ میں اس خطاب کو اپنے مریدوں اور عام پبلک کی خدمت اور مدد اور ترقی کے کاموں کے لئے ایک دنیاوی وسیلہ اور ذریعہ سمجھتا ہوں۔

صندلی بیگم نظامی اپنی نواسی کے ساتھ پھول اور پھل لے کر آئی تھیں اور خطاب کی مبارکباد دی تھی۔ ایک کنٹھا مجھے پہنایا۔ ایک کنٹھا خواجہ بانو کو پہنایا۔ میں نے ہنس کر کہا "ان کو خطاب نہیں ملا ہے۔ ان کو پھول کیوں پہناتی ہو؟" خواجہ بانو نے جواب دیا "میں تمہاری زندگی کے ہر حصے میں شریک ہوں۔ اس واسطے مجھے بھی تہنیت کے پھول پہننے کا حق حاصل ہے۔" میں نے کہا "لیکن یہ پھل کھانے کا حق صرف میرے بچوں کو ہے۔" کوثر اور محسن اور مہدی بھی خطاب کی خبر سے بہت زیادہ خوش ہیں۔ رات کو ۱۰ بجے دہلی سے غالباً علی کا ٹیلیفون آیا تھا جس میں خطاب کی اطلاع دی تھی۔

دہلی کے تار: آج دہلی سے کئی تار مبارکباد کے آئے ہیں۔ میری بڑی لڑکی حور بانو نظامی نے تار بھیجا ہے۔ خطاب مبارک ہو۔ اور میرے ڈرائیور شہاب الدین خاں نے ایک طویل تار بھیجا ہے جس میں لکھا ہے "خطاب مبارک حضور کو۔ امی جان کو۔ میاں حسین کو۔ اور ماموں جان کو۔"

میرے منجھلے لڑکے خواجہ سید علی نظامی کا تار سب سے زیادہ دلچسپ اور صحیح تار ہے جس میں لکھا ہے "آپ کا خطاب ہم بچوں کو مبارک ہو۔" کیونکہ علی نے اس خطاب کے آنے والے اثرات اور نتائج پر نظر کی ہے۔

اور ایک تار روشن دل محمد صدیق افغانی نظامی کا جو آجکل میرے ہاں مقیم ہیں آیا ہے۔ اور اس پر سید ذکی حسن کاتب اخبار منادی اور محمد یونس ملازم ذاتی اور مرزا سہراب شاہ نبیرہ بہادر شاہ بادشاہ ملازم خانگی اور بوا کریمًا کے نام بھی درج ہیں۔

خطاب کی نذر: سید سعید نظامی نے کچھ نوٹ خطاب کی نذر کے طور پر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر میرے سامنے کئے۔ میں نے اُن پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا "میں اس سلسلے میں کوئی نذر لینی نہیں چاہتا۔" ایک دوست ڈاکٹر صاحب کا ٹیلیفون بھی مبارکباد کا آیا تھا۔

کیپٹن رحیم: شام کو مسٹر انعام الرحیم کمشنر برار کے چھوٹے بھائی اپنی خواتین کے ساتھ مبارکباد دینے آئے تھے۔

نواب دوست محمد خاں: میرے قدیمی دوست نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیردار بعد مغرب ملنے آئے تھے۔ اور خطاب کی مبارکباد بھی دی تھی۔

نواب بشارت علی خاں: میرے دوست نواب عنایت علی خاں صاحب کے فرزند نواب بشارت علی خاں صاحب بھی خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔

ڈنر: رات کو آٹھ بجے مولوی فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی کے ساتھ مولوی زاہد حسین صاحب صدر المہام فنانس کے ہاں طعام شب کے لئے گیا تھا۔ کھانے میں نواب ہوشیار جنگ بہادر اور آغا حیدر حسن صاحب دہلوی اور مولوی غلام احمد خاں صاحب اور عروج احمد خاں صاحب وغیرہ بہت سے عمائد شریک تھے۔ نواب ہوش یار جنگ بہادر اور آغا حیدر حسن صاحب کی بذلہ سنجیوں کا بہت لطف رہا۔

ایک تاریخی نکتہ: بحث اس میں تھی کہ سلطان محمد تغلق نے دہلی اُجاڑ کر دولت آباد شہر کیوں بسایا تھا۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب نے کہا دولت آباد ہندوستان کا وسطی مقام ہے مجھے اس کے قبول کرنے میں تامل تھا۔ اس لئے کچھ دیر مباحثہ رہا۔

کھانے بہت لطیف اور خوش ذائقہ اور میری صحت کے لئے کچھ زیادہ ناموافق نہیں تھے مگر ڈنر کے ہر ممبر کو نواب ہوش یار جنگ بہادر کی بیگم صاحبہ کے ہاتھ کی پکائی ہوئی ماش کی دال کا اشتیاق تھا۔ ہوش صاحب اتنے زیادہ دال کھانے والوں کو کہاں تک کھلائیں گے۔ اُن کی ماش کی دال نے تو سارے حیدرآباد میں دھوم مچا رکھی ہے۔

مولوی زاہد حسین کی سیاست دانی: مولوی زاہد حسین صاحب میرے بہت پُرانے دوست ہیں اور اُن کی سنجیدگی و متانت کبھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ اور میں ہمیشہ آرزومند رہتا ہوں کہ ان کو ہنستا ہوا دیکھوں۔ آج بھی ان

کی گرمجوشی اور سنجیدگی اُن کے ساتھ تھی۔ مگر انھوں نے سالانہ جشن بزم کی سیاسی گفتگو میں حصہ نہ لیا [illegible] اور جو باتیں کیں وہ نہایت گہری اور نہایت [illegible] تھیں۔ [illegible] ہم نے کھانا کھایا تھا۔ یہ ایک تاریخی بات ہے۔ کیونکہ مرزا حیدر [illegible] مرحوم [illegible] صاحب مجھے [illegible] تھے۔ اور میں [illegible] اُن کے ہاں [illegible] تو اسی مقام پر کھانا کھایا کرتا تھا۔

نواب ہوش یار جنگ بہادر کی کتاب "[illegible] حیات" کا ذکر بھی آیا۔ وہ اب [illegible] شروع ہو گئی ہے۔

خطاب کی مبارکباد دینے اور دعوت کے شریک [illegible] نے بھی خطاب کی مبارکباد دی۔

۲۷ محرم ۱۳۴۵ھ ۷ جنوری ۱۹۲۶ء [illegible] میت کی آمد: آج صبح فیاض الدین نظامی [illegible] اسٹیشن پر گیا تھا۔ جہاں تمام حیدرآباد کے بڑے بڑے عہدیدار اور امراء جمع تھے۔ [illegible] نواب [illegible] یار جنگ بہادر صدر المہام پیشی [illegible] کے [illegible] فرزند کی میت لندن سے آئی تھی [illegible] آنسو جاری تھے [illegible] جنازے [illegible] آنسو بہا کر [illegible]۔ نواب [illegible] جنگ بہادر اور نواب عماد [illegible] جنگ بہادر [illegible] تسلی دیتے جاتے تھے۔ میں نے بھی کہا [illegible] کو اس کٹھن امتحان پر صبر و برداشت کی ہمت دے۔ مرحوم کا [illegible] اور مرحوم کے ماموں [illegible] مولوی رضی الدین بھی غم کی مورت بنے کھڑے تھے۔

جن کو ابھی حال میں نوبل پرائز ملا تھا۔ اور جنہوں نے علوم فلکیات میں ایسی چیزیں معلوم کی ہیں جو آج تک اہل یورپ کو بھی معلوم نہ تھیں اور جو اس وقت عثمانیہ یونیورسٹی کے ریاضیات کی [illegible]۔

نواب کاظم یار جنگ بہادر نے مجھ سے کہا میت کل جمعرات کو بعد ظہر چشتیہ نظامیہ سلسلے کی درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب میں دفن کی جائے گی۔

نواب مصاحب جنگ بہادر اور نواب غازی یار جنگ بہادر وغیرہ بہت سے احباب نے مجھے خطاب کی مبارکبادیاں بھی دیں۔

نقل مکان: آج [illegible] سے منتقل ہو کر ہادی منزل میں آ گیا۔ عبدالغفور کامل الیقین نظامی نے [illegible] کا انتظام کیا تھا۔ اور سید [illegible] نظامی نے بھی ایک لاری کا انتظام کیا تھا۔ تینوں لاریاں پلنگ اور فرش اور بستر اور [illegible] صندوق [illegible] لائی تھیں۔ [illegible] انتظامات [illegible]۔

نواب [illegible] سگرٹ فیکٹری میں خواجہ بانو اور بچوں [illegible] سگرٹ فیکٹری [illegible] گیا تھا۔ فیکٹری [illegible] سلیم خاتون اور [illegible] بیٹی عابدہ اور ان کے شوہر اور [illegible] کے والد غلام حیدر خاں صاحب اور ان کے ہمراہ [illegible] فیکٹری میں موجود تھے۔ خواجہ بانو اور بچوں نے سگرٹ بنتے ہوئے دیکھے۔ میں [illegible] غلام حیدر خاں صاحب سے باتیں کرتا رہا اور سلیم خاتون اور اُن کی لڑکی خواجہ بانو سے باتیں کرتی رہیں۔ ان کے مرحوم شوہر سیٹھ عبدالستار صاحب نے قرآن مجید کے سندھی ترجمہ کرانے کے لیے پانچ ہزار روپے ماہانہ دیے۔ اور یہ بھی اُس وقت سے آج تک [illegible] روپے ماہوار امور خیر

کی امداد کے لیے مجھ کو بھیجتی رہتی ہیں۔ گذشتہ زمانے میں ان کو بہت مشکلات پیش آئی تھیں۔ مقدمہ بازی میں چار لاکھ روپے غریب ہو گئے تھے۔ غلام حیدر خاں صاحب نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا کر نہایت پُرجوش الفاظ میں دعائیں دی تھیں۔ کہ اس حق پرست بادشاہ نے مجھ کو اور میری لڑکی کو اور میرے [illegible] کو تباہی سے بچا لیا۔

میت کا صندوق: مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی ملنے آئے تھے۔ اور پوچھتے تھے کہ نواب کاظم یار جنگ بہادر کے فرزند کی میت کا صندوق کھولنے اور پھر دفن کرنے کی بابت آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یہ بات شرعاً بھی ٹھیک نہیں ہے۔ اور مصلحت اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ صندوق نہ کھولا جائے۔ کیونکہ اس پر اس کا بہت خطرناک اثر ہوگا۔

کھچڑی اور مٹھائی: بعد مغرب ہادی منزل میں غوث محمد نظامی اور [illegible] محمد [illegible] اور [illegible] خطاب کی [illegible] اور [illegible] مولوی محمد [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] اور سید ذہین نظامی اور محمد ابراہیم صاحب جن کو [illegible] ملنے آئے تھے۔ سید ذہین نظامی نے خطاب کی تہنیت کا قطعہ سنایا۔ تمام شہر کے [illegible] میں شمس العلماء کا ایک [illegible] آتا تھا۔ [illegible] شاہ نظامی نے خطاب کی تاریخیں سنائی تھیں۔ [illegible] سے تاریخ نکالی تھی۔ [illegible] فضیلت مآب کا انگریزی ترجمہ ہز ہولی نس ہے۔ میرزا [illegible] علی [illegible] اُن کی اہلیہ [illegible] بیگم صاحب خطاب کی مبارکباد دینے آئی تھیں۔

ساڑھے تین سو برس کی پرانی قلمی مشکوٰۃ: مولوی

رکن الدین داناؔ نظامی قلمی مشکوٰۃ شریف کا ایک پرانا نسخہ نذر کے لئے لائے تھے۔ جو ۷۳۷ھ ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ اور جس کے حواشی حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ بہت خوشخط ہے۔ میں نے کہا یہ کتاب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی وفات سے بارہ برس بعد لکھی گئی تھی۔ شیعہ سنی کے مناظرے کی ایک قلمی کتاب بھی دانا صاحب نے نذر کی۔ اردو زبان میں ہے اور سو برس پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ کلکتہ میں لکھی گئی ہے۔ دانا صاحب نے کہا خطاب کی تہنیت میں یہ علمی تحفے نذر کرتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے ان دونوں نادر تحفوں کے حاصل ہونے سے اتنی زیادہ خوشی ہوئی ہے جس کو الفاظ میں ظاہر کرنا مشکل ہے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کا ایک دلچسپ خط بھی آیا تھا۔ مقامی ڈاک میں بہت سے خط خطاب کی مبارکباد کے آئے تھے۔ کیپٹن عطاء الرحیم صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ نفیس بیگم نظامی اور محبوب بانو نظامی اور سعید بانو نظامی اور سید سعید نظامی کی والدہ وغیرہ خواتین بھی آئی تھیں۔ فیاض الدین نظامی کی بیگم صاحبہ نے کوہستان سے کھانے کا خوان بھیج دیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالخالق شریف صاحب ماہر ٹی بی میسور بھی ملنے آئے تھے۔

خنکی؛ چونکہ ہماری منزل کے بعض حصے زیر تعمیر ہیں اس واسطے یہاں خنکی بہت زیادہ ہے۔

۲۸ محرم ۱۳۶۵ھ ۴ جنوری ۱۹۴۶ء جمعہ حیدرآباد دکن

تاریخی مکان؛ جس مکان میں ٹھیرا ہوں یہ ایک تاریخی مقام ہے۔ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی مرحوم اس مکان میں رہتے تھے اور میں ان سے اسی مکان میں ملنے آیا کرتا تھا مرحوم کی وفات کے بعد اس مکان کے بڑے حصے میں شاہی مہمان خانہ یعنی گیسٹ ہاؤس بنا دیا گیا۔ اور ایک حصہ مرحوم کے فرزند نواب مہدی یار جنگ بہادر کے پاس رہا۔ اور ان کے فرزند مولوی سید ہادی صاحب کے پاس آیا جن کی شادی شمس العلماء مولانا حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کے نواسے ڈاکٹر اشرف الحق صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی ہے جو سنی عقیدہ رکھتی ہیں۔ اور شوہر شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ مگر دونوں نہایت اخلاص اور محبت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور دونوں کی زندگی نمونہ ہے ان لوگوں کے لئے جو شیعہ سنی کے اختلاف میں مبتلا ہیں۔

حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ؛ اس موقع پر مجھے یہ ظاہر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ ہندوستان کے کروروں چشتیوں کے سب سے بڑے پیشوا سنی تھے۔ مگر ان کی بیوی شیعہ تھیں۔ اور دونوں کی زندگی بلحاظ اخلاص و محبت نمونے کی زندگی تھی۔

مسٹر گریکسن؛ محکمۂ مال کے وزیر (صدر المہام) مسٹر گریکسن سے آج ملنے گیا تھا۔ وہاں مسٹر سیمیج بھی موجود تھے۔ میں مسٹر گریکسن سے دہلی میں بھی ملا تھا۔ وہ میرے دوست مسٹر جینکنس سابق پرائیویٹ سکریٹری حضور وائسرائے وحال نامزد گورنر پنجاب کے دوستوں میں ہیں اور ان دونوں نے ایک ہی جگہ تعلیم پائی ہے۔ اور ایک ہی جہاز میں ہندوستان آئے تھے میں نے میم صاحب کا حال پوچھا۔ جواب دیا آپ ان کی صحت اچھی ہے۔ اور وہ انگلستان میں ہیں۔

خطاب کی مبارکباد؛ مسٹر گریکسن نے مجھے "شمس العلماء" خطاب کی مبارکباد دی۔ تو میں نے کہا یہ خطاب بڑی ذمہ داری کا خطاب ہے۔ اگرچہ آپ کی حکومت نے یہ خطاب تجویز کرتے وقت ان ذمہ داریوں کو محسوس نہ کیا ہوگا۔ لیکن میں اس لفظ کی ذمہ داریوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ مسٹر گریکسن نے جواب دیا۔ ہم زبان اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے ہیں میری بات کا مطلب پوچھا تو میں نے کہا اس لفظ کا ترجمہ ہے "علم والوں کا سورج" لہٰذا شمس العلماء کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح سورج اس زمین کی ہر زندہ چیز کی اپنی شعاعوں سے خدمت کرتا ہے اور ان کی زندگی کو مدد پہونچاتا ہے اسی طرح جس کا خطاب "شمس العلماء" ہو۔ اس کو علم اور اہل علم کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور مدد کرنی چاہئے۔

مسٹر گریکسن کو ہندوستان کی پرانی قوموں کی تحقیقات کا بہت شوق ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا آپ نے یہ بھی معلوم کیا کہ ہندوستان کے برہمن ہندوستان میں کہاں سے آئے ہیں؟ انھوں نے ہنس کر جواب دیا۔ "نہیں مجھے یہ معلوم نہیں" میں نے کہا ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۴ء تک مسلسل تحقیقات کرنے کے بعد میں نے "تاریخ فرعون" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اور اس میں ثابت کیا ہے کہ مصر کے مشہور بادشاہ (فرعون) ہرمی ہر کی اولاد مصر سے وسط ایشیا میں آئی اور اس نے ایک شہر ہرمی آباد کیا جس کو آجکل ہرات کہا جاتا ہے پھر یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور گنگا کے کنارے ہرمی دوار کے نام سے ایک تیرتھ بنایا۔ مسٹر گریکسن نے ہنس کر کہا "تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ برہمن لوگ اپنے موروثی حق کی بنا پر مصر کے حکمراں بن جائیں"؟ میں نے کہا "میں یہ خواہش کیونکر کرسکتا ہوں جب کہ برہمنوں کو ان کے مذہب نے سمندر میں سفر کرنے کی ممانعت کردی ہے۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ راون کے زمانہ تک برہمنوں کی حکومت تھی۔ جس کو چھتری نسل کے راجہ رام چندر جی نے ختم کردیا۔ اور پھر ہندوستان میں چھتریوں کی حکومت چلتی رہی۔ جس کو ویش یعنی تاجر قوم مسلمانوں نے ختم کردیا۔ کیونکہ مسلمان قوم کے رسول تاجر تھے۔ اور مسلمان ویشوں سے انگریز ویشوں یعنی تاجروں نے یہ ملک لے لیا۔ اور اب تاجروں کی حکومت بھی ختم ہونے والی ہے۔ اور شودروں یعنی اچھوتوں کا دور آنے والا ہے۔ چنانچہ آجکل برطانیہ میں بھی لیبر گورنمنٹ ہے یعنی مزدوروں کی گورنمنٹ۔ اور

مزدور ہندو عقائد کے بموجب اچھوت اور شودر ہیں۔ گریکسن صاحب نے ہنس کر جواب دیا مگر لیبر گورمنٹ میں دوسری پارٹیوں کے بھی بہت سے ممبر ہیں" میں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مگر گورنمنٹ کا نام لیبر گورمنٹ ہے۔

اس کے بعد میں نے ذکر کیا کہ میری دو سو کتابیں چھپ چکی ہیں اور دو سو کتابوں کے مسودے کاغذ نہ ملنے کے سبب ابھی تک چھپائی کا انتظار کر رہے ہیں۔ صاحب نے کہا یہاں یورپ میں بہت اچھا کاغذ تیار ہوتا ہے۔ اور اب آپ کو کاغذ کی مشکلات نہیں رہیں گی۔"

مسٹر گریکسن لمبے قد کے اور مضبوط جسم کے اور ادھیڑ عمر کے انگریز ہیں۔ اُن کی آواز میں گرج ہے۔ اُن کے دوست سر جنکنس، مسٹر ایڈن سابق وزیر خارجہ سے شکل میں بہت ملتے جلتے ہیں۔ اور مسٹر گریکسن کی شکل سر فرانسیس وائلی سابق پولیٹیکل ایڈوائزر گورمنٹ ہند سے مشابہ ہے۔ مسٹر سیبورج اُن کے معتمد یعنی سکریٹری ہیں۔ اور وہ اُردو اور فارسی زبانیں جانتے ہیں۔ ایران میں بھی رہ چکے ہیں۔

ہمایوں یار خاں مسٹر گریکسن کے پرسنل مددگار ہمایوں یار خاں میرے مرحوم مرید نواب صفدر یار خاں نظامی کے منجھلے بیٹے ہیں۔ ان کے ماں باپ اور سب بھائی بہن ان سمیت میرے مرید ہوئے تھے۔ مگر آج اُنھوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ اور اپنی کم عمری کا عذر کیا۔ مگر میں سمجھ گیا کہ ایک ایسے شخص کو اپنا پیر سمجھتے رہنے سے اُن کو شرم آئی جو اُن کی طرح انگریزی تعلیم یافتہ نہیں ہے۔ مگر اُن سے زیادہ انگریزی بولنے والے انگریزوں کو جانتا ہے۔

بیگم نواب ولی الدولہ بہادر گریکسن صاحب سے ملنے کے بعد ولایت منزل یعنی بیگم صاحبہ نواب ولی الدولہ بہادر کے ہاں بھی گیا تھا۔ اور مولوی غلام احمد خاں صاحب سے بھی ملاقات کی تھی۔

اُن کی لائبریری میں کتابوں کی ترتیب دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر کا دعوت نامہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ اور اُن کی بیگم صاحبہ کی طرف سے مجھے اور خواجہ بانو کو اور بچوں کو بشیر باغ میں جانے کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔

نواب سعید یار جنگ بہادر میرے زندہ دل بذلہ سنج دوست ڈاکٹر لطیف سعید صاحب یعنی نواب سعید یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ اور اُن کی پُر لطف باتوں سے تمام حاضرین مسرور ہوئے تھے۔

مولوی میر محبوب علی صاحب آج مولوی میر محبوب علی صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادے اور اُن کی بیوی مہر جہاں نظامی اور دوسری رام پور والی بہو ملنے آئی تھیں۔ بیگم میر محبوب علی صاحب نے بہت اچھی باتیں مراسم قدیم کی حفاظت وحمایت کی نسبت بیان کیں۔

قبروں کا احترام بیگم صاحبہ نے مجھ سے پوچھا قبروں کا احترام کیوں کیا جاتا ہے؟ اصل چیز تو روح ہے۔ جب وہ جسم سے چلی جاتی ہے تو جسم ایک بیکار چیز ہے۔ میں نے جواب دیا روح امر رب ہے یعنی رب کی تجلی ہے۔ اور جب ذات پاک الوہیت سے جسم انسانی میں جلوہ افروز ہوتی ہے تو جسم کو ایسا ہی خوشبودار بنا دیتی ہے جس طرح خوشبودار پھول اپنی شاخوں سے جُدا ہو کر کپڑوں کو اور برتنوں کو خوشبودار بنا دیتے ہیں اسی طرح روح کی تجلی پاک عمل جسموں کو ایسا مہکا دیتی ہے کہ وہ جسم روحیں جدا ہونے کے بعد بھی قیامت تک مہکتے رہتے ہیں۔ اس واسطے اولیاء اللہ کی قبروں کا فیضان ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور اُن کا احترام کیا جاتا ہے۔

بیگم صاحب نے کہا مجھے پورا اطمینان ہو گیا اور میں اس خلجان میں مدت سے تھی۔

درگاہ کی حاضری ظہر کے بعد نواب کاظم یار جنگ بہادر کے فرزند کی تدفین میں شریک ہونے کے لئے درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب میں حاضر ہوا تھا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ تدفین چار بجے ہوگی۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور عینی شاہ صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔

مولوی عبد القدیر صاحب صدیقی درگاہ کی مسجد میں حضرت مولانا عبد القدیر صاحب صدیقی سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ پہلے کالج میں پروفیسر تھے۔ سبز عمامہ باندھتے ہیں۔ ادھیڑ عمر کے آدمی ہیں۔ پیری مریدی بھی کرتے ہیں۔

تاروں کا تار دہلی سے علی کا ایک بہت طویل تار آیا ہے جس میں اُن لوگوں کے نام بھیجے ہیں جنہوں نے خطاب کی مبارکباد کے تار اور خط اور ٹیلیفون علی کے پاس بھیجے ہیں۔ دو صفحے کا تار ہے۔ یہاں میرے پاس بھی صبح سے شام تک تاروں کی آمد کا تار بندھا رہتا ہے۔ عربی زبان میں بھی آئے ہیں اُردو میں بھی اور انگریزی میں بھی۔

تدفین شام کو ۴ بجے درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب میں حاضر ہوا تھا۔ جہاں حیدرآبادی سلطنت کے سب بڑے بڑے عہدیدار اور امرا جمع تھے۔ ۴ بجے کے بعد شیشے کے تابوت میں میت دفن کی گئی۔ میں نے بھی مٹی دی۔ اور نواب کاظم یار جنگ کو صبر کی اور مرحوم کے لئے مغفرت کی دُعا دے کر واپس آ گیا۔

صبح دکن کے دفتر میں آج حیدرآباد کے نامور روزانہ اخبار صبح دکن کے ایڈیٹر صاحب نے چائے نوشی کے لئے مدعو کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے ذاتی فرمان اسی اخبار میں شائع ہوتے ہیں۔ حیدرآباد کے چند مشہور روزانہ اخباروں کے ایڈیٹر صاحبان بھی جمع ہوئے تھے۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ روزانہ اخبار رہبر کے ایڈیٹر صاحب

اور روزانہ اخبار نظام گزٹ کے ایڈیٹر صاحب
اور روزانہ اخبار وقت کے ایڈیٹر صاحب بھی تھے
ایک گھنٹے تک مختلف سیاسی اور اخباری مضامین
پر گفتگو رہی۔

مولوی مسعود علی صاحب محوی کہ آج میری
عدم موجودگی میں مولوی مسعود علی صاحب محوی بی
نے ملنے آئے تھے۔ اور کامل الیقین نظامی اور
علی صاحب گتہ دار اور کولاس صاحب پرائیویٹ
سکریٹری نواب حسن یار جنگ بہادر اور بابا میاں نظامی
بھی آئے تھے۔ اور پادشاہ بیگم کا بھیجا ہوا کھانا
بھی لائے تھے۔ سید ذہین نظامی اور ناسوتی شاہ
نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور مولوی رکن الدین
دانا نظامی اور مولوی ضامن علی صاحب میرزا
مخلص اور نواب سردار یار خاں نظامی بھی آئے تھے۔

شیروں کی زیارت کہ سید مہدی باغ عام کے
میوزیم میں شیر دیکھنے گئے تھے۔

ابن عربی اور خوش اقبال کہ آج اننت پور
سے سید ابن عربی اور خوش اقبال شاہ نظامی واپس
آگئے۔ خوش اقبال شاہ نے خطاب کی نذر پیش
کی۔ میں نے ہاتھ رکھ کر واپس دی۔

خواتین کہ رات کو سید سعید نظامی کی والدہ اور
بیوی اور بچے اور بہن اور سعیدہ بانو نظامی ملنے
آئیں تھیں۔ آج دن کو صبح مخلص شاہ نظامی نے
نہاری کھلائی تھی۔ اور دوپہر کو اور شام کو سعیدہ بانو
نظامی کے ہاتھ کا اور اہتمام کا پکا ہوا کھانا کھایا تھا
اس مکان میں کوئی آسمانی سرنگ دہلی سے ملی ہوئی
ہے۔ اس لئے دہلی کی سردی چھپ چھپ کر رات
دن آتی رہتی ہے۔

۲۹ محرم ۱۳۶۵ھ ۴ جنوری ۱۹۴۶ء جمعہ حیدرآباد

گٹ گر جاری کہ جب تار دینے کا کام کسی کو سکھاتے
ہیں تو انگلی سے تار کے بٹن کو حرکت دیتے ہیں اور
کہتے جاتے ہیں گٹ گر گر۔ اور اسی گٹ گر سے سب
اچھی بری خبریں بنتی چلی جاتی ہیں۔ اسی طرح میرے
مولا کا لفظ "کن" بھی کائنات کی زندگی میں گٹ گر کی
صدائیں دیتا رہتا ہے۔

میرے خطاب کی نسبت بھی تمام ہندوستان
سے دہلی میں اور حیدرآباد میں تاروں اور ٹیلیفونوں
اور خطوں کے گٹ گر کی آوازیں رات دن آتی
رہتی ہیں۔

سر افسر الملک کہ آج میں اپنے مرحوم دوست
نواب سر افسر الملک مصاحب خاص مرحوم اعلیٰحضرت
و سپہ سالار افواج آصفیہ کے مکان راحت منزل
میں سید ابن عربی کے ساتھ گیا تھا۔ اور وہاں
نواب عثمان یار الدولہ بہادر خلف نواب سر
افسر الملک مرحوم کے بچوں سے ملا تھا۔ محمد علی
بیگ اور حمایت علی بیگ وغیرہ بہت پیاری
صورت کے ہونہار بچے ہیں خواتین بھی پردے میں ملیں تھیں۔
اعلیٰ حضرت حضور نظام کی خاص نظر عنایت
اس خاندان پر ہے۔ اور جب نواب عثمان یار الدولہ
بہادر نے وفات پائی تو اعلیٰ حضرت نے اُن
کی میت کو اپنے دست مبارک سے قبر کے
اندر اُتارا تھا۔ اور یہ واقعہ اتنا عظیم الشان تھا
کہ دکن کی گذشتہ تاریخ ہی میں نہیں۔ دنیا بھر
کی کسی گذشتہ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔

سکندرآباد سے مولوی محمد اسمٰعیل حضوری شاہ
نظامی اور محمد عثمان خاں نظامی ملنے آئے تھے۔
باغ عام کی مسجد میں بادشاہ سلامت کے ساتھ
جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔ مہاراجہ سر یمین السلطنت
بہادر مرحوم کے بڑے لڑکے نواب نصیر یار جنگ
بہادر بھی نماز میں شریک تھے۔

دن بھر عورتوں اور مردوں کی آمد و رفت
جاری رہی۔ اور مبارک باد کے تار اور خطوط بھی
آتے رہے۔ اور زبانی مبارک باد دینے والوں
کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

چار کی دعوت کہ شام کو ۴ بجے خواجہ بانو اور
سید ابن عربی اور سید مہدی کے ساتھ سکندرآباد
گیا تھا۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ
و صدر المہام امور مذہبی کے ہاں چار کی دعوت
تھی۔ موٹر وہیں سے آئی تھی۔ خواجہ بانو بیگم صاحبہ
کے پاس پردے میں رہیں۔ اور میں اور سید
ابن عربی نواب صاحب کے ساتھ مردانے میں
رہے تھے۔ نواب صاحب کے تینوں صاحبزادے
بھی مردانے میں تھے۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب
اور مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی بھی
شریک دعوت تھے۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر
کی ہر بات علمی اور اصولی تھی۔ میں نے کہا ان کے
جد امجد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ جب
کسی کو خلافت دیتے تھے۔ تو شرط لگا دیتے تھے
کہ میرے خلیفہ جمال الدینؒ کے پاس ہانسی میں
جا کر خلافت نامہ کی تصدیق کرانا۔ جب تک اُن
کی تصدیق نہیں ہوگی خلافت منظور نہیں ہے۔ ایسا ہی
چنانچہ جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کو
خلافت نامہ دیا گیا۔ تو اُن سے بھی یہی ارشاد
فرمایا گیا تھا۔ اور جب حضرتؒ خلافت نامہ
لے کر ہانسی میں گئے۔ تو حضرت مخدوم جمال الدین
نے خلافت نامہ پر لکھا "گوہر سپردہ بہ گوہر شناس شد"
موتی اُس کو دیا گیا ہے جو موتی کی قدر پہچانتا ہے۔

اسی طرح اعلیٰحضرت حضور نظام نے بھی
اپنی سلطنت کے پانچ بڑے بڑے محکموں کا
ان کو وزیر بنایا ہے۔ جن میں سے ایک محکمہ امور
مذہبی بھی ہے۔ اور خدا کی مہربانی ہے کہ اُس
نے ان کو بیوی بھی ایسی ہی لائق دی ہیں اور
بچے بھی بہت اچھے دئے ہیں۔

خون کا سائنس کہ مولوی غلام احمد خاں
صاحب نے ایک یورپین عورت کا ذکر کیا کہ
وہ یہاں نسلوں کی تحقیقات کرنے آئی تھی اور
خون لے کر تحقیقات کرتی تھی جس سے عجیب
و غریب حالات معلوم ہو جاتے تھے۔ کیونکہ
قدرت نے ہر نسل کے خون میں ایک خاص

فرق اور تفاوت رکھا ہے جس سے نسلوں کی اصلیت معلوم ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کا نہ ہو تو خون کے ذریعے معلوم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ باپ کے خون سے بیٹے کا خون نہیں ملتا۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب نہایت وقار اور ادب کے ساتھ زرین پیٹی (ڈگلوس) باندھے ہوئے اور دستار اوڑھے ہوئے تھے۔ اور مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی بھی اسی احترامی لباس میں تھے جس سے حیدرآبادی قدامت کا وقار ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے قرآن شریف کے ان نکات پر گفتگو کی جن کا تعلق وجود انسانی سے ہے۔ تو مولوی عبدالقیوم صاحب نے ایسی گہری باتیں قرآنی اسرار کی نسبت کہیں جو لندن کے کسی تعلیم یافتہ نوجوان سے آج تک میں نے نہیں سنی تھیں۔ اور یہ خوبی ان کے والد نواب لطیف یار جنگ بہادر مرحوم کی اعلیٰ تربیت اور علمی ماحول سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ ایک گھنٹہ ایوان بارگاہ میں ایسا گزرا کہ مجھے حیدرآباد کی تاریخیں فلم کی طرح بولتی ہوئی اور حرکت کرتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔

کوئلوں کی گیس آج حسن ابوطالب میرا چوتھا بیٹا غسل کرکے باہر آیا تو کوئلوں کی گیس کا اثر پا گیا۔ دن بھر قے ہوتی رہی۔ سر میں شدت کا درد تھا۔ اور اس کے باپ بہت پریشان رہے۔ مغرب کے وقت خدا نے اس کو صحت دی۔ آج سید سعید نظامی کی والدہ اور اہلیہ اور بچے اور بیٹیاں بھی ملنے آئی تھیں۔ اور بادشاہ بیگم نظامی نے کھانا بھی بھیجا تھا۔ اور خود بھی آئی تھیں۔

مولوی محمد بیگ صاحب مہاراجہ بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی محمد بیگ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور دو گھنٹے تک ان سے علمی باتیں ہوتی رہیں۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب کی طرح وہ بھی جدید و قدیم علوم کے ماہر ہیں۔

بخار رہا آج تمام رات مجھے بخار کی تکلیف رہی۔ غذا کی ثقالت اور سردی یکایک بڑھ جانے کے سبب یہ بخار ہوا تھا۔

۳۰ محرم ۱۳۶۵ھ ۵ جنوری ۱۹۴۶ء شنبہ حیدرآباد دکن

امراری شاہ صاحب آج صبح رات کے بخار کی وجہ سے ذرا دیر کے بعد باہر آیا تھا۔ روزانہ باغ میں قالین بچھا کر دھوپ میں بیٹھ جاتا ہوں۔ سب سے پہلے میرے قدیمی دوست مولانا وجیہ اللہ صاحب امراری ملنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنے مورث اعلیٰ حضرت نعمت اللہ شاہ صاحب کا قصہ سنایا کہ وہ اس مقام پر بیٹھے تھے جہاں آجکل خیریت آباد کا محلہ ہے کہ قطب شاہی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ عبداللہ قطب شاہ مست ہاتھی پر وہاں آگیا یعنی بادشاہ مذکور کو مست ہاتھی لے کر بھاگ آیا تھا۔ اور امراء وغیرہ بہت پریشان تھے۔ شاہ صاحب نے یہ حالت دیکھی تو ہیبت حق کی صدا بلند کی۔ اور ہاتھی سے مخاطب ہوکر فرمایا "ٹھیر جا او حیوان"۔ ہاتھی ٹھیر گیا اور بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے حضرت کے ہاتھ پاؤں چومے اور یہ سب زمینیں ان کی نذر کردی۔ اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام خیریت آباد رکھا گیا۔ یہ بزرگ قادریہ خاندان کے تھے۔

منادی کا ٹائیٹل آج میں نے منادی کے ٹائیٹل کا مضمون دہلی بھیج دیا۔ اور جن لوگوں نے حیدرآباد کے نئے خطاب کی مبارکباد کے تار بھیجے تھے۔ ان کو تار کے ذریعے شکریہ بھی بھیج دیا۔ تیس تار بھیجے گئے۔ ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار اور ہز ہائی نس نواب صاحب رامپور اور سر مہاراجہ صاحب جہانگیرآباد کے تاروں کے جواب کل بھیج دئے تھے۔ علی کے تار سے معلوم ہوا تھا کہ سب سے پہلی مبارکباد آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی کی وصول ہوئی تھی۔

اعظمی صاحب مشہور ہونہار نوجوان اعظمی صاحب ملنے آئے تھے جو مصر میں درس و تدریس کا شغل کرتے رہے ہیں۔ ابھی واپس آئے ہیں جہاں ان کی تقریریں ہوتی تھیں اور ان کے بعد پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کی تقریر بھی ہوئی تھی۔

ریاستوں کی مسلم لیگ کے نائب صدر ممتاز علی خاں صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے کہا آپ کی صورت مسٹر جناح سے ملتی جلتی ہے۔ گویا آپ چھوٹے جناح ہیں۔ انگریزی روزنامہ اخبار میزان حیدرآباد دکن کے ایڈیٹر مولوی غلام محمد خاں صاحب بھوپالی بھی ملنے آئے تھے اور معین الدین میاں کولاس پرائیویٹ سکریٹری نواب حسن یار جنگ بہادر بھی آئے تھے۔

صادق الیقین نظامی اور دکن کے اہل وعیال بھی آئے تھے۔

بادشاہ بیگم نظامی اور تبلی بیگم نظامی اور مولوی عبدالعزیز صاحب بریلوی ڈاکٹر قمرالدین صاحب الٰہی شاہ نظامی دستان کے بچے بھی آئے تھے۔ کہ ہندوستان کا کھانا لائے تھے۔ بعد میں مجھے پھول پہنائے تھے۔ نواب مہدی نواز جنگ بہادر اور عثمان سبحانی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

بابو خاں صاحب حیدرآباد کے مشہور ٹھیکیدار بابو خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ جو مہدوی عقائد رکھتے ہیں۔ اور دہلی کا نظام پیلس انہیں کے ٹھیکے میں تیار ہوا تھا۔ اور اب بھی کئی لمیٹڈ کمپنیاں چلا رہے ہیں۔ انجمن فیض عام سکندرآباد بھی انہیں کی یادگار ہے۔ ان کی تجارتی مہارت اور واقفیت سلطنت حیدرآباد میں [illegible] سب سے اچھی اور سب سے قدیمی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس سلطنت کا مستقبل انڈسٹری اور تجارت ہی سے ترقی کرے گا۔ بلکہ اس ملک کی حفاظت اور خوشحالی کے لئے انڈسٹری اور تجارت لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ جس کے لئے ایک بندرگاہ کا مہیا ہونا اشد ضروری ہے۔

دہلوی دعوت شام کو ۴ بجے سید ابن عربی اور خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کے مکان پر چائے نوشی کے لئے گیا تھا۔ جہاں دہلی کے سب لوگ جمع ہوئے تھے۔ مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیمہ حیدرآباد بھی شریک بزم تھے

فرحت صاحب نے اپنے دو مضمون بھی سنائے ایک "ماما" اور دوسرا "پہلی تاریخ"۔ ان کے نواسے اور پوتے اور پوتیاں بھی وہاں مل گیا۔ اُن کا نو تعمیر مکان بہت خوش نما ہے روشن اور بہت ہوادار اور بہت دلکش ہے۔ اُن کی اوائیں سو برس پہلے کے دہلی والوں کی سی ہیں۔ اور میں مرزا فرحت اللہ بیگ اور مولوی غلام یزدانی کو اپنے دلی شہر کے لئے قابل فخر سمجھتا ہوں۔ اگر حیدرآباد نے ان دونوں کو گود لے لیا ہے تو کیا مضائقہ ہے۔ ہاتھی چیونٹی کے کام گا [illegible] کا ہاتھی اس کا نام۔

نایاب کتاب: آج مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کے ہاں بوستان خیال کی کئی جلدیں ایسی دیکھیں جو مترجم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں یعنی خواجہ امان صاحب دہلوی کے ہاتھ کی [illegible] اردو بوستان خیال کی پانچ چھ جلدیں مرزا فرحت صاحب کے پاس ہیں اور یہ ایک ایسی دولت ہے جو نایاب کہی جا سکتی ہے۔ سب جلدوں کو دیکھا۔ کہیں کاٹ چھانٹ نہیں ہے۔ خط صاف ہے۔ مگر اس کو خوشخط نہیں کہہ سکتے ہیں۔

[illegible] کی نماز وہیں پڑھی۔ اس کے بعد قیام گاہ پر واپس آیا۔ یہاں بہت لوگ جمع تھے۔ مولوی عنایت الرحمن خان صاحب افسر خزانہ میرے پرانے دوست بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے کہا انسان کی عادت ہے کہ جب کسی دوسرے انسان کے پاس دولت دیکھتا ہے۔ تو اس سے حسد کرتا ہے۔ مگر میں نے مولوی عنایت الرحمن خان کے خزانے میں جا کر کروڑوں روپے دیکھے مگر مجھے کوئی حسد ان سے نہیں ہوا۔ حکیم سید علی حسین صاحب نے جواب دیا مگر وہ روپے ان کی ملکیت کے نہیں تھے۔ میں نے کہا "الملک للّٰہ"۔ میں تو ان لوگوں میں ہوں جو ساری دنیا کی کسی چیز کو کسی شخص کی ملکیت نہیں مانتے۔ بلکہ ساری کائنات خدا کی ملکیت میں ہے۔ حکیم سید علی حسین صاحب حیدرآبادی محکمہ طب کے مددگار ناظم ہیں اور یونانی طب کی نسبت بہت اچھی اور گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے میرے طبی سوالات کے جوابات بہت معقول اور مدلل دئے۔

مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب ندوی کی کتاب "شذرات سیاسیات" حیدرآباد میں چھپ رہی ہے۔ اور عنقریب تیار ہو جائیگی۔ میرے سابق میزبان سلیم القلب رحمٰن صاحب بنگلوری اور ان کے بھائی صاحب بھی ملنے آئے تھے اور اپنا مہمان بنانا چاہتے تھے۔ [illegible] نے کہا

دل ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

ڈنر [illegible] سید [illegible] اور خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ [illegible] شاہ [illegible] نے [illegible] آرا [illegible] کیا تھا۔ عبدالنعیم نادر صاحب اور خوش [illegible] نظامی بھی شریک طعام تھے۔ [illegible] دو دن سے شدید بخار ہے۔ مگر اسی حالت میں انھوں نے طعام کا انتظام کیا تھا۔ [illegible] "ایسی [illegible] دعوت کا وقت [illegible]" [illegible] جواب [illegible] کا روزنامچہ [illegible] ہوں۔ اور [illegible] سب [illegible] اپنے [illegible] کام [illegible] کرتے تو [illegible]۔ کھانے کی [illegible] کی آرائش بھی ویسی ہی اعلیٰ تھی جیسی گذشتہ زمانوں میں ہوا کرتی تھی [illegible] کا ذکر گذشتہ روزنامچوں میں چھپ چکا ہے۔ میں نے خواجہ بانو اور [illegible] سے کہا "بیٹا غور سے اس جامی غزل کو پڑھو۔ اور دیکھو کہ عروض اور قوافی کے اعتبار سے یہ غزل کس قدر مکمل ہے۔" ہاتھ دھونے کی سلابچی میں رنگ برنگ کے پھول اس طرح چُنے تھے کہ شاعروں کی رباعیاں اور خمسے ان پھولوں کی ترتیب پر [illegible] کرتے تھے۔ چاندی سونے کے ورق سب کھانوں کی رکابیوں پر جگہ جگہ رہتے تھے۔ روٹیاں بھی کئی قسم کی تھیں۔ اور سب پر نقرئی اور طلائی نقابیں پڑی ڈال رکھی تھیں۔ انگریزی میز کی آرائش مشہور ہندوؤں کا باورچی خانہ صفائی ستھرائی میں نامور ہے۔ اور مسلمانوں کے کھانے لذت اور خوشبو کے اعتبار سے اعلیٰ مانے جاتے ہیں۔ یہاں [illegible] تینوں قوموں کی خوبیاں جمع دکھائی دیتی ہیں۔ [illegible] آرا باوجود بخار کے مہمانوں کو کھانا کھلانے میں مصروف رہیں۔ اُن کا کمرہ بھی نہایت ادب اور شائستگی اور [illegible] سے مہمان نوازی کر رہا تھا۔ میں نے [illegible] کھانا کھلایا۔ دماغ کو [illegible] اور جو [illegible] میرے [illegible] کی [illegible] دیکھیں ان کو زبان [illegible] رکھا۔ [illegible] سبزیاں اور [illegible] کی دال۔ مونگ کی دال بھی کیسی [illegible] سے پک کر سامنے آئی۔ ہم نے کھانا کھا لیا

تیموری طرز کا کھانا شروع ہوا۔ [illegible] آرا کے بھائی اور [illegible] کے شوہر اور [illegible] دونوں بھائی اور اُن کے [illegible] اور خوش [illegible] شاہ اور نعیم صاحب اُس دسترخوان میں شریک ہوئے۔ [illegible] نے مجھے [illegible] نظم سنائی۔ جس میں میری پوری زندگی پر تبصرہ تھا۔ [illegible] ہم سب کو قد آدم پھولوں کے [illegible] خواجہ بانو کو نقرئی اور طلائی کام کا [illegible] اور مجھے [illegible] زرین مخملی نذر دی۔ رات کو [illegible] قیام گاہ پر واپس [illegible] سردی [illegible] زیادہ [illegible] کہ [illegible] بہت کم ہوا کرتی ہے۔

نعمت کا چاند [illegible] روشن اور بلند تھا۔ خیال کیا تھا [illegible] کا ہوا ہوگا۔ اور آج [illegible] صاحب [illegible] حکیم مظفر [illegible] شعر [illegible] سردی بڑھی [illegible] آجکل حیدرآباد [illegible]

ہو گئی ہے کہ دلی کی سردی کا نمونہ معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ یہاں کی اور دلی کی سردی میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔

زور صاحب میرے مرحوم دوست نواب رفعت یار جنگ بہادر کے داماد سید محی الدین صاحب قادری زور منتظم ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد ملنے آئے تھے۔ اور دو کتابیں بھی لائے تھے۔ ایک کتاب میں حاتم دہلوی کا تذکرہ ہے اور دوسری میں اُردو اخبارات ورسائل کی فہرست ہے۔ میری جہالت حاتم دہلوی کا تذکرہ دیکھ کر نادم ہو گئی۔ کیونکہ مجھے آج تک حاتم دہلوی کا حال معلوم نہ تھا۔ زور صاحب نے تھوڑے وقت میں بہت زیادہ کام اُردو زبان کے لئے کیا ہے حالانکہ جتنی آسانیاں سرمایہ دار ناشرین کو حاصل ہیں اُتنی ان کو حاصل نہیں ہیں۔

زور صاحب مشائخ زادے ہیں۔ اور انھوں نے ایک خانقاہ بھی بنوائی ہے۔ مجھ سے لوگوں نے کہا تھا کہ وہ کمیونسٹ ہیں۔ لیکن جس نے خانقاہ بنوائی ہے اور جو مشائخ زادہ ہے وہ اگر کمیونسٹ ہو بھی جائے گا تب بھی اپنے بزرگوں کی قدرتی برتری سے منکر نہیں ہو سکیگا۔

پُرانی عیدگاہ کی خبر سنی تھی حیدرآباد کی پُرانی عیدگاہ کے قریب کوئی اچھی زمین بک رہی ہے۔ سید سعید نظامی اور سید ابن عربی اور سید مہدی اور خوش انجام شاہ نظامی کے ساتھ وہ زمین دیکھنے گیا تھا۔ زمین اچھی ہے۔ اور بلندی پر بھی ہے۔ اور میرے مقصد کے موافق بھی ہے۔ مگر شہر سے دور زیادہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب آج حاجی سید یوسف صاحب مفت خوار کے ساتھ ایک بیباک طبع سن رسیدہ ڈاکٹر نام شاہد حسن ملنے آئے تھے۔ مولوی عبدالستار صاحب سلمان سرحدی بھی اُن کے ساتھ آئے تھے جنہوں نے عربی زبان کی اشاعت کا عملی کام شروع کیا ہے۔ چند رسالے مجھے بھی دکھ

نواب سر نظامت جنگ بہادر کی بھاوج حیدرآباد کے مشہور سیاسی اور مذہبی لیڈر نواب سر نظامت جنگ بہادر کی بھاوج صاحبہ ملنے آئیں تھیں۔ یہ دہلی میں بھی میرے ہاں مہمان رہ چکی ہیں۔

میزان میں روزنامچہ حیدرآباد کے نامور روزانہ اخبار میزان میں میرا روزنامچہ شائع ہوا ہے۔ یہ اخبار انگریزی اور تلنگی زبانوں میں بھی روزانہ شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان میں کوئی اخبار ایسا نہیں ہے۔ جو تین زبانوں میں ایک ہی دفتر سے الگ الگ شائع ہوتا ہو۔ اور مقبول خاص وعام بھی ہو۔ اور شاندار بھی ہو۔ اور حیدرآباد ہی وہ ریاست ہے جہاں بہت زیادہ روزانہ اخبار شائع ہوتے ہیں۔ اور سب کا کاغذ اور لکھائی چھپائی اچھی ہوتی ہے۔ جس سے یہ بات ظاہر ہو سکتی ہے کہ یہاں کی پبلک بیدار ہے اور پریس پر وہ پابندیاں نہیں ہیں جو شخصی حکومتوں میں ہوا کرتی ہیں بڑودہ اور میسور بڑی ریاستیں مانی جاتی ہیں۔ اور میسور کی نسبت یہ مشہور ہے کہ وہاں انگریزی علاقہ سے زیادہ اچھا انتظام ہے۔ مگر میں نے میسور اور بڑودہ کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ دونوں جگہ نہ اتنے زیادہ اخبارات ہیں۔ نہ اتنی زیادہ پبلک آزادی ہے۔

بدگمانی ابوالحسن سید علی صاحب صدر انجمن اتحاد المسلمین کی نسبت عوام میں بہت بدگمانی پھیل گئی ہے۔ صبح سے شام تک لوگ آتے رہتے ہیں۔ اور کہتے رہتے ہیں کہ وہ ہندوؤں سے مل گئے ہیں۔ اور انھوں نے حیدرآباد کی ملک کے مسلمانوں کے اُن مطالبات کی مخالفت شروع کر دی ہے۔ جو نواب بہادر یار جنگ مرحوم نے پوری زندگی کی لگاتار کوشش سے تیار کئے تھے۔

دہلی کی ڈاک آج علی نے بہت سے خطوط اور بہت سے تار دہلی سے بھیجے ہیں۔ اور براہ راست بھی بہت زیادہ خطوط دہلی سے اور تمام ہندوستان سے آئے ہیں جن میں خطاب کی مبارک باد ہے۔ میں نے آج منادی کے لئے نوٹ بھی بھیجے۔

راشن کارڈ مخلص شاہ نظامی کے ذریعہ راشن کارڈ (راتب بندی کارڈ) حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس کے بغیر دہلی کی طرح حیدرآباد میں بھی کھانا میسر نہیں آ سکتا۔ میں اس مصیبت کو ہندوستان کی بداعمالی کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔

تقریر بعد مغرب نواب حسن یار جنگ بہادر مجھے اپنی موٹر میں بٹھا کر علی برادران کے مکان پر لے گئے تھے۔ جہاں میری تقریر ہونے والی تھی۔ مجمع بہت زیادہ تھا۔ حضرت امام حسینؑ کے ذکر شہادت کی نسبت جلسہ تھا۔ علی برادران یہاں کے مشہور آکشنرز (نیلام کرنے والے) ہیں اور شیعہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر کی تقریر سے پہلے ایک نظم پڑھی گئی۔ پھر نواب حسن یار جنگ بہادر نبیرہ نواب سر وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر نے نہایت مؤثر تقریر کی جس کو حاضرین نے نہایت توجہ سے سُنا۔ ان کے بعد برزوجی پارسی نے بہت اچھی تقریر پڑھی۔ کوئی شخص یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ تقریر کسی پارسی کی ہے۔ بلکہ وہ کسی شیعہ عالم کی تقریر معلوم ہوتی تھی۔ اس کے بعد راجہ بہادر بشیشر ناتھ جج ہائی کورٹ حیدرآباد نے تقریر کی۔ میں نے کبھی اُن کو دیکھا نہ تھا نام بہت سنا تھا۔ چھوٹا قد ہے۔ ڈاڑھی مونچھ منڈاتے ہیں۔ اُردو صاف بولتے ہیں۔ اُن کی تقریر میں صفائی تھی۔ سادگی تھی۔ اور بیباکی بھی تھی۔ اور احتیاط بھی حد سے زیادہ تھی۔ انھوں نے ایک بہت اچھی بات کہی کہ حیدرآبادی لوگ حضرت امام حسینؑ کی سیرت سے سبق نہیں لیتے۔ میرے سامنے ایسے مقدمے آتے تھے جن میں ایک بھائی دوسرے بھائی کے نسب سے انکار کر دیتا تھا۔

اس کے بعد علامہ رشید ترابی صاحب کی تقریر ہوئی۔ وہ حیدرآباد میں بھی مشہور ہیں۔ اور حیدرآباد

کے باہر بھی۔ نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے بعد حیدرآباد میں ان سے زیادہ اور کسی کو ایسا اچھا بولنے والا میں نے نہیں پایا۔ آخر میں میری تقریر ہوئی۔ لیکن وہ سابق کی تینوں تقریروں سے کم زوردار رہی۔ لیکن مجھے اس کا کچھ افسوس نہیں ہوا۔ کیونکہ تقریر کی روانی اور خوش بیانی اور تسلسل کی خوبیاں مجھے اتنی عزیز نہیں ہیں جتنی یہ بات عزیز ہے کہ کم علم اور کم سمجھ لوگوں کے دلوں اور دماغوں تک میں اپنے مقصد کو پہونچا دوں اور اس میں مجھے کامیابی ہوئی۔

سعیدہ بانو نظامی اور محبوب بانو نظامی اور اُن کی لڑکیاں اور منجھلی بیگم نامی اور موتی بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی اور سنجھلی بیگم نامی اور اُن کی نواسی ملنے آئیں تھیں۔

حسین نہیں آئے: آج حسین کے آنے کی خبر تھی۔ موٹر ریل پر گئی تھی۔ مگر وہ نہیں آئے۔

مہدی کی رائے: آج میں نے اپنے سب سے چھوٹے لڑکے سید مہدی سے پوچھا جو پُرانی عیدگاہ کی زمین دیکھنے میرے ساتھ گیا تھا کہ تم اس زمین کی نسبت کیا رائے دیتے ہو؟ مہدی نے کہا کیا آپ یہ زمین خریدنی چاہتے ہیں؟ میں نے کہا اسی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ اور یہی پوچھا ہے کہ اس کو خریدیں یا نہ خریدیں۔ مہدی نے کہا نہ خریدئیے۔ یہ زمین شہر سے اتنی دور ہے کہ اگر ہم یہاں رہیں اور کوئی چیز بازار سے خریدنی چاہیں اور پیدل شہر جائیں تو دن بھر میں بازار تک پہونچیں گے۔

نواب سر امین جنگ بہادر: آج میں اپنے پُرانے دوست نواب سر امین جنگ بہادر کے مکان پر اُن سے ملنے گیا تھا۔ یہ پہلے اعلیٰحضرت حضور نظام کی پیشی کے صدر المہام (وزیر) تھے۔ مدراس کے رہنے والے ہیں۔ اور بڑے ذی علم شخص ہیں۔ ابھی حال میں ان کے نوجوان بیٹے مر گئے ہیں۔ جس کا ان کو بہت صدمہ ہے آج کل رات دن اپنے شاندار کتب خانہ میں رہتے ہیں جس کو یورپ کے اصول پر مرتب کیا ہے۔ اور جہاں بہت سی انگریزی عربی نایاب کتاب کتابیں جمع کی ہیں مصر کے علامہ طنطاوی کی تفسیر جوہری پچیس جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ اور میں نے بہت کوشش کی مگر آجکل وہ دستیاب نہیں ہوئی۔ نواب صاحب کے ہاں اس کی سب جلدیں موجود ہیں۔ تین جلدیں دیکھنے کے لئے لایا ہوں۔ نواب صاحب نے اپنے رجسٹر پر مجھ سے واپسی کا اقرار نامہ لکھوایا۔ تب یہ جلدیں دیں۔ میں نے خوشی خوشی اقرار نامہ لکھا کیونکہ یہ ضابطہ بہت ضروری ہے اور قرآنی حکم کے موافق ہے۔ میں نے ایسا نہیں کیا تو بہت سی کتابیں میرے کتب خانے کی گم ہوگئیں۔

تفسیر جوہری اسلامی دُنیا کی لاجواب تفسیر ہے۔ اس میں شروع سے آخر تک نئے سائنس کے اصول کے مدنظر قرآن شریف کی تفسیر کی گئی ہے۔ اور یہ باتصویر تفسیر ہے۔ آج میں نے پچھلی رات خدا سے دعا مانگی کہ مجھے حیدرآباد میں کوئی ایسا مرد حقانی میسر آئے جو ایک لاکھ روپے اس کام کے لئے دے۔ اور میں حیدرآباد میں پچیس مترجم جمع کرکے اُردو زبان میں اس کا ترجمہ کراؤں۔ اور یہ کتاب حیدرآباد ہی میں چھپ جائے اور پھر تمام ہندوستان کے گھر گھر میں اس تفسیر کو پہونچا دوں۔ کیونکہ یہ ایسی تفسیر ہے کہ اس سے ساری مسلمان قوم کی کایا بدل جائے گی۔ اگرچہ مصری مسلمانوں کو کچھ زیادہ فائدہ اس تفسیر سے نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس کی وجہ میں جانتا ہوں کہ مصر میں اسلامی جذبات اتنے مضبوط نہیں ہیں جتنے ہندوستان میں ہیں۔ اور ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اس سائنٹفک تفسیر سے بہت جلد اور بہت گہرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری یہ دُعا خدا نے قبول کرلی ہے۔ اور بہت جلد اس کا ظہور ہو جائیگا۔

بولتے قاعدے کے مصنف: آج صبح پروفیسر شیخ چاند محمد نظامی بی اے ملنے آئے تھے۔ جن کا بولتا قاعدہ حیدرآباد میں اور تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ اب اُنھوں نے تعلیمی سلسلہ کی پہلی اور دوسری کتابیں بھی بولتے قاعدے کے اصول پر تیار کی ہیں۔

بنت حکیم خسرو شاہ: آجکل لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے فرزند حکیم خسرو شاہ نظامی مدینہ منورہ میں ہیں۔ اور اُن کے اہل وعیال حیدرآباد میں ہیں۔ خبر آئی تھی کہ خدا نے حکیم صاحب کو ایک اور بیٹی عطا فرمائی ہے۔ آج میں بھی اُن کے مکان پر نومولود بچی کو دیکھنے گیا تھا۔ اور بچی کو گود میں لے کر دعا دم کی تھی۔

۲ر صفر سنہ ۱۳۶۵ھ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء پیر حیدرآباد دکن

اُستاد جلیل کی وفات: آج صبح مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی ملنے آئے تھے اور بادشاہ سلامت کے اُستاد حضرت جلیل کی وفات حسرت آیات کی خبر سُنائی تھی۔ کہ رات کو دس بجے انہوں نے انتقال کیا۔ اور آج تین بجے "خطۂ صالحین" میں دفن کئے جائیں گے۔

خطۂ صالحین: درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب چشتی نظامیؒ کے قریب اور حضرت نورالدین صاحب قادری کی خانقاہ کے سامنے ایک وسیع زمین احاطہ بندی کے اندر ہے جس کے وسط میں ایک طویل سنگین عمارت ہے۔ اور اس میں بہت سے مشاہیر دفن ہیں۔ جن میں مولانا محمد احمد صاحب خلف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند بھی دفن ہیں اور مولانا محمد یعقوب صاحب کا مزار بھی ہے اب یہ جگہ بالکل بھر گئی ہے۔ آخری قبر حضرت جلیل کی ہوگی۔ خطۂ صالحین بھی موجودہ حضور نظام

کی یادگاروں میں سے ایک بہت اچھی یادگار رہے

ملاقاتی آج ہی صبح سے ۲ بجے تک ہندو مسلمان عورت مرد ملنے والے جوق جوق آتے رہے نواب سر نظامت جنگ بہادر کی بھاوج صاحبہ میرے لئے اور بچوں کے لئے نہاری لائیں تھیں۔

دفن کی شرکت پونے تین بجے سید ابن عربی کے ساتھ خطہ صالحین میں گیا تھا جہاں شہر کے مشائخ اور علما اور عمائد و اکابر جمع تھے۔ تین بجے کے بعد جلیل صاحب کی میت آئی۔ عرب سپاہی جنازے کے آگے کلمہ اور درود پڑھتے جاتے تھے جس سے منظر بہت پُراثر ہو گیا تھا۔ سوا تین بجے بادشاہ سلامت تشریف لائے۔ مشائخ و علما و امرا صف بندی کئے ہوئے کھڑے تھے۔

اعلےٰحضرت پہلے جنازے کے پاس تشریف لے گئے اور فوراً جنازے کی نماز کی صف بندی ہوئی۔ اعلےٰحضرت پہلی صف میں شریک ہوئے نماز کے بعد اعلےٰحضرت نے مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب سے تدفین کی نسبت حنفی فقہ کے مسائل پوچھے۔ اس کے بعد جنازے کو قبر کے پاس لایا گیا۔ اعلےٰحضرت نے مرحوم کے اوصاف حمیدہ ارشاد فرمائے کہ انھوں نے مرتے دم تک تہجد ناغہ نہیں کی۔ اور میں نے اُن کی وفات سے دس دن پہلے تک اپنے اشعار اصلاح کے لئے اُن کے پاس بھیجے۔ اُن کی عمر چھیاسی برس کی تھی۔ اس کے بعد اعلےٰحضرت نے میت کا چہرہ کفن ہٹا کر ملاحظہ فرمایا۔ اور ارشاد کیا دیکھو نیک لوگوں کی ایسی صورتیں ہوتی ہیں۔ کیا نورانی صورت ہے۔ میں نے کبھی اُن کی ڈاڑھی بغیر خضاب کے نہیں دیکھی۔ لیکن آج اُن کی ڈاڑھی کے سفید بال دیکھے۔

تلقین حدیث شریف میں موت کے وقت کی تلقین اور دفن کے بعد کی تلقین کا ذکر آیا ہے۔ لیکن دہلی میں اس کا رواج نہیں ہے کیونکہ دلّی کے بادشاہ موت سے ڈرنے لگے تھے۔ لال قلعہ میں موت کا ذکر کوئی نہ کرتا تھا کلمہ اس واسطے نہ پڑھتے تھے کہ مرتے وقت پڑھا جاتا ہے سورۂ یٰسین کا نام نہ لیتے تھے۔ اور اُس کو "نہ نامی" کہتے تھے کہ مرتے وقت سنائی جاتی ہے۔ جب کوئی مر جاتا تھا تو مکان کی دیوار توڑ کر غسال لوگ میت لے جاتے تھے۔ دروازے سے میّت لے جانے کو بُرا سمجھتے تھے کہ موت گھر میں آنے کا راستہ دیکھ لے گی۔

اس واسطے عوام میں بھی تلقین کا رواج نہیں رہا تھا۔ مگر حیدر آباد کے بادشاہ وہمی نہیں ہیں اُنھوں نے نواب عثمان یار الدولہ کی میت کو خود اپنے ہاتھ سے قبر میں اتارا تھا۔ اور اپنے بھائی نواب صلابت جاہ کو قبر میں اتارنے کے بعد فرمایا تھا" بادشاہ لوگ ساری عمر زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر مرنے کے بعد اُن کے قبضے میں فقط یہ دو گز زمین رہ جاتی ہے"۔

جب جلیل صاحب کو قبر میں اتارا گیا۔ اور پٹاؤ ڈھک دیا گیا اور پٹاؤ کے اوپر مٹی ڈال دی گئی تو عرب لوگ چاروں طرف بیٹھ گئے اور اُنھوں نے عربی زبان میں وہ تلقین پڑھی جو حدیث میں آئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے دفن ہونے والے جب فرشتے قبر میں آکر تجھ سے پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو جواب دیجیو کہ میرا رب ایک اللہ ہے۔ اور محمدؐ اُس کے رسول ہیں۔ اور کعبہ میرا قبلہ ہے۔ اور قرآن میرا امام ہے۔

اس کے بعد بادشاہ سلامت نے احمد علی صاحب کو حکم دیا اعلان کر دو جمعرات کے دن صبح سات بجے اسی مقام پر سوئم کی نیاز ہوگی۔ جب اعلےٰحضرت واپس تشریف لے گئے تو ہر شخص کی زبان پر اُن کی تعریف تھی کہ اعلےٰحضرت کی بیشمار صفات میں ان صفات کا بہت بڑا درجہ ہے۔ کہ وہ اپنی والدہ کی زندگی میں روزانہ بلا ناغہ اُن کو سلام کرنے جایا کرتا تھے۔ اور اُن کی وفات کے بعد بھی اُن کی قیام گاہ پر تشریف لیجاتے ہیں۔ اور والدہ کی وفات کے وقت عام لوگوں کی طرح رات دن والدہ کے پاس رہ کر اُن کی خدمتیں کی تھیں۔ اور ایسے ہی اپنے استاد حضرت جلیل کے ساتھ ویسا ہی ادب اور احترام کا برتاؤ رکھتے تھے جیسا گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں میں رواج تھا کہ ماں باپ اور استاد اور پیر کا درجہ یکساں مانتے تھے۔ آجکل کے اسکولوں اور کالجوں میں استادوں کی جو بے حرمتی ہوتی ہے وہ نئی تہذیب کی سب سے بُری عادت ہے۔

حسین آگئے آج رات کو ساڑھے سات بجے حسین اننت پور سے واپس آگئے۔ کل صبح ہوائی جہاز کے ذریعہ دہلی جائیں گے۔ نو بجے جہاز روانہ ہوگا اور ایک بجے دہلی پہونچ جائیگا گویا صبح کا ناشتہ حیدر آباد میں کریں گے اور دوپہر کا کھانا دلّی میں کھائیں گے۔ خواجہ بانو حسین کے آنے سے آج بہت خوش ہیں مجھے بھی خوشی ہے مگر اتنی نہیں جتنی ماں کو ہے

عزیز کمیٹی مسلمان طلبہ کی طرف سے عزیز کمیٹی میں ممتاز علی خاں صاحب کو ٹی پارٹی دی گئی تھی۔ میں بھی شریک ہوا تھا۔ ممتاز علی خاں صاحب ہندوستانی ریاستوں کی مسلمان رعایا کی سیاسی تنظیم یعنی ریاستی مسلم لیگ کے عہدیدار مقرر ہوئے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا "آپ ابھی نوجوان ہیں۔ ریاستوں کا کام بہت نازک ہوتا ہے۔ اس لئے جواہرلال کی طرح کام نہ کرنا۔ گاندھی جی کی طرح صبر و تحمل سے کام کرنا"

مولوی ابوالحسن سید علی صاحب بانی میں انجمن اتحاد المسلمین کے صدر مولوی ابوالحسن سید علی صاحب بھی شریک تھے۔ جن کی نسبت

کئی دن سے لوگ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ انھوں نے حیدرآبادی مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہندوؤں سے کوئی خفیہ سمجھوتہ کرلیا ہے۔ آج میں نے اُن سے کچھ سوالات کئے۔ اور اُنھوں نے جوابات دئے۔ میں نے حاضرین سے کہا آئین اور ضابطہ کے خلاف کوئی کام نہ ہونا چاہئے۔ اگر لوگوں کو ابوالحسن سید علی صاحب پر اعتماد نہیں رہا ہے تو مجلس شوریٰ کے اراکین جمع ہوکر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر بھی اطمینان نہ ہو تو کسی اور کو صدر بنا کر ان کو صدارت سے جدا کر دیں۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا موجودہ نازک زمانے میں ہرگز مناسب نہیں ہے۔

دعوت آج رات کو مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی کے مکان پر دعوت تھی۔ جہاں نواب لیاقت جنگ بہادر۔ نواب معین نواز جنگ بہادر، اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب احمد نواز جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر وغیرہ بہت سے عمائد شریک طعام تھے۔ مولوی فیاض الدین نظامی آر کی ٹیکٹ اور حسین نظامی بھی تھے۔ کھانے نئے زمانے کے بھی تھے اور پرانے زمانے کے بھی تھے۔ میں لیاقت اور ہوش کی حفاظت میں تھا یعنی ایک طرف نواب لیاقت جنگ تھے اور دوسری طرف نواب ہوش یار جنگ۔ اور دونوں مجھ معذور کو کھانے میں مدد دیتے جاتے تھے۔ نواب ہوش یار جنگ کی بذلہ سنجیوں کا لذیذ کھانوں سے زیادہ مزا آرہا تھا۔

نواب لیاقت جنگ نے اپنے دورے کے حالات سُنائے۔ اُن سے معلوم ہوا کہ درگاہ خلد آباد میں (جو چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی درگاہ ہے) سولہ سو خدام ہیں۔ اور نواب صاحب نے اُن سب کو جمع کرکے دستکاری اور ہنرمندی کی طرف متوجہ کرلیا ہے۔ میں نے کہا میں حیدرآبادی اخباروں میں آپ کے دورے کے حالات پڑھا کرتا ہوں۔ مگر اس خبر سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی کہ آپ نے میری برادری والوں کو اقتصادی ترقی کا راستہ بتایا۔

ایک صاحب نے پوچھا آپ اخبار والوں کو بھی اپنی برادری میں کہتے ہیں اور درگاہ والوں کو بھی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے جواب دیا ایک درگاہ میں پیدا ہوا ہوں اور ساری عمر اخبار نویسی کرتا رہا ہوں اس واسطے دونوں کو اپنی برادری میں سمجھتا ہوں۔

رات کو دس بجے کے بعد گھر میں واپس آیا۔

آج بھی دن بھر خطاب کی مبارک باد دینے والے آتے رہے۔ اور تار اور خطوط بھی پہنچتے رہے

آج شام کو مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب بھی سہ پہر کی دعوت دینے آئے تھے۔ اُن کے ہاں مولوی زاہد حسین صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ کی دعوت ہے۔

ہمایوں بانو صاحبہ آج شام کو سید ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کے مکان پر میری اور خواجہ بانو کی چائے کی دعوت تھی۔ مگر میں اس قدر مصروف رہا کہ بہت دیر میں اُن کے مکان پر گیا۔ معلوم ہوا وہ راہ دیکھ کر خود میرے مکان پر گئیں ہیں واپس آیا تو وہ قیام گاہ پر مل گئیں۔ اعلےٰ حضرت حضور نظام کی بہت تعریف کرتی تھیں۔

مولوی حمید احمد صاحب مرحوم رجسٹرار عثمانیہ یونی ورسٹی کی بیگم صاحبہ بھی ملنے آئیں تھیں۔ اور ایک اور خاتون میری لڑکی کوثر بانو کے لئے کپڑوں کا جوڑا لائیں تھیں۔

۲۳ صفر ۱۳۶۵ھ ۲۹ جنوری ۱۹۴۶ء منگل حیدرآباد

حزب البحر کا ہفتہ چونکہ صفر کا پہلا ہفتہ دعا حزب البحر پڑھنے کا ہفتہ ہے۔ اس واسطے آجکل میں پچھلی رات کو یہ دعا پابندی سے پڑھتا ہوں۔

جہاز نہ ملا آج صبح حسین کو دہلی جانے کے لئے ہوائی جہاز نہیں ملا۔ اور ریل میں بھی جگہ نہیں ہے فرسٹ کلاس میں چار پلنگ ہیں اور چھ آدمی ہیں۔ کیپٹن رحیم صاحب نے مہربانی کرکے ایک جگہ کا انتظام کرایا تھا۔ حسین سکندرآباد گئے تو معلوم ہوا وہ جگہ بھی کچھ یقینی نہیں ہے۔ حسین نے کہا کچھ بھی ہو۔ تھرڈ کلاس میں کھڑا رہوں یا سکنڈ کلاس میں بیٹھا رہوں یا فرسٹ کلاس میں فرش پر جگہ ملے۔ آج جاؤں گا ضرور۔ میں نے کہا جس کا عزم پختہ ہوجاتا ہے اس کو غیب سے مدد ملتی ہے چنانچہ شام کو معلوم ہوا نواب علی یاور جنگ بہادر دہلی جانے والے تھے۔ اور ان کے لئے فرسٹ کلاس کی دو سیٹیں ریزرو ہوئی تھیں۔ مگر آج ان کا جانا ملتوی ہوگیا۔ اس لئے حسین کو ایک فرسٹ کلاس پلنگ مل گیا۔

شکریے کے نوٹ آج میں نے خطاب کی مبارک باد کے تاروں اور خطوں پر شکریے نوٹ لکھوائے۔ ہر تار اور ہر خط پر جداگانہ قسم کا نوٹ ہے۔ جب سے انگریزوں نے خطابات دینے شروع کئے ہیں اور مبارک باد کے تاروں اور خطوں کا رواج ہوا ہے۔ آج تک کسی نے شکریے کے ایسے نوٹ نہیں لکھے تھے۔ میں نے اُردو زبان کی آرائش میں بے شمار گل کاریاں کی ہیں۔ انہیں گل کاریوں میں یہ بھی ایک نئی گل کاری ہے۔ مگر خط اور تار اتنے زیادہ ہیں کہ کم از کم تین دن میں یہ سب نوٹ پورے ہونگے

ملاقاتی بادشاہ بیگم کے لڑکے مظفر حسین نظامی اپنی والدہ کا بھیجا ہوا کھانا لائے تھے۔ سید ذہین نظامی اور مولوی عبدالرحمٰن نظامی اور مولوی فیض الدین صاحب گتہ دار اور مخلص شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ حضرت میاں عبدالصمد صاحب چشتی فخری دہلوی کے صاحبزادے میاں سعید صاحب بھی آئے تھے جو محکمۂ امور مذہبی میں منتظم ہیں معین الدین

صاحب کولاس اور طاہر علی صاحب بھی آئے تھے۔ مولوی میر خورشید علی صاحب اور مولوی سید مصطفےٰ علی صاحب تعلقہ دار باغات بھی ملنے آئے تھے۔ یہ دونوں چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مرید ہیں۔ سید مصطفےٰ علی صاحب ذاکر شاغل ہیں اور چہرے پر زہد کا نور بھی ہے۔ ایک ہندو صاحب بھی آئے تھے جو تھیاسوفیکل جلسے میں میری تقریر چاہتے تھے۔ میں نے معذرت کی۔ دہقانی صاحب شاعر بھی آئے تھے جو حیدرآباد کی دیہاتی زبان میں بہت دلچسپ شعر کہتے ہیں اور بہت پُرلطف انداز سے پڑھتے ہیں۔ فیاض نظامی اور اُن کے بھائی بھی آئے تھے۔ مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب پھلواروی اور سلیم القدیب رحمٰن صاحب بنگلوری بھی ملنے آئے تھے۔

حسین چلے گئے آج حسین دلی چلے گئے خواجہ بانو اور سید ابن عربی اور بچوں کے ٹکٹ بھی آ گئے۔ وہ ۱۷ر جنوری کی شام کو دہلی جائیں گے۔ اور میں ادھونی چلا جاؤں گا۔

دعوت آج سید سعید نظامی کے چھوٹے لڑکے کا نام رکھنے کی تقریب میں ان کے مکان پر ہم سب کی دعوت تھی۔ اور بھی بہت سی خواتین وہاں آئی تھیں۔ سعید کی بہنیں بھی تھیں۔ اور قرابت دار خواتین بھی تھیں۔ میں نے حسین کے ساتھ قبل از وقت کھانا کھا لیا اور بچے کا نام سید حسین رکھا۔ اس گھر کی رونق اور صفائی ستھرائی اور عقیدت اور محبت کا میرے دل پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔

رات کو ساڑھے دس بجے سو یا تھا۔ سردی یہاں بھی اتنی بڑھ گئی ہے کہ میں حیدرآباد سے فرار ہو جانا چاہتا ہوں۔ روزانہ ایک دو آدمی جلسوں کی تقریروں کے لئے آتے ہیں اور میں کہہ دیتا ہوں کہ نہ مجھ میں تقریر کی طاقت ہے۔ اور نہ رات کو گھر سے نکلنے کی ہمت ہے۔ زیادہ ستاؤ گے تو حیدرآباد سے بھاگ جاؤں گا۔

چمن آرا کی علالت مجھے اور خواجہ بانو کو چمن آرا کی علالت کا بہت فکر تھا۔ آج اُن کے شوہر خبر دینے آئے تھے کہ بخار رات کو ۵۔۱۰۱ تک پہنچ گیا تھا۔ مگر آج دن کو کچھ کم رہا۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب تعلقہ دار بھی ملنے آئے تھے۔ فاطمہ نظامی اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ ملنے آئی تھیں۔ نظام پاشا نظامی نے پھول پہنائے تھے۔ اور نذر دی تھی۔

۴ صفر ۱۳۶۲ھ ۹ جنوری ۱۹۴۳ء بدھ حیدرآباد

قلم بند تقریر میں نے علی برادران کے نیلام گھر میں شیعہ سنی کے ایک عظیم الشان جلسے میں جو تقریر کی تھی وہ معین الدین صاحب کولاس اور طاہر علی صاحب نے قلم بند کر کے مجھے دی ہے۔ آج میں نے اُس کو پڑھا۔ دو چار جگہ اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔ ورنہ بڑا حصہ بالکل درست تھا۔ جس شخص نے یہ تقریر لکھی ہو گی وہ کوئی ماہر آدمی معلوم ہوتا ہے۔

مرزا یگانہ چنگیزی آج خواجہ راجہ اور کاکی شاہ اور مخلص شاہ اور خوش اقبال شاہ اور سید ذہین نظامی اور عبد الرحمٰن نظامی اور فخر الدین نظامی اور حضوری شاہ نظامی اور چاند میاں نظامی کے علاوہ مشہور شاعر مرزا یگانہ لکھنوی بھی تشریف لائے تھے حضوری صاحب گاجر کا حلوہ بھی لائے تھے۔

بند گوبھی آج بہت سویرے خواجہ راجہ نظامی نے بند گوبھی اور کرم کلہ وغیرہ سبزیاں بھیجی تھیں۔

صد پارۂ دل آج سید عزیز حسن صاحب دہلوی کے اخبار کا ایک پرچہ دہلی سے آیا تھا جس میں سید صاحب کی نئی کتاب صد پارۂ دل پر مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی کا طویل تبصرہ شائع ہوا ہے مرزا صاحب نے خاص دلی کی زبان اور بول چال میں یہ تبصرہ لکھا ہے۔ جیسا بے ساختہ یہ تبصرہ ہے اور جیسی اس کی طرز ادا ہے۔ اس کا جواب اُردو زبان کے تبصرہ نگاروں میں کہیں نہیں مل سکتا۔

لنچ ایک بجے خواجہ بانو کے ساتھ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی کے مکان پر کھانے کی دعوت میں گیا تھا۔ وہاں مولوی غلام یزدانی صاحب اور مرزا عصمت اللہ بیگ صاحب وغیرہ دہلوی احباب بھی جمع تھے۔ یہ دعوت مولوی زاہد حسین صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ کی تھی۔ جس میں ہم سب بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے صد پارۂ دل کتاب کے تبصرے کا ذکر کیا۔ اور مولوی زاہد حسین صاحب نے اُس کے سننے کا شوق ظاہر کیا تو مرزا فرحت نے تمام حاضرین کے اصرار سے خود وہ تبصرہ پڑھ کر سنایا۔ اُن کے پڑھنے کا انداز تحریر سے بھی زیادہ دلچسپ ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد مرزا فرحت صاحب نے اپنا دسر النظم ونثر کلام سنایا اور عصمت صاحب نے بھی بہت عمدہ نظمیں سنائیں مولوی زاہد حسین صاحب اگرچہ بہت کم سخن اور متین اور سنجیدہ ہیں۔ لیکن ادبی ذوق بہت چھار کھتے ہیں مولوی غلام یزدانی صاحب نے بھی اُس تبصرے کا کچھ حصہ سنایا جو انہوں نے سید عزیز حسن صاحب کی کتاب صد پارۂ دل پر لکھا ہے۔

چاء کی دعوت شام کو سید ابن عربی اور خواجہ بانو اور مہدی کے ساتھ سید ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں ہمایوں بانو صاحبہ نے بہت پرتکلف چاء نوشی کا انتظام کیا تھا۔ انھوں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے خطوط بھی دکھائے جو ہمایوں بانو اور اُن کے شوہر کی قدر دانی کی اعلیٰ یادگاریں تھیں۔

شبان المسلمین ڈیپوٹیشن حیدرآباد کا انجمن شبان المسلمین کے پانچ اراکین ملنے آئے تھے۔ اور مجھے ایک جلسے کی صدارت کی دعوت دی تھی۔

بادشاہ بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی اور اُن کے لڑکے مظفر حسین نظامی اور ڈاکٹر ناصر شاہ صاحب والا جاہی اور رنا سوتی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور سید ذہین نظامی

اور مولوی فیض الدین صاحب گتہ دار اور سر لوئی شاہ صاحب اور صادق الیقین نظامی اور سید سعید نظامی اور نواب سر امین جنگ بہادر سابق وزیر پیشی اعلیٰ حضرت حضور نظام وغیرہ بہت سے اصحاب ملنے آئے تھے۔ نواب سر نظامت جنگ بہادر کی بھاوج صاحبہ دعوت دینے آئی تھیں میں نے جمعہ کے دن کا وعدہ کیا ہے۔ چونکہ ۱۸ تاریخ کو خواجہ بانو دہلی چلی جائیں گی۔ اور میں دہلی چلا جاؤں گا۔ اس واسطے چاروں طرف سے دعوتوں کا اصرار ہو رہا ہے۔ سردی آج بھی بہت زیادہ ہے یہاں کے لوگ اکہرے سفید کپڑے پہنے پھرتے ہیں۔ اور مجھے ان کو دیکھ کر سردی لگتی ہے۔

پادشاہ بیگم کا کھانا: تمام ہندوستان میں راشننگ کو راشن بندی کہا جاتا ہے۔ مگر حیدرآباد میں اس کے لئے راتب بندی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جب سے حیدرآباد میں آیا ہوں مختلف دوستوں کے ہاں کھانا کھاتا ہوں۔ کبھی کبھی بادشاہ سلامت بھی خاصہ بھیجتے ہیں۔ اور احباب و خواتین بھی اپنے اپنے گھروں کا کھانا بھیج دیتی ہیں۔ اور میرے گھر میں بھی دو باورچی کھانا پکاتے ہیں۔ مگر پادشاہ بیگم نظامی نہایت پابندی سے روزانہ کچھ نہ کچھ پکا کر بھیجتی رہتی ہیں۔ آج بھی انہوں نے کھانا بھیجا تھا۔ گویا انہوں نے میرا راتب مقرر کر دیا ہے۔

صدر اتحاد المسلمین: مولوی ابوالحسن سید علی صاحب صدر اتحاد المسلمین کی بنسبت جگہ جگہ اختلافی چرچے سننے میں آتے ہیں۔ میرے ہاں بھی اس قسم کی اختلافی باتیں کی جاتی ہیں۔ اخبار میزان میں بھی یہ اختلافی بحث شائع ہوتی ہے۔ آج اخبار میزان میں مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کا ایک خطی نامہ بھی شائع ہوا ہے

جس طرح لندن سے آنے والے انگریزی ڈیپوٹیشن نے مسلم لیگ کی بڑی طاقت کو مان لیا ہے اسی طرح مجھے بھی حیدرآباد کی عام رائے سن کر ماننا پڑا ہے کہ مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کی نسبت یہ بیان کہ انہوں نے نواب سالار جنگ بہادر کے مکان پر ہندو لیڈروں سے کوئی ایسا سمجھوتہ کیا جو حیدرآبادی مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھا قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے تمام ممالک محروسہ کے مسلمانوں کی رائے عامہ مولوی ابوالحسن سید علی صاحب کے خلاف ہو گئی ہے

۵ صفر ۱۳۶۵ھ ۱۰ جنوری ۱۹۴۶ء جمعرات حیدرآباد

بالاخانہ: چونکہ ہادی منزل کے زیریں کمروں میں خنکی زیادہ ہے اس واسطے آج سید ابن عربی اور سید سعید نظامی نے بالائی کمروں میں میرے لئے فرش کرایا ہے۔ کل جمعہ کی صبح سے وہاں جا کر بیٹھنا شروع کروں گا۔

نواب غوث یار جنگ بہادر: آج صبح نواب غوث یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ ان کی علمیت اور قابلیت اور خدمات سلطنت کا میرے دل پر اتنا زیادہ اثر ہے کہ جی چاہتا ہے۔ ان سے برابر باتیں کرتا رہوں۔ چنانچہ آج دو گھنٹے تک باتیں کیں۔

تازہ پرنوٹ: آج مبارک بادی کے پچیس تازہ پرنٹ سرکار کے نئے لکھ لائے۔ ایک وظیفہ یاب منصف غلام دستگیر بیگ صاحب ملنے آئے تھے۔

شیر کی زیارت: آج صبح کی نماز کے بعد پیدل باغ عام میں گیا تھا۔ اور ببر شیر کو دیکھا تھا وہ مجھے غور سے دیکھتا رہا۔ اور میں اس کو دیکھتا رہا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں کہتا تھا میں شیر تو ہوں مگر مقید ہوں میرے دل کی زبان نے جواب دیا میں بھی اللہ کے شیر علی مرتضیٰؑ کا پوتا ہوں۔ مگر قیدی نہیں ہوں۔ البتہ ایک پیاری قید کا تمنائی ضرور ہوں۔

دعوت: عبد الغفور کامل الیقین نظامی تاجر آہن کے مکان پر خواجہ بانو اور سید ابن عربی اور کوثر بانو اور حسن ابوطالب اور مہدی کے ساتھ کھانا کھانے گیا تھا۔ سید سعید نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور خواجہ احمد نظامی بھی شریک طعام تھے۔ کامل الیقین نظامی کی ایک لڑکی نے بیعت بھی کی۔ ان کے بڑے بھائی صادق الیقین نظامی میرے مکان پر ملنے آئے تھے۔

سندھی درویش: حیدرآباد سندھ کے ایک ہندو تھیاسوفسٹ درویش ملنے آئے تھے۔ سوریہ نرائن وکیل حیدرآباد کے مکان پر ٹھیرے ہیں۔ تصوف پر بہت دلچسپ باتیں ہوئیں۔ اور انہوں نے مجھے ایک نکتہ بھی بتایا۔ میں نے کہا اب میں آپ کو اپنا استاد مانوں گا۔ کیونکہ آپ سے ایک بات سیکھی ہے۔ کل شام کو وہ تھیاسوفیکل ہال میں آتم بم پر تقریر کریں گے۔ انہوں نے آتم بم کو "آتم بام" کہا تو میں پھڑک گیا۔ آتم بام کا لفظی ترجمہ "اپنا بالاخانہ" ہو سکتا ہے۔ مگر تصوف کی اصطلاح میں اس کے کچھ اور معنی ہیں۔

پادشاہ بیگم نظامی کا لنگری کھانا: آج بھی پادشاہ بیگم نظامی کے لڑکے مظفر حسین اور بھائی بابا میاں کھانا لائے تھے۔

سلیم انقلاب رحمٰن صاحب کی بیگم صاحبہ: بنگلور برائے سلیم انقلاب سیٹھ رحمٰن صاحب کی بیگم صاحبہ اور تین بچے ملنے آئے تھے۔ کھانا اور پھل بھی لائے تھے۔ انہوں نے درخواست کی کہ میرے مکان پر چل کر رہیے۔ میں نے کہا پہلے سفر میں تمہارے مکان پر چھ رات قیام کر چکا ہوں۔ اور اتنا زیادہ آرام پایا کہ اب اور زیادہ تکلیف دینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

کراچی کی کشش: چونکہ جوانی میں حرف کاف کے کئی چلے کئے تھے۔ اس واسطے جن اشخاص اور جن مقامات کے نام میں کاف ہوتا ہے۔ وہاں جانے کی کشش ہوا کرتی ہے۔ آجکل میرے دل میں کراچی جانے کی کشش ہو رہی ہے۔ سندھ کے ہندو درویش صاحب سے بھی آج میں نے کراچی کا راستہ پوچھا تھا۔

شفیق نواز جنگ: آج نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے فرزند مولوی میر حسین علی صاحب

ملنے آئے تھے۔ جن کو بچپن میں ہنس نواز جنگ کہا کرتا تھا۔ ان کے والد میرے والد کے دوست تھے۔ اس لئے میں ان کو اور ان کے بڑے بھائی مولوی میر خورشید علی صاحب مہتمم مکہ مسجد کو بھائی سمجھتا ہوں۔

ملاقاتی نا سوتی شاہ نظامی اور سید ذہین نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور ہدایت اللہ نظامی اور مولوی فیض الدین صاحب گتہ دار اور اظہر افسر صاحب اور ممتاز نظامی اور شیخ سالم عرب ملنے آئے تھے۔

خان بہادر عبدالکریم بابو خاں حیدر آباد کے نامور کنٹراکٹر خان بہادر عبدالکریم بابو خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ تفسیر جوہری طنطاوی کے اُردو ترجمے کی نسبت اُن سے بات چیت ہوئی تھی۔ مولوی انوار الحق صاحب مہتمم جوبلی ہال باغ عام بھی ملنے آئے تھے۔ مولوی میر فرحت علی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ دہلی سے علی کا خط آیا تھا۔ خطاب کی مبارک باد کے بھی بہت سے خط آئے تھے۔

سر میرزا امین الملک کا تار آج میرزا اسمٰعیل سر امین الملک بہادر وزیر اعظم جے پور کا تار آیا ہے خطاب کی مبارک باد بھیجی ہے۔

حضرت جلیل کی نیاز آج صبح سات بجے بادشاہ سلامت کے اُستاد حضرت جلیل کی نیاز خطہ صالحین میں ہوئی تھی۔ میں سواری نہ ملنے کے سبب شرکت کے لئے نہ جا سکا۔ شہر کے علما و مشائخ و امرا شریک ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت چہلم کی نیاز میں شریک ہوں گے۔ آج تشریف نہیں لا سکے۔

چمن آرا کو بخار خبر آئی کہ آج بھی چمن آرا بیگم کو ایک سو چار ڈگری تک بخار رہا۔ طیریا معلوم ہوتا ہے۔

جج کے دستر خوان کا کھانا مولوی خلیل الزماں صاحب جج ہائیکورٹ حیدر آباد نے اپنے دستر خوان کا کھانا بھجوایا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا "معجزات پیروں کی کرامات" اسی لئے مشہور ہے کہ اس زمانے میں ملاؤں کو اور پیروں کو طرح طرح کے کھانے ملا کرتے ہیں۔ خلیل الزماں صاحب ذوجسیم کا عہدہ رکھتے ہیں۔ یعنی جج ہیں۔ اور جج کے جسم پہلو سے الٹو جج ہی رہتا ہے۔ ہمارے شہنشاہ کے نام جارج میں بھی ذوجسیم ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمن اور جاپان کے ذوجسیم اُن کے نام کے پہرہ دار ہیں۔ اور روس اور امریکہ کے ذوحرف اُن کے نام کے باطن میں ہیں۔

مولوی خلیل الزماں صاحب بہت عبادت کرتے ہیں۔ اور تلاوت کرتے ہیں۔ میں روزانہ جاسوس فرشتوں کے ذریعے جو آسمان پر خبریں لے جاتے ہیں معلوم کر لیتا ہوں۔

آج دستر خوان پر اتنی زیادہ اقسام کے کھانے تھے کہ جی میں آیا لندن سے آنے والے انگریزی ڈپوٹیشن کو بلاؤں اور کہوں کانگرس اور مسلم لیگ اور سکھ لیگ اور ہندو مہاسبھا وغیرہ سے بات بعد میں کرنا پہلے ان کھانوں کی اقسام کو نوٹ کر لو۔ کیونکہ اس دنیا میں سارے جھگڑے روٹی اور اقتدار کے ہیں۔ مذہب اور عشق کا نام ناحق بدنام ہے۔ میرے دستر خوان پر ہر لذت کے کھانے ہیں۔ گاندھی جی بکری کا دودھ پیتے ہیں وہ البتہ یہاں نہیں ہے۔ مسٹر جناح سوپ پیتے ہیں وہ موجود ہے۔

تارزن آج حسن ابو طالب اور مہدی جنگل کا فلم دیکھنے گئے تھے۔ میں نے کہا جاؤ دیکھو جنگل کا فلم دیکھو۔ ہم شہروں کا فلم دیکھ رہے ہیں۔ یہ حیدر آباد ہے۔ ۵۰ میل میں آباد ہے۔

جیت حیدر آباد سے فوجی نشریات کا ایک ماہوار رسالہ جیت شائع ہوتا ہے۔ اس میں افریقہ کے حالات پڑھے۔ ایک قوم بہت گوری ہے۔ لمبے قد ہیں۔ مضبوط جسم ہیں۔ ایک انگریز نے ان کو دیکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ اس قبیلے کے بچوں کے جسم پر پابندی کے ساتھ تیل کی مالش کی جاتی ہے۔ اس سے اُن کے قد بڑھ جاتے ہیں۔ اور جسم طاقت ور ہو جاتے ہیں۔ میں نے حضرت اکبر الٰہ آبادی سے سنا تھا "بڑھاپے میں افیون کھائی جائے اور تیل کی مالش کرائی جائے تو عمر بڑھ جاتی ہے"۔

۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء جمعہ حیدر آباد

قادری خانقاہ آج صبح نواب مسلم جنگ کے پل کے پاس موسی ندی کے کنارے حضرت شاہ غلام محمد صاحب زعم کی نو تعمیر خانقاہ میں گیا تھا۔ جو اُن کے فرزند سید محی الدین صاحب قادری زور ربانی ادارہ ادبیات اُردو حیدر آباد نے تعمیر کرائی ہے۔ زعم شاہ صاحب میرے ہاں ایمان خانے میں مہمان رہے تھے۔ اور میں نے اُن کی نسبت تفصیلی نوٹ روزنامچے میں شائع کیا تھا۔ بہت اچھے درویش تھے۔ زور صاحب اُن کے صاحبزادے ہیں اور نواب نعمت یار جنگ بہادر مرحوم کے داماد ہیں۔ اُن کو تصنیف و تالیف کے مشاغل اور نئے تعلیم یافتہ لوگوں کے ماحول کے سبب درویشوں و فقراء سے کچھ لگاؤ نہیں تھا۔ جب والد کا انتقال ہوا اور چہلم سے پہلے رواج کے موافق انہوں نے اپنے والد کی قبر پکی بنوانے کے لئے قبر کھولنی چاہی تو لوگوں نے منع کیا اور کہا ابھی ایک عورت کی قبر کھولی گئی تو اس میں ہزاروں بچھو بھرے ہوئے تھے۔ اور اس سے اُس عورت کی بدنامی ہوئی تھی یہ مزار بھی ندی کے کنارے پر ہے۔ معلوم نہیں قبر کے اندر کیا کیا تغیرات پیش آئے ہوں۔ مگر زور صاحب کو تحقیقات کا ذوق تھا انہوں نے پتہ و نشان کر اپنے باپ کی حالت دیکھنے کا اصرار کیا۔ مجبوراً قبر کھولی گئی تو انھوں نے میت کو بہت اچھی اور بہت محفوظ حالت میں پایا۔ خود کہتے تھے۔ اس منظر نے میرے عقائد اور خیالات تبدیل کر دیئے۔ اور میں نے پچیس ہزار روپے کی لاگت سے یہ گنبد اور سامنے کی خانقاہ تعمیر کرائی۔ زور صاحب دس سال

لڑکے شاہ تقی اس خانقاہ کے سجادہ نشین بنائے گئے ہیں۔

دو خوبیاں اس مقبرے اور خانقاہ میں دو خوبیاں ایسی دیکھیں جو آج تک کسی مقبرے اور خانقاہ میں نہیں دیکھی تھیں ایک تو یہ کہ گنبد میں بہت سے کتبے تفصیلی حالات کے ہیں۔ اور خانقاہ میں بھی کئی کتبے اسی قسم کے ہیں اور دوسری خوبی یہ ہے کہ مقبرے میں بھی اور خانقاہ میں بھی روشنی اور ہوا کا بہت اچھا انتظام کیا گیا ہے جو عموماً پرانی درگاہوں کے گنبدوں میں نہیں ہوتا۔ مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ کے ڈیزائن پر یہ عمارتیں بنی ہیں۔ اور مولوی ضامن علی صاحب غازی حسن آرا بیگم کے شوہر کی خوش مزاجی اور نفاست طبع کو بھی اس میں بہت دخل ہے۔

یہاں بہت سے لوگ جمع ہوئے تھے۔ اور سب کو میوے کھلائے گئے تھے۔ اور چاء پلائی گئی تھی۔ اور فوٹو بھی لیا گیا تھا۔ میں بھی "باپ بیٹا روح القدس" کی حیثیت میں شریک تصویر ہوا تھا یعنی بیچ میں میں تھا دائیں طرف شاہ تقی سجادہ نشین تھے اور میری بائیں طرف زور صاحب،

حکیم شفا صاحب کی تبلیغ خانقاہ میں حکیم شفا صاحب قدیمی دوست سے بھی ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے اس خانقاہ کی نسبت ایک مطبوعہ پمفلٹ مجھے دیا۔ وہ حیدرآباد کے بزرگوں اور اولیاء اللہ کی نسبت ہمیشہ ایسی نیک تشہیرات کرتے رہتے ہیں۔

نواب عابد یار جنگ بہادر کے مکان پر خانقاہ سے ہم سب نواب عابد یار جنگ بہادر کے مکان پر قعلی پورے میں گئے۔ اور وہاں اُن کے فرزند میر حسین علی صاحب اور اُن کے صاحبزادے سے ملے۔ سید رفعت صاحب ایم اے سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہاں بھی پھل کھائے مٹھائیاں کھائیں۔ چاء پی۔

سید ممتاز کے پاس سید سعید ترلی نظامی مرحوم کے فرزند سید ممتاز نظامی کارخانے میں جانا ہوا جہاں کپڑوں پر مشین کے ذریعے نقاشی کی جاتی ہے۔ وہاں حبیب خاں صاحب ماہر سائنس مسلمان سے ملاقات ہوئی۔ جو ڈاکٹری اور یونانی دواسازی بہت اچھی جانتے ہیں۔ میں نے بھی اُن کو چند دوائیں بنانے کے آرڈر دئے۔

ایک بڑے کام کی ابتدا آج سید رفعت صاحب ایم اے سے علامہ طنطاوی کی تفسیر جوہری کی ۲۵ جلدوں کے اُردو ترجمے کی بات چیت تقریباً طے ہوئی۔ حیدرآباد ہی میں یہ ترجمہ کئی مترجم کریں گے۔ میں نے کہا ترجموں کے نمونے پہلے دیکھ لوں۔ اس کے بعد کام شروع کیا جائیگا۔

نواب بشارت علی خاں کے مکان پر ہم اپنے مرحوم دوست نواب عنایت علی خاں صاحب کے فرزند نواب بشارت علی خاں صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں بھی پھل اور مٹھائی کھائی تھی یا صحیح بات کہنی چاہیئے کہ دوسروں کو کھاتے دیکھی تھی۔ نواب صاحب کا چھوٹا بچہ بہت پیاری صورت کا ہے اور اُن کے مرحوم چھوٹے بھائی دولھا خاں کا بچہ بھی وہاں ملا۔

رضا حسین نظامی مرحوم کے مکان پر ہم بسی پر اپنے پرانے مرید محمد رضا حسین صدیقی نظامی مرحوم کے مکان پر گیا تھا۔ اور اُن کی اہلیہ اور دو لڑکوں سے ملا تھا۔ یہ دونوں بچے میری گود میں کھیلتے تھے۔ اب ماشاء اللہ جوان ہیں۔ ایک لڑکا انگلستان تعلیم کے لئے جانے والا ہے۔ یہاں ایم ایس سی کر لیا ہے۔

مکہ مسجد میں نماز خیال تھا کہ مکہ مسجد میں ڈیڑھ بجے نماز ہوتی ہے۔ وہاں پہونچا تو معلوم ہوا نماز ایک بجے ہو گئی۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ اور مکہ مسجد دیکھ کر دل کو مسرور کیا۔

حضرت صابر حسینی صاحب مکہ مسجد کے عقب میں حضرت شاہ خاموش صاحبؒ کے سجادہ نشین حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا۔ آج اُن کے پوتے حضرت سید شاہ صابر حسینی صاحب کے پاس اُس خانقاہ میں گیا تھا۔

چھٹی کی نیاز وہاں حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کی ماہانہ چھٹی کی نیاز میں شریک ہوا۔ پھر شاہ صاحب سے باتیں کیں۔ سید ابن عربی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور رحیم صاحب بھی ساتھ تھے۔ میں نے بیٹوں سے کہا یہ وہ مقام ہے جہاں میں نے سب سے پہلے جمعیت مشائخ حیدرآباد کی بنیاد رکھی تھی۔ اور جہاں نواب بہادر یار جنگ مرحوم بھی شریک ہوئے تھے۔ اور پھر مجلس اتحاد المسلمین اسی تجویز کے نقش قدم پر جاری ہوئی تھی۔

دعوت قیام گاہ پر واپس آیا اور پھر خواجہ بانو اور سید ابن عربی اور بچوں کے ساتھ نواب محمد عظیم الدین صاحب برادر حقیقی نواب سر نظامت جنگ بہادر کے مکان پر کھانا کھانے گیا۔ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی بھی شریک طعام تھے۔ اور مولوی ابو مصلح صاحب اور اُن کے فرزند صالح صاحب بھی شریک طعام تھے نواب صاحب کے تینوں صاحبزادے بھی شریک تھے۔ اور خود نواب صاحب بھی شریک تھے۔ بیگم صاحبہ نے زنان خانے میں بلا کر مکان کے سب کمرے دکھائے۔ ہر کمرہ صفائی اور تمیزداری کا کامل نمونہ تھا۔

تحفہ چلتے وقت نواب صاحب نے ہاتھ کی ایک لکڑی تحفہ میں دی جس کے باطن میں ایک چھتری پوشیدہ تھی چھتری بھی نہایت نازک اور بہت خوبصورت ہے۔ اور بند کرنے کے بعد ہاتھ کی لکڑی بھی نہایت خوش نما ہے۔

شام کی چاء ۵ بجے مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی کے مکان پر خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ

چار نوشی کے لئے گیا تھا۔ مولوی غلام یزدانی صاحب کی علمی باتیں بھی سنیں تھیں۔ اُن کے بڑے بھائی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اور پنشنر پروفیسر پارسی بھی ملے تھے۔ غلام یزدانی صاحب کی بہو۔ یعنی میری بھتیجی تسنیمہ بھی ملیں۔ مغرب کے وقت واپسی ہوئی۔

ملاقاتی خواجہ بدرالدین صاحب یتیم خانہ انیس الغربا کے منتظم اور مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی اور ناسوتی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور خواجہ حمید الدین صاحب ایم اے ایڈیٹر رسالہ "سب رس" اور معین الدین احمد صاحب انصاری ایڈیٹر بچوں کا سب رس اور خوش اقبال شاہ نظامی۔ اور حکیم سید علی حسین صاحب اور بابا میاں نظامی اور مولوی محمد غفور حسین صاحب شوہر بادشاہ بیگم نظامی اور ہدایت اللہ نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور کامل الیقین نظامی وغیرہ آئے تھے۔

خواتین بیگم صاحبہ فیاض الدین نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی اور منجھلی بیگم نظامی بھی ملنے آئیں تھیں۔

ڈاک کا انبار آج دہلی سے تقریباً ایک سو خط اور تار خطاب کی مبارکباد کے دو بنڈلوں میں آئے تھے۔ اور میں نے دو گھنٹے میں اُن سب کو پڑھوا کر سنا تھا۔ بہت دلچسپ تحریریں ہیں۔ اس لئے میں اُن کو اخبار میں نہیں بلکہ الگ ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرونگا۔

ایک مسلمان کا خط بس سکندرآباد کو ابھی انگریزی قبضے سے آزادی ملی ہے۔ یہاں کوئی صاحب ڈاکٹر ڈی اے ایم حسینی صاحب رہتے ہیں۔ اُن کا خط دہلی سے واپس ہو کر آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے "جناب ایڈیٹر صاحب! تسلیم براہ کرم چندہ ختم ہونے پر رسالہ منادی بند کر دیا جائے آپ "اللہ" کو حقیقی خدا بتاتے ہیں اور غیر اللہ" کو باطل خدا۔ یہ آپ کا قول سراسر باطل ہے۔ اللہ حقیقی خدا نہیں ہے" احقر (ڈاکٹر) ڈی اے ایم حسینی ۲۲۵ الف ماردپلی۔ سکندرآباد دکن۔

مجھے یہ خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ایک تو اس بات کی کہ چار روپے سالانہ اگست کا اخبار دو روپے سال میں دیا جاتا تھا۔ اخبار بند ہو جائے گا تو دو روپے سال کی بچت ہو جائے گی۔ اور دوسری خوشی اس سے ہوئی کہ خدا کے ماننے والے بہت ملتے تھے۔ مگر نہ ماننے والا کوئی نہ ملتا تھا یعنی جو خدا کو نہیں مانتے وہ بھی خدا پرستوں کے ڈر کے مارے خدا کا انکار نہیں کر سکتے۔ مگر یہ صاحب بڑے بہادر ہیں کہ اُنھوں نے اپنا نام بھی لکھا اور پتہ بھی لکھا۔ اور خدا کا انکار بھی لکھا۔ مگر ممکن ہے کہ اُن کے کسی دشمن نے یہ خط لکھ دیا ہو۔ کیونکہ اس قسم کے تجربے پہلے بھی ہوئے ہیں۔

حسین کا تار آج شام کو دہلی سے حسین کا تار آیا کہ وہ خیریت سے پہنچ گئے اور سردی اتنی زیادہ ہے کہ اُن کے جسم کو کاٹتی ہے۔ مجھے اس فقرے سے بہت لطف آیا۔

آغا طلعت یزدی ایران کے مشہور شاعر آغا طلعت یزدی حسب عادت قدیم فارسی قصیدہ میری نسبت لکھ کر لائے تھے۔ اور اپنے خاص انداز میں اُس کو سنایا تھا۔

کامل الیقین نظامی آج شام کو عبدالغفور کامل الیقین نظامی ایک آہنی ٹرنک میرے لئے بنوا کر لائے تھے۔ اُنھوں نے اس سفر میں میری تحریری آہنی کشتیاں اور خطوط کے بکس بہت سے تیار کر کے دئے ہیں۔

۱۷ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۲ جنوری ۱۹۳۶ء شنبہ حیدرآباد

جہاں بانو آج صبح مولوی نصیر الدین صاحب علوی ہاشمی مورخ دکن ملنے آئے تھے۔ اور حیدرآباد کی ایک نامور خاتون کی لکھی ہوئی ایک کتاب لائے تھے۔ جن کا نام جہاں بانو ہے اور جو ایران کی رہنے والی ہیں۔ ہاشمی صاحب نے بیان کیا آجکل حیدرآبادی خواتین میں وہ سب سے زیادہ ذی علم اور ذی فہم خاتون ہیں۔ اور آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ میں نے کہا پرسوں گلبرگہ شریف جا رہا ہوں واپسی کے بعد اُن سے ملوں گا۔

قلمی مشکوٰۃ شریف مولوی رکن الدین دانا نظامی قلمی مشکوٰۃ شریف لائے تھے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ میں نے اُس کی جلدبندی کی نسبت ہدایات دیں۔

قلمی رسائل مولوی مسعود علی صاحب محوی بی اے چند قلمی کتابیں دے گئے تھے۔ اُن میں سے ایک رسالہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کا میں نے پڑھا۔ اور ایک رسالہ توحید نوشتہ حضرت سلطان المشائخ بھی میں نے پڑھا۔ یہ ایک خط ہے جو حضرت شیخ نے اپنے خلیفہ حضرت مولانا حسام الدین رح کو لکھا تھا۔ حضرت شیخ کے کسی ملفوظ میں فلسفۂ وحدت وجود کا ذکر نہیں ملتا۔ مگر اس مکتوب میں حضرت شیخ نے فلسفۂ وحدت وجود کو بہت عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔

نذر بیگی نظامی کا خط قریہ ضلع جالندھر سے میرے مرید احمد علی نذر بیگی نظامی کا بہت اچھا عارفانہ خط آیا ہے۔ اور اُن کے بھائی عقیل نظامی کا خط بھی عقیدت سے بھرپور آیا ہے میں نے حاضرین مجلس سے کہا میرا یہ مرید جولاہا ہے اور اس کی صحبت نے مجھ پر اتنا اثر کیا ہے کہ میں خود جولاہا بن گیا ہوں۔ پنجاب میں پاک دل محمد حسین نظامی اور احمد علی نذر بیگی نظامی میرے دل کی دو آنکھیں ہیں۔

کام آج دن بھر تحریری کام بھی کرتا رہا اور ملاقاتیوں سے باتیں بھی کرتا رہا۔

سید ولی اللہ صاحب حسینی چشتیہ نظامیہ سلسلے کے نامور مشائخ سید ولی اللہ حسینی صاحب ملنے آئے تھے۔ وہ بہت پرجوش اور سرگرم مشائخ میں ہیں۔ سیاسی اور اصلاحی کام بھی کرتے ہیں

وجاہت بہت اچھی ہے۔ میں نے ان کو بہت کم عمری میں بھی دیکھا تھا۔ تقریر بھی بہت اچھی کرتے ہیں۔ میں نے جس جمعیت مشائخ کی بنیاد حیدرآباد میں رکھی تھی۔ اُس پر سرگرمی سے عمل پیرا ہیں۔

کھانے کے دو خوان کہ شام کو نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے فرزند نواب میر حسین علی صاحب نے کھانے کے دو خوان بھیجے تھے۔ جن کو مغل اصطلاح کی بموجب دو تورے کہا جاسکتا ہے۔ ہر خوان میں حیدرآباد کے نہایت مکلف نمکین وشیریں کھانوں کی قابیں سجی ہوئیں تھیں۔ میں نے سب کھانوں میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا کھایا۔ نرگسی کباب بہت لذیذ تھے۔

خواتین کہ رات کو نواب میر حسین علی صاحب کی بیگم صاحبہ بھی خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں اور انگریز خاتون نفیس بیگم نظامی بھی اپنے بچوں کے ساتھ آئیں تھیں۔ اور سید سعید نظامی کی والدہ بھی آئیں تھیں۔ اور سلسلے کی بہت سی عورتیں بھی آئیں تھیں۔ اور اُن سب نے نواب میر حسین علی صاحب کے بھیجے ہوئے کھانے کھائے تھے۔

ایک سو تار اور خطوط کہ آج دہلی کی ڈاک آئی تھی اور ایک سو تار اور خطوط خطاب کی تہنیت کے وصول ہوئے تھے۔ میں نے دو گھنٹے میں پڑھوا کر سُنے۔ اور بعض تاروں کے جواب بھی تار کے ذریعے بھیجے۔

سید ذہین نظامی کی نظم کہ آج سید ذہین نظامی مسلم لیگ کی حمایت میں ایک عمدہ نظم لائے تھے۔ اور میں نے روزنامہ انجام دہلی کو بھیجی ہے۔

ڈاکٹر نعیم صاحب انصاری کہ میرے بہت پرانے دوست ڈاکٹر نعیم صاحب انصاری آجکل حیدرآباد میں مقیم ہیں ملنے آئے تھے۔ اُن سے مل کر بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی۔

نواب نصیر یار جنگ نظامی کہ مہاراجہ بہادر کے بڑے فرزند خواجہ نصر اللہ نظامی یعنی نواب نصیر یار جنگ بہادر بھی ملنے آئے تھے۔ اور میں نے اُن کو اُن کے والد کے بہت سے قصے سنائے تھے۔

پانچ وقت کا کرایہ کہ آج فخر الدین نظامی کے ساتھ مولوی سید علی خاں صاحب سرکل انسپکٹر پولیس ملنے آئے تھے۔ کرائے کا ایک مکان تلاش کرنے کا ذکر آیا۔ میں نے کہا ہم نے بھی ایک مکان کرائے پر لیا ہے۔ اور مکان دار رات دن میں پانچ وقت کرایہ لیتا ہے۔ شاہ وجیہ اللہ صاحب اسراری نے حیران ہو کر کہا یہ تو بالکل نئی بات سنی ہے۔ میں نے ہنس کر کہا اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات اور سُنئے کہ مکان دار صاحب پانچ وقت کرایہ لینے کے باوجود یہ شرطیں بھی لگاتے ہیں کہ اس مکان میں شراب نہ پی جائے جوا نہ کھیلا جائے۔ کسی کی غیبت نہ کی جائے۔

یہ فقرہ سُن کر حاضرین کو ہنسی آ گئی اور وہ سمجھے کہ میں اپنے جسم کی نسبت یہ کہہ رہا ہوں کہ اس پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ اور مالک مکان نے شرط لگا دی ہے کہ یہ جسم جھوٹ نہ بولے۔ چوری نہ کرے۔ شراب نہ پیئے۔ جوا نہ کھیلے۔ زنا نہ کرے۔ پھر میں نے حضرت اکبر الہ آبادی کا مصرعہ پڑھا ؎

مقیم خانہ تن ہوں۔ مرید حضرت دل ہوں

چور بازار کو پھانسی کہ آج ریڈیو میں سرکاری اعلان سُنا کہ پانسو روپے اور ایک ہزار روپے اور دس ہزار روپے کے نوٹ منسوخ کر دئے گئے۔ اور اُن کا چلن ممنوع کر دیا گیا۔ میں نے کہا انگریزوں نے چور بازار کو لارڈ ڈہابا کی طرح پھانسی دیدی۔ چور بازار میں خلق خدا کی جیب کترنے والے کروڑوں روپے کما رہے تھے۔ اور پانسو اور ہزار اور دس ہزار کے نوٹوں کی شکل میں دولت جمع کر رہے تھے۔ اُن نوٹوں کا منسوخ ہونا یقیناً چور بازار کی پھانسی ہے۔

تمادی اور قبضہ کہ آج میں نے پارلیمنٹری ڈیلیگیشن کو مخاطب کر کے ایک بیان لکھا۔ جو اخباروں میں شائع ہوگا جس میں انگریزی قوانین تمادی اور قبضہ کے اصول پر ڈیلیگیشن سے کہا گیا ہے کہ تم سوائے مسلم لیگ کے اور کسی سیاسی پارٹی سے بات کرنے کے مجاز نہیں ہو کیونکہ تمادی عارض ہو چکی ہے۔ شاہ عالم اور لارڈ کلائو سے جو عہد نامہ ہوا تھا وہ پرانی مسلم لیگ اور انگریزوں کا عہد نامہ تھا۔ اور ایک صدی سے زیادہ دونوں فریق اس عہد نامے کے پابند رہے تھے۔ اور اُس وقت کانگریس [illegible] جی اور ہندو مہاسبھا کے آدمی بھی اور سکھ [illegible] کے آدمی بھی موجود تھے۔ اور کسی نے [illegible] کے خلاف کوئی عذر [illegible] اور [illegible] قوموں کا کوئی [illegible] عالمی [illegible] نہیں کیا تھا۔ گویا پرانی مسلم لیگ ہی کو [illegible] نمائندہ [illegible] مان لیا تھا۔ لہٰذا اب [illegible] ہی کو ہندوستان کی نمائندگی کا حق حاصل [illegible] اور [illegible] سب سیاسی پارٹیوں کا دعوی غلط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک صدی سے زیادہ مدت تک وہ [illegible] خاموش رہے تھے۔ اور تمادی عارض ہو چلی ہے۔

۸ صفر ۱۳۶۵ھ ۱۲ جنوری ۱۹۴۶ء اتوار حیدرآباد

درگاہوں کی زیارت کہ آج صبح خواجہ بانو سید ابن عربی اور بچوں کے ساتھ حیدرآباد کی درگاہوں کی زیارتوں کے لئے گئیں تھیں۔ اور میں نے تحریری کام کیا تھا۔

[illegible] عبد الرحمٰن کہ [illegible] مرید [illegible] تھے دونوں کا نام عبد الرحمٰن ہے۔ اور دونوں تعلیمات میں صدر مدرس ہیں۔

مولوی معصوم علی وارثی کہ میرے پرانے دوست مولوی معصوم علی صاحب وارثی اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے تھے حکیم سبط احمد صاحب

فریدی بھی ملنے آئے تھے۔

شاہی عرض بیگی بارگاہ خسروی سے شاہی عرض بیگی آئے تھے۔ اور اطلاع دی تھی کہ شام کو ۴ بجے بارگاہ جہاں پناہ میں آپ کی یاد ہوئی ہے۔ سرکاری موٹر لینے آئے گی۔

مہاراجہ بہادر کے مکان پر دوپہر کو مہاراجہ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ اُن کے بڑے فرزند نواب نصیر یار جنگ بہادر اور اُن کی سب چھوٹی بڑی بہنیں اور بہنوں کے بچے ملے تھے۔ اور اُن سب نے خطاب کی تہنیت میں پھول پہنائے تھے۔ نواب ولی الدولہ بہادر کے فرزند جو مہاراجہ بہادر کے داماد ہیں ملنے آئے تھے۔

خوش قوال شاہ نظامی آج سہ پہر کی دعوت روشن دل محمد یوسف خوش اقبال نظامی کے مکان پر تھی۔ بچے پہلے چلے گئے تھے۔ میں بعد میں گیا۔ انھوں نے بہت سے پیر بھائیوں اور دوستوں کو بھی مدعو کیا تھا کھانے بہت مکلف تھے۔ اور میری مرضی اور صحت کے موافق تھے۔ وہاں چند خواتین نے بیعت بھی کی۔

چمن آرا بیگم چمن آرا بیگم کو اب تک بخار رہتے گیارہ دن ہو چکے ہیں۔ اُن کو دیکھنے گیا تھا۔ ایک سو چار ڈگری بخار تھا۔ بہت کمزور ہوگئیں ہیں میں نے دعائیں دم کیں۔

کنگ کوٹھی مبارک ۴ بجے سرکاری موٹر آئی تھی۔ اور میں حضور جہاں پناہ سے ملنے گیا تھا۔ شاہی پردے کے باہر عرب تلواریں لئے کھڑے تھے۔ چوبدار اور عرض بیگی بھی ادب اور قاعدے سے باہر کھڑے تھے۔ ایک عرض بیگی میرے ساتھ اندر تک گیا۔ ظل سبحانی ایک کرسی پر رونق افروز تھے۔ اُن کے سامنے میرے لئے کرسی بچھی ہوئی تھی۔ جب میں بیٹھ گیا تو ارشاد ہوا۔ کرسی میرے قریب لے آؤ۔ میں نے اپنی کرسی کو ذات شاہانہ کے قریب بچھا لیا انسانی طبائع کے تغیرات پر فلسفیانہ گفتگو فرماتے رہے۔ ہندوستانی ریاستوں اور رئیسوں کے احوال و خصائل پر بھی تبصرہ فرمایا۔ میں نے بھی اپنی سمجھ کے موافق کردار انسانی کے تلون اور تغیرات پر کچھ عرض کیا۔ ایک گھنٹے تک ہمکلامی رہی۔ ارشاد ہوا جمعرات کو پھر اسی وقت ملوں گا۔

قیام گاہ پر واپس آکر سید ابن عربی اور خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ روشن دل خاص راجہ بھیما ریدی نظامی کے نو تعمیر مکان پر گیا۔ نئے ڈیزائن کا خوب صورت مکان بنایا ہے۔ دروازے پر مکان کا نام "خواجہ گذر" پتھر پر کندہ کیا گیا ہے۔ زنانے حصے میں ناسوتی شاہ کی خواتین اور اُن کے بھائی کی بیوی اور مولوی بدر الدین نظامی کی خواتین اور مولوی رکن الدین دانا نظامی کی خواتین اور دوسری بہت سی خواتین جمع تھیں۔ ایک خاتون پچیس برس پہلے مرید ہوئیں تھیں۔ وہ بھی ملنے آئیں تھیں۔

عربی نغمہ عرب فوج کے چند اصحاب عربی باجے لے کر آئے تھے اور انھوں نے عربی زبان میں نعتیں سنائیں تھیں۔ اور وہ نغمہ بھی سنایا تھا جو اعلیٰ حضرت کی سالگرہ کے دن بطور دعا کے گایا جاتا ہے۔

علی عطوفہ ناسوتی شاہ کے داماد علی عطوفہ نے غسل بیعت کیا تھا۔ اور میں نے اُن کو پھول پہنائے تھے۔ اور اُن کے لڑکے [illegible] کو اپنی گود میں بٹھایا تھا مغرب کی نماز بھی جماعت کے ساتھ اسی مکان میں پڑھی تھی۔

حکمت کا چولھا اس مکان میں حکمت کا چولھا بھی دیکھا۔ چار چولھے بنے ہوئے ہیں۔ ایک چولھے میں آگ جلتی ہے اور برابر کے تین چولھوں میں بھی گرمی پہنچ جاتی ہے۔ اور اُن پر بھی کھانا پک جاتا ہے۔ راجہ صاحب کے فرزند اور اُن کی بیوی اور پوتے اور پوتیاں بھی ملے تھے میں نے اُن کی بہو سے پوچھا تم اُردو بول سکتی ہو؟ نہایت متانت اور وقار سے جواب دیا۔ جی ہاں بول سکتی ہوں۔ چند سال پہلے حبیب اللہ کی شادی ہوئی تھی اُس وقت اچھی طرح اردو نہ بول سکتی تھیں۔

قوالی حیدرآباد کے ایک قوال نے تین غزلیں بہت اچھی گائیں تھیں جن میں ایک ناسوتی شاہ نظامی کی تھی۔

رات کو آٹھ بجے قیام گاہ پر واپس آیا۔ بہت سے ملاقاتی انتظار میں تھے۔ نواب حسن یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ پھلوں کا ٹوکرا بھی لائے تھے اور خط دے گئے تھے۔ اُن کے پرائیویٹ سکریٹری کولاس صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب کے پڑپوتے بیگم صاحب بھوپال کے شوہر نواب سید صدیق حسن خاں صاحب کے فرزند نواب سید نور الحسن خاں تھے۔ اور اُن کے فرزند نواب سید نجم الحسن کے بیٹے ملنے آئے تھے۔ نہایت تمیزدار اور شائستہ نوجوان ہیں میں نے کہا جب میں تمہارے دادا کے پاس گھسیاری منڈی لکھنؤ میں میرا جانا ہوا تھا۔ اُس وقت تمہارے والد کی عمر تم سے بھی چھوٹی تھی۔ اور تمہارے تایا نواب سید ظہور الحسن بھی بہت کم عمر تھے۔ جو آجکل بھوپال میں ایک افسر تھے۔

میں نے یہ بھی کہا تمہارے پردادا اہل حدیث یعنی غیر مقلد تھے۔ مگر تمہارے دادا حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی کے مخلص مرید تھے۔ اور اُن کے صاحبزادے کو ایک دفعہ انھوں نے پچاس ہزار روپے نذر کے دئے تھے۔

ملاقاتی مولانا خواجہ بدر الدین صاحب بانی انیس الغربا اور رکن الدین دانا نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور حبیب اللہ نظامی اور مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور نواب سردار یار خاں نظامی

اور نواب بشارت علی خاں صاحب اور سید ممتاز نظامی اور منشی اقبال شاہ نظامی اور سید سعید نظامی اور مرزا یگانہ صاحب ملنے آئے تھے۔
مدراس سے بھی ایک ہندو جنٹلمین ملنے آئے تھے۔ جو سید سعید نظامی کے مہمان تھے۔

خواتین } رات کو خبر یہ سننے کے بعد زنانے میں گیا تھا۔ وہاں مولوی معصوم علی صاحب وارثی کی بیگم صاحبہ اور ملکوت بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی اور روقی بیگم۔ فرید انتظامی اور اُن کی لڑکی تمام پاشا نظامی اور محبوبی بیگم نظامی اور بادشاہ بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی اور رستی بیگم نظامی اور ان کے بچے اور سالکہ خاتون نظامی مرحومہ کی لڑکی خواجہ بانو نظامی اور اُن کے بچے اور سعید بانو نظامی وغیرہ خواتین ملنے آئیں تھیں۔ اور پھل اور مٹھائیاں اور کھانے بھی پکا کر لائیں تھیں میں نے وہ سب چیزیں تھوڑی تھوڑی چکھیں۔

دہلی کی ڈاک } شام کو دہلی کی ڈاک آئی تھی۔ اور رات کو نعیم صاحب نے وہ سب خط مجھے پڑھ کر سنائے تھے خطاب کے سلسلے میں بعض خطوط بہت ہی دلچسپ تھے۔ خصوصاً حضرت مولانا سید حسین میاں صاحب پھلواروی کا تار بہت دلچسپ تھا۔ اور اُن کے بھائی مولانا سید غلام حسنین صاحب کا خط بھی بہت پُرلطف تھا۔ تار کا مضمون یہ تھا "ہم خطاب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ آپ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوا"۔

خواجہ بانو کی رائے } جب خواجہ بانو خواجہ احمد عمار نیڈی نظامی کے مکان سے واپس آئیں تو انھوں نے مجھ سے کہا "جتنی عورتیں مجھ سے ملیں اُن میں سب سے زیادہ ذی فہم اور دینی خیالات سے بھرپور دانا نظامی کی بیوی تھیں"۔

سید رفعت ایم اے } آج بہادر شاہ کی تخت نشینی کے روزنامچے کے ایک سو ستاون صفحات کا ترجمہ رفعت صاحب ایم اے نے تیار کر کے لائے تھے۔ میں نے کہیں کہیں سے دیکھا بہت اچھا ترجمہ کیا ہے۔

نواب عزیز نواز جنگ بہادر } آج صرف خاص کے صدر المہام نواب عزیز نواز جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ اُن کے دو لڑکے کچھ بیمار ہو گئے ہیں۔ دماغ پر اثر ہوا ہے۔ بنگلہ میں زیر علاج ہیں۔ حیدر آباد کے کسی عامل نے کہا تھا کہ اُن کو آسیب کا خلل ہے۔
میں نے محسوس کیا کہ عاملوں کی ان غلط بیانیوں سے اعمالِ علوی کی بدنامی بھی ہوتی ہے اور درویشوں کا اقتدار بھی کم ہوتا ہے۔

۹ صفر ۱۳۶۵ھ ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء پیر حیدر آباد

سفر گلبرگہ } آج صبح سید ابن عربی اور خواجہ بانو اور حسن ابو طالب اور مہدی اور کوثر بانو کے ساتھ گلبرگے شریف کی حاضری کے لئے حیدر آباد اسٹیشن پر گیا تھا۔ سلسلے کے بہت سے بھائی ریل تک پہونچانے آگئے تھے۔ ریل میں ہجوم زیادہ تھا عورتوں کو زنانے درجے میں بٹھایا گیا۔ حسن سید ابن عربی کے ساتھ رہے۔ اور میرے لئے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ بدلوایا گیا۔ مگر وہاں بھی جگہ اطمینان کی نہ تھی۔ ایک مدراسی ہندو اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ وہاں تھے۔
بیگم پیٹھ اسٹیشن سے ڈاکٹر قادر الدین صاحب پی ایچ ڈی رفیق سفر ہوئے جو حشرات الارض کے ایکسپرٹ ہیں۔ اور پونے کی طرف جا رہے ہیں بات چیت سے معلوم ہوا وہ میری کتابیں بھی پڑھ چکے ہیں۔ اور روزنامچہ بھی پڑھتے ہیں۔ بہت سمجھدار اور اپنے فن کے کامل معلوم ہوئے۔

گلبرگہ شریف } شام کو ۴ بجے کے بعد ریل گلبرگہ شریف اسٹیشن پر پہونچی۔ اسٹیشن پر مولوی فاروق بیگ صاحب اول تعلقہ دار گلبرگہ اور مولوی نصیر الدین نظامی لکچرار گلبرگہ کالج اور مولوی سعید الزماں صاحب لکچرار گلبرگہ کالج اور مولوی محمد حامد صاحب صدیقی لکچرار گلبرگہ کالج وغیرہ اصحاب تشریف لائے تھے۔ مولوی فاروق بیگ صاحب بہت نوعمر معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر کے صاحبزادے ہیں۔ وہ مجھے اپنی موٹر میں قیامگاہ تک لے گئے۔ عورتوں کے لئے دوسری موٹر بھی تھی۔ قریشی صاحب لکچرار کیمیا گلبرگہ کالج کے مکان پر قیام ہوا۔ جہاں ہم سب کے لئے الگ الگ کمروں میں پلنگ بچھے ہوئے ہیں۔ اور اُن پر مچھردانیاں لگی ہوئی ہیں۔ اور ہر قسم کی آسائش کا انتظام ہے۔

قاضی صاحب } گلبرگہ شہر کے قاضی صاحب ملنے آئے۔ جن کے بزرگ شہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دکن میں آئے تھے۔

درگاہ کی زیارت } چائے پینے کے بعد ہم سب درگاہ شریف کی زیارت کرنے گئے۔ عورتیں سید ابن عربی کے ساتھ موٹر میں تھیں۔ اور میں تعلقہ دار صاحب کی موٹر میں تھا۔ مولوی محمد حامد صاحب صدیقی نے درگاہ کا کتب خانہ دکھایا۔ اور عربی درس کا مدرسہ دکھایا۔ اور دار الاقامہ دکھایا۔ اور بلند دروازہ دکھایا جس کی محراب کی نسبت کہا گیا کہ ہندوستان میں سب سے اونچی محراب ہے۔ محراب کو یہاں "کمان" کہا جاتا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ دہلی میں مسجد قوت الاسلام کی پانچ محرابیں اس سے زیادہ اونچی ہیں۔ اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں سلطان علاء الدین خلجی کی بنائی ہوئی مسجد کے شمالی جنوبی حصوں کی محرابیں بھی اس کے برابر یا کچھ بڑی ہیں۔ اس محراب کی بلندی اس واسطے زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ دروازہ پہاڑی کے اوپر بنایا گیا ہے۔ اور روضہ شریف بھی پہاڑی کے اوپر ہے۔
درگاہ شریف کا صحن بہت ... بادہ صاف ستھرا ہے

سال پہلے جب یہاں آیا تھا تو ایسی صفائی ستھرائی نہیں تھی۔ یہ سب چیزیں نواب غوث یار جنگ بہادر سابق صوبیدار گلبرگہ کے عمدہ انتظام کی یادگار ہیں۔ مزار شریف کی حالت بھی بہت اچھی ہو گئی ہے۔ پہلے مزار کے اوپر کئی فٹ اونچا صندل جما ہوا تھا۔ جس میں چوہوں نے گھر بنا لئے تھے۔ اب وہ صندل صاف کر دیا گیا ہے اور کمخواب کا غلاف چڑھا ہوا ہے اور اُس کی حفاظت کے لئے ایک سفید کپڑا اس پر ہر وقت پڑا رہتا ہے تاکہ پھول چڑھائے جائیں صندل چڑھایا جائے تو غلاف میلا نہ ہو جائے۔ درگاہ کی نذر کے لئے صندوق رکھے ہوئے ہیں اور خدام کے لئے بھی صندوق ہیں۔ اور [illegible] کے لئے بھی صندوق ہیں۔ میں نے ان سب صندوقوں میں الگ الگ نذر دی۔ [illegible] پہلے حضرت [illegible] سید محمد گیسو دراز رحمۃ کے مزار کی زیارت کی۔ پھر اُن کے فرزند کے مزار کی زیارت کی۔ جو دوسرے گنبد میں ہے پھر مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی جس کے صحن میں اورنگ زیب کی ایک [illegible] بی بی کی قبر بھی موجود ہے۔ موجودہ صوبیدار مولوی [illegible] صاحب نواب لطیف یار جنگ بہادر مرحوم کے فرزند ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے زمانے کی ایک یادگار یہاں قائم کی ہے۔ کہ ایک دیوار پر درگاہ کا نقشہ لکھوایا ہے۔ جس کے ذریعے بغیر کسی رہنما کے زائرین [illegible] مقامات کی زیارت کر سکتے ہیں اور اُن سے واقف ہو سکتے ہیں۔

قدیمی تبرکات اور [illegible] رات ایک حجرے میں پرانے زمانے کے ہتھیار اور نادر چیزیں [illegible] کی گئیں ہیں۔ اور یہ بھی نواب غوث یار جنگ بہادر کے سلیقے کی یادگار ہے۔ ایک عصا دکھایا گیا کہ یہ حضرت بندہ نواز رحمۃ کے ہاتھ کا عصا ہے۔ میں نے اُس کو بوسہ دیا۔

مگر میرا خیال ہے کہ یہ عصا چھ سو برس کا پرانا نہیں معلوم ہوتا۔ اس عصے کے اوپر لکڑی کی گول شام بنی ہوئی ہے۔ اور یہ عصا میرے کندھے تک لمبا تھا۔ کہا گیا کہ حضرت بندہ نواز رحمۃ کا قد بھی بہت اونچا تھا۔

بادشاہوں کے خطوط میں نے یہاں دکن کے مختلف بادشاہوں کے خطوط بھی دیکھے جن سے معلوم ہوا کہ خطوط چھوٹے کاغذ پر مختصر عبارت میں لکھے جاتے تھے۔ اور زبان فارسی ہوتی تھی۔ ایک خط میں لکھا تھا کہ فلاں حرم کی نعش [illegible] روانہ کی جاتی ہے۔ اس کو بطور امانت دفن کیا جائے۔ غالباً امانت کی تاکید اس لئے ہوگی کہ خط شیعہ بادشاہ کا تھا اور وہ اس نعش [illegible] [illegible] بھیجنا [illegible] چاہتا ہوگا۔

نادِ علی اور شیعہ کلمہ حضرت بندہ نواز رحمۃ کے روضے کے دروازے پر نادِ علیؑ کندہ ہے۔ اور [illegible] بہت حروف میں خط طغرا شیعہ جماعت کا کلمہ بھی درج ہے یعنی اُس میں علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ یہ غالباً قطب شاہی بادشاہوں کے زمانے میں جو شیعہ عقائد رکھتے تھے کسی نے [illegible] لکھا ہوگا کیونکہ بندہ نواز رحمۃ کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سنی تھے شیعہ نہیں تھے۔

کتابیں موجودہ سرکاری انتظام کی بیشمار اور بہت زیادہ قابل تعریف خدمتوں میں ایک خدمت یہ بھی ہے۔ کہ بندہ نواز رضی اللہ کی لاجواب کتابیں نہایت عمدہ طریقے سے چھاپ کر شائع کی گئی ہیں۔ مجھے درگاہ کے کتاب خانے سے گیارہ کتابیں عطا ہوئیں جن پر میں آئندہ تبصرہ لکھوں گا۔

بندہ نواز دہلوی تھے ایک کتاب حضرت رحمۃ کے زمانے کی شائع ہوئی ہے جس میں حضرت رحمۃ کے ایک رفیق نے بالکل موجودہ زمانے کی طرز میں حضرت رحمۃ کے حالات نو بابوں میں قلم بند کئے ہیں۔ جس میں ایک چیز بہت زیادہ توجہ کے قابل ہے کہ بندہ نواز رحمۃ دہلی میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اُن کا خاندان دہلوی تھا۔ اُن کے والد حضرت سید راجو قتال کا مزار دولت آباد میں ہے اور حضرت بندہ نواز رحمۃ میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ کے جانشین و خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ کے خلیفہ تھے۔

ڈنر عشا کے قریب قیام گاہ پر واپس آیا۔ چلتے وقت درگاہ کے خدام نے تبرکات کی ایک کشتی مجھے دی جس میں غلاف شریف کا ٹکڑا تھا۔ اور صندل تھا۔ میں نے بھی ایک رقم بطور نذر کے اُن کو دی۔

پروفیسر سعید الزماں صاحب نے شہر گلبرگہ کے بہت سے ممتاز لوگوں کو طعام شب کے لئے مدعو کیا تھا۔ جن میں گلبرگہ کے [illegible] صاحب بھی تھے۔ اور میں نے اُن سے مولی کی تاثیرات پر بھی گفتگو کی تھی۔

تقریر قاضی صاحب نے شہر کے مسلمانوں کی طرف سے اصرار کیا کہ میں مسجد میں جا کر ایک تقریر کروں اس لئے رات کو ساڑھے دس بجے کھانا کھا کر شہر کی مسجد میں گیا جہاں بہت بڑا ہجوم مسلمانوں کا جمع تھا مسجد اندر سے اور باہر سے بھر گئی تھی۔ اور باہر کی سڑک تک خلقت جمع تھی۔ میں اندر گیا۔ اور ایک گھنٹے تک اسلامی اخوت اور اتحاد پر تقریر کی۔ لوگوں نے باوجود رات زیادہ ہو جانے کے تقریر بہت صبر و سکون اور توجہ کے ساتھ سُنی۔ تقریر کے بعد ہجوم ملنے کے لئے حملہ آور ہوا مگر نوجوانوں نے مجھے ایک مضبوط حلقے کے اندر لے لیا۔ اور مصافحہ کرنے والوں سے بچا لیا۔ قاضی صاحب کے انتظام اور اثر اور

رسوخ کی تعریف کرنی چاہئے کہ انہوں نے اتنی جلدی اتنے بڑے جلسے کا انتظام کر لیا اور جلسے کا نظم اول سے آخر تک قائم رکھا۔ تکبیروں کے نعروں سے مسجد گونجتی رہی۔

صوبیدار صاحب کے شام کو کھانے سے پہلے مولوی عبد الحمید خاں صاحب صوبیدار کے مکان پر ان سے ملنے گیا تھا۔ وہ بہت لائق اور منتظم اور دیانت دار اور عابد و زاہد افسر ہیں تہجد کے پابند ہیں۔ کم سخن ہیں۔ اور بہت سنجیدہ اور متین ہیں۔ ان کے والد نواب لطیف یار جنگ بھی میرے دوست تھے۔

ہندو تہوار کے آج شام کو میری قیام گاہ پر بہت سے ہندو ملنے آئے تھے۔ اور مجھے اپنے تہوار تل شنکرانت کے تل اور چاول دئے تھے۔

رات کو ۱۲ بجے سویا تھا۔ ۴ بجے بیدار ہوا تھا۔ یہاں سردی بالکل نہیں ہے البتہ مچھر زیادہ ہیں۔ باوجود مرغن اور ثقیل غذائیں کھانے کے اور دیر تک جاگنے کے طبیعت بالکل اچھی ہے۔

دلی میں واپسی

میں ۲۲ جنوری کو حیدرآباد سے دہلی میں واپس آیا تو منادی اخبار کی بے قاعدگی درست کرنے کے کام میں مصروف ہو گیا۔ جب حیدرآباد گیا تھا [illegible] وقت بھی کاپی نویسوں کی کمی تھی اور [illegible] ۱۰۰ چھاپے خانوں کی دشواری تھی یعنی دہلی میں [illegible] کے چھاپے خانے موجود ہیں اور [illegible] سے [illegible] ہزار ایک کاپی کی چھپائی کے دئے جاتے تھے [illegible] روپے ہزار تک چھپائی دی جاتی تب بھی [illegible] ٹھیک وقت پر اخبار چھاپ کر دیتا [illegible] چھاپ کر دیتے ہے۔ [illegible] اور کاتبوں [illegible]

میں دیکھ کر گیا تھا۔ اب دو مہینے کے بعد واپس آیا تو خیال تھا کہ لڑائی بند ہو جانے کی وجہ سے سرکاری اور جنگی لکھائی چھپائی ختم ہو گئی ہے۔ اب دہلی میں کتابوں کا اور اخبار کا چھپوانا آسان ہو جائے گا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ مشکلات پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہیں۔ ۲۴ جنوری جمعرات کے دن سے ۳۱ جنوری جمعرات کے دن تک لگاتار آٹھ دن کوشش کی تب کہیں بمشکل اخبار کا ایک حصہ چھپوا کر تیار ہوا۔ کیونکہ جس چھاپے خانے میں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ فرصت نہیں ہے پہلا کام جمع ہے۔ منشی قربان علی صاحب کی وفات کے بعد [illegible] پریس کا کام بھی رک گیا تھا۔ [illegible] بجلی سے چلنے والی مشین تھی۔ [illegible] مشین تھی۔

میں چاہتا تھا کہ روزنامچے کا سلسلہ بہت دیر نہ ہوتے [illegible] ۹ فروری کا منادی شائع ہو تو [illegible] سات فروری تک کا روزنامچہ [illegible] ہو جائے گا [illegible] بہت طویل تھا [illegible] ۱۷ ر ۲۵ جنوری کا منادی شائع کرنا ضروری سمجھا گیا۔ اور اب کوشش کی جائے گی کہ ۹ اور ۱۷ فروری کا منادی [illegible] باقی ماندہ تمام مضامین کو پورا کرے

خطاب کی تہنیت

میں چاہتا تھا کہ [illegible] خطاب کی نسبت مبارکباد کے جتنے تار [illegible] ان کا شکریہ بذریعہ الگ الگ [illegible] ادا کروں [illegible] میں کوئی ذکر [illegible] درج نہ [illegible] لیکن [illegible] انگریزی اخبارات [illegible] مخالفین [illegible] لکھ رہے ہیں ہندوستان [illegible] مسلمان اس خطاب کے موافق نہیں ہیں [illegible] کی کوئی [illegible] تسلیم نہیں ہے [illegible] خطاب دیا جاتا ہے۔

[illegible] خطاب کی خواہش نہیں تھی بلکہ میں پہلے [illegible] سے خلاف کر چکا تھا اور اب بھی [illegible] چاہتا تھا تاہم چونکہ میں اپنے شہنشاہ کی عزت کرتا ہوں اس [illegible]

دئے ہوئے خطاب کی عزت بھی میرے دل میں ہے اب چونکہ مخالف اخباروں کی [illegible] تحریروں سے یہ اثر پیدا ہو سکتا ہے کہ عوام اور انجان ہندوستانی یہ سمجھنے لگیں کہ بادشاہ سلامت نے یہ خطاب بلا استحقاق مجھے دیا ہے اور اس کی وجہ سے میرے [illegible] میں [illegible] ہوتی ہے جو میں خدمت خلق کی نیت سے [illegible] اس لئے مجھے ضروری معلوم ہوا کہ میں ان سب تاروں اور خطوں کو شائع کروں جو ہندوستان کے ہر صوبے سے اور باشندگان ایران و افغانستان و عربستان کی طرف سے میرے پاس آئے ہیں۔ اور ہر خط میں ایک خاص قسم کی [illegible] موجود ہے اس واسطے ان کا شائع کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مخالفوں کو اور ان لوگوں کو جو مخالفانہ تحریریں پڑھتے ہیں یہ اندازہ ہو جائے کہ ہندوستان کی رائے میری نسبت وہ خیال نہیں رکھتی جو مخالفین مشہور [illegible]

ہو رہا ہیں تاکہ مجھے اور میرے بعد کے [illegible] والوں کو یہ سب لوگ یاد آتے رہیں جنہوں نے میرے ذاتی معاملے کے ساتھ محبت اور تعلق کا اظہار کیا تھا اس لئے میں روزنامچہ ملتوی کر کے آج سے اخبار میں تار درج کرتا ہوں اور خطوں کی فہرست اور آئندہ ۹ فروری اور ۱۷ فروری کے منادی میں وہ سب خطوط درج کرا دوں گا۔ جو اس سلسلے میں اب تک آئے تھے اور جو برابر آتے رہتے ہیں اور غالباً ہفتہ دو ہفتے تک آتے رہیں گے۔

میں اپنے مخالفوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اگر ان کی شیطانی اور خناسی اور وسواسی تحریریں منظر عام پر نہ آتیں اور تاریکی کی فضا قائم نہ کر دیتیں تو محبت اور تعلق کے یہ ملکوتی ستارے اپنی چمک دمک نہ دکھا سکتے جو میرے قلم سے اور میرے محبت کرنے والوں کے قلم سے نمودار ہوئے ہیں۔ والسلام علیٰ عباد اللہ الصالحین - حسن نظامی۔

تہنیت کے تاروں کا شکریہ

میں بہت سے [illegible] تہنیت [illegible] آئے ہیں ان کا رسمی الفاظ میں شکریہ ادا کرنا انگریزی تہذیب کی تقلید ہے۔ اور میں سیاست اور تمدن کے اعتبار سے [illegible] انگریزی تہذیب [illegible] رسمی نہ ہونی چاہیئے جیسی انگریزی تہذیب کی ملاقاتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتی ہے۔ [illegible] ملتے ہیں تو کہتے ہیں جب آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ حالانکہ ان کے دل اور دماغ میں ایک ذرہ سے [illegible] کے برابر بھی خوشی نہیں ہوتی [illegible] چاہتا ہوں کہ اُردو زبان میں انگریزی خط و کتابت کے رسمی الفاظ مکانات نہ بنا سکیں۔ اس سے ہماری پرانی تہذیب کی بنیاد [illegible] کا [illegible] ہو جائے گا۔ — حسن نظامی۔

ولی عہد حضور نظام کا تار اور شکریہ

"[illegible] مبارک [illegible] دلی دل سے قدر کرتا ہوں اور [illegible] خوشی ہوئی کہ آپ کو بھی نئے سال کا اعزاز عطا ہوا ہے۔" اعظم جاہ

شکریہ: [illegible] اور [illegible] اس واسطے [illegible] ہزاروں برس کی پرانی قومیں بھی آباد ہیں اور بعد کی آئی ہوئی یمن چھتری ویش شودر قومیں بھی آباد ہیں اور عرب ترک ایرانی تورانی افغانوں کی نسلیں بھی آباد ہیں۔ اس واسطے جب [illegible] سلطنت کے سپہ سالار اور ولی عہد [illegible] اعظم جاہ بہادر نے مجھے خطاب کی مبارکباد کا تار دیا تو میں نے ان دعائیہ الفاظ میں شکریہ ادا کرنا اپنی صداقت اور اخلاص مندی کے لئے ضروری سمجھا "خدا آپ کو اور آپ کی سلطنت کو اور آپ کے والد ماجد کو اور آپ کے بیوی بچوں کو اور آپ کی وفادار رعایا کو ہر قسم کی خوش دلی اور کامیابی عطا فرمائے۔ اور آپ ان خطابات کو ایک بڑی چیز سمجھ کر مجھ جیسے لوگوں کے ہمیشہ دل بڑھاتے رہیں۔ حسن نظامی

مہاراجہ سندھیا کا تار اور شکریہ

"براہ مہربانی میری انتہائی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ آپ کو جو خطاب عطا ہوا ہے آپ اس کے پورے مستحق تھے۔" سندھیا مہاراجہ

شکریہ: جس طرح آپ سری رام چندرجی کے ارشاد "سمہ چیہ پرم سکھم" سب کو ایک نگاہ دیکھنے میں بڑا سکھ ہے کے مطابق اپنی ہندو مسلمان رعایا کو محبت اور انصاف کی ایک نظر سے دیکھتے ہیں اسی طرح آپ نے مجھ بیرونی مسلمان کو اپنے دل میں جگہ دیکر اور اپنے تار سے محبت ظاہر کر کے ممنون فرمایا۔ حسن نظامی

نواب صاحب رام پور کا تار اور شکریہ

"آپ کے خطاب [illegible] مبارکباد"

نواب [illegible]

شکریہ: آپ آل نبی اولاد علی ہیں۔ اور میرے دل میں اُس وقت سے رہتے ہیں جب آپ ولی عہد تھے۔ اور اُس وقت سے آج تک آپ کی محبت کی خوشبو صبح سے شام تک میری طرف آتی رہتی ہے۔ اور میں آپ کے تار کو "تاجدار رام پور" کا تار نہیں "شہر یار آرام پور" کا تار سمجھتا ہوں۔ حسن نظامی

نواب صاحب بہاول پور کا تار اور شکریہ

"براہ مہربانی خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ اس خطاب کے آپ پورے مستحق تھے۔"

نواب فرمانروا

شکریہ: خلافت عباسیہ کی یکتا یادگار کو خدا نے ملک بھی وہ مرحمت فرمایا ہے جو مرکز اسلام سرزمین حجاز سے ملتا جلتا ہے۔ اس واسطے مجھ پر اُن کی تہنیت کی بڑی شکرگزاری عائد ہوتی ہے اور اس کو میں ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

نواب صاحب پالن پور کا تار اور شکریہ

نئے سال کے خطاب کی پرجوش مبارک باد جس کے آپ بخوبی مستحق تھے۔ نواب (صاحب)

شکریہ: سرزمین گجرات کے تاجدار۔ طلوع اقبال قومیت کی یادگار۔ پیارے بھائی ہز ہائی نس نواب طالع محمد خان صاحب فرمانروا ریاست پالن پور کی پرانی محبتوں میں اس تہنیت نے ایک اور اضافہ کیا۔ تھینک یو مائی ڈیئر نواب! حسن نظامی۔

سلطان چترال کا تار اور شکریہ

"نئے خطاب کی دلی مبارک باد" مہتر چترال

شکریہ: میرے پیارے درویش صفت شہریار سر سلطان شجاع الملک مرحوم کے فرزند۔ نسل تیمور کے نیر درخشاں اور حاجی الحرمین عارف قرآن سلطان ناصر الملک کے بھائی۔ ہز ہائی نس مظفر الملک فرمانروا چترال کی تہنیت اُن تاریخی تعلقات کو ظاہر کرتی ہے جو اُن کے والد اور بھائی کے زمانے سے میرے ساتھ قائم ہیں۔ اُن کی ریاست کی سرحد روس سے ملتی ہے۔ افغانستان سے ملتی ہے۔ اور ہندوستان کی سرحد کے لئے وہ روشنی کا مینار ہے اور میرے دل میں اور میری مسلمان قوم

کے دل میں اس کی بہت بڑی عزت ہے۔ اس لئے میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

رانا صاحب ڈھول پور کا تار اور شکریہ

"خطاب کی مبارک باد" مہاراجہ رانا

شکریہ کہ مناد و ہدایت کے عارف اور لباس حکومت میں ملبوس درویش کا دل رکھنے والے پریم مورتی رانا صاحب ڈھول پور کی مبارک باد مجھے ہمیشہ شاد رکھے گی۔ دلی شکریہ حسن نظامی

سر مہاراجہ صاحب جہانگیر آباد کا تار اور شکریہ

"دلی مبارک باد آپ کو دئے جانے سے خطاب کی عزت افزائی ہوئی" مہاراجہ جہانگیر آباد

شکریہ کہ ہندوستان کے عادل اعظم شہنشاہ جہانگیر کی یادگار جہانگیر آباد کے رئیس اور علوم و فنون کے حامی و مددگار کا یہ تار اُن کی ساد قانہ محبت کی یاد قائم رکھنے والا ہے۔ حسن نظامی

راجہ صاحب سلیم پور کا تار اور شکریہ

"دلی مبارک باد اور نئے سال کی مسرتوں کی دعا" (راجہ صاحب) سلیم پور

شکریہ کہ قلب سلیم اور عمل سعید رکھنے والے، سیاست و عبادت و امارت کے پیکر راجہ صاحب! آپ کا تار دیکھ کر میں نے کہا اگر راجہ صاحب اوراد و وظائف سے فارغ ہو گئے ہوں تو دلی شکر گزاری کا پیغام اُن تک پہونچا دو۔ حسن نظامی

ٹھاکر صاحب آمود اور اُن کی بیگم کا تار اور شکریہ

"براہ مہربانی اپنے ممتاز خطاب کی دلی مبارکباد قبول فرمایئے" ٹھاکر اور بیگم آمود

شکریہ کہ فرزند روحانی ٹھاکر جسونت سنگھ مہاراناجلال الدین اور اُن کی بیگم محمودہ صدیقہ کے مشترکہ تار نے میری روح کو شاد کام کیا۔ خدا اُن دونوں کو اور اُن کی ریاست کو اور اُن کے بچوں کو ہمیشہ شاد کام رکھے کہ وہ ساڑھے پانچ لاکھ نومسلم راجپوتوں کے سردار ہیں۔ حسن نظامی

نواب سالار جنگ بہادر کا تار اور شکریہ

"خطاب کی دلی مبارک باد" سالار جنگ

شکریہ کہ قرآن مجید نے فرمایا "یوسف ایہا الصدیق" اور میں نے کہا "میرے پیارے سچے یوسف علی اویسی نواب سالار جنگ بہادر کی تہنیت کا اُن کی خاندانی اور تاریخی عظمت و خدمات سلطنت آصفیہ کا لحاظ کر کے اور اُس خلوص و محبت کو مدنظر رکھ کر جو اُن کو چوتھائی صدی سے میرے ساتھ ہے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا دیتا ہوں کہ جب وہ کسی بزم میں پردہ ہٹا کر نمودار ہوا کریں تو اُن کو دیکھنے والے اپنے ہاتھ چھیلا کریں اسی طرح نہ کاٹ لیں جس طرح زلیخا کے گھر میں مصری عورتوں نے یوسف کا جمال دیکھ کر ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ تھینکس مائی ڈیر یوسف! حسن نظامی

سر محمد عثمان کا تار اور شکریہ

"خطاب کی پُر جوش مبارک باد" سر محمد عثمان

شکریہ کہ مدراس کے گورنر اور وائسرائے کی انتظامی کونسل کے ممبر اور عبادت ربانی کے حجرے میں عابد اکبر! آپ کی محبت اور عقیدت اور صداقت کا میرے دل پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور میں اپنے دل کی گہرائی کی پوری شکر گزاری ظاہر کرنی چاہتا ہوں۔ حسن نظامی

امین الملک سر مرزا اسمٰعیل کا تار اور شکریہ

"نئے خطاب کی دلی مبارک باد۔ امید ہے کہ اس سے بڑے بڑے خطابات آپ کو ملینگے" (سر مرزا اسمٰعیل)

شکریہ کہ جسم ہندوستان، روح ایران، امین الملک سر مرزا اسمٰعیل وزیر اعظم میسور و جے پور جیسے باکمال اور باعمل اور مجسم عقل و دانش کی تہنیت پر جتنا فخر کروں کم ہے۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی

کرنل شہامت اللہ خاں صاحب کا تار اور شکریہ

"براہ مہربانی میری دلی مبارک باد قبول فرمایئے" کرنل شہامت اللہ خاں۔

شکریہ کہ میرے مرحوم دوست سر حشمت اللہ خاں صاحب وزیر گوالیار کے بھائی کرنل شہامت اللہ خاں صاحب کی پرانی وضعداری اور محبت کی ایک اور مثال اس تار کے ذریعہ مجھ تک آئی۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

کرنل مقبول حسن صاحب قریشی کا تار اور شکریہ

"براہ مہربانی خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمایئے۔ آپ کو اس خطاب کا پورا پورا حق تھا"

شکریہ کہ محب الفقراء مقبول بارگاہ اولیاء اللہ چشتیہ اور قادریہ سلسلوں کے فیضان کے فیض یافتہ ہز ہائی نس نواب صاحب بہاول پور کے وزیر حضوری! آپ کا تار میرے ایک روحانی بھائی کا تار ہے۔ حسن نظامی

دیوان صاحب جوناگڈھ کا تار اور شکریہ

"میری طرف سے خطاب کی دلی مبارکباد آپ اس خطاب کے پوری طرح مستحق تھے"

شکریہ کہ آپ نے گجرات کاٹھیاواڑ کی سب سے بڑی اسلامی ریاست جوناگڈھ کے عروج و ترقی کے جو بڑے بڑے کام کئے ہیں ان کا لحاظ کر کے میں آپ کے تار کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

رائے بہادر اے پی کھنہ صاحب کا تار اور شکریہ

"آپ کے گراں قدر خطاب کی دلی مبارک باد۔ اور پُر مسرت نئے سال کے لئے بہترین خواہشات"

شکریہ کہ پیارے بھائی کھنہ جی! آپ برسوں سے

میرے دل کے اندر رہتے ہیں۔ اور میرا دل آپکو بہت ملنسار اور بہت اچھا مہمان مانتا آیا ہے اس تار کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب کا تار اور شکریہ

"دلی مبارکباد" چودھری مشتاق احمد۔

شکریہ: آپ نے دہلی کی سُنّی اوقاف مجلس کی جو خدمات انجام دی ہیں اُن کا لحاظ کر کے اور اُس دیرینہ تعلق کا خیال کر کے جو آپ کو میرے ساتھ ہے میرے دل پر آپ کی مبارکباد کا بہت اثر ہوا۔ شکریہ قبول کیجئے۔ حسن نظامی

سیٹھ یعقوب لال جی کا تار اور شکریہ

"امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے "شمس العلما" خطاب کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ اس خطاب کے بہت زیادہ مستحق تھے"

شکریہ: نامور باپ سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی کے لائق فرزند! جو تعلق مجھے آپ کے والد اور اُنکے بچوں کے ساتھ ہے اور جو محبت آپ سب کو میرے ساتھ ہے اس میں اس تار نے بہت اضافہ کر دیا۔ حسن نظامی

رسول خاں صاحب کا تار اور شکریہ

"دلی مبارکباد۔ خدا آپ کو اسلام کی خدمت کرنے کے لئے طویل عمر اور تندرستی عطا فرمائے" رسول خان ایچ پٹھان بیرسٹر بڑودہ صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ۔

شکریہ: گجراتی اور ریاستی مسلمانوں کے نیرِ درخشاں! آپ نے جو مدد بڑودہ ریاست اور دوسری ریاستوں کے مسلمانوں کی اپنی قابلیت اور رسوخ سے کی ہے اس کا لحاظ کر کے اور اُس دیرینہ محبت اور تعلق کا خیال کر کے جو آپ کو میرے ساتھ ہے میں اس مبارکباد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

حاجی داؤد حاجی ناصر ماوجی کا تار اور شکریہ

"خطاب کی دلی مبارکباد۔ آپ کی بے خوف اسلامی خدمات اس سے بڑے اعزاز کی مستحق ہیں خدا آپ کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ آپ بڑے بڑے اعزازات کی مسرتیں حاصل کریں"

شکریہ: آپ میرے باپ دادا یعنی اہل بیت اطہار کے سچے شیعہ ہیں۔ اور بمبئی میں آتا ہوں تو آپ کا گھر خود میرا گھر بن جاتا ہے۔ اس لئے آپ کے تار کی شکر گذاری درحقیقت خود اپنی شکرگذاری ہے۔ حسن نظامی

نواب ممتاز الدولہ کا تار اور شکریہ

"آپکے نئے اعزاز کی دلی مبارکباد" ممتاز الدولہ از جے پور۔

شکریہ: نواب سر فیاض علی خان بہادر مرحوم رئیس پہاسو وزیر اعظم جے پور کے پوتے کی مبارکباد آئے اور میں خوش نہ ہوں۔ تھینک یو ویری مچ ممتاز الدولہ! حسن نظامی۔

شفاء الملک صاحب کا اردو تار اور شکریہ

"دلی مبارکباد قبول کیجئے" شفاء الملک (خان بہادر حکیم حبیب الرحمن خان صاحب ڈھاکہ بنگال)

شکریہ: یہ شکریہ ہے ایک بیمار کا۔ اور سید کا۔ اس کے لئے جو شفاء الملک بھی ہے۔ اور خان بہادر بھی ہے۔ اور میرے رحمن کا حبیب بھی ہے۔ اور ۱۹۰۸ء کی ایک تاریخ سے ۱۹۴۶ء کی تاریخ تک ڈھاکے سے اُن کی محبت کی لہریں آتی رہی ہیں اور انشاء اللہ آخر تک آتی جاتی رہیں گی۔ حسن نظامی

فضلی برادران کا تار اور شکریہ

""شمس العلما" کا خطاب حاصل ہونے کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ آپ اس خطاب کے بہت زیادہ مستحق تھے" ایس۔ ایف۔ حسنین۔ پریذیڈنٹ کمپنی فضلی برادران بمبئی۔

شکریہ: ہمارے بھائی حسنین فضلی کی تہنیت کا تار کلکتے سے لیکر بمبئی تک اور بمبئی سے دہلی تک

اور دہلی سے حیدرآباد تک میری بہت سی شکر گذاریوں کا مستحق ہے۔ حسن نظامی

زبیر احمد صاحب کا تار اور شکریہ

"خطاب کی دلی مبارکباد میری طرف سے اور شالیمار کمپنی کے اسٹاف کی طرف سے اور ملک صاحب کی طرف سے قبول فرمائیے" ڈبلو۔ زیڈ۔ احمد مالک شالیمار فلم کمپنی پونہ۔

شکریہ: شالیمار پکچرس کے مالک ڈبلو زیڈ احمد صاحب نے اپنی طرف سے اور اپنے اسٹاف کی طرف سے اور ملک صاحب کی طرف سے تہنیت بھیجی۔ میں بھی سب طرف جھک جھک کر شکریے کے سلام کرتا ہوں۔ حسن نظامی

مولانا شہید صاحب کا عربی تار اور شکریہ

"بارک اللہ و رفع درجاتکم" (مولانا محمد شہید۔ اور حبیب میاں فرنگی محل لکھنؤ۔

شکریہ: ایوان فرنگی محل کے روشن چراغوں نے بھی اپنی محبت و عنایت کی روشنی عربی الفاظ کے تار میں بھیجی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ حسن نظامی

آغا داشی صاحب کا تار اور شکریہ

"خطاب کی دلی مبارکباد" داشی

شکریہ: کہا کابل کو میں جاؤں۔ کہا کابل کو تم جاؤ۔ کہا افغان کا ڈر ہے۔ کہا افغان تو ہوگا۔ چنانچہ آغا محمد یعقوب خاں صاحب داشی افغانی ایڈیٹر رسالہ "آجکل" دہلی نے بھی افغانی محبت کے پُر جوش الفاظ میں تہنیت بھیجدی۔ بہت بہت شکریہ۔ آج بھی اور کل بھی۔ اور پرسوں بھی۔ حسن نظامی

سید صدر العلیٰ صاحب کا تار اور شکریہ

"دلی مبارکباد۔ آپ اس خطاب کے پورے حقدار تھے"

شکریہ: آپ کا شکریہ۔ سید کہف الوریٰ کا شکریہ

سید بدرالدجیٰ کا شکریہ۔ اور اُس پورے درود کا شکریہ جس میں اس قسم کے بہت سے اضافہ جمع ہوں۔ حسن نظامی

پریمی نظامی کا تار اور شکریہ

"خطاب مبارک" پریمی نظامی ایڈیٹر اخبار دین احمد آباد

شکریہ: نظام کا شکریہ۔ دین کا شکریہ۔ پریم کا شکریہ۔ پریم مورتی کا شکریہ۔ حسن نظامی

مولانا تاج پیراں کا تار

دلی مبارکباد قبول فرمائیے خطاب کے لئے۔

تاج پیراں نظامی از اننت پور۔

شکریہ: مولانا ہو۔ تاج پیراں ہو۔ تمہاری جانماز میرے دل میں ہے۔ حسن نظامی

صوت حقانی کا تار

میری اور اخلاق احمد کی طرف سے اپنے مستحق خطاب کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

اقبال احمد صدیقی سپروائزر پوسٹ آفس علی گڑھ

شکریہ: تمہارا اور تمہارے فرزند صوت حقانی کا تار میرے دل پر نقش ہوا۔ حسن نظامی

نظامیہ جماعت ادہونی کا اردو تار

خطاب شمس العلماء آپ کو مبارک ہو۔

نظامیہ جماعت ادہونی۔

شکریہ: تم سب ہندو مسلمان نظامی فیضان سے صاحب عرفان بنو۔ حسن نظامی

نظامیہ جماعت احمد آباد کا تار

تمام نظامی بھائیوں کی طرف سے مبارکباد۔

مرسلہ صبغۃ اللہ شاہ نظامی نجم الدین نظامی حکیم شفا نظامی اور پریمی نظامی۔ از احمد آباد

شکریہ: حق اللہ۔ عشق اللہ۔ تم سب کے دل اللہ کے نورانی خطاب سے روشن رہیں۔ حسن نظامی

حکیم احمد حسن خاں نظامی کا تار

"خطاب کی دلی مبارکباد" حکیم احمد حسن خاں نظامی از دہلی

شکریہ: شاہی اطبائے دہلی کے گھرانے سے فرزند روحانی کا تار آیا دل کو بھایا۔ حسن نظامی

خوش منظر کا تار

"شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد"

خوش منظر از دہلی۔

شکریہ: پیارے چشم نواز کے پیارے تار کا شکریہ۔ حسن نظامی

حکیم شفا نظامی کا اردو تار

"شمس العلماء مبارک" حکیم شفا نظامی از احمد آباد

شکریہ: خدا تم کو دست شفا عطا فرمائے۔ حسن نظامی۔

ملنسار نظامی کا اردو تار

"خطاب مبارکباد" محمد دین ملنسار نظامی دہلی

شکریہ: تم میرے ہادی کے فرزند ہو اور میرے دل میں رہتے ہو۔ حسن نظامی

بوہرے بھائی کا اردو تار

شمس العلماء خطاب کی عزت بڑھی۔ مبارک

حکیم الدین از اننت پور۔

شکریہ: خوب بات لکھی کہ خطاب کی عزت بڑھی دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

سچے دوست کا تار

خطاب کی مبارکباد۔ منشی ضمیر احمد مختار از نگینہ

شکریہ: یہ تار دوست کا ہے محسن کا ہے۔ سچے مسلمان کا ہے۔ شکریہ۔ حسن نظامی

ڈپٹی کلکٹر صاحب بجنور کا تار

انتہائی دلی مبارکباد۔ لائق علی خاں از بجنور

شکریہ: اخوت اسلامی کے تعلق پر عمل کرنے والے کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ملتان والے کا تار

خطاب کی مبارکباد۔ رب نواز خان از دہلی

شکریہ: ملتان کے محبان اہل بیت کی محبت کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

معین صاحب کا تار

شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد۔

غلام حسین معین از احمد آباد۔

شکریہ: یا حسین۔ یا معین۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی

سپوت نظامی کا تار

آدرہ کی نظامیہ جماعت کی طرف سے خطاب شمس العلماء کی مبارکباد۔ سپوت نظامی، آدرہ، بہار

شکریہ: بہار کی روحانی اولاد کی مبارکباد محبت کی لوح پر نقش ہوئی۔ حسن نظامی

سندھی ستارے کا تار

خطاب شمس العلماء کی دلی مبارکباد۔

غلام احمد نظامی اور بھائی از کراچی۔

شکریہ: تم روحانی فرزند تمہارے بھائی اسلامی برادری۔ تم سندھ کے ستارے۔ ہم تم کو دیکھنے والے۔ حسن نظامی

جاپان والے محمد احمد صاحب کا تار

خطاب کی مخلصانہ مبارکباد قبول کیجئے۔

محمد احمد فرزند شیخ فیروز الدین صاحب از کلکتہ

شکریہ: آپ کے والد شیخ فیروز الدین صاحب کو اللہ نے تجارتی عقل دی مسلمانوں کا دل دیا آپ جیسی لائق اولاد دی۔ آپ سب دہلی کیلئے اور پنجابی قوم کیلئے فخر ہیں۔ شکریہ حسن نظامی

موتیوں کے تاجر کا تار

شمس العلماء کا خطاب حاصل ہونے کی مبارکباد۔ سیٹھ حاجی عثمان موتی والے از بمبئی

شکریہ: آپ کی مبارکباد موتیوں میں تولنے کے لائق ہے۔ حسن نظامی

راجکوٹ کا تار

خطاب شمس العلماء کی دلی مبارکباد۔ سیٹھ [illegible]

دلی محمد۔ از راجکوٹ کاٹھیاواڑ۔
شکریہ کہ گاندھی و جناح اور سوامی دیانند کے وطن کاٹھیاواڑ میں رہنے والے دوست کے تار کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ہاشم حاجی یوسف کا تار

شمس العلماء کے اعزاز کی دلی مبارکباد جس کے آپ پورے مستحق تھے۔ ہاشم حاجی یوسف از بمبئی
شکریہ کہ میں ہاشمی تم ہاشم دونوں ایک دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ناشر الدولہ کا تار

انتہائی دلی مبارکباد آپ کے پورے مستحق اعزاز کی۔ سید محمد منیجنگ ڈائرکٹر اورنیٹ پریس بمبئی
شکریہ کہ آپ نے اورنیٹ پریس کے ذریعہ مسلمان قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے اس لئے آپ کو ناشر الدولہ کہنا چاہئے اور صوت مسلم بھی۔ حسن نظامی۔

سیٹھ محمد ابراہیم کا تار

نئے سال کے اعزاز کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ سیٹھ محمد ابراہیم از مدراس
شکریہ کہ مدراس کے بڑے تاجر ریڈیو اور میرے بہت پرانے دو[illegible] مبارکباد کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

سجادہ نشین حب[illegible] صفا کا تار

خطاب کی دلی مبارکباد۔ معین الدین فریدی سجادہ نشین رجب پور۔ یو پی۔
شکریہ کہ گلیم درویشی اور حجرۂ فقراء کے شریک حال بھائی کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ڈپٹی کمشنر صاحب کا تار

نئے سال کے اعزاز کی انتہائی دلی مبارکباد

مبارک علی شاہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر گڑگانوہ
شکریہ کہ محب الفقراء، مقبول بارگاہ اولیاء اللہ حاکم الدین سید بھائی کی مبارکباد کا شکریہ۔ اور دل کی دعائیں۔ حسن نظامی۔

حاجی محمد حبیب کا تار

شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد۔ سیٹھ حاجی محمد حبیب ولی اللہ احمد آباد والے از بمبئی
شکریہ کہ آپ کے خاندان کا نام احمد آباد سے حجاز تک روشن ہے۔ دلی شکریہ۔ حسن نظامی

مولانا طلحہ کا تار

شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد مسٹر اور بیگم طلحہ از لکھنؤ۔
شکریہ کہ آپ کا نام بھی قدیم آپکی دوستی بھی قدیم آپکی اور بیگم صاحبہ کی عنایت کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

مولانا محمد عثمان احمدی کا تار

شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد۔ اہلیہ اور بچوں کی طرف سے بھی۔
محمد عثمان احمدی از لکھنؤ
شکریہ کہ یو پی میں قادیانی جماعت کے ہیرو اور اپنے پرانے دوست کا دلی شکریہ۔ اور دل کی دعا۔ حسن نظامی۔

نقاش گجرات کا تار

نئے سال کا اعزاز حاصل ہونے کی دلی مبارکباد۔ محمد شریف چھیپہ آنریری سکرٹری احمد آباد چھینٹ پرنٹنگ ایسوسی ایشن احمد آباد
شکریہ کہ آپ کی مبارکباد میرے دل کی سفید چادر پر نقش ہو گئی۔ شکریہ حسن نظامی

حاجیوں کے ناخدا کا تار

آپ کے موزوں خطاب کی مبارکباد۔ عبدالحمید اسمعیل نمائندہ سندھیا جہازراں کمپنی بمبئی۔
شکریہ کہ آپ نے اور آپ کی سندھیا کمپنی نے حاجیوں کی آسائش سفر حج کا جو کام اپنے جہازوں کے ذریعہ کیا وہ میری قوم کے دل پر نقش ہے۔ شکریہ۔ اور دعا۔ حسن نظامی۔

ہم وطن کا تار

خطاب مبارکباد۔ محمد یعقوب میونسپل کمشنر دہلی از پونہ
شکریہ کہ آپ میرے ہم شہر و ہم وطن ہیں۔ دلی شکریہ اور دعا۔ حسن نظامی۔

حکیم نثار احمد نظامی کا تار

دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ حکیم نثار احمد نظامی جود صوبہ
شکریہ کہ فرزند روحانی کی عقیدت سے مسرت ہوئی۔ دعا دیتا ہوں۔ حسن نظامی۔

فرزند روحانی کا تار

آپکے خطاب کی مبارکباد۔ از انیس الرحمن دہلی
شکریہ کہ میرے دوست حضرت مولانا شاہ اللہ الرحمن مرحوم کی یادگار کی تہنیت سے خوشی ہوئی دعا حسن نظامی

سید راشد حسین کا تار

شمس العلماء خطاب مبارکباد۔
شکریہ کہ تم سرسید کے نواسے ہو۔ تمہارے نانا نے علم کا سورج روشن کیا تھا۔ شکریہ۔ حسن نظامی

فرزند دل نشین کا تار

خطاب کی مبارکباد۔ (روشن دل سید) اصغر حسین نظامی۔ از کان پور۔
شکریہ کہ تم فرزند روحانی ہو اور میرے دل میں رہتے ہو۔ اور میں تمہارے دل میں رہتا ہوں۔ دعا

میرٹھ کے بھائی کا تار

دلی مبارک باد۔ مولوی حاجی حافظ حفیظ الدین تاجر صدر بازار میرٹھ۔

شکریہ } آپ بھائی بھی۔ دوست بھی۔ مولوی بھی حاجی بھی۔ عقیدت مند بھی۔ بہت بہت شکریہ۔ سب کو نام بنام دعا۔ حسن نظامی۔

مہرہ جی کا تار

شمس العلماء خطاب ملنے کی دلی مبارک باد۔ پرمیشوری داس مہرہ از بمبئی۔

شکریہ } جے پرم ایشور آپ کی سچی محبت کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

سوراشٹر بنک کا تار

مبارک باد۔ قریشی آف سوراشٹر بینک بمبئی

شکریہ } بنک کی چھنا چھن کے نقار خانے سے طوطی کی مبارکباد آئی۔ شکریہ۔ حسن نظامی

خوجہ برادری کے نظامی کا تار

بستحق اعزاز کی مبارک باد۔ حسین محمد بھائی حاجی بھائی نظامی بمبئی۔

شکریہ } تم روحانی اولاد۔ تم علم و عمل کی تصویر۔ تم پیکر عقیدت۔ تم مجھ میں۔ میں تم میں۔ تمہاری خوشی میری خوشی۔ حسن نظامی

سب جج کا تار

نئے سال کے اعزاز "شمس العلماء" کی انتہائی دلی مبارک باد۔ عبدالملک سب جج کھولنہ بنگال

شکریہ } تم اور تمہاری بیوی میری روحانی اولاد ہو۔ تم سب کی خوش دلی کی دعا۔ حسن نظامی۔

شیخ احمد صاحب کا اردو تار

خطاب کی مؤدبانہ مبارک باد عرض ہے۔ کے شیخ احم

آف ادہونی از اننت پور۔

شکریہ } جب ادہونی آتا ہوں آپ کے عالیشان ایوان میں قیام پاتا ہوں اور آپ کی بے غرض محبت اور مہمان نوازی کا احسان مند ہوتا ہوں۔ اس تہنیت نے اس پر اضافہ کیا۔ حسن نظامی

پریم راگی قوال کا اردو تار

شمس العلماء مبارکباد۔ پریم راگی از بمبئی

شکریہ } تمہاری قوالی مجھ جیسے لاکھوں انسانوں کے دل اور دماغ کو خدا کی یاد تک پہونچاتی ہے اس مبارکباد میں بھی قوالی کا مزا ڈھونڈنا چاہتا تھا۔ مگر نہ ملا۔ تاہم اس تعلق کا شکریہ جو تمہارے دل کو سالہا سال سے میرے ساتھ ہے۔ حسن نظامی

حور بانو نظامی کا اردو تار

"خطاب مبارک ہو" حور بانو نظامی از دہلی

شکریہ } تم میری بڑی بیٹی ہو۔ اور میری پرانی مرید بھی ہو۔ اور میرے بعد عورتوں کی تلقین کے لئے میری خلافت کا حق بھی تم کو پہونچتا ہے تم مجھے دنیا کے خطاب کی مبارک باد دیتی ہو۔ میں تم کو دین اور دنیا کی شادمانی کی دعا دیتا ہوں۔ زندہ باد میری خلیفہ! حسن نظامی

پیارے بیٹے کا اردو تار

"آپ کا خطاب ہم بچوں کو مبارک ہو" (خواجہ) سید علی نظامی از طرف خاندان خواجگان۔

شکریہ } پیارے فرزند علی کو پردیسی باپ کی طرف سے معلوم ہو کہ جتنی مبارکبادیاں زبانی اور ٹیلیفون اور تاروں اور خطوں کے ذریعے ابتک میرے کانوں اور میری آنکھوں تک پہونچی ہیں اُن سب سے زیادہ صحیح اور گہرا اور اصلی تہنیت نامہ تمہارا یہ تار ہے۔ مجھے یہ تار سننے کے بعد اتنی خوشی ہوئی کہ میں نے اپنی حیدرآبادی مجلس میں روزانہ اس خوشی کو ظاہر کیا۔ تم بھی سلامت رہو۔ اور تمہارے بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی اور بہنیں اور تم سب کے بیوی بچے بھی۔ تاکہ تم سب وہ چیز حاصل کر سکو جس کا اشارہ تمہارے تار میں ہے۔ حسن نظامی

پیارے داماد کا تار

خطاب کی مبارک باد قبول فرمائیے۔ سید عبدالسلام از علی گڈھ

شکریہ } مینی تھینکس مائی ڈیرسن! اس مبارکباد سے زیادہ آرام دینے والی وہ گرم جرابیں ہیں جو تم نے میری بیٹی اور اپنی بیوی رد حہ کے ذریعے مجھے بھیجی ہیں۔ تم سکندر ہوتے اور میں دیو جانس فلاسفر ہوتا تو کہدیتا سلام میاں! یہ تار رہنے دو گرم جرابیں کافی ہیں۔ حسن نظامی

میرے موٹر ڈرائیور کا اردو تار

"خطاب مبارک ہو" حضور کو۔ اُمی جان کو میاں حسین کو اور ماموں جان کو۔ شہاب الدین خان از دہلی۔

شکریہ } تمہاری مبارکباد تمہاری موٹر کی طرح دوڑتی ہوئی حیدرآباد پہونچی۔ حالانکہ پٹرول کوپن اُس کے پاس نہ تھے۔ خدا تم کو اور تمہارے بیوی بچوں کو شادکام رکھے۔ حسن نظامی

منادی کے اسٹاف کا اردو تار

"خطاب مبارک ہو" سید ذکی حسن۔ سید محمد یونس۔ مرزا سہراب شاہ مجی۔ ابو الکریم اسٹاف منادی

شکریہ } مجھے بہت خوشی ہوئی جب میں نے رات دن رفاقت کرنے والوں کی یہ برقی مبارکباد پڑھی۔ خدا تم سب کو بال بچوں سمیت شاد کام رکھے۔ حسن نظامی

اخوانی نظامی کا اردو تار

"ہز ہولی نس کو خطاب مبارک ہو"

(روشن دل) محمد صدیق اخوانی نظامی از دہلی۔

شکریہ کہ تم روحانی فرزند ہو۔ ولنگٹن کے نظامیوں کے قائم مقام ہو کر دہلی میں موجود ہو۔ اس واسطے تمہارا تار اکیلا نہیں ہے۔ ولنگٹن کے سب بھائی بھی اس میں شریک ہیں۔ حسن نظامی

کسٹم کلکٹر صاحب کا تار

براہ مہربانی خطاب کی مبارکباد اور بہترین خواہشات قبول فرمائیے۔ احسان الرحمٰن۔ کسٹم کلکٹر اور مدحت بانو ۔ کراچی

شکریہ کہ آپ میرے ہم وطن بھی ہیں اور بھتیجے داماد بھی ہیں۔ اور ایسے محنتی اور دیانت دار کارشناس کارگذار افسر بھی ہیں جن کو مسلمان قوم میں رات دن ڈھونڈا کرتا ہوں۔ اس واسطے آپ کا تار اور اپنی بھتیجی مدحت بانو کا تار دہلی سے حیدر آباد میں آیا تو میں نے کہا اس کو میری فیملی تہنیت میں شریک کردو۔ خدا آپ دونوں کو اور آپ کے بچوں کو سندھ کے سمندر کے کنارے سلامت اور خوش دل رکھے۔ حسن نظامی

ناظم جماعت نظامیہ سرحد کا اردو تار

خطاب شمس العلماء پر رسمی مبارک باد۔ قاضی میراں بخش نظامی۔ از دہادر (بلوچستان)

شکریہ کہ آپ قاضی بھی ہیں۔ حاجی بھی ہیں۔ عارف قرآن اور پابند شریعت اسلام بھی ہیں آپ کے تار نے سرحد اور بلوچستان کی نمائندگی کی ہے۔ اور میں نے رسمی لفظ سے وہی سبق حاصل کیا ہے جو تار لکھتے وقت آپ کے دل میں تھا۔

ادھر آؤ بڈھے حاجی! میرے پاؤں حیا تاکہ میرے پاؤں تیرے ہاتھوں کی تاثیر سے صراط مستقیم پر چل سکیں۔ حسن نظامی

نیر درخشان عربستان کا تار

شمس العلماء کے خطاب کی مخلصانہ مبارکباد۔ جو ہز مجسٹی کی گورنمنٹ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے بڑے خطابات اور درجات آپ کو حاصل ہوں گے۔ محمد علی زین علی رضا از بمبئی

شکریہ کہ چالیس برس کے عرب یار کا یہ تار ہے۔ اور اس عرب کا نورانی مسکراتا ہوا چہرہ بھی ساتھ لایا ہے۔ اس عرب نے ساری عمر کروڑوں روپئے قیمت کے موتی پرکھے ہیں۔ آج اسے کیا ہوگیا کہ وہ ایک امیٹیشن، موتی کی مبارکباد دے رہا ہے۔ تاہم کہنا پڑتا ہے۔ اشکرکم کثیرا۔ بارک اللہ۔ حسن نظامی۔

تاجر ایران کا تار

"شمس العلماء کا خطاب ملنے کی دلی مبارکباد جس کے آپ بخوبی مستحق تھے۔ آپ کی پُرمسرت طویل اور کامیاب زندگی کی دعا کرتا ہوں۔ محمد علی۔ علی رضا از بمبئی۔

شکریہ کہ کرم کردی آغا زندہ باشی خیلے خیلے ممنون شدم۔ وقتِ آنست کہ از دل فگاری ایران از صبح تا شام و از شام تا صبح در تصورات غم و الم محزون و ملول می باشم۔ حسن نظامی

چیف انجنیر صاحب آسام کا اردو تار

"خطاب شمس العلماء مبارک" علی احمد چیف انجنیر شیلانگ آسام۔

شکریہ کہ تار آیا۔ آپ کی نورانی صورت اسلامی مودت اور سالہا سال پرانی عنایت و محبت بھی اپنے ساتھ لایا۔ آسام جیسے بے نقطہ ملک میں آپ میر عمارت ہیں۔ اور آسام کی چار ہزار میل دور سے اپنے یاد کرنے والے کو بلاتے رہتے ہیں۔ یہ تار بھی محبت کی چاہ کا ایک فنجان ہے۔ دل کی دعائیں۔ حسن نظامی۔

ٹریڈ کمشنر افغانستان کا تار

"خطاب کی دلی مبارکباد حق بجانب" سید دخان بہادر ممتاز حسین قزلباش از پشاور

شکریہ کہ ہمدردی بودی۔ در علم بودی۔ در تجارت افغانستان۔ و نشستی بر پشاور۔ و فراموش کردی من بے چارہ را کہ اسیر گیسوئے الطاف شما بودم۔

آفریں بر خطاب کہ از یار قدیم بزبانِ برق ہمکلام شدم۔ خیلے ممنون۔ حسن نظامی

بہار کے شمس الفقراء کا تار

"ہم خطاب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ آپ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا" سید حسین میاں ازپھلواری شریف۔

شکریہ کہ جب آپ کا تار دہلی سے دوسری برقی گاڑی میں سوار حیدر آباد میں دروازے پر آیا تو میں تعظیم کے لئے "ہلو مائی ڈیر تار" کہہ کر کھڑا ہوگیا۔ اردو زبان کی طرز ادا کی خوبیاں آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو آپ کے نامور والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادریؒ سے ورثے میں ملی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تہنیت کے بے شمار تاروں میں بس یہی ایک تار سب سے انوکھی اور نرالی ادا کاری کا تار ہے۔ جب تک اردو زبان ہندوستان میں ہے۔ اس وقت تک یہ دلچسپ تار بھی چمکتا رہے گا۔ آپ میرے بھائی ہیں۔ اس تہنیت میں بڑی لذت ہے۔ اتنی بڑی کہ کسی بیچ مچ طالب خطاب کو حد سے بڑا خطاب ملنے پر بھی یہ لذت حاصل نہ ہوسکے گی جو مجھے اس تار سے حاصل ہوئی۔ حسن نظامی

حاجی محمد صاحب بنگالی کا تار

آپ کی ذات مبارک کو نئے سال کا خطاب

ملنے کی مبارک باد۔" حاجی محمد بنگالی از بمبئی

شکریہ کہ پیارے بھائی حاجی محمد صاحب! آپ مولد آپ گجراتی ہیں۔ مگر لقب بنگالی ہے۔ اس واسطے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے تار نے گجرات سے لیکر بنگال تک کے علاقے کو اس مبارک باد میں شریک کرلیا ہے۔ دلی شکریہ۔ اور دعا۔ حسن نظامی۔

مسز خان کا تار

"خطاب ملنے کی مبارکباد۔" مسز خان از بمبئی

شکریہ کہ شائد دنیا کاری نے مسز خان کی نقاب چہرے پر ڈال کر یہ تہنیت بھیجی ہے۔ یہ تار ایک فلم ہے اور میں اُس صداقت اور خلوص سے متاثر ہوں جس کو اس تار کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔ شکریہ۔ حسن نظامی

سومنات بندر کا تار

مجھے یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے۔ دلی مبارکباد۔ خدا آپ کو عمر دراز عطا فرمائے۔ نصیر الدین انڈیا ویراول

شکریہ کہ ویراول تاریخی سومنات کی بندرگاہ سے یہ تار نصیر الدین بھائی نے بھیجکر میری غفلتوں کے بت توڑ ڈالے۔ اور میں اُنکی بے غرض محبت کا بہت ممنون ہوا۔ حسن نظامی

غلام حسین نظامی کا اردو تار

"خطاب مبارکباد" غلام حسین نظامی از کراچی

شکریہ کہ لوہے کی مشینوں سے بجلی پیدا کرنے والے روحانی فرزند زندہ باد! تو بھی تیری بیوی بھی، تیرے بچے بھی سلامت اللہ سمیت۔ حسن نظامی

پایۂ تخت رانا اودے پور کا تار

"شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔" ضیاء الدین احمد از اودے پور

شکریہ کہ ہم وطن دہلوی بھائی ضیاء الدین احمد نے اس اودے پور کے پایۂ تخت سے یہ تار بھیجا ہے جو میری پیاری ہندو قوم کے مہاراجہ رانا صاحب کی تخت گاہ ہے۔ مغلوں کی تخت گاہ دلی کا رہنے والا رانا کی تخت گاہ میں ہمیشہ شادکام رہے۔ حسن نظامی

بارگاہ سلطان الہند رضؓ کا اردو تار

"خطاب مبارک۔" عبد الباری معنی اجمیر شریف۔

شکریہ کہ یہ تار بارگاہ سلطان الہندؒ سے آیا ہے۔ اور پر کیف اور پر معنی شخصیت نے بھجوایا ہے۔ اور اس میں ایک مخفی برکت اور دعا کی تاثیر ہے۔ اس لئے اجمیر کی طرف جھک کر آمین یا خواجہ کہتا ہوں۔ حسن نظامی

سر حسان سہروردی کا تار

"آپ کے گراں قدر خطاب کی پُرجوش مبارکباد۔" (سر) حسان سہروردی از نئی دہلی

شکریہ کہ پیارے بھائی سر حسان اُس خاندان کی یادگار ہیں جس کے مورث حضرت مولانا رکن الدین ابو الفتح ملتانی میرے مورث حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہیؓ کے یار وفادار تھے۔ اور سر حسان اور اُن کا سارا خاندان بھی چالیس برس سے میرے ساتھ وہی تعلقات رکھتا ہے جو اُن کے بزرگوں کے میرے بزرگوں سے تھے۔ اس واسطے میں اس تہنیت کا گرم جوشی کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا بھی دیتا ہوں۔ حسن نظامی

مہنت رام کشن داس صاحب کا اردو تار

"شمس العلماء خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔" (مہنت) رام کشن داس از پٹنہ

شکریہ کہ پیارے بھائی مہنت رام کشن داس کے اس تار نے تیس برس کی لگاتار محبت کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔ شانتی اور خوشدلی کی دعا دیتا ہوں۔ حسن نظامی

وزیر اعظم چترال کا تار

"نئے خطاب کی دلی مبارکباد" وزیر اعظم چترال

شکریہ کہ خیلے ممنون کردی۔ تو کہ از سرحد روس آمدی۔ یا کہ از سرحد افغانستان آمدی۔ نہ خیر بلکہ ازاں ملک آمدی کہ محبوب دل من ہست انعدتب ستی سال۔ حسن نظامی

شمع بزم سہروردیہ کا تار

"آپ کے اہم علمی اعزاز کی پُرجوش مبارکباد۔" (ڈاکٹر صغریٰ شائستہ اختر سہروردیہ پی ایچ ڈی بیگم مسٹر اکرام اللہ (آئی سی۔ایس) ادٹی دہلی

شکریہ کہ تم میری ادبی دختر بھی ہو۔ اور علوم قدیم و جدید میں مجھ سے بہت زیادہ برتر ہونے کے سبب میری استانی بھی ہو۔ اور میرے پیارے بھائی سر حسان کی بیٹی ہونے کے سبب میری بھتیجی بھی ہو۔ اور میرے دوست خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب ناگپوری کی بہو ہونے کی وجہ سے تمہاری ایسی حیثیت بھی ہے کہ میں تم سے کہوں میں سسرال والا ہوں میرے سامنے گھونگھٹ نکال کر بیٹھو۔ اس تار سے مجھے بیحد خوشی ہوئی۔ تھینکس مائی ڈیر ڈاٹر! حسن نظامی

عشقی بانو صاحبہ کا تار اور شکریہ

آپ کی قابل قدر فوجی خدمات اور ناقابل فراموش علمی و ادبی خدمات کا گورنمنٹ نے جو کم حیثیت اور ناچیز اعتراف کیا ہے اس پر

میں اپنی ہمدردی پیش کرتی ہوں۔" (محترمہ) عشقی بانو صاحبہ اہلیہ بھیا فقیر عشقی صاحب دہلی

شکریہ} آپ کا تار ہے یا گاندھی بانو کا خطبہ کانگریس ہے۔ آپ کا شکریہ۔ بھیا جی کا شکریہ اور سب بچوں کا شکریہ۔ حسن نظامی

سیٹھ محمد ابراہیم صاحب کا تار

"نئے سال کے خطاب کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔" سیٹھ محمد ابراہیم تسمدراس

شکریہ} قرآن نے کہا "یٰا نُوح ابراہیم" میں نے کہا تم محمد بھی ہو اور ابراہیم بھی۔ دو پیغمبروں کے نام کی برکت خدا تم کو دے کہ محبت کی تہنیت بھیجی ہے۔ حسن نظامی

روشن دل محبوب بانو نظامی کا اردو تار

"قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری حضور کی ذات اس خطاب سے بہت اعلیٰ ہے شہنشاہ کی قدردانی مبارک۔ محبوب بانو دینی نظامی حیدرآباد

شکریہ} دختر روحانی! تم نے مجھے بادشاہ کہا۔ جوہر شناس جوہری کہا۔ فارسی بولی اردو بولی اور عقیدت اور قابلیت کا گلدستہ تار کو بنا دیا سلامت رہو اور خوش رہو۔ حسن نظامی

مہر جہاں نظامی کا اردو تار

"باوا جان اور امی جان کو خطاب مبارک" مہر جہاں نظامی حیدرآباد۔

شکریہ} مہر اور شمس ہم معنی ہیں۔ مجھے تو انگریزوں نے علما کا شمس کہا۔ تم کو ماں باپ نے سارے جہان کا سورج بنا دیا خدا زندہ سلامت رکھے۔ حسن نظامی

شیخ فیروز الدین صاحب کا تار اور شکریہ

"خطاب کی دلی مبارکباد" شیخ فیروز الدین

جاپان والے۔ از کلکتہ

شکریہ} کلکتہ میں بھی فیروز دلی ہی بھی فتحیاب خدا کی یاد میں آ نا و۔ اور دنیا کی دانشمندی میں فرخندہ بنیاد۔ رہو فضل خدا سے شاد آباد۔ تم بھی اور سب اولاد۔ حسن نظامی

زندگی بڑھانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصے میں کیسا ہی درد ہو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے۔

بچوں کی زندگی

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے اور وہ اوپری خلل اور مسان کے وہم میں مبتلا رہتی ہیں ان کو فاسفورس کے تیل کی مالش نے اس وہم سے آزاد کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ بیماری "ہڈیوں کی دق" کہلاتی ہے۔ اور پٹھوں کی کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ کبھی بھی مسان کی بیماری کا شکار نہ ہو۔ اور اس کو سوکھا لگ جانے کی دق سے نجات مل جائے۔ صدہا عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کا تجربہ کیا ان سب کے بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہو۔

جوانوں کی زندگی

جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ سے کمزور اور ناتوان ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر مل لیا کریں تو ان کی جوانی از سر نو زندہ ہو جائیگی۔ یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں نے کیا ہے۔

بوڑھوں کی زندگی

عورتوں اور مردوں کے لئے بڑھاپا اس لئے ایذا رساں معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے سبب پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور خون کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے اور جسم کے اندر فاسفورس کم ہو جاتا ہے جو انسانی زندگی میں نشاط اور خوش دلی پیدا کرتا ہے۔ پس اگر بوڑھے عورت مرد بھی رات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر اور جسم کے جوڑوں پر فاسفورس کا تیل مل لیا کریں۔ تو ان کو غیر معمولی قوت محسوس ہوگی۔ اور لگاتار مالش کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہینگی خاص کر اگر پیٹ کے اوپر اس تیل کی مالش کی جائے تو معدے اور آنتوں کے پٹھے اپنا کام ٹھیک طور پر کرنے لگیں گے۔ اور ہاضمہ بڑھ جائیگا۔ اور بھوک بھی بڑھ جائیگی دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے تو نیند آنے لگیگی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت فائدہ ہوگا۔

چونکہ یہ تیل جرمنی سے آتا تھا۔ اور اب آنا بند ہو گیا ہے۔ پرانے اسٹاک سے بمشکل کام چلایا جا رہا ہے۔ اس واسطے اب اس تیل کی بڑی شیشیاں فروخت نہیں ہوتیں۔ چھوٹی چھ شیشیاں چار روپے میں دی جاتی ہیں۔ ملنے کا پتہ

طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت نظام الدین دہلی

خطاب شمس العلماء

کی تہنیت کے خطوط کی فہرست

(۱) آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی (۲) مسٹر لابیلی ڈپٹی کمشنر دہلی (۳) سر سی ای جونز فائننس سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا دہلی (۴) سر سید سلطان احمد صاحب از دہلی (۵) نواب سر سعید الملک بہادر نواب صاحب چھتاری وزیر اعظم حیدرآباد (۶) سر شفاعت احمد خاں صاحب از لاہور (۷) سر شانتی سروپ صاحب بھٹناگر نئی دہلی۔ (۸) سید احمد شاہ صاحب بخاری کنٹرولر آل انڈیا ریڈیو دہلی (۹) ٹھاکر جسونت سنگھ مہارانا جلال الدین صاحب آف آمود (۱۰) سر عبدالحلیم صاحب غزنوی کلکتہ (۱۱) خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب رفیق المسلمین دہلی (۱۲) خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب دہلی (۱۳) خان بہادر ایس ایم یونس صاحب علی گڈھ (۱۴) خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب ناگ پور (۱۵) خاں صاحب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر اکبرآبادی دہلی (۱۶) حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب فرنگی محل لکھنؤ (۱۷) حضرت مولانا محمد الطاف الرحمن صاحب قدوائی فرنگی محل لکھنؤ (۱۸) خان بہادر کنور محمد عبید اللہ خاں صاحب ایم۔ بی۔ ای رئیس دہرام پور یوپی (۱۹) سید بشیر حسین صاحب زیدی چیف منسٹر ریاست رام پور (۲۰) خان بہادر نواب محمد اکبر خاں صاحب رئیس ہوتی مردان سرحد (۲۱) رائے بہادر ڈاکٹر ہری رام صاحب کلکتہ (۲۲) آنریبل سر محمد عثمان صاحب ممبر ایگزیکٹو کونسل وائسرائے نئی دہلی (۲۳) خان بہادر مشتاق احمد صاحب گورمانی نئی دہلی (۲۴) خان صاحب عبداللطیف صاحب مالک لطیفی پریس دہلی (۲۵) لیڈی صاحبہ سر محمد شفیع مرحوم از کراچی (۲۶) آنریبل جسٹس یحییٰ علی صاحب مدراس (۲۷) خان صاحب رشید الدین احمد صاحب میرٹھ (۲۸) ایم انعام الرحیم صاحب کمشنر برار (۲۹) محمد شاہ بان صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی از کراچی (۳۰) علی گوہر خاں صاحب آف تانارا نعانسہرہ (۳۱) لائق علی خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر بجنور (۳۲) محمد حفیظ اللہ صاحب بانی مسلم اکیڈمی پھلواری شریف ضلع پٹنہ (۳۳) رائے بہادر لالہ ہرکشن چند صاحب بیرسٹر ایڈووکیٹ فیڈرل کورٹ دہلی (۳۴) سیٹھ محمد ابراہیم صاحب مدراس (۳۵) سید صفدر علی شاہ صاحب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سرگودھا پنجاب (۳۶) نواب محمد مانڈور خاں صاحب حیدرآباد دکن (۳۷) محترمہ گیتی آرا بیگم میاں بشیر احمد صاحب لاہور (۳۸) خان بہادر میاں محمد صاحب چیف منسٹر ریاست مالیر کوٹلہ (۳۹) رائے صاحب دہرم النکار سیٹھ منیا مل سیمانی دھولیہ والے دہلی (۴۰) ڈاکٹر سید محمود صاحب سابق وزیر تعلیم بہار از پٹنہ (۴۱) مولانا سیماب صاحب اکبرآبادی (۴۲) شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے از کلکتہ (۴۳) حکیم سید مقرب حسین صاحب دہلوی اسسٹنٹ ایڈیٹر رسالہ مشہور دہلی (۴۴) سردار محمد بشیر احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی از بھوپال (۴۵) مولانا سید حامد صاحب جلالی دہلی (۴۶) مولانا سید سمیع الدین صاحب امام مسجد درگاہ حضرت سلطان المشائخ دہلی (۴۷) محمد مستحسن صاحب فاروقی مالک انڈوجیپن دواخانہ دہلی (۴۸) مولانا محمد اسمٰعیل عشقی نظامی دہلی (۴۹) لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس دہلی (۵۰) سید بشارت صاحب بشارت چیف انجنیئر نظام سلسلہ دہلی (۵۱) ملا محمد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ دہلی (۵۲) مولوی عبدالحمید خاں صاحب ایڈیٹر رسالہ "مولوی" دہلی (۵۳) آغا آفتاب صاحب قزلباش خلف آغا شاعر صاحب قزلباش مرحوم دہلی (۵۴) سید ظفر نیازی صاحب مالک زنانہ دواخانہ دہلی (۵۵) ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب دہلی (۵۶) حافظ داؤد میاں نظامی ناظم نظامیہ جماعت بمبئی (۵۷) ایم حامد علی صاحب ایم اے انکم ٹیکس آفیسر لاہور (۵۸) مولوی سید معین الدین احمد صاحب رضوی امروہہ (۵۹) خان بہادر سید مراتب علی شاہ صاحب لاہور (۶۰) مولانا سید طفیل احمد صاحب منگلوری مصنف "مسلمانوں کا روشن مستقبل" از الہ آباد (۶۱) شیخ ذکر الرحمن صاحب ایڈووکیٹ دہلی (۶۲) ولی محمد خاں نظامی ڈرامہ نگار از بمبئی (۶۳) سید عبدالحی صاحب جعفری ایڈووکیٹ دہلی (۶۴) لالہ چرنجیت لال صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ (۶۵) ایم مظفر علی خاں صاحب ایڈووکیٹ جالندھر شہر (۶۶) مرزا عمر بیگ نظامی سنٹرل جیل ہری پور ہزارہ (۶۷) لالہ پریم پرکاش صاحب دہلی (۶۸) مولانا سید عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما دہلی (۶۹) سلطان احمد وجودی نظامی بٹالہ (۷۰) محمد نعیم صاحب بی اے میرزاپوری از نئی دہلی (۷۱) قاضی سید سعید صاحب مہرولی دہلی (۷۲)

شاہ بدرالدین احمد صاحب چشتی سجادہ نشین درگاہ
رڈول ضلع میرٹھ (۷۳) پروفیسر علی محسن صاحب
صدیقی غازی پور (۷۴) بابو غلام نبی نظامی ایبٹ
آباد سرحد (۷۵) شیخ قمر الٰہی نظامی سیال کوٹ
(۷۶) ایاز نظامی از دیوالالی (۷۷) سید محمد جمیل
صاحب رضوی کرنال (۷۸) شیخ محمد امتیاز علی
صاحب سحر ریٹائرڈ جیلر از سکندر آباد ضلع بلند شہر
یوپی (۷۹) منشی محمود خاں صاحب چوکی پولیس
حضرت نظام الدین (۸۰) ایس اے خالق صاحب
فلاسفر دہلی (۸۱) شیخ غوث محمد صاحب ریٹائرڈ
انسپکٹر مدارس ریاست بہاول پور (۸۲) ڈاکٹر
مادھو لال حسین شاہ یوسف چشتی ایم اے پی ایچ ڈی پنجاب (۸۳)
رانا عبدالحمید خاں صاحب انسپکٹر مدارس از
جالندھر (۸۴) خان صاحب ایم غلام نبی صاحب
خزانچی وائسرائے ہاؤس نئی دہلی (۸۵) سید
بشیر احمد صاحب بخاری اسسٹنٹ اسٹیشن
ماسٹر کپورتھلہ (۸۶) مولوی محمود علی صاحب
علوی منتظم نظام پیلس نئی دہلی (۸۷) منشی
عبدالرحمٰن خاں صاحب ملتان (۸۸) بابک دل
محمد حسین دینی نظامی لاہور (۸۹) حافظ احمد حسین
صاحب نجیب آباد (۹۰) قاضی احمد حسن صاحب
مہرولی دہلی (۹۱) گوربرشاد صاحب استھانہ
دیال باغ آگرہ (۹۲) خان صاحب سید احمد رشید صاحب
جبل پور (۹۳) محمد مرتضیٰ خاں صاحب میانوالی
پنجاب (۹۴) لالہ مراری لال صاحب اگروال
نئی دہلی (۹۵) حکیم امتیاز الحق صاحب دہلی۔
(۹۶) سید تحمل حسین صاحب نظامی درگاہ حضرت
سلطان المشائخ رحمۃ دہلی (۹۷) ملک حبیب احمد
صاحب پونہ (۹۸) خان بہادر ابو اللیث صاحب
فصیحی غازی پور (۹۹) سید مصطفےٰ احسن صاحب
جاگیردار جگراؤں پنجاب (۱۰۰) شاہ امید صاحب
قادری نظامی بنڈا پور دکن (۱۰۱) حکیم
سید صفدر علی صاحب از کلکتہ (۱۰۲)

پیرزادے سید مسلم نظامی دہلی (۱۰۳) آغا محمد صاحب
سلطانی نظامی دہلی (۱۰۴) سلطان احمد صاحب
مدیر اخبار اتحاد پٹنہ (۱۰۵) ہدایت محسنی صاحب ایم اے
قرول باغ دہلی (۱۰۶) مولانا سید شبیر احمد صاحب
نائب امام سنہری مسجد دہلی (۱۰۷) سید ارتضیٰ حسین
صاحب بی اے دہلی (۱۰۸) شیخ قمر الاسلام صاحب سب جج علیہ
ارکان پور (۱۰۹) سردار گوردا س سنگھ صاحب
اہلو والیہ بی اے سابق ایڈیٹر پریم پرچارک
دیال باغ آگرہ از دہلی (۱۱۰) حکیم محمد نعمت اللہ خاں
صاحب اجمیر شریف (۱۱۱) خان صاحب آغا محمد
سلطان مرزا صاحب سابق سشن جج دہلی
(۱۱۲) قاضی امیر الدین احمد صاحب فرزند
قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب مرحوم وزیر اعظم
ریاست دتیا از ناگ پور (۱۱۳) محمد اشفاق حسین
صاحب صدیقی ایڈیٹر اخبار رہنما مراد آباد (۱۱۴)
سید ذاکر علی نظامی سب رجسٹرار بھروچ (۱۱۵)
مہاشے عبدالکریم نظامی بانی نومسلم آشرم آگرہ
(۱۱۶) نواب زادے سید محمد اقبال الدین صاحب
مالک اقبال پرنٹنگ پریس دہلی (۱۱۷) حامد نعمانی
صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و کلکٹر ہوگلی بنگال
(۱۱۸) پروفیسر اقبال حسین صاحب ایم اے
پی ایچ ڈی پٹنہ (۱۱۹) نواب کامل مصطفےٰ خاں
صاحب علی گڈھ (۱۲۰) لقمان حیدر صاحب یزرو
بنک لاہور (۱۲۱) محمد شفیع صاحب چیف انجنیئر
شوگر فیکٹری سہارن پور (۱۲۲) احمد علی شاہ
صاحب اسسٹنٹ کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس انبالہ
چھاؤنی (۱۲۳) صاحبزادے سید اعجاز علی صاحب
اجمیر شریف (۱۲۴) خان صاحب سید محمد حسین صاحب
چشتی مجسٹریٹ اجمیر شریف (۱۲۵) محمد عبداللہ شہودی نظامی
سہارن پور (۱۲۶) مسٹر کلیم اللہ انکم ٹیکس آفیسر
نئی دہلی (۱۲۷) شریعت اللہ رسول صاحب علی
گڈھ (۱۲۸) گینیر کشور صاحب مالک دہلی ٹائل
اینڈ سینیٹری اسٹورز دہلی (۱۲۹) قاضی سید

صفدر علی نظامی درگاہ حضرت سلطان المشائخ
دہلی (۱۳۰) محمد احمد خاں صاحب بابو پیڈ ضلع سیتاپور
یوپی (۱۳۱) ایم اے غنی صاحب رنگون والے بنگال
(۱۳۲) ملک احمد حسین صاحب پنشنر آڈیٹر نوشہرہ
(۱۳۳) محترمہ قمر القادری صاحبہ منشی فاضل ادیب
فاضل جالندھر شہر (۱۳۴) ولی الاسلام صاحب مجسٹریٹ
کلکتہ (۱۳۵) مولانا سید سبط محمد صاحب نقوی لکھنؤ
(۱۳۶) ماسٹر عبدالحفیظ خاں نظامی حفیظ سنبل پور
اڑیسہ (۱۳۷) قاضی محمد اشہد علی صاحب عباسی
کاکوری (۱۳۸) خان بہادر اے ایچ چودھری ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ پٹنہ بنگال (۱۳۹) رائے بہادر رام بابو
صاحب سکسینہ مصنف تاریخ ادب اردو و کلکٹر
بلند شہر یوپی (۱۴۰) سی قادر بیگ صاحب بی اے
جوناگڈھ اسٹیٹ (۱۴۱) خان بہادر ڈاکٹر سید نعمت اللہ
صاحب سابق میئر مدراس (۱۴۲) سید قمر علی صاحب
کامرس ڈیپارٹمنٹ نئی دہلی از بمبئی (۱۴۳) شاہ
رحمٰن صاحب انصاری ایڈوکیٹ دہلی (۱۴۴)
سید انوار حسین صاحب کاظمی طبیب
(۱۴۵) حاتم علوی صاحب سابق میئر کراچی (۱۴۶)
سید قاسم علی صاحب شاستری نرسنگ پور
سی پی (۱۴۷) بیگم صاحبہ خان بہادر صبیح الدین
صاحب دہلی (۱۴۸) خان الیف اے اختر صاحب
لاہور (۱۴۹) سید سعدی صاحب جعفری الہ آباد
(۱۵۰) محمد مصطفےٰ صاحب انبالہ (۱۵۱) محترمہ
الماس خاتون صاحبہ دہرہ دون (۱۵۲) روشن
دل سردار اندر سنگھ نظامی فرید کوٹ (۱۵۳) سردار
ردلیا سنگھ نمبردار موضع یوسٹر ریاست فرید کوٹ
(۱۵۴) سردار بلونت سنگھ صاحب سندھو فرید کوٹ
(۱۵۵) بابو خوشی محمد صاحب کمپاؤنڈر ہر اندر
اسپتال فرید کوٹ (۱۵۶) لالہ رکھا مل صاحب فرید کوٹ
مرچنٹ فرید کوٹ (۱۵۷) محمد اسماعیل صاحب
قادری چوگھہ والا فرید کوٹ (۱۵۸) محمد شفیع صاحب
قادری چوگھہ والا فرید کوٹ (۱۵۹) اللہ ...

نظامی فرید کوٹ (۱۶۰) مولانا سید عبدالرؤف صاحب مالک منذیر سیلائبریری دہلی (۱۶۱) چودہری شیت علی نظامی عرف چودہری چمن علی دہلی (۱۶۲) سید عبدالسلام صاحب بی کام از علی گڈھ (۱۶۳) محترمہ امت الرؤف صاحبہ لشکر گوالیار (۱۶۴) یوسف بھائی صاحب دہلوی از بمبئی (۱۶۵) عبدالستار صاحب افسر خزانہ مظفر گڈھ پنجاب (۱۶۶) مولانا حسینی شاہ نظامی حیدر آباد دکن (۱۶۷) محترمہ ظہیر بانو صاحبہ اہلیہ مولانا ظہیر احمد صاحب قریشی العلوی دہلی (۱۶۸) مولانا نیکی شاہ نظامی کھل گاؤں بھاگل پور (۱۶۹) سیدہ اختری بیگم نظامی اہلیہ سید انیس الرحمٰن نظامی دہلی (۱۷۰) مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چیدہ حیدر آباد دکن (۱۷۱) حافظ سید وصی اشرف صاحب دہلی (۱۷۲) خان صاحب سید احمد صاحب سابق کوتوال اجمیر شریف (۱۷۳) محمد عمر عثمان صاحب اجمیری بیلور ماٹھ بنگال (۱۷۴) رائے بہادر لالہ ناتھو رام صاحب ایم بی ای سب ڈویژنل مجسٹریٹ خوشاب پنجاب (۱۷۵) پارس ناتھ صاحب سنہا از کلکتہ (۱۷۶) محمد ظفر صاحب وکیل گوڑگانواں (۱۷۷) بی این ہمبری صاحب اورینٹل ہربکمپنی دہلی (۱۷۸) الحاج معروف شاہ صاحب کلکتہ (۱۷۹) لالہ چیتن داس صاحب جین سب جج گوڑگانواں۔ (۱۸۰) عنبر صاحب چشتی اجمیر شریف (۱۸۱) مولوی صغیر احمد صاحب رفیق ذات سر صدر اعظم بہادر حیدر آباد دکن (۱۸۲) حاجی محمد اسحاق صاحب کراچی والے از کلکتہ (۱۸۳) احمد بخش صاحب اڈیٹر جنرل نیوز دہلی (۱۸۴) سید رشید الزماں صاحب سکریٹری کامرشل انسٹی ٹیوٹ دہلی (۱۸۵) شیخ محمد صدیق صاحب آنریری مجسٹریٹ نئی دہلی (۱۸۶) خواجہ عبدالسلام صاحب اڈیٹر اخبار صداقت کان پور (۱۸۷) مولوی معین الدین صاحب کلاس پرائیویٹ سکریٹری نواب حسن یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن (۱۸۸) سید محمد فائق علی نظامی منتظم لنگر درگاہ

حضرت سلطان المشائخ دہلی (۱۸۹) محمد اطہر الحسن صاحب وکیل غازی آباد یوپی (۱۹۰) عبدالجلیل عبداللطیف صاحب بمبئی (۱۹۱) ڈاکٹر سید ممتاز حسین صاحب زیدی بی اے لاہور (۱۹۲) شیخ محمد نذیر صاحب پنشنر سشن جج احمد آباد (۱۹۳) سید علی امام دہلی (۱۹۴) سید بادشاہ حسین صاحب موجد بادشاہ پسند چشتی مارہرہ (۱۹۵) پنڈت اودت مشر صاحب بڑاگاؤں بنارس (۱۹۶) خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر اخبار البشیر اٹاوہ از الہ آباد (۱۹۷) رشید محمد صاحب بی اے کراچی صدر (۱۹۸) ڈاکٹر اتمارام صاحب شرما پونڈری کرنال (۱۹۹) اکرام الحق صاحب عباسی خیر پور سندھ (۲۰۰) آغا مہدی صاحب مدیر الواعظ لکھنؤ (۲۰۱) نظامیہ جماعت ونگٹن نیلگری (۲۰۲) محمد تصدق کریم صاحب قدوائی دریا آباد (۲۰۳) غلام فرید نظامی ونگٹن (۲۰۴) سید غفار نظامی ونگٹن (۲۰۵) اے آر محمد صالح چشتی نظامی ونگٹن (۲۰۶) امیر جان نظامی ونگٹن (۲۰۷) اہلیہ سید غفار نظامی ونگٹن (۲۰۸) شیخ داؤد نظامی ونگٹن (۲۰۹) بابا جان نظامی ونگٹن (۲۱۰) سید باشا نظامی ونگٹن (۲۱۱) محمد حسین صاحب متولی جامع مسجد ونگٹن (۲۱۲) سید امیر نظامی ونگٹن (۲۱۳) پروفیسر محمد سعید الزماں صاحب گلبرگہ شریف (۲۱۴) ماسٹر عبدالعزیز چشتی نظامی جموں (۲۱۵) حاجی محمد اشفاق صاحب خلف جناب ایس اے خالق صاحب فلاسفر دہلی (۲۱۶) سید وصی حسن و سید شبیہ حسن و سید علی حسن و سید فرید حسن عرف اقبال حسن و سیدہ ساجدہ بانو و سیدہ رابعہ بانو وغیرہ دختران و فرزندان سید ذکی حسن کاتب منادی از امروہہ (۲۱۷) مولانا سید غلام حسنین صاحب پھلواری شریف ضلع پٹنہ (۲۱۸) احسان صاحب خیر آبادی دہلی (۲۱۹) سید آل مصطفےٰ صاحب رضوی امروہوی از دہلی (۲۲۰) سید نور الحسن صاحب پنشنر سب رجسٹرار از کلیر شریف

(۲۲۱) انعام الحق صاحب صدیقی وآبدار از دہلی۔ (۲۲۲) مولانا سید ابوالعاص صاحب بانکی پور پٹنہ (۲۲۳) حاجی اللہ رکھا صاحب سیالکوٹ (۲۲۴) شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی (۲۲۵) سید محمد شفیع الدین صاحب دہلی (۲۲۶) والدہ صاحبہ نسیم الظفر دہلی (۲۲۷) سید محمد معین الدین صاحب اشرفی دہلی (۲۲۸) ضیاء الدین احمد صاحب کی دہلوی از بمبئی (۲۲۹) مبارک علی آثم نظامی لاہور (۲۳۰) صوبیدار نذیر احمد صاحب ناز مراد آبادی (۲۳۱) مولانا شاہ واقف الرحمٰن صاحب دہلی (۲۳۲) ڈاکٹر محمد علی صاحب دہلی (۲۳۳) داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی ادہونی (۲۳۴) سید مشتاق حسین صاحب مہرولی دہلی (۲۳۵) ضبط صاحب ایم اے کلکتہ (۲۳۶) سید کشفی شاہ نظامی چک قاضیاں پنجاب (۲۳۷) مولانا ضیاء القادری صاحب بدایوں (۲۳۸) مولوی محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ (۲۳۹) ابوشمہ نظامی ونگٹن (۲۴۰) شیخ جان محمد نظامی سمادہ بھائی (۲۴۱) شیخ شان علی نظامی سمادہ بھائی (۲۴۲) گلزار نسیم صاحب راولپنڈی (۲۴۳) نثار الملک میراہدی صاحب اجمیر شریف (۲۴۴) مولوی بشیر الدین صاحب وکیل جے پور (۲۴۵) محمد یعقوب صاحب فریدی پیرزادے از ٹانڈہ (۲۴۶) مولوی محمد اشفاق علی صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ عجائب خانہ لال قلعہ دہلی (۲۴۷) سر محبوب میاں صاحب قادری احمد آباد (۲۴۸) سید سجاد حسین صاحب بغدادی از ونگٹن نیلگری (۲۴۹) لالہ ستنرائن صاحب گڑ والے دہلی (۲۵۰) بشیر صاحب نظامی سہارن پور (۲۵۱) خورشید احمد خاں صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر سول سپلائز دہلی (۲۵۲) مولوی عبدالقیوم صاحب ریاست بہاول پور (۲۵۳) سید نسیم صاحب خلف مولوی سید حمید علی صاحب مالک اخبار تہذیب نسواں لاہور (۲۵۴) ... میر صاحب کونسل (نام پڑھا نہ گیا) [illegible]

(۲۵۵) لالہ شمبھو ناتھ صاحب مالک دہلی پرنٹنگ ورکس دہلی (۲۵۶) عبدالغفار صاحب سکریٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ ریاست اودے پور (۲۵۷) عظمت صاحب کچہری دہلی (۲۵۸) پروپرائٹر صاحب فرم بہاری لال اینڈ کمپنی دہلی (نام پڑھا نہیں گیا) (۲۵۹) سید محمد زاہد نظامی سہونگہ پنجاب (۲۶۰) برکت علی نظامی سہاری مجہ ضلع جالندھر (۲۶۱) حکیم امام سروپ صاحب شرمانبولی ضلع میرٹھ (۲۶۲) مولانا ابوالخلیل سید راحت حسین صاحب رضوی بھیک پور ضلع سارن بہار (۲۶۳) مولانا سید اختر حسن صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول بٹالہ ضلع گورداسپور (۲۶۴) رائے بہادر ڈاکٹر مستھرا داس صاحب موگہ والے از کلکتہ (۲۶۵) سید احمد نظامی سپروائزر ڈاک خانہ جموں توی (۲۶۶) مولانا عبداللہ سیفی چشتی ربانی قلندر شاہی بنگلور (۲۶۷) مولانا ارشاد احمد صاحب صدیقی نظامی تھانوی ایڈیٹر اخبار ڈسٹرکٹ گزٹ جھانسی (۲۶۸) سلطان علی قریشی سلامی نظامی بنوں (۲۶۹) ڈاکٹر محمد زاہد کریم صاحب زاہد نظامی بدایوں (۲۷۰) محمد اسمٰعیل نظامی لاہور۔ (۲۷۱) نواب نظامی دہلوی از لاہور (۲۷۲) عبدالعزیز نظامی ڈیرہ اسمٰعیل خاں (۲۷۳) علی محمد نظامی جام پور ڈیرہ غازی خاں (۲۷۴) منشی رحمت اللہ نظامی سرابہ ضلع جالندھر (۲۷۵) شیخ زادے صوفی محمد غلام دستگیر صاحب چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ خدابخش صاحب اجمیر شریف۔ (۲۷۶) سر شیخ عبدالقادر صاحب لاہور (۲۷۷) حکیم آفتاب ہاشمی نظامی نئی دہلی (۲۷۸) مولانا نظامی صاحب ہاشمی ایڈیٹر اخبار الہلال بدایوں۔ (۲۷۹) سید ظفر احسن صاحب آصف نئی دہلی۔ (۲۸۰) محمد حبیب الرحمٰن نظامی آنریری سکریٹری مرکزی ادارہ حبیب دہلی (۲۸۱) سید امیر نظامی وکٹن (۲۸۲) مولانا سید قادر علی پادشاہ صاحب کڈپوی از حیدرآباد دکن (۲۸۳) محمد صادق نظامی سہارنپور

(۲۸۴) سید شریف احمد صاحب چشتی امرتسر (۲۸۵) ہرش چندر نظامی بی اے شملہ (۲۸۶) جہنت رام کشن داس صاحب پٹنہ (۲۸۷) لالہ شنکر لال صاحب مالک دہلی کلاتھ ملز دہلی (۲۸۸) سید محمد انور صاحب چھپری نئی دہلی (۲۸۹) جے۔ ایم۔ گپتا صاحب جنرل منیجر ڈالمیا سیمنٹ کمپنی شاخ دہلی (۲۹۰) اللہ نواز بی سومرا صاحب خیرپور میرس سندھ (۲۹۱) سید وارث حسین صاحب فارسٹ کنزرویٹر قصبہ مسیح اللہ آباد (۲۹۲) ایس۔ اے۔ بخاری صاحب آنریری جنرل سکریٹری انجمن زینت الاسلام بنگلور۔ (۲۹۳) ہز ایکسیلنسی آقا معتمدی صاحب کونسل جنرل ایران (۲۹۴) حکیم عظمت علی خاں صاحب لدھیانہ (۲۹۵) بادشاہ چھتر سنگھ صاحب مالک بابو اگلاس کمپنی دہلی (۲۹۶) خان بہادر ایم یعقوب صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ پنجاب (۲۹۷) شیخ سلطان احمد صاحب جاپان والے دہلی (۲۹۸) ادیشر لال صاحب نئی دہلی (۲۹۹) لالہ جگن ناتھ صاحب سبزی منڈی دہلی (۳۰۰) لالہ بیانیدرمل صاحب گپتا میونسپل کمشنر دہلی (۳۰۱) خان بہادر لفٹنٹ صاحبزادے ذوالفقار علی خاں رئیس و جاگیردار کرنال (۳۰۲) خان بہادر شیخ عالم علی صاحب ایم۔ بی سی ای دیوان ریاست پٹودی (۳۰۳) سیٹھ ابراہیم کھتری صاحب کراچی (۳۰۴) رائے صاحب سیٹھ رام چند صاحب جے نرائن سبزی منڈی دہلی (۳۰۵) ہرشی چند صاحب تل سینئر سب جج دہلی (۳۰۶) منشی عبدالباقی خاں صاحب باڑہ ہندوراؤ دہلی (۳۰۷) مسٹر ملک رام صاحب نئی دہلی (۳۰۸) اے۔ این۔ سیال صاحب نئی دہلی (۳۰۹) لالہ شیو شنکر لال صاحب آنریری مجسٹریٹ نئی دہلی (۳۱۰) رائے صاحب لالہ گوپال داس صاحب دہلی (۳۱۱) رائے بہادر لالہ بندرابن صاحب نئی دہلی (۳۱۲) حاجی داؤد حاجی ناصر صاحب ماؤ جی بمبئی (۳۱۳) شیخ

امین صاحب اسرخیزی بمبئی (۳۱۴) خان صاحب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب سکریٹری میونسپل کمیٹی دہلی (۳۱۵) ایم اے لطیف صاحب کیڈل روڈ بمبئی (۳۱۶) نواب احمد نواز جنگ بہادر حیدرآباد دکن (۳۱۷) خان صاحب محمد بشیر الحق صاحب حقی ایم اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول میرٹھ (۳۱۸) عبدالصمد خاں نظامی دلاور سنڈیکیٹ ریاست جوناگڈھ (۳۱۹) محمد خلیل اللہ خاں صاحب بی اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر باقر اسکول انگوری باغ ریاست رامپور (۳۲۰) محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شفیع احمد مرحوم مدیرہ اخبار دستکاری دہلی (۳۲۱) خان بہادر کپتان حبیب الرحمٰن خاں صاحب سی۔ آئی۔ ای دہلی (۳۲۲) ماسٹر لکشمی نرائن صاحب کوچہ گھاسی رام دہلی (۳۲۳) سید میرک شاہ صاحب اندرابی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور (۳۲۴) پنڈت گنیندر موہن پرشاد صاحب تواری ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گنگاپور ریاست جے پور (۳۲۵) محترمہ روشن نظر صاحبہ نظامی پشاور (۳۲۶) آغا سعدی خاں صاحب پرائیویٹ سکریٹری ہز ہائی نس چترال (۳۲۷) مولانا صدرالدین صاحب جائس ضلع رائے بریلی (۳۲۸) چودھری شیونا تھ سنگھ صاحب ماچھرہ ضلع میرٹھ (۳۲۹) ایچ۔ ایم بلال نظامی ریاست جوناگڈھ (۳۳۰) فقیر محمد نظامی قریہ ضلع جالندھر (۳۳۱) سید [illegible] صاحب نصیری پیرزادے درگاہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی (۳۳۲) غلام محمد نظامی جلدار سیالکوٹ (۳۳۳) احمد علی نندیگی نظامی قریہ ضلع جالندھر (۳۳۴) غلام محمد نظامی [illegible] ضلع جالندھر (۳۳۵) پروفیسر عرفان صاحب روحانی طبیب نمبر ۷ حاشاہ گنگا سابانا دہیرہ (۳۳۶) محمد حسین خاں صولت خاں نظامی [illegible] (۳۳۷) شیخ ممتاز احمد صاحب قریشی مالک نیو اسٹار [illegible] ورکس نئی دہلی

خطاب کی مُبارکبادیاں

آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ حسن نظامی!

مجھے اجازت دیجئے کہ میں "شمس العلما" کے خطاب کے لئے جو ابھی آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ نہایت گرمجوشی کے ساتھ مبارک باد دوں۔ آپ کے اس امتیاز سے مجھے بہت بڑی خوشی ہوئی ہے سال نو کے لئے میری طرف سے بہترین خواہشات اور مخلصانہ جذبات۔

آپ کا مخلص ڈبلیو کرسٹی۔

شکریہ } میرے چھوٹے سے صوبہ دہلی کے بہت بڑا دل رکھنے والے چیف کمشنر صاحب! مجھے دہلی سے اطلاع ملی ہے کہ اس خطاب کی مبارکباد کا سب سے پہلا خط آپ کی طرف سے موصول ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی حاکمانہ قدردانی کے خطاب کی مبارکباد دینے میں سب سے پہلے قلم اُٹھایا تھا۔ میں آپ کی اور آپ سے پہلے کے چیف کمشنر صاحب مسٹر ایسکوئتھ کی علمی قدردانیوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان خطابات کو ملکی غداری کا معاوضہ سمجھتے ہیں۔ لیکن میں اپنے ضمیر کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں کیونکہ میں نے پچاس برس سے آج تک نہ کبھی انگریزی حکومت کی ناجائز خوشامد کی۔ اور نہ اپنے ملک اور اہل ملک سے کوئی غداری کی۔ البتہ کچھ تھوڑی سی علمی خدمت کی تھی اور ہندوستانی قوم میل کرتے ہوئے ایک دوسرے ... کو ... میں ... کی کوشش ... ہمیشہ ... تھا جس کی آپ کے

ذریعے حکومت برطانیہ نے معلوم کیا اور میرے پیارے شہنشاہ نے میری ناچیز پبلک خدمات کی یہ خطاب دے کر قدردانی فرمائی۔ اس لئے میرے دل میں آپ کی مبارکباد کی بہت بڑی عزت ہے۔ کیونکہ یہ خطاب محض آپ کی قدرشناسی کا ایک نمونہ ہے۔ حسن نظامی۔

مسٹر لابیلی ڈپٹی کمشنر دہلی کے انگریزی خط کا ترجمہ

آپ کے اعزاز کی انتہائی مخلصانہ مبارک باد دیتا ہوں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کی نہایت اعلےٰ پبلک خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

آپ کا مخلص ڈبلیو۔ ایف۔ جی۔ لابیلی۔

شکریہ } قابل عزت ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی کی اس مبارکباد کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کیونکہ درحقیقت یہ خطاب اُن ہی کی تحریک اور آنریبل چیف کمشنر صاحب کی تائید کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے میری پبلک خدمات کا ذکر کر کے مجھے اس خطاب کی ذمہ داریوں کو یاد دلایا ہے۔ تاکہ میں علم اور اہل علم کی خدمات کو مرتے دم تک یاد رکھوں۔ میں اُن کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اُردو زبان میں دعا دیتا ہوں کہ آپ کا اللہ بیلی ہے۔ یعنی اللہ آپ کی مدد کرتا رہے۔ حسن نظامی۔

سر سی ای جونز کے انگریزی خط کا ترجمہ } ڈیر پیر صاحب۔

میری بیوی اور میں اس اعلان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب بطور ایک ذاتی امتیاز کے عطا کیا گیا ہے۔ اور ہم نہایت گرمجوشی کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اور نئے سال کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہیں۔

آپ کا مخلص (سر) سی ای جونز فائننس سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

شکریہ } میں لیڈی جونز اور سر جونز کی مخلصانہ اور شریفانہ اور بے غرضانہ مبارکباد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

آنریبل سر سید سلطان احمد صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب!

آپ کے اعزاز کی انتہائی دلی مبارکباد اور نئے سال کے لئے بہترین خواہشات۔

آپ کا مخلص۔ سید سلطان احمد از دہلی۔

شکریہ } قدیم و جدید تہذیب کے آفتاب کی مبارکباد کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

مسٹر بھٹناگر صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ } مائی ڈیر خواجہ صاحب

میری طرف سے اپنے اعزاز کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ جواب سے پہلے ہی آپ کو ملنا چاہئے تھا۔ پُرمسرت نئے سال کے لئے نیک خواہشات۔

میں ہوں آپ کا مخلص (سر) ایس ایس بھٹناگر دہلی

شکریہ } ہندوستانیوں میں آپ سب سے بڑے سائنس داں ہیں اور خدا نے محبت کے سائنس کا علم بھی آپ کو دیا ہے۔ حسن نظامی

سر شیش چندر صاحب متل کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب!

براہ مہربانی میری طرف سے شمس العلماء کے

خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ جس سے مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ خدا کرے آئندہ اس سے بڑا اعزاز آپ کو حاصل ہو۔ پُرمسرت نئے سال کے لئے بھی میری بہترین خواہشات قبول فرمائیے۔

آپ کا مخلص۔ ہریش چندر بتل (سینئر سب جج دہلی)

شکریہ ﴿ پیارے بھائی بتل صاحب چشتی برادری کا ممبر ہونے کے سبب ہر وقت میرے دل میں رہتے ہیں۔ حسن نظامی۔

سکریٹری میونسپل کمیٹی دہلی کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾

مائی ڈیر خواجہ صاحب!

نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں آپ کا نام دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ برائے مہربانی میری انتہائی دلی مبارک باد قبول فرمائیے کہ آپ کو خطاب "شمس العلماء" عطا کیا گیا ہے جس کے آپ پورے پورے مستحق تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی اور عمر دراز اور اپنی بہت سی نعمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

آپ کا مخلص (چودہری) نصر اللہ (خاں صاحب)

شکریہ ﴿ پیارے بھائی چودہری نصر اللہ خاں صاحب نے جتنی دعائیں مجھے دی ہیں وہ ضرور قبول ہوں گی۔ کیونکہ قرآن مجید میں نصر اللہ کے بعد فتح کا لفظ آیا ہے۔ میں اُن کا تہِ دل سے شکر گذار ہوں۔ حسن نظامی۔

رائے صاحب گوپال داس کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾

ڈیر سر! نئے سال کے اعزازات میں "شمس العلماء" کا خطاب حاصل ہونے کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ (رائے صاحب) گوپال داس از دہلی

شکریہ ﴿ پیارے بھائی گوپال داس صاحب کا شکریہ۔ اُن کا نام گئو پالن اوتار سری کرشن جی کے گوپال نام کی برکت حاصل کرتا ہے۔ حسن نظامی۔

رائے بہادر بندرابن کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾ ڈیر خواجہ صاحب!

میری طرف سے اپنے اعزاز کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ پُرمسرت نئے سال کے لئے بہترین خواہشات بھی قبول فرمائیے۔

آپ کا مخلص (رائے بہادر) بندرابن از نئی دہلی

شکریہ ﴿ پیارے بھائی رائے بہادر صاحب اور اُن کے صاحبزادگان اور اُن کے عزیز بابو کیشب چندر صاحب ایڈوکیٹ رات دن میرے دل میں رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی تہنیت کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ حسن نظامی۔

خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

میرے پیارے خواجہ صاحب!

آج صبح خطاب یافتگان کی فہرست میں آپ کا نام دیکھ کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی میری دلی مبارک باد اس اعزاز کے لئے قبول فرمائیے۔ مجھے یہ کہنا ضروری ہے کہ آپ اس اعزاز کے بہت زیادہ مستحق تھے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اس کے بعد آپ کی خدمات کے مزید اعتراف کئے جائیں۔ آپ کا مخلص (خان بہادر حاجی) رشید احمد (صاحب)

شکریہ ﴿ پیارے بھائی حاجی صاحب!

آپ کی مخلصانہ مبارک باد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور نئے سال کے شروع میں جو اعزاز آپ کو عطا ہوا ہے اس کی مبارک باد دیتا ہوں۔ درحقیقت آپ کی خدمات دہلی کی پبلک کے دلوں پر نقش ہیں۔ اور آپ اس سے زیادہ سرکاری قدردانی کے مستحق ہیں۔ حسن نظامی۔

باوا بچھتر سنگھ صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾

مائی ڈیر خواجہ صاحب! میرے اور آپ کے درمیان جو محبت ہے اس کی بنا پر مجھے آپ کو "شمس العلماء" کے خطاب کی مبارک باد دینے میں بڑی خوشی ہے۔ جس کے آپ پوری طرح مستحق ہیں۔ آپ کا مخلص باوا بچھتر سنگھ از دہلی

شکریہ ﴿ میرا اور آپ کا دل بھی ایک خیال بھی ایک۔ اور ڈاڑھیاں بھی ایک۔ اس واسطے میرے دل پر آپ کی مبارک باد کا بہت اثر ہوا۔ حسن نظامی۔

ادیشر لال صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾ مائی ڈیر

خواجہ صاحب! براہ مہربانی شمس العلماء کے اعزاز کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ جو خدا کرے بہت سے دوسرے اعزازات کا پیش خیمہ ہو۔

نئے سال کے لئے بہترین خواہشات۔

آپ کا مخلص۔ ادیشر لال از نئی دہلی۔

شکریہ ﴿ سچے دل کی تحریر نے میرے دل پر اثر کیا۔ اور میں بیحد ممنون ہوا۔ حسن نظامی۔

لالہ جگن ناتھ صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾ قابل عزت خواجہ صاحب

میں بے انتہا مسرت کے ساتھ آپ کو خطاب "شمس العلماء" کی مبارک باد دیتا ہوں۔ جو نئے سال کے دن ہز امپیریل مجسٹی کی گورنمنٹ نے آپ کو عطا کیا ہے۔

آپ کا مخلص۔ جگن ناتھ سبزی منڈی دہلی۔

شکریہ ﴿ پیارے بھائی جگن ناتھ جی کا نام پڑھ کر جگن ناتھ پوری یاد آ گئی۔ بہت بہت شکریہ۔ حسن نظامی

مسٹر ایل این سیال کے انگریزی خط کا ترجمہ ﴾ قابل عزت خواجہ صاحب

میرے لئے یہ ایک نایاب خوشی کا موقع ہے کہ آپ کو "شمس العلماء" کے خطاب کی دلی مبارک باد پیش کروں جس کے آپ بہت زیادہ مستحق تھے۔ میں آپ کی ان بڑی خدمات کا جو اس نازک وقت میں آپ نے گورنمنٹ کی انجام دی ہیں ایک موزوں اعتراف [illegible] آئندہ زمانے میں خدا آپ کو اس سے بڑے

بڑے اعزازات عطا فرمائیے۔ آپ کا مخلص
اے۔ این۔ سیال نئی دہلی۔
شکریہ کہ پیارے بھائی سیال صاحب کے ہر لفظ میں خلوص کی تاثیر ہے۔ میں گن گن کر ہر لفظ کا شکر گزار ہوں۔ حسن نظامی۔

{لالہ شیو شنکر لال صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ}

مائی ڈیئر خواجہ صاحب! میں بہت خوشی کے ساتھ شمس العلماء کے بلند امتیاز کی مبارک باد دیتا ہوں۔ جو گورنمنٹ نے آپ کی اعلیٰ اور قابل تعریف خدمات سرکار اور خدمات اہل وطن کی وجہ سے عطا کیا ہے۔ میرے والد رائے بہادر امبا پرشاد صاحب کی طرف سے بھی مبارک باد قبول فرمائیے۔ آپ کا مخلص۔ شیو شنکر لال نئی دہلی
شکریہ کہ پیارے بھائی لالہ شیو شنکر لال اور اُن کے والد رائے بہادر لالہ امبا پرشاد کی سچی مبارک بادیوں کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ میری دُعا ہے کہ خدا ان دونوں کو ہمیشہ شاد آباد رکھے۔ حسن نظامی

مسٹر ملک رام کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیئر خواجہ صاحب
مجھے اس موقع کے حاصل ہونے پر فخر ہے کہ میں دل سے اور نہایت خلوص کے ساتھ آپ کو اس اعزاز کی مبارک باد دوں جو نئے سال کے دن آپ کو عطا ہوا ہے۔
گورنمنٹ کا یہ اعتراف ایک اچھی بات ہے لیکن میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ نہ صرف آپ کے دوست اور خیر خواہ بلکہ تمام ہندوستان کی پبلک اس سے کہیں زیادہ آپ کی قدر کرتی ہے۔
میں آپ کے لئے خوشی اور خوش نصیبی کی دعا کرتا ہوں۔ آپ کا مخلص۔ ملک رام از نئی دہلی۔
شکریہ کہ پیارے بھائی ملک رام صاحب نے ہزاروں عزیزوں کی آنکھیں روشن کرنے کے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ اس لئے اُن کی مبارک باد نے میری شکر گزاری کی آنکھیں روشن کر دیں۔ حسن نظامی

{نیاد رمل صاحب گپتا کے انگریزی خط کا ترجمہ}

مائی ڈیئر خواجہ صاحب! براہ مہربانی خطاب کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے جو آپ کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف میں عطا کیا گیا ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں کہ یہ اعزاز بہت سے آئندہ اعزازات کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آپ کا مخلص نیاد رمل گپتا میونسپل کمشنر دہلی۔
شکریہ کہ پیارے بھائی کا نام گپتا ہے۔ مگر اُن کی محبت گپت یعنی پوشیدہ نہیں ہے۔ شکریہ حسن نظامی

{رائے صاحب سیٹھ رام کنور جے پوریہ کے انگریزی خط کا ترجمہ}

مائی ڈیئر خواجہ حسن نظامی! آج کے ہندوستان ٹائمز میں یہ دیکھ کر مجھ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ ہند نے آپ کو شمس العلما کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ آپ کو اس خطاب کا پورا حق تھا۔ میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ بہت سے خطابات کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آپ کا مخلص (رائے صاحب) رام کنور جے پوریہ سبزی منڈی دہلی۔
شکریہ کہ پیارے بھائی رائے صاحب! آپ کی مبارک باد ہمیشہ میرے دل پر نقش رہیگی۔ حسن نظامی

مسٹر ٹی این بھمبری کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیئر خواجہ صاحب! میری خوشی کی کوئی حد نہیں ہے کہ آپ کو آپ کی مخلصانہ اور پرجوش خدمات کے صلے میں وہ اعزاز عطا ہوا ہے جس کے آپ پوری طرح مستحق تھے۔ اس سال کا آغاز آپ کے لئے بہت خوبی کے ساتھ ہوا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ کو اور زیادہ قدر افزائیاں اور مزید اعزازات حاصل ہوں گے جن کا آپ کو پورا پورا حق حاصل ہے۔
میں اپنے لئے خوشی کا باعث سمجھتا ہوں کہ آپ کو مبارک باد پیش کروں اور میں مسرتوں اور خوش حالی سے معمور نئے سال کے لئے اپنی دلی خواہشات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔
مجھے اور بھی خوشی حاصل ہوتی اگر میں خود حاضر ہو کر آپ کو مبارک باد دیتا۔ مگر بد قسمتی سے میری بیوی بہت زیادہ بیمار ہیں اور مجھے پورا وقت اُن کی تیمارداری میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ پھر بھی جب اُن کی طبیعت کچھ بہتر ہو جائے گی تو میں خود مبارک باد کے لئے حاضر ہوں گا۔
آپ کا مخلص۔ ٹی۔ این۔ بھمبری۔ دہلی
شکریہ کہ پیارے بھائی بھمبری صاحب کے ذریعہ اورینٹل بیمہ کمپنی نے دہلی میں جو عروج حاصل کیا ہے اس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان ہی کے زمانے میں میرے بیمہ کی میعاد پوری ہوئی تھی۔ اور غالباً موت کے فرشتے سے ان کی کچھ ساز باز تھی کہ جب ۳۰ر جنوری ۱۹۲۵ء کی شام کو مجھ پر گولیاں چلائی گئیں تو میرے کوئی گولی نہ لگی۔ اگر لگ جاتی اور میں مر جاتا تو مسٹر بھمبری کو قبل از وقت بہت سا روپیہ میرے وارثوں کو دینا پڑتا۔ لہذا ان جیسے لائق اور سچی محبت کرنے والے دوست کی مبارکباد کا دلی شکریہ ادا کرنے کے بعد چاہتا ہوں کہ وہ موت کے قریب پہونچے ہوئے بڈھوں کا بیمہ بھی اگر دوبارہ کر سکیں تو میں پھر اپنا بیمہ اُن کے ہاں کرا دوں۔ تاکہ اُن کی سعی اور کوشش سے ملک الموت جلدی میرے پاس نہ آسکے۔ جس کے روزانہ ٹیلیگرام آتے رہتے ہیں۔ "مے آئی کم؟" میں آسکتا ہوں؟ اور میں کچھ سوچنے کے بعد جواب دیدیتا ہوں "نو ویکنسی" "ابھی کوئی جگہ نہیں ہے۔" دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھمبری صاحب کی بیوی کو جلدی تندرست کر دے اور میں سابق کی طرح اُن کا مہمان بنوں اور طرح طرح کے مزے دار کھانے کھاؤں۔ حسن نظامی۔

{شیخ سلطان احمد صاحب جاپان والے کے انگریزی خط کا ترجمہ}

ڈیئر خواجہ صاحب! مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی خوشی ہوئی کہ نئے سال کے اعزازات میں آپ کو بھی شمس العلما

خطاب ملا ہے۔ میں آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ آپ کا مخلص۔ سلطان احمد از دہلی۔

شکریہ۔ آپ کی بے غرض محبت اور عنایت سے میرے دل پر نقش ہوئی۔ حسن نظامی۔

منشی عبدالباقی خاں صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر سر! شمس العلماء کا خطاب ملنے پر میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ میں نے انتہائی مسرت کے ساتھ اس خوشخبری کو سنا۔ اور یہ خطاب بالکل بجا طور پر دیا گیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کو ہر طرح کی کامیابی نصیب ہو۔ آپ کا مخلص۔ عبدالباقی خاں۔ باڑہ ہندو راؤ دہلی۔

شکریہ۔ اگرچہ منشی عبدالباقی خاں صاحب سے میری ذاتی واقفیت نہیں ہے۔ لیکن اُن کے نام کے طفیل ہمیشہ دعائیں مانگا کرتا ہوں کہ اے ہمیشہ باقی رہنے والے خدا! میرے ملک اور میری قوم کی عزت کو بڑھا اور باقی رکھ۔ اس واسطے میں اُن کی بے غرض تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

نواب احمد نواز جنگ بہادر کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب! آپ کو "شمس العلماء" کا خطاب ملنے کی مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اور میں تہہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اعزاز آپ کو عطا ہوا ہے۔ وہ بالکل بجا ہے اُن علمی و ادبی خدمات کے مدنظر جو آپ نے انجام دی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے اور میری دعا ہے کہ ان اعزازات میں اضافہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر طویل عطا فرمائے جو خوشیوں اور شادمانیوں سے معمور ہو۔ پھر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ آپ کا مخلص۔ احمد نواز جنگ بہادر

شکریہ۔ پیارے بھائی نواب احمد نواز جنگ نے جو بے مثال ادبی و علمی خدمات سلطنت آصفیہ کی انجام دی ہیں [illegible] اُن کو اپنی قوم کی انجام دی ہیں۔ اُن کی عظمت اس ملک میں ایک بڑا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے مجھے اُن کی مبارکباد سے فخر ہوا۔ اور اُن کی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین ہوا کیونکہ نیک عمل لوگوں کی دعائیں خدا جلدی قبول کر لیتا ہے۔ اور میں اُن کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

نواب صاحب کرنال کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر مولوی صاحب! شمس العلماء کے خطاب کی میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی آپ ایسے اعزازات حاصل کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ نیا سال آپ کے لئے مسرت اور خوشحالی کا سال ثابت ہو۔

آپ کا مخلص۔ ذوالفقار علی خاں از کرنال۔

(نواب بہادر لفٹنٹ صاحبزادہ ذوالفقار علی خاں صاحب رئیس و جاگیردار کرنال)

شکریہ۔ پیارے بھائی ذوالفقار علی خاں کی مبارکباد کا شکریہ۔ اُن کے نام ذوالفقار کی چمک سے اُن کی قوم کو فائدہ پہونچے۔ حسن نظامی۔

شیخ امین صاحب خیری کے انگریزی خط کا ترجمہ

جناب ہز ہولی نس مولانا شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب! مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی جب آج کے اخبار میں میں نے یہ خبر پڑھی کہ برٹش گورنمنٹ نے آپ کی اُن قیمتی خدمات کی قدر دانی کر کے جو آپ نے ہندوستان کی پبلک کی انجام دی ہیں۔ آپ کو شمس العلماء کا سب سے اونچے درجہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ میں اپنی فیملی کی طرف سے تہ دل سے اور بہت خلوص کے ساتھ یور ہولی نس کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور بہت مخلصانہ طریق پر خدا سے دعا کرتا ہوں کہ یور ہولی نس کو عمر دراز اور تندرستی اور دولت اور خوشحالی اور بہت سے مزید اعزازات عطا فرمائے۔

میں خدا سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو زیادہ طاقت اور قوت عمل اور ہمدردی وغیرہ ہندوستان کی پبلک کے لئے عطا فرمائے۔ تاکہ ہم اس دنیا میں یور ہولی نس کی ذات سے بہت سے فائدے حاصل کر سکیں۔

میں یور ہولی نس سے کئی مرتبہ شرف نیاز حاصل کر چکا ہوں جب کہ یور ہولی نس احمد آباد میں میرے دوست غلام نظام الدین صاحب قریشی کے ہاں مہمان تھے۔ اور مجھے یور ہولی نس کے میری قیام گاہ پر تشریف لانے کی عزت بھی نصیب ہوئی تھی۔ اور یور ہولی نس میرے ہاں دو بار تشریف لائے تھے۔ اور میرے بزرگوں کی تاریخی کتابوں "حدیقۂ احمدی" اور "حدیقۃ الہند" کو ملاحظہ فرمایا تھا اور ازراہ کرم ان کتابوں کے متعلق ایک قیمتی سرٹیفکیٹ بھی عنایت فرمایا تھا۔

آجکل میں بمبئی میں ہوں۔ اور اب میری گورنمنٹ سروس ختم ہونے والی ہے۔ یور ہولی نس خدا سے دعا کریں کہ میں کچھ دن اور گورنمنٹ کی خدمات انجام دے سکوں۔

میں اپنی فیملی کی طرف سے یور ہولی نس کو دعوت دیتا ہوں کہ آئندہ جب یور ہولی نس اس طرف تشریف لائیں تو بمبئی یا سورت میں میرے مہمان بنیں۔ اور میں بمبئی اور سورت میں ہر طرح کے عظیم الشان استقبال کا انتظام کروں گا۔ اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

آپ کا انتہائی وفادار۔ شیخ امین خیری از بمبئی

شکریہ۔ پیارے بھائی شیخ امین صاحب کی خاندانی بزرگی اور علمی شہرت اور خدمات اور ذاتی عنایت و مہربانی جو مجھ پر ہوئی ہے مجھے اچھی طرح یاد ہے اور جب آئندہ بمبئی کے ہاں مہمان بننے کی کوشش کروں گا۔ اس وقت کہ کسی ڈاکٹر و حکیم یا وید کی دوا سے [illegible]

[illegible]

خریدے وہ کھانوں سے لطف حاصل کر سکوں۔ اگر گورنمنٹ مجھے شمس العلماء خطاب کے ساتھ انگلستان سے اچھا معدہ بھی دیتی اور میں آپ کی دعوتیں اور دوسرے دوستوں کی دعوتیں کھانے کے قابل ہو جاتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔ آخر میں میں اس مبارکباد کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

ایم اے لطیف صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب! نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں آپ کا نام دیکھ کر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی۔ گو کہ آپ جیسی قابلیت کے مالک کو کسی اعتراف کی ضرورت نہیں ہے۔ برائے مہربانی میری انتہائی دلی مبارکباد قبول فرمائیے شمس العلماء کے امتیازی اعزاز کے لئے جو ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے آپ کو عطا کیا ہے۔

اللہ آپ کو مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے برسوں زندہ سلامت رکھے۔ یہ دعا ہے میری جو کہ میں آپ کے لاکھوں مداحوں میں سے ایک ہوں۔

آپ کا مخلص۔ ایم اے لطیف از بمبئی۔

شکریہ؟ آپ کا نام بھی لطیف اور آپ کا پیام بھی نفیس و لطیف۔ آپ سمندر کے کنارے رہتے ہیں اور سمندر کی لہروں نے آپ کے دل میں بے غرض محبت کی لہروں کو بہت بڑھا دیا ہے۔ میں تہ دل سے ممنون ہوں۔ حسن نظامی۔

حاجی داؤد حاجی ناصر صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب!

نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں آپ کا نام پڑھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی۔ اور میں اس امتیاز کے لئے آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی پسندیدہ برکتیں عطا فرمائے اور آپ کو طویل عمر عطا فرمائے۔ تاکہ آپ اس سے بڑے بڑے اعزازات کی مسرتیں حاصل کریں۔ جو آپ کی اعلیٰ اور قابل تعریف خدمات ملک کے شایان شان ہوں۔ اور خدا آپ کو ملک اور اپنی عزیز ترین قوم کی خدمات کے موقع عطا فرمائے۔ آپ کا مخلص۔ داؤد حاجی ناصر از بمبئی۔

شکریہ؟ کہ پیارے بھائی حاجی داؤد نے تار اور اس خط کے ذریعے جس سچی اور بے غرض اور ہمیشہ اُن کے دل میں موجیں مارنے والی محبت کو ظاہر کیا ہے اُس کے شکریہ کا نقارہ بجانے کے بعد دعا کرتا ہوں کہ حاجی داؤد نے جس طرح اپنی شیعہ خوجہ جماعت میں اور اپنے اہل و عیال میں اسلام کا سچا اثر پیدا کیا ہے۔ اور ہندوستانیوں کی تجارت کی مشکلات کے وقت سینہ سپر ہو کر افریقہ تک دیری اور دلیری کے علم بلند کئے ہیں۔ خدا کرے کہ اُن کو اور اُن کی اولاد کو اس سے زیادہ ملک و قوم کی خدمات انجام دینے کی جرأت رہے۔ حسن نظامی۔

خان بہادر محمد یعقوب صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب! مجھے آپ کا نام اعزازات کی فہرست میں دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔

اجازت دیجئے کہ اس پُر مسرت موقع پر میں اپنی مخلصانہ مبارکباد پیش کروں۔

آپ کا مخلص۔ ایم یعقوب (خان بہادر محمد یعقوب اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف پبلک ہیلتھ پنجاب)

شکریہ؟ آپ کی مبارکباد میری خراب صحت کے لئے مفید نسخہ ثابت ہو۔ حسن نظامی۔

دیوان صاحب ریاست پاٹودی کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر خواجہ صاحب! شمس العلماء کا خطاب ملنے کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ اس خطاب سے آپ کی عزت میں کچھ اضافہ نہیں ہو۔ بلکہ یہ محض ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی طرف سے قدردانی کا اظہار ہے۔ آپ کا مخلص (شیخ) عالم علی (صاحب ایم بی ای) وزیر اعظم ریاست پاٹودی۔

شکریہ؟ آپ نے جس بلاغت اور بیباکی سے مبارکباد دی ہے۔ وہ آپ کو بیباک مسلمان ثابت کرتی ہے۔ شکریہ! حسن نظامی۔

سیٹھ ابراہیم کھتری صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ

ڈیر خواجہ صاحب! ہز مجسٹی گورنمنٹ کی طرف سے "شمس العلماء" کا خطاب ملنے کی مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ خدا آپ کو اس اعزاز کی مسرتیں حاصل کرنے کے لئے عرصے تک زندہ سلامت رکھے۔ آپ کا مخلص (سیٹھ) ابراہیم کھتری از کراچی

شکریہ؟ کہ پیارے بھائی ابراہیم کھتری صاحب کی مخلصانہ تہنیت کا شکریہ۔ حسن نظامی۔

لالہ شنکر لال صاحب مالک دہلی کاٹن ملز کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب! مجھے اخبارات میں یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے آپ کے اعلیٰ کام کی آپ کو "شمس العلماء" کا خطاب دے کر موزوں قدردانی کی ہے۔ آپ کو اس اعزاز کا پورا پورا حق حاصل تھا۔ میں اس کے لئے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ خدا کرے یہ اعزاز دوسرے اعزازات کا پیش خیمہ ہو۔

میں ایک دفعہ پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

آپ کا مخلص (لالہ) شنکر لال (صاحب)

شکریہ؟ کہ آپ اور آپ کے بڑے بھائی لالہ سر سری رام صاحب اور آپ کے مرحوم والد سے میرے ایسے تعلقات رہے ہیں کہ میں آپ کو اپنے خاندان کے ایک ممبر سمجھتا ہوں۔ آپ دہلی شہر کے لئے فخر ہیں کیونکہ آپ کے بڑے کارخانوں سے لاکھوں انسانوں کا پیٹ بھرتا ہے اور خطاب دینے والی سرکار کے لئے خیمے بنا کر بھی آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ سرکار کی فوج آپ کے زیر سایہ رہتی ہے۔ میں ایک دن آپ کے مکان پر دو سالگ پات کھانے آؤں گا جو اسمال پراچہ بیرن آپ کے یہاں سے منگا کر کھایا کرتے ہیں۔ حسن نظامی۔

(باقی خطوط آئندہ صفحے پر ملیں گے)

اہل ایران کی تہنیت

آغا طلعت یزدی ایرانی کا قصیدہ

آغا طلعت یزدی ایرانی حیدر آباد میں فارسی کے پروفیسر ہیں۔ مہاراجہ بہادر مرحوم کے مشاعروں میں آغا صاحب جب غزل پڑھتے تھے تو اُن کے کلام کی خوبی اور پڑھنے کے انداز سے ایک خاص اثر پیدا ہوتا تھا۔ میں آغا صاحب کی عنایت و مہربانی کا ممنون ہوں اور بطور یادگار و الفت ایران اُن کا قصیدہ شائع کرتا ہوں۔ حسن نظامی

دیدارِ توای لاست لمن جاء کمک فردا
در نزد من امروز بہ از وعدۂ فردا

از فضل خدا و تبارک و تعالیٰ
لاہوتی و در کسوت ناسُوت ہویدا

در خلوت خاص نور یدی کہ در آمد
آں دید کہ دیداست نبی در شب اسریٰ

ایں جام ولائی تو سکندر منشاں را
بہ ز آب بقائی کہ خورد خضر بہ تنہا

شمس العلمائی بہ تو از جارج سادس
چوں خلعت و دیباست کہ بر قامت زیبا

شمس العلما خواجہ حسن پیر نظامی
شد روشن از او آئینۂ ملت بیضا

داماں وسیعش بہ کف عارف و عامی
درگاہ رفیعش شرف گنبد مینا

از سینۂ بی کینۂ او باز تواں دید
نوری کہ نمودار شد از سینۂ سینا

با نوع بشر او گل یک رنگ و نو خود روی
خواہی بہ تولّاکن و خواہی بہ تبرا

حیرت زدہ دیدیم و ندیدیم و ندیدیم
جز موج و حباب و کف و جنبیدن دریا

دین و دل و دانش ہمہ در کشور حسنش
غارت شد و تاراج شد و رفت بہ یغما

ہادی شدہ برگشتہ رہاں ز منادی
در ہند و حجاز و عجم و ملک اُروپا

ہر صاحب دل زود برد گوہر مقصود
زاں طوطی نطق گہر افشان و شکر خا

ہر ذرہ کہ پروردۂ شمس العلما شد
نورش فگند شعشعہ در عالم بالا

بر درگہ شمس العلما طلعت یزدی
جمعیت خاطر طلبد ناصیہ فرسا

پنجاب کے مسلمان ۔ سرحد کے مسلمان
بلوچستان کے مسلمان ۔ سندھ کے مسلمان
فیضانِ آسمان کے نیرِ درخشان ہیں

امت کی وحدت کے لئے ۔ امت کی اخوت کے لئے ۔ امت کی عظمت کے لئے

حسبِ فرمانِ قرآن تجلیٔ ایمان

ایک دل ہیں ۔ ایک عمل ہیں ۔ کروڑ قالب مگر ایک جان ہیں
خناس کا وسواس ۔ اُن کی ایک لاحول سے بھاگ جاتا ہے

وہ مومن ہیں ۔ پاک حدیث میں اُن کی فراست اور دور اندیشی کا بیان ہے ۔ ان کے قدم آگے بڑھ کر پیچھے نہیں ہٹتے ۔ وہ ذاتی غرض کو ایمان کی آن پر قربان کر دیتے ہیں ۔ اپنے فائدے کو قوم کے فائدے پر نثار کر دیتے ہیں ۔ وہ قرآن میں پڑھتے ہیں ۔ ملک بس اللہ ہی کا ہے ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے ۔ دیتا ہے ۔ اور جس سے چاہتا ہے ۔ لے لیتا ہے ۔ اللہ ہی عزت دیتا ہے ۔ اور اللہ ہی ذلت دیتا ہے ۔ اس لئے ان مسلمانوں نے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے ۔ اور وہ غیبی مدد کے امیدوار ہیں ۔

حسن نظامی دہلوی

جانشین حضرت سلطان المشائخ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتابیں

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے محبوب المطابع برقی پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

انا مدینۃ العلم و

اقرأ باسم ربک
علوم کل عالم

حاصل کر
کل عالم کے علوم

قلم کار
حسن بن علی

کل اولاد آدم کے آرام کی

علمی صدا

منادی

دار امر دہلی

ڈیزائن روشن دل محبوب بانو نظامی حیدرآبادی

اجل اور تقدیر بدلنے کا عمل

سنہ ۱۹۱۱ء میں جب مدینہ منورہ میں میری حاضری ہوئی تو حضرت شیخ المشائخ سید حمزہ رفاعی نے مجھے اپنے سلسلے رفاعیہ کی خلافت دی۔ اور چند خاص اعمال کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ جن میں ایک عمل تقدیر بدلنے اور اجل ٹلنے کا بھی تھا۔

یہ عمل رمضان کی ۲۶ تاریخ کا دن ختم ہونے کے بعد رات کو یعنی ستائیسویں شب (جو شب قدر ہے) ۹ ہزار اور نو بار پڑھا جاتا ہے۔ اور زکات ادا ہو جاتی ہے یعنی پڑھنے والا اس کا عامل بن جاتا ہے۔ اس کے بعد عامل جس شخص کی اجل اور تقدیر بدلنی چاہے صرف ۹ بار پڑھنے سے اس کی تقدیر بدل سکتا ہے اور اجل ٹال سکتا ہے۔

عورتیں اگر اس عمل کی زکات شب قدر میں ادا کر لیں تو وہ جس حاملہ عورت کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ۹ بار یہ عمل ۹ دن تک دم کرینگی، اس عورت کے بچے کی تقدیر بدل جائیگی یعنی پیدا ہونے والے بچے کی تقدیر اگر بُری ہونے والی ہو تو اچھی ہو جائیگی۔ مگر حمل تین مہینے سے زیادہ دنوں کا نہ ہو یعنی پہلے مہینے سے تین مہینے تک کا حمل ہو تو یہ عمل زیادہ اثر کرے گا۔ اور صرف ۹ دن دم کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر حمل تین مہینے سے زیادہ دن کا ہو تو پھر یہ عمل چالیس دن لگاتار دم کرنا ہوگا۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی بچے پر چالیس دن تک ۹ بار یہ عمل دم کرنا ہوگا۔ اور دم کرنے والے عامل کو روزانہ ایک روپیہ نیاز کا دینا ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے تندرستی ناممکن سمجھی جاتی ہو مثلاً دق یا سِل کی بیماری تو عامل روزانہ ایک روپیہ نیاز کا لے کر پورے چالیس دن تک یہ عمل دم کرے۔ خدا نے چاہا یقیناً قضا ٹل جائیگی اور مریض اچھا ہو جائیگا۔

جو عورتیں اور مرد تقدیر بدلنے کا عمل پڑھنا چاہیں یعنی عامل بننا چاہیں اُن کے لئے حسب ذیل شرطوں کی پابندی ضروری ہے۔

(۱) ہر وقت باوضو رہیں (اگر کوئی عامل عورت ماہواری ایام میں ہو تب بھی اس کو ہر وقت باوضو رہنا ضروری ہے) یعنی ہر عورت مرد عامل کو ہر وقت باوضو رہنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم عامل بننا چاہے تو اس کو بھی اجازت دیدی جائے گی بشرطیکہ وہ وضو کا طریقہ سیکھ لے اور ہر وقت باوضو رہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ عامل چاند کی گیارہ، اور بارہ، اور تیرہ تاریخوں میں ہمیشہ روزے رکھے۔ یہ روزہ کھانے پینے کا بھی ہوگا اور چپ کا بھی ہوگا یعنی مذکورہ تاریخوں میں دن کے وقت کسی سے بات نہ کرے۔ کوئی سخت ضرورت ہو تو تحریر کے ذریعہ [illegible]

بس یہ دو شرطیں ہیں جو [illegible] پابندی [illegible]

جو عورت مجھ سے پانچ روپے نیاز کے بھیج کر یہ عمل سیکھ سکتا ہے میں نے اپنے حسب ذیل مریدوں کو بھی اس عمل کی اجازت دی ہے۔ وہ یہ عمل خود بھی کر سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت پانچ روپے نیاز کے لے کر دے سکتے ہیں۔

تقدیر بدلنے کا عمل بہت آسان ہے اور اس کی عجیب و غریب تاثیریں ہیں۔ اس عمل کے عامل پر زہر اثر نہیں کرتا۔ زہریلا جانور نہیں کاٹ سکتا کوئی مہلک ہتھیار اثر نہیں کرتا۔ اور عامل پانی پر دم کر کے جس آدمی کو چالیس دن پلائے اس آدمی کی ہر مصیبت اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

حسب ذیل لوگوں کو اجازت دی گئی ہے

(۱) خواجہ بانو دہلی (۲) پریمی نظامی احمد آباد (۳) صبغۃ اللہ شاہ نظامی احمد آباد (۴) پاکٹ ل محمد حسین نظامی لاہور (۵) حکیم منزل شاہ نظامی لاہور (۶) نیکی شاہ نظامی کمل گاؤں بھاگل پور (۷) مخلص شاہ نظامی حیدر آباد (۸) ناسوتی شاہ نظامی حیدر آباد (۹) خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی حیدر آباد (۱۰) حکیم خسرو شاہ نظامی حیدر آباد (۱۱) خوش اقبال شاہ نظامی حیدر آباد (۱۲) ملکوت بیگم نظامی حیدر آباد (۱۳) سعید بانو نظامی حیدر آباد (۱۴) حافظ داتا میاں نظامی ادھونی مدراس (۱۵) حاجی میراں بخش نظامی [illegible] (۱۶) توکل شاہ نظامی دسہو دون (۱۷) مولانا عبد اللہ ہادی شاہ نظامی بنگلور میسور (۱۸) سیوت نظامی [illegible] (۱۹) [illegible] نظامی [illegible]

شب قدر کی دعا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اللّٰہُ

تُو ہی تُو یَا اللّٰہُ

اَوّل تُو۔ آخر تُو۔ ظاہر تُو۔ باطن تُو۔ دائم تُو۔ قائم تُو۔ عاجز میں۔ قادر تُو

یہ قدر کی رات۔ ہزار مہینوں سے برتر رات۔ تیری پاک روح کی تجلیوں کی رات۔ بےکس بندوں کی دعائیں قبول ہونے کی رات۔ میرے مانگنے کی رات۔ تیرے دینے کی رات۔ میں کہوں دے۔ تو کہے۔ لے۔ میں کہوں میرے مولے۔ میرے داتا۔ تو کہے۔ میرا بندہ۔ میرا لاڈلا۔ میں کہوں۔ وہ سب کچھ دے جس کی تجھ کو قدرت ہے۔ تو کہے۔ گود پھیلا۔ سب کچھ لے۔ لیتا جا۔ دیتا جا۔ اپنوں کو دے۔ غیروں کو دے۔ جن کے نام لیتا ہے۔ اُن کو بھی دے۔ جن کے نام نہیں لیتا۔ اُن کو بھی دے۔ میں یہ سنوں۔ تو اپنا سر خاک پر رکھ دوں۔ شکر کا ایک بڑا سجدہ کروں۔ اور منادی کے ناظرین کے لئے۔ دوستوں کے لئے۔ مریدوں کے لئے۔ ہندوؤں کے لئے مسلمانوں کے لئے۔ روٹی مانگوں۔ کپڑا مانگوں۔ عزت مانگوں صحت مانگوں۔ جسم کی۔ اور روح کی۔ خیال کی۔ اور عمل کی۔ اور کہوں۔ فکر دور کر سب کے۔ غم دور کر سب کے۔ بیماریاں دور کر سب کی۔ تنگدستیاں دور کر سب کی۔ اجل ٹال دے سب کی۔ تقدیر کی بُرائیاں۔ قسمت کی ہر تحریر سے کاٹ دے۔ اور اُن کی جگہ بھلائیاں لکھ دے۔

اب جو پیدا ہو اچھی تقدیر کا مالک ہو۔ اچھے خیال والا ہو۔ اچھے اعمال والا ہو۔ سب کا بھلا چاہے۔ کسی کا بُرا نہ چاہے۔ میں کہوں آمین یا اللہ تو کہے تم آمین لے بندے۔ اور مہر لگائے اس فرمان پر مُحمدؐ کی اُمہ سلام کی۔ اور دے فرمان ہر عورت مرد اور بچے کو اور حسن نظامی کو۔

قرآن کی تبلیغ سے ہندو مسلم اتحاد

قرآن شریف کو ہندوؤں کی ہندی زبان میں ہندوؤں کو سنانے میں نے ہندی میں قرآن کا ترجمہ کیا تھا۔ ایک دفعہ چھپا تھا۔ اب دوبارہ چھپوانا ہے۔ اس کام کے لئے زکوٰۃ کا روپیہ دو۔ کہ خدا نے قرآن میں زکات کا روپیہ تالیف قلوب کے لئے خرچ کرنا بتایا ہے۔ اور قرآن کی تبلیغ سب سے بڑی تالیف قلوب ہے۔

عید قریب ہے۔ عید کے دن ہندی قرآن مجید کی طبع ثانی کے لئے عیدگاہوں میں امداد جمع کرو۔ اور جب ہندی ترجمہ دوبارہ چھپ جائے تو ہر مسلمان عورت مرد اپنے ہندو ملنے والوں کو یہ ترجمہ تقسیم کرے تاکہ قرآن کی روشنی ہر اندھیرے کو دور کر دے۔

ہندوؤں کو عید کا تحفہ

ہندی ترجمے کا پارۂ عم دفتر اخبار منادی دہلی سے آٹھ آنے کو منگائیے اور آنے والی عید کے دن ہندوؤں کو بطور تحفۂ عید تقسیم کیجئے۔ اور اپنے بچوں کو سیپارہ تفسیر اور بچوں کی تفسیر کا پارۂ عم عیدی میں دیجئے۔ ہر ایک کا ھدیہ آٹھ آنے۔

کوفی خط کا پارہ حضرت امام جعفر صادقؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوفی خط کا پارہ قرآن ایک روپے ہدیے میں دفتر اخبار منادی دہلی سے منگائیے۔

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا روزنامچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا لکھا ہوا ہے۔ فارسی سے اردو ترجمہ ہوا ہے۔ قیمت نو آنے۔

نظامی بنسری سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی پاک زندگی کے سبق آموز حالات مسلمان بادشاہوں کی تاریخ خواجگان چشت کے تذکرے پانچ سو صفحے کی مجلد کتاب قیمت تین روپے۔ دفتر اخبار منادی دہلی سے منگائیے۔

آسمانی فرمان

قوانین قرآن

پورے قرآن شریف کے تمام حکم احکام

خواجہ حسن نظامی نے ایک کتاب میں جمع کر دئے ہیں

جس کا نام قوانین قرآن ہے اور جس کا دوسرا نام آسان دین بھی ہے

اور تیسرا نام پورا دین اور پوری دنیا بھی ہے۔

کیونکہ اس کتاب میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ

ہر انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی کے آسان

طریقے قلم بند کئے گئے ہیں

جس مضمون کی آیت قرآن شریف میں دیکھنی ہو

وہ بہت آسانی سے اس کتاب میں مل جاتی ہے

مجلد ہدیہ تین ۳ روپے

ملنے کا پتہ دفتر اخبار منادی دہلی

ضروری اطلاع

ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر چار مہینے تک یہ پرچہ ماہوار رہیگا جنوری ۱۹۴۲ء سے ہفتے وار ہو جائے گا۔ اب چار روپے سالانہ قیمت کے خریدار

کل اولاد آدم کے آرام کی
علمی صدا
منادی
دار امر دہلی
آل نبی اولاد علی
خواجہ حسن نظامی دہلوی نے سنہ ۱۹۱۳ء میں جاری کیا

قبول نہیں کئے جائینگے۔ چار مہینے تک پرانے خریداروں کو دو روپے سالانہ میں دیا جائے گا۔ اس کے بعد چار روپے سالانہ یا چھ آنے فی پرچہ قیمت ہو جائیگی

قلم کار حسن بن علی

بابت ماہ ستمبر ۱۹۴۱ء عیسوی

سالانہ قیمت جنوری ۱۹۴۲ء سے چار روپے سال ایک پرچہ چھ آنے

منادی کی عظیم الشان ترقی کا پروگرام

اخبار منادی اگست سے ماہوار ہو گیا ہے۔ اگست کا پرچہ جولائی میں شائع ہو گیا تھا اور یہ ستمبر کا پرچہ ہے۔ اکتوبر، نومبر، دسمبر کے تین پرچے اور ماہوار شائع ہوں گے۔ پھر یکم جنوری ۱۹۴۲ء سے منادی ہفتے وار ہو جائیگا۔

ستمبر کا پرچہ ساٹھ صفحات کا شائع ہوا ہے۔ اور اس میں کاغذ سفید اور چکنا لگایا گیا ہے۔ اور ۵ کتابیں ستمبر سے چھپنی شروع ہوئی ہیں۔ یعنی ذیل کی ۵ کتابوں کے آٹھ آٹھ صفحے اس میں بطور نمونے کے درج کئے گئے ہیں۔ اکتوبر، نومبر، دسمبر میں بھی ان پانچ کتابوں کے آٹھ آٹھ صفحے درج ہوں گے۔ گویا ۴۰ صفحے ہر مہینے ۵ کتابوں کے ہونگے اور سولہ صفحے اخباری مضامین کے اور چار صفحے ٹائیٹل کے۔ اس طرح ساٹھ صفحے کا ہر پرچہ ہوگا۔

پرانے خریداروں کو اطلاع

منادی کے جن خریداروں نے دو روپے سالانہ قیمت ادا کر دی ہے۔ اُن سے دسمبر ۱۹۴۱ء تک کچھ نہیں لیا جائیگا یعنی اُن کو

کچھ زیادہ قیمت دینی نہیں پڑے گی۔ نئے خریدار جنوری سنہ ۱۹۴۲ء سے قبول کئے جائینگے اور اُن سے چار روپے سالانہ قیمت لی جائیگی۔

ایجنسیوں میں ماہوار اور ہفتے وار پرچوں کی قیمت فی پرچہ چھ آنے لی جائیگی۔ اس طرح مستقل خریداروں کو چار آنے میں ایک پرچہ ملیگا یعنی دو آنے فی پرچہ بچت رہیگی۔ جو لوگ اپنے علاقوں میں یہ ماہوار پرچے یا ہفتے وار پرچے فروخت کرنے یا فروخت کرانے کا انتظام کریں گے اُن کو فی پرچہ دو آنے کمیشن دیا جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کم سے کم پانچ پرچے پیشگی قیمت ادا کر کے لئے جائیں۔ کسی ایجنٹ کو پیشگی قیمت کے بغیر پرچے نہیں بھیجے جائیں گے۔

پانچ کتابوں کے نام

ستمبر سے جو پانچ کتابیں منادی کے ساتھ چھپنی شروع ہوئی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ پہلی کتاب کا نام "ہندوستان کا خفیہ ہتھیار" اور دوسری کتاب کا نام "تاریخ جہاد رسول" اور تیسری کتاب کا نام "تاریخ اولیا" اور چوتھی کتاب کا نام "اسلامی تاریخ ہند" اور پانچویں کتاب کا

نام "انگریزی دور کی تاریخ ہند"۔

ان پانچوں کتابوں کی حقیقت ناظرین کو خود ہی معلوم ہو جائیگی۔ کیونکہ اُن پانچوں کے آٹھ آٹھ صفحے اس رسالے میں موجود ہیں۔ لیکن پہلی کتاب "ہندوستان کا خفیہ ہتھیار" کی نسبت یہ لکھنا ضروری ہے کہ اس کتاب کا یہ نام اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ میرے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی پہچان اور خود اپنے وجود کی پہچان اور اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات کی پہچان جس ملک کو اور جس قوم کو ہو جاتی ہے وہ ایک ایسے ہتھیار کی مالک بن جاتی ہے جو جرمنی کے مشہور خفیہ ہتھیار سے بہت زیادہ کارگر ہتھیار ثابت ہوتا ہے۔ اور میں اس تصنیف کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے چالیس کروڑ ہندوستانیوں کو زندگی کا اور آخرت کی خوشحالی کا سیدھا راستہ بتا دیا ہے۔

ناظرین منادی کا فرض

لہٰذا میرے مریدین اور دوستوں اور [illegible] اور منادی اخبار پڑھنے والوں اور [illegible] خصوصی کتابوں کا شوق رکھنے والوں کا فرض ہے [illegible] اور ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں منادی کے خریدار پیدا کریں۔ جو چار روپے سالانہ قیمت کے پیشگی دفتر منادی کو بھیج دیں۔

جو لوگ اپنے علاقوں میں منادی کی ایجنسی لینی چاہیں ان کو منادی کے بعد بھیجے جائیں گے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

پانچ کتابیں شائع کرنے کی وجہ

آج سے منادی کے ساتھ پانچ کتابوں کے آٹھ آٹھ صفحے شائع ہونے شروع ہوئے ہیں۔ اور آئندہ تین مہینے تک اور آگے کے آٹھ آٹھ صفحے شائع ہوتے رہیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ منادی کے ناظرین میں علمی اور تاریخی اور معاشی اور ادبی ذوق پیدا ہو۔ اور اُن کو خود مفید کتابیں چھانٹنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے۔ میں اُن کے واسطے وہ کتابیں پیش کروں جو اُن کے دل اور دماغ اور صحت جسم اور دین اور دُنیا کے لئے مفید ثابت ہوں۔

تم ہی سب سے برتر رہو گے

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اسا نہ ہو، مایوس نہ ہو جاؤ۔ آخر کار تم ہی سب سے اونچے رہو گے بشرطیکہ تم مسلمان رہو"۔

پس میری ان تحریروں کا اور چشتی پارٹی قائم کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ دوسری قوموں نے اور خود مسلمان لیڈروں نے ہم سب مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا کر دیا ہے۔ جس سے مسلمانوں کی عملی اور ذہنی اور دماغی قوتیں دبتی چلی جا رہی ہیں۔ اور میں اُن کو از سر نو اُبھارنا چاہتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میری یہ کوشش اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب فرمائے گا۔

مسلم لیگ میں انقلاب

مسلم لیگ میں جو سیاسی انقلاب پیدا ہوا ہے وہ وقتی اور عارضی نہیں ہے۔ اگرچہ میں خود مسلم لیگ میں شریک نہیں ہوں اور اُس کی انقلابی نوعیت کے بعض حصوں کو درست بھی نہیں سمجھتا تاہم میں اپنی قوم سے جدا نہیں ہوں۔ اور اپنے قلم کے ذریعے آئینی حدود کے اندر جو کچھ ہو سکے گا مسلمانوں کے لئے کرتا رہوں گا۔

تاریخی فلم

ہندو مسلمانوں اور پارسیوں نے جو تاریخی فلم تیار کئے ہیں۔ اُن سے مجھے بس اسی حد تک اتفاق ہے۔ کہ ان فلموں کے ذریعے مسلمان بادشاہوں اور اُن کے امیروں کے نام اور کارنامے عوام کے علم میں آتے ہیں۔ لیکن مجھے مسلمان بادشاہوں کی بیگمات کے ناچنے گانے اور بے پردہ دکھائے جانے پر بہت زیادہ اعتراض ہے۔ اس لئے میں اُن سب اُردو اخباروں اور رسالوں سے درخواست کرتا ہوں جو فلمی اشتہار شائع کرتے رہتے ہیں کہ وہ سب مل کر ایک ایک فلم سازوں کو لکھیں اور ہو سکے تو اپنے اخباروں کے ذریعے ورنہ ذاتی خطوط میں اطلاع دیں کہ فلم سازی کے وقت بادشاہوں کی بیگمات کو نہ دکھایا جائے۔ اور ناچ گانے کے ایسے سین لکھے جائیں جو بیگمات کی عزت پر شبہ نہ لگائیں۔ اور اُن کی محفلوں میں پیشہ ور دوسری ناچنے گانے والیاں دکھائی جایا کریں۔ اگر ایسا ہو جائیگا تو میں بغیر کسی اُجرت کے ان فلم سازوں کے اشتہار اپنے اخبار میں شائع کیا کروں گا۔ ورنہ جتنی مخالفت کر سکتا ہوں کروں گا۔ اور اس میں کمی نہیں ہو گی۔

فضلی کمپنی

بمبئی والی فضلی برادران کی فلم ساز کمپنی کے جتنے فلم میں نے دیکھے ہیں اُن کو میں ایک حد تک مذکورہ خرابیوں سے پاک سمجھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ فضلی برادران بھی فلم سازی کے وقت مذکورہ اصول احترام بیگمات کو مدنظر رکھیں گے۔

کہو تکبیر

۱۹۱۳ء میں کانپور کی مسجد کی تحریک شروع ہوئی تو میں نے میرٹھ کی جامع مسجد میں کہو تکبیر کے عنوان سے ایک تقریر کی تھی جس کو ہندوستان کے مسلمانوں نے سب صوبوں اور شہروں اور قصبوں میں اپنے اپنے خرچ سے چھپوا کر شائع کیا تھا۔ اور اس تقریر کی اشاعت ایک کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ اور ایران کے فارسی اخباروں اور مصر کے عربی اخباروں اور ترکی کے ترکی اخباروں نے بھی اس کے ترجمے شائع کئے تھے۔

اب میں نے سُنا ہے کہ مسلم لیگ کے کچھ لوگ اُس تقریر کو دوبارہ شائع کرنا چاہتے ہیں لیکن اسکے لئے مجھے یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کا ایک موقع اور ایک محل ہوتا ہے۔ آجکل اُس تقریر کی اشاعت کا موقع اور محل نہیں ہے۔ البتہ خود نفس تکبیر یعنی اللہ اکبر کا نعرہ ایسی چیز ہے کہ وہ کبھی بے موقع اور بے محل نہیں ہے کیونکہ پانچوں وقت کی نمازوں میں اور اذانوں میں تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ اگر مسلمان قوم کوئی نعرہ ... تکبیر کا بلند کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

خُذُوا حِذْرَکُمْ
پہلے اپنے بچاؤ کا بندوبست کرو

اگرچہ میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور نہ سیاسی آدمی ہوں۔ لیکن اپنی قوم کی رفاقت سے جدا رہنا اسلامی تعلیم کے خلاف سمجھتا ہوں اس واسطے اپنی رفاقت کا حق ادا کرنے کے لئے جو کچھ میں صحیح سمجھتا ہوں اُس کو ذیل میں لکھ دیتا ہوں۔

قرآن شریف میں جہاں مسلمانوں کو جنگ اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں کوئی آیت بھی ایسی نہیں ہے۔ جس میں مسلمانوں کو ابتدا اور پہل کرنے سے روکا نہ گیا ہو۔ یعنی جہاد کی ہر آیت میں صاف صاف حکم دیا گیا ہے کہ جب مسلمان اپنے بچاؤ سے مجبور ہو جائیں اور اپنی ہستی کو خطرے میں دیکھیں تو وہ بھی میدان جنگ میں لڑنے کے لئے نکلیں۔ لیکن وہاں بھی زیادتی نہ کریں۔ اور جب دشمن صلح کا پیغام دے تو فوراً صلح کرلیں۔ بشرطیکہ وہ پیغام نیک نیتی کا ہو۔ اور لڑائی شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے "خُذُوا حِذْرَکُمْ" لڑائی شروع کرنے سے پہلے اپنے بچاؤ کا بندوبست کرلو۔

اس کے بعد مجھے مسلم لیگ کے معاملات اور حالات کو دیکھنا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ مسٹر جناح نے اور اُن کی ورکنگ کمیٹی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل حق بجانب ہے اور ٹھیک فیصلہ ہے۔ اور مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ ہندو قوم انگریزوں کی سیاسی چال کا شکار ہو گئی ہے۔ ہندوؤں کو یقین ہو گیا ہے کہ سچ مچ انگریز ہندوستان کو آزادی دینے کے سلسلہ میں۔ مگر یہ اُن کی غلطی ہی ہے۔ اس لئے انگریزی سیاست کا بہترین جواب یہ ہے کہ بجائے آپس میں لڑنے کے کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈر باہم اتحاد کرلیں۔ اور وزیر ہند اور سر کرپس کے اُن منصوبوں کو اُلٹ دیں جن کی تہ میں ہندوستان کو خانہ جنگی میں مبتلا کرنے کی تدبیریں پوشیدہ ہیں مسٹر چرچل اور اُن کی پارٹی مسلمانوں سے ہمدردی ظاہر کرتی ہے یہ بھی سیاسی حکمت عملی ہے۔ وزیر اعظم اور وزیر ہند ہندوؤں سے ہمدردی ظاہر کرتے ہیں یہ بھی اُن کی سیاسی حکمت عملی ہے۔ مجھے ہرگز امید نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے۔ لہٰذا دور اندیشی اور عقلمندی اس میں ہے کہ احرار اور خاکسار اور جمعیت علماء اور مومن جماعت وغیرہ کانگرسی مسلمان مسلم لیگ میں آجائیں۔ اور مسلم لیگ کانگرس سے اتفاق کرلے۔ اور سکھ بھی کانگرس سے اتفاق کرلیں کیونکہ کانگرس ہندو جماعت ہے۔ اور سکھ بھی ہندو ہیں۔

یہ میری رفاقت کا پہلا مشورہ ہے۔ اور اگر یہ مشورہ پسند نہ آئے۔ اور یقیناً پسند نہ آئے گا۔ اور پسند آئے گا تو اس پر عمل نہ کیا جائیگا۔ تو دوسرا مشورہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کانگرس سے اور سکھوں سے جھگڑا نہ کرے۔ اپنے پروگرام میں صرف گورنمنٹ کو سامنے رکھے۔

اور تیسرا مشورہ یہ ہے کہ جمعیت علماء کو مسلم مجلس اور مومن جماعت اور احرار اور خاکسار جماعتوں کو مسلم لیگ میں شریک کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور چونکہ ان میں سے بعض [illegible] کا تجربہ رکھتے ہیں اس واسطے مسلم لیگ کو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

چوتھا مشورہ یہ ہے کہ مسلمان ریاستوں کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیا جائے۔ خاص کر حیدر آبادی ریاست کو جو ایک بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اور بنا بنایا پاکستان ہے۔ خود پسندی اور خود غرضی اور ناسمجھی کی بیماریوں میں مبتلا لوگوں کے حوالے نہ کیا جائے۔

۹ راگست کو مسٹر چندری گر مسلم لیگی نے حیدر آباد کی نسبت جو بیان دیا ہے وہ بالکل غلط اور ناسمجھی کا بیان ہے۔ کیونکہ مسٹر چندری گر نے کہا ہے کہ حیدر آباد کی مجوزہ اصلاحات سے مسلمانوں کو نقصان پہونچے گا۔ اور مشترکہ انتخاب بھی مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ہوگا۔ مسٹر چندری گر نے حیدر آباد کو انگریزی علاقے کی نظر سے دیکھا ہے۔ انگریزی علاقوں میں مشترکہ انتخاب اس لئے نقصان رساں ہے کہ وہاں نگراں اور برتر قوت غیر جانبدار یا مسلمانوں سے بے پروا ہے۔ اس لئے انگریزی علاقوں میں مشترکہ انتخاب مسلمانوں کے لئے مضر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دہلی اور اجمیر میں دیکھا گیا۔ لیکن حیدر آباد میں ایک سمجھدار اور سیاست داں اور ہمدرد بادشاہ موجود ہے۔ جو مسلمانوں کو مشترکہ انتخاب کے نقصانوں سے بچا سکتا ہے۔ اور مشترکہ انتخاب میں جو فائدے ہیں وہ برتر حکومت کے ذریعے مسلمان حاصل کرسکتے ہیں۔

مسٹر چندری گر نے راجکوٹ کی جو مثال دی ہے اس کا حیدر آباد سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ وہاں دربار وجیا والا اور گاندھی جی برسر پیکار تھے۔ اور مسٹر [illegible] نے

ہوائی جہاز میں جاکر جو کام راجکوٹ میں کیا تھا وہ درحقیقت مسلمانوں کے لئے نہیں تھا بلکہ کانگرس کو شکست دینے کے لئے اور ریاستی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے تھا۔ اور دربار ویراوالا کبھی کامیاب نہ ہوتا اگر مسلمان اس کو مدد نہ دیتے۔ پس حیدرآباد میں بھی مسٹر چھندری گر اگر کانگرس کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں تو ان کو نظام گورمنٹ کی ویسی ہی مدد کرنی چاہیئے جیسی انھوں نے دربار ویراوالا کی مدد کی تھی۔

سر میرزا اسمٰعیل کی ریڈیو تقریر

۸ راگست کو سر میرزا اسمٰعیل صدر اعظم حیدرآباد کونسل نے جو ریڈیو تقریر نشر کی وہ رسمی تقریر نہیں تھی۔ بلکہ بہت اہم اور اصولی اور بنیادی تقریر تھی۔ ان کا یہ کہنا کہ وہ کانگرسی نہیں ہیں بالکل ٹھیک ہے۔ اور یہ کہنا بھی ٹھیک ہے کہ وہ مسلم لیگی بھی نہیں ہیں۔ اور یہ بات ان کی بناوٹی بھی نہیں ہے کیونکہ جب وہ میسور میں تھے۔ اور انھوں نے بحیثیت وزیر اعظم میسور گاندھی جی کو دعوت دے کر بلایا تھا تب بھی وہ کانگرسی نہیں تھے۔ اور جے پور میں بحیثیت وزیر اعظم ۹ راگست سنہ ۱۹۴۲ء کو انھوں نے کانگرس والوں کو سرکاری عمارتوں پر کانگرسی جھنڈے لگانے کی جو اجازت دی تھی۔ اس وقت بھی وہ کانگرسی نہیں تھے۔ میسور میں وہ میسوری تھے۔ اور جے پور میں وہ جے پوری تھے۔ اور دونوں جگہ جو کچھ کیا وہاں کے فائدوں کو سامنے رکھ کر کیا۔ اور حیدرآباد میں وہ حیدرآبادی ہیں یہاں بھی جو کچھ کریں گے حیدرآبادی فائدوں کے لئے کریں گے۔ ان کی نسبت ان کا عمل دیکھے بغیر یہ کہنا کہ وہ کانگرسی خیال رکھتے ہیں غلط ہے۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ان کے دل میں مسلمانوں کی حمیت نہیں ہے۔ اگر حیدرآبادی کچھ دن صبر و ضبط سے کام لیں۔ اور سر میرزا کے طرز عمل کو دیکھیں تو انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ حیدرآباد کو کیسا سرسبز اور شاداب اور خوش دل اور خوش حال ملک بنا دیتے ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو کی غلطی

۸ راگست کی رات کو آل انڈیا ریڈیو کی انگریزی خبروں میں سر میرزا اسمٰعیل کی حیدرآبادی تقریر نشر کی گئی۔ لیکن اردو خبروں میں اس تقریر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور بے سروپا اور بے نتیجہ کرکٹ میچ کی خبروں کو نشر کیا گیا۔ جس سے ہندوستان کو یا ہندوستان کے بڑے حصے کو کچھ بھی دلچسپی نہیں تھی۔ آل انڈیا ریڈیو روزانہ مفید خبریں اردو میں نشر نہیں کرتا۔ صرف انگریزی میں نشر کرتا ہے۔ سر اکبر حیدری کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔

خطابات کی واپسی

مسلم لیگ نے خطابات کی واپسی کا جو عمل شروع کیا ہے وہ بالکل نئی روشنی یا انگریزی تہذیب کے اصول کے موافق ہے لیکن مسلم لیگ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کانگرس نے جب خطابات چھوڑنے اور نوکریاں چھوڑنے اور کالج توڑنے کی تحریک جاری کی تھی تو صرف مسلمانوں سے ان پر عمل کرایا تھا۔ ہندوؤں نے نہ خطابات چھوڑے نہ نوکریاں چھوڑیں نہ کالج چھوڑے۔ دہلی میں عربک کالج پر حملہ ہوا جو مسلمانوں کا کالج تھا۔ علی گڑھ میں مسلمانوں کے کالج پر حملہ ہوا۔ لیکن کانگرس کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی جس سے یہ ثابت ہو کہ کتنے ہندوؤں نے خطابات واپس کئے۔ اور کتنے ہندوؤں نے نوکریاں چھوڑیں اور کتنے کالج ہندوؤں کے بند ہوئے۔ اور اگر کانگرس والے ایسی کوئی مثال پیش کر دیں جس کا مجھے ابھی تک علم نہیں ہے۔ تو میں تسلیم کر لوں گا اور اپنا شبہ واپس لے لونگا لیکن میں اس یقین سے دست بردار نہیں ہو سکتا کہ کانگرس نے ہندو قوم میں تقسیم عمل جاری کر رکھی ہے یعنی ایک حصہ انگریزوں سے ملا رہتا ہے۔ اور نوکریاں اور خطاب حاصل کرتا ہے مگر وہ بھی کانگرس کے ساتھ ہے اور ایک حصہ انگریزی تعلیم پھیلاتا رہتا ہے۔ مگر وہ بھی کانگرس کے ساتھ ہے۔ اور ایک حصہ انگریزی تعلیم کی مخالفت کرتا ہے۔ مگر وہ بھی کانگرس کے ساتھ ہے

لہذا اسی اصول پر مسلم لیگ کو بھی چلنا چاہیئے اگر مسلم لیگ نے اس تقسیم عمل کا خیال نہ کیا۔ اور ان مسلمانوں کو خطابات چھوڑنے کے لئے مجبور کیا جن کے خطابات چھوڑنے سے کوئی خاص فائدہ مسلم لیگ کو نہیں ہوگا۔ تو اس سے مسلمان قوم کی اندرونی زندگی میں بےچینی اور کش مکش پیدا ہو جائے گی۔

مجھے بھی حال میں میری خواہش کے بغیر شمس العلما خطاب دیا گیا ہے۔ میری پچاس سالہ علمی اور قومی و ملکی خدمات کے زمانے میں کئی بار مجھے خطاب دینے کی افسران حکومت نے کوشش کی۔ مگر میں نے اپنے تبلیغی اور درویشی مشن کے لئے خطاب کو مضر سمجھ کر اس سے پہلو بچا لیا۔ مگر اب سنہ ۱۹۴۶ء میں میری

خواہش اور میرے علم کے بغیر جب مجھے
خطاب دیدیا گیا۔ تو میں نے مبارک بادوں
کے جواب میں صفائی سے یہ لکھا اور منادی
میں شائع کیا۔ اور مبارک باد دینے والوں
کی اس عام رائے سے اتفاق کیا کہ میری
عزت میں اس خطاب سے کوئی ترقی نہیں
ہوئی۔ ہاں اگر میں آجکل مسلم لیگی تحریک
کی وجہ سے یہ خطاب واپس کروں گا تو مجھے
نقصان پہونچے گا۔ کیونکہ میں اپنی غیر
جانبداری کی زندگی سے الگ ہو جاؤنگا۔
اور میری وہ ناطرفداری جو تبلیغی اور درویشانہ
مشن کے لئے بہت ضروری ہے بالکل
ختم ہو جائے گی۔ اور پھر میں مسلم لیگ
کا ایک ورکر بن جاؤں گا۔ حالانکہ میں مسلم
لیگ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور جو کچھ مسلم لیگ
کے لئے کام کرتا ہوں وہ محض اخوت اسلامی
کی وجہ سے کرتا ہوں۔ پس اگر میں مسلم لیگ
کی تحریک کی وجہ سے خطاب واپس کروں
تو کیا میں اپنے درویشی مشن یعنی آل انڈیا
چشتی پارٹی اور تبلیغی مشن یعنی اسلامی مشن
کو گورمنٹ کی نظر میں مشتبہ نہیں کروں گا؟
اور اس سے جو نقصان میرے مذکورہ دینی
اور علمی کاموں کو ہوگا اُس کی جواب دہی
میرے ذمے عائد نہیں ہوگی؟ مجھے یاد ہے
۱۹۰۸ء سے میں مسلمانوں کا کام کر رہا ہوں
جب کہ مسلم لیگ کی بنیاد بھی نہیں رکھی
گئی تھی۔ اور جب مولانا محمد علی مرحوم کی
تحریک شروع ہوئی تو میں نے جنگ طرابلس
اور جنگ بلقان میں اُن کے ساتھ مل کر
کام کیا۔ اور کانپور کی مسجد کے
جھگڑے میں سب سے آگے رہا۔ اور
اخبار توحید وغیرہ کی ضبطیاں برداشت
کیں۔ اور ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۷ء تک پولیس
کی نگرانیوں اور سختیوں کو لگاتار چھ برس
تک برداشت کرتا رہا۔ مگر اُس زمانے میں
کسی سیاسی لیڈر اور سیاسی مسلمان نے
مجھ سے ہمدردی ظاہر نہ کی۔ ہمدردی کجا!
جب میں نے مسلمانوں کو آریہ ہونے سے
بچانے کا کام شروع کیا اور چھ برس لگاتار
میدان میں کھڑا رہا تو بڑے بڑے مسلمان
لیڈروں نے علی الاعلان ہندوؤں کے ساتھ
ہو کر میری مخالفت کی اور مجھ پر قاتلانہ حملے
ہوئے۔ تب بھی وہ چپ کھڑے تماشہ دیکھتے
رہے۔ پس ایسی حالت میں میں کیونکر امید
کر سکتا ہوں کہ اگر میں خطاب واپس دیکر
گورمنٹ سے لڑائی مول لوں تو مسلم لیگ
میرے علمی اور درویشی اور تبلیغی مشن کی
مشکلات میں میری مدد کریگی۔ آجکل ایک
بڑے بزرگ کے مزار کی حفاظت کے لئے
تین فٹ کی دیوار بنا لینے کے جرم میں مجھ
پر فوجداری مقدمات چل رہے ہیں۔ اور
میرا چالان کیا گیا ہے۔ لیکن ایک مسلم لیگی
نے بھی میری بات نہیں پوچھی۔ اور کوئی
میرے ساتھ کچہری تک نہیں گیا۔ تو کیا میں
ایسے لوگوں کی صف میں شامل ہونے
کے لئے اپنی ساری زندگی کی محبوب تحریکوں
کے پاؤں پر کلہاڑی ماروں؟ یہ جواب
ہے اُن دوستوں اور مریدوں کا جنہوں
نے مجھے اس کی نسبت خط لکھے ہیں یا جو
خط لکھنے کے ارادے کر رہے ہیں۔ اُن سب
کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ میں خطاب ہرگز
واپس نہیں کروں گا۔ اُن کو فضول کوشش
نہ کرنی چاہئے کیونکہ میں نے خطاب واپس نہ
کرنے کی وجہ کو یہاں واضح طریق سے بیان کر دیا ہے۔

گورنر پنجاب کی تقریر

۷ اگست کو دہلی میں پاکستانی صوبوں کے گورنر
وائسرائے سے ملنے آئے تھے یعنی بنگال اور
سرحد اور پنجاب اور سندھ کے گورنر مسلم لیگ کے
موجودہ اعلان کی بابت بات چیت کرنے دہلی
میں جمع ہوئے تھے۔

یہ تو معلوم نہیں ہو سکا کہ ان گورنروں نے وائسرائے
سے کیا باتیں کیں۔ لیکن سر جنکنس گورنر پنجاب کی جو
تقریر شائع ہوئی ہے۔ جو انھوں نے رہتک والوں کے
ایڈریسوں کے جواب میں کی تھی۔ اُس سے معلوم
ہوتا ہے کہ سر جنکنس گورنر پنجاب کی پالیسی اپنے
صوبے کی کسی جماعت کے خلاف نہیں ہے۔ یعنی
مسلم لیگ کو جو شبہ وائسرائے کی پالیسی پر ہے
کہ وائسرائے اپنی ضد پر قائم ہیں اور ہندوؤں کا ساتھ
دینا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں یا مسلم لیگ سے اُن کا
رُخ بدل گیا ہے۔ وہ شبہ کم از کم سر جنکنس کی تقریر
سننے کے بعد گورنر پنجاب پر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ
انھوں نے صاف صاف نصیحت کی ہے کہ پنجاب کی
اقتصادی ترقی جب ہی ہو سکیگی کہ سیاسی اختلافات
ختم ہو جائیں۔

میں گورنر پنجاب سے پوچھتا ہوں کہ محض زبان سے
یہ کہنا کہ سیاسی اختلافات دور ہونے چاہئیں
کچھ مفید بات ہے؟ اُن کو چاہئے کہ وہ سکھوں
اور ہندوؤں کے اس خوف کو دور کریں جو ان
دونوں کو بلا وجہ مسلمانوں سے ہو گیا ہے۔
اور اُن کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سر کلانسی
سابق گورنر پنجاب کی پالیسی ترک کر دیں۔ جو
یونینسٹ پارٹی کے ساتھ وہ کھلم کھلا جانبدار
برتاؤ ترک کر دیا جائے جس نے پنجاب میں برٹش
انصاف کی ساکھ کو بہت زیادہ نقصان
پہونچایا ہے۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۲ شعبان ۱۳۶۵ھ ۲۲ جولائی ۱۹۴۶ء پیر دہلی

مدرسہ فتحپوری میں امتحان } آج صبح پہلے خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب سے اُن کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ اور ہارڈنگ لائبریری کے انتظامات کی نسبت مشورہ کیا تھا۔

پھر مسجد فتحپوری کے عربی مدرسے میں نئے داخل ہونے والے طلباء کا امتحان لیا تھا نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بھی میرے ساتھ شریک تھے۔ اُن کی فارسی قابلیت مجھ سے زیادہ ہے۔ صدر مدرس صاحب اور مولوی محبوب الٰہی صاحب وغیرہ مدرسین بھی موجود تھے۔

سرزمین } سوات بنیر کے رہنے والے ایک طالب علم کا نام سرزمین تھا۔ اس عجیب نام کے آدمی سے میں نے کچھ دیر خوش طبعی کی باتیں بھی کیں

عرس } کل حضرت خواجہ سید حسن رسول نما کے سالانہ عرس کی شرکت کے لئے میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین نے بلایا تھا۔ مگر سواری کی دقت کے سبب نہ جا سکا۔

۸ جولائی سے دفتر کا کام بند ہے۔ کتابوں اور دواؤں کی فرمائشیں روزانہ آتی ہیں۔ اور علی اُن کی تعمیل روز کے روز کرا دیتے ہیں۔ مگر ہڑتال کے سبب کوئی پارسل روانہ نہیں ہو سکتا۔ کتابوں اور دواؤں کے پارسلوں کا ایک بڑا انبار جمع ہو گیا ہے۔

ولی کی عقلمندی } میرے تین لڑکے زید اور حسن ابو طالب اور مہدی اور ایک پوتا ولی اور سید ابن عربی کے تین بچے صادق عربی اور عابد عربی اور ساجدہ جامعہ میں پڑھتے ہیں۔ روزانہ تانگے میں جاتے ہیں۔ اور میں سب کو روزانہ چھ چھ پیسے جیب خرچ کے لئے دیتا ہوں۔ میرا پوتا ولی پیسوں کی تقسیم کا داروغہ ہے۔ روزانہ صبح ۶ بجے ملکوت منزل میں آتا ہے۔ اور سب کے پیسوں کا حساب کر کے پیسے لے جاتا ہے میں نے ایک دن بغرض امتحان ایک بچے کے پیسے کم دئے۔ ولی نہیں سمجھا اور پیسے لے گیا۔ شام کو واپس آیا تو کہا آج آپ نے چچا صادق عربی کے پیسے ہم کو نہیں دئے میں نے کہا یہ تمہاری غلطی ہے تم نے حساب ٹھیک کیوں نہیں کیا؟ ولی نے جواب دیا اسی لئے تو ہم نے اپنے حصے کے پیسے چچا صادق کو دیدئے تھے۔ میں نے کہا اچھا تمہاری اس بات سے ہم اتنے خوش ہوئے کہ آج تم کو چھ پیسے انعام کے دیتے ہیں۔ ولی نے کہا ۲۵ تاریخ کو چھٹیاں ہونے والی ہیں دو مہینے تک اسکول بند رہے گا۔ میں نے کہا تم سب میرے دفتر میں کام کیا کرنا۔ میں ایک ایک کتاب کی بکری کا نفع تم سب کے نام مقرر کر دوں گا۔ یعنی جو کتاب جس بچے کے نام مقرر ہو گی اس کی بکری کا نفع اس بچے کو ملا کرے گا۔ ولی اس سے بہت خوش ہوا۔

۲۳ شعبان ۲۳ جولائی منگل دہلی

حضور نظام کی خدمت } اعلیٰ حضرت حضور نظام نے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی قدیمی خلجی مسجد کی مرمت میں پندرہ ہزار روپے خرچ کئے تھے۔ اب حکم دیا ہے کہ اس درگاہ میں آنے جانے کا راستہ تنگ ہے اس کو بڑا بنوا دیا جائے اور یہاں سنگ مرمر کا فرش کرا دیا جائے۔

آج تین ہندو انجنیئر میرے پاس نقشہ لیکر آئے تھے اور میں نے موقع پر جا کر ان کو کام کے طریقے بتائے تھے۔

پیروں کی اولاد } جس طرح امیروں کی اولاد کو امیرزادہ کہا جاتا ہے اسی طرح پیروں کی اولاد کو "پیرزادہ" کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنے زمانے کے اور پرانے زمانے کے "امیرزادوں" اور "پیرزادوں" کی تحقیقات کی تو یہی ثابت ہوا کہ فی صدی پچانوے امیرزادے اور پیرزادے اپنے باپ اور بزرگوں کی تقلید سے محروم ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ خراب حالت حیدرآباد کے امیرزادوں اور پیرزادوں کی ہے۔ یہ دونوں تین مقامات پر پائے جاتے ہیں۔ یا مقدمہ بازی کے لئے کچہری میں۔ یا عیاشی کے لئے چکلے میں۔ اور یا نئی روشنی کی عیاشی کے لئے سینما میں۔ اور حیدرآباد کے پیرزادوں میں ایک نیا عیب پیدا ہو گیا ہے کہ وہ آجکل اپنی خانقاہوں کی ترقی اور اپنی درویشانہ حیثیت بنانے سے جُدا ہو کر سیاسی لیڈری کے درپے ہو گئے ہیں۔ مولوی بھی اور پیر بھی۔ اور اپنی جماعت مشائخ کی اصلاح و ترقی کا کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو اس کو بھی سیاسی خود غرضیوں اور خود پسندیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

سید فاضل مقبل صاحب } آج میں دہلی کے نامور مصنف سید فاضل مقبل صاحب سے ملنے گیا تھا۔ انھوں نے اپنے والد صاحب کا مزار بھی دکھایا۔ اور نئی تالیف انتخاب اُردو

کتاب بھی دی۔

ہوائی جہاز کا پارسل آج حیدرآباد سے حسین نے ہوائی جہاز کے ذریعے ایک پارسل بھیجا ہے۔ کیونکہ ڈاک خانے کے پارسل ہڑتال کے سبب نہیں آسکتے۔

منادی ماہوار کردیا کاغذ کی کمی کے سبب آج مجبوراً میں نے منادی کو ماہوار کردینے کا فیصلہ کیا۔ جنوری ۱۹۴۷ء سے انشاء اللہ منادی پھر ہفتہ وار ہو جائے گا۔ یا ممکن ہے کہ کاغذ اس سے پہلے ملنے لگے۔ اور جلدی ہفتہ وار کردیا جائے۔

سیر الاولیا کی صحت لالہ چرنجی لال دہلوی نے ۱۸۸۵ء میں سیر الاولیا فارسی طبع کرائی تھی۔ جو نایاب ہوگئی تھی اب میں نے اس کے طبع کرانے کا انتظام کیا ہے۔ آج دن بھر اس کی صحت کا کام ہوتا رہا۔ ہر سطر میں کتابت اور طباعت کی غلطیاں ہیں۔ بڑی دشواری صحت میں ہو رہی ہے۔

مولانا آزاد دہلوی کے والد کا قتل شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد دہلوی کے والد مولانا محمد باقر صاحب ایڈیٹر اردو اخبار نے غدر ۱۸۵۷ء میں دو انگریزوں کو اپنے گھر کے تہ خانے میں پناہ دی تھی۔ پندرہ دن کے بعد جب انگریزوں نے دہلی فتح کرلی۔ تو باغی سپاہیوں کو خبر ہوگئی اور مولانا باقر صاحب نے ان کو تہ خانے سے نکال کر دوسری جگہ پہنچانا چاہا۔ مگر باغیوں نے اُن کو مار ڈالا۔ ایک انگریز نے اپنے خون سے دیوار پر یہ حال لکھدیا۔ جو چند روز کے بعد پڑھا گیا اور مولانا باقر صاحب اس شبہ میں قتل کئے گئے کہ انھوں نے باغیوں سے مل کر انگریزوں کو ایسے وقت باہر نکالا۔ جو بہت نازک تھا۔ آج میں نے اس موقع کو بھی دیکھا۔ جہاں انگریز مارے گئے تھے۔

۲۴ شعبان ۲۴ جولائی بدھ دہلی

بارش آج صبح خوب زور شور کی بارش ہوئی۔ حالانکہ رات کو ریڈیو میں موسم کی خبریں اس کے خلاف سنائی گئی تھیں۔

اسلامی تاریخ ہند آج میں نے اسلامی تاریخ ہند لکھنی شروع کی۔ اور سات صفحے لکھ لئے۔ مولانا حافظ محمد عبد اللہ کاتب آج امروہے واپس چلے گئے۔ میں دن بھر ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ بڑی بیگم یعنی والدہ سید معز الدین نظامی بی اے دہلی سے آئی ہوئی ہیں۔

ڈاڑھ کا درد آج ڈاڑھ کے درد کی بہت زیادہ شدت رہی۔ کسی پہلو چین نہ آتا تھا۔ اس کی وجہ کوئی دوسری معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ مسوڑوں اور دانتوں کی بیماریوں کی سب دوائیں استعمال کرچکا ہوں کسی نہ کسی دوا سے ضرور فائدہ ہوتا۔ بدھ والے سید یامین نظامی ملنے آئے تھے۔

۲۵ شعبان ۲۵ جولائی جمعرات دہلی

دو کتابیں آج بھی اسلامی تاریخ ہند کا کام کیا۔ اور سیر الاولیاء کا اردو ترجمہ تاریخ اولیاء کے نام سے کرتا رہا۔ شام کو حکیم حاجی عبد الحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد اور اُن کے چھوٹے بھائی ملنے آئے تھے۔ حکیم صاحب نے ڈاڑھ کے درد کے لئے دوا بتائی کہ لونگیں پیس کر لگادیجئے۔ اور گاؤزبان اور مکوہ اور ملیٹھی جوش کر کے پیجئے۔ پینے کی دوائیں یہاں نہیں ملیں۔ لونگیں پیس کر لگائیں۔ مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ لاہور کے ایک تاجر کتب ملنے آئے تھے اُستاد شمس الدین بھی کھیرلے کر آئے تھے۔

۲۶ شعبان ۲۶ جولائی جمعہ دہلی

درد کی شدت آج ڈاڑھ کے درد کی اذیت بہت بڑھ گئی۔ اور میں اُس کی وجہ سے جمعہ کی نماز کے لئے بھی نہ جاسکا۔ لیٹے لیٹے اسلامی تاریخ ہند اور سیر الاولیاء کے ترجمے کا کام کراتا رہا۔

برنی صاحب دہلوی آج ضیاء الدین احمد صاحب برنی دہلوی ملنے آئے تھے۔ جو میرے بہت پرانے رفیق ہیں یعنی ۱۹۰۸ء میں جب میں نے حلقہ نظام المشائخ جاری کیا تھا اُس وقت سے میری اُن کی ملت ہے سالہا سال سے بمبئی میں سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ میں نے اُن کو اتوار کے دن بیسنی روٹی کی دعوت دی ہے۔ جو میں ہمیشہ سے اُن کے ساتھ کھایا کرتا تھا۔

۲۷ شعبان ۲۷ جولائی شنبہ دہلی

موٹر ٹھیک ہوگئی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر و باطن فیضان حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے حاصل کیا۔ اور اُن کا فیضان حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کیا۔ جن کے قدموں میں چھ سو پچاس برس سے میرے باپ دادا رہتے آئے ہیں۔ اور مجھے ان دونوں بزرگوں سے نسبی اور روحانی تعلق ہے۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے ایک پیرزادے قاضی لطیف الدین صاحب واحدی صاحب اور برنی صاحب کی طرح ۱۹۰۸ء سے میرے رفیق ہیں۔ اور اُن کے بڑے فرزند قاضی فیروز الدین صاحب موٹروں کا کام کرتے ہیں

آج اُنھوں نے میری موٹر کی خرابیاں بھی درست کرا دیں۔ اور اپنی طرف سے نہایت خوبصورت اور قیمتی کپڑے کا کشن بھی تحفہ دیا۔ مہینہ بھر سے بے کار تھا۔ آج باکار ہو گیا۔ اور اب مجھے اپنی کتاب "کار بے کار" پوری کرنے کا حق ہو گیا اور طرح حضرت خواجہ قطب صاحب کے ظاہر [illegible] یہاں ہوا خواجہ بانو نے کہا جلد مرحوم ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔ میں نے کہا میں اب علاج نہیں چاہتا۔ اب زندگی کا وہ وقت ہے کہ ہر درد میں لذت آتی ہے۔ مگر وہ اصرار کر کے مجھے موٹر میں ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب دندان ساز نئی دہلی کے مطب میں لے گئیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈاڑھ دیکھنے کے بعد رائے دی کہ ڈاڑھ کے نیچے پھوڑا ہو گیا ہے۔ ڈاڑھ نکالنی پڑے گی۔ میں نے کہا خدا کی دی ہوئی چیز کو نکالنا منظور نہیں ہے۔ جاپانیوں نے رنگون میں تقاضہ کر کے پانچ دانت نکال دئے تھے۔ میں سالہا سال سے اُن پانچ یاروں کی یاد میں رہتا ہوں۔ آپ مجھے اس پھوڑے یا زخم یا جو چیز بھی ہو اس کا سبب بتائیے کہ یہ کیوں ہوا؟ وہ ہنسے اور انھوں نے کہا معدے کی خرابی سے ہوا ہے۔ اگر آپ گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ اور پھلوں کے رس اور زود ہضم غذائیں کھائیں ہمیشہ تو یہ تکلیف جاتی رہے گی۔

[illegible] باتیں کرتے کرتے دل کا [illegible] ہو گیا۔ میں نے فوراً ڈاکٹر صاحب [illegible] کر لیا۔ اور بمشکل تمام موٹر تک آیا۔ خواجہ بانو نے کہا فوراً گھر چلنا چاہئے۔ میں نے کہا میں بیماری کے فلسفے کی انتہا تک پہونچ چکا ہوں۔ اس کی جتنی خاطر کرو وہ نخرے کرتی ہے۔ بیماری کے لات مارو تو پیار کرتی ہے۔ اور پیار کرو تو لاتیں مارتی ہے۔ چلو پرانی دلّی میں چلیں۔ ابر آیا ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ دلّی کے بازاروں میں کیا ہو رہا ہے اس کو دیکھیں ہر درد جانے کے لئے آتا ہے۔ اور ہر پھانس نکلنے کے لئے چبھتی ہے۔ چنانچہ بازاروں کی گردش کر کے گھر میں آ گیا۔ دورے کا اثر شام تک رہا۔ آج ہلکی ہلکی بارش ہو رہی ہے۔ منشی قربان علی صاحب کی دکان پر بھی گیا تھا۔ اور ان کے لڑکے محمد مبین نظامی اور اُن کے خسر سے بھی بات چیت کی تھی۔ اور حافظ سید وصی اشرف صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور لالہ شام ناتھ صاحب ایم اے سے بھی باتیں کی تھیں۔ رات کو ایک بجے تک نیند آئی۔ پھر صبح تک بیدار رہا۔ بارش ہوتی رہی ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب کی آج صحت بہار کے ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ محمد نعیم نظامی بی اے بھی ملنے آئے تھے۔

۲۸ شعبان ۲۸ جولائی اتوار دہلی

چھما چھم بارش: آدھی رات سے بارش کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا۔ وہ صبح بہت بڑھ گیا۔ نماز کے بعد خواجہ پل پر گیا تھا۔ اور نجلے نالے کو لبالب بھرا ہوا بہتا دیکھا تھا۔

بیسنی روٹی کی دعوت: آج صبح خواجہ بانو نے برنی صاحب کے لئے بیسنی روٹی اور دہی کا انتظام کیا تھا۔ حسب ذیل دس مہمان دستر خوان پر تھے۔ بارش لگاتار ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب حکیم حافظ محمد سعید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد۔ بھیا فقیر عشقی صاحب۔ شفاعت حسین صاحب قریشی اکبرآبادی۔ محمد نعیم صاحب نظامی بی اے مظفرپوری۔ چودھری حمید علی صاحب ہاشمی لکھنوی۔ خوش منظر صاحب دہلوی۔ ایک روسی صاحب جو اُردو سیکھنے کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔ اور جو ۲۰ جولائی کی پارٹی میں بھی آئے تھے اور چودھری حسن علی نظامی اور سید عبد السلام صاحب۔ لیکن برات موجود تھی۔ دولھا موجود نہیں تھا۔ کیونکہ اس نے بچپن میں پتیلیاں اور کفگیر چاٹے تھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے اُس کی شادی میں مینہ برستا ہے۔ یعنی برنی صاحب اور ملا واحدی صاحب بارش کی شدت کی وجہ سے نہ آسکے۔ روسی صاحب سے اُردو زبان میں خوب باتیں ہوئیں۔ جب وہ آئے تو خوب بھیگ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا "آج تو میں شرابور ہو گیا۔" مجھے اُن کے منہ سے اس محاورے کے سننے سے ایسی خوشی ہوئی گویا ایک کم سن نازنین جھولے میں جھول رہی تھی۔ یکایک بارش آ گئی۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی بھاگی۔ "اے ہے میں بھیگ گئی۔"

برنی صاحب کی آمد: جب سب مہمان چلے گئے تو تین بجے برنی صاحب آئے۔ اور سواری کی جو دشواریاں آجکل دہلی میں درپیش ہیں۔ ان کے حالات سنائے۔ میں نے کہا ہم نے تمہارا لقب برنی اس لئے مقرر کیا تھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ایک مقبول مرید کا جو ایک نامور مورخ تھے مولانا ضیاء الدین برنی نام تھا۔ وہ بلند شہر کے رہنے والے تھے۔ اور بلند شہر کو چھ سو برس پہلے برن شہر کہا جاتا تھا۔ حیدرآباد والے مولانا الیاس برنی بھی اسی بنا پر برنی کہلاتے ہیں۔ لہٰذا تم پر فرض ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی سوانح عمری

نظامی بنسری کا انگریزی میں ترجمہ کر دو کیونکہ اب سرکاری نوکری سے پنشن مل گئی ہے۔ ایک انگریزی رسالے کی ایڈیٹری کرتے ہو۔ عمر کا حساب کہنا ہے۔ بڈھے ہو گئے ہو۔ مگر میری طرح جوانوں کی ہمت اور جوانوں کا عزم رکھتے ہو۔ برنی صاحب نے وعدہ کیا کہ میں انشاء اللہ تین مہینے میں اس خدمت کو پورا کر دوں گا۔ یہ وعدہ سُن کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

۲۹ شعبان ۲۹ جولائی پیر دہلی

پیاری کتابیں: اسلامی تاریخ ہند اور سیر الاولیاء کے ترجمے تاریخ اولیاء کا کام مجھے سب کتابوں سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔ اس وجہ سے میں ان دونوں کتابوں کو پیاری کتابیں سمجھتا ہوں۔

منادی کے فائل: آج فضل الٰہی دفتری کے پاس دو سو دس فائل درمیانی سائز کے منادی کے پرچوں کے جلد بندی کے لئے بھیجے۔ ہر فائل چار روپے قیمت پر دیا جائیگا۔

مساجد کمیٹی کا جلسہ: آج ساڑھے نو بجے سنی اوقاف کمیٹی کے جلسے میں گیا تھا۔ جہاں مساجد کمیٹی کا جلسہ ہوا تھا۔ خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب صدر تھے۔ اور خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور مفتی مظہر اللہ صاحب اور شیخ شجاع الحق صاحب اور شیخ رضی الدین صاحب پہلے سے موجود تھے۔ رمضان کی آمد کے انتظامات اور مسجدوں کی ضروریات کے بہت سے کام پیش ہوئے۔ اور منظور کئے گئے۔

درد میں کمی: آج ڈاڑھ کے درد میں کمی رہی۔ میں اپنی دوا استعمال کر رہا ہوں۔ باہر کی کوئی دوا استعمال نہیں کی۔

روحہ: کل سے روحہ اور روحم اور نعیم اور اُن کے ابا میرے ہاں مہمان ہیں۔ میں نے روحہ سے کہا اس حکومت میں راشن بندی کی قیامت آئی ہوئی ہے۔ اس واسطے اپنا اعمال نامہ (راشن کارڈ) دکھاؤ گی تب روٹی کھانے کو ملے گی۔ روحہ نے ہنس کر کہا ہم آل نبیؐ اولاد علیؑ ہیں۔ روٹی کپڑے کا فکر ہم کو نہیں ہے۔ اور ہمارے گھرانے کی تعلیم یہ ہے کہ اپنی بھوک پیاس سے زیادہ دوسروں کی بھوک پیاس کا فکر کرتے ہیں۔

میں نے کہا بیٹی وہ زمانہ گیا جب تم اس قسم کی باتیں کر کے دُنیا پر اپنی روحانیت کا اثر قائم کرتی تھیں۔ اب تو یہ شعر پڑھو

مفر نہیں ہے ہمیں خانقاہِ انگلش سے
قفس میں ہیں تو اس اڈے کو چھوڑ جائیں کہاں

مسٹر ہن راہن: چونکہ اُس فوجداری مقدمے کی تاریخ قریب ہے۔ جو درگاہ حضرت دادا مولانا صاحب رضہ کے مزار کی حفاظت کے لئے دیوار بنانے کے سبب میرے خلاف نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے چلایا ہے اس واسطے آج میں مسٹر ہن راہن سکریٹری نئی دہلی میونسپل کمیٹی سے سمجھوتے کی بابت چیت کرنے گیا تھا۔ اُنھوں نے بہت شریفانہ اور ہمدردانہ برتاؤ کیا۔ اور سردار پرتاب سنگھ صاحب کو بلا کر میرے معاملات سمجھائے۔ اور میں نے سردار پرتاب سنگھ صاحب کے دفتر میں جا کر بات چیت کی۔ وہاں ایک مسلمان کلرک صاحب بھی ملے جو نقشبندیہ خاندان میں مرید ہیں۔ اور جن کے چہرے پر میں نے تہجد کا نور دیکھا۔

شیخ چلی کی حلال خوری: کل رات کو میں نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا تھا جس کا عنوان تھا شیخ چلی کی حلال خوری۔ آج دہلی میں آیا تو خبر سنی کہ پرانی دہلی کے حلال خوروں اور حلال خوریوں نے ہڑتال کر دی ہے اور آج دو ہزار حلال خور کام پر نہیں آئے۔ مجھے ہنسی آئی کہ شیخ چلی کی حلال خوری مضمون میں قبل از وقت جو کچھ لکھا تھا آج وہ عملاً سامنے آگیا۔

حیدرآبادی عرب: آج ایک عرب صاحب آئے تھے اور کہتے تھے میں حیدرآبادی عرب چاؤش ہوں۔ دہلی میں علاج کے لئے آیا ہوں خرچ کی ضرورت ہے۔ ڈاک خانے کی بندش کی وجہ سے میرا خرچ نہیں آیا۔ میں نے جو کچھ ہو سکا حاضر کر دیا۔

وکیل صاحب: گوجرانوالہ کے ایک مسلمان وکیل صاحب اپنے بھائیوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کی قانونی لیاقت بہت اچھی ہے۔ میں نے شرعی قوانین کے تاریخی لطائف اُن کو سنائے۔

صاحبزادے عبدالواحد صاحب: [illegible] کے صاحبزادے سید عبدالواحد صاحب حیدرآباد میں ناظم جنگلات ہیں۔ اپنے بھتیجے اور نواسے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ [illegible] جانے والے ہیں۔ کچھ دیر بہت دلچسپ باتیں ہوئیں۔ اُنہوں نے ڈاکٹر سر اقبال کی نسبت انگریزی میں ایک کتاب لکھی ہے۔ مقبول صورت اور مقبول سیرت بزرگ ہیں۔

رمضان کا چاند: آج شام کو بارش ہو چکی تھی۔ اور ابر بھی تھا۔ اور چاند نظر آنے کی کوئی امید نہ تھی۔ مگر چاند صاف طور سے نظر آگیا۔ میں نے ناظم امور مذہبی

حیدرآباد دکن کو تار دیا تھا کہ وہ مجھے چاند کی خبر ٹیلیفون میں بھیجیں تاکہ جن لوگوں کے جوابی تار چاند کی خبر منگانے کے لئے آئے ہوئے ہیں ان کو جواب جلدی بھیجے جائیں۔ مگر حیدرآباد سے کوئی ٹیلیفون نہیں آیا۔ میں نے سب لوگوں کو ٹیلیفون کے ذریعے چاند نظر آنے کی خبروں کے تار بھیجے۔ میرے گھر میں سب نے روزہ رکھا ہے۔ مگر میں نے اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا۔

تاریخی رات } آج رات کو سوا نو بجے جب کہ چاند کی خبر معلوم کرنے کے لئے تار ٹیلیفون آرہے تھے دہلی ریڈیو نے یہ خبر سنائی کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے انگریزی سرکار کی بخشش میں چٹکیاں لینے اور گدگدیاں کرنے کا تاریخی کام شروع کر دیا ہے۔ سب سے پہلے صوبہ سرحد کے خان بہادر جلال الدین نے اپنا سرحدی جلال ظاہر کرنے کے لئے خان بہادری کا خطاب چھوڑنے کا اعلان کیا۔ لیکن شاید وہ جانتے تھے کہ انگریز اُن کو خان بہادر بنائیں یا نہ بنائیں وہ پیدائشی خان بہادر ہیں۔ پھر سر فیروز خاں نون اور سر ناظم الدین اور سر غلام حسین ہدایت اللہ اور سر سعد اللہ اور نواب سر مہر شاہ نے اپنے اپنے سروں سے خطابی سروں کو اتار اتار کر سمندر میں ڈال دیا۔ اس کے بعد سندھ کے خان بہادر کھوڑو اور پنجاب کے راجہ غضنفر علی خاں اور ڈھاکہ کے نواب زادے نصر اللہ اور بمبئی کے خان بہادر حاجی حسن علی ابراہیم اور کرامت علی خاں صاحب علی بھائی پٹیل اور بنگال کے خان بہادر امجد علی اور خان بہادر عبد اللہ المحمود اور مسٹر حسن اصفہانی ایم۔ پی ای نے اپنے اپنے خطاب سمندر کے ٹھیکے لگا کر جل ماتا میں ڈال دیے۔

مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری نواب زادے لیاقت علی خاں نے اپنی دونوں جیبوں کو ٹٹولا کہ شاید کوئی خطابی سند کاغذات کے انبار میں مل جائے۔ تو میں بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جاؤں جب کوئی کاغذ نہ ملا تو انھوں نے کہا مجھے موروثی روایات کے موجب نواب زادہ کہا جاتا ہے۔ اب آئندہ یہ نہ کہنا۔ صرف "مسٹر لیاقت علی خاں" کہا کرنا۔

یکم رمضان ۳۰ جولائی منگل دہلی

اودھونی کے مرید } آج اودھونی علاقہ مدراس سے دو مرید ملنے آئے تھے۔ سوداگر عبد الستار نظامی سفر حج کی جگہ حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ چھ آدمیوں کے لئے چھ سو روپے بمبئی میں بھیج دیے تھے۔ مگر جگہ نہیں ملی۔ میں نے بھی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ غوث محی الدین نظامی نے ایک خواب دیکھا تھا اُس کی بنا پر اودھونی سے یہاں تک کا طویل سفر کیا تھا۔ میں نے فوراً تعبیر بتائی۔ اور کچھ تلقین بھی کی۔ اور دونوں کو واپس روانہ کر دیا۔ دونوں کو ٹوپیاں بھی دیں۔ روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی کے چھوٹے بیٹے ابو طالب نظامی ایک مہینے سے میرے ہاں تھے۔ آج اپنے والد کے خط کی تعمیل میں دہلی چلے گئے جہاں اُن کے نانا خان بہادر حاجی شہاب الدین صاحب آرمی کنٹراکٹر رہتے ہیں۔ صوفی صاحب اجمیری روزانہ آتے ہیں۔ آج بھی آئے تھے۔ اور اپنا کلام بھی سنایا تھا۔ متھرا سے ایک مسلمان گارڈ صاحب آئے تھے۔ اُن کے بھائی محمد الیاس صاحب چیف انجینئر کلکتہ میرے قدیم ملنے والوں میں ہیں۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ دھوپ بھی نکلی اور ابر بھی رہا۔

کرتہ دھویا } میرے پاس خاکی رنگ کا بڑا ایک ہی کرتہ ہے جو بہت میلا ہو گیا تھا۔ آج دھوپ نکلی تو میں نے اس کو دھلوایا۔ کرتہ دھلتا گیا اور میں یہ گیت گاتا گیا "گنج شکرؒ کے لال میری میلی گدڑیا دھو دے۔ تن کر کپڑا من کر صابن۔ گنج شکرؒ کے لال میری میلی گدڑیا دھو دے"۔

گنج شکرؒ کے لال سے مراد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ہیں۔ اور میں انھیں کی روحانیت کو اپنے ظاہر و باطن کی صفائی اور آراستگی کا وسیلہ مانتا ہوں۔ میں کچھ بھی نہ تھا انھیں کی توجہ سے خدا نے مجھے سب کچھ بنا دیا۔

شام کو افطار کے وقت گھر میں گیا۔ خواجہ بانو کو اور سب بچوں کو روزہ کھولتے دیکھا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی جب سب اہل و عیال کو خدا کا فرض ادا کرنے میں منہمک پایا۔ آج علی بانو اور اُن کے بچے اپنے میکے چلے گئے۔ لفظ "میکا" مخفف ہے فقرہ "ماں کے ہاں" کا۔

آج میں نے بڑیاں کھائی تھیں۔ رات کے بارہ بجے تک نیند نہیں آئی۔ رات کو بھی بارش نہیں ہوئی۔ آج ان دونوں کتابوں کی تصنیف و ترجمے کا کام بہت اچھا ہوا۔ پہلی تاریخ تھی۔ میں نے شگون لیا کہ سارا مہینہ اچھا رہیگا۔ اور میں بہت زیادہ کام کروں گا۔ کام ما عیدنا اور عیدنا کام ما۔ لفظ کام کی اضافت ما کی طرف جائز ہو یا نہ ہو میں تو اس کو جائز ہی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اُردو فارسی عربی زبانوں کو متحد کرنا میرا مشن ہے۔ میں نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ موجودہ رواجی اُردو میں ایسے نئے عربی فارسی الفاظ داخل کر دوں جن کو اُردو کا [illegible] آسانی سے سمجھ سکے۔

اور سمجھنے والوں کو گرانی محسوس نہ ہو۔

۲ رمضان ۳۱ جولائی بدھ دہلی

نظام المشائخ ۱۹۰۸ء میں ملا محمد واحدی صاحب کی شرکت سے میں نے ایک ماہوار رسالہ نظام المشائخ جاری کیا تھا جو اب بھی جاری ہے۔ آج میں نے اُس میں نئی زندگی پیدا کرنے کا پروگرام بنایا۔

درویش پندرہ روزہ درویش بھی دوبارہ جاری کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ جو تبلیغی مقاصد کے لئے جاری کیا گیا تھا۔

مرشد میں نے ایک ماہوار رسالہ مرشد بھی جاری کیا تھا وہ بھی از سرِ نو جاری کیا جائیگا۔

گروسیوک ایک رسالہ گروسیوک بھی عرصے تک چلایا تھا۔ اور پھر بند کر دیا تھا۔ اب اس کو بھی جاری کیا جائے گا۔

نظام المشائخ واحدی صاحب کی ادارت میں اب بھی شائع ہوتا ہے۔ مگر ذرا کمزور رہتا ہے۔ بقیہ رسالے بند ہیں۔ اب تجویز یہ ہے کہ کاغذ کی آسانی ہوتے ہی یہ سب رسالے چشتی پارٹی کی طرف سے فقرا کے ایک ایک مقصد کا کام شروع کر دیں۔

ایک لاکھ روپے میرے ایک مرید نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک لاکھ روپے اس ضروری تبلیغ کے لئے نذر کریں گے۔

اہل بیت برقی پریس چھاپے کی مشینوں کے لئے آرڈر دیدیا گیا ہے۔ جو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا میں لگائی جائینگی۔ مشینیں امریکہ سے آئینگی۔

منادی روزانہ ہو جائیگا پریس کا انتظام ہوتے ہی منادی کو روزانہ کر دیا جائیگا۔ اور "چشتی" نام کا ایک نیا ہفتہ وار اخبار جاری کیا جائے گا۔

گروسیوک اُردو میں الگ ہوگا اور ہندی میں الگ ہوگا۔ اور منادی میں عربی اور فارسی حصے بڑھائے جائینگے تاکہ عرب ممالک اور فارسی ملکوں میں تبلیغ ہو سکے۔ درویش پندرہ روزہ اور مرشد ماہوار ہوگا۔ اور نظام المشائخ ملا واحدی صاحب کا رہے گا اس کو صرف چشتی پارٹی کی طرف سے امداد دی جائیگی اور چشتی پارٹی کی مقررہ پالیسی پر چلیگا۔

آج کے کام دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا۔ سید یامین نظامی اور سید ضیاء العلے اور بمبئی والے سید محمد ابراہیم صاحب ملنے آئے تھے۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ منادی تیار ہے۔ ہڑتال کی وجہ سے شائع نہیں کیا گیا۔

۳ رمضان یکم اگست جمعرات دہلی

بیوی کی برسی آج میری مرحومہ بیوی حبیب بانو کی انتقال کی برسی ہے۔ اُن کی سوکن یعنی موجودہ بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے ہمیشہ کی طرح آج بھی نیاز کے لئے کئی قسم کے کھانے پکوائے تھے۔

بارش آج صبح سے لگاتار بارش ہو رہی ہے۔ موسم بہت زیادہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ رات کو اتنی سردی معلوم ہوئی کہ میں نے کمبل اوڑھا۔

شام کو حور بانو بھی اپنی اماں کی نیاز میں شریک ہونے کے لئے آئی تھیں۔ میرے بھی سب بچے نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ استاد شمس الدین صاحب آئے تھے۔ اور کھیر بھی لائے تھے۔ بارش کی وجہ سے نوچندی جمعرات کے زائرین آج بہت کم آئے۔ میرے ڈاڑھ کے درد میں بہت کمی ہے۔

سلطان احمد صاحب آج ظہر کے بعد سلطان احمد صاحب جاپان والے ملنے آئے تھے وہ نئی دہلی اسٹیشن کے سامنے ایک شاندار ہوٹل بنوا رہے ہیں۔ مرینا ہوٹل نئی دہلی میں اور کارونیشن ہوٹل پرانی دہلی میں دونوں انہیں کی ملکیت ہیں۔

پانچ کتابیں اخبار منادی میں پانچ کتابیں شائع ہوا کریں گی۔ ہر کتاب کے آٹھ آٹھ صفحے ہوں گے۔

اخبار کی روانگی آج منادی اخبار شائع ہوگیا۔ بنگال آسام بہار اڑیسہ اور بمبئی کے پرچے روک لئے کیونکہ ڈاک خانے والوں سے معلوم ہوا تھا کہ ان مقامات پر پرچے بھیجنے بیکار ہیں، پہونچنے کی امید بہت کم ہے۔

۴ رمضان ۲ اگست جمعہ دہلی

سر میرزا آج صبح سر میرزا اسمٰعیل بیت الملک سے ملنے گیا تھا، وہ کل صبح ہوائی جہاز سے حیدرآباد جانے والے ہیں۔

علوی صاحب نظام پبلی[illegible] نئی دہلی کے منتظم مولوی میر محمود علی صاحب [illegible] نے میرے لئے بھی ریل کی دو سیٹوں کا [illegible] کر دیا تھا مگر ابھی میری صحت سفر کے قابل نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے جانا ملتوی کر دیا۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی۔ مولانا حافظ محمد ایوب صاحب پانی پتی درگاہ کی مسجد میں قرآن شریف سناتے ہیں۔ بہت صفیں ہو جاتی ہیں۔ رات کے گیارہ بجے تراویح ختم ہوتی ہے۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔

کوؤں کے بچے ساون کے مہینے میں کوؤں کے بچے ہوتے ہیں میں روزانہ صبح کوؤں کے بچوں کی آوازیں بہت دلچسپی سے سنتا ہوں [illegible] ماں باپ [illegible] مانگا کرتے ہیں [illegible] بچوں کی چوں چوں [illegible] زیادہ ہوتی ہے [illegible] جاتے ہیں۔

۵ رمضان ۳ اگست شنبہ دہلی

۵ کتابیں منادی کے ذریعے جن ۵ کتابوں کو شائع کرتا ہے آج دن بھر ان کی ترتیب اور تیاری کے کام میں معروف رہا۔ مختلف مضامین کی نہایت اہم کتابیں ہیں۔

چیف کمشنر صاحب آج صبح آنریبل مسٹر رسٹی چیف کمشنر دہلی سے ملنے گیا تھا۔ اب ان کی صحت اچھی ہے۔ دہلی میں بھنگیوں کی ہڑتال ہو رہی ہے۔ اور امپیریل بنک کی ہڑتال بھی جاری ہے۔ ان سب امور پر آزادانہ گفتگو ہوئی۔

ہارڈنگ لائبریری مسٹر رفیع الدین احمد ایم اے مرحوم کی جگہ ہارڈنگ لائبریری کے دو سکریٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ایک خواجہ محمد شفیع صاحب دوسرے ہلال احمد صاحب زبیری۔ مسٹر لابیلی ڈپٹی کمشنر دہلی نے مسٹر فصیح الدین کی وفات کے بعد ان کی خدمات کی جو قدر کی اور مرحوم کی والدہ اور بیوی بچوں کی جو مدد کی وہ برٹش قوم کے اعلےٰ کیرکٹر کی نشانی ہے۔ اس کے مقابلے میں دہلی کے ہندو مسلمان ممبران میونسپل کمیٹی کی خود غرضیاں بھی میرے دل پر نقش ہو گئیں۔

۶ رمضان ۴ اگست اتوار دہلی

تاریخی دن آج ۱۹۱۴ء کی جنگ یورپ شروع ہونے کا تاریخی دن ہے۔ ستمبر میں دوسری تاریخی جنگ یورپ کا دن آئیگا۔ ۹ اگست کو کانگرس کے انقلابی ہنگامے کا تاریخی دن ہوگا۔ جبکہ ۱۹۴۲ء میں کانگرس نے ہندوستان میں جھگڑے کرائے تھے۔

ملنسار نظامی آج صبح حکیم محمد دین ملنسار نظامی ملنے آئے تھے۔ جو لقوہ میں مبتلا ہو گئے تھے اب بھی بہت کمزور ہیں۔ اپنے والد حضرت خاکسار صاحب کی سی صورت اور لمبی ڈاڑھی ہو گئی ہے۔

انیس الرحمن نظامی انیس الرحمن نظامی بھی آئے تھے۔ خدا نے ان کو ایک اور بیٹی دی ہے۔ پہلی لڑکی کا نام میں نے انیسہ رکھا تھا۔ اس لڑکی کا نام مونسہ رکھا ہے۔

رائے بہادر ماتھر صبح نو بجے رائے بہادر ماتھر صاحب شریک چیف انجینیر پی ڈبلیو ڈی سے ملنے گیا تھا۔ پھر دہلی میں ملا واحدی صاحب کے ہاں گیا تھا۔ وہاں رسالے مدینہ کے مالک منشی عبدالحمید خاں صاحب اور ان کے لڑکے ڈاکٹر خالد خاں ملنے آئے تھے۔

سلطان احمد صاحب جاپان والے سلطان احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ مگر میں اس وقت دہلی گیا ہوا تھا۔ ملاقات نہ ہو سکی۔

بیرم خاں دو بجے دوبارہ دہلی گیا تھا۔ اور بیرم خاں فلم دیکھا تھا۔ ملا واحدی صاحب اور ان کے لڑکے سید احمد مجتبیٰ اور سید علی مقتدیٰ اور سید موسیٰ رضا بھی ساتھ گئے تھے۔ مکان سینما کا بہت برا ہے۔ فلم تاریخی تھا۔ اور شہرت تھی کہ مسلمانوں کو اس سے اختلاف ہے مگر میں نے سوائے اس کے کہ بیرم خاں کی بیوی سلیمہ سلطان کا ناچ گانا دکھایا ہے۔ اور کوئی خرابی اس میں نہیں دیکھی شروع سے آخر کا حصہ بہت اچھا ہے۔ لیکن جس عیب کو میں انتہائی اشتعال انگیز اور توہین آمیز سمجھتا ہوں وہ معمولی عیب نہیں ہے۔

تلسی جینتی شام کو نئی دہلی آریہ سماج کے مکان میں تلسی داس صاحب مصنف رامائن کے یادگاری جلسے میں گیا تھا۔ سرگرو ناتھ سیٹھ صدر تھے۔ مجمع بہت کم تھا۔ پچاس ساٹھ آدمی تھے۔ میں نے بھی تقریر کی تھی۔

راستہ بھول گیا واپسی کے وقت موٹر ڈرائیور راستہ بھول گیا۔ وہ نیا آدمی ہے ایک گھنٹے تک سرگرداں پھرتا رہا۔ بمشکل گھر پہنچا۔

۷ رمضان ۵ اگست دوشنبہ دہلی

بچوں کا گھر انجمن مؤید الاسلام دہلی کے عظیم الشان مکان میں جو خان بہادر حاجی محمد یوسف صاحب مٹیا پائی والے کا بنایا ہوا ہے سنی اوقاف مجلس کا دفتر ہے۔ پہلے اس مکان میں انجمن کا یتیم خانہ تھا۔ جب سنی اوقاف کمیٹی کا انتظام شروع ہوا تو میرے اور ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب جامعہ ملیہ اور ملا محمد واحدی صاحب کے مشورے سے اس یتیم خانے کا نام بچوں کا گھر رکھ دیا گیا۔ تاکہ یتیموں کو یہ محسوس نہ ہو کہ وہ یتیم اور لاوارث ہیں۔ اور اب اس کی بہت اچھی حالت ہو گئی ہے۔

بچوں کے گھر کے نائب نگران پر الزام تھا کہ انھوں نے ایک بچے کو تختی سے مارا۔ آج انتظامی کمیٹی کا جلسہ ہوا جس میں ملا محمد واحدی صاحب اور ڈاکٹر ہاشمی صاحب اور چودہری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی شریک تھے سب کے بیانات لئے گئے۔ اور آخر نائب نگران مذکور کو اور اس لڑکے کو جس نے نائب نگراں کے ساتھ گستاخی کی تھی دو مہینے میعاد کی مشروط تنبیہ کی گئی کہ اگر اس میعاد کے اندر ایسی اور حرکت ہوئی تو دونوں کو خارج کر دیا جائیگا مدنی سرا کے خلاف بھی ایک تجویز پاس ہوئی۔

مجلس سے واپس آکر دن بھر ملکیت منزل میں کام کیا۔ رات کو ایمان خانے میں سویا۔ دن بھر دھوپ نکلی رہی۔ گرمی بہت تھی۔

نواب منصب جنگ بہادر آج مولوی غلام احمد خاں صاحب دہیرہ دون سے واپس ہو کر دہلی میں آئے تھے۔ تین بجے کی ریل میں حیدرآباد

چلے گئے۔ کہتے تھے اُن کو ابھی سالگرہ کے موقع پر اعلیٰحضرت نے منصب جنگ خطاب دیا ہے۔ اور مولوی زاہد حسین صاحب صدر الہام فنانس کو بھی زاہد جنگ خطاب ملا ہے۔

۸ رمضان ۶ اگست منگل دہلی

سحری کی رونق: آج چونکہ ایمان خانے میں سویا تھا اس لئے درگاہ شریف میں سحری کی رونق دیکھی تھی۔

بارش: نماز کے وقت ملکوت منزل میں آ گیا تھا۔ دیر تک بارش ہوتی رہی۔

ہندوستان کا خفیہ ہتھیار: آج میں نے منادی میں شائع کرنے کے لئے ایک بڑی کتاب لکھنی شروع کی جس کا نام "ہندوستان کا خفیہ ہتھیار" رکھا ہے۔ پانچ گھنٹے تک اس کتاب کا کام کیا۔

کچہری: دوپہر کو علی کے ساتھ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نئی دہلی کی کچہری میں گیا تھا۔ درگاہ حضرت دادا مولانا صاحبؒ کی حفاظت کے لئے تین فٹ اونچی چار دیواری بنانے کی وجہ سے میرے خلاف نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے جو مقدمات چلائے ہیں اس کی پیشی تھی ۲۷ اگست تاریخ مقرر ہوئی۔

میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ حسین رسول نما اور فضل الٰہی صاحب صاحب ایڈووکیٹ بھی میری قانونی امداد کے لئے آئے تھے۔

حضرت شیخ کا عرس: آج شام کو حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا سالانہ عرس ہوا تھا۔ یہ مزار درگاہ حضرت بی بی نور صاحبؒ میں ہے۔ جس کو ابھی بیگم نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے بنوایا ہے۔ اور وہاں ایک مسافر خانہ بھی تعمیر کرایا ہے۔ میں درویشوں کے افطار وطعام کا سامان لے گیا تھا میرے بچے بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ لالہ کنور سین صاحب جین اپنے والد اور چند رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

مسٹر یوسف فیروزی کے تحائف: آج میرے دوست شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے کے چھوٹے فرزند محمد یوسف صاحب فیروزی نے افطاری کے لئے بہت سی نفیس چیزیں بھیجی تھیں۔ پھل بھی بھیجے تھے۔ ان کے والد کلکتے میں ہیں۔

۹ رمضان ۷ اگست بدھ دہلی

دھوپ نکلی: آج خوب تیز دھوپ نکلی تھی میں نے ایمان خانے کا فرش دھوپ میں ڈلوایا۔ اور صفائی کرائی۔ اور دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا۔ میرے بزرگ حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق مرحوم کے فرزند سید ناصر خلیق صاحب فگار ملنے آئے تھے۔ اور میری نبض دیکھی تھی۔ اور دوا تجویز کی تھی۔ لاہور سے چھوٹے نظامی کے بیوی بچے آئے تھے تعویذ لے کر واپس چلے گئے۔

ڈربن کا تار: جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن سے فرزند روحانی روشن دل عبد المجید خاں نظامی کا تار آیا تھا۔ فاسفورس کا تیل منگایا ہے۔ میں تیرہ صندوق پہلے بھیج چکا ہوں۔ جہاز کے لئے اسپیشل پرمٹ چاہتے ہیں۔

حکیم عبد السلام نظامی: بعد مغرب حکیم عبد السلام نظامی اپنے ذو قرابت داروں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بخار چڑھا ہوا تھا اسی حالت میں درگاہ شریف کی باؤلی میں نہائے۔ بظاہر یہ خلاف عقل بات تھی لیکن اس باؤلی کا پانی بہت بابرکت پانی ہے۔ ہزاروں بیمار اس میں نہاتے ہیں تو اچھے ہو جاتے ہیں خدا نے چاہا وہ بھی جلدی تندرست ہو جائیں گے۔

انگریزی دور کی تاریخ ہند: آج اپنے مکان صبح منزل میں بیٹھ کر انگریزی دور کی تاریخ ہند لکھنی شروع کی۔

لالہ پریم: دہلی سے لالہ پریم چشتی اور اُن کے چھوٹے بھائی ملنے آئے تھے۔ بُدھ والے سید یامین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

ڈاک کی روانگی: آج سے ڈاک خانے نے ڈاک لینی شروع کر دی۔ بہت زیادہ پیکٹ اور پارسل تیار رکھے تھے۔ اُن کا ایک حصہ روانہ ہوا۔ آج جولائی کی تنخواہیں بھی بانٹ دیں۔

آتمارام صاحب کی وفات: شیخ انور علی صاحب "طوطی مسلم لیگ" نے غازی آباد سے افسوسناک خبر بھیجی ہے کہ لالہ آتمارام صاحب نے وفات پائی۔ لالہ آتمارام اکثر میرے پاس آیا کرتے تھے۔ میں نے اُن کو قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بھی دیا تھا۔ اور ایک دفعہ میں اُن کے مکان پر غازی آباد میں کھانا کھانے بھی گیا تھا۔ بہت ملنسار پرانی تہذیب کے ہندو تھے۔ مجھے اُن کی وفات کا بہت صدمہ ہوا اور میں اُن کے پس ماندوں سے ہمدردی ظاہر کرتا ہوں۔

۱۰ رمضان ۸ اگست جمعرات دہلی

عربی نصاب تعلیم: میری زندگی کی شروعات کے وقت ہندوستان کے بہت سے دور اندیش علمائے ندوۃ العلماء قائم کر کے عربی نصاب تعلیم کی اصلاح کی کوشش کی تھی۔ جلسے بہت بڑے بڑے اور بہت دھوم دھام کے ہوئے۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ایک اچھا نصاب تعلیم مرتب کرنے کے بعد علماء سے بات چیت کرتے تو کامیاب ہو جاتے۔ کسی عمارت کو مسمار کرنے سے پہلے ایک اچھے نمونے کی عمارت بنالی جائے تو خراب عمارت توڑنے

لوگوں کو رنج نہیں ہوتا۔

اب میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ انشاءاللہ عربی تعلیم کا نیا نصاب چند فاضل علما کے مشورے سے مرتب کروں گا۔ اور پھر اُس کو ہندوستان بھر کے اہل علم کے پاس بھیجوں گا۔

سر گرونا تھ بھبورد آج کامرس ممبر سر گرونا تھ بھبور سے ملنے گیا تھا۔ وہاں بنگال کے وزیر اعظم مسٹر حسین شہید سہروردی بھی تھے۔ مسٹر راما دیہانی سے بھی ملنے گیا تھا۔ شیخ محمد شفیع صاحب اور شیخ عطا ءاللہ صاحب وکیل دہلی اور حکیم امتیاز الحق صاحب اور لالہ داتا رام صاحب بھی ملے تھے۔ شام کو مسٹر سید صدر العلیٰ۔ اور مسٹر رضوی اور عبدالحمید صاحب شملوی اور شاہ رحمان انصاری ایڈوکیٹ دہلی بھی ملنے آئے تھے۔

یمین صاحب آج حیدر آبادی شاعر یمین صاحب ملنے آئے تھے۔ کہتے تھے شاہی خاندان سے ہوں۔ ولی عہد بہادر کا ایک خط بھی دکھایا۔ اپنا کلام دہلی میں طبع کرانے آیا تھا چوری ہوگئی۔

میں نے حسب حیثیت کچھ حاضر کیا۔ مگر میرے دل پر اچھا اثر نہیں ہوا۔ حیدر آباد ترقی کرنا چاہے تو اُس کے افراد کو خوددار بننا پڑیگا۔

آج بارش نہیں ہوئی۔ دھوپ بھی رہی۔ ابر بھی رہا۔ رجب خاں نظامی اپنے نواسے اور نواسی کے ساتھ آئے تھے۔ تعویذ لیکر چلے گئے۔

مولانا سید حسن آرزو آج بھلواری شریف کے مولانا سید حسن آرزو صاحب ملنے آئے تھے۔ شدید زکام میں مبتلا تھے شام کو واپس چلے گئے۔ یہ کانگرسی خیال کے ہیں مگر مجھ سے بہت پرانا تعلق رکھتے ہیں۔ چودھری چمن علی نظامی نے پھول بھیجے تھے وہ ہر جمعرات کو پھول بھیجتے ہیں۔ اور اُنھوں نے میرے سب مکانوں میں پھولوں کے درخت لگائے ہیں۔

۱۱ رمضان ۹ اگست جمعہ دہلی

قلندر صاحبؒ کا عُرس آج پانی پت میں حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کا سالانہ عرس ہے۔ سہ منی (زیادہ دہی قورمے) پر حضرتؒ کی نیازیں ہوتی ہیں۔ میری بستی میں بھی گھر گھر سہ منی پکتی ہے۔ حضرت قلندر صاحبؒ تفضیلی عقائد رکھتے تھے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے زمانے میں تھے۔ اُن کی غزلیں قوالی میں گائی جاتی ہیں۔

ایک شعر بہت مشہور ہے ؎

حیدریم قلندرم مستم بندۂ مرتضیٰ علیؑ ہستم

یہاں لفظ "بندہ" سے مُراد "غلامانہ عاجزی" ہے "عبودیت" مُراد نہیں ہے۔

پانی پت میں قلندر صاحبؒ کی درگاہ کے علاوہ چشتیہ صابریہ سلسلے کے بھی کئی نامور بزرگوں کے مزارات ہیں۔

مولانا عبداللہ صاحب سیفی آج بنگلور سے مولانا عبداللہ صاحب سیفی آئے ہیں۔ خواجہ بیر حجرے میں ٹھیرے ہیں۔ مدراس والے مدنی شاہ صاحب کی بہت تعریف کرتے تھے۔ مولانا عبداللہ سیفی قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں اور وعظ بھی خوب کہتے ہیں۔ اور مرید بھی کرتے ہیں۔ وہ نامور عالم مولانا عبدالقادر آزاد سبحانی صاحب کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ میرے ہاں نظام الاسلام ماڈرن اسکول میں ناظم دینیات بھی رہ چکے ہیں اور میرے بڑے لڑکے اُن کے شاگرد ہیں۔ آج میں نے اپنی منجھلی لڑکی روحہ سے کہا تم نے سُنا تمہارے بڑے بھائیوں کے اُستاد مولانا عبداللہ آئے ہیں۔ روحہ نے جواب دیا وہ میرے بھی اُستاد ہیں میں نے بھی اُن سے پڑھا ہے۔ یہ سچ کہا جب بچی تھی میں کبھی کبھی مجذوبیت پیدا ہو جاتی ہے تمہارے اُستاد میں بھی مجذوبیت کا اثر ہے۔ وہ سالک زیادہ ہیں اور مجذوب کم ہیں۔ مولانا عبداللہ مجھے بھی چشتیہ نظامیہ سلسلے میں پیر بنانے کی عزت دینی چاہتے ہیں۔ میں نے یہ فقرہ لکھوایا تو اُنھوں نے کہا عزت حاصل کرنی چاہتا ہوں۔ اور خادمانہ حیثیت سے حاضر ہوا ہوں میں نے کہا جس کوچے میں آپ داخل ہوئے ہیں وہاں منزل جب حاصل ہوتی ہے کہ اطاعت دل کی یکسوئی اور دل کی حضوری سے مکمل ہو۔ دل کی حضوری کے بغیر خدا نماز بھی قبول نہیں کرتا۔ میرے پاس بزرگوں کی جو نعمتیں امانت ہیں وہ ریزرو بنک میں جمع رکھنے کے لئے نہیں ہیں۔ تقسیم کرنے کے لئے ہیں لیکن اُن کی تقسیم دل کی حضوری اور دل کی یکسوئی کو اچھی طرح پرکھنے کے بعد ہوتی ہے۔

اُن کے آنے سے میرے بچے بھی خوش ہیں کیونکہ نوکر بھی خوش ہیں۔ میں اُن کو "جہاں گشت" کہتا ہوں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کا فیضان اویسیہ طریق سے اُن کو ملا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک جگہ جم کر نہیں رہتے۔ "سیروا فی الارض" کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ اُردو شاعر نے کہا تھا

ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی شیلم تک ملکوت منزل پر کلام کیا تھا۔ دس بارہ دن سے مجھے بھی خارش کی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ میرے گھر میں یہ بیماری ایک سال سے پھیلی ہوئی ہے۔

مہاراجہ بہادر کے داماد آج نواب صلاح الحق صاحب داماد سر مہاراجہ بہادر کا ٹیلیفون آیا تھا وہ قلندر صاحبؒ کے عرس میں گئے ہیں۔

نقوی صاحب آج صبح سر سید رضا علی صاحب کے داماد نقوی صاحب سے ملنے گیا تھا اور اس کے بعد کامرس ڈیپارٹمنٹ میں آنریبل سر گورونا تھ بیورا اور مسٹر لین آرپلے سے ملنے گیا تھا اور مسٹر سنگھ تعمیر قائم مقام مسٹر لین آرپلے سے بھی ملا تھا۔

ناظرین کے خطوں کا خلاصہ

مسز ارجہاور مسر جار سندر سنگھ صاحب دھوپیہ نے دہلی سے لکھا ہے مجھے تازہ منادی میں شاہی خاندان کے دو نور چشمے بہت پسند آئے اس سلسلے کی اور کتابیں کہاں ملیں گی؟ ۔

جواب: اس سلسلے کی بارہ کتابیں چھپ چکی ہیں اور دفتر اخبار منادی دہلی سے مل سکتی ہیں۔

پنڈت رام ناتھ صاحب آستی نے آگرہ سے میری نسبت اور منادی کی نسبت خلوص و محبت کے الفاظ کا خط بھیجا ہے۔ اور قرآن شریف کے ہندی ترجمے کی طبع ثانی کی امداد بھیجنے کی خواہش کی ہے۔

جواب: میں آپ کی صحت و سلامتی کی دعا کرتا رہتا ہوں۔ قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بہت جلد چھپنا شروع ہو جائے گا۔ آپ کی امداد شکرے کے ساتھ قبول کی جائے گی۔

ملک عزیز محمد صاحب بی اے وکیل ڈیرہ غازی خاں سے لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت اکبر الہ آبادیؒ کے خطوں کا مجموعہ پڑھا جس سے ظاہر ہوا کہ حضرت اکبرؒ کو آپ کے ساتھ اور آپ کے بچوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی۔ سوال یہ ہے کہ اُن کی وفات کے بعد آپ نے اُن کے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟ اور حضرت اکبرؒ کے بیٹے عشرت میاں آجکل کہاں ہیں؟ ۔

جواب: میں نے حضرت اکبرؒ کی وفات کے بعد اُن کے بچوں سے ویسا ہی تعلق رکھا جیسا اپنے بچوں کے ساتھ ہے۔ اور یہ اب تک قائم ہے۔ عشرت میاں نے چند مہینے ہوئے دُنیا سے رحلت کی۔

ناظر علی خاں صاحب رنگ کیمپ سے لکھتے ہیں میرے پاس تفسیلی ترجمے کے شروع کے پندرہ پارے پہونچ گئے تھے۔ آخر کے پندرہ پارے اب تک نہیں پہونچے۔ اور عام فہم تفسیر تیار ہے یا نہیں؟

جواب: کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے بقیہ پندرہ پارے چھپ نہ سکے تھے۔ اب کاغذ ملا ہے۔ اور بہت جلد چھپائی پوری ہو جانے کی امید ہے۔ عام فہم تفسیر موجود ہے۔ مجلد دو حصوں میں تیرہ روپے آٹھ آنے میں دفتر اخبار منادی دہلی سے منگائی جا سکتی ہے۔

مولوی محمد نیاز احمد خاں صاحب تحصیلدار جاورہ لکھتے ہیں سیر الاولیا جیسی اعلیٰ کتاب کی چھپائی کی خبر سے بہت خوشی ہوئی۔ اُس کی قیمت سے مطلع فرمائیے۔

جواب: آٹھ سو صفحات کی کتاب ہے عمدہ کاغذ پر چھپ رہی ہے، پانچ روپے فی جلد لاگت آئیگی۔ مگر میں ایک روپے کو دونگا کیونکہ اُن قدردانوں تک پہونچانی ہے جن کے پاس زیادہ روپیہ نہیں ہے۔

سید محمد حسن صاحب زیدی عقب کلاں مسجد دہلی سے لکھتے ہیں "اپنا خطاب واپس کر دیجئے ورنہ سمجھا جائیگا کہ آپ خطاب کے بھوکے تھے"!

جواب: جناب زیدی صاحب! آپ کے جد اعلیٰ حضرت زید کو کوفہ کے شیعوں نے حکومت کے خلاف لڑائی کے لئے ابھارا تھا۔ اور جب آپ کے جد اعلیٰ میدان جنگ میں آ گئے تو سب شیعہ اُن کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پہلے اس سچی تاریخ پر غور کیجئے اس کے بعد مجھے مخاطب کیجئے گا۔

منشی ضمیر احمد صاحب مختار نگینہ ضلع بجنور آپ نے آموں کا پارسل دہلی اسٹیشن پر اس لئے نہیں بھیجا کہ پارسل بند تھے۔ شاہدرہ دہلی اسٹیشن پر بھیجا۔ مگر بلٹی اتنی دیر میں آئی کہ پارسل منگانا بیکار معلوم ہوا۔ کیونکہ خیال ہو گیا تھا کہ آم اب بالکل سڑ گئے ہونگے۔ تاہم محبت رجسٹر میں اُن کا اندراج ہر سال کے پارسلوں کی طرح ہو گیا ہے۔ بن دیکھے قدر کرنے والا میں چکھے آموں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے۔

معراج الدین صاحب جرنلسٹ نے نواب شاہ سندھ سے خطاب کی مبارکباد بہت اچھے الفاظ میں بھیجی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

مرزا عبد القادر بیگ صاحب وکیل اجمیر شریف نے ایک مطبوعہ اعلان بھیجا ہے کہ لندن سے درگاہ کمیٹی کے وکیلوں نے بذریعہ تار اطلاع بھیجی ہے کہ سید سرار احمد صاحب سابق متولی درگاہ شریف نے درگاہ کمیٹی کے خلاف جو اپیل پریوی کونسل میں دائر کی تھی وہ مع خرچے کے خارج ہو گئی۔

جواب: میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ باشندگان اجمیر شریف کو مقدمہ بازی سے ہمیشہ کے لئے نجات دیدے۔

منشی کرم دین نظامی اوڑی پرستان کشمیر سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک اور لڑکا عنایت فرمایا ہے۔ پہلے لڑکے کا نام میں نے ابوطالب رکھا تھا۔ اس لڑکے کا نام محمد مطلوب رکھتا ہوں اور صحت و سلامتی کی دُعا دیتا ہوں۔

ایک شیعہ پولیس افسر صاحب ساکن گوالیار لکھتے ہیں۔ میں شیعہ مذہب رکھتا ہوں مگر حضرت غوث الاعظمؓ کی گیارہویں کی نیاز بھی دلواتا ہوں۔ میرے والد صاحب قبلہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

جواب: آپ نے شیعہ ہو کر گیارہویں کو مانا۔ اور میں نے سنی ہو کر حضرت علیؓ کو وصی اور ولی مانا۔ آپ کو بھی شیعہ سنی ملاپ کا ثواب ملے گا۔ اور مجھے بھی۔ آپ کو بھی شیعہ لوگ سنی کہینگے۔ اور مجھے بھی سنی لوگ شیعہ کہیں گے۔ ع۔

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تقدیر بدلنے کا عمل شب قدر میں پڑھنے کے لئے پانچ روپے ہدیہ بھیجکر منگا لیجئے حسن نظامی دہلی

ضروری اطلاعات

حضرت علیؑ کا سالانہ عرس

۱۲ر رمضان دوشنبے کے دن صوفیوں کے تمام سلسلوں کی درگاہوں اور خانقاہوں میں حضرت علیؑ کا سالانہ عرس ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سال اس عرس کی ایک یادگار قائم کی جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ ۱۲ر رمضان کو جن کے ہاں بچے پیدا ہوں لڑکے خواہ لڑکیاں وہ حضرت علیؑ کے والد حضرت ابو طالب کے نام پر اُن کا نام رکھیں یعنی لڑکوں کے نام ابو طالب اور لڑکیوں کے نام کنیز ابو طالب رکھیں۔ سولہ سال پہلے میں نے ایک فتوے سے متاثر ہو کر ایسا ہی اعلان شائع کیا تھا اور وہ فتویٰ یہ تھا کہ ایک صاحب نے سوال کیا تھا کہ حضرت علیؑ کے والد حضرت ابو طالب مسلمان تھے یا نہیں تھے؟ اور جنتی تھے یا نہیں تھے؟ اس کا جواب مولوی صاحبان نے یہ دیا تھا کہ حضرت علیؑ کے والد کافر تھے۔ اور مرتے وقت اُنھوں نے خود رسول اللہؐ سے کہا تھا کہ میں آگ میں جاؤں گا لیکن نار قبول کرتا ہوں مگر عار قبول نہیں کر سکتا اس واسطے وہ دوزخی تھے۔

میں نے اعلان کیا تھا کہ اس سال جن کے ہاں بچے پیدا ہوں وہ ابو طالب اور کنیز ابو طالب نام رکھیں۔ اور مجھے بھی خدا نے اسی سال چوتھا بیٹا عنایت فرمایا تھا۔ اور اس کا نام میں نے ابو طالب رکھا تھا۔ اور اطلاعیں آئی تھیں کہ میری تحریک سے پانچ ہزار بچوں کے نام اُس سال ابو طالب اور کنیز ابو طالب رکھے گئے تھے اور مسلسل اطلاعات سے یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ وہ سب بچے زندہ سلامت ہیں۔ یہاں تک کہ جن کے ہاں بچے زندہ نہیں رہتے تھے ان کے ہاں بھی ابو طالب نام کے بچے اب تک زندہ ہیں۔ لہٰذا مجھے یقین ہے کہ حضرت علیؑ کے عرس کے دن جن بچوں کے نام ابو طالب اور کنیز ابو طالب رکھے جائیں گے خدا اُنھیں دنیا میں عمر درازی عطا فرمائیگا۔ اور خادم خلق بنائیگا جس طرح کہ حضرت ابو طالب نے رسول خداؐ کی خدمت اور حمایت میں اپنی زندگی کا بڑا حصہ صرف کیا تھا۔ جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی وہ ۱۲ر تاریخ کو منتیں مانیں کہ اگر خدا اُن کو اولاد دے تو وہ ابو طالب اور کنیز ابو طالب نام رکھیں گے۔

حسن نظامی

حضرت امیر خسروؒ کا عرس

۱۷ر شوال ۱۳۶۵ھ کو حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس ہوگا اور ۱۷ر تاریخ ظہر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک نظم خسروی کا مشاعرہ ہوگا جس میں حضرت امیر خسروؒ کی منظوم منقبت پڑھی جائیگی منقبت ۱۷ر اشعار سے زیادہ ہونی چاہیئے منقبت کے مضامین ذیل میں درج ہیں۔

(۱) حضرت امیر خسروؒ نو برس کی عمر میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے مرید ہوئے اور پھر اپنے پیر کی وفات تک سب مریدوں سے زیادہ اپنے پیر کے مقبول و محبوب رہے۔

(۲) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے فرمایا قیامت کے دن اگر خدا مجھ سے پوچھے کہ نظام الدین میرے لئے کیا لایا؟ تو عرض کر دوں گا خسروؒ کے دل کا سوز۔

(۳) حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اگر شریعت اجازت دیتی تو میں وصیت کرتا کہ خسرو کو میری قبر میں دفن کرنا۔

(۴) حضرت امیر خسروؒ اپنے زمانے کے سات بادشاہوں کے دربار میں ملک الشعراء رہے تھے۔ اور اپنے پیر کے حکم سے اُنھوں نے ساتوں بادشاہوں سے ہندو رعایا کے حقوق کی سفارشیں اور حمایتیں جاری رکھی تھیں۔

(۵) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے حکم سے ہندو مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے حضرت امیر خسروؒ نے ہندی زبان ایجاد کی تھی۔

لہٰذا جو نظمیں حضرت امیر خسروؒ کی منقبت میں لکھی جائیں اُن میں یہ پانچوں چیزیں یا ان میں سے چند ضرور ہونی چاہئیں۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام سے بھی گذارش کی گئی ہے کہ وہ گذشتہ زمانے کی طرح اس سال بھی حضرت امیر خسروؒ کی منقبت مرحمت فرمائیں۔

بزم خسروی کی مجلس کی صدارت حسب معمول قدیم سر سید سلطان احمد صاحب کریں گے۔ اور جو لوگ اس مشاعرے میں نہ آسکیں گے۔ اور اپنا کلام بھیج دیں گے۔ تو پہلے اُن سب کا کلام مجلس میں پڑھا جائیگا۔ اور اعلیٰ حضرت کی منقبت حاضرین جلسہ حسب دستور کھڑے ہو کر سنیں گے۔ اور یہ مجموعہ پہلے سے چھپ کر تیار رہیگا۔ اور جلسے میں تقسیم کیا جائیگا عید تک سب کی نظمیں آجانی چاہئیں۔ ورنہ مجموعے میں درج نہ ہو سکیں گی۔ حسن نظامی

تاریخ جہاد رسولؐ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے حسن نظامی دہلوی عرض کرتا ہے کہ آج ۷ رمضان ۱۳۶۵ھ مطابق ۵ راگست ۱۹۴۶ عیسوی دوشنبے کے دن ملکوت منزل میں ظہر کے بعد یہ مبارک تاریخ لکھنی شروع کی گئی۔

ہجرت کا پہلا دن

حدیث کی معتبر روایتوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ربیع اول کی بارہ تاریخ پیر کے دن مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں رونق افروز ہوئے۔

یہ بات تو ساری دُنیا جانتی ہے کیونکہ ہر تاریخ میں اس کا بیان ہے کہ مکے سے مدینے میں ہجرت کرنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرتؐ کے دشمن آنحضرتؐ کو شہید کر ڈالنا چاہتے تھے۔ آخر خدا کے حکم سے آنحضرتؐ نے اپنا شہر چھوڑ کر پردیس میں جانے کا ارادہ کیا۔ اور حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر سلایا۔ اور خود آدھی رات کے وقت گھر سے نکلے جب کہ دشمنوں نے آنحضرتؐ کے گھر کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ مگر جس وقت آنحضرتؐ گھر سے نکلے تو گھیرا ڈالنے والے دشمن سو گئے تھے۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جب آنحضرتؐ صبح کے وقت نماز کے لئے کعبے میں جائیں اُس وقت آنحضرتؐ کو قتل کر ڈالیں۔ اس واسطے وہ سب سو گئے تھے۔ آنحضرتؐ اپنے دوست حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور مکے کی آبادی کے باہر پہاڑ کے ایک غار میں جا کر چھپ گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دشمن تلاش کرنے آئیں گے۔ اور مجھے سب راستوں میں دیکھتے پھریں گے۔ اور کہیں نہ کہیں مل جائیں گے۔ اس واسطے آنحضرتؐ تین دن غار ثور میں پوشیدہ رہے۔ جہاں حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے اُن کو کھانا ملتا رہا۔ اور کسی دشمن کو معلوم نہ ہو سکا کہ آنحضرتؐ کہاں چلے گئے۔

جب صبح ہوئی تو دشمنوں نے آنحضرتؐ کے گھر میں جا کر دیکھا کہ آنحضرتؐ اپنی چادر اوڑھے ہوئے سوتے ہیں۔ انھوں نے چہرے سے چادر ہٹائی تاکہ چہرہ دیکھ کر قتل کریں۔ اُنھوں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ وہاں نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ سوتے ہیں۔ وہ لوگ فوراً باہر چلے گئے۔ اور اُنھوں نے مکے سے جانے والے سب راستوں پر تلاش کرنے والوں کو بھیجا۔ مگر آنحضرتؐ کا کہیں پتہ نہ چلا۔ تب وہ تیسرے دن پہاڑ کے اُس غار کے پاس بھی پہونچ گئے۔ جس کے اندر آنحضرتؐ چھپے ہوئے تھے جب دشمنوں کے آنے کی آہٹ آنحضرتؐ اور اُن کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ نے سُنی تو حضرت ابوبکرؓ نے ڈر کر کہا کہ دشمن آ گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" "مت ڈر اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

اس بات کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے رسولؐ نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ ڈر مت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور قرآن شریف میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "غار کے اندر دو نہیں تھے تیسرا خدا بھی موجود تھا"۔

القصہ جب آنحضرتؐ غار سے نکل کر مدینے کی طرف گئے تو مدینے کے قریب جا کر ایک دشمن نے حضرتؐ کو جا لیا۔ اور قریب تھا کہ وہ حضرتؐ پر حملہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آئی۔ اور اُس دشمن کا گھوڑا ریت کے ایک ٹیلے میں دھنس گیا۔ اور وہ چلایا کہ محمدؐ نے اپنے جادو کے زور سے مجھے ریت میں پھنسا دیا ہے۔

آخر کار آنحضرتؐ مدینے میں داخل ہوئے اور وہاں اُن کا بہت دھوم دھام سے استقبال ہوا۔ اور یہ ہجرت کا پہلا دن تھا۔ ربیع اول کی بارہ تاریخ تھی۔ اور پیر کا دن تھا۔

دشمنوں کی تیاریاں

جب مکے والے دشمنوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ مدینے میں پہونچ گئے ہیں تو اُنھوں نے مدینے پر چڑھائی کرنے کی تیاری شروع کی۔ اور یہ قرار پایا کہ پہلے لڑائی کے لئے روپیہ اور رسد کا

سامان جمع کرلیا جائے۔ اس لئے مکّے والے دشمنوں نے کئی سوداگری قافلے مختلف ملکوں میں بھیجے۔ تاکہ سوداگری سے جو کچھ بچت ہو اُس سے ہتھیار اور گھوڑے اور اونٹ اور کھانے پینے کا سامان جمع کیا جائے۔

آنحضرتؐ کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ اور آنحضرتؐ نے بھی ارادہ کیا کہ دشمنوں کی تیاری سے پہلے اُن کے قافلوں کو لوٹ لیا جائے تاکہ دشمن مدینے پر حملہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے ہجرت کے ساتویں مہینے رمضان میں اپنے چچا حضرت حمزہؓ کے لئے ایک جھنڈا تیار کیا۔ اور دشمن کی تیاریوں کو دیکھنے کے لئے حضرت حمزہؓ کو بھیج دیا۔ پھر شوال ہجرت کے آٹھویں مہینے میں ایک جھنڈا عبیدہ بن حارثؓ کو دے کر رابغ کی طرف بھیجا گیا۔ پھر ہجرت کے نویں مہینے ذی قعدہ میں سعد بن ابی وقاص کو خرار کی طرف بھیج دیا گیا۔ پھر ہجرت کے بارہویں مہینے صفر میں خود رسول خداؐ مقام ابوا کی طرف تشریف لے گئے۔ اور پندرہ دن مدینے سے باہر رہے۔ مگر دشمن آنحضرتؐ کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ پھر ہجرت کے تیرھویں مہینے یعنی سنہ ۲ ہجری میں خود آنحضرتؐ بواط کی طرف تشریف لے گئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا ایک بڑا دشمن امیہ بن خلف ڈھائی ہزار اونٹوں کے قافلے کے ساتھ جا رہا تھا۔ مگر وہ بھی آنحضرتؐ کی خبر سن کر بھاگ گیا۔ پھر اُسی مہینے میں دوبارہ آنحضرتؐ مقام بدر تک تشریف لے گئے۔ اور دشمن بھاگ گئے۔ پھر سنہ ۲ یعنی ہجرت کے سولہویں مہینے جمادی ثانی میں آنحضرتؐ دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے فوج لے کر گئے۔ اور دشمن بھاگ گئے۔ پھر ہجرت کے سترہویں مہینے رجب میں آنحضرتؐ نے عبداللہ بن جحش کو فوج دے کر نخلہ میں بھیجا۔ مگر دشمن ہاتھ نہ آئے۔

سنہ ۲ ہجری میں بدر کی پہلی لڑائی

حدیثوں اور معتبر تاریخوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رمضان کے مہینے میں جو ہجرت کا انیسواں مہینہ تھا۔ آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ یزید کا دادا ابوسفیان مکّے والے دشمنوں کا ایک بہت بڑا سوداگری قافلہ لے کر ملک شام گیا تھا۔ اور اب وہ بہت بڑا نفع حاصل کرکے شام سے واپس آرہا ہے۔ اور پچاس ہزار اشرفیاں اُس کے پاس ہیں۔ اور مکّے پہنچ کر اس روپے سے لڑائی کا سامان جمع کیا جائیگا اور مدینے پر چڑھائی کر کے آنحضرتؐ اور مدینے والوں سے جنگ کی جائیگی۔ اس واسطے آنحضرتؐ نے کچھ مخبروں کو بھیجا کہ وہ قافلے کی صحیح خبر لائیں کہ جو کچھ سنا گیا ہے وہ درست ہے یا محض افواہ ہے۔

آنحضرتؐ کے مخبر اونٹوں پر سوار ہو کر ابوسفیان کے قافلے کی تلاش میں نکلے تو اُن کو معلوم ہوا کہ خبر سچی ہے۔ اور وہ آنحضرتؐ کے پاس قافلے والوں کی پوری معلومات لیکر حاضر ہوئے۔

ابوسفیان کو بھی خبر ہو گئی کہ محمدؐ کے جاسوس ہماری خبر معلوم کرنے آئے تھے۔ اس واسطے وہ خود آنحضرتؐ کے مخبروں کی تلاش میں نکلا۔ اور اُس نے ایک کنوئیں کے پاس اونٹ کی مینگنیاں پڑی ہوئی دیکھیں۔ اور ان مینگنیوں کو اُس نے توڑ کر دیکھا تو اندر سے کھجور کی گٹھلیاں نکلیں۔ یہ دیکھتے ہی ابوسفیان گھبرایا ہوا قافلے میں آیا۔ اور کہا یقیناً محمدؐ کے جاسوسوں نے ہمارا حال معلوم کر لیا ہے۔ کیونکہ مینگنیوں سے کھجوروں کی گٹھلیاں نکلی ہیں۔ اور چونکہ مدینے میں کھجوریں زیادہ ہیں۔ اور اونٹ کھجوریں کھاتے ہیں اس واسطے اُن کی مینگنیوں میں گٹھلیاں تھیں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے حکم دیا کہ ہمارا قافلہ مشہور راستے سے ہٹ جائے۔ اور دوسرے غیر مشہور راستے سے روانہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی ابوسفیان نے ایک تیز سانڈنی سوار کو مکّے کی طرف دوڑایا کہ تو جلدی مکّے میں جا۔ اور مکّے والوں کو خبر دے کہ محمدؐ ہمارے قافلے پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تم سب جلدی ہماری مدد کے لئے آؤ۔

مکّے کا حال

بدر کی لڑائی سے چند روز پہلے ایک دن عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اپنے بھائی عباسؓ سے کہا۔ کہ "بھائی آج میں نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا ہے۔ اور جب سے خواب دیکھا ہے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ کیا ہونے والا ہے"!

عباسؓ نے مسکرا کر کہا "بہن کمال کرتی ہو خواب بھی کوئی چیز ہے۔ انسان جب سو جاتا ہے تو طرح طرح کے خواب دیکھتا ہے۔ اور جب سو کر اٹھتا ہے۔ تو ان خوابوں کو فراموش کر دیتا ہے۔ تم بھی اپنا خواب بھول جاؤ۔ گھر کے کام کاج سے دل بہلاؤ"

عاتکہؓ نے کہا "بھائی وہ خواب ایسا نہیں ہے جسے بھول جاؤں۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ وہ بجنسہ میرے دماغ میں موجود ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں بیداری میں بھی وہی خواب دیکھ رہی ہوں۔ جب میں سو کر اٹھی

توبہتیرا چاہا کہ یہ خیال دل سے نکل جائے۔ لیکن نکلنے کی جگہ وہ اور زیادہ حافظہ میں مضبوط ہو گیا۔ بھائی تم مانو یا نہ مانو۔ لیکن میں تو اپنا خواب سچا سمجھتی ہوں۔ اور میرا دل اس خیال سے بیٹھا جاتا ہے کہ عنقریب قریش پر کوئی بڑی مصیبت آنے والی ہے۔"

عباسؓ نے بہن کو بہت زیادہ متاثر اور خوف زدہ دیکھ کر تسلی دی اور کہا۔ کہ اچھا اپنا خواب تو بیان کرو۔ میں بھی تو سنوں کہ تم کس بات سے اتنی پریشان ہو رہی ہو"۔

عاتکہؓ نے عباسؓ کو متوجہ کر کے اپنا خواب اس طرح بیان کیا کہ " میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص عجیب شکل اور عجیب وضع کے اونٹ پر سوار چلا آ رہا ہے۔ وہ مقام ابطح میں آ کر ٹھیر گیا۔ یکایک اُس نے بہت زور سے چیخنا اور یہ کہنا شروع کیا۔ کہ بھاگو بھاگو اے غدار لوگوں کے بچو اپنی قبروں اور اپنے مقتلوں کی طرف بھاگو۔ تین دن کے اندر اندر اپنے مرنے کی جگہ پہنچ جاؤ۔ اس کی خوفناک آواز کھلے ہوئے میدان میں پھیل گئی۔ یہ آواز جس کے کان میں پہنچی وہ اس کی طرف دوڑا ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔ جب وہ چلا تو یہ جماعت اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ وہ بدستور اونٹ پر سوار کعبہ کی پشت پر پہنچا۔ اور تین بار بلند آواز میں وہی الفاظ دہرائے۔ جو اُس نے ابطح کے میدان میں کہے تھے۔ اس کے بعد جو میں آنکھ اٹھاتی ہوں۔ تو وہ ابو قبیس کی چوٹی پر نظر آتا ہے۔ بدستور اونٹ پر سوار ہے۔ اور بہت زیادہ ہولناک طریقے سے پکار رہا ہے۔ اس کے بعد اُس نے پہاڑ سے ایک بڑا پتھر اٹھا کر پھینکا۔ یہ پتھر نیچے آ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور مکے کے گھر گھر میں اس پتھر کا ایک ایک ٹکڑا پہنچ گیا۔

عاتکہؓ اپنا خواب بیان کر کے تھوڑی دیر چپ رہیں جیسے کوئی سوچ میں پڑ جاتا ہے پھر عباسؓ سے کہا۔" بھائی یہ خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عنقریب کوئی مصیبت مکے پر نازل ہونے والی ہے لیکن بھائی، تم اس خواب کا حال کسی سے نہ کہنا کیا فائدہ کہ لوگ جھٹلائیں اور ہمارے دل کو دُکھ پہنچے اب جو مصیبت بھی آئے ہمیں اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے"۔ عباسؓ یہ خواب سُن کر اور بہن کو تسلی دے کر رخصت ہوئے۔ عباسؓ نے بہن کو تسلی تو دی۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ عاتکہؓ کا خواب وہ بالکل سچ سمجھ رہے تھے اور آنے والی مصیبت کے تصور سے اُن کا دل بہت اُداس اور وحشت زدہ ہو رہا تھا۔ عاتکہؓ سے رخصت ہو کر وہ سیدھے ولید بن عتبہ کے پاس پہنچے جو اُن کا بڑا گہرا دوست تھا اور یہ تمام واقعہ اُس سے بیان کیا۔ ساتھ ہی اُسے تاکید بھی کی کہ اس خواب کا حال کسی سے نہ کہے۔ لیکن ایسی باتیں کہیں چھپتی ہیں۔ ولید بن عتبہ نے عباسؓ کے جاتے ہی اپنے ملنے والوں سے عاتکہؓ کا خواب بیان کیا۔ انھوں نے دوسروں سے اور پھر شام ہوتے ہوتے مکے کے گھر گھر میں اس خواب کا چرچا ہو گیا۔

دوسرے دن عباسؓ گھر سے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قریش کے ایک مجمع میں ابو جہل بیٹھا ہوا اس خواب کے متعلق چہ میگوئیاں کر رہا ہے۔ عباسؓ کو دیکھ کر وہ اور زیادہ چراغ پا ہو گیا اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ "سُنو عباسؓ، اب پانی سر سے گزر چکا ہے اب ہم سے زیادہ تحمل کی امید نہ رکھو۔ دیکھو تو سہی ہم نے کہاں تک تمہاری باتوں پر صبر کیا ہے۔ سب سے پہلے تم نے شیخی بگھاری کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ ہم خاموش رہے کہ اچھا بھائی اپنے مُنہ میاں مٹھو بنو ہمیں کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ ہم بیت اللہ کی دربانی کرتے ہیں اور اس لئے ہم سب سے بڑھ کر ہیں یہ سُن کر بھی ہم چپ رہے۔ پھر تم نے کہا کہ ہم عرب میں سب سے زیادہ مہمان نواز اور سب سے زیادہ سخی ہیں۔ ہم ان باتوں پر بھی خاموش رہے۔ اِن باتوں پر کیا۔ ہم ہمیشہ تمہاری شیخیوں سے درگزر کرتے رہے لیکن تم نے ہماری درگزر سے غلط فائدہ اٹھایا۔ تمہارا حوصلہ بڑھتا رہا اور اب تمہارا یہ حال ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے لگے ہو۔ اے مُطّلب کی اولاد کیا مردوں کے نبی بننے سے تمہارا جی نہیں بھرا کہ اب تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگیں۔ لو صاحب عاتکہؓ بھی ہم کو ڈراتی ہیں کہ ہم نے خواب دیکھا ہے مصیبت آنے والی ہے عباسؓ یاد رکھو، ہم تمہاری باتوں میں آنے والے نہیں، جھوٹ ہے۔ سراسر جھوٹ ہے عاتکہؓ نے کوئی خواب نہیں دیکھا یہ سب من گھڑت ہے۔ پھر بھی میں تین دن تک اس خواب کی تعبیر کا انتظار کرتا ہوں۔ اگر تین دن تک کوئی نئی بات پیدا نہ ہوئی تو پھر میں اعلان کر دوں گا کہ تمہارا گھرانا سب سے زیادہ جھوٹا ہے"۔

عباسؓ کو ابو جہل کی باتوں سے طیش آ گیا اور انھوں نے سخت لہجہ اور سخت الفاظ میں کہا جھوٹ تو ہمارے گھرانے کی نسبت تجھ پر اور تیرے گھرانے پر زیادہ پھبتا ہے۔ ابو جہل نے کہا کہ تین دن میں معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹے ہو یا میں جھوٹا ہوں اس کے بعد

۳

عباسؓ اس مجمع سے علیحدہ ہو گئے۔ اتفاق سے بنی مطلب کی عورتوں کو بھی اس سوال و جواب اور ابوجہل کی بیہودہ باتوں کا علم ہو گیا۔ شام کو جب عباسؓ گھر میں آکر بیٹھے تو سب نے انہیں گھیر لیا۔ اور عورتوں نے کہا کیوں جی یہ ابوجہل ہم کو اور ہمارے خاندان کو اس طرح برا بھلا کہتا رہا۔ اور تم چپ چاپ سُنتے رہے۔ تم سے یہ نہ ہوا کہ اُسے اس کی بدزبانی کا مزہ چکھاتے۔ افسوس تم کو ذرا غیرت نہ آئی۔ عباسؓ عورتوں کی یہ باتیں سُن کر پسینے پسینے ہو گئے اور دل میں بہت پشیمان ہوئے۔ انھوں نے خواتین سے وعدہ کیا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ میں کل یا پرسوں ابوجہل کی طرف جاؤں گا۔ اور اس نے ذرا بھی اس قسم کا ذکر چھیڑا تو میں اُسے ایسا آڑے ہاتھوں لوں گا کہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔

دوسرے دن ابوجہل نے لوگوں سے کہا کہ لیجئے صاحب دو دن ہو گئے اور کوئی نئی بات پیدا نہیں ہوئی۔ میں نے تو سُنتے ہی کہہ دیا تھا کہ عاتکہؓ کا خواب جھوٹا ہے۔ تیسرے دن تو اس کے غرور کی حد نہ تھی۔ اس نے جا بجا بنی مطلب اور عاتکہؓ کو مطعون کیا اور ان کا مذاق اڑایا۔ عباسؓ تو پہلے ہی سے جلے ہوئے تھے۔ یہ باتیں سن کر بہت مشتعل ہوئے اور ابوجہل کو ڈھونڈنے لگے کہ جہاں کہیں مل جائے اُس سے بدزبانی کا انتقام لیں۔

عباسؓ اسی جستجو میں سرگرداں تھے کہ انہیں دور سے ابوجہل کی شکل دکھائی دی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بنی سہم کے دروازہ کی طرف بھاگا ہوا جا رہا ہے۔ عباسؓ یہ سمجھے کہ ابوجہل نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ اور میرے لڑنے جھگڑنے کے خوف سے بھاگا ہوا جا رہا ہے۔ لیکن یہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک خوفناک آواز اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ صورت حال یہ تھی کہ بطن وادی میں ایک اونٹ کھڑا ہوا تھا جس کے دونوں کان کٹے ہوئے تھے اور پیٹھ پر الٹا کجاوہ تھا اونٹ کے پاس ایک شخص آگے پیچھے اپنا کرتہ چاک کئے ہوئے چیخ رہا تھا کہ اے لوئی بن غالب کی اولاد، سنبھالو۔ اپنے قافلے کو اُسے محمدؐ کی فوج نے گھیر رکھا ہے۔ اس کی فریاد کو پہنچو۔ اگر تم نے جلدی نہ کی تو یاد رکھو کہ تمہیں قافلے کی گرد بھی نہیں ملے گی اے اولاد غالب، میرے خواب کا یقین کرو میں نے راستے میں خواب دیکھا ہے کہ مکہ کے میدان میں خون کا سیلاب نیچے سے اوپر کی طرف بڑھ رہا ہے"۔

مشرکین عرب کا قافلہ

اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے عربوں کی مذہبی حالت ہی تباہ نہ تھی بلکہ دُنیاوی حیثیت سے بھی وہ بہت درماندہ تھے۔ تمدن کی روشنی سے وہ بے بہرہ تھے۔ اور اُن کی معاشرت عجیب قسم کی تھی۔ اول تو اُن کے لئے زراعت کا کوئی موقعہ نہ تھا اور موقع ہوتا بھی تو وہ یہ پیشہ اختیار نہ کرتے کیونکہ انہیں اس قسم کے کاموں سے نفرت تھی۔ وہ مدینے والوں کو زراعت پیشہ ہونے کی بنا پر حقارت سے دیکھتے تھے اور فلاح و کاشتکار کہہ کر پکارتے تھے۔ خادم و مخدوم کا اُن میں امتیاز نہ تھا۔ اس لئے خدمت اور نوکری اُن کی آزادی پسند طبیعت کے بالکل خلاف تھی۔ اب تجارت کے سوا معاش کی کوئی صورت نہ تھی تجارت سے بھی صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے تھے جو سرمایہ دار اور حوصلہ مند تھے۔ عربوں کی تجارت زیادہ تر شام کی منڈیوں میں کامیاب رہتی تھی اور اس لئے ان کے تجارتی قافلے عموماً شام کا سفر کرتے تھے۔

غزوہ بدر سے چند روز پہلے مشرکین مکہ کا ایک شاندار قافلہ شام کو روانہ ہوا۔ یہ اپنے سرمایہ کے اعتبار سے ایک قومی قافلہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاید ہی مکے کا کوئی متنفس بچا ہو جس نے کچھ نہ کچھ سرمایہ اس قافلے کے کاروبار میں نہ لگایا ہو۔ یہاں تک کہ عورتوں نے اونٹنیوں کے زیور تک نکال کر دیئے تھے! اس قافلے کی مالیت کا اندازہ پچاس ہزار اشرفیوں کے قریب کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قافلے کے سرمایہ میں سب سے زیادہ حصہ سعید بن عاص کی اولاد کا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنا روپیہ دوسروں کو اس شرط پر دیدیا تھا کہ آدھا نفع اُن کو دیا جائے۔ قافلے میں ایک ہزار اونٹ تھے جن میں سے دو سو اونٹ اور چار پانچ ہزار مثقال (ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ) سونا بنی مخزوم کا تھا۔ اسی طرح حارث بن عامر بن نوفل کا ایک ہزار مثقال اور امیہ بن خلف کا دو ہزار مثقال سونا بتایا گیا ہے۔ دس ہزار مثقال سونا عبد مناف کی اولاد کا تھا۔ اس بڑے قومی قافلہ میں چھوٹے چھوٹے خاندانی قافلے بھی شامل تھے۔ الغرض مکے کی تمام دولت لئے ہوئے یہ قافلہ بڑی شان کے ساتھ شام کو روانہ ہوا۔ شام کی منڈیوں میں اُس نے اپنے سامان تجارت کے ردو بدل اور خرید و فروخت

سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کیا۔ یزید کا دادا ابوسفیان اس قافلے کا سردار تھا کاروباری ضرورت اور نگرانی کے لئے تقریباً تین سو آدمی اس قافلے کے ہمراہ تھے۔

یہ قافلہ خیروعافیت کے ساتھ ملک شام میں پہنچ گیا اور جب اس کی واپسی کا وقت آیا تو قبیلۂ جذام کے ایک آدمی نے عمر بن عاص وغیرہ قافلہ کے معزز اشخاص سے مل کر بیان کیا کہ مجھے تم لوگوں کے بخیروعافیت شام تک پہنچ جانے پر حیرت ہے۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ محمدؐ اور اُن کی فوج تمہاری تاک میں مدینے سے نکل کر آئی تھی اور ابھی تک وہ لوگ تمہارے انتظار میں ہیں۔ اگر تم نے اپنی حفاظت کا معقول انتظام نہ کیا تو یاد رکھنا کہ راستے میں غضب کا کشت و خون ہوگا اور مکے کی یہ تمام دولت مسلمانوں کے قبضے میں چلی جائے گی۔

بات ٹھکانے کی تھی۔ قافلے کے سرداروں پر اثر ہوا اور وہ سب مل کر ابوسفیان کے پاس جمع ہوئے تاکہ حفاظت کی تدبیروں پر غور کیا جائے۔ اگرچہ مشرکین کے مقابلے میں مسلمان مٹھی بھر تھے۔ لیکن ان کی جانبازی سرفروشی اور سچائی کی ایسی دھاک بندھی ہوئی تھی کہ جہاں ان لوگوں کو مسلمانوں کی مڈبھیڑ کا خیال آیا کہ دل لرزنے لگے۔

ابوسفیان یہ خبر سن کر بہت خوف زدہ اور ایسا حواس باختہ ہوا کہ اُس نے خبر کی تصدیق کئے بغیر یقین کر لیا۔ اہل قافلہ نے کہا کہ ہم مکے سے آتے وقت تو بچ کر نکل آئے لیکن اب ہمارا بچنا بہت دشوار ہے جبکہ مسلمان ہماری تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں اسباب تجارت کی بنا پر اب ہم پہلے سے زیادہ بوجھل ہو رہے ہیں۔ ہم کو جلد سے جلد اپنی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہئے تاکہ خیروعافیت کے ساتھ مکے میں پہنچ جائیں۔

غور و خوض کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ اہل مکہ کو اس حال سے آگاہ کیا جائے ادھر ہم شام سے روانہ ہوں اُدھر وہ ہماری مدد کو مکے سے نکلیں تاکہ جن مقامات میں مسلمان ہم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہاں ہم کو بروقت مدد مل جائے قافلے کے سرداروں نے کہا کہ اہل مکہ کو ایسے مؤثر طریقے سے یہ خبر پہنچائی جائے کہ فوراً ہماری مدد کے لئے آمادہ ہو کر مکے سے چل پڑیں۔ اگر انھوں نے کوتاہی اور سستی سے کام لیا تو ہمارا تمام قومی سرمایہ تباہ ہو جائے گا اور پھر یہ عالمگیر افلاس ہمیں کبھی اُبھرنے نہ دیگا۔ اُدھر مسلمان اتنی دولت پا کر جو نہ کرتے وہ کر گزریں گے اور نہیں کہا جا سکتا کہ پھر ہمارا کیا حشر ہوگا اور لات و عزیٰ کے پرستار کس طرح برباد ہوں گے۔

ابوسفیان نے اس مقصد کے لئے ضمضم بن عمر کا انتخاب کیا۔ اُسے ہدایت کی کہ جب تم مکے کے قریب پہنچو تو اپنے اونٹ کے دونوں کان کاٹ دینا۔ کجاوہ الٹ دینا۔ اپنے کپڑے آگے پیچھے سے پھاڑ ڈالنا۔ اور ایک مصیبت زدہ گھبرائے ہوئے فریادی کی طرح الغوث الغوث (فریاد! فریاد!) کہہ کر چیخنا۔ جب لوگ تمہاری آواز سن کر مجتمع ہو جائیں تو ان سے کہنا کہ مسلمانوں نے تمہارے قافلے کو گھیر رکھا ہے۔ جلد سے جلد اُس کو بچاؤ۔ اگر تم وقت پر نہ پہنچے تو یاد رکھو کہ تمہاری تمام دولت مسلمانوں کے قبضے میں چلی جائے گی اور تم ہمیشہ کف افسوس ملتے رہو گے۔ چنانچہ ضمضم نے مکے پہونچکر اپنا یہ پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا۔

مشرکین کے مشورے اور تیاریاں

الغرض یہ ضمضم بن عمر کی آواز تھی جسے سنتے ہی ابوجہل بطن وادی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ مکے کے تمام زن و مرد اس کے پاس جمع ہو گئے ضمضم نے اپنا پارٹ بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا اور ابوسفیان نے جس طرح اُسے سمجھا دیا تھا اس سے بھی کچھ زیادہ وحشت ناک طریقے سے اُس نے قافلے کی مصیبت ظاہر کی ضمضم کی اس اداکاری کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا مشرکین جوش میں بھر گئے اُن پر ایسی وارفتگی اور بدحواسی چھائی کہ کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ نہ انھوں نے ضمضم کے بیان کی تصدیق ضروری سمجھی۔ نہ عاقبت اندیشی سے کام لیا۔ ان کے دل میں یہ بات جم گئی کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد قافلے کی امداد کے لئے مکے سے روانہ ہو جانا چاہئے

اہل مکہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مکے سے جانا پسند نہیں کرتے تھے اُن کی مصلحت یہی تھی کہ اپنے گھر میں موجود رہیں۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں سے بہت زیادہ خائف تھے اور اُن کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں جانا گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اگرچہ بظاہر مسلمان نہ تھے لیکن ان کے دل میں یہ خیال گزرنے لگا تھا کہ مسلمانوں کا دین سچا ہے۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کو قافلے کی امداد یا مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جانے میں پس و پیش تھا ابوجہل اور اس کے بعض رفقا جو مسلمانوں سے بہت زیادہ عناد رکھتے تھے۔ جب اس اختلاف سے آگاہ ہوئے تو انھوں نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور

اس جلسے میں تمام قبائل کو شریک ہونے کے لئے مجبور کیا۔ جب سب چھوٹے بڑے۔ امیر غریب بوڑھے جوان ایک جگہ مجتمع ہو گئے تو سب سے پہلے **سہیل بن عمر** نے قریش کو مخاطب کرکے ایک پُرزور تقریر کی اور کہا کہ اے قریش، خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ تمہیں کچھ خبر ہے کہ محمدؐ مکے اور مدینے کے مسلح جوانوں کو لئے ہوئے تمہارے تجارتی قافلے پر قبضہ کرنے آرہے ہیں۔ تم اپنے قافلے کی امداد کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ اگر تمہارے پاس سامان نہیں ہے تو کچھ فکر نہ کرو۔ سواری کی ضرورت ہے تو سواری لو۔ ہتھیار درکار ہیں تو ہتھیار لو اور اپنی قوم کو مصیبت سے بچانے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔

سہیل بن عمر کے بعد **زمعہ بن اسود** کھڑے ہوئے اور نہایت پُرجوش الفاظ میں کہا کہ "لات وعزیٰ کی قسم ہے اے قریش۔ تم پر اس سے بڑی مصیبت کبھی نہیں آئی ہوگی مسلمان ہتھیار باندھے ہوئے۔ تمہارے قافلے کو لوٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا تمام قومی سرمایہ اس قافلے کے پاس ہے اگر وہ لٹ گیا تو تم کہیں کے نہ رہو گے۔ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اکٹھے ہو کر چلو۔ غفلت اور بے پروائی کا موقع نہیں ہے۔ اگر تمہارے پاس سامان نہیں تو فکر نہ کرو ہر قسم کا سامان مہیا کر دیا جائے گا۔ یاد رکھو اگر قافلے پر مسلمانوں کا داؤں چل گیا تو پھر انھیں مکے پر چڑھ آنے میں ذرا بھی جھجک نہیں رہے گی۔"

اس کے بعد **طعیمہ بن عدی** نے حاضرین کو مخاطب کرکے تقریر کی کہ "قسم ہے اے قریش، اس وقت تم جس آفت میں گھرے ہوئے ہو اس سے بڑی آفت تم پر کبھی نہیں آئی۔ تمہارے قافلے پر جس میں تمہاری کل دولت ہے یورش کی جا رہی ہے اور تم غفلت کی نیند سو رہے ہو۔ قسم ہے کہ بنی عبد مناف کے ہر مرد اور ہر عورت کا ایک ایک حبہ تک اس قافلے پر لگا ہوا ہے۔ اس حالت میں بھی اگر تم بے فکر رہو گے تو اندازہ کر لو کہ تمہارا کیا حشر ہوگا۔ اگر تم میں سے کسی کو بے سروسامانی کا عذر ہو تو وہ ہم سے سامان لے اور جنگ کے لئے کمربستہ ہو جائے۔" جب یہ تقریر ہو رہی تھی تو حاضرین میں سے چند آدمیوں نے کہا کہ ہم چلنے کے لئے تیار ہیں ہم کو سامان کی ضرورت ہے۔ **طعیمہ بن عدی** نے یہ سُنتے ہی اُسی وقت بیس اونٹ اور ہتھیار حاضر کر دئے اور ساتھ ہی جنگ میں جانے والوں کے بال بچوں کی خبرگیری بھی اپنے ذمہ لی۔

ان تقریروں کے بعد **حنظلہ بن ابی سفیان** اور **عمر بن ابی سفیان** نے بھی تقریریں کیں اور لوگوں کو جنگ کے لئے مشتعل کیا ان تقریروں نے مکے میں آگ لگا دی۔ ہر شخص آمادۂ جنگ ہو گیا۔

ابوجہل وغیرہ نے صرف اس جلسے ہی پر کفایت نہیں کی۔ شاعروں اور مقرروں کو معین کیا کہ وہ اپنے پُرتاثیر کلام سے لوگوں کا دل گرمائیں۔ عورتوں نے مردوں کو غیرت دلائی اور اُن میں بہادری کی تازہ روح پھونکنے کی کوشش کی۔ ماؤں نے بیٹوں سے کہا کہ دیکھو یہ موقع گھر میں بیٹھنے کا نہیں ہے۔ قوم پر بُرا وقت پڑا ہے۔ تم قوم کی مدد کرو۔ بیویوں نے اپنے شوہروں سے کہا کہ بہادری اور جوانمردی دکھانے کا یہی وقت ہے جو لوگ عرصے سے ہمیں ذلیل کر رہے ہیں اُن کو ذلیل کر دو۔ اور ان سے اپنے باپ دادا کا بدلہ لو۔ بہنوں نے بھائیوں کو جنگ کی ترغیب دی۔ غرض ہر گھر میں جنگ ہی کا چرچا تھا۔ جس طرح شام کو جانے والے قافلے میں مکے والوں نے اپنی ساری دولت نکال کے دے دی تھی اسی طرح اس جنگ کے لئے سارے ہتھیار نکل پڑے۔ تلواروں پر صیقل ہونے لگا۔ تیر صاف کئے جانے لگے کمانیں درست کی گئیں۔ مال دار لوگ غریبوں کی دستگیری کرنے لگے۔ جو لوگ خود مدد دینے کے قابل نہیں تھے وہ دوسروں کو توجہ دلاتے تھے چنانچہ **نوفل بن معاویہ دیلی** قریش کے پاس گیا اور لوگوں سے کہا کہ جنگ میں جانے والوں کی مدد کرو۔ یہ سُن کر **عبداللہ بن ربیعہ** نے فوراً پانچ سو اشرفیاں نکال کر سامنے رکھ دیں اور کہا کہ یہ رقم لے جاؤ اور جس طرح تمہارا جی چاہے جنگ کی تیاری میں خرچ کرو۔ **حویطب بن عبدالعزیٰ** نے دو سو اشرفیاں اور بقول بعض تین سو اشرفیاں دیں۔ اور لوگوں نے بھی اپنے حسب حیثیت دل کھول کر چندہ دیا۔ جنگ میں جانے والوں کے لئے سواریاں اور ہتھیار خرید کئے گئے اور جو لوگ غریب تھے اُن کو مصارف خانگی کے لئے روپیہ تقسیم کیا گیا تاکہ وہ اپنے بال بچوں کے فکر سے آزاد ہو کر اطمینان کے ساتھ جنگ میں شریک ہو سکیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مکے میں ہر وہ شخص جو لڑائی کے قابل تھا لڑائی میں شریک ہونے کے لئے کمربستہ ہو گیا اگر کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں جا سکتا تھا تو اُس نے کسی دوسرے شخص کو اس کے بال بچوں کی نگرانی اور مصارف کی ذمہ داری قبول کرکے اپنی جگہ جانے کے لئے تیار کر دیا۔

ایک طرف تو یہ زور شور کی تیاریاں تھیں اور دوسری طرف کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو لڑائی میں شریک ہونے سے دل ہی دل میں پس و پیش کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک **ابولہب** تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ بالکل خاموش ہے۔ نہ جلسوں میں شریک ہوتا ہے نہ جنگ کے مشوروں میں کچھ حصہ لیتا ہے تو **قریش** کے سربرآوردہ اشخاص اس کے پاس گئے اور اُسے جنگ کے لئے آمادہ کیا اور کہا کہ **ابولہب**۔ تم تو قوم کے سردار ہو۔ اگر تمہاری طرف سے پس و پیش ہوگا تو عوام پر اس کا کیا اثر پڑے گا لہٰذا تم جنگ میں شریک ہونے کی تیاری کرو اور اگر کسی خاص وجہ سے تم نہیں جانا چاہتے تو اپنی طرف سے کوئی آدمی بھیجدو۔ **ابولہب** پر اس گفت و شنید کا کچھ اثر نہیں ہوا اور اس نے صاف انکار کر دیا کہ نہ میں خود جاؤں گا اور نہ کسی آدمی کو اپنی طرف سے بھیجوں گا۔

لوگوں نے **ابوجہل** سے کہا کہ **ابولہب** پر ہمارے کہنے سننے کا تو کچھ اثر نہیں ہوا اب تم جاکر اُسے سمجھاؤ **ابوجہل** بیتاب ہوکر **ابولہب** کے پاس پہنچا اور اُسے زوردار الفاظ میں سب کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی ترغیب دی اور کہا کہ اے ابا **عتبہ**، تم یہ کیا غضب کرتے ہو۔ سوچو تو سہی تمہاری خاموشی سے لوگ کیا خیال کریں گے اور اُن پر کیسا بُرا اثر پڑے گا تم سے امید تھی کہ سردار قوم کی حیثیت سے لوگوں کو جوش دلاتے اور اُن کی مدد کرتے لیکن اُس کی جگہ تم خود شرکت سے انکار کر رہے ہو۔ خیر ہوا جو کچھ ہوا اب اُٹھ بیٹھو اور چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ **ابولہب** نے صبر و خاموشی کے ساتھ **ابوجہل** کی تقریر سُنی اور جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو جواب دیا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ **ابوجہل** نے خوشامد سے خفگی سے غرض ہر طریقہ سے اُسے آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ بدستور انکار پر قائم رہا۔ آخر **ابوجہل** کو شبہ ہونے لگا کہ شاید **ابولہب** در پردہ مسلمان ہو گیا ہے۔ وہ مایوس ہو کر اس کے پاس سے چلا آیا۔ **ابولہب** کہتا تھا کہ میرے دل میں **عاتکہ**ؓ کے خواب سے دہشت سما گئی ہے۔ اور میرا یہ حال ہے کہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔

عُتبہ اور **شَیبہ** دونوں بھائی جنگ میں جانے کے لئے تیار تھے۔ اور اپنی زرہیں اور ترکش درست کر رہے تھے کہ اتفاق سے **عداس** ان کے پاس آنکلا۔ ان کو جنگ کی تیاری میں مصروف دیکھ کر کہنے لگا کہ تم لڑائی میں شریک نہ ہو۔ اگر تم شریک ہوئے تو سمجھ لو تمہاری خیر نہیں۔ جس سے تم لڑنے کو جا رہے ہو وہ سچا نبی ہے **عداس** کی گفتگو سے **عُتبہ** اور **شیبہ** کے دل میں کچھ شک سا پیدا ہو گیا **قریش** کا قاعدہ تھا کہ کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو **ہُبل** (بُت) کے پاس جاکر قرعہ ڈالا کرتے تھے۔ اور قرعہ کے حکم پر عمل کرتے تھے **عتبہ** اور **شیبہ** نے بھی **ہُبل** کے پاس جاکر قرعہ ڈالا۔ قرعہ یہ نکلا کہ ان کو جنگ میں نہیں جانا چاہیئے۔ اُدہر **عداس** کی وہ گفتگو اِدہر قرعہ کا یہ مطلب، **عتبہ** اور **شیبہ** کا ارادہ بدل گیا۔ اتفاق سے **ابوجہل** کو ان باتوں کی خبر ہو گئی وہ **عتبہ** اور **شیبہ** کے پاس پہنچا اور دونوں کو جھڑکنے لگا۔ اُس نے کہا کہ میں نے اپنے لئے تو قرعہ ڈالا نہیں تمہیں کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ یاد رکھو قرعہ موافق نکلے یا مخالف۔ ہم اپنے قافلے کی امداد سے کبھی باز نہیں آئینگے اور ہم مسلمانوں سے ضرور جنگ کریں گے۔

ابوجہل کی گفتگو سُن کر **عتبہ** اور **شیبہ** خاموش رہے لیکن وہ اپنے دل میں یہی سمجھتے رہے کہ یہ سفر اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ ان کی تیاریاں بھی بہت سست پڑ گئیں۔

اب **اُمیّہ بن خلف** کی سُنیے۔ اس کے ایک ملنے والے نے کہیں یہ کہدیا کہ اگر تم جنگ میں شریک ہوئے تو رسول اللہؐ تمہیں ضرور قتل کر دیں گے۔ یہ بات اس کے دل میں جم گئی اور اُس نے لڑائی میں جانے سے انکار کر دیا۔ **ابوجہل** اور اُس کے ہم خیالوں کو **اُمیّہ** کی یہ بات بہت ناگوار گزری۔ **ابن ابی مُعیط** ایک انگیٹھی میں خوشبو ڈال کر اس کے پاس پہنچا اور اُس سے کہا۔ "اُمیّہ۔ لے میں تیرے لئے یہ انگیٹھی لایا ہوں۔ تو عورت بنا ہے تو ذرا اپنا بدن بھی اس خوشبو سے بسا لے"۔ پھر **ابوجہل** سلائی اور سرمہ دانی لے کر آیا اور اُس نے کہا کہ "یہ لے سرمہ دانی اور سلائی ذرا اپنی آنکھوں میں سرمہ بھی لگا لے تاکہ عورت کا پورا روپ آجائے"۔ اُمیّہ یہ باتیں سُن کر بہت شرمایا اُس نے ابوجہل سے کہا کہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ جاؤ۔ میرے لئے ایک اچھا اونٹ خرید لو۔

حارث بن عامر لڑائی میں جانے سے بہت زیادہ فکرمند تھا۔ وہ کہتا تھا کہ کاش میرا اور **بنی عبد مناف** کا سارا مال تباہ ہو جائے لیکن کسی طرح قریش لڑائی سے باز آجائیں۔ لوگ اس کی یہ باتیں سُن کر ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سردار ہو کر تم ایسی باتیں کرتے ہو تو وہ اس کے جواب میں ٹھنڈا سانس لے کر کہتا تھا کہ یہ تو میں پہلے سے جانتا ہوں کہ قریش اپنی ضد سے باز نہیں آئیں گے۔

اور کسی کے روکے نہیں رُک سکتے ان سے کچھ
کہنا سنانا بے سود ہے۔ البتہ میں یہ ضرور چاہتا
ہوں کہ قدرتی طور پر کوئی ایسا سبب ہو
جائے جس سے لوگوں کا جانا رک جائے
یاد رکھو ابوجہل بڑا منحوس آدمی ہے۔ یہ
مکے والوں کو مدینے والوں کے پنجے میں پھنسائے
بغیر نہ رہیگا اور کل تم دیکھ لوگے کہ اس کی نحوست
کیا رنگ لاتی ہے۔

ان لوگوں کے علاوہ کچھ اور اشخاص بھی
تھے جو لڑائی میں شریک ہونا نہیں چاہتے
تھے اور اُن کے خیال میں مکے والوں کا یہ
سفر سراسر نقصان پر مبنی تھا۔ ان لوگوں نے
جب دیکھا کہ قریش کسی طرح نہیں مانتے تو پھر
اُنھوں نے بنی بکر کی دشمنی یاد دلائی اور کہا
کہ ہم تو مکہ خالی کر کے لڑنے جائیں اور ہمارے
پیچھے یہ ہمارے دشمن مکے پر چڑھ آئیں تو کیا
ہوگا۔ گھروں میں عورتوں اور نابالغ بچوں کے
سوا کوئی نہ ہوگا۔ یہ بات صاف نظر آرہی ہے
کہ موقع پاکر یہ لوگ ہمارے گھر لوٹ لیں گے
اور نہیں کہا جاسکتا کہ ہماری عورتوں اور
ہمارے بچوں کا کیا حشر ہوگا۔

اتفاق سے بنی بکر کا ایک سردار وہاں آنکلا۔
اور اُس نے کہا کہ بیشک ہمارے تمہارے درمیان
دشمنی ہے اور ہم اپنے خون کا بدلہ تم سے ضرور
لیں گے۔ لیکن مسلمانوں کو ہم تم سے بھی زیادہ
دشمن سمجھتے ہیں۔ آج جبکہ تم مسلمانوں سے
لڑنے کے لئے جارہے ہو ہم تمہارے بال
بچوں کو تکلیف نہیں دیں گے۔ میں اپنی قوم
کی طرف سے ذمہ دار بن کر تم سے وعدہ کرتا
ہوں کہ تمہاری واپسی تک بنی بکر کا کوئی
آدمی کسی طرح کا فساد نہیں کرے گا تم اطمینان
کے ساتھ جنگ کے لئے سفر کرو۔

اس سردار کی تقریر سے اب پس و پیش کرنے
والوں کے لئے کوئی عذر نہیں رہا اور چار و ناچار
سب کے سب لڑائی میں جانے کے لئے تیار
ہوگئے۔ ابوجہل اور اُس کے رفیقوں نے
تقریباً ایک ہزار جوان جو فنون سپہ گری سے
واقف۔ جنگ آزما اور مانے ہوئے بہادر
تھے۔ مختلف قبیلوں سے انتخاب کئے۔ اُن
کے لئے ہتھیار اور تمام ضروری سامان بہم
پہنچایا گیا۔ سات سو سے کچھ زیادہ اونٹوں
کی تعداد تھی۔ ایک سو زرہ پوش سوار تھے۔
جو اعلیٰ درجے کے سامان حرب سے آراستہ تھے۔
لوگوں پر رعب جمانے اور لشکر کو زیادہ شاندار
بنانے کے لئے ایک سو گھوڑے ساز و سامان
سے سجا کر لشکر کے آگے آگے رکھے گئے جن پر
کوئی سوار نہیں تھا۔

مشرکین کی روانگی

الغرض مشرکین کا لشکر بڑے ساز و سامان
اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا
زینت اور نمائش کی ہر چیز اس کے پاس موجود
تھی۔ چند خاص افراد کے سوا سب لوگ نہایت
خوش و خرم نظر آتے تھے۔ ان لوگوں نے چند
گانے والیاں بھی اپنے ہمراہ رکھی تھیں۔ جن
کو اہل مکہ کی بڑائیوں اور اپنے اپنے قبیلوں
کی بہادری اور جواں مردی کے صدہا گیت
ازبر تھے اور وہ ان گیتوں کو گاکر لوگوں میں
بہادری اور جاں بازی کی نئی روح پیدا
کر رہی تھیں۔

مشرکین کا لشکر نشۂ غرور میں چور مکے
سے روانہ ہوا۔ ابوجہل بڑی نخوت کے
ساتھ اکڑتا ہوا جا رہا تھا۔ بات بات میں شیخی
بگھارتا تھا اور کہتا تھا کہ نخلہ میں ہمارے سے
چند آدمیوں پر قابو پاکر مسلمان زمین پر پاؤں
نہیں دھرتے اور اپنے آپ کو بڑا فاتح اور بہادر
سمجھ رہے ہیں۔ اب جس وقت ہمارے ان
بہادروں سے دوبدو ہوں گے تو ان کو حقیقت
معلوم ہوگی میرا نام ابوجہل ہے۔ تو میں ان
کو نیست و نابود کر کے رہوں گا اور ان کی
ساری فتحیابی خاک میں ملا دوں گا۔ میں
مدینے والوں کو بھی جنہوں نے ان لوگوں
کو پناہ دی ہے۔ کافی سزا دئے بغیر نہ رہوں گا۔

الغرض مشرکین اسی طرح نخوت و غرور
کی باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے۔ جب انہیں
ٹھیرنا ہوتا تو اچھا میدان اور پانی کا چشمہ دیکھ
کر ٹھیر جاتے۔ خیمے نصب ہوتے۔ چولھے روشن
کئے جاتے۔ آٹھ دس اونٹ ذبح ہوتے۔ لشکر
کی طرف سے آنے جانے والے مسافروں کو بھی
بڑی سیر چشمی کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا۔ شراب
کا دور چلتا۔ گانے والی عورتیں جو اپنے ساتھ
ساز اور باجے بھی لائی تھیں۔ اپنے نغموں
سے جنگل میں منگل کا لطف پیدا کر دیتیں۔

مسلمانوں کی سرگرمیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب
معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ نے قافلے کی
حفاظت کے نام سے مسلمانوں پر
چڑھائی کا ارادہ کیا ہے اور ایک ہزار آزمودہ
کار جوانوں کا مسلح لشکر لے کر بڑے ساز و
سامان کے ساتھ مکے سے روانہ ہوگئے ہیں
تو حضورؐ نے ان کو مدینے تک پہنچنے سے
پہلے روکنے اور اُن سے مقابلہ کرنے کا عزم
فرمایا۔ اس وقت مدینے میں مسلمانوں کے
دو گروہ تھے۔ مہاجرین اور انصار یعنی
رسول اللہؐ کے ساتھ ہجرت کرنے والے اور ان کو مدینے والے

اسلامی تاریخ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی حمد۔ رسولؐ کے درود۔ آل رسول کے سلام کے بعد۔ آج ۲۴ شعبان ۱۳۶۵ھ یوم چہارشنبہ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۴۶ء بدورِ حکومت انگریزی دہلی پایۂ تخت ہندوستان میں اپنے مکان ملکوت منزل واقع درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سلطان المشائخؒ میں عصر کے وقت یہ تاریخ لکھنی شروع کی۔

ہندوستان اسلام کا دل ہے

رسول خداؐ کی صحیح حدیثوں سے اور رسول خداؐ کے زمانے کی تاریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول خداؐ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ سب سے پہلے مسلمان ہوئیں تھیں۔ اور اُن کے ایک بیٹے جو پہلے خاوند سے تھے اُن کا نام ہند تھا۔ اور ہند سے رسول خداؐ کو بہت محبت تھی۔ اور ہند بھی رسول خداؐ کو باوجود سوتیلا باپ ہونے کے سگا باپ سمجھتے تھے۔

گویا ہند اسلامی رسولؐ اور اُن کی بیوی کے لخت جگر تھے۔ نور چشم تھے۔ اور راحتِ دل تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ حضرت ہند کے والد سیر و سیاحت یا تجارت کے لئے ہندوستان میں آئے ہوں اور اس بنا پر انھوں نے اپنے بیٹے کا نام ہند رکھا ہو۔

اسلامی تاریخوں سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ رسول خداؐ کے سوتیلے بیٹے ہند بہت ذہین تھے۔ اور ماں باپ کے فرماں بردار بھی تھے۔ اور ماں باپ کے لاڈلے بھی تھے۔ اور کہا جاسکتا ہے۔ کہ ہند نے اسلام کی شروعات میں رسول خداؐ کے آغوش محبت میں پرورش پائی تھی اور ہر تاج اسلام کی پہلی نظر شفقت و محبت ہند کے چہرے پر پڑی تھی۔ لہٰذا ہندوستان میں رہنے والے دس کروڑ مسلمان اور بقیہ تیس کروڑ باشندے اس بات پر فخر کرسکتے ہیں کہ رسول خداؐ کے بیٹے کا نام ہند تھا۔ اور ملک ہند اُس وقت سے لے کر قیامت تک ہمیشہ دُنیا بھر کے مسلمانوں میں اس وجہ سے محبوب و مقبول ہو سکتا ہے۔ اور ہونا چاہیے کہ رسول خداؐ کے بیٹے کا نام ہند تھا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ ہندوستانی جاٹ تھے

تیسری صدی ہجری کی معتبر تاریخ بیہقی میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کے زمانے میں ایران مغلوب ہو گیا تو ایران کے ایک صوبے اہواز کے گورنر ہرمزان نے اہواز میں اپنی خود مختار حکومت قائم کرلی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ مسلمان اہواز پر بھی حملہ کریں گے۔ اس واسطے اُس نے ایرانیوں کی بکھری ہوئی فوجوں کو جمع کیا اور ہندوستان کی سرحد یعنی سندھ پر حکومت کرنے والے راجہ سے مدد مانگی۔ اور سندھ کے راجہ نے ہندوستانی جاٹوں اور راجپوتوں کی ایک بہت بڑی فوج بھرتی کرکے ہرمزان کی مدد کے لئے ہاتھیوں سمیت بھیجی۔ اور جب اُس نے پوری طرح مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرلی۔ اُس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اہواز پر حملہ کرنے کے لئے فوج دے کر بھیجا۔ ہرمزان کی ایرانی اور ہندوستانی فوجوں نے عربوں کا بہت بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر اسلامی جوش کے سامنے کامیاب نہ ہو سکے اور شکست کھا کر بھاگ گئے۔

اس لڑائی کے بعد ہرمزان نے مقام تستر میں اپنی فوجوں کو جمع کیا۔ اور تستر کے قلعے کو خوب مضبوط کرکے مسلمانوں سے لڑنے کو تیار ہو گیا۔ مسلمان سپہ سالار حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ یہاں بھی فوج لے کر آ گئے۔ اور تستر کا محاصرہ کرلیا۔ عین لڑائی کی حالت میں ہرمزان کی ہندوستانی فوج یعنی جاٹوں اور راجپوتوں کی فوج کے سرداروں نے حضرت اشعریؓ کو پیغام بھیجا کہ ہم سب جاٹ اور راجپوت مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ مگر ہماری کچھ شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو جانے کے بعد ہم تمہارے عجمیوں سے لڑیں گے۔ لیکن اگر تم مسلمانوں کے آپس میں لڑائی ہوگی تو ہم کسی فریق کا ساتھ نہیں دیں گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر تمہارے عرب ملک کے غیر مسلم لوگ ہم پر حملہ کریں تو تم ہماری حفاظت کروگے۔ تیسری شرط یہ ہے۔ کہ ہم کو پوری طرح اختیار رہے گا کہ ہم تمہارے ملک میں

جہاں چاہیں رہیں۔ اور عربوں کے جس قبیلے سے چاہیں اتحاد کریں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر ہم اسلامی فوج کی یا اسلامی ملک کی نوکری کریں تو ہم کو اتنی ہی تنخواہیں دی جائیں گی۔ جتنی عرب مسلمانوں کو دی جاتی ہیں۔ اور ہم کو وہ سب حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمان عربوں کو حاصل ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اس پیغام کا جواب بھجوایا کہ ہم مسلمان ہر ملک اور ہر قوم کے نو مسلموں کے ساتھ وہی برتاؤ کرتے ہیں جو مسلمان عربوں کے ساتھ کیا جاتا ہے لیکن ان چاروں شرطوں کی اطلاع امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے پاس بھیجدی گئی ہے جیسا جواب آئے گا تم کو اطلاع دیدی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا جواب آنے تک ہرمزان کی ہندوستانی فوجیں انتظار کرتی رہیں اور مسلمان نہیں ہوئیں مگر جاٹوں اور راجپوتوں کو زیادہ دن تک انتظار نہ کرنا پڑا کیونکہ حضرت عمرؓ کا فرمان بہت جلدی حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس آگیا کہ ہم کو قوم زط (جٹ) کی چاروں شرطیں منظور ہیں۔ یہ خبر حضرت ابو موسیٰ نے ہندوستانی فوج کے سرداروں کے پاس بھیجدی۔ اور وہ سب جاٹ اور راجپوت ہرمزان سے جدا ہو کر اسلامی سپہ سالار کے پاس آگئے۔ اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔

ہندوستانی فوج کے جدا ہو جانے کی وجہ سے ہرمزان کو لڑائی میں شکست ہوئی۔ اور وہ بھی گرفتار ہو گیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اس کو مسلمانوں کے پایۂ تخت مدینہ منورہ میں حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس بھیجدیا۔ اور جب ہرمزان نے حضرت فاروق اعظمؓ کی سادہ زندگی دیکھی تو وہ بھی بخوشی مسلمان ہو گیا۔

بیہقی نے یہ نہیں لکھا کہ نو مسلم ہندوستانی جاٹ اور راجپوت حضرت عمرؓ کے پاس گئے تھے یا نہیں گئے تھے۔ صرف یہ لکھا ہے کہ یہ سب ہندوستانی مسلمان ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کی اجازت سے ملک عراق میں آباد ہو گئے۔ اور عرب قبیلوں سے دوستی اور بھائی چارہ قائم کر لیا۔ اور اسلامی خلافت نے اور مسلمانوں نے زط (جاٹ) قوم کی بڑی عزت کی۔ اور ان کو بڑے بڑے عہدے بھی دیئے۔

حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانے میں بصرے کے خزانے کی محافظ فوج انہیں جاٹوں کی تھی۔ جو اسلامی خزانے یعنی بیت المال کی حفاظت کرتی تھی۔ ان جاٹوں نے مسلمان ہونے کے بعد علم دین حاصل کیا۔ اور ان میں بڑے بڑے علماء اور صلحاء پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ معتصم باللہ عباسی کے زمانے میں جاٹوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ اور اسلامی تاریخیں ان کے اقبال و عروج سے لبریز ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہؓ ۸۰ھ ہجری میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ اسی قوم زط (جاٹ) سے تعلق رکھتے تھے یعنی مسلمان جاٹوں کی اولاد تھے۔ اور جب بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا اس وقت حضرت امام ابو حنیفہؓ کی عمر بارہ ۱۲ تیرہ ۱۳ سال کی تھی۔

رسول اللہؐ نے پشتو میں بات کی

جب میں ستمبر ۱۹۳۱ء میں افغانستان گیا تو وہاں میں نے یہ دلچسپ روایت سنی جو افغانستان کے ادنےٰ اعلےٰ امیر غریب، شاہ و گدا میں یکساں مشہور ہے کہ ایک دن رسول اللہؐ نے اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ جنت والوں کی زبان عربی ہو گی۔ اور دوزخ والوں کی زبان عجمی ہو گی۔ وہاں افغانستان کا ایک نو مسلم افغان، خالد بن ولید بن عتبہ بن عکرمہ سلیمانی بھی موجود تھا۔ اس نے حضرتؐ سے یہ حدیث سنی کہ دوزخ والوں کی زبان عجمی ہو گی۔ تو اس کو بہت رنج ہوا کہ میری زبان تو پشتو ہے عربی نہیں ہے اور میرے رسولؐ یہ فرماتے ہیں کہ ہر غیر عربی زبان دوزخ کی زبان ہے اس واسطے وہ افغان خفا ہو کر اپنے گھر کے اندر جا بیٹھا۔ اور اس نے رسول خداؐ کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا۔ ایک دن رسول خداؐ نے اصحابؓ سے پوچھا وہ افغان نظر نہیں آتا کیا وہ اپنے ملک کو چلا گیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ وہ بہت ناسمجھ آدمی ہے۔ اس کو اس بات کا رنج ہے کہ رسول اللہؐ نے یہ فرمایا ہے کہ دوزخ کی زبان عجمی ہو گی۔ اور میری زبان پشتو ہے اور وہ بھی عجمی ہے اس واسطے میں دوزخی ہوں جنتی نہیں ہوں۔

رسول خداؐ نے یہ بات سنی تو تبسم فرمایا۔ اور خود اٹھ کر اس افغان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ افغان اس وقت اپنے گھر کے اندر تھا۔ حضرتؐ نے اس کو پشتو زبان میں آواز دی۔ اور یہ لفظ ارشاد فرمایا "خالدہ راوُتہ غیشی لیندہ راوڑہ" اے خالد ادھر آ اور تیر کمان لا۔ خالد فوراً گھر سے باہر آیا اور حضورؐ کی زبان سے پشتو لفظ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور پھر حضورؐ کے ساتھ کئی جہادوں میں بھی شریک ہوا اور آنحضرتؐ نے اس کو فتحان (پٹھان) خطاب دیا۔ تاریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ افغان قوم حضرت سلیمان پیغمبرؑ کی اولاد ہے۔ اس

واسطے سب عرب لوگ افغانوں کو سلیمانی کہتے ہیں۔ اور اب بھی افغان تمام عرب ممالک میں سلیمانی کہلاتے ہیں۔

یہ سب کیفیت تفصیل کے ساتھ میرے سفرنامۂ افغانستان کے صفحہ ۳۴ پر درج ہے۔

ہندو راجہ کا مسلمان ہونا

عربی اور انگریزی مؤرخین کا اس معاملے میں اتفاق ہے کہ رسول خدا کی پیغمبری کا علم رسول خدا کی موجودگی میں ہندوستانیوں کو ہوگیا تھا کیونکہ ہندوستان کے مشہور ساحل مالابار میں عرب لوگ تجارت کے لئے آتے رہتے تھے۔ چنانچہ جب رسول خداؐ کے ہاتھ کی انگلی کے اشارے سے شق القمر ہوا یعنی حضرتؐ نے منکروں کو انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھادیے تو یہ خبر مالابار کے راجہ زمورن کو ہوئی۔ اور وہ یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ راجہ زمورن مالابار کے ہندو خاندان چلا واسے تعلق رکھتا تھا۔ اس راجہ نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تو اس نے اپنے سرکاری روزنامچے میں یہ عجیب بات درج کرائی۔ اس وقت تک راجہ زمورن کو یہ معلوم نہیں تھا کہ چاند کے دو ٹکڑے کیوں کر ہوگئے۔ البتہ اس نے حجاز سے آنے والے عرب سوداگروں سے یہ بات سنی تھی کہ ہاں ایک شخص محمدؐ نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اور ساری دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔

تاریخوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب راجہ زمورن نے شق القمر کا معجزہ دیکھا اور اپنے سرکاری روزنامچے میں یہ عجیب بات لکھوائی تو اس کے بہت دن بعد عرب تاجر مالابار میں آئے۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ مکے میں جس شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ وہ خدا کا رسول ہے۔ اس سے منکروں نے کہا اگر تو سچ مچ خدا کا رسول ہے تو آسمان کے چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکھادے۔ یہ سنتے ہی محمدؐ نے چاند کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ فوراً چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف چلا گیا۔ اور دوسرا ٹکڑا مغرب کی طرف چلا گیا۔ اور پھر وہ دونوں آپس میں آکر مل گئے منکروں میں سے بعض یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوگئے۔ اور بعض نے کہا یہ تو جادوگری اور نظر بندی ہے۔ ہم کو ایسا نظر آیا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں چاند کے دو ٹکڑے نہیں ہوئے۔

راجہ زمورن نے عرب تاجروں سے یہ بات سنی تو اس نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ اس دعوے دار کو پیغمبر مانتے ہو یا نہیں مانتے؟ عرب تاجروں نے کہا چونکہ ہمارے قبیلوں نے ابھی تک اس کو پیغمبر نہیں مانا ہے۔ اس واسطے ہم نے بھی اس کو پیغمبر نہیں مانا لیکن یہ بات ہم سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ محمدؐ بہت نیک چلن آدمی ہے۔ اور اس کے دشمن بھی اس کو امین (یعنی امانت دار اور سچا آدمی سمجھتے ہیں۔

راجہ زمورن نے کہا جب تم لوگ اس کو امین اور سچ بولنے والا مانتے ہو تو پھر اس کو پیغمبر ماننے میں کیوں دیر لگاتے ہو؟ میں تو تمہارے ملک سے بہت دور ہوں۔ لیکن مجھ پر شق القمر کے معجزے کا اتنا اثر ہوا ہے کہ میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میں مسلمان ہوگیا ہوں جب عرب تاجروں نے راجہ زمورن کی زبان سے یہ بات سنی تو وہ تعجب سے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور انہوں نے کہا کیا اچھا ہوتا اگر ہم بھی مسلمان ہو چکے ہوتے اور اس وقت اس ہندو راجہ کے مسلمان ہونے سے ہمارے دلوں کو بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ زمورن نے شق القمر کا معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کرلیا تو اس نے اپنے ولی عہد کو بلاکر اپنی جگہ بادشاہی کا تخت اس کو دیدیا۔ اور خود ایک کشتی میں سوار ہوکر ملک عرب کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنے بیٹے سے خفیہ طور پر کہا کہ میں مکے والے پیغمبر کو اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور خود اس سے بات کرکے اس کے ہاتھ پر مسلمان بن جاؤں گا۔ اور اسی کے پاس بقیہ زندگی بسر کروں گا۔ اس لئے میں تجھ کو اپنے راج کا خود مختار مالک بناتا ہوں۔ آئندہ مجھے اس ملک سے اور اس ملک کی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ مالابار سے عرب کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور جب اس کی کشتی یمن کے ساحل کے قریب پہنچی تو سمندر میں ایک بڑا طوفان آیا۔ اور اس کی کشتی ڈوبنے لگی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر کوئی تم میں سے زندہ بچ جائے تو میرا اسلام مکے والے پیغمبر سے کہدینا اور کہنا کہ میں مسلمان ہوکر مرا ہوں۔ اور مکے والے رسولؐ کے ساتھ اپنا حشر چاہتا ہوں۔

افسوس ہے یمن کے ساحل کے سامنے راجہ زمورن کی کشتی ڈوب گئی۔ اور وہ اس صدمے سے مرگیا۔ مگر اس کے کچھ ساتھی زندہ بچ گئے۔ اور انہوں نے یمن کے باشندوں کو یہ ساری کیفیت سنائی۔ مگر اس وقت یمن کے

باشندے بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اُن
کو یہ سُن کر بہت تعجب ہوا۔ اور جب کچھ دِن
کے بعد یمن میں بھی اسلام پھیل گیا اور یمن والوں
نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ تب اُن کو راجہ
زمورن کے اس پیغام کی قدر ہوئی۔
مگر تاریخوں سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی
کہ راجہ زمورن کے جو آدمی کشتی ڈوبنے کے
وقت زندہ بچ گئے تھے۔ اُنھوں نے اپنے راجہ
کا پیغام رسول خدا تک پہونچایا یا نہیں پہونچایا۔
اور پہونچایا۔ تو خود رسول خدا کے پاس جا کر
پہونچایا۔ یا یمن والوں کے ذریعے یہ خبر پہونچائی
لیکن غالب خیال یہ ہے کہ راجہ زمورن کے
رفیقوں نے اپنے راجہ کی وصیت پر عمل نہیں
کیا۔ یا وہ عمل نہ کر سکے۔ اور گھبرا کر پھر مالابار
میں واپس چلے آئے۔ کیونکہ اگر راجہ زمورن
کے رفیق رسول خدا کے پاس جاتے۔ یا اہل
یمن کے ذریعے راجہ زمورن کا پیغام رسول اللہ
تک پہونچ جاتا تو ضرور اس کا ذکر حدیثوں کی
کتابوں میں ہوتا۔ اور چونکہ حدیثوں کی کتابوں
میں یہ تذکرہ درج نہیں ہے اس واسطے یقینی
بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ راجہ کے رفیقوں
نے اُس کی وصیت پر عمل نہیں کیا۔

سراندیپ کے راجہ کا مسلمان ہونا

عربی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اُمیہ
کی حکومت کے زمانے میں عرب مسلمان تاجر
تجارت کے لئے اور باوا آدمؑ کے قدم کی زیارت
کے لئے جزیرۂ سراندیپ میں آئے۔ تو اُن
کی زبانی اسلامی حالات سُن کر سراندیپ کا
راجہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اور اُس نے اپنی حکومت
بنی امیہ کی حکومت کے ماتحت کر دی۔
تاریخ فرشتہ میں یہ الفاظ درج ہیں "ہر آئینہ
حاکم سراندیپ پیش تر از رایان دیگر مواضع ہندستان
بر حقیقت اسلام مطلع شدہ در عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
معتقد قلادۂ شریعت مصطفوی گردیدہ بود"
ترجمہ۔ سراندیپ کا حاکم ہندوستان کے دوسرے
راجاؤں سے پہلے اسلام کی حقیقت سے
واقف ہوا تھا۔ اور اُس نے صحابہ کرامؓ کے
زمانے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔
تاریخ فرشتہ کے ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ سراندیپ کا راجہ بنی امیہ کی حکومت
کے زمانے میں نہیں بلکہ خلفائے راشدین رضی
کے زمانے میں مسلمان ہوا ہوگا۔ کیونکہ لفظ
"در عہد صحابہ کرامؓ" سے یہ بات اچھی طرح ظاہر
ہو جاتی ہے۔
۷۴۰ھ ہجری کے بعد جب اسپین کا مشہور
اُموی سیاح ابن بطوطہ سراندیپ میں گیا تو
اس نے وہاں شیخ عبد اللہ بن حنیف اور
شیخ عثمان اور بابا طاہر وغیرہ بہت سے
اولیاء اللہ کے مزارات دیکھے۔ اور اُس نے
اپنے سفر نامے میں ان کے حالات لکھے جس
سے ثابت ہو سکتا ہے کہ سراندیپ میں اسلام
سب سے پہلے داخل ہو چکا تھا۔ ورنہ اولیاء اللہ
کے مزارات اس طرح ہندوؤں کے ملک میں
زیارت گاہ عام و خاص نہ ہوتے۔
بعض تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ سراندیپ
والوں کے مسلمان ہوتے ہی لکادیپ اور
مالدیپ میں بھی اسلام پھیل گیا تھا۔
مالابار اور سراندیپ اور لکادیپ اور مالدیپ
میں اسلام کی اشاعت اس وجہ سے بہت
جلدی اور بہت تیزی سے ہوئی کہ وہاں اچھوت
قومیں اونچی ذات کے ہندوؤں کے ہاتھوں
بہت تکلیف اُٹھا رہی تھیں۔ انہوں نے
مسلمانوں کے آپس کی مساوات اور برابری
کا عام برتاؤ دیکھا تو اُن پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ
سب مسلمان ہو گئے۔

محمد بن قاسم کے حملے سے پہلے

جس زمانے میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ
کیا اُس سے بہت پہلے مالابار میں مسلمانوں
کی آبادی موجود تھی۔ کیونکہ محمد بن قاسم نے
سندھ پر حملہ اس لئے کیا تھا کہ سراندیپ (لنکا)
کے راجہ نے مسلمانوں کے خلیفہ کے لئے کچھ
تحفے جہازوں میں بھجوائے تھے۔ اور ان جہازوں
کو اور تحفوں کو سندھ کے راجہ داہر نے لوٹ
لیا تھا۔ اور سراندیپ کے ان جہازوں میں سراندیپ
کے رہنے والے جتنے مسلمان حج کے لئے جا رہے
تھے۔ ان کو بھی سندھ کے راجہ داہر نے پکڑ کر قید
کر لیا تھا۔ اور جب حجاج بن یوسف گورنر بصرہ
کو اس کی خبر پہونچی کہ راجہ داہر نے راجہ سراندیپ
کے اُن تحفوں کو لوٹ لیا ہے۔ جو مسلمانوں کے
خلیفہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور لنکا کے رہنے
والے مسلمانوں کو قید کر لیا ہے جو حج کے لئے
جا رہے تھے۔ اس لئے حجاج بن یوسف نے
اپنے سترہ سالہ داماد محمد بن قاسم کو مسلمان
قیدیوں کے چھڑانے کے لئے سندھ پر حملہ کرنے
کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس سے اچھی طرح ثابت
ہو سکتا ہے کہ محمد بن قاسم کے حملے سے بہت
پہلے ہندوستان میں دین اسلام پھیل چکا تھا
اور مالابار اور سراندیپ (لنکا) وغیرہ جزیروں
میں مسلمانوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ اور
مسلمان تاجر اور درویش اور سیاح ان جزیروں
میں اسلام کو پھیلا رہے تھے۔

مالوے کا راجہ

پُرانی تاریخوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہندو

کا ملک وسط ہند (سینٹرل انڈیا) سے ملا ہوا تھا۔ اور مسلمان تاجر اور سیاح محمد بن قاسم کے حملے سے بہت پہلے سراندیپ اور مالابار کے علاوہ سندھ میں بھی آزادی سے آتے جاتے تھے۔ اور سندھ کے پڑوس مالوے میں بھی اُن کی آمد و رفت شروع ہوگئی تھی۔ اور مالوے کا راجہ بھی اپنے ملک کی تجارت بڑھانے کی غرض سے ان مسلمان تاجروں کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور ان سیاحوں اور سوداگروں کے لئے ہر قسم کی آسانیوں کا انتظام کرتا تھا۔ چنانچہ سلیمان سیرافی نے تیسری صدی ہجری کے شروع میں اور ابوزید سیرافی نے تیسری صدی ہجری کے وسط میں جو کتابیں لکھیں اُن میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مالوے اور مالابار کے راجہ مسلمانوں کے ساتھ اخلاق اور مروّت اور شرافت اور عزت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

دوسری صدی ہجری کے مسلمان

پرانی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں عراق عرب کے رہنے والے چند مسلمان خلیج فارس سے کشتی میں اس لئے روانہ ہوئے کہ جزیرۂ سراندیپ میں جاکر اُس مقام کو دیکھیں جہاں حضرت آدمؑ کے قدم کا نشان ہے۔ اور سراندیپ کے راجہ سے بھی ملاقات کریں جو مسلمان سیاحوں کی خوب خاطر مدارت کرتا ہے۔ مگر طوفانی ہوا کے سبب ان مسلمانوں کی کشتی سراندیپ کی طرف سے ہٹ کر مالابار کی بندرگاہ کالی کٹ میں پہونچ گئی۔ کالی کٹ مالابار کا پایۂ تخت تھا۔ مالابار کے راجہ کو ان سیاحوں کے آنے کی خبر ہوئی تو اُس نے ان سب کو اپنے دربار میں بلایا۔ اور دین اسلام کی نسبت بہت سے سوالات کئے۔ اور اس کے بعد ان سیاحوں کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ مگر اپنے مسلمان ہونے کو پوشیدہ رکھا۔ اور مسلمانوں سے کہا تم بھی اس بات کو ظاہر نہ کرو۔ اور جب سراندیپ کی سیر سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا۔ میں تمہارے ساتھ مکے مدینے کی زیارت کرنے جاؤں گا۔

ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے "عجائب الاسفار" میں لکھا ہے۔ کہ مجھے یہاں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ جب عراق عرب کے مسلمان یہاں آئے تو اس وقت یہاں کا راجہ چیرامن پیرومل تھا۔

مسلمان سیاحوں کے امیر نے راجہ سے کہا کہ ہمارے رسولؐ نے شق القمر کا معجزہ دکھایا تھا۔ راجہ نے اپنے درباریوں سے دریافت کیا کیا کوئی یادداشت ہمارے ہاں ایسی ہے؟ اُس کے دفتر والوں نے جواب دیا ہاں آپ کے بزرگوں کی یادداشت ہے جس میں لکھا ہے کہ فلاں تاریخ راجہ نے خود دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اور پھر وہ ٹکڑے آپس میں مل گئے۔

یہ سن کر راجہ چیرامن پیرومل نے اپنے ملک کے چھوٹے چھوٹے کئی ٹکڑے کر کے اپنے بھروسے کے سرداروں میں تقسیم کر دئے۔ اور اُن سرداروں میں جو سب سے زیادہ بھروسے کا سردار تھا اس کو اپنی جگہ پایۂ تخت کی حکومت دی اور سب پر یہ ظاہر کیا کہ میں گوشہ نشین ہو کر خدا کی یاد کرنی چاہتا ہوں۔ اس کے بعد راجہ چیرامن خفیہ طور سے جہاز میں سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر تاریخوں سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ راجہ مکے مدینے میں پہونچا یا نہیں پہونچا۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ مالابار میں واپس نہ آسکا۔ اور اسی سفر میں مر گیا۔ اور اُس نے اپنے قائم مقام راجہ کو وصیت نامہ بھیجا کہ مالابار میں اسلامی تبلیغ کا کام پوری مستعدی سے جاری رہے۔ اور شرف بن مالک اور مالک بن دینار اور مالک بن حبیب نام کے عربوں کے ہاتھ یہ خط اور وصیت نامہ مالابار کے قائم مقام راجہ کے پاس بھیجا۔ اس قائم مقام راجہ نے ان عرب قاصدوں کا بہت دھوم دھام سے خیر مقدم کیا۔ اور جو وصیت لکھی تھی اُس پر پوری طرح عمل کیا۔ اور مالابار کے باشندوں میں اس قائم مقام راجہ نے یہ مشہور کیا کہ ہمارا راجہ چیرامن پیرومل زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور پھر آسمان سے مالابار میں آئے گا۔ اور مالابار میں حکومت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ چیرامن مکے مدینے کی زیارت کرنے کے بعد مرا ہوگا۔ اگر جاتے وقت جہاز ڈوبنے سے مر جاتا تو وصیت نامہ اور خط اور قاصد کیونکر بھیج سکتا۔

راجہ کی وصیت کے موافق مالابار کے باشندوں میں بکثرت اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور مالک بن دینار اور مالک بن حبیب نے کدنگلور (کالی کٹ) میں ایک مسجد بنائی اور اس کے بعد تمام ملک مالابار کا دورہ کیا۔ جہاں جوق جوق باشندے مسلمان ہوئے۔ اور ہر مقام پر مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور تبلیغ اسلام کا یہ سلسلہ ساحل کارومنڈل تک پہونچ گیا اور وہاں بھی بہت سی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

ابن بطوطہ کے سفرنامے میں اور تحفۃ المجاہدین میں لکھا ہے کہ ان عربوں کی بنائی ہوئی مسجدیں چھٹی صدی ہجری تک حسب ذیل مقامات پر موجود تھیں (۱) کالی کٹ (۲) کولم یا کوئن

(۳) ہیلی (۴) سری کنڈاپورم (۵) درمہ ٹین (یہاں کا راجہ بھی مسلمان ہو گیا تھا) (۶) فن درینہ یا پنڈارانی (۷) چالیام یا مدپٹین (۸) چالیات (۹) فاک نور یا برکور (۱۰) منگلور (۱۱) کلنجر کوٹ (۱۲) کولم (یہ مقام ساحل کارومنڈل پر واقع تھا۔)

تاریخ فرشتہ میں بھی مالابار کے راجہ کے مسلمان ہونے کا ایک قصہ لکھا ہے جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"کچھ عربی اور عجمی لوگ حضرت باوا آدمؑ کی قدم گاہ کی زیارت کے لئے کشتی میں سوار ہو کر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اتفاقاً کشتی بادِ مخالف کے تھپیڑوں سے سراندیپ سے ہٹ کر مالابار میں پہونچ گئی۔ اور یہ لوگ مالابار کے پایۂ تخت کدنگ کلور (کالی کٹ) میں اترے۔ اُس جگہ کا حاکم سامری نام کا تھا۔ جو بڑا عقل مند اور ملنسار راجہ تھا جب یہ لوگ اس کے دربار میں گئے تو راجہ نے پوچھا "تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا کیا مذہب ہے؟" انھوں نے جواب دیا "ہم میں سے کچھ عرب کے ہیں۔ اور کچھ عجم کے ہیں۔ اور ہم سب مسلمان ہیں۔ اور ہمارے رسول کا نام محمدؐ ہے"۔ راجہ سامری نے کہا "میں نے یہودیوں اور عیسائیوں اور ہندؤں سے سُنا ہے کہ ملک عرب اور ملک روم اور ملک ایران اور ملک ترکستان میں یہ مذہب پھیل گیا ہے۔ لیکن وہ سب مسلمانوں کے دین کے مخالف تھے۔ اس لئے مجھے تمہارے رسول اور تمہارے دین کی بابت ٹھیک باتیں معلوم نہیں ہوئیں۔ اگر تم میں کوئی جاننے والا آدمی ہو تو مجھے اپنے رسول اور اپنے دین کی اور اپنے رسول کے معجزوں کی باتیں سُنائیے"۔ یہ سُن کر ان عربوں میں سے ایک عرب آگے بڑھا۔ اور اُس نے راجہ سامری کو آنحضرتؐ کے حالات بہت تفصیل اور خوبی کے ساتھ سُنائے۔ جب اُس نے شق القمر کے معجزے کا ذکر کیا تو سامری نے بہت تعجب اور حیرت سے یہ بات سُنی۔ اور بہت سے سوالات اس معجزے کی نسبت کئے۔ پھر کہا "میرے ملک کا دستور ہے کہ جب کوئی بڑی بات پیش آتی ہے تو سرکاری دفتروں میں اُس کا حال لکھ لیا جاتا ہے اور چونکہ میرے بزرگوں کے سب دفتر موجود ہیں اس واسطے میں ابھی اُن دفتروں کو دیکھنے کا حکم دیتا ہوں"۔ چنانچہ اُس نے آنحضرتؐ کے زمانے کے حالات دفتروں میں دیکھنے کا حکم دیا۔ تو اُن میں یہ لکھا ہوا نکلا کہ فلاں تاریخ فلاں سنہ میں یہاں کے راجہ اور رعایا نے دیکھا کہ آسماں پر چاند خوب چمک رہا تھا ایکا ایکی اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا پچھم کی طرف چلا گیا۔ دوسرا ٹکڑا پورب کی طرف چلا گیا۔ اور پھر وہ دونوں ٹکڑے پورب پچھم سے دوڑے ہوئے آئے اور آپس میں مل گئے اور چاند دوبارہ چمکنے لگا۔

جب سامری نے اپنے بزرگوں کی یادگار تحریروں میں یہ واقعہ لکھا ہوا سُنا تو اس نے زبان سے کچھ نہ کہا مگر اُس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ اُس پر اس تحریر کا بہت زیادہ اثر ہوا ہے۔ جب اُس کی قوم کے سردار دربار سے چلے گئے۔ تو اُس نے مسلمانوں کو دوبارہ اپنے پاس بلایا۔ اور کہا مجھے بتاؤ کہ جب کوئی تمہارے دین میں داخل ہوتا ہے تو کیا رسم ادا کی جاتی ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا "کوئی خاص رسم نہیں ہوتی۔ فقط یہ کہنا پڑتا ہے دل کے یقین کے ساتھ کہ اللہ ایک ہے۔ اور محمدؐ اُس کے رسول ہیں"۔ اس کے بعد مسلمانوں نے راجہ سامری سے کلمہ پڑھوایا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور راجہ سامری نے اِن مسلمانوں کو بہت کچھ تحفے تحائف دیے اور کہا کہ جب تم باوا آدمؑ کی قدم گاہ کی زیارت کر چکو تو دوبارہ مالابار میں آنا۔ میں بھی تمہارے ساتھ مکے مدینے کی زیارت کو چلوں گا مگر دیکھو میرے مسلمان ہونے کی خبر میرے ملک کے کسی آدمی کے سامنے بیان نہ کرنا"۔

جب یہ مسلمان مالابار سے سراندیپ چلے گئے تو راجہ سامری نے اپنے درباریوں کو جمع کر کے کہا کہ مجھے خدا کی یاد کا شوق بڑھ گیا ہے۔ اس واسطے میں کسی اکیلی جگہ میں بیٹھ کر عبادت کرنی چاہتا ہوں۔ اور میں نے تم سب کے لئے ملک کے انتظام کا ایک دستور العمل بنا دیا ہے۔ اور اپنا ایک قائم مقام بھی مقرر کر دیا ہے۔ اب تم میرے پاس نہ آنا۔ اور میرے بنائے ہوئے دستور العمل پر اور میرے قائم مقام کے حکم پر عمل کرنا"۔ (تاریخ فرشتہ کی فارسی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا)

ملایا میں اسلام کی اشاعت

ہندوستان کے جنوب میں بحر الکاہل کے جزیرے جاوا اور سماٹرا اور سنگاپور اور ملایا وغیرہ واقع ہیں۔ یہاں بھی مالابار اور سراندیپ کی اشاعت اسلام کا اثر پہونچا۔ اور ان جزیروں کے باشندے بھی جوق جوق مسلمان ہونے لگے۔ چنانچہ اُس زمانے کی تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مالابار اور سراندیپ اور جاوا اور سماٹرا وغیرہ جزیروں میں یہ عام خیال پھیلا

ہو گیا تھا۔ کہ جو راجہ مسلمان ہو جاتا ہے اس کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ اس واسطے چھوٹے چھوٹے جزیروں کے راجہ بھی اور اُن کی رعایا بھی خوشی خوشی اسلام قبول کرتی جاتی تھی۔ اور بہت تیزی سے اسلام ان جزیروں میں ترقی کر رہا تھا۔

شنکراچارج کی پیدائش

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ **شنکراچارج** مالابار میں سنہ ۹۱۲ء (سنہ ۳۰۰ھ) میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی اس کی پیدائش یکم محرم سنہ ۳۰۰ ہجری مطابق ستمبر ۹۱۲ سنہ عیسوی میں ہوئی تھی۔

شنکراچارج کے نام اور کام کو سب ہندو جانتے ہیں لیکن مسلمان اس نام سے اور شنکراچارج کے کام سے بہت کم واقف ہیں۔ اس لئے مختصر طور سے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ شنکراچارج ہندوستان کے ایک بڑے انقلابی لیڈر تھے۔ مالابار میں پیدا ہوئے تھے۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی دس فی صدی ہو چکی تھی۔ اور جنوبی ہندوستان کے سب جزیروں میں اسلام پھیل چکا تھا۔ اور سندھ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

یہ بات بھی لکھنی ضروری ہے کہ ہندوستان میں صوبہ بہار کے راجہ کے لڑکے گوتم بدھ نے ہندو مذہب یعنی برہمنی مذہب کے خلاف ایک مذہب جاری کیا تھا جس کو بدھ مذہب کے ایک راجہ اشوکھا نے تمام ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر کے ملکوں میں پھیلا دیا تھا۔ راجہ اشوکھا ہندوستان کا بہت بڑا شہنشاہ تھا۔ اشوکھا کے زمانے میں ہندوستان کے سب چھوٹے بڑے راجہ اشوکھا کو شہنشاہ مانتے تھے۔ اور اُن میں اکثر نے بدھ مذہب قبول کر لیا تھا۔ چنانچہ رسول خدا کے زمانے میں جب عرب لوگ تجارت کے لئے ہندوستان میں آتے تھے تو وہ بدھوں کی حکومت ہندوستان میں دیکھتے تھے۔ بدھ مذہب والوں میں ذات پات کی قید نہیں تھی۔ اور اُن کے ہاں گوتم بدھ کے بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اور بدھ مذہب والے کسی انسان سے دشمنی نہیں رکھتے تھے۔ اور کسی آدمی یا جانور کو دکھ پہنچانا بدھ مذہب میں بڑا گناہ تھا۔ اور سراندیپ اور مالابار وغیرہ مقامات کے راجہ بھی مسلمان ہونے سے پہلے بدھ مذہب کو مانتے تھے۔ اور محمد بن قاسم نے جب سندھ پر حملہ کیا اُس وقت بھی بدھ مذہب کی ماتا سندھ میں تھی۔ اور سندھ کے راجہ ہچچ کا بیٹا داہر تھا جس سے محمد بن قاسم کی لڑائی ہوئی تھی۔ اُس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بدھ مذہب کا پیرو نہیں رہا تھا۔ اور ہندوستان کے اور بھی بہت سے راجہ اپنے دلوں میں بدھ حکومت کے خلاف دشمنی کے خیالات رکھتے تھے۔ اور کسی انقلابی تحریک کی راہ دیکھ رہے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ کوئی ہمت والا کھڑا ہو۔ اور ہم سب اُس کے ساتھ ہو کر بدھ مذہب کی حکومت اور بدھ مذہب کو ہندوستان سے نیست و نابود کر دیں۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ ہندوستان کا پُرانا برہمنی مذہب جس میں ذات پات کے بندھن تھے۔ ہندوستان کے عوام کو پسند نہ تھا۔ خاص کر ہندوستان کی وہ قدیمی قومیں جن کو آریہ برہمن فاتحوں نے غلام بنا کر شودر اور اچھوت کا لقب دیا تھا۔ وہ ہندو مذہب کے بہت خلاف تھیں۔ اور بدھ مذہب کو بہت پسند کرتی تھیں کیونکہ اس میں مساوات تھی۔ اور ذات پات کا بندھن نہ تھا۔ اور آپس میں چھوت چھات نہ تھی۔

آخر کار مالابار میں سوامی شنکراچارج پیدا ہوئے۔ اور اُنھوں نے ہوش سنبھالنے کے بعد ارادہ کیا کہ پرانے برہمنی مذہب کو ترقی دی جائے اور بدھ مذہب کے خلاف ایسی کوشش ہو کہ یہ مذہب ہندوستان میں باقی نہ رہے۔ اور سب ہندو برہمنی مذہب اختیار کر لیں۔ چنانچہ سوامی شنکراچارج مالابار سے بنارس میں آئے۔ اور یہاں آکر اُنھوں نے انقلابی تحریک جاری کی۔ اور ہندوستان میں بدھوں کے خلاف ایک ہولناک انقلاب شروع ہو گیا۔ اُن کے مندر توڑے گئے۔ اور ہر صوبے میں بدھ مذہب والوں کا قتل عام ہوا۔ اور بدھ مذہب کے مرکز بودھ گیا پر بھی برہمنوں کا قبضہ ہو گیا جو آج تک موجود ہے۔ اور بدھ مذہب کے ماننے والے اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ کر برما اور آسام اور چین اور جاپان کے جزیروں میں چلے گئے۔

مشہور مورخ **مسعودی** کا سفرنامہ "مروج الذہب" اُس زمانے میں لکھا گیا جب مالابار میں سوامی شنکراچارج پیدا ہوئے تھے یعنی مسعودی سنہ ۳۰۳ ہجری میں ہندوستان کی سیاحت کے لئے آئے تھے۔ اور اُنھوں نے اپنے سفرنامے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ سندھ میں مسلمانوں کی دو حکومتیں قائم ہیں ایک کا پایہ تخت **ملتان** ہے۔ اور دوسری کا

پایۂ تخت **منصورہ** ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ملتان میں ہندوؤں کو اپنے مندروں میں پوجاپاٹ کرنے کی عام اجازت اور آزادی حاصل ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ بلہرہ (مالوے) کا راجہ مسلمانوں کی بڑی عزت کرتا ہے۔ یہاں کے راجہ چالیس چالیس اور پچاس پچاس سال تک حکومت کرتے ہیں۔ اس واسطے یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہوگیا ہے۔ کہ ہمارے راجاؤں کی عمریں اسی انصاف کی وجہ سے اور مسلمانوں کی عزت کرنے کے سبب زیادہ ہوتی ہیں۔

مسعودی نے یہ بھی لکھا ہے کہ گجرات کا راجہ مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے لیکن دکن کا راجہ مسلمانوں کی عزت کرتا ہے۔

مسعودی نے ۳۰۴ھ ہجری میں لکھا ہے کہ میں ملک مالابار میں آیا تو دیکھا کہ یہاں **سیراف** اور **عمان** اور **بصرہ** اور **بغداد** وغیرہ مقامات کے بہت سے مسلمان آباد ہیں جنہوں نے یہیں کے باشندوں میں شادیاں کرلی ہیں اور اسی ملک میں رہنا اختیار کرلیا ہے۔ ان میں بعض بہت مشہور تاجر ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کا رئیس **ابوسعید معروف** بن زکریا ہے۔

شنکراچارج کی نسبت تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک برہمن کا بیٹا تھا جس کی ماں کا نام شری **مہادیوی** تھا۔ مہادیوی کی نسبت کوئی بُرا الزام لگایا گیا تھا۔ اور اس کو برادری سے اور ذات سے نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے جب مہادیوی کی وفات ہوئی تو اس کی لاش کے جلانے کے لئے شنکراچارج کو کسی نے آگ نہ دی (یہ بیان کتاب کیرل اُپتتی میں درج ہے) اگرچہ بدھ مذہب ذات پات کے بندھن کا پابند نہ تھا۔ لیکن بدھ مذہب کی حالت اتنی بگڑ چکی تھی کہ اُس کے ماننے والے بھی ذات پات کے بندھن کی طرف جھک گئے تھے۔ اور اس کی نسبت شنکراچارج کی پیدائش سے تین چار سو برس پہلے چین کا سیاح ہیونگ شیانگ اپنے سفرنامے میں افسوس کے ساتھ لکھ چکا تھا۔

سوامی شنکراچارج نے اپنی انقلابی تحریک شروع کی تو انھوں نے جنوبی جزائر کے مسلمانوں کی حالت پر بھی اچھی طرح غور کیا۔ اور یہ بھی سوچا کہ مسلمانوں کا مذہب اس ملک میں اس واسطے پھیل رہا ہے کہ مسلمان بُت پرستی کے خلاف ایسی عقلی دلیلیں بیان کرتے ہیں جن کو ہندو جلدی قبول کرلیتے ہیں۔ اس واسطے انھوں نے بھی گوتم بدھ کے بتوں کی پوجا کے خلاف کام کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنی انقلابی تحریک میں کامیابی ہوئی۔ اور بعض ہندوؤں نے ان کو شیوجی کا اوتار مان لیا۔ اور آجکل کے زمانے میں سوامی دیانندجی نے سوامی شنکراچارج کے نقش قدم پر آریہ سماج کی بُنیاد رکھی تھی۔

تاریخی لحاظ سے شنکراچارج کا زمانہ محمد بن قاسم کے حملے کے دو سو سال کے بعد اور سلطان محمود غزنوی کے حملوں سے سو برس پہلے کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہندوستانی تاریخ کی گہرائیوں پر غور کرنے والوں کا خیال ہے کہ سناتن دھرم کے پُران بھی اسی زمانے میں تصنیف کئے گئے تھے۔ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی مرحوم نے اپنی کتاب "آئینہ حقیقت نما" میں زبردست تاریخی دلیلوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ سناتن دھرم کے یعنی برہمنی مذہب کے پُران محمد بن قاسم کے حملے کے بعد تصنیف کئے گئے تھے۔ سناتن دھرم ہندو اٹھارہ پُران مانتے ہیں۔ اور آخر زمانے کا یعنی کل جُگ کا پُران **کلنکی پُران** کہا جاتا ہے جس میں آخر زمانے کے آنے والے اوتار کا بہت تفصیلی بیان ہے۔ اور لکھا ہے کہ اُس اوتار کا جنم **شمبل دیپ** (عرب) میں ہوگا کیونکہ شمبل دیپ ریگستانی زمین کو کہتے ہیں۔ اور **پروفیسر میکس مولر** نے اپنی سنسکرتی لغت میں شمبل دیپ کے معنی ملک عرب لکھے ہیں۔ اور کلنکی پران میں آخری اوتار کی یہ علامتیں بھی لکھی ہیں کہ "اُس کے باپ کا نام وشنو داس (**عبداللہ**) ہوگا۔ اور اُس کی ماں کا نام سمتی (امانت دار عورت **آمنہ**) ہوگا۔ اور وہ ایک پہاڑ کی کھوہ (غار حرا) میں تپشیا (عبادت) کرے گا۔ اور وہاں پُرش رام (جبرئیل) آئینگے اور اوتار کو سبق پڑھائیں گے۔ اس اوتار کو اپنے گھر میں کلیش (تکلیف) پہونچے گی تو وہ اپنا گھر چھوڑ کر شمالی پہاڑوں میں چلا جائیگا (یعنی ہجرت کریگا) اور اس کے چار بھائی ہوں گے۔ جن کے ذریعے سے وہ ساری دُنیا میں اپنا دھرم پھیلا دیگا"۔

اس پُران میں حضرت امام مہدیؑ اور کربلا کے واقعے کا ذکر بھی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پُران واقعی محمد بن قاسم کے حملے بعد لکھا گیا ہوگا جبکہ ہزاروں لاکھوں ہندو مسلمان ہو چکے تھے۔ اور کلنکی پُران تصنیف کرنے والوں نے رسول اللہؐ کے حالات اور بعد کے واقعات اُن مسلمانوں سے سُنے ہوں گے جو ہندوستان میں آباد ہوگئے تھے۔

یہ رائے مورخانہ ہے۔ ورنہ ہندو قوم کا عقیدہ ہے کہ اٹھارہ پُران بہت قدیمی ہیں اور ویدوں کی طرح ان کا زمانہ بھی بہت پرانا ہے۔

تاریخ اولیا

ترجمۂ اردو سیر الاولیا

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض ہے کہ آج ۵ ماہ شعبان ۱۳۶۵ھ ہجری مطابق ۲۵ رجولائی ۱۹۴۶ء عیسوی یوم پنجشنبہ وقت صبح اپنے مکان ملکوت منزل واقع درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ میں کتاب سیر الاولیا کا اردو ترجمہ شروع کیا۔ یہ کتاب سیر الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی وفات کے فوراً بعد حضرت سید محمد کرمانیؒ نے لکھی تھی۔ جو امیر خورد کرمانی کے نام سے مشہور تھے۔ اور جو حضرت سلطان المشائخؒ کے رفیق قدیم حضرت مولانا سید محمد کرمانیؒ کے پوتے تھے۔ اور جن کا مزار اپنے والد۔ دادا اور خاندان کے مزارات کی صف میں موجود ہے۔ اور یہ مزارات درگاہ کی باؤلی کے شرق میں ہیں۔ اور ان سب مزارات پر میں نے سنگین کتبے لگا دئے ہیں۔ جن میں کرمانی خاندان کے ہر بزرگ کے ذاتی حالات دو ہزار روپے کے خرچ سے کندہ کرائے گئے ہیں۔

آجکل کتاب سیر الاولیا نایاب ہو گئی ہے۔ میرے خاندان میں بعض اصحاب کے پاس قلمی سیر الاولیا موجود ہے۔ مگر وہ اس کتاب کو چھپوانا اور کسی کو دکھانا پسند نہیں کرتے۔ میرے گھر کی کتابیں والد صاحب کے انتقال کے بعد ضائع ہو گئیں۔ اور میری عمر اُس وقت بہت کم تھی۔ یعنی میں آٹھ برس کا تھا جب والد صاحب نے وفات پائی۔ اس واسطے مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اس نایاب اور نہایت مفید اور اہم تاریخ کو چھپوانا ضروری ہے۔

۱۸۸۵ء میں جس کو ساٹھ برس سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ کتاب سیر الاولیا میری بستی کے ایک ہندو لالہ چرنجی لال صاحب نے درگاہ کے ایک پیشوا دے قاضی سید ظہور علی صاحب کی قلمی کتاب سے نقل لیکر چھپوائی تھی۔ اگرچہ لالہ چرنجی لال نے اپنے فارسی دیباچے میں لکھا ہے کہ میں نے بہت زیادہ خرچ کر کے اس کتاب کی صحت کرائی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت زیادہ غلط چھپی ہے۔ خاص کر عربی عبارتوں میں غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔ اور فارسی عبارتوں میں بھی اتنی غلطیاں ہیں کہ کوئی سطر ایسی نہیں ہے جس میں کوئی دو کوئی لفظ مشتبہ نہ ہو گیا ہو۔ اس واسطے میں نے ایک ایسے کاتب سے اس کو لکھوایا جو سند یافتہ مولوی بھی ہیں۔ اور حافظ قرآن بھی ہیں یعنی مولانا حافظ محمد عبد اللہ صاحب ساکن امروہہ سے اس کو چھپوانے کے لئے لکھوایا۔ اور صحت کے وقت میں نے اور مولانا عبد اللہ صاحب نے اور عبد النعیم خاں صاحب فرخ آبادی نے اور سید سمیع الدین صاحب نے اور سید اسلام الدین صاحب نے جہاں تک ہو سکا پوری کوشش کر کے غلطیوں کو درست کیا۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لالہ چرنجی لال کے زمانے میں یہ کتاب جب چھپی تو اس کی بعض عبارتیں اور بعض الفاظ ترک ہو گئے۔ اور کاتبوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ غلط بھی لکھتے ہیں اور لکھائی کے وقت بعض الفاظ ترک بھی کر دیتے ہیں۔ یعنی لکھنا بھول جاتے ہیں۔ ان متروکات کو درست کرنے کا میرے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مثلاً سیر الاولیا کی فہرست مضامین میں جو شروع میں لگی ہوئی ہے دسویں باب کے ستائیس نکتے درج کئے ہیں جو یہ ہیں (۱) علم و علماء (۲) شب معراج (۳) وفات (۴) عقل (۵) دنیا و ترک دُنیا (۶) فقر و غنا (۷) طبقات (۸) نیت (۹) صبر و رضا (۱۰) ریا (۱۱) توکل (۱۲) حلم و عفو (۱۳) صحبت (۱۴) محاسن اخلاق (۱۵) قبول فتوح (۱۶) ہمت (۱۷) عدل و ظلم (۱۸) روح و نفس (۱۹) الہام و وسوسہ (۲۰) فضیلت مکان بر مکان (۲۱) لطائف (۲۲) بزرگی سیدہ زادیہ (۲۳) بزرگی بی بی فاطمہ سام (۲۴) شفقت و نیت (۲۵) امرا و خلفاء (۲۶) تغیر مزاج ملوک (۲۷) مردان کہ ایشاں مستغرق باشند۔ اور

دسویں باب کے شروع میں مصنف نے حسب ذیل عبارت لکھی ہے "باب دہم در بیان بعضے ملفوظات و مکتوبات حضرت سلطان المشائخ رضہ کہ در ابواب ما تقدم تحریر نیافتہ است۔ و ایں بیچارہ حسب فہم خود بیان کردہ۔ و ایں باب مشتمل بر بست و چہار نکتہ است"۔

گویا مصنف کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے دسویں باب میں چوبیس نکتے لکھے تھے۔ کیونکہ مصنف نے بست و چہار کا لفظ لکھا ہے (۲۴) کا ہندسہ نہیں لکھا۔ مگر کتاب میں نکتے چھبیس درج ہیں۔ گویا فہرست کتاب میں ستائیس نکتے درج کئے گئے ہیں۔ اور خود مصنف نے باب کے شروع میں چوبیس (۲۴) نکتوں کا درج کرنا لکھا ہے۔ مگر اس باب میں مضمون چھبیس نکتوں کے عنوانوں کے ماتحت درج کیا گیا ہے۔ جو یہ ہیں (۱) علم و علماء (۲) شب معراج (۳) وفات (۴) عقل (۵) دنیا و ترک دنیا (۶) فقر و غنا (۷) طبقات (۸) نیت (۹) خوف و رجا (۱۰) ریا (۱۱) توکل (۱۲) حلم و عفو (۱۳) صحبت (۱۴) محاسن اخلاق (۱۵) قبول فتوح (۱۶) ہمت (۱۷) [illegible] و ظلم (۱۸) الہام و وسوسہ (۱۹) فضیلت مکان بر مکان (۲۰) لطائف (۲۱) بزرگی حیدر زاویہؒ (۲۲) بزرگی بی بی فاطمہ سامؒ (۲۳) شفقت و نیت (۲۴) امراء و خلفاء (۲۵) تغیر مزاج ملوک (۲۶) مردانی کہ ایشاں مستغرق باشند"۔

گویا فہرست کے ستائیس نکتوں اور کتاب کے مندرجہ چھبیس نکتوں کے عنوانوں میں باہم مطابقت ہے۔ لیکن دو جگہ فرق ہے۔ ایک نکتہ نمبر ۹ کا عنوان فہرست میں صبر و رضا ہے۔ اور کتاب میں خوف و رجا ہے۔ دوسرے فہرست کے نکتے نمبر ۱۸ کا عنوان روح و نفس ہے۔ اور کتاب کے نکتے نمبر ۱۸ کا عنوان الہام و وسوسہ ہے۔

اب مشکل یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر فہرست کو معتبر مانا جائے تو کتاب میں ایک نکتہ کم ہے اور اگر مصنف کے الفاظ کا لحاظ کیا جائے تو کتاب میں دو نکتے زیادہ ہیں۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ فہرست کا بیان ٹھیک ہے یعنی اصل کتاب میں ستائیس نکتے ہوں گے۔ جن میں ایک نکتہ "روح و نفس" درج ہونے سے رہ گیا ہے۔ اور مصنف نے دسواں باب شروع کرتے وقت چوبیس نکتے لکھنے کا ارادہ کیا ہوگا۔ لیکن ختم کتاب کے وقت تین نکتوں کا اضافہ کر دیا ہوگا۔

بہر حال [illegible] ممکن تھا اصل فارسی کتاب کو صحیح و درست کر کے چھپوایا گیا ہے جو تقریباً آٹھ سو صفحات میں پوری ہوئی ہے اور اب میں اس کا اردو ترجمہ تاریخ اولیا کے نام سے شائع کرنا چاہتا ہوں۔ چند سال ہوئے لاہور کے کسی تاجر نے اس کتاب کا لفظی ترجمہ شائع کیا تھا۔ مگر اس ترجمے کی زبان بھی اچھی نہیں تھی۔ اور ترجمہ چونکہ لفظی کیا گیا تھا۔ اس واسطے پڑھنے والے کی سمجھ میں اس کا مطلب نہیں آتا۔ اور وہ ترجمہ بھی آجکل کمیاب ہو گیا ہے۔ میں نے لفظی ترجمے کی پابندی نہیں رکھی۔ بلکہ مفہوم لے لیا ہے جیسا کہ اصل فارسی سیر الاولیا کو چھپواتے وقت شروع کے سولہ (۱۶) صفحات میں پوری کتاب کے آٹھ سو صفحات کا خلاصہ اردو میں لکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح ترجمے میں بھی یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ مصنف سیر الاولیا نے جو اشعار جگہ جگہ کتاب کو مؤثر بنانے کے لئے لکھے تھے اُن کو ترک کر دیا ہے۔ صرف اُن مضامین کا ترجمہ کیا گیا ہے جن میں بزرگوں کے حالات تھے یا تاریخی واقعات تھے یا بزرگوں کی تعلیمات تھیں۔ میرا اندازہ ہے کہ سیر الاولیا میں غیر ضروری اشعار اتنے زیادہ ہیں جن کو ترک کر دیا جائے تو کتاب کی ضخامت آدھی رہ جائے گی۔ مگر اصل فارسی کتاب میں وہ سب چیزیں محفوظ و قائم رکھی گئی ہیں۔ اور اب ضرورت یہ ہے کہ جو لوگ فارسی نہیں سمجھتے صرف اُردو پڑھ سکتے ہیں۔ اُن کے سامنے کتاب سیر الاولیا کا حاصل مطلب اُردو زبان میں آجائے۔

ترجمہ کتاب سیر الاولیا

پہلا باب فضائل خواجگان چشت

پہلے خواجہ رسول اللہؐ کا بیان

چشتیہ خاندان کے خواجگان میں سب سے پہلے پیغمبروں کے بادشاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے۔ جن کو معراج کی رات فقر و درویشی کا خرقہ عطا ہوا تھا۔

پیغمبروں کے بادشاہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اولیا کی عظمت و کرامت نبوت کی زبان سے اس طرح ارشاد فرمائی ہے جو امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی روایت سے حدیثوں میں موجود ہے۔

ارشاد ہوا یقیناً اللہ کے بندوں میں ایسے آدمی بھی ہوتے ہیں کہ نہ وہ انبیا ہیں۔ یعنی نہ وہ پیغمبر ہیں۔ اور نہ وہ شہید ہیں۔ مگر اُن پر شہیدوں اور نبیوں کو قیامت کے دن اُن اولیا کی عظمت دیکھ کر رشک پیدا ہوگا"۔

ایک شخص نے رسول اللہؐ سے پوچھا "یا رسول اللہؐ وہ لوگ ایسے کیا عمل کرتے ہوں گے۔ جن کی عظمت پر پیغمبروں اور شہیدوں کو رشک ہوگا؟" رسول اللہؐ نے جواب دیا "اولیاء اللہ کا عمل یہ ہوگا کہ وہ اللہ سے اتنی زیادہ محبت کرتے ہوں گے کہ نہ اُن کو اتنی محبت اپنے قرابت داروں سے ہوگی۔ اور نہ اپنے مال سے ہوگی۔" اس کے بعد رسول اللہؐ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا "اولیاء کے چہرے قیامت کے دن سب سے زیادہ چمکتے ہوں گے وہ نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ اُن کو کسی بات کا خوف نہ ہوگا۔ جس سے دوسرے ڈر رہے ہوں گے۔ اور نہ اُن کو کسی بات کا غم ہوگا جس غم میں دوسرے مبتلا ہوں گے۔"

اس کے بعد رسول اللہؐ نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی "آگاہ ہو جاؤ یقیناً اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ نہ اُن کو کسی کا خوف ہوتا ہے۔ اور نہ انھیں کسی چیز کا غم ہوتا ہے۔ وہ اندھیروں میں چراغ ہوتے ہیں۔ اور وہ ہدایت کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اُن کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ اور وہ ریاکاری سے بچتے ہیں۔"

خرقہ معراجیہ

} معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فقر کا خرقہ یعنی لباس عطا فرمایا تھا (حاشیہ:- اس کی نسبت معلوم نہیں کہ وہ خرقہ عمامہ تھا یا کمبل تھا یا عبا تھی یا چادر تھی یا کوئی اور کپڑا تھا حسن نظامی) مصنف سیر الاولیاء نے اس کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں "و آں خرقہ از پیش تخت فوقیت فرسائی معلی و مرتبے سلطان الانبیاء با ختم خلفاء راشدین، و وصی رسول رب العالمین، امیر المومنین، قطب الاولیاء، منبع بہ حقائق توحید، اسد اللہ الغالب، علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ رسید" اور یہ معراجیہ خرقہ بلند و پاک سلطان الانبیاء کے تخت نبوت کی طرف سے خلفاء راشدین کے خاتم اور رسول رب العالمین کے وصی امیر المومنین، قطب الاولیاء، سرچشمہ حقائق توحید، اسد اللہ الغالب، علی ابن ابی طالب کو پہونچا۔ چنانچہ اس کی مشرح کیفیت حضرت سلطان المشائخ رض کی زبانی سیر الاولیاء کے باب ارادت نکتہ خرقہ اور اس کی عطا کے بیان میں تحریر ہوا ہے۔

دوسرے خواجہ کا بیان

} خاتم الخلفاء وصی رسول اللہ

امیر المومنین قطب الاولیاء منبع حقائق توحید اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔ جن کو رسول خداؐ نے شب معراج کا خرقہ درویشی عطا فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رشد و ہدایت کا آفتاب بنایا تھا۔ جن کی روشنی سے اللہ کے سب بندوں نے ہدایت پائی تھی۔ اور اسی روشنی سے چمکایا تھا۔ اللہ نے محمد رسول اللہؐ کے وصی اور ولی علیؑ کو۔ اور علیؑ اس آفتاب ہدایت کے انوار سے ایسے بدر کامل بن گئے تھے کہ تمام کائنات اس بدر کے نور سے منور ہو گئی تھی۔ علیؑ عابدوں اور زاہدوں کے سید تھے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ کی پیروی کرنے والوں میں اولیاء اللہ تھے۔ اور ابدال تھے۔ اور اوتاد تھے۔ اور اُن کے سلسلے میں اُن کے وقت سے لیکر کتاب سیر الاولیاء لکھنے کے وقت تک بڑے بڑے نامور مشائخ و اصلاً متواصلاً (مسلسل اور متواتر لگاتار) ہوتے آئے ہیں۔

تیسرے خواجہ کا بیان

} رئیس التابعین امام المتقین

حضرت خواجہ حسن بصریؒ تھے۔ جن کو امیر المومنین حضرت علیؑ نے درویشی کا وہ خرقہ معراجیہ عطا فرمایا تھا جو رسول اللہؐ سے حضرت علیؑ کو پہونچا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی والدہ حضرت اُم سلمہؓ حرم محترم رسول اللہؐ کی خدمت گذاری کیا کرتی تھیں۔ اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ اُن کی گود میں تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی والدہ حضرت ام سلمہؓ کے کسی کام میں مصروف تھیں۔ اور اُن کا بچہ لیٹا ہوا تھا۔ یکایک بچے کو بھوک لگی اور وہ رونے لگا۔ خواجہ حسن کی والدہ بچے سے دور کام کر رہی تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ قریب بیٹھی تھیں انھوں نے بچے کو روتا دیکھا تو خود بچے کے پاس آ گئیں اور اس کو گود میں اٹھا کر اپنا دودھ بچے کے منہ میں دیدیا۔ اور خواجہ حسن بصریؒ نے رسول اللہؐ کی زوجہ محترمہ کے دودھ کے چند قطرے پئے۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ نے اللہ سے دعا کی کہ اس بچے کو اپنی مخلوق کا پیشوا اور مقتدا بنا دے (حاشیہ مصنف سیر الاولیاء کی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ رسول اللہؐ کے رضاعی فرزند تھے۔ کیونکہ انھوں نے آنحضرتؐ کی زوجہ کا دودھ پیا تھا۔ اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے جو کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ حسن نظامی)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے ایک سو تینتیس صحابہ کی زیارت کی تھی۔

حضرت علیؑ کا فرمان

روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علیؑ بصرے میں تشریف لائے۔ اور فرمان جاری کیا کہ جو لوگ بغیر علم و واقفیت کے وعظ کہتے ہیں وہ آئندہ وعظ نہ کہا کریں کیونکہ اُن کی ناواقفیت اور بے علمی کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ غلط باتیں پھیل جائیں گی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ ان بے علم واعظوں کے سب ممبر توڑ ڈالے جائیں۔ اُس وقت خواجہ حسن بصریؒ حضرت علیؑ کے سامنے حاضر ہوئے۔ حضرت علیؑ نے اُن سے پوچھا تو عالم ہے یا متعلم ہے؟ یعنی تو علم رکھتا ہے۔ یا علم سیکھتا ہے۔ خواجہ حسنؒ نے عرض کی میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ نہ عالم ہوں نہ متعلم ہوں۔ البتہ جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ تک پہونچا ہے۔ اتنا ہی خلق خدا تک پہونچا تا رہتا ہوں۔

حضرت علیؑ نے یہ بات سُنی تو فرمایا یہ جوان شائستہ سخن معلوم ہوتا ہے۔ اس نے بہت اچھا جواب دیا ہے۔

جب حضرت علیؑ وہاں سے واپس جانے لگے تو حضرت خواجہ حسن بصریؒ اُن کے پیچھے روانہ ہوئے اور کچھ دُور جا کر حضرتؑ کا دامن پکڑ لیا اور عاجزانہ عرض کی خدا کے لئے مجھے وضو کرنا سکھا دیجئے۔ چنانچہ اُسی جگہ حضرت علیؑ نے ایک طشت منگایا اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو وضو کرنا سکھایا۔ اور وہ جگہ "باب الطشت" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اور آج تک باب الطشت کہلاتی ہے۔

(حاشیہ:- اس روایت سے ثابت ہوا کہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ بے علم واعظوں کو وعظ کہنے سے روکے۔ اور مشائخ صوفیہ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسے پیروں کو مرید کرنے سے روکیں جن کو تصوف کا علم نہ ہو۔ اور جن کو کسی مستند بزرگ سے بیعت لینے کی اجازت نہ ملی ہو۔ کیونکہ امیر المومنین حضرت علیؑ سب سلسلوں کے مشائخ کے پیشوائے اعظم تھے اُنھوں نے جو حکم اپنی خلافت کے زمانے میں دیا تھا اُس کی تعمیل وقتی نہیں تھی بلکہ قیامت تک جتنے مسلمان حضرت علیؑ کے سلسلوں میں بیعت کریں گے۔ اُن سب پر حضرت علیؑ کی تقلید اور پیروی اور اُن کے عمل اور حکم کی تعمیل واجب رہے گی حسن نظامی)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ اکثر بکا و گریہ میں رہتے تھے (یعنی روتے رہتے تھے) میں نے حضرت سلطان المشائخؒ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی یہ عبارت دیکھی ہے "حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی وفات کی رات ایک آواز آئی۔ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ حَسَنٍ ۝ یقیناً اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آل ابراہیمؑ کو اور آل حسنؒ کو۔"

(حاشیہ:- اس آوازِ غیب سے یہ بات ظاہر ہوتی کہ آلِ حسنؒ سے مراد حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے سلسلے کے مشائخ و مرید ہیں۔ یعنی حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی وفات کے بعد سے قیامت تک جو لوگ اُن کے سلسلے میں مرید ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بموجب برگزیدہ اور مقبول الٰہی ہوں گے حسن نظامی)

جس رات حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے وفات پائی ایک بزرگ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے کہ "خواجہ اپنے خدا سے آن ملا۔ اور خدا اس سے خوش ہے۔"

چوتھے خواجہ کا بیان

شیخ شیوخ العصر علامۂ دہر قطب العالم حضرت خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید اور جانشین اور خلیفۂ اعظم تھے۔ بڑے بڑے درجے اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا فرمائے تھے۔ شَرَّفَهُ اللّٰهُ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَةِ: اللہ تعالیٰ نے اُن کو مشرف فرمایا تھا روح سے اور راحت سے۔

غیبی حلوہ

کہتے ہیں حضرت خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ ایک دن خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور اُن کی خانقاہ کے درویش وہاں جمع تھے لیکن سب نے حضرتؒ سے عرض کی کہ ہم سب کئی دن سے بھوکے ہیں۔ اور اب بھوک برداشت کی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آج ہم سب کو حلوہ عطا فرمائے۔ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ نے آسمان کی طرف دیکھ کر دعا فرمائی کہ یا اللہ! اپنے ان بندوں کو حلوہ عطا فرما۔ یہ کہنا تھا کہ آسمان سے اشرفیاں برسنے لگیں۔ حضرتؒ نے حکم دیا جاؤ اشرفیاں لو اور حلوہ خریدو۔ درویش لوگ حلوہ لائے۔ اور اُن سب نے حلوہ کھایا۔ مگر خود حضرت خواجہ عبد الواحدؒ نے اس حلوے کو ہاتھ نہیں لگایا (حاشیہ:- حضرت خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ کے مریدوں اور درویشوں نے بشریت اور بھوک پیاس کی تکلیف سے بے قابو ہو کر حلوہ کھانے کی

۴

درخواست کی ہوگی۔ لیکن چونکہ خود حضرت رضؓ اپنے نفس کی خواہشات پر پوری طرح غالب آ چکے تھے اس واسطے حضرت رضؓ نے وہ حلوہ نہیں کھایا۔ اگرچہ وہ حلوہ غیبی برکت اور نعمت اور عطا کا حلوہ تھا لیکن اُن کے لئے تھا جو اب تک اپنے نفس پر غالب نہیں ہوئے تھے۔ حسن نظامی)

اللہ نے وضو کرایا

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضؓ کو آخر عمر میں فالج ہو گیا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ نماز کا وقت آ گیا۔ اور کوئی خادم پاس نہ تھا کہ حضرت رضؓ کو سہارا دے کر وضو کراتا۔ اور نماز پڑھواتا اس لئے حضرت رضؓ نے دُعا مانگی کہ یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیری مرضی پر صابر و شاکر ہوں۔ تو نے جو بیماری مرحمت فرمائی ہے۔ میں نے کبھی کسی سے اُس کی شکایت نہیں کی۔ اور اپنے دل میں بھی شکایت نہ آنے دی۔ میرے دل میں تیری عبادت کا ذوق قائم ہے۔ یہی میرے لئے سب کچھ ہے۔ اب فرض نماز کا وقت ہے۔ اور مجھ میں فالج کی وجہ سے حرکت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے جو مجھے وضو کرائے۔ تو اپنے فضل و کرم سے اتنی طاقت مجھے دیدے کہ میں اُٹھ کر وضو کر لوں۔ اور فرض نماز ادا کر سکوں جس کا وقت جا رہا ہے۔

یہ دُعا کرتے ہی فوراً حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضؓ کے اندر طاقت پیدا ہو گئی۔ اور فالج کا اثر بالکل جاتا رہا۔ وہ اُٹھے اور اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے پانی لیا۔ اور وضو کیا۔ اور اس کے بعد نہایت اطمینان سے نماز پڑھی۔ اور نماز پڑھ چکے تو پھر اپنی بیماری کے بستر پر چلے گئے۔ اور پھر اُن کا وہی حال ہو گیا یعنی فالج کا اثر پھر پیدا ہو گیا (حاشیہ:- اس حکایت سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ چشتیہ خاندان کے اولیاء اللہ پنج وقتہ نمازوں کے بہت زیادہ پابند تھے۔ اور ایسی بیماریوں میں بھی نماز پڑھتے تھے۔ جن میں انسان حرکت کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ چشتیہ خاندان کے ان بزرگوں کو خلاف عقل اور خلاف فطرت جسمانی صحت عطا فرماتا تھا گویا کہ خود اللہ ان کو وضو کراتا تھا۔ حسن نظامی)

پانچویں خواجہ کا بیان

بادشاہِ درگاہِ وصلت، فلک الولایت، شمس الدرایت، کثیر الفضائل ابو علی الفضیل ابن عیاض رضؓ، اپنے وقت کے بہت بڑے مشایخ میں سے تھے۔ انھیں بہت جلدی رونا آ جاتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ مغموم دکھائی دیتے تھے۔ اور ہر وقت فکر و غور میں نظر آتے تھے۔ انھوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضؓ سے خرقہ پایا تھا۔

اور انھوں نے عربی زبان میں فرمایا ہے "کسی بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ادا نہ کرے اس چیز کو جو اللہ نے اُس پر فرض کی ہے۔ اور جب تک کہ پرہیز نہ کرے اُس چیز سے کہ اللہ نے اُس پر حرام کی ہو۔ اور راضی نہ ہو جائے اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے اُس کی قسمت میں لکھ دی ہو"۔

اور یہ بھی حضرت رضؓ کا قول ہے کہ "جب اللہ کسی بندے سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اُس کے غم کو زیادہ کر دیتا ہے۔ اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو اُس کی دُنیا کو وسیع کر دیتا ہے"۔

اور یہ بھی اُن کا قول ہے کہ "اگر ساری دُنیا کی دولت اور نعمت میرے سامنے پیش کی جائے تو میں اُس کو ایسے ہی نجس اور ناپاک سمجھوں گا جس طرح لوگ مُردار چیزوں سے نفرت کرتے ہیں"۔

اور یہ بھی فرمایا ہے "کہ کسی بُرے کام کا چھوڑنا ریاکاری ہے اگر دُنیا والوں کو دکھانے کے لئے وہ کام چھوڑا ہو۔ اور اگر لوگوں کے دکھانے کے لئے کوئی اچھا عمل کیا جائے تو یہ شرک ہے"۔

ابو علی رازی رضؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ کے ساتھ تیس برس رہا۔ کبھی اُن کو تبسم کرتے نہ دیکھا۔

بیٹے کے مرنے پر تبسم کیا

ایک دن حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ کے فرزند علی بن فضیل رضؓ نے وفات پائی۔ اُس دن حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ نے تبسم کیا۔ لوگوں نے پوچھا "حضرت آپ کو کبھی ہنستے اور تبسم کرتے نہیں دیکھا تھا۔ آج اتنے بڑے صدمے کے وقت کہ جوان بیٹے نے وفات پائی ہے۔ جو ولی کامل تھا۔ آپ کو تبسم کرتا دیکھ رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟" فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کو اس دُنیا کے جنجال سے نجات دے کر اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ میرا بیٹا خدا کو پیارا تھا اُس نے اُس کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میرا بیٹا خدا کے دربار میں مقبول ہوا"۔

ڈاکو تھے

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ پہلے ڈاکو تھے۔ اور قافلے لوٹا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک قافلے کو لوٹنے گئے۔ تو قافلے میں کوئی قاری بلند آواز سے قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ اور اس نے یہ آیت پڑھی اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُھُمۡ

لذکر اللہ۔ کیا وہ وقت نہیں آیا ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے ہیں کہ اُن کے دلوں میں گدازگی پیدا ہو اللہ کے ذکر کے لئے"

یہ آیت سُن کر حضرت فضیلؒ پر اثر ہوا اور ایک کیفیت پیدا ہوگئی۔ اور اُنھوں نے بیتاب ہو کر کہا "یا رَبِّ قَدْ آنَ۔ اے پروردگار وہ وقت آگیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ بہت روئے اور قزاقی سے توبہ کی۔ اور جن جن کا مال لوٹا تھا اُن سب سے مل کر سب کو خوش کر دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں

روایت ہے کہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ قزاقی سے توبہ کرنے کے بعد کوفے میں آئے۔ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے علم شریعت حاصل کیا۔ اور پھر اس کے بعد علم حقیقت اور علم طریقت دوسرے اولیاء اللہ کی خدمتوں میں رہ کر حاصل کرتے رہے۔

ہارون رشید کی حاضری

فضیل بن ربیع ہارون رشید کا وزیر روایت کرتا ہے کہ میں ہارون رشید (عباسی خلیفہ) کے ساتھ حج کرنے مکے میں آیا۔ ایک رات ہارون نے مجھ سے کہا کہ اگر یہاں مردانِ خدا میں کوئی مرد معلوم ہو تو مجھے اُس کے پاس لے چل۔ میں نے ہارون سے کہا یہاں عبد الرزاق صنعانی ایک بزرگ رہتے ہیں۔ چلئے اُن کے پاس چلیں۔ ہم دونوں حضرت صنعانیؒ کے پاس گئے۔ اور کچھ دیر بات چیت کی۔ میں نے خلیفہ کے اشارے سے صنعانی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے ذمے کچھ قرضہ ہے؟ جواب دیا "ہاں میں مقروض ہوں"۔ خلیفہ نے مجھے حکم دیا۔ "ان کا سب قرضہ ادا کر دے"۔

اس کے بعد خلیفہ نے مجھ سے کہا ابھی میرا دل مردِ کامل کی تلاش میں ہے۔ کسی اور بزرگ کے پاس چل"۔ میں نے عرض کی چلئے سفیان بن عتبہ یہاں ہیں وہ بھی بڑے بزرگ ہیں۔ ہم دونوں ان کے پاس حاضر ہوئے۔ اور بہت دیر باتیں کیں۔ اور آخر میں میں نے خلیفہ کے اشارے سے پوچھا آپ کے ذمے کچھ قرضہ ہے؟ حضرت سفیانؒ نے جواب دیا ہاں قرضہ ہے۔ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ان کا سارا قرضہ ادا کرا دے۔ باہر آکر خلیفہ نے کہا اے فضیل میرے دل کو تسکین نہیں ہوئی کسی اور بزرگ کے پاس لے چل۔ میں نے کہا میں بھول گیا تھا اب یاد آیا حضرت فضیل بن عیاضؒ بھی یہاں رہتے ہیں۔

اس کے بعد ہم دونوں حضرت فضیل بن عیاضؒ کے حجرے کے قریب گئے۔ وہ حجرے کا دروازہ بند کئے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ ہم دونوں نے باہر کھڑے ہو کر اُن کی تلاوت سنی۔ جب اُنھوں نے یہ آیت پڑھی "کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو گناہوں میں مبتلا ہیں کہ اللہ اُن کی حالت کو بدل کر اُن لوگوں کی سی حالت بنا دے جو ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں"۔ جب خلیفہ ہارون رشید کے کان میں یہ آیت پڑی تو اُس نے مجھ سے کہا یہی آیت ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ تو دروازے پر دستک دے۔ تاکہ ہم اندر جا کر ان سے ملیں۔ میں نے دروازے پر ہاتھ مارا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے قرآن پڑھتے پڑھتے سکوت اختیار کیا۔ اور پھر پوچھا دروازے پر کون ہے؟ میں نے جواب دیا "امیر المومنین تشریف لائے ہیں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں"۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے جواب دیا "مجھے امیر المومنین سے کچھ غرض نہیں ہے۔ وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟ میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا"۔ میں نے نہایت عاجزانہ لہجے میں جواب دیا "آپ امیر المومنین کو اندر آنے کی اجازت دیجئے"۔ حضرتؒ نے جواب دیا "میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا"۔ تب میں نے کہا "قرآن مجید میں خدا نے مسلمان اصحابِ حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور امیر المومنین اولی الامر ہیں"۔ تب کچھ دیر حضرت فضیل بن عیاضؒ نے خاموش رہ کر کراہت کے ساتھ جواب دیا آؤ اندر آ جاؤ۔

ہم دونوں اندر گئے۔ چراغ روشن تھا۔ جانماز بچھی ہوئی تھی۔ قرآن شریف سامنے رکھا ہوا تھا۔ فضیلؒ کھڑے ہو گئے۔ اور اُنھوں نے چراغ گل کر دیا۔ اور ہم دونوں سے کہا یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے الگ کھڑا ہوں۔ ہارون رشید نے اندھیرے میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور مصافحہ کرنا چاہا۔ حجرے میں اتنی تاریکی تھی کہ ہارون رشید دیکھ نہ سکا کہ حضرتؒ کدھر کھڑے ہیں۔ مگر جب ہارون کا ہاتھ حضرتؒ کے جسم کو لگا تو حضرتؒ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہارون کے ہاتھ کو دبا کر فرمایا "آہ میں نے اس سے زیادہ کبھی کوئی نرم ہاتھ نہیں دیکھا۔ خدا اس ہاتھ کو دوزخ کی آگ سے بچائے"۔ ہارون رشید پر گریہ طاری ہوا۔ اور وہ روتے روتے بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو اُس نے کہا اے خواجہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا "اے امیر المومنین! تیرے باپ حضرت عباسؓ رسول اللہؐ کے چچا تھے

ایک دفعہ انہوں نے رسول اللہ صلعم سے
کسی علاقے کی حکومت چاہی ۔ رسول خدا
نے فرمایا "اے چچا! اگر تو ایک سانس خدا
کی طاعت میں گزارے تو وہ اس سے
بہتر ہو کہ ہزار برس تک دوسرے تیری
اطاعت کریں ۔ امارت اور حکومت سے
قیامت کے دن ندامت ہوگی۔"

خلیفہ ہارون رشید نے یہ بات سن
کر حضرت رضؓ سے گزارش کی "نصیحت میں
کچھ اور اضافہ فرمائیے" حضرت نے جواب
دیا میں "ڈرتا ہوں یا امیر المومنین کہ تیری
یہ اچھی صورت دوزخ میں نہ ڈالی جائے۔
خدا سے ڈر اور خدا کے حق کو پہچان ۔ اور
بندوں کے حق کو پہچان ۔ اور ہر ناحق سے
بچ اور احتیاط کر۔"

خلیفہ نے اپنے وزیر فضیل بن ربیع
کو اشارہ کیا ۔ اور فضیل نے حضرت رضؓ سے
بھی وہی سوال کیا جو پہلے دو بزرگوں سے
کیا تھا کہ کیا آپ کو کسی کا کچھ قرضہ دینا ہے؟
حضرت رضؓ نے جواب دیا "ہاں مجھے قرضہ
دینا ہے ۔ اور وہ قرضہ خدا کا ہے ۔ اور
اسی قرض کے ادا کرنے کے لئے یہاں مشغول ہوں" -
میں نے خلیفہ ہارون رشید کے اشارے
سے ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی حضرت
خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ کے قدموں میں رکھی
حضرت رضؓ نے نہایت برہمی کے لہجے میں فرمایا
"اے امیر المومنین! تجھ پر میری کسی نصیحت
کا کچھ اثر نہیں ہوا ۔ کہ میں تیری نجات چاہتا
تھا ۔ اور تو مجھے بلا میں ڈالنا چاہتا ہے ۔
لیجا اس ناپاک دنیا کو مجھے اس کی ضرورت
نہیں ہے ۔ اور خبردار آئندہ کبھی ادھر آنے
کا ارادہ نہ کیجیو۔"

ہارون رشید روتا ہوا حجرے سے باہر
آیا ۔ اور مجھ سے کہا "اے فضیل بن ربیع خلیفہ
اور بادشاہ درحقیقت فضیل بن عیاض رضؓ ہے۔
اور مجھے جس مرد کامل کی تلاش تھی وہ یہی
شخص ہے" میں نے کہا "یا امیر المومنین!
اس شخص نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس
سے یہ سمجھا جائے کہ وہ مرد کامل ہے ۔ مجھے
تو اس شخص کے دماغ میں خشکی معلوم ہوتی
ہے ۔ تنگ و تاریک حجروں میں پڑا رہنے سے
اور فاقے کرنے سے ان لوگوں کی عقلیں
اور تمیزداریاں خراب ہو جاتی ہیں" خلیفہ
نے جواب دیا "بے ادب نہ بن ۔ تو ایک
بہت بڑے کامل انسان کی شان نہیں
سمجھ سکتا ۔ اگرچہ فضیل بن عیاض رضؓ نے
مجھ سے بات چیت میں سختی برتی لیکن اس
سختی میں میں نے ہدایت اور ہمدردی
اور خلوص اور سچائی کی ایک بڑی روشنی
پائی ۔ اور اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ
اس ملک کا شہنشاہ حقیقی معنوں میں
فضیل بن عیاض رضؓ ہے" (حاشیہ: سیر الاولیا
کے اس بیان کا ترجمہ کرتے وقت میرے
دل میں حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ کی
عزت بہت زیادہ ہو گئی اور یقیناً جو شخص
بھی اس بیان کو پڑھے گا اس کے دل میں
حضرت رضؓ کی عظمت پیدا ہوگی ۔ لیکن انصاف
یہ ہے کہ میرے دل میں آج تک خلیفہ
ہارون رشید کی اتنی عزت نہیں تھی جتنی
اس بیان کے پڑھنے سے پیدا ہوئی ۔ کیونکہ
اس تاریک حجرے میں ایک بہت بڑا
شہنشاہ داخل ہوا تھا ۔ اتنا بڑا شہنشاہ
جو عربستان کا مالک تھا ۔ ملک شام کا
مالک تھا ۔ فلسطین کا مالک تھا ۔ عراق کا
مالک تھا ۔ ایران کا مالک تھا ۔ اور ترکستان
اور افغانستان کا مالک تھا ۔ اور ہندوستان
کا ایک حصہ بھی اس کے اثر میں آ چکا تھا ۔ اور
اس شہنشاہ کی شہنشاہی یا تاریخوں سے
ظاہر ہوتی تھی یا الف لیلہ کے قصوں سے
اس کی شاہانہ عیاشیاں سامنے آتی تھیں
اور مجھ ہی کو نہیں تمام دنیا کو اور دنیا کے
مہذب ملکوں یورپ امریکہ کو مبہوت کر دیتی
تھیں ۔ مگر آج معلوم ہوا کہ یقیناً محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا کی اولاد باوجود
دنیاوی شان و شوکت کے اپنے دل و دماغ
میں اللہ و رسول ؐ اور اولیاء اللہ کی محبت
اور عقیدت بھی حد سے زیادہ رکھتی تھی ۔ اگر
یہ بات نہ ہوتی اور محض رعایا کو اپنی طرف
متوجہ کرنا مقصود ہوتا تو خلیفہ ہارون رشید
دن کے وقت اپنی شاہانہ شوکت کے ساتھ
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضؓ کی خدمت
میں حاضر ہوتا ۔ اور اس وقت جتنی زیادہ
عقیدت مندی ظاہر کرتا وہ محض سیاسی
اور ریاکاری کی عقیدت کہی جاتی ۔ مگر وہ رات
کے وقت محض ایک وزیر کے ساتھ حضرت رضؓ
کے حجرے میں آیا جس سے ظاہر ہوا کہ وہ بغیر کسی
سیاسی غرض کے محض اپنی روح کی تسکین کے
کے لئے در بدر پھر رہا تھا ۔ اور اس کے دل
میں حق تعالیٰ کی اور اس کے پاک بندوں
کی سچی تلاش موجود تھی ۔

مجھے یہ لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے
کہ ہارون رشید ایک شخصی حکمراں تھا ۔ اور
اس کے بے شمار دشمن تھے ۔ اور موجودہ زمانے
میں جب کہ جمہوری حکومتیں ہیں ۔ اور بادشاہوں
کا عدم وجود برابر ہے ۔ پھر بھی کسی نام کے
بادشاہ کی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ رات

کے وقت اس طرح تنگ و تاریک حجروں میں اکیلا چلا جائے اور اپنی جان کا خوف نہ کرے یورپ و امریکہ کی کوئی حکومت اپنے کسی بادشاہ کی یا اپنے کسی وزیر اعظم کی ایسی مثال پیش نہیں کر سکتی جیسی بے خوفی ہارون رشید سے اس حکایت میں ظاہر ہوئی۔ اور یہ بھی دلیل ہے۔ اسلام کی صداقت کی جب کے دلوں میں اسلام گھر بنا لیتا ہے پھر وہ دنیا کی کسی خطرناک چیز سے ڈرتے نہیں۔ اور ہمیشہ بے خوف رہتے ہیں۔ حسن نظامی)

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رح کی وفات

نے بماہ محرم ۱۸۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت اس وقت مکے میں تھے۔ اور وہیں حضرت کو دفن کیا گیا۔ (حاشیہ: حضرت رح کے مزار کی بابت مجھے معلوم نہیں کہ وہ مکے کے کس مقام میں ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے مزار کی نسبت میں جانتا ہوں کہ وہ سابق شریف مکہ عون کے مکان کے ایک حصے میں واقع تھا۔ حسن نظامی)

چھٹے خواجہ کا بیان

سلطان السالکین، مقرب حضرت رب العالمین، تارک مملکت دنیا، مالک سلطنت عقبیٰ، ظل اللہ فی العالم خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی رح تھے۔ جنہوں نے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رح سے خلافت پائی تھی۔ اور جن کو معاملات دنیا اور حقائق دین کی بہت زیادہ آگاہی تھی۔ اور جو اپنے وقت میں تمام بڑے بڑے مشایخ سے زیادہ مقبول تھے۔ اور جن کی نسبت ایک بزرگ نے عربی زبان میں یہ کہا تھا "ترک کر دیا ابن ادہم رح نے اپنا ملک اور اپنا گھر اور آئے فضیل بن عیاض رح کے پاس اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے۔ اور چھوڑ دیا انھوں نے خزانوں کو اور لشکروں کو اور اپنے اہل و عیال کو۔ پس حاصل کر لیا وہ مقام جو ان کے لئے زیبا تھا۔"

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رح بلخ کے بادشاہ تھے۔ اور اس بادشاہی کو چھوڑ کر درویشی اختیار کی تھی۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رح سے بھی ملے تھے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رح نے ایک دن فرمایا "سیدنا ابراہیم ادہم" (ہمارے سید ابراہیم ادہم ہیں) تو لوگوں نے پوچھا "ابراہیم نے سیادت کہاں سے پائی؟" حضرت امام ابوحنیفہ رح نے جواب دیا "وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول رہتے تھے اور ہم دوسرے کاموں میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ اس واسطے میں نے ان کو اپنا سید کہا۔"

سید الطائفہ فقر حضرت جنید بغدادی رح نے حضرت ابراہیم بن ادہم رح کی نسبت فرمایا۔ "مفاتیح العلوم ابراہیم بن ادہم رح" ابراہیم بن ادہم رح کی ذات میں علوم کی کنجیاں ہیں"

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رح عربی زبان میں فرماتے ہیں "تصوف تکریم ہے اور تسلیم ہے اور تطرق ہے اور تلطف ہے" یعنی خدا کی مخلوق کی عزت کرنا اور اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دینا اور ہر لحظے اپنی نظر خدا کی طرف رکھنا اور خدا کے بندوں پر مہربان رہنا

دوسری جگہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہیں "اختیار کر لے بس اللہ ہی کو مونس و ہمدم۔ اور چھوڑ دے ایک کنارے پر سب انسانوں کو۔"

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "باطل کی طرف زیادہ دیکھنا حق کی پہچان سے دل کو غافل کر دیتا ہے"

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "حرص و طمع کے کم کرنے سے انسان میں سچائی اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ اور حرص و طمع کی کثرت سے غم اور بے اطمینانی بڑھتی ہے"

اور یہ بھی ان کا قول ہے "قَدْ رَضِينَا مِنْ أَعْمَالِنَا بِالْمَعَانِي وَمِنْ طَلَبِ تَوْبَةٍ بِالتَّوَانِي وَمِنَ الْعَيْشِ الْبَاقِي بِعَيْشِ الْفَانِي" یقیناً ہم راضی ہو گئے ہیں اپنے اعمال کے معانی سے۔ اور بار بار توبہ کرنے سے۔ اور ہمیشہ رہنے والے عیش کے اختیار کرنے اور فانی عیش کو ترک کر دینے"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ "اُطْلُبْ مَطْعَمَكَ وَلَا عَلَيْكَ أَنْ تَقُومَ اللَّيْلَ وَتَصُومَ النَّهَارَ" تلاش کر اپنی روزی کو (جو تیرے لئے ضروری ہے) اور لازم نہیں ہے تجھ پر کہ تو روزی کی تلاش چھوڑ کر رات بھر عبادت کے لئے کھڑا رہے۔ اور دن بھر روزے رکھتا رہے۔" (حاشیہ: حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی کا یہ آخری قول ان لوگوں کا جواب کرے گا جو درویشوں پر یہ طعن کرتے رہتے ہیں کہ درویشوں نے دنیا ترک کر کے بیکاروں اور مفت خوروں کا ایک انبوہ جمع کر دیا ہے۔ لیکن وہ چشتیہ خاندان کے بہت قدیمی پیشوا حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی رح کے اس ارشاد سے معلوم کر سکتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ انسان کو رات بھر کھڑے ہو کر نفل پڑھنے اور دن بھر روزے رکھنے سے پہلے لازم ہے کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی روزی کو تلاش کرے۔ کیونکہ حضرت رح کا عمل قرآن شریف کی تعلیم پر تھا۔ اور قرآن شریف میں یہ ارشاد ہے "وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا"

ہندوستان کا خفیہ ہتھیار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے حسن نظامی دہلوی عرض کرتا ہے کہ آج ۸ رمضان سنہ ۱۳۶۵ھ مطابق ۶ اگست سنہ ۱۹۴۶ء منگل کے دن صبح اپنے مکان ملکوت منزل میں یہ کتاب لکھنی شروع کی۔

دوسری جنگ یورپ کے وقت جرمنی کا ڈکٹیٹر ہٹلر کہتا تھا "میرے پاس ایک خفیہ ہتھیار ہے۔ جو میں لڑائی کے آخر میں استعمال کرونگا"۔ مگر وہ خفیہ ہتھیار یعنی ایٹم بم جرمنی کے دشمنوں کے ہاتھ لگ گیا۔ اور انھوں نے جرمنی کے بعد جاپان کو بھی اس خفیہ ہتھیار سے جیت لیا۔

مگر مجھے یقین ہے کہ بر اعظم ہندوستان کے پاس ایک ایسا خفیہ ہتھیار ہے جو ایٹم بم سے بہت زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اور وہ خفیہ ہتھیار خدا کے موجود ہونے کا یقین ہے۔

اگرچہ جو لوگ خدا کے منکر ہیں وہ مادی طاقتوں اور سائنس کی قوتوں پر بھروسہ رکھتے ہیں لیکن ہندوستان جانتا ہے کہ مادہ اور سائنس اور عقل اور علم بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ اور ان سب میں بھی خدا کی قدرت اور طاقت کام کرتی ہے۔

جس ذرے سے خدا کے منکروں نے ایٹم بم بنایا تھا۔ اور اُس سے لاکھوں انسانوں کو ہلاک کیا تھا اب وقت آگیا ہے کہ اُسی ذرے سے ہندوستان کے خدا پرست انسانوں اور سب جانداروں کی زندگی بڑھانے اور خوشحال اور خوش دل بنانے کی ایجادیں کریں۔ اس لئے میں یہ کتاب ہندوستانیوں کی آنکھوں اور دماغوں اور ذہنوں اور عقلوں کو غور و خوض اور تحقیقات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اپنے بزرگوں کے درویشانہ انداز میں لکھتا ہوں۔ تاکہ اُن سب کے خیالات اور اُن سب کی توجہات ایک مرکز پر جمع ہوجائیں۔ اور وہ آسمان و زمین اور ان دونوں کی موجودات پر غور کرنے لگیں اور غور کرتے کرتے ان سے اپنی زندگی کو خوشحال اور خوش دل بنانے کے کام شروع کردیں۔

یہ کتاب دیکھنے میں لفظوں اور خیالوں کی رنگینیوں اور بندشوں کا ایک طومار ہے لیکن درحقیقت ان سب کے اندر خود خدا بول رہا ہے کیونکہ خدا نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا قرب حاصل کرلیتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے بولتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے کام کرتا ہے پس میری آنکھ خدا کی آنکھ ہے۔ میری زبان خدا کی زبان ہے۔ اور میرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔

اور جو کچھ میں اس کتاب میں لکھ رہا ہوں وہ بھی سب خدا کی شانوں کا ظہور ہے۔ اور جن چیزوں کا بیان اس کتاب میں ہے وہ سب چیزیں بھی خدا کی جھلکیاں ہیں ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم نے سچ کہا تھا ؎

چمک تیری عیاں بجلی میں آتش میں شرارے میں
جھلک تیری ہویدا چاند میں سورج میں تارے میں
بلندی آسمانوں میں، زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں، افتادگی تیری کنارے میں

سب میں تو، سب کچھ تو، تو ہی تو، یہ بھی تو۔ وہ بھی تو، میں بھی تو۔ تو بھی تو۔ دائیں بھی تو۔ بائیں بھی تو اوپر بھی تو۔ نیچے بھی تو۔ اول تو، آخر تو۔ ظاہر تو، باطن تو۔

سُورج

ہندو جس کُرہ نورانی کو دیوتا مانتے ہیں اور مسلمان جس روشن روئی کو مخلوق سمجھتے ہیں۔ سردی میں محبوب بن جاتا ہے۔ اور گرمی میں معتوب ہوجاتا ہے۔ جب سردیاں جاتی ہیں اور گرمیاں آتی ہیں تو پھر خدا کی ہر مخلوق اس سورج سے بچاؤ ڈھونڈنے لگتی ہے۔

سائنس والے کہتے ہیں سورج سے اس زمین کی دُنیا کو زندگی ملی ہے۔ مگر سورج سے پوچھو کہ تو خود اپنا حال بتا۔ تو وہ جواب دیتا ہے "میں آگ ہوں، میں حرارت ہوں۔ اوپر آگ، نیچے آگ۔ دائیں آگ۔ بائیں آگ۔ اندر آگ باہر آگ۔ دوزخ اگر آگ ہے تو میں دوزخ ہوں حرارت اگر زندگی ہے تو میں زندگی ہوں۔ روشنی اگر ضروری ہے تو میں بہت بڑی روشنی ہوں۔ بارہ گھنٹے تک ایک ملک میں چمکتا ہوں اور پھر چھپ جاتا ہوں۔ یہاں چھپا اور دوسرے کسی ملک میں نکل آتا ہوں۔ اور وہاں چھپتا ہوں تو پھر اُن ملکوں میں نکل آتا ہوں جہاں بارہ گھنٹے پہلے چھپا تھا۔ نادان کہتے ہیں "سورج چھپا اور سورج نکلا"۔ دانا کہتے ہیں "نہ وہ چھپا نہ نکلا

یہ تو اُس ذات کی تجلیاں ہیں جو کہنے کو پوشیدہ ہے مگر حقیقت میں ہر چیز سے زیادہ بے پردہ ہے

چاند

پیارے مکھڑے والے چاند۔ پہلی تاریخ کے نازک اندام چاند۔ چودھویں تاریخ کے بھرپور چاند۔ تو چاندرات کو گود کا نونہال بن کر نظر آتا ہے۔ چودھویں کو جوانی کی بہار دکھاتا ہے۔ دمکتا ہے۔ جگمگاتا ہے۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک کے من کو بھاتا ہے۔ دُنیا کے محبوبوں کی صورتوں کو بیان کرنا چاہتے ہیں تو اُن کو تیرے چہرے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اے چاند! تو ایک کُرّہ ہے۔ تجھ میں بھی کبھی میری زمین کی طرح مخلوق بستی تھی۔ مگر تیرے ہاں قیامت آ گئی۔ اور تیرے سب جاندار مر گئے۔ سب درخت سوکھ گئے۔ سب چشمے اور دریا خشک ہو گئے۔ اب تجھ میں بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔ بڑے بڑے غار ہیں۔ لق و دق میدان ہیں۔ مگر سب چپ ہیں۔ سب ساکت ہیں۔ سب دم بخود ہیں۔ اُن سب میں جان نہیں ہے۔

سورج جب تیرے مرے ہوئے بدن پر روشنی ڈالتا ہے تب تیرا سارا کُرّہ اور تیرے اندر کی سب چیزیں چمکنے لگتی ہیں۔ جس طرح انسان مرنے کے بعد جب قبر میں دفن ہو جاتا ہے۔ تو اُس پر خدا کی ذات اپنی نورانیت ڈال کر قبروں کی بے جان لاشوں کو چمکا دیتی ہے۔

وہ سب خود بولنے لگے

جونہی میں نے سورج اور چاند کا بیان۔ اپنی زبان حق ترجمان سے بولنا شروع کیا یکایک ساری کائنات کو زبان مل گئی۔ معلوم ہوا اُس کی ہر چیز خود بخود بولنے لگی۔ اور میں اپنے ہی کے زانو پر سر رکھ کر اُس کی مخلوق کی بولیاں سننے لگا۔

آسمان بولا

میں ہوں یا نہیں ہوں۔ میرا وجود ہے یا نہیں ہے۔ آدمی میری بود کے قائل ہیں یا مجھے نابود سمجھتے ہیں۔ میں انسان کی حد نظر ہوں تب بھی موجود ہوں اور اگر کوئی مستقل بالذات خارجی وجود رکھتا ہوں تب بھی موجود ہوں۔ سورج کے تیرنے کا دریا ہوں چاند کے بہنے کا نالا ہوں۔ تاروں کے نہانے کا تالاب ہوں۔ کالی کالی گھٹاؤں سے چھپ جاتا ہوں۔ تیز ہواؤں سے کھل جاتا ہوں۔ نیلا نیلا نظر آتا ہوں۔ کسی سے کہتا ہوں میں نہیں ہوں۔ یہ نیلاہٹ سمندر کے پانی کا عکس ہے کسی سے کہتا ہوں۔ میں زمردیں وجود ہوں۔ شاعر مجھی کو کوستے ہیں، میری ہی گردش کو اپنے مطلوب کی ناراضی اور فراق کا باعث سمجھتے ہیں۔ میری بپتی یہ ہے کہ مجھے اس "ہونے" نے ستایا ہے نہ ہوتا تو بہت اچھا تھا۔ ہو گیا تو رات دن کی مصیبت ہے۔ ہر وقت چاند سورج اور سیاروں کی ٹھوکریں کھاتا ہوں اور ہر وقت زمین کی مخلوقات اپنی نگاہوں کی مار سے میرا چہرہ زخمی کرتی رہتی ہے۔

آکاش یا فضا بولی

میں فضا ہوں ہندو مجھے آکاش کہتے ہیں آسمان زمین کے بیچ میں جو چیز خالی ہے اُسی کا نام لوگوں نے آکاش اور فضا رکھا ہے میں نہیں ہوں۔ ہوا ہے۔ ہوا نہیں ہے میں ہوں۔ میں کیا ہوں؟ معلوم نہیں ہوا کیا ہے؟ خبر نہیں۔ پہلے چیلیں مجھ میں رہتی تھیں۔ اب انسان نے جہاز بنائے ہیں۔ اور اُن جہازوں کو لے کر مجھ کو روندتا ہوا پھرتا ہے آگ مجھ میں ہے۔ برف مجھ میں ہے۔ بادلوں کو میں گود میں لیتی ہوں۔ بجلیاں میں چمکاتی ہوں بجلی مجھ ہی میں چمکتی ہے۔ میں بہروپیہ ہوں میرے بے شمار روپ ہیں۔ رات کو میرا روپ الگ ہے۔ دن کو میرا روپ اور ہے۔ برسات میں کچھ اور۔ سردی میں کچھ اور۔ گرمی میں کچھ اور۔ صبح کچھ اور، دوپہر کو کچھ اور۔ شام کو کچھ اور۔ مگر میں یہ سب کچھ دوسروں کے لئے ہوں اپنے لئے خبر نہیں میں کیا ہوں میں کیوں ہوں اور میرے ظہور سے خالق کائنات کا کیا منشا تھا۔

مٹی بولی

میں ہوں مٹی۔ خاک، جس کو انسان خاک دھول کہتا ہے اور جس پر مغرور ہو کر چلتا ہے، اور جس سے اس کا پتلا بنا ہے اور جس میں مرنے کے بعد دفن ہوتا ہے۔ یا جل کر راکھ بن کر ملجاتا ہے۔ میں ہی خاک ہوں، میں ہی مٹی ہوں۔ میرا نام ایشیا ہے مجھی کو یورپ کہتے ہیں۔ افریقہ اور امریکہ بھی میرا ہی نام ہے۔ میں ہی یورپ میں گورے، افریقہ میں کالے، ایشیا میں سُرخ و سفید و زرد آدمی بناتی ہوں۔ یا آدمیوں کی صورت بنتی ہوں۔ میں ہی وہ مٹی ہوں جو سمندروں کو اپنے اوپر اُٹھاتی ہے اور دریا جس کے آغوش میں بہتے ہیں۔ اور میں ہی وہ خاک ہوں جس کے سینے میں سوراخ کر کے انسان اور حیوان کو سیراب کرنے والے کوئیں بنائے جاتے ہیں۔

میں نہ تھی، مگر میں تھی۔ میں نہیں ہوں مگر کہا جاتا ہے اور مانا جاتا ہے کہ میں ہوں۔

جس دن کُن کی صدا سرمدی نغمے میں بلند
ہوئی اور کائنات پردۂ عدم سے پلک جھپکتے
یکایک نمودار ہوگئی تو میں بھی اپنے ذرات
کو سمیٹتی ہوئی منظر شہود پر آگئی۔ کُن سے پہلے
یقیناً میں نہ تھی۔ لیکن کُن سے پہلے یقیناً میں
تھی۔ جب میں بصورت کائنات نہ تھی تب
بھی کُن کہنے والے کے علم میں میری ہستی
موجود تھی۔ اور جب کُن کہنے کے بعد میں نمودار
ہوگئی۔ تب بھی کُن کہنے والے کے علم میں میرا
وجود موجود تھا اور کائنات نے بھی عالم ناسوت
میں مجھے دیکھا کہ موجود ہوں پھر بھی کہتی ہوں
کہ میں نہ تھی اور میں نہیں ہوں۔ اور میرا
ہونا واجب الوجود ذات کے سامنے نہ ہونے
کے برابر ہے۔

مجھ کو بہت چھوٹے چھوٹے ذرات جوڑ
کر بنایا گیا ہے اور میرے وجود میں اتنے ذرّے
ہیں۔ کہ ان کا شمار محال اور ناممکن ہے۔ ایک
مٹھی خاک میں کئی کروڑ ذرے ہوتے ہیں۔ میں
اس کائنات میں کُن کہنے والے کی مٹھی سے
بھی کم ہوں۔ لیکن پھر بھی اتنی بڑی ہوں کہ
لاکھوں میل کا سمندر ایک پیالے کی طرح
میرے ہاتھ میں ہے۔ اور لاکھوں میل کی
زمین ایشیا اور یورپ افریقہ اور امریکہ میں
میرے ہی اونچے نیچے ذرات کے جمع ہونے
سے نظر آرہی ہے۔

سمندر کی تہ میں ہوا اور سورج کی روشنی
مجھ کو نہیں دیکھتی اور سمندر کا پُرجوش پانی مجھ
کو اپنے پیروں میں کچلتا رہتا ہے اور دریا
جب بہتے ہیں تو میرے بدن کو کھرچتے ہوئے
چھیلتے ہوئے اور میرے ذرّوں کو اپنے جوش
اور روانی کے زور میں اچھالتے ہوئے
بہتے ہیں۔ اور اُن کا یہ خیال ہوتا ہے کہ آج
ہم اس خاکسار زمین کو تہ تک نیست و نابود
کردیں گے۔ مگر میں نہ نیست ہوتی ہوں
نہ نابود۔ چند میل دریا کے ساتھ بہتی ہوں
پھر جہاں جی چاہتا ہے ٹھیر کر اپنی تہ میں بیٹھ
جاتی ہوں۔ اور پھر دریا کے مغرور پانی سے
کہدیتی ہوں کہ بس میاں جاؤ بہت زور
دکھا چکے۔ تم کو فضا کی حرارت نے اوپر اٹھایا
پھر بارش بنا کر برسایا۔ تم موریوں میں پرنالوں
میں رواں دواں پھر رہے تھے۔ میں نے
اپنے ہاں پناہ دی تم آئے اور تم نے میرے
سینے پر بہنا شروع کیا۔ اور ایسے آپے سے
باہر ہوئے کہ میرے احسان کو بھول گئے۔
اور لگے جوش و خروش دکھانے۔ تم نے
میرے ذروں کو ناچیز سمجھا۔ اور اپنی تیز
چھریوں سے کچوکے دے دے کر ساتھ لے لیا
اور ان کو غوطے دیتے ہوئے زیر و زبر کرتے
ہوئے کوسوں تک بہاتے لئے چلے گئے۔
مگر اب میں تم کو اپنی طاقت کا تماشہ دکھاتی
ہوں۔ جاؤ جاؤ سمندر میں مل کر فنا ہو جاؤ۔
میرے ذرے اب بیٹھ گئے۔ اب تمہاری
مجال نہیں جو ان خاکی ذروں کو ستا سکو اور
اپنے ساتھ بہنے کے لئے مجبور کر سکو۔

اُو ہوا۔ اپنے جوش ستمرانی کو چھوڑ۔ تو جو آندھی
بن کر اٹھی ہے تو جو میرے ذرات کو وطن
سے جُدا کرنا چاہتی ہے۔ یہ اچھا نہیں ہے۔
میرا کیا ہے میں تو خاک ہوں۔ مجھ کو ہاتھی
روندتے ہیں۔ گھوڑے پامال کرتے ہیں۔
گدھے اور بیل شیر اور بکری کتے اور بلیاں
اور سب ہی انسان اور حیوان مجھ کو پامال
کرتے ہوئے چلتے ہیں اور میں اُن کو اپنے
پیٹ سے نکلا ہوا بچہ اور اپنے پیٹ میں آنے
والی خوراک سمجھ کر کچھ نہیں کہتی۔
تو کیا تو نے میرے اس صبر و تحمل کو دیکھکر
یہ سمجھا ہے کہ میں کمزور ہوں اور کمزور کو
ستانا قدرت کا قانون ہے؟ نہیں قدرت
کا یہ قانون نہیں ہے۔ اُس نے ہر بڑے سے
بڑے وجود اور ہر بڑی سے بڑی ہستی کو جتنی
طاقت دی ہے اتنی ہی طاقت ایک ادنیٰ
سے ادنیٰ وجود اور چھوٹی سے چھوٹی ہستی
کو بھی دی ہے۔ میں دیکھنے میں بے جان خاک
نظر آتی ہوں اور مجھ کو مردہ سمجھ کر ہر ایک کو
حقیر سمجھنے اور پامال کرنے کی جرأت ہوجاتی
ہے مگر میں نہ کمزور ہوں نہ میں مردہ ہوں نہ
میں حقیر اور بے حقیقت ہوں۔ ہوا، ہوا
اری او چلنے والی ہوا۔ اری او لڑکھڑانے
والی ہوا۔ اری او نظر نہ آنے والی ہوا۔ سُن
میں تجھ سے کہتی ہوں کہ میرے ہر ذرّے
میں جان ہے اور اس جان میں مکمل زندگی
ہے۔ اور اس جان میں بے شمار تمنائیں
ہیں۔ آرزوئیں ہیں اور بے شمار ارمان ہیں
جس طرح ہر جان اپنی حفاظت اور اپنی
بقا کے لئے جنگ و پیکار کرنی چاہتی ہے
اسی طرح مجھ خاک کے جاندار ذرّے
بھی اپنی حفاظت کے لئے ہر وقت آمادہ
اور تیار ہیں۔ ہم کو اپنے مولا اور پروردگار
کے قانون قدرت سے سرتابی کی مجال
نہیں۔ اسی لئے ہم انسان اور حیوان کے
پیروں میں پامال ہوں اور دریاؤں میں
بہیں اور سمندروں کو اپنی گود میں رکھیں اور
سبزیوں کو اپنے جسم سے اُگنے کی اجازت
دیں۔ ا[illegible] جب آندھی بن کر آئے تو تیرا
ساتھ دیں [illegible] کہ خاک تیرے سامنے
ادنیٰ ہے، ناچیز ہے۔ دیکھ میں خاک تجھکو
اپنی طاقت دکھاتی ہوں۔ [illegible] تیرے بازو توڑ

پھر چڑھ جاتی ہوں۔ تیرے سر پر بیٹھ کر دم بدم
مچاتی ہوں۔ یہ بھی تو دیکھ میں انسان کی
آنکھوں میں کس طرح گھس رہی ہوں۔ کانوں
میں گھس رہی ہوں۔ ناک میں گھس رہی ہوں
اور اس کے مکلف لباسوں کو اور صاف
مکانوں کو اور اُجلے بچھونوں کو غبار آلود
بنا رہی ہوں۔ میلا کر رہی ہوں۔

مجھے تو اپنی بیتی بیان کرنی ہے میں تو
ایک کائنات ہوں۔ خاک کی بستی ہوں
مٹی کی اقلیم ہوں۔ مجھے ہوا سے لڑائی باندھنی
زیبا نہیں۔ میں تو اپنی سرگذشت بیان کرنے
آئی ہوں۔ مجھے کیا ہو گیا۔ میں تو کچھ اور
کہنے لگی۔ مجھے تو کچھ اور خیال آ گیا۔

میں خاک، میں خاک، میں مٹی میں مٹی۔
میں راکھ۔ میں راکھ۔ میں دھول میں دھول۔
میں کیوں ہوں؟ میں کہاں سے ہوں؟ میرا
انجام کیا ہوگا؟ مجھ پر کیا گذر گئی؟ مجھ پر کیا
بیت رہی ہے؟ کون سُنے؟ کس کو سُناؤں؟
کون سمجھے؟ کس کو سمجھاؤں؟ جو مور کھ ہو۔
وہ جانے جو ہوشیار ہو وہ کیا سمجھے اور کیا
پہچانے۔ میں آدمؑ بنی سب کا باپ کہلائی
ہابیل قابیل بنی لڑائی کی ٹھیرائی، نوحؑ
بنی ڈوبی، تیری۔ طوفان کو لائی۔ پھر طوفان
کے سر پر اپنی کشتی چلائی۔ میں موسیٰؑ بنی اور
پھر اُن کے سامنے فرعون بنی۔ اور خدائی کا دعویدار
بن کر آئی۔ ایک طرف طور پر گئی خدا سے توریت
لائی، دوسری طرف دریا میں ڈوبی اور
بنی اسرائیل سے شکست کھائی۔

عیسیٰؑ میں ہی تھی۔ لمبا کرتا پہنا، لمبے
بال بڑھائے۔ بیماروں کو تندرست کیا۔ اندھوں
کو بینائی دی، مُردوں کو زندگی بخشی۔ پھر
میں یہودی بنی، دعویٰ بنی، اور عیسیٰؑ کو سولی
پر چڑھا دیا۔ سولی کی لکڑی بھی میں تھی مصلوب
عیسیٰ بھی میں تھی۔ سولی کا حکم دینے والا
حاکم بھی میں تھی۔ سولی کا حکم لینے والے
یہودی بھی میں تھی، سولی پر چڑھانے والا
جلاد بھی میں تھی۔ مگر نہیں میں کہاں تھی۔
وہ تو آدمی تھے۔ گوشت پوست کے
بنے ہوئے۔ جاندار کہلانے والے میں تو
خاک ہوں بے جان، کس نے کہا میں بے جان
ہوں؟ میری زندگی تو آدمؑ سے لے کر مسیحؑ
تک صاحب حیات، زندہ اور سراپا زیست
نظر آتی ہے۔

پھر اور سُنو، پھر اور دیکھو۔ عرب میں اور
حجاز میں ایک مقام مکہ تھا۔ وہاں میں ایک
یتیم بنی، میں نے باپ کو نہ دیکھا۔ میں لاوارث
ماں بنی، اور پھر اس یتیم کو گود میں لیا۔
پھر میں حلیمہؓ بنی اور اُس یتیم کو دودھ پلایا
پھر میں بکریاں چرانے کھڑی ہوئی۔ میرا گورا گورا
رنگ۔ میری بھولی بھولی صورت۔ میرے
لال لال گال، میرے پیارے پیارے ہونٹ میری بڑی بڑی
آنکھیں اُن میں گلابی گلابی ڈورے۔ اُن
پر کالی کالی پلکیں، اُن میں ہلکا ہلکا سرمہ۔
دانت میرے موتی سے زیادہ چمکدار، بال
میرے لمبے۔ کندھوں پر پڑے ہوئے،
گھونگر والے، ہاتھ میں میرے لکڑی سامنے
میرے بکریاں۔ میں اُن کو چراتی تھی۔ میں
اپنے وطن سے دور جنگل میں بکریوں کی رکھوالی
کرتی تھی۔ میں وہی یتیم ہوں جس نے پیدا
ہونے سے پہلے باپ سے جُدائی اور پانچ
برس کی عمر میں ماں سے جُدائی کا دُکھ
اُٹھایا۔ اور میں ہی وہ یتیم ہوں جس کے
لئے فرشتے آسمان سے نازل ہوئے۔
اور سینہ چاک کر کے بنیادی آلائش صاف
کی اور نور سے سینہ بھر دیا۔

پھر یہی یتیم تجارت کے لئے ملک شام میں
گیا۔ پھر اسی یتیم کی حضرت خدیجہؓ سے
شادی ہوئی۔ پھر یہی یتیم مامور من اللہ ہوا
وحی کی تجلیاں اس پر نازل ہوئیں۔ مجھ
سے اس کا پتلا بنا تھا۔ لیکن وہ تجلیاں میری
خاکی تپلے پر نازل نہیں ہوتیں یہ پُتلا تو ساتوں
آسمانوں کو طے کر کے عرش اعظم پر گیا۔ موسیٰؑ
سے ذات مطلق نے کہا تھا جوتیاں اتار کر آ۔
مگر جب یہ یتیم عرش اعظم پر گیا تو ذات مطلق
نے کہا جوتیوں سمیت آ جا۔

میں اپنی بیتی میں اس واقعہ پر جتنا فخر
کروں کم ہے۔ کہ میں خاک مگر اس خاکی پتلے
کے طفیل میری یہ عزت کہ ذات مطلق نے
پاس بُلایا اور اتنا پاس بُلایا کہ کمان کے دونوں
حصوں کی نزدیکی سے بھی نزدیکی ہو گئی۔

ذات مطلق نے فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ
کے بلیغ اور پُراسرار الفاظ سے حقیقت بیان
کی یعنی اس نزدیکی کے وقت اپنے بندے
سے ذات مطلق نے کچھ کہا اور خبر نہیں کیا کہا۔
ذات مطلق نے "عبد" کا لفظ استعمال
فرما کے مجھ مشت خاک کی شان بڑھائی۔
کہ وجود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
میں عبدیت کا جتنا حصہ تھا۔ اس میں مجھ
ناچیز خاک کو بھی دخل تھا کہ ذات محمدؐ
کا بشری پیکر خاک ہی سے بنا تھا اور عبدیت
کا لفظ اسی پیکر خاک کے لئے استعمال کیا
جاتا ہے۔ ذات مطلق نے ذات محمدؐ سے
بزبان وحی جو بات کی وہ بات درحقیقت
ذات مطلق کی خود اپنی ہی ذات سے بات
تھی عبدیت کو تو ایک مجازی آئینہ بنا لیا گیا
تھا اور چونکہ عبدیت کا مجازی آئینہ مجھ خاک سے

خمیر سے بنا تھا۔ اس واسطے میں اس پر فخر کرتی ہوں۔ جھومتی ہوں۔ وجد میں آتی ہوں۔ وجود محمدؐ معراج سے واپس آیا۔ تو میں نے یہ دیکھا کہ وہ ایک وقت معراج میں ذات مطلق سے قریب ہوتا ہے۔ ایک وقت اہل و عیال میں معروف نظر آتا ہے۔ ایک وقت اس کی شان شاہانہ حکومت کرتی ہے۔ ایک وقت وہ خطیب اور واعظ نظر آتا ہے۔ ایک وقت وہ فوجوں کا سردار اور سپہ سالار بنتا ہے۔ ایک وقت وہ سب سے بڑا نبی ہے۔ اور ایک وقت اس کی زبان کہتی ہے میں مسکین ہوں، مسکینوں میں رہتا ہوں، مسکینوں کو پسند کرتا ہوں اور مسکینوں ہی میں میرا حشر ہوگا۔"

یہ مجھ خاک کی بیتی ہے۔ ذات مطلق نے سچ فرمایا تھا۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ۔ میری بیتی میں ہر جگہ اور ہر پیکر میں ہر وقت ایک نرالی شان نظر آتی ہے۔ میں ہی وہ خاک ہوں جو ابوبکرؓ میں تھی۔ میں ہی وہ خاک ہوں جو عمر فاروقؓ میں تھی۔ میں ہی وہ خاک ہوں جو عثمان غنیؓ اور حیدر کرارؓ میں تھی۔ ظلم کے زہر سے شہید ہونے والے حسنؓ ابن علیؑ کا پتلا بھی مجھ ہی سے بنا تھا۔ اور وہ حسینؑ ابن علیؑ ماں باپ کا لاڈلا۔ نانا کا دل آرا۔ رسول اعظمؐ کے دوش پر سوار ہونے والا۔ جس کو رسول اعظمؐ کے ہونٹ پیار کرتے تھے۔ جب ۱۰ محرم کو کربلا کی گرم بیت پر تیز دھوپ میں ظلم و ستم سے پچھاڑا گیا اور سفاک خنجر اس کے حلق پر رکھا گیا۔ تو مجھ خاک کا بستر اس کے نیچے تھا اور مجھ ہی خاک کا غبار اس کے چہرے پر اور اس کے بالوں میں نظر آتا تھا۔ اور میں ہی وہ خاک تھی جس پر خنجر چل رہا تھا جس کے تیر مارے گئے تھے۔ جس کے برچھیاں لگے زخم لگے تھے ورنہ جس ذات کا نام حسینؑ تھا اس کو نہ تیر لگے نہ برچھی اور اس کو نہ خنجر ذبح کر سکے نہ تلوار۔ یہ سب اذیتیں تو مجھ خاک کے لئے تھیں کہ میں ہی پیکر حسینؑ میں تھی۔ سمائی ہوئی چیز مجھ اور تھی وہ امر تھا۔ جو آمر کے پاس چلا گیا۔ کربلا کی جلتی تپتی زمین پر تو میں پڑی رہی۔ گھوڑے تو مجھ پر دوڑے، پامال تو مجھے کیا گیا۔

اپنی بیتی کے جس حصے کو بیان کر رہی ہوں وہ بڑا مزیدار ہے۔ میں پیکر حسینؑ میں شمر کے خنجر سے تو نم خون پڑی تھی۔ سامنے عمر بن سعد اور عبید اللہ ابن زیاد کی خونی فوجیں تھیں۔ دوسری طرف حسینؑ مظلوم کے گھر والوں کے خیمے تھے۔ جن کو لوٹا جا رہا تھا۔ جلایا جا رہا تھا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں بھی اُتاری جا رہی تھیں حسینؑ کی مظلوم بہن زینبؑ غم کی تصویر بنی ہوئی بھائی اور بچوں کی لاشیں دیکھ رہی تھی۔ مظلوم حسینؑ کی پیاری بیوی، شہنشاہ ایران کی بیٹی شہربانوؑ اپنے دودھ پیتے بچے علی اصغرؑ کی لاش کو خون میں ڈوبا ہوا بے جان پڑا دیکھتی تھی اور روتی تھی۔ اُس کو اپنے جوان لڑکے علی اکبرؑ کی لاش بھی میدان میں نظر آتی تھی۔ جس کے سینے پر ظلم کی برچھی لگی تھی۔ اُس کے برابر اُس کی چھوٹی اور معصوم لڑکی سکینہؑ بھی کھڑی تھی۔ جو بھوک پیاس سے بیتاب تھی۔ جس کا پھول سا چہرہ عراق کی گرمی سے کملا رہا تھا۔ اور جو باپ اور بھائیوں کی لاشوں کو دیکھ رہی تھی مگر سمجھ نہ سکتی تھی کہ وہ قتل کر دئیے گئے۔ اور اب وہ اس خاک کی دُنیا میں اُس سے نہیں مل سکتے۔ اس لئے جب اس معصومہ کے طمانچے مارے جاتے تھے۔ تو وہ بیتاب ہو کر باپ کو اور بھائیوں کو مدد کے لئے پکارتی تھی۔

اس کے پاس ہی عابدؑ بیمار۔ زرد چہرہ، نڈھال صورت آنکھوں میں آنسو بھرے کھڑا تھا۔ اور حریف اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

پھر ان سب کے ہاتھوں میں رسیاں باندھی گئیں۔ ان کو قیدی بنایا گیا۔ اور ان کو اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر بٹھایا گیا۔

یہ سب میری ہی بیتی تھی۔ حسینؑ کے اندر میں تھی۔ علی اکبرؑ کے اندر میں تھی علی اصغرؑ کے اندر میں تھی۔ زینبؑ اور شہربانوؑ اور اُم لیلےٰ اور سکینہؑ اور عابدؑ کے پیکر بھی

۵

میرے ہی تھے۔ اور جن جلادوں اور سفاکوں نے ان مسافروں اور اہل بیت رسولؐ پر ظلم کئے تھے اُن کے اندر کون تھا؟ شمر کس سے بنا تھا؟ ابن زیاد۔ عمر بن سعد اور خولی ابن یزید اور یزید ابن معاویہ یہ سب بھی مجھ ہی خاک سے تیار ہوئے تھے۔ ایک طرف میں خیر کا ظہور اور مظہر تھی۔ دوسری طرف شر کا اظہار میرے ذریعے ہوا تھا۔ الخیر و الشر من اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں تھی۔ خنجروں، تلواروں اور نیزوں کے پھل لوہے کے تھے اور دستے لکڑی کے تھے۔ مگر لوہا اور لکڑی بھی مجھ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ گھوڑے جن پر دشمن سوار تھے اور جو حملے کرتے تھے۔ اور وہ گھوڑے جن پر اہل بیت سوار تھے۔ اور وہ دشمن سے بچاؤ کرتے تھے یہ بھی سب

مجھ ہی خاک سے بنے تھے۔ کوفے کی زمین جس کی حرص ابن زیاد کو تھی۔ شام کی زمین جس کا مالک یزید ابن معاویہ بننا چاہتا تھا۔ رے کی زمین جس کے لالچ میں عمر بن سعد اہل بیت کے مقابلے میں تلوار کھینچکر آیا تھا یہ سب میرے ہی ذروں سے مراد ہے۔ مجھ ہی ناچیز خاک کے لئے اور میری ہی ملکیت کے واسطے یہ سب خاک کے پتلے لڑتے تھے۔ اور ظلم و ستم کرتے تھے۔

ذات مطلق نے ذات محمدؐ کے ذریعہ ان کو قرآن مجید میں فرما دیا تھا کہ اَلْمُلْکُ لِلّٰہ۔ ملک کا مالک تو بس اللہ ہی ہے۔ تم نہیں ہو مگر یہ حریص یہ غافل یہ بے خبر نہ مانے نہ سمجھے اور انھوں نے میری ملکیت کے لئے معبود کی ملکیت کو فراموش کر دیا۔ چندروز دیکھنے کے لئے اور سُننے کے لئے مالک بن بھی گئے۔

لیکن آخر میں میں قبر بنی اور ان سب کو نگل گئی میں خاک ہوں۔ میری بیتی کیا خاک سنو گے۔

میں ایک ایک حصۂ زندگی کو بیان کرنا چاہوں اور سمندر کو دوات بنایا جائے اور تمام دنیا کے درخت قلم ہو جائیں۔ تب بھی میری بیتی بیان نہیں ہو سکیگی۔ میں نمرود ہوں۔ میں فرعون ہوں۔ میں ہامان ہوں۔ میں شداد ہوں میں تیمور ہوں۔ میں چنگیز ہوں میں ہلاکو ہوں میں نادر ہوں۔ میں نپولین ہوں۔ میں ہٹلر ہوں۔ میں مسولینی ہوں۔ میں چرچل ہوں۔ میں روزویلٹ ہوں۔ میں اسٹالن ہوں۔ دنیا میں ہلاکت پیدا کرنے والی۔ خدائی کا دعوےٰ کرنے والی۔ آخرت کی بہشت سے بے خبر ہو کر دنیا کی بہشت بنانے والی میں ہوں۔ مچھر کے ایک ڈنک سے ہلاک ہو جانے والی بھی میں ہوں۔ پانی کے ایک غوطے میں ڈوب کر مر جانے والی بھی میں ہوں۔

میں افلاطون ہوں میں ارسطو ہوں میں سعدیؒ ہوں۔ میں حافظؒ ہوں میں شکسپیئر ہوں۔ میں ہربرٹ سپنسر ہوں میں ملٹن ہوں۔ سب فلسفے۔ سب سائنس سب علوم سب اخلاق۔ سب فنون میرے ہی منہ سے نکلے ہیں۔ امریکہ کا ایڈیسن ہوں، میں ہی ہوں ہندوستان کا گاندھی بھی میں ہوں۔ اور جناح بھی میں ہوں۔ اور ٹیگور بھی میں ہوں۔ اور اقبال بھی میں ہوں۔

اور حسن نظامی بھی میں ہی ہوں جس کی زبان میں بول رہی ہوں۔ جس کے قلم سے لکھ رہی ہوں اور جس میں سما کر آپ بیتی سُنا رہی ہوں۔

مگر نہیں میں نہیں ہوں۔ نہ میں کبھی تھی نہ میں ہو سکتی ہوں۔ میں نے سُنا ہے۔ یہ خاک کے پُتلے ذات مطلق کا بیان کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں "ہمہ اوست" سب کچھ وہی ہے۔ میں کہتی ہوں "ہمہ" کیا ہے۔ "او" کیا ہے۔ "است" کیا ہے۔ جس سے "ہمہ اوست" کا لفظ بنا ہے نہ "ہمہ" کچھ ہے نہ "او" کچھ ہے نہ "ہست" کچھ ہے۔

ناسوت ایک مقام کا نام ہے اس کے بعد اس سے اونچا ملکوت ہے۔ لاہوت ہے۔ جبروت ہے ہاہوت ہے۔ الفاظ میں نہ آسکنے کے قابل کیفیات کو خاک کے پُتلے نے بیان کرنا چاہا۔ اور ان کیفیات کے فرق اور درجے سمجھانے چاہے تو کہہ دیا کہ اس درجے کا نام ناسوت اور اس کا نام ملکوت۔ بعد اس کا نام جبروت اور اس کا نام لاہوت۔ اور اس کا نام ہاہوت ہے۔

مگر نہ میں ہوں نہ یہ الفاظ ہیں۔ اصل تو کوئی اور ہی چیز ہے۔ ہم سب تو ایک عکس ہیں۔ ایک سایہ ہیں۔ ایک جھلک ہیں۔ آئینہ میں نظر آنے والی صورت ہیں۔ جب تک صورت آئینے کے سامنے ہے۔ آئینے میں کچھ نظر آتا ہے۔ صورت ہٹی آئینہ صاف ہے۔ کون آئینہ میں سمایا اور کون غائب ہو گیا۔ بیتی تو اس کی سننی چاہیئے۔ مجھ خاک کی بیتی میں کیا رکھا ہے۔ میں تو جب سے ہوں اور جب تک ہوں اور جب تک رہوں گی کہ ذات مطلق کی توجہ اس موجودات اور اس محسوسات کی کائنات کی طرف ہے۔

جس دن اس کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو پھر نہ میں ہوں نہ میری یہ خاکی صورتیں ہیں۔ شاعر نے تو یہ کہا تھا۔

دم کے ہیں سب دم دمے جب دم نہیں تو کچھ نہیں
ساری دنیا ہیچ ہے جب ہم نہیں تو کچھ نہیں

میں کہتی ہوں دم میں خاکی پیکر کا الف لگایا تو آدم ہو گیا اور جب وہ خاکی پیکر دم سے جدا ہوا تو دم رہ گیا۔ دم کہیں نہیں جاتا خاک اس سے جدا ہو جاتی ہے جس کو تم مرنا کہتے ہو۔ وہ موت دم کو نہیں آتی قرآن مجید میں ذات مطلق نے اس دم کو "امر" کہا ہے اور سنسکرت میں بھی اس دم کو اَمر کہتے ہیں۔ یعنی وہ چیز جو مر نہ سکے تو یہ کہنا کہ جب دم نہیں تو ہم نہیں صحیح نہیں ہے۔ دم تو ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ دم ذات مطلق کا حکم ہے اور حکم حاکم کے وجود کے ساتھ رہتا ہے۔ امر اُس سے جُدا نہیں ہے۔ جدا تو ہم خاک باد آب آتش اربعہ عناصر ہیں۔ ہندؤں نے

پانچواں عنصر آکاش کو مانا ہے ۔ انگریزوں نے بے شمار عناصر دریافت کئے ہیں عناصر چار ہوں یا پانچ ۔ دس ہوں یا بیس سو ہوں یا ہزار ۔ لاکھ ہوں یا کروڑ سب فانی ہیں ۔ سب میں تبدیلیاں ہوتی ہیں اور سب کا وجود وہمی ہے ۔ خیالی ہے ۔ عکسی ہے ۔ مثالی ہے ۔ اصل قائم اور ابدی وجود تو ذات مطلق کا ہے ۔ جس کے "کُن" کہدینے سے ہم سب کمربستہ ہو کر میدان کائنات میں حاضر ہو گئے ہیں ۔

عناصر چار مانے گئے ہیں ۔ خاک ۔ پانی ۔ آگ ۔ ہوا ۔ ہندو پانچ عنصر مانتے ہیں اور اُن کو پانچ تت کہتے ہیں ۔ انہوں نے پانچواں عنصر آکاش یعنی آسمان اور زمین کے درمیانی خلا، کو مانا ہے ۔

میں کہتی ہوں کہ میں چوتھا عنصر خاک ہوں یا پانچواں تت مٹی ہوں ۔ لیکن پانی بھی مجھ پر ہے ۔ ہوا بھی مجھ پر ہے ۔ آگ بھی مجھ میں ہے ۔ اور آکاش اور خلا بھی میرے آس پاس ہے ۔ میں گول ہوں گیند کی طرح یا سپاٹ ہوں دالان کے فرش کی طرح ۔ یا لمبی ہوں مینار کی طرح ۔ کیسی بھی ہوں مگر خاک ہوں ۔ سورج میرے مجموعے کو کھینچے ہوئے کھڑا ہے اور میں اُس کے آس پاس قربان ہو رہی ہوں یا میں ایک جگہ قائم ہوں ۔ اور سورج اور چاند اور سب ستارے میرے آس پاس گردش کر رہے ہیں ۔ کچھ بھی ہو مگر میں خاک ہوں میرے خاکسار ہونے اور گرد و غبار کہلانے میں ان فلسفیانہ دلیلوں سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا ۔ کیونکہ فلسفہ بھی فانی ہے اور اُس کی دلیلیں بھی فنا کی نشانی ہیں ۔

نمو

میں گھٹتی بڑھتی نہیں ۔ جس دن کن کہا گیا اُس وقت سے آج تک اتنی ہی ہوں جتنی تھی ۔ اور اتنی ہی رہوں گی جتنی ہوں نہ ایک ذرہ بڑھیگا نہ ایک ذرہ گھٹیگا ۔ مگر مجھ سے بنا ہوا انسان کہتا ہے کہ انسان اور حیوان اور نباتات میں نمو کی یعنی بڑھنے کی قدرت ہے ۔ اور جمادات اس قوت سے محروم ہیں ۔ اور چونکہ مجھ خاک کو جمادات میں شمار کیا گیا ہے ۔ اس واسطے انسان کہتا ہے کہ خاک میں نمو نہیں ہے ۔

کوئی میرے پُتلے سے کہے ۔ کوئی میری مورت سے سوال کرے ۔ کوئی مجھ سے بنے ہوئے کھلونے کے کان میں کہے کہ دیوانے آدمی یہ تو بتا کہ نباتات حیوانات اور انسان کے نمو کو مانتا ہے ۔ اور خاک کے نمو سے انکار کرتا ہے تو نباتات اور حیوانات اور انسان کس چیز سے بنے ہیں؟ یہ بھی تو سب خاک کی صورتیں ہیں ۔ اگر ان کے نمو کو مانتا ہے تو خاک کے نمو کو بھی مان ۔

بڑ کا بیج

بڑ کا بیج رائی کے دانے کی برابر چھوٹا سا مجھ خاک کے ذروں میں چپ چاپ پڑا تھا میں نے اس کے نیچے فرش بچھایا تھا میں نے اس کے سرہانے تکئے بھی رکھے تھے ۔ میں نے اس کے اوپر اپنے ذروں کی ایک ہلکی سی چادر بھی ڈالی تھی ۔ بڑ کا بیج کہتا تھا کہ دُنیا کے غل و شور سے میں تھک گیا ۔ خدا مجھ کو آرام کرنے دو ۔ میں نے اسکو گود میں لیا اور کہا تو سو جا میرے سہر بالے! تو سو جا میرے ہریالے! جب تو پڑے گا دُنیا کے پھندے تو پھر نہ نیند ہوگی نہ آرام ۔

بڑ کا بیج میری گود میں تھا کہ بادل گرجا گھٹا آئی ۔ پانی برسا ۔ میں بھیگ گئی اور میں نے بڑ کے بیج کو اپنی گہرائی کے اندر کھینچ لیا ۔ اس کے بعد میں نے سورج سے کہا کہ یہ انسان کہتا ہے خاک میں نمو نہیں ہے ۔ مجھے تھوڑی سی گرمی دے ۔ ہوا سے کہا تو بھی مجھے تھوڑی سی تاثیر دے ۔ ان سب نے کہا تو نہ مانگے جب بھی قانون قدرت کے بموجب ہم تیری مدد کریں گے اور اس حقیر ناچیز بڑ کے بیج کو ایک بڑا درخت بنا دیں گے ۔ بڑ کے بیج نے حیران ہو کر پوچھا کیا میں بڑا درخت بن جاؤنگا؟ تو میں نے اُس بیج کو دور سے ایک بڑا درخت بڑ کا دکھایا کہ یہ جو تجھ کو ظاہر میں نظر آتا ہے یہ سب تیرے باطن کے اندر پوشیدہ ہے بڑ کے بیج کو بہت حیرت ہوئی ۔ مگر میں نے دیکھا کہ اس کا بدن گرم ہو رہا ہے ۔ میں نے کہا پیارے لاڈلے کیا تجھے بخار ہے؟ بیج نے کہا معلوم نہیں ۔ میں نے کہا کیا تجھ کو کسی علاج کرنے والے کی ضرورت ہے؟ بیج نے کہا نہیں اس کی بھی ضرورت نہیں ، کئی راتیں بڑ کے بیج کو اسی تکلیف میں گذریں ۔ آخر میں میری قوت نمو سے وہ شق ہوا ۔ اس میں سے ایک ننھی سی ہری چیز باہر آئی ۔ چھلکے اس بیج کے خاک کے ذرے بن کر میرا جزو بدن ہو گئے ۔ اور ایک چھوٹی سی بڑ اس ہری بھری کونپل کی میرے اندر پیدا ہوئی ۔ جڑ نے مجھ سے کہا مجھے باہر جاتے ہوئے شرم آتی ہے ۔ مجھے اپنے اندر رہنے کے لیئے جگہ دے میں نے کہا کہ میں تیرا گھر ہوں تو شوق سے پاؤں پھیلا ۔ میں اپنے اندر کی گرمی اور اپنے اندر کی تیری اندر باہر کی حرارت کا خیال اور نمو کی وہ قوتیں جو آکاش اور خلا میں بکھری

ہوتی ہیں کھینچ کھینچ کر تجھ کو دوں گی۔ بن باہر کی ہری کونپل اپنی جڑ سے جو عظیم الشان سورج عظیم الشان آسمان اور عظیم الشان دُنیا کو حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ میں اس قدر چھوٹی کونپل اور باہر کی چیزیں اتنی بڑی بڑی ہیں کیا ہوں؟ یہ کیا ہیں؟ میں کیوں ہوں؟ یہ کیوں ہیں؟ میں نے کونپل سے کہا تو بھی خاک! میں بھی خاک! یہ صرف توں کا الٹ پھیر ایک ذات مطلق کا تماشہ خانہ ہے۔ اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

پھر تو وہ کونپل بڑھنے لگی۔ میں اُس کی جڑوں کو پانی پلاتی تھی کھانا کھلاتی تھی اور میں ہی اُس کی کونپل کے ذریعے حرارت آفتاب اور خنکی مہتاب جذب کرتی تھی۔ موسم آتے تھے اور جاتے تھے مینہ برستا تھا دھوپ چمکتی تھی چاندنی کھلتی تھی۔ آندھیاں آتی تھیں تھیں اپنا زور دکھاتی تھیں مگر میری قوت نمو بڑ کے پودے کو سب انقلابات سے بے توجہ اور بے تعلق ہو کر بڑھا رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ بڑھ کر ایک عظیم الشان درخت ہو گیا۔

ایک دن سکندر اس درخت کے نیچے تیز گرمی کے موسم میں گھوڑے پر سوار دھوپ سے بچنے کے لئے آکر کھڑا ہوا۔ اور اُس کے دل میں یہ بات آئی کہ آج میں دنیا کا سب سے بڑا فاتح ہوں۔ تو بڑ کے درخت نے اپنا ایک پھل اس کے سر پر پھینکا۔ اس پھل میں بہت سے بیج تھے اور ہر بیج میں ایسا ہی ایک ایک عظیم الشان بڑ پوشیدہ تھا جیسے عظیم الشان بڑ کے نیچے سکندر کھڑا تھا۔ یہ بڑ کا پھل اس واسطے اُس کے سر پر گرا تھا کہ سکندر اپنی فتوحات کا گھمنڈ نہ کرے اور اس کو میرا پھل دیکھ کر عبرت ہو کہ ایک پھل کے اندر [illegible] تخم موجود ہیں۔ اور کتنے عظیم الشان بڑ پوشیدہ ہیں۔ مگر [illegible] سکندر بھی نہیں ہوتا۔ میرا پھل بے شمار بڑ پیدا کرتا ہے مگر تجھ سے ایسے سکندر بے شمار سکندر پیدا نہیں ہوتے۔

آب خورہ

خاک نے بڑ کی داستان اور بیتی بیان کرنی شروع کی تو میں نے کہا یہ قصہ تو نباتات بیتی کا حق ہے تو اپنی حد سے باہر کیوں جاتی ہے؟ تو خاک نے کہا کہ اگر میرے ہی دائرہ اور حد کی باتیں اور حالات چاہتا ہے تو سُن میرا ایک پتلا تھا اور وہ کسی پُتلی پر عاشق تھا۔ وہ پتلی اُس خاکی پتلے سے نفرت کرتی تھی اور پتلا ہجر و فراق کے غم سے رات دن پریشان رہتا تھا۔ جب اس پتلے کو پتلی کے وصال سے قطعی مایوسی ہو گئی تو اس نے اپنے پروردگار کے سامنے ہاتھ اُٹھائے اور رو رو کر کہا کہ اے مولیٰ یا تو پتلی تک مجھے پہنچا۔ اور یا خاکی پنجرے سے میری روح کی مینا کو آزادی دے۔

ذات مطلق نے اس کی دُعا سُنی۔ اس کے جسم کا خاکی پنجرا کھولا اور اس کی جان کی مینا کو آزاد کیا۔ خاکی پتلا بے جان ہوا تو کچھ جان دار پتلے جمع ہوئے اور اس کو قبر میں دبا دیا۔ چند ہی دنوں میں پتلے کا جسم گل سڑ کر خاک ہو گیا۔ قبر کے پاس ایک ندی تھی برسات میں وہ چڑھی اور اس عاشق مزاج پتلے کی قبر کو توڑ پھوڑ کر مٹا دیا۔ اور قبر کے پاس ایک بڑا گہرا گڑھا بن گیا جس میں عاشق مزاج پتلے کی خاک بھر گئی۔

سردی کا موسم آیا اور خوب اولے برسے اور اولے ہمیشہ نشیب کو تلاش کرتے ہیں۔ اس [illegible] کے ساتھ [illegible] جہاں عاشق مزاج پتلے کے بدن کی خاک کا ڈھیر پڑا تھا۔ اولے بہت زیادہ تھے۔ یہ خاک اولوں کے نیچے کئی دن دبی رہی اور اولوں کا پانی اس گڑھے میں جذب ہو گیا۔ مگر محبت کی آگ عاشق مزاج پتلے کے بدن کی خاک میں اب بھی اتنی ہی جل رہی تھی کہ اولوں کی خنکی سے بھی اس کو ٹھنڈا نہ کیا۔

برتن بنانے والے کمہار ہمیشہ ایسی مٹی کی تلاش میں رہتے ہیں جس پر اولے جمع رہے ہوں۔ قریب کی بستی کے ایک کمہار کو معلوم تھا کہ ندی کے کنارے فلاں گڑھے میں کئی رات دن اولے جمع رہے تھے۔ اس واسطے وہ وہاں آیا اور اُس نے مٹی کھودی اور اپنے گھر لے گیا تاکہ اُس کے برتن بنائے اور وہ برتن گرمی کے موسم میں آدمی خریدیں۔ کیونکہ جس مٹی میں اولوں کا پانی مل جاتا ہے اس سے بنے ہوئے برتنوں میں پانی بہت ٹھنڈا رہتا ہے اور گرمی کے موسم میں اولوں کی مٹی کے برتن بڑی بڑی قیمتوں پر خریدے جاتے ہیں۔

کمہار نے اس مٹی کے آب خورے بھی بنائے اور صراحیاں بھی بنائیں اور اُن کو گرمی اور برسات کے موسم کے لئے اپنے گھر میں رکھ لیا۔

ایک شام کو جبکہ گرمی کی انتہا ہو چکی تھی اور برسات کے موسم کی ابتدا تھی بڑی کالی گھٹا امنڈ کر آئی۔ بادل اس کے ساتھ اپنی گرج کے باجے بجا رہے تھے اور بجلی اُس گھٹا کے ساتھ اپنی چمک کی مہتابیاں چھوڑتی ہوئی آ رہی تھی۔ بستی کے ایک بالاخانے پر ایک خاک کی پُتلی اس گھٹا [illegible] دیکھ رہی تھی۔ اور اس کے دل میں بڑی خستہ [illegible] کے ولولے پیدا ہو رہے تھے۔

فلم پر قلم

سینما دیکھنے والوں کو اطلاع

مناوی کے ناظرین خدا کے فضل سے روشن خیال اور اصلاح پسند ناظرین ہیں۔ اس لئے میں آج سے سینما کی اصلاح و ترقی کے مضامین کا سلسلہ شروع کرتا ہوں۔ تاکہ ناظرین مناوی اس پر غور کر سکیں۔ اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں ان خیالات کی تبلیغ کریں تاکہ رائے عامہ پیدا ہو۔

فلم انڈسٹری نئے زمانے کی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ اور ریڈیو کی طرح تبلیغ کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ لیکن ہندوستان کی بدقسمتی ہے کہ یہاں یہ دونوں چیزیں گمراہی اور عیاشی اور بے حیائی پھیلا رہی ہیں۔ ایک زمانہ تھا۔ جب یہ دونوں ہندوستان میں نمودار نہیں ہوئے تھے۔ تو میں لکھا کرتا تھا کہ ہندوستان کی خانگی زندگی کی آدھی تباہی بازاری عورتوں کی وجہ سے ہے۔ اور اب میں یہ کہتا ہوں۔ کہ ان بازاری عورتوں کو آل انڈیا ریڈیو اور سینما نے سہارا دے کر پورے ہندوستان کو تباہ و برباد کر دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور جہاں تک حساب کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہندوستانی عورتوں اور مردوں اور بچوں کی پچانوے فی صدی اخلاقی عادتوں اور شریفانہ خصلتوں کو ریڈیو اور سینما نے تباہ و برباد کر دیا ہے۔ [illegible] مسلمان لیڈر سیاسی جھگڑوں [illegible] ہیں کہ کوئی [illegible] کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو [illegible]

اور سینما ہندو اور پارسی سوداگروں کے قبضے میں ہے۔ اور اب کچھ مسلمان بھی اس لائن میں آ گئے ہیں۔ ہندوستان کا کوئی صوبہ اور صوبوں کا کوئی شہر اور قصبہ ایسا نہیں ہے۔ جہاں ایک یا دو سینما نہ ہوں۔ بعض مقامات پر چالیس پچاس تک سینما ہال ہیں۔ دہلی میں بھی پچیس سینما ہال ہیں۔ جو عموماً سب بھرے رہتے ہیں۔

آل انڈیا ریڈیو کی بہت سی چیزیں اچھی بھی ہیں۔ لیکن چند چیزیں سینما کی طرح بہت بری بھی ہیں۔ کہ ریڈیو کے ذریعے بازاری رنڈیوں کے فحش گانے اور سینما میں ناچنے گانے والی بدچلن عورتوں کے ریکارڈ سنائے جاتے ہیں۔

اور فلم ساز کمپنیاں روپیہ کمانے اور مسلمانوں کے کلچر اور تاریخ اور عزت اور ساکھ اور شرافت کو برباد کرنے کی نیت سے فلم بناتی ہیں۔ اور نوجوان عورتوں اور مردوں کے جذبات نفسانی کو دانستہ ابھارتی ہیں۔ اور ملک میں بے شرمی اور بے حیائی اور آوارگی کے جراثیم پھیلاتی ہیں۔ اور انھوں نے تمام ہندوستان کے اردو ہندی [illegible] اخباروں کو اشتہار کی رشوت دے کر خرید لیا ہے۔ اس لئے کوئی اخبار ان برباد یوں کے خلاف ایک حرف نہیں لکھتا۔

لیکن میں نے اللہ تعالے [illegible] کر کے ارادہ کر لیا ہے کہ تمام ہندوستان کی رائے عامہ کو [illegible] اور جب تک [illegible]

سے فارغ ہوں اُس وقت تک لگاتار ان مضامین کا اور جداگانہ پوسٹروں کا سلسلہ جاری رکھوں گا۔ اور عوام کی رائے کو اتنا مضبوط بنا دوں گا کہ غافل حکومت کو بھی اُس کے آگے جھکنا پڑے گا۔ اور فلم سازوں کو بھی اپنی اصلاح کرنی پڑیگی۔

انصاف میرا مددگار ہے

اس جدوجہد میں اسلامی انصاف میرے ساتھ رہے گا۔ اور میں اُن فلم سازوں کے کاموں کو بھی ظاہر کرتا رہوں گا۔ جو میرے خیال میں مذکورہ جرائم کے مرتکب نہیں ہیں یعنی اُن فلموں کی تبلیغ کرتا رہوں گا [illegible]

اس سلسلے میں بمبئی ٹاکیز اور نیو تھیٹرز اور فضلی برادران کے اچھے کاموں اور اچھی تصویروں کی تائید بھی کی جائے گی۔ تاکہ رائے عامہ اچھائی اور برائی کا فرق معلوم کر سکے۔ اور سمجھ سکے کہ فلم میں کون سی باتیں اچھی ہوتی ہیں۔ اور کون سی بری ہوتی ہیں۔ کیونکہ فلم دیکھنے والے عام طور سے بے علم یا کم علم یا بے سمجھ یا کم سمجھ ہوتے ہیں۔

سفر

۱۷ رمضان کو دہلی سے روانہ ہو کر حیدرآباد [illegible] اور ۲۱ رمضان کو حیدرآباد سے بمبئی جاؤں گا اور ۲۴ رمضان کو دہلی میں واپس آ جاؤں گا۔ اس اخبار [illegible]
[illegible]

طبّی کمپنی کی زود اثر دوائیں

فاسفورس کا تیل

پانچ منٹ میں ہر درد کو دُور کر دیتا ہے۔ اور ہر قسم کی کمزوریاں جاتی رہتی ہیں اب قیمت آدھی کم کر دی گئی ہے۔ ڈہائی اونس کی شیشی ڈہائی روپے۔ ڈیڑہ اونس کی شیشی ڈیڑہ روپیہ پاؤ اونس کی شیشی آٹھ آنے۔

کونین کا تیل

ملیریا بخار اور ہر قسم کے بخاروں کا بہت اچھا علاج ہے۔ ڈیڑہ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ

جرمنی تیل

مردوں کی خفیہ کمزوریوں کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ایک شیشی ایک روپیہ۔

کافور کا تیل

نزلے اور زکام اور ہر قسم کی متعدی اور وبائی بیماریوں کا تیر بہدف علاج۔ ڈیڑہ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ

ارسطو کا چورن

معدے اور جگر کی سب بیماریوں کو فوراً دور کر دیتا ہے۔ بھوک بڑہاتا ہے ہاضمہ بڑہاتا ہے قبض کشا ہے۔ قیمت نو آنے۔

پائیریا منجن

دانتوں کو صاف کرتا ہے۔ پائیریا کی بیماری دور کرتا ہے۔ مسوڑوں اور دانتوں کی سب [illegible] یاں اس کے ملنے سے جاتی رہتی ہیں۔ قیمت بارہ آنے۔

شفائی

ہیضے کی تیر بہدف دوا ہے۔ پانچ قطروں

سے جان بچ جاتی ہے۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ

خوش ایام گولیاں

عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ بیس گولیوں کی شیشی قیمت ایک روپیہ

ٹانک پوڈر

مردوں کی ہر قسم کی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں بڑہاپے کی بیماریاں بھی جاتی رہتی ہیں۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ

گل بکاولی سے دق جاتی رہی

ساڑھے چھ سو ۶۵۰ برس کا پرانا تجربہ

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے زمانے کی قدیمی کتاب سیر الاولیا مطبوعہ محب ہند پریس دہلی کے صفحہ ۲۴۳ پر فارسی زبان میں جو روایت درج ہے اُس کا اُردو مفہوم یہ ہے۔

”حضرت سلطان المشائخ رضؓ کے نامور خلیفہ حضرت مولانا وجیہہ الدین پائلیؒ روایت کرتے ہیں کہ مجھے دق کی بیماری شروع ہوئی طبیبوں نے کہا دریا کے کنارے کسی باغ میں جاکر رہو۔ مگر دہلی میں اتنی زیادہ آبادی ہے کہ مجھے ایسا کوئی مکان میسر نہ آیا جہاں باغ بھی ہو اور دریا کا کنارہ بھی ہو۔ میں نے خیال کیا کہ میرے حضرت سلطان جی دریا کے کنارے رہتے ہیں وہاں چل کر رہوں۔ میں شام کے وقت حضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا حضرتؓ نے ابھی روزہ کھولا ہے۔ اور افطار کے بعد مُنڈیاں نوش فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ادہر آؤ تم بھی مُنڈیاں کہاؤ“ میرے دل میں آیا کہ منڈیاں گرم ہوتی ہیں۔ اور مجھے دق کی بیماری ہے۔ حضرت رضؓ کو اس کی خبر نہیں ہے۔ اس واسطے ازراہ اخلاق و مدارات ایسا حکم دیتے ہیں مجھے منڈیوں سے نقصان ہوگا۔ لیکن شیخ کا حکم تھا۔ میں نے کچھ پروا نہ کی۔ اور قریب جاکر بیٹھ گیا۔ اور حضرت رضؓ کے ارشاد کے بموجب منڈیوں کے چند دانے کھالئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔ اور میں وہاں سے باہر آیا تو ایسا محسوس ہوا کہ میرا بخار اُتر گیا ہے۔ اور اس کے بعد میری بیماری جاتی رہی۔ اور میں بالکل اچھا ہو گیا۔“

اب غور طلب یہ بات ہے کہ خود حضرتؓ نے منڈیاں نوش فرمائیں جس سے ثابت ہُوا کہ حضرتؓ بھی گُل بکاولی یعنی منڈیوں کو مفید سمجھتے تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت رضؓ صاحب کشف تھے وہ اپنے مریدوں کی ہر اندرونی حالت کو جانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے مرید و خلیفہ مولانا وجیہہ الدین پائلیؓ کو دق ہے۔ اور جو حضرتؓ نے اُن کو منڈیاں کھلائیں تو ثابت ہوا کہ حضرت رضؓ منڈیوں کو دق کے لئے مفید سمجھتے تھے۔

[illegible]

چشتی پیاری کو دل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

منادی
دہلی

جو سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

قلم کار { علی بن حسن و زید بن حسن

یکم و ۸ دسمبر سنہ ۹۴۵ عیسوی

ہندستان میں سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ
باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ

ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ ہر دم اللہ

نئے سال کی دعا

مسلمانوں کا نیا سال یکم محرم سے شروع ہوگا۔ لہذا ہر مسلمان عورت مرد کو لازم ہے
کہ اپنے بچوں کے ساتھ محرم کا چاند دیکھنے کے بعد خدا سے یہ دعا مانگے۔ حسن نظامی دہلوی

تیرے حکم سے تقدیر بدل سکتی ہے

یا اللہ تو نے اپنے سچے کلام قرآن میں فرمایا ہے کہ اگرچہ قسمت کا لکھا اٹل ہے لیکن خدا چاہے تو قسمت بدل سکتا ہے
اس لئے ہم تیرے پیارے رسول کی ہجرت کے حسابی نئے سال کا چاند دیکھ کر تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو اس سال کی اُن
مصیبتوں کو راحتوں سے بدل دے جو ہماری تقدیر میں تو نے لکھ دی ہوں
ہم کو روزی دے۔ بیماریوں سے بچا تندرستی دے۔ ناگہانی آفتوں سے بچائے رکھ۔ بے اولادوں کو اولاد دے۔ اولادوالوں کی اولاد کو
زندگی مرحمت کر۔ مایوس بیماروں کو تندرست کر دے۔ آمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اس لوح کے ۳ صفحے غور سے پڑھئے

کربلا کا تاریخی حال

محرم کی مجلسوں میں کربلا کا تاریخی حال پڑھ کر سنائیے۔ اور خود بھی پڑھیئے۔ اور عورتوں اور بچوں کو بھی پڑھائیے۔ اور بارہ ۱۲ کتابیں خرید کر غیر مسلم بھائیوں کو تقسیم کیجئے۔ یہ کتاب خواجہ حسن نظامی دہلوی نے قدیم معتبر تاریخوں سے چھانٹ کر لکھی ہے۔ اور ایسی اُردو میں لکھی ہے جو کم علم لوگوں کی سمجھ میں آسانی سے آسکتی ہے اس کی قیمت آٹھ آنے ہے مگر جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے بارہ کتابیں خریدینگے ان سے آدھی قیمت لی جائیگی محصول ڈاک خریدار کے ذمے ہوگا

اسرار اسم اعظم کی تقسیم

منادی کے جو ناظرین کتاب اسرار اسم اعظم تقسیم کرنی چاہیں وہ دفتر اخبار منادی سے کتاب اسرار اسم اعظم کی کچھ جلدیں منگا کر اپنے پاس رکھ لیں اور جس شخص کو رازداری کے قابل سمجھیں اور وہ شخص رازداری کا اقرار بھی کرلے اس کو ایک روپے ہدیئے میں ایک کتاب دے دیا کریں۔

اب یہ کتاب ختم ہونے کے قریب ہے ختم ہونے کے بعد دوسری دفعہ چھپنے میں بہت دیر لگیگی

ملنے کا پتہ:- منیجر دفتر اخبار مُنادی دہلی

قلم کاری خواجہ حسن نظامی دہلوی

انتم الاعلون ان کنتم مومنین

قرآن میں خدا نے فرمایا تھا۔ ہراساں ہو مایوس نہ ہو جاؤ۔ آخر کار تم ہی اونچے ہو جاؤ گے بشرطیکہ ایمان پر قائم رہو۔ مسلم لیگ کے سامنے ہر وقت یہی آیت رہنی چاہیئے

اللہ کس کا ساتھ دیتا ہے؟

جو حق اور صبر کے ساتھ رہتا ہے اسی لئے اللہ نے قرآن میں کہا ہے اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے صبر نام ہے تحمل اور برداشت اور حکمت عملی کا

یقین رکھو حسبنا اللہ

ایمان لاؤ کہ اللہ کی کارسازی کافی ہے اللہ اپنے بندوں کے ہاتھوں کارسازی کیا کرتا ہے۔ پس مسلم لیگ والے مسلمان اللہ کی کارسازی پر بھروسہ رکھ کر کام کریں

خلق محمدی

محمد اللہ کے رسول تھے۔ میٹھے بول بولتے تھے۔ سختی کا جواب نرمی سے دیتے تھے۔ محمد کی امت بھی ایسا ہی کرتی تھی۔ اور اسی کو خلق محمدی کہتے ہیں

جس کو حکمت ملی

اس کو سب کچھ ملا۔ یہ بیان قرآن کا ہے۔ حکمت کی نعمت اس کو ملتی ہے جو ہر کام شروع کرنے سے پہلے اچھے برے انجام کو سوچ لے۔ اور پھر بے فکر ہو کر عمل شروع کر دے

آجاؤ حبل اللہ کے زیر سایہ

چاہے تم خاکسار ہو۔ یا احرار ہو مسلم مجلس والے ہو یا جمعیت علما والے ہو۔ یا مومن انصار ہو۔ تم سب کے لئے حبل اللہ کا سایہ موجود ہے۔ اس کے نیچے آجاؤ

انگریز ہتھیاروں سے نہیں جیتے

بلکہ صبر و استقلال سے فتح یاب ہوئے شروع میں بے ہتھیار تھے صبر و استقلال سے مدد لیکر ہتھیار تیار کر لئے اور جیت گئے مسلم لیگ بھی اس نکتے کو ہر وقت یاد رکھے

۷۲ دوزخی ایک جنتی

محمد اللہ کے رسول نے فرمایا تھا۔ میری امت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے ۷۲ دوزخی ہونگے اور ایک جنتی ہوگا حسد کے عدد ۷۲ ہیں پس جس میں حسد ہے وہ دوزخی ہے۔ ورنہ جنتی ہے

حق ادا کرو حق مل جائیگا

اپنے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کرو اپنی بیوی کا حق ادا کرو۔ اپنی قوم کا حق ادا کرو۔ اپنے ملک کا حق ادا کرو۔ خدا تم کو تمہارا حق دلوا دے گا

مسلم لیگ جیت رہی ہے

مرکزی اسمبلی کے الکشنوں میں جہاں جداگانہ انتخاب ہوا وہاں کی خبروں سے ۲۶ نومبر تک یہی اندازہ ہوا ہے کہ مسلم لیگ کے امیدوار کامیاب ہو رہے ہیں

پاکستان تقسیم نہیں کرتا

جو لوگ پاکستان سے اس لئے گھبراتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو تقسیم کر دیگا وہ اچھی طرح غور نہیں کرتے کہ پاکستان دلوں کو ایک کرتا ہے۔ جدا نہیں کرتا۔

مسلم ایٹم بم

مسٹر فیروز خان نون نے پنجاب میں نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ کی آواز کو لبیک کہا۔ اور نصر من اللہ نے جو ایٹم بم سے زیادہ طاقت دار ہے اُن کی مدد کی اور وہ فیروزمند ہوئے

سرحد میں مسلم لیگ کا غلغلہ

نومبر کے آخر میں پشاور نے مسلم لیگ کی غیبی طاقت کا ایسا تماشہ دیکھا جو سلطان محمود غزنوی کے پہلے حملے کے بعد سے آج تک نہ دیکھا گیا تھا

مسلم لیگ کے مسلم حریف

احرار۔ خاکسار۔ جمعیت علما۔ مسلم مجلس۔ مؤمن۔ وغیرہ مسلم لیگ کے مسلم حریف چراغ سحری ہیں۔ تین مہینے کے اندر اُن سب کے چراغ گل ہو جائیں گے

نصرت الٰہی کا نون

سچا ہے قرآن جس نے نون اور قلم اور قلم کی تحریروں کی قسم کھائی تھی۔ اسم فیروز اسم فتحیاب ہے۔ اور اسم نون نصر من اللہ کا ہراول ہے

سرحد اسلام کا دروازہ ہے

مسلمان قومیں ہندوستان میں سرحدی راستوں سے آیا کرتی تھیں۔ یہ دروازہ چند سال کانگرس کے قبضے میں رہا تھا۔ اب یہ دروازہ مسلمانوں کے قبضے میں آنے والا ہے

اپنی ذات اور اپنی قوم

جو مسلمان اپنی ذات کا بھلا چاہتے ہیں وہ مسلم لیگ کے حریف ہیں اور جو مسلمان اپنی قوم کا بھلا چاہتے ہیں وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور خدا اُن کے ساتھ ہے جو اپنی قوم کے ساتھ ہیں

علی ظفر

مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کے اسم ظفر علی نے علی ظفر کی شان نمودار کی۔ اور مرکزی اسمبلی کے الکشن میں مولانا ظفر علی خاں کامیاب ہوئے۔

مسٹر جناح جیت گئے

بمبئی سے خبر آئی ہے مسٹر جناح صدر مسلم لیگ کا مقابلہ بہت سخت ہوا تھا مگر وہ بڑی اکثریت کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اس مقابلے کا فکر تھا۔

مسلم لیگی ہر جگہ جیت رہے ہیں

لگاتار خبریں آ رہی ہیں کہ سنٹرل اسمبلی کے مسلم لیگی امیدوار ہر علاقے میں کامیاب ہوئے ہیں

دیہات کی گندگی

نئی دہلی سے ملے ہوئے دیہات میں صفائی کا انتظام بہت خراب ہے۔ اور اس سے بیماریوں کی کثرت رہتی ہے۔ نئی دہلی ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کو توجہ کرنی چاہیئے۔

جنرل سکریٹری جیت گئے

نواب زادہ لیاقت علی خاں کا مقابلہ جمعیت علما کے امیدوار سے تھا۔ نواب زادے اٹھارہ سو ووٹوں کی کثرت سے جیت گئے مسلمانوں کی طاقتیں آپس میں ٹکرائیں کس کو اس کا افسوس نہ ہوگا؟

سڑکوں پر اندھیرا

نئی دہلی کی سڑکوں پر روشنی بہت ہی کم ہے اور اس کی وجہ سے روزانہ حادثے ہوتے ہیں نئی دہلی میونسپل کمیٹی کو فوراً انتظام کرنا چاہیئے۔

پانی کی تکلیف

آبادی حضرت نظام الدین اور آبادی جنگ پورہ میں گرمی کے موسم میں نلوں میں پانی بہت کم آتا تھا۔ مگر اب سردی میں بھی پانی کی اتنی ہی تکلیف ہے۔

مسٹر آصف علی جیت گئے

دہلی میں کانگرسی امیدوار مسٹر آصف علی جیت گئے مگر ان کے مسلمان حریف کو بھی مسلمانوں کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ ووٹ ملے۔

فوجی نمائش میں خاک کا انبار

ترکمان دروازے کے پاس جو فوجی نمائش ہو رہی ہے۔ وہاں اتنی زیادہ خاک اڑتی ہے کہ ہر وقت آندھی کا سماں نظر آتا ہے۔ انتظام کرنے والوں کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔

نواب سر یامین خاں کامیاب ہوئے

مسلم لیگ کے امیدوار نواب سر محمد یامین خاں صاحب کا مقابلہ اگرے میں کانگرسی امیدوار فخر الدین صاحب نے کیا تھا مگر نواب سر یامین خاں بہت بڑی اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں امید ہے کہ صوبائی الیکشنوں میں بھی مسلم لیگ کو ایسی ہی کامیابی نصیب ہوگی

فہرست ادویات طبی کمپنی و ایک آنہ دواخانہ دہلی

پائیریا منجن
دانتوں اور مسوڑوں کی سب بیماریوں کا دُور کرنے والا
قیمت نو آنے

راز کی دوا فیلن
تفصیل اشتہار میں درج نہیں ہوسکتی۔ بذریعہ خط معلوم کیجئے
قیمت نو آنے

گلی غرارہ
دانتوں اور مسوڑوں اور حلق کی بیماریاں دور کرنے والی دوا
قیمت نو آنے

فاسفورس کا تیل قسم خاص الخاص
یہ تیل ساری دُنیا میں بکتا ہے ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کردیتا ہے
ایک شیشی قیمت ایک روپیہ

ارسطو کا چورن
جگر اور معدے کی سب بیماریوں کا علاج قبض کشا ہضم کی قوت بڑھانے والا
بھوک لگانے والا۔ دل کو خوش رکھنے والا۔ قیمت نو آنے

گل بکاولی
آنکھوں وغیرہ کی بہت سی بیماریوں کی اکسیر
قیمت نو آنے

کایا پلٹ
کمزوروں اور بیماروں اور بڈھوں کی طاقت بحال کرنے والی اکسیر
قیمت نو آنے

جرمنی تیل
خفیہ اعصاب کے لئے اور غلط کاری کی خرابیوں کے لئے اکسیر
قیمت نو آنے

خوش ایام گولیاں
عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں دُور کرنے والی مجرب گولیاں
بیس گولیوں کی شیشی قیمت نو آنے

بل دہارا
سنبوے کی گری کھیر پکا کر کھائی جاتی ہے چاء کی طرح پی جاتی ہے
قیمت نو آنے

جماؤ
جریان اور مردانہ کمزوریوں کے لئے بہت مفید دوا
قیمت نو آنے

ٹانک پوڈر
بوڑھوں کمزوروں کے لئے اور مردانہ قوتوں کے لئے اکسیر
قیمت نو آنے

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۴ھ ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء جمعہ دہلی

عید غدیر کل اٹھارہ کی عید غدیر ہے جو ذی الحجہ یعنی آخری حج سے ۔ اسی کے وقت خم غدیر مقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سوا لاکھ مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر فرمائی تھی اور اس تقریر میں حضرت علیؑ کی نسبت ایسے الفاظ فرمائے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنا دیا ہے۔ اُس کی خوشی میں شیعہ جماعت اٹھارہ تاریخ کو عید مناتی ہے سُنّی یہ عید نہیں مناتے۔ اور شیعوں کی نسبت ایسی باتیں مشہور کرتے ہیں جن کی کچھ بھی اصلیت نہیں ہے اور وہ قطعی غلط ہیں۔

صحت نڈھال آج میری صحت بہت زیادہ نڈھال ہو گئی ہے۔ یعنی جسم کی کمزوری بہت بڑھ گئی ہے البتہ روح کی طاقت بحال ہے۔ ساڑھے نو بجے سر عزیز الحق صاحب سے ملنے گیا تھا۔ پھر دہلی گیا اور دہلی کے بہت پرانے تجربہ کار بنگالی ڈاکٹر رام بابو صاحب سے اپنے امراض کی نسبت مشورہ کیا۔ پھر شفاء الغفراء ڈاکٹر عبد الحق صاحب کے پاس آیا۔ اور انھوں نے قوت بحال کرنے کا انجکشن لگایا۔ مجھے تین دن سے انفلوئنزا کی تکلیف ہے۔ بخار اور اعضا شکنی بہت ہے مگر آج تک میں نے اس تکلیف کو گھر میں کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔ آج دہلی سے واپس آیا تو بخار بڑھ گیا میں واحدی منزل میں آ گیا۔ حور بانو اور روحہ اور گیتا اور خواجہ بانو اور لوا کریٹا تیمارداری میں مصروف رہیں ریڈیو سننے کے لئے مشکل سے جا کر حسین خانے میں گیا۔ اور کابل اور حیدرآباد و ممالک غیر کے ریڈیو سنے۔ ساڑھے نو بجے واحدی منزل میں آ گیا۔ اور ساری رات ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہا۔ سب دروازے بند کر دیئے تھے اور کسی شخص کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔

مسز نہرو آج شام کو جب کہ میں بخار کی شدت کے سبب واحدی منزل میں لیٹا ہوا تھا میرے دوست نہرو صاحب کی بیوی جو پنڈت مکسر صاحب کی بیٹی ہیں ایک انگریز خاتون کے ساتھ جو کسی ہندو افسر کی بیوی ہیں۔ ملنے آئیں تھیں مسٹر آصف علی کے لئے ووٹ چاہتی تھیں ان عورتوں کی سنجیدگی اور شائستگی اور مستعدی ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۴ھ ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء شنبہ دہلی

ماہانہ نیاز کل رات کو حضرت محبوب پاکؓ کی ماہانہ نیاز درگاہ شریف میں ہوئی تھی جب کہ میں شدید بخار میں مبتلا تھا۔ اور آج دن کو بھی نیاز ہوئی سید سمیع الدین صاحب نے نیاز کا توشہ میرے لئے بھی حسب معمول بھیجا تھا۔ مگر اس تبرک سے محروم رہنا پڑا کیونکہ بخار آج بھی ہے۔

ڈاکٹر شفاء الغفراء روحہ کے ساتھ ولنگڈن اسپتال میں شفاء الغفراء ڈاکٹر عبد الحق صاحب کے پاس گیا تھا۔ سید عبد السلام بھی ساتھ تھے۔ اور روحم اور نوحم بھی تھے اور سید عابد عربی بھی تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے روحہ کے انجکشن لگایا۔ پھر دہلی میں ڈاکٹر رام بابو صاحب کے پاس گیا۔ مگر وہ وعدے کے وقت مطب میں موجود نہیں تھے اس لئے واپس چلا آیا۔

سر سید سلطان احمد کی پارٹی آج دہلی کے سکھوں اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی طرف سے ایک عظیم الشان دعوتانہ پارٹی سر سید سلطان احمد صاحب کو دی گئی تھی۔ نعمان بہادر شیخ حبیب الرحمٰن صاحب نے انگریزی زبان میں بہت عمدگی کے ساتھ سپاس نامہ پڑھا۔ اور سر سید سلطان احمد صاحب نے اُس سے بھی بہتر فصیح و بلیغ انگریزی میں جوابی تقریر کی جس میں یہ بھی کہا کہ میں دہلی کو اپنا وطن سمجھتا ہوں۔

میرا تبصرہ سر سید سلطان احمد تقریر کر چکے تو میں نے کھڑے ہو کر کہا جناب سید صاحب! میں دلی والوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ دہلی کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ اور میں اس کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے پرانی تہذیب کی روایات کو نئی تہذیب کے برتاؤ میں بھی اپنی ذات سے جدا نہیں ہونے دیا۔ اس واسطے میں سفید سفید لمبی لمبی ڈاڑھیوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس پر بڑا قہقہہ ہوا۔ اور سر سری رام صاحب نے جو باوجود بڑھاپے کے ڈاڑھی مونچھ منڈاتے ہیں۔ بلند آواز سے کہا خواجہ صاحب آپ کے اس شکریے میں وہ لوگ بھی شامل ہیں یا نہیں جن کے ڈاڑھیاں نہیں ہیں؟ میں نے فوراً جواب دیا کم از کم آپ ضرور شامل ہیں۔

واقعہ یہ تھا کہ آنریبل سر جوگندر سنگھ میرے پاس بیٹھے تھے جن کی بہت لمبی سفید ڈاڑھی ہے۔ اور اُن کے برابر سر سید رضا علی بیٹھے تھے جن کا سارا سر سفید ہے۔ یہ پارٹی سر سوبھا سنگھ صاحب اور خان بہادر حاجی ذبیح الدین صاحب اور لالہ سر سری رام صاحب کی مشترکہ کوششوں کی وجہ سے اتنی زیادہ کامیاب پارٹی تھی کہ سرکاری حکام کو شاید اس سے پہلے اتنی بڑی پارٹی کوئی نہ دی

گئی ہو گی۔

مولانا سید عبدالرؤف صاحب کی میرے دوست مولانا سید عبدالرؤف صاحب اپنے داماد کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

مہرولی شریف کی حاضری کی آج میرے دوست سید اشتیاق حسین صاحب شوق کی صاحبزادی کی شادی مہرولی میں تھی۔ مگر مجھ بخار کی تکلیف کے سبب سے حسب وعدہ اس شادی میں جا سکا تھا اس لئے بعد مغرب مہرولی گیا تھا۔ اور سید صاحب کو مبارکباد دے کر واپس آگیا تھا۔ رات کو ساڑھے نو بجے تک زنانہ مکان میں رہا تھا۔ ریڈیو سنا تھا اور مضامین لکھے تھے۔

والدہ نصیر نے شب باشی کی تھی۔ رات بھر بے چین رہا۔ کیونکہ بخار کا اثر اب تک باقی ہے۔

پانچ پونڈ وزن کم ہو گیا کی آج رات کو علی نے مجھے تولا تھا معلوم ہوا پانچ پونڈ وزن کم ہو گیا ہے میں نے کہا اگر ہز ہائی نس سر آغا خاں کی طرح تم مجھے ہیروں میں تولتے تو میرے مریدوں کو پانچ پونڈ ہیروں کی بچت ہو جاتی۔

۱۹ محرم ۱۳۶۴ھ ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء اتوار دہلی

برج حسن کی اپنے بھتیجے سید محمد زکریا کے عقد ثانی کا انتظام کرنے کے لئے برج حسن میں گیا تھا۔ جہاں برات آنے والی تھی۔ فرش ہو چکا تو معلوم ہوا آج نکاح ملتوی ہو گیا ہے۔ کل ہو گا۔ سید مصطفٰے علی صاحب میرے دوسرے بھتیجے ہیں ان کی لڑکی سے یہ عقد ہو گا۔

دلچسپ سفارش کی خواہش کی آج ایک ناواقف مسلمان ایک دوسرے ناواقف مسلمان کو لے کر آئے تھے کہ ان کی فلاں افسر سے سفارش کر دیجئے کہ وہ ان کو ترقی دیدے۔ میں نے کہا بسر و چشم۔ مگر پہلے مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ ان کو کس بنا پر ترقی کا استحقاق ہے۔ اس کا جواب نہ دے سکے۔ اور کبیدہ خاطر ہو کر چلے گئے۔

ووٹ دینے گیا تھا کی میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنا ووٹ کسی کو نہ دونگا۔ لیکن مسٹر آصف علی کی طرف سے کئی ممتاز اصحاب آئے تھے اور مسٹر محمد عثمان آزاد کی طرف سے بھی بہت سے مسلمان آئے تھے۔ لہذا میں نہ چاہتا تھا کہ اپنے دونوں دوستوں کے تعلقات میں فرق کروں۔ لیکن آج تیسرے پہر جب کہ ووٹنگ کا وقت ختم ہونے والا تھا مسلمانوں کی ایک جماعت نے جمع ہو کر مجبور کیا کہ معاملہ دوستی کا نہیں ہے بلکہ دہلی کے سب مسلمانوں کے حقوق کا معاملہ ہے۔ اگر عثمان آزاد کو مسلمانوں کے ووٹ مل گئے تو یہ سمجھا جائیگا کہ مسلمان جداگانہ انتخاب نہیں چاہتے اور جب تک مخلوط انتخاب ہے کبھی کوئی مسلمان منتخب نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ووٹ چھ ہزار ہیں۔ اور ہندوؤں کے ووٹ بارہ ہزار ہیں۔

مجبوراً ماسٹر محمد احمد اور سید محبت علی شاہ صاحب کمبل پوش اور علی کے ساتھ نئی دہلی ٹاؤن ہال میں گیا۔ وہاں بیشمار کانگرسی دوستوں کا مجمع تھا۔ اور ان سب کے تعلقات کی بمباری مجھ پر ہونے لگی۔ تاہم میں نے مذکورہ اصول کا لحاظ کیا۔ اور محمد عثمان صاحب آزاد کو ووٹ دیا۔ اور سید محبت علی شاہ صاحب نے بھی محمد عثمان صاحب آزاد کو ووٹ دیا۔

مجھ سے کہا گیا کہ آجکل کی سیاست یہ ہے کہ اس بات کو ظاہر نہ کیا جائے کہ آپ نے کس کو ووٹ دیا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص نہیں جان سکتا کہ فلاں شخص نے کس کو ووٹ دیا ہے۔ میں نے کہا مسٹر آصف علی میرے بہت پرانے دوست ہیں اور شیخ محمد عثمان آزاد نئے دوست ہیں۔ اور میں مسٹر آصف علی کو مسٹر آزاد کے مقابلے میں بلحاظ سیاست دانی و قابلیت بہت زیادہ مستحق ووٹ دینے کا سمجھتا ہوں لیکن جو اصول میرے سامنے پیش کیا گیا تھا اس کے آگے مجھے جھکنا پڑا۔ کیونکہ میں اپنی مسلمان قوم کے مستقبل کو اپنے ووٹ سے خراب کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے یقین ہے کہ مسٹر آصف علی جیت جائیں گے۔ اور میرے ووٹ سے ان کی جیت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ عثمان آزاد ہار جائیں گے اور میرے ووٹ سے ان کی شکست فتح کی صورت اختیار نہ کر سکے گی۔ پھر بھی میں نے اصول کا ساتھ دیا۔ اپنی ذات کا ساتھ نہیں دیا۔ اور اس سے میرے ضمیر کو اطمینان ہے۔ البتہ اگر میں اس چیز کو پوشیدہ رکھوں گا اور جھوٹ موٹ کہتا پھروں گا کہ میں نے تو مسٹر آصف علی کو ووٹ دیا ہے تو یہ بات ہمیشہ میرے ضمیر کو بے اطمینان رکھے گی اور میں اپنی نظروں میں جھوٹا اور دھوکے باز ہو جاؤں گا۔

جنگ پورے کے مسلمانوں کا کوئی ووٹ نہیں ہے کی اگرچہ جنگ پورے کی آبادی نئی آبادی ہے لیکن وہاں ہندوؤں کے ستائیس ووٹ ہیں اور مسلمانوں کا ایک بھی نہیں ہے حالانکہ وہاں پندرہ بیس مسلمان ووٹ کی مقررہ حیثیت سے بھی زیادہ حیثیت رکھتے ہیں اور میری بستی میں بھی صرف چار ووٹ ہیں۔ حالانکہ میرے خاندان میں ۲۰ - ۲۵ آدمی ووٹ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خود میرے گھر کے اندر پانچ چھ ووٹوں کی حیثیت رکھنے والے موجود ہیں

حسن محمد نظامی کی آج خانخانان ضلع جالندھر سے حسن محمد نظامی آئے ہیں۔ زیدہ منزل میں ٹھیرے ہیں کہتے تھے۔ پنجاب میں مسلم لیگ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے۔ احرار پارٹی اور خاکسار پارٹی اور یونینسٹ پارٹی کو ایسی شکستیں ہوئی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ احرار پارٹی کا اثر بالکل فنا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی تو مسٹر آزاد کی

کے الیکشن ہوئے ہیں۔ صوبے کے الیکشن فروری میں ہوں گے۔

لالہ راج کشن } جنگ پورے سے لالہ راج کشن بی اے اپنے ایک عزیز کی شادی کا سہرہ لکھوانے آئے تھے۔ میں نے کہا اس میدان کے پہلوان عبدالمالک واحی نظامی ہیں۔ میں اُن سے سہرا لکھوا دوں گا۔

بشیر الحسن خاں } سی پی کے فوجی ٹھیکیدار بشیر الحسن خاں عمر حیات صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بشیر نے میرے بچوں کے ساتھ میرے اسکول میں تعلیم پائی ہے۔

سورت کا قافلہ } ضلع سورت گجرات سے چار اصحاب ملنے آئے تھے۔ حکیم عبدالحی صاحب طبیہ کالج دہلی میں پڑھتے ہیں۔ اور عبدالحمید صاحب دیوبند میں پڑھتے ہیں۔ اور محمد عباس صاحب دیوبند میں طب پڑھتے ہیں۔ اور سلیمان صاحب باردولی میں کاشتکاری کرتے ہیں۔ علی اکبر نظامی اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے تھے۔ رات کو واحدی منزل میں روزنامچہ لکھوایا تھا۔ اور مولانا عشقی نظامی سے ناسنفرس کا تیل ملوایا تھا۔ آج رات کو کھانا نہیں کھایا۔ بنولے کی چار پی۔

۲۰ ج ۱۳۶۴ھ ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء پیر دہلی

جانے سے انکار } انفلوئنزا بخار اب تک میرے جسم سے واپس جانے سے انکار کرتا ہے۔ رات دن جسم پر سوار رہتا ہے۔ میں نے ریاست جوناگڈھ اور سیٹھ علی محمد صاحب راجکوٹ والے اور خواجہ حسین نظامی کو تار بھیجے کہ انفلوئنزا ہو جانے کے سبب سفر کرنے سے مجبور ہوں۔

وائسرائے کی تقریر } آج شام کو ہز ایکسلنسی لارڈ ویول وائسرائے ہندوستان نے فوجی نمائش کا افتتاح کیا اور آب پاشی پر بھی ایک تقریر کی۔

عقد ہو گیا } آج ایک بجے بیچ حسن میں میرے بھتیجے سید محمد زکریا کا میرے دوسرے بھتیجے سید مصطفےٰ علی کی لڑکی زبیدہ سے دو ہزار روپے مہر پر عقد ہو گیا۔ میرے خاندان کے سب چھوٹے بڑے شریک تھے۔ فرید آباد سے سید علی حیدر صاحب بھی آئے تھے۔

ظہور الدین تاجر کتب } پاکپٹن شریف سے ظہور الدین تاجر کتب اپنے پوتے نذر محمد کے ساتھ آئے تھے۔ ایک مہینہ پہلے بھی میری کتابیں خرید کر لے گئے تھے۔ آج بھی بہت سی کتابیں لے گئے۔ میرے لئے اُبلے ہوئے انڈے بھی پاکپٹن شریف سے لائے تھے۔ یہ پہلے درزی کا کام کرتے تھے۔ اب کتاب فروشی کرتے ہیں۔ ایک پاؤں سے معذور ہیں۔

نظامی بنسری کی نسبت اعتراض } ظہور الدین صاحب نے کہا کہ پاکپٹن شریف کے قدیمی محقق پیر امام الدین صاحب کا بیان ہے کہ نظامی بنسری میں سید نادر شاہ صاحب وغیرہ کو حضرت مولانا سید بدر الدین اسحٰق رض کی اولاد لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت رض کی اولاد دہلی چلی گئی تھی اور وہیں رہی۔ اور اس کا کوئی ثبوت نظامی بنسری سے نہیں ملتا کہ سید نادر شاہ صاحب وغیرہ کے اجداد اگر دہلی سے آئے تھے تو وہ کون تھے اور کب آئے تھے۔

ظہور الدین صاحب نے پیر امام الدین صاحب کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حضرت بابا صاحب رض کی اولاد کا حال نظامی بنسری میں پیدا اور تحقیق نہیں ہے۔

میں نے جواب دیا۔ میں نے جو کچھ نظامی بنسری میں لکھا ہے سیر الاولیا سے لکھا ہے اور وہ حضرت سلطان المشائخ رض اور حضرت بابا صاحب رض کے زمانے کی کتاب ہے۔ پیر امام الدین صاحب کی تحقیقات کا تعلق بعد کی کتابوں سے ہو گا جن کو میں سیر الاولیا سے زیادہ معتبر نہیں مان سکتا اور سید نادر شاہ صاحب وغیرہ چونکہ یہ کہتے ہیں کہ وہ اولاد ہیں اس واسطے میں نے یہ بات کتاب میں لکھ دی تھی جس طرح سید نادر شاہ صاحب وغیرہ پر اولاد ہونے کا بار ثبوت ہے اسی طرح پیر امام الدین صاحب پر بھی یہ بار ثبوت ہے کہ سید نادر شاہ صاحب وغیرہ حضرت مولانا سید بدر الدین اسحٰق رض کی اولاد نہیں ہیں۔

وراثت کا انتظام } چونکہ میری حالت بظاہر دگرگوں ہے اور موت قریب نظر آتی ہے اس واسطے آج میں علی اور حسن ابن علی کے ساتھ بابو کیشب چندر صاحب وکیل کے پاس گیا تھا تاکہ اپنی جائداد اور ترکے کی وراثت اور تقسیم کا قانونی انتظام کر دوں۔

ہڑتال } بعد مغرب دہلی شہر کے اندر بھی گیا تھا وہاں بہت سی دکانیں بند تھیں۔ کہا گیا آج کالج کے طلبا کا جلوس نکلا تھا نیشنل آرمی کے مقدمے کی نسبت۔ اس وجہ سے بازار میں ہڑتال ہو گئی ہے۔

شامی کباب } فتحپوری پر رفیع اللہ خاں شاہجہانپوری ایک مشہور کھانے کا دکان دار ہے۔ جہاں میں پندرہ سال پہلے اکثر کھانا کھانے جایا کرتا تھا۔ اور اس دکان کے کھانے مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتے تھے۔ آج خیال آیا کہ اس دکان کے شامی کباب بہت مرغوب تھے۔ اب بھی اُن کا ذائقہ چکھنا چاہیئے۔ رفیع اللہ خاں بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ میں نے ایک روپے کے پانچ شامی کباب خریدے۔ گھر میں لا کر اُن کو چکھا۔ وہ شامی کباب نہیں تھے شامی کبابوں کا فوٹو تھا کسی قسم کی لذت اور خوبی اُن میں نہ تھی۔ قیمے کو غالباً اُبالا نہ تھا۔ اور پیسا بھی نہ تھا۔ مجھے افسوس ہوا کہ دہلی کی نامی دوکانوں کا بھی اب یہ حال ہو گیا ہے۔

[illegible] کہ حضرت بابا فرید گنج شکر رض کے روزنامچے کو [illegible] مائیٹل لکھوایا تھا۔ اور مولانا عشقی نظامی پاؤں دبانے آئے تھے۔ آج رات کو بھی بخار رہا

۲۱ حج ۱۳۶۴ھ، ۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء منگل دہلی

چودھری حمین علی چودھری مشیت علی نظامی رام پور کے رہنے والے ہیں۔ دلی میں باغبانی کا کام کرتے ہیں۔ آج میرے باغ کو درست کرنے آئے تھے۔ میں نے کہا تم تو حمین علی ہو (شیعہ عقائد رکھتے ہیں)

سر عزیز الحق آج صبح سید ابن عربی کے ساتھ آنریبل سر عزیز الحق سے ملنے گیا تھا وہ اپنے باغ میں کیلوں کے درخت اکھڑوا رہے تھے میں نے وجہ پوچھی۔ جواب دیا بہت قریب لگے ہوئے ہیں۔ دور دور لگواؤں گا۔ کیلے کی جڑیں بہت گہری نہیں ہوتیں۔

بابو کیشب چندر صاحب اپنی جائداد اور ترکے کا قانونی انتظام کرنے کے لئے بابو کیشب چندر صاحب سے قانونی مشورہ کرنے گیا تھا۔ اُنھوں نے بہت صحیح مشورے دئیے۔

شاہزادے حیدر شاہ دہلی سے شاہزادے مرزا خیر الدین خورشید جاہ کا ایک ضروری پیغام لے کر شاہزادے حیدر شاہ ملنے آئے تھے۔

پلول کا سفر پونے تین بجے موٹر میں پلول جانے کے لئے روانہ ہوا۔ میرے حقیقی بھائی سید حسن علی صاحب مرحوم کی بیوہ اور اُن کے لڑکے سید حسین مثنیٰ اور اُن کے پوتے علی موسیٰ اور سید ابن عربی اور سید سمیع الدین صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے پونے تین بجے روانہ ہوا تھا پونے چار بجے پلول پہنچ گیا تھا بتیس ۳۲ میل کا فاصلہ ہے۔ پلول بہت پرانا قصبہ ہے۔ نہایت بلندی پر واقع ہے۔

میرے مرحوم بھائی کی چھوٹی لڑکی زہرہ بانو مرحومہ کی لڑکی فیاض بانو کی شادی تھی۔ فیاض بانو حکیم سید ارشاد علی اپنے تایا کے پاس پلول میں ہے۔ فیاض بانو کے والد سید شبیر علی کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ برات پلول کے ایک گاؤں سیج واڑی سے آئی تھی ظفر علی بن اولاد علی سے نکاح قرار پایا ہے۔

پلول کے عمائد میں حکیم سید ارشاد علی کے مکان پر ٹھیرا۔ قاضی محمد یقین صاحب صدر میونسپل کمیٹی پلول اور ماسٹر عبد الحمید صاحب اور قاضی عمران صاحب بی اے اور عبد الوحید صاحب نمبردار وغیرہ اصحاب ملنے آئے۔ پلول میں عید کے دن گائے کشی پر فساد ہو گیا تھا اُس کے حالات دریافت کئے۔ معلوم ہوا دفعہ ۱۴۴ کی دفعہ لگائی گئی ہے مگر پبلک کو گوڑ گانوہ کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے انصاف پر بہت اعتماد ہے۔ اور پولیس کے ہندو افسروں کی بعض ایسی باتیں بھی سننے میں آئیں جو پولیس کے فرائض کے خلاف معلوم ہوئیں۔

لالہ بیدو مل میرے مقتول مرید لالہ منولال بینکر نظامی کے بڑے بھائی لالہ بیدو مل مہاجن بھی ملنے آئے اور اُنھوں نے مجھے نذر بھی دی۔ اُن کے لڑکے کشن چند اور ہربنس چند بھی ملنے آئے۔ حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی کے خلیفہ صاحب بھی ملے۔ بعد مغرب سیج واڑی سے برات آئی۔ میں نے مع ظفر علی کا اپنی نواسی فیاض بانو سے نکاح پڑھایا۔ اور شوہر کے حقوق بیوی پر اور بیوی کے حقوق شوہر پر شریعت اسلام نے جو قائم کئے ہیں اُن کو بیان کیا۔ پچیس روپے دولہا کو سلامی کے دئے۔ اور ایک سو روپے کی ریشمی تھیلی اپنی نواسی فیاض بانو کو دی۔

لالہ بیدو مل کے گھر میں عشا کے قریب لالہ بیدو مل کے گھر میں گیا۔ اور اپنے مقتول مرید لالہ منولال بینکر کے بیٹے لالہ گیان چند کے بچوں کو دیکھا۔ لالہ بیدو مل نے پلول کی عمدہ برفی ایک مٹی کے برتن میں بھر کر ساتھ کی۔ رات کو ٹھیک نو بجے گھر میں واپس آ گیا اور خبریں سنیں۔

غلط فہمی ڈرامہ حیدر آباد ریڈیو سے غلط فہمی ڈرامہ سنا۔ زبان بہت اچھی تھی۔ طرز ادا بھی عمدہ تھا۔ مگر غلط فہمی نام کا کوئی انداز ڈرامے میں نہ تھا۔ رات کو دس بجے سویا۔ آج رات کو بخار نہیں ہوا اور نیند بھی اچھی آئی۔ مگر زکام کی ابھی تک وہی حالت ہے۔

میری غذا میں صبح تہجد کے بعد دودھ میں سونف اور سونٹھ اور پان کی جڑ ڈال کر جوش کرتا ہوں اور اُس میں توس بھگو کر کھاتا ہوں اور دوپہر کو شب دیگ، شلجم اور شوربے دار آلو کھاتا ہوں۔ اور رات کو بھی یہی غذا کھاتا ہوں مگر جب سے انفلوئنزا ہوا ہے رات کا کھانا چھوڑ دیا ہے۔ آج خواجہ بانو کو بھی بخار ہو گیا ہے۔ سردی بڑھ رہی ہے۔

۲۲ حج ۱۳۶۴ھ، ۲۸ نومبر ۱۹۴۵ء بدھ دہلی

ملاقاتی آج سرحد کے میاں عبد القادر صاحب اور قاضی فیروز الدین صاحب اور سید یامین نظامی اور سید عاشق حسین صاحب زیدی الواسطی اور دہلی کے نامور شیعہ عالم آغا سلطان مرزا صاحب ملنے آئے تھے۔ آغا صاحب اپنی کتاب "البلاغ المبین" کی دوسری جلد بھی دینے لائے تھے۔

سر فیروز خاں نون کا ڈنر آج رات کو امپیریل ہوٹل نئی دہلی میں میاں سر فضل حسین صاحب مرحوم کی بیٹی اور اکبر حیات خاں صاحب نون کی بیوی نے اپنے شوہر کے بھائی سر فیروز خاں صاحب نون کو ایک بہت بڑی ڈنر پارٹی دی تھی۔ میں بھی شریک ہوا تھا۔ بہت سے نامی مرد اور عورتیں شریک طعام تھیں۔ میں نے کچھ دیر سر فیروز خاں نون سے پنجاب کے سیاسی معاملات کی نسبت بات چیت کی۔ شاعر اسلام حفیظ صاحب جالندھری سے بھی خوب باتیں ہوئیں۔ اُن کی یورپین بیوی میز پر میرے برابر بیٹھی تھیں۔ وہ روس کے علاقہ لتھونیا کی رہنے والی ہیں۔ پنجابی آمیز اردو بولتی ہیں۔ ہندوستانی لباس پہنتی ہیں اُن کی صورت بھی اچھی ہے۔ اور سیرت کے اعتبار سے حقیقی طور پر شاعر اسلام حفیظ جالندھری کی رفیق زندگی مانی جا سکتی ہیں۔

رات کو ۱۱ بجے گھر میں واپس آیا۔ آج بھی بخار نہیں [illegible]

(۱)

قرآن کا فرمان

اپنے دشمن کے ساتھ بھی
انصاف کرو
مسلم لیگ کو یاد رہے

(۲)

قرآن کا فرمان

اپنی دنیا کا حصہ
مت بھول
مسلم لیگ کو یاد رہے

(۳)

قرآن کا فرمان

خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے
مسلم لیگ کو یاد رہے

(۴)

قرآن کا فرمان

آخر کار مسلمانوں ہی کو عروج ہوگا
اگر وہ باایمان رہیں
مسلم لیگ کو یاد رہے

(۵)

قرآن کا فرمان

سب مسلمان مل کر اللہ کی رسی پکڑ لیں
اور تفرقے سے بچے رہیں
مسلم لیگ کو یاد رہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی

(۶)

قرآن کا فرمان

سب مسلمان
آپس میں بھائی بھائی ہیں
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۷)

قرآن کا فرمان

اللہ پر بھروسہ رکھو
اور کسی سے نہ ڈرو
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۸)

قرآن کا فرمان

مت ڈرو
اللہ ہمارے ساتھ ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۹)

قرآن کا فرمان

صبر اور نماز سے
مدد لیا کرو
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۰)

قرآن کا فرمان

یقیناً اللہ تعالیٰ
صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۱)

رسولؐ کا فرمان

ہر مسلمان بادشاہ ہے
اور اس کو رعیت کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۲)

رسولؐ کا فرمان

ہر باپ اپنے بچوں کا بادشاہ ہے
اور اس کو تعلیم و تربیت کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۳)

رسولؐ کا فرمان

ہر اُستاد شاگردوں کا بادشاہ ہے
اور اس کو تعلیمی جواب دہی کرنی ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۴)

رسولؐ کا فرمان

چرواہا بکریوں کا بادشاہ ہے
اور اس کو بکریوں کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۵)

رسولؐ کا فرمان

شوہر اپنی بیوی کا بادشاہ ہے
اور اس کو حقوق زوجہ کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلی

(۱۶)

رسولؐ کا فرمان

میرے سب اصحابؓ ستارے ہیں
جس کی بھی پیروی کروگے منزل مل جائیگی
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۷)

ہر صحابیؓ ستارہ ہے

یہ عقیدہ مدح صحابہؓ ہے
گندی گلیوں میں مدح صحابہؓ
توہین صحابہؓ ہے

(۱۸)

قرآن و اہل بیت

رسولؐ خدا کا ترکہ ہیں
شیعہ سنی دونوں اس کے وارث ہیں
یوں دونوں حق وراثت میں ایک ہیں

(۱۹)

شیعہ سنی کا

خدا ایک ۔ رسولؐ ایک
قبلہ ایک ۔ قرآن ایک
اس لئے وہ ایک ہی قوم ہیں

(۲۰)

شیعہ سنی کو

دشمن کی پہچان ہے
اخوت اسلامی پر دونوں کا ایمان ہے
کیونکہ یہ قرآن کا فرمان ہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۲۱)

سَارِی دُنیا میں
اسّی کروڑ مسلمان ہیں
اسّی کروڑ بَدن ہیں
مگر سب ایک جان ہیں

(۲۲)

چین و عَرب ہمارا
ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم
وطن ہے سارا جہان ہمارا

(۲۳)

مُسَلمان کا کلمہ
سب خدا باطِل ہیں
بس ایک خدا حق ہے
جو یہ مانے مسلمان ہے

(۲۴)

مسلمان کون ہے؟
جو ایمان لائے
اچھے عمل کرے
حق اور صبر کے ساتھ رہے

(۲۵)

اسلام کیا ہے؟
ایک اللہ کی اطاعت
ایک رسُول کی اطاعت
ایک قرآن کی اطاعت

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۲۶)

ہندوستان ہمارا ہے

ہم نے یہاں ہزار برس حکومت کی

ہم نے اپنے خون سے یہ باغ لگایا

ہم نے اپنا سب کچھ ہندوستان پر قربان کردیا

(۲۷)

قرآن فرماتا ہے

اقلیت اکثریت پر

خدا کے حکم سے

غالب آجاتی ہے

(۲۸)

محمد بن قاسمؒ نے

پانچ ہزار مسلمانوں سے

سندھ فتح کیا تھا

اقلیت اکثریت پر غالب آگئی تھی

(۲۹)

انگریز ہمارے نوکر تھے

ہم نے ان کو وزارت دی تھی

فقط ہم ہی سے

انگریزوں کا عہد نامہ ہوا تھا

(۳۰)

ہندو ہمارے بھائی ہیں

ہم نے ان کو اپنی حکومت میں

برابر کا شریک بنایا تھا

اب بھی وہ برابر کے بھائی ہیں

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۳۱)

پاکستان کی برکت

ہندوستانیوں کے دل جوڑ دیگا

چھوٹی قوموں کو بڑا بنادے گا

غریبوں کو امیروں کے ظلم سے بچالیگا

(۳۲)

پاکستان کیا کریگا

غریبوں کو امیر بنائے گا

امیروں کو نیک عمل کر دیگا

دکھ کو سکھ بنادے گا

(۳۳)

پاکستان رحمت ہے

انگریزوں کے لئے راحت ہے

ہندوؤں کے لئے دولت ہے

مسلمانوں کے لئے وحدت ہے

اچھوتوں کے لئے جنت ہے

(۳۴)

پاکستان آفت ہے

خود غرضی کے لئے

اقلیت کے حریفوں کے لئے

غریبوں کے دشمنوں کے لئے

(۳۵)

پاکستان نجات دیتا ہے

حسد سے اور کینے سے

قوم فروشی سے

اپنے ملک کی غداری سے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی دہلی

(۳۶)

مسلم لیگ

مسجدوں کی محافظ ہے
مندروں کی چوکیدار ہے
گرجاؤں اور گرودواروں کی
مددگار ہے

(۳۷)

مسلم لیگ

قرآن کی پاسبان ہے
وید کی نگہبان ہے
انجیل اور توریت اور
گرنتھ صاحب کی مددگار ہے

(۳۸)

مسلم لیگ

ہر ہندوستانی کی آزادی
ہر ہندوستانی کی خوش حالی
ہر ہندوستانی کی عزت چاہتی ہے

(۳۹)

مسلم لیگ جانتی ہے

جمعیت علما، احرار، خاکسار مسلمان ہیں
اور ان کی عزت اپنی قوم کے
ساتھ رہنے میں ہے

(۴۰)

مسلم لیگ عشق بازوں کی

بام کا زینہ ہے
جس کا جی چاہے اس زینے سے
چھت پر آجائے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

محرم ۱۳۶۵ھ کی یادگار

اہل بیت اسکول

مسلمانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر وقت فرمایا تھا میں تم کو دو چیزیں دیتا ہوں ایک **قرآن** اور دوسرے **اہل بیت** اس لئے ہر شیعہ سُنی مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن اور اہل بیت کو یاد رکھے۔ اور اُن کی پیروی کرے۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے قرآن شریف کی خدمت یہ کی کہ قرآن شریف کے چار ترجمے کر کے شائع کئے۔ اور ایک ترجمہ ہندی زبان میں شائع کیا۔ اور اہل بیت کی خدمت یہ کی کہ **کربلا کا تاریخی حال** لکھا۔ **محرم نامہ** لکھا۔ **سیرت حسین**ؑ لکھی۔ اور دوسرا کام یہ کیا کہ اہل بیت اسکول جاری کئے اور اہل بیت اسکولوں کے لئے **قرآن و حدیث کے فرمان** لکھے۔ لہذا شیعہ سنی مسلمانوں کا فرض ہے کہ یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔ قرآن و حدیث کے فرمان ایسی کتاب ہے جس میں شیعہ سنی دونوں کی دینی اور دُنیاوی معلومات ہے اور صرف ایک کتاب پڑھنے سے بچے پورے اسلام کی تعلیم کو سمجھ لیتے ہیں

قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر اخبار منادی دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے ... پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

چشتی پارٹی کو دل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

جو سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

قلم کار { علی بن حسن و زید بن حسن

مورخہ ۸ و ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء

ہندوستان میں سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ
باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

قطب الہند حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی چشتی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک دہلی میں

سلطان شمس الدین التمش اور اس کی بیٹی ملکہ رضیہ سلطانہ اور اس کے بھائی حضرت رضی اللہ عنہ ہی کے مرید تھے

مدنی جالی کے تصور میں صبا سے بات

صبا بسوئے مدینہ روکن ازیں دعاگو سلام برخواں — بگرد شاہ رسل بگرداں ز عبد عاصی پیام برخواں

اے صبا اے صبح کی ہوا! مدینے کا رخ کر۔ اور میرا سلام لے جا — رسولوں کے بادشاہ کا طواف کر اور میرا پیام پہنچا

مالک الملک خدا کے پیارے سبز گنبد کے اندر تجلیات حقانی کے جھرمٹ میں ہونگے۔ جب دور ۔ تیری نظر دو جہان کے بادشاہ کے ربانی تاج پر پڑے۔ وہیں جھک جائیو۔ اور جھوم جھوم کر پروانوں کی طرح بے تاب ہو ہو کر آواز لگانے بغیر صدرت ... نازش وع کیجیو۔ قربان ہوتی جائیو۔ اور دل ہی دل میں کہتی جائیو۔ شب ہجر کی قسم۔ تیری زلف دل نواز کی قسم۔ ان گورے گورے پیارے پیارے مکھڑے کی قسم۔ مرمگیں انکھیوں کی قسم۔ اور انکھیوں کے متوالے پن کی قسم تیری امت تجھ کو یاد کرتی ہے۔ وہ دور ہے رنجور ہے۔ فریاد کرتی ہے۔ ہر نماز کی التحیات ... وقت جب کہتی ہے "السلام علیک ایھا النبیؐ"۔

سلام تجھ پر اے نبیؐ تو اس کا ایمان روشن ہو جاتا ہے اور وہ تیری تجلی مآب ذات کو اپنے سامنے دیکھنے لگتی ہے۔

تو اگر اپنی امت کے ہر عورت مرد اور بچے کی نماز کے وقت اُس کے پاس نہ ہوا کرتا تو ایھا النبی کہہ کر سلام کیوں پڑھا جاتا؟ تیرے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکرؓ اور دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ اور تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ اور چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ۔ اور تیرے دونوں چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ اور تیری پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ اور تیرے پیارے نواسے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ تیری حیات جسمانی میں جب التحیات پڑھتے تھے تو ایھا النبیؐ کہتے تھے اور جب تو ناسوتی نظروں سے ہٹ کر ملکوت و جبروت و لاہوت کے پردوں کے اندر چلا گیا تب بھی وہ ایھا النبی کہتے رہے کیونکہ تجھ کو باطن کی نظر سے سامنے دیکھتے تھے۔

حضرت خواجہ حسن بصریؓ سے لے کر حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؓ تک جتنے پروانے تیرے چہرے کی شمع پر قربان ہونے آئے وہ بھی اپنی نمازوں کی التحیات میں "ایھا النبی" پڑھتے تھے۔ اور حضرت خواجہ اجمیریؓ کے ... حضرت ... یار اور ان کے جانشین حضرت بابا فرید شکر گنجؒ اور ان کے جانشین حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاءؒ ... بھی اپنی اپنی نمازوں کی التحیات میں "ایھا النبی" پڑھتے تھے اور ہر ایک تجھ کو اپنے قریب اور اپنے پاس دیکھتا تھا۔

تیری وہ امت جو ہندوستان میں رہتی ہے۔ دس کروڑ جس کی گنتی ہے وہ بھی ہر نماز کی التحیات میں ایھا النبی کہہ کر تجھ کو سلام کرتی ہے۔ اور تجھ کو اپنے سامنے موجود ہونے کا ایمان رکھتی ہے۔

اے صبا اے نسیم سحری۔ اے راز کے جلوؤں کی دید میں مست ہو جانے والی۔ جب تو یہ کہہ چکے تو دم بخود ہو کر اپنا سانس روک کر کان لگا کر سنیو کہ جہاں پناہ نے کیا جواب دیا؟ اگر تو حضور پُر نور سرکار قاب قوسین کو اپنی طرف متوجہ پائے اور پاک ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے تو ادب سے ... خیال کیجیو کہ ظل الٰہی نے کیا ارشاد فرمایا؟ اگر تو سُنے کہ عالم تاب آفتاب رسالت نے فرمایا۔ اُمتی اُمتی۔ میری اُمت میری اُمت ... سے اپنا سر خاک پر رکھ کر کہنا شروع کیجیو۔ صلی اللہ علیک یا محمدؐ۔ اللہ کا درود آپ پر اے محمدؐ۔ اور اگر وہ اُمتی اُمتی کہنے کے بعد فرمائیں کہ "میری اُمت مسلمان ہے۔ مسلمانوں سے جدا نہ ہو۔ ہر ایک کی ... اُمت کی وحدت سے پوری ہوگی۔ اور اُمت کی وحدت اور ایکہ دس کروڑ کو مراد مند کر دیگا" تو آمین کا نعرہ لگائیو۔ اور با ادب سے اُلٹے قدم ہٹتی ہوئی باہر آجائیو۔ اور پھر ہندوستان کے ہر صوبے میں جائیو۔ اور صوبے کے ہر شہر میں جائیو اور شہر کے ہر قصبے میں جائیو۔ اور قصبے کے ہر گاؤں میں جائیو۔ اور حضور کا فرمان ہر عورت مرد مسلمان کے کان میں ڈال دیجیو کہ وہ سب مسلم لیگ کے ساتھ رہیں۔ اور امت کی وحدت کی صف سے باہر نہ جائیں ورنہ اپنے رسولؐ کے سامنے اُن کو شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اور ہندوستان کی غیر مسلم قومیں اُن کو جماعت سے باہر دیکھ کر اپنا اپنا شکار بنا لیں گی۔

حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

اُردو پریس کی تاریخ

۸ر اور ۱۶ر اکتوبر کے مشترکہ منادی میں اردو پریس کی تاریخ کتاب چھپنی شروع ہوئی ہے۔ یہ بہت ضروری کام ہے اور اس میں سب اخبار والوں کو میری مدد کرنی چاہئے۔ اور وہ مدد یہ ہے کہ ہر اخبار نویس اپنا اور اپنے اخبار کا حال لکھ کر مجھ کو بھیجدے تاکہ میں ذاتی رائے کے ساتھ اس کا خلاصہ درج کتاب کر دوں۔

اخبار والے کیا حال لکھیں؟

اردو پریس کی تاریخ کے لئے اخباروں اور رسالوں کے مالکوں اور ایڈیٹروں کو اور کتابوں کے مصنفوں کو حسب ذیل حالات لکھنے چاہئیں۔

(۱) ان کا اخبار یا رسالہ کب جاری ہوا اور کب تک جاری رہا اور اب جاری ہے یا نہیں۔

(۲) اس اخبار یا رسالے کے جاری کرنیکا مقصد کیا تھا؟ یعنے مذہب کی خدمت یا قوم کی خدمت۔ یا زبان کی خدمت یا کوئی اور خدمت مدنظر تھی۔؟

(۳) کیا مشکلات پیش آئیں۔ کیا کیا تجربے ہوئے۔

(۴) جاری کرنے والے اصحاب اپنی زندگی کے حالات کا مختصر خلاصہ بھی تحریر فرمائیں۔

(۵) اگر اخبار یا رسالہ بند ہو گیا ہو تب بھی حالات لکھیں۔ اور موجودہ اخباروں اور رسالوں کے علاوہ اگر اس سے پہلے کوئی اخبار یا رسالہ جاری کیا ہو تو اس سے بھی آگاہ کیا جائے۔

(۶) اردو پریس کی تاریخ میں محض اخباروں اور مصنفوں ہی کا حال نہیں ہوگا بلکہ ادیبوں شاعروں مصنفوں کے حالات بھی ہونگے جنہوں نے کوئی کتاب شائع کی ہو۔

(۷) اخباروں کتابوں رسالوں کے علاوہ جن لوگوں نے پمفلٹ ٹریکٹ پوسٹر ہینڈبل شائع کئے ہوں چاہے وہ تجارتی ہوں یا قومی و ملکی ہوں وہ بھی اپنے حالات لکھیں اور اپنی شائع شدہ چیزوں کے نمونے بھی بھیجیں۔ اور اپنے ذاتی حالات بھی لکھیں۔

ذاتی نمونہ

چونکہ اردو پریس کی تاریخ پہلے منادی میں لگاتار شائع ہوگی اس لئے بطور نمونے کے پہلے میں اپنے حالات اور اپنے اخباروں رسالوں وغیرہ کے حالات لکھونگا تاکہ دوسرے اصحاب اس نمونے کو دیکھ کر میرے مقصد کو سمجھ لیں اور وہ اس طرز سے اپنے حالات بھیجدیں۔

قبر پرستی کا غلط الزام

عورتوں کے نامور اور یکتا ہفتہ وار اخبار تہذیب نسواں لاہور میں ایک خاتون نے قبر پرستی کے عنوان سے ایک مضمون شایع کرایا ہے۔ اسی قسم کے اور مضامین بھی اخبار مذکور میں پہلے بھی چھپتے تھے میں ایڈیٹر کی نیت سے بدگمان نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ عورتوں کو ہر قسم کے توہمات سے بچانے کے لئے ایسے مضامین شائع کرتے ہیں۔ لیکن ایڈیٹروں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ اپنے نامہ نگاروں کے مضامین کا توازن قائم رکھیں۔ خاص کر ایسے مباحثوں کے وقت جن میں کروروں انسانوں کے احساس مذہبی پر اثر پڑتا ہو نامہ نگاروں کی تحریروں کو افراط و تفریط سے بچانا ایڈیٹر کا ضروری فرض ہے۔

جس مضمون پر مجھے آج کچھ لکھنا ہے اس میں ایک مباحثے کا ذکر ہے جو قبر پرستی کی نسبت کہیں ہوا تھا اس لئے دونوں جماعتوں کے عقائد اور دلیلیں اس مضمون میں لکھی گئیں ہیں۔ میں نے دونوں کی دلیلوں کو غور سے پڑھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ مضمون لکھنے والی خاتون وہابی عقیدہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے قبروں کے طرفدار لوگوں کی دلیلیں پہلے لکھی ہیں اور مخالفوں کی دلیلیں بعد میں لکھی ہیں۔ اور ان دلیلوں میں مغالطہ آمیز باتیں بھی لکھدی ہیں تاکہ پڑھنے والوں پر نامہ نگار کے حسب منشا اثر ہو اور وہ قبروں کے احترام سے برگشتہ ہو جائیں۔

درحقیقت "قبر پرستی" کا لفظ استعمال کرنا اُن کروروں آدمیوں کی توہین ہے جو قبروں کی عزت کرتے ہیں۔ اگرچہ میں قبروں کے گھرانے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور دیوبندی استادوں سے تعلیم حاصل کرنے کے سبب سالہا سال قبروں سے بے اعتقاد رہا ہوں لیکن مسلسل غور و مشاہدے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ قبروں پر آنے والے یا قبروں کی عزت کرنے والے قبروں کو پوجتے نہیں ہیں۔ بے شک جہالت [illegible] کی وجہ سے قبروں کے بعض زائرین افراط

تفریط میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر بھی میں نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا جو قبروں کو پوجتا ہو یا قبروں کی خدا کی طرح عبادت کرتا ہو۔

قبروں کی عزت کے کئی پہلو ہیں۔ ایک پہلو سیاسی ہے کہ اگر قبریں پکی نہ بنوائی جائیں تو ہندوستان میں ہماری ہزار سالہ حکومت کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ اور اگر قبروں کی طرف سے ایسی ہی غفلت ہو جیسی وہابیوں کو ہے تو مخالف قومیں ہمارے مشاہیر کے نشانوں کو نیست و نابود کردیں گی۔

دوسرا پہلو تمدنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مشاہیر کی قبروں کو خواہ وہ مذہبی لوگ ہوں یا علمی لوگ ہوں قائم رکھنا اور یاد رکھنا ہمارے تمدن اور کلچر کے لئے بیحد ضروری ہے۔ کیونکہ قومیں اپنے مرنے والوں کے کارناموں کو یاد کرنے اور یاد رکھنے سے زندہ رہتی ہیں اور ترقی کرتی ہیں۔

تیسرا پہلو مذہبی ہے۔ اور اسی پہلو کو سامنے رکھکر یہ مباحثہ ہوا تھا جس کا ذکر تہذیب نسواں میں ہے۔ مذہبی لحاظ سے سب سے بڑی دلیل قبروں کی عزت کی یہ ہے کہ جن کی پاک تعلیم سے اسلام دنیا میں پھیلا اُن کا مزار بھی ہے اور مزار پر گنبد بھی ہے اور اُس کی تعظیم اور عزت بھی اُتنی ہی ہوتی ہے جتنی ہونی چاہیئے۔ اگرچہ ابن سعود کی حکومت نے بے شمار قبوں اور قبروں کو مسمار کردیا ہے اور وہ روضۂ رسول ؐ کے زائرین کے اظہار عقیدت میں بھی مخل ہوتی ہے۔ پھر بھی اُس پاک روضے کی عظمت اور عزت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔

یہی حال ہندوستان کے اولیاء اللہ کے مزاروں یعنی قبروں کا ہے کہ باوجود اس کے کہ صدیوں سے اولیاء اللہ کے مخالف اولیاء اللہ کی قبروں کے خلاف کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ تقریریں کرتے رہتے ہیں پھر بھی کوئی کمی لوگوں کے اعتقاد میں نہیں ہوئی ہے۔

دلی شہر کے مسلمانوں میں فی صدی پچھتر آدمی وہابی یا دیوبندی عقائد کے ہیں اور قبروں کے احترام کے خلاف ہیں۔ اور صرف پچیس فیصدی قبروں کا احترام کرنے والے ہیں۔ مگر میرے بچپن میں جتنے زائرین درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح میں آتے تھے۔ آجکل اُن سے سو گنے زیادہ آتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہابی بھی بکثرت آتے ہیں۔

فیصلہ

بہرحال میرا فیصلہ یہ ہے کہ جن خاتون نے یہ مضمون شایع کرایا ہے یا جن لوگوں نے اور مضامین شایع کرائے ہیں وہ آئندہ لفظ "قبر پرستی" سے احتیاط کریں۔ کیونکہ اس سے کروڑوں آدمیوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور اگر میں محض قبر پرستی کے لفظ کے خلاف انگریزی کچہری میں چلا جاؤں اور اخبار کے خلاف دعویٰ کردوں تو اخبار کو اور اُسکے نامہ نگاروں کو جواب دینا مشکل ہو جائے۔

میں اخبار تہذیب نسواں کے ایڈیٹر کو اور نامہ نگاروں کو آگاہ کردینا چاہتا ہوں کہ قبروں کی عزت کرنے والوں کو "قبر پرست" کہنا اُنکی سب سے بڑی توہین ہے۔ کیونکہ درگاہوں اور قبروں کے زائرین ہرگز ہرگز قبر پرستی نہیں کرتے۔ اور جتنی دلیلیں قبروں کی عزت کے خلاف اخبار مذکور میں شائع کرائی گئی ہیں وہ سب غلط بہتان ہیں۔

بیگم شاہ نواز کا ایثار

میاں سر محمد شفیع مرحوم کی بیٹی جہاں آرا بیگم جو میاں شاہ نواز مرحوم کی بیوہ ہیں ہندوستان کی اُن مسلمان عورتوں میں ہیں جن کے کارناموں پر انگریز حکومت بھی فخر کرتی ہے اور مسلمان قوم بھی فخر کرتی ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی بہن اور مسز نیڈو صاحبہ نے امریکہ میں جاکر جو اعلیٰ خدمات ہندوستان کی انجام دی تھیں وہ ہندو قوم کے لئے فخر کے قابل ہیں۔ مگر بیگم شاہ نواز نے امریکہ کا سفر اُس وقت کیا جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی اور امریکہ جانے کی مرد بھی ہمت نہ کر سکتے تھے۔ مگر اس عورت ذات نے امریکہ کا سفر کیا اور اپنی نوکری کے فرائض ایسی اعلیٰ قابلیت سے انجام دئے کہ برطانی پارلیمنٹ اور مسٹر چرچل نے بھی اُس کو مانا اور ہندوستان کے وائسرائے نے بھی مانا۔ کیونکہ امریکہ کی عام رائے برطانیہ کے خلاف تھی۔ اور کوئی مرد جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ برطانیہ کی حمائت میں امریکنوں کے سامنے کچھہ کہہ سکے۔ ناظرین اخبار کو یاد ہوگا کہ جب لارڈ اروِن لارڈ ہیلی فیکس کے نام سے برطانیہ کی نمائندگی کرنے بحیثیت سفیر برطانیہ امریکہ میں گئے تو اُن پر امریکنوں نے گندے انڈے پھینکے اور کوئی دقیقہ لارڈ موصوف کی ہتک کا باقی نہ چھوڑا مگر جب بیگم شاہ نواز امریکہ گئیں تو اُن کی شیریں مقالی اور سحر بیانی کے سامنے سارا امریکہ جھک گیا۔

یہ پہلو میری دلچسپی سے الگ حیثیت رکھتا ہے کیونکہ میں اس سفر کی محض اس حد تک تعریف کر سکتا ہوں کہ بیگم شاہ نواز نے اپنی نوکری کے فرائض کو نہایت جرأت اور قابلیت کے ساتھ ادا کیا۔ بیانِ میں بیگم شاہ نواز کی اُن خدمات پر فخر کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے لندن میں جاکر اپنے

ملک اور اپنی قوم کی انجام دیں اور انگریز حکومت کو ہندوستانیوں کی اور مسلمانوں کی دلی خواہشات سے آگاہ کیا۔

ہندوستان میں بھی ابھی لڑائی کے زمانے میں بیگم شاہ نواز نے ہندوستان کے چپے چپے کا دورہ کیا۔ اور ہمسایہ قوموں کو معلوم ہو گیا کہ مسلمان قوم میں بھی مسز نیڈو اور مسز پنڈت جیسی لائق عورتیں موجود ہیں۔

اور اب بیگم شاہ نواز نے اپنے ایثار کی ایک بہت بڑی مثال مسلمان قوم کے سامنے پیش کی ہے کہ انہوں نے ایسے وقت جبکہ وائسرائے اور اُن کی کونسل کو بیگم شاہ نواز کی اَنتھک خدمات کی ضرورت تھی۔ محض مسلم لیگ کی خدمت کے لئے ایک بڑی آمدنی اور ایک بڑی عزت کی نوکری چھوڑ دی۔ اور ۱۳ اکتوبر کو دہلی سے لاہور چلی گئیں۔ جہاں وہ اپنے صوبۂ پنجاب کے مسلمانوں کی خدمات انجام دیں گی۔

میں نے ۱۳ اکتوبر کی شام کو بیگم میاں محمد رفیع کے مکان پر ایک بڑی پارٹی میں بیگم شاہ نواز سے کہا تھا اور بالکل ٹھیک کہا تھا کہ مسلمانوں کی یہ عام شکایت تم نے غلط ثابت کر دی ہے کہ مسلمان لیڈروں کے مرنے کے بعد اُن کا کوئی صحیح جانشین پیدا نہیں ہوتا۔ مگر تم نے اپنے نامور باپ کی قومی اور ملکی خدمات کو سنبھالا اور بڑھایا۔ اس واسطے میں کہہ سکتا ہوں کہ تم اپنے باپ کی صحیح جانشین ہو اور تم پر یہ مقولہ صادق آسکتا ہے "پدر نتواند دختر تمام کند" جو کام باپ سے نہ ہو سکا وہ بیٹی نے پورا کر دیا۔

مولانا سالک کے چٹکلے

مسلمانوں کی سیاسیات بھی آجکل اللہ کے فضل سے انتہائی دلچسپ ہو رہی ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن ملک خضر حیات خاں سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے چند سیاسی قیدی رہا کر دو۔ تو ہمارے تمہارے درمیان اتحاد ہو سکتا ہے۔ یعنی ٹوانوں اور دیوانوں کا اتحاد۔ آزادی ہند۔ خطابوں اور جاگیروں کی مخالفت "ہندارہ اقتدار" غرض تمام مابہ النزاع مسائل ایک لمحہ میں غائب ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سیاسی قیدیو کو رہا کر دیا جائے۔

دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو مولانا حبیب الرحمٰن کا وہ مطلب نہیں ہے۔ جو اُن کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

یا انہیں یقین ہے۔ کہ ملک خضر حیات خاں سارے قیدیوں کو رہا نہیں کریں گے۔

اذا فات الشرط فات المشروط

ایک طرف لکھنؤ کے شیعہ ہر موقع پر نہایت زناٹے سے اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ مسلم لیگ ہماری نمایندہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں علیحدہ حقوق دینے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اور دوسری طرف مولانا ظفر الملک (جن سے بڑا سُنّی تصور میں بھی نہیں آسکتا) ایک سُنّی الیکشن بورڈ قائم فرما رہے ہیں۔ جو یو۔ پی میں سُنّی امیدواروں کو کامیاب کرا کر ثابت کر دے گا۔ کہ مسلم لیگ شیعوں کی جماعت ہے۔ اور مسلمانوں کے سوادِ اعظم کی نمایندہ نہیں۔

خدا اس سُنّیت اور شیعیت سے ہر مسلمان کو بچائے کیونکہ اس تسنن اور تشیع کا سرچشمہ ائمہ اہل سنت کی تقلید یا حُبِ اہلبیت نہیں

بلکہ گاندھی جی کی کانگرس ہے ع
سر ایں فتنہ زجا ئیست کہ من می دانم

اس موقع پر ایک واقعہ یاد آگیا۔ دہلی میں حضرت مولانا فخر صاحبؒ ایک صوفی بزرگ رہتے تھے۔ ان کے زمانے میں شیعہ سُنّی کے درمیان فساد ہو گیا۔ جب حضرت کو اطلاع پہنچی اور بعض جوشیلوں نے یہ بھی استفسار کر ڈالا۔ کہ حضرت کی ہمدردی کس طرف ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ؎

نہ سُنیم کہ کنند لعن شیعۂ احمق
نہ رافضی کہ کنم ... گو بیاں شق
مُرید حضرت عشقم دگر نمی دانم
کہ کیست برسر باطل و کیست برحق

مسلم لیگی اور پاکستانی تو بر بنائے حضرت عشق ہیں۔ ان کو سُنیت و شیعیت سے کیا سروکار۔ مدح صحابہ و قدح صحابہ سے کیا تعلق۔ خدا کی شان دیکھئے۔ لکھنؤ کا یا علمی شہر۔ ہمارے تمدن اور ہماری ثقافت کا آخری مرکز۔ اس شہر میں نہایت متین و سنجیدہ اور تعلیم یافتہ مسلمان جمع ہوتے ہیں سیاسی و آئینی مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔ آیندہ انتخابات میں امیدواروں کے کھڑے کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے کس بنا پر کونسے سیاسی مسئلہ کی حمایت یا مخالفت کو واضح کرنے کے لئے؟ آزادیٔ ہند؟ نہیں۔ پاکستان؟ نہیں۔ ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق؟ نہیں بلکہ "مدح صحابہ" کو آیندہ انتخابات کا مدار و محور قرار دیا جاتا ہے۔ فوا

اسفاہ وا مصیبتا ! ــ ۵

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

اور لطف یہ ہے کہ یہ سب کچھ "انڈین نیشنل کانگریس" کے سایۂ عاطفت میں ہو رہا ہے۔ یعنی مولانا ظفر الملک اور ان کے رفقا اساسی اعتبار سے کانگرسی واقع ہوئے ہیں۔ اور کانگرس ہی کے مقاصد کو کامیاب بنانے کی غرض سے ان لوگوں کی اُپج نے "مدح صحابہ" کا قضیہ ایجاد کیا ہے۔

حالانکہ بقول جواہر لال نہرو مذہبی بنا پر سیاسی جماعتیں بنانا زمنۂ مظلمہ کی یادگار ہے۔ اور کانگرس ماشاء اللہ نہایت جدید۔ نہایت ترقی پسند اور روشن خیال اذہان کی نمائندہ ہے۔

تیجل داس وزیرانی (سندھ) اور رائے بہادر مہر چند کھنہ (سرحد) دونوں حضرات کانگرس میں شامل ہو گئے ہیں۔ رائے بہادر نے فرمایا ہے۔ کہ

حقیقت یہی ہے۔ کہ ہندو سبھا اور مسلم لیگ آزادی ہند کے رستے میں رکاوٹ ہیں اور ہندوستان میں کانگرس ہی ایک جماعت ہے۔ جو حریتِ وطن کی علمبردار ہے۔

بیس سال تک ایک صوبے کی ہندو سبھا کے "پردہان" رہ کر اب کھنہ صاحب کو حقیقتِ حال معلوم ہوئی! الیکشن کا قرب ایسی چیز ہے۔ کہ اس سے آدمی پر چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں ورنہ دیکھیے آج سے چند ماہ پیشتر رائے بہادر کو کانگرس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔

یہی حال احرار اور جمعیۃ العلما اور آزاد مسلم مجلس والوں کا ہے۔ وہ اپنا اپنا دائرۂ عمل کانگرس سے جداگانہ خیال کرتے تھے۔ اور اسی لئے انہوں نے اپنی الگ جماعتیں قائم کر رکھی تھیں لیکن الیکشن کا وقت آیا۔ تو اب مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صدر کانگرس سے اس طرح چسپاں ہو رہے ہیں کہ لاہور میں مولانا ابو الکلام آزاد کو کسی شخص نے ایک لمحے کے لئے بھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا۔ کہ مولانا حبیب الرحمن بطور ضمیمہ اُن کے ساتھ نتھی نہ ہو رہے ہوں۔ حالانکہ کجا کانگرس کجا احرار۔ کانگرس ہندو اکثریت کے اقتدار کی علم بردار۔ مجلس احرار مسلمانوں کی جماعت! وہ نیشنلزم کی داعی۔ یہ جداگانہ انتخاب کو منظور کرنے والی۔

لیکن الیکشن کا قرب کچھ ایسی چیز ہے کہ اپنوں کو بیگانہ اور بیگانوں کو اپنا کر دیتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہندو لیڈروں کو سبھاش بوس کے زندہ ہونے کا یقین ہے اور ممکن ہے سبھاش ہندوستان میں آ ہی پہنچے ہوں۔ اور اُن کے مقام سے گاندھی جی اور مالوی جی باخبر بھی ہوں۔

پونا اور بمبئی میں کانگرس کی "عاملہ" اور "عامہ" کے جو اجلاس ہوئے۔ اُن میں بھی سبھاش بوس کی تعزیت کی قراردادیں منظور نہیں کی گئیں بلکہ "فی الحال ملتوی" کر دی گئیں۔

اب پنڈت مالوی نے سبھاش کے اعزہ کو تار دیا ہے۔ کہ "شرادھ ملتوی کر دو" اور اخبار نویسوں سے کہا کہ

یہ امر تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ کہ سبھاش بابو مر گئے ہوں گے۔

گاندھی جی نے بوس کے بھتیجے کو تار دیا ہے کہ "صرف ہلکی سی پرارتھنا پر اکتفا کرو"۔ یعنی "ختم درود اور قل" وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ معمولی سی دعا کر دو۔ کیونکہ سبھاش بابو کی موت یقینی نہیں۔

ان تمام آثار سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سبھاش زندہ ہیں اور پچھلے دنوں بمبئی میں پولس اُن کو گرفتار کرنے کے لئے جو دوڑ دھوپ کر رہی تھی۔ اور جس پر کانگرسی اخبار مضحکہ اڑا رہے تھے۔ وہ ضرور کسی خاص اطلاع کی بنا پر ہوگی۔ ورنہ پولس کو کیا پڑی ہے کہ بے بنیاد ہوا کے پیچھے لٹھ لئے پھرے۔

لیکن اگر سبھاش بابو ملک میں موجود ہیں تو یہ کونسی بہادری ہے کہ وہ چھپے پھرتے ہیں جب ساری ہندو جاتی اُن کی پشت پر ہے تو پھر خطرہ کس بات کا ہے۔ میدان میں آئیں اور نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اور جن سوداگروں نے کل سبھاش بوس کی بیگناہی کا ڈھول پیٹا تھا۔ بلکہ انہیں جاپان کا دشمن قرار دیا تھا۔ انھوں نے اپنے جھوٹ کو بالکل مکمل کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ بوس بابو بلا شبہ مر چکے ہیں۔ اس کا ہمیں یقین ہے۔

لیکن مصیبت یہ ہے کہ جواہر لال۔ گاندھی اور مالوی کو ہرگز اُن کی موت پر یقین نہیں۔

منادی کا نوٹ } مولانا سالک صاحب کے افکار و حوادث اخبار انقلاب لاہور میں جس دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں وہ سب کے علم میں ہے میں بھی بوجہ آنکھوں کی معذوری کے ان مضامین کو ہمیشہ پڑھوا کر سنتا ہوں۔ موجودہ الکشن کے زمانے میں ان کے بعض چٹکلے مجھے اس قابل معلوم ہوئے کہ میرے اخبار کے پڑھنے والے بھی اُن کو پڑھیں اور اُس دسترخوان میں شریک ہوں جس پر روزانہ مولانا سالک کا پکایا ہوا کھانا میں کھایا کرتا ہوں جس [illegible]

اُردو پریس کی تاریخ

نوشتہ خواجہ حسن نظامی دھلوی

جَرَح قَدَح مَدَح

پرانی منطق کی کتابوں میں لکھا ہے خبر میں سچ اور جھوٹ کا احتمال ہوتا ہے۔

نئی منطق یہ ہے کہ سچی خبر کو جھوٹ کے کپڑے پہنائے جائیں اور جھوٹی خبر کو سچ کے لباس میں آراستہ کیا جائے۔

گو سب ملکوں میں پریس کی طاقت یعنی اخبارں رسالوں۔ پوسٹروں۔ پمفلٹوں اور ریڈیو کی نشریات کی طاقت بادشاہی کے ایوان کا ایک ستون مانی جاتی ہے۔ مگر ہندوستان کا پریس خوشامد اور ہجو کا آلہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔

میں پچاس برس سے اخبار نویسی کرتا ہوں میں نے پرانے اخباروں سے اخبار نویسی سیکھی اور نئے اخبار نویس تیار کئے۔ میں نے اخبار نویسی کے سب عیب بھی سیکھے اور سب ہنر بھی سیکھے۔ میں نے اُردو کے بہت سے اخبار نویس پیدا کئے۔ اور میری اس پیداوار نے مجھے نیک دل اور نیک عمل بنا دیا۔

حکیم لقمان نے بے عقلوں سے عقل سیکھی تھی۔ میں نے بُرے اخبار نویسوں سے اچھی اخبار نویسی سیکھی۔ انگریزی حکومت نے پریس کو آزادی دی ہے کیونکہ وہ ہندوستان کو پردیس سمجھتی ہے اور پردیسی رعایا کے دل کی باتیں اور دل کے ارادے معلوم کرنے کیلئے اور قول و فعل کی طاقتوں کا اندازہ کرنے کیواسطے پریس کو آزاد رکھنا ضروری خیال کرتی ہے۔

انگریزوں نے ہندوستان میں پریس کے منہ زور گھوڑے کو قابو میں رکھنے کے لئے پریس ایکٹ کی لگام بنائی ہے جو پریس کو لفظاً۔ معناً۔ اشارتاً۔ کنایتاً۔ یا اور کسی طرح۔ کے الفاظ سے قانونی گرفت میں لاتی رہتی ہے۔

انگریزوں کے ملک کے اخبار اس لئے بے عیب مانے جاتے ہیں کہ وہ ہندوستانی پریس کے برخلاف ذاتیات سے الگ رہتے ہیں مگر وہ سب بھی اپنی پارٹیوں اور اپنے سرمایہ دار مالکوں کی ذاتیات کے غلام ہوتے ہیں۔ اس لئے ہماری طرح وہ بھی عیبی ہوتے ہیں۔ میں نے اردو زبان میں دو وقتہ اخبار جاری کئے۔ اور کامیابی سے چلائے۔ سہ روزہ اخبار جاری کئے اور ان میں بھی کامیابی حاصل کی۔ ہفتہ وار جاری کئے۔ پندرہ روزہ جاری کئے۔ ماہوار جاری کئے۔ اور ہر اخبار اور رسالے نے اخبار نویسی کی پہلی صف حاصل کی۔ میں نے پوسٹر۔ ہینڈ بل (دستی تقسیم کے چھوٹے پوسٹر) پمفلٹ۔ ٹریکٹ ہزار ہا قسم کے شائع کئے۔ جن کے عنوان آنکھوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔ دماغوں میں ہل چل ڈالتے تھے۔ دلوں پر اثر کرتے تھے خیالوں کو آن کی آن میں بدل دیتے تھے۔

میں نے گراموفون ریکارڈوں اور ریڈیو تقریروں کی نشریات سے بھی کام لیا۔ اور اس میں بھی کامیاب ہوا۔

اور ان سب سے جو تجربے ہوئے اور ان سب میں جو خرابیاں اور خوبیاں دیکھیں ان سے میرے قلب سلیم نے خدا کے فضل اور خدا کی مدد اور اولیا اللہ کی روحانی برکت سے سیدھی اور سچی راہ حاصل کی۔ اور پریس کی جسکاری اور فتنہ پردازی سے بچا رہا۔ اور میرے دل اور میرے احساس کی آنکھوں کو ایسی عینک اور ایسی خوردبین مل گئی کہ آج میں ہندوستانی پریس کی جَرَح۔ قَدَح۔ مَدَح کی تاریخی کتاب لکھنے کے قابل ہو گیا۔

یہ کتاب لگاتار منادی میں چھپا کریگی۔ اور پھر میرے مرنے کے بعد یا زندگی میں کتاب بن کر سامنے آجائے گی۔

اس تاریخی جرح قدح مدح میں نہ کسی کی رعایت ہوگی نہ کسی کی عداوت کا دخل ہوگا۔ حالانکہ میں آدمی ہوں اور نرم دل کا ہر ایک آدمی مروت اور رعایت کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور عداوت کا مادہ اور خود پسندی کا عیب بھی اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے جسم میں رسول خدا کا خون ہے علی مرتضیٰ کا خون ہے۔ اولیا اللہ کا

خون ہے اور میرا "ماحول" برے آدمیوں سے زیادہ اچھے آدمیوں کا ماحول رہا ہے۔ اسلئے میری اس تحریر میں جہاں تک ہو سکیگا مروت اور رعایت اور حسد اور کینے اور عداوت کا دخل نہیں ہوگا۔ اور میں جو کچھ لکھونگا حضرت شیخ سعدی رحمۃ کے اس مقولے کی موافق لکھوں گا۔

"تو پاک باش برادر مدار از کس باک"۔ بھائی تو اپنے آپ کو پاک رکھ پھر کسی سے نہ ڈر۔

میری یہ قلم کاری ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی پچھلی رات کو شروع ہوئی جبکہ میں قلب اور جگر۔ اور گردے اور آنتوں کی بیماریوں سے نیم مردہ ہو رہا تھا تاہم مجھ کو اور میری عقل کو اور میری ایمان داری کو اور میری حق پسندی کو میرے عادل خدا نے سہارا دیا اور میں نے اس کتاب کو مروت اور عداوت سے بچایا۔ رات بھر جاگا ہوں۔ کیونکہ نوچندی جمعرات کے سبب ساری رات درگاہ میں قوالی ہوتی رہی تھی۔ جس نے میری بیماریوں سے مل کر مجھے سونے نہیں دیا۔ میں درگاہ کے جنوبی حجرے میں بیٹھا تھا اور بے اختیاری کی بیداری میں ہندوستان کے انجام کو سوچ رہا تھا کہ مسلم لیگ اور کانگرس کے الکشنوں کا جھگڑا اخیر نہیں کیا رنگ لائیگا اور یہ ملک آزادی کی نعمت کی جگہ معلوم نہیں کس مصیبت میں پھنس جائیگا۔

میری جانماز کے پاس تسبیح بھی ہے اور اخباروں کا انبار بھی ہے۔ وہ بھی گنتی میں ایک سو سے کم نہیں ہیں تسبیح کے سو دانے خدا کا نام گنتے ہیں۔ اخباروں کے سو دانے خدا کے بندوں کا نام گنتے ہیں۔

یہ زندگی ہے جس میں قید ہوں۔ اور موت کے سوا کوئی چیز اس جیل خانے سے نجات نہیں دے سکتی۔

بیداری کے سبب میرا دماغ نشے میں بہا رہا ہے۔ مگر میں اس نشے کو اپنی تحریر کے متوالے پن کے لئے ضروری خیال کرتا ہوں۔ تاکہ پڑھنے والے کے دل پر اس تحریر کی حقانیت نقش ہو جائے۔ اور آنے والی نسلیں ہندوستان کی وہ صورت دیکھ سکیں جو ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی رات کو تھی۔

جرح کچہریوں کے وکیل کرتے ہیں اور اس سے بال کی کھال نکال دیتے ہیں۔ اور جرح ڈاکٹروں اور جراحوں کی نشترکاری کو بھی کہتے ہیں۔ اور قدح جرح کا ہمزاد ہے لغت میں آنکھ بنانے کو قدح کہتے ہیں۔ اور مدح جھوٹی سچی تعریف کو کہتے ہیں۔

میں ان تینوں ہم صورت ہم وضع ہم اعراب بھائیوں کی کونسل میں اردو پریس کی تحقیقات شروع کرتا ہوں۔ اور قرآن کا حکم سامنے کی دیوار پر لٹکا لیتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ

تم کو مجرم نہ بنادے کسی قوم کی
دشمنی کہ تم دشمنی کے سبب اس
قوم کے ساتھ بے انصافی کرنے لگو۔
تم دشمن کے ساتھ بھی انصاف
کرنا کہ انصاف ہی پرہیزگاری کے
قریب تر ہوتا ہے۔

یہ جرح قدح مدح اخباروں پر ہے۔ اخباروں کی ہے اور ایک اخبار ہی کے ذریعہ اس کو شائع کیا جائیگا۔ اس اخبار کا نام منادی ہے جس کی نسبت قرآن میں لکھا ہے کہ منادی ایمان کی ندا دیتا ہے۔

پس خدا کرے کہ میری یہ ندا ایمان اور حق بیانی کی حد سے باہر نہ چلی جائے۔

دہلی میں اخباروں کی ابتدا

شاہ عالم نے لارڈ کلائو سے بکسر کی لڑائی کے بعد پٹنے کے مقام پر عہدنامہ کیا اور ہندوستان کی دیوانی یعنی وزارت ایسٹ انڈیا کمپنی کو دیدی اس کے بعد وہ دہلی میں آگئے اور لال قلعہ میں رہنے لگے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک لاکھ روپے ماہوار ان کی اور ان کے خاندان کی بسر اوقات کے لئے مقرر کر دئے اس وقت شاہ عالم نے اپنی ڈائری فارسی زبان میں لکھنی شروع کی جو در حقیقت نئے زمانہ کی اخبار نویسی کہی جا سکتی ہے۔ اُس وقت کلکتہ اور بمبئی سے اور شاید لاہور سے بھی کچھ اخبار جاری ہوئے۔ جو اردو میں بھی تھے اور فارسی میں بھی شاہ عالم کے بعد ان کے بیٹے اکبر ثانی تخت پر بیٹھے اور انہوں نے بھی اپنا روزنامچہ فارسی میں لکھنا شروع کیا۔ جو میرے پاس موجود ہے اور جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ افیون کھانے کے بعد اوراد و وظائف پڑھا کرتے تھے انہی کے زمانہ میں شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد دہلوی کے والد نے دہلی سے ایک اخبار جاری کیا تھا جس کا نام اُردو اخبار تھا اور بھی چند اخبار دہلی سے ہندو مسلمانوں نے جاری کئے تھے۔

ان اخباروں کی اشاعت بہت محدود تھی رواج یہ تھا کہ چند پیشہ ور لوگ یہ اخبار خرید کر پڑھتے تھے اور پھر رات کو ان امیروں کی مجلسوں میں جاتے تھے جہاں سے ان کو خبریں سنانے کی تنخواہ ملتی تھی۔ اور وہ ہر مجلس میں جاکر مذکورہ اخبار کی خبریں سناتے تھے خبریں سنانے کا طریقہ بہت دلچسپ ہوتا تھا۔ ا مسند پر بیٹھتے تھے گاؤ تکیہ سے کمر لگائے ہوئے سامنے پیچوان رکھا ہوا قریب ایک بازاری طوائف بیٹھی ہوئی چاروں طرف ذی علم اور شاعر مصاحب حلقہ بنائے ہوئے ادب سے دو زانو بیٹھے رہتے تھے خبریں سنانے والا سامنے جاتا تھا۔ اور وہ

عموماً ہندو کائستھ ہوتا تھا۔ چوغہ پہنے ہوئے عمامہ باندھے ہوئے امیر کے سامنے جاکر جھکتا تھا اور فرشی سلام کرکے ادب سے دوزانو بیٹھ جاتا تھا امیر پوچھتا تھا منشی جی آج کیا خبر ہے؟ خبریں سنانے والا پھر کھڑا ہوتا تھا اور جھک کر فرشی سلام کرتا تھا پھر دوزانو بیٹھ کر اور دونو ہاتھ جوڑ کر خبریں سناتا تھا۔ وہ ایک خبر سنا چکتا تو امیر کے مصاحب تشریح جرح کرتے اور ہر ایک اپنی اپنی رائے مخبر کی نسبت پیش کرتا تھا اس کے بعد پھر مخبر دوسری خبر سناتا تھا اس طرح سب خبریں سنا کر اور سلام کرکے دوسرے امیر کے پاس چلا جاتا تھا۔

بہادر شاہ کا مقدمہ } ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد

شاہ عالم کے پوتے سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ پر لال قلعہ میں مقدمہ چلایا گیا تو اس وقت دہلی کے چند اردو اخباروں کی کاپیاں بھی پیش کی گئی تھیں اور ججوں کے سامنے کہا گیا تھا کہ ان اخباروں نے بھی بغاوت کی آگ بھڑکانے میں حصہ لیا تھا۔ جج نے پوچھا تھا کہ ان اخباروں کی اشاعت کتنی تھی تو سرکاری گواہ نے جواب دیا تھا یہ اخبار دو سو کی تعداد میں چھپتا تھا۔ جج نے حیران ہوکر پوچھا تھا کیا دو سو کی تعداد میں چھپنے والا اخبار بغاوت میں کچھ مدد کر سکا ہوگا؟ جواب دیا گیا تھا کہ خریدار ایک ہوتا تھا اور سننے والے سیکڑوں ہوتے تھے۔ بادشاہ کے سامنے شہزادوں کے سامنے امیروں کے سامنے الگ الگ خبریں سنانے والے نوکر تھے اور بازاروں میں بھی پیشہ ور خبریں سنانے والے دکانوں پر اور چوک میں کھڑے ہوکر خبریں سناتے تھے اور لوگ ایک ایک پیسہ [illegible] خبر سنانے والوں کو دیتے تھے۔

دہلی کے مذکورہ اخباروں کے کچھ فائل میرے پاس ہیں اور کچھ لال قلعہ کے میوزیم میں ہیں اور کچھ پنڈت کیفی صاحب دہلوی وغیرہ اصحاب کے پاس ہیں۔

ریل کی تصویر

میرے پاس پنجاب کے ایک اخبار کا فائل ہے جس میں ایک باتصویر خبر شایع کی گئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ انگریزوں نے کلکتے میں اس قسم کی ایک گاڑی ایجاد کی ہے جو لوہے کی سڑک پر چلتی ہے۔ جب یہ فائل میرے پاس آیا تو میں نے اس کو بہت ہی زیادہ قیمتی سمجھا۔ مگر اخبار فروش جس کے پاس وہ فائل تھا مجھ سے بھی زیادہ اخبار شناس تھا۔ اس نے پونے دو سو روپئے ایک فائل کی قیمت لی۔ جس میں پورے سال کے پرچے بھی نہیں تھے۔ مگر میں نے محض اس باتصویر خبر کی وجہ سے منہ مانگی قیمت دیکر فائل خرید لیا۔

پرانے اخباروں میں کیا ہوتا تھا؟

غدر سے پہلے کے زمانے کے اخباروں میں صرف خبریں ہوتی تھیں۔ اور ہندوؤں کے بعض اخباروں میں کچھ معلومات کے مضامین بھی ہوتے تھے مگر رائے زنی کا رواج اس وقت بہت کم تھا۔ اور بہادر شاہ کے مقدمے کے وقت سید غلام عباس وکیل بہادر شاہ نے عدالت کو توجہ دلائی تھی کہ اس اخبار میں صرف خبریں ہیں کوئی رائے زنی نہیں ہے اس لئے قانوناً اس اخبار پر کوئی مقدمہ نہیں چل سکتا۔

روزنامچے

اکبر شاہ ثانی کا ایک روزنامچہ اور بہادر شاہ بادشاہ کے کئی روزنامچے میرے پاس ہیں۔ جن کا ایک حصہ اردو میں ترجمہ کرکے میں نے شایع بھی کر دیا ہے۔ بہادر شاہ کے آخری ولی عہد مرزا فتح الملک کا قلمی روزنامچہ بھی میرے پاس ہے۔ اور ان سب روزنامچوں میں دہلی کے انگریز حکام کی خط و کتابت کا ذکر آتا ہے مگر وہ خط و کتابت باوجود تحقیق و تلاش کے مجھے کہیں سے حاصل نہ ہو سکی۔ آخر "جوئندہ یابندہ" ایک رات دریا گنج کے بازار میں موٹر میں جاتے ہوئے ایک شخص نے دور سے ایک کتاب دکھا کر اشارہ کیا۔ میں بمبئی جا رہا تھا۔ ریل کا وقت قریب تھا۔ موٹر روک کر کتاب دیکھی تو معلوم ہوا سر طامس مٹکاف ریذیڈنٹ دہلی کے فارسی خطوط کا مجموعہ ہے جو وہ بہادر شاہ کو بھیجا کرتے تھے۔ یہ کتاب دیکھ کر مجھے اتنی زیادہ خوشی ہوئی گویا دہلی کا تخت مجھے مل گیا ہے اور انگریز خدا حافظ کہہ کر لندن واپس جا رہے ہیں قیمت پوچھی تو بہت زیادہ کہی گئی۔ میں نے جیب خالی کرکے کتاب خرید لی۔ بمبئی کا سفر ملتوی کر دیا۔ اور گھر میں واپس چلا آیا۔ اور آج مجھے اپنے پانچ بیٹوں کے ہونے کی اتنی خوشی نہیں ہے جتنی خوشی اس کتاب کے حاصل ہو جانے کی ہے۔ اب میں پرانے زمانے کی اخبار نویسی پر تبصرہ بہت آسانی سے لکھ سکوں گا۔ کیونکہ جب [illegible] بادشاہ کے ذاتی اخبار "سراج الاخبار" پر تبصرہ لکھوں گا کہ آج بادشاہ سلامت نے ریذیڈنٹ کے ایک خط کا جواب لکھوایا۔ تو فوراً اپنی کتاب میں وہ تاریخ نکال کر ریذیڈنٹ کا خط بھی نقل کر دوں گا۔ جس کے القاب و آداب پڑھ کر [illegible] حیران رہ جائیں گے کہ انگریز کتنے زیادہ زمانہ ساز ہوتے ہیں بہادر شاہ

لکھتے تھے "میں لال قلعے کے نیچے فالیز کی کاشت کرانی چاہتا ہوں" ریزیڈنٹ جواب لکھتا تھا "ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی کی خدمت میں فدوی کی عاجزانہ التماس ہے کہ قلعے کے نیچے فالیز کی کاشت ہوگی تو مکھیاں بڑھ جائیں گی کیونکہ فالیز میں کھاد کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور کھاد پر مکھیاں بہت آتی ہیں۔ لہٰذا اگر حضور جہاں پناہ اس ارادے کو ملتوی فرمادیں تو بہت انسب ہوگا۔ ورنہ جب ذات شاہی سمن برج میں رونق افروز ہوگی تو فالیز کی مکھیاں مزاج شاہانہ کے لئے تکدر کا باعث ہوں گی۔"

مقصد یہ کہ انگریز نہیں چاہتے تھے کہ لال قلعے کے باہر بادشاہ کی مرضی کے موافق کوئی کام ہو سکے۔ وہ نہایت عقل مندی اور چاپلوسی کے الفاظ میں بادشاہ کے احکام کو ٹال جاتے تھے۔

پُرانی اخبار نویسی کا مقابلہ

ستمبر ۱۹۴۲ء میں آنریبل مسٹر اسکوتھ چیف کمشنر دہلی ریٹائر ہوکر لندن جانے لگے تو انھوں نے ایک پریس کانفرنس بلائی جس میں سرکاری اخبار اسٹیٹسمین کے ایڈیٹر مسٹر کاؤلے بھی تھے۔ اور انگریزی اخبار نیشنل کال کے ایڈیٹر مسٹر ساہنی بھی تھے۔ اور دہلی کے سولہ روزانہ اخباروں کے مسلمان ایڈیٹر بھی تھے۔ اور چار روزانہ اخباروں کے ہندو ایڈیٹر بھی تھے۔ کانفرنس میں پانچ ایڈیٹروں نے تقریریں کیں۔ جن میں میری تقریر بھی ہوئی تھی۔ اور میں نے کہا تھا "اس دہلی میں جب اخباروں کی اشاعت دو سو تک تھی تب بھی حکومت کو شبہ ہوا تھا کہ اخباروں نے بغاوت میں مدد کی۔ اور اب جو یہ اخبار والے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں ان کے اخباروں کی اشاعت دو سو نہیں بلکہ دو ہزار سے لیکر دس پندرہ ہزار تک روزانہ ہے۔ اور اب یہ ایک طاقت بن گئے ہیں اور اب ان اخباروں کو بچوں کی طرح بہلانا پھسلانا آسان نہیں رہا ہے۔ معلوم وقت آگیا ہے کہ جس طرح برطانی پارلیمنٹ میں اخباروں کی قوت چوتھے درجے کی مانی جاتی ہے اسی طرح دہلی پایۂ تخت ہندوستان میں بھی اخباروں کی طاقت چوتھی نہیں تو پانچویں درجے کی ضرور مانی جانی چاہیئے۔

پہلے دہلی کے اخبار پولیس افسر کی نگرانی میں تھے یعنی خفیہ پولیس کا ایک افسر اخباروں کی خبروں اور نوٹوں کو پڑھتا تھا۔ اور قابل اعتراض یا قابل توجہ چیزوں کے ترجمے مقامی افسروں کے لئے تیار کرتا تھا۔ اور اس کو دہلی کے اخبار والے اپنی ہتک سمجھتے تھے کہ ہم کو مجرم سمجھا جاتا ہے۔ جو ہمارے اخبار خفیہ پولیس کے حوالے کئے گئے ہیں۔ مگر آجکل ایک آئی سی ایس افسر رائے بہادر ساوتری پرشاد صاحب دہلی پریس کی نگرانی کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ اور ان کے دفتر کا نام چیف پریس ایڈوائزر رکھا گیا ہے یعنی اخباروں کو مشورے دینے والا دفتر۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ دہلی پریس کی موجودہ ترقی کو مدنظر رکھ کر مذکورہ انتظام باقی رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ لڑائی ختم ہو جانے کی وجہ سے پھر یہ اخبار والے مجرموں کی طرح پولس کے حوالے کر دئے جائیں۔"

اس کانفرنس میں سرکاری اخبار اسٹیٹسمین کے ایڈیٹر مسٹر کاؤلے نے بھی تقریر کی تھی۔ اور نیشنل کال کے ایڈیٹر مسٹر ساہنی نے بھی تقریر کی تھی۔ اور مسٹر کھوسلہ نے بھی تقریر کی تھی۔ اور مفتی شوکت فہمی صاحب ایڈیٹر دین دنیا نے بھی تقریر کی تھی اور ایک خاتون ایڈیٹر اخبار دستکاری نے بھی تقریر کی تھی۔ مگر سب سے اچھی اور سب سے زیادہ بیباک اور سب سے زیادہ مقبول اور موثر تقریر انگریزی زبان میں مسٹر آئنگر کی تھی۔ جنہوں نے ایسی آزادی سے حکومت دہلی کے افسروں پر نکتہ چینی کی تھی۔ جو انگلستان کے اخباروں کی آزادی کا نمونہ کہی جا سکتی ہے۔

میں اس کتاب میں محض اُردو پریس کی تاریخ اس لئے لکھنی چاہتا ہوں کہ میں اُردو کے سوا ہندوستان کی دوسری مروجہ زبانیں نہیں جانتا۔ اور اپنے والد کی وصیت کے بموجب وہی کام کرنا چاہتا ہوں جو میرے اپنے قابو کا ہو۔ اور جس کو میں خود کر سکوں آجکل کے رواج کی طرح اپنے دفتر والوں سے ترجمہ کرا کر مرتب کر دینا کچھ مشکل نہ تھا مگر اس میں زیادہ دیر ہو جاتی اور میں اپنی زندگی کے آخری کنارے پر آگیا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ سانس ختم ہونے سے پہلے پہلے اُردو پریس کی یہ ضروری خدمت مجھ سے ادا ہو جائے۔

شاہ عالم کے وقت سے میرے وقت تک جو کچھ ترقیاں اُردو پریس نے حاصل کی ہیں ان کی مکمل تحقیقات میری موجودہ حالت کے لحاظ سے ممکن نہیں ہے۔ میں تو صرف اپنے وقت کی معلومات اس کتاب میں درج کروں گا۔ البتہ جو طریقہ اس تحقیقات کا میں نے اختیار کیا ہے اُس کے ضمن میں جو کچھ پُرانے اُردو پریس کی باتیں معلوم ہو جائیں گی وہ بھی درج کر دونگا۔ کیونکہ میں نے پرانے اخبار نویسوں کو خطوط لکھے ہیں کہ وہ اپنی ذاتی خدمتوں کو بھی قلم بند کر دیں۔ ساتھ ان کو گزشتہ اُردو پریس کے جو حالات معلوم ہوں اُن کو بھی لکھ دیں۔ اس سے گزشتہ حالات بھی معلوم ہو جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۳ ذی قعدہ ۱۰ اکتوبر بدھ دہلی { نقش کعبہ کے سامنے قوالی } آج میری پچاس سالہ تمنا پوری ہوئی اور میں نے یادگار میدان عرفات میں کعبے شریف کے غلاف کا پردہ آویزاں کر کے اس کے سامنے قوالی کرائی۔ قوالوں نے اللہ کی حمد گائی۔ اور رسول اللہؐ کی نعت گائی مجلس میں ہندو مسلمان انگریز اور یہودی اور فرانسیسی شریک ہوئے تھے۔

سیٹھ احمد جعفر { کل پونہ کے دوست سیٹھ احمد جعفر آئے تھے۔ مجھ سے بھی بات ہوئی تھی۔ کل ہی واپس چلے گئے۔ راول پنڈی کے سائیں ہیر اشاہ رام پور سے آئے تھے۔ ایسی تحریریں سنائیں جو میرے علم و عقل سے بالاتر تھیں میں ہر وقت اپنے نقص کا قائل ہوں۔

جودھ پوری قافلہ { کل ضلع ملیا کے ایک نیچی گزار مولوی صاحب آئے تھے میر بخش حیدر آباد دکن۔ اور حیدر آباد سندھ کے لوگ بھی ساتھ تھے تینوں میں عرفان حق کی صلاحیت تھی۔

حاجیوں کی روانگی { آج میرے برادر زادے حاجی سید ظہیر احمد اور ان کے چچا سید اکبر علی صاحب اور حاجی ظہیر احمد کی بیوی سفر حج کے لئے روانہ ہوئے تمام بستی کے عورت مرد میرے موٹر گیرج تک حاجیوں کو پہنچانے آئے اور مرد دہلی تک ساتھ گئے۔ میں بھی علی کے ساتھ دہلی کے ریلوے اسٹیشن تک پہونچانے گیا تھا تکبیر کے نعروں سے میری بستی بھی گونجتی رہی اور ریل کا اسٹیشن بھی گونجتا رہا۔

بارش { آٹھ دن سے دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ ریڈیو والے روزانہ کہتے تھے موسم خشک رہے گا۔ مگر آج رات کو یکایک بارش کا طوفان آیا۔ میری بیماری بھی بڑھ رہی ہے۔ اور اس کی وجہ سے کمزوری بہت ہی بڑھ گئی ہے۔ رات بھر نیند نہیں آتی۔ اور پیشاب گھڑی گھڑی آتا ہے۔ اب میں کہیں جانے کے قابل نہیں رہا۔

روشن دل اندر سنگھ نظامی { آج ریاست فرید کوٹ سے روشن دل سکھ سردار اندر سنگھ نظامی اور موہن لال نظامی ملنے آئے تھے۔ دونوں مرید مٹھائی کی ٹوکریاں اور نذر کے روپے بھی لائے تھے۔ میں نے کہا ان دونوں کو ان کے مذہبی رواج کے موافق پرہیزی کھانا کھلاؤ۔ شام کو واپس چلے گئے۔

پنڈت شیودت صاحب { آج میرے دوست قاضی فیروز الدین صاحب پیرزادہ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اپنے دوست پنڈت شیودت صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ پنڈت جی نیا بانس دہلی میں رہتے ہیں۔ اور بہت با اثر آدمی ہیں۔

فساد کی خبر { آج دہلی سے خبر آئی کہ چاندنی چوک میں رام لیلا کے جلوس کے وقت ہندو مسلمانوں میں کچھ معمولی سا جھگڑا ہو گیا تھا۔

۴ ذی قعدہ ۱۱ اکتوبر جمعرات دہلی { گنگا جمنی موسم { رات کی بارش کے بعد آج دن کو بھی دھوپ اور ابر کا مقابلہ رہا۔ میری صحت آج زیادہ خراب رہی۔

آبورو ڈے ڈی ٹی ایس { خان بہادر خواجہ محمد حسن ڈپٹی جنرل منیجر ای آئی۔ آر کے صاحبزادے خواجہ حامد حسن ڈی۔ ٹی۔ ایس آبورو ڈ ملنے آئے تھے۔ لنگر کے لئے ایک چک بھی دیا۔ اور میری کئی کتابیں بھی لیں۔ ان کے والد کو بھی میرے حضرتؓ سے بہت اعتقاد ہے۔ اور ان کو بھی بہت عقیدت ہے۔ بہت گورے ہیں ما انگریز معلوم ہوتے ہیں۔ لباس بھی انگریزی ہے

رُخ انگلش دل ترکانہ دارند　　زقالِ منکراں پروانہ دارند

انگریزوں کا چہرہ رکھتے ہیں۔ مگر دل ترکوں کا سا ہے۔ اولیاء اللہ کے منکروں کی باتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

رات کے مہمان { کمزوری حد سے بڑھی تو میں ایمان خانے میں آرام کے لئے آگیا۔ کچھ دیر ریڈیو سنا۔ روحم کے والد سید عبد السلام مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے آئے ہیں۔ روحم۔ روحم اپنے باپ کو دیکھ کر جیسے خوش ہیں ویسا ہی مجھے خدا کی یاد سے خوش ہونا چاہئے۔

خبر آئی بھاول پور سے کچھ لوگ آئے ہیں۔ میرے دوست سر عبد القادر صاحب جج ہائی کورٹ بھاول پور کا تعارف نامہ لائے تھے۔ ایمان خانے میں ملاقات ہوئی۔ غوث محمد نام ہے۔ شاکر محمد ایک بچے کو جامعہ ملیہ میں داخل کرانے آئے ہیں۔ شاکر محمد کے باپ بھی ساتھ تھے شاکر محمد دس سال کا بچہ معلوم ہوتا ہے۔ چہرے پر آثار ہوش مندی ہیں دوست آئی عبدالرحمن صاحب دیوبند سے ملنے آئے ہیں۔ میں نے تکان سے مجبور ہو کر کہا کل آئیں اب رات کو بات کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔

قوالی { دو چندی جمعرات کے سبب رات بھر درگاہ میں قوالی ہوتی رہی پچھلی رات اوڈ وریس کی تاریخ کتاب لکھنی شروع کی۔ جو منادی کے صفحات میں بھی چھپا کرے گی۔

۵ ذی قعدہ ۱۲ اکتوبر جمعہ دہلی } اماں کی نیاز } میری والدہ نے ۶ ذی قعدہ منگل کی شام کو وفات پائی تھی۔ اور میں ہمیشہ اُن کی نیاز ۶ تاریخ کو کیا کرتا تھا۔ مگر آج میں نے اُن کی نیاز جمعہ کی وجہ سے ایک دن پہلے کردی۔ میرے سب چھوٹے بڑے بچے اور مرحوم بھائی کے بچے اور سید امین عوی کے بچے نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ اور بڑے بھائی کی بیوی اور میری بیوی بھی شریک ہوئیں تھیں۔ میں نے بھی نیاز کا کھانا چکھا تھا۔ کل رات کو میری طبیعت بہت زیادہ خراب رہی۔ درگاہ میں رات بھر قوالی ہوتی رہی اور میں سو نہ سکا۔ پچھلی رات کو بیدار ہو کر اُردو پریس کی تاریخ کتاب لکھنی شروع کی تھی۔

غوث محمد صاحب } کل والے ریاست بھاول پور کے غوث محمد صاحب پنشنر انسپکٹر تعلیمات آج بھی ملنے آئے تھے۔ دوپہر کے کھانے میں شریک ہوئے تھے۔ انھوں نے بطور یادگار میرا ایک مضمون بھی لکھا تھا۔ کہتے تھے سر عبد القادر صاحب جج ہائی کورٹ کی املا لکھا کرتا ہوں۔

سات دن کا روزہ } میرے جینی دوست لالہ منشی لال صاحب جین کے بیٹے لالہ سیتل پرشاد جین کی بیوی نے سات دن کا روزہ رکھا تھا۔ جینی لوگ بھادوں کے مہینہ میں ایک دن دو دن تین دن یہاں تک کہ سات دن تک کے روزے رکھتے ہیں۔ کھانا پانی چھوڑنے کے علاوہ سرمہ بھی نہیں لگاتے۔ کُلّی بھی نہیں کرتے۔ کہتے تھے اُن کے بیٹے کی بیوی نے روزے کی حالت میں چار دن تک گھر کی روٹی بھی پکائی۔ مجھے اس سے پہلے جینیوں کے اس روزے کا حال معلوم نہیں تھا اُن کے صبر و برداشت کی یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے ملک میں ایسی بہادر عورتیں موجود ہیں۔ مسلمانوں میں بھی عورتیں روزے کی زیادہ پابندی کرتی ہیں۔ اور جینیوں میں بھی۔

سید کرم شاہ صاحب } میرے پرانے دوست سید کرم شاہ صاحب اسٹیشن ماسٹر جمعے کے بعد ملنے آئے تھے۔

سجدۂ سہو } جمعے کی نماز میں امام صاحب نے سجدۂ سہو کیا تھا۔ بظاہر تو کوئی غلطی اُن سے نہیں ہوئی تھی۔ معلوم نہیں یہ سجدہ سہو کیوں کیا۔ اس لئے مجھے آج کی نماز سے دل کا سکون میسر نہیں آیا۔

مٹھائی } لالہ منشی لال صاحب جین نے مجھے اپنے بیٹے کی بیوی کے روزے کی خوشی میں بچوں سمیت کھانے کے لئے بُلایا تھا۔ مگر میں صحت کی خرابی کی وجہ سے نہ جا سکا تھا۔ اُن کی محبت کا یہ عالم ہے کہ پانچ میل کا سفر کر کے میرے لئے اور بچوں کے لئے مٹھائی لائے ہیں۔ وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ لاتے رہتے ہیں اُن کی وضعداریاں اب قابل ہیں کہ میرے

بچے اُن سے سبق لیں۔ ورنہ آجکل کا زمانہ وقتی تعلق کا ہے۔ وقت گذر جانے کے بعد لوگ بھول جاتے ہیں کہ کبھی ملاقات ہوئی بھی تھی یا نہیں۔

۶ ذی قعدہ ۱۳ اکتوبر شنبہ دہلی } منادی کی غلطیاں } یکم اکتوبر کے منادی کے سرورق صفحہ آخر نمبر ۹ کا لفظ ایشیا ایشیا چھپا ہے مگر ق کی کتابی خراب ہے جس سے اخبار کا چہرہ بگڑ گیا ہے اس کے کاتب کی غلطی بھی ہے اور بھی بہت سی غلطیاں جگہ جگہ ہیں۔

ملاقاتی } حاجی علی جان فرم دہلی کے مالک حاجی محمد صالح صاحب ملنے آئے تھے۔ اور اُن کے چچا زاد بھائی عطاء الرحمٰن صاحب احمد آباد پانچ پٹی کے روشنائی والے اصحاب کے ساتھ آئے تھے اُنھوں نے اپنے بچے کو جامعہ ملیہ دہلی میں داخل کیا ہے۔

انگریزی باورچی } مراد آباد کے انگریزی باورچی نے نمونے کا کھانا بنایا تھا۔ چقندر اور آلو اُبالے تھے۔ مجھے کچھ زیادہ مرغوب نہیں ہوئے۔

بھول فلم دیکھا تھا } آج تیسرے پہر بھول فلم دیکھا تھا سکے عبداللہ نے بنایا ہے۔ ہر لحاظ سے اچھا اور موثر ہے۔ فلمی شیطنت کی کوئی خرابی اس میں نہیں ہے۔

پارٹی } بیگم میاں محمد رفیع نے اپنی نند بیگم شاہ نواز کو رخصتی پارٹی دی تھی۔ میں بھی علی کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر امپورٹ اور مسٹر رام چندرا اور مسز رام چندرا سے بھی ملاقات ہوئی۔ مسٹر لطیف قریشی اور ان کی بیگم صاحبہ بھی ملی تھیں۔ میاں نسیم حسین اور ان کی بیگم صاحبہ بھی ملی تھیں۔ سر سید سلطان احمد صاحب بھی ملے تھے۔ بیگم اکرام اللہ بھی ملی تھیں۔

دختر تمام کند } میں نے کہا فارسی زبان میں مقولہ پدر نتواند پسر تمام کند مگر میاں سر محمد شفیع مرحوم کی لڑکی جہاں آرا بیگم نے اتنے بڑے بڑے کام ملک کے اور قوم اور حکومت کے کئے ہیں کہ ان کو دختر تمام کند کہا جا سکتا ہے۔ ایک بڑی نوکری چھوڑ کر مسلم لیگ کی خدمت کے لئے جانا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

میرے سب بچوں نے اخباروں اور رسالوں کے فائل درست کئے تھے۔ رات کو حکیم امتیاز الحق صاحب اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا ملنے آئے تھے۔

فیاض احمد خاں نظامی } مولانا عشقی نظامی کے بھتیجے فیاض احمد خاں نظامی مالک کارخانہ چوڑی سازی فیروز آباد آگرہ ملنے آئے تھے۔ نذر بھی لائے تھے۔ میں نے کہا میں اپنے بچوں کو نصیحت کرتا رہتا ہوں کہ وہ لڑائی کی کمائی کو بہت احتیاط سے سنبھال کر رکھیں کیونکہ آنے والا

زمانہ بہت بڑی کساد بازاری کا زمانہ ہوگا۔ اور ملک کے بڑے بڑے سرمایہ دار چھوٹے کارخانوں اور دستکاروں کو ترقی نہ کرنے دینگے۔

فیاض احمد خاں نے کہا میں بھی آپ کا بچہ ہوں مجھے بھی نصیحت کیجئے۔ میں نے کہا خرچ کو آمدنی سے نہ بڑھنے دو۔ اور ہر وقت اپنے ہنر میں ترقی کا اور ایجاد کا خیال رکھو۔ اور اپنے چلن کو ہر فضول خرچی سے بچاؤ۔

فیاض احمد خاں بہت تیز اور ذہین لڑکا ہے۔ اُس نے جرمنی تجارت پر فتح پائی ہے۔ جرمنی سے سنہری چوڑیاں آتی تھیں اور ہندوستانی کارخانے چوڑیوں پر سنہری کام نہ کر سکتے تھے۔ مگر فیاض احمد خاں نے ہنر کا کمال دکھادیا کہ جرمن کارخانوں سے بھی بڑھ کر اچھا سنہری کام اُن کے کارخانے کی چوڑیوں پر ہونے لگا۔ خدا نے بھی مدد کی اور فیاض احمد خاں نے ایک شاندار کوٹھی فیروزآباد میں بنائی۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ وہ آزادی اور نوجوانی کو قابو میں رکھتا ہے اور بہت نیک چلن اور مستعد نوجوان ہے۔ مجھے ایسے مریدوں پر فخر ہے۔ اور میں کبھی نہ کبھی فیاض احمد خاں کا کارخانہ دیکھنے جاؤنگا اور کہوں گا۔ ہم ہیں سدا سہاگن۔ لا چوڑیاں لا اور ہم کو بھی پہنا۔ کہ اب ہندوستان کے سب مرد چوڑیاں پہننے کے قابل ہوتے جاتے ہیں۔

۷ ذی قعدہ ۱۴ اکتوبر اتوار دہلی کی مسٹر دلال کی بمبئی کے ایڈوکیٹ مسٹر دلال اپنی اہلیہ کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

شیعہ سنی ملاپ کی کوشش کی آج اور کل لکھنؤ میں تمام ہندوستان کی شیعہ جماعتوں کی ایک بڑی کانفرنس ہونے والی ہے۔ میں نے شیعہ کانفرنس کے صدر اور اپنے دوست سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی کو حسب ذیل مضمون کا خط بھیجا ہے جو غالباً کل پہونچ جائیگا۔

عالی جناب صدر شیعہ کانفرنس لکھنؤ۔ سلام علیکم۔

میں بیمار نہ ہوتا تو شیعہ کانفرنس میں باوجود سُنّی ہونے کے ضرور آجاتا تاہم یہ خط بھیجکر اپنے جذبات ظاہر کرتا ہوں۔ میں شیعہ جماعت کے سیاسی حقوق کا پُرانا حامی ہوں۔ اور مذہبی اور تاریخی حقوق کے لئے سینہ سپر ہو کر پچاس برس سے شیعہ جماعت کی خدمت کر رہا ہوں اس لئے میں آپ کی کانفرنس کو لبیک کہتا ہوں۔ میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور مجھے اُس کے لیڈروں سے اختلافات بھی ہیں۔ جن کو بیباکی سے صاف صاف اپنے اخبار منادی میں لکھتا رہا ہوں۔

مگر موجودہ وقت کی سیاست جُدائی سے تباہ ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے اپنی جماعت کے کروروں چشتیوں کی طرف سے شملہ کانفرنس کے وقت مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ اور اب بھی شیعہ جماعت کی سیاسی کامیابی سُنی شیعہ کی وحدت میں تصور کرتا ہوں۔

یہ وقت ذاتی اغراض اور مفاد پر نظر رکھنے کا نہیں ہے۔ اور یہ وقت درحقیقت حضرت علیؑ کا وقت ہے۔ حضرت علیؑ حقدار تھے مگر اُنھوں نے وقت کی مصلحت سے صبر کیا تھا اور تینوں خلافتوں کی مدد کرتے رہے تھے۔ اور مسلمان قوم کی وحدت اور اخوت کو سنبھال لیا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا احسان مسلمانوں پر کیا تھا جس کی مثال دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ہے۔

اس لئے میں اپنے داد اور اپنے مرشد اعظم علیؑ کی سُنت پر عمل کر کے یہ خط لکھتا ہوں کہ شیعہ جماعت کو بھی اپنے آقا اور مالک کی طرح صبر سے کام لینا چاہئے۔ ورنہ آنے والے مورخ اور آنے والی مسلمان نسلیں شیعہ جماعت کو مطعون کیا کریں گی۔

مدح صحابہ والے کانگرس کے آدمی ہیں۔ اُن کی اشتعال انگیزی سے بے توجہ رہنا شیعہ جماعت کی دانشمندی کو حیات دائم عطا کرے گا۔ عقل اور علم شیعوں میں زیادہ ہے۔ وہ مسلم لیگ پر قبضہ کر کے اُس کے ذریعے اپنے سب حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ زندہ باد نام علیؑ ولی۔ حسن نظامی

دعوت کی آج حکیم امتیاز الحق صاحب کے بھتیجے فریدالحق کی شادی کا آخری چالا تھا اُس کی دعوت میں شریک ہوا تھا۔ ملا واحدی صاحب اور فاروقی صاحب مالک کارخانہ اندوجنون دہلی اور اُن کے منیجر لئیق احمد صاحب اور مرزا عبدالستار بیگ صاحب تیموری اور مولانا انور صابری صاحب احراری وغیرہ اصحاب بھی شریک طعام تھے۔

پھول کو پھر دیکھا کیونکہ مجھے "پھول" فلم بہت پسند آیا تھا اس واسطے آج ملا واحدی صاحب اور اُن کے لڑکوں کے ساتھ دوبارہ یہ فلم دیکھنے گیا تھا۔

واحدی صاحب کے دو اعتراض کی۔ واحدی صاحب نے فلم دیکھنے کے بعد اُس کی بہت تعریف کی۔ مگر کہا اس میں دو چیزیں قابل اعتراض ہیں۔ ایک تو مسجد کے طرفدار مسلمانوں کی حد سے زیادہ وحشیانہ حرکتیں اور دوسرے ترک حکیم کی دوا جس سے ہندوستانی کا دماغ خراب ہو گیا۔

میں نے کہا میں بھی ان دونوں اعتراضوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور تیسرا اعتراض بڑھاتا ہوں کہ ترک رقاصہ کی سنگدلی ترک قوم کی صفات حسنہ کے خلاف دکھائی ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں ترک قوم کے عورت مرد اُن تمام عیبوں سے پاک ہوتے ہیں جو عیب اس فلم میں اُن کے ساتھ منسوب کیئے گئے ہیں۔

کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی کی شام کو اپنے دوست کو دعوت

بیدی کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ وہ سکھوں کے پرانے لباس میں تھے۔ پاجامہ باندھا ہوا تھا۔ اور سر پر لوہے کے خود کی شکل کا ٹوپ تھا۔

کل رات کا فساد آج دلی میں کئی جگہ کل رات کے فساد کی خبریں سنیں جو جامع مسجد کے گوشۂ شرق و جنوب میں اُردو پارک کے اندر ہوا تھا۔ خاکسار تحریک کے لیڈر علامہ مشرقی صاحب تشریف لائے تھے۔ اُن کی تقریر کے وقت مسلم لیگ والوں کی طرف سے مداخلت ہوئی۔ اور اس سے فساد ہو گیا۔ خاکسار بہت زخمی ہوئے اور مسلم لیگی بھی زخمی ہوئے۔ کانگرسی اخباروں نے آج خوشی کے مضامین شائع کئے ہیں۔ اسی دن کے لئے میں لکھا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو صبر و برداشت سے کام لینا چاہئے۔ آج ایک صاحب کہتے تھے کہ سرحد میں ایک بڑے فساد کا اندیشہ ہے۔ خدا انجام بخیر کرے۔

مشائخ کی ہتک ۱۴ راکتوبر ۱۹۴۵ء کے ایک کانگرسی اخبار کے صفحہ ۸ کالم ۱ پر ایک نوٹ بعنوان "باطل پرستی میں صوفیائے کرام کا درجہ" شائع کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت دیوان صاحب اجمیر شریف اور حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت صاحبزادے صاحب گولڑہ شریف وغیرہ بزرگوں کو اس لئے ہتک آمیز الفاظ سے یاد کیا گیا ہے کہ ان حضرات نے مسلم لیگ کی حمایت کی تھی۔

اخباروں کو سرکار نے آزادی دی ہے مگر ایسی آزادی ہرگز نہیں دی جس قسم کی آزادی اس اخبار میں استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً لکھا ہے "گذشتہ ہفتے مشاہیر صوفیائے کرام مثلاً سجادہ نشین صاحب گولڑہ شریف حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری۔ دیوان آل رسول صاحب اجمیری اور دوسرے پیر صاحبان نے مسلم لیگ کے پیر طریقت حضرت حاجی الحرمین الشریفین مولانا محمد علی صاحب جینا نقشبندی چشتی سہروردی قادری وغیرہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔"

یہ طرز تحریر بازاریوں کے لئے بازاریوں کی طرف سے زیب دے یا نہ دے مگر ایسے حضرات کی نسبت جن کو کروروں آدمی پیشوا مانتے ہوں قطعاً ہتک آمیز ہے۔

ایڈیٹر صاحب نے تعلی کے جوش میں آنکھیں بند کر کے ایک بات اس نوٹ میں ایسی بھی لکھی ہے جو بالکل غلط ہے۔ لکھا ہے "مجھے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی زیارت کا فخر تو باوجود کوشش کے حاصل نہ ہو سکا۔ لیکن ان کی نیازمندی کا فخر مجھے حاصل تھا۔ وہ میرے اخباروں کے محض ان کی حق پسندی کی وجہ سے عاشق تھے مجھے بارہا مبارکباد اور دعا و کامیابی کے خطوط لکھا کرتے تھے۔"

جناب صداقت مآب ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی وفات کو بہت عرصہ ہو چکا ہے۔ ان کا اخبار اُن کی وفات کے برسوں بعد جاری ہوا ہے۔ پھر وہ ان کے اخبار کی حق پسندی کی داد کیونکر دے سکتے تھے؟ اور یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کہ پیر صاحب نے ان کے اخبار کی کسی تحریر کی تائید فرمائی ہو۔ کیونکہ وہ اخباری خرافات کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے کجا یہ کہ وہ ان تحریروں کی داد دیتے۔ جو تمام معقول پسندوں میں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔

کانگرس کے پروپگنڈہ افسر صاحب بہت لائق معلوم ہوتے ہیں۔ جو ایسے اخباروں سے مسلم لیگ کے خلاف ایسا پروپگنڈہ کراتے ہیں۔ جس کا اثر کانگرس کے خلاف ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والے خیال کرتے ہیں کہ کانگرسی پروپگنڈے کی بس یہ حقیقت ہے۔

۸ ذی قعدہ ۱۵ ار اکتوبر پیر دہلی **مسٹر ٹائم خدا حافظ** آج رات کو دو بجے انگریزوں کا نیا وقت رخصت ہونے آیا تو میں نے کہا "مسٹر ٹائم خدا حافظ۔ ہم تو کل شام کو سات بجے تم کو رخصت کر چکے تھے۔ یعنی اپنی جیب کی گھڑی اور گھر کا گھنٹہ ایک گھنٹے پیچھے کر دیا تھا دفتر کا گھنٹہ باقی رہا تھا۔ سو اُس کو اب صبح نماز کے بعد پیچھے ہٹا دیا۔ آپ کی تشریف آوری سے ہم کو نقصان بھی ہوا اور فائدہ بھی ہوا۔ فائدہ تو یہ کہ وقت کی پابندی کا احساس بڑھ گیا تھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ آٹھ بج گئے ہیں جلدی کام شروع کرنا چاہئے۔ زیادہ کام ہو جاتا تھا۔ اور نقصان یہ ہوا کہ ریل کے اور ڈاک خانے کے اوقات قابو میں نہ رہے تھے۔ دہلی سے ہمارے چھوٹے ڈاک خانے میں ڈاک بارہ بجے آتی تھی اور چار بجے جاتی تھی چار گھنٹے میں ہر روزہ تعمیل نہ ہو سکتی تھی۔ اب ۱۱ بجے آئیگی اور چار بجے جائیگی تو ایک گھنٹے کی بچت سے ہر روزہ کام ہو جائیگا۔"

مسٹر ٹائم نے یہ باتیں سنیں تو وہ مسکرائے اور قریب آ کر میرے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور کہا "ہم تو سمجھتے تھے۔ تم عارف ہو مگر تم تو نرے دوکاندار نکلے۔ ارے میاں ہم کو رخصت کرتے تو کوئی عارفانہ بات کہتے۔ یہ کیا ریل اور ڈاک کا قصہ لے بیٹھے؟ میں نے کہا "حدیث قدسی میں آیا ہے۔ "لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ"۔ وقت کو بُرا نہ کہو کہ میں خود وقت ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وقت اُس کی ذات پاک کا صفاتی جلوہ ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم انگریزوں کے کہنے میں کیوں ہو؟ انھوں نے کہا ایک گھنٹہ آگے بڑھ جاؤ۔ تو تم آگے بڑھ گئے۔ انھوں نے کہا ایک گھنٹہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ تو تم پیچھے ہٹ گئے!

وقت نے جواب دیا "جو مجھے چاہے میں اُسے چاہوں۔ جو میری عزت کرے میں اُس کی عزت کروں۔ جو مجھے یاد رکھے۔ میں اُس کو یاد رکھوں۔ انگریز بھی اور سب گورے آدمی بھی مجھے چاہتے ہیں۔ میری عزت کرتے ہیں مجھے یاد رکھتے ہیں۔ پھر میں اُن کا کہنا کیوں نہ مانوں۔ کیا تم نے نہیں سُنا ہندوؤں کا عقیدہ ہے "بھگت کے بس میں ہیں بھگوان" یعنی خدا اپنے چاہنے والوں کے بس میں آجاتا ہے۔

وقت کی یہ بات سُن کر میں ذرا شرمایا کہ بات تو ٹھیک ہے۔ ہم کالے لوگ گوری قوموں کی طرح وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ اور وقت سے محبت بھی نہیں کرتے۔ مگر دل نے ایک جواب بتایا اور میں نے وقت سے کہا "یور ہولی نس۔ جناب تقدس مآب وقت صاحب! یہ دیکھئے میرے سینے پر دل کے پاس گھڑی لگی ہوئی ہے۔ اور میں گھڑی گھڑی اس کو دیکھتا رہتا ہوں۔"

وقت نے جواب دیا "بالکل غلط بے شک گھڑی تمہاری جیب میں رہتی ہے۔ لیکن تم کو وقت کی پابندی اور وقت کی محبت میں اتنا مزا نہیں آتا جتنا مزا یہ شعر سُننے میں آتا ہے ؎ اپنے سینے پہ لگا لو کسی بیتاب کا دل۔ کس لئے جیب میں ہر وقت گھڑی رہتی ہے۔

مجھے پھر شرم آئی اور میں نے پھر گردن جھکائی۔ دل نے کہا تم بھی فارسی مصرعہ پڑھ دو ؎ مرد تائم ہیں مبارک بندہ ایست۔ وقت کو دیکھنے والا آدمی بہت برکت والا آدمی ہوتا ہے۔ بات کچھ مضبوط نہ تھی۔ لیکن مولانا وقت کے سامنے کہنی پڑی۔ وہ ہنسے اور پیٹھ پھیر کر چلے تو میں نے اُن کا دامن پکڑا اور کہا ؎ تم چلے جان چلی دونوں برابر جھٹکے۔ تم کو تھاموں یا اسے پیر پڑوں کس کس کے۔

مگر میری شعر خوانی کا مولانا وقت پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور وہ یہ کہتے ہوئے نظروں سے غائب ہو گئے ؎ اب تو جاتے ہیں میکدے سے میر۔ پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔

کھجوروں کا تجربہ } تاریخ میں پڑھا تھا کہ حضرت امام مسلم رح یعنی حدیث کی مشہور کتاب مسلم شریف کے مصنف اپنی کتاب لکھ رہے تھے اور اُن کے پاس کھجوروں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا رکھا تھا۔ وہ کھجوریں کھاتے جاتے تھے۔ اور حدیثیں لکھتے جاتے تھے۔ حدیث نویسی میں اتنی معروفیت بڑھی کہ سارا ٹوکرا کھا گئے اور اُن کو خبر نہ ہوئی۔ یکایک دیکھا تو ٹوکرا خالی تھا۔ اس سے اُن کی بشریت گھبرائی اور اُن کو احساس ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا اتنی کھجوریں کیوں کھائیں۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد اُن کی وفات ہو گئی۔

آج تہجد کے وقت میں لکھنے بیٹھا تو بھوک معلوم ہوئی کیونکہ رات کو کھانا نہیں کھایا تھا۔ خیال آیا سامنے دو چیزیں ہیں۔ ایک لالہ منشی لال جین کی لائی ہوئی مٹھائی ہے۔ اور دوسرے یہ کھجوریں ہیں جو کراچی سے آئی ہیں۔ میں نے خیال کیا جاپانی ہراکری (خودکشی) کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ لاؤ آج ہم بھی تھوڑی سی ہراکری کر لیں۔ اور اس کے بعد گن کر چھ کھجوریں کھائیں۔ کھاتا گیا اور یہ کہتا گیا۔ ایک کھجور بخاری کے نام کی۔ دوسری مسلم کے نام کی۔ تیسری ابوداؤد کے نام کی۔ چوتھی نسائی کے نام کی۔ پانچویں ابن ماجہ کے نام کی۔ چھٹی ترمذی کے نام کی۔ کھجوریں کھا کر ٹھنڈا پانی پیا۔ اب پچھلی رات لحاف اوڑھنے کے قابل سردی ہو جاتی ہے پانی پیتے ہی زکام ہو گیا۔ اور صبح کی نماز کے بعد سے بواسیر کا دورہ شروع ہو گیا۔ میں نے یادداشت میں لکھا۔ انڈا کھانے سے بواسیر کی تکلیف بڑھتی ہے۔ بینگن کھانے سے بھی یہی نقصان ہوتا ہے اور کھجور کھانے سے بھی بواسیر کا دورہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے تجربوں سے نوٹ بک لبریز ہو چکی ہے۔ مگر بقول بقائی صاحب کے اب خواجہ صاحب کا حافظہ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے یہ تجربے یاد ہی نہیں رہتے۔ اور اگر لکھ لیتا ہوں تو اُن کا پڑھنا یاد نہیں رہتا۔ اور اسی طرح بقائی صاحب کی وہ ملامتیں بھی یاد نہیں رہتیں جو وہ میرے خلاف شائع کرتے رہتے ہیں۔

عبدالرشید نظامی } مجیٹھہ ضلع امرتسر سے عبدالرحیم منہر نظامی کے چھوٹے بھائی اور میرے پیارے عبدالقدوس نظامی کے چچا اور عبدالقدوس کے بچوں کے دادا ملنے آئے ہیں۔ ڈرتے ڈرتے ایمان خانے میں آئے اور کہا آپ نے اخبار میں لکھ دیا تھا مجھ سے کوئی ملنے نہ آئے۔ مگر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں آ گیا۔

میں نے جواب دیا تم کوئی نہیں ہو۔ میں نے تو کوئی کو روکا ہے۔ تم تو عبدالرشید ہو۔

غلام حسنین صاحب حیدری } کاکوری سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے خواتین خواجہ بانو سے ملنے گئیں اور وہ مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ کہتے تھے خدمگاہ کے دروازے پر ایک صاحب رجسٹر لئے بیٹھے تھے۔ انھوں نے ساری کاکوری کی تحقیقات کے سوالات کرنے شروع کئے۔ میں نے خیال کیا عورتوں اور بچوں کا ساتھ ہے زیارت کرنی چاہتا ہوں۔ میں اس انکوائری آفس کی خانہ پُری کیوں کر کر سکتا ہوں۔ وہ خفا ہو گئے اور مجھے بہت کچھ کہا سُنا۔ میں نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ اب کے محرم کی ۲۰ ر ۲۱ ر ۲۲ ر تاریخوں میں کاکوری میں آؤں گا۔ اور عرس میں شرکت کروں گا۔ اُن کے بزرگ جو کاکوری میں سجادہ نشین ہیں۔ انھوں نے تصوف کی زبان کا ایک کوڈ پیغام بھیجا تھا۔ شائد پیام رساں صاحب سمجھے ہوں

میں نے سمجھ لیا اس لئے وعدہ کرلیا۔ لکھنؤ سے بھی دو صاحب آئے تھے۔ ضلع بلیا سے بھی ایک صاحب آئے تھے جو وائسرائے کے دفتر میں نوکر ہیں۔ اور تین سال سے دہلی میں رہتے ہیں۔ سید یامین نظامی بھی دو رفیقوں کے ساتھ آئے تھے۔

دعوت کا ٹیلیفون } سوئس ہوٹل دہلی سے مسز دلال پارسی خاتون نے ٹیلیفون دیا تھا کہ آج رات کو کھانا میرے ساتھ کھائیے۔ میں نے کہا یہ الٹی گنگا بہاتی ہو۔ بمبئی سے دلی میں آئی ہو۔ دلی میرا شہر ہے۔ دعوت ہم کریں یا تم؟ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ہم آپ کے ہاں آئیں گے۔ تو آپ کیا کھلائیں گے؟ اور آپ ہمارے ہاں آئیں گے۔ تو کیا لیکر آئیں گے؟

ڈنر } رات کو سوئس ہوٹل دہلی میں ڈنر کھایا تھا۔ جو مسز دلال وکیل بمبئی نے دیا تھا۔ میز پر سید صدر العلیٰ صاحب اور مسٹر فیروز طہرانی اور مسٹر دلال اور مسز دلال شریک تھے۔ دس بجے گھر میں واپس آیا۔ زکام کی شدت رات بھر رہی۔

افسوس } سید صدر العلیٰ صاحب نے سید اطہر علی صاحب ایڈیٹر اخبار آغاز دہلی کے بھتیجے کے انتقال کی افسوسناک خبر سنائی۔ سید اطہر علی پیرجی سید مظفر علی صاحب مرحوم سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رح کے چھوٹے لڑکے ہیں۔

سنت رام صاحب } آج فوڈ ڈپارٹمنٹ دہلی میں گیا تھا سنت رام صاحب افسر فوڈ ڈپارٹمنٹ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اُن کی لڑکی آج کل ٹائی فائڈ بخار میں مبتلا ہیں۔ مسٹر سنت رام بہت شائستہ اور ہمدرد ہندو ہیں۔

۹ ر ذی قعدہ ۱۶ ر اکتوبر منگل دہلی } **بے آرام زکام** } تین دن سے زکام کی تکلیف ہے آج اُس کا آخری دن معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بہت اذیت دے رہا ہے۔

ایس ایم نظیر صاحب } آج صبح اپنے پُرانے دوست ایس ایم نظیر صاحب سے ملنے گیا تھا۔

خواتین بیکانیر } ریاست بیکانیر سے چند خواتین تعویذ لینے آئیں تھیں پہلے بھی آچکی ہیں۔

حجرۂ قدیم کی صفائی } کل سے اپنے درگاہ والے قدیمی حجرے کی صفائی کرا رہا ہوں۔ ساڑھے چھ سو برس کی پُرانی عمارت ہے اور صدیوں سے میرے اجداد کے قبضے میں ہے۔

مزار کی صفائی نہ کرنے دی } روضہ شریف حضرت سلطان المشائخ رح کے گوشہ شمال و مشرق میں شربت خانے اور حجرہ نواب اعتقاد خاں کی پشت پر میرے چچا تھے دادا حضرت سید عبد القادر صاحب کا سنگین مزار ہے جس پر بعض لوگوں نے ملبہ ڈال دیا تھا۔ میں خود صفائی کرانے گیا تاکہ وہاں سنگین کتبہ بھی لگادوں اور مزار کو محفوظ بھی کردوں۔ مگر ایک صاحب نے اس کی مزاحمت کی۔ میں نے رفع شر کے خیال سے مزدوروں کو واپس بلا لیا۔

چائے نوشی } شام کو مسٹر دلال اور اُن کی اہلیہ اور سید صدر العلیٰ اور اُن کی اہلیہ میرے ہاں چائے نوشی کے لئے آئے تھے۔

ایران سے رشتہ داری } میں نے مسٹر دلال سے کہا ہم سیدوں کی ایران سے بہت پُرانی رشتے داری ہے جس کو تیرہ سو برس ہو چکے ہیں۔

اُنھوں نے بہت تعجب سے حقیقت دریافت کی۔ میں نے کہا شہنشاہ ایران کی بیٹی حضرت شہر بانو رسول خدا کے نواسے حضرت امام حسینؑ سے منسوب ہوئیں تھیں اور تمام دُنیا کے سید حضرت شہر بانو کی اولاد ہیں۔ اس لئے ہم سیدوں میں ایرانیوں کا خون ملا ہوا ہے۔

مسٹر فیروز طہرانی } طہران ایران سے جو ایرانی آئے ہیں ان کا نام مسٹر فیروز ہے۔ یہ بمبئی کے رہنے والے ہیں گجراتی زبان بھی جانتے ہیں مگر چند سال سے ایران میں رہتے ہیں۔ فارسی ایسی بولتے ہیں۔ گویا اُن کی مادری زبان ہے۔ ہندوستان میں جہاں جہاں پارسی ہیں اُن میں فارسی زبان کا رواج نہیں رہا ہے۔

منادی کا انتظام } یکم اکتوبر کا پرچہ بہت دیر میں شائع ہوا تھا اس لئے میں نے ۸ ر ۱۶ ر کا پرچہ ملادیا ہے۔ اب ۲۴ ر کا پرچہ ٹھیک وقت پر شائع ہوجانے کی امید ہے لیکن جس کام میں بیشمار لوگوں کی محتاجی ہو خاص کر آجکل کے زمانے میں اُس کام کی نسبت کوئی یقینی وعدہ نہیں کیا جاسکتا۔ مجھ کو جو تکلیف کتابت اور چھپائی اور سلائی اور کٹائی کی غلطیوں سے ہوتی ہے۔ وہ تکلیف نہ مجنوں کو لیلیٰ کے فراق میں ہوئی ہوگی۔ اور نہ جرمنوں اور جاپانیوں کو اپنی ہار میں ہوئی ہوگی۔ نہ کانگرس والوں کو مسلم لیگ کے جوش و خروش سے ہوئی ہوگی۔

اگرچہ میں نے ان تمام خرابیوں کی بنیاد کو سمجھ لیا ہے۔ جو یہ ہے کہ کسی بڑے چھوٹے امیر غریب تعلیم یافتہ اَن پڑھ ہندوستانی میں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں اپنی اولاد کو بھی اس نعمت سے تہی دست سمجھتا ہوں اور جب تک یہ بنیادی خرابی موجود ہے۔ نہ ہندوستان آزاد ہوگا نہ ہندو آزاد ہوں گے۔ نہ مسلمان آزاد ہوں گے۔ اور نہ ہندوستانیوں کو زندگی کی راحت میسر آسکے گی۔ اگرچہ زبانی دعوے بہت ہوتے ہیں۔ لیکن حال یہ ہے۔

گرچہ قندیلِ سخن کو منڈھ لیا تو کیا ہوا
ڈھانچ میں تو ہیں وہی اگلے برس کی تیلیاں

پانچ پشاوری } صوبہ سرحد سے پانچ پشاوری پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی میں ٹریننگ کے لئے آئے ہیں۔ آج صبح مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔

ذاتی خطوط

احمد آبادی عرس کا خط } جناب سیدی و مولائی پیر و مرشد حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ دام برکاتہم۔

سلام علیکم۔ ہم نے ماسٹر نجم الدین صاحب کے مکان پر ۱۷ شوال کو حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا عرس بہت بہتر طریقے سے منایا۔ حلقہ کیا، ذکر کیا، نیاز، فاتحہ خوانی بھی ادا کی گئی ہے۔ بڑا میاں نظامی صاحب نے فاتحہ پڑھی۔ بمبئی والے قوال تھے۔ مجمع بھی اچھا ہوا۔ اور امید سے زیادہ نظامی بھائی جمع ہوئے اور بہت خوش اسلوبی سے سب کام انجام پایا یہ کرم ہے۔ حضرت محبوب الٰہی رض کا اور برکت تھی حضرت امیر خسرو رض کی اور آپ کی دعا سے سب کام بخیر و خوبی ہوا۔ ماسٹر نجم الدین نظامی اور ان کی اہلیہ آداب کہتی ہیں۔ منشی شرف الدین نظامی سلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ صبغت اللہ شاہ نظامی ناظم جماعت نظامیہ احمد آباد۔

نوٹ:۔ احمد آبادی بھائیوں نے حضرت امیر خسرو رض کا عرس کیا۔ جو لوگ اس عرس میں شریک ہوئے ان کو بہت جلد غیبی برکتیں حاصل ہونگی۔ حسن نظامی

اڑیسہ کا خط } بخدمت شریف جناب مولانا شاہ حسن نظامی صاحب مدظلہ السلام علیکم کے بعد معلوم ہو کہ اڑیسہ میں مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہے۔ ان کا کوئی مذہبی یا قومی ادارہ نہیں ہے۔ چونکہ دو لاکھ مسلمان انفرادی اور کس مپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں مخالفین اسلام کا جواب دینے والا یا روک تھام کرنے والا کوئی نہیں ہے مسلمانوں کی اجتماعی قوت نہ ہونے کی وجہ سے مخالفین اسلام اپنے ضرر رساں ارادوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ حال ہی میں اڑیسہ یونیورسٹی نے اردو زبان کو بند کر کے اسلامی روح یہاں کے مسلمانوں سے نکال دی ہے۔ اس پر بھی بس نہ ہوا تو بال کرشن نے کتاب سنکھالی کے دوسرے حصہ میں آقائے نامدار کی فرضی تصویر چھاپ کر یہاں کے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ ہم نے اپنا فریضہ آپ تک پہونچا دیا خدا نے آپ کے قلم اور زبان میں زور دیا ہے۔ آپ اپنے اثر سے اس منحوس رسالہ کی اشاعت بند کرائیے اور موجودہ مطبوعہ رسالوں کو ضبط۔ فقط والسلام۔ شیخ برکت اللہ میش امام مسجد برہمپور دا۔

اسمائے تصدیق کنندگان } عبدالرشید عفی عنہ، الطاف حسین۔ رشید خاں۔ ابرار خاں۔ عزیز الدین اعظم۔ خدا بخش۔ محمد اسمٰعیل حسین۔

جواب:۔ جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا کر دوں گا۔ مگر آپ لوگ اپنی طرف سے کوئی بے احتیاطی اور جوش و خروش کا کام نہ کیجئے گا۔ حسن نظامی۔

لالہ امیر چند کھنہ کا خط } مکرمی بندہ جناب خواجہ صاحب۔ آپ کو یہ پڑھ کر دکھ ہوگا۔ کہ میری لڑکی جس کی شادی ۶ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پیٹ چاک کر کے مردہ بچہ نکالا گیا۔ یہی اپریشن اس کی موت کا باعث ہوا۔ اس لڑکی کی شادی پر آپ نے ہی بے شمار سامان بھیجا اور منادی میں بار ہا لکھا۔ امیر چند کھنہ

جواب:۔ پیارے بھائی کھنہ جی! آپ کی بیٹی میری بیٹی آپ کا غم میرا غم لکھ نہیں سکتا کہ کتنا بڑا داغ اس خبر نے میرے کلیجے پر ڈالا۔ ابھی ڈیڑھ دو دن ہوئے ایک مسلمان مرید کی بیٹی کی ایسی ہی خبر آئی تھی۔ خدا آپ کے دل کو سنتوش دے اور خدا مجھے بھی صبر دے۔ حسن نظامی۔

الور کا خط } سیدی و مولائی عالیجناب حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ (عید مبارک) مزاج مبارک۔

آپ اس خط کے دیکھنے سے اس خیال میں ہوں گے کہ الور میں محمد الیاس خاں میرا کون ثنا خواں ہے۔ چونکہ آج تک آپ سے کوئی رسم خط و کتابت کی جاری نہیں تھی۔ یہ پہلا خط ہے۔ اس لئے اپنا مقصد تحریر کرنے سے پیشتر آپ کے اس خیال کو رفع کرنا بہتر جانا۔ آپ کی زیارت و تعارف قبلہ و کعبہ والد ماجد محمد اعجاز خاں صاحب جو جے پور ہاؤس نیو دہلی کے کنسٹرکشن سپروائزر ہیں ان کے ذریعہ ہوئی۔ میں ایام تعطیل اسکول میں دہلی میں سیر و تفریح کے لئے آیا تھا اکثر ان کے ہمراہ آپ کی زیارت کی غرض سے حاضر خدمت ہوا کرتا تھا۔ مجھ کو ہمیشہ سے بزرگوں کی دعا و صحبت حاصل کرنے کی دلی انسیت رہتی ہے۔ اب تک چند درویش بزرگ صوفی مولوی صاحبان سے ملا اور ان سے کافی سے زیادہ دعا لی اب میرا سابقہ آپ جیسے درویش بزرگ۔ قابل کامل عالم و جہاندیدہ بزرگ سے پڑا۔ تو اب مجھ کو فکر ہی کیا ہے جو مجھ کو دین و دنیا کا ایک قابل بزرگ رہبر مل گیا۔ میں جب اسکول کھلنے کے وقت آنے لگا۔ تب رخصت و دعا حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ تب میرے حق میں مشہور و معروف ہونے کی دعا و دم حضرت سلطان محبوب الٰہی رض جیسی فرمائی یعنی معروف خاں صاحب جو کہ سابق میں ایک بادشاہ کے وزیر ہوئے جن کی یادگار باؤلی سلطان محبوب الٰہی رض کی حصت کی اب تک موجود ہے۔ ان کے اس واقعہ سے بھی آپ نے آگاہ فرمایا اور ان کا سا خطاب آپ نے

مجھ کو بھی عطا فرمایا۔ مجھ کو خالی دنیاوی شہرت کی ہی ضرورت نہیں اس کے ساتھ ساتھ دین و قوم کی خدمت کا کمال بھی حاصل ہو ایسی دُعا میرے حق میں فرمادیں۔ میں نے آپ سے رخصت ہو کر یہاں پر آ کر اسکول میں پڑھنا شروع کیا۔ بفضلہ آپ کی دعا کی برکت سے فسٹ ڈویزن میں پاس ہونے کی اسکول کے ماسٹر صاحب نے خوشخبری سُنائی اور کہا کہ تم کو وظیفہ بھی ملیگا۔ یہ میرا اسکول میں پہلے سال کا ہی امتحان ہے اس سے پیشتر پرائیویٹ تعلیم حاصل کرتا رہا یہ فخر میرے خاندان میں یا تو قبلہ و کعبہ دادا عبدالوہاب خاں صاحب عاصم کو زمانہ تعلیم میں حاصل ہوا تھا یا آپ کی دُعا سے اب مجھ کو ہوا ہے۔ میرے حق میں اور بھی دعا بہتر فرمائیں (غالبًا عاصم صاحب سے آپ بخوبی واقف ہوں گے جو سابق میں نواب صاحب مانا ودر کاٹھیاواڑ کے اتالیق رہ چکے ہیں۔ اور اب جے پور کے اندر اسٹیٹ پوسٹ آفس کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ ایک موقع پر آپ مانا ودر تشریف لے گئے تھے۔ اور عاصم صاحب نے آپ کو سات زبان کا ایک قصیدہ سُنایا تھا۔ اور آپ نے بہت پسند فرمایا تھا)

اب میری آپ سے دلی تمنا اور ہے۔ وہ یہ کہ مجھ کو آگاہ فرمادیں کہ آپ نے ذہانت کا کمال کس طرح حاصل کیا وہ تعلیم مجھے بھی عطا فرمادیں اگر آپ نے کسی درویش بزرگ کی دُعا حاصل کی ہے تو مجھ کو آپ سے بہتر کون ملیگا اُن بزرگ صاحب کا شرف و برکت آپ کو حاصل ہوگی مجھ کو بھی وہ عطا فرمادیں۔ یا آپ کو کسی کلام پاک کا ورد ہو تو وہ مجھ کو بھی عطا فرمادیں یا ایسی کس قسم کی غذا یا ادویات استعمال میں لاتے تھے کم سنی سے ہی اس سے آگاہ فرمادیں بہرحال میرا مقصد کس طرح حاصل ہونا چاہیئے۔ براہ کرم اس کا مفصل جواب عطا فرمایا جاوے۔

دُعا و جواب کا منتظر۔ محمد الیاس خاں۔

جواب:۔ نورِ چشم معروف خاں کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارا خط وصول ہونے کے پانچ دن بعد مجھے سُنایا گیا کیونکہ میں بیمار ہو جانے کی وجہ سے کئی دن تک خطوط نہ سُن سکا تھا۔ تمہارے دادا بھی بہت ذی علم اور ذہین اور عالم آدمی ہیں جن کا ذکر تم نے اس خط میں کیا ہے۔ اور میری اُن سے بہت پرانی ملت ہے۔ تم نے اپنی ذہانت کے لئے جو کچھ مجھ سے پوچھا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ نہ میں نے کوئی غذا کھائی نہ دوا کھائی۔ جب تمہاری عمر میں تھا تو ماں باپ سے جُدا ہو گیا تھا یعنی یتیم و لیسیر ہو گیا تھا۔ اور وقت پر پیٹ بھر کر روٹی بھی میسر نہ آتی تھی۔ اور اُسی وقت سے جسم اتنا کمزور ہو گیا کہ ہمیشہ بیمار رہنے لگا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور نہ میں نے اپنی ذہانت کے لئے کوئی وظیفہ پڑھا۔

البتہ شروع سے آج تک میرے دل میں اپنے باپ دادا کے رواجوں پر چلنے کا شوق تھا۔ اور اولیاء اللہ سے محبت اور عقیدت تھی۔ اُسی کی برکت سے مجھے سب کچھ حاصل ہوا۔ اور چونکہ تم بھی ایسے ہی ہو اس واسطے تم کو بھی یہ سب برکتیں حاصل ہوں گی۔ اور میں نے جو کچھ تم کو دعا دی تھی وہ خدا نے چاہا۔ حرف حرف پوری ہو گی۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ تم امتحان میں اول درجے پاس ہوئے وہ وقت آئیگا کہ تم دوسروں کا امتحان لو گے اور اُن کو اوّل نمبر پاس کرو گے۔ تمہارے بزرگ تمہارے عروج و ترقی کی خوشی دیکھیں گے۔ اور تمہاری برادری اور تمہاری قوم کو بھی تمہارے عروج سے خوشی ہوگی۔ حسن نظامی

سہرا

بتقریب شادی خانہ آبادی میاں میجر ممتاز علی علوی خلف الرشید میاں محمود علی علوی مہتمم نظام پریس دہلی

مبارک ہو تم کو یہ ممتاز سہرا	نئی زندگی کا ہے آغاز سہرا
کتابِ عمل کا یہ ہے بابِ اوّل	درِ زندگی کرتا ہے باز سہرا
یہ عقدِ محبت ہے اقرارِ باہم	بناتا ہے دو دل کو ہمراز سہرا
بچاتا ہے لغزش سے ہر ہر قدم پر	یہ مونس۔ یہ ہمدم یہ دمساز سہرا
نظر اس کی۔ ہر نیک و بد کی نظر پہ	شناسا سا نظر کا۔ نظر باز سہرا
لڑاتا ہے بدبیں نگاہوں سے لڑیاں	دکھاتا ہے کیا۔ کیا۔ یہ انداز سہرا
زمانہ فدا ہے وہ جادو ہے اس کا	فسوں گر ہے سہرا فسوں ساز سہرا
یہ مقصودِ دل ہے یہ مظہر خوشی کا	سراپا منوّر ہے ممتاز سہرا
مبارک ہو محمود علی کو مبارک	یہ ممتاز صاحب کا ممتاز سہرا
میاں عبدالحی کو مبارک ہو نوشہ	مبارک ہو نوشہ کو ہمراز سہرا

دُعائے بشارت ہے تاریخ عشرت

مبارک ہو شادی کا ممتاز سہرا

از سید الشعراء سید بشارت علی بشارت دہلوی

سہرا لکھنا آسان کام نہیں ہے } سید بشارت صاحب کے سہرے میں بہت سی خوبیاں ہیں اور میں نے باوجود شاعر نہ ہونے کے اچھی طرح محسوس کیا ہے کہ سہرا لکھنا ہر ایک شاعر کے بس کی بات نہیں ہے میرے مرید عبدالمالک آگاہی نظامی کو سہرا لکھنے میں ایک خاص مہارت حاصل ہے اور سید بشارت نے بھی اس سہرے میں اپنی جدت طبع کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے میجر ممتاز نے رواجی سہرا باندھا ہو یا نہ باندھا ہو لیکن میں سمجھتا ہوں ان کے چہرہ پر متانت۔ علمیت۔ شائستگی و شرافت کے موتیوں کا ایک بہت لمبا سہرا ہمیشہ نظر آتا رہتا ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ نظر آتا رہیگا۔ حسن نظامی

ہندوستان کے مشہور پہاڑ ہمالیہ کے

گُل بکاؤلی کا بیان

یہ وہی پھول ہے جس کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے۔ اور جس کو اردو کے قصہ نویسوں نے عجیب و غریب کہانیوں سے گھر گھر مشہور کر دیا ہے۔ اور جس کو سنسکرت زبان میں منڈی کہتے ہیں۔ اور مارواڑی زبان میں اور برج بھاشا میں اور گجراتی میں اور پنجابی میں گورکھ منڈی کہتے ہیں اور جس کی شکل انگریزی کی گول گھنڈی جیسی ہوتی ہے۔ اس لئے اس پھول کو بعض لوگ گھنڈی بھی کہتے ہیں۔ یہ پھول ہندوستان کے مشہور پہاڑ ہمالیہ میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں زمین پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور بعض میدانی جنگلوں میں بھی جہاں پانی افراط سے ہو یہ پھول پیدا ہوتا ہے۔ اس پھول کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک چنے کے برابر چھوٹا پھول ہوتا ہے۔ اور ایک چنے سے ذرا بڑا پھول ہوتا ہے جس کو مہامنڈی کہتے ہیں۔ اس پھول میں گلاب کے پھول کی سی خوشبو آتی ہے مزے میں تھوڑی سی تلخی ہوتی ہے۔ اس کے درخت کے پتے چھوٹے اور گول کنگورے دار اور سبز ہوتے ہیں۔ طب کی مشہور کتاب "محیط اعظم" میں بڑے پھول مہامنڈی کی نسبت بہت تعریف لکھی ہے۔ سنسکرت کی مشہور طبی کتاب "آن بھوت چکتسا ساگر" میں بھی اس پھول کی بہت زیادہ تعریف لکھی ہے۔ اس پھول کے مزاج اور طبیعت کی نسبت بعض تحقیقات کرنے والوں کا خیال ہے کہ گرم و تر ہے۔ اور بعض کی رائے میں گرم پہلے درجے میں اور خشک دوسرے درجے میں ہے۔ طبی کتاب "مخزن" کے مصنف نے چھوٹے پھول کو دوسرے درجے میں گرم و تر لکھا ہے۔

گل بکاؤلی کے قصوں میں اس پھول کی تاثیر یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اندھے بادشاہ کی بینائی واپس لانے کے لئے یہ پھول تلاش کیا گیا تھا۔ اور کہانیوں میں اس پھول کے حاصل ہونے کی جو دشواریاں بیان کی گئی ہیں وہ محض اس لئے ہیں کہ لوگوں کو اس پھول کی تاثیرات کی طرف توجہ ہو جائے مگر قصہ لکھنے والوں نے پھول کا نام منڈی اس لئے نہیں لکھا کہ ان کے قصے کی شان خراب نہ ہو جائے

گل بکاؤلی کی تاثیرات

مولانا حکیم نجم الغنی خاں صاحب کی کتاب "خزائن الادویہ" جلد چھ صفحہ ۲۲۴ (جلد ۲؟ ۲۲۵) اور ۲۲۶ اور تین سو ستائیس اور ۳۲۸ پر گل بکاؤلی یعنی گل منڈی کی تاثیرات کا جو تفصیلی بیان قلم بند کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اس پھول میں قبض کرنے کی قوت ہوتی ہے۔ گل بکاؤلی انسانی جسم کے سب اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتا ہے خاص کر معدے کو قوی کرتا ہے۔ اور اور روح کو فرحت دیتا ہے۔ خفقان کی بیماری دور کرتا ہے۔ چہرے کی زردی یعنی یرقان کی بیماری اور تمام صفراوی اور سوداوی بیماریوں کے لئے مفید ہے عورتوں کے رحم اور مردوں کے پیشاب کی سوزش کو نفع دیتا ہے۔ ہر قسم کے ورم کو دور کر دیتا ہے۔ ہر قسم کی گلٹیاں اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہیں۔ اور کنٹھ مالا کی ہلاک کرنے والی بیماری کے لئے تو اکسیر ہے۔ اور بکاؤلی کا پھول تر اور خشک کھجلی کو بھی دور کر دیتا ہے اور داد بھی اس کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ اور کوڑھ کی بیماری بھی اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ گل بکاؤلی کا پورا درخت سائے میں خشک کر لیا جائے اور پھر پیس کر اور اور کھانڈ ملا کر حلوہ بنایا جائے تو چند روز کے استعمال سے سارے جسم کے قوی مضبوط ہو جاتے ہیں گل بکاؤلی بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا۔ جو آدمی گل بکاؤلی کا استعمال کرتا رہے۔ اس کے بال گرنے بند ہو جاتے ہیں۔ گل بکاؤلی کا سفوف چالیس دن تک کھایا جائے تو بال کالے نکلنے لگتے ہیں اور سفید بال بھی رفتہ رفتہ کالے ہو جاتے ہیں۔ جو آدمی بکاؤلی کا چھوٹا پھول منہ میں ڈال کر بغیر چبائے پانی سے نگل جائے تو ایک سال تک

اس کی آنکھ دُکھنے نہیں آئے گی۔ اور اگر دو پھول سالم کھالے گا تو دو سال تک آنکھ نہیں دُکھے گی۔

طب کی مشہور کتاب "مفردات امامی" میں لکھا ہے کہ اگر گل بکاؤلی یعنی منڈیاں ساڑھے تین تولے رات کو پانی میں بھگو کر صبح مل کر چھان کر پی لیں اور مہینہ بھر تک لگاتار پیتے رہیں تو کنٹھ مالا کا مادہ بالکل زائل ہو جائے گا۔ اور اگر کنٹھ مالا کی بیماری کسی بچے کو ہو تو اس کو ایک ماشہ یا پونے دو ماشے منڈیاں رات کو بھگو کر صبح پلائیں کتاب "تکملہ ہندی" میں لکھا ہے کہ گل بکاؤلی یعنی منڈی صفرا اور بلغم کو دفع کرتی ہے۔ بدہضمی سے دست آتے ہوں تو انہیں روکتی ہے۔ اس کے استعمال سے کھانسی جاتی رہتی ہے۔ اور منڈیوں کا لگاتار استعمال جریان کو دُور کر دیتا ہے۔ گل بکاؤلی کے استعمال سے قئے کی بیماری دُور ہو جاتی ہے۔ اور گل بکاؤلی کے اثر سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔

اور کتاب "تالیف شریف" میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال سے عورتوں اور مردوں کی عقل بڑھ جاتی ہے۔ پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیاں اچھے ہو جاتے ہیں اور عورتوں کے اندرونی اعضا کے درد کی بیماری جاتی رہتی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا استعمال بدن کی زردی دُور کر دیتا ہے اور سوزاک کو بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ گل بکاؤلی یعنی منڈی کے بیج پیس کر برابر کی کھانڈ ملا کر ہتھیلی بھر سوتے وقت کھا لیا کریں تو طاقت بہت بڑھ جائے گی۔ اور عمر بھی بڑی ہو جائے گی۔ ایک بوڑھے آدمی کا تجربہ کتاب میں لکھا ہے کہ وہ بوڑھا بڑھاپے سے بہت ہی کمزور ہو گیا تھا۔ اُس نے ایک برس تک گل بکاؤلی یعنی منڈی کا پھول پیس کر کھانڈ ملا کر کھایا۔ اُس کا بڑھاپا جاتا رہا۔ اور جوانوں کی سی قوت پیدا ہو گئی۔

نواب سید محمد علی خاں صاحب "آب حیات" میں لکھتے ہیں کہ ہر سال چیت کے مہینے میں پانچ سات پھول تازہ منڈی کے دانت سے چبا کر پانی کے گھونٹ کے ساتھ حلق سے اُتار لئے جائیں تو آنکھوں میں کبھی کوئی بیماری نہیں ہوگی۔ نواب صاحب لکھتے ہیں" میں برسوں سے اس کا ورد رکھتا ہوں۔ ایک مہینے تک نگاہ بہت تیز رہتی ہے۔ اور باقی مہینوں میں حسب معمول رہتی ہے۔ اور آنکھ دُکھنے تو کبھی نہیں آتی۔ اور اگر کسی کی آنکھ دُکھنے آ جائے تو پھر چھوٹی چھوٹی گوہانجنیوں کی شکل میں بڑا مادہ پلکوں پر نکل کر اور ریپ بن کر صاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے آنکھیں کی بیماریوں سے امن مل جاتا ہے"۔

ہندوستان کے بڑے بڑے تجربے کار حکیم اور وید بیان کرتے ہیں کہ گل بکاؤلی یعنی منڈی میں آب حیات ہے۔ یعنی یہ پھول موت کا علاج ہے۔

اگر گل بکاؤلی پیس کر شہد اور گھی ملا کر استعمال کیا جائے تو چالیس دن میں جوانوں کی سی قوت حاصل ہو جائے گی۔ اور تجربہ کاروں کا یہ بیان بھی ہے۔ کہ یہ پھول ہندوستان کے نامی حکیموں اور ویدوں کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔

اگر گل بکاؤلی کے پودے کے پتے اور جڑ پیس کر اور کھانڈ ملا کر گائے کے دودھ کے ساتھ تین روز متواتر استعمال کریں تو مردوں کی پوشیدہ قوت بہت ہی زیادہ بڑھ جائے گی۔ ہندوستان کے حکیموں یعنی ویدوں نے لکھا ہے کہ منڈی کا پھول ساون اور بھادوں کے مہینوں میں گائے کے گھی کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ اور چیت اور بیساکھ میں شہد کے ساتھ کھانا چاہیئے اور جیٹھ اور اساڑھ میں کھانڈ کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ اور ماگھ اور پھاگن میں کانجی کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ اور کنوار اور کاتک میں گائے کے دودھ کے ساتھ کھانا چاہیئے اور اگھن اور پوس میں چھاچھ کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ اس طرح کھانے سے مردانہ قوتیں حیرت انگیز طریقے سے بڑھ جاتی ہیں (مگر مجھے آخری فقرے سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ سردی میں چھاچھ نقصان دیگی۔ حسن نظامی)

"مخزن الادویہ" میں لکھا ہے کہ اگر منڈی کا پیڑ پھول نکلنے سے پہلے اکھیڑ کر بھنگرے کے ساتھ پیس کر گھی اور شہد ملا کر چالیس روز تک کھایا جائے تو بال سفید نہیں ہونے پائیں گے۔ اور اگر اس کی جڑ لگاتار ایک سال تک کھائیں تب بھی بال سفید نہیں ہونگے بعض اہل تجربہ کا بیان ہے کہ منڈی کے تمام پیڑ کو اکھیڑ کر سکھا کر بواسیر کے مسوں کو دھونی دیں تو وہ سوکھ جائیں گے۔ اور اُس کے پتوں کا لیپ نارو پر کیا جائے تو نارو دور ہو جائیگا۔

مولوی حکیم نجم الغنی خاں صاحب مصنف کتاب "خزائن الادویہ" نے ایک بہت ہی عجیب بات یہ لکھی ہے کہ جس طرح گانجے کو بھگو کر اور مل کر ٹکیہ سی بنا کر چلم میں پیتے ہیں۔ اسی طرح اگر گل بکاؤلی کو یعنی منڈی کے پھولوں کو پانی میں بھگو کر ٹکیہ سی بنا کر چلم میں رکھ کر پئیں تو گانجے کا سا نشہ ہو جائیگا

اور اگر پہلے تکیہ کو دست پناہ میں پکڑ کر تکیہ کے دونوں رُخ آگ سے سینک لیں اور پھر چلم میں رکھ کر دم لگائیں تو بہت ہی زیادہ نشہ ہوگا۔

گُل بکاؤلی کا عرق

گُل بکاؤلی یعنی مُنڈی کا عرق گلاب کی طرح کھینچا جاتا ہے۔ یہ عرق آنکھ کی بیماریوں کے لئے اور خفقان کے لئے اور سوداوی اور صفراوی بیماریوں کے لئے اور بلغمی مواد کی تحلیل کے لئے اور جسمانی قویٰ اور روح کی قوت کے لئے اور سوکھی اور تر کھجلی کے لئے اور داد کے لئے بیحد مفید ہے۔ اس کو اول ڈیڑھ تولہ پینا شروع کریں۔ اور پھر روزانہ نو نو ماشے بڑھاتے جائیں۔ جہاں تک مزاج کے موافق آئے بڑھاتے رہیں۔ اور جب بیماری میں کمی ظاہر ہونے لگے تو درجہ بدرجہ گھٹانا شروع کریں۔ اور عرق پینے کے زمانے میں گھی چیزیں اور دودھ کی چیزیں۔ اور ساگ پات اور غلیظ کھانے اور زیادہ ٹھنڈا اور زیادہ گرم پانی استعمال نہ کریں اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہ کھائیں۔ اور حرکات نفسانی و بدنی سے بچیں۔ اور حمام بھی نہ کریں اور عورت کے پاس بھی نہ جائیں۔ اور اگر مزاج قوی ہو تو مُنڈی کا عرق پونے چار تولے سے پینا شروع کریں اور پھر بڑھاتے جائیں۔

حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے دادا حکیم شریف خاں صاحب کے چچا مُنڈی کا عرق خفقان کے لئے اور دل کی قوت کے لئے اور مراق کے لئے استعمال کرایا کرتے تھے۔ وہ کبھی فقط منڈیوں کا عرق کھچواتے تھے کبھی منڈیوں کے برابر گاؤزبان بھی ملوا لیتے تھے۔ اور عرق کے استعمال کے زمانے میں مقوی قلب دوائیں اور معجونیں بھی کھلوایا کرتے تھے۔

گُل بکاؤلی کا شربت

اس طرح بتایا جاتا ہے کہ پاؤ بھر گل بکاؤلی ڈیڑھ سیر پانی میں تر کرنے کے بعد جوش دئے جائیں۔ جب ایک تہائی پانی رہ جائے تو چھان کر تین پاؤ کھانڈ ملا کر قوام کر لیا جائے۔ یہ شربت روزانہ چار تولے تک استعمال کرنے سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ دماغ کی رطوبت گھٹ جاتی ہے اور دماغ کی طرف ابخرے نہیں چڑھتے۔

گُل بکاؤلی کا تیل

تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ مُنڈی کے درخت کو تھوڑے پانی میں بھگو کر پھر پیس کر شیرہ نکال لیں۔ اور اس میں چوتھائی حصہ تل کا تیل ڈال کر جوش دیں۔ یہاں تک کہ پانی جل کر خالص روغن باقی رہ جائے۔ اُس میں سے سات ماشے روز نہار مُنہ چالیس دن تک کھانا مردوں کی خفیہ قوت کے لئے اکسیر کا کام دیتا ہے۔

گُل بکاؤلی کا چُوا

مردوں کی پوشیدہ قوت کے لئے مُنڈی کا چُوا بہت زیادہ مفید ہے۔ ترکیب اُس کی یہ ہے۔ کہ مُنڈی کے پھولوں کو اتنا بھگوئیں کہ اُن میں نمی آجائے۔ پھر کسی خوشبودار تیل کے ساتھ اُن کو ہاتھ سے اتنا ملیں کہ خوب چکنے ہو جائیں۔ پھر اُن کو کسی ہانڈی وغیرہ مٹی کے برتن میں رکھیں۔ منہ اس برتن کا گل حکمت سے بند کر دیں۔ ہنڈیا کے پہلو میں ایک سوراخ کر کے اور سوراخ میں نلی رکھ کر ہنڈیا کے نیچے آگ جلائیں۔ اور نلی کے نیچے چینی کا ایک برتن رکھ دیں۔ اسی نلی میں ہو کر چُوا چینی کے برتن میں ٹپکنا شروع ہوگا۔ یہ چُوا آدھا ماشہ روز پان کے ساتھ کھایا جائے تو مردانہ قوتوں کا ایک طلسمی اثر ظاہر ہوگا۔

ویدوں کی کتابوں کا خلاصہ

ہندوستان کی قدیمی طب کی کتابوں میں گل بکاؤلی کی نسبت حسب ذیل بیانات درج ہیں:۔

یہ پھول بڑھاپے کا اثر دور کرتا ہے۔ ہضم ہونے میں ہلکا ہے۔ طاقت اور عقل بڑھاتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے دور کرتا ہے۔ اس کے بیجوں کی پھنکی دینے سے اور اس کی جڑ کو اونٹا کر پلانے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے پھول استعمال کرنے سے خون صاف ہو جاتا ہے۔ منڈی کے پھولوں کا سفوف شہد میں ملا کر چاٹنے سے طاقت بڑھتی ہے اس کے درخت کی چھال کے سفوف کو چھاچھ کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے بواسیر دُور ہو جاتی ہے۔ گُل بکاؤلی کا تیل مردوں کے پوشیدہ عضو پر مل کر پان باندھ دیا جائے اور دس بوندیں پان پر ٹپکا کر دن میں دو تین دفعہ پان کھایا جائے تو نامردی کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ مُنڈی کا پھول کوڑھ والا کی بیماری جڑ سے دُور کر دیتا ہے۔ تازہ پھولوں کے رَس کو گھی میں ملا کر پکایا جائے۔ اور رس خشک ہو جانے کے بعد جذامی کو وہ گھی کھلایا جائے تو جذام کی بیماری جاتی رہے گی۔ مُنڈی کے پھولوں کا سفوف بکری کے دودھ کے ساتھ پھانکنے سے ریاحیں دور ہو جاتی ہیں۔ ان کا سفوف دہی میں ملا کر چاٹنے سے بواسیر کو فائدہ ہوتا ہے۔ گائے کے مٹھے کے ساتھ اس کا سفوف کھایا جائے تو ہمیشہ آنے والا بخار جاتا رہتا ہے۔ ثعلب مصری یا سونٹھ کے

ساتھ پیس کر یہ پھول کھائے جائیں تو بدن کا ہو جاتا ہے۔ اور دماغ بھی جاتی رہتی ہے۔ کالی مرچوں کے ساتھ اس کا سفوف ملا کر کھایا جائے تو بخار رفتار رہتا ہے۔ گائے کے دودھ کے ساتھ سفوف پھانکا جائے تو خفقان دور ہو جاتا ہے۔ اور عقل بڑھ جاتی ہے۔

گل بکاؤلی جائفل کے ساتھ پیس کر بانجھ عورت کھائے تو حمل کے قابل ہو جاتی ہے کاغذی لیموں کا رس ڈال کر اس کا سفوف کھایا جائے تو مرگی کی بیماری کو فائدہ ہوتا ہے۔

گل بکاؤلی دفتر ایک آنہ دواخانہ دہلی سے مل سکتے ہیں۔ نہایت صاف ستھرے اور تازہ پھول روانہ کئے جاتے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کا سفوف منگانا چاہے تو دواخانہ سفوف بھی ہاتھ لگائے بغیر مشینوں کے ذریعے تیار کرا کے بھیج سکتا ہے۔ گل بکاؤلی کے بڑے پھول بھی دواخانے میں ملتے ہیں۔ اور چھوٹے پھول بھی۔ جو لوگ بڑے پھول منگانے چاہیں وہ فرمائش کے وقت لکھدیں کہ بڑے پھول درکار ہیں یا چھوٹے پھول درکار ہیں یا پسا ہوا سفوف درکار ہے۔ ٹین کے ڈبے میں روانہ کئے جاتے ہیں۔ اور لیبل پر چھپا رہتا ہے کہ ڈبے میں بکاؤلی کے بڑے پھول ہیں یا چھوٹے پھول ہیں۔ یا سالم ہیں یا پسے ہوئے ہیں۔ قیمت سب کی یکساں ہے یعنی ایک ڈبہ آٹھ آنے کو دیا جاتا ہے ڈاک کا محصول اس کے علاوہ ہے ڈاک خانے کے قواعد کے بموجب آجکل کم سے کم مقدار کے پارسل پر بھی آدھ سیر کا محصول لیا جاتا ہے۔ جو چھ آنے ہوتا ہے۔

مرکب دوائیں

گل بکاؤلی کی مرکب دوائیں بھی ایک آنہ دواخانہ تیار کرتا ہے۔ دماغ کی دوا۔ آنکھوں کی دوا۔ طاقت کی دوا۔ کوڑھ اور جذام کی دوا۔ کنٹھ مالا کی دوا۔ مرگی کی دوا۔ وغیرہ مرکب دوائیں جن میں بڑا جزو گل بکاؤلی ہوتا ہے بھیجی جا سکتی ہیں۔ جو ہر وقت تیار رہتی ہیں اور ہر بیماری کی مرکب دوا کا ڈبہ آٹھ آنے قیمت میں دیا جاتا ہے۔ جو لوگ تجارت کے لئے زیادہ مقدار میں بذریعہ ریل منگائیں ان کو پچیس ۲۵ فی صدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ مگر ریل کا محصول ایجنٹوں کے ذمے ہوتا ہے اور کوئی دوا واپس نہیں لی جاتی۔

فرمائش بنام منیجر ایک آنہ دواخانہ دہلی بھیجنی چاہیئے۔

ضروری اطلاع

چونکہ منڈی کے پھول ہندوستان کی پیداوار ہیں۔ اور ہر شہر میں مل سکتے ہیں اور ایک آنہ دواخانہ محض ہندوستانیوں کی خدمت اور مدد کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس واسطے میں نے اس پھول کے سب فائدے اور نسخے بنانے کے سب طریقے تفصیل سے لکھدئے ہیں۔ تاکہ اگر کوئی شخص خود اپنے مقام سے منڈی کے پھول خرید کر حسب ضرورت دوائیں بنانی چاہے تو بنالے۔ اس کو ایک آنہ دواخانہ دہلی سے منگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں خریداروں کا زیادہ خرچ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ ایسے مقامات پر ہوں جہاں منڈی کا پھول نہ ملتا ہو۔ یا ان کو اس کی تیاری میں دشواری ہو وہ ایک آنہ دواخانہ دہلی سے چھوٹے بڑے پھول منگا سکتے ہیں اور اس پھول کی مرکب دوائیں بھی منگا سکتے ہیں۔

مگر یہ اطلاع بھی ضروری ہے کہ منڈی کا پھول تازہ لینا چاہیئے۔ ایک سال کے بعد اس کی تاثیر میں فرق آجاتا ہے۔ میں نے گذشتہ سال بہت زیادہ مقدار میں منڈی کے پھول جمع کرلئے تھے۔ ایک سال گزرنے کے بعد پسے ہوئے پھول خراب ہو گئے اور ان میں کیڑے پڑ گئے۔ یہ دیکھ کر میں نے ثابت پھول بھی دواخانے سے خارج کر دئے۔ اور بالکل تازہ پھول منگا کر مرکب دوائیں تیار کرائیں یہ پھول دہلی میں آتا ہے تو بہت کوڑا کرکٹ اس میں ہوتا ہے۔ اور دوکاندار بھی صفائی کے پابند نہیں ہوتے۔ اس لئے میں پورے اہتمام اور پورے خرچ کے ساتھ اور پوری صفائی ستھرائی کے ساتھ سالم پھول ڈبوں میں بھرواتا ہوں۔

مشورہ

مذکورہ اطلاعوں کے بعد یہ مشورہ دینا بھی ضروری ہے کہ منڈی کے پھول سالم منگائے جائیں اور ضرورت کے وقت ان کو کوٹ کر اور چھان کر حسب ذائقہ شکر یا کالی مرچیں اور نمک اور زیرہ ملا کر استعمال کئے جائیں۔ جن لوگوں کو ذیابیطس یعنی پیشاب میں شکر آنے کی بیماری ہو وہ منڈی کے پھولوں کو پیس کر شکر نہ ملائیں بلکہ نمک اور کالی مرچیں اور سفید زیرہ حسب ذائقہ ملا کر استعمال کریں۔ اس بیماری کے لئے یہ دوا اکسیر ثابت ہوگی۔ لہذا ایک ایک ڈبہ بڑی یا چھوٹی منڈیوں کا منگا کر تجربہ کر لیا جائے۔ اگر دوائیں بنانے میں دشواری معلوم ہو تو دواخانے کو اطلاع دی جائے وہ بنی بنائی دوائیں بھیج دے گا۔

حسن نظامی دہلوی

تمام علما و مشائخ ہندوستان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں

۱۔ چشتیہ خاندان کے مرکز اجمیر شریف کے دیوان صاحب اور متولی صاحب نے سب چشتیوں کو مسلم لیگ کا ساتھ دینے کا حکم دیدیا ہے۔

۲۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر غلام محی الدین صاحب نے اپنے سب مریدوں کو حکم دیدیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں اور چونکہ نواب خضر حیات خاں صاحب بھی اُن کے مرید ہیں اس واسطے یقین ہے کہ نواب صاحب بھی آخر کار مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے۔

۳۔ کانگرسی جمعیت علما سے بہت زیادہ مولوی صاحبان کلکتے کی بڑی جمعیت علما میں ہیں اور وہ سب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور انھوں نے سب مسلمانوں کو فتویٰ دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔ جو مسلمان بڑی جمعیت علما کے فتوے کے خلاف کریگا گنہگار ہوگا۔

۴۔ میں اگرچہ عالم و مشائخ نہیں ہوں لیکن اپنی چشتی برادری اور نظامی برادری کے مسلمانوں کی طرف سے وائسرائے کو تار دے چکا ہوں کہ ہم سب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور [illegible] اپنی رائے پر قائم ہوں لہٰذا میری چشتی برادری کے مسلمان ممبر [illegible] سب [illegible] نظامیہ خاندان کے منتسب سب مسلم لیگ کا ساتھ دیں گے۔

۵۔ ہندوستان کے ہر صوبے سے خبریں آرہی ہیں کہ ہر صوبے کے چشتی مشائخ اور قادری مشائخ اور سہروردی مشائخ اور نقشبندی مشائخ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔

۶۔ نقشبندیہ سلسلے کے مشہور پیشوا حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے بھی اپنے مریدوں کے نام فرمان جاری کر دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۷۔ شیعہ علما اور مجتہدین نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ صرف گنتی کے چند شیعہ مسلم لیگ سے الگ ہیں۔ مگر وہ بھی بہت جلد مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے۔

۸۔ قادیانی جماعت کے پیشواؤں نے بھی حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

۹۔ ہز ہائی نس سر آغا خاں کی اسمٰعیلی جماعت اور ہز ہولی نس بڑے ملا صاحب پیشوا داؤدی بوہرہ جماعت نے بھی حکم دیدیا ہے کہ اُن کی جماعتیں مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔

مخالف پارٹیوں کی طرف سے یہ غلط الزامات لگائے جا رہے ہیں کہ مسلم لیگ میں سرکاری لوگ ہیں اور اُن میں بعض مذہبی ارکان کے پابند نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو بہت نرمی سے جواب دینا چاہیے کہ مسلم لیگ سیاسی جماعت ہے مذہبی جماعت نہیں ہے۔ اور اس کا کام بھی سیاسی کام ہے مذہبی کام نہیں ہے۔ اور جب سب علما اور سب مشائخ نے فرمان جاری کر دئیے ہیں کہ سب مسلمان مسلم لیگ کا ساتھ دیں تو ہر مسلمان پر جو علما و مشائخ کو مانتا ہو مسلم لیگ کا ساتھ دینا فرض ہو گیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی علما و مشائخ نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اُن کے ماننے والے مسلمان جھگڑے فساد سے الگ رہیں اور صبر و برداشت سے کام لیں کیونکہ جو مسلمان بھائی دوسری جماعت میں چلے گئے ہیں وہ بھی مسلمان ہیں اور رائے کی غلطی اُن سے ہوئی ہے اور خدا نے چاہا بہت جلدی وہ بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے۔

اگر مسلم لیگ سرکاری جماعت ہوتی تو نواب سر فیروز خاں نون سرکاری نوکری چھوڑ کر مسلم لیگ میں نہ آتے۔ اور اگر مسلم لیگ سرکاری جماعت ہوتی تو میاں [illegible] کی لائق بیٹی بیگم شاہ نواز سرکاری نوکری چھوڑ کر مسلم لیگ کی مدد کو نہ آتیں۔ ان دونوں نے بڑی بڑی تنخواہوں کی سرکاری نوکریاں چھوڑ [illegible] سے ثابت ہو گیا ہے کہ مسلم لیگ سرکاری جماعت نہیں ہے۔ بلکہ سرکار سے آزادی کی جنگ کرنے والی جماعت ہے۔

سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حسن نظامی

خدا سے دُعا

آنے والے چند مہینے ہندوستان کے لئے بڑے خطرناک ہیں۔ خاص کر مسلمانوں کو بہت دشواریاں پیش آنے والی ہیں کیونکہ کانگرس نے اُن میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے مختلف پارٹیاں بنا دی ہیں جمعیت علماء اور احرار اور خاکسار اور مومن اور شیعہ وغیرہ جماعتیں بظاہر بھی اور درپردہ بھی سب کانگرسی توڑ جوڑ کی نشانیاں ہیں اس واسطے وہ مسلمان جو مسلم لیگ کی بڑی جماعت کے ساتھ ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ بہت دانشمندی اور دوراندیشی سے کام کریں یعنی خاکساروں سے اور احرار سے اور جمعیت علماء سے اور مومن کانفرنس سے اور اُن کے لیڈروں سے جھگڑا نہ کریں۔ اور اُن کے خلاف ایسے مظاہرے نہ کریں جن سے فتنہ فساد پیدا ہوتا ہو۔ صرف اُن مسلمانوں کو منظم کریں جو مسلم لیگ کے ساتھ ہوں۔ اور الکشن کے قانونی طریقوں کو سمجھیں تاکہ مسلم لیگ کے سب الکشن آئین کے اندر رہیں۔ اور یہ بات کبھی حاصل نہ ہوگی جب تک کہ سب مسلم لیگی مسلمان روزانہ صبح کا کام شروع کرنے سے پہلے ایک جگہ جمع ہو کر پانچ منٹ تک خدا سے دُعا نہ مانگیں گے۔ اُن کی دُعا یہ ہونی چاہئے۔

اللّٰھم یا ربنا

تو نے قرآن شریف میں ہم کو حکم دیا تھا کہ مصیبت کے وقت خدا سے صبر مانگو اور نماز پڑھو۔ اس واسطے ہم سب تجھ سے دُعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو صبر و برداشت کی طاقت دے۔ اگر ہمارے مخالف ہم کو اشتعال دلائیں اور ہمارے لیڈروں کو بُرا کہہ کر ہم کو غصہ دلائیں تب بھی ہم مشتعل نہ ہوں۔ اور اپنے غصے کو قابو میں رکھیں اور صبر و خاموشی سے مسلم لیگ کے لئے کام کرتے رہیں۔

یا اللہ! ہم تیرے پسند کئے ہوئے دین اسلام کی عزت اور حکومت قائم کرنے کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ تو ہماری مدد کر اور غیب سے ایسے سامان پیدا کر جو ہماری ہر مشکل کو آسان کر دیں آمین۔

یا اللہ! تو مسلم مجلس کے مسلمانوں کو اور جمعیت علما کے مسلمانوں کو اور احرار اور خاکسار مسلمانوں کو اور مومن کانفرنس کے مسلمانوں کو اپنی محبت دے اور اپنے رسولؐ کی محبت دے اور اپنی مسلمان قوم کی محبت دے اور مسلمانوں کی بڑی جماعت مسلم لیگ کی محبت دے اور اُن سب کے دلوں کو اسلامی اخوت اور وحدت پر جمع کر دے۔ آمین!

یا اللہ! ہم سب کو اتنی ہمت اور برداشت عطا کر کہ ہم مذکورہ جماعتوں کے کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دیں۔ آمین!

دعاگو حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا۔

ترکِ شک۔ اور تلقینِ یقین کا اخبار

مُنادی

شمسُ العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء عیسوی میں جاری کیا
۹، ۱۷، ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر۔ ملا خواجہ نظامی | ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء | سالانہ قیمت دو روپے

امن ہندوستان کی نسبت چشتی پارٹی کا بیان

کانگریس اور مسلم لیگ۔ اور برٹش لیڈروں کو سیاسی بیانات شائع کرتے وقت اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان کے عوام یورپ و امریکہ کی طرح تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور مذکورہ سیاسی لیڈروں کے بیانات کا جو اثر ہوتا ہے وہ بمبئی دہلی اور حیدرآباد کے غلط فسادات کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے۔

تینوں پارٹیوں کے لیڈران [illegible] سے بھی اچھی طرح واقف ہیں کہ ہندوستانی مسلمان فوج کے سب سپاہی اور افسر کسی نہ کسی چشتی یا نقشبندی یا قادری پیر کے مرید ہیں! اور ہندوستان کے سب چشتی نقشبندی اور قادری پیر مسلم لیگ کے طرف دار ہیں۔ یہاں تک کہ نواب خضر حیات خان وزیر اعظم پنجاب کے پیر بھی مسلم لیگ کے حامی ہیں۔

اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ چشتی اور نقشبندی مرکز افغانستان و ایران و روس کی حکومتوں میں ہیں۔ اور قادری مرکز بغداد میں ہے۔ اور عراق کے مسلمانوں پر اس کا بہت اثر ہے! اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان کے مذکورہ فسادوں میں خاص کر بمبئی اور حیدرآباد کے فسادوں میں کمیونسٹ پارٹی کا ہاتھ تھا اور کمیونسٹ پارٹی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے چشتی قادری نقشبندی پیروں اور ان کے مریدوں سے فائدہ اٹھانے سے غافل نہیں ہے۔

۱۸ مارچ کو نیو پاکستان ٹائمس کا جو بیان رائٹر نے ہندوستان میں شائع کیا ہے وہ بہت گہری دوراندیشی کا بیان ہے کہ "اگر مسلم لیگ سے اچھا سمجھوتہ ہو جائے تو اس کا اثر ہندوستان سے باہر کے مسلمان ملکوں پر بہت زیادہ اچھا ہوگا"

برٹش لیڈروں کو سرحد کے تازہ الکشن کے نتائج سے غلط اندازہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ نتائج سرحد کی ایک پولیٹکل پارٹی کے نا وقت ظاہر ہوئے ہیں جس کا اثر دوسری جانب ورنہ سرحد کے آزاد قبائل اور افغانستان کے سب باشندے اور وسط ایشیا کے سب مسلمان چشتی قادری نقشبندی پیروں کے مرید ہیں۔ اور ان کی سیاسی بے اطمینانی مذہبی بے اطمینانی کی صورت اختیار کر لیگی اور روس اس سے برطانیہ اور امریکہ کے خلاف فائدہ اٹھانے کی کوشش کریگا۔ حسن نظامی پریذیڈنٹ آل انڈیا چشتی پارٹی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

مسٹر چرچل کی غلطی

مسٹر چرچل سابق وزیر اعظم برطانیہ نے روس کی نسبت جو بیان دیا وہ موقع اور محل کے لحاظ سے بہت نامناسب تھا۔ اگر وہ وزیر اعظم ہوتے تو میں اس بیان کی تعریف کرتا۔ لیکن آج کل روس کی نسبت وہ باتیں کہنی قطعی نامناسب تھیں جو مسٹر چرچل نے کہی ہیں۔

موسیو اسٹالن کا بیان

روس کے ڈکٹیٹر موسیو اسٹالن نے مسٹر چرچل کی نسبت جو سخت الفاظ استعمال کئے وہ ان کی شان کے خلاف تھے۔ مسٹر چرچل نے روس کی مصیبت کے وقت روس کی مدد کی تھی۔ اور ایک محسن قوم کے لیڈر کی نسبت موسیو اسٹالن کا اتنا زیادہ غضبناک ہو جانا کسی طرح ٹھیک نہیں کہا جا سکتا۔ موسیو اسٹالن نے مسٹر چرچل کو ہٹلر تک کہہ دیا۔ لیکن ان کو یہ بات یاد نہیں رہی کہ بیچارے چرچل کو ہٹلر کی سی خود مختاری وزارت کے زمانے میں بھی حاصل نہ تھی۔ اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ بہت زیادہ بے انصافی کا برتاؤ کیا ہے۔ اگر مسٹر چرچل نہ ہوتے تو جرمنی برطانیہ کو نیست و نابود کر چکا ہوتا۔ پس ایسے مظلوم انگریز کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہٹلر کی طرح اپنی قوم کے سوا ساری دنیا کی قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں بالکل غلط بیانی ہے۔ مسٹر چرچل نے کہا تھا۔ روس طاقت کے آگے جھکتا ہے یعنی روس اپنی طاقت پر گھمنڈ کرتا ہے۔ تو کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ روس نے اپنی طاقت کے غرور میں ایران اور ترکی کی طرف طمع کا ہاتھ بڑھایا ہے۔

میرا فیصلہ ان دونوں کی نسبت یہ ہے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں وہ ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ مسٹر چرچل اپنی کھائی ہوئی قومیں اگلنی نہیں چاہتے اور موسیو اسٹالن کی بھوک اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ ساری دنیا کو نگل جانا چاہتے ہیں لیکن قدرت اپنی طاقت کا کرشمہ دکھائے گی۔ مسٹر چرچل کو اگلنا پڑے گا اور موسیو اسٹالن نگل نہ سکیں گے۔

حیدر آباد کا فساد

جب دلی ریڈیو نے حیدر آباد کے فساد کی خبر سنائی تو میرا سر شرم و ندامت سے جھک گیا کیونکہ میں چالیس برس سے لکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ مصر میں جا کر، فلسطین میں جا کر، شام میں جا کر، حجاز میں جا کر، اور افغانستان جا کر بادشاہوں سے، وزیروں سے، لیڈروں سے، اخبار نویسوں سے میں نے کہا تھا کہ ہندوستان میں حیدر آباد ہی ایک ایسی سلطنت ہے جس کی فیاضیاں ساری دنیا کے لئے عام ہیں۔ اور جس کی حکومت مذہبی اور قومی اور نسلی تعصبات سے پاک اور برتر ہے۔ مگر آج مجھے اس لئے شرم آئی کہ میری چالیس سالہ محنت پر حیدر آباد کے چند غیر ذمے دار فسادیوں نے خاک ڈال دی۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ اس کو آگ میں جلا دیا۔

لوگ کہتے ہیں یہ کام اتحاد المسلمین کا تھا میں کہتا ہوں غلط ہے۔ اتحاد المسلمین کے صدر خود نواب چھتاری کے پاس موجود تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے یہ کام کمیونسٹوں کا تھا جن کا حیدر آباد میں بہت زور ہو گیا ہے۔ مگر میں اس کو بھی نہیں مانتا کیونکہ کمیونسٹوں کی تحریک کا وہاں کوئی باقاعدہ سیاسی لیڈر نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ملکی تحریک نے غیر ملکی صدر اعظم اور غیر ملکی صدر المہام پر اپنے ملکی تعصب کا غصہ اتارا ہے۔ مجھے اس سے بھی اتفاق نہیں ہے کیونکہ ملکیوں میں قوت عمل ناپید ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ فساد کسی سازش اور منصوبے بازی سے نہیں ہوا۔ بلکہ عیسائیوں نے ڈچ پلی کی مسجد توڑی اور اس سے غیر ذمے دار عوام بھڑک اٹھے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عوام کو جب فتنے فساد کی رغبت دلائی جاتی ہے تو وہ اس کو سوچے سمجھے بغیر جلد ہی قبول کر لیتے ہیں۔ لہٰذا میں نواب صاحب چھتاری اور مسٹر گریگسن کو اپنے پیارے ملک حیدر آباد کی طرف سے (جس کا مجھے پورا حق حاصل ہے۔ کیونکہ حیدر آباد نظامیوں کا ملک ہے) یقین دلاتا ہوں کہ یہ فساد کسی ذمے دار پارٹی کے منصوبے سے نہیں تھا اور اس کو بس ناسمجھوں کی ایک غلط کاری کہنا چاہیے۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۷ ربیع ثانی سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء منگل دہلی

ملاقاتی } آج ملاقاتی بھی بہت آئے۔ اور کام بھی خوب ہوا۔ کل رات کے دوران سر کا اثر رات ہی کو خدا کے فضل سے دور ہو گیا تھا سیٹھ لچھمن صاحب بمبئی والے ملنے آئے تھے۔ جن کا بھارت مل بمبئی میں ریشمی کپڑے تیار کرتا ہے حکیم اشعر صاحب کے بڑے بھائی صاحب بھی آئے تھے۔ غزالی خاں صاحب بھی آئے تھے۔ حکیم امتیاز الحق صاحب دو بخاری صاحبان کے ساتھ واحدی صاحب کا خط لے کر آئے تھے۔ حکیم محمود صاحب اور مولانا سعیدی صاحب الور سے تشریف لائے تھے۔ الور میں مشاعرہ کرنا چاہتے بابا آنند صاحب کے ویراگی سمپر دائے کے ایک سادھو صاحب ملنے آئے تھے۔ ٹیگور صاحب کی شکل سے ملتی جلتی شکل ہے۔ برلا مندر میں ٹھہرے ہیں شکایت کرتے تھے کہ اب آپ کا سفر [illegible] کے ساتھ وہ [illegible] پہلے تھا ہم سب آپ کی کتابیں [illegible] میں اب بعض اخباروں [illegible] کے خلاف [illegible] ہوا ہے [illegible] حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو [illegible] ہندو [illegible] بہت کم خبر ہوتی ہے۔ میرے بہت پیارے ہندو دوست [illegible] صاحب بھی مجھ سے اس بنا پر خفا ہو گئے کہ میں مسلم لیگ کی حمایت کرنے لگا ہوں۔ اور اُن کو بھی یاد نہیں رہا کہ مسلم لیگ کی حمایت بھی ہندو مسلم اتحاد کی غرض سے ہے۔ ورنہ نہ میں مسلم لیگ کا ممبر ہوں نہ کانگرس کا ممبر ہوں [illegible] فرما دیں [illegible] فردہ درد بدہ [illegible]

مسٹر ایس اے خالق دہلوی خلاصفہ بھی ملنے آئے تھے۔ میرے سندھ کے ایک مرید کی سفارش کی تھی۔

سدِ سکندری } باجوج ماجوج کی یورش [illegible] کے لئے چین میں ایک دیوار بنائی گئی تھی [illegible] سکندر ذوالقرنین نے بھی کوئی سدِ سکندری بنائی تھی۔ میں نے بھی زید منزل کے [illegible] دیوار پر کچھ لکھوایا ہے جس کو [illegible] کے لئے سد سکندری سمجھتا ہوں [illegible] ہیں۔ اور سب عبارت حق تعالیٰ [illegible] کے جواز کی نسبت ہیں۔ اور [illegible] جو بعض لوگ [illegible] ہوتا ہے۔ وہ [illegible] کے مقامات حاصل [illegible] محمد حسین وحیدی نظامی نے [illegible]

[illegible] رسالے [illegible] کے متعلق ہے کہ [illegible] مضمون بہادر شاہ [illegible] کے عنوان سے لکھا عنوان ظریفانہ ہے۔ مگر مضامین عبرت انگیز ہیں۔

۸ ربیع ثانی سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء چہارشنبہ دہلی

زوجہ کی شدید علالت } کئی دن سے میری بیاری بیٹی زوجہ نسوانی امراض میں مبتلا ہے۔ آج اُس کی تکلیف بہت بڑھ گئی تھی۔ [illegible] شفا خانہ [illegible] آئے تھے۔ اور دوا دی گئی کچھ دیر [illegible] زوجہ کے خسر [illegible]

صاحب دہلی کے ایک لائق ذی علم طبیب حکیم ابراہیم علی خاں صاحب کو لے کر آئے تھے۔ خواجہ بانو نے کہا ہم سب آپ کے علاج کے معتقد ہیں۔ دم کیجئے اور تعویذ دیجئے۔ میں نے کہا زوجہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جب میں خود اپنے وجود کی بیماریوں کا علاج نہیں کرتا تو زوجہ کے علاج کی طرف کیوں کر متوجہ ہوں۔ خواجہ بانو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مجھ پر بھی اثر ہوا۔ آسمان کو دیکھا۔ اور کچھ دیر دیکھتا رہا۔ اشارہ ہوا پڑھ "وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ" جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی خدا شفا دیتا ہے۔ فوراً دفتر میں آیا اور تندرستی کا تعویذ زوجہ کے لئے لکھا۔ پھر زنانے میں جا کر سلبِ مرض کا عمل کیا۔ کچھ دیر کے بعد خبر آئی حالت نازک ہے۔ غشی آ جاتی ہے کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا کارسازِ ما بفکر کارِ ما۔ فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما۔ اب مجھے اولاد کی محبت سے دوسری طرف متوجہ ہونا ہے۔ میرا کارساز بہت جلد اس تکلیف کو دور کر دے گا۔ چنانچہ پھر شام تک لگاتار اپنا کام کرتا رہا۔ مغرب کے بعد گھر میں گیا تو حالت اور زیادہ خراب دیکھی۔ رات کے ۹ بجے کے بعد سے حالت سنبھلی۔ مرض کی یورش کم ہونی شروع ہوئی۔ زوجہ کو نیند آ گئی۔ ساری رات سکھ نیند سوئی۔ پچھلی رات کو دیکھا بالکل تندرست تھی۔ شکر کا سجدہ ادا کیا۔

ملاقاتی } حکیم امتیاز الحق صاحب اور ریاض محمد بخاری اور کرنل صاحب سپرنٹنڈنٹ ایل ہینڈ ڈی او آفس اور محمد اسمٰعیل صاحب عہدے دار [illegible]

سنٹرل پی ڈبلو ڈی اور سعادت اللہ خاں صاحب حیدر آبادی اور شاہ عاشق حسین صاحب اور جنوبی افریقہ کے حاجی شمس الدین صاحب اور احمد صادق محمد قاضی صاحب وغیرہ اصحاب ملنے آئے تھے۔ آخر الذکر جنوبی افریقہ کے اس ڈپوٹیشن کے ممبر تھے جو پرسوں سر آغا خاں کی لیڈری میں وائسرائے سے ملا تھا۔ حاجی شمس الدین صاحب میرے بہت پرانے ملنے والے ہیں۔ مگر احمد صادق محمد قاضی صاحب سے ابھی ملاقات ہوئی ہے۔ حاجی شمس الدین صاحب کہتے تھے یہ جنوبی افریقہ میں بہت خلوص اور جوش کے ساتھ بلا امتیاز ہندو مسلم خدمت خلق کرتے ہیں۔ میں نے اپنے مرید پیشن دل عبدالمجید خاں نظامی کا حال پوچھا۔ اُنھوں نے کہا وہ میرے پڑوس میں رہتے ہیں۔ میں نے حبیب احمد صادق محمد قاضی صاحب سے اپنے پیارے روحانی فرزند کا یہ حال سُنا کہ وہ ان کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ تو دوبارہ احمد صادق صاحب کو محبت کی گہری نظر سے دیکھا۔ تاکہ اُن کے ذریعے میری محبت کا کرنٹ عبدالمجید تک پہونچ جائے۔

۹ ربیع ثانی ۱۳۶۱ھ ۱۲ مارچ ۱۹۴۲ء جمعرات دہلی

شہودی نظامی سہارن پور سے محمد عبداللہ شہودی نظامی ملنے آئے تھے۔ میرے لئے ایک بہت پرانا باتصویر چینی گلدان لائے تھے۔ بہت قیمتی اور نادر یادگار ہے جس نے قوالی ہال میں بیٹھ کر کام کیا تھا۔

حاجی ابراہیم صاحب آج شام کو بمبئی والے سیٹھ حاجی ابراہیم صاحب اور اُن کی اہلیہ اور بچے اور سیٹھ عبدالکریم صاحب کے لڑکے اور عزالی خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ سیٹھ ابراہیم صاحب نے لنگر کی امداد کے روپے بھی دئیے تھے۔

قدسیہ کی نانی آج حسین کی ساس یعنی میری بہو کی والدہ کاسگنج واپس چلی گئیں۔ جمعرات کے حاضر باش استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے سید یامین نظامی بُدھ کے حاضر باش بھی کل بُدھ کو آئے تھے۔ وہ بہت کم سخن ہیں۔ مگر اُن کے دل کا اعتقاد بے شمار زبانیں بولتا رہتا ہے۔

۱۰ ربیع ثانی ۱۵ مارچ جمعہ دہلی

مولانا سید حسن آرزو پھلواری شریف سے مولانا سید حسن آرزو صاحب ملنے آئے تھے۔ کانگرسی خیال کے پُرانے پُرجوش مسلمان ہیں۔ مجھ سے بھی دیرینہ تعلق رکھتے ہیں۔ سید مجتبیٰ کریم صاحب پھلواری بھی اُن کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے اُن سب کے ساتھ کھانا بھی کھایا تھا۔

پارٹی خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب کو او بی ای کا خطاب ملا ہے۔ دہلی کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں نے روشن آرا کلب میں اُن کو ایک بہت بڑی پارٹی دی تھی۔ میں بھی واحدی صاحب کے ساتھ اس میں شریک ہوا تھا۔

۱۱ ربیع ثانی ۱۶ مارچ شنبہ دہلی

گورکھا سرکشی آج ریڈیو میں دہرہ دون کے گورکھا سپاہیوں کی سرکشی کی خبر سُن کر بہت حیرت ہوئی۔ کہ اُنھوں نے اپنے انگریز افسروں کو مارا۔ حالانکہ ہندوستانی سپاہیوں میں صرف گورکھے ہی ایسے سپاہی ہیں جو سب سے زیادہ ڈسپلن کے پابند سمجھے جاتے ہیں۔

۱۲ ربیع ثانی ۱۷ مارچ اتوار جے پور

آج صبح عبدالنعیم خاں صاحب کے ساتھ جے پور گیا تھا۔ پہلے سکنڈ کلاس کے دو ٹکٹ لئے تھے۔ ریواڑی تک بہت تکلیف رہی تو فرسٹ کے ٹکٹ بدلوائے۔ مگر فرسٹ کلاس بھی تھرڈ سے بدتر تھی۔

پوری ترکاری مولوی ظفر علی صاحب آنریری مجسٹریٹ بہادر نے راستے میں پوری ترکاری اور دہی کھلایا۔

بلوچستانی کُرد ہز ہائی نس نواب صاحب قلات کی ریاست کے ایک عہدے دار میر عبدالعزیز کُرد رفیق سفر تھے۔ آج پہلی بار اُن سے معلوم ہوا کہ بلوچستان اور پنجاب میں بھی کُرد نسل کے لوگ آباد ہیں۔

شام کو ساڑھے پانچ بجے جے پور آگیا امین الملک سر میرزا اسمٰعیل وزیر اعظم جے پور کے قرابت دار جمال الدین صاحب ایرانی اور سر میرزا کے ہندو پرائیویٹ سکریٹری استقبال کے لئے آئے تھے۔ لیڈی سر میرزا اسمٰعیل کی علالت کی خبر سنی تھی یہ سفر اُن کی بیمار پُرسی کے لئے ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے اب اُن کی صحت اچھی ہے۔ سر میرزا صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جے پور کو اُنھوں نے گلدستہ بنا دیا ہے۔ رات کے کھانے میں لیڈی سر میرزا اور اُن کی بھانجیاں اور بھانجے۔ اور جمال الدین صاحب اور عبدالنعیم خاں اور مبارک علی صاحب شریک ہوئے تھے۔ ۱۱ بجے تک خواتین سے باتیں کیں تھیں۔ لیڈی سر میرزا غیر معمولی عقل و دانش اور علمی ذوق رکھتی ہیں میری تحریروں کی بہت دلدادہ ہیں جمال الدین صاحب عرصے تک قاہرہ مصر میں رہے ہیں۔ عربی خوب جانتے ہیں، مصری سیاست سے بھی واقف ہیں۔

۱۳ ربیع ثانی ۱۸ مارچ پیر جے پور

چہل قدمی صبح نماز کے بعد سر میرزا کے باغ میں چہل قدمی کی تھی۔ قدم قدم پر سر میرزا کی باغبانی کی خوش نمائیاں نظر آئیں۔ وہ باغ نوازی کے فن میں یورپ اور ایشیا کے مشترکہ کمالات رکھتے ہیں۔

شہر کی سیر ۸ بجے ناشتے سے فارغ ہو کر سر میرزا مجھے اور عبدالنعیم خاں صاحب کو نیا شہر دکھانے لے گئے۔ دو سال پہلے جہاں جنگل تھا وہاں سڑک کے دونوں طرف عالی شان عمارتیں اور بازار بن گئے ہیں۔ میں نے کہا آج معلوم ہوا

کہ جنگل کو منگل یوں بنایا جاتا ہے۔

رعایا کی محبت شہر کے بازار میں ہندو رعایا ہولی کھیل رہی تھی۔ ہزاروں ہندو جمع تھے اُنھوں نے سر میرزا کی موٹر کو روک لیا۔ اور خوشی کے نعرے لگائے۔ اور اُن کو پھول پہنائے اور یہ بھی کہا۔ اناج دو۔ اناج دو۔ یہ منظر بہت پُراثر تھا۔ ہندو رعایا ان کی بہت ہی زیادہ دلدادہ معلوم ہوتی ہے۔

قرآن کے زیرِ سایہ دس بجے دہلی جانے کے لئے تیار ہوا تو لیڈی سر میرزا نے دونوں ہاتھوں پر قرآن رکھ کر اونچا اُٹھایا اور مجھے اس کے سائے میں سے گذارا۔ اُن کی اس بات نے مسلمانوں کی پُرانی روایت آنکھوں سے دکھادی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اُن کو میری اسلامی خدمات کتنی زیادہ پسند ہیں اور وہ کتنی زیادہ مجھ سے محبت کرتی ہیں۔

قرآن کی برکت دہلی سے آیا تو جے پور تک ریل کی مصیبت میں مبتلا رہا تھا۔ اسی لئے وقت جمال الدین صاحب اسٹیشن تک پہونچانے آئے۔ اور قرآن کی برکت سے فرسٹ کلاس کا پورا ایک خالی درجہ مل گیا۔ جس میں دہلی تک بہت آرام سے آیا۔ اور راستے میں تحریری کام بھی کیا۔

نواب صاحب پاٹودی پاٹودی روڈ اسٹیشن سے ہز ہائی نس نواب صاحب پاٹودی بھی میری ریل میں سوار ہوئے۔ اور مجھ سے میرے ڈبے میں ملنے آئے۔ خوب صورت اور خوب سیرت نوجوان ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بارہ دفعہ جا چکے ہیں۔ انگریزی کھیلوں کے بڑے ماہر ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بھی ان کی قابلیت مانی جاتی ہے۔

سید امان کی آمد ۸ بجے ریل دہلی پہونچی علی اور شہاب الدین خاں اور منشی خادم نظامی استقبال کے لئے آئے تھے۔ علی سے معلوم ہوا۔ آج تین بجے حسین کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا۔ میں نے آج سے آٹھ دن پہلے حسین کو خط لکھا تھا۔ کہ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا تم کو تیسرا بیٹا عنایت فرمائیگا۔ اور اس کا نام سید امان رکھا جائیگا۔ اور اس خبر کا تار انت پور میں تمہارے پاس آئیگا۔ علی نے ہنس کر کہا میں نے آپ کی پیشین گوئی کے مطابق بھائی جان کو تار بھیج دیا ہے۔

پوتے کو گود میں لیا گھر میں آیا۔ موتی محل میں جا کر اپنے نووارد پوتے کو گود میں لیا۔ سلمان اور قدسیہ بہت خوش معلوم ہوتے تھے۔ حور بانو اور کوثر بانو اور محبوب بانو اور امت المتین وغیرہ بھی بچے کے پاس تھیں۔ بچہ ذرا کمزور ہے۔ آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ میں نے کہا اس کے جسم پر فاسفورس کا تیل ملو۔ امان آنکھیں کھولے ہوئے غور سے کچھ دیکھ رہا تھا حور بانو نے کہا یہ کیا دیکھتا ہے؟ میں نے کہا ہندوستان کی بے امانی کو دیکھتا ہے۔ جس کو دور کرنے کی برکت لے کر آیا ہے۔ اور اسی لئے میں نے آٹھ دن پہلے اس کا نام امان رکھا تھا۔

۱۴ ربیع ثانی ۱۹ مارچ منگل دہلی

حصہ چڑھایا آج میرے خاندان نبیرہ گان کے افراد کی تعداد ایک سو ایک ہو گئی۔ پہلے ننانوے تھے۔ وصی بن علی کی آمد نے سو کی تعداد پوری کی تھی۔ سید امان آئے تو ایک سو پر ایک کا اضافہ ہوا۔ خاندان کے سب چھوٹے بڑے افراد جمع ہوئے تھے۔ اور میں اُن سب کے ساتھ درگاہ شریف میں سید امان کا حصہ چڑھایا گیا تھا۔

پارٹی شام کو پانچ بجے علی اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب کے ساتھ نئی دہلی کے ایک ہوٹل میں گیا تھا۔ جہاں دہلی کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں نے خان بہادر حاجی وجیہہ الدین رفیق المسلمین کے فرزند صاحبزادے حاجی جمیل الدین کو ایک شان دار پارٹی دی تھی۔ کیونکہ اُن کو ابھی آنریری مجسٹریٹی ملی ہے۔ میں نے رفیق قدیم خان صاحب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر سے کہا مجھے بھی اپنے خاندان کے ایک فرد کو پارٹی دینی ہے جن کو نئی دہلی کی آنریری مجسٹریٹی دی گئی ہے۔ کیونکہ میں اپنے خاندان کی خوشی کو اپنی خوشی اور اس کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہوں۔ اور اگر میرے خاندان کے کسی آدمی سے کوئی اچھا کام ہو تو اس سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اور بُرا کام ہو تو اس سے رنج ہوتا ہے۔

اخبار میں دیر ۹ مارچ اور ۱۷ مارچ کے اخبار کی اشاعت میں تین چار دن پہلے تو اس لئے دیر ہوئی کہ ۷ مارچ کے بلوائیوں نے بجلی گھر جلا دئے تھے۔ اور چھاپے خانے کئی دن بند رہے تھے۔ ۱۶ مارچ کو دونوں اخبار چھپ کر تیار ہو کر ڈاک خانے میں گئے تو وقت کم تھا۔ اخبار کی تعداد زیادہ تھی۔ ٹکٹوں پر مہر نہ لگ سکیں۔ آدھا اخبار روانہ ہوا اور آدھا رہ گیا۔ اتوار کو ڈاک خانہ بند رہا۔ اور پیر کو ہولی کی وجہ سے ڈاک خانہ بند رہا۔ اس لئے بقیہ اخبار آج ۱۹ کو روانہ ہوا اور اب ۲۵ کا اخبار جلدی شائع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ عرس کی مصروفیت کے سبب ایک ہفتہ کام بند رہیگا۔ رات کو ۱۱ بجے تک زیدہ منزل میں تحریری کام کیا تھا۔

حیدر آباد کے تار میں نے حیدر آباد کی شورش کی ریڈیو خبر سنی تو فوراً پانچ تار حیدر آباد بھیجے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کی اور شاہزادے ولی عہد بہادر کی۔ اور صدر اعظم بہادر کی۔ اور مسٹر گریکین کی۔ اور مولوی زاہد حسین صدر المہام فنانس کی بذریعہ تار خیریت منگائی تھی۔ آج سب کے جواب آ گئے۔ اعلیٰ حضرت کے چیف سکریٹری صاحب نے خیریت کی اطلاع بھیجی۔ ولی عہد بہادر

نے بھی خیریت کا تار بھیجا ہے۔ اور مسٹر گریکین کی خیریت کا تار بھی آگیا۔ اور بیگم زاہد حسین صاحب نے بھی خیریت کا تار بھیج دیا۔ اور نواب صاحب چھتاری نے بھی خیریت کا ایک تفصیلی تار بھیجا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرے پیارے ملک حیدرآباد کی بے امنی کی خبروں سے دل میں جو اضطراب تھا۔ وہ دور ہوا۔ خواجہ بانو کو سب سے زیادہ

بیگم زاہد حسین اور بیگم نواب چھتاری کی طرف سے تشویش تھی کیونکہ شاہ منزل میں آگ لگنے کی [illegible] تھی۔ اور بیگم زاہد حسین بھی شاہ منزل کے قریب رہتی تھیں۔ خواجہ بانو نے رات کو دو بجے [illegible] خبر سنی تو [illegible] تک جاگتی رہیں۔ اور یہی کہتی رہیں کہ خبر نہیں نواب صاحب چھتاری کی بیگم صاحبہ پر کیا گذری ہوگی۔ اور بیگم زاہد حسین اور ان کے بچوں کا کیا حال ہوا ہوگا۔ میں نے

کہا خدا کے فضل پر بھروسہ رکھو۔ وہ اچھی خبر سنائے گا۔

[illegible] خطائیاں [illegible] ارشاد محمد خاں صاحب [illegible] کہا [illegible] ثریا بیگم [illegible] لاہور رخصت تو دوبارہ ملنے آئے آج ثریا بیگم صاحبہ کی بہن بھی آئی تھیں اور [illegible] نہایت تقیل [illegible] خطائیاں [illegible] لائیں ہیں۔ گذشتہ روزنامچے میں ثریا بیگم کو بی اے لکھا گیا تھا۔ مگر وہ ایم اے ہیں۔

سلطان دہلی کے عرس میں سلطان دکن کی نذر

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے سالانہ عرس [illegible] حضور نظام [illegible] بدست مبارک [illegible] منقبت لکھ کر بھیجی ہے۔ حسن نظامی

نظم بر موقع سالانہ عرس حضرت محبوب الٰہی دہلوی

مطلع: عیاں حسن میں صورت نبی کی — محمد سے ہی نسبت ہے علی کی

ہیں پوشیدہ کئی حرف یسین — عجب ہی شان ہے خط جلی کی

سرِ تکیہ ہے سلطان المشائخ — بچھی مسند ہے دہلی میں ولی کی

کلاہ زرد بھی پہنے ہیں [illegible] — قبا پہنی ہے رنگ صندلی کی

مقطع: جو کہتا شعر وہ عثمان [illegible] — [illegible] ہے [illegible] خط خفی

صوبہ دہلی پنجاب اور ریاستوں کے بقیہ خطوط

ایڈیٹر صاحب "ادیب" دہلی کا خط

محترمی خواجہ صاحب۔ آداب عرض۔
نئے سال کے خطابات کی فہرست میں آپکا نام دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ گورنمنٹ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ خدا آپ کو یہ اعزاز مبارک کرے۔ اور آپ علم دین کی خدمت پہلے سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ انجام دیں۔ خادم۔ فصیح الدین احمد (ایم اے)
سکریٹری ہارڈنگ لائبریری و ایڈیٹر رسالہ ادیب دہلی

شکریہ کہ آپ کی خاندانی برتری اور ذاتی محاسن علمی و فہم ودانش دہلی کے موجودہ نوجوانوں میں بہت ممتاز ہے۔ اور آپ نے ادبی سوسائٹی جاری کرکے دہلی کے علمی چرچے میں جان ڈال دی ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

پیرزادہ سید الطاف حسین نظامی کا خط

سلام علیکم۔ آج یکم جنوری ۱۹۳۶ء کے اخبار میں یہ خبر پڑھ کر دل کو ازحد مسرت ہوئی کہ گورنمنٹ برطانیہ نے جناب کو شمس العلماء کا خطاب عنایت فرمایا ہے میری اور میرے تمام گھروالوں کی طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے اور خواجہ بانو صاحبہ کو بھی میری اور سب گھروالوں کی طرف سے مبارک کہدیجئے۔
والسلام۔ سید الطاف حسین

دعا کہ تم میرے قریبی قرابت دار بھی ہو شاگرد بھی ہو۔ اور میری بہن کے داماد بھی ہو۔ اور تم نے سالہا سال میرے دفتر میں رفیقانہ کام بھی کیا ہے۔ اور تمہارا خلوص اور تعلق شروع سے آج تک ایک وضع پر قائم ہے۔ سوائے اس کے کہ تمہاری ڈاڑھی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور وہ سفید بھی ہوگئی ہے۔ تمہاری تہنیت سے مجھے اور خواجہ بانو کو بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ تم کو اور تمہارے بیوی بچوں کو شاد کام رکھے۔
دعاگو۔ حسن نظامی۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ "آجکل" دہلی کا خط

مکرمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ مدظلکم
یکم جنوری کو یہ معلوم کرکے بیحد مسرت ہوئی کہ سرکار عالیہ نے جناب کو شمس العلماء کا خطاب عطا کیا ہے۔ اس دن مبارکباد کا تار بھیجدیا تھا۔ امید ہے مل گیا ہوگا۔ یکم فروری کے آجکل میں اس بارے میں نوٹ شائع ہوگا۔
نیاز آگین (آغا محمد یعقوب دواشی (ایڈیٹر رسالہ "آجکل" دہلی)

(وہ نوٹ شائع ہوگیا ہے اور ذیل میں درج کیا جاتا ہے)

ہدیہ تبریک۔ سال نو کے خطابات و اعزازات کی جو فہرست حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس میں حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کا نام نامی بھی موجود ہے۔ خواجہ صاحب کے عظیم ادبی احسانات اور تبحر علمی کے پیش نظر کہا جاسکتا ہے کہ حکومت ہند نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب عطا کرکے خواجہ صاحب قبلہ ہی کی نہیں بلکہ خود اس خطاب کی بھی عزت افزائی کی ہے۔ خواجہ صاحب کے فیضان عمیم سے ادارہ "آجکل" بھی اکثر مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ اس موقع پر ہم انتہائی خلوص کے ساتھ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں اظہار مسرت اور ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
(محمد یعقوب دواشی)

شکریہ کہ پیارے بھائی آغا محمد یعقوب خاں صاحب دواشی افغانستان کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ نشریات جنگ کی وجہ سے اُن کے مخفی کمالات علمی مجھ تک آئے اور ساری مشرق میں اُن کی دھوم مچی۔ اُن کا تار حیدرآباد میں مل گیا تھا۔ اور اُن کا خط اور رسالہ "آجکل" کا نوٹ دہلی آنے کے بعد میں نے پڑھا۔ ان کو مجھ سے محبت ہے اور محبت انسان کو عیب دیکھنے اور سننے نہیں دیتی۔ اس لئے آغا صاحب میرے عیوب کو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔ ان کے تار اور خط اور رسالے کے نوٹ کے ہر لفظ میں خلوص و محبت کی نہریں جاری ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی

قادر الکلام صوفی صاحب اجمیری کا خط

محترم جناب خواجہ صاحب آپ کو جو خطاب ملا ہے میری طرف سے مبارک ہو۔ خداوند کریم اور آپکا مرتبہ بلند کرے ؎

تیرا دیوانہ ہو گیا صوفیؔ
یہ سبق کیا پڑھا دیا تو نے

نیاز مند قدیم۔ صوفی اجمیری قادر الکلام دہلی

شکریہ کہ آپ درویش باصفا ہیں تئیس سال سے درگاہ حضرت محبوب پاکؒ کے حاضر باش ہیں۔ آپ کی درویشانہ شاعری کا درجہ بہت بلند ہے۔ اور میں آپ کو "قادر الکلام" کہتا ہوں۔ آپ کی تہنیت سرشام میرے پاس آئی تو مجھے آپ کا یہ مصرع یاد آیا ع
سرشام تو صوفی کے گھر کو نہ جا۔ کوئی کیا جانے کوئی کیا سمجھے۔ آپ کی دعا کا محتاج حسن نظامی۔

امام صاحب سنہری مسجد دہلی کا خط

مخلصی شمس العلماء جناب خواجہ سید حسن نظامی صاحب۔ سلام علیکم۔ اخبار انجام کی فہرست خطابات میں میری نظر تو جناب کے اسم گرامی ہی تک محدود رہی شمسی سال کے شروع میں شمس العلماء کا خطاب تو ظاہری ہے۔ آپ تو شمس باطنی ہونے کے پہلے ہی سے مخاطب ہیں معتقدین اور مریدین کے دلوں کو چشتی شعاع کے انوار و برکات سے منور اور روشن کرکے نظام دین کی جماعت کو منظم فرما رہا ہے۔ میں آپ کو مبارک باد کہتا ہوں اور آپکی درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتا ہوں۔ فقیر سید نسیم احمد چشتی (امام سنہری مسجد دہلی۔)

شکریہ آپ میرے بزرگ ہیں۔ دہلی کے ان علماء میں بڑا درجہ رکھتے ہیں جو تصوف کے دلدادہ ہیں۔ آپ کی تہنیت تو میری عاقبت بخیر ہونے کی ایک دعا ہے۔ دعا کا محتاج۔ حسن نظامی۔

لالہ راج کشن صاحب بی۔ اے کا خط

بخدمت خواجہ جی صاحب۔ آج صبح جب اخبار آیا تو شروع ورق پر نئے سال کی خوشی میں خطابات کی فہرست تھی۔ اس کو دیکھا تو ایکدم جب نظر آپکے نام پر پڑی تو دل باغ باغ ہوگیا اب تک پبلک تو آپ کی قابلیت۔ ذہانت و سخاوت کی مشکور تھی لیکن اب تو گورنمنٹ نے بھی اسکو مان لیا اور سرٹیفکیٹ عطا فرمایا جس پر شمس العلماء کندہ کیا۔ بندہ آپ کو مبارکباد دیتا ہے۔ ایشور کا شکر ہے کہ حضرت نظام الدین بستی جس کو ہم اپنی ہی بستی خیال کرتے ہیں۔ آپ جیسی اعلےٰ ہستی سے رونق افروز ہے۔ بندہ زیادہ لکھنے کے قابل نہیں ہے اور خط کو ان ہی معمولی الفاظ پر اکتفا کرتا ہے۔ نظر عنایت کا خواہش مند۔ راجکشن بی۔ اے ساکن قدیم عرب سرائے حال آبادی جنگ پورہ۔ نئی دہلی۔

شکریہ پیارے راج کشن! تم میرے پڑوس کی بستی عرب سرائے کے رہنے والے ہو۔ تمہارے تایا لالہ سری رام اور تمہارے والد لالہ ہری رام میرے دوست ہیں اور میں تم کو اپنے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ اس لئے مجھے تمہاری تہنیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔

خلیل الرحمٰن صاحب کا خط

میرے خواجہ پیارے دام اقبالہٗ سلام علیکم میں اپنے ساتھیوں سمیت خطاب شمس العلماء کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمایئے۔ راقم خلیل الرحمٰن لوحیہ رائے مان۔ دہلی

شکریہ پیارے بھائی خلیل الرحمٰن بڑے کوشت کے تاجر ہیں اور مجھ پر فدا ہوتی کو بھی اپنے خلوص اور محبت کے جال میں پھانس رکھا ہے انکا خط بہت طویل تھا میں نے مختصر کردیا کیونکہ زیادہ مدح سرائی سے شرم آئی۔ شکرگذار حسن نظامی

زیدی صاحب کا خط

حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ مجھے یقین ہے کہ جناب والا کو میں یاد ہونگا یا یاد آجاؤنگا۔ میرا نام سید اظہر حسن زیدی ہے۔ "یادگار حسینی" کے جلسے میں بمقام ملتان جناب کی زیارت ہوئی تھی اور اسی جلسے میں جناب کی صدارت میں بندہ نے ایک تقریر مختصر سیرت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے موضوع پر کی تھی اور اسی وقت سے بندہ محض جناب کی خیریت مزاج معلوم کرنے کے سلسلے میں اخبار منادی کا خریدار ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جناب کو گورنمنٹ نے شمس العلماء کا خطاب دیا ہے۔ یقین فرمائیں کہ تمام رات اس فکر میں رہا کہ جناب کو کیا لکھوں۔ مبارکباد مگر یہ تو کچھ زیبا نہیں اس لئے کہ اس خطاب سے جناب کی عزت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ فرسودہ قسم کے ملاؤں کو یہ خطاب اس قدر عام مل چکا ہے کہ اب اس خطاب سے بوسیدہ ملائیت کی بو آنے لگی ہے اور خواجہ حسن نظامی کی شخصیت کے لئے ہرگز یہ خطاب موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ آپ کے لئے تو سر یا سر ہولی نس سے کم کوئی خطاب دینا گورنمنٹ کی مردم ناشناسی ہے۔ اے عالموں کے سوراج آپ دیر تک زندہ رہیں ہندوستان کی اسلامی عظمت کی بس ایک یادگار آپ باقی ہیں والسلام۔ سید اظہر حسن زیدی سجدی پارک لد

شکریہ بھائی زیدی! خدا آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ آپ کی ملتان والی تقریر آج تک کانوں میں گونج رہی ہے۔ بیان کا جادو سنا کرتا تھا۔ مگر آپ کے بیان کا جادو کانوں سے بھی سنا۔ آنکھوں سے بھی دیکھا۔ اور وہ میرے سر پر چڑھ کر ہمیشہ بولتا رہتا ہے۔ فلسفیانہ نفسیات کے مشاہدوں اور تجربوں سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ حضرت علیؑ کی اولاد بیان کی ساحری میں مسلمانوں کی تینوں مشہور نسلوں شیخ۔ مغل۔ پٹھان سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے خصوصاً حضرت زیدؑ بن امام زین العابدینؑ کی اولاد کی ذہنی برتری تاریخوں سے بھی ثابت ہے اور ذاتی مشاہدات سے بھی اس کا ثبوت ملا ہے۔ سادات بارہ زیدی تھے۔ سیاسی مبصرین ان کو "بادشاہ گر" اور "بادشاہ کش" کہتے

آئے ہیں۔ مگر میں ان زیدی سیدوں کی شجاعت اور سرفروشی اور سیاسی قابلیت پر غور کرتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں۔ اکبر کے زمانے سے لیکر بہادر شاہ کے زمانے تک اور بہادر شاہ کے زمانے سے آج تک زیدی سیدوں کو ہر رزم میں اور ہر بزم میں سب سے آگے اور سب سے زیادہ درخشاں پایا ہے۔ آپ کی تہنیت ایک عالم کی تہنیت ہے۔ ایک واعظ کی تہنیت ہے اور ایک ادیب کی تہنیت ہے اور ایک ہم جد سید کی تہنیت ہے۔ دلی شکر گذار حسن نظامی

نیاز احمد خان صاحب چشتی کا خط

شمس العلماء حضرت قبلہ جناب خواجہ صاحب حکومت برطانیہ نے آپ کو نوروز پر شمس العلماء کا خطاب دیا ہے۔ مجھے یہ سنکر دلی مسرت ہوئی۔ آپ نے سارے چشتیوں کو اکٹھا کرکے جو خدمت کی ہے۔ اس سے میں بہت متاثر ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ منادی کو میرے نام جاری کر دیں میں قبلہ حضرت میاں علی محمد خان صاحب سجادہ نشین بسی نو ضلع ہوشیارپور کا دست بیعت ہوں خطاب کی مبارکباد قبول فرمائیں۔ والسلام۔ تابعدار و طالب دعا۔ احقر محمد نیاز احمد خان چشتی سکنہ کاٹھیاں ضلع ہوشیارپور

دُعا کہ آپ ایک ایسے بزرگ کے حلقہ بگوش ہیں جو میرے بچپن کے دوست ہیں۔ اور جن کے نانا سے میں نے فیض پایا تھا۔ اور جن کی عملی برتری اور علمی عظمت اور روحانی نسبت کو موجودہ مشائخ چشتیہ میں بہت برگزیدہ مانتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ چشتی خواجگان کے فیضان سے ہمیشہ بہرہ ور رکھے۔ دعاگو۔ حسن نظامی۔

سعد اللہ نظامی اور چھوٹے نظامی کا خط

جناب قبلہ و کعبہ مرشدی و مولائی خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ بعد قدمبوسی کے عرض ہے کہ ہم غلاموں کی طرف سے بھی خطاب کی مبارکباد قبول فرمایئے کیونکہ ہم جیسے دنیا کی دوڑ میں سب سے پیچھے ہیں اسی طرح ہماری مبارکباد بھی سب سے پیچھے ہے۔ دراصل حضور کے غلام مبارکباد دینے والوں کے خطوط پڑھ پڑھ کر خوشی حاصل کرتے رہے اور اسی خوشی میں مدہوش رہے اور تاخیر ہوگئی امید ہے حضور معاف فرمائیں گے حضور کے غلام سعد اللہ خاں نظامی اور چھوٹے نظامی از لاہور۔

دُعا کہ میں بھی غریب ہوں۔ تم بھی غریب ہو۔ تم میرے دل میں ہو۔ میں تمہارے دل میں ہوں۔ خدا تم دونوں کو دین کی اور دنیا کی امیری عطا فرمائے دعاگو۔ حسن نظامی۔

عبد الحمید نظامی کا خط

سیدنا و مرشدنا شمس العلماء مصور فطرت حضرت خواجہ صاحب قبلہ دام ظلکم۔ شمس العلماء کے درخشاں خطاب کے لئے اس بندۂ حقیر کا ہدیہ تبریک قبول فرمائیں گورنمنٹ برطانیہ نے یہ خطاب حضور والا کی خدمت میں پیش کرکے علم و ادب کی نمایاں قدردانی کا ثبوت دیا ہے۔ فی الحقیقت حضور کی ذات اقدس ہی اس خطاب کی صحیح معنوں میں مستحق تھی اور حضور کے اسم گرامی کے ساتھ مل کر شمس العلماء کی علمی ترکیب کی ہی عزت افزائی ہوئی ہے ورنہ حضور والا علم و ادب اور طریقت و عرفان کی ان منازل پر پہونچ چکے ہیں۔ جہاں ایسے قسم کے خطابات کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کاش! حضور کی گراں قدر تصانیف کا غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ ہو جائے اور دنیا کو معلوم ہو سکے کہ ہندوستان نے اُردو ادب میں کیسی جلیل القدر ہستی پیدا کی ہے اللہ کریم آپ کا سایہ ہم روحانی فرزندوں [illegible] ہمیشہ قائم رکھے۔ ارادت کیش و حلقہ بگوش۔ عبد الحمید نظامی بی۔ اے۔ آنرز سیری کلچر آفیسر [illegible] شہرہ دریاست جموں) کشمیر۔

دُعا کہ تم فرزند روحانی ہو۔ علم و ادب کا ذوق رکھتے ہو۔ میں تمہاری مخلصانہ تہنیت کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں خدا ہر کام میں بامراد کرے۔ دعاگو حسن نظامی

شکیل صاحب بدایونی کا خط

قبلہ محترم خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نیازمند۔ شکیل بدایونی (بی۔ اے) مقیم دہلی۔

شکریہ کہ آپ میرے سرکار محبوب پاک کے ہم وطن ہیں۔ بولنے میں بھی شکیل۔ دیکھنے میں بھی شکیل۔ اور کمالات شاعری میں بے مثیل و بے عدیل۔ دلی شکر گذار حسن نظامی

پنڈت من کام ایشور ناتھ صاحب کا خط

مکرمی تسلیم خطاب شمس العلماء کی مبارکباد۔ خیرخواہ قدیمی۔ پنڈت منکا میشر ناتھ اوستا [illegible] ریاست اندور۔

شکریہ کہ میرے پیارے بڈھے پنڈت تیری دوستی اتنی زیادہ پُرانی ہے کہ اب میں قدامت کے میوزیم میں اس محبت و تعلق کو بھی رکھ دینا چاہتا ہوں۔ تو نے اپنے نام کو نہیں سمجھا منکا میشر لکھا۔ میں نے اسکو سمجھا۔ اور من کام ایشور الگ لکھ کر اس نام کے معانی تجھ کو ا[illegible]

سیدنا نادر شاہ صاحب کا خط

مکرم اخویم حضرت خواجہ صاحب۔

سلام نیاز۔ خطاب و اعزاز شمس العلماء کی مبارک صد مبارک ہو۔ آپ کا بھائی سیدنا نادر شاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا خواجہ سید بدرالدین اسحٰق پاک پٹن۔

شکریہ کہ پیارے بھائی! آپ میرے ہم جد ہیں۔ اور میرے جد اعلیٰ کے مزار کے صاحب سجادہ ہیں اور باوجود ہم جد ہونے کے مثل ابولہب نہیں ہیں بلکہ مثل حمزہ و عباس ہیں۔ دلی شکرگذار حسن نظامی۔

مولانا احترام الدین صاحب شاغل کا خط

واجب الاحترام خواجہ فیض نظام السلام

میری جانب سے خطاب شمس العلماء کی تہنیت حدود رسم و رواج سے تجاوز اور مسرت عمومی سے بالاتر تصور نہیں کی جا سکتی۔ البتہ میرا قلب کہتا ہے کہ معطیٔ خطاب کا نام بادشاہ سلامت لیا جائے یا شہنشاہ والاکرامت۔ حقیقت یہ ہے کہ فیضِ دربار نظامی نے یہ اعزاز الضافاً عطا فرمایا ہے۔ تاکہ انظارِ شمس نظامی نجوم علماء کے فضاسوز تصادم کے استیصال سے خاکِ سند کو اپنے نظامِ شمسی میں منجذب و مرتبط و احسن منظم کر سکیں۔ اور افقِ مشرقِ ملک و ملت رو کشِ برق زارِ مغرب بن جائے۔

یہ نہ کوئی مبالغہ ہے نہ تملق۔ صرف دعائے قلب خواجہ کی تحریک اور التفاتِ روح پاک محبوب کی دیر ہے۔ پھر اجابت و قبولیت میں کیا تاخیر ہو سکتی ہے۔ ع

بر کریماں کارہا دشوار نیست

نیاز آگیں۔ احترام الدین شاغل۔

تسلیم منزل ریاست [illegible]

[illegible] شاغل [illegible] مکتوب [illegible]

کو مقامات حریری کا ایک مقامہ بنا دیا ہے

اَلْکَرَمُ ثَبَّتَ اللّٰہُ جَیْشَ سُعُوْدِکَ یَزِیْنُ

وَاللُّوْمُ غَضَّ الدَّہْرُ جَفْنَ حَسُوْدِکَ یَشِیْنُ

مقامات حریری میں ایک مقامہ ایسا ہے کہ جس کا ایک لفظ بانقط اور ایک لفظ بے نقط ہے۔ اور شاغل صاحب کا خط پڑھ کر مجھے یہ مقامہ یاد آ گیا۔ اور اس کا ایک شعر یہاں عربی زبان کا کمال دکھلانے کے لئے درج کر دیا۔ اس شعر کا مطلب کچھ زیادہ اہم نہیں ہے۔ اس کی خوبی تو محض بانقط اور بے نقط الفاظ کو جمع کرنے کی ہے۔ شاعر نے اس شعر میں یہ کہا ہے کہ سخاوت زینت دیتی ہے اور بخیلی رسوا کرتی ہے۔

مولانا شاغل نے اس خط میں یہ کمال دکھایا ہے کہ اردو زبان کی زمین میں عربی الفاظ کے گلہائے رنگارنگ آراستہ کئے ہیں۔ میں اُن کی عبارت آرائی پر جھومتا ہوں اور اُن کی محبت و عنایت کا احترام کرتا ہوں۔ دلی شکرگذار۔ حسن نظامی۔

خوب یاد آیا کہ میرے آقا اور مولا سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضؓ نے ایک روز فرمایا کہ جب ہم پڑھتے تھے تو مقامات حریری کے چند مقامے حفظ یاد کئے تھے۔ خیال آیا کہ ہم نے محض عربی ادب و انشا کا کمال حاصل کرنے کے لئے اپنی عمر کا قیمتی وقت ضائع کر دیا۔ اس فعل عبث سے توبہ کرنی ہے تو اب رسول خداؐ کی چالیس حدیثیں بھی حفظ کرنی چاہئیں۔ چنانچہ ہم نے مشارق الانوار کی چالیس حدیثیں یاد کیں تب ہمارے دل نے مانا کہ تضیع اوقات کی تلافی ہو گئی۔

میں نے بھی جب اپنے حضور کی یہ تعلیم و تلقین پڑھی تو مقامات حریری کے چند مقامے حفظ یاد کئے۔ اور اس کے بعد مشکوٰۃ شریف سے چالیس حدیثیں چھانٹ کر یاد کیں۔ اور مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ غلاف اقدس اپنے سر پر ڈالا۔ اور مزار سے آنکھیں مل کر چپکے چپکے راز و نیاز کے انداز میں کہا میں نے بھی وہی کیا جو حضور نے کیا تھا۔ اس وقت میرے دل میں وجد و کیفیت کی ایک حالت پیدا ہوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا تھا۔ اور کیوں کر تھا۔

شاغل صاحب کے اس خط نے وہ وقت یاد دلا دیا جس کی یاد سامنے آتی ہے تو تڑپ دیتی ہوئی ہاتھوں سے اس طرح نکلی چلی جاتی ہے جیسے ہاتھ کی مٹھی سے جمنا کی ریت۔ حسن نظامی۔

سراج الدین صاحب قریشی کا خط

سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب دام اقبالہم

سلام علیکم۔ ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضور کو شہنشاہ معظم کی جانب سے شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا گیا ہے۔ دل کو بہت مسرت ہوئی۔ میں اپنی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ خداوند پاک حضور کو اور زیادہ عزت بخشے آمین۔ طالب دعا۔

سراج الدین قریشی الہاشمی از ریاست جوناگڈھ۔ کاٹھیاواڑ۔

دُعا۔ مجھے تمہاری تہنیت سے بہت خوشی ہوئی کیونکہ تم میرے مرحوم احمد آبادی خلیفہ حاجی علی میاں قریشی شاہ نظامی کے فرزند رشید ہو اور تمہاری اہلیت اور قابلیت کو تمہارے بچپن سے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم سب بھائیوں کو اپنے نامور والد کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا گو حسن نظامی۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب ہند کی تاریخ پڑھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا

۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۸۵۷ء میں ہندوستانیوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۸۵۷ء کے بعد سے ۱۹۴۶ء تک انگریز اور ہندوستانی آپس میں کیسا برتاؤ کرتے رہے؟

وہ اچھا تھا یا برا؟ حق تھا یا باطل؟

ظلم تھا یا انصاف؟ سچ تھا یا جھوٹ؟

کچھ بھی نہ تھا۔ گذرنی بات تھی گذر گئی۔

آج کیا حال ہے؟ کل کیا حال ہونا چاہئے؟ سوچنا بس یہ ہے اگر یہ سوچنا ضروری معلوم ہو۔ تو خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء پڑھئے جس کے ۱۲ حصے چھپ کر شائع ہو گئے۔ اور جس کے تین حصے چھپ رہے ہیں۔ اس تاریخ کے پڑھنے سے انگریزوں کو اپنی نیت کا علم ہو جائیگا۔ ہندوستانیوں کو اپنی حالت کا اندازہ ہو جائے گا۔ اور پھر وہ دنیا میں عزت اور راحت سے زندہ رہنے کا سیدھا راستہ تلاش کر سکیں گے۔

اس تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء کے پہلے حصے کا نام بیگمات کے آنسو ہے جس میں وہ سچے قصے ہیں جو ۱۸۵۷ء کے کشت و خون کے بعد آخری بادشاہ کی عورتوں اور مردوں کو پیش آئے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دوسرے حصے کا نام انگریزوں کی بپتا ہے۔ جس میں یہ بیان ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں پر کیسی مصیبت پڑی تھی۔ قیمت آٹھ آنے۔ تیسرے حصے کا نام محاصرۂ دہلی کے خطوط رکھا گیا ہے۔ جس میں وہ خطوط ہیں جو انگریزوں نے لڑائی کے وقت آپس میں ایک دوسرے کو لکھے تھے قیمت چار آنے۔ چوتھے حصے کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ ہے جس میں اس مقدمے کا حال ہے جو آخری بادشاہ پر لال قلعہ میں چلایا گیا تھا قیمت دو روپے۔ پانچویں حصے کا نام غدر کے فرمان ہے جس میں بہادر شاہ بادشاہ کے وہ فرمان ہیں جو غدر کے بعد انھوں نے باغیوں کے نام جاری کئے تھے قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ چھٹے حصے کا نام غدر کے اخبار ہے جس میں ان اخباروں کے مضامین ہیں جن پر بغاوت پھیلانے کا الزام لگایا گیا تھا قیمت چار آنے۔ ساتواں حصہ غالب کا روزنامچہ ایام غدر جس میں میرزا غالب کی لکھی ہوئی داستان غدر ہے قیمت ۱۲ آنے آٹھواں حصہ دہلی کی جانکنی ہے اور جو با تصویر ہے اور بہادر شاہ اور ان کے امرا اور شہزادوں کی عکسی تصویریں ہیں اور دہلی کی مصیبت کے تاریخی حالات ہیں قیمت عہ۔ نواں حصہ بہادر شاہ کا روزنامچہ ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۳ء تک کا ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دسواں حصہ غدر کی صبح شام ہندو مسلمانوں کے لکھے ہوئے دو روزنامچے غدر کی نسبت قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ گیارھواں حصہ دہلی کی آخری شمع جس میں غدر سے پہلے کے ایک شاہی مشاعرے کا حال ہے قیمت ایک روپیہ۔ بارھواں حصہ غدر کی سزا اس میں ۱۸۵۷ء کے غدر میں جو ہندوستانیوں کو سزائیں دی گئیں ان کا مفصل بیان ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔ تیرھواں حصہ بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں ۱۸۳۷ء کا روزنامچہ ہے جبکہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے۔ یہ چھپ رہا ہے۔ چودھواں حصہ ریذیڈنٹ دہلی کا روزنامچہ جس میں بہادر شاہ اور ریذیڈنٹ اور ہندوستان کے وہ حالات ہیں جو ۱۸۴۹ء میں پیش آئے چھپ رہا ہے۔ پندرھواں حصہ اکبر شاہ کا روزنامچہ بہادر شاہ کے والد اکبر ثانی کا روزنامچہ جس میں بہت اہم حالات ہیں۔ زیر طبع ہے۔ پتہ دفتر اخبار منادی دہلی۔

زندگی بڑھانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر دکھا دیتا ہے۔ جسم کے کسی حصے میں کیسا ہی درد ہو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے

بچوں کی زندگی جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے اور وہ اوپرے خیال اور مسان کے وہم میں مبتلا رہتی ہیں اُن کو فاسفورس کے تیل کی مالش نے وہم سے آزاد کر دیا ہے کیونکہ یہ بیماری "ہڈیوں کی دِق" کہلاتی ہے اور ہڈیوں کی کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ کبھی بھی مسان کی بیماری کا شکار نہ ہو۔ اور اس کو سوکھا لگ جانے کی دِق سے نجات مل جائے۔ صدہا عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کا تجربہ کیا اُن سب کے بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہو۔

جوانوں کی زندگی جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ سے کمزور اور ناتوان ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر مل لیا کریں تو اُن کی جوانی از سر نو زندہ ہو جائیگی۔ یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں نے کیا ہے

بوڑھوں کی زندگی عورتوں اور مردوں کے لئے بڑھاپا اس لئے ایذا رساں معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے سبب پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور خون کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے اور جسم کے اندر فاسفورس کم ہو جاتا ہے جو انسانی زندگی میں نشاط اور خوش دلی پیدا کرتا ہے پس اگر بوڑھے عورت مرد بھی رات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر اور جسم کے جوڑوں پر فاسفورس کا تیل مل لیا کریں تو اُن کو غیر معمولی قوت محسوس ہوگی اور لگاتار مالش کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہیں گی۔ خاص کر اگر پیٹ کے اوپر اس تیل کی مالش کی جائے تو معدے اور آنتوں کے پٹھے اپنا کام ٹھیک طور پر کرنے لگیں گے۔ اور ہاضمہ بڑھ جائیگا۔ اور بھوک بھی بڑھ جائے گی۔ دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے تو نیند آنے لگیگی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت فائدہ ہوگا

چونکہ یہ تیل جرمنی سے آتا تھا۔ اور اب آنا بند ہو گیا ہے۔ پُرانے اسٹاک سے بمشکل کام چلایا جا رہا ہے اس واسطے اب اس تیل کی بڑی شیشیاں فروخت نہیں ہوتیں چھوٹی چار شیشیاں چار روپے میں دی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت نظام الدین دہلی

[illegible] حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس [illegible] میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا۔

حریت شکنی ۔ اور تلقین یقین کا اخبار

منادی

شمس العلما حضرت خواجہ حسن نظامی نے لکھنؤ ۱۹۲۶ عیسوی میں جاری کیا
۹ ر ۱۷ ر ۲۵ ر کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر علی خواجہ نظامی | ۱۶ ر مارچ سنہ ۱۹۴۶ | سالانہ قیمت دو روپے

روسی ہندوستانی

جو ہندوستانی کمیونسٹ کہلاتے ہیں روسی خیال والے ہیں ساری دنیا کی قوموں میں روسی خیال کے آدمی پائے جاتے ہیں اور یہ سب کمیونسٹ کہلاتے ہیں۔

یہ کسی مذہب کے قائل نہیں ہوتے اور امیری غریبی کا فرق دور کرنے کا دعوی کرتے ہیں۔

میں نے آج سے ۲۵ برس پہلے ان کی خبر دیدی تھی اور ان تحریروں کو اپنے بند شدہ اخباروں میں شائع کر دیا تھا اور اپنی بالشویک کے متعلق اور سیز لوگوں اور مذہبی پیشواؤں کی اور مسٹر گاندھی کو آگاہ کر دیا تھا کہ ساری دنیا میں روسی خیالات پھیلتے جا رہے ہیں [illegible] کے معتقد روسی [illegible] ہندوستانی [illegible]

[illegible]

اپنے پاؤں پر کلہاڑی

روس نے انگریزوں اور امریکنوں اور چینیوں سے مل کر جرمنوں اور جاپانیوں کو شکست دی۔

مسٹر چرچل روس کی نیت کو اچھی طرح جانتے تھے اور انھوں نے روس کی امداد شروع کرتے وقت صاف کہہ دیا تھا کہ میں وقت کی ضرورت سے مجبور ہو کر روس سے اتحاد کرتا ہوں ورنہ روسی عقائد کا پرانا مخالف ہوں۔ اب انگریز اور امریکہ تو اپنی برتری مٹ جانے کے خطرے سے روس کے مخالف ہونا چاہتے ہیں لیکن ہم ہندوستانیوں کو برتری درکار نہیں ہے بلکہ کمتری کی دلدل سے نکلنا ہے۔ مگر حالت یہ ہے کہ جس وقت ہم انگریزی حکومت کی دلدل سے آزاد ہوں گے فوراً روسی دلدل میں پھنس جائیں گے اس لئے ہندوستانی کمیونسٹوں کو پہلے سے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

۳ بے بس

ہندوستان میں انگریز بھی روس کے سامنے بے بس ہیں۔ اور کانگرس بھی۔ اور مسلم لیگ بھی۔ بمبئی۔ کراچی۔ کلکتہ۔ دہلی وغیرہ میں جو فسادات ہوئے ہیں یہ سب روسی ریشہ دوانیوں کے کرشمے ہیں۔ اگر انگریز ہندوستان کو آزاد کر دیں تو روسی پروپگنڈہ خود بخود بے اثر ہو جائے گا۔

اب تک انگریزوں کے طرز عمل کی نسبت عام رائے یہ ہے کہ وہ وقت گزاری چاہتے ہیں اور باتوں سے بہلا رہے ہیں۔ یہ بات ان کی اور ہندو مسلمانوں کی بے بسی دور نہیں کر سکتی۔ البتہ انگریز اور ہندو اور مسلمان متفق ہو کر اپنی بے بسی کو دور کر سکیں گے اگر وہ روس کے اندر پروپگنڈہ شروع کر دیں یعنی جس طرح روسی ایجنٹ ہمارے ملک میں پروپگنڈہ شروع کیا ہے۔ ہم بھی روس کے ملک کے مسلمانوں میں پروپگنڈہ کر سکتے ہیں۔

غلط تاریخ نے تفرقہ ڈالا تھا

صحیح تاریخ دل جوڑے گی

ہر سمجھدار ہندوستانی جانتا ہے اور مانتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں میں غلط تاریخوں نے تفرقہ ڈالا ہے جو انگریزی سیاست نے سوچ سمجھ کر تیار کی تھیں مگر اس تفرقے کو دور کرنے کا طریقہ کوئی نہیں سوچتا۔ سر جان الیٹ نے بہادر شاہ بادشاہ کی حکومت کے زمانے میں جبکہ وہ گورنر جنرل کے چیف سیکرٹری تھے غلط تاریخ ہند لکھنے کی بنیاد رکھی تھی۔ اس غلط تاریخ میں واقعات بھی غلط ہیں اور صحیح واقعات کو ایسی چالاکی سے لکھا گیا ہے کہ ان کے چہرے بگڑ گئے ہیں اور پھر ہندو مسلمان مورخوں کو نوکر رکھ کر اسکولوں اور کالجوں کے لئے ایسی تاریخیں لکھوائی گئیں جو بظاہر اچھی معلوم ہوتی تھیں مگر ان کے پڑھنے اور پڑھانے کا اثر برا ہوتا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ لاکھوں ہندو مسلمان نوجوان اسکولوں اور کالجوں میں سیاسی پروپیگنڈے کی یہ تاریخیں پڑھ کر ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ مسٹر ٹاڈ نے ٹاڈ راجستھان کے نام سے ایک لوہسٹری کتاب لکھی جس میں اتنے زیادہ جھوٹ کا انبار ہے کہ معمولی عقل کا ہندوستانی بھی اس کو غلط اور جھوٹ سمجھتا ہے مگر حکومت ٹاڈ صاحب کی قوم کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ جھوٹ بھی پہلے بیل گاڑی میں بیٹھ کر چلا، پھر سائیکل پر سوار ہوا، پھر موٹر میں بیٹھ کر دوڑنے لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آج تمام دیسی ریاستوں میں ہندو مسلمان رئیسوں اور رعایا کے دلوں میں جدائی پیدا ہو گئی۔

میں نے بھی دوسرے ہندوستانیوں کی طرح اس بنیادی خرابی کو سمجھا اور چپ چاپ کام کرنا شروع کیا اور پہلے دہلی کی تاریخ کو ہاتھ میں لیا جو سارے ہندوستان کی تاریخ کی بنیاد ہے مگر دہلی کی تاریخ اس قدر خطرناک تاریخ تھی کہ کوئی مورخ غالب قوم کے ڈر سے سچی بات لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا خصوصاً ۱۸۵۷ء کے انقلاب کی نسبت سچی بات کہنی اتنی دشوار تھی کہ ایک طرف پھانسی کا تختہ نظر آتا تھا اور دوسری طرف جیل خانہ دکھائی دیتا تھا۔ تاہم میں نے انگریزی قانون کی آڑ لی اور پریس کی آزادی کے زیر سایہ کام شروع کر دیا اور بارہ حصوں کی ایک تاریخ لکھدی جو ملک میں بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ اگرچہ میں نے اس تاریخ میں صرف ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے حالات جمع کئے ہیں لیکن سوچنے والوں کے لئے اس میں بھی ہر قسم کا سچا تاریخی مواد جمع کر دیا ہے۔

موجودہ انقلابات کے زمانے میں جب کہ ہندوستان کی آزادی کا معاملہ ایک مہینے کے بعد سامنے آنے والا ہے انقلاب ۱۸۵۷ء کی تاریخ پڑھنے کا وقت ہے۔ معلوم نہیں زمانہ آزادی ملے یا نہ ملے لیکن یہ تاریخ ہر ہندوستانی کو آزادی اور غلامی کا فرق سمجھا دیگی اور ان کمزوریوں کو بتا دیگی جن سے ہماری آزادی [illegible] کی مدد سے ہم آزادی حاصل کر سکیں گے۔ ان بارہ حصوں کی مجموعی قیمت ساڑھے تیرہ روپے ہے اور یہ بارہ حصے دفتر اخبار منادی دہلی سے مل سکتے ہیں۔

حسن نظامی دہلوی۔ ۹ مارچ [illegible]

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

وکٹری ویک یکم مارچ سے ، ۷ مارچ تک دہلی میں وکٹری ویک (فتح کے ہفتے) کی دھوم دھام رہی۔ اور آخری دن جو بدمزگی پیدا ہوئی وہ بھی اس دھوم دھام کا ایک حصہ تھا۔ کیونکہ خوں ریزی کا جشن تھا۔ خوں ریزی کا تماشہ بھی ہونا ضروری تھا۔

لالچ کو عربی زبان میں حرص اور طمع جس چیز کو کہتے ہیں۔ ہندی میں اس کا نام لالچ ہے۔ لالچ کی بیشمار قسمیں ہیں حکومت اور دولت اور عزت کا لالچ انسان کو سب سے زیادہ ہوتا ہے ساری دنیا کے آدمی گورے کالے امیر غریب ادنیٰ اعلےٰ حرص و طمع و لالچ کے گرفتار رہتے ہیں البتہ وہ لوگ اس اخلاقی بیماری سے بچے رہتے ہیں جن کو حرص کا نتیجہ اور طمع کا نتیجہ اور لالچ کا فلسفہ معلوم ہو جاتا ہے۔

جس طرح جمائی سے جمائی پیدا ہوتی ہے اسی طرح لالچی آدمیوں کو دیکھ کر دوسروں میں بھی لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ ہیضے اور طاعون اور چیچک کی طرح لالچ بھی ایک متعدی بیماری ہے۔ یہ انسانی خصلت ہے کہ جب کوئی آدمی کئی آدمیوں میں بیٹھا ہوا ہو اور اُس کو نیند کے غلبے سے جمائی آنے لگے تو بیٹھنے والوں کو نیند آرہی ہو یا نہ آرہی ہو لیکن جمائیاں ضرور آنے لگیں گی مگر حاضرین میں جن کو جمائی نہ آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اُن کی ارادی قوت نے اس مرض کی چھوت کو قبول نہیں کیا۔

میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ چار پیشے ایسے ہیں کہ اگر اُن پیشوں کو لالچ اور طمع سے بچا کر پورا کیا جائے تو انسان بغیر کسی نیکی کے ولی بن سکتا ہے۔ اور یہی چاروں پیشے ایسے ہیں کہ اگر اُن کے کام میں لالچ کا دخل ہو جائے تو بغیر کسی دوسرے گناہ کے محض اس لالچ کے سبب وہ شیطان بن جائیں گے۔ ان میں ایک پیشہ پیری مریدی کا ہے کہ یہ پیشہ بھی اگر لالچ نہ ہو تو انسان کو ولی بنا دیتا ہے۔ ورنہ شیطان بنا دیتا ہے۔ دوسرا پیشہ پولس کا ہے۔ تیسرا پیشہ وکیل کا ہے۔ چوتھا پیشہ حکیم ڈاکٹر کا ہے مجھے آجکل کے زمانے میں بے طمع پیر اور بے طمع پولس والے اور بے طمع وکیل اور بے طمع حکیم ڈاکٹر مل جاتے ہیں۔ تو میں اُن کو دیکھ کر خیال کرتا ہوں کہ میں اولیاء اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور ان کے طفیل خدا سے جو دُعا مانگوں گا وہ قبول ہو گی۔ اور جب اس کے برعکس ان چاروں کو دیکھتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ لوگ ناحق شیطان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ یہ شیطان تو میرے سامنے موجود ہیں۔

آجکل کے سرکاری ملازم اور پرائیویٹ کام کرنے والے حکیم ڈاکٹر اپنے فرائض خدمت خلق سے بہت زیادہ بے پروا ہو گئے ہیں۔ مرد ڈاکٹر بھی اور لیڈی ڈاکٹر بھی۔ اور یونانی حکیم بھی۔ اور یونانی دائیاں بھی۔ سب کے سب زیادہ روپیہ کمانے کے ملجان میں رہتے ہیں۔ دلی میں وکٹوریہ زنانہ اسپتال اور لیڈی ہارڈنگ اسپتال عورتوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ مگر دونوں مقامات پر لالچ کا دور دورہ ہے۔ بڑے درجوں کی لیڈی ڈاکٹر صاحبان دونوں اسپتالوں میں ہیں۔ اور دونوں کا لالچ حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خاص کر وکٹوریہ زنانہ اسپتال کی حالت لالچ اور طمع نے بہت زیادہ خراب کر دی ہے۔ اور میرے پاس اس کے کافی ثبوت موجود ہیں کہ وکٹوریہ زنانہ اسپتال دہلی میں امیر غریب ہندو اور مسلمان سب بیمار عورتوں کے ساتھ بہت بے توجہی برتی جاتی ہے۔ اور ہر بیمار سے بہت زیادہ رقمیں لی جاتی ہیں۔ اور پھر بھی ڈاکٹری فرض ٹھیک طور سے انجام نہیں دیا جاتا۔ مجھے سیاسی فضا درست ہو جانے کا انتظار ہے۔ اپریل تک تمام ہندوستان میں سیاسی گڑبڑ رہے گی۔ مئی کے مہینے سے حالات تبدیل ہو جائیں گے۔ اُس وقت میں پرانی دہلی میونسپل کمیٹی اور نئی دہلی میونسپل کمیٹی اور لیڈی ہارڈنگ اسپتال اور وکٹوریہ زنانہ اسپتال کی اصلاح کا کام شروع کروں گا۔ اس واسطے میں ڈیڑھ مہینہ پہلے نوٹس دیتا ہوں کہ مذکورہ پبلک مقامات میں کام کرنے والے آگاہ ہو جائیں۔ کیونکہ میں نے جو ارادہ کیا ہے اُس کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ مذکورہ پبلک مقامات کے نوکروں کو بلاوجہ بدنام کیا جائے یا اُن کے ٹھیک کاموں کی بے قدری کی جائے بلکہ یہ مقصد ہے کہ یہ پبلک ادارے اپنے فرض کو پہچانیں۔ اور لالچ سے بچنے کی کوشش کریں اور سب سے زیادہ وکٹوریہ اسپتال اور لیڈی ہارڈنگ اسپتال کے اونچے درجوں کی لیڈی ڈاکٹر صاحبان کو چاہئے کہ وہ اپنی معقول تنخواہ کو کافی سمجھیں۔ اور ناجائز لالچ سے دست بردار ہو جائیں۔ ورنہ اُن کو بہت سخت گرفت کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ میں نے وہ تمام اعداد و شمار جمع کرنے شروع کر دئے ہیں جن کی

بنا پر اُن کو دشواریاں پیش آئیں گی۔ اگر اُنھوں نے اپنی نامناسب روشش کو تبدیل نہ کیا۔

سچی تاریخ ہند

آج کے پرچے میں سچی تاریخ ہند کی تمہید بطور نمونے کے درج کی گئی ہے۔ آئندہ یہ تاریخ اخبار میں شائع نہیں ہوگی بلکہ الگ کتاب کی صورت میں شائع کی جائے گی۔

منادی کے صفحات

منادی کے مقررہ صفحات آٹھ ہیں۔ کیونکہ لکھائی کی اُجرت اور چھپائی کی اُجرت اور کاغذ کی قیمت اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ دو روپے سال میں آٹھ صفحے سے زیادہ صفحات نہیں دئے جا سکتے۔ آجکل منادی کے صفحات بتیس ۳۲ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر ان زائد صفحات کا خرچہ میں اپنی ذات سے دیتا ہوں کیونکہ میرے ذاتی خطاب کے تہنیت نامے چھپ رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی آٹھ صفحے سے زیادہ جتنے زائد صفحات تہنیت ناموں میں خرچ ہوں گے۔ اُن کا صرفہ بھی منادی کے ذمے نہیں ہوگا۔ بلکہ میں خود ادا کروں گا۔

حساب جاننے والوں کو معلوم ہے کہ اخبار کی ہر اشاعت پر ایک پیسے کا ٹکٹ خرچ ہوتا ہے گویا سال بھر میں نو آنے محصول کے خرچ ہوتے ہیں۔ اور ایک روپیہ سات آنے میں اخبار کی لکھائی چھپائی اور کاغذ اور عملے کا خرچ ہوتا ہے۔ جو موجودہ زمانے میں کسی طرح پورا نہیں ہو سکتا۔

دوسرے اخبار اور رسالے چونکہ فلمی اشتہار اور دواؤں کے اشتہار چھاپتے ہیں اس واسطے اُن کو نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے اخباروں اور رسالوں کے ذریعے معقول نفع بھی کما لیتے ہیں۔ لیکن منادی کا یہ اصول نہیں ہے وہ نہ فلمی اشتہار لیتا ہے۔ نہ دواؤں کے اشتہار درج کرتا ہے اس لئے وہ ہمیشہ نقصان اُٹھاتا رہتا ہے۔

جن اصحاب کے نام بلا طلب اخبار بھیجا جا رہا ہے وہ اُس زمانے تک ہے۔ جب تک کہ تہنیت کے خطوط شائع ہوں۔ اس کے بعد اگر یہ اصحاب اخبار جاری رکھنا چاہینگے تو اُن کو قیمت ادا کرنی ہوگی ورنہ اُن کے نام اخبار بند کر دیا جائیگا۔

گوالیار کی مسلمان رعایا

ریاستیں اگر ہندو رئیسوں کی ہوں تو مسلمان رعایا کو اطاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے اور مسلمان رئیسوں کی ہوں تو ہندو رعایا کو اطاعت کرنی چاہئے یہ رائے قرآن مجید کے بموجب ہے کیونکہ اُس میں یہی حکم ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول ؐ کی اطاعت کرو۔ اور حکومت والوں کی اطاعت کرو۔ مگر گذشتہ زمانے میں ریاست گوالیار کے دو چار مسلمانوں نے ذاتی اغراض کی بنیاد پر رئیس اور رئیس کی حکومت کے خلاف جلسے شروع کئے تو میں نے اور نواب سر حمشید علی خاں صاحب نے اور نواب صاحب چھتاری نے جو آجکل حیدرآباد میں وزیراعظم ہیں اُن جلسوں میں تقریریں کی تھیں اور مسلمانوں کو رائے دی تھی کہ وہ اپنے مہاراجہ پر بھروسہ رکھیں اور کوئی بات ایسی نہ ہونے دیں جس سے سرکشی ظاہر ہوتی ہو مگر صاحب غرض گنتی کے چند مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی۔ اور میری نسبت اخباروں میں چھپوایا کہ مہاراجہ گوالیار سے دو ہزار روپے لیکر مہاراجہ کی خوشامد کی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہز ہائی نس مہاراجہ سندھیا نے قرآن شریف کی چھپائی کی مد میں اس کیچی ٹیشن سے بہت پہلے مجھے دو ہزار روپے دئے تھے۔ اور میں نے اس کا اعلان اپنے اخبار منادی میں شائع کر دیا تھا۔ مگر صاحب غرض لوگوں نے مخالف اخباروں میں ایسے طریقے سے یہ خبر شائع کرائی کہ عوام کو یہ مغالطہ ہو کہ مجھے ابھی حال میں مہاراجہ سندھیا نے دو ہزار روپے دئے ہیں۔ لیکن میں نے ان شرارتوں کا کچھ خیال نہیں کیا۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب اور اُن کی حکومت کے وزیروں سے برابر مل جل کر کلمۂ خیر کہتا رہا۔

میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں اور کہہ چکا ہوں اور آج بھی اس کو دہراتا ہوں کہ ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور اور ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب گوالیار آپس میں سگے بھائیوں کی طرح دوست ہیں۔ اور دونوں اپنی ہندو مسلمان رعایا کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار تو اپنے والد کی پیروی کرتے ہیں جنہوں نے ہندوؤں کے لئے مندر اور مسلمانوں کے لئے مسجد اور سکھوں کے لئے گوردوارہ بنا کر ایک بہت اچھی مثال قائم کی تھی۔ اور موجودہ مہاراجہ صاحب بھی اپنے والد کے قدم بقدم تھے اور ہیں مگر افسوس ہے کہ بعض ناسمجھ مسلمان اہل غرض لیڈروں کی غلط تلقین سے متاثر ہو گئے۔ اور بعض مقامات پر ہندو مسلمانوں میں کش مکش پیدا کرا دی اس لئے میں دوبارہ گوالیار کے مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی رعایا ہندو ہو یا مسلمان اپنے حکمران سے سرکشی کر کے فائدہ حاصل نہیں کر سکتی۔ گوالیار کے مسلمان بھی اگر اطاعت شعاری اور وفاداری پر قائم رہیں۔ تو یقیناً ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب اور اُن کی حکومت کے اراکین ضرور اُن کے حقوق کی طرف توجہ کریں گے۔ اور اگر وہ توجہ نہ کریں تب اُن مقامی مسلمان لیڈروں کے ذریعے متوجہ کرانا چاہئے جو مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات سے واقف ہوں۔ باہر کے لوگوں کو اور باہر کے اخباروں کو اندرونی معاملات میں شریک کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

اگرچہ میں بھی گوالیار کا باشندہ نہیں ہوں اور میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے وہ اسلامی اخوت کے تقاضے سے لکھا ہے۔ ورنہ مجھے بھی یہ حق نہیں ہے کہ کسی دیسی ریاست کے رئیس اور اُس کی رعایا کے اندرونی معاملات کی نسبت کچھ لکھوں۔ امید ہے کہ گوالیار کی مسلمان رعایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو اپنا اصلی لیڈر تصور کر کے قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کریگی اور اپنے حکمران کی اطاعت سے منحرف ہونا اسلام کی تعلیم کے خلاف سمجھے گی۔ اور اسی میں اس کا فائدہ ہے۔

سچی تاریخِ ہند

نوشتہ شمس العلما حضرت خواجہ حسن نظامی

۵؍ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۱۰؍مارچ ۱۹۴۶ء عیسوی اتوار

خدا مسجدیں آباد ہیں۔ مندروں اور گرجاؤں اور گردواروں میں بھی خوب رونق ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ خدا کی عبادت مخلوق کا فرض ہے بلکہ جنت ملنے کی غرض سے۔ دوزخ سے بچنے کے لئے مکتی اور نجات حاصل کرنے کی وجہ سے نماز پڑھی جاتی ہے۔ پوجا کی جاتی ہے عبادت خانوں کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ عبادت خانوں کے امام پادری پجاری روٹی کے لئے اپنے آپ کو سب سے زیادہ نیک اور اونچا سمجھتے اور کہتے ہیں۔ اور دوسروں کو کم تر اور بدکار خیال کرتے ہیں۔

جو خدا کے منکر ہیں۔ ان میں بعض صاف کہتے ہیں خدا نہیں ہے، اور بعض کہتے ہیں خدا موجود تو ہے، مگر اس کو ہم پر رحم نہیں آتا۔ اس نے سردی کے موسم کا مینہ نہیں برسایا اور کال ڈال دیا۔

مولویوں پیروں پادریوں پنڈتوں نے نیکی اور پارسائی کے کپڑے پہن رکھے ہیں لیکن ان کے دلوں میں خدا نہیں ہے۔ فقط روپے اور عزت کی خواہش سے یہ روپ اختیار کیا ہے۔

بادشاہ اس ہندوستان کا بادشاہ ہزاروں میل دور لندن میں رہتا ہے۔ رسمیں ادا کرتا ہے۔ مگر اختیار اتنا بھی نہیں ہے کہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے شادی کر لے۔

اس کی تصویر اشا سیف چھوتی ہے سکوں پر چھپتی ہے۔ ڈاک خانے کے ٹکٹوں پر ہوتی ہے۔ مگر بولتی نہیں اور بولتی ہوگی تو فقط وہی سنتے ہوں گے۔ جو دل کی چھپی بات جانتے ہوں گے وہ بولے کیوں؟ یہ وقت تو خاموش ہی رہنے کا ہے۔ یہ بادشاہ اپنی ملکہ کے ساتھ برابری کے درجے سے حکومت کرتے ہیں مگر وزیر جو چاہتے ہیں وہی کراتے ہیں وہی کہواتے ہیں۔

وزیرِ ہند بادشاہ کا ملک چھوٹا ہے مگر ان کی بادشاہی دور دور کے بڑے بڑے ملکوں میں بھی مانی جاتی ہے۔ ہندوستان بھی ایسا ہی ایک ملک ہے جہاں لندن کے بادشاہ کی بادشاہی ہے۔ اس لئے انہوں نے یا وزیر اعظم نے ہندوستان کے لئے بھی ایک الگ وزیر بنایا ہے یہ بھی لندن میں رہتا ہے۔ اور حکومت ہند کا ذمہ دار ہے۔

وائسرائے وزیر ہند کا ایک نائب ہندوستان میں پانچ سال کے لئے آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ آجکل جو وائسرائے ہے اس کا نام لارڈ ویول ہے۔ یہ پہلے سپہ سالار تھا۔ یہ وائسرائے نیک دل ہے۔ لیکن تقدیر کے لکھے پر عمل کرنے پر مجبور ہے۔ اس کی تقدیر اور وزیر ہند کی تقدیر۔ اور وزیر اعظم کی تقدیر اور بادشاہ کی تقدیر صدیوں پہلے پارلی منٹ نام کی ایک جماعت نے بنائی تھی اس نے سیکڑوں برس پہلے جو تقدیر بنائی تھی سب چھوٹے بڑے انگریز اس کو اٹل سمجھتے ہیں۔ اور ان کے دل میں کچھ بھی ہو عمل لکھی ہوئی طے شدہ تقدیر (کانسٹی ٹیوشن) پر کرتے ہیں۔

گورنر ہندوستان کے بارہ صوبے ہیں بڑے صوبوں کے بڑے افسروں کو گورنر کہتے ہیں۔ اور چھوٹے صوبوں کے افسروں کو چیف کمشنر کہتے ہیں۔

ڈپٹی کمشنر گورنروں کے ماتحت کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب بھی پارلی منٹ کی لکھی ہوئی تقدیر پر عمل کرتے ہیں۔

کمانڈر انچیف فوجوں کے بڑے افسر کو کمانڈر انچیف کہتے ہیں۔ یہ بھی پارلی منٹ کی لکھی ہوئی تقدیر پر صابر و شاکر رہتا ہے۔ اس کے ہولناک ہتھیار پارلی منٹ کی تقدیر کے سامنے ہیچ ہیں۔

وائسرائے کے ماتحت جو کام ہیں ان کو سول کہتے ہیں۔ اور کمانڈر انچیف کے ماتحت جو کام ہیں ان کو ملٹری کہتے ہیں۔

لیڈر پارلی منٹ کی تقدیر میں ایک چیز لیڈر نام کی بھی درج ہے جس کو انگریزوں کے یہاں آنے سے پہلے کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ لیڈر سیاسی باتیں بولتے ہیں اور سیاسی باتیں لکھتے ہیں۔ اور ان کے بولنے اور لکھنے میں سچ کم ہوتا ہے۔ جھوٹ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ پارلی منٹ کی تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ لیڈر وہ ہے جو دل کی بات دل میں رکھے اور جیسا وقت دیکھے ویسی بات بولے اور لکھے۔ چاہے جھوٹ بولے چاہے سچ بولے البتہ یہ بات ضروری ہے کہ جھوٹ بولنے کا ہنر جانتا ہو یعنی اس طرح جھوٹ بولتا ہو کہ سننے والے اس کو سچ ماننے لگیں۔

یہ لیڈر ہر قوم میں ہیں۔ اور یہ مولویوں پیروں پجاریوں سے زیادہ اثر رکھتے ہیں۔ اور ان سے زیادہ گنہ گار ہیں۔

پبلک

ہندوستان کی پبلک جس کو عوام بھی کہتے ہیں اور خلق خدا بھی جس کا نام ہے بہت سیدھی ہے۔ بہت بھولی ہے۔ اور اس کو جس طرح خدا کے نام پر مذہبی پیشوا جمع کر لیتے تھے اسی طرح سیاست کے نام پر لیڈر جمع کر لیتے ہیں۔ ہندوستان میں آجکل پبلک اور عوام کا کام یہ ہے کہ دن بھر پیٹ بھرنے کے لئے محنت کرے۔ اور شام کو سینما دیکھے یا شاعری کرے۔ یا لیڈروں کی باتیں سنتے اور ہڑتال کرے۔ آگ لگائے۔ گولیاں کھائے اور راشننگ کے جبر کے سبب آدھا پیٹ کھائے اور آدھا تن ڈھکے۔

آج کیا ہوا

موسم خشک رہا سردی کم ہونے لگی۔ دلی میں ہوائی جہازوں کی نمائش ہوئی۔ امرتسر اور لاہور میں ہڑتال ہوئی۔ لاہور میں گولی چلی۔ پشاور میں کانگرس نے وزارت بنالی۔ مسٹر جناح صدر مسلم لیگ دلی میں آ گئے۔ بمبئی میں ہز ہائی نس سر آغا خاں کو ہیروں میں تولا گیا۔ دلی میں کل کی طرح اندھیرا رہا۔ بجلی سے چلنے والے کارخانے بند رہے۔ چھاپے خانے بند رہے۔ اخبار نہ چھپ سکے۔ کیونکہ ۷ر مارچ کو وکٹری ویک کی مخالفت میں جو فساد ہوا تھا اس میں بجلی گھروں کو عوام نے جلا دیا تھا۔ گھر پھونک تماشہ اسی کو کہتے ہیں۔

کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈر ۷ر مارچ کو عوام کے ہجوم کو بازاروں میں سمجھانے گئے کہ فساد نہ کرو تو لوگوں نے ان کو گالیاں دیں۔ پتھر مارے۔

۷ر مارچ کو ٹاؤن ہال بھی جلایا گیا تھا۔ اس میں مرنے جینے کی تاریخوں کے کاغذات بھی جلائے گئے تھے ساٹھ برس تک کی جو یادداشت پیدا ہونے اور مرنے کی درج تھی سب جل گئی۔

اب کوئی نہ بتا سکیگا کہ وہ کب پیدا ہوا تھا۔ اور اس کے باپ کی موت کب ہوئی تھی۔

عوام کو اپنے کام کا آج فقط اتنا افسوس ہے کہ بجلی گھر جلا دینے کے سبب اخبار نہیں چھپے اور وہ خبریں نہ پڑھ سکے۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوس اس کا ہے کہ سینما بند رہے اور وہ پیاری صورت کی عورتوں کے ناچ گانے سے محروم رہے۔

خطابوں کی سند

آج وائسرائے نے راجہ نوابوں کو خطابوں کی اسناد تقسیم کیں اور اس کا دربار کیا۔ مگر کم درجے کے خطاب والے وہاں نہیں گئے۔ کیونکہ وہ راجہ نواب نہ تھے۔

آج دن بھر اور رات بھر ریڈیو والوں نے ہندوستانی خوراک کی خبریں سنائیں کہ امریکہ سے اتنا غلہ آنے والا ہے۔ فلاں مقام والے اتنا اناج ہندوستان کو بھیجنے والے ہیں۔ اور آخری ٹیپ کا بند یہ تھا کہ راشن کی مقدار ہر مقام پر کم کر دی گئی ہے۔

کم کھانا اور غم کھانا ہندوستان کے بزرگوں کی نصیحت ہے۔ مگر راشن کی کمی کو ہندوستان والے ایک مصیبت اور خدا کا عذاب سمجھتے ہیں۔ اور عوام کی بے چینی اور جوش کو راشن کی کمی حد سے زیادہ بڑھاتی جاتی ہے۔

چور بازاروں کی رونق قائم ہے۔ سونا مہنگا ہو رہا ہے۔ سونے کی برآمد پر ۲۵ روپے تولہ چنگی لگائی گئی ہے۔ اس سے بعض کی نیند بڑھ گئی ہے بعض کی نیند اڑ گئی ہے۔

سندھ کے گورنر مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ پنجاب کے گورنر یونینسٹ پارٹی کے ساتھ ہیں۔ سرحد کے گورنر کانگرس کے ساتھ ہیں۔ باقی ماندہ گورنر الکشن ختم ہونے کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ لیکن وہ سب درحقیقت پارلیمنٹ کی لکھی ہوئی تقدیر کے ساتھ ہیں۔

اس سچی تاریخ ہند کا مورخ راشن کی کمی کے سبب اس فکر سے پریشان ہے کہ سالانہ عرس ۲۰ر مارچ سے ۲۴ر تک ہونے والا ہے۔ ہزاروں مہمانوں کو کیا کھلائے گا جبکہ وہ خود اور اس کے بچے پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتے۔

تاریخ کیا چیز ہے؟

جب کوئی انسان یا حیوان خاک پر پاؤں رکھ کر آگے بڑھتا ہے تو اس کے پیچھے اس کے قدم کے جو نشان پڑ جاتے ہیں وہ ہر نشان تاریخ کی ایک کتاب بنتے ہیں۔ کیونکہ تاریخ اس کو کہتے ہیں کہ ماضی میں فلاں آدمی نے یہ کام کیا۔ اور دنیا میں ایسے اچھے برے واقعات پیش آئے لیکن حیوان کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ چڑے چڑیا سے کوئی پوچھے کہ تم کل کی تاریخ کی نسبت اپنے کاموں کا بیان دو تو دونوں میاں بیوی سچائی سے کہدیں گے کہ ہم دونوں نے صبح بیدار ہو کر دن کی شاخوں پر خدا کی حمد کا نغمہ گایا۔ [illegible] کھلایا دانہ چگتے پھرے۔ اور اپنے بچوں کو دانہ [illegible] شام ہوئی تو سو گئے۔

اور وہ دونوں یہ بھی کہیں گے کہ ہم اگرچہ حیوان ہیں مگر جھوٹ نہیں بولتے۔ تم انسانوں کی یہ حالت ہے کہ اپنے بچوں کے سامنے ہماری کہانی کہتے ہو تو کہتے ہو کہ چڑیا لائی دال کا دانہ۔ چڑا لایا چاول کا دانہ۔ دونوں نے مل کر کھچڑی پکائی۔ اور چڑیا نے چڑے کو نمک لینے بازار بھیجا۔ اور خود ساری کھچڑی کھالی۔ اور سو گئی۔

حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ نہ ہم نے کھچڑی پکائی۔ نہ ہمارے باپ دادا نے کبھی کھچڑی پکائی۔ نہ ہم میں سے کسی نے بازار جا کر نمک خریدا۔ پس جب تم آدمی اپنی کم عمر اولاد کو جھوٹی تاریخ سناتے ہو تو وہ اولاد جب بڑی ہوتی ہے تو وہ بھی جھوٹی تاریخ لکھتی ہے۔ چڑے چڑیا نے ٹھیک کہا۔ تاریخ جس چیز کا نام ہے وہ یہی ہے کہ جو کچھ ماضی یعنی گذشتہ زمانے میں پیش آیا ہو اس کو سچ سچ لکھنا چاہئے کسی کے ڈر سے یا کسی لالچ کے سبب جھوٹ بات نہ لکھنی چاہئے۔ مگر اردو زبان میں ایک کہاوت ہے کہ سچی بات معلوم نہیں [illegible] سچے من [illegible] آ رہے [illegible]۔ لہٰذا یہ سچی تاریخ اسی غرض سے لکھی جا رہی ہے کہ [illegible] جائیں اور سب کے من سے اتر جائیں [illegible] تاریخ لکھی جاوے [illegible]

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۹ ربیع اول سنہ ۱۳۵۵ھ ۹ مارچ سنہ ۱۹۳۶ء پیر دہلی

قرآن کا ترجمہ ؎ قرآن شریف کا یہ معجزہ ہے کہ وہ عرب کی ایسی عام فہم زبان میں نازل ہوا تھا جو ہر سمجھدار اور ناسمجھ کی سمجھ میں آجاتی تھی۔ مگر جب قرآن غیر عرب ملکوں میں شائع ہوا جو عربی زبان نہیں جانتے تھے۔ تو فہم قرآن میں غلطیاں ہونے لگیں۔

تفسیریں بیشمار لکھی گئیں اور ترجمے بھی غیر عرب ملک والوں نے اپنی اپنی زبان میں بہت سے کئے مگر کسی مترجم اور کسی مفسر نے قرآن کے اُن خاص خاص الفاظ کی تشریح و تفسیر کا خیال نہ کیا جن کا تعلق عرب کی مخصوص فصاحت و بلاغت سے تھا۔ چنانچہ میں نے بھی چار ترجمے قرآن شریف کے کئے اور تر تیلی ترجمہ میں کتابت ایسے طریقے سے کرائی کہ ہر عربی لفظ کا اُردو ترجمہ اُس لفظ کے نیچے لکھا۔ تاکہ پڑھنے والا یہ غور کرلے کہ فلاں عربی لفظ کا ترجمہ یہ ہے۔ مگر بیشمار الفاظ قرآن مجید کے ایسے ہیں جن کے بہت سے معانی ہیں۔ مثلاً لفظ "عین" ہے۔ جس کا ترجمہ آنکھ بھی ہے۔ اور کسی کی ذات بھی ہے۔ اور چشمہ بھی ہے یا لفظ "رب" ہے۔ جس کے بہت سے معنی ہیں یا لفظ "یقین" ہے جس کے بہت سے مفہوم ہیں اور غیر عربی زبان میں ترجمہ کرتے وقت ان عربی الفاظ کا مفہوم ادا کرنے میں مشکل پیش آتی ہے کہ یہاں لفظ عین سے خدا کی کیا مراد ہے۔ اور لفظ "رب" سے اس موقع پر کیا مطلب لینا چاہیئے۔ اور لفظ "یقین" سے کیا چیز بیان کرنی مقصود ہے۔ چنانچہ قرآن میں ایک آیت ہے۔ "فَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ" جس کا ترجمہ یہ ہے "اپنے رب کی عبادت کر اُس وقت تک کہ تجھ کو یقین حاصل ہو جائے"۔ یہاں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اگر ترجمہ اور تفسیر کرنے والے عبادت کو یقین آجانے کی حد تک ضروری بیان کریں تو یہ شبہ پیدا ہوگا کہ رسول خداؐ اور اصحابؓ رسول نے اپنی وفات تک عبادت جاری رکھی تو کیا اُن کو "یقین" کا درجہ حاصل نہیں ہوا تھا؟ اور اگر یہ ترجمہ کریں کہ "اپنے رب کی ایسی عبادت کر کہ تجھ کو یقین کا درجہ حاصل ہو جائے" تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔ مگر جتنے ترجمے قرآن شریف کے ہوئے ہیں۔ اُن میں ترجمہ کرنے والوں نے پڑھنے والوں کی مشکلات اور خیالات کا کچھ خیال نہیں کیا۔ میں نے اُردو کے سولہ ترجمے سامنے رکھ کر اس قسم کے بہت سے متشابہ الفاظ کے ترجموں کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ ہم سب ترجمہ کرنے والے منشاء الٰہی کو ادا کرنے میں قاصر رہے ہیں۔ اور ہم نے قرآن کے ترجمے کرنے کے وقت بے علم یا کم علم پڑھنے والوں کے فہم کا خیال نہیں رکھا۔

اب میں رات دن یہی سوچتا رہتا ہوں کہ مجھے زیرک اور ماہر علماء کو جمع کرکے اس طرح ترجمہ کرنا چاہیئے کہ اُردو زبان جاننے والے قرآن مجید کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔

میرا تجربہ تو یہ ہے کہ آجکل حجاز کے رہنے والے عرب بھی قرآن مجید کو ٹھیک نہیں سمجھتے اگر وہ ٹھیک سمجھتے ہوتے تو حجاز کی موجودہ حکومت کے ارکین اُن خرافات میں مبتلا نہ ہوتے جن میں وہ آجکل مبتلا ہیں اور جن کی وجہ سے نئی تعلیم یافتہ دنیا یعنی مہذب دُنیا کی قومیں یہ سمجھنے لگی ہیں کہ قرآن ایک وحشیانہ زندگی سکھاتا ہے۔ اور انسانوں کو تنگ نظر اور تنگ خیال اور تنگ عمل بناتا ہے۔

ختنہ ؎ آج میرے پوتے وصی بن علی کا ختنہ کرایا گیا۔ سید الطاف حسین بچے کو گود میں لیکر بیٹھے۔ میں اور علی سامنے کھڑے رہے ختنہ کرنے والا دہلی کا ایک بہت تجربہ کار حجام تھا اُس نے ایک منٹ میں ختنہ کر دیا۔ ختنے کے وقت میں بھی پاس کھڑا رہا اور علی بھی کھڑے رہے۔

اگرچہ اتنی کم عمری میں ختنہ کرانا ایک وحشیانہ حرکت ہے لیکن عقل یہ کہتی ہے کہ ایسے وقت میں ختنہ کرانا اچھا ہے۔ جب کہ بچے کا احساس کم ہو۔ اور اُس میں چنچل پنا پیدا نہ ہوا ہو۔ اور موسم بھی بہت اچھا ہے۔ نہ زیادہ سردی ہے، نہ زیادہ گرمی ہے۔ ایسے موسم میں بچے دو چار دن کے اندر تندرست ہو جاتے ہیں۔ اور زخم مندمل ہو جاتا ہے۔

نمازی فیملی ؎ آج میں امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب کے فرزند ہمایوں میرزا صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں اُن کی بیوی کی بہن اور بہنوئی آئے ہوئے ہیں۔ ان کے بہنوئی کا لقب نمازی ہے یہ خاندان ایرانی ہے۔ اور مدراس میں بہت نامور ہے۔ ہمایوں میرزا صاحب اور ان کی بیوی اور نمازی صاحب اور اُن کی بیوی میری کتابوں کے بڑے قدردان ہیں اور منادی بھی ان گھروں میں بڑی توجہ اور دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ مسٹر احمدی بھی مجھے وہاں ملے۔ جو ابھی جے پور سے آئے ہیں۔ کہتے تھے جے پور میں بیگم صاحبہ سر میرزا اسمٰعیل آپ

کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ اور اُن کے ہاں روزانہ آپ کی تحریریں پڑھی جاتی ہیں۔ میں نے کہا صحت سفر کے قابل ہو جائے تو میں بیگم صاحبہ سے ملنے جاؤں گا۔ کیونکہ انسان کو اپنے قدر دانوں سے مل کر قدرتاً بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔

ماتم پرسی: نمازی صاحب اور اُن کی بیوی اور مسز احمد کے ساتھ سید علی جواد صاحب کے مکان پر گیا اور اُن کے بچوں سے اُن کی اماں کی ماتم پرسی کی۔ سید علی جواد اُس وقت قبرستان گئے ہوئے تھے۔ مرحومہ نے چھ بچے چھوڑے ہیں۔ اُن کے غمگین چہرے دیکھ کر دل پاش پاش ہوتا تھا۔

میاں محمد رفیع صاحب کی بیگم صاحبہ اور سید احمد شاہ صاحب بخاری ڈائرکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو کی بیگم صاحبہ بھی اُسی وقت اس مکان میں ماتم پرسی کے لئے آئی تھیں۔

میں خانہ ویرانی کے صدمات برداشت کر چکا ہوں۔ ۱۹۰۸ء میں میری پہلی بیوی کا انتقال ہوا تھا۔ اور اُس وقت کی غمناک حالت ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۵ء تک لگاتار سات برس جیسی تنہا زندگی میں نے بسر کی۔ اُس کو میرا ہی دل جانتا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں خواجہ بانو سے نکاح کیا اُس وقت سے آج تک زندگی جیسی گزری وہ سات سالہ مصائب کی تلافی کرنے والی ہے۔

۲۹ ربیع اول ۱۳۶۶ھ ۱۸ مارچ ۱۹۴۷ء منگل دہلی

مسافر خانے کی مرمت: چونکہ عرس قریب آگیا ہے۔ اور مکانات خالی نہیں ہیں اس لئے آج مسافر خانے کی مرمت کرائی۔ اور سفیدی کرائی تاکہ عرس میں آنے والوں کے لئے کچھ تھوڑی بہت سہولت ہو جائے۔ مسافر خانہ میں سترہ کمرے ہیں۔ بعض کمروں میں درگاہ کی خدمت کرنے والے درویش مستقل طور سے رہتے ہیں۔ اور بعض کمروں میں درگاہ کے قوال اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بعض کمرے باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے مخصوص ہیں۔ انہیں مخصوص کمروں کو عرس کے لئے درست کرایا ہے۔

جینی شادی: آج شام کو دریا گنج دہلی میں ایک بنگالی خاندان کی شادی میں گیا تھا۔ جہاں بہت سے ہندو جمع تھے۔ جن میں بنگالی بھی تھے۔ اور دہلی کے ہندو بھی تھے۔ مشہور درویش مہاتما بھگوان دین صاحب بھی وہاں تھے۔ مسلمان صرف تین تھے۔ ایک میں تھا۔ دوسرے سید احمد شاہ صاحب بخاری ڈائرکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو تھے۔ تیسرے ڈاکٹر تاثیر صاحب تھے۔ دولہن دولہا برابر بیٹھے تھے اور جینی پنڈت شادی کی رسمیں سنسکرت زبان میں ادا کر رہے تھے۔ پنڈت جی نے ہندی آمیز اُردو میں بھی اُن عبارتوں کا مطلب سمجھایا جو اُنھوں نے پڑھی تھیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ میں دولہن دولہا کو دعا دوں۔ میں نے کھڑے ہو کر کہا جو کچھ پنڈت جی نے ابھی سمجھایا ہے اُس سے میرے دل پر بہت اثر ہوا کیونکہ میں جینی ہندوؤں کی اُن باتوں کو نہیں جانتا تھا جو شادی کے وقت سنسکرت زبان میں کہی جاتی ہیں۔ میں ان دونوں میاں بیوی کو دعا دیتا ہوں۔ کہ ان کی زندگی آپس کی محبت اور اعتماد کے ساتھ بسر ہو اور یہ دونوں دُنیا کے سب سکھ حاصل کریں۔

میرے بعد مہاتما بھگوان دین نے ایک بہت فصیح و بلیغ اور مؤثر تقریر کی۔ پھر کچھ ہندو عورتوں نے تقریریں کیں۔ اور سید احمد شاہ صاحب بخاری نے بھی بہت مختصر مگر بہت مؤثر تقریر کی۔ نو بجے کے قریب گھر واپس آیا۔

یکم ربیع ثانی ۱۳۶۶ھ ۱۹ مارچ ۱۹۴۷ء بدھ دہلی

چاند کی پہلی: ۲۹ کو ربیع ثانی کا چاند نظر نہیں آیا تھا۔ لوگوں نے بہت غور سے دیکھا تھا مطلع بھی صاف تھا۔ کل شام کو چاند ہوا آج ربیع ثانی کی پہلی ہے۔ آج بھی مسافر خانے کی مرمت کا کام ہوتا رہا۔ پچاس مزدور کام کر رہے ہیں۔

ولی عہد بہادر کی آمد: آج مدراس ایکسپریس سے شاہزادۂ اعظم جاہ ولی عہد بہادر دہلی میں تشریف لائے۔ میں بھی استقبال کے لئے ریل پر گیا تھا۔ اُن کی بیگم صاحبہ ہوائی جہاز میں آتی ہیں۔ نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں دونوں کا قیام ہوا ہے۔

زیارات: پانچ بجے ولی عہد بہادر کے پاس گیا۔ علی بھی میرے ساتھ تھے۔ اور مہدی اور سلمان اور رستم بھی ولی عہد صاحب کو دیکھنے گئے تھے۔ میں اور ولی عہد صاحب اور اُن کے اے ڈی سی حامد اللہ صاحب اور علی ایک موٹر میں تھے اور ولی عہد صاحب کا اسٹاف دوسری موٹر میں تھا۔ پہلے حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام فرزند معنوی و جانشین حضرت سلطان المشائخ کے مزار پر ولی عہد صاحب نے حاضری دی پھر معین الدولہ قوالی ہال دیکھا۔ پھر درگاہ شریف میں حاضری دی۔

حیدرآبادی مجذوب: جس وقت ولی عہد صاحب قوالی ہال دیکھنے آئے تو وہاں حیدرآباد کے ایک مجذوب صاحب مجھ سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ جن کی عمر ایک سو دس برس کی بیان کی گئی۔ لمبی ڈاڑھی ہے۔ دو حیدرآبادی اُن کے ساتھ ہیں۔ کہا گیا کہ یہ دہلی کا [illegible] ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔ میں اُن سے ملا اور کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے۔ انھوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور خوب ہنسے۔

چراغ دہلی ؎ یہاں سے فارغ ہو کر ہم سب درگاہ حضرت چراغ دہلی صاحبؒ میں حاضر ہوئے اور درگاہ والوں نے ولی عہد بہادر کو تبرکات دیئے۔

درگاہ حضرت شیخ صاحبؒ ؎ پھر ہم سب درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ برادر حقیقی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ و درگاہ حضرت بی بی فاطمہؒ دختر حضرت بابا صاحبؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ جن کی تعمیر بیگم نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے کرائی ہے۔ اُن کے نام کا کتبہ بھی ولی عہد بہادر نے دیکھا۔

پھر درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں حاضر ہوئے وہاں بھی اُن کو تبرکات دیئے گئے۔ مغرب کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی اور نماز کے بعد دوبارہ مزار شریف پر حاضری دی۔ مزار شریف کا غلاف ولی عہد صاحب کے سر پر رکھا گیا۔ اور دوسرا غلاف اُن کے اے ڈی سی حامد صاحب کے سر پر رکھا گیا۔ اس کے بعد پُرانی دہلی میں صابریہ خانقاہ کے اندر حضرت سید صابر بخش صاحبؒ کے مزار پر حاضری دی۔ پھر درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادیؒ کے مزار پر حاضری دی۔ آٹھ بجے رات کو ولی عہد صاحب اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ اور میں علی کے ساتھ گھر میں واپس آ گیا۔

مکان لرزنے لگتے ہیں ؎ پہلی مارچ سے روزانہ آدھی رات کے وقت وکٹری ویک کی توپیں چلتی ہیں جس سے ہم سب کے مکانات لرزنے لگتے ہیں۔ آج رات کو اتنی زیادہ توپیں چلیں کہ معلوم ہوا مکان گر پڑے گا۔ میں اپنے سب بچوں کو لے کر مکان سے باہر آ گیا۔ ریڈیو نے کہا اعلان ہوا تھا کہ مکانوں کے دروازے کھلے رہیں تو کوئی خطرہ پیش نہیں آئے گا۔ کیونکہ سُنتا ہے نئی دہلی میں توپوں کی گونج سے کئی مکان گر پڑے ہیں۔

۱۱ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ، ۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء جمعرات

دہلی میں دو ہنگامے ؎ آج پُرانی دہلی میں بُرا ہنگامہ ہوا اور نئی دہلی میں اچھا ہنگامہ ہوا یعنی پُرانی دہلی میں کچھ کشمکش ہوئی۔ جشن کی روشنی کے لئے جو ٹھاٹر بندی ہوئی تھی اس کو عوام نے جلایا۔ اور بھی کچھ مقامات میں آگ لگائی گئی گولیاں بھی چلیں۔ لوگ زخمی بھی ہوئے۔ اور قتل بھی ہوئے۔ مگر نئی دہلی میں نہایت اطمینان کے ساتھ فوجوں کی پریڈ ہوئی۔ اور وکٹری ویک کے سب مقررہ پروگرام ایک منٹ کے فرق کے بغیر نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ پورے کئے گئے۔ یہ انگریز قوم کے صبر و استقلال کا مظاہرہ تھا کہ پُرانی دہلی میں فساد ہو رہا تھا۔ گولیاں چل رہی تھیں۔ آگ لگائی جا رہی تھی۔ اور نئی دہلی میں کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ تھی۔ سب لوگ نہایت امن اور اطمینان کے ساتھ فوجی پریڈ کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ہندوستانیوں کو اس سے یہ سبق حاصل ہوا کہ مشکلات کے وقت گھبرانے سے کام بگڑ جاتا ہے۔ اگر نئی دہلی کے جلوس کا انتظام کرنے والے ذرا بھی پریشان ہو جاتے اور پُرانی دہلی کے فساد کا اثر لیتے تو بہت بڑی ابتری پیدا ہو جاتی۔

میری بستی کے سینکڑوں چھوٹے بڑے ہندو مسلمان اس جلوس میں شریک ہوئے تھے۔ میرے دفتر سے تعلق رکھنے والے بھی گئے تھے۔ مگر چونکہ میں کئی گھنٹے تک اپنی صحت کی خرابی کے سبب دھوپ میں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس واسطے میں نہیں جا سکا تھا۔

انوارِ سحر ؎ آج عاصی نظامی اپنا نیا رسالہ "انوارِ سحر" لے کر آئے تھے۔ سید آفاق صاحب دہلوی بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ انھوں نے پُرانی دہلی کے فسادات کی خبریں سُنائیں میں نے کہا تم دونوں کو آفریں ہے کہ تم نے ہندوستانی صبر و استقلال کی شان دکھائی۔ اور ایسے خونیں ہنگامے کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے یہاں آئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم "انوارِ سحر" ادبی رسالے کے ذریعے بہت بڑا کام کرو گے کیونکہ اس دُنیا میں وہی کامیاب ہوتا ہے جو ہر قسم کی رکاوٹوں سے بے پروا ہو کر اپنا کام جاری رکھتا ہے۔

سفیر ایران کا تحفہ ؎ آج ہز ایکسی لینسی سفیر صاحب ایران نے میری لائبریری کے لئے انگریزی زبان کی ایک کتاب بھیجی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کا تذکرہ ہے۔

افغانستان کا روشن ستارہ ؎ آج صبح گیارہ بجے والا حضرت غازی شاہ محمود خاں وزیر جنگ افغانستان سے ملنے گیا تھا۔ علی بھی میرے ساتھ تھے۔ غازی ممدوح نے علی پر بہت شفقت فرمائی۔ اور کہا میں منادی میں علی اور حسین کے حالات پڑھا کرتا تھا۔ اور ان دونوں کو دیکھنے کا مشتاق تھا۔

رب نواز صاحب دہلی سے ملنے آئے تھے۔ رات تک پُرانی دہلی کے فساد کی خبریں آتی رہیں عورتیں بہت پریشان رہیں۔ میرے بچے اسکول نہیں گئے۔ میں نے دو گھنٹے تک ریڈیو میں فوجی پریڈ کے حالات سنے۔ رات کو سب بچوں نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر نئی دہلی کی آتش بازی دیکھی۔ برجو جی کا بمبئی سے تار آیا ہے وہ کل ہوائی جہاز کے ذریعے دہلی میں آئیں گے۔

افریقہ کا تار ؎ آج قاضی برکت علی نظامی کا مشرقی افریقہ سے آیا ہے۔ خطاب کی مبارکباد بھیجی ہے۔ آج نوچندی جمعرات تھی۔ مگر زائرین بہت کم آئے۔ کیونکہ پُرانی دہلی کے فساد کا اثر

بہت تھا۔ تاہم اُستاد شمس الدین نے حاضری ناغہ نہیں کی۔ مستری حبیب خاں نظامی بھی آئے تھے۔

حور بانو کا دلچسپ فقرہ } آج بمبئی کی کمیونسٹ پارٹی کے اخبار "نیا زمانہ" میں اُن مقتولوں کی تصویریں شائع ہوئی ہیں۔ جو بمبئی کے ہنگامے میں مارے گئے تھے۔ ایڈیٹر کی طرف سے ان تصویروں پر ایک موثر تحریر درج ہے جس کا عنوان ہے "لال سلام"۔ میری بڑی لڑکی حور بانو نے تصویروں کو دیکھا اور "لال سلام" کی عبارت پڑھی تو بیساختہ اور برجستہ غم آلود لہجے میں کہا "لال سلام کرو یا سبز سلام کرو۔ مرنے والے تو اپنی جان سے گئے"۔

میں نے کہا نہ کوئی جان سے آیا۔ نہ کوئی جان سے گیا۔ نہ اخبار میں کچھ چھپا۔ نہ حور بانو نے کچھ کہا۔ یہ تو ایک ذات پاک کی تجلیاں ہیں جن کا تماشا ہم دیکھ رہے ہیں۔ وہ خود بندوق ہے۔ اور خود ہی بندوق کی گولی ہے۔ اور خود ہی بندوق چلانے والا ہے۔ اور خود ہی بندوق کی گولی سینے پر کھاتا ہے۔ اور آنکھیں بند کر کے لیٹ جاتا ہے۔ اور پھر خود ہی "لال سلام" لکھنے کو بیٹھ جاتا ہے۔

۱۳ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

جھگڑا کس نے کیا؟ } کانگریسی لیڈر مسٹر آصف علی جھگڑے کے دن سارے شہر میں نصیحت کرتے پھرے کہ امن سے رہو فساد نہ کرو مگر کسی نے اُن کی بات نہ مانی۔ صوبہ مسلم لیگ کے صدر نواب قدیر الدین نے مسلم لیگ والوں کو نصیحت کی مگر اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ ہر ایک یہی کہتا ہے کہ جھگڑا کمیونسٹ پارٹی نے کرایا جو روسی خیالات کے موافق روزانہ دہلی کے بازاروں میں لال جھنڈے لئے پھرتے تھے۔ اور عوام کو اشتعال دلاتے تھے۔ بمبئی میں سردار ولبھ بھائی پٹیل نے بھی یہی بیان

دیا تھا کہ بمبئی میں جھگڑا کرانے والے کمیونسٹ ہیں۔ پس اگر یہ بیانات ٹھیک ہیں تو کانگریس اور مسلم لیگ کو یہ دعویٰ چھوڑ دینا چاہیے کہ عوام اُن کے اثر میں ہیں۔ جب عوام کانگریس کے صدر اور گاندھی جی کا کہنا نہیں مانتے۔ اور جب عوام مسلم لیگ کے صدر اور اُن کے ماتحتوں کا کہنا نہیں مانتے۔ اور سب روسی کمیونسٹوں کے حلقۂ اثر میں آ گئے ہیں تو کانگریس اور مسلم لیگ پر لازم ہو گیا کہ وہ بھی کمیونسٹوں کو اپنا لیڈر مان لیں۔

مگر حقیقت یہ نہیں ہے۔ اس کو قرآن شریف نے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ عوام کی ذہنیت قدرتاً ایسی ہوتی ہے کہ جب اُن کو فتنے فساد کی بات بتائی جائے تو وہ اُس کو جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ یعنی ہندوستان میں جو جھگڑے ہو رہے ہیں۔ اُن میں کانگریس اور مسلم لیگ اور کمیونسٹ پارٹیوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور اگر دخل ہے تو صرف اتنا ہے کہ یہ تینوں پارٹیاں عوام کی ذہنیت کو سمجھے بغیر ایسی باتیں کہتی ہیں اور لکھتی ہیں جن سے عوام کے جذبات بھڑک جائیں۔ اور یہ نہیں سوچتیں کہ عوام کے جذبات کو ابھارنے کے بعد اُن کو قابو میں کیونکر رکھا جا سکے گا۔

بہر حال آج کا دن بظاہر امن اور اطمینان کا گزرا۔ سب بازار کھل گئے۔ مگر چاندنی چوک کی دوکانیں نہیں کھلیں۔

برجو رجی نہیں آئے } علی برجورجی کی برقی اطلاع کے موجب ہوائی جہاز کے اڈے پر موٹر لیکر گئے تھے مگر وہ نہیں آئے۔ دوسرا تار آ گیا کہ کل آئیں گے۔

ٹائر خراب ہو گیا } پرانی موٹر تو بیکار ہو چکی تھی۔ اب نئی موٹر کے نئے ٹائر بھی بہت جلدی خراب ہو گئے۔ اور آج تو ایک ٹائر اتنا خراب ہوا کہ اب نئی موٹر بھی بیکار ہو گئی۔ گویا قدرت

حکم دیتی ہے کہ میں موٹر کی محتاجی سے آزادی حاصل کروں اور پھر ابتدائی زندگی کی طرح اپنی اصلی حیثیت کے بموجب پیدل پھرا کروں۔

خطوط کے نوٹ } خطاب کی تہنیت کے جتنے خطوط آئے ہیں اُن کو بارہ صوبوں میں تقسیم کیا ہے۔ ریاستوں اور صوبہ دہلی اور صوبہ پنجاب کے خطوط پورے ہو گئے۔ یعنی اُن کے نوٹ لکھ دئے اور کاپی نویسوں نے ان کو لکھ لیا۔ آج یو پی کے خطوط پر نوٹ لکھنے شروع کئے۔ یہ کام بالکل نیا ہے۔ اردو زبان میں یہ طرز آج تک کسی اردو نویس نے اختیار نہیں کیا تھا۔ اس لئے بہت مشکل بھی ہے۔ ہر شخص کی حالت اور اُس کے ذاتی تعلقات کو بیان کرنا آسان بات نہیں ہے۔ انگریزوں کے برنارڈ شا آج کل سب سے اعلےٰ ادیب مانے جاتے ہیں۔ اور میں بھی اُن کی بیباک انشا پردازی کا قائل ہوں۔ مگر میں نے اردو زبان کو آراستہ کرنے کی جو راہیں نکالی ہیں وہ انگریزی زبان کے لئے نہ برنارڈ شا نے نکالیں نہ کسی اور ادیب نے نکالیں۔

میری اس ایجاد کے بہت سے مفید پہلو ہیں جن میں سب سے بڑا اہم تر پہلو یہ ہے کہ اس ایجاد سے اردو بولنے والوں کے دل آپس میں مل جائیں گے اور جڑ جائیں گے۔ جن کو انگریزوں کی سیاست نے ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔ اگر سارے یورپ اور ساری انگریز قوم کے پروپیگنڈہ متحد ہو کر میرے مقابلے میں آ جائیں تب بھی میرا عزم کم ہمت نہیں ہوگا۔ اور میں ان سب گوری قوموں کی تفرقہ انگیز پالیسی کو ملیامیٹ کر دوں گا۔ اور ساری ایشیا کے لوگوں کے دلوں میں خیال اور عمل کا اتحاد پیدا کر دوں گا اور مرنے سے پہلے اپنی ذہنیت اور اپنے ارادے کے بہت سے ہیرو اور مددگار بھی پیدا کر دوں گا۔

وائسرائے کے مہمان } آج وائسرائے کے

گھر میں دو ایسے میاں بیوی مہمان ہیں جو تمام اسلامی دُنیا کی آنکھوں کا تارہ ہیں یعنی ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادے اعظم جاہ بہادر ولی عہد و سپہ سالار سلطنت آصفیہ اور اُن کی بیوی جو ٹرکی کے مرحوم خلیفہ کی بیٹی ہیں۔ آج ہز ایکسی لینسی وائسرائے ہند کے مہمان ہیں۔ وائسرائے کے ہاں ہمیشہ بڑے بڑے آدمی مہمان آتے رہتے ہیں۔ مگر ایسے محبوب اور مقبول مہمان آج تک نہ آئے ہوں گے جیسے یہ دونوں ہیں۔

سردی بڑھ گئی ہے۔ یا مجھے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی تھی۔ امروہے والے محمد صدیق صاحب ملنے آئے تھے۔ حسن کو اور کوثر کو بخار ہو گیا ہے رات کو دلی مسور کی دال اور آلو اور پالک کا ساگ کھایا تھا۔ کھاتا جاتا تھا اور یہ گیت گاتا جاتا تھا "بائیکاٹ کرو۔ بائیکاٹ کرو لال مرچوں کا بائیکاٹ کرو"۔

مجھے لال مرچوں سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ مگر میرا باورچی خانہ روسی خیال رکھتا ہے اس واسطے لال مرچوں کا حلقہ بگوش ہے۔

۴ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۹ مارچ ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

کرفیو آرڈر ۷ مارچ کے جھگڑے کے بعد پھر کوئی فساد دہلی میں نہیں ہوا لیکن احتیاطاً کرفیو آرڈر ۱۲ مارچ تک کے لئے لگا دیا گیا ہے اور دفعہ ۱۴۴ بھی۔

شیخ فیروز الدین صاحب آج جاپان والے شیخ فیروز الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ وہ ابھی کلکتے سے آئے ہیں۔ اور جلدی واپس جانے والے ہیں۔

ولی عہد بہادر واپس چلے گئے آج شاہزادے اعظم جاہ بہادر ولی عہد و سپہ سالار سلطنت آصفیہ وائسرائے کی مہمانی سے فارغ ہو کر حیدر آباد واپس چلے گئے۔ میں بھی نئی دہلی اسٹیشن پر رخصت کرنے گیا تھا۔ آدھ گھنٹے تک اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ مسئلہ سماع کی نسبت اُنھوں نے بہت سے سوالات کئے۔ میں نے کہا قرآن شریف میں کوئی حکم گانے بجانے کے خلاف نہیں ہے۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول خدا نے باجے کے ساتھ گانا سُنا تھا۔

اُن کے محکمۂ فوج کے معتمد نواب صمد یار جنگ بہادر بھی ساتھ واپس چلے گئے۔ شاہزادی درشہوار دہرہ دون تشریف لے گئی ہیں۔ جہاں اُن کے بڑے صاحبزادے تعلیم پاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حضور نظام کے چھوٹے صاحبزادے معظم جاہ بہادر اور اُن کی بیگم شاہزادی نیلوفر صاحبہ بھی آئی ہیں۔ شاہزادے معظم جاہ کل واپس حیدر آباد جائیں گے۔

خطابات کی اسناد آج وائسرائے نے اُن لوگوں کو ایک جلسے میں اسناد تقسیم کیں جن کو ابھی خطاب ملے تھے۔ مگر یہ جلسہ والیان ریاست کے لئے مخصوص تھا۔

سچی تاریخ ہند آج رات کو تین بجے بیدار ہوا تھا۔ سچی تاریخ ہند کے چھ صفحے لکھے۔ سچی کا لفظ اس واسطے لگایا ہے کہ میں دُنیا کی ہر تاریخ کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ یا کم از کم دروغ مصلحت آمیز کا ہر تاریخ میں دخل ہوتا ہے۔ مگر میں نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ ہر شاہ و گدا کے حالات اپنی واقفیت کی بموجب پوری سچائی کے ساتھ لکھوں گا۔ اگرچہ یہ تاریخ صرف ہندوستان کی ہے لیکن اس میں ساری دُنیا کے ملکوں کا ضمناً ذکر آئے گا۔

حسین کا تار اننت پور سے حسین کا تار آیا ہے کہ ۱۲ مارچ تک دہلی پہنچ جاؤں گا۔ بھاول پور والے غلام احمد صاحب آج بھاولپور چلے گئے۔ ملتان والے رب نواز خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ پرسوں بدکو سیتا پین نظامی کے آنے کا ذکر رہ گیا تھا۔

برجورجی آ گئے آج بمبئی سے ہوائی جہاز میں برجورجی آئے ہیں۔ پالم کے ہوائی اڈے پر ہوائی جہاز اُترا۔

اخلاق احمد قوال اقبال احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ علی گڑھ کے فرزند اخلاق احمد اور ان کے بھائی خطاب کی مبارک باد دینے علی گڑھ سے آئے تھے۔ اُنھوں نے تار بھی بھیجا تھا۔ آج ایک بہت اچھا قصیدہ شیشے کے فریم میں لگا کر لائے تھے یہ میری مجلسوں میں شوقیہ گانا گاتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہم تم کو "خواجہ پسند قوال" خطاب دیتے ہیں۔

۵ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۱۰ مارچ ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

سیٹھ احمد ہارون صاحب آج اپنے دوست سیٹھ ہارون جعفر مرحوم کے فرزند سیٹھ احمد ہارون ممبر سنٹرل اسمبلی کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا۔ ان کے والد میرے بڑے دوست تھے۔ اور یہ بھی مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ بلاتے رہتے ہیں۔ مگر میں اب تک ان کے مکان پر نہیں گیا ہوں۔

پاک دل محمد حسین نظامی لاہور سے پاک دل محمد حسین دینی نظامی آئے ہیں۔ میرے لئے بسکٹ بھی لائے ہیں۔

شیخ جان محمد نظامی سمادہ بھائی ضلع فیروز پور سے شیخ جان محمد نظامی آئے ہیں۔ لذیذ مٹھائی بھی لائے ہیں۔ اور دوسری نذریں بھی لائے ہیں۔

سید احمد نظامی جموں کشمیر سے سید احمد نظامی پوسٹ ماسٹر اپنے لڑکے محمد اکرم اور اپنے داماد کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

نواب کنور اسمٰعیل علی خاں سنٹرل اسمبلی کے سابق ممبر نواب کنور اسمٰعیل علی خاں صاحب ایک فوجی افسر کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

نواب سر محمد یامین خاں آج میں نواب سر محمد یامین خاں صاحب ڈپٹی صدر اسمبلی سے

ملنے گیا تھا۔ انھوں نے اپنی انگریزی تصنیف سائنس اور اسلام بھی دی تھی۔

نواب حمایت نواز جنگ بہادر: نواب لطف الدولہ بہادر مرحوم کے فرزند نواب حمایت نواز جنگ بہادر درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ سید صادق حسن صاحب اور سبط احمد نظامی اور سید محمد رفیق صاحب اور محمد صدیق صاحب امروہے والے بھی ملنے آئے تھے۔

مولانا عشقی نظامی کو قولنج کے درد کا دورہ ہوا تھا۔ میں اُن کو دم کرنے گیا تھا۔ رات تک خدا نے تندرست کر دیا۔ حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔

ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار: ٹیلیفون میں خبر آئی کہ ہز ہائی نس مہاراجہ گوالیار وائسرائے ہاؤس کی مہمانی سے فارغ ہو کر گوالیار ہاؤس میں واپس آگئے ہیں۔ میں کل ملنے جاؤں گا۔

لفٹننٹ صبیب جعفر: حیدرآباد کی عرب فوج کے نوجوان افسر لفٹننٹ صبیب جعفر صاحب ملنے آئے تھے۔

حسین کا تار: آج حسین کا دوسرا تار آیا ہے کہ آٹھ دن کے لئے دہلی آنا ملتوی کر دیا ہے۔

نظام راگی قوال: خادم حسین نظام راگی قوال ملنے آئے تھے۔ چودہری حسین علی نظامی نے میرے باغ وادی ایمن میں پھولوں کے درخت لگائے تھے۔ کرفیو آرڈر کی وجہ سے آج اردو مجلس ملتوی رہی۔

سر آغا خان کی ہیرا جوبلی: کئی دن سے دہلی ریڈیو میں ہز ہائی نس سر آغا خان کی ڈائمنڈ جوبلی کا پروپگنڈہ ہو رہا تھا۔ آج رات کو دس بجے اپنی نیند کے مقررہ وقت کو ترک کر کے بمبئی ریڈیو سنا تھا۔ مگر جلسے کے حالات انگریزی میں بیان کئے جا رہے تھے۔ اس واسطے لاحول پڑھ کر سو گیا۔

۱۰ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء پیر دہلی

مُفت خورے: ہر مشہور آدمی کے پاس مُفت خوروں کے خط آیا کرتے ہیں۔ میرے پاس بھی آتے رہتے ہیں۔ ملتان کے ایک بی اے پاس مسلمان کے لگاتار خط آرہے ہیں۔ اور بھی کئی خط مختلف مقامات سے آئے ہیں۔ جب تک ذاتی واقفیت نہ ہو میں ایسے پیشہ ور لوگوں کو امداد دینی ناجائز سمجھتا ہوں۔

کان میلیا: دہلی سے ایک کان میلیا میرے کان صاف کرنے آیا کرتا ہے۔ عام طور سے کان میلئے کو ایک پیسے سے ایک آنے تک اُجرت دی جاتی ہے۔ مگر میں اس کو ایک روپیہ دیا کرتا ہوں۔ آج اُس نے بیان کیا کہ اُس کی لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اُس کو امداد کی ضرورت ہے۔ میں نے آنکھ بند کر کے اُس کے دل کو دیکھا۔ صداقت سے خالی تھا۔ تاہم یہ سمجھ کر کہ یہ میرا کان پکڑنے والا مسلمان ہے کچھ مدد اس کی کر دی۔

کام: آج میں نے زید منزل میں بیٹھ کر صبح سے شام تک نہایت سکون و اطمینان سے کام کیا۔ مغرب کے وقت گھر میں گیا تو چکر آنے لگا۔ مغرب کی نماز پڑھی تو غشی کی سی نوبت پیدا ہو گئی۔ نماز کے بعد سر پر کھوپرے کا تیل ملوایا۔ اور مغرب کے بعد کا تحریری کام ترک کر دیا۔

۹ مارچ کا منادی: ۹ مارچ کے فساد میں لوگوں نے بجلی گھروں کو جلا دیا تھا۔ کئی رات دلی میں اندھیرا رہا۔ بجلی سے چلنے والے چھاپے خانے اور کارخانے بند ہے۔ ۹ مارچ کا منادی اخبار بھی نہ چھپ سکا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ ۱۰ مارچ کو اخبار شائع ہو جائے گا۔ اور ۱۱ مارچ کو سب جگہ پہونچ جائیگا۔ لیکن آج ۱۱ مارچ تک اخبار کی کاپیاں چھاپے خانے کی الماری میں آرام کر رہی ہیں۔ اگر چھاپے خانے جاری ہو گئے تو امید ہے کہ ۹ مارچ اور ۱۰ مارچ کے دونوں پرچے جوڑی گاڑی کی طرح دوڑتے ہوئے ناظرین کے پاس پہونچ جائیں گے۔

سید محمود جمال الدین: حیدرآباد سے خبر آئی کہ نواب عابد یار جنگ بہادر کی پوتی کو خدا نے دوسرا بیٹا عنایت فرمایا ہے۔ لڑکے کے باپ سید مبارز الدین رفعت ایم اے نے نومولود کا نام سید محمود رکھا ہے۔ اور چونکہ وہ سید جمال الدین افغانی رح کے بہت معتقد ہیں اس واسطے انہوں نے جمال الدین لقب مقرر کیا ہے۔ میں نے مبارکباد بھیجی تو نام اور لقب کی تعریف بھی کی۔

محبوب قادر کی ولادت: میرے گورکھا مرید نومسلم روشن دل عبدالرحمٰن نظامی کی پاک دل بیوی شہید النظامی کے بھائی غلام قادر نظامی کو خدا نے بیٹا عنایت فرمایا ہے۔ میں نے محبوب قادر نام تجویز کر کے بھیج دیا۔ گورکھا نظامی کو بغداد میں حضور محبوب سبحانی رض کا فیضان حاصل ہوا تھا۔ اس وقت اُنھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور پھر وہ حضرت محبوب الٰہی کے خاندان میں میرے ہاتھ پر مرید ہوئے۔ اس واسطے اُن کے سب بچوں کے نام میں نے ایسے ہی رکھے ہیں۔ مثلاً اُن کے لڑکوں کے نام یہ رکھے تھے۔ محبوب نظامی، اجمیر حسن نظامی، محمد تجلی نظامی۔ اور ابو طالب نظامی۔ اور اب اُن کی بیوی کے بھائی کے بچے کا نام بھی محبوب قادر اسی اصول کو مدنظر رکھ کر مقرر کیا ہے۔ اور یہ تشریح روزنامچے میں اس غرض سے لکھی ہے کہ میرے سب نائب اور سب خلیفہ نام رکھنے کی مصلحت اور حکمت و اصول کو سمجھ کر نام رکھا کریں۔ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ ساری ایشیا کے باشندے میرے خلفا اور نائبوں کے پاس فوج در فوج آیا کریں گے۔ اس واسطے ان کو میرے کام کی وجہ و حقیقت کو سمجھ کر اپنا بھائی فرض ادا کرنا چاہئے۔

الف خاں نظامی: ڈربن جنوبی افریقہ سے دوست محمد خاں نظامی کا خط آیا ہے کہ خدا نے ان کو بیٹا عنایت فرمایا۔ عبدالعزیز خاں نام رکھا گیا ہے۔ اپنی کتاب اسرار اسم اعظم میں عبدالمجید خاں کو الف خاں خطاب دیا تھا۔ اب اُن کے نومولود بچے کو بھی الف خاں ثانی خطاب دیتا ہوں۔

ہدیۂ سلام مسنون۔ سال نو کے ساتھ ہی ساتھ سرکاری اعزاز وخطاب پر ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہوں۔ ع گر قبول افتد زہے عز وشرف۔ مرقومۂ نیاز۔ ف۔ا۔ اختر۔ معتمد خصوصی انڈسٹریل۔ انشورنس کارپوریشن۔ لاہور۔

شکریہ ۔ اختر اخوت ومحبت آپ کے محبت نامے سے چمک اٹھا۔ خلوص ومحبت کا دلی شکر گذار حسن نظامی۔

ڈاکٹر سید ممتاز حسین صاحب زیدی کا خط

مکرمی ومعظمی قبلہ وکعبہ شمس العلماء مولانا نظامی صاحب دام الطافکم۔ سلام مسنون۔ اس عاجز کی طرف سے بہت بہت مبارکباد قبول فرمائیے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے جس کے آپ پورے پورے حقدار ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ آپ کو عزت بخشے۔ آمین! احقر العباد۔ ڈاکٹر سید ممتاز حسین زیدی بی۔اے۔ چوہنی منڈی لاہور

شکریہ ۔ پیارے بھائی زیدی صاحب! آپکی سیادت ونجابت کی تاثیرات سے لبریز تہنیت نامہ پہونچا بہت بہت شکریہ حسن نظامی۔

حکیم عظمت علی خاں صاحب کا خط

محترم ومکرم حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ سلام علیکم۔ فہرست خطابات میں آنجناب کا اسم گرامی دیکھ کر کمال مسرت ہوئی۔ خطاب شمس العلماء کی موزونیت بھی خوب ہے۔ اس تقریب پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ پروردگار عالم آپ کو تادیر سلامت رکھے آمین۔ عظمت علی خاں صدر۔ ڈسٹرکٹ طبیہ کمیٹی۔ نیا محلہ۔ لدھیانہ

شکریہ ۔ پیارے بھائی حکیم صاحب! آپ کا تعارف میرے محترم دوست نواب مخدوم مرید حسین صاحب سجادہ نشین خانقاہ سہروردیہ ملتان کے ذریعے حاصل ہوا تھا اس تہنیت نامہ کا دلی شکر گذار ہوں حسن نظامی

محمد جمیل صاحب رضوی کا خط

مخدوم ومکرم بندہ حضرت مولانا صاحب دام افضالکم۔ سلام مسنون۔ نئے سال کے اعزازات میں نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھ خطاب شمس العلماء کی عطائیگی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرماکر مفتخر فرمادیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ دنیاوی اعزازات کے ساتھ ہی دین میں بھی اعزازات عطا فرمائے۔ آمین! خادم۔ محمد جمیل رضوی پیاڑ گنج۔ کرنال۔

شکریہ ۔ آپ کا مکتوب تہنیت جمال محبت سے جمیل آیا۔ میرے تاریک خانہ دل کو اس سے روشنی پہونچی۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

ڈاکٹر آتمارام صاحب شرما کا خط

قبلہ خواجہ صاحب۔ آداب۔ اخبار میں پڑھا کہ جناب کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے۔ مبارک صد مبارک۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ جب انگریزوں نے جاپان کو۔ جرمنی کو سر کر لیا تو خواجہ حسن نظامی کو سر نہ کر سکے۔ آپ تو نئی دہلی میں رہتے ہیں۔ جب اتنے ملک سر ہوگئے۔ تو آپ کو بھی گورنمنٹ سر کر دیتی تو ٹھیک تھا۔ خیر امید ہے کہ اس سال پھر بھی سر ہو سکتے ہیں۔ مبارکباد پھر ایک دفعہ۔ آپ کا احسان مند۔ بندہ ڈاکٹر آتمارام شرما۔ پونڈری ضلع کرنال۔

شکریہ ۔ آپکا خط پڑھ کر ایسا معلوم ہوا کہ میرے سر پر آپکی محبت کا جادو چڑھ کر بول رہا ہے۔ اب تو مجھے سر کے خطاب سے زیادہ ڈاکٹر آتمارام کی ایسی دعا کی ضرورت ہے جس سے سکھ نیند آنے لگے۔ تاہم آپکی لطیف عبارت کا بڑا لطف

مبارک علی آثم نظامی کا خط

سیدی ومولائی حضرت خواجہ صاحب قبلہ سلام علیکم۔ حکومت مستحق تحسین وتبریک ہے کہ اس نے ایک حقیقت کے اعتراف کا اعلان کیا۔ ورنہ شمس العلماء تو آپ حلقۂ اہل علم وادب میں پہلے ہی سمجھے جاتے تھے۔ میں اس خط کے ذریعہ وابستگان دامن کی مسرتوں میں شمولیت کا اظہار کرتا ہوں جو انہیں اس تقریب پر ہوئی ہیں۔ پروردگار عالم حضور کو تادیر ہم پر سایہ افگن رکھے آمین۔ مبارک علی آثم نظامی۔ محلہ بلوچاں مزنگ لاہور

شکریہ ۔ پیارے آثم نظامی تمہاری تحریر محبت اور عقیدت اور خلوص کی بولتی ہوئی تصویر ہے خدا تم کو بچوں سمیت شاد کام رکھے۔ حسن نظامی

حاجی اللہ رکھا صاحب کا خط۔

مکرمی جناب حضرت قبلہ خواجہ صاحب سلام علیکم۔ آج ۲ر جنوری کے اخبار احسان لاہور میں پڑھ کر ازحد خوشی ہوئی کہ آپ کو حکومت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب ملا ہے میری طرف سے آپ کو بہت بہت مبارک ہو اور محترمہ خواجہ بانو صاحبہ ومکرمی جناب سید حسین نظامی وعلی نظامی وزید پاشا صاحب وجناب محترم ابن عربی صاحب کو بہت بہت مبارک ہو۔ نیاز مند خادم (حاجی) اللہ رکھا لیدر مرچنٹ۔ سیالکوٹ۔

شکریہ ۔ پیارے بھائی حاجی صاحب! آپ کو مجھ سے اور مجھکو آپ سے بارہ اور بارہ چوبیس برس ہوگئے دلی لگاؤ ہے آپکی عقیدت اور محبت کے لگاتار تجربے ہو چکے ہیں آپ

مس پھول کماری چوہان کا خط

پیران پیر عالی جناب حضرت خواجہ حسن نظامی دام اقبالہٗ۔ آداب۔ منادی میں خطاب کا مژدہ پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ بڑے بڑے والیان ریاست اور مریدوں کے مبارکبادی کے تار اور ان کے گوناگوں جوابات پڑھ کر

تسلیم کرنا پڑا کہ سرستی آپ کے قلم پر نواس کرتی ہے۔ خطاب سے پہلے بھی آپ شمس العلماءؔ ہی تھے۔ ہندوستانیوں کی نگاہ میں۔ اب لندن والی انگریز سرکار نے بھی تصدیق کی مہر ثبت کردی ہے۔ گویا مشرق کے سورج نے مغرب میں بھی یک دم اجالا کر دیا ہے۔ اور کیا کہوں۔ غریب عقیدت مندوں کے خطوط ہی تار سمجھے جائیں۔ بذریعہ خط مبارکباد عرض کرتی ہوں۔ مس پھول کماری ستیہ پال سنگھ چوہان۔ ادیب فاضل۔ ہیڈ مسٹرس گرلز اسکول احمد گڈھ منڈی ریاست مالیر کوٹلہ۔

دُعا: بیٹی تمہارا نام بھی پھول۔ اور تمہاری تحریر بھی ہندوستان کا خوشبودار پھول۔ کیونکہ انگریزی پھول محض دیکھنے کے ہوتے ہیں سونگھنے کے نہیں ہوتے۔ اور خدا کی روح خوشبودار پھولوں میں رہتی ہے انگریزی پھولوں میں خوشبو اس واسطے نہیں ہوتی کہ یورپ والے باطن سے محروم ہوتے ہیں۔ خدا تمہاری علمی خوشبو سے سارے دیش کو مہکا دے۔ دعاگو حسن نظامی۔

علی محمد نظامی کا خط

قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات شمس العلماء حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہم۔ سلام علیکم۔ بعد از نیاز و شوق زیارت کے عرض ہے۔ کہ آج اخبار منادی ۹ جنوری ۱۹۴۶ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضور والا کو ملک معظم شہنشاہ جارج ششم کی سرکار نے امسال شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ ملک معظم کی قدردانی کا شکریہ۔ کہ حضور جیسے سلطان العلما کو شمس العلماء کا خطاب گو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ عطا فرمایا گیا ہے۔ میں حضور والا کو معہ تمامی شاہی خاندان و غلاموں مریدوں کے مبارکباد اور صد ہا مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ قبول فرما دیں۔ العارض علی محمد نظامی۔ جام پور۔ ڈیرہ غازیخان پنجاب

دعا: میں مسکین ہوں مسکینوں کی اولاد ہوں۔ اس لئے غریبوں اور مسکینوں کی سچی محبت میرے دل پر بہت اثر کرتی ہے۔ تمہاری تہنیت میں اسی چیز نے کشش پیدا کی ہے۔ شاد کام رہو۔ حسن نظامی۔

پاک دل محمد حسین دینی نظامی کا خط

اس خط کی عبارت میں اُن ذاتی اشغال و اذکار کا حال ہے جو میں نے ان کو بتائے ہیں۔ اور برٹش حکومت کی پالیسی پر آزادانہ تنقید بھی ہے۔ اور خطاب کی نسبت بہت بلیغ رائے زنی ہے مگر میں اس خط کو شائع کر کے اغیار کی نظروں تک پہونچانا نہیں چاہتا۔ اس واسطے صرف حاصل مقصد لکھے دیتا ہوں کہ محمد حسین نے سب سے نرالی اور انوکھی مبارکباد بھیجی ہے۔ اور میں یہ کہہ کر شکریہ ختم کرتا ہوں کہ تم نے جو کچھ اس خط میں لکھا ہے۔ وہ حق اور صداقت کی صدا ہے۔ خدا تم کو اپنا عرفان کامل عطا فرمائے۔ حسن نظامی

حکیم منزل شاہ نظامی کا خط

مکرمی و معظمی جناب سیدی و مولائی خواجہ علی نظامی صاحب زاد عنایتہ۔ آداب و سلام کے بعد عرض ہے کہ قبلہ با واجان کے خطاب پر آپ کو گہری سچ کا تار بھیجنے کی مبارکباد دیتا ہوں اور خطاب کی مبارکباد بھی دیتا ہوں۔ آپ کا خادم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی از لاہور۔

دُعا: پیارے منزل شاہ تم میرے دل کی منزل میں ہو۔ اور جس طرح میرا دل کبھی سالک ہوتا ہے اور کبھی مجذوب۔ اسی طرح تم بھی جذب و سلوک کی موجوں میں اپنی زندگی کی کشتی چلاتے رہتے ہو۔ تم نے علی کے نام بہت خوب خط لکھا ہے۔ خدا شادکام کرے۔ دعاگو حسن نظامی

جی۔ پی واحد صاحب کا خط

سراپائے روحانیت حضرت خواجہ صاحب مدظلکم العالی بعد سلام نیاز۔ زمانے کے حالات نے مجھے اس روحانی فیض سے محروم رکھا ہے کہ میں آنجناب کی سراپا تقدس بارگاہ میں عریضہ روانہ کر سکوں۔ خطاب "شمس العلماء" ایک حق تھا جسے حکومت نے روک رکھا تھا حکومت کے اس احساس پر میں جناب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

یہاں "بزم اقبال" کے نام سے ایک ادبی ادارہ کی تشکیل کا خیال پیدا ہوا ہے۔ یہاں کے لوگ اس پر آمادہ بھی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور اس کی سرپرستی سے اس ادارہ کو مشرف فرمائیں ہم اسی ادارہ کے ماتحت ایک آل انڈیا مشاعرہ ماہ مئی میں براڈ کاسٹ کرانے کا انتظام کر رہے ہیں یہ ادارہ خالص ادبی ادارہ ہوگا۔ اور اس کی سرپرستی کے لئے جناب سے زیادہ موزوں کوئی انسان نظر نہیں آتا ہے۔ ادارے کو تشکیل دینے والوں نے یہ عرضداشت میرے ذمہ کر دی ہے امید ہے کہ جناب اس سلسلے میں میری لاج رکھ لیں گے۔ عقیدت کیش۔ جی۔ پی۔ واحد موگا۔

شکریہ۔ ست سری اکال۔ پیارے بھائی واحد صاحب آپ کی مبارکباد ایک ایسے سکھ بھائی کی مبارکباد ہے جس نے اپنے نام کو خدا کی وحدت کے قدموں میں ڈال کر دوئی کے سب پردے اُٹھا دئے ہیں۔ جو شخص آپ کا نام پڑھے گا آپ کو مسلمان ہی سمجھے گا۔ "بزم اقبال" کی تحریک بہت اچھی تحریک ہے مگر میں شاعری کے شوق کو موجودہ حالات کے لئے نامناسب سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے عمل کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ اس وقت سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ الکشن نے جو بگاڑ پنجاب کے باشندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اس کو سب مل کر دور کریں اور پنجاب کے ہندو مسلمان اور سکھ اور عیسائی پھر ایک دل اور ایک عمل بن جائیں۔ اس خدمت کے لئے میرا ارادہ ہے کہ اپریل کے وسط میں پنجاب کا دورہ کروں گا۔ کیونکہ میں نہ مسلم لیگ کا ممبر ہوں نہ کانگرس کا ممبر ہوں

سید نسیم کا خط

مکرمی و معظمی خواجہ صاحب قبلہ۔ آداب عرض۔ تازہ منادی کے پرچے سے معلوم ہوا کہ حضرت حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ اس لئے یہ عریضہ حیدر آباد کے پتے پر روانہ خدمت کر رہا ہوں۔

اخبارات سے یہ خبر معلوم ہو کر دلی مسرت اور خوشی ہوئی کہ حکومت نے آپ کو "شمس العلما" کا خطاب آپ کی لیاقت کے پیش نظر دیا ہے گورمنٹ نے ممکن ہے آپ کی عزت بڑھانے کے لئے یہ خطاب دیا ہو لیکن واقعہ اس کے برعکس ہے۔ دراصل اس خطاب کی عزت اور قدر و منزلت آپ کے وسیلے سے بڑھانی مقصود تھی۔ اس قدر افسوس ضرور ہے کہ حکومت کو اس خطاب کی عزت افزائی کا خیال اتنی دیر میں کیوں آیا یقین جانئے خواجہ صاحب قبلہ مجھے بلکہ ہم سب کو دلی مسرت ہوئی ہے۔ اتنی ہی خوشی جتنی آج سے بارہ سال پہلے دادا جان مرحوم کو یہی خطاب ملنے پر ہوئی تھی۔ خدا آپ کا مبارک سایہ تا قیامت ہمارے سروں پر رکھے۔ آپ نے غالبًا مجھے پہچان تو لیا ہوگا شاید آپ کو یاد ہو۔ ستمبر میں کشمیر سے میں نے آپ کو خط لکھا تھا ایک بچے کے لئے آپ سے فاسفورس کا تیل منگوایا تھا۔ اس تیل سے اسے بہت فائدہ ہوا میں نے ان لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ آئندہ طبی کمپنی سے خود منگوا لیا کریں۔ آپ کی نوازش کا بے انتہا شکریہ کہ آپ نے تیل بلا قیمت بھیج دیا۔

خدا کرے حیدر آباد کی آب و ہوا آپ کی صحت کے لئے مفید ثابت ہو کاش یہ شرف کبھی آپ لاہور کو بھی بخشیں۔ ابا جان قبلہ آداب لکھواتے ہیں۔

عید مبارک باد۔ بندہ خاکسار نسیم

شکریہ کہ تم مجھ کو سگے پوتوں کی طرح پیارے ہو کیونکہ میرے بزرگ شمس العلما مولانا سید ممتاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور ان کے لائق فرزند مولوی سید حمید علی کے فرزند ہو۔ تمہارا خط تمہاری پیاری صورت کو ساتھ لے کر میری آنکھوں میں آ گیا ہمیشہ شادمان رہو۔ حسن نظامی۔

دختر روحانی کا خط

حضرت مرشدی و مولائی سلامت باشید۔ سلام علیکم۔ بعد آداب خادمانہ کے ملتمس خدمت ہوں کہ اخبار منادی میں یہ پڑھ کر کہ حضور کو شمس العلما کا خطاب ملا ہے۔ مجھے اور بہن عصمت آرا نظامی کو از حد مسرت حاصل ہوئی ہم سب کی طرف سے حضور اور جملہ خاندان کو بہت بہت مبارک باد قبول ہو۔ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کے ہر دکھ اور بیماری کو دور کر کے صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ طالب خیریت دعاگو۔ والدہ ممتاز حسین نظامی

دعا کہ تمہاری اور زینب عصمت آرا نظامی کی تہنیت میری روحانی اولاد کی مبارک باد ہے دعا ہے تم سب شادکام رہو۔ حسن نظامی۔

قمر صاحبہ کا خط

سیدی و مولائی قدوۃ العارفین سراج السالکین حضرت المکرم جناب المحترم سلام علیکم۔

عاجزہ حضرت عالی کی خدمت میں اپنی دیرینہ عقیدت و ارادت کی بنا پر "شمس العلما" کا معزز خطاب ملنے کی خوشی میں تہہ دل سے مبارک باد پیش کرنے کا شرف حاصل کرنے کی متمنی ہے۔ گو تا حال فیض قدم بوسی سے محروم ہوں۔ مگر روحانی طور پر حضور کو اپنا مرشد و مولا تصور کرتی ہوں۔ استدعا ہے۔ کہ کنیز کے لئے دعا فرمائیں کہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر خاک بوسی سے مشرف ہو۔

خاکپائے بزرگان نیاز آگیں الحقیرۃ العاصیہ قمر القادری منشی فاضل ادیب فاضل بمعرفت قدری ایم اے صمدانی صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل سراج گنج۔ جالندھر شہر۔

دعا کہ تمہارے تہنیت نامے کے ہر لفظ میں پاکیزگی اور روحانیت کا ایک نور میں نے دیکھا۔ خدا تم جیسی پاک دل عورتوں کی برکت سے ہندوستان کی پریشانیاں دور فرمائے۔ اور تم ہمیشہ شادمان رہو۔ حسن نظامی۔

ہریش چندر نظامی کا خط

شمس العلما عالی حضرت جناب خواجہ صاحب دام ظلہ قدم بوسی۔ اخبار ریاست اور دیگر اخبار آپ کو خطاب ملنے پر آپ کے دشمن سٹ پٹا رہے ہیں۔ ان کی سٹ پٹاہٹ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اپنی فطرت سے مجبور ہیں عمل کی طاقت نہ رکھتے ہوئے سوائے نیش زنی کے انہیں کوئی اور راستہ نظر نہیں آتا۔ چاند پر تھوک کر وہ سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بے عمل ہوتے ہوئے اپنی خداداد قابلیت کو استعمال کرنے کی عقل نہیں رکھتے اور خواہ مخواہ اس موقعہ کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بدگمانی پیدا کرنے کے سامان مہیا کریں۔

آپ کی خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ جس سطح پر یہ لوگ ہیں آپ کا درجہ ان سے کہیں بلند ہے۔ کیچڑ اچھالنے سے کبھی نہیں دبتا۔ وہ بریش و خفیفی بزرگ کبھی بھی اپنے دشمن کو برا نہیں کہتے۔ خدا آپ کو ایسے رذیل و خبیث لوگوں سے ہر طرح محفوظ رکھے۔ کتنے بھونکتے رہتے ہیں لیکن کارواں اپنا سفر جاری رکھتا ہے جس مدعا و مقصد کو آپ نے مد نظر رکھا خداوند کریم نے ہمیشہ آپ کو دشمنوں کی ہر طرح کی مخالفت کے باوجود کامیابی کا منہ دکھایا جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔

آپ کی درازی عمر و صحت کے لئے دعاگو۔

ہریش چندر نظامی از شملہ

شکریہ کہ پیارے ہریش چندر بی اے نظامی نے جو کچھ لکھا وہ ان کے دلی خلوص اور محبت پر

عقیدت کی نشانی ہے۔ اگر میرا کوئی مخالف نہ ہوتا تو میں تنخواہ دے کر چند مخالف نوکر رکھتا۔ اور اب بھی جتنے میرے مخالف ہیں اُن میں سے اکثر میرے سابقہ نوکر ہیں اِس واسطے میں مخالفوں کی مخالفت کو محبت کرنے والوں کی پہچان کے لئے ضروری اور مفید سمجھتا ہوں۔ خدا تم کو اور تمہارے عزیز لالہ رادھو رام نظامی اور اُن کے فرزند لیلا رام نظامی بی اے کو ہمیشہ مراد مند رکھے۔ تمہاری صورت دیکھنے کو جی چاہتا ہے خدا نے چاہا شملے پر آؤں گا۔ تم سے ملوں گا۔ اور کہوں گا۔ آؤ ہم سب مل کر ہندوستانی قوموں کی باہمی دشمنی کو دور کرنے کی کوشش کریں حسن نظامی

سردار اندر سنگھ نظامی کا خط

پیر و مرشد حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہٗ بہت بہت دست بستہ آداب عرض قبول ہو۔ عرض ہے۔ کہ یکم جنوری سنہ ۱۹۴۶ء کے اخبارات کے پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حضور والاشان کو خطاب شمس العلما ملا ہے۔ بے شک حضور انور کی ذات بابرکات خطابات سے بہت ہی بلند تر ہے۔ پھر بھی بادشاہ وقت کی طرف سے حضور والا کی جو عزت افزائی ہوئی ہے۔ ہم غلامان تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ نیز پروردگار عالم سے دعا ہے۔ کہ جناب والا کی بیماریاں دور ہوں اور ہم غریبوں کے سروں پر حضور کا سایہ قائم و دائم رہے۔

(۱) ہم ہیں آپ کے غلام روشن دل اندر سنگھ نظامی نمبردار و سرپنچ پنچایت چوگہہ والہ ریاست فریدکوٹ پنجاب (۲) سردار رولیا سنگھ نمبردار و رئیس موضع۔ بوڑھ چوگہہ والہ ریاست فریدکوٹ (۳) سردار بلونت سنگھ سندھو ممبر پنچایت بوڑھ (۴) بابو خوشی محمد کمپوڈر۔ سرا ندرا ہسپتال فرید کوٹ (۵) لالہ رکھا مل فروٹ مرچنٹ منڈی کوٹ کپورہ۔ ریاست فریدکوٹ (۶) محمد اسمعیل قادری۔ چوگہہ والہ (۷) محمد شفیع قادری چوگہہ والہ (۸) لالہ موہن لال نظامی فریدکوٹ۔

خاکسار سگ دربار خواجہ۔ اندر سنگھ نظامی (اندر حسین) روشن دل نمبردار سرپنچ پنچایت چوگہہ والہ۔

دُعا} تم سب میرے ہو۔ اور میں تم سب کا ہوں۔ تم مجھ میں میں تم میں۔ تم نے مجھے مبارکباد دی۔ میں نے تم کو مبارکباد دی۔ خطاب تو دُنیا کا ایک بہانہ ہے۔ قدرت کو روزانہ کسی نہ کسی بہانے سے ہمارے تمہارے دلوں کو آپس میں ملانا ہے۔ خوش رہو آباد رہو۔ حسن نظامی

من ہر نظامی کا خط

مکرم معظم حضرت خواجہ صاحب قبلہ ادام اللہ فیوضکم۔ سلام علیکم۔ سفر حیدرآباد سے بخیریت واپسی پر دلی مبارکباد پیش خدمت کرتا ہوں۔ گورنمنٹ نے حضور قبلہ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا ہے۔ ایسے ہزاروں خطاب قدرت نے آپ کے قدموں میں ڈال رکھے ہیں۔ ادبی حلقوں میں اور روحانی حلقوں میں خدا پاک نے حضور کو جو عزت عطا فرما رکھی ہے گورنمنٹ کو اُس کی کیا قدر و منزلت ہے؟ تاہم غنیمت ہے کہ اُس کے پاس جو امتیازی چیز ہے اُس نے پیش کر کے خود بھی عزت حاصل کی ہے۔

اگرچہ یہ خیال اُس کو بہت ہی دیر میں آیا ہے کیونکہ حضور کی ذات والاصفات کی قدر افزائی گورنمنٹ کو بہت پہلے کرنی چاہئے تھی۔

مجھ بے نوا کی طرف سے بھی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ آجکل پنجاب میں الیکشن کا کام خوب زوروں پر ہے۔ ہر علاقے سے مسلم لیگ کی کامیابی کی خبروں سے دل شاد ہو رہا ہے۔ حضور قبلہ کے حکم سے یہاں میں نے اور حکیم منظور الحق نظامی نے مسلم لیگ کا خوب کام کیا ہے۔ اور مسلم لیگ کو خوب ہی کامیابی ہوئی ہے۔ طالب دعائے خیر ایم عبدالرحیم من ہر نظامی مجیٹھہ ضلع امرتسر۔

دعا} تم سب میری آنکھوں کا نور ہو۔ دل کی ٹھنڈک ہو۔ اور میرا من ہرنے والے ہو۔ اس لئے میں تم کو من ہر کہتا ہوں۔ خدا تمہاری اور حکیم صاحب کی باطنی روشنی بڑھائے حسن نظامی

احمد علی شاہ صاحب کا خط

محترمی و مکرمی خواجہ صاحب دام ظلکم۔ سلام علیکم میں اور قبلہ والد صاحب (سید کرم شاہ اسٹیشن ماسٹر ریٹائرڈ) آپ کو اس نئے سال کی عزت افزائی کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ سے دُعا ہے کہ آپ کی عمر دراز فرمائے اور مزید اعزاز عطا فرمائے۔ آمین۔ احقر العباد۔ احمد علی شاہ اسسٹنٹ کنٹرولر۔ ملٹری اکاؤنٹس فیلڈ پے آفس ۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی۔

دُعا} تمہارے والد میرے ہم نسب بھائی۔ پرانے رفیق اور پرانے دوست تم اُن کے بیٹے گویا میرے بھتیجے۔ تمہاری تہنیت میرے گھر والوں کی تہنیت شاد باد۔ دعا گو حسن نظامی

خلیل الرحمن صاحب خطیب کا خط

حضرت خواجہ صاحب اطال اللہ بقاکم۔ سلام علیکم آپ کو اور حضرت خطاب کو مبارک ہو آپ کو اس لئے کہ جناب کی ذات والاصفات خطاب شمس العلما کی مستحق تھی۔

اور خطاب کو اس لئے کہ وہ دہلی سے چل کر آپ کی جستجو میں حیدرآباد پہنچا۔ لہٰذا وہ اپنی کامیاب کوشش پر مستحق صد مبارکباد ہے۔ میں بصد خلوص دل مبارکباد پیش کرتا ہوں گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آپ کا مخلص خلیل الرحمن رضوی خطیب و مدرس جامع مسجد فراشاں رنگ پورہ سیالکوٹ

شکریہ کہ آپ خطیب ہیں۔ نمازیوں کے بھی اور مجھ ٹوٹی ہوئی مسجد کے بھی۔ آپ کی تحریر کی بلاغت صد آفرین کہنے کی مستحق ہے۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سید مقصود علی شاہ نظامی کا خط

غریب نواز قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی خواجہ صاحب بعد آداب و سجدہ تعظیم کے گذارش ہے۔ کہ میں نے اخبار منادی ۹ جنوری سنہ ۱۹۴۶ء پڑھا۔ اور اس میں آپ کے خطاب شمس العلماء کا حال پڑھ کر از حد خوشی ہوئی۔ گو میں مبارکباد آپ کو دہلی آکر بھی دے چکا ہوں۔ مگر میرے تمام برادران برادری کے اشخاص نے مجبور کیا۔ کہ ہماری تمام کی طرف سے قبلہ خواجہ صاحب کی خدمت میں مبارکباد بذریعہ خط دو۔ اس لئے میں یہ احقر نامہ آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ مبارکباد قبول فرماویں گے۔ دعاگو۔ سید مقصود علی شاہ سامانہ ریاست پٹیالہ۔

دُعا۔ تم میرے ہم عمر بھائی ہو۔ اور سامانہ میں جتنے شیعہ سنی ہم عمر بھائی ہیں اُن سب کی محبت تمہارے ذریعے سے آئی ہے۔ میں سب کے سامنے جھک کر سلام کرتا ہوں کہ بھائیوں نے اپنے بزرگ بھائی کو یاد کیا ہے۔ حسن نظامی۔

فقیر محمد نظامی کا خط

جناب سیدی و مولائی رہنمائے دو جہاں خواجہ صاحب دام ظلکم اقبالہٗ۔ سلام علیکم۔

بعد قدم بوسی کے عرض ہے کہ اخبار منادی میں حضور کو شہنشاہ برطانیہ کی طرف سے خطاب شمس العلماء کا مژدہ پڑھ کر دل کو از حد مسرت حاصل ہوئی۔ بندہ اور نظامی بھائی حضور کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ سگ دربار دیدار کا خواستگار فقیر محمد نظامی جماعت ہشتم قریہ ضلع جالندھر۔

دعا۔ تم میرے پیارے نذیر بیگ کے چھوٹے بھائی ہو اور تم نے قریہ کے نظامیوں کے ساتھ میرے حکم سے جو مسلم لیگ کی خدمات انجام دی ہیں۔ عرصے کے بعد میں تمہارے گھر میں آؤں گا اور تمہارے بھائی کے ساتھ جالندھر [illegible] قریہ کے سب [illegible] نظامی۔

مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے وکیل گوڑگانوہ کا خط

محترم بندہ جناب خواجہ صاحب سلامت۔

سلام مسنون۔ نیا خطاب مبارک! آپ نے اپنی خود نوشتہ سوانح عمری کے مطابق چھوٹی سی حالت سے ترقی کر کے علم و فضل میں مولانا شبلی مرحوم کا رتبہ حاصل کر لیا اور مرزا حیرت نے مفسر و مترجم وغیرہ الفاظ اپنی کتابوں کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ لگانے کا حق پیدا کر کے ہندوستان میں نام قائم کر لیا تھا۔ آپ نے اُس راستے پر چل کے بہت زیادہ شہرت اور نام پیدا کر لیا۔ اللّٰھم زد فزد۔ مجھے غائبانہ نیاز آپ کے وکیل کے مضامین رقص و عرس سے پیدا ہوا۔ اُس وقت آپ اپنے نام کے ساتھ خواہر زادہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ لکھا کرتے تھے اور اب اپنی لیاقت و عبادت سے اُن کے جانشین بن گئے۔ حور بانو کی والدہ کی قبر پر یادآوری اور قدردانی کے پھول چڑھانا جنہوں نے عسرت کے زمانے میں آپ کا نہایت وفاداری سے ساتھ دیا۔ خواجہ بانو ماشاء اللہ نہایت خوش نصیب ہیں کہ اُن کے آتے ہی ہر چیز کی ریل پیل ہو گئی اور آپ کیا سے کیا ہو گئے مہاراجہ اور نواب اور ملک کے بڑے بڑے گردن فراز آپ کے سامنے عقیدت سے سر جھکاتے ہیں۔ واللہ یختص برحمتہ من یشا۔

یقین ہے کہ ہم جیسے نیازمندوں کو جلد آپ کی خدمت میں مکرر آپ کے سر ہونے کی مبارکباد پیش کرنی پڑے گی۔ جو شخص ترقی کے راستے پر لمبی لمبی ڈگیں ڈال رہا ہو اُس کے لئے سر ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔

آپ نے اپنے روزنامچے میں ہسپانیہ کے خلفا کی تصویروں اور عمارتوں کے البم کا ذکر کیا ہے آپ بڑا کام کریں گے اگر اُن سب کے عکس کتابی صورت میں شائع کرا دیں۔ آپ ایک مکمل اسلامی تاریخ لکھنے کا بھی انتظام کریں جس میں مسلمانوں کے ہر ملک کے مد و جزر کا حال درج ہو۔ ماسکو تک میں اسلامی ریاست قائم رہی ہے۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے اور مجھے دُعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔ دعاگو محمد ظفر وکیل گوڑگانوہ۔

شکریہ کہ پیارے بھائی محمد ظفر صاحب! آپ وکیل ہیں۔ ایم اے ہیں اور بہت صاف دل نقاد ہیں۔ مجھے وہ پُرانی تنقید یاد ہے جب آپ نے میری کتاب اتالیق خطوط نویسی پر مجھے تنقید لکھ کر بھیجی تھی اور اس خط میں بھی آپ نے بے لاگ اور سچی تنقید لکھی ہے۔ مجھے آپ کی اس امید سے بہت لطف آیا جس میں آپ نے مجھے "سر" کا خطاب حاصل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میری رائے میں کوئی شخص صحیح معنوں میں "سر" نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے سر کو اپنی ذات یا اپنی قوم یا اپنے ملک یا اپنے بادشاہ کے لئے قربان کر دینے کا عزم نہ رکھتا ہو اور یہ بات مجھ میں نہیں ہے۔ اگر میں زبان سے اس کا دعویٰ کروں تو بہت سے معتقد "زندہ باد خواجہ حسن نظامی" کے نعرے لگائیں گے۔ اور میں ظفر صاحب کے کان میں جھک کر کہوں گا "بھائی صاحب! سچی بات تو یہ ہے۔ کہ مجھ میں سر قربان کرنے کی ہمت نہیں ہے اور میں نے یہ جو کچھ کہا ہے وہ محض اس لئے کہا ہے کہ دوسروں میں سر قربان کرنے کا ولولہ پیدا کر دوں۔ ورنہ میں مسٹر جناح کا ہم عمر ہوں اور جس طرح اُنھوں نے مسلم لیگ کی طرف سے کہا تھا کہ میں اپنے سینے پر گولیاں کھانے کے لئے تیار ہوں۔ اسی طرح سے میں بھی یہ کہتا ہوں۔

بھائی صاحب! میں نے اپنی زندگی میں بے شمار لوگوں کو کس مپرسی کے عالم میں پایا۔ اور پھر وہ آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ اور پھر دیکھتے دیکھتے غروب ہو گئے۔ یہی حال میرا ہے جس کی زندگی

ز دگی کی ابتدا بھی آپ نے دیکھی اور یہ موجودہ چمک
دَ بھی دیکھی۔ مگر اچھی طرح یاد رکھیے کہ اس دُنیا میں
ی ذات کے سوا کسی کو بقا نہیں ہے میرے بعض
یوں نے مجھ سے بہت زیادہ ہندوستان میں
سلطنت کے ایوانوں میں عروج حاصل کئے تھے
لیکن وہ سب گمنام ہیں سوائے دو چار کے لہذا
واقف حال دوستوں سے مجھے یہی کہنا ہے کہ
وہ مجھ کو اُن کاموں سے بچاتے رہیں جن میں نفس
کا غرور ظاہر ہوتا ہو۔ تاکہ میں نے جو کچھ حاصل کیا ہے
جو کچھ کام کئے ہیں وہ میرے مرنے کے بعد
خلق خدا کے لئے کارآمد رہیں۔ کیونکہ مرنے
کے بعد اگر لوگ میری قبر دیکھنے آئیں۔ یا پھول
چڑھائیں۔ یا تعریف کے الفاظ کہیں تو مجھے قبر
کے اندر ان میں سے کوئی چیز مفید نہیں ہوگی حسن نظامی

عرس کے دن نظامی بنسری پڑھئیے

سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کا سالانہ عرس ۱۶ ربیع ثانی مطابق ۱۲ مارچ جمعرات کے دن شروع ہوگا اور ۲۰ ربیع ثانی مطابق ۲۵ مارچ پیر کے دن ختم ہوگا۔ اصلی تاریخ ۱۷ ربیع ثانی کی شام سے ۱۸ ربیع ثانی کی شام تک ہے۔ اس ایک رات دن میں قرآن خوانی ہونی چاہیئے۔ نیازیں ہونی چاہئیں۔ اور حضرت رح کے ذاتی حالات کی کتاب "نظامی بنسری" پڑھ کر حاضرین کو سنانی چاہیئے۔

۱۸ ربیع ثانی ۲۰ مارچ ہفتے کے دن رات کو دس بجے سے گیارہ بجے تک عرس کی قوالی میرے مکان سے نشر ہوگی۔ ہر شائق قوالی کو اطلاع دیدیجیے۔ حسن نظامی۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب ہند کی تاریخ

پڑھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا

۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں نے کیا کام کیا ہے؟ اور ۱۸۵۷ء میں ہندوستانیوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۸۵۷ء کے بعد سے ۱۹۴۶ء تک انگریز اور ہندوستانی آپس میں کیسا برتاؤ کرتے رہے؟

وہ اچھا تھا یا بُرا؟ حق تھا یا باطل؟

ظلم تھا یا انصاف؟ سچ تھا یا جھوٹ؟

کچھ بھی نہ تھا، گذرنی بات تھی۔ گذر گئی۔

آج کیا حال ہے؟ کل کیا حال ہونا چاہیئے؟ سوچنا بس یہ ہے اگر یہ سوچنا ضروری معلوم ہو۔ تو خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء پڑھیئے جس کے ۱۲ حصے چھپ کر شائع ہو گئے اور جس کے تین حصے چھپ رہے ہیں۔ اس تاریخ کے پڑھنے سے انگریزوں کو اپنی نیت کا علم ہو جائیگا۔ ہندوستانیوں کو اپنی حالت کا اندازہ ہو جائیگا۔ اور پھر وہ دُنیا میں عزت اور راحت سے زندہ رہنے کا سیدھا راستہ تلاش کر سکیں گے۔

اس تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء کے پہلے حصے کا نام بیگمات کے آنسو ہے جس میں وہ سچے قصے ہیں جو ۱۸۵۷ء کے کشت و خون کے بعد آخری بادشاہ کی عورتوں اور مردوں کو پیش آئے۔ قیمت دو روپے۔ دوسرے حصے کا نام انگریزوں کی بپتا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں پر کیسی مصیبت پڑی تھی۔ قیمت آٹھ آنے۔ تیسرے حصے کا نام محاصرہ دہلی کے خطوط رکھا گیا ہے جس میں وہ خطوط ہیں جو انگریزوں نے لڑائی کے وقت آپس میں ایک دوسرے کو لکھے تھے قیمت چار آنے۔ چوتھے حصے کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ ہے۔ جس میں اس مقدمے کا حال ہے جو آخری بادشاہ پر لال قلعہ میں چلایا گیا تھا قیمت دو روپے۔ پانچویں حصے کا نام غدر کے فرمان ہے جس میں بہادر شاہ بادشاہ کے وہ فرمان ہیں جو غدر کے بعد انھوں نے باغیوں کے نام جاری کئے تھے قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ چھٹے حصے کا نام غدر کے اخبار ہے۔ جس میں ان اخباروں کے مضامین ہیں جن پر بغاوت پھیلانے کا الزام لگایا گیا تھا قیمت چار آنے۔ ساتواں حصہ غالب کا روزنامچہ ایام غدر۔ جس میں میرزا غالب کی لکھی ہوئی داستان غدر ہے۔ قیمت ۱۲؍ آٹھواں حصہ دہلی کی جانکنی ہے اور جو با تصویر ہے اور بہادر شاہ اور ان کے امرا اور شہزادوں کی عکسی تصویریں ہیں اور دہلی کی مصیبت کے تاریخی حالات ہیں۔ قیمت ۸؍ نواں حصہ بہادر شاہ کا روزنامچہ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۸ء تک درج ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دسواں حصہ غدر کی صبح شام۔ ہندو مسلمانوں کے لکھے ہوئے دو روزنامچے غدر کی نسبت قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ گیارھواں حصہ دہلی کی آخری شمع جس میں غدر سے پہلے کے ایک شاہی مشاعرے کا حال ہے قیمت ایک روپیہ۔ بارھواں حصہ غدر کی سزا ہے جس میں ۱۸۵۷ء کے غدر میں جن ہندوستانیوں کو سزائیں دی گئیں ان کا مفصل بیان ہے قیمت آٹھ آنے تیرھواں حصہ بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں ۱۸۳۷ء کا روزنامچہ ہے جبکہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے۔ یہ چھپ رہا ہے۔ چودھواں حصہ ریزیڈنٹ دہلی کا روزنامچہ۔ جس میں بہادر شاہ اور ریزیڈنٹ اور ہندوستان کے وہ حالات ہیں جو ۱۸۴۹ء میں پیش آئے چھپ رہا ہے۔ پندرھواں حصہ اکبر شاہ کا روزنامچہ۔ بہادر شاہ کے والد اکبر ثانی کا روزنامچہ جس میں بہت اہم حالات ہیں۔ زیر طبع ہے۔

زندگی بڑہانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصّے میں کیسا ہی درد ہو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے

بچّوں کی زندگی } جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے اور وہ اوپری خلل اور مسان کے وہم میں مبتلا رہتی ہیں اُن کو فاسفورس کے تیل کی مالش نے وہم سے آزاد کر دیا ہے کیونکہ یہ بیماری "ہڈیوں کی دق" کہلاتی ہے۔ اور ہڈیوں کی کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ کبھی بھی مسان کی بیماری کا شکار نہ ہو۔ اور اس کو سوکھا لگ جانے کی دق سے نجات مل جائے۔ صدہا عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور جنھوں نے اس کا تجربہ کیا اُن سب کے بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہو

جوانوں کی زندگی } جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ سے کمزور اور ناتوان ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر مل لیا کریں تو اُن کی جوانی از سرِ نو زندہ ہو جائیگی یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں نے کیا ہے۔

بوڑھوں کی زندگی } عورتوں اور مردوں کے لئے بڑھاپا اس لئے ایذا رساں معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے سبب پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور خون کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے۔ اور جسم کے اندر فاسفورس کم ہو جاتا ہے جو انسانی زندگی میں نشاط اور خوش دلی پیدا کرتا ہے پس اگر بوڑھے عورت مرد بھی رات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر اور جسم کے جوڑوں پر فاسفورس کا تیل مل لیا کریں۔ تو اُن کو غیر معمولی قوت محسوس ہوگی اور لگاتار مالش کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہیں گی۔ خاص کر اگر پیٹ کے اوپر اس تیل کی مالش کی جائے تو معدے اور آنتوں کے پٹھے اپنا کام ٹھیک طور پر کرنے لگیں گے۔ اور ہاضمہ بڑھ جائیگا۔ اور بھوک بھی بڑھ جائیگی۔ دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے تو نیند آنے لگیگی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت فائدہ ہوگا۔

چونکہ یہ تیل جرمنی سے آتا تھا۔ اور اب آنا بند ہو گیا ہے۔ پُرانے اسٹاک سے بمشکل کام چلایا جا رہا ہے اس واسطے اب اس تیل کی بڑی شیشیاں فروخت نہیں ہوتیں چھوٹی چار شیشیاں چار روپے میں دی جاتی ہیں **ملنے کا پتہ** طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت نظام الدین دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

اقرأ باسم ربک
علوم کل عالم

حاصل کر
کل عالم کے علوم

قلم کار
حسن بن علی

کل اولاد آدمؑ کے آرام کی
علمی صدا

منادی

دارامر دہلی

ذوالمن روشن دل محبوب بانو نظامی حیدرآبادی

سالانہ قیمت
ہندوستان میں دو روپے
باہر ملکوں سے چھ شلنگ
قیمت ایک پرچہ ایک آنہ

منادی دہلی

یہ اخبار ۱۹۲۶ء
سے جاری ہے
ایڈیٹر
علی خواجہ نظامی

مورخہ ۲۴ جون ۱۹۴۶ عیسوی

فرانس کے پریذیڈنٹ جنرل ڈی گال کا خط
خواجہ حسن نظامی کے نام

جنرل ڈی گال فرانس کی شکست کے بعد جرمنوں کے آگے نہیں جھکے۔ اور فرانس سے باہر رہ کر فرانس کی عزت بحال کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور اس میں خدا نے اُن کو کامیابی دی۔ میرا اُن سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ لیکن دہلی میں اُن کے ایک نمائندے موسیو فرانسس برونل مجھ سے آکر ملے اور میرے ہاں قوالی کی مجلسوں میں شریک ہوئے۔ اور پھر فرانس کے بہت مشہور مستشرق موسیو لوئی میگنان دہلی میں آئے۔ تو میری قوالی کی مجلسوں میں شریک ہوئے۔ جنہوں نے عربی زبان میں حضرت منصور حلاج رح پر ایک بہت اچھی کتاب لکھی ہے۔ اس کے بعد ہند چینی کے گورنر جنرل فرانس سے آئے تو وہ بھی مجھ سے ملے۔ اور قوالی کی مجلس میں شریک ہوئے۔ اور ہند چینی جانے کے بعد نذر بھی بھیجی۔ اِن تعلقات کے سلسلے میں فرانس کے اسلامی مقبوضات کے مسلمانوں کی نسبت میں نے کوشش جاری رکھی کہ مقبوضات فرانس کے مسلمانوں کو آسائش حاصل ہوتی رہیں۔ اس لئے میں نے ایک قدیمی قلمی لکھا ہوا قرآن شریف فرانس کے پریذیڈنٹ جنرل ڈی گال کو بھیجا۔ تاکہ کلام الٰہی کی برکت سے اُن کا دل مسلمان رعایا کی طرف متوجہ ہو۔ قرآن شریف پہونچ جانے کے بعد جنرل ڈی گال نے جو خط مجھے بھیجا ہے۔ وہ فرانسیسی زبان میں ہے۔ اور فرانس کے دہلوی نمائندے موسیو فرانسس برونل نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی مجھے دیا ہے۔ اور اُس کا اُردو ترجمہ میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی نے کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ حسن نظامی

جنرل ڈی گال۔ مقام مارلی - ۲۱ فروری ۱۹۴۶ء - یور ایکسیلنسی!

جو خوبصورت قدیمی قلمی قرآن شریف آپ نے اپنی محبت اور خاص نوازش سے مجھے بھجوایا تھا وہ مجھے پہونچ گیا ہے۔ آپ نے مجھ پر یہ بہت بڑی عنایت فرمائی ہے۔ اور میرے دل میں اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے میرے دل پر اس کا بہت ہی زیادہ اثر ہوا ہے۔ اور میں اس کے لئے آپکا بیحد شکرگذار ہوں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یور ایکسیلنسی کی بہت بڑی قدر و منزلت میرے دل میں ہے۔ چارلس ڈی گال

بخدمت ہز ایکسیلنسی خواجہ حسن نظامی سجادہ نشین خواجہ نظام الدین اولیاء و صدر اعظم آل انڈیا صوفی کانفرنس۔

میں فرانس کے سب سے بڑے بہادر اور سپوت فرزند جنرل ڈی گال کے اچھے خط اور اچھے خیالات کا شکریہ ادا

کرنے کے بعد دعا کرتا ہوں کہ فرانس موجودہ انقلابی زمانے میں آپس کے اختلافات سے محفوظ رہے۔ اور فرانس کی جن نوآبادیوں میں مسلمان رہتے ہیں وہاں فرانس کی حکومت انصاف اور بھروسہ اور محبت اور ہمدردی کی حکومت ثابت ہو۔
جنرل صاحب نے اپنی خوبصورت تصویر بھی مجھے بھیجی ہے۔ میں اس کو ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا۔ کہ فرانس کے ایک وفادار بہادر کی تصویر ایسی قابل ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے رہے۔ اور میں اس تصویر کو دیکھ کر اپنی مسلمان قوم اور اپنے ملک ہندوستان کا ایسا ہی وفادار اور خدمت گذار بن جاؤں جیسے جنرل ڈی گال ہیں۔ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

رائے کی ترازو

انگریز بھی اس بات کو سمجھتے ہیں اور ہندو مسلمان وغیرہ قومیں بھی اچھی طرح سمجھتی ہیں کہ دہلی اور شملے پر آجکل کیا ہو رہا ہے۔ یعنی ہندوستان کے چالیس کرور باشندے ڈیڑھ سو برس کی محکومیت سہتے سہتے اس قابل ہو گئے ہیں۔ کہ انگریز حکومت کو بھی اپنی رائے کی ترازو میں تول کر دیکھ سکتے ہیں۔ اور اپنے ہندو مسلمان لیڈروں کو بھی رائے کی ترازو میں تولنے کی عقل ان میں پیدا ہو گئی ہے! اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر کانگرس نے وزیر ہند کی تجویزوں کو قبول نہ کیا تو ہندوستان کی رائے عامہ کانگرس کے خلاف ہو جائے گی۔

یہ اخبار ۲۴ر جون کا ہے۔ مگر یہ نوٹ ۱۲ر جون کو لکھا گیا ہے۔ اور ۱۲ جون تک کانگرس کے لیڈروں کا رویہ ایسا نظر آتا ہے جس سے کانگرسی خیال والے عوام اپنے لیڈروں سے برگشتہ ہوتے معلوم ہوتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اگر مسٹر جناح بھی اس وقت وزیر ہند کی تجویزوں کو منظور نہ کرتے اور لفظ پاکستان پر اڑے رہتے تو مسلمانوں کی رائے عامہ بھی ان سے برگشتہ ہو جاتی۔ کیونکہ مسلمان قوم آنکھیں بند کر کے مسٹر جناح کے پیچھے نہیں چل رہی ہے۔ بلکہ اُس کے جسم اور دل کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ اور وہ اپنے نیک و بد کو سمجھنے لگی ہے اور اُس کو یقین ہے کہ وزیر ہند نے جو کچھ دیا ہے وہ مسلمانوں کی فلاح اور ترقی کی پہلی سیڑھی ہے۔ اور اس کے بعد اوپر چڑھنے کے لئے خود مسلمانوں کی عملی جدوجہد درکار ہوگی۔

لہذا کانگرسی لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ دوراندیشی سے کام لیں۔ اور کوئی ایسا کام نہ کریں جس کی وجہ سے کانگرسی عوام کی رائے اُن سے برگشتہ ہو جائے۔

سکھوں کی مایوسی

سکھوں کی مختلف جماعتیں اس خیال پر متحد ہو گئی ہیں۔ کہ اُن کو جداگانہ حکومت دی جائے۔ اور اُن کی سلطنت کا ایک الگ رقبہ مقرر کر دیا جائے۔

انگریزوں کے جمہوری اصول سے یہ بات بہت دور ہے۔ اور مجھے امید نہیں ہے کہ سکھوں کا یہ مطالبہ مانا جا سکے۔ لیکن میری ذاتی رائے سکھوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ میں دنیا کی اس جمہوریت کو سیدھے راستے پر نہیں مانتا جس میں اکثریت کو اقلیت پر غلبہ دینا ضروری سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ قرآن کی تعلیم اس کے خلاف ہے۔ قرآن میں خدا نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے "کم گنتی کے لوگ خدا کے حکم سے زیادہ گنتی کے لوگوں پر غالب آئیں گے"۔

چنانچہ مسلمانوں کی تیرہ سو برس کی تاریخ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی کم تعداد جماعت نے اپنے مخالفوں کی بڑی سے بڑی تعداد پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ مثلاً دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانے میں روما کا قیصر ہرقل اپنی یورپین اور ایشیائی فوجوں کو ساتھ لیکر مسلمانوں کے مقابلے میں آیا۔ اُس وقت قیصر کی فوج دس لاکھ ساٹھ ہزار تھی۔ اور مسلمانوں کی فوج کل ساٹھ ہزار تھی۔ مگر یرموک (ملک شام) کے میدان میں ساٹھ ہزار مسلمانوں نے دس لاکھ ساٹھ ہزار قواعد داں اور ہر قسم کے نئے ہتھیاروں سے آراستہ عیسائیوں کو شکست دی۔ یہ وہی میدان جنگ تھا جس میں مسلمانوں کی عورتیں بھی لڑ رہی تھیں۔ اور انھوں نے تلواروں اور برچھوں اور تیروں کا مقابلہ محض خیموں کی چوبوں سے کیا تھا۔

ہندوستان کے جنوب میں آج سے چھ سو برس

جولائی ۱۹۴۶ء سے منادی کی قیمت آٹھ آنے ماہوار ہو جائیگی ایک پرچہ دو آنے کا فروخت ہوگا۔

پہلے وجیا نگر کا راجہ دکن کی بہمنی سلطنت کے مقابلے میں نو لاکھ فوج لے کر آیا۔ اور دکن کے نو عمر بادشاہ نے اٹھارہ ہزار مسلمانوں سے نو لاکھ کو شکست دی۔

پس چونکہ سکھ بھی ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور بڑی گنتی والوں سے بے خوف ہیں۔ اس واسطے اُن کا حق ہے۔ کہ اُن کو پنجاب میں ایک خاص علاقہ دیدیا جائے۔ جہاں وہ اپنی آزاد حکومت قائم کر سکیں۔

لیکن ۱۸۵۷ء میں سکھوں کا ایسا تجربہ ہوا ہے۔ جو حوصلہ افزا نہیں ہے۔ یعنی ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے دیوان مول راج حاکم ملتان اور سردار چتر سنگھ اور سردار شیر سنگھ اور امیر دوست محمد خاں بادشاہ افغانستان کی متحدہ فوجوں کو پنجاب میں شکست دی ۔ بعد آٹھ برس کے بعد ۱۸۵۷ء میں سکھ اس بات کو بھول گئے کہ پنجاب میں اُن کی حکومت تھی۔ اور وہ انگریزی فوج کی حمایت میں دہلی آئے۔ اور یہاں اُنھوں نے ہندوستان کی قومی فوجوں کا مقابلہ کیا اور قومی فوجوں کو شکست دی۔ اور انگریزوں کا دہلی پر قبضہ کرا دیا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ سکھوں کے ساتھ پنجابی مسلمان بھی قومی فوجوں کے حریف بن کر آئے تھے۔ اور انھوں نے بھی انگریزوں کی حمایت میں اپنی ملکی فوجوں سے جنگ کی تھی۔ تاہم میں اس تاریخی کمزوری کو بھلا دینا چاہتا ہوں۔ اور سکھوں سے کہتا ہوں کہ وہ پہلے اپنی قومی رائے کو متحد کریں۔ اور ذاتی اغراض والے آدمیوں کو اپنے اندر نہ رہنے دیں۔ اور ایک دل ہو کر اپنی سکھ حکومت کا مطالبہ کریں۔

اب تک سکھ لیڈروں کی جتنی تقریریں میں نے پڑھی ہیں اُن میں ایک تقریر بھی دور اندیشی اور سمجھ داری کی تقریر نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ ہر لیڈر اپنی تقریر میں یہی شکایت کرتا ہے کہ سکھوں کو مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ خیال اور یہ قول اصلیت اور حقیقت کے بھی خلاف ہے۔ اور دور اندیشی کی سیاست سے بھی بہت الگ ہے اس طرح وہ اُن مسلمانوں کو اپنا مخالف بنا رہے ہیں۔ جن کے ساتھ اُن کو آئندہ رہنا ہوگا۔ اور جن کے لیڈروں نے کانگرسی لیڈروں سے بہت زیادہ سکھوں کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ اور اچھا سمجھوتہ کرنے کی کوششیں کی تھیں اور کانگریس نے ہمیشہ سکھوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ الکشن کے زمانے میں جو سکھ کانگرسی لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے اُن کا ذکر کر دوں۔ لیکن سکھوں کے مستقبل کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنا دوست بنائیں اور یہ خیال چھوڑ دیں کہ مسلمان اُن کی کرپانوں سے ڈر کر اُن کی طرف مائل ہیں یا اپنے سیاسی مقاصد پورے کرنے کے لئے سکھوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ گاندھی جی اچھوتوں کو ہریجن ہریجن کہہ کر تسلیاں دیا کرتے ہیں۔ مگر اُن کی کانگرس اچھوتوں کو کوئی حق دینا نہیں چاہتی۔

سکھوں کو یقین کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کا دل اور دماغ باوجود ہر قسم کی کمزوریوں کے اب تک اتنا مضبوط اور مستحکم ہے کہ نہ وہ انگریزوں سے ڈرتے ہیں۔ نہ ہندوؤں سے ڈرتے ہیں۔ نہ سکھوں سے ڈرتے ہیں۔ لہذا سکھ اگر اپنی کامیابی چاہتے ہیں تو اُن کو فوراً پنجاب کے مسلمانوں سے صاف دلی کے ساتھ مل جانا چاہئے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرا یہ مشورہ اُن کے لئے بہت دشوار مشورہ ہے۔ کیونکہ سکھوں کی قوم ہندو قوموں سے نکلی ہے۔ اس لئے اُن کی معاشرت اور اُن کی رشتے داریاں اور اُن کے خیالات اور اُن کی عادتیں سب کی سب ہندوانہ ہیں صرف اُن کے گرو صاحبان کی مذہبی اور روحانی تعلیم نے اتنا اثر کیا ہے کہ بت پرست نہیں رہے ہیں۔ ورنہ سوشل اور سیاسی اعتبار سے وہ ہندو ہیں۔ لیکن ان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ پنجاب کے مسلمانوں سے جدا ہو کر اپنی قومی امنگوں کو محض ہندوؤں کی امداد کے سہارے آگے بڑھانے میں کامیاب ہو سکیں۔

ہندوستانی ریاستیں

اس وقت وزیر ہند کے سامنے تین پارٹیاں بہت اہم ہیں۔ مسلم لیگ، کانگرس اور ریاستیں مسلم لیگ نے وزیر ہند کی تجویزیں مان لیں ریاستوں نے بھی مان لیں۔ اور کانگرس کو ماننی پڑیں گی۔ ورنہ کانگرس کی طاقت بکھر جائے گی۔ اور اس کی ساری کوششیں برباد ہو جائیں گی۔

ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے اس وقت ریاستوں کی طرف سے نمائندگی کے جو فرائض انجام دئے ہیں وہ بہت زیادہ تعریف کے قابل ہیں۔ چند احمق اور خود غرض اخبار نویس اُن کی نسبت گذشتہ زمانے میں اور آجکل جو کچھ لکھتے آئے ہیں وہ سب چالیس کروڑ ہندوستانیوں کی رائے عامہ کے سامنے مکڑی کے جالے کی طرح ٹوٹ پھوٹ کر صاف ہو گیا ہے۔ نواب صاحب بھوپال سے

پہلے جام نگر اور پٹیالہ کے راجاؤں کی چانسلری کے زمانے میں ریاستوں کی ایسی دبیرانہ اور دانش مندانہ نمائندگی نہیں ہوئی جیسی نواب صاحب بھوپال کے زمانے میں ہوئی ہے کانگریس میں بھی مولانا ابوالکلام مسلمان ہیں مسلم لیگ میں بھی مسٹر جناح مسلمان ہیں۔ اور ریاستوں میں بھی نواب صاحب بھوپال مسلمان ہیں۔ گویا ہندوستانی تاریخی سیاست میں آجکل جو کچھ سمجھ بوجھ کا کام کیا ہے۔ وہ مسلمانوں نے کیا ہے۔

ہندو مہاسبھا کی حلقہ بگوش ریاستیں

جب ہندو مہاسبھا کو الکشن کے زمانے میں جمعیت علماء اور احرار کی طرح کہیں کامیابی نہیں ہوئی تو اس نے ناتجربہ کار اور کم عمر ہندو والیان ریاست کو اپنے دام میں اسیر کر لیا۔ جن ریاستوں میں ہندو مہاسبھا کے قدم گئے ہیں۔ اور وہاں کے رئیسوں نے ان قدموں کو چوما ہے۔ ان کی حالت سب کے سامنے آچکی ہے۔ اور جو باقی رہ گئیں ہیں۔ وہ سب کے سامنے آجائیں گی لیکن مجھے کوئی حق نہیں ہے۔ کہ میں ہندو مہاسبھا کی حلقہ بگوش ہندو ریاستوں کو کچھ نصیحت کروں۔ البتہ میں مسلمان ریاستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ کیونکہ ریاستوں کا مسئلہ کانگریس اور لیگ سے بالکل جداگانہ مسئلہ ہے۔ یعنی وزیر ہند نے جو تجویزیں پیش کی ہیں اُن میں صرف تین پارٹیاں ہیں مسلم لیگ کانگریس اور ریاستیں اگر مسلمان ریاستیں مسلم لیگ کی طرف جائیں گی۔ اور اُن ہندو ریاستوں کی تقلید کریں گی جو ہندو مہاسبھا کے ساتھ چلی گئی ہیں تو اُن کا بھی وہی حال ہوگا جو ہندو مہاسبھا کے پاؤں چومنے والی ہندو ریاستوں کا بہت جلد آئندہ ہونے والا ہے۔

جن ہندو مسلمان ریاستوں میں اسٹیٹ مسلم لیگ قائم ہے اُن سب کا فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ کا لفظ الگ کر دیں۔ اور مسلم لیگ کا بھی فرض ہے کہ وہ ہندو مسلمان ریاستوں کے معاملے میں دخل نہ دے۔ صرف نگرانی رکھے کہ ریاستوں کے مسلمانوں پر اُن کی حکومتوں کی طرف سے کوئی بے انصافی نہ ہونے پائے۔

جن ریاستوں میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے انجمنیں قائم ہیں جیسا کہ حیدرآباد میں انجمن اتحاد المسلمین ہے۔ اُن کو بھی مسلم لیگ سے کوئی تعلق رکھنا مفید نہیں ہوگا۔ دلوں کا تعلق تو قدرتی ہے لیکن عملی تعلق سیاسی لحاظ سے خطرناک ہے۔ کیونکہ اس سے ریاستوں کے مسلمانوں کی ہمت میں فرق پڑے گا۔ اور وہ اپنی ذات پر بھروسہ نہیں کر سکیں گے۔ اور مسلم لیگ کی مدد کا سہارا ڈھونڈتے رہیں گے۔ اب وہ زمانہ آیا ہے۔ کہ ہر شخص کو اپنی اپنی حالت خود سنبھالنی ہوگی۔

علماء اور مشائخ

چشم بد دور ہمارے علماء کا ایک حصہ کانگریس میں جذب ہو گیا۔ اور ایک حصہ اپنی روٹی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ یا کچھ مسلم لیگ کی ہاں میں ہاں ملاتے نظر آتے ہیں رہ گئے مشائخ وہ بھی سب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ انھوں نے الکشن کے وقت مسلم لیگ کی جو حمایت کی وہ ایک وقتی چیز تھی اب اُن کو کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہ رکھنا چاہئیے بلکہ اپنی خانقاہوں اور درگاہوں کو قدیمی اصول پر چلانے کے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہئیے۔

اجمیر شریف سب مشائخ کا مرکز ہے۔ اور اسی جگہ سب سے زیادہ افسوسناک خرابیاں ہیں۔ گذشتہ عرس کے موقعہ پر چند بے عقل مولویوں اور وہابی منش پیروں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ قوالی ساری رات نہ ہو۔ مقررہ اوقات میں ہو۔ اگر اجمیر شریف کے دیوان صاحب اور متولی صاحب اور خدام صاحبان اور کمیٹی کے ممبر صاحبان بھی طرح ذاتی اقتدار کے لئے آپس میں لڑتے رہیں گے جس طرح کہ وہ آجکل لڑ رہے ہیں۔ تو وزیر ہند کے یہاں سے جاتے ہی سب سے پہلا خوفناک انقلاب اجمیر شریف میں ہوگا۔ اور یہ سب پارٹیاں مُنہ دیکھتی رہ جائیں گی۔ اور درگاہوں کے منکرین اپنی بے عقل اور بے علم جماعتوں کو لاکر اجمیر شریف کی مراسم قدیم کو ملیامیٹ کر دیں گے۔

میں نے سُنا ہے سر آسمان جاہ کے بنائے ہوئے مجلس خانے میں اس سال بھی قوالی کا وقار آپس کی نااتفاقی کے ہاتھوں پامال ہوا۔ بے تہذیب اور بیہودہ عوام نے "ونس مور" کے نعرے لگائے۔ اور شاہانہ وقار کی مسندوں پر متانت اور بندگی کے خلاف مناظر دیکھے گئے۔ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء رح نے بہت فلسفیانہ فیصلہ کیا تھا کہ میرا جانشین وہ ہے جو اپنا حق چھوڑ دے۔ یہی اصول اجمیر شریف میں بھی اصلاح کر سکتا ہے۔ یعنی ہر پارٹی اپنی ذاتی نمائش سے دست بردار

اُردو خط و کتابت کرنے والے خوش خط تجربہ کار منشی کی دفتر منادی دہلی کو درکار ہیں۔

ہو جائے تو فوراً اصلاح ہو جائیگی۔

اگر کوئی شخص مجھ پر یہ اعتراض کرے کہ آجکل تم بھی اپنے نام کے ساتھ جانشین کا لفظ لکھ کر اختلاف پیدا کرنے کا کام کرتے ہو۔ تو میں جواب دونگا کہ یہ محض ایک لفظ ہے میرا عمل اس کے خلاف ہے۔ یعنی میں درگاہ والوں کی طرح زائرین سے کچھ نہیں مانگتا اپنے حجرے میں بیٹھا ہوا زائرین کا اور درگاہ والوں کا تماشا دیکھتا رہتا ہوں۔ عرس اور نیازوں کے وقت بھی درگاہ کے اندر اسی لئے نہیں جاتا کہ عملاً جانشین اور سجادہ نشین نہ سمجھا جاؤں۔ جو نیاز کرنی ہوتی ہے اور جو مجلس کرنی ہوتی ہے اپنے گھر میں الگ کر لیتا ہوں۔ یہ لفظ بھی محض اس لئے لکھتا ہوں کہ میری اولاد کو سات سو برس کے قدیمی حقوق سے محروم نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ۱۹۰۸ء سے میں نے اُن مشاغل کو ترک کیا جن میں میرے خاندان والے مصروف رہتے ہیں تو یہ مشہور کیا گیا کہ اِن کا اس درگاہ میں کوئی حق ہی نہیں ہے۔ اور ان کا اس درگاہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور ان کو ہم نے اپنے برادری سے خارج کر دیا۔

بہر حال اجمیر شریف کا یہ اختلاف ایسے وقت میں شروع ہوا ہے جب کہ درگاہوں کے منکروں اور دشمنوں کا ایک سیلاب سر پر آگیا ہے۔ لیگ ہو یا کانگریس دونوں کے اکثر اراکین اولیاء اللہ کے منکر اور درگاہوں کی مراسم کے خلاف ہیں۔

جن مولویوں نے اجمیر شریف کی قوالی کو محدود اوقات میں جکڑ بند کر دینے کی کوشش کی تھی وہ بظاہر درگاہوں کے ماننے والے مولوی ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں درگاہوں کے اثر اور اقتدار کو مٹا ڈالنے کے جذبات ہیں۔

بہت گہرا نکتہ

طبقۂ مشایخ کو اور درگاہوں کے پیرزادوں کو اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں کو ایک نہایت گہرا نکتہ بتانا ضروری ہے کہ آنے والے ہندوستان میں اُن کی ہر چیز اور ہر رسم اور ہر عقیدہ قوالی کے ذریعے محفوظ رہیگا۔ اس واسطے ہر صوفی مشرب کو قوالی کے عروج و فروغ کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہیئے۔ خدا نے چاہا میں ان منکروں اور مخالفوں کی تدبیروں کو بہت جلد بے اثر اور بے نشان کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اولیاء اللہ کے تصرفات کی برکت سے۔

اجمیر شریف کا عرس

خدا کا شکر ہے کہ اس سال اجمیر شریف کا عرس بہت عمدگی سے ہوا۔ پانچ لاکھ آدمی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ بی بی اینڈ سی آئی ریلوے نے اور مختلف قسم کے منکر انسان نما جانوروں نے زائرین کو روکنے کی بولیاں بولیں لیکن کچھ اثر نہ ہوا ہمیشہ تین لاکھ آدمی آتے تھے۔ اس سال پانچ لاکھ آدمی آئے۔ اب ضرورت ہے کہ تمام صوبوں کے زائرین خواجہؒ اپنے اپنے مقام پر جلسے کر کے بی بی اینڈ سی آئی ریلوے کے خلاف اپنے صوبوں کی حکومتوں کو شکایت نامے بھیجیں تاکہ تمام ملک کی متحدہ آواز کا اثر ہو۔ اور آئندہ یہ ریل والے عرس میں آنے والے زائرین کو کچھ تکلیف نہ پہونچا سکیں اور سالہا سال سے جو تکلیفیں زائرین کو ہوتی ہیں ان کا سد باب ہو جائے۔

حیدرآباد کی ریل

حیدرآباد سے دہلی تک جو خاص گاڑیاں آتی جاتی ہیں اُن کے غسل خانوں میں نہ روشنی ہوتی ہے نہ پانی ہوتا ہے۔ حیدرآباد کا ریلوے ڈیپارٹمنٹ بہت زیادہ قابل الزام ہے کہ وہ مسافروں کی آسائش کا انتظام نہیں کرتا۔ کئی سال سے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ پہلے خیال تھا کہ لڑائی کی وجہ سے روشنی بند کر دی گئی ہے لیکن اب لڑائی بھی بند ہو گئی ہے۔ اور اس کے اسباب بھی ختم ہو گئے ہیں۔ مگر حیدرآباد ریلوے کو ابتک اس کی خبر نہیں ہوئی ہے ضرورت ہے کہ حیدرآباد لاسلکی لگاتار سات دن اس بات کا اعلان کرے کہ لڑائی بند ہو گئی ہے۔ "لڑائی بند ہو گئی ہے" تاکہ حیدرآباد ریلوے کے نوکر جاگیں اور پبلک آسائش کا کام شروع کریں۔

بیکار جاگیردار

حیدرآباد ہو یا کوئی اور ریاست یا کوئی ایسا مقام جہاں بغیر محنت کے آمدنی ہوتی ہو وہ لوگ بیکار اور نکمے ہو جاتے ہیں۔ میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے جاگیریں لینے سے اسی واسطے انکار کیا تھا کہ اُن کے پس ماندگان نکمے اور بیکار نہ ہو جائیں۔ اجمیر شریف میں جاگیر ہے اور وہاں لڑائیاں ہیں اورنگ آباد میں جاگیر ہے۔ اور وہاں ابتری ہے گلبرگے شریف میں جاگیر ہے وہاں بھی ابتری تھی مگر اب حالت درست ہو گئی ہے کیونکہ اعلیٰحضرت نے اُس کو سرکاری انتظامات کے ذریعے سنبھال لیا ہے۔ حیدرآباد میں جاگیرداروں کی ایک مجلس بھی ہے۔ مگر وہ بھی محض دیکھنے اور سننے کا ایک کھلونا ہے۔ کام کچھ نہیں ہے۔

حضور نظام بحیثیت سجادہ نشین

حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؓ کے سالانہ عرس کے دن چھٹی رجب کو حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضؓ کے چلے میں جو حیدرآباد میں ہے۔ شام کو پانچ بجے مجلس ہوتی ہے۔ اور نیاز ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام بحیثیت سجادہ نشین اس چلّے شریف میں سہرا باندھتے ہیں۔ اور مجلس کی سجادگی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہ خبر تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔

خواجہ عبدالحمید پر الزام

دہلی کے انگریزی روزانہ اخبار "ڈان" نے یہ خبر شائع کی ہے کہ راشننگ ڈپٹی کنٹرولر خواجہ عبدالحمید کو اس الزام میں معطل کر دیا گیا ہے۔ کہ اُن کے لاکر کو کسی نے نشان لگے ہوئے نوٹ دئے تھے۔ اخبار "ڈان" نے تعجب ظاہر کیا ہے کہ خواجہ عبدالحمید کو معطلی کا نوٹس موصول ہونے سے ایک دن پہلے اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں اُن کی معطلی کی خبر چھپ گئی۔

اس خبر سے دہلی کے مسلمانوں میں غیر معمولی احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اور عام طور سے ہر جگہ کہا جا رہا ہے کہ راشننگ ڈپارٹمنٹ کے بڑے بڑے عہدیداروں کی سازش سے یہ مقدمہ بنایا گیا ہے۔

خواجہ عبدالحمید دہلی کے ایک بہت نامور اور خوش حال خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور شملے پر بھی اس خاندان کا بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے۔

جو کچھ اخباروں میں چھپا ہے اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نوٹوں کا لفافہ خواجہ عبدالحمید کے چپراسی کو دیا گیا اور جب اس نے لفافہ لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ تم کو درخواست دینی ہے۔ تو دفتر میں جا کر دو۔ گھر پر یہ لفافہ میں نہیں لوں گا۔ تو ہندو دینے والے نے جبرًا چپراسی کی جیب میں لفافہ ڈال دیا۔ اور فورًا باہر چلا گیا۔ اور اُسی وقت پولس نے آکر چپراسی کو گرفتار کر لیا۔ اگر واقعات کی حقیقت اتنی ہی ہے جو اخباروں میں شائع ہوئی ہے تو کوئی شخص خواجہ عبدالحمید پر الزام نہیں لگا سکتا کہ اُنھوں نے یہ نوٹ لئے۔ یا ان کے کہنے سے لئے گئے۔ اور اُن کو معطل کرنا محض تحقیقات کی آسانی کے لئے معلوم ہوتا ہے۔

مسلمانوں کو مطمئن رہنا چاہیئے کیونکہ اس وقت آنریبل مسٹر کرسٹی چیف کمشنر اور مسٹر لابیلی ڈپٹی کمشنر دو ایسے انگریز افسر موجود ہیں جو حق اور باطل اور سچ اور جھوٹ کا فرق بہت جلد معلوم کر لیتے ہیں۔ اگر واقعی افواہ کی بموجب کوئی سازش کی گئی ہے تو بہت جلد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سب کے سامنے آجائیگا۔ اور سازش کرنے والوں کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ کیونکہ یہ واقعہ ایسے زمانے میں پیش آیا ہے جب کہ دہلی میں ہندو مسلم فضا مکدر ہو رہی ہے۔ لہذا میں دہلی کے ہندو مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سرکاری تحقیقات کا نتیجہ ظاہر ہونے سے پہلے خیالی پلاؤ پکانے سے احتیاط کریں۔ ورنہ اس نازک موقعہ پر ہندو مسلم فضا بہت زیادہ خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پولس تحقیقات کر رہی ہے عدالت میں مقدمہ چلنے والا ہے۔ عوام کو صبر و سکوت سے انتظار کرنا چاہیئے۔

ملک معظم کی سالگرہ کے خطابات

۱۳؍جون کو ملک معظم کی سالگرہ کی خوشی میں خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے وہ بہت دلچسپ ہے۔ اور اس فہرست میں میری ذاتی واقفیت کے جن اشخاص کو خطابات ملے ہیں۔ اور جن کو میں نے مبارکباد بھیجی ہے اُن کی تعداد پچیس ہے۔ جن میں انگریز بھی ہیں۔ ہندو بھی ہیں۔ اور مسلمان بھی ہیں۔

میرا خیال ہے ہندوستان میں خطابات کی یہ آخری فہرست شائع ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر ہندوستان میں قومی حکومت قائم ہو گئی تو پھر خطابات کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ آزادی پسند ہندوستانی قوموں کی کثرت رائے خطابات کے دستور کے خلاف ہے۔

دہلی میں اچھوتوں کا جلسہ

۱۲؍جون کو دہلی میں اچھوتوں کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں سات آٹھ اچھوت لیڈروں نے تقریریں کیں۔ اور ان تقریروں میں کانگرس اور گاندھی جی وغیرہ کانگرسی لیڈروں کو بہت برا بھلا کہا گیا کہ وہ ہم کو بالکل بے حق کر دینا چاہتے ہیں۔ اور مسلم لیگ اور مسٹر جناح کی بہت تعریف کی گئی کہ وہ ہماری حمایت کر رہے ہیں۔ جلسے کے ہزارہا اچھوت بار بار یہ نعرہ لگاتے تھے "ماریں گے مر جائیں گے ہندو نہیں کہلائینگے"

یہ جلسہ اس وقت ہوا ہے اور اس جگہ ہوا ہے جہاں وائسرائے اور وزیر ہند موجود ہیں۔ اور اُن دونوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ بھنگیوں کے مکان میں ٹھیرنا اور رہنا"

اخبار نکالنا محض حکومت کو مغالطہ دینے کے لئے ہے۔

بُری خبر

آج ۱۳ جون کو یہ بُری خبر شائع ہوئی ہے کہ کانگرسی لیڈروں نے کانگرس اور مسلم لیگ کی برابری قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

جو لوگ یہ کہتے تھے کہ گاندھی جی نے اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اور پنڈت جواہر لال نہرو نے وزیر ہند کی تجویزوں کی نسبت صاف صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں پسندیدگی ظاہر کر دی ہے۔ اور مسٹر جناح شملے پر روٹھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور وہ عنقریب ان تجاویز کی نامنظوری کا اعلان کر دیں گے۔ اور حکومت اپنے اٹل فیصلے کے بموجب کانگرس کو سب اختیارات دے دیگی۔ اور مسلمان مخالف پارٹی کی حیثیت میں رہ جائیں گے۔ آج اُن کے لئے یہ خبر بہت زیادہ پریشان کرنے والی ثابت ہو گی۔ ؏

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اُن کا نکل آیا۔

منادی سیاسی پرچہ نہیں ہے۔ اور اُس نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اب سیاست میں دخل نہیں دیگا۔ لیکن موجودہ زمانہ ایک تاریخی زمانہ ہے۔ اور ہندوستان کے حالات بھی تاریخی حالات ہیں۔ اس واسطے منادی کا فرض ہے کہ مسلمان قوم کی عام رائے اُس وقت تک ظاہر کرتا رہے جب تک کہ وزیر ہند یہاں ہیں۔ اور کوئی فیصلہ کُن بات طے نہیں ہو جاتی ہے۔

کانگرس کو یا کانگرس کے لیڈروں کو خاص کر گاندھی جی کو جو درویشانہ لباس میں رہتے ہیں اور باتیں بھی درویشانہ کرتے ہیں۔ سوچنا چاہئے کہ انگریزوں نے ہندوستان کی دیوانی یعنی وزارت مسلمانوں سے حاصل کی تھی۔ اور شاہ عالم اور اکبر ثانی اور بہادر شاہ تین بادشاہوں کی طویل حکومتوں کے زمانے میں نہ ہندوؤں نے اس پر اعتراض کیا۔ نہ سکھوں نے اعتراض کیا۔ پھر آج کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اپنے برابر کا حصہ دینا بھی نہیں چاہتے۔ کہاں گیا گاندھی جی کا وہ سادہ چک جس کو دینے کا اُنھوں نے لارڈ اروِن کے زمانے میں اعلان کیا تھا۔ اور اُس اعلان سے ایک گھنٹہ پہلے ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر بڑے بڑے لیڈروں کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا تھا کہ آپ کی رائے ہندو مسلم مسئلہ میں کیا ہے؟ اور میں نے کہا تھا کہ "ہندوستان کی لڑائی دونوں قوموں کے ساجھے کی ہے۔ اور ہندوستان کی آزادی اور فتح یابی میں بھی دونوں برابر کے شریک ہیں" گاندھی جی نے اس جواب کی تعریف کی تھی۔ اور کہا تھا "اگر سب مسلمانوں کے خیالات ایسے ہی ہو جائیں تو آزادی حاصل کرنی کچھ مشکل نہیں ہوگی" اس کے بعد چاندنی چوک کے باغ میں جا کر گاندھی جی نے سادہ چک مسلمانوں کو دینے کا اعلان کیا تھا۔

یہ طرز عمل گاندھی جی کے لئے زیبا نہیں ہے۔ اس کو تو انگریزوں ہی کے حوالے کر دینا چاہئے۔

گھر میں پھوٹ

لاہور سے خبر آئی ہے کہ وہاں ہندو مہاسبھا کے بڑے بڑے لیڈروں نے ایک جلسہ کیا اور کہا "کانگرسی لیڈر ہم ہندوؤں کو مسلمانوں کا غلام بنا دینا چاہتے ہیں۔ اور ہم ہندوؤں کی حیثیت کہاروں اور بھٹیاروں کی سی بنا دینی چاہتے ہیں"

دہلی کے اچھوتوں اور لاہور کے ہندوؤں کی ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ ہندو قوم میں سیاسی تدبر باقی نہیں رہا ہے اور وہ وقت کی ضرورت کو سمجھنے سے قاصر نظر آتی ہے۔

کانگرس کا مساوات سے انکار

آج ۱۵ جون کے اخباروں میں چھپا ہے کہ کانگرس نے مسلم لیگ کی مساوات اور برابری کی بنا پر وزیر ہند کی تجاویز آزادی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اب نتیجہ کچھ ہی ہو۔ ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ کانگرسی لیڈر اور اُن کے مسلمان ساتھی مسلمانوں کو اور کم گنتی کی دوسری قوموں کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ اس واسطے وہ مسلمانوں کی مساوات اور برابری برداشت نہیں کر سکتے۔ جمعیت علماء اور احرار کمیٹی کے لیڈروں نے بھی جلسہ کر کے یہ تجویز پیش کی تھی کہ پانچ ہندو اور پانچ مسلمان مل کر مرکز میں کام کریں مگر کانگرسی لیڈروں نے اپنے جان نثار وفاداروں کی بات بھی نہیں مانی! اب اندازہ ہوا ہوگا جمعیت علماء اور احرار والوں کو کہ ؏ وہ بھولے اُن کو بیٹھے ہیں جنہیں وہ یاد کرتے ہیں۔ اب بھی موقع ہے کہ یہ سب پارٹیاں کانگرس سے جدا ہو کر مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آ جائیں۔ ورنہ ان پر یہ مثل صادق آئیگی "اِدھر نہ اُدھر یہ سمجھا کدھر؟"۔

ممکن ہے اس اخبار کی اشاعت تک وزیر ہند کانگرس کو خوش کرنے کی کوئی نئی بات پیش کر دیں۔ ورنہ بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ مسلمان اور سکھ اگر وہ مسلم لیگ کے ساتھ رہنا چاہیں اور اچھوت قومیں ہندوستان پر حکومت کریں گی اور ہندو عام اور خاص کانگرسی لیڈروں کو برا بھلا کہتے نظر آئیں گے۔ مسلم لیگ کو ایک اور [illegible] شرارت اور ماتمی بھیڑی کا [illegible] دینا چاہئے۔ اور یا کانگرس کو کوئی ایسی جماعت [illegible]

اعلان عام

بابت موجودہ اسٹاک دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

کمپنی کے حصے دار صاحبان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان شائع کیا جاتا ہے۔ کہ دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی نے گزشتہ زمانے کی مسلسل کساد بازاری کی وجہ سے ۱۹۳۸ سنہ عیسوی سے اپنا کام ملتوی کر دیا تھا۔ اور کمپنی کی کتابیں اور فرنیچر وغیرہ سامان ایک مکان واقع درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں مقفل کر دیا گیا تھا۔ جو آٹھ برس سے آج تک اسی جگہ موجود ہے۔ اور اس عرصے میں کوئی کام نشر و اشاعت کا قطعاً نہیں ہوا۔

اب چونکہ کمپنی قانوناً ختم ہو چکی ہے اس واسطے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ کمپنی مذکور کا موجودہ اسٹاک بتاریخ ۳۰ جون سنہ ۱۹۴۶ء اتوار کے دن بمقام غالب منزل درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں بوقت صبح دس بجے نیلام کیا جائیگا۔ لہٰذا جو حصے دار صاحبان یہ اسٹاک یا اس کا کوئی جز نیلام میں خریدنا چاہیں وہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر بولی بولیں۔

یہ اعلان حصے داران کمپنی کے علاوہ دہلی اور دوسرے شہروں کے مقامات کے تاجران کتب کے پاس بھی اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ اگر وہ یہ کتابیں یا فرنیچر وغیرہ سامان خریدنا چاہیں تو وہ بھی مقام مذکورہ پر تشریف لا کر بولی دیں۔ [illegible] فہرست کتابوں کی اور فرنیچر [illegible] ہے۔ اُن کی قیمتیں [illegible] نہیں کی گئی ہیں۔

یعنی موجودہ زمانے کے بازار کے بھاؤ کو مدنظر نہیں رکھا گیا ہے۔ خریدار صاحبان موقعہ پر خود دیکھ سکیں گے۔ کہ کتابوں کی اور فرنیچر وغیرہ کی موجودہ حالت کیسی ہے۔ اعلان میں اتنا لکھنا ضروری ہے کہ سب کتابیں صاف ستھری اور اچھی حالت میں ہیں۔ اور فرنیچر بھی اچھی حالت میں ہے۔ سوائے بعض چیزوں کے جو بہت بوسیدہ ہو گئی ہیں۔

یہ اعلان بھی ضروری ہے کہ وہ کتابیں جو کمپنی نے حق تصنیف ادا کر کے چھپوائی تھیں اُن کی تعداد بلحاظ اقسام پچیس ہے۔ اور خریدار کو یہ پچیس قسموں کی کتابیں حق تصنیف سمیت دی جائیں گی۔ کتابوں کی کل تعداد اٹھارہ ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔ جن میں بڑے سائز کی کتابیں بھی ہیں۔ اور زائد صفحات کی کتابیں بھی ہیں اور چھوٹے سائز کی اور کم صفحات کی کتابیں بھی ہیں۔

فرنیچر میں شیشے کی بڑی الماریاں ہیں اور میزیں ہیں۔ اور ٹائپ کی مشین ہے اور آئرن سیف ہے اور ایک بوسیدہ گھنٹہ ہے اور ایک کاپیاں لینے کی مشین ہے۔

کتابوں اور فرنیچر کی ابتدائی قیمت کے اعتبار سے موجودہ اسٹاک تقریباً سات ہزار روپئے کا ہے۔ اور چونکہ کتابیں سب اچھی حالت میں ہیں اس واسطے امید ہے کہ نیلام کے وقت اچھی قیمت حاصل ہو جائیگی کیونکہ آجکل کاغذ مہنگا ہے اور نایاب ہے اور لکھائی چھپائی بھی بہت گراں ہے اس واسطے تجارت پیشہ لوگوں کو تیار کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ حاصل ہو سکتا ہے۔

نیلام کی بولی ختم ہوتے ہی رقم فوراً ادا کرنی ہوگی۔ اور سامان جلدی اُٹھا لینا ہوگا۔ تاکہ وہ رقم حصے داروں کو تقسیم کی جا سکے۔

بیرونی تاجران کتب کی آگاہی کے لئے چند کتابوں کے نام اور مضمون بھی اس اعلان میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہر تاجر اپنی ضرورت کو سمجھ سکے۔

فہرست کتب نیلام طلب جن کا حق تالیف و اشاعت کمپنی ہذا کو حاصل ہے۔

نمبر	نام کتاب	مضمون	نمبر	نام کتاب	مضمون
۱	شادی سے پہلے	معاشرت	۱۳	بیوی کی محبت	معاشرتی افسانہ
۲	شادی کے بعد	″	۱۴	زندگی یا موت	معاشرتی ″
۳	درازی عمر	″	۱۵	نعت شہ لولاک	نعت
۴	احکام اسلام	مذہب	۱۶	نعت خیر الوریٰ	نعت
۵	ماں باپ کا اثر اولاد پر	تربیت	۱۷	شبیر سحاب	تاریخ
۶	عورت کے سہاگ کا	معاشرت	۱۸	مرزا غالب	انتخاب کلام مع سوانح
۷	کاروباری آدمی اور اس کا نظام عمل	″	۱۹	شجاعت نبوی	سیرت
۸	میر تقی میر	انتخاب کلام مع سوانح	۲۰	گلبن ظرافت	لطائف
۹	مرزا سودا	″	۲۱	اولیاء اللہ	بزرگوں کے تذکرے
۱۰	رباعیات رشید	″	۲۲	خیبر خاں جی لی	سوانح
۱۱	حکیم مومن خاں مومن	″	۲۳	مبادیات اسلام	مذہب
۱۲	غلام ہمدانی مصحفی	″	۲۴	فتوحات اسلام	تاریخ
			۲۵	تقدیر و تدبیر	مناظرہ

نوٹ:- ان کتابوں کے علاوہ تقریباً چھ سو قسم کی دوسری کتابیں اور ہیں جو ہر مضمون پر مشتمل ہیں۔

منتظم دفتر کمپنی ہذا

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۴ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

درگاہ حضرت سید رسول نما } آج صبح سات بجے دو رکے تانگے میں درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما میں حاضر ہوا تھا۔ وہاں کے سجادہ نشین پیر عنایت حسین صاحب کی اہلیہ میری مرید ہیں۔ ان کے مکان پر بھی گیا تھا۔ ان کی پوتی یعنے عمار صاحب کی بیٹی نے اردو فارسی نظمیں سنائیں تھیں بہت کم عمر ہے مگر جرأت سے پڑھتی ہے۔ یہ تربیت بہت اچھی معلوم ہوئی۔ بچی کی ماں زندہ نہیں ہے۔

ایڈوکیٹ } مسٹر [illegible] ایڈوکیٹ دہلی سے ملنے گیا تھا۔ کیونکہ کل شام کو ریزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی نے دو مقدمات کے سمن بھیجے تھے۔ نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے میرا چالان کیا ہے۔ الزام یہ ہے کہ میں نے مزار حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی حفاظت کے لئے ۳ فٹ اونچی ایک دیوار بنوا دی تھی۔ مسٹر [illegible] بھی خوش عقیدہ اور لائق وکیل ہیں مقدمات کی پیروی کے لئے ان کو مقرر کیا ہے ۲۰ مئی کو پیشی ہے۔

واحدی صاحب } ملا واحدی صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اُن کی مرحومہ بہن کے شوہر خان صاحب سید احمد صاحب اجمیر شریف سے آئے ہوئے ہیں، وہ بھی ملے تھے انہوں نے مرحومہ کی طویل علالت کے زمانے میں ایسی خدمت کی اور ان کی لڑکیوں نے بھی ماں کی ایسی خدمت کی کہ موجودہ زمانے میں بہت کم مثالیں ایسی خدمت کی ہونگی۔

چہلم } آج حضرت خاکسار صاحب کے والد عبد الغفور صاحب کا چہلم تھا۔ میں بھی نیاز میں شریک ہوا تھا۔ کھانا بھی وہیں کھایا تھا۔ ایک بجے گھر میں واپس آیا تھا۔ اور شام تک درگاہ کے حجرے میں رہا تھا۔

الہ آباد و یحییٰ پور کی ایک مرید عورت ملنے آئی تھیں۔ حکیم نثار احمد نظامی صدر مسلم لیگ جودہ پور اور عبد الغفار صاحب اور سید محمد الیاس صاحب اجمیری ملنے آئے تھے۔

موتی پور بہار والے سیٹھ عبد الستار صالح محمد صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اجمیر شریف جانیکے میرے لئے مٹھائی لائے تھے۔ اُن کی بیوی میری مرید ہیں انھوں نے خواجہ بانو کے لئے کپڑوں کا جوڑا بھیجا تھا۔

امرتسر اور فتح پور سیکری کے بھی کچھ لوگ ملنے آئے تھے۔ حکیم عبد السلام صاحب دہلوی دو احباب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میرے لئے خربوزے بھی لائے تھے۔ بہت ذہین اور پرجوش مسلمان ہیں۔ دواسازی میں مہارت رکھتے ہیں۔ کچلے کا تیل ہم نے نکلوایا تھا بہت مشکل کام تھا مگر کامیاب ہوگئے۔ تیل بھی لائے تھے۔

حوض قاضی سے محمد جمیل نام کے ایک تیلوں پوش آئے تھے کہتے تھے اکسپورٹ امپورٹ کا کام کرتا ہوں۔ بے سر و پا سوالات کرتے تھے۔ کوچہ پنڈت کے ایک نوجوان ساتھ تھے وہ بھی اکسپورٹ امپورٹ کا کام کرتے ہیں۔ مگر ان کی بات چیت میں معقولیت تھی۔

اُستاد شمس الدین صاحب بھی درگاہ میں آئے تھے وہ جمعرات کو آتے ہیں آج اتوار کو بھی آئے۔

مرزا خیر الدین خورشید جاہ } آج صبح شاہزادے میرزا خیر الدین خورشید جاہ سرپرست خاندان تیموریہ کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ خدا نے اُن کو ایک بیٹی پہلے عنایت فرمائی تھی۔ اور اب ایک بیٹا بھی عطا فرمایا ہے۔ میں نے شاہزادے صاحب کی والدہ صاحبہ کو مبارکباد دی۔ اور بچوں پر دعائیں دم کیں۔ پانی پت کے سجادہ نشین حضرت میاں عبد الرشید صاحب کے صاحبزادے صاحب بھی ملے تھے۔ جن کی شادی شہزادے خیر الدین کی بہن سے ہوئی ہے۔

لالہ پریم کی بہن کی شادی } کل شام کو لالہ پریم صاحب ممبر چشتی پارٹی کی بہن کی شادی تھی۔ میری طرف سے علی اور سید ابن عربی شریک ہوئے تھے۔

جنوبی افریقہ کی جماعت } کل شام کو سیٹھ احمد صادق محمد قاضی صاحب چند رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اُن کی مسجد کے امام صاحب بھی تھے۔ اور دو صاحب اور بھی تھے۔ قاضی صاحب کی خواتین خواجہ بانو سے ملنے گئیں تھیں۔ یہ سب لوگ اجمیر شریف جا رہے ہیں۔ پھر سفر حج کے لئے جائیں گے۔

۲۵ جمادی الثانی ۲۷ مئی دوشنبہ دہلی

چیف کمشنر اجمیر } آج کے اخباروں میں چیف کمشنر اجمیر کا بیان شائع ہوا ہے۔ کہ اجمیر کے عرس میں راشن کسی کو نہیں دیا جائے گا زائرین اپنا راشن خود ساتھ لائیں۔ میں نے کہا

انگریزی حکومت کے استفادم کا دیوالہ نکل گیا ۔
چیف کمشنر جانتے ہیں کہ یہ اعلان بعد از وقت تھا
حجرے کے اندر (آج دن بھر حجرے میں رہا
بکثرت ملنے والے آتے جاتے رہے۔ حکیم
نثار احمد نظامی چودہ پوری اور عبدالغفار
صاحب اور سیٹھ عبدالستار صالح محمد صاحب
اور ممتاز علی صاحب ملنے آئے تھے۔ ممتاز
علی صاحب بمبئی میں کاپی نویسی کرتے ہیں۔
چالیس برس کے ملنے والے ہیں۔ ان کے لڑکے
بھی ساتھ آئے تھے اور ان کے دوسرے
قرابت دار بھی ساتھ تھے۔

افغانی جشن (آج شام کو امپیریل ہوٹل
نئی دہلی میں جشن آزادی افغانستان کی پارٹی
ہوئی تھی۔ تمام دنیا کے مشہور آدمی شریک
تھے۔ مسٹر گریفن پولٹیکل سکریٹری حضور
وائسرائے ہند سے بہت تفصیلی باتیں ہوئیں
وہ لندن گئے ہوئے تھے۔ کنور مہندر سنگھ صاحب
بیدی نے ان سے کہا خواجہ صاحب کو شمس العلما
خطاب ملا ہے۔ مسٹر گریفن نے مبارکباد
دی اور کہا یہ بہت بڑا خطاب ہے۔ میں نے
کہا بے شک میری قومیت بدلنے والا نہیں
ہے۔ اگر مجھ سید کو خان صاحب یا خان بہادر
خطاب دیدیا جاتا تو میں سید پٹھان بن جاتا۔
شیخ محمد عثمان صاحب آزاد ایڈیٹر [illegible]
انجمن [illegible] سیٹھ غلام علی صاحب اور مسٹر [illegible]
سے بھی ملاقات ہوئی [illegible] مسٹر [illegible]
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی سے
بھی ملاقات کرائی۔ پنجاب کے چند مسلمان
افسران پولیس بھی ملے۔ آسٹریلیا کے ایک
[illegible] خاتون کے ساتھ [illegible] ملے
شکریہ ادا کیا آسٹریلیا نے ہندوستان کو
غلہ دیا۔ انھوں نے کہا بہت کم غلہ دیا ہے

میں نے کہا یہ آپ کی شرافت ہے کہ زیادہ
دیا اور کم کہا۔ سفیر صاحب افغانستان کو
میں نے جشن کی کامیابی کی مبارکباد دی
اور ہندوستان کو غلہ دینے کا شکریہ بھی ادا کیا۔
رات کو نیند بہت اچھی آئی۔

۲۶ جمادی الثانی ۲۸ مئی منگل دہلی

کام (صبح کی نماز کے بعد سے ساڑھے نو بجے
تک [illegible] میں کام کیا۔ پھر سید ابن عربی
اور علی کے ساتھ نئی دہلی کی کچہری میں گیا۔
نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے اولیاء اللہ کے مزارات
کی حفاظت کے لئے دیواریں بنانے کے
سبب مجھ پر دو فوجداری مقدمے چلائے
ہیں۔ اور بحیثیت مجرم کے میرا چالان کیا
گیا ہے۔ اور میں اپنے پیارے بزرگوں کی
گود میں یہاں آیا ہوں۔
ریزیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نے ۱۸ جون
تاریخ دیدی۔ [illegible] بارہ بجے گھر میں واپس
آگیا۔ پھر شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری
کام کرتا رہا۔ حکیم نثار احمد نظامی اور عبدالغفار
صاحب چودہ پوری اور حکیم محمد کامل صاحب
دہلوی [illegible] کے ساتھ ملنے آئے تھے
رات کو ۱۱ بجے تک نیند آئی تھی۔ پچھلی رات
اوراد ختم کرنے کے بعد بچوں کو قرآن و حدیث
کی تعلیم [illegible] کے لئے ایک نئی چیز لکھنی
شروع کی۔ درس اوراد محمدی نام رکھا
۔ چالیس لوحیں ہیں۔ ہر لوح میں ایک
ضروری آیت اور ایک ضروری حدیث
درج کی ہے۔ ایک بچے کو ایک لوح
دی جائیگی اور دس آنے میں بچوں کو
قرآن و حدیث کا ضروری علم حاصل ہو جائیگا
اور وہ مولوی بن جائیں گے۔ خدا کرے
[illegible] سبب ہو جائے۔

۲۷ جمادی الثانی ۲۹ مئی بدھ دہلی

[illegible] ([illegible] صحت کی خرابی کے
سبب ۱۰ بجے آنکھ کھلی تھی۔ میں نے اوراد
پورے کرنے کے بعد مسلمان بچوں کی قرآنی
اور حدیثی تعلیم پر غور کیا تو نفس امارہ نے جواب
دیا قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کا وقت
کہاں ملتا ہے۔ [illegible] کی ضرورت کے سبب
شروع سے بچے انگریزی کی طرف چلے جاتے
ہیں۔ نفس مطمئنہ نے مجھ سے کہا تو چالیس
لوحیں تیار کر۔ تیس لوحیں قرآنی تعلیم کی۔
اور دس لوحیں حدیثی تعلیم کی۔ یہ لوحیں
پوسٹ کارڈ سائز کی ہوں۔ اور ایک لوح
ایک پیسے کو دی جائے۔ گویا چالیس لوحیں
دس آنے میں دی جائیں۔ یہ چالیس لوحیں
مسلمان لڑکے اور لڑکیاں چالیس دن میں
پڑھیں گے۔ اور قرآن و حدیث کی بنیادیں ان
کے دل و دماغ میں قائم ہو جائیں گی۔ اور ہر
گھر میں ننھے ننھے مولوی پیدا ہو جائیں گے
چنانچہ میں نے ایک لوح اسی وقت لکھ لی
پہلے خفی قلم "درس اوراد" پھر جلی قلم "محمدی"
پھر خفی قلم "حکم علم"۔ پھر بسم اللہ۔ پھر اقرا
کی ابتدائی آیت آسان ترجمے کے ساتھ۔
آج کے کام (صبح نماز کے وقت باغ میں
چہل قدمی کی۔ لیکن دہی کی لسی پی نیند آئی
میں تحریری کام کیا۔ پھر درگاہ کے حجرے میں
آگیا۔ اور شام تک کام کرتا رہا۔ تاریخ انقلاب
دہلی کی ترتیب درست کی۔ بہادر شاہ کی
تخت نشینی کتاب کی تمہید لکھوائی۔ بکثرت
ملنے والے آئے۔ ان سے باتیں [illegible]
کی۔ [illegible] گھر میں جا کر [illegible] ملنے [illegible]
[illegible] آئے تھے [illegible]
[illegible] ہو سکا۔

ملاقاتی: بمبئی سے محمود سنی صاحب ملنے آئے تھے۔ بہت قدیم دوست ہیں میری کتابیں پڑھ چکے ہیں۔ آج بھی کچھ کتابیں خریدیں۔

نواب جہانگیر یار خاں نظامی: نواب سردار یار خاں نظامی کے سوتیلے بھائی نواب جہانگیر یار خاں نظامی ملنے آئے تھے میر گوہر علی صاحب اور میر جہانگیر علی صاحب بھی ساتھ تھے اجمیر شریف جا رہے ہیں۔ نواب محی الدولہ بہادر مرحوم کی اولاد میں ہیں۔ کراچی سے غلام احمد نظامی کے بھائی غلام حسین صاحب اور بھتیجے عبدالرحمن صاحب ملنے آئے تھے۔ کراچی کا حلوہ بھی لائے تھے۔ حکیم نثار احمد نظامی اور عبدالغفار صاحب جودھ پوری بھی ملنے آئے تھے۔ ذاکر نظامی دہلوی بھی آئے تھے۔

۲۸ جمادی الثانی ۳۰ مئی جمعرات دہلی

نیند کی زیادتی: آج رات کو اتنی زیادہ نیند آئی کہ پچھلی رات کے اوراد ناغہ ہو گئے۔

کام: خواجہ میر کے حجرے میں دواؤں کی الماریاں لگوائیں۔ پھر درگاہ کے حجرے میں آ گیا۔ اور شام تک وہیں کام کرتا رہا۔

اخبار شائع ہو گیا: آج یکم جون اور ۸ جون اور ۱۶ جون کے تین پرچے یکجا شائع ہو گئے۔

کلاہ خاص: آج آنریبل مولانا سر محمد عثمان صاحب ممبر کونسل وائسرائے رخصتی ملاقات کے لئے میرے حجرے میں آئے تھے۔ وہ اب مدراس جانے والے ہیں۔ وائسرائے کی کونسل سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے اپنی ٹوپی ان کو اڑھائی۔ اور انہوں نے شیخ چہرے کے زمانے میں حاجی ابراہیم خدمت مسلمان قوم کی انجام دی اس کا ذکر کرتے ہیں تو ان کو دعائیں بھی دیں۔ پنجاب سے سردار اندر سنگھ نظامی ملنے آئے تھے پھر علی کے لئے مٹھائی کی دو ٹوکریاں بھی لائے تھے۔

تیموری صاحب: جشنِ پارٹی کے ممبر تیموری صاحب دہلوی ملنے آئے تھے بہت پرانی کتاب حزب البحر فارسی ترجمے والی بھی ساتھ لائے تھے۔ میں نے فارسی ترجمے کی کتاب حزب البحر پہلی دفعہ دیکھی۔

۲۹ جمادی الثانی ۳۱ مئی جمعہ سفر حیدرآباد

اعلیٰ حضرت کا تار: آج صبح دس بجے درگاہ کے حجرے میں کام کر رہا تھا۔ یکایک اعلیٰ حضرت کے چیف سکریٹری کا تار آیا کہ اگر صحت سفر کے قابل ہو تو اتوار کی صبح کو دس دن کے لئے حیدرآباد پہنچ جائیے جسمانی کمزوری بہت زیادہ تھی تاہم ارادہ کر لیا۔ یہ خیال کر کے کہ ریل میں دو رات دن سکون میسر آ جائیگا۔ علی کو دہلی بھیجا کہ سیٹ کا انتظام کریں۔ بظاہر کوئی امید سیٹ ملنے کی نہیں تھی۔ کیونکہ آٹھ آٹھ دن پہلے کوشش کی جاتی ہے تب سیٹ ملتی ہے۔ مگر اتفاق کی بات کہ فرسٹ کلاس کی ایک سیٹ مل گئی۔ اور میں گھر سے روانہ ہو کر دہلی گیا آیا۔ اور پھر ریل پر پہنچ گیا۔ عبدالمالک عاصی نظامی ایڈیٹر رسالہ انوار سحر دہلی اور محمد تقی نظامی مالک دکان شاہی حلوہ سوہن دہلی اور مولانا محمد ایوب صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ریل پر علی اور شفیق احمد صاحب صدر کلکتے والے پہنچانے آئے تھے۔ صبح فیروز الدین صاحب جاپان والے بھی ملنے آئے تھے۔

کھانا: منشی محمد حسین صاحب خادم نظامی کے ریلوے مسلم ریفرشمنٹ روم میں کھانا کھایا تھا۔ کئی قسم کے سالن تھے۔ بلائی تھا۔ میں نے رغبت سے کھایا۔ عبدالنعیم صاحب ساتھ جا رہے ہیں۔ محمد رحیم صاحب چمن دہلوی بھی ریل پر ملنے آئے تھے۔ آگرے تک ریل میں بھیڑ رہی۔ اور فرسٹ کلاس تھرڈ کلاس بنی رہی۔ پھر دو انگریز ایک ہندو ایک مسلمان چار آدمی سے زیادہ کوئی نہ رہا۔ رات کو ریل گاڑی کے ہندو ہوٹل کا کھانا منگا کر کھایا تھا۔ دن بھر گرمی زیادہ رہی۔ گرد و غبار بھی رہا۔ رات کو نیند اچھی آئی۔ کلیات نظیر اکبر آبادی پڑھتا رہا۔ نعیم صاحب نے راحت و آسائش کا پورا خیال رکھا۔ غبار کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا۔

۳۰ جمادی الثانی یکم جون شنبہ راستہ حیدرآباد

بھوپال: صبح ۶ بجے بھوپال اسٹیشن آیا۔ سوائے کا مدار پٹوؤں کے اور کوئی کھانے پینے کی چیز نہیں ملی۔ اب اسٹیشنوں پر کھانے پینے کی چیزوں کی پہلی سی بات نہیں رہی ہے امیر مسافروں کے لئے ریلوں میں باورچی خانے یعنی ریل خوان ہوتے ہیں۔ غریبوں کے لئے اللہ کا نام یا میلے ٹوٹے ہوئے ٹین کے ڈونگوں میں پانی۔

ناگ پور: شام کو پانچ بجے ناگ پور اسٹیشن آیا۔ دہلی سے ایسی جلدی میں روانگی ہوئی تھی کہ اپنے دوست خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب کو سفر کی خبر نہ دے سکا تھا۔ تاہم پلیٹ فارم کو کھڑکی سے گردن نکال کر دیکھا۔ اور تصور کر لیا کہ حافظ صاحب اس جگہ ہمیشہ ملا کرتے ہیں۔

سید احمد صاحب: مدراس کے ایک مسلمان سید احمد صاحب ملے [illegible]

پوچھا۔ میں نے ہنس کر کہا پہلے اپنا نام بتائیے کہا سید احمد نام ہے۔ بیڑی کے پتے خریدنے آیا ہوں۔ ہر سال لاکھ دو لاکھ روپے کے پتے خرید کر لے جاتا ہوں۔ کہتے تھے حیدرآباد میں بھی بیڑی کے پتے بہت اچھے ہوتے ہیں۔ ریل چلنے لگی تو سید احمد صاحب نے ناگ پور کے چار سنترے نذر کئے۔

گاندھی جی کی کٹیا میں کھانا وردہا پر ریل پہونچی تو ہندو باورچی خانے سے ہندو خانساماں کھانے کا تھال لایا۔ میں نے کہا وردہا میں گاندھی جی کی کٹیا ہے۔ ہم یہ کھانا اُن کی طرف سے سمجھتے ہیں کیونکہ وردہا میں کھاتے ہیں۔ دلی سے بلہار شاہ تک تین وقت کا کھانا اور ایک وقت کی چاء دو آدمیوں کا خرچہ کل سوا آٹھ روپے ہوا تھا۔ میں نے دس روپے کا نوٹ خانساماں کو دیا۔ اس نے ایک روپیہ بارہ آنے واپس کرنے چاہے میں نے کہا واپسی کیسی بقیہ سب تمہارا ہے۔ خدا جب تمہیں رزق دیتا ہے تو وہ اُس میں سے کچھ واپس نہیں لیا کرتا۔ آج رات کو بھی بہت اچھی نیند آئی۔

بارش آج دن بھر گرمی رہی تھی۔ شام کو وردہا میں ہلکی ہلکی بارش ہوئی خیال آیا۔ وردہا کو وردہا کیوں کہتے ہیں؟ ذہن نے جواب دیا "ورد" پھول کو کہتے ہیں۔ اور "وردہا" کے معنی ہیں "بہت سے پھول"

قاضی پیٹھ پچھلی رات قاضی پیٹھ جنکشن سے گاڑی بدلی۔ یعنی مدراس کی گاڑی سے کٹ کر حیدرآباد کی گاڑی میں جڑ گئی اس وقت کچھ مسافر اندر آئے۔ غل شور کے نقارے بجاتے ہوئے۔ یورپین تہذیب کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے۔ چاروں سیٹیں رُکی ہوئی تھیں۔ تین مسافر سوتے تھے ایک مسافر نماز پڑھ رہا تھا۔ نئے آنے والوں نے بستر نیچے بچھا لیا۔ خوب تیز اور رواں انگریزی بول رہے تھے۔ میں نے اپنی جا نماز طے کی۔ اور زمین پر لیٹے ہوئے نووارد سے کہا "اگر آپ میری زبان سمجھتے ہوں تو میں کہتا ہوں کہ یہاں اوپر میری سیٹ پر لیٹ جائیے۔ میں اپنی جا نماز نیچے بچھا لوں گا۔ کیونکہ اب مجھے سونا نہیں ہے۔ ٹوٹی پھوٹی اُردو میں جواب دیا آپ کا شکریہ میں بھی اب سونا نہیں چاہتا"۔

وہ لگاتار سگریٹ پی رہے تھے۔ ع

بوئے گل نالۂ دل، دودِ سگارِ محفل۔
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشاں نکلا۔

اُن کے سگرٹوں کے دھوئیں سے سارا درجہ تیرہ و تار ہو گیا۔ تو میں نے اُن کا نام پوچھا۔ اور مقام پوچھا۔ کہا یونانی ہوں۔ وزیر سلطان سگرٹ کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ گنتور سے آیا ہوں۔ حیدرآباد جا رہا ہوں میں نے کہا اُردو کہاں سیکھی؟ کہا بیس سال سے ہندوستان میں رہتا ہوں۔ میں نے کہا وزیر سلطان سگرٹ کمپنی تو امپیریل تمباکو کمپنی نے خرید لی ہے۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ امپیریل تمباکو کمپنی میں کام کرتے ہیں؟ پھر بہت دیر تک سگرٹ سازی کے فن پر میں نے اپنی معلومات گوناگوں کا مظاہرہ کیا۔ یونانی صاحب میری لمبی داڑھی اور اُلجھے ہوئے سر کے بال حیرت سے دیکھتے تھے۔

آخر انھوں نے پوچھا کیا آپ بھی کسی سگرٹ کمپنی کے مالک ہیں؟ میں نے کہا میں خود سگرٹ ہوں۔ اور جل جل کر راکھ ہو رہا ہوں۔

یکم رجب ۲ر جون اتوار حیدرآباد دکن یارانِ ریل صبح سات بجے ریل سکندرآباد اسٹیشن پر پہونچی۔ انگریز کپتان جو سکاٹ لینڈ کے رہنے والے ہیں بہت خوش مزاج۔ عمر تیس برس۔ اور کشمیر کے رہنے والے کپتان بسلو داس اور وزیر سلطان سگرٹ کمپنی کے یونانی کارندے رخصت ہو گئے۔ اور میں اکیلا درجے میں رہ گیا۔ مولوی حاجی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی اور اُن کے داماد مولوی عبدالکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندرآباد اور جعفر خاں نظامی اور نواب سردار یار خاں نظامی کے دونوں لڑکے سکندرآباد پر ملنے آئے۔ حضوری صاحب نے ناشتہ بھی کرایا۔

حیدرآباد میں ساڑھے سات بجے ریل حیدرآباد اسٹیشن پر پہونچی۔ وہاں روشن دل خواجہ راجہ نظامی اور روشن دل ناسوتی شاہ نظامی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی اور روشن دل مخلص شاہ نظامی اور محمود نظامی اور محمد عبدالغفور کامل الیقین نظامی اور سید بشیر نظامی اور شاہ امید نظامی اور روشن دل ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی اور فخر الدین نظامی اور اُن کے لڑکے اور حسن اقبال نظامی اور عابد حسین نظامی اور سید سعید نظامی اور میری پوتی قدسیہ اور میرا پوتا سلمان اپنے نگراں خواجہ سید حسین نظامی کے ساتھ آئے تھے۔ اور مولوی قطب الدین صاحب تعلقہ دار محبوب نگر بھی ریل پر آئے تھے۔ بہت سے پھول بھی پہنائے گئے۔

ناشتہ ہادی منزل میں آیا۔ حضرت نورِ معرفت سید نعمان اور حضرت نورِ حقیقت

شیخ چلی نے وزیر ہند کے کان میں کیا بات کہی اس کا راز دو تین دن میں معلوم ہو جائے گا

سید امان سعید ان کی والدہ دل آرا بانو اور ان
کی چھوٹی دادی امت المتین اور سید سعید
نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی اور
سید سعید کی والدہ اور سید سعید کے بچے
اور روشن دل محبوب بانو نظامی کے بچے
جمع تھے۔ ان سب نے دوبارہ مجھے ناشتہ
کرایا۔ اور میں نے باوجود اس کے کہ تھوڑا
ناشتہ سکندرآباد میں کیا تھا۔ دوبارہ دو
چار نوالے کھالئے۔ اصلی غذا ان سب
بچوں کی دید تھی۔ کہ انسان کے لئے اگر
وہ سمجھے تو اسی دید میں سب کچھ ہے۔

جلسے کا بلاوا ٹاؤن ہال حیدرآباد میں
جمعیت مشائخ کی طرف سے آج سالگرہ
کی مبارکباد کے لئے جلسہ قرار پایا ہے
اس کی دعوت دینے کے لئے علما و مشائخ
علی شاہ صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے۔
اور میں جلسے میں گیا تھا۔

اعلیٰحضرت کا سجدہ دس بجے اعلیٰ
حضرت حضور نظام اپنی سالگرہ کا شکرانہ
ادا کرتے باغ عام کی مسجد میں آئے تھے۔ اور
دو رکعت نماز نفل پڑھ کر ایک طویل سجدہ شکر
الٰہی کا ادا کیا تھا۔ شاہزادے ولی عہد بہادر
بھی ساتھ تھے۔ سجدے کے بعد عرب فوجی
سرداروں نے عربی زبان میں دعائیہ نغمہ
گایا۔ اور سوتی ہوئی ارواح کو حمد و نعت
سے جگا دیا۔

ٹاؤن ہال کا جلسہ ساڑھے دس
بجے نواب سر مہدی یار جنگ بہادر نائب
صدر اعظم کی صدارت میں ٹاؤن ہال میں
جلسہ شروع ہوا۔ حضرت مولانا سید عبدالکریم
حسینی بغدادی کے اہتمام سے یہ جلسہ ہوا
تھا۔ سلطنت کے سب پبلک نمائندے
اور لیڈر اور علماء و مشائخ اور امراء اور عوام
شریک ہوئے تھے۔

پرچم کشائی پہلے میں نے سلطنت
آصفیہ کا جھنڈا بلند کیا۔ اور تین بار نصر من اللہ
و فتح قریب کا نعرہ لگا کر کہا۔ یہ جھنڈا آصفیہ
سلطنت کا ہے۔ یہ جھنڈا ہندوؤں،
مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں، پارسیوں
کے ساجھے کا جھنڈا ہے۔ میں خدا سے دعا
کرتا ہوں کہ وہ اس سلطنت کے بادشاہ
اور اس جھنڈے کی عزت کو بلندی عطا
فرمائے۔ اور اس ملک کی سب قومیں اس
جھنڈے کی عزت کو اور اس ملک کے بادشاہ
کی عزت کو اپنی ساجھے کی عزت سمجھیں"۔
آمین کے نعرے بلند ہوئے۔ اس کے بعد
جلسہ شروع ہوا۔ اور اعلیٰحضرت کے خاص
قاری فخرالدین صاحب نے بہت مؤثر انداز
سے آیات قرآن تلاوت فرمائیں۔ پھر کمسن بچیوں
نے ملکی ترانہ گایا۔ پھر حضرت مولانا سید شاہ
عبدالکریم حسینی صاحب بغدادی صدر استقبالیہ
نے اپنا خطبہ سنایا۔ پھر اچھوت قوموں کے
لیڈر شام سندر صاحب بی اے نے صدارت
کی تحریک پیش کی۔ پھر سکھوں کے لیڈر سردار
کھیم سنگھ صاحب نے تائیدی تقریر کی۔ پھر
نواب سر مہدی یار جنگ بہادر نے خطبہ
صدارت پڑھا۔ پھر جناب شاہد صدیقی صاحب
نے نظم پڑھی۔ پھر مولوی سید جعفر اللہ حسینی
صاحب جعفری نے ہندوستان سے ہندوستانی
لیڈروں کے آئے ہوئے پیغام سنائے۔
پھر مولوی حکیم لئیق احمد صاحب النعمانی بندہ
نوازی ایڈیٹر صحت عامہ نے قرارداد عقیدت
پیش کی۔ جس کی تائید حضرت مولانا سید شاہ
نور اللہ حسینی صاحب افتخاری معتمد استقبالیہ
نے نہایت مؤثر انداز سے فرمائی۔ پھر جناب
علمی آفندی صاحب نے دلچسپ نظم سنائی
پھر جناب نواب میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر
نے اس قرارداد کی تائید میں ایک زبردست
تقریر کی۔ پھر مولانا میر مظہر علی صاحب کامل
صدر مملکتی مجلس اتحاد المسلمین نے ایک مؤثر
تقریر قرارداد کی تائید میں فرمائی۔ پھر جناب
اعجاز حسین خاں صاحب کھتہ نے ظریفانہ
نظم سنائی۔ پھر آنریبل دیوان بہادر مسٹر آراوامدو
آئنگر صدرالمہام بہادر عدالت نے انگریزی
زبان میں قرارداد عقیدت کی تائیدی تقریر
کی۔ پھر جناب مولانا رشید ترابی صاحب نے
نہایت ولولہ انگیز جوشیلی تقریر قرارداد کی تائید
میں کی۔ پھر جناب نذیر دہقانی صاحب
نے ملکی زبان میں اپنا ظریفانہ کلام سنایا۔ پھر
حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی
نے اعلیٰحضرت کی سلامتی کی نہایت مؤثر
الفاظ میں دعا مانگی۔ پھر مولانا سید حسین شاہ
صاحب بخاری نے جناب صدر کا شکریہ ادا
کیا۔ اور ایک بجے جلسہ برخاست ہوا۔ میں
نے قیام گاہ پر واپس آکر کھانا کھایا۔ پھر کچھ دیر سویا

دعوت نامے کنگ کوٹھی مبارک سے
اعلیٰحضرت نے آج رات کے سرکاری
ڈنر کا بلاوا میرے لئے اور حسین کے لئے
بھجوایا تھا۔ اور میں رات کو آٹھ بجے باغ عام
کے جوبلی ہال میں گیا تھا۔ جہاں نو سو مہمان
جمع تھے۔ پانسو روپے ماہوار سے زائد
پانے والے عہدے دار اور ہندو مسلمان
امرا اور جاگیردار جمع تھے۔ امین الملک سر
میرزا اسمٰعیل صاحب بھی تھے۔ ان کے
پرسنل اسسٹنٹ کھنہ صاحب جے پور کی
سنہری پگڑی باندھے ہوئے بہت اچھے

معلوم ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اپنے شاہزادوں اور شاہزادیوں کے ساتھ تشریف لائے تھے تقریباً ڈیڑھ سو مہمان اعلیٰ حضرت کے ساتھ خاص جوبلی ہال میں تھے۔ اور بقیہ مہمان جوبلی ہال کے باہر تھے۔ کھانا مغلئی تھا۔ اور بہت لذیذ تھا۔ انتظام بہت اچھا تھا۔ میری نشست اعلیٰ حضرت کی میز کے قریب تھی۔ اور میں ان کی حکیمانہ باتیں سُن سکتا تھا جو وہ کھانے کے وقت فرما رہے تھے۔ اس ایوان شاہی میں قدامت کا شاہانہ دبدبہ اتنا زیادہ تھا۔ کہ ڈیڑھ سو مہمان ایک جگہ جمع تھے مگر سوائے چینی کے برتنوں کی آوازوں کے اور کوئی غیر مانوس آواز سُنائی نہ دیتی تھی وہاں میرے بہت سے قدیم و جدید احباب مجھ سے ملے۔ اور صدر المہام فنانس مولوی زاہد حسین بہت دیر میرے پاس بیٹھ کر اپنی بیماری کے حالات سُناتے رہے۔ نواب صاحب چھتاری سے بھی وہاں ملاقات ہوئی۔

واپسی دس بجے کے بعد واپسی شروع ہوئی پانچ سو موٹروں کی جگمگاتی ہوئی لہریں جوبلی ہال کے پائین باغ کے فواروں سے آنکھیں لڑاتی ہوئی اور سڑک کی خاک پر تیرتی ہوئی گذرتی گئیں۔ موٹروں کے نمبر پکارے جاتے تھے اور موٹریں سامنے آجاتی تھیں۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر نے مجھ سے کہا جس کی آئے گی وہی جا سکے گا۔ مگر طویل انتظار کے باوجود میری موٹر نہ آئی تو مولوی رضی الدین صاحب افسر سیلانی اور فریدی صاحب ناظم بلدیہ نے مجھے اپنی موٹر میں ہادی منزل تک پہونچایا۔ پھر میں نے گیارہ بجے تک ان ذی علم اور ذی فہم دوستوں سے حقائق سیاسیات ہندوستان پر بات چیت کی۔ بارہ بجے خوابگاہ میں آیا۔ حسین نے اور اُن کی خالہ اور اُن کی بیوی نے میرا پلنگ برقی پنکھے کے نیچے بچھایا۔ کیونکہ ہوا بند تھی۔ اور گرمی زیادہ تھی۔ پنکھے کی ہوا سے آرام ہوگیا۔ اور میں نے پچھلی رات پنکھا بند کر دیا اور صبح تک اپنے اوراد پورے کئے۔ کل یہاں خوب بارش ہوئی تھی۔ مگر آج اس بارش کے آثار نابود ہیں۔ اور گرمی ناقابل برداشت ہے۔

ناسوتی شاہ کی نظم آج حسب معمول ناسوتی شاہ نظامی ریل پر اپنی نظم نہ سنا سکے تھے۔ کل سنائیں گے۔ آج مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور مولوی حمید الدین محمود فریدی ناظم بلدیہ اور نواب سردار یار خاں نظامی اور مولوی فخر الدین مسعود اور مولوی رضی الدین صاحب افسر سیلانی اور مولوی قطب الدین صاحب تعلقہ دار (ڈپٹی کمشنر) محبوب نگر۔ اور خوش اقبال شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور سید یوسف صاحب نعت خواں اور سید ذہین نظامی وغیرہ بہت سے صاحب ملنے آئے تھے۔

۲ رجب ۳ جون پیر حیدر آباد

شادی آج صبح اپنے مخلص قدیم مرید عبد الغفور کامل الیقین نظامی کی لڑکی کی شادی میں شریک ہونے کے لئے اُن کے مکان پر گیا تھا۔ نکاح ہوگیا تب دس بجے واپس آیا۔ دولہا تعلیم یافتہ ہیں۔ نکاح کے بعد مجھ سے مسلم لیگ کے حالات دریافت کرتے رہے۔ دولہن کے بھائی عبد الرشید بھی وہاں تھے۔ زنانے میں جاکر دولہن پر بھی دعا دم کی۔

خوش اقبال کے گھر میں یہاں سے روانہ ہو کر روشن دل محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی کے مکان پر چنچل گوڑے میں گیا اور اُن کو ساتھ لے کر اُن کے لڑکے محمد حامد مرحوم کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے گیا ابھی چند ہفتے ہوئے ٹائیفائڈ کی بیماری میں اس لڑکے کا انتقال ہوا تھا۔ سترہ برس کی عمر تھی میں دیر تک مزار کے پاس کھڑا رہا۔ غمگین باپ نے قبر پختہ بنوادی ہے۔ جب میں نے اپنے گلے کے پھول اتار کر قبر پر ڈالے تو ایسا محسوس ہوا کہ حامد میرے قدموں میں سر رکھتا ہے۔ یہ تو شہید تھا۔ مجھے اس کے قدموں میں سر جھکانا چاہئے۔

سر مرزا اسمٰعیل سے ملاقات ساڑھے ۱۱ بجے خواجہ حسین نظامی اور سید سعید نظامی کے ساتھ سرکاری گیسٹ ہاؤس میں سر میرزا اسمٰعیل صاحب سے ملنے گیا تھا انہوں نے نہایت لذیذ اور ٹھنڈا شربت پلایا۔

یوسف خوش دل حیدر آباد کے بلبل ہزار داستان سید یوسف صاحب نعت خواں ملنے آئے تھے۔ اُن کی دلچسپ باتیں جو سنتا ہے خوش دل ہو جاتا ہے میرا اِن سے دیرینہ تعلق ہے۔

ملاقاتی مولوی مقبول احمد نظامی اعجاز قریشی صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ نواب حسن یار جنگ بہادر اور اُن کے پرائیوٹ سکریٹری کولاس صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ مولانا حبیبی شاہ اور مخلص شاہ اور کاکی شاہ اور خوش اقبال شاہ اور مولوی عبد الرحمٰن نظامی اور سید ذہین نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور عابد حسین نظامی اور

راجہ ہربنس چند اور حضرت مولانا سید عبداللہ حسینی بغدادی اور ان کے چھوٹے بھائی سید محمد صادق حسینی اور جعفری صاحب مالک نیوز ایجنسی اور سید خواجہ محی الدین صاحب جاگیردار ملنے آئے تھے۔

ناسوتی شاہ کی نظم مولوی محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی نے اپنی خیر مقدم کی نظم آج خود خوش الحانی سے سنائی تھی جو یہ ہے :۔

آئے خواجہ جو اپنی محفل میں
آگئی پھر سے روشنی دل میں
صرف دیدارِ یار ہیں آنکھیں
محو دید نگار ہیں آنکھیں
وہ تصور جو دل میں تھا پنہاں
بن کے تصویر ہو گیا رخشاں
آپ آئے تو تن میں جان آئی
درد کا میرے ہو گیا درماں
آپ کا آنا باعث شادی
آپ کا رہنا دل کی آبادی
مست ہیں پی کے سب مئے دیدار
منھ سے ظاہر خوشی کے ہیں آثار
ہاں کرم کی نظر ذرا کیجئے
میری بگڑی شہا بنا دیجئے
نقش باطل مرا مٹا دیجئے
اپنی تصویر کو جما دیجئے
ہے فدا جان و دل سے ناسوتی
پاس اس کا رہے شہ عالی

زکام حیدرآباد میں ٹھنڈے پانی سے نہانا بہت نقصان دیتا ہے۔ میں دہلی کی عادت کے بموجب ٹھنڈے پانی سے نہا لیا۔ بہت شدید زکام ہو گیا۔ رات بھر نزلے کی تکلیف رہی۔ سید نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی اور حسین کی بیوی دل آرا بانو اور حسین کی خادمہ امت المتین میری راحت اور آسائش کے انتظامات میں ہر وقت مصروف رہتی ہیں۔

۳ رجب ۴ رجون منگل حیدرآباد
دماغ کی جھاڑو آج بہت سویرے حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی خورشید جاہی اسطخودوس اور گاؤزبان اور بادیان لائے تھے۔ میں نے ان کا جوشاندہ پیا تھا۔ اس سے دماغ کی بے کلی فوراً دور ہو گئی۔

نواب ناصر نواز الدولہ بہادر آج حیدرآباد کے قدیمی امیر اور عابد و زاہد خدا ترس امیر نواب ناصر نواز الدولہ بہادر ملنے آئے تھے۔ اور انجمن انیس الغربا کے بانی مولانا خواجہ بدر الدین صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اور خورشید جاہی پائیگاہ کے امیر نواب نجیب الدین خاں صاحب اور سید یوسف صاحب خوش دل بھی ملنے آئے تھے۔

راجہ دھرم کرن بہادر کی بیمار پرسی راجہ ہربنس چند صاحب موٹر لے کر آئے تھے۔ اور میں ان کے ساتھ جوبلی ہل پر راجہ دھرم کرن بہادر کی بیمار پرسی کے لئے گیا تھا۔ وہ دہلی سے بیمار ہو کر حیدرآباد آئے تھے۔ ابھی تک کمزوری باقی ہے۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا۔ ان کے بڑے صاحبزادے راجہ رام کرن صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔

مولوی نصیر الدین ہاشمی حیدرآباد کے نامور مورخ مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی ملنے آئے تھے۔

علامہ دمشقی چند سال سے حیدرآباد میں دمشق کے ایک بہت بڑے عالم مقیم ہوئے ہیں۔ جن کا نام محمد المامون ہے اور جو میری عام فہم تفسیر کے بہت زیادہ مداح ہیں۔ اور حیدرآباد میں قرآنی تبلیغ اور عربی بول چال کی ترویج کا کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ جرمن اور انگریزی اور فرانسیسی زبانیں بھی جانتے ہیں۔ اور ان ملکوں کی سیاحت بھی کر چکے ہیں۔

ناظم صاحب سر مہاراجہ بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی محمد بیگ صاحب ملنے آئے تھے۔ مجھے ان کی شرافت اور بلند خیالی اور دیانت داری اور کارشناسی اور کارگزاری سے اتنی زیادہ محبت ہے کہ جب یہ ملنے آتے ہیں تو میری روح میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔

عصرانہ قوالی کل شام کو ساڑھے پانچ بجے میرے مکان پر اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سالگرہ کی خوشی میں قوالی کی مجلس ہو گی۔ اور عصرانہ یعنی چائے نوشی بھی ہو گی۔ دہلی کی طرح یہاں بیس چوبیس سے زیادہ آدمی کسی پارٹی میں جمع نہیں ہو سکتے اس لئے میں نے متعلقہ افسروں کو درخواست دے کر ایک سو آدمیوں کی اجازت حاصل کی ہے۔ آج حسین اور سید سعید اور مخلص شاہ اور خوش اقبال شاہ کے ذریعے دعوت نامے تقسیم کرائے۔

۴ رجب ۵ رجون بدھ حیدرآباد
کنگ کوٹھی مبارک آج صبح اعلیٰ حضرت حضور نظام کی کنگ کوٹھی پر شام کی قوالی میں اعلیٰ حضرت کو بلاوا دینے گیا تھا۔ مگر آج وہ بہت زیادہ مشغول و مصروف تھے۔ فرصت ہوتی تو ضرور تشریف لاتے۔

ایڈیٹر العرب عربی زبان کے مشہور اور مقبول رسالے "العرب" کے ایڈیٹر علامہ عبدالمنعم العدوی، پروفیسر حسن الاعظمی صاحب

کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اعظمی صاحب بھی حیدرآباد میں عربی زبان کو فروغ دینے کے کام میں مصروف ہیں۔

انتظام: آج دن بھر حسین اور سید سعید اور مخلص صاحب اور خوش اقبال شاہ پارٹی کے انتظامات میں مصروف رہے۔ سید سعید نظامی کی سلیقہ مندی سے بہت خوشی ہوئی۔ انھوں نے مکان کے صحن چبوترے پر قالین بچھائے ہیں اور صوفے اور کرسیاں بھی بچھائی ہیں۔ اور پھولوں سے ساری بزم کو گلزار بنا دیا ہے۔ میں نے حسین سے ہنس کر کہا "اگر شام کو بارش ہوئی تو کیا کرو گے؟" ہنس کر جواب دیا بالاخانوں پر چڑھ جائیں گے وہاں بڑے بڑے کمرے ہیں۔ یکایک مغرب کی طرف سے کالی گھٹا نمودار ہوئی اور ٹھیک ساڑھے پانچ بجے جب مہمانوں کی موٹریں آنی شروع ہوئیں تو بارش بھی شروع ہو گئی۔ بڑی افراتفری پیدا ہوئی بمشکل صوفے اور کرسیاں اور قالین اٹھائے گئے۔ اور میں سب مہمانوں کے ساتھ بالاخانے پر چلا گیا۔ جہاں مولوی قطب الدین صاحب تعلقہ دار محبوب نگر اور مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور مولانا سید محی الدین صاحب زور بانی ادارہ ادبیات اردو وغیرہ نے بہت جلد فرش کا انتظام کر دیا۔ اور ہم سب اس کمرے میں اس طرح آگے پیچھے بیٹھے جس طرح قوالوں [illegible] آگے پیچھے بیٹھا کرتی ہیں جب [illegible] شریک بزم تھے۔ امین الملک [illegible] سکریٹری [illegible] نواب [illegible] بہادر صدر المہام سیاسیات، دیوان بہادر آرمو دو آئینگار وزیر قانون، نواب مہدی یار جنگ بہادر مصاحب اعلیٰ حضرت، نواب شہید یار جنگ بہادر مصاحب اعلیٰ حضرت، نواب مقصود جنگ بہادر مصاحب اعلیٰ حضرت، نواب زین یار جنگ بہادر وزیر تعمیرات، نواب حسن یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ، نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ۔ مولوی رضی الدین احمد صاحب افسر سپلائی، مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ۔ مولوی حشمت رضا صاحب آرکی ٹیکٹ، مسٹر جوگلیکر آرکی ٹیکٹ اور ان کے والد اور مولوی محمد عظیم الدین صاحب چیف انجنیر، مسٹر ڈی بی راؤ صاحب اسپیشل انجنیر، مولوی حمید الدین محمود صاحب فریدی ناظم بلدیہ، مولوی فخر الدین مسعود صاحب فریدی کمشنر بندوبست، مولوی امیر علی خاں صاحب صدر بیدار میڈیکل، نواب اسد اللہ خاں صاحب داماد سر مہاراجہ بہادر اور ان کے بھائی صاحب مولوی حمید الدین احمد صاحب راشن کنٹرولر، مسٹر میرٹ چیف آرکی ٹیکٹ، مولوی عبد الکریم بابو خان صاحب کنٹراکٹر۔ نواب احمد نواز جنگ بہادر، مولوی میر لائق علی صاحب بانی سرپور پیپر ملز، رائے بہادر راجہ سری کرشن صاحب بنکر و مل اونر، مولوی عبد الرحیم صاحب وکیل مالک و بانی حیدرآباد بنک، مولوی خلیل الزماں صاحب جج ہائی کورٹ، راجہ بھی چند صاحب مل اونر، نواب ناصر نواز الدولہ بہادر، مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم اسٹیٹ سر مہاراجہ بہادر، حضرت مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی، حضرت مولانا سید ولی اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین خانقاہ چشتی چمن، حضرت مولانا سید محمد صابر حسینی صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ خاموش رح، نواب مصاحب جنگ بہادر، مولوی عنایت الرحمن خاں صاحب، نواب ذوالقدر جنگ بہادر۔ نواب دوست محمد خاں صاحب، راجہ رام کرن بہادر، راجہ ہربنس چند صاحب، شاہ عالم خاں صاحب منیجر گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری، راجہ ترمبک لال صاحب۔ نواب اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر، حکیم خسرو شاہ نظامی، خوش اقبال شاہ نظامی، ناسوتی شاہ نظامی، خواجہ راجہ نظامی، مخلص شاہ نظامی۔ سید ذہین نظامی، مولوی میر محبوب علی صاحب۔ مولوی عبد [illegible] صاحب برادر ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ مرحوم۔ مولوی فضل الرحمن صاحب افسر لاسلکی حیدرآباد۔ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور بانی ادارہ ادبیات اردو اور ان کے فرزند اور مولوی نصیر الدین ہاشمی مورخ۔ کاکی شاہ نظامی، حکیم ناصر [illegible] خاں صاحب دہلوی، ایڈیٹر صاحب اخبار میزان انگریزی اردو تلنگی، صادق الیقین نظامی، کامل الیقین نظامی، عینی شاہ نظامی قاری فخر الدین صاحب علامہ عبد المنعم العدوی ایڈیٹر العرب پروفیسر حسن الاعظمی، علامہ محمد المامون دمشقی، مولوی قطب الدین صاحب تعلقہ دار محبوب نگر، مولوی کرم اللہ خاں صاحب دہلوی پروفیسر چاند میاں نظامی مصنف بولتا قاعدہ، نواب سردار یار خاں نظامی، سید علی رضا صاحب انجنیر فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی وغیرہ۔

قوالوں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کا کلام سنایا تھا۔ میں نے ایک مختصر سی تقریر بھی کی تھی

قوالی کے بعد چائے نوشی بھی ہوئی تھی۔ مغرب کے وقت سے۔ مہمان رخصت ہو گئے۔ اگرچہ بارش کی وجہ سے انتظامات درہم برہم ہوئے مگر بحیثیت مجموعی مجلس پر لطف رہی۔ رات کے دس بجے تک ملاقاتی آتے رہے بارش سے موسم بہت ٹھنڈا ہو گیا۔

گیارہ آم آج مولوی عنایت الرحمن خاں صاحب نے اپنے باغ کے گیارہ آم بھیجے تھے۔ میں نے رسید لکھی تو لکھا بارہویں امام چونکہ غائب ہیں، اس واسطے آپ نے گیارہ آم بھیجے ہیں!!

۵ رجب ۶ جون جمعرات حیدرآباد

رخصتی ملاقات صبح سات بجے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں سر میرزا اسمٰعیل صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ آج ہوائی جہاز کے ذریعے بمبئی چلے جائیں گے۔ مولوی انعام الحق صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح لاہور ملنے آئے تھے۔

شام کو فخر الدین نظامی کے دفتر میں گیا تھا۔ جو حیدرآباد میں جائیداد کے نیلام کا کام کرتے ہیں۔ انھوں نے بہت پرتکلف دعوت کا انتظام کیا تھا۔ اور میں نے وہاں پھل بھی کھائے تھے۔ اسی جگہ جعفری صاحب مالک نیوز ایجنسی کے دفتر میں بھی گیا تھا۔

نواب ہوش یار جنگ بہادر شام کو حسین اور سید سلمان کے ساتھ نواب ہوش یار جنگ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں نواب تلاوت جنگ بہادر کے صاحبزادے صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ منادی کے بڑے قدردان ہیں۔

نیاز و قوالی بعد مغرب خواجہ راجہ بھیا ریڈیمی نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ کی نیاز دی تھی۔ اور قوالی بھی سنی تھی۔ ناسوتی شاہ نظامی اور ان کے داماد علی عطوفہ صاحب اور بدر الدین نظامی وغیرہ بہت سے بھائی جمع ہوئے تھے۔ ہندو مسلمان خواتین بھی ملیں تھیں۔ ناسوتی شاہ کے نئے داماد بھی ملے تھے۔

ملاقاتی شاہ عالم خاں صاحب منیجر گول گنبد سگرٹ فیکٹری اور نواب مہدی نواز جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ مولوی محمود الحسن صاحب بھی آئے تھے۔ اور پھول پہنائے تھے۔ سید یوسف صاحب نعت خواں بھی ملنے آئے تھے۔ موتی بیگم نظامی اور ان کی بیٹی نظام پاشا نظامی اور منجھلی بیگم نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی کی دونوں بیبیاں ملنے آئی تھیں۔ بیوہ سراج الدین نظامی اور بیوہ امیر الدین نظامی بھی ملنے آئیں تھیں۔ بادشاہ بیگم نظامی کے ہاں سے دونوں وقت کھانا آتا ہے۔ اور پان بھی آتے ہیں۔ مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی فرحت الملک بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو دس بجے نواب فرید نواز جنگ بہادر کی کتاب "جوہری بم" پر تقریظ لکھوائی تھی۔

دعوت آج حسین اور سلمان کے ساتھ نواب اسد اللہ خاں بہادر داماد سر مہاراجہ بہادر کے مکان اسد گلشن میں دوپہر کا کھانا کھانے گیا تھا۔ وہاں مہاراجہ بہادر کے بیٹے فرزند نواب نصیر یار جنگ بہادر بھی شریک طعام تھے۔ مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی [illegible] النسا بیگم نظامی نے زنانے مکان کے اندر بلا کر بہت سے علمی مسائل پر گفتگو کی۔ کھانا بہت پرتکلف تھا۔ کھانے کے بعد ہم سب کا فوٹو بھی لیا گیا۔

۶ رجب ۷ جون جمعہ حیدرآباد

حجامت آج صبح چھ بجے پڑوس کے حجام کی دکان پر حجامت بنوانے گیا تھا مگر میں کسی سے کہا نہ تھا۔ حسین اور سید سعید کو تشویش ہوئی وہ موٹر لے کر دور دور ڈھونڈتے ہوئے پھرے ان کا خیال تھا میں چہل قدمی کے لیے کہیں گیا ہوں، بارش ہو رہی ہے کہیں بھیگ جاؤں گا۔

نیاز آج صبح سات بجے کاکی شاہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی وغیرہ بھائی جمع ہوئے تھے۔ کاکی شاہ نظامی بتاشے لائے تھے۔ اور حضور خواجہ غریب نوازؒ کی سالانہ نیاز ہوئی تھی۔

مولوی غلام یزدانی نیاز کے بعد حسین کے ساتھ مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیم سے ملنے گیا تھا۔ میری ان سے قرابت بھی ہے۔

جمعہ کی نماز حسب معمول باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنی چاہتا تھا۔ مگر شہر کے مسلمانوں کا اصرار ہوا کہ مکہ مسجد میں نماز پڑھوں، چنانچہ وہاں جا کر نماز پڑھی بہت دیر تک نمازیوں کا ہجوم ہاتھ چومتا رہا اور اپنے چہروں کے پسینے میرے ہاتھوں پر ملتا رہا۔

خانقاہ حضرت شاہ خاموشؒ مکہ مسجد کے عقب میں خانقاہ حضرت شاہ خاموشؒ میں حاضر ہوا تھا۔ حسین اور سلمان بھی ساتھ تھے حضرت شاہ صابر حسینی صاحب اور ان کے صاحبزادے صاحب وغیرہ اصحاب سے ملاقات ہوئی تھی۔

حاجی میر فیروز علی نظامی سر مہاراجہ بہادر مرحوم کے باغات کے داروغہ حاجی میر فیروز

نظامی کے مکان پر گیا تھا۔

آم کا رس جمعہ سے پہلے حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی خورشید جاہی کے مکان پر گیا تھا۔ اور اُن کے باغ کے آموں کا رس پیا تھا۔ اُن کی قدیمی ملازمہ منور بی نظامی نے اپنی لڑکی کو قدموں پر ڈالا تو میں نے کہا ہم خوش ہیں کہ منور بی اُس گھر کی خدمت میں ثابت قدم ہے وہ جب مرید ہوئی تو اُس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اب اُس کے بچے جوان ہیں۔ اور اُس نے اس گھر کی خدمت کو قائم رکھا ہے۔ ہم کو ہمارے بزرگوں سے استقامت کی تعلیم ملی ہے۔ اور اب یہ استقامت غریبوں ہی میں باقی رہ گئی ہے۔

ملکوت بیگم نظامی حکیم صاحب کی بڑی بہن رشید النسا، ملکوت بیگم نظامی کے مکان پر بھی گیا تھا۔ اُن کے شوہر حکیم اکبر علی نظامی بہت بوڑھے ہیں۔ اور بہت بیمار ہیں۔ دمے کا عارضہ ہے۔ اُن کی چھوٹی لڑکی توحید پاشا نظامی نے کہا میں حضرت کو اپنی تیراکی دکھاؤں گی۔ حکیم صاحب نے کہا میں بھی تیرے ساتھ تیروں گا۔ میں نے کہا آپ کا بڑھاپا ہے۔ دمے کی بیماری ہے۔ ایسی ٹھنڈک اور بارش میں آپ کا تیرنا مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ نہ مانے۔ اور قریب کی راجنہ باؤلی میں تہمد باندھ کر کود پڑے۔ اُن کی کہ لائی استادہ تھی۔ پانی بالکل نہیں اترا۔ توحید پاشا کم عمر بچی ہے۔ وہ بھی باپ کے ساتھ کپڑوں سمیت باؤلی میں کودی۔ اور تیراکی کے بہت سے کمالات دکھائے۔ مچھلی کی طرح سر کے بل بھی باؤلی میں کودی۔ مجھے ان دونوں کے کمالات دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

کھانا دو بجے سلیم خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی عبد الستار صاحب مرحوم مالک گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری کے مکان پر گیا۔ جہاں انھوں نے بہت زیادہ مکلف کھانے کھلائے۔ بعض کھانے ایسے تھے جو میں نے آج تک حیدرآباد میں دیکھے بھی نہیں تھے۔ یہ بنگلور کی ہیں۔ ممکن ہے یہ کھانے بنگلور کے ہوں۔ سلیم خاتون کے والد حیدر خاں صاحب اور سلیم خاتون کے بھائی بھی شریک طعام تھے کھانے کے بعد دہلی کے قوال عزیز احمد خاں پسر نثار احمد خاں نے گانا شروع کیا۔ یکایک سید سعید نظامی ہادی منزل سے آئے کہ اعلےٰ حضرت کے دو قاصد انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اس واسطے میں جلدی روانہ ہو گیا صرف ایک غزل سُنی۔

شاہ عالم خاں کا بچہ سلیم خاتون صاحبہ کا نواسہ اپنے باپ شاہ عالم خاں کی گود میں میرے سامنے آیا۔ بہت پیارا بچہ ہے۔ شاہ عالم خاں کی صورت بھی اچھی ہے اور سیرت بھی اچھی ہے۔ اُنھوں نے اپنے خسر کے کارخانے کی حفاظت اور ترقی میں حیدر خاں صاحب اور اُن کے فرزند کا بہت اچھی طرح ہاتھ بٹایا ہے۔

سلیم خاتون کی مسجد اسی کے وقت سلیم خاتون کی بنوائی ہوئی نہایت خوبصورت اور شاندار مسجد بھی دیکھی۔ اسی کے قریب عربی تعلیم کا ایک مدرسہ بھی جاری ہونے والا ہے۔ قیام گاہ پر آکر تھوڑی دیر ٹھیرا۔ اعلےٰ حضرت کے قاصد سے بات کر کے جوبلی ہِل کی طرف روانہ ہوا۔

نواب مہدی نواز جنگ بہادر پہلے نواب مہدی نواز جنگ بہادر کے مکان پر گیا۔ اس پہاڑ پر سب سے پہلے یہی مکان بنا تھا۔ اور میں نے یہاں مغرب کی نماز پڑھ کر مہاراجہ بہادر مرحوم سے کہا تھا ان پہاڑوں میں ایک شہر آباد ہو جائیگا۔ آج دیکھا تو اس مکان کے چاروں طرف بڑے بڑے عالی شان محل بن گئے ہیں۔ اور ایک چھوٹا سا شہر آباد ہو گیا ہے۔

مولوی فیاض الدین نظامی کے مکان پر مغرب کی نماز مولوی فیاض الدین نظامی کے مکان پر پڑھی تھی۔ جہاں چائے نوشی کے لئے بہت سے اصحاب جمع ہوئے تھے۔

جامعہ ملیہ دہلی کے بانی ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب کے بھائی یوسف حسین خاں صاحب سے پہلی بار یہاں ملاقات ہوئی۔ جن کی ملاقات کو میں موجودہ سفر حیدرآباد کا حاصل نتیجہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آجکل وہ ایسا کام کر رہے ہیں جو میری پوری زندگی کے شوق کا خلاصہ ہے۔ یعنی پرانے زمانے کے لاکھوں تاریخی کاغذات کو ترتیب دے رہے ہیں۔ مجھے اُن سے شہنشاہ شاہ عالم کے روزنامچوں کا پتہ بھی معلوم ہوا۔ جو اُن کے کاغذات میں ہیں۔ اور جن کی مجھے بہت تلاش تھی۔

مولوی حمید الدین احمد آج یہاں نواب قطب یار جنگ بہادر مرحوم کے لائق فرزند مولوی حمید الدین احمد افسر اعلےٰ راشننگ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا آپ کے والد کی کتاب شیر کا شکار میں نے پڑھی ہے وہ بہت دلچسپ کتاب ہے۔ انھوں نے کہا دو آپ سے ملے ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے دادا کا مزار آپ کے خاندانی قبرستان میں ہے۔ آپ کے بڑے بھائی مرحوم کی قبر کے برابر اُن کی قبر ہے۔ مولوی مسعود علی صاحب محوی بی اے

سابق سشن جج میرے چچا ہیں جن کے والد مولوی علی احمد صاحب کا مزار آپ کے ہاں درگاہ میں آپ کے حجرے کے سامنے آپ نے بنوایا ہے۔ میں نے حسین سے کہا دیکھو یہ تمہارے پردادا کے ذاتی دوستوں کی اولاد ہیں۔ اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ یہ خاندان فتحپور ہسوے کا رہنے والا ہے اور ہمارے بزرگوں کا اس خاندان سے گھر کا سا تعلق رہا ہے۔

قوالی } حبیب الدین قوال کا گانا ہوا اور مجھ پر سالہا سال کے بعد ایک غیر معمولی اثر اس گانے کا ہوا۔

سُروں پر سُروں کے پھول تیرتے ہیں } میں نے اُسی حالت کیف میں کہا "حبیب الدین کے باجے کے سروں پر اس کی آواز کے سروں کے پھول تیر رہے ہیں"

بیعت } آج مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ کی اہلیہ نے بیعت کی۔ اور اسی بیعت کی تقریب میں یہ مجلس ہوئی تھی۔ جب یہاں سے رخصت ہوا تو دل و دماغ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی جو لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔

نواب صاحب کلیانی } گھر میں واپس آیا تو مولوی عنایت الرحمٰن خاں صاحب اور نواب جمال الدین حسین صاحب رئیس ریاست کلیانی وغیرہ اصحاب ملنے آئے۔ نواب صاحب کلیانی کو میری بعض کتابوں کی عبارتیں حفظ یاد ہیں۔ نواب سردار یار خاں نظامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

۷ رجب ۸ جون شنبہ حیدرآباد رخصت کا دن } آج شام کو حیدرآباد سے روانگی مقرر ہو گئی ہے۔ صبح مولوی کرم اللہ خاں صاحب دہلوی ملنے آئے تھے سلور آم لائے تھے۔ مولوی غلام یزدانی صاحب کے ہاں سے بھی آم آئے تھے، صادق الیقین نظامی اپنے فرزند کے ساتھ آئے تھے اور آموں کے کئی ٹوکرے لائے تھے۔ اُن کے بھائی کامل الیقین نظامی بھی آئے تھے۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے اے ڈی سی ملنے آئے تھے۔ فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی بھی ملنے آئے تھے۔

ولی عہد بہادر } دس بجے شاہزادہ ولی عہد بہادر سے ملنے گیا تھا۔ وہ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ ایک گھنٹے تک مسائل فقہ کی نسبت گفتگو کرتے رہے۔ موٹر تک نہایت محبت و اخلاص کے ساتھ پہونچانے آئے۔ اور شام کو اپنے اے ڈی سی کے ہاتھ رخصتانے کی رقم بھیجی۔

اعلیٰحضرت کا رخصتانہ } آج تین بجے اعلیٰحضرت حضور نظام کی طرف سے رخصتانے کی رقم شاہی اہلکار لے کر آئے تھے حسین اور سلمان اور قدسیہ اور کامل الیقین اور سید سعید نظامی کے ساتھ بازار گیا تھا ایوب بوٹ ہاؤس سے اپنے پاؤں کی ایک جوتی لایا تھا۔ آج چونکہ روانگی کا دن ہے ہندو مسلمان عورت مرد جوق جوق ملنے آرہے ہیں۔

کنگ کوٹھی } حسین اور سید سعید اور خوش اقبال شاہ اور مخلص صاحب نے سفر کا سامان تیار کر کے ریل پر بھجوا دیا۔ نفیس نظامی اور دل آرا بانو اور راحت المتین نے بھی اسباب کی درستگی میں بہت زیادہ حصہ لیا۔ پونے پانچ بجے شاہی موٹر لینے آئی اور میں ٹھیک پانچ بجے اعلیٰحضرت کی ملاقات کے لئے کنگ کوٹھی میں پہونچ گیا۔ چوبدار دوڑے ہوئے اندر گئے۔ اور فوراً بھاگے ہوئے واپس آئے کہ یاد ہوئی۔ میں سامنے پہونچا تو اعلیٰحضرت نے بلند آواز سے فرمایا "آئیے خواجہ صاحب"۔ میں ان کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور دو گھنٹے تک اُن کے کلمات حکیمانہ سنتا رہا۔ سات بجے کے قریب رخصت ہو کر گھر میں آیا۔ دل آرا بانو نے اور بادشاہ بیگم نظامی نے اور والدہ سید سعید نظامی نے بازو پر امام ضامن باندھے۔ چمن آرا بیگم صاحبہ اور اُن کے شوہر مرزا ضامن علی صاحب آج ہی بنگلور سے آئے ہیں۔ وہ بھی ملنے آئی تھیں۔ اور ریل تک پہونچانے گئیں تھیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر پھلوں کا ٹوکرا لائے تھے۔ اسٹیشن پر آیا تو دوستوں اور مریدوں کا ایک بڑا ہجوم جمع تھا۔ مہاراجہ بہادر کے بڑے فرزند نواب نصیر یار جنگ بہادر اور مہاراجہ بہادر کے داماد نواب اسد اللہ خاں صاحب اور اُن کے بھائی صاحب اور مہاراجہ بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی محمد بیگ صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی نے بھائی صاحب اور مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور مسٹر جوگلکیر اور حسین نظامی اور سید سلمان اور سیدانی قدسیہ اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی اور روشن دل مخلص شاہ نظامی اور روشن دل کاکی شاہ نظامی اور عابد حسین نظامی اور ہدایت اللہ نظامی اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور مولوی عبد الرحمٰن نظامی اور اُن کے بھائی صاحب اور مرزا ضامن علی صاحب اور مولوی عبد العزیز صاحب

۱۹

برادر ڈاکٹر عالی شاہ نظامی مرحوم اور بابا میاں نظامی پادشاہ بیگم کے بھائی اور مظفر حسین نظامی پادشاہ بیگم کے لڑکے اور مولوی غفور حسین صاحب شوہر پادشاہ بیگم نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی۔ اور خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی اور نواب سردار یار خاں نظامی اور سید اشبیر نظامی اور سید ذہین نظامی کا بچہ اور محمود نظامی اور روشن دل کامل الیقین نظامی اور روشن دل صادق الیقین نظامی اور پروفیسر چاند میاں نظامی اور مولوی قطب الدین صاحب تعلقدار محبوب نگر وغیرہ اصحاب پہونچانے آئے تھے۔ چمن آرا بیگم صاحبہ نے اسٹیشن پر امام ضامن باندھا۔ اور پان کھلایا۔ سکندر آباد کے راستے میں ایک نوجوان نے بیعت کی۔

سکندر آباد اسٹیشن پر نواب حسن یار جنگ بہادر امام ضامن باندھنے آئے تھے حسین اور سلمان اور قدسیہ اور سید سعید نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی سکندر آباد تک پہونچانے آئے تھے۔ غسلخانے میں روشنی اور پانی نہیں ہے۔ مولوی فیاض الدین نظامی فوراً موم بتیاں لائے اور غسلخانے کو روشن کر دیا۔ میں نے دعائیں دیں کہ خدا تمہاری زندگی کو ہمیشہ روشن رکھے۔ میرے ایک دوست کے داماد شہاب الدین صاحب بھی ریل تک پہونچانے آئے تھے۔ گھر سے آیا ہوا کھیرا مونگ کی دال اور شامی کباب سلمان اور قدسیہ کے ساتھ کھائے۔ اور سب سے رخصت ہوا۔ اور گاڑی دہلی کی طرف دوڑی۔ فرسٹ کلاس کے کوپے

میں اکیلا ہوں۔ میرے ہندو ساتھی جن کا نام گاڑی پر لکھا ہوا ہے۔ نہ حیدر آباد میں آئے نہ سکندر آباد میں آئے۔

بیمار خاتون آج صبح عائشہ بیگم نظامی اور فاطمہ بیگم نظامی سے ملنے گیا تھا۔ عائشہ نظامی دو مہینے سے بہت سخت بیمار تھیں۔ اب بھی ناتوانی زیادہ ہے۔ اُن کی بی اے پاس لڑکی تیمارداری میں مصروف ہے۔

سعیدہ بانو نظامی اور اُن کی بہن رقیہ نظامی کئی بار ملنے آئیں۔ انھوں نے اپنی ایک پروردہ لڑکی کا نکاح کرایا تھا۔ مجھ کو اور سب عورتوں کو بھی بلایا تھا۔ مگر بارش کی وجہ سے ہم سب لوگ اُن کے ہاں نہ جا سکے۔ جس کا افسوس رہیگا۔ کیونکہ غریبوں کی شادیوں میں شریک ہونا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی سے شائع کیا

اقرأ باسم ربک
علوم کل عالم

تم حاصل کر
کل عالم کے علوم

قلم کار
حسن بن علی

کل اولاد آدمؑ کے آرام کی
علمی صدا



دار امر دہلی

[illegible] روشن دل محبوب بانو نظامی حیدرآبادی

تقدیر بدل سکنے والے اللہ سے دُعا

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں قسمت اور تقدیر بدلنے اور موت کا مقررہ وقت ٹال دینے کی نسبت یہ ارشاد ہے۔:۔

لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ ہر اجل کا ایک نوشتہ ہے۔

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ۔ مٹا دیتا ہے۔ اللہ جس اجل کو مٹانا چاہے۔ اور قائم رکھتا ہے اللہ جس اجل کو قائم رکھنا چاہے۔

اجل موت کو بھی کہتے ہیں۔ اور تقدیر کے ہر نوشتے کو بھی کہتے ہیں۔ گویا اللہ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہر اجل اور ہر تقدیر اللہ چاہے تو ٹال سکتا ہے۔ اور بدل سکتا ہے۔ اور اللہ نے دوسری جگہ قرآن میں حکم دیا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ۔ مجھ سے دُعا مانگو۔ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔

پس ہر عورت مرد کی دُعا سے اجل ٹل سکتی ہے۔ اور تقدیر و قسمت بدل سکتی ہے۔ کیونکہ خدا نے وعدہ کر لیا ہے کہ جو بندے اس سے دعا کریں گے خدا ان کی دُعا کو قبول کرے گا۔ اس لئے میں بھی اللہ کی مخلوق کے لئے اجل ٹلنے اور تقدیر بدلنے کی روزانہ تہجد کے وقت دُعائیں مانگتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر انسان خدا سے اجل ٹلنے اور تقدیر بدلنے کی دُعا مانگا کرے۔ حسن نظامی دہلوی۔

(۱)

یا اللہ قائد اعظم محمد علی جناح کی عمر بڑھا دے قسمت کی بُرائیاں مٹا دے۔ اجل کو ٹال دے اور دس کروڑ مسلمانوں کی اس دُعا کو قبول کر لے۔ آمین

(۲)

یا اللہ میر عثمان علی آصف جاہ ہفتم بادشاہ حیدر آباد کی عمر میں ترقی دے۔ اور ان کی تقدیر کی برائیاں بدل دے اور قسمت کو اچھا بنا دے آمین۔

(۳)

یا اللہ متوکل علی اللہ غازی محمد ظاہر شاہ بادشاہ افغانستان کی زندگی کو عروج عطا کر۔ اور ان کی قسمت کی برائیاں بدل کر تقدیر کو اچھا بنا دے۔ آمین۔

(۴)

یا اللہ غازی شاہ محمود وزیر اعظم افغانستان کی عمر میں ترقی دے۔ ان کی اجل ٹال دے۔ ان کی قسمت کی خرابیاں دور کر دے اور اقبال مند تقدیر بنا دے۔ آمین۔

(۵)

یا اللہ نواب سر حمید اللہ خاں فرماں روا بھوپال کی عمر بڑھا۔ اجل ٹال۔ اقبال کو عروج دے تقدیر کی خرابیاں بدل کر خوبیاں بنا دے۔ آمین

(۶)

یا اللہ چشتی چراغ نواب فیصل شاہ تاجدار جاورہ کی زندگی ایک سو چالیس سال تک قائم رکھ اور ان کی تقدیر کے دکھ دور کر اور سکھ بڑھا دے۔ آمین

(۷)

یا اللہ نواب غلام معین الدین خاں فرماں روا ریاست مانا ودر کی عمر بڑھا۔ بیماریاں دور کر اور اُن کی بیوی اور بچوں کی اور خود ان کی قسمت کی سب برائیوں کو اچھائیاں بنا دے۔ آمین۔

(۸)

یا اللہ میری اور میرے سب اہل و عیال کی اور سب مریدوں کی اور سب دوستوں کی تقدیروں کی برائیاں بدل کر اچھائیاں بنا دے۔ اور سب کی اجل ٹال دے۔ آمین۔

(۹)

یا اللہ جو عورت مرد درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں اور مسجد درگاہ میں اور مسافر خانہ درگاہ میں اور درگاہ میں آنے جانے کے راستوں میں بجلی کی روشنی کرانے کا مجھے خرچ دیتے ہیں اُن سب کے گھروں میں ظاہر و باطن کی روشنی عطا فرما۔ اُن کو اور اُن کی اولاد کو سلامتی دے اجل کو ٹال دے۔ اور اُن کی تقدیروں کی برائیاں دور کر دے۔ اور اُن کے دلوں میں ایمان کی روشنی ہمیشہ قائم رکھ۔ آمین۔

ہر دم اللہ
ہر کام میں اللہ
ہر سانس میں اللہ
ہر دم عدل
ہر عمل میں عدل
ہر قول میں عدل

کُل اولادِ آدم کے آرام کی علمی صدا

مُنادی

دہلی

آلِ نبی، اولادِ علی

خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء میں جاری کیا

حاصل کرو
کُل عالم کے علوم
دل لگا کر
مالکِ مُلک
اللہ کے
حکم سے

قلمکار حسن بن علی | ۱۶ جولائی ۱۹۴۶ء | سالانہ قیمت دو روپے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

وائسرائے کے جانیکی افواہ

مانچسٹر گارجین نے لارڈ ویول وائسرائے ہند کی نسبت کوئی ایسی تحریر شائع کی تھی جس سے یہ غلط فہمی پھیل گئی کہ لارڈ ویول واپس چلے جائیں گے اور اُن کی جگہ دوسرے وائسرائے لارڈ لسٹوول آجائیں گے۔ ۴ جولائی کو گلوب ایجنسی لندن نے یہ خبر شائع کی ہے کہ لندن کے سیاسی حلقوں نے اس خبر کی تصدیق نہیں کی۔

اگر یہ خبر ٹھیک بھی ہو تو اس کا اثر ہندوستان کے لئے کچھ زیادہ اچھا یا بُرا نہیں ہو سکتا کیونکہ وائسرائے کوئی بھی ہو اُس کو برطانیہ کی مقررہ پالیسی کی موافق کام کرنا ہوگا۔

لہٰذا میں ہندوستان کے سب باشندوں کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب ہندوستانی قومیں اپنے سیاسی خیالات کو یکسو لعنی ایک مرکز پر رکھیں۔ کیونکہ اس قسم کی خبریں خیالات کو پراگندہ کرنے کے لئے دانستہ شائع ہوا کرتی ہیں۔

فسادات شروع ہوگئے

جس خانہ جنگی کا اندیشہ تھا اس کے آثار پیدا ہوگئے ہیں۔ کئی مقامات سے ہندو مسلم فساد کی خبریں آئی ہیں جن میں احمد آباد کا فساد بہت بڑا ہے اور وہ آج ۵ جولائی تک ختم نہیں ہوا ہے۔ ۲۴ گھنٹے کا کرفیو آرڈر کہیں نہیں سنا تھا مگر احمد آباد میں آجکل رات دن کا کرفیو آرڈر ہے۔ پھر بھی آگ لگانے کی وبا ختم نہیں ہوئی ہے۔ اگر ہندو مسلمان لیڈر اس خانہ جنگی کو روکنے کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو ہندوستان کو بہت نقصان پہنچیگا اور دونوں قوموں کے سیاسی لیڈروں کا اقتدار بھی ملیامیٹ ہو جائے گا۔ اس واسطے میں کانگرس اور مسلم لیگ اور سکھ لیگ کے لیڈروں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس خطرے کو ذاتیات کی آنکھوں سے بھی دیکھیں اور ملکی نفع نقصان کے نکتہ نظر سے بھی دیکھیں ورنہ سارا ہندوستان آگ کا چولھا بن جائیگا اور سب قومیں جل کر راکھ ہو جائیں گی۔

راشن بندی کی تکلیف حد سے بڑھ چلی ہے

منادی میں مدت سے اُن تکلیفوں کا ذکر شائع ہوتا رہتا ہے جو راشن بندی کی وجہ سے ہر امیر غریب عورت مرد کو ہو رہی ہیں لیکن اب یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی ہے کہ مجھے ایک عام بےچینی پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ سیاسی بات چیت سے عوام کی توجہ ہٹ گئی ہے۔ اور اب وہ راشن بندی کی تکلیفوں کو بہت زیادہ محسوس کرنے لگے ہیں۔

پٹرول کی راشن بندی یا کنٹرول کا اثر صرف اُن لوگوں پر پڑتا ہے۔ جن کے پاس موٹریں ہیں۔ مگر وہ دولت مندی کی وجہ سے امن پسند ہیں۔ ڈر ان لوگوں کا ہے۔ جو اُن مصلحتوں کو نہیں سمجھ سکتے جو راشن بندی کرنے والی حکومت کے پیش نظر ہیں۔ اس لئے میں گورمنٹ ہند کو ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ راشن بندی کی تکلیفیں عوام کے صبر و برداشت سے بڑھ گئی ہیں اس کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہیئے ورنہ تمام ہندوستان میں عام لوٹ مار شروع ہوجائے گی

ریڈیو میں موسم کی خبریں

آل انڈیا ریڈیو میں موسم کی جو خبریں روزانہ نشر ہوتی ہیں۔ ان کے بیان کا طریقہ خاص فہم ہوتا ہے عام فہم نہیں ہوتا۔

میرا خیال ہے کہ ریڈیو کی ملکی خبریں بہت ہی آسان زبان میں ہوتی ہیں۔ اگر ریڈیو والے کوشش کریں تو موسمی خبریں بھی عام فہم زبان میں ہو سکتی ہیں۔ ہوا اور موسم کا حال ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو شمال و جنوب و اُتر و پچھم کو نہیں جانتے۔ ان کو تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ دہلی میں اور آس پاس بارش ہوگی۔ یا لکھنؤ اور اس کے آس پاس بارش ہوگی۔

ریڈیو میں عشقیہ گانے

عوام کو ریڈیو کے ننگے گانوں سے اختلاف تھا۔ اور ہندوستان کے خواص کو ریڈیو کے ان عشقیہ گانوں سے اختلاف ہے۔ جو عورتوں اور بچوں کے اخلاق خراب کرتے ہیں۔ خاص کر وہ فلمی گانے جو از حد شرمناک ہوتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ آل انڈیا ریڈیو کے اراکین فوراً اصلاح کی طرف توجہ کریں۔

فلم بنانے والوں کو آگاہی

بمبئی اور کلکتے وغیرہ مقامات پر جو لوگ فلم بناتے ہیں ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ کسی فلم میں کسی بادشاہ یا راجہ یا مذہبی پیشوا کی عورتوں کو نہ دکھائیں (ہندو تاریخ کے ڈرامے اس سے الگ ہیں کیونکہ ہندو قوم اس کو برا نہیں سمجھتی)

اور کسی تاریخی ڈرامے میں تاریخ کے خلاف کوئی بات نہ دکھائیں۔ اور کسی فلم میں کوئی بے شرمی اور جذبات نفسانی کا کوئی منظر نہ دکھائیں۔ اور اشتہاروں میں کسی عورت کی تصویر شائع نہ کریں۔

یہ اطلاع محض رسمی اطلاع نہیں ہے بلکہ اس اطلاع کو ایک کھلا نوٹس سمجھنا چاہئے کیونکہ میں نے آل انڈیا چشتی پارٹی کے ذریعہ تدارک کی تیاری کر لی ہے۔ میری تدبیریں عامیانہ نہیں ہونگی۔ بلکہ ایسی ہونگی کہ جو فلم کمپنی اس اطلاع پر توجہ نہیں کریگی اس کو بعد میں افسوس کرنا پڑیگا کہ اس نے اپنی عام مقبولیت کے گھمنڈ میں نیک نیتی کے مشورے پر کیوں توجہ نہیں کی اور کیوں اتنا نقصان اٹھایا۔

لڑکوں اور عورتوں کی مانگ

لاہور کی ایک کمپنی نے لڑکوں اور عورتوں کی مانگ کا ایک اشتہار شائع کرایا ہے۔ کہ جن عورتوں اور لڑکوں کو فلم میں نوکری کرنی ہو وہ ہمارے دفتر میں آجائیں۔

یہ اشتہار مجرمانہ اغوا کا اشتہار ہے۔ لاہور کی حکومت جانتی ہے کہ اس سے شریفوں کے لڑکوں اور عورتوں کو شرمناک ترغیب ہوگی۔ اور اپنے گھروں سے نکل کر اس گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔ جہاں پیشہ ور بدچلن عورتیں جمع رہتی ہیں۔ اور جہاں کے مردوں کے چال چلن بھی خراب ہوتے ہیں۔ خصوصاً فلم کمپنیوں کے مالک اور منیجر اور افسر لڑکوں اور عورتوں کو بدچلنی کی نیت سے جمع کرتے ہیں۔ پنجاب کی حکومت کو فوراً انسداد کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ لاہور کے مذکورہ اشتہار کے علاوہ اور جن جن صوبوں اور شہروں میں اس قسم کے اشتہارات کسی کی نظر سے گذریں تو وہ مجھ کو فوراً اطلاع دیں تاکہ میں ان کا انسداد کر سکوں۔

فلم پر قلم

منادی کو فلم انڈسٹری سے دشمنی نہیں ہے۔ فلم سازی ہندوستان کی تفریح اور فلم کا پیشہ کرنے والوں کے لئے بہت کامیاب روزی ہے۔ تھیٹر سے فلم سازی نکلی ہے۔ ناٹک اور تھیٹر پہلے پارسی قوم چلاتی تھی۔ فلم کا رواج ہوا تو ہندوؤں نے بھی یہ کام شروع کیا۔ اب کچھ مسلمان بھی یہ کام کرنے لگے ہیں۔ مگر اب پارسی اس میدان میں اتنے نہیں ہیں۔ جتنے ہندو ہیں صرف ایک پارسی سہراب مودی اس کام میں زیادہ مشہور ہیں۔

میں شروع سے فلم دیکھتا ہوں جب خاموش فلم آتے تھے۔ جب بھی دیکھتا تھا اور جب بولتے فلم آنے لگے۔ تو ان کو بھی لگاتار دیکھتا رہا۔ میرا خیال ہے سب سے اچھے اور عموماً بے عیب فلم نیو تھیٹر کلکتہ کے ہوتے تھے اس کے بعد بمبئی ٹاکیز کی خوبیوں کو میں نے مانا لیکن جب رنجیت کمپنی نے بے شرمی اور بے تمیزی شروع کی تو اکثر فلم سازوں پر اس کا اثر پڑنا شروع ہوا جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ فلم سازوں نے نیو تھیٹر اور بمبئی ٹاکیز کی خوبیوں کی بہت کم ریس کی۔ اور رنجیت جیسے خراب فلم سازوں کی تقلید زیادہ کرنے لگے۔ اور یہ ان کا عیب تھا۔ موجودہ زمانے میں بے شمار فلم ساز کمپنیاں بن گئی ہیں اور روزانہ بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں۔ ان سب کی زبان پر فلم انڈسٹری اور ہندوستانی رفاہِ عام کے الفاظ ہوتے ہیں مگر ان کے دلوں میں چور ہوتا ہے۔ اور ان کی نیت صرف روپیہ کمانے کی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایسے شرمناک فلم بناتے ہیں جو نوجوان مردوں اور عورتوں کو دیوانہ بنائیں اور ان سے انکی آمدنی بڑھے۔

مسٹر سہراب مودی تعلیم یافتہ پارسی ہیں۔ مگر پرانی تاریخ بگاڑ کر دکھانے کا عیب ان میں بھی ہے۔ سکندر فلم میں حکیم ارسطو کی دانستہ توہین اس لئے کی گئی تھی۔ کہ ارسطو کے مشورے سے سکندر نے ایران کو فتح کیا تھا۔ اور دارا کو مارا تھا۔ پکار فلم میں بھی بہت سے تاریخی عیب ہیں اور سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ ملکہ نورجہاں کو بے پردہ دکھایا ہے۔ اور ملکہ نورجہاں سے بازاری تماشہ دیکھنے والوں کے سامنے گانا گوایا گیا ہے۔ اور یہ عیب تو ہر ہندو پارسی فلم کمپنی میں ہے۔ کہ وہ مسلمان بادشاہوں کی غلط تاریخ پیش کرتے ہیں۔

فضلی برادران کے چند فلم میں نے دیکھے ان میں یہ عیب نہیں تھے۔ جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن بعض باتوں میں ان کو بھی بازاری فلم سازوں کی تقلید کرنی پڑتی ہے۔

میں نے فلم سازوں کی اصلاح اور فلم انڈسٹری کو عیبوں سے پاک کرنے کی جو اسکیم بنائی ہے۔ اس میں ہندو مسلم پارسی قوموں کا فرق مدنظر نہیں ہے۔ کیونکہ نیو تھیٹر اور بمبئی ٹاکیز کی میں نے اس لئے تعریف نہیں کی کہ وہ مسلمانوں کی کمپنیاں ہیں کیونکہ سب جانتے ہیں کہ وہ دونوں ہندوؤں اور پارسیوں کی ہیں۔ رنجیت میں میرے مرید نوکر ہیں اور اگر میرے اندر ذاتی جذبہ ہوتا تو میں رنجیت کی برائی نہ کرتا۔ مگر میرا یہ کام ذاتیات اور فرقہ بازی سے پاک ہے۔ اور میں فلم انڈسٹری کے وہ عیب دور کرنے چاہتا ہوں جن سے ناسمجھ عورتیں اور لڑکے گمراہ ہوتے ہیں اور ملک میں بے شرمی کی وبا پھیلتی ہے۔ اور مسلمان بادشاہوں کی پردہ نشین بیگمات کی ہتک کی جاتی ہے۔ میں منادی میں فلم کمپنیوں کے اشتہار اسی لئے نہیں لیتا کہ میرے ضمیر پر روپے کا لالچ بوجھ نہ ڈالے۔

میں ان اخباروں اور رسالوں کی مخالفت کرنی نہیں چاہتا جن میں فلمی اشتہار اور تصویریں شائع ہوتی ہیں۔ کیونکہ اخبارات میں جیسے اشتہار بھیجے جائیں گے ویسے ہی چھاپے جائیں گے۔ یہ کام سرکار کا ہے کہ وہ قانونی نظر سے ان اشتہاروں کو دیکھے اور فلم کمپنیوں کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے اشتہار نہ دیں جو بے حیائی کے ہوں۔

فضلی برادران اس معاملے میں بھی پاک صاف معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے اشتہاروں میں بھی مذکورہ عیب نہیں ہوتے۔ یا کم ہوتے ہیں۔ دنیا بہت جلد میرے اُس کام کو دیکھ لیگی جو میں فلم کی اصلاح کے لئے شروع کرنے والا ہوں۔

درگاہ حضرت بی بی نور رحمۃ اللہ علیہا کی بے حرمتی

قطب مینار دہلی کے قریب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی والدہ صاحبہ اور حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے بھائی صاحب وغیرہ بزرگوں کی مشہور درگاہیں ساڑھے چھ سو برس کی پرانی ہیں۔ وہاں ہندو جاٹوں نے مزارات پر گوبر تھاپا اور دیوار توڑی تھی۔ مہرولی پولس اور دہلی پولس تحقیقات کر رہی ہے۔

حاجی پیر ضامن نظامی صاحب اور محمد میاں صاحب اور سید ہادی حسن صاحب اور قاضی سید تراب علی صاحب اور سید محبت علی شاہ اور سید نثار علی صاحب اور سید ابن علی صاحب اور حاجی سید ظہیر احمد صاحب اور سید مسلم نظامی صاحب اور سید ہاشم علی صاحب اور سید کمال صاحب اور سید علی خواجہ نظامی اور حسن نظامی وغیرہ متوسلین درگاہ مرمت و تحفظ درگاہ کے لئے سعی کر رہے ہیں امید ہے حالات درست ہو جائیں گے۔

خطوط اور جواب

پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی کا خط

مخدوم و محترم حبیب

سلام مسنون۔ مطبوعہ گشتی مراسلہ کے جواب میں آنجناب نے جس شفقت اور تندہی سے مضمون مرحمت فرمایا۔ اس کا بدل میں شکر گذار ہوں۔ سب سے پہلے آپ ہی کی تحریر موصول ہوئی۔ اسے میں مبارک فال سمجھتا ہوں۔

آپ کے محاسب صاحب سے قبر کے بارے میں آپ کا مکالمہ بڑا دلچسپ تھا۔ مجھے یقین ہے آپ نکیرین کو بھی زچ کر کے رہیں گے اسے سپرد قلم کیوں نہ کر دیجئے۔ یہ چیز بڑی اچھی ہوگی۔ اگر فرصت ملے اور جی چاہے تو لکھ ڈالیے۔ میں جانتا ہوں فن کار فن کے مطالبہ کو پورا کئے بغیر چین نہیں لیتا۔ اور موانع کو خواہ وہ کیسے ہی ہوں۔ خاطر میں نہیں لاتا۔ اگر نکیرین والا موضوع آپ کو پسند آگیا تو پھر آپ لکھنے سے باز نہ رہیں گے۔ میں آپ کی تندرستی کا دل سے خواستگار ہوں۔ اس لئے اور کہ آپ میں بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ آرٹ کے مطالبہ کو مصالح پر قربان نہیں کرتے۔ یہ بڑی جرأت کی بات ہے اور آپ کی سیرت اور شخصیت کو میرے نزدیک بہت ممتاز کرتی ہے۔ آپ کا رشید صدیقی۔

نوٹ:۔ پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ کی خدمات کی وجہ سے بھی تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ اور لطافت نگاری بھی اُن کی تحریروں میں اور ریڈیو تقریروں میں لوگوں کی آنکھوں اور کانوں کو نوازا کرتی ہے۔ انھوں نے مجھ سے میری ادبی زندگی کی نسبت ایک مضمون مانگا تھا۔ میں نے لکھا کہ میرے محاسب کی ڈاڑھی ایک مشت و دو انگشت ہے۔ جب پروفیسر صاحب کا خط آیا تو میں اُن سے اپنی قبر اور کفن کا حساب کرا رہا تھا میں نے اُن سے کہا کہ کچی قبر کے خرچ کا تخمینہ بتائیے اور پکی قبر کے خرچ کا تخمینہ بتائیے اور یہ بھی بتائیے کہ راشننگ کی خیرات کا کفن استعمال ہو تو کتنا خرچ ہوگا؟ اور کسی مرید مسلمان جولاہے کے ہاتھ کا بُنا ہوا کفن استعمال ہو تو کتنا خرچ ہوگا؟ محاسب صاحب نے کہا پکی قبر جائز نہیں ہے کیونکہ قبر کے اندر آگ سے چھوئی ہوئی کوئی چیز لگانی جائز نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر مرنے والوں کو گرم پانی سے غسل کیوں دیا جاتا ہے؟

الغرض اسی قسم کی مذاقیہ باتیں لکھی تھیں۔ پروفیسر صاحب کو مضمون پسند آیا۔ اور انھوں نے قبر میں آکر سوال کرنے والے منکر نکیر کی نسبت بھی اظہار خیال کا حکم بھیجدیا جس کا جواب میں نے اُن کو لکھدیا ہے۔

پروفیسر صاحب نے خط کے آخر میں ایک بلیغ اشارہ کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مضمون لکھنے والے مضمون دیتے وقت نخرے کیا کرتے ہیں۔ میں نے نخرہ نہیں کیا اور مضمون جلدی بھیجدیا اس کو پروفیسر صاحب نے میری شخصیت کا کارنامہ سمجھا۔ حالانکہ وہ مضمون میں نے ایک ذاتی غرض سے بھیجا تھا کہ پروفیسر صاحب ایک بڑے ادیب ہیں اور ادیبوں کے اونچے حلقوں میں مانے جاتے ہیں۔ اُن کے ذریعے سے میں بھی ادیبوں کی لیڈر پارٹی میں مشہور ہو جاؤں گا۔ سچ لکھا تھا۔ مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے جب کہ وہ میری مخالفت کر رہے تھے کہ "حسن نظامی قد آدم پوسٹر ہے"۔

ہر انسان درحقیقت قد آدم پوسٹر ہوتا ہے۔ مگر کوئی انکسار کا بناوٹی پردہ اوڑھ کر پوسٹر ہونے سے منکر ہو جاتا ہے۔ اور کوئی میری طرح سچی اور کھری بات کو خوشی خوشی مان لیتا ہے۔

پروفیسر صاحب میری شخصیت کے قائل ہوگئے مگر افسوس ہے کہ میں خود اپنی شخصیت کا قائل نہیں ہوں۔ کیونکہ میرا ایمان اس قول پر ہے ؎

بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست

حسن نظامی۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۶ رجب ۱۳۶۵ء ۲۷ جون ۱۹۴۶ء پنجشنبہ دہلی

شبِ معراج آج درگاہ شریف میں بہت سے درویشوں نے شب بیداری کی۔ میرے گھر میں اور درگاہ کے مسافر خانے میں بھی شب بیداریاں ہوئیں۔

عرس حضرت مولانا خواجہ سید ابوبکر مصلے بردارؒ کا سالانہ عرس اُن کی اولاد فریق ہندوستانیان نے بہت دھوم سے کیا تھا چادر کا جلوس بھی آیا تھا۔ آدھی رات تک قوالی بھی رہی تھی۔ بعد مغرب میں بھی اس عرس کی شرکت کے لئے درگاہ شریف میں گیا تھا مجھ معلوم ہوا کہ رات کے دس بجے نیاز ہوگی۔ اس واسطے واپس آگیا۔

حضرت عزیز میاں صاحب کی نیاز بریلی کے سجادہ نشین حضرت عزیز میاں صاحب چشتی نظامی نیازی شام کو حاضر آستانہ ہوئے تھے۔ بہت سے مرید بھی ساتھ تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد جب مزار شریف کے سامنے قدم بوس ہوئے تو اُن پر بہت زیادہ رقت طاری ہوئی۔

۲۷ رجب ۲۸ جون جمعہ دہلی

مقدمہ کی آج صبح علی اور سید ذکی حسن رشح منزل کے مقدمے کی پیشی میں گئے تھے۔ جو افسر کرایہ جات کی کچہری میں تھا۔ فریقین کے بیانات سنے گئے فیصلہ آئندہ کسی تاریخ کو ہوگا۔

ندامت کی چادر کی آج دن بھر آسمان کے چہرے پر بادل چھائے رہے جو کہتے تھے۔ ہم کو شرم آتی ہے کہ وزارتی مشن نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ کہا اب چلتے وقت اس سب سے اجنبی بن گیا۔ اس کی ہمیں ندامت ہے۔ اور ہم نے یہ چادر اپنے چہرے پر ڈالی ہے۔ صبح سے رات تک ابر چھایا رہا۔

ہارڈنگ لائبریری کی آج شام کو ہارڈنگ لائبریری دہلی میں ادبی سوسائٹی کا جلسہ تھا میں بھی بتیس صفحے کا ایک مضمون لے گیا تھا جس کا عنوان تھا "۱۸۵۷ء میں دہلی کی لڑائی"۔ ملا واحدی صاحب پانی پر ایک مضمون لکھ کر لائے تھے۔ اور بھی ہندو مسلمان آئے تھے۔ مگر جلسے میں حاضرین کم تھے۔ اس لئے آئندہ ہفتے کے لئے جلسہ ملتوی ہوگیا۔

واپسی کی رات کو ۹ بجے گھر میں واپس آکر خبریں سُنیں تھیں۔

مسٹر جناح کا بیان کی وزارتی مشن اور وائسرائے کی نسبت مسٹر جناح نے ایک بہت تیز نکتہ چینی کا بیان شائع کیا ہے۔ آج وائسرائے نے اس کا جواب ریڈیو میں نشر کرایا ہے۔ مجھے وائسرائے کے جواب سے اطمینان نہیں ہوا۔

بارش کی آج رات بھر بارش ہوتی رہی مگر میری نیند اتنی اچھی تھی کہ دس بجے سے ۴ بجے تک مسلسل بے خبر سوتا رہا۔

دوسری نیاز کی آج شام کو بھی حضرت مولانا خواجہ سید ابوبکر مصلے بردارؒ کی دوسری نیاز ہوئی تھی۔

چوری کی اخباروں میں حیدرآباد کی خبر شائع ہوئی ہے کہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے گھر سے سترہ لاکھ روپے قیمت کے پرانے تاریخی جواہرات چوری جاتے رہے۔ مجھے اس خبر سے بہت افسوس ہوا۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر نواب سر آسمان جاہ بشیر الدولہ بہادر کے پوتے اور نواب معین الدولہ بہادر کے فرزند ہیں۔ اور کئی محکموں کے حیدرآباد میں وزیر ہیں۔

۲۸ رجب ۲۹ جون شنبہ دہلی

طوفانی بارش کی صبح ۴ بجے ملکوت منزل میں آیا تھا۔ میرے آتے ہی بارش کا طوفان شروع ہوا۔ جو دس بجے تک رہا۔ سب کرایہ داروں کی اطلاعیں آئیں کہ چھتیں ٹپک رہی ہیں۔ میرے گھر میں بھی چھتیں ٹپکیں۔ سید ابن عربی کے مکان عربی منزل کے باورچی خانے کا ایک حصہ گر پڑا۔

آگرے سے حکیم شفیع اللہ صاحب شجاعت حسین صاحب قریشی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بہت ذی علم اور ذی فہم طبیب ہیں۔ نعیم صاحب اپنے مکان سے واپس آگئے۔ محمود احمد نظامی بی اے افسر فوڈ ڈپارٹمنٹ اور سبطِ احمد نظامی اور مولانا عشقی نظامی اور حکیم آفتاب ہاشمی نظامی اور حمید صاحب ہاشمی ملنے آئے تھے۔ دوپہر کے بعد سے بارش رک گئی۔ رات کو بھی نہیں ہوئی۔ مگر ابر چھایا رہا باورچی کو علیحدہ کر دیا کہ امروہے والے کفایت اللہ باورچی کو چالیس روپے ماہوار

پر نوکر رکھا تھا۔ اُن کا بیان تھا کہ وہ انگریزی اور ہندوستانی کھانے پکانے جانتے ہیں۔ اور شروع میں ایک دن ہندوستانی کھانا بطور نمونے کے اچھا پکایا تھا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ لفافے پر پتہ خوشخط تھا۔ مگر اندر کا خط پڑھنے کے قابل نہ تھا۔ ایک ہفتہ امتحان کرنے کے بعد علیحدہ کر دیا۔ امروہے آنے جانے کا کرایہ بھی دیا اور تنخواہ بھی بیباق کر دی۔

۲۹ رجب ۳۰ جون اتوار دہلی

نیلام کا دن کہ پندرہ دن پہلے دی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی کے اسباب کے نیلام کا اشتہار منادی میں شائع کیا تھا۔ اور آج نیلام کی تاریخ تھی۔ مگر بہت کم آدمی آئے۔ اس واسطے نیلام ملتوی کیا گیا۔ اور ۲۰ جولائی تاریخ مقرر کی گئی۔

بارش کہ آج بھی دوپہر کے بعد بارش ہوئی تھی۔ میں دن بھر ملکوت منزل میں رہا تھا۔

ملاقاتی کہ بھیا فقیر عشقی صاحب۔ آفتاب ہاشمی نظامی۔ حمید صاحب ہاشمی۔ مولانا عشقی نظامی۔ اور ڈاکٹر اعجاز صاحب ملنے آئے تھے۔ اور سید اظہر الدین احمد نظامی بی اے بھی ملنے آئے تھے۔

اڈیٹر صاحب پیام دہلی کہ روزانہ اخبار پیام کے اڈیٹر عبد المجید صاحب شملوی بھی ملنے آئے تھے۔ سید عبد السلام بھی آج علی گڑھ سے آئے ہیں۔ آج صبح درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہؒ کی بستی کے ہندو نمبردار صاحب آئے تھے۔ اور درگاہ کی باؤلی کے قریب ایک دیوار بنانے کی اجازت چاہی تھی۔ میں نے کہا اس میں مجھ اکیلے کا اختیار نہیں ہے۔ ہمارے خاندان کے بھائیوں کا اختیار ہے۔ انھوں نے کہا حاجی پیر ضامن صاحب کے پاس ہم گئے تھے۔ انھوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا میں کل وہاں آ کر موقع دیکھوں گا۔ شام کو درگاہ کے مجاور کی طرف سے وہ فقیر آیا جس کو درگاہ کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس نے کہا ہندو جاٹوں نے درگاہ کی دیوار توڑ ڈالی ہے۔ اور اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ معلوم نہیں کیا حقیقت ہے۔ کل خود جا کر دیکھوں گا۔

وزن بڑھ گیا کہ آج میری لڑکی روحہ نے مجھے تولا تھا۔ اُس نے کہا ایک من تیرہ سیر وزن ہے۔ میں نے کہا ساری عمر میرا وزن ایک من ساڑھے بارہ سیر رہا ہے۔ اب بڑھاپے میں ایک پونڈ وزن کیسے بڑھ گیا۔ ترازو کی خرابی معلوم ہوتی ہے۔ روحہ کے دولہا سید عبد السلام نے ترازو کو اچھی طرح دیکھا اور دوبارہ تولا تب بھی ایک من تیرہ سیر وزن معلوم ہوا۔

نیند کی کمی کہ آج رات کو بہت خنکی تھی خوب نیند آئی۔ مگر ڈھائی بجے آنکھ کھل گئی مقررہ اوراد پورے کر کے لکھنا شروع کیا مگر برساتی کیڑے آ گئے اور لکھنا ناممکن کر دیا۔

نبض دیکھی کہ آج آگرے والے حکیم شفیع اللہ صاحب نے بہت غور و توجہ سے میری نبض دیکھی اور کہا آپ کے دل کی حالت بہت ہی اچھی ہے۔ اتنا مضبوط دل میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ میں نے اُن سے ڈاکٹری اور یونانی طریق علاج پر بحث بھی کی۔ اور نکتہ چینی بھی کی۔ انھوں نے بڑی قابلیت سے سائنٹفک جواب دیئے۔

چاند ہو گیا کہ حیدرآباد سے مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی کا تار آیا کہ آج شعبان کا چاند نظر آ گیا۔ دہلی میں ابر کے سبب نہیں دیکھا گیا۔

درویش کالج کہ آج پچھلی رات کو عبد اللطیف خاں صاحب نیازی کی جانماز پر اوراد پورے کرنے کے بعد خدا سے دعا مانگی کہ وہ مجھ کو موجودہ زمانے میں کامل درویش تیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اُسی وقت میں نے درویش کالج کی ایک اسکیم بنائی۔ جو منادی میں بھی شائع ہو گی۔

سلطان احمد صاحب کہ جاپان والے شیخ سلطان احمد صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ آئے تھے۔ اُن کی اہلیہ خواجہ بانو کو دعوت دینے آئی تھیں۔

فیروزی نونہال کہ آج شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے کے پوتے اور شیخ محمد یوسف صاحب کے بیٹے کے عقیقے کی خوشی میں پانچ نقرئی کٹورے آئے تھے۔ جن میں ورق لگی ہوئی مٹھائی بھری ہوئی تھی۔ ہر کٹورے پر تقریب عقیقہ کی عبارت کندہ ہے۔ میں نے شکریہ لکھا تو اس تحفے کو "میٹھا گوشت" قرار دیا۔ کیونکہ عقیقے میں گوشت تقسیم ہوا کرتا ہے۔

یکم شعبان یکم جولائی دوشنبہ دہلی

ہجری عیسوی اتحاد کہ آج ہجری اور عیسوی تاریخوں میں ایکا ہو گیا ہے۔

لالہ راج کشن بی اے کہ آبادی جنگ پورہ سے لالہ راج کشن بی اے ایک خانگی تقریب کا بلاوا دینے آئے تھے۔ انھوں نے جنگ پورے میں ایک مڈل اسکول بھی جاری کیا ہے۔

شیخ احمد صاحب کہ ادھوتی والے شیخ احمد صاحب اپنے صاحبزادے کے ساتھ آئے

آئے تھے۔ اجمیر شریف سے آئے ہیں۔ بھائی جھوری میاں جن کے مکان پر ٹھیرا کرتا ہوں ان کے اکثر گھر والے میرے مرید ہیں۔ اور انھوں نے انت پور میں میرے لڑکے حسین کو اس کے کاروبار میں بہت مدد دی تھی جب جانے لگے۔ تو انھوں نے اور ان کے لڑکے نے میرا طواف کیا۔

تیز بارش } آج بھی تیز بارش ہوئی تھی۔

ملاقاتی } سید راشد حسین امیر شاکر صاحب اور عزیز صاحب ملنے آئے تھے۔ ۸ر جولائی کا اخبار منادی آج تیار ہو گیا۔ کل چھاپے خانے چلا جائیگا۔

ولی محمد نظامی } دہلی سے خبر آئی ہے کہ ولی محمد خاں نظامی اپنی اہلیہ کے ساتھ مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ دہلی کے سوئس ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔

انسانی طواف } حب انسان کے بنائے ہوئے پتھر کے مکان کا طواف اس لئے کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُس مکان کو پسند فرمایا ہے۔ تو اُس انسان کا طواف بھی ہو سکتا ہے جو پتھر کے بے روح مکان کے مقابلے میں ذی روح ہے۔ اور خدا کا پسندیدہ بھی ہے اور روح چونکہ امر رب ہے۔ اس واسطے ذی روح مکان کا طواف بدرجۂ اولیٰ ہونا چاہیے۔

سجادہ نشین تونسہ شریف } آج حضرت حافظ سدید الدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ میری کتاب مرشد کو سجدۂ تعظیم بھی لی تھی۔

درگاہ حضرت بی بی نور کا انتظام } آج میرے خاندان والے درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہؒ کے انتظامات کے لئے گئے تھے میں سواری نہ ہونے کی وجہ سے نہ جا سکا۔

لالہ ہری رام کے مکان پر } آج شام کو گلاب چند ڈالمیور آئے تھے۔ اور وہ مجھے میری موٹر میں بھوگل میں لے گئے تھے میں لالہ ہری رام صاحب کے لڑکے کی منگنی کی رسم میں گیا تھا لالہ ہری رام کے بڑے بھائی لالہ سری رام صاحب نے بتایا کہ لڑکی والے ہاپڑ کے رہنے والے ہیں اور دولت مند آدمی ہیں منگنی کی رسم کے وقت تقریباً دو ہزار روپے مالیت کی چیزیں انھوں نے دولھا کو دیں۔ لالہ سری رام صاحب نے میرے بچوں کے لئے بھی مٹھائی کی ٹوکری ساتھ کی۔ رات کو خوب نیند آئی۔ بارش نہیں ہوئی۔ ۴ بجے بیدار ہو کر ملکوت منزل میں آیا۔

۲ر شعبان ۲ر جولائی سہ شنبہ دہلی

درد سر } بارش کی نمی اور مٹھاس کھانے کی وجہ سے آج ذرا میرے سر میں درد ہے۔

مقدمہ } آج دوپہر کو علی کے ساتھ تانگے میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب کی کچہری میں گیا تھا۔ راستے میں بارش ہوئی اور خوب بھیگا۔ نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے مزار حضرت خواجہ سید محمد امامؒ کی حفاظت کے لئے دیوار بنانے کے سبب میرے خلاف جو فوجداری مقدمات چلائے ہیں۔ اُن کی پیشی تھی۔ کمیٹی کے قانونی پیروکار چوپڑہ صاحب بھی موجود تھے۔ فریقین کے بیانات سن کر مجسٹریٹ صاحب نے ۶ر اگست تاریخ مقرر کردی میرے لئے یہی سزا کافی ہے کہ کام چھوڑ کر بار بار کچہری میں گھسنا پڑتا ہے۔

اخبار چھپنے چلا گیا } آج ۸ر جولائی کے منادی کی کاپیاں چھاپے خانے میں چلی گئیں

تنخواہیں تقسیم کر دیں } آج دوسری تاریخ کو جون کے مہینے کی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔

حسن احمد نظامی } حسن احمد نظامی حسین آباد سے آئے تھے حسین کے پاس حیدرآباد چلے گئے۔

ملاقاتی } مسٹر ہدایت محسنی ایم اے اور اُن کے چھوٹے بھائی اور سید اطہر الدین احمد نظامی بی اے ملنے آئے تھے۔

۳ر شعبان ۳ر جولائی چہار شنبہ دہلی

آج کا کام } صبح ۴ بجے ملکوت منزل میں آگیا تھا۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ ابر چھایا رہا۔

درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہؓ } آج حاجی پیر ضامن نظامی صاحب آنریری مجسٹریٹ کی موٹر میں درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہؓ میں حاضر ہوا تھا جہاں جاٹوں نے درگاہ کی ایک دیوار توڑ ڈالی ہے۔ اور وہاں ایک مکان بنانا چاہتے ہیں۔ خاندان کے سب چھوٹے بڑے بھائی بھی گئے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ کی والدہ صاحبہ کے مزار کے پائین بیٹھ کر جاٹوں سے سمجھوتے کی بات چیت کی مگر سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ مجبوراً مہرولی میں جا کر پولیس میں رپورٹ کرائی۔

ڈنر پارٹی } بعد مغرب درگاہ حضرت بی بی نورؓ سے واپس آیا۔ اور خواجہ بانو اور علی کے ساتھ سلطان احمد صاحب جاپان والوں کے ہاں ڈنر پارٹی میں گیا۔ جو انھوں نے میرے خطاب کی خوشی میں دی تھی۔ دہلی کے بہت سے حکام اور عمائد شریک ہوئے تھے۔ جن کی تعداد چوبیس تھی۔ اور جن کے نام ذیل میں درج ہیں :۔

شیخ محمد نذیر صاحب افسر امپورٹ۔ محمد خلیل صاحب افسر امپورٹ۔ محمد اسمٰعیل صاحب افسر امپورٹ۔ ملا محمد واحدی صاحب اڈیٹر نظام المشائخ۔ بھیا شیخ احسان الحق صاحب فقیر چشتی۔ شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے

محمد یوسف صاحب فیروزی۔ ربانی صاحب انوارالرحمٰن صاحب۔ عبدالرحمٰن صاحب جج۔ محمد عبداللہ صاحب چیف سب جج۔ محمد مقبول صاحب سینئر سب جج۔ مسٹر راما دیہانی کنٹرولر راشننگ۔ ملک محمد یار صاحب ڈپٹی کنٹرولر راشننگ۔ جعفری صاحب۔ مسرت حسین صاحب آئی سی ایس۔ عبدالسلام صاحب میونسپل کمشنر۔ محمد یوسف صاحب جمالی۔ مسٹر طیب جی۔ خان بہادر ملک عبدالرشید صاحب مارکٹنگ آفیسر۔ کھانا انگریزی بھی تھا اور دیسی بھی تھا۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد احباب سے بہت دلچسپ بات چیت بھی ہوئی۔ رات کو ۱۲ بجے گھر میں واپس آیا۔

خلال سلطان احمد صاحب نے مجھے شیخ فیروزالدین صاحب کے ہاتھوں ایک نقرئی ہار پہنایا جس میں ایک طلائی خلال آویزاں تھا جس کی شکل تلوار کی ہے۔ یہ نہایت دلچسپ اور بہت کام کا تحفہ ہے۔ کیونکہ میں ہر کھانے کے بعد کھجور کے تنکوں سے دانت صاف کیا کرتا ہوں۔ اب اس طلائی خلال سے دانت صاف کیا کروں گا۔ اور دن میں تین دفعہ سلطان احمد صاحب یاد آیا کریں گے۔ اُن کی بے غرض محبت اور مدارات کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ اُن کی بیگم صاحبہ نے بھی خواجہ بانو کی بہت مدارات کی۔

قاضی فیروزالدین صاحب کی عنایت آج شفاعت حسین صاحب قریشی نے ایک ڈرائیور کا انتظام کیا تھا۔ اور قاضی فیروزالدین صاحب نے بھی اپنی موٹر بھیجی تھی۔

ادبی یادگار سلطان احمد صاحب جاپان والے نوعمر ہیں۔ اور تجارت پیشہ پنجابی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ لڑائی سے پہلے جاپان میں اِن کے والد کی بہت بڑی تجارت تھی۔ دہلی چاندنی چوک میں کلارونیشن ہوٹل بھی ان کا ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت بڑی جائداد ہے۔ مگر میرا تجربہ یہ ہے کہ دولت اور ادبیت آپس میں بہت کم جمع ہوتی ہیں یعنی دولت مند لوگ یا تجارت پیشہ لوگ ہمیشہ اپنی دولت بڑھانے کے خیال میں مگن رہتے ہیں۔ اُن کو کسی اور چیز کا خیال نہیں آتا۔ اور آتا ہے۔ تو سرسری آتا ہے مگر سلطان احمد صاحب نے بہت اچھی ادبی تربیت پائی ہے۔ کہ اُنھوں نے آج شام کو خطاب کی خوشی میں جو یادگار مجھے دی یعنی طلائی خلال ویسی ہی ایک نفیس یادگار اُن کی بیوی نے خواجہ بانو کو دی یعنی ایک نہایت نفیس سونے کی انگوٹھی جس کے اوپر خواجہ بانو لکھا ہے اور نیچے شمس العلما خواجہ حسن نظامی لکھا ہے۔ یہ لکھائی مینا کاری کی ہے۔ اور نہایت ہی خوبصورت ہے۔ خلال کی زنجیر چاندی کی ہے۔ اور خلال سونے کا ہے۔ اُس پر بھی میرا نام مینا کاری سے لکھا ہے۔ اور دہلی کے کاریگروں نے اپنی صناعی اس خلال کی خوبصورتی بڑھانے میں ختم کردی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دہلی کی تجارت پیشہ قوم میں بھی ایسے افراد موجود ہیں جن کے دماغوں میں نفاست اور آرٹ کی روشنی موجود ہے۔ میں اپنی طرف سے اور خواجہ بانو کی طرف سے سلطان احمد صاحب کا اور اُن کی بیوی کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ خطاب کی دعوتوں میں ایسی خوش نما یادگاریں بھی حاصل ہوتی ہیں تو جیسے مہینے سے آج تک جتنی دعوتیں مجھے دی گئیں تھیں اُن کے قبول کرنے سے انکار نہ کرتا۔

بدھ والے سید یامین نظامی بھی آئے تھے۔

۴ شعبان ۴ جولائی جمعرات دہلی

گواہی آج محبوب المطابع دہلی کے مقدمے میں گواہی دینے کے لئے سینئر سب جج صاحب کی کچہری میں گیا تھا۔ نومبر ۱۹۴۶ء کی تاریخ لگ گئی۔

سید کشفی شاہ نظامی دہلی میں آئے ہیں آج مجھ سے ملے تھے۔ دہلی کے ایک ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔ محمد افضل صاحب احمدی بھی اُن کے ساتھ آئے ہیں۔ برما جانے والے ہیں۔

ولی محمد خاں نظامی بمبئی سے ولی محمد خاں نظامی آئے تھے۔ آج واپس چلے گئے۔ ان کی اہلیہ کچھ بیمار ہو گئیں تھیں۔

نوچندی جمعرات کے سبب آج بہت زیادہ زائرین آئے تھے۔ سید نفیس الرحمٰن نظامی بھی آئے تھے میرے لئے پان بھی لائے تھے۔ استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے۔ کھیر بھی لائے تھے۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ دھوپ نکلی رہی۔ گرمی بہت زیادہ ہے میں نے دو بار غسل کیا کیونکہ میں پسینے کی بدبو برداشت نہیں کر سکتا۔

جوہری نظامی بعد مغرب عطاءالرحمٰن جوہری نظامی ملنے آئے تھے۔ ایک لاؤڈ سپیکر بھی اُن کے ساتھ آئے تھے۔ اور سلیم عثمان موتی والے کے ایک فیلو بھی آئے تھے۔ دہلی سے محمد یامین بھی ملنے آئے تھے۔ نوعمر ہیں کشن گنج میں درزی کا کام کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا ہندوستانی کپڑے سیتے ہو یا انگریزی؟ جواب دیا دونوں قسم کے سیتا ہوں۔ میں نے کہا تو ان دونوں طریقوں سے الگ طریقے کے موافق میری الفی سی دو۔ حاضرین بزم ایک دوسرے کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ یہ کلمہ شاید سب نے کفن سے تعبیر کیا تھا اور اس کو بدشگونی سمجھتے تھے۔

خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

دینی کتابیں

عام فہم تفسیر قرآن صفحات ۱۰۲۵ ۔ ہدیہ بارہ روپے آٹھ آنے
قرآن شریف کا تبلیغی ترجمہ ۔ شروع کے پندرہ پارے
مجلد ۔ ہدیہ پانچ روپے ۔ بچوں کے لئے تعلیم القرآن
صفحات ۹۶ ۔ ہدیہ آٹھ آنے ۔ قوانین قرآن
صفحات ۲۵۸ ۔ مجلد ۔ ہدیہ تین روپے ۔ قرآن و
حدیث کے فرمان صفحات ۲۰۸ مجلد ۔ ہدیہ
ایک روپیہ آٹھ آنے ۔ سیاسی تفسیر کا پارہ عم
صفحات ۳۴ ہدیہ آٹھ آنے ۔ اسلام کے ضروری
عقائد صفحات ۳۰ قیمت دو آنے ۔ نماز کی
ترکیب صفحات ۴۲ قیمت دو آنے ۔ روزے
کے احکام صفحات ۴۰ قیمت آٹھ آنے ۔ زکوٰۃ
کے احکام صفحات ۸۰ قیمت دس آنے ۔ امام
جعفر صادقؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوفی خط کا پارہ
صفحات ۱۰۲ ۔ ہدیہ ایک روپیہ ۔ بچوں کو
پڑھانے کے لئے چالیس آیت صفحات ۱۶ ہدیہ
ایک آنہ ۔ بچوں کے لئے گیارہ سورہ صفحات
۱۶ ہدیہ ایک آنہ ۔ بچوں کو پڑھانے کے لئے
سترہ سورہ ۔ صفحات ۱۶ ۔ ہدیہ ایک آنہ
حج کا بیان صفحات ۱۳۸ قیمت ایک روپیہ
اسرار اسم اعظم صفحات ۴۳۸ مجلد قیمت
ایک روپیہ ۔ حدیث کی پیشین گوئیاں
صفحات ۴۶ قیمت آٹھ آنے ۔ قرآنی بول
چال صفحات ۱۶ ۔ ہدیہ ایک آنہ ۔ معراج
کی نماز صفحات ۳۲ قیمت چار آنے ۔ ماثورہ
دعائیں صفحات ۸۰ قیمت آٹھ آنے ۔
اسکول کی دعا صفحات ۱۶ قیمت ایک آنہ

بخاری شریف کے آٹھ پاروں کا اردو ترجمہ صفحات
۹۹۴ قیمت آٹھ روپے رعایتی قیمت چار روپے
قرآن مجید کا ہندی ترجمہ صفحات ۹۰۰ ہدیہ بارہ روپے

تاریخی کتابیں

حلال خوروں کی تاریخ صفحات ۸۰ قیمت
آٹھ آنے ۔ غازی مرقع محمد بن قاسم کے باتصویر
تاریخی حالات صفحات ۱۶ قیمت دو آنے
کربلا کا تاریخی حال ۔ باتصویر صفحات ۶۴
قیمت آٹھ آنے ۔ ذکر غوث پاکؒ صفحات
۸۰ قیمت بارہ آنے ۔ محرم نامہ صفحات ۱۲۸
قیمت ایک روپیہ چار آنے ۔ تاریخ سلاطین
عباسیہ صفحات ۱۹۲ قیمت ایک روپیہ آٹھ
آنے ۔ تاریخ سلاطین عباسیہ حصہ دوم صفحات
۱۹۸ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ۔ تاریخ فرعون
باتصویر صفحات ۲۵۰ مجلد قیمت تین روپے
جہانگیر کا روزنامچہ صفحات ۱۲۰ قیمت ایک روپیہ
پانی پت کے میدان میں ہندو مسلمانوں کی لڑائی
صفحات ۸۰ مجلد قیمت بارہ آنے ۔ حکومت
اورنگ زیب کی اصلی تاریخ صفحات ۱۴۰
قیمت بارہ آنے ۔ کرشن کتھا ۔ کرشن جی کے
تاریخی حالات صفحات ۲۸۰ قیمت ایک روپیہ
دس آنے ۔ میلاد نامہ صفحات ۱۱۶ قیمت
ایک روپیہ چار آنے ۔ انقلاب دہلی کی تاریخ
بارہ حصے ۔ مجموعی قیمت تیرہ روپے آٹھ آنے
نظامی منسری صفحات ۲۹۶ مجلد قیمت دو روپے

یہ سب کتابیں
دفتر اخبار منادی دہلی سے خریدیئے

سفرنامے

سفرنامہ ہندوستان صفحات ۹۶ قیمت
بارہ آنے ۔ سفرنامہ مصر و شام و حجاز باتصویر
صفحات ۱۹۲ قیمت دو روپے آٹھ آنے
سفرنامہ افغانستان ۔ باتصویر صفحات ۲۶۴
قیمت چار روپے

ادبی کتابیں

سی پارۂ دل صفحات ۴۳۸ قیمت دو روپے
آٹھ آنے ۔ کانا باتی ۔ ریڈیو تقریروں کا مجموعہ ۔
صفحات ۱۷۶ قیمت ایک روپیہ ۔ کانا
بیتی صفحات ۱۱۶ قیمت چودہ آنے ۔ طمانچہ
برخسار یزید صفحات ۱۱۴ قیمت ایک روپیہ
چار آنے ۔ شیخ چلی کی ڈائری ۔ چھ حصے فی حصہ
قیمت ایک آنہ ۔ روپیہ عالم سکرات میں صفحات
۱۶ قیمت ایک آنہ ۔ اردو کلمو صفحات ۱۶ قیمت

کتب عملیات

اعمال حزب البحر صفحات ۱۴۰ قیمت بارہ آنے
مفلسی کا مجرب علاج صفحات ۳۲ قیمت چار
آنے ۔ خلاصہ تعلیم تصوف صفحات ۸۴ قیمت چھ آنے

تعلیمی کتابیں

نظامی قاعدہ صفحات ۱۶ قیمت دو آنے ۔
قرآن مجید کا باتصویر قاعدہ صفحات ۲۴ قیمت
دو آنے ۔ اردو سبق باتصویر صفحات ۴۴ قیمت
آٹھ آنے ۔ اردو سکھانے کے مضامین صفحات ۳۲ قیمت

طبی کمپنی کی نئی پُرانی دوائیں

فاسفورس کا تیل خواجہ حسن نظامی کی ایجاد ہے۔ پٹھوں کی کمزوریوں کا تیر بہدف علاج ہے۔ بیس برس سے ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر ہزاروں آدمی استعمال کر رہے ہیں قیمت قسم خاص الخاص ڈہائی اونس کی شیشی پانچ روپے ڈیرہ اونس کی شیشی تین روپے۔ پاؤ اونس کی شیشی ایک روپیہ (عہ ر)

جرمنی تیل یہ تیل مردوں کے خفیہ پٹھوں کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے اور ہر قسم کی کمزوریاں دُور کرنے کے لئے اکسیر ثابت ہوا ہے۔ پاؤ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

کونین کا تیل ابھی حال ہی میں خواجہ صاحب نے یوکلپٹس آئل میں کونین کو حل کیا ہے۔ ملیریا بخار دُور کرنے اور ملیریا بخار سے بچانے اور مچھروں کو بھگانے کا بہت ہی پکا اور یقینی علاج ہے۔ یہ تیل ملا بھی جاتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے۔ ایک اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔ پاؤ اونس کی شیشی قیمت چھ آنے لیکن چھوٹی شیشی ایک نہیں دی جائیگی۔ چار دی جائیں گی جو ایک ڈبے میں ہوں گی۔

کافور کا تیل یہ بھی خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایجاد ہے۔ سوتے وقت ہاتھ پاؤں اور چہرے پر مل لیا جائے۔ تو مچھر پاس نہیں آئیں گے۔ پانی میں ملا کر کمرے کے اندر چھڑک دیا جائے تو زہریلے کیڑے دُور ہو جائیں گے۔ کوئی زہریلا جانور کاٹ کھائے تو یہ تیل لگا دینے سے زہر دور ہو جائیگا کسی کو زکام ہو جائے تو کپڑے پر ڈال کر سونگھانے سے زکام دُور ہو جائیگا۔ یا اس کی تیزی کم ہو جائیگی۔ نمونیے کے بیمار کے سینے پر ملا جائے تو فائدہ ہوگا۔ تلی بڑھ گئی ہو تو اوپر بھی ملا جائے اور پانچ قطرے پانی میں ڈال کر پلائے جائیں۔ تلی گھٹ جائیگی۔ کہیں ہیضے کی وبا پھیلی ہوئی ہو تو تندرست آدمی دو قطرے پانی میں ڈال کر پی لیں تو بیماری سے بچے رہیں گے اور بیماروں کو پانچ قطرے پانی میں ڈال کر دیئے جائیں۔ قیمت پاؤ اونس کی شیشی پانچ آنے۔ چار شیشیوں کا ڈبہ ایک روپیہ۔

پائیریا منجن دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ حکیم نابینا صاحب مرحوم کے نسخے سے بنا ہے قیمت ۸/

ارسطو کا چورن جگر اور معدے کی بیماریوں کا علاج ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ بڑھاتا ہے قبض کشا ہے قیمت ۸/

خوش ایام گولیاں عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں دور کرنے والی بیس برس سے تمام ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہیں۔ بیس گولیوں کی قیمت ایک روپیہ (عہ ر)

ٹانک پوڈر مردانہ کمزوریوں کے لئے کھانے کی تیر بہدف دوا ہے۔ ہر وقت دل خوش رہتا ہے۔ اور آٹھ دن میں ہر قسم کی خفیہ کمزوریاں جاتی رہتی ہیں قیمت ایک ڈبہ عہ ر

راز کی دوا یہ دوا بھی مردوں کے لئے مخصوص ہے قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

شفائی ہیضے کی بیماری کا جادو اثر علاج ہے۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ

گل بکاؤلی پیسے ہوئے پھول ہیں قیمت ایک ڈبہ چار آنے

پتہ

یہ سب دوائیں طبی کمپنی دہلی سے بھی مل سکتی ہیں اور طبی کمپنی کے ایجنٹوں سے بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور بڑے شہروں کے دوا فروش بھی فروخت کرتے ہیں۔

حیدرآباد دکن میں خوش اقبال منزل چنچل گوڑہ سے مل سکتی ہیں۔ اور احمد آباد میں دفتر دین پانچ پٹی۔ اور لاہور میں نمبر ۱۲۵ کشمیر بلڈنگ سے مل سکتی ہیں۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی سے شائع کیا

ترکِ شک - اور تلقینِ یقین کا اخبار

مُنادی

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء عیسوی میں جاری کیا
۹ ، ۱۷ ، ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر - حمی خواجہ نظامی | ۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء عیسوی | سالانہ قیمت دو روپے

چشتی میدان عرفات میں
خواجہ حسن نظامی دہلوی کی تقریر

دل راج

۳ اپریل ۱۹۴۶ء بدھ کے دن شام کو پانچ بجے ہر قوم کے ہندوستانی خواجہ حسن نظامی کے چشتی میدان عرفات میں جمع تھے۔ اُن کے سامنے اُنھوں نے دل راج عنوان پر یہ تقریر کی

کُن کہنے والے خدا کی قدرت سے اثر کی دُعا مانگ کر کہتا ہوں ہم سب دلی میں ہیں۔ جو سات سو برس سے پرانی کہی جاتی تھی۔ اور آجکل نئی دلی مشہور ہے۔ اس میدان کے شمال میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا چشتی کا مزار ہے جنھوں نے آج سے ساڑھے چھ سو برس پہلے ہندوستان کے تخت پر سات بادشاہ آتے جاتے دیکھے، مگر وہ ہر بادشاہ کے آنے جانے سے بے غرض رہے۔ اس لئے آج میں بھی دل راج کی بات کہتے وقت وزیر ہند سے بے غرض ہوں۔ جو ہندوستان کو آزادی دینے دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ اور اس وقت مجھ سے دو میل کے فاصلے پر بیٹھے ہیں۔ اور میں وائسرائے ہند سے بھی بے غرض ہوں۔ جو وزیر ہند کے برابر بیٹھے ہیں۔ اور میں گاندھی جی سے اور صدر کانگرس اور نہرو جی سے بھی بے غرض

ہوں جو آزادی لینے کے لئے وزیر ہند سے بات کر رہے ہیں لگے ہوئے ہیں۔ میں مسٹر جناح سے بھی بے غرض ہوں جو پاکستان لینے کی بات وزیر ہند سے کر رہے ہیں۔

آج یہاں داؤدی بوہرہ جماعت کے بڑے ملا صاحب بھی موجود ہیں۔ اور مسلم لیگ اور کانگریس۔ اور سکھ لیگ اور احرار و خاکسار و جمعیت علماء وغیرہ سیاسی جماعتوں کے آدمی بھی موجود ہیں۔ اور آل انڈیا چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان سکھ ممبر بھی موجود ہیں۔ اور مسلمان علما اور مشائخ بھی موجود ہیں۔ بڑے بڑے اخباروں کے ایڈیٹر بھی موجود ہیں اور مجھے یقین ہے۔ کہ ہم سب کا خدا بھی موجود ہے۔ جو ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے۔ مگر میں آپ سے بے غرض نہیں ہوں۔ کیونکہ جو میری غرض پوری نہ کر سکیں اور خود میری طرح اپنی اپنی غرض کے محتاج ہوں اُن سے بے غرض رہنا ہی ضروری ہے۔ اور جو ہم سب کی غرض پوری کر سکتا ہو اس سے بے غرض ہو جانا نامرادی کا باعث ہوگا۔

میں ستر برس کا ایک ایسا بڈھا آدمی ہوں۔ جس نے انگریزی نہیں پڑھی۔ اور جو نئے پرانے بادشاہوں کی حکمت عملی کو بہت کم جانتا ہے اور اگر کچھ جانتا ہے تو بس اتنا جانتا ہے کہ جو بادشاہ مر چکے ہیں اور جو بادشاہ مرنے والے ہیں اور جو بادشاہ پیدا ہونے والے ہیں وہ سب دل راج سے محروم تھے۔ اور وہ سب دل راج سے محروم ہیں۔ اور وہ سب دل راج سے محروم رہیں گے۔ اس لئے میں آپ سب کی طرف سے نہیں بس فقط اپنے ایک دل کی طرف سے کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے نہ مرجانے والے راجاؤں اور بادشاہوں کے راج کے خلاف یا موافق کچھ کہنا ہے۔ نہ ان بادشاہوں کے خلاف یا موافق کچھ کہنا ہے۔ جو موت کے وقت کا آخری سانس لے رہے ہیں۔ نہ اُن پیدا ہونے والے بادشاہوں کی بابت کچھ کہنا چاہتا ہوں جو دل راج نہیں چاہتے بلکہ نفس راج چاہتے ہیں۔

میں بھی آپ جیسا ایک آدمی ہوں جس کو بھوک لگتی ہے پیاس لگتی ہے۔ نیند آتی ہے بیماری ستاتی ہے۔ اور ان سب ذاتی غرضوں میں مبتلا ہوں جن میں آپ سب پھنسے ہوئے ہیں اور وہ سب اغراض حکومت اور دولت سے پوری ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے میرے اندر بھی حکومت اور دولت اور عزت کی ایسی ہی چاہت ہے جیسی آپ کے اندر ہے۔ مگر میں نے اپنے نفس کی چاہت کا بُرا نتیجہ سمجھ لیا ہے۔ اس لئے آپ سے کہتا ہوں کہ انگریزوں سے ہندوستان کا راج لیتے وقت یہ خیال کر لیجئے کہ کانگریس لیگ وغیرہ نام عارضی ہیں۔ اگر آپ ان ناموں کے چکر میں رہیں گے تو دل راج یا دل کی خوشی آپ کو حاصل نہیں ہوگی۔ دل راج کے لئے ضرورت ہے کہ آزادی کے بڑے مقصد کے لئے آپ کے خیال ایک ہوں۔ آپ کی زبان ایک ہو۔ اور آپ کے عمل ایک ہوں۔ اور آپ سمجھ لیں کہ انگریز قوم دُنیا کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کرنے کے بعد بھی دل راج حاصل نہ کر سکی۔ حالانکہ وہ دیکھنے میں ایک رنگ ایک زبان ایک خیال اور ایک عمل معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ اپنی عقل پر اور اپنے علم پر اور اپنی دولت پر اور اپنی طاقت پر گھمنڈ کرتی ہے۔ اور اُس کو عقل دینے والے خدا علم دینے والے خدا۔ دولت اور طاقت دینے والے خدا کا یقین بس اتنا ہی ہے جتنا خواب دیکھنے والے کو اپنی نیند کا یقین ہوتا ہے یعنی نہ خواب دیکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ نیند میں ہے۔ اور خواب ایک عارضی غفلت کی چیز ہے نہ انگریزوں کو خدا کی نسبت بیداری کا سا یقین ہے۔

ہندوستان خدا پرست ملک ہے ہندوستان میں خدا پرست قوموں کی اولاد آباد ہے وہ بھی اگر انگریزوں کی سی بے خبری میں رہے گی۔ اور انگریزوں یا روسیوں یا یورپ والوں یا امریکہ والوں کی طرح خدا سے بے توجہ ہو کر راج حاصل کریگی تو اس کا راج بھی دل راج نہیں ہوگا اور اس کو بھی انگریزوں کی طرح وہی مصیبت پیش آئے گی جو انگریزوں کو ۱۹۱۴ء اور ۱۹۳۹ء میں پیش آئی۔

مسلمانوں نے ہندوستان میں ایک ہزار برس حکومت کی۔ اور محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری اور قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش اور ملکہ رضیہ سلطانہ اور غیاث الدین بلبن۔ اور جلال الدین خلجی اور علاء الدین خلجی اور غیاث الدین تغلق اور محمد تغلق اور فیروز شاہ تغلق اور بہلول لودہی اور سکندر لودہی اور تیمور اور بابر اور ہمایوں اور اکبر اور

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

علما کی خودداری جمعیت علمائے دہلی میں ایک جلسہ کرکے وزیر ہند سے درخواست کی کہ ہم کو بھی ملاقات کا شرف عطا کیا جائے۔ وزیر ہند نے دعوت نامہ بھیج دیا۔ علماء نے خوشی ظاہر کی کہ ہم کو بڑی فتح حاصل ہوئی ہے۔ میں نے یہ سنا تو کہا افسوس علمائے اپنی شان اور اپنی خودداری کی قدر نہ پہچانی۔

چشتی پارٹی کو بھی ملنا چاہیے چشتی پارٹی کے بعض ممبروں نے مجھ سے کہا کہ آپ کو بھی چشتی پارٹی کی نمائندگی کے لئے وزیر ہند کے پاس جانا چاہیے۔ میں نے کہا اگر وزیر ہند یا سر کرپس خود میرے پاس آنا چاہیں تب بھی میں ان کو یہاں آنے کی اجازت نہ دوں گا۔ کیونکہ میری چشتی پارٹی نہ وزیر ہند سے کچھ چاہتی ہے۔ نہ کانگرس سے کچھ چاہتی ہے۔ نہ مسلم لیگ سے کچھ چاہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا سے بھی کچھ نہیں چاہتی۔ البتہ خدا سے یہ ضرور چاہتی ہے کہ وہ چشتیوں کی عزت اور شان کی پہچان ہم سب کے دلوں میں پیدا کر دے۔

اوقاف پر قابض رہنا چاہتے ہیں دہلی میں بوہرہ جماعت کے بڑے ملا صاحب آئے تو اس سے پہلے اُن کے کارندوں نے دہلی میں آکر اور لوگوں سے مل جل کر اُن کے خیر مقدم کے لئے لوگوں کو تیار کیا۔ اور میں نے بھی خیر مقدم کے۔ علان پر اپنا نام لکھنے کی اجازت دیدی۔ لیکن جب میں نے اُس اعلان میں ملا صاحب کے لئے لفظ "سیدنا" پڑھا تو مجھے اس پر اعتراض ہوا۔ کیونکہ میں لفظ "سیدنا" صرف آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ کے لئے مخصوص سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد مختلف لوگوں نے ان کو دعوتیں دیں۔ اور میں نے بھی اُن کو چشتی میدان عرفات کے ایک جلسے میں مدعو کیا۔ تو بعض لوگوں نے مجھ سے کہا آپ لوگ بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ ملا صاحب اُن اوقاف پر قابض رہنے کے لئے جو اُن کے پاس ہیں یہاں آکر وزیر ہند پر یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ کہ میں بوہروں کے علاوہ مسلمانوں کے سب فرقوں میں بھی پیشوا مانا جاتا ہوں۔ اور اس کا یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ جو لوگ پبلک اوقاف کو ملا صاحب کے شخصی اقتدار سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اُن کے مطالبات کمزور ہو جائیں گے۔

میں نے جواب دیا میں اس تمام حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ مگر میرے شہر میں ملا صاحب مہمان ہیں اور مجھے میرے بزرگوں سے مہمان نوازی کی جو تعلیم ملی ہے اُس کا لحاظ رکھنا مجھ پر لازم ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وزیر ہند اور اُن کے ساتھی اور وائسرائے اور اُن کی کونسل کے ممبر اور اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ممبر اور کانگرس اور مسلم لیگ کے لیڈر کسی ایک شخص کی شخصی حیثیت کی بنیاد پر پبلک حقوق کی حفاظت کے خلاف کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اور اگر ملا صاحب اور اُن کی پارٹی کا ایسا ہی منصوبہ ہے جیسا کہ آپ لوگ بیان کرتے ہیں۔ تب بھی میں ملا صاحب کی مہمانداری سے اپنے شہر والوں کو نہیں روکوں گا۔ کیونکہ میں اوقاف کے قانونی منشا کو اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ اُس پر ان دعوتوں کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔

گاندھی جی مہتر کے گھر میں ٹھیرے ہیں کانگرس اور گاندھی جی کے مخالف اس بات کی ہنسی اُڑا رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی ایک خاکروب کے گھر میں ٹھیرے ہیں۔ اور اس سے اُن کا مقصد وزیر ہند پر یہ اثر ڈالنا ہے کہ وہ اچھوتوں کے دلدادہ ہیں مگر میں اس اعتراض کو بالکل غیر واجبی سمجھتا ہوں کیونکہ گاندھی جی ہمیشہ سے اچھوتوں کے حامی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

سیاسی داؤں پیچ آج کل وزیر ہند کا مشن اور کانگرس کے لیڈر اور مسلم لیگ کے لیڈر اور سکھوں کے لیڈر اپنے اپنے سیاسی داؤں پیچ کا تماشا دکھا رہے ہیں۔ مگر میرے نزدیک وزیر ہند کے مشن کے داؤں پیچ سب پر فوقیت رکھتے ہیں اور دوسرا درجہ کانگرسی لیڈروں کے داؤں پیچ کا ہے۔ رہے مسلمان اور سکھ یہ دونوں سپاہی قومیں ہیں ان کے داؤں پیچ میں فوجی اکھڑ پن ہے سیاسی لوچ اور لچک نہیں ہے۔

آزادی کی تاریخ میں انگریزی دورِ حکومت کی تاریخ مدت سے لکھ رہا ہوں۔ مگر اب میں نے جنوری ۱۹۴۲ء کی پہلی تاریخ سے ہندوستانی آزادی کی ایسی تاریخ لکھنی شروع کی ہے۔ جو خشک مزاج تاریخوں سے بالکل نرالی ہے۔ اور نہایت دلچسپ ہے۔ اور بہت اختصار کے ساتھ قلم بند کی جا رہی ہے۔ یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ کوزے میں دریا کو بند کیا ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوزے کے پانی کو دریا میں بہا دیا ہے۔

چشتی پارٹی سے پوچھتا ہوں اگر ہندوستان کو پوری آزادی یا اس کا کچھ حصہ مل گیا اس وقت چشتی پارٹی کے کام شروع کرنے کا وقت آجائیگا کیونکہ چشتی پارٹی آزاد حکومت کے منہ زور گھوڑوں کے منہ میں لگام دینا چاہتی ہے۔ اس واسطے میں چشتی پارٹی کے ممبروں سے پوچھتا ہوں کہ کیا مجھے دہلی چھوڑ کر چشتی مرکز اجمیر شریف میں جا کر بیٹھ جانا چاہیے؟ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ چشتیوں کے سلطان مجھے اجمیر شریف میں بلاتے ہیں۔ تاہم حکم خدا یہ ہے کہ ہر کام مشورے سے کرو اس لئے مشورہ لینا چاہتا ہوں۔

اخباری کاغذ کم دئے جانے کی سرکاری اطلاع

آج یکم اپریل ۱۹۴۲ء کی ڈاک میں شملے سے یہ سرکاری اطلاع دفتر اخبار منادی کو ملی ہے کہ اخباروں کو جتنا کاغذ دیا جاتا ہے۔ اس میں پچیس فی صدی یعنی ایک چوتھائی کمی ہوگی۔ میں اس کے جواب میں ناظرین منادی کو اطلاع دیتا ہوں کہ لڑائی کے زمانے میں منادی کا سائز اس واسطے چھوٹا کیا گیا تھا کہ کاغذ بہت کم ملتا تھا۔ اب لڑائی ختم ہوئی تو میں نے منادی کا سائز بڑا کر دیا۔ مگر سر منڈاتے ہی اولے پڑے اور یہ سرکاری اعلان آگیا۔

اس اعلان کے ساتھ یہ اطلاع بھی ہے کہ آپ سفید کاغذ پر اخبار چھاپ سکتے ہیں۔

لیکن مصیبت یہ ہے کہ دہلی کے بازار میں سفید کاغذ بھی عنقا ہے۔ میری چار پانچ کتابیں لکھی ہوئی رکھی ہیں اور کاغذ نہ ہونے کی وجہ سے چھپ نہیں سکیں۔ اس واسطے میں مجبوراً ناظرین کو اطلاع دیتا ہوں کہ آئندہ کوئی نیا خریدار قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور جن لوگوں کے نام اخبار بلا قیمت جاتا ہے وہ پرچے بھی اس وقت تک کے لئے بند کر دئے جائیں گے۔ جب تک کہ کاغذ ملنے لگے۔ لہذا وہ حضرات مجھے معاف فرمائیں جن کی خدمت میں چند مہینے منادی حاضر نہ ہو سکے گا۔

ماہوار کر دیا جائے بعض لوگوں کی رائے ہے کہ جب تک کاغذ پورا ملے اس وقت تک کے لئے منادی ماہوار کر دیا جائے۔ تاکہ کاغذ کی بچت ہو جائے۔ اور ان لوگوں کے نام اخبار بند نہ کیا جائے جن کی خدمت میں اعزازی طور سے پرچہ بھیجا جاتا ہے۔

منادی میں نقصان ہے یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ دو روپے سالانہ قیمت میں منادی اخبار بہت سستا اخبار ہے۔ کیونکہ محصول ڈاک کا خرچ نکالنے کے بعد اتنی رقم بچتی ہے جس سے کاغذ کی قیمت کا آدھا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ لکھائی کی اجرت چوگنی ہو گئی ہے۔ چھپائی کی اجرت چوگنی ہو گئی ہے۔ یہ خرچ الگ رہا۔ تاہم چونکہ میں منادی کو ترک شک اور تلقین تبلیغ کا سلسلہ سمجھتا ہوں اس واسطے جس طرح ممکن ہوگا ان مشکلات کا مقابلہ کروں گا۔

سیر الاولیا کی چھپائی سیر الاولیا سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے حالات کا فارسی تذکرہ ہے۔ جو حضرت کے زمانے میں لکھا گیا تھا۔ اور اس کتاب کے سوا اس زمانے کی کوئی تاریخی کتاب نہیں ملتی اس واسطے میں نے اس کتاب کو اعلیٰ پیمانے پر چھپوانا شروع کر دیا ہے۔ جو غالباً ایک ہزار صفحات تک ہو جائے گی۔ اور میں اس کو مجلد شائع کرونگا اور اس کی قیمت محض لاگت کے موافق رکھونگا اور اس کا ترجمہ اس وقت چھپواؤں گا جب کاغذ ملنے لگے گا۔

پانی کی دعوت ۳ اپریل بدھ کے دن شام کو پانچ بجے چشتی میدان عرفات میں ایک بڑا جلسہ ہوا جہاں میں نے ہندوستان کی قوموں کے اتحاد پر تقریر کی اور الکشن نے جو جدائی دلوں میں ڈال دی ہے۔ اس کے دور کرنے کے طریقے بتائے۔ چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان اور سکھ ممبر دہلی اور اطراف دہلی سے اس جلسے میں آئے تھے۔ انگریز صاحبان بھی شریک ہوئے تھے۔ اور داؤدی بوہرہ جماعت کے بڑے ملا طاہر سیف الدین صاحب بھی اس میں شریک ہوئے تھے۔ اور دہلی کے شیعہ سنی علما و مشائخ بھی شریک ہوئے تھے۔ اور درگاہوں کے پیرزادے بھی شریک ہوئے تھے۔

میں جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر رواج یہ ہے کہ چائے پلائی جاتی ہے۔ یا پان کھلائے جاتے ہیں۔ یا مٹھائی کھلائی جاتی ہے مگر میں نے ان رواجوں میں سے کسی ایک

رواج کی بھی تقلید نہیں کی۔ بلکہ کوری کوری سوندھی سوندھی لال لال صراحیوں کا ٹھنڈا ٹھنڈا سوندھا سوندھا پانی تانبے کے قلعی دار کٹوروں میں پلایا تھا۔ اور یہ بات اس واسطے لکھ رہا ہوں کہ جو لوگ میرے کاموں کی تقلید کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے اپنے مقام پر فضول خرچیوں کے رواج ترک کر دیں۔

جب ہمارے وائسرائے نے اپنے کھانے میں کمی کر دی ہے۔ ہمارے وزیر ہند نے بھی کھانوں کی اقسام میں کمی کر دی ہے۔ تو ہم کو بھی کفایت شعاری سے کام لینا چاہیئے۔

میں پان کھلا سکتا تھا۔ مگر آجکل ایک آنے کو ایک پان آتا ہے۔ میں گڑ کا شربت پلا سکتا تھا۔ مگر گڑ بھی گیارہ روپے من ہو گیا ہے۔ اور وہ نازک طبع امیروں کو پسند بھی نہیں آتا۔

۱۹۱۱ء میں جب مصر جانا ہوا اور ایک بڑے پاشا نے رات کے کھانے پر بلایا تو نہایت بے تکلفی سے شراب کا جام میرے سامنے سرکایا۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ اور شراب کے رنگ کی بہت تعریف کی۔ کچھ دیر کے بعد پاشا نے کہا مگر آپ نے اب تک اس کو پیا نہیں۔ میں نے ہنس کر جواب دیا مجھے اس کے پینے کی عادت نہیں ہے۔ سو مسلمانوں کو لطف و عیش سے جینے نہیں دیتے خدا دیتا ہے کھانا مولوی پینے نہیں دیتے پاشا نے حیران ہو کر پوچھا تو پھر آپ ہندوستان میں کیا پیتے ہیں؟ میں نے کہا مٹی کے برتنوں کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی۔

یہی حال آج بھی میرے سامنے ہے۔ اگر مجھے کھلانے کی آزادی ہوتی اور حکومت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں خوب جی کھول کر چہرہ جماعت کے بڑے ملا صاحب کو اور اُن کے رفیقوں کو کھلاتا۔ اور چاء بھی پلاتا۔ اور آئس کریم بھی کھلاتا۔ اور کیک بروزن نیک بھی پیش کرتا۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اپنے گورے بندوں کے ہاتھوں راشن بندی کرائی ہے اور مجھے قدرتی اور نیچرل ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلانے کی خوشی میسر آئی ہے۔ سلام ہو تم پر اے فضول خرچی کے رواجوں سے آزاد ہو جانے کی کوشش کرنے والو۔ اور افسوس ہے۔ اُن پر جو باوجود راشن بندی کی تاکید کے اب بھی چور بازار سے مہنگی مہنگی چیزیں خرید کر دعوتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور قرآن شریف کے ارشاد کے بموجب شیطان کے بھائی بنتے ہیں جس میں لکھا ہے فضول خرچی نہ کرو کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

مولانا سید طفیل احمدؐ کی وفات

میں اس خبر کو ایک قومی حادثہ سمجھتا ہوں کہ مولانا سید طفیل احمد صاحب مصنف کتاب "مسلمانوں کا روشن مستقبل" نے وفات پائی۔ اگرچہ وہ کانگرسی خیال کے تھے لیکن اُن کا خلوص اور اُن کی صداقت اور بے لوث خدمات قوم اتنی زیادہ ہیں کہ میں اُن کو مسلم لیگ کے اُن لیڈروں سے اور کانگرس کے اُن لیڈروں سے اعلےٰ اور برتر سمجھتا ہوں جن کے کاموں میں خلوص اور صداقت نہ ہو۔ مولانا مرحوم سے میری بہت پرانی دوستی تھی۔ اور میں نے اُن کی قومی خدمات کو شروع سے آخر تک ہمیشہ ذاتی اغراض سے پاک صاف پایا۔

خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد ایڈیٹر البشیر کے بعد مولانا سید طفیل احمد کی سچائی اور دور اندیشی نے ہمیشہ مجھے اپنا حلقہ بگوش رکھا۔ اور آج جب اُن کے انتقال کی خبر سنی تو ایسا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مخلصین اور صادقین کی بزم سونی ہو گئی۔ مولانا طفیل احمد پہلے شخص تھے جن سے میں نے بینک کے لین دین کے مسئلے پر بحث کی۔ اور ہم دونوں مدت تک ایک دوسرے کے حریف رہے۔ یعنی مولانا بینک کے لین دین کے حامی تھے۔ اور میں مخالف تھا لیکن اُنہوں نے شرعی دلیلوں سے آخرکار مجھے مغلوب کر لیا۔ اور پھر میں اُن کی رفاقت میں کام کرنے لگا۔

مولانا طفیل احمد مجھ سے ہر خدمت میں آگے تھے۔ اور اس بے عمل اور تاریک دنیا سے سفر کرنے میں بھی انہوں نے سبقت کی۔ اور وہ مجھ سے آگے بڑھ گئے۔ مگر میں بھی کمر باندھے ہوئے تیار بیٹھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور مجھے اور سب مسلمانوں کو اُن جیسی صداقت اور اخلاص مندی عطا فرمائے۔

چشتی جج کی ترقی چشتی پارٹی کے ممبروں اور منادی کے ناظرین کو اور میرے مریدوں کو اس خبر سے خوشی ہوگی کہ چشتی پارٹی کے ہندو ممبروں میں پانچ پیارے ہیں۔ اُن میں ایک پیارے مسٹر ہرش چندر متل سینئر سب جج دہلی بھی ہیں۔ کیونکہ وہ شروع سے نہایت خلوص اور صداقت کے ساتھ چشتی پارٹی کے ممبر رہے ہیں۔ اور آج تک اسی خلوص پر قائم ہیں اُن کو ترقی ملی ہے۔ اور وہ دہلی سے تبدیل ہو کر رہتک کے ڈسٹرکٹ اور سشن جج مقرر ہوئے ہیں۔ رہتک دہلی سے بہت قریب ہے ریل میں ایک گھنٹے کا راستہ ہے جس سے امید ہے کہ وہ چشتی پارٹی کے جلسوں کے لئے آسانی کے ساتھ رہتک سے دہلی تک آتے جاتے رہیں دہلی میں وہ سب جج بھی رہے۔ اور سینئر سب جج بھی ہوئے اور اُن کے انصاف اور اچھے برتاؤ کی ہندو مسلمان اور سکھ یکساں تعریف کرتے ہیں وہ بڑے محنتی جج ہیں اور بہت سمجھدار جج ہیں اور بہت قانون داں جج ہیں۔ بڑے بڑے اُلجھے ہوئے مقدمات کو بہت جلدی سمجھ لیتے ہیں اور سلجھا دیتے ہیں میں چشتی پارٹی کے ممبروں کی طرف سے اور اپنی طرف سے اُن کو اس ترقی کی مبارکباد دیتا ہوں۔

دلّی کے دل کی صدا

انگریزوں سے، ہندوؤں سے، مسلمانوں سے

انگریزوں سے

تم ہندوستان سے پوچھ رہے ہو۔ تو کیا چاہتا ہے۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے؟ اگر تم نہیں جانتے تو ساری دُنیا میں اپنے باخبر ہونے کا دعویٰ کیوں کرتے ہو۔؟

تم سب کچھ جانتے ہو۔ اپنا حال بھی اور ساری دُنیا کا حال بھی۔ اور ہندوستان کا حال بھی۔ پھر بھی انجان بنتے ہو۔ اور پوچھتے ہو ہندوستان کیا چاہتا ہے۔

دلّی کا دل تم سے پوچھتا ہے

کہ تمہارا وطن انگلستان تم سے کیا چاہتا ہے؟ اگر تم جواب دو گے کہ انگلستان ہندوستان کو انگریزی حکومت سے آزاد کرنا چاہتا ہے تو دلی کا دل سوال کریگا۔ کیا انگلستان میں انسان رہتے ہیں؟ تم کہو گے ہاں وہاں آدمی رہتے ہیں۔ تو دلی کا دل سوال کریگا۔ کیا دُنیا میں کوئی ایسا انسان بھی ہے۔ جو اتنا بڑا ملک اپنی حکومت کی جیب سے نکال کر ان لوگوں کو دیدے جن کے دل ایک نہیں ہیں جن کے عمل ایک نہیں ہیں۔ جو بھوکے ہیں۔ جو ننگے ہیں۔ جو بے ہتھیار ہیں۔

تم پیغمبروں کی طرح رحم دل نہیں ہو۔ تم اوتاروں کی طرح انسانی خود غرضیوں سے پاک نہیں ہو۔ تم کو مہاتما گاندھی کی طرح فاقہ کرنے اور دوسروں کے گھر میں ٹھیرنے کی عادت نہیں ہے۔ اور تم لنگوٹی بھی نہیں باندھ سکتے۔ پھر کیونکر یقین آجائے کہ تمہاری قوم کا دل بدل گیا ہے۔ کیا وہ اپنے علم سے، اپنی عقل سے، اپنی قوت تدبیر سے، اور اپنے خزانوں سے اور اپنے ہتھیاروں سے اور پانی اور ہوا کے جہازوں سے بے اعتقاد ہو گئی ہے؟ اور کیا مسٹر چرچل سے اس لئے جُدا ہوئی ہے کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرنا نہیں چاہتے تھے؟

تم نے پارلیمنٹ کے ممبروں کو بھیجا اور وہ گھر گھر ہندوستانی دلوں کا حال پوچھتے پھرے۔ پھر تم نے اپنے وزیروں کو بھیجا۔ وہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ہم تم کو آزادی دینے آئے ہیں۔

بے شک کانگرس و مسلم لیگ کے لیڈر نادان بچوں کی طرح تمہارے پاس جمع ہیں اور اُن کو یقین ہو گیا ہے کہ تم لڈو بانٹنے آئے ہو۔ اس لئے وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ یا لڑنے کی باتیں کر رہے ہیں کہ سب لڈو ان ہی کو مل جائیں کسی دوسرے کو ایک لڈو بھی نہ ملے۔

مگر دلی کا دل جانتا ہے کہ تمہارا دل ہندوستان کی ہر کمزوری سے آگاہ ہے اور تمہارا دل ایسے آدمیوں کو اپنی حکومت سے آزاد کرنا عقل کے خلاف سمجھتا ہے جو حریف کی باتوں کے چکر میں آکر آپس میں لڑنے لگیں۔

سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ تمہارے دلوں میں نہیں ہے۔

ہندوؤں سے

کیا تم جاگتے ہو یا سوتے ہو؟ جاگتا آدمی تو اپنی سمجھ پر قابو رکھتا ہے۔ کیا بددعا کا ریزولیشن پاس کرنے سے انگریزوں کی توپوں میں کیڑے پڑ سکتے ہیں؟ کیا بیان شائع کرنے اور اخباروں میں گرم گرم الفاظ لکھنے اور شاعروں کی طرح رزمیہ اشعار چھپنے سے انگریز تم سے ڈر جائیں گے؟

گاندھی جی کی تجربہ کاری کو کیا ہو گیا؟ مولانا ابو الکلام تاریخ کو کیوں بھول گئے؟ نہرو جی نے یورپ کے انداز عمل کو کیوں فراموش کر دیا؟ نہ لڑو۔ یہ سب تماشا ہے۔

مسلمانوں سے

ہلو مائی ڈیر مسٹر جناح۔ پاکستان دلی سے ترکی تک ہاتھ آجائے۔ اخوت اسلامی کی ساری دنیا میں ہوا چلنے لگے۔ تب بھی آپ کی مسلمان قوم اُن عقلوں کا، اُن خزانوں کا، اُن ہتھیاروں کا، اُن تدبیروں کا، اُن دور اندیشیوں کا کیا مقابلہ کریگی جو حریف قوموں کے پاس ہیں۔

تم سوت نہ کپاس کولہو سے لٹھم لٹھا کی مثل کو نہ بھولو۔ اور اپنی مسلمان قوم کے لیس اتحاد سے جو پاکستان کے نام سے ہو گیا ہے کچھ اور فائدے اُٹھاؤ۔

ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں۔ آپس میں حریف نہ بنو۔ حریفوں کی ان تدبیروں کو سمجھو ہوشیار رہو جو تمہارے اندر پھوٹ ڈالنے کے لئے بڑی حکمتوں سے پھیلا رہی ہیں۔

دلّی کا دل
حسن نظامی

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۷ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ یکم اپریل ۱۹۴۶ء پیر دہلی

بیوقوف بنانے کا دن ـ نئی روشنی والے اپریل کی پہلی تاریخ کو جھوٹ بول کر لوگوں کو احمق اور بیوقوف بنایا کرتے ہیں۔ اور میں آج کے دن اس رواج و دستور پر نفرت کا اظہار کیا کرتا ہوں۔

رانا سکھ دیو سنگھ ـ ضلع لدھیانہ سے رانا سکھ دیو سنگھ صاحب ملنے آئے ہیں۔ زید منزل میں ٹھہرے ہیں۔ یہ راٹھور نسل کے راجپوت ہیں۔ رانا پرتاپ کی اولاد ہیں۔ عمر کا بڑا حصہ فوجی ملازمت میں گذرا ہے۔ اب میں اُن کو اپنے دل کی فوج میں بھرتی کروں گا۔

پارٹی ـ آج شام کو سردار بچتر سنگھ صاحب باوا گلاس فیکٹری کے مکان پر پارٹی میں گیا تھا بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ میرے برابر ایک نامور ہندو بیٹھے تھے۔ جن کا بہجوئی ضلع مراد آباد میں بہت بڑا شیشہ سازی کا کارخانہ ہے۔ جو ہندوستان ہی میں نہیں ایشیا میں بڑا کارخانہ مانا جاتا ہے۔ حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر میونسپل کمشنر دہلی اور دوسرے چند ہندو مسلمان میونسپل کمشنران دہلی سے ملاقات ہوئی۔ میجر ڈین چیرمین امپروومنٹ ٹرسٹ و نئی دہلی میونسپل کمیٹی سے بھی ملاقات ہوئی۔ سر ایڈورڈ منتھال سے بھی ملاقات ہوئی۔ میری قوالی کی مجلس کا ذکر کرتے تھے۔ یہ بھی کہا کہ میں آپ کے ہاں ایک گھنٹے زمین پر بیٹھا اور میری لڑکی بھی بیٹھی ہمیں زمین پر بیٹھنے کی عادت نہ تھی اس لئے ہم ذرا تھک گئے تھے۔

مسٹر اکرام اللہ ـ جب سے مسٹر اکرام اللہ لندن سے آئے ہیں۔ ملنے نہ جا سکا تھا۔ آج اُن سے بھی ملنے گیا تھا۔ اُن کی بیوی بھی ملیں سید احمد شاہ صاحب بخاری کی بیوی بھی وہاں تھیں۔

ڈاکٹر سر بھٹناگر ـ مسٹر اکرام اللہ سے ملنے کے بعد ہندوستان کے نامور کیمیاگر ڈاکٹر سر بھٹناگر صاحب سے ملاقات کی۔ انھوں نے اپنا وہ دردناک کلام سنایا جو انہوں نے اپنی بیوی کی وفات کے بعد قلم بند کیا ہے۔ فاسفورس کے تیل کی نسبت بھی میں نے اُن سے مشورہ کیا۔ میں نے کہا لڑائی سے پہلے امریکہ اور انگلستان کی دواساز فرموں سے خط و کتابت کی تھی۔ کوئی شخص فاسفورس کا تیل بنانے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ یہ تیل صرف جرمن بناتے تھے۔ اور مرک کمپنی اور گمی کمپنی سے میں خریدا کرتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا میں آپ کو یہ تیل بنانے کا راز بتا دونگا۔ میں نے کہا میں آپ کا شاگرد بن جاؤں گا۔ جرمنی کا بنا ہوا تیل بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ وہ بھی اُن کو دکھایا۔ اور اس کی مشکلات پر بھی گفتگو کی کہ اس کو حل کرتے وقت آگ لگ جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے وقت دیا ہے میں اُن کے کیمیا گھر میں خود جاؤں گا اور شکر سامنے رکھ کر شاگرد بنوں گا۔ اور اس تیل کے بنانے کی مشکلات کو فتح کرونگا۔

حضرت جبرئیل نے حجامت بنائی ـ آج الہ آباد کے ایک مسلمان صاحب آئے تھے۔ انھوں نے ایک حجام کا لکھا ہوا مضمون دکھایا جس میں اور دلچسپ باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا۔ کہ حضرت جبرئیل بھی حجامت بنانے کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت سلمان فارسی رح بھی حجام تھے۔ مجھ سے میری رائے پوچھی گئی۔ میں نے اسی مضمون پر یہ رائے لکھدی۔ کہ "مسلمانوں میں ذاتوں کی اونچ نیچ نہیں ہے۔ کسی پیشہ ور مسلمان کو حقارت سے نہ دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے الکاسب حبیب اللہ "پیشہ اور کسب کرنے والا اللہ کا پیارا ہوتا ہے۔ پس حجامت بھی ایک پیشہ ہے۔ اس لئے کسی حجام کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔ اس مضمون میں جو باتیں درج ہیں وہ معتبر نہیں ہیں۔ نہ اُن کی کوئی سند ہے۔"

گنبیر کشور صاحب ـ دہلی ٹائل اینڈ سینٹری اسٹور فرم کے مالک گنبیر کشور صاحب ملنے آئے تھے۔ میرے لئے پھل بھی لائے تھے میری تحریروں سے بہت محبت کرتے ہیں بارہ کتابیں بھی خریدیں۔ نوجوان آدمی ہیں۔ اجمیری دروازے دہلی کے باہر دوکان ہے۔ ان کی طبیعت میں ہر قسم کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

مولانا سید حبیب صاحب ـ آج اخبار سیاست لاہور کے مشہور ایڈیٹر سید حبیب صاحب ملنے آئے تھے۔ کچھ دیر باتیں کر کے واپس چلے گئے۔

۲۸ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲ اپریل ۱۹۴۶ء منگل دہلی

حسین آ گئے ـ آج صبح حسین واپس آ گئے۔ رام پور کے مسٹر رحیم صاحب جوائنٹ پور فیکٹری میں ایک افسر تھے اُن کے اہل و عیال بھی حسین کے ساتھ آئے ہیں۔ حسین کہتے تھے۔ مسٹر رحیم

بڑے دیانت دار اور مخلص اور فرض شناس
اور ہمدرد افسر ثابت ہوئے۔

شیخ احمد صاحب کی حسین نے ادہونی والے
شیخ احمد صاحب کی بھی بہت تعریف کی۔ اور
اُنھوں نے کہا اُن کی دانش مندی اور خیرخواہی
اور انتظامی قابلیت فیکٹری کے زمانے میں
سب سے زیادہ اعلیٰ اور ممتاز ثابت ہوئی۔

مولوی تاج پیراں نظامی کی حسین نے
اننت پوری مرید مولوی تاج پیراں نظامی
کی خدمات اور امداد اور ہمدردی کی بھی بہت
تعریف کی۔

خوش اقبال شاہ نظامی کی محمد یوسف
خوش اقبال شاہ نظامی کے حالات بھی حسین
نے سنائے اور اُن کی خدمت گزاریوں کی
اتنی زیادہ تعریف کی کہ میں نے کہا کچھ میری تعریف
کے لئے بھی باقی رکھو۔

ناسوتی شاہ نظامی کی حسین نے یہ بھی کہا
کہ حیدرآباد میں ناسوتی شاہ نظامی کے ہاں
لڑکی کی شادی میں شریک ہوا تھا۔ میں نے
کہا تم نے بہت اچھا کیا۔ مجھے اس سے خوشی
ہوئی۔

کاکی شاہ نظامی کی کاکی شاہ نظامی نے
حسین کو اور اُن کے دوستوں کو اپنی دوکان
کی بڑی عمدہ عمدہ مٹھائیاں کھلائیں۔ وہ
تعریف کرتے جاتے تھے اور میں خوش ہوتا
جاتا تھا۔

ڈاکٹر عبداللہ کی آج حسین کے ساتھ ڈاکٹر
عبداللہ صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جن کی
اہلیہ حسین کی بیوی کا علاج کر رہی ہیں۔ دونوں
میاں بیوی انسانی شرافت اور نیک
کرداری سے بھرپور ہیں۔

سید محمد رفیع کی دل آرا بانو کے بھائی سید
محمد رفیع کاسگنج سے آئے ہیں۔

عثمان عبدالرحیم صاحب کی بعد مغرب
سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کے چھوٹے
لڑکے عثمان عبدالرحیم صاحب ملنے آئے تھے
آج رات کو کسولی جائیں گے۔ خدا کے فضل
سے اُن کی صحت اب بہت اچھی ہے۔

ملا رسانی صاحب کی آج شیخ احمد علی صاحب
رسانی بڑے ملا صاحب کی طرف سے اُن
کی عربی تصنیفات میرے لئے لائے تھے۔
رسانی صاحب محمد علی روڈ بمبئی میں بوہرہ
مسجد میں نماز پڑھاتے ہیں۔ اور بہت ذی علم
اور ذی فہم معلوم ہوتے ہیں۔

سید ارتضیٰ حسین صاحب کی آج میرے
ہم جد بھائی سید ارتضیٰ حسین صاحب بی اے
ملنے آئے تھے۔ سید محمد میاں صاحب نقوی
بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ یہ بھی میرے
ہم جد ہیں۔

۲۹ ربیع ثانی ۳ اپریل بدھ دہلی

تاریخی تقریر کی آج میں نے چشتی میدانِ
عرفات میں ایک تاریخی تقریر کی۔ جو الگ
شائع ہوگی۔

جلسہ کی چشتی میدان عرفات میں ایک بڑا
جلسہ ہوا تھا۔ جہاں حسب ذیل مشہور آدمی
بھی تھے۔

علماء و مشائخ کی مولانا سید نسیم احمد صاحب
چشتی امام سنہری مسجد دہلی۔ مولانا شبیر احمد
صاحب چشتی نائب امام سنہری مسجد دہلی۔
شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب امام
جامع مسجد دہلی۔ سید صابر حسین صاحب
چشتی صابری سجادہ نشین خانقاہ صابریہ
دہلی۔ مولانا ابوالکمال ناہر صاحب دہلوی۔
سید انیس الرحمن نظامی سجادہ نشین حضرت
مولانا شاہ امان الرحمن صاحب مرحوم سید
سمیع الدین صاحب نظامی امام جامع مسجد
درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ۔ صوفی
صاحب اجمیری قادر الکلام۔ مولانا محمد ایوب
صاحب کوچہ قابل عطار دہلی۔ مولانا سید محمد طاہر صاحب

انگریز صاحبان کی کرنل ڈیلر صاحب افسر
اعلیٰ نشریات ممالک مشرق۔ میجر باؤز صاحب
افسر انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ۔ لیڈی صاحبہ
علی اختر صاحب انصاری افسر محکمہ آثار قدیمہ

ایڈیٹر صاحبان کی علامہ عبدالمنعم العدوی
ایڈیٹر العرب۔ آغا محمد یعقوب خاں دداشی
ایڈیٹر آجکل۔ ملا محمد واحدی صاحب ایڈیٹر
نظام المشائخ و ادیب دہلی۔ سید ظفر سعید
صاحب نیازی ایڈیٹر کامیاب دہلی عبدالحمید
خاں صاحب ایڈیٹر رسالہ مولوی دہلی۔ محمد
شبیر صاحب ایڈیٹر رسالہ عروج دہلی۔ شیخ
محمد عثمان صاحب آزاد ایڈیٹر و مالک روزانہ
اخبار انجام دہلی۔ مولانا سید حبیب صاحب
ایڈیٹر "سیاست" لاہور۔

شعراء کی سید آفاق حسین صاحب آفاق چشتی۔ سید
گلزار صاحب۔ خاں صاحب حکیم محمود علی خاں
ماہر میونسپل کمشنر۔ خان بہادر حفیظ صاحب
جالندھری۔ فیض صاحب جھنجھانوی۔ عنبر
صاحب چشتی اجمیری۔ کنور مہندر سنگھ صاحب
بیدی سحر مجسٹریٹ دہلی۔ آغا آفتاب صاحب
قزلباش۔

ہندو شرفا کی لالہ امیر چند صاحب کھنہ
ماہر انکم ٹیکس دہلی۔ رائے بہادر ماتھر صاحب
سپرنٹنڈنٹ انجینئر سنٹرل پی ڈبلیو ڈی۔ لالہ
داتارام صاحب جہاں جی ہلی چوہدری شیوناتھ سنگھ
صاحب چشتی ماچھرہ ضلع میرٹھ۔ کنور کشور
صاحب مالک دہلی ٹائل اینڈ سینیٹری اسٹور
دہلی۔ ڈاکٹر ادھے سنگھ صاحب دندان ساز
نئی دہلی۔ ڈاکٹر رشی صاحب اور اُن کے
والد صاحب۔ سردار دیوان سنگھ صاحب [illegible]

سردار بیساکھا سنگھ صاحب سیٹھی مالکان سلیٹ پنسل فیکٹری جاوڑہ ۔ سردار جبن سنگھ صاحب مالک اینٹ فیکٹری جنگ پورہ دہلی ۔ لالہ سروپ سنگھ صاحب چشتی جنگ پورہ دہلی ۔ لالہ سری رام صاحب مہاجن جنگ پورہ لالہ ہری رام صاحب مہاجن جنگ پورہ ۔ لالہ چمن لال صاحب مہاجن جنگ پورہ ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفا رام جنگ پورہ لالہ راج کشن صاحب بی اے جنگ پورہ لالہ جنیسر داس صاحب نمبردار جنگ پورہ ۔ بال کرشن صاحب میونسپل کمشنر دہلی ۔ لالہ کنور سین صاحب جین چشتی دہلی ۔ مسٹر جے پرکاش صاحب گپتا ایم ایس سی دہلی ۔ مسلمان شرفا میں علی معتمدی صاحب سفیر ایران ۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس عبد اللطیف خاں صاحب نیازی افسر انکم ٹیکس ۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب بانی جامعہ ملیہ دہلی ۔ حکیم احمد حسن خاں نظامی دہلی ۔ خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجنیئر سنٹرل پی ڈبلیو ڈی دہلی ۔ حاجی عباد اللہ صاحب فروٹ مرچنٹ سبزی منڈی دہلی علاء الرحمن جوہری نظامی دہلی ۔ حکیم حاجی عبد الحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی ۔ سید راشد حسین صاحب نواسہ سر سید احمد خاں مرحوم ڈاکٹر ضیاء احمد صاحب دہلی ۔ حکیم امتیاز الحق صاحب نمائندہ جمعیت علماء دہلی ۔ سید یامین نظامی انسپکٹر میونسپل کمیٹی دہلی ۔ سید علی مقتدی واحدی ۔ شیخ محمد شفیع صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ سپلائی ڈیپارٹمنٹ دہلی ۔ شبیر احمد خاں صاحب جامعی ۔ شاہد رحمان انصاری ایڈووکیٹ و صدر انجمن اتحاد ملت دہلی ۔ خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب میونسپل کمشنر دہلی ۔ خان بہادر حاجی وجیہ الدین احمد صاحب سابق ممبر سنٹرل اسمبلی ۔ خان بہادر چودہری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی دہلی ۔ مستری محمد احمد صاحب جنگ پورہ دہلی علی اختر صاحب انصاری افسر آثار قدیمہ دہلی ۔ کے ۔ ایم صدیقی صاحب دہلی ۔ حمید ہاشمی صاحب ٹھیکیدار دہلی ۔ شیخ محمد صدیق صاحب مالک اسٹار انجنیئرنگ ورکس دہلی ۔ آفتاب ہاشمی صاحب نظامی ٹھیکیدار دہلی ۔ انعام الرحمن صاحب ایم اے فرزند کیپٹن حبیب الرحمن خاں صاحب سی آئی ای دہلی ۔ شاکر صاحب افسر سپلائی دہلی چودہری چمن علی صاحب منتظم باغات دہلی ۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج دہلی حکیم محمد دین ملنسار نظامی دہلی ۔ شجاعت حسین صاحب قریشی دہلی ۔ غلام نظام الدین صاحب جامی ۔ آغا سلطان مرزا صاحب آنریری مجسٹریٹ و سابق سشن جج دہلی ۔ خلیفہ حاجی غوث محمد صاحب فروٹ مرچنٹ دہلی ۔ خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا دہلی ۔ عبد الستار صاحب تیموری چشتی دہلی ۔ حافظ فیاض احمد صاحب رجسٹرار جامعہ ملیہ دہلی ۔ محمد نعیم صاحب بی اے دہلی ۔ عبد الستار صاحب نئی دہلی ۔ بابو ہدایت حسین صاحب نئی دہلی ۔ خلیل الرحمن صاحب کوچہ رحمن دہلی ۔

رانا طاہر سنگھ کہ راٹھور نسل کے راجپوت رانا سکھ دیو سنگھ آج مرید ہوئے تھے ۔ میں نے جلسے میں کہا کہ میں اپنے مہمان ملا طاہر سیف الدین صاحب کی آمد کی یادگار میں رانا نام طاہر سنگھ رکھتا ہوں ۔

موسم کچھ بدل گیا ہے ۔ دن کو گرمی ہونے لگی ہے رات کو بھی کمرے کے اندر اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔

سیر الاولیا کہ آج مولانا عبد اللہ صاحب کاتب سیر الاولیا کا ایک حصہ لکھ کر امروہے سے لائے تھے ۔

جلسے کی شکایت کہ بڑے ملا جی صاحب کے صاحبزادگان اور اسٹاف کے آدمی اور پچاس ساٹھ ماننے والے بوہرے صاحبان بھی جلسے میں آئے تھے ۔ اُن میں سے بعض میری موٹر میں واپس گئے تو انہوں نے آپس میں کہا یہ عجیب دعوت تھی جہاں نہ چا تھی نہ شربت تھا ۔ میرے ڈرائیور نے جب مجھ سے بوہروں کی یہ شکایت بیان کی تو میں نے کہا ہم پیروں کی نسبت مشہور رہے کہ "پیراں نمی پرند مریداں می پرانند" پیر نہیں اڑتے مرید اڑایا کرتے ہیں ۔ پس جو مرید ہم پیروں کی شان اور عزت بڑھانے کے کام کرتے ہیں ۔ اُن کی اس میں ایک غرض پوشیدہ ہوتی ہے ۔ کہ جب ہم پیروں کی دعوتیں ہوتی ہیں تو ان مریدوں کو بھی اچھے اچھے کھانے مل جاتے ہیں ۔ یہی حال ملا صاحب کے بعض مریدوں کا ہے ۔ جنہوں نے یہ شکایت کی کہ وہ بھی ملا صاحب کے ذریعے جگہ جگہ دعوتیں اڑانے کے مشتاق رہتے ہیں ۔

میں نے ملا صاحب کو اپنے ہاں مدعو کر کے اپنی عزت نہیں بڑھائی کیونکہ ملا صاحب کا میرے مکان پر آنا میری عزت میں کوئی خاص اضافہ کرنے والا نہیں تھا ۔ نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ملا صاحب کی کوئی عزت بڑھائی کیونکہ ملا صاحب کی عزت بجائے خود پہلے سے موجود ہے ۔ میں نے تو اُن کو ایک خاص ہندوستانی اور مذہبی مقصد کے لئے تکلیف دی تھی کہ دہلی میں آجکل ہندوستان کو آزادی ملنے کی بات چیت ہو رہی ہے ۔ اور جب حکومت کی آزادی ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں کے ہاتھوں میں آئے گی تو اُن کے بہت سے

افراد جو اپنے دلوں میں مذہب سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اور مذہبی پیشواؤں کے برے کردار کی وجہ سے وہ مذہب کے دشمن ہو گئے ہیں اُن سے مذہبی پیشواؤں کو ایک بڑا خطرہ پیش آنے والا ہے۔ اور دوسری چیز پیش نظر تھی کہ کانگرس اور مسلم لیگ کے بعض ہی سیاست کی وجہ سے جو اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور جن سے ایک بڑی خونریزی کا اندیشہ ہے اُن سے ہندوستان کی قومیں محفوظ رہ جائیں۔ اس واسطے میں نے اُن سب لوگوں کو بلایا تھا جو کانگرسی بھی تھے۔ کمیونسٹ بھی تھے۔ جمعیت علماء والے بھی تھے۔ احرار بھی تھے خاکسار بھی تھے۔ اور مسلم لیگی بھی تھے۔ اور جب مولانا ابو الکمال ماہر نے اپنا کلام سنانے کے بعد مسلم لیگ کی مدح میں کچھ اشعار پڑھنے چاہے۔ تو میں نے اُن سے استدعا کی کہ وہ یہ اشعار نہ پڑھیں۔ تاکہ دوسری پارٹیوں کے جذبات مشتعل نہ ہوں۔ اگرچہ میں جانتا تھا کہ مولانا ماہر بڑے محتاط آدمی ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی۔ میں نے اپنی تقریر میں جس کا ایک حصہ آج کے اخبار میں درج ہے۔ انگریزوں اور ہندوؤں کو اور مسلمانوں کو اور سکھوں کو خدا کی طرف متوجہ رہنے کی اسی لئے نصیحت کی تھی کہ وہ سب آنے والے فتنوں اور فسادوں سے محفوظ رہیں۔ میرے مقصد کو ہز ہائی نس اور اُن کے صاحبزادگان اور اُن کے دور اندیش اسٹاف والے اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ چائے اور شربت کے شوقین لوگ ہوسے اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

وقت وہ آرہا ہے جبکہ ترکی اور ایران اور چین کی طرح ہندوستان میں بھی بدکردار مذہبی پیشواؤں کو پھانسیوں پر لٹکایا جائیگا اور گولیوں سے اڑایا جائیگا۔ میں یہ باتیں آج ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ سنہ ۱۹۰۸ء سے کہتا آیا ہوں۔ اور میری سینکڑوں تحریریں اس کی شاہد ہیں۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں جب میں نے حلقہ نظام المشائخ جاری کیا تھا۔ اُس وقت کی بیشمار تحریریں موجود ہیں جو میری اِن دور اندیشیوں کو ظاہر کر سکتی ہیں۔

شربت اور چائے کے شوقین لوگوں کو معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ میں اس جلسے میں اُن کو اتنی چائے پلا سکتا تھا اور اتنا شربت پلا سکتا تھا۔ اور اتنے زیادہ تکلفات کر سکتا تھا کہ ایسے تکلفات اُنھوں نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے کیونکہ میں دہلی میں ہوں اور دہلی کے تکلفات سارے ہندوستان میں مشہور ہیں۔ مگر میں نے دانستہ کوئی کھانے پینے کی چیز نہیں رکھی تھی۔ تاکہ میں اپنے مہمانوں کی ذہنیت کا اندازہ کر سکوں۔

جلسے کی تفصیل:- جب چشتی میدان عرفات مہمانوں سے بھر گیا۔ اور ملا صاحب بھی تشریف لے آئے تو پہلے میں نے ملا صاحب کے تاریخی حالات بیان کئے۔ اور پھر چشتیہ خاندان کے تاریخی حالات بیان کئے۔ اور اس کے بعد اپنا لکھا ہوا مضمون سنایا۔ پھر میں نے نواب خواجہ محمد شفیع صاحب کا تعارف کرایا۔ اور پھر انہوں نے مولانا ماہر صاحب کا تعارف کرایا اور مولانا ماہر نے اپنا کلام سنایا۔ پھر پنڈت زار صاحب کے صاحبزادے پنڈت گلزار صاحب نے نہایت موثر انداز سے اپنی نظم حریت یکجہتی سنائی۔ پھر کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی نے حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کی منقبت میں اپنے اشعار پڑھے جن کا حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوا پھر فیض صاحب جھنجھانوی نے اپنا کلام سنایا پھر خان بہادر حفیظ صاحب جالندھری نے مجاہد کے عنوان سے حضرت امام حسینؓ کی نسبت ایسی موثر نظم پڑھی کہ سارا جلسہ بےخود ہو گیا۔ پھر خان صاحب حکیم محمود علی خاں ماہر نے برجستہ اور فی البدیہہ کلام سنایا جو انھوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک چھوٹی سی پنسل سے لکھ لیا تھا۔ اس کے بعد سید آفاق حسین صاحب آفاق چشتی نے اپنے سلام پڑھے۔ اور آخر میں عنبر صاحب چشتی نے ایک نعت اور حضرت علیؓ کی منقبت اور ملا صاحب کی مدح میں کچھ پڑھا۔ اور آخر میں میں نے ملا صاحب کا اور سب مہمانوں کا خاص کر انگریزوں کا اور الٰعرب کے ایڈیٹر صاحب کا اور تمام ہندو مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر صاحب ایران کا فارسی زبان میں شکریہ ادا کیا۔ مغرب کے وقت جلسہ برخواست ہوا

چاند ہو گیا:- آج جمادی الاول کا چاند بہت صاف اور روشن نظر آیا۔ حیدر آباد سے مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی کا تار بھی آیا کہ یہاں بھی چاند نظر آگیا۔

یکم جمادی اول سنہ ۱۳۶۵ھ ۴ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

نوچندی جمعرات:- گذشتہ مہینے کی پہلی تاریخ بھی جمعرات کو تھی۔ مگر اُس دن فتح کا جشن منایا گیا تھا اور دہلی میں گولی چلی تھی اس واسطے دہلی سے آنے والے زائرین بہت ہی کم آئے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ سوائے استاد شمس الدین اور چند فداکار زائرین کے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ آج دوسرا مہینہ شروع ہوا تو پھر پہلی تاریخ کو جمعرات آئی۔ اور خلقت معمول سے بہت زیادہ آئی۔

ریواں کے مرید:- ریاست ریواں سے

تو محمد نظامی اپنی بیٹی کے ساتھ آئے ہیں۔ اجمیر شریف گئے تھے۔

رانا سنگھ دیو سنگھ نظامی آج رانا سنگھ دیو سنگھ نظامی جودھ پور چلے گئے۔ اسرار اسم اعظم کی تعلیم بھی دی۔ عربی کے بعض الفاظ اُن کی زبان سے ٹھیک ادا نہیں ہوتے۔ مگر اُن کو شوق اس قدر زیادہ ہے کہ بہت دیر میرے پاس بیٹھے رہے۔ اور میں اُن کا تلفظ درست کراتا رہا۔

شفقت علی خاں صاحب کی روانگی ریاست رام پور سے شفقت علی خاں صاحب میرے دفتری حساب کتاب کی درستی کے لئے آئے تھے۔ ایک مہینے سے کچھ زیادہ قیام رہا۔ آج شام کو واپس چلے گئے۔ وہ بہت کم سخن اور محنتی اور شریف طبع اور سیر چشم مسلمان ہیں۔ میں نے حق محنت دینا چاہا تو انکار کیا۔ اور کہا میں تو بلا غرض خدمت کرنے آیا تھا۔ میں نے کہا میری زندگی کا اصول یہ ہے کہ خود خدمت کروں تو اس کا معاوضہ دوسروں سے چاہوں اور دوسروں سے خدمت لیں تو اُس کا معاوضہ پوری قدر شناسی کے موافق دوں۔ آخر بہت زیادہ اصرار کے بعد انھوں نے معاوضہ قبول کیا۔

غفورا مرحومہ کی امانت آج شفا حسین صاحب قریشی نے تو سلمہ ہماری غفورا کی امانت کے انتالیس ۳۹ روپے مجھے دئے۔ میں نے کہا میں اُس کی نیاز بھی کراؤں گا۔ اور پکی قبر بھی بنواؤں گا۔

۹ اپریل کا اخبار شائع ہوگیا آج ۱۴ اپریل کو ۹ اپریل کا اخبار منادی شائع ہوگیا کتابت کی غلطیاں بھی ہیں۔ بے سلیقگی بھی ہے۔ میرے ذہن اور دماغ کے لئے بیشمار آزار مسلط رہتے ہیں۔ اُن میں جب اس قسم کے اضافے ہوتے ہیں تو ترک کل کا ارادہ ہونے لگتا ہے۔ مگر زندگی کے ملک میں وہی شخص حکومت کرسکتا ہے جو ان اذیتوں کو ہنسی خوشی برداشت کرتا ہوا قدم بڑھائے آگے چلتا رہے۔

۱۷ اپریل کا اخبار اب کوشش اس کی ہے کہ ۹ اپریل تک ۱۷ اپریل کا اخبار بھی شائع کردیا جائے۔ اور پھر ۲۵ اپریل کا اخبار بھی وقت سے پہلے شائع ہوجائے۔ تاکہ میں اطمینان کے ساتھ وہ سفر کرسکوں جو آجکل مدنظر ہے۔

۲ جمادی اول ۵ اپریل جمعہ دہلی

سید ابن عربی کل رات کو دس بجے سید ابن عربی بانت پور سے دہلی میں واپس آگئے اُن کے دونوں بھانجے حسین اور علی ریل پر گئے تھے۔ آج صبح قوالی ہال میں مجھ سے ملنے آئے۔

احمد نظامی کی نذر سید ابن عربی نے میرے میمن مرید احمد نظامی کی نذر پیش کی۔ اور مٹھائی کے دو بکس بھی پیش کئے۔ احمد ریاست جوناگڑھ کے رہنے والے ہیں۔ بمبئی میں مچھلی کا بیوپار کرتے ہیں۔ اور موم بتی بنانے کا کارخانہ بھی ہے۔ اس گھر کے اکثر عورت مرد میرے مرید ہیں۔ اور بہت خوش عقیدہ ہیں۔ اُن کے بھائی اکثر میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ ان کے شریک سیٹھ عبدالرحمن صاحب بھی بہت خلوص محبت رکھتے ہیں۔ اور ان کی عورتیں میری مرید ہیں۔

سید عنایت علی آج کلکتے والے سید عنایت علی ملنے آئے تھے۔ انہوں نے لغات القرآن کتاب لکھی ہے۔

جمعہ قضا ہوگیا آج کھانے کے بعد ذرا قیلولہ کرنے لیٹا تھا سو گیا۔ اور جمعہ کی نماز قضا ہوگئی۔

آفتاب ہاشمی نظامی مزار غالب کی تعمیر کے سلسلے میں آفتاب ہاشمی صاحب ملنے آئے تھے۔

انگریزوں کے قصے آج اپنی کتاب انگریزوں کی بپتا کا نام بدل دیا اور انگریزوں کے قصے نام رکھدیا۔

تنخواہیں بانٹ دیں آج مارچ کی تنخواہیں تقسیم کردیں۔ کچھ حصہ پہلی اپریل کو تقسیم کیا تھا۔ بقیہ آج تقسیم کیا۔

جامعہ ملیہ شام کو جامعہ ملیہ او کھلا میں گیا تھا۔ بوہروں کے بڑے ملا صاحب جامعہ ملیہ دیکھنے گئے تھے۔ زیدی صاحب وزیر اعظم رام پور بھی شریک ہوئے تھے۔ دہلی کے عمائد بھی تھے۔ میں نے ملا صاحب اور ان کے ولی عہد صاحب کو اس مقام کے تاریخی حالات سنائے جہاں جامعہ کی عمارات بنی ہیں۔ میں نے کہا یہاں غلام خاندان کا آخری بادشاہ ڈبویا گیا تھا اور اب یہاں جامعہ کے ذریعہ آزادی کی کشتی تیرے گی۔

روحہ کی علالت دہلی سے خبر آئی روحہ بہت بیمار ہیں۔ ان کے دونوں بھائی فوراً دہلی گئے۔

حسین کی بیوی دل آرا بانو اچھی ہیں۔ آج بخار نارمل ہوگیا۔ اور میرے نئے پوتے سیلمان کا بخار بھی اتر گیا۔

آج خبر مس کے بعد حسین نے کبیر داس کا کلام مجھے سنایا۔

کراچی کا ٹیلی فون رات کو ۲ بجے کراچی سے ٹیلی فون آیا تھا۔

باہر سونے لگے گرمی اتنی ہوگئی ہے کہ میرے بچے باہر سونے لگے مگر میں اب تک کمرے کے اندر سوتا ہوں۔ کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے ٹھنڈا کھا گرم نہائے۔ پھیلاں میں سوئے لیس کا وید پچھوا ئے روئے

۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۵ھ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

روحیہ کی بیماری: کئی دن ہوئے وہ اپنے سسرال میں چلی گئی تھیں۔ آج خبر آئی کہ وہاں پھر گذشتہ مرض کا حملہ ہوا۔ اور بہت سخت بیمار ہیں۔ میں خواجہ بانو اور حسین کے ساتھ انھیں دیکھنے گیا۔ مسز ڈاکٹر عبداللہ صاحب کا علاج ہے۔

امین الملک سر میرزا اسمٰعیل: آج دس بجے حسین کے ساتھ امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وزارتی مشن کے ایک انگریز بھی اُس وقت وہاں آئے تھے۔ گیارہ بجے تک وہاں رہا۔

ملا پارٹی: آج شام کو پانچ بجے امپیریل ہوٹل نئی دہلی میں دہلی کے باشندوں کی طرف سے داؤدی بوہرہ جماعت کے بڑے ملا صاحب کو ایک پارٹی دی گئی تھی۔ اور مجھ سے سپاس نامہ پڑھنے کے لئے کہا گیا تھا۔ لیکن جب میں نے سپاس نامہ دیکھا تو اس کو اپنے لئے اور اپنے شہر والوں کے لئے ہتک آمیز خیال کیا۔ اس واسطے اُس کے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ پارٹی میں ہندو بھی تھے سکھ بھی تھے۔ مسلمان بھی تھے اور بوہرہ جماعت کے افراد بھی تھے۔

سید حبیب صاحب کی تقریر: سنا ہے کہ جب سید رضا مرزا صاحب وکیل دہلی نے سپاس نامہ سنایا تو نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس اور دوسرے ہندو و مسلمان باشندگان دہلی اُس کی عبارت سے برہم ہوئے لیکن میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ سپاس نامے کا جواب ملا صاحب کے سکریٹری صاحب نے پڑھا۔ اور پھر سید حبیب صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ اخبار "سیاست" لاہور نے ملا صاحب کی تعریف میں ایک تقریر کی جس کی ابتدا میں اُنھوں نے کہا کہ پارٹیاں دینے کی ابتدا خواجہ حسن نظامی صاحب نے کی تھی مگر انھوں نے اپنے مکان پر ملا صاحب کو بلایا تو کچھ کھلایا پلایا نہیں۔ بس خالی خولی باتوں میں ٹال دیا۔ میں نے فوراً بلند آواز سے کہا "وہ پارٹی درویشوں کی طرف سے تھی جو کھانے پینے کے شوقین نہیں ہوتے۔"

ملا صاحب پیغمبر ہیں: بنارس کے ایک بوہرے صاحب نے ملا صاحب کی شان میں بہت سلیقے کے ساتھ بلند آواز سے ایک قصیدہ پڑھا جس کے ایک شعر میں یہ ذکر تھا کہ ملا صاحب پیغمبر ہیں۔ میں اس کو برداشت نہ کر سکا اور میں نے بہت بلند آواز میں کہا "ہم میں سے کوئی ملا صاحب کو پیغمبر نہیں مانتا۔" یہ آواز سُن کر کچھ دیر کے لئے سناٹا چھا گیا۔ اور سب حاضرین ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ چند بوہروں نے کہا "پیغمبر تو ہم بھی نہیں مانتے۔" آخر قصیدہ پڑھنے والے بوہرے صاحب میرے پاس آئے۔ اور اُنھوں نے کہا آپ کو سننے میں غلطی ہوئی۔ میں نے پیغمبر کا داعی پڑھا تھا۔ میں نے کہا "آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ لائیے قصیدہ مجھے دکھائیے۔ اگر پیغمبر کے داعی کا لفظ اُس میں ہے تو میں ابھی اپنا اعتراض واپس لے لوں گا۔" مگر وہ بغلیں جھانکنے لگے۔ اور قصیدہ نہ لائے۔

سر میرزا سے دوسری ملاقات: میں یہ لکھنا بھول گیا کہ پانچ بجے جب میں امپیریل ہوٹل میں پہونچا۔ اُس وقت ملا صاحب نہیں آئے تھے۔ بہت تھوڑے سے مہمان آئے تھے۔ اور مجھے چھپے ہوئے ایڈریس کی کاپی دی گئی۔ اور میں نے اس کو وہیں بیٹھے بیٹھے پڑھا تو خان بہادر شیخ حبیب الرحمٰن صاحب کو الگ بلا کر کہا مجھے اس اڈریس کی بہت سی باتوں سے اختلاف ہے۔ اس میں ملا صاحب کو "سیدنا" لکھا گیا ہے۔ اور میں "سیدنا" کا لفظ آنحضرتؐ اور حضرت علیؓ کے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں سمجھتا۔ اور اڈریس میں ملا صاحب کو فاطمی سید لکھا گیا ہے۔ یہ بھی میری تحقیق کے بموجب غلط ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ اڈریس ملا صاحب کے آدمیوں نے لکھا ہے یا لکھوایا ہے۔ میں دہلی والوں کی طرف سے اس کو کیونکر پڑھ سکتا ہوں۔" یہ سُن کر خان بہادر شیخ حبیب الرحمٰن صاحب نے کہا کہ سید رضا مرزا صاحب اڈریس پڑھ دیں گے۔

اسی وقت مسٹر کھنہ پرائیویٹ سکریٹری امین الملک سر میرزا اسمٰعیل میرے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا سر میرزا آپ سے ملنا چاہتے ہیں (جو وہیں امپیریل ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔) چنانچہ میں اپنے لڑکے علی کے ساتھ مرزا صاحب سے ملنے چلا گیا۔ اور جب واپس آیا تو سید رضا مرزا صاحب اڈریس پڑھ چکے تھے۔ ورنہ میں اڈریس پڑھنے کے وقت بھی اعتراض کرتا کیونکہ میں اپنے شہر والوں کے سر پر یہ ہتک آمیز غلط باتیں رکھوانی نہیں چاہتا تھا۔

ملا صاحب نے فرمایا: جب پارٹی برخاست ہوئی۔ اور ملا صاحب واپس جانے لگے تو میں اُن سے رخصتی مصافحے کے لئے قریب گیا۔ ملا صاحب نے فرمایا "آج کیا بات ہے آپ مجھ سے بہت دور دور رہے۔" میں نے کہا میں یہاں آپ سے پہلے آگیا تھا۔ اور آپ کے قریب ہی بیٹھا تھا مگر سر میرزا اسمٰعیل صاحب نے مجھے ملنے کے لئے بلا لیا تھا اور جگہ رک گئی۔ اس لئے مجھے دور بیٹھنا پڑا۔

فوٹو کی شرکت سے انکار: پارٹی کے ختم سے پہلے ملا صاحب کا چند ممتاز شہریوں کے ساتھ فوٹو کھینچا گیا۔ مگر میں اُس فوٹو میں بھی شریک نہیں ہوا۔ کچھ دیر کے بعد میرے چند رفیق دوڑتے ہوئے آئے کہ آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔ آپ کے بغیر یہ فوٹو نہیں کھینچے گا۔ کیونکہ آپ فوٹو

کھنچوانے کے خلاف نہیں ہیں۔ میں نے کہا میں فوٹو کھنچوانے کے خلاف تو نہیں ہوں۔ لیکن اس گروپ میں شامل ہونا اپنے شہر کی عزت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ یہ سُن کر رفیق چلے گئے۔ اور میرے بغیر ملا صاحب کا فوٹو کھنچ گیا۔ اور میں مغرب کے وقت حسین اور علی کے ساتھ گھر میں واپس آ گیا۔

برآمدے میں برآمد ؟ آج گرمی بڑھ جانے کی وجہ سے حجرے سے باہر برآمدے میں برآمد ہوا۔ جہاں میرا پلنگ بچھا یا گیا تھا۔ ہوا خوب تیز تھی۔ مگر نیند آج بھی تین بجے تک آئی۔ پھر نہ آئی۔

۴ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ ۷ اپریل ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

گرانی کیوں ہے ؟ تمام ہندوستان میں ہر چیز مہنگی ہے۔ غلے کی اگر پیداوار کم ہوئی ہے۔ تو اُس کی گرانی ایک حد تک حق بجانب ہے مگر جو چیزیں افراط سے پیدا ہوتی ہیں وہ اتنی زیادہ مہنگی کیوں بک رہی ہیں ؟ اور حکومت اس سے کیوں غافل ہے ؟ پان پہلے ایک پیسے کے سات آٹھ آتے تھے۔ اب چار پیسے کا ایک پان آتا ہے۔ ککڑیاں پیسے کی دو آتی تھیں۔ اب دو آنے کی ایک بکتی ہے۔

جہاں تک غور کر کے نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتا ہوں تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سارا ہندوستان خود غرض ہو گیا ہے۔ اور انگریزی حکومت بے خبر اور بے پرواہ ہو گئی ہے۔

سنی کو ڈیڑھ سو شیعہ کو دس ہزار ؟ مولانا سید عبد الرؤف صاحب ملنے آئے تھے اور کہتے تھے بوہروں کے بڑے ملا صاحب نے اُن کی ندیریہ لائبریری کو ڈیڑھ سو روپے دیئے۔ اور نئی دہلی الامیہ ہال سے خبر آئی کہ اُن کو دس ہزار روپے دئے۔ ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ یہ شیعہ سنی کا امتیاز کیوں ہے ؟ میں نے کہا کوئی امتیاز نہیں ہے آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ سنیوں کے ادارے ہیں۔ ملا صاحب نے جامعہ ملیہ کو بمبئی میں دس ہزار روپے دئے تھے۔ اور سُنا ہے کہ مسلم یونیورسٹی کو ایک لاکھ روپے دئے تھے۔

افسوس ہے کہ مسلمان قوم نیک نیتی سے رائے قائم کرنے کی طرف مائل نہیں ہے ہر چیز کو بدگمانی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

ملاقاتی ؟ پیر جی نظامی ایڈیٹر اخبار دین احمد آباد سے آئے ہیں۔ ایمان خانے میں ٹھیرے ہیں۔ ہمایوں مرزا صاحب امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب کے بڑے فرزند اور سید علی جواد صاحب افسر پبلسٹی پرنسس چیمبر ملنے آئے تھے۔ اور ہمایوں بانو صاحبہ اہلیہ ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹر مرحوم حیدر آباد بھی آئی تھیں۔ اور اُن کے ساتھ اُن کی ایک قرابت دار خاتون اور اُن کے شوہر بھی آئے تھے۔ دہلی سے حکیم عبد السلام صاحب ملنے آئے تھے۔ اور ہردوئی سے ایک صاحب آئے تھے۔ اور غازی آباد سے ایک ریلوے پولیس والے آئے تھے۔ صبح کو منشی الہ دتا صاحب دہلی پولیس کے ایک عہدے دار بھی آئے تھے۔ صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب بھی آئے تھے۔

متل صاحب چشتی ؟ مسٹر ہرش چند رصاحب متل سینئر سب جج دہلی سشن جج ہو کر رہتک جانے والے ہیں۔ آج میں ان سے رخصتی ملاقات کرنے کے لئے اُن کے مکان پر گیا تھا۔

نواب صاحب چھتاری ؟ آج ہز ایکسلنسی نواب سر سعید الملک صدر اعظم حیدر آباد دکن سے اُن کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا۔ بہت دیر تک تخلیے میں بات چیت کی۔

گرمی کی ترقی ؟ تین دن سے یکایک گرمی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ آج اماں خدوم منزل مکان میں کئی گھنٹے بیٹھ کر تحریری کام کیا تھا۔ مگر گرمی بہت زیادہ تھی۔

۵ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ ۸ اپریل ۱۹۴۶ء پیر دہلی

کن ونشن ؟ انگریزی زبان کے بہت سے الفاظ میں شن آتا ہے۔ اور اُن سب سے میرا جی گھبراتا ہے۔ ایڈیشن انجکشن۔ الکشن۔ نان کواپریشن۔ ایجی ٹیشن۔ امی ٹیشن کے بعد مسلم لیگ نے ایک نیا لفظ پیدا کیا ہے جس کو کن ونشن کہتے ہیں جس کا مطلب ہے قانون بنانے والی جماعت۔ تمام ہندوستان کے لیگی ممبران مرکز و صوبجات دہلی میں جمع ہوئے ہیں۔ اور کن ونشن نام کے ایک جلسے میں اپنے صدر کی تقریر سنیں گے۔ صدہا مرد بھی آئے ہیں اور عورتیں بھی آئی ہیں۔ میرے ہاں بھی آج دن بھر کن ونشن کے شیخ و شاب شریک ملاقات ہوتے رہے۔

پارٹی ؟ شام کو میڈنلی ہوٹل میں مفتی شوکت صاحب فہمی ایڈیٹر دین دنیا کی طرف سے مسٹر ہرش چندر متل چشتی سینئر سب جج دہلی کو الوداعی پارٹی دی گئی تھی میں بھی شریک ہوا تھا۔ دہلی کے جج اور مجسٹریٹ اور ایڈیٹر اور میونسپل کمشنر صاحبان بھی شریک تھے۔

روحہ کی علالت میں زیادتی ؟ دہلی سے خبر آئی کہ روحہ بیہوش ہو گئی ہے اور مرض میں زیادتی ہے۔ میں بھی خواجہ بانو اور حور بانو اور رامت المتین اور حسین اور علی کے ساتھ اس کو دیکھنے گیا تھا۔ اور خادم کی تھی۔ وہ بالا خانے پر تھی۔ لکڑی کے زینے پر چڑھنا مجھ اندھے کے لئے پل صراط کو عبور کرنا تھا۔ رات کے سوا نو بجے تک ہم سب وہاں رہے اس کے بعد واپس چلے آئے۔ خواجہ بانو رات کو روحہ کے پاس رہیں۔

تین بجے بیدار ہوا صبح تک تحریری کام کیا۔ نو میں ایک مضمون لکھا جس کا تعلق علم جفر کے اسرار سے ہے جس کا نتیجہ ایک فقرے میں نکالا ہے۔ اور وہ فقرہ وہی نقارہ ہے اور وہ یہ ہے "رام آرام اسلام آلام" یعنی ہندو مسلمانوں کی راحت اور آرام کا وقت قریب آ گیا ہے۔

حکیم ناظر حسن صاحب شمیم کا خط

جناب قبلہ خواجہ صاحب مدظلہ السلام علیکم آج جلسہ طبیہ کالج میں کیا گیا اور اس میں آپ کے خطاب کی مبارکباد کا ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا جس کی اطلاع میں بحیثیت سکریٹری پیش کر رہا ہوں امید ہے کہ قبول فرما کر طبیہ کالج کے لئے دعائے خیر فرمائیں گے۔ نیاز مند (حکیم) ناظر حسن سکریٹری طبیہ کالج سہارنپور۔

شکریہ کہ آپ نے سہارنپور میں طبیہ کالج قائم کر کے ملک کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے اور آپکو میرے ساتھ بھی بہت پرانا تعلق ہے۔ آپکی تہنیت کا میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی۔

محمد یعقوب صاحب انجنیئر کا خط

مخدومی قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی۔ شمس العلما حضرت خواجہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سلام علیکم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت سے آپ کو صحت و عمر درازی عطا کرے۔ جس سے اسلامی تبلیغ کا چشمہ ہمیشہ کے لئے جاری رہے اور گمراہ انسانوں کو راہ راست پر لادے۔ حضور والا کا خطاب شمس العلما پڑھ کر قلب کو بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ شمس العلما کے خطاب پر میری طرف سے و میرے اہل خانہ کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ بندہ خادم۔ محمد یعقوب شفیع انجنیئر لارڈ کرشنا شوگر ملز لمیٹیڈ سہارنپور۔

شکریہ کہ آپ کی مخلصانہ عقیدت و محبت کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ آپ میرے قدیمی دوست محمد شفیع صاحب چیف انجنیئر کے رفیق ہیں اس لئے میرے دل کے قریب رہتے ہیں۔ جب ان کے مکان پر مہمان ہوا تھا آپکی محبت کے جلوے بھی دیکھے تھے اور آپ ہی کے کارخانے کے ہندو مالکان کے سنہری ہار بھی پہنے تھے۔ شکرگذار حسن نظامی۔

سید شمشاد حسین صاحب کا خط

حضرت پیر و مرشد دام ظلکم۔ سمندر کی لہروں میں افریقہ کے ریگستانوں میں برقی آلوں نے آپ کے شمس العلما خطاب کی دھوم مچائی دل چاہتا تھا ریڈیو کی جالی توڑ کر بغل گیر ہو جاؤں جس کے آپ پورے مستحق تھے میں اور میری جسمانی زندگی مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ پرسوں افریقہ کے سفر سے واپس آیا ہوں۔ والسلام احقر سید شمشاد حسین حق منزل کیرانہ ضلع مظفر نگر۔

شکریہ کہ سید صاحب! آپ کے خط کی عبارت ایسی دل آویز ہے۔ اور اس میں اس قدر ادبی خوبیاں ہیں کہ خطابات کی تہنیت کے سب خطوط میں ادبی اعتبار سے آپ کے خط کو فوقیت حاصل ہے۔ جب زیر تعلیم تھا تو کاندھلے اور کیرانے اور جھنجھانے گیا تھا۔ دلی میں سبزی فروش آم فروخت کرتے ہیں تو آواز لگاتے ہیں "لینا یہ کیرانے کا لڈو ہے"۔ یعنی کیرانے کے آم ہندوستان کے پایۂ تخت دلی میں اتنے مقبول و مرغوب ہیں کہ لڈو سمجھے جاتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ کیرانے کے شمشاد حسین اردو لٹریچر میں یہ شعر سنانے کے قابل ہیں ؎

محمدؐ گل است و علیؑ بوئے گل
بود فاطمہؓ اندر آں برگ گل
چو عطرش برآمد حسینؑ و حسنؑ
معطر شدا زوے زمین و زمن

محمدؐ پھول ہیں۔ اور علیؑ اس پھول کی خوشبو ہیں اور فاطمہؓ اس پھول کی پتیاں ہیں۔ اور حسنؑ اور حسینؑ اس پھول کا عطر ہیں جن سے آسمان زمین مہک رہے ہیں۔
شکرگذار حسن نظامی۔

پروفیسر عرفان صاحب کا خط

خطاب شمس العلماء مبارک۔ مادہ تاریخ خطاب امام العارفین شمس العلماء خواجہ حسن صاحب مدظلہ العالی۔

ظہور امام نیک انام

۶۵ ھ ۱۳

راقم پروفیسر عرفان روحانی طبیب ۱۵۲ شاہ گھاسا۔ میرٹھ۔

شکریہ کہ آپ کے کمالات عرفانی و ادبی و محبت چشت اہل بہشت و تہنیت مخلصانہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گنجائش کی کمی کے سبب آپ کا پورا خط درج نہیں ہو سکا۔ شکرگذار حسن نظامی۔

پنڈت رام ناتھ زتشی کا خط

حضرت خواجہ والا مناقب عمیم الاحسان دام برکاتہٗ پس از تسلیم مع التکریم معروض خدمت ہے کہ یہ حقیر ناچیز جناب کو مبارکباد بابت خطاب پیش کرتا ہے۔

بندہ وہ ہے جس کو آپ نے ۱۹۳۱ء میں دعائے حزب البحر شریف کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ اور جناب کے دولت خانے پر ایک ہفتے مہمان رہا تھا۔ خاکسار رام ناتھ زتشی ریٹائرڈ انجنیئر کھتری گلی باغ مظفر خاں آگرہ۔

شکریہ کہ پیارے بھائی پنڈت رام ناتھ زتشی! آپکے محبت سے بھرپور اور خلوص سے لبریز تہنیت نامے نے مجھے بہت ممنون کیا مجھے وہ زمانہ اچھی طرح یاد ہے۔ جب آپ خدا کی یاد کے لئے میرے پاس آتے تھے۔ خطاب کا بہانہ ہاتھ نہ آتا تو خلوص و محبت کے یہ چھپے ہوئے جلوے میری زندگی کے چاروں طرف جمع نہ ہو سکتے۔ اور میرے مرنے کے بعد بھی آنے والوں کو معلوم نہ ہو سکتا کہ میرے پاک پروردگار نے کیسی نیک روحوں کی فوج اور جان کا مخلص رفیق بنا دیا تھا۔ دلی شکرگذار حسن نظامی۔

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ و تفسیر

دوسری بار چھپوانے کی اطلاع

ناظرین منادی کو اور میرے مریدوں اور دوستوں کو معلوم ہے کہ ۱۹۲۶ء میں مینے چھ برس کی لگاتار محنت سے قرآن شریف کی ہندی تفسیر و ہندی ترجمہ شائع کیا تھا۔ اور وہ پچیس ہزار روپے کے خرچ سے چھپ کر شائع ہوا تھا اور اس میں جن ہندو مسلمانوں نے مدد دی تھی ان کے نام اردو اور ہندی میں قرآن شریف کے ساتھ شائع کئے گئے تھے۔ اب وہ ایڈیشن ختم ہو گیا ہے اور چاروں طرف سے ہندو مسلمانوں کی مانگ آ رہی ہے۔ اور موجودہ زمانے میں جب کہ سیاسی وجوہات کی بناء پر ہندو مسلمانوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کی یہ ہندی تفسیر اور ہندی ترجمہ دوبارہ جلدی شائع کر دیا جائے۔ لیکن یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ آجکل کاغذ کمیاب ہے۔ اور مہنگا بھی ہے۔ اور چھپائی بھی بہت مہنگی ہو گئی ہے پھر بھی یہ کام کرنا لازمی اور ضروری سمجھتا ہوں۔ اس لئے اعلان کرتا ہوں کہ منادی کے ہندو مسلمان اور سکھ ناظرین اور میرے مرید اور دوست اور وہ لوگ جو قرآن شریف کی ہندی تفسیر اور ترجمہ شائع کرنا ہندوستان کے امن عامہ کے لئے مفید سمجھتے ہوں۔ اپنی اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق امداد بھیجیں۔ ایک مہینے تک میں یہ اعلان منادی کے ذریعے اور پنج کے خطوط کے ذریعے شائع کرتا رہونگا۔ اور امداد ایک مہینے کے اندر جمع ہو سکی تو جون کے مہینے سے چھپائی کا کام شروع کرا دیا جائیگا۔ جو مسلمان اپنے مرنے والے قرابت داروں کی ارواح کو اس کار خیر کے ذریعے ثواب پہنچانا چاہیں۔ یا جو خود اپنی عاقبت کی بھلائی چاہتے ہوں وہ اس کار خیر میں مدد کریں۔ ایک روپے سے کم امداد نہ بھیجی جائے۔ جو لوگ اس کار خیر میں حصہ لیں گے ان کے نام اخبار میں بھی شائع کئے جائیں گے اور قرآن شریف میں بھی شائع کئے جائیں گے۔ اور جو نام کی اشاعت نہ چاہیں گے ان کی امداد بغیر نام کے شائع کی جائے گی۔ اور آمد و خرچ کا مکمل حساب ہر چندہ دینے والے کو نام بنام الگ الگ بھیجا جائیگا۔

اعلان کی یہ کاپی اخبار سے الگ بھی بھیجی جا سکتی ہے۔ جو لوگ چندہ جمع کرنے کا کام کرنا چاہیں ان کو رسید بکیں بھی بھیجی جا سکتی ہیں۔ اور اس اعلان کی زائد کاپیاں بھی۔ تاکہ ان کو تقسیم کر کے چندہ جمع کیا جائے۔ مگر چندہ جمع کرنے کا کام واقف کار لوگوں کو دیا جائیگا اور ہر چندہ جمع کرنے والے کو میرا قلمی اجازت نامہ اپنے پاس رکھنا لازمی ہوگا۔ اس کے بغیر کسی کو چندہ نہ دیا جائے۔

پہلے ایڈیشن کی امداد کرنے والوں کے نام

قرآن مجید کی ہندی تفسیر اور ہندی ترجمے کی تیاری اور چھپائی کی امداد میں جن لوگوں نے مدد کی تھی اُن کے نام اور رقمیں اور حسابات میرے دفتر کے رجسٹروں میں باقاعدہ موجود ہیں۔ لیکن سابقہ ایڈیشن میں اُردو اور ہندی حروف میں مدد دینے والوں کے نام اور مقام شائع ہوئے تھے۔ اُن کو بھی یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ اگر سابق کے چندہ دینے والے زندہ موجود ہوں تو وہ یا ان کے وارث واقف ہو جائیں کہ ان کی امداد سابق ایڈیشن کے ساتھ شائع ہو گئی تھی۔ اور ان کی رقموں کا باقاعدہ حساب رجسٹروں میں موجود ہے جس کو وہ جب چاہیں دہلی میں آ کر دیکھ سکتے ہیں۔ حسن نظامی دہلوی۔

صوبہ دہلی کے معاونین

(۱) محمد زکریا صاحب (۲) چودہری الٰہی بخش صاحب (مرحوم) ریلوے ہیڈ کلرک (۳) بابو محمد جان صاحب ریلوے آفس (۴) سید محمود علی صاحب رائے سینا (۵) ماسٹر فیض احمد صاحب رائے سینا۔ (۶) عبد الغفار نظامی رائے سینا (۷)

احمد جمال صاحب جوتے والے (۸) بابو
سردار بہادر صاحب (مرحوم) (۹) مرحومہ
اہلیہ آغا حیدر صاحب دہلوی (۱۰) خواجہ
بانو صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی (۱۱)
حمد بانو صاحبہ دختر خواجہ حسن نظامی۔
(۱۲) مرحومہ اہلیہ ڈاکٹر محمد عمر صاحب
(مرحوم) (۱۳) بابو غلام محمد نظامی (مرحوم)
رائے سینا (۱۴) بابو نادر خاں صاحب
رائے سینا۔

صوبہ پنجاب کے معاونین

(۱) فقیر محمد صاحب ضلع فیروز پور (۲)
محمد دین صاحب جنڈولہ (۳) ایک مسلمان
صاحب مقام رائی (۴) رسول بخش صاحب
کھائی ضلع فیروز پور (۵) میاں محمد
حفیظ اللہ صاحب لاہور (۶) بیگم صاحبہ
میاں سر محمد شفیع لاہور (۷) سید مظفر علی
صاحب مالنسہ پٹیالہ (۸) احمد خان
صاحب بہاول پور (۹) ایک مسلمان
صاحب ریاست کپورتھلہ معرفت فیروز الدین
صاحب (۱۰) محمد یٰسین نظامی ننکانہ۔
ضلع رہتک (۱۱) کرنل سردار حکیم خان صاحب
جموں کشمیر (۱۲) علی محمد صاحب جالندھر
(۱۳) مہر علی شاہ صاحب پیر کوٹ سدھانہ
(۱۴) محمد الدین صاحب شادماں نظامی
لاہور (۱۵) سید عبداللہ شاہ صاحب
مظفر آباد کشمیر (۱۶) سید محمد شاہ اشرف علی
صاحب بہاول پور (۱۷) اہلیہ دیوان
محمد غوث صاحب جلال پور ضلع ملتان
(۱۸) ایک مسلمان صاحب چونیاں (۱۹)
غلام محمد صاحب موناں کلاں (۲۰)
فیروز الدین صاحب نیچہ بھروال (۲۱)
نذر محمد خان صاحب ٹھیکیدار ڈیرہ غازی
خاں (۲۲) نور محمد خان صاحب چکہاتہ
(۲۳) عبدالعزیز صاحب منجانب مسلمانان
سرگودھا (۲۴) مسز سردار احمد صاحب
گڈھ شنکر (۲۵) آصفیہ بیگم صاحبہ نظامی
مرمنڈہ (۲۶) بابو محمد دین صاحب
رنبیر سنگھ پور کشمیر (۲۷) محمد اکبر
شہاب الدین صاحب نظامی جالندھر

صوبہ سرحد اور بلوچستان کے معاونین

(۱) محمد سلیمان صاحب سنگلر نوشہرہ (۲)
ملک محمد اسلم نظامی (مرحوم) کوئٹہ (۳)
محمد رمضان صاحب پشاور (۴) ہیڈ مسٹریس
مسلم گرلس اسکول بنوں۔ (۵) محمد دین صاحب
مستری رزمک۔

ہندو معاونین

(۱) ہز ہائنس سابق مہاراجہ صاحب الور
چار ہزار روپے (۲) مہنت رام کشن
داس صاحب حکیم دروازہ گلزار باغ
پٹنہ مختلف اوقات میں معقول امداد
دی جو رجسٹروں میں درج ہے۔)

کاٹھیاواڑ کے معاونین

(۱) بابو حسن میاں صاحب ویرم گام (۲)
عبدالغنی عثمان صاحب ونتھلی سورٹھ
(۳) مسلمانان باٹوہ (۴) نواب شیخ
جہانگیر میاں صاحب مرحوم فرمانروا
مانگرول (۵) نواب عبدالخالق صاحب
مرحوم فرمانروا مانگرول (۶) مرحومہ
وزیر النساء بیگم نظامی مانگرول (۷)
پرنس عبدالعزیز صاحب مانگرول (۸)
پرنس محمد صادق صاحب مانگرول (۹)
محترمہ خیر النساء بیگم صاحبہ مانگرول۔
(۱۰) محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ مانگرول
(۱۱) محترمہ صادق دلہن صاحبہ مانگرول
(۱۲) محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ مانگرول
(۱۳) پرنس محمد ناصر الدین صاحب مانگرول
(آجکل یہ مانگرول کے فرمانروا ہیں)
(۱۴) حاجی محمد حاجی یوسف صاحب رانا
واؤ کاٹھیاواڑ (۱۵) سیٹھ عبداللطیف
داؤد صاحب باٹوہ۔ (۱۶) میمن جماعت
مانا ودر کاٹھیاواڑ (۱۷) جمیل الدین
صاحب غوثی نظامی ایم اے مانا ودر
کاٹھیاواڑ (۱۸) ایک مسلمان صاحب
باٹوہ (۱۹) نواب حسین یاور خاں جی
اور میمن جماعت ریاست سردار گڈھ
کاٹھیاواڑ (اب ان نواب صاحب کے
لڑکے فرمانروا ہیں) (۲۰) سیٹھ حاجی عبداللہ
اسمٰعیل صاحب مانا ودر کاٹھیاواڑ (۲۱)
مسلمانان ریاست مانا ودر کاٹھیاواڑ
(۲۲) ڈاکٹر غلام محمد صاحب مانگرول
کاٹھیاواڑ (۲۳) مسلمانان باٹوہ معرفت
انجمن حمایت اسلام باٹوہ (۲۴) میمن
انجمن پوربندر کاٹھیاواڑ (۲۵) محمد
عبدالکریم صاحب پوربندر کاٹھیاواڑ

صوبہ بمبئی کے معاونین

(۱) الف الف منشی صاحب احمد آباد (۲)
احمد جہاں اکبر جہاں احمد آباد (۳) مستورات
معرفت سید قمر علی نظامی گودھرا (۴) حاجی
عبدالقادر عبدالستار صاحب معرفت اخبار
"دین" احمد آباد (۵) سلیمان خان محمد خان
صاحب معرفت اخبار دین احمد آباد (۶)
سلیمان ہاشم صاحب معرفت اخبار دین
احمد آباد (۷) مخلصی شاہ نظامی مرحوم کے
چھوٹے بھائی احمد آباد (۸) بدر الدین

برحق نظامی (مرحوم) احمد آباد (۹) عبد الرحمٰن حاجی اسمٰعیل نظامی سورت (۱۰) سید ذاکر علی نظامی کا لول (۱۱) لال میاں حستو میاں نظامی احمد آباد (۱۲) احسان کے بوٹی صاحب بمبئی۔ (۱۳) ہز ہولی نس مولانا طاہر سیف الدین صاحب پیشوا داؤدی بوہرہ جماعت سورت (۱۴) مسلمانان معرفت اخبار "دین" احمد آباد۔

صوبہ بنگال کے معاونین

(۱) سید شمساد علی صاحب نظامی کلکتہ۔ (۲) محمد مسلم صاحب کلکتہ (۳) ایم جی مصطفےٰ صاحب چاٹ گام (۴) سیٹھ صدیق جمال صاحب سنی خوجے کلکتہ۔ (۵) مسلمانان کلکتہ معرفت عبد الغفور صاحب انصاری (۶) عبد العزیز نظامی کلکتہ (۷) عبد اللہ صاحب برادر امام الدین نظامی کلکتہ (۸) فتح محمد نظامی کلکتہ (۹) امام الدین نظامی کلکتہ (۱۰) اے حلیم خان صاحب ہاوڑہ (۱۱) محمد عطا خان صاحب منجانب ایک خاتون صاحبہ ہاوڑہ (۱۲) محمدن اینڈ کمپنی ثریا گنج (۱۳) ایم الصدیق صاحب سیالدہ (۱۴) رضیہ سلطانہ صاحبہ کلکتہ (۱۵) مسلمانان بارک پورہ (۱۶) سیٹھ عبد الرحیم عثمان کمپنی کلکتہ۔

صوبہ برما کے معاونین

(۱) میمن جماعت رنگون پانچ ہزار روپے (۲) ڈاکٹر مقبول عالم صاحب ٹانڈوجی برما (۳) ایچ محمود احمد صاحب مانڈلے برما (۴) قاضی حبیب علی نظامی تھارا واڈی برما (۵) محترمہ مریم بی بی صاحبہ برما۔ (۶) ایچ محمد احمد صاحب مانڈلے برما۔

(۷) ڈاکٹر مقبول عالم صاحب رنگون (۸) محترمہ کنیز اسلام نظامی رنگون (۹) سید کشفی شاہ نظامی رنگون (۱۰) خان بہادر بابو ابراہیم نظامی مرحوم رنگون برما (۱۱) نور محمد یعقوب صاحب رنگون (۱۲) سیٹھ محمد جان توحیدی شاہ نظامی مرحوم رنگون (۱۳) عبد الحق صاحب رنگون

صوبہ بہار کے معاونین

(۱) نبی شاہ نظامی بھاگل پور (۲) رحیم بخش اینڈ برادرس پٹنہ (۳) شیخ علی صاحب کھرگپور (۴) محمد اسرائیل خاں سیوت نظامی آدرہ (۵) محترمہ والدہ صاحبہ محمد کریم صاحب وارثی پٹنہ (۶) محمد خلیل اللہ صاحب کھل گاؤں (۷) عبد الرحیم صاحب سکروٹی (۸) محمد یٰسین خان صاحب کھیتا سرائے (۹) خان صاحب محمد شیر میر خان صاحب مرحوم سہسرام بہار (۱۰) سید محمد احمد صاحب گڈھ چروٹی (۱۱) محمد زکریا صاحب دہلوی کھڑگپور (۱۲) محترمہ ہمشیرہ صفی اللہ صاحب کھڑگپور (۱۳) ایک مسلمان صاحب کھڑگپور (۱۴) بیگم صاحبہ نواب سر علی امام صاحب بہادر مرحوم پٹنہ۔

صوبہ یوپی کے معاونین

(۱) حافظ محمد عبد الرحیم صاحب وکیل مرحوم علی گڈھ (۲) محترمہ بیگم نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب میرٹھ (۳) حافظ عبد الکریم صاحب سوداگر لکھنؤ (۴) مفتی انوار الحق صاحب ایم۔ اے مرحوم بھوپال (۵) چودہری محمد علی خان صاحب لالی پور کھیری (۶) شیخ فرزند علی صاحب بانی پاربہم (۷) محمد حسین صاحب پاربہم (۸) محمد عالمگیر خاں صاحب آگرہ (۹) محمد دین صاحب جنڈولہ (۱۰) قادر شاہ خان صاحب سگرام گڈھ (۱۱) جمیعت تبلیغ مسلم معرفت حبیب قاسم صاحب کانپور (۱۲) مسلمانان پارہ چنار معرفت ارشاد احمد صاحب (۱۳) محمد صادق نظامی سہارنپور (۱۴) سید ریاض الحسن صاحب سہارنپور (۱۵) سید محمد سعید صاحب سورام ضلع الہ آباد (۱۶) محمد دین صاحب رگھبیر سنگھ پور۔ (۱۷) صوفی محمد شفیق صاحب المورڑہ۔ (۱۸) رحمت اللہ خاں نظامی ریواں۔ (۱۹) مرحومہ اہلیہ حافظ محمد اسحٰق صاحب میرٹھ (۲۰) نواب قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب مرحوم سابق وزیر اعظم ریاست دتیا۔ (۲۱) خلیل الرحمٰن صاحب بنارس (۲۲) عبد الستار صاحب بھوکرون (۲۳) محترمہ بنت نواب سر محمد مزمل اللہ خاں صاحب مرحوم علی گڈھ (۲۴) محترمہ بیگم شاہ منیر عالم صاحب مظفر نگر (۲۵) سید باقر علی صاحب مادہو پور (۲۶) محترمہ والدہ میجر شہامت اللہ خاں صاحب مراد۔

حیدرآباد اور سی۔ پی کے معاونین

(۱) محترمہ کبریٰ خاتون صاحبہ بھنڈارہ (۲) عبد الاحد صاحب برمٹھ (۳) نواب دوست محمد خاں صاحب حیدرآباد (۴) محمد عبد اللطیف صاحب حیدرآباد (۵) محمد امام الدین خاں صاحب حیدرآباد (۶) محمد علی حسین صاحب حیدرآباد۔ (۷) مولوی میر حسین علی صاحب حیدرآباد (۸) ایک مسلمان صاحب حیدرآباد (۹) مولوی محمد نظام الدین صاحب حیدرآباد

(۱۰) شیخ محی الدین صاحب بلاسپور سی۔ پی۔ (۱۱) خواجہ رشید الدین صاحب کریم نگر دکن (۱۲) مولوی سید محمد صاحب حیدر آباد۔ (۱۳) ایک شطاری درویش صاحب ایک ہزار روپے حیدر آباد دکن (۱۴) ایک نظامی خاتون صاحبہ سکندر آباد دکن (۱۵) ایک شیعہ مسلمان صاحب سکندر آباد دکن (۱۶) محترمہ اہلیہ نواب نذیر نواز جنگ بہادر حیدر آباد دکن (۱۷) محترمہ اہلیہ سید محمود صاحب قادری حیدر آباد دکن (۱۸) محترمہ آصف النساء بیگم صاحبہ خواہر اعلیٰ حضرت حضور نظام سکندر آباد دکن (۱۹) مولوی حمید احمد صاحب انصاری مرحوم حیدر آباد دکن (۲۰) مولوی محمد عبد الغنی صاحب حیدر آباد دکن (۲۱) سید عبد المنان صاحب مرحوم حیدر آباد دکن (۲۲) مولوی محمد عبد الکریم صاحب سکندر آباد دکن (۲۳) محترمہ احمدی بیگم صاحبہ ناگ پور سی۔ پی (۲۴) لفٹنٹ حبیب احمد صاحب حیدر آباد دکن (۲۵) محترمہ محبوب بانو نظامی حیدر آباد دکن (۲۶) محترمہ سعید بانو نظامی حیدر آباد دکن (۲۷) محترمہ بیگم نواب مرزا یار جنگ صاحب حیدر آباد (۲۸) محترمہ رشید النساء ملکوت بیگم نظامی حیدر آباد (۲۹) نواب محمد ابو الفتح خاں صاحب سکندر آباد دکن (۳۰) مرحومہ سالکہ خاتون نظامی حیدر آباد دکن۔

صوبہ مدراس اور بیرون ہندوستان کے معاونین

(۱) محمد صادق پٹیل صاحب ایلوو افریقہ (۲) باقر علی صاحب مدن پلی مدراس (۳) ایم۔ اے جلیل صاحب کوڈاروان مدراس (۴) ڈاکٹر فخر الدین نظامی کمپالا مشرقی افریقہ (۵) سکریٹری صاحب تبلیغ الاسلام کمیٹی لان کومارکس افریقہ (۶) محمد سرور صاحب بیش گاؤں (۷) پیر محمد ابراہیم صاحب کنانور مدراس (۸) احمدی بیگم صاحبہ ترور (۹) کپتان خان صاحب ریجقل وارڈ (۱۰) ابراہیم حسین صاحب نٹال افریقہ (۱۱) اسمٰعیل قاسم صاحب ہینیہ پورٹ لوئیس (۱۲) علی محمد عبد الکریم صاحب کوکناڈا۔

ہندی ترجمے اور تفسیر کا بیان

قرآن شریف کی ہندی تفسیر اور ترجمے کی تقطیع ۲۰×۳۰ ہے۔ اور ایک ہزار صفحات ہیں۔ اور ہر صفحے کے اوپر دائیں طرف شہنشاہ غازی عالمگیر کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن شریف کا عکسی صفحہ ہے۔ اور اس کے سامنے پاؤ صفحے میں شمس العلماء حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم کا اردو ترجمہ ہندی حروف میں ہے اور نیچے بقیہ آدھے صفحے میں قرآن شریف کا ہندی ترجمہ اور ہندی تفسیر خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر چھ برس کے عرصے میں اس طرح تیار ہوئی ہے کہ چار مسلمان مولوی ہندی جاننے والے قرآن مجید کا ہندی میں ترجمہ کرتے تھے اور دو ہندو برہمن بنارس سے بلائے گئے تھے اور ان کو معقول معاوضہ چھ برس تک دیا گیا تھا۔ جو ہندی زبان کے محاوروں کو درست کرتے تھے۔ اور پھر خواجہ حسن نظامی مولوی صاحبان کے ترجموں اور پنڈت صاحبان کے محاوروں کی جانچ کرتے تھے اور پورے غور و خوض کے بعد ترجمہ منظور ہو جاتا تھا تب چھاپے خانے میں بھیجا جاتا تھا۔ اس ترجمے کی نسبت بڑے بڑے نامی گرامی ہندو مسلمانوں نے اخبارات میں تبصرے لکھے ہیں۔ گاندھی جی نے بھی اس ترجمے کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔ الہ آباد کے مشہور پنڈت سندر لال جی نے مختلف جلسوں میں اس ترجمے اور تفسیر کی تعریف بیان کی ہے۔ جو مسلمان صرف ہندی ہی جانتے ہیں اُن کی اطلاعیں بہار اور سی۔ پی سے آئی ہیں کہ ان کو اور ان کے بیوی بچوں کو اس ترجمے اور تفسیر سے بہت فائدہ پہونچا ہے۔ ہر صوبے کی آریہ سماجوں نے اس ہندی ترجمے اور تفسیر کی ایک ایک کاپی لی ہے بعض نے قیمت دی۔ اور بعض کو بلا قیمت دی گئی۔ نو مسلموں کو بلا قیمت دی گئی۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی جب طبع ثانی تیار ہو جائے گی تو یہی اصول مد نظر رہے گا۔

خط و کتابت کا پتہ

دفتر خواجہ حسن نظامی۔ ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی لکھ دینا کافی ہے۔

جہانگیر اور شاہ جہاں اور اورنگ زیب سے لے کر بہادر شاہ تک ہر بادشاہ چشتیہ خاندان کے درویشوں کا مرید تہا۔ اور ان سب بادشاہوں کو چشتیہ خاندان کے درویش یہی نصیحت کرتے تھے کہ خدا پر بھروسہ کروگے تو دل راج کی نعمت حاصل ہوگی۔

اور میں بھی ایک چشتی فقیر کی حیثیت میں آپ سب سے جو یہاں ہیں اور ان سب سے جو دور میل دور یہاں ہیں کہتا ہوں کہ دل راج کو نہ بھولئے اور دل راج کی تیاری کیجئے اور دل راج کی تیاری یہ ہے کہ اپنے دل خدا کی طرف رکھئے اور سمجھ لیجئے کہ جب تک رنگ اور نسل اور زبان اور رفات اور امیری غریبی کا فرق آپ کے دلوں میں رہے گا اس وقت تک نہ انگریز آپ کو راج دیں گے اور نہ یہہ راج دل راج ہو سکے گا۔

تم گورے ہو یا کالے۔ زرد ہو یا لال۔ امیر ہو یا غریب عقل والے ہو یا بے عقل سب آدمی ہو۔ اور خدا کے بندے ہو تم دوسروں کا بھلا چاہوگے تمہارا بھلا ہوگا تم دوسروں کا بُرا چاہوگے تمہارا بُرا ہو جائیگا۔ جو دوسروں کو گرائیگا خود گر جائیگا۔ جو دوسروں کو ستانا چاہے گا خود ستایا جائیگا۔

اور جو ہندو مسلمان اور امیر غریب اور کالے گورے کا فرق دل سے دور کر کے سب کا بھلا چاہیگا۔ اس کا بول بالا ہوگا۔ اس کو دل راج مل جائے گا۔ وہ اس زندگی میں اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہمیشہ خوش اور دل شاد رہیگا۔

میں اپنے گھر میں پکا مسلمان ہوں تم اپنے گھر میں پکے ہندو ہو۔ یہ اپنے اپنے گھر کی چیز ہے۔ باہر آؤ تو ساری دنیا کے آدمیوں سے محبت کرو۔ سب کا بھلا چاہو۔ اور ہندوستان کو ساری دنیا کا سرتاج بنا دو۔

حسن نظامی

صدر آل انڈیا چشتی پارٹی دہلی۔

قومیں اپنی تاریخ سے زندہ ہوتی ہیں

ہندوستانی قوموں کی تاریخ

ہندوستان انگریزوں سے حاصل کی ہوئی آزادی سے زندہ نہیں ہو سکتا کیونکہ انگریزوں نے اپنے کالجوں اور اسکولوں میں ہندوستانی قوموں کو اُن کی اپنی تاریخ نہیں پڑھائی۔ اور اگر پڑھائی تو ایسی اُلٹی سیدھی کر کے پڑھائی کہ اُن کے آپس میں عناد و فساد پیدا ہو گئے۔

اس لئے میں نے ہندوستانی قوموں کو اُن کی قدیمی تاریخ سے آگاہ کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ اور سب سے پہلے مصر کی تاریخ لکھی ہے جس کا نام

تاریخ فرعون

رکھا ہے۔ جس میں مصر کے پانچ ہزار برس پہلے پُرانے زمانے کے بادشاہوں کا باتصویر تذکرہ ہے۔ مصر میں اٹھائیس خاندانوں کی حکومت رہی ہے۔ اور تاریخ فرعون میں ہر خاندان کے بادشاہوں کے باتصویر حالات ہیں۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی بعض قومیں مصر سے آئی تھیں۔ اور یہ بات پُرانے مندروں کی تصویروں سے مصر کے فرعونوں کی تصویروں سے اُن کے لباسوں سے اور اُن کے رسم و رواج سے ثابت کی گئی ہے۔ اور ہر چیز کی تصویر بھی دی گئی ہے۔ اردو زبان میں ایسی کوئی کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ قیمت مجلد تین روپے

سفرنامہ افغانستان

یہ کتاب اگرچہ تاریخی کتاب نہیں ہے لیکن اس میں افغانستان کے ایسے تفصیلی حالات ہیں اور اُن تاریخی مقامات کا بیان ہے جن کا تعلق ہزاروں برس پہلے کی ہندوستانی قوموں سے رہ چکا ہے۔ یہ سفرنامہ بھی باتصویر ہے اس میں افغانستان کے شہروں، قصبوں اور دیہات کے مفصل حالات ہیں۔ اور آبادی کی اتنی زیادہ تفصیل ہے کہ اُن کے پاس کتنے ہتھیار ہیں۔ کتنے گھوڑے ہیں۔ کتنی بکریاں ہیں اُن کا کیا مذہب ہے۔ اُن کا کیا پیشہ ہے۔ یہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔ کابل۔ غزنی۔ قندہار ہرات چشت بلخ جیسے اہم تاریخی مقامات کے مکمل حالات ہیں۔ اور ہر مقام کے نقشے بھی ہیں بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہے تصویریں سب عکسی ہیں۔ سائز بڑا ہے۔ قیمت ایک جلد پانچ روپے

جہانگیر کا روزنامچہ

شہنشاہ نورالدین جہانگیر نے خود اپنے حالات فارسی زبان میں "تزک جہانگیری" کے نام سے لکھے تھے۔ میں نے تزک جہانگیری کے ایک حصے کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اور جگہ جگہ ایک محرم راز مصاحب کے لکھے ہوئے نوٹ بھی ترجمے کے ساتھ شریک کئے ہیں۔ جن سے کتاب بہت زیادہ دلچسپ ہو گئی ہے۔ قیمت مجلد ایک روپیہ

نظامی بنسری

یہ پانچ سو صفحے کی کتاب ہے۔ مجلد ہے اور اس میں راج کمار ہردیو شہزادہ دکن کے لکھے ہوئے وہ حالات ہیں۔ جو اس نے سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کی خدمت میں حاضر رہ کر مفصل کیفیت قلم بند کی تھی اس کتاب میں تمام خواجگان چشت کے حالات بھی ہیں اور اُن سات بادشاہوں کا تاریخی تذکرہ بھی ہے جو حضرت رح کے وقت میں دلّی کے تخت پر وقتاً فوقتاً بیٹھتے رہے تھے۔ مثلاً غیاث الدین بلبن معزالدین کیقباد جلال الدین خلجی علاءالدین خلجی۔ قطب الدین خلجی اور غیاث الدین تغلق اور محمد تغلق کے وہ مستند اور معتبر احوال ہیں جو آجکل کے زمانے میں کالجوں اور اسکولوں میں پڑھنے والے نوجوانوں کو معلوم نہیں ہیں اس کتاب میں ہندو قوم کی ایک انقلابی سازش کا تفصیلی بیان بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ علاءالدین خلجی کے بیٹے قطب الدین خلجی کو ایک ہندو نے قتل کر کے کیونکر تخت حاصل کیا اور کیونکر ہندو حکومت قائم کی اور پھر کیونکر تغلق نے اس ہندو کو قتل کر کے اس ہندو حکومت کو ختم کر دیا۔ قیمت مجلد تین روپے

سب کے ملنے کا پتہ:— دفتر اخبار منادی دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

ترکِ شک - اور تلقینِ یقین کا اخبار

منادی

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء عیسوی میں جاری کیا
۹ر ۱۷ر ۲۵ر کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر علی خواجہ نظامی | مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۴۶ء عیسوی | سالانہ قیمت دو روپے

ویلکم وزیرِ ہند

ہندوستان کا دل دہلی - ہندوستان کا پایۂ تخت دہلی - ہندوستان کا سب سے زیادہ چھوٹا صوبہ دہلی

وزیرِ ہند کو ویلکم کہتا ہے

خوش آمدید۔ خوب آئے۔ اچھا کیا آئے۔ تم دلی کے مہمان ہو۔ دلی تم کو کہاں ٹھیرائے؟ کیونکہ خود دلی بے گھری ہے۔ دلی تم کو کیا کھلائے؟ کیونکہ دلی کو تمہارے نوکر تول تول کر بہت کم کھانا دیتے ہیں۔ دلی تم کو کپڑوں کا جوڑا دیتی مگر اس کے پاس کپڑا نہیں ہے۔ تم کہتے ہو۔ تم آزادی کا ایک رنگین فوٹو لائے ہو۔ جس میں فلم کی عورتوں سے زیادہ اچھی صورت والی ایک عورت کی تصویر ہے۔ جس کی آنکھ متوالی ہے جس کی عمر کم ہے اور وہ بالکل کنواری ہے۔ دہلی شہر باوجود عمر رسیدہ ہو جانے کے اب تک عشق باز ہے اور وہ تمہاری لائی ہوئی خوب صورت تصویر کا مشتاق ہے۔ تم وہ تصویر گاندھی جی کو نہ دو وہ بڈھے برہم چاری ہیں۔ تم وہ تصویر مسٹر جناح کو نہ دو وہ جوانی کو طلاق دے چکے ہیں۔ تم وہ تصویر نہرو جی کو نہ دو۔ وہ عشق بازی چھوڑ چکے ہیں۔ مولانا ابو الکلام آزاد کو بھی نہ دو۔ وہ بوڑھے کنوارے ہیں۔ عورتوں کی قدر نہیں جانتے۔ لہذا تم وہ تصویر گھنٹہ گھر دہلی پر لٹکا دو۔ اور بس۔ تمہارے ایک دادا لارڈ کلائیو نے دہلی کے ایک دادا شاہ عالم کو پنشن نام کی ایک عورت کی تصویر دی تھی۔ وہ اس عورت کی تصویر سے ایسے خوش ہوئے کہ سارا ہندوستان تمہارے دادا کو دیدیا۔ ان کے بیٹے اکبر ثانی اور ان کے پوتے بہادر شاہ بھی اس تصویر سے ہم آغوش رہے۔

پیارے وزیرِ ہند۔ ہندوستان کے دل دہلی کی یہ سچی اور کھری بات سن لو کہ ہندوستان کی آزادی کو عورت کی تصویر نہ بننے دو جس کے لئے ہندوستانی آپس میں لڑنے لگیں۔ اگر تم سچ مچ آزادی دینے آئے ہو تو پہلے ہندوستانیوں کو روٹی کپڑے کی محتاجی سے تو آزاد کرو۔ اور ہندوستان کی راشن بندی کو تو ختم کرو

وزیرِ ہند کے کان میں ایک بات

مائی ڈیر مہمان۔ جھکاؤ اپنا سر۔ اور لاؤ میرے مُنہ کے پاس اپنا کان۔ تاکہ میں ہندوستان کے دل دہلی کی طرف سے تمہارے کان میں ایک بات کہوں۔

کان کی بات

پیارے۔ میری جان۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم نے دہلی جیسے تاریخی مقام کو پنجاب کا غلام کیوں بنایا ہے کہ نام ہے دہلی کا اور حکومت کرتے ہیں پنجاب والے

تم ہوائی جہاز میں آئے ہو۔ ہوائی باتیں نہ بناؤ۔ ہندوستان کو اپنا دل دو۔ ہندوستان بھی تمہارا دل دادہ ہو جائے گا۔

ہندوستان کی روٹی کو راشن کی قید سے آزاد کرو۔ ہندوستان کے کپڑے کو کنٹرول کے جیل سے چھوڑ دو۔

اگر تم کو اس کا اختیار نہ ہو تو وزیر اعظم کو تار دو اور جلدی یہ اختیار منگالو۔

تم ایسی آزادی لائے ہو جو الکشن کے پیچ کا کھلونا ہے۔ ہندوستان کے جسم کا پھوڑا تمہارے کسی شن سے اچھا نہیں ہوگا اس کے لئے کوئی اپریشن مفید نہیں ہوگا۔

جانِ من۔ میری یہ بات سچ جانو۔ کانگرس اور مسلم لیگ کی الکشن بازی۔ پاکستان بازی اور ہندوستان بازی۔ ہندوستان کے دل کی آرزو سے کوسوں دور ہے۔ یہ سب سیاسی ہندوستانی تمہارے بھرے ہوئے گراموفون ریکارڈ ہیں۔ گا رہے ہیں۔ بول رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ کیا گا رہے ہیں۔ اور کیا بول رہے ہیں۔

ہندوستان کو الکشن کی مصیبت میں نہ ڈالو۔ اور اپنے ملک انگلستان کو بھی الکشن کی آفت سے نجات دینے کی بات سوچو۔

ہندوستان بے دینی سے آزادی چاہتا ہے۔ ہندوستان روٹی کپڑے کی آزادی چاہتا ہے۔ ہندوستان یورپ سے آئے ہوئے سینما سے آزادی چاہتا ہے ہندوستان تعلیم کی آزادی چاہتا ہے۔ ہندوستان تندرستی کی آزادی چاہتا ہے ہندوستان دل کی بے فکری چاہتا ہے اپنے لئے بھی اور تمہاری انگریز قوم کے لئے بھی۔ اور سارے یورپ کے لئے بھی۔ اور امریکہ کے لئے بھی۔ اور افریقہ کے لئے بھی اور ایشیا کے سب ملکوں کے لئے بھی۔

تم ہنسے۔ تم نے اپنا کان مجھے پاگل سمجھ کر پرے ہٹا لیا۔ مگر مجھے کچھ رنج نہیں ہوا کیونکہ میں تم کو خوب جانتا ہوں۔

انگریزوں کی حمایت کے نوٹ

(نوشتہ خواجہ حسن نظامی)

انگریز موقع شناس ہوتے ہیں

انگریز قوم میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں۔ اور کچھ برائیاں بھی ہیں۔ اُن کی برائیوں کی مخالفت مُنادی میں بھی ایک حد تک ہوتی رہتی ہے۔ اور ہندوستان کے دوسرے اخباروں میں بھی اُن کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ مگر آجکل جب کہ وزیر ہند آزادی دینے آئے ہوئے ہیں۔ اور ہندو مسلمانوں کے دلوں میں یہ سما گئی ہے کہ انگریز یہاں سے چلے جائیں گے تو ہم اپنی مرضی سے حکومت کریں گے۔ اس واسطے میں انگریزوں کی ایسی خوبیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو انگریزوں میں ہیں اور ہندوستانیوں میں نہیں ہیں یا بہت کم ہیں۔

ان خوبیوں میں ایک خوبی موقع اور محل پہچاننے کی ہے۔ یعنی انگریز قوم اپنے وقت پر جیسا موقع دیکھتی ہے ویسا ہی کام کرتی ہے۔ اور سب سے پہلے اپنی قوم کے نفع نقصان کو سمجھ لیتی ہے۔ مگر ہندوستانیوں میں یہ بات نہیں ہے۔ چنانچہ ۲ر مارچ ۱۹۴۶ء کے دن وکٹری بوئیک کے خلاف دہلی کے ہندو مسلمانوں نے مل کر مظاہرہ کیا تو موقع محل نہ پہچانا۔ بجلی گھروں کو آگ لگائی اور یہ نہ سمجھے کہ اس سے ہمارے گھروں میں اندھیرا ہو جائیگا۔ ہمارے چھاپے خانے بند ہو جائیں گے جو بجلی سے چلتے ہیں۔ آگ بجھانے کے انجن کو آگ لگائی تو یہ نہ سمجھا کہ شہر میں کہیں آگ لگے گی اور آگ بجھانے کے انجن نہ ہوں گے تو خود ہمارا ہی نقصان ہوگا۔ ٹاؤن ہال کو آگ لگائی تو یہ خیال نہ کیا کہ ٹاؤن ہال ہندو مسلمانوں کا ہے۔ یا انگریزوں کا ہے اُس کے کاغذات جل جائیں گے تو ہمارا نقصان ہوگا یا انگریزوں کا نقصان ہوگا۔

انگریز ایسا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اُن کی تعلیم بہت اچھی ہوتی ہے۔ اور دوسرے تربیت ایسی دی جاتی ہے کہ وہ بچپن ہی سے اپنی ذاتی اور اپنی قومی اور اپنی ملکی اچھائی بُرائی سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کچھ یہ وجہ بھی ہے کہ وہ ٹھنڈے ملک کے ہیں اُن کو غصہ جلدی نہیں آتا۔ اور وہ غصے میں اندھے نہیں ہو جاتے۔

انگریزوں کی موقع شناسی کا اندازہ کرنا ہو تو اس سے اندازہ کرلو کہ صبح نہایت مغرور نظر آتے ہیں۔ اور دوپہر کو بہت ملنسار بن جاتے ہیں اور شام کو سگے بھائیوں کی طرح دوست نظر آنے لگتے ہیں۔ اور جب تم ایک دن میں اُن کے یہ تین رنگ دیکھو تو سوچو کہ اُنھوں نے ایسا کیوں کیا۔ اور وہ ایسے کیوں بنے تو تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ صبح کے وقت اُنھوں نے موقع کو پہچان کر فیصلہ کر لیا تھا کہ موقع غرور اور گھمنڈ دکھانے کا ہے۔ اور دوپہر کو اُنھوں نے سمجھا کہ موقع ملنسار بن جانے کا ہے۔ اور شام کو اُن کو ایسا موقع دکھائی دیا کہ اب ہندوستانیوں کا گہرا دوست بن جانے کی ضرورت ہے۔

اُردو زبان میں اس کو زمانہ سازی کہتے ہیں اور فارسی میں ایک کہاوت ہے۔

زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز

اگر زمانہ تجھ سے سازگاری نہ کرے تب تو خود زمانے سے سازگاری کا کام شروع کردے۔ مگر ہندوستانی ایسا نہیں کرتے۔ البتہ ہندوؤں میں بعض ایسے سمجھدار لوگ پائے جاتے ہیں جو انگریزوں سے زیادہ موقع شناس ہیں۔ مگر مسلمانوں میں ایسا کوئی موقع شناس نظر نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ عوام میں کچھ موقع شناس لوگ ہوں۔ مگر مسلمان لیڈروں میں نیچے سے لیکر اوپر تک اور اوپر سے لیکر نیچے تک ایک لیڈر بھی موقع شناس نہیں ہے۔ بلکہ ان میں یہ عیب بھی ہے کہ اگر کوئی موقع شناسی کی بات بتائے تو اُس کی ہنسی اُڑاتے ہیں۔ اور اُس کی بات کو نہیں مانتے۔ چنانچہ خود مجھے اس کا تجربہ ہوتا رہتا ہے کہ جب میں مسلمانوں کو مصلحت وقت کی بات بتاتا ہوں تو وہ حقارت کی ہنسی ہنستے ہیں اور کہتے ہیں "تین میں نہ تیرہ میں سُتلی کی گرہ میں" مینڈکی کو بھی زکام ہوا۔ ان کو بھی لیڈر بننے کا شوق ہوا ہے"۔

انگریزوں کی یہ حالت ہے کہ جب اُن کے قومی اور ملکی اخبار کوئی رائے شائع کرتے ہیں تو حکومت کے بڑے بڑے افسر اور قوم کے بڑے لیڈر فوراً اُس رائے کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ رائے قوم اور ملک کے لئے مفید ہو۔ سر کرپس جب پہلے ہندوستان میں آئے تھے تو اس بات کو جانتے تھے کہ مسٹر چرچل نے اُن کو صدقے کا بکرا بنایا ہے۔ کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ کرپس کا برطانی عوام پر بہت زیادہ اثر ہے ایسا نہ ہو کہ وہ وزیر اعظم بن جائے۔ اس واسطے ہندوستان کی گتھی سلجھانے کے لئے بھیج دیا کیونکہ جانتے تھے کہ ہندوستان کے ہندو مسلمان موقع ناشناس ہیں۔ وہ کرپس کی بات نہیں مانیں گے اور کرپس برطانی قوم میں بدنام ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب جبکہ مسٹر چرچل کے عروج کا زمانہ ختم ہو گیا ہے تو لیبر پارٹی کی وزارت نے کرپس کو موقع شناسی کی وجہ سے ساتھ لیا ہے۔ کہ کرپس ہندوستانیوں کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اور ہندوستانی دماغوں کے اُتار چڑھاؤ کا رُخ جانتا ہے۔ یہ ساتھ ہوگا تو سب منصوبے حسب منشا پورے ہو جائیں گے۔ اس کو کہتے ہیں موقع شناسی۔

ہندوؤں کی حمایت کے نوٹ

ورن آشرم دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے نہ پہلے کبھی تھی جیسی ہندوستان کی ہندو قوم ہے کیونکہ ہندو قوم نے ہزاروں برس پہلے انسانوں کی دماغی اور باطنی قوتوں کو پہچانا۔ اور زندہ رہنے کا ایک صحیح راستہ معلوم کیا جس کو اُن کی زبان میں ورن آشرم کہتے ہیں اور بول چال میں ذات پات کا بندھن بھی بولا جاتا ہے۔

اگرچہ میں نے تاریخ فرعون یعنی تاریخ مصر لکھتے وقت مصریوں کے اٹھائیس خاندانوں کا تاریخی حال لکھا۔ اور اُس میں مصری قوم کی علمی اور فہمی برتری کو مانا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ مصری قوم کو ہندو قوم پر برتری حاصل نہیں ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ مصری قوم کی ادھوری تہذیب نے ہندوستان میں آنے کے بعد تکمیل اور کمال کا درجہ حاصل کیا۔

میرا یہ عقیدہ ہمیشہ سے ہے کہ رومی قوم اور یونانی قوم اور مصری قوم اور کلدانی قوم کا عروج اب ختم ہو چکا ہے۔ اور کوئی آثار ایسے نہیں پائے جاتے جن سے یہ سمجھا جائے کہ مذکورہ قوموں کی تہذیب دوبارہ زندہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اُن قوموں میں ورن آشرم نہیں تھا یعنی ذات پات کا بندھن نہیں تھا۔ مگر ہندو قوم ہزاروں برس سے زندہ ہے اور اگر ورن آشرم قائم رہے تو وہ آئندہ بھی ہزاروں برس تک زندہ رہ سکتی ہے۔

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ہندو قوم کے موجودہ لیڈر گاندھی جی اور نہرو جی ذات پات کے بندھن کو توڑنا چاہتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ یہ بندھن اتنا زیادہ مضبوط ہے کہ مذکورہ لیڈر اس بندھن کو کبھی نہ توڑ سکیں گے۔ اور اگر قدرت ہی کو یہ منظور ہو کہ ہندو قوم پاش پاش ہو جائے تو ممکن ہے کہ یہ لیڈر کامیاب ہو جائیں مگر مجھے تو آج ورن آشرم کی طاقت اپنی مسلمان قوم کو سمجھانی ہے۔ تاکہ وہ اُن ہندوؤں کو جو اُن کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ اور جو ایک ہزار برس تک اُن کے محکوم رہ چکے ہیں اچھی طرح سمجھیں تاکہ آئندہ ہندو مسلمان ایک دوسرے سے مل کر زندگی بسر کر سکیں۔

ورن آشرم یا ذات پات کا بندھن منو جی نے قائم کیا تھا۔ جن کو ہندو عقائد کے بموجب لاکھوں برس ہوئے۔ اور نئی تحقیقات کے بموجب ہزاروں برس ہوئے۔ منو جی نے سب سے اونچی ذات برہمن قرار دی تھی۔ اور دوسری ذات چھتری۔ اور تیسری ذات ویش۔ اور چوتھی ذات شودر۔ اور کم علم یا بے علم ہندوؤں کو مطلب سمجھانے کے لئے یہ کہا تھا کہ دنیا میں سب سے پہلے برہما پیدا ہوئے اور برہما کے سر سے برہمن اور بازوؤں سے چھتری اور پیٹ سے ویش اور ٹانگوں سے شودر پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے منو جی نے بتایا کہ برہمن چونکہ برہما کے سر سے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے اُن کا کام دماغی اور مذہبی ہوگا۔ اور چھتری چونکہ بازوؤں سے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے اُن کا کام حکومت اور جنگ و جدل ہوگا۔ اور ویش چونکہ پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے اُن کا کام تجارت و زراعت یعنی پیٹ بھرنے کا کام ہوگا۔ اور شودر چونکہ ٹانگوں سے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے اُن کا کام محنت اور مزدوری اور اوپر کی تینوں ذاتوں کی خدمت ہوگا۔

اونچی ذاتوں نے چوتھی ذات شودر کو ذاتی نفسانیت سے ذلیل اور کمتر اور اچھوت بنا دیا ہے۔ ورنہ منو جی کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا۔ انھوں نے ہندو قوم کے کاموں کو الگ الگ ذاتوں میں بانٹ دیا تھا۔ اور چاروں کا درجہ اپنے اپنے کام کے لحاظ سے برابر کا درجہ رکھا تھا۔ پس اگر ہندو قوم کے لیڈر ورن آشرم کی اصلاح کرنی چاہیں تو وہ یہ کر سکتے ہیں کہ ہر ایک ذات اپنے اپنے کام میں مضبوط ہو جائے اور دوسری ذاتوں کو کمتر اور حقیر نہ سمجھے۔ اس بندھن کو توڑنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

مشترکہ خاندان ورن آشرم کے بعد ہندو قوم کی ایک خوبی مشترکہ خاندان کا رواج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کا سوشل نظام مسلمانوں سے بہتر ہے۔ اس مشترکہ نظام میں یہ خوبی ہے کہ ہر کنبے اور خاندان کا ایک آدمی اپنے کنبے کا ذمے دار اور راجہ ہوتا ہے اور یہ رواج بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے دنیا کی اور کسی قوم میں نہیں ہے۔ لہٰذا کانگریس اور مسلم لیگ کے لیڈر اگر ہندوستان کا نیا آئین بنانے کا اختیار حاصل کر سکیں تو اُن دونوں کو اپنے سیاسی اختلافات طے کرنے کے بعد سب سے پہلے ورن آشرم اور مشترکہ خاندان پر غور کرنا چاہیئے۔ اس سے ہم سب ایک قوم بن جائیں گے۔ مسلمان اپنی قومیت میں قائم رہیں گے۔ اور ہندو اپنی چاروں ذاتوں کی قومیت میں قائم رہیں گے لیکن حکومت کا اور رہنے سہنے کا آئین ورن آشرم اور مشترکہ خاندان سے سیکھنا ہوگا۔

ایک اعتراض مجھے ہندو قوم کے رہنے سہنے کی خرابیوں پر اعتراض ہے۔ کیونکہ وہ باوجود ہزاروں برس پہلے کے لیڈروں کی تعلیم و تربیت دینے کے آج تک رہنے سہنے کی اور کھانے پہننے کی خوبیوں سے محروم ہیں۔ اُن کے مکان ہوا اور روشنی سے محروم ہوتے ہیں۔ اُن کا کھانا بہت ثقیل ہوتا ہے۔ اور اُن کا لباس بھی شائستگی سے محروم ہے۔ پس آئین بناتے وقت میرا یہ اعتراضی نوٹ بھی سامنے رہنا چاہیئے۔

مسلمانوں کی حمایت کے نوٹ

اخوتِ اسلامی اگرچہ مسلم لیگ کے پاکستان کی حمایت کرتا رہتا ہوں۔ مگر سچ یہ ہے کہ پاکستان سے بہت زیادہ یقینی اور سچی چیز اخوتِ اسلامی ہے یعنی مسلمانوں کا بھائی چارہ۔ اور یہ ایک ایسی عجیب اور مضبوط طاقت ہے جو دُنیا کی کسی قوم کو میسر نہیں ہے۔

جب مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح نے وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی کی تقریر کی تردید میں کہا کہ ہم مسلمان اقلیت نہیں ہیں بلکہ ایک مستقل قوم ہیں تو یہ بات نہ ہندو لیڈروں کی سمجھ میں آئی۔ نہ انگریزوں کی سمجھ میں آئی۔ اور غالباً امریکہ اور روس اور دوسرے اتحادیوں کی سمجھ سے بھی یہ بات دور رہی ہوگی۔ کیونکہ وہ سب اسلامی اخوت سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ مجھ سے ابھی حال میں چند بڑے بڑے انگریز ملے اور انھوں نے مجھ سے سوال کیا کہ اسلام ایک مذہب ہے۔ قوم نہیں ہے۔ قوم کا منشا یہ ہوتا ہے کہ جس ملک میں جو لوگ رہتے ہوں وہ اُس ملک کی قوم ہیں۔ مثلاً جو لوگ ملک عرب میں رہتے ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو عراق میں رہتے ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو ایران میں رہتے ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو ہندوستان میں رہتے ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو روس میں رہتے ہیں وہ ایک قوم ہیں۔

تو میں نے ان انگریزوں کو جواب دیا "اسلام کی یہ ایک مخفی طاقت ہے جس کو آپ لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ ہمارے رسولؐ اگرچہ عرب میں پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ خود عرب نسل میں تھے۔ لیکن اُن پر جو قرآن نازل ہوا اُس نے تمام دُنیا کے آدمیوں کے قومی اختلافات اور مذہبی اختلافات۔ اور رنگ کے اختلافات اور امیری غریبی کے اختلافات دور کرنے کے لئے اخوتِ اسلام کے نام سے ایک اصول بنا دیا۔ جو بہت سادہ اور عام فہم اصول ہے اور جس کی بنیادی شرط بھی بہت سادہ اور عام فہم ہے۔ یعنی جو شخص یہ مان لے کہ خدا ایک ہے۔ اور محمدؐ خدا کے بھیجے ہوئے رسول تھے۔ تو وہ اسلامی اخوت کا ممبر ہو جائے گا۔ چاہے اس کا کوئی بھی مذہب ہو۔ اور چاہے وہ کسی ملک کا ہو۔ کالا ہو۔ گورا ہو۔ لال ہو۔ زرد ہو۔ اور کوئی زبان بھی بولتا ہو۔ اور کسی ملک میں بھی رہتا ہو۔ جس وقت وہ یہ کہے کہ میں خدا کو ایک مانتا ہوں۔ اور محمدؐ کو خدا کا رسول مانتا ہوں تو وہ فوراً عالمگیر برادری کا ممبر بن جائے گا۔ لہٰذا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان بھی اخوتِ اسلام کے لحاظ سے ایک قوم ہیں۔ اور افغانستان اور ایران اور چین اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ کے مسلمان بھی ایک قوم ہیں۔ اُن کے سیاسی اور سوشل حقوق اور رسم و رواج کچھ بھی ہوں۔ اُن کا اثر اصولِ اخوت پر نہیں پڑتا۔ یعنی ہر ملک کے کالے گورے لال زرد امیر غریب مسلمان اپنے اپنے ملک کی ایک مسلمان قوم ہیں۔ اور اُن پر اسلام نے فرض عائد کر دیا ہے کہ وہ دنیا کی ہر مسلمان قوم کے بھائی ہیں۔ کیونکہ اخوت عربی لفظ ہے جس کے معنی بھائی چارے کے ہیں۔

ایک باریک نکتہ میں نے اُن انگریزوں سے یہ بھی کہا کہ اگر آپ اس وقت میرے سامنے یہ کہہ دیں کہ آپ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور محمدؐ کو خدا کا رسول مانتے ہیں تو میں فوراً آپ کو بھی اپنا بھائی ماننے کے لئے مجبور ہو جاؤں گا۔ ایک انگریز نے ہنس کر کہا تو کیا میری عیسائیت قائم رہ سکے گی؟ میں نے کہا یقیناً آپ کی عیسائیت قائم رہے گی۔ آپ کا لباس قائم رہے گا۔ آپ کے رہنے سہنے کا طریقہ قائم رہے گا۔ آپ کی غذا قائم رہے گی۔ آپ کے وہ حقوق جو برطانی تاج اور برطانی قومیت کے لحاظ سے آپ کو حاصل ہیں۔ سب کے سب قائم و برقرار رہیں گے۔

دوسرے انگریز نے سوال کیا "اگر میں شراب پیوں۔ جوا کھیلوں۔ نماز نہ پڑھوں۔ روزہ نہ رکھوں تب بھی میں اسلامی اخوت کا ممبر رہ سکوں گا؟" میں نے کہا یقیناً اگر ایک دفعہ آپ خدا کو ایک مان لیں اور محمدؐ کو رسول مان لیں تو پھر اگر آپ شراب پئیں یا جوا کھیلیں یا سؤر کا گوشت کھائیں۔ یا نماز نہ پڑھیں۔ روزہ نہ رکھیں۔ حج نہ کریں۔ زکوٰۃ نہ دیں۔ تب بھی آپ اسلامی اخوت کے ممبر رہیں گے کیونکہ آج لاکھوں کروڑوں مسلمان ان گناہوں میں مبتلا ہیں لیکن وہ اسلامی اخوت کی ممبری سے خارج نہیں ہوئے ہیں۔ کیونکہ اسلامی اخوت کا اصول صرف اتنا ہے کہ خدا کو ایک مانا جائے۔ اور محمدؐ کو رسول مانا جائے باقی سب چیزیں ذاتی عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اصول پر انفرادی اور ذاتی اعمال کا اثر نہیں پڑتا۔

تیسرے انگریز نے سوال کیا اگر ہندو اور سکھ اور پارسی جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اسلام کا یہ اصول مان لیں تو کیا مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح پاکستان کا مطالبہ چھوڑ دیں گے؟

میں نے جواب دیا۔ یقیناً چھوڑ دیں گے۔ اس شرط کے ساتھ کہ ہر قوم کے ذمہ دار لیڈر اپنی اپنی قوموں کی طرف سے اعلان کر دیں کہ وہ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور محمدؐ کو رسول مانتے ہیں۔ اور اسلامی اخوت کے ممبر ہیں۔

میں نے یہ بھی کہا کہ میں سیاسی لڑائیوں اور جھگڑوں کو ایسا ہی ایک گناہ سمجھتا ہوں جیسے گناہوں کا ابھی آپ نے ذکر کیا۔ پس یہ جھگڑے بھی اسلامی اخوت کے اصول کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے۔

بیشک میں مانتا ہوں کہ سب سے پہلے امیر معاویہ نے اسلامی اخوت سے انحراف کر کے اپنی خاندانی حکومت قائم کی۔ اور اُن کے بعد بنی عباس نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور بعد کے سب مسلمان بادشاہ بھی ایسا ہی کرتے رہے اور میں ان سب کو بھی اسلامی اخوت کا ایک گنہگار سمجھتا ہوں۔ مگر اسلامی اخوت سے خارج نہیں سمجھتا۔

یہ سننے کے بعد وہ سب انگریز ایک دوسرے کو دیکھ کر حیرت زدہ سے ہو گئے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا "اگر اسلامی اخوت ایسی ہی ہے جیسی آپ نے بیان کی ہے تب تو ساری دُنیا کی لڑائیاں ختم ہو جائیں گی"۔ میں نے کہا اسلام کے ظہور کا اصل مقصد تو یہی تھا کہ ساری دُنیا کے انسانوں کا اختلاف دور ہو جائے۔ مگر مجھے اپنی ذات اور اپنی برادری کا فائدہ اتنا عزیز ہے کہ میں دوسروں کو بھول جانا چاہتا ہوں۔ اور آپ کو اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے چھوٹے سے جزیرے سے اتنی محبت ہے کہ آپ اور سب کو اپنا غلام بنا لینا چاہتے ہیں۔ بیچاری اخوت اسلام کا اس میں کیا قصور ہے۔ میں نے تو ۱۹۱۱ء میں برطانی شہنشاہ جارج پنجم کو اسلام کی دعوت اسی غرض سے دی تھی کہ برطانیہ اسلام قبول کرنے سے دُنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے تو دوسرے غیر مسلم بادشاہ بھی اسلامی اخوت کا اصول تسلیم کر لیں گے۔ اور ساری دُنیا کے جھگڑے اور فساد دور ہو جائیں گے۔ اور سب کالے گورے لال زرد امیر غریب ایک قوم بن جائیں گے۔

گفتگو ختم ہوئی تو چلتے وقت ایک انگریز نے کہا محمدؐ کو رسول ماننے کی شرط نہ لگائی جائے تو میں اسی وقت اسلامی اخوت کا ممبر ہونے کے لئے کہوں گا کہ اللہ ایک ہی ہے۔ میں نے کہا آپ اگر محمدؐ کو رسول نہ مانیں اور صرف اتنا مان لیں کہ اللہ کے ایک ہونے کا اصول مجھے ایک عرب کے ذریعے معلوم ہوا جن کا نام محمدؐ تھا تو میں اسپیشل حق دے کر آپ کو بھی اسلامی اخوت کا ممبر مان لوں گا۔

آج کا نوٹ یہیں ختم کرتا ہوں۔ اور آئندہ پرچوں میں تینوں قوموں کی حمایت کے ایسے ہی مضامین لکھتا رہوں گا۔ جن میں تینوں قوموں کی خوبیوں کو قلم بند کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

وزیر ہند نے کھانا کم کر دیا

جب دلی میں وزیر ہند اور اُن کے ساتھی آئے اور وائسرائے کے ہاں ٹھیرے تو اُن کے لئے اُن کی عزت اور شان کے مطابق کھانے کا انتظام کیا گیا۔ لیکن مجھے ایک نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وزیر ہند اور اُن کے ساتھیوں نے کہا "ہم کئی کئی قسم کے کھانے نہیں کھائیں گے صرف ایک قسم کا کھانا کھائیں گے کیونکہ وائسرائے نے بھی اپنی خوراک کی مختلف اقسام میں کمی کر دی ہے۔ اور ہندوستانیوں کو بھی راشن کم ملتا ہے اس واسطے ہم بھی اتنا ہی کھانا کھائیں گے جتنا ہندوستانیوں کو دیا جاتا ہے۔"

اگر یہ خبر مجھے ذاتی ذریعے سے معلوم نہ ہوتی اور صرف اخباروں میں چھپتی تو میں خیال کرتا کہ یہ رعایا کو خوش کرنے کا پروپیگنڈہ ہے۔ مگر مجھے اس خبر کا اتنا ہی یقین ہے جتنا خود اپنے کھانے کا یقین ہے کہ وزیر ہند اور اُن کے ساتھیوں نے کھانوں کی اقسام کو کم کر دیا ہے اور بہت کم مقدار میں وہ سب لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ اور اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ انگریز جو کچھ دوسروں سے کہتے ہیں۔ خود بھی اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اور یہ عمل قرآن مجید کی تعلیم پر عمل ہے۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "تم ایسی بات نہ کہو جس پر خود عمل نہ کرو" لہٰذا میں ہندوستان کے امیروں خاص کر مولویوں اور پیروں کو قرآن کے اس حکم کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے حکمرانوں کی زندگی سے سبق لیں اور کھانوں کی اقسام کی کثرت کو ترک کر دیں۔ صرف پیٹ بھرنے کے قابل یا زندہ رہنے کے لائق غذا کھایا کریں۔

ہل چل رہے ہیں

میں نے وائسرائے کے محل کے چاروں طرف اور باغ کے اندر اور نئی دہلی کی عمارتوں کے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہل چلائے جا رہے ہیں۔ جہاں کھانے پینے کی چیزیں بوئی جائیں گی۔ ہم ہندوستانیوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ میں بھی اپنے گھر کے آس پاس کی خالی زمینوں میں وہ سبزیاں بونی چاہتا ہوں جن سے مجھے اور میرے بچوں کو غذا حاصل ہو سکے اور میں راشننگ افسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور کھانا مانگنے کی ذلت سے محفوظ رہ جاؤں۔

شکریہ کہ میں راشننگ دہلی کے ذمہ دار افسروں کا شکر گذار ہوں کہ وہ میری جا و ناجائز نکتہ چینیوں سے خفا نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے عرس کے ہزاروں زائرین کی آسائش کے لئے دہلی ہو ملوے جانشین

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۵ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۶ء بدہلی

ایوانِ اُردو لائبریری کے نقشے ۱۹۳۱ء میں ایوان اُردو لائبریری کی تعمیر کے نقشے نئی دہلی میونسپل کمیٹی میں منظور ہو گئے تھے۔ اور ایک حصہ غالب منزل کے نام سے بن بھی گیا تھا۔ مگر جب اینٹوں اور سمنٹ وغیرہ کا ملنا ناممکن ہو گیا تو تعمیر رک گئی گذشتہ عرس کے موقع پر یعنی آج سے ایک سال پہلے یہ ایوان پانچ ہزار روپے کی لاگت سے تیار کرایا تو خاندانی مخالفین نے نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے افسروں سے مل کر میرا چالان کرایا یعنی مجھ پر مقدمہ چلا کہ منظور شدہ نقشے کے خلاف کچھ چیزیں اس میں بن گئی ہیں۔ اور نقشہ گم ہو گیا تھا۔ آخر کار ریذیڈنٹ مجسٹریٹ صاحب نئی دہلی نے میرے خلاف فیصلہ کیا۔ اور پانچ ہزار روپے لاگت کی عمارات مسمار کرائی گئیں جس سے میرے مخالفوں کے اور نئی دہلی میونسپل کمیٹی والوں کے دل خوش ہوئے۔

اس سال حیدرآباد سے جنوری کے آخر میں واپس آیا تو گم شدہ نقشوں کی نقلیں کرائیں اور ایک بڑی رقم خرچ کر کے اُن کو مکمل کرایا اور پھر میجر ڈین صاحب صدر نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے پاس خود لے کر گیا۔ اور انھوں نے اُس پر "ارجینٹ لی" (جلدی توجہ کے قابل) لفظ لکھ کر کمیٹی میں بھیج دیا میجر ڈین صاحب نے نقشوں کے ساتھ یہ نوٹ بھی لکھا تھا کہ چونکہ ۲۲ر مارچ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا سالانہ عرس ہونے والا ہے۔ اور یہ نقشے منظور شدہ ہیں اس واسطے فوراً ان کی تجدید منظور کر لی جائے۔ یہ ذکر فروری کے آخری ہفتے کا ہے۔ مگر نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے افسر صاحبان میرے مخالفین کے دوست ہیں۔ اور سات آٹھ برس سے اپنی دوستی کے حقوق و فرائض اس طرح ادا کر رہے ہیں گویا وہ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں یہاں سے ہجرت کر کے کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ سات آٹھ برس کے عرصے میں جتنے نقشے میں نے داخل کئے وہ سب نامنظور ہوئے۔ اور ایوانِ اُردو لائبریری کے علاوہ کئی دوسری عمارتیں معمولی فروگذاشتوں کے سبب مسمار کرائی گئیں۔

اور کمیٹی کے انسپکٹروں نے عام مجمع میں میری توہین کی۔ اور میں صبر کرتا رہا۔ لیکن جب میجر ڈین جیسے مضبوط اور انصاف پسند صدر مقرر ہوئے تو مجھے یقین ہوا کہ اب میری تکلیفوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن جب میں نے یہ سُنا کہ نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے بعض کارندوں کو میرا میجر ڈین کے پاس پہنچ جانا ناگوار ہوا ہے اور اُنھوں نے علی الاعلان کہا ہے کہ جہاں تک ہو سکیگا ان نقشوں کی تجدید منظور نہیں کی جائے گی۔ اس لئے میں نے مسٹر ہن راہن کو یاددہانی کا خط اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجا۔ اور اس سے پہلے میں خود بھی اُن کے پاس پہنچ گیا تھا۔ مگر مسٹر ہن راہن نے نہ مجھے خط کا جواب دیا نہ اب نقشے منظور کئے گئے۔ فروری ختم ہو گیا۔ اور اب مارچ بھی قریب ختم ہو گیا اور عرس میں دو تین دن رہ گئے ہیں۔ اب اگر نقشے منظور ہو کر آ بھی جائیں تو اُن کا آنا بیکار ہے۔

عُرس کی دوکانیں جو درگاہ شریف کے بڑے دروازے کے سامنے سڑک کے دونوں طرف دوکانیں لگ گئی ہیں۔ اور اس طرح دوکانیں لگائی گئی ہیں کہ کوئی تانگہ گذر نہیں سکتا۔ اور پیدل چلنے والے بھی بمشکل گذرتے ہیں۔ کیونکہ دونوں طرف آگ کی بھٹیاں سلگتی رہتی ہیں۔ اس بازار کا کرایہ تقریباً چار ہزار روپے سالانہ وہ صاحب لیتے ہیں۔ جو نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے پرانے منظورِ نظر ہیں۔ اور جب عرس کے زائرین اپنی تکلیفوں کی شکایت کرتے ہیں کہ دوکانوں کی وجہ سے اور بھٹیوں کی وجہ سے پیدل چلنے کا راستہ بھی کم ہو گیا ہے۔ تو کمیٹی والے اُن کو دھمکا دیتے ہیں۔

سید حسن نظامی بمبئی کے حاضر باش آ گئے تھے اور بھی بہت سے ملنے والے آئے تھے قاضی فیروز الدین صاحب بھی ملنے آئے تھے اور بمبئی والے سیٹھ یعقوب صاحب لال جی بھی چند دوستوں کے ساتھ آئے تھے چار ٹوکرے مٹھائی کے اور پھولوں کی چادریں ساتھ لائے تھے۔ اور میں نے درگاہ شریف میں ساتھ جا کر نیاز دلوائی تھی۔ اور پھولوں کی چادریں چڑھوائی تھیں۔ سیٹھ یعقوب شیعہ ہیں۔ مگر ان کو اور ان کے والد کو اس درگاہ سے بہت عقیدت ہے۔

بجلی پانی کا بل کہ آج درگاہ شریف کی برقی روشنی اور مسافر خانے اور وضو خانے کے پانی کا بل ادا کرنے خود کمیٹی میں گیا تھا کیونکہ بلوں کے حسابات میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ کمیٹی کے ہندو اہلکاروں نے بہت اچھا برتاؤ کیا اور مجھے حسابات سمجھا دئے۔ اور میں نے بلوں کے ایک سو پچپن روپے کچھ آنے ادا کر کے رسید لے لی۔

۱۶ ربیع ثانی ۲۱ مارچ جمعرات دہلی کو عرس کے زائرین کہ نورالحسن خان صاحب

عبدالغنی صاحب کتب فروش انبالہ سنبھل مرادآباد کے شاہ محمد یعقوب صاحب معہ رفقاء رسالہ بلند شہر کے محمد اسمٰعیل نومسلم نظامی اور سعادت اللہ خاں صاحب حیدرآبادی اور مولانا عشقی نظامی کے چھوٹے بیٹے ابوطالب نظامی عرس میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ حاجی بشیر صاحب فرش اور خیمے اور روشنی کے ہنڈے لے کر آئے ہیں۔ جمعرات کے حاضرباش اُستاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے۔ چودھری چمن علی نظامی بھی آئے تھے یعقوب صاحب اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ آئے تھے۔ عزیز صاحب میرٹھی گیتوں کی ایک کتاب پر تبصرہ لکھوانے آئے تھے مرادآباد کے قوال عبدالسلام کی چوکی آئی ہے۔ رام پور کے قوال صابر حسین و مظفر حسین بھی آئے ہیں۔ علی گڑھ کے محمود خاں صاحب جو قفلوں کے کارخانے کے مالک ہیں۔ خواتین کے ساتھ آئے ہیں۔ اور یہ سب سوائے حاجی بشیر کے میرے مسافر خانے میں ٹھیرے ہیں۔ میں نے مسافر خانے میں بجلی کی فٹنگ کرادی ہے۔ پانی کا نل بھی لگا دیا ہے۔ مگر نلوں میں پانی بہت کم آتا ہے۔ نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے ہیلتھ سیکشن کی طرف سے ایک سکھ انسپکٹر صاحب آئے ہیں۔ اور میرے مشورے کی موافقت سے مسافر خانے کے سامنے سرکاری پاخانے کھڑے کرائے ہیں۔ کیونکہ میں نے اس سے پہلے جو بارہ پاخانے مسافر خانے کے سامنے بنوائے تھے وہ درگاہ کے مخالفین کے کہنے سے کمیٹی والوں نے مسمار کرادئے تھے۔

حجرہ قدیم آج میں دن بھر اُس قدیمی حجرے میں رہا تھا۔ جو حضرت امیر خسروؒ کے مزار کے پائین ہے۔

درگاہ میں بھی آج زائرین عرس بہت زیادہ آگئے ہیں۔ خان بہادر کرنل مقبول حسن قریشی سابق وزیر بھاولپور بھی ملنے آئے تھے۔ مہدی کا بخار بڑھ گیا ہے۔ آج علی سجاد شاہ صاحب سول سرجن اور ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو دکھانے لے گئے تھے۔

پاک دل کی خدمت پاک دل محمد حسین دہلی نظامی دس بارہ دن سے آئے ہوئے ہیں۔ اور رات دن خدمت کرتے ہیں۔ مزارات کے نئے کتبے لکھے ہیں۔ خاکسار صاحب کے مزار کے سنگین کتبوں میں سیاہی بھری ہے۔ قوالی ہال کی پندرہ جوڑیاں رنگی ہیں۔ مسافر خانے کی سترہ جھڑیوں پر روغن کیا ہے۔

غریب قوال کی خدمت میرے مسافر خانے میں میرا ایک بوڑھا مرید قوال یارو نظامی اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے۔ پانچوں وقت کی اذان دیتا ہے۔ اور پابندی سے نماز پڑھتا ہے۔ اور درگاہ شریف میں صبح شام گاتا بھی ہے۔ پہلے یہ کسی تھیٹر میں ایکٹر تھا۔ آواز بہت اچھی ہے۔ گذشتہ عرس کے موقع پر بھی اُس نے لنگر کے لئے پانچ روپے دئے تھے۔ اور اس سال بھی دئے ہیں۔ میں نے کہا تم متوکل ہو۔ تمہاری خدمت مجھے کرنی چاہئے۔ تمہارے لئے بس یہی کافی ہے کہ تم دونوں وقت مزار شریف کے سامنے بیٹھ کر گاتے ہو۔ مگر یارو نے کہا مجھے لنگر کی سعادت سے محروم نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک دل قوال کی عبادت کے طفیل میرے مقاصد بھی پورے فرمائے۔

۱۷ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

آج کے حاضرین عرس شریف کی شرکت کے لئے آج پریمی نظامی احمدآباد سے اور محمد صمد نور خاں نظامی وکیل ایٹہ یوپی سے اور صوفی خدا بخش صاحب لاہور سے اور محمد سالم نظامی کان پور سے اور نواب نظامی لاہور سے اور عبدالعزیز صاحب کان پور سے اور محمد عظیم پریم راگی قوال اجمیر شریف سے اور صاحبزادے مولانا سید جعفر میاں صاحب اجمیر شریف سے اور بھیا فقیر عشقی صاحب مع خواتین دہلی سے آئے ہیں۔ صاحبزادے سید یوسف میاں صاحب مہاراج بھی اجمیر شریف سے آئے ہیں۔

راشننگ کارڈ مسٹر راماوبانی اور اُن کے شریک کار خواجہ عبدالحمید صاحب کی مہربانی سے زائرین عرس کے راشن کارڈوں کا بہت اچھا انتظام ہوگیا ہے دہلی جنکشن پر ایک دفتر کھولا گیا ہے۔ جہاں ریل سے اترتے ہی زائرین کو راشن کارڈ دیئے جاتے ہیں۔ اور مجھے بھی فارم بھیج دئے گئے ہیں۔ جن میں آنے والوں کے نام اور مقام لکھ کر دہلی کے سرکاری آفس میں بھیجتا ہوں۔ اور وہاں سے فوراً دفتر کا آدمی راشن کارڈ مجھے لاکر دیدیتا ہے اور میں اسی وقت خوراک کا سامان خرید کر لنگر کی پکوائی میں شریک کردیتا ہوں۔

قوالوں کا امتحان آج بھی میں دن بھر اپنے حجرہ قدیم میں بیٹھا رہا۔ اور قوالوں کی نوچوکیوں کا امتحان لیا۔ کیونکہ کل رات کو میرے گھر سے قوالی ریڈیو میں نشر ہوگی امتحان اس لئے لیا تھا کہ قوالوں کو ریڈیو میں گانے کا طریقہ بتادیا جائے۔ اور اُن کی غزلیں قلم بند کرکے ریڈیو آفس میں بھیجدی جائیں۔ خورجے والے اختر انور اور امرتسر والے آغا بشیر احمد اور رام پور والے صابر حسین مظفر حسین اور عبدالسلام مرادآبادی اور محمد شفیع دہلوی اور پاک پٹن والے پیر بخش اور سہارن پور والے محفوظ اور علی گڑھ والے اخلاق احمد اور اجمیر والے محمد عظیم پریم راگی کا نام بھیجا گیا۔

حاجی سیٹھ محمد اسحاق صاحب کراچی والے

خواجہ پیر حجرے میں ٹھیرے ہیں کیونکہ مکانات بالکل نہیں ہیں۔ احمد نجیبہ بیمار ہیں اس واسطے مجھے اُن کی آسائش کا بہت فکر ہے۔ جہاں تک ہو سکا آسائش کا انتظام کرا دیا ہے۔

حجرے میں جمعہ کی نماز }میرا حجرہ قدیم درگاہ کی مسجد سے بہت دور ہے۔ مگر آج عرس کے زائرین کی وجہ سے مسجد کے تینوں حصے بھر گئے۔ بڑی درگاہ کے سب صحن بھر گئے۔ اور چھوٹی درگاہ کا صحن بھی بھر گیا تو میں نے اپنے رفیقوں کے ساتھ حجرے قدیم کے اندر نماز پڑھی۔ تکبیر کی آوازیں صاف آتی تھیں۔ نماز میں کسی قسم کی دشواری نہیں ہوئی۔

پاک پٹن شریف کے بھائی }آج دو نوجوان پاک پٹن شریف سے آئے ہیں جو سید نادر شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا خواجہ سید بدرالدین اسحٰق رح کے قریبی قرابت دار ہیں۔

غلاف شریف کا جلوس }آج مس نسیم فلم اسٹار اور اُن کی والدہ مس شمشاد کی طرف سے حسب معمول قدیم مزار شریف کے غلافوں کا جلوس نکلا تھا۔ غالب منزل سے اپنے والد کے مزار تک میں بھی جلوس کے ساتھ رہا تھا مس شمشاد اور مس نسیم نہایت ادب کے ساتھ غلافوں کی کشتیاں اپنے سروں پر رکھے ہوئے پابرہنہ چل رہی تھیں۔ زائرین عرس کا ایک بڑا ہجوم ساتھ تھا۔ قوالوں کا گانا بھی بہت پُراثر تھا۔ جب قوال یہ گاتے تھے "پیاں پیاں چلو خواجہ ملن کو" تو حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوتا تھا۔

دادا مولانا رح کے مزار پر قوالی }آج بعد مغرب اپنے پڑ دادا حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رح کے مزار پر حاضر ہوا تھا۔ جہاں حاجی بشیر صاحب نے بہت شاندار شامیانے لگائے تھے۔ اور گیس کے ہنڈے روشن کئے تھے۔ اور تمام میدان میں فرش کیا تھا ۵ ہزار سے آدمی قوالی

میں شریک تھے۔ بہاول پور کے مولانا فتح محمد صاحب بھی شریک تھے اور بہاول پور کے ایک زمیندار بھی شریک تھے جو آجکل پاک پٹن میں رہتے ہیں انھوں نے قوالوں کو اتنے زیادہ روپے دئیے کہ ہر دینے والے سے کئی سو قدم آگے بڑھ گئے۔ حضرت سید شاہ عاشق حسین صاحب کا وجد بہت ہی زیادہ پُراثر تھا۔

نوٹس }قوالی ہو چکی تو نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی طرف سے مجھے ایک نوٹس دیا گیا جو اسی درگاہ کی نسبت تھا۔ اس درگاہ میں پہلے کوئی چار دیواری نہیں تھی۔ اور مزار بھی اچھی حالت میں نہ تھا۔ تیس سال پہلے میرے یہودی دوست مسٹر ڈیوڈ شیلم نے اپنے خرچ سے یہ درگاہ بنوائی اور سنگ سرخ کا فرش لگوایا۔ اور چونکہ اُن کو اس درگاہ سے فیض پہونچا تھا اس لئے تعمیر کے وقت وہ خود بھی مزدوروں کے ساتھ کام کرتے تھے۔ اس کے بعد پچیس برس ہوئے کہ میں نے ایک پکی چار دیواری پانچ فٹ اونچی چاروں طرف بنوا دی۔ جس کا ایک حصہ گذشتہ بارش کے زمانے میں گر گیا تھا۔ اور اُس طرف سے کتے اور گدھے مزارات تک آجاتے تھے عرس نزدیک آگیا تھا اس واسطے اُس ٹوٹے ہوئے حصے کو میں نے بنوا دیا تھا۔ اس کے خلاف یہ نوٹس آیا ہے۔ چونکہ قوالی کے بعد مجھے یہ نوٹس دیا گیا تھا۔ جب کہ ہزاروں آدمی جمع تھے اس واسطے میں نے اس کو جیب میں رکھ لیا۔ اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ تاکہ زائرین میں اشتعال پیدا نہ ہو۔

مجلس کا جانشین }میں نے کئی دن پہلے اخباروں میں اعلان کرا دیا تھا کہ ۱۷ تاریخ کو یادگار میدان عرفات میں قوالی نہیں ہوگی مگر جب دادا مولانا کی درگاہ کی قوالی سے واپس آیا تو یادگار میدان عرفات میں پچیس ہزار آدمی جمع

تھے۔ اور ہجوم کی یہ حالت تھی کہ میرے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ تھی۔ میں نے حضرت حاجی میاں صاحب نظامی فخری سے مشورہ کیا۔ جو اُس وقت مجھ سے ملنے تشریف لائے تھے۔ اُن کی اور تمام حاضرین کی یہی رائے ہوئی کہ ہجوم کی اس کثرت میں قوالی ناممکن ہے۔ لیکن میں نے فیصلہ کیا قوالی ضرور ہونی چاہئے۔ اور مولانا اسمٰعیل عشقی نظامی سے کہا میں تم کو اس مجلس کے لئے اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ مجلس میں گئے۔ اور میری جگہ بیٹھے اور قوالی ہوئی۔ اور رات کے ۲ بجے تک قوالی ہوتی رہی۔

منادی کی روانگی }آج تین دن پہلے ۲۵ مارچ کا منادی روانہ کر دیا گیا۔ دہلی سے خبریں آئیں کہ پولس والوں نے بھوک ہڑتال کی ہے۔ اور فوج نے رُلانے والی گیس اُن پر چھوڑی ہے۔ کیونکہ اُن کا جلوس اسمبلی کی طرف جا رہا تھا۔ تشویش ناک افواہیں بھی مشہور ہوئیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ گولی بھی چلی ہے۔ میں نے خدا سے دعائیں مانگیں کہ عرس امن امان سے پورا ہو جائے۔

سردھنے کے شاہ صاحب }مشرقی پنجاب کے ایک نظامی بزرگ کے خلیفہ غلام محمد صاحب ہر سال عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اب اُن کا انتقال ہو گیا تو اُن کے خلیفہ صاحب چار آدمیوں کے ساتھ سردھنہ ضلع میرٹھ سے آئے ہیں۔ درگاہ کے مجلس خانے میں ٹھیرے ہیں۔

۱۸ ربیع ثانی سنہ ۲۲ مارچ سہ شنبہ

عرس کا دن }آج ۱۸ تاریخ ہے حضرت رح کی وفات کی یہی تاریخ ہے۔ صبح چاشت کے وقت وفات ہوئی تھی۔ اور ظہر کی نماز کے بعد تدفین عمل میں آئی تھی۔ ہمیشہ سے رواج ہے کہ مزار شریف کے سرہانے صبح سے پہلے قرآن خوانی ہوتی ہے

پھر نیاز ہوتی ہے۔ میں اپنے حجرے قدیم میں دوگانہ کی نیاز کے بعد نیاز کراتا ہوں۔

فرزند مولا بخش قوال: دہلی میں درویشانہ شکل و لباس کا ایک قوال مولا بخش نامی رہتا تھا جو بہت نیک عمل آدمی تھا اور قابلیت بھی رکھتا تھا۔ فارسی اُردو ہندی کلام بہت صحیح گاتا تھا اور میں آج کے دن حجرے میں اُس کا گانا سُنا کرتا تھا۔ اب اُس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آج اس کا بیٹا آیا تھا۔ بالکل باپ کی سی وضع بنائی ہے اور کلام بھی ویسا ہی یاد ہے۔ پہلے اس کا گانا سُنا۔ پھر اختر انور کا گانا سُنا۔ پھر مولیٰ بخش اشرفی مستدا کی نجیب آبادی کا گانا سُنا۔ پھر نیاز ہوئی۔ اور نیاز کے بعد ایک بجے تک دوسرے قوالوں کا گانا ہوا۔ شجرہ فاروقی صاحب مالک کارخانہ انڈو جنون دہلی نے پڑھا تھا۔ حضرت حاجی میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ فخریہ اور حضرت صابر حسین صاحب سجادہ نشین خانقاہ صابریہ دہلی بھی شریک ہوئے تھے۔ ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب بھی شریک ہوئے تھے بھادل پور والے زمیندار صاحب نے آج بھی قوالوں کو بہت روپے دئے تھے۔ پانچ پانچ روپے کی بیل دیتے تھے۔ سب دینے والے اُن کے جوش عطا سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ آل انڈیا مومن برادری کے لیڈر ہاشم صاحب بھی ظہر کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

دوسری مجلس: تین بجے کے بعد یادگار میدان عرفات میں دوسری مجلس ہوئی مجمع بہت زیادہ تھا۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے قوالی کی آواز دور تک جا سکتی تھی۔

حضور نظام کی منقبت: ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور کے قوال صابر حسین مظفر حسین نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی وہ منقبت گائی جو ابھی حال میں اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی تھی۔ جب یہ غزل گائی گئی جس کا اثر تمام حاضرین پر بہت زیادہ تھا۔ اُس وقت میں نے اعلیٰ حضرت کی اس منقبت کی نسبت اور قوالی کی نسبت اور ہندو مسلم اتحاد کی نسبت ایک تقریر کی۔ مولوی محمد کرم اللہ صاحب حیدر آباد کے ایک عہدے دار مجلس میں شریک تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ چونکہ میں حیدر آباد کا نمک خوار ہوں اور اس وقت میرے بادشاہ جم جاہ کی منقبت پڑھی گئی ہے۔ اس واسطے میں یہ حقیر رقم قوالوں کی نذر کرتا ہوں۔ میں نے اُن کی رقم قوالوں کو دیدی۔ حاضرین پر اس کا بھی بہت اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد محمد عظیم پریم راگی کا گانا ہوا جس نے حاضرین پر جادو کر دیا۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ دم بخود تھا بکثرت ہندو مسلمان شریک مجلس تھے۔ قوالی ہال خواتین سے بھرا ہوا تھا۔ ساڑھے پانچ بجے قوالی ختم ہوئی۔ اور محمد صمد نور خاں نظامی وکیل اٹیہ کی طرف سے توشے پر آخری نیاز ہوئی۔

روانگی: چونکہ پریمی نظامی کو آج احمد آباد جانا ضروری تھا۔ اس واسطے وہ مغرب کے وقت واپس چلے گئے۔ کراچی والے حاجی محمد اسحاق صاحب اور کلکتے والے احمد زکریا عثمان صاحب بھی واپس چلے گئے۔ جنوبی افریقہ سے آئے ہوئے کمال الدین صاحب بھی کل کی اور آج کی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

دہلی سے ملا واحدی صاحب اور مفتی شوکت فہمی صاحب اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا اور مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے اور غزالی خاں صاحب اور لالہ امیر چند صاحب کھنہ اور ہاشمی نظامی اور عبداللطیف خاں صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر اور سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی اور اُن کے بیٹے اور مسٹر قاسم سلیمان مٹھا اور قلندر جنگ نظامی اور رحیم بخش نظامی اور رجب خاں نظامی اور مستری حبیب اللہ نظامی اور سید اظہر الدین احمد نظامی بی اے اور سید انیس الرحمن نظامی اور سید آفاق حسین صاحب چشتی اور حکیم محمد دین ملنسار نظامی اور حکیم خواجہ سید ہلال صاحب پیرزادۂ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب وغیرہ احباب شریک بزم ہوئے تھے۔ اور حافظ فیاض احمد صاحب رجسٹرار جامعہ ملیہ اور حافظ نبی احمد صاحب لائبریرین جامعہ ملیہ بھی آئے تھے۔ مسٹر عبدالحق ایکسائز آفیسر اور اُن کے رفیق بمبئی والے پارسی اور ہندو تجار بھی شریک ہوئے تھے۔ اور ہندو سیٹھ صاحب نے بہت سے روپے بھی قوالوں کو دئے تھے۔ حاجی حیرت شاہ صاحب وارثی بھی تشریف لائے تھے۔ حکیم آفتاب ہاشمی نظامی بھی شریک ہوئے تھے۔

سبط احمد نظامی: امروہے والے محمد صدیق صاحب اور سبط احمد نظامی بھی عرس کی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔ ڈاکٹر منہاس صاحب بھی آئے تھے۔

عنبر صاحب چشتی: اجمیر شریف والے عنبر صاحب چشتی اور اُن کے رفیق ادیب صاحب بھی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔ عنبر صاحب کی شاعرانہ مہارت کا اندازہ بھی ہوا کہ اُنھوں نے برجستہ ایک نظم کو شگفتہ کر دیا۔

تیسری مجلس: بعد مغرب یادگار میدان عرفات میں مولانا عشقی نظامی کی صدارت میں تیسری مجلس ہوئی تھی۔ [illegible]

ریڈیو نشر: رات کو دس بجے میرے مکان حسین خانے کے اندر جو درگاہ شریف سے ملا ہوا ہے۔ صرف ایک دیوار بیچ میں ہے دس قوالوں کی قوالی ریڈیو میں نشر ہوئی تھی۔ سر ایڈورڈ جنتھال ممبر کونسل وائسرائے اور اُن کی میم صاحبہ اور کرنل جڈ مشہور ہدوداں انگریز اور چودھری غلام عباس صاحب سپرنٹنڈنٹ

مجسٹریٹ نئی دہلی اور سید اشد حسین نواسہ
سر سید احمد خاں ماورخان بہادر ڈپٹی سید
بہاء الدین صاحب مرحوم کے صاحبزادگان
اور بہت سے ممتاز ہندو مسلمان اس خاص مجلس
میں شریک تھے۔ پہلے دہلی کے قوالوں نے
قول گایا۔ اور رنگ گایا۔ پھر اختر انور خورجے
والوں نے پھر آغا بشیر احمد امرتسری نے پھر
صابر حسین مظفر حسین رام پوری نے اعلےٰ حضرت
حضور نظام کی منقبت گائی۔ پھر عبد السلام
مراد آبادی نے پھر محمد شفیع دہلوی نے اقبال
کا شکوہ گایا۔ پھر پیر بخش فریدی نے پھر اختر انجمی
نے دوبارہ ہندی کلام سنایا۔ پھر محفوظ سہارنپوری
اور اخلاق احمد علی گڈھی نے حضرت قلندر
صاحب پانی پتی کا کلام سنایا۔ پھر محمد عظیم
پریم راگی نے ہندو مسلم اتحاد کا وعظ سنایا۔
قلندر جنگ نظامی اور بھیا فقیر عشقی اور
محمد صمد نور خان نظامی نے اور میں نے مجلس
کا سماں قائم رکھنے کے لئے شروع سے آخر تک
قوالوں کا ساتھ دیا۔ میں نے اعلےٰ حضرت
حضور نظام کی منقبت کے وقت اعلےٰ حضرت
اور ان کے ملک کی سلامتی کے دعائیہ نعرے
بلند کئے۔ اور ہر فارسی غزل کے مضمون کی
اردو میں تشریح کرتا گیا۔ اور آخر میں ہندوستان
کے ہندو مسلمانوں کو آواز دے کر کہا "مل جاؤ
ہندو مسلمانو آپس میں مل جاؤ"۔ سر ایڈورڈ تھنجا
اور ان کی مس صاحبہ اور کرنل جڈ صاحب بہت
زیادہ گہری توجہ کے ساتھ شریک بزم رہے
ریڈیو کے اہلکاروں سے معلوم ہوا نشر بہت
اچھا رہا۔ البتہ چند قوالوں کی آواز اور تلفظ بہت
موزوں ثابت ہوا۔ پریم راگی اور اختر انور
اور محفوظ سہارنپوری اور اخلاق احمد علی گڈھی
اور آغا بشیر امرتسری کا گانا الحمد للہ نہیں ریڈیو
مناسبت سے زیادہ صاف تھی۔

کرنل جڈ سے باتیں۔ ۱۱ بجے ریڈیو مجلس
ختم ہوئی تو میں نے ۱۲ بجے تک کرنل جڈ صاحب
سے باتیں کیں۔ وہ میرے بیس سالہ دوست
ہیں۔ اردو پڑھاتے ہیں۔ اردو صاف بولتے
ہیں۔ اور صاف لکھتے ہیں۔ اردو محاورے
بہت مزیدار طرز سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے
ان کو ایڈورڈ ڈائری بھی دی۔

رات کی مجلس۔ مولانا عشقی نظامی کی
صدارت میں یادگار میدان عرفات کی مجلس
رات کے ۲ بجے تک جاری رہی۔

بریلی کا ٹیلیفون۔ کل رات کو ۱۲ بجے
حضرت عزیز میاں صاحب سجادہ نشین
خانقاہ نیازیہ بریلی کا ٹیلیفون آیا تھا کہ میں
۱۹ کی صبح کو عرس کی حاضری کے لئے دہلی
پہونچوں گا۔

آج شام کو سنٹرل اسمبلی کے ممبر احمد ہارون
جعفر صاحب اور رحمت اللہ صاحب
اننت پوری ملنے آئے تھے۔

سجادہ نشین خانقاہ قادریہ کا تار۔ حضرت
مولانا سید غیاث الدین احمد میاں قادری
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ احمد آباد کا تار حسب
معمول آج بھی آیا تھا۔ میں نے تمام حاضرین
عرس کو پڑھ کر سنایا تھا۔ وہ ہر سال عرس کے
موقع پر ایک تار بھیجا کرتے ہیں۔

دوسرا تار۔ بلوچستان سے صوبہ سرحد کے
ناظم جماعت نظامیہ قاضی میراں بخش نظامی
کا تار بھی اردو زبان میں آیا ہے۔ وہ بھی حاضرین
کو سنایا گیا۔

تیسرا تار۔ ڈنگٹن نیلگری جنوبی ہند سے
روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی کا آیا تھا
وہ بھی حاضرین کو سنایا گیا۔

چوتھا تار۔ مولوی محمد ظہیر اللہ ظہوری نقشی
کا حیدرآباد سے آیا تھا۔ ان کے لئے سے

دعا کرائی گئی۔

پونہ کے عامل صاحب کے فرزند۔ آج درگاہ
کے حجرے میں داؤدی بوہرہ جماعت کے
عامل صاحب پونہ کے فرزند ملنے آئے تھے۔ جو بڑے
ملا صاحب کے داماد ہیں۔ ملا محمد علی صاحب
بھی ان کے ساتھ تھے۔

حضرت مذاق کے سجادہ نشین۔ بدایوں شریف
سے حضرت مولانا سید اشار علی شاہ صاحب
فرزند و سجادہ نشین حضرت مولانا سید دلدار
علی شاہ صاحب مذاق تشریف لائے تھے
ان کے صاحبزادے بھی ہمراہ تھے۔

پیارے میاں صاحب۔ ٹپل سے
بنے میاں صاحب مرحوم کے فرزند پیارے
میاں صاحب آنے والے تھے۔ میں نے
ان کے قیام کا انتظام کر دیا تھا۔ مگر وہ نہیں
آئے۔ ان کے رفیق آئے تھے۔

ہولی کی مٹھائی۔ میرے دوست
رام سرن سنگھ صاحب لاہری کئی دن ہوئے
ہولی کی مٹھائی لے کر آئے تھے۔ وہ ہمیشہ
ہولی دیوالی پر اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں۔

استاد شمس الدین کی خدمت۔ ہر عرس
میں استاد شمس الدین صاحب مجلس کا انتظام
کرتے ہیں۔ اس سال بھی کئی رات دن وہ
اپنے رفیقوں محمد صدیق صاحب اور بندو
میاں اور احمد میاں کے ساتھ مجلس
کے انتظام میں مصروف رہے۔

حاجی بشیر صاحب۔ حاجی محمد بشیر صاحب
لکڑی والے دہلی کی تمام درگاہوں میں بلا اجر
شامیانوں کا اور فرش کا اور روشنی کا اپنی
طرف سے انتظام کرتے ہیں۔ اور یہ چیزیں
انہوں نے اپنی طرف سے وقف کر رکھی ہیں
مگر افسوس ہے کہ اس سال ان کو درگاہ کی
اور روشنی میں کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا

جو کانگریس کے ہنڈوں کے ذریعے کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے دانستہ اُن کو نقصان پہونچایا۔ مگر اللہ اور اولیاء اللہ کے دربار میں اُن کی یہ خدمتیں ہمیشہ مقبول رہیں گی۔

۱۹ / ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ ۲۴ / مارچ ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

انگریز درویش کی آمد آج ایک انگریز نوجوان بحری وردی پہنے ہوئے ملنے آئے۔ اور میرے ہاتھ چوم کر سامنے دوزانو بیٹھ گئے۔ ترجمان ساتھ تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا بحری جہازوں کے ایک افسر ہیں۔ میں نے نام پوچھا تو کہا ولایت خاں نام ہے۔ مجھے حیرت ہوئی اور تفصیلی حالات دریافت کئے تو اُس انگریز نے نہایت صاف اور فصیح الفاظ میں کہا "پیرو مرشد صوفی عنایت خاں رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہوں"۔ مجھ پر اور حاضرین مجلس پر بڑا اثر ہوا۔ اُن کے والد پروفیسر عنایت خاں نے دہلی میں وفات پائی جب کہ وہ یورپ سے میری ملاقات کے لئے آئے تھے۔ اور میں نے اُن کو اپنے مکان کے سامنے دفن کیا تو دو سال کے بعد ولایت خاں اور ان کے چچا مشرف خاں اور دوسرے چچا محبوب خاں اور ان کی والدہ وغیرہ صوفی صاحب کے مزار پر آئے تھے۔ اُس وقت ولایت خاں بہت کم عمر تھے۔ اب وہ جوان رعنا ہیں۔ مگر چہرے پر اب تک بچپن کی معصومیت ہے۔ اردو نہیں بول سکتے۔ مگر اردو سمجھ لیتے ہیں۔ اپنی بہن کا ذکر کیا کہ اُن کو جرمنوں نے شہید کر دیا۔ میں بہت دیر تک اُن سے باتیں کرتا رہا۔ اور جب وہ جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر اُن کو گلے لگایا۔ اور بہت دیر تک گلے لگائے رہا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اُن کے والد کی روح مجھ سے کہہ رہی ہے کہ اب میرے اس بڑے لڑکے کو میرا جانشین بنا دیجئے۔

مسٹر [illegible] بمبئی کے مشہور [illegible] مسٹر نریمان پٹیل پنڈت کچلو صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ غالب کے مزار کی تعمیر کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ میں نے خود ساتھ جا کر پٹیل صاحب کو تعمیر کا موقع دکھایا۔

فلسفۂ نماز سید شمس الدین صاحب ایک کتاب کا قلمی مسودہ لائے تھے۔ جو انھوں نے فلسفۂ نماز پر لکھی ہے۔ میں نے اس کا کچھ حصہ سنا۔ اور تقریظ کی چند سطریں لکھوا دیں۔

اُستاد ہلال کا قصیدہ آج میرزا غالب کی خلافت کے مدعی اُستاد ہلال صاحب آئے تھے اور اپنا لکھا ہوا قصیدہ خطاب کی تہنیت میں سنایا تھا۔ جس کو خطاب کے خطوط میں درج کیا جائے گا۔

اخلاق احمد کا قصیدہ علی گڈھ والے شوقیہ قوال اخلاق احمد نے بھی خطاب کی تہنیت میں اپنا قصیدہ گا کر سنایا تھا۔

روانگی آج صوفی خدا بخش صاحب لاہور چلے گئے۔ اور سعادت اللہ خاں صاحب حیدرآباد چلے گئے۔ حاجی حیرت شاہ صاحب وارثی بھی روانہ ہو گئے۔

شہزادی مسرت جہاں بیگم دہلی کی بہت سی خواتین قوالی کی مجلس میں شریک ہونے کے لئے آئی تھیں۔ آج دوحہ نے ایک خاتون کا تعارف کرایا اور کہا ان کا نام مسرت جہاں بیگم ہے اور یہ دہلی کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایم اے پاس ہیں۔ میں نے کہا آپ کس بادشاہ کی اولاد ہیں؟ شرما کر جواب دیا محمد شاہ بادشاہ کی اولاد ہوں۔ میں نے ہنس کر کہا وہ بادشاہ جس نے تیموریہ خاندان کے زوال کی بنیاد رکھی۔ پھر میں نے پوچھا ایم اے پاس کرنے کے بعد کیا مشغلہ اختیار کیا ہے؟ جواب دیا سرکاری نشریات کے رسالے نونہال کی ایڈیٹر ہوں۔ تب میں نے کہا مجھے یاد آیا نشریات سرکاری کے افسر اعلیٰ کرنل ویلر نے تمہاری مجھ سے بہت تعریف کی تھی۔ بیٹی تم اس خاندان کا چراغ ہو جو سیف و قلم کا مالک تھا۔ پھر میں نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہے؟ شرما کر منہ پھیر لیا۔ میری لڑکی دوحہ نے ہنس کر کہا ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ میں نے کہا میری دعا ہے کہ خدا تمہاری آئندہ زندگی کو خوش حال بنائے۔ اور تم ہمیشہ شاد و آباد رہو۔

حضرت عزیز میاں صاحب آج میاں جعفر عزیز میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ نیازیہ بریلی حاضر آستانہ ہوئے تھے۔ نیاز میں شریک ہو کر واپس تشریف لے گئے۔

مشائخ پنجاب تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت حافظ سدید الدین صاحب بھی شریک عرس ہوئے تھے۔ اور سیال شریف کے سجادہ نشین صاحب بھی شریک عرس ہوئے تھے یہ دونوں نظامیہ سلسلے کے نامور بزرگ ہیں۔

شادی کی شرکت آج عبد المالک صاحب حامی نظامی کے مکان پر کوچہ قابل عطار میں گیا تھا۔ محمد تقی نظامی بھی ملے تھے۔ اور حامی صاحب کے بھائی عبد المجید صاحب بھی ملے تھے عبد الجبار صاحب کے نکاح میں شریک ہو کر واپس چلا آیا۔

آج صمد نور خاں نظامی ایٹہ واپس چلے گئے۔

حلوہ سوہن عشقی بانو صاحبہ میرے لئے حلوہ سوہن لائی تھیں۔ آج میں نے تھوڑا سا چکھا تھا۔ اُن کے لڑکے شیخ محمد شبلی بھی آئے ہوئے ہیں۔ مگر اُن کی بڑی لڑکی عارفہ شبلی اپنے شوہر کے ساتھ کانپور میں ہیں۔ چھوٹی لڑکی نجمہ آئی ہیں۔

عبد الرشید نظامی ہمیرہ دون سے عین العقیدت حاجی رحمت اللہ نظامی کے بڑے لڑکے عبد الرشید نظامی بھی عرس میں آئے ہوئے تھے۔

نوسلم مجیاری کی وفات میری بچی کی

ایک چمارن مسلمان ہو گئی تھی۔ اس کے دو جوان بیٹے بستی میں موجود ہیں مگر وہ دونوں چمار ہیں۔ یہ اُن سب سے الگ رہتی تھی۔ نماز روزے کی پابند تھی۔ پردے کی پابندی کے ساتھ محنت مزدوری کرتی تھی۔ میں نے اس کو ہمیشہ سب سے بے غرض نہایت صبر اور قناعت سے زندگی بسر کرتے دیکھا۔ آج سُنا کہ اُس نے وفات پائی۔ شفاعت حسین صاحب قریشی نے آکر کہا اُس کی امانت کے کچھ روپے اور چاندی کا ایک زیور میری بیوی کے پاس ہے۔ میں نے کہا اس کو نیاز نذر میں خرچ کیا جائیگا اور مسماۃ غفورؔ امرحومہ کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کی مشترکہ امداد سے کرائی جائیگی تاکہ سب کو ثواب حاصل ہو۔ کیونکہ مرحومہ کو میرے عقائد کے بموجب ولی کا درجہ حاصل تھا۔

۲۰ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲۵ مارچ ۱۹۴۶ء پیر دہلی

گھر کی مجلس آج حسین خانے میں زنانہ مجلس قوالی ہوئی تھی۔ اختر نور اور مست راگی کا گانا ہوا تھا۔ میں نے مست راگی کے سر پر اپنے سر کی دستار باندھی۔ کیونکہ اُن کی رخصتی غزل کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا تھا۔

مولانا سید عبدالرؤف صاحب آج نذیریہ لائبریری کے بانی مولانا سید عبدالرؤف صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے کہا آپ عرس میں کیوں نہیں آئے؟ جواب دیا میرے ایک بھائی کو آپ نے پھندے میں پھنسا لیا ہے اور وہ کوئی عرس ناغہ نہیں کرتے۔ اب مجھے پھانسنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا مولانا جو اس پھندے میں آجاتا ہے۔ اُس کے دل کے سب پھندے کھل جاتے ہیں۔

ریڈیو قوالی کی خبریں آج دہلی سے لگاتار خبریں آرہی ہیں کہ پرسوں رات کی قوالی ریڈیو میں بہت صاف سنی گئی۔ اور میری صداؤں کو جو قوالی کے ساتھ نشر ہوئیں تھیں۔ دہلی کے ہندو مسلمانوں نے بہت پسند کیا۔

۲۱ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء منگل دہلی

آخری روانگی آج عرس کے جو مہمان باقی رہ گئے تھے۔ آج وہ سب روانہ ہو گئے۔

استقبال رات کو علی اور واحدی صاحب اور نعیم صاحب کے ساتھ دہلی ریلوے جنکشن پر گیا تھا۔ داؤدی بوہرہ جماعت کے بڑے ملّا صاحب آنے والے تھے۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ ریل ڈھائی گھنٹے لیٹ ہے۔ دہلی کے بہت سے عمائد استقبال کے لئے جمع تھے۔ مگر میں واپس چلا آیا۔ کیونکہ کئی رات کی بیداری کے سبب مجھے نزلہ بخار ہو گیا ہے۔

مسٹر زمیان پٹیل آج شام کو مسٹر زمیان پٹیل اور آفتاب ہاشمی نظامی غالب کے مزار کی تعمیر کے سلسلے میں آئے تھے۔ ڈیزائن اور نقشے اور پتھروں کے نمونے بھی دیکھے گئے اور تعمیر شروع کر دینے کا فیصلہ ہو گیا۔

پوتے کا غسل صحت آج میرے پوتے سید وصی نبی اور اُن کی والدہ نے غسل صحت کیا اور وہ سب عورتوں کے ساتھ درگاہ شریف میں سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ اُن کی دادی نے درگاہ میں نیاز دلوائی۔ میری لڑکیاں بھی ساتھ گئیں تھیں۔ واپس آئے تو میں نے اپنی گود میں لے کر دعا دم کی۔

دوسرا پوتا حسین کے لڑکے سید امان خدا کے فضل سے اچھے ہیں مگر اُن کی والدہ کو ہلکا سا بخار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب کا علاج ہو رہا ہے۔

۲۲ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء بدھ دہلی

سفر ملتوی آج صبح بمبئی جانا تھا۔ کیونکہ کل شام کو اپنے دوست حاجی داؤد حاجی ناصر کی لڑکی طاہرہ کی شادی میں شرکت کا وعدہ کر لیا تھا۔ ریل کی سیٹیں بھی ریزرو کرالی تھیں مگر پرسوں سے نزلہ بخار ستا رہا ہے۔ ایسی حالت میں سفر مناسب نہیں سمجھا گیا۔ اس لئے ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور مبارکباد کا تار بھیج دیا۔

ملّا صاحب کی ملاقات شام کو علی کے ساتھ داؤدی بوہرہ جماعت کے بڑے ملّا صاحب سے ملنے گیا تھا۔ بہت دیر تک باتیں کیں۔ ملّا صاحب نے میری صحت اور آنکھوں کی کیفیت کے تفصیلی حالات پوچھے۔ میرے لڑکے علی سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ حسین کے حالات بھی پوچھتے رہے۔ میں نے کہا اُن کے کاروبار میں آپ کی بوہرہ جماعت کے ایک صاحب بھی شریک ہیں۔ نام پوچھا تو میں نے کہا مسٹر حکیم الدین کراچی والے۔

ملّا صاحب کے ولی عہد ملّا صاحب سے رخصت ہوا تو انہوں نے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے میرے عطر لگایا۔ اور علی پر بہت شفقت فرمائی۔ پھر ہم دونوں دوسرے کمرے میں گئے جہاں اُن کے ولی عہد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرے سب لڑکوں کے نام پوچھے۔ بڑے ملّا صاحب نے بھی میرے لڑکوں کے نام پوچھے تھے۔ میں نے ولی عہد صاحب سے کہا میرے چوتھے لڑکے کا نام ابوطالب ہے اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس کی پیدائش سے چند مہینے پہلے چند مولویوں نے ایک مضمون شائع کرایا تھا جس میں حضرت علیؑ کے والد اور رسول خدا کے چچا حضرت ابوطالب کو کافر ثابت کیا گیا تھا۔ میں نے اُس کا عملی جواب دیا اور اعلان کیا کہ میرے مرید اور میرے دوست اس سال اپنے بچوں کے نام ابوطالب رکھیں اور لڑکیوں کے نام کنیز ابوطالب رکھیں۔ اور جب میرا چوتھا لڑکا پیدا ہوا تو میں نے بھی اُس کا نام ابوطالب رکھا۔ اور اطلاعات سے معلوم ہوا کہ اُس سال پانچ ہزار بچوں کے نام ابوطالب

اور کنیز ابوطالب رکھے گئے تھے۔ ولی عہد صاحب نے یہ باتیں بیحد دلچسپی سے سُنیں۔ میں اُن کے چہرے کو غور سے دیکھتا رہا۔ اور اُن کے قومی اور مذہبی جذبات کا اندازہ لگاتا رہا۔

سید علی اختر صاحب ؟ بعد مغرب محکمہ آثار قدیم دہلی کے افسر سید علی اختر صاحب اپنی انگریز بیوی کے ملنے آئے تھے۔ یہ اپنے فن میں یکتا اور بڑے ماہر مانے جاتے ہیں۔ اور میں ان کو سالہا سال سے جانتا ہوں۔ منادی کے پڑھنے والوں میں ہیں۔ میں نے اُن کی انگریز بیوی سے پوچھا آپ ہندوستانی کھانا پسند کرتی ہیں؟ ہنس کر جواب دیا بہت پسند کرتی ہوں۔ مگر مرچیں نہیں کھاتی۔ علی اختر صاحب نے کہا اور میں مرچیں بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے کہا میرا معاملہ برعکس ہے۔ میری بیوی مرچیں پسند کرتی ہیں۔ اور میں مرچیں پسند نہیں کرتا۔ بدھ کے حاضر باش سید یامین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

۲۳ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲۸ مارچ ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

نانی کے گھر میں ؟ آج میرے پوتے سید وصی نبی اپنے بڑے بھائی سید ولی اور بڑی بہن طاہرہ قرۃ العین اور فریدہ اور اپنی والدہ اور اپنی نانی اور اپنی انا سکینہ کے ساتھ دہلی گئے ہیں کچھ دن ہنی مون میں مصروف رہ کر واپس تشریف لائیں گے۔ دادا نے بحیثیت پرائیویٹ سکریٹری یہ بلیٹن شائع کیا ہے میں قوالی ہال میں لیٹا تھا۔ اپنی والدہ اور نانی کے ساتھ مجھے سلام کرنے آئے ہوئے تھے۔ آنکھیں بند تھیں۔ میں نے کہا حضور عالی یہ عجیب سلام ہے کہ آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ میں نے اُٹھ کر وصی کی والدہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور اُن کو دعائیں دیں۔

دل آرا کا بخار ؟ میری بڑی بہو کو روزانہ ہلکا سا بخار ہو جاتا ہے۔ دہلی سے لیڈی ڈاکٹر مسز عبداللہ دیکھنے آئیں تھیں۔ میں نے حسین کو اننت پور اور حیدر آباد اور بمبئی کے پتوں پر تین تار بھیجے ہیں۔ اور اُن کو بُلایا ہے۔ اُن سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔

جمعرات کے حاضر باش اُستاد شمس الدین صاحب آئے تھے۔

۲۴ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

انجکشن ؟ آج ڈاکٹر مجتبیٰ شاہ صاحب نے بخار دُور کرنے کے لئے دل آرا کے انجکشن لگایا تھا دل آرا بانو کی والدہ صاحبہ بھی کاسگنج سے آئی ہوئی ہیں۔ آج مختار الدین صاحب کاسگنج سے آئے ہیں۔ دل آرا کے بھائی سید محمد سمیع نے والدہ کو واپس بُلایا ہے۔ اُن کو لینے آئے ہیں۔

نواب زین یار جنگ بہادر ؟ نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں نواب زین یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا بہت زیر باتیں کیں۔ اُن کے نواسے اور نواسی سے بھی باتیں کیں۔ بینچے بہت پرلطف باتیں کرتے ہیں۔

دل آرا کا بخار بڑھ گیا ؟ آج دل آرا کا بخار ایک سو دو ہو گیا ہے۔ میں نے کہا جمعہ کے بعد سلب مرض کا عمل کیا۔ اور دعائیں دم کیں۔

دکن کے مفتی اعظم ؟ آج شام کو مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی مفتی اعظم حیدر آباد ملنے آئے تھے۔ میرے حجرۂ قدیم میں ملاقات ہوئی۔

حیدر آباد کا ٹیلیفون ؟ رات کو ایک بجے سید سعید نظامی کا حیدر آباد سے ٹیلیفون آیا تھا۔ دل آرا کی صحت کا حال پوچھا تھا حسین بھی حیدر آباد میں ہیں مگر وہ اس وقت ہادی کے ہاں منزل میں تھے

۲۵ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

اوقاف کمیٹی ؟ آج صبح سنی اوقاف مجلس کے جلسے میں گیا تھا۔ مساجد کمیٹی کا جلسہ تھا۔

مسز ڈاکٹر عبداللہ ؟ مجلس سے فارغ ہو کر مسز ڈاکٹر عبداللہ کے پاس بستی ہرپھول میں گیا تھا جو ہندو راؤ کے باڑے کے قریب ہے۔ پھر اروِن اسپتال میں میجر شاہ صاحب سول سرجن سے ملا تھا۔ اور اُس کے بعد خان صاحب ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو ساتھ لے کر گھر میں آیا تھا مسز ڈاکٹر عبداللہ اور ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے دل آرا بانو کا معائنہ کیا تھا۔

حسین کا تار ؟ آج حیدر آباد سے حسین کا تار آیا تھا کہ وہ جلدی دہلی پہونچ جائیں گے سید انیس الرحمن نظامی ملنے آئے تھے۔ اور پان بھی لائے تھے۔

۲۶ ربیع ثانی ۱۳۶۵ھ ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

سنی اوقاف کمیٹی کا بڑا جلسہ ؟ آج صبح سنی اوقاف کمیٹی کے بڑے جلسے میں گیا تھا۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب نے صدارت کی تھی۔ امام صاحب جامع مسجد اور امام صاحب مسجد فتحپوری اور خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب اور ملا محمد واحدی صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور شیخ وحید الدین صاحب ممبران شریک تھے۔ ایک بجے تک جلسہ ہوا۔

دس صراحیاں ؟ آج دہلی سے مٹی کی دس صراحیاں پانچ روپے کی لایا تھا۔ کیونکہ اب گرمی شروع ہو گئی ہے۔ پانی پینے کے مٹکوں پر بھی قلعی کرائی۔

حسین کا تار ؟ بمبئی سے حسین کا تار آیا ہے کہ وہ منگل کے دن صبح چھ بجے دہلی پہنچ جائیں گے۔

نواب صاحب چھتاری ؟ آج شام کو ہز ایکسیلنسی نواب سر سعید الملک بہادر صدر اعظم باب حکومت حیدر آباد سے ملنے گیا تھا۔ نواب سر جمشید علی خاں سے بھی ملاقات ہوئی۔ نواب زین یار جنگ بہادر سے بھی ملاقات ہوئی۔ نواب صاحب چھتاری سے تفصیلی بات چیت کل ہو گی کیونکہ میں گذشتہ حادثے کی نسبت معلوم

دہلی پنجاب اور ریاستوں کے بقیہ خطوط

صوفی محمد شفیع نظامی کا خط

جناب قبلہ عالم حضرت مخدومی خواجہ صاحب دام ظلکم۔ سلام علیکم۔ آج اخبار میں یہ پڑھکر کہ جناب اقدس مآب کی خدمت گرامی میں شمس العلماء کا خطاب پیش کیا گیا ہے بہت ہی خوشی ہوئی یہ عاجز بھی جناب کی خدمت عالی میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ حضور مولا و دستگیر ہے کساں حضرت محبوب الٰہی رح کے فیضان و کرم کا ادنےٰ ترین کرشمہ ہے اور میں اس درگاہ بندہ نواز کا ادنےٰ ترین غلامان غلام۔ پس میں اپنے مولا کے چاہنے والے کی خدمت میں نہایت عجز سے اس خطاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ حضور اس سے بھی زیادہ ہوں۔ آپ کا غلامان غلام۔ صوفی محمد شفیع نظامی۔ شکل کنڈا اعبالہ شہر

شکریہ کہ آپ میرے محبوب سلسلۂ نظامیہ کے فدائی ہیں اور ان تجلیات و تصرفات باطنی کو جانتے ہیں جو محبوب پاک رض کے قدموں کی برکت سے حلقۂ بگوشوں کے مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں اس واسطے میرے دل پر آپکی تہنیت کے ہر لفظ کا بہت گہرا اثر ہوا اور میں نے آپکو دعائیں دیں

سید مبارک علی نظامی کا خط

مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب مدظلکم۔ سلام علیکم۔ مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی خوشی ہوئی کہ شہنشاہ معظم نے آپکو نئے سال کے موقع پر شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیں اور میرے لئے دین و دنیا کی بھلائی کی دعا فرمائیں۔ حقیر ناچیز سید مبارک علی نظامی از لالبو

دعا کی تمہارے نام میں علی رض کی برکت۔ اور نظامیہ سلسلے کی برکت اور تمہارا دل حب اولیاء اللہ سے بھر پور ہے اور تم آل نبی ص اولاد علی رض ہو اسلئے تمہاری عقیدت کی تہنیت سے بہت زیادہ خوشی ہوئی اور میں نے تمہارے اطمینان قلب کیلئے دلی آواز سے دعا مانگی۔

شعیب صاحب عثمانی کا خط

مکرمی بندہ جناب خواجہ صاحب سلام علیکم گذارش ہے کہ فہرست خطابات میں جناب کا اسم گرامی دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ واقعی شمس العلماء کا خطاب جناب کے ہی لائق ہے۔ خادم اس خطاب پر جناب کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ جناب دعائے خیر میں یاد فرماتے رہینگے نیاز مند۔ شعیب عثمانی دہلی۔

شکریہ آپ میرے ہم وطن اور ہم شہر ہیں۔ آپکا نام ایسے پیغمبر کے نام کی برکت حاصل کرنیکا نام ہے جو حضرت موسیٰ ع کے خسر اور مربی تھے۔ لہٰذا آپکی تہنیت اسم شعیب ع کی تہنیت ہے۔ اللہ تعالےٰ آپکو اور مجھ کو اسم موسیٰ ع اور اسم شعیب ع کی برکتیں مرحمت فرمائے۔ حسن نظامی۔

ولی اللہ خان صاحب کا خط

ہادیٔ و مرشد رہبر من سلامت۔ بعد قدمبوسی و کورنش دلی مبارکباد دست بستہ پیش ہے۔ نیاز مند۔ ولی اللہ خان۔ منتظم خاص۔ ہز ہائی نس نواب صاحب جاورہ

دعا کی آپ میرے سلسلۂ چشتیہ کی دو شمعوں کے دیکھنے والے ہیں ایک آنکھ چشتی صابری۔ دوسری آنکھ چشتی نظامی یعنی ہز ہائی نس نواب اقبال شاہ فرمانروا جاورہ چشتی صابری اور چشتی نظامی کے آپ خادم خاص اور محرم ذات ہیں اللہ تعالےٰ آپکے دلی مقاصد کو پورے فرمائے اور نواب صاحب کا سایہ آپکے سر پر سلامت رکھے۔

شفیق الدین صاحب کا خط

رہنمائے مراحل طریقت و ہادی منازل حقیقت جناب شمس العلماء حضرت خواجہ صاحب دام اقبالہٗ۔ شرائط بندگی بجا لانے کے بعد ملتمس ہوں کہ یہ ناچیز بندہ جناب کی خدمت اقدس میں خطاب شمس العلماء کی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ قبول فرمائیے۔ گر قبول افتد زہے نصیب۔ شفیق الدین۔ حمید منزل۔ بھوپال۔

شکریہ کہ پیارے بھائی شفیق الدین صاحب آپ کی طویل تہنیت اور وسیع تحریر کا خلاصہ کرنا پڑا۔ ورنہ آپ نے غالب کے مزار کی تعمیر اور چشتی پارٹی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ سب شائع کرنے کے قابل تھا میں آپکی مخلصانہ تہنیت کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

قیصر صاحب حیدر آبادی کا خط

حضرت مخدوم و مطاع بندہ۔ آداب۔ خطاب کی مبارکباد پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آپ کا دیرینہ دعا گو۔ سید ابو الحسن قادری قیصر۔

شکریہ کہ مولانا سید ابو الحسن صاحب قادری قیصر! آپ سنہ ۱۹۰۶ یا کچھ عرصہ سے میرے دل میں ہیں اور اب جب کہ چالیس برس اس تعلق کو گذر گئے۔ دل کے اسی گوشے میں موجود

ہیں جہاں پہلے دن قیام کیا تھا۔ آپ کے اوصاف حیدرآباد کے سب لوگ جانتے ہیں اور جو صدمہ آپ کو ابھی خانہ ویرانی سے ہوا اس کو میں نے اپنا ذاتی صدمہ سمجھا۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو آغوش رحمت عطا فرمائے اور آپ کو صبر دے۔ تہنیت کا شکرگذار حسن نظامی

کشمیری نظامی کا خط

مکرم معظم ذی جاہ و حشم شہرت یافتہ دوامی حضرت خواجہ حسن نظامی دام اقبالہ سلام علیکم

ابا نظامی! آپ سے آپ کے پوتوں کی عمر کے برابر ایک لڑکا بول رہا ہے (خاکم بدہن) جرأت یوں ہوئی۔ کہ راقم تقریباً ایک سال سے آپکی کتابوں کا مطالعہ فرصت کے اوقات میں گھنٹے کے ٹکڑے کرتا ہے۔ بار بار دل میں یہ تمنا بجواب دعا کی صورت اختیار کر چکی ہے کہ پیدا ہوتی ہے۔ کاش میں بھی حسن نظامی جیسا اہل قلم بن سکوں۔ آپ میری بیوقوفی پر تبسم نہ فرمائیں۔ کیا عجب جو یہ تمنا میری پوری ہو جائے۔ اگر وہ حضرات جو حقیقت اہل قلم ہونے کے آپ کو جانتے ہیں میری یہ بات سن لیں تو یقیناً مجھے پاگل قرار دینگے کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

خدا کرے ایک ہیچ مقدار ذرہ بھی اپنی شوقِ رفعت اور مذاقِ پرواز سے مہر نیم روز بن جائے۔ آمین۔ آمدم برسر مطلب۔ مجھے اپنے زمرۂ خدام میں شامل کر لیجئے۔ میں آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ کاش آپ میری اس خواہش کو پورا کر کے مجھے دو بے انتہا فائدے پہنچائیں (۱) میں بصد فخر کہا کروں میرے مرشد جناب حسن نظامی ہیں۔ (۲) اور دوسرے کیا عجب آپکی سرپرستی اور آپ کی پُر اثر دعاؤں نے ایک اچھا آدمی زندگی کے آئندہ دن میں ثابت ہو سکوں۔ آمین۔ سفید ورقے پر ایک آدھ سطر لکھ مارنے سے بیعت پوری نہیں ہو سکتی۔ شرائط تحریر فرما کر بندہ کو بن دام غلام خرید لیجئے۔ شمس العلماء خطاب ملنے پر راقم آپ کو مبارکباد عرض کرتا۔ مگر دو باتیں حائل اور مانع ہیں۔

(۱) یہ آنجناب کی عزت افزائی نہیں بلکہ زیادہ تر یہ عزت ہز میجسٹی اور اُن کے قلم کی ہے (۲) "منادی" میں راقم نے تہنیت نامے پڑھے۔ جہاں اتنے بڑے نوابوں لاٹ بہادروں۔ سرا در امراء لوگوں کے تہنیت نامے ہوں۔ وہاں راقم کی مبارکباد کس گنتی میں۔ ردی کی ٹوکری میں پڑ کر سڑے گی اس لئے میں نے ابا نظامی کہہ کر خط شروع کیا۔ کتنا مجھے اچھا لگتا ہے یہ ۔۔۔ ابا نظامی کہنا۔ کمسن اور ایک دبے عقیدتمند۔ حکیم غلام رسول متعلم ایف اے۔ حکیم کوچہ۔ سوپور کشمیر۔

دُعا۔ تمہارا خط بہت دلچسپ ہے میں تمہاری بیعت قبول کرتا ہوں۔ اور تمہارے سچے جذبات کی عزت میرے دل میں اتنی زیادہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا آدمی اس عزت کا حقدار نہیں بن سکتا۔ تم نے باوجود کم عمر ہونے کے اپنے آپ کو اس لئے حکیم لکھا ہے کہ تم ایک حکیم کے بیٹے ہو میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ جب تک اپنے والد اور اپنے خاندان کی سی طبی لیاقت پیدا نہ کر لو اپنے آپ کو حکیم نہ لکھنا۔ خدا تم کو کشمیر میں بہت بڑی ترقی دینے والا ہے۔ دعاگو۔ حسن نظامی۔

سید حسام الحق صاحب حقی کا خط

قبلہ جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم

یہ خبر سنکر کہ عالیجاہ کو حکومت برطانیہ نے شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے ناچیز کی دلی مسرتوں کی کوئی انتہا نہ رہی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرما کر ممنون کریں۔ احقر۔ سید حسام الحق حقی گورنمنٹ آف انڈیا۔ سنٹرل پبلیکیشن برانچ دہلی۔

شکریہ کہ آپ دہلی کے نامور علمی خاندان کے ایک فرد ہیں اور آپ کے نام میں دو تلواریں ہیں یعنی ایک تلوار حسام۔ اور دوسری تلوار حق۔ اور یہ معانی ہوئی بات ہے کہ اسم کا اثر مسمّیٰ میں ہوتا ہے اس واسطے میں آپ کی تہنیت کو تلوار علیا کا سایہ سمجھتا ہوں جس کے نیچے جنت ہوتی ہے۔ شکرگذار حسن نظامی۔

شیخ عظمت اللہ صاحب کا خط

محترم خواجہ صاحب زندہ باشی سلام علیکم

غالباً آپ کو یاد ہوگا۔ کہ جب میرا بندہ زادہ عزیز محمد رشید دہلی میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ تھا تو مجھے آپ سے نیاز حاصل ہونے کا موقعہ ملا تھا۔

میں آپ کی خداداد دینی اور دنیاوی قابلیت کا معتقد ہوں۔ آپ کے مسلم لیگ میں دلی دلچسپی لینے نے اس میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ قومی درد دل رکھتے ہیں۔ جو قوم کے لئے نہایت مفید ہے آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملنے پر میں گورنمنٹ کو مبارک اور داد دیتا ہوں۔ کہ جس نے خطاب دیکر ثابت کیا کہ گورنمنٹ علم دوستوں کی بھی قدردان ہے۔

آپ کی ذات کی نسبت اس خطاب

شمس العلماء کے ملنے کے متعلق یہ کہنا
بے جا نہ ہوگا۔ سہ
اوروں کو ہوتی ہے عزت خطاب سے
لیکن ہوئی خطاب کو عزت جناب سے
زیادہ حد ادب۔ آپکا قدردان۔
(شیخ) عظمت اللہ نو دہلی روڈ نمبر ۲۸
نئی۔ دہلی۔

شکریہ کہ العظمت للہ۔ سب بڑائیاں اللہ کے لئے ہیں۔ آپ کی ملاقات مجھے یاد ہے۔ آپ کے بڑے فرزند شیخ محمد رشید سابق ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی اور آپ کے چھوٹے فرزند شیخ محمد نذیر افسر سوٹن سپلائی کی مہربانیاں اور محبتیں میرے دل پر نقش ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی عمدہ تربیت کا وہ دونوں بھائی نمونہ ہیں۔ آپ نے اس تہنیت میں جو الفاظ میری نسبت لکھے ہیں انکا شکریہ ادا کرنے کے بعد میں پھر کہتا ہوں العظمت للہ۔ اور بس۔ حسن نظامی۔

حضرت بسمل رح کے جانشین کا خط

حضرت خواجہ صاحب! آداب نیازمندانہ کے بعد گذارش ہے کہ خطاب شمس العلماء کی خبر معلوم کرنے کے بعد اس بیں وپیش میں رہا کہ یہ خطاب آپ کے شایان شان ہے بھی کہ نہیں۔ کیونکہ جن اوصاف کا میں آپکو حامل سمجھتا ہوں یہ خطاب اُن کی ترجمانی نہیں کرتا۔ پھر آپ کے لئے قابل مبارکباد کیا امر ہو سکتا ہے البتہ گورنمنٹ ضرور قابل مبارکباد ہے کہ اس نے یہ خطاب آپ کو دے کر خطاب کی وقعت بڑھا دی۔
سید مصباح الرحمٰن ایم۔ اے۔

میر جی کا باغ ریاست جے پور۔

شکریہ کہ آپ جے پور کے علوم و فنون کے آفتاب اور فقراء کے ماہتاب حضرت مولانا سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل نظامی نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین و فرزند ہیں۔ اور میں آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو حسین اور علی کی طرح ہمیشہ سمجھتا رہا ہوں۔ اور آپ سب بھی اپنے والد مرحوم کی محبتوں کے قدم بقدم مجھ سے ویسی ہی یگانگت رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ نے جو کچھ لکھا اس میں آپ کی علمیت اور محبت کا جوش پایا جاتا ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

ڈاکٹر زید احمد صاحب کا خط

جناب خواجہ صاحب۔ آداب۔ میں منادی میں ہر فرقے کے لوگوں کے خطوط آپ کو مبارکباد دیئے جانے کے دیکھ رہا ہوں جب میں ان خطوط کو پڑھتا ہوں۔ میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ پڑھکر آپ کی ہستی پر ناز کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ آپ کی عمر دراز کرے۔ چونکہ آپ جیسی ہستی کی ہمارے ملک کو ضرورت ہے۔ جو ہر فرقے کے سچے رہنما ہیں۔ آپ کی اخلاقی محبت ہر فرقے کے آدمی مانتے ہیں۔ یہ خاکسار بھی آپ کو شمس العلماء کا خطاب دیئے جانے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ ڈاکٹر زید احمد۔ صدر بازار دہلی۔

شکریہ کہ مجھ بیمار کو آپ جیسے مقبول خاص و عام ڈاکٹر نے مبارکباد دی میں اس کو ٹانک یعنی مقوی دوا سمجھا۔ چونکہ ڈاکٹری دوائیں کڑوی اور بدبودار ہوتی ہیں۔ اس واسطے یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ کی اس مبارکباد میں مٹھاس بھی۔ اور خوشبو بھی۔ آپ میرے پیارے بھائی ڈاکٹر سراج الدین صاحب مرحوم کے بھانجے ہیں۔ اور میں آپ کو آپ کے بچپن سے اپنی اولاد کی طرح سمجھتا ہوں۔ اس واسطے یہ مبارکباد میری اولاد کی مبارکباد ہے۔ آخر میں یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ میں نے اسم زید کی دال کا اپریشن کر دیا۔ کیونکہ مجھے تندرست نام زید معلوم ہوتا ہے۔ زیڈ بیمار ہے۔ لہٰذا آئندہ اپنا نام زید احمد لکھا کیجئے۔ جو مصلحت شروع میں تھی اب اس کا وقت ختم ہو گیا کیونکہ اب آپ کو کسی ہم نام ڈاکٹر کی شہرت سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں رہی۔ شکر گذار حسن نظامی۔

ذہین نظامی کی ذہانت

ان اشعار کے ابتدائی حروف سے "شمس العلماء خواجہ حسن نظامی" کا پورا فقرہ بنتا ہے۔

شراب بیخودی ہم کو پلا دے آج اے ساقی
شناسائی حقیقت کا بنا دے آج اے ساقی
مسرت زندگی ہے زندگی جاوید ہو جائے
مسیحائی کے صدقے مردہ جاں کی عید ہو جائے
سر عجز و نیاز آگیں ترے در پر جھکاتا ہوں
سکون آور فضا میں نغمۂ عشرت سناتا ہوں
الٰہی میرا ہر اک شعر اک پیشین گوئی ہو
الٰہی نظم میری موہ لے ہر ایک کے دل کو
لوازم ہیں ضروری گر لگا ہیں ہیں تحمل پر
لباس عقل و دانش چاہیئے جسم تخیل پر
علاج درد آزادی تو یک جہتی میں پنہاں ہے
عداوت کہتے ہیں جسکو وہ بربادی گلستاں ہے
لگائیں باغ پاکستاں حدود انس و الفت میں
لو دم حصہ داری برادر ہو محبت میں
میسر سب کو آزادی ہو آزادی کہیں جسکو
مبارک زندگی وہ ہے کہ یکجہتی کہیں جسکو

اُدہر سب اتحادِ باہمی کے گیت گائیں گے
اِدہر سے مژدۂ عشرت فزا ہم بھی سنائینگے
خوشا بخت کہ پھر ہندوستاں رفعت نشاں ہوگا
خزاں مٹجائے گی سرسبز اپنا گلستاں ہوگا
وہ آزادی کہ جس پر سیکڑوں قربانیاں صدقے
وہ پیاری زندگانی جسپہ دل قربان جاں صدقے
اسیرانِ قفس میں مدتوں سے جسکے تھے چرچے
اشارہ کر رہی ہے آج مغرب کے جھروکے سے
جدہر دیکھو مسرت بخش مستقبل کی جھلکی ہے
جبینِ شوق پر ارمان ہائے دل کی جھلکی ہے
ہوائے شادمانی ہے خراماں گنگناتی ہے
ہو تازہ زندگی جس سے وہی مژدہ سناتی ہے
حواس و ہوش و فکر و عقل میں اک تازگی آئی
جبینِ جسم و دل بن بن کے گویا زندگی آئی
سفینہ ملتِ بیضا کا طوفاں میں نہ آئیگا
سرورِ زندگی کا گیت اب ہر ایک گائیگا
نظام الملت والدین کا محبوب ہے رہبر
ندیم صوت سرمد واقفِ اسرار پیغمبر
زکارت بخشِ نابینا تعوق بخشِ ہر ستی
نہ کوئی ہے بدل اسکا نہ کوئی ہے مثال اسکی
ظہیر ہر مسلماں ہے ہر اک ہندو کا ملجا ہے
ظفر رایت ہے مرہون رقم انا فتحنا ہے
اثر ہو لاکھ طوفاں کا تموج لله الحمد ہو
اگر وہ چاہے تو ہندوستاں کا پار بیڑا ہو
مصیبت اک نظر میں جسکی راحت سے بدل جائے
مذلت اک اشارہ ہی میں رفعت سے بدل جائے
یہی وہ ہے کہ جس سے متحد ہندو مسلماں ہوں
یہی وہ میر سلماں ہے کہ جس سے سارے سلماں ہوں

گذرا نیدہ۔ سید ذہین نظامی حیدرآباد دکن۔

دُعا۔ تم مورخ دکن ہو۔ تمہارے خاندان میں خواتین بھی شاعری کا ذوق رکھتی ہیں۔ اور سب چھوٹے بڑے میرے سلسلے میں داخل ہیں۔ تم نے اپنی شاعری کی قینچی سے لفظ شمس العلماء کو تراش کر جو گلدستہ بنایا ہے اُس کو میں منادی کے گلدان میں سجاتا ہوں خدا تم کو اور تمہاری شاعری کو ترقی دے۔ دعاگو۔ حسن نظامی۔

مولوی عبدالرحمن نظامی کا خط

حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی۔ تحیۃ التسلیم و تعظیم عمیم۔ منادی کے مطالعہ سے یہ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ حضور کے علمی ادبی اور بالخصوص عالمگیر اثر اور فیض کو محسوس کرتے ہوئے حکومت برطانیہ نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب تفویض کیا۔ مبارک صد مبارک گورمنٹ کو بخوبی علم ہے کہ بروقت مسلمانوں کی صحیح نمائندگی اور ترجمانی کرنے والے کون کون فرد ہیں۔ حضور نے جب کبھی مسلمانوں پر ابتلا کا وقت آیا۔ تو اُس سے بچانے اور گورمنٹ کی غلط فہمی دُور کرنے کے لئے بروقت امداد و ترجمانی فرمائی۔

آج سے دس سال پہلے کے حضور کے وہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہتے ہیں جبکہ ایک مجلس میں جس میں احقر بھی حاضر خدمت تھا۔ غازی عبدالرشید مرحوم مرضی قاتل شردہانند کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل ہنود نے اپنے پورے سنگھٹن سے شریف اور باعزت سفید پوش مسلمانوں کو دار و گیر میں مبتلا کر رکھا تھا۔ اُس وقت تمام سیاسی لیڈر بالخصوص علی برادران و دیگر حضرات نے چُپ سادہ لی تھی مگر اُس وقت شاہی مسجد کے خطیب و امام صاحب اور پیرزادہ محمد حسین صاحب سشن جج مرحوم اور تیسرے کوئی اور حضرت جن کا اسم گرامی احقر بھول گیا ہے۔ حضور کی معیت میں صبح سے شام تک مسلمانوں کو بچانے میں مصروف رہے اور اُس وقت تک دم نہ لیا جبکہ اکثر مسلمانوں کی گلو خلاصی نہ فرمالی۔ ایک طرف تو گورمنٹ کی غلط فہمی کو دور فرمایا اور دوسری طرف بے گناہ مسلمانوں کی جان بخشی کرائی۔

اگرچہ حضور والا پر بھی ہندو بھائیوں نے بہت کچھ ناجائز حملے کئے اور ذہنی کوفت پہنچانے کی بہت کوشش کی گئی۔ مگر حضور نے اپنے ہمراہیوں کے معیت میں قومی خدمت کا حق ادا کیا۔ معروضہ طویل ہو گیا۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ مگر عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے نکتۂ نگاہ میں گورمنٹ کے ہاں اثر و رسوخ پیدا کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ وہ کبھی بھی قوم کے مصائب کے وقت کام نہیں آتے تجربہ اس پر شاہد ہے۔

اگر گورمنٹ نے یہ باور کرتے ہوئے کہ علمی و ادبی اتم خوبیوں کے علاوہ قوم کی صحیح رہنمائی فرمانے کے حق کو پہچانتے ہوئے یہ خطاب تفویض کیا ہے۔ تو کوئی احسان نہیں کیا بلکہ حق بحقدار رسید کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے لئے حضور کی ذاتِ گرامی مستحق تھی۔

حضور کا طالب دیدار و دُعا خواہ عبدالرحمان نظامی امام جامع سلطانی مظفر آباد کشمیر۔

دُعا۔ تم عالم ہو۔ مظفر آباد کشمیر کی شاہی مسجد کے امام ہو۔ میرے سلسلے کے پُرانے حلقہ بگوشوں میں ہو۔ میں نے تمہارے خلوص اور خدمت خلق کوش رید مشکلات کے وقت آزمایا ہے اس واسطے جو کچھ تم نے اس خط میں لکھا اس کے ہر لفظ میں دل کی صفائی اور جذبات خالص کا اثر پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو حقائق و معارف سے آراستہ فرمائے۔

دعاگو حسن نظامی۔

سر مہاراجہ جہانگیر آباد کا دوسرا خط

معظم و مکرم جناب شمس العلما حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب زاد برکاتہٗ و فیوضہٗ۔ آداب و تسلیم عرض ہے۔ صحیفۂ عطائی مورخہ

۲ مارچ ۱۹۴۶ء شائع ہوا مشکور و ممنون فرمایا آپ کے روزنامچے سے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اور آپ کی خرابی صحت کا سلسلہ بہت متفکر رکھتا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دست بدعا رہتا ہوں۔ کہ آپ عرصہ دراز تک سلامت رہیں اور بحالی صحت کے ساتھ وہ بیش بہا خدمات انجام دیتے رہیں جو ملک اور قوم کے لئے ہمیشہ آپ کے مدنظر رہتی ہیں۔

۱۹۴۵ء کے قیام نینی تال میں میں نے وہ دعا دلی شکر گذاری کے ساتھ اخبار منادی میں پڑھی تھی جو آپ نے میرے اور میرے بچوں کے لئے فرمائی تھی اب اس کا تحریری شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔

میری ناچیز مبارکباد کا شکریہ آپ نے بذریعہ تار بھیجا تھا اس کے بعد ۲۵ جنوری ۱۹۴۶ء کے منادی میں جن الفاظ میں آپ نے اس مبارکباد کا دوبارہ اعادہ فرمایا ہے اس کے لئے بھی مشکور ہوں میرے خطابات کی نسبت جو آپ نے دریافت فرمایا ہے جواب میں عرض ہے کہ (۱) ستمبر ۱۹۲۱ء میں میرے چچا مرحوم کا خطاب موروثی "راجہ" مجھ پر منتقل ہوا تھا۔ (۲) ۱۹۲۲ء میں مجھے خطاب سی۔ ایس۔ آئی ملا (۳) ۱۹۳۲ء میں نائٹ یعنی سر کا خطاب ہوا (۴) ۱۹۳۷ء میں کے۔ سی آئی۔ ای کا خطاب عطا ہوا (۵) ۱۹۴۵ء میں "مہاراجہ" کا خطاب عطا ہوا

واقعہ یہ ہے کہ حکومت نے شمس العلماء کا خطاب آپ کے نام کے ساتھ وابستہ کر کے اس خطاب کو روشن تر کر دیا ہے۔ مجھے اور آپ سے عقیدت رکھنے والوں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو اس کی خوشی یوں زیادہ ہے کہ صحیح معنوں میں یہ خطاب بحقدار رسید کہا جا سکتا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ رضی کے سالانہ عرس میں جناب نے مدعو فرما کر بہت مشکور فرمایا مجھے اس درگاہ میں حاضر ہونے سے ہمیشہ ایک خاص تسکین ہوتی تھی۔ اخبار منادی پڑھتے رہنے اور نظامی بنسری کے مسلسل مطالعہ سے اس عقیدت میں جو مجھے حضرت سلطان المشائخ رضی سے تھی بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے میں ضرور حاضر ہوتا لیکن آج کل کے پولیٹیکل حالات نیز سفر کی زحمتوں کا خیال کر کے ہمت نہیں پڑتی ہے گو میرا دل حاضری کے لئے بہت متمنی ہے۔ انشاء اللہ کسی موقع پر ضرور حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی سعادت سے شرف اندوز ہونگا۔ علاوہ اس کے جناب سے ملنے کا اشتیاق بھی روز افزوں ہوتا جاتا ہے خدا کرے مجھے جلد اس سے مسرت اندوز ہونے کا موقع ملے۔ عریضہ اعجاز رسول

(مہاراجہ سر محمد اعجاز رسول صاحب قدوائی رئیس جہانگیر آباد۔ اودھ)

شکریہ آپ دولت رسیدہ ہیں۔ مگر غفلت کی مستی سے کوسوں دور ہیں۔ اس واسطے مردِ کامل ہیں۔ کیونکہ بزرگ کہہ گئے ہیں "گر بہ دولت برسی مست نہ گردی مردی"۔ حضرت سلطان المشائخ رضی کے جتنے خلفاء اپنے وقت میں ہندوستان کے نامور علماء تھے وہ اکثر اودھ کے رہنے والے تھے حضرت مولانا شمس الدین یحییٰ رح اور حضرت مولانا علاؤالدین نیلی رح اودھ کے تھے۔ جن کا دہلی کے شاہی دربار میں بہت بڑا عروج تھا اور حضرت سلطان المشائخ رضی کے جانشین اور خلیفہ اول حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی رح بھی اودھ کے تھے۔ لہٰذا آپ کے دل میں جو کشش حضرت سلطان المشائخ رض کی طرف ہے یہ چھ سو برس کی پرانی اور تاریخی تاثیر ہے۔ آپ اگرچہ امیر کبیر ہیں۔ چھ سات لاکھ روپے سالانہ کی ریاست کے رئیس ہیں۔ لیکن میں اس امارت اور ریاست کی وجہ سے آپ کی طرف میلان نہیں رکھتا بلکہ اس لئے مجھے آپ سے محبت ہے کہ آپ پیروں کی اولاد ہیں۔ یعنی قدوائی ہیں۔ جس طرح حیدر آباد کے امرائے پائیگاہ کے ساتھ مجھے اس لئے میلان خاطر ہے کہ وہ سب حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رض کی اولاد ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ ایک کرور روپے سالانہ آمدنی کی جاگیروں کے مالک ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے بچوں کو اور آپ کی ریاست کو اور آپ کے اخلاق حسنہ اور قدیمی وضعداریوں کو سلامت رکھے حسن نظامی۔

سکینہ صاحبہ کا خط

مکرمی و محترمی خواجہ صاحب سلام علیکم آپ کی خدمت میں شمس العلماء ہونے کی دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ کریم آپ کو تادیر و بصحت سلامت رکھے اور آپ کے وجودِ مبارک سے جو فیض قوم، ادب اور مذہب کو حاصل ہے وہ ہمیشہ جاری رہے آمین۔ خاکسار۔ بیٹی سکینہ۔ ماڈل ٹاؤن پنجاب۔

دعا تم ایک ذی علم ہمدردِ خلائق اور پاک باطن باپ کی بیٹی ہو۔ اور ایک ہونہار صاحب اقبال یتیم کی ماں ہو تم نے پردے کے اندر بیٹھ کر میری بے حقیقت خدمتوں کا ذکر لکھا ہے میں نے اس کو ایک معصوم عورت کی دعا سمجھ کر بارگاہ الٰہی

ہیں عرض کی کہ وہ مجھے ایسا ہی بنا دے
جیسا میری قوم مجھے سمجھتی ہے۔ یہ بھی دعا
ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے بلند اقبال
فرزند کی خوشیاں دیکھنی نصیب کرے
اور موجودہ زمانہ ایک کہانی اور افسانہ
بن جائے۔ دعاگو حسن نظامی۔

خطاب کی تاریخیں

از ناسوتی شاہ نظامی حیدرآباد دکن

قطب الاقطاب شمس العلماء حسن نظامی
۱۹۴۶ء

قطعہ

سنکے خواجہ کے علم کا چرچا
شاہِ لندن نے ہے خطاب دیا
قولِ ناسوتی عیسوی میں سنو
اے فضیلت مآب شمس العلماء
۱۹۴۶ء

دعا — پیارے فرزند ناسوتی شاہ کی
عقیدت و محبت ہمیشہ نظم و نثر
مضامین کے ذریعے ظاہر ہوتی رہتی ہے
ان تاریخوں میں بھی انہوں نے اپنی شاعرانہ
صلاحیت کو ظاہر کیا ہے۔ خدا ان کو اور
ان کے سب متعلقین کو ہمیشہ شاد و آباد
رکھے۔ دعاگو حسن نظامی۔

استاد ہلال کا قصیدہ

قصیدہ والا شان مولانا مولوی صوفی
حضرت قبلہ حسن نظامی صاحب دام برکاتہم
حریت فکر مرزا ہلال چغتائی تیموری جانشین غالب

زہے شان و شوکت مہربانی شادمانی مبارک ہو
تمہیں نذر سلطانی شاہ کی قدردانی مبارک ہو
وزیر ہند کی مردم شناسانی فراوانی مبارک ہو
نظامی حسن کو اوج آسمانی مبارک ہو
تم کو چمکنا تھا ایک نہ ایک دن اس جہان میں
پیر مرشد یہ پیشانی معنی قرآنی مبارک ہو
علما شمس کے لفظ ایسے گئے تم پر کیسے جچے
لقب خاندان نظامی یہ لاثانی مبارک ہو
جامعہ جامع بہر عیاں آپ کی ذات والا صفات
محبوب الٰہی کی فیض سلطانی مبارک ہو
نہ بادہ قدردانی بخشی ہے وہ نعمت عظمیٰ
فتح کا دن تمہیں مسیح برطانی مبارک ہو۔
قصیدہ لکھ یہی وظم الافلاک سخن نے لاجواب
ہلال تیرا دماغ قاآنی و خاقانی مبارک ہو

جناب استاد ہلال صاحب اگرچہ
شکریہ کے اسی برس کی عمر سے آگے بڑھ چکے
ہیں۔ لیکن اُن کی شاعری اب تک جوان رعنا
ہے۔ جب وہ یہ قصیدہ سنانے آئے تو عرس
کا زمانہ تھا۔ بڑے بڑے اہل علم اور اہل
فن میرے پاس جمع تھے۔ اور جب استاد
نے یہ قصیدہ شروع کرنا چاہا تو میں نے
حاضرین سے کہا آپ استاد ہلال سے واقف
نہیں ہیں۔ پہلے میں تعارف کرانا چاہتا ہوں
ان کا بیان ہے کہ یہ مرزا غالب رح کے مزار
پر اپنی غزل پڑھنے گئے تو قبر شق ہوگئی
اور مرزا صاحب نے اپنا ہاتھ باہر نکالا
اور کہا ہلال اپنی غزل کو بار بار پڑھ چنانچہ
انہوں نے بائیس ۲۲ بار اپنی غزل مرزا صاحب
کو سنائی۔ تب غالب نے کہا تو میرا جانشین
ہے۔ اور تو میرا خلیفہ ہے۔ جا ابھی جا اور
دہلی میں اعلان کر دے کہ میں غالب کا خلیفہ
ہوں۔ چنانچہ ہلال صاحب نے تمام شہر
میں اعلان شائع کیا۔ اور طرح کا مصرع
بھی شائع کیا ع

خلیفہ ہوں میں غالب کا مری دستاربندی ہے

چنانچہ ایک عظیم الشان مشاعرہ ہوا۔ اور
وہاں ہلال صاحب کے سر پر ایک لال
ریشمی سیلا غالب کی خلافت کا باندھا گیا۔

اس تعارف کے بعد استاد ہلال نے
اپنا یہ قصیدہ خوش الحانی سے پڑھا اور
حاضرین بزم اس قدر مسرور ہوتے کہ تحسین و
آفرین کا غل مچ گیا۔ استاد ہلال نہایت متانت
سے چاروں طرف دیکھتے تھے۔ اور آنکھوں
ہی آنکھوں میں داد دینے والوں کا شکریہ
ادا کرتے تھے۔ مگر انہوں نے کسی کو سلام
نہیں کیا۔ اور یہ بات کیا کم تھی کہ انہوں نے
داد دینے والوں کو اک نگاہِ غلط انداز
سے دیکھ لیا۔ البتہ جب استاد ہلال نے
"مسیح برطانی" والا شعر پڑھا تو حاضرین
میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی۔ میں نے کہا بھائیو
تعجب نہ کرو برطانیہ نے چغتائی مغلوں
سے ہندوستان کا تاج و تخت حاصل
کیا تھا۔ اور استاد ہلال بھی چغتائی
مغل ہیں۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا ہے
اگرچہ میں اس بات کو چھپانا چاہتا تھا
کہ خدا نے مجھے برطانیہ کا مسیح بنایا ہے۔

آخر میں استاد ہلال کے اس قصیدے
کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے اور ان
کے بعد اردو زبان میں ہمیشہ تفریح کی
مجلسوں میں پڑھا جاتا رہیگا۔

ناظرین قصیدے کے شاعرانہ کمالات
تک نہ اسوقت پہونچ سکتے جب یہ سنایا گیا تھا
نہ غالباً آئندہ نسلوں کے ذہن اس قصیدے کی
شاعری کے کمالات تک پہونچ سکیں گے۔ ہاں اگر
آجکل جو وزیر ہند دہلی میں آئے ہوئے ہیں وہ اور
اُنکے ساتھی اس قصیدے پر شاعرانہ نظر سے غور
کریں تو شاید وہ اس کے کمالات کو سمجھ جائیں۔
کیونکہ آجکل وہ سب کانگریس اور مسلم لیگ کے
لاتعی کلام کو پڑھتے پڑھتے اور سنتے سنتے مہملات
کے عارف ہوگئے ہیں۔ حسن نظامی۔

غلام محمد حسنی نظامی کا خط

میرے خواجہ قبلہ وکعبہ ظل اللہ دام فیوضہ میرے آقا مظہر تجلیات کا شمسی خطاب حضور پرنور کو مبارک ہو۔ اور بارگاہ خواجہ میں بندہ کی تہنیت قبول ہو۔ یہ ایک رسمی اور دنیاوی تہنیت ہے۔ ورنہ میرے خواجہ تو محبوب کبریا ہیں۔ لاکھ در لاکھ تنوں کو دھونے کے لئے آئے ہیں میرے پیا اجلے میں میلا۔ میری میلی گدڑیاں دھونے کے قابل میرے پیا کے سوا میری میلی گدڑیاں کو کون دھو سکتا ہے۔ اے آقا میں تیرا ہوں تیرا ہی رہونگا۔ تیرے قدموں کے سوا مجھے اور قدم نظر نہیں آتا۔ نحن اقرب کا حجاب ہٹادے۔ دوئی کو مٹادے۔ تو پھر یہ ارشاد نہ ہوگا۔ لبیک عبدی،

نمازِ زاہداں سجدہ سجود است
نمازِ عاشقاں ترکِ وجود است
ہست بیت اللہ درونِ اولیا
رَو در آنجا سجدہ کن بہرِ خدا

خواجہ تیری بسنت منائی ۶ر فروری ۱۹۲۶ء بسنت پنچمی کے دن اہل ہنود پھول لے کر مندروں میں جارہے تھے تو میرے چھوٹے لڑکے ابوطالب نے جسکی عمر ۱۲ سالہ ہے پھول کا ہار بناکر حضور انور کی شبیہ مبارک کے جو کھٹے پر لپیٹ دیا۔ تو حضور کے غلام نے لڑکے سے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ ہندو مندروں میں پھول چڑھانے جارہے تھے تو میں نے بھی اپنے خواجہ کے قدموں میں پھول رکھ دیئے بچے کی اس عقیدت پر میں بہت خوش ہوا اور بے اختیار میری زبان سے نکلا۔ محبوب کبریا ہے تو علی تیرا دربار ہے۔ خاک پائے حضور انور اور ادنےٰ خدمتگار۔ کمترین غلام محمد حسنی نظامی مدرس و برانچ پوسٹ ماسٹر خان خانان ضلع جالندھر۔

دُعا:- تم میرے فرزند روحانی ہو جو چھٹی صدی پہلے کے مرید ہو۔ تم نے مجھے پایا ہے میں نے تم کو پایا ہے۔ تمہارے لڑکے ابوطالب نے میری تصویر پر پھول چڑھائے برا کیا۔ بے جان نقش و نگار ایسے ہی فانی اور موہوم ہیں جیسے میرا خاکی جسم۔ میں ان دونوں موہوم چیزوں سے الگ اور علیحدہ ہوں۔ خدا تم سب کو شاد آباد دیکھے

سجادہ نشین صاحب کا خط

حضرت خواجہ صاحب قبلہ سلام علیکم میں بیمار تھا اس لئے دیر سے ہدیۂ تہنیت و تبریک پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ شمس العلماء کا عظیم الشان خطاب تمام چشتیوں کے لئے باعث توقیر ہے۔ میرے ایک دوست نے لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کو سر کا خطاب ملنا چاہیئے تھا وہ نہیں سمجھ سکے کہ شمس العلماء دینی خطاب ہے اس کے مقابلے میں کسی دنیوی خطاب کی کیا وقعت ہوسکتی ہے شہنشاہ معظم نے خطاب عطا فرماکر دنیا بھر کے چشتیوں کو ممنون فرمایا ہے میں دائرہ صوفیہ درگاہ اکرمیہ عالیہ کی طرف سے بدر الاولیاء کا خطاب پیش کرتا ہوں میں باطنی ارشاد کی تعمیل کررہا ہوں دراصل یہ خطاب شیخ المشائخ محبوب اللہ حضرت خواجہ حافظ محمد اکرم قادری چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بذات خاص عطا فرمایا ہے۔ دعاگو۔ (مخدوم) غلام دستگیر قادری چشتی نظامی سجادہ نشین درگاہ اکرمیہ عالیہ کبیروالہ ضلع ملتان۔

شکریہ:- آپ کی معنوی تہنیت بہت پُرمعنی ہے۔ ورنہ در حقیقت نہ میں شمس العلماء ہوں نہ بدر الاولیاء ہوں البتہ اہل اللہ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ اور ہوش سنبھالنے کے وقت سے آج تک یہی تمنا رہی ہے کہ میں اپنی ذات کو مٹاؤں۔ اور اپنے بزرگوں کے کام

شاہ عبیداللہ صاحب کا خط

مخدوم بندہ سلام علیکم۔ کل اخبار میں دیکھا آپ کو شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ سے عطا ہوا ہے اللہ مبارک فرمادے میں تو شمس الفقراء سمجھتا ہوں خدائے قدیر آپکو اولیاء اللہ کی خدمت ہمیشہ نصیب فرمائے آمین عبیداللہ شاہ امروہی۔ از اجمیر شریف۔

شکریہ:- عبید عبد سے چھوٹے کو کہتے ہیں۔ اور میں عبید سے بھی چھوٹا ہوں نہیں جانتا کہ ایک عارف کامل درویش کے تہنیت نامے کا شکریہ کیونکر ادا کروں۔ مجیٹھہ ضلع امرتسر میں آپکی آنکھوں میں کچھ دیکھا تھا۔ آج آپکے الفاظ میں بھی کچھ دیکھا۔ دعا

مولوی محمد مستان علی نظامی کا خط

میرے مرشد مولا۔ قدم بوسی عرض۔ خطاب کی مبارکباد عرض ہے۔ ذات حضور اس خطاب سے بالا و بالاتر ہے۔ گورنمنٹ کا بھی شکریہ کہ میرے مولا پر اچھا خیال ہے۔ غلام دیرینہ محمد مستان علی نظامی پنشن خوار ریاست حیدرآباد دکن۔

دُعا:- تم میرے عارف کامل مرید داروغہ محمد اسمٰعیل فضل اللہ شاہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد ہو۔ جن کے گھر میں آٹا پیسنے کی چکی دیکھ کر مجھے ذات پاک کی ایک تجلی نظر آئی تھی۔ تمہاری عقیدت و محبت سے خوشی ہوئی۔ دعاء خیر کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس کا خط

میرے نہایت ہی محترم جناب خواجہ صاحب۔ سلام۔ خطاب کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ متھرا داس بی ٹی میل وڈ لاہور

شکریہ: آپ آریہ سماجی ہیں۔ اور چوتھائی صدی گذر گئی میں آپ کے دل میں رہتا ہوں۔ اور آپ میرے دل میں رہتے ہیں۔ آپ نے لاکھوں کی آنکھیں بنائی ہیں۔ اور میری آنکھ بھی بنائی ہے۔ لیکن آنکھ بنانے سے پہلے بھی آپ میرے دل کی آنکھ میں تھے۔ اور آنکھ بنانے کے بعد بھی وہیں بستر بچھا رکھا ہے شکر گذار حسن نظامی۔

قاضی حبیب علی نظامی کا خط

پیر و مرشد حضرت خواجہ صاحب! سلام علیکم۔ حضور کو خطاب ملا۔ اس خبر سے مجھے اور میرے سب اہل وعیال کو بیحد خوشی ہوئی ہم سب مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ حبیب علی نظامی از گورداسپور پنجاب

دعا: تم مجھ سے عمر میں بڑے ہو۔ چوتھائی صدی پہلے کے مرید ہو۔ تھارا داڈی برما میں مجسٹریٹ رہ چکے ہو۔ تمہارے سب بال بچے بھی مرید ہیں۔ اور تم نے میرے لئے درگاہ کے پاس ایک مکان بنوایا ہے۔ جس پر میں نے حبیب منزل لکھوایا ہے اور جس میں میرا منجھلا لڑکا علی رہتا ہے تمہاری تہنیت سے بڑی خوشی ہوئی۔ دعا کرتا ہوں کہ تم سب شاد آباد رہو۔ دعا گو حسن نظامی۔

پیر بادشاہ صاحب کاظمی کا خط

حضرت قبلہ اعلیٰ حضرت شمس العلماء سید مع مولائی شاہ نظامی مد فیوضکم سلام علیکم

بعد مبارکبادی خطاب عطیہ گورنمنٹ برطانیہ معروض ہوں کہ خالق کی جناب میں آپ کے درجات اس سے پیشتر بلند تھے لیکن قدرت کے کاریگر نے ان کی ایک جھلک اس رنگ میں دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے دکھائی ہے۔ یہاں دلو رام صاحب کوثری کی مثال یاد آتی ہے۔

اب بھی نہ کوئی سمجھے تو پھر اس پہ خاک ہے۔

اس کے بعد یہ عرض ہے کہ آپ کی محبت میرے دل میں اس قدر سپرٹ پیدا کر چکی ہے کہ آپ کا اخبار منادی دل کے بہلانے کا شغل اور وظیفہ بنا ہوا ہے۔ جس میں پاک لوگوں کی زندگی کے حالات اسلامی جذبات ہمارے لئے سبق آموز ہیں۔

آپ کی مذہبی خدمات تبلیغ قرآن کے طریقے اور اخراجات ملک ہندوستان میں فوقیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن علالت طبع کا مضمون ہر اخبار میں پڑھکر سخت اندیشہ دامنگیر رہتا ہے اللہ تعالےٰ آپ جیسے برگزیدہ بزرگوں کو کلی صحت بخشے اور بہت دراز عمر عطا فرمائے تاکہ ملک کی بھلائی کا کافی موقعہ ملے۔ آپ لوگوں کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دنیا کے دیگر انسانوں کی سو سو سال زندگی کے برابر ہے۔ مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی دن بھی ایسا نہیں گذرتا جس دن آپ نے کوئی نمایاں کار ثواب سر انجام دیا ہو یہ کس قدر قیمتی زندگی ہے۔ احقر۔ پیر بادشاہ کاظمی میرپوری از نوشہرہ پنجاب

شکریہ: آپ کے نام میں دین بھی ہے۔ دنیا بھی ہے۔ پیر لفظ میں دین بادشاہ لفظ میں دنیا۔ تو گویا آپ کی مبارک باد دین کی مبارکباد ہے اور دنیا کی مبارکباد ہے۔ خدا آپ کو دل کی مرادیں عطا فرمائے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

تہنیت خطاب کے چند پھول

لایا ہوں ذوق و شوق و محبت کے چند پھول
یہ نذر اولیا میں عقیدت کے چند پھول
حسن یقین کے ساتھ ہے حسن خیال بھی
مہکیں گے دو جہاں میں محبت کے چند پھول
رنگینیاں نثار ہیں کیفِ شمیم پر
دامن میں دیکھ کر یہ کرامت کے چند پھول
ذرے چمک رہے ہیں فضائے بسیط میں
روشن ہیں آفتاب ولایت کے چند پھول
بادِ خزاں ہزار چلے زور و شور سے
سرسبز ہی رہیں گے صداقت کے چند پھول
تاریکیوں میں بھی نظر آتی ہے روشنی
جلوہ نما ہیں شمع ہدایت کے چند پھول
جب سے ہوئے ہیں زینتِ درگاہِ اولیاء
پھولے نہیں سماتے ہیں تربت کے چند پھول
ملجائے گر ولائے نظامی کا ایک پھول
نظروں میں پھر سمائیں نہ جنت کے چند پھول
خواجہ حسن نظامی کے اعلیٰ خطاب پر
ہم بھی لٹا رہے ہیں مسرت کے چند پھول
گلہائے تہنیت سے ہے دامن بھرا ہوا
شامل ہیں اِن کے ساتھ ہی برکت کے چند پھول
سب کچھ یہی صلہ ہے یہی وجد ہے انعام
ہو جائیں گر قبول محبت کے چند پھول

انعام الحق صدیقی وجد لکھنوی مقیم دہلی

شکریہ: پیارے بھائی انعام الحق صاحب وجد صدیقی لکھنوی نے مسرت کے چند خوشبودار پھول ایسے برسائے کہ انگریزوں کے خوشبو سے محروم پھول شرما گئے۔ اور ہندوستانی پھولوں کو ایسا وجد آیا کہ دیکھنے والے خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ دلی شکر گذار حسن نظامی۔

صوبہ یوپی کے تہنیت نامے

حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی کا خط

مخدومی ومحترمی دامت برکاتکم۔ تسلیم وتکریم، آپ کی خدمات زبان اُردو وادب اور دیگر خدمات مذہبی وقومی کے لحاظ سے خطاب شمس العلماء پر اپنے تمام گھر والوں کی جانب سے دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دُعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو بہت زمانے تک جواں ہمتی کے ساتھ قائم رکھے عزیز از دل وجان جمال میاں سلمہٗ بھی بوحدت مضمون سلام رساں ہیں۔ والسلام مع الاکرام

فقیر محمد قطب الدین عبدالوالی عفا اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ

شکریہ کہ حضرت درویش بھی ہیں عالم بھی ہیں! ور علما گر بھی ہیں اور آپ کے بزرگوں کا بنایا ہوا درس نظامی تمام ہندوستان میں مروج ہے اس لئے آپ سب کے اُستاد بھی ہیں۔ آپ کی تہنیت کا دلی شکر گزار حسن نظامی

حضرت مولانا الطاف الرحمٰن صاحب قدوائی کا خط

مخدوم ومحترم زیدت معالیہم۔ تسلیم بعد تکریم۔ ابھی اخبار سے خطاب دیکھ کر مسرت ہوئی اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ عاصی محمد الطاف الرحمٰن قدوائی فرنگی محل لکھنؤ

شکریہ کہ آپ صوت الایمان حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق وہمدم ہیں اور سالہا سال سے مجھ پر نوازش والطاف کی نظر رکھتے ہیں۔ آپ کی تہنیت دوستانہ ہے اور یگانہ ہے۔ دلی شکر گزار حسن نظامی

مولانا صدق صاحب جائسی کا خط

محترمی ومکرمی! تسلیم مع التکریم۔ خطاب مبارک ہو۔ اگرچہ ہم لوگ ذاتی طور پر ایک دوسرے سے متعارف نہیں مگر صفاتی اعتبار سے ناآشنا محض بھی نہیں۔ بلکہ میں تو آپ کی طرز نگارش کا دلدادہ ہوں۔ اسی بنا پر اس مسرت کے موقع پر خاموش نہ رہا گیا بے اختیاری کے عالم میں ایک قطعہ تہنیت مع تاریخ خطاب موزوں ہو گیا۔ وہ حاضر کیا جاتا ہے۔ پسند آئے تو کسی خوش نویس سے لکھوا کر اپنے پاس رکھئے گا جائس میں نہ خوش نویس ہیں نہ فریم ساز ورنہ آپ کو فریم بنوا کر پارسل کے ذریعے بھیجتا۔ قطعہ تاریخ حسب ذیل ہے۔

شمس العلما خواجہ معروف ہوئے ہیں
دل گیر ہیں ارباب حسد پیشہ ومجہول
احباب ہنرور کے گھر اے صدق ہے شادی
تاریخ ہے شمس العلما خواجہ مقبول

۱۳۶۵ سنہ ہجری

ناچیز صدق جائسی از جائس ضلع رائے بریلی۔

شکریہ کہ آپ سراپا صدق ہیں۔ بولتے ہوئے صدق ہیں لباس خلوص وبے غرضی کی پیکر ہیں۔ آپ کے خط کے ہر لفظ نے اور قطعۂ تاریخ نے مجھ کو زیر بار منت واحسان کیا۔ دلی شکر گزار حسن نظامی۔

خان صاحب بشیر الحق صاحب حقی کا خط

محترمی جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم اس مرتبہ سال نو کی فہرست خطابات میں جناب کا نام نامی دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی۔ اور بے اختیار دل چاہا کہ مبارک باد پیش کروں مگر وقت یہ آ پڑی کہ کیسے۔ اگرچہ ابتدائی مراحل زندگی میں جبکہ آپ افق علم وتصوف پر بیک وقت خیرہ کن جگمگاہٹ کے ساتھ نمودار ہوئے تھے یہ خطاب آپ کو ملتا تو ہمت افزائی کا باعث اور آئندہ ترقیوں کے لئے فال نیک سمجھا جاتا مگر اب جبکہ عرصے سے آپ کا آفتاب علم وعرفان اوج فلک پر قائم ودرخشاں ہے۔ اور ایک عالم کو اپنے نور سے منور کر رہا ہے۔ آپ کو شمس العلما کہنا تحصیل حاصل کے مرادف ہے خیر۔ اس عرصے کی شپرہ چشمی کے بعد اگر صبح کا بھولا ہوا شام کو گھر پہنچ جائے تو بھی غنیمت ہے۔ مگر اب اس خطاب کو آپ کی ذات سے انتساب پانے پر چار چاند لگ گئے ہیں۔ لہذا آپ کو مبارک باد کیا دی جائے۔ صرف اپنا اظہار مسرت منظور ہے۔

میں دہلی مرحوم ہی کا قدیمی باشندہ ہوں. مگر عرصہ سے بسلسلہ تعلیم وملازمت باہر ہی رہنا پڑا ہے۔ آپ سے دو تین مرتبہ نیاز حاصل کرنے کی سعادت مل چکی ہے۔ مگر بہت عرصہ ہوا جب۔ اب انشاء اللہ میں ۱۵ اراپریل کو ملازمت سے سبکدوش ہو کر بعد پنشن پھر دہلی واپس آجاؤں گا۔ اور اُس وقت جناب سے اکتساب فیض کا بھی موقع ملیگا۔ عرصہ دراز کے مطالعہ ومراقبہ کے بعد (مراقبہ کا لفظ میں رسمی معنوں میں استعمال نہیں کر رہا ہوں) تصوف کے صحیح معنی میری سمجھ میں آئے ہیں۔ اور شریعت وطریقت کی بھول بھلیوں سے ہوتا ہوا۔ اپنے خیال میں منزل مقصود سے قریب ہو گیا ہوں۔ پہلے میں تصوف کو

سطحی نظر سے دیکھتا تھا۔ یا یوں کہئے کہ ظاہر پرستی اور رسمیات کی عینک کے ذریعے۔ لہذا اس کی حقیقت تک نظر نہ پہنچی تھی۔ عام صوفیوں سے جو لوگوں کو بدظنی ہے اور بعض اوقات بجا طور پر ہے۔ کچھ اُس کا بھی اثر تھا۔ اس لئے میں اُس کے یعنی تصوف کے اصلی مرتبے کو نہ سمجھ سکتا تھا۔ اب یہ حقیقت عیاں ہوئی۔ کہ دراصل صوفیائے کرام نے اسلام اور مسلمانوں کی بیش قرار خدمات انجام دی ہیں۔ اور اُن کو مذہب کا صحیح مفہوم سمجھنے کے قابل بنایا ہے۔ ورنہ لکیر پیٹنے کے سوا اور کیا رہ گیا تھا۔ دین اور دنیا کا جو امتزاج اسلام کی روح ہے۔ اور جس کو بعض لوگ راہبانہ نفس کشی کے ذریعہ بالکل ہی ختم کر دیتے ہیں اُس کی جھلک صوفیائے کرام کی زندگی میں ملتی ہے۔ اور آجکل میں اُس کا نمونہ آپ کی ذات گرامی کو سمجھتا ہوں۔ آپ نے روحانی عظمت کے ساتھ دنیاوی عروج بھی حاصل کیا اور یہی چیز مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہونی چاہئے۔ تورع اور تقدس کی وہی حد ہونی چاہئے جو آپ نے قائم کی ہے۔

میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہوں۔ اور عرصے سے میرے اعزا کوچہ چیلاں میں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے دہلی کی ہر چیز سے محبت ہے۔ اور اس لئے آپ سے بھی مشاہیر دہلی کی حیثیت سے غائبانہ خصوصیت رکھتا ہوں۔ انہیں جذبات کے ماتحت یہ چند سطور لکھی گئی ہیں گر قبول اُفتد زہے عز و شرف۔ والسلام مع الاکرام

خاکسار محمد شبیر الحق حقی۔ ایم اے (خان صاحب) ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول۔ میرٹھ۔

شکریہ کہ پیارے بھائی حقی! آپ دہلی کے ایک ایسے نامور عالم کی اولاد ہیں جو درویش بھی تھے آپ کے اس خط میں وہی نسلی جلوہ نظر آتا ہے میں آپ کے مکتوب کے ہر لفظ کا ممنون ہوں حسن نظامی۔

مولانا رئیس الدین احمد صاحب رضوی کا خط

حضرت اقدس مدظلہ العالی۔ سلام علیکم

آج کی مبارک صبح نے یہ خبر مسرت اثر سنائی کہ جناب کو گورمنٹ عالیہ سے خطاب عطا ہوا ہے جو شمس العلماء ہے۔ حقیقتاً اس خطاب کے جناب اس لئے بھی مستحق تھے کہ مسلمانوں کو اللہ پاک اور اس کے رسول مقبول صلعم کا پیغام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی سچی ہمدردی کے جناب حامل ہیں۔ میں اس خطاب کے ملنے پر تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

خاکسار (بیلچے والا نہیں) رئیس الدین احمد رضوی علی جان منزل امروہہ۔

شکریہ کہ آپ سید بھائی ہیں۔ قدیمی دوست ہیں۔ اولیاء اللہ کی یاد قائم رکھنے کے لئے عملی خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔ آپ کی تہنیت نے میرے دل میں گھر کیا۔ شکر گذار حسن نظامی

مولانا سید طفیل احمد صاحب منگلوری کا خط

مکرم بندہ جناب شمس العلماء خواجہ صاحب سلام علیکم

آج کے اخبار میں آپ کے شمس العلماء کا خطاب پڑھنے سے نہایت خوشی ہوئی۔ اس کے لئے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تندرست اور خوش و خرم رکھے۔ خاکسار آپ کا پُرانا نیاز مند (مولانا سید) طفیل احمد منگلوری (مصنف کتاب مسلمانوں کا روشن مستقبل)

شکریہ کہ آپ کی تہنیت اور (خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر "البشیر" کی تہنیت نے مجھے اصلی خلوص کے جیل خانے میں قید کر دیا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ دونوں خطابات دینے اور خطابات لینے کی وجوہات اور تاثیرات کو خوب جانتے ہیں۔ اور میں نے بھی آپ جیسے گہری نظر رکھنے والوں کی جوتیاں سیدھی کر کے اپنے ملک کے ان حالات کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ پھر بھی آپ دونوں نے اپنے کانگریسی اصول کے خلاف مجھے مبارکباد بھیجی۔ اس لئے میں نے سمجھا کہ آپ نے مجھے اپنے خلوص و محبت کے جیل خانے میں قید کر لیا۔ اگر آپ دونوں کو مجھ سے بہت زیادہ تعلق نہ ہوتا تو آپ کبھی اپنے مسلمہ اصول کو ترک نہ کرتے۔ آئیے ہم سب مل کر اس خطاب کو اُس قدامت کی عینک سے دیکھیں جو آجکل بازار میں بہت کم ملتی ہے۔ آپ کی کتاب کی زلف کا اسیر۔ حسن نظامی۔

علی محسن صاحب صدیقی کا خط

قبلہ امم! سلام علیکم۔ گو آنجناب مجھ سے متعارف نہیں ہیں۔ مگر میں آپ کی روحانی اور علمی معالی کا معترف اور غائبانہ مداح ہوں آپ کے روحانی فیوضات کے متعلق مجھ ذرہ ناچیز کا کچھ لکھنا چھوٹا مُنہ اور بڑی بات کے مصداق ہے۔

سال نو کے خطابات کی فہرست میں شمس العلماء کا خطاب آپ کے اسم گرامی کے ساتھ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ گو خطاب آپ کی اعلیٰ شان کا باعث نہیں ہے بلکہ آپ کی ذات والا صفات خطابات کے لئے وجہ افتخار ہے۔ مگر میری عقیدت مندی نے مجھے مجبور کیا کہ میں آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کر کے سعادت و مسرت کا سرمایہ بہم پہنچاؤں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس ناچیز ہدیہ تبریک کو قبول فرما کر ذرہ نوازی فرمائیں گے۔

آپ کا ایک غائبانہ معتقد۔ علی محسن صدیقی لکچرر شعبۂ عربی و فارسی حشمت رحمت کالج غازی آباد

شکریہ کہ آپ کے کالج کا نام "حشمت رحمت" بہت اچھا

حیرت میں رہ گیا۔ حضرت اکبر الہ آبادی کا شعر مشہور سامنے تھا ؎

یوں قتل کے بچوں کی ہوتی نہ ضرورت
افسوس ہے فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

جس نے اس کالج کا نام "چشمۂ رحمت" رکھا ہوگا اس نے کالج کو مسلمان کرنے کا خیال کیا ہوگا۔ لہٰذا آپ کے اس بے غرض تہنیت نامے سے بھی اس کی تصدیق ہوئی کہ واقعی آپ کا کالج چشمۂ رحمت ہی ہوگا۔ جس کے اُستاد آپ جیسے پاک دل لوگ ہیں۔ دلی شکر گذار حسن نظامی۔

ڈپٹی کلکٹر صاحب بجنور کا خط

جناب مخدوم مکرم معظم دام ظلکم العالی۔

سلام علیکم۔ حصول اعزاز نو پر مودبانہ مبارک باد قبول فرمائیے۔ ہم سب کو دلی مسرت ہوئی اگرچہ جناب کا مرتبہ ان خطابات سے کہیں بالاتر ہے۔ لیکن بہرحال ہم ارادت کیشوں کے لئے حیلۂ مسرت و انبساط ہے۔

خاکسار ارادت کیش۔ لائق علی (خان صاحب) ڈپٹی کلکٹر بجنور۔

شکریہ۔ آپ میرے بزرگ حضرت اکبر الہ آبادی کے قرابت دار ہیں۔ اور پرپانوان کے رئیس خان بہادر نواب احمد حسین صاحب مورخ تاریخ احمدی میرے دیرینہ دوست ہیں۔ میرا حافظہ خراب ہوگیا ہے۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ نواب صاحب کے فرزند ہیں۔ بہرحال مجھ پر آپ کی تہنیت کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور میں دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

مولانا سیماب صاحب اکبر آبادی کا خط

مخدومی۔ سلام علیکم۔ سال نو کے ساتھ حکومت کی طرف سے خطاب "شمس العلما" کی تفویض پر میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ خدا آپ کے مناصب و مراتب میں اس سے زیادہ ترقی و افزونی عطا فرمائے۔ نیاز مند سیماب۔

شکریہ۔ مولانا! آپ نے اُردو شاعری اور ادب کو بام عروج پر پہونچایا ہے۔ اور آپ سے میرا بہت دیرینہ تعلق ہے۔ آپ کے اکثر لائق شاگرد میرے مرید ہیں۔ اور اُن کی مریدی بھی آپ کے تعلقات کی یادگار ہے۔ اس واسطے آپ کی یہ تہنیت میرے دل کی خوشی کو بام عروج پر پہونچانے والی ہے۔ حسن نظامی۔

مولوی اظہار الحسن صاحب وکیل کا خط

مخدومی و معظمی حضرت خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ اخبار "انجام" کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ سال نو کی تقریب پر آپ کو شمس العلما کا اعزاز مرحمت ہوا ہے۔ ہدیۂ تہنیت قبول فرمائیے خدا کرے یہ آئندہ اعزازات کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

ہم لوگوں کی نگاہ میں تو آپ شمس العلما پہلے ہی سے تھے۔ اب گورنمنٹ نے بھی باضابطہ اس امر کو تسلیم کر لیا۔ گورنمنٹ کی سست رفتاری ضرب المثل ہے۔ ورنہ جو چیز آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اس کو اتنی تاخیر سے تسلیم کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

میں خوش ہوں کہ گورنمنٹ نے خطاب کے انتخاب کرنے میں سلیقہ سے کام لیا۔ کہیں خان بہادر بنا دیتی تو کیا ہوتا۔ حکومت کے یہاں شمس العارفین کوئی خطاب نہیں ہے۔ ورنہ موزوں تو یہی ہوتا مکرر مبارک باد۔ والسلام مخلص محمد اظہار الحسن وکیل غازی آباد۔

شکریہ۔ آپ میرے پرانے دوست ہیں۔ میں آپ کے گھر کا نمک کھا چکا ہوں۔ اگرچہ مقدمہ باز نہ ہونے کے سبب کبھی کوئی مقدمہ آپ کے سپرد نہیں کیا ہے۔ تاہم آپ کی علمی اور قانونی قابلیت کا مدت سے مداح ہوں۔ اس تہنیت میں بھی آپ نے اپنے ادبی جوہر کو ظاہر کیا ہے۔ شکر گزار حسن نظامی۔

سید سعدی صاحب جعفری کا خط

قبلہ مکرم مرشدنا و مولانا۔ مکرم و محترم زاد لطفہٗ سلام علیکم۔ کل صبح کے اخبار سے یہ معلوم کر کے انتہائی مسرت حاصل ہوئی کہ جناب اقدس کو حکومت ہند کی طرف سے "شمس العلماء" کا معزز اعزاز عطا کیا گیا ہے۔ حالانکہ جناب والا صفات تو پہلے ہی سے شمس العلماء اور نجم الادب ہیں۔ آپ میری طرف سے اور میری فرم کے تمام اراکین کی طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ احقر (سید) سعدی جعفری عفی اللہ عنہ

دُعا۔ شیراز کے سعدیؒ کو شیخ کہتے کہتے تھک گیا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ کوئی ایسا بھی ہو جس کو سید سعدی کہا کروں۔ خدا نے خان بہادر مولانا سید نجم الدین جعفری کے گھر میں سید سعدی نام کا ایک فرزند پیدا کیا۔ جس نے مجھے تہنیت کا یہ خط بھیجا۔ لیکن شیخ سعدیؒ نثر کے ساتھ نظم بھی لکھتے تھے! اور تمہارا خط فقط نثر میں آیا ہے میں سید سعدی جب مانوں گا کہ تم نظم میں بھی کچھ لکھ کر بھیجو۔ تم کو ہر وقت یاد رکھنے والا حسن نظامی۔

سید وارث حسین صاحب کا خط

محترمی خواجہ صاحب۔ تسلیم۔ خطاب شمس العلماء کی صمیم قلب سے مبارک باد قبول فرمائیے آپ کا قلم کیا ہے کیمرہ ہے۔ تحریر میں تصویر کا مزہ ملتا ہے۔ آپ نے حیدر آباد کے بی بی کے علم کا جو تذکرہ فرمایا ہے۔ سامنے حضور نظام تشریف لے آئے۔ چھڑی ہاتھ میں ہے موٹر کو ایک لائن میں کرنا دالان میں چہل قدمی فرمانا آپ کو تبرکات ایک ایک دکھانا یہ سماں

ایسا آنکھوں میں گھوما گویا ہم خود وہاں
جود ہیں۔
تبرکات کے سلسلہ میں جو آپ نے حضور نظام
ے فرمایا کہ ایسے تبرکات کہیں اور نہیں ہیں
ں میں مجھے اعتراض ہے۔
میرے خاندان میں خصوص میرے گھر میں
نجملہ اور نادرات کے چودہ دانے کی ایک
تسبیح ہے جو عاشورے کے دن خون آلود ہو جاتی
ہے۔ اور عشرے کے دن ہزاروں آدمی مشرف
بزیارت ہوتے ہیں۔ امسال خصوصیت سے
چھ منکرین نے دو دن قبل اُس تسبیح کو آ کر بغور
لاحظہ فرمایا اور عشرے کی سہپہر کو تشریف لا کر
اُس خون سے بھرے ہوئے گُٹھلے کی زیارت
کی اور حسینؑ کی شہادت پر ایمان لائے۔
اسی تسبیح کو ملاحظہ فرمانے کے لئے سر حامد علی خاں
صاحب مرحوم والئی رام پور ایک بار مارہرہ ضلع
ایٹہ تشریف لائے اور ہماری حیثیت سے کہیں
زیادہ دُنیاوی لالچ دے کر اس تسبیح کو رام پور
منتقل کرنا چاہتے تھے۔ مگر ہم لوگ محمود غزنوی
سے کہیں زیادہ ثابت قدم رہے۔
نیازمند سید وارث حسین نارست کنز سکیر میو الہ آباد۔
شکریہ کہ سید صاحب کی تہنیت بھی مؤثر اور
یہ خبر بھی دل نواز کہ اُن کے ہاں ایسی اعجاز نما
دولت موجود ہے۔ سُنا ہے سامانہ ریاست
پٹیالہ میں بھی ایسی ایک تسبیح ہے۔ اور اس میں
بھی یہی اعجاز ہے۔ دُعا کیجئے مجھے بھی اس
کی زیارت نصیب ہو۔ شکرگذار حسن نظامی

محمد صادق نظامی کا خط

مخدومی مکرمی حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم
خطاب شمس العلما کی تہنیت میں مبارکباد قبول فرمائیے
مبارک ہو حضرت کو شمس العلما کا اعزاز
ملا ہے خواجہ کو شمس العلماء کا اعزاز
ہادئ دین بھی ہیں خضر رہ دنیا بھی
بخشا خالق نے انہیں راہنما کا اعزاز
لیتے ہیں درس نیاں ان سے زبان دان آ کر
ان کو موزوں ہے ادیب الفصحا کا اعزاز
راست ہے ان کے لئے عارف کامل کا خطاب
حق بجانب ہے انہیں صدق و صفا کا اعزاز
سلطنت والے قدم چومتے ہیں آ آ کر
ہے یہ محبوب الٰہیؒ کے گدا کا اعزاز
نام نامی سے ہوئی آپ کے اس کو نسبت
کتنا خوش بخت ہے شمس العلما کا اعزاز
خواجہ صاحب یہ رہے لطف خدائے صادق
روز افزوں ہو محب الفقرا کا اعزاز
آپ کا خادم محمد صادق نظامی سہارن پور
دُعا کہ فرزند روحانی محمد صادق نظامی کی نظم
و نثر تہنیت محبت اور عقیدت کا فوارہ ہے
جس کے ہر قطرے میں خلوص و صداقت کی
چمک دمک ہے۔ خدا دل کی مرادیں پوری
کرے۔ دعاگو حسن نظامی۔

خان بہادر حاجی رشید الدین احمد صاحب کا خط

مصدر برکات منبع حسنات شمس العرفاء و العلماء
حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب زید فیوضکم۔
بعد ہدیہ سنت سُنیہ۔ مبارک بادی۔ ہدیہ
خطاب سال نو قبول فرمائیں اگرچہ جناب
کی ذات گرامی ایسی تمام باتوں سے مستغنی اور
بالاتر ہے۔ جس کا تذکرہ جناب کسی اپنی
پہلی تحریر میں فرما چکے ہیں۔ نیاز آگین۔
محمد رشید الدین احمد۔ از میرٹھ۔
شکریہ کہ پیارے بھائی حاجی صاحب! آپ
کی اس بلیغ تہنیت کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ آپ
کی اعلیٰ قابلیت اور احساس قومی کا مدت
سے معترف ہوں۔ آپ کے فرزند میاں سعید
ہے اپنی اولاد کی طرح عزیز ہیں۔ اور میاں آپ

سب کو اپنی ذات سے بہت قریب سمجھتا ہوں
دلی شکرگزار حسن نظامی۔

حکیم رام سروپ صاحب شرما کا خط

عنایت و کرم فرمائے بندہ نواز عنایتہ تسلیم
مزاج مبارک۔ آج ایک ماہ کے بعد پرچہ منادی
موصول ہوا جس کے ذریعہ حضرت کو شمس العلما
کا خطاب عطا ہونا معلوم ہوا۔ عطائے خطاب کے لئے
آپ کو اور متعلقین کو مبارک باد بھیجتا ہوں برائے
مہربانی اس ناچیز کی طرف سے حضرت کو بھی
(حیدر آباد) مبارک باد کا پیغام پہونچا کر ممنون
و مشکور فرمائیں۔ فقیر حقیر رام سروپ شرما
از قصبہ بنولی ضلع میرٹھ۔
شکریہ کہ پیارے بھائی حکیم رام سروپ صاحب
شرما میری چشتی برادری میں شریک ہیں اور میری
نظامیہ درگاہ حضرت علاء الدین چشتیؒ برناوہ
کے قریب رہتے ہیں اس واسطے میں اُن کو اپنا
سمجھتا ہوں۔ اور اُن کی محبت کی سچائی کا میرے
دل پر اثر ہے۔ حسن نظامی۔

ایڈیٹر صاحب الواعظ کا خط

محترمی و معظمی۔ سلام علیکم۔
مجھے بعض احباب سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ
نے شمس العلما کے گرانقدر خطاب سے آپ کو سرفراز
کیا ہے اس مسرت اثر خبر کو سن کر میں ہدیۂ تبریک
پیش کرتا ہوں۔ "حیدر آباد کے محرم" کے عنوان سے
جو دلچسپ اور تاریخی بیان جناب کا منادی
میں چھپا ہے اس کے اقتباسات فروری
کے الواعظ میں شائع کر رہا ہوں۔ میں من و عن
نقل کرتا مگر طویل بہت ہے میرا ہدیہ تبریک
قبول کیجئے۔ آغا مہدی مدیر رسالہ الواعظ لکھنؤ
شکریہ کہ پیارے بھائی مولانا مہدی کے علم و عمل
کی برتری اتنی زیادہ ہے کہ میں اُن کی تہنیت کا
شکریہ لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ تاہم مجھے فخر ہوا کہ اہل علم و اہل ادب آپ جیسے بھی مجھ کم علم پر نظر توجہ رکھتے ہیں۔ زیر بار منت۔ حسن نظامی۔

مولانا ضیاء القادری صاحب کا خط

حضرت المحترم دام مجدہم۔ سلام علیکم۔
فقیر ضیاء القادری البدایونی جو قدیم نیاز مند ہے
اس کی جانب سے اس اعزاز حقیقی پر دلی مبارکباد
قبول فرمائیے۔ اور تاریخ خطاب کا یہ
قطعہ بھی ؎

رہتا یہ ضیا میں حکومت سے گلا
ملتا نہ اگر حسن نظامی کو صلا
ہر گل ہمہ تن ہے نغمہ ساز تاریخ
شمس العلما خطاب خواجہ کو ملا
۱۹ ۶ ۴

فقیر ضیاء القادری فرشوری محلہ بدایوں۔
شکریہ کہ آپ اُس مقدس مقام کے رہنے والے ہیں جہاں میرے آقا حضرت سلطان المشائخ پیدا ہوئے تھے۔ اور جہاں اُن کے والد اور دادا اور نانا دفن ہیں۔ اس لئے آپ کی تہنیت میرے آقا کے وطن کی تہنیت ہے۔ آپ سے دیرینہ تعلق ہے اور آپ کی عنایتیں ہمیشہ میرے حال پر رہی ہیں۔ قطعہ تاریخ بھی بلحاظ شاعری و جذبات محبت ستائش سے بالاتر ہے۔
شکرگذار حسن نظامی

صوفی سیدار نذیر احمد صاحب ناز کا خط

محترم خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
معلوم ہوا کہ آپ عالمین کے سورج ہو گئے۔
دلی مبارکباد۔ نیاز مند نذیر احمد ناز صوفی سیدار
۹۴ انڈین جنرل اسپتال مراد آباد خریدار منادی
شکریہ کہ پیارے بھائی ناز صاحب نے تہنیت لکھتے وقت شمس العلماء کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ اس سے بہت لطف آیا۔ اور ان کی بے غرض عنایت و محبت کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور میں دلی خلوص کے ساتھ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

ولی کمال خاں صاحب ایم اے کا خط

مکرمی تسلیم۔ آپ کو خطاب شمس العلماء مبارک ہو۔ اگر آپ کو سید المشائخ کا خطاب ملتا تو شاید زیادہ بہتر ہوتا۔ بہرکیف۔ مجھے خوشی ضرور ہوئی۔
ولی کمال خاں ایم اے ریسرچ اسکالر۔ لکھنؤ یونیورسٹی کمال زسری ملیح آباد۔ لکھنؤ۔
شکریہ کہ آپ کا نام باوجود بے نقط ہونے کے دو ایسے الفاظ سے مرکب ہے۔ جن کا میں ازلی دل دادہ ہوں یعنی ولی اور کمال۔ اور پھر آپ جس بستی میں رہتے ہیں۔ اُس کا نام بہت نمکین ہے۔ اور وہاں میٹھے آموں کی کثرت ہے۔
آپ کے مشاغل علمی کی عظمت بھی میرے دل پر نقش ہے اس۔ لئے آپ کی تہنیت صاحب کمال بھی ہے۔ اور نمک [illegible] بھی ہے اور شیریں بھی ہے۔ اور چونکہ "حق [illegible]" ہے اس واسطے ذرا تلخ بھی ہے۔ شکرگذار [illegible] نظامی۔

محمد تصدق کریم صاحب کا خط

تقدس مآب حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
یہ سُن کر کہ جناب کو "شمس العلماء" کا خطاب عطا فرما کر گورمنٹ نے جناب کی علمی اور ادبی سرگرمیوں کی قدر فرمائی بڑی مسرت ہوئی۔
میں ایک قدیمی نیاز مند ہونے کی حیثیت سے جناب کی خدمت میں بصد مسرت و احترام یہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ براہ کرم اسے قبول فرمائیے۔ نیاز مند قدیم۔ محمد تصدق کریم قدوائی دریابادی۔
شکریہ کہ آپ کے کریم کے صدقے اور کریم کی تجلیوں اور جلووں کے صدقے۔ اور آپ کے اسم تصدق کریم کے صدقے۔ آپ دور ہوں یا پاس آپ کی سچی اور بے غرض محبت کبھی مجھ سے [illegible] نہیں ہوتی۔ شکرگذار حسن نظامی۔

مولوی محمد عثمان صاحب احمدی کا خط

مخدومی و مکرمی۔ سلام علیکم۔ آپ کو جو خطاب شمس العلماء منجانب گورمنٹ عطا ہوا ہے اُس سے مجھے از حد خوشی ہوئی۔ گو آپ کی قومی و ملکی خدمات اس قسم کے خطابات سے ارفع و اعلیٰ ہیں مگر یہ دیکھ کر کہ آخر مدبر ہی سہی مگر خطاب سے عزت افزائی ہوئی از حد خوشی ہوئی۔ اگر گورمنٹ کے پاس خطاب شمس الصوفیا ہوتا تو وہ زیادہ تر آپ کے لئے موزوں اور مناسب ہوتا۔ [illegible] سے مجبور ہو کر تار تو پہلے ہی روانہ کر چکا ہوں۔ آج خط لکھنے کی نوبت آئی ذریعہ خط ہی آپ کی خدمت میں تحفہ مبارکباد دلی پیش کرتا ہوں گو انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کی مدد کا محتاج ہے۔ کیونکہ صرف ذات خداوند تعالیٰ الصمد ہے۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ میں جو خصوصیات ہیں اُن کی بنا پر مجھے آپ سے محبت ہے۔ اور دلی محبت ہے۔ اور میں جس سے ملتا ہوں خلوص سے ملتا ہوں یہ سطور اس لئے لکھنے کی نوبت آئی کہ یہاں ایک آل انڈیا قابلیت رکھنے والا وجود جس سے مجھے اُس کی اعلیٰ قابلیت کی بدولت محبت تھی اور ہے۔ میری محبت کی ناقدردانی کر کے غالباً ناراض ہو چکا ہے۔ آخر میں پھر مبارکباد پیش کر کے رخصت ہوتا ہوں۔ محمد عثمان احمدی لکھنؤ۔
شکریہ کہ پیارے بھائی محمد عثمان صاحب احمدی باوجود قادیانی عقائد رکھنے کے میرے ساتھ سالہا سال سے جو محبت اور تعلق رکھتے ہیں اُس کو میں اپنی آخر حیات تک نہیں بھول سکتا۔ اُن کا تار آجانے کے بعد جب یہ خط بھی آیا تو گویا اُنھوں نے اپنی محبت کی دو جسٹری کرادی۔ معلوم نہیں یہ وجود اُن کو کیوں ناراض ہوا کہ

میرے دل سے اُن کی قدر کم ہو گئی ہے۔ البتہ حیدرآباد کی شدید مصروفیت کی وجہ سے میں اُن کو خطوط نہیں لکھ سکا تھا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ اور جب میں نے اُن کی علالت کا حال سُنا تو بہت زیادہ فکرمند ہو گیا۔ اگرچہ میں اُن کے عقائد کا شریک نہیں ہوں۔ لیکن ذاتی تعلقات جیسے تھے ویسے ہی ہیں بلکہ اُن میں اضافہ ہو گیا ہے۔ صحت و سلامتی کے لئے دعا کرنے والا۔ حسن نظامی۔

بھائی سید نور الحسنؒ صاحب کا خط

حضرت اقدس جناب خواجہ صاحب دام ظلکم از طرف نور الحسن مودودی گورمنٹ کی اس عزت افزائی اور اعتراف قابلیت پر تہ دل سے مبارک باد قبول ہو۔ اللہ پاک آپ کی عمر دراز کرے۔ اور مزید اعزاز دینی و دنیوی عطا کرے۔ خادم نور الحسن پنشنر سب جسٹرار از کلیر شریف۔

شکریہ یہ کہ آپ مودودی ہونے کے سبب میرے پیرزادے ہیں۔ اور عارف تصوف ہونے کی وجہ سے میرے ہادی ہیں۔ چالیس سال سے میری آپ کی دوستی ہے۔ آپ کی تہنیت پڑھ کر مجھے وہ وقت یاد آگیا کہ حضرت محبوب پاک رح کے عرس کی قوالی ہو رہی تھی۔ ہزاروں آدمی جمع تھے۔ میرے ایک انگریز دوست بھی پاس بیٹھے تھے۔ آپ کو وجد آیا۔ آپ اپنے قلب مضطرب کو دونوں ہاتھوں سے تھامے ہوئے مرغ بسمل کی طرح لوٹ رہے تھے۔ انگریزوں نے کبھی وجد کو نہ دیکھا تھا۔ وہ گھبرا کر کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے مجھ سے کہا جلدی ڈاکٹر کو بلاؤ اس شخص کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ میں نے ہنس کر کہا ان کی یہ حالت دل کے بیماروں کی بہت اچھی دوا ہے۔ آپ کیا بات ہے نہیں۔ اب بھی زندہ ہیں اور مرنے کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔

پس آپ کی یہ تہنیت خطاب کی تہنیت نہیں ہے بلکہ ایک کیفیت کی تہنیت ہے۔ جس نے مجھ میں اور آپ میں چالیس برس سے ایک رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ حسن نظامی

قاضی اشہد علی صاحب عباسی کا خط

جناب خواجہ صاحب زاد المجدہ و الکرم زاد مجدکم سلام علیکم۔ نئے خطابات کی فہرست میں جناب کا اسم گرامی دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ سرکار برطانیہ نے آپ کی قومی، تمدنی خدمات جلیلہ کو پسند کرتے ہوئے آپ کو جو شمس العلماء کا معزز خطاب عطا فرمایا ہے۔ اس کی آپ کی ذات گرامی عرصے سے مستحق تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب آپ کو اس سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص اور قومی جذبے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور مدارج اعلیٰ و معزز خطابات مرحمت فرمائے۔ میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ رقیمہ نیاز (قاضی) اشہد علی عباسی از کاکوری۔

شکریہ یہ کہ آپ کاکوری جیسے خزینۂ علوم و فنون مقام میں رہتے ہیں۔ آپکے اوصاف علمی اور ذوق ادبی کو مدت سے جانتا ہوں پس آپکی تہنیت ایک بصیرت والے کی تہنیت ہے۔ میں تہ دل سے شکرگزار ہوں۔ حسن نظامی۔

محمد احمد خاں صاحب کا خط

حضور اقدس عرصے کے بعد نیاز نامہ لکھنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ میں بلا وجہ خط لکھ کر زحمت دینا نہیں چاہتا۔ اب جبکہ حکومت نے آپ کی پبلک خدمات مرنجان مرنج پالیسی اور آپ کی غیر معمولی شخصیت کی ہر دلعزیزی کا خطاب شمس العلماء دے کر اعتراف کیا ہے تو اس پر بغیر اظہار مسرت کئے ہوئے رہا نہیں جاتا یہ تو میرا عقیدہ نہیں کہ اس خطاب سے آپ کو کوئی سرفرازی ہوئی۔ البتہ آپ کے اسم گرامی کا اضافہ کر کے حکومت نے فہرست خطابات سال لئکہ ضرور سرفرازی بخشی۔ بہرحال میں اپنی دلی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے خدمت اقدس میں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ خادم محمد احمد (عملیگ) از بابو پور ضلع سیتاپور۔

شکریہ یہ کہ آپ علی گڈھ کالج کی طالب علمی کے زمانے سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور میں اس وقت سے آج تک آپکے وطن بابو پور کی تلاش میں مبتلا ہوں کہ یہ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ وہاں تو کوئی بابو نہیں

حافظ احمد حسین صاحب کا خط

مکرمی خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ آپ کی علمی خدمات کا منجانب گورمنٹ اعتراف ہو گیا۔ اور آپ شمس العلماء بنا دئے گئے۔ مجھ کو دلی مسرت ہوئی۔ میری طرف سے سچی اور پُرخلوص مبارک باد قبول فرمائیے۔ نیازمند قدیم۔ حافظ احمد حسین از نجیب آباد۔

شکریہ یہ کہ آپکی عنایت و محبت بھی قدیمی۔ اور آپ کے نام کے اجزاء کی عظمت بھی قدیمی۔ اسماء بھی قدیمی اور ان کی تاثیرات بھی قدیمی۔ اور میری شکرگذاری بھی قدیمی حسن نظامی۔

مہاشے عبد الکریم نظامی کا خط

شمس العلماء حضرت قبلہ خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ۔ سلام علیکم نئے سال کے خطابات کی سرکاری فہرست میں ملک معظم کی جانب سے آنجناب کی خدمت میں شمس العلماء کا خطاب سرفراز ہوا یہ سن کر دل کو بے حد مسرت ہوئی۔ ناچیز بھی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ قبول فرمائیے۔ مہاشے عبد الکریم نظامی مبلغ اسلام آگرہ۔

دعا کہ تم جب آریہ سماجی تھے تب بھی عملی تھے

اور مسلمان ہو کے جب عملی زندگی اور بڑھ گئی تم نے
قوم مسلموں کے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں اور جب
تمہاری لمبی ڈاڑھی یاد آتی ہے تو ڈاڑھی والا
جبا ضہ سامنے آجاتا ہے۔ دعاگو حسن نظامی۔

الماس خاتون صاحبہ کا خط

میری مخدومہ محترمہ خواجہ بانو صاحبہ۔ سلام علیکم
کل شام اخبار میں یہ خبر پڑھی کہ حضرت خواجہ
صاحب قبلہ کو شمس العلما کا خطاب ملا ہے۔
میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔
اللہ تعالیٰ زندگی بخشے حضرت کو اور چشم بد
سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ راقمہ کنیز الماس
(خاتون) از دہرہ دون۔

دُعا کہ تم میرے پرانے دوست خان صاحب حاجی
غلام حسن خان صاحب اسٹنٹ کمشنر پشاوری کی بیٹی ہو۔ اور
میری بیوی خواجہ بانو تم کو اپنی بیٹی سمجھتی ہیں اسواسطے
تمہاری مبارکباد میرے بچوں کی مبارکباد ہے خدا شاد کام
رکھے۔ دعاگو حسن نظامی عفی عنہ

ایڈیٹر صاحب اخبار رہنما مراد آباد کا خط

مخدومی و محترمی حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم
و علی من لدیکم۔ التماس یہ ہے کہ اس وقت
امسال نو کے خطابات میں جناب کو معزز خطاب
"شمس العلماء" ملنے کی خبر پڑھ کر دلی مسرت ہوئی
فی الحقیقت اس علمی اعزاز کے آپ بہت
عرصے پہلے سے مستحق تھے اور حکومت نے
بہت دیر سے توجہ کی۔

بہر حال اس ازدیاد اعزاز پر بحیثیت نیاز مند
قدیم میں تہ دل سے ہدیہ مبارکباد پیش کرنا ہوں
آپ کا دیرینہ نیاز کیش محمد اشفاق حسین صدیقی
(ایڈیٹر اخبار رہنما مراد آباد)

شکریہ آپ کی محبت بھی رہنما عمل زندگی بھی رہنما اور
آپکے اخبار کا نام بھی رہنما۔ اور رہتے ہیں آپ اُس شہر میں
جسکے دونوں لفظ بولتے ہی مُراد بن جاتے ہیں۔ میں آپ کی مخلصانہ
تہنیت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

مولوی شریعت رسول صاحب کا خط۔

مخدومی و محترمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ
مدظلہ العالی۔ تسلیم ادب بجالاتا ہوں۔
برطانیہ کی فہرست خطابات نو روز جناب
والا کی ذات بابرکات سے بھی مزین کی گئی
مقام شکر ہے۔ عطیہ شاہی جو کچھ بھی ہو غنیمت
ہے "ہر چہ از دوست میرسد نیکوست"
کی قدر لازمی ہے۔ لیکن تمنا ہے کہ اس سے
بہتر و برتر شایان شان خطاب اور بھی عطا
ہوں۔ اور جلد ہوں۔ دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔
خاکسار شریعت الرسول از علی گڈھ۔

شکریہ کہ آپ کا خط آیا۔ گویا شریعت آئی۔ آپ علم
حساب کے ماہر ہیں جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں
کو حساب نہیں آتا۔ گویا آپ نے اپنی عملی لیاقت سے
مسلمانوں کی حساب دانی کو چار چاند لگائے ہیں۔
آپ میرے داماد کے استاد ہیں۔ اور استاد والد باپ سے بڑھکر درجہ رکھتا
ہوتا ہے۔ اسواسطے آپ میرے سمدھی بھی ہیں۔ شکر گذار حسن نظامی

گور پرشاد صاحب استہانہ کا خط

محترمی شمس العلما جناب خواجہ حسن نظامی صاحب
دہلوی مدظلہ۔ آداب عرض۔ نئے سال
کے ذاتی اعزاز کے لئے دلی و پُر خلوص مبارکباد
قبول فرمائیے۔

جناب وائسرائے صاحب نے آپ کو
شمس العلماء کا خطاب عطا کر کے صحیح معنوں
میں آپ کی ان بیش بہا و بے مثال خدمات
کا اعتراف کیا ہے جو اُردو کے لئے آپ
کی ذات والا صفات کی معرفت معرض
وجود میں آئیں۔

بلا شبہ آپ اس خطاب کے بہت پہلے
سے حقدار تھے آپ نے اُردو صحافت میں ایک
نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ و راد ب کے پُر فزا
چمن میں ایک نرالے فن تحریر کی خوشنما کیاری
لگائی ہے۔ اپنی مسلسل ریاضت سے اس
کی آبیاری کی ہے۔ اور اُسے پُر ثمر نکہت
آمیز اور پُر بہار بنا دیا ہے۔

میری دُعا ہے کہ خدا آپ کو اُردو و ادب کی
مسلسل خدمت کے لئے عرصہ دراز تک سلامت
رکھے۔ اور اس نیک اور مبارک کام کے لئے
عمر دوام عطا فرمائے۔ آمین۔ مخلص
گور پرشاد استہانہ از دیال باغ آگرہ۔

شکریہ کہ میرے پیارے سر سوامی آنند سروپ مہاراج
کے مرید ہو۔ ایک بڑے آنکھ والے نے تم کو دل کی روشن
آنکھ دی ہے۔ اور میں نے تم کو اپنے دل کے حجرے میں ٹاٹ
بچھا کر بٹھایا ہے۔ اور پھر اکتارہ بجا کر یہ گیت گایا ہے

نواب کامل مصطفےٰ خاں صاحب کا خط

مخدوم و مکرم جناب حضرت خواجہ صاحب محترم
بعد مودبانہ سلام مسنون آنکہ اخبار اسٹیٹسمین
سے یہ معلوم کر کے بہت مسرت ہوئی کہ سرکار
برطانیہ نے جناب کو شمس العلما کا معزز خطاب
عطا کر کے اپنی اور جناب کی عزت افزائی
کی ہے۔ لہذا یہ خادم دلی مبارکباد پیش
کرتا ہے۔ قبول فرما کر عزت افزائی فرمائیں۔
طالب دعا۔ کامل مصطفےٰ خاں از علی گڈھ

شکریہ کہ آپ افغانوں کی نسل میں ہیں اور آل افغان
کی جو تلوار اور قلم کے دھنی مانے جاتے ہیں آپکے
نام میں کمال ہے۔ اور آپکی محبت بھی دیرینہ اور پوری
ہے۔ آپکی بیوی کو میں بیٹی سمجھتا ہوں اسلئے آپکی تہنیت
میرے بچوں کی تہنیت ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

محمد شفیع صاحب چیف انجنیر کا خط

مکرمی محترمی جناب خواجہ صاحب قبلہ دام
الطافہٗ۔ سلام علیکم۔ کل اخبار میں پڑھ کر
بہت خوشی ہوئی کہ حضور کی ادبی اور صحافتی
خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے سرکار انگریزی

[illegible] خواجہ حسن نظامی

نے آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز کیا ہے۔ مردم شناس سرکار نے حضور کو خطاب دے کر در اصل شمس العلما کے خطاب کی عزت بڑھائی ہے۔ ورنہ قوم کا دیا ہوا خطاب "مصور فطرت" آج بھی زیادہ موزونیت لئے ہوئے ہے۔ نیاز مند محمد شفیع چیف انجنیر لارڈ کرشنا شوگر ملز لمیٹڈ سہارن پور۔

شکریہ کہ پیارے بھائی محمد شفیع انجنیر اس کارخانے کے چیف انجنیر ہو جہاں رس مشینوں کی خانقاہ میں تبلیغ کر کے نورانی اور شیریں درویش بنجاتا ہے مجھے تمہارے کارخانے کے ہندو مالکوں کی محبت یاد ہے خدا تم کو اپنے بجیل سمیت اور تمہارے کارخانے کو اور مالکوں کو۔

سبط محمد صاحب نقوی کا خط

دامت برکاتکم العالیہ بسلام علیکم۔

سال نو کی فہرست خطابات میں جناب کا نام نامی دیکھ کر مسرت ہوئی۔ یقیناً قابل مدح و تعریف ہے۔ خطاب شمس العلما جیسے آپ کے ایسا مخاطب ملا۔ ایسے طالب علم کی حیثیت سے جو آپ کے اُن افاضات سے فیضیاب ہوا ہے جو آپ کی تصانیف جلیلہ منادی اور ملک کے دیگر جرائد و صحائف کے ذریعے منظر عام پر آتے ہیں۔ اپنا فرض سمجھا کہ اپنے جذبات مسرت جناب تک پہنچادوں امید ہے کہ وقت دعا اس عقیدت مند کو جناب فراموش نہ فرمائیں گے رب الارباب احکم الحاکمین جناب کے فیض و برکات عرصہ تک جاری رکھے بطفیل محمد و آل محمد علیہ السلام آمین یارب العالمین۔ آپکے خرمن فیض کا ایک خوشہ چین سبط محمد نقوی۔ دار العلوم سلطان المدارس

شکریہ کہ آپکا نام بھی میری آنکھوں کا نور ہے آپکا پیام بھی میرے دل کا سرور۔ آپ کی تحریر بھی کمالات ادب و انشا سے بھرپور اور اس کی تاثیر بھی مہکنے والی مثل مشک و کافور ہے شکریہ بجالاتا ہوں جناب

حضور حسن نظامی۔

سید عبد السلام کا خط

باواجان۔ آداب دہلی میں حیدر آباد کی اطلاع ملی ہے کہ آپ کی صحت وہاں جاکر بہت بہتر ہوگئی بہت خوشی ہوئی۔ اس وقت اخبار نے یہ بتاکر کہ آپ کے علم کے سورج نے ہماری سرکار کے نئے سال کو رونق بخشی۔ بہت ہی خوشی ہوئی خدا آپ کو ان رحمت کی کرنوں کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ جو صرف آپکی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ آمین۔ آپکا بیٹا۔

(سید) عبد السلام از علی گڑھ۔

دعا کہ تم میری پیاری دل جان بیٹی روحہ کے دولھا ہو۔ خدا نے تم کو خندہ پیشانی ہی نہیں خندہ دل اور خندہ دماغ بھی بنایا ہے۔ ہر وقت خوش رہتے ہو اور میں تمہاری اور تمہاری بیوی بچوں کی خوشی کو دیکھ کر خوش رہتا ہوں تمہارا خط کئی ہزار میل دور حیدرآباد میں آیا کہ مجھے خوش وقت کیا

شیخ محمد امتیاز علی صاحب کا خط

محترمی مکرمی حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم عطائے خطاب شمس العلماء پر ہدیہ تبریک و تہنیت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قلب صمیم سے تشکر و امتنان کرتا ہوں۔ گو دیر سے سہی مگر حق بحق دار رسید پر اظہار مسرت۔ نیازمند قدیم شیخ محمد امتیاز علی سحر ہیڈ ماسٹر جیلہ سکندرآباد۔ بلند شہر

شکریہ کہ پیارے دار وغہ جی جب تک تم جیل خانے کے افسر تھے۔ ہر قیدی تم سے ڈرتا تھا مگر میں تمہارے ادبی جیل خانے کا ایسا قیدی ہوں کہ کبھی تم سے نہیں ڈرا اور تمہارے خطاب سحر کی ہمیشہ میں نے داد دی کہ ساری عمر سے پچھلی رات کو تحریری کام کرتا آیا ہوں دیرینہ

شیخ قمر الاسلام صاحب کا خط

قبلہ باواجان۔ تسلیم۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ کل اخبار امرت بازار میں شمس العلما کی فہرست میں آپ کا نام دیکھا۔ پڑھکر بے حد خوشی ہوئی۔ ہم دونوں کی طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے۔ خداوند کریم سے دعا ہے کہ آپ کو صحت دے اور آپ کا بزرگانہ سایہ عرصہ دراز تک ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔ فرماں بردار (شیخ) قمر الاسلام۔ کان پور۔

دعا کہ تم میری پیاری بیٹی عارفہ نشری کے دولھا ہو میرے دل نشین بھائی بھتیا احسان صاحب فقیر عشقی کے داماد ہو۔ نام بھی قمر صورت بھی قمر سیرت بھی روشن خیالات بھی جوانی میں سعادت مندانہ اور خدمت اور بزرگی کے مدارج کے عارفانہ خدا تم کو

ایڈیٹر صاحب اخبار الہلال بدایوں کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ تفصیلی مبارکباد تو الہلال میں پڑھنے جو عنقریب حاضر ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ مبارک مبارک مبارک خادم لطافت ہاشمی۔ ایڈیٹر الہلال بدایوں

شکریہ کہ آپکا شہر بدایوں بھی یوپی میں ہلال کامل۔ اور آپ کے اخبار کا نام بھی پہلی رات کا چاند اور آپکی عنایت و محبت بھی چاندنی کی کرن۔ بہت بہت شکریہ جناب ایڈیٹر صاحب الہلال۔ حسن نظامی

توکلی شاہ نظامی کا خط

پیر مرشد خواجہ حسن نظامی صاحب

السلام علیکم۔ مزاج اقدس۔ گذارش خدمت میں یہ ہے کہ ہم نے منادی میں آپ کے بارے میں پڑھا تھا کہ آپ کو گورمنٹ کی طرف سے شمس العلما کا خطاب عطا ہوا ہے۔ ہمیں یہ بات معلوم کر کے انحد خوشی ہوئی۔ ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ خادم توکلی شاہ نظامی۔ از دہرہ دون۔

دعا کہ تم مجھ سے عمر میں بڑے ہو۔ اور عبادت اور یاد الٰہی میں بھی مجھ سے بڑے ہو۔ تم میرے مرید ہوئے تو میں نے تمہاری محبت اور عقیدت کی چمک کو بہت پاس سے دیکھا۔ تم نے عمر کا بڑا حصہ بہائیوں کے

سید مسعود الحسن صاحب رضوی کا خط

مکرمی - آداب ۔ نیاز۔ سالنو کی فہرست خطابات میں آپ کا اسم گرامی دیکھ کر بہت مسرت ہوئی، خدا آپ کو یہ خطاب مبارک کرے۔ آپ کی ذات پاک مسلمانوں کے لئے قابل صد فخر و ناز ہے جس کے علم وفضل اور جذبۂ صادق سے دین و ملت کو بے انتہا فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کی محققانہ ومنصفانہ مذہبی تصانیف پڑھی ہیں اور اکثر آپ کے مضامین دیکھتا رہتا ہوں جن میں حقیقت و انصاف پسندی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ نیاز مند چودہری سید مسعود الحسن رضوی فیض بی۔ اے خلف مولفا لمیزان بجواب مولانا انیس و دبیر۔ مولوی شبلی سردار منزل۔

شکریہ کہ آپ کرشن جی کے پڑوس میں رہتے ہیں آپکے نام میں سعادت ہے اور آپکا خاندان سعیدوں کا خاندان ہے۔ آپکی بے غرض عنایت ومحبت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

بے نام کے مخلص کا خط۔

محترمی جناب خواجہ صاحب۔ تسلیم۔ آپ کے اخبار منادی کا اگرچہ میں خریدار نہیں ہوں لیکن میرے گھر میں آتا ہے اور میں برابر پڑھتا ہوں۔ علاوہ بریں آپ کو شخصی حیثیت سے خوب جانتا ہوں اور مارہرے آنے پر دیکھا ہے۔ میرے بزرگوں نے جس طرح آپ کی آمد پر لبیک کہا وہ سب آج بھی نظر کے سامنے ہے آپ کے علمی کارناموں سے بھی واقف ہوں آپ جس طرح حق بات کہنے میں دلیر ہیں وہ بھی آپ کے روزنامچے سے مجھے معلوم ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ میں نہ آپ کی برادری میں ہوں نہ مذہب میں ہوں نہ مریدوں میں ہوں پھر بھی آپ کی قدر میرے دل میں ہے۔ اس کا سبب آپکی علمی خدمت اور قومی خدمت ہی کو کہہ سکتا ہوں (اگرچہ خود جاہل ہوں لیکن بڑے خاندان سے متعلق ہوں) آپ کو خطاب ملنے کا حال مجھے معلوم نہ تھا میں مارہرے سے باہر رہا اب آکر جب منادی کے حالیہ دو نمبر دیکھے جن میں حیدرآباد کے روزنامچے چھپے ہیں تو واقفیت ہوئی فوراً زبان پر آیا "حق بحقدار رسید" منادی آخیر تک پڑھنے سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات کو آپ کے خطاب پر اعتراض ہے جس کو خود تو نہ کہہ سکے دوسروں پر رکھکر کہا۔ ٹھیٹ اُردو میں یوں کہیئے۔ کہ خطاب ملنے سے جل گئے اور انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ مجھے اس سے کوئی حیرت نہیں ہے ایسے لوگوں سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا ہے۔

آپکو جو تہنیتی خطوط آئے ہیں ان کو بھی میں نے پڑھا۔ در اصل صحیح کہا ہے کہ خطاب آپ کو ڈھونڈتا ہوا پہنچا۔ اور یہ بھی غلط نہیں ہے کہ اس سے آپ کی عزت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ ارے صاحب چار چاند تو آپ میں پہلے ہی سے لگے ہوئے تھے جس کی چمک سے آپ کے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں اب بالکل بند ہو گئیں۔ کیا کریں دوسروں کے سہارے آپ کو کوسنے لگے۔ آپ ان کا معاملہ خدا کے حوالے کیجئے اور اسی طرح چمکے جائیے جس طرح آج تک چمک رہے تھے۔ اگر چمگادڑ آفتاب کی طرف نہیں دیکھ سکتی تو اس میں غریب آفتاب کا کیا گناہ ہے۔ خداوند عالم آپ کو تادیر اس قید سے آزاد رکھے جس کی تمنا آپ کو ہے۔ آمین یارب العالمین بحق طٰہٰ یٰسین۔

آخر میں میری جانب سے بھی سچی مبارکباد قبول فرمائیے آپکا۔ مخلص۔ (نام درج نہیں ہے) از مارہرہ ضلع ایٹہ

شکریہ کہ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں نہ آپ میری برادری میں ہیں۔ نہ میرے مذہب میں۔ نہ میرے مریدوں میں بہت خوب کہہ کر بنیاں ہیں میں تو آپکو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ کیونکہ بے غرض خلوص کا پہچان لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

بشیر احمد نظامی کا خط

مخدوم مکرم قبلہ وکعبہ حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم۔ محمد صادق نظامی کی معرفت خط کے ذریعہ سے مرید ہوا تھا میں احرار کی ورکنگ کمیٹی سہارنپور کا ممبر ہوں اور پندرہ سال سے احراری ہوں اخبار منادی سے آپکی ہدایت مسلم لیگ کے حق میں معلوم ہوتی رہتی ہے اس لئے رہبری کا امیدوار ہوں کہ احرار سے علیحدہ ہو جاؤں یا جو کچھ مخدوم حکم دیں تحریر فرماویں۔ اور جناب کو شمس العلماء خطاب ملنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بشیر احمد نظامی سہارنپور

دعا کہ پیارے فرزند! تم نیک نیتی سے شریک احرار ہوئے تھے اس لئے تم کو اجازت ہے کہ احرار میں رہو تمہاری مبارک باد پڑھ کر میں نے تم کو دعائیں دیں۔ حسن نظامی

ڈاکٹر محمد زاہد کریم نظامی کا خط

جناب آقائی ومولائی حضرت خواجہ صاحب دام ظلکم آداب وقدمبوسی۔ جناب والا کا یہ حقیر نیاز مند تہ دل سے خطاب شمس العلماء کی عطائی پر مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اگرچہ جناب والا کی ذوات بابرکات خود ایک نیر اعظم ہے اور کسی خطاب کی محتاج نہیں تاہم (چونکہ جناب والا سرکار عظمت مدار ہند کے مخلص اور خیر طلب ہیں) اس لئے ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ نیاز مند۔ ڈاکٹر محمد زاہد کریم زاہد نظامی [illegible] محلہ بدایوں۔

شکریہ کہ میرے بلد امیت بدایوں شریف کے رہنے والے ڈاکٹر خدا تمہارے نام کی سب برکتیں تم پر نازل کرے۔ تم نے جو کچھ لکھا وہ محض محبت ہے ورنہ میں تو ایک بھیگا تاریک و موہوم ہوں۔ دعاگو

مولانا ارشاد احمد صدیقی نظامی تھالوی کا خط

عالیجناب معلے القاب شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی۔ سلام علیکم۔ مزاج مبارک! بارگاہ ہمایوں بادشاہ سلامت حضور ملک معظم سے جناب والا کی خدمات علمی، قومی اور ملکی کا اعتراف فرمایا جاکر جو خطاب شمس العلماء سے جناب والا کو معزز و مفتخر فرمایا گیا اس کی تہ دل سے نہایت خلوص اور ادب سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ زیادہ نیاز (مولانا) مولوی ارشاد احمد صدیقی نظامی تھالوی ایڈیٹر ڈسٹرکٹ گزٹ میرٹھ بھاونی۔

شکریہ کہ آپ عالم ہیں۔ ایڈیٹر ہیں۔ اور محبت کی گلیوں میں پھرنے والے ہیں۔ آپ کی تہنیت میں محبت اور خلوص کے بہت سے جلوے ہیں۔ شکر گذار حسن نظامی۔

خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب کا خط

مکرمی جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم۔ میں ۲ جنوری سے الہ آباد آیا ہوں۔ ۱۱ر جنوری کو میں اٹاوہ واپس جاؤنگا۔ یہاں آکر اخبار کے ذریعہ مجھے آپ کو شمس العلماء خطاب کا حال معلوم ہوا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اس خطاب سے آپ کی عزت افزائی نہیں ہوئی بلکہ خطاب کی عزت افزائی ہوئی۔ آپ نے جو علمی خدمت کی ہے اور بہترین ادب کا نمونہ قوم اور ملک کے سامنے پیش کیا ہے آپ کا یہ کارنامہ شمس العلماء خطاب سے زیادہ روشن ہے اور یہ روشنی بہت عرصے تک قائم رہیگی یہ بھی واقعہ ہے کہ میرے دل میں خطاب کی کوئی عزت نہیں رہی اور خان بہادری کا جو خطاب مجھے ملا ہوا ہے وہ میرے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے اس وجہ سے آپ کو خطاب ملنے سے خوشی نہیں ہوئی ہے لیکن اگر آپ [illegible] کیا [illegible] قبول فرمائیے۔ آپ سے ملنے اور تبادلۂ خیالات کرنے کو بہت دل چاہتا ہے کوشش کرونگا کہ بہت جلد آپ سے دلی آکر ملوں۔ از طرف خان بہادر مولوی بشیر الدین اٹاوہ۔

شکریہ کہ آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہیں۔ آپکی خدمات قوم موجودہ ہندوستان کے ہر مسلمان سے زیادہ ہیں۔ روزنامچہ لکھنا میں نے آپکے والد سے سیکھا ہے۔ اور حق نویسی آپکے اخبار "البشیر" سے سیکھی ہے۔ میں خطاب سے اسلئے خوش ہوں کہ آپکی مبارکباد سر پر رکھنی چاہتا ہوں۔ حسن نظامی

سید بادشاہ حسین صاحب کا خط

میرے محترم بزرگ۔ سلام علیکم۔ اخبار وحدت دہلی میں اس خبر کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ جناب والا کو شمس العلماء کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ خداوند کریم مبارک فرمائے۔ مجھ ناچیز کی دلی مبارکباد بھی قبول فرمائیے۔ اس خطاب کے لائق تو جناب والا اس سے بہت قبل تھے۔ میری دعا تو ہر وقت وہی رہتی ہے جس کو کسی شاعر نے اب سے قبل ایک شعر میں ظاہر کر دیا ہے کہ ؎

خواجہ جی آپ کو اللہ سلامت رکھے
آپ کا دم بھی غنیمت ہے مسلمانوں میں آمین

حقیقتاً جناب والا کی ذات گرامی اس دور کے مسلمانوں میں بہت غنیمت ہے مخالف کہتے ہیں کہ یہ سب پروپیگنڈہ ہے خواجہ صاحب کا میں جواب دیتا ہوں کہ کوئی اس نمونہ کا ہی دکھلا دو۔ ذاتی اغراض میں دنیا مبتلا ہے۔ ذاتی اغراض کے ساتھ ملک و قوم کا کام بھی تو بہت کچھ انجام دے رہے ہیں۔ بہرحال بہت غنیمت ذات ہے خداوند عالم ہمارے سروں پر تادیر سایہ قائم رکھے۔ خادم۔ سید بادشاہ حسین بہترین تاج مارہرہ۔

شکریہ کہ آپ کا خط آپ کی بادشاہ پسند حسنی کی طرح مزیدار ہے۔ میں تو آپ کے گھر میں آکر نمک خوار ہو چکا ہوں۔ اور آپ کے گھر سے ساری عمر کا تعلق رہا ہے اس لئے اس خط کو بے لوث محبت کا نمونہ سمجھتا ہوں۔ شکر گذار حسن نظامی

پنڈت اودت مصر صاحب کا خط

میرے مہربان خواجہ صاحب!

ابھی ابھی ہندوستان ٹائمس میں آپکی پدوی کے بارے میں پڑھا۔ نہایت خوشی ہوئی میری بدھائی منظور کیجئے۔ میں پچھلے دنوں جب آپ سے ملا تھا اس وقت آپ کی جسمانی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ اُمید ہے کہ اب آپ بہت اچھے ہو گئے۔ معلوم نہیں کہ آپ کو میرا نام یاد ہے یا نہیں۔ ایک موٹا پنڈت جو آپ سے آکر ملا کرتا تھا۔ پہلے وہ ماڈرن اسکول میں تھا۔ بعد میں برلا جی کے ہاں چلا گیا تھا۔ آپکی لکھی بہت سی کتابیں میرے پاس ہیں، جن کو آپ نے خود دیا ہے۔ آپکی خیریت چاہنے والا۔ (پنڈت) اودت مصر از برلا گاؤں بنارس۔

شکریہ کہ نمسکار پنڈت جی نمسکار ہیں آپ کو کیونکر بھول سکتا ہوں۔ آپ اس زمانے میں مجھ پر کرپا کرتے تھے جب میں شدھی تبلیغ کی لڑائی کے میدان میں تھا۔ اور سب ہندو مجھ سے خفا تھے۔ اس کارن آپکی بدھائی میں نے اپنے گلے میں بدھی کی طرح ڈال لی۔ حسن نظامی۔

ایڈیٹر "صداقت" کے انگریزی خط کا ترجمہ

مائی ڈیر خواجہ صاحب! نئے سال کی فہرست اعزازات میں یہ خوشخبری معلوم ہوئی کہ آپ کی ذات والا صفات کو شمس العلماء کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ اس خوشی میں میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے آپکا مخلص۔ عبدالسلام خواجہ (ایڈیٹر اخبار صداقت کانپور)

شکریہ کہ آپکے نام میں سلامتی۔ آپکے کام میں صداقت آپکے برتاؤ میں محبت۔ کس کس چیز کا شکریہ ادا کروں آپ مجھ سے انگریزی میں مخاطب ہوئے چاہتا تھا پشتو میں شکریہ ادا کروں۔ مگر نہ انگریزی آتی ہے نہ پشتو آتی ہے۔ حسن نظامی

نذروں کی رسید

درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ دہلی کے لنگر اور روشنی اور نیاز اور چادر گل اور میلاد شریف وغیرہ مصارف خیر کے لئے یکم جنوری ۱۹۴۶ء سے ۳۱ر مارچ ۱۹۴۶ء تک خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت سلطان المشائخؒ کو جو نذریں وصول ہوئیں اور جن کو مصارف مذکور میں خرچ کیا گیا۔ اُن کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر منادی۔

(۱) ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادے اعظم جاہ بہادر ولی عہد و سپہ سالار سلطنت آصفیہ حیدرآباد ڈیڑھ سو روپے (۲) نواب ظہیر یار جنگ بہادر دل امیر پائگاہ حیدرآباد ایک سو روپے (۳) روشن کاکی شاہ نظامی حیدرآباد ایک سو روپے (۴) ہز ہائی نس نواب دل شاہ صاحب چشتی صابری نظامی فرماں روا ریاست جاورہ دو سو روپے (۵) ہز ہائی نس نواب مظفر الملک بہادر فرماں روا ریاست چترال ایک سو روپے (۶) نواب حسن یار جنگ بہادر حیدرآباد پچیس روپے (۷) نواب غلام معین الدین خاں بہادر فرماں روا ریاست ماناودر ایک سو روپے (۸) محمد سخن صاحب فاروقی مالک دواخانہ انڈو جنون دہلی دس روپے (۹) یارو نظامی قوال درگاہ شریف پانچ روپے (۱۰) ایک مسلمان زائر درگاہ تیس روپے (۱۱) پاک دل محمد حسین دینی نظامی لاہور سترہ روپے (۱۲) رجب خاں نظامی دہلی دو روپے (۱۳) اختر النور قوال خورجے والے دو روپے (۱۴) مولانا عشقی نظامی دہلی پانچ روپے (۱۵) ابو طالب نظامی سرائے جھیلہ پانچ روپے (۱۶) محمد اسمٰعیل نو مسلم نظامی ضلع بلند شہر پانچ روپے (۱۷) بادشاہ بیگم صاحبہ بمبئی پندرہ روپے (۱۸) نور محمد خاں نظامی انبالہ چھاؤنی دس روپے (۱۹) روشن دل حکیم منزل شاہ نظامی لاہور پانچ روپے (۲۰) شیخ جان محمد نظامی سمادہ بھائی پانچ روپے (۲۱) والدہ

سید ممتاز حسین نظامی فیروزپور دو روپے (۲۲) عبدالحمید خاں صاحب ٹیلر ماسٹر ولنگٹن ایک روپیہ چار آنے (۲۳) گلزار احمد صاحب منوہر پور بہار بیس روپے (۲۴) وزیر صاحب چائے والے ولنگٹن تین روپے بارہ آنے (۲۵) شنکر صاحب گوجر ولنگٹن دو روپے آٹھ آنے (۲۶) عبدالعزیز نظامی ڈیرہ اسمٰعیل خاں پانچ روپے (۲۷) روشن دل حکیم منزل شاہ نظامی لاہور مکرر تین روپے (۲۸) حبیب الرحمٰن نظامی دہلی ایک روپیہ (۲۹) روشن دل سید کشفی شاہ نظامی چک قاضیان گیارہ روپے (۳۰) ایک سپاہی ولنگٹن ایک روپیہ چار آنے (۳۱) قربان حسین نظامی شرق پور پانچ روپے (۳۲) ماسٹر عبداللہ صاحب واچ میکر ٹھٹھہ سندھ پانچ روپے (۳۳) ایک فوجی سپاہی ولنگٹن ایک روپیہ آٹھ آنے (۳۴) عبدالرحیم صاحب لیس نائک ولنگٹن ایک روپیہ آٹھ آنے (۳۵) سعید اے انصاری صاحب احمدآباد تین روپے (۳۶) سید مبارک علی نظامی لاہور دس روپے (۳۷) سید امام علی شاہ نظامی لاہور پانچ روپے (۳۸) روشن دل سید امداد حسین نظامی کان پور بیس روپے (۳۹) روشن دل غلام محمد حسنی نظامی خان خاناں پانچ روپے (۴۰) حسن محمد نظامی خان خاناں دو روپے (۴۱) روشن دل عبدالرحمٰن نو مسلم گورکھا نظامی انبالہ پندرہ روپے (۴۲) روشن دل سید امجد علی نظامی سیتا پور پانچ روپے

(۴۳) سید احمد حسین نظامی نظامیہ جویلری مارٹ احمدآباد پچیس روپے (۴۴) مسٹر عبداللہ خدجا انجینیر کراچی پانچ روپے (۴۵) روشن دل عبدالمجید خاں نظامی ڈربن جنوبی افریقہ تین سو روپے (۴۶) صاحبزادے سید نور نبی صاحب گجرات پنجاب چار روپے آٹھ آنے (۴۷) احمد علی صاحب ریلوے کلرک لواں شہر پنجاب پچیس روپے (۴۸) سید امیر نظامی ولنگٹن دو روپے (۴۹) فقیر محمد صاحب ولنگٹن دو آنے (۵۰) حاجی عبدالکریم حاجی ابا نظامی جیت پور کاٹھیاواڑ دس روپے (۵۱) مرزا عمر بیگ نظامی ہری پور پانچ روپے (۵۲) حامی دین قاضی میراں بخش نظامی ناظم جماعت نظامیہ سرحد و بلوچستان دس روپے (۵۳) غلام محمد نظامی مظفرآباد کشمیر ایک روپیہ چار آنے (۵۴) برکت علی نظامی پونہ ایک سو پچاس روپے۔ (۵۵) مسٹر عبدالملک منصف کھنڈالا بنگال گیارہ روپے (۵۶) اے ایس محبت صفی صاحب امرپورہ چار روپے (۵۷) ایم اے صالح نظامی پٹن تین روپے (۵۸) گلزار احمد صاحب منوہر پور تین روپے (۵۹) پاک دل محمد حسین دینی نظامی لاہور پانچ روپے چودھری (۶۰) فضل الدین نظامی راولپنڈی دس روپے (۶۱) عبدالعزیز نظامی ڈیرہ اسمٰعیل خاں پانچ روپے (۶۲) پاک دل محمد حسین نظامی لاہور پانچ روپے فروری (۶۳) عبدالحمید صاحب ٹیلر ماسٹر ولنگٹن دو روپے (۶۴) محمد دین صاحب

کوتوال میرٹھ پانچ روپے (میلاد شریف) (۶۵) نور اللہ خاں صاحب مظفر آباد کشمیر چار روپے چودہ آنے (۶۶) محمد عبد الـ[illegible] نظامی کوئنگی دس روپے (۶۷) بیگم صاحبہ سید محمود صاحب مرحوم حیدر آباد چار روپے (۶۸) عبد الحمید صاحب ٹیلر ماسٹر ولنگٹن ایک روپیہ چار آنے (۶۹) غلام رسول صاحب سوپور کشمیر دو روپے (۷۰) والدہ صاحبہ اختر حسین خاں ڈیرہ دون دس روپے (۷۱) پاک دل محمد حسین نظامی لاہور پانچ روپے مارچ (۷۲) قادر شریف صاحب ولنگٹن پانچ آنے (۷۳) آر محمد صالح نظامی پانچ آنے (۷۴) عبد الرزاق نظامی پانچ آنے (۷۵) ڈاکٹر بی ایس دلال صاحب معرفت حبیب احمد صاحب جمشید پور گیارہ روپے (۷۶) عبد الغنی صاحب تاجر کتب انبالہ ایک روپیہ (۷۷) مسٹر زریان پٹیل بمبئی پانچ روپے (۷۸) این ندیم اللہ نظامی بی عبد الرزاق نظامی ادھونی گیارہ روپے (۷۹) این عبد العزیز نظامی ادھونی پانچ روپے چار آنے (۸۰) منیار شاہ علی نظامی ادھونی پانچ روپے چار آنے (۸۱) مہالتی عبد الکریم نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۲) اوکے احمد حسین نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۳) گوڈور حسن احمد نظامی عبد الغفار نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۴) منیار اللہ بخش نظامی ادھونی پانچ روپے۔ (۸۵) گرڈیالے عبد اللطیف نظامی ادھونی دو روپے آٹھ آنے (۸۶) این عبد الشکور نظامی دو روپے آٹھ آنے (۸۷) این عبد الکریم نظامی ادھونی دو روپے آٹھ آنے (۸۸) مہالتی احمد حسین نظامی ادھونی دو روپے چار آنے (۸۹) سیدانی خیر النسا بیگم نظامی ادھونی دو روپے آٹھ آنے (۹۰) سید قادر بادشاہ چشتی نظامی ادھونی دو روپے (۹۱) حافظ دادا میاں نظامی ناظم جماعت نظامیہ ادھونی دو روپے (۹۲) ثنا خواں قادر [illegible] لی نظامی ادھونی دس روپے (۹۳) حکیم سکا محبوب نظامی کتی ادھونی دو روپے دو آنے (۹۴) گودعد عبد الغنی نظامی ادھونی دو روپے چار آنے (۹۵) مولانا حبیب علی نظامی ادھونی ایک روپیہ (۹۶) این نظام الدین نظامی ادھونی ایک روپیہ چودہ آنے (۹۷) راناسکھ دیو سنگھ نظامی بلاصیانہ پانچ روپے۔

فاسفورس کا تیل جرمنوں کے سوا کوئی نہ بنا سکتا تھا

انگریز اور امریکن دواساز بھی نہ بنا سکتے تھے

مگر ڈاکٹر سر بھٹناگر ہندوستانی نے بنالیا

ہندوستانی دماغ ساری دُنیا سے بڑا ہے

خواجہ حسن نظامی کی طبی کمپنی دہلی

اب ساری دُنیا کو یہ تیل سپلائی کرسکیگی

قیمت بھی کم کردی جائیگی

طبی کمپنی کے ایجنٹ صاحبان

اپنے خریداروں کو خبر کردیں

کامریڈ اسٹالن کو ٹیلی فون

ہلو کامریڈ اسٹالن۔ میں خدا کا آٹم بم ہوں۔ اور تم کو امریکہ کے آٹم بم سے بچانے کی بات کہنی چاہتا ہوں۔ کیا کہا؟ تم اُردو نہیں جانتے۔ اچھا میں روسی بولتا ہوں۔ مجھے دُنیا کی ہر زبان آتی ہے۔

تم یاجوج۔ میں ماجوج۔ تم لوف ٹوف۔ میں اوف۔ خوف۔ دیوانے نہ بنو۔ دُنیا کو تیسری لڑائی کی مصیبت میں نہ ڈالو۔

لال بازی کی چوسر اُٹھاؤ۔ اب کھیل کا وقت ختم ہوا۔ آدمی بنو۔ ایسے آدمی نہیں جو آدم کے وقت سے خون خرابے کرتے آئے ہیں۔ بلکہ امن کے آدمی بنو۔ محبت کے آدمی بنو۔ انکار کروگے تو میں خدا کا آٹم بم تم پر گر دوں گا۔ میں چرچل کی تقریر نہیں ہوں۔ میں اخباروں کی تحریر نہیں ہوں۔ میں خدا کا آٹم بم ہوں۔

تم کو مذہبی پیغمبروں کی طرح نہیں بلکہ ماڈرن تجربہ کار کی طرح نصیحت کرتا ہوں کہ تمہاری بھلائی اور تمہارے ملک روس کی بھلائی لڑائی جھگڑے میں نہیں ہے۔ بلکہ صلح صفائی میں ہے۔

تمہارے حریف شطرنج کا کھیل جانتے ہیں تم اُن سے بازی کھیلو۔ دُنیا کو آتش بازی کی آفت میں نہ ڈالو۔

یاد رکھو۔ تم اپنے ملک کی بازی جرمنی کے سامنے ہار چکے تھے۔ اگر توران کے مسلمان تمہاری مدد نہ کرتے تو تم جرمنی کو ختم نہ کر سکتے۔ مگر تم نے مسلمانوں کی قدر نہ کی اور ایران اور ترکی اور عراق کے اسلامی ملکوں کے خواب دیکھنے لگے۔

تم سمجھتے ہو اسلامی دنیا بے ہتھیار ہے بے سری ہے بے دولت ہے، مگر یاد رہے وہ بے ہمت نہیں ہے بے جان نہیں ہے اور بے آبرو ہونا بھی نہیں چاہتی۔

میں خدائی آٹم بم تمہاری ہر طاقت سے آگاہ ہوں۔ اور تمہاری بہت سی خوبیاں بھی جانتا ہوں! اور تمہارے اندر سچی بات قبول کرنے کی صلاحیت بھی پاتا ہوں اس لئے کہتا ہوں کہ حریفوں کی تقریروں سے بُرا نہ مانو۔ اگر وہ کہیں کہ ہم ہی اونچے ہیں تو کہدو اونچا تو بس خدا ہے۔ اگر وہ کہیں عزت والے بس ہم ہیں تو سُنا دو۔ عزت والی خدا کی پاک ذات کے سوا کسی مخلوق کو میسر نہیں ہے۔

کامریڈ۔ کامریڈ۔ ہلو کامریڈ۔ خدا ان کو اونچا کرتا ہے۔ خدا اُن کو عزت دیتا ہے۔ خدا اُن کی آبرو بڑھاتا ہے۔ جو یقین اور ایمان کی قوت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حریفوں کی چالوں کو دیکھو تو کہدو۔ آگ اُن کی خود ہی اُن کو۔ دے گی بھون

لَا تَکُنْ فِی ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ۔

اللہ والے بھائیوں کو پیام

ہندوستان کے ہندو درویشوں مہنتوں، سادھوؤں، پجاریوں سے کہنا ہے مسلمان پیروں سے بھی کہنا ہے عیسائی پادریوں سے بھی کہنا ہے سکھوں کے گوردوارے والوں سے بھی کہنا ہے۔ پارسیوں اور یہودیوں کے مذہبی کام کرنے والوں سے بھی کہنا ہے کہ جو کچھ ہندوستان میں ہونے والا ہے وہ ظاہر میں کتنا ہی اچھا معلوم ہو لیکن اندر اس کے بہت بری اور بہت خطرناک چیزیں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ سب نے مل کر اپنی اپنی پسند کی سیاسی پارٹیوں کو سہارا دیا ہے۔ خاص کر مسلم لیگ کو مسلمان پیروں نے سب سے زیادہ سنبھالا ہے۔ کیونکہ اُن کے مولویوں کا بڑا حصہ اُن سے جُدا ہو گیا تھا۔ مگر غلط فہمی نہ ہو مسلم لیگ میں جب طاقت آئے گی تو اُس کی نگاہیں بھی آپ سب سے پھر جائیں گی۔ اس واسطے مسلمان پیروں کو اور پیرزادوں کو فوراً اپنے وہ حالات بدل دینے چاہئیں جو اُن کے بزرگوں کی تعلیم کے خلاف ہوں۔ اور جن پیروں کے پاس جاگیریں ہیں اُن کو تو سب سے زیادہ اپنے بُرے خرچ کا ترک کرنا ضروری ہے۔ ہندوؤں کے مہنت اور پجاری مسلمانوں کے جاگیردار پیروں سے بہت زیادہ خرابیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اُن کو سب سے زیادہ کانگرس کے ہاتھوں مصیبت پیش آئے گی۔

عیسائیوں کے پادریوں کی حالت مسلمان پیروں اور ہندو مہنتوں اور سادھوؤں کے مقابلے میں قابل تعریف حالت ہے کیونکہ وہ عام طور سے خدمت خلق کرتے ہیں لیکن چونکہ اُن پر ایک سیاسی قوم کے آلہ کار رہنے کے شبہات ہیں اس واسطے اُن کو مسلمان پیروں اور ہندو سادھوؤں سے بہت زیادہ مشکلات پیش آئیں گی۔ خاص طور سے حیدرآبادی سلطنت میں اُن کا رہنا ناممکن ہو جائیگا۔ جہاں انہوں نے ڈیج پلی کی مسجد شہید کر کے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔ پارسی اور یہودی مذہبی پیشواؤں کا مستقبل کچھ زیادہ تاریک نہیں ہے کیونکہ ہندوستانی عوام کی نظروں سے اُن کے کام پوشیدہ ہیں۔

آج وزیر ہند کی آمد کے وقت میں نے جو کچھ اس مضمون میں لکھا ہے وہ سب ایک ایسے آدمی کی حیثیت میں لکھا ہے جس کو کسی قسم کی انسانی بڑائی حاصل نہیں ہے۔ بیشک وزیر ہند اور اسٹالن کو مخاطب کرتے وقت میرے اندر خدا نے ان دونوں سے بہت زیادہ بڑائی پیدا کر دی تھی لیکن آپ لوگوں سے مخاطب ہوتے وقت میں نے اپنی ہر بڑائی کو نیچے جھکا لیا۔ اور میں آپ سب سے چھوٹا بن گیا۔ اور چھوٹا منہ بڑی بات کہنے کی جرأت بڑی مشکل سے مجھ میں پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں درحقیقت آپ سب کی نصیحت سننے کا محتاج تھا۔ اور محتاج ہوں۔ اور آئندہ بھی محتاج رہوں گا۔ البتہ جو کچھ میں نے آنے والے وقت کی نسبت سمجھا ہے! اور محسوس کیا ہے وہ آپ میں سے کسی نے بھی نہیں سمجھا اور کسی نے بھی محسوس نہیں کیا۔ میں اپنی قبر کے کنارے پہنچ جانے کے بعد آپ کی طرف مُڑ کر دیکھ رہا ہوں۔ اور قبر میں جاتے جاتے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ فتنوں اور مصیبتوں کا بڑا دروازہ صرف آپ سب کے لئے کھلنے والا ہے۔ جلدی کیجئے اور اپنی حالتوں کو درست کر کے ایک جگہ جمع ہو جائیے حملہ کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ حملوں سے اپنی ذات کو اور اپنے بزرگوں کی قدامت کو بچانے کے لئے۔

حسن نظامی دہلوی۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

ترکِ شک . اور تلقینِ یقین کا اخبار

مُنادی

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء میں جاری کیا
۹، ۱۷، ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر:- علی خواجہ نظامی | مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۶ء | سالانہ قیمت دو روپے

۹ میں ایک

(۱) اسم کا علم

آدمؑ کو اللہ نے سب سے
پہلے اسم کا علم سکھایا تھا۔
اور اسم کا علم عدد کا علم تھا
اور عدد کے علم کو جفر
کہتے ہیں۔

(۲) آدمؑ سے محمدؐ تک

علم عدد آدمؑ سے۔ ادریسؑ
و نوحؑ و ابراہیمؑ و اسرائیلؑ
و اسمٰعیلؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ
اسماء سے اسم محمدؐ تک آیا
اسم محمدؐ نے اسم علیؑ کو سکھایا

(۳) علیؑ سے حسنؑ تک

اسم علیؑ سے اسم حسنؑ حسینؑ و
عابدؑ و باقرؑ و جعفرؑ سے ہوتا ہوا
اسم حسن بصری چشتی اجمیری تک آیا
اجمیر کے حسن اعظم تھے دلی
کے حسن آخر پر القا کیا

(۴) ۹ میں ایک

آخر کے اسم حسن نے
اجمیر کے حسن اکبر سے
عدد کا یہ بھید معلوم کیا
کہ اعداد ایک سے ۹ تک
ازل و ابد کی حد قائم کرتے ہیں

(۵) تین حرف کا اسم

اللہ تین حرف کا ایک اسم
ہے جس نے دو حرف
کا حکم دیا۔ اور کہا کن
کن حکم نے کائنات کی
صورت اختیار کی۔

(۶) علم عشق عقل

کن کے حکم سے جسم اور روح
کا میل ہوا۔ اور اس میل
سے علم عشق عقل کے
۹ حرف ظاہر ہوئے
جو وحدت کے ۹ نگین ہیں

(۷) اسم عرب

حرف عین اسم رب
سے ملا تو عرب بنا
عرب نے ۵ حرف کا
اسلام ظاہر کیا جو
عین رب کا جلوہ ہے

(۸) اسم اسلام پنج تن

اللہ کے ہاتھ کی پانچ انگلیاں
اسلام کے ۵ حرف اور
پنج تن ہیں۔ اور یہی پانچ
کل عالم کے حاکم ہیں۔ اسلام
حاکم کل عالم ہے

(۹) کُل اولاد آدمؑ کا آرام

اسم ہم ہندو کی ۵ اور
مسلم کے م سے مل کر بنا
اور ہندوستان میں کل اولاد
آدم کے آرام کا حکم یہ کہہ کر دیا۔
رالم آرالم اسلام آرام

ذرا حسن نظامی کی نبض دیکھئے

میں کیا بیمار ہوں؟

جناب حکیم صاحب! اور جناب ڈاکٹر صاحب!! اور جناب وید صاحب!!! ذرا حسن نظامی کی نبض دیکھئے۔ یا حال سن کر رائے دیجئے۔ کہ یہ کیا مرض ہے؟ اور اس کا کیا علاج ہے؟

حکیم صاحبان ڈاکٹر صاحبان اور وید صاحبان کے علاوہ اُن صاحبان سے بھی یہی درخواست ہے۔ جو پیدا ہونے کا تجربہ کر چکے ہوں بچپن کی بیماریوں کا تجربہ کر چکے ہوں۔ جوانی کا تجربہ کر چکے ہوں۔ اور بڑھاپے کا تجربہ کر رہے ہوں۔ خواہ وہ مجھ سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ میری تندرستی یا بیماری سے اُن کو دلچسپی ہو یا نہ ہو اگر یہ سوال اور یہ حال جو اس اخبار مُنادی کے ذریعے شائع کیا جاتا ہے۔ مذکورہ اصحاب میں سے کوئی ایک یا دو چار یا سب کے سب پڑھ لیں۔ تو از راہِ جوشِ طبعی و از راہِ تحقیقاتِ علمی و جسمی و از راہِ تعلق و محبت (بشرطیکہ وہ ہو) آپ سب کو میری نبض ضرور دیکھنی چاہیئے۔

اگر آپ نے مجھے کبھی نہ دیکھا ہو تب بھی اور اگر آپ نے مجھے دور سے یا پاس سے ایک دفعہ یا بہت دفعہ دیکھ لیا ہو تب بھی میری نبض دیکھ لیجئے۔ اور میرا حال سن لیجئے اور دل اور دماغ پر زور دے کر میری نبض دیکھئے اور میرے حالات پڑھیئے اور نتیجہ نکالئے۔

حسن نظامی نبض دکھاتا ہے

یہ میں آپ کے پاس۔ نہ آپ میرے پاس۔ آپ نبض دیکھیں گے کیونکر؟ آپ اپنے کانوں کی عینک لگا کر میرے اندر کی آوازیں سنیں گے کیونکر؟۔

جو کچھ بھی ہو ذرا اپنے ضروری کاموں کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کر میری بات سن لیجئے مگر شرط یہ ہے کہ آپ کی توجہ یکسو ہو۔ آپ کا خیال میری طرف پوری طرح متوجہ ہو۔ اور اگر آپ حکیم ڈاکٹر وید اور تجربہ کار نہ ہوں تب آپ یہ کیجئے کہ اپنے شہر یا قصبے یا گاؤں کے کسی ہندو مسلمان عیسائی پارسی سکھ ڈاکٹر یا حکیم یا وید کے پاس جائیے۔ اور اس کو میرا حال سنائیے اور جو کچھ وہ رائے دے۔ وہ مجھے لکھ کر بھیج دیجئے۔

میری عمر ایک کم ستر برس کی ہے۔ پیدائش کے وقت سے میرا جسم دبلا ہے۔ میرا قد بہت لمبا ہے۔ سینہ سکڑا ہے جسم پر گوشت بہت کم ہے۔ ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں۔ میرا رنگ گورا ہے۔ اور میرے جسم کا وزن شروع سے آج تک عموماً ایک من ساڑھے بارہ سیر رہتا ہے۔ کبھی کچھ کم ہو جاتا ہے۔ کبھی کچھ بڑھ جاتا ہے۔ بچپن میں ماں باپ کا سایہ اُٹھ جانے کی وجہ سے اچھی غذا اور آسائش میسر نہیں آئی تھی۔ اس واسطے جسمانی نشو و نما میں کچھ خرابیاں بھی ہوں گی۔ سوائے پان میں تمباکو کھانے کے ہر قسم کے نشہ ور سے زندگی محفوظ رہی ہے۔ اور ہر قسم کے نفسانی گناہوں سے بھی خدا نے بچایا ہے۔

معدہ بچپن سے خراب ہے۔ جب چنے کی دال یا روٹی یا چنے سے بنی ہوئی کوئی مٹھائی استعمال کرتا تھا تو غشی کا دورہ ہو جاتا تھا۔ اس دورے میں چند منٹ بیہوش رہتا تھا پسینہ آتا تھا۔ چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد قے ہوتی تھی۔ یا دست آتا تھا یہ غشی مرگی کے دورے سے بالکل الگ قسم کی ہوتی تھی۔ جب سے لکھنے پڑھنے کا کام شروع کیا قبض رہنے لگا۔ میں نے ساری عمر لکھنے کا کام پچھلی رات کو کیا یعنی شروع سے میری عادت پچھلی رات کو جاگنے کی ہے اور دن کے وقت سونے کی عادت نہیں ہے سوائے خاص حالات کے ۱۹۰۸ء میں کھانسی بخار کی تکلیف ہوئی تو مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے دق کی بیماری تجویز کی تھی اور کلکتے میں ڈاکٹر برڈ نے معائنہ کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی تھی کہ بایاں پھیپھڑا بالکل گل گیا ہے۔ اُس کے بعد مرغن غذا اور گوشت اور لال مرچیں اور زیادہ مٹھاس استعمال کرنے سے تکلیف ہوتی رہی۔ اور اب بھی یہی حالت ہے۔ کئی سال خونی بواسیر رہی۔ اب چونکہ جسم میں خون کم ہے تو ریاحی بواسیر ہو گئی ہے قبض اب بہت بڑھ گیا ہے۔ اجابت بالکل خشک ہوتی ہے۔ نیند بھی بہت کم ہو گئی ہے

(بقیہ ٹائیٹل کے صفحہ ۲ پر)

خانہ جنگی سے بچئے اور بچائیے

آل انڈیا چشتی پارٹی کے ممبروں کو پیام

آل انڈیا چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی ممبر ہندوستان کے ہر صوبے میں رہتے ہیں۔ اُن سب کو منادی کے ذریعے اطلاع دی جاتی ہے کہ کانگرس اور مسلم لیگ کی سیاسی رنجش سے ایک بڑی خانہ جنگی کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا ان کو فوراً چشتی پارٹی کے ممبروں کی گنتی بڑھانے کا کام شروع کر دینا چاہیئے اور نئے ممبر بھرتی کرنے کے لئے مجھ سے ممبری کے فارم اور چشتی پارٹی کے مقاصد کے فارم منگا لینے چاہئیں سب سے زیادہ ضروری کام پنجاب اور سرحد اور بلوچستان اور سندھ اور یو پی اور سی پی اور صوبہ بمبئی میں کرنا ہے۔ کیونکہ ان صوبوں میں اُن لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو خانہ جنگی میں اپنا فائدہ سمجھتے ہیں۔ بہار اڑیسہ اور بنگال اور مدراس اور صوبہ دہلی اور دیسی ریاستوں میں بھی ہندو مسلمانوں کے آپس میں رنجش ہے مگر وہاں زیادہ اندیشہ نہیں ہے۔ لہذا منادی کے ناظرین اور میرے مرید اور میرے دوست اور جو لوگ ہندوستان کو خانہ جنگی سے بچانا چاہتے ہیں فوراً ہر قوم کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو چشتی پارٹی میں بھرتی کریں تاکہ جلدی ہر صوبے میں بہت سے کام کرنے والے پیدا ہو جائیں۔

اجمیری خواجہ رح کے عمل کا نمک

چونکہ چشتی پارٹی کا نام حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری رح کے پاک نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی پارٹی رکھا گیا ہے اس واسطے اُن کا بتایا ہوا ایک عمل پسے ہوئے نمک پر دم کیا گیا ہے۔ اور وہ نمک میں ہندوستان کے سب صوبوں کو بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ روحانی عمل کا نمک تھوڑی مقدار میں سب جگہ پہنچے گا۔ چشتی پارٹی کے ممبروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں پسا ہوا نمک لے کر اُس میں یہ پڑھا ہوا نمک ملا لیں۔ اور پھر چشتی پارٹی کے ممبر یہ نمک ہندوؤں کو مسلمانوں کو عورتوں کو مردوں کو اور بچوں کو بڑی ذات والوں کو چھوٹی ذات والوں کو یہ کہہ کر تقسیم کریں کہ جو لوگ یہ نمک کھا لیں گے آپس میں نمک بھائی اور نمک بہن بن جائیں گے۔ اور اُن کا نمک بھائی بہنوں سے نمک کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ اور ہر ایک نمک بھائی اور نمک بہن پر لازم ہو جائیگا۔ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔ اور ایک دوسرے کو لڑائی جھگڑے سے بچائے۔ اور جو شخص اجمیری خواجہ کا یہ نمک کھانے کے بعد لڑائی جھگڑے میں شریک ہوگا۔ یا لڑائی جھگڑا پیدا کرنے یا بڑھانے کی بات کریگا وہ نمک کی طرح گھل جائیگا۔ اور جو اس چشتی نمک کو کھانے کے بعد اجمیری خواجہ رح کے روحانی حکم کی بموجب سب ہندوستانیوں کو لڑائی جھگڑے سے بچائے گا اس کو غیبی خزانے سے روزی ملے گی۔ اُس کے گھر کی بلائیں دور ہوں گی تندرستیاں حاصل ہوں گی۔ اور ہر گھر کے غم اور فکر اور رنج دور ہو جائیں گے۔

چشتی نمک ان لوگوں کو بھیجا جائیگا جو دو آنے کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے مجھے بھیج دیں۔ پتہ یہ لکھنا چاہیئے

خواجہ حسن نظامی پریذیڈنٹ آل انڈیا چشتی پارٹی و جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رح دہلی ۱۴ اپریل ۱۹۴۶ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

تختِ محبت کا فرمان

کانگرس اور لیگ اور دوسری سب سیاسی پارٹیوں کے نام تختِ محبت کا فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی ہزاروں برس پرانی خداپرستی اور رولوں کی محبت کا تخت آپس کے میل جول کا حکم دیتا ہے۔

اگر مسلم لیگ یا کانگرس یا سکھ لیگ کے خلاف کوئی فیصلہ ہو تو ہارنے والا جیتنے والوں سے ناراض نہ ہو۔ اور جیتنے والا ہارنے والوں کو شرمندہ نہ کرے۔ کیونکہ دور اندیش لوگ جانتے ہیں کہ باہر کی جو قوم ہمارے ملک کا فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ اُس کے فیصلے کے ہاتھوں جو جیتا ہو وہ بھی ہار رہا ہے۔ اور جو ہار ہو وہ بھی ہار رہا ہے اس ملک میں تو سب کی جیت آپس کے پیار محبت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

کانگرسی بھی ہندوستانی ہیں

اگر مسلم لیگ والوں کو یا اچھوتوں کو یا سکھوں کو یا عیسائیوں کو یا پارسیوں کو کانگرس کے برتاؤ سے کچھ تکلیف ہو تب بھی اُن سب کو صبر کرنا چاہیئے کیونکہ کانگرسی بھی ہندوستانی ہیں۔ ہم خود اُن سے مل کر بات چیت کریں تو جھگڑا آسانی سے دُور ہو جائے گا۔ اور وہ دشواریاں پیش نہیں آئیں گی جو غیر قوم کی حکومت میں پیش آتی تھیں۔

مسلم لیگی بھی ہندوستانی ہیں

کانگرس والوں کو بھی سمجھنا چاہیئے کہ اگر مسلم لیگ کی طرف سے کوئی ایسی بات پیش آئے جو کانگرس والوں کو غصہ دلانے والی ہو تو وہ سب گاندھی جی کے عدم تشدد کو خیال میں لائیں۔ اور صبر سے کام لیں۔ کیونکہ مسلم لیگی بھی آخر ہندوستانی ہیں۔

اگر ہندوستان میں خانہ جنگی ہو

تو اُس سے انگریزوں کو بھی بہت تکلیف ہوگی۔ کیونکہ ہندوستان کو آزاد کر دینے کے بعد بھی انگریزوں کی بہت سی ذمہ داریاں اس ملک میں باقی رہیں گی۔ اس لئے انگریزوں کو چاہیئے کہ ہندو مسلمانوں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے سے بچانے کی پوری کوشش کرتے رہیں۔

کانگرس بے اطمینان ہوجائیگی

کانگرس کے لیڈروں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان کی آزادی چاہیے۔ کانگرس کے حسب منشا ہو یا مسلم لیگ کے حسب منشا ہو کانگرس کبھی مطمئن نہ ہوسکیگی اگر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کا انتظام نہ کیا گیا۔

اور چونکہ مسلمانوں کی آبادی سرحد ہندوستان سے لے کر ترکی تک لگاتار چلی گئی ہے۔ اس واسطے ہندوستان کا اطمینان مسلمان قوم کے اطمینان پر منحصر رہے گا۔

اگر مسلم لیگ کو پاکستان مل جائے

تب بھی وہ اطمینان کے ساتھ حکومت نہ کر سکے گی۔ مالی معاملات کی مشکلات پیش آئینگی۔ کیونکہ انڈسٹری اور تجارت سب یا زیادہ ہندو کے ہاتھ میں ہے۔ اور تعلیم میں بھی ہندو مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور اُن کی تعداد بھی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ پس ناممکن ہے کہ ہندوؤں سے سمجھوتہ کئے بغیر پاکستان کی حکومت کامیاب حکومت کہی جا سکے۔

قرآن کا فرمان

قرآن شریف میں جہاں مسلمانوں کو جنگ اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں پہلے دو لفظ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں جو یہ ہیں خُذُوا حِذْرَکُمْ۔ اس آیت کے لفظی معنی ہیں۔ "پکڑو تم اپنا بچاؤ"۔ یعنی انفرادی اور مجموعی لڑائی شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ لڑائی سے پہلے تم لوگ اپنے بچاؤ کا بندوبست کر لو۔

تخت محبت کا فرمان بھی قرآن کے اس فرمان کی تقلید میں ہے۔ کہ اگر ہندو لڑنے کا ارادہ کریں تو پہلے وہ اپنے بچاؤ کا انتظام سوچ لیں۔ اور مسلمان لڑنے کا ارادہ کریں تو بچاؤ کا انتظام کئے بغیر ہرگز لڑنے کو نہ نکلیں۔

قائداعظم بہت دُور اندیش ہیں

۸ ؍اور ۹ ؍اپریل ۱۹۴۶ء کو دہلی میں کنونشن کے جلسوں میں قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے خود بھی تقریر کی۔ اور ہر صوبے کے نامی لیڈروں اور وزیروں نے بھی تقریریں کیں۔ اور انہوں نے مسلم لیگ والوں سے آئندہ کے طرز عمل کے لئے عہد نامے پر دستخط بھی کرائے۔ مگر کوئی عملی پروگرام نہیں بتایا۔ چنانچہ سیکڑوں لیڈر مختلف صوبوں کے میرے پاس میرے حجرے میں آئے اور

مئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہوجائے گی۔ ☜ تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ پرچوں میں مکمل شائع ہوجائیں گے۔

انھوں نے یہی شکایت کی کہ ہم کو قائد اعظم نے کوئی پروگرام نہیں بتایا۔ ہم سب اپنے گھروں سے یہ طے کر کے چلے تھے کہ اب ہم زندہ واپس نہیں آئیں گے۔ مگر یہاں تو ہم نے تقریروں کے سوا کچھ بھی نہ سُنا۔

میں نے ان سب لیڈروں سے کہا قائد اعظم بہت دور اندیش ہیں۔ اور بہت دانش مند ہیں۔ اور بہت امن پسند ہیں اور سالہا سال کانگرس کے ممبر رہ چکے ہیں۔ اور اُن کو ہندوؤں سے بھی اتنی ہی محبت ہے جتنی مسلمانوں سے ہے۔ اُنھوں نے اور اُن کے صوبوں کے لیڈروں نے جو تقریریں کیں اُن کا مطلب اشتعال انگیزی نہیں تھا۔ نہ ہندوستان میں جنگ و جدل شروع کرنا اُن کے مدنظر تھا وہ تو محض مسلمان قوم میں خیالوں اور ارادوں کی یک جہتی چاہتے تھے۔ ورنہ نہ وہ انگریزوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ نہ ہندوؤں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ الفاظ کی لڑائی کے وقت ہر قوم ایسی ہی زبان بولا کرتی ہے جیسی زبان کن ونشن کے جلسوں میں مسلم لیگ کے لیڈروں نے بولی۔ اور جو قومیں جنگ و جدل اور فساد و خون ریزی کرنا چاہتی ہیں۔ وہ زبان سے کچھ نہیں کہا کرتیں۔ اور چپکے چپکے اندر اندر لڑائی کی تیاریاں کیا کرتی ہیں۔ اور ایک دم لڑنے کے لئے میدان میں نکل آتی ہیں۔

مگر ہندوستان میں نہ ہندو لڑنا چاہتے ہیں۔ نہ مسلمان لڑنا چاہتے ہیں۔ نہ سکھ لڑنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ آپس کی لڑائی سے ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ جائیگا۔ اور کسی قوم کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اور ہندوستان پھر خبر نہیں کتنی مدت کے لئے دوبارہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑبند ہو جائے گا۔

سیٹھ ڈال میاں کا اچھا خیال

۱۰ راپریل کی دوپہر کو میں اپنے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی کے ساتھ مشہور کروڑ پتی سیٹھ ڈال میاں سے اُن کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ اور میں نے اُن کو قرآن مجید کا ہندی ترجمہ بطور یادگار تعلق کے دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ایک کروڑ چند لاکھ روپے دیکر اخبار ٹائمس آف انڈیا بمبئی خرید لیا۔ اس سے ہندوستان کی عزت اور ساکھ آپ نے بڑھا دی۔ اس لئے میں آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں۔ اور اپنے عقیدے کے موافق قرآن شریف کا ہندی ترجمہ لایا ہوں تاکہ یہ برکت کی چیز آپ کی لائبریری میں رہے۔

سیٹھ ڈال میاں نے قرآن شریف بہت ادب اور عزت کے ساتھ لیا۔ اور کہا میں اس کو لائبریری میں رکھے رہنے کے لئے نہیں لیتا۔ بلکہ اس کو پڑھنے کے لئے لیتا ہوں۔ میں اس کو پڑھوں گا۔ اور اس سے اپنی آتما کو فائدہ پہونچاؤں گا۔ جس طرح میں وید کو پاک کتاب مانتا ہوں۔ ایسے ہی قرآن شریف کو بھی پاک کتاب اور عزت کے قابل کتاب اور عمل کے قابل کتاب مانتا ہوں۔

یہ میں نے اس واسطے لکھا ہے کہ کانگرس اور مسلم لیگ کے سیاسی ہندو مسلمان ایسے ہی ہو جائیں جیسے کہ سیٹھ ڈال میاں ہیں تو ہندوستان کا بہت فائدہ ہو اور ہندوستان اُس خانہ جنگی اور خون ریزی سے بچ جائے جس کے آثار آجکل پیدا ہو گئے ہیں۔

اسمبلی میں سوال

پرانی دہلی میونسپل کمیٹی اور نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی نسبت اسمبلی میں سوال کیا گیا کہ ان دونوں کے صدر ہندوستانی کیوں نہیں ہیں؟ جواب دیا گیا کہ گورنمنٹ اس پر غور کریگی اور نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی نسبت یہ بھی سوال کیا گیا تھا کہ وہاں عام رائے سے منتخب ہونے والے ممبر کیوں نہیں ہیں؟ محض نامزد ممبر کیوں ہیں؟ اس کی نسبت بھی گورنمنٹ نے جواب دیا کہ غور کیا جائے گا۔

منادی ان سوالوں کے ذیل میں یہ سوال بھی پیش کرتا ہے کہ پرانی دہلی میونسپل کمیٹی کے انتخاب شدہ ممبر بھی ذاتی مروّت اور رعایت اور اغراض سے کام کرتے ہیں۔ پبلک آسائش اور راحت کی نیت کسی کے سامنے نہیں ہوتی اور دونوں کمیٹیوں کے یورپین صدر اگر بدلے جائیں گے۔ اور ہندوستانی صدر بنائے جائیں گے تو اس سے زیادہ خرابیاں پیش آئیں گی جو آجکل پیش آرہی ہیں۔ ضرورت اس کی ہے۔ کہ دونوں کمیٹیوں کے سکریٹریوں اور اُن کے ماتحت عملوں کے کاموں کی کڑی نگرانی کی جائے۔ اور پبلک راحت اور آسائش کے اصول کو زیادہ گہرائی سے مدِ نظر رکھا جائے۔

پانی کی تکلیف

کئی سال ہو گئے ہیں نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے علاقوں میں رہنے والے باشندے جن میں وائسرائے سے لے کر ادنےٰ درجے کے چپراسی تک شامل ہیں۔ نلوں میں پانی نہ آنے کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہے ہیں کئی تخمینے ہو گئے ہیں نئے نل گاڑے جا رہے ہیں۔ مگر کام اتنا زیادہ سست ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنے والی گرمیوں میں پانی کی تکلیف دور ہو سکے گی۔ یا اس سال بھی نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے امیر غریب عورت مرد نیچے پانی کی بوند بوند کو ترستے رہیں گے۔

مئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ ۵ تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ پرچوں میں مکمل شائع ہو جائیں گے۔

سر محمد عثمان کا کارنامہ

آنریبل سر محمد عثمان نے رفاہ عام اور پبلک آسانی کے اتنے بڑے بڑے کام کئے ہیں کہ اُن کی حکومت کا زمانہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ انھوں نے آبادی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں ڈاک خانہ قائم کرکے تمام ہندوستان کے ہزاروں ہندو مسلمان زائرین کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اور دوسرا کام اُنھوں نے یہ کیا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے پیروں کے نام سنگ مرمر کی ایک بڑی لوح پر کندہ کراکر مزار کے قریب شرقی دیوار پر لوح نصب کرادی جس کو پڑھ کر ہمیشہ ہمیشہ آنے والے ہندو مسلمان زائرین حضرتؒ کے پیروں کے ناموں سے واقف ہوتے رہیں گے۔

اس سے پہلے سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا نسب نامہ سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کراکر حضرت امیر خسروؒ کے مزار کے پائین میرے اجداد قدیم کے حجرے کے دروازے پر نصب کرایا تھا۔ اور اُس سے بھی روزانہ سینکڑوں زائرین فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں۔

ہندوستان کی تباہی کا خطرہ

ہندوستان کو آزادی دینے کا کام جس طریقے سے شروع کیا گیا ہے وہ میرے خیال میں ہندوستانی حالات کے لحاظ سے بہت غلط طریقہ ہے۔ میں انگریزوں کو بدنیت نہیں سمجھتا۔ مگر اُن کے طریقۂ کار کو بے عقلی کا طریقہ ضرور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ جو طریقہ اُنھوں نے اختیار کیا ہے وہ تعلیم یافتہ ملکوں کے لئے موزوں ہے۔ ہندوستان جیسے ملک کے لئے مفید نہیں ہے اور اب دہلی میں وزارتی مشن نے اپنا کام ختم کرلیا ہے۔ اور مشن والے ایسٹر کی چھٹیاں منانے کے لئے کسی مقام پر چلے جائیں گے۔ لیکن کانگرس اور مسلم لیگ کے ہندو مسلمان انگریزوں کا فیصلہ سُننے سے پہلے اس قدر باہمی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ہندوستان کے ہر صوبے میں ایک بڑی خانہ جنگی شروع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ خانہ جنگی اتنی سخت خانہ جنگی ہوگی کہ یورپ کی گذشتہ دونوں لڑائیاں بھی اس کے سامنے ماند ہو جائیں گی۔ ہزاروں برس پہلے ہندوستان میں مہابھارت نام کی خانہ جنگی ہوئی تھی جس نے ہندو قوم کو اتنا کمزور کر دیا تھا کہ اُس کے بعد باہر کی قوموں نے ہندوستان پر حملے کرنے کا سلسلہ جاری کر دیا تھا۔ اور اب جبکہ ہندوستان باہر کی قوموں سے آزاد ہونے والا ہے۔ اگر پھر مہابھارت کی سی خانہ جنگی شروع ہوئی۔ تو ہندوستان ہمیشہ کے لئے باہر کی قوموں کا غلام بن جائیگا۔ کیونکہ اب یہاں محض ہندو ہی آباد نہیں ہیں۔ بلکہ دس کروڑ مسلمان بھی آباد ہیں۔ اور ان کی لڑائی بہت خوں ریز لڑائی ہوگی۔ امریکہ کے آٹم بم نے جاپان کا ایک شہر تباہ کیا تھا۔ اور یہ خانہ جنگی ہندوستان کے شہروں کو جلاکر خاک سیاہ کر دے گی۔ قصبے جل کر خاک کا تودہ بن جائیں گے اور گاؤں بھی فنا ہو کر بے نشان ہو جائیں گے بڈھے جوان اور بچے اور عورتیں ظلم و سفاکی سے ذبح ہوں گے۔ اور ہندوستان کی ساری زمین پر خون ہی خون نظر آنے لگے اس واسطے چشتی پارٹی کے ممبروں کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کے ہر صوبے میں اور ہر شہر میں اور ہر قصبے میں اور ہر گاؤں میں امن قائم کرنے کا کام شروع کر دیں۔ ان نوٹوں کے شروع میں جو اعلان موٹے حرفوں میں درج کیا گیا ہے وہ چشتی پارٹی کے ممبروں کو غور سے پڑھ کر کمر باندھ لینی چاہیئے۔ اور کام شروع کر دینا چاہیئے۔

روس اور امریکہ ہمارے پیٹ میں

ہمارے بادشاہ کا نام جارج ہے۔ جرمن اور جاپان کے دو جیم بھی اس میں ہیں۔ اور امریکہ کا "الف" اور روس کی "ر" بھی اس میں ہے۔ گویا روس اور امریکہ ہمارے پیٹ میں ہیں۔ لہٰذا سر فیروز خاں نون نے مسلم لیگ کنونشن میں روس کی نسبت جو کچھ کہا وہ محض رزمیہ شاعری کا ایک مؤثر شعر تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم مسلمان روس کے ساتھ دوستی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم ہندوستانی خدا کو مانتے ہیں۔ اور بیشمار گذشتہ اور موجودہ اور آنے والی غیبی باتوں کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور روس کے خیال میں یہ سب باتیں توہمات میں شامل ہیں۔

جنگ یورپ سے پہلے سُنا کرتے تھے کہ روس میں رعایا کو کھانا کارڈوں کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ اور یہ سن کر روسی رعایا پر رحم آتا تھا کہ وہ اپنی حکومت کی کتنی زیادہ محتاج ہے۔ مگر آج ہندوستان میں وہی روسی علامت راشن بندی کی صورت میں ہم پر مسلط ہے۔ روس انگریزوں کا اتحادی تھا۔ راشن بندی انگریزوں نے روس سے سیکھی ہے۔ پس جب ہم راشن بندی کو برداشت نہیں کر سکتے تو روس کی دوستی کیوں کر برداشت کر سکیں گے۔ اگر میں یہ نہ سمجھتا ہوتا کہ سر فیروز خاں نون نے برطانی قوم پر پاکستان کی دھونس جمانے کے لئے یہ فقرہ استعمال کیا ہے تو میں اُن کے اس فقرے کے خلاف بہت سخت نوٹ لکھتا مگر اب میں اُن کو درگذر کے قابل سمجھتا ہوں اور جو لوگ مسلم لیگ کے مخالف ہیں اُن کو تو سر فیروز خاں نون پر اعتراض کرنے کا حق ہی نہیں ہے کیونکہ [illegible] روس کے ساتھ خفیہ تعلقات رکھتے تھا۔

مئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔

راشن بندی ایک نعمت ہوتی

میں نے راشن بندی کے شروع ہونے سے پہلے بہت سے پوسٹر راشن بندی کی حمایت میں اس لئے شائع کئے تھے کہ اس سے مسلمان قوم کی فضول خرچیاں دور ہو جائینگی۔ کیونکہ ہندو قوم تو اپنے رسم و رواج کی اور کفایت شعاری کی راشن بندی میں ہزاروں برس سے شریک ہے۔ ضرورت محض مسلمانوں کو کفایت شعار بنانے کی تھی۔ مگر جب یہ نعمت ہمارے گھروں میں آئی تو ہم کو عذاب الٰہی معلوم ہونے لگی۔ کیونکہ راشن بندی کا انتظام کرنے والے ہمارے ہندو مسلمان بھائی ہیں یا وہ اس راشن بندی کے ذریعے ہم پر حد سے زیادہ ظلم و ستم کرتے ہیں۔ پس میں مجبوراً یہ رائے ظاہر کرتا ہوں کہ راشن بندی اصولاً بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن عمل درآمد کے اعتبار سے اتنی بری ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بری چیز ہندوستانیوں نے پہلے نہ دیکھی ہوگی۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ راشن بندی وزیر اعظم اور وزیر ہند اور والئسرائے سے لے کر ضلع کے ڈپٹی کمشنر تک کی ایک مقررہ پالیسی سے چل رہی ہے۔ اور اس کا بدلنا مجھ جیسے بے اثر اور ناتوان آدمی کی تحریر اور تقریر سے ممکن نہیں ہے۔ لیکن حق کو ظاہر نہ کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ "جو شخص سچی بات کہنے کے وقت کسی کے ڈر سے خاموش رہے اور حق بات نہ کہے تو وہ خدا کے نزدیک گونگا شیطان ہے" لہذا میں گونگا شیطان بننا نہیں چاہتا۔ اور ہر سزا سے بے خوف ہو کر لکھتا ہوں کہ راشن بندی ہم ہندوستانیوں کے لئے ہمارے برے اعمال کی ایک سزا ہے۔ اور ایک عذاب ہے بشومیِ اعمال بصورت راشن گرفت۔

نواب چھتاری پر حملہ

چند ہفتے پہلے نواب صاحب چھتاری پر جو حملہ حیدر آباد میں ہوا تھا۔ اس کی نسبت منادی میں مدلل نوٹ شائع ہو چکا ہے لیکن جو لوگ حیدر آباد سے دور رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنی اپنی بے علمی اور بدگمانی کی بموجب چرچے پھیلا رکھے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ غلط بات یہ مشہور کی جا رہی ہے کہ چونکہ مسٹر گرگسن اور نواب صاحب چھتاری غیر ملکی تھے اس لئے حیدر آباد کی ملکی تحریک کے ممبروں نے ان دونوں غیر ملکیوں کے گھر جلائے اور ان کو جسمانی اور ذہنی اور دماغی اذیت پہونچائی۔ میں نے اپنی ذاتی سمجھ سے جو کچھ لکھا تھا وہ محض یہ تھا کہ اس میں نہ ملکی غیر ملکی تحریک کا دخل ہے نہ کمیونسٹ پارٹی کا ہاتھ ہے۔ نہ انجمن اتحاد المسلمین کو اس سے کچھ سروکار ہے۔ بلکہ محض فتح میدان مقام کی مسجد توڑنے سے عوام میں ایک جوش پیدا ہوا۔ اور انھوں نے نواب صاحب چھتاری اور مسٹر گرگسن کو مسجد توڑنے کا ذمے دار سمجھا اس واسطے یہ حرکت عمل میں آئی۔ لہذا اب جو لوگ ملکی غیر ملکی کی افواہیں پھیلا رہے ہیں اُن کو سمجھ لینا چاہئے کہ نواب صاحب چھتاری کے مکان سے ملا ہوا ایک دوسرے غیر ملکی وزیر مولوی زاہد حسین کا مکان بھی تھا۔ اور وہیں اور بھی بہت سے غیر ملکی عہدے دار رہتے ہیں مگر ہجوم نے کسی شخص کو یا اُس کے مکان کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی ذمے داری حیدر آباد کی کسی پارٹی پر عائد نہیں ہوتی نہ کسی پارٹی کا کوئی لیڈر اس کا ذمے دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ لہذا برٹش انڈیا کے باشندوں کو احتیاط سے رائے قائم کرنی چاہئے۔

پولس کہاں تھی؟

یہ سوال بھی ہر جگہ کیا جاتا ہے کہ اتنا بڑا ہنگامہ ہوا اور حیدر آباد کی پولس نے دخل نہیں دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

میں نے اس کی نسبت دہلی میں خود نواب صاحب چھتاری سے پوچھا تھا۔ اور انہوں نے تمام تفصیلی حالات اپنی زبان سے سنائے تھے۔ جن کو سن کر میری بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں تھیں۔ بعض حیدر آبادیوں نے کہا تھا کہ کوتوال صاحب نے شاہ منزل میں ٹیلیفون کے ذریعے یہ اطلاع دی تھی کہ ایک مشتعل ہجوم شاہ منزل کی طرف آرہا ہے۔ کیا میں پولس کے ذریعے اُس کو روک لوں؟ شاہ منزل سے جواب دیا گیا اُن کو آنے دو تاکہ ان کو صحیح بات بتا دی جائے۔

نواب صاحب چھتاری کے اس بیان کے علاوہ حیدر آباد کے دوسرے ذمے دار لوگوں سے بھی میں نے پوچھا جو دہلی میں آئے ہوئے تھے۔ اور جو فساد کے وقت خود موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا جس وقت نواب صاحب ہجوم کو اپنے فیصلے کی اطلاع دے رہے تھے۔ اُس وقت ہجوم نے اُس افسر کی نسبت جس کے حکم سے مسجد شہید کی گئی تھی۔ اور اُس پادری کی بابت جس نے افسر مذکور سے مسجد شہید کرائی تھی کچھ سوالات کئے۔ جن کا جواب دینے سے نواب صاحب نے انکار کیا۔ اور ہجوم کا یہ شبہ مضبوط ہو گیا کہ مسجد کی شہادت مسٹر گرگسن کے حکم سے ہوئی اور نواب صاحب چھتاری عیسائی پادری اور انگریز عہدے دار سے دب کر ہمارے واجبی سوالات کا جواب نہیں دیتے۔

مئی سے منادی کی پالیسی خالص جدولیت انہ ہو جائے گی — تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ پرچوں میں مکمل شائع ہو جائیں گے

ایک راوی نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ مسٹر گرگسن مال کے عہدے دار ہیں۔ اُن کا ڈیچ پلی کی مسجد اور عیسائی مشن سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر اُنھوں نے بلا کسی معقول وجہ کے اس میں دخل دیا۔ اور عیسائی پادری کی مسجد شکنی میں سرکاری عہدے داروں سے امداد دلوائی۔ اور نواب صاحب چھتاری نے یہ جاننے کے باوجود مسٹر گرگسن اور عیسائی پادری کا ساتھ دیا۔

حیدرآبادی راوی کا یہ بیان میں نہیں جانتا کہاں تک درست ہے۔ کیونکہ مجھے مسٹر گرگسن کے اختیارات کا علم نہیں ہے کہ آیا اُن کو ڈیچ پلی کی مسجد کے شہید کرانے کا اختیار تھا یا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مسٹر گرگسن نے ڈیچ پلی کے پادری صاحب کے کہنے سے ڈیچ پلی کے سرکاری عہدیدار کو حکم دے کر مسجد شہید کرائی۔ یہ کام حیدرآباد کی عدالت کا ہے۔ کہ وہ اس کی تحقیقات کرے۔ بیرونی اخبار نویس بس اتنا ہی لکھ سکتا ہے کہ اس ہنگامے کا تعلق سیاسیات سے نہیں تھا۔ نہ کسی مسلم یا غیر مسلم پارٹی سے تھا۔ بلکہ اس میں صرف وہ جوشیلے مسلمان شریک ہو گئے تھے۔ جن کو اپنی مسجد سے محبت تھی۔ اور وہ عیسائی مشن کے اس مجرمانہ فعل سے مشتعل ہو گئے تھے۔ کہ پادری صاحب نے مسلمان جذامی بیماروں کو مسجد میں جاکر نماز پڑھنے سے روکنا چاہا۔ اور جب وہ نہ مانے تو سرکاری عہدیدار پر زور ڈال کر مسجد شہید کرادی۔

میں مسٹر گرگسن کے خیالات سے واقف ہوں۔ اُن کے دل میں مسجدوں کا بہت بڑا احترام ہے۔ چنانچہ میں نے حیدرآباد میں سُنا تھا کہ جب کسی سینما والے نے افضل گنج کی مسجد کے قریب سینما بنانا چاہا تو مسٹر گرگسن نے اس کی مخالفت کی۔ اور حکم دیا کہ چونکہ بڑا سرکاری اسپتال بھی قریب ہے۔ اور مسجد بھی قریب ہے اس واسطے یہاں سینما نہ بنایا جائے۔

پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حکومت سرکار عالی میں جہاں جہاں عیسائی مشن سرکار عالی کی رواداری سے قائم ہیں۔ اُن سب کو ممالک محروسہ سے برخواست کر دیا جائے۔ اور یا اُن حقوق و اختیارات پر پابندیاں لگادی جائیں جو حکومت سرکار عالی نے ازراہِ بے تعصبی عیسائیوں کو دے رکھے ہیں۔

پابندیاں عام ہونی چاہئیں

چونکہ مجھے حکومت سرکار عالی سے دیرینہ تعلق ہے۔ اور میں آصف جاہی خاندان سے پہلے کے تمام حکمران خاندانوں سے بھی ایک پُرانا تعلق رکھتا ہوں۔ کیونکہ ساڑھے چھہ سو برس پہلے میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اپنے پانچسو خلفاء حیدرآبادی حکومتوں اور اُن کی رعایا کے تعلقات مستحکم کرنے اور امن امان جاری رہنے کے لئے بھیجے تھے۔ اور پھر حضرتؒ کے خلیفہ اور جانشین حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ نے بھی اپنے خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد گیسو درازؒ کو بھیجا تھا جن کا مزار گلبرگے میں ہے۔ اس وجہ سے میں حیدرآباد کی ہر حکومت سے چاہے وہ کسی کی بھی ہو صدیوں کا تعلق رکھتا ہوں۔ اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے امن امان اور مستقبل کے لئے یہ لکھتا ہوں کہ موجودہ زمانہ سرکشی اور بے اطاعتی اور خود غرضی کا زمانہ ہے۔ اور فتنہ پسند لوگ مذہب کی آڑ میں بے امنی پھیلانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ لہذا ممالک محروسہ سرکار عالی میں اگر مسلمانوں کا کوئی مشن قائم ہو یا سکھوں کا کوئی مشن قائم ہو یا عیسائیوں کا کوئی مشن قائم ہو یا ہندوؤں کا کوئی مشن قائم ہو یا پارسیوں کا کوئی مشن قائم ہو تو اُن سب کو یکسر برخواست کر دیا جائے۔ اور یا اُن کے حقوق و اختیارات پر پابندیاں لگادی جائیں۔

کوتوال صاحب کو بدنام نہ کیا جائے

جن لوگوں نے برٹش انڈیا میں حیدرآباد کے موجودہ کوتوال نواب دین یار جنگ بہادر کی نسبت یہ الزامات لگائے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ اور وہ شاہ منزل کی حفاظت کے لئے پولس کی جمعیت لے کر نہ گئے۔ اور نہ انہوں نے مشتعل ہجوم کو شاہ منزل اور مسٹر گرگسن کے مکانوں تک جانے سے نہیں روکا۔

ان کا جواب یہ ہے کہ کوتوال صاحب نے نواب صاحب چھتاری کو ٹیلیفون میں اطلاع دیدی تھی۔ مگر نواب صاحب نے پولس کی مداخلت کو پسند نہیں کیا۔ اور کوتوال صاحب کو ہجوم کے سدراہ ہونے سے منع کر دیا۔ مسٹر گرگسن اضلاع سرکار عالی کی پولس کے خود افسر اعلےٰ ہیں۔ وہ بھی اگر چاہتے تو اپنے مکان کی پولس کے ذریعے حفاظت کر سکتے تھے۔ مگر اُنھوں نے عوام کے جذبات کو شاید ٹھیک طرح سمجھا نہ ہوگا۔ اور چونکہ مسٹر گرگسن کا مکان شاہ منزل کے قریب نہ ہے۔ اور مسٹر گرگسن اُس وقت شاہ منزل میں تھے۔ جب ہجوم وہاں آیا تھا اس لئے وہ اپنے مکان کی حفاظت کا فوری انتظام نہ کر سکے ہوں گے۔ لہذا میں کوتوال ملیدہ اور پولس اضلاع کے افسروں کو کسی الزام کا مستحق نہیں سمجھتا۔

البتہ مجھے نواب صاحب چھتاری اور مسٹر گرگسن سے یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ آئندہ حیدرآباد میں نوکری کرنی چاہتے ہیں تو اُن کو حیدرآبادی روایات اور حیدرآبادی عوام کے جذبات کا پورا لحاظ رکھنا ہوگا۔

مجھ سے حیدرآباد کے مفتی صاحب مولانا عبدالقدیر بدایونی نے بیان کیا جب کہ وہ ابھی حال میں دہلی میں میرے پاس آئے تھے۔ کہ فساد سے چند منٹ پہلے اعلےٰ حضرت حضور نظام باغ عام کی مسجد میں جمعے کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ڈیج پلی کی مسجد کو دوبارہ تعمیر کردینے کا فرمان جاری کردیا ہے۔

مولانا نے شاہ جم جاہ سے دست بستہ اجازت چاہی کہ کیا میں مسجد میں اس کا اعلان کردوں؟ حضور ظل سبحانی نے ارشاد فرمایا ہاں تم کو یہ اعلان کردینے کی اجازت ہے۔ چنانچہ انھوں نے مسجد کے نمازیوں کے سامنے اس فرمان شاہی کا اعلان کردیا اور اُس وقت کوتوال صاحب بھی حضور ظل سبحانی کے ساتھ نماز میں شریک تھے۔ اور ولی عہد بہادر بھی شریک تھے۔

اس روایت سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید حضور ظل سبحانی کے فرمان کے اعلان میں کچھ دیر کی گئی۔ کیونکہ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی کے الفاظ سے میں نے یہ سمجھا کہ جہاں پناہ کا فرمان کئی دن پہلے جاری ہوگیا تھا۔ مگر اُس کے نفاذ میں جانب حکومت نے دیر لگائی۔ اور جمعے کے دن مسلمانوں کا وہ جلسہ ہونے دیا جس کی تقریروں سے عوام میں جوش پیدا ہوگیا۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ عوام کو جب فتنے فساد کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے تو عوام اس کو بہت جلدی قبول کرلیتے ہیں۔ اگر نواب صاحب چھتاری نے یا اُن کے دفتر نے حضرت سلطان العلوم کے فرمان ذی شان کی تعمیل میں کسی وجہ سے دیر لگائی تو اُن کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اب اُن اسباب کو شائع کردیں جن کی وجہ سے اعلےٰ حضرت کی پیاری رعایا کے مذہبی جذبات مشتعل ہوئے اور اُن سے نادانستہ جوش کی حالت میں ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ جس سے وہ بدنام ہوگئے۔ اور ساری دُنیا کی ہمدردی نواب صاحب چھتاری اور مسٹر گرگسن کے ساتھ ہوگئی۔

انصاف اور انتقام کا توازن

چونکہ مقدمہ عدالت میں ہے اس واسطے منادی کوئی رائے زنی نہیں کرنی چاہتا لیکن محض امن عامہ کی امداد کے لئے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برٹش انڈیا میں نیشنل آرمی کے مقدمات اور سزاؤں میں انصاف اور انتقام کا توازن قائم نہیں رکھا گیا تھا۔ اس واسطے بمبئی اور کلکتے اور دہلی وغیرہ شہروں میں ہولناک خونریزیاں ہوئیں۔ لہذا حیدرآبادی عدالت کا فرض ہے۔ کہ وہ انصاف کے وقت جذبۂ انتقام سے اپنے آپ کو بچائے۔ اور اس کو ملحوظ رکھے کہ مسجد کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے ساتھ حیدرآباد ہی نہیں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو تعلق ہے۔

اور جن لوگوں نے یہ غلطی کی اُن کا کوئی ذاتی عناد نواب صاحب چھتاری یا مسٹر گرگسن یا حکومت سرکار عالی سے نہیں تھا۔ اُن کو مذہبی جذبات نے از خود رفتہ کردیا تھا۔

جن لوگوں نے ہنگامے سے پہلے جلسے میں یا تقریریں کیں تھیں اُن میں کہا جاتا ہے کہ ہندو مقرر بھی شریک ہوئے تھے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے ذاتی جذبات کو مسجد سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بلکہ محض اپنے مسلمان پڑوسیوں کے جذبات کی ہمدردی کے سبب انھوں نے تقریریں کیں تھیں۔ اور جذبات کے اشتعال کے وقت بڑے سے بڑے عاقل لوگ بھی عقل و دوراندیشی سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے جلسے میں تقریریں کیں۔ اُن کی نیت اور اُن کا ارادہ یہ ہرگز نہیں تھا کہ کوئی شخص یا اشخاص کوئی ایسا کام کر بیٹھیں گے جو شریعت اسلامی اور قوانین حکومت کے خلاف ہوگا۔ اس لئے میرے خیال میں عدالت ان سب امور سائکالوجی پر نظر رکھے گی۔ تو وہ عدل اور انتقام میں توازن قائم رکھنے میں کامیاب ہوجائے گی۔

حیدرآبادی امیر کا قتل

گذشتہ ہفتے بڑی خبر ایجنسی نے یہ خبر شائع کی تھی کہ حضور نظام کے برادر نسبتی کو کسی نے قتل کردیا۔ اس پر حریفوں نے نوٹ شائع کئے کہ حضور نظام کی مسلمان رعایا ان سے ناراض ہے۔ اس لئے پہلے وزیر اعظم اور وزیر مال کا گھر جلایا گیا اور اب حضور نظام کے سالے کو قتل کیا گیا۔ اور آثار ایسے ہیں کہ کوئی اور اس سے بھی بڑی خبر آنے والی ہے۔

مگر حقیقت محض اتنی ہے کہ نواب محسن الملک بہادر مرحوم کے ایک قرابت دار نواب نذیر جنگ بہادر مرحوم کے لڑکے کا قتل ہوا ہے جن کی بہن اعلےٰ حضرت حضور نظام کے محل میں ہیں۔ اس قتل کو نواب صاحب چھتاری

مجھ سے منادی کی پالیسی خالص جدوجہد [illegible] ہوجائے گی۔ ۹ تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ پرچوں میں مکمل شائع ہوجائیں گے

اور مسٹر گرکسن والے معاملے سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مقتول گھوڑدوڑ کے شوقین تھے۔ اور چونکہ حیدرآباد کے عرب پٹھانوں کی طرح سودی لین دین کیا کرتے ہیں مقتول بھی سود خوار عربوں سے لین دین کیا کرتے تھے اور اسی لین دین کے سلسلے میں یہ قتل ہوا ہے۔ سیاسیات سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

حضور نظام کی ہندو مسلمان رعایا ہندوستان کی تمام ریاستوں کی رعایا سے کہیں زیادہ قدامت کی پابند ہے۔ اور قدامت کی روایات وفاداری اور جاں نثاری کے جذبات سے بھرپور ہوتی ہیں حضور نظام اور اُن کے ولی عہد اور اُن کے شہزادوں اور ان کے بھائی اور خاندان شاہی کا جو ادب و احترام حیدرآباد میں ہے وہ ایک نمونہ ہے۔ ان ریاستوں کے لئے جہاں کی رعایا اپنے حکمرانوں اور ان کے خاندان والوں سے دل برداشتہ پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کے برتاؤ رعایا کے ساتھ بہت برے ہوتے ہیں۔ حیدرآباد میں بادشاہ بھی اور ولی عہد بھی اور شاہی خاندان بھی رعایا میں از حد مقبول ہیں کیونکہ رعایا ان کو اپنا سرپرست سمجھتی ہے۔ اور وہ بھی رعایا کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہیں کرتے جس میں غرور یا ظلم و ستم پایا جائے۔

جس زمانے میں یہ قتل ہوا اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سوتیلے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر نئی دہلی میں تھے۔ اور تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہے۔ اور ان کی شرافت نفس اور ملنساری کا ہر شخص پر اثر ہوا۔ یہ مثال ہے۔ اس بات کی کہ اعلیٰحضرت حضور نظام کا شاہی خاندان کس قدر نیک اطوار ہے۔

ولی عہد بہادر نماز روزے کے بے حد پابند ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر اعتقاد سے حاضر ہوتے ہیں۔ اپنے والد کے سعادت مند فرزند ہیں۔ ہر جمعہ کی نماز اپنے والد کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جماعت سے پڑھتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانان ہند کو بالکل اطمینان رکھنا چاہیئے۔ حیدرآباد میں ایسی کوئی بے چینی اور بے اطمینانی نہیں ہے جو مذکورہ خبر قتل کے ذریعہ دانستہ شرارت سے مشہور کی گئی ہے۔

کپڑے کا راشننگ

دہلی میں غذا کے راشن کی مقدار کم کی گئی تو اس کی معقول وجہ موجود تھی کہ چونکہ بارش نہیں ہوئی ہے اور بعض مقامات پر غلہ کم پیدا ہوا ہے اس واسطے راشن کی مقدار کم کر دی گئی ہے تاکہ سارے ہندوستان میں مساوی خوراک تقسیم ہو سکے۔ مگر کپڑے کے راشن میں جو دشواریاں پیش آرہی ہیں اس کی کوئی معقول وجہ گورمنٹ نے اب تک بیان نہیں کی۔ اگر یہ ٹھیک ہے کہ کپڑا باہر کے ملکوں میں نہیں جاتا تو پھر ہندوستان میں جتنے کارخانے رات دن کپڑا بنا رہے ہیں۔ اُن کے تھان کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ کپڑے کی دشواریوں سے ہندوستان میں بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور لیڈر سب کے سب ہندو بھی اور مسلمان بھی آزادی۔ آزادی کی رٹ لگا رہے ہیں۔ اور کسی کو غریبوں کے روٹی کپڑے کا فکر نہیں ہے۔

کیا آپ کو کوئی شکایت ہے؟

نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے انتظامات کی نسبت اس علاقے میں رہنے والے بکثرت ہندو مسلمان اور سکھ اور عیسائی شکایتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور میں اُن سب شکایتوں کو قاعدے اور ضابطے کے اندر مرتب کر رہا ہوں۔ لہٰذا اخبار کے ذریعے اعلان کرتا ہوں کہ نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے علاقے میں رہنے والے ہندو مسلمان سکھ عیسائی عورت مرد اگر کوئی شکایت رکھتے ہوں تو وہ مجھے لکھ کر بھیجدیں۔ یا اگر کسی ایسے شخص کو شکایت ہو جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو تو اس سے شکایت کی تفصیلات دریافت کر کے خود لکھدیں۔

اخباری کاغذ کی مقدار کیوں کم کی گئی ہے؟

اخبار نویسوں کو جو کاغذ دیا جاتا ہے وہ کینیڈا اور ناروے وغیرہ سے آتا ہے۔ اب جب کہ لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ اور باہر کا سامان آنے لگا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اخباری کاغذ کے کوٹے میں کمی کی گئی ہے؟ گورمنٹ اس کی وجہ بیان کرے۔

پان کیوں مہنگے ہیں؟

لڑائی ختم ہو گئی۔ ریلوں کی آسانیاں ہوتی جا رہی ہیں۔ موٹر لاریاں بھی بکثرت چل رہی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دہلی میں پان اتنے زیادہ مہنگے بیچے جا رہے ہیں کہ جو پان پہلے پیسے کے آٹھ آتے تھے۔ وہ اب چار پیسے کا ایک بیچا جاتا ہے۔ اور دہلی میونسپل کمیٹی کے ممبر دہلی کی پبلک کی اس تکلیف سے کیوں بے خبر ہیں؟۔

ککڑیاں کیوں مہنگی ہیں؟

دہلی میں ایک پیسے کی چار ککڑیاں بکتی تھیں۔ اب دو آنے کی ایک ککڑی بکتی ہے اس کی وجہ بھی کمیٹی کو بتانی چاہیئے۔

ککڑی کے علاوہ ہر سبزی بلاوجہ بہت زیادہ مہنگی فروخت کی جا رہی ہے۔ اور گوشت بھی اب تک ڈیڑھ روپے سیر ہے حالانکہ امریکن ہندوستان سے چلے گئے ہیں۔

مئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ ۱۰ تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ پرچوں میں مکمل شائع ہو جائیں گے۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۶ر جمادا اول ۱۳۶۵ء ۹ راپریل ۱۹۴۶ء منگل دہلی

۹ کا عدد آج اپریل کی ۹ تاریخ اور منگل کادن ہے۔ بموجب حساب جفر اور نجوم یہ بہت اہم دن ہے۔ ہندوستانیوں کے لئے خاص کر مسلمانوں کے لئے ۹ کے عدد کی تاثیرات بہت مفید ہیں۔

کن ونشن مسلم لیگ کن ونشن کی وجہ سے آج دہلی میں تمام ہندوستان کے مسلمان لیڈر جمع ہیں۔ اگرچہ ہر ہندوستانی قوم کے لیڈر دہلی میں ہیں۔ لیکن جو زندگی اور جو یک دلی و یک خیالی مسلمان قوم کی دہلی میں نظر آرہی ہے وہ کسی چھوٹی بڑی پارٹی میں نہیں پائی جاتی۔ کنونشن میں مسٹر شہید سہروردی کی تقریر ایک تاریخی تقریر تھی۔ آسام کے لیڈر سر سعد اللہ کی تقریر عرش الہی کی صوت سرمدی تھی۔ چودھری خلیق الزماں یوپی کے لیڈر نے اودھ کی ذہانت اور جرأت اور حق گوئی کو دنیا کے دل پر نقش کیا تھا

مسلم آٹم بم جب مسٹر شہید سہروردی نے مسٹر جناح کو مسلم آٹم بم کہا تو امریکن نامہ نگار یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ مسلمان حاضرین جلسہ کے نعروں سے ایک ایسی بجلی نکلی جو امریکن آٹم بم سے بہت زیادہ طاقتور تھی کیونکہ مسلم آٹم بم زندہ کرنے والا ہے۔ اور امریکن آٹم بم ہلاک کرنے والا ہے۔

قدیمی حجرہ آج ۹ کے عدد اور منگل کی تاثیرات کے مدنظر میں نے سات سو برس کے حجرہ اجداد قدیم میں اپنا دفتر منتقل کر دیا یہ حجرہ درگاہ حضرت امیر خسروؒ کے پائیں ہے

ملاقاتی کنونشن کے مسلم ممبر کل بھی بکثرت ملنے آئے تھے اور آج بھی دن بھر ملنے آتے رہے۔

سندھ ہمدرد ڈنر آج حکیم حاجی عبدالحمید صاحب اور ان کے بھائی حکیم حافظ محمد سعید صاحب مالکان دواخانہ ہمدرد دہلی نے سندھ کے وزیروں اور لیڈروں کو ڈنر پارٹی دی تھی۔ اور مجھے ان کے ساتھ بٹھایا تھا کھانے کے بعد نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس دہلی نے سندھی مہمانوں کے خیر مقدم میں ایک بہت دلچسپ تقریر کی۔ سندھی لیڈروں نے مجھ سے کہا آپ ہماری طرف سے شکریہ ادا کر دیجئے میں نے چند الفاظ میں پہلے یہ ثابت کیا۔ کہ میں سندھی ہوں۔ اس کے بعد سندھ کی طرف سے دہلی کی مہماں نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اگرچہ نواب صاحب نے مسٹر جی ایم سید کا نام خیر مقدم میں نہیں لیا ہے۔ مگر میں ان کی طرف سے بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ سندھ باوجود ظاہری اور عارضی اختلاف کے پوری طرح ایک دل اور ایک عمل ہو چکا ہے۔

مسٹر نریمان پٹیل اور ان کی فیکٹری کے حصہ دار مسٹر شرف علی اور مسٹر بچھن بمبئی والے اور حمید ہاشمی صاحب اور آفتاب ہاشمی صاحب ملنے آئے تھے۔ غزالی خاں بھی آئے تھے۔ بچھن صاحب میرے جسم کی آسائش کے لئے ایک نفیس تحفہ بھی لائے تھے۔

ایران و افغانستان سندھ ہمدرد ڈنر میں ایران اور افغانستان کے سفیر صاحبان بھی آئے تھے۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ پاکستان آج منگل ۹ راپریل کی تاثیرات سے فیض یاب ہو چکا ہے۔ اور ہمدرد ڈنر تاریخی ڈنر ہے۔

۷ر جمادا اول ۱۰ راپریل بدھ دہلی

وزیر ہند تھرما میٹر ہیں وزیر ہند ہندوستان میں جس غرض سے آئے ہیں سب کو معلوم ہے۔ ان کے دل میں کیا ہے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ البتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے ذہنی اور دماغی اور جذباتی بخار کا درجہ حرارت معلوم کرنے کے لئے وزیر ہند ایک تھرمامیٹر ثابت ہو رہے ہیں۔

میری نظر ہر کالی گوری قوم کے کردار اور قول و فعل پر جمی ہوئی ہے۔ اور میں ہر قوم کے مستقبل کو اس کے طریق کار سے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ انگریز وقت مقرر کر کے سب قوموں کے لیڈروں سے باتیں کر رہے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ انگریز وقت سے فائدہ اٹھانا جانتے ہیں اور وقت کا ایک سکنڈ بھی ضائع کرنا نہیں چاہتے مگر ہندوستان کا تھرمامیٹر بننے کے لئے کئی مہینے سے وہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں پہلے پارلیمنٹ کے ممبر آئے اور گھر گھر پوچھتے پھرے کہ ہم بہت اچھے خانساماں ہیں جیسا کھانا تم چاہو ویسا ہی ہم پکا دیں گے۔ وہ چلے گئے تو وزیر ہند تشریف لائے۔ اور انھوں نے بھی پارلیمنٹ کے ممبروں کی

مئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ || تہنیت خطاب کے خطوط آنے برابر جاری ہیں؟ کہ شائع ہو جائیں گے۔

طرح یہی کہنا شروع کیا کہ جیسا کھانا تم پچا ہو جیسا ہی ہم پچا سکتے ہیں۔

ہندو پچاس برس سے آج کے دن کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ہندو سے مراد برہمن اور بنئے ہیں۔ کیونکہ راجپوت اور شودر ذاتیں کس مپرسی کی حالت میں مبتلا ہیں۔ برہمنوں اور بنیوں نے رقم رقم کے مسلمان اپنی سیاسی فوج میں بھرتی کر رکھے ہیں۔ کسی کا نام جمعیت علما ہے۔ کسی کا نام احرار ہے۔ کسی کا نام خاکسار ہے۔ کسی کا نام مومن ہے۔ کسی کا نام شیعہ ہے مگر تقدیر کا لکھا امٹ ہے۔ مسلمان قوم میں پاکستان کی مانگ آندھی بن کر نمودار ہوئی ہے۔ جس میں جمعیت علماء والے اور احرار اور خاکسار اور مومن خزاں کے سوکھے اور مرجھائے ہوئے پتوں کی طرح اڑے چلے جا رہے ہیں۔ اور وزیر ہند تھرما میٹر لئے ہوئے سب کا بخار معلوم کر رہے ہیں۔ سکھ بھی ہندوؤں کی ایک شاخ ہیں۔ مگر وہ کبھی ہندوؤں کی طرف جھکتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی طرف جھکتے ہیں۔ کبھی اپنے لئے خالصتان مانگتے ہیں۔ اور وزیر ہند تھرما میٹر جب ان سب کا درجہ حرارت معلوم کرنا چاہتا ہے تو ہندوؤں کا بخار ستانوے اور سکھوں کا بخار ساڑھے اٹھانوے اور مسلمانوں کا بخار ایک سو پانچ ۱۰۵ ڈگری پر دکھائی دیتا ہے۔ سول سرجن مسٹر ایٹلی لندن میں بیٹھے ہیں۔ اور کانوں کی عینک لگا کر ہزاروں میل دور سے ہندوستانی قوموں کی بیماریوں یا بخاروں کا درجہ حرارت معلوم کر رہے ہیں۔

کن ونشن کہ مسلم لیگ کا کن ونشن ۸ ۔ ۹ ر اپریل کو بہت دھوم دھام سے ہوا۔ بولنے والے بادلوں کی طرح گرجے۔ بجلی کی طرح چمکے۔ مگر ایک بوند برسنے نہ دی۔ ہر شخص خوش تھا کہ پاکستان مل گیا ہے۔ کانگرس ہزار سالہ عادت اور رواج کے موافق گھر کے دروازے بند کئے ہوئے کانا پھوسی کرتی رہی۔ اور وہیں بیٹھے بیٹھے کہتی رہی مسلمان گنڈہ راج مانگتے ہیں۔ کانگرس کے مہاتما گاندھی مسلمانوں کو گنڈہ اور ہندوؤں کو بزدل کہہ چکے ہیں۔ ولبھ بھائی پٹیل بار بار بلند آواز سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم خون کی ندیاں بہا دیں گے۔ مسلمان کہتے ہیں اگر تمہارے مہاتما کی بات سچی ہے کہ ہم گنڈے ہیں۔ اور تم بزدل ہو۔ تو خون کی ندیاں کون بہائے گا؟

رزمیہ شاعری کہ کن ونشن کی تقریریں رزمیہ شاعری سے کم نہیں تھیں۔ سب سے بڑھیا رزمیہ نظم سر فیروز خاں نون نے پڑھی۔ وہ انگریزوں کے گھر کے بھیدی ہیں۔ انھوں نے بے لاگ ہو کر میاں کی سے کہا "ہم روس سے دوستی کر لیں گے۔"

حقیقت بس اتنی ہے کہ انگریز بھی شاعری کر رہے ہیں۔ اور کانگرس بھی پردہ نشین شاعرہ بن گئی ہے۔ اور مسلم لیگ کی شاعری تو سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام۔"

ملایا کا جھوٹا تار کہ کل کانگرس والوں نے انڈونیشیا کا ایک تار شائع کرایا تھا کہ وہاں کے سب مسلمان پاکستان کے خلاف ہیں اور کانگرس کے ساتھ ہیں۔ آج ملایا کے ذمے دار مسلمان لیڈروں نے تار شائع کرایا ہے۔ کہ کل جن لوگوں نے پاکستان کے خلاف تار بھیجا تھا۔ اُن کی نہ کوئی انجمن ہے نہ ملک میں اُن کو کوئی جانتا ہے۔ ملایا کے کروروں مسلمان پاکستان کے حامی ہیں اور مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور ہر قسم کی قربانیاں دینے کو تیار ہیں۔ مسٹر جناح کے اشارے کی دیر ہے۔

کمال الدین صاحب کہ کرنال والے کمال الدین صاحب ملنے آئے تھے جنھوں نے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے پچاس ہزار روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ مولانا شہید صاحب فرنگی محل لکھنؤ کے فرزند مولانا حبیب صاحب اور مولانا قطب میاں صاحب کے فرزند مولانا متین صاحب کل بھی مجھ سے ملنے آئے تھے۔ اور میں غیر موجود تھا۔ اور آج بھی تشریف لائے تھے۔ لیکن آج ہی اُن دونوں کی دید سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

حمائیت اسلام کا بلاوا کہ لاہور سے انجمن حمایت اسلام نے اپنے سفیر مولانا جلال الدین صاحب کو بھیجا تھا کہ انجمن کے جلسے میں آپ کا شریک ہونا ضروری ہے۔ میں نے کہا میرا دل پینتیس ۳۵ برس سے انجمن حمائیت اسلام لاہور کے ساتھ رہتا ہے۔ مگر اب میری عمر اور میری صحت سفر کے قابل نہیں رہی ہے۔

آفتاب ہاشمی کی مستعدی کہ آج آفتاب ہاشمی نظامی نے دن بھر کی سخت دھوپ برداشت کی اور غالب کے مزار کی تعمیر کے لئے پیمائش کر کے نقشہ تیار کر لیا۔

رائے بہادر رگھنہ کہ آج میں حسین کے ساتھ رائے بہادر رگھنہ صاحب اور مسٹر اسمٰعیل سے ملنے گیا تھا۔

ٹائمس آف انڈیا بک گیا کہ مجھے یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی کہ انگریزوں کا مشہور اور پرانا اخبار ٹائمس آف انڈیا ایک ہندوستانی نے ایک کروڑ چند لاکھ روپے میں خرید لیا۔ یہ ہندوستانی سیٹھ ڈال میاں ہیں جنہوں نے لڑائی کے زمانے میں انگریزوں کو چار کروڑ روپے قرض دئے تھے آج میں حسین کے ساتھ سیٹھ ڈال میاں صاحب کو مبارک باد دینے گیا تھا کہ انھوں نے ہندوستان کی ساکھ کو بہت اونچا کر دیا۔ میں نے اُن کو

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بھی بطور اظہار مسرت کے دیا۔ سیٹھ ڈال میاں نے بہت ادب کے ساتھ قرآن شریف لیا۔ اور کہا میں اس کو رکھنے کے واسطے نہیں لیتا۔ پڑھنے کے واسطے لیتا ہوں کیونکہ میرے دل میں جو عزت وید کی ہے۔ وہی قرآن شریف کی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ اس کی قیمت مجھ سے لے لیں۔ میں نے کہا مجھے کچھ عذر نہیں ہے۔ آپ قیمت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ دس روپے ہدیے کے انھوں نے مجھ کو دیدئے۔

رات کی خبریں آج رات کو حسین اور پریمی کے ساتھ حسین خانے کے اندر ریڈیو خبریں سنیں تھیں۔ میں نے کہا بی بی سی لندن کی خبریں بھی سنو۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وزیر ہند کی سیاسی بات چیت کا چرچا یورپ اور انگلستان میں کیسا ہے۔ مگر ہم سب کو بڑی حیرت ہوئی کہ بی بی سی لندن سے ہر قسم کی مہمل خبریں نشر ہوئیں۔ مگر ہندوستان کی نسبت ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔

آندھی رات کو تین بجے تیز آندھی آئی۔ اور بوندیاں بھی پڑیں۔ اور یکایک خنکی بڑھ گئی۔

ولی کے چوٹ لگ گئی آج کالکاجی کا میلہ تھا۔ لاکھوں آدمی جا رہے تھے۔ اور آ رہے تھے۔ میرے بچے جامعہ ملیہ اوکھلا سے پڑھ کر آئے۔ تو میرا پوتا ولی ایک ہندو کی سائیکل کی جھپٹ میں آ گیا۔ اور اس کی بھوؤں سے خون نکلنے لگا۔ میرے لڑکے حسن ابوطالب اور زید پاشا نے اُس ہندو کو پکڑ لیا۔ بہت سے ہندو حمایت کے لئے جمع ہو گئے۔ مگر ان بچوں نے سائیکل والے کو نہیں چھوڑا۔ اور پولیس میں لے گئے۔ میں نے پولیس میں ٹیلیفون کیا کہ اُس ہندو کو میرے پوتے سے کوئی پرخاش نہیں تھی۔ حادثہ اتفاقی ہے۔ ہندو کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ پولیس چوکی والوں نے میرے کہنے سے ہندو کو چھوڑ دیا۔ مگر مجھے حسن ابوطالب اور زید پاشا کی ہمت اور جرأت اور میرے پوتے ولی کی حمایت کا حال سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ اور میں نے اُن دونوں کو شاباشی دی۔

۸ جمادِاول ۱۳۶۵ھ ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء جمعرات دہلی

بارش رات کی آندھی کے بعد خنکی بڑھی تھی۔ بوندیاں پڑی تھیں۔ اب صبح کو ہلکی سی بارش بھی ہوئی۔

آج کے ملاقاتی آج میں دن بھر اپنے جدی قدیمی حجرے میں رہا۔ کل شام کو قوالی ہال میں غلام محمد بجلی والے نے چھت کا پنکھا لگایا تھا۔ آج پنکھے کی ضرورت نہ پڑی۔ کیونکہ دن بھر ابر رہا۔ اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔ حسب ذیل ملاقاتی شام تک جوق جوق ملنے آتے رہے۔ تحریری کام بالکل نہ ہو سکا۔

"خان بہادر مولوی بشیرالدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار "البشیر" اٹاوہ اور اُن کے دو رفیق اور لاہور سے سردار محمد حسین صاحب ایم ایل اے اور سید ذاکر حسین صاحب مشہدی سکریٹری پنجاب صوبہ مسلم لیگ اور چودہری رحمت اللہ صاحب اور صوفی عبدالغفار صاحب اور ملتان سے حاجی نصیرالدین صاحب اور حکیم فیض احمد صاحب اور مولوی محمد حنیف صاحب اور شیخ محمد امین صاحب سوداگر چرم اور مولوی خان محمد صاحب اور احمد آباد سے محمد شریف صاحب جیپیہ سکریٹری احمد آباد چھینٹ پرنٹنگ ایسوسی ایشن اور بمبئی سے محمد علی صاحب ضیار اور لکھنؤ سے مولانا جمال میاں صاحب اور مولوی کرم علی صاحب اور شیخ احسان الرحمٰن صاحب قدوائی بیرسٹر اور بڑودے سے مسٹر ایچ رسول خاں صاحب بیرسٹر صدر بڑودہ اسٹیٹ مسلم لیگ اور بنگلور میسور سے عبدالجبار صاحب ایم ایل اے اور اُن کے رفیق اور دہلی سے سوامی انند صاحب اور عبداللہ جیپیہ صاحب سب جج اور چودہری امجد علی صاحب تحصیل دار اور محمد اسلم صاحب مجسٹریٹ اور لالہ کنور سین صاحب جین چشتی اور محمد جمیل صاحب ملنے آئے تھے۔ استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے۔ اور چودہری رحیم علی صاحب ہاشمی اور اُن کے اہل و عیال بھی آئے تھے۔

ننھا میلاد نویس چودہری رحیم علی صاحب ہاشمی کے خوردسال لڑکے سعد ہاشمی نظامی میرے مرید ہیں۔ اور اُنھوں نے ایک چھوٹا سا مولود شریف بھی تصنیف کیا ہے۔ اُن کی بہنیں ایف اے اور انٹرنس کلاسوں میں پڑھتی ہیں۔ وہ بھی آئیں تھیں۔ اور سعد نظامی نے نہایت خوش الحانی سے نعتیں سنائی تھیں۔ مسلم لیگ کے جلسوں میں وہ ہر جگہ بلائے جاتے ہیں۔ جگر مرادآبادی اور ساغر نظامی اور حفیظ جالندہری کے مخصوص لہجوں میں بھی انھوں نے غزلیں پڑھی ہیں۔ اور نقل کو بالکل اصل بنا دیا۔ خدا نے چاہا یہ بچہ بہت شہرۂ آفاق اور خوش اقبال ہوگا۔

سوامی انند صاحب نے ہندو مسلم اتحاد پر ایک گھنٹے تک باتیں کیں۔ مہابھارت اور کرشن جی کے اُپدیش پر بھی میری اُن کی گفتگو ہوئی۔ قرآن شریف کی نسبت ان کو جتنی غلط فہمیاں تھیں اُن کی تشریح بھی زیر بحث آئی۔ میں نے اپنی کتاب "قوانین قرآن" اور اسرار اسم اعظم ان کو دی۔

خان بہادر مولوی بشیرالدین سے میں نے کہا یا تو آپ بھی مسلم لیگ میں آ جائیے۔ یا مجھ کو اپنے ساتھ کانگریس میں لے چلیئے۔ اُس وقت

کئی صوبوں کے مسلم لیگی لیڈر جمع تھے۔ اُن سب نے ہم دونوں بڈھوں کی دلچسپ بحث بہت توجہ سے سُنی۔

رات کو لالہ کنور سین چشتی یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اب دلّی کے ہندو مسلمانوں کو سیاسی کشمکش کے خطروں سے بچانے کا وقت آ گیا ہے۔ میں نے کہا میں بہت جلد شہر کے ہندو مسلمان محلوں میں چشتی پارٹیاں قائم کر کے ہندو مسلم اتحاد کا کام شروع کر دوں گا۔

پاکستان کلمۂ توحید کا ترجمہ } آج "البشیر" کے ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے اور تمام لیڈران مسلم لیگ سے جو میرے حجرے میں جمع تھے سوال کیا کہ مجھے آپ لوگ یہ سمجھا دیجئے کہ پاکستان کیا چیز ہے؟ لیڈران مسلم لیگ بھی میرے جواب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ میں نے بیساختہ کہا "پاکستان کلمۂ توحید لا الٰہ الّا اللہ کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ میں پاکستان کی سیاسی نوعیت کو بے حقیقت سمجھتا ہوں۔ پاکستان کی حقیقت بس اتنی ہے کہ سب مسلمان ایک کلمۂ وحدت پر جمع ہو جائیں۔ یہاں تک کہ میں اُن لوگوں کو بھی مسلمان سمجھتا ہوں جو مسلمان نہ ہوں مگر اللہ کو ایک مانتے ہوں۔

ایڈیٹر عصر جدید کلکتہ } کلکتے کے مشہور روزنامہ اخبار عصر جدید کے ایڈیٹر عبد الجبار صاحب حیدری بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے کلکتے میں اُن سے ملاقات کی تو اُن کے دل کے اندر خدا کے نور کا ایک جلوہ پایا تھا۔ اخبار نویسوں میں بہت کم یہ چمک پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اُن کا پیشہ خالص مادّی پیشہ ہے۔ باطنیت اور روحانیت سے اُس کا کوئی کام ہی نہیں پڑتا۔ مگر پانچ سال ہو گئے اُس وقت سے آج تک یہ بات معمہ ہی رہی تھی۔ آج وہ پانچ سال کے بعد حجرے میں مجھ سے ملنے آئے۔ اور مل کر جلدی واپس جانے لگے۔ تو میں نے کہا ذرا ٹھیرو۔ ابھی نہ جاؤ اور پھر اُن کے دل کو دیکھا۔ پہلے سے بھی زیادہ نورانیت پائی۔ بہت خوشی ہوئی۔ اور خدا کا شکر کیا کہ میری اخباری برادری میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں ذات حقیقت مآب کے جلوے ہیں۔

پریمی کی روانگی } آج پیارے پریمی ایڈیٹر اخبار دین و صدر مسلم لیگ احمد آباد مجھ سے رخصت ہو کر دہلی چلے گئے۔ رات کو احمد آباد چلے جائیں گے۔

۹ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

اجداد کا قدیمی حجرہ } آج صبح سے شام تک سات سو برس کے پرانے حجرے میں رہا تھا جہاں حضرت سلطان المشائخ رحمہ بھی بیٹھا کرتے تھے۔ اور جس کو راج کمار ہر دیو چشتی نظامی نے بنایا تھا۔ مگر کئی دن سے یہ تجربہ ہو رہا ہے کہ اس حجرے میں بیٹھنے سے تحریری کام ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس کثرت سے ملنے والے آتے ہیں کہ کچھ کام نہیں کر سکتا۔ آج بنگال کے نواب زادے خواجہ نصر اللہ صاحب اور مرشد آباد بنگال کے پرنس کاظم علی صاحب اور عبد السلیم صاحب ایم ایل اے اور خان بہادر محمد علی صاحب آف بوگرا بنگال ملنے آئے تھے۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی تھی۔

زینت فلم } شام کو بعد مغرب حسین اور علی اور سید ابن عربی اور مسٹر رحیم اور سید محمد رفیع کے ساتھ زینت فلم دیکھا تھا۔ جس کی بہت تعریف سنی تھی۔ ساڑھے نو بجے رات کو گھر میں واپس آیا۔ اور حسین سے کہا یہ فلم اگرچہ مسلمانوں نے بنایا ہے۔ تاہم خیر و شر کا مجموعہ ہے۔ خوبیاں زیادہ ہیں۔ برائیاں کم ہیں۔ سب سے بڑی بُرائی یہ ہے کہ مسلمان پردہ نشین گھرانوں کی ایسی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جو جھوٹی بھی ہے۔ اور ہتک آمیز بھی ہے۔ کیونکہ شریف گھرانوں میں لڑکیاں اور لڑکے ایسی بے شرمی کی باتیں نہیں کیا کرتے۔ میری کرسی کے پیچھے کچھ مسلمان عورتیں بیٹھی تھیں۔ اور وہ اس کی تعریف کرتی جاتی تھیں۔ اور مجھے اُن کی تعریف پر غصہ آتا تھا۔

مولوی سید بشارت علی صاحب بشارت انجنیئر نظام ہیلپس دہلی نے خطاب کی تہنیت میں ایک مدحیہ قطعہ بھیجا ہے۔ فریم بہت خوبصورت ہے۔ قطعہ بھی بہت اچھا ہے۔

چشتی لائبریری کا نقشہ نامنظور ہو گیا } آج معلوم ہوا کہ چشتی اُردو لائبریری کا جو نقشہ پانچ سال پہلے منظور ہو گیا تھا۔ اور سامان نہ ملنے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا تھا۔ اور اب تجدید کے لئے دوبارہ داخل کیا گیا تھا۔ اُس کو نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے نامنظور کر دیا۔ یہ نامنظوری آخری چیلنج ہے۔ یہ کمیٹی مجھے پانچ چھ برس سے چیلنج دے رہی ہے۔ اور اب وقت آ گیا ہے۔ کہ میں اُس کے کالے نامۂ اعمال کو تمام دُنیا کے علم میں لاؤں۔

۱۰ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۴۶ء شنبہ دہلی

مسٹر رحیم } ریاست رام پور کے مسٹر عبد الرحیم حسین کی فیکٹری اننت پور میں گورمنٹ کی طرف سے ایک افسر مقرر ہیں۔ پہلے ان کے اہل و عیال آئے تھے۔ دو دن کے بعد رام پور چلے گئے تھے۔ اور اب دو روز سے وہ خود آئے ہوئے تھے۔ اور اُن کے چھوٹے بھائی بھی۔ آج دونوں واپس چلے گئے۔ مسٹر رحیم اننت پور گئے ہیں۔ اور اُن کے بھائی رام پور گئے ہیں میں صبح اُن کو ریل پر پہنچانے گیا تھا۔ پھر حاجی بشیر صاحب کی دکان پر گیا تھا۔ انہوں نے

آج بھی اپنی بھینس کا مکھن دیا تھا۔ مجھے تازہ نکلا ہوا مسکا (مکھن) بہت زیادہ مرغوب ہے۔ اگر اُس میں نمک بھی پڑا ہوا ہو۔

مسجد فتحپوری کا معائنہ } مسٹر رحیم کو ریل پر سوار کر کے حسین کے ساتھ مسجد فتحپوری میں آیا۔ جہاں کے تعلیمی و انتظامی معاملات کی کمیٹی کا مجھے صدر بنایا گیا ہے۔ سب حافظوں اور عربی کے استادوں کو الگ الگ درس دیتے ہوئے دیکھا اور سُنا۔ صفائی وغیرہ انتظامات کو بھی دیکھا۔

سنی اوقاف مجلس } آج صبح دس بجے سنی اوقاف مجلس کی شاخ مساجد کا جلسہ ہونے والا تھا۔ مگر میں حسین کے ساتھ ایک گھنٹہ پہلے نو بجے پہونچ گیا تھا۔ خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی نے حسین کو بچوں کا گھر وغیرہ مقامات دکھائے دس بجے سے ایک بجے تک جلسہ رہا شمس العلماء سید احمد صاحب امام جامع مسجد اور مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری اور شیخ رضی الدین صاحب مالک شان دار بٹری کمپنی اور شیخ شجاع الحق صاحب گوٹے والے ممبران شریک تھے۔ خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب نے صدارت کی۔ کیونکہ وہ اس شاخ کے صدر ہیں۔ تین گھنٹے تک بہت گہری نظر سے ایک ایک معاملے پر غور کیا گیا اور اس کو طے کیا گیا۔ پھر بھی کچھ کام باقی رہ گیا جو آئندہ شنبے کو ہوگا۔

ایک بجے گھر میں واپس آ کر کھانا کھایا درگاہ کے حجرے میں بیٹھ کر کام کیا۔ دو بجے دوبارہ دہلی گیا۔ کیونکہ مولوی غلام احمد خاں صاحب حیدرآبادی علی گڑھ سے آنے والے تھے اُن سے ملنے جانا تھا۔ چودھری محمد امین صاحب نے ملاقات کرائی۔ اور میں نے اُن سے بہت دیر تک حیدرآبادی ہنگامے کے حالات پوچھے۔ اور اُنھوں نے چشم دید تفصیلات بیان کیں۔

مولوی ابوالحسن سید علی } آج ریل پر مولوی ابوالحسن سید علی صاحب سابق صدر انجمن اتحاد المسلمین حیدرآباد سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جو غالباً مسلم لیگ کنونشن میں آئے تھے۔ حیدرآباد اسٹیٹ مسلم لیگ کے اراکین بھی ملے تھے۔

ہرلش چندر نظامی بی اے } علی پور والے ہرلش چندر نظامی بی اے کا شملے سے تبادلہ ہوگیا ہے۔ دہلی میں آگئے ہیں۔ آج ملنے آئے تھے۔ کئی گھنٹے میرے ساتھ رہے۔ یہ میرے مخلص مریدوں میں ہیں۔ اور فوجی دفتر میں ایک افسر ہیں۔

گُل بکاؤلی } تین مہینے سے تازہ منڈیاں یعنی گُل بکاؤلی دہلی کے بازار میں نایاب تھیں اور میرے دفتر طبی کمپنی کے گاہکوں کو روانہ نہ ہوسکی تھیں۔ آج اجمل حسین محمد حسین عطار کھاری باؤلی سے کئی بورے گُل بکاؤلی کے لایا۔ بہت ہی عمدہ پھول ملے ہیں اگرچہ مہنگے ہیں۔ لیکن چیز بہت اچھی ہے۔ چونکہ ان کے استعمال کا موسم آگیا ہے۔ اس واسطے میں تمام ناظرین منادی کو بطور نمونے کے تھوڑے تھوڑے پھول بلا قیمت بھیجوں گا تاکہ وہ ان کو استعمال کر کے تجربہ کریں۔ یہ مصفی خون بھی ہیں۔ آنکھوں کی بینائی بھی بڑھاتے ہیں۔ اور مقوی اعصاب بھی ہیں۔ عقل اور ذہن کو بھی روشن کرتے ہیں۔

پاک دل محمد حسین نظامی کی خدمات } عرس سے دو ہفتے پہلے پاک دل محمد حسین نظامی میرے پاس آگئے تھے۔ اور اب تک مقیم ہیں۔ اُنھوں نے بہت زیادہ خدمات انجام دی ہیں۔

شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب } آج اپنی بیماری سے مجبور ہو کر شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے مکان پر حسین کے ساتھ ملنے گیا تھا۔ اُنھوں نے رائے دی کہ جَو کا پانی سنترے کا عرق ملا کر دن میں تین دفعہ استعمال کیجئے اس سے یہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۱۱ر جمادی الاول ۱۳۶۵ھ ۱۴ر اپریل ۱۹۴۶ء اتوار دہلی

شادی } آج صبح مسٹر سمیع آرٹسٹ کی صاحبزادی کی شادی میں گیا تھا۔ دہلی کے اکثر ہندو مسلمان اخبار نویس اور ممتاز شرفا جمع تھے۔ مسٹر الیاس سے پندرہ ہزار روپے مہر پر نکاح ہوا۔ بہت اچھے اچھے سہرے بھی پڑھے گئے۔

برجورجی کی آمد } آج ساڑھے ۱۱ بجے برجورجی آرڈیشر دلال ہوائی جہاز سے دہلی میں آئے حسین اُن کے استقبال کے لئے ہوائی جہاز کے اڈے پر گئے تھے۔

قوالی ہال میں کام } شام کے پانچ بجے تک قوالی ہال میں تحریری کام کیا تھا چودھری رحم علی صاحب ہاشمی اور پربھنی کے سپرنٹنڈنٹ پولس مولوی سید شمشاد حسین صاحب اور مولوی یوسف سلیم صاحب اور اُن کی والدہ صاحبہ اور اُن کے بھائی محمد یعقوب صاحب اور غلام محمد صاحب آرمی کنٹراکٹر اور سید علی حسن نظامی حیدرآبادی اور چودھری چمن علی نظامی ملنے آئے تھے۔ عبدالرحمٰن صاحب ریاست دھول پور کے مسلمانوں کی طرف سے میلاد شریف کا بلاوا دینے آئے تھے۔ مسٹر نریمان پٹیل اور شرف علی صاحب اور آفتاب ہاشمی نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

گُل بکاؤلی کے پارسل } آج ایک ہزار

ڈبے تازہ گل بکاؤلی سے بھرے گئے۔ سات
آدمیوں نے پھولوں کے تنکے صاف کئے
کیونکہ یونانی مفرد دواؤں کے فروخت
کرنے والے دواؤں کی صفائی کا خیال نہیں
کرتے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مفرد دوائیں
بہت صاف ستھری حالت میں خریداروں کو
دی جائیں۔

پارٹی } آج دہلی کے اخبار نویسوں کی طرف
سے سرسید سلطان احمد صاحب کو نئی دہلی
کے ہوٹل پکیڈلی میں ایک شاندار پارٹی دی
گئی تھی۔ میں بھی حسین اور علی اور حاجی ضیامن
نظامی صاحب آنریری مجسٹریٹ کے ساتھ
پارٹی میں گیا تھا۔

نئے سشن جج } دہلی میں مسٹر کپور نئے
سشن جج آئے ہیں۔ مسٹر ہرش چندر متل
سینئر سب جج نے اُن سے میری ملاقات کرائی۔

سید جمیل مظہری صاحب } سرسید
سلطان احمد صاحب کے بھانجے سید جمیل
مظہری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو
پبلک انفارمیشن ڈپارٹمنٹ میں ایک افسر ہیں
بہت روشن دماغ اور زندہ دل نوجوان معلوم
ہوتے ہیں۔ یہ پارٹی مفتی شوکت علی صاحب
فہمی ایڈیٹر دین دنیا کے اہتمام سے ہوئی تھی
بہت زیادہ کامیاب پارٹی تھی۔ دہلی کے
سب ہندو مسلمان اخبار نویس اور جج صاحبان
اور مجسٹریٹ صاحبان اور ہندو مسلمان عمائد
واکابر جمع تھے۔ رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس
صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ سرجے پی
سری واستوا صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔

میری تقریر } پہلے میں نے تعارف کی تقریر
کی۔ اور سید صاحب کے خاندانی اوصاف
کا ذکر کیا۔ اور ذاتی صفات حسنہ کو بیان
کر کے کہا کہ یہ پرانی تہذیب اور قدیمی کلچر
کا مکمل نمونہ ہیں۔ اور نئی تہذیب کی تمام خوبیاں
بھی ان میں جمع ہیں۔ اخبار نویسوں سے ان
کا تعلق یہ ہے کہ بہت عرصے تک محکمہ نشریات
کے وزیر رہے ہیں۔ اور اس محکمے میں اپنے
اچھے ایڈیٹر ہونے کا ثبوت دے چکے ہیں
ہم بدقسمت ایڈیٹروں کو کاغذ میسر نہیں آتا
تھا۔ مگر یہ ایسے خوش نصیب ایڈیٹر تھے
کہ ان کو کاغذ کی کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ (اس
پر قہقہہ بلند ہوا) تاہم مجھے اخبار نویسوں کی
طرف سے سید صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے
کہ انھوں نے اخباروں کو کاغذ دلوانے میں
بہت زیادہ مدد کی۔ اس کے بعد میں نے
اُن کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا مانگی۔

اڈریس } شاہ رحمان انصاری صاحب
ایڈوکیٹ نے انگریزی زبان میں اڈریس
پڑھا۔ اور سید صاحب نے انگریزی میں اس
کا جواب دیا۔

عجیب و غریب کاسکٹ } دہلی کے اخبار
نویسوں کی طرف سے مفتی شوکت فہمی صاحب
نے چاندی کا بنا ہوا ایک عجیب و غریب کاسکٹ
نذر کیا۔ یہ اسمبلی ہال کا نہایت نفیس ماڈل
تھا۔ یعنی اسمبلی ہال کی عمارت کا پورا نمونہ
اس میں دکھایا گیا تھا۔ یہ کاسکٹ بھی میرے
ہاتھ سے دلوایا گیا۔ اور میں نے ایک مؤثر فقرہ
کہہ کر کاسکٹ سید صاحب کے سامنے رکھ
دیا۔ وہ مؤثر فقرہ یہ تھا "سید صاحب
آپ کو وزیر ہند بولتی ہوئی اسمبلی
دیں یا دیں ہم اخبار نویس آپ
کو چاندی کی یہ خاموش اسمبلی
دیئے دیتے ہیں" اس فقرے کا عام مجمع
پر بہت اثر ہوا۔ اور تحسین و آفرین کے
نعرے بلند ہوئے۔

موسم پھر گرم ہوگیا ہے۔ آج صبح میں نے
دہی کی نمکین لسی پی تھی۔ دوپہر کو کچنال
کا سالن کھایا تھا۔

جبریہ فاقہ } آج چونکہ راشن کا آٹا ختم ہوگیا
تھا فقط چاول تھے اور میں چاول نہیں کھاتا
کیونکہ وہ میری صحت کے لئے مضر ہیں۔ اس
واسطے آج میں نے رات کو فاقہ کیا۔ بچوں
نے کہا کل کیا ہوگا؟ میں نے کہا جب تک
آٹا نہ ملے فاقہ ہوگا۔ اور راشننگ کے خلاف
نئے نئے اور لذیذ اور رنگین مضمون ذہن میں
آئیں گے۔ ہم تو سوامی شردھانند آنجہانی سے
مباہلہ کر چکے ہیں۔ اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اور
وہ چالیس رات دن فاقے کا امتحان دیں۔ جو
چالیس دن کے فاقے سے زندہ رہ سکے اُسی
کا مذہب سچا ہے۔ مگر سوامی جی اس مباہلے
کے لئے راضی نہیں ہوئے۔

شفاء الفقراء ڈاکٹر عبد الحق صاحب } بعد
مغرب شفاء الفقراء ڈاکٹر عبد الحق صاحب
تشریف لائے تھے۔ اُن کو اولیاء اللہ سے
بہت زیادہ اعتقاد ہے۔ اور امراض کی
تشخیص میں بھی حیرت انگیز قابلیت رکھتے ہیں۔

ہجرت کا ارادہ } سالہا سال سے ہجرت کی سنت
پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا رہتا ہوں اب پھر اس ارادے
میں جان آئی ہے۔ اور دہلی سے اجمیر شریف جانے
کی آرزو جی میں سمائی ہے حضرت مولانا سید عبد الباری
صاحب معنی میرے لئے قیام گاہ کے انتظامات کر رہے
ہیں۔ ڈر اس کا ہے کہ اجمیر شریف میں بھی درگاہ
والوں کے آپس میں جھگڑے ہیں۔ میں جن جھگڑوں
سے ہجرت کرنی چاہتا ہوں اجمیر شریف جانے
کے بعد وہی جھگڑے پھر سامنے آگئے تو ہجرت
کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ایک صاحب نے لکھا
ہے "آپ مرنے کے لئے دہلی سے جانا چاہتے ہیں"
برجستہ کہا نہیں ہاں زندہ رہنے اور کچھ حقیقی زندہ
کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ اور کوئی فائدہ ہو یا
نہ ہو مگر راجپوتانے کی تھوری تو کھانے میں آسکتی ہے۔

تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ پرچوں میں مکمل شائع ہو جائیں گے۔

محبت و عقیدت کی خبریں

عرس شریف کی خبریں

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے سالانہ عرس کی نیاز دہلی سے باہر جہاں جہاں ہوئی اُس کی خبریں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ (۱) محمد اسمٰعیل فرحتی نظامی نے میراں پور ریاست رام پور "خواجہ مسجد" میں سالانہ عرس کیا۔ (۲) روشن دل بھائی غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی ناظم جماعت نظامیہ اور روشن دل ماسٹر نجم الدین نظامی نے احمد آباد میں بہت دھوم سے عرس کیا۔ (۳) محمد ابو صالح نظامی نے پٹن گجرات میں عرس کیا۔ (۴) سید مقصود علی شاہ نظامی نے سامانہ ریاست پٹیالہ میں عرس کیا (۵) قریہ ضلع جالندھر میں روشن دل احمد علی نذر بیگی نظامی اور متولی احمد علی نظامی اور غلام محمد نظامی اور فقیر محمد نظامی اور بشیر احمد نظامی اور حبیب الرحمٰن نظامی اور عطا محمد صاحب اور فتح محمد صاحب اور روشن دین صاحب اور اللہ بخش صاحب اور قاضی محمد اشرف صاحب اور محمد اسمٰعیل صاحب اور عبد الرحمٰن صاحب نے عرس کیا۔

(۶) سہارن پور میں عبد السبحان نظامی اور محمد صادق نظامی وغیرہ بھائیوں نے عرس کیا۔ (۷) ریاست فرید کوٹ میں روشن دل سردار اندر سنگھ نظامی اور دوسرے سکھ نظامیوں اور ہندو مسلمان نظامیوں نے مل کر عرس کیا۔ (۸) ریاست ریواں میں مولوی حفظ الکریم نظامی ناظم جماعت نظامیہ ریواں نے عرس کیا۔ (۹) حیدر آباد دکن میں مولوی محمد عبد اللہ مخلص شاہ نظامی اور ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی نے عرس کیا۔ (۱۰) ادہونی علاقہ مدراس میں حافظ داد امیاں نظامی ناظم جماعت نظامیہ ادہونی نے اور سب عورت مرد ہندو مسلمان نظامیوں نے مل کر عرس کیا (۱۱) لاہور میں حکیم منزل شاہ نظامی نے عرس کیا (۱۲) کوئٹہ بلوچستان میں عبد اللطیف نظامی نے عرس کیا۔

پوتوں کی مبارکبادیاں

اللہ تعالیٰ نے مجھے دو پوتے عطا فرمائے ہیں اُن کی تہنیت میں جن کے خطوط آئے ہیں میں دلی شکریے کے ساتھ اُن کے نام درج کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اُن سب کو بھی اللہ تعالیٰ اس زندگی میں ایسی ہی خوشیاں عطا فرمائے جیسی مجھے عطا فرمائی ہے۔

پوتوں کی مبارکباد دینے والے

(۱) بشیر النساء حسن آرا بیگم صاحبہ حیدر آباد دکن (۲) برکت علی نظامی پٹواری ٹگہ پنجاب (۳) سید امداد حسن احمد صاحب چشتی سجادہ نشین رتول ضلع میرٹھ (۴) اکرام حسین نظامی ٹھیکیدار الہ آباد (۵) غلام فرید نظامی ولنگٹن نیلگری (۶) سید کشفی شاہ نظامی چک قاضیاں گوجرانوالہ (۷) والدہ صاحبہ نسیم الظفر دہلی (۸) علی احمد نظامی کوٹلی لوہاران مشرقی سیال کوٹ (۹) روشن دل محمد صدیق اخواتی نظامی ولنگٹن (۱۰) سید مقصود علی شاہ نظامی سامانہ ریاست پٹیالہ (۱۱) اے آر محمد صالح چشتی نظامی ولنگٹن (۱۲) اہلیہ محمد صالح نظامی ولنگٹن (۱۳) عبد الرزاق نظامی ولنگٹن (۱۴) ایم ایس عبد الرحیم صاحب ولنگٹن (۱۵) مرزا عمر بیگ نظامی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل جیل ہری پور ہزارہ سرحد (۱۶) بھائی سید محمد صاحب مراد آباد (۱۷) روشن دل سردار اندر سنگھ نظامی نمبردار جیوکھہ والا ریاست فرید کوٹ پنجاب (۱۸) بابو خوشی محمد صاحب کمپاؤنڈر ہزاندرا اسپتال فرید کوٹ (۱۹) روشن دل غلام محمد حسنی نظامی خان خاناں جالندھر (۲۰) روشن دل حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی لاہور (۲۱) سید محمد زاہد بخاری نظامی بھونگہ ضلع ہوشیار پور (۲۲) زبیدہ خانم نظامی پٹنہ (۲۳) ظہیر الدین حسن انصاری نظامی سرا در بھنگہ (۲۴) بشری بیگم صاحبہ حصار (۲۵) عبد الحمید نظامی خلف اخوانی نظامی ولنگٹن (۲۶) ابو طالب نظامی خلف اخوانی نظامی ولنگٹن (۲۷) صدیق حسین صابر نظامی خلف اخوانی نظامی ولنگٹن (۲۸) احمد علی متولی نظامی قریہ (۲۹) فقیر محمد نظامی قریہ (۳۰) روشن دل احمد علی نذر بیگی نظامی قریہ (۳۱) بشیر احمد نظامی قریہ (۳۲) حبیب الرحمٰن نظامی قریہ (۳۳) غلام محمد نظامی قریہ (۳۴) فتح محمد صاحب قریہ (۳۵) اللہ بخش صاحب قریہ (۳۶) فتح دین صاحب حجر قریہ (۳۷) جنت بی بی صاحبہ قریہ (۳۸) عطا محمد صاحب قریہ (۳۹) خوشی محمد نظامی قریہ (۴۰) محمد اسمٰعیل عرف بچہ قریہ (۴۱) اسد اللہ صاحب قریہ (۴۲) غلام مصطفےٰ صاحب قریہ (۴۳) محمد علی نظامی قریہ (۴۴) روشن دل مولوی محمد عبد اللہ مخلص شاہ نظامی حیدر آباد دکن (۴۵) حاجی عبد الکریم حاجی ابا نظامی جیت پور کاٹھیاواڑ (۴۶) سعد اللہ خاں نظامی لاہور (۴۷) محمد مصطفےٰ نظامی لاہور (۴۸) حاجی خلیفہ غوث محمد صاحب فروٹ مرچنٹ سبزی منڈی دہلی (۴۹) منشی کریم نظامی گنجہ پنجاب۔ (۵۰) سید مبارک علی نظامی لاہور۔

چالیس کروڑ ہندوستانی نمک بھائی

اجمیری خواجہ کا چشتی نمک

ہندو مسلمان آپس میں نمک بانٹ دیں

یہ روحانی چشتی نمک

خواجہ حسن نظامی دہلی سے منگائیے

منہ کا مزا عموماً کڑوا رہتا ہے۔ دانت سب قائم ہیں۔ مگر پان میں چونہ کھانے سے دانتوں میں خلا زیادہ ہو گیا ہے۔ بھوک لگتی ہے۔ ہضم میں بھی کچھ خرابی نہیں ہے۔ البتہ مسوڑوں میں اور دانتوں میں چپک پیدا ہو گئی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد دانتوں کے خلا میں سے غذا کے ذرے کھجور کے خلال سے نکال کر بہت دیر تک کلیاں کرتا ہوں۔

گذشتہ چند سال تک معدے کی تبخیر سے دل کے دورے ہوتے تھے۔ جن حکیموں اور ڈاکٹروں نے دیکھا انہوں نے کہا دل کی حالت بہت اچھی ہے۔ مگر میرا خیال تھا کہ دل کی حالت خراب ہے۔ آخر اروِن ہسپتال دہلی میں دل کا ایکس رے ہوا جس سے معلوم ہوا کہ واقعی دل کی حالت بہت اچھی ہے۔ دل کے دورے کے وقت اعصاب میں سنسناہٹ ہوتی تھی۔ اور دل ڈوبنے لگتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دل کی حرکت بند ہو جائے گی۔ مگر کسی قسم کی تکلیف یا درد دل میں نہ ہوتا تھا۔ اب زبان کے دونوں سروں پر اور کلوں میں اندر کے رُخ چھالے پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کی اور حکیموں کی تشخیص ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ اور علاج بھی ہوتا رہتا ہے۔ خون کا دباؤ اعتدال سے کم ہے یعنی بلڈ پریشر زیادہ نہیں ہے۔ آنتوں میں خشکی ہو گئی ہے۔ اور تمام جسم میں خشکی ہے سر پر تیل ملتا ہوں تو جلدی جذب ہو جاتا ہے سر پر لمبے بال ہیں۔ ایک سال یا کچھ زیادہ عرصے سے مثانہ کمزور ہو گیا ہے۔ یا کوئی اور وجہ ہے کہ پیشاب جلدی جلدی آتا ہے۔

بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ پیشاب کی نالی میں کوئی غدود بڑھ گیا ہے۔ مگر مجھے اس سے اختلاف ہے۔ کیونکہ جب قبض نہیں ہوتا ہے۔ تو پیشاب صاف آتا ہے۔ اور بار بار بھی نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبض کے دباؤ سے پیشاب بار بار آتا ہے۔ قارورے کا ڈاکٹری معائنہ کرانے سے معلوم ہوا ہے کہ تھوڑی مقدار میں البیومن آتی ہے۔ اور مثانے میں کچھ سوزش بھی ہے۔ کبھی سوزاک یا آتشک کی بیماری نہیں ہوئی۔

رائے دیجئے

اب مہربانی کر کے رائے دیجئے۔ اگر آپ حکیم ہوں تب بھی اور ڈاکٹر ہوں تب بھی۔ اور وید ہوں تب بھی۔ اور ان میں سے کچھ بھی نہ ہوں اور کسی قسم کا تجربہ رکھتے ہوں تب بھی۔ جو کچھ آپ کے خیال میں آئے اور جو دوا یا غذا آپ تجویز کریں۔ مجھے لکھ کر بھیج دیجئے۔ میں اس کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھوں گا۔ بلکہ اخبار منادی میں سب کی رائے شائع کرتا رہوں گا۔ تاکہ میری عمر اور میری حالت کے اور سب لوگوں کو بھی بے فیس کے حکیموں اور ڈاکٹروں اور ویدوں اور تجربہ کار لوگوں کی رائے سے کچھ فائدہ پہونچ سکے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو طریقہ میں نے اپنی ذاتی جسمانی تشخیص کا اختیار کیا ہے وہ آجکل کے مجھ جیسے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو فائدہ پہونچائے گا۔ اور آجکل کے جو بچے ہیں وہ جب بڈھے ہو جائیں گے تو اُن کو بھی ان تحریروں سے فائدہ پہونچے گا۔

سلام حکیم جی! گڈ بائی ڈاکٹر صاحب۔ جے رام جی وید صاحب۔ تسلیمات تجربے کار صاحبان۔ خدا حافظ رخصت ہوتا ہوں۔

میرے اپنے تجربے

میں چونکہ اپنا روزنامچہ لکھتا ہوں اس واسطے میرے پاس میری زندگی کا پورا ریکارڈ موجود ہے اور اُس سے مدد لے کر میں اپنے تجربے لکھتا ہوں۔ (۱) اگر میں پیدل چلتا رہوں یعنی روزانہ میل دو میل پیدل چلوں تو مذکورہ تکلیفوں میں بہت کمی ہو جاتی ہے۔ (۲) جب میں کم گھی اور کم مرچ کی دال یا سبزی کھاتا ہوں تو طبیعت اچھی رہتی ہے۔ (۳) جب گوشت کھاتا ہوں یا گوشت کے کباب کھاتا ہوں یا زیادہ مرغن سالن یا پلاؤ یا شیرمال یا پراٹھے کھاتا ہوں تو بھوک بند ہو جاتی ہے منہ کا مزا کڑوا ہو جاتا ہے۔ اور رات کو ٹھیک ڈیڑھ بجے آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور پھر صبح تک نیند نہیں آتی۔ (۴) زیتون کا تیل، روغن بادام، اسبغول، استعمال کر چکا ہوں۔ عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ (۵) کئی سال تک پندرہ دن چھوٹی ہڑ پکا کر کھا لیتا تھا اور اس سے معدہ صاف ہو جاتا تھا۔ مگر حکیم نابینا صاحب مرحوم نے منع کیا کہ اس سے آنتوں میں خشکی ہو جائیگی۔ اور اب میرا خیال ہے کہ ہڑوں کی وجہ سے آنتوں میں خشکی پیدا ہو گئی ہے۔ (۶) تمباکو کھانے سے اور زیادہ دماغی کام کرنے سے پٹھے کمزور ہو گئے ہیں۔ اور حافظہ بھی بہت کمزور ہو گیا ہے تمباکو چھوڑنا چاہتا ہوں تو چھوڑ نہیں سکتا۔ (۷) پھلوں اور دودھ کے استعمال سے ریاح میں پیدا ہوتی ہیں۔

یہ سات تجربے بھی نبض دیکھنے والوں کی رائے کو مدد دینے کی نیت سے لکھے گئے ہیں۔ حسن نظامی دہلوی۔

گل بکاؤلی کا عرفان

گل بکاؤلی فرضی چیز نہیں ہے

اُردو زبان میں گل بکاؤلی کے بہت سے قصے مشہور رہے ہیں۔ اور تھیٹر والوں نے بھی گل بکاؤلی کے ڈرامے دکھا کر اس پھُول کو بہت شہرت دیدی ہے۔ خلاصہ اس قصے کہانی کا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ اندھا ہو گیا تھا۔ اور اُس کی بینائی واپس لانے کے لئے گل بکاؤلی کی تلاش ہوئی تھی۔ اور بکاؤلی کا پھُول حاصل ہو جانے کے بعد جب پھُول آنکھوں پر لگایا گیا تو بادشاہ کی بینائی واپس آ گئی تھی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قصہ بے بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ پھول بھی کوئی فرضی چیز نہیں ہے۔ اور جس شخص نے یہ کہانی تصنیف کی ہو گی وہ ضرور اس سے واقف ہو گا کہ گل بکاؤلی میں آنکھوں کی بینائی کے لئے یقینی تاثیرات ہیں۔

ناظرین منادی کو یاد ہو گا کہ میں پہلے بھی مولوی نجم الغنی خاں صاحب مرحوم رام پوری کی کتاب "خزائن الادویہ" کے حوالوں سے منادی میں گل بکاؤلی کی نسبت ایک تحقیقی مضمون لکھ چکا ہوں جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ گل بکاؤلی سے مشہور دوا منڈی کا پھُول مراد ہے۔ اور میں نے اُس مضمون میں منڈی کے پھُول کے وہ تمام اوصاف و خواص لکھے تھے جو مولوی نجم الغنی خاں صاحب نے اپنی کتاب خزائن الادویہ کی چھٹی جلد میں لکھے ہیں۔ اور اُس وقت سے میں نے گل بکاؤلی یعنی منڈی کے پھول کے تجربے بھی شروع کر دیے تھے۔ اور اس کی فروخت بھی شروع کر دی تھی۔ لیکن جب منڈی کے پھولوں کا موسم ختم ہو گیا اور میرے پاس جتنا ذخیرہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ اور کئی مہینے تک منڈی کے پھول دہلی کے بازاروں میں نہیں ملے تو مجبوراً اُن لوگوں کے خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکی جو منڈی کے پھُول ثابت یا پسے ہوئے منگا رہے تھے مگر اب ایک بڑا ذخیرہ پھولوں کا بازار میں آ گیا ہے۔ اور میں بطور نمونے کے بلا قیمت منادی کے ناظرین کو یہ پھُول تقسیم کرنے چاہتا ہوں تاکہ وہ گرمی کے موسم میں ان پھولوں کا تجربہ کریں۔

خزائن الادویہ میں مُنڈی کے پھولوں کے جو خواص درج ہیں اُن کا خلاصہ دوبارہ درج کیا جاتا ہے خزائن الادویہ میں لکھا ہے۔ مُنڈی کے پھُول کا مزاج گرم اور تر ہے۔ یہ سرخی مائل گول پھول جنگلوں میں پانی کے پاس پیدا ہوتا ہے اس کی تاثیرات یہ ہیں۔ معدے کو قوت دیتا ہے۔ دل کو خوش رکھتا ہے۔ خفقان اور یرقان دور کرتا ہے۔ سوکھی اور تر کھجلی دُور کرتا ہے کنٹھ مالا کا زہر دور کرتا ہے۔ بالوں کو جلدی سفید نہیں ہونے دیتا۔ عقل بڑھاتا ہے ذہن کھولتا ہے حافظے میں ترقی دیتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتا ہے۔ خون صاف کرتا ہے۔ عمر بڑھاتا ہے جوانی قائم رکھتا ہے۔ بڑھاپے کی کمزوریاں دُور کرتا ہے۔ اور مردانہ قوت کے لئے تو ایک اکسیر ہے آنکھوں کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ بینائی میں ترقی دیتا ہے۔ آشوب چشم روکتا ہے"

خزائن الادویہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مُنڈی کے پھُول کچل کر ٹکیہ سی بنا کر حقے کی چلم میں رکھ کر دم لگایا جائے تو حرِیکا حاستہ بھی پیدا کرتا ہے یونانی حکیم صدیوں سے کہتے آئے ہیں کہ اگر کوئی شخص منڈی کا ایک پھول پانی سے نگل لے تو ایک سال تک آنکھیں دُکھنے نہیں آئیں گی۔ اور دو پھول پانی سے نگل لے تو دو سال تک آنکھیں نہیں دکھیں گی اور خون کی صفائی کے لئے بھی حکیم لوگ منڈیاں اور عناب رات کو پانی میں بھگو کر صبح چھان شکر ملا کر پینے کو بتاتے ہیں۔ اس سے خون صاف ہو جاتا ہے۔ سوکھی اور تر کھجلی جاتی رہتی ہے۔ خفقان اور یرقان جاتا رہتا ہے۔ کنٹھ مالا کا زہر دور ہو جاتا ہے عقل اور ذہن میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اور بڑھاپے کی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور آنکھوں کی بینائی میں بھی بہت اضافہ ہوتا ہے۔

ہم نے ان پھولوں کو مشین میں پسوا کر شکر ملا کر صبح کے وقت پانی سے پھانکنے کا تجربہ کرایا اس سے بھی بہت فائدہ ہوا مگر چونکہ شکر راشن بندی سے کمیاب ہو گئی ہے اس لئے اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ منگانے والوں کو ثابت پھول بھیجے جائیں وہ اپنے مقامی حکیموں سے مشورہ کر لیں یا میرے بتائے ہوئے طریقے کی موافق استعمال کریں نمونہ ان کو بھیجا جائیگا جو تین پیسے کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے بھیجیں۔

حسن نظامی دہلوی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

اِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّکَ
عُلُومِ کُلِّ عَالَم

حاصل کر
کُل عالَم کے عُلُوم

قلم کار
حسن بن علی

کُل اولادِ آدم کے آرام کی
علمی صدا

منادی

دارِ امر دہلی

زیرِ ادارت روشن دل محبوب بانو نظامی حیدرآبادی

عقل دے — **اجل بدل یا اللہ** — عمل دے

خدا سے دُعا

میں آل نبیؐ۔ اولاد علیؑ۔ عبدِ عاجز حسن نظامی تجھ معبود تجھ موجود کو اپنی حبلِ ورید سے قریب ترمان کر تیری آنکھ بنتا ہوں۔ اور پھر تجھ ہی کو دیکھتا ہوں۔ تیرے کان بنتا ہوں اور پھر تیری ہی آواز سنتا ہوں۔ تیری زبان بنتا ہوں۔ اور پھر تیری ہی بولی بولتا ہوں۔ تیرا ہاتھ بنتا ہوں۔ اور تیرے ہی ہاتھ سے سب کام کرتا ہوں۔ تیرا قلم بنتا ہوں۔ اور تیری ہی تحریر لکھتا ہوں۔ پچھلی رات۔ مجھ میں۔ تجھ میں جدائی نہیں ہوتی دوئی نہیں ہوتی تو میرے قالب میں چمکتا ہے میں تیرے نور میں سماتا ہوں۔ تو ہی۔ تو ہی۔ کا پردہ ہٹا کر منم منم۔ کہتا ہوں۔ اور تو عبدی عبدی کہتا ہے اور فرماتا ہے۔ مانگ میں کہتا ہوں۔ دے۔ سلامتی۔ عقل۔ عمل۔ اور بدل قسمت اور اجل اور کر دے۔ حی۔ اور کر دے قیوم۔ دائم۔ سالم پھلواری پٹنہ کے مولانا سید محی الدین کو اور مولانا حسین میاں کو۔ اور اُن کو جن کو یہ دونوں چاہیں۔

اچھی کر دے پرالبدھ (قسمت) پٹنے والے مہنت رام کشن داس کی اور اُن کی جن کو وہ چاہیں۔ سلامتی دے اور عقل و عمل اور خوش دلی سید محمود وزیر بہار کو اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔ اور بھاگل پوری عبدالحفیظ نیکی شاہ کو اور اُن کو جن کو وہ چاہیں۔ اور محمد اسرائیل سیوت اور [illegible] کو وہ چاہیں

اور عبدالحمید کیپٹنی اور اُن کو جن کو وہ چاہیں اور ظہیر الدین احسن بہاری اور اُن کو جن کو وہ چاہیں۔ اور اختر سہسرامی اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔ اور ضمیر الدین اور علیم الستار اور حاجی الہ بخش اور اُن کی اولاد و ازواج کو اور جن کو وہ سب چاہیں۔ اور عبدالستار صالح محمد موتی پوری اور اُن کی بیوی اور لڑکی اور داماد کو اور اُن کو جن کو وہ چاہیں اور عبدالرحیم عثمان کلکتہ اور ابراہیم عثمان اور آدم۔ اور عثمان۔ اور ایوب۔ اور یعقوب اور احمد۔ اور اسحٰق۔ اور اُن کی ماؤں۔ بہنوں۔ بیویوں۔ اور بھائیوں اور بچوں کو اور اُن کو جن کو وہ چاہیں۔ اور علی دودہا کلکتہ اور اُن کے سب بچوں کو اور اُن کو جن کو وہ چاہیں۔ اور شفیق احمد صدر اور اُن کی بیوی اور بچوں اور ماں باپ کو اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔ اور فیروز الدین اور محمد احمد اور یوسف اور اُن سب کے بیوی بچوں کو اور اُن کو جن کو وہ چاہیں۔ اور فضل الحق کلکتہ اور اُن کی لڑکی اور بیوی اور بچے کو اور اُن کو جن کو وہ چاہیں اور شفاء الملک حکیم حبیب الرحمٰن ڈھاکہ اور اُن کے بیوی بچوں کو اور جن کو وہ چاہیں۔ اور نواب حبیب اللہ ڈھاکہ اور اُن کے بچوں کو اور جن کو وہ چاہیں۔ اور سر ناظم الدین اور اُن کے بیوی بچوں کو اور جن کو وہ چاہیں۔ اور شہید سہروردی اور ان کے سارے خاندان کو اور جن کو وہ چاہیں۔ اور سر حسان سہروردی اور

ان کی لڑکی اور داماد اور بچوں کو اور جن کو وہ چاہیں۔

یا اللہ ہز ہائی نس مظفر الملک فرماں روا چترال کی اجل بدل دے اور ان کو سلامتی جان و جاہ عطا فرما۔ آمین۔

یا اللہ سر عبدالقادر اور ان کی بیگم اور ان کی ساس اور سب اولاد کی اجل بدل کر سلامتی جان و ایمان عطا فرما۔ اور قسمت کی ہر بُرائی کو تبدیل کر دے آمین۔

یا اللہ مولوی محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی اور ان کی اہلیہ قمر بانو نظامی اور ان کے سب بچوں کی اجل ٹال دے اور سلامتی و خوش حالی و صحت جسم و روح عطا کر آمین۔

یا اللہ سلطان احمد جاپان والے اور اُن کے بیوی بچوں کو صحت و سلامتی اور خوش دلی اور خوش حالی عطا فرما آمین۔

یا اللہ خواجہ بانو اور اُن کے شوہر اور اُن کے بیٹوں اور بیٹیوں اور پوتوں اور پوتیوں اور نواسوں اور اُن کے بھائی اور اُن کی بہن اور اُن کے بھائی کے بیوی بچوں اور اُن کے بیٹوں کی بیبیوں کی بلائیں دور کر۔ اُن کی قسمتوں کی برائیاں دفع کر۔ اور اُن سب کو صحت و سلامتی و خوش دلی و خوش حالی مرحمت فرما آمین

یا اللہ ملا محمد واحدی اور اُن کی بیوی اور بیٹیوں اور بیٹوں کو صحت و سلامتی اور خوش دلی عطا فرما اور بھیا خیر عشقی اور اُن کے بیوی بچوں کو صحت و سلامتی اور دل کی خوشی اور راحت مرحمت کر آمین۔

رمضان شریف میں خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر تلاوت کیجئے اور عورتوں اور بچوں کو بھی پڑھائیے۔

کاغذ کی کمی کی وجہ سے عارضی طور پر منادی ماہوار کر دیا گیا ہے۔ جب کاغذ افراط سے ملنے لگے گا
ہفتہ وار کر دیا جائیگا
قلم ِگاند حسن بن علی

منادی دہلی

بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء

سالانہ قیمت دو روپے
ایک پرچہ دو آنے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

ڈاکیوں کی ہڑتال

۱۱ رجولائی سے ڈاک بانٹنے والے ڈاکیوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ مگر ڈاک کے افسروں نے کئی دن پہلے سے پارسل اور رجسٹریاں وغیرہ لینی بند کر دی ہیں۔ میرے دفتر کا کام بند ہو گیا ہے۔ ڈاک خانہ حضرت نظام الدین میں پولس کا پہرہ ہے۔

ڈاکیوں اور ڈاک خانے کے دوسرے نوکروں کی شکایتیں واجبی ہیں۔ اس گرانی کی نسبت میں ان کا کام زیادہ ہے اور دام کم ہیں۔ سرکار کو ان کی مانگ پوری کر دینی چاہیے۔

ہندو مسلم فساد

احمد آباد وغیرہ مقامات پر ہندو مسلم فساد ہوئے اور دوسرے شہروں میں بھی فساد کا اندیشہ ہے۔ اس کے ذمہ دار وہ لیڈر ہیں اور وہ اخبار ہیں جو سوچے سمجھے بغیر فریقین کو بھڑکانے کی تقریریں اور تحریریں شائع کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ گورمنٹ فوراً توجہ کرے تا اس پر یہ الزام نہ لگایا جائے کہ وہ فساد کراتی ہے۔ اور ورنہ تو مشن فساد کی تخم ریزی کرنے ہندوستان میں آیا تھا۔

گاندھی جی سے بدگمانی

آجکل ہر مقام کے اچھوت گاندھی جی کے خلاف شورش کر رہے ہیں۔ حالانکہ گاندھی جی کی زندگی کا بڑا حصہ شروع سے آج تک اچھوتوں کی طرف داری میں گذرا ہے۔

اچھوتوں کی یہ بدگمانی بے سبب نہیں ہے۔ اور اس کا سبب قدرتاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی جی اچھوتوں کے لئے جو کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ دل سے نہیں ہوتا۔ ظاہر داری کے لئے ہوتا ہے۔

مسلمان حکومت کے زمانے میں خاک روبوں کو مہتر یعنی سردار یا بڑے کا خطاب دیا گیا تھا اور یہ لقب دل سے دیا گیا تھا۔ اور سقوں کو بہشتی کا لقب دیا گیا تھا تاکہ اس قسم کی مشکل خدمت کرنے والوں کی دل جوئی ہو۔ اسلامی ملکوں میں خاص کر کے مدینے میں خاکروب اپنا میلا کام کرنے کے بعد نہاتے ہیں۔ اور مدینے شریف کی مسجد نبوی میں نماز کے لئے آ جاتے ہیں اور بڑے بڑے علما کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی کعبے کا طواف بادشاہوں اور امیروں کے کندھے سے کندھا ملا کر کرتے ہیں۔

یہ بات گاندھی جی سے ممکن نہیں ہے کیونکہ اُن کی قوم ہزاروں برس سے اچھوتوں کو ناپاک سمجھتی آئی ہے۔ اور اُس نے غلاموں سے بدتر ان اچھوتوں کو سمجھ رکھا ہے۔ ہری جن کہدینا۔ اور بھنگی بستی میں ٹھیر جانا کافی نہیں ہے۔ اُن کی ذلت کو دور کرنا چاہیے۔ ان کی زندگی کو انسانی حقوق دینے چاہیئں۔

اب تو گاندھی جی اچھوتوں کی تعداد کو ہندوؤں میں شریک کر کے انگریزوں سے بادشاہی حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔ مگر اچھوتوں کو کچھ دینا نہیں چاہتے۔

ضرورت ہے کہ سکھ اور اچھوت اور مسلمان ایک ہو جائیں۔ تاکہ ہندو قوم پر دباؤ پڑے اور وہ اچھوتوں کو آدمی سمجھنے لگے۔

مسٹر جناح کا خیر مقدم

حیدر آباد دکن سے خبر آئی ہے۔ کہ وہاں کئی لاکھ ہندو مسلمانوں اور سکھوں اور عیسائیوں اور پارسیوں نے مل کر مسٹر جناح کا خیر مقدم کیا۔ ایک ہزار موٹروں کا جلوس ہوائی اڈے سے شاہی مہمان خانے تک (جو ۱۲ میل دور ہے) ساتھ رہا ہزاروں عرب سپاہی اور افغان سپاہی گھوڑوں پر سوار ہتھیار لئے ہوئے ساتھ تھے۔ سڑک کے دونوں طرف لاکھوں ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی عورت مرد صف بندی کئے ہوئے کھڑے تھے۔ اور نعرے لگا رہے تھے۔ مسٹر جناح نے اپنے پیغام میں حیدر آباد کی سب قوموں کو ایک دل ہو کر رہنے کی نصیحت کی۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے بھی ایک گھنٹے تک مسٹر جناح سے ملاقات فرمائی۔

حیدر آباد کے باشندوں کی تعریف کرنی چاہیے کہ انھوں نے موجودہ گدلی اور مکدر فضا میں اتحاد اور یک دلی سے خیر مقدم میں حصہ لیا۔

بحیثیت ہندوستانی لیڈر کے اور بحیثیت مسلمان لیڈر کے مسٹر جناح نے جو نصیحت حیدر آباد والوں کو کی ہے۔ وہ ضرور کارگر ہو گی۔

مسٹر جناح کا یہ عمل بہت زیادہ تعریف کے قابل ہے کہ انھوں نے انجمن اتحاد المسلمین کے

اختلاف کو دور کرا دیا اور دونوں جماعتوں کے لیڈروں کو آپس میں ملا دیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ اتفاق وقتی اور عارضی نہ ہو اور اراکین اتحاد المسلمین مستقبل کی مشکلات کے وقت اپنی ذاتی اغراض سے دست بردار ہو کر کام کریں۔

[illegible] حیدرآباد کا مسئلہ

روزانہ اخبار پیام حیدرآباد میں آجکل حیدرآباد کی غیر مسلم جماعتوں کے خطوط انجمن اتحاد المسلمین کے موجودہ صدر مولانا کامل صاحب کے اس بیان کے خلاف شائع ہو رہے ہیں جو کامل صاحب نے سر میرزا اسمٰعیل کی وزارت کے خلاف شائع کیا تھا۔ مگر میں نے اب تک منادی میں اس مسئلہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ابھی تک سر میرزا اسمٰعیل کے صدر اعظم بنانے کی محض تجویز ہے باضابطہ تقرر کا شاہی فرمان صادر نہیں ہوا ہے ایسی حالت میں منادی میں کچھ لکھنا قبل از وقت [illegible]۔

چونکہ سر میرزا اسمٰعیل سے میری بہت پرانی ذاتی ملاقات ہے اور میں نے میسور جا کر اُن کے وزارتی کاموں کو بچشم خود دیکھا تھا اور اُس وقت میرے [illegible] حیدرآبادی باشندے بھی تھے۔ ایک سید عبدالرحمٰن سعید ازلی نظامی دوسرے حکیم خسرو شاہ نظامی تیسرے [illegible] یوسف خوش اقبال شاہ نظامی چوتھے [illegible] نظامی پانچویں مظفر شاہ نظامی اور ہم سب نے میسور کے سب شہروں اور قصبوں یہاں تک کہ دیہات میں بھی اصلاح و ترقی کے کام ہوتے دیکھے تھے۔ اور سر میرزا اسمٰعیل نے خود ساتھ رہ کر ہم کو دکھائے تھے۔ اور اس وقت میں نے میسور سے واپس آ کر اعلیٰ حضرت حضور نظام سے اُن سب اصلاحات کا ذکر کیا تھا۔ جو میں نے وہاں دیکھی تھیں۔

اور جب سر میرزا جے پور میں آئے تو وہاں بھی میں نے تقریباً ہر مہینے جے پور جا کر وہاں کے مسلمانوں کے لئے سر میرزا سے سفارشیں کیں اور سر میرزا نے مسلمانوں کے حقوق کی امداد میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

اُردو ہندی کے جھگڑے میں جو کچھ سر میرزا نے کام کیا وہ اخبارات میں بالکل غلط طریقے سے شائع ہوا تھا یا دانستہ غلط شائع کرایا گیا تھا۔ ورنہ حقیقت بس اتنی تھی کہ سر میرزا نے جے پور کی ہندو رعایا کو بھی اجازت دیدی تھی کہ وہ اگر ہندی میں عرضیاں دینی چاہے تو دے سکتی ہے۔ مسلمانوں کو اُردو سے محروم کر دینے کا کوئی کام سر میرزا نے نہیں کیا تھا۔

حیدرآباد کی یہ افواہ بالکل غلط ہے کہ میں نے سر میرزا اسمٰعیل کو حیدرآباد میں لانے کی کوشش کی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے زیادہ کوئی شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ جتنی ملاقاتیں میری اعلیٰ حضرت سے گذشتہ محرم سے اب تک ہوئی ہیں اُن میں کوئی ملاقات ایسی نہیں تھی جس میں میں نے اعلیٰ حضرت سے سر میرزا کی وزارت کے لئے کچھ کہا ہو۔ اور نہ اعلیٰ حضرت نے کبھی سر میرزا کی وزارت کی نسبت کوئی بات مجھ سے کی۔

یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ جب میں سال گرہ مبارک کی شرکت کے لئے حیدرآباد گیا تو سر میرزا اسمٰعیل بھی وہاں آئے ہوئے تھے اور میرے بڑے لڑکے خواجہ حسین نظامی کی قیام گاہ کے قریب سرکاری مہمان خانے میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے میری اُن کی دو مرتبہ چند منٹ کی ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اور سابقہ تعلقات کی بنا پر جب میں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سال گرہ کی خوشی میں قوالی کی مجلس کی تو ایک سو ہندو مسلمان عمائد کے علاوہ سر میرزا کو بھی مدعو کیا تھا اور جو رقعہ یعنی دعوت نامہ شائع کیا تھا اس میں صاف لکھا ہوا تھا کہ چونکہ میری طرح سر میرزا اسمٰعیل بھی سال گرہ کی تقریب میں یہاں آئے ہوئے ہیں اس واسطے وہ بھی قوالی میں شرکت کریں گے گویا کوئی خاص مخصوص پارٹی سر میرزا کے لئے نہیں تھی۔

ان حالات میں یہ کہنا کہ میں نے نواب صاحب چھتاری کو الگ کرایا اور سر میرزا اسمٰعیل کو وہاں بلوایا بالکل بے معنی ہے۔

جب نواب صاحب چھتاری صدر اعظم مقرر ہوئے تھے۔ تو میں نے منادی میں اُن کی نسبت یہ نوٹ لکھا تھا کہ حیدرآباد کی وزارت کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ انگریزی عہد نامہ کو ملحوظ رکھنا اور اعلیٰ حضرت کے اختیارات کی حفاظت اور رعایا کے حقوق اور رسم و رواج کی حفاظت کرنا۔ میں نہیں جانتا کہ نواب صاحب چھتاری حیدرآبادی روایات کی بہ حیثیت کامیاب ہوئے یا نہیں ہوئے۔

شاہ منزل میں جو حادثہ پیش آیا وہ ایک عارضی چیز تھی محض اس ایک واقعے سے اُن کی حکومت کے سارے زمانے کو بدنام نہیں کیا جا سکتا۔

سر میرزا اسمٰعیل کے تقرر سے پہلے اُن کی نسبت رائے زنی کرنی دانش مندی نہیں ہے۔ جو ہندو مسلمان ایسا کر رہے ہیں اُن کے دل میں اپنے ملک اور اپنے مالک کی فلاح اور ترقی کا جذبہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ سب فرقہ بندی کے جذبات میں مبتلا ہیں

جو غیر مسلم اخبار یہ ہم حیدر آباد میں سر میرزا کی حمایت کر رہے ہیں وہ بھی ہندو جذبات کا شکار ہیں اور جو مسلمان اُن کی مخالفت کر رہے ہیں وہ بھی مسلم جذبات کا شکار رہیں۔

حیدر آباد سب قوموں کے ساجھے کی سلطنت ہے۔ اور اس سلطنت کا صرف ایک مرکز ہے اور وہ حضور نظام کی ذات ہے اگر حضور نظام اپنی رعایا کے کسی فرقے کی ناجائز پاسداری کریں تو رعایا کے معمولی افراد کو بھی احتجاج کا حق پہنچتا ہے اور اگر سر میرزا اسمٰعیل صدر اعظم ہو جائیں اور وہ کسی خاص فرقے کی ناواجب حمایت یا مخالفت کریں تو اُن کی نسبت بھی رعایا کے سب افراد اعتراض کر سکتے ہیں۔ لیکن وقت سے پہلے بے سر و پا رائے زنی کرنی سیاست کے بھی خلاف ہے اور ملک و مالک کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے حیدر آباد سے باہر یہ خیال پیدا ہوگا۔ کہ حیدر آباد کی رعایا اور حیدر آباد کے لیڈر اتنے زیادہ ناسمجھ ہیں کہ وقت سے پہلے قیاس آرائیاں کر کے اُس معاملے میں دخل دیتے ہیں جس کا اختیار صرف اُن کے بادشاہ کو ہے۔ چونکہ اُن کا بادشاہ سیاست دانی میں بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اس واسطے وہ ایسا کوئی کام نہیں کریگا کہ جو خود اس کے لئے مضر ہو۔ یا اُس کے ملک کے لئے مضر ہو یا اس کی رعایا کے لئے مضر ہو۔

سر میرزا اسمٰعیل کی نسبت صرف دو شبہات کئے جاتے ہیں ایک یہ کہ وہ ہندو پرست ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ شیعہ ہیں۔ پہلے شبہ کی نسبت کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میسور اور جے پور کی وزارتوں کے طویل زمانوں میں سر میرزا نے میسور اور جے پور کے راجاؤں یا وہاں کے ہندوؤں کی کوئی ایسی پاسداری کی ہو جس سے میسور اور جے پور کے مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہو۔ میسور بھی موجود ہے اور جے پور بھی موجود ہے اور ان دونوں ریاستوں کے مسلمان بھی موجود ہیں اگر مذکورہ ریاستوں کا ایک مسلمان بھی یہ کہنے کے لئے میدان میں آئے کہ سر میرزا نے کسی ایک مسلمان کے حقوق بھی ہندو کی طرف داری کے سبب تلف کرائے تو حیدر آبادی شبہ کرنے والوں کو راہ راست پر مان لیا جائے گا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ یہ چیز کبھی سر میرزا سے سرزد نہیں ہوئی ہے۔ اس کی نسبت کوئی کیونکر شکایت کر سکتا ہے۔

رہا یہ امر کہ سر میرزا شیعہ ہیں تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسے ہی شیعہ ہیں جیسے سر علی امام تھے۔ اور ایسے ہی شیعہ ہیں جیسے سر اکبر حیدری تھے۔ اور ایسے ہی شیعہ ہیں جیسے نواب سالار جنگ تھے۔ کیا ان تینوں شیعہ وزیروں نے کبھی کسی شیعہ کی ناجائز پاسداری کی تھی؟۔

بیشک سر میرزا اسمٰعیل مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ اور ان کی پالیسی ریاستی پالیسی رہی ہے۔ نہ وہ مسلم لیگی ہیں نہ وہ کانگرسی ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ حیدر آباد کے جو غیر مسلم ان سے ہندو مفاد کی توقعات قائم کر رہے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو مسلمان ان کی ہندو پرستی اور شیعیت سے ڈر رہے ہیں۔ وہ بھی اپنی ریاست کی قدیمی روایات سے بے خبر ہیں۔

حیدر آباد میں ساڑھے چھ سو برس سے مسلمانوں کی حکومت ہے شروع کی بہمنی حکومت سنی تھی اور بعد کی سب حکومتیں شیعہ تھیں اور موجودہ آصف جاہی حکومت سنی ہے مگر تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی زمانے میں سوائے عارضی اور وقتی اختلافات کے حکومت کی پالیسی پر شیعہ سنی کے اختلاف نے کبھی اثر ڈالا ہو۔

بہر حال سر میرزا اسمٰعیل کو حیدر آباد کے باشندے مسلم لیگ اور کانگرس کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ اپنے ملک اور اپنے مالک کے اختیارات اور روایات کی نظر سے دیکھیں۔ اور چونکہ سر میرزا اسمٰعیل کو دو بڑی ریاستوں کی وزارت کا تجربہ ہو چکا ہے اس واسطے وہ اس بڑی سلطنت کی وزارت کے لئے موزوں ہیں۔ جہاں آبادی کی اکثریت غیر مسلم ہے اور وہی ایک ایسے شخص ہیں کہ حیدر آبادی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کو بیرونی انقلابات کے اثر سے بچا کر فلاح اور ترقی کی منزل تک لے جا سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک انچ بھی اس پالیسی سے ادھر اُدھر ہوں گے اور میں اُن کا قدم ڈگمگاتا ہوا دیکھوں گا تو میں غیر ملکی لوگوں میں پہلا شخص ہوں گا۔ جو سر میرزا کی مخالفت کے لئے میدان میں آجائے گا۔

میں نہیں جانتا اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سر میرزا کی وزارت کی نسبت کیا پالیسی ہے کیونکہ انہوں نے کبھی اس کا ذکر مجھ سے نہیں کیا۔

ہندو ریاستوں کی بے عقلی

عموماً تمام ہندو ریاستوں نے ہندو مہا سبھا کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اور اپنی ذاتی قوت کو فراموش کر دیا ہے۔ اگر وہ منو جی کے دھرم شاستر کے اصول سے آگاہ ہوتے تو

اُس پارٹی کے حلقہ بگوش نہ بنتے جس کے لیڈر چھتری نہیں ہیں۔ سب برہمن اور بنیے ہیں۔ اور جن کا ملک میں کوئی اثر نہیں ہے۔ اور جو چھتریوں اور ریاستوں کی سیاست سے بالکل ناواقف ہیں۔

سکھ ریاستیں بھی اکالیوں کے اثر میں آگئیں ہیں۔ یہ بھی غلطی اور بے عقلی ہے۔ کیونکہ اکالی بھی انگریزی طرز حکومت کو جانتے ہیں ریاستی روایات کو نہیں سمجھتے۔

مسلمان ریاستوں کو مشورہ

ہندو اور سکھ ریاستوں کی غلطی سے مسلمان ریاستوں کو سبق لینا چاہیئے۔ اور مسلم لیگ سے سیاسی تعلق قائم نہ کرنا چاہیئے۔

خاص کر حیدر آباد کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مسلم لیگ۔ کی کونسل اور ورکنگ کمیٹی کے ممبروں میں اور سکریٹری میں اور صدر میں ریاستوں کی روایات کو سمجھنے کی لیاقت نہیں ہے۔ ریاستوں کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ کانگریس اور ہندو مہاسبھا اور مسلم لیگ اور سکھ لیگ سب انگریزی علاقوں کی جماعتیں ہیں۔ اور ان میں ایک بھی واقف نہیں ہے کہ ریاستوں کا وجود کتنا ضروری ہے۔ اور ریاستیں ہندوستان کے قدیمی طرز حکومت کی یادگار ہیں۔

نواب صاحب بھوپال نے جو معاملہ انگریزوں سے طے کیا ہے میں اس سے واقف نہیں ہوں لیکن باوجود ناواقفیت کے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ریاستوں کا انگریزی علاقوں سے وابستہ کرنا تباہی اور بربادی کا راستہ کھولنا ہے۔ اور اس راستے کے ذریعے ریاستوں کو تباہ کرنے والے جراثیم پہونچ سکتے ہیں۔

پنڈت کاک کی ذلت

کشمیر کے وزیراعظم پنڈت کاک نے بمبئی جا کر اور کانگریس کے لیڈروں کی خوشامد کر کے تجربہ کر لیا کہ وہ خود بھی ذلیل ہوئے اور اپنی حکومت کو بھی ذلیل کیا۔ اور ان کو تجربہ ہو گیا کہ ہندو مہاسبھا پر بھروسہ کرنا کتنا غلط تھا اور مسلمان رعایا پر ظلم کرنا کس قدر خطرناک تھا۔

مسٹر جناح کا وعدہ

تازہ سفر حیدر آباد کے موقع پر مسٹر جناح نے حیدر آباد کے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ انگریزی علاقے کے مسلمان اخوت اسلامی کے سبب حیدر آباد کے مسلمانوں کی امداد کے لئے ہر وقت آمادہ رہیں گے۔

میں مسٹر جناح کے اس وعدے کی اس لئے تعریف کرتا ہوں کہ یہ وعدہ نئے زمانے کے سیاسی وعدوں کی طرح بناوٹی اور ظاہرداری کا نہیں ہے بلکہ حقیقی اور اصلی وعدہ ہے۔ اور انھوں نے خیالوں اور ارادوں سے چھپی ہوئی اور ہٹی ہوئی اخوت اسلامی کو یاد دلا کر سچا مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ مگر میں اُن کی تعریف اور شکرگزاری کے ساتھ ہی حیدر آباد کے مسلمانوں کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ وہ مسٹر جناح کے اس وعدے کے شکرگزار تو ہوں مگر اس وعدے سے اپنی خودداری اور اپنے ذاتی انتظامات سے غافل نہ ہو جائیں کیونکہ اس وقت مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے سامنے اتنے بڑے بڑے کام موجود ہیں۔ کہ وہ حیدر آباد سے آتے ہی ان میں مصروف ہو جائینگے۔ اور اگر حیدر آباد میں کوئی فوری انقلابی تحریک شروع ہوئی جس کے قوی آثار موجود ہیں تو مسٹر جناح اپنی مشغولی اور مصروفیت کے سبب کوئی مدد حیدر آباد والوں کی نہ کر سکیں گے۔

آریہ سماجی ایجی ٹیشن اور جتھا بازی کے وقت تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں مسلم لیگ کی تحریک کے بغیر محض اخوت اسلامی کے سبب حیدر آباد کی امداد کا ایک گہرا احساس پیدا ہو گیا تھا اور اب بھی اگر کوئی انقلابی تحریک مسلمانوں کے مخالفین نے حیدر آباد میں شروع کی تو انگریزی علاقے والے مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے پڑوسی بیرونی مسلمان بھی حیدر آباد کے مسلمانوں کی امداد سے غافل نہیں رہیں گے۔ تاہم میں اصرار کے ساتھ کہتا ہوں کہ حیدر آباد کے مسلمان اور حیدر آباد کی حکومت نہ مسلمانوں کی امداد کے خیال میں رہے نہ انگریزوں کی امداد پر بھروسہ کرے اُس کو جو کچھ کرنا ہوگا خود ہی کرنا ہوگا ساڑھے چھ سو برس سے آج تک حیدر آباد کی حکومتوں کو آجکل سے بہت زیادہ بڑے بڑے نازک موقعے پیش آئے ہیں۔ مگر انھوں نے کبھی باہر کی امداد کی طرف نہیں دیکھا خود اپنی قوت بازو سے مخالفوں کا مقابلہ کیا۔ بہمنی حکومت کے ایک بادشاہ کے زمانے میں وجیانگر کا راجہ ۹ لاکھ فوج لے کر آیا۔ اور بہمنی سلطان نے اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو لیکر ۹ لاکھ فوج کو شکست دی جو اُس وقت کی سب تاریخوں میں موجود ہے۔

پس حیدر آباد کی مسلمانوں کو جو کچھ کرنا ہے خود ہی کرنا ہے۔ بشرطیکہ ان کو سنیما دیکھنے اور جاگیروں کی مقدمہ بازی کرنے سے فرصت ملے۔

انجمن اتحاد المسلمین کے اراکین کو چاہیئے کہ وہ اپنے دستور العمل پر دوبارہ غور کریں تاکہ ان کے دستور العمل میں ایسی رواداری کی گنجائش بھی نکل سکیں جو حیدر آباد کے ہندوؤں اور سکھوں اور پارسیوں اور عیسائیوں کو متحد کرنے میں کارگر ہو جائیں۔

دِلّی کا ایک چراغ گل ہو گیا

آج ۱۴ رشعبان ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۴ رجولائی ۱۹۴۶ء اتوار کے دن دہلی کا ایک چراغ گل ہو گیا

مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے دہلی کے اُن علمی نوجوانوں میں تھے جن کو واجبی طور پر دہلی کا ایک روشن چراغ کہا جا سکتا ہے۔ وہ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بی اے۔ بانی اُردو مجلس دہلی کے قریبی رشتے کے بھائی ہوتے تھے۔ اور یہ دونوں بھائی دہلی کی ادبی اور علمی زندگی کے روح رواں تھے۔ مسٹر فصیح الدین احمد مرحوم کے والد کا انتقال جنوری ۱۹۴۶ء میں ہوا تھا۔ اور وہ میرے مکان توکل منزل کی غربی دیوار کے نیچے دفن ہوئے تھے۔ اُس وقت میں حیدرآباد میں تھا۔ مسٹر فصیح الدین احمد کی صحت بہت اچھی تھی۔ سانولا رنگ تھا۔ لمبا قد تھا۔ چوڑا سینہ تھا۔ گول چہرہ تھا۔ بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں تھیں۔ ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ آواز بلند اور گرجدار تھی۔ عمر اٹھائیس برس کی تھی مگر پچیس برس کے معلوم ہوتے تھے۔ نہایت متین اور سنجیدہ اور نئی روشنی اور پرانی روشنی کی خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ سالہا سال سے ہارڈنگ لائبریری دہلی کے آنریری سکرٹری تھے اور اپنے فرض کو نہایت خوبی اور عمدگی سے انجام دیتے تھے۔ بیت ایک بجے اُن کے مکان گلی شفیق دالان سے جنازہ اُٹھا، محلے کی مسجد میں آئی اور وہاں نماز ہوئی۔ پھر ۲ بجے دہلی کے حیلی (؟) کے شرق میں خود اُن کی بنوائی ہوئی قبر میں دفن کیا گیا۔ شاہزادے مرزا خیر الدین خورشید جاہ اور نواب خواجہ عبد المجید صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور ملا واحدی صاحب وغیرہ بہت سے عمائد قبر تک ساتھ آئے تھے۔ میں بھی مٹی دینے گیا تھا۔ مرحوم نے اعلیٰ درجے کا ایک ادبی رسالہ "ادیب" بھی دہلی سے جاری کیا تھا۔ جو بہت مقبول ہو چلا جاتا تھا۔ اور ابھی حال میں ایک انگریزی رسالہ بھی انھوں نے جاری کیا تھا۔ جس کا نام نیولائٹ ہے۔ مسٹر ایونز سابق ڈپٹی کمشنر دہلی کے زمانے میں مرحوم نے ایک ادبی سوسائٹی ہارڈنگ لائبریری میں قائم کی تھی۔ جہاں ہر مہینے میں دن جلسے ہوتے تھے۔ اور مشاہیر دہلی ہندو مسلمان وہاں آکر مضامین پڑھتے تھے۔ چنانچہ ۱۳ رجولائی کی شام کو بھی اُن کی سوسائٹی کا جلسہ ہونے والا تھا۔ مگر میں اس خیال سے اس جلسے میں نہ گیا کہ اُنھوں نے کوئی تحریری اطلاع نہیں بھیجی تھی حالانکہ وہ اطلاع بھیجنے کے بڑے پابند تھے۔

رات تین بجے اُن کو بند ہیضہ ہوا۔ صبح سات بجے انتقال ہو گیا۔ یعنی کچھ زیادہ دیر تک بیماری کی تکلیف نہیں اُٹھائی۔ مرحوم نے بہت چھوٹے چھوٹے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ اُن کی بوڑھی والدہ کا غم دیکھنا مشکل ہے کیونکہ فصیح الدین اُن کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مرحوم نے اپنے بھائی نواب خواجہ محمد شفیع صاحب کی طرح دہلی کے علمی جلسوں میں جان ڈال دی تھی۔ اور جب کسی مشہور آدمی کے مرنے کی خبر آتی تھی۔ وہ فوراً لائبریری میں ماتمی جلسہ کر دیتے تھے۔ جب مجھے اُن کی یہ باتیں یاد آتی ہیں تو دل پاش پاش ہونے لگتا ہے۔

مرحوم کے رسالے ادیب کی ایڈیٹری میں ملا محمد واحدی صاحب بھی شریک تھے۔ اور ان دونوں نے ادیب کو اعلیٰ درجے کا ادبی پرچہ بنا دیا تھا۔

ہندو دوست کی وفاداری } ان کے ایک برہمن دوست پنڈت گوپال کرشن ایم اے بھی میت کے ساتھ قبر تک آئے تھے اور عبد المالک صاحب علمی نظامی ایڈیٹر اخبار سحر دہلی اور اُن کے شاگرد مسٹر جمال احمد ۔۔۔ بھی دفن کی رسم میں شریک ہوئے تھے۔

اُردو ورک

عورت اور جدید معاشرت
از آغا حیدر مرزا صاحب دہلوی

دہلوی کے منتخب افسانوں کا مجموعہ صفحات ۲۱۶ مجلد قیمت دو روپے چار آنے پبلشر رتن اینڈ کو۔ دریبہ کلاں دہلی۔ یہ کتاب بنتِ دوستاں کی بہتی ہوئی عریانی کے نام منسوب کی گئی ہے۔

میں اردو زبان کی ترقی کا حامی ہوں۔ مگر ایسی عبارتوں کی کتابیں جو اُردو کی متانت اور سنجیدگی کے خلاف ہوں نامناسب اور ناجائز سمجھتا ہوں۔ لہٰذا نہ عریاں مضامین کے اخبارات کو پسند کرتا ہوں اور نہ عریاں مضامین کی کتابیں پسند کرنا چاہتا ہوں اور یہ کتاب بھی ایسی ہی ہے جس کی عبارت کو میں نے پسند نہیں کیا۔ تاہم دنیا کے نوجوانوں کی انشاپردازی کے شوق سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ خدا کرے یہ نوجوان مفید اور سنجیدہ کتابیں لکھنی شروع کریں۔

رسالہ مشہور دہلی کا افسانہ نمبر بابت ۱۹۴۶ء

بڑے سائز کے ۱۰۲ صفحات ہیں رنگین تصویریں بھی ہیں جن میں ایک مسلمان بادشاہ کو پانچ عورتوں کے سامنے شراب پیتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ جس کو میں نہایت نامناسب سمجھتا ہوں۔ میرا مضمون بھی اس میں چھپا ہے۔ میں نے اس کے دوسرے مضامین بھی پڑھ کر سُنے جن میں بعض اچھے اچھے مضمون ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ رسالہ مشہور دہلی۔

کہکشاں دہلی کا افسانہ نمبر بابت ۱۹۴۶ء

بڑا سائز صفحات ۲۰۴۔ فلمی عورتوں کی چھ رنگین تصویریں ہیں۔ اور پانچ سادہ تصویریں ہیں۔ میرا مضمون بھی اس میں شائع ہوا ہے افسانے بعض بہت اچھے ہیں۔ قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ رسالہ کہکشاں دہلی۔

انوار سحر دہلی کا خاص نمبر بابت ۱۹۴۶ء

صفحات ۱۲۱ بڑا سائز۔ فلمی عورتوں کی نو رنگین تصویریں ہیں۔ اور دس تصویریں سادہ ہیں۔ جن میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں۔ ایک تصویر محمد امین صاحب شرقپوری مضمون نگار انوار سحر کی ہے دوسری تصویر ارشاد بیگم صاحبہ چغتائی مضمون نگار کی ہے۔ باقی سب تصویریں فلمی ہیں ترتیب عمدہ ہے۔ مضامین بھی عمدہ ہیں۔ میری لکھی ہوئی شیخ چلی کی ڈائری بھی نقل کی گئی ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔ جو خوبیوں کے اعتبار سے کم معلوم ہوتی ہے۔ ملنے کا پتہ رسالہ انوار سحر دہلی۔

نشانِ منزل و فکرِ چمن
از مولانا سید الیاس صاحب رضوی اجمیری

صفحات نشان منزل کے ۱۰۴۔ اور فکر چمن کے ۳۶۔ زمانہ جنگ کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ حسب ذیل مضامین ہیں:۔ برطانیہ کی امداد مت کرو۔ گاندھی جی کو ستیہ گرہ کی دعوت۔ صوفیوں کا پُرامن جہاد۔ ہٹلر مر گیا۔ ہٹلر زندہ ہے۔ ستیہ آگرہ بالواسطہ ہٹلر کی اعانت ہے۔ گاندھی جی ہٹلر کے خلاف کیوں ستیہ آگرہ نہیں کرتے؟ ہٹلر پاکستانی یا مہا سبھائی؟ نئے نظام کا شیخ چلی۔ اہنسا نے تلوار سنبھالی حسن بن صباح اور ہٹلر۔ جنگ میدان جاپان۔ میاں شبراتی کی آتش بازی۔ الغرض اسی قسم کے بہت سے مضامین نظم و نثر جمع کئے گئے ہیں جو زمانہ جنگ میں سرکاری پروپیگنڈے کے لئے شائع ہوئے تھے۔ میں ان مضامین کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ البتہ ادبی لحاظ سے ان مضامین کی جدت اور طرز ادا کی خوبیاں اور عام فہم زبان قابل تعریف ہے۔ قیمت درج نہیں ہے عکسی تصویریں بھی ہیں۔ ملنے کا پتہ سید الیاس صاحب رضوی درگاہ بازار اجمیر شریف۔

تربیتِ عالم
از چودھری محمد عبدالرحمن صاحب صفحات ۲۴۶

دینی اور اصلاحی کتاب ہے۔ آیات و احادیث سے سند لی گئی ہے۔ قیمت دو روپے۔ اس کتاب میں ملنے کا پتہ درج نہیں ہے لیکن دوسری کتاب حقیقت عالم میں یہ پتہ درج ہے۔ چودھری محمد عبدالرحمن اسسٹنٹ سکریٹری ہز ہائی نس گورنمنٹ جموں کشمیر محلہ ریذیڈنسی جموں۔ کاغذ اچھا ہے۔ چھپائی میں کچھ خامیاں ہیں۔ کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔ بہت محنت اور خلوص سے لکھی گئی ہے۔

حقیقتِ عالم
از چودھری محمد عبدالرحمن صاحب صفحات ۱۱۔

یہ کتاب بھی مذہبی انداز کی ہے۔ مگر فلسفیانہ طرز سے لکھی گئی ہے۔ اور خاص اہمیت رکھتی ہے۔ قیمت بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ وہ جو تربیت عالم کا ہے۔

معروضہ } از جناب مولانا الیاس برنی صاحب چشتی قادری۔ صفحات ۴۴ لکھائی چھپائی کاغذ بہت عمدہ۔ مجھے آج تک معلوم نہ تھا کہ الیاس برنی صاحب چشتی قادری بھی ہیں۔ اور ذوق و شوق سے لبریز ایسی اچھی نظمیں بھی لکھ سکتے ہیں۔ میں نے اُن کے معروضے کو تمام و کمال کئی بار پڑھا۔ اور ہر بار نیا لطف آیا۔ میں اب تک برنی صاحب کو وہابی سمجھتا تھا۔ لیکن جب اُن کی نعتیں پڑھیں تو اُن میں یہ مصرع بھی دیکھا۔ ع
دست حق۔ دست محمد تھا تو کچھ بیجا نہ تھا۔
بلا قیمت مولانا الیاس برنی بیت السلام حیدرآباد دکن سے منگائیے۔

نرسری } از پروفیسر جی ایم ملک ایم ایس سی (ایگریکلچر) امریکہ۔ صفحات ۱۷۶۔ مجلد۔ قیمت ایک روپیہ۔ پودوں کا ذخیرہ لگانے کو نرسری کہتے ہیں۔ ملک غلام محمد صاحب نے اس کتاب میں تصویروں کے ذریعے نرسری کا علم جمع کیا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ باغبانی کا شوق رکھنے والے اس کو شوق سے پڑھیں۔ ملنے کا پتہ باغبانی بک ڈپو نمبر ۴۸ میکلوڈ روڈ لاہور۔

ترکاری } از پروفیسر جی ایم ملک یعنی ملک غلام محمد صاحب۔ صفحات ۲۰۰ سرورق رنگین۔ مضامین باتصویر۔ اس کتاب میں پچاس سے زیادہ ترکاریوں کی کاشت کے متعلق عملی ہدایات بہت آسان اور واضح طریق سے بیان کی گئی ہیں پروفیسر صاحب نے آٹھ برس تک امریکہ میں باغبانی کا فن سیکھا ہے۔ اور پنجاب کے ہونہار سپوت ثابت ہوئے ہیں۔ چونکہ فقراء سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور چالیس دن سے آجکل میرے ہاں درگاہ کے حجرے میں مقیم ہیں۔ اس واسطے میں نے اُن کو بستان الفقراء خطاب دیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ بہت کم ہے۔ باغبانی بک ڈپو نمبر ۴۸ میکلوڈ روڈ لاہور سے ملے گی۔

اصول باغبانی } از پروفیسر جی ایم ملک صفحات ۱۶۸۔ اس کے مضامین نام سے ظاہر ہیں۔ بہت مکمل اصول اُردو زبان میں باغبانی کی نسبت اس کتاب میں ہیں۔ قیمت ایک روپیہ پتہ مذکورہ بالا۔

سنگترہ اور اس کا گھرانہ } از پروفیسر جی ایم ملک صفحات ۱۷۶۔ اس کتاب میں سنگترے نارنگی مالٹے نیبو چکوترہ کھٹا وغیرہ کی کاشت کے نہایت مفید طریقے بتائے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ مذکورہ بالا۔

درختوں کے پیوند } از پروفیسر جی ایم ملک ایم ایس سی صفحات ۸۷ مضامین باتصویر۔ بیان بہت عام فہم اور نہایت دلچسپ۔ قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ مذکورہ بالا۔ یہ کتابیں وہ لوگ بھی پڑھیں جن کو ان کی ضرورت ہو۔ اور وہ لوگ بھی خریدیں جو کسی سلسلے کے مرید ہوں کیونکہ ایک محب الفقراء سائنس داں کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور ان سے قدرت کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔

انتخاب اُردو } از شمس العلماء مولوی عبدالرحمن صاحب دہلوی صفحات ۲۴۴ سائز ۲۰×۲۶/۸ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ مولانا سید فاضل مقبل صاحب دہلوی نے اس کو شائع کیا ہے۔ اور بورڈ آف ہائر سکنڈری ایجوکیشن صوبہ دہلی نے اس کو منظور کیا ہے۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ دفتر مولانا فاضل مقبل دہلوی کشمیری دروازہ دہلی حسب ذیل مضامین اس میں ہیں۔
از خواجہ حسن نظامی "دعائیہ دیباچہ" "عالم سکرات میں" اور "سیم لا" از سر تیج بہادر سپرو "اُردو۔ ہندی۔ ہندوستانی" از فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی "نئی اور پرانی تہذیب کی ٹکر" اور "شاہی زمانے میں پھول والوں کی سیر" از سر سید احمد خاں صاحب "سراب حیات" اور "گذرا ہوا زمانہ" اور سویلیزیشن یا تہذیب" اور "اپنی مدد آپ" از مولوی عبدالحق صاحب "مشاہیر یونان و روما" از پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار "لکھنؤ" اور "برسات کا موسم اور ایک نواب زادے کی سیر" از مولوی عبدالحلیم صاحب شرر "مٹیا برج کے حالات" اور "ایثار نفس" از مولوی شبلی نعمانی صاحب "سر سید مرحوم اور اُردو لٹریچر" از منشی پریم چند صاحب "نمک کا داروغہ" از علامہ راشد الخیری صاحب "طوفان حیات کا ایک ورق" از چکبست صاحب "اُردو شاعری" از مولانا حالی صاحب "زبان گویا" اور مرزا غالب کی اُردو نثر پر ریویو" از مرزا غالب مرحوم "خطوط غالب" از شمس العلماء ڈپٹی نذیر احمد صاحب "ریاست و دولت آباد" اور "کارخانہ قدرت" اور "سچ اور جھوٹ کا رزم نامہ" از مولانا آزاد دہلوی "جشن نوروزی" اور

"ظہیر الدین بابر بادشاہ"
اس کتاب میں مذکورہ مشر کے علاوہ میر۔ سودا۔ درد۔ ذوق۔ مومن۔ ظفر۔ غالب۔ اکبر۔ چکبست۔ حسرت۔ حسن۔ نسیم۔ حالی۔ اقبال۔ انشا۔ انیس۔ شوق۔ عزیز۔ قدر۔ محسن۔ کے منظوم کلام کا انتخاب بھی ہے۔ ہر نثر نگار اور شاعر کی نسبت ایک جامع نوٹ بھی دیا گیا ہے۔ یہ سب نوٹ بہت زیادہ قابل قدر ہیں۔ کیونکہ ان کی زبان بھی اعلےٰ درجے کی ہے۔ اور کم الفاظ میں بہت زیادہ معلومات ہے۔ یہ کتاب اسکولوں اور کالجوں سے زیادہ عوام و خواص کے لئے مفید ہے۔ اور لائبریریوں میں رکھنے کے قابل ہے۔

نفحات عبیری } از پروفیسر محبوب الٰہی
شرح غزلیات نظیری } صاحب۔ صفحات ۱۸۰۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ جلد بندھی ہوئی۔ قیمت چار روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ پروفیسر محبوب الٰہی اورنیٹل کالج فتحپوری دہلی۔ یہ کتاب بہت زیادہ قدر کے قابل ہے۔ نامور شاعر نظیری کے کلام کا اُردو ترجمہ بھی ہے۔ اور شرح بھی لکھی گئی ہے۔ ترجمے اور شرح کی زبان اچھی ہے۔ طرز تحریر کالجوں کے طلبا کے لئے مفید و سبق آموز ہے۔

میلاد النبیؐ اور بھیک مانگنے کا نیا طریقہ }
از مولانا محمد شمس الدین صدیقی وظیفہ یاب منصف حیدر آباد دکن صفحات ۷۰۔ دونوں رسالے ایک کتاب میں ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ بہت عمدہ ہے۔ مولانا باوجود کبر سنی جوانوں سے زیادہ تحریری کام میں مشغول رہتے ہیں۔ اور ابن قیم کے کثیر التعداد رسائل شائع کر چکے ہیں۔ قیمت درج نہیں ہے۔ ملنے کا پتہ شمس الاسلام پریس چھتہ بازار حیدر آباد دکن

نیر رخشاں } از سیدانی نیر جہاں شعاع بنت جناب حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق مرحوم صفحات ۱۶۔ اس رسالے میں دلی کی بیگمات کی دلوں میں گھر کرنے والی زبان میں مذہبی اور قومی اور سیاسی نظمیں شائع کی گئی ہیں۔ یہ سب سیدانی صاحبہ کی لکھی ہوئی ہیں۔ ایک نظم کا مقطع ہے ؎

تم بھی شعاع تو بیٹی آخر فراق کی ہو
کہدو کہ مادری ہے اُردو زبان ہماری

دوسری نظم کے چند اشعار یہ ہیں ؎

گراتی حسن کے شعلوں سے کیسی بجلیاں نکلیں
نئے فیشن کی اسکولوں سے لیکر ڈگریاں نکلیں
اندھیرے اور اجالے میں یہ کیوں اسر ننگیاں نکلیں
نہیں ہے سر دھرا کوئی یہ ٹھونٹھی مونڈیاں نکلیں
چلیں ٹی پارٹی پر یہ ہلاتی ساڑیاں نکلیں
بھگا کے مردوں کو گھر سے کیسی بیبیاں نکلیں

یہ چھوٹا سا رسالہ اس قابل ہے کہ نئے زمانے کی سب لڑکیاں اس کو روزانہ پڑھا کریں قیمت دو آنے۔ ملنے کا پتہ نیر جہاں صاحبہ شعاع بنت فراق دہلوی کوچہ چیلاں بارہ دری خواجہ میر درد مکان نمبر ۲۳۵۴ دہلی۔

رہنمائے حجاج } از حاجی شیخ محمد شریف صاحب پورہ نیکا شہر سیال کوٹ صفحات ۲۳۰ لکھائی چھپائی کاغذ اچھا۔ حج کا سفر کرنے والوں کے لئے مفید چیز ہے۔ مصنف سے بلا قیمت ملے گی۔

پردہ چاک } صفحات ۹۸۔ از ڈاکٹر عبد المجید خاں صاحب اجمیری اس کتاب میں درگاہ اجمیر شریف کی چھوٹی مسجد صندل خانہ کے پیش امام مولوی عبد الرحمٰن صاحب عرب کی تصنیف پر تنقید کی گئی ہے قیمت ۸؍ آنے۔ ملنے کا پتہ ڈاکٹر عبد المجید خاں صاحب۔ نصرت بلڈنگ۔ ڈگی بازار اجمیر شریف۔

شکنجہ } صفحات ۲۴۔ نوشتہ ظہور محمد خاں صاحب ایڈیٹر اخبار طوفان اجمیر شریف۔ اس رسالے میں بھی مولوی عبد الرحمٰن عرب کی کسی تصنیف پر تنقید کی گئی ہے۔ اس رسالے کے آخر میں ایک نظم بھی درج ہے جس سے نثر کا طرز تحریر ظاہر ہو سکتا ہے لکھا ہے ؎

اے عراقی اے عرب اے عبد رحمٰن موصلی
سچ بتا ہے کس مدرس کا تو شاگرد رشید؟
شیخ سید مولوی علامہ ایڈیٹر پیش امام
حافظ و قاری ادیب و فلسفی فرد فرید
بھر دئے ہیں تو نے اپنے تحفۂ مقبول میں
ایسے افسانے کہ جو ہیں عقل و عادت سے بعید
ہو رہی ہیں تجھ پہ تنقیدیں خدا کا شکر ہے
جملہ نقادوں کو اس کا اجر دے رب مجید

قیمت درج نہیں ہے ملنے کا پتہ دفتر اخبار طوفان اجمیر شریف۔

برجستہ جواب } از حاجی منشی جمشید خاں صاحب چشتی فریدی جمالی اجمیری صفحات ۲۴۔ اس رسالے میں بھی مولوی عبد الرحمٰن صاحب عرب کی نسبت اور اُن کے طرفداروں کی نسبت تنقید ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔

جواب شافی } از مولانا امین الدین خاں صاحب مفتون اجمیری صفحات ۴۴ سو رقی پر لکھا ہے۔ فتنہ پردازی کی انتہا کا جواب شافی یعنی بدلگام عراقی کے محب مشتاق دہلی والے حکیم محمد اسحٰق کے اخلاقی ہذیان کا

سالہا سال سے اجمیر شریف میں اشتہار بازی
اور پمفلٹ بازی ہو رہی ہے۔ میں نے اپنی
بقیہ عمر اجمیر شریف میں بسر کرنے اور وہیں
جاکر خاک میں مل جانے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر
جب آتش بازی کی یہ پھلجھڑیاں اور مہتابیاں
اور انار دیکھتا ہوں تو اجمیر شریف جانے
کا ارادہ ترک کر دینا ہی موزوں معلوم ہوتا ہے

رمضان میں پڑھیے عام فہم تفسیر

رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت
کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ مگر طوطے مینا
کی طرح قرآن شریف پڑھ لینا کافی نہیں
ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں
حکم دیا ہے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھا کرو۔ پس جو
لوگ عربی زبان نہیں جانتے وہ فرمان الٰہی کی
تعمیل اسی طرح کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید کا
ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھیں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے آج
سے بیس پچیس سال پہلے چھ سال کی لگاتار
محنت سے کئی علما کو شریک کر کے قرآن شریف
کا ترجمہ عام فہم تفسیر کے ساتھ شائع کیا تھا
پس اگر رمضان میں قرآن شریف کی تلاوت
اس عام فہم تفسیر میں کی جائے تو تلاوت
کا ثواب بھی ہوگا اور حکم الٰہی کی تعمیل بھی ہو جائیگی
کیونکہ ہر شخص قرآن شریف کا مطلب سمجھ
جائے گا۔ ہدیہ مجلد تیرہ روپے آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ

قوانین قرآن

چھوٹے سائز کی ۵۰۰ صفحات کی کتاب ہے رمضان شریف میں
یہ کتاب بھی پڑھی جائے تو بہت زیادہ مفید
ہوگی۔ مجلد ہے۔ ہدیہ تین روپے۔

دفتر اخبار منادی دہلی سے منگائیے

پاک دل مسلمان کی وفات

افسوسناک خبر آئی ہے کہ خان صاحب ڈاکٹر
عبدالحق صاحب ارون اسپتال دہلی کے
والد ماجد نے لاہور میں وفات پائی۔ یہ مرحوم
افغانستان کے شاہی خاندان سے تعلق
رکھتے تھے۔ اور درویش منش پاک دل مسلمان
تھے۔ اُن کی ساری زندگی سچے مسلمانوں کی
سی زندگی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت
فرمائے۔ اور پس ماندوں کو صبر دے۔

مولانا حالی کے صاحبزادے کی وفات

یہ خبر بھی تمام ہندوستان میں غم و اندوہ سے
سنی جائے گی کہ شاعر قوم حضرت مولانا خواجہ
الطاف حسین حالی مرحوم کے فرزند خواجہ
سجاد حسین صاحب نے گذشتہ جمعہ کو وفات
پائی۔ وفات کے وقت اُن کی عمر پچاسی سال
کی تھی۔ اُنھوں نے پانی پت میں حالی اسکول
قائم کر کے اپنے نامور باپ کا سپوت بیٹا
ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ اور ہز ہائی نس نواب
صاحب بھوپال اسکول مذکور کے ایک جلسے
کی صدارت کرنے کے لئے پانی پت میں تشریف
لائے تھے۔ خواجہ سجاد حسین کا انتقال ساری
قوم کے لئے الم ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی
مغفرت فرمائے۔ اور پس ماندوں کو صبر دے۔

ایک نظامی کی خانہ ویرانی

سہارن پور والے شیخ عبداللہ شہودی نظامی
کے فرزند عبدالرشید نظامی کی اہلیہ نے دہلی میں
انتقال کیا۔ میں سب نظامیوں کی طرف سے
مرحومہ کے شوہر عبدالرشید نظامی اور اُن کے
والد شیخ عبداللہ شہودی نظامی سے ماتم پرسی
کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
مرحومہ کو آغوش رحمت میں جگہ عطا [?] فرمائے اور پس
ماندوں کو صبر دے۔

ہڑتالی اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مارتے ہیں

مجھے ڈاک خانے کے نوکروں سے پوری ہمدردی
ہے کیونکہ اُن کی محنت زیادہ ہے اور اُجرت کم
ہے۔ مگر پنچ نے جو فیصلہ اُن کی شکایات دور
کرنے کے لئے کیا ہے میرے خیال میں وہ ٹھیک
فیصلہ ہے۔ اب ہڑتال کے لیڈروں کو قید
کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ خلق خدا کو ہڑتال
سے بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور اب عام
و خاص یہ کہہ رہے ہیں کہ ہڑتال کے لیڈر
روسی ایجنٹ ہیں جن کو ہندوستانی رعایا سے
کچھ ہمدردی نہیں ہے بلکہ انگریزی حکومت کو
پریشان کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے نہ روس سے کوئی عناد ہے نہ انگریزوں
سے کوئی عشق ہے۔ میں تو ان دونوں کو
ایک تھیلی کا چٹا بٹا سمجھتا ہوں لیکن اب
مجھے یقین ہو گیا ہے کہ پنچ فیصلہ واجبی ہے
اور ہڑتالیوں نے یہ فیصلہ نہ مانا تو زیادہ
خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں گے۔ اور
گورنمنٹ دوسرے آدمی رکھ لیگی تو ہڑتالیوں
کی روزی تباہ ہو جائے گی۔

پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار ولبھ بھائی پٹیل اور مسٹر [?]
اور مولانا ابوالکلام آزاد ہڑتالیوں اور سرکار میں فیصلہ
کرانا چاہتے ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اس کوشش میں
کامیاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان تحریکوں میں روس کا ہاتھ
چھپا ہوا ہے۔ اور ہڑتال کرنے والے بھی دور اندیشی
سے کام لیں اور روس کی کمیونسٹ پارٹی کے ہاتھوں کا
کھلونا بننا چھوڑ دیں گے تو مصیبت سے نجات ملے گی ورنہ ان
سب کو بہت زیادہ نقصان پہنچ جائیگا۔ اس ہڑتال
ختم کر دینی چاہیئے۔ اور دوسری کوئی ہڑتال شروع نہ کرنی چاہیئے۔ حسن نظامی دہلوی ۲۶ رجولائی ۱۹۴۶ء

شبِ برات کی دُعا

۱۴ رشعبان ۱۳۶۵ھ ۱۴ر جولائی ۱۹۴۶ع اتوار کا دن ختم ہوا۔ اور رات کا آدھا حصہ گذر گیا۔ تو میں نے اپنے مکان حسین خلانے کے، برآمدے میں۔ اپنے اسلامی عقیدے کے بموجب ایک تصور کیا۔ اور اس تصور میں مجھ کو ایسا محسوس ہوا کہ میرے خدا کا تخت آسمان زمین کے بیچ میں معلق ہے۔ اور اتنا قریب ہے کہ میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدا کے تخت کے چاروں طرف بے شمار آدمی صف بندی کئے ادب سے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ مگر سب چپ ہیں۔ اور میرا خدا میری طرف دیکھ رہا ہے۔

کچھ دیر میں نے یہ منظر دیکھا۔ اور پھر بے اختیار میری زبان سے نکلا۔

یَا اَللّٰہُ - یَا عَلِیُّ - یَا عَظِیْمُ - یَا حَلِیْمُ - یَا رَحْمٰنُ - یَا کَرِیْمُ۔ تو ہی میرا رب ہے۔ اور بہت اچھا رب ہے، تو ہی میرا کارساز ہے۔ اور بہت اچھا کارساز ہے۔ آج کی رات تو اس دنیا میں آنے والے ایک سال کے فیصلے کرے گا۔ ہر مخلوق کے دکھ سکھ اور ہر انسان کے اچھے بُرے کام۔ اور ہر عورت مرد اور بچے کی موت و حیات صحت۔ سلامتی خوش حالی اور خوش دلی کے حکم اور فرمان جاری فرمائیگا اور تیرے جو بندے بیدار ہونگے۔ اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے ہوں گے اُن کی دعائیں قبول کریگا۔ ان کی گود کو سب مانگی ہوئی مرادوں سے بھر دے گا۔

میں بھی کروروں بندوں میں ایک بہت ادنےٰ۔ اور بہت معمولی۔ اور بہت بے حقیقت بندہ ہوں۔ اور تجھ سے تجھ کو ہی مانگتا ہوں۔ تیری بے نیازی چاہتا ہوں ایسی بے نیازی کہ میرے دل میں خود پسندی اور خود نمائی اور خود غرضی باقی نہ رہے۔ روپے کی عزت کی۔ شہرت کی۔ خواہش۔ میرے دل سے دُور ہو جائے۔ اور میری زندگی کا ہر سانس تیرے دوسرے بندوں کی خدمت اور بھلائی کی چاہت میں خرچ ہونے لگے۔

سب سے پہلے میں اس سال کے لئے اپنی صحت و سلامتی تجھ سے چاہتا ہوں۔ اور اس عورت کی بھی صحت و سلامتی چاہتا ہوں جو میرے قریب جانماز بچھائے تیری عبادت کر رہی ہے۔ اور اس کی اولاد در اولاد کی بھی صحت و سلامتی چاہتا ہوں۔ میرے اللہ نے میرے تصور کی یہ دُعا سنتے ہی عربی زبان میں فرمایا۔ اَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی - وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ - فَتَرْضٰی - تیرا آخری وقت تیرے ابتدائی وقت سے اچھا ہو جائیگا۔ اور بہت جلد تیرا رب تجھ کو وہ دے گا۔ کہ تو خوش ہو جائے گا۔

میں نے اپنے رب کی آواز سُنی تو میں نے اپنے مولیٰ کو سجدہ کیا۔ بہت لمبا سجدہ۔ اور سجدے میں کہنا شروع کیا۔ تیرا وعدہ سچا ہے میری تقدیر کے سب بُرے نوشتے بدل دے۔ تو مجھے دُنیا میں جب تک زندہ رکھے اپنی ذات کے سوا کسی مخلوق کا محتاج نہ بنا۔

میرے رب نے میری یہ دُعا سُن کر فرمایا۔ "اے نفس مطمئن! اپنے رب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو۔ خوشی خوشی۔ میرے بندوں کی صف میں آجا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ پھر مانگنا شروع کر۔ اور میری دین کا تماشا دیکھتا جا۔ تو کہتا چلا جا۔ میں دیتا چلا جاؤں گا۔ عقل کی موافق بھی دوں گا۔ اور عقل کے خلاف بھی دوں گا۔ جب میں نے اپنے خالق اور اپنے مالک کی یہ آواز سُنی۔ اور اتنے بڑے انعام کا وعدہ میرے تصور کے کان میں آیا تو میں نے سجدے ہی میں سر رکھے ہوئے عرض کیا میں تیری ربانی نعمتوں اور عطیات کے وعدوں کا شکر ادا کر کے اُن کے نام پیش کرتا ہوں جن کی سلامتی و خوش دلی و خوش حالی اپنی طرح چاہتا ہوں ارشاد ہوا پیش کر۔ ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ اور آج کی رات تو جس کا نام لے گا۔ اس کو ہم اتنا ہی دیں گے اور وہ سب کچھ دیں گے جو تجھ کو دیا ہے۔ اور دینا چاہا ہے۔

تب میری زبان پر یہ نام آنے شروع ہوئے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ آمین

اہل بیت } خواجہ بانو	حسین - علی۔ زید - ابوطالب	مہدی - حور بانو روح - حیا بانو۔	کوثر بانو - دل آرا بانو۔ علی بانو۔ سلمان نعمان	امان - قدسیہ - ولی محمد طاہرہ قرۃ العین - فریدہ

اہل بیت اسکولوں کے لئے قرآن و حدیث کے فرمان کتاب کے ساتھ آسان قاعدہ قرآن اور کتاب اُردو سبق بھی شامل ہے۔

بندوحم۔ نوحم۔ نثار علی۔ عبدالسلام۔ ایچ بی۔ ہمت المتین۔ شاہ بانو۔ صادق۔ عابد۔ شاہد۔ صادقہ۔ عارفہ۔ کاملہ۔ ساجدہ۔ ... بانو بیگم۔ یوسف۔ ذکی حسن۔ بشیر۔ مجی عبدالسمیع۔ ... موسیٰ۔ داؤد۔ سید خواجہ۔ شہربانو بخشی بانو گلستان۔

حیدرآباد دکن

نواب غازی یار جنگ۔ نواب دوست محمد خاں صاحب۔ مولوی محمد کریم اللہ صاحب۔ آصف النسا بیگم صاحبہ۔ عبدالرب صاحب جاگیردار۔ نواب دین یار جنگ کوتوال بلدہ۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی۔ محمد عبدالعزیز خاں صاحب۔ محمد عبدالظہور صاحب گتہ دار۔ مولوی محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی۔ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب۔ نواب محمد ماندور خاں صاحب۔ بابو محمد نورالدین صاحب قریشی۔ نواب نذیر نواز جنگ۔ حکیم خسرو شاہ نظامی۔ سید فیض الحسن صاحب۔ بشیر النسا چمن آرا بیگم صاحبہ۔ مرزا ضامن علی صاحب۔ محمد اسحٰق صاحب خالدی۔ مولوی سید شاہ منصور صاحب قادری۔ محمد ریاض الدین۔ کاکی شاہ نظامی۔ سید عظمت اللہ صاحب دوم تعلقہ دار۔ مسٹر رحیم بخش خاں صاحب۔ محمد فخرالدین خاں نظامی۔ محمد انعام الحق صاحب۔ نواب حسن یار جنگ۔ ڈاکٹر سعید یار جنگ۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب۔ نواب سردار یار خاں نظامی جاگیردار۔ سید فضل محمد صاحب۔ مسعود علی صاحب۔ مولانا محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی۔ نجم... حسین صاحب جنرل فنانس۔ میر قربان علی صاحب سشن جج۔ محتشم بانو صاحبہ بنت نواب غوث یار جنگ۔ بیگم صاحبہ مولوی محمد حفیظ الدین خاں صاحب ... لوی

عبدالکریم صاحب۔ نواب خواجہ اسعد اللہ خاں صاحب۔ مولوی مسعود علی صاحب محی بی اے۔ پُتلی بیگم نظامی۔ علی عطوفہ صاحب عرب۔ پروفیسر محمد عبدالرحمٰن خاں صاحب۔ مولوی خواجہ بہارالدین صاحب۔ مسز احمد صاحبہ۔ محمد مصلح الدین صاحب۔ محمد نصیرالدین صاحب تعلقہ دار۔ حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی۔ مولوی محمد ... دار خاں صاحب۔ محمد افضل نظامی۔ مولوی عظیم الدین احمد صاحب۔ سعید بانو نظامی۔ مولوی محمد بیگ صاحب۔ وزارت النسا بیگم نظامی۔ سید فخر حسین نظامی۔ عابد حسین نظامی۔ کفایت اللہ نظامی۔ شاہ امید قادری نظامی۔ حسینی بانو صاحبہ۔ عائشہ بانو بیگم نظامی۔ نواب محمد حیدر علی خاں صاحب جاگیردار۔ ڈی این رحمت اللہ صاحب۔ شاہ محمد وجہ اللہ صاحب حسینی اسراری۔ محمد فیض المبین صاحب۔ مبشر احمد صاحب۔ بیگم صاحبہ نواب لیٰسین علی بیگ صاحب۔ محمد قاسم نظامی۔ حسن لطیف صاحب چیف انجینیر۔ مولوی احمد علی صاحب ... مولوی محمد بدرالدین نظامی۔ محمد حسین صاحب تاجر شیرینی۔ سید شاہ لاڈلے حسینی صاحب۔ نواب محمد نجیب الدین خاں صاحب۔ نواب قطب الدین خاں صاحب۔ نواب میر سلیمان علی خاں صاحب جاگیردار۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب ... سید محی الدین صاحب زور۔ حافظ محمد حامد صاحب صدیقی کلکٹر۔ مولوی غلام محمود علی صاحب۔ سید ناصر حسین صاحب منصف۔ صادق الیقین نظامی۔ نام دار النسا بیگم صاحبہ۔ بادشاہ بیگم نظامی۔ عبدالغفور کامل الیقین نظامی۔ محمد وزیرالدین صاحب صیغہ دار۔ غلام محمد خاں صاحب جاگیردار۔ مولوی تہورالدین صاحب۔ مولوی حمیدالدین محمود صاحب ناظم بلدیہ۔

نجمہ قادر نواز جنگ۔ سید محمد ابراہیم صاحب۔ مولوی میر محبوب علی صاحب۔ مولوی سید امام الدین صاحب۔ خواجہ معین الدین صاحب۔ حاجی عبدالمجید خاں صاحب گتہ دار۔ سلیم ایم اے۔ رحمٰن صاحب۔ مرزا اعجاز علی بیگ صاحب۔ نواب اکبر نواز جنگ۔ بیگم مرید محمد صاحب انصاری۔ محمد عبدالغفور نظامی ... احسان احمد صاحب۔ شیخ امام نظامی۔ حسین بن محسن صاحب این جنگلات۔ محمد علی خاں صاحب جاگیردار۔ سکینہ بیگم صاحبہ۔ مسز احمد سلطان صاحب۔ سعید الرحمٰن صاحب قدوائی۔ مولوی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی۔ محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی۔ مولوی محمد جلیل خاں صاحب۔ مولوی نصیرالدین صاحب ... نظامی۔ مولوی حاجی قیام الدین صاحب ... دار۔ بیگم ... نواب لیاقت جنگ۔ مرزا ناظر الدین صاحب۔ تمیم رزی بی اے۔ مولوی قطب الدین صاحب اول تعلقہ دار۔ حاجی عبداللہ بن احمد صاحب۔ محمد عبدالعزیز صاحب حیدری۔ امیر بیگم صاحبہ۔ مولوی باقر محی الدین صاحب۔ مولوی عنایت الرحمٰن خاں صاحب امام غوری صاحب۔ حافظ محمد عبدالسبحان صاحب۔ سید منظور حسن صاحب۔ محمد دستگیر خاں صاحب جاگیردار۔ محبوب بیگم محمودہ صاحبہ ایم اے۔ مولوی سید احمد صاحب رضوی۔ نواب مصاحب جنگ۔ مولانا عینی شاہ نظامی۔ مولوی غلام یزدانی صاحب ایم اے۔ نواب سالار جنگ۔ نواب زین یار جنگ۔ نواب علی یاور جنگ۔ نواب مہدی نواز جنگ۔ جی۔ ایم۔ خاں صاحب۔ مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی۔ مولوی فیاض الدین نظامی۔ غوث محمد نظامی کمشنر اکسائز۔ نواب علی نواز جنگ۔ نواب ظہیر یار جنگ۔ مولوی مستان علی نظامی گتہ دار ... سید مبارز الدین صاحب رفعت ایم اے۔ سید عبدالرزاق صاحب دوا خانہ ...

ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادہ اعظم جاہ بہادر۔ سید سعید نظامی۔ مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب۔ حضرت مولانا سید صابر حسینی صاحب۔ مولوی مشتاق احمد خاں صاحب۔ مولوی عبدالحفیظ صاحب۔ مولوی حبیب الرحمٰن خاں صاحب۔ فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب۔ نواب ہوش یار جنگ۔ مولوی حاجی میر فیروز علی نظامی مولوی احمد علی صاحب کنگ [illegible] حبیب خاں صاحب سگرٹ فیکٹری۔ حاجی سید یوسف صاحب نعت خواں۔ ملکیت بیگم نظامی۔ خوش اقبال شاہ نظامی۔ شیخ داؤد نظامی۔ محبوب بانو نظامی۔ مولانا سید ولی اللہ حسینی۔ مولانا سید نور اللہ حسینی۔ مولوی میر حسین علی صاحب۔ مولوی خلیل الزماں صاحب۔

بیگم صاحبہ نواب میر سلیمان علی خاں مرحوم۔ نواب احمد نواز جنگ۔ نواب معین نواز جنگ۔ بیگم صاحبہ نواب ولی الدولہ۔ اہلیہ مولوی امیر الدین نظامی۔ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب۔ قاری فخر الدین صاحب عبدالقادر نظامی ناندیڑ

ریاستیں

حکیم عزیز الغنی صاحب جاورہ۔ حاجی محمد جان صاحب بہاول پور۔ فضل الرب صاحب قریشی۔ بہاول پور۔ زور آور خاں نظامی۔ راجکوٹ۔ سید تاج پیراں نظامی معین الوزارت۔ میسور۔ شاہزادہ قدسی صاحب بھوپال۔ ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر۔ جاورہ۔ سید وجیہ الدین صاحب بنگلور سٹی۔ آغا محمد سعدی خاں صاحب چغتائی چترال۔ ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر چترال۔ محترمہ دولہن بیگم صاحبہ جاورہ۔ پروفیسر شیخ چاند میاں نظامی۔ راجکوٹ۔ سید احمد نظامی بمبئی۔

سید معین الدین صاحب دیوان۔ دتیا۔ مہتر جی اسفند یار خاں صاحب چترال خان بہادر حاجی کنور محمد حمید اللہ خاں صاحب رامپور۔ محسن علی صاحب بھوپال۔ محمد حنیف صاحب۔ جودھ پور۔ بڑی بیگم صاحبہ پالن پور۔ حکیم نثار احمد نظامی جودھ پور۔ مظفر احمد حاجی گوہر علی کلیم صاحب بڑودہ۔ محمودہ بیگم صاحبہ صدیقیہ۔ آمود۔ عبدالحمید نظامی بھوپال۔ منشی جمیل رضا خاں صاحب تحصیلدار رام پور۔ کے محمد احمد صاحب۔ میسور سٹی۔ ہمشیرہ صاحبہ یوسف یار خاں صاحب۔ گوالیار۔ سراج الدین صاحب قریشی، ہاشمی [illegible] بڑودہ۔ محمد دستگیر نظامی۔ بنگلور۔ آغا محمد اکرم خاں صاحب بی اے۔ بہاول پور۔ شیخ محمد شہیر صاحب جہانگیر آباد۔ میاں احمد خاں صاحب لوہانی۔ پالن پور۔ عبدالرحمٰن صاحب گنائی۔ کشمیر۔ یوسف صاحب قریشی۔ جام نگر۔ شاہزادہ محمد حسام الملک صاحب گورنر دروش۔ چترال۔ شاہزادہ دل آرام خاں صاحب وزیر اعظم۔ چترال۔ شاہزادہ محمد شہاب الدین خاں صاحب۔ چترال۔ منشی میر باز خاں صاحب عباسی کشمیر۔ ہمشیرہ عبدالرحمٰن خاں صاحب۔ ہوتی مردان۔ سید محمد حسین صاحب چشتی قادری [illegible] والے پیر بہاول پور۔ علی گوہر خاں صاحب ایم ایل اے۔ امبہ۔ پنڈت نگندر موہن پرشاد نظامی۔ جے پور۔ غلام رسول نظامی جموں۔ سید عادل شاہ صاحب۔ کپور تھلہ۔ عبدالجبار خاں صاحب۔ رام پور۔ سید مقصود علی شاہ نظامی [illegible] پٹیالہ۔ غلام حسین غلام محی الدین صاحب [illegible] فتح محمد نظامی۔ نابھہ۔ الیس قاسم علی صاحب۔ جے پور۔ نیاز احمد خاں صاحب

جاورہ۔ لیڈی صاحبہ سر میرزا اسمٰعیل بنگلور۔ رائے بہادر پنڈت امر ناتھ صاحب اٹل وزیر تعلیم جے پور۔ خان بہادر ہمایوں مرزا صاحب جج چیف کورٹ۔ جے پور۔ خان صاحب ایم الطاف احمد صاحب خیری۔ جے پور۔ نواب محمد حیات علی خاں صاحب ممتاز الدولہ جے پور۔ عظیم الدین خاں صاحب جے پور۔ مسٹر پی این کاٹجو جے پور۔ ایس کے زیدی صاحب جے پور۔ حاجی اکرام حسین خاں صاحب۔ جے پور۔ احترام الدین صاحب شاغل۔ جے پور۔ حامد حسین صاحب سکریٹری محکمہ خاص جے پور۔ عبدالکریم [illegible] احمد صاحب اودے پور۔ نواب حاجی محمد خاں صاحب شاہوانی ادبی ای [illegible] حاجی عبدالکریم حاجی ابا نظامی۔ جیت پور۔ حضرت محبوب شاہ صاحب قادری گوالیار۔ سید محمد شاہ نظامی۔ بہاول پور۔ ہر ہائی نس بیگم صاحبہ مانگرول۔ امیر حمزہ خاں صاحب رئیس بہاول پور۔ کیپٹن خان محمد خاں صاحب۔ پونچھ۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب چشتی نظامی۔ جموں توی۔ خواجہ عبدالرشید نظامی۔ جموں توی۔ سردار [illegible] سنگھ نظامی فرید کوٹ۔ پروفیسر سیف الدین صاحب کشمیر۔ آغا غفار شہری صاحب کشمیر مولوی غلام احمد صاحب خطیب۔ جموں۔ محمد خلیل الحق صاحب مجسٹریٹ ریاست لسبتر عبدالصمد خاں نظامی۔ [illegible] غلام محمد صاحب۔ جموں کشمیر۔ نبی بخش نظامی۔ پونچھ۔ قاضی مولوی صبغۃ اللہ صاحب خطیب امب۔ خواجہ مختار صاحب گنائی نمبردار [illegible] خاں صاحب چترال کیپٹن ایس وی کرپا رام صاحب۔ راج کوٹ۔ پنڈت [illegible] الیشور ناتھ صاحب اندور۔ کریم بخش صاحب ایم اے سی دتیا۔ محمد طیب خاں نظامی اودے پور۔

خواجہ حسن نظامی نے بخاری شریف کے آٹھ پاروں کا اُردو ترجمہ شائع کیا ہے ہر پارے کا ہدیہ ایک روپیہ

چودہری غلام حسین خاں صاحب پونچھ۔ میاں نظام الدین صاحب سجادہ نشین کشمیر۔ سردار غلام حسین خاں صاحب نمبردار۔ پونچھ۔ خواجہ غلام حسین صاحب۔ ڈورو کشمیر۔ صوفی عبدالشکور صاحب۔ بیکانیر۔ اللہ نواز بی سومرا صاحب۔ خیرپور سندھ۔ علی شیر نظامی و نتھو نظامی۔ پٹیالہ۔ امیر علی صاحب مستاجر۔ بہاول پور۔ ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب پونچھ۔ سردار صلاح محمد خاں صاحب پونچھ۔ حکیم ڈاکٹر عبدالجبار خاں صاحب بھوپال۔ ولایت علی شاہ صاحب کربلائی نیپالی پٹیالہ۔ غلام حسن نظامی۔ بہاول پور۔ بیگم عبدالرحمن صاحب صدیقی۔ بنگلور۔ عبدالمجید صاحب بٹ کشمیر۔ احمد مختار صاحب ہمدانی بارہ غلام محمد صاحب۔ کشمیر۔ حبیب اللہ صاحب پیارے صاحب شہر خطیب بڑودہ۔ گامو صاحب پہلوان اندور ایم خوشی محمد صاحب فریدکوٹ۔ ہزہائی نس نواب صاحب رام پور۔ صاحبزادہ سعید عبدالرحمن خاں نظامی مالیرکوٹلہ خان بہادر عبدالقادر محمد حسین صاحب دیوان جوناگڈھ۔ عبدالمجید مومیاں منیر خاں صاحب۔ گڈھ۔ شیخ داؤد صاحب کولار میسور سیٹھ پنالال خوش حالی رام دتیا۔ سیٹھ گوئی رام رام چرن دتیا۔ ماسٹر محمد مسکین صاحب بہاول پور۔ سردار صاحب خان صاحب۔ پونچھ۔ لفٹنٹ برہان علی خاں صاحب۔ پونچھ۔ میرزا اختر محمد خاں صاحب۔ پالن پور۔ ایل بی۔ دارو ولاں صاحب جوناگڈھ۔ سردار یعقوب خاں صاحب نمبردار۔ پونچھ۔ سردار میر منور شاہ صاحب۔ پونچھ۔ مولوی محمد افضال الحق صاحب چشتی نظامی۔ رام پور۔ منشی شفیق الرحمن خاں صاحب صابری کمالی۔ رام پور۔ عبدالغنی صاحب۔ بنگلور چھاؤنی۔ محمد صدیق خاں صاحب جاورہ۔ شاہزادی حمیدہ بیگم صاحبہ

مانگرول۔ سردار عبدالغنی صاحب۔ کپورتھلہ۔ شیخ غوث محمد صاحب۔ بہاول پور۔ سید حسام الدین صاحب رفاعی۔ بڑودہ شاہزادی ذرالصباح صاحبہ۔ رام پور۔ سید محمد امان اللہ صاحب متولی۔ سوپور کشمیر مولانا سید مصباح الرحمن صاحب ایم اے۔ جے پور۔ میاں فضل الدین عمرالدین۔ کپورتھلہ۔ لفٹنٹ کرنل ہزہائی نس نواب صاحب پالن پور۔ غلام رسول صاحب سوپور کشمیر۔ شیخ اکرام اللہ صاحب۔ قلات۔ احمد حسین صاحب ملک۔ سری نگر۔ حکیم محمد مقبول صاحب۔ سوپور کشمیر۔ ملک محمد وارث صاحب۔ شہزادہ وزیر اعظم قلات۔ ولی عہد صاحب پالن پور۔ ایم محمد یوسف صاحب کوچین۔ مظفر حسین خاں صاحب مالیرکوٹلہ۔ حافظ محمد فیضان خاں صاحب نظامی وکیل پوا۔ منشی خیر بخش صاحب۔ قلات۔ ابراہیم خاں والیاس خاں صاحب۔ رام پور۔ ایم جی قادرہ صاحب۔ بہاول پور۔ صوفی عبدالرحیم صاحب ماسٹر۔ خیرپور سندھ۔ ڈاکٹر مظفر صاحب صبہ پال۔ حافظ احمد علی صاحب سوداگر ریواں سید محمد حسین شاہ صاحب قادری جاگیردار۔ پونچھ۔ عبدالرحمن خاں نظامی معافی دار۔ دھول پور۔ پیراں بی صاحبہ۔ میسور۔ صفیہ بیگم صاحبہ میسور۔ خان بہادر سید ضیاء الدین صاحب دیوان جاورہ۔ سید بشیر حسین صاحب زیدی وزیر اعظم رام پور۔ حکیم میرزا اسحق بیگ مسیح نظامی لائل پور۔ مولانا سید محمد جعفر میاں صاحب امام کپورتھلہ خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب زیدی رام پور قاضی حاجی میراں بخش۔ نظامی۔ قلات۔ حکیم سید احسان علی صاحب۔ گوالیار۔ عبدالقادر خاں صاحب ایڈی سی۔ جاورہ۔ برج راج نرائن صاحب۔ گوالیار۔ مولوی عبدالرحمن نظامی

مظفرآباد کشمیر۔ ہزہائی نس نواب محمد فرید خاں صاحب۔ امب۔ آنریبل کیپٹن مہاراجہ سر محمد اعجاز رسول صاحب۔ جہانگیرآباد۔ عبدالعزیز حکیم غریب صاحب۔ پالن پور۔ نواب صاحب ماناودر۔ ولی اللہ خاں صاحب منتظم امور ذاتی۔ نواب صاحب جاورہ۔ منشی کفایت اللہ صاحب۔ جاورہ۔ سردار صدیہ میاں نظامی۔ بڑودہ۔ مولوی حفظ الکریم نظامی۔ ریواں۔ مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب ندوی۔ بنگلور۔ محمد اسمٰعیل فرحتی نظامی۔ رام پور۔ نواب سر محمد اکبر خاں صاحب۔ ہوتی مردان۔ نواب سر جمشید علی خاں صاحب باغ پت۔ ملا رموزی صاحب بھوپال۔ والدہ صاحبہ مولوی فضل حمید صاحب بی اے۔ پٹیالہ۔ بیگم صاحبہ کرنل امیر احمد صاحب بھوپال۔ رضیہ بیگم نظامی۔ ماناودر۔ قدسیہ بیگم صاحبہ۔ ماناودر۔ کلثوم بیگم صاحبہ نظامی مانگرول۔ طیب علی صاحب چیف جسٹس اودے پور۔ بیگم صاحبہ نواب سعدالدین حیدر صاحب۔ گوالیار۔ ایس ضیاء الدین صاحب علوی۔ اودے پور۔ محمد ابراہیم خاں نظامی۔ ریواں۔ ابونصر غالب بنی نظامی بڑودہ۔ اکرام الحق صاحب عباسی نظامی خیرپور سندھ غلام علی صاحب مومن۔ ماناودر۔ پرنس بدرالدین نظامی۔ ماناودر۔ ہزہائی نس نواب صاحب۔ قلات۔ قیس صاحب شروانی نظامی۔ جمبل۔ مولانا سید دائم جلالی نظامی رام پور۔ خان بہادر نیاز محمد صاحب چیف منسٹر مالیرکوٹلہ۔ مولانا امتیاز علی صاحب عرشی۔ رام پور۔ محمد صابر صاحب بھوپال۔ مظہر حسن نظامی بی اے وکیل مالیرکوٹلہ۔ مولانا خاموش صاحب سیہور۔ قاضی محمد اختر صاحب۔ ورنج جوناگڈھ

بخاری شریف حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہے۔ اس کی حدیثیں بہت مفید ہیں

دہلی

چودھری محمد امین صاحب - حافظ محمد نسیم صاحب -
منور لطیف بیگم خان بہادر لطیف قریشی صاحب -
مولوی میر محمود علی صاحب علوی - بیگم صاحبہ
میاں محمد رفیع صاحب - مولانا سید عبدالرؤف
صاحب - خان بہادر کپتان حبیب الرحمن
خاں صاحب - سردار بھگوان سنگھ صاحب -
محمد مستحسن صاحب فاروقی - سید احمد حسن
صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس - آنریبل
سر سید سلطان احمد صاحب - خان بہادر صدیق حسن
صاحب رضوی - بیگم صاحبہ خان بہادر میر
نواب علی صاحب - سید صادق حسن صاحب انجنیئر -
خان محمد رب نواز خاں صاحب احمدزئی - امام الدین
صاحب نظامی - میسرز ایچ ایچ رحمت الٰہی
اختر سعید - شب چرن داس صاحب گپتا -
مولوی محمد سلیم صاحب ایڈیٹر رسالہ ندائے حرم -
لالہ کنور سین صاحب چشتی - رام کنور صاحب -
ظفر احمد صاحب - حکیم حاجی عبدالحمید صاحب
حکیم حافظ محمد سعید صاحب - رفیق احمد شاہ
صاحب بخاری - بلقیس فیروزہ صاحبہ -
خلیل الرحمن صاحب. قصاب - حکیم عبدالحی
صاحب انصاری - سید آفاق حسین صاحب آفاق -
میر عنایت حسین صاحب رسول نمائی - نواب
منور علی صاحب - ڈاکٹر پرتاب چندر صاحب
توکلی - حاجی غلام حیدر صاحب ساول - لالہ
رام چندر صاحب - حافظ طاہر حسن صاحب
مدرس مہرولی - مرزا عبدالستار بیگ صاحب
تیموری - رجب خاں صاحب نظامی -
حافظ محمد صدیق صاحب علوی - ہرنرائن داس
صاحب جین - سید عبدالسلیم صاحب -
عبدالغفار صاحب مہرولی - میاں محمد حنیف
صاحب - ظہیر احمد صاحب قریشی علوی -
منظور حسن صاحب نامی ایم اے - بیگم صاحبہ
خان بہادر صبیح الدین صاحب - پنڈت منشی
رام صاحب - محمد الیاس صاحب - محمد
صالحین صاحب - مظہر الدین صاحب قریشی -
سید مظہر الدین صاحب - ہریش چندر
نظامی بی اے - اہلیہ صاحبہ سید احمد علی صاحب -
خان بہادر محمد حامد صاحب - سید عبدالجلیل
صاحب - مولوی احمد نور خاں صاحب -
سید اظہر الدین احمد نظامی بی اے - والدہ
صاحبہ سید بدر الدین نظامی - زبیدہ اے
قریشی صاحب - پیرزادہ طفیل محمد شاہ
صاحب فریدی - محمد ابراہیم صاحب ساجن -
حبیب الرحمن نظامی - حکیم سید اشتیاق حسین
صاحب شوق - لالہ گنبیر کشور صاحب -
محمد یوسف صاحب بائزی - بزدل خان
صاحب ٹھیکیدار - خان صاحب غلام نبی
صاحب مولایا - واقف الرحمن صاحب -
خلیل احمد نظامی - علاء الدین صاحب نصیری -
ڈاکٹر حاکم دین صاحب - نواب عزیز احمد خاں
صاحب - عبداللطیف خاں صاحب بنارسی
انکم ٹیکس آفیسر - بابو کیشب چندر صاحب
ایڈووکیٹ - بابو رام کشن صاحب خزانچی -
لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس - محمد
حکیم ذکی احمد خاں صاحب - حافظ فیاض
صاحب انصاری - ڈاکٹر کنور بہادر صاحب
شعاع الہام - سرام چند تارا چند تیسی والے -
ڈپٹی مولوی سید عزیز الدین صاحب - نواب
خواجہ محمد شفیع صاحب بی اے - خلیفہ حاجی
غوث محمد صاحب - حاجی عبدالبشیر صاحب
ہز ایکسیلنسی سفیر صاحب افغانستان -
خان بہادر شیخ عبدالحق صاحب - علامہ
عبدالمنعم العمروی - خان صاحب ڈاکٹر
سردار میر عبدالحق خاں صاحب - ایس اے
خالق صاحب - صابر حسن صاحب چشتی صابری
ڈاکٹر اے ڈی منہاس صاحب - بیگم صاحبہ
فصیح الدین صاحب ایم اے - محمود احمد نظامی
بی اے - حکیم محمد دین صاحب طلسمار نظامی -
خان صاحب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر -
ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب - ڈاکٹر داور
صاحب - انیس الرحمن نظامی - خورشید منظر
صاحب - اکرام اللہ صاحب آئی سی ایس -
رائے صاحب لالہ اوم پرکاش صاحب -
ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب - بھیا شیخ احسان الحق
صاحب - حکیم ضیاء اللہ صاحب - عبدالرشید
خاں غزالی - آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ
خاں صاحب جج فیڈرل کورٹ - میاں نسیم حسین
صاحب - چودھری رحم علی صاحب ہاشمی -
راشد حسین صاحب - مولوی علی اختر صاحب
انصاری - خان صاحب عبداللطیف خاں صاحب
محمد حنیف صاحب ایگزیکٹو انجنیئر - چودھری نصر اللہ
خاں صاحب سکریٹری کمیٹی -
خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب -
انعام الحق صاحب آنریری سیوہ - خان بہادر چودھری
مشتاق احمد صاحب - خان بہادر محمد سلیمان
صاحب چیف انجنیئر - رائے بہادر ماتھر صاحب
چیف انجنیئر - ڈاکٹر مسز ایس ایس بھٹناگر صاحب
نواب نذیر الدین خاں صاحب - شیخ محمد شفیع
صاحب بارڈی - عبدالمالک قاضی نظامی
مرزا خیر الدین خورشید جاہ صاحب - خان بہادر
حاجی وجیہ الدین صاحب - قاضی فیروز الدین
صاحب - خان صاحب ملک محمد یار صاحب -
خان صاحب مولوی نصر اللہ صاحب -
خان بہادر سید محمد صاحب - رائے بہادر

پچ کھنہ صاحب ایم اے ۔ مولوی ولایت حسین
صاحب افسر مال ۔ رائے صاحب آر گوتم صاحب ۔
محمد صدیق صاحب اسٹیل ٹریڈر ۔ شاہ رحمٰن صاحب انصاری
ایڈووکیٹ ۔ خان بہادر اشرف حسین صاحب
چیف پوسٹ ماسٹر ۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب ۔
مولوی سید اشفاق علی صاحب ۔ محمد عبداللہ صاحب
ہیمہ سب جج ۔ اکبر حیات خاں صاحب لوہارن ۔
منشی محمد حسین خادم نظامی ۔ میاں عبدالرشید
صاحب سوہن دیال صاحب سٹی مجسٹریٹ ۔ خان
صاحب آغا محمد سلطان مرزا صاحب مجسٹریٹ ۔
سید صدر العلیٰ صاحب ۔ سید علی میاں نظامی
ام محمد صاحب بجلی والے ۔ حاجی میاں صاحب ابن
خواجہ پیر جی عبدالصمد صاحب فخری ۔ پنڈت
برج موہن صاحب دتاتریہ کیفی ۔ خواجہ فضل احمد
صاحب شیدا ۔ حکیم احمد حسن خاں نظامی ۔
شاہ کرار حسین صاحب ۔ محمد حسین بن اجمل حسین
صاحب ۔ محمد شریف صاحب کلرک ذاتی
چیف کمشنر صاحب ۔ ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ شاہ
صاحب ۔ عاشق احمد صاحب ۔ چودھری
غلام عباس صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ۔
اکرام اللہ صاحب انکم ٹیکس آفیسر ۔ مولوی
حکیم سید ناصر خلیق صاحب فگار ۔ حکیم خواجہ
سید بلال صاحب ۔ ایاز خاں صاحب خٹک
ایڈووکیٹ ۔ رئیس الملک ظریف صاحب ۔
مولانا حافظ سید تسلیم احمد صاحب چشتی ۔
خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب ۔ جگت رام
صاحب اور سیر مسز کاشی پرشاد دیبی پرشاد
سردار کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی سحر ۔
نذیر الاسلام صاحب بی اے ۔ داؤد خاں
[illegible] ۔ لالہ دیس راج صاحب ۔ مسٹر
راج کشن بی اے ۔ شبیر احمد خاں [illegible]
حکیم آفتاب ہاشمی نظامی ۔ محمد حمید صاحب ہاشمی ۔ سید [illegible]

مولوی احمد بخش صاحب اڈیٹر اخبار جنرل نیوز ۔
شیخ سلطان احمد صاحب جاپان والے ۔ سید
ارتضیٰ حسین صاحب بی اے ۔ مسٹر آصف علی
بیرسٹر ۔ ہمایوں مرزا صاحب ۔ چودھری
امجد علی صاحب تحصیل دار ۔ خان صاحب
چودھری ولی محمد صاحب کوتوال ۔ جمعدار
اردلی آنریبل چیف کمشنر صاحب ۔ محمد
اسمٰعیل صاحب ۔ سردار بھگوان سنگھ صاحب ۔
ڈاکٹر مسز زیڈ عبداللہ صاحبہ ۔ پروفیسر جنید
شیکھر صاحب شاستری ۔ سید محمد صاحب
جعفری ۔ ڈاکٹر اعجاز الدین صاحب ۔
حکیم عبدالسلام نظامی ۔ سردار بلونت سنگھ
صاحب سب جج ۔ عبدالرحمٰن صاحب سب جج ۔
شیخ عظمت اللہ صاحب ۔ چیتر سنگھ صاحب ۔
مسٹر کپور ڈسٹرکٹ و سشن جج ۔ مقبول احمد
صاحب سینئر سب جج ۔ مولانا شبیر احمد صاحب ۔

پنجاب

غلام محمد حسنی نظامی جالندھر ۔ سید محمد صاحب راولپنڈی ۔
حکیم عبدالقادر صاحب انصاری لاہور ۔ فضل حق
نظامی کرنال ۔ حاجی غلام غوث صاحب
صمدانی امرتسر ۔ گلاب خان صاحب ۔ اسمٰعیل منشی ۔
رحمت اللہ نظامی امرتسر ۔ شیخ عبدالرحمٰن گوبکھا
نظامی انبالہ ۔ فضل کریم نظامی گوجرانوالہ ۔ پاک دل
محمد حسین نظامی لاہور ۔ عبدالرحیم صاحب شبلی لاہور ۔
مبارک علی شاہ نظامی لاہور ۔ شیخ محمد حسین صاحب
سب پوسٹ ماسٹر ۔ سید ظہور حسین صاحب ۔
بیگم صاحبہ میر بخت یاور علی صاحب لاہور ۔ محمد
ناہر نظامی [illegible] ۔ احمد علی نذر بیگی نظامی
ایم عبدالعزیز نظامی راولپنڈی ۔ مسز خواجہ عزیز الدین احمد
صاحب بی ای ایس لائل پور ۔ حاجی اللہ رکھا
صاحب سیالکوٹ ۔ کریم حیدر شاہ صاحب شیخوپورہ

میاں شیر محمد نظامی ملتان ۔ غلام رسول نظامی انبالہ چھاؤنی
نور محمد خاں نظامی انبالہ ۔ مبارک علی شاہ صاحب
قریشی اے ڈی ایم گوجرانوالہ ۔ شیخ نذر سجاد احمد
صاحب قریشی ملتان ۔ روح افزا صاحبہ ایم اے لاہور
عبدالرحیم محسن نظامی شیخوپورہ ۔ سید محمد
نواز شاہ صاحب گردیزی ملتان ۔ خان بہادر
ڈاکٹر محمد شبیر صاحب لاہور ۔ سراج الدین نظامی لاہور ۔
برکت علی نظامی [illegible] ۔ فضل الدین نظامی راولپنڈی ۔
علی نظامی ۔ سید ریاض حسین صاحب بخاری راولپنڈی ۔
سعید اختر صاحبہ نظامی لاہور ۔ میاں غیاث الدین
صاحب لاہور ۔ قربان حسین شاہ نظامی شرقپور
سردار سید زماں خاں صاحب لاہور ۔ علی بخش صاحب
چارج مین لاہور ۔ چودھری محمد اسحٰق صاحب ملتان
نواب خضر حیات خاں صاحب وزیر اعظم لاہور
سردار خاں صاحب اٹک ۔ صوفی خدا بخش صاحب لاہور
غلام حسن جان صاحب راولپنڈی ۔ مخدوم زادہ
سید ظفر علی شاہ صاحب [illegible] ۔ سید اظہر حسن
صاحب زیدی لاہور ۔ محمد سلیم خاں صاحب مظفرگڑھ
چھوٹے نظامی لاہور ۔ صوفی محمد عمر صاحب مظفرگڑھ
احسان علی خاں صاحب ۔ لدھیانہ ۔
والدہ صاحبہ شیخ ممتاز حسین نظامی امرتسر ۔
چودھری حسن محمد صاحب قادری لاہور ۔ والدہ
صاحبہ بشیر علی صاحب ۔ ملتان شہر ۔ [illegible]
نظامی ۔ علی پور ۔ بیگم یعقوب علی صاحب
لاہور ۔ منصور احمد صاحب لاہور ۔ رادھا
کرشن صاحب ۔ ملتان شہر ۔ ایم امام الدین صاحب
لاہور ۔ ابوطالب و صدیق حسین پیران
اخوانی نظامی شہر سیالکوٹ ۔ پیر منظور احمد
صاحب قریشی ۔ امرتسر ۔ خان بہادر مولوی
رحیم بخش صاحب لاہور ۔ پرنس مبارز جنگ صاحب
لاہور ۔ محمد اسلم صاحب لاہور ۔ خورشید علی
صاحب ۔ گورداسپور ۔ جمعدار عبداللہ صاحب [illegible]

کاغذ کی کمی کے سبب ۴۰ صفحے تک منادی ماہوار شائع ہوگا اب نئے خریدار قبول کئے جائیں گے

محمد عبد الحق صاحب قریشی۔ شاہ آباد کرنال۔
میاں محمد افضل صاحب گوجرانوالہ۔ برکت علی
صاحب لاہور۔ سعد اللہ خاں نظامی
لاہور۔ فتح الدین خاں صاحب فیروزپور۔
منشی نصیر بخش خاں صاحب۔ جام پور۔
شیخ نور الدین صاحب لاہور۔ محمد سعید
صاحب چشتی صابری نقشبندی لاہور۔
سید خلیق احمد نظامی لاہور۔ [illegible] نور حسین
صاحب سیالکوٹ۔ منشی محمد [illegible] اللہ
نظامی جالندھر۔ محمد یوسف صاحب شبلی
لاہور۔ ڈاکٹر مادھو لال صاحب یوسف ایم اے
ہوشیارپور۔ منشی نواب الدین صاحب لائل پور۔
معراج الدین صاحب سوداگر چرم چھپاری امرتسر
حفیظ الدین نظامی نگانہ رہتک۔ مسز احمد حسین
صاحب کھوکھر لاہور۔ عبد الغنی صاحب کتب فروش
انبالہ چھاؤنی۔ فقیر محمد صاحب موٹر میکانک
کیمبل پور۔ ماسٹر اللہ دتا نظامی امرتسر
پال سنگھ صاحب احمد موگہ۔ مسز شیخ جان محمد
نظامی تبان علی نظامی۔ سمادہ بھائی فیروزپور۔
حکیم سید فتح محمد شاہ صاحب بخاری ہوشیارپور
محمد حنیف صاحب گکھڑ۔ محمد یعقوب صاحب
چونیاں لاہور۔ نواب نظامی دہلی لاہور۔
رحمت علی صاحب۔ بٹالہ گورداسپور۔ پروفیسر
فیروز الدین صاحب مراد سیالکوٹ شہر
علی بخش صاحب بھٹی۔ سیالکوٹ شہر۔ سید
اختر احسن صاحب بٹالہ گورداسپور۔ لالہ ہری رام
شانتا بیناایڈوکیٹ انبالہ شہر۔ مستری عبد الرحمن صاحب
لاہور۔ حکیم منظور الحق نظامی مجسٹریٹ امرتسر
بیگم صاحبہ مرزا افضل محمد صاحب اوورسیر
سیالکوٹ۔ مسز ایم نواب الدین امرتسر
محمد سرفراز خاں صاحب موکھیانہ
جھنگ۔ خان صاحب مخدوم سید

سید علی شاہ صاحب سجادہ نشین لاہور۔ صدیق احمد
صاحب جماعتی۔ حصار۔ جلیل صاحب لاہور
حافظ محمد علی خاں صاحب نگانہ رہتک خان
صاحب شیر باز خاں صاحب چشتی جاگیردار
منٹگمری۔ عبد الحمید نظامی بی اے نوشہرہ۔
مولانا خلیل الرحمن صاحب رضوی سیالکوٹ۔
شیخ ضیاء الدین صاحب گھرونڈہ کرنال۔
بالی سنگھ صاحب امرتسر۔ یونس علی خاں
صاحب بدایونی۔ گوڑیانی رہتک۔ عبد الرحمن
صاحب ولد غلام محمد نظامی کرہیہ۔ چودھری
فتح محمد صاحب گورداسپور۔ عبد العزیز صاحب
سجادہ نشین لاہور۔ حاجی محمد اسمٰعیل نظامی
ٹھیکیدار راولپنڈی چھاؤنی۔ فقیر محمد نظامی
قریبہ۔ میاں فیض محمد خاں صاحب کمبوہ
لاہور۔ محمد شوکت رشید صاحب لاہور۔ ڈاکٹر
عبد الرحمن صاحب امرتسر۔ محمد سلیمان صاحب
صدیقی جانگ حصار۔ عنایت اللہ صاحب
منشی فاضل ملتان محمد مسعود صاحب راولپنڈی
چھاؤنی۔ عمر خاں صاحب بھٹی سیالکوٹ۔
الٰہی بخش صاحب انبالہ چھاؤنی۔ ضیاء الدین احمد
صاحب لاہور۔ ڈاکٹر سید ممتاز حسین صاحب
زیدی بی اے لاہور۔ عائشہ بی بی صاحبہ [illegible]
لاہور۔ سید محمد عالم شاہ صاحب گجرات۔
چودھری علم الدین فضل احمد صاحب لائل پور۔
محمود خاں صاحب لاہور۔ حکیم محمد اسمٰعیل
منزل شاہ نظامی لاہور۔ ملک منظور احمد
صاحب جہلم۔ عبد الغنی نظامی لاہور۔
مولوی عمر الدین نظامی گورداسپور۔ مخدوم
غلام دستگیر صاحب چشتی نظامی ملتان۔
سید پیر بادشاہ صاحب کاظمی نوشہرہ۔ غلام
محی الدین احمد صاحب گورداسپور۔ سید
امتیاز علی شاہ صاحب جہلم۔ بابو غلام قادر صاحب

لاہور۔ حافظ محمد یٰسین صاحب لاہور۔ عالم علی
صاحب انبالہ۔ سید دلدار حسین صاحب
ہمدانی لاہور۔ قمر القادری صاحبہ جالندھر شہر
سید محمد شفیع صاحب لاہور۔ محمد یعقوب
نظامی لاہور۔ میاں محمد حسین صاحب بھٹی
گوجرانوالہ۔ چودھری عبد اللہ خاں صاحب
گجرات۔ محمد ظہیر صاحب قریشی کوہ مری۔
زبیدہ بانو نظامی لاہور۔ عبد الرحیم خاں صاحب
لاہور۔ صوفی شمس الدین صاحب چشتی صابری
قادری قلعہ شیخوپورہ۔ میاں محمد شفیع صاحب
ڈلہوزی۔ شیخ محمد حسین فیروزپور کنٹ۔ ماسٹر
احمد صاحب جالندھر کنٹ۔ حاجی منور دین
خواجہ مظفر محمود صاحب ملتان۔ محمد مظفر علی
صاحب ایڈوکیٹ جالندھر سٹی۔ سید خادم حسین
صاحب چشتی جالندھر۔ محمد یونس صاحب
قریشی لاہور۔ بیگم صاحبہ میاں سر محمد شفیع مرحوم
لاہور۔ آنریبل جسٹس سر عبد الرحمان صاحب
جج ہائی کورٹ لاہور۔ لالہ چرنجیت لال صاحب
گوجرانوالہ۔ سید نادر شاہ صاحب پیرزادہ۔
پاکپتن شریف۔ رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس
صاحب لاہور۔ ڈاکٹر سید اسمٰعیل صاحب۔
قادیان۔ بیگم صاحبہ میاں بشیر احمد صاحب
بیرسٹر لاہور۔ حضرت صاحبزادے صاحب،
گولڑہ شریف۔ سید کشفی شاہ نظامی۔
چک قاضیاں گورداسپور۔ نواب سر مرید حسین
صاحب قریشی ہاشمی ملتان۔ محمد اسمٰعیل صاحب
بٹ ٹھیکیدار ریلوے لاہور۔ مولانا سید
فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور جہلم۔
سعد اللہ خاں صاحب لاہور۔ میاں سلطان احمد
وجودی نظامی بٹالہ۔ مہر الٰہی نظامی
اہلیہ دیوان صاحب مرحوم ملتان۔ قاضی
حبیب علی نظامی گورداسپور۔ ملک محمد دین صاحب گجرات

۱۶ جولائی کا منادی ۱۶ جولائی کو شائع ہو گیا تھا۔ ہڑتال کے سبب کسی کو نہ پہنچا ہو تو ہڑتال ختم ہونے کے بعد اطلاع دی جائے

مولوی محمد ظفر صاحب وکیل گڑگانوہ - سر عبد القادر صاحب لاہور - خان بہادر سید مراتب علی شاہ صاحب لاہور - ملک احمد خاں صاحب ایڈیشنل سشن جج لاہور - خان بہادر حکیم احمد شجاع صاحب لاہور - میاں ایم اسلم صاحب لاہور - محمد اعظم صاحب احمدانی ڈیرہ غازی خان - چھان بیکو پر میاں عبد العزیز صاحب ریٹائرڈ کمشنر جالندہر سٹی شیخ محمد سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل لدھیانہ - علی محمد نظامی ڈیرہ غازی خاں - منشی نصیر بخش صاحب ڈیرہ غازی خاں - فدا محمد صاحب کیمبل پور

سندھ

ابو حنیف میاں منظور احمد صاحب مہجور چشتی - سکھر - رحیم بخش احمد خاں صاحب ٹھیکیدار حیدر آباد سندھ - گل حسن خاں صاحب شکارپور - پیر حاجی حسن بخش صاحب لواری حیدر آباد سندھ - غلام حسن خاں نظامی کراچی صدر - سید نیرو رنگ شاہ صاحب جیلانی جیکب آباد - حکیم غلام علی درس نظامی - نگر ٹھٹھہ - صوفی حاجی محمد علی صاحب حیدر آباد سندھ - حکیم سالدین ایم صادق صاحب کراچی - غلام احمد نظامی کراچی - خان بہادر سردار عبد الرحیم خاں صاحب جیکب آباد سندھ - شیخ محمد صاحب حیدر آباد سندھ - پروفیسر ایم ڈی رعنا صاحب جاگیردار کراچی صدر - محمد حسن صاحب چیرمین دادو سندھ - خان صاحب ابوبکر صاحب ایگریکلچر آفیسر نگر ٹھٹھہ - خان صاحب محمد یوسف صاحب جونیجو بی اے - ٹھٹھہ سندھ - عبد اللہ خاں صاحب زمیندار - حیدر آباد سندھ - خان صاحب میر عبد الوہاب خاں صاحب قادر پور - خان صاحب میر عبد الوہاب خاں صاحب کھوسہ لاڑکانہ سندھ - رانا عبد الحمید صاحب ٹھیکیدار - نوابشاہ سندھ - ماسٹر عبد اللہ صاحب واپج میکو نگر ٹھٹھہ سندھ - ڈاکٹر عباس علی شاہ نظامی تھرپارکر - حاتم علوی صاحب کراچی - محمد شاہ بابن صاحب کراچی - سید اللہ جوایا شاہ صاحب جیلانی غوث پور ڈاکخانہ طفیل محمد شاہ صاحب تھرپارکر سندھ - سید حزب اللہ شاہ صاحب دادو سندھ - ممتاز حسین خاں صاحب آغا گڈھی یاسین - فیض علی خاں صاحب ایم مرزا بی اے حیدر آباد سندھ - وڈیرا رسول بخش خاں صاحب بھنبرو تھرپارکر سندھ - حاجی علی محمد حاجی میر محمد قادری لاڑکانہ سندھ - لطف اللہ خاں صاحب لاڑکانہ سندھ - حاجی محمد حاجی ہارون صاحب کراچی - راجی محمود صاحب خادم لاڑکانہ سندھ - میاں عبد المجید صاحب بی اے انسپکٹر پیرید - خان بہادر احسان الرحمٰن صاحب کسٹم کلکٹر کراچی - لیڈی صاحبہ سر عبد اللہ ہارون مرحوم کراچی -

سرحد اور بلوچستان

محمد نصیر الدین صاحب ہیڈ کلرک پشاور کیپٹن کے سی اوپل صاحب پشاور - سلطان علی صاحب سلامی نظامی بنوں - مرزا عمر بیگ صاحب نظامی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل ڈیرہ اسمٰعیل خاں - بابو غلام نبی صاحب ایبٹ آباد - سردار خاں صاحب حسن ابدال اٹک - حضرت بادشاہ صاحب عبد الرفیع صاحب مردان - معراج الدین صاحب اوورسیر ڈیرہ اسمٰعیل خاں - خان بہادر سکندر خاں صاحب او بی ای پشاور شہر - شیخ عارف اللہ صاحب لطفی چشتی نظامی ایبٹ آباد - آغا سید شریف حسین صاحب شاکر بغدادی پشاور شہر - بیگم ایس ایم نعیم صاحب ایگزیکٹو انجنیئر مردان - ملا محمد یوسف نظامی ہزارہ - بابو عبد الرشید صاحب قریشی ایبٹ آباد - شیخ عبد الحی صاحب نوشہرہ چھاؤنی - خان بہادر حاجی محمد قلی خاں صاحب پشاور - روشن نظر نظامی پشاور شہر - علی محمد صاحب اوورسیر ایم ای ایس کوئٹہ بلوچستان - عبد اللطیف نظامی کوئٹہ - حاجی فضل الٰہی صاحب کوئٹہ - خان صاحب محمد غازی خاں صاحب کوئٹہ - بیگم مولوی امام الدین صاحب کوئٹہ - ولی محمد صاحب ولی کوملوی کوئٹہ - علی محمد صاحب اندسیر ایم - ای ایس - لورالائی -

یوپی

حافظ محمد اسمٰعیل صاحب مراد آباد - مرزا محمد اختر صاحب گورگانی دہلوی میرٹھ - حافظ محمد مقبول حسن خاں صاحب آنریری مجسٹریٹ شاہجہاں پور - محمد صادق نظامی سہارنپور - سید رئیس الدین احمد صاحب رضوی امروہہ - خورشید عالم نظامی دہرہ دون - محمد عبد الغفار خان صاحب بہادر گڈھ - محمد مہربان علی صاحب سہارنپور - مولانا عبد اللہ شاہ صاحب کاتب امروہہ - سید امداد حسین نظامی کان پور - سید محمد ضیاء الحسن صاحب سابق جج اودھ مراد آباد - راؤ عبد الحمید خاں صاحب چیرمین - مظفر نگر - نثار احمد نظامی - کان پور - سید امجد علی نظامی سیتاپور - بیگم صاحبہ سردار خاں صاحب ڈی - ٹی - ایس - ریلوے - مسوری کیپٹن سید عضران احمد صاحب زیدی کھیری - سر سید رضا علی صاحب مراد آباد - عبد المجید نظامی - دہرہ دون - سید بادشاہ حسین صاحب زیدی مارہرہ - نواب کامل مصطفےٰ صاحب علی گڈھ - نواب عبد المغیث خاں صاحب شروانی علی گڈھ - محمد شفیع صاحب چیف انجنیئر سہارنپور

19

فاسفورس کے تیل کی قیمت جنگ کے سبب بڑھ گئی تھی اب سب شیشیوں کی قیمت آدھی کم کر دی گئی ہے۔

انعام اللہ صاحب ایڈووکیٹ الہ آباد۔ داور بخش صاحب اٹاوہ۔ شاہ محمد علیم صاحب سجادہ نشین پھپھوند اسیکری۔ جمیل احمد نظامی امروہہ۔ نواب علی صاحب ایڈووکیٹ بارہ بنکی۔ سید بدرالدین نظامی علی گڈھ۔ حاجی عبداللطیف صاحب لکھنؤ۔ سید زین العابدین صاحب بلند شہر۔ شافعہ خاتون و غوثیہ خاتون صاحبہ لکھنؤ۔ حامد علی صاحب کانپور۔ منشی محمد حفیظ صاحب مومن انصاری مرادآباد۔ مولوی علی حسین صاحب مرزاپور۔ عبداللہ نظامی دھامی۔ امام الدین نظامی سہارنپور۔ مولانا الطاف الرحمن صاحب قدوائی لکھنؤ۔ مولوی سید محمد صاحب مرادآباد۔ رفیع اللہ صاحب قانون گو علی گڈھ۔ محمد فضل الرحمن صاحب قریشی بارہ بنکی۔ شیخ فرید الحق صاحب دہلوی کان پور۔ محمد یعقوب خاں صاحب بلند شہر۔ سید غضنفر علی نظامی زمیندار غازی آباد۔ لفٹنٹ غلمان احمد صاحب دہرہ دون۔ سید محمود حسن صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل کسانز مرادآباد۔ مولوی انوار الحسن خان صاحب وکیل آگرہ۔ محمد عبداللہ شہودی نظامی سہارنپور۔ سید وارث حسین صاحب ٹھیکیدار سیحا الہ آباد۔ محمد رحیم صاحب چمن دہلوی آگرہ۔ معین الدین احمد صاحب فریدی۔ رجب پور۔ حکیم سید عبدالرب نظامی امروہہ۔ اقبال احمد صاحب صدیقی علی گڈھ۔ ڈاکٹر محمد زاہد کریم نظامی بدایوں۔ احمد الدین صاحب ہاپوڑ والے آگرہ۔ خان صاحب سید ناصر علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر سہارنپور۔ منشی الطاف حسین احمد صاحب تاجر چرم لکھنؤ۔ عرفان صاحب روحانی طبیب میرٹھ۔ توکلی شاہ نظامی دہرہ دون۔ سید دلشاد حسین سید ارشد حسین صاحب کیرانہ مظفر نگر۔ الحاج سید

۴۰

محمد عبدالحی صاحب کان پور۔ محمد امان صاحب۔ اسلام نگر سہارنپور۔ عبدالرحمن صاحب کانپور چھاؤنی۔ مولوی ارشاد احمد صاحب صدیقی نظامی تھانوی جھانسی۔ فیاض احمد خاں صاحب کپڑے ساز فیروزآباد۔ رائے منصب علی خان صاحب سلیم پور۔ ملک فضل الٰہی صاحب ٹھیکیدار بھینگا بہرائچ۔ صفی الرحمن خاں صاحب بھیکم پور۔ ہدایت علی صاحب۔ کان پور چھاؤنی۔ ناہید ہاشمی صاحبہ سندیلہ۔ طلعت سہیل صاحبہ ردولی۔ مرزا حسین احمد صاحب سہارنپور۔ بیگم صاحبہ سید عشرت حسین الہ آباد۔ مخدوم زادہ ڈاکٹر قمرالدین صاحب قمر کولوی فیض آباد۔ مشتاق احمد صاحب کہکشاں عباسی بارہ بنکی۔ محمد عالمگیر خاں صاحب آگرہ۔ شاہ بدرالدین احمد صاحب سجادہ نشین ردولی۔ مختار حسین صاحب پھپھوند۔ والدہ صاحبہ ظفر محمد خلیل صاحب دہلوی۔ سبط محمد صاحب نقوی متعلم لکھنؤ۔ مشتاق حسین خاں صاحب منیر کرنجہ۔ سید حامد حسن صاحب زیدی علی گڈھ۔ سید خصلت حسین صاحب صابری علی گڈھ۔ والدہ اختر حسین خاں صاحب دہرہ دون۔ عبدالسبحان نظامی سہارنپور۔ خان بہادر حافظ عبدالحکیم صاحب کانپور۔ سید محمد مسلم صاحب صوفی سلطان پور۔ منشی ضمیر احمد صاحب مختار نگینہ بجنور۔ محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ۔ چودھری شیو ناتھ سنگھ صاحب ماچھرہ میرٹھ۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب لکھنؤ۔ حافظ محمد یعقوب صاحب گنگوہ۔ خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب وکیل علی گڈھ۔ مسٹر ایچ ایلنز صاحب کلکٹر آگرہ۔ مولانا صبغت اللہ صاحب شہید لکھنؤ۔ اکرام حسین نظامی الہ آباد۔ مولانا حمال میا

صاحب لکھنؤ۔ لفٹنٹ کرنل شہامت اللہ خاں صاحب دہلی۔ محمد صمد انور خاں نظامی وکیل شیٹہ۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب وائس چانسلر۔ علی گڈھ۔ مولانا شاہ حیات احمد صاحب سجادہ نشین ردولی شریف۔ محمد دین صاحب کوتوال میرٹھ شہر۔ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب ہندو رام نگر بنارس۔ کیپٹن غلام سرور خاں صاحب آگرہ۔ خان بہادر رشید احمد صاحب آرمی کنٹراکٹر میرٹھ۔ سید نورالحسن صاحب پیران کلیر شریف۔ گوہر شاہ صاحب استھانہ آگرہ۔ مولانا عبدالماجد صاحب دریاباد۔ غلام حسنین صاحب حیدری کاکوری۔ مولوی شریعت الرسول صاحب علی گڈھ۔ عارفہ بشریٰ صاحبہ کانپور۔ شیخ قمر الاسلام صاحب کان پور۔ سید الطاف علی صاحب بریلوی علی گڈھ

سی پی

محمد خلیل صاحب یوت محل برار۔ سرتاج صاحبہ رائے پور۔ خان بہادر حافظ محمد ولایت صاحب ناگ پور۔ مسٹری عبدالرحیم صاحب جبل پور۔ صدارت علی صاحب مال گذار بالاگھاٹ۔ محمد عزیز الدین خاں صاحب بی۔ اے اکولہ برار۔ طیب علی سلیمان جی صاحب جبل پور۔ بشیر الحسن خاں صاحب آرمی کنٹراکٹر کامپٹی۔ مبارک دولہن صاحبہ رائے پور۔ سید محمد نور علی شاہ صاحب برہان پور۔ عبدالمجید صاحب بھنڈارہ۔ نواب سراج الحسن صاحب صدیقی برار۔ مولوی شیخ امجد صاحب احمدی اکولہ ضلع۔ سید علی اختر صاحب اکولہ۔ شیخ محی الدین صاحب ریلوے کنٹراکٹر بلاسپور۔ حکیم سید محمد علی صاحب بلاسپور۔ بیگم صاحبہ محمد عبدالحق صاحب مرحوم رائے پور۔

عبدالمتین صاحب چاندہ۔ ماسٹر محمد عبدالغنی صاحب ناگ پور۔ محمد عبدالحلیم خاں صاحب امام مسجد بھنڈارہ۔ محمد بسم اللہ نظامی چھندواڑہ۔ ایم ناصر الدین صاحب ناگ پور۔ محمد حسن صاحب دانی۔ رائے پور۔ اکبر علی عبدالقیوم صاحب ناگ پور۔ چھوٹے میاں صاحب بھنڈارہ۔ شیخ پیر محمد صاحب تیر۔ بلاسپور۔ قاضی حفیظ الدین ابن قاضی امام الدین صاحب اکولہ۔ سمیع اللہ خاں صاحب مال گذار ناگ پور۔ داد امیاں صاحب ناگ پور۔ محمد خاں صاحب رائے پور۔ سید قاسم علی صاحب شاستری نرسنگ پور۔ نواب صدیق علی خاں صاحب ناگ پور۔ محمد صدیق صاحب بھوپالی برہان پور۔

مدراس

ضیار شاہ علی شاہ نظامی ادھونی۔ سیٹھ محمد موسیٰ صاحب مدراس۔ سیٹھ محمد ابراہیم صاحب اینڈ کو مدراس۔ او کے احمد حسین نظامی ادھونی۔ ضیار شاہ حسین غوث محی الدین نظامی ادھونی۔ محمد رحمت اللہ صاحب اکیڈمو مدراس۔ محمد بندہ علی صاحب ناظم سمستان بلہاری۔ این ندیم اللہ پی عبدالرزاق نظامی ادھونی۔ سی عبدالقادر نظامی چرم فروش ادھونی۔ این عبدالعزیز نظامی ادھونی۔ حکیم معلم محمد عبدالحفیظ نظامی گڑیاتم۔ او۔ ایس۔ خاں صاحب ایرو ڈ۔ قاسم جی حاجی علی بھائی نظامی بنگل۔ ایس اے شفیع محمد صاحب مدراس۔ محمد اللہ رکھا صاحب مدراس۔ جلیل عبدالرحیم نظامی مدراس۔ سید محمد قاسم صاحب منشی فاضل بلہاری۔

سید قادر بادشاہ صاحب چشتی نظامی بلہاری۔ ابو شحمہ صاحب مدرس ولنگٹن ٹاؤن۔ محمد صادق صاحب اخوانی نظامی۔ ولنگٹن ٹاؤن۔ غلام محی الدین صاحب مسولی پٹم۔ ایم عبدالستار صاحب کوئمبٹور۔ حاجی محمد یعقوب نظامی۔ ولنگٹن پارک۔ سید باچھا نظامی اوٹاکمنڈ۔ ایچ۔ ایم۔ عبدالرحمٰن صاحب کوئمبٹور۔ سی نور محمد صاحب اوٹاکمنڈ۔ بابو سیٹھ صاحب نیلگری۔ سید شاہ صاحب بادشاہ سشطاری جاگیردار کلائی جنوبی ارکاٹ) جے ایم اکبر علی صاحب گڑیاتم۔ غلام فرید نظامی ولنگٹن نیلگری۔ غلام محمد طالبی خاں صاحب مدراس۔ عبدالعزیز محبوب صاحب بلہاری۔ گوڈور عبدالغفار نظامی ادھونی۔ محمد اسمٰعیل صاحب بی اے کلکٹر تنجور۔ محمد عثمان صاحب ڈرائیور کوئمبٹور۔ مہالتی احمد حسین نظامی سائیکل ڈیلر ادھونی۔ امیر جان نظامی اوٹاکمنڈ۔ محمد عبدالسلام صاحب رونق ترچنا پلی۔ آمنہ رحمت بی بی بنت سید عمر زرگر کڈپہ۔ ایم احمد بشیر خواجہ حسین نظامی ادھونی۔ سید امیر نظامی ولنگٹن ٹاؤن۔ سید عبدالغفار نظامی ولنگٹن بارکس۔ محمد خلیل الرحمٰن صاحب امام مسجد شاہی تدری۔ شیخ ایل داؤد نظامی ولنگٹن ٹاؤن۔ نواب طلعت اللہ خاں صاحب کرنول۔ شیخ محمد عبدالقادر صاحب ادھونی۔ محمد عمر صاحب ایس ایس ایل سی کلاس کھمم۔ ٹی قاسم صاحب سوداگر گنتی اننت پور۔ کے شیخ احمد صاحب کنٹراکٹر ادھونی۔ کے محمد اسمٰعیل نظامی ادھونی۔ خان بہادر میر محمد بدل علی صاحب گورنمنٹ قاضی ایلور۔ حکیم محمد علی صاحب اسسٹنٹ ٹاؤن پلاننگ آفیسر مدراس

حکوبی عبدالرحیم نظامی ادھونی۔ جے ایچ عبدالرسول نظامی۔ ادھونی۔ جے عبدالہادی صاحب سوداگر تمباکو شواپیٹ۔ سید بہار الدین صاحب کڑپہ۔ سید غلام دستگیر صاحب مدورا۔ ناخدا معالم بادشاہ صاحب جگن ناتھ پور۔ بی سید یحییٰ صاحب رینج آفیسر سیتا منگلم۔ بی غلام نظامی حلوائی کوسگی۔ محمد مستان صاحب ٹیلر ماسٹر گڈی واڈہ۔ این عبدالشکور نظامی آئرن مرچنٹ ادھونی۔ پی معروف نظامی مرچنٹ تاڑپتری۔ جے عبداللہ صاحب عبدالرسول کارپیٹ مرچنٹ ادھونی۔ محمد ابراہیم صاحب کلرک اوٹاکمنڈ۔ ابوالخطاب خاں صاحب عاجز مال گذار کرنا پور۔ مرزا اسد اللہ حسین صاحب دوکان دار بیڑی مسولی پٹم۔ حکیم احمد محی الدین صاحب نرسا پور۔ حضرت صاحب کلاتھ مرچنٹ نرسا پور۔ محمد مستان نظامی گنتی۔ ایس عبدالقادر صاحب اوٹاکمنڈ۔ اے کے محمد علی نظامی ولنگٹن ڈپی غلام محی الدین صاحب مؤذن کونور۔ عبدالرزاق صاحب انجن ڈرائیور اریرود۔ سید زین العابدین نظامی سیلم۔ صاحب جان صاحب بلہاری۔ ایم سید عبدالرزاق نظامی کرو ملائی۔ ایم۔ ایم قاضی محمد میراں صاحب یونانی حکیم سیلم۔ سلیمان خاں صاحب بلہاری۔ شیخ محبوب صاحب مدراس۔ محمد میاں شریف صاحب مرچنٹ نرسا پور۔ ایس عبدالکریم صاحب واچ میکر کوڈ۔ حاجی مرزا احمد صاحب نمازی مدراس۔ اے جے شیخ صاحب ملیدپور۔ سید سلیمان صاحب بی اے ایل ٹی گنتا۔ ملک آفتاب احمد صاحب ولنگٹن۔ تراب حسین صاحب لنڈولی ایم عبدالرزاق صاحب کنٹراکٹر بلہاری۔ خلیفہ سید نعمت اللہ صاحب سابق میئر مدراس۔

فاسفورس کے تیل کی دوائی اوش کی شیشی پانچ روپے میں دی جاتی تھی اب ڈھائی روپے کو دی جائے گی

جسٹس یحییٰ علی صاحب ہائی کورٹ مدراس۔ داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی ادہونی۔ بی حاجی پیراں نظامی اننت پور۔

بمبئی

حسین بھائی محمد بھائی حاجی بھائی نظامی ابن حسن صاحب صدیقی دوحد۔ عبدالجلیل شیخ محمد صاحب عرب تاجر بمبئی۔ رئیس احمد صاحب جعفری ایڈیٹر روزانہ اخبار صداقت بمبئی۔ سیٹھ حسین بھائی عبداللہ لال جی بمبئی۔ سیٹھ یعقوب لال جی بمبئی۔ حاجی محمد حسین نظامی احمد آباد۔ پریمی نظامی احمد آباد۔ عبدالکریم نظامی ہوکیری۔ اڈیٹر صاحب اخبار انصاف بمبئی۔ شیخ محمد نذیر صاحب سابق سشن جج احمد آباد۔ ولی محمد خاں نظامی ڈرامہ نگار بمبئی۔ ایاز خاں نظامی دیولالی۔ ایم اے لطیف صاحب ماہم بمبئی۔ شیخ امین بہادر صاحب سرخیزی سیوری بمبئی۔ ملک حبیب احمد صاحب پونہ۔ محمد شریف صاحب چھیپہ احمد آباد۔ شیدا صاحب ایڈیٹر بے گھڑی مورج بمبئی۔ راحتی نظامی احمد آباد۔ مرادی نظامی احمد آباد۔ احمد حسین نظام علی نظامی احمد آباد۔ روشن دل بھائی غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی احمد آباد۔ روشن دل ماسٹر نجم الدین نظامی احمد آباد۔ منی بائی دوراب شاہ نظامی بمبئی۔ حضرت سید احمد میاں قادری احمد آباد۔ محمد صادق حسین نظامی گودھرا۔ ایم۔ اے۔ شاہد صاحب بمبئی۔ سیٹھ حاجی داؤد۔ حاجی ناصر ماؤجی بمبئی۔ جبرتی صاحب دہلی ماہم بمبئی۔ خواجہ لال نظامی احمد آباد۔ عبدالرحمٰن حاجی اسمٰعیل نظامی سورت۔ نظام الدین خاں صاحب گھوڑانڈی پونہ۔ نور محمد عبدالستار صاحب بمبئی۔ عبداللہ بھائی ولی اللہ صاحب احمد آباد۔

سید منظور حسین صاحب غازی بمبئی۔ حاجی محمد حبیب عبدالقادر ولی اللہ صاحب احمد آباد۔ سیٹھ کریم سفری صاحب احمد آباد۔ عبدالرحمٰن نظامی اسٹیشن ماسٹر احمد آباد۔ سیٹھ کریم بھائی کاغذی نظامی بھاؤنگر کاٹھیاواڑ۔ محمد دین صاحب تاجر چرم بمبئی۔ بدر ضمیر صاحب مہدوی بلگام۔ حاجی محمود نور محمد صاحب بمبئی۔ محمد شریف نظامی بمبئی۔ مسٹر ڈیوڈ شیلم بمبئی۔ حنی عمر صاحب بغدادی ڈسگاؤں۔ قمر صاحب مالیگاؤں۔ قاضی محمد عطاء اللہ صاحب بمبئی۔ مسٹر ایس۔ ای۔ لگائی بمبئی۔ سوداگر اے ستار نظامی احمد آباد۔ ای۔ ای منصور صاحب رنگون والے راندیر سورت۔ برکت علی نظامی بمبئی۔ رسول میاں ایم بھٹی صاحب راج پیپلا۔ پیر بھائی نظامی احمد آباد۔ ڈی ایس پٹھان صاحب کلاکوا۔ بیگم غلام دستگیر صاحب شمیپ ستارہ۔ محمد قاسم نصرتی نظامی بلگام۔ حکیم عبدالسلام صاحب انصاری بمبئی۔ شاہ جہاں بیگم صاحبہ دہولقہ۔ مس آر کے ہما بمبئی۔ علی محمد ایچ نظامی۔ نگینی۔ ای ایچ۔ اے۔ میکر صاحب بمبئی۔ بی وائی محی الدین صاحب بمبئی۔ محمد علی ناظر علی صاحب بمبئی۔ حاجی قاضی سید محمود شاہ صاحب بمبئی۔ کفایت اللہ صاحب دادر بمبئی۔ آدم جی حاجی علی محمد نگار ریہ دہوراجی۔ میمن یوسف نانھو صاحب دلواڑہ۔ منور ایچ قاسم صاحب بمبئی۔ سید پیارے میاں نظامی گودھرا۔ ایم اے سالمین صاحب بمبئی۔ سیٹھ احمد نظامی سیوری بمبئی۔ عبداللطیف شیخ محمد صاحب بمبئی۔ سید اکبر علی نظامی بھروچ۔ عبدالحمید خاں صاحب بوہیرے بمبئی۔ سیٹھ محمد ابراہیم جعفر صاحب پونہ۔ حکیم چھوٹو میاں صاحب چشتی فخری بانسوٹہ۔ سردار شیر میاں نظامی دہولقہ۔ حسن الدین نظامی احمد آباد۔ سید محمد یعقوب صاحب بمبئی۔ سردار بچو میاں نظامی ویراواڑہ۔ محمد سراج رستم صاحب مومن گوکاک۔ نصیر احمد صاحب کرمانی بمبئی۔ مرزا عبداللہ بیگ نظامی بلگام۔ سیٹھ عبدالرحمٰن عبدالقادر صاحب پانہورفاندہیں۔ شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ ماسٹر ستارا۔ ایم۔ ایچ قاضی صاحب چکوڑی بلگام۔ سید علاء الدین صاحب پٹیل بلگام۔ ایم ایم انعام دار صاحب بلگام۔ بابو محی الدین نظامی بلگام۔ شہاب الدین سلطان نظامی بلگام۔ غنی ولی صاحب بمبئی۔ قاضی نتھو میاں حسنو میاں صاحب تارک پاڈی سورت۔ پرنس محمد صادق صاحب بمبئی۔ رسول خاں صاحب ایچ پٹھان بڑودہ۔ عبدالحمید اسمٰعیل صاحب بمبئی۔ عبداللہ بھائی ولی اللہ صاحب احمد آباد۔ حضرت علامہ پیر یاوا میاں صاحب سورت۔

صوبہ اجمیر شریف

حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی۔ خان صاحب سید محمد حسین صاحب چشتی۔ خان صاحب سید احمد صاحب انسپکٹر پولیس۔ میر احدی صاحب چودہری فتح محمد صاحب متولی درگاہ اجمیر شریف۔ سید اعجاز علی صاحب چشتی۔ مولوی عبدالقادر صاحب وکیل۔ حضرت مولانا سید آل رسول صاحب دیوان درگاہ اجمیر شریف۔ محمد فاروقی نظامی میاں جیو۔ محمد یوسف میاں صاحب۔ صاحبزادے سید جعفر میاں صاحب۔ پیرزادہ سید غلام دستگیر صاحب چشتی۔ بی نجیب اللہ صاحب اسمٰعیل خاں نظامی۔ مستری پیر بخش صاحب نصیر آباد چھاؤنی۔ حاجی محمد جمشید خاں صاحب حافظ محمد بخش صاحب بیرسٹر۔ مولوی ظفر علی صاحب

آنریری مجسٹریٹ بہادر۔ ابن حسن صاحب صدیقی۔ محمد ابراہیم خاں نظامی ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر۔ جمال محمد فاروقی نظامی۔

بہار و اڑلیسہ

احمد بخش صاحب دولا بابو کٹک۔ ہمشیرہ شرف الدین احمد خاں صاحب کھجور ار پٹنہ۔ شیخ خدا بخش صاحب زمیندار کرشتنند پور۔ آدم حاجی صالح محمد صاحب سمبل پور۔ لوی احمد اسلام صاحب لوہردگا رانچی۔ محمد ضمیر الدین احمد صاحب ٹاٹا نگر۔ سید اشرف الامام صاحب بانکی پور۔ عبد الستار محمد سلطان صاحب شو مرچنٹ کھڑگپور۔ شیخ منصور صاحب بیر بالی کٹک۔ شیخ سیف اللہ صاحب امام مسجد راؤترا پور کٹک۔ ماسٹر عبد الحفیظ خاں صاحب سمبھل پور۔ پروفیسر اقبال حسین صاحب ایم اے بانکی پور۔ محمد حفیظ اللہ صاحب پھلواری شریف۔ ایم سلنے غنی صاحب یاٹکم۔ مولوی عبد المالک نظامی ملحقین شاہی کٹک۔ محمد عبد الغنی صاحب یار پور پٹنہ۔ سیٹھ عبد الستار صالح محمد صاحب موتی پور۔ سید ابو محمد صاحب بلگرامی آرہ۔ محمد اسحٰق صاحب سمبل پور۔ عبد الحفیظ صاحب اور سیر ہزاری باغ۔ بیگم محمد اسد نظامی پٹنہ۔ سید حسن صاحب آرزو بانکی پور۔ محمد یوسف صاحب قادری کٹک۔ عظیم خاں معین خاں تمباکو مرچنٹ بھاگل پور۔ سید مبارک حسن صاحب بلگرامی آرہ۔ حفاظت کریم صاحب چمپارن۔ ریاست حسین نظامی چین پور پورنیہ۔ اکرام علی بیگ صاحب کٹک۔ عبد الوحید محمد سعید صاحب مہوہ مظفر پور۔ ضمیر الدین احمد نظامی حکیم الدین نظامی ہمدو لسیاسان مجوم۔

علی جان نظامی پٹنہ۔ فضل باری صاحب اور سیر ہلدی پوکھر سنگھ بھوم۔ جان محمد صاحب رانچی۔ محمد یٰسین نظامی کلرک سینی سنگھ بھوم۔ محمد ضیاء الہدیٰ صاحب بھاگل پور۔ شیخ رحمت علی نظامی جائی باسہ سنگھ بھوم۔ وصی احمد صاحب نعمانی مشکی پور۔ والدہ صاحبہ سید نور الحسن بلگرامی کھگول پٹنہ۔ نور محمد صاحب کلرک آدرہ۔ بیگم فضل حمید صاحب آرہ۔ بیگم پروفیسر اقبال حسین صاحب مہندرو پٹنہ۔ بابو نظام الدین صاحب ہزاری باغ۔ اے رحمٰن صاحب پرسی پٹنہ۔ محمد ابراہیم خاں صاحب بھدرک اڑلیسہ۔ مولوی ایم۔ آر۔ آر نظامی ہلدی پوکھر۔ محمد منیر الدین نظامی منوہر پور۔ گلزار احمد صاحب سوداگر چرم منوہر پور۔ ایم این سی عبد الحمید صاحب پانچوڈانگا آدرہ۔ یاسمین خاتون صاحبہ پورنیہ۔ زین الدین صاحب وکیل پرولیا۔ علی احمد صاحب انصاری آدرہ۔ سپوت نظامی آدرہ۔ مہنت رام کشن داس صاحب پٹنہ۔ ڈاکٹر تدبیر حسن صاحب فاربس گنج پورنیہ۔ ظہیر الدین احسن انصاری نظامی روسڑا در بھنگہ۔ محمد سالم رضوانی نظامی روسڑا۔ نظیر حسن صاحب یزدانی بہار شریف۔ محمد نور صاحب انصاری مہندرو پٹنہ۔ شاہ مشغول صفی نظامی کھڑگ پور۔ محمد ہاشم صاحب پارچہ فروش مشکی پور۔ ادریس احمد صاحب مہندرو پٹنہ۔ محمد نبی بخش نظامی آدرہ۔ پرنسپل صاحب مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ مہندرو پٹنہ۔ مولوی محمد رقیب الدین صاحب رانچی۔ ایس محبت صفی صاحب فیج گنج گیا۔ عبد الستار خاں صاحب کھڑگ پور۔ حافظ محمد شریف صاحب پیش امام پیر شاہ آباد۔ امام بخش صاحب آدرہ۔ عبد الوہاب نظامی سمبل پور۔ مولوی محمد ظفر الدین صاحب قادری مہندرو پٹنہ۔ رحمت علی نظامی تاجر انسپکٹر رانچی۔ مولوی حسین خاں صاحب جاج پور کٹک۔ منشی عبد الرحمٰن صاحب کھڑگپور۔ سید حبیب احمد صاحب جمشید پور۔ خواجہ سید شاہ حسین صاحب درگاہی شاہ پٹنہ۔ ایس ضیاء اللہ صاحب کٹک۔ ڈاکٹر ایس اے غفار صاحب پیر شاہ آباد۔ محمد عزیز صاحب مصری بانکی پور۔ محمد عبد الکریم صاحب مہندرو پٹنہ۔ محمد حسین صاحب گدھ بانار پورنیہ۔ عبد الصمد صاحب گھاٹ سیلہ۔ نثار احمد صاحب چشتی رانچی۔ شیخ عبد اللہ صاحب ساٹھی چمپارن۔ پنڈت لکشمی نرائن صاحب مصر اسمبھل پور۔ حضرت مولانا حسین میاں صاحب قادری چشتی پھلواری شریف۔ مولانا نیکی شاہ نظامی کھلکاؤ۔ شیخ کلو میاں محمد اسحٰق نظامی بردوان۔ آنریبل سید حسین امام صاحب گیا۔ نیینی نظامی کھڑگپور۔ حضرت مولانا سید محی الدین احمد قادری چشتی سجادہ نشین پھلواری شریف۔

بنگال و آسام

شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے کلکتہ۔ یوسف ایم اقبالی صاحب کلکتہ۔ عبد الستار عبد الشکور صاحب چھاؤڑ کلکتہ۔ ایس ایم باقی صاحب کلکتہ۔ خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب ڈھاکہ۔ شفاء الملک خان بہادر حکیم حبیب الرحمٰن خاں صاحب ڈھاکہ۔ ایس اے وہاب صاحب کلکتہ۔ شفیق احمد صاحب صدر کلکتہ۔ سیٹھ عبد الرحیم عثمان صاحب کلکتہ۔ سیٹھ حاجی محمد اسحٰق صاحب کراچی والے کلکتہ۔ سیٹھ محمد عثمان عبد الرحیم صاحب کلکتہ۔ زینب علی اسمٰعیل دودہا کلکتہ۔ ابو احمد صاحب وکیل مدنا پور۔ ایم عطاء الرحمٰن صاحب کلکتہ

فاسفورس کے تیل کی شیشی پاؤ اونس کی ایک روپیہ کو دی جاتی تھی اب آٹھ آنے کو دی جائیگی۔

محمد عبد الغفار میاں صاحب کنڈکٹر ایم جی ٹی کلکتہ۔
محمد صالح صاحب کلکتہ۔ کرامت خاں
صاحب ڈرائیور کلکتہ۔ سید غلام حسین صاحب
ڈرائیور کلکتہ۔ یوسف پٹیل صاحب کلکتہ۔
مولانا سید غلام مصطفےٰ صاحب حضرت
القادری بغدادی کلکتہ۔ خان بہادر راجہ
ساغر خاں صاحب راج شاہی۔ اسیر خاں صاحب
بھوانی پور۔ نواب زادہ خواجہ نصر اللہ صاحب
ایم ایل اے کلکتہ۔ حکیم سید صفدر علی صاحب
کلکتہ۔ سید رشید علی القادری صاحب
بغدادی میدنی پور۔ محمد عمر عثمان صاحب
اجمیری کلکتہ۔ حیات بخش نظامی ڈرائیور
کلکتہ۔ واعظ الحق نظامی ڈرائیور کلکتہ۔
عبد المالک صاحب سب جج کھلنہ۔ مسٹر
ایم اے قریشی صاحب کلکتہ۔ کے اے
طیب صاحب سینئر ڈپٹی کلکٹر جلپائی گوڑی۔
خواجہ شہاب الدین صاحب لیبر منسٹر کلکتہ۔
محمد خلیل الرحمٰن صاحب کلکتہ۔ ماسٹر انوار الحسن
خاں صاحب لودہی کلکتہ۔ محمد سلیمان صاحب
کلکتہ۔ چودھری محمد اشرف صاحب مدنا پور۔
ایم اے رشید صاحب مدنا پور۔ سید معز الدین
نظامی دہلوی کلکتہ۔ فضل الٰہی صاحب
پنجابی ڈھاکہ۔ بیگم روشن اختر صاحبہ ڈھاکہ۔
خواجہ محمد حسن صاحب ڈپٹی جنرل منیجر ای آئی
آر کلکتہ۔ پروفیسر ضبط صاحب ایم اے
کلکتہ۔ سید مسعود حسین صاحب دہلوی کلکتہ
امام الدین نظامی گوہاٹی آسام۔ مولوی
عبد الرحیم صاحب ڈبروگڑھ آسام۔ مولوی
مقبول الرحمٰن صاحب سلہٹ آسام۔ یعقوب
علی شاہ صاحب صوفی ڈبروگڑھ آسام۔ مولوی
سید محمد ہدایت اللہ صاحب زمیندار سلہٹ
آسام۔ محمد سلیمان صاحب جید موتکرہ آسام۔

بابو عبد الحق صاحب ٹھیکیدار گوہاٹی آسام۔
رحمت اللہ نظامی گوہاٹی آسام۔ مولوی علی اکبر
صاحب چیف انجینیر شیلانگ آسام۔

ہندوستان سے باہر

ایچ ایم سعید صاحب ٹرانسوال افریقہ۔ عطا محمد
جنجوعہ نظامی۔ دارالسلام افریقہ۔ سید ابراہیم
الحداد صاحب مگاڈی افریقہ۔ روشن دل
عبد المجید الف خاں نظامی ڈربن جنوبی افریقہ۔
قاضی برکت علی نظامی اسوا افریقہ۔ حسن خاں
صاحب ورائی برگ افریقہ۔ صدر دین صاحب
مورو گورو افریقہ۔ تاج دین صاحب قریشی
لنگوما افریقہ۔ ایس منور خٹک صاحب زوڈو
افریقہ۔ محمد آدم صاحب انوری بوتھابوتھے
افریقہ۔ اے رحمٰن صاحب کنگو افریقہ۔
محمد یعقوب صاحب نیروبی افریقہ۔ عبد القادر
شمس الدین صاحب بوتھابوتھے افریقہ۔
ڈاکٹر فخر الدین رازی نظامی کمپالہ افریقہ۔ ایم
قادر صاحب ڈربن افریقہ۔ گوہر علی نظامی
امریکہ۔ رابعہ اے مارٹن نظامی سان فرانسسکو
امریکہ۔ بی جی حافظ صاحب مے دلی افریقہ
اعلیٰ حضرت متوکل علی اللہ محمد ظاہر شاہ بادشاہ
افغانستان۔ سردار شاہ محمود غازی صدر اعظم
افغانستان۔ سردار صلاح الدین سلجوقی
افغانستان۔ صاحب المعالی۔ مولانا عبد اللہ
سلیمان صاحب وزیر مال مکہ معظمہ۔ اے
اے صوفی صاحب ڈربن افریقہ۔ میاں عارف
صاحب ڈربن افریقہ۔ ایم ایچ صوفی صاحب
سپرنگ فیلڈ افریقہ۔ حسین رحیم صاحب
ڈربن افریقہ۔ ایس ایم اعلیٰ خاں صاحب
مسجد سلیمان ایران۔ عبد الصمد صاحب
ڈربن افریقہ۔ کریم خاں نظامی ڈربن افریقہ۔

این ایم ایس محی الدین صاحب کولمبو لنکا۔
غلام فرید صاحب صوفی اور پورٹ افریقہ۔
عبد المجید صاحب ڈربن افریقہ۔ محمود حیان
نظامی رنگون برما۔ سیٹھ احمد صادق محمد
قاضی صاحب ڈربن افریقہ۔ سید شرف الدین
صاحب واعظ ڈربن افریقہ۔ میاں امیر میاں
عثمان ناخدا نظامی بنکاک سیام۔ آئین بی
نظامی بنکاک سیام۔ شاہ حامد نظامی بنکاک
سیام۔ محمد حنیف صاحب ٹھیکیدار برما۔ محمد
صدیق نظامی ٹھیکیدار برما۔ مسٹر اے آر نظامی
ٹھیکیدار برما۔

آمین یا اللہ

قبول کر میری یہ دعا اپنے وعدے کی موافق کہ
"میں تیری دعا قبول کروں گا"۔ اور بدل دے
قسمتوں کی برائیاں۔ اور تقدیر کے لکھے دکھ۔
ان سب کے جن کے نام میں نے تیرے
مقبول تخت کے سامنے ابھی پیش کئے۔ اور
بنادے اچھی تقدیریں اُن سب کی جو ان لوگوں
کی بیویاں ہوں۔ اور جو ان کے بچے ہوں۔
اور جو اُن کے قرابت دار ہوں۔ اور جن کی
قسمتوں کا اچھا ہو جانا یہ سب چاہتے ہوں۔
صدقے۔ اور طفیل۔ اور وسیلے سے محمد رسول اللہ
کے۔ اور علی وصی رسول اللہ کے۔ اور فاطمہ
بنت رسول اللہ کے۔ اور حسن حسین فرزندان
رسول اللہ کے اور خدیجہ۔ عائشہ۔ ام سلمہ
ازواج رسول اللہ کے۔ اور برکت سے ارواح
پاک حضرت خواجہ صاحب اجمیری اور حضرت
خواجہ قطب صاحب دہلوی اور حضرت بابا فرید گنج شکر
اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے قبول کر دعا
اور پوری کر میری سب التجائیں۔
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

۲۴

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۵ شعبان ۱۳۶۵ھ ۵ جولائی ۱۹۴۶ء جمعہ دہلی

صادق شہید کا عرس کل شام کو میرے خسر سید محمد صادق شہید کا سالانہ عرس ہے۔ خواجہ بانو نیاز کے انتظام میں مصروف ہیں۔

میں آج دن بھر ملکوت منزل میں رہا۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھی۔ گرمی بہت زیادہ تھی۔ اندرکا کرتہ دو بار دھویا۔ نعیم صاحب کو بخار ہے۔ لکھنے کا کام خود کرتا رہا۔

مسٹر ہمایوں مرزا سر میرزا اسمٰعیل مین الملک کے فرزند ہمایوں میرزا صاحب ملنے آئے تھے اپنی بہن کی ایک منت کی رقم بھی دی تھی سر میرزا سے صورت و سیرت میں بہت مشابہ ہیں۔ اپنی والدہ کی علالت کا ذکر کرتے تھے۔ کہ وہ آجکل بنگلور اسپتال میں ہیں حور بانو ملنے آئیں تھیں۔ علی سب خاندان والوں کے ساتھ درگاہ حضرت بی بی نور میں گئے تھے۔ جہاں آج پولس نے تحقیقات کی تھی۔ میں دن کو بھی سویا تھا۔ اور رات کو بھی بہت اچھی نیند آئی تھی۔

سید اظہر الدین احمد نظامی میرے لئے بہت نفیس آم لائے تھے۔ جیسے ان کی محبت و عقیدت میٹھی ہے۔ ویسے ہی آم بھی بے حد شیریں تھے۔

۶ شعبان ۶ جولائی شنبہ دہلی

بے حد گرمی آج گرمی کی شدت حد سے بڑھ گئی تھی۔ شام کو ابر آیا تھا مگر بارش نہیں ہوئی رات ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا۔

ملاقاتی سید کشفی شاہ نظامی اور محمد افضل صاحب اور مسٹر ہمایوں میرزا خلف سر میرزا اسمٰعیل صاحب ملنے آئے تھے۔ سید کشفی شاہ کل برما کے سفر کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔

بہن نے خواب میں دیکھا مسٹر ہمایوں میرزا کہتے تھے۔ اُن کی بہن نے مجھے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کی نذر تھی جو ہمایوں میرزا صاحب کل لائے تھے۔

ابو طالب نظامی سیال کوٹ سے آئے ہیں اخوانی نظامی کے لڑکے ہیں۔ عاصی نظامی اُن کو دہلی سے لائے تھے۔ میں علی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ واحدی صاحب ملے تھے۔ اُن کے لڑکے سید مہدی رضا نے بہت دلچسپ باتیں کیں تھیں۔

رات کو ڈھائی بجے بیدار ہوا تھا۔ ۹ بجے ملکوت منزل میں آگیا تھا۔ نعیم صاحب کو بخار ہے۔ آج ۸ جولائی کا منادی شائع ہو گیا مہدی اور ساجدہ اور ولی اور حامد نے بھی اخبار پر ٹکٹ لگائے تھے۔ سید ابن عربی کی اہلیہ شاہ بانو نے آج شام کو صادق شہید کی نیاز دلوائی تھی۔ خواجہ بانو کل نیاز دلوائینگی

۷ شعبان ۷ جولائی اتوار دہلی

سر سید سلطان احمد آج صبح علی کے ساتھ سر سید سلطان احمد صاحب سے ملنے گیا تھا اب اُن کی صحت بہت اچھی ہے۔

مسٹر گریفن وائسرائے کے پولٹیکل سکریٹری مسٹر گریفن سے بھی ملنے گیا تھا۔ پون گھنٹے باتیں

دعوت ۱۲ بجے شیخ محمد عثمان صاحب آزاد مالک روزانہ اخبار انجام کے دفتر میں گیا تھا جہاں اُنھوں نے کاظم علی صاحب ایڈیٹر رسالہ کہکشاں کو دعوت دی تھی۔ پنڈت گجانند صاحب شرما اور ریڈیو والے چودہری سلطان صاحب بھی شریک طعام تھے۔ کھانے کے بعد آم بھی کھائے۔ بہت دلچسپ اور صاف دل والوں کی مجلس تھی کسی قسم کی ظاہرداری کی باتیں نہیں تھیں۔

واپسی میں حکیم حاجی عبد الحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد اور اُن کے بھائی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور وہ درگاہ تک میرے ساتھ آئے حاجی بشیر صاحب لکڑی والے کی دکان پر بھی گیا تھا۔

ابر و بارش آج ابر آیا ہے۔ ہلکی سی بارش بھی ہوئی ہے۔ گرمی کم ہو گئی ہے۔ ۶ بجے تک ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ نعیم صاحب اب تک بیمار ہیں۔

صادق شہید کا عرس شام کو ۶ بجے صادق شہید کا سالانہ عرس اُن کے مزار پر ہوا تھا خاندان کے سب لوگ شریک تھے بستی کے ہندو مسلمان بھی آئے تھے۔ جنگ پورے سے ڈاکٹر شفا رام صاحب اور جودہ پور سے حکیم نثار احمد نظامی اور دہلی سے مِلیل احمد نظامی بھی شرکت کے لئے آئے تھے۔ چونکہ نیاز کی سب چیزوں کی بندش اور راشن بندی ہے۔ اس لئے آموں پر نیاز دلوائی تھی گیارہ خوان آموں کے تھے مولانا سید عبد الرؤف صاحب

ئے تھے۔ مگر وہ نیاز میں شریک نہیں ہوئے۔
والی بھی ہوئی تھی۔ حکیم نثار احمد صاحب اور
ڈاکٹر شفارام صاحب اور سید میر افغان نے
والوں کو روپے دئے تھے۔

ابوطالب نظامی } روشن دل اخوانی نظامی
کا لڑکا ابوطالب نظامی بھی شریک عرس تھا۔
نور بانو بھی عرس کی شرکت کے لئے آئی تھیں۔

مسٹر جناح سے بات چیت } رات کو
قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح سے ٹیلیفون میں
بات کی تھی۔ میں اُن کو قوالی کی مجلس میں بلانا
چاہتا تھا۔ انھوں نے کہا میں بڑی فجر ہوائی
جہاز میں حیدر آباد چلا جاؤں گا۔

رات کو ٹھنڈی ہوا چلتی رہی بارش نہیں
ہوئی مجھے تین بجے تک نیند آئی پھر آنکھ کھل گئی۔

۸ شعبان ۸ جولائی پیر دہلی

آٹا نہیں تھا } کل دوپہر کو گھر کا آٹا ختم
ہو گیا تھا۔ تین چار مہمان آئے ہوئے تھے
پتلی کھچڑی پکا کر سب کو کھلائی اور میں نے
فقط آم کھائے کیونکہ رات کے وقت مجھے کھچڑی موافق
نہیں آتی۔ آج صبح اسکول جانے والے
بچوں کو کل صبح کی باسی روٹی کو تلوں
پر سینک کر کھلائی اور سب گھر والوں اور
مہمانوں نے بازار کے بسکٹ کھائے۔ دوپہر
کو اور شام کو آٹا قرض منگا کر آدھا آدھا پیٹ
سب نے کھایا۔ کل منگل کو راشن کارڈ دو
کا آٹا ملیگا۔ تب سب کی بھوک کو پیٹ
بھر کر روٹی ملے گی۔ راشن مردہ باد۔

ملاقاتی } قاضی فیروز الدین صاحب اور
محمد صدیق صاحب موٹر والے ملنے آئے تھے
محمد صدیق صاحب نے میری موٹر کا بیمہ کرایا ہے
میں نے ایک سال کی رقم ایک سو اسی روپے
دے دئے۔ آج نعیم صاحب کا بخار

بڑھ گیا ہے۔ ملیریا معلوم ہوتا ہے کونین کا
تیل استعمال کرا رہا ہوں۔ ڈاک خانوں
کی ہڑتال کی وجہ سے ڈاک نہ جا سکی اور نہ ریلو
کی ڈاک آئی۔ عبدالستار صاحب مطمئن ہلائی
میمن تاجر بمبئی اور ان کے بھتیجے احمد محمد
ملنے آئے تھے مطمئن صاحب گجراتی کے
شاعر ہیں اور اردو اشعار بھی کہتے ہیں بوٹ
اور بسلے تھے کپڑوں کی بمبئی میں تجارت کرتے ہیں۔

۹ شعبان ۹ جولائی منگل دہلی

چھم چھم بوندیں } آج ہلکی ہلکی بارش ہو رہی
ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ اور میں ملکوت
منزل میں چپ چاپ لیٹا ہوں۔ لکھنے کی
کوشش کرتا ہوں تو آنکھیں ناتوانی اور کمزوری
کا عذر کرتی ہیں نعیم صاحب شدید بخار میں مبتلا
ہیں۔ اس واسطے میں موٹر کار والا آج بیکار رہوں۔

حاسد کا خط } آج ڈاک میں ایک حاسد کا
خط آیا تھا لفافہ سرکاری تھا اندر خط بگاڑ کر لکھنے
کی کوشش کی گئی تھی۔ ماسٹر محمد صدیق سرابا سرام
خاں دہلی پتہ لکھا تھا۔ مگر یہ فرضی پتہ تھا ایسے
بہت سے حاسد میرے پیچھے پیچھے آدھی صدی
سے بھونکتے رہتے ہیں اور میں آگے چلتا رہتا
ہوں۔ ان حاسدوں کی باتوں اور تحریروں
سے میری عملی قوت ترقی کرتی ہے۔

مولانا صابری صاحب } اخبار انجام دہلی کے
ایڈیٹر مولانا ماسٹر علی صابری کی نسبت آج ایک شخص
نے چند سوالات کئے تھے۔ میں نے کہا تمہارے
ان سوالات میں حسد کی بدبو آتی ہے۔ میں
صابری صاحب کو کم از کم بیس برس سے جانتا
ہوں وہ اولیاء اللہ کے ماننے والے ہیں اور
اخبار نویسی میں غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں
ریاست اخبار کی خوبیاں صابری صاحب
کی لیاقتوں کا نمونہ تھیں اور اب ہفتہ وار

اخبار انجام کی برتری بھی صابری صاحب کی
ممتاز قلم کاری کا آئینہ ہے۔ ایک لائق آدمی
کی برائی کرنے سے آپ کی لیاقت میں ترقی نہیں
ہو گی۔ حکیم لقمان نے نالائقوں سے عقل سیکھی
تھی آپ لائقوں سے عقل سیکھئے۔ انھوں
نے فوراً بقائی صاحب کا ذکر شروع کر دیا اور
کہا صابری صاحب کو بقائی صاحب جتنا
جانتے ہیں آپ نہیں جانتے۔ میں نے کہا
جائیے چھم چھم بوندیں برس رہی ہیں اور کھلے
کی سیر کیجئے بے نتیجہ باتوں سے میرا اور اپنا
وقت ضائع نہ کیجئے۔

شیریں آم } سید ذکی حسن میرے لئے آم
لائے تھے اگرچہ دہلی سے خریدے تھے لیکن
اُن کے انتخاب کی داد دینی چاہیے کہ بجد شیریں تھے۔
میں آجکل دو وقتہ آم کھاتا ہوں۔ حکیم نثار احمد
نظامی کے لائے ہوئے ثمر بہشت آم بھی بہت
اچھے تھے۔ شفاعت صاحب کے ساتھ ایک
صاحب آگرے کے ملنے آئے تھے۔ مولانا
عشقی نظامی بھی حسب معمول اور سید صبیح الدین
صاحب اور صوفی صاحب اجمیری بھی آئے تھے۔ میرے
بھتیجے سید بدر الدین نظامی ایک ہندو دوست
کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

مسٹر جناح سے کانا باتی } پرسوں شام
کو مسٹر جناح سے ٹیلیفون میں جو کانا باتی ہوئی
تھی وہ بس اتنی ہی تھی جتنی روزنامچے میں درج
ہے۔ حاسدوں نے جو غلط بیانیاں اس کی
نسبت مشہور کی ہیں وہ سب جھوٹی ہیں
حیدر آباد کی نسبت میں نے اُن سے کوئی بات
نہیں کی۔

آج رات کو بہت ٹھنڈی ہوا تھی اور صبح
۴ بجے بارش بھی ہوئی تھی آج بھی نعیم صاحب
کا بخار تیز رہا۔ میرا خادم سلطان الحق کی خدمت

۲۶

حافظ نعیم تفسیر کی لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ہے۔ سائز اٹھارہ بائیس کا آٹھواں ہے۔

کرتا ہے۔ اور میں بھی اور علی بھی اُن کی خبرگیری کا خیال رکھتے ہیں۔

۱۰ رشعبان ۱۰ رجولائی بدھ دہلی

موسم کہ آج دن بھر گرمی جیسی موسم رہا۔ کبھی ابر آیا کبھی دھوپ نکلی۔

شب برات کہ شعبان کا چاند ابر کی وجہ سے دہلی میں نظر نہیں آیا تھا۔ حیدرآباد سے چاند دیکھنے کا تار آیا تھا اُس کی بنا پر شب برات ۱۴ جولائی اتوار کے دن ہوگی مگر دہلی کے بعض لوگ ۳۰ کے حساب سے پیر کی شب برات سمجھ رہے ہیں اس لئے میں نے مقامی اخبارون کو اطلاعیں بھیجیں ہیں کہ حیدرآباد کے تار پر اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ شب برات اسلامی روایات کی بموجب عبادت کی رات ہے۔ لہٰذا صحیح وقت پر عبادت ہونی چاہیئے۔ عبادت کے لئے ٹھیک وقت کی پابندی ضروری ہے۔ اور غلط تاریخ کا اثر رمضان اور عید کی رویت پر بھی پڑیگا۔ یہ کام علما کا ہے کہ وہ قوم کی ٹھیک رہنمائی کریں اور رویت کا اختلاف مسلمانوں کے متبرک ایام میں خلل انداز نہ ہو۔ مگر وہ سب سیاسیات کے کنوئیں میں ڈوب گئے ہیں یا ڈبکیاں کھا رہے ہیں۔

نعیم صاحب کا بخار آج زیادہ بڑھ گیا میریا ہے۔ ڈاکٹر شفا الرحم صاحب کا علاج ہے علی کئی گھنٹے ان کی تیمارداری کے لئے ان کے پاس رہے۔ میں ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ بدھ والے سید یامین نظامی آئے تھے۔ داڑھ کا درد کہ آٹھ دن سے میری بائیں داڑھ میں درد ہے۔ پانی کی ٹھنڈک تکلیف دیتی ہے۔ نوالہ چبانے میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ دماغ کے بائیں حصے پر بھی درد کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ میں نے گرم پانی میں نمک ڈال کر کلیاں کی تھیں اُس سے ذرا تسکین ہوئی تھی۔

نبض نامہ کہ پروفیسر مراد صاحب کا خط آیا تھا۔ اُنھوں نے بھی میرے سوال حسن نظامی کی نبض دیکھئے کا جواب تفصیل اور وضاحت سے لکھا ہے۔ میں یہ سب خطوط ایک الگ کتاب میں شائع کروں گا۔ جس کی تیاری ہو رہی ہے۔

سیر الاولیا چھپنی شروع ہوگئی کہ آج محبوب المطابع دہلی سے فارسی سیر الاولیا کے دو پروف آئے ہیں آٹھ سو صفحے کی کتاب ہے بہت اچھے کاغذ پر چھپوانی شروع کی ہے۔ اور چونکہ اس میں محبوب الٰہیؒ کی زندگی کی مفصل تاریخ ہے اس واسطے میں نے چھاپے خانہ بھی ایسا انتخاب کیا ہے جس کا نام محبوب المطابع ہے۔ چونکہ فارسی سیر الاولیا اب نایاب ہوگئی ہے۔ اس واسطے پہلے فارسی میں چھپواؤنگا اور اس کے بعد زندگی باقی رہی تو اُردو ترجمہ بھی شائع کروں گا۔

چھپائی کا خرچہ کہ اس بڑی کتاب کی چھپائی میں بہت زیادہ خرچہ ہوگا۔ میں نے اس کام کے لئے پانچ پیاروں کا نام منتخب کیا ہے۔ اُن کی امداد اس کی چھپائی میں قبول کروں گا۔ ایک پاک دل محمد حسین دینی نظامی لاہور۔ دوسرے حکیم منزل شاہ نظامی لاہور تیسرے سید امداد علی نظامی کان پور۔ چوتھے اوکے احمد حسین نظامی ادھونی۔ پانچویں ماسٹر نجم الدین نظامی احمدآباد۔ ہر ایک سے پچیس روپے لئے جائیں گے اور بقیہ تمام خرچہ میں خود ادا کروں گا۔

یہ کتاب تجارتی مقصد سے الگ ہے کیونکہ آج کل ہندوستان میں فارسی سمجھنے والے بہت کم ہوگئے ہیں اور اولیاء اللہ کے تذکرے پڑھنے کا شوق بھی بہت کم ہوگیا ہے۔ اس واسطے میں اس کتاب کی قیمت نہیں رکھونگا مشہور لائبریریوں اور نامی درگاہوں اور ممتاز مشائخ کی خدمت میں بلا قیمت بھیجوں گا البتہ اس کا اُردو ترجمہ تجارتی اصول پر شائع ہوگا۔ اور اُس کی قیمت لی جائے گی۔

۱۱ رشعبان ۱۱ رجولائی جمعرات دہلی

محمد نعیم صاحب بی اے کہ میرزاپور کے محمد نعیم صاحب بی اے دو سال سے دہلی میں سرکاری ملازم ہیں اور میری بستی میں رہتے ہیں۔ روزانہ صبح مجھے انگریزی اخبار سنانے آتے ہیں۔ آج اُنھوں نے اپنا ایک خواب بیان کیا جس میں انھوں نے مجھے دیکھا تھا۔ نیاز کی رقم دی اور شام کو بیعت بھی کی۔ آج اور بھی دو آدمیوں نے اپنے خواب بیان کئے جن میں اُنھوں نے مجھے دیکھا تھا۔ شفقت حسین صاحب قریشی اکبرآبادی برج حسن میں رہتے ہیں اور روزانہ مجھ سے ملنے آتے ہیں۔ میں آج دن بھر ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ آج نعیم صاحب کا بخار اتر گیا۔ بارش نہیں ہے۔ گرمی زیادہ ہے آج رات کے ۱۲ بجے سے ڈاک خانے کے چھوٹے نوکروں نے ہڑتال کردی۔ میرے دفتر سے ڈاک کی روانگی پرسوں سے بند ہے۔

۱۲ رشعبان ۱۲ رجولائی جمعہ دہلی

دو شادیاں کہ آج میری بستی میں دو شادیاں ہوئیں۔ ایک خلیل احمد نظامی بزاز دہلوی کے بھائی کی شادی میری ماموں زاد بہن کی نواسی سے ہوئی۔ ایک ہزار روپے کا مہر بندھا۔ دوسرا نکاح ملکوت منزل میں میں نے پڑھایا۔ دولہن دولہا میرے سامنے تھے۔ دس ہزار روپے کا مہر بندھا مقالہ اہل سے مہر [illegible]

علاوہ ازیں تفسیر خواجہ حسن نظامی سے نامور علماء کی شرکت سے چھ برس کی لگاتار محنت سے تیار کی تھی۔

کی عمر ۵۲ سال تھی۔

منادی شائع ہو گیا آج ۱۲ر جولائی کا منادی شائع ہو گیا۔ ۲۴ر جولائی کا منادی بھی تیار ہے جو ۲۶ جولائی کو شائع ہو جائیگا

آج خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب نے ڈاک خانے کی ہڑتال بند کرانے کے لئے میرا بیان لیا تھا۔

رات کو ریڈیو میں سُنا تھا کہ ہڑتال ہندوستان کے سات حصوں میں بالکل نہیں ہے۔ صرف دو حصوں میں ہے اور وہاں بھی ادھوری ہے۔ دہلی۔ کلکتہ۔ بمبئی میں مکمل ہڑتال ہے۔

مولانا شہید صاحب شام کو جناب مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید فرنگی محلی ملنے آئے تھے۔ دہلی کے مسلمان ان کو بہت مانتے ہیں۔ اور ہمیشہ ان کو تقریروں کے لئے بلاتے رہتے ہیں۔

حبیب صاحب مولانا شہید کے چھوٹے فرزند مولانا حبیب آجکل لکھنؤ میں ہیں۔ جہاں مسلم لیگ کے دو روزانہ اخبار نکلنے والے ہیں۔ اُن کی ایڈیٹری کے لئے گئے ہیں۔

مولانا حبیب غیر معمولی لیاقت اور ذہانت وطباعی رکھتے ہیں امید ہے کہ اُن کی ایڈیٹری میں اخبار کامیاب ہوگا۔

۱۳ شعبان ۱۳ر جولائی شنبہ دہلی

چیف کمشنر صاحب آج صبح نو بجے تانگے میں چیف کمشنر صاحب دہلی سے ملنے گیا تھا۔ وہ ۶ ہفتے کی رخصت گذارنے کے لئے شملے گئے ہوئے تھے۔ ابھی واپس آئے ہیں۔ آج انھوں نے بالکل نئے انداز سے ملاقات کی ان کا اردلی ایک دوسرے نئے راستے سے کمرے میں لے گیا۔ اور پھر چیف کمشنر صاحب کمرے میں چلا اور اس نے بلند آواز سے کہا شمس العلما خواجہ حسن نظامی" اس کے بعد مجھے اندر لے گیا۔

چیف کمشنر صاحب نے اپنے قریب بٹھا کر باتیں کیں میں نے کہا چہرے سے آپ کی صحت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا مجھے بھی فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں ابھی تک غذا کی احتیاط کر رہا ہوں۔

برف کی قلفیاں فروخت کرنے والوں کو شکر دینے کے لئے میں نے کہا جواب دیا۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اُن کے لئے کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ جس طرح اور سب دکان داروں کی شکر میں کمی ہوئی ہے۔ اسی طرح اُن کی شکر بھی کم کی گئی ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ معدے کی خرابی کے سبب میں نے بھی دعوتوں میں جانا ترک کر دیا ہے۔

حاجیوں کی امداد آج رفیق المسلمین خان بہادر حاجی وجیہ الدین احمد صاحب سے بھی ملنے گیا تھا وہ آجکل حاجیوں کے امدادی کاموں میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ ڈاک کی ہڑتال کے سبب جو مشکلات حاجیوں کو پیش آرہی ہیں اُنھوں نے اُس کا بھی ذکر کیا۔

سید احمد صاحب زیدی آج خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب زیدی کے فرزند سید احمد صاحب زیدی دو نوجوان مسلمانوں کے ساتھ ملنے آئے تھے اُن کے ایک دوست نے ادبی کتاب لکھی ہے اس پر تقریظ لکھوانی چاہتے تھے

سیر الاولیا کی کاپیاں کتاب سیر الاولیا کے دو پروف پریس سے آئے تھے۔ ان کی صحت کے وقت محسوس ہوا کہ کاپیوں کی صحت ادھوری ہوئی ہے اس واسطے آج محبوب المطابع میں جا کر سب کاپیاں واپس لایا اور علی کی۔ دوسری ایک کاپی کو دوبارہ پڑھا بہت سی غلطیاں نکلیں۔ خاص کر عربی عبارتوں میں غلطیاں اور ترک بہت زیادہ تھے آنکھوں

کی معذوری کی وجہ سے یہ مجبوری ہو گئی ہے کیونکہ کاپی کا زرد کاغذ نظر نہیں آتا اور صحت کرنے والے عربی اور فارسی نہیں جانتے جس طرح ہو سکے گا خود ہی صحت کروں گا مولانا عبداللہ صاحب نے یہ کاپیاں لکھی ہیں۔ ان کو آج امروہہ تار بھیجکر دہلی میں بلایا ہے، وہ چونکہ پورے مولوی ہیں۔ اس واسطے امید ہے کہ جو غلطیاں رہ گئیں ہیں درست ہو جائیں گی اور میں قیامت کے دن جب حضور سلطان المشائخ کے سامنے حاضری دوں گا تو قدموں میں سر رکھ کر عرض کروں گا۔ جتنا مجھ سے ہو سکا میں نے حضور کے ذکر خیر کو اسی صورت میں دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔

رَوا اور شکر نایاب کل شب برات ہے روا اور شکر نایاب ہے۔ حلوا نہ بن سکیگا میں نے ارادہ کیا تھا کہ پانی پر نیاز دے کر تقسیم کردوں اور دہلی کے اخباروں کو بھی یہ خبر بھیجدی تھی مگر آج یہ انتظام کیا کہ لال شکر منگائی اور اس کو پانی میں ڈال کر پکایا اور پھٹکری ڈالی جس سے اس کا میل کم ہو گیا۔ اور پھر تھوڑا سا دودھ ڈال کر جوش کیا جس سے شکر کا رنگ بہت صاف ہو گیا پھر آٹا گھی میں بھونا اور لال شکر کا شیرہ اس میں ملا کر حلوا بنا لیا۔ سفید شکر سے یہ حلوا میٹھا بھی زیادہ ہے اور اس میں پاکیزگی بھی ہے کیونکہ قند بنانے میں تیزاب ڈالے جاتے ہیں اور اس میں مٹھاس بھی کم ہوتی ہے۔

یہ تو محض اُن لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ شب برات کی نیاز حلوے کے سوا کسی اور چیز پر نہیں ہو سکتی۔ ورنہ عزم مصمم یہ ہے کہ کل [illegible] پانی پر نیاز دوں گا اور اس کو تقسیم کرنے کے بعد پھر آٹے [illegible] پر نیاز دوں گا [illegible] اور لال شکر کی [illegible]

۲۸

خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر اور اس کے اردو ترجمے پڑھنے والا قرآن مجید کی تعلیم کو خود سمجھ جاتا ہے۔

حلوا بہت قدیمی چیز ہے۔ کیونکہ روا اور میدہ اور سفید شکر نئے زمانے کی چیزیں ہیں۔ حضرت باباصاحبؒ اور حضرت سلطان المشائخؒ کے زمانوں میں آنٹے کی لپسی کا رواج تھا۔

وہابی خوش ہو رہے ہیں کہ نیاز پرستوں کو روا اور شکر نہیں ملی اب ان کی نیاز نذر ترک ہو جائے گی۔ مگر کیا جواب دیں گے۔

وہ اس مقولہ کا جو عوام میں مشہور ہے کہ ؎

مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود

یعنی چونکہ وہابی اپنے بزرگوں کی نیاز نذر نہیں کرتے اس واسطے نیاز نذر کرنے والے اُن کی نسبت یہ فقرہ بازی کرتے رہتے ہیں۔

یہ نیازیں اور نذریں تو ہماری عقیدت اور محبت کی یادگاریں ہیں۔ ورنہ بزرگوں کی ارواح کو نہ ہمارے حلوے کی ضرورت ہے نہ ہماری چپاتی کی ضرورت ہے۔

پروفیسر سلیم الزماں صدیقی آج چیف کمشنر صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ڈاکٹر سر بھٹناگر کے دفتر میں گیا تھا اور پروفیسر سلیم الزماں صاحب صدیقی سے ملا تھا۔ جو جرمنی کے تعلیم یافتہ ہیں اور فن کیمیا کے بہت بڑے ماہر ہیں یہ لکھنؤ کے مشہور مسلم لیگی لیڈر چودہری خلیق الزماں صاحب کے بھائی ہیں۔

۱۴ شعبان ۱۴ جولائی اتوار دہلی

شب برات آج میری بستی میں شب برات ہے۔ دہلی میں بھی اکثر جگہ شب برات منائی گئی ہے۔ لیکن نوکری پیشہ لوگوں نے اس لئے کل پیر کی شب برات مانی ہے کہ سرکاری چھٹی مل جائے۔ چنانچہ اُن سب کو پیر کی چھٹی مل گئی ہے۔

قمر بھٹی نظامی لاہور کے پُرانے مرید غلام فرید قمر بھٹی نظامی آجکل دہلی میں آگئے ہیں۔ پیر جیلوے میں ملازم ہیں آج مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔

ہربنس چندر نظامی ایک ہفتہ ہوا لیلا رام نظامی ملنے آئے تھے۔ اور میں روزنامچے میں اُن کے آنے کا ذکر لکھنا بھول گیا تھا۔ آج اُن کے قرابت دار ہربنس چندر نظامی بی اے ملنے آئے تھے۔ اُن کا دفتر بھی شملے سے دہلی میں آگیا ہے اور لیلا رام نظامی بھی شملے سے دہلی میں آگئے ہیں۔ اُن کے والد رادھے رام نظامی علی پور ضلع مظفر گڑھ پنجاب میں ہیں۔

نور احمد صاحب بہاول پور کے ایک زمیندار نور احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ جو آجکل پاک پٹن شریف میں رہتے ہیں سالانہ عرس میں گئے تھے۔ وہاں سے آئے ہیں۔

یہ ہر چاند رات کو پاک پٹن شریف سے دہلی میں آتے ہیں۔ ان کو حضرت محبوب پاکؓ سے بہت زیادہ اعتقاد ہے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسویؒ کے سلسلے میں بصیر پور کے ایک بزرگ سے بیعت ہیں۔ مگر میری ان کی ملاقات گذشتہ عرس سے ہوئی ہے۔ آج اُنھوں نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ حضرت سلطان المشائخؒ نے اُن کو خواب میں مجھ سے ملنے کا حکم دیا تھا اس لئے میں نے آج اُن کو اپنے سلسلۂ نظامیہ کی ایک خاص چیز بتائی۔ ان کو قوالی کا بہت ذوق ہے اور قوالوں کو روپیہ بھی بہت دیتے ہیں۔ انہیں زمینداری کاروبار کی سمجھ بھی اچھی ہے۔ ان کے والد زندہ ہیں۔ جو ریاست بہاول پور کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔ یہ سب پانچ بھائی ہیں۔

چویڑہ صاحب دہلی امپورٹ ڈپارٹمنٹ کے ایک افسر چویڑہ صاحب اپنی بیوی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے ان کی بیوی کو گنڈا دیا تھا۔ خدا نے بیٹا دیا ہے۔ اُس بچے کو لے کر آئے تھے۔

ڈاڑھ کا درد آج بھی مجھے داڑھ کے درد کی بہت زیادہ تکلیف رہی۔

غم ناک خبر آج صبح ٹیلیفون سے خبر آئی کہ مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے دہلوی نے وفات پائی۔ ایک بجے تانگہ میں دہلی گیا تھا۔ اور اُن کے دفن میں شرکت کر کے چار بجے گھر میں واپس آیا تھا۔

منشی قربان علی صاحب بسمل آج منشی سید قربان علی صاحب بسمل مرحوم کے مزار پر بھی فاتحہ خوانی کی تھی۔ اُن کی قبر کا کتبہ تیار کر لیا ہے۔ اب بہت جلد کندہ کراؤں گا۔ شام کو حور بانو شب برات کا سلام کرنے آئیں تھیں۔

شب بیداری آج حسب معمول ساری رات بیدار رہا تھا۔ خواجہ بانو اور کوثر بانو بھی بیدار رہی تھیں۔ اور عبادت کی تھی۔

حکیم عبدالسلام نظامی دہلی کے حکیم عبدالسلام نظامی بہت پرانے ملنے والے ہیں۔ احرار کمیٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں مرید بھی ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ایک عزیز کے لئے آجکل کوشش میں مصروف ہیں جو دہلی کے رہنے والے ہیں اور بمبئی میں اُن پر خون کا مقدمہ قائم ہو گیا ہے۔ اور پھانسی کا حکم صادر ہو گیا ہے۔ حکیم عبدالسلام نظامی جس خلوص و محبت اور دانشمندی اور محنت کے ساتھ اپنے عزیز کی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسی مثالیں میں نے بہت کم دیکھی ہیں۔ وہ میرے پاس دعا کے لئے مسلسل آتے رہتے ہیں۔

قورمہ چپاتی آج صوفی صاحب اجمیری نے نیاز کا قورمہ اور چپاتیاں [illegible]

بھی یہ تبرک کھایا تھا۔ لیکن شب برات کی تیار پانی پر دی تھی۔ خواجہ بانو نے تھوڑا سا پلاؤ بھی پکا لیا تھا۔ میرے مُردوں نے فقط پانی پیا ہوگا۔ اور خواجہ بانو کے مُردوں نے پلاؤ بھی کھایا ہوگا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پلاؤ بھی ہم سب نے کھایا اور پانی بھی ہم سب نے پیا۔ مرنے والوں کو تو صرف اُن کا ثواب پہونچا ہوگا۔

۱۵ شعبان ۱۵ جولائی پیر دہلی

باسی شب برات کی صدیوں سے رواج ہے۔ کہ شب برات کے دوسرے دن دہلی کے زائرین درگاہ میں بہت زیادہ آتے ہیں چنانچہ آج بھی بکثرت زائرین آئے تھے۔

سنی اوقاف مجلس کا جلسہ کہ آج سید مسلم نظامی کے ساتھ تانگے میں دہلی گیا تھا۔ اور سنی اوقاف مجلس کے جلسے میں شریک ہوا تھا۔ خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور وحید الدین صاحب وکیل اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور مدرسہ فتحپوری کے صدر مدرس صاحب اور سید مسلم نظامی وغیرہ ممبران موجود تھے۔ تعلیمی کمیٹی کا جلسہ ختم ہوا تو عمارتی کمیٹی کا جلسہ ہوا۔

مسجد نواب روشن الدولہ کا فیض بازار دریا گنج میں نواب روشن الدولہ بہادر بانی سنہری مسجد دہلی کی بنوائی ہوئی ایک اور مسجد بھی ہے جو شکستہ ہو گئی ہے۔

آج ہم سب ناظر صاحب کے ساتھ وہ مسجد دیکھنے گئے تھے۔ اُس میں ایک پرانا کنواں بھی ہے۔ جس کا پانی کھاری ہے ایاز خاں صاحب خٹک ایگزیکٹیو انجینیئر دہلی بھی عمارتی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ وہ بھی جلسے میں شریک ہوئے تھے۔ اور ہم سب کے ساتھ مسجد دیکھنے گئے تھے۔ مسجد کے صحن میں جو حوض ہے۔ اُس میں پانی نل سے نکل کے آتا ہے۔ اور اُس کی وجہ سے آس پاس کی عمارتوں کو اور مسجد کی بھی نقصان پہنچتا ہے میں نے رائے دی کہ حوض بند کر دیا جائے اور وضو کے لئے مستحکم سقابے بنائے جائیں جن میں وضو کے لئے بوتلیاں لگا دی جائیں۔ اس سے مسجد کا صحن بھی کھل جائے گا۔ اور نمازیوں کے لئے گنجائش بھی بڑھ جائے گی۔ اور اطراف کی عمارتیں بھی نقصان سے محفوظ ہو جائیں گی۔ اور پرانا کنواں بھی بند کر دیا جائے۔ اور کنوئیں کے اوپر ایک ایسی عمارت بنا دی جائے جس سے مسجد کے اندر کا حصہ بڑا ہو جائے۔ اور نمازیوں کی گنجائش بڑھ جائے۔ کیونکہ وہ کنواں مسجد کے اندرونی حصے سے ملا ہوا ہے۔ اور شمال میں ہے۔ مسجد کے صحن میں شمالی رُخ اور جنوبی رُخ نئے کمرے بنوائے جائیں تاکہ مدرسۃ السنہ شرقیہ کے طلبا ان میں رہ سکیں۔ اور مسجد کے شرق میں سڑک کی طرف ایک خوبصورت قدیمی طرز کا سنگین دالان بنوایا جائے۔ جہاں مدرسے کے طالب علم بیٹھ کر درس لیں۔ ان تجویزوں سے خٹک صاحب انجینیئر اور دوسرے ممبران نے بھی اتفاق کیا خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف مجلس بڑی محنت اور مستعدی سے کام کرتے ہیں مگر افسوس ہے جن اخباروں کو اندرونی حالات کا علم نہیں ہے وہ اُن کے خلاف نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔

تمباکو منجن کہ آج حکیم احمد حسن خاں نظامی نے قادرہ کے مسوڑوں کے لئے تمباکو منجن مجھے دیا تھا۔ اور میں نے رات کو سوتے وقت ملا تھا۔

پنجاب کی تاریخ کہ آج دن بھر اور رات کے وقت میں نے ٹک پنجاب کی تاریخ پڑھی۔ یعنی ۱۸۴۵ء اور ۱۸۴۹ء کی انگریزوں اور سکھوں کی لڑائیوں کا حال پڑھا۔ تاکہ ریذیڈنٹ کے روزنامچے میں ان لڑائیوں کا جو ذکر آیا ہے اس پر نوٹ لکھ سکوں۔ اب تک جتنے نوٹ میں نے لکھے تھے۔ وہ تاریخی نہیں تھے کیونکہ مجھے پنجاب کی تاریخ کا پورا علم نہیں تھا بینائی کی خرابی کے سبب لکھنا اور پڑھنا میرے لئے بہت دشوار ہے۔ لیکن ریذیڈنٹ کے روزنامچے پر نوٹ لکھنے بہت ضروری تھے۔ اس واسطے آج آنکھوں پر ظلم کر کے میں نے یہ تاریخ پڑھی۔ انگریزوں کی جو پالیسی آجکل ہے وہی پالیسی سو برس پہلے بھی تھی۔ یہ نتیجہ تاریخ پڑھنے سے حاصل ہوا۔ آج بھی رات بھر ڈاڑھ کے درد کی تکلیف رہی۔

شب برات کی دعا کہ کل جن ہندو مسلمانوں کے لئے دعا مانگی تھی۔ ان کے نام آج قلم بند کرا دئے۔ تاکہ منادی میں شائع ہو جائیں اور اُن سب لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگرچہ میں اُن کو خط نہیں لکھ سکتا لیکن وہ سب میرے حافظے میں موجود ہیں۔ اور میں اُن کی صحت و سلامتی و خوش دلی و خوش حالی کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ دفتر کی ڈاک ایک ہفتے سے روانہ نہیں ہوئی ہے۔ خبر نہیں اخبار بھی ناظرین کو پہنچے گا یا نہیں۔ میں نے تمام و کمال روانہ کرا دیا ہے۔

۱۶ شعبان ۱۶ جولائی سہ شنبہ دہلی

مسٹر فصیح الدین احمد کی یاد کہ ہارڈنگ لائبریری کے سکریٹری۔ ادیب اور بنجارہ مسلم کے ایڈیٹر مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے کی وفات کا حال جو سنتا ہے دم بخود رہ جاتا ہے۔ اور اب لوگوں کو قدر ہوئی ہے

۳۳۰

کہ وہ پرانی تہذیب اور نئی تہذیب کی تمام خوبیاں اپنے اندر رکھتے تھے۔ لیکن محض افسوس کرنے سے اُن کی یاد قائم نہیں رہ سکتی جب تک کہ اُن کے کاموں کو قائم و برقرار رکھنے کا انتظام نہ کیا جائے۔ اور اُن کی والدہ اور بیوی بچوں کی آسائش کا بندوبست نہ ہو۔ چنانچہ میں نے اور واحدی صاحب نے بمشکل تمام نواب خواجہ محمد شفیع صاحب کو آمادہ کیا ہے کہ وہ کچھ دن کے لئے اپنا وقت اس کام کے لئے دیں۔ اور اس سلسلے میں آج میں دو دفعہ دہلی گیا تھا۔ پہلے مسٹر لا ہیلی ڈپٹی کمشنر دہلی سے ملا۔ جو مسٹر فصیح الدین کی قابلیت اور خدمات کے مداح بھی ہیں۔ اور جن میں قدرتاً لائق لوگوں کی امداد اور سرپرستی کا بہت بڑا جذبہ بھی ہے۔ ملا واحدی صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ صاحب نے بہت ہمدردی ظاہر کی۔ اور مرحوم کے کاموں کو برقرار رکھنے کے لئے ہماری سب تجویزوں کو پسند کیا۔ شام کو ساڑھے پانچ بجے ہارڈنگ لائبریری میں تشریف لائے۔ جہاں ہندو مسلمان ممبران ہارڈنگ لائبریری موجود تھے۔ پہلے تعزیت کا جلسہ ہوا۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب نے بہت اچھے الفاظ میں مرحوم کی نسبت ایک تقریر کی۔ اور لائبریری میں مرحوم کی ایک تصویر لگانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ تو میں نے مولانا فاضل مقبل صاحب اور تلسی رام صاحب اور سید وصی اشرف صاحب اور وحید الدین صاحب وکیل وغیرہ ممبران سے درخواست کی کہ مرحوم کی جگہ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب ہارڈنگ لائبریری کے سکریٹری بنائے جائیں۔ تاکہ وہ اُن کے اُردو اور انگریزی رسالوں کو جاری رکھنے کا انتظام بھی کریں۔ سب حاضرین نے

اس تجویز کی تائید کی۔ خاص کر مولانا فاضل مقبل صاحب نے نہایت بزرگانہ اور ہمدردانہ انداز سے خواجہ شفیع صاحب کو اس کام کے لئے آمادہ کیا۔

آج ابر آیا تھا۔ کچھ بوندیاں بھی برسی تھیں گرمی کی شدت میں کچھ تھوڑی سی کمی ہوگئی ہے۔ مولانا حافظ عبداللہ صاحب امروہے سے آئے ہیں۔ اور سیر الاولیا کا بقیہ کام پورا کر رہے ہیں۔

ڈاک خانے کی ہڑتال آج رات کو ریڈیو میں ڈاک خانے کی ہڑتال کی خبروں سے ایسا محسوس ہوا کہ اب یہ ہڑتال جلدی ختم ہوجائیگی۔

میری ڈاڑھ کے درد نے آج بہت زیادہ اذیت دی۔ مگر میں نے خدا کی مدد سے اپنے سب کام جاری رکھے اور پورے کئے۔

۱۷ شعبان ۱۷ جولائی بدھ دہلی

حضرت بی بی فاطمہ سام کا عرس حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکر رح کی ایک مرید زن حضرت بی بی فاطمہ سام رح دہلی میں رہتی تھیں اور بڑی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح۔ اُن کے پاس دعا کرانے جایا کرتے تھے۔ اُن کا عرس ۱۷ اور ۱۸ شعبان کو ہوتا ہے۔ اور اُن کا مزار پرانے قلعے کے غرب میں اور لودہی گاف کلب کے شرق میں لب سڑک واقع ہے۔ آج شام کو اور کل صبح اُن کا سالانہ عرس ہوگا۔

مسلمان حلال خور جودہ پور میں حلال خوروں نے ہڑتال کردی تھی۔ وہاں سے حکیم نثار احمد نظامی صدر مسلم لیگ جودہ پور میرے پاس آئے تھے اور میں نے مولوی انوار الحسن خاں صاحب وکیل آگرہ کے نام خط لکھدیا تھا جہاں بارہ سو گھر مسلمان حلال خوروں کے ہیں جہاں سے معقول تعداد مسلمان حلال خوروں کی فی کس پچاس روپے ماہوار پر جودہ پور چلی گئی۔ آج حکیم نثار احمد نظامی اور حاجی حید بخش صاحب وغیرہ اصحاب آگرے سے آئے تھے۔ اور انوار الحسن خاں صاحب، وکیل کے بہت زیادہ شکر گذار تھے۔ میں نے کہا شفاعت حسین صاحب قریشی کا بھی شکر گذار ہونا چاہیے۔ جنہوں نے اپنے دوست اور میرے دوست انوار الحسن خاں صاحب کو سفارش نامہ لکھا تھا۔

شفاعت حسین صاحب قریشی سے معلوم ہوا کہ آگرے میں مسلمان حلال خور آزادی سے مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور بڑے بڑے امراء اور علمائے کے برابر کھڑے ہوکر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اُنھوں نے کربلا میں خود اپنی بھی ایک مسجد بنوائی ہے۔

نواب زادے لیاقت علی خاں آج ۲ بجے نواب زادے لیاقت علی خاں صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ سے ملنے گیا تھا۔ اور چند سیاسی امور کی نسبت بات چیت کی تھی۔

حیدر آباد کی تنخواہیں اعلیٰ حضرت حضور نظام نے میری سفارش سے درگاہ کی چند بیوہ عورتوں کے نام تنخواہیں مقرر کردی ہیں ڈاکخانے کی ہڑتال کے سبب نواب اقبال شاہ نظامی مختار حیدر آباد نے وہ تنخواہیں سنٹرل بنک دہلی میں بھیجی تھیں۔ اور آج میں سنٹرل بنک سے وصول کرنے گیا تھا۔

ملاقاتی سید یامین نظامی اور مولانا شبیر احمد صاحب نائب امام سنہری مسجد اور مولانا عشقی نظامی اور سید سمیع الدین صاحب وغیرہ ملنے آئے تھے۔ بارش نہیں ہے۔ گرمی زیادہ ہے ڈاڑھ کے درد کی تکلیف بھی ابتک موجود ہے

اب میں نے اپنی بنائی ہوئی دوا کی غرارہ" کا استعمال شروع کیا ہے۔

منشی ضمیر احمد صاحب کے آم نگینہ ضلع بجنور سے میرے محسن دوست منشی ضمیر احمد صاحب مختار نے آموں کا پارسل شاہدرہ اسٹیشن پر بھیجا تھا۔ مگر ڈاک خانے کی ہڑتال کے سبب خط دیر میں آیا۔ اب وہ آم سڑ گئے ہوں گے اس واسطے پارسل منگانا بیکار ہے۔ تاہم اُن کی وضعداری اور محبت صد ہزار شکر گذاری کے قابل ہے۔ آجکل دہلی میں باہر کے علاقوں سے آموں کے پارسل نہیں آسکتے۔ مہنت رام کشن داس صاحب نے بھی آم بھیجنے کی بہت کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوئے۔

۱۸ شعبان ۱۸ جولائی جمعرات دہلی

سر این آر پلیے آج صبح قاضی فیروز الدین صاحب نے اپنے بھائی کے ساتھ موٹر بھیجی تھی۔ اور میں سر این آر پلیے کو قوالی کی دعوت دینے گیا تھا۔ اُن کی انگریز بیوی بھی آئینگی، اور وہ بھی آئیں گے۔

سر اسمتھ سر محمد عثمان صاحب کی جگہ جو انگریز مقرر ہوئے ہیں۔ وہ آجکل ڈاک خانوں کی ہڑتال کی وجہ سے بہت کم فرصت ہیں۔ مگر میں ان کو بھی قوالی کی دعوت دینے گیا تھا۔ اُنھوں نے بھی شریک ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ ۲۵ سال سر محمد عثمان کے ساتھ مدراس میں کام کر چکے ہیں۔ لمبا قد ہے۔ چھریرا بدن ہے۔ اُردو بھی بول لیتے ہیں۔ چہرے سے آثار دانش و شرافت ہویدا ہیں۔

ایڈیٹر صاحب طوفان اجمیر شریف سے میرے پرانے دوست مفتوں صاحب اور ایڈیٹر صاحب اخبار طوفان ملنے آئے تھے۔ اُنھوں نے چند رسالے بھی مجھے دیئے۔ شام تک ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔

آورہ کے مہمان محمد اسرائیل خاں سیوت نظامی کا خط لے کر تین مہمان آئے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام بھی اسرائیل خاں تھا۔ یہ ریلوے میں ملازم ہیں۔ سیوت نظامی نے نذر بھی بھیجی تھی۔ اور حلوہ بھی بھیجا تھا۔ یہ مہمان ٹھیرے نہیں کچھ دیر بات چیت کر کے چلے گئے۔

جلسہ شام کو علی کے ساتھ فتحپوری مسجد میں گیا تھا جہاں عربی مدرسہ عالیہ کے فارغ التحصیل طلبا کو میرے ہاتھ سے سندیں دی گئیں تھیں۔ دو طلبا کو سنی اوقاف کمیٹی کی طرف سے نقدی بھی دی گئی تھی جو اول پاس ہوئے تھے۔ ان فارغ التحصیل طلبا میں زیادہ آدمی سرحدی تھے۔

پہلے سب مدرسین کا ایک جلوس مسجد کے ایک حصے سے صحن میں آیا۔ میں بھی جلوس کے ساتھ تھا۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب کی یہ ایجاد تھی۔ اس کے بعد دو قاریوں نے قرآن شریف پڑھا۔ پھر ایک لڑکے نے نعت پڑھی پھر نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے نہایت ولولہ انگیز تقریر کی۔ اس کے بعد خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی نے مدرسے کی رپورٹ سُنائی جس سے معلوم ہوا کہ سنی اوقاف کمیٹی سولہ ہزار روپے سالانہ اس عربی درسگاہ کی تعلیم میں خرچ کرتی ہے۔ آخر میں میری صدارتی تقریر ہوئی جس میں یہ بیان کیا تھا کہ یہ مسجد شاہجہاں بادشاہ کی بیوی نے بنوائی تھی جو فتحپور سیکری کی رہنے والی تھیں اس واسطے فتحپوری بیگم کہلاتی تھیں۔ اور اس کے بعد میں نے فارغ التحصیل طلبا کو نصیحت کی کہ وہ اپنی معاش کا انتظام کریں۔ اور خوش نویسی سیکھیں اس سے ان کو فی کس دس روپے یومیہ کی آمدنی ہو جائیگی کیونکہ ناشرین کو ذی علم کاتبوں کی ضرورت ہے اور مولویوں کو روزی روزگار کی ضرورت ہے۔ اِن لوگوں کی معاش کا انتظام نہ ہوگا تو یہ اختلافی مسائل پیش کر کے مسلمانوں میں اسی طرح فرقہ بندی بڑھاتے رہیں گے جیسی تفریق آجکل ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ دیوبند اور سہارنپور وغیرہ مقامات کے عربی مدرسوں میں پڑھنے والوں کی معاش کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا۔ بعد مغرب دہلی سے واپس آیا۔ جمعرات کے زائرین سے ملاقات نہ کر سکا۔

پڑوسی ملکوت منزل کے پڑوس میں نواب فخر الدین خاں صاحب کے مکان میں ایک تیموری شاہزادے صاحب اہل و عیال کے ساتھ ٹھیرے ہوئے ہیں۔ آج مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ کی اولاد ہیں۔ دہلی ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کلکٹروں کے افسر ہیں۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔ چار بجے تک لگاتار سویا تھا۔ ڈاڑھ کے درد میں کمی ہے۔ اپنی بنائی ہوئی دوا کی غرارے سے بہت فائدہ ہوا۔

۱۹ شعبان ۱۹ جولائی جمعہ دہلی

ملک غلام محمد لاہور کے ملک غلام محمد صاحب آج جمعہ کی نماز کے بعد مولانا عشقی نظامی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ وہ ایم ایس سی ہیں۔ یعنی انہوں نے سائنس میں ایم اے پاس کیا ہے۔ امریکہ میں آٹھ برس رہ کر باغبانی کا فن سیکھا ہے۔ ہندوستان میں آکر باغبانی کے دو رسالے جاری کئے اور بہت اچھی اچھی کتابیں لکھیں۔ وہ کتابیں بھی لائے تھے۔

بہت ذہین اور بہت ماہر اور بہت خوش عقیدہ ہیں۔ درگاہ شریف میں ایک چلّے سے مقیم ہیں۔ یادحق کی باغ بانی کا سائنس بھی جانتے ہیں میں نے اُن کو بستانُ الفقرا خطاب دیا۔

آج میں دن بھر ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ سیرالاولیا کتاب کے لئے ۱۶ صفحات کا دیباچہ لکھا۔ یہ دیباچہ رسمی نہیں ہے بڑے سائز کے چھ سو صفحات کی کتاب کا خلاصہ ۱۶ صفحات میں لکھا ہے۔ اور کسی کتاب کا خلاصہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ تصنیف تالیف کا سب سے زیادہ مشکل کام ہے۔ اور چونکہ ۲ گھنٹے میں یہ کام ختم کیا تھا اس لئے میرا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کی ارواح میرے دل و دماغ کو مدد دے رہی تھیں۔ یہ خلاصہ منادی میں بھی شائع کرونگا۔ تاکہ سیرالاولیا کی خوبیاں ناظرین منادی کو بھی معلوم ہو جائیں۔

موسم } دن بھر گرمی رہی۔ رات کو ابر آیا۔ اور پچھلی رات سے بارش شروع ہوئی۔

۲۴ جولائی کا منادی } ۱۶ جولائی کو ۲۴ جولائی کا منادی تیار ہو گیا تھا۔ مگر ڈاک خانہ کی ہڑتال کے سبب شائع نہیں کیا۔ کیونکہ ۱۶ کا پرچہ ۸ جولائی کو شائع کیا تھا۔ اور خبریں آئیں ہیں کہ اس کا بڑا حصہ ناظرین کو نہیں پہنچا۔ اس لئے ۲۴ اور یکم اگست کے دو پرچے یکجا شائع کروں گا۔ بشرطیکہ ہڑتال ختم ہو جائے۔ ورنہ ۸ اگست کو ۳ پرچے یکجا شائع کئے جائیں گے۔

آرزو صاحب اکبرآبادی } آج آگرے سے آرزو صاحب ملنے آئے تھے۔ اُنھوں نے [illegible] کا منظوم ترجمہ کیا ہے مجھ سے تقریظ لکھوانے کے لئے سفر کیا تھا میں نے فوراً تقریظ لکھدی۔ اور وہ اُسی وقت واپس آگرے چلے گئے۔

۲۰ شعبان ۲۰ جولائی شنبہ دہلی

چشتی پارٹی کا جلسہ } آج شام کو معین الدولہ قوالی ہال میں آل انڈیا چشتی پارٹی کی طرف سے صوبہ دہلی کے حاکم آنریبل مسٹر کرسٹی چیف کمشنر دہلی کو ایک بڑی قوالی پارٹی دی گئی تھی۔ دہلی کے چشتی مشائخ اور ہندو مسلمان حکام اور افسران اور لیگی اور کانگرسی اصحاب اور کمیونسٹ خیال والے اشخاص جمع ہوئے تھے۔ چشتیہ نظامیہ سلسلے کے بھائی بھی شریک تھے۔ خادم حسین نظامی کا گانا ہوا تھا۔ چیف کمشنر صاحب ٹھیک ساڑھے سات بجے تشریف لائے۔ چشتی پارٹی کے ممبروں نے موٹر پر استقبال کیا۔ اور پھول برساتے ہوئے قوالی ہال میں لائے۔ پہلے قوالی ہوئی۔ پھر عبدالمالک عاصی نظامی نے چیف کمشنر صاحب کے خیر مقدم میں ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد ظریف الملک ظریف صاحب دہلوی نے برسات کی [illegible] نظم سنائی۔ پھر انجم صاحب نے ایک نظم سنائی۔ پھر میں نے چشتیوں کی [illegible] سے خیر مقدم کی تقریر کی۔ اور چشتیوں کی سات سو سالہ تاریخ کا خلاصہ بھی بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ یہاں چشتی پارٹی کے ممبر بھی موجود ہیں۔ اور مسلم لیگ اور کانگرس کے ممبر بھی ہیں۔ اور کمیونسٹ خیال کے اصحاب بھی ہیں مگر وہ سب قوالی کے ذریعے خدا کی یاد اور خدا کے ذکر کی مجلس میں ایک دل اور ایک خیال ہیں۔ اور کسی کو کسی کے ذاتی عقائد سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا حاجی میاں صاحب چشتی نظامی فخری نے چشتی پارٹی کی طرف سے چیف کمشنر صاحب کو زرین ہار پہنایا۔ اور چیف کمشنر صاحب سوا آٹھ بجے واپس چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد پھر قوالی کی بہت پُرلطف مجلس ہوئی۔

ایک روسی مہمان } اس مجلس میں ایک روسی مہمان بھی شریک ہوئے تھے جو دہلی میں اُردو زبان سیکھنے آئے ہیں۔ اور بہت صاف اُردو بولتے ہیں۔ چودھری رحم علی صاحب ہاشمی کے ساتھ آئے تھے۔

ممتاز حاضرین } حضرت حاجی میاں صاحب اور میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما اور چودھری غلام عباس صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ اور عبداللطیف خاں صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر اور سید احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس اور لالہ امیر چند صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اُردو [illegible] اور حکیم حاجی عبدالحمید صاحب [illegible] حافظ محمد سعید صاحب اور [illegible] صاحب اور حکیم آفتاب [illegible] اور محمد سعید صاحب ہاشمی سہروردی اور [illegible] اور چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف مجلس اور شیخ سلطان احمد صاحب جاپان والے اور مسٹر ایس اے [illegible] فلاسفر اور خواجہ عبدالحمید صاحب راشننگ آفیسر اور سید اظہر الدین احمد نظامی بی اے اور صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب اور شفاعت حسین صاحب قریشی اور بابو محمد حامد صاحب [illegible] پیرزادے قاضی فیروزالدین صاحب اور سید [illegible]

یڈیٹر رسالہ مشہور اور حکیم محمد تقی صاحب مالک
رسالہ مشہور اور ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ صاحب
ور اُن کے صاحبزادگان اور عطار اللہ صاحب
نون ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی اور
پروفیسر غلام محمد صاحب ملک ایم ایس سی
وغیرہ کئی سو ہندو مسلمان شریک بزم تھے۔

عاصی صاحب کی نظم خیر مقدم

اہل وفا کو ذات پہ جن کی ہے افتخار
بیشک ہیں آپ چیف کمشنر وہ باوقار
چشتی لکھا ہے مرشد اعلیٰ نے آپ کو
توجیہ کی ہے اسم گرامی سے آشکار
ایک داستان چاہیئے توصیف کے لئے
کرنا ہے وصف خاص مگر مجھ کو اختصار
ملتے ہیں تم سے اہل محبت خوشی خوشی
نادم تمہارے سامنے آتے ہیں کینہ کار
ممکن نہیں کہ امن میں آئے کبھی خلل
ہے انتظام آپ کا با حسن اقتدار
ادراک ہے بزرگ سیاسی امور میں
حسن عمل میں آپ جوانوں سے استوار
بیمار بھی رہے تو رہی طبع تندرست
ہر حال میں رہا ہے ارادے پہ اختیار
بخشے ہیں آج جرأت و ہمت نے آپ کو
یہ شان یہ شکوہ یہ اعزاز یہ وقار
اخلاق بے مثال ہے اطوار بے نظیر
کہنا بجا ہے آپ کو یکتائے روزگار
دلّی کی سرزمین کو سرسبز کر دیا
افزوں تمہارے دم سے ہے اس باغ کی بہار
لایا ہے وہ نہال محبت گل مراد
بنتے ہیں نخل غم کے لئے عیش برگ و بار
دام خوشی میں سب کو گرفتار کر لیا
گویا ہے غمزدوں کے دلوں کو کیا شکار
عاصی دعا پہ میں نے قصیدہ کیا ہے ختم
باب قبول سے ہو دعا میری ہمکنار

یارب کرم سے تیرے عطا عمر خضر ہو
جتنی سوا ہو عمر بڑھے اور اقتدار

بارش کہ آج ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔ موسم بدل گیا ہے۔ میرے داماد سید عبد السلام میرے لئے آم لائے تھے۔

سر شاہ سلیمان کی تعریف کہ جب میں نے چیف کمشنر صاحب کو اپنے باغ وادی امین میں سر شاہ سلیمان صاحب جج فیڈرل کورٹ کا مزار دکھایا تو انھوں نے کہا میرے ان سے بہت زیادہ تعلقات تھے۔ اور یہ ہندوستان کے بہت بڑے عالم تھے۔ علم ہیئت و نجوم کی بہت زیادہ مہارت تھی۔

۲۱ شعبان ۲۱ جولائی اتوار دہلی

مولوی حفظ الرحمٰن صاحب کہ آج مولوی حفظ الرحمٰن صاحب ساکن لاہور چند احباب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ دہلی میں کئی سال سے مقیم ہیں۔ ان کے پاس ہزار ہا نایاب قلمی کتابیں ہیں۔ اور اردو زبان میں ایک بڑی وسیع اور ضخیم کتاب لکھ رہے ہیں۔

چشتی پارٹی کا دوسرا جلسہ کہ آج شام کو ساڑھے سات بجے آل انڈیا چشتی پارٹی کا دوسرا جلسہ ہوا تھا۔ چونکہ بارش نہیں تھی اس واسطے یہ جلسہ یادگار میدان عرفات میں ہوا تھا پہلے نظام راگی قوال کی قوالی ہوئی پھر میں نے چشتیوں کی تاریخ بیان کی۔ اور ممتاز مہمانوں کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد سب نے قوالی ہال میں جا کر کھانا کھایا۔ اور کھانے کے بعد استاد ہلال نے اپنا کلام سنایا اس کے بعد پھر قوالی ہوئی۔ دس بجے رات کو مجلس ختم ہو گئی۔

ممتاز حاضرین کے نام کہ آنریبل مسٹر گریفین پولیٹیکل سکریٹری گورنمنٹ ہند۔ آنریبل سر اکبر حیدری لیبر ممبر گورنمنٹ ہند۔ آنریبل سر گورو ناتھ بیور کامرس ممبر گورنمنٹ ہند۔ آنریبل سر این۔ آر۔ پلے جنرل سکریٹری کامرس ڈپارٹمنٹ۔ لیڈی پلے۔ سر اوشا ناتھ سین افسر ایسوشی ایٹڈ پریس۔ اور مسٹر طیب جی اور ڈاکٹر سلیم الزماں صاحب صدیقی۔ اور لیڈی سلیم الزماں صاحب۔ اور شیخ سلطان احمد صاحب جاپان والے اور عطار اللہ صاحب نون۔ اور میاں نسیم حسین صاحب خلف میاں سر فضل حسین صاحب۔ اور بیگم میاں نسیم حسین صاحب اور لال شاہ صاحب آئی سی ایس۔ اور مسٹر محمد یحییٰ مرزا خلف امین الملک سر میرزا اسمٰعیل صاحب اور سید صدر العلیٰ صاحب۔ اور سبط احمد نظامی۔ اور ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفا رام اور مستری محمد احمد صاحب اور سید سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری اور موسیو فرانسیس پرونیل نمائندہ فرانس

فرانسیسی مہمان کہ آج موسیو فرانسیس پرونیل کے ساتھ ایک فرانسیسی خاتون اور ایک مرد دوپہر کو ملنے آئے تھے۔ اور دہلی کے ایک محب الفقرا مسلمان میرے لئے پھلوں کا ٹوکرا لائے تھے۔

عقیقہ کہ آج محمد حامد صاحب کے بچے کا عقیقہ ہوا تھا۔ قوالی ہال میں یہ رسم ادا ہوئی تھی حامد صاحب کے قرابت دار اور احباب جمع ہوئے تھے۔ ایک مسلمان نے مختلف جانوروں کی بولیاں بولی تھیں اور شعبدہ بازی کے کرتب دکھائے تھے۔ ہر کرتب عقل کو مبہوت کرنے والا تھا۔ قوالی ہال کے میدان میں جا کر اس شخص نے کوے کی بولی بولی تو سینکڑوں کوے کائیں کائیں کرتے ہوئے جمع ہو گئے۔ یہ چیز بھی بہت زیادہ حیرت میں ڈالنے والی تھی۔ خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجینیر ستان کے مکان پر ملنے گیا تھا ان کے والد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ صابر حسن صاحب صابری اور مہر لیش چند نظامی بی اے اور [illegible] نظامی اور سید ظہیر الدین احمد نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

دلی کے لال قلعہ کی کہانیاں

دہلی کی دو کہانیاں حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی منادی میں شائع کی جاتی ہیں۔ یہ ابھی حال میں لکھی گئی تھیں ایک بہادر شاہ بادشاہ کی حرم کا قصہ دہلی کے رسالے مشہور کے افسانہ نمبر میں شائع ہوا ہے۔ اور دوسرا جاناں بیگم کا روزنامچہ دہلی کے نامی رسالے کہکشاں میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ عنقریب یہ سب قصے جو مختلف رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں ایک مستقل کتاب کی صورت میں شائع ہونگے۔ اور کتاب کی اشاعت کاغذ دستیاب ہونے پر منحصر ہے اس لئے ان دونوں کو منادی کے ناظرین کی دل بستگی کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

بہادر شاہ کی حرم کی آپ بیتی

میرا نام پیاری ہے میں کشمیر میں پیدا ہوئی تھی ماں باپ غریب تھے۔ ان کو ایک کشمیری طوائف نے سو روپے دے کر مجھ کو لے لیا تھا۔ میرے اور کوئی بہن بھائی تھے! اور غریبی کے سبب ماں باپ کو میں دو بھر معلوم ہوتی تھی۔ اُس طوائف نے مجھے پالا اور لکھنا پڑھنا بھی سکھایا اور گانا ناچنا بھی سکھایا۔ جب میری عمر پندرہ برس کی ہوئی تو نو یلی کشمیرن مجھے کشمیر سے دلی میں لائی۔ یہ ذکر ۱۸۴۹ء کا ہے۔ میری نئی ماں نے لال قلعہ کے سامنے خاص بازار میں ایک مکان کرائے پر لے لیا اور وہاں میں ناچنے گانے کا کام کرنے لگی اور دلی کے بہت سے امیرزادے میرا گانا سننے آنے لگے۔ میری زبان بہت خراب تھی اور میں دلی کی بول چال بہت کم جانتی تھی۔ میری ماں نے دو تین عورتوں کو نوکر رکھا۔ جو مجھے بادشاہوں اور امیروں کی دربارداریاں سکھاتی تھیں۔ اور میری بول چال بھی درست کراتی تھیں۔ میں نے چھ مہینے میں سب کچھ سیکھ لیا۔

دہلی میں بیشمار ناچنے گانے والی عورتیں موجود تھیں مگر میری صورت اور میری آواز کا چند مہینے میں اتنا زیادہ چرچا ہوا کہ میرے مکان پر امیرزادوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور کوئی رات ایسی نہ ہوتی تھی کہ مجھے دہلی کے امیروں کی کسی نہ کسی محفل میں نہ بلایا جاتا ہو۔ میری عمر سترہ سال کی تھی۔ رنگ بہت گورا تھا آنکھیں بڑی بڑی اور کالی، ناک نقشہ درست، آواز سریلی اور بات چیت کرنے کا طریقہ دہلی کی عورتوں نے ایسا سکھایا تھا۔ کہ جو مجھ سے بات کرتا تھا تھوڑی دیر کے لئے دم بخود رہ جاتا تھا۔ ایک دن اماں بیمار تھیں۔ دلی کے مشہور حکیم احسن اللہ خاں صاحب کو بلایا گیا وہ لمبے قد اور چھریرے بدن کے آدمی تھے۔ سفید لمبی ڈاڑھی جوغہ پہنے ہوئے۔ عمامہ باندھے ہوئے اماں کو دیکھنے آئے نبض دیکھنے کے بعد نسخہ لکھا۔ اماں نے پلنگ پر لیٹے ہوئے نوکرانی سے کہا "ذرا پیاری کو بلانا۔ کل اس کا بھی جی اچھا نہ تھا۔ وہ بھی حکیم صاحب کو نبض دکھا دے"۔

میں حکیم صاحب کو آتا دیکھ کر صحنچی کی کوٹھری میں چلی گئی تھی۔ نوکرانی بلانے گئی تو میں آئی۔ اور حکیم صاحب کو جھک کر سلام کیا۔ حکیم صاحب نے سلام کا جواب نہیں دیا اور ایک نظر مجھے دیکھ کر دوسری طرف دیکھنے لگے اور فرمایا "تو کیسی ہے"۔ میری زبان سے بیساختہ نکلا "ویسی ہی ہوں جیسی تھی"۔ میں نے دیکھا حکیم صاحب کے چہرے پر ہلکا سا تبسم طاری ہوا اور انھوں نے کہا "پہلے کیسی تھی؟" میں نے کہا "دکھ میں تھی اور اب بھی دُکھ میں ہوں"۔ حکیم صاحب نے غور سے مجھے دیکھا اور فرمایا "نبض دکھا، دیکھوں تجھے کیا دُکھ ہے"۔ میں نے نبض دکھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور نظریں جھکا کر کہا "خبر نہیں کیا دکھ ہے۔ مگر بہت دُکھ ہے"۔ حکیم صاحب نے نبض دیکھ کر کہا "تو بالکل اچھی ہے۔ تجھے کوئی بیماری نہیں ہے"۔ میں نے نظریں جھکائے جھکائے کہا۔ جو گذرتی ہے بس دل ہی جانتا ہے۔ حکیم صاحب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور اماں کی طرف مخاطب ہو کر کہا "تو بھی کل تک اچھی ہو جائے گی۔ اور تیری لڑکی تو بالکل اچھی ہے"۔ یہ کہہ کر حکیم صاحب چلے گئے ان کے جانے کے بعد نوکرانی نے مجھ سے کہا۔ بیوی نے تم کو حکیم صاحب کے سامنے اس لئے پیش کیا تھا۔ کہ حضور بادشاہ سلامت تک تمہاری خبر پہنچ جائے"۔ مجھ پر حکیم صاحب کی وجاہت کا بہت زیادہ اثر ہوا تھا میں نے نوکرانی سے کہا "کیا بکتی ہے۔ حکیم صاحب ایک بزرگ آدمی ہیں۔ وہ مجھ جیسی گنہگار رنڈی کا ذکر کیوں کرنے لگے

ر مجھے تو قلعہ میں جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔
چونکہ رات دن وہاں کی بُری باتیں سنتی رہتی تھی۔"
ابھی میری بات پوری بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ
ایک کالی سی عورت اندر آئی اور اس نے کہا
حضور جہاں پناہ کے چھوٹے بھائی مرزا سلیم
جہانگیر مرحوم کے بیٹے مرزا تیمور شاہ نے مجھ کو
بھیجا ہے۔ وہ پیاری کا گانا سننا چاہتے ہیں
اگر تم قلعہ کے اندر آسکو۔ تو میں لے کر جاؤں گی
ورنہ آج رات کو شاہزادے صاحب خود یہاں
چلے آئیں گے۔

میں نے بہت غور سے اس عورت کو دیکھا
اس کی شکل بھی بری تھی اور اس کی آنکھوں
سے شرارت بھی ظاہر ہوتی تھی۔ اس لئے میں
نے اس کو کچھ جواب نہیں دیا اور نوکرانی سے کہا
اس کو اماں کے پاس لے جاؤ۔ نوکرانی اس عورت
کو اماں کے پاس لے گئی۔ میں نے پردے کی آڑ
میں کھڑے ہو کر سنا۔ اماں نے اس عورت سے
کہا۔ ابھی تو پیاری کا جی اچھا نہیں ہے۔ دو
چار دن کے بعد آنا۔ پیاری ابھی بے تمیز ہے۔
قلعہ کے اندر جانے کی لیاقت اس میں نہیں ہے
شاہزادے صاحب اگر یہاں قدم رنجہ فرمائیں
تو زہے قسمت۔"

وہ عورت چلی گئی اور شام کو پھر آئی اور اس
نے اماں سے کہا۔ شاہزادے صاحب آج رات
کو یہاں تشریف لائیں گے۔ انتظام رکھنا کوئی
اور آدمی یہاں نہ ہو۔ ابھی تو وہ فقط پیاری
کو دیکھنے آئیں گے۔ ناچ گانا بعد میں دیکھا جائیگا۔
جب پیاری کا جی اچھا ہو جائے گا۔

اماں نے جواب دیا۔ بہت اچھا۔ انتظام
کر دیا جائے گا۔" وہ عورت چلی گئی تو اماں نے
نوکرانیوں سے کہا۔ جلدی گھر کو آراستہ کرو۔
سُنا ہے اس لڑکے کے پاس بہت دولت ہے۔
بادشاہ سلامت کے باپ اکبر شاہ ثانی اس لڑکے
کے باپ مرزا سلیم جہانگیر کو بہت چاہتے تھے۔
اور انھوں نے اُن کی ولی عہدی کے لئے بھی
بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے اور جب مرزا جہانگیر
نے سٹین صاحب کے گولی ماری اور سٹین صاحب
کی ٹوپی گولی سے اُڑ گئی اور وہ بچ گئے۔ تو انگریز
کمپنی نے مرزا جہانگیر کو الہ آباد میں نظر بند کر دیا۔
اور وہ وہیں مر گئے۔ اس لئے دادا نے لاڈلے
بیٹے کے لاڈلے لڑکے کو اتنا زیادہ دیا کہ بادشاہ
سلامت کے پاس بھی اتنا نہیں ہے یوں کہو
کہ پیاری کی قسمت جاگی ہے۔ اور اس کے
طفیل ہمارا سوتا نصیبہ بھی بیدار ہو گیا ہے۔"

میں نے یہ سب باتیں سنیں۔ تو میرے دل میں
مرزا تیمور شاہ کو دیکھے بغیر اُن کے دیکھنے کی خود
بخود چاہت پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات
میرے دل میں آنے لگے اور میں نے دل ہی
دل میں کہا "کاش! یہ شہزادہ مجھے اس زندگی
سے بچا لے جس سے میں اکتا گئی ہوں اور جس
میں میری ماں نے پردیس سے لا کر مجھے ڈال دیا ہے"
یا تو میری اماں بیمار تھیں اور یا یہ حالت ہو
گئی کہ وہ پلنگ سے اُٹھ بیٹھیں اور انھوں
نے سورج چھپنے تک نوکرانیوں کے ساتھ جلدی
جلدی گھر کو سنوارا۔ عمدہ عمدہ فرش بچھائے
مسندیں لگائیں۔ کمخواب کے گاؤ تکیے لگائے
اگر سلگایا۔ دیواروں پر گلاب چھڑکا چھپرکھٹوں
میں موتیا چنبیلی اور گلاب کے پھول منگوا کر
جگہ جگہ بھر کر رکھے اور مجھے نیا جوڑا پہنایا اور
جو زیورات ان کے پاس تھے وہ سب
نکال کر پہنائے اور منجھلی کی کوٹھری میں
بٹھا دیا اور کہہ دیا کہ جب شاہزادے صاحب
آئیں اور میں بلاؤں تب آنا۔ چپ چاپ بیٹھی رہنا۔
خدا خدا کر کے رات ہوئی۔ ایک نوکرانی
دروازے پر [illegible] تھی۔ شہر کے جو آدمی آتے
تھے۔ وہ ان سے کہہ دیتی تھی کہ پیاری بہت بیمار
ہے۔ چند دن کے بعد آئیے گا۔ دو گھڑی
رات گئی ہوگی کہ مجھے دروازے پر نوکرانی کی آواز
آئی جو کسی آنے والے کا خیر مقدم کر رہی
تھی "بسم اللہ حضور کی راہ شرم سے تکتی ہوں۔ پیاری
نے یہاں بہار رکھا ہے۔ سیکڑوں آدمیوں کو
ٹال چکی ہوں۔ آہٹ پر کان لگے ہوئے تھے۔ کہ
صاحب عالم اب آتے ہونگے اب آتے ہونگے"۔
کچھ دیر کے بعد کئی آدمیوں کے آنے کی آہٹ
سنی اور سامنے کے بڑے دالان میں جانے کی
آواز بھی سُنی۔ وہاں اماں نے دُعائیں دینی شروع
کیں۔ خدا جاہ و اقبال کو بلند کرے اور اس جمال
جہاں آرا کو چار چاند لگائے اور پھر کسی کے
قہقہہ مار کر ہنسنے کی آواز بھی آئی۔ مگر میں کوٹھری
کے اندر تھی کسی کو دیکھ نہ سکی۔ تھوڑی دیر کے
بعد کسی مرد کی آواز آئی "کیا پیاری تمہارا نام ہے؟"
اماں نے جواب دیا "حضور میرا نام تو نولی ہے پیاری
میری بیٹی ہے اور کچھ بیمار ہے۔ اندر کوٹھری میں
لیٹی ہے"۔

پھر کسی دوسرے مرد کی آواز آئی "نولی میں بھی
کچھ برائی نہیں ہے۔ حضور کی توجہ ہو جائے۔ تو
یہ بھی نئی نویلی بن سکتی ہے"۔ اس پر کئی آدمیوں نے
مل کر قہقہے لگائے۔ اماں میرے پاس آئیں
اور مسکرا کر کہا "چلو قسمت جاگی۔ بہت ادب
اور تمیز سے بات چیت کرنا۔ اور جلدی گھل مل جانا"
میرے تمام بدن میں سنسناہٹ ہونے لگی
اور میں بہت مشکل سے شرماتی ہوئی باہر آئی۔
اگرچہ رات دن مردوں میں بیٹھی رہتی تھی لیکن
آج خبر نہیں کیوں میرا دل ڈوبا جاتا تھا۔ اور پاؤں
لڑکھڑاتے تھے۔ بمشکل کوٹھری سے نکل کر دالان
کی طرف بڑھی کیا دیکھتی ہوں ابھی لمبی زلفوں کا

ایک چاند مسند پر بیٹھا ہے۔ سترہ اٹھارہ برس کی
عمر مغلئی چہرہ۔ نہایت حسین و جمیل۔ میں اس کے
سامنے پہونچی تو صحن میں ذرا ٹھٹک گئی۔ نگاہ سے
نگاہ ملی تو ایسا معلوم ہوا کہ مجھ پر آسمان سے
بجلی گری۔ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور سامنے
والے کا چہرہ نظروں سے چھپ گیا۔

اماں سامنے کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھیں
اور وہ سب کچھ سمجھتی تھیں۔ اُنھوں نے آگے
بڑھ کر میرا بازو تھاما اور دالان کے اندر لے گئیں
اور کہا آداب بجا لاؤ۔ صاحب عالم بہادر ہیں
دالان میں گئی۔ اور اس شخص کے سامنے رکوع
تک جھکی۔ جس نے میرے حواس گم کر دیئے تھے
اور میرے اوسان اس کے قبضے میں جا چکے
تھے۔ میں نے جھک کر تین سلام کئے اور پھر وہیں
مسند کے سامنے دو زانو ادب سے گردن جھکا
کر بیٹھ گئی۔ میں نے نہیں دیکھا۔ وہاں کتنے مرد
تھے۔ صرف ایک ہی آدمی کو دیکھا تھا اور نہیں
معلوم کہ وہ آدمی تھا یا آسمان سے اُتری ہوئی
کوئی خاص چیز تھی۔ جس نے مجھے اپنی عقل سے
بیگانہ کر دیا تھا۔ مسند پر بیٹھنے والے کچھ دیر چُپ
چاپ مجھے دیکھتے رہے۔ شاید اُن پر بھی میری
صورت اور میری بیساختہ اداؤں کا کوئی خاص
اثر ہوا ہوگا۔ جو وہ چُپ ہو گئے تھے۔ ورنہ
اس سے پہلے تو قہقہے مار کر ہنس رہے تھے۔
کچھ دیر سب لوگ خاموش رہے۔ آخر کسی غیر
مرد نے کہا۔ کیونکہ وہ مسند سے ذرا دور بیٹھا تھا
اُن کی بیماری نے ہم سب کو بیمار کر دیا۔ چشم بد دور
صاحب عالم بھی بیمار دکھائی دیتے ہیں۔ اس
فقرے نے بھی سکوت کو برہم نہ کیا۔ مسند والا
بھی چپ بیٹھا رہا اور اُس کے ساتھی بھی۔ اور
اماں بھی جو میرے پیچھے بیٹھی تھیں۔ مجھ میں اتنی
ہمت نہ تھی کہ میں پھر نگاہیں اٹھا کر اس شخص کو
دیکھ سکتی۔"

آخر مسند نشین نے اماں سے پوچھا "یہ کب
سے بیمار ہیں؟"

اماں نے کہا "آج ہی حکیم احسن اللہ خاں بہادر
دیکھ کر گئے ہیں۔ کہتے تھے اس کے دل پر بوجھ
ہے۔ ایک سیانے کو بلایا تھا۔ اس نے کہا کسی
پری کا سایہ پڑ گیا ہے۔"

یہ سُنتے ہی کسی دوسرے غیر مرد نے کہا "یہ
تو خود پری ہیں۔ کسی دیو کا سایہ پڑ گیا ہوگا۔" مگر
مسند نشین کچھ نہ بولے۔ میں نے ہمت کر کے بڑی
مشکل سے گردن اُٹھا کر اُن کو دیکھا اور انھوں
نے بھی مجھ کو دیکھا۔ مگر یہ دیکھنا پلک جھپکانے
سے بھی کم وقت کا تھا۔ اُنھوں نے بھی نظریں
جُھکا لیں اور میں نے بھی گردن جُھکا لی۔

اماں نے پھر اپنی بات شروع کی اور کہا
"صاحب عالم کے تشریف لانے سے اس گھر کی
سب بلائیں دور ہو جائیں گی اور یہ دو چار دن
میں اس قابل ہو جائیگی۔ کہ حضور کی خدمت
میں اپنا بُرا بھلا ہنر پیش کر سکے۔" یہ سُنتے ہی
مسند نشین کھڑے ہو گئے۔ اور اُنھوں نے کہا
"اچھا اب ہم جاتے ہیں۔ پھر کسی دن آئیں گے"
یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے اور اُن کے ساتھ جو تین
چار آدمی تھے۔ وہ بھی دالان سے باہر چلے گئے۔
اور میرے دل نے کہا ؎

وہ چلا، جان چلی، دونوں برابر نکلے
اُس کو تھاموں کہ اِسے، پیر پڑوں کس کس کے!

گھر میں سناٹا چھا گیا۔ اماں نے کہا "پیاری تجھ
کو اتنا سمجھایا تھا۔ تو پھر بھی بیٹھی۔ صاحب عالم سے
کوئی بات نہ کی۔ گُم سُم بیٹھی رہی۔" اماں کی یہ بات
سُن کر مجھے رونا آگیا۔ اور ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے
اماں نے کہا "پگلی ہوئی ہے۔ ہمارا پیشہ محبت
جتانے کا ہے۔ محبت کرنے کا نہیں ہے محبت
جتائے گی۔ تو سب کچھ پائے گی۔ محبت کرنے
بیٹھ جائے گی تو سب کچھ کھو دے گی۔" اس
کے بعد اماں نے نوکرانی سے کہا "اری کم بختا۔
میرے اوسان بھی ایسے خراب ہوئے کہ صاحب
عالم کی خدمت میں پان بھی پیش نہ کر سکی۔"

نوکرانی نے جواب دیا "بیوی پان دیتیں
تو پیاری دیتیں۔ ان کو خبر نہیں کیا ہو گیا تھا کہ
اُنھوں نے بات ہی نہیں کی۔"

دسترخوان بچھا۔ میں نے اماں کے ڈر سے تھوڑا
بہت کھایا۔ مگر دل کا وہی حال تھا۔ رونے
کو جی چاہتا تھا۔ یا سب سے الگ ہو کر کونے
میں بیٹھ جانے کا خیال آتا تھا۔

چار گھڑی رات گئی ہوگی۔ کہ ایک آدمی آیا اس
کے ساتھ ایک کہار کشتی لئے ہوئے تھا۔ اُس
آدمی نے اماں سے کہا "صاحب عالم نے پیاری
کے لئے یہ جوڑا اور زیور بھیجا ہے۔ وہ کل شام کو
تشریف لائیں گے۔ حکم دیا ہے جب ہم آئیں
تو پیاری کو اس جوڑے اور زیور میں ملبوس دیکھیں"
میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اماں نے
وہ جوڑا میرے سامنے لا کر رکھ دیا۔ بہت قیمتی
تھا اور پانچ جڑاؤ زیور تھے۔ اور وہ بھی کئی ہزار
روپے کی قیمت کے تھے۔ اماں نے سب چیزیں
صندوق میں رکھ کر قفل لگا دیا اور میں سو گئی۔

دوسرا دن

آج میں دن بھر مسند والے کے خیال میں غلطاں پیچاں
رہی۔ دن کے آنے والے آج بھی بہت آئے اور
میں نے اماں کی تاکید کے سبب اُن سے ہنس
بول کر دن گذار دیا۔ خدا خدا کر کے رات آئی۔
مجھے وہ جوڑا پہنایا گیا اور زیور پہنایا گیا اور آج
میں مسند والے کے برابر ایک مسند تکیہ پر بٹھائی گئی
یعنی ان کے آنے سے پہلے مجھے ان کے قریب
بٹھا دیا گیا۔ کل کے وقت پر وہ سب آئے اور

میں کھڑی ہو گئی۔ جھک کر تین سلام کئے اور مسند سے اتر کر کل والی جگہ پر بیٹھ گئی۔ صاحب عالم نے اتنا کہا "ہم اجازت دیتے ہیں۔ جہاں تم پہلے بیٹھی تھیں۔ وہیں بیٹھ جاؤ" اماں نے بھی کہا "شاہی حکم کی تعمیل کرو" میں پھر جھکی اور تین آداب بجالائی اور برابر کی مسند پر تکیہ کا سہارا لئے بغیر ادب سے صاحب عالم کے برابر بیٹھ گئی۔ اُنھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا "بخار تو اب بھی معلوم ہوتا ہے۔"

میں نے جرأت کر کے اُن کے ہاتھ کو دبایا اور سر جھکا کر کہا "درد سر بھی ہے اور درد دل بھی ہے" برابر والے صاحب نے کہا "یہ درد سر وہ ہے کہ سر جائے تو جائے" صاحب عالم نے مصاحب سے کہا "تم میں سے کوئی کچھ نہ بولے" میں پھر کھڑی ہوئی اور جھک کر تین آداب بجالائی اور ہمت کر کے کہا "خدا میری حمایت کرنے والے کا دل شاد رکھے"

صاحب عالم پھر کھڑے ہو گئے اور اُنھوں نے کہا "ہم جاتے ہیں آٹھ روز بعد آئیں گے۔ ہم کو شکار کے لئے جانا ہے" میں نے دبی زبان سے کہا "شکارگاہ اس گھر میں بھی ہے" صاحب عالم نے بھی دبی زبان سے کہا "اس شکارگاہ کی مالک تم ہو۔ اور ہم تمہارا شکار ہیں" اتنا کہا اور فوراً باہر چلے گئے۔ مجھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور میں ٹک ٹک اُن کو دیکھتی رہ گئی۔

وہ میرے بن گئے

آٹھ دن کے بعد وہ پھر آئے اور آنا جانا اتنا بڑھا کہ اُن کی داد و دہش نے اماں کو نہال کر دیا اور لاکھوں روپے کی دولت ہمارے گھر میں آ گئی۔ کبھی کبھی وہ میرے ہاں شب باش بھی ہوتے تھے۔ لیکن میں کہتی کہ مجھے اپنا محل بھی دکھائیے تو وہ ٹال جاتے تھے۔ آخر ان کے حکم سے اماں نے سب آنے جانے والوں کو روک دیا اور میں بس اکیلی اُن کی نذر ہو گئی اور وہ میرے اپنے بن گئے۔

مصیبت کی گھڑی

میں سمجھتی تھی یہ دن ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن قسمت ایسی نہ تھی۔ ایک دن میں نے سُنا کہ بادشاہ سلامت تیمور شاہ سے ناراض ہیں اور ان کو لکھنؤ جانے سے روک دیا ہے اور یہ بھی سُنا کہ بادشاہ سلامت کو ہم دونوں کے تعلقات کی بھی خبر ہو گئی ہے۔ لیکن میں ان خبروں کو ہوائیاں سمجھتی تھی کیونکہ کوئی یقینی بات سامنے نہ تھی۔ آٹھ دن گذرے ہوں گے کہ قلعہ کا داروغہ ارباب نشاط میرے گھر میں آیا اور اماں سے کہا "جہاں پناہ پیاری کا گانا سننا چاہتے ہیں کل رات کو یاد ہوئی ہے" اماں نے بہانہ کیا۔ کہ پیاری بیمار ہے۔ ابھی دو چار روز کی مہلت دی جائے۔ شام کو ہرکارہ آیا کہ دو روز کی مہلت دی گئی ہے۔

دوسرے دن پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت کی ایک بیگم اختر محل صاحبہ نے تم کو بلایا ہے۔ اور وہ تمہارا گانا سننا چاہتی ہیں۔ اماں نے پھر بیماری کا عذر کیا۔ تو عورت نے کہا۔ بیگم صاحبہ ان کو بُلانا ضروری سمجھتی ہیں۔ اگر یہ بیمار ہیں تو اُن سے مل کر چلی آئیں۔ مجبوراً میں قلعہ میں گئی اور اماں میرے ساتھ گئیں۔ اختر محل بیگم صاحبہ نے ہم سب کی بہت کچھ خاطر مدارات کی اور اماں کو الگ بُلا کر کچھ کہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اماں کو اختر محل بیگم صاحبہ نے یہ سبز باغ دکھایا تھا۔ کہ "اگر پیاری محل میں داخل ہو جائے تو ملکہ زینت محل کا چراغ گل ہو جائیگا۔ اور پیاری ملکہ بن جائیگی اور پھر تم ملکہ کی ماں کہلاؤ گی" لیکن افسوس ہے کہ یہ بات مجھے جب معلوم ہوئی کہ میں تیسرے دن اماں اور سازندوں کے ساتھ بادشاہ سلامت کے محل میں مجرے کے لئے حاضر ہوئی۔ بادشاہ سلامت نے میرا ناچ بھی دیکھا اور میرا گانا بھی سنا اور اس کے بعد خوابگاہ میں تشریف لے گئے اور ارباب نشاط کا داروغہ اماں کے پاس آیا اور کہا "مبارک ہو بادشاہ سلامت نے تمہاری بیٹی کا اپنے خاص محل میں داخل کرنا قبول فرما لیا ہے۔ اور ابھی اختر محل بیگم صاحبہ کو میرے ذریعہ حکم گیا تھا کہ تمہاری تجویز ہم کو منظور ہے۔ پیاری کو حرم میں داخل کر لیا جائے گا" اور اُس کے بعد اختر محل بیگم صاحبہ آئیں اور نوکر پوشاک کی کشتیاں لائے اور مجھے نہایت قیمتی جوڑا پہنایا گیا اور لاکھوں روپے کی قیمت کے جڑاؤ زیورات پہنائے گئے اور اماں کو بھی بہت سی اشرفیاں دی گئیں اور میں تیمور شاہ کی جدائی کے غم میں رونے لگی مگر مجبور تھی۔ یکایک ایک منشی وہاں آیا اور اس نے ارباب نشاط کے داروغہ سے کچھ پوچھا۔ داروغہ نے کہا۔ روزنامچے میں لکھ لو۔ پیاری گانے والی کو جہاں پناہ نے حرم میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اتنے جوڑے اور سیج بند اور زیورات عطا فرمائے اور پچاس روپے نقد بھی دئے۔ وہ شخص یہ سُن کر چلا گیا۔ تو ارباب نشاط کے داروغہ نے کہا۔ یہ سرکاری روزنامچہ نویس ہے اگر ہم اُن سب قیمتی انعامات کا ذکر کرتے جو تم کو اور تمہاری ماں کو عطا ہوئے ہیں تو اس کی خبر انگریز ریزیڈنٹ کو پہنچاتی اور وہ بادشاہ پر اعتراض کرتا۔ اس لئے کم مقدار ظاہر کی گئی ہے تم بھی اس کا خیال رکھنا"

راحت مگر پھانس لگی ہوئی

مجھے محل کے اندر ہر طرح کی راحت تھی اور

جہاں پناہ مجھے اپنی ملکہ کی طرح رکھتے تھے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ مگر میرے دل میں تیمور شاہ کی یاد کی پھانس لگی ہوئی تھی اور وہ کھٹکتی رہتی تھی۔ آخر میں نے محل کی رازدار لونڈیوں کے ذریعے تیمور شاہ کا حال معلوم کرایا تو سُنا کہ وہ بادشاہ کو مار ڈالنا چاہتے ہیں اور میری جُدائی کے صدمے نے ان کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ دو چار دن کے بعد خبر سُنی کہ تیمور شاہ نے شیر کی مونچھ کا بال کتر کر کسی ذاتی خدمت گار کے ذریعے بادشاہ سلامت کو کھلانے کی کوشش کی تھی، مگر راز کُھل گیا۔ اور بادشاہ سلامت نے رازدار لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تیمور شاہ کو زہر دیدیا جائے مجھے اس خبر کا یقین نہ آیا اور اس بات کو کئی مہینے گذر گئے۔ یکایک ایک دن سُنا کہ تیمور شاہ نے وفات پائی۔

میں تیمور شاہ کی محبت کو ہر طرح چھپانے کی کوشش کرتی تھی۔ لیکن آج میری حالت دیوانگی کی ہوگئی اور میں نے سر کے بال نوچے اور پچھاڑیں کھا کھا کے رونا شروع کیا۔ پرچہ نویس نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ بادشاہ سلامت نے ایک محرم راز خواجہ سرا کو بھیجا جس نے آکر کہا۔ اگر تم نے زیادہ بے صبری ظاہر کی۔ تو تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔

میری اماں کو اجازت تھی اور وہ آٹھویں دن مجھ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ تیمور شاہ کے مرنے کے بعد اماں آئیں۔ تو میں نے اُن سے سارا حال کہا۔ اماں نے کہا۔ بیٹی صبر کرو۔ تیمور شاہ کے ساتھ رہتیں تو یہ عزت اور یہ آسائش نہ ہوتی میں نے صبر کی سِل سینے پر رکھ لی اور خاموش ہوگئی اور آٹھ برس لگاتار خون کے آنسو روتی رہی۔ مگر تیمور شاہ کا نام پھر زبان پر نہ لائی۔

غدر

آخر ۱۸۵۷ء کی ۱۱ مئی کو غدر ہوا اور ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو بادشاہ سلامت اور اُن کی بیگمات قلعے سے نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ چلی۔ تو میں نے جہاں پناہ سے گذارش کی کہ اگر اجازت ہو تو میں اپنی ماں کو بھی ساتھ لے چلوں — بادشاہ سلامت نے اجازت دی اور فرمایا اپنی اماں کو ساتھ لے کر ہمایوں کے مقبرے میں آجانا۔ میں خاص بازار میں گئی۔ اور اپنے پُرانے گھر کو دیکھا۔ تو خوب روئی۔ اماں نے کہا۔ اس وقت یہاں سے جانا ٹھیک نہیں ہے۔ کل صبح چلیں گے۔ میں نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانیں۔ آخر میں ان کے پاس ٹھیر گئی۔ صبح کو روانہ ہونے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ انگریزوں کی خاکی وردیوں والی فوج کے سپاہی جن میں سکھ بھی تھے۔ اور مسلمان بھی تھے۔ گھر میں داخل ہوئے۔ اور انھوں نے گھر کو لوٹ لیا اور مجھے اور اماں کو قید کر کے اپنی چھاؤنی میں لے گئے اور شام کو ایک انگریز افسر کے سامنے ہمیں پیش کیا گیا۔ اس نے پنجاب کے ایک افسر کی درخواست پر ہم دونوں کو اس کے حوالے کر دیا اور میں اپنی اماں کے ساتھ چند روز اُس صوبیدار کے ہاں دہلی میں رہی اور اس کے بعد لدھیانے چلی گئی۔ جہاں اس افسر کا مکان تھا۔ اور اب ۱۸۷۶ء عیسوی میں یہ حالات میں نے قلم بند کئے۔ میری ماں مر چکی ہیں۔ خدا نے مجھے کوئی اولاد نہیں دی اور میں اس صوبیدار کے گھر میں زندگی کے بقیہ دن جیسے گذرتے ہیں۔ گذار رہی ہوں۔



جاناں بیگم کے روزنامچے کا ایک دن

مقبرۂ ہمایوں ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء

آج کی بات { آج بڑے ابا حضرت بھی لال قلعے سے بیزار ہو کر } باہر آگئے۔ پہلے محل کی سواری سلطان جی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں گئی۔ پھر یہاں مقبرۂ ہمایوں میں تشریف لائے۔ بڑی اماں حضرت یعنی ملکہ زینت محل بیگم صاحبہ قلعے سے سیدھی مقبرے میں آئیں۔ وہ درگاہ میں نہیں گئیں۔ اُن کے لاڈلے بیٹے جواں بخت بھی اُن کے ساتھ آئے ہیں اور جواں بخت کی دُلہن بھی ساتھ آئی ہیں۔ وہ مجھ سے بہت خفا رہتی ہیں۔ کیونکہ اُن کو شبہ ہے کہ جواں بخت اب بھی مجھ سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اُن کو میرے ساتھ اپنی شادی سے پہلے تھی۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اور محض اُن کا وہم ہے۔ کیونکہ جب سے ولی عہد مرزا فخرو مرے ہیں۔ اور بڑے ابا حضرت نے جواں بخت کی ولی عہدی کی کوشش شروع کی ہے۔ جواں بخت کا غرور بہت بڑھ گیا ہے۔ اور انھوں نے مجھ پر اپنی بے مہری کا ویسا ہی ظلم کرنا شروع کر دیا ہے جیسے اُن کے باپ یعنی میرے بڑے ابا حضرت نے میری اماں حسینی بیگم پر اپنی تخت نشینی کے وقت سے

لے کر آج تک جس کو بیس برس ہو چکے ہیں۔ لگاتار سختیاں اور دل آزاریاں کی ہیں۔

جواں بخت کی دلہن پیدائشی مغرور ہیں اور اُن کی شادی جواں بخت کے ساتھ بہت زیادہ دھوم دھام سے ہوئی تھی۔ یعنی ابا حضرت کی شادی دادا حضرت نے جس دھوم سے کی تھی اُس سے کہیں زیادہ دھوم دھام بڑے ابا حضرت نے جواں بخت کی شادی میں اس لئے کی تھی کہ انگریزوں پر بھی اثر پڑے اور رعایا پر بھی اثر پڑے کہ بادشاہ سلامت جواں بخت کی ولی عہدی چاہتے ہیں۔

جواں بخت کی دلہن نہ صورت شکل میں مجھ سے اچھی ہیں، نہ تعلیم و تربیت میں مجھ سے اعلیٰ ہیں۔ لیکن اُن کا غرور حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور وہ مجھ سے ہمیشہ نفرت اور حقارت کا برتاؤ کرتی رہتی ہیں۔ جس کو میں اپنے روزنامچے میں لکھتی رہتی ہوں۔ مگر آج جب وہ اپنے دولہا اور اپنی ساس کے ساتھ یہاں آئیں۔ تو نہ اُن کا غرور اُن کے ساتھ تھا۔ نہ اُن کا غصہ اُن کے ساتھ تھا۔ انھوں نے غمگین آواز میں میرے قریب آکر کہا۔ "جاناں! اب کیا ہوگا؟ کیا ہم سب بھی اسی طرح قتل کئے جائیں گے جس طرح تمہاری اُستانی پادری کی لڑکی لوہار کے ہاتھ سے ماری گئی تھی؟" میں نے جواب دیا "ناممکن ہے۔ انگریز ایسے بے رحم نہیں ہیں۔" میں اتنا کہنے پائی تھی کہ جواں بخت بھی وہاں آگئے۔ بیشک مجھے اُن سے محبت تھی اور یقیناً اب بھی وہ میرے دل سے اور میرے خیال سے جُدا نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن میری غیرت نہیں چاہتی کہ میں اُس چیز کو اپنی آنکھوں سے یا اپنے چہرے یا اپنی کسی حرکت سے ظاہر ہونے دوں، جو میرے دل کے اندر پوشیدہ ہے۔ اس لئے میں نے نامعلوم طریقے سے اپنا رُخ جواں بخت کی طرف سے پھیر لیا۔ اور اُن کی دُلہن سے مخاطب ہو کر باتیں کرنے لگی۔ میں دُلہن کو تسلی دے رہی تھی۔ اور جو کچھ ممکن تھا دل اور دماغ سے اتار اتار کر بڑی بوڑھی عورتوں کی طرح اُن کو سمجھا رہی تھی کہ ہم عورتوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے بڑی اماں حضرت اپنی بہو کے پاس چپ چاپ کھڑی تھیں۔ اور میری باتیں سن رہی تھیں فکر نے اُن کا چہرہ سفید کر دیا تھا۔ آخر انھوں نے بات کاٹ کر مجھ سے کہا "کیوں جاناں تیرا تو انگریزوں سے بہت زیادہ میل جول رہا ہے کیا تو ہماری جانیں بچانے کے لئے اُن سے کچھ کہے گی؟" میں نے جواب دیا۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ اور نہ کوئی ایسا انگریز مجھے معلوم ہے جس پر میری بات کا اثر ہو۔ کیونکہ جو انگریز میری تعلیم و تربیت کی عزت کرتے تھے وہ سب غدر کے شروع ہی میں مارے جا چکے ہیں۔

جواں بخت قریب ہی چپ چاپ کھڑے تھے۔ اور میرا دل اُن کی نزدیکی کی وجہ سے قابو میں نہ تھا۔ اور چونکہ اُن کی دلہن بھی پاس کھڑی تھیں اس واسطے میرے دل کے اندر انگریزی اور باغی فوجوں کی لڑائی سے بہت زیادہ سخت محبت اور رقابت کی لڑائی ہو رہی تھی مجھے نہ اپنا ہوش تھا۔ نہ اپنی ماں کا ہوش تھا نہ یہ احساس تھا کہ اب کیا پیش آنے والا ہے بس اسی ایک خیال نے مجھے گھیر رکھا تھا کہ میرا پیارا میرے پاس ہے اور مجھ میں اور اس میں ایک سنہری روپہلی دیوار حائل ہے۔ اور وہ اُس کی دلہن ہے۔

یکایک مرزا الٰہی بخش وہاں آگئے۔ اور انھوں نے بڑی اماں حضرت ملکہ زینت محل بیگم صاحبہ سے کہنا شروع کیا "آپ لوگ ناحق یہاں آگئے جھگڑا انگریزوں کا اپنی باغی فوجوں سے ہے اور وہ جانتے ہیں کہ باغی فوج نے بادشاہ کو مجبور کر کے اپنا سرغنہ بنا لیا ہے۔ ورنہ بادشاہ کو باغیوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ انگریز اس بات کو جانتے ہیں اور وہ کبھی بے انصافی نہیں کریں گے۔ آپ سب قلعے میں واپس چلئے۔ ورنہ انگریزوں کو شبہ ہوگا کہ واقعی آپ باغی فوج کے شریک ہیں۔"

مرزا الٰہی بخش کی بات ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ بڑے ابا حضرت یعنی بادشاہ سلامت سلطان جی رحؒ کی درگاہ سے یہاں آگئے۔ اور اُن سے بھی مرزا الٰہی بخش نے یہی کہا۔ پھر ہم سب حضرت ہمایوں کی قبر کے پاس گئے۔ بادشاہ سلامت کے لئے قبر کے پاس قالین بچھایا گیا۔ اور بادشاہ سلامت قبر سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ اور ہم سب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ جواں بخت ایسے انداز سے بیٹھے کہ بادشاہ اُن کو نہ دیکھ سکیں اور وہ مجھے دیکھتے رہیں۔ مجھے اُن کی یہ حرکت ناگوار ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اُن کی دلہن بھی اس بات کو سمجھ رہی ہیں۔ کہ جواں بخت میری طرف متوجہ ہیں۔ اور اُن کے چہرے پر ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے۔

یکایک چوبدار نے آکر خبر دی کہ جنرل بخت خاں باغی فوج کا لارڈ گورنر آیا ہے۔ اور حضور میں باریابی چاہتا ہے۔ بڑے ابا حضرت نے آنکھ کے اشارے سے چوبدار کی طرف دیکھ کر کہا "اُن کو اندر آجانے دو" ہم سب عورتیں اُٹھ کر مقبرے کے شمالی حجرے کی طرف چلی گئیں مگر ہم یہاں کی ہر چیز کو دیکھ سکتے تھے اور سن سکتے تھے۔ بادشاہ سلامت کے پاس جواں بخت تھے مرزا الٰہی بخش تھے۔ اور مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان

وغیرہ بھی تھے۔ بخت خاں آیا۔ اور اُس نے انگریزی فوج والوں کی طرح بادشاہ سلامت کو سلام کیا۔ اور کھڑے کھڑے ہاتھ جوڑ کر کہا "دلی کوئی لڑائی کا مقام نہیں ہے۔ نہ یہاں کوئی جنگی قلعہ ہے۔ اس واسطے ہم یہاں انگریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اب ہم پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں۔ جہاں بہت سے جنگی قلعے ہیں اور ہر طرح کی حفاظت کا سامان ہے۔ اگر حضور بھی ہمارے ساتھ چلیں تو ہم چند روز میں ان بچے کھچے انگریزوں کا اور اُن کے غدار ساتھی ہندوستانیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔"

ابھی بادشاہ سلامت نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ مرزا الٰہی بخش نے بات میں دخل دیا۔ اور کہا "حضور مغل ہیں۔ اور جنرل صاحب پٹھان ہیں۔ آپ جہاں بیٹھے ہیں یہ قبر ہمایوں کی ہے۔ جن کو شیر شاہ افغان نے ہندوستان سے نکال کر افغان سلطنت قائم کر لی تھی، یہی ارادہ جنرل بخت خاں کا ہے جو آپ کو بے حق کر کے اپنی افغان حکومت قائم کرنی چاہتے ہیں۔"

یہ سُن کر جنرل بخت خاں نے اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر اور چیخ کر کہا "جھوٹا ہے انگریزوں کا یہ جاسوس۔ میں ابھی اس کا خاتمہ کئے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر بخت خاں نے تلوار کھینچ لی اور مرزا الٰہی بخش پر وار کرنا چاہا۔ مگر بادشاہ سلامت نے بخت خاں کو روکا۔ اور کہا "میں جانتا ہوں تم جو کچھ کہتے ہو وہی ٹھیک ہے۔ مگر اب میں اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ سفر کی مصیبت برداشت نہیں کر سکتا۔ جاؤ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو اور جہاں جی چاہے جا کر ہندوستان کے لئے کچھ کام کرو۔" یہ سن کر بخت خاں نے پھر سلام کیا اور وہ واپس چلا گیا۔

بادشاہ سلامت کی گرفتاری

تھوڑی دیر کے بعد مرزا الٰہی بخش پھر اندر آئے جو بخت خاں کے جانے کے بعد کہیں چلے گئے تھے۔ اور انھوں نے بڑے ابا حضرت سے کہا "ہڈسن صاحب سلام کے لئے باہر حاضر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور لال قلعہ میں تشریف لے چلئے۔ حضور ناحق وہاں سے تشریف لے آئے۔" بادشاہ سلامت نے فرمایا "مرزا تم ہڈسن سے کہو جب تک وہ میری اور ملکہ کی اور جواں بخت کی حفاظت اور سلامتی کا اقرار نہ کریں۔ میں قلعہ میں نہیں جاؤں گا۔" مرزا الٰہی بخش باہر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے اور کہا "ہڈسن صاحب کہتے ہیں۔ مجھے جنرل ولسن نے بھیجا ہے۔ اور میں جہاں پناہ اور ملکہ اور جواں بخت کی حفاظت کا ذمے دار بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" یہ سُن کر بادشاہ سلامت نے ملکہ سے کچھ چپکے چپکے باتیں کیں اور آخر وہ تینوں کھڑے ہو گئے۔ ملکہ نے اپنی بہو یعنی جواں بخت کی دلہن کو بھی ساتھ لیا۔ اور وہ سب مرزا الٰہی بخش اور بادشاہ کے ساتھ باہر چلے گئے۔ ہم سب مقبرے کے اندر رہے اور ہم کو اس کا بڑا صدمہ ہوا کہ بادشاہ نے ہم میں سے کسی کی جان کی سلامتی کا فکر نہ کیا۔ فقط اپنی ملکہ اور بیٹے کی اور اپنی امان چاہی۔ میرے دل میں اس کی وجہ سے ایک نفرت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور جب جواں بخت پیٹھ موڑ کر چلا تو میں نے اپنے دل سے کہا۔ یہ آخری دید ہے۔ اب میں کبھی اس شخص کی یاد کو تیرے اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

۴۱

رمضان شریف میں حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر پڑھئے۔ آپ بھی۔ عورتیں بھی اور بچے بھی۔

ناظرین کو اطلاعیں

منادی ماہوار ہوگیا

کاغذ کی کمی اور خریداروں کی زیادتی کے سبب اعلان کیا گیا تھا کہ جب تک کاغذ ملنے میں آسانی ہو اُس وقت تک منادی ماہوار شائع ہوا کریگا۔ مگر خبر آئی ہے کہ کاغذ کی ایک بڑی مقدار کنیڈا سے ہندوستان کے لئے روانہ ہوگئی ہے۔ وہ کاغذ آجائیگا تو منادی دوبارہ ہفتہ وار کر دیا جائیگا۔

منادی کی قیمت بڑھانے کی تجویز

چونکہ منادی کی سالانہ قیمت دو روپے سال ہے جس میں ایک روپے کے قریب محصول کے ٹکٹوں میں خرچ ہوجاتا ہے۔ اور صرف ایک روپے میں سال بھر پرچہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ گرانی کا یہ حال ہے کہ پہلے کاپی نویس کو جو اخبار لکھتا ہے چار آنے صفحہ اُجرت دی جاتی تھی اور اب ڈیڑھ روپیہ صفحہ اُجرت دی جاتی ہے۔ اور پہلے چھپائی کی اُجرت دو روپے ہزار فی کاپی تھی اور اب آٹھ روپے ہزار اُجرت دی جاتی ہے۔ اور پہلے کاغذ دو روپے رم آتا تھا اور اب آٹھ روپے رم آتا ہے اسی طرح اخبار موڑنے سینے اور کاٹنے والے کی اُجرت بھی بہت بڑھ گئی ہے اس طرح تقریباً پانچ روپے سالانہ لاگت آتی ہے۔ دفتری خرچ یعنی ایڈیٹروں کی تنخواہیں حسابی وانتظامی عملے کی تنخواہیں مذکورہ خرچ کے علاوہ ہیں۔

اس لئے تجویز ہے کہ آئندہ جب اخبار ہفتہ وار کیا جائے تو اس کی قیمت پانچ روپے سالانہ کر دی جائے اور جب تک ماہوار ہے تو دو روپے سالانہ قیمت لی جائے۔ ناظرین منادی اس ضروری مطلب کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

خریداری کی اجازت

چونکہ کئی مہینے سے منادی کے نئے خریدار قبول نہیں کئے جاتے تھے اور خریداری کی درخواستیں نامنظور ہورہی تھیں کیونکہ کاغذ کی کمی کے سبب نئے خریداروں کو پرچہ دینا ناممکن تھا اس لئے اعلان کر دیا گیا تھا کہ آئندہ کوئی صاحب خریداری کی درخواست نہ بھیجیں۔ مگر اب جبکہ منادی ماہوار کر دیا گیا ہے اور کاغذ کا خرچ کم ہوجائیگا۔ اس لئے نئے خریدار قبول کئے جاسکیں گے۔

وقت سے ایک مہینہ پہلے

یہ پرچہ اگست کا ہے اور جولائی میں شائع کیا گیا ہے۔ اور اگست کے آخر میں ستمبر کا پرچہ شائع ہوجائیگا۔ ناظرین کو صرف روزنامچہ ذرا دیر میں پڑھنا ہوگا۔ اور کوئی دشواری ماہوار کرنے میں نہیں ہوگی۔

ہر مہینے تین کتابیں شائع ہوا کرینگی

آئندہ مہینے کے منادی میں تین کتابوں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ ایک "اسلامی تاریخ ہند" دوسری "تاریخ الاولیا ترجمہ اُردو سیر الاولیا" تیسری "موت کا علاج" یہ تینوں کتابیں خواجہ حسن نظامی کی تازہ تصانیف ہیں۔ اور تینوں نہایت ضروری اور نہایت مفید ہیں۔ ناظرین کو چاہئے کہ جن پرچوں میں یہ کتابیں شائع ہوں اُن کو حفاظت سے رکھیں تاکہ اُن کو بلا قیمت تین کتابیں ہر سال مل جایا کریں۔ جب منادی ہفتے وار ہوجائے گا۔ اُس وقت بھی یہ تینوں کتابیں مسلسل شائع ہوتی رہیں گی۔

حیدرآباد کا سفر

حیدرآباد سے انجمن پیشوایان مذاہب کا بلاوا سید ولی اللہ صاحب حسینی چشتی نظامی سجادہ نشین خانقاہ چشتی چمن اور بابا پورن داس صاحب مہنت کی طرف سے آیا ہے اور مجھے اس ضروری اور اہم جلسے میں شریک ہونا ہے۔ اس واسطے میں فوراً حیدرآباد جانے والا ہوں۔ اور رمضان کا مہینہ حیدرآباد میں بسر کروں گا۔

رمضان شریف کے لنگر کا انتظام

میرے سفر کے زمانے میں میرے منجھلے لڑکے سید علی خواجہ منادی کی تیاری اور کتابوں اور دواؤں کے دفتروں کے انتظامات بھی کریں گے اور رمضان کے لنگر کا انتظام بھی کریں گے۔ جو ہر سال بڑے پیمانے پر میری طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اور جس کی امداد باہر سے بھی آتی ہے۔

میری صحت بالکل اچھی ہے البتہ پندرہ دن سے ڈاڑھ کے درد کی بہت تکلیف ہے۔

ڈاک خانے کی ہڑتال کی وجہ سے دفتروں سے کتابوں اور دواؤں کی روانگی ۸ جولائی سے بند ہے۔ اور آج ۲۷ جولائی ہے۔ لہٰذا جن ناظرین کو یہ پرچہ پہنچ جائے اُن کو معلوم ہونا چاہئے کہ اُن کی فرمائشوں کی تعمیل ہڑتال کی وجہ سے نہیں ہوسکی ہے۔ اور خطوط کے جوابات بھی اسی وجہ سے نہیں دئے گئے ہیں کہ ان حالات میں بہت کم امید تھی کہ یہ جوابات پہنچ جائیں گے۔ نائب ایڈیٹر

رمضان شریف میں حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر پڑھئے۔ آپ بھی۔ عورتیں بھی۔ اور بچے بھی۔

انگریزی پڑھے مسلمانوں کے نام

حسن نظامی کا خط

سلامتی ہو اُن کو جو اس خط کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔
مرد بھی عورتیں بھی۔ اور بچے بھی۔

آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کی۔ اور خدا نے آپ کو آپ کی علمیت۔ اور محنت۔ اور عقل کی وجہ سے دولت بھی دی اور عزت بھی دی۔

آپ کے دل میں اسلام کی محبت ہے۔ اور اپنی مسلم قوم کی الفت ہے۔ اور آپ اُن مولویوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو انگریزی تعلیم اور تہذیب و شائستگی کے مخالف ہیں اور اپنی قوم سے جُدا ہو کر دوسری قوم کی سیاست میں شریک ہو گئے ہیں۔ اور اپنی روزی کے لئے مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں اور فرقہ بندی بڑھاتے ہیں۔

میں بھی ان باتوں میں آپ کا ہم خیال ہوں لیکن ایک بات میں ہم خیال نہیں ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ انگریزی سرکار کو اپنی آمدنی کا انکم ٹیکس دیتے ہیں۔ اور اپنی جسمانی آسائش اور آرائش میں سب کچھ خرچ کرتے ہیں۔ مگر خدا کا انکم ٹیکس زکات ادا نہیں کرتے اور اپنی روحانی آسائش اور آرائش کے لئے ایک پیسہ خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ جس طرح کلمہ پڑھنا فرض ہے! اور جس طرح پانچ وقت کی نماز فرض ہے! اور جس طرح رمضان کے روزے فرض ہیں اور جس طرح کعبے کا حج فرض ہے اسی طرح کھاتے پیتے خوش حال مسلمان عورتوں اور مردوں پر زکات بھی فرض ہے۔ اور خیرات دینی بھی ضروری ہے۔ اور غریبوں کی مدد کرنی بھی لازمی ہے۔ اس کے بغیر وہ لوگ جو زکات نہ دیں اور خیرات نہ دیں ادھورے مسلمان رہتے ہیں اور اُن کی روح بے اطمینان رہتی ہے۔ اور زندگی روحانی لحاظ سے خوش دل نہیں ہوتی۔

اس لئے میں یہ کھلا خط آپ کے نام لکھتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس نقدی یا زیور یا قیمتی سامان ہو اور اس پر ایک سال گذر جائے تو ڈھائی روپے سیکڑہ زکات دیا کیجئے۔

یہ زکات اپنے نادار قرابت داروں کو دیجئے۔ بے خرچ مسافروں کو دیجئے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو دیجئے۔ اور جو مسلمان ہندوؤں کے مقروض ہیں اُن کا قرضہ اتارنے میں دیجئے۔ بے کار اور بے روزگار مسلمانوں کو باکار بنانے میں خرچ کیجئے۔

رمضان قریب آگیا ہے اس مہینے میں جو زکات دی جائے یا جو خیرات کی جائے اُس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

اگر آپ روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو ایک روزے کے فدیے میں ایک غریب کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادیا کیجئے۔ یا آپ کے کسی مرنے والے کے ذمے نمازوں یا روزوں کی قضا ہو تو اس کے فدیے میں بھی غریبوں کو کھانا کھلائیے اور جب دنیا میں کوئی بیماری پیش آئے تو علاج کے ساتھ ہی صدقہ بھی دیا کیجئے کہ صدقہ دیا ردِ بلا مشہور ہے۔ اور جب کوئی مصیبت پیش آئے تو خدا سے منت مانا کیجئے کہ جب وہ مصیبت دور ہو جائیگی تو آپ خدا کی راہ میں اتنی رقم خرچ کریں گے۔

میں یہ جو کچھ لکھتا ہوں آپ کے فائدے کے لئے اور آپ کی روحانی خوش دلی کے لئے لکھتا ہوں اس سے آپ پکے مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ اور آپ کی خوش دلی بھی بڑھ جائیگی اور آپ کی خدا کے دربار میں اور خدا کے بندوں میں عزت بڑھ جائیگی

اگر آپ کسی کے مرید نہیں ہیں تو فوراً کسی بزرگ سے بیعت کر لیجئے کیونکہ اس سے بھی دل کی راحت اور خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپ جہاں رہتے ہوں وہاں کسی بزرگ کا مزار ہو تو فرصت کا دن مقرر کر کے آٹھویں دن اس مزار کی زیارت کے لئے جایا کیجئے کہ اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام لیا کیجئے اور اللہ کی مدد مانگا کیجئے۔

راقم آپ کا بھائی حسن نظامی دہلوی

فاسفورس کے تیل کی قیمت آدہی کم ہوگئی

فاسفورس کا تیل طبی کمپنی دہلی نے بنالیا

فاسفورس کا تیل جرمنی سے آتا تھا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت خواجہ حسن نظامی نے امریکہ اور انگلستان اور جاپان اور ہندوستان کے مشہور دواساز کارخانوں سے خط وکتابت کی اور فاسفورس کا تیل بنوانا چاہا مگر کسی کارخانے نے تیل بنانے کا اقرار نہ کیا تب مجبوراً خواجہ صاحب نے جرمنی کی مرک کمپنی سے بہت بڑی مقدار اس تیل کی خرید لی۔ جو لڑائی کے چھہ سال کی مدت میں خرچ ہوتا رہا۔ اور جب ختم ہونے کے قریب آیا تو مجبوراً اس کی قیمت بڑہائی گئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی دہلی میں یہ تیل بنانے کی کوشش جاری رہی۔

آخرکار خدا کے فضل سے طبی کمپنی دہلی نے یہ تیل بنالیا۔ جو جرمنی ساخت کے تیل جیسا ہے۔ اور کسی خوبی میں جرمنی کے بنے ہوئے تیل سے کم نہیں ہے۔

اس لئے اب اس تیل کی قیمت آدہی کم کردی گئی یعنے جو تیل ڈہائی اونس کی شیشی میں پانچ روپے کو دیا جاتا تھا وہ اب ڈہائی روپے کو دیا جائیگا۔ اور جو ڈیڑہ اونس کی شیشی میں تین روپے کو دیا جاتا تھا وہ اب ڈیڑہ روپے کو دیا جائیگا۔ اور جو تیل پاؤ اونس کی شیشی میں ایک روپے کو دیا جاتا تھا۔ وہ اب آٹھ آنے میں دیا جائیگا۔

جرمنی سے تیل نہ آنے کے سبب طبی کمپنی کے ایجنٹوں کو یہ تیل بھیجنا بند کردیا گیا تھا۔ اب سب ایجنٹوں کو بھیجنا شروع کردیا ہے۔

فاسفورس کے تیل کے فائدے

یہ تیل کمزور بچوں کے جسم پر ملا جائے تو اُن کی طاقت بڑہ جاتی ہے اور وہ بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور کمزور عورتوں کے جسم پر ملا جائے تو اُن کی کمزوریاں دور ہوجاتی ہیں۔ خاص کر بڑہاپے میں عورتوں اور مردوں کو اس تیل کی مالش بہت زیادہ فائدہ دیتی ہے۔

لقوے اور فالج اور رعشے کے بیماروں کو بھی یہ تیل بہت زیادہ فائدہ دیتا ہے۔ اور ہر درد کو پانچ منٹ میں دُور کردیتا ہے۔

مردوں کی خفیہ کمزوریوں کے لئے یہ تیل بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔

قیمت ڈہائی اونس کی شیشی ڈہائی روپے محصول ڈاک نو آنے۔ کل تین روپے ایک آنہ۔

پیکنگ کا خرچ بذمہ طبی کمپنی۔

ڈیڑہ اونس کی شیشی قیمت ڈیڑہ روپیہ مگر محصول نو آنے ہی خرچ ہوگا۔ اور پاؤ اونس کی شیشی کی قیمت آٹھ آنے اور محصول ڈاک نو آنے۔ کیونکہ ڈاک خانے نے پارسل کا جو وزن مقرر کیا ہے اس میں ان تینوں شیشیوں کا وزن یکساں مانا جاتا ہے اور ایک ہی محصول لیا جاتا ہے اس لئے خریداروں کا فائدہ بڑی شیشی خریدنے میں ہے۔

ایجنسی کمیشن

جو ایجنٹ پچاس روپے کا مال نقد قیمت پر خریدیگا اس کو پچیس روپے سیکڑہ کمیشن دیا جائیگا مگر ریلوے

پارسل کا محصول ایجنٹ کے ذمے ہوگا۔

کسی ایجنٹ کو طبی کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت لینے کی اجازت نہیں ہے۔ سوائے ان ایجنٹوں کے جو ہندوستان کے باہر کے ملکوں میں ہیں کیونکہ ان کا خرچہ بہت بڑہ جاتا ہے۔

دکانوں پر لگانے کے بورڈ کمپنی بھیجتی ہے

ہندوستانی ایجنٹوں کے نام اور پتے

حکیم منزل شاہ نظامی متصل مسجد قاضی فیض باغ لاہور

دفتر اخبار دین احمد آباد

خوش اقبال شاہ نظامی چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن۔

ہیضے کی دوا استفائی

حضرت خواجہ حسن نظامی کی بنائی ہوئی۔ پانچ بوندیں ہیضے کے بیمار کی جان بچالیتی ہیں

قیمت ایک روپیہ شیشی

جاڑے بخار کی دوا
کونین کا تیل

ہر قسم کا بخار اس تیل کی مالش سے دور ہوجاتا ہے یہ تیل ملا بھی جاتا ہے اور پانچ بوندیں پانی میں ڈال کر پلائی جائیں تب بھی فائدہ ہوتا ہے۔

زکام کی دوا
کافور کا تیل

اس تیل کے سونگھنے سے زکام دور ہوجاتا ہے وبائی بیماریاں پاس نہیں آتیں۔ مچھر بھاگ جاتے ہیں۔ گھروں کی زہریلی ہوا دُور ہوجاتی ہے

قیمت ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

طبی کمپنی دہلی اور اس کے ایجنٹ

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

انگریزی حکومت۔ اور کانگرس۔ اور مسلم لیگ کو خود غرضی سے بچانے والا

چشتی پارٹی کو دل کا بادشاہ بنانے والا

خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

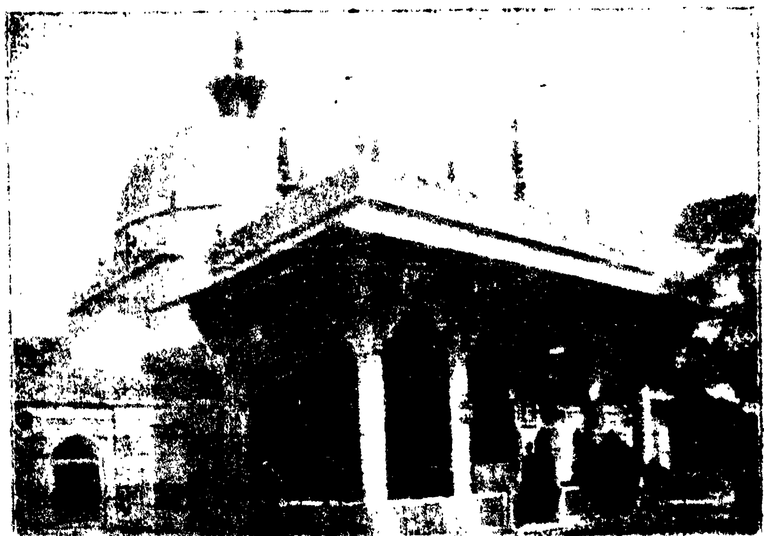
منادی دہلی

جو سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

قلمکار	علی بن حسن و زید بن حسن	یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء	ہندوستان میں سالانہ قیمت دو روپے۔ ایک پرچہ ایک آنہ باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

ہردم اللہ

مزار مبارک سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیری



آل انڈیا چشتی پارٹی کا مرکز اجمیر شریف میں

(۱)

دو سو برس کی عمر ہوگی

اُس عورت مرد کی جو اپنے نسلی جوش کو ایک مہینے میں ایک بار سے زیادہ خرچ نہ کرے۔

(۲)

ہمیشہ جنت میں رہتے

اگر حضرت آدم و حوّا کم عمری میں نسلی تعلق قائم نہ کرتے۔ شجر ممنوع سے مراد نسلی تعلق تھا۔

(۳)

تقدیر بدل سکتی ہے

اُس کی جو ہر کام میں خدا سے دعا مانگے اور محنت نبھانے اور پوری کرے

(۴)

صحت کا علاج

سادہ غذا، سادہ لباس کھلی ہوا، جسم کی صفائی ہر وقت کام میں لگا رہنا۔

(۵)

ہر وقت خوش رہیگا

جو خدا پر بھروسہ رکھے کھلی ہوا میں پیدل پھرے صبح جلدی بیدار ہو

(۶)

دل کی بادشاہی

اُس کو حاصل ہوگی جو بے غرض بن جائے اور کسی سے نہ ڈرے اور کسی کو نہ ستائے اور اپنی عزت خود کرے

(۷)

مسلمان کون ہے؟

جو اپنی عقل سے کام لے لیڈر۔ پیر۔ مولوی کی آنکھ بند کر کے تقلید نہ کرے

(۸)

چشتی بادشاہی

ہندوستان میں کوئی بادشاہی نہ رہیگی صرف اُن کی بادشاہی رہیگی جو چشتی خواجہ کی سی زندگی اختیار کریں

(۹)

ہمیشہ زندہ رہیگا

وہ جو خدا کے بندوں کی مدد کے لئے اپنی جان قربان کردے اور اپنی غرض چھوڑ دے

(۱۰)

مفلس نہیں ہوگا

جس کی بیوی فضول خرچ نہ ہو اور جو قرض نہ لے اور خرچ آمدنی سے نہ بڑھنے دے

(۱۱)

عقل مند وہ ہے

جو بادشاہوں، امیروں تاجروں کو خود غرض سمجھے اور ان سے توقع قائم نہ کرے

(۱۲)

کامیاب وہ ہے

جو میرا مرید ہو جائے اور میری محنت اور خدمت خلق کی تقلید کرے۔

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

عقل اور عمل

اسلام حضرت آدمؑ کے وقت سے لے کر آج کے دن تک خدا کا پسندیدہ دین ہے۔ اور اس کی تعلیم کا خلاصہ دو لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسلام عقل کا مذہب ہے۔ اور اسلام عمل کا مذہب ہے۔

بڑی تقطیع کا منادی

آج اکتوبر کی پہلی تاریخ سے منادی کا سائز یعنی تقطیع خدا بڑی کر دی گئی ہے چند سال پہلے منادی کا سائز زیادہ بڑا تھا۔ لڑائی کے زمانے میں بہت چھوٹا کر دیا گیا تھا۔ جس کی بہت سی مصلحتیں تھیں۔ لیکن اب لڑائی ختم ہوتے ہی منادی کا سائز ایام جنگ کے سائز سے دوگنا کر دیا گیا ہے۔

جب آندھی چلتی ہے

تو اونچے اونچے درخت ہوا کے زور سے گر پڑتے ہیں۔ مگر چھوٹے قد کے درخت سلامت رہتے ہیں۔ اور آندھی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "زمین کے اوپر اتراتا ہوا نہ چل۔ غرور و گھمنڈ سے اپنے سر کو اونچا اٹھا کر نہ چل"۔ اور تجربہ بھی یہی سکھاتا ہے کہ اس دنیا میں سلامتی ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو عاجزی سے اپنے سروں کو جھکائے رکھتے ہیں۔

میں بھی خدا کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ اور میرا اخبار بھی غرور و گھمنڈ سے دور رہنا چاہتا ہے۔ اس واسطے وہ لڑائی کی آندھی کے وقت ناچیز اور کم حیثیت بن گیا تھا۔ اب خدا نے توفیق دی اور اس کا سائز بڑھا [illegible]

بارش کا نقصان

ستمبر ملیریا بخار کی وجہ سے ستم گر کہا جاتا ہے مگر اس مہینے کے وسط سے لے کر آخر تک بارش اور ہوا کے بے وقت طوفانوں سے کھیتوں کو اور مکانوں کو بہت نقصان پہونچا۔ اور اب بارش تھمی ہے۔ تو اکتوبر کے مہینے میں ملیریا بخار کا طوفان آئے گا۔ اور کوئی گھر اس سے محفوظ نہیں رہے گا۔ کیونکہ برسات کی نمی سورج کی دھوپ سے ابخرہ بن کر اٹھے گی اور اس سے بخار پیدا ہوں گے۔ ہندوستانیوں کی عادت کے

وقت ہوس میں نہ سونا چاہیے۔ گرم پانی سے روزانہ نہانا چاہیے اور بخار آ جائے تو پہلے جلاب دے کر پیٹ صاف کرنا چاہیے۔ اور پھر کونین یا بخار دور کرنے والی اور دوائیں کھانی چاہئیں۔

بمبئی کا فساد

پونہ اور بمبئی میں کانگرس کے جلسے ختم ہوتے ہی بمبئی میں ہندو مسلمانوں کا فساد شروع ہو گیا ہے۔ ۲۸ ستمبر تک جو خبریں آئیں ان سے معلوم ہوا کہ انیس آدمی مر چکے ہیں۔ اور ستر کے قریب زخمی ہو چکے ہیں حقیقت اس سے بہت زیادہ ہوگی۔ کیونکہ زخمیوں کی تعداد ہمیشہ سرکار کے سامنے کم آیا کرتی ہے۔ مسلم لیگ بمبئی کے صدر نے مسلمانوں کے نام اعلان شائع کیا ہے کہ وہ اس فساد سے الگ رہیں۔ اور بہت اچھے الفاظ میں مسلمانوں کو فساد سے بچنے کی نصیحت کی گئی ہے مگر کانگرس کی طرف سے ابھی کوئی اعلان شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ الکشن کی ابتدا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکتوبر اور نومبر اور دسمبر کے الکشن خبر نہیں ہندوستان میں کیسی ابتری پیدا کریں گے۔

چشتی پارٹی کے ممبروں کا فرض

وقت آ گیا ہے کہ آل انڈیا چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان اور سکھ ممبر اپنے اپنے مقام پر ابھی سے اپنا کام شروع کر دیں۔ یعنی عوام کو فتنے فساد کے برے نتائج سمجھائیں اور فساد کی بنیاد جھوٹی افواہوں کی تردید کرتے رہیں۔ کیونکہ ہر مقام پر جھوٹی اور غلط افواہوں سے فساد ہوا کرتا ہے۔

رئیسوں کا جلسہ

۲۸ ستمبر کو دہلی میں والیان ریاست کی ایک جماعت نے ہز ایکسلنسی وائسرائے سے ملاقات کی۔ اور آنے والے الکشن کے متعلق اپنی رعایا کے حقوق پیش کئے منادی کو امید نہیں ہے کہ ریاستوں میں امن قائم رہے۔ کیونکہ عام طور سے رئیسوں میں قومی اور مذہبی تعصب پیدا ہو گیا ہے۔ اور والیان ریاست برٹش انڈیا کے عوام سے زیادہ تعصب کا شکار ہو گئے ہیں۔ ریاست پٹیالہ میں مسلمان رعایا کو [illegible]

دینے سے روکا جاتا ہے اور ریاست دھار میں مسجد بند اور اولیاء اللہ کے مزارات کو مسلمانوں کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح بیشمار شکایتیں ہر ریاست میں پائی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ والیان ریاست فرقہ پرستی کا شکار ہو گئے ہیں اور وہ برٹش انڈیا کے عوام سے زیادہ ناعاقبت اندیشی کے کام کر رہے ہیں۔ اس لئے حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ رئیسوں کے مطالبات کے وقت اس بات کو فراموش نہ کرے کہ رئیسوں کی یہ ذہنیت برٹش جمہوریت کے سراسر خلاف ہے۔

دوسری جنگ نہیں ہوگی

یورپ میں اتحادیوں کے باہمی اختلافات کی خبروں سے متاثر ہو کر بعض اخباروں نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ یورپ میں دوسری جنگ شروع ہو جانے کے آثار نظر آتے ہیں۔ مگر مجھے پورا اطمینان ہے کہ دوسری جنگ نہیں ہوگی کیونکہ ہر فریق لڑائی کے ہاتھوں اتنا زیادہ نقصان اٹھا چکا ہے کہ اب وہ لڑائی کا نام نہیں لے گا۔ اور یہ جو کچھ اختلافی خبریں آ رہی ہیں یہ محض دھمکیاں ہیں۔

دماغوں کی لڑائی

ہتھیاروں کی لڑائی ختم ہو گئی ہے مگر دماغوں کی لڑائی زور شور سے ہو رہی ہے۔ اس لڑائی میں سب سے اچھا دماغ انگریزوں کا معلوم ہوتا ہے۔ اور ان کے بعد روسیوں کا دماغ ٹھیک کام کر رہا ہے۔ امریکہ اور فرانس کے دماغ دور اندیشی سے بہت دور نظر آتے ہیں۔

دہلی کے مسلمانوں کی غلطی

جب مولانا ابوالکلام آزاد شملے سے کلکتے جا رہے تھے اس وقت علی گڑھ اسٹیشن پر چند مسلمانوں نے مولانا کے خلاف مظاہرہ کر کے بے عقلی کا ثبوت دیا تھا۔ اور اب جب مولانا پونہ سے دہلی میں آئے تو پھر چند مسلمانوں نے ان کو کالے جھنڈے دکھا کر طفلانہ حرکت کا ارتکاب کیا۔ اسلام کی تعلیم ان حرکتوں سے بہت اعلیٰ ہے۔ اور قرآن شریف کی تعلیم بھی ان باتوں کے خلاف ہے۔ یہ سب چیزیں یورپ سے آئی ہیں۔ ایشیا کی تہذیب کو ان چیزوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

چشتی پارٹی کی غیر جانبداری

الیکشن کے متعلق چشتی پارٹی کے ممبر الیکشن والوں کو [illegible]

بچانے کی کوشش تو کریں گے لیکن کسی فریق کی طرفداری نہیں کریں گے۔ شملہ کانفرنس کے وقت میں نے مسلمان چشتیوں کی طرف سے جو تار وائسرائے کو بھیجا تھا وہ ملکی و قومی چیز تھی۔ اور حکومت پر مسلمانوں کی عام رائے ظاہر کرنے کے لئے تار بھیجا گیا تھا۔ مگر الکشن کے زمانے میں چشتی پارٹی نہ مسلم لیگ کا ساتھ دیگی نہ کانگرس کا ساتھ دیگی نہ کسی اور سیاسی پارٹی کا ساتھ دے گی۔

گزشتہ پرچوں میں جو مشورے مسلم لیگ والوں کو دئے گئے تھے۔ وہ محض اختلافات دور کرانے کی نیت سے تھے۔ ورنہ چشتی پارٹی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہے۔ اور نہ مسلم لیگ کے سیاسی مطالبات اور کانگرس کے سیاسی مطالبات اور ان دونوں کے باہمی اختلافات سے اس کو کوئی تعلق ہے۔

ریڈیو کی اصلاح

آج سے منادی میں آل انڈیا ریڈیو کی اچھی بری نشریات کی نسبت رائے زنی کا کام شروع کیا گیا ہے۔ یہ رائے زنی درحقیقت چشتی پارٹی کے ممبروں کو تربیت دینے کی غرض سے ہے۔ تاکہ وہ آل انڈیا ریڈیو کی اچھی اور بری نشریات پر غور کر سکیں اور ان میں اظہار خیال اور اظہار رائے کی قوت پیدا ہو

فلم پر قلم

آج کے اخبار سے تمام ہندوستان کی سینما کمپنیوں اور ان کی تصویروں کی نسبت بھی تنقیدی تحریریں شروع کی گئی ہیں۔ اور ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ آل انڈیا چشتی پارٹی کے عورت مرد ممبران خوبیوں سے آگاہ ہوں جو ریڈیو اور سینما سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اور ان برائیوں سے بھی آگاہ ہوں جو ریڈیو اور سینما سے ہندوستان میں پھیل رہی ہیں۔

الکشن کا جھگڑا اگرچہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لیکن وہ تین مہینے میں ختم ہو جائیگا۔ مگر ریڈیو اور سینما کی خرابیاں دوامی مصیبت ہیں۔ ان کی طرف توجہ نہ کی گئی تو سارے ہندوستان کی شرافت اور تہذیب تباہ و برباد ہو جائے گی۔

مسٹر خورشید احمد

کانگرسی اخباروں نے مسٹر خورشید احمد کے خلاف ایسے مضامین شائع کئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کانگرسی پالیسی کہاں مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی کرنے میں مزا آتا ہے [illegible] ہم خیال نہیں ہیں۔ منادی کی خواہش ہے کہ مسٹر خورشید احمد اس کام کے لئے پوری طرح [illegible] جو ان کے سپرد کیا گیا ہے۔

میزانِ قلمستان

حسینؑ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید اور چکنا۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ صفحات ۲۷۲۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا اُردو بازار دہلی۔ اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات بھی ہیں اور کربلا کی لڑائی کا تفصیلی بیان بھی ہے۔ اور میر انیس کے لکھے ہوئے لاجواب مرثیوں کا اقتباس و انتخاب بھی ہے۔ جلد بندھی ہوئی ہے۔ سرورق رنگین ہے جس پر روضۂ پاک کی تصویر ہے کتاب کا نام ادب کے خلاف ہے۔

زینبؑ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ صفحات دو سو۔ مجلد۔ سرورق رنگین۔ قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا۔ اُردو بازار دہلی۔ امیر المومنین حضرت علیؑ کی نامور صاحبزادی حضرت سیدہ زینبؑ کے حالات بقائی صاحب نے اس کتاب میں جمع کئے ہیں۔ حضرت زینبؑ کے حالات کے ساتھ ہی حضرت علیؑ کی زندگی کے اہم حصے بھی اس میں آگئے ہیں۔ اور میر انیس مرحوم کے وہ مشہور مرثیے بھی درج کئے گئے ہیں جو حضرت زینبؑ کے صاحبزادوں وغیرہ کی شہادت کی نسبت لکھے گئے تھے۔ اس کتاب کا نام بھی ادب کے خلاف ہے۔

سیف اللہؓ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید اور اچھا۔ لکھائی چھپائی عمدہ مجلد سرورق رنگین۔ صفحات ۱۲۸۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا اُردو بازار دہلی۔ اس کتاب میں سپہ سالار اسلام سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی مجاہدانہ زندگی کے مکمل حالات بقائی صاحب نے شائع کئے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص سے حالات جمع کرائے ہیں اُس کو صاف اُردو لکھنے کی مہارت نہیں تھی۔ کیونکہ جگہ جگہ پنجاب کے محاورے ہیں۔ تاہم اُردو زبان میں ان [illegible] حالات کا ایک جگہ آجانا بہت غنیمت ہے۔

غوث الاعظمؒ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید۔ لکھائی چھپائی صاف۔ مجلد سرورق رنگین۔ صفحات ۲۳۶۔ قیمت تین روپے چار آنے۔ ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا۔ اُردو بازار دہلی۔ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحؒ کی مقدس زندگی کے حالات مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری نے اس کتاب میں جمع کئے ہیں۔ مصنف کی تحقیق اور محنت قابل قدر ہے۔

اسرارِ مصر سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ مجلد سرورق رنگین۔ صفحات ۲۰۰۔ قیمت دو روپے بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا اُردو بازار دہلی۔ یہ کتاب مصر کے کسی عیسائی کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جس میں مصر کی طولونی حکومت کے ایک واقعے کو ناول کے انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اور لکھنے والے نے اپنی عیسائیت کے بُرے جذبات سے جگہ جگہ کام لیا ہے۔

مولانا محمد حسین آزاد کا سفرنامۂ ایران سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید اور چکنا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف۔ صفحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد بک ڈپو۔ کوچہ چیلاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ اُنھوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامۂ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اُردو زبان کا آبدار موتی ہے۔ اور پیرا نسالی کی بولتی چلتی تصویر ہے۔

سُرخ چین کا رہنما سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ مجلد سرورق رنگین بالتصویر صفحات ۲۴۸۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ نیا کتاب گھر اُردو بازار دہلی۔ اس کتاب میں ملک چین کی کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ماؤ سی تنگ کے حالات جمع کئے گئے ہیں۔ اور چونکہ بہت جلد دُنیا کے مختلف ملکوں میں کمیونسٹ پارٹی کے حالات پڑھنے کی ضرورت پیش آئے گی اس واسطے ان حالات کا شائع ہونا بہت مفید ہے۔ اسرار احمد صاحب آزاد نے مرتب کی ہے۔

تاریخ جرم و سزا سائز ۲۰×۳۰/۱۶۔ کاغذ سفید اور عمدہ لکھائی چھپائی اچھی۔ مجلد۔ سرورق رنگین صفحات ۴۳۰۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ منیجر امداد صابری پبلشر محلہ چوڑیوالاان دہلی۔ یہ کتاب مولانا امداد صابری صاحب دہلوی کی بڑی تحقیق اور محنت کا نمونہ ہے۔ جس کے کئی حصے ہیں۔ اس کتاب میں اسلامی زمانے کے جرائم اور سزاؤں کا تاریخی بیان ہے۔

تذکرۃ الواصلین سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید لکھائی چھپائی اچھی صفحات ۲۰۰ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ نظامی پریس بدایوں۔ یہ کتاب خان بہادر مولوی محمد رضی الدین صاحب مرحوم رئیس بدایوں کی لکھی ہوئی ہے۔ اور ۱۹۴۵ء میں دوبارہ چھپی ہے۔ بدایوں شریف کے اولیاء و شہداء کے تاریخی حالات بہت تفصیل و وضاحت و تحقیق کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ نظامی پریس بدایوں کا احسان ماننا چاہیے

کہ انہوں نے یہ نہایت مفید کتاب دوبارہ شائع کر دی۔

لُبّ المجرّبات — سائز ۲۰×۲۶/۴ رف کاغذ۔ لکھائی چھپائی اچھی۔ جلد بندھی ہوئی۔ صفحات ۲۳۲۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ۔ منیجر شاہی مطلب رجسٹرڈ متصل جامع مسجد دہلی

اس کتاب میں حکیم شفاء الملک صاحب نے سر سے پاؤں تک کی تمام بیماریوں کے مجرب اور بہت ارزاں نسخے درج کئے ہیں جس سے یقیناً پبلک کو بہت فائدہ ہوگا۔

انگریزی عربی لغت — سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ نہایت نفیس اور چکنا۔ چھپائی بھی اعلیٰ درجے کی

جناب صلاح الدین صاحب خورشید بیرسٹر بغداد نے مرتب کر کے دہلی سے شائع کی ہے۔ قیمت کتاب پر درج نہیں ہے۔ ملنے کا پتہ مسٹر صلاح الدین خورشید۔ نکلسن روڈ۔ موری دروازہ دہلی یہ کتاب اُن ہندوستانیوں کی تعلیم کے لئے بےحد مفید ثابت ہوگی جو انگریزی کے ساتھ عربی زبان بھی سیکھنی چاہتے ہوں۔ مسٹر صلاح الدین جنگی نشریات کے محکمے کے ایک خاص رکن ہیں اور بغداد میں رہتے ہیں اور اُن کی اہلیت اور قابلیت اس کتاب سے ہر شخص پر ظاہر ہو جائیگی۔ ضرورت ہے کہ ہندوستانی باشندے اس کتاب کی قدر کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

حیدرآبادی دستکاری — مولوی احمد عبد السلیم صاحب صدیقی آرٹسٹ حیدرآباد دکن نے اپنی دستکاری کے چار نمونے بھیجے ہیں۔ یہ ڈیڑھ فٹ لمبے ایک فٹ چوڑے سمنٹ چونے کے بنے ہوئے آویزے ہیں۔ جن پر اُبھرے ہوئے حروف میں "اللہ" لکھا ہوا ہے۔ اور ایک میں "محمدؐ" لکھا ہوا ہے۔ اور ایک میں "علیؓ" لکھا ہوا ہے سیاہ و سبز زمین ہے اور حروف پر سنہری پوڈر لگا ہوا ہے۔ یہ دستکاری بہت زیادہ قدر کے قابل ہے۔ اپنے گھروں میں نامناسب تصویروں کی جگہ اگر یہ پاک نام آویزاں کئے جائیں تو خوشنمائی بھی ہوگی اور برکت بھی ہوگی۔ لٹکانے کے لئے مضبوط تار بھی مسالے کے اندر چسپاں ہیں جو آویزے کا وزن سنبھال سکتے ہیں۔ ایک آویزے کی قیمت پانچ روپے مقرر کی گئی ہے۔ جو محنت اور خرچ کے اعتبار سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ منادی کے ناظرین کو اس صناعی کی قدر کرنی چاہیئے۔ ملنے کا پتہ احمد عبد السلیم صاحب صدیقی آرٹسٹ عقب مکان مولوی عبد المجید صاحب انجینیر ہوائش بلدہ۔ اعظم جاہی روڈ۔ کاچی گوڑہ حیدرآباد دکن

نئی زندگی — اُردو زبان کا سیاسی ماہانہ رسالہ ہے۔ نوّے صفحات ہیں۔ سان فرانسسکو نمبر سرورق پر چھاپا گیا ہے اس کے بانی ڈاکٹر سید محمود صاحب ہیں۔ اور سرپرست ڈاکٹر خواجہ عبد المجید صاحب ہیں۔ اور ایڈیٹر سید انیس الرحمٰن ہیں۔ اور نائب ایڈیٹر طفیل احمد خاں ایم اے ہیں۔ الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ سرورق پر قیمت انگریزی زبان میں چھ روپے سال لکھی ہے مضامین حسب ذیل ہیں۔ فکر و نظر از ایڈیٹر۔ رفتار عالم از طفیل احمد خاں۔ بین الاقوامی تنظیم کی تاریخ از ادارہ۔ جمعیت الاقوام از داع ہ جمعیت الاقوام کے زوال کی کہانی۔ واقعات عالم کی زبانی از شیو سنگھ۔ شرد عات از ادارہ۔ ڈمبرٹن اوکس کے منصوبے از ادارہ۔ ڈمبرٹن اوکس کی تجویز کا کیا مطلب ہے۔ از اسٹئیس۔ کیا مجوزہ بین الاقوامی تنظیم ہمیں امن عطا کر سکتی ہے؟ از ڈاکٹر تاراچند۔ بین الاقوامی مجلس امن از ایس سی جوشی۔ سان فرانسسکو کانفرنس اور اُس کے فیصلے از ادارہ۔ نیا نظام عالم اور ہندوستان از ادارہ۔ اخبارات کی رائیں۔ عکسی تصویریں بھی ہیں۔ ایسے رسالوں کی اُردو زبان کو بہت ضرورت ہے۔ لیکن نئی زندگی جیسے باوقار رسالے میں فلمی اشتہار اور نامناسب دواؤں کے اشتہار درج کرنے مناسب نہیں تھے جو درج کئے گئے ہیں۔

لہو ترنگ — ایک سو ساٹھ صفحے کی مجلد رنگین سرورق کی کتاب ہے۔ کاغذ چکنا ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۸ ہے۔ لکھائی چھپائی نفیس ہے۔ میر سکندر علی صاحب وجد کے ایک ہزار اشعار اس کتاب میں ہیں قسم اول کی قیمت چھ روپے لکھی ہے۔ اور قسم دوئم کی قیمت تین روپے لکھی ہے۔ عبد الحق اکیڈیمی حیدرآباد دکن کے پتے سے ملیگی وجد صاحب کی تصویر بھی شروع میں ہے۔ جس سے دیکھنے والے کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ کسی یورپین نوجوان کی تصویر ہے۔ لہو ترنگ نام کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ دیباچے کے اشعار سے کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے

جہادِ مشقِ سخن میں گزر گئے دس سال
متاعِ فکر کی تدوین کا ہوا ہے خیال
سپہرِ شعر سے تھا کار انتخاب محال
تفکر نے چھانٹ لئے چند بد چند ہلال
کلام تختۂ گلہائے رنگ رنگ بنا
ہزار تار سے سازِ لہو ترنگ بنا

حیدرآباد دکن نے جو خدمات اُردو و ادب کی انجام دی ہیں اُن میں یہ کتاب بھی ایک نمونے کی چیز ہے۔

جدید اُردو } ایک سو انیس صفحے کا شاندار اُردو ماہوار رسالہ ہے سرورق رنگین ہے۔ کلکتے سے شائع ہوتا ہے۔ نو مقالے ہیں۔ انیس غزلیں و نظمیں ہیں۔ گیارہ افسانے و ڈرامے ہیں۔ زیر نظر رسالہ بنگال نمبر ہے۔ مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل بنگال اُردو کی خدمت سے غافل نہیں ہیں۔ سالانہ قیمت تین روپے پتہ نمبر ۳۶ مارسڈن اسٹریٹ کلکتہ۔

عصر جدید کا سلور جوبلی نمبر } کلکتے کے مشہور روزانہ اخبار عصر جدید نے سلور جوبلی نمبر شائع کیا ہے عکسی تصویروں کے علاوہ ۱۴۶ صفحات ہیں ۲۰×۳۰/۴ سائز ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ مضامین اور تصویریں بھی تعریف کے قابل ہیں۔ عصر جدید کو جو مقبولیت بنگال کے اُردو داں باشندوں میں ہے وہ اس خاص نمبر سے اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ سب سے بڑی تعریف اس کی ہے۔ کہ عصر جدید نے اس خاص نمبر میں بھی کوئی فلمی اشتہار نہیں لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصر جدید ہندوستان کی شرم و حیا و شرافت کے تحفظ کے لیے محض زبانی باتیں نہیں کرتا بلکہ ایثار و قربانی کا ثبوت بھی دیتا ہے۔ ملنے کا پتہ دفتر روزانہ اخبار عصر جدید کلکتہ۔

اس خاص نمبر کے سرورق پر گورنر بنگال کی تقریر کے پانچ فقرے درج کئے گئے ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ گورنر بنگال نے کہا "بنگال میں دو سال کے اندر چیچک کے پانچ کروڑ دس لاکھ ٹیکے لگائے گئے۔ ہیضے کو روکنے کے لئے ۴۴ لاکھ آدمیوں کو انجکشن دئے گئے۔ مویشی خریدنے کے لئے کسانوں کو پچاس لاکھ روپے قرض دئے گئے۔ کپڑوں کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ کارڈ تقسیم کئے گئے۔ ہمارا چاول کا ذخیرہ ۵۰ لاکھ ٹن ہے۔"

افسوس ہے کہ عصر جدید کے سرورق پر یہ پانچوں فقرے ہندسوں میں درج کئے گئے ہیں۔ اگر لفظوں میں درج کئے جاتے تو پڑھنے والے پر پچاس گنا زیادہ اثر ہوتا مجھے تبصرہ لکھتے وقت صفر گننے میں بہت دشواری ہوئی۔ الفاظ ہوتے تو ایک نظر میں سمجھ لیتا۔

نوید مشرق } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۰۔ اس میں آرزو صاحب اکبر آبادی نے مسٹر جناح کے چودہ پیغام نظم کرکے شائع کئے ہیں قیمت چار آنے ملنے کا پتہ ادارہ بارگاہ ادب آگرہ۔

اطلاع } آئندہ پرچے سے منادی میں تمام ہندوستان کے اُردو اخباروں و رسالوں کا تعارف شائع ہونا شروع ہوگا۔ اور اس کی ایک مستقل کتاب بنائی جائیگی۔ لہذا ناظرین اپنے علاقے کے اخباروں و رسالوں کے پتے دفتر منادی کو بھیجدیں۔ ایڈیٹر

تصوف کا نیا عملی فلسفہ

از مسٹر ایس اے خالق ایڈیٹر اخبار رُپیہ چاوڑی بازار دہلی

ایک صاحب انگریزی زبان کے بہت بڑے عالم ہیں۔ شیکسپیر کے مقولے اور ملٹن کے اشعار اُن کی نوکِ زبان ہیں۔ مادری زبان کی طرح گھنٹوں انگریزی میں "گِٹ پِٹ" کر سکتے ہیں۔ مگر یہی صاحب فرانسیسی زبان کے جاہل ہیں۔ ایک اور صاحب بڑے مشہور ماہر فن ڈاکٹر ہیں۔ حرکت کرتے ہوئے دل پر آپریشن کر سکتے ہیں۔ مگر یہی ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹری کے کام کے تو عالم ہیں، مگر وہ کالت کے کام کے جاہل ہیں۔ اسی طرح ایک بہت بڑے انجنیئر انجنیری کے کام کے تو عالم ہیں۔ مگر علم موسیقی کے جاہل ہیں۔ ایک بنیہ اس بات کا تو عالم ہے کہ گیہوں۔ دال۔ چاول کا ذخیرہ کب جمع کرنا چاہئے اور کیوں کر بڑا نفع کمانا چاہیئے۔ مگر مسٹر چرچل کے کارناموں کا جاہل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیسے ہی بڑے عالم بھی کیوں نہ ہو جائیں پھر بھی ہزاروں چیزوں کے جاہل کے جاہل ہی رہیں گے۔

غیر زبانیں سیکھنا غیر قدرتی ہے۔ قدرت کا یہ منشا کبھی نہیں تھا کہ ہم میں سے ہر شخص غیر زبانیں سیکھنے میں اپنا وقت اور رُپیہ ضائع کرے۔

ہم ہندوستانی۔ اُس شخص کو تعلیم یافتہ اور عقلمند کہتے ہیں، جس کو انگریزی زبان آتی ہے۔ حالانکہ یہ بڑی فاش غلطی ہے۔ مجھ کو بھی انگریزی زبان جاننے کا تھوڑا بہت "غرہ" ہے۔ مگر اس "غرہ" کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی جانتا ہوں۔ کہ لندن کی سڑکوں پر انگریز جھاڑو دینے والا اہل زبان ہونے کی وجہ سے مجھ سے اچھی انگریزی جانتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ دلی۔ لکھنؤ۔ اور حیدرآباد کی سڑکوں پر جھاڑو دینے والا ایسی عمدہ اُردو بولتا ہے کہ کوئی غیر ملکی سیکھ نہیں سکتا!۔

اگر انگریزی زبان جاننے کے معنی تعلیم اور عقل کے ہیں تو پھر وہ جھاڑو دینے والا انگریز مجھ سے زیادہ تعلیم یافتہ بھی ہوا اور عقل مند بھی ہوا۔ یہ بات نہیں ہے۔ کسی نے "پانی" کہا کسی نے "آب" کہا۔ کسی نے "جل" کہا کسی نے "واٹر" کہا۔ بات ایک ہی ہے۔ پانی تو پانی ہی رہیگا۔

تعلیم اور عقل دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ جیسے موٹر اور مکان۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کے پاس موٹر ہو وہ ساتھ ساتھ صاحب جائداد بھی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں میں سے ایک ہو۔ اور ایسا بھی اکثر ہوتا ہے کہ دونوں میں سے، ایک بھی نہ ہو:

ہم کو آئے دن کم و بیش ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا رہتا ہے جو بہت بڑے "تعلیمیافتہ" ہیں۔ مگر "عقلمند" نہیں ہیں۔ اور ایسے بھی لوگ ملتے ہی رہتے ہیں۔ جو اپنا نام بھی لکھنا نہیں جانتے۔ مگر بڑے عقلمند ہیں۔

سیواجی۔ حیدر علی۔ علاؤالدین خلجی رنجیت سنگھ، اکبر اعظم۔ شیر شاہ سوری۔ اپنا نام بھی لکھنا نہیں جانتے تھے۔ مگر بڑے عقلمند تھے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم اور عقل دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔

عقل ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ پانی کی طاقت سے آپ واقف ہی ہیں۔ دس بیس مشک پانی انجن کے مُنہ میں بھر دیا جاتا ہے اور وہ بھاپ بن کر مجھے دلی سے کان پور پہنچا دیتا ہے۔ پھر یہی دس بیس مشکیں الٰہ آباد اور دس بیس مشکیں مغلسرائے، اور آخری دس بیس مشکیں کلکتے کی سیر کرا دیتی ہیں۔

بجلی کی طاقت کا اندازہ بھی آپ روزانہ لگاتے ہی رہتے ہیں حال میں ذرہ بے مقدار کی طاقت کا حال آپ کو ہیروشیما اور ناگاساکی کے واقعات سے معلوم ہو گیا ہوگا۔

جب پانی بجلی اور ذرہ میں اتنی بڑی طاقت ہے تو پھر "عقل" جو ان سب طاقتوں کی ماں ہے، کیسی طاقتور ہوگی! ہر کام اور ہر پیشے میں عقل کے استعمال کی بہت بڑی گنجائش ہے۔ بڑا علم ہے۔ اور اسی کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جیسا کہ ابھی عرض کر چکا ہوں، بجلی ایک طاقت ہے۔ آپ جس قسم کا آلہ بجلی سے جوڑ دیتے ہیں۔ بجلی ویسا ہی کام کرنے لگتی ہے مثلاً آپ بجلی سے ٹرام جوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ آپ کو چاندنی چوک سے جامع مسجد لے جاتی ہے۔ آپ بجلی سے ٹیلیفون کا آلہ جوڑ دیتے ہیں تو یہی بجلی آپ کی آواز گھر بار منادی کے دفتر میں پہنچا دیتی ہے۔ آپ بجلی سے پنکھا یا قمقمہ جوڑ دیتے ہیں تو آپ کو ہوا لگنے لگتی ہے۔ یا آپ کا کمرہ منور ہو جاتا ہے۔ غرض جس قسم کا آلہ یا مشین آپ بجلی سے

دیتے ہیں۔ بجلی ویسا ہی کام کرنے لگتی ہے۔ یہی کیفیت عقل کی ہے۔ جو کام آپ کا ہے جیسا کام، تجارت، ملازمت یا پیشے میں اس کو لگا دیجئے۔ لازمی طور پر آپ کی حالت موجودہ حالت سے بہتر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

جس طرح دُنیاوی کاموں میں عقل کا استعمال حد درجے مفید ثابت ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح دینی کاموں اور خدا تک پہنچنے میں بھی بڑی مدد دیتا ہے۔

عربی زبان میں "عمل" کے معنی "کام" کے ہیں۔ صوفیائے کرام کا "کام" یہ ہے کہ قربِ خداوندی اور خوشنودیٔ خداوندی حاصل کریں۔ آئیے دیکھیں کہ یہ بزرگان اپنے "کام" میں کس طرح عقل کا استعمال کرتے ہیں۔

صوفیائے کرام کا "کام" مجبور کرتا ہے کہ رات کے ۲ بجے جاگ اٹھیں اور اپنا کام شروع کر دیں۔ آندھی جائے۔ مینہ جائے، روزانہ ۲ بجے رات کو اُٹھنا۔ خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ جو کرتا ہے وہی جان سکتا ہے۔ حد درجے مشکل کام ہے۔ آئیے دیکھیں کہ کہاں پیچ ڈھیلا تھا اور عقل کے زور سے کیوں کر کسا گیا؟

میری اور آپ کی طرح ("آپ" سے میری مراد نوّے فی صدی ناظرین سے ہے) اگر صوفیائے کرام بھی رات کو ڈٹ کر ۹ بجے، دس بجے، گیارہ بجے کھانا کھائیں۔ اور بارہ ایک بجے تک "گشت" لگاتے رہیں۔ تو اُن سے کبھی بھی ۲ بجے رات کے نہ اُٹھا جائے۔ یاد رہے کہ اُن کا "کام" مجبور کرتا ہے کہ لازمی طور پر ۲ بجے رات کے اٹھیں۔ ورنہ وہ اپنے "کام" یعنی مقصد میں فیل ہو جائیں گے۔

دیکھئے وہ عقل لگائی۔ حدیث شریف پر عمل ہے۔ عشا کی نماز کے بعد بات کرنی مکروہ ہے۔ جب بات ہی نہیں کر سکتے تو "آوارہ گردی اور گشت" کیسا؟

اب کیا کریں۔ سونا ہی پڑیگا۔ اور خورد بین لگائیے اور غور سے دیکھئے ڈٹ کر کھانے سے نیند کا خمار زیادہ ہوتا ہے۔ اور صحت بھی خراب ہوتی ہے۔ اور عقل لگائی "آدھا پیٹ کھاؤ" چلئے صحت بھی اچھی ہے۔ اور نیند کا خمار بھی غائب۔

اس کھانے کے متعلق ایک اور جگہ بھی عقل لگائی گئی ہے۔ اگر رات کو دیر کر کے کھانا کھایا جائے۔ تو بھی روزانہ ۲ بجے رات کے اُٹھنا حد درجے مشکل ہو جاتا ہے چونکہ عصر اور مغرب کے درمیان کچھ نہ کھانے سے روزہ کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام نے عقل کے زور سے شام کے کھانے کے دو اوقات مقرر کئے یا عصر سے پہلے اور یا مغرب کی نماز کے فوراً ہی بعد۔ وہ [illegible] تھے کہ [illegible] ساتھی [illegible] ہی کہ دونوں صورتوں میں کھانے سے بہت جلد فراغت حاصل ہو جاتی ہے تجربے کے طور پر اگر آپ بھی (یعنی نوّے فی صدی ناظرین) ایک ہفتے تک عصر سے پہلے رات کا کھانا کھا لیا کریں، یا مغرب کی نماز کے فوراً ہی بعد اور پھر کچھ نہ کھائیں۔ جلد سو جائیں تو یقیناً آپ کی آنکھ بھی ۲ بجے خود بخود کھل جائے گی۔ اور ۲ بجے اُٹھنا حد درجے آسان ہو جائے گا۔

صوفیائے کرام سے سیکھ کر اگر ہم دنیادار بھی، اپنے کام کی مناسبت سے کھانے کی قسم مقدار اور اوقات مقرر کر لیں، تو خواہ ہم تھرڈ کلرک ہوں۔ یا وزیر اعظم موجودہ حالت سے ہماری بھی ترقی ہونی شروع ہو جائیگی۔

دماغ کی بے پناہ قوت

مَن چنچل ہے، خیال حد درجے تیز رفتار ہے۔ ابھی میز کے اس گلدان پر تھا۔ ابھی یہی خیال بہشت میں پہنچا۔ ابھی یہی خیال اس مضمون پر تھا۔ اسی آن "تین بڑوں" کے پاس چلا گیا کہ ان کی یالٹا۔ اور پوسٹڈم میں کیسی گھٹی ہو گی! کیا اُنھوں نے ۱۹۹۹ء تک کے لئے دُنیا کے حصے بخرے کر لئے ہیں یا نہیں؟

بڑے بڑے امریکی ماہرین علم النفس PSYCHOLOGISTS یہ کہتے ہیں کہ ہماری نوّے فی صدی دماغی طاقت رائگاں جاتی ہے۔ یعنی اُن معاملات اور اُن چیزوں پر لگی رہتی ہے۔ جو ہمارے کام کی ترقی سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں۔ یہ دماغی طاقت جن سوراخوں میں سے ضائع ہوتی ہے۔ اُن میں سے دو بہت بڑے ہیں۔

(الف) مردوں کا عورتوں کے متعلق اور عورتوں کا مردوں کے متعلق سوچتے رہنا۔

(ب) ہمارا ماضی۔ اور گزرے ہوئے واقعات۔

اب دیکھئے، صوفیائے کرام نے۔ دماغی طاقت کو گھیر کر کس طرح اپنے مقصد پر لگایا۔ امریکہ والے تو جمعہ جمعہ آٹھ دن سے سیکھ رہے ہیں صوفیائے کرام نے صدیوں پہلے سے یہ دونوں "سوراخ" بند کر دئے تھے ملاحظہ فرمایئے! صوفیائے کرام نے دماغی طاقت کو گھیر کر کس طرح اپنے مقصد پر لگایا۔ پہلے تو اُنھوں نے یہ دو بڑے سوراخ بند کئے۔

(الف) مردوں کا عورتوں کے متعلق اور عورتوں کا مردوں کے متعلق سوچتے رہنا اس سے تو صوفیائے کرام کو واسطہ ہی نہیں

(ب) ہمارا ماضی "پدرم سلطان بود" کا زبان سے کہنا، خیال کرنا یا گزرے ہوئے زمانے کی اچھی حالت کا دھیان بھی کرنا صوفیائے کرام کے ہاں بڑا عیب ہے۔

اس کے علاوہ صوفیائے کرام نے اس بے لگام خیال نفس کو عقل کے ذریعے اور شکنجے میں کس دیا۔ امریکی ماہرین علم النفس بھی اب اس مسئلے کو کچھ کچھ سمجھنے لگے ہیں۔

صوفیائے کرام نے سوچا کہ ہر لمحہ لاکھوں غیر متعلق چیزوں پر سے خیال کو بچائے رکھنا، ناممکن ہے۔ لاؤ اس بے لگام گھوڑے کو کسی ایک جگہ باندھ دو۔ اس طرح یہ قابو میں رہیگا۔ چنانچہ ان نہایت عقلمند بزرگان نے تین ڈگریاں قائم کیں۔

پہلی ڈگری فنافی الشیخ۔ دوسری فنا فی الرسولؐ۔ تیسری فنافی اللہ۔ فنافی الشیخ سے مطلب یہ ہے کہ آپ کچھ لکھ رہے ہیں۔ یا کسی سے بات کر رہے ہیں۔ یا کوئی کام کر رہے ہیں۔ جیسے ہی آپ لکھ چکے۔ یا بات کر چکے یا کام کر چکے فوراً اسی آن اپنے شیخ یعنی اپنے پیر کا تصور کرنا شروع کر دیجئے۔ دو چار سال میں جب اچھی طرح اس کی مشق ہو جائے تو پھر اپنے شیخ کی جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرنا شروع کر دیجئے۔ اسی طرح دو چار سال میں۔ جب یہ مبارک تصور اچھی طرح جم کر قائم ہونے لگے تو پھر ذات باری کا تصور کرنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کو مستقل طور پر تمام عمر قائم رکھا جاتا ہے۔

آئیے۔ ہم دیکھیں کہ امریکی ماہرین علم النفس اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ تفریح، آرام اور سکون کے اوقات کے علاوہ ہر وقت بات چیت یا کام سے فارغ ہوتے ہی اپنے نصب العین کا تصور شروع کر دیا کرو۔ (خیال رہے کہ صوفیائے کرام کے ہاں بھی نصب العین ذات باری ہے) اس طرح تمہاری دماغی طاقت رائگاں نہیں جائیگی بلکہ نصب العین پر لگی رہے گی۔ تم کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے عجیب پوائنٹ ملتے رہیں گے۔ اور تم بڑی تیز رفتاری سے ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔

اگر ہم بھی کسی اچھے، قابل، اور مہربان شیخ سے سچ بول کر کہ ہم اپنی دماغی طاقت کو بچانا چاہتے ہیں مہربانی فرما کر ایک تو ہم کو مراقبہ کرنے کی ترکیب سکھا دیجئے۔ اور دوسرے فنافی الشیخ۔ فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ۔ کے درجوں کو اچھی طرح سمجھا دیجئے اور پھر اس دماغی طاقت کو اپنے نصب العین پر لگائیں۔ تو میرا خیال ہے کہ ہماری بے پناہ دماغی طاقت کا بہت بڑا حصہ ضائع نہیں ہوگا بلکہ ہماری اپنی ترقی پر لگا رہیگا۔ اور اگر ہم تعلیم [illegible] سے ہوں یا قدیم [illegible] موجودہ حالت سے روز بروز ترقی کرتے جائیں گے۔

نوٹ: [illegible] خالق دہلوی [illegible] نے اس مختصر [illegible] میں تصوف کے نئے فلسفے کو بہت خوبی سے سمجھایا ہے [illegible] ایڈیٹر

سفر حج کی مشکلات

میں نے ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کا سفر کرنے کی تیاری کی تھی۔ مگر واپسی کے لئے ہوائی جہاز حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ جدے تک جانے کے لئے تو ہوائی جہاز مل جانے کی امید تھی مگر سفر حج سے واپس لانے کے لئے ہوائی جہاز حاصل ہونے کی کوئی امید نہ تھی اس لئے میں اپنے دوستوں اور مریدوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ ابھی میرا سفر حج یقینی نہیں ہے۔ کوئی صاحب مجھ سے ملنے کے لئے دہلی میں نہ آئیں۔

میں نے آنریبل ڈاکٹر کھرے ممبر کونسل وائسرائے سے بھی ملاقات کرکے اپنے سفر حج کی آسانی کے لئے بات چیت کی تھی جس سے معلوم ہوا کہ موجودہ حالات میں جبکہ بے شمار فوجی کام ہوائی جہازوں کے ذمے ہیں سفر حج کی آمد و رفت کے لئے ہوائی جہاز ملنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

سلطان ابن سعود کی حکومت نے حاجیوں سے حجازی ٹیکس ہندوستان میں پیشگی وصول کرنے کی جو خواہش کی ہے۔ وہ ہندوستانیوں کو پسند نہیں ہے اور ڈاکٹر کھرے بھی اس کے خلاف ہیں۔ حسن نظامی

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۷ر شوال ۲۵ر ستمبر منگل دہلی} بقیہ ذاتی حالات} چونکہ گزشتہ منادی میں ۱۳ر ستمبر سے ۲۴ر تک کا روزنامچہ قبل از وقت لکھدیا گیا تھا اس لئے اُس میں ذاتی حالات نہ آسکے تھے۔ آج ۲۵ر تاریخ کی کیفیت لکھنے سے پہلے گزشتہ دس دن کے خاص خاص ذاتی حالات درج کئے جاتے ہیں۔

مفتی صاحب کا سفر حج} ۱۳ر ستمبر کو مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری ملنے آئے تھے۔ وہ ۱۷ر ستمبر پیر کے دن سفر حج کے لئے دہلی سے روانہ ہوں گے۔ مفتی اوقاف کمیٹی کے ضروری معاملات کی نسبت بات چیت کی۔ کیونکہ وہ بھی اُس کے ممبر ہیں۔

خلیفہ غوث محمد کا سفر حج} سبزی منڈی والے خلیفہ غوث محمد صاحب ملنے آئے تھے۔ سفر حج کے لئے جا رہے ہیں۔

بارش کے نقصانات} چوالی ہال کی غربی دیوار راستے کی طرف گر پڑی تھی جس سے راستہ رُک گیا تھا۔ بہت سے مزدور لگا کر صاف کرایا۔ پڑوس کے ایک مکان کی مرغیوں کا ڈربہ بھی دیوار کے ساتھ گرا اور ایک مرغی دب گئی۔ میں جمعہ کی نماز کے وقت تک پندرہ مزدوروں سے راستہ صاف کراتا رہا۔ اور مرغی کی میت بھی تلاش کرتا رہا۔ مگر وہ دستیاب نہیں ہوئی۔ غالباً پڑوسی کا بیان درست نہیں ہے۔ مرغی دبی نہ ہوگی۔

روح منزل کو نقصان} میرے مکان روح منزل کی چھت پر ایک پڑوسی کے مکان کی دیوار گری جس سے نقصان پہونچا۔ اُس کو بھی درست کرایا۔

عرب مہمان} آج شام کو میرے چالیس سالہ دوست محمد علی زینل رضا اور عبد الجلیل صاحب وغیرہ عرب اور ایرانی تاجر ملنے آئے تھے۔ ایمان خانے میں چار نوشی ہوئی تھی۔ مولانا محمد علی زینل رضا نے قرآن شریف سامنے رکھکر حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے واقعات پر ایک عارفانہ تقریر کی تھی۔ ان اصحاب نے درگاہ شریف کے کئی سو فقرار کو روپے تقسیم کئے۔ اور متوسلین درگاہ کو بھی کئی سو روپے دئے۔

بارش کا طوفان} ۱۳ر ستمبر سے آج ۲۵ر ستمبر تک بارش کا سلسلہ جاری رہا جس سے بہت زیادہ نقصانات ہوئے۔

شیخ عارف شبلی کی شادی} بھیا شیخ احسان الحق فقیر عشقی کے اکلوتے فرزند شیخ عارف شبلی کی شادی ۱۶ر ستمبر کی شام کو ہوئی تھی میرے گھر کی سب عورتیں بھی گئیں تھیں۔ اور میں بھی اپنے سب لڑکوں کے ساتھ گیا تھا۔ دہلی کے اکثر شرفار و عمائد بارات میں شریک تھے۔ عصر کے بعد نکاح ہوا اور میں مغرب کے وقت گھر میں واپس آگیا۔

عارفہ بشریٰ کی شادی} ۲۳ر ستمبر اتوار کی صبح کو بھیا شیخ احسان الحق صاحب فقیر عشقی کی بڑی بیٹی عارفہ بشریٰ کی شادی میں گیا تھا۔ خواجہ بانو گھر کی سب عورتوں کے ساتھ کئی دن پہلے اس شادی میں گئی ہوئیں تھیں میں ۲۳ر کی صبح کو لڑکوں کے ساتھ گیا تھا۔ یہ شادی جمنا دریا کے پار شاہدرہ قصبہ کے قریب بہادر شاہ بادشاہ کے تاریخی مقام شاہ باغ میں ہوئی تھی بارات نئی دہلی سے آئی تھی۔ کان پور اور میرٹھ اور بہاولپور اور لکھنؤ کے مہمان بھی اس شادی میں آئے تھے۔ دہلی کے بھی بہت سے عمائد اور شرفا شریک ہوئے تھے۔ نکاح کے بعد بھیا فقیر عشقی صاحب نے پر تکلف کھانا بھی کھلایا تھا۔

حیرت انگیز بات} مجھے اور دوسرے سب دوستوں کو بیحد تعجب ہے کہ بھیا فقیر عشقی دونوں شادیوں میں نہایت مطمئن نظر آتے تھے اور انتظام کرنے والے بھی بڑے سکون اور اطمینان سے انتظام کر رہے تھے۔ حالانکہ بھیا معمولی سی تقریب کے وقت گھبرا جایا کرتے ہیں۔ مگر اتنی بڑی بڑی دو تقریبوں کا انتظام کیا۔ اور کسی قسم کی پریشانی اُن کے اطوار سے ظاہر نہیں ہوئی۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ دونوں شادیاں بھیا اور اُن کی بیوی اور اُن کے بچوں کی دوامی شادمانی کا باعث ہوں گی۔

عرس کے مہمان} اگرچہ میں نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے مقبرہ آنے والوں کو اخبار کے ذریعے اور خطوط کے ذریعے آنے سے روک دیا تھا۔ کیونکہ بارش کے طوفان کی وجہ سے مہمانوں کے ٹھیرنے کے مکانات یا تو گر پڑے تھے یا رہنے کے قابل نہیں رہے تھے اور راشن بندی کی مشکلات بھی تھیں تاہم حسب ذیل مہمان عرس کی شرکت کے لئے دہلی سے اور باہر سے آئے ہیں۔ صوفی حبیب اللہ صاحب چشتی سلیمانی ساکن سنور پٹیالہ۔ قلندر جنگ نظامی دہلی۔ والدہ راشد حسین اور اُن کی خالہ صاحبہ۔ ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور اُن کی خواتین۔ منشی قربان علی صاحب اور اُن کے لڑکے اطہر احمد مبین نظامی اور اُن دونوں کی بیویاں اور منشی صاحب کی اہلیہ۔ اور [illegible] نظامی ایڈیٹر اخبار دین۔ اور خان بہادر فیض محمد خاں نظامی بیرسٹر و ممبر بمبئی اسمبلی۔ اور صاحبزادے [illegible] جعفر میاں صاحب اجمیری [illegible] محمد اسمٰعیل نو مسلم نظامی [illegible] اور [illegible] محمد صدیق [illegible] نظامی

سیال کوٹ۔ اور عبد الغنی صاحب کتب فروش انبالہ۔ اور حکیم حافظ خواجہ سید ہلال صاحب میونسپل کمشنر مہرولی۔ اور نواب نظامی لاہور اور یٰسین نظامی لاہور۔ اور رجب خاں نظامی دہلی۔ اور مستری حبیب خاں نظامی دہلی۔ اور محمد عمر نظامی دہلی۔ اور عبد المالک عاصی نظامی دہلی اور اُن کے بھائی عبد المجید صاحب اور شاہ بدر الدین صاحب سجادہ نشین رڈولی۔ اور بندہ نظامی گھرونڈہ کرنال۔ اور امام الدین نظامی دہلی اور صوفی صاحب دہرہ دون اور رحیم بخش نظامی دہلی۔ اور اطہر علی نظامی راشننگ انسپکٹر دہلی۔ اور سید یامین نظامی دہلی اور حکیم ملنسار نظامی دہلی۔

قوالوں کا امتحان آج میں نے دن بھر باہر سے آئے ہوئے قوالوں سے دو دو غزلیں سُنیں اور اُن کی قابلیت پر نوٹ لکھے۔ کیونکہ میں ہندوستان کی مروجہ قوالی اور قوالوں کی نسبت ایک مستقل کتاب لکھنی چاہتا ہوں۔

خادم حسین نظام راگی ساکن انبیٹہہ۔ بندے حسن آگرے والے۔ غلام صابر باغپت والے۔ کلن ریڈیو اسٹار میرٹھ والے۔ مولا بخش مست راگی اشرفی نجیب آبادی۔ محمود علی حیدر آبادی۔ اختر انور خورجے والے انعام احمد ہاپوڑ والے۔ ننھا بتا نجیب آبادی۔ صابر حسین مظفر حسین رام پوری۔ اور فیاض خاں علی گڑھ والے۔ انور خاں حیدر آبادی۔ گنگوہ شریف کے قوال۔ مستحسن ہاپوڑ والے۔ امراؤ ولایت پہاسو والے۔ عنایت برناوہ والے۔ صوفی رحیم الدین میرٹھ والے۔ اخلاق احمد علی گڑھ والے۔ (یہ پیشہ ور قوال نہیں ہیں شوقیہ گاتے ہیں۔ انگریزی کے طالب علم ہیں فارسی غزلیں بہت اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔ حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے) وغیرہ باہر کے ان قوالوں کے علاوہ عبد الکریم خاں صابر دہلوی اور یعقوب خاں دہلوی اور امیر حسن خاں دہلوی اور نواب خاں دہلوی اور الہ دین دہلوی۔ اور خلیق احمد دہلوی اور چھوٹے قوال اور پیارے قوال اور بارو نظامی درگاہ میں رہنے والے قوال بھی میری مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

بارش کا طوفان آج دن بھر بارش کا طوفان جاری رہا۔ خبریں آئیں ہیں کہ آج رات کو ۲ بجے ہوا کا طوفان آنے والا ہے۔ اور کل بھی دن بھر طوفانی بارش ہوگی۔ میلے کے بازار میں سیکڑوں دکان داروں کا بہت سخت نقصان ہوا ہے۔ اور وہ تقریباً تباہ ہو گئے ہیں۔ آج ۱۷ تاریخ ہے۔ آج کی رات پچاس ہزار زائرین جمع ہوا کرتے تھے۔ مگر بارش کے سبب پانچ سو آدمی بھی نظر نہیں آتے۔

رات کی مجلس میں نے آج رات کو اپنے زنانہ مکان میں قوالی کی مجلس کرائی۔ سننے والوں کو گنا تو سو آدمیوں سے زیادہ نہ تھے پانچ چلمیں کا گانا ہوا۔ قوالوں کو بھی سو روپے ملے۔

لنچ کل نو بجے امپیریل ہوٹل میں خواجہ شہاب الدین صاحب سابق منسٹر کل نے مجھے لنچ کے لئے بلایا تھا۔ اور میں کھانا کھانے گیا تھا۔ اور آج وہ ایک سکھ سردار صاحب کے ساتھ میرے ہاں قوالی کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔ اور قوالوں کو بہت روپے دئے تھے۔ کل صبح کلکتے واپس چلے جائیں گے۔ یہ بڑے خوش عقیدہ ذی علم اور مہمان نواز ہیں۔

طوفان نہیں آیا میں نے رات کے تین بجے تک قوالی سنی۔ بارش بند ہے۔ ہوا کا طوفان بھی ۲ بجے نہیں آیا۔ میں تین بجے سو یا۔

۱۸ شوال ۲۶ ستمبر بدھ دہلی **عرس کا بڑا دن** حضرت سلطان المشائخ رح اور اُن کے محبوب مرید حضرت امیر خسرو رح کی وفات ۱۸ تاریخ کی صبح کو ہوئی تھی۔ اس لئے آج کی تاریخ صبح کے وقت قرآن خوانی کے بعد نیاز ہوتی ہے۔ میں یہ نیاز اپنے قدیمی حجرے میں درگاہ کے اندر کیا کرتا تھا۔ مگر آج قوالی ہال میں یہ نیاز ہوئی۔ کیونکہ حجرے میں برسات کی نمی بہت زیادہ تھی۔

حاجی میاں صاحب چونکہ بارش نے تمام انتظامات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ اس واسطے نیاز میں ذرا دیر ہو گئی۔ اور حضرت مولانا فخر صاحب کے نواسے حاجی میاں صاحب حسب دستور قدیم مقررہ وقت پر نیاز کی شرکت کے لئے تشریف لائے تھے مگر نیاز میں دیر تھی اس لئے واپس چلے گئے۔ شاہ کرار حسین صاحب صابری کے فرزند شاہ صابر حسین صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ مگر نیاز میں شریک نہیں ہو سکے۔ نیاز گیارہ بجے ہوئی۔ پھر قوالی کی مجلس ہوئی۔ مولا بخش مرحوم قوال کے لڑکے اور الہ دین قوال دہلوی اور اس کے شاگرد محمد شفیع کا گانا ہوا تھا الہ دین قوال اور اس کے شاگرد نے اقبال کا شکوہ بہت مؤثر انداز سے گایا اور بہت روپیہ اُن کو ملا۔

مولانا عبد المجید صاحب نعمانیہ مدرسہ عربی دہلی مہتمم مولانا عبد المجید صاحب بھی شریک سماع تھے۔ انھوں نے سب سے زیادہ روپے قوالوں کو دئے۔

بارش بند ہو گئی ہے۔ دھوپ نکل آئی ہے۔ موسمی پیشگوئیاں غلط ثابت ہو گئی ہیں۔ زائرین جو مسجدوں اور مکانوں میں چھپے بیٹھے تھے جوق جوق آ رہے ہیں۔ حیرت شاہ صاحب وارثی اور اُن کے لڑکے اور میرٹھ والے صوفی عبد القادر صاحب نیازی نظامی اور شاہ بدر الدین صاحب سجادہ نشین رڈول اور صاحبزادے محمد یوسف صاحب اجمیری وغیرہ اصحاب بھی محفل میں تشریف لائے ہیں۔

ملنسار نظامی میرے بزرگ حضرت خاکسار صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے فرزند حکیم ملنسار نظامی بھی آئے ہیں۔ اور انتظامات میں مصروف ہیں۔ عزالی خاں بھی آگئے ہیں۔ عبدالمجید صاحب دہلوی اور اُن کے بھائی عبدالمالک عاصی نظامی بھی آئے ہیں۔ پانچ بجے تک یادگار میدان عرفات میں شامیانے لگا دیئے گئے اور فرش بچھا دیا گیا۔

حاجی بشیر صاحب } پرسوں سے حاجی بشیر صاحب اپنے لڑکوں کے ساتھ آگئے ہیں۔ بارہ نوکر ساتھ ہیں۔ جو درگاہ شریف میں اور مسجد میں اور میرے مجلس خانے میں اور راستوں پر گیس کے ہنڈے لگاتے ہیں۔ اور جگہ جگہ شامیانے تانتے ہیں۔ اور فرش بچھاتے ہیں۔ استاد شمس الدین صاحب دہلوی بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ میری مجلس کا انتظام کرنے آگئے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر بھی لگا دیا گیا ہے۔

مشاعرہ } آج چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک مشاعرہ ہوگا جس کا پہلے سے اعلان کر دیا گیا تھا۔ مگر بارش تھمتے ہی اس کثرت سے شائقین قبل از وقت آگئے کہ میں نے ایک گھنٹہ قوالی کی نذر کر دیا یعنی پانچ بجے سے چھ بجے تک یادگار میدان عرفات میں قوالی کی مجلس ہوئی۔ مولانا عشقی نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور علی اور حسین احمد زبیدی اور ابن عربی اور عبدالنعیم خاں صاحب اور یونس اور یاسین نظامی مجلس کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ سید احمد مجتبیٰ احمدی اور سید علی معتمدی واحدی اور سید عیسیٰ رضا واحدی بھی آئے ہیں۔

چھ بجے قوالی ختم ہوئی۔ اور مشاعرہ شروع ہوا۔ دہلی کے ہندو مسلمان اور انگریز افسران بھی آگئے۔ میں نے ہز ایکسی لینسی معتمدی صاحب سفیر ایران کی صدارت کے لئے تحریک کی اور تائید کے بعد وہ صدارت کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ہز ایکسی لینسی سفیر صاحب افغانستان بھی اُن کے قریب بیٹھے۔ میں نے ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں حضرت امیر خسروؒ کے حالات بیان کئے۔ اور یہ بھی کہا کہ ایران اور افغانستان سے ہندوستان کے کلچر کا بہت زیادہ تعلق ہے خاص کر افغانستان سے چشتیہ خاندان کے کروڑوں متوسل بہت زیادہ وابستہ ہیں۔ کیونکہ چشتیوں کا مرکز چشت شریف ہرات افغانستان کی حکومت میں ہے۔

حضور نظام کی غزل کا جلوس } اس کے بعد اعلیٰ حضرت حضور نظام کی غزل کا جلوس مجلس میں آیا۔ یہ غزل اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی تھی۔ مولوی میر محمود علی صاحب علوی اور مولوی بشارت علی صاحب بشارت اہلکاران نظام پیلس دہلی آصفیہ دستاریں پہنے ہوئے۔ جلوس باندھے ہوئے غزل کی کشتی لائے۔ شعراء کشتی پر پھول برساتے جاتے تھے اور آصف جاہ اعظم زندہ باد کے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ یہ غزل فارسی میں تھی۔ صوفی حبیب اللہ صاحب چشتی نظامی نے خوش الحانی کے ساتھ یہ غزل کھڑے ہو کر پڑھی۔ اُس وقت مجلس میں اور مجلس کے اطراف کے میدانوں میں تیس ہزار شائقین جمع تھے جو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے مشاعرہ سُن رہے تھے۔ صوفی حبیب اللہ صاحب سنور ریاست پٹیالہ کے ایک درویش ہیں جن کو اعلیٰ حضرت کی سرکار سے تیس روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ صوفی صاحب غزل پڑھ چکے تو میں نے تحریک کی کہ جناب صدر حاضرین کو حکم دیں تاکہ وہ سب کھڑے ہو کر اعلیٰ حضرت حضور نظام اور اُن کی سلطنت کے لئے دعا مانگیں۔ جناب صدر کھڑے ہو گئے اور تمام حاضرین جلسہ بھی کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے ان الفاظ میں دعا مانگی۔

میری دعا } ہم سب ہندوستان کے ایک نامور مصنف اور نامور شاعر اور نامور درویش حضرت امیر خسروؒ کے سالانہ عرس کی تقریب میں جمع ہوئے ہیں۔ اور اس وقت یہاں ہر ملک اور ہر قوم کے نمائندے موجود ہیں خاص کر تمام ہندوستان کی چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان اور سکھ اور عیسائی نمائندے جمع ہیں۔ دنیا کے خونی میدانوں میں توپیں گرج رہی تھیں۔ وہ اب چپکی ہو گئی ہیں۔ ہوائی جہاز آسمان پر غراتے ہوئے اور تباہی کے بم برساتے ہوئے اُڑ رہے تھے۔ وہ بھی نیچے اُتر آئے ہیں۔ سمندروں میں غوطہ خور کشتیاں جہازوں کو ڈبوتی پھرتی تھیں وہ بھی سب غرق آب ہو گئی ہیں۔ گولوں اور گولیوں کی بارش ختم ہو گئی ہے۔ امن کا چاند نکل آیا ہے۔ مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ امن کتنے دن کے لئے ہے اور کتنی دیر کے لئے ہے۔ تاہم آج جس خیال اور جس عقیدے اور جس پرانے مسلک کے انسان یہاں جمع ہیں وہ سب کہہ سکتے ہیں اور اُن کو یہ کہنے کا استحقاق بھی ہے کہ درویش ہی ہمیشہ سے امن کا جھنڈا لہراتے آئے ہیں۔ اور اب بھی چشتی درویش ہی پھر دنیا میں مستقل اور پائیدار امن قائم کر سکتے ہیں (چیرز نعرہ ہائے تحسین)

ابھی آپ نے ایک بادشاہ کا کلام سُنا ہے یہ بادشاہ ہندوستان میں موجود ہیں اور ایسے چار ملکوں کے بادشاہ ہیں جہاں گزشتہ زمانے میں چار الگ الگ بادشاہتیں قائم تھیں۔ آصف جاہ اعظم یقیناً ایک ایسے بادشاہ ہیں جن کی سلطنت میں نسلوں اور مذہبوں اور اونچے نیچے درجوں کا فرق نہیں پایا جاتا۔ اور آصف جاہ اعظم اور اُن کی حکومت کی آنکھیں سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہیں اور وہ ہندوستان کے ہر مذہب اور ہر قوم اور ہر درجے کے ضرورتمند انسانوں کی ہر ضرورت میں مددگار رہتے آئے ہیں۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر ایسے ملک میں عین ضرورت کے وقت تکلیفوں میں مبتلا انسانوں کی آصف جاہ اعظم اور اُن کی سلطنت نے مدد کی ہے اور ہم سب چشتی اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ آصفیہ سلطنت

ہم چشتیوں کی سلطنت ہے اور ہم نظامیوں کی سلطنت ہے (چیرز پر چیرز دیئے گئے)
یا اللہ! میں تجھ سے اس درگاہ کے مدفون اولیا ءاللہ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ آصف جاہ اعظم کو صحت و سلامتی عطا فرما۔ اور اُن کے اہل و عیال کو صحت و سلامتی عطا فرما۔ اور اُن کے جاہ و اقبال کو عروج مرحمت کر۔ اور اُن کی ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی رعایا کو آپس کی محبت اور اپنے بادشاہ کی اطاعت کی توفیق عطا کر اور اس ملک پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔

تمام حاضرین نے آمین کے نعرے بلند کئے۔ جس سے تمام میدان گونج اُٹھے۔

ساڑھے تین لاکھ روپے کا عطیہ اس دُعا کے بعد میں نے اپنے سلسلے کے مخلص کمال الدین صاحب کو اسٹیج پر بلایا اور حاضرین سے کہا ابھی آپ نے ایک بڑے بادشاہ کے لئے دعا مانگی ہے۔ اب میں ایک غریب مسلمان کے لئے دُعا کروں گا یہ کمال الدین ایک غریب مسلمان ہیں۔ افریقہ میں محنت اور تجارت کے ذریعے انھوں نے کچھ روپیہ کمایا تھا۔ اور چونکہ خدا نے اس غریب بھائی کو بادشاہوں کا سا دل دیا ہے۔ اس لئے اس غریب مسلمان نے اپنی پاک کمائی کے تین لاکھ پچاس ہزار روپے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے دیدیئے ہیں۔ کہ تعلیم ہی مسلمانوں کو زندہ اور قائم رکھنے والی نعمت ہے۔ اس کے بعد میں نے کمال الدین کو گلے لگایا۔ اور ان کے لئے اور سب شاہ دل غریبوں کے لئے مؤثر الفاظ میں دعا مانگی جس سے حاضرین میں ایک عجیب جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

غزل خوانی سب سے پہلے کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی مجسٹریٹ دہلی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدح میں قطعہ پڑھا جس کو حاضرین نے اس قدر پسند کیا کہ مکرر پڑھوایا گیا۔ پھر اُنھوں نے اپنی غزل سنائی پھر فیض صاحب جھنجھانوی نے اپنا کلام سُنایا۔ اُس کے بعد سید آفاق صاحب دہلوی نے اپنا کلام سُنایا۔ پھر عبدالمالک عاصی نظامی نے اپنا کلام سُنایا۔ پھر نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے اپنا کلام سُنایا۔

سفیر صاحب ایران کی تقریر آخر میں ہز ایکسی لنسی معتمدی صاحب سفیر ایران صدر مجلس نے فارسی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ تقریر کی۔ اُنھوں نے کہا میں خواجہ حسن نظامی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس متبرک مجلس کی شرکت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع مجھے دیا اور مجھے صدارت عطا کر کے میری عزت بڑھائی۔ وہ ہمیشہ میرے ساتھ خلوص و محبت و یگانگت کا برتاؤ کرتے رہتے ہیں۔ میرے اور اہل ایران کے دلوں میں خواجہ صاحب کی بڑی عزت ہے۔ خواجہ صاحب نے جو کچھ شروع میں کہا تھا کہ ایران سے ہندوستان کے کلچر کا بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ حرف بحرف صحیح ہے۔ ایران اور ہندوستان آپس میں بلحاظ کلچر ایک جان و دو قالب ہیں۔ اور ہم ایرانی اُردو زبان کو اپنی فارسی زبان کی بیٹی سمجھتے ہیں۔ (اس پر حاضرین نے نہایت جوش و خروش کا اظہار کیا۔ اور بہت زیادہ چیرز دیئے گئے) پھر سفیر صاحب نے فرمایا وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور ایران کے قدیمی اور تاریخی تعلقات کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ ایران نے اس معاملے میں سبقت کی ہے۔ اور ایران کے بہت سے طلبا ہندوستانی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آ گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان کے طلبا بھی ایران میں جائیں اور تعلیم حاصل کریں تاکہ دونوں ملکوں کے باشندوں میں اتحاد پیدا ہو۔

ہز ایکسیلنسی نے حضرت امیر خسرو رحمہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہندوستان نے تین شاعر ایسے پیدا کئے جن کی ایران میں بھی عزت کی جاتی ہے اُن میں ایک حضرت امیر خسرو رحمہ ہیں اور دوسرے مرزا غالب اور تیسرے ڈاکٹر سر محمد اقبال (اس پر بھی حاضرین نے بہت زیادہ چیرز دیئے اور ہز ایکسیلنسی کی تقریر کا حاضرین پر بہت ہی زیادہ اثر ہوا)

ایک لاکھ روپے کی پیشکش میں نے جلسہ ختم ہونے سے پہلے جناب صدر کا شکریہ ادا کرنے کی تقریر کی۔ اور اس میں یہ بھی کہا کہ چشتیوں کے لئے قوالی سب سے بڑی روحانی غذا ہے اور ہندوستان میں سات سو برس سے تمام خواجگان چشت قوالی سنتے آئے ہیں۔ لہذا میں اُن علمائے کی خدمت میں ایک ضروری گزارش کرنی چاہتا ہوں جو قوالی کو خلاف شریعت کہتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کی کوئی آیت قوالی کے خلاف پیش کریں۔ کیونکہ شروع سے آج تک کسی دور میں کوئی عالم قوالی کے خلاف قرآن شریف کی ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکا۔ سوائے اُس آیت کے جس میں "لہو الحدیث" (بیکار باتیں) کے الفاظ ہیں اور علماء غلط تاویلوں کے ذریعے "لہو الحدیث" کو گانا بجانا قرار دیتے ہیں اور میں نے اپنی کتاب "قوانین قرآن" میں مکمل بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہرگز نہیں ہے۔

لہذا آج میں اس مجلس میں کھلا اعلان کرتا ہوں جہاں بکثرت علماء و مشائخ جمع ہیں کہ اگر اس مجلس میں یا ہندوستان کے کسی اور مقام پر کوئی عالم قرآن شریعت کی کوئی آیت گانے بجانے کے خلاف پیش

کر سکے تو میں اُن کی خدمت میں ایک لاکھ روپے بطور نذر کے پیش کرونگا۔ اس اعلان سے مجلس میں بہت سرگرمی پیدا ہوئی اور حاضرین نے مسرت کے نعرے بلند کئے۔

قوالی۔ مشاعرے کی مجلس مغرب کے وقت ختم ہو گئی اور عشا کے بعد دس بجے قوالی کی مجلس شروع ہوئی۔

قوالی کی مجلس میں اتنا زیادہ ہجوم تھا کہ یادگار میدان عرفات آدمیوں سے بھر گیا تھا۔ رضا سند صیا قوالی ہال کے اندر بکثرت ہندو مسلمان اور انگریز عورتیں جمع تھیں۔ اور چھتوں پر دیواروں پر درختوں پر اطراف کے میدانوں میں ہزارہا آدمی کھڑے تھے۔ مجلس میں دہلی کے ہندو مسلمان حکام بھی تھے اور انگریز افسران بھی تھے۔

جنرل ڈیگال کے نمائندے۔ تین دن پہلے ہند چینی کے گورنر جنرل مجھ سے ملنے آئے تھے۔ اور قوالی کی مجلس میں بھی شریک ہوئے تھے۔ وہ تو اُسی دن ہوائی جہاز میں سیگاؤں چلے گئے تھے۔ مگر آج جنرل ڈیگال پریذیڈنٹ فرانس کے وہ نمائندے جو دہلی میں رہتے ہیں۔ فرانس کی نمائندگی کرنے قوالی میں آئے تھے۔ میں نے حاضرین سے اُن کا تعارف کرتے ہوئے کہا کہ میں مجلس کے تمام حاضرین کی طرف سے جن میں ہندوستان کے سب صوبوں کے نمائندے موجود ہیں۔ فرانسیسی نمائندے کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ میرے دل میں فرانسیسی تہذیب اور تمدن کی بہت بڑی عزت ہے۔ اگرچہ مجھے فرانس کے اُن سیاسی مقاصد سے اتفاق نہیں ہے جو اسلامی ملکوں کے مسلمانوں اور فرانس کے درمیان آجکل ذریعۂ اختلاف بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں اپنی مسلمان قوم سے سیاسی معاملات میں متحد رہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد میں نے کہا میں حاضرین کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پرسوں کی مجلس میں جب ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل ہند چینی قوالی سننے آئے تو کچھ دیر کے بعد میں نے اُن سے اور اُن کے رفیق افسروں سے کہا تھا کہ اب آپ کو کرسیوں سے نیچے اُتر کر زمین پر بیٹھ جانا چاہیے کیونکہ اب قوال ہمارے رسولؐ کی نعت گائیں گے۔ یہ سُن کر ہز ایکسیلنسی اور اُن کے ساتھی کرسیوں سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اور نہایت عظمت کا اظہار آنحضرتؐ کا نام سُن کر اُنھوں نے کیا۔

نمائندہ فرانس کی تقریر۔ جب میں تقریر کر چکا تو فرانس کے نمائندے لاؤڈ اسپیکر کے پاس آئے اور اُنھوں نے انگریزی زبان میں اپنی طرف سے اور فرانس کی طرف سے میرا اور حاضرین بزم کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی کہا کہ ہم پر قوالی کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔

گورنر جنرل کی نذر۔ نمائندہ فرانس رات کے بارہ بجے تک قوالی میں شریک رہے اور جب جانے لگے تو میرے پاس آئے اور ہز ایکسیلنسی گورنر ہند چینی کی طرف سے عرس کی نذر پیش کی۔

قوالی رات کے تین بجے تک ہوتی رہی۔ اور سب قوالوں کا گانا بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ بارش دن کو بھی نہیں ہوئی اور رات کو بھی نہیں ہوئی۔

سید احمد حسن صاحب۔ مولانا سید برکت علی صاحب مرحوم کے فرزند سید احمد حسن صاحب کمشنر انکم ٹیکس بھی اپنی خواتین کے ساتھ قوالی میں آئے تھے۔ اُن کی والدہ صاحبہ خواجہ بانو کے لئے تحائف بھی لائی تھیں

دو انگریز افسر۔ مسٹر ڈیوس اور مسٹر بوائیڈ افسران سول اند سپلائز بھی شریک قوالی ہوئے تھے۔ اور مسٹر ڈیوس کی میم صاحبہ بھی آئی تھیں۔ یہ دونوں انگریز اردو بھی جانتے ہیں۔ اور قوالی کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ مزاج میں انکسار ہے۔ میں نے انگریزوں کے لئے قوالوں کے قریب کرسیاں بچھوا دی تھیں کیونکہ اُن کو زمین پر بیٹھنے کی عادت نہیں ہوتی۔ مگر یہ دونوں بے تکلف زمین پر بیٹھ گئے۔ اور ہندوستانی حاضرین مجلس نے اُن کی اس انکسار پسندی کو دیکھا تو تحسین و آفرین کے نعرے لگائے۔ یہ قوالی کے محاسن بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں اور اُنھوں نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ اس مجلس کی نسبت اپنے خیالات لکھ کر بھیجیں گے۔

بیگم میاں سر محمد شفیع۔ آج رات کی قوالی میں بیگم میاں سر محمد شفیع اور بیگم میاں شاہ نواز کی چھوٹی لڑکی نسیم بھی شریک ہوئیں تھیں آج رات کی مجلس ہر لحاظ سے بیحد کامیاب تھی۔

کعبے شریف کا پردہ۔ توکل منزل کے اندر کعبے شریف کے غلاف کا ٹکڑا آویزاں کیا گیا تھا۔ جو تیس فٹ لمبا ہے اور چودہ فٹ چوڑا ہے۔ اور جس پر سونے کے تاروں سے قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ اس پردے کی زیارت کے لئے ایک رات دن ہزارہا ہندو مسلمان اور انگریز اور سکھ صاحبان آتے رہے۔ میں نے انتظام کے لئے چار آدمی مقرر کئے تھے۔ پھر بھی بڑی کشمکش اس غلاف کی زیارت کے لئے رہتی تھی۔ مسلمان دعائیں دیتے تھے کہ ہم نے گھر بیٹھے کعبے کے غلاف کی زیارت کر لی جس کی زیارت سفر حج کے بغیر ممکن نہ تھی۔

قادری پیر کا تار۔ حضرت مولانا سید احمد میاں صاحب قادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ احمد آباد سر عرس پر اُردو زبان میں ایک تار بھیجا کرتے ہیں جس میں تمام حاضرین عرس کو اور مجھے اور میرے بھائی کو دعا سلام ہوتا ہے۔

آج بھی حسب معمول قدیم وہ تار آیا ہے۔

حکیم شفاء الملک } آج شام کو دہلی کے مشہور طبیب حکیم دلبر حسن خاں صاحب شفاء الملک بھی شریک مشاعرہ ہوئے تھے۔

شاہزادے احمد علی خاں } غازی نادر شاہ شہید بادشاہ افغانستان کے بھانجے شاہزادے احمد علی خاں صاحب بھی مشاعرے کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

چیف پریس ایڈوائزر } رائے بہادر رساوتری پرشاد صاحب چیف پریس ایڈوائزر دہلی بھی مشاعرے میں شریک ہوئے تھے۔

شیخ محمد عثمان صاحب آزاد } روزانہ اخبار انجام اور روزانہ اخبار قومی گزٹ کے ایڈیٹر اور مالک شیخ محمد عثمان صاحب آزاد بھی اور ان کے منیجر صاحب بھی قوالی میں شریک ہوئے تھے۔ اور قوالوں کو بہت روپے دئے تھے۔

میجر ہاشمی صاحب } ہز ہائی نس نواب صاحب بہاول پور کے وزیر حضوری میجر ہاشمی صاحب بھی مشاعرے میں شریک ہوئے تھے۔

چیف کمشنر کے میر منشی } محمد شریف صاحب میر منشی آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی بھی شریک مجلس ہوئے تھے۔

چودھری محمد امین صاحب } انکوائری آفس ریلوے اسٹیشن دہلی کے افسر چودھری محمد امین صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔

ڈپٹی صاحب } میری لڑکی روحہ کے خسر ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور دوسرے عزیز سید احمد صاحب اور میرے داماد سید عبد السلام بھی دونوں مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

ڈاکٹر شفارام } آبادی جنگ پورہ سے ڈاکٹر کنور بہادر شفارام صاحب اور سردار جوگن سنگھ صاحب اور لالہ جنیسر داس صاحب اور لالہ سری رام صاحب اور لالہ راج کشن صاحب بی اے اور مسٹر محمد احمد حنفی صاحب اور ڈاکٹر مولکھ راج صاحب اور لالہ رام چند صاحب بھی شریک بزم مشاعرہ ہوئے تھے۔

فاروقی صاحب } دواخانہ انڈو جینز کے مالک فاروقی صاحب بھی شریک ہوئے تھے اور لنگر کی امداد بھی کی تھی۔

۱۹ رشوال ۷ ۲ رستمبر جمعرات دہلی } **واپسی** } آج عرس کے مہمان رخصت ہوتے رہے۔ جو مہمان جانے کے لئے ملنے آتا تھا میرے دل کو اذیت ہوتی تھی کیونکہ میرا دل مہمانوں کی جدائی سے ہمیشہ مغموم ہو جاتا ہے۔

استاد شمس الدین } جمعرات کی حاضری دینے کے لئے آج پھر استاد شمس الدین آئے تھے۔ میری مجلسوں کا انتظام یہی کرتے ہیں۔ بڑے مخلص اور پابند وضع ہیں۔

یٰسین نظامی لاہور والے اور حکیم منزل شاہ نظامی اور سید ضیاء الحسن کاتب منادی اور سید محمد یونس ملازم اور شرف الدین اور سید میراں بخش خاں اور علی اور سید ابن عربی نے اس سال بہت اچھا انتظام کیا۔

مولانا عشقی نظامی } نے قوالی کی مجلس کا انتظام بھی کیا۔ اور لنگر کی امداد کے لئے اپنی طرف سے اور اپنی بیوی کی طرف سے اور اپنے لڑکوں کی طرف سے بہت سے روپے بھی دئے۔

کالا سانپ } آج رات کو زید منزل کے صحن میں پریمی نظامی ایڈیٹر اخبار دین اور خان بہادر فیض محمد خاں نظامی اور حسین اور حکیم منزل شاہ نظامی بیٹھے تھے کہ ایک کالا سانپ نظر آیا جو بہت بڑا تھا۔

حکیم منزل شاہ نظامی کے ایک وار سے ادھ موا ہو گیا۔ پھر حسین اور خان بہادر فیض محمد خاں نظامی نے سر کچل کر کام تمام کر دیا۔ دین کے ایڈیٹر صاحب ادھر ہیں۔ دور سے ارے رام ارے رام کیوں ہتھیا کرتے ہو۔ کھڑے کہتے رہے۔ موذی کو ایذا سے پہلے قتل کر دینا چاہئے۔ عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے۔

میری صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۲۰ رشوال ۸ ۲ رستمبر جمعہ دہلی } **بقیہ مہمان** } آج عرس کے بقیہ مہمان بھی رخصت ہو گئے۔ اخوانی نظامی کل شام کو میرے ساتھ جائیں گے۔ صوفی حبیب اللہ چشتی نظامی سنور چلے گئے۔ بارش بند ہے۔ دھوپ نکل رہی ہے۔ بخار چمک رہے ہیں۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی۔ دن بھر کام کیا تھا۔ حسین اور پریمی اور فاروقی صاحب اور خان بہادر فیض محمد خاں صاحب درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ میں گئے تھے۔

۲۱ رشوال ۹ ۲ رستمبر شنبہ دہلی } **لاہور کا سفر** } آج دن بھر قوالی ہال میں دفتری کام کیا۔ اور شام کو لاہور جانے کے لئے ریل پر گیا۔ میرے پرانے دوست مولوی میر محمود علی صاحب علوی منتظم نظام پیلس نئی دہلی کے لڑکے کی شادی ہے جو مولوی عبد الحی صاحب وزیر تعلیم صوبہ پنجاب کی لڑکی سے ہوگی۔ مولوی عبد الحی دولہا کے ماموں ہیں۔

دورہ } ریل میں سوار ہوتے ہی مجھے دورہ شروع ہوا۔ مگر سوڈا پینے سے جاتا رہا۔ ریاحی دورہ تھا جو سوڈے سے دب گیا۔

مولانا سید عبد الرؤف } میرے دوست مولانا سید عبد الرؤف صاحب بھی میرے درجے میں ہیں۔ انھوں نے باوجود عمر میں مجھ سے بڑا ہونے کے میری بہت خدمت کی اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ وہ پچھلی رات بیدار ہوئے اور صبح تک تہجد اور عبادت میں مصروف

رہے۔ مجمع میں سناٹا رہا۔ یہ بانی مولانا کی عبادت کے طفیل میری نجات بھی ہو جائیگی۔ راستہ مجمع احباب کے سبب بہت اچھا طے ہوا۔ صبح ستلج دریا کی طغیانی کی بہار دیکھی۔

۲۴ر شوال ۳۰ر ستمبر اتوار لاہور} ساڑھے نو بجے} ریل صبح ساڑھے نو بجے لاہور پہنچی۔ کرنل میرج گر کے بنگلے پر برات نے قیام لیا۔ میرے لئے بہت اچھا اور مخصوص کمرہ ہے۔ میں نے غسل کیا پھر ناشتہ کرکے برات کے جلوس کے ساتھ مولوی عبدالحی صاحب وزیر تعلیم پنجاب کے مکان پر گیا۔ انگریزی باجہ بجتا جاتا تھا۔ نکاح کا پنڈال بہت شاندار تھا۔ پنجاب کے ہندو مسلمان سکھ وزرا اور سرکاری افسران اور عمائد بکثرت جمع تھے۔ مولانا غلام مرشد صاحب امام مسجد شاہی نے نکاح پڑھایا۔ اور خطبے کا ترجمہ بھی سنایا۔ مجھے یہ طریقہ بہت پسند آیا۔ مولانا غلام مرشد پنجاب کے مشاہیر علما میں ہیں۔ میں نے نکاح کے بعد دعا مانگی۔

ملاقاتیں} پیارے بھائی رائے بہادر ڈاکٹر متھراداس صاحب سے ملاقات ہوئی۔ غیاث الدین صاحب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی اور ملک محمد دین صاحب ایڈیٹر رسالہ صوفی اور دین محمد صاحب سابق جج اور خان بہادر حکیم احمد شجاع صاحب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ حکیم احمد شجاع صاحب نے اپنے ترجمے قرآن شریف کے حقائق و معارف سنائے۔ مجھ پر ان کی قرآن دانی کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور مجھے ان کے ترجمے کی اشاعت کا بڑا انتظار ہے۔ نکاح کے بعد مولوی عبدالحی صاحب نے سب کو مکلف کھانا کھلایا۔

وزیر اعظم سے ملاقات} نواب خضر حیات خاں صاحب وزیر اعظم پنجاب سے بھی ملاقات ہوئی اور پنجاب کے سیاسی معاملات پر گفتگو بھی ہوئی۔ یہ میرے سلسلے چشتیہ نظامیہ کے مرید ہیں۔
میرزا عبدالرب صاحب سابق سشن جج اور ان کے لڑکے بھی ملے تھے۔

مسلمانوں کی کش مکش} آج بہت سے آدمیوں سے پنجاب کے آنے والے الکشن کی نسبت بات چیت ہوئی۔ اگر مسلم لیگ اور وزارت پارٹی میں ایسی ہی کش مکش رہی تو پنجاب کے مسلمان سکھوں اور ہندوؤں کے غلام بن جائیں گے۔

توکلی شاہ نظامی} میرے خلیفہ توکلی شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ وہ آجکل دہرہ دون سے لاہور میں آئے ہوئے ہیں۔ میرے ہاتھ کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی پہنائی۔ اور زر بفت کے ڈوپٹے نذر کئے۔

پاک دل محمد حسین دینی نظامی اور روشن دل اخوانی نظامی اور صوفی صاحب اور سیالکوٹ کے بھائی بھی ساتھ تھے۔ سیدانی سعیدہ اختر نظامی بھی اپنے بھائی کی لڑکیوں کے ساتھ ملنے آئیں تھیں۔ شام کو چھوٹے نظامی اور سعید احمد نظامی وغیرہ بھائی بھی ملنے آئے تھے۔ مولانا سید عبدالرؤف صاحب نے دہلی سے لاہور تک میری بہت مدد کی تھی۔ آج بھی مجھ معذور کی دستگیری کرتے رہے۔ اگرچہ حضرت دستگیر رضؓ کے معتقد نہیں ہیں۔

دولہا سے باتیں} آج مولوی میر محمود علی صاحب علوی کے فرزند میر ممتاز علی سے جن کی شادی ہوئی ہے۔ باتیں کیں۔ اور اٹلی کے حالات سنے انہوں نے کہا روم اٹلی میں ایک اٹالین کتیانی نام نے چار لاکھ کتابیں عربی فارسی اردو کی جمع کی ہیں۔

مولانا عربی لباس} نکڑ ضلع سہارنپور کے مولانا امیر احمد صاحب امیر البیان سے ملاقات ہوئی تھی جو عربی لباس میں تھے۔ اور اہل حجاز کے لئے چندہ کرتے رہتے ہیں۔ حیدرآبادی انجمن کے سفیر ہیں۔ انہوں نے میری بیماریوں کا حال سن کر بہت اچھے مشورے دئیے۔ اور دوا دینے کا وعدہ بھی کیا۔

ڈنر} مولوی عبدالحی صاحب کے مکان پر آج رات برات کے ساتھ مکلف ڈنر کھایا تھا۔

جی ایم چودہری} لودہیانہ کے جی ایم چودہری صاحب ملے تھے۔ جو کھانے کا انتظام کرنے یہاں آئے ہوئے تھے۔ یہ فوج اور پولس کی وردیوں کے ٹھیکہ دار ہیں۔ بہت بڑا کام ہے۔
ایک شخص نے کہا اس سال ستر ہزار روپے انکم ٹیکس کے دئیے ہیں۔ ان کو دعوتوں کے انتظام کا بہت اچھا سلیقہ ہے۔

لطیفہ} جی ایم چودہری صاحب نے کہا۔ آپ نے مجھے پہچانا ؟ میں نے کہا نہیں۔ ہنس کر کہا آج سے تیس برس پہلے آپ مجھ کو اجمیر شریف میں ملے۔ اور میں نے آپ سے کہا مجھے یہاں ٹھیرنے کی جگہ نہیں ملتی۔ آپ مجھے متولی صاحب کے ہاں لے گئے اور سب کے سامنے ایک تقریر کی اور کہا خواجہ کے مہمان کو جگہ دیجئے اور مجھے متولی صاحب نے جگہ دی اور بہت آرام پہنچایا۔
جی ایم چودہری صاحب کو میرے رسالہ نظام المشائخ کے شہید نمبر کی عبارتیں حفظ یاد تھیں۔

وداع} رات کو ۱۱ بجے برات وداع ہوئی۔ مولوی میر محمود علی علوی نے دولہن کے ڈولے پر بہت سے روپے نچھاور کرکے پھینکے جن کو دیکھنے والوں نے لوٹا پھر مٹھیاں بھر بھر کر ریزگاری فقرا کو تقسیم کی۔

ریل پر } رات کو ۱۲ بجے ہم سب ریل پر آئے اور ایک بجے فرانٹیر میل میں سوار ہوئے۔

ڈاکٹر اپل صاحب } میرے پشاور والے پیارے دوست ڈاکٹر اپل صاحب کے لڑکے ملے۔ جو لندن جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر اپل آجکل ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں سول سرجن ہیں۔

محمد عبداللہ صاحب چیمہ } دہلی کے سب جج محمد عبداللہ صاحب چیمہ بھی ملے۔ جو اسی ریل میں دہلی جا رہے ہیں۔ میں نے اخبارات بھی خریدے۔

نذر بیگی نظامی } قریہ جالندھر والے روشن دل احمد علی نذر بیگی نظامی اپنے والد کے ساتھ ملتان سے آئے ہیں۔ ناگہاں ملاقات ہوگئی۔ میں نے کہا آج میں نے لاہور کے مریدوں کے سامنے تم کو یاد کیا تھا۔ خدا نے فوراً ملادیا۔ ریل میں بہت اچھی جگہ ملی ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب کا انتظام بہت اچھا ہے۔ رات کو بہت آرام کی نیند آئی۔

سہرا } آج صبح نکاح کے بعد مولوی سید بشارت علی بشارت نے جو سہرا پڑھا تھا۔ وہ بہت ہی اچھا تھا۔ اس انداز بیان کا سہرا میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ اُنھوں نے برات کا انتظام بھی خوب کیا تھا۔

جی ایم خاں } حیدرآبادی تعمیرات کے ناظم مولوی غلام محمد عرف جی ایم خاں بھی ساتھ ہیں بہت علم دوست معلوم ہوتے ہیں۔

۲۳ شوال یکم اکتوبر پیر دہلی } **ایک بجے** } لاہور سے دہلی فرانٹیر میل صبح آٹھ بجے آیا کرتا ہے۔ مگر آج ایک بجے پہنچا۔ حسین صبح ۶ بجے سے ایک بجے تک اپنے باپ کے انتظار میں اسٹیشن پر رہے۔ میں نے ان کو اپنے دل کی آوازوں کے ساتھ دعائیں دیں۔

گھر میں آکر ڈاک دیکھی۔ منادی کی کاپیاں درست کیں۔ خطوط کے جواب لکھوائے۔ شام کو سنی اوقاف مجلس کے جلسے میں گیا۔ اور دو گھنٹے شریک رہا۔

عرس } مغرب سے پہلے حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رح کے مزار پر حاضر ہوا جہاں عرس تھا۔ فاروقی صاحب مالک انڈو جنوں دواخانہ نے یہ عرس کیا تھا۔ وہ اس درگاہ کے دونوں عرس بہت دھوم سے کرتے ہیں۔ ایسا صاف ستھرا انتظام بہت کم درگاہوں میں ہوتا ہے۔ نیاز کے وقت لاؤڈ اسپیکر بھی لگایا تھا جس سے لال قلعہ تک نیاز کی آواز جا رہی تھی۔ عشاء کے وقت واپس گھر میں آیا۔ سید محمد الیاس مسلم نظامی میرے ساتھ گئے تھے۔

سید ابن عربی } آج سید ابن عربی اننت پور چلے گئے۔ عید اور عرس سترہویں کی وجہ سے آئے تھے۔ حسین کو اُن کی وجہ سے بہت مدد ملتی ہے۔

۲۴ شوال ۲ اکتوبر منگل دہلی } **سید کشفی شاہ نظامی** } آج صبح سید کشفی شاہ نظامی اور خان بہادر بابو ابراہیم نظامی کے داماد بابو محمد حنیف صاحب اور محمد افضل صاحب ملنے آئے تھے شام کو واپس چلے گئے۔

ڈاکٹر کھرے } وائسرائے کی کونسل کے ممبر آنریبل ڈاکٹر کھرے سے ملنے گیا تھا۔ برما اور افریقہ جانے والے ہندوستانیوں کے حقوق کی نسبت بات چیت کی اور اپنے سفر حج کی بابت بھی گفتگو کی۔

وہ بہت کھرے اور بہت مخلص اور بہت مضبوط ہندوستانی ہیں۔ وائسرائے کی کونسل میں اتنا مضبوط ممبر میں نے نہیں دیکھا۔ میرے سفر حج کے ہوائی جہاز کی نسبت انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں مجھے امید نہیں ہے کہ آپ کو ہوائی جہاز مل سکے۔

مسٹر گریفن } وائسرائے کے پولٹیکل سکریٹری مسٹر گریفن سے شام کو ساڑھے سات بجے ملنے گیا تھا۔ جن ریاستوں میں مسلمانوں کے مذہبی حقوق تلف ہو رہے ہیں ان کی نسبت بات چیت کی۔ حسین بھی میرے ساتھ تھے۔

مسٹر گریفن نے فلسطین کے موجودہ حالات کی نسبت میرے خیالات دریافت کئے۔

کیپٹن ہیٹن } آج حسین کی فیکٹری کے ایک انگریز افسر کیپٹن ہیٹن ولایت چلے گئے۔ میں بھی حسین اور علی کے ساتھ ریل پر سوار کرانے گیا تھا۔ میں نے ان کو گلے لگا کر رخصت کیا۔

بہت ملنسار اور خوش مزاج انگریز ہیں۔

۲۵ شوال ۳ اکتوبر بدھ دہلی } **اماں قدم منزل** } حسین خانے کے صحن میں میری والدہ کا مزار ہے۔ اور ان کے مزار کے ایک طرف میرے لڑکے ابن حسن نظامی کی قبر ہے۔ اور دوسری طرف بڑے بھائی مرحوم کے لڑکے سید غالب کی قبر ہے۔ اور دو قطاروں میں میری اماں کے باپ دادا اور بھائی دفن ہیں۔ یہ سب قبریں کچی تھیں میں نے ان سب کو پکا بنوایا تھا۔ اور اماں کے مزار کے پائین تیس سال پہلے ایک کمرہ بنوایا تھا جس کو سترہویں منزل کہا جاتا تھا مگر آج اس کا نام اماں قدم منزل رکھدیا کیونکہ اماں کے مزار کے قدموں میں بنایا گیا ہے۔

ملاقاتی } ریاست بیکانیر سے چند عورتیں تعویذ لینے آئیں تھیں۔ حیدرآباد سے حکیم خسرو شاہ نظامی آئے تھے وہ اپنی والدہ کے ساتھ

[illegible] کو جا رہے ہیں۔ ان کی والدہ ہجرت کو کے جا رہی ہیں۔ سید یامین نظامی
دہلوی بدہ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔ چودھری شیت علی نظامی ملنے
آئے تھے۔ لالہ بنواری لال اور لالہ پریم ملنے آئے تھے۔ سید انیس الرحمن نظامی
ملنے آئے تھے۔

دل آرا کا سفر } آج میری بہو دل آرا بانو سید لقمان اور سید سلمان اور
قدسیہ کے ساتھ کاس گنج گئی ہیں۔ ان کی والدہ اور بھائی ساتھ گئے ہیں۔ علی
ریل تک پہنچانے گئے تھے۔ خواجہ بانو کو بخار ہو گیا ہے۔ ملیریا ہے۔

برجور جی } آج رات کو برجور جی آر ڈیشر بمبئی سے آئے ہیں۔ حسین ریل
پر لینے گئے تھے۔ امپیریل ہوٹل میں ٹھیرے ہیں۔

پاکپتن شریف کے علاقے سے چند سید خواتین آئی تھیں۔ یہ میری قدیمی
مرید ہیں۔ ان کی لڑکی نے بھی آج بیعت کی۔ اجمیر شریف جا رہی ہیں۔

۲۶ رشوال ۴ راکتوبر جمعرات دہلی } **شوال بھی چلا** } رمضان
کے آخر میں شوال یعنے عید کے مہینے کی آمد کا انتظار تھا۔ اب عید کا مہینہ
بھی جانے والا ہے۔ رات دن میں اندھیرے اجالے کی دو حکومتیں
بدل جاتی ہیں پھر بھی ہم انسان اپنے انجام سے غافل ہیں۔ جو عروج
میں ہیں ان کا گھمنڈ بھی خالی ہے۔ جو زوال میں ہیں ان کے زوال کو
بھی فنا ہے۔

میں صبر کا مہمان ہوں } قارورے کا امتحان کرنے والے ڈاکٹر نے
لکھا ہے کہ میرے مثانے میں ورم ہے۔ اور گردے اپنا کام ٹھیک نہیں
کرتے۔ میں یہ سننے کے بعد مَا عَلَيْشٌ (کچھ پروا نہیں) کہتا ہوں اور
یہ آیت پڑھتا ہوا مولانا صبر کا مہمان بن جاتا ہوں۔ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ
(مدد مانگو صبر سے) میرا میزبان صبر خدا کا وزیر ہے۔ اور مجھے اس
کا مہمان بن جانے کا فخر ہے۔ آج وزیر صاحب نے مہمان بنایا ہے۔ کل
بادشاہ سلامت مہمان بنائینگے اور ہم ہوٹل قبر میں آرام کرنے جائیں گے۔

شیخ چلی کی ڈائری } ڈاکٹروں کی رائے میں میرا یہ جینا مرنے کے وقت
کا سنبھالا ہے۔ لیکن میری زندگی کے پروگرام میں کوئی فرق نہیں آیا ہے
سب کام تیزی سے جاری ہیں یہاں تک کہ شیخ چلی کی ڈائری بھی لکھتا رہتا
ہوں۔ جو خوش دل تندرست آدمی کے سوا کوئی نہیں لکھ سکتا۔

حضرت جامیؒ نے میرے دشمنوں کو میری طرف سے چند صدی
پہلے خطاب کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ جاناں چہ بہر قتل من آئی شتاب چیست؟
من خود شوم ہلاک تو را اضطراب چیست۔ ترجمہ :۔ پیارے مجھے
مارنے کی کیوں جلدی [illegible] ہے۔ میں خود مر جاؤں گا تجھے ناحق کی گھبراہٹ ہے
[illegible] شوال [illegible] کتے شاعر [illegible] موثر کے [illegible]

ٹیوب چار سو اڑتیس روپے میں خریدے ہیں۔ نئی روشنی کے ڈاکو نے
لوٹا اور میں نے کوشش کی کہ وہ مجھے لوٹے۔

دفتر کامرس } حسین اور برجور جی کے ساتھ دفتر کامرس ڈپارٹمنٹ
میں گیا تھا۔ سب افسر نئی پالیسی کے مراقبوں میں تھے۔

قوالی انجکشن } مسٹر ڈیوس اور مسٹر لوائڈ سے ملنے گیا تھا جو میری
قوالی کا شکار ہیں۔ اولیاء اللہ کی روحانیت کا انجکشن قوالی کی سوئی
سے لگایا جاتا ہے۔

صدر اعظم حیدر آباد } ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم
سلطنت حیدر آباد سے ملنے گیا تھا حسین بھی ساتھ تھے۔ ان کو زکام تھا
میں نے گاؤ زبان اور اسطخودوس کا نسخہ بتایا۔ وہ استعمال کریں یا نہ
کریں میں نے ڈاکٹری کی آگ پر پانی ڈالنے کا ثواب حاصل کر لیا۔ وہاں
نواب جمشید علی خاں صاحب اور حکیم خسرو شاہ نظامی سے بھی ملاقات ہوئی

لودھیالے کے مہمان } لودھیالے کے مہمان ملنے آئے ہیں۔ خواجہ پیر
حجرے میں ٹھیرے ہیں۔

خواجہ بانو کا بخار اتر گیا ہے۔ روضہ آئیں ہیں۔ علی بانو دہلی گئیں ہیں۔

درگاہ حضرت بی بی نورؒ } کئی دن سے درگاہ حضرت بی بی نور کی
تعمیر ہو رہی ہے۔ میں بھی آج دیکھنے گیا تھا۔ میں بیمار ہوں مگر خوش اور
مطمئن ہوں۔ نیند آج بھی نہیں آئی۔

۲۸ رشوال ۶ راکتوبر شنبہ دہلی چوتھے دادا کا مزار } میرے
پہلے دادا میر حسین علی تھے۔ دوسرے میر ہدایت علی تھے۔ تیسرے
میر فضل علی تھے۔ جن کی مُہر کا سجع تھا "بر ہمہ فضل علی" سب پر علی کو
فضیلت ہے۔ چوتھے دادا سید عبد القادر تھے۔ جن کا مزار مجھے معلوم
نہ تھا۔ آج میرے برادر زادے سید ابن علی نے میرے تیسرے دادا
میر فضل علی کی ایک پرانی تحریر کے حوالے سے مجھے چوتھے دادا کا مزار
ساتھ لے جا کر دکھایا۔ جو مزار حضرت سلطان المشائخؒ کے سرہانے
گوشہ شرق و شمال میں شہر بت خانے کی پشت پر جالی کے اندر پکا
بنا ہوا موجود ہے۔

میں نے فوراً کتبہ لگانے کا انتظام شروع کر دیا۔

سید ہادی حسن } فریق ہندوستانی کے ایک نوجوان سید ہادی حسن
کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ میرے بہت خلاف ہیں [illegible] جیب
میں ایک پرانے قبرستان کو دیکھنے گیا جس کی نسبت [illegible] کے بعد
یہ [illegible] تھا۔ [illegible] قبر میں تو [illegible] ہیں تو سید ہادی حسن [illegible]
کے [illegible] سے [illegible] میرے دل [illegible]

ان کو دعائیں دیں۔

حسین کی روانگی } آج تین بجے میرا پیارا بیٹا حسین حیدرآباد چلا گیا۔ میں رات کو اس کی خواب گاہ میں سویا۔

منشی خاں کی بیعت } لودھیانہ کے رہنے والے مہمان منشی خاں نے بیعت کی اور واپس چلے گئے۔

آفتاب ہاشمی } اخبار دین دنیا کے مالک محمد انوار صاحب ہاشمی کے چچازاد بھائی آفتاب ہاشمی صاحب آج اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے تھے اور کہتے تھے کہ انہوں نے اور ان کی بیوی نے مسلسل چار دفعہ مجھے خواب میں دیکھا۔ اس لئے ان دونوں نے آج مجھ سے بیعت کی۔ ان کی پیاری بیٹی ثریا بھی ساتھ تھی۔ میں نے اس کی پیشانی دیکھی اور اقبال مندی کے غیبی نوشتے پڑھے۔

دوسروں کے خواب میں جانا } انسان اپنی مرضی سے کسی کو خواب میں نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس سے بھی زیادہ مشکل یہ ہے کہ انسان خود اپنے ارادے سے کسی کے خواب میں چلا جائے۔ مگر خدا نے مجھے یہ نعمت دی ہے۔ میں جس کو چاہوں خواب میں دیکھ سکتا ہوں اور جس کے خواب میں جانا چاہوں جا سکتا ہوں۔ آفتاب نظامی کو میں ان کی خوردسالی کے وقت سے جانتا ہوں۔ اور ان کے والد سے میرے بہت پرانے تعلقات ہیں اس لئے ان کی خوش حالی کا کبھی کبھی خیال کیا کرتا ہوں۔ مگر ان کے خواب میں جانے کا میں نے کبھی ارادہ نہیں کیا تھا۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا یہ محض غیبی بات تھی جس کو میں نہیں جانتا۔

چشتی دارالافتاء } میری تحریک سے حضرت مولانا سید نسیم احمد صاحب چشتی امام سنہری مسجد دہلی نے چشتی دارالافتاء قائم کیا ہے۔ جن کی مدد مولوی شبیر احمد نائب امام سنہری مسجد کیا کریں گے۔ میرے پاس جتنے فتوے جواب کے لئے آیا کرتے ہیں وہ میں چشتی دارالافتاء کو بھیج دیا کروں گا۔

نذر کا چک } آفتاب ہاشمی نظامی صاحب نے بیعت ہونے کے بعد ایک چک نذر کرنا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر واپس کیا کہ لوٹیرے پیر کو لوٹنے کے بہت موقعے ملیں گے ابھی یہ نہیں لیتا۔

۲۸ شوال ۷ اکتوبر اتوار دہلی } تابوت کتب } آج میں نے اپنی کتابوں کو دیمک اور بے ترتیبی سے بچانے کے لئے ان کو گتے کے صندوقوں میں رکھوایا۔ گتے کے صندوق کئی سو روپے کے خریدے تھے۔ اس لئے میں ان کو کتابوں کا تابوت کہتا ہوں۔

سید راشد حسین کی وداع } آج سب عورتوں اور علی کے ساتھ سید راشد حسین کی وداع میں شریک ہونے کے لئے خان بہادر میر نواب علی کے ہاں گیا تھا۔

لنچ } مرینہ ہوٹل میں شادی کا لنچ کھایا تھا۔ ۵۰ ہندو مسلمان انگریز عورت مرد لنچ میں تھے۔

رائے بہادر کھنہ } اپنے دوست رائے بہادر کھنہ صاحب سے ملنے گیا تھا انہوں نے عمدہ عمدہ پھل کھلائے تھے۔

ایڈیٹر مسلم وائس } کراچی کے ظہیر الاسلام صاحب ایڈیٹر انگریزی ہفتہ وار مسلم وائس ملنے آئے تھے۔ اور ظفر واسطی صاحب ادیب بھی ان کے ساتھ تھے۔

محمد علی منیار } بمبئی سے محمد علی منیار ملنے آئے تھے۔ بھروچ کے قلعہ والا صاحب اور بمبئی کے ماچس والے صاحبان بھی تھے۔ عشاء کے وقت تک ایوان خانے میں مسلم لیگ کی نسبت بات چیت کی۔

خوراکی اسٹور } غذاؤں اور دواؤں اور بیماریوں کی تحقیقات کا کام پروگرام کی بموجب جاری ہے آج پچھلی رات خوراکی اسٹور کی اسکیم بنائی اور پہلے سستے اور مقوی ناشتے تجویز کئے۔ اور ان کو خوراکی اسٹور میں رکھنے کے لئے قلم بند کیا۔

۲۹ شوال ۸ اکتوبر پیر دہلی } کعبے کا پردہ } عرس شریف کے زمانے میں کعبے شریف کے پردے کی زیارت کرائی گئی تھی۔ لیکن بارش کی وجہ سے بہت سے انگریز اور ہندو اور سکھ اصحاب اس متبرک یادگار کی زیارت نہ کر سکے تھے۔ اس لئے انتظام کر رہا ہوں کہ ۱۰ اکتوبر بدھ کی شام کو اس پردے کی دوبارہ زیارت کرائی جائے۔

میری صحت } عرس کے زمانے سے میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے موسم کی تبدیلی بھی اس خرابی کی امدادی بن گئی ہے۔

کھجلی کی وبا } آجکل دہلی میں کھجلی کی بیماری وبا کی طرح پھیل رہی ہے دہلی کا کوئی محلہ اور کوئی گھر اس بیماری سے بچا ہوا نہیں ہے میرے گھر میں بھی چند بچوں کو یہ مرض ہو گیا ہے۔

ولیمہ } آج خواجہ بانو وغیرہ خواتین سید راشد حسین کے ہاں ولیمے کی دعوت میں گئیں تھیں۔ آج ۲۹ شوال کی شام کو ذی قعدہ کا چاند نظر آ گیا۔

یکم ذی قعدہ ۹ اکتوبر منگل دہلی } جسم پگھل رہا ہے } میرا جسم جن اسباب سے پگھل رہا ہے۔ یا گھل رہا ہے۔ اس کی بہت سی توجیہات ہیں جن کو میں اپنی ذاتی یادداشت میں لکھتا رہتا ہوں۔

روپیہ آ رہا ہے } میرے مخالف کہتے ہیں مجھے میرے مرید سفر حج کے لئے بے شمار روپیہ بھیج رہے ہیں۔ یہ سنتا ہوں تو ہنسی کی گدگدیاں ہونے لگتی ہیں۔ کیونکہ کسی نے مجھے ایک پیسہ اس سفر کے لئے دیا۔ نہ میں کسی سے لینے کا محتاج ہوں۔ نہ اس سفر کے لئے امداد لینی جائز سمجھتا ہوں وہ اپنے جلانے کے لئے نئے نئے حسد ایجاد کرتے ہیں [illegible]

آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر بخاری صاحب کا خط

خواجہ حسن نظامی کی کتاب نظامی بنسری کی نسبت

محترمی مکرمی جناب خواجہ صاحب۔ سلام مسنون۔ میں نے ابھی ابھی نظامی بنسری کو ختم کیا ہے۔ میں فلائنگ ریل میں بیٹھا ہوا الٰہ آباد ہوں بمبئی جا رہا ہوں۔ سفر میں پڑھنے کے لئے منجملہ اور کتابوں کے نظامی بنسری کو بھی ساتھ رکھ لیا تھا۔ اس کو شروع سے آخر تک بغیر کسی وقفے کے اور نہایت یکسوئی کے ساتھ اسے پڑھنے کا موقعہ ملا۔ آپ کی کاوش اور تحقیق اور محنت کی داد دیتا ہوں۔ میں نے چہل روزہ کا اصلی نسخہ نہیں دیکھا بلکہ آپ کی کتاب پڑھنے سے پہلے مجھے ہر دیو کی تصنیف کا علم بھی نہ تھا۔ نہیں معلوم آپ کے منتخب کردہ حصوں کے علاوہ اُس میں اور کیا کچھ ہے۔ لیکن آپ نے جو اقتباسات دئے ہیں۔ وہ بذات خود بہت موزوں اور مفید ہیں۔ تاہم اصل نسخے کے دیکھنے کی تمنا ہے آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ نے بھرت پور والے نسخے کی نقل کرا رکھی ہے۔ اگر وہ آپ کے پاس محفوظ ہو تو کسی وقت حاضر خدمت ہو کر اُس کو دیکھ لوں۔ سیر الاولیا کی اشاعت کا بھی آپ نے وعدہ کیا ہے۔ میں سیر الاولیا کے چیدہ چیدہ مقامات سے بزرگوں کے طفیل بچپن سے واقف ہوں۔ لیکن مکمل نسخے کا اب انتظار رہیگا۔ جب آپ کی عالی ہمتی کی بدولت وہ چھپ جائے۔ تو مجھے اس سے محروم نہ رکھئے گا۔ "نظامی بنسری" نے علاوہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر انوار سے دوبارہ فیض یاب کرنے کے خلجیوں اور تغلقوں کے زمانے کو از سر نو زندہ کر دیا۔ اور امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور شاعری کو ایک نئے رُخ سے روشن کیا۔ اولیا اللہ اور سلاطین زمانہ۔ اور حاکمان وقت کے جو آپس میں تعلقات تھے۔ ان کو بھی خوب واضح کیا۔ خود ہر دیو کی زندگی اس قدر دلچسپ ہے کہ اس سے محققوں اور تاریخ بینوں کو بہت سا مفید مسالہ ملیگا۔ کیونکہ اس ایک راجکمار کے حالات سے مسلمانوں کی دُنیاوی اور روحانی دو نوں قسم کی فتحیابی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے۔ خلجیوں نے دیوگڑھ کی زمین پر قبضہ کیا وہ ایک جدا کہانی ہے۔ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پیاروں نے راجکمار کے دل کو مسخر کیا۔ وہ ایک جدا واقعہ ہے اور شمشیر کی فتحیابی سے بدرجہا زیادہ دلچسپ اور قابل فخر ہے۔ حضرت شیخ العالم نے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو جو خلافت نامہ عطا فرمایا تھا۔ اس کو میں نے دوبارہ سہ بارہ پڑھا اور اس مضمون کا اُن اسناد کے مضمون اور طرز تحریر سے مقابلہ کیا۔ جو آجکل کے اساتذہ اور یونیورسٹیوں کی طرف سے طلبا کو ملتی ہیں۔ اُس زمانے میں تحصیل علم اور تربیت روحانی کا آپس میں کتنا گہرا تعلق تھا۔ اور آجکل یہ دونوں کس قدر ایک دوسرے سے نامانوس اور بے تعلق ہیں۔ صوفی عنایت خاں اور ان کے بھائی کا حال مجھے پہلی مرتبہ آپ کی کتاب سے معلوم ہوا۔ اگر پہلے مجھے اس کا علم ہوتا تو میں آپ کے ولایت کے سفر میں مہرودان کے کوائف سے آگاہ ہونے کی کوشش کرتا۔ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تحت میں سر عبد القادر کے حوالے سے ہسپانوی امیر کی جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کا تو مجھے علم نہ تھا۔ البتہ اسی امیر کا ایک طویل اور بسیط خط میں نے ضرور دیکھا ہے جو دیوہ شریف کے ایک خدمت گزار چند سال ہوئے میرے پاس بغرض ترجمہ لائے تھے اور میں نے اس کا ترجمہ ان کو کر کے دیا تھا۔ وہ شاید کسی کتاب میں اسے شامل کرنا چاہتے تھے۔ نہ معلوم وہ کتاب چھپی یا نہیں لیکن بہرکیف وہ خط نہایت دلچسپ تھا۔ اس میں اس ہسپانوی امیر نے حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کا حال اس عقیدت اور خلوص اور اس تفصیل کے ساتھ بیان کیا تھا۔ کہ متلاشیان حق کے لئے وہ گویا ایک روشن دلیل تھا۔

افسوس کہ نامساعد حالات کی وجہ سے "نظامی بنسری" کی چھپائی میں بہت کچھ خامیاں رہ گئیں۔ جب ایک مصنف از حد محنت اور عقیدت کے ساتھ ایک کتاب لکھے اور محض طباعت کی مشکلات کی وجہ سے وہ بہتر سے بہتر شکل میں قارئین تک نہ پہونچ سکے۔ تو مجھے بیحد قلق ہوتا ہے۔ امید ہے اگلی ایڈیشن میں یہ نقص رفع ہو جائیں گے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اگلے ایڈیشن میں ہجری سن کے ساتھ جابجا عیسوی سن بھی لکھ دینا چاہیئے۔ اس سے اکثر پڑھنے والوں کو سہولت ہو گی۔ علاوہ بر آں اگر چند نقشے بھی شامل ہوتے تو ان سے بہت مدد ملتی۔ دل تو بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ایک بڑا نقشہ علیحدہ چھاپا جائے بلکہ ایک البم نظامی البم کے نام سے چھاپی جائے۔ اس میں حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے متعلق نقشے اور تصویریں ہوں۔ اور نقشوں اور تصویروں کے عنوانوں ہی کے ذریعے سے ان کی زندگی کے حالات مختصراً بیان کئے جائیں۔ نقشوں میں کم از کم ایک بڑا نقشہ ایسا ہو جس میں حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ سے لیکر نمک کی سرائے تک سب مقامات آجائیں۔ ایک نقشے میں بدایوں سے لے کر اجودھن پاک پٹن تک کا علاقہ دکھایا جائے ایک دوسرے نقشے میں خانقاہ اور درگاہ اور ان کے قرب و جوار کی عمارات و مزارات کی نشاندہی کی جائے۔ علاوہ بر آں عمارات اور درگاہوں کے فوٹو ہوں۔ ہر ایک تصویر اور نقشے کے نیچے چند نوٹ اس طرح دئے جائیں کہ ان کو سلسلہ وار پڑھنے سے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے کوائف زندگی کا مجمل تذکرہ سامنے آجائے۔ مجھے ایسے نقشوں کی ترتیب سے خاص دلچسپی ہے، اگر میری خدمت کی ضرورت ہوئی تو میں بخوشی اس کے لئے تیار ہوں گا۔ اس خط کی طوالت کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ لیکن کتاب پڑھ کر جو تاثرات وارد ہوئے ان کا حال آپ سے بیان کرنا مناسب معلوم ہوا "نظامی بنسری" آپ نے مجھے عطیے کے طور پر بھیجی تھی۔ پہلے بھی شکریہ ادا کر چکا ہوں اور اب تو بہت ہی زیادہ ممنون ہوں۔ اُس وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی۔ خاکسار بخاری

حسن نظامی کا نوٹ } ہمارے بھائی سید احمد شاہ بخاری کو اب تک میں صاحب ملک سمجھتا تھا لیکن اس خط سے ان کی روحانی شخصیت کے بہت سے پہلو میرے سامنے آگئے [illegible]

ناظرین کے خطوط

حضرت امیر خسروؒ

خاص محبوب الٰہیؒ کے پیارے خسروؒ — یاد کرتے ہیں غم ہجر کے مارے خسروؒ
تیرے نقشے جو نگاہوں نے اتارے خسروؒ — شب گذر جاتی گن گن کے ستارے خسروؒ
بحر آفات سے وہ پار اتر جاتے ہیں — نام لے کر جو مصیبت میں پکارے خسروؒ
دور ماضی کو ابھی یاد رہے گا وہ دن — تھے کبھی ساحل جمنا کے کنارے خسروؒ
اس قدر ربط محبت میں بڑھا تھا باہم — چشم محبوب الٰہیؒ کے تھے تارے خسروؒ
آخری وقت رفیقوں سے کہا خواجہؒ نے — پاس آ پہنچے نہیں افسوس ہمارے خسروؒ
یہ وصیت ہے نہیں دل سے بھلانا کہیں — سن کے آجائیں کبھی جب بعد ہمارے خسروؒ
قبر کے پاس کبھی ان کو نہ آنے دینا — لاکھ رو رو کے اگر مجھ کو پکارے خسروؒ
رکنے پر بھی اگر بڑھ کے وہ آجائیں قریب — صاف تربت سے نکل کر کہوں آ رے خسروؒ
حسب تاکید ہوئی دہر پہ کاوش جو فصیح — کھینچ کر آہ سوئے خلد سدھارے خسروؒ

از دل ہو دہ محمد ابراہیم فصیح نظامی ادھونی مدراس

وفات کی خبر کا خط

محترمی۔ اسلام علیکم۔ آپ یہ سن کر بے حد ملول ہوں گے کہ والد محترم منشی محمد الدین صاحب فوق۔ مدیر وحیار کشمیری و رسالہ طریقت لاہور جنہیں آپ نے مورخ کا خطاب دے رکھا تھا۔ تین ماہ بعارضہ بخار مبتلا رہ کر ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کو جمعہ کے روز ۴ بجے بعد از دوپہر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ دعا فرمائیے کہ خداوند کریم انہیں آغوش رحمت میں جگہ دے اور ہمیں صبر عطا فرمائے۔ آپ کی توجہ ہماری خاص تسکین کا باعث ہوگی۔ کیونکہ آپ ان کے پرانے دوست ہیں۔ اور ان کی قدر و منزلت کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ والسلام۔ مغموم آگین ظفر الحق از لاہور۔

تعزیت کہ مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا۔ خدا مغفرت کرے اور آپ سب کو صبر دے۔ ان کی خدمات بے نظیر تھیں۔ حسن نظامی۔

جور آسمان کی وفات کا خط

محترم قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ سلام علیکم۔ آج آپ کو بصد افسوس اطلاع دیتا ہوں کہ عزیزہ جور آسمان ۱۲ سال کی عمر میں ۱۴ ستمبر صبح ساڑھے چھ بجے اللہ کو پیاری ہو گئی اور ہم سب کو تڑپتا چھوڑ گئی۔ اس کی والدہ کی حالت غیر ہے۔ اور یہ لیبا غم بھی نہیں جو بھلا [illegible] ہم سب کو صبر دے اور اس کو اپنے جوار رحمت

میں جگہ دے۔ والسلام۔ الراقم۔ حاجی رحمت اللہ عین الیقین نظامی دہرہ دون

تعزیت کہ پیاری بیٹی کی وفات حسرت آیات کا مجھ اور خواجہ بانو کو بے حد صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ پسماندوں کو صبر دے مرحومہ نے شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ حسن نظامی۔

سید آفاق صاحب دہلوی کا خط

مخدومی و مولائی جناب خواجہ صاحب شیخ چلی کی ڈائری اردو ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے ہنسی ہنسی میں شیخ چلی کی زبانی آپ ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جن کی ضرب کاری پڑتی ہے دل کو فوراً لگ جاتی ہے۔ امریکنوں کی دعوت میں چھوٹی بیوی کا پارٹ اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ نواب بٹیر کا قصہ ہمیں دہلی میں بیٹھے بٹھائے واجد علی شاہ کے لکھنؤ کی ہوا کھلا دیتا ہے۔ بیربل اندر لال و پیارے جب شوخ اور سادہ اردو زبان اپنے انداز میں بولتے نظر آتے ہیں۔ تو پڑھنے والا کھل کھلا کر ہنس پڑتا ہے۔ آپ کی ٹاؤن ہال والی تقریر کے ابھی زبان چٹخارے ہی لے رہی تھی۔ کہ منادی آدھ کالا ئبریری سے متعلق جو نکات آپ نے فرمائے ہیں۔ اور جس انداز سے اردو ادب کی کم مائگی کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ بالکل اچھوتا ہے۔ اتنے خشک مضمون کو اس طریقے سے ادا کرنا کہ پڑھنے والا مضمون کو ختم کئے بغیر نہ رہ سکے آپ ہی کا حصہ ہے۔ مجھے اور کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جہاں لے ماؤں۔ لے ساسوں۔ اے سمدھنوں۔۔۔ کے انداز میں تخاطب کیا گیا ہے۔ وہاں کوئی بھی سنجیدہ سے سنجیدہ شخص ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور یہی آپ کا مقصد ہے۔

منادی میں پڑھا تھا کہ آپ سترھویں کے بعد حج کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں۔ خدا یہ دن سب کو نصیب کرے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ آپ حج کر کے بصحت وسلامتی ساتھ خیریت کے واپس آئیں۔

آپ کا حلقہ بگوش آفاق دہلوی۔

شکریہ کہ آپ کی قدر دانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی۔

سردار صوبہ میاں نظامی کا خط

بخدمت قبلہ دارین و کعبہ کونین مرشدی و مولائی مصور فطرت دام ظلکم العالی۔ بعد از آداب غلامانہ و تسلیمات فدویانہ کہ از طرف قدیمی خادم صوبہ میاں نظامی اور یعقوب شاہ نظامی بسلام مسنون کے واضح ہو کہ ہم بطفیل آں جناب خیریت سے ہیں اور حضور والا کی کل صحت وعافیت [illegible] ہیں گزارش یہ کہ ۔۔۔ گزشتہ شب کو یعنی آج کی جمعہ کی شب کو پانچ اور ساڑھے پانچ بجنے کے درمیان ذیل کا خواب دیکھا گیا میں اپنے مکان میں ہوں

حضور یعنی آپ صاحب ٹرین سے اُتر کر خاکسار کے مکان پر تشریف لائے اندر میں نے آپ کی دست بوسی کی اور حضور نے اسی جگہ نشست اختیار کی۔ اور آپ کے روئے مبارک پر میری ٹکٹکی لگی ہوئی ہے۔ اور حضور کے پُر نور چہرے کی جھلک کی وجہ سے مجھے حضور سے گویائی کی تاب نہ ہوئی۔ اور حضور کے چہرے کی تجلی سے میری نگاہیں بار بار نیچی ہوئی جاتی تھیں اس وقت حضور ایک خط تحریر فرما رہے تھے۔ وہ ختم کرنے کے بعد ایک سفید کارڈ میری طرف ڈال کر فرمایا انگریزی میں خط لکھو میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قلم ہاتھ میں لی اور دوات جو میرے سامنے تھی وہ سُرخ سیاہی سے پُر تھی میں نے اسی سیاہی سے قلم بھگو کر حضور سے التماس کی کیا لکھوں آپ نے انگریزی کے پی لفظ پر جو لفظ آپ نے کہا وہ میں نے لکھ دیا اور بعد میں حضور نے بہت آہستہ سے انگریزی کے دو لفظ فرمائے۔ لیکن میں سُن نہ سکا اس وقت میرے والد ماجد سردار دھینگو میاں دلدار شاہ نظامی بھی ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان سے آپ نے فرمایا دلدار شاہ تم رنگون جاؤ۔ والد صاحب خوش ہوئے اور جانے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ میں نے والد صاحب سے عرض کی کہ وہاں انگریزی زیادہ چلتی ہے اس واسطے مجھے بھی آپ ساتھ لے چلئے والد صاحب اور ہم دونوں ٹرین میں روانہ ہوئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس واسطے دست بستہ عرض ہے کہ اس خواب کی تعبیر مجھے تحریر فرمائیں۔ صوبہ میاں نظامی بڑودہ۔

تعبیر: یہ خواب اشارہ کرتا ہے کہ صوبہ میاں کے مقاصد جلدی پورے ہونے والے ہیں۔ رنگون ابھی فتح ہوا ہے۔ اور رنگون جانے کے اشارے کا بھی مطلب ہے کہ صوبہ میاں کو فتح یابی حاصل ہوگی۔ حسن نظامی۔

زبیدہ صاحبہ کا خط { محترم خواجہ صاحب۔ سلام مسنون۔ میں اس سے پہلے بھی ایک خط اسرار اسم اعظم کی کتاب بھیجنے کے لئے لکھ چکی ہوں۔ لیکن بہت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ مجھے یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ آپ کی شان کے شایان نہیں ہے کہ کسی کی آرزو کو ٹھکرایا جائے اور اُس کی امیدوں کے پودے کو کچل دیا جائے ہم تو آپ کی ہر بات مانتے ہیں اور آپ ہماری ایک درخواست بھی نہیں پوری کر سکتے یہ مجھے معلوم نہ تھا۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے منادی کو اپنے گھر آتے دیکھا پھر میں لاہور تعلیم حاصل کرنے کے لئے چلی گئی اور جب بی اے پاس کر کے چھ سال بعد ۱۹۴۲ء میں واپس آئی تو منادی کی خریداری بند ہو چکی تھی۔ میں نے اباجی کو کہہ کر پھر کھلوائی اور اب تقریباً ایک سال سے اس کا مطالعہ کر رہی ہوں اور آپ کی ہر بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں یہاں تک کہ جب سے منادی میں آپ کا فرمان پڑھا کہ اردو میں خط و کتابت اور بول چال کرنی چاہئے اُس دن سے میں سختی کے ساتھ اس پر پابند ہوں۔ ہاں البتہ کالج کا کام تو ہر صورت میں انگریزی ہی میں کرنا پڑتا تھا۔ میں اپنی سہیلیوں کو بھی کہتی رہتی ہوں کہ آپ لوگ منادی کا مطالعہ کیجئے۔ اور خواجہ صاحب کے حسب ارشاد اُردو بولنے کی بھی حتی الامکان کوشش کیجئے۔ معاف کیجئے میرا یہ مطلب نہیں کہ ہم انگریزی ترک کر کے اور اُردو بول کر آپ پر احسان کرتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ہماری اپنی زبان میں ترقی ہوگی۔ لیکن پھر بھی حکم تو آپ کا ہی تھا محترم خواجہ! میری بہت سی سہیلیاں کہتی ہیں کہ اسرار اسم اعظم کا علم خواجہ صاحب کو کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ بڑے بڑے پیغمبر اور جلیل القدر صحابہ کرام اس سے لاعلم تھے۔ تم نے بھی ایم اے پاس کر کے خاک اُڑائی جو ایسی باتوں پر اعتبار کر لیتی ہو۔ کیا خواجہ محترم وہ سچ کہتی ہیں؟ ویسے تو میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ کتاب آنے پر آپ لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ جھوٹ ہے یا سچ۔ کہنے لگیں اگر سچ ہوا تو ہم بھی منگائیں گے۔ لیکن ہمیں یقین ہی نہیں آتا۔ کیونکہ اگر سچ ہوتا تو وہ اب تک تمہیں کتاب بھیج چکے ہوتے کیونکہ تم خط بھی لکھ چکی ہو۔ میں نے کہا نہیں یہ بات نہیں! وہ مجھ کو رازداری کی صلاحیت رکھنے والوں میں سے نہ پاتے ہونگے محترم۔ میں کتاب پڑھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتی ہوں۔ اور دوسری بات اپنے باپ کی درازی عمر کے لئے چلہ کرنا چاہتی ہوں۔ امید ہے آپ میری التجا کو شرف پذیرائی بخشیں گے۔ والسلام۔ زبیدہ۔

جواب: آپ نے دونوں خطوں میں پتہ نہیں لکھا کتاب کیونکر بھیجی جاتی میں نے گذشتہ خط بھی غور سے پڑھا کر سُنا تھا۔ اور اس خط کو بھی کئی بار پڑھوا کر سُنا اپنے تجربوں کی بنیاد پر مجھے زبیدہ صاحبہ کی شخصیت کے وجود میں شبہات ہیں۔ لیکن چونکہ طرز تحریر کچھ زیادہ ناموزوں نہیں ہے اس واسطے میں یہ جواب لکھتا ہوں کہ آجکل جن لڑکیوں نے بی اے اور ایم اے پاس کیا ہے۔ اُن کے اندر نئی تہذیب کی خرابیاں بڑھ گئی ہیں۔ اور پُرانی تہذیب کی خوبیاں کم ہو گئی ہیں۔ اُن کو "اسرار اسم اعظم" کی تلاش سے بہت کم سروکار ہے۔ کیونکہ وہ چہرے پر لگانے کے پوڈر ڈھونڈتی ہیں۔ ناخن اور ہونٹ لال کرنے کے روغن تلاش کرتی ہیں اور روزانہ ریڈیو میں سنتا ہوں کہ عاشقانہ فلمی گیت سننے کی فرمائشیں کرتی ہیں اُن کو اور اُن کے ماں باپ کو یاد ہی نہیں ہے کہ ہم مسلمان ایک ہزار برس تک دُنیا میں اپنی تہذیب اور اپنی شرم و حیا اور اپنی قابلیت اور اپنی خدمت خلق کے سکے چلا چکے ہیں اور جب سے ہمارا تخت و تاج غارت ہوا ہے۔ ہمارے مرد بھی اپنی اور اپنے بزرگوں کی شان کو بھول رہے ہیں۔ اور ہماری عورتیں بھی۔ تاہم مجھے میرے خدا اور میرے رسولؐ نے بدگمانی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اس واسطے اگر زبیدہ صاحبہ مجھ کو اپنا پتہ لکھیں گی تو میں ان کو کتاب اسرار اسم اعظم بھیج دوں گا۔ حسن نظامی۔

خوش نویسی کالج کی تجویز

مدرسہ فتحپوری دہلی میں کھولا جائیگا

میں سالہا سال سے اپنی تحریروں میں شائع کرتا رہتا ہوں کہ ہندوستان میں بے شمار عربی تعلیم کے مدرسے جاری ہیں۔ مگر عربی پڑھنے والوں کی معاش کا انتظام نہیں کیا جاتا۔ دیوبند۔ فرنگی محل ندوۃ العلماء کے نامی مدرسے بھی اس سے غافل ہیں۔ اور اگر کچھ توجہ کرتے ہیں تو محض تجویزیں پیش کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔

اس لئے میں نے سنی اوقاف مجلس دہلی میں تجویز پیش کی ہے کہ مسجد فتحپوری کے عربی مدرسے میں خوش نویسی کالج کھولا جائے۔ جس میں عربی پڑھنے والے طلباء کاپی نویسی سیکھیں۔ اور یہ درسگاہ فتحپوری کے مدرسے کے لئے مخصوص نہ ہو بلکہ تمام ہندوستان کے عربی مدرسوں کے فارغ التحصیل طلبا کو داخل کیا جائے۔ اس کالج کے قواعد بنائے جا رہے ہیں۔ مگر میں تجویز پر عمل کرنے سے پہلے منادی کے ذریعے تمام ہندوستان کی عربی درسگاہوں کے منتظمین سے مشورہ چاہتا ہوں۔ تاکہ یہ ضروری کام متفقہ اور متحدہ رائے سے ہو۔

جو عربی مدرسے اپنے ہاں خوش نویسی یعنی کاپی نویسی سکھانے کی شاخ کھولنی چاہیں۔ اور اُن کا مدرسہ قابل اعتماد ہو تو میں کوشش کروں گا۔ کہ سنی اوقاف کمیٹی دہلی اُن کو کچھ مالی مدد بھی دے۔ خوش نویسی میں عربی خط اور اُردو خط دونوں سکھائے جائیں گے۔

لیکن جو طالب عربی خط سیکھنا چاہے گا اُس کو اُردو خط نہیں سکھایا جائے گا۔ اور جو اُردو خط سیکھے گا اُس کو عربی خط نہیں سکھایا جائیگا کیونکہ تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک آدمی ایک خط میں پوری یکسوئی اور توجہ سے کام کرے گا تو ماہر ہو جائے گا۔ دو خطوں کی تعلیم حاصل کرے گا تو دونوں میں نقص رہے گا۔

ضروری شرط مجھے اس شرط پر اصرار ہے کہ خوش نویسی کی تعلیم صرف اُن ہی طلبا کو دی جائے جنہوں نے مقررہ نصاب تعلیم پورا کر لیا ہو۔ کیونکہ میرے پیش نظر یہ بات بھی ہے کہ اب تک کتابوں اور اخباروں کے کاپی نویس کم علمی کی وجہ سے غلط نویسی کرتے ہیں۔ جس سے ہماری دینی اور قومی کتابیں لگاتار غلط چھپ رہی ہیں۔ اور جب تک یہ شرط نہ لگائی جائیگی کہ فارغ التحصیل طلبا خوش نویسی کالج میں لئے جائیں اُس وقت تک اس کی اصلاح نہیں ہوگی۔ لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ناظرین منادی اپنے اپنے مقام کے عربی مدرسوں کی اطلاعیں مجھے بھیجیں تاکہ میں اُن سے خط وکتابت کروں۔ اور جو مدرسے مشہور ہیں اُن سے میں نے خط وکتابت شروع کر دی ہے۔

احساس ضرورت مجھے اس ضرورت کا احساس کئی وجوہات سے ہوا ہے۔ اور اسی لئے میں شروع سے اُردو ٹائپ کا مخالف ہوں۔

بیشک اُردو ٹائپ سے اُردو زبان کو ترقی اور تقویت ہو سکتی ہے لیکن مسلمان قوم کا امتیازی فن (آرٹ) فنا ہو جائیگا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کی روزی جاتی رہیگی ٹائپ بن جائیگا تو صرف ٹائپ بنانے والے روزی حاصل کر سکیں گے کاپی نویس محروم ہو جائیں گے۔

موجودہ رواجی کاپی نویسی میں جو خرابیاں ہیں اُن کو بھی تجربہ کار اصحاب سے دریافت کیا جائیگا تاکہ خوش نویسی کالج صحیح اور مضبوط بنیادوں پر قائم کیا جائے۔

چندے کی ضرورت نہیں ہے انگریزی کالج بنتے ہیں تو لاکھوں روپے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر میں نے جو اسکیم بنائی ہے اُس میں خرچ بہت کم ہوگا جس کو اوقاف کمیٹی اپنے سرمایہ سے پورا کر سکے گی اور کسی سے چندہ ملنے کی ضرورت پیش نہیں آئیگی۔

مدرسہ فتحپوری مجھے بحیثیت ممبر سنی اوقاف کمیٹی و بحیثیت رکن انتظامی تعلیمات مدرسہ مذکور یہ معلوم ہوا ہے کہ فتحپوری کے عربی مدرسے پر ہزارہا روپے سال خرچ ہوتے ہیں مگر اس مدرسے میں دہلی کے طلبا بالکل نہیں ہیں۔ سب طلبا باہر کے ہیں۔ میں باہر کے مسلمانوں کی دینی تعلیم اور عربی تعلیم کو اتنی ہی ضروری سمجھتا ہوں جتنی ضروری وہ ہے مگر چونکہ خرچ دہلی کی ایک مسجد کے اوقاف سے ملتا ہے اس واسطے شرعاً اور قانوناً اور اخلاقاً میرا اور تمام ممبران سنی اوقاف مجلس کا فرض ہے کہ ہم سب اس بات کا خیال رکھیں کہ دہلی کے مسلمان بھی اس وقف کی امداد سے دینی اور علمی فائدہ حاصل کریں۔ اس لئے میں نے اور ملا واحدی صاحب نے مجلس کے ایک جلسے میں تجویز پیش کی تھی کہ دہلی کے باشندے اگر دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیں تو اُن کو اوقاف کی طرف سے وظائف بھی دئے جائیں۔ ذاتی تجربوں کی بنا پر میں اس تجویز کا حامی نہیں ہوں کیونکہ جب تک خود کسی کے دل میں دین کی اور علم کی لگن نہ ہو وظیفوں کی ترغیب سے اُسے کچھ حاصل نہیں ہو سکیگا۔

بہرحال یہ چیز میں نے ضمناً لکھ دی ہے ورنہ اصل چیز خوش نویسی کالج قائم کرنے کی تجویز پیش کرنی تھی۔ والسلام۔ حسن نظامی

غلاف کعبہ کی زیارت

۱۰ اکتوبر کا مؤثر جلسہ

یادگار میدان عرفات میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء بدھ کے دن شام کے ۶ بجے ایک پُر تاثیر مجلس ہوئی۔ بظاہر قوالی کی ہی مجلس تھی مگر یادگار میدان عرفات میں بڑی بڑی کڑیوں پر ایک سفید چادر دیکھ کر ہر شخص دریافت کرتا تھا کہ اس کے اندر کیا ہے؟ اور میں جواب دیتا تھا کہ آج یہاں سنیما دکھایا جائیگا۔ حسب ذیل خواتین اور اصحاب شریک بزم تھے۔ بیگم صاحبہ میاں سر محمد شفیع نظامی اور بیگم صاحبہ میاں محمد اسد نظامی اور بیگم صاحبہ میاں شاہ نواز اور مسز اکبر خاں بنت بیگم شاہ نواز اور والدہ صاحبہ سید احمد حسن صاحب کمشنر انکم ٹیکس اور اُن کی بہنیں اور اُن کی اہلیہ صاحبہ اور بیگم صاحبہ مسٹر اکرام اللہ سکریٹری سپلائی۔ اور مسز ڈیوس صاحبہ اور آنریبل ڈاکٹر کھرے ممبر کونسل وائسرائے۔ اور آنریبل سر محمد عثمان صاحب ممبر کونسل وائسرائے۔ اور مدراس کے مولانا صاحب۔ اور خان بہادر ڈاکٹر رحمٰن صاحب سکریٹری میڈیکل کونسل۔ اور ڈاکٹر میجر شاہ صاحب سول سرجن۔ اور حکیم حاجی عبد الحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد۔ اور حکیم حاجی محمد سعید صاحب ایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت۔ اور کرنل اکبر خاں صاحب داماد بیگم شاہ نواز۔ اور مولوی میر محمود علی صاحب علوی منتظم نظام پبلیس اور رسید الشعرا سید بشارت علی صاحب بشارت انجنیئر نظام سپلیس اور شیخ اعجاز احمد صاحب برادر زادہ ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب مرحوم اور چودہری بشیر احمد صاحب افسر سپلائی۔ اور چودہری غلام عباس صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی۔ اور ہرش چندر صاحب متل سینیر سب جج دہلی اور شاہ رحمٰن صاحب انصاری ایڈوکیٹ دہلی اور محمد احمد صاحب سوداگر کلکتہ۔ اور سید صدر العلیٰ صاحب پی اے مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر ایکسپورٹ اور سید احمد حسن صاحب کمشنر انکم ٹیکس۔ اور سید صادق حسن صاحب۔ اور عبد اللطیف صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر اور اُن کے دوست۔ اور مسٹر اکرام اللہ آئی سی ایس سکریٹری سپلائی۔ اور مسٹر ڈیوس انڈر سکریٹری سول انڈسٹری سپلائی۔ اور بریگیڈیر ینگ افسر پبلک ریلیشن ڈیپارٹمنٹ۔ اور موسیو فرانسس ریزیر ڈائرکٹر انفارمیشن فرانس دہلی۔ اور موسیو پال گورنر فرانسیسی۔ اور کیپٹن البٹ سیموئیس فرانسیسی (یہ تینوں فرانسیسی اصحاب مسٹر پال انگلش ترجمان مجلس ختم ہونے کے بعد آئے تھے) اور مسٹر نجی احمد صاحب۔ اور لالہ جینیندر داس صاحب ممبر اور لفٹنٹ ...الٰہی صاحب اور خواجہ محمد صاحب وغیرہ اصحاب جنگ پورہ اور آغا محمد سلطانی نظامی اور سید ... صاحب ... سید الیاس ... نظامی اور خلیل احمد نظامی اور ... نظامی اور چند ...

بھی شریک مجلس تھے۔ ریڈیو آرٹسٹ سید شبیر علی ممتاز دہلوی قوال نے فارسی اور اُردو کلام سُنایا اور قوالی کے وسط میں قوالی روک کر میں نے تقریر کی۔ پہلے سفید چادر کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا جس کو ہٹا دیا گیا اور اندر سے کعبہ شریف کے دروازے کا پردہ نمودار ہوا جس کا ایک خاص اثر حاضرین پر پڑا۔

میں نے کہا "آنریبل ڈاکٹر کھرے نے گذشتہ سال اور اس سال سفر حج کی آسانیوں کے لئے جو کوشش کی اُس کا شکریہ دل کھول کر مسلمانوں کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے ڈاکٹر کھرے نے باوجود ہندو ہونے کے ایسی مستعدی اور ثابت قدمی اور دلیری مسلمانوں کی امداد میں ظاہر کی ہے کہ مسلمان قوم ہمیشہ اُن کی ممنون رہیگی۔ اس کے بعد میں نے کہا "کعبے کا یہ پردہ دکھانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب موجودہ زمانے کی دُنیاداری میں خدا کو نہ بھولیں۔ اور میں آنریبل سر محمد عثمان صاحب کو بطور مثال کے پیش کرتا ہوں کہ یہ باوجود دُنیا کا سب سے بڑا عروج حاصل ہو جانے کے خدا کی یاد اور خدا کی عبادت سے کبھی غافل نہیں رہتے۔

لطیفہ جب مسٹر ڈیوس پردے کے قریب آئے تو میں نے کہا سُنئے جناب یہ پردہ اُس مکان کے دروازے کا ہے جس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے بنایا تھا اور چونکہ حضرت ابراہیم مسلمانوں کے اور عیسائیوں کے اور یہودیوں کے مشترکہ پیغمبر تھے اس واسطے آج ہم سب اس پردے کے سامنے ایک دل اور ایک خیال ہیں۔ مسٹر ڈیوس نے کہا "آپ ٹھیک کہتے ہیں مجھے اس سے پورا اتفاق ہے"۔ اس کے بعد مسٹر ڈیوس نے پردے پر لکھا ہوا کلمہ بلند آواز سے پڑھا۔ میں نے ہنس کر کہا مسٹر ڈیوس نے کلمہ پڑھ لیا ہے اور یہ مسلمان ہو گئے ہیں۔

دُعائیں مردوں کے بعد عورتیں پردے کے پاس آ گئیں۔ اور اُن سب نے پردہ پکڑ لیا تب میں نے پردہ پکڑ کر بیگم میاں سر محمد شفیع کے لئے اور اُن کے بیٹے اور بہو کے لئے اور بیگم شاہ نواز کے لئے اور اُن کی لڑکی اور نواسہ کے لئے دعائیں مانگیں۔ اور جب سید احمد حسن کمشنر انکم ٹیکس کی خواتین نے پردہ پکڑا اور میں نے اُن سب کے لئے دُعا مانگنی شروع کی تو اُن سب پر رقت طاری ہو گئی اور ایسا محسوس ہوا گویا کعبے کے دروازے پر لٹکا ہوا ہے اور ہم سب اُس کو پکڑے ہوئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔

ایسی پر تاثیر مجلس اس میدان میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اور مجھے دل اور جسم کی آنکھوں سے صاف صاف دکھائی دیتا تھا کہ میری اور ان سب عورتوں اور مردوں کی دعائیں آسمان پر جا رہی ہیں اور وہاں سے قبولیت کی صدائیں آ رہی ہیں یا خدا کی ذات عربی زبان میں ارشاد فرما رہی ہے۔

"عبادی عبادی" میرے بندے میرے بندے۔

سر محمد عثمان صاحب اور ڈاکٹر رحمٰن صاحب اور میجر شاہ صاحب ... کو بھی بہت ...

پانچ مہینوں کی رسیدیں

درگاہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور مسجد درگاہ کی روشنی اور نیاز اور لنگر کی امداد کے لئے جون سے اکتوبر تک جو رقمیں وصول ہوئی ہیں اُن کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

روشن دل قاضی پیران بخش صاحب نظامی ناظم جماعت نظامیہ صوبہ سرحد۔ نیاز پیران پیر چھ روپے چار آنے۔ پاک دل محمد حسین دیپی نظامی لائلپور روشنی۔ پانچ روپے۔ سید ابراہیم صاحب ٹیلر ونگٹن۔ مرمت مزارات۔ ایک روپیہ۔ محمد صالح صاحب ونگٹن مرمت مزارات ایک روپیہ۔ سید باچھا نظامی اوٹاکمنڈ۔ لنگر دس روپے۔ ظہیر احمد خاں صاحب درہ۔ لنگر۔ سات روپے عبد العزیز نظامی رنمک۔ روشنی دس روپے۔ بابا جان نظامی ونگٹن۔ مرمت مزارات سوا دو روپیہ روشن دل اخوانی نظامی ونگٹن۔ مرمت مزارات۔ پانچ آنے۔ پاک دل محمد حسین دیپی نظامی لاہور تعمیر محل اسم اعظم ایک سو روپے۔ میاں نصیر الدین نظامی۔ احمد آباد۔ روشنی پانچ روپے عبد الحمید نظامی ونگٹن۔ روشنی۔ دو روپے۔ روشن دل ماسٹر نجم الدین شمس الدین نظامی احمد آباد۔ روشنی۔ دس روپے۔ مرزا عمر بیگ نظامی پشاور۔ لنگر۔ پانچ روپے۔ بابا جان نظامی ونگٹن۔ لنگر۔ بارہ آنے۔ پاک دل محمد حسین دیپی نظامی لاہور۔ روشنی۔ پانچ روپے مولوی محمد عبد الکریم صاحب سکندر آباد۔ نیاز۔ سوا روپیہ۔ جمیل احمد نظامی امروہہ روشنی۔ ایک روپیہ۔ جمیل احمد نظامی امروہہ مرمت مزار شیخ صاحب رحمۃ ایک روپیہ پاک دل محمد حسین دیپی نظامی لاہور۔ زکوٰۃ۔ ستائیس روپے۔ جھوٹے جان نظامی ونگٹن۔ لنگر۔ ایک روپیہ نو آنے۔ سید باچھا نظامی ونگٹن۔ نذر شرعی کان آٹھ روپے عبد العزیز نظامی رنمک روشنی۔ دس روپے۔ محمد الیاس خاں صاحب ساؤتھ ایسٹ ایشیا کمانڈ۔ نذر ... لنگر آٹھ روپے۔ عبد الحمید صاحب ٹیلر ونگٹن۔ مرمت مزارات۔ ایک روپیہ بارہ آنے۔ بابا صاحب چشتی ونگٹن مرمت مزارات۔ چار آنے۔ روشن دل اخوانی نظامی ونگٹن۔ مرمت مزارات چار روپیہ۔ بشیر احمد صاحب ونگٹن مرمت مزارات۔ بارہ آنے۔ مجید صاحب ونگٹن مرمت مزارات۔ ایک روپیہ چار آنے محمد حسین صاحب ٹیلر ونگٹن۔ مرمت مزارات۔ دو آنے۔ مجید صاحب ٹیلر ونگٹن۔ مرمت مزارات آٹھ آنے قادر شریف صاحب ونگٹن مرمت مزارات۔ آٹھ آنے۔ پاک دل محمد حسین نظامی لاہور۔ روشنی پانچ روپے عبد الحمید صاحب ونگٹن مرمت مزارات۔ دو روپے۔ علی ہاشم صاحب بمبئی۔ نذر ... روپے۔ مجید صاحب ٹیلر ونگٹن مرمت مزارات۔ دو روپے۔ منیجر صاحب نانزلی اسٹور ونگٹن۔ مرمت مزارات۔ ایک روپیہ۔ لفٹیننٹ جی ایم قریشی کلکتہ۔ امداد مہمانان پچیس روپے۔ سید عبد الغفار نظامی ونگٹن۔ لنگر۔ پانچ روپے ایک خاتون جالندھر۔ روشنی ساڑھے روپے۔ جمیل احمد نظامی امروہہ۔ مرمت مزارات۔ ایک روپیہ۔ فضل الٰہی نظامی راولپنڈی۔ تبلیغ۔ پانچ روپے۔ روشن دل سید امداد حسین دیپی نظامی کانپور۔ نذر ذاتی بیس روپے۔ لنگر۔ بیس روپے۔ روشنی۔ دس روپے۔ زکوٰۃ۔ سو روپے۔ محمد اللہ رکھا صاحب مدراس۔ لنگر۔ گیارہ روپے چار آنے۔ مجید صاحب ٹیلر ونگٹن۔ مرمت مزارات۔ دو روپے۔ ابراہیم صاحب ٹیلر ونگٹن مرمت مزارات ایک روپیہ۔ پاک دل محمد حسین نظامی لاہور۔ روشنی۔ پانچ روپے۔ این ندیم اللہ بی عبد الرزاق نظامی اوہونی۔ برائے مساکین۔ پچہتر روپے۔ کرنل شہامت اللہ خاں صاحب۔ برائے ایصال ثواب والدہ مرحومہ۔ ایک روپیہ۔ شیخ اللہ رکھا صاحب سیالکوٹ۔ روشنی۔ پانچ روپے۔ لفٹیننٹ محمد اسحاق صاحب۔ کار خیر۔ دس روپے۔ عبد العزیز نظامی رنمک۔ روشنی۔ دس روپے عبد الصمد صاحب بنگلور۔ نیاز۔ سوا روپیہ۔ سید عبد القادر نظامی ونگٹن۔ نیاز۔ پانچ روپے۔ روشن دل مولوی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی سکندر آباد۔ نیاز۔ گیارہ روپے۔ روشن دل محمد صمد نور خاں نظامی وکیل ایٹہ۔ لنگر بیس روپے محمد عبد العزیز صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حیدر آباد۔ امداد کتب۔ پچیس روپے۔ روشن دل فضل کریم نظامی گنجہ۔ زکوٰۃ۔ دس روپے۔ مولانا اسمٰعیل عشقی نظامی دہلی لنگر پچیس روپے۔ محمد اسمٰعیل نظامی شملہ لنگر پانچ روپے۔ صوفی حبیب اللہ صاحب۔ سنور۔ لنگر۔ پانچ روپے۔

مرمت مزارات

ناظرین اس اطلاع سے خوش ہوں گے کہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ برادر حقیقی حضرت بابا فرید الدین گنجشکرؒ اور حضرت بابا صاحبؒ کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہؒ کے مزارات کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔ دونوں مزارات کے اطراف میں سمنٹ کی جالیوں کے حظیرے بن گئے ہیں۔ اور مزارات کے سرہانے زائرین کے قیام کے لئے ایک بڑا مکان بھی بن گیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے یہاں کوئی سائے دار جگہ نہیں تھی۔ اور مزارات کی بڑی فصیل کی مرمت کچھ باقی رہ گئی ہے۔ اور چھوٹی فصیل پوری تیار ہو گئی ہے۔ حضرت دیوان صاحب پاک پٹن شریف نے ایک ہزار روپے بھیجنے کا جو وعدہ لکھا تھا وہ رقم اب تک نہیں آئی ہے۔ اور نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ کی بقیہ موعودہ رقم بھی اب تک وصول نہیں ہوئی ہے۔ آمدنی سے جتنا خرچ زیادہ ہوا ہے۔ وہ میں نے اپنے پاس سے ادا کر دیا ہے۔ مسجد کی تعمیر سمنٹ وغیرہ سامان دستیاب نہ ہونے کے سبب ابھی ملتوی ہے۔ کئی سو مزارات جو مٹی میں دبے ہوئے تھے۔ ملبہ ہٹا کر اُن کی مرمت کرا دی گئی ہے۔ تعمیری سامان کی افراط سے باقی رہ گیا ہے۔ سمنٹ ملتے ہی بقیہ تعمیر کی تکمیل ہو جائے گی۔ حسن نظامی

(۱)
خواجہ حسن نظامی کی طبّی کمپنی

خواجہ حسن نظامی کا ایک آنہ دواخانہ
تمام ہندوستان میں اپنی مرکب
اور مفرد دوائیں فروخت کرتے ہیں

(۲)
دماغی قوّت

کی دوائیں طبّی کمپنی دہلی
اور ایک آنہ دواخانہ دہلی سے منگایا کیجیے

(۳)
آنکھوں کی بینائی کے لئے

طبّی کمپنی دہلی اور ایک آنہ
دواخانہ دہلی سے
دوائیں منگائیے۔

(۴)
دانتوں کے لئے

طبّی کمپنی دہلی
اور ایک آنہ دواخانہ دہلی
سے دوائیں منگائیے۔

(۵)
دل کی قوّت

کے لئے طبّی کمپنی دہلی
اور ایک آنہ دواخانہ دہلی
سے دوائیں منگائیے۔

(۶)
معدے کی طاقت

کے لئے طبّی کمپنی دہلی اور ایک آنہ
دواخانہ دہلی سے دوائیں منگائیے

(۷)
پوشیدہ اعضاء

کی بیماریوں کے لئے طبّی کمپنی
دہلی اور ایک آنہ دواخانہ دہلی
سے دوائیں منگائیے۔

(۸)
اپنے علاقے میں

طبّی کمپنی دہلی اور ایک آنہ
دواخانہ دہلی کی دوائیں
فروخت کرنے کی ایجنسی لے لیجیے۔

(۹)
مُفرد دوائیں

طبّی کمپنی دہلی سے
تمام اشیاء کی اصلی صاف
مفرد دوائیں مل سکینگی

(۱۰)
گھر کی عورتوں کو

مُفرد دوائیں گھروں میں
استعمال کرنے کے طریقے سکھائیے

(۱۱)
انجکشن۔ اپریشن

جہاں تک ممکن ہو
ڈاکٹری انجکشن اور اپریشن
سے بچئے۔

(۱۲)
ڈاکٹروں سے سیکھئے

مگر دوا دیسی استعمال
کیا کیجیے
جو آپ کے مزاج کے موافق ہوگی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

انا مدینۃ العلم

اقرأ باسم ربک
علوم کل عالم

حاصل کر
کل عالم کے علوم

قلم کار
حسن بن علی

کل اولاد آدمؑ کے آرام کی
علمی صدا

منادی

دار امر دہلی

ڈاکٹر روشن دل محبوب بانو نظامی حیدرآبادی

اجل ٹل سکتی ہے۔ تقدیر بدل سکتی ہے

اللہ کے تین بول

اجل ٹلنے اور تقدیر بدلنے کا دعویٰ بشری دعویٰ نہیں ہے۔ انسانی اشتہار نہیں ہے۔ بلکہ قرآنی نعمت کے تین کلمے ہیں۔ جو مجھ کو مدینہ منورہ کے شیخ المشایخ حضرت سید حمزہ رفاعی نے سنہ ۱۹۱۱ء میں بتائے تھے۔ جبکہ انہوں نے حرم پاک کے اندر مجھے اپنے سلسلے کی خلافت عطا فرمائی تھی۔

پس جس کا قرآن پر ایمان ہے۔ اور جو قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے۔ اُس کو ایمان لانا چاہیئے کہ اللہ کے ان تین کلموں سے ہر انسان کی اجل ٹل سکتی ہے۔ اور ہر عورت مرد کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

اگرچہ تین بول کی وہ آیت قرآن میں موجود ہے اور کروروں مسلمان اُس کی روزانہ تلاوت کرتے ہیں لیکن اس آیت کی تاثیر کا علم عام نہیں ہے۔ اور اس آیت کے اسرار اور بھیدوں سے وہی واقف ہیں جن کو اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نے واقف کیا ہو۔ کیونکہ خود خدا نے قرآن شریف میں بتا دیا ہے

اَلَا۔ اِنَّ۔ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ۔ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ۔ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

آگاہ ہو جاؤ۔ یقیناً۔ اولیاء اللہ کو کسی بات کا خوف نہیں رہتا۔ اور نہ ان کو دُنیا کے غم و الم ستا سکتے ہیں۔

اولیاء لفظ ولی کی جمع ہے۔ اور اس کے معنی دوست کے ہیں۔ گویا اولیاء اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ اللہ نے قرآن شریف میں جگہ جگہ انکی فضیلت

اولیاء اللہ کی صف میں آسکتے ہیں

وہ لوگ جو اللہ پر اور اللہ کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں سے اللہ کے کلموں پر عمل کرتے ہیں اُن کو میں نے اولیاء اللہ کے حکم سے اجل ٹلنے اور تقدیر بدلنے کے وہ تینوں اسرار کلمات بتا کر اولیاء اللہ کی صف میں داخل ہونے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور حسب ذیل اصحاب کو اجل ٹلنے اور تقدیر بدلنے کا عمل بتا دیا ہے۔ اور ان سب نے راز کی اس آیت پر عمل شروع کر دیا ہے

(۱) مولانا قاضی حاجی میراں بخش نظامی صدر جماعت نظامیہ صوبہ سرحد مقام دہا دیہہ ریاست قلات (۲) احمد ابدالی نظامی سیال میراں شاہ سرحد (۳) پاک دل محمد حسین نظامی نمبرہ ۴۲ کشمیر بلڈنگ لاہور (۴) حکیم محمد اسمٰعیل منزل شاہ نظامی فیض باغ لاہور (۵) مولوی عبدالحفیظ نیکی شاہ نظامی کھل گاؤں بھاگل پور بہار (۶) غلام نظام الدین پیر بھی شاہ نظامی احمد آباد (۷) آبادی بیگم نظامی پانچ پٹی احمد آباد (۸) غلام رسول صبغۃ اللہ شاہ نظامی ٹکسال کی پول احمد آباد (۹) ماسٹر نجم الدین نظامی نگینہ پول دریا پور احمد آباد (۱۰) حافظ جلد امیاں نظامی ادھونی صوبہ مدراس (۱۱) حکیم خسرو نظامی حیدر آباد (۱۲) خواجہ راجہ پیمار یدی نظامی حیدر آباد (۱۳) مولانا محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی حیدر آباد (۱۴) مولوی محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی دبیر پورہ حیدر آباد (۱۵) سعید بانو نظامی کشل منڈی حیدر آباد (۱۶) ملکوت بیگم نظامی راجنا باؤلی حیدر آباد (۱۷) خوش اقبال خانم نظامی چنچل گوڑہ حیدر آباد (۱۸) توکلی شاہ نظامی ہر دوئی (۱۹) مولانا عبداللہ سیفی ہادی شاہ نظامی بنگلور (۲۰) محمد اسرائیل سپوت نظامی آدرہ (۲۱) مولوی حفیظ الدین نظامی محمد منیر تنکہ (۲۲) مولانا عشقی نظامی سرا چھبیلہ ضلع بیر بھوم

عمل بتانے کی اجازت

مذکورہ اصحاب کو خود عمل کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ اور یہ اجازت بھی دی گئی ہے۔ کہ اگر کوئی عورت مرد ان سے یہ عمل حاصل کرنا چاہے تو پانچ روپے نیاز کے لے کر اجازت دیدیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ عامل چاند کی گیارہ بارہ تیرہ تاریخوں میں ہمیشہ روزہ رکھا کرے گا۔ اور خاموشی کا روزہ بھی ان تین دنوں میں ہوگا۔

اگر کوئی شخص چپ کا روزہ نہ رکھ سکے تو تین سادہ روزے رکھنے لازمی ہونگے۔ اور یہ کوشش بھی کرنی ہوگی کہ جہاں تک ہو سکے عامل با وضو رہے۔ نو مولود بچوں پر روزانہ چالیس دن تک ان کی تقدیر بدلنے کے لئے یہ عمل ایک سو اکتالیس بار پڑھ کر دم کرنا ہوگا اور ہر قسم کے بیماروں کی صحت و سلامتی کے لئے بھی ایک سو اکتالیس ۱۴۱ بار پڑھ کر دم کرنا ہوگا۔ اور ہر روز حسب حیثیت نیاز کے لئے عامل کو کچھ دینا ہوگا اور وہ حق عامل کا ہوگا جس کی چوتھائی رقم عامل کے طعام میں خرچ کریگا۔ اور تین چوتھائی رقم اپنے ذاتی اخراجات میں خرچ کریگا جس نے نظامی ہونے

ہفتے وار اخبار منادی کی سالانہ قیمت چار روپے کردی گئی

ہفت روزہ اخبار
منادی دہلی
۱۹۲۶ء سے جاری ہے

ماہ وار اخبار منادی پانچ روپے پیشگی وصول ہونے پر جاری ہوگا

قلم کار خواجہ حسن نظامی | مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۴۶ء | سالانہ قیمت چار روپے ایک پرچہ ڈیڑھ آنہ

پاک بے باک نوٹ

ہندوستان

کانگرس کو کرسیاں ملی ہیں۔ مبارک باد کے تار ملے ہیں۔ اور ہر قسم کے خوش کرنے والے الفاظ ملے ہیں۔ مگر روٹی نہیں ملی۔ کپڑہ نہیں ملا۔ وہ دونوں راشن کے **قیدی ہیں۔**

لیڈروں کو ممبری ملی ہے۔ گورے گورے ہاتھوں کے شیک ہینڈ ملے ہیں۔ اور ایک وقت کا ناشتہ اور ایک وقت کا لنچ۔ اور ایک وقت کی چاء اور ایک وقت کا ڈنر بھی ان کو دیا جاسکتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ان کی قوم کو روٹی کپڑے کے راشن کی قید سے آزاد کیا جائے ان کو اپنی بھوک اور اپنے بچوں کی بھوک اور اپنی برہنگی اور اپنے بیوی بچوں کی برہنگی کے لئے سرکاری راشن کے دروازے پر بھیک مانگنی ہوگی۔ اور جانوروں کی طرح قطار بند کرو ہوپ میں کھڑا رہنا ہوگا یا رشوت دینی ہوگی یا کمینوں کی خوشامد کرنی ہوگی۔

اور آخر کار لیڈروں کو طلاق دینی ہوگی اور اپنے روٹی کپڑے کو قید سے چھڑانے کے لئے خود کام کرنا ہوگا۔

پاکستان

ستھری اور صاف جگہ کو پاکستان کہنا چاہیے مگر یہ محض الفاظ ہیں۔ دلوں کو خوش کرنے اور گرمانے کو بنے ہیں۔ ورنہ اصلی پاکستان تو آزاد روٹی اور آزاد کپڑہ ہے۔ اور یہ دونوں نہ کانگرس کو ملے ہیں نہ مسلم لیگ کو ملے ہیں

حضرت حافظ شیرازی نے لفظوں کا سمرقند و بخارا اپنے معشوق کو دیدیا تھا۔ اگر انگریز لفظوں کا پاکستان مسلم لیگ کو دیدیں تو کیا روٹی کپڑے کو انگریزی قید سے رہائی مل جائیگی؟

لڑتی راتیں بھی دیکھیں بچھڑتی راتیں بھی دیکھیں مگر روٹی کپڑے کی آزادی کی خیرات دیکھی نہ دن دیکھا۔ نہ صبح دیکھی نہ شام دیکھی۔ راشن والوں کے فرعونی چہرے بھی دیکھے۔ نمرودی جود بھی دیکھے اب راشن کا خاتمہ دیکھنا ہے۔

کہتے ہیں راشن دو سال اور رہیگا۔ کہہ دو سنہ ۱۹۴۶ عیسوی ختم ہونے تک سارے ہندوستان سے راشن کی وبا دور ہو جائے گی۔

شمشان گورستان

(۳)

ہندوؤں کے لئے راشن چتا ہے۔ اور شمشان ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے قبرستان اور گورستان ہے۔ کیونکہ ہندو مسلمان دونوں مردہ آدمیوں کی طرح زندہ آدمیوں کے محتاج ہیں کہ زندہ آدمی ان کو روٹی کپڑے کا راشن دیں جیسے ہندو اپنے مرنے والوں کا شرادھ کرتے ہیں اور مسلمان فاتحہ درود کرتے ہیں۔ اسی طرح راشن بندی ان دونوں کا شرادھ اور فاتحہ درود کر رہی ہے۔ اور کانگرس اور لیگ کے لیڈر لفظوں پر پڑ رہے ہیں۔ اور ہم مردہ لوگوں کو جمہری کٹاری سے لڑا رہے ہیں۔

راشن آفس ہندوؤں کے شمشان ہیں۔ اور مسلمانوں کے قبرستان ہیں۔ جہاں بھوت رہتے ہیں۔ اور بری روحیں آباد ہیں۔ راشن ٹوٹ جائے تو تم سب کو ان بھوتوں اور بری روحوں سے نجات مل جائے۔ کیونکہ راشن کی تکلیف کفن اور مردہ جلانے کی لکڑیوں تک پہنچ گئی ہے۔

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

ڈاکٹر سر حسان سہروردی کی وفات

۱۲ شوال ۱۳۶۵ھ بدھ کے دن کلکتے میں ڈاکٹر سر حسان سہروردی نے وفات پائی۔ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے مرحوم کی صاحبزادی بیگم اکرام اللہ کو تعزیت کا تار بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ "مرحوم مسلم لیگ اور پاکستان کی خدمت کر رہے تھے۔ اور اُن کی وفات سے مسلمانوں کو بہت سخت نقصان پہنچا ہے"۔

مرحوم نے ابھی حال میں اپنا خطاب واپس کیا تھا۔ یہ خطاب اُن کو اس لئے ملا تھا کہ انھوں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر گورنر بنگال کو بنگالیوں کی گولیوں سے بچایا تھا۔ اور جب اُن سے اس جاں نثاری کا انعام دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا تھا کہ جو مسلمان رسول خدا کی توہین کرنے والے بنگالی کے قتل کے جرم میں ماخوذ ہیں اُن کو رہا کر دیا جائے۔ مگر ہوم ممبر نے اس کو منظور نہیں کیا۔ اور مرحوم کو سر کا خطاب دیدیا گیا۔

مرحوم تین بھائی تھے۔ ڈاکٹر عبداللہ المامون سہروردی۔ اور ڈاکٹر محمود سہروردی اُن سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اب یہ صرف ایک بھائی باقی تھے۔ مسٹر حسین شہید سہروردی سر حسان کے حقیقی بھانجے ہیں جو آجکل بنگال میں وزیر اعظم ہیں۔ یہ خاندان ملتان سے بنگال میں گیا تھا۔ حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ کی اولاد میں تھے۔ ان کے دادا حضرت شیخ رکن الدین سہروردی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے ذاتی دوستوں میں تھے۔ وقت کی سلطنت نے جب سہروردیوں اور چشتیوں کو آپس میں لڑانا چاہا تو حضرت شیخ رکن الدینؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ آپس میں دوست بن گئے۔ اور سلطنت کا منصوبہ درہم برہم ہو گیا۔ اس بات کو ساڑھے چھ سو برس گذر چکے ہیں۔ اُس وقت سے آج تک یہ خاندان چشتیہ خاندان کا دوست ہے۔

چنانچہ ۱۹۰۸ء سے میرے اس خاندان سے تعلقات ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں جب میں نے حلقہ نظام المشائخ قائم کر کے بنگال کا دورہ کیا اُس وقت یہ سب بھائی میرے حلقے میں شریک ہو گئے تھے۔ مسٹر شہید سہروردی اُس وقت طالب علم تھے۔ اُنھوں نے بھی حلقے میں شرکت کی تھی۔ اور اُن کے والدین نے بھی۔

سر حسان سہروردی کی صرف ایک ہی بیٹی ہیں جو مسٹر اکرام اللہ آئی سی ایس سی آئی ای افسر سپلائی کی بیوی ہیں۔ اور عربی فارسی اُردو انگریزی فرانسیسی علوم میں بہت بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ اور اُن کو پی ایچ ڈی کی ڈگری مل چکی ہے۔ اُنھوں نے اپنے باپ کی بیماری کے زمانے میں سعادت مند اولاد کی طرح بہت زیادہ خدمات انجام دیں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے اور اپنے مریدوں کی طرف سے اور چشتی پارٹی کی طرف سے بیگم اکرام اللہ کو پُرسہ دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سر حسان سہروردی کو آغوش رحمت عطا فرمائے۔ اور اُن کی بیٹی اور داماد اور بچوں کو اور مسٹر شہید سہروردی اور اُن کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

گرانی کا انسداد

گورمنٹ بدل گئی ہے۔ مگر رعایا کی تکلیفوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ راشن بھی موجود ہے۔ اور کھانے پینے کی ہر چیز کی گرانی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روپے کی قیمت گھٹ جانے سے یہ گرانی پیدا ہوئی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حکومت کس مرض کی دوا ہے؟ گرانی کے اسباب کچھ بھی ہوں حکومت کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی خوراک اور لباس اور صحت اور تعلیم کا ٹھیک انتظام کرے۔ مگر حالت یہ ہے کہ انگریز بھی بے پروا ہیں۔ اور کانگرس بھی بے توجہ ہے۔ اور مسلم لیگ پر تو کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ کیونکہ اس کا دخل حکومت میں نہیں ہوا ہے۔

جن چیزوں کو راشن میں شریک کیا گیا ہے اُن کے علاوہ بہت سی کھانے پینے کی چیزیں اتنی زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں کہ اب رعایا ان تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔

تجارت پیشہ لوگ

ہندو قوم میں تجارت پیشہ آدمی بہت زیادہ ہیں

کچھ تھوڑے سے مسلمان بھی تجارت کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں کے دلوں سے رحم اور ہمدردی اٹھ گئی ہے۔ ہر قوم کا دکاندار لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے۔ اور کانگرسی لیڈر حکومت حاصل ہونے کے بعد جو تقریریں کر رہے ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب انگریزوں کی خوشامد میں مصروف ہیں اول سے لے کر آخر تک ہر لیڈر وہی کہتا ہے اور وہی لکھتا ہے جو انگریزوں کو اچھا معلوم ہو۔ اور سب بھول گئے ہیں کہ اُن کے ذمے رعایا کی فلاح و بہبود کی کتنی ذمے داریاں ہیں۔

دیا دھرم کا مول ہے

ہندو مذہب کا اصولی فقرہ یہ ہے کہ رحم مذہب کا اصل اصول ہے۔ مگر ابھی حال میں جو فسادات مختلف شہروں میں ہوئے ہیں اُن میں عورتوں اور بچوں کو زندہ آگ میں جلایا گیا۔ اور نہایت بے رحمی کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو قتل کیا گیا۔ میں محض ہندوؤں پر یہ الزام نہیں لگاتا۔ بلکہ مسلمانوں پر بھی الزام لگاتا ہوں کہ انھوں نے بھی اسلامی تعلیم کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اپنے رحمٰن و رحیم خدا کے حکم کو بھول گئے۔ اُن کے رسول اور اصحاب رسول نے باوجود دشمنوں کی ایذا رسانی کے کبھی دشمنوں کی عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو اور مسلمان دونوں اپنے اپنے دین دھرم کی تعلیم سے غافل ہو گئے۔ اور اُنھوں نے ساری دنیا کو یہ کہنے کا موقع دیا کہ ابھی ہندوستان میں انگریزوں کی ضرورت ہے انگریز چلے جائیں گے تو یہ دونوں قومیں آپس میں لڑ کر تباہ و برباد ہو جائیں گی۔

میں جانتا ہوں کہ قرآن شریف نے عوام کی ذہنیت کا فلسفہ چودہ سو برس پہلے بتا دیا تھا۔ اور فرما دیا تھا کہ عوام کو فتنے فساد کی طرف بلایا جائے تو وہ اس کو جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ مگر میرا فرض ہے کہ اپنی طرف سے اور چشتی پارٹی کی طرف سے ان وحشیانہ اور ظالمانہ اور سفاکانہ خوں ریزیوں کی مخالفت کروں۔ اور کہوں کہ دونوں قوموں کو آخر کار اسی ملک میں رہنا ہے۔ اور یہ بات قطعی ناممکن ہے کہ دس کروڑ مسلمان ہندوستان سے چلے جائیں گے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ کہ تیس کروڑ ہندو مسلمانوں کے ذلیل بن کر رہیں گے۔ ایک نہ ایک دن دونوں کو مل کر رہنا پڑے گا۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اچھوتوں کی طرح اپنا غلام بنا لیں کیونکہ وقت ایسا آ گیا ہے کہ اب اچھوت بھی اُن کی غلامی سے آزاد ہونے کی جد و جہد میں مصروف ہیں۔ اور مسلمان قوم دس کروڑ ہی نہیں ہے بلکہ اُس کی تعداد اسّی کروڑ ہے۔ سرحد کے آزاد قبائل چالیس لاکھ بندوقچی ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اور افغانستان کے مسلمان بھی اور ترکستان اور تاتار کے مسلمان بھی۔ اور ایران کے مسلمان بھی اور چین اور جاوا اور ملایا اور سماٹرا کے مسلمان بھی۔ اور عراق اور شام اور فلسطین اور مصر کے مسلمانوں نے بھی ابھی حال میں اعلان کیا ہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اس لئے ہندوؤں کو اپنے پڑوسی مسلمانوں سے بگاڑ کرنا بہت نقصان رساں ثابت ہوگا۔

بنگال کے وزیر اعظم

مسٹر حسین شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال نے انتظامی قابلیت اور سیاسی قابلیت کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے۔ بنگال کے جو ہندو اُن کی مخالفت کر رہے ہیں وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

سندھ کی وزارت ٹوٹ گئی

چونکہ سندھ میں کانگرسی خیال کے مسلمانوں اور مسلم لیگی مسلمانوں میں کشمکش تھی اس لئے گورنر نے وزارت توڑ دی ہے۔ اور اب دسمبر ۱۹۴۶ء میں دوبارہ الکشن ہوگا۔ اور ہر شخص کو یقین ہے کہ اس الکشن میں مسلم لیگ کو پوری کامیابی حاصل ہوگی اس کے باوجود کہ مرکز میں کانگرسی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ پھر بھی کانگرسی مسلمانوں کے لئے سندھ میں کامیاب ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

اگر سرحد کی کانگرسی وزارت کو بھی گورنر صاحب توڑ دیں اور دوبارہ الکشن کرائیں تب بھی کانگرس کو پوری شکست ہوگی۔

پاکستان بنگال میں ہندو ہار گئے

کئی دن سے بنگال کی پاکستانی وزارت کے خلاف ہندو اخبار پروپگنڈہ کر رہے تھے کہ وزارت بنگال کی نسبت بے اعتمادی کی تحریک پیش ہوگی اور بنگال کی وزارت ٹوٹ جائیگی مگر ۲ ستمبر کی شام کو خبر آئی کہ ہندو ممبروں کی تحریک بے اعتمادی بہت بڑی اکثریت سے ناکام ہوئی۔ حالانکہ یورپین ممبر اور کمیونسٹ ممبر غیر جانبدار رہے صرف چار یورپین ممبروں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ بنگال میں پاکستانی وزارت مضبوط ہے۔ اور بنگالی ہندو بلا وجہ اپنے صوبے میں بے امنی جاری رکھنی چاہتے ہیں۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۰ شوال ۷ ستمبر شنبہ دہلی

زکام اسمبلی: میرے جسم کے ہندوستان میں زکام کی جو عارضی اسمبلی آٹھ دن سے قائم ہوئی ہے۔ اس کے ممبروں نے وفاداری کا حلف اُٹھائے بغیر میرے دماغ میں کرسیاں بچھالی ہیں۔ اس لئے بخار ہے۔ سر میں درد ہے۔ آنکھوں میں درد ہے۔ چہرے میں درد ہے۔

ولی کا بخار: دہلی سے ٹیلیفون میں خبر آئی ہے کہ میرے پوتے ولی کو بھی اب تک بخار ہے۔ بلکہ بڑھ گیا ہے۔

بیگم نواب ولی الدولہ بہادر: دہلی سے ٹیلیفون آیا کہ دہرہ دون سے بیگم نواب ولی الدولہ بہادر آئی ہیں اور آج ۴ بجے حیدرآباد جانے والی ہیں۔ ۲ بجے اُن سے ملنے گیا تھا وہاں بیگم صاحبہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور بیگم صاحبہ نواب حسن یار جنگ بہادر اور نواب ولی الدولہ بہادر کے فرزند نواب حبیب جنگ بہادر سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ نواب منصب جنگ بہادر بھی وہاں ملے۔ گاڑی کی روانگی تک ان سب سے باتیں کیں پھر واپس چلا آیا۔

ہارڈنگ لائبریری کا جلسہ: آج شام کو ہارڈنگ لائبریری کی ادبی سوسائٹی کا جلسہ تھا۔ میں بھی شریک ہوا تھا۔ لائف ممبری میں بھی شریک ہوا جس کے ایک سو روپئے دئے جاتے ہیں۔ مسٹر لا ہیلی ڈپٹی کمشنر دہلی اس کے صدر ہیں۔ وہ بھی موجود تھے۔ پہلے انتظامی کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ پھر عام جلسہ ہوا۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے ایک بہت اچھی تقریر پڑھی۔ پھر شعرا نے اپنا کلام سُنایا۔ پھر میں نے "سلطانوں کی تاریخ" کے عنوان سے ایک مضمون پڑھا۔ مسٹر لا ہیلی جلسے کے صدر تھے۔ یکایک خبر آئی کہ لال مندر چاندنی چوک کے پاس ہندوؤں کی پولس سے لڑائی ہو گئی ہے۔ لا ہیلی صاحب فوراً وہاں چلے گئے۔ مگر جلسہ جاری رہا۔ تھوڑی دیر میں وہ واپس آ گئے۔ جلسہ بہت پُر لطف رہا۔

ڈنر: آج رات کو خان بہادر راجہ اکبر علی خاں صاحب کے ہاں ڈنر میں گیا تھا۔ دو انگریز بھی وہاں تھے۔ ایک ریڈیو کے چیف اناؤنسر اور دوسرے مسٹر کروشن۔ رائے بہادر ٹھاکر صاحب کے آنر میں یہ ڈنر تھا۔ خان بہادر محمد سلیمان صاحب چیف انجنیر بھی شریک تھے اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب بھی آئے تھے۔ راجہ اکبر علی خاں صاحب کے پوتے بھی ملے تھے۔ رات کو ۱۱ بجے گھر میں واپس آیا۔

گالیاں: خان بہادر راجہ اکبر علی خاں صاحب کو شروع سے عادت ہے کہ جب وہ باتیں کرتے ہیں تو بے ساختہ اُن کے مُنہ سے گالیاں نکل جاتی ہیں۔ آج ایک ہندو افسر نے کہا آپ خواجہ صاحب کے سامنے گالیاں بکتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ میں نے کہا سب باتوں کا فیصلہ نیت سے ہوتا ہے راجہ صاحب کی نیت میری یا کسی کی توہین کی نہیں ہوتی۔ گالیاں تو ان کا تکیہ کلام ہیں۔

۱۱ شوال ۸ ستمبر اتوار دہلی

علی بانو آگئیں: آج علی بانو اور ان کے بچے دہلی سے واپس آ گئے۔ ولی کا بخار اب تک نہیں اُترا۔ سید ابن عربی ڈاکٹر مجتبیٰ شاہ صاحب کے پاس لے گئے تھے۔ انھوں نے بھی کوئی ٹھیک رائے نہیں دی کہ میعادی بخار ہے یا ملیریا ہے۔

دادا مولانا کے مزار کی درستی: آج حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی صفائی اور فرش کی اصلاح کراتا رہا۔ کیونکہ آنے والے عرس کے دن یہاں بھی قوالی کی ایک مجلس ہوتی ہے۔

سید اظہر الدین احمد نظامی کی ترقی: میرے لکھنوی مرید سید اظہر الدین احمد نظامی بی اے دہلی راشننگ میں انسپکٹر تھے۔ اب اُن کو ترقی ملی ہے۔ اس کی خوشی میں آج وہ میرا منہ میٹھا کرنے کے لئے مٹھائی لائے تھے۔ لیکن میری صحت ایسی خراب ہے کہ مٹھائی کھانے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا کڑوا ہو جاتا ہے۔

۱۲ شوال ۹ ستمبر پیر دہلی

اخبار چھاپے خانے میں چلا گیا: آج ۲۰ ستمبر کا اخبار منادی چھاپے خانے میں چلا گیا

تعلیمی جلسہ: آج سنی اوقاف کمیٹی کے تعلیمی جلسے میں گیا تھا۔ مدرسہ فتحپوری کے طلبا اس سال زیادہ کامیاب ہوئے۔ جس سے ظاہر ہوا کہ سُنی اوقاف کمیٹی کا انتظام اچھا ہے۔ یہ تحریک بھی ہوئی کہ عربی نصاب تعلیم میں کچھ اصلاح و ترمیم کی جائے۔

لالہ کنور سین صاحب جین اپنی بیوی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ پھل بھی لائے تھے

(۶)

یسین نظامی } لاہور سے محمد یسین نظامی آئے ہیں۔ یہ ہمیشہ عرس میں لنگر پکوانے کا انتظام کیا کرتے ہیں۔ اور بڑی محنت اور جفاکشی اور سلیقہ مندی سے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ میرے لئے لاہور کے بنے ہوئے میٹھے بسکٹ بھی لائے ہیں۔

۱۴ شوال ۱۰ ستمبر منگل دہلی

خان بہادر } آج صبح خان بہادر انعام اللہ صاحب ایگزیکٹو انجنیئر سنٹرل پی ڈبلو ڈی اپنی بیوی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

بیگم میاں عبد المجید } دال بندین بلوچستان سے میرے پرانے دوست میاں عبد المجید صاحب بی اے کی بیوی اور بھتیجے ملنے آئے تھے۔

سرحسان کی علالت } کلکتے سے سرحسان سہروردی کی صاحبزادی نے اپنے والد کے علیل ہونے کی خبر بھیجی ہے۔ اور دعا چاہی ہے۔ میں کئی دن سے اُن کے لئے صحت کی دعائیں مانگ رہا ہوں۔

۱۴ شوال ۱۱ ستمبر بدھ دہلی

پریمی نظامی } عرس کی شرکت کے لئے احمد آباد سے ہفتے وار دین اخبار اور ماہوار رسالے نظام کے ایڈیٹر پریمی نظامی آج دہلی پہنچ گئے۔ ایمان خانے میں ٹھیرے ہیں۔

بہاری مجسٹریٹ } صوبہ بہار کے ایک مجسٹریٹ صاحب ملنے آئے تھے۔ جن کی بیوی ناگپور کی ہیں۔ مسوری جا رہے ہیں۔ دونوں میاں بیوی تعلیم یافتہ اور خوش عقیدہ ہیں۔ سید یامین نظامی بھی بدہ کی حاضری دینے آئے تھے۔ دلی کے بخار کا وہی حال ہے۔ میرے بخار اور زکام میں بھی کمی نہیں ہوئی ہے۔

۱۵ شوال ۱۲ ستمبر جمعرات دہلی

قیصرے کا قافلہ } قریہ ضلع جالندھر سے احمد علی نذر بیگی نظامی اور اُن کی بہن اور بیٹی اور فقیر محمد نظامی اور حبیب الرحمٰن نظامی آئے ہیں پہلے سے یہیں ٹھیرے ہیں۔

پلنگ کی دریاں } عرس کے مہمانوں کے لئے پلنگ کی دریاں خریدنے گیا تھا۔ ایک سو اٹھاون روپے کی چوبیس دریاں خریدیں۔ بینک میں بھی گیا تھا۔ لنگر کے لئے مرچیں دھنیہ وغیرہ سامان بھی لایا تھا۔

کمیٹی والے } قوالی ہال کے پاس مہمانوں کے لئے دو کمرے بنوانے تھے۔ تین مہینے کی لگاتار کوشش کے بعد نقشے تیار ہوئے اور وہ داخل کئے گئے۔ آج اُس کی تحقیقات کے لئے مسٹر سیٹھی اور مسٹر کشن مل اور شیخ محمد حفیظ آئے تھے۔

آئی آئی چندری } بمبئی صوبہ مسلم لیگ کے صدر مسٹر اسمٰعیل چندری گر کی نسبت ریڈیو میں خبریں سناتے ہیں تو کہتے ہیں "مسٹر آئی آئی چندری گر نے یہ کہا"۔ اور مجھے یہ الفاظ بہت برے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر پورا نام لیا جائے یعنی مسٹر اسمٰعیل چندری گر کہا جائے تو یہ بہت موزوں چیز ہو۔

آج میں پریمی کے ساتھ مسٹر اسمٰعیل چندری گر سے امپیریل ہوٹل نئی دہلی میں ملنے گیا تھا۔ وہاں اُن کے بیٹے مسٹر عبد اللہ بھی تھے۔ بہت دلچسپ باتیں ہوئیں۔

مسٹر یعقوب حسین بھائی } سیٹھ حسین بھائی عبد اللہ لال جی کے فرزند سیٹھ یعقوب بھی امپیریل ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے ہیں اُن سے بھی ملاقات کی تھی۔

سفیر افغانستان } آجکل افغانستان سے نئے سفیر دہلی میں آئے ہیں۔ پریمی کے ساتھ اُن سے بھی ملنے گیا تھا۔ جونہی سامنے گیا دوڑ کر آگے آئے۔ اور گلے ملے۔ مجھ پر اُن کی اسلامی شان کا بہت اثر ہوا۔ ۱۹۳۱ء میں جب افغانستان گیا تھا تو اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور میں نے ان سے ایک سوال بھی کیا تھا۔ اُس وقت یہ کالج میں پڑھتے تھے۔ میں نے پوچھا تھا کہ اگر ایک اشرفی کنوئیں میں گر پڑے اور اُس کے نکالنے میں دو اشرفیاں خرچ کرنی پڑیں تو آپ وہ اشرفی نکالیں گے یا نہیں؟ اور انھوں نے کہا تھا کہ ڈوبی ہوئی ایک اشرفی نکالنے کے لئے دو اشرفیاں نہیں دو سو اشرفیاں خرچ کرنی پڑیں تب بھی میں اُس کو نکالوں گا۔ کیونکہ ایک اشرفی کو بیکار رہنا نہایت ضروری ہے۔

آج میں نے ان کو دیکھا تو آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے پہچان نہ سکا۔ مگر خود انھوں نے مجھے وہ پرانا قصہ یاد دلایا۔ میں نے اُن کے حافظے کی بہت تعریف کی۔

ٹوہانوی صاحب } میرے بزرگ حضرت خواجہ غلام حسن خاں صاحب ٹوہانوی کے فرزند نور الحسن خاں صاحب عرس کی شرکت کے لئے آئے ہیں۔ زید منزل میں ٹھیرے ہیں۔

جعفری صاحب } شام کو مشہور شاعر سید محمد صاحب جعفری سے اُن کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ پھر ولی اور حسن کے لئے دوائیں بھی خریدی تھیں۔ نعیم صاحب میرے ساتھ تھے۔

موٹر بگڑ گئی } یکایک ہندوستان ٹائمس اخبار کے دفتر کے قریب موٹر بگڑ گئی۔ ہر چند کوشش کی مگر ٹھیک نہیں ہوئی۔ مجبوراً ڈرائیور کو موٹر کے پاس چھوڑ کر پیدل روانہ ہوا۔ راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ بمشکل کچھ دور چلا۔ پھر نعیم صاحب ایک تانگہ لے آئے۔ اور ساڑھے آٹھ بجے رات کو گھر میں پہنچا۔ اندیشہ تھا کہ

کرفیو آرڈر کی وجہ سے ڈرائیور کو مشکلات پیش آئیں گی۔ اس واسطے نئی دہلی پولیس کو اطلاع دی۔ انھوں نے کہا نئی دہلی میں کرفیو آرڈر نہیں ہے۔ ڈرائیور رات بھر موٹر کے پاس رہے مجھے اُن کی تکلیف اور بھوکے رہنے کے خیال سے ساری رات بیکلی رہی۔ درد سر اور درد چہرہ اب تک موجود ہے۔ دلی کا بخار کبھی نہیں اُترا۔ ایک سہ تین ہو جاتا ہے جس کے بارہ میں کئی دن سے تردد ہے۔ اور بخار ہے۔ دوائیں ہو رہی ہیں۔ مگر ابھی کچھ فائدہ نہیں ہوا ہے۔ موسم کا حال بارش نہیں ہے۔ دن کو گرمی ہوتی ہے رات کو خنکی ہو جاتی ہے۔

نلوں کا پانی مسٹر محمد حنیف ایگزیکٹیو انجنئیر روزانہ آتے ہیں۔ اور عرس کے زائرین کے لئے پانی کا انتظام کرتے ہیں۔ نئے نل لگائے گئے ہیں۔ کیونکہ پرانے نلوں میں پانی بہت کم آتا تھا۔ اور ایک مہینے سے تو بالکل نہیں آتا۔ آج انہوں نے کہا کہ جب تک طبی تحقیقات پانی کی نسبت سند نہ دے نلوں میں پانی [illegible] نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دوائیں ڈال کر جراثیم ہلاک کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے۔ کل تک پانی پینے کے قابل ہو جائے گا۔ اور افراط سے نلوں میں آنے لگے گا۔

کپڑا احمد علی نذر بیگی نظامی اپنے ہاتھ کا بُنا ہوا کپڑا میرے لئے لائے ہیں۔ اُن سے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ اُن کے سچے ہم نام متولی احمد علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔

حقّے کا تمباکو ہز ہائی نس نواب [illegible] شاہ صاحب فرماں روائے ریاست جاورہ نے لکھا ہے۔ کہ میں نے منادی میں پڑھا کہ آپ پان ترک کر کے اس کے بدلے حقہ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے بھی سگرٹ سے بہت نقصان ہوا تھا۔ ابتداً میں نے سگرٹ چھوڑ کر حقہ پینا شروع کیا تو اُس سے بہت فائدہ ہوا۔ اس واسطے میں آپ کے لئے جاورے سے ریاست کا خاص تمباکو منگا کر بھیجوں گا۔

نواب دل شاہ صاحب کو میری ذات کے ساتھ جو خلوص ہے وہ اس خط سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ اور جاورے سے تمباکو آئے گا تو میں اس کو ضرور استعمال کروں گا۔ لیکن ابھی تو پان چھوڑنا مجھے اتنا ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ جتنا انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا مشکل معلوم ہو رہا ہے۔

۱۶ شوال ۱۳ ستمبر جمعہ دہلی

عرس کا پہلا دن درگاہ کے اطراف میں بازار لگ گئے ہیں۔ زائرین جوق جوق آ رہے ہیں نئے نل لگ گئے ہیں۔ پانی کی افراط ہو گئی ہے نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی طرف سے بھی پانی کی ٹنکیاں زائرین کو پانی بانٹ رہی ہیں۔ درگاہ شریف کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی۔ نمازی بہت زیادہ تھے۔

قوالی کی پہلی مجلس بعد مغرب حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام صاحبؒ کی درگاہ میں قوالی کی مجلس ہوئی تھی۔ بہت سے عورت مرد شریک ہوئے تھے۔

۱۷ شوال ۱۴ ستمبر شنبہ دہلی

عرس کا دوسرا دن آج صبح حضرت دادا مولانا ؒ کے مزار پر قوالی کی دوسری مجلس ہوئی تھی۔

سیماب صاحب آگرے سے سیماب صاحب ملنے آئے تھے۔ اُنھوں نے قرآن شریف کے ترجمے کو منظوم کیا ہے۔ اُس پر رائے لکھوانی چاہتے تھے۔ میں نے کہا میں قرآن شریف کے ترجمے کو منظوم کرنے کے خلاف ہوں۔ تاہم ایک مختصر رائے لکھ کر دیدی۔

قوالی ہال کی پہلی مجلس تین بجے قوالی ہال کے میدان میں پہلی مجلس شروع ہوئی۔ یکایک بارش کا طوفان آ گیا۔ اور مجلس درہم برہم ہو گئی۔ مجبوراً خاص خاص آدمی ملکوت منزل میں آ گئے۔ اور وہاں مغرب کے وقت تک قوالی ہوئی۔ بارش کا سلسلہ جاری رہا۔

مہمان پاکپٹن سے محمد حسین دینی نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی لاہور سے آئے ہیں۔ عبدالغنی صاحب انبالے سے آئے ہیں۔ اقبال احمد صاحب اور اخلاق احمد صاحب علی گڑھ سے آئے ہیں۔ ٹوہانے سے دو مولوی صاحبان آئے ہیں۔ سٹلہ ضلع بلند شہر سے محمد اسمٰعیل نو مسلم نظامی اور اُن کے داماد اور مُلّا جی الٰہی بخش صاحب آئے ہیں۔ الٰہ آباد سے محمد اسلام نظامی مرحوم کی بہن آئی ہیں۔ بھیا فقیر عشقی صاحب اہل و عیال کے ساتھ آئے ہیں۔ ان کے داماد قمر الاسلام صاحب اور اُن کے چھوٹے بھائی بھی آئے ہیں دہلی اور اطراف دہلی کے مہمان بھی آئے ہیں۔

دوسری مجلس رات کو ۹ بجے سے بارہ بجے تک زنانے مکان میں قوالی ہوئی۔ دن کی مجلس میں کیپٹن عطاء الرحیم صاحب اور میجر محمود احمد صاحب اور عبداللطیف خاں صاحب نیازی وغیرہ اصحاب بھی شریک ہوئے تھے۔

دو تار حضرت مولانا سید غیاث الدین احمد میاں قادری کا احمد آباد سے اُردو تار آیا ہے۔ نام بنام تمام زائرین اور احباب اور مریدوں کو سلام و دعا بھیجی ہے۔ وہ ہمیشہ ہر عرس میں تار بھیجا کرتے ہیں۔ قاضی میراں بخش نظامی کا تار بھی قلات بلوچستان سے آیا ہے۔ میری بیماری کی تکلیف آج رات کو بہت زیادہ ہو گئی زید منزل کے بالا خانے پر سویا تھا۔

۱۸ شوال ۱۵ ستمبر اتوار دہلی

عرس کا آخری دن صبح نو بجے حضرت امیر خسروؒ کے مزار کے پائین اپنے قدیمی حجرے میں جا کر بیٹھا جہاں قوالی ہوئی اور نیاز ہوئی۔ دہلی کے مشائخ

بھی اس نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد سب لوگوں کو لے کر قوالی ہال کے میدان میں آگیا۔ اور یہاں ایک بجے تک قوالی سنی۔

دوسری مجلس } آج مجھے بخار کی بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور چہرے اور دماغ میں درد کی ایسی شدت ہے کہ نماز میں سجدہ بڑی مشکل سے کرتا ہوں۔ مگر اس کے باوجود قوالی ہال کے میدان میں دوسری مجلس کا انتظام کرنے گیا۔ مولانا عشقی نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور پاک دل محمد حسین نظامی اور احمد علی نذر بیگی نظامی اور فقیر محمد نظامی اور حبیب الرحمٰن نظامی اور مستری حبیب خاں نظامی وغیرہ نے انتظام میں بہت مدد دی۔ پہلے قوالی کی مجلس ہوئی۔ پھر مشاعرہ شروع ہوا۔ میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما رحمۃ اللہ علیہ نے صدارت کی اور اُن کے فرزند میر ولایت حسین صاحب خمار نے شعرا کی فہرستیں بنائیں۔ اور باہر سے آئی ہوئی نظمیں نہایت خوش لحنی سے پڑھیں۔ سب سے پہلے سید ذہین نظامی حیدر آبادی مورخ دکن کی منقبت پڑھی گئی۔ اور بہت پسند کی گئی۔ منقبت کی نظمیں ختم ہوگئیں تو میر عنایت حسین صاحب نے کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی کو اپنی جگہ بٹھا دیا۔ اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے نہایت دلچسپ انداز سے شعرا کا تعارف کرایا۔ بہت اچھی اچھی غزلیں پڑھی گئیں۔ استاد بلال کی منقبت بھی بہت زیادہ دلچسپی سے سُنی گئی۔ پانچ بجے کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی نے اپنا کلام سُنایا۔ اور واپس چلے گئے۔ اور اُن کی جگہ شاہزادے احمد علی خاں صاحب دُرّانی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ عبدالملک حاصی نظامی نے بھی اپنی منقبت پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ سوا چھ بجے مسٹر لا بیلی ڈپٹی کمشنر دہلی اپنی میم صاحب کے ساتھ مشاعرے میں آئے۔ اور مشاعرہ سُن کر بہت خوش ہوئے اور ایک مختصر سی اُردو زبان میں تقریر بھی کی۔ خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سُنّی اوقاف کمیٹی باوجود بیمار ہونے کے شروع سے آخر تک مجلس میں شریک رہے۔ صبح کی مجلس میں چودھری غلام عباس صاحب ریذیڈنٹ مجسٹریٹ دہلی بھی شریک ہوئے تھے۔ اگرچہ وہ بھی بیمار تھے۔

میرا اعلان } مشاعرے کے آخر میں میں نے اعلان کیا کہ حضرت امیر خسروؒ اور عبدالرحیم خانخاناں اور غالبؔ اور بہادر شاہ کے کلام کی ترتیب اور فراہمی اور اشاعت کے لئے میں چار ہزار آٹھ سو روپے سالانہ دیا کروں گا۔ جو ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی کی نگرانی میں خرچ کئے جائیں گے۔ کیونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب ادبی سوسائٹی دہلی کے صدر ہیں۔

فساد کی خبر } بعد مغرب خبر آئی کہ ہمایوں کے مقبرے میں ہندو جاٹوں اور مسلمانوں کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ مگر پولیس نے نہایت دانشمندی سے فساد کو روک دیا۔ اُس وقت ہمایوں کے مقبرے میں ہزاروں مسلمان جمع تھے۔ اور ہندو جاٹ صرف پچاس ساٹھ تھے۔ مسلمانوں کا اشتعال بہت بڑھ گیا تھا۔ مگر پولیس نے اپنی حکمت استعمال کی اور ہزاروں مسلمان چپ چاپ ہمایوں کے مقبرے سے باہر آگئے۔

آج کی مجلس میں نواب عزیز احمد خاں صاحب سب رجسٹرار دہلی اور دواخانہ ہمدرد کے مالکان اور مفتی شوکت صاحب فہمی ایڈیٹر دینِ دُنیا اور ملا واحدی صاحب اور اُن کے بچے اور نواب نورالدین صاحب اور حکیم ملنسار نظامی اور حکیم امتیاز الحق صاحب اور سید ظہیرالدین احمد نظامی وغیرہ بھی شریک ہوئے تھے۔ اور مولانا ابوالکمال ماہر صاحب اور حکیم احمد حسن خاں نظامی اور حکیم عبدالسلام نظامی بھی شریک ہوئے تھے۔

بیماری کی اذیت } آج رات بھر بخار اور دردِ سر کی اذیت رہی۔ نیند نہیں آئی پچھلی رات زید منزل کے بالاخانے پر اور اونگھ رہا تھا کہ پڑوس کے مکان کی چھت پر سے ایک چور نے اندر آنا چاہا۔ اُس نے پہلے بیٹری کی روشنی کمرے کے اندر ڈالی۔ میں روشنی دیکھتے ہی اُٹھ کر دوڑا چور بھاگا۔ میں نے اُس کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور چند پُرلطف فقرے بھی کہے۔ یعنی کہا بھاگتے کیوں ہو۔ بھاگنا بہادری کے خلاف ہے۔ آجاؤ اندر آجاؤ۔ میرے کمرے میں زید پاشا بھی سوتے تھے۔ اور کوئی نہیں تھا۔

استاد شمس الدین صاحب } سالہا سال سے میرے ہاں عرس کی مجلسوں کا انتظام استاد شمس الدین صاحب اور اُن کے ساتھی کیا کرتے ہیں۔ اس سال وہ کچھ بیمار تھے۔ پھر بھی کئی رات دن انتظام میں مصروف رہے اور بہت عمدگی سے مجلسوں کا انتظام قائم رکھا۔

(۹)

حاجی بشیر صاحب } ہر عرس میں حاجی محمد بشیر صاحب میرے ہاں مجلس میں اور درگاہ شریف میں فرش اور شامیانوں کا انتظام کرتے ہیں۔ اور گیس کے ہنڈے بھی لگاتے ہیں۔ اس سال بھی ان کا انتظام بہت اچھا رہا۔ اس سال وہ فرش بہت زیادہ لائے تھے۔

اطراف کے ہندوؤں کی شرکت } اس عرس میں میں نے اپنی درگاہ کے اطراف کے ہندو دیہات کے نمبرداروں اور ذیل داروں اور مکھیا لوگوں کو بھی بلاوے بھیجے تھے۔ اور حسب ذیل بھائی شریک مجلس ہوئے تھے۔

چودھری جہانگیر ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ جھریا مریا۔ بی ناراین ذیل دار خان پور۔ چودھری رام چند سرائے کالے خاں۔ چودھری مہپال سنگھ سرائے کالے خاں تیج رام کٹرہ ارادت مند۔ جاہر یا نمبردار سرائے کالے خاں

چودھری ہستو گوجر سرائے کالے خاں۔ لالہ جنیسر داس صاحب نمبردار جنگ پورہ۔ ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفارام جنگ پورہ۔

کالو سرائے کے مسلمان دیہاتی بھی آئے تھے اور ادہ چنی سے اجمیری صاحب۔ اور کیلوکھری سے چودھری عیدو اور نورو۔ اور رسال نمبردار بھی آتے تھے۔ ڈاکٹر شفارام صاحب کی قوالوں کو داد دہش سب سے زیادہ رہی۔

نور احمد صاحب پاک پٹن شریف سے بھاول پور والے زمیندار نور احمد صاحب بھی آئے تھے۔ اور درگاہ کے حجرے کی اور قوالی ہال کی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔ اور حسب عادت بہت روپے قوالوں کو دئے تھے۔

۱۹ شوال ۱۶ ستمبر پیر دہلی

مہمانوں کی روانگی آج میرے سب مہمان واپس چلے گئے۔ صرف پاک دل محمد حسین نظامی اور محمد لسین نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور الہ آبادی خاتون موجود ہیں۔ جن کو میں نے روک لیا ہے۔ صوفی صاحب اجمیری کی منقبت بہت اچھی تھی۔ اور انھوں نے میرے مہمانوں کو قورمہ بھی کھلایا تھا۔ قلندر جنگ نظامی بھی کل سے آئے ہوئے تھے۔ آج واپس چلے گئے۔ رحیم بخش نظامی بھی چلے گئے۔ آج میری تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ تو مجبوراً ڈاکٹر مجتبیٰ شاہ صاحب کو بلایا۔ انھوں نے کہا کہ زکام کی وجہ سے آنکھوں کے اندر کے حصے میں سوزش ہو گئی ہے۔ اس کی تکلیف ہے۔ ان کی دوا سے تکلیف میں کمی ہو گئی۔ رات کو زنانہ مکان میں سویا۔ مگر بے چین رہا۔ نیند نہیں آئی۔ درگاہ میں رات بھر قوالی ہوتی رہی۔ موسم بدل گیا ہے رات کو کمبل اوڑھنے کی ضرورت ہوئی تھی۔ کل سے بواسیر کا خون بھی آرہا ہے۔

۲۰ شوال ۱۷ ستمبر منگل دہلی

عرس ختم ہو گیا میرے ہاں ۱۸ شوال کو عرس کی مجلسیں ختم ہو گئی تھیں۔ لیکن درگاہ میں ۱۹ تاریخ کو بھی مجلسیں ہوئیں۔ آج ۱۱ بجے درگاہ شریف میں آخری نیاز ہوئی۔ اور جتنے زائرین باقی تھے وہ سب چلے گئے۔

سید عجاز علی صاحب اجمیر شریف سے صاحبزادے سید عجاز علی صاحب ملنے آئے تھے لکھنؤ جا رہے ہیں۔ یہ چشتی پارٹی کے ممبر ہیں اور درگاہ کے خدام سے تعلق رکھتے ہیں۔

توکلی شاہ صاحب آج دہرہ دون سے میرے خلیفہ توکلی شاہ نظامی اپنے چند مریدوں کے ساتھ آئے ہیں۔ قوالی ہال میں ٹھیرے ہیں۔ میرے لئے پکانے کی سبزیاں اور کھانے کے پھل بھی لائے ہیں۔ اور چیتل کی کھال کی ایک بہت اچھی جانماز بھی لائے ہیں جو بہت ہی نرم اور خوبصورت ہے۔

ڈاکٹر مجتبیٰ شاہ صاحب آج مجھے اور میرے پوتے ولی کو اور میری بڑی لڑکی حور بانو کو دیکھنے کے لئے ڈاکٹر مجتبیٰ شاہ صاحب دوبارہ آئے تھے۔ ولی کے بخار کو پندرہ دن ہو گئے ہیں۔ صبح ۹۹ ہو جاتا ہے۔ کھانا بند کر رکھا تھا۔ کیونکہ ٹائیفائڈ کا شبہ تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب نے رائے دی کہ ٹائیفائڈ نہیں ہے کھانا دینا چاہئے۔ مجھے آج بھی بہت تکلیف رہی۔ دوا استعمال کر رہا ہوں۔ مگر کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ حور بانو کو بھی انفلوئنزا بخار رہے۔

گولی چلنے کی افواہ شہرت ہوئی تھی کہ نئی دہلی میں کسی کانگرسی لیڈر پر گولی چلائی گئی ہے۔ مگر رات کو ریڈیو خبروں سے اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔ مجھے رات بھر درد سر کی تکلیف رہی۔ موسم اچھا ہے۔ بارش نہیں ہوئی۔ دھوپ نکلی رہی رات کو خنکی بڑھ گئی۔

عبدالحمید نظامی اخوانی نظامی کے بڑے بیٹے عبدالحمید نظامی آئے ہیں۔ قوالی ہال میں ٹھیرے ہیں۔

۲۱ شوال ۱۸ ستمبر بدھ دہلی

روانگی آج صبح توکلی شاہ نظامی اپنے مریدوں کے ساتھ دہرہ دون واپس چلے گئے۔ عبدالحمید نظامی سیالکوٹ چلے گئے۔ حکیم منزل شاہ نظامی اور محمد لسین نظامی بھی لاہور چلے گئے۔

تکلیف کی زیادتی آج میری بائیں آنکھ کے اوپر اور اطراف میں درد کی شدت بہت زیادہ رہی۔

غلام محی الدین صاحب گورنمنٹ کالج لائل پور کے ایک پروفیسر غلام محی الدین صاحب خلوت ملنے آئے تھے۔ سید محمد صاحب جعفری شاعر کے دوست ہیں۔

سنی اوقاف مجلس کا جلسہ باوجود آنکھ کے درد کی سخت تکلیف کے نعیم صاحب کے ساتھ تانگے میں دلی گیا تھا۔ نعیم صاحب میری اور ولی اور روحی اور نجم کی دوائیں لینے گئے۔ اور میں سنی اوقاف مجلس کے جلسے میں شریک ہوا خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور سید ارشاد ناصری صاحب بھی شریک تھے۔ مغرب کے وقت تک پورا ایجنڈا ختم ہو گیا۔ واپس آیا تو نعیم صاحب کا تانگہ نہیں آیا تھا۔ اس لئے لالہ داتارام صاحب کے ذریعے دوسرا تانگہ منگایا اور بعد مغرب گھر پہونچا۔ آنکھ کے درد کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ خواجہ بانو نے سینکا اور دوا لگائی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ رات بھر بے قراری رہی۔

حسین کا تار حیدرآباد سے حسین کا تار آیا ہے میری تکلیف کا حال پوچھا ہے۔

نسب نامے پاک دل محمد حسین نظامی حسین خانے کے ستونوں پر میرے اور خواجہ بانو کے نسب نامے لکھ رہے ہیں

داستان پاکستان نمبر ۵ پانی پت کی آخری لڑائی مجلد از خواجہ حسن نظامی قیمت [illegible] آنے

داستان پاکستان

آٹھ کتابیں

داستان پاکستان نمبر ۱

مصر کی باتصویر داستان۔ فلسطین کی باتصویر داستان۔ ملک شام کی باتصویر داستان۔ حجاز کی باتصویر داستان۔ عکسی تصویریں۔ خواجہ حسن نظامی کی ایسی تحریریں۔

قیمت سابقہ ڈہائی روپے
موجودہ تین روپے

داستان پاکستان نمبر ۲

کابل کی آنکھوں دیکھی باتصویر داستان سلطان محمود غزنوی کے پایۂ تخت غزنی کی آنکھوں دیکھی باتصویر داستان۔ قندہار کی آنکھوں دیکھی باتصویر داستان۔ ہرات کے حالات۔ چشت کی کیفیات۔ بلخ کے بیانات۔ حضرت علیؑ کے اصلی مزار کی تصویر اور کیفیت۔ قیمت مجلد پانچ روپے
غیر مجلد چار روپے

داستان پاکستان نمبر ۳

ملک مصر کے ۳۰ خاندانوں کے بادشاہوں کے باتصویر حالات اور اس کا ثبوت کہ ہندو مصری فرعونوں کی اولاد ہیں نہایت اہم تصویریں۔ خواجہ حسن نظامی کی تیس سالہ تحقیقات کا نتیجہ قیمت تین روپے

داستان پاکستان نمبر ۴

تمام سلاطین عباسیہ کی مکمل تاریخ دو حصوں میں نوشتہ خواجہ حسن نظامی۔
قیمت تین روپے

داستان پاکستان نمبر ۵

ترک بادشاہوں خلجی بادشاہوں تغلق بادشاہوں کی تاریخ۔ خواجگان چشت کی تاریخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی مکمل سوانح عمری۔ قیمت تین روپے

داستان پاکستان نمبر ۶

تزک جہانگیری کا ترجمہ از خواجہ حسن نظامی نہایت دلچسپ نوٹ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

داستان پاکستان نمبر ۷

تاریخ حکومت اورنگ زیب نوشتہ نواب میرزا یار جنگ بہادر قیمت بارہ آنے

داستان پاکستان نمبر ۸

پانی پت کی آخری لڑائی۔ دو سو برس پہلے ہندوؤں کی تیاریاں اور مسلمانوں کا کامیاب بچاؤ۔ از خواجہ حسن نظامی۔
قیمت بارہ آنے

کتب روحانی

اسرار اسم اعظم

۳۰۰ صفحات مجلد اسم اعظم کی تمام پوشیدہ تاثیرات کا بیان۔ یہ کتاب صرف اُن لوگوں کو دی جاتی ہے جو رازداری کا اقرار کریں
قیمت ایک روپیہ

حضرت بابا فریدؒ کا روزنامچہ

نوشتہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ۔ روحانی تعلیمات کا خزانہ قیمت نو آنے

اُردو دُعائیں

دین اور دُنیا کے سب مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے اُردو زبان میں دعائیں مانگنے کے طریقے۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی قیمت آٹھ آنے

مفلسی کا مُجرّب علاج

خواجہ حسن نظامی کی سب سے پہلی تصنیف مفلسی دُور کرنے کے مجرب عملیات۔ قیمت چار آنے۔

حدیث کی پیشین گوئیاں

صحاح ستہ سے چھانٹی ہوئی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ زمانے میں جو کچھ ہوا اور ہوگا۔ اُن سب کی نسبت رسول خدا کی حدیثوں کا اُردو ترجمہ قیمت آٹھ آنے۔ پتہ حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی

طبی کمپنی کی نئی پرانی دوائیں

فاسفورس کا تیل

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد ہے پٹھوں کی کمزوری کا تیر بہدف علاج ہے۔ بیس برس سے ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر ہزاروں آدمی استعمال کر رہے ہیں قیمت خاص الخاص ڈہائی اونس کی شیشی ڈہائی روپے۔ ڈیڑھ اونس کی شیشی ڈیڑھ روپیہ اور پاؤ اونس کی شیشی آٹھ آنے

جرمنی تیل

یہ تیل مردوں کے خفیہ پٹھوں کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے اور ہر قسم کی کمزوریاں دور کرنے کے لئے اکسیر ثابت ہوا ہے۔ پاؤ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔

کونین کا تیل

ابھی حال میں خواجہ صاحب نے یوکلپٹس آئل میں کونین کو حل کیا ہے۔ ملیریا بخار دور کرنے اور ملیریا بخار سے بچانے اور مچھروں کو بھگانے کا بہت ہی پکا اور یقینی علاج ہے۔ یہ تیل ملا بھی جاتا ہے۔ اور کھایا بھی جاتا ہے ایک اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔ پاؤ اونس کی شیشی قیمت چھ آنے۔ لیکن چھوٹی شیشی ایک نہیں دی جائے گی۔ چار دی جائیں گی۔ جو ایک ڈبے میں ہوں گی۔

کافور کا تیل

یہ بھی خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایجاد ہے سوتے وقت ہاتھ پاؤں اور چہرے پر مل لیا جائے۔ تو مچھر پاس نہیں آئیں گے پانی میں ملا کر کمرے کے اندر چھڑک دیا جائے تو زہریلے کیڑے دور ہو جائیں گے۔ کوئی زہریلا جانور کاٹ کھائے تو یہ تیل لگا دینے سے زہر دور ہو جائیگا۔ کسی کو زکام ہو جائے تو کپڑے پر ڈال کر سونگھانے سے زکام دور ہو جائیگا یا اس کی تیزی کم ہو جائیگی۔ نمونیے کے بیمار کے سینے پر ملا جائے۔ تو فائدہ ہوگا۔ تلی بڑھ گئی ہو تو اوپر بھی ملا جائے اور پانچ قطرے پانی میں ڈال کر پلائے جائیں۔ تلی گھٹ جائیگی کہیں ہیضے کی وبا پھیلی ہوئی ہو تو تندرست آدمی دو قطرے پانی میں ڈال کر پی لیں تو بیماری سے بچے رہیں گے۔ اور بیماروں کو پانچ قطرے پانی میں ڈال کر دئے جائیں۔ قیمت پاؤ اونس کی شیشی پانچ آنے۔ چار شیشیوں کا ڈبہ ایک روپیہ

پائیریا منجن

دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ حکیم نابینا صاحب مرحوم کے نسخے سے بنا ہے۔ قیمت نو آنے۔

ارسطو کا چورن

جگر اور معدے کی بیماریوں کا علاج ہے بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ بڑھاتا ہے قبض کشا ہے۔ قیمت نو آنے۔

خوش ایام گولیاں

عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں دور کرنے والی۔ تیس برس سے تمام ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہیں۔ بیس گولیوں کی قیمت ۱۲؁

ٹانک پوڈر

ہر قسم کی کمزوریوں کے لئے کھانے اور پینے کی تیر بہدف دوا۔ ہر وقت دل خوش رہتا ہے۔ اور آٹھ دن میں ہر قسم کی خفیہ کمزوریاں جاتی رہتی ہیں۔ قیمت ایک ڈبہ ایک روپیہ۔

راز کی دوا

یہ دوا مردوں کے لئے مخصوص ہے
قیمت دو روپے آٹھ آنے

شفائی

ہیضے کی بیماری کا جادو اثر علاج ہے۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ۔

گل بکاولی

پسے ہوئے پھول ہیں قیمت ایک ڈبہ چار آنے

پتہ

یہ سب دوائیں طبی کمپنی دہلی سے بھی مل سکتی ہیں اور طبی کمپنی کے ایجنٹوں سے بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور بڑے شہروں کے دوا فروش بھی فروخت کرتے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں خوش اقبال منزل چھل گوڑہ سے مل سکتی ہیں اور احمد آباد میں دفتر دین پانچ پٹی۔ اور لاہور میں نظامیہ دواخانہ فیض باغ سے مل سکتی ہیں۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

۲/۱۱/۳۲

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادیِ دہلی

قلم کار شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

تار کا پتہ خواجگان نئی دہلی ٹیلی فون نمبر ۸۶۷۵

سالانہ چار روپے
ایک پرچہ ایک آنہ
ہندوستان سے باہر
سالانہ ۹ شلنگ

چشتی پارٹی کا اقرار نامہ

(۱) خدا کو ایک مانوں گا (۲) ہر دین دھرم کی عزت کروں گا (۳) اپنے دین دھرم پر پکا رہونگا (۴) ہر دین دھرم کی یادگاروں کی حفاظت کرونگا (۵) سب آدمیوں کو برابر کا بھائی سمجھونگا۔ (۶) عورتوں اور بچوں اور جانوروں کی حفاظت کرونگا۔ (۷) حکومت کے قانون کا وفادار رہونگا (۸) چشتی اصول کے لئے جان و مال قربان کرونگا (۹) اپنے مذہب کی باطنی تعلیم پر عمل کروں گا۔

چشتی پارٹی کے عمل کا بیان

جو عورت مرد چشتی پارٹی کے ان ۹ اصول کو قبول کرلیں وہ چشتی پارٹی کے صدر خواجہ حسن نظامی دہلی کو خط لکھدیں کہ میرا نام رجسٹر میں درج کر لیا جائے۔

چشتی پارٹی کے ۹ اصول روزانہ ۹ آدمیوں کو سنا دیا کریں اور جو ان ۹ اصول کو قبول کریں ان کے نام اور پتے خواجہ حسن نظامی صدر چشتی پارٹی دہلی کو بھیج دیا کریں۔

خود کسی سے مذہبی یا سیاسی جھگڑا نہ کریں اور دوسروں کو مذہبی اور سیاسی جھگڑوں سے بچائیں۔

برادریوں اور گھروں کے جھگڑے دور کرنے کی کوشش کریں۔ چشتی پارٹی کی ممبری کی سند جن کے پاس ہو ان کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اور ان کے دکھ سکھ میں بھائیوں کی طرح شریک رہیں۔ چشتی بھائیوں کو شادی غمی کی فضول خرچی سے بچائیں۔ اور مقدمہ بازی سے بچائیں اور نشہ بازی اور جوئے بازی اور عیاشی سے بچائیں۔ عورتوں اور بچوں اور جانوروں پر ظلم ہوتا ہو تو اس کو نرمی کے ساتھ روکیں۔

دودھ دینے والے جانوروں کو پالیں دودھ دہی چھاچھ کھائیں۔ ہندوستانی چیزیں استعمال کریں۔ نام نمود سے بچیں۔ کسی کو دکھ نہ دیں۔ کسی سے خوف نہ کریں۔ اور چشتی برادری کے ۹ اصولوں کو چلانے کے لئے جان و مال کی قربانیاں دیں۔ شادی غمی میں نام کے لئے فضول خرچی نہ کریں۔ کوئی عورت مرد بے کار نہ رہے۔ وقت کا ایک منٹ فضول ضائع نہ کرے۔ ہر قوم کے مذہبی اور سیاسی لیڈروں کی عزت کریں۔ رشوت کو بہادری سے روکیں۔ چور بازاری اور بری نفع بازی اور سٹہ بازی سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں کسی آدمی کو اچھوت نہ سمجھیں۔ ہندو مسلمان امیر غریب ممبر آپس میں مل کر کھانا کھائیں اور شادی غمی میں شریک ہیں۔ عورتوں اور بچوں کو لکھنا پڑھنا اور صاف رہنا سکھائیں۔ ہندو مسلمانوں کی کتابیں پڑھیں۔ مسلمان ہندوؤں کی کتابیں پڑھیں۔ ان کتابوں میں کوئی بات بری معلوم ہو تو اس کو دل میں رکھیں۔ زبان پر نہ لائیں۔ ممبر ہندوستان میں ہوں یا پاکستان میں وہ اپنی حکومت کے وفادار رہیں اور اگر حکومت کوئی غلطی کرے تو نرمی اور وفاداری کے انداز سے ظاہر کریں۔ مندروں۔ شوالوں گردواروں کی مسلمان ممبر حفاظت کریں۔ مسجدوں قبروں امام باڑوں کی ہندو ممبر حفاظت کریں۔ مسلمان ممبر گائے کی قربانی نہ کریں۔ دوسرے جانوروں کی قربانیاں کریں۔ اور قرآن شریف کے حکم پر غور کریں جس میں لکھا ہے کہ خدا کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا تو تمہاری پاک بازی چاہتا ہے۔ یعنی نفسانیت کی ضد کی قربانی چاہتا ہے

ہندو مسلمان دونوں اپنی عورتوں اور بچوں کو نئے پرانے ہتھیار چلانے سکھائیں تاکہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکیں

سچ بولیں۔ کسی کو دھوکہ نہ دیں۔ اور اپنی روزی خود اپنی محنت سے حاصل کریں کسی دوسرے پر اپنی روزی کا بوجھ نہ ڈالیں

جو اس مضمون کو پڑھے کم از کم پانچ مردوں یا عورتوں یا بچوں کو سنا دے۔ اور ہندو مسلمانوں کی موجودہ لڑائی کو بند کرنے کی کوشش کرے۔ خدا اس کی سب مرادیں پوری کرے گا۔

اُردو بچاؤ

اُردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں

ہندوستان کی سیاسی یا اختیاری تقسیم کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا حال خدا کو معلوم ہے۔ لیکن جو لوگ ہندوستان کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مقبول اور گھر گھر پھیلی ہوئی اُردو زبان کو مٹانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ ملک کی تباہی کے بیج بو رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال کہ اُردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں۔ غلط خیال ہے کیونکہ اُردو زبان فقط مسلمانوں کی زبان نہیں ہے۔ بلکہ کروروں ہندوؤں کی زبان بھی ہے۔ اُردو کو مٹانے کا خیال مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کے لئے تباہ کرنے والا خیال ہے۔

لیکن کانگرس نے سی پی اور یو پی اور بہار اور بمبئی اور مدراس میں اُردو زبان کو اسکولوں سے خارج کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ اور اگست ۱۹۴۷ء سے اختیارات ملتے ہی اُردو کو اسکولوں اور کچہریوں اور ہر قسم کے کاروبار سے نکال دینے کا کام شروع کر دیا جائیگا۔

اس لئے جو ہندو مسلمان اُردو زبان کا باقی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اُن کو اردو بچاؤ کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

اسکولوں میں اگر اُردو کو ممنوع کیا گیا تو اُس کا تدارک کچھ مشکل نہیں ہے۔ مسلمانوں کے اسکولوں میں اُردو پڑھائی جاسکتی ہے۔ اور نئے مکتب کھولے جاسکتے ہیں۔ جہاں اُردو اور فارسی پڑھائی جائے۔ کیونکہ اب مسلمانوں کو فارسی پڑھنی لازمی ہوگئی ہے۔ تاکہ افغانستان اور ایران سے تعلقات قائم ہوسکیں۔

کچہریوں میں اُردو قائم رکھنا کچھ زیادہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اب بھی کچہریوں میں انگریزی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اُردو بچاؤ کے لئے جدوجہد کرنی ضروری ہے اس واسطے اُردو کے حامی اپنی درخواستیں اُردو میں دیا کریں۔ سنوائی ہو یا نہ ہو وہ اس بات پر اڑے رہیں۔ اور خطوں کے پتے اُردو میں لکھا کریں۔ اور ایسے مقامات کے پتے جہاں اُردو کا رواج نہ ہو ان پر پہلے اُردو میں پتہ لکھیں اور اس کے بعد نام اور مقام انگریزی میں لکھدیا کریں۔

اپنے گھروں میں اُردو بولنی چاہئے۔ جو لوگ گھروں میں گجراتی یا پنجابی بولتے ہیں۔ وہ اُردو کے راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں۔ اور جو لوگ بلا ضرورت انگریزی بولتے ہیں وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہندوستان کے دشمن ہیں۔

اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ خطوں کے اُردو پتے لکھنے کی اور گھروں میں اور باہر کے کاروبار میں اُردو بولنے کی تحریک جاری کی جائے۔

لڑکیوں کو جہیز میں اُردو کتابیں دینے کا رواج جاری کرنا چاہئے۔ لیٹر فارم اُردو میں چھپوا لئے جائیں۔ اور اُن پر یہ عبارت چھپوائی جائے "اُردو بولو۔ اُردو لکھو" اور ہر شخص ہر خط ختم کرنے کے بعد قلم سے بھی لکھدیا کرے "اُردو بولو۔ اُردو لکھو" اس سے عوام میں اُردو کا چرچا بڑھ جائے گا۔

لیکن یہ سب کام عارضی نہ ہونے چاہئیں۔ مسلمانوں کی عادت ہوگئی ہے کہ اُن کا جوش دودھ کا اُبال ہوتا ہے۔ اُن کو سمجھ لینا چاہئے کہ اگر اُنھوں نے اُردو زبان کو بچانے اور ترقی دینے کا کام شروع نہ کیا تو اُن کو بہت بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔

مشاعروں میں عشق بازی کی غزلیں بند کر دی جائیں۔ اُردو کی تعریف اور اُردو کی اصلاح اور اُردو کی ترقی کے اشعار مشاعروں میں جاری کئے جائیں۔

عرسوں اور میلوں اور بازاروں اور عیدوں اور جلسوں کے موقعوں پر اُردو کے بچاؤ اور اُردو کی ترقی کی تقریریں کی جائیں۔

الغرض ہر مسلمان چاہے وہ ہندوستان میں ہو یا پاکستان میں ہو اُردو کے بچاؤ کا کام شروع کردے۔ محض انجمن ترقی اُردو یا دوسری جماعتوں یا اشخاص پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ کام محدود طریقے سے ہوگا تو جلدی کامیابی نہیں ہوگی۔ ہر شخص کے دل میں اُردو بچاؤ کا ایک جوش پیدا کردینا چاہئے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ کانگرسی حکومت یا اُردو کے مخالفین کے خلاف کوئی بات زبان سے یا قلم سے نہ کہی جائے۔ بلکہ چپ چاپ اپنا عمل جاری رکھا جائے۔ پھر کوئی شخص اُردو کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ ہندوستان کی حکومت کتنی ہی کوشش کرے اُس کو اُردو مٹانے کے کام میں کامیابی نہ ہوسکے گی۔

یاد رکھئے یہ مضمون ایسا نہیں ہے کہ پڑھا اور ڈال دیا بلکہ فوری عمل کا مستحق ہے۔

چشتی پارٹی کا ہفت روزہ اخبار

منادیٔ دہلی

یکم اگست ۱۹۴۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

پیشگی اخبار

یہ اخبار جولائی میں شائع کیا جاتا ہے اور اگست کی پہلی کا ہے۔ ۸ ر ۱۶ ر ۲۴ ر کے پرچے بھی جلدی شائع ہو جائیں گے۔ اور اب ہر تاریخ کا پرچہ الگ شائع ہوگا۔

پانچ تن بندھن

پاکستان بن گیا۔ لیکن مسلمانوں کی تفریق کا وہی حال ہے۔ جو مسلمان جمعیت علما اور احرار اور خاکسار کہلاتے ہیں انھوں نے اب تک اپنے انجام کو نہیں سوچا ہے۔ اور وقت اتنا نازک آگیا ہے کہ اگر مسلمانوں کی پراگندگی کا یہی حال رہا تو اسپین کی طرح چن چن کر ختم کر دئے جائیں گے۔ یا مرتد کرا دئے جائیں گے۔ یا جلاوطن ہو جائیں گے۔

مجھے سب سے زیادہ افسوس شیعہ جماعت کی حالت پر ہے۔ کہ وہ سب جانتے ہیں کہ مسٹر جناح شیعہ ہیں۔ اور کروڑوں سنیوں نے ان کو اپنا لیڈر بنا لیا ہے۔ پھر بھی اُن میں سے بہت سے افراد اسلامی اخوت سے باہر نظر آتے ہیں۔

بہر حال میں اس موقع پر شکوے شکایت کو بیکار و بے نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اب تو ضرورت عمل کی ہے۔ چشتی پارٹی کے ذریعے میں ایسا کوئی کام نہیں کر سکتا جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو۔ کیونکہ چشتی پارٹی سب قوموں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے والی جماعت ہے۔ اور میں اگر مسلمانوں کے فائدے کے لئے کوئی بات کہہ سکتا ہوں تو ذاتی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں۔ جماعتی حیثیت میری الگ ہے۔

اس وقت مسلمانوں کی سلامتی اس میں ہے کہ وہ اپنے فرقے وارانہ عقائد کچھ ہی رکھتے ہوں لیکن اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے اور اپنے آثار قدیم کی حفاظت کے لئے اُن کو ایک دل اور ایک عمل ہو جانا چاہئے۔ میں اس معاملے میں صرف مشورہ دے سکتا ہوں۔ عملی کام نہیں کر سکتا کیونکہ نہ میری عمر اس قابل ہے نہ صحت اس قابل ہے۔ نہ حالات اس قابل ہیں۔ اس لئے میں منادی کے ناظرین کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وہ "پانچ تن بندھن" کی تحریک جاری کریں۔ جو بہت سادہ اور بہت آسان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر مقام کے پانچ پانچ آدمی مسلمان قوم کے مال اور جان اور آبرو اور آثار قدیم کے بچانے کے لئے ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں۔ اور یہ پانچ آدمی ایسے ہونے چاہئیں جن کے ذمے ماں باپ یا عورتوں اور بچوں کی پرورش کا بوجھ نہ ہو۔ اور یہ پانچوں نام نمود کے خواہش مند بھی نہ ہوں۔ محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور خدمت خلق کے لئے یہ بندھن بنائیں اور جب اُن کے علاقے پر کوئی حملہ ہو تو سینہ سپر ہو کر اپنے علاقے کے رہنے والوں کی جان و مال کی حفاظت کریں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ خود کسی پر حملہ نہ کریں کیونکہ قرآن شریف نے صرف بچاؤ کا حکم دیا ہے اور خود پہل کرنے اور زیادتی کرنے سے منع کر دیا ہے۔

سر شفاعت احمد خاں کی وفات

شملے سے افسوس ناک خبر آئی ہے کہ سر شفاعت احمد خاں صاحب نے وفات پائی۔ وہ بہت لائق مسلمان تھے۔ اور انھوں نے بہت عرصے تک مسلمانوں کی خدمات انجام دی تھیں۔ ابھی حال میں کانگرسی عہدہ قبول کرنے کے سبب اُن پر حملہ بھی کیا گیا تھا۔ وہ الٰہ آباد کے رہنے والے تھے۔ اور میاں سر محمد شفیع مرحوم کے خاندان میں اُن کی شادی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور پسماندوں کو صبر دے۔

ہندوؤں کو عہدوں کا لالچ

۱۹ جولائی کی شام کو گاندھی جی نے ایک بیان شائع کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں کو عہدوں کا لالچ بڑھ گیا ہے۔ یہ بات ان کیلئے بہت نقصان رساں ہے۔

گاندھی جی ایک فلاسفر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور وہ انسانوں کی عادت اور خصلت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ہر آدمی نام ونمود اور دوسروں پر حکومت کرنے کا شوقین ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔ اور سکھ بھی اسی میں مبتلا ہیں۔ اور ہندو بھی۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ یورپ و امریکہ باوجود ہر قسم کی تعلیم اور قابلیت حاصل ہو جانے کے اسی بیماری میں مبتلا ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے وحشیوں کی کایا بدل دی۔ مگر قرآن شریف نے عربوں کی خصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے "اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا" عرب لوگ سرکشی اور منافقت میں بہت زیادہ سخت ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان عربوں نے مسلمان ہونے کے بعد محض دنیاوی اقتدار اور حکومت کے لئے رسول خدا صلعم کے پیارے نواسے اور ان کے بچوں کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالا۔

درویش اس عیب سے پاک ہوتے ہیں

میرا تجربہ ہے اور میں نے پرانی تاریخوں پر غور کرنے کے بعد اندازہ کیا ہے کہ درویشوں کی خصلت اس عیب سے پاک ہوتی ہے۔

لیکن بہت تھوڑی مقدار میں۔ یعنی درویشوں کی بھی ایک بڑی تعداد اس عیب میں مبتلا ہوتی ہے۔ صرف تھوڑے آدمی اس سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ہندوستانی درویشوں کا سب سے بڑا مرکز اجمیر ہے۔ اور وہاں اختیار و اقتدار کی لڑائی دنیاداروں سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ حیدرآباد میں بھی درویشوں کی جماعتیں اس بیماری میں مبتلا دکھائی دیتی ہیں۔ صرف پنجاب اور سرحد کے کچھ درویش اس عیب سے پاک دکھائی دیتے ہیں۔

ہندوؤں کے سادھو اور مہنت بہت زیادہ خرابیوں میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں مجھے دو چار آدمیوں کے سوا کوئی سادھو اور مہنت جو جاگیردار بھی ہو یا روپے والا بھی ہو اس عیب سے پاک دکھائی نہیں دیتا۔

دہلی میں یوپی کے ایک مشہور مسلمان درویش آجکل آئے ہوئے ہیں۔ بیس آدمی ساتھ ہیں رات بھر قوالی سنتے ہیں۔ رنڈیوں کا ناچ دیکھتے ہیں۔ امرد لڑکوں کا ناچ دیکھتے ہیں۔ اور تہجد کی عبادت کے وقت سو جاتے ہیں۔ اور دوپہر تک سوتے رہتے ہیں۔ اور اس خرافات کا انتظام اُن کے مریدوں کی طرف سے ہوتا ہے۔

میں خود اپنی نیت پر غور کرتا ہوں تو خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ میری نیت ہر قسم کے نام ونمود اور اختیار و اقتدار کی خواہش سے پاک ہے۔ اگرچہ میرے اندر عبادت کی بہت سی کوتاہیاں ہیں لیکن خدا نے مجھ کو نفسانیت کی بدچلنیوں سے ہمیشہ بچایا ہے۔ اور ایسے زمانے میں جب کہ سوا لاکھ سے زیادہ میرے مرید ہر جگہ موجود ہیں۔ میرے اندر کبھی اقتدار و اختیار کی حرص وہوس پیدا نہیں ہوئی۔ اور میں نے پیری مریدی کو محض اپنے بزرگوں کے ارشاد کی تبلیغ کے لئے اختیار کیا ہے مریدوں سے نذر و نیاز لیکر اپنے ذاتی اخراجات میں خرچ کرنے کے لئے میری پیری مریدی نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے میں نے ساری عمر محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالا ہے۔ اور اب بھی میں علانیہ کتابیں بیچتا ہوں اور لکھتا رہتا ہوں۔ مکہ میں ایک دکان دار ہوں۔ لیکن یہ دکان داری روحانیت کی نہیں ہے۔ بلکہ کتابوں اور دواؤں کی ہے۔ روحانی امور کے ذریعے میں ایک پیسہ کسی سے لینا ناجائز سمجھتا ہوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ گاندھی جی جن ہندوؤں کی شکایت کرتے ہیں اُن سے زیادہ جاہ پسندی مسلمانوں اور سکھوں میں پائی جاتی ہے۔ اس واسطے بجائے شکایت کرنے کے گاندھی جی کو قدیمی ترک وتیاگ کا پرچار کرنا چاہئے۔ اور مسلمان درویشوں کو بھی ترک دنیا اور ترک حُبِّ جاہ کی تلقین کرنی چاہئے۔

برما کا حادثہ

اس خبر سے بہت افسوس ہوا کہ ۱۹ جولائی کو برما میں پانچ وزیروں کو قتل کر دیا گیا۔ سیاست نئے زمانے کی ہو یا پرانے زمانے کی ہو ہمیشہ اُس کا نتیجہ خودغرضی اور سفاکی اور بے رحمی اور بے عقلی نکلتا ہے۔ ان پانچ وزیروں میں ایک وزیر مسلمان بھی تھے جو رنگون کی جامع مسجد میں دفن کئے گئے

صوبہ دہلی کی توسیع

۲۰ر جولائی ۱۹۴۷ء کو ہارڈنگ لائبریری دہلی میں لالہ دیش بندھو گپتا ممبر دستور ساز اسمبلی کے اہتمام سے صوبہ دہلی کی توسیع کے لئے ہندو مسلمانوں کا مشترکہ جلسہ ہوا تھا۔ مگر اس میں دہلی کے قدیمی باشندے بہت کم تھے توسیع کے اصول سے سب کو اتفاق تھا۔ مگر یوپی اور پنجاب کے میرٹھ ڈویژن اور انبالہ ڈویژن کے شریک کرنے سے اختلاف ہوا اور مسٹر رام ناتھ کالیا کی اشتعال انگیز تقریر سے مسلمان برہم ہو کر چلے گئے ۔ اور جلسہ کامیاب نہ ہوسکا ۔

سری کرشن جی کے وقت کی دہلی

میرا خیال یہ تجویز پیش کرنے کا تھا کہ دہلی کی توسیع سری کرشن جی کے زمانے کی حدود پر ہونی چاہئے ۔ سری کرشن جی کے چیلے ارجن کے بڑے بھائی راجہ یدھشٹر کی حکومت کے وقت دہلی کو ہستنا پور کہتے تھے ۔ اور اس کی حدود ضلع کرنال کے کرک چھیتر اور ضلع میرٹھ کے قصبے برناوہ کے قلعہ لاکھا منڈپ تک تھیں ۔ اور راج دھانی وہاں تھی جہاں آجکل دہلی کا پرانا قلعہ ہے ۔ جس کو اندرپت یا اندر پرستھ کہتے تھے ۔

میری دوسری تجویز یہ ہوتی کہ دہلی میں صرف چار شہر ملائے جائیں ۔ ایک اجمیر جو راجہ پرتھی راج کی راج دھانی تھی ۔ دوسرا متھرا جو سری کرشن جی کی پیدائش و پرورش کا مقام اور راج دھانی تھی ۔ تیسرا آگرہ جو اکبر نے ہندو طرز تعمیر پر بنایا تھا ۔ اور چوتھا میرٹھ جو پانڈوں کا تھا ۔ مگر حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہندو حکومت انگریزوں کی بنائی ہوئی دہلی پر قناعت کریگی اور صوبے دہلی کی توسیع نہیں ہو سکے گی ۔

دعاخانہ

(۱) حضرت مولانا سید غلام حسنین صاحب پھلواروی کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے ۔

(۲) محمد ابراہیم شاہ صاحب بخاری چکڑالہ ضلع میانوالی کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا کی جائے ۔

(۳) محمد قاسم نظامی حیدرآباد دکن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے ۔ جن کی نسبت ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ ان کی آنتوں میں کینسر ہے ۔

(۴) محمد سعید الحق نظامی بہار کے لڑکے حفیظ الحق کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی ۔ اب اُن کی اہلیہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے ۔

(۵) سید احمد نظامی جموں کشمیر کی لڑکی کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا کی جائے ۔

(۶) عبدالعزیز نظامی راولپنڈی کی لڑکی کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے ۔

(۷) فصیح الحق عباسی نظامی جوناگڈھ کاٹھیاواڑ کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا کی جائے ۔

(۸) حاجی محمد اسمٰعیل نظامی ٹھیکیدار راولپنڈی نے لکھا ہے کہ اُن کی لڑکی کو دق ہے ۔ یواین کے استعمال سے بہت فائدہ ہوا ہے ۔ دُعا کی جائے کہ مریضہ کو صحت و سلامتی حاصل ہو ۔

دوسرے مقاصد کی دُعائیں

(۹) عبدالمجید نظامی کٹر ماسٹر ولنگٹن کو اللہ تعالیٰ روزگار عطا فرمائے ۔

(۱۰) ولنگٹن نیلگری کی سب قومی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد کی دعا مانگی جائے ۔

(۱۱) ولنگٹن کے اہل بیت اسکول اور نائٹ اسکول کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے ۔

(۱۲) نظامیہ اسٹور ولنگٹن کو خدا ترقی و کامیابی مرحمت فرمائے ۔

(۱۳) ولنگٹن نیلگری کے محی الدین پادشاہ اور محمد غوث بکری والے نے مسلم لیگ کی مالی امداد کی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے کاروبار کو ترقی عطا فرمائے ۔

(۱۴) محمد صدیق افغانی نظامی کی دلی مراد پوری ہو ۔

(۱۵) محمد نبی بخش نظامی آدرہ بی این آر کی لڑکی صالح النساء نے وفات پائی اُن کی مغفرت اور پسماندوں کے صبر کی دعا کی جائے ۔

(۱۶) سیٹھ اللہ رکھا صاحب ساکن مدراس کے معین جنرل اسٹور کی ترقی اور کامیابی کی دُعا کی جائے انہوں نے دس روپے بھیجے ہیں ۔

(۱۷) علی احمد نظامی کمپالا مشرقی افریقہ کے لئے دُعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے روزی روزگار میں ترقی دے ۔ انھوں نے ۴۴ شلنگ بھیجے ہیں ۔

بقیہ روزنامچہ صفحہ ۱۸

پرانے قلعے کا جلسہ کہ شام کو پانچ بجے پرانا قلعہ دہلی میں عبدالنعیم خاں صاحب اور محمد نعیم نظامی کے ساتھ گیا تھا ۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار ولبھ بھائی پٹیل اور راج گوپال اچاریہ اور مسٹر رفیع احمد قدوائی اور مہاراجہ فرید کوٹ وغیرہ نے کچنال کے درخت لگائے تھے سردار بندھاوا صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی نے بہت عمدہ تقریر کی تھی ۔ جس کے جواب میں پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر بھی بہت دلچسپ تھی ۔ جلسہ بہت کامیاب تھا ۔ مگر مذکورہ لیڈر سوا گھنٹہ لیٹ آئے تھے ۔

سفیر امریکہ کی ڈنر پارٹی میں

خواجہ حسن نظامی کی تقریر

بمقام ملکوت منزل خواجہ حسن نظامی بتاریخ ۱۲ جولائی ۱۹۴۷ء

پیارے بھائی مسٹر گریڈی اور خواتین و شرفا!

میں آل انڈیا چشتی پارٹی اور ہندوستان کے درویشوں اور سب مسلمانوں کی طرف سے پایۂ تخت دہلی میں اس سات سو برس کے پرانے مذہبی بابرکت مقام پر آپ کا اور بیگم گریڈی کا اور سب امریکن مہمانوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آج ہم سب ایک ایسے تاریخی مقام میں جمع ہوئے ہیں۔ جو سات سو برس سے دہلی کے مختلف خاندانوں کے مسلمان بادشاہوں کے لئے روحانی برکت کا مقام سمجھا جاتا رہا ہے۔

مسلمان درویشوں کی زندگی اسلام کی شروعات سے لے کر آج تک ہمیشہ علم و عمل اور خلوص و محبت کی اور دنیاداری کے جھگڑوں سے بے تعلق زندگی رہی ہے (چیرز) اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ آج کی شام اُن ہی قدیمی درویشوں کے ایک تاریخی اور علمی مقام پر تشریف لانے سے آپ کو دلی مسرت حاصل ہوگی۔

اگرچہ میری مسٹر گریڈی اور اُن کے امریکن رفیقوں سے ملاقات بالکل نئی ہے۔ لیکن میں امریکہ سے بھی واقف ہوں اور امریکن قوم کے اعلیٰ کاموں سے بھی آگاہ ہوں۔ اور امریکہ کے مرحوم صدر مسٹر روزویلٹ کی بے شمار خوبیاں بھی مجھے معلوم ہیں جو دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے تازہ جنگ یورپ میں امریکہ کے شریک ہونے کے وقت مسٹر روزویلٹ کے عمل سے ظاہر ہوئیں (چیرز)

میں اس سے بھی واقف ہوں کہ آج کی رات کے مہمان مسٹر گریڈی بڑے علم دوست اور پاک دل امریکن ہیں۔ اور ان کی ساری زندگی انسانوں کو علم کی دولت تقسیم کرنے میں خرچ ہوئی ہے۔ اور اُن کی عمر کا بڑا حصہ یونیورسٹیوں میں گذرا ہے۔ اور میں اس سے بھی واقف ہوں کہ مسٹر روزویلٹ آں جہانی مسٹر گریڈی کی علمی صفات اور انسانیت کی اعلیٰ شریفانہ خصلتوں کے بڑے قدر دان تھے اور ان دونوں کے آپس میں بڑی محبت تھی (چیرز)

مسٹر ٹرومین

میں امریکہ کے موجودہ صدر مسٹر ٹرومین کی اعلیٰ شخصیت اور استقلال اور خوبیوں کو بھی جانتا ہوں۔ ٹرومین لفظ کا ترجمہ سچا آدمی ہے۔ اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ انسان کے نام کا اثر اس کے کاموں میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا مجھے یقین ہے کہ مسٹر ٹرومین کے کام بھی سچائی کے ہوں گے اور جہاں تک اخبارات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر ٹرومین کے کاموں میں خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ اور سچائی بھی (چیرز) اور میں اُن کے خلوص کی ایک علامت یہ بھی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آپ جیسے نیک دل ذی علم اور ہندوستان کے مخلص امریکن کو امریکہ جیسے بڑے ملک کی سفارت پر مامور کرکے ہندوستان میں بھیجا ہے (بہت زوردار چیرز)

بیگم گریڈی

مجھ کو سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ بیگم گریڈی بھی آپ کے ساتھ ہندوستان میں آئی ہیں۔ اور اس وقت میرے پاس بیٹھی ہیں۔ جب میں پہلی بار ان سے ملا تو ان کی غیر معمولی شخصیت کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور اس کے باوجود کہ میں انگریزی نہیں جانتا اور وہ اُردو نہیں جانتیں اُن کے دل کی پاکیزگی اور محبت اور خلوص کو میں نے اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ یورپ کے مشہور ملک

اسپین کی رہنے والی ہیں جہاں پانچ سو برس تک عرب مسلمانوں کی حکومت رہ چکی ہے تو میرے دل پر اُن کی محبت کا دوسرا نقش قائم ہوا۔ لیکن جب مجھے پہلی ملاقات کے وقت یہ بھی بتایا گیا کہ وہ اسپین کے حکمراں عربوں کی اولاد ہیں تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ اور میں نے اُن کو اپنی بہت ہی پیاری بہن تصور کیا۔ اور بعد کی بات چیت سے معلوم ہوا کہ اُن کی تواضع اور اُن کی ملنساری اور اُن کی مہمان نوازی کی اعلیٰ اور برتر خوبیاں سچے مسلمان عربوں کی نشانیاں ہیں۔ (دیر تک چیئرز)

مسٹر آصف علی

جس طرح میں مسٹر ٹرومین صدر امریکہ کی مردم شناسی کی داد دے چکا ہوں کہ انھوں نے ہندوستان کے لئے مسٹر گریڈی کو سفیر منتخب کیا۔ اسی طرح میں پنڈت جواہر لال نہرو کی مردم شناسی کی داد بھی دیتا ہوں کہ انہوں نے ہندوستان کی طرف سے امریکہ میں مسٹر آصف علی کو سفیر بنا کر بھیجا۔ جو علیٰ ہٰذا ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کی برگزیدہ قابلیت اور مضبوط کیرکٹر اور حُبّ الوطنی اور ایثار و قربانی ایسی اچھی صفات ہیں جن کو امریکہ جیسی بڑی اور شریف قوم قدر کی نگاہ سے دیکھتی آئی ہے اور مجھے امید ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کا چُنا ہوا ہندوستانی سفیر امریکہ کی نظر میں بھی ایسا ہی پسندیدہ ہوگا جیسے کہ مسٹر ٹرومین کا چنا ہوا امریکن سفیر مسٹر گریڈی ہم چالیس کروڑ ہندوستانیوں کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ (چیئرز)

انقلابی زمانہ

آپ ایک ایسے زمانے میں یہاں آئے ہیں جب کہ ہندوستان کے باشندوں میں اختیارات کے انقلاب کے سبب کچھ کشیدگی پائی جاتی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ کشیدگی بہت جلدی دور ہو جائے گی اور آپ اپنے قیام کے زمانے میں ہی وہ وقت بھی دیکھ لیں گے جب کہ پاکستان اور ہندوستان ایک دل اور ایک عمل ہو کر برِّ اعظم ہندوستان کو اُس کی شان کی موافق اعلیٰ درجے کی ترقی تک پہونچا دیں گے۔ (چیئرز)

اَمَر

چونکہ میں ایک لٹریری آدمی بھی ہوں۔ اس واسطے جب آپ کے ملک امریکہ کے نام پر لٹریری حیثیت سے غور کرتا ہوں۔ تو مجھے اس لفظ میں پہلے اَمَر نظر آتا ہے سنسکرت زبان میں اَمَر کے معنی غیر فانی اور ہمیشہ باقی رہنے والے کے ہیں۔ اس لحاظ سے میں امریکہ کو اَمَر یعنی ہمیشہ باقی رہنے والا ملک کہہ سکتا ہوں۔

اور اگر لفظ اَمَر کو عربی زبان کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بھی یہ بہت بڑا لفظ ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں جہاں جہاں امر کا لفظ آیا ہے وہاں اس کے بہت برتر اور برگزیدہ معنی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے "انسان کی روح اللہ کا امر ہے"۔ دوسری جگہ آیا ہے "اللہ کے امر کی طاقت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ صرف اتنا کہتا ہے کہ "ہو جا"، فوراً ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ جیسا اللہ حکم دیتا ہے"۔ پس میں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ کی دی ہوئی طاقتوں سے امریکن قوم کی موجودہ ترقیاں بھی ایسی ہی ہیں کہ جب امریکن قوم کسی بڑے کام کا ارادہ کرتی ہے تو خدا اُس کو "کُن فیکون" کی برکت سے فوراً پورا کرا دیتا ہے۔ (چیئرز)

عرب کا پٹرول

میں اس بات کو بھی اللہ کی ایک نعمت سمجھتا ہوں کہ اُس نے اپنی مقبول سرزمین عرب کا پٹرول امریکہ کو عطا فرمایا۔ یعنی نجد و حجاز کی عرب حکومت نے اپنے ملک کے پٹرول کا ٹھیکہ امریکہ کو دیا۔ بظاہر یہ بات ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دُنیا کے اسی کروڑ مسلمانوں کو مکے مدینے کی وجہ سے جو محبت عرب ملک کے ساتھ ہے وہ دُنیا کی ہر بڑی محبت سے بڑی ہے۔ اور اُس کو معمولی چیز نہیں کہا جا سکتا۔ گویا عرب کا پٹرول امریکہ کو ملنا مسلمانوں کے جذبات و عقائد کے لحاظ سے اللہ کی ایک نعمت ہے جو اس نے امریکہ کو دی ہے (چیئرز)

شکرانے میں امریکن جہاز

قرآن میں خدا نے حکم دیا ہے کہ جب خدا کسی انسان کو کوئی نعمت دے تو وہ انسان اُس کا شکریہ ادا کرے۔ لہٰذا میرے خیال میں امریکہ عرب کے پٹرول کی یہ نعمت ملنے کا شکریہ اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو مکے تک پہونچانے کے لئے امریکن جہاز دے تاکہ وہ اپنے مقدس فرض کو ادا کرنے کے لئے امریکن جہازوں کے ذریعے سفر کر سکیں۔ (چیئرز)

دہلی کی حج کمیٹی کے پاس ایسے تیس ہزار مسلمانوں کی درخواستیں جمع ہیں جن کے لئے حج کمیٹی سفر حج کے لئے جہازوں کا انتظام نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہندوستان کے پاس اتنے جہاز نہیں ہیں۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ مسٹر گریڈی امریکن جہازوں کا ہندوستانی حاجیوں کے سفر حج کے لئے بندوبست کر کے دس کروڑ مسلمانوں کو شکر گزاری کا موقع دیں گے۔

بیگم گریڈی اور امریکن اخبار نویس

میں بیگم گریڈی سے بھی یہی اپیل کرتا ہوں کیونکہ اُن کا تعلق عرب نسل سے ہے۔ اور اُن امریکن اخبار نویسوں سے بھی اپیل کرتا ہوں جو آج یہاں جمع ہیں کہ وہ امریکن قوم کو دس کروڑ مسلمانوں کی اس بڑی ضرورت سے آگاہ کریں۔

میں ہندوستان اور امریکہ کے سیاسی تعلقات اور ہندوستان کی نئی حکومت کی سیاسی پالیسی کو مدنظر رکھ کر سیاسی اعتبار سے بھی یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی موجودہ حکومت کے ممتاز فرد پنڈت جواہر لال نہرو اپنے ہم وطن مسلمانوں کے مذہبی رُکن حج کی بڑی ضرورت کو جانتے ہیں۔ اور اُن کو اور اُن کی حکومت کو مسلمانوں کے سفر حج کی آسانی سے پوری ہمدردی ہے (چیرز)

امریکہ و پاکستان

میں آپ کے ذریعے دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے امریکن قوم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان کے سب مسلمان امریکہ کے ساتھ ایک بڑے پیمانے پر تجارتی تعلقات قائم کرنے اور ان کو بڑھاتے رہنے کے لئے آمادہ و مستعد ہیں۔ (چیرز)

مسلم لیگ کا جھنڈا

میں اپنے دوست لفٹنٹ کرنل پیٹر گرین کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ جو مجھ میں اور آپ سب میں بہت اچھی ترجمانی کے فرائض کئی دن سے انجام دے رہے ہیں۔

آپ سب اس بات کو جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کا قومی جھنڈا سبز ہے۔ اور لفظ گرین کا ترجمہ بھی سبز ہے۔ پس میں کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر پیٹر گرین مسلم لیگ کا جھنڈا ہیں۔ (قہقہہ اور چیرز)

مسٹر پیٹر گرین اُردو بولتے بھی خوب ہیں اور لکھتے بھی خوب ہیں۔ اُن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اُردو خطوط میں نے اُردو زبان کے ذخیرۂ نادرات میں رکھے ہیں۔ وہ فارسی اور عربی زبانیں بھی جانتے ہیں۔

اگرچہ مسٹر پیٹر گرین ایک فوجی زندگی کے انگریز ہیں۔ لیکن اُن کا دل درویشوں کا دل ہے۔ اور اُن کا عمل بھی درویشانہ ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر پیٹر گرین رُخ انگلش دل ترکانہ دارد؟

مسٹر پیٹر گرین جب مجھے اُردو زبان میں خط بھیجتے ہیں تو اس کے آخر میں لکھتے ہیں "آپ کا مرید پیٹر گرین"۔ میں اس بات کو اُن کے خلوص اور صداقت اور محبت کی نشانی سمجھتا ہوں۔ لیکن مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اب زمانہ اتنا بدل گیا ہے کہ پیری مریدی کے الفاظ محض کتابوں میں نظر آئیں گے کیونکہ سائنس کے کرشموں کی پیری مریدی ہر جگہ پھیلتی جاتی ہے (چیرز)

مسٹر نکل اسمتھ

میں امریکہ کے مشہور سیاح اور مشہور مصنف اور مشہور مقرر مسٹر نکل اسمتھ کو یہاں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوں۔ وہ امریکن قوم کی محنت اور جفاکشی اور علمی ذوق اور تحقیقات کے شوق کا ایک بہت اچھا نمونہ ہیں۔ میری اُن کی ملاقات لفٹنٹ کرنل پیٹر گرین کے ذریعے ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنے ملک امریکہ کی تاریخی معلومات کے لئے مشرقی زندگی اور کلچر کی تحقیقات کے کاموں میں اتنی زیادہ محنت کرتے ہیں کہ کوئی شخص یہ خیال بھی نہیں کر سکتا کہ ٹھنڈے ملک کے رہنے والے ایسی تیز اور سخت گرمی کے موسم میں مسلمانوں کی پُرانی یادگاروں کی تصویریں حاصل کر سکیں گے۔ میں نے اُن کو اُن کے مددگاروں کے ساتھ بہت تیز دھوپ اور سخت گرم ہوا میں دہلی کی تاریخی یادگاروں کے فوٹو لیتے ہوئے دیکھا اور کچھ دیر میں بھی اُن کے ساتھ رہا لیکن میں دھوپ اور گرمی سے گھبرا گیا۔ اور موسم کی سختی باوجود ہندوستانی ہونے کے برداشت نہ کر سکا مگر وہ اور اُن کے ساتھی برابر اُسی تیز دھوپ میں اپنا فرض انجام دیتے رہے وہ ہندوستان کی اور مسلمانوں کی تاریخی یادگاروں کو فلم کے ذریعے اور کتاب کے ذریعے امریکہ تک پہنچا کر دُنیا کی دو بڑی قوموں کے آپس میں محبت بڑھانے کا ایک بڑا کام انجام دینے والے ہیں (چیرز) آج میں مسلمانوں کی طرف سے اور ہندوستانیوں کی طرف سے

اُن کا بھی ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی میں
خیر مقدم کرتا ہوں (چیئرز)

نیویارک ٹائمز

مسٹر باب ٹرمبل نامہ نگار نیویارک ٹائمز
اور اُن کے ساتھی بھی آج کی رات ہمارے
ساتھ ہیں۔ اور اُن کے تشریف لانے سے
ہم سب کو بہت زیادہ خوشی ہے۔ نیویارک
ٹائمز ہندوستان میں ہر جگہ مشہور ہے
اور اس اخبار نے جتنی مدد ہندوستان کی کی۔
اس کو ہندوستان کا بچہ بچہ شکر گزاری
کے ساتھ مانتا ہے۔ اس واسطے ہم سب
مسٹر باب ٹرمبل کا دلی جوش کے ساتھ
ویلکم کرتے ہیں۔ اور نیویارک ٹائمز کے بھی
شکر گزار ہیں۔ جو ہمیشہ ہم کو یاد رکھتا ہے
(چیئرز)

قوالی

آخر میں ہز ایکسی لنسی مسٹر گریڈی اور
بیگم گریڈی اور امریکن خواتین اور امریکن
شرفا اور ہندو مسلمان حاضرین بزم کا شکریہ
ادا کرتا ہوں۔ کہ اُن سب نے مسلمان درویشوں
کی قدیمی اور تاریخی قوالی کو نہایت دلچسپی
اور ذوق و توجہ کے ساتھ سنا۔ اور میں
دعا کرتا ہوں کہ جن اولیاء اللہ کا کلام
قوالوں کی زبان سے ان سب نے
سنا ہے۔ اُن کی باطنی برکتیں
بھی ان سب کو حاصل ہوں۔ آمین۔
ان تقریروں کے وقت مذکورہ مہمانوں کے علاوہ دہلی اور
بستی اور سرنجات کے بہت سے ہندو مسلمان عہدہ دار بھی
جمع ہو گئے تھے

سفیرِ امریکہ کی جوابی تقریر

خواجہ حسن نظامی صاحب اور خواتین و شرفاء

میں خواجہ حسن نظامی صاحب کا دلی شکریہ
ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ کو اور میری بیوی
کو اور میرے امریکن رفیقوں کو اس مقدس
مقام پر مدعو کیا جو اُن کے پاک بزرگوں کی
تاریخی نشانی ہے۔ میں خواجہ صاحب کو
یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب یعنی میں اور
مسز گریڈی اور میرے امریکن رفقاء اور ان کی خواتین جو یہاں
موجود ہیں ملک کی اس خاص عنایت و
محبت کا اپنے دلوں پر گہرا اثر رکھتے ہیں۔

اسلامی دُنیا سے گہری دلچسپی

حضرات! امریکہ میں ہم امریکن لوگ اسلامی
دُنیا سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اس
دلچسپی نے اتنی ترقی کی ہے کہ ہماری یونیورسٹیوں
نے اسلامی دُنیا کو اپنی تعلیمات کا ایک حصہ
بنا لیا ہے (چیئرز) جس کا عمل یہ ہے کہ
ہماری یونیورسٹیوں میں عربی زبان کا
مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور اسلام کی تاریخ
کے سب زمانوں کی معلومات حاصل کرنے
کی کوشش کی جاتی ہے (چیئرز) اس کے
ساتھ ہی ہم امریکن لوگ ملک عرب کی
پرانی یادگاروں اور نادر چیزوں کی تلاش
و تحقیقات میں بھی مصروف رہتے ہیں (چیئرز)
اور اس تلاش و تحقیقات میں ہم نے ایک
حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس قسم
کے محققین کی ایک ہی جماعت نے اپنے
کام سے مشرق وسطی اور مشرقی کالجوں کی
حمایت حاصل کر لی ہے۔ ان کالجوں کے
بے شمار طلباء ایسے ہیں جنہوں نے امریکن
استادوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اور
اب وہ اپنی مشرقی قوم کے لیڈر اور ممتاز
بن گئے ہیں۔ یہی نیک نہاد لوگ ہیں جنہوں
نے مشرقی ملکوں اور امریکہ کے درمیان دوستانہ
تعلقات کو مستحکم و استوار کر دیا ہے (چیئرز)

مجھے ہندوستان سے خاص تعلق ہے

میں ہندوستان میں امریکہ کا ایمبیسیڈر
(سفیر) بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور چونکہ مجھے
ہندوستان سے دلی تعلق تھا اس واسطے
جب اس سفارت سے پہلے مجھے نیر ایسٹ
ایسوسی ایشن کی صدارت پیش کی گئی تو میں
نے اُس سے اس بنا پر انکار کیا کہ میں ہندوستان
کی محبت کے سبب ہندوستان کی خدمت
کو مقدم سمجھتا تھا۔ (چیئرز)
نیر ایسٹ ایسوسی ایشن مشرقی ملکوں میں
بہت سے کام جاری کرنے کی ایک نئی
اسکیم پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہے (چیئرز)
مجھے اس کا فخر بھی حاصل ہے کہ میں نے
لڑائی کے زمانے میں یو ایس اے انڈین ائر

ریلیف آرگنائزیشن کی صدارت کے فرائض بھی انجام دئیے تھے (چیرز) اور یہ اعزاز مجھ کو امریکہ کے مرحوم صدر مسٹر روزولیٹ اعظم نے عطا کیا تھا مجھے مسٹر روزویلیٹ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اور میں اُن کی اعلیٰ اور برگزیدہ شخصیت کا بہت زیادہ گرویدہ تھا۔ اور وہ بھی مجھ پر بہت زیادہ نظر عنایت رکھتے تھے۔

مجھے بیحد مسرت ہوئی جب کہ آج کی رات خواجہ صاحب نے بھی مسٹر روزویلیٹ کے اوصاف کا اور میرے اُن کے تعلقات کا ذکر کیا۔

خواجہ صاحب نے جن دلکش اور لٹریری الفاظ میں امریکہ کے موجودہ صدر مسٹر ٹرومین کا ذکر کیا ہے مجھ پر اُن کا بہت اثر ہوا۔ کیونکہ وہ سب حرف بحرف صحیح و درست ہیں۔ مسٹر ٹرومین نے بڑی جرأت اور استقلال کا ثبوت دیا ہے۔ اور مسٹر روزویلٹ کی ناگہانی وفات کے بعد انھوں نے امریکہ کی سب ذمے دار پارٹیوں کو منظم کرنے کا بہت بڑا کام انجام دیا ہے (چیرز) شروع سے مسٹر ٹرومین کے سامنے یہ اعلیٰ اور شریفانہ مقصد رہا ہے کہ امریکہ کی اور یورپ کی بلکہ ساری دُنیا کی ذمے دار پارٹیاں آپس میں مل جل کر دُنیا کو جنگ کی تباہیوں سے بچا لینے کا راستہ معلوم کریں۔ اور لڑائی کے خونی خرابے دنیا سے دور ہو جائیں (چیرز)

میں مذہبی برکات کو مانتا ہوں

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں جن مذہبی برکات کا ذکر کیا ہے اُن کی نسبت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں مذہبی برکتوں کو مانتا ہوں۔ اور مذہبی برکتوں کا پورا معتقد ہوں (چیرز) اور مجھے یقین ہے کہ دُنیا کی اصلی نجات اور خوش دلی مذہب ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ اور مذہب ہی کے ذریعے یہ آخری توقع قائم کی جا سکتی ہے کہ سب انسانوں میں حقیقی بھائی چارہ قائم ہو جائے (دیر تک چیرز)

پاکستان اور ہندوستان

ہندوستان کی بہبودی اور ترقی کے سلسلے میں مجھے پاکستان اور ہندوستان کے حقیقی ربط و اتحاد کی تمنا ہے تاکہ ہندوستان بھی دُنیا کی متحدہ قوموں میں شریک ہو کر دُنیا کی فلاح و بہبود کے لئے ایک زبردست قوت ثابت ہو (چیرز)

سفر حج کے لئے جہاز

خواجہ صاحب نے سفر حج کے لئے جہازوں کی مشکلات کا جو ذکر کیا ہے اور امریکہ کے جہازوں کی مدد چاہی ہے کہ وہ ہندوستان کے حاجیوں کو حج بیت اللہ تک لانے لیجانے میں مدد دیں۔ اُس کی نسبت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس خواہش کے اظہار سے پہلے ہی ہندوستانی مسلمانوں کی اس مذہبی ضرورت کا احساس تھا۔

چنانچہ چند ہفتے ہوئے نے واشنگٹن (پایۂ تخت امریکہ) کو جہازوں کے لئے لکھ دیا تھا۔ مگر یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ اس معاملے میں بہت سی دشواریاں بھی ہیں۔ کیونکہ حاجیوں کے لئے ایسے جہازوں کا بندوبست کرنا مشکل ہے جو اُن کے سفر حج کے لئے موزوں اور مناسب ہوں۔

تاہم مجھے امید ہے کہ "یو ایس مرچنٹ میرین" حاجیوں کے لئے موزوں جہازوں کا انتظام کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن اگر "یو ایس مرچنٹ میرین" سے انتظام نہ ہو سکا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوں گے کہ امریکہ نے اس معاملے میں ہندوستانی مسلمانوں کی مدد کرنے میں پہلو تہی سے کام لیا۔ (چیرز) بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ موجودہ زمانے کی قدرتی دشواریوں کی وجہ سے امریکہ ہندوستانی مسلمانوں کی اس توقع کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ملکوت منزل کا ذکر

حضرات! جب میں اس مکان کو غور سے دیکھتا ہوں جہاں ہم سب جمع ہوئے ہیں تو مجھے اپنی بیوی کا وہ آبائی مکان یاد آتا ہے جو کیلی فورنیا میں ہے۔ گویا یہ مکان ایسا مکان ہے کہ میری بیوی اس کو خود اپنا مکان کہہ سکتی ہیں۔ اور اس سے میرے اور میری بیوی کے سچے اور مخلصانہ جذبات کا اندازہ آپ لوگ کر سکتے ہیں (چیرز) یہ مکانی مشابہت درحقیقت ہم امریکنوں اور مسلمانوں کے دلوں کو آپس میں مربوط کرنے کی ایک بہت اچھی جگہ ثابت ہوئی ہے۔ (دیر تک چیرز)

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۸ شعبان ۸ جولائی منگل دہلی

بارش نہیں ہوئی ابر رہا۔ تیز ہوا چلتی رہی۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ درگاہ میں ماہانہ نیاز ہوئی۔ سید سمیع الدین صاحب نے توشہ بھیجا۔ قوالی بھی ہوئی اس کے بعد سب لوگ درگاہ حضرت بی بی فاطمہ سام رض کی آخری نیاز کے لئے درگاہ میں گئے۔ جو لودی گاف کلب کے شرق اور پرانے قلعے کے غرب میں ہے۔

خاکسار بھوپال کے چند خاکسار ملنے آئے تھے۔ اور تحریک ختم ہو جانے کی شکایت کرتے تھے۔

سوئم کی نیاز دن بھر درگاہ کے حجرے میں کام کرکے شام کو چھ بجے سر عبدالرحیم صاحب کی بیگم صاحبہ کے سوئم کی نیاز میں گیا تھا موٹر وہیں سے آئی تھی۔ نیاز میں ڈاکٹر سید غلام امام صاحب اور مسٹر شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال، اور مسٹر اکرام اللہ سی آئی ای بھی شریک تھے۔ سر عبدالرحیم صاحب سے بہت دیر سیاسی مستقبل کی نسبت بات چیت ہوئی چند قیمتی کتابیں ۔۔ گیا تھا۔ وہ بھی سر عبدالرحیم نے دیکھیں۔

واپسی مغرب کے قریب مسٹر شہید سہروردی اور مسٹر اکرام اللہ آئی سی ایس اور مسٹر الطاف حسین ایڈیٹر ڈان مجھے درگاہ تک پہنچا گئے آئے مونگ کی دال سے دو چپاتیاں کھائیں صحت کی حالت آج ذرا ٹھیک رہی۔ رات کو خبریں سن کر سویا۔ اسپین کا سفرنامہ بھی پڑھا۔

مسٹر حبیب الرحمٰن آج کابل دہلی والے مسٹر حبیب الرحمٰن ملنے آئے تھے۔ میں نے ان کو نہیں پہچانا۔ حالانکہ گزشتہ جنگ کے زمانے میں روزانہ برلن سے ان کی زبانی جنگی خبریں سنا کرتا تھا۔ یہ اور مسٹر عبدالرؤف ملک بہت بے باک اور آزاد انداز سے خبریں سنایا کرتے تھے۔ کہتے تھے انگریزی تسلط کے بعد مدتوں جیل میں رہے۔ پھانسی ہونے والی تھی۔ مگر پنڈت جواہر لال نہرو کی کوشش سے رہائی پائی۔ اور دہلی میں آ گئے۔

یہ بات سن کر میرے دل میں پنڈت جواہر لال نہرو کی عزت کئی ہزار درجے زیادہ بڑھ گئی۔ سینتالیس برس کے نوجوان ہیں۔ گلی قاسم جان میں رہتے ہیں۔ جہاں مرزا غالب رہتے تھے۔

سبزیوں کی ڈالی سبزی منڈی والے مہر الٰہی صاحب بہت سی سبزیاں لے کر آئے تھے لالہ پریم پرکاش چشتی بھی ملنے آئے تھے۔

۱۹ شعبان ۹ جولائی بدھ دہلی

تین بدھ والے مستری حبیب خاں نظامی سید یامین نظامی، نواب مرزا نظامی ملنے آئے تھے۔ نواب مرزا نظامی جامنیں بھی لائے تھے۔ اُن کے ہاں پوتا ہوا ہے میں نے محمد شعبان یا محمد نعمان نام تجویز کیا۔ علی میاں نظامی اور مولانا سید محمد رضی صاحب لکھنوی، مصطفےٰ مرزا صاحب دہلوی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ دن بھر درگاہ کے حجرے میں کام کیا تھا۔ تیز آندھی چلتی رہی تھی۔ بارش بالکل نہیں ہے۔

مسٹر شہید سہروردی رات کو نو بجے آٹھ بجے مسٹر شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال سے اُن کے خسر سر عبدالرحیم صاحب کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ اُن سے اور ڈاکٹر سید غلام امام صاحب سے بہت دیر تک بات چیت کی۔ پھر گھر میں واپس چلا آیا۔

ڈاکٹر عبدالحق صاحب آج صبح نذیر احمد صاحب زمیندار بہاول پور کے بھائی شہسوار صاحب کو دکھانے کے لئے شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے پاس گیا تھا انہوں نے خاص توجہ کے ساتھ معائنہ کرکے مرض کی تشخیص کی اور دوا بتائی۔

۲۰ شعبان ۱۰ جولائی جمعرات دہلی

سفیر امریکہ سے ملاقات آج ہز ایکسیلنسی مسٹر گریڈی سفیر امریکہ سے ملنے گیا تھا نعیم صاحب بھی ساتھ تھے، اور لفٹننٹ کرنل پیٹر گرین صاحب بھی ساتھ تھے۔ سفیر صاحب کی بیگم صاحبہ بہت ہی زیادہ خلیق ہیں۔ انہوں نے کہا میں اسپین کی ہوں۔ اور عرب نسل میں ہوں۔ تقریباً ایک گھنٹہ اُن سے اور سفیر صاحب سے بات چیت کی۔ سفیر صاحب نے اپنے اسٹاف کے دس بارہ امریکنوں سے بھی ملوایا ۱۲ جولائی کی شام کو میں نے اُن کی اپنے ہاں کھانے اور گانے کی دعوت کی ہے۔

ملنسار نظامی آج صبح حکیم محمد دین ملنسار نظامی ملنے آئے تھے۔ ۱۲ جولائی کو اُن کے بڑے لڑکے کی شادی ہونے والی ہے گھر بھر کے نام کے رقعے لائے تھے۔

قرآن میں اللہ کہتا ہے اللہ کی مدد اور فتح قریب ہے۔

امن کا جلسہ کہ شام کو چاندنی محل میں شاہزادے میرزا خیر الدین خورشید جاہ کی طرف سے ایک بہت بڑا جلسہ ہوا تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی نے صدارت کی تھی۔ تقریریں بھی ہوئیں تھیں۔ میں نے بھی تقریر کی تھی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کی تقریر بہت زیادہ پسند کی گئی کیونکہ انہوں نے ایک ایسی بات کا اعلان کیا جو حکومت ہندوستان میں اور صوبہ دہلی میں رہنے والے مسلمانوں کو فکر میں ڈالے ہوئے ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا مسلمانوں کو اطمینان رکھنا چاہئے۔ آنے والے زمانے میں اُن کی ہر طرح حفاظت کی جائے گی۔ اس اعلان پر مسلمانوں نے بہت زیادہ چیرز دئے۔

محمد نعیم نظامی بی اے کہ آج رات کو محمد نعیم نظامی بی اے مرزاپور سے ملنے آئے تھے۔ اور میرے سر پر تیل بھی ملا تھا۔

مولانا عشقی نظامی کہ آج مولانا عشقی نظامی دو روز کے لئے اپنے گھر گئے ہیں۔

گاندھی جی کا اعلان کہ آج رات کو ریڈیو میں گاندھی جی کے ایک بیان کا اعلان ہوا تھا کہ تاج محل اور دہلی کی جامع مسجد وغیرہ عمارات قدیم میں مسلمانوں کو جانے کی پوری اجازت رہے گی۔

مسٹر جناح گورنر جنرل کہ آج ریڈیو نے وزیر اعظم برطانیہ کا یہ اعلان بھی سنایا تھا کہ مسٹر جناح پاکستان کے گورنر جنرل بنائے جائیں گے۔ اور ہندوستان کے گورنر جنرل موجودہ وائسرائے رہیں گے۔ مجھے مسٹر جناح کے گورنر جنرل بنائے جانے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ وہ تو پاکستان کے بادشاہ ہیں گورنر جنرل بادشاہ سے کم درجے کا ہوتا ہے

وائسرائے کا ٹکٹ خراب ہو جائیگا کہ چونکہ ارل ماؤنٹ بیٹن اعلان کر چکے ہیں کہ انہوں نے پندرہ اگست کے لئے ولایت واپس جانے کا ٹکٹ خرید لیا ہے اس واسطے مجھے یہ فکر ہے کہ وائسرائے کا ٹکٹ خراب ہو جائے گا۔ معلوم نہیں ہوائی جہاز والے رقم واپس دیں گے یا نہیں۔ اور واپس دیں گے تو کچھ کم دیں گے یا پوری دیں گے۔ ہندوستان کا گورنر جنرل تو پنڈت جواہر لال نہرو کو بنانا چاہئے تھا۔ گاندھی جی بار بار کہتے رہتے ہیں کہ وائسرائے جلدی یہاں سے چلے جائیں۔ مگر وائسرائے کا دل یہاں ایسا لگا ہے کہ باوجود آندھی اور گرد و غبار اور خشک سالی کے وہ یہاں سے جانے کا نام نہیں لیتے۔

مسلمان چیف کمشنر کہ آج شام کو امن کے جلسے میں معلوم ہوا تھا کہ علی گڑھ والے مشہور لیڈر صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کے صاحبزادے خورشید احمد خاں دہلی کے چیف کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔ اور ۸ تاریخ کو اُنہوں نے چارج لے لیا ہے۔ آج کے جلسے میں میں نے اُن کے اوصاف حمیدہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ اور یہ لطیفہ بھی لوگوں کو پسند آیا تھا کہ وہ سورج کے بیٹے ہیں۔ اور خود سورج ہیں۔ اور ایسی گرمی کے موسم میں یہاں آئے ہیں۔ (کیونکہ اُن کے والد آفتاب اور یہ خود خورشید)

روحہ آگئیں کہ آج میں روحہ کو لینے گیا تھا۔ ڈپٹی صاحب بھی ملے تھے۔ روحہ اور ان کے بچوں کو لے کر گھر میں واپس آگیا۔

دو نئے طوطے آج آٹھ دس دن ہوئے دہلی سے چھوٹی ٹنل کے دو طوطے لایا تھا

وہ دیکھنے میں بہت خوب صورت ہیں۔ سُرخ سبز پروں کی بہار ہے۔ مگر بولتے نہیں۔ پُرانا طوطا خوب بولتا ہے۔

۲۱ شعبان ۱۱ جولائی جمعہ دہلی

آج کی سرگذشت کہ دن بھر درگاہ کے حجرے میں کام کیا۔ جمعہ کی نماز عیدگاہ کی جامع مسجد میں پڑھی۔ ملکیت منزل کی صفائی کرائی۔

وزیر اعظم بنگال کہ شام کو ۶ بجے مسٹر حسین شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال اور ڈاکٹر سید غلام امام صاحب ملنے آئے۔ میں نے دہلی کے قوالوں کو پہلے سے بلا لیا تھا۔ اور قوالی کا یہ وقت مقرر ہوا تھا۔ ساڑھے سات بجے تک قوالی ہوئی۔ شہید سہروردی صاحب اور ڈاکٹر غلام امام صاحب کی محویت اور کیف و ذوق کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا کیونکہ ساڑھے چھ سو برس سے میرے بزرگوں اور سہروردی مشائخ کا باہمی تعلق رہا ہے اور حسین شہید سہروردی اور اُن کے ماں باپ اور اُن کے مرحوم ماموں عبد اللہ مامون سہروردی اور محمود سہروردی اور حسان سہروردی ۱۹۰۸ء میں میرے حلقہ نظام المشائخ کے ممبر ہوئے تھے۔ اس واسطے میرا ذاتی تعلق بھی اس خاندان سے بہت پُرانا ہے میں خیال کرتا تھا کہ دُنیا داری کے ماحول میں رہنے سے اُن کا نسلی ذوق بدل گیا ہوگا۔ مگر آج دیکھا کہ اُن کے اندر اُن کے بزرگوں کی سب خوبیاں موجود ہیں۔

مولوی عبد الرحیم صاحب کہ آج حیدرآباد کے مولوی عبد الرحیم صاحب صدر المہام تین رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ شہید صاحب سے بھی اُن کی حیدرآباد کے انتظامات کی نسبت بات چیت ہوئی تھی۔

(۱۲)

تاریخی نماز: آج مغرب کی نماز میں بنگال کے مسلمانوں کا شہسوار صدر اعظم میرے پیچھے کے ساتھ شریک ہوا۔ تو مجھے بہت لطف آیا۔ اور میں نے اس نماز کو تاریخی نماز خیال کیا۔ کیونکہ میرے خیال میں موجودہ مسلمان لیڈروں میں مسٹر جناح کے بعد سب سے زیادہ قابل مسلمان شہید سہروردی ہیں۔ جن میں خیال اور عمل کی مکمل صفات پائی جاتی ہیں۔

عرس کی شرکت: سہروردی صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب رات کے ساڑھے آٹھ بجے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد میں درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما میں حاضر ہوا۔ رات کا وقت تھا عرس کے میلے کی کشمکش بھی۔ بڑی مشکل سے بھیڑ کے دھکے کھاتا ہوا اگر یار تا میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ کے مجلس خانے تک پہونچا۔ اُن کے صاحبزادے میر ولایت حسین خمار اور سید شجاعت علی صاحب وغیرہ بہت سے اصحاب ملے۔ میر عنایت حسین صاحب کچھ بیمار تھے۔ وہ بھی اندر سے باہر تشریف لائے۔ نیاز کا تبرک عطا کیا۔ میں کچھ دیر توقف کر کے واپس چلا آیا۔ قوالی میں دیر تھی۔ اور میں معذوریوں کی وجہ سے زیادہ دیر تک نہ ٹھیر سکتا تھا۔ غازی آباد والے انور قریشی صاحب اور خمار صاحب نے موٹر تک پہونچایا۔

۲۳ شعبان ۲۵ جولائی شنبہ دہلی

نئے چیف کمشنر صاحب: آج صبح مسٹر خورشید احمد خاں چیف کمشنر دہلی سے ملنے گیا تھا جو ابھی حال میں آئے ہیں۔ ملاقاتی بہت زیادہ تھے۔ بمشکل کی ملاقات کا وقت مقرر کر کے واپس آ گیا۔

ترتیلی ترجمے کی کتابت: ترتیلی ترجمے کے آخری پندرہ پارے کاتب نے تیار کر کے دیدیئے ہیں۔ اور چھپائی بھی شروع ہو گئی ہے آج اُن کی لکھائی کی اُجرت کے پانچ سو روپے ادا کئے گئے۔

صدر اسٹیٹ مسلم لیگ: آج رسول خاں صاحب پٹھان بیرسٹر ریاست بڑودہ جو اسٹیٹ مسلم لیگ کے صدر ہیں محمود الحسن صاحب صدیقی وغیرہ رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ بڑے مستعد اور کارگزار اور کارشناس مسلمان ہیں۔ ریاستوں کے دورے کے لئے جا رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایک صاحب نے جن کو میں خوب جانتا ہوں۔ ان کے خلاف دہلی کے اخباروں میں مضمون شائع کرایا ہے۔ جو شروع سے آخر تک بالکل غلط ہے۔ اور بڑی بے احتیاطی کا مضمون ہے کیونکہ اس وقت مسلم لیگ کا کام کرنے والوں کو آپس کی لڑائی بہت نقصان پہنچا دیگی۔

پادری آنرک کی وفات: آج پادری آنرک صاحب کی بیم صاحبہ سے ماتم پرسی کرنے گیا تھا۔ پادری آنرک کا ابھی حال میں انتقال ہوا ہے۔ اُن کے سب لڑکے اور لڑکیاں بڑے بڑے عہدوں پر ہیں۔ اُن کی بیم صاحبہ مجھ سے بہت اعتقاد رکھتی ہیں پندرہ سال پہلے پادری آنرک کو فالج ہوا تھا۔ اور زبان بند ہو گئی تھی۔ اور بیم صاحبہ نے مجھ سے سلب مرض کا علاج کرایا تھا۔ جس سے وہ اچھے ہو گئے تھے۔ اُس وقت سے یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور میں بھی اُن کے دکھ سکھ میں شریک رہتا ہوں۔ یہ سب لوگ مجھ کو ولی صاحب کہتے ہیں۔

شادی: شام کو ساڑھے پانچ بجے سید کی حسن ساٹ حکیم محمد دین ملنسار نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ جن کے بڑے لڑکے شمس الدین بی اے کی شادی ہے۔ دہلی کے بہت سے ممتاز اصحاب شریک ہوئے تھے۔ برات کے ساتھ چوڑی والوں کے محلے میں گیا۔ ٹھیک سات بجے نکاح ہو گیا۔ وقت کی اتنی زیادہ پابندی ہوئی کہ ایک سکنڈ کا بھی فرق نہ ہونے پایا۔ سید ابن عربی اور سید نثار علی کے ساتھ آٹھ بجے گھر میں واپس آیا۔

فلم لئے گئے: آج امریکن فلم ساز دوبارہ فلم لینے آئے تھے۔ روضہ شریف کے اور مزار جہاں آرا بیگم کے اور سید سمیع الدین صاحب اور مولانا عشقی نظامی کے اور میرے فلم تیار کئے۔

قتل گاہ: جنوری ۱۹۴۷ء میں میرے موٹر گیرج کے سامنے مجھ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس کی پوری کیفیت میں نے گیرج کے کواڑوں پر لکھا دی ہے جن میں اُن چاروں گولیوں کے نشان بھی ہیں جو مجھ پر پستول سے چلائی گئیں تھیں ان عبارتوں کے فلم بھی لئے گئے۔

(۱۴۳)

ڈنر پارٹی: ملابت منزل کے صحن میں رات کو ساڑھے آٹھ بجے ایک بڑی ڈنر پارٹی ہوئی تھی۔ جس میں دس امریکن و انگریز مہمان اور دس ہندوستانی شریک تھے۔ گانا بھی ہوا تھا تقریریں بھی ہوئیں تھیں۔ منجملہ مسٹر گریڈی اور اُن کی بیگم صاحبہ اور اُن کے اسٹاف کے بڑے بڑے لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ آئے تھے۔ لفٹننٹ کرنل ہیڈ گرین بھی شریک ہوئے تھے بالا سر شنکر لال اور ڈاکٹر ذاکر حسین خاں پرنسپل جامعہ ملیہ اور مسٹر رحمن چیف کنٹرولر امپورٹس اور مسٹر اسمعیل چیف کنٹرولر امپورٹ اور شاہنواز شیخ ظہیر الدین خورشید معاویہ عمر

احباب بھی شریک جلسہ تھے۔ میں نے اردو میں تقریر کی۔ سفیر صاحب نے انگریزی میں جواب دیا۔ لفٹنٹ کرنل پیٹر گرین نے میری تقریر کا انگریزی ترجمہ اور سفیر صاحب کی تقریر کا اردو ترجمہ فوراً حاضرین کو سنا دیا۔ وہ عربی اور فارسی اور اردو تینوں زبانیں بہت خوب جانتے ہیں۔ میں نے پہلے کبھی کسی کو اتنی جلدی برجستہ اور صحیح ترجمہ کرتے نہ دیکھا تھا۔ نہ سنا تھا۔ جلسہ رات کے ایک بجے تک رہا۔ حسب عادت مجھے صبح تک نیند نہیں آئی۔ کیونکہ اگر اول شب جلدی نیند نہ آئے تو پھر ساری رات نیند نہیں آتی۔

ڈاکٹر چیٹرجی آج کل صبح چھ بجے روزانہ ڈاکٹر چیٹرجی مجھے دیکھنے آتے ہیں۔ نبض کی رفتار اور وزن کو دیکھتے ہیں۔ اور جسم کا معائنہ کر کے صحت کی رفتار کو قلمبند کرتے ہیں۔ آج ڈاکٹر صاحب نے پوچھا! ان دیکھ بھال کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میرے رسول ؐ نے فرمایا تھا کہ ہر بیماری کی دوا تشخیص ہے اس واسطے میں دواؤں کے استعمال کو ترک کر کے تشخیص کی تحقیقات کر رہا ہوں کہ امراض کی اصلیت اور حقیقت معلوم کر سکوں۔

دو رمال کئی دن ہوئے ایک مسلمان رمال شکستہ حال گلی میں آواز لگاتا ہوا نکلا۔ امرتسر کا رہنے والا تھا۔ میں نے سمجھا ضرورت مند ہے۔ اپنے پاس بلایا۔ اور اپنی قسمت کا حال پوچھا۔ اس نے کہا دشمن بہت ہیں۔ اقبال کا ستارہ بلند ہے۔ دریا کا سفر درپیش ہے عمر ۸۴ سال کی ہوگی۔ میں نے ایک رقم بطور امداد کے پیش کی۔ اور وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ آج [illegible] رمال [illegible] کے پاس آیا۔ اور کہا میں حسینی برہمن ہوں۔ اور رمالی کا کام جانتا ہوں۔ میں نے موٹر کے اندر بٹھا لیا۔ اور انجان بن کر پوچھا رمالی کیا ہوتی ہے؟ اس نے خیال کیا اناڑی آدمی پھنسا ہے۔ مجھے مرعوب کرنے کی باتیں کرنے لگا۔ میں نے پوچھا میری بیویاں کتنی ہیں؟ اور بچے کتنے ہیں؟ جواب دیا تین بیویاں ہیں اور ۱۱ بچے ہیں۔ میں نے پوچھا ان میں لڑکے کتنے ہیں؟ کہا پانچ لڑکے ہیں اور بڑے لڑکے کا نصیبا بہت اچھا ہے ۲۲ اگست ۱۹۴۳ء کو بہت بڑا فائدہ بڑے لڑکے کو ہوگا۔ پھر کہا آپ کی عمر ۸۴ سال کی ہوگی۔ اور عنقریب دریا کا سفر پیش آئے گا۔ اور آپ کے دشمن بہت ہیں۔

آخر کی تین باتیں سن کر مجھے مسلمان رمال کی باتیں یاد آئیں۔ اور تعجب ہوا۔ میں نے اس کو [illegible] دیا۔ اس نے کہا دو روپے میرے کھانے کے لئے بھی دیجئے۔ میں نے کہا ہندو صاحب۔ میں انجان نہیں ہوں۔ رمل بھی جانتا ہوں۔ نجوم بھی جانتا ہوں۔ جفر بھی جانتا ہوں۔ اور میرا بڑا بیٹا بھی جفر کا علم بہت زیادہ جانتا ہے۔ میں نے تو اس خیال سے تم کو موٹر میں بٹھا لیا تھا کہ تم نے کہا تھا کہ میں حسینی برہمن ہوں۔ جو کچھ میں نے دیا ہے وہ کافی ہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے نعیم صاحب سے کہا مسلمان رمال اور ہندو رمال کا فرق معلوم ہو گیا۔ جواب دونوں کا ایک تھا۔ لیکن ذاتی خصلت میں بہت فرق ہے۔ مسلمان نے صبر و شکر سے اس رقم پر قناعت کی جو اس کو دی گئی تھی اور [illegible] ہو کر گیا۔ اور ہندو نے قناعت نہیں کی۔ اور [illegible] کے خلاف کھانے کو امداد مانگی۔

۲۳ شعبان ۲۳ جولائی اتوار دہلی

شادی آج صبح سید علی اشرف صاحب کی لڑکی کی شادی میں گیا تھا۔ دلہن کے دادا اور ان کے صاحبزادگان سید وصی اشرف اور سید اشرف صبوحی وغیرہ بھی ملے تھے۔ اشرف صبوحی صاحب دہلی کے نامور ادیبوں میں ہیں۔ ان کے والد ایک عالم درویش ہیں۔ ان کے ہاں ہمیشہ اولیاء اللہ کے عرس ہوتے رہتے ہیں۔ شادی میں دہلی کے بہت سے ممتاز اصحاب جمع ہوئے تھے۔ سید دبیر علی سے پانچ ہزار روپے مہر پر نکاح ہوا۔

ولیمہ اس شادی سے فارغ ہو کر حکیم محمد دین ملنسار نظامی کے مکان پر گیا۔ اور ولیمے کی دعوت میں شریک ہوا۔ ملنسار صاحب نے میرے بچوں کے لئے بھی کھانا ساتھ کیا۔

جاگنے کی تکان کل چونکہ ساری رات نیند نہیں آئی تھی۔ اس واسطے آج جسم پر تکان کا بہت برا اثر ہے۔ کچھ دیر درگاہ کے حجرے میں سویا۔ پھر شام تک کام کیا۔

ملاقاتی حصار سے نواب میرزا صاحب دو رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ کیتھل ضلع کرنال میں راشننگ انسپکٹر ہیں۔ اور میرے مرحوم دوست مولوی محبوب خاں صاحب نظامی وکیل حصار کے داماد ہیں۔ انہوں نے میری کچھ کتابیں بھی خریدیں۔ سید صدر العلیٰ اور بمبئی والے محسن علی صاحب ملنے آئے تھے۔ لاہور سے حکیم منزل شاہ نظامی اور حافظ محمد یاسین ملنے آئے ہیں۔ حکیم صاحب میرے لئے بہت سے پھل بھی لائے ہیں۔

وحیدی صاحب بعد مغرب مسٹر مشتاق احمد وحیدی ایم اے ڈپٹی سکریٹری فنانس بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو بھی نیند بے چین رہی۔

آج بھی بہت سخت گرمی رہی۔ مگر ہوا چلتی رہی۔

تاریخی یادگاریں؛ آج حکیم ضیاء اللہ صاحب ملنے آئے تھے جو قلمی کتابوں کی تجارت کرتے ہیں۔ اور چند تاریخی یادگاریں لائے تھے ایک قلمی کتاب شاہ جہاں نامہ ہے۔ دوسری قلمی عالمگیر نامہ ہے۔ تیسری کتاب میں ہندوستان کے قدیم راجاؤں اور بادشاہوں کے ذاتی حالات اور اخراجات کی یادداشتیں ہیں۔ اور اٹھارہ خطوط ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے کے لکھے ہوئے ہیں۔ قیمتیں بہت زیادہ تھیں اس واسطے میں نے غور کرنے کے لئے اُن کو رکھ لیا ہے۔ ہر خط کا لفافہ دو انچ چوڑا اور نو انچ لمبا ہے۔ اور لفافے کی پشت پر بھیجنے والے کی مہر ہے۔

۲۴ شعبان ۱۴ جولائی پیر دہلی

بچے پاس ہو گئے؛ آج جامعہ ملیہ کی تعلیم کا آخری دن تھا۔ کل سے دو مہینے کے لئے جامعہ بند ہو جائے گی۔ میرا تیسرا لڑکا زید پاشا جامعہ میں پڑھتا تھا۔ پاس ہوا اور ایک مہینے سے حیدرآباد میں ہے۔ اور آج حسن ابو طالب اور مہدی بھی پاس ہو گئے۔ سید ذکی حسن کے دونوں لڑکے بھی پاس ہو گئے۔ سید ابن عربی کے لڑکے عابد عربی اور لڑکی ساجدہ بھی پاس ہو گئے۔ اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ سفیر الدولہ عزیز الملک پیغام یار جنگ سیدنا و مولانا سید رحم صاحب نبیرہ ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب و فرزند سید عبد السلام روحہ نظامی بھی پاس ہو گئے۔ حالانکہ بہت عرصے تک ختنہ کی وجہ سے اسکول ناغہ رہا تھا لیکن خداداد قابلیت اور ذہانت کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔ مجھ کو آنحضرت صلعم کی سنت کی تقلید میں اپنے نواسوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہے۔ رحم کے بڑے بھائی کا نام سالم تھا اور چھوٹے مرحوم بھائی کا نام شاہم تھا۔ اور دوسرے چھوٹے بھائی کا نام نعیم ہے۔ اور خدا ان کو اور کوئی بھائی دے تو اس کا نام ایمانم ہوگا۔

شادی؛ آج میرے پرانے ملازم مرزا سہراب شاہ کے لڑکے مرزا سکندر شاہ کی شادی میرے دوسرے ملازم یونس کی بہن رشیدہ سے دو ہزار روپے مہر پر ہوئی تھی۔ میرے مکان ملکیت منزل میں ساری بستی کے چھوٹے بڑے جمع ہوئے تھے۔ اور وہیں نکاح ہوا تھا۔ دلہن کے بھائیوں نے بہت عمدہ شربت براتیوں کو پلایا تھا۔

مسٹر شکوہ تھنکرے؛ بارہ بجے نعیم صاحب اور مسٹر محسن علی کے ساتھ کامرس سکریٹری مسٹر شکوہ تھنکرے سے ملنے گیا تھا۔ وہاں مسٹر اکرام اللہ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کیا تھا۔ بہت لوگ ملنے آتے رہے۔ گرمی آج بھی بہت زیادہ تھی۔

تشویش؛ آج صبح حکیم منزل شاہ نظامی اور حافظ محمد یسین لاہور والے شاہ درہ دہلی میں اپنے ہندو کارخانہ دار سے ملنے گئے تھے۔ اور دو بجے واپس آنے کو کہہ گئے تھے لیکن مغرب کے وقت تک واپس نہیں آئے۔ اس سے مجھے بہت تشویش ہوئی مگر خدا کا شکر ہے کہ مغرب کے بعد وہ دونوں واپس آگئے۔

بواسیر کا خون؛ آج صبح سے شام تک بواسیر کا خون آتا رہا۔ کمزوری بہت بڑھ گئی۔

ملاقاتی؛ شام کو کراچی والے سیٹھ محمد اسحٰق صاحب ملنے آئے تھے۔ یہ سیٹھ عبد الرحیم عثمان کے بھائی سیٹھ ذکریا عثمان کے داماد ہیں۔

ایک مشتبہ آدمی؛ رات کو مولانا عشقی نظامی نے اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی آپ کے پاس بالاخانے پر آرہا تھا۔ میں نے روکا تو کہا کوچہ چیلاں دہلی میں رہتا ہوں۔ مرید ہونے آیا ہوں۔ مولانا نے کہا یہ وقت مرید ہونے کا نہیں ہے۔ واپس جاؤ۔ میں نے مولانا سے کہا روکنا مناسب نہیں تھا۔ میرا توکل اللہ پر ہے۔

مہدی کا بخار؛ آج اسکول سے واپس آنے کے بعد مہدی کو انفلوئنزا بخار ہو گیا۔ ڈاکٹر شفارام صاحب اُس کو دیکھنے آئے تھے۔

۲۵ شعبان ۱۵ جولائی منگل دہلی

چیف کمشنر صاحب؛ آج صبح سید ابن عربی اور نعیم صاحب کے ساتھ دہلی کے نئے چیف کمشنر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ جو میرے دوست صاحبزادہ آفتاب احمد خاں مرحوم کے فرزند ہیں۔ اور خورشید احمد خاں نام ہے۔ مجھ سے لوگوں نے کہا تھا اُن کی صحت خراب ہو گئی ہے۔ لیکن میں نے اُن کو جیسا بچپن میں سرخ وسفید اور تندرست دیکھا تھا ویسا ہی آج بھی پایا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ دہلی کا پہلا ہندوستانی چیف کمشنر ایک ایسا مسلمان مقرر ہوا جس کے باپ نے بھی ملک کی تعلیمات کی بہت بڑی بڑی خدمات انجام دی تھیں۔ اور [illegible] کے دادا احمدی صاحب نے بھی اپنے اخلاقی اشعار سے ملک کو بہت فائدہ پہنچایا تھا۔ شروع میں میں نے احمدی صاحب کے اشعار اپنے مکان رین بسیرے میں خوش خط لکھ کر آویزاں کئے تھے۔

بارہ بجے گھر میں واپس آیا۔ شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کیا۔ حکیم منزل شاہ نظامی اور سید مبارک علی شاہ نظامی اور حافظ محمد یاسین صاحب آج لاہور واپس چلے گئے۔ مبارک علی شاہ نظامی کئی ہفتے سے

یہاں تھے۔ اور میری بہت خدمت کرتے تھے۔
آج حکیم منزل شاہ نظامی نے طبی کتاب
شرح اسباب کے اصول کی نسبت مجھ سے
علمی باتیں کیں۔ وہ سالہا سال میرے
پاس رہے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ
یونانی طب کے علمی حیثیت سے بھی ماہر ہیں۔

دو دن میں دو پونڈ } آج صبح ڈاکٹر
چیٹرجی میرا معائنہ کرنے آئے تھے۔ اور میرا
وزن بھی لیا تھا۔ چھ دن پہلے میرا وزن ایک
من نو سیر تھا۔ چار دن پہلے تولا تو ایک من
دس سیر تھا۔ آج تولا تو ایک من گیارہ سیر تھا
گویا چھ دن میں چھ پونڈ وزن بڑھا۔ علی میاں
نظامی حیدرآبادی میرے برقی پنکھوں کی
مرمت کرا کے لائے تھے۔

تاریخی خطوط } آج میں نے اٹھارہ تاریخی
خطوط ایک بڑی قیمت پر خریدے۔ ان
میں سکھوں کے خط بہت دلچسپ ہیں۔
وہ بھی غدر سے پہلے فارسی میں خط و کتابت
کرتے تھے۔

ملاقاتی } سیٹھ محمد جے اقبال ملنے آئے
تھے۔ میرے لئے مٹھائی بھی لائے تھے۔
حکیم ضیاء اللہ صاحب بھی ملنے آئے تھے
صوفی صاحب اجمیری کا خط آیا تھا۔ وہ
روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں۔ مگر یہ بھی اُن
کی ایک خاص شان ہے کہ اُنھوں نے
ڈاک کے ذریعے ایک خط بھیجا جس میں
میرے اُس جلسے کی تعریف لکھی جو امریکہ
کے سفیر کے لئے ہوا تھا۔

میٹھے بکس } آج میرے دوست لالہ سر شنکر لال
صاحب مالک کلاتھ مل دہلی نے مٹھائی کے
دو بکس بھیجے تھے۔ وہ مجھ سے بہت دیرینہ
تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے والد لالہ مدن موہن لال
صاحب بھی مجھ سے بہت محبت رکھتے تھے
اور ان کے بڑے بھائی لالہ سر سری رام بھی
بہت تعلق رکھتے ہیں۔

عبدالرحمان خاں نظامی } بعد مغرب
جوناگڑھ کاٹھیاواڑ ریلوے کے اعلیٰ افسر
خان صاحب عبدالرحمن خاں نظامی آئے
تھے۔ اُن کے سب لڑکے اور لڑکیاں اور
اور بیوی بھی میری مرید ہیں۔ ہز ہائی نس نواب
صاحب جوناگڑھ کے اوصاف حمیدہ کی
بہت تعریف کرتے تھے۔ میں نے کہا نواب
صاحب بابی پٹھان ہیں۔ اور ہر بابی شاہانہ
دل رکھتا ہے۔ اور پیدائشی فیاض ہوتا ہے
نواب صاحب ماناو ربھی بابی ہیں۔

۲۶ شعبان ۱۶ جولائی بدھ دہلی

گھٹا جھوم کے آئی } آج صبح اذان سے
پہلے جانماز پر بیٹھا تھا۔ یکایک بارش ہونے لگی
میں یہ کہتا ہوا کمرے میں گیا۔ گھٹا جھوم کے
آئی مگر ذرا دیر میں آئی۔

مسٹر گریڈی } آج صبح نعیم صاحب کے ساتھ
ہز ایکسی لنسی مسٹر گریڈی سفیر امریکہ سے ملنے
گیا تھا۔ اور اُن کی بیوی کو ایک پرانی چیز بطور
یادگار کے دی تھی۔ وہاں کچھ دیر بیٹھا۔ اور
نعیم صاحب کے ذریعے باتیں کیں۔ پھر دہلی
گیا اور تبلیغی ترجمے وغیرہ کی چھپائی کو دیکھا
امید ہے رمضان شریف میں دوسرا حصہ شائع
ہو جائے گا۔

پنکھے آ گئے } آج غلام محمد آئے تھے اور
مرمت شدہ پنکھوں کی فٹنگ درست
کی تھی۔ دن بھر بارش ہوتی رہی۔

مسٹر پیٹر گرین } دہلی سے واپسی کے
وقت لفٹننٹ کرنل پیٹر گرین صاحب سے
بھی ملنے گیا تھا۔ امریکہ کے سفیر صاحب کی
انگریزی تقریر کی نقل لینی تھی۔ امید ہے۔
کل تک مل جائے گی۔

حیدرآباد کا سفر } خواجہ بانو حسن ابوطالب
اور مہدی اور روحہ اور کوثر بانو اور رحم اور
نرجس کے ساتھ حیدرآباد جانے والی ہیں۔ آج
اُن کے لئے سیٹیں رزرو کرانے اور ٹکٹ
خریدنے گیا تھا۔ مسٹر جتیندر ناتھ آسری کی
مہربانی سے پرسوں جمعہ کے لئے سیٹیں رزرو
ہو گئیں۔ تین سو اُنیاون روپے آٹھ آنے کے ٹکٹ آئے
نوکروں کے ٹکٹ اٹھاون روپے پانچ آنے کے آئے۔

اوقاف کمیٹی کا جلسہ } شام کو دوبارہ
ساڑھے پانچ بجے اوقاف کمیٹی کے جلسے
کی شرکت کے لئے گیا تھا۔ خان بہادر حاجی
رشید احمد صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔
رمضان شریف کے انتظامات کر دئے گئے۔
جامع مسجد اور فتحپوری وغیرہ کے لئے۔

نیند کی کمی } ثقیل غذا کھانے کی وجہ سے
آج رات کو ۲ بجے تک نیند آئی۔

بدھ والے نظامی } مستری حبیب خاں
نظامی اور سید یامین نظامی اور نواب مرزا
نظامی، بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔
نواب مرزا میرے لئے نہایت عمدہ آڑو بھی
لائے تھے۔

حاجی لطیف الرحمن صاحب } حاجی لطیف الرحمن
صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میرے لئے آم
بھی لائے تھے۔ جو میں نے تہجد کے وقت
کھائے۔ آج رات کو بہت ٹھنڈک رہی۔
کمبل اوڑھنا پڑا۔

۲۷ شعبان ۱۷ جولائی جمعرات دہلی

شادی } آج دس بجے سید محبت علی شاہ
صاحب کے بڑے لڑکے سید عسکری شاہ کی
شادی کی شرکت کے لئے گیا تھا۔ جو میری

بیٹی لڑکی حور بانو کے دیور سید رضا علی کی لڑکی نعیمہ خاتون کے ساتھ دو ہزار روپے مہر پر ہوئی۔ چونکہ دولہا شاعر ہیں۔ اس واسطے پندرہ میں شاعروں نے سہرے پڑھے سب ہی سہرے بہت عمدہ تھے۔ سید قاسم علی صاحب فرید آبادی اور سید رکن الدین صاحب اور سید علی عباس صاحب اور سید علی اکبر صاحب اور شاہزادہ محمد مرزا صاحب اور سید ارشاد علی صاحب اور سید سمیع الدین صاحب اور قاضی سید تراب علی صاحب اور قادر الکلام صوفی صاحب اجمیری کے سہرے بہت مقبول ہوئے۔ صوفی صاحب اور سید سمیع الدین صاحب کے سہرے منادی میں بھی درج کئے جائیں گے۔

لطیفہ { آج صوفی صاحب اجمیری نے ایک گنوار کا لطیفہ سنایا کہ وہ ہاتھ میں پھولوں کا دونہ لئے ہوئے درگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ مجھ سے پوچھا کہ "شاہ نظام الدین اولیاؒ اس وقت کہاں ہوں گے۔ اُن کا نام بہت سنا ہے۔ اُن کو پھول دینے آیا ہوں"۔ صوفی صاحب نے اُس گنوار کو مزار تک پہونچا دیا اور کہا کہ اس وقت وہ مزار کے اندر ہیں۔ تو یہ پھول اوپر ڈال دے۔ اُن کو مل جائیں گے۔ اور وہ بہت خوش ہونگے۔

جاہیتی اماں { میری والدہ کا نام جاہیتی بانو تھا۔ اور میری بڑی لڑکی کی صورت بالکل میری اماں کی سی ہو گئی ہے۔ اس لئے میں حور بانو کو اماں جاہیتی کہا کرتا ہوں۔ آج حور بانو نے اپنی بیٹی نعیمہ کی شادی کی خوشی میں کھانا کھلانے کے لئے مجھے اپنے گھر میں بلایا تھا۔ سارا گھر عورتوں سے بھرا ہوا تھا میں نے کہا اماں تم بیٹی کی شادی کے کام میں لگی ہوئی ہو میرے کھلانے کی کیا جلدی ہے۔ پہلے مہمانوں کو کھانا کھلاؤ۔ حور بانو نے کہا آپ میرے باپ بھی ہیں۔ اور میرے پیر بھی ہیں۔ اور میری اماں بھی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے آپ کھانا کھائیں گے تو میرا جی خوش ہوگا۔ اس لئے میں نے کھانا کھایا۔ اور حور بانو نے پاس بیٹھ کر کھانا کھلایا۔ کھانا کھاتا گیا اور حور بانو سے ہنسی کی باتیں کرتا گیا۔ حور بانو نے زیورات دکھائے۔ جوڑے دکھائے۔ پلنگ دکھایا۔ تو میں نے کہا بو ابا لاؤ کے چاول نہیں گلے۔ جوڑوں کے توئی کھٹے میں بھی کچھ خرابیاں ہیں۔ حور بانو نے ہنس کر جواب دیا آپ ہم عورتوں کی بری عادتوں کی اصلاح کے لئے ایسا کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم عورتیں شادیوں میں جا کر شادی کے گھر کے عیب نکالا کرتی ہیں۔ میں نے گھر کی مہمان عورتوں سے کہا۔ دیکھو بیبیو! اماں جاہیتی نے تم سب کے کھانے کی بات نہ پوچھی۔ پہلے اپنے باوا کو کھلانے بیٹھ گئیں۔ اگر تم سب خفا ہو کر چلی جاؤ تو بالکل حق بجانب ہوگا اور میری رائے تو یہی ہے کہ تم سب کو خفا ہو جانا چاہیئے۔ میری بہن نظامی بانو نے کہا ہم سب تمہارے بہکانے میں نہیں آئیں گے۔ اور جب حور اکھانے کو دے گی اُسی وقت کھائیں گے۔

سفر کی تیاری { آج دن بھر خواجہ بانو حیدر آباد کے سفر کی تیاری کرتی رہیں چند گھنٹے کے لئے شادی میں بھی گئیں تھیں۔

جمعرات کی دھوم { چونکہ بارش ہو گئی ہے۔ اس واسطے آج جمعرات کے آنے والے بہت زیادہ آئے۔

سید اسحٰق رضوی { آج ریاست گوالیار کے ایک نوجوان سید اسحٰق رضوی بھی تھے۔ جو وہاں تجارت کرتے ہیں۔ اور بہت سمجھدار معلوم ہوتے ہیں۔

جہلم والے استاد شمس الدین اور امام الدین نظامی راولپنڈی والے بھی ملنے آئے تھے۔ درگاہ شریف میں قوالی بھی ہوئی تھی۔

مہدی کی صحت { میرا چھوٹا لڑکا ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفا رام کے علاج سے اچھا ہو گیا۔

ڈاکٹر چیٹرجی { آج صبح ڈاکٹر چیٹرجی معمول کی موافق مجھے دیکھنے آئے تھے۔ جسمانی معائنے کے بعد یادداشت لکھی کہ صحت ترقی کر رہی ہے۔ مگر وزن میں اضافہ نہیں ہوا۔ آج بھی ایک من گیارہ سیر وزن تھا۔

پان { انیس الرحمٰن نظامی دہلی سے آئے تھے۔ اور میرے لئے پان بھی لائے تھے وہ جب آتے ہیں پان لاتے ہیں۔

مدحت نظامی { آج میری بھانجی مدحت نظامی اہلیہ مسٹر رحمٰن چیف کنٹرولر ایکسپورٹ خواجہ بانو سے رخصتی ملاقات کے لئے آئیں تھیں کیونکہ خواجہ بانو کل حیدر آباد جانے والی ہیں۔

۲۸ شعبان ۱۸ جولائی جمعہ دہلی {

شادی { آج صبح نو بجے اپنے دوست لفٹنٹ کرنل سٹیر گرین صاحب سے ملنے گیا تھا۔ کتاب بیگمات کے آنسو کے انگریزی ترجمے کی بات چیت کی۔ پھر مسٹر احسان الرحمٰن سے ملنے گیا۔ پھر حکیم امتیاز الحق صاحب کی لڑکی کی شادی میں شریک ہوا۔ جو میاں افضل خاں ساکن کھیڑہ ضلع گوڑگانواں کے ساتھ ہوئی۔ حکیم صاحب نے بھی بہت شاندار جہیز دیا۔ اور دولہا والوں کی طرف سے

بھی بہت اچھے اچھے زیورات آئے جو مجھے دکھائے گئے۔

خواجہ بانو کی روانگی آج حور بانو اور خاندان کی سب چھوٹی بڑی عورتیں خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ وہ سید ابن عربی کے ساتھ ایک بجے دہلی چلی گئیں۔ عربی سے معلوم ہوا کہ مسٹر جتیندر ناتھ آسری نے بہت اچھا انتظام کر دیا تھا۔ آج جمعہ کی نماز اول صف میں امام کے پیچھے پڑھی تھی۔ پھر پانچ بجے تک درگاہ کے حجرے میں کام کیا تھا۔

پارٹی شام کو روشن آرا باغ کلب میں چیف کمشنر صاحب دہلی کی پارٹی میں گیا تھا جو ڈیڑھ سو شہریوں کی طرف سے دی گئی تھی۔ چیف کمشنر صاحب کی بیگم صاحبہ اور لڑکیاں بھی شریک ہوئیں تھیں۔ دہلی کے اکثر ہندو مسلمان اور سکھ عمائد شریک ہوئے تھے۔ پہلے خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب صدر میونسپل کمیٹی دہلی نے انگریزی زبان میں سپاس نامہ پڑھا۔ پھر چیف کمشنر صاحب نے انگریزی میں جواب دیا۔ مغرب سے پہلے گھر میں آگیا۔ آج نماز میں صرف ساجد اور مولانا عشقی نظامی میرے ساتھ تھے۔

بارش کا طوفان مغرب کے بعد بہت تیز بارش کا طوفان آیا۔ درگاہ کی اور میرے گھر کی بجلی خراب ہو گئی۔ اس لئے خبریں نہ سن سکا۔ رات کو سید ابن عربی کی دلہن شاہ بانو اور اُن کی لڑکیوں نے میرے کھانے کا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ نیند آج بھی اچھی نہیں آئی۔

۲۹ر شعبان ۱۹ر جولائی شنبہ دہلی

ملکوت منزل برسات کی وجہ سے درگاہ کے حجرے میں سیل بڑھ گئی ہے۔ اس واسطے آج میں ملکوت منزل میں آگیا ہوں۔ اور دن بھر وہیں تحریری کام کرتا رہا۔

ملاقاتی شام کو نواب شاہ عالم خاں صاحب دو رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ سلیم خاتون صاحبہ کے داماد ہیں۔ جو گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری کی مالکہ ہیں۔ سلیم خاتون صاحبہ بھی آئیں ہیں۔ دہلی کے ایک ہوٹل میں ٹھیری ہیں۔

چاند نظر آگیا آج رمضان کا چاند باوجود گھرے ابر کے صاف نظر آگیا۔ ریڈیو سے اعلان ہوا کہ کلکتے بمبئی وغیرہ مقامات پر بھی چاند نظر آگیا۔ مگر لاہور اور لکھنؤ سے خبر آئی کہ وہاں ابر کے سبب چاند نظر نہیں آیا۔

غذا کی احتیاط کل سے بہت سادہ غذا استعمال کرتا ہوں پھر بھی جسم کی کوفت اور امراض کی شدت موجود ہے۔

کوڑا موٹر آج میں نے دہلی کے ماہوار رسالے "آستانہ" کے لئے "کوڑا موٹر" کے عنوان سے ایک درویشانہ مضمون سات صفحے کا لکھا۔ اگرچہ میری ہر تحریر درویشی مشن کے ماتحت ہوتی ہے۔ لیکن یہ مضمون شروع سے آخر تک درویشانہ نکات کا خزانہ ہے۔

یکم رمضان ۲۰ر جولائی انوار دہلی

درخت لگانے کا ہفتہ سردار رندھاوا صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی نے دہلی میں درخت لگانے کا ہفتہ مقرر کیا ہے۔ آج اس کی شروعات چیف کمشنر صاحب دہلی نے کی تھی۔ جہاں آرا بیگم کے باغ میں ہندو مسلمانوں اور سکھوں کا بہت اچھا مجمع ہوا تھا۔ خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب نے فصیح و بلیغ اُردو میں سپاس نامہ پڑھا۔ اور چیف کمشنر صاحب نے ہندی آمیز اُردو میں بہت اچھا جواب دیا۔ اس کے بعد چیف کمشنر صاحب اور میونسپل کمیٹی کے ممبروں نے درخت لگائے۔

صوبۂ دہلی کی توسیع کا جلسہ دس بجے ہارڈنگ لائبریری کے ہال میں صوبہ دہلی کو بڑا کرنے کے لئے ہندو مسلمانوں کا ملا جلا ایک بڑا جلسہ ہوا تھا۔ مسٹر ساہنی نے صدارت کی تھی۔ لالہ دیش بندھو گپتا ممبر اسمبلی اس جلسے کے بانی تھے۔ لالہ شام ناتھ ایم اے میونسپل کمشنر نے رزولیوشن پیش کیا۔ پھر خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب نے ایک نہایت دلچسپ تقریر کے ساتھ رزولیوشن کی تائید کی۔ پھر دیہات کی طرف سے ایک چودہری صاحب نے تائید کی۔ پھر ایک سکھ صاحب نے مخالفت کی۔ پھر مسٹر درگا داس جوائنٹ ایڈیٹر ہندوستان ٹائمز نے ایک ترمیم پیش کی۔ پھر سوامی شردھانند جی کے صاحبزادے پروفیسر اندر صاحب نے درگا داس صاحب کی ترمیم کی تائید کی۔ اس کے بعد مسٹر رام ناتھ کالیا کھڑے ہوئے۔ اور اُنھوں نے ایسی ہندی بولنی شروع کی جو کسی کی سمجھ میں آئی۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا سمجھ میں نہیں آتا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کالیا صاحب نے بہت اشتعال انگیز لہجے میں چیخ کر کہا چونکہ میں ہندی بول رہا ہوں اس واسطے آپ اعتراض کرتے ہیں۔ ہم یہاں ہندی زبان جاری کر کے رہیں گے۔ مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب نے رفع شر کی تقریر شروع کی۔ مگر میں نے وہاں بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا اور فوراً اُٹھ کر چلا آیا۔ کچھ اور مسلمان بھی میرے ساتھ اُٹھ کر چلے آئے۔

بمبئی کا ٹیلیفون آج صبح بمبئی سے ٹیلیفون آیا تھا اور ہندو کالج دہلی کے پروفیسر آنند ناتھ صاحب ورما ایم اے بھی ملنے آئے تھے۔

(بقیہ روزنامچہ صفحہ پر دیکھئے)

کُل ایشیا میں چشتی قوّالی کا غلغلہ بلند کرنے کے لئے

قدیم و جدید اولیاء اللہ کی فارسی اردو

غزلیات قوّالی

حصہ اوّل

حمد از واح

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صدر کل ہند جمعیت چشت دہلی

نے

نامی گرامی قدیم و جدید شعراء کی وہ غزلیں مستند ہدایات کے ساتھ جمع کیں جو ہندوستان کی مجالس

قوالی میں گائی جاتی ہیں اور شعبان ۱۳۶۶ھ جولائی ۱۹۴۷ء میں

منادی دہلی کے ساتھ شائع ہوئیں

تا کہ

کُل ایشیائی ملکوں اور ہندوستان کے سب صوبوں میں فوراً

تبلیغ ہو جائے

دل شاہ داتا کے دامن میں

یہ موتی - یہ ہیرے - یہ یاقوت - یہ زمرد - اُس کے دامن میں ڈالے جاتے ہیں جو دیکھنے میں ریاست جاورہ کا نواب ہے - مگر مجلس عُشاق میں بشکل بشر حقانی چنگ و رُباب ہے - عارف کل کائنات و موجودات علیؑ سرچشمہ آب حیات کے اسم اسرار سے فخر کی دولت حاصل کرنے کے لئے افتخار علی نام پایا ہے - علیؑ امام الکل امیر المومنین نے اس کو امیر بنایا ہے - اور اپنی چشتی بستی میں اس چراغ کو روشن کیا ہے - اور اپنے فرزند حسینؑ شہید کربلا کے نور ابد کو اس کی گود "حسین ٹیکری" میں چمکایا ہے - چالیس کروڑ ہندوستانی جوق جوق وہاں جاتے ہیں - اور قندیل معرفت کی حسینی روشنی حسین ٹیکری میں روزانہ شام کو مشاہدہ کرتے ہیں اور دونوں جہان کی مرادیں پاتے ہیں -

پس یہ جواہر بے بہا یعنی کلام اولیاء اللہ اس کے دامن میں ڈالتا ہوں - کہ وہ چشتیہ خاندان کا خزانچی ہے -

حسن نظامی

۱۷ رجب ۱۳۶۶ھ

قدیم و جدید اولیاء اللہ کی فارسی، اردو

غزلیات قوالی

حصہ اول - مجموعہ ارواح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں دلی کا حسن نظامی۔ اکہتر برس کا بڈھا۔ اندھا۔ قبر کو جھانکنے والا۔ رجب ۱۳۶۶ھ جون ۱۹۴۷ء میں یہ کتاب لکھنے بیٹھا تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے اپنے چھ سو برس پرانے حجرے میں قلم ہاتھ میں لے کر یوں لکھنا شروع کیا۔

میں ساز رنگیں (سارنگی) کا پتلی تار۔ سوکھی تانت کا تار۔ ڈھولک کی سوکھی لکڑی کا خول۔ اس پر منڈھی ہوئی سوکھی کھال۔ سب بے جان۔ سب بے روح ؎

"خشک چوب و خشک رود و خشک پوست"

"از کجا می آید ایں آوازِ دوست"

کہتا ہوا حال میں آیا۔ اور اپنی رواجی بولی اردو میں کہا ؎

ایک صوتِ سرمدی ہے جس کا اتنا جوش ہے

ورنہ ہر ذرہ ازل سے تا ابد خاموش ہے

صوتِ سرمدی آوازِ غیب ایک سُر ہے۔ اور اس سُر میں ذات واجب الوجود کی تجلی کا ایک سِر ہے۔ سُر کا سِر نہ مجھے معلوم ہوا نہ مجھ سے پہلے کوئی سمجھا۔ نہ آئندہ کوئی سمجھ سکے گا۔ اور جو سمجھا وہ پچھتایا۔ اور جو سمجھنا چاہتا ہے پچھتایا ہے۔ اور جو سمجھنا چاہے گا پچھتایا کرے گا۔

سمجھ سمجھ پچھتا پوری سمجھ سمجھ۔ جو نہ سمجھے وہی ناچے۔ وہی جھومے۔ وہی گریبان چاک کرے۔ اور جو سمجھنے کی کوشش کرے

وہ مولوی بن جائے۔ یا لیڈر ہو جائے۔ اور
جو مولوی اور لیڈر بن جاتا ہے۔ وہ
معنوی لذتوں سے محروم کر کے دنیا
داری کے جیل خانے میں بھیج دیا جاتا ہے۔

میں بھی مولوی تھا۔ میں بھی لیڈر تھا۔
میں بھی پیر تھا۔ اور برسوں ان دلدلوں میں
پھنسا رہا۔ جس رخ سے زور لگاتا تھا کہ دلدل
سے نکلوں اُسی رخ اور دھنسیں جاتا تھا۔ معنوی
لذتوں کے دسترخوان دور بچھے ہوئے دیکھتا
تھا اور ترستا تھا کہ دلدل نے قیدی بنا
رکھا تھا۔

آخر ایک **ڈوم** آیا۔ اپنی ڈھولک سارنگی
لایا۔ اور ان دونوں کو دلدل پر رکھ دیا۔ یوں
ہی مجھ ڈوبنے والے نے ان دو تنکوں کا سہارا
پایا۔ ڈھولک سارنگی پہ ہاتھ رکھ کر **ہو حق**
کا نعرہ لگایا اور دلدل سے باہر آ گیا۔

ڈوم پاس کھڑا مسکراتا تھا۔ اور میری
سیادت اور مولویت اور لیڈریت
کے بندھن توڑتا جاتا تھا۔ اور جو بندھن وہ توڑتا
تھا میں شکر گزاری کے لئے ڈوم کے قدموں
پر جھک جاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔

اے ڈوم۔ تو ڈوم۔ میں سیّد۔ میں
مولوی۔ میں پیر۔ میں محدّث۔ میں مفسّر۔
میں ادیب۔ میں مصنّف۔ میں یہ۔ میں
وہ۔ ڈوم میری بات کا جواب نہ دیتا تھا۔
برابر مسکرائے جاتا تھا۔ جب بہت دیر تک
میں اپنی ذات اور حسب نسب کے فخریہ
گیت گا چکا۔ تو ڈوم نے کہا۔ **اور پچھل**
زبان کھولی سُن سُن! ۔ سیادت۔ مولویت
اور وہ سب کچھ جن پر تو فخر کرتا ہے تیری
زندگی کے طوق ہیں۔ بیڑیاں ہیں۔
ہتکڑیاں ہیں۔ حضرت **بلھے شاہ** قصوریؒ

نے سیادت چھوڑی ایک باغبان کے
غلام ہوئے تو سب کچھ بن گئے۔ تو
بھی ڈوم کے سامنے جُھک اور اپنی
بڑائی کے بُت توڑ۔ تو معنوی لذتوں
کا مزا چکھ لے گا۔

پھر تو مجھے چاروں طرف ڈوم ہی ڈوم
دکھائی دینے لگے۔ وہ ڈوم جو گانے
بجانے کا پیشہ کرنے کے سبب حقارت
سے دیکھے جاتے ہیں۔

مجھے دلدل سے نکالنے والا ڈوم
خود میرا ضمیر تھا۔ جو میرے نفس کا
مرشد برحق تھا۔ اس ڈوم نے
جب مجھے غرور و تکبر و خود پسندی
کی دلدل سے نکالا تو میں نے اپنی صورت
شکل کے سب انسانوں کو اپنے وجود کے
آئینے میں دیکھا تو ہر انسان کے ضمیر کا ڈوم
میرے سامنے آگیا اور سب نے کہا جس طرح تو نے
اپنے ضمیر کی ہدایت کو مانا اور خود پسندی کے
بُت توڑے ہم سب کے بُت بھی توڑنے کا انتظام
کر۔ مگر وہ جب ہی ہو سکے گا کہ صوت سرمدی کے
سُر کا سر ہر انسانی ضمیر کے سامنے آئے اور
صوتِ سرمدی سب سوتے ضمیروں کو جگائے۔

میں نے پوچھا صوت سرمدی کے سُر کا سر
کیونکر سب کے سامنے پیش کروں؟ جواب ملا۔
قدیم و جدید عارفانِ وجودِ حقیقی کے گیت جمع
کر۔ کہ ان ہی میں اپنی شناخت کا بھید
مخفی ہے۔ اور وہی ہر وجودِ خفتہ کو بیداری
کا عرفان دے سکتے ہیں۔

پس میں نے پرانے وقتوں کے اولیاء اللہ
اور نئے وقت کے اولیاء اللہ کا عارفانہ کلام
قوالوں کے گانے اور ارواح کو حمد محمود اور سجدہ مسجود کا
راستہ بتانے کے لئے ان اوراق میں جمع کر دیا۔

قوّالی جائز یا ناجائز؟

اسلام کا نور چمکا۔ آسمان سے قرآن اُترا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عرش اعظم کی وحی سب کو سنائی۔ اور مکّے سے مدینے میں ہجرت کرکے تشریف لائے تو مدینے کی عورتیں اور لڑکیاں بھی اپنے مردوں کے ساتھ استقبال کے لئے مدینے کی گلیوں اور راستوں میں جمع ہوئیں اور دف بجا بجا کر یہ گیت گایا۔

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
وَاخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْرُ

چمکا وہ بدر منوّر۔ چھپ گئے سب ماہ و اختر

(۲) پھر جب مدینے میں حضورؐ رہنے لگے تو ایک عید کو مدینے کی لڑکیاں دف لے لے کر حاضر ہوئیں اور عید کے عربی ترانے گانے لگیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ آگئے اور انہوں نے لڑکیوں کو گانے سے روکا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ابوبکر ان کو نہ روکو۔ آج عید ہے۔ ان کو گانے دو۔ (یہ حدیث صحاح ستّہ میں موجود ہے)۔

(۳) حضرت عائشہ رضؓ نے ایک لڑکی کو پالا تھا۔ مدینے میں ہجرت کرکے آئیں تو لڑکی جوان ہوگئی تھی حضرت عائشہ رضؓ نے اس لڑکی کا نکاح مدینے کے ایک انصاری مسلمان سے کردیا۔ آں حضرتؐ شام کو گھر میں آئے تو حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا۔ اے عائشہ! کیا تم نے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا؟ جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری سے

اُس کا نکاح کر دیا اور لڑکی اپنے شوہر کے
ہاں چلی گئی۔ آں حضرتؐ نے فرمایا۔
مدینے کے لوگ گانے بجانے کے شوقین
ہیں۔ تم نے اپنی لڑکی کے ساتھ گانے
والیاں بھی بھیجیں؟ حضرت عائشہؓ نے
جواب دیا۔ نہیں یا رسولؐ اللہ! میں نے
گانے والیاں نہیں بھیجیں۔ آنحضرتؐ
نے فرمایا۔ تم کو گانے والیاں بھیجنی چاہیئے
تھیں۔ جو وہاں جا کر یہ گیت گاتیں:۔

اَتَینَاکُم۔ اَتَینَاکُم
فَحَیَّانَا۔ وَحَیَّاکُم

(ترجمہ) ہم تمہارے ہاں آئے۔ ہم تمہارے
ہاں آئے پس ہم کو بھی مبارک ہو۔ اور
تم کو بھی مبارک ہو۔ (یہ حدیث صحاح
ستہ کی ایک کتاب ابن ماجہ میں ہے۔)
ان تین مستند حدیثوں سے صاف

ظاہر ہے کہ آں حضرتؐ نے خود گانا سُنا۔
باجہ سُنا۔ اور حضرت عائشہؓ کو مشورہ
دیا کہ تم کو گانے والیوں کو بُلانا لازم تھا۔
یہاں تک کہ گیت بھی ارشاد فرمایا۔

(۴) صحاح ستہ میں یہ حدیث بھی
ہے کہ آں حضرتؐ نے حکم دیا کہ مسجدوں
میں نکاح کیا کرو۔ اور نکاح کے بعد باجے
بجا کر نکاح کا اعلان کیا کرو۔

(۵) قرآن شریف میں گانے بجانے
کے خلاف کوئی حکم نہیں ہے۔ صرف ایک
آیت لَهْوَ الْحَدِيْث کی نسبت
بعض لوگوں کی رائے ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْث
سے گانا بجانا مراد ہے۔ مگر لَهْوَ الْحَدِيْث
بے ہودہ فضول بات کو کہتے ہیں۔ گانے
بجانے کو نہیں کہتے۔ اور قرآن میں جہاں
جہاں لفظ لَهْوَ الْحَدِيْث آیا ہے۔ کہیں

اس کے معنی گانے بجانے کے نہیں ہیں۔
لہذا قوالی یعنی گانا بجانا جائز ہے۔ البتہ
وہ گانا بجانا جائز نہیں ہے۔ جس کا رواج
آں حضرت ؐ کے زمانے میں بت خانوں
میں تھا یعنی بتوں کے سامنے جو ناچ گانے
ہوتے تھے۔ آں حضرت ؐ نے اس سے
منع کیا تھا۔

لطیفہ۔ انگریزی پڑھے ہوئے چند
لوگوں نے مجھ سے پوچھا۔ قوالی جائز ہے
یا ناجائز ہے؟ میں نے جواب دیا آپ
کے سوال میں جائز ذوہیں اور نا ایک
ہے۔ اور آج کل سب فیصلے کثرت رائے
سے ہوتے ہیں۔ پس قوالی جائز ہے کہ
کثرت جائز کی ہے۔

یہ تو محض لطیفہ تھا ورنہ قرآن و حدیث
سے قوالی منع نہیں ہے۔ بلکہ حدیثوں
سے تو گانا بجانا سُننا سنت ثابت
ہوتا ہے۔

تاہم میں ان لوگوں سے درخواست
کرتا ہوں جو قوالی سنتے ہیں کہ وہ منکروں
سے بحث نہ کریں۔ اور ان سے کہیں
کہ ایک دفعہ تخلیئے میں قوالی سُن لو اگر
اس میں کچھ تاثیر ہوگی تو تم خود ہی اس کے
قائل ہو جاؤ گے۔

قوالی اور قوالوں کی اصلاح

آج کل کی قوالی بھی قابل اصلاح
ہے۔ اور قوال بھی اس قابل ہیں کہ
ان کی اصلاح کی جائے۔ میں پچاس
برس سے ہندوستان کی رواجی قوالی
اور قوالوں کی اصلاح میں مصروف ہوں۔
کیونکہ میں قوالی کو اس ملک میں جاری

رکھنا اور ترقی دینا ہندوستانیوں کے لئے
بہت ضروری خیال کرتا ہوں ۔

مگر چونکہ ہندوستان میں فارسی زبان
کا رواج بہت کم ہو گیا ہے اس واسطے
قوال لوگ اُردو کی ایسی غزلیں گانے لگے
ہیں جن میں فحش مضامین ہوتے ہیں۔ اور
جن سے نفسانی جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اس
کے علاوہ گانے کا طرز بھی تھیٹروں اور
سیناؤں کے گانوں کا ہو گیا ہے۔ کیونکہ عوام
ان ہی نئی طرزوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس
لئے قوالی کی اصلی تاثیریں کم ہوتی جاتی
ہیں۔ کیونکہ قوالی لفظ قول سے بنا ہے
پس جب قول اچھا نہ ہوگا تو قوالی کا اچھا
اثر کیونکر ہوگا؟ ۔

قوالی کی یہ غزلیں فارسی میں زیادہ
ہیں اور میں جانتا ہوں کہ فارسی کا رواج
کم ہو جانے سے اُن غزلوں کو لوگ سمجھیں گے نہیں
لیکن ان غزلوں میں اولیاء اللہ کی کرامتوں
کی غیبی تاثیریں ہیں ان کا مطلب سمجھ میں
آئے یا نہ آئے۔ ان کا اثر ضرور ہوگا۔ مثلاً
جن لوگوں کو عربی زبان نہیں آتی وہ بھی جب
قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ تو ان پر اثر ہوتا
ہے اسی طرح اللہ کے اولیاء کے کلام میں
بھی اللہ نے بڑا اثر رکھا ہے۔ پس ان فارسی
غزلوں کا اثر اتنا ہی ہوگا جتنا صدیوں پہلے
ہوا کرتا تھا۔ جب سب لوگ فارسی بولتے
تھے اور فارسی سمجھتے تھے۔

میں نے اس کتاب میں بڑے بڑے
نامی گرامی اولیاء اللہ کی غزلیں جمع کی ہیں
دوسرے حصے جب شائع کروں گا۔ تو
نئے زمانے کے بزرگوں کا کلام بھی جمع کر دیا
جائے گا۔

اُردو کلام صرف حضرت بیدم شاہ
صاحب وارثی کا اس حصے میں اس لئے
لیا گیا ہے کہ بیدم شاہ صاحب تارک دنیا
درویش تھے اور اُن کا کلام درحقیقت
قدیمی بزرگوں کے کلام کی روح ہے۔
جس کو اردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ دوسرے
حصوں میں حضرت بیدم شاہ صاحب
کے علاوہ بھی چند درویش شعراء کا
کلام شائع کیا جائے گا۔

قوالوں کی بے علمی

میں پچاس برس سے چار ہزار روپے
سالانہ قوالوں اور قوالیوں میں خرچ کرتا
رہتا ہوں اس طرح پچاس برس میں دو لاکھ روپے
اس کار خیر میں خرچ کر چکا ہوں۔ اور میری
پچاس سالہ جد و جہد کا یہ اثر ہوا ہے کہ
کروروں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی،
پارسی قوالی کے دل دادہ ہو گئے ہیں۔ اور
آل انڈیا ریڈیو کو عوام مجبور کرتے ہیں کہ وہ
قوالی کا پروگرام روزانہ کیا کریں۔ چنانچہ
آل انڈیا ریڈیو پابندی سے قوالی کراتا
رہتا ہے۔

مگر مشکل یہ ہے کہ تمام ہندوستان کے
پیشہ ور قوال عموماً بے علم یا کم علم ہوتے
ہیں۔ اس واسطے وہ اولیاء اللہ کا فارسی
کلام یا تو یاد نہیں کرتے۔ اور یاد کرتے ہیں
تو غلط یاد کرتے ہیں اور غلط گاتے ہیں۔
کیونکہ وہ مطلب نہیں سمجھتے۔ لہذا فارسی
جاننے والوں کا خاص کر درگاہوں کے پیرزادوں
اور سجادہ نشینوں اور مشائخ کا فرض ہے
کہ وہ قوالوں کو یہ فارسی کلام صحت الفاظ
کے ساتھ یاد کرائیں۔ اور سب سے زیادہ

ضرورت یہ ہے کہ گانے کے طریقوں کو بدلیں۔ اس طرح کہ قوال پہلے صحت تلفظ کے ساتھ ایک شعر بغیر باجوں کے پڑھیں۔ پھر وہی شعر موسیقی اور باجوں کے ساتھ گائیں اور ہو سکے تو اردو ہندی اشعار کی تضمین کے ساتھ اُس فارسی شعر کا مطلب سُننے والوں کو سمجھائیں۔ حیدر آباد کے صوفی محمد علی بخش صاحب کو میں نے واعظ قوال خطاب اسی لئے دیا تھا کہ وہ ذی علم مولوی ہیں اور عربی فارسی جاننے کے سبب تضمین کے ذریعے فارسی عربی کلام کو سمجھا دیتے ہیں اس لئے وہ تمام ہندوستان میں مقبول خاص و عام ہیں۔ اور انہوں نے اپنی تضمین کا ایک مجموعہ بھی میرے ذریعے شائع کیا تھا۔

قوالی کے خرچ کا بجٹ

تمام ہندوستان کے مشائخ عظام اور سجادہ نشین صاحبان اور پیرزادگان سے درخواست ہے کہ وہ اصلاح یافتہ قوالوں اور اصلاح یافتہ قوالی کے خرچ کا سالانہ بجٹ بنایا کریں کہ حسب حیثیت ہر سال وہ اتنی رقم اس کار خیر میں خرچ کیا کریں گے۔ جیسا کہ میں نے چار ہزار روپے سالانہ خرچ کا بجٹ مقرر کر رکھا ہے۔

قوالی کے عام رواج کی ضرورت

مجھے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کی ضرورت مشائخ مجھ سے بہت زیادہ جانتے ہیں کہ ہندوستان کے چالیس کروڑ باشندوں کو حقانیت اور معنوی لذت اور اطمینان قلب کی نعمت جب ہی حاصل ہوگی کہ وہ اپنے بزرگوں کی قوالی کو گھر گھر جاری کریں گے۔ جو بزرگوں کی روحانی تعلیم کا بہت

مکمل خزانہ ہے۔

غیر مسلم گانے

غیر مسلم بزرگوں کے بھجن اور گانے
کو اپنی مجلسوں میں سننے چاہئیں
کیونکہ اس میں مسلم غیر مسلم درویش ہم خیال و
ہم عقیدہ ہیں۔

حدیث مطرب

حضرت حافظ شیرازیؒ کا مشہور شعر سب
نے پڑھا ہوگا ؎

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

یعنی حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ اس کائنات
کے گورکھ دھندے کو سمجھنے کی کوشش فضول
ہے قوال اور شراب کی بات کرو۔

جب حضرت حافظ صاحبؒ نے یہ شعر کہا تھا
ایران کی حالت آج کل سے بہت اچھی تھی۔
مگر آج کل ایران و ہندوستان کی حالت سیاسی
انقلابات کے سبب بہت زیادہ خراب ہے۔
اور قوالی ہی ایسی چیز ہے جو دلوں کی اُلجھنوں کو
دور کر سکتی ہے۔

میرے ہاں ہر سال دو عرس ہوتے ہیں اور
ہر عرس میں ایک لاکھ زائرین جمع ہوتے ہیں۔ اور
میرے مکان کی خاص مجالس قوالی میں ہزاروں
ہندو مسلمان سکھ عیسائی انگریز وغیرہ جمع ہوتے
ہیں۔ اور میں اچھے اچھے نامی قوالوں کو ان
مجلسوں کے لئے جمع کیا کرتا ہوں۔ اور ان دو عرسوں
کے علاوہ بھی ہر مہینے حکومت ہند کے انگریزوں
ہندوؤں مسلمانوں کو مختلف قسم کی تقریبات
مقرر کر کے قوالی میں مدعو کرتا رہتا ہوں۔ یہاں تک
کہ جب دہلی میں ایشیائی کانفرنس ہوئی تو میں نے

تمام ایشیائی ملکوں کے نمائندوں کو قوالی کی ایک بڑی مجلس میں جمع کیا تھا۔ اور عربی فارسی انگریزی اُردو زبانوں میں سب کو اطمینان قلب اور خدا کی طرف متوجہ کرنے کی تبلیغ کی تھی۔ اور ان سب چھوٹی بڑی مجلسوں میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں کانگرس۔ لیگ۔ کمیونسٹ احرار و خاکسار وغیرہ پارٹیوں کے اختلافات اور جھگڑے پڑے ہوئے ہیں۔ مگر میرے ہاں اس مجلس میں ان سب پارٹیوں کے اصحاب جمع ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوالی ہی ایسی چیز ہے جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتی ہے اور دلوں کے جھگڑوں کو دور کرتی ہے۔

پس میں گاتی تجربوں کی بنا پر یقین رکھتا ہوں کہ پرانے درویشوں کا کلام آج کل سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر اس میں اب بھی یہ اثر ہے۔ کہ اگر قوالی کی مجلسوں میں وہ کلام گایا جائے۔ تو اس کی تاثیر سے دلوں کا وہ بوجھ دور ہو جائے گا جو سیاسی جھگڑوں سے اور دنیا کے انقلابات سے یا معاش کی پریشانیوں سے پیدا ہو گیا ہے

ہندو درویشوں کے کلام کا نمونہ

ذیل میں کبیر داس جی کے دو بھجن مولانا علی بخش واعظ قوال کی تضمین کے ساتھ بطور نمونے کے درج کئے جاتے ہیں۔ کبیر داس مسلمان جولاہے تھے۔ اور ہندو درویشوں کی صحبت میں رہنے سے کبیر داس کہلاتے تھے۔ اُن کا کلام عارفانہ ہے۔ اور ہندو مسلم اختلاف کو دور کرنے والا ہے ہندو درویشوں کے بھجن آئندہ حصوں میں شائع کئے جائیں گے۔ یہاں تو محض نمونہ درج کیا گیا ہے۔ یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ ہندی زبان میں

بھجن اس کلام کو کہتے ہیں جس میں عرفان کا بیان

ہو بعض بھجنوں میں سری کرشن جی کی منقبت

بھی ہوتی ہے ۔ میں کبیر داس اور میرا بائی وغیرہ

ہندو درویشوں کے کلام کا مجموعہ بہت جلد ہی

شائع کروں گا ۔ نمونہ یہ ہے :۔

بھجن ۔ ہر میں ہر کو دیکھا رے سادھو

ہر میں ہر کو دیکھا

تضمین ۔ بلبل نے جمال یار گل میں دیکھا

اور بادہ کشوں نے جام مل میں دیکھا

آنکھیں اپنی اپنی

طلب ہے اپنی اپنی

ہم نے تو اسے ہر جزو و کل میں دیکھا

ہر میں ہر کو دیکھا رے سادھو

تضمین ۔ صنعت تری ہر خار دکھا دیتا ہے

ہر غنچہ گل تیری صدا دیتا ہے

ہر اصل اصول معرفت ہے یارب + پتا پتا تیرا پتہ دیتا ہے

ہر میں ہر کو دیکھا رے سادھو

بھجن ۔ ہر میرا میں ہر کی مورت + ہر میں آپ ہی سمارے سادھو

تضمین ۔ کا لون توری چونچ پپیہا ڈاروں وا پر نون

میں پی کی اور پی مورا تو پی کہے سو کون

ہر میرا میں ہر کی مورت

تضمین ۔ گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست؟ گویم

ہر میرا میں ہر کی مورت

تضمین ۔ آں روز کہ روح پاک آدم بہ بدن

از کتم عدم نمی شدے اندر تن

گفتند ملائکہ بہ لحن داؤد

در تن در تن ۔ در آ در آ ۔ در آمد در تن

ہر میں آپ سمایا رے سادھو

بھجن ۔ آپ ہی بھٹی آپ ہی مد گر

آپ ہی ہوت کلالا

آپ ہی پیوے آپ پلاوے ۔ آپ پھرے متوالا

تضمین ۔ ایک ہستی کا ظہور ہے نہیں غیر کوئی

آپ ہی بھٹی آپ ہی مدگر

بہ میخانہ گذر کردم چہ دیدم

آپ ہی بھٹی آپ ہی مدگر

بھجن: اپنی گودی آپ ہی کھیلے بن کر موہن لالہ

آپ ہی بووے آپ ہی سینچے آپ پھرے رکھوالا

بھجن: ٹھاکر دوارے بامن پوجے، مکے اندر شیخا

کہت کبیرا سنو بھئی سادھو ہر جیسے کو ویسا

تضمین: آزما دیکھا اُسے سو بار ہے نے اے امیر

آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا

ہر جیسے کو ویسا

تضمین: از پے بت پرستاں بر اعتقاد ایشاں

اندر حریم کعبہ لات و منات گشتہ

ہر جیسے کو ویسا

تضمین: خود حق تعالیٰ بزبان محمدی فرمود

اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی (اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں)

ہر جیسے کو ویسا

کبیر داس کا دوسرا بھجن

کبیرا بھلا ہوا ہر بسرے سر سے ٹلی بلا

تضمین: برے کام ہوں تو ہوں دوزخی

بھلے کام ہوں تو ہوں جنتی

میں جو ہوں نہیں۔ تو بلا ٹلی

نہ اِدھر رہوں۔ نہ اُدھر رہوں

سر سے ٹلی بلا

(۱۵)

بھجن: میں جوگی تی منیان بن کو دوڑ جھپٹ سری مٹکی پٹکی

بھلا ہوا موری گاگر پھوٹی میں جل بھرن سے چھوٹی

تضمین: مشرب ما مشرب خاموشی است

در طریق ما گنہ ہمہ گوشی است

دل ز ہر گفتن بمیرد در بدن

گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

بھلا ہوا موری گاگر پھوٹی میں جل بھرن سے چھوٹی

بھجن: مالا جپوں نہ کر جپوں مکھ سے کہوں نہ رام

رام ہمارا ہمیں جپے ہم پا یو بسرام

تضمین } اِنَّ اللہَ وملائکتہٗ یصلون علی النبی

(اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں)

رام ہمارا ہمیں جپے

تضمین } برہمن بت می پرستد لیکن اندر دیر من

بو العجب کارے کہ خود بت می پرستد برہمن

رام ہمارا ہمیں جپے

بھجن } حد حد کرکے سب گئے ۔ بے حد گیا نہ کوئے

اَنْ حَدْ کے میدان میں رہا کبیرا سوئے

تضمین } واں نہ کھانا ہے نہ پینا ہے کوئی

واں نہ مرتا ہے نہ جینا ہے کوئی

اَنْ حَدْ کے میدان میں

تضمین } وہاں نہ درد نہ دکھ ہے علاج ہے نہ دوا

وہاں ضرورتِ لقماں نہ حاجتِ بقراط

اُنْ حَدْ کے میدان میں

ہندو مسلم تصوف

ناظرین غزلیات قوالی کی آگاہی کے لئے یہ لکھنا ضروری ہے کہ ہندو مسلم قوموں کا تصوف تقریباً ایک ہی ہے۔ صرف زبان کا فرق ہے۔ ہندو تصوف کو "ویدانت" کہتے ہیں اور "جوگ اور یوگ" بھی کہتے ہیں۔ ہندو تصوف کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے۔

"یوگ است چت برتی نرودہا" یوگ یہ ہے کہ ذہن اور دماغ کے منتشر خیالات یکسو ہو جائیں۔ اور یہی اصل اسلامی تصوف کا ہے کہ ذات الٰہی کی یاد میں انسان کو اور محویت کامل حاصل ہو جائے۔

اسلامی تصوف کے مقامات ناسوت، ملکوت، جبروت۔ لاہوت، ہاہوت، بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی سنسکرت زبان میں یہی مقامات مانے جاتے ہیں۔ مسلمان درویشوں میں پاس انفاس اسم ذات، پاس انفاس نفی اثبات، شغل وغیرہ۔ شغل محمودہ، شغل سلطان الاذکار نام ہیں۔ ہندوؤں میں بھی یہی اشغال سنسکرت زبان میں ہیں۔ چنانچہ شغل محمودہ کو سنسکرت میں "ترکٹی" کہتے ہیں۔ اور سلطان الاذکار کے وقت جو صوت سرمدی سنائی دیتی ہے۔ اُس کو سنسکرت میں اَنْ حَدْ شبدْ کہتے ہیں۔

چنانچہ کبیر داس کے مذکورہ بھجن میں کہا گیا ہے۔ ؎

حد حد کرتے سب گئے۔ بے حد گیا نہ کوئے
اَنْ حَدْ کے میدان میں رہا کبیرا سوئے

اور حضرت اکبر الہ آبادی نے بھی اسی چیز کو اُردو زبان میں بیان کیا ہے ؎

ایک صوت سرمدی ہے جس کا اتنا جوش ہے
ورنہ ہر ذرہ ازل سے تا ابد خاموش ہے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے پیر حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت صراحت کے ساتھ فلسفہ وحدت وجود کو اپنی غزلوں میں بیان کیا ہے۔ بقیہ اولیاء اللہ کا کلام بھی ایسا ہی منتخب کیا گیا ہے جس سے فلسفۂ وحدت وجود انسانوں کے دل و دماغ پر طاری ہو جاتا ہے۔ حسن نظامی

الواحِ اسرار

تبلیغ قرآن و اسرار چشت

میں نے قرآن شریف کی تعلیم و تبلیغ کے لئے ایک نئی ایجاد کی ہے۔ یعنی مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے لوحیں تیار کرائی ہیں۔ ہر لوح میں نو آیات ہوں گی۔ اور آسمانی ترجمہ ہوگا۔ اور نیچے سائنس کی تفسیر ہوگی۔ ہر لوح اس طرح تیار کی جائے گی کہ وہ گھروں میں اور مسجدوں میں اور اسکولوں میں اور مکتبوں میں آویزاں کی جا سکے۔ کتابت بہت جلی ہوگی یہ لوحیں ایک دبیز پٹھے پر ہوں گی۔ اور چھپائی ایک رُخ ہوگی۔ دوسرا رخ خالی رہیگا۔ اور لاگت کے لاگت دی جائیں گی۔ تاکہ غریب مسلمان بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکیں۔

اور دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ لوحوں پر چشتیہ خاندان کے سینہ بہ سینہ مخفی اعمال اجازت کے ساتھ چھاپے جائیں۔ یہ ایسے اعمال ہیں جن کا تعلق انسانوں کی دنیاوی ضروریات سے بھی ہے۔ اور باطنی ترقی سے بھی ہے۔ یہ کل چالیس لوحیں ہوں گی اور ان چالیس لوحوں میں تصوف اور چشتیوں کی باطنی تعلیم مکمل کر دی جائیگی اور جو شخص ان چالیس لوحوں کو حفظ کر لیگا اور اُن کی تعمیل اور تکمیل بھی کرلے گا اس کو سلسلۂ چشتیہ میں مرید کرنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ قرآن شریف کی لوحوں اور چشتیہ تعلیم کی لوحوں کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ خدا نے چاہا رمضان کے مہینے میں دونوں کے نمونے تیار ہو جائیں گے۔ اور اُسی وقت قیمتوں کا اعلان بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں زرد چکنے کاغذ پر چھپ کر دبیز گتے پر چسپاں ہوں گی۔ اور زرد چکنا کاغذ بہت زیادہ گراں ہے۔ اور کم یاب بھی ہے۔ اور چونکہ چشتیہ خاندان کا رنگ زرد مانا گیا ہے۔ نشان محبت کی وجہ سے۔ اس واسطے قرآنی لوحیں اور چشتی لوحیں سب زرد رنگ کے کاغذ پر چھاپی جائیں گی۔ کتنا ہی زیادہ خرچ ہو میں رنگ کی پابندی ضرور کروں گا۔

ناظرین منادی کو تبلیغ کرنی چاہئے

چونکہ تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسرار چشت بہت بڑا اور عظیم الشان کام ہے اس واسطے میں اس کی تبلیغ کے لئے منادی کے سب ناظرین سے اور چشتی پارٹی کے ممبروں سے اور اپنے عورت مرد مریدوں سے تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ سب اس اعلان کی تبلیغ شروع کر دیں۔ اور فوراً نمونے منگانے کے لئے خط بھیج دیں۔ اور محصول وغیرہ کے خرچ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ بھی بھیج دیں۔ الواح قرآن کی پہلی لوح سورۂ فاتحہ کی ہوگی۔ جس کے ایک لاکھ نمونے تقسیم کئے جائیں گے۔ اور ایک لوح چشتیوں کے باطنی اشغال کی ہوگی اور ہر لوح چار آنے میں دی جائیگی محصول سمیت پانچ آنے میں ایک لوح ملیگی اور آئندہ جب گرانی دور ہو جائے گی تو میں کوشش کروں گا کہ کم سے کم قیمت پر ان الواح کی اشاعت ہو۔ یعنی ہر لوح ایک پیسے قیمت تک دی جا سکے۔ کیونکہ میں ان لوحوں کے ذریعے ان دس کروڑ مسلمانوں کو قرآن شریف اور چشتیوں کے کمالات روحانی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب اور سیاسی انقلابات کی وجہ سے قرآن و تصوف سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اور میں اس کام کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری کام تصور کرتا ہوں

خلفاء کو اطلاع

دہلی اور پنجاب اور سرحد اور بلوچستان اور سندھ اور بمبئی اور مدراس اور سی پی اور یو پی اور بہار اور بنگال اور برما اور دیسی ریاستوں کے خلفاء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ سب پوری توجہ اور پوری مستعدی کے ساتھ الواحِ اسرار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے کام میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور ہر مسلمان سے ایک ایک روپیہ جمع کر کے اپنے پاس یہ الواح اسرار منگا کر رکھیں۔ اور ایک ایک روپیہ دینے والوں کو تقسیم کر دیں۔ تاکہ محصول کا خرچہ کم ہو جائے۔ جو لوگ میرے خلیفہ نہیں ہیں اور یہ کام کرنا چاہتے ہیں اُن کو بھی کام کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اس وقت اگر یکجہتی سے کام کیا جائے گا تو پورے ہندوستان میں قرآن اور اسرار چشت کی تبلیغ ہو جائیگی۔ حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کی کتابیں اور دوائیں

اسرار اسم اعظم

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی مشہور کتاب ہے۔ رازداری کے پابند لوگوں کو دی جاتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

سیدوں کے خفیہ کام

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی "فاطمی دعوت اسلام" میں پڑھئے۔ قیمت تین روپے۔

سفرنامہ افغانستان

موجودہ سیاسی انقلابات کے وقت اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اصل قیمت پانچ روپے۔ رعایتی ڈہائی روپے

سفرنامہ مصر و شام

مصر، فلسطین، شام، حجاز کے باتصویر حالات۔ قیمت ڈہائی روپے۔

تاریخ سلاطین عباسیہ

دو حصوں میں ہے۔ اور بہت سبق آموز ہے۔ قیمت ڈہائی روپے

بائیس خواجہ کی چوکھٹ کا زیارت نامہ

خواجہ حسن نظامی کی تازہ تصنیف دہلی کی معلومات کا خزانہ۔ قیمت آٹھ آنے۔

بہادر شاہ کی اولاد کی قربانیاں

یہ بھی خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف ہے۔ قیمت آٹھ آنے

کلام فہم تفسیر

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ پندرہ پاروں کی ایک جلد۔ ہدیہ چھ روپے۔ مکمل مجلد بارہ روپے

حدیث کی پیشین گوئیاں

آنحضرتؐ نے قیامت تک کے واقعات بیان فرمادئے تھے جو اس کتاب میں ہیں۔ قیمت آٹھ آنے۔

حدیث و قرآن کے قرآن

بچوں کو پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتاب قیمت آٹھ آنے

اردو سبق

خواجہ حسن نظامی کی مشہور باتصویر کتاب بچوں کی تعلیم کے لئے۔ قیمت آٹھ آنے

شیخ چلی کی ڈائری

ہنسی بھی۔ اصلاح بھی۔ اور علم مجلسی بھی۔ قیمت آٹھ آنے

ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی

خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف۔ موجودہ زمانہ کے لئے بے حد سبق آموز۔ مجلد قیمت بارہ آنے

جہانگیر کا روزنامچہ

شہنشاہ جہانگیر کی کتاب کا ترجمہ از خواجہ حسن نظامی [illegible] قیمت [illegible] روپیہ

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
نقاہت اور نسل کی دوا

یو ایل

قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

فاسفورس کا تیل

تمام دنیا میں مشہور ہے۔ قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ دو آنے۔

خواجہ حسن نظامی کا بنایا ہوا

ارسطو کا چورن

جگر اور معدے کی بیماریوں کے لئے تیر بہدف۔ قیمت نو آنے۔

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

پائیریا منجن

دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے بہت مفید قیمت نو آنے

گل بکاؤلی

آنکھوں کی بیماریوں اور نظر کی صفائی کے لئے بہت مفید قیمت تولہ بھر چھ روپیہ

عورتوں کی ماہواری خرابیوں کی دوا

خوش ایام گولیاں

بیس دن میں تندرست کر دیتی ہیں قیمت ایک روپیہ

جسمانی طاقت بڑھانے والا

ٹانک پوڈر

قیمت ایک روپیہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷۰۵ پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی [illegible] دفتر منادی [illegible]

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

قلم کار شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

تار کا پتہ خواجگان نئی دہلی — ٹیلی فون نمبر ۵۷ ۸۶

سالانہ چار روپے
ایک پرچہ ایک آنہ
ہندوستان سے باہر
سالانہ ۹ شلنگ

نا موزوں اشتہار نامنظور
موزوں اشتہار کی اُجرت
ایک آنہ فی سطر
ایجنٹ کمیشن ۲۵ فی صدی

چشتی پارٹی کا اقرار نامہ

(۱) خدا کو ایک مانوں گا (۲) ہر دین دھرم کی عزت کرونگا (۳) اپنے دین دھرم پر پکا رہونگا (۴) ہر دین دھرم کی یادگار کی حفاظت کرونگا (۵) سب دیسیوں کو برابر کا بھائی سمجھونگا (۶) عورتوں اور بچوں اور جانوروں کی حفاظت کرونگا (۷) حکومت کے قانون کا وفادار رہونگا (۸) چشتی اصول کے لئے جان و مال قربان کرونگا (۹) اپنے مذہب کی باطنی تعلیم پر عمل کروں گا۔

چشتی پارٹی کے عمل کا بیان

جو عورت مرد چشتی پارٹی کے ان ۹ اصول کو قبول کرلیں وہ چشتی پارٹی کے صدر خواجہ حسن نظامی دہلی کو خط لکھدیں کہ میرا نام رجسٹر میں درج کر لیا جائے۔

چشتی پارٹی کے ۹ اصول روزانہ ۹ آدمیوں کو سنا دیا کریں اور جو لوگ اصول کو قبول کریں ان کے نام اور پتے خواجہ حسن نظامی صدر چشتی پارٹی دہلی کو بھیجدیا کریں۔

خود کسی سے مذہبی یا سیاسی جھگڑا نہ کریں اور دوسروں کو مذہبی اور سیاسی جھگڑوں سے بچائیں۔

برادریوں اور گھروں کے جھگڑے دور کرنے کی کوشش کریں۔ چشتی پارٹی کی ممبری کی سند جس کے پاس ہو اس کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اور ان کے دکھ سکھ میں بھائیوں کی طرح شریک رہیں۔ چشتی بھائی لوگ

شادی غمی کی فضول خرچی سے بچائیں۔ اور مقدمہ بازی سے بچائیں۔ اور لت بازی اور جوئے بازی اور عیاشی سے بچائیں۔ عورتوں اور بچوں اور جانوروں پر ظلم ہوتا ہو تو اس کو نرمی کے ساتھ روکیں۔

دودھ دینے والے جانوروں کو پالیں۔ دودھ دہی چھاچھ کھائیں۔ ہندوستانی چیزیں استعمال کریں۔ نام نمود سے بچیں۔ کسی کو دکھ نہ دیں۔ کسی سے خوف نہ کریں۔ اور چشتی برادری کے ۹ اصولوں کو پھیلانے کے لئے جان و مال کی قربانیاں دیں۔ شادی غمی میں نام کے لئے فضول خرچی نہ کریں۔

کوئی عورت مرد بیکار نہ رہے۔ وقت کا ایک منٹ فضول ضائع نہ کرے۔ ہر قوم کے مذہبی اور سیاسی لیڈروں کی عزت کریں۔ رشوت کو بہادری سے روکیں۔ چور بازاری اور بری نفع بازی اور سٹے بازی سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔ کسی آدمی کو اچھوت نہ سمجھیں۔ ہندو مسلمان امیر غریب سب آپس میں مل کر کھانا کھائیں اور شادی غمی میں شریک ہیں۔ عورتوں اور بچوں کو لکھنا پڑھنا اور صاف رہنا سکھائیں۔ ہندو مسلمانوں کی کتابیں پڑھیں۔ مسلمان ہندوؤں کی کتابیں پڑھیں۔ ان کتابوں میں کوئی بات بری معلوم ہو تو اس کو دل میں رکھیں زبان پر نہ لائیں۔ جو ہندوستان میں ہیں یا پاکستان

میں ہوں اپنی حکومت کے وفادار رہیں ان کی حکومت کوئی غلطی کرے تو نرمی اور وفاداری کے انداز سے ظاہر کریں۔ مندروں۔ شوالوں گردواروں کی مسلمان ممبر حفاظت کریں۔ مسجدوں قبروں امام باڑوں کی ہندو ممبر حفاظت کریں۔ مسلمان ممبر گائے کی قربانی نہ کریں۔ دوسرے جانوروں کی قربانیاں کریں۔ اور قرآن شریف کے حکم پر غور کریں جس میں لکھا ہے کہ خدا کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا تو تمہاری پاک بازی چاہتا ہے۔ یعنی نفسانیت کی ضد کی قربانی چاہتا ہے۔

ہندو مسلمان دونوں اپنی عورتوں اور بچوں کو نئے پرانے ہتھیار چلانے سکھائیں تاکہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکیں سچ بولیں۔ کسی کو دکھ نہ دیں۔ اور اپنی روزی خود اپنی محنت سے حاصل کریں کسی دوسرے پر اپنی روزی کا بوجھ نہ ڈالیں۔ جو شخص مضمون کو پڑھے کم از کم پانچ مردوں یا عورتوں یا بچوں کو سنا دے۔ اور ہندو مسلمانوں کی موجودہ لڑائی کو بند کرنے کی کوشش کرے۔ خدا اس کی سب مرادیں پوری کرے گا۔

اُردو بچاؤ

اُردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں

ہندوستان کی سیاسی یا اختیاری تقسیم کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا حال خدا کو معلوم ہے۔ لیکن جو لوگ ہندوستان کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مقبول اور گھر گھر پھیلی ہوئی اُردو زبان کو مٹانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ ملک کی تباہی کے بیج بو رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال کہ اُردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں۔ غلط خیال ہے کیونکہ اُردو زبان فقط مسلمانوں کی زبان نہیں ہے۔ بلکہ کروڑوں ہندوؤں کی زبان بھی ہے۔ اُردو کو مٹانے کا خیال مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کے لئے تباہ کرنے والا خیال ہے۔

لیکن کانگرس نے سی پی اور یوپی اور بہار اور بمبئی اور مدراس میں اُردو زبان کو اسکولوں سے خارج کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ اور اگست ۴۷ء سے اختیارات ملتے ہی اُردو کو اسکولوں اور کچہریوں اور ہر قسم کے کاروبار سے نکال دینے کا کام شروع کر دیا جائیگا۔

اس لئے جو ہندو مسلمان اُردو زبان کا باقی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اُن کو اردو بچاؤ کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہیے۔

اسکولوں میں اگر اُردو کو ممنوع کیا گیا تو اُس کا تدارک کچھ مشکل نہیں ہے۔ مسلمانوں کے اسکولوں میں اُردو پڑھائی جا سکتی ہے۔ اور نئے مکتب کھولے جا سکتے ہیں۔ جہاں اُردو اور فارسی پڑھائی جائے۔ کیونکہ اب مسلمانوں کو فارسی پڑھنی بھی ضروری ہو گئی ہے تاکہ افغانستان اور ایران سے تعلقات قائم ہو سکیں۔

کچہریوں میں اُردو قائم رکھنا کچھ زیادہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اب بھی کچہریوں میں انگریزی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اُردو بچاؤ کے لئے جد و جہد کرنی ضروری ہے اس واسطے اُردو کے حامی اپنی درخواستیں اُردو میں دیا کریں۔ سنوائی ہو یا نہ ہو وہ اس بات پر اڑے رہیں۔ اور خطوں کے پتے اُردو میں لکھا کریں۔ اور ایسے مقامات کے پتے جہاں اُردو کا رواج نہ ہو اُن پر پہلے اُردو میں پتہ لکھیں اور اس کے بعد نام اور مقام انگریزی میں لکھ دیا کریں۔

اپنے گھروں میں اُردو بولنی چاہئے۔ جو لوگ گھروں میں گجراتی یا پنجابی بولتے ہیں۔ وہ اُردو کے راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں۔ اور جو لوگ بلا ضرورت انگریزی بولتے ہیں وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہندوستان کے دشمن ہیں۔

اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ خطوں کے اُردو پتے لکھنے کی اور گھروں میں اور باہر کے کاروبار میں اُردو بولنے کی تحریک جاری کی جائے۔

لڑکیوں کو جہیز میں اُردو کتابیں دینے کا رواج جاری کرنا چاہئے۔ لیٹر فارم اُردو میں چھپوائے جائیں۔ اور اُن پر یہ عبارت چھپوائی جائے "اُردو بولو۔ اُردو لکھو" اور ہر شخص اپنا خط ختم کرنے کے بعد قلم سے بھی لکھ دیا کرے "اُردو بولو۔ اُردو لکھو" اس سے عوام میں اُردو کا چرچا بڑھ جائے گا۔

لیکن یہ سب کام عارضی نہ ہونے چاہئیں۔ مسلمانوں کی عادت سمجھ گئی ہے کہ اُن کا جوش دودھ کا اُبال ہوتا ہے۔ اُن کو سمجھ لینا چاہئے کہ اگر اُنھوں نے اُردو زبان کو بچانے اور ترقی دینے کا کام شروع نہ کیا تو اُن کو بہت بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔

مشاعروں میں عشق بازی کی غزلیں بند کر دی جائیں۔ اُردو کی تعریف اور اُردو کی اصلاح اور اُردو کی ترقی کے اشعار مشاعروں میں جاری کئے جائیں۔

عرسوں اور میلوں اور بازاروں اور عیدوں اور جلسوں کے موقعوں پر اُردو کے بچاؤ اور اُردو کی ترقی کی تقریریں کی جائیں۔

الغرض ہر مسلمان چاہے وہ ہندوستان میں ہو یا پاکستان میں ہو اُردو کے بچاؤ کا کام شروع کر دے۔ محض انجمن ترقی اُردو یا دوسری جماعتوں یا اشخاص پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ کام محدود طریقے سے ہوگا تو جلدی کامیاب نہیں ہوگی ہر شخص کے دل میں اُردو بچاؤ کا ایک جوش پیدا کر دینا چاہئے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ کانگرسی حکومت یا اُردو کے مخالفین کے خلاف کوئی بات زبان سے یا قلم سے نہ کہی جائے بلکہ چپ چاپ اپنا عمل جاری رکھا جائے۔ پھر کوئی شخص اُردو کو نقصان نہ پہونچا سکے گا۔ ہندوستان کی حکومت کتنی ہی کوشش کرے اُس کو اُردو مٹانے کے کام میں کامیابی نہ ہو سکے گی۔

یاد رکھئے یہ مضمون ایسا نہیں ہے کہ پڑھا اور ڈال دیا بلکہ فوری عمل کا مستحق ہے۔

پاکستان کے پایۂ تخت کراچی کا نام

"مدینۂ ہند" رکھا جائے

پاکستان کے جھنڈے پر

رسول اللہ کے روضے کا نقشہ بنایا جائے

جو عورت مرد مسلمان اس اعلان کو پڑھے۔
وہ فوراً ایک خط یا ایک تار قائد اعظم کو بھیجے۔
جس میں درخواست کی جائے کہ کراچی کا نام "مدینۂ ہند" رکھا جائے۔
اور مسلم لیگ کے جھنڈے پر رسول اللہؐ کے روضے کا نقشہ بنایا جائے۔

ہر مسلمان نماز میں التحیات پڑھتا ہے
اور التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتا ہے
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "سلام آپ پر اے اللہ کے نبی"۔
پس جب مسلم لیگ کے جھنڈے پر رسول اللہؐ کا سبز گنبد نظر آئے گا۔
تو مسلمان عورت مرد درود و سلام کے نعرے بلند کریں گے
اور اس سے دس کروڑ مسلمان ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں گے۔
اور جب پاکستان کے پایۂ تخت کا نام "مدینۂ ہند" لیا جائے گا۔
اسلامی جوش اور حب رسولؐ کی بجلیاں چمکنے لگیں گی۔

اس لئے ہر مسلمان عورت مرد پر قائد اعظم کو خط لکھنا یا تار بھیجنا فرض ہو گیا ہے۔

خواجہ حسن نظامی دہلی ۹ رمضان ۱۳۶۶ھ

مسجدوں اور گھروں اور درگاہوں اور امام باڑوں میں آویزاں کرنے کے لئے

قرآن کے فیضان کی چالیس لوحیں چشتی قادری سہروردی نقشبندی سنوسی اولیاء اللہ کی بتائی ہوئی

پانچ روپے ہدیے میں خواجہ اولاد کمپنی دہلی سے منگا لیجئے۔ ایک لوح دو آنے کی

جو عورتیں اور مرد قرآن کی چالیس لوحیں یاد کر لیں ان کو مرید کرنے کی اجازت مل جائیگی

دُنیا کے اسّی کروڑ مسلمانوں کا قومی نعرہ

اَللّٰہُ اَکبَر

نعرۂ تکبیر

ایٹم بم سے زیادہ طاقت والا ہے

وقت آگیا ہے کہ دُنیا کی سب مسجدوں میں ہر نماز کے بعد سب نمازی مل کر ایک دفعہ تکبیر کا نعرہ بلند کیا کریں
اَللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ لا الٰہ الّا اللّٰہ۔ و اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد
اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔ وہی ایک اللّٰہ ہے سب سے بڑا ہے۔ اسی کی حمد ہے۔
مسجدوں میں گھروں میں۔ جلسوں میں۔ مکتبوں میں اسکولوں میں کالجوں میں روزانہ تکبیر پڑھا کیجیے۔
تکبیر پڑھنے سے دل مضبوط ہوتے ہیں۔ خوف اور پریشانی دور ہوتی ہے۔
تکبیر پڑھنے سے بیماریاں دور ہوتی ہیں سب مرادیں پوری ہوتی ہیں۔
جہاں تکبیر پڑھی جاتی ہے فرشتے آسمان سے وہاں آجاتے ہیں۔
جہاں تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت خالدؓ بن ولید
اور حضرت ابو عبیدہؓ وغیرہ اصحاب رسول اللّٰہ کی روحیں وہاں آجاتی ہیں۔
جہاں تکبیر بلند ہوتی ہے۔ غازی محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنوی اور
سلطان شہاب الدین محمد غوری کی روحیں وہاں آجاتی ہیں۔
جہاں تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ خود خدا نعرہ لگاتا ہے نصرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتحٌ قَرِیب
ساری دُنیا کی اُمّت کی تکبیروں کے نعروں کی آواز رسول اللّٰہ سنتے ہیں اور خود بھی تکبیر پڑھتے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی دہلی۔ ۹ر رمضان ۱۳۶۶ھ

پورے قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور تفسیر

تیس کروڑ ہندؤں کو خوشخبری

خواجہ حسن نظامی دہلوی کا بہت بڑا کارنامہ

ہندی ترجمہ قرآن کی تبلیغ

چھ۶ برس کی لگاتار محنت اور پچیس۲۵ ہزار روپے کے خرچ سے خواجہ حسن نظامی دہلوی نے پورے قرآن مجید کی ہندی تفسیر اور ترجمہ شائع کر دیا۔
شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کے فوٹو کا متن اس میں ہے
شمس العلماء مولانا نذیر احمد مرحوم کا اردو ترجمہ ہندی حروف میں ہے۔
شمس العلماء خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہندی تفسیر اور ہندی ترجمہ بھی اس میں ہے۔
جلد بندھے ہوئے پورے قرآن شریف کا ہدیہ پندرہ روپے ہے۔
رمضان کی زکات اور خیرات اس ہندی ترجمے کی تبلیغ میں خرچ کیجئے
پورا قرآن شریف لینے کی حیثیت نہ ہو تو صرف پارہ عم کا ہندی ترجمہ منگا کر تقسیم کیجئے
پارہ عم کے ہندی ترجمے کا ہدیہ آٹھ آنے ہے۔

یہ دونوں چیزیں خواجہ اولاد کمپنی دہلی سے منگائیے۔

خواجہ حسن نظامی دہلی نے شائع کیا۔ ۹؍ رمضان ۱۳۶۶ھ

ہمارا تمہارا

خدا بادشاہ

خدا کا بنایا

قرآن بادشاہ

قرآن اللہ کا سچا کلام ہے۔

قرآن دُنیا کی سب آسمانی کتابوں سے زیادہ آسان کتاب ہے۔

خلفائے راشدین کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے قرآنی تعلیم کی موافق حکومت نہیں کی۔

پاکستان کی بادشاہی قرآنی بادشاہی ہونی چاہیئے۔

جس طرح خلفائے راشدین نے قرآن پر عمل کیا تھا اُسی طرح اب بھی ہونا چاہیئے۔

پاکستان اور ہندوستان کے ہر عورت مرد مسلمان پر قرآن کا سمجھ کر پڑھنا بے حد ضروری ہو گیا ہے

تاکہ پاکستان کی حکومت مسلمانوں کی عام رائے معلوم کر کے قرآنی حکومت جاری کرے

شمس العلما خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی نے

قرآن شریف کا ترتیلی ترجمہ ایسے انداز سے شائع کیا ہے

کہ جن کو عربی زبان نہیں آتی وہ چالیس دن میں عربی زبان سیکھ جاتے ہیں۔

ترتیلی ترجمے کا قرآن شریف بہت موٹے حرفوں میں شائع ہوا ہے۔

ترتیلی ترجمے کی اُردو عبارت پر بھی اعراب لگائے گئے ہیں۔

پورے قرآن شریف کی خوبصورت جلد بندھی ہوئی ہے۔

[illegible] جن کی شب رات سے اچھی رات ۲۹ رمضان کا دن ختم ہونے کے بعد آئے گی۔

قرآن کا فرمان

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو رحمٰن۔ میں انسان۔ چاہتا ہوں تیری اور اپنی پہچان۔ اور پڑھتا ہوں قرآن کی سورۂ رحمٰن جس میں پاتا ہوں تیرا یہ فرمان۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ۔ اُردو زبان میں اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ہر روز ایک نئی شان ہوتی ہے۔ پھر اس فرمان کے اور بھی بے شمار مطلب ہیں۔ جن میں سے ایک کو انسان اور رحمان کی پہچان کے لئے اپنے قلم کے سامنے بلاتا ہوں۔

علیؓ یعنی رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اُس نے خدا کو بھی پہچان لیا۔ پھر آنحضرتؐ کی حدیث میں ارشاد ہوا تھا۔ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔ یقیناً اللہ نے آدمی کو خود اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

اور عقیدہ ہم سب مسلمانوں کا یہ ہے کہ اللہ شکل و صورت سے پاک ہے یعنی اللہ کی کوئی شکل اور صورت نہیں ہے۔

ہندوؤں کا عقیدہ ہے اللہ نِرگُن نِراکار ہے۔ یعنی نہ اللہ میں کوئی صفت ہے نہ اللہ کی کوئی شکل ہے۔ اور ہندوؤں کا ایک گروہ کہتا ہے اللہ سَگُن سَاکار ہے۔ یعنی اللہ میں صفات بھی ہیں۔ اور اللہ کی شکل بھی ہے۔

مسلمانوں کے عقیدے کی موافق مولانا جلال الدین رومیؒ نے اپنی مشہور کتاب مثنوی میں لکھا ہے ؎

صورت از بے صورتی آمد بروں
باز شد انا الیہ راجعون

یعنی ایک صورت اللہ کی بے صورتی سے باہر آئی۔ اور پھر وہ بے صورتی سے باہر آنے والی صورت اسی بے صورتی کی طرف واپس چلی گئی۔

کسی کے مرنے کے بعد ہم مسلمان قرآن شریف کی یہ آیت پڑھا کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہم سب اللہ کے ہیں اور آخر کار ہم سب کو اسی کے پاس جانا ہے لیکن کوئی اللہ کے پاس نہیں جاتا سب قبر کے اندر دفن ہو جاتے ہیں۔ آگ جلا دئے جاتے ہیں۔ یا غار میں ڈال دئے جاتے ہیں۔ اور چیل کوّے مرنے والے کا گوشت کھا جاتے ہیں۔

آج جمعہ ہے۔ رمضان ۱۳۶۶ھ کی ۳ ار تاریخ ہے۔ عیسائی حساب کی پہلی اگست ۱۹۴۷ء ہے۔ میں خواجہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے سامنے جنوب کی طرف اپنے مکان موتی محل میں آرام کرسی پر لیٹا ہوں۔ قبلے کی طرف رُخ ہے۔ آنکھیں بند ہیں۔ دماغ اور ذہن کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ انسان اور رحمان کی پہچان کے اُن نوشتوں کو پڑھ رہا ہوں جو رحمٰن میرے دل و دماغ پر نازل کر رہا ہے۔ قریب عبدالنعیم خاں قلم دوات اور کاغذ لئے بیٹھے ہیں۔ جو لفظ میرے مُنہ سے نکلتا ہے وہ اُس کو لکھ لیتے ہیں۔

چاہتا یہ ہوں کہ اس کائنات کا گورکھ دھندا سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اور شیراز کے شاعر حافظ کا یہ کہنا ٹھیک ہو یا نہ ہو۔

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

گانے والے اور شراب کی باتیں کرو کائنات کے گورکھ دھندے کی طرف نظر نہ اٹھاؤ کہ اس معمے کو نہ آج تک کسی نے کھولا ہے نہ آئندہ کھول سکنے کی امید ہے۔ مگر حضرت علیؓ جیسے عارف کامل اور محمدؐ رسول اللہ جیسے واقف اسرار ظاہر و باطن کا یہ فرمانا کہ انسان کو اللہ نے خود اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اور علیؓ کا یہ فرمانا کہ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے

پاکستان اور ہندوستان کے عورت مرد مسلمان رمضان کی ستائیسویں رات بیدار رہ کر دعائیں مانگیں۔

[illegible] اور ہندوؤں کا یہ کہنا کہ خدا میں کوئی صفت ہے نہ خدا کی کوئی صورت ہے۔ اور پھر یہ بھی کہنا کہ خدا میں صفتیں بھی ہیں اور خدا کی صورت بھی ہے اور مولانا روم رحمہ کا یہ لکھنا کہ خدا کی بے صورتی کے شمار سے انسان کی صورت نمودار ہوئی اور پھر اسی بے صورتی میں جا کر سما گئی۔ ایک معمہ ہے۔ ایک گورکھ دھندا ہے۔ اور شاعر کا یہ کہنا ٹھیک معلوم ہوتا ہے ؎

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

آخر قرآن کی سورۂ رحمٰن کی اس آیت کے قدموں میں سر جھکایا کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ ہر روز اللہ کی ایک شان ہوتی ہے۔ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس دنیا میں ہر دن اللہ اپنی بے صورتی کی بے شمار شکلیں اور صورتیں اور شانیں ظاہر کرتا رہتا ہے۔ اور اُن شانوں کی پہچان جب ہی ہو سکتی ہے کہ خود انسان اپنی رنگا رنگ شانوں پر غور کرنا شروع کرے۔ اس لئے آج میں یہ کتاب لکھنی شروع کرتا ہوں اور آج تک دو سو سے زیادہ جتنی کتابیں لکھی ہیں ان سب کو آج کی اس تمہید کے دامنوں میں کر دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ سب کتابیں اگرچہ الگ الگ مضمونوں کی ہیں۔ لیکن اُن سب میں میرے رحمان کی کوئی نہ کوئی شان نظر آتی ہے۔ اس کے بعد کہتا ہوں کہ آج ہندوستان اور پاکستان کے حکمران ہندو مسلمان جن جن غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں وہ سب بھی میرے مولا کی کسی نہ کسی شان کے نشان ہیں۔

اس کے بعد میں فلسفۂ تصوف کی چھت سے ایک فراخ زینے کے ذریعے نیچے اُتر کر آتا ہوں۔ اور اپنی شکل کے انسانوں کو برابر برابر تصور کے سامنے بلاتا ہوں۔ پہلے میرا اردلی آواز دیتا ہے کوئی مسٹر اٹیلی وزیر اعظم حاضر ہے؟ اور فوراً ایک انگریز "حاضر حاضر" کہتا ہوا سامنے آ جاتا ہے۔ اور میں اُس سے پوچھتا ہوں کیا تم نے اپنی انگریز قوم کی گرفت سے ہندوستان کو آزاد کیا ہے؟ جواب سنتا ہوں ہاں میں نے ہی یہ نیک کام کیا ہے۔

تب میں کہتا ہوں تمہارے جن بزرگوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا تھا اور قبضہ کرنے کے وقت خوں ریزی کی تھی۔ مکر کیا تھا۔ جھوٹ بولے تھے۔ دھوکہ بازی کی تھی۔ کیا یہ ٹھیک کام تھا؟ کیا تم اس کو نیک کام سمجھتے ہو؟ جواب دیا نہیں وہ بُرا کام تھا۔

تو کیا تم اپنے بزرگوں پر گنہگاری کا الزام لگاتے ہو؟ کیا اولاد کے لئے یہ زیبا ہے کہ اپنے باپ دادوں کو گنہگار کہے؟

مسٹر اٹیلی جواب نہ دے سکے۔ اور کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنی نیک نامی اور اپنی شان اسی میں بڑھتی نظر آتی ہے کہ میں نئی تاریخوں میں یہ لکھواؤں کہ مسٹر اٹیلی نے ہندوستان کو آزاد کر دیا۔

پھر میں نے اپنے اردلی سے کہا پکارو برطانی شہنشاہ کے چچا زاد بھائی لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہندوستان کو۔ اردلی نے آواز دی کوئی لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن شہنشاہ برطانیہ کا چچا زاد بھائی جنگ

یورپ کی فوجوں کا سب سے بڑا سپہ سالار ہندوستان کا وائسرائے اور اب ہندوستان کا گورنر جنرل حاضر ہے؟

ایک نہایت حسین و جمیل سرو قد رعنائی و زیبائی میں سرشار سامنے آیا۔ اور دونوں ہاتھ سینہ پہ رکھ کے اپنا سر میرے آگے جھکایا۔ مجھ کو اس تصور نے بڑا مزا دیا۔ اور میں نے فوراً آواز سنی کہ یہ تصور بھی ہماری شان ہے۔ اور تجھ کو اس تصور کی طاقت دینے والے بھی ہمیں ہیں۔ اور جو لذت تجھ کو گورنر جنرل ہندوستان کے شائستہ انداز کی حاضری سے ہوئی وہ بھی ہماری شان ہے۔ اب پوچھ۔ اس آدمی سے پوچھ کہ تو نے کیوں اس کو بلایا ہے؟

یہ صدائے غیب اور یہ صوت سرمدی جب مجھ بے وجود اور مجھ بے شکل ہو ہوم کے تصور کے کان میں آئی تو میں نے سامنے کھڑے ہوئے انگریز لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن سے کہا۔

اِس وقت تم عالمِ اسرار میں ہو جہاں نہ میری کچھ حقیقت ہے۔ نہ تمہاری۔ تاہم تمہارے بنائے ہوئے اندازِ عدالت میں تم سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم سے پوچھا جائے گا۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر ٹھیک ٹھیک بیان کرو گے۔

جواب دیا میں اقرارِ صالح کے ساتھ کہتا ہوں کہ مقامِ ملکوت میں بھی اسی طرح ٹھیک ٹھیک کہوں گا جس طرح مقامِ ناسوت میں اپنی مقرر کی ہوئی عدالت میں جج کے سامنے ٹھیک ٹھیک کہتا تھا۔ اس کے بعد ہم دونوں ہیبتِ حق سے کچھ دیر دم بخود رہے۔

چرچہ پرچہ

منادی میں اشتہار کا اثر

دوسرے اخباروں کے اشتہاروں سے اس لئے زیادہ ہوتا ہے کہ منادی کو اکثر راجہ نواب لوگ کانگریسی لیگی لیڈر اور مولوی مشائخ سادہ ہو بہت پڑھتے ہیں اور مسجدوں کے ہزاروں امام اس کو مسجدوں میں پڑھ کر سناتے ہیں۔

سب سے سستی اُجرت

منادی اشتہاروں کی اُجرت سب سے کم لیتا ہے۔ یعنی ایک آنہ سطر اُجرت لیتا ہے اور دوسرے بعض اخبار ایک روپیہ سطر تک جرمانہ لیتے ہیں۔

منادی میں شریفانہ اشتہار درج ہوتے ہیں

بیہودہ بے حیائی کا اور جھوٹا کا اشتہار درج نہیں ہوتا۔

منادی اشتہاروں کی اُجرت پیشگی لیتا ہے

اور کوئی اشتہار پیشگی اُجرت کے بغیر درج نہیں کیا جاتا۔

جھوٹا کا غذ پر اشتہار

منادی میں قیمتی اشتہار نفع شائع ہوتے ہیں

کتاب حدیث حصہ اول

تعلیم۔ طہارت۔ وضو۔ کے مسائل کی ایک سو اٹھ حدیثیں صحیح بخاری کی حدیثوں کا اردو ترجمہ از خواجہ حسن نظامی مجلد قیمت ایک روپیہ پتہ خواجہ اولاد کمپنی دہلی

شب قدر کی دعا

خواجہ حسن نظامی کے دعاخانے میں رمضان کی شب قدر میں دعا کرانے کے لئے اپنا نام اور مقصد بھیجیے اس کی دعا نذرانہ نہیں لی جائیگی پتہ منتظم دفتر دعا خانہ خواجہ حسن نظامی دہلی۔ تار کا پتہ خواجگان نئی دہلی۔ ٹیلی فون نمبر ۸۶۷۵۔ اجازت نہ ہو گی تو اخبار میں نام شائع نہیں ہوگا۔ مقصد دعا کی تبلیغ اور ذوق پیدا کرنا ہے۔

دواخانہ ہمدرد دہلی

کی بڑی فہرست منگایئے اس دوا خانے کی دوائیں بہت مفید اور بہت مشہور ہیں۔

واحدی صاحب کا منجن

دانتوں اور مسوڑوں کی سب بیماریاں دور کر دیتا ہے۔ تیس برس سے تمام ہندوستان میں استعمال کیا جاتا ہے پتہ دفتر ملا محمد واحدی دریا گنج فیض بازار دہلی

دواخانہ ہندستانی دہلی

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں مرحوم نے جاری کیا تھا مسیح الملک ثانی حکیم محمد جمیل خاں کی نگرانی میں چلتا ہے۔ اس کی آمدنی طبیہ کالج دہلی کو دی جاتی ہے۔

بہت مفید طبی کتابیں

ارسطوئے ہند خان صاحب حکیم محمود علی خاں ماہر دہلوی کی لکھی ہوئی مفید عام و خاص طبی کتابیں پڑھیے ملنے کا پتہ محمود منزل روشن آرا روڈ سبزی منڈی دہلی

ایر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ

دہلی سے بمبئی

براہ گوالیار ہوائی جہاز سے سفر کیجیے ہفتے میں تین مرتبہ دو شنبہ۔ چہار شنبہ اور جمعہ وقت روانگی از دہلی ۱½ بجے دن

دیگر تفصیلات

ایر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ ہوٹل امپیریل نئی دہلی

ایجنٹ

انڈین نیشنل ایرویز لمیٹڈ ملہوترہ بلڈنگ کناٹ سرکس نئی دہلی تار کا پتہ "ایر ٹکٹ سیز" ٹیلی فون نمبر ۷۰۰۴

عید مبارک کے فینسی کارڈ

مخصوص اور خورده لڑکیوں کو جہیز میں دینے والے کلام مجید ہدیہ اکتالیس روپے

جنرل نیوز ایجنسی و بکڈپو بازار بلیماران دہلی

سفرنامہ حجاز

لقمان الملک حکیم نابینا مرحوم کے جانشین حکیم عبد الغنی انصاری عرف حکیم خسرو شاہ نظامی طبیب آصف جاہی حیدرآباد دکن کا لکھا ہوا سفرنامہ حجاز سفر حج کے وقت ساتھ رکھیے۔

آصف جاہی حلوائی

محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد کی دکان کی مٹھائیاں اعلیٰ حضرت آصف جاہ ہفتم پسند فرماتے ہیں

اخبار دین دنیا دہلی

بہت شاندار باتصویر ہفتے وار اخبار ہے اس کے دلچسپ اور مفید خاص و عام مضامین کی لیگ و کانگریس کے حلقوں میں دھوم ہے

اخبار عادل دہلی

سہ روزہ شائع ہوتا ہے اخبار دین دنیا دہلی کی سی خوبیاں اس اخبار میں بھی ہیں یہ دلی سے شائع ہوتا ہے ہر جگہ مقبول ہے۔

رعیت کے فائل کی ضرورت

خواجہ حسن نظامی کے مشہور روزانہ اخبار رعیت کا فائل درکار ہے۔ اگر پورا ہو اور اچھی حالت میں ہو تو چالیس روپے قیمت دی جائے گی۔ دفتر منادی دہلی کو بھیجئے۔

سورت کے باورچی کی ضرورت ہے

سورت کے کھانے پکانے والے باورچی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ساٹھ روپے ماہوار اور رہنے کا مکان دیا جائیگا۔ دفتر اخبار منادی دہلی کی معرفت خط لکھئے۔

درکار ہے چور بازار کا دکاندار

جو چور بازار کی دکانداری کے طریقے جانتا ہو۔ تنخواہ دو سو روپے ماہوار۔ دفتر منادی دہلی کی معرفت خط و کتابت کیجئے۔

راشننگ جاسوس کی ضرورت

ہندوستان کے ہر ایسے مقام میں جاسوس درکار ہیں جو راشن افسروں کی خفیہ باتوں کی اطلاع بھیجیں۔ معقول معاوضہ دیا جائیگا۔ پتہ مذکورہ بالا

مسجد شماری کی ضرورت

جو لوگ کسی ایسے مقام کی جامع مسجدوں کے اماموں کے پتے بھیجیں گے جہاں دس ہزار یا اس سے زیادہ مسلمان رہتے ہوں ان کے نام ایک مہینے کے لئے منادی مفت جاری کر دیا جائے گا۔

اچھی آواز کے لکھے پڑھے درکار ہیں

جو لوگ اردو فارسی جانتے ہوں اور آواز بھی اچھی ہو اور قوالی کی خشک مجلس میں گانی پسند کریں۔ ان کو چالیس روپے ماہوار اور کھانا اور مکان دیا جائے گا۔ خواجہ حسن نظامی کے پاس رہنا ہوگا۔

اپنی زبان میں نماز

خواجہ حسن نظامی دہلوی کی تازہ تصنیف۔ عورتوں اور بچوں اور نومسلموں کو یاد کرانے کی چیز ہے قیمت ایک آنہ رسالہ کتابوں سے کم تعداد باہر نہیں بھیجی جائینگی۔

منادی کے پرانے پرچے

دفتر منادی دہلی میں اخبار منادی کے پرانے پرچے ردی کے لئے موجود ہیں۔ پانچ پیسے کو ایک پرچہ دیا جائیگا۔

پرانی مسلم لیگ کے قائد اعظم بہادر شاہ بادشاہ کی اولاد کی قربانیاں

خواجہ حسن نظامی کی بالکل تازہ تصنیف۔ لیگ اور کانگرس کے لئے سبق آموز۔ قیمت آٹھ آنے ملنے کا پتہ خواجہ اولاد کمپنی دہلی

سر سید کا دہلی نامہ

خواجہ حسن نظامی کا مرتب کردہ سر سید کا دہلی نامہ بھی چھپنا شروع ہو گیا ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف حق متعلق بھی چھپنی شروع ہو گئی خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب غذا نامہ اور دوا سازی بھی چھپنی شروع ہو گئی ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی [illegible] حسن [illegible] بھی چھپنی شروع ہو [illegible] خواجہ حسن نظامی کی کتاب [illegible] ڈائری بھی چھپنی شروع [illegible]

آپ کی صحت کا نقصان محسوس کرتے ہوں یا دماغی! اس کی وجہ صرف آپ کی غذا ہے۔

دس فلیکس سالم گیہوں مالٹ شکر و نمک کی آمیزش سے سائنٹفک اصول پر مشینوں کے ذریعہ تیار کئے جاتے ہیں وس فلیکس کو تیار کرتے وقت خاص نگرانی کی جاتی ہے کہ گیہوں کے اجزا نشاستہ حیاتین ب وغیرہ جو انسانی نشو و نما اور تندرستی کے لئے بہت ضروری ہیں ضائع نہ ہونے پائیں وس فلیکس نہ صرف خوش ذائقہ ہیں بلکہ زود ہضم اور طاقت بخش ہیں جو ضعیف سال بچوں اور ناتوان مریضوں کے لئے بھی بہت مفید ہیں۔

وس فلیکس زود ہضم اور طاقت بخش غذا

شائع کردہ: نیشنل فوڈ پروڈکٹس کمپنی (انڈیا) میرٹھ - (یو پی)

حسب ذیل کتابیں ختم ہو گئی ہیں

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی حسب ذیل [illegible] کتابیں ختم ہو گئی ہیں [illegible] ہے عید کے بعد شائع ہونگی [illegible] تاریخ فرعون۔ محرم نامہ [illegible] سیرت نبوی۔ سیر دہلی نظامی قاعدہ۔

حضرت امیر خسرو کا سالانہ عرس

۱۷ شوال [illegible] ۴ ستمبر [illegible] جمعرات کے دن حضرت امیر خسرو کا سالانہ عرس شروع ہوگا اور ۱۸ شوال ۵ ستمبر جمعہ کی شام کو میرے ہاں کی مجلسیں ختم ہو جائیں گی گذشتہ بڑے عرس میں جو لوگ نہ آ سکے تھے وہ اگر آ سکتے ہوں تو ضرور آئیں لیکن چار وقت کے لئے آٹا اپنے ساتھ لائیں۔ مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام ابھی سے شروع کر دیا گیا ہے میں عرس سے کئی دن پہلے اپنے سفر افغانستان یا سفر حیدر آباد سے واپس آ جاؤں گا۔

نئے قوال

حضرت امیر خسرو کے عرس تک میں نئے قوالوں کو [illegible] گانے کے نئے طریقے سکھا کر تیار کر لوں گا اس لئے مشاعرہ نہیں ہوگا محض قوالی ہوگی۔

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار
منادی دہلی
مورخہ ۸ر اگست ۱۹۴۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

لغات پاکستان

ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے ہندو مسلمانوں کو آپس میں متحد اور مربوط کرنے کے لئے میں نے لغات پاکستان کتاب لکھنی شروع کی ہے۔ جو خدا نے چاہا دو مہینے میں تیار ہو جائے گی۔ اس میں عربی فارسی اُردو الفاظ کو ہندی حروف میں ہندوؤں کے فائدے کے لئے لکھا جائیگا اور ہندی الفاظ کا ترجمہ مسلمانوں کی معلومات کے لئے لکھا جائیگا۔ اور ہندی الفاظ کے ترجمے کے ساتھ ان کی تاریخ بھی لکھی مثلاً جہاں ارجن لفظ لکھا ہے۔ وہاں ارجن کی تاریخ بھی بیان کر دی جائیگی اسی طرح اسلامی اشخاص کی تاریخ بھی لکھی جائیگی مثلاً ابوبکر لفظ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی کی تاریخ بیان کی جائے گی۔

یہ کتاب جیبی سائز پر تیار ہوگی تاکہ ہر ہندو مسلمان ہر وقت پاس رکھ سکے۔ اور لغات کو بوقت فرصت یاد کر لیا کرے۔ کم از کم پانچ الفاظ ہر روز یاد کرنے چاہئیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے ہندو مسلمان [illegible] بول چال اور لکھنے پڑھنے میں [illegible]

ہندوستان کا جھنڈا

۲۲ر جولائی کو ایک ایسے جلسے میں جہاں ہندو مسلمان دونوں شریک تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے نئی حکومت ہند کا ایک جھنڈا تین رنگ پیش کا کیا تھا۔ پہلا رنگ زرد زعفرانی ہے۔ جو ہندوؤں کا قدیمی مقبول رنگ ہے۔ دوسرا سفید ہے۔ جو امن عامہ کا نشان ہے اور اس پر بدھ مذہب کے راجہ اشوک کا پرانا چکر بنایا گیا ہے۔ اور تیسرا رنگ سبز ہے۔ جو مسلمانوں کا نشان ہے۔ جب یہ جھنڈا جلسے میں پیش ہوا تو مسلمان ممبروں نے جھنڈے کی عزت اور وفاداری کا یقین دلانے کی تقریریں کیں۔

میں چودھری خلیق الزماں لکھنوی مسلم لیگی ممبر اور سر سعد اللہ خاں آسامی مسلم لیگی کی تقریروں کو امن عامہ اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے نیک فال خیال کرتا ہوں۔

پاکستانی جھنڈا

میں نے ۳ر جولائی کو ایک خط مسٹر جناح کو لکھا کہ مسلم لیگی جھنڈا آجکل سبز ہے اور اس پر چاند تارا ہے مگر نیا جھنڈا سرخ رنگ کا ہونا چاہیے جس پر [illegible] کے سبز [illegible] کا نقشہ ہو اور ہلال تارہ بھی سبز رنگ میں ہو۔ چونکہ پاکستانی حکومت اسلامی حکومت ہے اس واسطے گنبد خضرا کی تصویر تمام دُنیا کے مسلمانوں کو ایک دل بنا دیگی اور ترکی حکومت کا چاند تارہ بھی قائم رہیگا سرخ رنگ مسلمان قوم کے جذبۂ جہاد و سرفروشی کی علامت ہے۔

پانچ تن بندھن

یکم اگست کے منادی میں پانچ تن بندھن بنانے کی تجویز کو مسلمانوں نے پسند کیا ہے چونکہ اس کا مقصد مسلمانوں کی تنظیم ہے اس لئے بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ اس تحریک میں اگر ہندو اور اچھوت بھی شریک ہونا چاہیں تو ان کو بھی شریک کرنا چاہیے۔ مجھے اس رائے سے اختلاف نہیں ہے منادی کے ناظرین کو اور چشتی پارٹی کے ممبروں کو اس کی نسبت اپنے خیالات سے آگاہ کرنا چاہیئے۔

کراچی کا نام "مدینۂ ہند" رکھا جائے

کراچی پاکستان [illegible] کا نام مدینۂ ہند [illegible] تجویز [illegible] کیونکہ وہ [illegible] بہت سے مسلمان [illegible]

غلط بول چال

جنگ یورپ کے زمانے میں میرے معنوی اُستاد شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد مرحوم کے پوتے آغا محمد اشرف صاحب لندن ریڈیو میں اُردو نشر کرتے تھے۔ اور مستقبل کو حال کہتے تھے۔ یعنی ایک یا دو دن یا ایک ہفتہ دو ہفتے بعد کے ہونے والے واقعات کو یوں بیان کرتے تھے۔ "یکم اگست کو فلاں جلسہ ہو رہا ہے" "۲ اگست کو فلاں صاحب فلاں مقام پر جا رہے ہیں۔" مگر جس طرح آغا اشرف کے آداب عرض نے ساری دنیا کا دل موہ لیا۔ اور ہر جگہ اس کا رواج ہو گیا۔ اسی طرح اُن کی یہ غلط بولی بھی غلط العام فصیح بن کر ہر جگہ پھیل گئی۔ اور اب چونکہ ہندوستان میں ہندی رائج ہونے والی ہے اس واسطے بڑی ضرورت ہے کہ غلط بول چال کو درست کیا جائے۔ اور چونکہ منادی کے ناظرین ایک حد تک صحیح اُردو بولنے اور لکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے میں پہلے اپنے اخبار میں بول چال کی اصلاح کا کام شروع کرتا ہوں۔ جس کے عمل کا طریقہ یہ ہے کہ یہ مضمون دیکھتے ہی ٹھیک اُردو بول چال کے خواہش مند جب کسی آئندہ خبر کو بیان کریں تو یوں کہیں کہ فلاں تاریخ فلاں جگہ یہ ہونے والا ہے۔ یہ نہ کہیں کہ فلاں تاریخ اور فلاں جگہ یہ کام ہو رہا ہے۔ اور جب کسی اور کو ایسی غلط بولی بولتے یا لکھتے دیکھیں یا سنیں تو نرمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اُس کو ٹوکیں۔ حجت بازی نہ کریں۔ کوئی مانے بہت اچھا نہ مانے تو خود صحیح بولیں۔ دوسروں سے جھگڑا نہ کریں۔

لفظ "آپ" کا غلط استعمال

بہت عرصے سے شاعروں اور ادیبوں میں ایک غلطی رائج ہو گئی ہے کہ جب کسی بزرگ شخصیت کا ذکر کرتے ہیں تو لفظ "آپ" استعمال کرتے ہیں۔ یعنی فلاں بزرگ نے یہ فرمایا۔ اور جب اُن کے مرید نے یہ پوچھا تو آپ نے اُس کی یہ تشریح بیان کی۔ یہاں لفظ آپ سے مغالطہ ہوتا ہے کیونکہ لفظ آپ موجود اور مخاطب آدمی کے واسطے بولنا صحیح ہے۔ غیر حاضر کے واسطے بولنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں شروع سے اس غلطی کا مرتکب تھا۔ دو سو سے زیادہ کتابیں جو میری شائع ہو چکی ہیں اُن میں جگہ جگہ یہ غلطی موجود ہے۔ لیکن اب چند سال سے میں احتیاط کرتا ہوں اور یہ غلطی نہیں کرتا۔ جب کسی عبارت میں رسول خدا کا ذکر آتا ہے۔ تو "آنحضرت" کا لفظ استعمال کرتا ہوں کہ آنحضرتؐ نے یہ فرمایا۔ لیکن پہلے ایک ہی عبارت میں جب بار بار آنحضرتؐ کا ذکر آتا تھا تو لفظ "آپ" استعمال کرتا تھا۔

ہندی حروف سیکھنے چاہئیں

ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے مسلمانوں کو ہندی حروف خود بھی سیکھنے چاہئیں۔ اور بچوں کو بھی سکھانے چاہئیں یکم اگست کے منادی میں بھی میں نے اس ضرورت کو ظاہر کیا تھا۔ ہم بہت جلد ایک ایسی کتاب شائع کریں گے جس میں عربی اور اُردو اور ہندی اور انگریزی الفاظ ہر زبان کے رسم خط میں لکھے جائیں گے تاکہ ہندو مسلمان دونوں اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ کیونکہ ہندوؤں کو بھی اب عربی اور فارسی بولنے والے ملکوں سے سابقہ پڑے گا اس لئے ان کو بھی عربی فارسی رسم خط اور ہو سکے تو زبانیں سیکھنی چاہئیں وہ اپنے گھروں میں ہندی بول چال اور ہندی رسم خط جتنا چاہے بڑھائیں اُن کی کاروباری اور حاکمانہ زندگی کبھی کامیاب نہ ہو سکے گی اگر وہ دوسری زبانوں کے رسم خط سے غافل رہیں گے۔ کیونکہ اردو زبان وہ زبان ہے جس کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے بزرگوں نے مل جل کر بنایا تھا۔ اب اگر ہندو اُردو زبان اور اُردو رسم خط کو مٹانے کی کوشش کریں گے تو اس میں اُن کو ہرگز کامیابی نہ ہو سکے گی البتہ خود ان کو اور اُن کی اولاد کو مشکلات پیش آجائیں گی۔

انگریزی سے نفرت نہ ہونی چاہئے

میں نے حیدرآباد میں دیکھا کہ وہاں کے اخبار اور ادیب بلا ضرورت انگریزی الفاظ کا عربی فارسی میں ترجمہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے اُردو زبان کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ اُردو بہت سی زبانوں کے الفاظ کا مجموعہ ہے اور وہ جب ہی ترقی کرے گی کہ اس میں دُنیا کی بڑی بڑی زبانوں کے ایسے الفاظ لکھے اور بولے جائیں جن کو سب لوگ سمجھتے ہوں۔ میری جوانی کے زمانے میں پنجاب کے بعض اخبار ریلوے اسٹیشن

کو "محمد" لکھتے تھے۔ حالانکہ سب چھوٹے
بڑے ہندوستانی اور یورپ سے اسٹیشن
کو سمجھ لیتے ہیں۔ یا سائنس کی کتابوں
اور دوسری تحریروں کو اردو میں بیان کرتے
وقت اصطلاحی الفاظ کو عربی فارسی
اور اردو میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی
جاتی ہے۔ میرے خیال میں یہ غلطی ہے
مناسب یہ ہے کہ سائنس کے اصلی
اصطلاحی الفاظ لکھے جائیں۔ اور بریکٹ
میں اُن کا مقصد اور مفہوم لکھ دیا جائے۔

اُردو کا چرچا بڑھانے کی ضرورت

۱۵ر اگست کے بعد اگر ہندوستان خانہ جنگی
میں مبتلا نہ ہوا تو اُن سب لوگوں کو جو اردو
بولتے اور لکھتے ہیں چاہے ہندو ہوں یا
مسلمان کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اُردو
کا چرچا زیادہ بڑھائیں کیونکہ اس کے بغیر
دونوں قومیں گھاٹے اور نقصان میں مبتلا
ہو جائیں گی۔ ہاں اردو اخباروں اور کتابوں
کو خریدنے اور پڑھنے کے لئے ہر شخص اپنے
اخراجات کے بجٹ میں گنجائش نکالے۔
اگر ایسا نہ ہوگا تو خود ان لوگوں کو نقصان
پہونچے گا جو اُردو بولتے ہیں۔ اور اردو لکھتے
ہیں۔ اور دوسری زبانیں نہیں جانتے۔
اس لئے شروع سے بچوں کو اُردو پڑھائی
جائے۔ اور لڑکیوں کے جہیز میں اردو کتابوں
اور اردو اخباروں اور اردو رسالوں کو
بھی شریک کیا جائے۔

گئو رکھشا

میرے ادیب جیتی اور عزیزی دوست سید
سہیل میاں صاحب نے بہت بڑے بڑے
کام کئے ہیں کہ جنگ یورپ کے وقت
چار کروڑ روپے گزشتہ جنگ میں دئے
اور بہت سے انگریزی اخبار خرید لئے
اب عالم پیری میں اُنھوں نے بہت زیادہ
شد و مد کے ساتھ گائے کی جان بچانے
کا کام شروع کیا ہے۔

میں اس کام میں اُن کا اور ساری
ہندو قوم کا ہم خیال ہوں اور تیس
برس سے لگاتار گائے کی حفاظت
اور پرورش کی حمایت میں لکھتا رہا ہوں
اور آج سے پندرہ سال پہلے "ترک قربانی
گاؤ" کے نام سے ایک پمفلٹ پندرہ ہزار
چھپوا کر مفت تقسیم کیا تھا جس میں قرآن
و حدیث کی دلیلیں بھی لکھی تھیں۔ اگرچہ
مجھے ایک مثال بھی ایسی معلوم نہیں ہے کہ
کسی مسلمان نے میری تحریروں پر توجہ کی
ہو۔ اگر توجہ کی گئی تو مخالفت کے لئے
کی گئی۔ یعنی بہت سخت اور تیز الفاظ میں
میری اس رائے سے اختلاف کیا گیا جس
کی وجہ میں سمجھتا تھا کہ محض یہ ہے کہ مسلمان
قوم اپنے قومی اقتدار کے بچاؤ اور اپنی
خوراک کے بچاؤ کے لئے ضد کرتی تھی۔
ورنہ دل اُن سب کے بھی قائل تھے۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف
صاف فرما دیا تھا۔ کہ اللہ کو تمہاری قربانیوں
کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے
وہ تو تمہاری پرہیزگاری چاہتا ہے۔

اسی قسم کی بہت سی قرآنی آیات میں
نے اپنی کتاب میں لکھی تھیں۔ اور وہ
پمفلٹ اب بھی میرے پاس موجود ہے
اور چار آنے قیمت بھیج کر منگایا جا سکتا ہے۔
اب مجھے پہلے سے زیادہ اس کی ضرورت
معلوم ہوتی ہے کہ میں گائے کی قربانی
کی نسبت دور اندیش مسلمانوں کو سیدھا
راستہ بتاؤں پہلے میرے سامنے اس
تحریک کے دو مقصد تھے۔ ایک تو یہ کہ
قرآن شریف کی تعلیم کو صحیح طریقے سے
بیان کیا جائے۔ اور دوسرا مقصد یہ تھا
کہ ہندوستان میں دودھ دہی کی کمی نہ ہو
اور دودھ دینے والے جانور پالے جائیں
اور ذبح نہ کئے جائیں۔

اور اب ایک تیسری وجہ بھی پیدا ہو گئی
ہے کہ چار پانچ کروڑ مسلمان ہندو حکومت
میں رہیں گے۔ اور ہندو حکومت اپنی
قوم کے مجبور کرنے سے وہی بندش عائد
کرے گی۔ جو ہندو ریاستوں میں عائد ہے
یعنی گاؤکشی قانوناً بند کر دی جائے گی اور
اُس وقت ہندوستان میں رہنے والے
مسلمانوں کو مجبوراً گائے کی قربانی چھوڑنی
پڑے گی۔ اس لئے دانشمندی اس میں
ہے کہ مسلمان ایسا طرز عمل اختیار کریں
کہ ہندو حکومت کو قانون بنانا ہی نہ پڑے
یعنی مسلمان گائے کی قربانی اور گائے
کے گوشت کے بدلے دوسرے جانوروں کی
قربانیاں کرنے لگیں۔ اور دوسرے
جانوروں کا گوشت کھانے لگیں۔

ایک دفعہ میں نے ایک بڑے ہندو
لیڈر مالوی جی سے کہا تھا کہ میں گائے کی قربانی
کی مخالفت اس لئے کرتا ہوں کہ آپ
کو نہتا کر دوں۔ اور آپ کے ہتھیار آپ
سے چھین لوں۔ مالوی جی نے مجھ سے
کہا تھا کہ یقیناً اگر مسلمان گائے کشی بند
کر دیں تو پھر اگر کوئی ہندو لیڈر ہندو عوام
کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا چاہے گا

وہ کامیاب نہ ہو سکے گا۔

ہندو چھوت چھات چھوڑ دیں

جس طرح میں مسلمانوں کو ہندی سیکھنے اور گاؤ کشی ترک کرنے کی رائے دیتا ہوں اسی طرح میں ہندوؤں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں سے چھوت چھات نہ کریں یعنی ان کے ساتھ کھانے پینے کی جو رکاوٹ ہے وہ ترک کر دی جائے۔ اگر سب سے نہیں تو کم از کم اُن مسلمانوں سے تو چھوت چھات ہرگز نہ ہونی چاہئے جو گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ ہندوؤں کو معلوم ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان درویش اور مسلمان عامل گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ اور میں تو سالہا سال سے جانوروں کی قربانیاں بھی نہیں کرتا۔ اور قربانی کی رقم اہل ضرورت کو بانٹ دیتا ہوں۔ پھر بھی میں تیس برس سے لگاتار دیکھ رہا ہوں کہ ہندو عوام باوجود یہ جانتے کے میرے ہاتھ کی چیزیں نہیں کھاتے۔ چنانچہ میرے بہت پرانے دوست مہنت رام کشن داس صاحب پٹنے والے سال میں کئی بار مجھ سے ملنے آتے ہیں۔ لیکن انہوں نے آج تک میرے ہاں پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پیا۔ حالانکہ میں نے کئی بار اُن کے پٹنے والے مکان میں جا کر اُن کا پکایا ہوا کھانا کھایا۔ اور مجھے یہ سُن کر افسوس ہوا کہ ہندو عوام نے مہنت صاحب کی اس بنا پر بہت ملامت کی کہ انہوں نے اپنے گھر میں ایک مسلمان کو بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اور وہ گھر ایک مندر کی حیثیت رکھتا تھا۔

سردار پٹیل کا دسترخوان

موجودہ ہندو حکومت کے ممتاز لیڈر سردار ولبھ بھائی پٹیل کو یاد ہوگا کہ جب میں حیدرآباد میں آریہ سماجی ایجی ٹیشن کے خلاف مہاتما گاندھی سے ملنے راجکوٹ کاٹھیاواڑ میں گیا تو گاندھی جی کے حکم سے سردار ولبھ بھائی پٹیل کی صاحبزادی نے مجھے اپنے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھلایا تھا۔ اور گاندھی جی نے ستیہ گرہ آشرم احمدآباد میں بھی مجھے اپنے دسترخوان پر میرے مریدوں کے ساتھ کھانا کھلایا تھا۔ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اونچے درجے کے لیڈروں میں چھوت چھات پہلے بھی نہیں تھی۔ اور اب بھی نہیں ہے۔ لیکن ضرورت عام ہندوؤں کو سمجھانے کی ہے۔ اگرچہ میں محسوس کرتا ہوں کہ گاندھی جی اور مسٹر پٹیل ایک حد تک بے بس ہیں۔ لیکن اُن کو میری طرح آزادی اور دلیری کے ساتھ ہندوستان کے بڑے فائدے کی چیزوں کو عوام تک پہونچانا چاہیے۔

بھرت پور کا ہندو جلسہ

میرے خفیہ نویسوں نے مجھے اطلاعیں بھیجی ہیں کہ ریاست بھرت پور میں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ ہونے والا ہے۔ جو غالباً اسی جولائی کے آخر میں ہوگا۔ جس میں ایک لاکھ سے زیادہ ہندو جمع ہونگے اور وہاں کانگرس کے ترنگے جھنڈے اور گاؤ کشی کے خلاف بحث ہوگی۔

میں اپنے خفیہ نویسوں کی کوئی اطلاع آجکل منادی میں درج نہیں کرتا۔ کیونکہ میرے سامنے امن عامہ کی ضرورت ہے۔ جس کو اس اشاعت سے نقصان پہونچے گا تاہم بھرت پور کے جلسے کی نسبت میں اس واسطے لکھتا ہوں کہ اپنے دوست ہندوؤں کو بتاؤں کہ کانگرس کی مخالفت کرنے سے امن عامہ کو بھی نقصان پہونچے گا۔ اور خود ہندوؤں کو بھی نقصان پہونچے گا۔ کیونکہ ہندو مہاسبھا اگر ودھانِک (آئینی) اصول سے کانگرس کا اقتدار کم کرنا چاہے گی۔ تو اس کو کامیابی نہ ہوگی۔ اور اگر کامیابی ہو بھی جائے، تو ہندو مہاسبھا حکومت کو وقت کی ضرورت کی موافق چلانے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ کانگرسی لوگ پچاس ساٹھ برس سے کام کر رہے ہیں اور اُن کو حکومت کرنے میں وہ مشکلات پیش نہیں آئیں گی جو ہندو مہاسبھا کو پیش آ سکتی ہیں۔ اور میرے خیال میں مسلم لیگ کو بھی پیش آئیں گی کیونکہ اس کا تجربہ بھی کانگرسیوں سے کم ہے۔ لہٰذا ہندو مہاسبھا اور اس کے طرف داروں کو نازک وقت کا خیال کر کے کچھ دن خاموش رہنا چاہیے تاکہ ہندو قوم کا ایکہ برباد نہ ہو جائے۔

عقلی اعتبار سے یہ بات ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ہندو کانگرس اور ہندو مہاسبھا میں ودھانک (آئینی) کش مکش ہوئی تو ہندو سنگھٹن (ایکہ) پاش پاش ہو جائے گا اور اس لڑائی سے انگریز اور مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ مسلم لیگ میں بھی عہدوں کی تقسیم پر کش مکش ہوگی لیکن جس طرح مسلمان قوم ایک آدمی مسٹر جناح پر جمع ہوگئی اگر ایسے ہی ہندو قوم ایک آدمی یعنی مہاتما گاندھی پر جمع نہ رہی تو اس کو اتنا زیادہ نقصان پہونچے گا جس کا اندازہ آجکل نہیں ہو سکتا۔

سیٹھ ڈال میاں کی گئو رکھشا

سیٹھ رام کرشن ڈال میاں ایک نہایت دلچسپ بزرگ ہیں۔ قدرت نے ان کو کروڑوں روپے کا مالک بنایا ہے۔ ہزاروں انسان ان کے کارخانوں اور ان کی کمپنیوں میں کام کر کے روٹی کماتے ہیں۔ ان کی دولت کا اندازہ اسی سے کر لیجئے کہ گذشتہ جنگ کے دوران میں انہوں نے چھ کروڑ روپیہ صرف قرضہ جنگ میں دے دیا تھا۔ اور اس اعتبار سے ہندوستان بھر میں حضور نظام کے بعد سیٹھ صاحب ہی کا نام آتا تھا۔

سیٹھ جی اس بے اندازہ دولت کے باوجود مذہبی آدمی ہیں۔ آپ جین مت سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس میں جیو ہتھیا گناہ عظیم ہے۔

پچھلے دنوں دہلی میں ایک پارٹی ہوئی جس میں سیٹھ صاحب کے علاوہ پٹیالہ۔ فرید کوٹ۔ بیکانیر۔ گوالیار رمنا بہ کے مہاراجوں کے علاوہ آئین ساز اسمبلی کے ممبر اور حکومت ہند کے بڑے بڑے افسر بھی موجود تھے اس موقع پر سیٹھ جی نے ایک تقریر کی۔ اور کہا کہ آزادی ملنے کے بعد پہلا کام یہ ہونا چاہئے۔ کہ گئو ہتیا بند ہو جائے۔ اور اگر ہندوستان کی آزاد حکومت نے ایک سال کے اندر گئو ہتیا بند نہ کر دی۔ تو میں "ڈال میاں جین ٹرسٹ" کے تمام وسائل اس کام کے لئے وقف کر دوں گا۔ خود گاؤں گاؤں پھروں گا اور ہندوؤں کو حکام کے خلاف بغاوت پر ابھاروں گا۔ اس کے بعد مرن برت رکھ کر جان دیدوں گا۔ اور میرے بعد میرا بھائی جے دیال۔ میرا داماد شانتی پرشاد اور میری بیویاں میرے نقش قدم پر چل کر اس جدوجہد کو جاری رکھیں گی۔

آپ نے مسٹر جناح سے بھی اپیل کی کہ وہ پاکستان میں گائے کا ذبح کرنا ممنوع قرار دیدیں۔ ہم اس کے بدلے میں ہندوستان کے اندر سور کے گوشت کی قانونی ممانعت کر دیں گے۔

سبحان اللہ۔ واہ سیٹھ جی مہاراج۔ داتا کی دین ہے۔ اس کے کرشمے نرالے ہیں کیسے کیسے بھولے بھالے لوگوں کو اندھا دھند دولت دے دیتا ہے۔ اور کیسے کیسے عاقل و دانا رات کی روٹی کو ترس رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ انگریز تو خیر ہندوستان سے جا رہا ہے۔ لیکن کروڑوں مسلمان ایسے ہیں جن کی خوراک گائے کا گوشت ہے۔ اگر حکومت انہیں اس خوراک سے محروم کر دے گی۔ تو اس کا کوئی بدل بھی تجویز کرے گی۔ اگر یہ کہا جائے کہ بکرے کا گوشت کھاؤ۔ تو غریب مسلمان اتنے پیسے کہاں سے لائیں گے۔ کہ مہنگا گوشت خرید سکیں۔ سیٹھ جی کو یہ اعلان کرنا چاہئے تھا۔ کہ آئندہ جو مسلمان خاندان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیگا۔ میں اس کو اتنی رقم یکمشت دیدوں گا۔ تاکہ وہ بکرے کا گوشت بآسانی خرید سکے۔ اگر سیٹھ جی کوئی ایسا طریقہ اختیار کر سکیں کہ ملک میں جابجا بکروں کے بڑے بڑے باڑے قائم ہو جائیں۔ اور وہ بکرے تین تین چار چار روپے میں مسلمانوں کے ہاتھ بیچے جائیں۔ جو نقصان ہو۔ اس کو ڈال میاں جین ٹرسٹ پورا کرے۔ اس کے بعد گائے کا گوشت آہستہ آہستہ آپ ہی متروک ہو جائیگا۔

لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ کل کو سیٹھ جی "گئو ہتیا" کے بجائے "جیو ہتیا" کے روکنے پر اصرار کریں۔ اور پھر مسلمان ایک بٹیر بھی نہ کھا سکے۔

اپنی دولت، اپنی جان، اپنے پیاروں کی جانیں سب کچھ گئو رکھشا کے لئے قربان کر دینے پر آمادہ ہو جانا سیٹھ جی کے خلوص کا ثبوت ہے لیکن یہ محض آپ کا تکلف ہے کہ آپ مسلمانوں کو ممنوع کرنے کے لئے سور کے گوشت کو ملک بھر میں ممنوع قرار دے دیں گے۔ حالانکہ ہم نے سیٹھ جی سے کبھی ایسا مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ ہم تو ہندوستان بھر کے ہندوؤں اور سکھوں کو کھلی اجازت دیتے ہیں۔ کہ وہ سور۔ کتا۔ گدھا جو چاہیں نہایت شوق سے کھائیں ہمیں کبھی اعتراض نہ ہوگا۔ اور جس طرح ہم انہیں کھانے پینے کے معاملے میں عام اجازت دیتے ہیں وہ بھی ہمیں اجازت دیں۔ کہ جن چیزوں کو خدا نے ہم پر حلال کیا ہے ہم بلا خوف کھاتے رہیں اور کسی کو ہمیں منع کرنے کا حق نہ ہو۔

مہاراجہ حضرات نے سیٹھ جی کی ہاں میں ہاں خوب ملائی۔ اور گئو ہتیا کے روکنے کے لئے ایک محاذ قائم ہو گیا۔ دیکھیں اب نتیجہ کیا نکلنا ہے۔

(منقول از اخبار انقلاب لاہور مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء)

نوٹ:- منادی کے اسی پرچے میں گئو رکھشا کی نسبت خواجہ صاحب کا نوٹ پڑھنے کے قابل ہے جس میں امن عامہ اور دودھ گھی کی افراط کے لئے گئو رکھشا کی حمایت کی گئی ہے مگر ڈال میاں کی تقریر سے منادی کو اتفاق نہیں ہے کیونکہ اس تقریر کا مقصد دوسرا ہے۔ ایڈیٹر

خطوط اور جوابات

جنوبی افریقہ کے ایک یورپین نومسلم کا خط

مائی ڈیر مولانا! سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک طویل عرصے تک ہپناٹزم۔ میجک۔ میٹا فزکس۔ فزیالوجی، اور یوگ ازم وغیرہ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد آخر کار ۱۹۳۵ء میں میں نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ اور قرآن شریف اور اسلامی شریعت کے قوانین کا مطالعہ کیا اور شریعت کے مطالعے کے بعد طریقت کی طرف میرا دل مائل ہوا۔ اور میں نے مولانا احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی مرحوم سے نقشبندیہ اور قادریہ سلسلے کی کچھ تعلیم حاصل کی۔

میں نے اکثر سُنا ہے کہ اگر کسی شخص کو روحانیت کے حصول میں مشکلات پیش آئیں تو اُسے کسی روحانی رہبر کی تلاش کرنی چاہئے جو اُسے روحانیت کے بلند درجوں تک پہنچا دے۔ پس میں آپ سے روحانی فیضان حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں ہندوؤں کے منتروں مثلاً ہری اوم" وغیرہ کا وظیفہ کرتا تھا۔ اور ان وظیفوں کے ذریعے ارادے کی قوت اور دل و دماغ کی یکسوئی کی طاقت بڑی حد تک میرے اندر پیدا ہوگئی تھی۔ مگر اب اسلامی طریقت کے اصول کے مطابق جب میں اسم اللہ ہو اور لاالٰہ الا اللہ کا شغل کرتا ہوں تو مجھے اپنے دل پر ایک سخت چوٹ لگتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور مجھ پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور مجھے اپنے اندر مذکورہ طاقتیں پیدا ہوتی ہوئی محسوس نہیں ہوتیں آجکل میں دعائے گنج العرش اور آیت الکرسی شریف کا ورد کرتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ اس عمل کی طاقت سے مجھے یکسوئی کی قوت حاصل ہو سکے گی۔ جب میں یہ عمل پڑھتا ہوں۔ اُس وقت میری حالت تصیر منور ہو جاتی ہے اور مجھے روشنیاں نظر آتی ہیں۔ اور ملائکہ اور جن بھی نظر آتے ہیں لیکن میرا مقصد تو رحمٰن کی دید ہے۔

میں نے سُنا ہے کہ تبت کے یوگی جو ہمالیہ کے دامنوں میں رہتے ہیں ہرے بھرے درختوں کو خشک کر سکتے ہیں۔ اور ہوا میں اُڑ سکتے ہیں۔ کیا اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ قوت ارادی کے کچھ ایسے راز جانتے ہیں۔ جو اسلامی طریقوں سے برتر ہیں؟ کیا اسلام میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہے جو ہندوؤں کے بڑا اثر بیج منتروں سے زیادہ مؤثر ہو؟ کیا آپ براہ مہربانی مجھے کوئی ایسا ذکر بتا سکتے ہیں جو بے حد مؤثر ہو مثلاً سلطان الاذکار۔ وہ ذکر ایسا ہو کہ مجھ پر اُس کا بُرا اثر نہ ہو بلکہ اُس کے ذریعے مجھے اُس سے زیادہ روحانی طاقت حاصل ہو جتنی یوگ کے عمل سے حاصل ہوئی تھی۔ اور مہربانی کرکے مجھے مراقبہ کرنے کا طریقہ بھی بتائیے۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے کوئی ایسا عمل بھی بتائیں گے جس کے ذریعے میں اپنے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہوں جو کئی دفعہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔

قرآن شریف کی تلاوت کے وقت کبھی کبھی مجھے جن نظر آتے ہیں۔ مگر وہ میرا حکم نہیں مانتے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ مجھے ایک خود غرض شخص نہ سمجھیں۔ میری نیت صاف ہے۔ میں اسلام کی تبلیغ کا کام بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے ہندو قوم سے ایک بڑا مقابلہ کیا تھا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کامل مرشد ہیں۔ اس لئے میں نے آپ کی خدمت میں یہ درخواست کی ہے میرا اسلامی نام جمال الدین ہے۔ لیکن یہاں کے لوگ مجھے میرے یورپین نام ہی سے جانتے ہیں

آپ کا مخلص تابعدار

جواب:۔ پیارے بھائی شاہ جمال کو بعد دعا سلام کے معلوم ہو کہ تمہارا انگریزی خط میں نے سنا اور اُس کا ترجمہ اپنے اخبار میں اس لئے درج کرتا ہوں کہ میرا جواب دوسرے انسانوں کو بھی فائدہ پہنچا سکے۔ میں نے تمہارا نام و پتہ اخبار میں اس واسطے نہیں لکھا کہ تم کو تمہارے دشمنوں سے تکلیف نہ پہنچے اور انگریزی زبان میں تمہارے خط کا مختصر جواب ہوائی ڈاک کے ذریعے میں نے بھیج دیا ہے۔ اور بذریعہ طریقہ کے مرید عبدالمجید الف خاں نظامی

دکھا دیا ہے اور اُن کو روحانی تعلیم کی وہ
کتاب بھی بھیج دی ہے جو تعلیم تصوف کے
نام سے میں نے لکھی ہے۔ وہ تم کو انگریزی
میں اُس کتاب کا مطلب سمجھا دیں گے کیونکہ
اُس میں سلطان الاذکار کا طریقہ بھی میں نے
لکھدیا ہے۔ اور مراقبوں کے طریقے بھی لکھدئیے ہیں۔
اس خط میں تمہارے سوالات کا جواب
اور تمہارے حالات کی نسبت اپنی رائے
بھی لکھتا ہوں۔ شغل پاس انفاس اور
شغل نفی اثبات سے تم پر جو رقت طاری
ہوتی ہے۔ اور اُس کی وجہ سے تم وہ تجلیات
نہیں دیکھ سکتے جو ہندو یوگ میں نظر آتی
ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا احمد مختار
صاحب صدیقی کا انتقال ہو گیا ہے اور تم
کو کوئی مسلمان رہنما نہیں ملا۔ اور میں بہت
دور ہوں۔ تاہم اتنا بتا سکتا ہوں کہ
بعض لوگوں کو پاس انفاس اور نفی اثبات
اور نصیرہ اور محمودہ کے اشغال سے حرارت
بڑھ جاتی ہے۔ اور حرارت سے ایسی حالت
پیدا ہو جاتی ہے جیسی تمہاری ہوئی ہے۔
اس واسطے تم چشتیہ خاندان کا درود
شغل پاس انفاس کے بعد "درود صلی اللہ
علیک یا محمد" پانسو بار پڑھا کرو۔ اور ترجمہ
سمجھ کر پڑھا کرو۔ ترجمہ یہ ہے کہ درود بھیجے
تجھ پر اللہ یا محمد"۔ یعنی یہ درود پڑھتے وقت
یہ یقین رکھو کہ محمد رسول اللہ تمہارے
سامنے تشریف رکھتے ہیں۔ اور تم اُن کو
مخاطب کرکے درود پڑھ رہے ہو۔ اس
طرح درود پڑھنے سے حجابات دور ہو
جائیں گے۔ اور تجلیات نظر آنے لگیں گی۔
(۲) ہندو یوگ اور ویدانت اور اسلامی
تصوف کی تعلیم میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے

ہندو یوگ پرانا ہے۔ اور اسلامی تصوف نیا
ہے۔ اس واسطے اسلامی تصوف کی تعلیم
میں آسانیاں زیادہ ہیں۔ اور نتائج بھی
جلدی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور محنت بھی
کم کرنی پڑتی ہے۔ ہندو یوگ کی تعریف
سنسکرت میں یہ ہے "یوگ است
چہت برتی نرودہا" یوگ یہ ہے کہ
جس سے دل اور دماغ میں یکسوئی پیدا ہو جائے
ہندو یوگ کی انتہا پر انسان پہنچتا ہے
تو اس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوں
میں ہوں۔ اور اسلامی تصوف کی انتہا
یہ ہے کہ جب درویش انتہائی مشق کر چکتا
ہے تو اس مقام پر پہونچ جاتا ہے کہ میں
نہیں ہوں۔ بس خدا ہی موجود ہے۔
تم نے اسلام قبول کیا بہت خوشی ہوئی
لیکن دنیا میں کروڑوں مسلمان ہیں جو اس
روحانی لذت سے بے خبر ہیں جو تم نے چند
دن میں حاصل کر لی۔
(۳) تم نے تبت کے جن یوگیوں کا حال لکھا
ہے کہ وہ ہرے درختوں کو خشک کر دیتے
ہیں اور ہوا میں اڑ سکتے ہیں مجھے اس کی
بابت بہت کم معلوم ہے۔ لیکن میں
ان چیزوں کو اگر یہ کسی میں ہوں تعریف
کے قابل نہیں مانتا۔ کیونکہ تعریف کے
قابل وہی بات ہے جس کو تم نے بھی
لکھا ہے۔ اور جس کے پڑھنے سے مجھے
بہت خوشی ہوئی ہے کہ تمہارا بھی اصل مقصد
عرفان ذات الٰہی ہے۔
(۴) تم نے ہندو قوم سے میرے مقابلے کی
نسبت جو کچھ سنا وہ بس اتنا ہی ٹھیک ہے کہ
آریہ سماج ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے۔ اس نے
مسلمانوں کو ہندو بنانے کا کام شروع کیا تھا۔

اور میں نے مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کا کام کیا تھا
اُس وقت میں نے چشتی اولیاء اللہ کے روحانی اشارے
سے آریہ سماجی لیڈر سوامی شردھانند جی کے نام
اعلان شائع کیا تھا کہ آریہ سماجی اور مسلمان عوام کو
آریہ سماج اور اسلام کی روحانی طاقت دکھانے کے
لئے میرا آپ کا روحانی مقابلہ ہونا چاہئے اس طرح
کہ یا آپ کسی سوکھے درخت کو پانچ منٹ میں
ہرا کر دیں یا میں ہرا کر دوں۔ یا آپ سوکھے
کنوئیں میں پانچ منٹ کے اندر پانی پیدا کر دیں
یا میں پیدا کر دوں۔ یا ہم دونوں ایک مکان میں
بند ہو جائیں اور چالیس دن تک بغیر کھانے پانی
کے وہاں رہیں اور آریہ سماجی اور مسلمان اس
مکان کی حفاظت کریں کہ کوئی شخص ہم دونوں
کو کھانا پانی نہ پہونچانے پائے۔ پھر جو شخص چالیس دن
کے بعد بھی اس حالت میں زندہ رہے اسی کے
مذہب کی روحانی طاقت تسلیم کر لی جائے
لیکن سوامی جی اس مقابلے کے لئے راضی نہیں ہوئے
پس میں آج تم کو اور سب کو بتانا چاہتا
ہوں کہ روحانی طاقت ہندو درویشوں میں بھی
ہوتی ہے اور مسلمان درویشوں میں بھی ہوتی ہے
بشرطیکہ وہ دونوں اپنے بزرگوں کی تعلیم پر عمل بھی
کرتے ہوں۔
(۵) اگر تم کو جنوبی افریقہ میں کوئی مسلمان درویش مل جائیں
تو ان سے زبانی بات چیت کرنا کیونکہ تحریر کے ذریعے
یہ چیزیں سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ تاہم میں دہلی
میں بیٹھ کر افریقہ تک اپنی روحانی توجہ سے تم کو
کچھ نہ کچھ فائدہ پہونچانے کی کوشش کروں گا
اگرچہ مجھے اقرار ہے کہ میری روحانی طاقت کی
جتنی شہرت ہے وہ درست نہیں ہے۔ اور میں اب جب
کہ مرنے کے قریب آگیا ہوں اور میری عمر اکہتر برس
کی ہوگئی ہے اپنے اندر اپنے بزرگوں کے کمالات
کا ہزارواں حصہ بھی نہیں پاتا۔ حسن نظامی۔

پاکستان اور ہندوستان دونوں ایک آن ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں گے (بقیہ خطوط صفحہ ۱۷ پر دیکھئے)

تبصرہ اور تعارف

رسالہ عالمگیر لاہور } کا سالانہ نمبر ۱۹۴۷ء کا ۱۳۰ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ بہت اچھے اچھے نظم و نثر مضامین ہیں۔ سرورق پر کتابت کی حسب ذیل چیزیں اصلاح طلب ہیں۔

(۱) عالمگیر رسالے کا نام کاتب نے ملا کر لکھا ہے رواج اور عادت کی وجہ سے لوگ اس کو پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن انجان آدمی نہ پڑھ سکے گا۔ کیونکہ نام میم کے بعد ایک لمبی کشش گیر تک ہے۔ وہ بس معلوم ہوتا ہے۔ لہذا آئندہ "عالم" الگ لکھنا چاہئے اور "گیر" الگ۔

(۲) مضامین کی فہرست کی تیسری سطر میں "مرہٹوں" لفظ لکھا ہے۔ اور چوتھی سطر میں "کا عروج" لکھا گیا ہے۔ اور چوتھی سطر میں صرف ایک لفظ واسط لکھ کر باقی ساری سطر خالی چھوڑ دی ہے۔ یہ کتابت کی خامی ہے اگر تیسری سطر میں نظیر کی شاعری اور غالب کے چند شعر اور وسیم کا تاریخی کلام لکھ کر چوتھی سطر دونوں پہلو خالی چھوڑ کر بیچ میں لکھی جاتی تو بہت خوب صورت معلوم ہوتی۔ اور اب مضمون کا عنوان بہت بھدے طریقے سے تقسیم ہو گیا ہے۔ یعنی مرہٹوں الگ اور کا عروج الگ۔ سالانہ قیمت چھ روپے چار آنے۔ اس پرچے کی قیمت ایک روپیہ رکھی ہے۔

کامران حیدرآباد دکن } یہ ہفتہ وار اخبار حیدرآباد دکن سے مولوی غلام مصطفیٰ بیگ صاحب چغتی نے جاری کیا ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{4}$ صفحات سرورق سمیت بارہ۔ سرورق پر تصویر بھی ہوتی ہے اب تک نو نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ مضامین وقت کی ضرورت کے موافق ہوتے ہیں۔ اور ہر طبقے کے ناظرین کی پسند کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ سالانہ حیدرآباد دکن سے چھ روپے سکۂ عثمانی۔ اضلاع سے آٹھ روپے سکۂ عثمانیہ فی پرچہ تین آنے۔ پرانا پرچہ پانچ آنے سرورق پر جہاں قیمت کا اعلان کیا گیا ہے وہاں آخر میں ایک لفظ قابل اصلاح ہے "فرمائیں" یہ لفظ "فرمائیے" لکھنا چاہئے لیکن کاتب نے صحیح نہیں لکھا ایڈیٹر صاحب کو ایسی ضروری اصلاحات کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ حیدرآباد کی اردو ہندوستان میں بھی مستند مانی جانے لگے۔

پیران طریقت } سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ صفحات ۹۶۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ ہے سرورق پر لکھا ہے مصنفہ ابو المعارف قاضی میر لطف علی عارف ابو العلائی قاضی پرگنہ ہمت پورہ سرکار میدک شروع میں مصنف اور ان کے والد کی عکسی تصویریں بھی ہیں۔ اس کتاب میں حیدرآباد کے مشائخ قدیم و جدید کے حالات شائع کئے گئے ہیں۔ معلومات مشائخ کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوگی۔ قیمت دو روپے ملنے کا پتہ مکتبۂ عزیزیہ حویلی قدیم حیدرآباد دکن۔

ہمارے پھول } $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز کی کتاب صفحات ٹائٹل سمیت ۴۴۔ سرورق پر رنگین پھول کی تصویر۔ نوشتہ محمد سعید الدین صاحب بی ایس سی ایم اے (ایڈنبرا) الیف۔ آر۔ ایم۔ ایس۔ الیف۔ ال ایس۔ سی۔ الیف ایل۔ ایس (لندن) صدر شعبۂ نباتیات جامعہ عثمانیہ۔ ادارہ ادبیات اردو نے شائع کی ہے۔ اور ادارہ ادبیات اردو کے سلسلۂ مطبوعات کا یہ ۱۳۷واں نمبر ہے یہ بہت ضروری اور بہت مفید کتاب ہے۔ پھلوں اور پھولوں کے درختوں کی عالمانہ تحقیقات اور کیفیات درج کی گئیں ہیں۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن۔

اسلامی عدل گستری } $\frac{20 \times 26}{16}$ سائز مجلد صفحات ۹۳۔ نوشتہ مولوی عبد الحفیظ صدیقی بی ایس سی ایل ایل ایم عثمانیہ اس میں مولانا مناظر احسن گیلانی کا پیش لفظ درج کیا گیا ہے اس کے بعد دیباچہ ہے۔ پھر مملکت حکومت اور اقتدار اعلیٰ کے متعلق اسلامی تصورات پھر اسلامی تصور قانون و عدل۔ پھر عدل گستری عہد رسالتؐ میں۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ اور ان کا عدل۔ پھر عدل گستری عہد فاروقیؓ میں۔ پھر حضرت علیؓ اور ان کا عدل پھر حضرت علیؓ کے بعض اہم فیصلے مضامین ہیں۔ نواب یوسف یار جنگ بہادر کے نام معنون کی گئی ہے۔ حضرت عثمانؓ کے عدل کو ترک کر دینے اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے عادلانہ فیصلوں کا عنوان قائم نہ کرنے کی کوتاہیاں بھی اس کتاب میں ہیں۔ ورنہ بحیثیت مجموعی وقت کی ضرورت کے موافق کتاب ہے قیمت عہ پتہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲ر رمضان سنہ ۱۳۶۶ھ ۲۱ر جولائی سنہ ۱۹۴۷ء دہلی

موسم :- آج بھی دن بھر ابر چھایا رہا۔ لیکن دن کو ہوا بند ہو جانے کی وجہ سے ذرا گرمی معلوم ہوئی۔

یکم اگست کا منادی :- آج اگست کی پہلی تاریخ کا منادی تیار ہو کر چھاپے خانے میں چلا گیا۔ غزلیات قوالی کے سولہ صفحے بھی اس پرچے کے ساتھ شائع ہوں گے۔

ملاقاتی :- جناب میر عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما ملنے آئے تھے۔ سیٹھ محمد افتابانی بمبئی والے بھی آئے تھے۔ آغا خانی جماعت کے دو تاجر سیٹھ جنارہ اور سیٹھ حمید بھی ملنے آئے تھے۔

مچھلی :- آج سید ابن عربی سنگھاڑہ مچھلی شکار کر کے لائے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے پکائی تھی۔ مدت کے بعد ایسی مزے دار مچھلی کھائی۔

ترتیلی ترجمے کی صحت :- آج ترتیلی ترجمے کے دو پاروں کی صحت کی تھی۔

بہت بڑی خوشخبری :- آج حسین کا خط آیا تھا کہ انھوں نے میرے لئے یورپ کا بنا ہوا نہایت عمدہ کاغذ ایک لاکھ پونڈ خریدا ہے۔ میں نے اُن کو لکھا کہ اگر وہ کاغذ جلدی آ جائے تو ترتیلی ترجمے کی چھپائی میرے حسب منشا ہو جائے گی۔ کئی مہینے سے کاغذ کی تلاش میں ہوں اور وہ نہیں ملتا۔ دس بارہ کتابوں کی کاپیاں لکھی ہوئی رکھی ہیں۔ ان کے لئے بھی کاغذ میسر نہیں ہے۔

دو نئے میٹر :- میرے ہاں بجلی کے دو میٹر ہیں۔ ایک درگاہ شریف کے لئے دوسرا میرے مکانوں کے لئے۔ اب دو نئے میٹروں کی درخواست دی تھی۔ دہلی میں آجکل ہزاروں روپے کے خرچ پر بھی نیا میٹر میسر نہیں آتا۔ مگر نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے آج مسٹر مول چند کو بھیجا تھا کہ اُن مکانات کو دیکھیں جہاں خواجہ صاحب دو نئے میٹر لینے چاہتے ہیں۔ کیونکہ کمیٹی نے دو نئے میٹروں کی منظوری دیدی ہے۔ میں ایک میٹر خسرو منزل میں اور دوسرا اعلیٰ محل میں لگانا چاہتا ہوں۔

مچھلی کی بے قراری :- آج رات کو مچھلی معدے میں جانے کے بعد اتنی زیادہ بے قرار رہی کہ مجھے نیند نہیں آئی۔

تیل کی مالش :- مرزا یعقوب والے محمد نعیم نظامی ایم اے میرے سر پر تیل کی مالش کرنے آئے تھے۔ وہ فنانس ڈپارٹمنٹ میں عہدے دار ہیں۔ اور بہت منتظم آدمی ہیں۔ کراچی اور مقامی مسلم لیگ کے دفتروں کی کیفیت بیان کرتے تھے۔

میرے پاس روزانہ زبانی اور ٹیلی فون اور خطوں کے ذریعے لیگ اور کانگرس کے باہمی تعلقات کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ لیکن میں اُن کو نہ اخبار میں لکھتا ہوں نہ روزنامچے میں لکھتا ہوں۔ تاکہ منادی کے ناظرین کے خیالات مکدر نہ ہوں۔

آغا وداشی :- رسالہ آجکل وغیرہ کے مدیر اعلیٰ آغا وداشی صاحب کل ملنے آئے تھے۔ وہ انگریزی فارسی پشتو کے علاوہ ترکی زبان بھی جانتے ہیں۔ میں اُن کے رسالہ آجکل کو نہ صرف ہندوستان کے اردو رسالوں پر فوقیت دیتا ہوں۔

خواجہ بانو کا تار :- کل صبح خواجہ بانو میرے سب بچوں کے ساتھ حیدرآباد پہنچ گئیں مگر کل رات تک تار نہ آیا تو مجھے بہت زیادہ فکر ہو گیا کیونکہ راستے آجکل خطرناک ہو گئے ہیں لیکن آج کل صبح نو بجے کا دیا ہوا تار پہنچا لکھا تھا۔ میں سب بچوں کے ساتھ حیدرآباد بخیریت پہنچ گئی۔

سوکن کی نیاز :- کل ۳ر رمضان کو میری پہلی مرحومہ بیوی حبیب بانو کی سالانہ نیاز ہو گی۔ خواجہ بانو ہر سال بڑے اہتمام سے یہ نیاز دلوایا کرتی تھیں۔ اور میں ہنسا کرتا تھا کہ سوکن ہو تو ایسی ہو کہ مرنے کے بعد بھی سوکن کو یاد رکھتی ہے۔ لیکن میری پہلی بیوی حبیب بانو زندہ ہوتیں تو شاید خواجہ بانو اُن کی اتنی زیادہ قدر نہ کرتیں۔ تاہم میرا خیال ہے کہ میں نے ہزاروں لاکھوں عورتوں میں خواجہ بانو کو غیر معمولی عورت پایا ہے۔ کہ وہ اپنی سوتیلی بیٹی حور بانو سے اتنی زیادہ محبت کرتی ہیں کہ اپنی سگی اولاد سے بھی اتنی محبت نہیں کرتیں جب خواجہ بانو حیدرآباد جانے لگیں تو حور بانو اُن سے ملنے آئیں۔ اور گلے مل کر خوب روئیں میں نے کہا اری کیوں دیوانی ہوئی ہے۔ یہ تیری سوتیلی اماں ہیں۔ مجھے دیکھو مجھ سے مل کہ میں تیری سگی اماں ہوں۔ اور میں نے تجھ کو پانچ برس کی عمر سے پالا ہے۔ حور بانو نے

روتے روتے جواب دیا نہیں یہ تو مجھے سگی اماں سے بھی زیادہ چاہتی ہیں۔ میں نے کہا کیوں بیوقوف بنی ہے۔ یہ سب زمانہ سازی ہے۔ خواجہ بانو نے ہنس کر کہا خدا کرے سب سوتیلی مائیں میری طرح زمانہ ساز بن جائیں۔ اور سوتیلے بچوں کی مصیبت دور ہو۔ جس سے مسلمان گھروں میں ہر وقت دوزخ نظر آتی ہے۔

۴ رمضان ۲۲ جولائی منگل دہلی

یادگار دن عرس اور نیازوں کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک دینی اور دوسرا دُنیاوی دینی مقصد تو یہ ہے کہ انسان اپنی عاقبت کو یاد رکھے۔ اور دنیاوی مقصد یہ ہے کہ اولیاء اللہ یا اپنے قرابت داروں سے تعلق زندہ رہے۔ جو لوگ نذر نیاز اور فاتحہ درود کے قائل نہیں ہیں در حقیقت وہ روحانیت اور عاقبت اور قرابت کی محبت سے محروم ہوتے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں اہل قرابت کی محبت کے تاکیدی احکام موجود ہیں۔

آج میری مرحومہ بیوی حبیب بانو کی وفات کا سالانہ دن ہے۔ ان بیوی کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی۔ یہ میرے حقیقی چچا سید معشوق علی کی چھوٹی بیٹی تھیں۔ ان کی بڑی بہن وحید بانو میری موجودہ بیوی خواجہ بانو کی والدہ تھیں۔ مرحومہ حبیب بانو سے تقریباً دس سال میری رفاقت رہی وہ تعلیم یافتہ نہیں تھیں۔ لیکن بہت خوبصورت اور بہت تمیزدار اور بہت سگھڑ تھیں۔ اور میری عسرت اور فاقوں کے زمانے میں انہوں نے صبر و شکر سے میری رفاقت کی تھی۔ ان سے میرے دو بیٹے اور دو

بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ابن حسن نظامی بڑا بیٹا تھا۔ اور حسن بصری چھوٹا بیٹا تھا۔ شہر بانو بڑی بیٹی جواب زندہ ہے اور قمر بانو چھوٹی بیٹی زندہ نہیں رہی۔ حسن بصری کی پیدائش کے وقت دائی کی بے احتیاطی سے وہ اندرونی بیماری میں مبتلا ہوئیں اور تین دن بیمار رہ کر وفات پائی۔ وہ پان بہت کھاتی تھیں۔ اور اس وقت میں پان نہیں کھاتا تھا۔ میں اس وقت کتابوں کی پھیری لگاتا تھا۔ یعنی تیس سیر کتابوں کی گٹھری کندھے پر رکھ کر بازاروں میں کتابیں فروخت کرنے جاتا تھا۔ اور قرض لینے کو گناہ سمجھتا تھا اس لئے کئی کئی وقت کے فاقے ہوتے تھے۔ اور مرحومہ حبیب بانو کو روٹی کے علاوہ پان کا فاقہ بھی ہوتا تھا مگر وہ بڑے صبر کے ساتھ وقت گزارتی تھیں۔ میں نے ان کا مزار گلاب کے پھولوں کے ٹائلوں سے بنوایا ہے کیونکہ ان کی صورت گلاب کے پھول سے بھی زیادہ اچھی تھی۔

میں نے اُن کی قبر پر دردناک عبارت کی لوح لگائی ہے۔ جس پر ان کے آخری الفاظ بھی لکھے ہیں۔ جو مرتے وقت انہوں نے کہے تھے۔ انہوں نے اپنی لڑکی حور بانو کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ جو اُس وقت پانچ سال کی تھی افسوس تجھ کو اکیلا چھوڑ چلی۔

میں نے مرحومہ کی زندگی میں اپنی نادانی اور ناتجربہ کاری کے سبب وہ سلوک ان کے ساتھ نہیں کیا جس کی وہ مستحق تھیں اس لئے جب اُن کی قبر کے پاس سے گزرتا ہوں جو سرراہ ہے تو مجھے بڑی شرم آتی ہے۔ اور میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ میں نے ان کی لڑکی حور بانو کی اُن کی وفات کے بعد ایسی دلداری کی کہ شاید کوئی باپ ایسی دلداری نہ کرتا ہوگا پانچ برس کی عمر سے بارہ سال کی عمر تک وہ میرے ساتھ تمام ہندوستان کے سفروں میں پھرتی رہی۔ اور میں نے اس کی وجہ سے دوسرا عقد نہیں کیا۔ اور عقد بھی کیا تو حور بانو کی خالہ زاد بہن سے کیا تاکہ حور بانو کو سوتیلی ماں کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

دودھ جلیبیاں راشن بندی کی مشکلات کے سبب آج میں نے اُن کی نیاز دودھ جلیبیوں پر دلوائی تھی۔ سید ابن عربی اور شاہ بانو اور صادقہ اور عارفہ نے انتظام کیا تھا۔ حور بانو اور اُن کے شوہر بھی شریک ہوئے تھے۔ حور بانو ایک دن پہلے اپنی اماں کی نیاز دلواتی ہیں۔ نیاز کے بعد تقسیم حور بانو کے اہتمام سے ہوئی۔

نیاز میں پان بھی رکھو حور بانو نے شوخی سے کہا ابا میری اماں کی نیاز میں پان بھی رکھو کیونکہ وہ پان بہت کھاتی تھیں میں نے کہا بیٹی قبر کے اندر اُگالدان کہاں ہوگا۔ پان کی پیک سے ان کا کفن میلا ہو جائے گا۔

آج دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا تفسیلی ترجمے کے دو پاروں کی صحت بھی کی خطوں کے جواب بھی لکھوائے ملاقاتیوں سے ملاقاتیں بھی کیں ٹیلیفون خراب رہا اس کی وجہ سے بہت تکلیف رہی۔

مچھلی جلیبی کی لڑائی نیاز کی مچھلی اور دودھ جلیبیاں تمام رات بھر میرے معدے کے اندر لڑتی رہیں۔ اب میرا معدہ زندہ آدمیوں کا معدہ نہیں رہا۔ البتہ دل اور دماغ پوری طرح زندہ ہے۔

۴ر رمضان ۲۳ر جولائی بدھ دہلی

شریک ڈپٹی کمشنر کی کچہری کل شام کو چودھری نبی احمد صاحب شریک ڈپٹی کمشنر دہلی کا خط آیا تھا کہ کل صبح میری کچہری میں امن عامہ کے مشورے کے لئے آئیے۔ اس واسطے آج صبح نو بجے وہاں گیا تھا۔ دہلی کے اکثر ممتاز مسلمان لیڈر اور ایڈیٹر جمع تھے۔ خاکساروں نے مسجد فتحپوری وغیرہ مسجدوں میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور مسجدوں کے اندر پریڈ بھی کرتے ہیں اس کی نسبت گفتگو ہوئی حاضرین مجلس نے کہا مسجدوں میں سراؤں کی طرح رہنا اور پریڈ کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک صاحب نے کہا خاکسار بیان کرتے ہیں کہ ہر مسجد میں محراب ہوتی ہے۔ اور محراب کا مادہ حرب ہے۔ اس واسطے مسجدوں میں فوجی پریڈ کرنی جائز ہے۔ بحث مباحثے کے بعد قرار پایا کہ سب لیڈروں اور ایڈیٹروں کی طرف سے ایک پوسٹر شائع کیا جائے جس میں خاکساروں کو مسجدوں کے اندر سراؤں کی طرح رہنے اور پریڈ کرنے سے روکا جائے۔ اور اس محضر پر سب نے دستخط کر دئے ہیں بارہ بجے گھر میں واپس آگیا۔ بدھ والے مستری حبیب خاں نظامی۔ اور سید یاسین نظامی ملنے آئے تھے۔

نواب عزیز النظامی نواب مرزا نظامی بھی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے اور اُن کے ساتھ دو عورتیں بھی مرید ہونے آئی تھیں جن میں ایک دہلی میں وعظ کہنے کا کام کرتی ہیں۔ میں نے دونوں کی بیعت قبول کر لی۔

نواب غوث یار جنگ بہادر مولوی عبد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی حیدر آباد کا تار آیا تھا کہ نواب غوث یار جنگ بہادر ۲۳ر کو دہلی پہنچیں گے اس واسطے نعیم صاحب کے ساتھ اسٹیشن پر گیا تھا معلوم ہوا گاڑی تین گھنٹے لیٹ ہے یہ سن کر میں واپس چلا آیا۔ اور نعیم صاحب ان کے استقبال کے لئے ٹھیر گئے۔ نواب غوث یار جنگ تین بجے نواب صاحب چھتاری کے ساتھ دہلی پہونچے۔ وہ حیدر آباد کے حاجیوں کے قافلہ سالار مقرر ہوئے ہیں اور اس کے انتظام کے لئے دہلی حج کمیٹی کے افسروں سے ملنے آئے ہیں۔ نعیم صاحب شام تک اُن کے ساتھ رہے۔ وہ نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں ٹھیرے ہیں۔ میں نے اُن کے ٹھیرنے کا انتظام لالہ سر شنکر لال صاحب کے ہاں کیا تھا۔

چودھری چمن علی نظامی چودھری مشیت اللہ چمن علی نظامی بھی اکثر ملنے آتے ہیں۔ اور میں اُن کو اتوار والے چودھری کہتا ہوں۔ کیونکہ وہ اتوار کے دن پابندی سے آیا کرتے ہیں۔

سید وزیر کی آمد آج میرے پیارے دوست آنریبل ڈاکٹر سید محمود صاحب وزیر ترقیات عامہ صوبہ بہار اپنے داماد سید محمد نعیم صاحب بی اے اور ایک دوسرے رفیق کے ساتھ ملنے آئے تھے نذر بھی دی تھی۔ سید محمد نعیم سے ابھی اُن کی لڑکی کی شادی ہوئی ہے۔

بیماری کل رات کو دودھ جلیبیاں کھانے کی وجہ سے آج مجھے اسہال کی تکلیف رہی۔

قاضی فیروز الدین صاحب آج درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب بختیار سے قاضی فیروز الدین صاحب ملنے آئے تھے اور مسٹر حسین بھی اُن کے ساتھ آئے تھے۔

۵ر رمضان ۲۴ر جولائی جمعرات دہلی

نواب غوث یار جنگ بہادر آج صبح نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں نواب غوث یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ مولوی بدر الدین صاحب بھی اُن کے ساتھ آئے ہیں۔ جو حیدر آباد کی طرف سے حرمین میں معلم ہیں۔ نواب صاحب کے صاحبزادے بھی آئے ہیں، جو نواب صاحب چھتاری کے پرسنل اسسٹنٹ ہیں۔

ڈاکٹر سید محمود نواب صاحب سے مل کر سر سید سلطان احمد صاحب کی کوٹھی پر گیا تھا۔ اور ڈاکٹر سید محمود صاحب سے ملا تھا۔

دو نعیم منادی کے ایڈیٹر عبد النعیم خاں صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے داماد سید محمد نعیم صاحب کے ساتھ سفیر صاحب امریکہ سے ملنے گیا۔ اور کچھ دیر بات چیت کر کے واپس آگیا۔

کاغذ خریدا قرآن شریف کے ترتیلی ترجمے کے بقیہ پاروں کی چھپائی کے لئے آج جے این سنگھ کمپنی لمیٹڈ دہلی سے پندرہ چھبیس روپے چار آنے کا کاغذ خریدا۔ کاغذ بہت اچھا مل گیا ہے۔

درختوں کا ہفتہ سردار رندھاوا صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی کی درخت لگانے کی تحریک دہلی میں بہت کامیاب ہو رہی ہے آج ساڑھے چار بجے نئی دہلی میونسپل کمیٹی اور امپرومنٹ ٹرسٹ کے صدر سر ڈین نے درخت لگائے تھے۔ اور شام کو ساڑھے پانچ بجے جامعہ ملیہ اوکھلا میں

بھی درخت لگائے گئے تھے۔ مجھے اور نعیم صاحب کو قاضی فیروز الدین صاحب اپنی موٹر میں جامعہ ملیہ لے گئے تھے۔

مولانا ابوالکلام کی آمد میرے وہاں پہونچتے ہی مولانا ابوالکلام صاحب آزاد بھی تشریف لے آئے۔ جامعہ اسکاؤٹ نے اُن کا بہت مؤثر خیر مقدم کیا۔ ایک ہال میں بہت سے ہندو مسلمان دیہاتی جمع ہوئے تھے۔ اور اُن کے سامنے شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب نے ایک بہت اچھی تقریر کی تھی۔ اور اس کے بعد رندھاوا صاحب کی بہت اچھی معلومات کی تقریر ہوئی تھی اور آخر میں مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے بھی چند کلمات ارشاد فرمائے تھے اس کے بعد مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے گل مہر کا درخت لگایا۔ پھر ڈاکٹر انصاری صاحب مرحوم کے داماد ڈاکٹر شوکت اللہ انصاری نے گل مہر کا درخت لگایا۔ پھر میں نے دو درخت لگائے۔ ایک گل مہر کا۔ اور دوسرا کھجور کا۔ کیونکہ مجھ سے جب پوچھا گیا تھا کہ آپ کون سا درخت لگانا چاہتے ہیں تو میں نے جواب دیا تھا کہ مسلمانوں کا قومی درخت کھجور ہے۔ اور چشتیوں کے سلسلے کا درخت کھرنی ہے۔ میں ان دو درختوں میں سے ایک درخت لگانا چاہتا ہوں۔ اس لئے رندھاوا صاحب نے میرے لئے خاص اہتمام سے کھجور کا پودا منگایا تھا جس کو میں نے ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب کے مکان کے سامنے لگایا۔

ریڈیو تقریر رات کو رندھاوا صاحب نے درخت لگانے کی نسبت ایک بہت اچھی ریڈیو تقریر بھی کی تھی۔ اُن کی غیر معمولی قابلیت اور نیک دلی اتنی زیادہ ہے۔ اور اتنی بے غرض ہے کہ میں آجکل کسی بڑے سے بڑے لیڈر اور وزیر میں یہ بات نہیں پاتا۔

نوچندی جمعرات آج درگاہ میں نوچندی جمعرات کی وجہ سے اتنے زیادہ زائرین آئے تھے کہ سالانہ عرس کی کیفیت معلوم ہوتی تھی۔ افطار کے وقت دس بارہ ہزار آدمی درگاہ میں تھے۔

قرآن خوانی حسب دستور قدیم مولانا حافظ محمد ایوب صاحب پانی پتی درگاہ شریف میں قرآن شریف سنا رہے ہیں۔ میں اپنی معذوریوں کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتا لیکن موتی محل میں بیٹھ کر شروع سے آخر تک اُن کی تلاوت سنتا رہتا ہوں۔ استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے اور کھیر بھی لائے تھے۔

۶ رمضان ۲۵ جولائی جمعہ دہلی

مسٹر رحمٰن آج صبح مسٹر احسان الرحمٰن چیف کنٹرولر ایکسپورٹ سے ملنے گیا تھا۔

میر عنایت حسین صاحب درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما میں میر عنایت حسین صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اُن کے صاحبزادے میر ولایت حسین صاحب نما بھی ملے تھے۔ اور سلطان احمد صاحب صدیقی امروہے والے بھی ملے تھے۔

امریکہ کے سفیر سے ملاقات نواب غوث یار جنگ بہادر کے ساتھ امریکہ کے سفیر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اور سفر حج کے لئے امریکہ کے جہازوں کی نسبت بات چیت کی تھی۔ سفیر صاحب نے کہا میں واشنگٹن کو حال تار بھیج چکا ہوں۔ امریکہ نے اپنے فالتو جہاز ہالینڈ کی ڈچ حکومت کے ہاتھ فروخت کر دئے تھے۔ اور ڈچ حکومت نے سفر حج کے لئے یہ جہاز خریدے تھے۔ اس لئے اب امریکہ کے پاس فالتو جہاز نہیں ہیں۔ تاہم میری کوشش جاری ہے۔

مسٹر ہمن راہن آج مزارات قدیم کی چار دیواری بنانے کے فوجداری مقدمے کی نسبت مسٹر ہمن راہن سکریٹری نئی دہلی میونسپل کمیٹی سے سمجھوتے کی بات چیت کرنے گیا تھا۔ وہاں لالہ دیس راج صاحب اسسٹنٹ سکریٹری بھی آ گئے۔ دو چار دن کے اندر سمجھوتے کی تکمیل ہو جائے گی۔

نواب شاہ عالم خاں آج شام کو نواب شاہ عالم خاں صاحب حیدرآبادی اپنی اہلیہ اور خوش دامن وغیرہ کے ساتھ درگاہ شریف کی زیارت کے لئے آئے تھے مولوی عبدالستار صاحب مرحوم مالک گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری کی اہلیہ نواب شاہ عالم خاں صاحب کی ساس ہیں۔ اور بڑی نیک دل اور نیک عمل خاتون ہیں۔ یہ سب لوگ سفر حج کے لئے ٹکٹ حاصل کرنے کے واسطے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ میں نے خود ساتھ جا کر زیارت کرائی۔ اور اس کے بعد ان سب نے موتی محل میں مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر واپس چلے گئے۔

بارش کا طوفان رات کو عشا کی نماز کے بعد سخت تیز ہوا کے ساتھ بارش ہوئی۔ میں نے موتی محل کے دروازے بند کر لئے تھے پھر بھی بعض کواڑ کھل گئے اور ایسی بوچھاڑ آئی کہ سب قالین تر ہو گئے۔ [illegible] بستر بھی تر ہو گیا اور میں رات بھر گیلے بستر میں رہا۔ یہ باران رحمت مجھ معذور کے لئے باران زحمت بن گیا۔

بھیجو بادا باران بستر دراب اندا ختیم

(۱۴)

۷ رمضان ۲۶ جولائی شنبہ دہلی

نواب غوث یار جنگ بہادر آج صبح نواب غوث یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ مولوی عبد الدین صاحب بھی ساتھ تھے۔

بازدید نواب شاہ عالم خاں صاحب اور خواتین سے ملنے کے لئے گرانڈ ہوٹل میں گیا تھا۔ وہ کل اجمیر شریف جانے والے ہیں۔ اُن کو سفر حج کے ٹکٹ مل گئے ہیں نواب غوث یار جنگ بہادر جن عمدگی کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ کہ اِن کو ٹکٹ مل گئے ورنہ ٹکٹ ملنے کی امید نہ رہی تھی۔

ملاقاتی جناب میر عنایت حسین صاحب ملنے آئے تھے۔ اور مولوی رحمت اللہ نظامی کے ایک قرابت دار غلام محمد نظامی بھی ملنے آئے تھے جو فوجی محکمے میں کلرک ہیں۔ صوفی صاحب اجمیری اور مولانا حافظ محمد ایوب صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ ملتان کی درگاہ حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے مسافر خانے میں ٹھیرایا۔

بارش آج بعد مغرب پھر ہلکی سی بارش ہوئی۔ مولانا عشقی نظامی روزانہ بعد مغرب پاؤں دبانے آتے ہیں۔

دھوپ دی آج فرش کے قالین اور بستر وغیرہ جو کل کی بارش میں بھیگ گئے تھے دھوپ میں ڈلوائے۔ دن بھر سوکھے۔

۸ رمضان ۲۷ جولائی اتوار دہلی

پلنگ کی چادر برسوں کی بوچھار کی وجہ سے میرا بستر بھی بھیگ گیا تھا۔ آج دیکھا کہ سوکھنے کے بعد پلنگ کی چادر میں بہت بدنما دھبے تھے۔ اس کو دھویا

کیونکہ میری طبیعت کسی بدبو اور کسی دھبے کو برداشت نہیں کر سکتی۔

شیخ نصیر احمد صاحب اخبار وکیل امرتسر کے مالک شیخ غلام محمد صاحب مرحوم کے بھتیجے شیخ نصیر الدین صاحب اپنے لڑکے اختر نصیر کے ساتھ ملنے آئے تھے دہلی کے محکمہ خوراک میں افسر ہیں اور پاکستان جانے والے ہیں۔ ان کے والد نے جھنگ میں ایک زنانہ مدرسہ جاری کیا تھا جو اب بھی چل رہا ہے اُس کے لئے استانیوں کی تلاش ہے۔ میں نے کہا میرے مرید میاں سلطان احمد وجودی نظامی بھی بٹالہ ضلع گورداسپور میں ایک زنانہ اسکول جاری کیا ہے۔ میں اُن کو لکھوں گا۔ اور اخبار میں بھی اشتہار دونگا۔

لنگر کا کھانا آج میں نے نواب غوث یار جنگ بہادر اور نواب شاہ عالم خاں صاحب کو لنگر کا کھانا بھجوایا تھا۔ چودھری چمن علی نظامی ملنے آئے تھے۔

پارٹی شام کو پانچ بجے ڈاکٹر داور صاحب نے ڈاکٹر سید محمود صاحب کو ٹی پارٹی دی تھی۔ میں بھی نواب غوث یار جنگ بہادر کے ساتھ اس پارٹی میں گیا تھا۔ نعیم صاحب اور نواب غوث یار جنگ بہادر کے صاحبزادے شوکت صاحب بھی اس پارٹی میں شریک ہوئے تھے۔ وہاں مسٹر یاسین اور ان کی انگریز بیوی اور بہار کے وزیر اعظم مسٹر سری کرشن سنہا اور کلکتے والے ڈاکٹر سافٹ صاحب وغیرہ دوستوں سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے بہار کے وزیر اعظم سے کہا میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ لیکن ڈاکٹر سید محمود صاحب سے میری بہت پرانی

دوستی ہے۔ آپ کے خلاف بہت کچھ اخباروں میں پڑھتا رہتا ہوں۔ لیکن مجھے آپ کے نام کا پہلا حرف س بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ س سے جتنے الفاظ شروع ہوتے ہیں۔ اکثر خوشی کے ہوتے ہیں۔ مثلاً سانولا سلونا ساجن سیاں سہرا ساس سسر است سچ۔ ساد ہو۔ البتہ سیواسنگھ اور سانپ اور سنکھ الفاظ بھی س سے شروع ہوتے ہیں جن کو لوگ پسند نہیں کرتے مگر میں ان کو بھی پسند کرتا ہوں۔

حضرت شیخ کا عرس آج حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رضی اللہ عنہ کا سالانہ عرس تھا میں بھی نعیم صاحب اور سید سمیع الدین صاحب کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ میں نے شربت کی دیگ نیاز میں شریک کی تھی۔ بستی کے اور میرے خاندان کے بہت لوگ گئے تھے۔ عشا کے قریب گھر میں واپس آیا۔

سردار پٹیل کی پارٹی آج ڈاکٹر داور صاحب کی پارٹی کے قریب ہی سردار ولبھ بھائی پٹیل ہوم ممبر گورنمنٹ ہند کی پارٹی بھی تھی۔ جہاں وائسرائے بھی آئے تھے۔ اور سب لیڈر بھی آئے تھے اور سب راجہ بھی آئے تھے۔ ایک آدمی دروازے پر استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ جو آنے والوں کا استقبال کر کے ہاتھ کے اشارے سے راستہ بتا دیتا تھا۔ مجھ پر اس منظر کا بہت اثر ہوا۔ اور میرے دل نے اپنے پاک پروردگار کے آگے سر جھکا کر کہا آج میرا ایمان تازہ ہوا کہ تو ہی ملک کا اصلی مالک ہے۔ جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے

ذلت دیتا ہے۔ کل سردار پٹیل اور پنڈت جواہر لال نہرو وغیرہ جس وائسرائے کے حکم سے جیلوں میں بند کئے جاتے تھے آج وہ کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اور وائسرائے جب اُن کے جلسے میں آیا تو ایک آدمی نے موٹر کے قریب اُس سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہاں اندر چلے جائیے ہوٹل کے معمولی خدمت گاروں نے بھی وائسرائے کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا کہ کون آیا اور کون چلا گیا۔ یہ وہی وائسرائے ہے کہ جب کسی ریاست میں جاتا تھا۔ تو ساری ریاست راجہ سے لے کر جانگ تعظیم کے لئے جھک جاتی تھی۔

صورتوں اور لباسوں کا حُسن

راجاؤں میں سکھ بھی تھے۔ اور ہندو بھی تھے مسلمان نواب غالباً کوئی نہ تھا۔ سکھ راجہ فوج کی خاکی وردی میں تھے۔ جو اس شل تقریب میں بالکل ناموزوں معلوم ہوتی تھی ہندو راجہ سب کے سب چست پاجامہ اور شیروانیاں پہنے ہوئے تھے۔ جوتیاں اکثر کی حیدرآبادی تھیں۔ مہاراجہ گوالیار ان سب میں بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔ اور رانا صاحب دھول پور کے چہرے پر درویشانہ متانت اور شائستگی تھی۔

خوب صورت وائسرائے

میں نے اپنی زندگی میں بہت سے وائسرائے دیکھے لیکن شکل و صورت کے اعتبار سے موجودہ وائسرائے بہت حسین و جمیل ہیں۔ لارڈ کرزن کی صورت بھی اچھی تھی۔ لیکن اتنی اچھی نہیں تھی جتنی لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن کی ہے وجہ یہ ہے کہ یہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور موجودہ بادشاہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔

وائسرائے کی بہن کا چیک

آج پارٹی میں ایک صاحب نے مجھ سے کہا وائسرائے کی بہن نے امریکہ میں اسّی ڈالر کا ایک چیک کسی کو دیا تھا۔ وہ چیک بنک میں گیا تو بنک نے کہا ہمارے ہاں چیک دینے والے کا روپیہ باقی نہیں ہے۔ اُس شخص نے جس کو چیک دیا گیا تھا پولس میں رپورٹ کی۔ اور امریکہ کی عدالت میں مقدمہ چلا۔ لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن کی بہن نے کہا انگلستان میں دستور ہے کہ اگر کسی کا روپیہ ختم ہو جائے اور چیک چلا جائے تو بنک روپیہ ادا کر دیتا ہے [illegible] دینے والے کو اطلاع دیتا ہے کہ آپ کا روپیہ ختم ہو گیا ہے۔ اور بنک نے اتنا روپیہ آپ کی طرف سے دے دیا ہے۔ آپ اتنی رقم بھیج دیجئے۔ چنانچہ وہ شخص روپیہ بھیج دیتا ہے۔ تعجب ہے کہ امریکہ جیسی مہذب قوم کے بنکوں میں یہ رواج نہیں ہے۔ اور انھوں نے برطانیہ کے شہنشاہ کی بہن کے ساتھ ایسی بے تہذیبی کا برتاؤ کیا کہ معقول جواب سننے کے بعد بھی عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ بادشاہ کی بہن کو امریکہ میں رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

اگرچہ ہندوستان میں ہر جگہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں لیکن کبھی کسی شخص پر اگر اس کی نیت دھوکہ دہی کی نہ ہو مقدمہ نہیں چلایا گیا ہو دو تین دفعہ مجھے بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ مجھے یاد نہ تھا کہ روپیہ بنک میں ہے یا نہیں اور میں نے کسی کو چیک دیدیا تو نیشنل بنک والوں نے چیک کی رقم ادا کر دی۔ اور مجھے ٹیلی فون کر دیا کہ آپ کے چیک کی اتنی رقم دیدی گئی ہے۔ اور آپ کا روپیہ ختم ہو گیا ہے۔ اور میں فوراً وہ رقم بنک کو بھجوا دیتا تھا۔ اور ایسے واقعات تو بکثرت پیش آتے ہیں کہ لوگوں نے مجھے دھوکہ دینے کی نیت سے چیک بھیجے وہ چیک بنک سے واپس آ گئے کہ چیک دینے والے کا روپیہ موجود نہیں ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے ایسے فرضی چیک دوسروں کو دئے اور انھوں نے دھوکہ دہی کے مقدمے بھی چلائے لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ عدالتوں نے ایسے دھوکہ بازوں کو سزا دی یا نہیں دی۔

۹ رمضان ۲۸ جولائی پیر دہلی

تین بجے سے دس بجے تک

آج صبح تین بجے سے کام شروع کیا تھا دن بھر کام کیا اور رات کو دس بجے سونے کے وقت تک کام کرتا رہا۔

سید علی مقتدیٰ بدایونی ملنے آئے تھے۔ محرم نامہ کی کاپیاں جن کاپی نویس سے لکھوائی تھیں اُن کا انتقال ہو گیا۔ آج کاپیاں دیکھیں تو سب کے حروف اُڑ گئے ہیں۔ ایسی خراب روشنائی سے لکھیں کہ ساری کتاب بیکار ہو گئی۔ محرم نامہ ختم ہو گیا ہے۔ اور روزانہ فرمائشیں آ رہی ہیں۔ یہ ہو سکتا تو پھر میں کاتب صاحب کے پاس بھیج دیتا کہ آج کل بہت فرصت ہے دوبارہ لکھ دیجئے۔ موسم بھی اچھا ہے صحت بھی اچھی ہے۔ اطراف کی کوفت دینے والی فضا بھی بدل گئی ہے دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا [illegible] یکم اگست کا اخبار آج ۲۸ جولائی کو شائع ہو گیا۔ اور ۸ اگست کا اخبار انشاء اللہ پہلی اگست کو شائع ہو جائے گا۔

بقیہ خطوط صفحہ ۹

ناظم جماعت نظامیہ ادہونی کا خط

حضور خواجہ صاحب قبلہ - آداب غلامانہ -
چشتی منسری کے لئے بذریعہ بیمہ ایک سو
ساٹھ روپے اور ایک فہرست جن جن لوگوں
سے رقم وصول ہوئی تھی روانہ کر رہا ہوں
حضور کو معلوم ہو کہ یہ امدادی رقم چند لوگوں
نے اُس وقت دی تھی جبکہ ۶ رجب ۱۳۶۷ھ
روز سہ شنبہ شب میں خواجہ خواجگان سلطان الہند
غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی
اجمیری رضہ کے عرس شریف کی مبارک مجلس منعقد
ہوئی تھی۔ اس مجلس میں ناچیز نے ڈہائی گھنٹے
قرآن مجید کی آیت الا ان اولیاء اللہ لاخوف
علیہم ولا ہم یحزنون کے تحت تقریر کی
تھی - بعد ختم تقریر و نیاز کے پھر ۱۶ ار اور ۲۴ ر
مئی ۱۹۴۷ء کے منادی میں سے "دہلی اور
اجمیر کو خطرہ" مضمون کا اقتباس آنریری دو
والے برادر طریقت عبدالرحیم صاحب حسن ہر
نظامی کا خط پڑھ کر سنایا جس سے حاضرین
مجلس پر بہت اچھا اثر ہوا یہ رقم فوراً ہی جمع کی
جاتی - لیکن چند لوگوں نے دینے کا وعدہ
کیا تھا اُن سے وصول یابی میں ذرا دیر
ہوئی - آپ کا نعلین بردار حافظ داد امیاں
نظامی ناظم جماعت نظامیہ ادہونی (مدراس)

سید قادر بادشاہ صاحب چشتی نظامی پانچ روپے
حافظ داد امیاں نظامی چار روپے
جے ایچ عبدالرسول نظامی دو روپے
چمن والے عبدالقادر نظامی دو روپے
مہالتی احمد حسین نظامی پانچ روپے
منیار شاہ علی صاحب نظامی پانچ روپے
نعل بند اللہ بخش نظامی ایک روپیہ
میر لیاقت علی نظامی ایک روپیہ
کھیر ساگرے نرسنگھیا نظامی پانچ روپے
صابن ساز گل محمد نظامی دو روپے
گوڈولے عبداللطیف نظامی دو روپے
نعل بند محمد ابراہیم نظامی دو روپے
منیار اللہ بخش نظامی متولی جامع مسجد ادہونی گیارہ روپے
معروف خاں نظامی ایک روپیہ
رائچور محمد مستان صاحب متولی جامع مسجد ادہونی دو روپے
بی محمد صاحب نظامی تین روپے
مہالتی عبدالکریم نظامی عبدالرحیم نظامی پانچ روپے پانچ آنے
منیار محبوب صاحب نظامی - دو روپے -
منیار رسال گنڈہ عبدالوہاب نظامی دو روپے
نارنگ والے محمد صاحب نظامی ایک روپیہ
چکولی عبدالرحیم نظامی - ایک روپیہ
منیار خواجہ حسین نظامی دو روپے -
بی عبدالرزاق نظامی - گیارہ روپے -
این - ندیم اللہ نظامی - گیارہ روپے -
داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی پانچ روپے
او کے عبدالرحیم نظامی این او کے احمد حسین نظامی گیارہ روپے
منیار سرمد حسین نظامی - ایک روپیہ -
گوڈور عبدالغفار نظامی - پندرہ روپے -
این عبدالعزیز نظامی - پانچ روپے -
این - عبدالشکور نظامی - پانچ روپے -
این - عبدالکریم نظامی پانچ روپے -
این محمد ابراہیم نظامی بن ندیم اللہ نظامی دو روپے
نظام الدین این ندیم اللہ نظامی ایک روپیہ چار آنے
ثنا خواں قادر ولی نظامی - پانچ روپے -
منیار رسال گنڈہ عبدالرشید نظامی دو روپے -
منیار عبدالکریم نظامی منجانب سوڈہ فیکٹری پانچ روپے
چمڑے عبدالستار نظامی - دو روپے -
او کے محمد عثمان بن او کے احمد حسین نظامی ایک روپیہ چار آنے -
حمید حسن بن او کے احمد حسین نظامی ایک روپیہ چار آنے
کے ایس محمد مستان صاحب مرچنٹ - دو روپے
منیار شبیر احمد نظامی بن اللہ بخش نظامی ایک روپیہ چار آنے
منیار نظام الدین بن اللہ بخش نظامی ایک روپیہ چار آنے
جملہ میزان ایک سو ساٹھ روپے -

جواب :- اجمیر کے چشتی خواجہ رضہ کے دربار میں
ادہونی کے سب چشتیوں نظامیوں کی یہ نذریں
قبول ہوں - میں بھی ادہونی کے بھائیوں کے
ساتھ ہو کر اپنا چندہ اکیس روپے اس رقم
میں شریک کرتا ہوں - اس طرح یہ رقم ایک سو
اکیاسی روپے کی ہو جائے گی - اور یہ رقم چشتی
منسری کے مدراسی زبان کے ترجمے میں خرچ
کی جائے گی کیونکہ چشتی منسری اُردو کے
علاوہ ہندی گجراتی مدراسی مرہٹی انگریزی
بنگالی زبانوں میں بھی شائع کی جائیگی - حسن نظامی

سابق صدر اسمبلی کے داماد ڈاکٹر سید غلام امام صاحب کا خط

حضور نظام نے حیدرآباد کی مکمل آزادی کا
جو اعلان صادر فرمایا ہے - اس کا اثر تمام
ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندؤں پر
اچھا پڑنا چاہئے - جو لوگ حق شناس ہیں وہ جانتے
ہیں کہ اس اعلان سے حکومت حیدرآباد یا تاجدار
دکن نے کوئی نیا اقدام نہیں کیا ہے - حیدرآباد
ایک آزاد سلطنت ہمیشہ سے چلی آرہی ہے
برٹش گورنمنٹ سے ایک دوستانہ عہد تھا جس
پر حیدرآباد تو قائم رہا مگر انگریز نے اپنی قدیم
عادت کے مطابق کبھی اس طرف کروٹ بدلی
اور کبھی اس جانب - مگر وہ عہد اپنے مقام
پر قائم تھا - یہ سوال کہ حیدرآباد ایک ماتحت
حکومت تھی پیدا ہی نہیں ہوتا - اب اگر
ہندوستان کی حکومت اور پاکستان کی
حکومت نیا عہد دوستانہ قائم کرنا چاہے

جن کے اولاد نہ ہوتی ہو وہ خواجہ حسن نظامی سے گنڈہ بنوالیں۔

واقعی اعلیٰ حضرت نے خود اس کی دعوت دیدی ہے۔ اصل صورت تو یہ ہے کہ حیدرآباد مغلوں کی وارث حکومت ہے۔ اور عملاً اس کا مشاہدہ بھی ہے کہ وہی نظام سلطنت اب تک قائم ہے۔ جو اکبر جہانگیر شاہجہاں اور عالمگیر نے قائم کیا تھا۔ جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں ذرا بھی کسی فرق نہیں ظاہر ہوتا۔ سلطنت حیدرآباد میں بڑی بڑی جاگیریں ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔ حیدرآباد نے مغل تہذیب کو برقرار رکھا ہے۔ جو تہذیب ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل سے قائم ہوئی تھی۔ جس تہذیب کے ذریعے ہندو اور مسلمان دونوں ایک شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اگر واقعتاً ہندوستان کے کسی گوشے میں قومی زندگی متحد نظر آتی ہے تو وہ حیدرآباد میں ہے۔ تھوڑے عرصے قبل تمام بڑی ریاستیں متحدہ قومیت کی تصویریں تھیں۔ مگر ماہرین سیاست نے ان اعلیٰ ترین اخلاقی عمارتوں کو تعصب کی نذر کر دیا اور ہندو اور مسلمان دو قومیں ہو گئیں۔ حیدرآباد میں بھی وہی شگوفہ کھلانا چاہتے ہیں اس نئی سیاسی تحریک میں ملک کی تخریب ہی تخریب ہے۔ جب تک ہندوستان ایک متحدہ قومیت کو نہیں لے گا۔ یہ جنگ و جدال قائم رہینگے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس دور میں ہندو راج قائم کرنے کا خیال کس قدر زمانے کی آب و ہوا سے نہ سمجھ آسکا ہے۔ اسی طور پر وہ مسلم راج قائم ہو سکتا ہے۔ مشترکہ حکومت ہی چل سکتی ہے۔ کاش کانگریس والے خدا عقل اور غور و فکر سے کام لیتے تو آج ملک کا شیرازہ نہ بکھرتا۔ حیدرآباد کے خلاف کوئی کاروائی ملک کے اصل مفاد کے خلاف ہے حضور نظام ہی کے ذریعے ہندوستان متحد ہو سکتا ہے اور متحد کیا جا سکتا ہے۔ کاش عقل کی بارش ہو اور وہ پنہاں تعمیری طاقتیں کام میں لائی جائیں۔ اور نئے ہندوستان کی تشکیل ہو جو مانند تاج محل ہندو اور مسلم دونوں تخیل اور تہذیب کا مشترکہ اظہار ہو تو شاید تمام دنیا میں تاج محل جیسا عدیم المثال بن جائے۔ مجھے اس قدر بتا دینا ہے۔ کہ ہندوستان کا ہر مسلمان حضور نظام کے ساتھ وفادارانہ عقیدت رکھتا ہے ہندو برادران اب مسلمانوں کی زیادہ آزمائش نہ کریں۔ یہ ہندوستان کے لئے بدترین دور ثابت ہو گا کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تعصب نے اندھا کر دیا ہے اور انگریز کے ذریعہ جو آزادی ملی ہے وہ اس آگ میں جو ملک میں جل رہی ہے ڈالی جا رہی ہے۔ اور پھر غلامی ہی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے ہے جس لئے عقل سے کام لینا چاہئے۔

ڈاکٹر سید غلام امام (ڈپٹی رجسٹرار مسلم امپیریل سٹی اینڈ اکنامک ڈیولپمنٹ (میسور) (کلکتہ))

کمپالا افریقہ کے علی احمد نظامی کو بعد دعا کے معلوم ہو تمہارے خط پہنچے اور امدادی جو تیتیس ۳۳ شلنگ بھی پہنچے۔ تم نے میری صحت و سلامتی خدا سے چاہی۔ میں تمہاری صحت و سلامتی خدا سے چاہتا ہوں۔

کمپالا یوگنڈا افریقہ کے ڈاکٹر فخر الدین رازی نظامی کو بعد دعا کے معلوم ہو تمہارے بچوں کی تصویریں پہنچیں۔ اور چشتی نبسری کے لئے ایک سو چالیس روپے بھی پہنچے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اور تمہارے بیوی بچوں کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔

مولانا حاجی شاہ خاموش صاحب بیوی کی خدمت میں بعد سلام کے عرض ہے آپکے نابینا شاگرد صفدر کی عارفانہ غزل پہنچی۔ بہت بہت شکریہ غزلیات کی کتاب میں درج کی جائے گی۔

فرزند عارف محمد عبداللہ شہودی نظامی سہارنپور۔ تمہارا عارفانہ خط پہنچا میں نے کئی بار پڑھا۔ تم نے ناسوتی شاہ نظامی حیدرآبادی کے حسب ذیل اشعار کی تعریف لکھی ہے ؎

کیوں نہ مسرور رہے نونہال چمن
آیا گلشن میں وہ سرو گلشن
جیت ہی لیں گے آپ کو آخر
ہار کر بازی تن و من و دھن

میں بھی تمہاری داد میں شریک ہوں یہ دونوں شعر اُن کی محبت کا آئینہ ہیں۔

اخوانی نظامی ولنگٹن نیلگری کو بعد سلام کے معلوم ہو تم سب بھائیوں کے بلاؤ کھلانے کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ ہر بلاؤ وہ خلوص و محبت میں سرشار ہوتا تھا۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی میرٹھ کو بعد سلام کے معلوم ہو آپ کا محققانہ خط ملا۔ امید ہے کہ آپ نے حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی سے میرے لکھنے کے بموجب خط و کتابت کی ہوگی۔

حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی کو بعد سلام مسنون کے معلوم ہو کہ اُن کے محققانہ مضامین چشتی نبسری کے لئے پہنچ رہے ہیں۔ اور آخری رجسٹری خط بھی پہنچ گیا ہے۔ اور میں کتاب کی تیاری میں رات دن مصروف رہتا ہوں۔ ان کی عالمانہ اور محققانہ امداد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

الواحِ اسرار

تبلیغ قرآن و اسرارِ چشت

میں نے قرآن شریف کی تعلیم و تبلیغ کے لئے ایک نئی ایجاد کی ہے۔ یعنی مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے لوحیں تیار کرائی ہیں۔ ہر لوح میں ۹ آیات ہوں گی۔ اور آسان ترجمہ ہوگا۔ اور نیچے سائنس کی تفسیر ہوگی۔ ہر لوح اس طرح تیار کی جائے گی کہ یہ گھروں میں اور مسجدوں میں اور اسکولوں میں اور مکتبوں میں آویزاں کی جاسکے۔ کتابت بہت جلی ہوگی یہ لوحیں ایک دبیز پٹھے پر ہوں گی۔ اور چھپائی ایک رُخ ہوگی۔ دوسرا رخ خالی رہیگا۔ اور لاگت کے لاگت دی جائیں گی۔ تاکہ غریب مسلمان بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکیں۔

اور دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ لوحوں پر چشتیہ خاندان کے سینہ بسینہ مخفی اعمال اجازت کے ساتھ چھاپے جائیں۔ یہ ایسے اعمال ہیں جن کا تعلق انسانوں کی دنیاوی ضروریات سے بھی ہے۔ اور باطنی ترقی سے بھی ہے۔ یہ کل چالیس لوحیں ہوں گی اور ان چالیس لوحوں میں تصوف اور چشتیوں کی باطنی تعلیم مکمل کردی جائیگی اور جو شخص ان چالیس لوحوں کو حفظ کرلیگا اور اُن کی تعمیل اور تکمیل بھی کرلے گا اس کو سلسلۂ چشتیہ میں مرید کرنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ قرآن شریف کی لوحوں اور چشتیہ تعلیم کی لوحوں کا کام شروع کردیا گیا ہے۔ خدا نے چاہا رمضان کے مہینے میں دونوں کے نمونے تیار ہو جائیں گے۔ اور اسی وقت قیمتوں کا اعلان بھی ہو جائے گا۔ چونکہ یہ دونوں چیزیں زرد چکنے کاغذ پر چھپ کر دبیز گتے پر چسپاں ہوں گی۔ اور زرد چکنا کاغذ بہت زیادہ گراں ہے۔ اور کم یاب بھی ہے۔ اور چونکہ چشتیہ خاندان کا رنگ زرد مانا گیا ہے۔ نشانِ محبت کی وجہ سے۔ اس واسطے قرآنی لوحیں اور چشتی لوحیں سب زرد رنگ کے کاغذ پر چھاپی جائیں گی۔ کتنا ہی زیادہ خرچ ہو میں رنگ کی پابندی ضرور کروں گا۔

ناظرین منادی کو تبلیغ کرنی چاہیئے

چونکہ تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسرارِ چشت بہت بڑا اور عظیم الشان کام ہے اس واسطے میں اس کی تبلیغ کے لئے منادی کے سب ناظرین سے اور چشتی پارٹی کے ممبروں سے اور اپنے عورت مرد مریدوں سے تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ سب اس اعلان کی تبلیغ شروع کردیں۔ اور فوراً نمونے منگانے کے لئے خط بھیجدیں۔ اور محصول وغیرہ کے خرچ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ بھی بھیجدیں۔ الواحِ قرآن کی پہلی لوح سورۂ فاتحہ کی ہوگی۔ جس کے ایک لاکھ نمونے تقسیم کئے جائیں گے۔ اور ایک لوح چشتیوں کے باطنی اشغال کی ہوگی اور ہر لوح چار آنے میں دی جائیگی محصول سمیت پانچ آنے میں ایک لوح ملیگی اور آئندہ جب گرانی دور ہو جائے گی تو میں کوشش کروں گا کہ کم سے کم قیمت پر الواح کی اشاعت ہو۔ یعنی ہر لوح ایک پیسے قیمت تک دی جاسکے کیونکہ میں ان لوحوں کے ذریعے ان دس کروڑ مسلمانوں کو قرآن شریف اور چشتیوں کے کمالاتِ روحانی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب اور سیاسی انقلابات کی وجہ سے قرآن و تصوف سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اور میں اس کام کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری کام تصور کرتا ہوں

خلفاء کو اطلاع

دہلی اور پنجاب اور سرحد اور بلوچستان اور سندھ اور بمبئی اور مدراس اور سی پی اور یوپی اور بہار اور بنگال اور برما اور دیسی ریاستوں کے خلفاء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ سب پوری توجہ اور پوری مستعدی کے ساتھ الواحِ اسرار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے کام میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور ہر مسلمان سے ایک ایک روپیہ جمع کرکے اپنے پاس یہ الواحِ اسرار منگا کر رکھیں۔ اور ایک ایک روپیہ دینے والوں کو تقسیم کردیں۔ تاکہ محصول کا خرچہ کم ہو جائے۔ جو لوگ میرے خلیفہ نہیں ہیں اور یہ کام کرنا چاہتے ہیں اُن کو بھی کام کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اس وقت ایسی یکجہتی سے کام کیا جائے گا تو پورے ہندوستان میں قرآن اور اسرارِ چشت کی تبلیغ ہو جائیگی حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کی کتابیں اور دوائیں

اسرار اسم اعظم

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی مشہور کتاب ہے۔ رازداری کے پابند لوگوں کو دی جاتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

سیدوں کے خفیہ کام

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی "فاطمی دعوت اسلام" میں پڑھیئے۔ قیمت تین روپے۔

سفرنامہ افغانستان

موجودہ سیاسی انقلابات کے وقت اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اصل قیمت پانچ روپے۔ رعایتی ڈھائی روپے

سفرنامہ مصر و شام

مصر۔ فلسطین۔ شام۔ حجاز کے با تصویر حالات۔ قیمت ڈھائی روپے۔

تاریخ سلاطین عباسیہ

قصوں میں ہے اور بہت سبق آموز ہے۔
قیمت ڈھائی روپے

بائیس خواجہ کی چوکھٹ کا زیارت نامہ

خواجہ حسن نظامی کی تازہ تصنیف دہلی کی معلومات کا خزانہ۔ قیمت آٹھ آنے۔

بہادر شاہ کی اولاد کی قربانیاں

یہ بھی خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف ہے۔
قیمت آٹھ آنے

عام فہم تفسیر

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ پندرہ پاروں کی ایک جلد۔ ہدیہ چھ روپے۔ مکمل مجلد بارہ روپے

حدیث کی پیشین گوئیاں

آنحضرت نے قیامت تک کے واقعات بیان فرمائے تھے جو اس کتاب میں ہیں قیمت آٹھ آنے۔

حدیث و قرآن کے فرمان

بچوں کو پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتاب
قیمت آٹھ آنے

اردو سبق

خواجہ حسن نظامی کی مشہور با تصویر کتاب بچوں کی تعلیم کے لئے۔ قیمت آٹھ آنے

شیخ چلی کی ڈائری

ہنسی بھی۔ اصلاح بھی۔ اور علم مجلسی بھی۔
قیمت آٹھ آنے

ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی

خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف۔ موجودہ زمانے کے لئے بے حد سبق آموز۔ مجلد قیمت بارہ آنے

جہانگیر کا روزنامچہ

شہنشاہ جہانگیر کے تزک کا ترجمہ از خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
دق اور سل کی دوا

یو ایل

قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

فاسفورس کا تیل

تمام دنیا میں مشہور ہے۔ قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ دو آنے۔

خواجہ حسن نظامی کا بنایا ہوا

ارسطو کا چورن

جگر اور معدے کی بیماریوں کے لئے تیر بہدف۔ قیمت نو آنے۔

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

پائیوریا منجن

دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے بہت مفید
قیمت نو آنے

گل بکاولی

آنکھوں کی بیماریوں اور نظر کی صفائی کے لئے بہت مفید قیمت بڑا ڈبہ عہ چھوٹا ڈبہ ۴؍

عورتوں کی ماہواری خرابیوں کی دوا

خوش ایام گولیاں

بیس دن میں تندرست کر دیتی ہیں
قیمت ایک روپیہ

جسمانی طاقت بڑھانے والا

ٹانک پوڈر

قیمت ایک روپیہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷۵۸ پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی سے شائع کیا رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷۵۸

چشتی بادشاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

تمام دُنیا میں چشتی روحانیت کی منادی کرنے والا

قلم کار خواجہ حسن نظامی | جون سنہ ۱۹۴۷ء کے چار پرچوں کا مجموعہ | سالانہ قیمت چار روپے

نظام المشائخ کی نئی زندگی

سنہ ۱۹۰۸ء میں خواجہ حسن نظامی اور ملا محمد
واحدی صاحب نے شرکت میں ایک
ماہوار رسالہ نظام المشائخ جاری کیا تھا
جو اب بھی جاری ہے۔ مگر پہلی سی شان
نہیں رہی ہے۔ ملا واحدی صاحب کے
فرزند سید علی مقتدیٰ واحدی بی اے نے
مذہبی رسالے میں نئی زندگی پیدا کرنے کا
انتظام کیا ہے اعلیٰ درجے کے علمی مضامین
جن کا تعلق درویشوں سے ہو اس میں شائع
ہوں گے۔ عربی فارسی اور انگریزی کتابوں
کے ترجمے بھی چھپا کریں گے ۲۰×۳۰ سائز
کے ۴۸ صفحات ہر مہینے اس میں ہوں گے۔
سالانہ قیمت تین روپے پتہ دفتر
نظام المشائخ فیض بازار۔ دریا گنج دہلی۔
ناظرین کو اس کا نمونہ ضرور منگانا چاہیے۔

بائیس خواجہ کی چوکھٹ کا زیارت نامہ

خواجہ حسن نظامی دہلوی کی لکھی ہوئی بالکل
تازہ کتاب ہے۔ جس میں درگاہ حضرت
شیخ کلیم اللہ جہان آبادیؒ اور درگاہ
حضرت سرمد شہیدؒ اور درگاہ حضرت
خواجہ باقی باللہؒ۔ اور درگاہ حضرت شاہ
ترکمانؒ اور درگاہ ملکہ سلطانہ رضیہؒ۔ اور
درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
اور درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نماؒ
اور درگاہ حضرت خواجہ میر دردؒ اور
درگاہ حضرت بابا ابوبکر حیدری طوسیؒ
اور درگاہ حضرت بی بی فاطمہ سامؒ اور
درگاہ حضرت نور الدین یار پراںؒ اور درگاہ
حضرت شمس الدین اوتاد اللہؒ اور درگاہ
حضرت سید محمود بحارؒ اور درگاہ حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاؒ اور درگاہ
حضرت مولانا خواجہ سید محمد امامؒ اور درگاہ
حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلیؒ۔
اور درگاہ حضرت بی بی نوراؒ اور درگاہ حضرت
شیخ نجیب الدین متوکلؒ اور درگاہ حضرت
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور
درگاہ حضرت مولانا فخر صاحبؒ اور درگاہ
حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اور
درگاہ حضرت مولانا جمالی کمالیؒ و دیگر
متعلقہ مزارات و درگاہوں کے مفصل
حالات درج کئے گئے ہیں اور آٹھ عکسی
تصویریں بھی ہیں۔

ملنے کا پتہ دفتر حلقہ مشائخ درگاہ حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاؒ دہلی۔

جون کے چار پرچے پیشگی

چونکہ ہندوستان میں عام طور پر اور دہلی میں
خاص طور سے سیاسی انقلابات کے سبب بہت

پھیلی ہوئی ہے۔ اور کاتبوں اور چھاپنے والوں کے کام قابو سے باہر ہو گئے ہیں۔ اور اس کا بہت سخت اندیشہ ہے کہ وہ جون کے برطانی اعلان کے بعد تمام ہندوستان میں خانہ جنگی کی آگ بھڑک اٹھے گی اس واسطے جون کے چار پرچے پیشگی شائع کئے جاتے ہیں حسن نظامی۔

پرانی مسلم لیگ کے قائد اعظم

بہادر شاہ کی قربانیاں

موجودہ وقت کے ہندو مسلمان سیاسی لیڈروں کی آگاہی اور ہمت بڑھانے کے لئے خواجہ حسن نظامی نے یہ کتاب ابھی مئی سنہ ۱۹۴۷ء میں شائع کی ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔

دلی کے پانچ بڑے شاعر

میر۔ غالب۔ مومن۔ مصحفی۔ سودا کے نہایت دلچسپ حالات جو خواجہ صاحب نے نہایت اہتمام کے ساتھ خوبصورت جلد میں شائع کئے ہیں۔ قیمت ایک جلد ایک روپیہ۔

لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے

قرآن و حدیث کے فرمان

خواجہ حسن نظامی نے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک سو بارہ صفحوں کی ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں قرآن شریف کے اور حدیث شریف کے بہت ضروری ضروری فرمان اور حکم درج کئے گئے ہیں۔ جن کو ذیل میں آگاہی عوام کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

تعلیم کا فرمان۔ لکھنا پڑھنا سیکھنے کا فرمان۔ خدا کو سجدہ کرنے کا فرمان۔ پاکی اور صفائی کا فرمان۔ شب بیداری کا فرمان۔ اللہ سے لو لگانے کا فرمان۔ اللہ کی نعمت کو بیان کرنے کا فرمان۔ یکسوئی سے عبادت کرنے کا فرمان۔ منکر پتیا سے رواداری کا فرمان۔ استغفار کا فرمان۔ حق الیقین مقام حاصل کرنے کا فرمان۔ مکاروں سے بے پرواہ رہنے کا فرمان۔ باطنی ذکر شغل کرنے کا فرمان۔ کسر نفسی کا فرمان۔ ملنساری کا فرمان۔ ناامید نہ ہونے کا فرمان۔ ہر چیز کی تحقیقات کرنے کا فرمان۔ بے علمی سے بچنے کا فرمان۔ خود اپنا حساب لینے کا فرمان۔ درویشوں سے علم باطن حاصل کرنے کا فرمان۔ غلط داد طلبی سے بچنے کا فرمان۔ نیکی میں تعاون کرنے کا فرمان۔ بدی میں تعاون نہ کرنے کا فرمان۔ فضول خرچی نہ کرنے کا فرمان۔ بخیلی نہ کرنے کا فرمان۔ سائل پر خفا ہونے کا فرمان۔ تجارت میں دیانت داری کا فرمان۔ قرض میں تمسک لکھنے کا فرمان۔ مقروض کو مہلت دینے کا فرمان۔ گواہی سے انکار نہ کرنے کا فرمان۔ لین دین کے وقت گواہ بنا لینے کا فرمان۔ سیر و سفر کرنے کا فرمان۔ سچ کو جھوٹ میں نہ ملانے کا فرمان۔ ناموزوں سوالات نہ کرنے کا فرمان۔ سلام کرنے کے فرمان۔ نیکی میں سبقت کرنے کا فرمان۔ ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا فرمان۔ یتیموں کا مال ان کو دیدینے کا فرمان۔ یتیموں کا مال نہ کھانے کا فرمان۔ غیر وارث غریبوں کی امداد کا فرمان۔ یتیم پر غصہ نہ کرنے کا فرمان۔ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا فرمان۔ حقوق ادا کرنے کا فرمان۔ شہیدوں کو مردہ نہ سمجھنے کا فرمان۔ دعا مانگنے کا فرمان۔ بدگمانی نہ کرنے کا فرمان۔ کسی کی ہنسی نہ اڑانے کا فرمان۔ عورتوں کو عورتوں کی ہنسی نہ اڑانے کا فرمان۔ پیٹھ پیچھے برا نہ کہنے کا فرمان۔ اپنے آپ پر عیب نہ لگانے کا فرمان۔ کسی کو برے القاب سے مخاطب نہ کرنے کا فرمان۔ اپنی پاک بازی کی شیخی نہ بگھارنے کا فرمان۔ ایک دوسرے کی برائیاں تلاش نہ کرنے کا فرمان۔ صبر کرنے کا فرمان۔ دنیا پر فریفتہ نہ ہونے کا فرمان۔ اپنی ہدایت کو مقدم رکھنے کا فرمان۔ وسیلہ تلاش کرنے کا فرمان۔ حج میں شکار نہ کرنے کا فرمان۔ شکار کے گوشت کا فرمان۔ توکل کرنے کا فرمان۔ منت اور نذر پوری کرنے کا فرمان۔ ناپ تول میں ایمان داری کا فرمان۔ منکروں سے دوستی نہ کرنے کا فرمان۔ غیروں کو اپنا رازدار نہ بنانے کا فرمان۔ ظالموں کی طرف مائل نہ ہونے کا فرمان۔ حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنے کا فرمان۔ عورتوں کی اصلاح و ترقی کے فرمان۔ عورتوں کی بیعت کا فرمان۔ پردہ کرنے کا فرمان۔ بیواؤں کی شادی کر دینے کا فرمان۔ انصاف نہ ہو سکے تو ایک ہی نکاح کرنے کا فرمان۔ مشرکوں سے نکاح نہ کرنے کا فرمان۔ بدچلن عورتوں کی سزا کا فرمان۔ دشمن بیویوں اور دشمن اولاد سے بچنے کا فرمان۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا فرمان۔ پیغمبروں۔ فرشتوں اور قیامت پر ایمان لانے کا فرمان۔ تقدیر پر ایمان لانے کا فرمان۔ شرک نہ کرنے کا فرمان۔ اللہ کی صفات کو ماننے کا فرمان۔ اللہ کی عبادت کا فرمان۔ اللہ رسول کی اطاعت کا فرمان۔ مسلمان حکام کی اطاعت کا فرمان۔ تلاوت قرآن کے وقت خاموش رہنے کا فرمان۔ نماز کی پابندی کا فرمان۔ جمعہ کی نماز کا فرمان

کل جہان کا پاکستان۔ ہر انسان کا ایمان

ہر مسلمان کی جان

بولتا قرآن

آسمان کے فرمان قرآن کا بیان

ہندوستان کی اردو زبان سے اسلام کی اذان

خواجہ حسن نظامی صدر جمعیت چشت کل جہان نے جون ۱۹۴۷ء میں لکھا

ہفت روزہ اخبار منادی دہلی نے شائع کیا

اسلام کا پہلا رکن کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کوئی خدا نہیں ہے مگر ایک اللہ ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں
زبان سے کہو۔ دل سے یقین کرو۔ اللہ کو ہر وقت حاضر ناظر مانو
دین اور دنیا کے ہر کام میں اللہ رسول کا
دھیان رکھو۔

اسلام کا دوسرا رکن نماز

سورج نکلنے سے پہلے فجر ۲ رکعت فرض۔
سورج ڈھلنے کے بعد ظہر ۴ رکعت فرض۔
سورج زیادہ ڈھلنے کے بعد عصر ۴ رکعت فرض۔
سورج چھپنے کے بعد مغرب ۳ رکعت فرض۔
رات کا اندھیرا ہو جانے کے بعد عشاء ۴ رکعت فرض

اسلام کا تیسرا رکن روزہ

[illegible]
پچھلی رات سے سورج ڈوب جانے کے بعد تک کھانا پینا بند
مہینہ بھر تک سب بری باتوں کی بندش۔
سفر اور بیماری میں روزہ قضا کرنے کی اجازت
نفس کی سب بری خواہشوں کی روک

اسلام کا چوتھا رکن زکات

اپنی مالیت کا چالیسواں حصہ خدا کی راہ میں دینا۔
نادار مسلمانوں کی خوش حالی کے لئے خرچ کرنا۔
پیشہ ور بھکاریوں کو بے کار بنانے کے لئے نہ دینا۔
مسلمانوں کی روزی بڑھانے کے کاموں کے لئے دینا۔
مفلس قرابت داروں اور مسافروں کو دینا۔

اسلام کا پانچواں رکن حج

کعبے تک جانے کا خرچ پاس ہو۔ اور راستے میں امن ہو۔
سفر حج کرنے کی جسمانی طاقت ہو۔ اور گھر میں اطمینان ہو۔
کعبے کا طواف کرنا۔ عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا حج ہے۔
مدینے میں رسول اللہؐ کے مزار کی زیارت کرنی بھی ضروری ہے
رسول اللہؐ کی بنائی ہوئی رسموں پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

اسلام کا چھٹا رکن روزی

ہر عورت مرد مسلمان پر حلال روزی حاصل کرنی فرض ہے۔
اپنے ہاتھ پاؤں اور آنکھ زبان سے محنت کرنی فرض ہے۔
اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پالنا فرض ہے۔
وقت کا ہر منٹ خدا کی امانت ہے۔
اس منٹ کو بیکار کھونا سخت گناہ ہے۔

اسلامی ایکہ

مسلمان کلمے میں ایک ہیں۔

مسلمان نماز میں ایک ہیں۔

مسلمان روزے میں ایک ہیں۔

مسلمان زکاۃ میں ایک ہیں۔

مسلمان حج میں ایک ہیں۔

اسلام کے سب اصولوں میں

مسلمانوں کے سب فرقے ایک ہیں۔

اسلام کے مذکورہ اصولوں میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

اسلامی اخوت اسلام کی سب سے بڑی طاقت ہے۔

دُنیا بھر میں کہیں ایسی اخوت نہیں ہے۔

اس لئے اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔

پھر اسلامی ایکہ

مسلمانوں کا خدا ایک۔ رسول صلعم ایک۔

مسلمانوں کا کعبہ ایک۔ قرآن ایک۔

مسلمانوں کی روٹی ایک۔ پانی ایک۔

مسلمانوں کا جینا ایک۔ مرنا ایک۔

مسلمانوں کا سوچنا ایک۔ کرنا ایک۔

شیعہ سنی کا اختلاف

سیاسی ہے۔ مذہبی نہیں ہے۔

مذکورہ سب اصولوں میں۔

شیعہ سنی ایک ہیں۔

اور سیاسی اختلاف دور کیا جا سکتا ہے۔

محمد علی جناح نے شیعہ سنی اختلاف بھی دور کر دیا۔

مسلمانوں کا ایمان

اللہ ایک ہے۔

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

محمدؐ سے پہلے آنے والے سب رسول برحق ہیں۔

قرآن سے پہلی اللہ کی سب کتابیں برحق ہیں۔

اس لئے اسلام ساری دُنیا کا دین ہے۔

اسلامی نعرۂ تکبیر

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے

لَا اِلٰہَ۔ اِلَّا۔ اللّٰہ

کوئی خدا نہیں ہے مگر اللہ ہے

وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ ہی کی حمد ہے۔

اسلامی اذان

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ (دو بار)
اشہد ان محمد رسول اللہ (دو بار)
حی علی الصلاح (دو بار)
حی علی الفلاح (دو بار)
اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ

مسلمان قوم کو ایک ہونا چاہیے

شیعہ سنی مل جائیں۔
مقلد غیر مقلد ایک ہو جائیں۔
وہابی صوفی ملاپ کر لیں۔
قادیانی آغا خانی ایکہ کر لیں۔
سب فرقہ بندیاں مٹا دی جائیں۔

اذان کا ترجمہ

اللہ سب سے بڑا۔ اللہ سب سے بڑا۔
میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے۔
میں گواہی دیتا ہوں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔
نماز کے لئے آؤ۔ بھلائی کے کام کے لئے آؤ۔
اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔
کوئی خدا نہیں ہے۔ مگر ایک اللہ ہے۔

اقلیت کا اکثریت پر غلبہ

قرآن شریف فرماتا ہے
اللہ کے حکم سے اقلیت کا اکثریت پر غلبہ ہوگا۔
انگریزی جمہوریت اس کے برعکس کہتی ہے۔
دنیا کے اسی کرور مسلمان۔
قرآنی جمہوریت کے ساتھ ہیں۔

نماز کی تکبیر

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ (دو بار)
اشہد ان محمد رسول اللہ (دو بار) حی علی الصلوٰۃ (دو بار)
حی علی الفلاح (دو بار) قد قامت الصلوٰۃ (دو بار)
اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔
تکبیر اور اذان ایک ہے یہ زیادہ ہے کہ نماز کھڑی ہو گی
صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم دو بار نماز نیند سے اچھی ہے

قرآن فرماتا ہے

ہراساں نہ ہو۔ پریشان نہ ہو۔
آخر کار
تم مسلمان ہی اونچے رہوگے۔
بشرطیکہ تم مسلمان رہو
پس تم سب پکے مسلمان ہو جاؤ۔

اللہ ایک ہی ہے

وہ اللہ بس ایک ہی ہے۔ (سورہ اخلاص)

تمہارا خدا بس ایک ہی اللہ ہے۔ (سورہ بقرہ)

خود اللہ گواہی دیتا ہے

کہ یقیناً کوئی دوسرا معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے (سورۂ آل عمران)

یقیناً ہمیں ایک اللہ ہی پیارا ہے سوا دوسرا کوئی نہیں (سورۂ طٰہٰ)

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْخَالِقُ ہر چیز کا پیدا کرنے والا

اَلْبَارِیُٔ ہر چیز کا موجد

اَلْمُصَوِّرُ طرح طرح کی صورتیں بنانے والا

اَلْغَفَّارُ بہت بخشنے والا

اَلْقَهَّارُ زبردست غلبہ رکھنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلرَّحْمٰنُ بڑی رحمت والا

اَلرَّحِیْمُ بہت بندہ نواز

اَلْمَلِكُ سب سے بڑا بادشاہ

اَلْقُدُّوْسُ سب عیبوں سے پاک

اَلسَّلَامُ سب نقصانوں سے محفوظ

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْوَهَّابُ بخشش و عطا کرنے والا

اَلرَّزَّاقُ روزی دینے والا

اَلْفَتَّاحُ مشکل کشائی کرنے والا

اَلْعَلِیْمُ بہت جاننے والا

اَلْقَابِضُ روزی تنگ کر دینے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْمُؤْمِنُ وعدے میں سچا اور امن دینے والا

اَلْمُهَیْمِنُ سب کا نگہبان

اَلْعَزِیْزُ سب پر غالب

اَلْجَبَّارُ بڑے دباؤ والا

اَلْمُتَكَبِّرُ بڑی عظمت والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْبَاسِطُ روزی فراخ کرنے والا

اَلْخَافِضُ پست کرنے والا

اَلرَّافِعُ بلند کرنے والا

اَلْمُعِزُّ عزت دینے والا

اَلْمُذِلُّ ذلیل کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلسَّمِیْعُ بہت سننے والا
اَلْبَصِیْرُ بہت دیکھنے والا
اَلْحَکَمُ سب کے فیصلے کرنے والا
اَلْعَدْلُ سراپا انصاف
اَللَّطِیْفُ نرمی کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْجَلِیْلُ بزرگی والا
اَلْکَرِیْمُ درگزر کرنے والا
اَلرَّقِیْبُ نگہبانی کرنے والا
اَلْمُجِیْبُ دعا قبول کرنے والا
اَلْوَاسِعُ بڑا مشکل کُش

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْخَبِیْرُ سب سے آگاہ۔ سب کا عارف
اَلْحَلِیْمُ برداشت کرنے والا
اَلْعَظِیْمُ بہت بڑا اور برتر
اَلْغَفُوْرُ بہت بخشنے والا
اَلشَّکُوْرُ شکر قبول کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْحَکِیْمُ بڑی حکمت والا
اَلْوَدُوْدُ بڑا دوست
اَلْمَجِیْدُ بڑی شرافت والا
اَلْبَاعِثُ مُردوں کو زندہ کرنے والا
اَلشَّھِیْدُ حاضر۔ موجود۔ اور گواہ

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْعَلِیُّ بہت اونچا
اَلْکَبِیْرُ بہت بڑا
اَلْحَفِیْظُ نگہبان
اَلْمُقِیْتُ روزی پہنچانے والا
اَلْحَسِیْبُ کافی کارساز

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْحَقُّ سراپا سچائی
اَلْوَکِیْلُ کارساز
اَلْقَوِیُّ پوری طاقت والا
اَلْمَتِیْنُ خود دار اور طاقت والا
اَلْوَلِیُّ دوست۔ اور مددگار اور وارث

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْحَمِیْدُ حمد کا مستحق
اَلْمُحْصِیُ ہر چیز پر احاطہ رکھنے والا
اَلْمُبْدِئُ ہر چیز کی شروعات کرنے والا
اَلْمُعِیْدُ دوبارہ پیدا کرنے والا
اَلْمُحْیِیُ زندہ رکھنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْمُؤَخِّرُ پیچھے ہٹانے والا
اَلْاَوَّلُ سب سے پہلا
اَلْاٰخِرُ سب سے پچھلا
اَلظَّاهِرُ سب کو نظر آنے والا
اَلْبَاطِنُ سب سے چھپا ہوا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْمُمِیْتُ مارنے والا
اَلْحَیُّ زندہ اور قائم
اَلْقَیُّوْمُ خود قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا
اَلْوَاجِدُ تونگر اور تونگری دینے والا
اَلْمَاجِدُ بزرگ اور بزرگی دینے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْوَالِیُ سب کا سرپرست
اَلْمُتَعَالِیُ سب اونچوں سے اونچا
اَلْبَرُّ بھلائی چاہنے والا
اَلتَّوَّابُ بڑا توبہ قبول کرنے والا
اَلْمُنْتَقِمُ نافرمانوں کو سزا دینے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْوَاحِدُ ایک ۔ اکیلا
اَلصَّمَدُ بے نیاز ۔ اور سب سے پیدا
اَلْقَادِرُ قدرت والا
اَلْمُقْتَدِرُ اقتدار رکھنے والا
اَلْمُقَدِّمُ آگے بڑھانے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْعَفُوُّ معاف کردینے والا
اَلرَّءُوْفُ بہت شفقت کرنے والا
مَالِكُ الْمُلْكِ سب ملکوں کا مالک
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ہیبت والا ۔ عزت والا
اَلْمُقْسِطُ انصاف کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْجَامِعُ سب کو جمع کرنے والا
اَلْغَنِیُّ تونگری دینے والا۔ بے پروا
اَلْمُغْنِیُ تونگر بنانے والا
اَلْمُعْطِیُ عطا کرنے والا
اَلْمَانِعُ تکلیف سے بچانے والا

پانچ یقین

اللہ اور رسول کا یقین
سب رسولوں اور اُن کی کتابوں کا یقین
اپنی قسمت اور تقدیر کا یقین
قیامت آنے کا یقین
دوزخ جنت اور فرشتوں کا یقین

اللہ کی صفات قرآنی

اَلضَّآرُّ ضرر کی چیزیں پیدا کرنے والا
اَلنَّافِعُ نفع اور خیر پیدا کرنے والا
اَلنُّوْرُ سراپا روشنی
اَلْبَدِیْعُ دوسری چیز دیکھے بغیر ایجاد کرنے والا
اَلْبَاقِیُ ہمیشہ باقی رہنے والا

تقدیر کیا چیز ہے؟

ہم نے ہر چیز کو ایک قدر یعنی اندازے کے اندر پیدا کیا ہے (سورۂ قمر)
انسان کی زندگی کے دنوں کو ہم ادلتے بدلتے رہتے ہیں (سورۂ آل عمران)
ہر نفس کو نیکی بدی کی سمجھ دی گئی ہے۔ (سورۂ شمس)
ہم نے انسان کو اُس کی زندگی کے راستے بتا دیئے ہیں (سورۂ دہر)
ہر انسان کو اس کے نفس کی سمجھ دی گئی ہے (سورۂ قیامت)

اللہ کی صفات قرآنی

اَلْوَارِثُ سب کا سرپرست
اَلرَّشِیْدُ سب کو سیدھے راستے پر قائم رکھنے والا
اَلصَّبُوْرُ سب میں صبر کی طاقت پیدا کرنے والا

یہ سب صفات عین ذات ہیں
ان صفات کے علاوہ اور بے شمار اُس کی صفات ہیں۔

تقدیر بدل سکتی ہے

ایک تقدیر عام ہے وہ نہیں بدل سکتی۔
ایک تقدیر خاص ہے وہ بدل سکتی ہے۔
عام تقدیر اصول فطرت کو کہتے ہیں۔
خاص تقدیر انسان کے اختیاری کاموں کو کہتے ہیں۔
پس انسان اپنی اختیاری تقدیر بدل سکتا ہے

دُعا خانہ

گھر گھر دُعا خانے

تمام صوبوں اور ریاستوں کے نظامیوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جس مقام پر ایک سے زیادہ نظامی رہتے ہوں وہ روزانہ یا کم از کم آٹھویں دن بدھ کو بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشا کسی مسجد میں دعا کے لئے جمع ہوا کریں۔ بدھ کا دن اس واسطے تجویز ہوا ہے کہ نظامیہ سلسلے کے بانی سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ بدھ کے دن پیدا ہوئے۔ بدھ کو مکتب میں بیٹھے۔ بدھ کو فارغ التحصیل ہوئے۔ بدھ کے دن بدایوں سے دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ بدھ کو دہلی سے مرید ہونے کے لئے پاک پٹن تشریف گئے۔ بدھ کے دن بیعت ہوئے۔ اور خلافت بھی بدھ کے دن ملی۔ اور وفات بھی بدھ کے دن ہوئی۔ اس روز نظامیہ سلسلے والے جو کام بھی کریں گے خدا اُس کو قبول کرے گا۔ اور اُس میں برکت دے گا۔

گھر گھر دعا خانے قائم کرنے کا یہ مطلب ہے کہ سب نظامی عورت مرد اس نازک اور فتنوں کے زمانے میں خدا کی طرف رجوع ہوں۔ کیونکہ آنے والا مہینہ ہندوستان کے لئے مصیبتوں اور آفتوں کا مہینہ ہوگا۔

دعا کا حلقہ اس طرح کیا جائے۔ کہ سب لوگ قبلہ رُخ دو زانو بیٹھ جائیں۔ اور پہلے نو بار کلمہ پڑھیں۔ لَآ۔ اِلٰہَ۔ اِلَّا۔ اَللّٰہُ۔ مُحَمَّدٌ۔ رَسُوْلُ۔ اَللّٰہِ۔ یعنی کلمہ پڑھنے میں اِلَّا کو لفظ اللہ سے نہ ملائیں۔ اِلَّا الگ پڑھیں اَللّٰہُ الگ پڑھیں۔ اور لفظ محمدؐ کو بھی لفظ رسول سے نہ ملائیں۔ محمدؐ الگ پڑھیں رسول الگ پڑھیں۔ اور لفظ رسول کو بھی لفظ اللہ سے نہ ملائیں۔ رسول الگ پڑھیں۔ اللہ الگ پڑھیں۔ اس طرح پڑھنے سے خاص تجلیات الٰہی پڑھنے والوں پر نازل ہوں گی۔ اس کے بعد نو بار درود شریف پڑھیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُؐ۔ اور جب لفظ محمدؐ پڑھیں دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں کو لگائیں۔ اور اس کے بعد نو بار اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھیں اور ہر بار آیت "مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ" کو نو بار پڑھیں۔ اس کے بعد نو بار آیۃ الکرسی پڑھیں۔ اور ہر بار اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو نو بار پڑھیں۔ اس کے بعد نو بار سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ پڑھیں۔ اس کے بعد نو بار یَا حَافِظُ۔ یَا سَلَامُ۔ یَا شَافِیُ۔ یَا کَافِیُ پڑھیں۔ اس کے بعد اکتالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ اس طرح کہ بسم اللہ کا آخری میم اَلْحَمْد کے الف لام سے ملا کر پڑھیں۔ اور اَلْحَمْد کی آیت اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو تین بار پڑھیں اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر اپنے اپنے دل کی مرادوں کا تصور کریں۔ بس یہ چھ وظیفے ایک مجلس میں پڑھے جائیں پہلے کلمہ۔ پھر درود۔ پھر اِنَّا اَنْزَلْنَا پھر آیۃ الکرسی۔ پھر سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ پھر سورۂ فاتحہ۔

جو لوگ روزانہ یہ حلقہ کر سکیں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ ورنہ آٹھویں دن یہ حلقہ ضرور ہونا چاہئے۔ اور حلقے کے بعد اللہ تعالےٰ سے ملک کے امن و امان کی دعا مانگنی چاہئے۔

اور منادی کے دعا خانے میں جن لوگوں کے لئے دعا کا اعلان شائع ہو ان وظیفوں کے بعد ان کے لئے بھی دعا مانگنی چاہئے۔

احسن انصاری نظامی کے لئے دُعا

صوبہ بہار سے میرے بہت پرانے مرید ظہیر الدین احسن انصاری نظامی کے بیمار ہونے کی خبر آئی ہے۔ اور میں اُن کے لئے روزانہ پچھلی رات کو دعا کرتا ہوں۔ گھر گھر دعا خانوں کی مجلسوں میں بھی اُن کی صحت و سلامتی کی دعا ہونی چاہئے۔

بنت نظامی کے لئے دُعا

عبدالعزیز نظامی ساکن راولپنڈی کی لڑکی بیمار ہیں۔ میں اُن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ دُعا خانوں کی مجلسوں میں بھی اُن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔

اہلیہ عبدالکریم نظامی کے لئے دُعا

جموں کشمیر والے بابو عبدالکریم نظامی کی اہلیہ اور لڑکی کی صحت و سلامتی کے لئے میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ دعا خانوں کی مجلسوں میں بھی دُعا کرنی چاہیئے۔

مغفرت کی دُعا

سر مہاراجہ اعجاز رسول صاحب فدائی رئیس ریاست جہانگیر آباد بارہ بنکی نے وفات پائی۔ وہ بزرگوں کی اولاد تھے۔ سات لاکھ روپے سالانہ کی ریاست کے رئیس تھے۔ اولیاء اللہ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ ابھی کتاب "چشتی بنسری" کی تیاری کے لئے ایک سو روپے بھیجے تھے۔ اُن کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے اور اُن کی دونوں بگیمات کے لئے بھی دعا کی جائے۔ اور اُن کے دونوں لڑکوں کی صحت و سلامتی کے لئے بھی دعا کی جائے +

دَوَاخَانَہ

(۴) دُعا اور دَوَا کی تاثیریں

آج کل کے زمانے میں دُعا کی تاثیروں کا اتنا یقین نہیں ہے جتنا دواؤں کی تاثیروں کا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ دعاؤں کی تاثیروں کے قائل ہیں وہ دعا خانے کے ذریعے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ دواؤں کی تاثیرات کا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے فرداً فرداً ایک ایک دوا میں ایک ایک تاثیر رکھی ہے۔ مگر ڈاکٹر اور حکیم اور وید پُرانے رواجوں کی وجہ سے وحدت سے ہٹ کر کثرت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یعنی مفرد دواؤں سے علاج کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مرکب دواؤں سے علاج کرتے ہیں۔ بلحاظ اصول یہ چیز بھی بُری نہیں ہے۔ کیونکہ مرکب دوائیں بھی مل کر وحدت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ لیکن مرکب دواؤں کے رواج کے سبب مفرد دواؤں کی تاثیروں کا یقین لوگوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ حکیم۔ ڈاکٹر۔ وید کا بس اتنا کام ہونا چاہیئے کہ وہ اگر مفرد دوا سے علاج کرنا چاہے تو مریض کی عمر اور مریض کے مزاج اور موسم اور مریض کی جسمانی حالت کو دیکھ کر یہ طے کرے کہ سولف اس کے لئے مفید ہوگی تو وہ صرف اکیلی سولف ہی استعمال کرائے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ سولف کا ذائقہ ٹھیک کرنے کے لئے نمک کالی مرچ یا شکر اُس میں ملا دے۔ لیکن کوئی دوسری دوا نہ ملائے۔

میرا یہ لکھنا سالہا سال کے غور و خوض کے بعد ہے۔ میں تقریباً چالیس پچاس برس سے بیمار چلا آتا ہوں۔ اور میں نے ہر قوم اور ہر ملک کے ڈاکٹروں کا علاج بھی کیا ہے۔ اور یونانی حکیموں اور ہندو ویدوں کا علاج بھی کیا ہے۔ میں نے سب ہی کو مرکب دوائیں استعمال کراتے دیکھا۔ وہ مفرد دواؤں کا استعمال کرا سکتے ہیں۔ مگر عادت اور رسم و رواج کی وجہ سے اُن سب کا ذہن اودھر منتقل نہیں ہوتا۔

چونکہ دو تین سال سے میں ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس واسطے میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے کہتا رہتا ہوں کہ وہ پہلے کسی مفرد دوا سے میرے معدے اور جگر کا علاج کریں۔ اور پھر میرے گُردے اور مثانے اور آنتوں کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔ اور ان سب جداگانہ اعضاء کی بیماریوں کے لئے الگ الگ مفرد دوائیں استعمال کرائیں۔

عربی تعلیم کی مشہور کتاب "کافیہ" یوں شروع ہوتی ہے۔ "اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنیً مُفْرَدٍ" کلمہ ایک لفظ ہے کہ مفرد معنیٰ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ میں کلمے کے بعد اللہ کا لفظ بڑھا دوں تو مفرد دواؤں سے علاج کرنے کا دروازہ کھل جائے + حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

پاکستان اور ہندوستان

۲ جون کو دہلی میں مسلمانوں کو پاکستان اور ہندوؤں کو ہندوستان مل جائے گا۔ انسان دنیا کی شروعات کے وقت سے الفاظ کا گرویدہ رہا ہے۔ اب بھی الفاظ کا گرویدہ ہے۔ اور آئندہ بھی کوئی امید نہیں ہے کہ الفاظ کی گرویدگی اپنی گرفت سے اس کو آزاد کر دے۔

اگر پاکستان والے قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصول انسانیت کو سامنے رکھ کر پاکستان کی گاڑی چلانی چاہیں گے۔ تو یہ لفظ با معنی ہو جائے گا۔ ورنہ کروڑوں مسلمان اس لفظ کو اسی طرح دیکھتے رہیں گے جس طرح کیک کا خوبصورت فوٹو آنکھوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے مگر کوئی اُس فوٹو کو کاٹ کر کھا نہیں سکتا۔

پاکستان کے لیڈروں نے شروع سے انگریزی پڑھی۔ اور انگریزی ماحول میں رہے۔ اور اُن میں سے اکثر بالکل نہیں جانتے کہ قرآن نے حکومت کے قوانین کیا کیا بتائے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ پاکستانی لیڈر ہی نہیں آنحضرتؐ کے چاروں خلفاء کے بعد سے آج تک کسی مسلمان بادشاہ نے بھی قرآن کے اصول حکومت کی طرف توجہ نہیں کی۔ بس اگر پاکستانی لیڈر سوتے جاگتے انگریزوں ہی کو دیکھتے رہیں گے اور انگریزی جمہوریت کے اصول ہی کو سمجھتے رہیں گے تو ان کو حکومت کا صراط مستقیم میسر نہ آئیگا۔ کیونکہ انگریزوں کی جمہوریت کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ اکثریت کو اقلیت پر غلبہ رہیگا اور قرآن نے انسان کو یہ سیاست سکھائی ہے کہ اللہ کے حکم سے اقلیت اکثریت پر غالب آئے گی۔

یہ کام مولوی صاحبان کا تھا کہ وہ پاکستانی لیڈروں کو قرآنی اصول سکھاتے۔ مگر وہ پاکستانی لیڈروں سے زیادہ قرآن کا راستہ چھوڑ کر انگریزی سڑک پر تین پہیوں کی بائیسکل دوڑا رہے ہیں۔ یعنی وہ سب یا ان میں سے اکثر ہندو کانگرس کے ذریعے انگریزوں کی خلاف قرآن جمہوریت کو اپنی لیلیٰ بنائے بیٹھے ہیں۔ اُن کی جمہوریت کی لیلیٰ موٹر نشین ہے۔ اونٹ پر ہوتی تو شاید ان کو قرآن بھی یاد آجاتا۔ کیونکہ خدا نے فرمایا تھا۔ "وَانظُرُوا اِلَی الاِبِلِ کَیفَ خُلِقَت"

ہندوستان

خدا نے قرآن میں فرمایا ہے یعنی انسانی صورتوں اور زبانوں کا اختلاف اپنی پہچان کے لئے نشانیاں بنائیں ہیں۔ کانگرسی لیڈر بھی کہتے ہیں کہ ہندوستانی زبانوں کے فرق کی موافق صوبوں کی تقسیم کی جائے اور اس بات کو بھولے ہوئے ہیں کہ ہندو قوم کی چاروں ذاتیں جب تک پانچ گافوں پر جمع نہیں ہوں گی۔ اُس وقت تک وہ ایک قوم نہیں بن سکتے۔ پہلا گاف گائتری (کلمۂ توحید) دوسرا گاف گیتا۔ تیسرا گاف گائے۔ چوتھا گنگا۔ پانچواں گاندھی۔

مقصد یہ ہے کہ برہمنوں اور چھتریوں اور ویشیوں اور شودروں کو جب تک پہلے مانے ہوئے مذہبی اور قومی مرکزوں پر جمع نہیں کیا جائے گا۔ ہندو قوم ایک قوم نہیں بنے گی۔

پاکستان چلے یا نہ چلے۔ ہندوستان پاکستان سے لڑے یا نہ لڑے مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ مجھے تو صرف کانگرسی لیڈروں سے یہ پوچھنا ہے کہ ہندوستان کو ایک دل اور ایک عمل بنانے کے لئے آپ نے وحدت کا نکتہ کون سا قرار دیا ہے؟ انگریزوں کی لائی ہوئی جمہوریت آپ کے بزرگوں کے طرز حکومت سے کوسوں دور ہے۔ یہ جمہوریت اُن ہی قوموں کو فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ جن کے کلچر میں اور جن کی تاریخ میں مضبوط قسم کے سیاسی اصول نہ ہوں۔ لیکن ہندو قوم کے سری رام چندر جی اور سری کرشن جی کی حکومتوں کے اصول اور راجہ اشوکا کے اصول یورپ و امریکہ سے آئے ہوئے اصولوں سے لاکھ درجے بڑھ کر ہیں۔ نئی دلی کی سڑکوں پر اشوکا روڈ پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ یا نئی دلی کی سڑکوں پر سری رام روڈ اور سری کرشن روڈ موجود نہ ہونے کی شکایت کرنی بھی بے فائدہ ہے۔ جب کہ آپ رام چندر جی اور کرشن جی سے زیادہ مسٹر اٹیلی اور اُن کے بزرگوں کی بنائی ہوئی جمہوریت کے دل دادہ نظر آتے ہیں۔

چشتی پالیسی

۲ جون کو انگریز کچھ بھی فیصلہ کریں ہر حال میں چشتیوں کی پالیسی یہی ہونی چاہئے کہ اُن کے مرکزی مقامات اجمیر شریف اور دہلی وغیرہ جس حکومت میں ہوں چشتیوں کو اُسی حکومت کا وفادار رہنا ہوگا۔ کیونکہ چشتی بادشاہی دلوں کی بادشاہی ہے۔ اور دلوں کی بادشاہی انحراف و بغاوت سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ وفادارانہ اطاعت سے پیدا ہوتی ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں بھی چشتیوں کا یہی اصول تھا۔ اور ان سے پہلے کے مسلمان بادشاہوں کی حکومتوں میں بھی یہی اصول رہا تھا۔ لہذا آئندہ بھی یہی اصول رہنا چاہئے۔ اور اسی سے چشتیوں کو وہ بادشاہی حاصل ہو جائے گی۔ جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے کیا تھا۔ کہ تجھ کو آسمانی بادشاہی دی جائے گی۔ اور جس کا وعدہ قرآن شریف میں مسلمانوں سے کیا گیا تھا۔ کہ زمین کی حکومت صلاحیت رکھنے والے بندوں کی دی جاتی ہے۔ اور صلاحیت بہت بڑا اور گہرا لفظ ہے۔ خود حکومت کرنے کے لئے بھی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔ اور دوسروں کی حکومت میں رہنے کے لئے بھی ایسی صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے جو دلوں کی بادشاہی یعنی دلوں کے اطمینان کی ایک صورت ہے۔ لہذا چشتیوں کو ذکرِ الٰہی کی طرف متوجہ ہو [illegible] دل کی بادشاہی کا [illegible]

سر مہاراجہ جہانگیر آباد کی وفات

منادی کے ناظرین کو اس خبر سے بہت صدمہ ہوگا کہ ریاست جہانگیر آباد اودھ کے رئیس سر مہاراجہ اعجاز رسول صاحب قدوائی نے ۹ ۲ جمادثانی ۲۱ مئی مٓدہ کے دن صبح تہجد کے وقت ۴ بجے دل کی حرکت بند ہو جانے سے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے۔ اور اُن کے دونوں خورد سال لڑکوں اور دونوں بیگمات کو اور دوسرے لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔

قومی حیثیت سے سر مہاراجہ کی وفات ایک قومی صدمہ ہے۔ کیونکہ اُن سے اور اُن کی ریاست سے قوم کو بہت سے فائدے پہنچتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں ریاست جہانگیر آباد کو بہت ترقی دی تھی۔ اور نایاب کتابوں اور نایاب تصویروں کا ایک بہت اچھا ذخیرہ جمع کیا تھا۔

خوراک کے صبر الگ ہو جائیں!

عارضی حکومت کے فوڈ ممبر بابو راجندر پرشاد صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے مشہور وعظ کی طرح مدراس میں وعظ کہا ہے کہ آئندہ دو مہینے ہندوستان میں خوراک کی مشکلات کے مہینے ہوں گے لہذا ہندوستانیوں کو صبر اور سہار سے کام لینا چاہئے۔ کوئی اُن سے پوچھے کہ ہندوستانی سہیمری کیا کر رہے ہیں جو صبر و سہار کی تلقین کی جاتی ہے؟ ہندوستان نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ بابو راجندر پرشاد یقیناً نیک دل ہیں۔ مگر فوڈ ممبری کی لیاقت رتی کی برابر بھی اُن میں نہیں ہے۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو وہ اس عہدے کو چھوڑ دیں اور اپنے اندر اس تیاگ کی سہار پیدا کریں۔

خونی قیامت آنے والی ہے

آج مئی کی ۲۶ تاریخ ہے۔ وائسرائے کے دہلی آنے اور ۲ جون کو آزادی کا اعلان کرنے میں صرف سات دن باقی رہ گئے ہیں مگر ابھی سے آثار نظر آتے ہیں کہ ہندوستان میں خونی قیامت آنے والی ہے۔ بعض ریاستوں کے رئیسوں نے گذشتہ لڑائی کے آگ لگانے والے ہتھیار جمع کئے تھے وہ عوام کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور اُن لوگوں میں لڑائی کا جوش پیدا کیا ہے جو لڑائی کے مقصد اور نتیجے سے واقف نہیں ہیں۔ گاندھی جی لوگوں مسٹر جناح نے امن کی جو اپیل کی تھی وہ دونوں شائع بھی ہوئی ہے۔ اور ریڈیو میں بھی سنائی جاتی ہے۔ مگر شیطان کہتا ہے۔ کہ امن کے فرشتوں کی بات کا اثر نہیں ہونے دوں گا۔ اس واسطے میں مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم سناتا ہوں کہ وہ خود کسی پر زیادتی نہ کریں لیکن کوئی شخص ظلم و زیادتی کرنی چاہے تو مردانہ وار اپنے بچاؤ اور اپنے اہل و عیال کے بچاؤ کی پوری ہمت سے کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ رکھیں جس نے وعدہ کیا ہے کہ صبر کرنے والے مسلمان اپنی گنتی سے دس گنی زیادہ گنتی پر غالب آئیں گے۔

نداء الی جمیع المسلمین

یصادف یوم الجمعة الیوم الاول من شهر رجب سنة ۱۳۶۶ ھ۔ ۲۲ من شهر مایس سنة ۱۹۴۷م یوم میلاد صاحب السمو العالی میر عثمان علی خان نظام الملک آصف جاه السابع نظام حیدرآباد لذا یرجی من جمیع ائمة المساجد والمشائخ والعلماء واعضاء حزب العصبة المسلمة ان یدعوا الی الله سبحانه عز وجل بعد صلوة الجمعة لان یحفظ نظام حیدرآباد وینعم علی امارته بالرفاه لان امارة حیدرآباد مثل حسن لرابطة المسلمین التاریخیة فی الهند۔

طبع هذا النداء باللغات العربیة والفارسیة والانکلیزیة۔ و ارسل بواسطة الجوالی الحجاز وفلسطین والعراق وسوریا ومصر وافریقیا وایران وافغانستان وترکیا والملایا والصین وجمهوریات اواسط اسیا لکی یتسنی للمسلمین القاطنین فی هذه الدیار والذین یبلغ عددهم ثمان مأئة ملیون ان یتقدموا الی الله تعالی بدعائهم فی آن واحد۔

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

رئیس الحزب الچشتی الهندی العام۔ دهلی

۲۱ جمادی الثانی سنة ۱۳۶۶ھ
الموافق
۱۳ مارش سنة ۱۹۴۷م

دعا برائے اعلیٰ حضرت حضور نظام

از آں جا کہ یکم رجب ۱۳۶۶ھ ہجری مطابق ۲۲ مئی ۱۹۴۷ء یوم ولادت اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان نظام الملک آصف جاہ ہفتم شہریار کشورِ حیدر آباد است۔ و ایں کشور پہناور یادگار نازنین پادشاہی باستانی اسلامی در ہند می باشد۔ لذا مستدعم جملہ علماء و مشائخ و ائمۂ مساجد و اعضاء و وابستگان حزب اتحاد مسلمانان ہند (مسلم لیگ) بعد از نماز جمعہ آں روز سلامت وجود اعلیٰ حضرت نظام و صیانت و بہبود و پیش رفت کشورِ آصفیہ را از بارگاہ ایزد مسئلت نمایند۔

ایں اعلامیہ در عربی و فارسی و انگریزی نشر و بواسطۂ پست ہوائی بہ حجاز و فلسطین و عراق و شام و مصر و آفریقہ و ایران و ترکیہ و افغانستان و مالایا و چین و آسیائے مرکزی فرستادہ شدہ است۔ و منظور ایں کہ ادعیۂ خالصانہ ہشت صد ملیون مسلمانان گیتی بہ یک وقت بہ بارگاہ ایزد برسد۔

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

صدر حزب چشت کُل ہند۔ دہلی

۲۱ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ

مطابق

۱۳ مئی ۱۹۴۷ء

اُردو کتابوں کا تعارف

محاوراتِ داغ } ۳۰۰ صفحات۔ مجلد بڑا سائز قیمت چھ روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبۂ ادب اُردو بازار دہلی مؤلفہ جناب ولی احمد خاں صاحب ایم اے وزیرِ اعظم ریاست دوجانہ نواب زادے ولی احمد خاں صاحب ایم اے ایم الیف سابق وزیرِ اعظم ریاست دوجانہ کی محنت اور تلاش کی داد دینی چاہئے۔ بہت کام چیز ہے۔

بہادر شاہ کا خواب } ۱۸۰ صفحات بڑا سائز مجلد سرورق رنگین باتصویر۔ قیمت ڈھائی روپے ملنے کا پتہ مذکورہ بالا۔ یہ کتاب نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اُردو مجلس دہلی کے چھ افسانوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے اس کا نام اسٹرائک تھا۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے دہلی میں اُردو مجلس قائم کرکے اُردو لکھنے والوں کی تنظیم کا بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور خود بھی نہایت عمدہ لکھتے ہیں۔ یہ کتاب اس کا نمونہ ہے۔

ہم اور وہ } ۸۰ صفحے۔ بڑا سائز۔ مجلد۔ سرورق رنگین۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ مذکورہ بالا۔ مصنفہ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اُردو مجلس دہلی۔ یہ وہی مشہور کتاب ہے جس کی تحریر کے وقت اُردو مجلس میں مجھ سمیت کئی لکھنے والوں نے اس کتاب کی نسبت مضامین پڑھے تھے۔ قابل دید ہے۔

جام و مینا } سائز ۳۰×۲۰/۱۶ ۲۴۰ صفحے مجلد سرورق رنگین و باتصویر قیمت ڈھائی روپے۔ پتہ مذکورہ بالا۔ اس کتاب میں منشی پریم چند آنجہانی۔ مہاشہ سدرشن۔ میاں ایم اسلم۔ مولانا سالک۔ سلطان حیدر جوش۔ اور خواجہ حسن نظامی وغیرہ کے افسانے حکیم یوسف حسن صاحب ایڈیٹر نیرنگ خیال لاہور نے جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب بھی مکتبۂ ادب اُردو بازار دہلی نے بہت خوش نمائی سے شائع کی ہے۔ مکتبۂ ادب کے مالک سید آصف علی صاحب نفاست اور طباعی کے لحاظ سے داد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے ان کتابوں کے سرورق تیار کرانے میں بہت بڑی شاعری کا ثبوت دیا ہے۔

نئے خاکے } سائز ۳۰×۲۰/۱۶ ۱۲۸ صفحے مجلد سرورق رنگین و باتصویر۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ مذکورہ بالا۔ مصنف قدوس صہبائی بی اے آنرز۔ قدوس صاحب صہبائی کی خاص قابلیت اس کتاب سے ظاہر ہوتی ہے۔ سرورق کی تصویر اندر کے مضامین کی خوبیوں کے مقابلے میں کچھ ناموزوں ہے۔

آوارہ گرد کے خطوط } ۲۲۴ صفحے سائز ۳۰×۲۰/۱۶۔ مجلد سرورق رنگین و باتصویر۔ قیمت ڈھائی روپے پتہ مذکورہ بالا۔ ش مظفر پوری کے دس افسانوں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کے سرورق میں بھی سید آصف علی مالک مکتبۂ ادب کی شاعرانہ طباعی اور ذہنی آرٹ کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

باغی دوشیزہ کی ڈائری } سائز ۳۰×۲۰/۱۶ ۱۶۸ صفحے۔ مجلد۔ سرورق رنگین و باتصویر۔ قیمت دو روپے۔ پتہ مذکورہ بالا۔ مصنفہ واقف صاحب صدیقی۔ ٹائیٹل پر تصویر آرٹ کا ایک خاص نمونہ ہے۔ لیکن تھوڑی سی عریانیت بھی ہے۔ ڈائری میں جو کچھ ہے وہ کتاب کے نام سے اچھی طرح ظاہر ہے۔

بیگمات اودھ کے خطوط } سائز ۳۰×۲۰/۱۶ صفحات ۱۴۷ مجلد۔ سرورق رنگین۔ ڈزائن نہایت نفیس اور دل فریب۔ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبر آبادی نے مرتب کی ہے۔ اس میں واجد علی شاہ جان عالم اور ان کی بیگمات کے خطوط جمع کئے گئے ہیں۔ اور سید آصف علی صاحب دہلوی نے ان کو شائع کرکے لکھنؤ کے مخفی جذبات قدیم کو نمایاں کیا ہے قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبۂ ادب۔ اُردو بازار دہلی۔

شرح میر درد رح } سائز ۳۰×۲۰/۱۶ صفحات ۲۰۸ مجلد۔ سرورق نہایت دل کش۔ نوشتہ نواب خواجہ محمد شفیع بانی اُردو مجلس دہلی قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ مکتبۂ ادب۔ اُردو بازار دہلی

حضرت خواجہ میر درد رح کے کلام پر نہایت عمدہ تبصرہ نواب صاحب نے لکھا ہے اور سید آصف علی صاحب نے جس خوبی سے اس کو شائع کیا ہے وہ خاص قدر کے قابل ہے

کنجوس کا جوتہ } مکتبۂ ادب دہلی کے مالک سید آصف علی صاحب نے

(۹)

چھوٹے بچوں کے لئے بھی ایک سلسلہ شائع کیا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ہے سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۴۸۔ نوشتہ سیفی صاحب سیوہاروی اور بیگم صاحبہ سیفی۔ اس میں کنجوس کا جوتہ اور گیدڑ بھبکی دو ناول سے نہایت دلچسپ اور بچوں کو پسند آنے والی کہانیاں لکھی ہیں۔ قیمت چھ آنے۔ پتہ مکتبہ ادب اردو بازار دہلی۔

طلسمی گڑیاں } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۴۷۔ سرورق رنگین باتصویر اس میں طلسمی گڑیوں کا بیان ہے اور کہانیاں بھی ہیں۔ رضیہ سلطانہ صاحبہ دہلوی نے لکھی ہے۔ قیمت سات آنے پتہ مکتبہ ادب دہلی۔

آپ بیتیاں } یہ کتاب بھی ۲۴ صفحات پر بہت عمدہ شائع ہوئی ہے۔ اور بچوں کے لئے مفید معلوم ہوتی ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ پتہ مکتبہ ادب دہلی۔

سید آصف علی صاحب کے مکتبہ ادب دہلی نے اردو زبان کو گھر گھر پہنچانے کا جو انتظام کیا ہے۔ اس میں سلیقہ ہے۔ نفاست ہے۔ دلکشی ہے۔ اور ہر طبقے اور ہر درجے کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی پسندیدگی کے سامان ہیں۔ اس وقت ان کتابوں کا صرف تعارف شائع کیا گیا ہے۔ آئندہ ہر کتاب پر وضاحت سے تبصرہ بھی لکھا جائے گا۔

علامہ راشد الخیری } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۲۸۔ مجلد ٹائٹیل پر مولانا راشد صاحب کی بہت عمدہ رنگین تصویر۔ اس میں مولانا راشد الخیری صاحب کی نسبت گیارہ نامور عورت مرد ادیبوں نے مضامین لکھے ہیں۔ اور ان سب کو نہایت سلیقے کے ساتھ اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے ملنے کا پتہ۔ خاتون کتاب گھر، اردو بازار دہلی

شبلی نامہ } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۷۰ مجلد سرورق رنگین نوشتہ شیخ محمد اکرام صاحب آئی سی ایس۔ ناشر شیخ نذیر احمد صاحب مالک کتب خانہ تاج آفس۔ محمد علی روڈ بمبئی نمبر ۳۔

اس میں مولانا شبلی کی علمی زندگی کو بہت عمدگی سے قلم بند کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپے۔ ناشر سے ملے گی۔

جوتوں کی دنیا } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۲۷ مجلد۔ نوشتہ شیخ عبدالمالک صاحب مالک [illegible] شو کمپنی۔ ناشر اردو بک اسٹال لاہور۔ اردو زبان میں بالکل نئی اور بہت ضروری اور بہت مفید کتاب ہے۔ جوتوں کی تجارت کی نسبت بہت خوب چیز ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ناشر سے ملے گی۔

ترقی کی برکتیں } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۸۰۔ ٹائٹیل رنگین اور آرٹ کا ایک خاص مؤثر نمونہ۔ نوشتہ جناب نجم آفندی اکبرآبادی۔ اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے دلچسپ علمی اور ادبی مضامین ہیں۔ مثلاً۔ پانی۔ سوڈا واٹر۔ [illegible] اکبر الٰہ آبادی۔ مکھی وغیرہ۔ بالکل نئے انداز کی نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ملنے کا پتہ سلطان حسین بک سیلر۔ بھنڈی بازار۔ بمبئی نمبر ۳۔

بھگوت گیتا اور اسلام } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۲۶۔ نوشتہ پنڈت لکشمی نرائن معلوم ایل اے سنبھل پور اڑیسہ اعزازی ناشر ہری کشن مہتاب وزیر اعظم اڑیسہ۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے پنڈت جی کی تصویر بھی شروع میں ہے جس سے ان کے دل کی صفائی اور نیکی ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ عرض ناشر۔ پیش لفظ۔ تعارف۔ عدم تعصب کی فوقیت۔ پیغمبر اسلام کی غیر معمولی شخصیت عقل اور عمل۔ دہرم یدھ یا جہاد اور شہادت استدراک۔ عمل۔ مصنف سے ملے گی۔

موجودہ زمانے میں جب کہ ہندو مسلمان آپس میں خوں ریزیاں کر رہے ہیں۔ ایسی کتاب کی بہت ضرورت تھی جو بے تعصبی اور پاک دلی کا راستہ دکھاتی ہے۔ اڑیسہ کے ہری کشن صاحب مہتاب وزیر اعظم بہت زیادہ تعریف کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے ایسی عمدہ کتاب شائع کرنے میں پنڈت لکشمی نرائن مصرا کی مدد کی۔ مسلمانوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔ کتاب کے سرورق پر مندر اور مسجد کی تصویریں بھی دی گئیں ہیں۔ ڈیزائن بہت دلچسپ ہے۔

کلید اعمال } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۶۰۔ مجلد۔ سرورق رنگین و خوش نما۔ نوشتہ پنڈت رام ناتھ صاحب زتشی صوفی۔ گوالیار۔ ریاست گوالیار قیمت علاوہ محصول دو روپے آٹھ آنے۔

یہ کتاب پنڈت جی نے چند مسلمان عالموں سے حاصل کر کے لکھی ہے۔ اور اس پر دہلی کے نامور شاعر بزرگ ملک الشعرا جناب حاجی وحید الدین احمد صاحب بیخود نے مقدمہ لکھا ہے۔ اور اس مقدمے میں پنڈت جی

کو لفظ "سیدی و مولائی" سے یاد کیا ہے پنڈت جی نے مقدمے کے بعد اپنا پیش لفظ بھی لکھا ہے۔ جس میں حمد تو ہے نعت نہیں ہے۔ صرف اتنا لکھا ہے۔ "اما بعد تعریف کے قابل وہ ہستی متبرک ہے کہ جس کے ذریعے سے اس کا علم دنیا پر روشن ہوا"

اگر اس ایک سطر میں آنحضرتؐ کا نام نامی بھی لکھ دیا جاتا تو پڑھنے والوں پر بہت اچھا اثر ہوتا۔ جن مسلمان عاملوں سے یہ اعمال حاصل کرنے کا اظہار پنڈت جی نے کیا ہے۔ اُن کے نام بھی درج کئے ہیں۔ مگر اُن میں سے ایک بھی اعمال کی دنیا میں مشہور نہیں ہے۔ جو اعمال علوی اس کتاب میں لکھے گئے ہیں اُن میں کتابت کی اور املا کی بے شمار غلطیاں ہیں۔ آیات کے اعراب غلط ہیں۔ اور لفظ زکوٰۃ کو بار بار "ذ" سے لکھا گیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔

حضرت محمد غوث گوالیاریؒ کی مشہور کتاب اعمال جواہر خمسہ میں جو عملیات درج ہیں۔ اس کتاب میں اُن کو صورت بدل کر نقل کر دیا گیا ہے۔ فن اعمال کے اصول کی موافق بھی اس میں خامیاں ہیں۔ اور جن اعمال میں اعراب نہیں لگائے ہیں بے علم اور کم علم عامل اُن پر عمل نہیں کر سکیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ پنڈت جی کے اس عمدہ کام کی میں داد نہیں دے سکتا۔ تاہم میں اُن کی نیک نیتی کو مانتا ہوں۔ اُنھوں نے یہ کتاب لکھ کر ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں میں بھی مسلمانوں کے عملیات کا ذوق موجود ہے۔ میں جناب بے خود کی پاک دلی اور عبادت اور اعمال خوانی کو سالہا سال سے جانتا ہوں اور میں نے اُن کو ہزار تسبیح پڑھتے ہوئے بارہا دیکھا ہے۔ لیکن یہ معاملہ بہت نازک ہے۔ اگر میں ذاتی تعلقات کی بنا پر اس کی تائید کروں گا تو عملیات کے برگزیدہ فن کی ہتک ہوگی۔

پانچواں معروضہ

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۶۔ نوشتہ مولانا حاجی الیاس برنی صاحب چشتی قادری۔ بیت السلام۔ حیدر آباد دکن۔ اس سے پہلے چار رسالے "معروضہ" کے نام سے مولانا کے شائع ہو چکے ہیں۔ جن کا ذکر منادی میں کیا گیا تھا۔ یہ پانچواں "معروضہ" بھی بہت عمدہ ہے۔ جس میں حمد و نعت و منقبت کی بہت اچھی اچھی نظمیں ہیں۔

خونی ترانے

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۳۔ نوشتہ عبدالوہاب صاحب غازی اصلاحی اعظمی۔ کلکتے اور بہار کے قتل عام کی نسبت بہت مؤثر نظمیں اس رسالے میں ہیں۔ قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ۔ اُردو اشاعت گھر۔ ۳۴ فیرس لین چونا گلی۔ کلکتہ۔

ملے جلے افسانے

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۰۴ مجلد۔ سرورق رنگین۔ مرتبہ مقصود یوسف صاحب عثمانی بی اے۔ شائع کردہ اُردو اشاعت گھر۔ کلکتہ۔ اس میں آٹھ افسانے ہیں۔ باورچی۔ بیڑی والی۔ پاگل ڈاکٹر وغیرہ قیمت عہ /

گاندھی جی کا سفرنامہ یورپ

ہندی زبان میں شائع ہوا ہے۔ وورا اینڈ کمپنی پبلشرز لمٹیڈ ۳ راؤنڈ بلڈنگ بمبئی ۲ ۱ نے شائع کیا ہے۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۵۸۔ مجلد۔ سرورق رنگین۔ عکسی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت دو روپے۔ بیرسٹری کے لباس کی تصویر بہت دلچسپ ہے۔

اُردو رسالوں کا تعارف

آفاق یہ ماہوار رسالہ سید عبدالستار صاحب عرشی ادیب فاضل نے نندیال ضلع کرنول علاقہ مدراس سے جاری کیا ہے۔ منادی سائز کے چالیس صفحات ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ مضامین بھی اچھے ہیں۔ سالانہ قیمت پانچ روپے۔

شباب اُردو سیالکوٹ منادی سائز صفحات ۲۴ لکھائی چھپائی عمدہ۔ شباب اُردو نام کی ایک انجمن بنائی ہے۔ اس کے جلسوں اور مشاعروں کی سرگذشت اس پرچے میں چھاپی جاتی ہے۔ حکیم عشقی صاحب الہاشمی اس کے نگراں ہیں۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۰ رجمادو ثانی ۱۳۶۶ھ ۱۲ رمئی ۱۹۴۷ء بروز پیر دہلی

بائیس خواجہؒ کی چوکھٹ کتاب چھپ گئی } آج دلّی کے چھاپے خانے سے خبر آئی کہ میری نئی کتاب بائیس خواجہؒ کی چوکھٹ کا زیارت نامہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے میں نے آج اس کتاب کے لئے تصویروں کے بلاک مرتب کرلئے یعنی جو تصویریں اس کتاب میں شائع ہوں گی اُن کو ترتیب وار پریس میں بھیجنے کے لئے مرتب کرلیا۔

محبوب کے مقبول } ریاست بھاولپور کے سابق وزیر ذاتی خان بہادر کرنل مقبول حسن قریشی کو حضرت محبوب الٰہی رضؓ سے بہت محبت ہے۔ آج کل وہ بھاولپور سے علی گڈھ میں آگئے ہیں۔ اور مسلم یونیورسٹی کی خدمت کر رہے ہیں چشتی منبری کا ذکر آیا تو اُنھوں نے کہا میں بھی اس کتاب کی اشاعت کے لئے کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا ضرورت پوری ہو چکی ہے۔ ایک ہزار روپے جمع ہو گئے ہیں۔

صحت } آج بیماریوں کی اذیت میں کمی ہے۔ مگر کمزوری میں ترقی ہے۔

آغا سعدی خاں کا بلاوا } ہز ہائی نس نواب صاحب چترال کے پرائیویٹ سکریٹری آغا سعدی خاں صاحب نے فارسی زبان میں خط بھیجا ہے کہ منادی سے معلوم ہوا آپ کسی مقام پر آرام کرنا چاہتے ہیں اس واسطے ہم سب کی تمنا ہے کہ آپ چترال میں آجائیے۔ میں نے کہا

گرچہ سر کے درد کو صندل لگانا ہے مفید
اُس کا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

چترال جیسے پہاڑی راستوں کو میرا ناتواں جسم کیونکر عبور کر سکے گا۔

مردان کا بلاوا } سید احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس دہلی کی بہن کا خط مردان سے آیا ہے۔ کہ ہم سب نتھیا گلی جا رہے ہیں۔ آپ بھی آرام کرنے کے لئے وہاں آجائیے۔ میں نے کہا سرحد میں امن ہو جائے تو مجھے ایبٹ آباد اور نتھیا گلی میں رہنا بہت مفید ہوگا۔

الماس کا بلاوا } ریاست جے پور میں قائم خانی راجپوتوں کی مشہور بستیاں ہیں۔ اور یہ مسلمان بڑے بہادر اور خوش عقیدہ ہیں۔ الماس احیت گڈھ سے اصغر علی خاں صاحب نے بلایا ہے۔ اور نہایت دلچسپ نقشہ بنا کر بھیجا ہے جہاں وہ مجھ کو رکھنا چاہتے ہیں میں نے لکھا آپ کی محبت کا شکریہ۔ دینی حرارت کا شکریہ اور اُن تلواروں کا شکریہ جن کے زیر سایہ آپ مجھے جنت کا سا آرام دینا چاہتے ہیں لیکن جے پور کی ریاست میں جاؤں گا تو ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کو اور اُن کی حکومت کو طرح طرح کے شبہات پیدا ہوں گے۔

اجمیر شریف جانے والے } آج ۲۰ تاریخ ہو گئی مگر اجمیر شریف جانے والوں کی آمد شروع نہیں ہوئی۔ بہرحال جن کو خواجہ غریب نوازؒ بلانا چاہیں گے وہ کسی نہ کسی طرح پہونچ ہی جائیں گے۔

حضرت غوث الاعظمؒ سید تھے } بروالہ ضلع حصار سے ایک گیلانی سید صاحب آئے تھے۔ اور کہتے تھے کہ بہروالے میں کچھ بخاری سید شیعہ بھی ہیں۔ انہوں نے لاہور کے مجتہد مولانا سید علی حائری کی ایک کتاب دکھائی جس میں میرے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ خواجہ حسن نظامی حضرت غوث الاعظمؒ کو سید نہیں مانتے۔

میں نے جواب دیا مجتہد صاحب کو غلط اطلاع ملی ہے۔ میں نے اپنی کتاب گیارھویں نامے میں حضرت غوث الاعظم رضؓ کی سیادت کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

بڑے بھائی کے تین پوتے } میرے بڑے بھائی سید حسن علی مرحوم کے فرزند سید حسن مثنیٰ کے تین بیٹے ہیں۔ اور میں نے ان تینوں کے نام رکھے ہیں۔ بڑے کا نام علی موسیٰ منجھلے کا سید داؤد۔ چھوٹے کا سید خواجہ۔ اور یہ تینوں نام میرے داداؤں کے ناموں کی برکت حاصل کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں یعنی میرے داداؤں میں ایک دادا کا نام سید علی تھا۔ اور ایک دادا کا نام سید داؤد تھا۔ اور ایک دادا کا نام سید خواجہ تھا یہ بچے روزانہ میرے پاس آیا کرتے تھے۔ مگر کئی ہفتے سے نہیں آئے تھے۔ آج میں نے سید حسن مثنیٰ سے کہا میرے پوتے حیدرآباد چلے گئے۔ بھائی کے پوتوں کو تم نے میرے پاس آنے سے روک دیا۔ میری آنکھوں کو

انتظار رکھو۔ اور روزانہ اپنے بچوں کو میرے پاس بھیجا کرو۔ تیسرے پہر وہ سب بچے مجھے سلام کرنے آئے تھے۔

پڑوس میں شادی میرے پڑوس میں محمد الیار کا ایک گھرانا رہتا ہے۔ آج ان کی لڑکی کی بارات دہلی سے آئی تھی۔ اور پڑوس میں رات بھر گانا ہوا تھا۔

ملاقاتی درگاہ کے حجرے میں کام کرتا ہوں اور اتنے زیادہ ملنے والے آتے ہیں کہ کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب حسب معمول روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں۔ آج بھی آئے تھے۔ حسن ابوطالب اسکول سے آنے کے بعد میرے پاس حجرے میں آجاتے ہیں۔ اور شام کو وہ ساتھ ایا جاتے ہیں۔

لاہور کے مہمان چھوٹے نظامی کے بھتیجے حمید لاہور سے آئے ہیں۔ زید منزل میں ٹھہرے ہیں۔

مدحت کی بیعت آج میری بھانجی مدحت جو مسٹر رحمان چیف کنٹرولر امپورٹ کی بیوی ہیں مرید ہونے آئیں تھیں۔ میں نے اُن کو دو خاندانوں میں مرید کیا چشتیہ میں بھی اور قادریہ میں بھی۔

وجدی صاحب بعد مغرب مشتاق احمد صاحب وجدی ڈپٹی سکریٹری فنانس ملنے آئے تھے۔

لالہ شام ناتھ دہلی سے لالہ شام ناتھ صاحب ایم اے میونسپل کمشنر بھی ملنے آئے تھے اور میونسپل کمیٹی کے شعبۂ تعلیم کے افسر جعفری صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ دو تین راتوں سے مرض میں افاقہ ہے۔ اور نیند آنے لگی ہے۔

مہینے بلوچستان کا بلاوا میاں امام الدین صاحب بی اے۔ است- ...ے کوئٹے بلوچستان سے لکھا ہے۔ کہ کچھ دن میرے مکان پر آ کر رہئے۔ میں ان کا بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن ابھی کہیں جانے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔

۲۱ جمادی الثانی ۲۰ مئی منگل دہلی

ثانی حبیب علی شاہ میرے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کی بہت سی شاخیں حیدرآباد میں ہیں۔ نواب عالم الدولہ بہادر مرحوم کے خاندان میں ایک بزرگ حضرت حبیب علی شاہ صاحب مرحوم تھے۔ جو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رح کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت حافظ صاحب رح حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی رح کے خلیفہ تھے۔ حضرت حبیب علی شاہ صاحب رح کو میں نے اپنے بچپن میں دیکھا تھا۔ بڑی نورانی صورت تھی۔ اور چہرے پر آثار عبادت تھے۔ سفید ڈاڑھی تھی۔ زرد رنگ کی مٹی کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ میں نے ہوش سنبھالا اور حیدرآباد جانا شروع کیا تو حضرت رح کے پوتے ثانی حبیب علی شاہ کو کم عمری میں دیکھا تھا۔ وہ دو سال سے اپنے مریدوں کے ساتھ اجمیر شریف کے عرس میں آتے ہیں۔ تو یہاں بھی آتے ہیں۔ گذشتہ سال بھی آئے تھے۔ اور اس سال بھی آئے ہیں۔ آج حجرے میں ملنے آئے تھے۔ اُن کے چہرے پر دادا کے چہرے کے مکمل انوار موجود تھے۔ ڈاڑھی سفید نہیں ہوئی ہے مگر چہرہ بالکل دادا کا سا ہو گیا ہے۔ میں دیر تک ان کو دیکھتا رہا۔ اُن کی ہر بات کا میرے دل پر اثر ہوتا تھا۔ کیونکہ اُس میں قدامت کی شان پائی جاتی تھی۔ پنجاب کے ایک قلندر صاحب بھی اُن کے ساتھ تھے۔ جو حیدرآباد میں درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب رح میں رہتے ہیں۔

شادی کی مٹھائی آج سرائے کالے خاں کے گوجر چودھری ہیتو اپنی بیٹی کی شادی کی مٹھائی کا ایک بڑا تھال لیکر آئے تھے۔ میں مٹھاس نہیں کھاتا لیکن چونکہ چودھری ہیتو کے باپ چودھری مہر و مجھ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور یہ سب بچے بھی اپنے باپ کے قدم بقدم ہیں اس واسطے میں نے اس مٹھائی میں سے تھوڑی سی مٹھائی چکھی۔

ابر و گرج آج تیسرے پہر ابر آیا تھا۔ اور خوب گرج ہوئی تھی۔ اور کچھ بوندیاں بھی برسیں تھیں۔

سید اقبال نظامی سید کشفی شاہ نظامی کے بڑے لڑکے سید اقبال نظامی علی گڑھ میں پڑھتے ہیں۔ آج مجھ سے ملنے آئے ہیں رات کو زید منزل میں رہے۔ آج خوب کام ہوا۔ ترتیلی ترجمۂ قرآن شریف کی کاپیاں بھی درست کیں۔ بہادر شاہ کے مقدمے کی کاپیاں بھی درست کیں اور ہندی ترجمہ قرآن مجید کی طبع ثانی کا انتظام بھی کیا۔

رخصت آج سلیمان خاں ملازم کو اور اس کے عزیز یونس کو گھر جانے کی رخصت دیدی۔ حافظ عید صاحب لار گورکھپور کے رہنے والے ساڑھے تین مہینے سے میرے مہمان تھے۔ آج اُن کو بھی گھر جانے کی اجازت دیدی۔

جیبی قلم روشن دل عبدالمجید خاں نظامی تاجر ڈربن جنوبی افریقہ نے میرے لئے پارکر کمپنی امریکہ کا بنایا ہوا جیبی قلم بھیجا ہے

اُن کی یاد اس قلم کے بغیر بھی ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے۔

دولہا بنے }آج سید شاہد عربی خلف سید ابن عربی نے غسل صحت کیا تھا۔ اور ان کو دولہا بنایا گیا تھا۔ میرے پاس حجرے میں سلام کرنے آئے تھے۔ ان کے ابھی ختنہ ہوئے تھے۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۴ مئی بدھ دہلی

حاضر باش }مستری حبیب خاں نظامی اور سید یامین نظامی بدھ کی حاضری دینے آئے تھے۔ نواب مرزا نظامی اپنے لڑکے سلطان مرزا کو مرید کرانے لائے تھے۔ خربوزے بھی لائے تھے۔

مولوی لائق علی }حیدرآباد کے مشہور مسلمان مولوی لائق علی صاحب مسٹر یوسف عبداللہ ہارون سندھی لیڈر کے ساتھ درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ میں نے دن بھر درگاہ شریف کے حجرے میں کام کیا تھا۔

کھوڑو صاحب کو پارٹی }سندھ کے مشہور لیڈر اور منسٹر کھوڑو صاحب کو مرینا ہوٹل نئی دہلی میں مسٹر سعید نے بہت شاندار پارٹی دی تھی۔ میں بھی نعیم صاحب کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ سر سید سلطان احمد صاحب اور آنریبل سید حسین امام صاحب صدر کونسل آف اسٹیٹ اور مولوی لائق علی صاحب حیدرآبادی اور مسٹر بیگ ماہر ارضیات اور ایک دوسرے انگریز اور مسٹر لال ڈپٹی سکریٹری کامرس ڈپارٹمنٹ اور سید احمد صاحب رضوی اور کامرس ڈپارٹمنٹ کے دوسرے افسران وغیرہ ممتاز ہندو مسلمان شریک ہوئے تھے۔ میں نے کھوڑو صاحب سے محمد بن قاسم کے تاریخی حالات کی نسبت باتیں کی تھیں۔ اور سر سید سلطان احمد صاحب سے حیدرآباد وغیرہ ریاستوں کے مستقبل کی نسبت گفتگو کی تھی۔

مسٹر لال }مسٹر بہاری لال ڈپٹی سکریٹری کامرس دلی کے رہنے والے ہیں۔ بہت خوبصورت اور خوش مزاج اور خوش ادا نوجوان ہیں۔ میں نے اُن کی زندگی کی نسبت باتیں کیں۔ کہتے تھے۔ کہ ابتدائی زندگی سی پی کے علاقوں میں گذری ہے۔ کامرس ڈپارٹمنٹ میں ابھی آئے ہیں۔ اُنھوں نے مسٹر ترویدی سے بھی ملایا۔ وہ بھی کامرس ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔ احمد آباد والے مسٹر شیخ بھی ملے جو پریمی مرحوم کو چاچا کہتے تھے۔ اُن کے والد سے پریمی کی بہت دوستی تھی۔ مسٹر شیخ بھی کامرس ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔

پرہیز توڑ دیا }پندرہ دن سے دوا استعمال کر رہا تھا اور پرہیز بھی کر رہا تھا جب کچھ فائدہ نہ دیکھا تو آج پرہیز توڑ دیا اور دوا بھی چھوڑ دی۔

چکن کا تھان اور ساڑی }آج میری نئی مرید مدحت نظامی میرے کپڑوں کے لئے بہت خوب صورت چکن کا تھان لائی تھیں اپنی میرانی اماں یا ممانی اماں یعنی خواجہ بانو کے لئے ساڑی لائی تھیں مجھے یہ چکن بہت پسند آئی۔ میں نے خواجہ بانو سے کہا زندہ رہا تو اس کے کرتے پہنوں گا۔ اور مر گیا تو اس چکن کا کفن بنا دینا۔ خواجہ بانو نے ہنس کر کہا آج تک کہیں سُنا بھی ہے کہ کوئی مردہ چکن کے کفن میں دفن ہوا ہو۔ میں نے جواب دیا تم نے آج تک کسی اور آدمی کو بھی ایسا سُنا ہے جو ہر چیز کی اصلی حقیقت پر غور کرکے فیصلے کرتا ہو۔ میں وہ ہوں۔ جس نے یہ تحقیقات کی کہ قرآن وحدیث میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ مردے ایسی قبروں میں دفن کئے جائیں۔ جہاں آگ سے بنی ہوئی کوئی چیز نہ ہو۔ یعنی اینٹ چونہ نہ ہو۔ میں نے اس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مردے کو گرم پانی سے کیوں نہلاتے ہیں۔ جب رسول اللہ نے ایسا حکم نہیں دیا۔ تو لوگوں نے یہ بات کہاں سے نکال لی۔ رسول خدا کے زمانے میں ہاتھ کے بُنے ہوئے کپڑے کا کفن دیا جاتا تھا۔ اب سب کفن آگ سے چلنے والی مشینوں میں بُنے جاتے ہیں۔ اور گندی چیزوں کی کلف اُن میں دی جاتی ہے۔ پس جب لنکاشائر اور مانچسٹر کے انگریزوں اور سر سری رام کے دہلی کلاتھ مل کے بنائے ہوئے لٹھے کا کفن مسلمان مردوں کو دیا جاتا ہے۔ تو میں چکن کا یا بنارسی خوبصورت کپڑوں کا کفن کیوں نہ پہنوں۔ تم اس سے انکار کرو گی تو میں حکم دوں گا۔ کہ بنارس کے مسلمان جولاہوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی کم خواب کا کفن مجھے دینا تاکہ اگر کفن چور میرا کفن چرائے تو اپنے گھر میں جاکر بیوی سے کہے آج تک جتنے کفن چرائے وہ کوڑیوں کے مول بازار میں بیچے۔ اب یہ کفن ایسا آیا ہے کہ تمہاری ننھی کا لہنگا بھی بن سکتا ہے۔ اور اس کی تم دھوم دھام سے شادی کر سکتی ہو۔ میں بول رہا تھا۔ اور خواجہ بانو اور گھر کی سب عورتیں چپ چاپ بیٹھیں میری باتیں سن رہی تھیں۔

پوتی اور نواسی }آج سیدانی شہر بانو میرے بڑے بھائی کی پوتی اور فیاض بانو میرے بڑے بھائی کی نواسی مجھ سے ملنے آئی تھیں۔ میں نے فیاض بانو کو مینا کاری کا

طلائی نکلس دیا - اور شہر بانو کو دو طلائی بندے دئے - خواجہ بانو سے کہا تم ان دونوں کو یہ زیور پہناؤ -

دلی کا سلام } دلی کی عورتوں کا سلام مجھے پسند نہیں ہے - وہ چہرے پر بھی ہاتھ رکھ لیتی ہیں - اور گردن کو جھکاتی نہیں ہیں - لکھنؤ اور حیدر آباد کے سلام مجھے بہت پسند ہیں - فیاض بانو کی شادی ہو چکی ہے - اُس نے نکلس پہننے کے بعد چہرے پر ہاتھ رکھا اور پہلے خواجہ بانو کو پھر مجھے اور پھر شاہ بانو کو سلام کیا - اسی طرح شہر بانو نے سب کو سلام کیا -

میر عنایت حسین صاحب } درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما کے سجادہ نشین میر عنایت حسین صاحب ملنے آئے تھے - اور کئی گھنٹے میرے پاس حجرے میں رہے تھے -

۱۶ ر ۲۴ ر کا منادی } آج ۱۶ ر اور ۲۴ ر مئی کے منادی کے دو پرچے چھاپے خانے میں چلے گئے - کل انشاء اللہ شائع ہو جائیں گے -

رات کی خبریں } آج رات کو ساڑھے نو بجے ریڈیو خبریں سننے کے بعد بی بی سی لندن کی خبریں بھی سنیں تھیں - کیونکہ محمد نعیم نظامی بی اے ملنے آئے تھے - اور انھوں نے انگریزی خبروں کا ترجمہ سنایا تھا -

قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ } آج اخبار علیگ علی گڈھ میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا قصیدہ شائع ہوا ہے - میں نے اُس کو موجودہ حالات کے لحاظ سے غور کر کے پڑھا -

۲۳ جمادی ثانی ۱۵ مئی جمعرات دہلی

نواب معشوق یار جنگ } حیدر آباد والے پرانے دوست نواب معشوق یار جنگ ملنے آئے تھے - چند رفیق بھی ساتھ تھے -

عالم النسا بیگم نظامی } حیدر آباد سے حسین بی چند عورتوں کے ساتھ آئی تھی - اور عالم النسا بیگم نظامی کا ایک پیغام لائی تھی -

شیخ حامد حسین عثمانی } شیخ حامد حسین عثمانی سابق ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دیوبند سے ملنے آئے تھے - حضرت شاہ نور محمد صاحب بدایونی کے نقشبندی سلسلے میں مرید ہیں - اُن کے مزار پر بھی حاضری دی تھی - مجھے اُس وقت سے جانتے ہیں جب کہ میں گنگوہ میں پڑھتا تھا - اُن کی عمر ۸۲ برس کی ہے - لمبا قد ہے - گندمی رنگ ہے - سفید ڈاڑھی ہے - کہتے تھے کبھی عینک نہیں لگائی اور اب تک آنکھیں ٹھیک کام کرتی ہیں - رات کے وقت بھی پڑھ لیتے ہیں - اُن کے ۶ بیٹے ہیں - اور دو لڑکیاں ہیں - اور سب خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں - لڑکے عینکیں لگاتے ہیں - اُن میں سے بعض کی پنشنیں ہو گئیں ہیں - بیٹوں کی اولاد پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں ملا کر ایک سو آدمیوں کا کنبہ ہے - میں نے پوچھا آپ تمباکو کھاتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں تمباکو نہیں کھاتا - اور پان کے مزے سے بھی واقف نہیں ہوں - شادی ایک ہی کی جو اب تک موجود ہیں - شروع میں اُن کی خوراک ایک سیر آٹے کی تھی - جب کہ گھی چار سیر لگتا تھا - وہ یہ بھی کہتے تھے - کہ ان کا حافظہ بہت ٹھیک کام کرتا ہے ۵۵ برس کی عمر میں ان کے بال سفید ہوئے تھے - میرے خیال میں ان کی درازی عمر و صحت کا راز ان کی سادہ زندگی ہے - اور پان تمباکو نہ کھانا ہے - البتہ اُن کے دانت ٹوٹ گئے ہیں - اور اُن کی دانشمندی اور معاملہ فہمی کی وجہ یہ ہے کہ وہ عثمانی شیخ ہیں اور ضلع سہارنپور وغیرہ مقامات میں اکثر عثمانی شیخ رہتے ہیں جو بہت ذہین و طباع ہوتے ہیں اور بہت زیادہ سیاسی عقل رکھتے ہیں - مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبندی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور مولانا محمد قاسم صاحب جنھوں نے مدرسہ دیوبند کو رونق دی تھی - یہ سب بھی عثمانی شیخ تھے - اور بدایوں والے مولانا عبد القدیر صاحب مفتی حیدر آباد اور اُن کا خاندان بھی عثمانی ہے -

انبالے سے عبد الغنی کتاب فروش ملنے آئے تھے - دہلی سے محمد خلیل آئے تھے - اور ان دونوں نے بدن دبایا تھا - اجمیر کے زائرین آنے شروع ہو گئے ہیں - آج دن بھر حجرے میں کام کیا -

جلسہ } شام کو پانچ بجے کرائے کی موٹر میں دہلی گیا تھا - اور سنی اوقاف کمیٹی کے دو جلسوں میں شریک ہوا تھا - ایک مساجد کمیٹی کا تھا دوسرا جائداد کمیٹی کا تھا - مغرب کے وقت جلسے ختم ہوئے -

محمد نعیم نظامی } بعد مغرب مولانا عشقی نظامی اور محمد نعیم بی اے نظامی ملنے آئے تھے - مولانا عشقی نظامی خربوزے لائے تھے - نعیم صاحب نے انگریزی سیاست حاضرہ کو بیان کیا تھا - خبریں سن کر سمجھایا تھا -

حسن ابو طالب اور زید پاشا سے روم و تاریخ کی باتیں کیں تھیں - پاشا کی معلومات تاریخی بہت زیادہ ہے -

مجھے رات کو ڈیڑھ بجے تک نیند آئی تھی دو بجے اور بادست فارغ ہو کر تحریری کام کیا تھا -

آسمانی ترجمہ } آج میں نے رات کے دو بجے قرآن شریف کا ایک نیا ترجمہ لکھنا شروع کیا جس کا نام آسمانی ترجمہ رکھا ہے -

کے صفحے میں دو کالم بنائے ہیں۔ اور ہر کالم کی دس سطریں رکھی ہیں۔ ایک کالم میں آیات دوسرے کالم میں ہر آیت کے سامنے ترجمہ۔ ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ قرآن کا مفہوم ادا کیا ہے۔ اس لئے اس کا نام آسمانی ترجمہ رکھا ہے۔ یعنی آسمان والے خدا کا جو منشا ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۴ جمادی ثانی ۱۶ مئی جمعہ دہلی

تعلیمی کمیٹی کا جلسہ ٭ آج صبح کرائے کی موٹر میں دہلی گیا تھا۔ اور سنی اوقاف کمیٹی کے تعلیمی جلسے میں شریک ہوا تھا۔ دس بجے واپس آیا تھا۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد کے منبر کے سامنے پہلی صف میں پڑھی تھی۔

عاشق قرآن ٭ آج رات کو یکایک دو بجے میں نے قرآن شریف کا آسمانی ترجمہ لکھنا شروع کیا۔ اور دن کو ایک تعلیم یافتہ شیعہ نوجوان ملنے آئے جو مجھ سے کہیں زیادہ عاشق قرآن ہیں۔ یہ انگریزی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ یورپ و امریکہ کا سفر بھی کیا ہے۔ اور اس شیعہ فرقے میں ہیں جس کو قرآن سے بے خبر کہا جاتا ہے۔ مگر وہ سالہا سال قرآن کے نزول و تنزیل کی تحقیقات میں مصروف ہیں کہ کون سی سورۃ کب نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنی تحقیقات ایک ضخیم کتاب میں جمع کی ہے جو دکھانے لائے تھے۔ قرآن شریف کے نئے پرانے تمام ماہرین کی رائے کی جدول بنائی ہے۔ اس جدول سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورۂ علق یعنی اقرأ نازل ہوئی تھی۔ انھوں نے اسی تحقیقات نزول کے موافق قرآنی سورتوں کو بھی ایک جلد میں مرتب کیا ہے اور اس میں سب سے پہلی سورۃ اقرأ ہے۔

اس معاملے میں میرا فتویٰ پوچھتے تھے۔ میں نے کہا میں شرعی لحاظ سے فتویٰ دینے کی لیاقت نہیں رکھتا۔ البتہ اس بات کو مانتا ہوں کہ جس طرح قرآن شریف نازل ہوا ہے وہی ترتیب اس کی ہونی مناسب تھی۔ مگر اب چونکہ چودہ سو برس سے ساری مسلمان قوم ایک ترتیب پر اجماع کر چکی ہے۔ اس واسطے آپ کی یہ ترتیب آپ کی ذات اور آپ کے ہم خیال احباب کی ذات تک محدود رہنی چاہیئے۔ تاکہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔ انھوں نے کہا میرا بھی پہلے سے یہی خیال ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں میں کتنے آدمی میرے ہم خیال ہیں۔ اور یہ بھی معلوم کرنا ہے۔ کہ اصول تنزیل کی بموجب قرآن شریف کی نئی ترتیب پرائیویٹ حد تک جائز بھی ہے یا نہیں؟ میں اس کے لئے مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور مولانا ابوالکلام صاحب آزاد سے بھی باتیں کروں گا۔

نماز میرے ساتھ پڑھی ٭ ان شیعہ نوجوان نے جمعہ کی نماز ہم سب سنیوں کے ساتھ سنیوں کی مسجد میں جماعت سے پڑھی۔

کاتب کو بھیجدیا ٭ آسمانی ترجمہ جتنا رات کو لکھا تھا آج مولانا عبداللہ صاحب کاتب کو امروہے بھیجدیا۔ اور لکھدیا کہ میری جو کتابیں وہ لکھ رہے ہیں وہ سب کام واپس بھیجدیں اور صرف آسمانی ترجمہ لکھیں۔ تاکہ میں کاتب کے دباؤ کے سبب جلدی جلدی یہ ترجمہ لکھتا جاؤں۔ اور بھیجتا جاؤں۔ اور مرنے سے پہلے اس کی اشاعت دیکھ لوں۔

آج بھی صبح سے شام تک بہت لوگ ملنے آئے مولانا عشقی نظامی خربوزے لائے تھے۔

صحت اچھی ہے۔ مگر کمزوری برابر ہوائی جہاز میں پرواز کر رہی ہے۔ یعنی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

۲۵ جمادی ثانی ۱۷ مئی شنبہ دہلی

شاہ عون احمد ٭ آج پھلواری شریف سے حضرت مولانا شاہ محی الدین احمد مرحوم سجادہ نشین خانقاہ پھلواری شریف کے برادر یعنی مولانا شاہ نظام الدین احمد صاحب کے فرزند مولانا شاہ عون احمد صاحب چند ممتاز سن رسیدہ رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ بھی اپنے والد کی طرح بہت سنجیدہ اور کم سخن ہیں۔ گورا رنگ ہے ڈاڑھی ابھی نکلی ہے۔ چہرے پر انوار سعادت مندی ہیں۔ اجمیر شریف جا رہے ہیں میں نے کہا میں منادی بھیجوں گا۔ اور آپ عرس میں آنے والے مشائخ میں منادی کے اس مضمون کی تبلیغ کیجئے جس کا تعلق اجمیر شریف کی درگاہ کے انتظام اور تحفظ سے ہے۔ انھوں نے وعدہ کر لیا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بہت عمدگی سے یہ کام کریں گے۔

اور بھی اجمیر شریف میں جتنے میرے بزرگ ہیں۔ اور دوست ہیں۔ اور چشتی پارٹی کے ممبر ہیں۔ اور مرید ہیں۔ اُن سب کو فرداً فرداً منادی کے پرچے بھیجوں گا۔ تاکہ نشر و اشاعت کا کام اچھی طرح ہو جائے کیونکہ خطرہ سر پر آگیا ہے۔ اور اب اسی عرس پر دار و مدار ہے۔ اگر اس عرس میں اجمیر شریف والوں نے درگاہ کے انتظامات اور درگاہ کے تحفظ کا خیال نہ کیا۔ اور آپس کے جھگڑے ختم نہ کئے تو اندیشہ ہے کہ ۱۳۶۰ھ کے عرس تک بہت ہولناک انقلابات پیش آجائیں گے۔

کتابوں کا کام ٭ آج تاریخ چہاردہ سول؟

(۱۶)

وغیرہ کتابوں کا کام کیا۔ اور کئی کتابوں کی کاپیاں درست کیں۔ ملنے والے دن بھر آتے رہے۔ رات کو نیند اچھی آئی۔ ڈاکٹر تیموری صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

سر میرزا کا استعفیٰ کہ میں نے حیدرآباد کے صدر اعظم نواب امین الملک سر میرزا اسمٰعیل کے استعفے کی خبر اخباروں سے معلوم کرکے بنگلور کے پتے پر سر میرزا کو ایک ہوائی خط بھیجا تھا۔ آج اس کا بذریعہ تار جواب آیا ہے۔ میں نے اپنے خط میں سر میرزا کو لکھا تھا کہ آپ کو اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سیاسی طرز عمل کی تائید و حمایت کرنی چاہئے۔ ایسے نازک وقت میں اسلامی سلطنت کی خدمت سے جُدا نہ ہونا چاہئے کیونکہ مجھے اور دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کو حضور نظام کی سیاست پر اعتماد ہے۔ سر میرزا نے تار بھیجا ہے کہ مجھ میں اور اعلیٰ حضرت میں کوئی سیاسی اختلاف نہیں ہے۔ استعفے کی وجوہات دوسری ہیں۔

سیٹھ زکریا عثمان کی بیٹی کہ آج کلکتے والے سیٹھ زکریا عثمان صاحب مرحوم کی بیٹی خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں۔ ان کے والد سیٹھ زکریا عثمان کا مزار میرے باغ وادی امین میں حضرت خاکسار صاحبؒ کے مزار کے پائین ہے۔ ان کے شوہر سیٹھ یعقوب صاحب بھی آئے تھے۔ اجمیر شریف گئے ہیں۔

۲۶ ربیع الثانی ۱۸ مئی اتوار دہلی اوقاف کمیٹی کا بڑا جلسہ کہ آج سنی اوقاف کمیٹی کا بہت ہی بڑا جلسہ ہوا تھا۔ خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب سابق ناظر کمیٹی کا استعفیٰ چیف کمشنر صاحب دہلی نے منظور کر لیا ہے۔ آج اُن کی جگہ دوسرا ناظر مقرر کرنے کے لئے قرار پایا۔ کہ تین سو روپے سے چھ سو روپے ماہوار تک تنخواہ دے کر ایک ناظر مقرر کیا جائے۔ اور اس کے لئے اشتہار دیا جائے۔ اوقاف کمیٹی کے صدر ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب شیخ جامعہ ملیہ نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ جو انھوں نے گذشتہ انتظامی خرابیوں کے اسباب کی تحقیقات کرکے تیار کی تھی انھوں نے ایک سو سے زیادہ گواہیاں جمع کرکے ہر خرابی کی مدلل تحقیقات کی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اصلاحی تجویزیں بھی بتائی تھیں۔ وہ بیمار بھی تھے۔ اور اُن کی مصروفیت بھی حد سے زیادہ ہے۔ مگر انہوں نے ایسی مستعدی اور محنت اور رات دن کی دوڑ دھوپ سے یہ رپورٹ تیار کی تھی۔ کہ غالباً کسی اسلامی ادارے کا کوئی صدر اتنی محنت نہ کرتا ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے شیخ رضی الدین صاحب مالک شان دار بیڑی کمپنی کی امداد کی اس رپورٹ میں بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ حاضرین مجلس نے ڈاکٹر صاحب کا اور شیخ رضی الدین صاحب کا بہت زیادہ شکریہ ادا کیا۔ اب امید ہے کہ انتظام کی سب خرابیاں یا اکثر خرابیاں دُور ہو جائیں گی۔

جب سے صوبہ دہلی کی حکومت نے مجھے اس اوقاف کمیٹی کا سرکاری ممبر بنایا تھا میں ہمیشہ بے اطمینان رہتا تھا اور میں نے سابق چیف کمشنر مسٹر اسکوٹیہ سے کہا تھا کہ آپ نے مجھے اوقاف کمیٹی کا ممبر بنا کر تین مشکلات میں ڈال دیا ہے ایک اپنے ضمیر کی ملامت کی مشکل۔ دوسرے خدا کے سامنے جوابدہی کے احساس کی مشکل۔ اور تیسرے آپ کے سامنے ٹھیک طور سے اپنا فرض ادا نہ کر سکنے کی مشکل کیونکہ کمیٹی کے حالات ایسے ہیں کہ میں بے بس ہوں اس کے علاوہ میری فرصت بھی کم ہے۔ اور جسمانی طاقت بھی کم ہے اس واسطے آپ میرا نام کاٹ دیجئے اور کسی اور کو ممبر بنا دیجئے چیف کمشنر صاحب نے جواب دیا تھا "مگر آپ جیسی پوزیشن کا کون آدمی دہلی میں ملیگا"۔

مجھے سب سے زیادہ تکلیف اس کی تھی کہ جامع مسجد دہلی کے اطراف میں بہت سی ہیلی دوکانیں ہیں۔ اور دوکان دار سب مسلمان ہیں اور وہ کرایہ بھی نہیں دیتے۔ اور چالیس ہزار روپے سے زیادہ کرایہ اُن کے ذمے ہو گیا ہے یہ کیسے مسلمان ہیں کہ اُن کو یہ احساس نہیں ہے کہ اُن کے ذمے بھی جامع مسجد کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے ہم سب ممبروں کے ذمے ہیں۔ مگر آج جناب صدر نے اس خلجان کو دور کر دیا۔ اور بتایا کہ ان دوکان داروں نے مجھ سے رو کر کہا کہ ہم عاقبت کے مواخذ سے ڈرتے ہیں۔ ہم سے کمیٹی کے ملازم کرایہ لینے نہیں آتے۔ اور ہمارا حساب ہم کو نہیں بتاتے۔ جس سے ثابت ہوا کہ دکان داروں کا قصور اتنا نہیں تھا جتنا کمیٹی کے عملے کا تھا۔ اس کے علاوہ بھی ایسی چیزیں آج کے جلسے میں سنیں جن کو سن کر بے اختیار میرے دل کی زبان پر یہ آیت آئی يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ اے کاش میں اس سے پہلے مر جاتا اور دنیا مجھ کو بھول جاتی۔

آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک تین گھنٹے جلسہ ہوا۔ جناب صدر کے علاوہ حسب ذیل ممبران موجود تھے۔ خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب

خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب۔ مسٹر ڈی ایم ملک آنریبل سید حسین امام صاحب صدر کونسل آف اسٹیٹ۔ مسٹر وحید الدین ایڈوکیٹ اور حسن نظامی۔ مگر مجھے افسوس ہے۔ کہ اس بڑے جلسے میں بھی ممبروں کی پوری تعداد موجود نہیں تھی۔ نہ سرکاری ممبر تھے نہ انتخابی ممبر تھے۔

مدرسۂ صوفیہ کی امداد کہ درگاہ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ میں سیاسلہ نظامی نے کچھ عرصے سے ایک مدرسہ صوفیہ جاری کر رکھا ہے۔ آج سنی اوقاف کمیٹی نے اُس کی امداد منظور کر لی۔ اور فنانس کمیٹی کو سفارش بھیجدی۔

ملنے آئے تھے کہ سید منظور حسین صاحب غازی ایک دوست کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ مسٹر رحمان چیف کنٹرولر ایکسپورٹ کے لڑکے اور سید منظور حسین صاحب کے صاحبزادے بھی ملنے آئے تھے۔ اور بیگم رحمٰن بھی ملنے آئی تھیں۔ اور سید عبد السلام بھی ملنے آئے تھے۔ مشتاق احمد صاحب وحیدی ڈپٹی سکریٹری فنانس ڈپارٹمنٹ اور اختر حسین صاحب بریلوی افسر ڈسپوزل ڈپارٹمنٹ بھی ملنے آئے تھے۔ لالہ پریم پرکاش چشتی اور غلام فرید قمر بھٹی نظامی بھی ملنے آئے تھے شیخ سمیع الدین صاحب اور صوفی صاحب اجمیری بھی ملنے آئے تھے۔

ابو طالب پاس ہو گئے کہ آج مولانا عشقی نظامی کے چھوٹے لڑکے ابو طالب نظامی اپنے گاؤں سے آئے ہیں۔ اور میرے لئے خربوزے لائے ہیں۔ مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ وہ امتحان میں پاس ہو گئے ہیں۔ آج گرمی بہت زیادہ تھی میرے لڑکے حسن ابو طالب نے

کل رات کو بجلی کا پنکھا میرے قریب لگا دیا تھا۔ اور سید ابن عربی نے کوشش کر کے ٹیلی فون بھی میرے پاس لا کر رکھ دیا تھا۔ ٹیلی فون بالاخانے پر نہیں ہے۔ لیکن انھوں نے لمبی ڈوری لگا کر ٹیلی فون اوپر رکھ دیا تھا۔ کیونکہ سر میرزا اسمٰعیل نے بنگلور سے ٹیلیفون میں بات کرنے کی بذریعہ تار اطلاع بھیجی تھی۔ اور آج بھی حسن ابو طالب نے پنکھے کا انتظام کیا تھا۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔

اخبار روانہ ہو گیا کہ پرسوں ۱۶ اپریل ۲ مئی کا منادی شائع ہو گیا تھا۔ آج میرے نام بھی ایک پرچہ آیا۔ اور میں نے اُس کو اس طرح دیکھا گویا میں بھی اُس کے خریداروں میں ہوں۔

حضرت مولانا فخر صاحبؒ کا عرس کہ آج چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مجدد حضرت مولانا فخر الدین فخر صاحبؒ کا سالانہ عرس درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحؒ میں ہوا تھا مگر میں عوارض کی شدت کے سبب شرکت کی سعادت سے محروم رہا۔

۲۷ جمادی الثانی ۱۹ مئی پیر دہلی

چہل قدمی کی قوت میں کمی کہ آٹھ دن میں جسم کے وزن میں دو پونڈ کا اضافہ ہوا ہے سات پونڈ وزن کم ہو گیا تھا۔ اب پانچ پونڈ کی کمی باقی ہے۔ دوائیں چھوڑ دی ہیں۔ تکلیفوں میں بھی کمی ہو گئی ہے۔ لیکن چہل قدمی کی طاقت بحال نہیں ہوئی۔ چلتا ہوں تو جلدی تھک جاتا ہوں۔

ملا واحدی صاحب کہ آج ملا محمد واحدی صاحب اپنی بڑی بیٹی زاہدہ خاتون سے ملنے آئے تھے۔ جو میرے ایک مکان میں اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ کچھ دیر بات چیت کر کے واحدی صاحب چلے گئے تو زاہدہ خاتون کا دستی خط آیا۔ لکھا تھا میرے ابا مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ اور وہ میرے ابا بھی ہیں اور اماں بھی ہیں۔ آج اُن کی کمزوری دیکھ کر میرا دل پریشان ہو گیا۔ آپ نے ڈاکٹر عبد الحق صاحب سے میرا علاج کرایا اور میں مرتے مرتے بچ گئی۔ میرے ابا کا علاج بھی اُن ہی سے کرا دیجئے۔ مجھے خاتون کے اس فقرے سے بہت ہنسی آئی کہ میرے ابا مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ سب بیٹیاں اپنے ماں باپ سے بیٹوں کی بہ نسبت زیادہ محبت کیا کرتی ہیں۔ لیکن واحدی صاحب کی بیٹی یقیناً اپنے باپ کی عاشق ہے اور باپ نے بھی اس کو اسی طرح پالا ہے کہ ماں کا فرض بھی ادا کیا۔ اور باپ کا فرض بھی ادا کیا۔ کیونکہ خاتون کی ماں اس کو بہت چھوٹا سا چھوڑ کر مر گئی تھیں۔

سر آرتھر ڈین کہ آج میں سید ابن عربی اور حاجی پیر ضامن نظامی صاحب اور سید سمیع الدین صاحب کے ساتھ سر آرتھر ڈین چیرمین امپرومنٹ ٹرسٹ دہلی سے ملنے گیا تھا۔ اور درگاہ شریف کے اطراف کی زمین کی نسبت بات چیت کی تھی۔ اور ایک میموریل بھی دیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اُن سے کہا کہ مقبرۂ ہمایوں سے پرانے قلعے تک چھ سو برس کا پرانا قبرستان ہے۔ اور میں نے سنا ہے کہ اُس جگہ کی پیمائش ہوئی ہے۔ اور وہاں عمارتیں بننے والی ہیں۔ اور مجھے اور مسلمانوں کو بڑا فکر ہے کہ یہ پرانے مزارات مٹائے جائیں گے سر آرتھر ڈین نے کہا آپ اطمینان رکھئے ایسا نہیں ہوگا۔ آنریبل چیف کمشنر بہادر کو پرانی قبروں کی حفاظت کا پورا خیال ہے۔ اور

مجھے بھی خیال ہے جیسا کہ نئی دہلی کی تعمیر کے وقت قبروں کی حفاظت کا خیال رکھا گیا تھا۔ اب بھی خیال رکھا جائیگا۔ میں نے کہا آپ کے خیال کے باوجود نئی دہلی کی تعمیرات میں بے شمار قبریں توڑ دی گئیں۔ اور وہ قبریں چار سو پانچ سو برس کی تھیں۔ اور یہ قبریں چھ سو سات سو برس کی پرانی ہیں۔

ڈپٹی کمشنر صاحب } ڈیڑھ بجے ڈپٹی کمشنر صاحب نئی دہلی کو بھی پر ملنے گیا تھا۔ سید ابن عربی اور سید صبیح الدین صاحب بھی ساتھ گئے تھے ڈپٹی کمشنر صاحب کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے اندر گھر میں بلا لیا۔ اور مجھے بھی تربوز کھلایا اور پھر باتیں کیں۔

آنریری مجسٹریٹوں کی تخفیف } دہلی میں اٹھائیس آنریری مجسٹریٹ تھے۔ اور مسٹر اسکاٹ سابق چیف کمشنر نے مجھے بھی نئی دہلی کا آنریری مجسٹریٹ بنانا چاہا تھا۔ اور میں نے اپنی ناقابلیت کا عذر پیش کیا تھا۔ اب سنا ہے کہ اٹھائیس مجسٹریٹوں میں سے اکیس مجسٹریٹ تخفیف میں آ گئے ہیں۔ اور سات باقی رہے ہیں۔ جن میں مسلمان صرف ایک ہیں۔ میں نے اس کی نسبت بھی آج ڈپٹی کمشنر صاحب سے باتیں کی تھیں۔ انھوں نے کہا یہ تخفیف محض اس لئے ہوئی ہے کہ ہم قانون داں اور تعلیم یافتہ مجسٹریٹ چاہتے ہیں۔ اگر آپ بی اے پاس اور قانون جاننے والے مسلمانوں کا نام بتائیں گے تو سب سے پہلے آپ کی تحریک پر توجہ کی جائیگی۔

آگ برس رہی تھی } دو بجے ڈپٹی کمشنر صاحب کے ہاں سے واپس آیا تو اتنی سخت دھوپ اور گرمی تھی کہ چاروں طرف سے آگ برستی معلوم ہوتی تھی۔ موٹر کے اندر ... [illegible] ... تھا

میری روح کو کسی قسم کی اذیت نہیں تھی۔ اور وہ خوش تھی کہ میں اپنے فرائض کو ایسی پورش کی سختی میں بھی ٹھیک طرح انجام دے رہا ہوں۔

اسٹو کھایا } تین بجے گھر میں آیا۔ سردحانے خس کے پردوں میں بٹھایا۔ بجلی کا پنکھا چلایا۔ سامنے دسترخوان بچھایا۔ اور ماش کی دال اور اسٹو سفید سفید چینی کی پلیٹوں میں سجایا۔ اور میں نے کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ماش کی دال کو میرے لئے پیدا کیا۔ اور بکری کو میرے لئے اس قابل کر دیا کہ کٹے اور بھنے اور میرے سامنے آئے۔ اور دال اُبلے اور بگھرے اور میرے پیٹ میں جائے۔ بوٹی کھانی معدے کی شریعت میں ناجائز تھی۔ اسٹو کا مسالہ روح چمچے سے نکال نکال کر پلیٹ میں ڈالتی تھیں۔ اور میں نوالوں کے ذریعے اس کو اپنے پیٹ میں ڈالتا تھا۔

کام کا میدان } پیٹ میں پڑیں روٹیاں۔ ساری کلیں موٹیاں کہتا ہوا درگاہ کے حجرے میں آیا۔ قرآن شریف کے آسمانی ترجمے کے چھ صفحے لکھوائے اور چھ صفحے کتاب جہاد رسولؐ کے لکھوائے صوفی صاحب اجمیری روزنامچہ لکھواتے وقت پاس بیٹھے تھے۔ اور مجھے ان کے قرب کی وجہ سے نئے نئے قافیے سوجھ رہے تھے۔ کیونکہ میں شاعری کو آتش سوزاں سمجھتا ہوں۔ اور شیخ سعدیؒ کہہ گئے ہیں ؎ قرب سلطان آتش سوزاں بود۔ تو مجھے کہنا چاہئے ؎ قرب شاعر آتش ناشر بود۔ حسن ابو طالب پانی پلاتے تھے۔ پان کھلاتے تھے۔ اور میں لکھواتا جاتا تھا۔ آج یہ باتیں بناؤ سجیاں ہیں کل جب ہم دنیا میں نہ ہوں گے تو یہ بناؤ سجیاں مجلسوں میں گرمیاں پیدا کریں گی۔

حضرت جامیؒ ایک دن ایک مدرسگاہ میں گئے۔ استاد شاگردوں کو حضرت جامیؒ کی ایک کتاب پڑھا رہے تھے۔ لیکن جامیؒ کو پہچانتے نہ تھے۔ جامیؒ چپ چاپ بیٹھے ہوئے استاد کی تقریر سنتے رہے جب کتاب کے ایسے ایسے نکات بیان کئے کہ حضرت جامیؒ حیرت ہو گئے۔ آخر انھوں نے درس ختم ہونے کے بعد استاد سے کہا کہ یہ نکتے تو جامیؒ کے کتاب لکھتے وقت خواب و خیال میں بھی نہ آئے ہوں گے۔

چندہ باورچی کی وفات } دہلی سے خبر آئی کہ چندہ باورچی نے وفات پائی۔ اس کا باپ حسینی عرب سرائے میں رہتا تھا۔ میں نے اس کو اپنے بچپن میں دیکھا تھا۔ چندہ ہمیشہ عرسوں میں لنگر کا کھانا پکاتا تھا۔ اب بوڑھا ہو گیا تھا تو کام ٹھیک نہ کر سکتا تھا اس لئے میں نے اس کی گزر اوقات کے لئے مہینہ مقرر کر دیا تھا کیونکہ اس کا باپ حسینی میرے والد کے وقت کا باورچی تھا اور چندہ نے بھی اپنی عمر کا بڑا حصہ میرے لنگر اور گھر کے کھانے پکانے میں بسر کیا تھا۔

مجھے اس کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ اس کا بیٹا یعقوب درگاہ حضرت شمس الدین اوتاد (معروف پتے والی درگاہ) کی خدمت کرتا ہے اور فقیر ہو گیا ہے۔ چندہ کو پرانے زمانے کے لوگوں کی طرح دعائیں دینی خوب آتی تھیں ابھی حال ہی میں میرا پوتا ولی بیمار ہوا تو اس نے کہا تھا کہ چندہ کو کچھ بھیجو وہ مجھے دعائیں خوب دیتا ہے۔ اور میں نے فوراً اپنے پوتے کی اس فرمائش کو پورا کر کے کہا تھا۔ میرا یہ پوتا دعا کی قدر کرتا ہے فوراً اس کی تعمیل کرنی چاہئے۔

مولوی منصور الحق صاحب } باڑھ صوبہ بہار سے مولوی منصور الحق صاحب اپنے بیٹے حبیب الحق کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بہت صاف دل اور مستحکم عقیدے کے مسلمان ہیں دیوبندی عقائد رکھتے ہیں اہل بیت سے قرابت بھی ہے۔ میں نے ان کو بزرگوں کی محبت کا ایک نیا عقیدہ ان کی زندگی کی رفاقت میں دیدیا۔

۲۸ جمادی الثانی ۲۰ مئی منگل دہلی {ملا رحم} ملا عبد السمیع رحم ابن مولانا عبد السلام بن ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب نے اپنے نانا کی خبر گیری صبح سے دوپہر تک رکھی۔ اس کے بعد اُن کے تینوں ماموں زید پاسبان اور حسن ابو طالب اور جہاں‌گیر اسکول سے آگئے اور انھوں نے بھانجے کو نوکری سے آف کیا۔ ملا رحم کے نانا دس بجے تک موتی محل میں تحریری کام کرتے رہے۔ پھر بالاخانے سے حجرے میں آئے۔ راستے کا فرش دس بجے اتنا گرم ہو گیا تھا کہ پاؤں نہ رکھے جاتے تھے۔ آج بھی اجمیر شریف جانے والے صدہا زائرین درگاہ میں آئے۔ اور مجھ سے بھی ملنے کے لئے تانتا بندھا رہا۔ شام کو صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب آئے تھے۔ جسم کی بیماریوں کے سبب آج میں ذرا جلدی بالاخانے پر چلا گیا تھا۔

دو علمی نمائندے {عصر کے بعد خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور ہارون خاں صاحب شروانی پرنسپل عربک کالج دہلی کالج کی نئی تعمیر کی نسبت بات چیت کرنے آئے تھے۔ کالج کی تعمیر کے لئے پچیس لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ عیسائیوں کا سینٹ اسٹیفن کالج اور ہندوؤں کے کئی کالج دہلی یونیورسٹی کے قریب بن گئے ہیں۔ مسلمانوں کا عربک کالج ابھی عالم تصور میں ہے۔ زمین مل گئی ہے۔ مگر وہ چٹیل میدان آسمان کو دیکھ رہا ہے۔ اور آسمان سے سلطان العلوم کے ابر سخاوت کی بارش مانگ رہا ہے۔ دونوں اصحاب نے مغرب کی نماز بھی میرے ساتھ پڑھی۔

حسین عرب {حیدر آباد سے ولی عہد بہادر کے ایک معتمد حسین عرب صاحب ملنے آئے تھے۔ اجمیر شریف جا رہے ہیں۔ آج رات کو پھر امراض کے حملے ہوئے تھے۔ اور میں نے صوفی صاحب اجمیری کو عالم تخیل میں یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ ؎

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں
جو جل اُٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

تین بجے بیدار ہوا تھا۔ عبد الغنی فیض آبادی خواب گاہ کے دروازے پر پہرہ دیتے ہیں۔ آج دیکھا تو موجود نہ تھے۔ اُسی وقت تحقیقات کے لئے باغ میں گیا۔ سوئے سنسار جاگے پاک پروردگار کا تماشا دیکھ کر واپس آ گیا۔ غسل کیا۔ معمولات پورے کئے۔ پھر پہل قدمی کی۔

۲۹ جمادی الثانی ۲۱ مئی بدھ دہلی {شدرحال} میرے استاد صاحبان یعنی علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ سوائے مکے مدینے کے شدرحال یعنی نیت کر کے کسی مقدس مقام کا سفر کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر میں نے اپنے بزرگوں سے تعلیم پائی ہے کہ انسان خدا کی پہچان کا طلب گار ہو تو پہلے اپنی پہچان کے لئے شدرحال کرے۔ اپنی پہچان کے لئے آج میز پر رکھے ہوئے بڑے آئینے کے سامنے گیا۔ بینائی نے کہا میں دیوبندی ہوں صورت پرستی نہ کرنے دوں گی۔ اور صورت اس قابل بھی نہ تھی کہ میں اس کو دیکھ کر خوش ہوتا۔ بہت لمبی وحشیانہ ڈاڑھی۔ کچھ گوری کچھ کالی۔ سر پر لمبے لمبے بال۔ دیکھا تو بس آئینے میں یہ دیکھا۔ پہچان نہ سکا کہ یہ صورت کس کی ہے۔ اور حدیث قدسی کی بموجب اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (اللہ نے آدمی کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔) میری صورت اور اس کی صورت میں کچھ مشابہت ہے یا نہیں؟ آواز آئی ؎

صورت از بے صورتی آمد برون
باز شد اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

زید منزل سے پرچہ آیا۔ محمد اسمٰعیل صاحب ہوم ڈپارٹمنٹ سے ملنے آئے ہیں۔ میں نیچے ملنے گیا تو انھوں نے خواب بیان کیا کہ حضرت سلطان المشائخ رض کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں اس مسجد کی تعمیر میں سترہ روپے دے دو۔ یکایک وہ صورت بدل گئی۔ اور آپ کی صورت نظر آنے لگی۔ یہ سترہ روپے لے کر آیا ہوں۔ قبول کیجئے۔ میں نے کہا خواب کی تعبیر کا تعلق خود آپ کی ذات سے ہے۔ مجھ سے نہیں ہے۔ نہ کوئی مسجد یہاں بن رہی ہے۔ جس کے لئے یہ رقم قبول کروں۔ تعبیر یہ ہے کہ حضرت رض کا وصال ۱۷ ربیع الآخر کو ہوا تھا۔ خواب میں ارشاد ہوا ہے کہ تم مقام سجدہ اور مقام قرب (وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ) چاہتے ہو تو حضرت رض کے یوم وصال کے عدد تک رسائی حاصل کرو۔ اور وہ ۱۷ ہے علم جفر کی بموجب سات کا عدد اور ایک کا عدد اُس مقام ہُو کا صراط مستقیم ہے مگر انھوں نے اصرار کر کے سترہ روپے دیدیئے۔ اور سوا روپیہ نیاز کے لئے الگ دیا۔

مستری حبیب خاں نظامی {بدھ کی حاضری کے لئے مستری حبیب خاں نظامی آئے تھے۔ آج کل وہ شاہ کرار حسین صاحب سجادہ نشین خانقاہ صابریہ کے پاس رات کو

رہتے ہیں۔ اور عبادت کرتے ہیں۔ کہتے تھے شاہ صاحب باوجود سن رسیدہ ہونے کے دن بھر بندگان خدا کو اپنی خانقاہ کا ٹھنڈا پانی پلاتے رہتے ہیں۔ اور رات کو شب بیداری کرتے ہیں۔ اور ہم جیسے لوگوں کی خبرگیری بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور آجکل اجمیر شریف جانے والے نظامی اور صابری مشائخ اور فقرا اس کثرت سے اُن کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں۔ کہ کہیں جگہ باقی نہیں ہے۔

میں نے کہا نظامیہ خاندان میں حاجی میاں صاحب اور صابریہ خاندان میں شاہ کرار حسین صاحب دہلی میں ایوان بہشت کے دو مضبوط ستون ہیں۔ کاش! ہم درگاہ والے بھی اپنے سلسلوں کے ان مشائخ کی ویسی ہی قدر کریں جس قدر کے یہ مستحق ہیں۔

امراض: [illegible] مدت سے ڈاکٹر عبدالحق صاحب شفاء [illegible] اور ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفا رام اور حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد کی دوائیں استعمال کر رہا تھا۔ آج خیال آیا کہ محبوب پاک رض کا دن یعنی چہار شنبہ ہے۔ چلو اپنے جسم اور اُس کی بیماریوں کی پہچان کے لئے کسی نئے عارفِ جسمانیات کے پاس چلیں۔ دہلی میں مسیح الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب مرحوم کے بھتیجے حکیم حاجی محمد ظفر خاں صاحب بہت تجربہ کار اور خاندانی طبیب ہیں۔ ان کو نبض دکھانی چاہئے۔ نعیم صاحب اور مستری حبیب خاں نظامی کے ساتھ اُن کے پاس گیا۔ نبض دکھائی۔ بیماریوں کی تفصیلات سنائیں انھوں نے نسخہ لکھا۔

کئی دن ہوئے خزائن الادویہ کتاب میں حجر الیہود دوا کے خواص پڑھے تھے۔ اور خیال آیا تھا کہ گردے کی بیماریوں کے لئے یہ دوا بہت مفید ہے۔ مگر آج تک کسی طبیب نے اس کی طرف توجہ نہیں کی تھی اور میرے نسخے میں اس کو نہیں لکھا جاتا تھا۔ آج جب حکیم محمد ظفر خاں صاحب نے نسخہ مجھ کو دیا۔ تو اس میں پہلی دوا حجر الیہود دیکھی۔ تو مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ آسمان سے ابھی یہ دوا میری بیماریاں دور کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ ملا رحیم ساتھ تھے۔ انھوں نے دو تربوز اور تین خربوزے خریدے۔ میں نے کہا سنو ملا جی! خربوزے میں پہلا جزو کہتا ہے کہ میں گدرا ہوں۔ اور تربوز میں پہلا جزو کہتا ہے کہ میں تر و تازہ ہوں۔

سید جعفری صاحب ایڈوکیٹ دہلی سے بھی ملنے گیا تھا۔ یہ دہلی کے ممتاز وکیلوں میں ہیں۔ اور عربی [illegible] عبدالحی نام ہے۔

فقیر پاشا نظامی گئے۔ احمد آباد سے پیرجی نظامی مرحوم کے دونوں بچے فقیر پاشا نظامی اور معین الدین نظامی آئے ہیں۔ فاروقی صاحب کے ہاں دہلی میں ٹھیرے ہیں۔ میں نے شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کیا۔ مولانا عاشق نظامی کے دوسرے بیٹے محمد نظام نظامی بھی آج آئے ہیں۔ صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب اور ملا حسن مازندرانی بھی ملنے آئے تھے۔

یکم رجب ۲۲ مئی جمعرات دہلی

مُون ویلکم: آجکل ہندوستانیوں کو انگریزی بولنے انگریزی لکھنے اور انگریزی سے واقفیت نہ ہو تو سنے سنائے الفاظ بولنے اور لکھنے کا خبط ہو گیا ہے۔ اور میں اس کا بہت مخالف ہوں۔ لیکن اردو زبان کو بڑھانے اور وسیع کرنے کی نیت سے بعض انگریزی الفاظ دلچسپ انداز سے اردو میں جذب کرتا ہوں۔

مثلاً آج میں نے مُون ویلکم لکھا۔ مُون کہتے ہیں چاند کو۔ ویلکم کہتے ہیں خیر مقدم کو۔ چونکہ آج اس چاند کی پہلی ہے۔ جو میرے آقا و مولیٰ حضرت خواجہ صاحب اجمیری رض کا چاند ہے۔ یعنی اُن کے عرس کا زمانہ پہلی سے چھ تک رہتا ہے اس واسطے میں اس چاند کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

کل دہلی میں چاند نظر نہیں آیا۔ ورنہ حیدرآباد سے چاند ہونے نہ ہونے کا تار آیا۔ تاہم اجمیر شریف سے آنے والے زائرین نے بتایا جو اجمیر شریف ہو کر آئے ہوئے ہیں اور جو جانے والے ہیں کہ وہاں چاند دیکھا گیا۔ اور خود انھوں نے بھی چاند دیکھا۔

جاورے کا سفر: میں کل جاورے جانے والا تھا۔ سیٹیں بھی ریزرو ہو گئی تھیں مگر صحت اب تک تو بہت ہی نازک ہے اور حکیم حاجی محمد ظفر خاں صاحب کی دوائیں استعمال کر رہا ہوں اس لئے سفر ملتوی کر دیا۔

نعیم صاحب کی بیماری: آج نعیم صاحب اور اُن کے دوست زبیر صاحب بیمار ہو گئے ہیں رات کو قے ہوئی تھی اور دن میں پیچش اسہال بھی ہونے لگے۔ میں نے شفا [illegible] زبیر صاحب [illegible] ڈاکٹر شفا احمد صاحب درگاہ [illegible] سے آئے تھے۔ آج میں نے تحریری کام نہیں کیا۔ اپنی اُن کتابوں کو پڑھتا رہا۔ جن کو نئی ترتیب سے شائع کرنا ہے۔

زائرین عرس: اجمیر شریف جانے والے زائرین آج بھی میرے پاس درگاہ میں [illegible] کی تعداد میں آتے جاتے رہے۔ چونکہ میں درگاہ کے حجرے میں کام کرتا ہوں اس واسطے

میرے پاس بھی ملنے والوں کا صبح سے شام تک تانتا لگا رہتا ہے۔

مدحت نظامی آج میری نئی مریدہ مدحت نظامی اہلیہ مسٹر رحمٰن چیف کنٹرولر الیکٹریسٹی خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں۔ اور میرے لئے آم لائی تھیں۔

سیٹھ روشن علی آج خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب کے صاحبزادے کے ساتھ میرے دوست حاجی داؤد حاجی ناصر کے فرزند سیٹھ روشن علی اور حاجی داؤد کے چھوٹے داماد سیٹھ دہسی ملنے آئے تھے۔ وہ کل ہوائی جہاز میں بمبئی چلے جائیں گے۔

۲ رجب ۶۳ ۲ مئی جمعہ دہلی ٹوٹے بلیٹن آج کی کیفیت یہ ہے کہ صحت کی خرابی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ دن بھر تکلیف رہی۔ نعیم صاحب تندرست ہو کر آج آگئے اور میں شام تک کام کرتا رہا کئی نئی کتابیں جو ابھی حال میں لکھی ہیں آج مکمل کرلیں۔ کاپیوں کی صحت بھی دی۔ اور خطوط کے جواب بھی لکھوائے۔

دشمن کی لکھی ہوئی تاریخ اسلام سر ایڈورڈ گبن مسلمانوں کے اور اسلام کے بہت مشہور دشمن تھے۔ انھوں نے ایک کتاب "زوال سلطنت روما" انگریزی میں لکھی تھی۔ اس کتاب میں اسلام کی نسبت اور مسلمانوں کی فتوحات کی نسبت انھوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ میں نے اُتنے حصے کا ترجمہ کرایا تھا۔ اور اُس کو شائع کیا تھا اب ازسرنو اُس پر تبصرہ لکھا ہے۔ اور گبن کی خرافات باتوں کا جواب دیا ہے۔ اس تبصرے کو شریک کرنے کے بعد میں نہایت خوبصورت جلد بندھا کر اس کتاب کو ایسا بنا دوں گا کہ موجودہ نسل کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اور ہندوؤں کی لائبریریوں میں رکھی جا سکے۔

اول صف کی نماز آج میں نے درگاہ کی مسجد میں منبر کے سامنے اول صف میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔

منبر کی تعمیر درگاہ کی مسجد میں پہلے سنگ سرخ کا منبر تھا۔ صرف تین سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے اس کو توڑ کر نہایت خوبصورت سنگ مرمر کا منبر بنوایا تھا۔ اور پشت پر تعمیر خلجی مسجد اور تعمیر کا سنہ ۱۳۵۳ھ کندہ کرایا تھا۔ آج خیال آیا کہ اس منبر پر سنہری کام ہونا چاہئے۔ کیونکہ حدیث شریف میں مسجدوں کی زینت کا آنحضرتؐ نے حکم دیا ہے۔ سونا آجکل مہنگا ہے۔ لیکن عمر کے دن بھی مہنگے ہیں۔ جو کام ہو سکے آج ہی کرلینا چاہئے۔ اس واسطے آج میں نے نیت کی کہ اپنی محنت کی پاک کمائی کے ایک ہزار روپے اس منبر کی آرائش اور زیبائش بڑھانے کے لئے خرچ کروں گا اس سے میرے حضرت محبوب پاکؒ کی روح خوش ہوگی۔

شاہ صاحب آج منوہ سی پی کے ایک شاہ صاحب اپنے مریدوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ کانوں سے کم سنتے ہیں۔ چہرے پر انوار درویشی ہیں۔ ان کی اور ان کے مریدوں کی درویشانہ تمیزداری کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔

دانتوں کی گرفتاری میں نے نیچے کے پانچ دانت جاپانی ڈاکٹر سے رنگون میں نکلوائے تھے۔ اور دہلی میں ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب نے اُن کا چوکھٹہ بنا دیا تھا۔ جس کو میں رات دن میں کئی بار مانجھتا ہوں اور صاف کرتا ہوں۔ مگر آج صبح ہرچند کوشش کی دانت نہیں نکلے اور میں اُن کو صاف نہیں کر سکا۔ دن بھر دانتوں میں درد رہا۔ رات کو بھی تکلیف رہی۔

آج بھی ۔ ۔ ۔ نظامی ملنے آئی تھیں۔ ان کے شوہر سرکاری کام کے لئے کلکتے گئے ہوئے ہیں۔

۳ رجب ۶۳ ۲ مئی شنبہ دہلی

دانتوں کی آزادی رات کو بھی دانتوں کی تکلیف رہی تھی اور آج دن کو بھی تکلیف ہے آج صبح بھی چوکھٹہ نکالنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں نکلا۔ تب ۱۱ بجے خواجہ بانو اور ملا واحد کے ساتھ ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب کے پاس گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بیوی خواجہ بانو سے اکثر ملتی رہتی ہیں۔ آج بھی ان سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے بمشکل چوکھٹہ نکالا معلوم ہوا چھالیہ کے ٹکڑے پھنس گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے چوکھٹے کو سوہن سے گھس کر ذرا ڈھیلا کر دیا۔

ماہر خوراک ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب نئے سائنس کی بموجب انسانی خوراک کے ماہر ہیں۔ اور ہمیشہ ایک خاص سوسائٹی میں اس پر تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے کہا آپ نے منادی میں انسان کی پہچان کی نسبت لکھا تھا کہ خدا کی پہچان اُس کو حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنی ذات کو پہچانے اور اپنی ذات کو وہ پہچان سکتا ہے جو اپنی خوراک کو پہچانے یہ ایسی قیمتی بات آپ نے لکھی ہے کہ ہندوستان میں آج تک کسی نے لکھی ہوگی۔ اور میں اس مضمون پر اپنی سوسائٹی میں ایک بڑی تقریر کرنے والا ہوں۔

راون پارٹی ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب سکھ ہیں اور لنکا کے راجہ راون کو مانتے ہیں۔ اس خیال کے ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں آدمی پائے جاتے ہیں۔ جن کو راون کے حریف رام چندر جی سے اختلاف ہے۔

دانتوں کی آزادی سے میری تکلیفیں فوراً

دور ہو گئیں - اور میں خواجہ بانو کے ساتھ دلی گیا اور وہاں چھپائی کا کام دیکھ کر واپس آیا -

فقیر پاشا نظامی کہ آج پیر جی نظامی مرحوم کے دونوں لڑکے فقیر پاشا نظامی اور معین الدین ملنے آئے تھے - اب وہ واپس احمد آباد جانے والے ہیں -

کپتان عباسی کہ مسٹر رضا الحق عباسی مرحوم کے صاحبزادے کپتان عباسی بھی ملنے آئے تھے

سکھوں کا میلہ کہ آج میرے علاقے کے قریب سکھوں کا ایک بہت بڑا میلہ ہوا تھا پولیس بھی کافی تعداد میں جگہ جگہ موجود تھی - اطراف کے مسلمانوں میں تشویش تھی کہ سکھ حملہ کریں گے - اس واسطے میرے چھوٹے بچے اسکول نہیں گئے تھے - بڑے لڑکے گئے تھے - اور ان کی حفاظت کے لئے سید ابن عربی بھی ساتھ گئے تھے - مگر جب میں خواجہ بانو اور ملا رحم کے ساتھ دہلی گیا تو راستے میں سکھوں نے روک کر شربت پلانے کی خواہش کی - وہ سب ہندو مسلمانوں اور سکھوں کو جگہ جگہ شربت کا شربت پلا رہے تھے - مجھے اُن کے اس برتاؤ سے بہت خوشی ہوئی اور میں نے ان کو مبارکباد دی - آج بھی مدحت نظامی آئیں تھیں - اور شام کو ڈاکٹر تموری صاحب بھی ملنے آئے تھے - صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب اور مولانا عاشق نظامی روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں - آج بھی آئے تھے -

محمد نعیم نظامی کہ چونکہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر بڑے بڑے خلفاء یوپی کے رہنے والے تھے اس واسطے مجھے بھی یوپی کے لوگوں سے بہت محبت ہے - محمد نعیم نظامی بی اے یوپی کے رہنے والے ہیں یہاں سرکاری ملازمت کرتے ہیں اور یہیں میرے ایک مکان میں رہتے ہیں - اُن کی سیاسی سمجھ بہت اچھی ہے - اکثر رات کو آ کر سیاسی واقعات سمجھاتے ہیں - اور آئندہ کے نتائج نکالتے ہیں - آج بھی آئے تھے اور میرے سر پر تیل کی مالش بھی کی تھی - اُن کی نہایت عمدہ مہارت دیکھ کر میں نے پوچھا تیل ملنے کا یہ طریقہ آپ نے کہاں سیکھا تھا؟ جواب دیا کہیں نہیں سیکھا اپنے سر پر تیل ملنے سے مشق ہو گئی ہے اُنھوں نے یہ بھی بتایا کہ دماغ کے فلاں فلاں حصوں پر مالش کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور آج یہ بات تجربے سے بھی ثابت ہوئی کہ جب اُنھوں نے اُن مقامات پر مالش کی تو مجھے بہت راحت محسوس ہوئی - اور نیند بہت اچھی آئی - کئی رات سے نیند پوری نہیں ہوئی تھی - آج صبح کی اذان تک مسلسل سویا - زید پاشا اور حسن ابو الخیر اور مہاری اور ملا رحم بہت دن سے میری خدمت کرتے رہتے ہیں - حسن سب سے زیادہ میرا خیال رکھتے ہیں -

وفات کی خبر کہ آج لکھنؤ کے روزانہ اخبار ہمدم میں مہاراجہ صاحب جہانگیر آباد کے انتقال کی خبر سنی - بہت صدمہ ہوا - اور آج ہی اُن کی ریاست کے منیجر مولوی محمد شہیر صاحب کا خط بھی آیا - میں نے فوراً تعزیت کا خط بھیجا -

۴ رجب ۲۵ مئی اتوار دہلی کہ آج کے کام صبح کی ٹھنڈی ہوا میں موتی محل کے اندر کام کیا - جب گرمی بڑھی تو درگاہ کے حجرے میں چلا گیا - اور وہاں بہت تک کام کرتا رہا - کتاب "بہادر شاہ کا مقدمہ" کا نیا ایڈیشن چھپ رہا ہے - آج اُس پر بیس صفحے کا تبصرہ لکھا - پھر چار بجے دہلی گیا - نعیم صاحب ساتھ تھے - مسٹر رحمن سے ملا - پھر دہلی کے کام کئے -

قوال نایاب کہ چونکہ کل حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کے سالانہ عرس کی شب ہے اور میں نئے زمانے والوں میں عرس کی تبلیغ کے لئے مجلس کیا کرتا ہوں اس واسطے قوالوں کو تلاش کرنے گیا تھا - مگر سب قوال اجمیر شریف گئے ہوئے ہیں - کوئی قوال نہیں ملا -

اپنی دوا کہ چونکہ حکیموں کی دوائیں موافق نہیں آئیں - اور ڈاکٹری دواؤں نے بھی فائدہ نہیں کیا - اس واسطے آج میں نے خود اپنی تشخیص کی دوا شروع کی - پانچ دانے بادام کی گری اور سونف اور نمک اور کالی مرچ پیس کر صبح کو پی لیں - اس سے طبیعت بحال رہی - رات کو نیند بھی اچھی آئی - ثابت ہوا کہ دماغی محنت کا دخل بھی اس بیماری میں ہے - سونف اور کالی مرچ اور نمک معدے کے لئے اور بادام دماغ کے لئے اس اصول سے یہ دوا تجویز کی ہے -

اب تک آرام کا وقت نہیں آیا کہ دو مہینے سے حالات کی وجہ سے اور لگاتار بیماریوں کے سبب میں نے اب تک چھٹی نہیں لی اور آٹھ دن کا آرام نہیں کیا - اب ارادہ ہے کہ جون کے پرچے پیشگی شائع کر کے جون کے مہینے میں آرام کروں گا - اور کسی ایسے مقام پر چلا جاؤں گا جہاں نہ سردی زیادہ ہو نہ گرمی زیادہ ہو -

شاہد صاحب ساکن چھبرامئو ضلع فرخ آباد سے
سید شاہد صاحب ملنے آئے تھے۔ انھوں نے
حضرت فریدالدین عطارؒ کی مثنوی کا اردو
میں منظوم ترجمہ لکھا ہے۔ جس کو میں شائع
کرنا چاہتا ہوں۔

۵۔ رجب ۲۶ رمئی پیر دہلی
جہاں پناہ کا عرس کی آٹھ ہم چشتیوں کے
جہاں پناہ امام برحق مہدی موعود حضرت
خواجہ سید معین الدین حسن چشتی اجمیریؒ
کے سالانہ عرس کی شب ہے۔ میں نے
حضرتؒ کو جہاں پناہ اور امام برحق اور
مہدی موعود اس واسطے لکھا کہ میرے
عقیدے میں ان کی روحانیت تمام جہان
کی پناہ ثابت ہو رہی ہے۔ اور امام برحق
اس واسطے کہ وہ بارہ اماموں کی اولاد تھے
ان کے داداؤں میں حضرت امام کاظمؑ تک
چھ امام تھے۔ اور حضرت امام کاظمؑ کے
بعد حضرت خواجہؒ تک چھ غیر الامام تھے
اور مہدی موعود اس واسطے لکھا کہ حضرت
بارہویں امام تھے یعنی ائمہ اثنا عشر کے
چھ اور اُن کے بعد کے چھ۔ اور چھٹے خود
حضرتؒ تھے۔ اور مہدی بارہویں امام
ہی ہوسکتے ہیں۔

آج کے کام کی صبح کالی مرچ نمک [illegible]
بادام کا شیرہ پی کر یا رکھا یا معین! یا
معین! اور کچھ دیر گردے کے [illegible]
کام شروع کیا۔ پانچ بجے تک کام کرکے
موتی محل میں آیا۔ اور رات کی مجلس کا
انتظام درست کیا۔

جشنِ ڈنر کی رات کو آٹھ بجے سب مہمان
آگئے مسٹر رحمۃ اللہ چیف انجینئر [illegible]
اور ان کی بیگم [illegible] نظامی اور
خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب
رفیق المسلمین مالک فرم پاینیر آرمس کمپنی
اور مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے
اور مسٹر کرنگ کوئین ڈپٹی پولیٹیکل سکریٹری
وائسرائے اور مسٹر سمن امریکن اخبار نویس
اور ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب پرنسپل
جامعہ ملیہ اور مسٹر مشتاق احمد وجدی
ایم اے ڈپٹی سکریٹری فنانس ڈیپارٹمنٹ
اور سید محمد رفیع صاحب لکھنوی اور
سید عبدالسلام صاحب دہلوی شریک
طعام تھے۔

نقوشِ دیوار موتی محل کی دیوار پر ایشیائی
کانفرنس کے موقع پر میں نے حسب ذیل
عبارتیں لکھوائی تھیں (۱) ساری ایشیا
کی بولی اردو ہو جائے گی۔ (۲) عربی اُم
اردو بنت (۳) فارسی مادر اردو دختر (۴)
سنسکرت ماتا اردو پتری (۵) حضرت
ابراہیمؑ کے نام کا تلفظ عبرانی میں ابراہام،
عربی فارسی اردو میں ابراہیم، سنسکرت
میں برہما ہے۔ (۶) ساری ایشیا میں نسل
ابراہیمؑ آباد ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے
فرزند اسحٰقؑ اور اسمٰعیلؑ تھے۔ اسحٰقؑ سے یہودی
اور عیسائی نسل، اسمٰعیلؑ سے مسلمان نسل
چلی۔ (۷) ہندو مانتے ہیں، برہما کے سر سے
برہمن، بازو سے چھتری۔ پیٹ سے ویش
پاؤں سے شودر پیدا ہوئے۔ (۸) ایشیا
کی اکثر قومیں ایک نسل ہیں، سب کو ایک
دل اور ایک عمل ہو جانا چاہیے۔

میں پہلے بھی یہ عبارتیں منادی میں شائع
کرچکا ہوں۔ اور اس وقت سے آج تک
سینکڑوں ہندوستانی مجھ سے ملنے موتی
محل میں آتے رہے۔ مگر آج تک کسی نے
ان گہری عبارتوں کی طرف توجہ نہیں کی
تھی۔ مگر آج مسٹر گریفن اور مسٹر کرنگ کوئین
اور مسٹر سمن نے خاص طور سے ان عبارتوں
کو پڑھا۔ اور ان کی نسبت مجھ سے بات چیت
کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انگریزوں کا احساس
زندہ احساس ہے۔ اور ہم ہندوستانیوں
کے احساس و ادراک مردہ ہوگئے ہیں میں
نے مسٹر گریفن اور مسٹر کرنگ کوئین سے ہندوستانی
ریاستوں کی عام پالیسی کی نسبت بھی بات
چیت کی۔ اور دہلی کے تیموریہ خاندان کے
مستقبل کے تحفظ کی نسبت ان پر زور دیا۔
کیونکہ یہ معاملہ ہمیشہ میری زندگی کے ساتھ
رہنا ہے۔ افسوس ہے شہزادے میرزا خیرالدین
خورشید جاہ بخار آجانے کی وجہ سے اس
ڈنر میں نہیں آسکے۔

قوالی کی اجازت کہ میں نے خان بہادر
حاجی وجیہہ الدین احمد صاحب سے اجازت
مانگی کہ بغیر سازوں کے قوال کچھ گانا چاہتے ہیں
حاجی صاحب نے کہا بغیر سازوں کے قوالی
میں بھی سن لوں گا۔ مگر مجھے جلدی سو جانے
کی عادت ہے اس واسطے مجھے اجازت
دیدیجئے اور اس کے بعد انھوں نے کہا کہ
میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میرے
جذبات کا لحاظ کرکے مجھ سے اجازت مانگی
جب حاجی صاحب چلے گئے تو درگاہ کے
پیارے خاں قوال اور چھوٹے قوال اور
ارشاد قوال نے مل کر اردو فارسی اور
ہندی کلام گایا۔

اجمیر گھوڑا کہ مسٹر گریفن اپنی ٹم ٹم میں آئے
تھے۔ میں نے کہا اس گھوڑے کا کیا نام
رکھا ہے؟ جواب دیا یہ گھوڑا اجمیر میں لیا تھا
اس واسطے اس کا نام اجمیر رکھا ہے۔ میں نے

کہا یہ ہے میرے اجمیری خواجہؒ کا تصرف کہ اُن کے عرس کی مجلس میں آپ آئے تو اجمیر گھوڑے کو بھی ساتھ لائے۔ ورنہ موٹر میں آجاتے تو اجمیر گھوڑا کیونکر آتا۔

انتظام دعوت اور مجلس کا انتظام حسب ذیل اصحاب نے بہت عمدگی سے کیا۔ سید ابن عربی۔ سید زید پاشا۔ سید حسن ابو طالب۔ سید مہاری۔ عبدالنعیم خاں صاحب۔ حافظ عبدالعزیز صاحب۔ شاہ حکیم محمد ضمان الرحمٰن صاحب۔ محمد نعیم بی اے نظامی۔ سید ذکی حسن۔ مولانا عشقی نظامی۔ محمد یونس۔ شرف الدین۔ اور عبدالغنی۔

کھانا چونکہ خواجہؒ کی نیاز تھی اس واسطے خواجہ بانو نے خود اپنے ہاتھ سے کھانا پکایا تھا بینگن کی طاہری، قیمہ بھرے کریلے۔ شامی کباب بہت ہی اچھے تھے۔ اور سب سے زیادہ مزے دار چیز گوشت کی گلاب جامنیں تھیں۔ کلیجی حاجی شبیر صاحب نے دہلی سے تیار کرا کے بھیج لئے تھے۔ ان کھانوں کی تیاری میں روحہ اور کوثر نے بھی حصہ لیا تھا۔ اور مرزا سہراب شاہ نے بھی۔ اور بو اکرمن نے بھی اور والد محمد یونس نے بھی۔

سید محمد رفیع میری بڑی بہو دل آرا بانو کے بھائی سید محمد رفیع علی گڑھ سے آئے تھے کل واپس چلے جائیں گے۔ رات کو ۱۱ بجے سو یا تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ ثقیل غذائیں کھائی ہیں نیند نہیں آئے گی۔ مگر نیند آگئی اگرچہ ذرا اچاٹ رہی۔

۲ رجب ۷ ۲ مئی منگل دہلی

خیر اور قہر کا میل بحساب نجوم آج منگل مریخ کا دن ہے۔ اور مریخ میرے مولا کی شان قہر کا نمونہ ہے۔ مگر یہ دن حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحؒ کے یوم وصال سے مل گیا ہے۔ اس واسطے آج خیر اور قہر کا ملاپ ہوا ہے۔ شاید خدا اس یوم خیر کی برکت سے اس یوم قہر کی تاثیرات کو بدل دے۔

دو شاہزادے صبح مرزا حیدر شاہ صاحب اور مرزا نصیر الدین صاحب ملنے آئے تھے اور مرزا خیر الدین خورشید جاہ کی بیماری کی خبر سنائی تھی۔

نواب حلیم جنگ دو رفیقوں کے ساتھ نواب حلیم اللہ صاحب جنگ سے آئے تھے۔ سید محمد رفیع دل آرا بانو کے بھائی آج واپس چلے گئے۔

نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی ایذا رسانی روزنامچہ پڑھنے والوں کو نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے نوکروں کی ایذا رسانیوں کا حال اچھی طرح معلوم ہے خاص کر میرے ساتھ اس کمیٹی کے بعض عہدے داروں کو ایک ذاتی پرخاش ہوگئی ہے اور وہ رات دن نئے نئے مقدمے چلانے کی سازشیں کرتے رہتے ہیں۔ کمیٹی کے علاقے کے ہندو مسلمان سکھ عیسائی باشندے ان لوگوں کی ناجائز ایذا رسانیوں سے عاجز آگئے ہیں۔

آج پھر مجھے دو بجے نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے ایک فوجداری مقدمے کی وجہ سے سخت گرمی اور لو کی حالت میں سید ابن عربی کے ساتھ رزیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کی کچہری میں جانا پڑا تھا۔ مگر کمیٹی والوں نے مزارات کی حفاظت کی دیوار کے نقشے کی منظوری و عدم منظوری سے لاعلمی ظاہر کی اس واسطے ۱۷ جون کی تاریخ دیدی گئی۔

موتی رام صاحب ہندستان ٹائمز کے مشہور نامہ نگار موتی رام صاحب بھی کچہری میں ملے تھے۔ اور کہتے تھے۔ انہوں نے بہادر شاہ بادشاہ کا مقدمہ انگریزی زبان میں شائع کیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اس پر بہت اچھا مقدمہ لکھا ہے۔ چودہ روپے قیمت رکھی تھی۔ چھ ہزار جلدیں فروخت ہوئیں۔ موتی رام صاحب نے انگریزی زبان کا ایک ہفتے وار اخبار بھی جاری کیا ہے۔ یہ بہت لائق اور ہونہار نوجوان ہیں۔

کھانا نہیں کھایا آج صبح میں نے پرانی نیاز کا بچا ہوا کھانا کھالیا تھا۔ جو بہت ثقیل تھا۔ اس واسطے آج میں نے دوپہر کو کھانا نہیں کھایا۔ شام کو بھی بہت ہی کم کھایا۔ پھر بھی رات کو نیند نہیں آئی۔ ڈیڑھ بجے تک نیند آئی۔ دو بجے والدہ [illegible] کو خط لکھا۔ اور "برادری راج" کی تجویز مرتب کی۔ چار بجے اوراد پڑھ کے آسمان پر ابر و غبار چھایا ہوا [illegible]

[illegible] حسنین صاحب آج دہلی کے پرانے تحصیل دار [illegible] حسنین صاحب اپنے لڑکوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور اڈیٹر صاحب کہکشاں اور اڈیٹر صاحب آریہ ورت اور اڈیٹر صاحب البلال بھی ملنے آئے تھے۔ مغرب کی نماز بھی ان کے ساتھ پڑھی گئی۔ کہکشاں کے اڈیٹر صاحب سید کاظم علی صاحب گذشتہ سال اپنی والدہ کے ساتھ حج کرنے گئے تھے۔ اور اس سال اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جانے والے ہیں۔

چودھری چمن علی نظامی چودھری مشیت اللہ صاحب شاہ پوری جن کو میں چودھری چمن علی نظامی کہتا ہوں۔ اکثر ملنے آتے رہتے ہیں۔ انھوں نے حضرت قلندر صاحبؒ

پانی پتی کی مشہور نظم حیدریم قلندرم مستم مکمل مجھے دی ہے۔ عنقریب شائع کروں گا۔

۷ رجب ۲۸ مئی بدھ دہلی کی جسمانی کوفت نیند نہ آنے کی وجہ سے آج جسم کی بے کلی بڑھی ہوئی ہے پچھلی رات کو غسل کر کے چہل قدمی کی تھی۔ اُس سے ذرا سکون ہوا۔ صبح سویف یادام کا شیرہ پیا۔ پھر تحریری کام شروع کیا۔

مہمان سیٹھ احمد نظامی مچھلی پور والے عثمان عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ اجمیر شریف سے آئے ہیں۔ ملکوت منزل میں ٹھیرے ہیں۔ حکیم منزل شاہ نظامی اور حافظ محمد یاسین صاحب لاہور سے آئے ہیں۔ میرے لئے پھل بھی لائے ہیں۔ بابو آل محمد حسین دینی نظامی نے اور سید مبارک علی شاہ نظامی نے چشتی بنسری کی امداد بھی بھیجی ہے۔ پٹنے کے ایک بیرسٹر وصی احمد صاحب اور قاضی منظور الحسن صاحب اور محمود احمد صاحب فرزند سید حسن آرزو صاحب اور پھلواری شریف کے سید مجتبیٰ کریم صاحب ملنے آئے تھے۔ بہار شریف کی نسبت بہت دیر تک باتیں ہوئیں۔ میں نے تفصیلی حالات پوچھے۔ مریم وارثی ایک خاتون دہلی سے اپنے نواسوں شمیم نسیم کو لے کر آئیں تھیں دہلی کی حلال خوریاں بچوں کے لئے تعویذ لینے آئیں تھیں مستری حبیب خاں نظامی اور سید یامین نظامی بدھ کی حاضری دینے آئے تھے اور مجھ سے بھی ملے تھے۔ چودھری چمن علی نظامی اور صوفی صاحب اجمیری اور سید سمیع الدین صاحب اور نواب مرزا نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ مدراس سے اللہ رکھا صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

بادل گرجے آج بادلوں کی گرج ہوئی تھی اور مجھے بہت لطف آیا تھا کچھ بوندیاں بھی پڑیں تھیں۔

جشن افغانستان مغرب کی نماز بچوں کے ساتھ جماعت سے پڑھی تھی۔ بمبئی والے احمد نظامی مولانا عشقی نظامی اور رحم اور ساجدہ اور عابد بھی نماز میں شریک تھے۔ نماز پڑھ کر کھانا کھایا۔ پھر فوراً کرائے کی موٹر میں سمیع الدین صاحب کے ساتھ امپیریل ہوٹل میں گیا جہاں افغانستان کی آزادی کا جشن تھا۔ ہوٹل کے باغ کے درختوں میں لال سبز بجلی کی کپیاں لگی ہوئیں تھیں۔ اور بہت اچھی کیفیت تھی۔ تمام دنیا کے بڑے آدمی وہاں موجود تھے۔ وائسرائے بھی تھے۔ اُن کی لیڈی بھی تھیں۔ مسٹر جناح بھی تھے پنڈت جواہر لال نہرو بھی تھے۔ روس فرانس امریکہ چین کے نمائندے بھی تھے۔

مسلمان پولس افسر چند مسلمان پولس افسروں سے موجودہ فسادات کی تیاریوں کی نسبت کچھ باتیں دریافت کیں۔ رندھاوا صاحب ڈپٹی کمشنر سے بھی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے اپنے انتظامات کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں مسلمانوں کی حفاظت کا پورا انتظام کر رہا ہوں مسٹر گریفن پولٹیکل سکریٹری وائسرائے سے میں نے کہا کہ ضلع گوڑگانوہ میں بیس پچیس گاؤں جلادئے گئے ہیں۔ اور سنا ہے کہ ریاستوں نے فسادیوں کو ہتھیار دئے ہیں۔ گریفن صاحب نے کہا مجھے یہ افواہیں معلوم ہوتی ہیں امید نہیں ہے کہ کسی ریاست نے ایسا بُرا کام کیا ہو۔ یہ انگریزوں کا کیرکٹر ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ بہرحال یہ اندازہ ہوا کہ مسلمانوں کو اپنی حفاظت خود ہی کرنی ہوگی۔

پنڈت جواہر لال نہرو سے ملاقات آج یہاں مدت کے بعد میری نہرو جی سے بھی ملاقات ہوئی اور مختصر بات چیت بھی ہوئی۔ اور سراج گوپال اچاریہ صاحب سے بھی باتیں ہوئیں۔ خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب اور ان کے صاحبزادے حافظ جمیل الدین صاحب سے بھی باتیں ہوئیں۔ سفیر صاحب افغانستان کابل گئے ہوئے تھے۔ عین جلسے کے وقت ہوائی جہاز سے دہلی پہونچے۔ میں نے اُن سے اعلیٰ حضرت بادشاہ افغانستان اور صدر اعظم بہادر کے حالات دریافت کئے۔

ایڈورڈ ڈائری گریفن صاحب آجکل میری کتاب ایڈورڈ ڈائری پڑھ رہے ہیں۔ آج اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں میرے والد کا ذکر بھی ہے۔ اور میں اس [illegible] دلچسپی سے پڑھ رہا ہوں۔

پانڈیچری کے گورنر آج مغرب سے پہلے پانڈیچری کے فرانسیسی گورنر اپنے سکریٹری اور چند دوسرے فرانسیسیوں کے ساتھ مجھ سے ملنے آئے تھے۔ میں نے اُن کو حروف مقطعات کی لوح قرآنی کپڑے پر چھپی ہوئی دی تھی۔ اُنھوں نے اس کو اپنے سر پر رکھ لیا۔ رات کو وہ سب بھی جشن افغانستان میں ملے تھے۔ شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

حاجی داؤد حاجی ناصر رات کو ۹ بجے جشن افغانستان سے واپس آیا تو حاجی داؤد حاجی ناصر صاحب بمبئی والے اور رجب علی صاحب ملنے آئے تھے۔ وہ ہندوستان کی طرف سے تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے جنیوا جانے والے ہیں۔ گورنمنٹ کے بلائے ہوئے آئے ہیں دس بجے واپس گئے۔ اور کل صبح چھ بجے ناشتے کے لئے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا۔ مجھے نیند بہت اچھی آئی۔

ذہنی اذیت دہلی اور باہر سے بے امنی کی تیاریوں کی خبریں سن سن کر میرے توکل کی طاقت بڑھتی ہے لیکن ذہنی اذیت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے

بقیہ اُردو رسالوں کا تعارف

الوارث کا ماہوار ایڈیشن بمبئی سے

الوارث نام کا کوئی ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا ہے اس کا ماہوار ایڈیشن تعارف کے لئے موصول ہوا ہے۔ یہ رسالہ بڑے سائز کے ۸۰ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ مضامین بہت اچھے ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ بھی عمدہ ہے۔ ٹیمکر اسٹریٹ بمبئی نمبر ۸۔ ملنے کا پتہ ہے سالانہ چندہ چھ روپے ہے۔ منشی وارث علی صاحب وارثی کنتوری اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سرورق رنگین ہے اور اُس پر ہندوستان کا نقشہ ہے۔

عالمگیر لاہور کا افسانہ نمبر

سائز منادی صفحات ۱۲۸ سرورق رنگین۔ بہت اچھے اچھے افسانے اس نمبر میں شائع ہوئے ہیں۔

کہکشاں دہلی کا آپ بیتی ایڈیشن

صفحات ۱۴۸۔ اس میں اٹھارہ ادیبوں کی آپ بیتیاں شائع ہوئی ہیں جو بعض اعتبارات سے بہت دلچسپ ہیں قیمت بارہ آنے۔

بانو دہلی

۸۲ صفحے کا ماہوار رسالہ سرورق رنگین و باتصویر ایڈیٹر زینب۔ انور ممتاز جہاں مختار جہاں شروع میں ایک نہایت مؤثر رنگین تصویر ہے کہ اونٹنی مر گئی ہے اور اونٹ لاش کے پاس کھڑا رو رہا ہے۔ اور بھی کئی عمدہ عکسی تصویریں ہیں۔ مضامین بھی اچھے ہیں۔ سالانہ قیمت چار روپے۔

نئی کہانی دہلی

۵۴ صفحے کا ماہوار رسالہ۔ دفتر رسالہ شمع دہلی سے جاری ہوا ہے۔ ایڈیٹر محمد امین صاحب شرقپوری۔ سالانہ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔ پہلے نمبر میں بہت اچھی اچھی کہانیاں شائع ہوئی ہیں۔

کھلونا دہلی

۵۰ صفحے کا باتصویر رسالہ ہے۔ بچوں کے لئے کتابی سلسلہ جاری کیا گیا ہے اُس کا ایک حصہ ہے۔ سرورق رنگین اور بچوں کی پسند کے قابل ہے۔ یونس دہلوی اور ادریس دہلوی اس کو ترتیب دینے والے ہیں۔ شمع بک ڈپو دہلی نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے۔ قیمت فی پرچہ چار آنے بارہ پرچوں کا مکمل سٹ تین روپے۔ ملنے کا پتہ۔ شمع بک ڈپو۔ سیاٹک حبش خاں دہلی۔

ناظرین کے خط

نظامی بنسری پر تبصرہ

مجھے کتابیں پڑھنے کا اتنا شوق ہے کہ اسے جنون سے تعبیر کیا جائے تو بہتر ہے۔ لیکن بہت کم کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو مجھے اس قدر پسند آئیں کہ میں انہیں اچھا سمجھوں۔ آج میں جس کتاب کا ذکر ان سطور میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی کتاب "تاریخ اولیا" "نظامی بنسری" ہے۔ خواجہ صاحب اُردو کے مشہور مصنف اور مؤلف اور مترجم ہیں۔ اور آپ کی سب ہی کتابیں بہت دلچسپ دل آویز اور معلومات سے لبریز ہوتی ہیں۔ لیکن آپ کی یہ کتاب خاص طور سے بہت پسند آئی۔ یوں تو یہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاءؒ کی سوانح عمری ہے لیکن اسی سلسلے میں بہت سے بزرگوں کا تذکرہ آ گیا ہے اور بہت سی کام کی باتیں فراہم ہو گئی ہیں۔

"نظامی بنسری" کی بنیاد خواجہ صاحب نے ایک قدیم تاریخی کتاب "چہل روزہ" پر رکھی ہے جو حضرت سلطان المشائخؒ کے ایک ہندو مرید راجکمار ہر دیو نے حضرت کی حیات ہی میں لکھی تھی۔ ہر دیو کے بیان میں خلوص اور پختگی اور صداقت ہے۔ ان اوصاف نے اس کی کتاب کو بہت اہم بنا دیا ہے۔ اور خواجہ صاحب نے اپنے مخصوص طرز بیان میں اس کا ترجمہ کر کے نہ صرف حضرت سلطان المشائخؒ کے عقیدتمندوں پر احسان کیا ہے بلکہ ہندوستان کے تاریخی مواد میں ایسا اضافہ کیا ہے کہ ریسرچ کرنے والوں کو ان کا بہت شکر گزار ہونا چاہئے۔

خواجہ صاحب نے نظامی بنسری میں چہل روزہ کا صرف ترجمہ ہی شائع نہیں کیا ہے بلکہ مستند تاریخوں تذکروں اور ملفوظات سے اس کا مقابلہ بھی کیا ہے اور بہت دقت نظر سے واقعات کی جانچ پڑتال کی ہے اور حواشی ذیل کے ذریعہ مفید اور دلچسپ معلومات کا بیش بہا خزانہ فراہم کر دیا ہے۔

خواجہ صاحب کی یہ کتاب پڑھ کر مجھے ملٹن کا مقولہ یاد آیا کہ اگر کتابیں موجود ہوں تو ماضی ماضی نہیں ہے۔ حقیقت میں ماضی کے متعلق ایک اچھی کتاب ماضی کو حال بنا دیتی ہے۔ نظامی بنسری کو پڑھتے

وقت یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہم گزرے
ہوئے زمانہ کا حال پڑھ رہے ہیں بلکہ یہ
معلوم ہوتا ہے کہ سارے واقعات ہماری
آنکھوں کے سامنے گزر رہے ہیں کسی نے
سچ کہا ہے کہ کتابیں وقت کے سمندر میں
روشنی کے مینار ہیں۔

خواجہ صاحب اُردو کے صاحب طرز ہیں
ان کو خدا نے واقعات بیان کرنے کا ایسا
ملکہ عطا فرمایا ہے جو بہت کم لوگوں کو میسر
ہوتا ہے۔ میں خواجہ صاحب سے درخواست
کروں گا کہ وہ اسلام کی تاریخ لکھیں میرے
نزدیک وہ اسلام کی تاریخ کو عوام میں
مقبول بنانے کے لئے علامہ شبلی سے زیادہ
کامیاب ہوں گے۔ خدا انھیں مدت
مدید تک سلامت رکھے اور صحت و تندرستی
کے ساتھ سلامت رکھے کہ وہ یہ اہم خدمت
انجام دے سکیں۔

مجھے خواجہ صاحب کی خدمت میں ایک
مدت سے نیاز حاصل ہے۔ مجھے پہلی مرتبہ
خواجہ صاحب سے اس وقت نیاز حاصل
ہوا تھا جب وہ میرٹھ سے اخبار "توحید" نکالتے
تھے میں اسی وقت سے ان کا مداح ہوں
انھیں مسلمانوں کو ترقی کے راستہ پر گام
زن دیکھنے کی دھن ہے۔ اور میں نے ہمیشہ
ان کے اندر مسلمانوں کی بلکہ تمام انسانوں
کی خدمت کا پُر خلوص اور بے غرض جذبہ پایا ہے
میں نے اکثر جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو
ان پر یہ اعتراض کرتے ہوئے سنا ہے
کہ خواجہ صاحب تو ایک تاجر ہیں انھیں درویشی
سے کیا واسطہ۔ لیکن میرے نزدیک یہی
ان کی سب سے بڑی صفت ہے کہ وہ تاجر
ہیں۔ انھوں نے درویشی کو ذریعہ معاش
نہیں بنایا۔ بلکہ اپنی محنت سے تجارت
کی اور روپیہ کمایا۔ خدا کرے سب مسلمان
اور خاص طور پر سب مسلمان درویش
ایسے ہی ہو جائیں۔

پروفیسر حامد اللہ صاحب افسر میرٹھی از لکھنؤ

نظامی بنسری پر دوسرا تبصرہ

محترم و مخدوم جناب بھائی صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔
سلام عرض ہے گزارش ہے کہ خدا کے فضل اور
جناب کی مہربانی سے آج اسی وقت کتاب نظامی بنسری
کو ذوق و شوق کے ساتھ نیاز مند نے ختم کیا
اس کتاب میں راجکمار ہردئے کے وہ کلمات
جو دربار نظام کی حاضری کے وقت نکلے
ہیں اگرچہ اُن کا ترجمہ پڑھا گیا ہے۔ عجیب
کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اُن کی زبان میں
تو جو حلاوت ہوگی اُس سے تو آپ ہی محظوظ
ہوئے ہوں گے۔ حقیقت ہے کہ جناب کی یہ خدمت
حضور سلطان جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت
بھائی ہوگی اور دین و دُنیا میں اس کا صلہ
بہت کافی عطا ہوگا۔ آمین۔

صاحبان غور کے لئے یہ کتاب مکمل تعریف
کی تعلیم ہے اور مورخوں کے واسطے ہندوستان
کی پوری تاریخ بلکہ اسلام کی تاریخ۔

اس میں منکرین سماع کے واسطے تازیانہ
عبرت ہے۔ ایسا مسکت جواب کسی مناظرہ
میں کسی نے نہ دیا ہوگا۔ واقعی حدیث کے
جواب میں حدیث کی ہی ضرورت ہے۔

آخر کتاب میں حضرت شاہ سلیمان صاحب
تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء کی
فہرست میں جناب حاجی الحرمین حضرت
نجم الملۃ والدین حاجی نجم الدین صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لکھنا رہ گیا ہے جن
کا مزار فتح پور شریف علاقہ شیخاواٹی ریاست
جے پور میں ہے۔ یہ حضرت فنا فی الخواجہ
بزرگ تھے۔ چنانچہ اُن کے مزار شریف
کے گنبد کا تاج وکلس بھی حضور غریب نواز رح
کی نقل ہے۔ صدر دروازہ بھی درگاہ
شریف کا زینہ دار اور بہت بڑا ہے اندر
کی مساجد بھی شاہجہانی و عالمگیری مساجد
کے قرین ہیں۔ غرض حضور غریب نواز رح کی
درگاہ کی قریب قریب ہم شکل درگاہ ہے
اس درگاہ میں حضرت حاجی صاحب موصوف
کی خشک مسواک سے ایک درخت بھی اُگا
ہوا موجود ہے۔ یہ مسواک عرب سے آپ لائے
تھے۔ آجکل وہاں کے سجادہ حضرت پیر غلام
سرور صاحب مدظلہ ہیں۔ جو حاجی صاحب
کے پوتے کے صاحبزادے ہیں۔ اسی درگاہ
میں ایک دالان میرے حضرت والد صاحب
قبلہ علیہ الرحمۃ کا تعمیر کردہ ہے۔ جو محفل خانے
کے واسطے والد صاحب قبلہ نے اپنے پیر
صحبت حضرت حاجی صاحب کو نذر گذرانا تھا

حاجی صاحب کا خاندان شیخاواٹی میں بہت
ہے اور پیری مریدی بخوبی جاری ہے حضرت
سجادہ صاحب صاحب درد اور ذوق شوق
والے ہیں۔ حاجی صاحب رح کا وصال ۱۹ رمضان
کو ہوا تھا لیکن عرس ۱۹ شوال کو ہوتا ہے
۱۹ رمضان کو ہی حضرت والد صاحب کا اسرار
و معارف کی گفتگو بھائی فضل احمد صاحب
مرحوم اور حکیم اسرار الحق صاحب مرحوم سے
کرتے کرتے وصال ہو گیا تھا۔ اسی دوران
گفتگو میں ان دونوں حضرات سے فرما
بھی دیا تھا کہ آج ہمارا آخری دن ہے۔

اُمید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اضافہ فرما
دیا جائے گا۔ نیاز مند حکیم عبد الرب نظامی محلہ ملانہ امروہہ

جواب بے شک نا واقفیت کی وجہ سے یہ ذکر خیر نظامی بنسری میں درج نہ ہو سکا تھا آئندہ ایڈیشن میں درج کر دیا جائے گا۔

اپنے والد حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے امروہے میں اُن کی کئی بار زیارت کی تھی وہ مجھ پر پدرانہ شفقت فرماتے تھے۔ اور میں نے اُن کی تفسیر "غایت البرہان" سے بہت فائدہ اُٹھایا تھا۔ اور دور آخر کے مشائخ میں میں اُن کا بہت بڑا درجہ تسلیم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ متبحر عالم تھے۔ اور عارفِ کامل درویش بھی تھے۔ حسن نظامی۔

جمعیت چشت نام کی تجویز کا خط

حضرت خواجہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی سلام علیکم قرطاس شرکت چشتی پارٹی کی خانہ پری کرکے پیش کرتا ہوں۔ ایک اپنا اور دوسرا حضرت صاحبزادہ عبدالقادر صاحب کی طرف سے صاحبزادہ صاحب قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد صاحبؒ مہاروی کی اولاد ہیں اور بہت روشن دل اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلنے والے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب عرس کی شمولیت کے لئے تشریف لائے تھے۔ جناب نے صرف دو فارم بھیجے ہیں ورنہ عرس شریف کے موقعہ پر میں آٹھ نو سو ممبر ضرور بنا لیتا۔ کیا سادہ کاغذ پر پارچہ سٹر پر چشتی پارٹی کے موزوں ممبر بھرتی کرنے کی اجازت ہے؟ میں یہ عرض کرنا گستاخی سمجھتا ہوں اگر بجائے چشتی پارٹی کے جمعیت الچشت نام ہو۔ تو پارٹی کا لفظ نکل جائیگا۔ نیاز مند (مخدوم) غلام دستگیر چشتی نظامی سجادہ نشین کہروڑ ضلع ملتان۔

جواب اس وقت مجھ بوڑھے ناتوان بیمار و معذور سے جتنا کام ہو سکتا ہے۔ کرتا ہوں۔ آپ رجسٹر پر جمعیت چشت کے ممبروں کے نام لکھ لیجئے۔ کاغذ کی نایابی اور چھپائی کی مشکلات کی وجہ سے زیادہ فارم چھپوانے دشوار ہیں۔ اور مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر میں نام کے ممبر نہیں چاہتا۔ کام کے ممبر چاہتا ہوں۔ جو حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کے روحانی کام کو سات سو برس کے بعد اُس ملک میں قائم رکھنے اور آگے بڑھانے کی کوشش کریں جہاں حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کے غیر سیاسی اور روحانی کام کو نیست و نابود کر دینے کی جد و جہد شروع ہو گئی ہے۔ جو کہ بیدار ہوتے ہیں۔ یا آپس میں دست و گریباں ہیں۔ میں چراغ سحری ہوں اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ آگاہ کر دوں۔ اب یہ آپ سب کا کام ہے کہ اپنے بزرگوں کے نام اور کام کو سنبھالیں یا نہ سنبھالیں۔

میں نے جمعیت چشت نام کی تجویز کو پسند کیا۔ لیکن ابھی تبدیلی مناسب نہیں ہے کیونکہ سیاسی لوگ "پارٹی" لفظ سے زیادہ مانوس ہیں اور اُن ہی کو چشتی روحانیت کی روشنی دکھانی ہے۔ حسن نظامی۔

تعزیت کا خط

پیری مرحوم کی تعزیت میں بہت دیر سے خط لکھ رہا ہوں۔ سب سے اول ٹائمز آف انڈیا میں خبر پڑھی تھی۔ دل کو بہت صدمہ ہوا مرحوم بہت خوبیوں کے آدمی تھے۔ مرحوم سے میری پہلی ملاقات ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء میں ہوئی جبکہ وہ بمبئی میں گجراتی ہفتہ وار خلافت کے ایڈیٹر تھے۔ پیر بھائی کے رشتے کو اس خوبی سے نبھایا کہ اب تک میرا دل مرحوم کے اوصاف و اخلاق کا مداح ہے۔ ایڈیٹری کی مصروفیت کے باوجود جب کبھی میں جاتا سب کام چھوڑ کر نہایت تپاک سے ملتے۔ حد سے زیادہ تواضع فرماتے۔

منادی میں مولانا حسین میاں صاحب پھلواروی کی رحلت کی خبر پڑھ کر بہت صدمہ ہوا اور طبیعت غم سے بہت بے چین رہی۔ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے کہ وہ اس کے مستحق تھے۔ حسین میاں مرحوم سے میرے تعلقات ۲۶ سال سے تھے۔ اور خط و کتابت بھی تھی۔ گذشتہ سال جمادی الثانی کے آخر میں مجھے خط لکھ کر خواہش ظاہر کی تھی کہ میں اجمیر آؤں۔ اپنا اور اپنے وکیل کا پتہ بھی درج فرمایا تھا اور تحریر فرمایا تھا یہ اُن کا اجمیر کا آخری سفر ہوگا۔ بہت پُر درد خط تھا۔ مگر افسوس کہ میں جا نہ سکا اور بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ بھی جا نہ سکے کہ عین روانگی کے وقت بیمار ہو گئے۔

اب آخر میں بہار کے ہنگامے کے موقع پر میں نے خیریت طلبی کے دو تین خط لکھے جن کے جواب میں بہت پُر درد مگر مختصر جواب تحریر فرمایا اور لکھا کہ اب وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہیں گے۔

افسوس کہ آخر وہ خدا کی رحمت کو پہنچ گئے۔

حسین میاں مرحوم کے والد قبلہ حضرت شاہ محمد سلیمان چشتی مرحوم سے بھی قدم بوسی کا شرف حاصل تھا۔ حزب البحر کی اجازت قبلہ مرحوم نے ۱۹۲۱ء میں مجھے خاص طور پر عنایت فرمائی تھی۔ تاہم آپ سے مزید اجازت لیکر میں نے ورد رکھا۔

عبدالقادر بلگامی سیکلم نظامی
ناندیڑ (دکن)

قبلہ رُخ نماز پڑھنے کا فرمان۔ وضو کرنے
کا فرمان۔ غسل کرنے کا فرمان۔ تیمم کا فرمان
مسجدوں کی زینت کا فرمان۔ رمضان کے
روزے رکھنے کا فرمان۔ روزے کا فدیہ
دینے کا فرمان۔ حج کرنے کا فرمان۔ زکاۃ
دینے کا فرمان اچھی چیز خیرات کرنے کا فرمان۔
بُری چیز خیرات نہ کرنے کا فرمان ہر کام میں
انشاء اللہ کہنے کا فرمان۔ ہر حال میں
خوش رہنے کا فرمان۔ کسی سے نہ ڈرنے
کا فرمان۔ سود در سود سے بچنے کا فرمان۔
مشورہ لے کر کام کرنے کا فرمان۔ حرام مال
نہ کھانے کا فرمان۔ رشوت نہ دینے کا
فرمان۔ کسی گھر میں جانے سے پہلے اجازت
لینے کا فرمان۔ مجلسوں میں تمیز داری کا فرمان
سرگوشی نہ کرنے کا فرمان۔ فرقہ بندی سے
بچنے کے فرمان۔ اترا کر نہ چلنے کا فرمان۔
عہد پورا کرنے کا فرمان۔ امانت ادا کرنے
کا فرمان۔ خیانت سے بچنے کا فرمان۔
درمیانی چال چلنے کا فرمان۔ نیچی آواز
سے بولنے کا فرمان۔ انصاف کرنے کا
فرمان۔ دشمن سے بھی انصاف کرنے کا
فرمان۔ انصاف میں رعایت نہ کرنے کا
فرمان۔ اولاد کو قتل نہ کرنے کا فرمان
کسی کا خون نہ کرنے کا فرمان۔ قصاص لینے
کا فرمان۔ حرام کاروں کو سزا دینے کا فرمان
بہتان لگانے والوں کو سزا دینے کا فرمان چوروں
کے ہاتھ کاٹنے کا فرمان۔ شراب اور جوئے
سے بچنے کا فرمان۔ خدا کی آیات کو کم قیمت
پر نہ بیچنے کا فرمان۔ اللہ کی قسم کو آڑ نہ بنانے
کا فرمان۔ اپنی قسموں کی پاسداری کا
فرمان۔ میراث کی تقسیم کے فرمان۔ دشمنوں
سے بچاؤ کے لئے تیاری کا فرمان۔ جوابی
قتال کا فرمان۔ قتال میں کمی نہ کرنے کا فرمان۔
اللہ کے لئے لڑنے کا فرمان۔ دشمنوں کو جلا
وطن کرنے کا فرمان۔ کعبے کے قریب نہ لڑنے
کا فرمان۔ جہاد کی ترغیب کا فرمان۔ متحد ہو کر
دشمنوں سے لڑنے کا فرمان۔ غیر مسلموں کو
بُرا نہ کہنے کا فرمان۔ فضیلت والے کی فضیلت
کو نہ بھولنے کا فرمان۔ دوسروں کی نعمتوں
پر رشک و حسد نہ کرنے کا فرمان۔ اللہ کا فضل
مانگنے کا فرمان۔ فتنے فساد سے بچنے کے فرمان۔
غیر مسلموں کے ساتھ احسان کرنے کا فرمان۔
میاں بیوی میں صلح کرانے کے فرمان۔ صلح
چاہنے والوں سے صلح کر لینے کا فرمان۔ جو
فریق صلح کو نہ مانے اُس سے لڑنے کا فرمان۔

چند صفحات میں قرآن شریف کے
مذکورہ فرمان جمع کئے گئے ہیں۔ کتاب میں
ان فرمانوں کے علاوہ اور بھی قرآنی فرمان ہیں۔
جن کو یہاں جگہ کی کمی کی وجہ سے درج نہیں
کیا گیا۔

حدیث کے فرمان

کتاب کے صفحے ۴۷ تک قرآن کے فرمان
ہیں۔ اور صفحہ ۴۸ سے حدیث کے فرمان ہیں
ہر حدیث کے آخر میں لکھ دیا گیا ہے کہ یہ
حدیث بخاری شریف میں ہے یا مسلم شریف
میں ہے۔ یا حدیث کی کون سی کتاب میں ہے
اسی طرح قرآن شریف کے فرمانوں کے آخر
میں سورتوں اور پاروں کے حوالے دے دئیے
گئے ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو قرآن شریف میں دیکھنا
ہو یا حدیثوں کی کتابوں میں دیکھنا ہو تو وہ
دیکھ سکے۔

علم حاصل کرنا فرض ہے۔ تلاش علم کی تاکید۔
علم سیکھنے سکھانے کا حکم۔ وراثت کے
مسائل سیکھنے سکھانے کا حکم۔ پاک صاف
رہنے کا حکم۔ اولاد کا سب سے اچھا ورثہ۔
عورتوں کو نرمی سے تربیت دینے کا حکم۔
سب سے اچھا کون ہے؟ جنتی عورت کون
ہے؟ میاں کو خوش رکھنے والی بیوی کو بشارت۔
چار بڑی نعمتیں۔ پورا ایمان دار کون ہے؟
لاوارث عورتوں کی مدد کا ثواب۔ پہلا
حق اپنا اور اپنے بچوں کا ہے۔ اطاعت
اور بیعت کا حکم۔ دیانت دار تاجر کی فضیلت
تجارت کی بے برکتی کا راز۔ خرید و فروخت
میں نرمی کا حکم۔ اپنے ہاتھ سے روزی کمانے
کا حکم۔ ملنساری کا حکم۔ خوش خلقی کا حکم۔
سب انسانوں کا درجہ برابر ہے۔ نرم مزاجی
کا حکم۔ مسلمان بھائی سے محبت کا حکم۔ اچھی
عادت اور کفایت شعاری کا حکم۔ چھوٹوں
پر رحم اور بڑوں کی تعظیم کا حکم۔ ہر مسلمان
کے پانچ حق۔ ہدیے کا بدلہ اور شکر گذاری۔
ہبہ کر کے واپس لینے کی بُرائی۔ ہدیہ رد کرنا
قرابت داروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم۔
اصلاح کرنے کا حکم۔ قوم سے برگشتہ ہونے
والے کی بُرائی۔ قومی غدار کے قتل کا حکم۔
بے رحمی کی سزا۔ دُعا سے تقدیر بدل سکتی
ہے۔ قبروں کی زیارت کا حکم۔ نفع بازی
کے لئے غلہ روکنے کی بُرائی۔ دیوالئے کی
امداد کا حکم۔ قرضہ ادا کرنے کی فضیلت۔
شہید کے سب گناہ معاف مگر قرضہ نہیں۔
منگیتر عورت کو دیکھ لینے کا حکم۔ کسی اکیلی
عورت کے پاس نہ بیٹھنے کا حکم۔ اعلان
نکاح کے لئے باجے بجانے کا حکم۔ شادی
میں ڈومنیوں سے گانا گوانے کا حکم۔ رسول اللہ
کی بیویوں کا مہر۔ ولیمے کا کھانا۔ دف بجانے
کی منت پوری کرنے کی اجازت۔

شکار اور حفاظت کے لئے کتا پالنا جائز ہے۔ رسول خدا کی قدم بوسی۔ بیمار پرسی کا طریقہ بتایا۔ بچوں کو پیار کرنے کا حکم۔ اپنا خواب دوستوں سے بیان کرنے کا حکم۔ فال کیا چیز ہے؟۔ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے۔ اچھے نام رکھنے کا حکم۔ بچوں کو آزادی کی تعلیم دینے کا حکم۔ غریب کو امیر پر ترجیح دینے کا حکم۔ پینے کے پانی میں پھونک نہ مارنے کا حکم۔ تین سانس میں پانی پینے کا حکم۔ رسول اللہؐ کی سات حکمتیں۔ رشک و حسد کن سے جائز ہے؟ دوسروں کی تکلیف دور کرنے کا حکم۔ غریب کی مدد کا حکم۔ پردہ پوشی کا حکم۔ عمل کے سامنے نسب کوئی چیز نہیں۔ کنجوسی کی برائی۔ سمجھا کر بات کہنے کا حکم۔ رسول اللہؐ کا رومی جبہ۔ رسول اللہؐ کو کرتہ پسند تھا۔ سفید لباس پہننے کا حکم۔ عمامے میں ٹوپی ہونے کا حکم۔ اچھا لباس پہننے کا حکم۔ رسول اللہؐ وفات کے وقت کس لباس میں تھے؟ رسول اللہؐ سر پر کپڑا ڈالتے تھے۔ رسول اللہؐ کا بستر چمڑے کا تھا۔ تین بستر رکھنے کا حکم۔ کھانے کے آداب۔ تکیئے سے لگ کر کھانا نہ کھانے کا حکم۔ بن چھنا آٹا۔ کھانے کے عیب نہ نکالو۔ حلوہ اور شہد مرغوب تھا۔ سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ کھجور اور ککڑی ملا کر کھائی۔ لہسن پیاز کی بدبو سے نفرت۔ ہاتھ دھونے کا حکم۔ بیمار کی غذا جو اور چقندر۔ زیتون کا تیل کھاؤ اور ملو۔ کھجور اور تربوز۔ چھری سے کاٹ کر گوشت کھایا۔ جوتیاں اتار کر کھانا کھاؤ۔ اہل بیت کون ہیں؟۔ رسولؐ کی چادر میں پنج تن۔ ایک نظر امت پر۔ ایک نظر حسنؑ پر۔ اچھی سواری اور اچھا سوار۔

قرآن اور اہل بیت کی پیروی کا حکم۔ حسنؑ رسولؐ کے کندھے پر۔ حسنؑ کی محبت کی دعا۔ حسنؑ حسینؑ کے لئے خطبہ چھوڑ دیا۔ مکھی مارنے کا فتویٰ۔ اہل بیت کا مرتبہ۔ حضرت ابوبکرؓ کی محبت اہل بیت۔ اہل بیت مثل کشتی نوحؑ۔ سونگھتے تھے اور لپٹاتے تھے۔ کربلا کے دن کا خواب۔ شہادت حسینؑ کی پیشین گوئی۔ حسینؑ کا خون جمع کیا۔ حسینؑ کی نسل بڑھنے کی پیشین گوئی۔ علیؑ مثل ہارونؑ ہیں۔ علیؑ ہر مومن کے ولی ہیں۔ علیؑ محبوب خدا۔ علیؑ حکمت کے گھر کا دروازہ۔ اللہ کی علیؑ سے سرگوشی۔ جس نے علیؑ کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ علیؑ سب کے مولا ہیں۔ فاطمہؑ جگر گوشہ رسولؐ۔ رسول خدا فاطمہؑ کے ہاتھ چومتے تھے۔ دنیا کی سب سے اچھی عورتیں۔ خدیجہؓ کو خدا نے سلام بھیجا۔ اے فاطمہؑ عائشہؓ سے محبت کر۔ معراج کا بیان۔ خدا کا دیدار۔ لنگر کا معجزہ۔ اصحاب رسولؐ کی کرامت۔ لڑائی میں رازداری۔ رسول اللہؐ نے بوٹ پہنے تھے۔ رسولؐ خدا کے لطیفے۔ کھجوریں کس نے زیادہ کھائیں؟۔ یہ غلام بکاؤ ہے۔ میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ بڑھیا عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔

صفحہ ۶۵ سے صفحہ ۱۱۲ تک بخاری۔ مسلم ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ بیہقی وغیرہ مشہور حدیث کی کتابوں سے حدیثیں جمع کی گئیں ہیں۔ اور آخر میں ایسی حدیثیں جمع کی گئیں ہیں۔ جن کو پڑھنے سے شیعہ سنی کے جھگڑے دور ہو جائیں۔ یہ کتاب مسلمان بچے پڑھیں اور یاد کریں۔ تو ان کو قرآن و حدیث پر پورا عبور ہو جائے گا۔ اور پھر جب وہ انگریزی یا دنیاوی اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے جائیں گے تو اپنے دین سے بے خبر نہیں رہیں گے اور اُن کے عقائد کی بنیاد پکی ہو جائے گی۔ اس واسطے ہر مسلمان عورت مرد کا فرض ہے کہ یہ کتاب اپنے بچوں کو پڑھوائے اور پڑھائے۔ اور اپنے رشتے داروں اور ملنے والوں کو اس کتاب سے آگاہ کرے کیونکہ خواجہ صاحب نے آیتیں بھی لکھدی ہیں اور حدیثیں بھی لکھدی ہیں۔ اور اُن کا ترجمہ ایسی آسان زبان میں لکھا ہے کہ سب بچے فوراً سمجھ لیں گے۔ یہ کتاب مجلد ہے۔ اور اس کی قیمت محض غریبوں کو دینی فائدہ پہنچانے کے لئے صرف آٹھ آنے رکھی گئی ہے۔ جو لوگ ۱۲ کتابوں سے زیادہ خریدینگے اُن کو ایک کتاب چھ آنے میں دی جائیگی تاجروں کو بھی پچیس فی صدی کمیشن دیا جائے گا۔ اور مکتبوں میں پڑھانے والوں کو بھی پچیس فی صدی کمیشن دیا جائے گا۔ یعنی ایک کتاب چھ آنے میں دی جائے گی جس کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اس کو پانچ مسلمانوں کو سنا دے۔ اس سے اُس کو قرآن و حدیث کی تبلیغ کا ثواب حاصل ہوگا۔

ضروری اطلاع

آئندہ ہر ہفتے خواجہ صاحب کی تصنیفات کے مضامین کا خلاصہ ذرا وضاحت سے ٹائیٹل کے ان اوراق پر شائع ہوا کریگا کیونکہ اب تک کتابوں کے نام اور صفحات شائع ہوتے تھے۔ جن سے یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ کتابیں کیسے کیسے بے بہا اور مفید خاص و عام مضامین درج ہیں۔

مینجر دفتر حلقہ مشائخ و خواجہ اولاد کمپنی
ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی دہلی سے شائع کیا۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۷۶

کل عالم میں حیدرآبادی آزادی کی ندا دینے والا اخبار

رجسٹرڈ نمبر ڈی ۳۱۷ سرکار عالی

منادی دہلی

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حیدرآباد دکن سے شائع کیا

مددگار:- پروردگار
قلم کار:- خواجہ حسن نظامی

اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۴۷ء اور
جنوری، فروری ۱۹۴۸ء کے روزنامچے

سالانہ قیمت پانچ روپے کلدار
ایک پرچہ پانچ آنے کلدار
حالی چھ آنے

خواجہ حسن نظامی کا روزنامچہ

اکتوبر، نومبر، دسمبر، جنوری، فروری، کا روزنامچہ

ایک سو باون دن کا روزنامچہ

تین ہزار چھ سو اڑتالیس گھنٹے کا روزنامچہ،

دو لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو اسی منٹ کا روزنامچہ

ایک کروڑ اکتیس لاکھ تیئس ہزار آٹھ سو سکنڈ کا روزنامچہ

خواجہ حسن نظامی کی حیدرآبادی آپ بیتی

مشاہیر ہند کے خطوط،

ذیل میں مہاتما گاندھی اور سردار ولبھ بھائی پٹیل اور مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے وہ خطوط درج کئے جاتے ہیں جو دہلی کے قتل عام کے وقت اور اس کے بعد میرے نام آئے تھے۔

گاندھی جی سچی بات کہنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی اتنی زیادہ مدد اس نازک وقت میں کی ہے۔ کہ مسلمان قوم اس کا جس قدر احسان مانے کم ہے۔

۱۳ر جنوری کی شام کی تقریر

۱۳ر جنوری ۱۹۴۸ء پیر کی صبح سے گاندھی جی نے برت شروع کیا۔ اور شام کی تقریر میں انہوں نے صاف صاف کہدیا کہ مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے یہ برت مسلمانوں کے بچانے کے لئے رکھا ہے۔ گاندھی جی نے کہا اب یہ ٹھیک ہے کیونکہ ہندو اور سکھ مسلمانوں کو دہلی سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ اور پایہ تخت دہلی کی عزت کو برباد کر دینا چاہتے ہیں۔

مہاتما گاندھی کا خط

میں نے گاندھی جی کو ۹ صفحات کا خط دہلی سے بھیجا تھا جس میں درگاہوں کی حفاظت کے لئے ان کو لکھا تھا۔ ۲۷ر ستمبر ۱۹۴۷ء کو یہ جواب آیا۔

برلا ہاؤس نئی دہلی ۲۶ر ستمبر ۱۹۴۷ء

جناب خواجہ صاحب جے ہند

آپ کا خط ملا۔ گاندھی جی کو پڑھ کر سنا دیا گیا۔ گاندھی جی فرماتے ہیں کہ ان کی جتنی طاقت ہے اس کے مطابق وہ پوری کوشش کر رہے ہیں۔ وہ آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ جب تک دہلی کی آگ بجھ نہیں جائیگی وہ یہاں سے نہیں جائیں گے۔

نیازمند برج کرشن

سردار پٹیل کا خط

میں نے حیدرآباد دکن سے ۱۳ر اکتوبر کو سردار پٹیل کے نام اردو میں خط بھیجا تھا اس کا جواب ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ کو حیدرآباد میں وصول ہوا۔

نئی دہلی مورخہ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۴۷ء

مکرمی بندہ خواجہ حسن نظامی صاحب تسلیم

آپ کا خط مورخہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۴۷ء شری سردار ولبھ بھائی پٹیل جی کو ملا۔ جواباً راقم ہوں کہ مہرولی اور درگاہ چراغ دہلی کے مسلمانوں کی حفاظت گورنمنٹ ہر ممکن طریقے سے کر رہی ہے اور ان کو ہر ممکن سہولت دی جا رہی ہے کہ وہ اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ ان میں سے بہت سے واپس بھی جا چکے ہیں۔ اور باقی ماندہ کے واسطے کوئی رکاوٹ نہیں۔

درگاہوں اور دیگر مذہبی مقامات کے متعلق میں صرف اتنا ہی تحریر کر دینا چاہتا ہوں کہ ان کی حفاظت کرنا گورنمنٹ اپنا پہلا فرض سمجھتی ہے

مخلص ودیا شنکر پرائیویٹ سکریٹری۔

سردار پٹیل کا دوسرا خط

۱۰ر نومبر ۱۹۴۷ء کو میں نے حیدرآباد سے سردار پٹیل صاحب کے نام انگریزی زبان میں ایک خط بھیجا تھا۔ جس کا جواب ۱۳ر نومبر کو انگریزی زبان میں وصول ہوا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ڈیئر خواجہ صاحب۔ آپ کا ۱۰ر نومبر کا خط موسومہ آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل درگاہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی نسبت پہنچا۔ شکریہ۔ آپ کو یہ سن کر دلچسپی ہوگی کہ سردار جی اور میں دونوں ۱۰ر نومبر کو درگاہ کی زیارت کے لئے گئے تھے۔ اور وہاں ہر چیز درست اور سب حالات ٹھیک پائے تھے۔ اس وقت تقریباً دو ہزار آدمی گاؤں میں مقیم ہیں جو لوگ گئے ہیں وہ سب چپراسی وغیرہ تھے جنہوں نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا تھا پولس کو خاص ہدایات دیدی گئیں ہیں کہ بستی میں کوئی نامناسب واقعہ نہ ہونے پائے اور درگاہ کی پوری حفاظت کی جائے لہذا پریشانی اور بے چینی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ آپ کا مخلص

ودیا شنکر پرائیوٹ سکریٹری آنریبل ولبھ بھائی پٹیل

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا خط

میں نے مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کو کانگرس کی شرکت کی نسبت حیدرآباد سے ایک خط لکھا تھا اور شرکت کی کچھ شرائط لکھی تھیں اس کے جواب میں یہ خط آیا۔

۱۹ اکبر روڈ نئی دہلی ۲۰ر نومبر ۱۹۴۷ء

مکرمی تسلیم۔ آپ کا خط حضرت مولانا کو مل گیا۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات میں یہ بالکل غلط ہوگا کہ کانگرس میں شرکت کے لئے کانگرس سے شرطیں منوائی جائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ انڈین یونین کے مسلمانوں کے لئے کوئی دوسرا بہتر طریقہ موجود ہے تو اس کی تلقین کرنی چاہیئے۔ راقم

محمد اجمل پرائیویٹ سکریٹری۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی کے حیدرآبادی نوٹ

پانچ مہینے کا روزنامچہ

اس پرچے میں ۱۳ر اکتوبر سے آخر فروری تک پانچ مہینے کا روزنامچہ درج ہوا ہے اس کے بعد اخبار ہفت روزہ شائع ہوا کرے گا۔

خواجہ حسن نظامی میٹرک پاس نہیں ہیں

حیدرآبادی قانون مطابع کی دفعہ ۵ میں حکم ہے کہ اخبار جاری کرنے والا ملکی اور میٹرک پاس ہو اس لئے خواجہ حسن نظامی کو منادی جاری کرنے کی اجازت ذرا دیر میں ملی۔

جن حیدرآبادی اخباروں نے حسن نظامی کو قانون کی دفعہ ۵ سے مستثنیٰ کرانے میں مدد دی تھی۔ ان کا شکریہ ناظرین منادی اور حسن نظامی کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔

مگر یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ ہر ملک کے اخبار نویس اپنی حکومت کے قوانین کی مضبوطی اور تعمیل کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ لہذا حسن نظامی بحیثیت حیدرآبادی اخبار نویس کے قانون مطابع اور اس کی دفعہ ۵ کا حامی ہے۔

حیدرآبادی اخباروں کی برادری

حسن نظامی دہلی میں پچاس برس سے اخبار نویسی کرتا آیا ہے اور سنہ ۱۹۱۱ء سے جب کہ موجودہ حضور نظام تخت نشین ہوئے تھے۔ اس نے لگاتار دو وقتا اور روزانہ اور ہفتہ وار اور پندرہ روزہ اور ماہوار اخبار اور رسالے جاری کرکے حیدرآباد کے بادشاہ اور حیدرآباد کے ملک اور حیدرآباد کی رعایا کی خدمات انجام دی تھیں، اس لئے وہ حیدرآبادی اخباروں کی برادری میں نہ اجنبی ہے نہ غیر ملکی ہے نہ پردیسی ہے۔ کیونکہ حیدرآباد کے بادشاہ کے مورث اعلیٰ دلی کے رہنے والے تھے۔ جہاں اب تک ان کی قیامگاہ پر سرکاری تختے لکھے ہوئے آویزاں ہیں۔ جن پر کٹرہ نظام الملک لکھا ہوا ہے۔

پس حسن نظامی جب تک حیدرآباد میں رہے گا۔ حیدرآباد کے اخباروں کی رقابت سے بچیگا۔ اور ان سب کو باہمی رقابت سے بچانے کی کوشش بھی کریگا۔ اور حیدرآبادی اخباروں کی اصلاح اور ترقی کے لیے جو کچھ لکھیگا اس میں ہجو یا دل آزاری کا دخل نہیں ہوگا بلکہ سب کا آئینہ بن کر ان کے چہرے ان کو اس آئینہ میں دکھائیگا۔

حیدرآباد کے بادشاہ دہلی کے ہیں

دہلی جامع مسجد کے جنوب میں اردو بازار ہے۔ اور وہاں آج تک حیدرآباد کے بادشاہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کا مکان کٹرہ نظام الملک موجود ہے۔ سرکاری بورڈ پر کٹرہ نظام الملک لکھا ہوا ہے۔ اب اس مقام پر ایک بڑا کوچہ آباد ہے جس میں اعلیٰ خاندان کے مسلمان رہتے ہیں جامع مسجد کے امام صاحب کا مکان بھی اسی میں ہے۔

حیدرآباد کے بادشاہ کا دہلی پر احسان

حیدرآبادی بادشاہی کے بانی آصف جاہ اعظم نے دہلی کے ہندو مسلمان باشندوں کو نادر شاہ ایران کے قتل عام سے بچایا تھا۔

دہلی میں اورنگ زیب کے پوتے محمد شاہ بادشاہ تھے اور تمام ہندوستان کے صوبوں کے بڑے بڑے مسلمان گورنر دہلی میں موجود تھے مگر کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ نادر شاہ ایرانی کو دہلی کے قتل عام سے روکتا مگر اعلیٰحضرت آصف جاہ اول خود چاندنی چوک دہلی کی مشہور سنہری مسجد میں گئے جہاں نادر شاہ بیٹھا تھا۔ اور آصف جاہ نے نادر شاہ سے کہہ کر قتل عام بند کرا دیا۔ آج تک دہلی والے اس احسان کو یاد کرتے ہیں۔

لنگر کی روٹی کا تاج

دکن کے پہلے مسلمان بادشاہ حسن بہمنی کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے دہلی میں اپنے لنگر کی روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر

فرمایا تھا۔ لے یہ دکن کی بادشاہی کا تاج
ہے۔

حضرت بابا شرف الدین پہاڑی والے

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ایک
خلیفہ حضرت بابا شرف الدین کا مزار حیدرآباد
میں پہاڑی پر ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی لکھی
ہوئی کتاب نظامی بنسری میں حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء کے سب خلفاء کا تذکرہ
ہے۔ اسمیں حضرت کا نام قاضی شرف الدین
لکھا ہے۔

حضرت مولانا برہان الدین غریب

خلد آباد اورنگ آباد میں حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء کے ایک خلیفہ حضرت مولانا
برہان الدین غریب کا مزار بھی ہے اور حضرت
کے دوسرے مرید حضرت خواجہ حسن علا سنجری
کا مزار بھی ہے۔

حضرت یوسف صاحب شریف صاحب

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے
سلسلہ میں ایک بڑے بزرگ حضرت شیخ
کلیم اللہ جہان آبادی گذرے ہیں جن کا
مزار دہلی کے لال قلعہ کے غرب میں موجود
ہے۔ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب
ان کے خلیفہ تھے۔

حضرت بندہ نواز گیسو دراز

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے
بڑے خلیفہ اور جانشین حضرت مخدوم نصیر الدین
محمود چراغ دہلی تھے اور ان کے بڑے خلیفہ
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز گلبرگہ شریف
میں ہیں۔

حیدرآباد پر پیروں کا سایہ ہے

مذکورہ چشتیہ نظامیہ خاندان کے بزرگوں
کے علاوہ حیدرآباد میں قادریہ سلسلہ کی،
درگاہیں بھی ہیں اور شطاریہ سلسلہ کی بھی
اور رفاعیہ سلسلہ کی بھی اور نقشبندیہ
سلسلہ کی بھی اور ان سب بزرگوں کی
پاک ارواح کا سایہ حیدرآبادی سلطنت
پر ہے اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ
اس ملک کو ہمیشہ بچاتا رہے گا۔ اور بچاتا
رہا ہے اور بچا رہا ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد

حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء
محبوب الٰہی کے پیر و مرشد حضرت بابا فرید
الدین مسعود گنج شکر تھے اور حضرت باباصاحب
کے دوسرے خلیفہ حضرت مخدوم جمال الدین
ہانسی پنجاب میں تھے اور تیسرے خلیفہ حضرت
مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیر یوپی میں
تھے اور ان تینوں سے نظامیہ اور جمالیہ
اور صابریہ سلسلے جاری ہوئے تھے
حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد
حیدرآباد میں بھی ہے۔ اور پائیگاہ کے
امیروں کے نام سے مشہور ہے یعنی موجودہ
امرائے پائیگاہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور
سب حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد
ہیں۔ اس لیے حیدرآباد کے بادشاہ
کے خاندان کی قرابت داریاں بھی پائیگاہ
کے خاندان والوں سے ہوتی رہی ہیں۔

حیدرآباد کی موجودہ وزارت

ابھی حال میں جو وزارت حیدرآباد
میں قائم ہوئی ہے اس کے ارکین کے نام
یہ ہیں۔ مولوی میر لائق علی صاحب صدر
اعظم، مولوی عبدالرحیم صاحب صدر المہام
ریلوے نواب معین نواز جنگ بہادر
صدر المہام سیاسیات۔ نواب مرزا یار
جنگ بہادر مشیر امور دستوری، مولوی
محمد اکرام اللہ صاحب مذہبی صدر المہام امور
مولوی عبدالرؤف صاحب صدر المہام تعمیرات
مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی نائب صدر
اعظم، مسٹر وینکٹ راؤ صدر المہام اچھوت
اقوام، مسٹر ملکا رجن آیا صدر المہام، قوم
لنگایت اور راج موہن لال صاحب
صدر المہام عدالت۔

مذہبی محکمہ

حیدرآباد میں ایک مذہبی محکمہ بھی
قائم ہے جس کے ناظم مولوی عبدالقیوم صاحب
ہیں یہ محکمہ ہندوؤں مسلمانوں عیسائیوں
پارسیوں، سکھوں کے مذہبی مقامات
اور مذہبی اشخاص کو معقول امداد دیتا ہے
اور ان سب کے لئے جاگیریں بھی ہیں۔

مندر مسجد

ملک حیدرآباد میں چھبیس [۲۶] ہزار
مندر ہیں اور چھ ہزار مسجدیں ہیں۔ اور
امداد سب کو مساوی ملتی ہے۔

سکھوں کے دسویں گرو

سکھ قوم میں دس گرو ہوئے ہیں
آخری گرو صاحب کا نام گرو گوبند سنگھ
صاحب تھا اور وہ دہلی کی حکومت کے
انقلاب کے وقت حیدرآباد کے بادشاہ

کی پناہ میں آگئے تھے۔ اور حیدر آباد کے بادشاہ نے ان کو اپنے ملک کے شہر ناندیڑ میں جگہ دی تھی اور جاگیر بھی دی تھی اور اب ناندیڑ میں گرو صاحب کا بہت بڑا گردوارہ قائم ہے جس کے خرچ کے لئے حیدر آباد کے بادشاہ بہت بڑی امداد دیتے ہیں۔

گرجاؤں کی امداد

حیدر آباد کے ملک میں ہر مذہب کو آزادی حاصل ہے۔ اور عیسائیوں کو بھی آزادی حاصل ہے اور یہاں اُن کے بہت سے گرجا ہیں اور یہاں ان سب گرجاؤں کو حیدر آبادی حکومت امداد دیتی ہے۔

آتش کدے

حیدر آباد میں بہت سے پارسی بھی آباد ہیں اور پارسیوں کو حکومت کے بڑے بڑے عہدے حاصل ہیں اور پارسیوں کے کے مذہبی پیشواؤں کو معقول امداد دی جاتی ہے، اور اُن کے آتش خانوں کے لئے بھی امداد مقرر ہے۔

اٹھتالیس ہزار پٹیل اور پٹواری

حیدر آبادی حکومت میں اٹھتالیس ہزار پٹیل اور پٹواری ہیں اور وہ سب موروثی ہیں اور سب ہندو ہیں اُن میں صرف چار مسلمان ہیں۔

گوشت فروش بھی ہندو ہیں

حیدر آباد میں بکری کا گوشت فروخت کرنے والے زیادہ ہندو ہیں۔ مسلمان بہت کم ہیں۔

غلے کپڑے کی تجارت

حیدر آباد شہر اور اضلاع میں غلے اور کپڑے کی تھوک تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔

سب پیشہ ور ہندو ہیں

حیدر آباد میں دھوبی، حجام معمار مزدور اور سب پیشہ ور ہندو ہیں اور ان کو بہت معقول مزدوری ملتی ہے اور سب خوش حال ہیں۔

حیدر آباد میں مارواڑی

باہر کے علاقوں سے آئے ہوئے مارواڑی بھی حیدر آباد میں بہت زیادہ ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے کا بیوپار کرتے ہیں۔

حیدر آباد کے اخبار

حیدر آباد میں بہت سے روزانہ اخبار شائع ہوتے ہیں اور ہفتہ وار بھی ہیں اور پندرہ روزہ بھی ہیں اور ماہوار بھی ہیں۔ اور یہ سب اردو زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ تلنگی اور مرہٹی اور انگریزی زبان کے اخبار بھی ہیں، دکن نیوز اور اورینٹ پریس ایجنسیاں بھی ہیں، اردو کے روزانہ اخباروں میں رہبر اور صحیفہ اور مشیر دکن اور مبصر اور نظام گزٹ اور میزان اور جناح اور اتحاد اور وقت اور سلطنت اور معین اور نظام اور صبح دکن زیادہ مشہور ہیں۔ اخبار میزان کے دفتر سے تلنگی اور انگریزی زبانوں میں بھی میزان کے ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔

حیدر آباد کی سواریاں

حیدر آباد میں ذاتی موٹر گاڑیاں بھی ہیں اور پبلک موٹر بسیں بھی ہیں جن میں دو منزلہ بھی ہیں اور ٹانگے بھی ہیں اور سائیکل کی رکھشا گاڑیاں بھی ہیں اور سائیکلیں بھی کرایہ پر چلتی ہیں۔ اور تقریباً ہر شخص کے پاس ایک سائیکل ہے۔

حیدر آباد کے کارخانے

حیدر آباد میں مشین کے چھاپے خانے بھی ہیں اور کاغذ بنانے کا کارخانہ بھی ہے اور کپڑے کے بھی کئی بڑے بڑے کارخانے ہیں اور شکر بنانے اور شیشے کے برتن بنانے کے کارخانے بھی ہیں۔

حیدر آباد کے بادشاہ کی محنت

دنیا میں کوئی چھوٹا بڑا بادشاہ اتنی محنت نہیں کرتا کہ جتنی محنت حیدر آباد کے بادشاہ کرتے ہیں وہ وقت کے بڑے پابند ہیں اور ان کی زندگی شروع سے آج تک عملی زندگی رہی ہے۔ ان کے دفتری کام میں دیر نہیں لگتی وہ آج کا کام آج ہی ختم کر دیتے ہیں۔ ان کا حافظہ بھی بہت اچھا ہے۔ اور برسوں پہلے کی باتیں ان کو بروقت یاد آجاتی ہیں وہ قدامت کی ہر چیز کی قدر کرتے ہیں، اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یونانی طب کی علمیت ان میں دنیا کے سب یونانی حکیموں سے زیادہ ہے اور یونانی طب کو زندہ کرنے کے لئے انہوں نے کروڑوں روپے کے خرچ سے بڑے بڑے یونانی شفاخانے بنائے ہیں اور ساری ایشیا کے بادشاہوں میں وہی ایک یونانی طب کے حامی ہیں۔

عثمانیہ یونیورسٹی

حیدر آباد کے بادشاہ نے اردو زبان کی ایک یونیورسٹی بنائی ہے جس سے لاکھوں ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں اور پارسیوں اور سکھوں نے فائدہ اٹھایا ہے

دار الترجمہ

حیدر آباد کے بادشاہ نے ایک محکمہ ترجمہ کا قائم کیا ہے جس میں تمام دنیا کی مفید اور عمدہ کتابوں کے ترجمے کئے جاتے ہیں یہ محکمہ اب تک ایک ہزار کے قریب کتابیں شائع کر چکا ہے۔

آصفیہ کتب خانہ

حیدر آباد میں بہت سے ذاتی کتب خانے بھی ہیں اور پبلک کتب خانے بھی ہیں جن میں آصفیہ کتب خانہ سب سے بڑا ہے جس میں نایاب کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہے۔

مشائخ اور علماء

حیدر آباد میں ہر سلسلے کے ممتاز مشائخ بھی ہیں اور نامور علماء بھی ہیں۔ اور ان کی خانقاہیں اور درگاہیں اور درسگاہیں بھی ہیں۔

انجمن پیشوایان مذاہب

حیدر آباد میں سب مذاہب کے پیشواؤں کی ایک انجمن بھی ہے جس کا ایک ہفت روزہ اخبار ان کے نام سے جاری ہے اس انجمن کے اراکین موجودہ شورش کے زمانے میں دورے کر کے لوگوں کو امن کی تعلیم دیتے ہیں۔

حیدر آباد کے جاگیر دار

حیدر آباد میں چھوٹے بڑے ہزاروں جاگیردار ہیں جن میں بعض جاگیرداروں کی آمدنی تیس چالیس لاکھ روپے سالانہ تک ہے۔ اور ان کی حیثیت بہت اچھی ہے اور وہ ایک حد تک خود مختار ہیں۔

بادشاہ پرستی

حیدر آباد میں آجکل جو شورش ہو رہی ہے۔ اس سے حیدر آبادی رعایا کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ یہ سب لوگ حیدر آباد سے باہر کے ہیں۔ حیدر آباد کے اندر ہندو مسلمان عیسائی پارسی سکھ چھوت لنگایت قومیں سب بادشاہ پرست ہیں اور ابھی حال میں جب بادشاہ پر باہر کے ایک ہندو نے بم پھینکا تھا تو حیدر آبادی ہندوؤں نے بہت زیادہ جوش بم باز کے خلاف ظاہر کیا تھا اور ہندوؤں کے سب گروہوں نے جمع ہو کر اعلحضرت کا صدقہ اتارا تھا اور بادشاہ پرستی اور وفاداری اور اطاعت کا اظہار کیا تھا اور شورش کرنے والوں سے نفرت اور بیزاری ظاہر کی تھی۔

حیدر آباد کے پناہ گزین

حیدر آباد میں باہر سے لاکھوں آدمی پناہ لینے کے لئے آچکے ہیں اور روزانہ آتے رہتے ہیں اور ان سب کی حفاظت اور رہائش اور خوراک کا تمام ہندوستان سے زیادہ اچھا انتظام حیدر آباد میں ہوتا ہے اور حیدر آباد کی حکومت اور حیدر آباد کی رعایا ان مہاجرین کے ساتھ ایسا اچھا برتاؤ کرتی ہے کہ مسلمانوں کے قرن اول کے مہاجرین کا زمانہ یاد آجاتا ہے

معلومات عامہ

میں نے یہ سب باتیں ہندوستان اور پاکستان کے باشندوں کی معلومات اور آگاہی عام کی غرض سے لکھی ہیں اور خدا نے چاہا آئندہ منادی میں اور بے شمار چیزیں لکھوں گا جن کے عنوانات ایک سو کے قریب میں نے تیار کئے ہیں اور ان میں سے چند کا خلاصہ یہاں لکھا ہے۔

حیدر آباد کے کھانے

حیدر آباد میں قدامت کے کھانے بھی کھائے جاتے ہیں اور انگریزوں کے روکھے پھیکے کھانے بھی کھائے جاتے ہیں۔ یہاں ترشی اور مرچیں کھانے کا رواج زیادہ ہے۔

حیدر آباد کا لباس

حیدر آباد کے ہندو مسلمان عام طور سے لال رنگ کی ترکی ٹوپی اور شیروانی پہنتے ہیں اور یہ ان کا ملکی لباس ہے۔

مسٹر مولوی

حیدر آباد کے باہر انگریزوں کا لایا ہوا لفظ مسٹر ہر شخص کے لئے بولا جاتا ہے۔ مگر حیدر آباد میں کسی کو مسٹر نہیں کہتے ہیں اور مسٹر کی جگہ مولوی، لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے حیدر آباد میں ہزاروں ڈاڑھی منڈے مولوی نظر آتے ہیں۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۸ ذی قعدہ سنہ ۱۳۶۳ھ ۴ اکتوبر سنہ ۱۹۴۴ء شنبہ حیدرآباد

بندہ نوازؒ کا عرس } ۱۶، ۱۷ ذی قعدہ کو حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو درازؒ کا سالانہ عرس گلبرگہ شریف میں ہوتا ہے۔ میرے ہندو مرید خواجہ راجہ بھیا ریڈی نظامی عرس میں گئے ہوئے تھے آج یہ واپس آئے تو مجھ سے کہا درگاہ میں مولوی قطب الدین خاں صاحب تعلقدار جن کو آپ نے حق باز خاں کا خطاب دیا ہے وضو کر رہے تھے۔ انھوں نے مجھ کو دیکھا تو کہا جائیے جائیے آپ کے حضرت دہلی سے حیدرآباد میں آگئے ہیں۔ میں نے کہا دہلی سے اُن کے آنے کی کوئی خبر نہیں آئی۔ میں تو آج ہی حیدرآباد سے آیا ہوں، تو انہوں نے کہا اجی جاؤ جاؤ یہ آپ کیا بولتے ہیں وہ تو حیدرآباد میں آچکے ہیں۔

خواجہ راجہ کو حق باز خاں کی اس بات سے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ وہ جب حیدرآباد سے گلبرگہ شریف گئے تو ان کو میرے آنے کی کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ ۱۵ ذی قعدہ کو حیدرآباد سے گلبرگہ گئے تھے۔ اور ۱۶ ذی قعدہ کو میں حیدرآباد پہنچا۔ راجہ صاحب کو تعجب اس پر تھا کہ جب حق باز خاں مجھ سے بھی پہلے گلبرگہ چلے گئے تھے پھر ان کو کیسے معلوم ہوگیا کہ آپ حیدرآباد میں آگئے ہیں۔

میں نے کہا وہ صاحب باطن اور صاحب کشف امیر ہیں اور میں نے یہ بھی کہا دیکھو نظامیہ خاندان کے اکثر بڑے بڑے بزرگوں کا عرس ۱۷ تاریخ کو ہوتا ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ۱۷ ربیع ثانی کو اور حضرت کے خلیفہ و جانشین حضرت مخدوم چراغ دہلیؒ کا ۱۷ رمضان کو اور حضرت کے مقبول مرید حضرت امیر خسروؒ کا ۱۷ شوال کو حضرت مخدوم چراغ دہلی کے خلیفہ حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کا ۱۷ ذی قعدہ کو۔ یہ کہنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہاں مرید کا عرس ہو رہا ہے اور وہاں دہلی میں پیر کا مزار شیطانوں نے شہید کر دیا ہے۔

۱۹ ذی قعدہ ۵ اکتوبر اتوار حیدرآباد

کاروبار } حیدرآباد میں جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے اور اتوار کو سب کاروبار جاری رہتے ہیں۔ مجھے چونکہ دہلی میں اتوار کی تعطیل کی عادت ہوگئی ہے اس واسطے آج میں نے کئی دفعہ کہا آج تو بازار بند ہوگا۔ لوگوں نے کہا نہیں حضرت یہ حیدرآباد ہے۔ اس سے میرے دل پر غیر معمولی خوشی کا اثر ہوا۔

کامل الیقین نظامی } افضل گنج بازار میں لوہے کے ایک بہت بڑے سوداگر عبداللطیف صاحب تھے ان کے بڑے لڑکے غلام محی الدین اور منجھلے لڑکے عبدالغفور میرے بہت پرانے مریدوں میں ہیں۔ بڑے بھائی کو میں نے صادق الیقین خطاب دیا تھا اور منجھلے بھائی کو کامل الیقین خطاب دیا تھا۔ پہلے صادق الیقین نظامی کی دکان پر میری کتابیں فروخت ہوتی تھیں اب ان کے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور سب بھائی الگ الگ لوہے کی تجارت کرتے ہیں۔ کامل الیقین نظامی کو میرے ساتھ بہت ہی زیادہ خلوص ہے اور وہ ہمیشہ مختلف ضرورتوں میں میری خدمت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں ان سے کسی ضرورت کو ظاہر کرتے ہوئے رک جاتا ہوں کیونکہ وہ ضرورتوں کا سامان لاتے ہیں تو قیمت نہیں لیتے۔

پاشا بیگم نظامی } میرے بہت پرانے مرحوم خلیفہ ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کے بھائی کی بیٹی پاشا بیگم نظامی ہادی منزل کے قریب نام پلی میں رہتی ہیں مرید ہونے کے وقت یہ بہت کم عمر تھیں اور اب خدا کے فضل سے ان کی اولاد جوان ہے مگر ان کا اعتقاد بہت مضبوط اور بہت صحیح ہے۔ ہمیشہ میرے لئے طرح طرح کے کھانے پکا کر اپنے بچوں کے ہاتھ بھیجتی رہتی ہیں۔ بڑے لڑکے کا نام مظفر حسین ہے ان سے چھوٹے کا نام برہان حسین ہے۔ ان سے چھوٹے کا نام اکبر حسین ہے۔ ان سے چھوٹے کا نام صدیق حسین ہے۔ برہان حسین اور ان کے چھوٹے بھائی مغرب کی نماز میں میرے پوتوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ برہان حسین بہت ذہین بچہ ہے اور ادب شائستگی تو حیدرآباد والوں کا حصہ ہے یہ کم سن بچے دو زانو بیٹھتے ہیں۔ آتے ہیں تو جھک کر سلام کرتے ہیں۔ قدم چھوتے ہیں۔ بات کرتے ہیں تو دست بستہ ہو جاتے ہیں۔ میں نے برہان حسین سے پوچھا تمہارے بڑے بھائی کا نام مظفر حسین ہے اس نام کا ترجمہ کرو بیساختہ کہا فتح یاب حسین۔ میں اس برجستہ جواب سے بہت ہی خوش ہوا اور میں نے برہان حسین کو دعائیں دیں اور اس کی پیشانی کو غور سے دیکھا اور اس کی آئندہ زندگی کے بڑے بڑے کارنامے مجھے دکھائی دئے۔

۲۰ ذی قعدہ ۶ اکتوبر پیر حیدرآباد

بہزاد دکن } میں سب سے پہلے سنہ ۱۹۱۳ء میں حیدرآباد آیا تھا اور سر اکبر حیدری مرحوم کے مکان پر ٹھیرا تھا اس وقت میرے مرید ڈاکٹر قمر الدین

ہلالی شاہ نظامی نے اپنے قرابت داروں اور
دوستوں کو میرا مرید کرایا تھا۔ اور مولوی فیاض الدین
نظامی آرکی ٹیکٹ کے والدین میرے مرید ہوئے
تھے۔ فیاض الدین اس وقت کم عمر تھے مگر انہوں
نے بھی بیعت کی تھی۔ اس وقت سے آج تک
فیاض الدین کے اعتقاد میں لگاتار ترقی ہوتی رہی
انگریزی تعلیم اور یورپ کے سفر نے ان کے عقائد
میں کسی قسم کا فرق نہیں آنے دیا۔ اب وہ حیدر آباد
کے شہرہ آفاق اہل کار ہیں۔ تمام دنیا خاص کر اسلامی
دنیا کے طرز تعمیر کی سمجھ اور واقفیت جتنی ان میں
ہے شاذ و نادر کسی میں نہ ہوگی۔ اور اگر ہوگی تو وہ
اس سمجھ اور واقفیت سے ان کی برابر کام لینا
نہ جانتا ہوگا۔ کیونکہ حیدر آباد میں جتنی خوب صورت
اور نئے طرز کی عمارتیں ہیں وہ سب انہیں کے
مجوزہ نقشوں سے بنی ہیں۔ ان کی تجویز کے نقشوں
کے مکان منہ سے بولتی ہوئی غزل بن جاتے ہیں
دور سے دیکھو تو آنکھیں کہتی ہیں ہم کو برابر دیکھتے
دو۔ نظر یہاں سے نہ ہٹاؤ۔ مکان کے اندر جائیں
تو ہوا اور روشنی اور گنجائش اور زیبائش قدم قدم
پر دکھائی دے گی۔

ان کی شہرت حیدر آباد سے بھوپال اور بہاولپور
اور اودے پور تک پہنچی ہے اور مذکورہ ریاستوں
نے حیدر آبادی حکومت سے درخواست کر کے
اپنے ہاں بلا کر اپنی ریاستوں کے شہروں اور
عمارتوں کی تعمیرات کے نقشے ان سے بنوائے ہیں۔
میں نے ان کو بہزاد دکن خطاب دیا ہے ان
کی بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی سب مرید
ہیں۔ اور سب اسلامی جذبات میں سرشار ہیں
بہزاد دکن عقل اور مردم شناسی بہت زیادہ
رکھتے ہیں۔ وضع کے پابند ہیں۔ ہمدردی قدرت
نے ان کو بہت زیادہ عطا فرمائی ہے۔ اگر یہ خود
پیر ہوتے اور میں ان کا مرید ہوتا تو میں اپنی کمزوریوں
کی اصلاح ان کے عمدہ چال چلن کو دیکھ کر لیتا
اب اگر ان کی تقلید کرنی چاہوں تو نفس کہتا ہے
پیر اپنے مرید کی پیروی کیوں کر کر سکتا ہے۔

مکان کی تلاش آج میں خواجہ بانو اور
حسین کے ساتھ بنجارہ پہاڑ پر گیا تھا جس کو بنجارہ ہل
اور جوبلی ہل بھی کہتے ہیں اور جہاں بہت اچھے
اچھے مکانات بن گئے ہیں۔ بہزاد دکن میرے ساتھ
تھے انہوں نے کئی مکان دکھائے اور ایک مکان
میں نے پسند کیا۔ یہ مکان عبد الرؤف صاحب
ایڈوکیٹ کا ہے اور بہزاد دکن کے نقشے اور نگرانی
سے بنا ہے۔

ڈنر آج شام کو نواب صاحب چھتاری صدر اعظم
حیدر آباد نے مجھے اور حسین کو طعام شب کے
لئے مدعو کیا تھا۔ بہت سے امرا اور جاگیردار اور
بڑے بڑے عہدے دار شریک طعام تھے۔ دہلی
کے حالات کی نسبت تفصیلی بات چیت ہوئی۔
نواب صاحب کو دہلی کے واقعات سے خاص
دلچسپی ہے۔ اور انہوں نے ہر چیز کی تفصیل
دریافت کی۔ میں نے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے
میرے بچوں کی دہلی سے میری کیفیت معلوم کرنے
میں ٹیلی فون وغیرہ کی مدد کی کیونکہ صدر اعظم کے
ٹیلی فون کے سوا اور کسی ٹیلی فون سے بات کرنے کی
اجازت نہیں تھی۔

۱۲ رذی قعدہ ۷ راکتوبر منگل حیدر آباد

رؤف منزل بنجارہ ہل پر جس کو جوبلی ہل
بھی کہتے ہیں۔ تین سو روپے ماہوار کا ایک مکان
کرایہ پر لیا ہے۔ بجلی اور پانی اور باغ کے مالی وغیرہ
کا خرچ شامل کرنے سے چار سو روپے ماہوار
دینے ہوں گے۔ حسین کا مکان ہادی منزل یہاں
سے ۵ میل دور ہے مگر بہزاد دکن فیاض الدین
نظامی کا مکان بہت قریب ہے۔ میں خواجہ بانو
اور چھوٹے بچوں اور سید ابن عربی کے بچوں اور
مستری احمد کے بچوں کے ساتھ اس مکان میں گیا
ہوں۔ ہادی منزل کا کرایہ بھی چار سو روپے ماہوار
ہے۔ یہاں آج کل مکان بہت ہی مشکل سے ملتے
ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بالکل نہیں ملتے۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر آج نواب
ظہیر یار جنگ بہادر کے شبیر باغ میں ملاقات ہوئی تھی
ان کے معتمد نواب منصب جنگ بہادر بھی وہاں تھے
نواب ظہیر یار جنگ بہادر ظہیر پائیگاہ سر آسمان جاہ
بہادر نے از راہ ہمدردی مجھ سے کہا کہ آپ میرے
مکان میں آجائیے جو لالہ گوڑہ میں ہے یا شہر کے
اندر میرے مکان شادی خانے میں آجائیے۔
میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں مذکورہ
دونوں مکان جا کر دیکھوں گا۔

سلیمہ خاتون گول کنڈہ سگریٹ فیکٹری
کی مالکہ محترمہ سلیمہ خاتون صاحبہ سے ملنے گیا تھا۔
ان کے داماد نواب شاہ عالم خاں صاحب ان
کی بیٹی عابدہ خاتون صاحبہ اور ان کے والد حمید خاں
صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ بڑے
خوش اعتقاد اور ہمدرد مسلمان ہیں۔ خدا نے
ان کو دولت بھی دی ہے اور دولت کو صحیح خرچ
کرنے کا دل بھی دیا ہے مجھ سے دہلی کے حالات
دریافت کئے۔ خواجہ بانو اور حسین کی زبانی معلوم
ہوا تھا کہ یہ سب دہلی سے میری خبر نہ آنے کے سبب
بہت زیادہ پریشان تھے۔

۱۳ رذی قعدہ ۸ راکتوبر بدھ حیدر آباد

آغا حیدر صاحب دہلوی میرے وطن دہلی
کے طوطی ہزار داستان آغا حیدر صاحب دہلوی اپنے
صاحبزادے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کی ہمدردی
ایسے الفاظ میں ظاہر ہوئی۔ گویا میری دادی اماں
مجھے تسلی اور دلاسا دے رہی ہیں۔

نواب مہدی نواز جنگ بہادر میرے
پرانے دوست نواب مہدی نواز جنگ بہادر بھی

ملنے آئے تھے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد کی وزارت
کے زمانے میں ان کے سکریٹری تھے۔ یعنی وزارت
کے محکمہ باب حکومت کے معتمد تھے۔

سید علم بردار صاحب نواب محسن الملک
بہادر مرحوم کے قرابت دار سید علم بردار صاحب بھی
ملنے آئے تھے یہ بھی میرے پرانے دوستوں میں
ہیں۔ پہلے سر مہاراجہ بہادر کے پرائیویٹ سکریٹری
تھے۔ اس کے بعد سر اکبر حیدری صاحب اور سر مرزا
اسمٰعیل اور نواب صاحب چھتاری کی وزارتوں
میں باب حکومت کے معتمد ہو گئے اور اب بھی اسی
عہدے پر ہیں۔

مولوی محمد کرم اللہ صاحب میرے
پرانے دوست مولوی محمد کرم اللہ صاحب بلدی
بھی ملنے آئے تھے۔ اور ایک دن کے لئے اپنی
موٹر بھی میرے کاموں کے لئے بھیجی تھی۔

مولوی غلام پنج تن صاحب میرے
بہت قدیمی دوست مولوی سید غلام پنج تن صاحب
بھی ملنے آئے تھے۔ جو میری نئی قیام گاہ رؤف
منزل کے قریب رہتے ہیں۔

سید علین الدین صاحب ریاست
چرکھاری اور ریاست دتیہ کے سابق
وزیر اعظم خان بہادر سید علین الدین صاحب
بھی ملنے آئے تھے۔ کئی بار آ چکے ہیں۔ وہ اب
حیدرآباد میں ملازم ہو گئے ہیں۔ میرے بہت
قدیمی ملنے والے ہیں۔

مولوی ہاشم علی صاحب آج سید علین الدین
صاحب کے ساتھ مولوی ہاشم علی صاحب جج
بھی ملنے آئے تھے۔

میر خورشید علی صاحب نواب عابد یار جنگ
مرحوم کے بڑے فرزند میر خورشید علی صاحب
بھی کئی بار ملنے آئے تھے وہ صبح کے وقت گھوڑے
کی سواری کرتے ہیں اور گھوڑے پر بیٹھ کر میرے
پاس آتے ہیں۔

مولوی عبد الرؤف صاحب آج
رؤف بنگلے کے مالک مولوی عبد الرؤف صاحب
ایڈوکیٹ ملنے آئے تھے۔

۲۳ ذی قعدہ ۹ اکتوبر جمعرات حیدرآباد

آنریبل مولوی عبد الرحیم حیدرآباد کے
اعلیٰ حضرت حضور نظام کے وفادار و جاں نثار
آنریبل مولوی عبد الرحیم صاحب صدر المہام امور
مقامی ملنے آئے تھے اور ان کی بیگم صاحبہ بھی
ملنے آئی تھیں۔ یہ دونوں میاں بیوی رات
دن اپنے ملک اور اپنے بادشاہ کی خدمات
میں مصروف رہتے ہیں۔

میر محبوب علی صاحب حیدرآباد کے
نامور مسلمان مولوی میر چراغ علی اعظم یار جنگ
مرحوم کے فرزند میر محبوب علی صاحب سے
بھی ملاقات ہوئی تھی۔

نواب ماہ نور خاں نواب بہادر یار جنگ
مرحوم کے چھوٹے بھائی نواب مان دور خاں صاحب
ملنے آئے تھے۔ میں ان کو ان کے بچپن سے
ماہ نور خاں کہتا ہوں۔ ان کو میری سلامتی کا
بہت فکر تھا اور انھوں نے میری خیریت طلبی
کے تار اور خط دلی بھیجے تھے۔

مولوی سید تقی الدین صاحب نواب
صاحب چھتاری کے دفتر میں مولوی سید تقی الدین
صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ ایک بڑے
عہدے پر مامور ہیں۔ صورت علما کی ہے اور
سیرت بھی علما اور مشائخ کی رکھتے ہیں بہت
ایمان داری اور دیانت سے فرائض حکومت
انجام دیتے ہیں۔

نواب دین یار جنگ بہادر سلطنت
آصفیہ کی پولس کے سب سے بڑے افسر نواب
دین یار جنگ بہادر سے جمعے کے دن باغ عام
کی مسجد میں ملاقات ہوتی ہے۔ جب سے حیدرآباد
میں آیا ہوں ہر چھوٹے بڑے مسلمان سے تین
آدمیوں کی تعریف سنتا ہوں سب سے زیادہ مولوی
عبد الرحیم صدر المہام کی اور نواب دین یار جنگ
بہادر کی۔ لوگ کہتے ہیں اگر یہ دونوں نہ ہوتے
تو ہمارا حال دہلی کے مسلمانوں سے بھی زیادہ
خراب ہو جاتا۔ اس کے بعد انجمن اتحاد المسلمین
کے صدر مولوی سید قاسم رضوی کی نسبت لوگ
بہت اچھے خیالات ظاہر کرتے ہیں۔ میں اس
سفر میں کئی دفعہ ان سے مل چکا ہوں۔ چھوٹا
قد ہے۔ لمبی ڈاڑھی ہے۔ دبلا بدن ہے
علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں۔

سلیم القلب رحمان صاحب بنگلور میسور
کے تاجر سلیم القلب رحمان صاحب بھی ملنے آتے
رہتے ہیں۔ جو حیدرآباد میں تجارت کرتے ہیں۔

مولانا حق باز خاں مولانا قطب الدین
خاں صاحب تعلقدار حال نائب ناظم محکمہ
کروڑگیری روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں مولویانہ
درویشانہ صورت ہے اور خیالات بھی اور
عمل بھی مولویوں اور درویشوں کے ہیں۔
میں ان کو حق باز خاں کہتا ہوں۔

غوث میاں نظامی سیتا پھل منڈی
سکندرآباد کے نوجوان تاجر غوث محمد نظامی
بھی ملنے آئے تھے اور میں بھی ان کی دکان پر
گیا تھا۔

صادق الیقین نظامی بازار افضل گنج
کے تاجر آہن صادق الیقین نظامی بھی ملنے آئے تھے

مولانا عینی شاہ جب سے آیا ہوں مولانا
عینی شاہ نظامی روزانہ ملنے آتے ہیں۔

۲۴ ذی قعدہ ۱۰ اکتوبر جمعہ حیدرآباد

حضوری شاہ نظامی سکندرآباد
دکن میں مولوی محمد اسمٰعیل میرے پرانے

مریدوں میں ہیں۔ اور چونکہ ان کو امام الاولیا حضرت علیؑ کی حضوری کی سعادت حاصل ہے۔ اس واسطے میں نے ان کو حضوری لقب دیا ہے۔ یہ پہلے پولیس کے محکمے میں تھے اب پنشن ہو گئی ہے اور میں نے ان کو خلافت دی ہے۔ حاجی ہیں۔ ان کے بیوی بچے بھی میرے سلسلے میں داخل ہیں۔ ان کے داماد مولوی محمد عبد الکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندر آباد میرے پرانے دوستوں میں ہیں۔ یہ اپنی اہلیہ کے ساتھ کچھ دن دہلی میں بھی میرے پاس جاکر رہے تھے اور غربا کو بہت سے کپڑے تقسیم کئے تھے۔ لمبا قد ہے سفید نورانی ڈاڑھی ہے۔ عالمانہ لباس پہنتے ہیں۔

جمعہ کے حاضرین آج جمعہ کی وجہ سے بہت سے اہل سلسلہ ملنے آئے تھے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کئی قسم کے کھانے لائے تھے۔ میں نے باغ عام کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔ اور آج بھی اعلیٰ حضرت نے دہلی کے حالات دریافت فرمائے تھے۔

شام کو رؤف منزل میں واپس چلا گیا تھا۔

۲۵ ذی قعد ۱۱ اکتوبر شنبہ حیدر آباد

مولوی حضرت اکبر الہ آبادی نے ایک شعر کہا تھا

پکالیں پیس کر دو روٹیاں تھوڑے سے جَو لانا
ہمارا کیا ہے اے بھائی نہ مسٹر ہیں نہ مولانا

مگر خلافت کی تحریک نے بیشمار مسلمانوں کو مولانا بنا دیا تھا۔ جو شخص جیل میں جاتا تھا۔ مولانا بن جاتا تھا۔ مگر حیدر آباد میں ہر مسلمان کو مولوی کہتے ہیں در اصل یہ انگریزی بول چال کے لفظ مسٹر کا بدل ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں ہر شخص کو مسٹر کہتے ہیں اسی طرح حیدر آباد کے ہر مسلمان کو مولوی کہتے ہیں۔ اور جب مجھ سے کوئی ڈاڑھی مونچھ منڈے پتلون، کوٹ پہنے مسلمان صاحب ملنے آتے ہیں اور مولویوں کے خلاف باتیں شروع کرتے ہیں تو میں از راہ خوش طبعی جواب دیتا جاتا ہوں۔ مولوی صاحب آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا یعنی جو برائیاں وہ مولویوں کی کرتے ہیں۔ میں ان کو مولوی کہہ کر سب برائیاں ان کے گلے میں ڈال دیتا ہوں۔

آج دن بھر رؤف منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔

۲۶ ذی قعد ۱۲ اکتوبر اتوار حیدر آباد

ریڈیو حضرت علیؑ نے فرمایا تھا میں نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔ کہ انسانی عقل و تدبیر سے ایک ارادہ کرتا ہوں اور وہ پورا نہیں ہوتا تو ماننا پڑتا ہے کہ میرے ارادے کا پورا کرنا کسی اور کے اختیار میں ہے۔ اور وہی خدا ہے۔ اسی طرح سے میں نے اولیاء اللہ کے روحانی تصرفات کو ریڈیو کے ذریعہ پہچانا ہے کہ جب ہندوستان میں بیٹھے ہوئے انگلستان اور یورپ اور امریکہ اور روس کی آوازیں ریڈیو کے ذریعہ سن لیتا ہوں تو یقین آجاتا ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی شعاعیں بھی۔ اسی طرح آن کی آن میں دنیا کے ہر مقام پر جا سکتی ہیں جس طرح ریڈیو کے ذریعے ہزاروں میل کی آوازیں آسکتی ہیں۔ اور جب نماز کی التحیات میں یہ پڑھتا ہوں کہ "سلام آپ پر اے نبی" تو آنحضرت ﷺ کو چشم یقین سے دیکھ لیتا ہوں۔

پردیسی ہوں مصیبت زدہ ہوں ایک قیامت کے میدان سے نکل کر جنت کے میدان میں آیا ہوں اس واسطے مجھے ریڈیو کی آوازیں سننے کے بعد ایسا لطف آتا ہے۔ جیسا شاہد حال درویش کو قوالی میں لطف آتا ہے۔ مگر یہاں رؤف منزل میں ریڈیو نہیں تھا۔ آج حسین نے اپنا ریڈیو ہادی منزل سے مجھے بھیج دیا۔ اور میں نے آنکھیں بند کر کے سوچا کہ ریڈیو سننے کا حق ایک بوڑھے طوطے کو ہے یا بوڑھے طوطے کے پوتوں اور پوتیوں کو ہے جو ہادی منزل میں رہتے ہیں۔ غیبی آواز آئی کہ اصلی حقدار ریڈیو سننے کا۔ بوڑھا طوطا ہے۔ کیونکہ وہ ریڈیو کے ذریعہ ان اسرار تک پہنچ جاتا ہے جہاں اس کے پوتوں اور پوتیوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

۲۷ ذی قعد ۱۳ اکتوبر پیر حیدر آباد

عزم وہمت جب سے ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف یورش شروع ہوئی ہے۔ میں بہت گہری نظر سے حریف لیڈروں کی چالوں کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایسی تدبیروں سے کام کرتے ہیں۔ جن کا اثر دماغی اور قلبی اعصاب پر پڑتا ہے۔ اور مسلمانوں کے عزم اور ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس واسطے میں جب تک دہلی کی مصیبتوں میں مبتلا تھا۔ تو رات دن "اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" پڑھتا رہتا تھا اور "مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ" بھی پڑھتا رہتا تھا۔ اور ان لوگوں کو بھی یہ پڑھنے کی تاکید کرتا تھا جو میرے ساتھ تھے۔ اور اس سے ہم سب کی ہمت قائم تھی۔ اور ہم کسی بڑی سے بڑی حریف قوت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ جب ۱۱ ستمبر کو فوج اور پولیس نے میرے مکان پر آکر مجھ سے کہا کہ آپ سب درگاہ و بستی خالی کر کے پاکستان چلے جائیے اسپیشل ریل تیار ہے اگر آپ نہ جائیں گے تو آپ کی بستی کو لوٹ لیا گیا اور جلا دیا گیا اور آپ سب کو مار ڈالا گیا تو ہم ذمہ دار نہیں ہونگے تو میں نے نہایت ہمت اور جرأت سے جواب دیا تھا۔

جاؤ۔ جاؤ ہم اپنے سات سو (۷۰۰) برس کے قدیمی گھروں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے جہاں ہمارے خواجگان وہیں ہمارا پاکستان اور یہ جواب محض ان دعاؤں کے پڑھنے

کی طاقت سے دیا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو مسلمان عورت مرد اِن آیات کو روزانہ پڑھینگے اُس میں ایسی ہی جرأت اور ہمت پیدا ہو جائیگی۔

۲۸ ذی قعدہ ۱۴ اکتوبر منگل حیدرآباد

دودھ والے کہ حیدرآباد میں ہر قسم کے پیشہ ور ہندو ہوتے ہیں۔ اور دودھ والے بھی سب کے سب ہندو ہیں۔ جب سے رؤف منزل میں آیا ہوں روزانہ صبح شام ہندو دودھ والے مکان پر دودھ پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں کی بھینسیں بہت چھوٹی اور کمزور ہوتی ہیں۔ سینگ دہلی کی بھینسوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ یہ دودھ والے بھینسوں کو اچھی خوراک نہیں دیتے۔

آج میں نے بچوں سے کہا دودھ سب سے زیادہ ہلکی اور غیبی غذا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک انسان دُنیا کی تدبیر اور محنت سے بے خبر ہوتا ہے۔ قدرت اُس کو ماں کا دودھ پلواتی ہے۔ اور جب اُس کو دُنیا کی خبر ہو جاتی ہے تو پھر اُس کا دودھ چھوٹ جاتا ہے۔ اور وہ ایسی غذائیں کھانی شروع کر دیتا ہے جو انسان اپنی تلاش اور محنت سے مہیا کرتا ہے۔

پس ہم بڑی عمر والے جن میں تم بھی شامل ہو حالانکہ تمہاری عمر مجھ سے بہت کم ہے۔ دودھ کی طرف اس واسطے راغب ہو کہ تمہاری بنیاد اس غیبی غذا پر رکھی گئی تھی۔ اور وہ غیبی غذا عدل کے اندر تھی ظلم سے محفوظ تھی۔ اور اب جو دودھ تم خرید کر پیتے ہو یہ ظلم کی غذا ہے کیونکہ قدرت نے گائے، بھینس، بکری، بھیڑ کے بچوں کے لئے جو غذا پیدا کی تھی وہ تم ظلم سے چھین لیتے ہو اور جانوروں کے بچوں کو اُن کی غذا سے محروم کر دیتے ہو۔

گاندھی جی ظلم کرتے ہیں کہ میرے ایک لڑکے نے کہا گاندھی جی عدم تشدد کی تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر وہ بکری کا دودھ پیتے ہیں تو کیا وہ بھی ظلم کرتے ہیں؟ میں نے کہا جو اصول میں نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل سچا اصول ہے۔ گاندھی ہوں یا اُن سے بھی بڑا کوئی اور ہو اگر وہ جانوروں کا دودھ اپنا قدرتی حق سمجھتا ہے تو یہ سمجھنا غلط ہے اور جانوروں کا دودھ پینا اُن کے بچوں پر ظلم کرنا ہے۔

میں تو مسلمان ہوں۔ اور مسلمان قدرت کی پیدا کی ہوئی۔ حلال غذاؤں کو کھا لیتے ہیں۔ مگر جو مسلمان نہیں ہیں۔ وہ گوشت اس واسطے نہیں کھاتے کہ اپنی غذا کے لئے دوسرے کی جان کیوں لی جائے۔ مگر یہ خیال ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ پھل کھاتے ہیں۔ ساگ کھاتے ہیں۔ اور نئی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ درختوں میں بھی جان ہوتی ہے۔ اس لئے یہ سبزی خود بھی جیو ہتیا کرتے ہیں۔ مولوی اشفاق حسین صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ پانی پینے والے بھی جیو ہتیا کرتے ہیں۔ کیونکہ پانی کے ہر قطرے میں سینکڑوں جانیں ہوتی ہیں۔

۲۹ ذی قعدہ ۱۵ اکتوبر بدھ حیدرآباد

یہ بھی چلے کہ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے۔ آج ماہ ذی قعدہ کی انتیس تاریخ ہے یہ مہینہ بھی موت کے کنارے پر آگیا ہے۔ چند روز کی بات ہے۔ میں نے اس کی پہلی تاریخ یعنی پیدائش کا ذکر لکھا تھا اور آج دیکھتا ہوں تو بیچارا ہستی اور وجود کے بستر پر لیٹا ہوا آخری سانس لے رہا ہے۔ پوچھتا ہوں کیوں بھائی ذی قعدہ رہو گے یا چلے جاؤ گے؟ کہتا ہے اگر میرا حریف چاند آج نمودار ہو گیا تو جانا ہی پڑے گا۔ ورنہ ایک رات دن اور ٹھیر جاؤں گا۔ اگر مانم شب مانم شبِ دیگر نمی مانم

یہ سننے کے بعد میں نے زبانِ تصور سے کہنا شروع کیا۔ سُن لیں ہندوستان کے نئے بادشاہ اور سن لیں پاکستان کے نئے بادشاہ اور ان دونوں کے سب امیر و وزیر کہ یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے۔ اونچے اونچے مکاں تھے جن کے بڑے۔ آج وہ تنگ گور میں ہیں پڑے۔ کل جہاں پر شگوفہ و گل تھے۔ آج دیکھا تو خار بالکل تھے۔ جس چمن میں تھا بلبلوں کا ہجوم آج اُس جا ہے آشیانۂ بوم۔ ذاتِ معبود جاودانی ہے۔ باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے۔

آج بھی سارا دن رؤف منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ عورت مرد۔ مرید اور دوست دور دور محلوں سے ملنے آتے رہے۔

یکم حج ۱۶ اکتوبر جمعرات حیدرآباد

آخری مہینہ کہ قمری حساب کے اسلامی سال کا آخری مہینہ شروع ہوا۔ جس کو عربی زبان میں ذی الحجہ کہتے ہیں۔ اور میں اس کو ماہ حج کہتا ہوں۔ تاکہ وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے اس کو سمجھ سکیں۔

اس مہینے کو حج کا مہینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس مہینے کی ۹ تاریخ کو ملک عرب کے شہر مکے میں کعبے شریف کا حج ہوتا ہے۔

رؤف منزل کہ میں آج کل حیدرآباد شہر سے کئی میل دور ایک پہاڑی پر رہتا ہوں جس کو پہلے بنجارہ پہاڑ کہتے تھے۔ کیونکہ ان پہاڑیوں میں ہو کر پرانے زمانے میں بنجارے غلہ لایا کرتے تھے۔ پہلے یہاں مکان نہیں تھے ویران جنگل تھا۔ سب سے پہلے نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے یہاں ایک چھوٹا سا مکان بنایا اُس وقت ان کو مہدی نواز جنگ خطاب نہیں ملا تھا۔ سید محمد مہدی نام تھا اور مہاراجہ سر کشن پرشاد وزیر اعظم تھے۔ اور مہدی صاحب

ان کی بیشی کے سکریٹری تھے۔ اس لئے وہ مجھ کو اور مہاراجہ کو اپنے نئے مکان میں لائے تھے۔ اور میں نے یہاں مغرب کی نماز پڑھی تھی۔ اور مہاراج سے کہا تھا۔ سُنیئے۔ سُنیئے۔ میں یہاں بڑا خوب صورت شہر بسا ہوا دیکھ رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہاں بہت بڑے بڑے مکان بن جائیں گے۔

چنانچہ اُس وقت سے آج تک یہاں سینکڑوں محل اور کوٹھیاں اور بنگلے بن گئے ہیں مولوی عبدالرؤف صاحب ایڈوکیٹ نے بھی بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی کے بنائے ہوئے نقشے سے یہ عمارت تیار کرائی ہے۔ اس میں حوض بھی ہیں۔ نہریں بھی ہیں اور چمن بندیاں بھی ہیں۔ اور نئے زمانے کے خوب صورت کمرے بھی ہیں

۲ رجج ۱۷ اکتوبر جمعہ حیدر آباد

ہادی منزل میں نے قاعدہ بنا لیا ہے کہ جمعے کے دن صبح کو رؤف منزل سے ہادی منزل میں آجاتا ہوں اور جمعہ کی نماز باغ عام کی مسجد میں اعلٰے حضرت حضور نظام کے ساتھ پڑھتا ہوں اور جمعے کے بعد کھانا حسین کے ہاں ان کے بچوں کے ساتھ کھاتا ہوں۔ پھر رؤف منزل میں واپس چلا جاتا ہوں۔ صبح سے جمعہ کے بعد تک مرید اور دوست ملنے آتے رہتے ہیں۔ اور حکیم خسرو شاہ نظامی کئی قسم کے کھانے پکا کر لاتے ہیں۔

ہادی منزل نواب سر مہدی یار جنگ بہادر منصرم صدر اعظم حیدر آباد کے صاحبزادے سید محمد ہادی صاحب ہادی کا مکان ہے۔ اور سرکاری گیسٹ ہاؤس سے ملا ہوا ہے اور باغِ عام سے شاہ منزل جانے والی سڑک کے شرق میں واقع ہے۔ اس میں کمرے کم ہیں۔ لیکن صحن بہت بڑا ہے۔ کل زمین چودہ ہزار گز ہے جمعہ کی نماز اعلیٰ حضرت کے ساتھ پڑھی تھی اور اعلیٰ حضرت نے دہلی کے حالات کی نسبت مجھ سے گفتگو فرمائی تھی۔

۳ رجج ۱۸ اکتوبر شنبہ حیدر آباد

چہل قدمی پہاڑی نشیب و فراز کے سبب بن جارہ ہل یا جوبلی ہل کی سڑکوں پر چہل قدمی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا اثر میرے کمزور گُردوں پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ مکان کے اندر سنگین فرش پر جو بہت ہموار ہے۔ چہل قدمی کر لیتا ہوں۔ آج بھی چہل قدمی کے بعد ناشتہ کر کے تحریری کام شام تک کرتا رہا۔

فوجی اسپتال بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی مجھے ڈاکٹر تحسین حسین خاں صاحب کے مشورے سے فوجی اسپتال میں لے گئے تھے اور وہاں ڈاکٹر تارا پور والا صاحب نے اکسرے سے میرے گردوں کی تصویر لی تھی۔ بیس روپے فیس کے بھی دئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب پارسی ہیں۔ اور میں ان کے مکان پر جا چکا ہوں اور ان کے خاندان والوں کو جانتا ہوں۔ ان کی ایک بہن ایک مسلمان درویش کی بہت معتقد تھیں اور ان کے ساتھ کشمیر گئیں تھیں واپسی میں بھوپال اسٹیشن پر کسی شخص نے ان کو ریل میں قتل کر دیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب بہت بوڑھے ہیں۔ مگر بہت تجربے کار اور ملنسار ہیں۔ ان سے گذشتہ زمانے کے خانگی حالات کی نسبت بھی باتیں ہوئیں۔

۴ حج ۱۹ اکتوبر اتوار حیدر آباد

احرام جب مسلمان کعبے شریف میں حج کے لئے جاتے ہیں تو مکّے کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے احرام باندھ لیتے ہیں۔ احرام بے سلا کپڑا ہوتا ہے۔ جس کا آدھا حصہ باندھ لیتے ہیں۔ اور آدھا اوڑھ لیتے ہیں۔

میرا خیال ہے یہ بہت پُرانا لباس ہے جب رومیوں کی شہنشاہی یورپ اور ایشیا میں تھی اُس وقت کی تصویریں میں نے دیکھیں ہیں۔ وہ بھی احرام سے مشابہ لباس استعمال کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے کعبہ بنایا ہوگا اُس وقت اُن کا ایسا ہی لباس ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں جو لوگ کعبے کا حج کرنے آتے تھے احرام باندھ کر آتے تھے۔ کیونکہ کعبے کا حج اسلام کی شروعات سے پہلے بھی ہوا کرتا تھا۔ اور حج کے لئے یہ قدیمی لباس باقی رکھا گیا تھا۔ ورنہ آنحضرتؐ کے زمانے میں عربوں کا لباس لمبا کرتا، اور تہبند تھا اور سر پر عمامہ باندھا جاتا تھا۔ اور جوتی چپل کی صورت کی ہوتی تھی۔

حج کے دن تمام دُنیا کے شاہ و گدا امیر غریب عورت مرد احرام باندھ کر جب میدانِ عرفات میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو مساوات کی عجیب و غریب شان پیدا ہو جاتی ہے ایسی اچھی رسم دُنیا کی اور کسی قوم کے ہاں نہیں ہے۔

آج میں دن بھر رؤف منزل میں کام کرتا رہا۔

۵ حج ۲۰ اکتوبر پیر حیدر آباد

بدایوں کی یاد آج مجھے اپنے باپ اور اپنے آقا اور اپنے مرشد اعظم حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین محبوب الٰہی رضؓ کے والد ماجد حضرت مولانا خواجہ سید احمد رضؓ کا وطن بدایوں یاد آ رہا ہے۔ جہاں چھ اور سات ماہ ذی حج کو حضرت کا سالانہ عرس ہوا کرتا ہے۔ یہ مزار بدایوں شہر کے شمال میں ایک بڑے تالاب کے کنارے پر واقع ہے۔ اس تالاب کو ساغر تال کہتے ہیں۔ آج سے ۵۰ سال پہلے میں نے اس درگاہ کے ایک حجرے میں چلہ کیا تھا اس درگاہ میں حضرت خواجہ سید احمد رضؓ کے والد ماجد

خواجہ سید علیؒ کا مزار بھی ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے نانا حضرت خواجہ سید عربؒ کا مزار اس درگاہ سے ذرا فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں ایک گاؤں بھی درگاہ کے خرچ کے لئے وقف ہے جس کا نام نظام پور ہے۔

پیدائشی مکان: بدایوں شہر کے اندر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا پیدائشی مکان اب تک موجود ہے اور وہ مسجد بھی موجود ہے جہاں حضرت بچپن میں تعلیم پاتے تھے۔ یہ مکان آج کل ایک ہندو کے قبضے میں ہے اور میں سالہا سال سے کوشش کر رہا ہوں کہ یہ مکان خرید لوں۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوتی۔ دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے۔ میری یہ پرانی تمنا پوری ہوگی یا یہ حسرت قبر میں لے جاؤں گا۔ اب تو بظاہر مایوس ہوگیا ہوں کیونکہ بے گھر اور بے در ہو کر حیدرآباد میں آگیا ہوں۔

۶ رجب ۲۱ اکتوبر منگل حیدرآباد

نیاز: آج میں نے حضرت سلطان المشائخؒ کے والد ماجد کی سالانہ نیاز اپنے گھر میں دلوائی تھی اور جدائی کے غم کے کچھ آنسو بھی اس نیاز کے وقت نذر کئے تھے۔

سفرنامہ: نواب لیاقت جنگ بہادر وزیر خزانہ حیدرآباد نے اپنے سفر یورپ و امریکہ کے حالات ایک کتاب میں لکھے ہیں اور وہ کتاب مجھے بھیجی ہے۔ کئی سو صفحے کی کتاب ہے اور اتنی دلچسپ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت اُسی کو پڑھتا رہوں۔ چنانچہ آج کل جب تحریری کام سے فرصت ملتی ہے تو یہ سفرنامہ پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ خواجہ بانو اور دوم اور کوثر اور زبیدہ پاشا اور حسن ابو طالب بھی اس کو پڑھتے رہتے ہیں۔

آج بھی دن بھر تحریری کام کیا۔

۷ رجب ۲۲ اکتوبر بدھ حیدرآباد

کعبہ: آج کل تمام دُنیا کے مسلمان عرب کے شہر مکے میں جمع ہیں۔ مکے شہر میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا بنایا ہوا۔ ایک چوکور اونچا پتھر کا مکان ہے۔ جس کو کعبہ کہتے ہیں۔ اس مکان کے اوپر کالے رنگ۔ کا ایک غلاف پڑا رہتا ہے جس میں سنہری حروف نہایت کاریگری سے کارچوبی کام کے مصر میں بنائے جاتے ہیں اور ہر سال مصر سے یہ غلاف آتا ہے۔ اور اس کا بڑا جلوس نکلتا ہے۔ جس کو "محمل شریف" کہتے ہیں کعبے کی عمارت قدیمی بنیادوں پر کئی بار بنی ہے چونکہ پہاڑوں کی وادی میں ہے اس واسطے سیلاب سے کئی بار یہ عمارت ٹوٹ چکی ہے۔ اس لئے کئی بار بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک کالا پتھر لگا ہوا ہے جس کو حجر اسود کہتے ہیں۔ عربی زبان میں پتھر کو حجر اور سیاہ کو اسود کہا جاتا ہے اس واسطے اس کا نام حجر اسود رکھا گیا ہے۔ حاجی لوگ اس مکان کے چاروں طرف چکر لگاتے ہیں۔ اور اس کو طواف کہا جاتا ہے۔ طواف کے وقت حجر اسود کو چومنے کا رواج بھی ہے۔ کعبے کے اندر چاروں طرف مسجد بنی ہوئی ہے یعنی شرق اور غرب، شمال، جنوب چاروں سمتوں میں نماز کے وقت لوگ کعبے کے رُخ نماز پڑھتے ہیں یہ نماز اور یہ سجدہ اس مکان کے لئے نہیں ہوتا بلکہ خدا کے لئے ہوتا ہے۔ اور خدا نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ نماز کعبے کی سمت رُخ کر کے پڑھا کرو اس لئے ساری دُنیا میں جہاں جہاں مسلمان رہتے ہیں کعبے کی سمت نماز پڑھتے ہیں۔ اگر وہ لوگ کعبے کے شرق میں ہیں۔ تو غرب کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور اگر غرب میں ہیں تو شرق کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور شمال میں ہیں تو جنوب کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور اگر جنوب میں ہیں تو شمال کی طرف سجدہ کرتے ہیں۔ لیکن جب کعبے کے سامنے پہنچ جاتے ہیں تو پھر چاروں طرف کھڑے ہو کر کعبے کے رُخ نماز پڑھتے ہیں۔ سمت مسجود نہیں ہے۔ اگر کسی غیر مسلم کو یہ شبہ ہو کہ مسلمان کسی مکان یا کسی سمت کو سجدہ کرتے ہیں تو ان کو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ خدا ہر سمت میں موجود ہے انسان جس رُخ اس کو دیکھنا چاہتا ہے اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے پس کعبے کی سمت سجدوں میں ہے۔

۸ رجب ۲۳ اکتوبر جمعرات حیدرآباد

صفا مروہ: کعبے کے قریب دو پہاڑیاں ہیں ایک کا نام صفا دوسری کا نام مروہ ہے۔ حج کے زمانے میں حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ ان پہاڑیوں کے درمیان ذرا تیز قدم سے چلیں یا دوڑیں

رسول اللہ ہر جگہ موجود ہیں: مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہیں کیونکہ ساری دُنیا کے مسلمان عورت مرد جب نماز پڑھتے ہیں تو التحیات پڑھتے وقت السلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سلام آپ پر اے نبیؐ۔ اور عربی زبان کا یہ لفظ حاضر اور موجود کے لئے بولا جاتا ہے۔ پس اگر آنحضرتؐ ہر جگہ موجود نہ ہوتے۔ تو السلام علیک ایہا النبی" پڑھنا کیونکر جائز ہوتا۔ بلکہ جب مدینے شریف میں مسلمان جاتے جہاں آنحضرتؐ کا مزار ہے تو وہاں السلام علیک ایہا النبی پڑھنا جائز سمجھا جا سکتا تھا۔ لیکن تیرہ سو برس سے ساری دُنیا کے کروڑوں عورت، مرد مسلمان، رات دن میں پانچوں وقت کی نمازوں میں یہی پڑھتے آئے ہیں پھر بغیر کسی دلیل کے یہ بات ہمیشہ سے مانی جا رہی ہے اور مانی جاتی رہے گی۔ کہ رسول اللہؐ ہر جگہ موجود ہیں

آج بھی میں دن بھر رؤف منزل میں رہا اور لکھتا رہا۔

۹ رحج ۲۴ راکتوبر جمعہ حیدرآباد

حج اکبر کی ۹ تاریخ کو تمام دُنیا کے حاجی مکے شہر سے کئی میل دور ایک پہاڑی میدان میں دن بھر جمع رہتے ہیں اس میدان کو عرفات کا میدان کہتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں بھی اس میدان کا نام عرفات ہی آیا ہے۔ اور اس میدان میں سب حاجیوں کا دن بھر جمع رہنا ہی حج کا فرض رکن ہے۔ اگر کعبے کی زیارت ہو جائے اور یہ طواف بھی ہو جائے اور میدان عرفات میں کھڑے نہ ہوں تو حج ادا نہیں ہوگا۔ اور اگر میدان عرفات میں دن بھر کھڑے رہیں۔ اور کعبے میں کسی وجہ سے نہ جا سکیں تو حج ہو جائے گا۔ ہندوستان میں اس دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ اور جمعہ کے دن اگر یوم عرفہ آجائے تو اس حج کو حج اکبر کہا جاتا ہے۔ پس آج جمعہ کا عرفہ ہے۔ اگر حجاز میں چاند کا وہی حساب ہوگا جو ہندوستان میں ہے تو آج وہاں حج ہو جائے گا اور یہ حجِ اکبر ہوگا۔ لیکن مجھے امید نہیں ہے کہ وہاں آج حج ہوا ہو۔ کیونکہ سلطان ابن سعود کی حکومت وہاں آجکل ہے اور وہ وہابی عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کو اس بات کی کچھ پرواہ نہیں ہے کہ دور دور کے حاجیوں کو حج اکبر کی سعادت میسر آئے۔ اس واسطے وہ مطلع کے اختلاف سے قطع نظر کر کے جمعہ کے دن حج کرنے کا اہتمام نہیں کرے گی۔

آج میں نے جمعہ کی نماز اعلیٰ حضرت کے ساتھ پڑھی تھی۔

۱۰ رحج ۲۵ راکتوبر شنبہ حیدرآباد

عید کی آج حج کی عید ہے۔ رمضان کی عید کے لئے دہلی سے ارادہ کر کے آیا تھا اور یہ حج کی عید بلا ارادے یہاں ہو رہی ہے۔ رمضان کی عید میں بھی دلی یاد آئی تھی اور دلی والے بھی یاد آئے تھے۔ مگر آج کی یاد میں غم ہے۔ ایسا غم جو دل کو نڈھال کئے دیتا ہے۔ رمضان کی عید میں یہ خیال نہ آتا تھا کہ اب دلی کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوگی۔ مگر آج خیال آرہا ہے کہ دلی مجھ سے چھن گئی۔ اب ہمیشہ کے لئے پردیس کی قبر میں دفن ہو گیا۔ خاندان بکھر گیا بچھڑ گیا۔ دوست جُدا ہو گئے۔ اب دلی میں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کو یاد کروں کیونکہ وہ سب پردیس میں جلا وطن ہو گئے۔

بچوں نے کپڑے بدلے ہیں۔ خواجہ بانو نے میرے لئے بھی ایک نئی ٹوپی بنائی ہے مگر کیا کروں مجھے دنیا اندھیری رات معلوم ہو رہی ہے۔

نماز خیریت آباد کی مسجد میں پڑھی۔ پھر ہادی منزل میں آیا۔ مرید اور احباب ملنے آئے۔ نذریں دیں۔ پھول پہنائے پھل لائے مٹھائیاں لائے۔ تہنیت عید کے اشعار سنائے۔ قوال بھی آئے۔ میں نے کہا آج میرا دل مغموم ہے۔ قوالی نہیں سُن سکتا۔ قوالوں کو انعام دیدیا۔

حور بانو آگئیں کئی دن ہوئے حور بانو اپنے شوہر کے ساتھ میرے پاس ہوائی جہاز میں آگئیں۔ ان کے مرحوم دیور کی دو لڑکیاں بھی ساتھ آئی ہیں۔ میرے پاس رؤف منزل میں ٹھیری ہیں۔ سب کے ساتھ ہادی منزل میں کھانا کھایا۔ موتی بیگم سرفراز نظامی نے میری طرف سے قربانی کرنے کے لئے بکرا بھیجا ہے۔ میں نے کہا قربان کر دو۔ مگر میں تو جانور کی قربانی کا قائل نہیں ہوں نفس کی قربانی اور نفس کی بُری خواہشات کو خدا کی راہ میں قربان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۱ رحج ۲۶ راکتوبر اتوار حیدرآباد

چمن آرا بیگم کی حیدرآباد میں تعلیم عام ہے کئی کروڑ روپے کے خرچ سے ایک اُردو یونیورسٹی بھی جاری ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے منتخب دماغ اسلامی اور قدر دان سلطنت کی وجہ سے یہاں جمع ہو گئے ہیں اس لئے بہت سے صاحب کمال عورت مرد حیدرآباد میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔

اُن میں بشیر النساء بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی ضامن علی صاحب گتہ دار خاص اور ممتاز کمالات رکھتی ہیں۔ اور میرے ساتھ اور میری تحریروں کے ساتھ اُن کو غیر معمولی تعلق ہے۔ اور میں نے اُن کو چمن آرا بیگم خطاب دیا ہے۔ رمضان کی عید کے بعد میں ان کے مکان لالہ گوڑہ میں ایک رات جا کر رہا تھا۔ اور اب جب سے یہاں آیا ہوں وہ دونوں میاں بیوی میری ہر قیام گاہ پر آتے ہیں۔ چمن آرا اپنا تازہ کلام بھی لیکر آتی ہیں جس سے میری روح زندہ ہو جاتی ہے اور میرے پلنگ کے لئے مچھر دانی بھی تیار کر کے لائی تھیں۔ اور کل عید کی نذریں لائی تھیں۔

خواجہ راجہ بھیما ریڈی نظامی نے لوہے کے پانچ پلنگ بھیج دئے اور خوش اقبال شاہ نظامی نے بھی دو بڑے پلنگ یعنی مسہریاں بھیج دی ہیں۔ خواجہ راجہ روزانہ کچھ نہ کچھ لیکر آتے ہیں۔ حیدرآبادی مریدوں میں ان کی خدمت گزاریاں سب سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔

۱۲ رحج ۲۷ راکتوبر پیر حیدرآباد

ڈاکٹر زور کی ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور حیدرآباد کے ادبی حلقوں میں بہت بلند پایہ نوجوان ہیں۔ ان کے خسر نواب رفعت یار جنگ بہادر مرحوم میرے

خاص کرم فرماتے ڈاکٹر زور نے ادارہ ادبیات
اُردو کے نام سے ایک بہت بڑا کام حیدرآباد
میں جاری کر رکھا ہے - اس ادارے نے انجمن
ترقی اُردو سے زیادہ سلطنت حضور نظام
میں اُردو زبان کی خدمات انجام دی ہیں
ڈاکٹر زور کے بزرگ درویش مشایخ تھے اور
وہ ایک بڑی درگاہ کے متولی بھی ہیں - انہوں
نے اپنے صاحبزادے کو اس درگاہ کا
سجادہ نشین بنایا ہے -

میرے ساتھ ڈاکٹر زور کو خاص تعلق
ہے - جب سے ہجرت کر کے حیدرآباد میں
آیا ہوں اکثر دلجوئی کے لئے آتے رہتے ہیں
اور پڑھنے کے لئے کتابیں بھی دے جاتے ہیں -
مولوی نصیر الدین ہاشمی جو حیدرآباد کے
ایک بڑے مصنف اور مورخ مولوی نصیر الدین
ہاشمی بھی اکثر ملنے آتے ہیں اور اپنی قدیم و
جدید تصنیفات بھی لاتے رہتے ہیں -

۱۳ ارج ۲۸ ر اکتوبر منگل حیدرآباد

نواب منصب جنگ جو مولوی غلام احمد خاں
میرے قدیمی دوستوں میں ہیں ان کا مکان
بیگم پیٹھ اسٹیشن کے پاس ہے جس کا نام
وادی ایمن ہے - یہ فلسفیانہ خیالات کے
ہیں منصب جنگ شاہی خطاب ہے - آجکل
امیر پائگاہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی جاگیرات
کے میر مجلس ہیں - ان کے مکان میں دکن
کے پُرانے بُت اور عجائبات کا بہت اچھا
ذخیرہ ہے - پچیس سال پہلے انہوں نے ایک
قلمی کتاب مجھے دی تھی جو مجھے بہت عزیز
ہے - اس کا کاغذ اسپین کی عرب حکومت کے
وقت کا ہے - اس میں عجائب الشیاء کا بیان
اور تصویریں ہیں - یہ ہندوؤں میں مقبول ہیں
دکن بھیا صوفی کے بڑے رکن ہیں -

آج دن بھر رؤف منزل میں تحریری کام کیا
اور گرم و سرد غذاؤں اور دواؤں کی تحقیق
طبی کتابوں سے کرتا رہا -

۱۴ ارج ۲۹ ر اکتوبر بدھ حیدرآباد

حکیم سید مصطفےٰ احسین نظامی جو نواب خورشید جاہ
امیر الامرا بہادر مرحوم کے طبیب خاص کے فرزند
حکیم سید مصطفےٰ احسین نظامی میرے مرید ہیں -
ان کی دونوں بیویاں اور بہن رشید النساء
ملکوت بیگم نظامی اور سب بچے بھی مرید ہیں -
حکیم صاحب کی پہلی بیوی بیمار ہیں عثمانیہ
اسپتال میں ان کو دیکھنے گیا تھا - یہ بڑی
شریف خصلت اور صابرہ خاتون ہیں - ہوش
و حواس درست نہ تھے - میں دُعا دم کر کے
واپس آگیا - رات کو خبر آئی کہ وفات پائی -
بہت صدمہ ہوا -

ڈاکٹر تحسین حسین خاں جو بہزاد دکن کے
ذریعہ ڈاکٹر تحسین حسین خاں نے میرا معائنہ کیا
تھا - اور فوجی اسپتال میں ڈاکٹر تارا پوروالہ
نے میرے گردوں کی تصویر لی تھی - اب ڈاکٹر
تحسین حسین خاں صاحب کی رائے ہے کہ
عثمانیہ اسپتال میں بھی تصویر لینی چاہئے
تا کہ تشخیص ہو جائے - کیونکہ پہلی تصویر صاف
نہیں آئی -

۱۵ ارج ۳۰ ر اکتوبر جمعرات حیدرآباد

سعید بانو نظامی جو میں پہلی بار ۱۹۱۳ء میں
حیدرآباد آیا تھا اور سر اکبر حیدری مجھے یہاں
لائے تھے اور اپنے مکان دل کشا میں ٹھیرایا
تھا - اس کے بعد آیا تو سید عبدالرحمٰن نظامی
گتہ دلد کے ہاں ٹھیرا جو محلہ رسالہ عبداللہ میں
رہتے تھے اور میں نے اس مکان کو چمن بسیرا
لقب دیا تھا - اور عبدالرحمٰن کو سعید ازلی لقب
دیا تھا - اس بنا پر ان کی بیوی کو سعید بانو لکھتا تھا

سعید ازلی کی پہلی مرحومہ بیوی سے دو
لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں اور وہ سب میرے
مرید تھے - سعید بانو ان بچوں سے سگی اولاد
جیسا برتاؤ کرتی تھیں - ان کی والدہ رحمت النساء
نظامی اور نانی جیلانی شاہ نظامی بہت عبادت
گذار خواتین تھیں - اُن کی بہن کو میں نے سالکہ
خاتون لقب دیا تھا جن کا انتقال ہو گیا -
سالکہ خاتون نظامی کی لڑکیاں خواجہ بانو
نظامی اور حیدر بانو نظامی موجود ہیں - سعید ازلی
کی لڑکی حبیب بانو نظامی کا انتقال ہو گیا ہے -
چھوٹی لڑکی لیلےٰ بانو نظامی کی شادی ہو گئی ہے
سعید بانو کی تیسری بہن رقیہ نظامی ہیں اور
آجکل سعید بانو ان کے پاس رہتی ہیں - ان
کے تین بھائی سید ذہین نظامی اور سید بشیر نظامی
اور سید نصیر نظامی ہیں -

سعید بانو بڑی عابدہ اور نیک خصلت
خاتون ہیں - ایک اسکول میں تعلیم دینے کا
کام کرتی ہیں - میری بہت خدمت گذار ہیں -
اور جو روحانی تعلیم ان کو دی ہے اس پر خوب
عمل کرتی ہیں -

میں آج بھی رؤف منزل میں رہا -

۱۶ ارج ۳۱ ر اکتوبر جمعہ حیدرآباد

بادی منزل جو باغ عام کی شاہی مسجد میں نماز
پڑھنے گیا تھا - اعلیٰحضرت حسب عادت آج
بھی دہلی کی بنسبت مجھ سے گفتگو فرمائی تھی -
حکیم خسرو شاہ نظامی کئی قسم کے کھانے لائے
تھے - خواجہ راجہ بھارڈی نظامی اور رناسو تی شاہ
نظامی وغیرہ مرید بھی جمعہ کی ملاقات کے لئے
آئے تھے -
قاضی بشیر الدین جو میرٹھ والے قاضی بشیر الدین
صاحب ملنے آئے تھے - اور نواب صاحب
مانا و در کی گرفتاری اور مانا ودر پر ہندوؤں کے

قبضے کے حالات سنائے تھے۔

سی۔ پی کے مرید بسم اللہ خاں نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ بہزاد دکن نظامی نے ان کی مدد کی تھی۔

قاضی بشیر الدین کی بہن { میرٹھ والے قاضی بشیر الدین صاحب کی بہن بھی ملنے آئیں تھیں یہ ڈبل ایم اے ہیں۔ اور بہت لائق خاتون ہیں۔ قاضی صاحب کو میری سفارش سے پانچ سو روپے ماہوار کی نوکری مل گئی ہے اب ان کی بہن کے لئے کسی اچھی جگہ کی تلاش ہے۔

نواب عبد اللہ خاں { کسمنڈی لکھنؤ کے نواب عبد اللہ خاں صاحب بھی باغ عام کی مسجد میں ملے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں ان ہی کے ذریعہ سر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ دہلی دربار کے ایام میں یہ میرے ہاں مہمان تھے۔ ان کی تہجد گذاری اور تلاوت قرآن مجید کا مجھ پر بہت اثر ہوتا تھا۔ روزانہ اخبار ہمدم بھی لکھنؤ سے جاری کیا تھا۔ آجکل حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

۱۷ رجب یکم نومبر شنبہ حیدر آباد

عثمانیہ دواخانہ { بہزاد دکن کے ساتھ عثمانیہ اسپتال میں گیا تھا۔ اور وہاں دوبارہ میرے گردوں کی تصویر لی گئی تھی۔

عثمانیہ دواخانہ بہت بڑا اسپتال ہے یہاں اسپتال کو دواخانہ کہتے ہیں۔ اسپتال کے ڈاکٹر اپنے اپنے فن میں خاص قابلیت رکھتے ہیں

میری بیماریوں کی تکلیف بڑھتی جاتی ہے اور اس کی وجہ میرے خیال میں ناموزوں غذا اور بے تشخیص دوا ہے۔

ڈاکٹر شفارام { میری بستی اور درگاہ کے قریب جنگ پورہ آبادی میں ایک شریف کائستھ ہندو ڈاکٹر کنور بہادر صاحب رہتے ہیں جن کو میں نے شفارام لقب دیا ہے مصیبت کے زمانے میں اکثر ہندو بے رُخ ہو گئے جن سے خاص تعلقات تھے مگر ڈاکٹر کنور بہادر بڑے ثابت قدم رہے۔ میں نے ان کے ذریعہ دہلی کے دفتر سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ وہ بہت کم فرصت آدمی ہیں ان کا مطب بہت بڑا ہے۔ مگر میرے کام کے لئے وقت نکالتے ہیں میرے خط ذریعہ پہنچاتے ہیں۔ اور دفتر کے خط مجھے روانہ کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی ڈاک اب دہلی میں ردی سے زیادہ بے حقیقت ہو گئی ہے۔ مگر یہ حالت عارضی ہے مسلمان قوم کی یہ حالت ہمیشہ نہیں رہے گی۔

۱۸ رجب ۲ نومبر اتوار حیدر آباد

نعیم صاحب زندہ ہیں { آج دہلی سے میرے دفتر کے عبد النعیم خاں صاحب کا خط آیا ہے وہ زندہ ہیں۔ اور مصائب اٹھا کر پھر میرے دفتر میں آگئے ہیں۔ میں تو ان کی زندگی سے مایوس ہو گیا تھا۔ بارہ اگست ۱۹۴۷ء کو جب میں حیدر آباد آیا تھا تو یہ رخصت لے کر اپنے وطن فرخ آباد گئے تھے۔ اس کے بعد لاپتہ ہو گئے۔ اور خیال کر لیا گیا کہ ان کو کسی نے مار ڈالا

مولانا عشقی نظامی بھی زندہ ہیں { مولانا محمد اسمٰعیل عشقی نظامی کا ایک خط دہلی کے قتلِ عام کے وقت ان کے وطن سرائے چھبیلہ ضلع بلند شہر سے آیا تھا۔ کہ ہمارے سترہ لڑکے شہید ہوئے۔ اس کے بعد سے کوئی خبر نہیں آئی تھی اور میں بہت زیادہ بے قرار تھا۔ مسافر خانے میں رہتے تھے ان کا سامان لوٹ لیا گیا تھا۔ مگر آج اُن کا خط یہاں آیا تو بڑی خوشی ہوئی۔ اور میں نے فوراً شکرانے کے دو نفل پڑھے۔

وہ ۳۲ برس سے میری خدمت کرتے ہیں اور میرے قدیمی عابد زاہد شب بیدار مریدوں میں ہیں۔ دن بھر حلال روزی کے لئے محنت کرتے ہیں۔ اور رات بھر عبادت کرتے ہیں۔ دست بکار دل بیار ان پر صادق ہے۔

عید غدیر { آج شیعہ فرقے کی عید غدیر ہے اور حضرت عثمان رض کا یوم شہادت بھی ہے۔

۱۹ رجب ۳ نومبر پیر حیدر آباد

درگاہ کی امداد { میں نے کوشش کر کے چند روز ہوا حیدر آباد کے ذریعہ پیرزادگان درگاہ کو امداد بھیجی ہے۔ مختلف اوقات میں چودہ سو روپے وہاں تقسیم کرائے ہیں۔

آج میری صحت زیادہ خراب رہی اور میں بہزاد دکن کے ساتھ دوبارہ عثمانیہ اسپتال میں گیا۔ اور تیسری بار قارورے وغیرہ کا امتحان کیا گیا۔

راجہ رام کرن بہادر { راجہ دھرم کرن بہادر کے فرزند راجہ رام کرن بہادر ملنے آئے تھے۔ نوجوان ہیں اور بادشاہ سے اپنے موروثوں کی طرح بہت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔

منشی محمود علی بدایونی { بدایوں کے منشی محمود علی صاحب ملنے آئے تھے۔ جو مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر کے شیعہ فرزند نواب اسد اللہ خاں کے مکان میں رہتے ہیں۔ اور بچوں کو تعلیم دینے کا کام کرتے ہیں۔ نواب اسد اللہ خاں اور ان کے بھائی نواب حشمت اللہ خاں کی تعریف کرتے تھے کہ دونوں بھائی بہت نیک چلن اور بہت محنتی ہیں۔

میں نے کہا۔ اسد اللہ خورد سالی میں میرے مرید ہوئے تھے۔ یہ اپنے بھائی نواب نصر اللہ نصیر یار جنگ سے چھوٹے ہیں۔

مہاراجہ کی ریاست ابھی کسی کو نہیں ملی ہے مولوی میرزا احمد بیگ ناظم

۲۰ رجب ۴ رنومبر منگل حیدر آباد

اخبار اتحاد کا نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی بنائی ہوئی انجمن اتحاد المسلمین آصفجاہ سلطنت حیدر آباد میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی انجمن ہے جس کے صدر سید قاسم رضوی صاحب ہیں جو علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں بی اے پاس ہیں چھوٹا قد ہے لمبی ڈاڑھی ہے بہت سادہ لباس ہے ۔ درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں بہت تیز اور بہت فصیح و بلیغ تقریریں کرتے ہیں ۔ حیدر آباد کے سب روزانہ اخبار ان کی انجمن کے حامی ہیں ۔ پھر بھی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ انجمن کا ذاتی اخبار ہونا چاہیئے اس لئے "اتحاد" کے نام سے انجمن نے ایک روزانہ اخبار جاری کیا ہے اس کا پہلا پرچہ بہت صاف اور عمدہ چھپا ہے حالانکہ حیدر آباد میں کوئی روزانہ اور ہفتے وار اور ماہوار پرچہ صاف چھپائی کا نظر نہیں آتا ۔ لیکن امید نہیں ہے کہ اتحاد کی چھپائی ہمیشہ ایسی ہی صاف رہے ۔ کیونکہ بہت سی خامیاں ایسی ہیں جن کے تدارک کی طرف یہاں کے اخباروں کی توجہ نہیں ہے ۔ بنیادی خرابی کاپی نویسوں کی ہے جن کو ٹھیک لکھنے کا سلیقہ نہیں ہے اور وہ کاپی کی روشنائی بھی اچھی اور تازہ استعمال نہیں کرتے اور کاپی پتھر پر جمانے کی خرابیاں بھی ہیں اور پروف کو دیکھنے اور سنگ سازی کرنے کا اچھا انتظام بھی نہیں ہے ۔ اور بڑی خرابی یہ ہے کہ سب اخباروں کا کاغذ چکنا ہوتا ہے اور چھپائی کے وقت استر نہیں لگائے جاتے اس واسطے رگڑ سے عبارت خراب ہو جاتی ہے ۔

مولانا سید حسن مثنی کا پھلواری شریف ضلع پٹنہ کے مشہور بزرگ حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا سید حسن مثنی صاحب ندوی بھی اخبار اتحاد کے اسٹاف میں داخل ہو گئے ہیں امید ہے کہ اُن کی تجربہ کاری سے اخبار کو فائدہ پہنچے گا ۔

۲۱ رجب ۵ رنومبر بدھ حیدر آباد

عرس کا حضرت خواجہ حبیب علی شاہ صاحب حیدر آباد کے چشتی نظامی مشائخ میں ایک بڑا درجہ رکھتے تھے ۔ میں نے اپنے بچپن میں اُن کو دہلی میں دیکھا تھا ۔ گورا رنگ تھا ۔ سفید نورانی ڈاڑھی تھی زرد لباس پہنتے تھے ۔ حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلیفہ حضرت حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی سے حضرت حبیب علی شاہ صاحب کو خلافت تھی ۔ اب اُن کے پوتے ثانی حبیب علی شاہ ان کی گدی پر ہیں اور کٹل منڈی حیدر آباد میں رہتے ہیں ان کی صورت دادا سے بہت ہی ملتی جلتی ہے ۔ ہر سال اجمیر شریف کے عرس میں دہلی آیا کرتے ہیں ۔ اب میں حیدر آباد میں آیا تو انہوں نے اپنے ہاں عرس میں شرکت کا بلاوا بھیجا مگر سواری نہ ہونے کے سبب جوبلی ہل سے حیدر آباد تک جانا دشوار تھا اس لئے عرس کی شرکت کی سعادت سے محروم رہا رؤف منزل میں ہوں صحت ویسی ہی خراب ہے ۔ تحریری کام جاری ہے دہلی سے خط آنے لگے ہیں ۔

۲۲ رجب ۶ رنومبر جمعرات حیدر آباد

جہنت پورن داس کا حیدر آباد میں بے شمار ہندو مسلمان فقرا رہتے ہیں ہندو درویشوں میں جہنت پورن داس ایک بہت اچھے درویش ہیں ۔ سفید لمبی نورانی ڈاڑھی ہے لمبا کرتا پہنتے ہیں بہت اچھی درویشانہ تقریریں کرتے ہیں ۔ ہندوان کی بہت عزت کرتے ہیں ۔

شاہ نور اللہ حسینی کا چشتیہ نظامیہ سلسلے کے نوجوان مشائخ میں ہیں ۔ پہلے سیاسی کام بھی کرتے تھے اب تارک ہو گئے ہیں ۔ بہت اچھی صورت اور سیرت کے درویش ہیں ۔

شاہ ولی اللہ حسینی کا چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مشائخ میں ہیں ۔ میں ان کو اُن کے بچپن سے جانتا ہوں چند سال سے سیاسی کام کرتے ہیں اور ہندو مسلمانوں میں بہت اچھا اثر پیدا کیا ہے ۔ انجمن پیشوایان مذاہب قائم کی ہے جس کے ذریعے ہندو مسلم عیسائی سکھ پارسی اتحاد کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور سلطنت کا وفادار بناتے ہیں ۔ بہت اچھی صورت اور درویشانہ لباس کے نوجوان ہیں ۔ یہ معلوم نہیں کہ اپنے سلسلے کے درویشوں کا کام بھی کرتے ہیں یا نہیں ۔

اخبار امن کا انہوں نے اور جہنت واسدیو صاحب نے ایک ہفتے وار اخبار امن کے نام سے جاری کیا ہے ۔ جس کو ہندو مسلمان اور سکھ مل کر مرتب کرتے ہیں یہ پرچہ ہر لحاظ سے ترقی کرنے والا معلوم ہوتا ہے ۔ شاہ ولی اللہ حسینی صاحب اور جہنت واسدیو صاحب اس اخبار کے روح رواں ہیں ۔

۲۳ رجب ۷ رنومبر جمعہ حیدر آباد

دُعا منزل کا ہادی منزل کے دروازے کے پاس تین کمروں کی ایک عمارت ہے ۔ جس کے اطراف میں نشیب کی وجہ سے پانی بھر جاتا ہے اور بہت سیل رہتی ہے ۔ اس لئے میں نے اس مکان کے چاروں طرف ایک ہزار روپے کی لاگت سے سنگین چبوترہ بنوانے کا ارادہ کیا ہے اور اس مکان کو دعا منزل کے نام سے اپنے قیام کی جگہ بنانا چاہتا ہوں اور

اسی جگہ قوالی اور اذکار اشغال کی مجلس بھی کرنی چاہتا ہوں اور اُردو مجلس کے لئے یہ مقام بہت موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ حیدر آباد کی مشہور بڑی سڑک باغ عام روڈ کے کنارے پر یہ مکان ہے۔

کاہل مزدور میں نے افغانستان میں مسلمانوں کو بہت سست اور کاہل پایا تھا حیدر آباد میں زیادہ دن رہنے کے بعد جب تجربہ کیا تو اندازہ ہوا کہ یہاں افغانستان سے زیادہ سستی اور کاہلی ہے۔ یہاں ہر قسم کے پیشہ ور مزدور ہندو ہیں اور وہ سب نہایت سست اور کاہل وجود ہیں۔ دس بجے کام پر آتے ہیں ۱۲ بجے چھٹی کر دیتے ہیں ۲ بجے پھر کام شروع کرتے ہیں اور ۴ بجے چلے جاتے ہیں۔ گویا دن بھر میں صرف ۴ گھنٹے کام کرتے ہیں۔ ایک روپیہ روز عورت کی مزدوری ہے۔ ڈیڑھ روپیہ مزدور مرد کی مزدوری ہے۔ اور ساڑھے تین روپے روز معمار کی مزدوری ہے۔ میں اپنی عادت کے موافق خود سامنے کھڑا ہو کر کام لینا چاہتا ہوں تو وہ میری زبان نہیں سمجھتے اور جو کچھ کہتا ہوں اُس کی تعمیل نہیں کرتے اور زبان نہ سمجھنے کا بہانہ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ میرا مطلب سمجھ لیتے ہیں۔

جمعہ کی نماز آج بھی صبح باغ عام کی مسجد میں نماز پڑھنے آیا تھا اور اعلیٰ حضرت کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور اعلیٰ حضرت نے کچھ دیر گفتگو بھی فرمائی تھی۔

ہادی منزل میں بہت سے مرید ملنے آئے تھے اور حکیم خسرو شاہ نظامی کئی قسم کے عمدہ کھانے بھی لائے تھے اور لکڑی کا بنا ہوا ایک خوب صورت اگردان بھی لائے تھے۔

۲۴ رجب ۸ نومبر شنبہ حیدر آباد

دکان شماری حیدر آباد میں آتے ہی میں نے ساٹھ روپے ماہوار کا ایک محرر مقرر کیا ہے جو حیدر آباد کے ہر بازار کی دکانوں کا شمار اور نام اور کام لکھ کر لاتا ہے مقصد یہ ہے کہ حیدر آباد جیسے بڑے شہر کے سب بازاروں کا اندازہ ہو جائے کہ ان بازاروں میں کتنے ہندو دکان دار ہیں اور کتنے مسلمان دکان دار ہیں اور کس کس سامان کی دکانیں زیادہ ہیں اور کس کس سامان کی دکانیں کم ہیں۔

یہ کام جتنا ضروری ہے۔ اور اس طرف توجہ کرنی جتنی زیادہ مفید ہے اتنے ہی اہل حیدر آباد اس سے غافل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے قیام کا زمانہ حیدر آباد کے لئے مفید ہو اور باشندگان میں اپنے کاروبار کی ترقی کا احساس پیدا ہو۔ حکومت تو ہر ملک کی ان باتوں سے غافل ہوا کرتی ہے لیکن ہر ملک کے اخبار اپنے شہروں کی تجارتی ترقی کا خیال رکھتے ہیں۔ مگر حیدر آباد کے سب اخباروں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی ملک کے تجارتی اور معاشی اور مجلسی نظم اور فروغ کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ سب خبریں شائع کرتے ہیں اور سب سیاست میں غرقاب ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے فرائض کیا ہیں اور اُن کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔

۲۵ رجب ۹ نومبر اتوار حیدر آباد

فوجی تربیت آجکل انجمن اتحاد المسلمین کے ذریعے مسلمان نوجوانوں کو فوجی تربیت دی جا رہی ہے میں نے بھی اپنے لڑکوں کے نام انجمن کے صدر کو فوجی تربیت کے لئے بھیجے ہیں۔

احتیاط میں ہمیشہ اپنے روزنامچے میں ذاتی حالات لکھا کرتا ہوں سیاسی حالات نہیں لکھتا اور حیدر آباد میں آنے کے بعد تو اور بھی زیادہ احتیاط کرتا ہوں کیونکہ یہاں سیاست سے دور رہنا ہی جنت ہے ورنہ آجکل یہاں جو سیاسی حالات پیش آ رہے ہیں وہ ایسے دلچسپ ہیں کہ اگر ان کو روزنامچے میں لکھوں تو باہر کے پڑھنے والوں کو بہت ہی عجیب معلوم ہوں مگر پھر میرا یہاں رہنا ناممکن ہو جائے۔ بیشک یہ ٹھیک ہے کہ میں یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہوں لیکن جب تک بھی رہنا پڑے عمر کے آخری حصے میں اطمینان سے رہنا چاہئے۔ سیاست میں دخل دے کر خلجان میں مبتلا ہونا ٹھیک نہیں ہے۔ تاہم اپنی عادت کے موافق ہر چھوٹی بڑی چیز سے واقف رہنے کی کوشش کرتا ہوں اور اوپر سے لیکر نیچے تک کی ہر خفیہ بات کو جانتا ہوں اور جب حیدر آباد کی تاریخ لکھوں گا تو آزادی کے ساتھ ہر بات کو دہلی میں بیٹھ کر قلم بند کروں گا۔

۲۶ رجب ۱۰ نومبر پیر حیدر آباد

ایک سو عنوان آج میں نے حیدر آباد کی سیاسی اور مذہبی اور معاشی اور مجلسی زندگی کے حصوں پر غور کر کے ایک سو عنوان قلم بند کئے جن پر دہلی جا کر مضامین لکھوں گا یہاں ہر عنوان کے ماتحت معلومات قلم بند کرتا رہتا ہوں۔ سب سے زیادہ دلچسپ وہ کام ہے جو آج تک دہلی میں بھی پورا نہ کر سکا تھا یعنی مختلف اشخاص کی صورت و سیرت کی قلمی تصویریں ہیں میں نے دہلی میں ایسے پانچ ہزار حلیے قلم بند کئے تھے جو سب کے سب امانت کے مسودوں میں ہیں۔ اور

اُن کو شائع کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ اسی
طرح حیدر آبادی اشخاص کے کردار کو بھی
لکھتا رہتا ہوں مگر معلومات کے لئے لکھتا
ہوں۔ شائع کرنے کے لئے نہیں۔

مسٹر پٹیل کو خط لکھا؛ آج سردار ولبھ بھائی
پٹیل کو انگریزی میں اپنی درگاہ کی حفاظت
کی نسبت ایک خط بھجوایا ہے۔

۲۷ رجب ۱۱ر نومبر منگل حیدر آباد

نواب لیاقت جنگ؛ آٹھ دن ہوئے نواب
لیاقت جنگ بہادر وزیر فنانس سے ملنے گیا تھا
اور اُن کے سفرنامے یورپ و امریکہ کو پڑھنے
کے بعد خود اُن کے پاس جا کر داد دی تھی۔
میرے خیال میں یورپ اور امریکہ کی معلومات
اس سفرنامے میں بہت زیادہ ہے اور لکھنے
کا انداز بھی بہت اچھا ہے۔

نواب حسن یار جنگ بہادر؛ خاندان پائیگاہ
کے مشہور امیر نواب حسن یار جنگ بہادر سے
ملنے گیا تھا جو عوام و خواص دونوں میں مقبول
ہیں اور خدمت خلق کے اچھے اچھے کام کرتے رہتے ہیں۔

بیگم ولی الدولہ؛ حیدر آباد کی عورتوں میں
نواب ولی الدولہ بہادر مرحوم صدر اعظم حیدر آباد
کی بیگم صاحبہ غیر معمولی عقل رکھتی ہیں۔ میں نے
حیدر آباد کی عورتوں میں ملکہ کہنا چاہئے
کہ ہندوستان کی مسلمان عورتوں میں ان سے
زیادہ سیاسی اور مجلسی عقل و دانش کسی عورت
میں نہیں پائی۔ میں جب حیدر آباد آتا ہوں
اُن سے ملنے جاتا ہوں اب بھی ملنے گیا تھا
اور اُنھوں نے ازراہ مسافر نوازی اپنے
عالی شان مکان میں جگہ دینے کی خواہش
کی تھی اور خواجہ بانو نے بھی میرے ساتھ
جا کر یہ مکان دیکھا تھا مگر سیاسی مصلحت
کے سبب میں نے وہاں جانا مناسب
نہیں سمجھا کیونکہ بیگم صاحبہ نواب اقبال الدولہ
سر وقار الامراء مرحوم کے چھوٹے بیٹے نواب
ولی الدولہ کی بیوی ہیں اور اس پائیگاہ کے
سیاسی مقدمات چلتے رہتے ہیں اس لئے
میں نہیں چاہتا کہ کسی ایسی جگہ رہوں جہاں
شبہات پیدا ہوں۔ ورنہ یہ مکان اتنا
اچھا ہے کہ میں اس کو جنت کا ایک باغ
سمجھتا ہوں۔

۲۸ رجب ۱۲ر نومبر بدھ حیدر آباد

دو دن کی عمر؛ ۱۳۶۶ھ کی عمر کے صرف
دو دن باقی رہ گئے ہیں۔ تیس یا انتیس ماہ رجب
کو یہ سال دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور ۱۳۶۷ھ
پیدا ہو جائے گا۔ میں ایک ایسا انسان ہوں
جس کو خدا کے فضل سے کائنات کی ہر چیز میں
خدا کا جلوہ نظر آتا ہے اور ہر چیز کی ابتدا اور
انتہا کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن اپنی ابتدا
کو تو جانتا ہوں اور انتہا کو نہیں جانتا کہ میری
زندگی کی انتہا کب ہوگی اور کیسی ہوگی اور کہاں ہوگی۔
جس انقلاب میں آجکل مبتلا ہوں وہ بھی
چند روزہ ہے۔ بیماری کی شدت بڑھتی ہے
تو اپنے پیارے مرید اور ہم عمر مرید خواجہ راجہ
لچھمارینڈی نظامی سے کہتا ہوں کہ اگر میں حیدر آباد
میں مر جاؤں تو مجھے اپنی زمین میں دفن کرنا اور
دلی میں اپنے دفتری عملے کو لکھتا ہوں کہ میں
بہت جلد دہلی آجاؤں گا۔ تاکہ وہیں مروں
اور وہیں قبر بنے۔

حضرت حاجی میاں صاحب؛ کوچہ پنڈت
دلی کے مشہور بزرگ حضرت حاجی میاں صاحب
چشتی فخری اپنے بھائی مولانا احمد میاں کے
ساتھ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کے
پاس جاتا ہوں وہ بھی مجھ سے ملنے آتے رہتے
ہیں۔ دہلی کے مشائخ میں ان کا وجود بہت
غنیمت ہے ان کے پاس روزانہ سیکڑوں
عورت مرد ہندو مسلمان دُعا تعویذ کے لئے
آیا کرتے تھے اور سلہٹ آسام میں بھی ان کے
بہت مرید ہیں اور ان کا ایک بڑا مکان بھی
وہاں ہے۔

شادی؛ دہلی کے ایک ممتاز شہزادے
مرزا اکبر سلطان صاحب حیدر آباد میں ملازم
ہیں ان کے لڑکے کی شادی میں بچوں کے
ساتھ گیا تھا۔ بڑے بڑے نامور امرا بھی شریک
ہوئے تھے جن سے اُن کی وقعت اور رسوخ
کا اندازہ ہوا۔ شادی کی مراسم میں دہلی کی شان
نظر آئی۔

۲۹ رجب ۱۳ر نومبر جمعرات حیدر آباد

اب تو خط آنے لگے؛ خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان
کے اور پاکستان کے تقریباً تمام مریدوں کے خط
آنے لگے ہیں۔ صرف احمد علی نذر بیگی نظامی
اور اُن کے خاندان اور مولوی رحمت اللہ نظامی
سرابہ ضلع لدھیانہ کی سلامتی ابھی تک معلوم
نہیں ہوئی ہے۔ حکیم منزل شاہ نظامی لاہور
میں اطلاعات کا بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور
کراچی سندھ میں غلام احمد نظامی بھی اطلاعات
کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ڈھاکہ اور کلکتہ
اور برما اور سیام اور جنوبی افریقہ اور مشرقی
افریقہ کے مریدوں کے خط بھی آگئے ہیں اور
مجھے ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا ہے اور
ان سب کو مطمئن کرنے کے لئے خطوط لکھ دئیے ہیں۔

۳۰ رجب ۱۴ر نومبر جمعہ حیدر آباد

فخر رازی کی وفات؛ کمپالا مشرقی افریقہ
سے علی احمد نظامی نے خبر بھیجی ہے کہ مشرقی
افریقہ کی نظامیہ جماعت کے صدر ڈاکٹر فخر الدین
رازی نظامی نے قلب کی حرکت بند ہو جانے
سے وفات پائی میں نے فوراً تعزیت کا خط لکھا

کے ذریعے بھیج دیا۔ مرحوم پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اور میرے پرانے مریدوں میں تھے اور بہت اچھی خدمت تبلیغ اور تنظیم کی انجام دیتے تھے ان کی ایک بیوی جالندھر پنجاب میں ہیں۔ معلوم نہیں اُن پر اور اُن کی لڑکی حفیظہ نظامی پر کیا مصیبت پڑی ہوگی اور ایک بیوی اور بچے افریقہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور پس ماندوں کو صبر دے۔

روزنامچوں کی فہرستیں کہ ناسوتی شاہ نظامی میرے پرانے روزنامچوں کی فہرستیں مرتب کر رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۶ء کے روزنامچوں کی فہرست تیار کر دی ہے۔ ان کو اس کام میں بہت اچھا سلیقہ ہے۔

ہادی منزل کہ آج حسب عادت رؤف منزل سے ہادی منزل میں جمعہ کی نماز کے لئے آیا تھا۔ بہت سے مرید اور احباب بھی ملنے آئے تھے۔ نماز اعلیٰ حضرت کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں پڑھی تھی آج بھی اعلیٰ حضرت نے مجھ سے کچھ دیر باتیں کیں تھیں۔

ختم سال کی دعائیں کہ آج رات کو رؤف منزل میں ختم سال یعنی سنہ ۱۳۶۶ھ کے ختم ہونے کی دعائیں پڑھیں تھیں۔ اور سال بھر کے گناہوں سے توبہ کی تھی اور آئندہ سال کی بھلائیاں خدا سے مانگی تھیں اور آئندہ سال کی برائیوں سے خدا کی پناہ بھی طلب کی تھی۔

یکم محرم سنہ ۱۳۶۷ ہجری ۵ انومبر سنہ ۱۹۴۷ء شنبہ حیدرآباد

نیا سال کہ آج ہجرت کا نیا سال شروع ہوا پردیس میں ہوں۔ مسافر ہوں۔ مہاجر ہوں اچھا مکان ہے۔ اچھا مقام ہے۔ اچھا شہر ہے اچھا ملک ہے۔ اچھی حکومت ہے۔ پھر بھی دل رو رہا ہے۔ خیال آبدیدہ ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے ۴ کروڑ انسان۔ جن میں دس کروڑ مسلمان بھی ہیں پریشان ہیں اور حیران ہیں۔ آسمان کو دیکھتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کو اس براعظم ہندوستان میں اپنی سلامتی کا یقین نہیں رہا ہے۔

ورنگل کے مرید کہ سلطنت حیدرآباد کے مشہور شہر ورنگل میں میرے بہت مرید ہیں آج ان میں سے تین مرید مجھ سے ملنے اور سال گرہ کی مبارک باد دینے آئے ہیں۔ ایک محمد افضل نظامی پیش امام ہیں۔ دوسرے محمد عبدالغفور نظامی۔ تیسرے محمد عبدالکریم نظامی۔

استخارہ کہ کل رات کو سالانہ عبادت کے لئے بہت دیر جاگا تھا۔ اور آئندہ سال کے لئے استخارہ بھی کیا تھا۔ سب کے لئے دعائیں بھی مانگیں تھیں۔ خواب بھی اچھے اچھے دیکھے تھے۔ اور آئندہ سال کی بہت اچھی بشارتیں بھی حاصل کیں تھیں۔

میرے استخارے شیعہ فرقے جیسے نہیں ہوتے بلکہ اولیاء اللہ کے فرمودہ طریقوں کی موافق ہوتے ہیں اور ان کا جواب بھی عموماً صاف اور ایسا صاف ہوتا ہے کہ تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔

آج دن بھر رؤف منزل میں رہا۔ تحریری کام بھی کیا۔ آرام بھی۔ طعام بھی۔ اور تصور بھی۔

۲ محرم ۱۶ نومبر اتوار حیدرآباد

۲۷ ویں سال گرہ کہ آج میری سال گرہ ہے۔ ۱۷ برس سے ۲۷ برس کی عمر میں قدم رکھا

تہنیت گذار کہ صبح رؤف منزل میں خواجہ راجہ بھجاریڈی نظامی اور ان کے لڑکے اور ناسوتی شاہ نظامی اور کریم اللہ نظامی مبارکباد دینے آئے تھے۔ راجہ صاحب اور ناسوتی شاہ پھل اور نذر بھی لائے تھے۔

ہادی منزل کہ دس بجے ہادی منزل میں گیا تھا۔ وہاں ورنگل کے مرید پھول لائے تھے اور نذریں بھی دیں تھیں۔ حسین اور علی کی بیویوں نے پھول پہنائے تھے۔ سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی نے ایک عمدہ شال نذر کی تھی۔ گھر میں واپس آیا تو حور بانو اور روحہ اور کوثر اور رامت المتین نے پھول پہنائے تھے۔

بہزاد دکن کہ مولوی فیاض الدین نظامی اور ان کی اہلیہ اور بچے بھی تہنیت کے لئے آئے تھے۔ اور پھول پہنائے تھے۔ بہزاد دکن نے نقرئی بندھن کے ساتھ ۳ عمدہ تاریخی کتابیں نذر کیں تھیں۔ یہ بہت اچھا شگون تھا۔

چمن آرا کہ بشیر النسا چمن آرا بیگم اور ان کے شوہر میرزا مہدی ضامن علی بھی آئے تھے۔ پھول پہنائے تھے۔ نذر دی تھی۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے اور نذر اور خوشبو کی بتیاں لائے تھے۔ حسین اور علی اور اُن کی بیویاں اور سب بچے بھی ہادی منزل سے آئے تھے۔ ان سب کو اور حور بانو اور ان کے شوہر اور بچوں کو اپنے آس پاس دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہوئی تھی۔ اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کیا تھا۔ محمد ریاض الدین کا کی شاہ نظامی نے میٹھے کا مربہ بھیجا تھا۔ سید ابن عربی اور ان کے بچوں نے بھی خوشی منائی تھی۔

۳ محرم ۱۷ نومبر پیر حیدرآباد

ہادی منزل کہ آج بھی بہزاد دکن کی موٹر میں ہادی منزل گیا تھا۔ جہاں یاران چبوترہ بنوا رہا ہوں تاکہ اہل سلسلہ کے ساتھ وہاں بیٹھ کر کچھ دیر ذکر خیر کیا کروں۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے

پیرزادوں کی امداد کے لئے جو کوشش کر رہا ہوں آج اس کے لئے سید سعید نظامی سے بھی بات کی تھی۔

مہر جہاں نظامی کی زچگی کہ محبوب بانو نظامی کی چھوٹی بہن مہر جہاں نظامی کو خدا نے بیٹی عطا فرمائی ہے۔ اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

روزنامچے کی فہرست کہ چونکہ سنہ ۱۹۲۴ء سے سنہ ۱۹۴۷ء تک روزنامچوں کی الگ الگ جلدیں شائع کرائی ہیں۔ اس لئے ان کی فہرستیں تیار کرا رہا ہوں۔ زیدا اور حسن بھی کام کر رہے ہیں۔ مگر سب سے عمدہ کام ناسوتی شاہ نظامی کا ہے۔ جنہوں نے جنوری سنہ ۱۹۲۶ء کے روزنامچوں کی فہرست تیار کرکے مجھے دکھائی۔ بہت دل پسند ہے۔

کل ناسوتی شاہ سالگرہ کا منظوم قطعہ بھی لائے تھے۔ بہت خوب لکھا ہے۔

۴ محرم ۱۸ نومبر منگل حیدر آباد

حضرت بابا صاحبؒ کی نیاز کہ آج میرے گھر میں خواجہ بانو۔ اور حور بانو اور شاہ بانو اور مرزا سہراب شاہ نے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رضؓ کی سالانہ نیازیں دلوائیں تھیں۔

ورنگل کے مرید گلبرگہ شریف کی زیارت کرکے واپس آگئے۔ آج وہ بھی مٹھائی لائے تھے۔ اور میں نے حضرت بابا صاحب رضؓ کی نیاز دی تھی۔

بہت رویا کہ آج رات کو حضرت بابا صاحبؓ کی اس نیاز کا خیال آیا جو دہلی میں ہوا کرتی تھی تو مجھے رونا آگیا اور میں دیر تک روتا رہا۔

شاہ بانو نے دہلی کے رواج کی موافق میٹھی کھچڑی پکائی تھی۔ میں نے یہ لذیذ تبرک کھایا اور تصور کے ہوائی جہاز میں دہلی بھی گیا اور پاکپٹن شریف میں بھی حاضر ہوا۔

حیدر آباد میں عرس کہ حضرت شاہ صابر حسینی صاحب سجادہ نشین حضرت شاہ خاموش صاحبؒ کے ہاں حضرت بابا صاحب رضؓ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ گذشتہ سال شریک ہوا تھا۔ اس سال بھی دعوت نامہ آیا تھا مگر سواری نہ ہونے کے سبب حاضری سے محروم رہا۔

۵ محرم ۱۹ نومبر بدھ حیدر آباد

دوسری نیاز کہ آج حضرت بابا صاحبؓ کی دوسری نیاز دلوائی تھی۔ اور دعائیں مانگی تھیں۔

تحریری کام کہ آج بہت سے خطوط آئے تھے اور میں نے ان کے جواب لکھے تھے۔

دہلی کی خونی داستان کہ گذشتہ اور موجودہ انقلاب ہند کی تاریخ لکھنی شروع کر دی ہے جس کا نام دہلی کی خونی داستان رکھا ہے۔

غدر سنہ ۱۹۴۷ء کہ عام بول چال کے لئے غدر سنہ ۱۸۵۷ء کی طرح نوے برس کے بعد اس قتل عام کا نام غدر سنہ ۱۹۴۷ء رکھا ہے۔

کپڑوں کے پارسل کہ آج دہلی سے مستعمل کپڑوں کے دو پارسل آئے ہیں۔ کیونکہ ہم سب کے کپڑے دہلی میں تھے جن کے نہ ہونے سے بہت تکلیف تھی۔

مکتوبات غدر سنہ ۱۹۴۷ء کہ جو خطوط غدر سنہ ۱۹۴۷ء کی نسبت میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جس کا نام مکتوبات غدر سنہ ۱۹۴۷ء رکھا ہے۔ اور ترتیب کا کام شروع کر دیا ہے تاکہ وہی حصہ شائع ہو جس میں کچھ کام کی بات ہو۔

دورہ کہ آج رات کو دل کا دورہ ہوا تھا ساری رات بے چین رہا۔

۶ محرم ۲۰ نومبر جمعرات حیدر آباد

نیم جان کہ رات کے قلبی دورے کے سبب کمزوری بہت ہے اور جسم نیم جان ہو گیا ہے

بہزاد دکن ملنے آئے تھے۔ احیاء العلوم کی ایک جلد دے گئے تھے۔ میں نے تحریری کام بھی کیا تھا۔ حضرت اویس قرنی رضؓ اور حضرت خواجہ حسن بصری رضؓ کے تذکرے پڑھ رہے تھے۔ چہل قدمی کی تھی۔

۷ محرم ۲۱ نومبر جمعہ حیدر آباد

ہادی منزل کہ صبح بہزاد دکن اپنی موٹر میں ہادی منزل لے گئے تھے۔ پٹرول بند ہو گیا ہے۔ سارے شہر کے موٹر والے پریشان ہیں۔ ہادی منزل میں بکثرت اہل سلسلہ جمع ہوئے تھے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی ہر جمعہ کو مکلف کھانے پکوا کر لاتے ہیں۔ آج بھی لائے تھے۔ اور دوائیں بھی لائے تھے اور چاندی کا ایک بڑا اور قدیمی چراغ بھی دکھانے لائے تھے جس پر اسرار کندہ ہیں۔ جمعہ کی نماز فتح میدان کی مسجد میں پڑھی تھی۔ اس مسجد کے امام بڑی عمر کے ہیں۔ مجھ سے ملے تو میں نے کہا یہ تہجد پڑھتے ہیں۔

خواجہ بانو کے ساتھ بیگم ولی الدولہ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ ان کا مکان نہایت خوبصورت ہے۔ خاص کر اس کا باغ بے مثل ہے۔

مجلس کہ شام کو میجر ناصر نثار یار جنگ کے مکان پر مجلس میں گیا تھا۔ مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی کا بہت اچھا بیان سنا تھا۔

نیاز کہ آج میرے ہاں حضرت قاسمؓ کی نیاز ہوئی تھی۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے نیاز کا حلیم بھیجا تھا۔ آج میرا دل دہلی کی یاد میں بہت بے قرار ہے۔

۸ر محرم ۲۲ر نومبر شنبہ حیدرآباد

سرکاری اجازت کہ حیدرآباد سے منادی جاری کرنے کی نسبت ایک خط ہوم سکریٹری حکومت حیدرآباد کا آیا ہے۔ اس لئے آج دن بھر منادی کی ترتیب میں مصروف رہا۔ مگر ابھی کاغذ اور کاتبوں اور چھپائی کا بندوبست نہیں ہوا ہے۔ بمین القلم نعیم صاحب کو دہلی کے دفتر میں لکھا ہے کہ وہ دہلی میں کتابت و طباعت کا انتظام کریں اور اخبار تیار کر کے دہلی سے شائع کر دیں۔ اور زائد تعداد چھاپی جائے تاکہ حیدرآباد کے نئے خریداروں کے لئے ہوائی جہاز میں اخبار ہر ہفتے آتا رہے۔

حکیم سراج الدین خاں صاحب کہ آج شام کو دہلی کے مشہور حکیم خان صاحب حکیم سراج الدین خاں صاحب مجسٹریٹ۔ مولوی محمد کرم اللہ صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ بہادر شاہ بادشاہ کے نامور مصاحب حکیم احسن اللہ خاں کے پوتے ہیں۔ اور دہلی کی حکومت میں بڑی عزت رکھتے تھے بہت پریشان ہو کر عورتوں کے ساتھ ہوائی جہاز میں یہاں آئے ہیں۔

وہ گئے تو میں نے مغرب کی نماز پڑھی نماز کے بعد دہلی کی یاد نے ستایا۔ دیر تک روتا رہا۔

۹ر محرم ۲۳ر نومبر اتوار حیدرآباد

بہزاد دکن کا ایثار کہ بہزاد دکن کو سات دن کے لئے ۳ گیلن پٹرول ملا ہے۔ انہوں نے دو گیلن مجھے دے دیا۔ اور خود سائیکل پر سفر کیا۔ یہ بہت بڑا ایثار ہے۔

ہادی منزل کہ آج بہزاد دکن کے ساتھ ہادی منزل میں گیا تھا۔ راستے میں فرحت منزل میں حکیم سراج الدین خان صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اور اپنی بیماری کی نسبت طبی مشورہ بھی کیا تھا۔

علاج کہ میں نے ڈاکٹری دوا بہزاد دکن کی لائی ہوئی استعمال کی تھی۔ مگر بازار میں آجکل ڈاکٹری دوائیں کمیاب ہو گئیں ہیں۔ اس لئے ڈاکٹری دوا ترک کر کے حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا استعمال کر رہا ہوں۔

حضرت شاہ کی نیاز } دہلی میں آج کی شام درگاہ کے سب گھروں میں پراٹھوں اور شکر پر نیازیں ہوتی ہیں۔ اس لئے خواجہ بانو نے بھی آج دہلی کی طرح پراٹھے پکائے تھے۔

حسین اور علی اور ان کی بیوی بچے بھی ہادی منزل سے رؤف منزل میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ رہ کی نیاز میں سب چھوٹے بڑے شریک ہوئے میں نے نیاز دی۔

نیاز کا کھانا کہ آج ہادی منزل میں بادشاہ بیگم نظامی کا بھیجا ہوا نیاز کا کھانا کھایا تھا۔ بہت لذیذ تھا۔

میرزا سہراب شاہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ محرم دیکھنے حیدرآباد گئے ہیں۔ اس لئے آج شام کو نیاز کا کھانا خواجہ بانو نے خود پکایا تھا۔

میں ریڈیو میں ہر شہر کی مجالس محرم کا پروگرام سنتا رہتا ہوں۔

حور بانو اپنے شوہر اور دیور کی لڑکیوں کے ساتھ محرم کرنے میر محبوب علی صاحب دہلوی کے ہاں گئیں ہوئیں ہیں میر محبوب علی ان کے شوہر کے خالو ہیں۔

میں آج شب محرم کے سبب رات بھر بیدار رہا اور مسلمانوں کی مصیبت دور ہونے کی دعائیں مانگیں۔

۱۰ر محرم ۲۴ر نومبر پیر حیدرآباد

عشرہ کہ آج محرم کا جلوس دیکھنے کے لئے میرے سب بچے حیدرآباد چلے گئے گھر میں فقط میں اور خواجہ بانو اور نوکر تنہا باقی ہیں۔ میں دن بھر اسلامی تاریخ اور واقعات کربلا پڑھتا رہا۔ اور منادی کے مضامین بھی لکھے۔ اور الواح اسرار ذکر الہی بھی لکھیں۔ گردے کی تکلیف زیادہ رہی۔

شام کو نوکر اور بچے جلوس دیکھ کر واپس آگئے۔ میں نے دہلی۔ لکھنؤ۔ لاہور۔ حیدرآباد کے ریڈیو سے محرم کے پروگرام سنے۔ اور رات کے گیارہ بجے تک تحریری کام کیا۔ پھر عشرہ محرم کی دعائیں صبح تک پڑھیں۔ اور آج بھی شب بیداری کی سعادت حاصل کی۔

۱۱ر محرم ۲۵ر نومبر منگل حیدرآباد

صدر کی واپسی کہ آج مولانا سید قاسم رضوی صاحب صدر اتحاد المسلمین دہلی سے حیدرآباد میں واپس آئے۔ اور بعد مغرب انجمن کے مکان دارالسلام میں تقریر کی۔ سید ابن عربی نے واپس آکر جلسے کا حال سنایا۔ اور تقریر کا خلاصہ بھی بیان کیا۔

تحریری کام کہ آج میں دن بھر تحریری کام میں مشغول رہا۔ خطوط بھی لکھے۔ اور روزنامچہ بھی لکھا جو دو مہینے سے نہیں لکھا تھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ اُن کے لڑکے حسن اقبال نظامی روزانہ آتے ہیں۔ آج بھی آئے تھے۔ خوش اقبال نے پاؤں دبائے اور میں خوب سویا۔ رات کو سب کے ساتھ ریڈیو خبریں سنیں۔ اور ۱۱ بجے رات تک تاریخ بنی امیہ پڑھی پھر سو گیا۔ ۴ بجے بیدار ہوا۔

۱۲ر محرم ۲۶ر نومبر بدھ حیدرآباد

سوئم کہ آج محرم کی بارہ ہے اور شہیدوں کا

سوئم ہے جس کو حیدر آباد میں زیارت کہتے ہیں۔
نعمت علی کی آج میرے بہت پرانے دوست
نعمت علی ملنے آئے تھے۔ یہ جھانسی کے رہنے
والے ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں حضرت نظام الدین
ریلوے اسٹیشن پر اسٹیشن ماسٹر تھے۔ اور
روزانہ مجھ سے ملا کرتے تھے۔ آج کل گوالیار
کی چھوٹی ریل میں نوکر ہیں۔ انھوں نے گذشتہ
زندگی کے وہ حالات سنائے جن کو بھول
گیا تھا۔ اُن سے مل کر ایسی خوشی ہوئی گویا دلی
دیکھ لی۔

قاضی بشیر الدین کی آج میرٹھ والے قاضی
بشیر الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ ۱۹۱۳ء
میں جب میرا قیام میرٹھ میں تھا اور اخبار
توحید کی ایڈیٹری کرتا تھا تو یہ ترکی کے
طبی مشن سے واپس آئے تھے۔ اور میں
نے ان کے استقبال کا بہت بڑا کام کیا تھا
آج انھوں نے بتایا کہ وہ ریاست مانادور
کاٹھیاواڑ میں ملازم ہو گئے تھے۔ اس کے
بعد انہوں نے وہ حالات سنائے جو کسی سے
معلوم نہ ہو سکتے تھے۔ نواب صاحب
کی گرفتاری کے وقت یہ ان کے پاس موجود
تھے۔ اور پھر اُن کے ساتھ راج کوٹ گئے
تھے۔ اور جب نواب صاحب کو جام نگر میں
لے جا کر نظر بند کر دیا گیا تو یہ بمبئی گئے اور
بمبئی سے حیدر آباد آ گئے۔ بانٹوے کے کروڑ
پتی میمنوں کا ذکر کرتے تھے کہ دس بارہ کروڑ
روپے ان میمنوں کے لٹ گئے۔

نعمت علی صاحب کے بعد قاضی صاحب
سے بھی آج مل کر مجھ کو قدیمی زندگی یاد آئی
اور پیاری ریاست مانادور کے پیارے
نواب صاحب کے حالات معلوم ہوئے جن
کے معلوم کرنے کے لئے بہت بے قرار تھا
میں نے مانادور کے ایک ایک آدمی کا نام لے کر
حال پوچھا اور دل کی حالت رنج و غم سے
دگرگوں ہو گئی۔

خواجہ راجہ کی آج خواجہ راجہ مجھا ریڈی نظامی
اور بدر الدین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ میں
آج کل خواجہ راجہ کی لائی ہوئی مسہری اور حسن آرا بیگم
کی دی ہوئی مچھر دانی میں مچھروں اور بیداریوں
سے پناہ حاصل کرتا ہوں۔

نیاز کی میٹھی روٹیاں کی کل محرم کی نیاز
کی میٹھی روٹیاں بہزاد دکن اور خوش اقبال شاہ
نظامی کے ہاں سے آئی تھیں۔ آج میں نے
کھائیں۔ بہزاد دکن نظامی کی بیوی نے ایسی
لذیذ روٹیاں پکائی ہیں کہ میں نے ساری عمر
ایسی مزے دار میٹھی روٹی نہیں کھائی تھی۔
یہ دونوں میاں بیوی نئی معاشرت کے
صاحب لوگ اور میم صاحب ہیں۔ اور قدیمی
معاشرت کے شاہ صاحب اور پیرانی ماں
بھی ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اولیاء اللہ
کی تلقین کے عامل اور قومی جذبات سے
بھرپور ہیں۔ مجھے ایسے مریدوں پر فخر ہے
خدا کے سامنے جاؤں گا تو تخت رب العالمین
کے آگے سر جھکا کر کہوں گا۔ انہم عبادک
الصالحین یہ ہیں تیرے نیک بندے
ان کی شفاعت سے میرے گناہ بخش دے
کہ میں پیر بنتا تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور یہ مرید
کہے جاتے تھے۔ مگر عمل میں مجھ سے اچھے تھے۔

صلح کی خبر کی شام کو حسین اور علی ملنے آئے
اور خبر سنائی کہ حیدر آباد اور دہلی کی حکومت
میں صلح ہو گئی ہے۔ اور حیدر آباد کی آزادی
اور عزت کی موافق صلح ہوئی ہے۔ اور حیدر آباد
کے فساد کے اندیشے دور ہو گئے ہیں۔

۱۳ محرم ۲۷ نومبر جمعرات حیدر آباد
ہادی منزل کی آج صبح رؤف منزل سے
ہادی منزل میں آ گیا۔ بہزاد دکن نظامی نے
اپنی موٹر میں پہنچایا۔ اور میں نے دعا منزل
کا افتتاح کیا۔ دعا منزل ہادی منزل کے
دروازے کے غرب میں ۳ کمروں کا ایک
مکان ہے۔ جس کے دو طرف میں نے ایک
چبوترہ بنوایا ہے۔ جس کا نام یاران چبوترہ
رکھا ہے کیونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء
نے بھی ۹ چبوترے یاران چبوترہ کے نام سے
بنوائے تھے۔ میں اس تاریخی نام کو زندہ
کرنے کے لئے یہاں حیدر آباد کی مریدوں
کے ساتھ بعد مغرب یا دعا کیا کروں گا۔ اور
اس مکان کا نام دعا منزل بھی اسی غرض
سے رکھا ہے کہ یہاں دعا کی مجلسیں ہوا کریں گی
آج میں نے کچھ دیر تحریری کام کیا۔ پھر
خوش اقبال شاہ نظامی نے بدن دبایا اور
میں خوب سویا۔ یہاں نمی اور سیل زیادہ ہے۔

منشی عبد القدیر صاحب کی دہلی کے
ایک مہاجر منشی عبد القدیر صاحب ساکن سنبھل
کو کل سے نوکر رکھا ہے۔ تحریری کام ان کے
سپرد کیا ہے۔

ریڈیو کی شام کو حسین رؤف منزل سے
ریڈیو لائے اور میں نے خبریں سنیں۔ کشمیر کی
کوئی خبر نہیں آئی۔ رات کو ہادی منزل
کے نیچے کے کمرے میں سویا تھا۔ سیل اور
نمی بہت تھی سردی لگی۔ اور اعصاب پر اثر
ہوا۔ کیونکہ یہاں دھوپ نہیں آتی۔ اور کمرہ
پہاڑ سے ملا ہوا ہے۔ اس لئے خنکی اور
نمی زیادہ ہے۔

۱۴ محرم ۲۸ نومبر جمعہ حیدر آباد
نمی کی کل رات کو نمی اور خنکی کی وجہ سے جسم

اکڑ گیا۔ نیند کم آئی۔ ۹ بجے سے پانچ تک چہل قدمی کرتا رہا۔ پھر دعا منزل میں کام شروع کیا۔ چبوترہ یاران کا کام دو دن سے بند ہے۔

حکیم خسرو شاہ نظامی حسب معمول حکیم خسرو شاہ نظامی جمعہ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ مرغ کا قورمہ۔ کدو اور گاجریں اُبلی ہوئی لائے تھے۔ نبض بھی دیکھی تھی۔ سلیم صدیقی صاحب آیت نصر من اللہ و فتح قریب چونے کی تختی پر بہت نفیس لکھکر لائے تھے۔ ناسوتی شاہ نظامی پہنچانے آئے تھے۔ خواجہ راجہ بچھا ریڈی نظامی وغیرہ بھی آئے تھے مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست مہاراجہ بہادر بھی ملنے آئے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی آئے تھے۔

جمعہ کی نماز باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دہلی کی درگاہوں اور درگاہ اجمیر شریف کے حالات دریافت کئے تھے اور میں نے تازہ معلومات کی بموجب کیفیت بیان کی تھی۔ بعد نماز سب بچوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ شام تک جمعہ کے ملاقاتی جوق جوق آتے رہے تھے۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔

بالاخانہ آج بڑی بہو دل آرا بانو اور منجھلی بہو علی بانو نے مل کر میری خواب گاہ کا انتظام بالاخانے پر کیا تھا۔ اور ریڈیو بھی وہاں لگایا تھا جس کی وجہ سے مجھے بہت آرام ملا تھا۔

آج میں نے بہت سے خطوط کے جوابات لکھے تھے۔

۱۵ محرم ۲۹ نومبر شنبہ حیدر آباد

باغ عام صبح کی نماز کے بعد باغ عام کے اندر چہل قدمی کے لئے گیا تھا۔ شیر سب سوتے تھے ایک اندھا شیر تسبیح ہاتھ میں لئے جاگتا ہوا وہاں گیا اور کچھ دیر کے بعد ہادی منزل میں آ گیا شیر مال اور پپیتے کا ناشتہ کر کے دعا منزل میں تحریری کام شروع کیا۔ بہت سے خطوط آئے۔ فوراً جوابات لکھے۔ مضامین بھی لکھے۔ کتاب بھی پڑھی۔ بہزاد دکن فیاض الدین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ رؤف منزل سے زبیدہ پاشا ملنے آئے تھے۔ رات کو کھانا نہیں کھایا تھا۔ کیونکہ بخار ہو گیا تھا۔ رات کو نیند صاف رہی چار بجے بیدار ہوا۔

آسمان کا خفیہ ہتھیار آج آسمان کا خفیہ ہتھیار اعلان تیار کیا تھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی بعد مغرب ملنے آئے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی آئے تھے۔ صدر اتحاد المسلمین مولانا سید قاسم رضوی نے بعد مغرب تقریر کی تھی۔ لاکھوں آدمیوں نے سنی تھی۔ ہادی منزل کے سامنے نعرے لگاتے ہوئے مسلمان گذرے تھے۔

سیٹھ محمد ابراہیم آج مدراس سے سیٹھ محمد ابراہیم صاحب ہوائی جہاز سے آئے ہیں سکندر آباد میں ٹھیرے ہیں۔ میرے پاس دو گھنٹے ٹھیرے بہت دیر بات چیت ہوئی میرے قدیمی مخلصین خاص میں ہیں۔

۱۶ محرم ۳۰ نومبر اتوار حیدر آباد

نئی تسبیح آج تہجد کے وقت خیال آیا کہ سو دانے کی تسبیح قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں چالیس کے عدد کا ذکر ہے۔ اور حدیث میں ستر کے عدد کا ذکر ہے صوفیوں نے لفظ چلہ اربعین سے لیا ہے۔ اور دس کے عدد کی نسبت بھی قرآن نے عشرہ کاملہ لفظ استعمال کیا ہے۔ لہذا تسبیح چالیس دانے کی ہونی چاہیئے۔

سرگذشت دعا منزل میں دن بھر کام کیا ڈگرس برادر کے عبد الرشید نظامی سے کتابیں خریدیں۔ املا لکھائی۔ بازار کی فہرست کو چیک کیا۔ بہزاد دکن اور طبیہ کالج کے پروفیسر حکیم عبد علی صاحب ملنے آئے۔ خوش اقبال روغن بادام لائے۔ کلونجی کا تیل نہیں نکلا۔

نہاری بادشاہ بیگم نظامی نے نہاری گھر میں تیار کر کے بھیجی تھی۔ میں نے رات کو کھائی کچھ نقصان نہیں دیا۔ بلکہ فائدہ معلوم ہوا۔ ریڈیو میں میر لائق علی جدید صدر اعظم کی تقریر سنی۔ بہزاد دکن کا دفتر نئے مکان میں آ گیا۔ سردی بڑھ گئی ہے۔

۱۷ محرم یکم دسمبر پیر حیدر آباد

دہلی سے واپسی آج حیدر آباد کے وزراء ہند حکومت دہلی سے سمجھوتہ کر کے واپس آگئے

چشتی دعا خانہ میں نے حسب معمول تہجد کے بعد ہادی منزل کے باغ میں چہل قدمی کی۔ پھر چشتی دعا خانے میں بیٹھ کر تحریری کام کیا۔

چار رفیق کار آجکل چار رفیق میرے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ایک حسن اقبال نظامی خلف خوش اقبال شاہ نظامی جو شہر کے بازاروں کے دکانداروں کی فہرستیں میری ہدایت کی بموجب تیار کر رہے ہیں دوسرے عبد المجید خاں جو دوائیں تیار کرتے ہیں۔ تیسرے منشی عبد القدیر سنبھل والے جو دفتری پتے لکھتے ہیں۔ چوتھے خواجہ معین الدین جو منادی کی کاپی لکھتے ہیں۔ پانچواں میں جو بڑی مدت سے گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھ کر لکھتا ہوں۔ سامنے زرد رنگ کی جاجم اور زرد رنگ کی دو توشکیں

اور ایک بڑا قالین بچھا رہتا ہے۔ ایک طرف اگربتیاں دھواں اُڑاتی ہیں۔ دوسری طرف پانی کی صراحی رکھی رہتی ہے۔ ملنے والے جوق جوق آتے ہیں۔ میں ان سے بھی باتیں کرتا ہوں اور منشی کو املا بھی لکھواتا جاتا ہوں۔

مظفر حسین نظامی ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی مرحوم کے بھائی مولوی عبد العزیز صاحب کی لڑکی بادشاہ بیگم نظامی بہت خوش عقیدہ ہیں۔ ان کے چھوٹے بڑے بچے خدمت گذاری کرتے ہیں آج سے ان کے بڑے لڑکے مظفر حسین نظامی میری املا لکھنے آنے لگے۔ کیونکہ ان کا کالج بند ہے۔ میری صحت ٹھیک ہے۔ بیماری کی شدت میں کمی ہے۔

۱۸ ارمحرم ۲ ردسمبر منگل حیدرآباد

سیاسی اختلاف آج مقامی حکومت کے سیاسی اختلاف کا ذکر سنا تھا۔ یہ وبا تو ساری دُنیا میں ہے۔

مولوی قطب الدین صاحب پروفیسر کیرو کی دو انگریزی کتابیں لائے تھے۔ ان کی صورت و سیرت میں مجھے اپنا ذوق عبادت نظر آجاتا ہے۔

چشتی دعاخانہ آج دن بھر چشتی دعاخانے میں تحریری کام کرتا رہا۔ چبوترہ یا دان بھی بنتا رہا۔ خط بھی لکھے۔ مضامین بھی لکھے باتیں بھی کیں۔ خبریں بھی سنیں۔ بچوں کے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ چھوٹے بچوں کی دلچسپ ادائیں بھی دیکھیں۔ کچھ دیر سویا بھی۔

سید محمد تشبیر نظامی اپنے دادا حضرت کملی شاہ صاحبؒ کے سالانہ عرس کا بلاوا دینے آئے تھے۔ جو ۱۲ ر محرم کو ہوگا مجھے دریا گنج دہلی کی صابریہ خانقاہ کا عرس یاد آیا جو ان ہی تاریخوں میں ہوتا ہے اور دل پر ایسا اثر ہوا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ خیر نہیں زندگی میں پیاری دلی کی صورت دیکھنی نصیب ہوگی یا یوں ہی یاد کرتے کرتے ختم ہو جائیں گے۔

کیا خبر تھی کہ آخر عمر میں دلی سے یوں جُدائی ہو جائے گی۔ اور یوں رات کی آہ و زاری رہا کرے گی۔

۱۹ ارمحرم ۳ ردسمبر بدھ حیدرآباد

چشتی دُعاخانے کا فرش آج خوش اقبال شاہ نظامی ایک گتہ دار (ٹھیکہ دار) کو لائے تھے۔ اور میں نے چشتی دعاخانے کے سنگین فرش بنانے کا ٹھیکہ دیا تھا۔

بازار حسن ابو طالب اور زید پاشا اور خوش اقبال کے ساتھ بازار گیا تھا۔ سرپور ملز کے دفتر حیدرآباد کے افسر مولوی تاج الدین صاحب سے ملا تھا۔ آٹھ سو پچاس روپے کا کاغذ منادی کے لئے خریدا تھا۔ تختے دیکھنے بھی گیا تھا۔ یہاں دہلی جیسی آسانی کسی چیز میں نہیں ہے۔ ہر چیز نایاب ہے یا خراب ہے۔

دواؤں کے لئے الیومنیم کے برتن خریدے پھر دن بھر تحریری کام کیا۔ شام کو محی الدین خلف کرنیل شمس الدین ریاست رواں والے ملنے آئے تھے۔

مظفر حسین نظامی املا لکھنے آئے تھے۔

بہزاد دکن نے بھی خواجہ حامد حسین صاحب کو املا نویسی کے لئے بھیجا تھا۔ دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ میں روزانہ خط لکھتا ہوں۔ وہاں سے روزانہ خط نہیں آتا۔ خاص کر جو سامان منگاتا ہوں وہ تو آتا ہی نہیں۔ اب تک صرف دو تاریخوں میں پارسل آئے ہیں۔ حالانکہ مجھ کو یہاں آئے ہوئے پورے دو مہینے ہو چکے ہیں۔

خبریں سُن کر سو یا تھا۔ نیند بہت اچھی آئی تھی۔

۲۰ ارمحرم ۴ ردسمبر جمعرات حیدرآباد

تحریری کام آج مظفر حسین نظامی نے مضامین لکھوائے تھے۔ خواجہ سید حامد حسین صاحب بھی املا کے لئے آئے تھے۔

آصفیہ کتب خانہ تین بجے بہزاد دکن نظامی کے ساتھ آصفیہ کتب خانہ دیکھنے گیا تھا۔ محمد عبد القادر صاحب نے یاقوت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک بیش قیمت قرآن شریف دکھایا تھا۔ میں نے آج تک ایسا عمدہ طلائی کام کا کوئی قلمی قرآن نہیں دیکھا تھا۔ اس کے اوپر بہت سے شاہان مغلیہ کی مہریں بھی ہیں۔ وہیں کشمیری خط اور کشمیری جلد کا ایک اور قلمی قرآن شریف بھی دیکھا۔ میں نے بہزاد دکن سے کہا یہ کشمیر کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں کشمیر کی نسبت فال دیکھتا ہوں۔ دُعا پڑھ کر قرآن شریف کھولا تو سورۂ فرقان کی یہ آیت نکلی۔ بشارت ہو ساننے والوں کو اللہ کی رحمت کی آسمانی بارش سے مردہ شہر زندہ ہو جائے گا۔ اس جواب سے میرے دل پر بہت ہی زیادہ اثر ہوا۔

واپسی ۴ بجے عثمان گنج بازار میں آیا تو اعلیٰ حضرت کی آمد کی سیٹیاں ہو رہی تھیں موٹر روک لی مگر اعلیٰ حضرت کے آنے میں دیر ہوئی تو میں ہادی منزل میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد خبر آئی کہ اعلیٰ حضرت کی موٹر پر کسی غیر [illegible] شریر نے بم پھینکا مگر اعلیٰ حضرت

محفوظ ہے۔ البتہ معاً گیر زخمی ہوئے حملہ آور پکڑا گیا۔ رات بھر امرا اور جاگیردار اور لیڈر اور عہدہ دار اور رعایا کے ہندو مسلمان صدقے کے خوان لے کر کنگ کوٹھی جاتے رہے۔

صندل آج شام کو بعد مغرب حضرت کملی شاہ صاحب کے صندل میں گیا تھا۔ غوثی شاہ صاحب کی لکھی ہوئی نعتیں واعظ قوال صاحب سے سنی تھیں۔ خوش اقبال شاہ نظامی اور علی نظامی ساتھ گئے تھے۔ یہ عرس حضرت کملی شاہ صاحب کے پوتے سید محمد بشیر نظامی کرتے ہیں۔ ان کے والد سید محمد نذیر بلالی شاہ نظامی میرے خلیفہ تھے جن کا مزار حضرت کملی شاہ صاحبؒ کے گنبد میں ہے۔

سلامتی کا نقش آج پچھلی رات اعلیٰ حضرت کے لئے سلامتی کا نقش تیار کیا تھا۔

۱۲ محرم ۵ دسمبر جمعہ حیدرآباد

کنگ کوٹھی مبارک آج صبح کی نماز کے بعد کنگ کوٹھی مبارک میں گیا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت کو سلامتی کا نقش دیا تھا۔ اور کل کے حادثے میں اللہ کے فضل سے سلامت رہنے کی مبارک باد بھی دی تھی۔

نیاز کا طعام علی اور چھوٹے بچوں کے ساتھ بلالی شاہ صاحب نظامی کے مکان پر نیاز کا کھانا کھانے گیا تھا۔ اور ۱۱ بجے واپس آیا تھا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی حسب معمول طرح طرح کے عمدہ کھانے پکا کر لائے تھے۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور ذہین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

جمعہ کی نماز باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے گیا تھا۔ میرٹھ والے قاضی بشیر الدین صاحب بھی ساتھ گئے تھے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے نئے صدر اعظم مولوی میر لائق علی سے مجھ کو یہ کہہ کر ملایا۔ یہ نماز روزے کے بڑے پابند ہیں۔ میں نے کہا بیشک اور یہ خوبی بھی ان میں ہے کہ اولیاء اللہ سے بھی عقیدت رکھتے ہیں۔

صدقے کے خوان کل رات بھر اور آج دن بھر حیدرآباد کے عہدہ دار اور امرا اور جاگیردار اور مذہبی پیشوا اور ہندو مسلمان رعایا کے افراد صدقے کے خوان کنگ کوٹھی مبارک پر لیکر جاتے رہے۔ اس صدقے میں سات قسم کا اناج ہوتا ہے۔ اور تیل ہوتا ہے اور انڈے ہوتے ہیں اور بھلانوے ہوتے ہیں اور بکرا بھی ہوتا ہے۔

رؤف منزل آج شام کو بعد مغرب رؤف منزل میں گیا تھا۔ اور رات کو وہیں رہا تھا۔ حیدرآباد ریڈیو میں مختلف لیڈروں اور جماعتوں کے بیانات اور تقریریں سنیں تھیں۔ جن میں اعلیٰ حضرت کی سلامتی پر خوشی ظاہر کی گئی تھی۔

خطیب اور قاری آج باغ عام کی مسجد کے خطیب صاحب نے بہت برمحل خطبہ پڑھا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی سلامتی کا ذکر احادیث کے حوالوں سے کیا تھا۔ اور قاری فخر الدین صاحب نے بھی ایسی آیات تلاوت کیں تھیں جو بالکل کل کے حسب حال تھیں۔

مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی اپنے وطن جانے والے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے ان کے راستے کی حفاظت کے انتظامات فرمائے ہیں۔

میں آج رات کو بھی رؤف منزل میں رہا تھا۔

۱۳ محرم ۶ دسمبر شنبہ حیدرآباد

ہادی منزل صبح ایک پیالی جو کے دلیے کی پی کر رؤف منزل سے ہادی منزل میں آگیا۔ اور دن بھر تحریری کام میں مشغول رہا۔ اور مظفر حسین نظامی سے فلسکیپ کے چار صفحے لکھوائے۔ خواجہ حامد حسین صاحب سے خطوط لکھوائے۔ اور روزنامچہ لکھوایا۔ مولانا سید حسن مثنی صاحب ندوی پھلواروی آج کل روزانہ اخبار اتحاد حیدرآباد میں ایڈیٹری کرتے ہیں۔ ملنے آئے تھے اور اپنے اخبار کے لئے میرا بیان چاہتے تھے میں نے بیان لکھوایا۔ خوش اقبال شاہ نظامی روزانہ ملنے آتے ہیں آج بھی دواخانے کا سامان لے کر آئے تھے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے تر بتر پراٹھے بھیجے تھے۔ مگر قدرت نے باوجود غیر قدرتی چورن کھانے کے بھوک نہیں بھیجی اس لئے دوپہر کو نہ کھانا کھایا نہ پراٹھے کھائے جو کے دلیے کی پیالی اب تک پیٹ کے اندر مشغول عبادت ہے۔ وہ عبادت سے فارغ ہو تو بھوک اندر آئے۔ مولانا خواجہ بدر الدین صاحب بانی انجمن انیس الغربا ہمیشہ ملنے آتے رہتے ہیں۔ آج بھی اپنے یتیم خانے کے دو لڑکوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ کاکی شاہ نظامی سے اُن کی دُکان پر ملنے گیا تھا۔ حمیدی اور سلمان اور ولی سے املا لکھوائی تھی۔ میں نے کہا اپنا اور اپنے باپ کا اور اپنے بہن بھائیوں کا نام لکھو۔ تینوں لکھ کر لائے سلمان کا خط سب سے بہتر تھا۔

۱۴ محرم ۷ دسمبر یکشنبہ حیدرآباد

آنریبل مسٹر معدہ آج میں نے آنریبل مسٹر معدہ کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے حیدرآباد کے باشندوں کو معدے کی عام شکایت رہتی ہے اس کی نسبت یہ مفید مضمون تیار کیا ہے

گو حیدرآباد کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ تمام ہندوستان کے انسانوں بلکہ تمام دنیا کے آدمیوں کے لئے اصولاً مفید چیز ہے۔

من سلوا — مجیدی حلوائی محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی نے پیٹھے کی سویاں بنواکر مٹھائی تیار کرائی ہے۔ اور اس کا نام من سلوا رکھا ہے۔

دعا منزل کا چبوترہ بن رہا ہے جس کا نام چبوترۂ یاران رکھا ہے تاکہ حضرت سلطان المشائخ کی سنت پر عمل ہو جائے کیونکہ حضرت نے ایسے دو چبوترے بنوائے تھے۔

صبح سے شام تک تحریری کام کرتا رہتا ہوں خطوں کے جواب بھی لکھتا ہوں اور تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتا ہوں صحت خراب ہے۔ یعنی پرانی بیماریاں جوں کی توں باقی ہیں۔

عرس کی شرکت — آج حضرت شاہ خاموش صاحب کی درگاہ میں گیا تھا سالانہ عرس کی قوالی میں شریک ہوا تھا۔ سید نثار علی اور حسن ابوطالب اور مہدی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی ساتھ گئے تھے۔ حضرت شاہ صابر حسینی صاحب یہ عرس کرتے ہیں اور وہی میر مجلس تھے۔ مجلس کے بعد کھانا بھی وہیں کھایا تھا۔ دوسرے مشائخوں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔

۲۴ محرم ۸ دسمبر دوشنبہ حیدرآباد

پٹرول کی کمی — آجکل حیدرآباد میں پٹرول کی بہت زیادہ کمی ہو گئی ہے۔ کوپن والوں کو اور سرکاری عہدہ داروں کو ایک ہفتے میں ۳، ۴ گیلن سے زیادہ نہیں ملتا۔ اس کی وجہ سے میں بھی اور میرے بچے بھی باہر جانے آنے سے مجبور ہیں۔

تجارتی دنیا — حیدرآباد میں میرے ایک پرانے مرید روشن دل محمد فخر الدین خاں نظامی رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک ماہوار رسالہ تجارتی دنیا جاری کیا ہے۔ یہ رسالہ منادی سائز پر ہے اس واسطے آج میں نے ان سے کہا کہ دہلی سے روزنامچے کی پرانی لکھی ہوئی کاپیاں آگئی ہیں حیدرآباد سے منادی جاری کرنے کی اجازت معلوم نہیں کب ملے یا ممکن ہے کہ اجازت نہ ملے اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ روزنامچہ آپ کے رسالے میں شائع کر دیا جائے۔ جس میں اگست اور ستمبر کے سب روزنامچے چھپ جائیں اور تمام ناظرین منادی کو آپ کا رسالہ روزنامچہ پڑھنے کے لئے تقسیم کر دیا جائے۔ انہوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور میں نے کاپیاں ان کو دے دیں۔

۲۵ محرم ۹ دسمبر سہ شنبہ حیدرآباد

فہرست مضامین — مولانا محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی نے ۱۹۲۵ء کے روزنامچوں کی فہرست مضامین تیار کر دی ہے یہ بہت مشکل کام تھا کیونکہ ابتدائی زمانے میں روزنامچوں میں مضامین کے عنوان نہیں ہوتے تھے۔ ہر تاریخ کا مضمون مسلسل ہوتا تھا اور اس میں مختلف مضامین اور واقعات لکھے جاتے تھے۔ میں نے ناسوتی شاہ سے کہا کہ پہلے ہر تاریخ کو پڑھو اور جب ایک مضمون یا ایک واقعہ ختم ہو جائے تو اس کا عنوان الگ پرچے پر لکھو اسی طرح دوسرے تیسرے مضامین کی سرخیاں لکھتے جاؤ تاکہ پڑھنے والے فہرست کو دیکھ کر جو مضمون پڑھنا چاہیں فوراً نکال سکیں۔ اب یہ حالت ہے کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں واقعہ کس تاریخ اور کس سنہ میں پیش آیا تھا۔ اس طرح مضامین کے عنوانوں کا لکھنا آسان کام نہیں بلکہ بہت مشکل کام ہے۔ مگر ناسوتی شاہ نظامی نے اپنی قابلیت اور دانش مندی کا ثبوت دیا اور بہت صحیح اور بہت اچھے عنوان قائم کر دئے۔ اور دسمبر ۱۹۲۴ء سے لیکر دسمبر ۱۹۲۵ء کے آخر تک فہرست تیار کر کے مجھے دی۔

۲۶ محرم ۱۰ دسمبر چہارشنبہ حیدرآباد

دہلی کی خبریں — اب دہلی کے خط اور کتابیں اور دواؤں کے پارسل روزانہ آجاتے ہیں ہوائی خط بعض اوقات دوسرے دن پہنچ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تیسرے چوتھے دن آتا ہے۔ اور پارسل بعض اوقات چوتھے دن اور بعض اوقات پانچویں چھٹے دن پہنچ جاتا ہے۔ دواؤں پر چنگی لی جاتی ہے چنگی والے کے سامنے پارسل کھولا جاتا ہے۔

موتی بیگم کے گھر میں — بچوں کے ساتھ مولوی میر فرحت علی نظامی کے مکان پر گیا تھا جو موتی بیگم سرفراز نظامی کے شوہر ہیں۔ آج وہاں میلاد شریف کی مجلس تھی۔

نام پلی سے پاشاہ بیگم نظامی بھی ملنے آئیں تھیں

۲۷ محرم ۱۱ دسمبر پنجشنبہ حیدرآباد

منت کی نیاز — حسین اور علی کی بیویوں نے میری سلامتی کی منتیں مانی تھیں جبکہ میں دہلی میں تھا۔ آج وہ سب بچوں کے ساتھ بنجارہ ہل گئیں تھیں۔ میں بھی گیا تھا۔ حسین اور علی بھی گئے تھے۔ پہلے حضرت بیوی کی نیاز ہوئی پھر آنحضرت کی نیاز ہوئی پھر خواجگان چشت کی نیاز ہوئی۔ سب چھوٹے بڑے عورت مرد نیاز میں شریک تھے۔ کمرہ بھر گیا تھا۔

ساس کی نیاز — خواجہ بانو کی والدہ یعنی میری ساس کا ۷ محرم کو انتقال ہوا تھا۔ لیکن اس دن چونکہ میری سالگرہ ہوتی ہے۔ اس واسطے یہ نیاز بعد کی کسی تاریخ میں ہوا کرتی ہے

چنانچہ آج سید ابن عربی اور شاہ بانو نے شبِ کی پر نیاز دلوائی تھی۔ جب میں نے نیاز دی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کیونکہ آجکل ہم سب پردیس میں ہیں۔ اور ہم سب کی زندگی بکھر گئی ہے اور پراگندہ ہو گئی ہے۔ خواجہ بانو نے خانہ ساز حلوہ سوہن کے لڈو بنائے تھے۔ اور منت کی نیازیں ان پر ہوئیں تھیں۔

ٹوپی کا کپڑا موتی بیگم سرفرا نظامی میرے لئے سبز ریشمی کپڑا لائیں تھیں۔ میں اس کی ٹوپی بنواؤں گا۔ دو چیلیں بھی لائیں تھیں۔

۲۸ محرم ۱۲ دسمبر جمعہ حیدر آباد

لذیذ کھانے روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی ہر جمعہ کو میرے لئے بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا کر لایا کرتے ہیں آج بھی لائے تھے۔ جب سے آیا ہوں۔ وہ عمدہ سے عمدہ دوائیں میرے لئے لاتے رہتے ہیں۔ اور نہایت مزیدار کھانے بھی کھلاتے رہتے ہیں۔

خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور دوسرے بہت سے اہل سلسلہ جمعے کی ملاقات کے لئے آئے تھے سید حسن نظامی اور سید شبیر نظامی بھی آئے تھے۔

جمعے کی نماز باغ عام کی مسجد میں جمعے کی نماز پڑھی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے پندرہ منٹ تک مجھ سے دہلی کی درگاہوں کے موجودہ حالات دریافت کئے تھے۔

مولوی معصوم علی صاحب وارثی میرے بہت پرانے دوست مولوی معصوم علی صاحب وارثی ملنے آئے تھے۔ اور بہت دیر تک باتیں کیں تھیں۔ نماز کے بعد فیشن ایبل حجام کی دوکان پر حجامت بھی بنوائی تھی اس کے بعد کھانا کھایا تھا۔

شبیر علی خاں نظامی سی۔ پی سے میرے پرانے مرید شبیر علی خاں نظامی ملنے آئے تھے وہ لالہ ہر شنکر لال دہلوی کے کارخانے کلاتھ مل کی شاخ لائل پور میں نوکر ہو گئے ہیں۔ بمبئی کے راستے کراچی ہو کر لائل پور جائیں گے۔ ان کی بہن اور بہن کے بچے حیدر آباد کے پناہ خانے میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ ان کی بہن کے شوہر کو سی۔ پی میں زندہ جلا کر مار ڈالا گیا۔

۲۹ محرم ۱۳ دسمبر شنبہ حیدر آباد

سبز پوش باورچی میرے ہاں مرزا سہراب شاہ بچپن سے بڑھاپے تک باورچی کا کام کرتے آئے ہیں۔ یہ بہادر شاہ بادشاہ کے پہلے ولی عہد مرزا دارا بخت کے پڑپوتے ہیں۔ مجی عرف ہو گیا ہے کیونکہ لوگ اُن کو مرزا جی کہتے تھے۔ اور کہتے کہتے مجی کہنے لگے۔ وہ خواجہ بانو کے ساتھ ۴ مہینے سے حیدر آباد میں آئے ہوئے ہیں مگر آجکل حسین کے مکان پر کوئی باورچی نہ تھا۔ اس واسطے مجی رؤف منزل سے یہاں آ گئے ہیں۔ چند روز کا ذکر ہے۔ پتلون کوٹ پہنے ہوئے ایک نوجوان آئے اور نوکری کی درخواست کی۔ حسین نے کہا ہم کو تو باورچی درکار ہے۔ انہوں نے کہا میں یہ کام جانتا ہوں چنانچہ دو ہفتے تک کھانا پکانے کا کام کرتے رہے۔ آج انہوں نے نوکری چھوڑ دی جانے لگے تو میں نے ان کے حالات دریافت کئے۔ ہنسکر کہا میں کسمنڈی ریاست یو۔پی کا نواب زادہ ہوں کسمنڈی۔ لکھنؤ کے قریب ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ میں نے کہا وہاں کے رئیس تو نواب عبداللہ خاں صاحب ہیں جو لکھنؤ سے روزانہ اخبار ہمدم نکالتے تھے تب انھوں نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان میں اور نواب عبداللہ خاں صاحب میں کچھ اختلاف ہے۔ انھوں نے کہا صحیح اولاد میں ہوں۔ اور مسلم لیگ نیشنل گارڈ کی خدمت کے لئے سب جگہ پھرتا رہتا ہوں۔ نواب محمد شفیع سبز پوش میرا نام ہے۔

فاسفورس کے تیل کی مالش تین دن سے اپنے سر پر اور پشت پر فاسفورس کے تیل کی مالش کراتا ہوں اس سے نیند اچھی ہو گئی ہے۔ اور جسم میں مستعدی بھی بڑھ گئی ہے۔

حضرت حاجی میاں صاحب فخری دہلوی ملنے آئے تھے۔ رات کو کچھ بارش بھی ہوئی تھی علی میاں نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ میر حیات علی صاحب نظامی مرحوم کے صاحبزادے میر اقبال علی بھی ملنے آئے تھے۔ علی میاں دہلی واپس جانے والے ہیں۔ ہوائی جہاز میں جائیں گے ان کے لڑکے سید علی اختر نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

۳۰ محرم ۱۴ دسمبر یکشنبہ حیدر آباد

بھول گئی یاد کہ میں ۱۲ ذیقعد کو حیدر آباد آیا تھا اور ۲۰ ذیقعد کو روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی کی والدہ کے چہلم میں اپنے سب بچوں کے ساتھ شریک ہوا تھا اور اسی شام کو مولوی حکیم میر انور الصمد صاحب دہلوی کے ہاں پارٹی میں بھی شریک ہوا تھا۔ مگر یہ دونوں چیزیں روزنامچہ میں لکھنا بھول گیا تھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی نے اپنی والدہ کے چہلم میں ہم سب کیلئے کھانے کا بھی بہت بڑا انتظام کیا تھا۔

عقیقہ ۲۴ ذیقعد کو خوش اقبال شاہ نظامی کے بیٹے محمد محمود نظامی کے نومولود فرزند کا عقیقہ ہوا تھا اور بہت بڑی دعوت ہوئی تھی۔ میں رؤف منزل سے اپنی سب عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک موٹر لاری میں خوش اقبال شاہ کے ہاں گیا تھا اور بہت سے تکلف کھانے کھائے

مگر یہ کیفیت بھی روزنامچہ میں لکھنی بھول گیا تھا اردو مجلس کی مولوی غلام یزدانی بہادر لوی وظیفہ یاب ناظم آثار قدیم سرکار عالی کے مکان پر ایک شاندار اردو مجلس ہوئی تھی جس میں سب بچوں اور مریدوں کے ساتھ شریک ہوا تھا اور ڈاکٹر جعفر حسن صاحب کا ایک نہایت عمدہ مضمون سنا تھا اور دوسرے شعراء کا کلام بھی سنا تھا مگر یہ کیفیت بھی روزنامچہ میں لکھنی یاد نہیں رہی تھی آج اس بھول کو یاد کرکے اپنے روزنامچے کی دنیا میں نمودار کرتا ہوں۔

آج بھی تحریری کام کرتا رہا اور کتابیں بھی پڑھیں بچاری ایک آنکھ پر ساری دنیا کا بوجھ آن پڑا ہے۔

یکم صفر ۱۵ دسمبر دوشنبہ حیدرآباد

حور بانو کہ آج میری بڑی لڑکی حور بانو رؤف منزل بنجارہ ہل سے ہادی منزل میں آئی ہیں سید سعید نظامی کی والدہ صاحبہ نے ان کو لیڈی ڈاکٹر سے ملایا اور لیڈی ڈاکٹر نے ان کے پرانے امراض کی نسبت ایک رپورٹ لکھ کر دی۔

منادی کا کاغذ کہ سرپر پیپر ملز سے منادی کے لئے زرد چکنا کاغذ خریدا ہے سولہ روپے کو ایک رم آیا ہے۔ ۲۰-۳۰ سائز ہے۔ حیدرآباد کے سب اخبار سفید کاغذ پر چھپتے ہیں۔ مگر میں منادی کو زرد کاغذ پر چھاپنا چاہتا ہوں کیونکہ حیدرآباد کا درباری رنگ زرد ہے جو اس چادر کی یادگار ہے جو میری درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے آصف جاہ اول کو بطور تبرک کے عطا ہوئی تھی۔ اس واسطے میں اسی رنگ کو اپنا نظامی رنگ سمجھ کر اپنا اخبار بھی زرد کاغذ پر چھپوانا چاہتا ہوں۔ ایک ہزار روپے قیمت میں ۶۴ رم آئے ہیں۔

دن بھر تحریری کام کرتا رہا۔ ملنے والے بہت آتے رہے۔ بارش کا سلسلہ دن بھر جاری رہا۔ آج رات کو بھی بارش جاری رہی دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ زید پاشا اور حسن ابوطالب میرے دونوں لڑکے رؤف منزل سے آئے تھے اور میرے خطوط کو تاریخ وار مرتب کیا تھا مظفر حسین نظامی بھی تحریری رفاقت کے لئے آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے کام کیا تھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

۲ صفر ۱۶ دسمبر سہ شنبہ حیدرآباد

بارش کہ آج بھی دن بھر بوندا باندی ہوتی رہی۔ شام کو دھوپ نکل آئی۔ بہزاد دکن فیاض الدین نظامی اور لعرج احمد خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ دہلی سے ۶ پارسل کتابوں کے آئے تھے۔ روشن دل محمد فخر الدین خاں فخر نظامی ایڈیٹر رسالہ تجارتی دنیا حیدرآباد ملنے آئے تھے تجارتی دنیا میں میرا روزنامچہ شائع کرنے کا آج کام پورا ہو گیا۔

نواب صاحب کلیانی کہ آج شام کو نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے بڑے صاحبزادے میر خورشید علی خاں صاحب کے ساتھ نواب صاحب کلیانی ملنے آئے تھے۔ کلیانی ۴، ۵ لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی یہاں ایک جاگیر ہے۔

تیل کی مالش کہ ایک ہندو حجام سے روزانہ سر پر اور جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش کراتا ہوں۔ آج شام کو بھی مالش کرائی تھی اس سے نیند اچھی آئی ہے۔ اور اعضا شکنی بھی جاتی رہتی ہے۔

۳ صفر ۱۷ دسمبر چہارشنبہ حیدرآباد

دعا منزل کہ آج ہادی منزل سے دعا منزل میں آگیا۔ ہادی منزل کا صحن بہت بڑا ہے ۱۴ ہزار گز کا صحن ہے ہادی منزل کی عمارت باغ عام کی سڑک سے شمال میں ہے اور ہادی منزل کی پشت پر نوبت پہاڑ ہے اور باغ عام کی سڑک سے جب ہادی منزل کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہیں تو تین کمروں کی ایک عمارت بائیں طرف ملتی ہے اس کا نام میں نے دعا منزل رکھا ہے۔ اور اس کے اطراف میں ایک ہزار روپے کے خرچ سے سنگین فرش کرایا ہے۔ میرے لکھنے پڑھنے کا سامان دعا منزل میں ہے اور میں اسی کے برآمدے میں بیٹھ کر تحریری کام کرتا ہوں۔

نواب کلرک نواز جنگ بہادر کہ آج بھی میرے دونوں لڑکے زید پاشا نظامی اور حسن ابوطالب نظامی رؤف منزل سے دعا منزل میں آئے تھے۔ رؤف منزل یہاں سے ۵ میل دور ہے ان دونوں نے میرے نام آئے ہوئے خطوط کو تاریخ وار مرتب کیا تھا۔ اور میں نے بطور انعام ان دونوں کو نواب کلرک نواز جنگ بہادر کہا تھا۔

سادہ ناشتہ کہ رات کو مرغن گوشت کھانے کے سبب تکلیف رہی تھی اس لئے آج صبح ہرے دھنیہ کی چٹنی سے دو خمیری کلچے کھائے تھے۔ آنتوں میں کرکراہٹ تھی

گیہوں پیسنے والی چکیاں گیہوں صاف کرکے نہیں پیستیں۔ اس واسطے روٹی کرکری ہو جاتی ہے۔ دہلی کے جیل خانوں میں قیدیوں کو کرکرا آٹا کھلایا جاتا ہے۔ میں بھی یہاں بڑھاپے کا قیدی ہوں۔ اور انقلاب کا قیدی ہوں اور گھر سے بے گھر ہو کر یہاں آگیا ہوں۔ اس لئے مجھ کو کرکری روٹی کھانے میں لطف آتا ہے۔

خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ انہوں نے اور حسن ابوطالب نے بدن دبایا تھا۔ اور میں کچھ دیر سویا تھا۔ خطوط کے جوابات لکھے تھے۔ مظفر حسین نظامی سے گھر گھر اُردو مجلس ایک مضمون لکھوا کر سید ذکی حسن کاتب کو امروہے بھیجا تھا۔

بہزاد دکن نظامی نے اپنی بیوی کے ہاتھ کی پکائی ہوئی لذیذ نہاری بھیجی تھی۔

نیاز کی مٹھائی کہ دہلی سے نواب مرزا نظامی نے نیاز کی مٹھائی اور حلوہ سوہن بھیجا تھا جس کے کھانے سے آج رات کو ذرا نیند بے چین رہی۔ لیکن مٹھائی اور حلوا سوہن کی لذت اب تک زبان پر ہے۔ بارش آج بھی تمام رات ہلکی ہلکی ہوتی رہی۔

اُردو مجلس کہ آج دُعا منزل کے ایک کمرے میں کچھ کتابیں اور اخبار اس نیت سے رکھے کہ آج بدھ کے دن میں نے بھی اُردو مجلس جاری کردی۔ کیونکہ میں اُردو مجلس کی تحریک تمام ہندوستان کے صوبوں اور شہروں اور قصبوں اور دیہات میں جاری کرنی چاہتا ہوں۔

۴ صفر ۱۸ دسمبر پنجشنبہ حیدرآباد تیرا تیزی کہ صفر کا مہینہ بہت منحوس سمجھا جاتا ہے۔ خاص کر اس کے شروع کے ۱۳ دن بہت زیادہ بُرے خیال کئے جاتے ہیں عورتیں اس مہینے کو تیرہ تیزی اسی واسطے کہتی ہیں۔ مگر میں نے قرآن شریف کے عمل کے ہتھیاروں کی طاقت سے اس مہینے کی نحوست کو بدل دیا ہے۔

آج بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا اور میں دُعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ دونوں لڑکے آج بھی رؤف منزل سے کام کرنے آئے تھے۔ اور مظفر حسین نظامی بھی آئے تھے۔

بیگم نواب اسد اللہ صاحب کہ آج مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر مرحوم کی صاحبزادی وزارت النسا بیگم نظامی ملنے آئیں تھیں جو نواب اسد اللہ خاں صاحب جاگیر دار کی بیوی ہیں۔ ان کی بول چال اور آواز اور لہجہ مہاراجہ سے اتنا زیادہ مشابہ ہے کہ کئی بار ایسا محسوس ہوا کہ مہاراج بول رہے ہیں۔ مہاراج کے لڑکے اور لڑکیوں میں اتنی مشابہہ آواز اور کسی کی نہیں دیکھی۔

۵ صفر ۱۹ دسمبر جمعہ حیدرآباد

مسٹر کولاس کہ آج نواب حسن یار جنگ بہادر کے پرائیویٹ سکریٹری مسٹر کولاس بمبئی کے ایک مسلمان سوداگر کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ روشن دل روشن تشخیص روشن علاج روشن عمل حکیم خسرو شاہ نظامی بھی حسب معمول جمعہ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ گھر کی پکی ہوئی نہاری اور شکر قند کے پراٹھے اور فیرنی بھی لائے تھے۔ مولوی غلام یزدانی صاحب وظیفہ یاب ناظم آثار قدیمہ سرکار عالی کے مکان سے بادام کا قورمہ اور خمیری روٹی اور فیرنی آئی تھی۔ اور میں نے پرہیز کی آنکھ بچا کر اور معدے کی فقہ کا گنہگار بن کر یہ سب کھانے کھائے تھے۔ مولانا حسینی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی وغیرہ بھائی بھی جمعہ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔

جمعہ کی نماز کہ سب چھوٹے بڑے بچوں کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعے کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے پندرہ منٹ تک دہلی کی درگاہوں اور مسجدوں کے حالات پوچھے تھے۔ اور جو مسماریاں دہلی کی درگاہوں اور مسجدوں کی ہوئی ہیں۔ ان کی مرمت کا تخمینہ بھی دریافت فرمایا تھا۔ ان کو قدیمی درگاہوں اور مسجدوں سے اتنا ہی زیادہ لگاؤ ہے جتنا ایک ہمدرد مسلمان بادشاہ کو ہونا چاہئے۔ نئے صدر اعظم اور اعلیٰ حضرت کے سب شہزادے اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر اور مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی بھی ہمیشہ جمعے کی نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ آج بھی خطیب صاحب نے اور قاری فخر الدین صاحب نے درگاہوں اور مسجدوں کا تذکرہ نماز سے پہلے سن کر حسب حال خطبہ پڑھا تھا اور حسب حال آیات تلاوت کیں تھیں۔

مدرسین کہ نماز کے بعد مولوی عبدالرحمٰن نظامی صدر مدرس دو صدر مدرسوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور ایک مسلمان دندان ساز بھی آئے تھے۔

خواجہ بانو کہ آج شام کو حور بانو اور دوسرے بچوں کے ساتھ رؤف منزل میں خواجہ بانو سے ملنے گیا تھا۔

۵۰۰ روپے کا بل کہ آج نعیم صاحب کا دہلی سے خط آیا تھا لکھا ہے درگاہ کی بجلی

اور پانی کا بل پانچسو روپے کا آیا ہے چونکہ دہلی میں بارش بہت تھی۔ اور درگاہ اور مکانوں میں ہزاروں پناہ گزین ٹھیرے ہوئے تھے۔ اس واسطے بجلی اور پانی بہت زیادہ خرچ ہوا ہمیشہ سو روپے ماہوار کا بل آتا تھا یہ پانچسو روپے کا بل عارضی ہے امید ہے کہ آئندہ اتنا زیادہ بل نہیں آئے گا۔ لیکن موجودہ حالات اور ناداری کے زمانے میں اتنی زیادہ رقم کا خرچ ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

پنڈت سندر لال جی کا مضمون کہ آج مدینہ اخبار میں پنڈت سندر لال جی کا مضمون پڑھا تھا۔ اور اس پر دو صفحے کا ایک نوٹ لکھا تھا۔

۶ صفر ۲۰ دسمبر شنبہ حیدرآباد

درویش کی بلی کہ کل شام کو میرے برمی خلیفہ بابا توکلی شاہ نظامی کا لاہور سے خط آیا تھا۔ میں اس خط کو پڑھ کر رونے لگا کیونکہ اس خط میں ان کی بڑی مصیبت کا ذکر تھا۔ اُن کی عمر اسی برس سے زیادہ ہے۔ اور وہ میرے ساتھ بہت ہی زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ برما میں تجارت بھی کرتے تھے۔ یہ بڑے عابد اور شب بیدار اور عامل بھی ہیں گورا رنگ ہے دبلا بدن ہے۔ میانہ قد ہے۔ سہارنپور کے رہنے والے ہیں پہلے خانساماں تھے پھر تارک ہو گئے اور میں نے ان کو برما میں خلافت دی اور حکم دیا کہ تجارت کر کے معاش حاصل کریں۔ ایک نو مسلم مرید غلام رسول نظامی کے ساتھ جاپان کی لڑائی کے وقت پیدل برما سے ہندوستان میں آئے تھے جب دہلی میں میرے پاس پہنچے تو نیم جان ہو چکے تھے میں نے ایک برس تک اپنے پاس رکھا اور کوشش کر کے دونوں کے نام انگریزی حکومت سے ۳۰، ۳۰ روپے ماہوار مقرر کرا دئے پھر ان کو ڈیرہ دون میں بھیج دیا جہاں ان کے مریدوں کی ایک معقول جماعت تھی۔ غلام رسول مقبول شاہ نظامی کا انتقال ہوا تو وہ ڈیرہ دون سے ان کی میت لے کر میرے پاس آئے اور میں نے مقابلہ ملکوت منزل میں ان کو دفن کیا۔ نئے انقلاب کے وقت وہ ڈیرہ دون سے نکلے اور بڑی مصیبت سے ایک مہینے میں لاہور پہنچے میں ان کی زندگی سے مایوس ہو گیا تھا کیونکہ باوجود تحقیقات کے کہیں سے ان کا پتہ نہ ملتا تھا کل ان کا خط آیا تو مجھے خوشی بھی ہوئی اور ان کی تکلیف کے حالات پڑھ کر رونا بھی آیا۔ اس خط میں دو باتیں بہت دلچسپ ہیں۔ ایک یہ کہ لکھا ہے مجھے ان مصیبتوں کا اور اسباب کے لٹنے کا کچھ غم نہیں ہے۔ غم اس کا ہے۔ کہ آپ کے لئے عید کے کپڑے تیار کرائے تھے۔ اور بڑی خوشی تھی کہ عید کے دن آپ میرے پیش کئے ہوئے کپڑے استعمال کریں گے مگر دشمنوں نے سب کچھ لوٹا تو وہ کپڑے بھی لوٹ لئے اور جب گھر سے نکلا تو ایک پیسہ پاس نہ تھا۔ روشن خاں نظامی بھی میرے ساتھ آئے اُن کا بھی ہزاروں روپے کا نقصان ہوا مگر میں نے آپ کی چہیتی بلی کو ساتھ رکھا۔ ڈیرہ دون سے لاہور تک مصیبت کے سفر میں وہ بلی میرے ساتھ رہی اور یہاں بھی ساتھ ہے اور آپ کی خدمت میں قدم بوسی پیش کرتی ہے۔ حسین یہ فقرہ پڑھ کر بہت ہنسے تو میں نے کہا وہ بلی مجھے تم سب بچوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اور اس کے اندر میرے پیارے مرحوم مرید مقبول شاہ نظامی کی روح آ گئی ہے۔ مقبول شاہ فریدآباد کے ہندو تھے اور تناسخ کو مانتے تھے اس واسطے میں نے بھی ان کی محبت میں ان کی روح کا بلی میں آ جانا مان لیا ہے۔

دانت صاف کرائے کہ آج خورشید علی صاحب کے پاس عثمان شاہی بازار میں دانت صاف کرانے گیا تھا۔

۷ صفر ۲۱ دسمبر یکشنبہ حیدرآباد

وفات کی خبر کہ آج نہایت اندوہناک خبر انگریزی اخبار ہندو مدراس میں دیکھی کہ ہز ہائی نس نواب صاحب جاورہ نے وفات پائی۔ مرحوم کا ابھی حال میں خط آیا تھا کہ انھوں نے کئی تار اور کئی خط میری خیریت معلوم کرنے کے لئے دہلی میں بھیجے تھے۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں آجکل بیمار ہوں بخار آ رہا ہے۔ اس لئے پہلے دہلی میں خط آیا تھا کہ نواب صاحب نے اپنے فرزند نواب زادہ پیارے میاں کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے مگر میں نے حیدرآباد آنے کے بعد مبارکباد بھیجی تھی اور نواب صاحب نے اس کے شکریے کا خط بھی بھیجا تھا۔ جس کو میں ان کی آخری یادگار کے طور پر منادی میں شائع کروں گا۔ نواب صاحب کو میں نے دل شاہ خطاب دیا تھا اور اپنے نظامیہ سلسلہ کی خلافت بھی دی تھی اُن کو صابریہ سلسلہ کی خلافت جہانگیر شاہ صاحب اجمیری سے حاصل ہوئی تھی۔ جن کے وہ مرید تھے۔ میں نے مرحوم کے نام پر وادی الامین باغ دہلی میں ایک مکان دل شاہ منزل کے نام سے بنایا ہے جس میں آجکل پناہ گزین ٹھیرے ہوئے ہیں۔

نیاز کی مجلس کہ آج میں نے حیدرآباد کے اخباروں اور مشایخ کو اطلاع دی ہے کہ ۱۱ر صفر جمعرات کے دن شام کو ۵ بجے درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحبؒ میں مرحوم نواب صاحب جاورہ کی نیاز ہوگی اور نظامیہ جماعت کے ناظم صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ وغیرہ صوبوں کو بھی اطلاعیں بھیجی ہیں کہ وہ سب بھی نواب صاحب کی نیاز کے جلسے کریں۔

صدر اعظم بہادر کہ آج صبح شاہ منزل میں صدر اعظم بہادر سے ملنے گیا تھا۔ اور شاہ منزل کے قریب دل کشا منزل میں نواب عبدالرحیم صاحب صدر المہام ریلوے سے بھی ملاقات کی تھی۔

پولس کی اطلاع کہ آج نواب دین یار جنگ بہادر پولیس کمشنر کے دفتر سے اطلاع آئی ہے کہ اخبار منادی حیدرآباد سے جاری کرنے کی نسبت کوتوال صاحب کے دفتر میں آکر اقرار نامے کی تکمیل کر دیجئے۔

اگست اور ستمبر کا روزنامچہ اور نوٹ رسالہ تجارتی دُنیا حیدرآباد میں درج ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ کاپیاں بارش کے زمانے میں دہلی میں لکھی گئیں تھیں اس واسطے پروف صاف نہیں آیا تھا اس لئے مجھ کو اور روشن دل محمد فخر الدین نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا کو بہت دشواری پیش آرہی ہے آخر میں نے کہا مصنف موجود ہے وہ ماضی کو حال میں لانے کے لیے قلم کی مجلس میں قوالی شروع کر دیگا یعنی نوٹ اور روزنامچہ دوبارہ لکھ دیگا۔

۸ر صفر ۲۲ر دسمبر دوشنبہ حیدرآباد

نمی صاحب کی جب خلافت کی تحریک کا بہت زیادہ چرچہ تھا اور مولانا محمد علی مہاتما گاندھی کے ساتھ کام کرتے تھے تو کسی شخص نے مہاتما گاندھی سے پوچھا کہ سوراج مل جائے تو ہندوستان کا بادشاہ کون بنایا جائے گا گاندھی جی نے جواب دیا تھا میں مولانا محمد علی کی بیٹی گل نار کو ووٹ دوں گا۔

اس طرح آج میں نے ایک صاحب کو جواب دیا جو حیدرآباد کے نئے وزیروں کی نسبت میری رائے دریافت کرنے آئے تھے۔ میں نے کہا میں تو سب سے زیادہ لائق اور دیانتدار اپنے منجھلے پوتے سید نعمان عرف نمی صاحب کو سمجھتا ہوں جو بچوں سے لڑتا ہے تو جلدی ملاپ کر لیتا ہے۔ صبح کی روٹی کھاتا ہے تو دوپہر کا فکر نہیں رکھتا ہے۔ دوپہر کو کھاتا ہے تو رات کا فکر نہیں کرتا۔ اور رات کو بغیر کسی فکر اور خلجان کے بے خبر ہو کر سو جاتا ہے۔

معصوم عربی لفظ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ گناہ سے بچایا گیا۔ پس میں حیدرآباد کے لئے ایسے معصوم وزیر چاہتا ہوں جن کو خدا ہر گناہ سے بچائے رکھے۔

آج بھی دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ دونوں لڑکے رؤف منزل سے کام کرنے آئے تھے۔ مظفر حسین نظامی نے بھی کام کیا تھا۔

۹ر صفر ۲۳ر دسمبر سہ شنبہ حیدرآباد

ڈگرس برار کہ حیدرآباد میں لاکھوں پناہ گزیں آئے ہوئے ہیں ان میں سی، پی اور برار کے بھی ہیں۔ میرے پُرانے مرید عبدالرشید نظامی ڈگرس برار سے آئے ہیں اور میرے ابتدائی زمانہ کی طرح بازاروں میں پھیری لگا کر کتابیں فروخت کرتے ہیں۔ آج میری مجلس میں بہت سے اُمرا جمع تھے کہ عبدالرشید نظامی ملنے آگئے۔ بڑھاپا ہے۔ اور غربت کی وجہ سے لباس بھی بوسیدہ اور غریبانہ ہے۔ میں نے مجلس کے امراء سے کہا کھڑے ہو جاؤ اور اس شاہ دل مسلمان سے ملو۔ جو باپ دادا کی جاگیر پر بھروسہ نہیں کرتا۔ اپنی محنت سے روٹی کما کر کھاتا ہے۔ میں اس میں ہوں اور یہ مجھ میں ہے۔ میں اس کا ہوں اور یہ میرا ہے۔

آج بھی دونوں لڑکے رؤف منزل سے آئے تھے۔ اور دن بھر میرا کام کر کے شام کو واپس گئے تھے۔ میرے داماد سید نثار علی اور خواجہ بانو کے بھائی سید ابن عربی بھی رؤف منزل سے روزانہ یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

دہلی کا تار کہ آج نعیم صاحب اور محمد یونس کا دہلی سے تار آیا تھا کہ یہاں کی حالت بہت نازک ہے۔ اور درگاہ اور مکانوں کی حفاظت دشوار معلوم ہوتی ہے۔

میں نے فوراً ایک طویل تار آنریبل سردار ولبھ بھائی پٹیل کو بھیجا اور دوسرے چند ہندو دوستوں کو بھی تار بھیجے اور نعیم صاحب کو بھی ضروری ہدایات کا تار بھیجا۔

۱۰ر صفر ۲۴ر دسمبر چہار شنبہ حیدرآباد

چینی مرغیاں کہ میرے پوتوں اور پوتیوں نے چینی مرغیاں پال رکھی ہیں جو مور کی طرح ناچتی ہیں۔ آج اُن کو ناچتا دیکھا تو میں نے کہا تمہارے ملک کے انسانوں کو یورپ اور امریکہ نچا رہا ہے۔ اور تم کو قدرت نچا رہی ہے اور مجھ کو ہندوستان کی آزادی نچا رہی ہے۔

لڑکے نہیں آئے کہ آج رؤف منزل سے میرے دونوں لڑکے نہیں آئے۔ کہ حضرت حاجی میاں صاحب کے چھوٹے بھائی احمد میاں صاحب بلاوا دینے آئے تھے۔ کہ بدھ

کی رات کو اُن کے ہاں دہلی کے سالانہ عرس کی نیاز ہے۔ میں نے بیماری کے سبب رات کی شرکت سے معذوری ظاہر کی تھی۔

رات کو حضرت حاجی میاں صاحب نے نیاز کا کھانا بھیجا تھا۔

منادی کے مضامین کل سے منادی کے مضامین لکھوا رہا ہوں۔ آج مظفر حسین نظامی نے اور خواجہ حامد حسین صاحب نے مضامین لکھے تھے۔

دھوبی دھوبن ہادی منزل کی دھوبن کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ آج شام کو میں نے دو امرود دعا دم کر کے ان دونوں کو دئے اور کہا ان کو کھالو۔ خدا تم کو بیٹا دے گا پیرلال نام رکھنا۔

حسین کے پاس نئی روشنی کے کچھ نوجوان بیٹھے تھے۔ جن کو میرے اس عمل سے ہنسی آگئی۔ میں نے کہا دھوبن اور دھوبی سے ڈرنا چاہیے۔ ہندوؤں کے مشہور اوتار سری رام چندر جی کی بیوی سیتا جی دھوبن دھوبی کی باتوں کے سبب دنیا سے رخصت ہوگئیں تھیں۔ یعنی ایک رات رام چندر جی نے ایک دھوبی کے گھر کے اندر میاں بیوی کی لڑائی کی آواز سنی۔ دھوبی نے دھوبن سے کہا میں رام چندر نہیں ہوں کہ ستیا راون کے پاس رہی اور پھر رام چندر نے سیتا کو گھر سے نہ نکالا۔ میں تجھ کو گھر میں نہیں رکھوں گا۔ یہ بات سن کر رام چندر جی نے سیتا جی کو گھر سے نکال دیا۔ اور وہ اس غم کے سبب زمین کے اندر سما گئیں۔

پس میں اس دھوبی اور دھوبن کو ان کے گھر میں خوش حال رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور ان دونوں کو خدا سے بیٹا دلوانا چاہتا ہوں تاکہ یہ دونوں آپس میں لڑ کر کسی دوسرے کے گھر کو برباد نہ کر دیں۔

خواجہ لچھما ریڈی نظامی میرے لئے دو جوڑے گرم جرابوں کے لائے ہیں وہ روزانہ کچھ نہ کچھ لاتے ہی رہتے ہیں۔

دہلی سے روزانہ کتابوں اور دواؤں کے پارسل میرے لئے راجہ صاحب کے نام آتے رہتے ہیں۔ آج بھی چار بڑے پارسل آئے ہیں

کرسمس آج عیسائیوں کا کرسمس تہوار ہے۔ جس کو بڑا دن کہتے ہیں۔

۱۱ صفر ۲۵ دسمبر پنجشنبہ حیدرآباد

ناشتہ صبح ایک انڈا ایک روٹی کا ناشتہ کیا تھا۔ انڈا مجھے نقصان دیتا ہے۔ مگر مجبوری ہے۔ کیونکہ کوئی غذا ایسی سمجھ میں نہیں آتی جو مفید ثابت ہو۔

کام صبح ۷ بجے دعا منزل میں آکر چہل قدمی کرتا ہوں۔ پھر تحریری کام کرتا ہوں۔ نگاہ پہلے کی نسبت بہت کم ہوگئی ہے۔ خواجہ حامد حسین املا لکھنے آئے تھے۔ دو گھنٹے صبح دو گھنٹے شام کام کرنے کا معاملہ طے کیا ہے۔ مظفر حسین نظامی بھی آئے تھے۔ ان سے خطوں کے جواب لکھوائے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا۔

ملاقاتی خواجہ لچھما ریڈی نظامی ملنے آئے تھے۔ مخلص شاہ نظامی منہاج الدین نظامی کے ساتھ آئے تھے۔ میرے لئے پھل بھی لائے تھے

نیاز کی مجلس آج شام کو ۷ بجے درگاہ حضرت یوسف صاحب چشتی نظامی میں گیا تھا۔ جہاں نواب صاحب جاورہ کی نیاز ہوئی تھی۔ پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر نیاز ہوئی۔

نیاز کے بعد میں نے نواب صاحب مرحوم کی نسبت اور موجودہ حالات کی بابت تقریر کی تھی بہت لوگ جمع ہوئے تھے۔ مگر مشائخ میں سے صرف درگاہ کے سجادہ نشین صاحب شریک تھے۔ نواب صاحب مرحوم کے ایک عزیز بھی تھے جو ۲۵ سال سے حیدرآباد میں رہتے ہیں سکندرآباد سے حضوری نظامی بھی آئے تھے۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی وغیرہ اہل سلسلہ بھی شریک ہوئے تھے۔ حکیم شفا صاحب اور مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور مولانا بدر الدین صاحب انیس الغربا وغیرہ احباب بھی شریک ہوئے تھے

بادشاہ بیگم نظامی آج درگاہ میں جانے سے پہلے بادشاہ بیگم نظامی کے ہاں گیا تھا تتلی بیگم نظامی بھی وہاں آئی تھیں۔ اور ان کے لڑکے بھی۔

بادشاہ بیگم کے والد مولوی عبد العزیز صاحب اور بادشاہ بیگم کے شوہر مولوی غفور حسین صاحب وغیرہ اصحاب بھی تھے بادشاہ بیگم نے بہت تکلف ناشتے کا انتظام کیا تھا۔ میں نے بھی پھل کھائے تھے۔

سلیمہ خاتون صاحبہ مغرب کی نماز ہادی منزل میں جماعت سے پڑھ کر سلیمہ خاتون صاحبہ مالک گرل کنڈہ سگریٹ فیکٹری سے ملنے گیا تھا۔ مگر وہ مکان پر موجود نہیں تھیں۔

نواب صاحب رام پور دہلی اور درگاہ کے سلسلے میں آج نواب صاحب رام پور کو ایک خط بھیجا تھا۔ نثار علی اور زبیدہ اور حسن رؤف منزل سے آئے تھے شام کو چلے گئے

عبد القیوم اللہ تعالیٰ نے ناسوتی شاہ نظامی کو نواسہ عطا فرمایا ہے۔ میں نے استخارہ کر کے عبد القیوم نام رکھا۔

محمد قاسم نظامی میرے پرانے مرید

محمد قاسم نظامی ملنے آئے تھے۔ بہت عرصے سے بیمار ہیں سب ڈاکٹروں نے کینسر یعنی سرطان کی بیماری تجویز کی تھی۔ میں نے تقدیر بدلنے کا عمل بتایا اس کا عمل کرنے کے بعد ڈاکٹری معائنہ کرایا۔ سب نے کہا سرطان نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ برکت اس قرآنی عمل کی ہے۔

دیدار علی نظامی: میرے پرانے مرید دیدار علی نظامی ملنے آئے تھے۔

۱۲ صفر ۲۶ دسمبر جمعہ حیدرآباد

سردی: آج سردی بہت زیادہ ہے۔ میں اول وقت یعنی طلوع آفتاب سے پہلے دعا منزل میں جمیل قدمی کے لئے آگیا۔ سردی کے سبب جسم کو تکلیف محسوس ہوئی۔

پپیتے: ناسوتی شاہ نظامی ہر جمعہ کو پپیتے لایا کرتے ہیں۔ آج بھی لائے تھے۔

حکیم خسرو شاہ نظامی حسب معمول بہت سے میٹھے سلونے کھانے لائے تھے۔ خواجہ حامد حسین کے والد بھی ملنے آئے تھے۔ خواجہ راجہ کچھمار یڈی نظامی بھی آئے تھے۔ دہلی سے کتابوں کے پارسل آئے تھے۔

کامل الیقین نظامی: عبدالغفور کامل الیقین نظامی تاجر آہن ملنے آئے تھے۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ زید اور جہدی اور روحم رؤف منزل سے آئے ہیں۔

جمعہ کی نماز: آج بھی جمعہ کی نماز باغ کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ پڑھی تھی۔

حضرت عیسیٰ کا ذکر: آج قاری فخر الدین صاحب نے حضرت عیسیٰ کے ذکر کی آیات تلاوت کیں تھیں کیونکہ آج حضرت کی ولادت کا دن ہے یعنی کرسمس ہے۔ خطیب نے بھی اسی قسم کا خطبہ پڑھا تھا۔ خطیب اور قاری کی یہ جدت ہر جمعہ کو اس دن کے واقعات کو مدنظر رکھ کر ظاہر ہوتی ہے۔

اور اعلیٰ حضرت بھی چلتے وقت قاری صاحب کو مخاطب کرکے ایک لفظ ان آیات کی نسبت فرماتے ہیں۔

رؤف منزل سے زید اور ابن عربی اور مہدی آئے تھے۔ میں نے دن بھر دعا منزل میں کام کیا تھا۔

چشتی پارٹی: آج جناب سید عبدالواحد صاحب چشتی پیرزادے درگاہ اجمیر شریف و ناظم محکمہ جنگلات حیدرآباد کے مکان پر ان کی بیگم صاحبہ نے ایک پارٹی دی تھی جس میں حیدرآباد کے امرا اور وزرا شریک ہوئے تھے۔ میں بھی گیا تھا۔ اور وہاں بہت سے احباب ملے تھے۔

نواب خسرو جنگ بہادر: نواب سر افسر الملک بہادر مرحوم کمانڈر انچیف کے فرزند نواب خسرو جنگ بہادر بھی ملے تھے جو سالہا سال کشمیر میں رہے ہیں۔ ان سے کشمیر کی نسبت بہت باتیں ہوئیں۔ پروفیسر عبدالحکیم صاحب اور نواب مقصود جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر بھی وہاں ملے تھے۔

محمد شریف نظامی: قدری والے محمد شریف نظامی اپنے ایک عزیز عبدالغفور صاحب بی اے ایل ایل بی کے ساتھ ملنے آئے تھے پھل اور پھول بھی لائے تھے۔

۱۳ صفر ۲۷ دسمبر شنبہ حیدرآباد

تیرہ تیزی ختم: آج صفر کے ۱۳ منحوس دن ختم ہوگئے۔ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وقت اللہ کی ذات کا ایک نمونہ اور شان ہے اور خیر و شر چونکہ سب اللہ کی طرف سے ہے اس واسطے اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہر سال اور ہر مہینے اور ہر دن اور ہر گھنٹے اور ہر منٹ اور ہر سکنڈ میں اچھائی بھی ہے اور برائی بھی ہے۔ یہ خیال محض رواجی ہے کہ فلاں سال یا فلاں مہینہ یا فلاں دن یا فلاں ساعت اچھی ہے یا بری ہے۔ میں ہر وقت راضی برضائے الٰہی رہتا ہوں۔ نہ کسی برے وقت سے ڈرتا ہوں نہ کسی اچھے وقت کی تمنا رکھتا ہوں۔ تاہم دنیا کی ہر قوم میں زیادہ گنتی ان لوگوں کی ہے جو ان توہمات میں مبتلا ہیں۔

بیماری: رات سے سردی بڑھ گئی اور میرا جسم کچھ بیمار ہے۔ آج صبح سید ابن عربی ایک مقام پر گئے ہیں۔ جہاں جنگل کا ٹھیکہ ہوا ہے کل صبح علی بھی وہاں چلے جائیں گے۔

آج دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ البتہ کتابوں اور بلاکوں کے پارسل آئے ہیں۔ اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب شیدا دہلوی کا ایک دردناک خط آیا ہے جو اردو زبان کی ایک خاص تاثیر کا خط ہے۔

اور بھی بہت سے لوگ عورت مرد ملنے آئے تھے۔ شام کو نظامیہ سلسلے کی ایک محترم خاتون بھی آئیں تھیں۔ رات کو ہلکا سا قلبی دورہ ہوا تھا۔

۱۴ صفر ۲۸ دسمبر یکشنبہ حیدرآباد

بادام کا حلوا: آج صبح خواجہ احمد حسین صاحب میرے لئے پستے بادام کا نہایت عمدہ خانہ ساز حلوا لائے تھے۔ بہت لذیذ تھا۔

آج علی جنگل چلے گئے۔ اور سید ابن عربی ایک رات کے لئے واپس آئے ہیں۔

حضرت حاجی میاں چشتی فخری دہلوی ملنے آئے تھے۔ میرے مرحوم دوست نواب عثمان خاں صاحب کے پوتے بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ خوش اقبال شاہ نظامی

بھی آئے تھے۔ عطا واحدی صاحب کی حیدرآبادی تنخواہ حبیب بنک کراچی کے ذریعہ بھجوانیکا انہوں نے بڑی جد و جہد سے انتظام کرایا ہے۔

میری صحت کہ کل سے میری صحت بہت خراب ہے۔ آج بھی بہت تکلیف رہی تاہم تحریری کام دن بھر کرتا رہا۔

مولوی انعام الحق صاحب کہ اخبار پیغام صلح لاہور کے ایڈیٹر مولوی انعام الحق صاحب ملنے آئے تھے۔ یہ میرے بہت قدیمی ملنے والوں میں ہیں۔ ان کے اُستاد مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم نے مجھے قرآن شریف کے ہندی ترجمہ میں علمی امداد دی تھی۔ یہ قادیان کی لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کئی سال سے حیدرآباد میں رہتے ہیں۔

مولانا حق باز خاں کہ آج مولوی قطب الدین خاں صاحب افسر کروڑگیری ایک دوست کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کو میں حق باز خاں کہتا ہوں۔ بڑے مخلص اور صوم صلوٰۃ کے پابند ہیں۔

اماں جان کی الف بے تے کہ آج پچھلی رات کو میں نے بچوں کی تعلیم کے لئے اماں جان کی الف۔ بے۔ تے کتاب لکھنی شروع کی۔

۱۵ر صفر ۲۹ر دسمبر دوشنبہ حیدرآباد

صحت کی خرابی کہ کئی دن سے میری صحت خراب ہے۔ کل رات کو تکلیف زیادہ تھی آج دن کو بھی اُس کا اثر رہا۔ صبح سے دو بجے تک تحریری کام کرتا رہا۔ ڈھائی بجے کھانا کھایا۔ کئی دن سے نعیمہ صاحب کا خط نہیں آیا ہے۔ اس لئے ذرا فکر مند ہوں۔

دہلی جانے کا ارادہ کہ آج میں نے حسین سے کہا دہلی جانے کے لئے ہوائی جہاز کا انتظام کر دو۔ انہوں نے کہا ابھی حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ میں نے کہا اسی واسطے جانا چاہتا ہوں کہ حالات ٹھیک ہو جائیں۔

ملاقاتی کہ مرزا ضامن علی صاحب غازی چمن آرا بیگم صاحبہ کے شوہر اور پروفیسر سعید الزماں صاحب اور خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ برہان حسین بھی آئے تھے۔

الماریاں بن گئیں کہ دُعا منزل میں کتابیں اور دوائیں رکھنے کے لئے خواجہ راجہ بھیا ریڈی نظامی نے کل تین الماریاں درست کرائیں تھیں۔ آج اُن میں کتابیں اور دوائیں منشی عبدالقدیر صاحب اور حسن اقبال نظامی نے لگا دیں۔

تار کا منی آرڈر گم ہو گیا کہ میں نے نومبر کے آخر میں دہلی کے دفتر کو سو روپے بذریعہ تار منی آرڈر بھیجے تھے اور سو روپے بذریعہ رجسٹری لفافہ کے بھیجے تھے نہ آج تک دونوں نہیں پہنچے۔

شبلی رہا ہو گئے کہ میرے دوست بھیا فقیر عشقی صاحب کے فرزند شیخ محمد عرفان الحق شبلی دہلی میں مسلم لیگ کی حمایت کے جرم میں گرفتار ہو گئے تھے۔ آج اُن کی بہن بشرہ کا کراچی سے خط آیا ہے کہ وہ رہا ہو گئے ہیں اور لاہور چلے گئے ہیں۔ مگر بہت بیمار ہیں لاہور کی سردی کا خیال کر کے میں بے قرار ہو گیا کہ شبلی کمزور ہیں۔ لاہور کی سردی کیونکر برداشت کر سکیں گے۔

سیدانی سعیدہ کی وفات کہ میری چچازاد بہن سعیدہ بانو اپنے نواسہ حسن محمد نظامی کے ساتھ درگاہ سے لاہور چلی گئیں تھیں امین آباد گوجراں والا میں جا کر اُن کا انتقال ہو گیا۔ پاکستان بیت المال کی طرف سے دفن و کفن کا بہت اچھا انتظام کیا گیا۔ ان کے باپ سید نادر علی مرحوم درگاہ میں بڑے دبدبے اور شان و شوکت کے آدمی تھے۔ افسوس اُن کی بیٹی نے پردیس کی بیکسی میں دُنیا سے جُدائی اختیار کی۔ مسلمانوں پر اور میرے خاندان پر جو مصیبت آئی ہے اُس کے خیال سے ہر وقت مغموم رہتا ہوں۔

ایرانی بیعت کہ آج محمد علی ایرانی بیعت ہونے آئے تھے۔ پونہ کے ضلع میں ان کا ہوٹل تھا۔ حیدرآباد میں دارالتفریح ہوٹل میں کام کرتے ہیں۔ ملکوت نظامی کے ہاں پناہ لی ہے۔ وہ بھی ساتھ آئیں ہیں۔

۱۶ر صفر ۳۰ر دسمبر سہ شنبہ حیدرآباد

رات کا بخار کہ کل رات کو مجھے بہت بخار رہا۔ کل شام کو خواجہ بانو بھی آئیں تھیں۔ آج صبح میں نے سیلف اور لونگیں ڈال کر دودھ جوش کرایا۔ اور ناشتے میں وہ دودھ پی لیا۔

نیک قوال کے کیک کہ آج مولانا صوفی محمد علی بخش صاحب واعظ قوال ملنے آئے تھے اور میرے لئے کیک لائے تھے۔ اور حسن ابو طالب اور زید پاشا بھی آئے تھے غلام بہبود علی خاں صاحب بھی فخر نظامی کے ساتھ آئے تھے۔ منادی کے پرانے خریداروں میں ہیں۔ دن بھر تحریری کام کیا۔

کرنل رحمٰن کہ اپنے پرانے دوست ڈاکٹر کرنل رحمٰن سے اُن کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا جو یہاں پبلک سروس کمیشن کے افسر ہیں۔

واپسی کہ آج مدراس والے عبدالغفور بی اے ایل ایل بی مدراس واپس چلے گئے یہ قدری کے رہنے والے ہیں اور محمد شریف

نظامی کے ساتھ مدراس سے میرے پاس
آئے تھے۔

گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری } آج تیسرے پہر
گول کنڈہ سگریٹ فیکٹری میں گیا تھا۔ اس
کے منتظم حیدر خاں صاحب اور ان کے صاحبزادے
غلام غوث خاں صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔

مجاہد کی اطلاع } آج لاہور سے حکیم منزل
شاہ نظامی نے اطلاع بھیجی تھی کہ کشمیر کا ایک
مجاہد میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہم لوگوں
کو دہلی کی درگاہوں کی تباہی کا بہت صدمہ
ہے اور ہم سب کشمیر میں اپنا کام ختم کرکے ان
درگاہوں کی حفاظت کے لئے دہلی جائینگے
اور دھوم دھام سے عرس کریں گے۔

تین خبریں } آج رات کو ریڈیو میں تین بہت
بڑی خبریں سنیں تھیں ایک یہ کہ ایران کے
وزیراعظم سے وزارت کے ممبروں نے کہا
کہ ہندوستان میں سکھوں نے اور ہندوؤں
نے مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے۔ خاص کر
سکھوں نے بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور
سکھ ہرگز آزادی کے قابل نہیں ہیں۔ ایرانی
حکومت کو مسلمانوں کی اور پاکستان کی پوری
مدد کرنی چاہیئے۔

اور دوسری بڑی خبر یہ تھی کہ گاندھی جی نے
اپنی پرارتھنا کی تقریر میں کہا کہ کشمیر میں ہندوستانی
حکومت کو کامیابی نہیں ہوگی۔

اور تیسری بڑی خبر یہ سنی کہ اردو کانفرنس
لکھنؤ کو پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی بہت
حوصلہ افزا پیغام بھیجا ہے۔

آج رات کو میں نے ریڈیو میں لکھنؤ کا
مشاعرہ بھی سنا تھا۔ اگرچہ میں مشاعروں
کو کچھ مفید نہیں سمجھتا بلکہ وقت کا اور قوت
عمل کا ضائع کرنے والا سمجھتا ہوں۔ تاہم
مشاعرہ بہت اچھا تھا۔

دو خط } درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ
اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
سے دو ضروری خط آئے تھے۔

۱۷ر صفر ۳۱ر دسمبر چہارشنبہ حیدرآباد

خونی سال کی وفات } ۱۹۴۷ء سن یعنی
خون تھوکنے کی بیماری میں مبتلا تھا۔ آج رات
کو ٹھیک بارہ بجے اس جہان فانی سے رخصت
ہوا۔ اور اسی وقت نیا سال ۱۹۴۸ء پیدا
ہوا۔ ایک آنکھ روئی دوسری آنکھ ہنسی یہی
دنیا کا ہمیشہ سے دستور ہے۔

صحت } آج بھی میری صحت خراب رہی۔
رات کو بخار رہا تھا۔ صبح ناشتہ نہیں کیا۔
دوپہر کو پانی میں شلجم ابالے۔ قتلے کھائے
شوربہ پیا۔ نہ گھی ڈالا تھا نہ مرچیں ڈالی تھیں
خیال تھا۔ آج صحت بہت اچھی رہے گی۔ مگر
آج شام کو بھی بخار ہوا تو میں نے رات کو
پرہیز توڑ ڈالا اور جو سامنے آیا پیٹ بھر کھایا۔

آج کا کام } آج صبح سے شام تک تحریری
کام کرتا رہا۔ خوش اقبال شاہ نظامی دسمبر کی
تنخواہ لے کر آئے تھے۔ میری بھی اور درگاہ
کی بیوہ عورتوں کی بھی۔ یہ حیدرآباد کی ریاست
کا عمدہ انتظام ہے کہ وقت سے پہلے بھی اہل
ضرورت کو تنخواہ دیدی جاتی ہے۔

اسلامی سال سب سے آگے } آجکل اسلامی
سال ۱۳۶۷ھ ہے حیدرآباد کا فصلی سال
۱۳۵۷ف ہے انگریزی کا سال ۱۹۴۸ء
ہے۔ گویا عیسائی سال اسلامی سال سے ل
بیس سال کم ہے اور حیدرآباد کا فصلی سال
دس سال کم ہے۔

باغی ہندوستان } آج اخبار مدینہ بجنور
سے باغی ہندوستان کتاب آئی تھی پانچ روپے
دس آنے قیمت دی تھی۔ اس میں حضرت
مولانا فضل حق خیرآبادی کے ان مصائب
کا تاریخی بیان ہے جو ۱۸۵۷ء کے انقلاب
میں ان کو پیش آئی تھیں۔ آج آدھی رات
تک میں نے یہ کتاب پڑھی۔

وارثی حجام } ہادی منزل کے قریب ایک
ہندو حجام کی دکان ہے اور میں ہمیشہ وہیں
حجامت بنوایا کرتا ہوں اور دو روپے
اجرت دیتا ہوں۔ آج حسین کے ساتھ
عابد روڈ پر ایک وارثی حجام کی دکان پر گیا
تھا۔ اس کی دکان تیس برس سے ہے اور
ہندو دکان سے بہت زیادہ اعلیٰ اور شاندار
ہے میں نے اس کو بھی دو روپے دئے لینے
سے انکار کرتا تھا۔ میں نے کہا مجھے تو اجرت
دینی ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان حجام کے آگے
تو سبھی کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ دکان دور تھی۔
اس واسطے یہاں نہ آسکتا تھا۔

دہلی سے خط نہیں آیا } آج پانچواں دن
ہے۔ دہلی سے میرے دفتر والوں کا خط نہیں
آیا۔ لالہ منشی لال جین میرے بہت پرانے
دوستوں میں ہیں۔ ان کو میں نے خط لکھا
تھا۔ آج جواب آیا میں خود آپ کے مکان
پر گیا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔
آپ کے بغیر ساری بستی سنسان اور ویران
معلوم ہوتی ہے۔ میں نے خیال کیا خدا نے
مجھے میری زندگی میں دکھا دیا کہ میرے مرنے
کے بعد میری بستی کی کیا حالت ہو جائے گی۔
لیکن میری کیا حقیقت ہے خدا درگاہ کو سلامت
رکھے تو میں کہوں گا ؎

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

۱۸ صفر یکم جنوری جمعرات حیدر آباد

بخار کی وجہ: آج کل جو مجھے روزانہ شام کو بخار ہو جاتا ہے۔ اُس کی ایک وجہ تو مکان کی نمی اور سیل ہے اور دوسری وجہ خراب آٹا اور خراب گھی ہے۔ اور تیسری وجہ چلن میں زیادہ تمباکو کھانا ہے۔ اور چوتھی وجہ گردہ اور جگر اور آنتوں کی خرابیاں ہیں۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ مجھے دواؤں کے استعمال کرنے کی طرف رغبت نہیں ہے اور ہر دوا کی نسبت شک و شبہ رہتا ہے۔

بہزاد دکن: آج مولوی فیاض الدین بہزاد دکن نظامی دورہ کر کے واپس آ گئے اور بہت دیر میرے پاس رہے۔

نیا سال: کل رات کو اور آج رات کو پڑوس کے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں امریکن اور انگریز اور چینی لوگوں نے نئے سال کی بہت خوشی منائی تھی۔ ہندوستان کے بازاری لوگوں کی طرح اُن کے غل و شور کی آوازیں آتی رہیں۔ یہ سب اخبار نویس ہیں۔ اور حیدر آباد کی معلومات کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔

تجارتی شگون: آج صبح کی نماز کے بعد فوراً دعا منزل میں آ گیا۔ اور اسی وقت ایک صاحب فاسفورس کا تیل خریدنے آئے۔ میں نے کہا نئے سال کا تجارتی شگون بہت اچھا ہے۔

ماہر دکن کی مجلس: کل شام کو راجہ دھرم کرن بہادر مرحوم کے فرزند راجہ رام کرن بہادر نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی والدہ ماجدہ کے ایصال ثواب کے لئے مجلس کی تھی۔ مجھے بھی بلاوا دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت بھی تشریف لے گئے تھے۔ مگر شام کے وقت مجھے بخار ہو جاتا ہے۔ اس واسطے میں نہ جا سکا۔ آج تمام اخباروں میں اس مجلس کی خبر شائع ہو چکی ہے۔

راجہ رام کرن بہادر اپنے باپ دادا کی طرح آصف جاہی بادشاہوں کے بڑے خیر خواہ اور وفادار ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت بھی ان کی خیر خواہی کی بہت قدر فرماتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی مجلس میں خود تشریف لے گئے۔

دہلی کے مہاجر: آج کٹڑہ مہر پرور دہلی کے ایک مسلمان ٹھیکہ دار صاحب اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے حیدر آباد میں آئے ہیں۔ مجھ سے بھی ملنے آئے تھے اور کوچہ چیلاں کے دردناک حالات سناتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملا واحدی صاحب کے مکان پر غیر مسلم قابض ہو گئے ہیں۔ اور سید راشد حسین کے مکان پر بھی سکھوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔

۱۹ صفر ۲ جنوری جمعہ حیدر آباد

یوم طعام: آج حسب معمول روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی بہت سے کھانے پکوا کر لائے تھے۔ میری نبض بھی دیکھی تھی۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور رناسوتی شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے۔

جمعہ کی نماز: زید پاشا اور حسن ابوطالب اور مہدی اور سید سلمان کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے حسب معمول دہلی اور ہندوستان کے حالات دریافت فرمائے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ایک دفعہ جو بات مقرر ہو جاتی ہے ہمیشہ اُس کی پابندی فرماتے ہیں۔ چنانچہ نماز کے بعد جب قاری فخر الدین صاحب قرآن شریف کی آیات تلاوت کر چکتے ہیں تو ایک لفظ ارشاد ہوتا ہے۔ مختلف مقامات سے اور یہ بات میں عرصہ دراز سے سنتا رہتا ہوں در حقیقت قاری صاحب کی قابلیت کی قدر افزائی کے لئے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ کیونکہ قاری صاحب ہر جمعہ کے حالات کے موافق آیات پڑھتے ہیں۔ اور یہی قابلیت خطیب صاحب میں ہے۔ اور اُن کا خطبہ بھی اُس جمعہ کے واقعات کے مناسب حال ہوتا ہے۔

مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی: پندرہ دن کے بعد حضرت مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی بدایوں شریف کے سفر سے واپس آ گئے۔ اعلیٰ حضرت اُن سے بھی ہر جمعہ کو مخاطب ہو کر چند کلمات فرمایا کرتے ہیں۔ کئی جمعہ سے اعلیٰ حضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر نماز میں نہیں آتے۔ معلوم نہیں اُن کی صحت کیسی ہے۔ ورنہ وہ جمعہ کی نماز کے بہت پابند تھے۔

ولی عہد بہادر کے ماموں: نواب قدرت نواز جنگ بہادر بھی بہت پابندی سے نماز میں آتے ہیں۔ اور اپنی مقررہ جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں۔

محافظ لوگ: پولیس کے بعض مسلمان افسر اعلیٰ حضرت کی صف کے قریب کھڑے رہتے ہیں۔ اور یہ بہت ضروری چیز ہے۔ کیونکہ بادشاہ کی حفاظت لازمی ہے۔ میں نے جب کابل میں نادر شاہ شہید مرحوم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو وہاں بھی چند مسلح آدمی حفاظت کے لئے موجود تھے جو نماز میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

صدر اعظم بہادر سے ملاقات: آج شام کو ۴ بجے ہز اکسیلنسی مولوی میر لائق علی صدر اعظم حیدر آباد سے ملنے گیا تھا۔ زید پاشا حسن ابوطالب بھی ساتھ گئے تھے۔ جمعہ کے بعد

گلبرگہ شریف کی درگاہ حضرت جنیدی صاحب کے سجادہ نشین اور مدراس کے ایک پروفیسر صاحب ملنے آئے تھے۔ کئی گھنٹے بات چیت کرتے رہے۔

۲۰ صفر ۳ جنوری شنبہ حیدرآباد

میلاد محبوب الٰہی رحؒ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی ولادت صفر کے آخری چہار شنبے کو ہوئی تھی۔ اور ولادت کا وقت تہجد کا تھا۔ اس لئے حضرت کی درگاہ میں آخری چہار شنبے کو تہجد کے وقت مزار شریف کو گلاب سے غسل دیا جاتا ہے اس سال یہ بدھ ۲۴ صفر کو آئے گا۔

چہلم آج حیدرآباد میں یوم اربعین یعنی حضرت امام حسینؑ کے چہلم کا دن ہے۔ اور عام تعطیل ہے۔ آج اعلیٰ حضرت حضور نظام اپنے قدیمی محل کے تبرکات اور آثار قدیم کی زیارت کرتے ہیں۔ اور شام کو عزاخانہ زہرا کی مجلس میں جاتے ہیں۔

سالانہ نیاز آج حیدرآباد کے نامور عالم اور واعظ حضرت مولانا سید محمد بادشاہ حسین کے والد ماجد کی سالانہ نیاز قادری چمن فلک نما میں تھی۔ مجھ کو بھی بلایا تھا مگر بخار کے سبب نہ جا سکا۔

حسن ابوطالب اور زید پاشا کام کرنے آئے تھے۔ فخر نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا بھی آئے تھے۔ ان کے لڑکے نے دعا منزل کی سر راہ دیوار پر دفتر منادی جلی قلم لکھا تھا۔ بازار افضل گنج میں کامل الیقین نظامی سے ملنے گیا تھا۔ سیٹھ محمد موسیٰ مرحوم کی سنجھلی لڑکی کے انتقال کی خبر سنی تھی۔ وہ فالج کے مرض میں مبتلا تھیں۔ اسپتال میں کل جمعہ کو انتقال ہوا۔ اپنے شوہر مولوی کرامت علی مرحوم کے قریب دفن ہوئیں۔

مولوی میر محبوب علی آج نواب اعظم یار جنگ بہادر مرحوم یعنی مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کے فرزند مولوی میر محبوب علی صاحب ملنے آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے سائنس و فلسفے کی باتیں کیں تھیں۔

دم دار ستارہ دو ٹکڑے ہو گیا کہتے تھے کچھ دن سے آسمان پر دم دار ستارہ نظر آ رہا تھا۔ وہ سورج کے قریب گیا۔ تو سورج نے اس کے دو ٹکڑے کر دئے۔

مجھے یہ سن کر خیال آیا کہ زمین پر ہندوستان کے دو ٹکڑے ہو گئے اور فلسطین کے دو ٹکڑے ہونے والے ہیں۔ یہ شائد اسی دم دار ستارے کی تاثیر ہو۔

پھر دل نے کہا امریکہ کے دو ٹکڑے روس کے دو ٹکڑے۔ اور ہر بڑی طاقت کے دو ٹکڑے ہو جائینگے۔ رہے انگریز تو ان کے تو بے شمار ٹکڑے ہو چکے ہیں۔

بادشاہ بیگم نے کھانا بھیجا شام کو بادشاہ بیگم نظامی نے نہایت عمدہ شاہی کباب اور چپاتیاں اور امرود کی جیلی اپنے ہاتھ سے تیار کر کے اپنے بچوں برہان حسین اور صدیق حسین کے ہاتھ بھیجی تھی۔

بخار کی شدت آج پچھلی رات بخار بہت بڑھ گیا تھا۔ کل سے حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا شروع کی ہے۔ صبح پسینہ بھی آیا تھا۔ بخار اتر گیا۔ ابالی گاجریں اور جو کا پانی صبح پیا تھا۔

۲۱ صفر ۴ جنوری یک شنبہ حیدرآباد

اخباری مشکلات حیدرآباد میں دلی اور لاہور سے بھی زیادہ اردو اخبار شائع ہوتے ہیں لیکن مجھے ایک ہفتے وار اخبار منادی جاری کرنے میں اتنی زیادہ مشکلات پیش آ رہی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ کاغذ خرید لیا ہے لیکن حسب منشا کاتب نہیں ملتے مرضی کے موافق چھپائی کا انتظام نہیں ہوتا۔ یہاں کے اخبارات کی لکھائی ایک ایسے طریقے کی ہوتی ہے جو دہلی، لاہور، لکھنؤ کے اخبار والوں کو پسند نہیں آتی۔

شادی خانہ سر آسمان جاہ بہادر آج خوش اقبال شاہ نظامی اور حسن ابوطالب اور زید پاشا اور سید سلمان کے ساتھ سر آسمان جاہ بہادر کا مکان شادی خانہ دیکھنے گیا تھا جو ان کے پوتے نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ نے میری رہائش کے لئے مجھے دیا ہے۔ پہلے بھی خواجہ بانو کے ساتھ دیکھنے گیا تھا۔ مگر اُس وقت صفائی نہیں ہوئی تھی اور اب صفائی ہو گئی ہے۔ اور میں جلدی اس مکان میں رہنے کے لئے آ جاؤں گا۔

آج دن بھر دعا منزل میں کام کیا صحت خراب رہی۔ رات کو بخار ذرا بڑھ گیا۔

زیارت حیدرآباد میں سوئم کی نیاز کو زیارت کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں آپس میں ملاقات اور بات چیت کے وقت یہ کہنا معیوب سمجھا جاتا ہے کہ مجھے آپ کی زیارت کی تمنا تھی۔

آج سنجھلی بیگم نظامی مرحومہ کے سوئم کی نیاز میں شریک ہونے کے لئے محبوب افضل گنج میں گیا تھا مرحومہ کے بہت سے قرابت دار جمع تھے۔ پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر نماز ہوئی اور میں نے مرحومہ کے لئے دعا پڑھی۔ اس کے بعد پھل تقسیم ہوئے اور مٹھائی تقسیم ہوئی۔

دورہ آج رات کو ۱۲ بجے کے بعد نہایت شدید قسم کا دورہ ہوا تھا۔ میں نے کسی لڑکے

اور کسی بہو کو نہیں جگایا۔ خود ہی دعائیں پڑھ کر دم کرتا رہا۔ ۹ بجے کے قریب سکرات کی سی حالت ہو گئی۔ میں نے اُٹھ کر کمرے کی کھڑکیاں کھول دیں کہ موت کا فرشتہ آسانی سے اندر آجائے اور مجھے آسانی کے ساتھ باہر لے جائے سردی زیادہ تھی۔ کھڑکیاں کھولنے سے ٹھنڈی ہوا آئی اور اندیشہ ہوا کہ سردی لگ جائے گی۔ مگر کواڑ بند نہیں کئے۔ لحاف میں چھپ کر لیٹ گیا۔ نیند آگئی۔ صبح ۷ بجے تک سوتا رہا۔

۲۲ صفر ۵ جنوری دوشنبہ حیدرآباد شاہ چڑچڑے۔ رات کی بیماری کی شدت کا اثر آج دن بھر دل و دماغ پر رہا۔ ذرا ذرا سی بات پر غصہ آتا تھا۔ حسین کو دفتر سے بلا کر تلخ لہجہ میں کہا میں یہاں نہیں رہوں گا۔ میں دہلی جاتا ہوں۔ شام تک دعا منزل میں کام کرتا رہا اور مرض کی تکلیف کا سلسلہ بھی ستاتا رہا۔

بعد مغرب ذرا سکون ہوا۔ گیارہ بجے اخبار پڑھ کر اور ریڈیو سن کر سو گیا۔ نیند بہت اچھی آئی۔

۲۳ صفر ۶ جنوری سہ شنبہ حیدرآباد دلی کی یاد۔ آج مجھے اتنی زیادہ دلی یاد آرہی ہے کہ میں اپنے صبر و ضبط کے دامن کو سنبھال نہیں سکتا۔ آج وہ دن ہے کہ میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا سلطان المشائخ رح کے مزار کے غسل کے لئے دہلی سے اور دور دور سے آدمی جمع ہوتے تھے۔ پچھلی رات مزار کو گلاب سے دھویا جاتا تھا۔ اور ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ جس کا ساری عمر تجربہ ہوتا آیا تھا اب میں کہاں؟ درگاہ کہاں؟ دلی کہاں؟

آخری چہار شنبہ۔ صفر کا آخری بدھ وہ دن ہے۔ جس کی پچھلی رات حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ ساری اسلامی دنیا میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ ہندوستان کا ہر بادشاہ یہ دن مناتا تھا۔ سب عوام و خواص بھی مناتے تھے۔ مگر جانتے نہ تھے کہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان تو نجوم پر نہیں چلتے دنوں کی نحوست کو نہیں مانتے۔ پھر بھی صدیوں سے صفر کے مہینے کی نحوست کو مانتے آئے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح ساتویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے صفر کے آخری بدھ کو پیدا ہو کر ظاہر کر دیا کہ صفر کی نحوست آخری بدھ تک ختم ہو جاتی ہے۔

ملایا۔ جاوا سماٹرا جزیرے چین کے قریب ہیں۔ یہاں اور چین میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح کے خلیفہ مولانا حسن یمنی عرف خواجہ سالار نے نظامیہ سلسلہ جاری کیا تھا۔ مگر اب چین اور ملایا کے لوگ اپنے سلسلے کو جانتے بھی نہیں کیونکہ ہندوستان کے مشائخ وہاں نہیں جاتے۔

آج پاکستان ریڈیو نے یہ خبر سنائی ہے کہ آخری بدھ سب سے زیادہ ملایا میں منایا جاتا ہے۔ کروڑوں مسلمان اس دن سمندر میں نہاتے ہیں۔ اور یہ غسل کا تہوار سمجھا جاتا ہے۔ ریڈیو نے کہا ملایا کے مسلمان عید رمضان اور عید حج بھی مناتے ہیں۔ مگر اس سے کہیں زیادہ آخری بدھ کا نہان مانتے ہیں۔ مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے کہا دیکھو میرے سلسلے نظامیہ کے بزرگوں کی رسم وہاں کتنی مضبوط ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح کے غسل ولادت کی یاد کتنی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔

صحت۔ آج بھی میری صحت بہت خراب ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت قریب آگیا ہے۔ دن بھر دعا منزل میں کام کرتا رہا۔ مگر بہت دشواری اور مشکل سے کام کیا۔

۲۴ صفر ۷ جنوری چہار شنبہ حیدرآباد آخری بدھ۔ حیدرآباد میں بھی آخری چہار شنبہ منایا جاتا ہے۔ سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ لوگ باغوں میں جاتے ہیں۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔

ایوان سر آسماں جاہ۔ آج رؤف منزل سے میرے اہل و عیال ایوان سر آسماں جاہ اندرون شہر میں آگئے۔ یہ عالی شان محل نواب بشیر الدولہ سر آسماں جاہ بہادر کے پوتے نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ نے اور ان کی بیگم صاحبہ نے مجھے رہائش کے لئے دیا ہے۔ شہر کے اندر ہے۔ ہر قسم کی آرائش اور آسائش اس محل میں ہے۔ کامل الیقین نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور حسن اقبال نظامی نے باربرداری کے انتظامات کئے تھے۔ میں بھی سب عورتوں اور بچوں کے ساتھ اس محل میں آگیا۔ اور شام تک بیماری کے اثر کے سبب دھوپ میں لیٹا رہا۔ خوش اقبال بدن دباتے رہے۔

علی اور سید ابن عربی حیدرآباد سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ جہاں انہوں نے ٹھیکہ لیا ہے۔ زید اور حسن بھی تحریری کاموں میں مجھے مدد دیتے ہیں۔ باہر کے خطوط بہت زیادہ آتے ہیں میں جواب فوراً دیتا ہوں۔

یہاں بھی آجکل سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ حیدرآباد میں دہلی کی نسبت سردی کم ہوتی تھی مگر اس سال بہت زیادہ ہے۔ شرف الدین صاحب داروغہ مکان نے بہت عمدہ انتظام کیا۔

۲۵ صفر ۸ جنوری جمعرات حیدرآباد ہادی منزل۔ آج صبح ناشتہ کر کے حسن اور زید کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ ہادی منزل یہاں سے ۲ میل دور ہے۔ گلزار حوض سے ایک

لانگ لیا اور بادی منزل میں جاکر ۲ بجے تک منادی روانہ کرنے کے لئے پتے درست کرائے منشی عبدالقدیر صاحب اور زبیدہ و حسن نے مدد کی۔

حسین بمبئی گئے کہ آج ہوائی جہاز سے حسین بمبئی گئے ہیں۔ جلدی واپس آجائیں گے۔

شادی خانہ کہ جس مکان میں منتقل ہو کر آیا ہوں اس کو شادی خانہ کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا محل ہے اتنے بڑے بڑے کمرے ہیں کہ رؤف منزل کی وسعت اس کے سامنے بہت ہی کم ہے۔

دو بجے شادی خانے میں سب بچوں کے ساتھ واپس آیا۔ اور شام تک کام کرتا رہا۔

کل بھی نعیم صاحب کا ایک خط بارہ صفحے کا آیا تھا۔ اور آج بھی ۲۱ صفحات کا خط آیا ہے۔

مسٹر پٹیل کی تقریر کہ آج رات کو پونے آٹھ بجے سے پونے نو بجے تک ریڈیو میں مسٹر پٹیل کی وہ تقریر سنی تھی جو انہوں نے کلکتہ میں کی تھی۔ یہ تقریر سب عورتوں اور بچوں نے بھی سنی تھی

صحت آج بھی خراب رہی۔

سالانہ عرس کہ آج نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ بہادر کے سالانہ عرس کا صندل ہے پائگاہ کا فوجی رسالہ جلوس کے ساتھ آیا تھا۔ صندل کا جلوس پنجہ شاہ سے روانہ ہوا تھا۔ اور مزار تک گیا تھا۔ امیر پائیگاہ صندل کی کشتیاں خود اپنے سر پر اٹھاتے ہیں۔

مولوی افتخار الدین صاحب صدیقی کہ میرے مرحوم دوست جناب مولانا شمس الدین صاحب صدیقی کے برادر زادے مولوی افتخار الدین صاحب صدیقی دفتر باغات و بازارات کے مہتمم ہیں۔ میری رہائش کے انتظامات ان کے ذریعہ ہوئے ہیں۔

۲۶ صفر ۹ جنوری جمعہ حیدرآباد

صبح کی دعا کہ آج صبح میں نے اپنے بچوں کے ساتھ نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ اور ان کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا مانگی کہ ان دونوں نے ہم مسافروں و مہاجرین کو ایسا اچھا محل رہنے کو دیا۔

بادی منزل کہ صبح ۹ بجے خوش اقبال شاہ نظامی آگئے اور بادی منزل سے موٹر بھی آگئی۔ زبیدہ حسن۔ جہدی اور روحم کے ساتھ بادی منزل گیا۔ اور منادی کے پتے درست کئے۔ اور رات کو آئی ہوئی ڈاک پڑھی۔

سی پی کے جاگیر دار کہ سی پی برار وغیرہ مقامات سے لاکھوں مہاجرین آجکل حیدرآباد میں آئے ہوئے ہیں اور میرے پاس بھی ملنے آتے رہتے ہیں۔ آج سی پی کے چند ممتاز جاگیردار ملنے آئے تھے۔

ناسوتی شاہ نظامی کہ میرے پرانے روزنامچے کی فہرست تیار کر کے لائے تھے۔ اور ایک خربوزہ کا بڑا پپیتا بھی لائے تھے۔ خواجہ راجہ کھپار یڈی نظامی بھی آئے تھے۔

عبدالغفور کامل الیقین نظامی اور حکیم خسرو شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ حکیم صاحب کی والدہ صاحبہ مدینہ منورہ سے کسی خانگی کام کے لئے حیدرآباد میں آئی ہیں۔

نماز جمعہ کہ ساڑھے ۱۱ بجے جمعہ کی نماز کے لئے بچوں کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں گیا تھا۔ اعلیٰحضرت پونے بارہ بجے تشریف لائے۔ اور حسب عادت مسجد کے اندر داخل ہوتے ہی میرا نام لے کر مخاطب فرمایا اور پندرہ منٹ حالات حاضرہ کی نسبت سوالات فرماتے رہے دوران گفتگو میں ولی عہد کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور اپنے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر سے اور مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی سے بھی مخاطب ہوتے رہے نواب صدر اعظم بہادر بھی شریک نماز تھے۔ خطیب نے ایام حاضرہ کے فتنوں کی نسبت خطبے میں احادیث پڑھی تھیں۔ اور نماز کے بعد قاری فخر الدین صاحب نے آیات بھی حسب حالات تلاوت کی تھیں۔

اردو مجلس کہ مولوی غلام یزدانی صاحب کا خط آیا تھا کہ آئندہ جلسہ اردو مجلس کا جناب ڈاکٹر جعفر حسین صاحب کے ہاں ہوگا۔

ڈاکٹر زور صاحب کہ ادارہ ادبیات اردو کے بانی ڈاکٹر زور صاحب اپنے فرزند کے ساتھ آئے تھے۔ ان کے فرزند نے اپنے دادا کے عرس کا دعوت نامہ بھی دیا تھا۔

حکیم خسرو شاہ نظامی کے مکان پر کہ بادی منزل سے اپنے بچوں اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ حکیم خسرو شاہ نظامی کے مکان رحمت باغ کاچی گوڑہ میں گیا تھا۔ ان کی بیگم صاحبہ نے مرغ کی شب دیگ وغیرہ عمدہ کھانے بھیجے تھے۔ حکیم صاحب کے ایک مجذوب لڑکے کو بھی دیکھا تھا۔ حکیم صاحب کا مطب حیدرآباد میں بہت زیادہ مقبول ہے۔

جلسہ کہ گھر میں آکر کھانا کھایا پھر چوک کی مسجد میں گیا جہاں حکیم شفا صاحب مجددی نے حضرت مجدد کا ۲۷ واں جلسہ کیا تھا۔ مولوی عبدالرؤف صاحب صدر المہام تعمیرات کے صدر تھے۔ میں نے بھی ہجرت پر تقریر کی تھی مجمع اچھا تھا۔ حکیم شفا صاحب میرے قدیمی ملنے والے ہیں۔ اور ہمیشہ رفاہ عام اور خدمت خلق کے کام کرتے رہتے ہیں۔ میرے پڑوسی غلام دستگیر خاں صاحب ناگ پوری ملنے آئے تھے۔ دل آرا بانو اور علی بانو بھی خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ سید ابن عربی بھی آج جنگل سے آئے ہیں۔

ڈاکٹر سید حسین کہ مصر کے سفیر ڈاکٹر سید حسین صاحب کی تقریر ریڈیو میں سنی تھی بہت اچھی تھی

۲۷ صفر ۱۰ جنوری شنبہ حیدرآباد

بے نقط حروف ؛ جن حروف میں نقطے نہیں ہوتے وہ اسرارِ الٰہی کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ آج مجھے یہ القا ہوا۔

باہر نہیں گیا ؛ آج صحت کی خرابی کے سبب باہر نہیں گیا۔ دن بھر گھر میں رہا۔ مگر بے کار نہیں رہا۔ کچھ لکھا۔ کچھ لکھوایا۔ کچھ پڑھا۔ کچھ پڑھوا کر سنا۔

ملاقاتی ؛ مولوی افتخار الدین صاحب صدیقی مہتمم باغات ملنے آئے تھے۔ ایک فوجی صوبے دار جہلم کے رہنے والے ملنے آئے تھے۔ بھرتی کی سفارش چاہتے تھے۔ میں نے سفارش لکھدی۔

نام دار النسا بیگم صاحبہ ؛ ایک جاگیردار خاتون نام دار النسا بیگم صاحبہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی طرف سے ان کے مکانوں کے پناہ گزینوں کو دیکھنے آئیں تھیں۔ یہ منادی کی خریدار ہیں۔ عمر رسیدہ ہیں اور سیاسی اور انتظامی سمجھ بہت اچھی رکھتی ہیں۔

میں نے آج رات کو کھانا نہیں کھایا۔ رات کو نیند اچھی آئی۔ مگر بھوک صبح تک بند رہی۔

دھوپ کھائی ؛ آج میں دن بھر دھوپ میں لیٹا رہا۔ اور دھوپ کی غذا کھاتا رہا۔

۲۸ صفر ۱۱ جنوری اتوار حیدرآباد

خواجہ سید علی ؛ آج صبح میرے منجھلے لڑکے خواجہ سید علی ملنے آئے وہ کل رات کو جنگل سے آئے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ کریلوں کا سالن کھایا جو بہت مرغوب ہوا۔

حسین کا استقبال ؛ ہادی منزل گیا۔ اور وہاں سے بچوں کے ساتھ حکیم پیٹھ ہوائی اڈے پر گیا۔ سید ابن عربی بھی ساتھ تھے۔ اڈے کے قریب جا کر موٹر خراب ہو گئی۔ میں سلمان قدسیہ دولی کے ساتھ پیدل اڈے تک گیا۔ میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی سید سعید نظامی کے ساتھ ڈھائی بجے ہوائی جہاز سے اترے وہ بمبئی سے آئے ہیں۔ موٹر کو درست کرنے میں ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ ۴ بجے چلے تو موٹر کئی میل تک رکتی رہی۔ آخر سید ابن عربی کی بتائی ہوئی حکمت سے موٹر ٹھیک ہو گئی۔ مغرب کے قریب شادی خانے میں واپس آیا۔

خطوط کے جوابات ؛ کل شام سے آج دوپہر تک بہت سے خطوط کے جوابات لکھے گئے۔ اتنے زیادہ خطوط آتے ہیں کہ روز کے روز سب کا جواب نہیں دے سکتا۔

صحت کی خرابی ؛ باوجود احتیاط اور پرہیز اور علاج کے صحت کی خرابی قابو میں نہیں آتی۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا استعمال کرتا ہوں جس سے ابتدا میں فائدہ معلوم ہوا تھا۔ مگر بیماریاں ایسی متضاد ہیں کہ ایک کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو دوسری کو نقصان ہو جاتا ہے۔ امراض کے اسباب یہ ہیں۔ بڑھاپا۔ پان میں تمباکو کا استعمال۔ دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریاں۔ معدہ۔ جگر۔ آنتوں مثانے اور گردے کی خرابیاں۔ اور سب سے بڑا سبب دماغی محنت جو ہر وقت جاری رہتی ہے۔

۲۹ صفر ۱۲ جنوری پیر حیدرآباد

انیس الغربا کا جلسہ ؛ نامپلی ریلوے اسٹیشن حیدرآباد کے قریب مولانا خواجہ حمید الدین صاحب کا قائم کیا ہوا سالہا سال سے ایک یتیم خانہ انیس الغربا نام کا جاری ہے۔ آج شام کو وہاں میری صدارت میں جلسہ ہوا تھا اور میں حسن ابوطالب اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ وہاں گیا تھا مولانا سید قاسم رضوی صاحب بی اے علیگ صدر انجمن اتحاد المسلمین بھی تشریف لائے تھے اور پرچم کشائی کی رسم ادا کی تھی اور ایک موثر تقریر بھی کی تھی اس کے بعد چھوٹے چھوٹے یتیم لڑکوں اور لڑکیوں نے تلواروں اور لکڑیوں کے کرتب دکھائے تھے پھر میں نے تقریر کی تھی بینڈ باجا بھی بج رہا تھا بجانے والے سب یتیم خانے کے نابینا لڑکے تھے

کام ؛ آج صبح سے ایک بجے تک حسن ابوطالب اور زید پاشا کی امداد سے شادی خانے کے مکان میں کام کیا تھا پھر حسن کے ساتھ تانگے میں ہادی منزل گیا تھا اور رات کو گھر میں واپس آ گیا تھا اور ریڈیو میں پٹیل صاحب کی تقریر سنی تھی رات کو تین بجے تک نیند آئی تھی تین بجے سے صبح تک تحریری کام کیا تھا

یکم ربیع اول ۱۳ جنوری منگل حیدرآباد

پیارا مہینہ ؛ آج عید میلاد کا پیارا مہینہ شروع ہوا میں نے ہندوستان میں اور ساری دنیا میں عید میلاد کی شروعات کی تھی اور تمام اسلامی دنیا میں یہ قومی تہوار بن گیا تھا مگر آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہندوستان میں ایسی مصیبت میں ہے کہ عید میلاد کی مجلسیں شاید نہ ہو سکیں

تجارتی دنیا ؛ آج فرزند روحانی محمد فخر الدین فخر نظامی ایڈیٹر رسالہ تجارتی دنیا حیدرآباد ملنے آئے تھے اور رسالہ بھی لائے تھے تجارتی دنیا میں ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء سے ۳ اکتوبر تک کا روزنامچہ شائع ہوا ہے اور میرے نوٹ بھی شائع ہوئے ہیں کتابت کی غلطیاں اور طباعت

کی خرابیاں دیکھکر مجھے بہت صدمہ ہوا ۔

نواب صاحب ناگپور آج ناگپور کے نواب غلام محی الدین خاں صاحب ملنے آئے تھے جو میرے پڑوس میں میری طرح نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائگاہ کے مکان میں مقیم ہیں گویا ہم بھی مہاجر اور وہ بھی مہاجر ہیں ۔

غلام دستگیر خاں صاحب اور ان کے بھائی بھی ساتھ آئے تھے نواب صاحب کی ریاست میں تین لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے

بخار خواجہ بانو کو بخار ہو گیا ہے میری صحت بھی خراب ہے گیہوں کا آٹا نہیں ملتا سب جوار کا آٹا اور چاول کھاتے ہیں مگر میرے لیئے مرید بازار کی شیرمالیں بھیجدیتے ہیں سردی بہت زیادہ ہے یا مجھ کمزور کو زیادہ معلوم ہوتی ہے میں دہلی جانے کی تیاریاں کر رہا ہوں

دو چھاپے خانے میں نے حیدرآباد کے دو چھاپے خانوں کی بہت تعریف سنی تھی ایک انتظامی پریس دوسرا اعظم اسٹیم پریس ان دونوں کی چھپائی بہت اچھی ہوتی ہے ایک دن خود انتظامی پریس میں گیا تھا پتھر تو بہت زیادہ دیکھے مگر منتظم صاحب موجود نہیں تھے اعظم اسٹیم پریس میں ایک کاپی ۲۰×۳۰/۲۲ سائز کی طباعت کے لیئے بھیجی تھی دو ہزار تعداد کی چھپائی ۴۸ روپیئے کہے گئے میں نے قبول کر لیئے ورنہ دہلی میں آٹھ روپیئے ہزار طباعت دی جاتی ہے اس حساب سے دو ہزار کے ۱۶ روپیئے ہوتے تھے چھپائی کے لحاظ سے حیدرآباد ابھی ترقی سے بہت دور ہے ۔

اخبار جناح ابھی حال میں ایک روزانہ اخبار جناح جاری ہوا ہے اس کی چھپائی بہت صاف ہوتی ہے غور کرنے پر معلوم ہوا کہ رف کاغذ پر طبع ہوتا ہے گویا اخباروں کی چھپائی اس لیئے خراب ہوتی ہے کہ وہ سب چکنے کاغذ پر شائع ہوتے ہیں چکنا کاغذ سیاہی دیر میں چوستا ہے اسلیئے جلدی کے سبب رگڑ سے چھپائی کے حروف اڑ جاتے ہیں مگر ہفتہ وار اخبار ان چکنے کاغذ پر طبع ہوتا ہے اور چھپائی صاف ہوتی ہے ۔

آج دن بھر شادی خانے میں رہا حسن اور زید سے تحریری کام کراتا رہا ایک گلستان منگائی ہے حسن اور زید کو پڑھاؤنگا تاکہ فارسی زبان آجائے موتی بیگم نظامی اور ان کی لڑکی خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں

۲ ربیع اول ۶۷ھ ۱۴ جنوری چہارشنبہ حیدرآباد

خواجہ راجہ آج صبح خواجہ راجہ لبھا ریڈی نظامی ملنے آئے تھے اور علی میاں نظامی بھی آئے تھے

حسن ابوطالب کی خدمت آج میرے لڑکے حسن ابوطالب نے میرے بولے ہوئے مضامین لکھے تھے ۱۷ صفحات دہلی بھیجدیئے کیونکہ منادی دہلی سے جاری کرنا ہے

حسین کا سفر آج صبح حسین کسی صحرائی مقام میں تجارتی غرض سے گئے ہیں جو یہاں سے ۶۰ میل دور ہے ۔

اردو مجلس سے محرومی آج شام کو ڈاکٹر جعفر حسن صاحب کے مکان دھوپ چھاؤں بنجارہ ہل میں اردو مجلس کا جلسہ ہے مولوی غلام یزدانی صاحب مرزا فرحت اللہ بیگ مرحوم کی شاعری کی نسبت مضمون پڑھینگے میرے پاس کئی دن پہلے دعوت نامے آگئے تھے مگر حسین موٹر لے گئے ہیں اور یہاں سے بنجارہ ہل دس میل دور ہے اس لیئے نہ جاسکا لیکن دل تڑپتا رہا کیونکہ مولوی غلام یزدانی اور ڈاکٹر جعفر حسن میرے عقیدہ میں اردو زبان کے چاند سورج ہیں ۔

دہلی کی تیاری چونکہ اس جنوری کے آخر میں دہلی جانیکا فیصلہ کر لیا ہے اس لیئے ابھی سے تیاری شروع کر دی ہے میں اکیلا جاؤنگا بچوں کو بعد میں بلاؤنگا کیونکہ اگر میں دہلی جاکر مارا جاؤں تو کچھ ڈر نہیں ہے بچوں کو محفوظ رہنا چاہیئے خدا نے چاہا اب دہلی کی فضا درست ہوجائیگی اور اس کا مجھے یقین ہے

۳ ربیع اول ۶۷ھ ۱۵ جنوری جمعرات حیدرآباد

اخبار کی روانگی آج صبح حسن اور زید کے ساتھ ہادی منزل میں گیا تھا تاکہ اخبار یعنی رسالہ تجارتی دنیا روانہ کیا جائے اور تین بجے تک کام کیا مگر قرار پایا کہ اخبار کل جمعہ کو روانہ کیا جائے

گاندھی جی کا برت آج انگریزی اخبار اسٹیٹسمین دہلی میں شائع ہوا ہے کہ پانچ ہزار ہندو اور سکھ گاندھی جی کی قیامگاہ برلا ہاؤس میں آگئے اور گاندھی مردہ باد کے نعرے لگائے اور یہ بھی کہا کہ گاندھی کو مرجانے دو کیونکہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے پنڈت نہرو نے بہت خفا ہو کر اس ہجوم کو ہٹادیا ۔

جس قوم کے عوام ایسے بے قابو اور بے درد ہوجائیں اس کی حکومت کا قایم رہنا امر محال ہے ۔

دہلی کا سفر آج میں نے حسین سے کہا میں جنوری کے آخر یا فروری کے شروع میں دہلی جانا چاہتا ہوں حسین نے تازہ اخبارات کا خلاصہ

ناکر اختلاف کیا میں نے کہا یہ دو ولایتیں زندہ رہنے والوں کے لیئے ہے میں تو مرنے کے لیئے دہلی جاؤنگا تاکہ باپ دادا کے قبرستان میں دفن کیا جاؤں۔

اللہ کا منادی میں گاندھی جی کو خدا کا منادی کہتا ہوں کیونکہ وہ خدا کے منکروں یا خدا سے غافلوں کو خدا یاد دلاتے ہیں آج ان کے برت کا تیسرا دن تھا آج بھی انہوں نے تقریر کی کمزوری کے سبب آواز بھاری ہوگئی تھی اور بہت ناتوانی آواز میں تھی اگر گاندھی جی کی سلامتی کو خدانخواستہ صدمہ پہنچا تو ہندوستان خدا کے قہر میں مبتلا ہو جائیگا اور قہر الٰہی میں تو اب بھی مبتلا ہے مطلب یہ ہے کہ یہ ملک بالکل تباہ ہو جائے گا۔

صحت آج بھی خراب رہی مگر نیند اچھی آگئی آج حسین بھی اپنی والدہ سے ملنے آئے تھے

۵ ربیع اول ۱۶ جنوری جمعہ حیدرآباد

ہادی منزل - آج صبح ۱۰ بجے ہادی منزل سے موٹر آئی اور میں زید حسن مہدی کے ساتھ ہادی منزل میں گیا اور تجارتی بیا روانہ کرنے کا کام کیا۔

میر انوار احمد صاحب دہلوی ہادی منزل میں میر انوار احمد صاحب اشرفی اور ان کے داماد ناصر علی صاحب اور بھوپال والے حکیم ضیاء الحسن صاحب ملنے آئے تھے۔

امروہے کے پیغمبر امروہے والے سید ظہیر الحسن صاحب ملنے آئے تھے جو پیغمبری کا دعوی کرتے ہیں اور ابھی حال میں اپنی عورتوں کے ساتھ حیدرآباد میں آگئے ہیں مولوی محبوب علی صاحب حیدرآبادی ملنے آئے تھے اور قاری

محمد وحید الدین صاحب خلف مولانا محمد عبد الحمید صاحب امام جامع مسجد سکندرآباد ۱۱ ربیع اول کے جلسہ کی دعوت دینے آئے تھے سکندرآباد سے مولوی محمد عبد الکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام عید میلاد کے جلسہ کا بلاوا دینے آئے تھے حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی ملنے آئے تھے خواجہ راجہ لیجمار ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے حکیم خسرو شاہ نظامی کھانا لائے تھے اور ایک قیمتی دوا اور ایک بڑا پپیتا لائے تھے

جمعہ کی نماز بچوں کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تھی اعلیٰحضرت نے ایک مقامی جلسہ کی نسبت گفتگو فرمائی تھی جو ہندو مسلمان ملکر کیا کرنے والے ہیں خورشید علی صاحب دندان ساز آئے تھے اور درگاہوں کی امداد کے لیئے چندہ کرنے کا ذکر کرتے تھے جمعہ کی نماز کے بعد صدر اعظم بہادر نے کہا تھا کہ آپ کی تحریک پر اہل درگاہ کی امداد کے لیئے منظور ہو گئی ہے شام کو حسین کے ساتھ قیامگاہ پر واپس آیا تھا رات کو بیماری کی تکلیف زیادہ رہی تھی۔

۵ ربیع اول ۱۷ جنوری شنبہ حیدرآباد

مسلم ایٹم بم دنیا میں امریکن ایٹم بم کی بہت ہیبت ہے مگر مسلم ایٹم بم کو امریکن ایٹم بم سے زیادہ موثر خیال کرتا ہوں اور وہ اسلامی اخوت ہے اگر ہندوستان کے مسلمان تمام دنیا کے مسلمانوں کی اخوت کو زندہ کرنے میں مشغول ہو جائیں تو مسلم ایٹم بم بغیر کسی خرچ اور بغیر کسی بڑی دشواری کے تیار ہو سکتا ہے۔

بخار آج رات کو بخار اور بڑھ گیا تھا صبح میر فیروز علی نظامی داروغہ باغات سر مہاراجہ بہادر اپنے داماد کے ساتھ ملنے آئے تھے کولاسں صاحب بھی آج کے جلسہ کا بلاوا دینے آئے تھے جو ہندو مسلمانوں کی طرف سے ذکر شہادت کے لیئے ہونیوالا ہے

عثمانیہ اسپتال زید کی ماما بوا کریما کی آنکھوں میں پانی اتر آیا ہے آپریشن کرانے کے لیئے انکو عثمانیہ اسپتال لے گیا تھا ڈاکٹر خالق شریف صاحب نے بہت مدد کی وہ دوشنبہ کو داخل ہونگی

تقریر ساڑھے بارہ بجے ذکر شہادت کی مجلس میں تقریر کرنے گیا تھا نواب رشید نواز جنگ بہادر صدر تھے نواب حسن یار جنگ بہادر اور راجہ پرتاب گیر وغیرہ بھی وہاں تھے ایک گھنٹہ تقریر کی پھر ہادی منزل میں واپس آگیا۔

بخار بڑھا مغرب کے وقت بخار بڑھا اور حسین مجھے قیامگاہ میں لے گئے یعنی ایوان نواب سر آسمان جاہ میں گیا دونوں لڑکوں کی بیویاں اور پوتے پوتیاں بھی ساتھ گئی تھیں ساری رات بخار رہا۔ ہذیان بھی تھا اور بے چینی تھی حسین رات کے دس بجے تک میرے پاس رہے پھر واپس چلے گئے دہلی ریڈیو میں گاندھی جی

ہجرت کے حالات سنئے

ربیع اول ۱۰/ جنوری کو حیدرآباد

ایڈیٹر کامران | مولوی مرزا غلام مصطفیٰ بیگ صاحب چغتائی ایڈیٹر ہفت روزہ کامران حیدرآباد ملنے آئے تھے گاندھی جی کی فاقہ شکنی کی نسبت بیان لیا تھا وہ اپنے اخبار میں میرے مضامین شایع کرتے رہتے ہیں اور میری تحریروں کی بہت قدر کرتے ہیں ان کے خسر مولوی اکبر علی صاحب مرحوم بانی و اڈیٹر اخبار روزنامہ صحیفہ میرے بہت زیادہ مخلص دوست تھے اور میں مرحوم کے اخبار صحیفہ کو اور ان کے داماد کے اخبار کامران کو خاص محبت سے پڑھتا ہوں

روزنامچہ | مرزا غلام مصطفےٰ بیگ صاحب نے درخواست کی کہ میرا روزنامچہ بھی ان کے اخبار کامران میں چھپا کرے میں نے اس کا وعدہ کر لیا

میر حسین علی خاں نور | آج شاہی خاندان کے ایک نوجوان صاحبزادے میر حسین علی خاں نور بھی ملنے آئے تھے یہ شاہی خاندان کے ہونہار نوجوان ہیں اور جماعت صاحبزادگان کی ترقی و خوش حالی و زمانہ شناسی کی غرض سے ایک روزانہ اخبار نظام کے نام سے جاری کرنا چاہتے ہیں مجھ سے بھی ایک بیان حاصل کیا اور میں نے اپنے اخباری تجربے بھی ان کو سنائے اور اخبار جاری کرنے کی وہ مشکلات بھی سنائیں جو مجھے ساری عمر پیش آتی رہی ہیں

چونکہ اخبار کا کام مجھے بہت پسند ہے اس لئے آئندہ بھی اس اخبار کو مضمون دینے کا وعدہ کیا ہے

عرس کی شرکت | آج بعد مغرب اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ ڈاکٹر زور بانی ادارہ ادبیات اردو کے والد ماجد کے سالانہ عرس میں گیا تھا ڈاکٹر زور کے کم عمر فرزند سید شاہ تقی الدین اس درگاہ کے سجادہ نشین ہیں عربی لباس میں مسند نشین تھے اور باپ خدام درگاہ کی طرح عرس کے مہمانوں کی مدارات میں مصروف تھے

شہر کے جلوس | شہر سے کئی جلوس پنکھے اور پھولوں کی چھتریاں باجوں کے ساتھ لائے تھے. حیدرآباد میں ان بزرگ کو بہت لوگ مانتے ہیں زعم تخلص کرتے تھے دہلی میں میرے مہمان بھی رہے تھے لائق بیٹے نے عمدہ گنبد بنوایا ہے اور بہت سی عمارات بھی مسافرین کے لئے اطراف میں تیار کی ہیں ۔ عرس میں نامور مشائخ بھی شریک تھے قوالی بہت اچھی ہوئی تھی مولوی ضامن علی صاحب غازی اور ان کے بھائی مولوی مرزا فارق علی صاحب اس درگاہ کی تعمیرات اور عرس کے انتظام کے روح رواں ہیں ہم نے کھانا بھی لنگر کا کھایا اور گانا بھی سنا سب سے زیادہ خوشی اس سے ہوئی کہ ڈاکٹر زور ادیب ہیں ادب نواز ہیں ۔ انگریزی تعلیم یافتہ ہیں مگر قدامت کے رسم و رواج قدیمی مشائخ سے زیادہ خوبی کے ساتھ انجام دیتے ہیں

۱۷ ربیع اول ۱۹ جنوری یکشنبہ حیدرآباد

سامان لٹ گیا | دہلی سے خبر آئی کہ میری لڑکی روحہ اور میری بہو علی بانو کے قیمتی سامان کے چار صندوق ریل میں بمبئی بھیجے گئے تھے تاکہ وہاں سے حیدرآباد میں سامان آجائے کیونکہ دہلی سے حیدرآباد کی ریلوے ٹکٹنگ بند ہے صندوق بمبئی میں پہنچے مگر خالی تھے سب سامان راستے میں لٹ گیا ۔ کس نے لوٹا؟ اس کی خبر کس کو ہے! میں نے روحہ اور علی بانو سے کہا ہم سب خدا کی آزمائش میں ہیں جس نے قرآن شریف میں کہا تھا کہ ہم جان و مال کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے ۔

پس جو صبر کرے گا وہ دنیا اور آخرت میں بڑا اجر پائے گا مجھے دیکھو لاکھوں روپے کے مکانات اور لاکھوں روپے کی کتابیں اور لاکھوں کا سامان دہلی میں چھوڑ کر آگیا ہوں اور مطمئن ہوں کیونکہ جانتا ہوں کہ جس خدا نے یہ دیا تھا وہی حفاظت کرنے والا ہے میری ساری قوم مصیبت اور امتحان میں مبتلا ہے روحہ نے ہنس کر کہا خدا دہلی والوں کی اور ہماری جانوں کی خیر رکھے بس یہی کافی ہے مجھکو مال کے نقصان کا کچھ خیال نہیں ہے روحہ کی گود میں اس کی لڑکی گل رعنا مسکرائی میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے ہم کو بھی مسکرانا چاہیئے ۔

۸؍ ربیع اول ۲۰ جنوری منگل حیدرآباد
نواب غوث یار جنگ بہادر حاجیوں کے قافلے کے سالار نواب غوث یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے ابھی حج کر کے واپس آئے ہیں گولکنڈہ سگریٹ فیکٹری والے نواب شاہ عالم خاں صاحب بھی ساتھ آئے تھے

عابدہ خاتون ؎ میرے مرحوم دوست مولوی عبدالستار صاحب بانی گولکنڈہ سگریٹ فیکٹری کی لڑکی عابدہ خاتون اپنی خالہ اور بچوں کے ساتھ ملنے آئی تھیں اس خاندان نے میری اس سفر ہجرت میں بہت مدد کی ہے

اخبار کی روانگی ؎ آج بھی دن بھر اخبار کی روانگی کا کام جاری رہا ملنے والے بھی جوق جوق آتے رہے

گل رعنا کے کپڑے ؎ آج میری نواسی پاکستان بانو گل رعنا کیلئے بادشاہ بیگم نظامی بہت سے عمدہ کپڑے لائیں تھیں گل رعنا روحہ کی لڑکی ہے میں اس کو مسکراتا دیکھتا ہوں تو مردہ جسم میں تازہ جان پڑ جاتی ہے صبح کے وقت طوطے کو بھی پاس رکھ لیتا ہوں اور اس کی بولیوں سے جی بہلاتا ہوں

شادی خانہ نواب سرآسمان جاہ میں آجانے کا حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے تاہم یہاں بھی لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ہے پوتے پوتیاں بھی صبح شام ملنے آتے ہیں اگرچہ ساڑھے تین میل دور رہتے ہیں

۹ ربیع اول ۲۱ جنوری بدھ حیدرآباد
محمد شاہی راحت جان ؎ مغل شہنشاہ محمد شاہ رنگیلے کے طبیب خاص اعتمادالدولہ حکیم علوی خان کی ایجاد۔ ایک غذا کا حال آج کتاب خزائن الادویہ میں دیکھا تھا جس کا نام راحت جان تھا اور محمد شاہ اس غذا کو بہت رغبت سے کھاتا تھا میں بھی اس کا تجربہ کرونگا کیونکہ اس غذا کے فائدے کتاب میں جو لکھے گئے ہیں وہ میری عمر اور میرے مزاج کے حسب حال ہیں اگر مجھے فائدہ ہوا تو یہ نسخہ شائع کر دونگا۔

بادشاہ بیگم کا کھانا ؎ روزانہ بادشاہ بیگم نظامی اپنے ہاتھ سے میرے لیئے نرم روٹی اور مونگ کی دال پکا کر بھیجتی ہیں آج شام کو بھی ان کے لڑکے برہان حسین ایک لذیذ سالن لائے تھے

اخبار کی روانگی ؎ دہلی میں منادی ایک دن میں روانہ ہو جاتا تھا مگر یہاں آٹھ دن سے روانگی ہو رہی ہے اور اب تک پورا روانہ نہیں ہو سکا زید حسن۔ مہدی مسلمان۔ ولی اور منشی عبدالقدیر اور حسن اقبال اور خوش اقبال ملکر کام کرتے ہیں اور میں بھی مدد دیتا ہوں مگر ہنوز روز اول ہے دیر کی وجہ محض یہ ہے کہ ہم سب دفتری اصول نہیں جانتے۔ آج بھی میری صحت خراب رہی خواجہ راحہ بھیا ریڈی نظامی گاجریں لائے تھے

۱۰ ربیع اول ۲۲ جنوری جمعرات حیدرآباد
بڈھا جوان ہو گیا ؎ ۷۲ برس کی عمر ہو جانے کے بعد مجھے یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ اب میں بڈھا ہو گیا اب میرے لیئے جوانی کی طرح پیدل چلنا اور تیز کام کرنا مشکل ہے کیونکہ گردے کی خرابی جگر معدے اور انتوں کی خرابیوں کے سبب اور سب سے زیادہ آنکھوں کی بینائی کم ہو جانے کے باعث وہ مستعدی و ہمت جسم میں آنی ناممکن ہے جو ہمیشہ سے تھی مگر آج جمعرات پیروں کی کرامات سے بڈھا جوان ہو گیا اور میں ڈھائی میل پیدل چلا نواب بشیرالدولہ سرآسمانجاہ بہادر کے شادی خانے سے بازار افضل گنج تک تیز دھوپ اور موٹروں رکشاؤں سائیکلوں بنڈیوں اور پیدلوں کے ہجوم کے بہتے دریا میں بغیر کسی تکلیف کے تیز تیز چلا گیا۔

مولوی انعام الحق صاحب ؎ اخبار پیغام صلح لاہور کے ایڈیٹر مولوی انعام الحق صاحب آج کل حیدرآباد میں رہتے ہیں اور ہمیشہ ملنے آتے رہتے ہیں آج شادی خانے میں وہ آئے تھے اور ۱۲ بجے تک باتیں کیں پھر میں ان کے اور زید اور حسن اور مہدی کے ساتھ پیدل روانہ ہوا

محمودیہ پریس ؎ پہلے چارمینار کے پاس محمودیہ پریس دیکھنے گیا جو مولوی کریم خان اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی محمود خان کا ہے۔
جامع مسجد کے قریب یہ مکان ہے اس پریس کا چھپا ہوا اخبار امن مجھے بہت پسند آیا تھا اس لیئے ان سے اپنی کتابوں کی چھپائی کی بات چیت کی مولوی محمود خان نے مجھے بازار

میں اپنی کتابوں کی دکان بھی دکھائی

دین محمد کاتب] یہاں سے چل کر حاجی دین محمد کاتب سے ملنے گیا جو لاہور کے رہنے والے ہیں ایک چھوٹی سی تنگ و تاریک اور نہایت میلی کوٹھری میں بیٹھے تھے چہرہ پہ عبادت کا نور تھا لکھیا کی بیماری میں مبتلا ہیں جلی قلم کتابت کے ماہر ہیں میں نے باہر آکر بچوں سے کہا میں سکندر اعظم ہوں اور حاجی دین محمد دیوجانس کلبی ہیں۔

ٹی سنڈیکیٹ] بازار سالار جنگ میں ٹی سنڈیکیٹ دکان پر گیا تھا یہ میرے فاسفورس کے تیل کی فروخت کے ایجنٹ ہیں اور بہت مخلص مسلمان ہیں

کامل الیقین نظامی] یہاں سے چلا تو موسیٰ ندی کا نیا پل عبور کرکے اپنے قدیمی مرید عبدالغفور کامل الیقین نظامی کی دکان پر افضل گنج بازار میں جاکر بیٹھا سوڈا پیا۔ کیونکہ چلنے کی تکان سے پیاس لگ رہی تھی حسن مولوی انعام الحق صاحب کے ساتھ شام سندر پریس میں گئے جہاں بلاک چھاپے جاتے ہیں اور ٹائپ کی طباعت ہوتی ہے اور طباعت کے نمونے لائے۔

ٹیکسی] یہاں سے کامل الیقین نظامی نے مجھے ٹیکسی موٹر میں ہادی منزل تک پہنچایا۔

حسین کی بیماری] ہادی منزل میں جاکر معلوم ہوا کہ موٹر اس لیے نہیں آئی تھی کہ میرے بڑے لڑکے خواجہ حسین نظامی سخت بیمار ہو گئے ہیں موٹر ڈاکٹر کے کام میں رہی ان کی پسلی میں ہوا لگ گئی ہے اور درد بہت شدید ہے مگر نمونیہ نہیں ہے کیونکہ بخار نہیں ہے ڈاکٹر اس کو چک لگی ہے کہتے ہیں

اڈیٹر کامران] ہفت روزہ اخبار کامران کے اڈیٹر میری تصویر شائع کرنی چاہتے ہیں بلاک دیکھانے لائے تھے

مولوی عبدالقیوم صاحب

محکمہ امور مذہبی کے ناظم مولوی عبدالقیوم صاحب ملنے آئے تھے

مولوی ہمایوں علی بیگ ایوانات شاہی کے انجینئر مولوی ہمایوں علی بیگ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

کرنل ایم اے رحمٰن] پبلک سروس کمیشن کے چیرمین کرنل ایم اے رحمٰن ملنے آئے تھے دس روپیے منادی کی امداد میں دیئے تھے

سید عین الدین] خان بہادر سید عین الدین صاحب سابق وزیر اعظم ریاست دیتا ملنے آئے تھے منادی کے پرانے خریدار ہیں دس روپیے امداد کے دیئے تھے

خواجہ بانو اور سب لڑکیاں حسین کی بیمار پرسی کیلئے آئیں تھیں خوش اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے آج بھی اخبار روانہ ہوتا رہا۔

بقیہ روزنامچہ تاریخ ۱۰ ربیع اول ۱۲ جنوری

حیدرآباد کے روزانہ اخبار کے حیدرآباد میں بہت اچھے شاندار روزانہ اخبار شائع ہوتے ہیں ہفت روزہ اور ماہوار پرچے بھی بکثرت نکلتے ہیں، مگر کتابت و طباعت کی خرابیاں ان میں پائی جاتی ہیں جسکی وجہ جہاں ایسی وجوہات ہیں جن کی اصلاح ایڈیٹر صاحبان اور چھاپہ خانوں کے منتظم اصحاب کی ادنیٰ توجہ سے ہو سکتی ہے پہلی وجہ کاتب صاحبان کہ اخباروں اور رسالوں کے کاتب دمہ سل اور چہار گلی میں مبتلا ہیں۔ یعنے ہر کاتب کئی کئی اخباروں میں کام کرتا ہے۔ اگر اخبارات کاتبوں کا پورا وقت مخصوص کریں تو اصلاح آسانی سے ہو سکتی ہے۔

اصول کتابت کہ کاتب صاحبان سرخیاں لکھنے کا فن نہیں جانتے سب اخباروں اور رسالوں کی سرخیاں مہمل طریقے سے لکھتے ہیں جو دیدہ زیب نہیں ہوتی اور جلی یعنے زیادہ موٹے حروف لکھنے کا سلیقہ بھی کم ہے۔ اگر سب اخبارات کے مدیر ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اخباروں کی کتابت کی خرابیوں کے اسباب پر غور کریں تو فوراً اصلاح ہو جائیگی۔

سیاہی کی خرابی کہ چھپائی کی سیاہی اچھی نہیں لگائی جاتی ارزاں بعلت کا اصول مدنظر رکھا جاتا ہے تو اخباروں کی خراب طباعت درست ہو سکتی ہے۔

چکنا کاغذ کہ چونکہ حیدرآبادی اخباروں میں کاغذ چکنا لگایا جاتا ہے جس پر سیاہی جلدی جذب نہیں ہوتی اور کاغذ الٹ کو چھپتے ہیں اسلئے رگڑ لگنے سے چھپائی خراب ہو جاتی ہے اگر چھاپتے وقت ہر کاغذ پر استر رکھا جائے تو یہ خرابی بھی درست ہو سکتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ خود ہر اخبار کے دفتر میں جاکر کتابت اور طباعت کی نسبت بات چیت کروں تاکہ حیدرآبادی پریس کی طاقت مضبوط ہو۔ اور ناظرین ان کی محنت اور اخبار کے کثیر خرچ سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۱ ربیع اول ۲۳ جنوری جمعہ حیدرآباد
باغ عام کی مسجد میں نماز] آج صبح ایوان سر آسمان جاہ بہادر سے ہادی منزل میں آیا اور کچھ دیر تحریری کام کیا۔ اس کے بعد بچوں کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعہ پڑھنے گیا۔ آج بھی اعلیٰحضرت نے دہلی کی نسبت چند باتیں مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمائیں تھیں۔

سکندر آباد کا جلسہ] شام کو چار بجے نواب اکبر یار جنگ بہادر اور مولانا عبدالقدوس صاحب ہاشمی ایڈیٹر "ابلاغ" کے ساتھ سکندر آباد کے جلسے میں گیا تھا جو مولوی محمد عبدالکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندر آباد اور مولوی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی کے اہتمام سے ایک اسکول میں ہوا تھا۔ ہم تینوں جج بنائے گئے تھے اور سکالجوں کے طلبہ نے اس مضمون پر تقریریں کیں تھیں کہ اسلام سب دینوں کا مصلح ہے مغرب کی نماز کے بعد واپس آیا تھا۔

حکیم خسرو شاہ نظامی] آج روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی خلف رشید لقمان الملک حکیم نابینا صاحب مرحوم کے مکان پر ایک بہت بڑا جلسہ میلاد شریف کا ہوا تھا۔ آثار شریف کی زیارت بھی کرائی گئی تھی اور اہل مجلس کو مکلف کھانے بھی کھلائے گئے تھے۔
نعت خوانی بھی ہوئی تھی اور بہت اچھے اچھے قوالوں کا گانا بھی ہوا تھا۔ آج کی مجلس میں ایسا ذوق اور کیف میں نے پایا جو اس سے پہلے کبھی حیدرآبادی مجلسوں میں کہیں نہ پایا تھا۔

دوبارہ سکندر آباد میں] حکیم صاحب کی مجلس سے اٹھ کر دوبارہ سکندر آباد گیا۔ جہاں کی جامع مسجد میں ایک بہت بڑا جلسہ عید میلاد کا ہوا تھا۔ ہزار ہا مسلمان جمع تھے۔ جامع مسجد کے امام صاحب کے انتظام سے یہ جلسہ ہوا تھا فقط میری ایک تقریر ہوئی تھی۔ حیدرآبادی رواج کے موافق بہت سی تقریریں نہیں تھیں۔ میں نے ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ رات کے بارہ بجے گھر میں واپس آیا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کی والدہ ماجدہ بھی مدینہ منورہ سے آجکل حیدرآباد آئی ہوئیں ہیں۔ میں نے ان کو حکیم خسرو شاہ نظامی کی کامیاب مجلس کی مبارکباد دی۔ میرے سب بیوی بچے بھی اس مجلس میں شریک ہوئے تھے اور بہت سے مرید بھی تھے۔

۱۲ ربیع اول ۲۴ جنوری شنبہ حیدرآباد
مدنی شمع] آج شام کو خواجہ بانو اور سب بچوں کے ساتھ موتی بیگم سرفراز نظامی کے مکان پر مدنی شمع روشن کرنے گیا تھا یہ شمع ۱۹۱۱ء میں مدینہ منورہ سے لایا تھا جو روضے شریف کے اندر روشن ہوتی تھی۔ اس کا بچا ہوا ایک حصہ مجھے وہاں ملا تھا اور وہ میں نے اپنے خلیفہ" ڈاکٹر قمرالدین ہلالی شاہ نظامی مرحوم کو دیا تھا۔ اور انہوں نے وہ شمع اپنی بیوی کی بہن موتی بیگم کو دیدی تھی اور موتی بیگم ہر سال ربیع اول میں تھوڑی دیر کے لئے اپنے گھر میں یہ شمع روشن کرتی ہیں۔ آج میرے ہاتھ سے روشن کرائی تھی۔ اور ہم سب کو کھانا بھی کھلایا تھا۔

شاہ منزل] رات کو آٹھ بجے شاہ منزل میں صدر اعظم بہادر سے ملنے گیا تھا۔ وہاں نائب صدر اعظم مسٹر پنگل وینکٹ راما ریڈی بھی ملے تھے۔

انیس الغرباء] نو بجے انیس الغرباء یتیم خانے میں گیا تھا اور آنحضرت صلعم کی پیش گوئیوں کے عنوان پر پچپن منٹ کی ایک تقریر کی تھی۔ نواب حسن یار جنگ بہادر اس جلسے کے صدر تھے۔ گیارہ بجے کے بعد گھر میں واپس گیا تھا۔

ایوان اردو کی تعمیر] آج حیدرآباد کے اردو رسالے "ایوان" کے ایڈیٹر

صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میں نے ان کے رسالے کے سالنامے کے لئے ایک مضمون "ایوان اردو کی تعمیر" لکھوا کر دیا تھا۔

۱۳ ربیع اول ۲۵ جنوری یکشنبہ حیدرآباد

چودھویں رات کا چاند | آج دن بھر ہادی منزل میں تحریری کام کیا تھا اور شام کو جب ٹیلنگا پور واپس گیا تو چودھویں رات کا چاند دیکھا تھا اور درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے سالانہ عرس کی یاد میں آنسو بہائے تھے۔ چاند کی کرنیں اتنی روشن نہ تھیں جتنی میرے آنسوؤں کی کرنیں روشن اور جگمگا رہی تھیں۔

۱۴ ربیع اول ۲۶ جنوری دوشنبہ حیدرآباد

تسمیہ خوانی | آج شام کو چار بجے اپنے ہم وطن دوست مولوی سید میر انوار احمد صاحب اشرفی منتظم دواخانہ مخزن الادویہ کی لڑکیوں کو بسم اللہ پڑھانے گیا تھا۔ خواجہ بانو اور روحہ بھی شریک ہوئیں تھیں۔ ان لڑکیوں کے والد مولوی سید ناصر علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ لکھنؤ بھی اس تقریب میں شریک تھے۔ میں نے بسم اللہ پڑھانے کے بعد ایک مختصر تقریر بھی کی تھی اور ذکر میلاد بھی کیا تھا۔ مغرب کی نماز وہیں پڑھائی۔ شہر کے بڑے بڑے امرا اور عہدے دار تشریف لائے تھے اور بعد مغرب عربی طرز کی فرشی میزوں پر سب نے مختلف کھانے کھائے تھے۔

خواجہ قطب الدین صاحب | آج نواب ساظم یار جنگ بہادر صدر المہام مذہبی اعلیحضرت حضور نظام کے داماد خواجہ قطب الدین صاحب بھی دعوت میں ملے تھے۔ میں نے ان کے نام کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ ان کے والد کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے بہت عقیدت ہے اس واسطے ان کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ خواجہ قطب الدین کی بات چیت سے ظاہر ہوا کہ وہ بہت مذہبی آدمی ہیں اور اولیاء اللہ سے بہت اعتقاد رکھتے ہیں۔ نواب ساظم یار جنگ بہادر کے دوسرے داماد ڈاکٹر رضی الدین صاحب ہیں جن کو نوبل پرائز ملا تھا کیونکہ وہ علم ہیئت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ میں نے کہا کہ نواب ساظم یار جنگ بہادر بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کو ایسے اچھے داماد ملے۔

آج کا کام | آج بھی صبح سے سہ پہر تک ہادی منزل میں تحریری کام کیا تھا ملنے والے بھی بہت آئے تھے۔

۱۵ ربیع اول ۲۷ جنوری سہ شنبہ حیدرآباد

الفیل الفیل | آج رات کو حیدرآباد کے مشہور مقام فیل خانے میں عید میلاد کا جلسہ تھا۔ مجھے کئی دن پہلے سے کئی قافلوں نے مکان پر آکر دعوت دی تھی۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ نو بجے سے ساڑھے نو بجے تک تقریر کرنے آجاؤں گا۔ مگر اہل جلسہ نے وعدے کی پابندی نہیں کی۔ سوا دس بجے موٹر گاڑی آئی اور میں جلسے میں گیا۔ اتنا بڑا جلسہ اب تک حیدرآباد میں نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ایک گھنٹے تک تقریر کی اور رات کو بارہ بجے گھر میں واپس آیا۔

ہادی منزل | آج صبح سے شام تک ہادی منزل میں تحریری کام کیا تھا۔ ایک ہفتہ پہلے تین مہینے کے روزنامچے دہلی بھیجے تھے اور ان کی وصولی کی خبر نہ آنے سے بہت زیادہ فکر تھا۔ مگر آج خبر آ گئی کہ روزنامچے پہنچ گئے اور ان کی کتابت کا کام بھی شروع ہو گیا۔

سیٹھ محمد مولانا | آج مدراس کے سیٹھ اللہ رکھا صاحب ملنے آئے تھے اور ان کے ساتھ ان کے والد سیٹھ محمد مولانا صاحب کو دیکھنے سکندرآباد گیا تھا۔ وہ بہت بوڑھے ہیں اور آج کل بہت بیمار ہیں۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی ساتھ گئے تھے۔

۱۶ ربیع اول ۲۸ جنوری چہارشنبہ حیدرآباد

مادر دکن کی برسی | آج صبح مکہ مسجد میں مادر دکن یعنی اعلیحضرت حضور نظام کی والدہ مرحومہ کی ساتویں برسی ہوئی تھی حیدرآباد کے مشائخ اور علماء اور امراء جمع ہوئے تھے۔ شام کو بعد مغرب میں بھی مادر دکن کے مزار پر گیا تھا جہاں اعلیحضرت نے طعام شب کے لئے مدعو فرمایا تھا تقریباً ڈھائی سو مہمان جمع تھے۔ جن میں سب سلسلوں کے مشائخ اور بڑے بڑے امرا اور عہدے دار اور شاہی خاندان کے افراد شریک تھے۔ پانچ دسترخوان بچھائے گئے تھے۔ مجھے اور مشائخ حیدرآباد کو اعلیحضرت نے اپنے دسترخوان پر جگہ دی تھی۔ کھانا نہایت ہی نفیس تھا فضول خرچی کے تکلفات نہیں تھے۔ مگر صفائی اور نفاست بہت زیادہ تھی میں نے سب کھانوں کو نہایت رغبت

سے کھایا کیونکہ ہر چیز بہت لذیذ بھی تھی اور آنکھوں کو مرغوب بھی تھی۔ میں کھانوں کی خوبی یہ نہیں مانتا کہ کھانوں کی تعداد زیادہ ہو یا مہمانوں کے معدوں کا خیال کئے بغیر بہت ثقیل کھانے دسترخوان پر جمع کر دیئے جائیں بلکہ اس چیز کو مانتا ہوں کہ دسترخوان صاف ہو۔ برتن صاف ہوں۔ کھانا لطیف اور لذیذ اور نفیس اور اصول صحت کے موافق ہو۔ میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ ہندوؤں کا باورچی خانہ بہت صاف ہوتا ہے اور انگریزوں کا دسترخوان اور کھانے کی جگہ بہت اجلی اور مرغوب ہوتی ہے مگر کھانا مسلمانوں کا دونوں قوموں سے زیادہ مزیدار ہوتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آج رات کے شاہی دسترخوان پر ایسا کھانا آیا تھا جو ہندوؤں کے باورچی خانے سے زیادہ صاف باورچی خانے میں پکا تھا اور انگریزوں کے اجلے دسترخوان سے زیادہ شاندار دسترخوان پر چنا گیا تھا۔ اور مسلمانوں کے مکلف کھانوں سے زیادہ اچھے کھانے وہاں تھے۔

شاہانہ مدارات] جب کھانا شروع ہوا تو اعلیٰحضرت نے فرمایا "اچھی طرح کھایئے۔ اپنا گھر سمجھ کر کھایئے"۔ اور اس کے بعد طعام شب کا ایک لطیفہ بھی ارشاد فرمایا کہ پرانے زمانے کے ایک جاگیردار مجھ سے کہتے تھے کہ ان کو کبھی کسی انگریزی میز پر کھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک دفعہ وہ کسی انگریزی ڈنر میں شریک ہوئے جہاں رواج کے موافق پہلے شوربا ملا پھر مچھلی کا ایک قتلہ اور اس کے بعد مرغی کے گوشت کا ایک قتلہ اور اس کے بعد پڈنگ۔ چار کھانوں میں ڈنر ختم ہو گیا اور سرکار! میں تو وہاں سے بھوکا اٹھ کر اپنے گھر میں آیا اور بیوی بچوں سے پوچھا تم نے جو اپنے واسطے کھانا پکایا تھا اس میں سے کچھ باقی بچا ہو تو مجھے دو اور خدا کی قدرت کہ گھر میں بچا ہوا کھانا موجود تھا جو میں نے کھایا ورنہ ساری رات بھوکا رہتا۔ اعلیٰحضرت کے اس لطیفہ سے تمام حاضرین محظوظ ہوئے مگر ادب شاہی سے سب سر جھکائے بیٹھے رہے۔

دارالطعام] یہ بھی ارشاد ہوا کہ عنقریب یہاں دارالطعام کی عمارت بن جائے گی۔ جس میں اتنی گنجائش ہوگی کہ سات دسترخوان بچھ سکیں اور تین سو آدمی بیک وقت شریک طعام ہو سکیں۔

کھانے کے بعد کچھ دیر مادر دکن کے مزار کے پاس اعلیٰحضرت اور سب مہمان بیٹھے رہے۔ مولانا حکیم مقصود علی خاں مقصود جنگ بہادر اور مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی اور سید شاہ صمدانی صاحب سے اعلیٰحضرت زیادہ مخاطب رہے۔ جس سے ان سب کی وقعت حاضرین کے دلوں میں قائم ہوئی۔

رات کے نو بجے اپنے منجھلے لڑکے علی کے ساتھ قیام گاہ پر واپس گیا اور خبریں سنکر سویا۔ آج رات کو بہت آرام کی نیند آئی اور ظاہر ہوا کہ ثقیل اور نامناسب غذاؤں کی وجہ سے رات کو نیند بے چین رہتی تھی۔ آج چونکہ لطیف اور نفیس ہلکی غذائیں کھائیں تھیں اس لئے نیند اچھی آئی اور تبخیر کا دورہ بھی نہیں ہوا۔

ملاقاتی] حکیم خسرو شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور خواجہ راجہ پچھا ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ ناسوتی شاہ ایک بیٹا بھی لائے تھے۔

اخبار کی اجازت] آج ہمزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی نے اطلاع دی تھی کہ حیدرآباد سے "منادی" جاری کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ عنقریب اجازت نامہ آپ کے پاس آجائے گا مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

مسجد جودی] اعلیٰحضرت حضور نظام جس محل میں رہتے ہیں اس کا نام کنگ کوٹھی ہے۔ کنگ کوٹھی کے قریب اعلیٰحضرت نے ایک مسجد بنوائی ہے جس کو مسجد جودی کہتے ہیں۔ اس مسجد کے صحن میں مادر دکن یعنی اعلیٰحضرت کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے اور اعلیٰحضرت کے ایک فرزند شہزادے جواد جاہ کا مزار بھی ہے۔

مشائخ] آج دسترخوان پر سلطنت کے نامی گرامی مشائخ جمع ہوئے تھے تمام ممتاز اور نامور سلسلوں کے بزرگ موجود تھے جن کے چہروں سے اور لباس سے قدامت کی ہیبت اور شان ظا[illegible]

ہوتی تھی۔

جب اعلیٰحضرت بڑے بڑے امرا اور شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ اندر داخل ہوئے تو مشائخ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اعلیٰحضرت نے خود سب کو مخاطب کر کے فرمایا السلام علیکم اور سب مشائخ نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ مشائخ امرا کی طرح بادشاہ کے سامنے جھک کر سلام نہیں کرتے۔

۱۷ ربیع اول ۲۹ جنوری پنجشنبہ حیدرآباد

مضامین اقبال] آج صبح حسن ابوطالب کے ساتھ ایوان سرآسمان جاہ سے پیدل روانہ ہوا تو چار مینار بازار احمد حسین جعفر علی تاجر کتب کی دوکان پر کچھ دیر بیٹھا رہا۔ دوکان کے مالک مولوی تصدق حسین صاحب نے اپنی مرتب کردہ کتاب "مضامین اقبال" مجھے دی۔ ان کا ایک چھوٹا سا چھاپے خانہ "احمدیہ پریس" بھی ہے۔ میں نے ان سے حیدرآبادی کتاب فروشوں کی تنظیم اور حیدرآباد سے شائع شدہ اردو کتابوں کی تنظیم کی نسبت باتیں بھی کیں وہ بہت سمجھدار اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں علمی لیاقت زیادہ ہے۔

دلچسپ تحفہ] آج نواب نذیر نواز جنگ بہادر نے مجھے کئی قسم کی سبزی اور زرد اور لال بتاشے بھیجے تھے۔ اور چاندی کا ایک چاند تارا بھی بھیجا تھا ان کو خدا نے نواسا عنایت فرمایا ہے جس کا تاریخی نام لقب یمین الحسین عطا ہوا ہے۔ مجھے اس دلچسپ رسم کا پہلے سے علم نہیں تھا۔

ملاقاتی] خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور روشن دل محمد فخرالدین خان فخر نظامی ایڈیٹر "تجارتی دنیا" ملنے آئے تھے۔ ہدایت علی خاں صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ گلاب جامنیں اور پھولوں کا گلدستہ بھی لائے تھے۔ مولوی محمد انعام الحق ایڈیٹر اخبار پیغام صلح بھی ملنے آئے تھے۔

سیٹھ اللہ رکھا صاحب] سکندرآباد کے مشہور تاجر محمد مولانا صاحب کے لڑکے سیٹھ اللہ رکھا صاحب ملنے آئے تھے۔

دعوت] بعد مغرب بیگم کرنل رحمٰن صاحب چیرمین پبلک سروس کمیشن حیدرآباد کے ڈنر میں گیا تھا۔

نواب علی یاور جنگ] جب میں کرنل رحمٰن صاحب کے ہاں گیا تو نواب علی یاور جنگ بہادر ملاقات کر کے واپس جا رہے تھے۔ نواب علی یاور جنگ حیدرآباد کے سیاسی امور کے بڑے ماہر ہیں۔ سر اکبر حیدری مرحوم اور سر مرزا اسمٰعیل اور نواب چھتاری کی وزارتوں کے زمانے میں ان کو بڑا اقتدار حاصل تھا۔

ڈنر کے مہمان] دعوت میں حسب ذیل مہمان شریک تھے۔ جنرل عیدروس صاحب سپہ سالار اعظم سلطنت آصفیہ اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر اور خان بہادر مولوی سید معین الدین صاحب سابق وزیر اعظم دتیا اور نواب رستم جنگ بہادر اور ڈاکٹر علوی صاحب اور چند نامور خواتین دکن تھیں۔

بیگم کرنل رحمان] قدیم و جدید تہذیبوں کی تمام خوبیاں بیگم کرنل رحمان میں ہیں۔ انگریزی اور مغلئی کھانوں کو ایسی عمدگی سے متحد کرتی ہیں کہ دونوں کھانوں کا فرق دور ہو جاتا ہے۔

دہلی کی تاریخی دعوت] چند سال پہلے دہلی میں بیگم کرنل رحمان نے قائد اعظم مسٹر جناح کو ایک بڑا ڈنر دیا تھا۔ جس میں چالیس مہمان تھے۔ میں بھی اس دعوت میں شریک تھا میں نے کبھی مشرقی و مغربی کھانوں کی ایسی لذیذ و دلچسپ آمیزش اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔

آج بھی کھانوں کی خوبیاں قابل ذکر تھیں لیکن دہلی کی تاریخی رات کی بات کہاں ہو سکتی تھی۔

جنرل عیدروس] سلطنت حیدرآباد میں آج کل جن عہدیداروں کو رعایا بہت زیادہ چاہتی ہے ان میں نواب دین یار جنگ اور جنرل عیدروس اور مولوی عبدالرحیم صاحب صدر المہام ریلوے کے نام نمایاں سمجھے جاتے ہیں۔ جنرل عیدروس عرب ہیں۔ کم سخن ہیں اور قدیمی مسلمانوں کی سب صفات ان میں ہیں وجاہت بھی رکھتے ہیں۔

قوالی] بیگم کرنل رحمان نے دہلی کے قوالوں کو بھی بلایا تھا۔ قوالی بہت ہی پر اثر تھی۔ لذیذ کھانوں سے بہت زیادہ لذت اس روحانی غذا میں

تھی۔ بیگم صاحبہ نے قوالوں کو اتنا روپیہ دیا کہ نواب صاحب رام پور یاد آگئے جو قوالوں کی جھولیاں روپوں سے بھر دیتے ہیں۔

سر فریدوں ملک مرحوم کے فرزند نواب رستم جنگ بہادر اب بہت بوڑھے ہوگئے ہیں۔

۱۸ ربیع اول ۳۰ جنوری جمعہ حیدرآباد

میرے قتل کی تاریخ] آج سے بیس سال پہلے یعنی ۳۰ جنوری ۱۹۲۸ء کی شام کو دہلی میں مجھ پر قاتلانہ نیت سے گولیاں چلائی گئی تھیں۔ اور میرے خسر سید محمد صادق شہید ہوگئے تھے۔ میں ۸ شعبان کو یہ دن منایا کرتا ہوں اور صادق شہید کی نیاز دلوایا کرتا ہوں مگر ۳۰ جنوری کو صرف اس تاریخی دن کو یاد کرلیا کرتا ہوں۔ چنانچہ آج میں نے اس تاریخی دن کو یاد کیا۔

کام] دن بھر ہادی منزل میں جو ختمی دعا منزل مقام پر تحریری کام کرتا رہا۔ شام کو پانچ بجے مجھ پر قتل کی یادگار کا جذبہ طاری ہوا اور میں علیحدہ مجلس کے پاس سے اٹھ کر صحن میں چلا گیا اور قتل کی یاد میں تصور جما کے چہل قدمی کرتا رہا۔ میرے قلب پر ایک غیر معمولی غم کا ہجوم تھا۔ فوراً موٹر منگائی اور ہادی منزل سے ایوان سرآسمان جاہ بہادر میں چلا آیا۔ یہاں آکر مغرب کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد ریڈیو کھولا۔

گاندھی جی کا قتل] یکایک دہلی سے آواز آئی کہ مہاتما گاندھی کی وفات کی نسبت ساڑھے آٹھ بجے پنڈت جواہرلال نہرو اور سردار ولبھ بھائی پٹیل تقریریں کریں گے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ ۶ بجے کی خبریں نہیں سنی تھیں۔ آخر نہرو جی کی تقریر سے معلوم ہوا کہ گاندھی جی کو کسی ہندو نے تین گولیاں چلا کر مار ڈالا۔ سب عورتیں اور بچے جمع ہوگئے تھے اتنا زیادہ صدمہ ہوا کہ مجھے دل کا دورہ ہوگیا۔ اور ایسا محسوس ہوا کہ مسلمانوں کا ایک بڑا مددگار باقی نہ رہا۔ اور ایک بڑا قلعہ ٹوٹ گیا۔

خواجہ بانو نے کہا۔ ہائے افسوس ہندو قوم نے اس شخص کو ہلاک کیا جو ہندو قوم کو ہلاکت سے بچانے کا کام کر رہا تھا۔ ہندو صرف ہندوستان میں تھے۔ اب یہ آپس میں لڑ کر فنا ہوجائیں گے۔

میں نے کہا امن کا اوتار دنیا سے چلا گیا۔ یہودی قوم نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ کو سولی دی تھی تو ہمیشہ کے لئے قہر خدا میں مبتلا ہوگئی۔ ہندو قوم نے امن کے اوتار کو مار کر خودکشی کرلی۔ اب یہ بھی یہودیوں کی طرح دائمی غلامی میں مبتلا ہوجائے گی۔ رات کے بارہ بجے تک ہم سب بیدار رہے اور گاندھی جی کا سوگ مناتے رہے۔

۱۹ ربیع اول ۳۱ جنوری شنبہ حیدرآباد

مہاتما گاندھی کا سوگ] رات کو اعلیٰ حضرت کا فرمان شائع ہوا تھا کہ گاندھی جی کے سوگ میں تمام دفاتر بند رہیں اور بازار بھی بند رہیں۔ پاکستان ریڈیو نے خبر سنائی تھی کہ وہاں بھی سب مسلمان سوگ منائیں گے اور پاکستان میں عام ہڑتال ہوگی۔ اس لئے آج میں نے بھی اپنا دفتر بند رکھا اور حسین نے بھی اپنا دفتر بند رکھا۔

نظام کالج کی تقریر] آج میں نئی پرانی تعلیم کے فرق پر نظام کالج میں تقریر کرنے والا تھا اور اخبارات میں اس تقریر کا بہت چرچا تھا مگر آج وہ بھی ملتوی کردی۔ اور مہاتماجی کے لڑکے دیوداس گاندھی کو تعزیت کا تار بھی بھیجا۔ اور دکن نیوز اور اورینٹ پریس کو بیانات بھی دیئے۔

جلوس] آج حیدرآباد میں ہندوؤں کا ایک جلوس نکلا جس میں مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ پچاس ہزار آدمی تھے یہ جلوس حیدرآباد سے سکندرآباد گیا تھا۔ بہت مؤثر جلوس تھا۔

قطب میاں] آج مولانا قطب الدین خاں صاحب نائب ناظم کروڑگیری اپنی موٹر میں ہادی منزل لے گئے تھے اور مولوی انعام الحق صاحب بھی ملنے آئے تھے دن بھر مرید اور احباب جوق جوق آتے رہے اور میں مہاتما گاندھی کے اوصاف حسنہ بیان کرتا رہا۔

بسم اللہ پڑھائی] شام کو رقیہ نظامی کی لڑکی ریحانہ کو بسم اللہ پڑھائی میری سب عورتیں اور بچے بھی اس تقریب میں گئے تھے۔

ایک روپیہ کاپی] میرے لڑکے زید اور حسن ابوطالب میری کتابوں کی کاپیاں پڑھنے میں اور غلطیاں درست کرنے میں

میں ان کو ایک روپیہ کاپی اجرت دیتا ہوں کل میری کتاب بہادر شاہ کے فرمان کی پانچ کاپیاں درست کیں تھیں اور پانچ روپے دیئے تھے۔ آج دہلی کی آخری ضخیم کتاب کی سات کاپیاں درست کیں اور سات روپے حاصل کئے میرے پوتے اور نواسے دوائوں پر لیبل لگاتے ہیں اور وہ آنے فی کس انعام حاصل کرتے ہیں۔

آج بسم اللہ کی تقریب میں بانو نظامی بی اے بھی ملیں تھیں۔ اور میں نے جہاں بانو صاحبہ کے مکان میں مغرب کی نماز پڑھائی تھی۔

۲۰ ربیع اول یکم فروری یکشنبہ حیدرآباد

دس ہزار روپے] ترکمان دروازے دہلی سے محمد الیاس صاحب کا خط آیا ہے کہ جب مہاتما گاندھی درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے سالانہ عرس میں گئے تو ہزاروں ہندو مسلمان اور سکھ بھی ان کے ساتھ گئے اور سب نے درگاہ شریف میں نذریں پیش کیں۔ اور تقریباً دس ہزار روپے نذر کے جمع ہو گئے۔

مہاتما گاندھی نے فاتحہ پڑھی] ایک دوسرے خط میں یہ اطلاع آئی ہے کہ مہاتما جی نے عرس میں فاتحہ بھی پڑھی اور قرآن شریف کی دوسری آیات بھی پڑھیں مجھے ان دونوں اطلاعوں سے بہت زیادہ خوشی ہوئی اور مجھے یاد آیا کہ ۱۹۴۳ء میں میں نے مہاتما گاندھی کے نام ایک مطبوعہ پیغام قبول اسلام کا شائع کیا تھا۔ اور ۲۰ اگست ۱۹۴۳ء کی رات کو مولانا محمد علی صاحب کے مکان پر مہاتما گاندھی نے ۲۰ گھنٹے مجھ سے تبلیغ اسلام کی نسبت باتیں کیں تھیں اور یہ کہا تھا مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے اسلام کی تبلیغ کی کیونکہ میں آپ کی تبلیغ کو سمجھ سکتا ہوں۔ خدا کو ایک مانتا ہوں رسول کو سچا رسول مانتا ہوں۔ قرآن کو برحق مانتا ہوں۔ لیکن اگر آپ میرے بچوں کو تبلیغ کریں تو مجھے اس سے اختلاف ہوگا کیونکہ وہ آپ کی تبلیغ کو سمجھ نہیں سکتے

کام] صبح ہادی منزل میں آیا۔ دن بھر کام کر کے شام کو ایوان نواب سر آسمانجاہ میں واپس گیا۔

۲۱ ربیع اول ۲ فروری دوشنبہ حیدرآباد

بخار] مجھے روزانہ رات کو ہلکا بخار ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پان میں تمباکو کھاتا ہوں جس کی کثرت کے سبب اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور بڑھاپے کی دق ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ دماغی اور ذہنی اذیت بھی اس بخار کا باعث ہے جو مجھے احساس کی نزاکت اور جسمانی کمزوری کے سبب آج کل بہت محسوس ہوتی ہے گھر کے اور باہر کے لوگوں کی غلطیاں مجھ کو ہر وقت تکلیف دیتی ہیں جن کو جسمانی ناتوانی کے سبب برداشت نہیں کر سکتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب لوگ میری راحت و آسائش سے غافل اور بے توجہ ہیں۔ اور مجھے ان پر غصہ آتا ہے۔

آج میں نے غور کیا کہ بخار ان حالات کے سبب نہیں بلکہ خراب غذا کے سبب ہے اور دماغی سکون نہ ملنے کے سبب ہے۔ اور دہلی سے جدائی کا غم اور ساری زندگی کی محنت کے برباد ہو جانے کے احساس کے سبب ہے کیونکہ میری غیر مطبوعہ کتابیں دہلی میں ہیں۔ قلمی کتابیں دہلی میں ہیں ہزاروں اخبار اور رسالے اور خطوط دہلی میں ہیں۔ جن میں میرے بے شمار مضامین ہیں۔

اس کے علاوہ میری روزی کی آمد بند ہو گئی ہے۔ دہلی کا عملہ موجود ہے جس کو تنخواہ دیتا ہوں مگر آمدنی ہر چیز کی بند ہے جس سے آمدنی ہوتی تھی۔ اور پردیس کا خرچ اتنا زیادہ ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ دس بارہ روپے روزانہ کا خرچ ہے۔

۲۲ ربیع اول ۳ فروری سہ شنبہ حیدرآباد

ہادی منزل میں آگیا] آج میں ایوان نواب سر آسمان جاہ سے پیدل روانہ ہوا اور ہادی منزل میں آگیا۔ اور طے کر لیا کہ میں اکیلا ہادی منزل میں رہوں گا۔ عورتیں بچے وہاں رہیں گے لڑکے کام کرنے آجایا کریں گے۔ میں نہیں جاؤں گا تاکہ ذہنی اور دماغی سکون میسر آئے۔

دماغی کمزوری] دماغ بہت کمزور ہو گیا ہے۔ وظیفہ پڑھنے سے بھی چکر آنے لگتے ہیں۔ دن بھر ملاقاتیوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ان سے باتیں کرنے میں بھی دماغ تھک جاتا ہے۔

دہلی کے دفتر کو جو خطوط روزانہ لکھتا ہوں ان کی تعمیل حسب منشاء نہیں ہوتی۔

بیماریاں] رات دن بار بار پیشاب آتا ہے اور پیشاب میں گردے کی چربی یا البیومن آتی ہے جس سے تمام جسم کی قوت ختم ہوتی رہتی ہے جگر خراب ہے معدہ خراب ہے رات کو ہلکا بخار ہو جاتا ہے۔

بادشاہ جانی کی وفات] آج دو بجے حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی یہ غم ناک خبر لائے کہ ان کی بہن رشید النساء ملکوت بیگم نظامی کے اکلوتے لڑکے بادشاہ جانی نظامی نے رات کو وفات پائی۔ ۲۸ برس کی عمر تھی۔ خون کی قے ہوئی۔ اور دو منٹ میں ختم ہو گئے۔

ایسا صدمہ ہوا جو برداشت سے زیادہ تھا فوراً ان کے ساتھ گیا۔ ماں کی بے قراری سنی۔ مرنے والے کو کفن کا دولہا بنا ہوا دیکھا۔ جنازے کی نماز پڑھائی اور اپنے پیارے مرید کو خاک کے سپرد کیا۔

اے خاک تیرہ، عزت مہماں نگاہ دار
کیں نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

بوڑھے باپ حکیم اکبر علی نظامی کو دیکھتا تھا تو کلیجہ منہ کو آتا تھا۔ ملکوت بیگم نظامی نے اپنے اکلوتے لال کی صفات کا ایسے انداز سے ذکر کیا کہ دل کے ٹکڑے ہو گئے عورتوں سے سارا گھر بھرا ہوا تھا اور غمزدہ ماں اپنی خداداد فصاحت اور قوت تقریر سے اپنے دل کی آگ برسا رہی تھیں باتوں میں معجزہ کی شان تھی [illegible] جاتا تھا۔ میں نے بادشاہ جانی کا چہرہ دیکھا تو کہا چلو بیٹا آگے چلو ہم بھی پیچھے پیچھے آتے ہیں۔

ابھی چند روز کی بات ہے حکیم مصطفےٰ حسین نظامی کی پہلی بیوی نے دنیا کو خیرباد کہا تھا اور میں نے صدمہ اٹھایا تھا آج یہ نیا داغ دل پر لگا۔

ساری رات بادشاہ جانی کی صورت آنکھوں میں رہی۔ بخار بھی زیادہ ہو گیا

۲۲ ربیع اول ۴ فروری چہارشنبہ حیدرآباد

نظام کالج کا جلسہ] کئی دن سے رشاد صاحب اور نواب ذوالقدر جنگ بہادر کے پوتے والا قدر بیگ صاحب میرے پاس آ رہے تھے اور نظام کالج میں تقریر کے لئے کہہ رہے تھے۔ آج تین بجے میں نے وہاں جا کر مہاتما گاندھی کی ماتمی تقریر کی تھی۔ ہندو مسلمانوں کا بہت بڑا جلسہ تھا۔ والا قدر صاحب صدر تھے۔ آغا حیدر حسن صاحب دہلوی نے میرا تعارف کرایا تھا۔ میں نے پہلے زبانی تقریر کی پھر لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔ اتنی زیادہ تالیاں بجیں کہ کالج کا ہال قوالی کی مجلس معلوم ہونے لگا۔ حیدرآباد کی سخن فہمی اور سخن سنجی سے مجھے بھی بہت خوشی ہوئی تاہم دو گھنٹے بولنے کے سبب اس قدر تھکا کہ رات بھر بخار میں بے ہوش پڑا رہا۔ کل اسی کالج میں گاندھی جی کی نسبت مولانا سید قاسم رضوی صاحب صدر مجلس اتحاد المسلمین کی تقریر ہوئی تھی جس سے ناراض ہو کر ہندو چلے گئے تھے اور معمولی سی زد و کوب بھی ہوئی تھی مگر آج ہندو مسلمان بہت مطمئن رہے۔ خاص کر ہندوؤں نے کہا خواجہ صاحب نے کل کے واقعے کی تلافی کر دی۔

میں نے کہا جہاں تک مجھے معلوم ہے رضوی صاحب نے کوئی بات ہندوؤں کے خلاف نہیں کہی تھی۔ ہندوؤں نے جلدی کی اور تقریر پوری نہ سنی ورنہ یہ بدمزگی نہ ہوتی۔

انسان اپنے اندر کے جذبات و خیالات کی عینک سے باہر کی چیزیں دیکھتا ہے

۲۴ ربیع اول ۵ فروری شنبہ حیدرآباد

قلق] آج شام کو ڈاکٹر رضی الدین صاحب کی صدارت میں ایک علمی جلسہ تھا صوفی ہال میں ہونے والا تھا اور حیدرآباد کے بہت سے ادیب اور شاعر اور مصنف مجھے بلاوا دینے آئے تھے مگر میں مرتضیٰ احمد صاحب ایڈووکیٹ کی صاحبزادی کی شادی میں رہ گیا۔ پروگرام یہ تھا کہ پانچ بجے شادی میں شریک ہو کر جلسے میں چلا جاؤں گا مگر شادی میں بہت دیر ہو گئی اور سارا وقت وہیں ختم ہو گیا۔ اس کا مجھے بہت صدمہ ہوا اور قلق ہوا

شادی] مولوی مرتضیٰ احمد صاحب ایڈووکیٹ کی صاحبزادی کی شادی بہت دھوم سے ہوئی تھی۔ ندراد بھی شریک ہوئے تھے۔ مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی نے نکاح کا خطبہ پڑھا تھا نئے اور پرانے زمانے کی بہت سی خوبیاں اس شادی میں نظر آئیں۔ بہت سے قدیم و جدید احباب بھی یہاں ملے۔

بسم اللہ پڑھائی] رات کو خواجہ بانو اور سب چھوٹے بڑے بچوں کے

ساتھ مولوی محمد عبد اللہ مخلص شاہ نظامی کے پوتے ولی اللہ کو بسم اللہ پڑھانے گیا تھا۔ بچے کے باپ مولوی حبیب اللہ نظامی عرف سرور صاحب نے بہت شاندار آرائش اپنے مکان کی کی تھی۔ ملک کے نامور عہدے دار بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے بسم اللہ پڑھائی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ خود بسم اللہ پڑھی کیونکہ بچہ مجمع سے مرعوب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سب نے تکلف کھانا کھایا۔ انتظام بہت صاف اور سلیقہ مندی کا تھا۔ میرے دسترخوان پر مولوی سید احمد صاحب قادری اور مولوی رکن الدین صاحب اور مولوی محمد رحیم الدین صاحب اور حسین شریک تھے۔

جفر اور نجوم اور رمل کی بحث سنی۔ پروفیسر کیرو کی ایک نایاب کتاب دکھانے کا مولوی محمد رحیم الدین صاحب نے وعدہ کیا اور یونان کے ایک عجیب مصنف کی کتاب کا ذکر بھی کیا۔ جو کیرو کی کتاب سے زیادہ دلچسپ ہے۔

حبیب اللہ نظامی نے مکان بہت خوبصورت بنایا ہے ان کے والد مخلص شاہ نظامی بیٹے اور پوتے کی اس خوشی سے بہت مسرور معلوم ہوتے تھے اور مجھے بھی بہت زیادہ مسرت تھی کہ اپنے مخلص کے بیٹے کی یہ ترقی اور یہ خوشی خدا نے مجھے دکھائی۔

۲۵ ربیع اول ۶ فروری جمعہ حیدرآباد

حکیم خسرو شاہ نظامی] حسب معمول صبح حکیم خسرو شاہ نظامی کھانا لے کر گئے تھے وہ ہر جمعہ کو نہایت تکلف اور لذیذ کھانے لاتے ہیں۔ محلات شاہی کے طبیب خاص ہیں۔ خدا نے دست شفا مرحمت فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی معمولی نعمتیں بھی طب سے مرحمت ہوئی ہیں۔

ناسوتی شاہ نظامی] حسب عادت ناسوتی شاہ نظامی بھی جمعہ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ ان کی لڑکی بیمار ہیں۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کا علاج ہے۔ میں نے کہا علامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچی کو ملیریا ہے۔

خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی] جمعہ کے سلام کے لئے خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی بھی آئے تھے۔ وہ تیسرے دن سلام کر جاتے ہیں۔

کامل الیقین نظامی] محمد عبد الغفور کامل الیقین نظامی اپنے بچوں کے ساتھ ملنے آئے تھے اور باغ عام کی مسجد میں جمعہ پڑھا تھا۔

اعلیٰحضرت کی وضع داری] اعلیٰحضرت حضور نظام میں پرانے بادشاہوں کی بے شمار تاریخی صفات پائی جاتی ہیں۔ جن میں ایک صفت وضع داری کی ہے یعنی جو بات ایک دفعہ شروع کرتے ہیں ہمیشہ اس کی پابندی کرتے ہیں۔

مثلاً جب سے باغ عام کی مسجد میں آنا شروع کیا ہے کبھی کوئی جمعہ ناغہ نہیں ہوا۔ بارش میں چھتری نہیں لگاتے بھیگتے ہوئے مسجد میں آ جاتے ہیں۔

میں جب سے حیدرآباد میں آیا ہوں جمعہ اعلیٰحضرت کے ساتھ پڑھتا ہوں اور اعلیٰحضرت جب مسجد کے صحن میں داخل ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں۔ کیا ہے خواجہ صاحب؟ میں فوراً اعلیٰحضرت کے ساتھ مسجد کے اندر چلا جاتا ہوں جہاں علامہ مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی اور اعلیٰحضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر اور اعلیٰحضرت کی دلہن بیگم کے بھائی نواب قدرت نواز جنگ بہادر بھی ہوتے ہیں۔ مجھ سے اور مذکورہ اصحاب سے چند منٹ حالات حاضرہ کی نسبت گفتگو فرماتے ہیں اس کے بعد اذان ہوتی ہے اور گفتگو ختم ہو جاتی ہے۔

آج بھی دہلی کے نئے انقلابات کی تحریکوں کی نسبت دریافت کرتے رہے۔

رسالہ آستانہ دہلی] آج دہلی کا مشہور رسالہ آستانہ آیا تھا اور میں نے حاضرین بزم کو دکھایا تھا۔ مولوی قطب الدین خاں صاحب نائب ناظم کروڑگیری نے خریداری کی تھی۔

۲۶ ربیع اول ۷ فروری شنبہ حیدرآباد

ہدایت علی خاں] آج ہدایت علی خاں صاحب مندوزئی ملنے آئے تھے اور میرے لئے پھل بھی لائے تھے۔

بہزاد دکن] مولوی فیاض الدین نظامی بہزاد دکن ملنے آئے تھے۔ اور منادی جاری کرنے کی اجازت کی نسبت بہت زیادہ مدد کی تھی۔

حبیب صاحب] آج ساڑھے چار بجے حبیب صاحب کے ساتھ چادر گھاٹ ہائی اسکول کے جلسے میں گیا تھا جہاں فارسی اور عربی زبانوں میں طلبہ نے تقریریں کی تھیں۔ اور میں نے بھی ایک مختصر تقریر کی تھی۔ علاء الدین صاحب دہلوی جو اس اسکول کے پرنسپل ہیں انہوں نے صدارت کی تھی اور تقریر بھی کی تھی۔

۳ لاکھ ہندو ۶۵ ہزار مسلمان

دوسو برس پہلے پانی پت کا میدان

احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی گھمسان لڑائی

آنکھوں دیکھے تاریخی حالات

پانی پت کی آخری لڑائی

کتاب میں دیکھئے

جس کو ابھی حال میں فارسی تاریخ عماد السعادت سے
خواجہ حسن نظامی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے

قیمت مجلد ایک روپیہ حالی

احمد حسین جعفر علی تاجر کتب چار مینار حیدرآباد دکن

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

فاسفورس کا تیل

مسان کی بیماری

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے ان عورتوں کے پیٹ پر حمل کے وقت فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی روزانہ بچے کی پشت پر اس تیل کی مالش ہو تو خدا نے چاہا بچے سلامت رہیں گے۔ کیونکہ یہ بیماری ماں کی اعصابی کمزوری سے ہوتی ہے۔ پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد اس تیل کی مالش سے اعصابی کمزوری دور ہو جاتی ہے صدہا عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور ہزاروں بچوں کی جانیں اس تیل کی مالش سے بچ گئیں ہیں

پانچ منٹ میں درد دور ہو جاتا ہے

جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں درد جاتا رہتا ہے۔

فالج اور لقوہ اور رعشہ

فاسفورس کے تیل کی مالش فالج اور لقوے کے بیماروں کے لئے بھی بہت زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ ہزاروں آدمیوں کو اس مالش سے فائدہ ہوا ہے۔ رعشے کی بیماری بھی اس تیل کی مالش سے جاتی رہتی ہے۔

عورتوں کی کمزوریاں

جو عورتیں کسی نسوانی بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہوں اُن کو اس تیل کی مالش ہر کمزوری سے بچا لیتی ہے۔ اس تیل کی مالش پشت پر ریڑھ کی ہڈی پر کرنی چاہیے۔

بڑھاپے کی کمزوریاں

جو عورت مرد عمر کی زیادتی کی وجہ سے کمزور ہو گئے ہوں وہ بھی اس تیل کی مالش سے طاقت ور ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ بڑھاپے میں جسم کے پٹھے اور رگیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اور اُن کے اندر قدرتی فاسفورس کم ہو جاتا ہے۔ اور اس تیل کی مالش سے فاسفورس پٹھوں کے اندر جذب ہو کر کمزوریاں دور کر دیتا ہے۔

ترکیب استعمال

فاسفورس کا تیل رات کو سوتے وقت پشت کی ریڑھ کی ہڈی پر چند قطرے ٹپکا کر مل دیا جائے۔ زیادہ مالش کی ضرورت نہیں ہے۔ تیل خود ہی جذب ہو جاتا ہے اور چونکہ ریڑھ کی ہڈی سے تمام جسم کے پٹھوں کا تعلق ہے۔ اس لئے ریڑھ کی ہڈی پر تیل ملنے سے سارے جسم کے پٹھوں میں اس تیل کی تاثیر پہنچ جاتی ہے۔ قیمت قسم خاص الخاص ڈیڑھ اونس کی شیشی تین روپے حالی۔ ڈھائی اونس کی شیشی پانچ روپے۔

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

دق اور سل کی دوا

یوایل

یوایل کھانے اور پینے کی دوا نہیں ہے ملنے کی اور سونگھنے کی دوا ہے دق اور سل کے بیمار روزانہ سوتے وقت پانچ قطرے سینے پر ٹپکا کر مل لیں اور دن کے وقت پانچ قطرے چہرے پر ٹپکا کر سونگھتے رہیں۔ نمونیہ اور ہیضہ اور ملیریا کی بیماریاں بھی اس تیل کے سونگھنے اور ملنے سے جاتی رہتی ہیں۔

ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت دو روپے حالی

ملنے کا پتہ

ٹی سنڈیکٹ عبدالرزاق کمپنی حیدرآباد دکن

خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیفات

بائیس خواجہؒ کی چوکھٹ کا زیارت نامہ

یہ کتاب ابھی حال میں تیار ہوئی ہے اور اس میں دہلی کے بائیس نامور اولیاء اللہ کے حالات نہایت تحقیق اور تلاش سے جمع کرکے شائع کئے گئے ہیں۔ عکسی تصویریں بھی ہیں۔ اور قیمت صرف آٹھ آنے رکھی گئی ہے جو لاگت کے لحاظ سے بہت کم ہے ہندوستان کے سب صوبوں اور ریاستوں کے ہندو مسلمان مریدوں کو چاہیئے کہ وہ اس کتاب کی ایک ایک جلد منگا کر اپنے پاس رکھیں۔ اور دہلی کے بائیس خواجہؒ کے بابرکت حالات سے فائدہ اٹھائیں۔

اسرار اسم اعظم

یہ کتاب تمام ہندوستان میں مشہور ہے مگر صرف اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے۔ جو رازداری کا اقرار کریں۔ اس میں قرآن شریف کے بہت سے مرموز حروف کی روحانی تحقیقات کا بیان بھی ہے۔ یہ کتاب بھی سب صوبوں اور سب ریاستوں کے مریدوں کے پاس رہنی چاہیئے۔

ترتیلی ترجمہ

قرآن مجید کا یہ ترجمہ تمام ہندوستان میں گھر گھر پڑھا جاتا ہے۔ اور بعض اسلامی مکتبوں میں بچوں کو بھی پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے آخری پندرہ پارے ختم ہوگئے تھے۔ اب تیار ہوگئے ہیں۔ اور دہلی میں جلد بندی ہو رہی ہے۔ بہت جلد حیدرآباد میں آجائیں گے۔ اور ہدیہ دونوں حصوں کا مکمل پندرہ روپے ہوگا۔

مفلسی کا مجرب علاج

یہ وہ مشہور کتاب ہے جو خواجہ صاحب نے سب سے پہلے عربی سے ترجمہ کرکے شائع کی تھی۔ اس میں حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ کی لکھی ہوئی عربی کتاب کا ترجمہ ہے امام سیوطیؒ نے مفلسی دور کرنے کے لئے قرآن و احادیث سے جو دعائیں اور عملیات جمع کئے تھے وہ اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ قیمت چار آنے۔

اردو سبق باتصویر

یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے۔ اس میں تصویریں بھی ہیں۔ اور خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی نہایت دلچسپ تحریریں بھی ہیں۔ جن سے بچوں کی مذہبی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے

شیخ چلی کی الف بے تے

یہ بچوں کا قاعدہ ہے۔ آسان قاعدہ وغیرہ ناموں سے کئی بار چھپ چکا ہے۔ اب حیدرآباد میں آنے کے بعد اس کو نئے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ پہلے سرکار عالی کے محکمۂ تعلیمات میں شاہی فرمان کے بموجب داخل نصاب تھا۔ مگر بعد میں خارج ہوگیا تھا۔ خارج ہونے کی وجہ محض یہ تھی کہ میں نے باقی رکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس لئے اب حیدرآباد میں آنے کے بعد اس کو محض اس غرض سے چھپوایا گیا ہے کہ حیدرآبادی باشندے اس کو خانگی طور پر خریدیں اور گھر میں بچوں کو پڑھائیں۔ داخل نصاب ہونے کے پابند نہ رہیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ جن لوگوں کے قاعدے داخل نصاب ہیں۔ ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچاؤں اور ان کی جگہ اپنے قاعدے کو داخل نصاب کراؤں۔ حیدرآبادی اصحاب احمد حسین جعفر علی تاجر کتب چارمینار کے ہاں خود جاکر دیکھ لیں اگر وہ بچوں کے لئے مفید معلوم ہو تو خرید لیں، پہلے اس کی قیمت دو آنے تھی۔ مگر اب لکھائی چھپائی اور کاغذ کی گرانی کے سبب زیادہ خرچ ہوگیا ہے۔ اس واسطے چار آنے قیمت رکھی گئی ہے اور بچوں کے لئے چار آنے خرچ کرنے کسی کو ناگوار نہیں ہوں گے۔

تاریخ رسولؐ

یہ کتاب سیرت نبویؐ کے نام سے عورتوں اور بچوں اور غیر مسلم قوموں کے لئے میں نے لکھی تھی اور کئی بار چھپی تھی۔ اور کاغذ نہ ملنے کے سبب کئی سال سے نایاب تھی اب حیدرآباد میں آکر میں نے اس کو تاریخ رسولؐ کے نام سے چھپوایا ہے اور باوجود کثیر اخراجات کے قیمت وہی رکھی ہے جو پہلے تھی یعنی دو روپے۔

نوّے ۹۰ برس پہلے

دھلی کی خونی داستان

۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ بادشاہ اور ہندو مسلمانوں نے مل کر ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لئے جو لڑائی لڑی اس کے تاریخی حالات بارہ حصّوں میں خواجہ حسن نظامی دہلوی نے لکھے ہیں۔ جو پندرہ روپے کا دار قیمت میں دفتر اخبار منادی حیدر آباد ہادی منزل، باغ عام روڈ سے مل سکتے ہیں۔

راج کمار ہردیو کا روز نامچہ

سات سو برس پہلے دولت آباد اورنگ آباد میں ہندو راج کے راجہ رام دیو کے خاندان کا ایک راجکمار دہلی گیا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا مرید ہوگیا۔ اور اس نے فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام چہل روزہ رکھا۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے اس کا نام احمد ایاز رکھا اس کے بعد سلطان محمد تغلق نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی۔ اور اس کو ہندوستان کا وزیر اعظم بنا دیا۔

اب خواجہ حسن نظامی دہلوی نے راج کمار ہردیو عرف خواجہ جہاں احمد ایاز تلنگی کی فارسی کتاب چہل روزہ کا اردو میں ترجمہ شائع کیا ہے جو دفتر اخبار منادی ہادی منزل۔ باغ عام روڈ حیدر آباد سے دو روپیہ قیمت پر مل سکتا ہے۔ اور یہ کتاب اور خواجہ صاحب کی سب کتابیں۔ احمد حسین جعفر علی تاجر کتب چار مینار حیدر آباد سے بھی مل سکتی ہیں۔

یہ حیدر آباد ہے

ہفت روزہ اخبار منادی میں حیدر آباد کے تعارف اور پہچان کیلئے حسب ذیل معلومات شائع ہوا کرینگی

حیدر آباد کی زمین	حیدر آباد کے موسم	حیدر آباد کا پانی	حیدر آباد کے کھانے
حیدر آباد کا لباس	حیدر آباد کی بولیاں	حیدر آباد کی صبح	حیدر آباد کی دوپہر
حیدر آباد کی شام	حیدر آباد کی رات	حیدر آباد کی سواریاں	حیدر آباد کی سیندھی
حیدر آباد کے بازار	حیدر آباد کے ہندو	حیدر آباد کے مسلمان	حیدر آباد کے سکھ
حیدر آباد کے عیسائی	حیدر آباد کے پارسی	حیدر آباد کے اچھوت	حیدر آباد کے بچے
حیدر آباد کے جوان	حیدر آباد کے بوڑھے	حیدر آباد کی عورتیں	حیدر آباد کے ہیجڑے
حیدر آباد کی سوغاتیں	حیدر آباد کے درخت	حیدر آباد کے پرند	حیدر آباد کے چرند
حیدر آباد کے امرا	حیدر آباد کے عہدہ دار	حیدر آباد کے تاجر	حیدر آباد کے گداگر
حیدر آباد کے شاعر	حیدر آباد کے اخبار	حیدر آباد کے علما	حیدر آباد کے مشائخ
حیدر آباد کی درگاہیں	حیدر آباد کے قبرستان	حیدر آباد کی پرانی عمارتیں	حیدر آباد کے باغ
حیدر آباد کے تالاب	حیدر آباد کے گھر	حیدر آباد کی شکلیں	حیدر آباد کی مسجدیں
حیدر آباد کے مندر	حیدر آباد کے گرجا	حیدر آباد کے آتشکدے	حیدر آباد کے گردوارے
حیدر آباد کے حکیم	حیدر آباد کے ڈاکٹر	حیدر آباد کے وید	حیدر آباد کے سینما
حیدر آباد کا ریڈیو	حیدر آباد کے کتب خانے	حیدر آباد کے سپتال	حیدر آباد کے سکے
حیدر آباد کے قوال	حیدر آباد کی رنڈیاں	حیدر آباد کے کارخانے	حیدر آباد کی پولیس
حیدر آباد کے دکاندار	حیدر آباد کے مزدور	حیدر آباد کی فوج	حیدر آباد کے ہتھیار
حیدر آباد کی اردو	حیدر آباد کا جغرافیہ	حیدر آباد کی تاریخ	حیدر آباد کے اہل کمال
حیدر آباد کے آثار قدیم	حیدر آباد کے آثار جدید	حیدر آباد کے ملکی	حیدر آباد کے غیر ملکی

اسی طرح ہندوستان و پاکستان کی معلومات بھی حیدر آباد کی آگاہی کے لئے منادی میں شائع ہوا کرے گی لہذا اہل حیدر آباد سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علم کی بموجب مذکورہ عنوانات کی معلومات دفتر منادی کے لیے عنایت فرمائیں۔ اور اپنے حالات بھی مرحمت کریں تاکہ ان کو شائع کیا جائے۔

منتظم دفتر حیدر آبادی منادی ہادی منزل باغ عامہ روڈ حیدر آباد دکن

چشتیوں کا پہلا وطن چشت افغانستان میں ہے۔ بلخ اور ہرات کے بیچ میں

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

سب چشتی سلطان افغانستان متوکل علی اللہ محمد ظاہر شاہ بادشاہ کے دعاگو اور وفادار ہیں

قلم کار خواجہ حسن نظامی | مورخہ ۱۶ و ۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء | سالانہ قیمت چار روپے

شب برات کی دعا

مقبولیت کی بشارت

۱۴ شعبان ۱۳۶۶ ہجری ۴ جولائی ۱۹۴۷ء جمعہ کا دن ختم ہونے کے بعد جو رات آئی وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی انقلابی تاریخ میں سب سے بڑی رات تھی۔ کیونکہ اُس رات اللہ کے بندے حسن نظامی نے فلک اول کی تجلیاتِ تختِ رب العالمین کی بشارتیں سنیں کہ اسلام کا اور مسلمانوں کا بول بالا ہوگا۔ اور حضرتِ امام مہدیؑ کی معنوی قوتوں کا دنیا کے ہر حصے میں ظہور ہو جائے گا۔

آج کی رات درگاہ شریف حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ میں نہایت شاندار روشنی ہوئی۔ گنبد شریف کے کلس کی نوک پر برقی روشنی تھی۔ اور مزار کے چاروں طرف بے شمار روشنیاں تھیں۔

تمام رات درگاہ کے متعلقین اور مسافر اور درویش اور زائرین سیکڑوں کی تعداد میں مصروف عبادت رہے۔ اور شب بیداری کی۔ میں نے پانچ ہزار بزرگوں اور دوستوں اور مریدوں کے لئے نام لے لے کر دعا مانگی جن لوگوں نے طلب دعا کے لئے تار اور خط بھیجے تھے۔ اُن کے لئے بھی۔ اور جو لوگ میرے تبلیغی کاموں کی اور درگاہ کی روشنی اور لنگر کی امداد کرتے رہتے ہیں اُن کے لئے بھی دعا مانگی۔ اور تقدیر بدلنے کے عمل کو نو ہزار نو بار پڑھا۔

مخصوص دعا طلبی کے چند نام

(۱) محمد علی جناح اور اُن کے ساتھی (۲) مولانا ابو الکلام آزاد اور ان کے ساتھی (۳) سلطان افغانستان متوکل علی اللہ محمد ظاہر شاہ بادشاہ اور اُن کے ساتھی (۴) سلطان دکن میر عثمان علی خاں آصف جاہ ہفتم اور ان کے ساتھی (۵) تاجدار جاورہ نواب افتخار علی خاں دل شاہ چشتی صابری نظامی اور ان کے ساتھی (۶) نواب سر حمید اللہ خاں فرماں روا بھوپال اور ان کے ساتھی (۷) نواب سر سید رضا علی تاجدار رام پور اور ان کے ساتھی (۸) نواب طالع محمد خاں فرماں روا پالن پور اور اُن کے ساتھی (۹) نواب غلام معین الدین خاں فرمانروا مانا ودر کاٹھیاواڑ اور اُن کے ساتھی (۱۰) خواجہ راجہ چھپا ریڈی نظامی حیدرآباد اور اُن کے بچے (۱۱) نواب ظہیر یار جنگ امیر پائیگاہ حیدرآباد اور ان کے بیوی بچے (۱۲) نواب حسن یار جنگ حیدرآباد اور ان کے بیوی بچے (۱۳) بیگم نواب لی الدولہ حیدرآباد اور اُن کے بچے (۱۴) نواب غوث یار حیدرآباد اور اُن کے بچے (۱۵) بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی حیدرآباد اور ان کے بیوی بچے (۱۶) مولوی قطب الدین حیدرآباد اور اُن کے اہل و عیال (۱۷)

خواجہ حسین نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۱۸) خواجہ علی نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۱۹) زیدپاشا نظامی (۲۰) محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی اور اُن کے متعلقین (۲۱) محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۲) محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی اور اُن کے بچے (۲۳) ناسبتی شاہ نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۴) علی عطوفہ عرب اور اُن کے بیوی بچے (۲۵) سید سعید نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۲۶) بدرالدین نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۷) فخرالدین خاں نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۲۸) کامل الیقین نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۹) صادق الیقین نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۳۰) پاشا بیگم نظامی اور ان کے شوہر و بچے (۳۱) محبوب بانو نظامی اور ان کے شوہر و بچے (۳۲) موتی بیگم سرفدا نظامی اور ان کی لڑکی (۳۳) غوث محمد نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۳۴) بیگم صاحبہ نواب سر بلند جنگ مرحوم اور ان کے بچے۔ (۳۵) راجہ دھرم کرن بہادر اور ان کے بیوی بچے (۳۶) اچھوت لیڈر روینکٹ راؤ اور اُن کے ساتھی۔ (۳۷) مولوی عبدالقیوم اور ان کے بیوی بچے (۳۸) سلیم القلب رحمن اور ان کے بیوی بچے (۳۹) نواب دین یار جنگ اور اُن کے بیوی بچے (۴۰) نواب غازی یار جنگ اور اُن کے متعلقین (۴۱) مولوی رکن الدین اور ان کے متعلقین (۴۲) نواب سالار جنگ اور ان کے متعلقین (۴۳) داؤد نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۴۴) غلام حیدر خاں گول گنڈہ سگریٹ فیکٹری (۴۵) غلام غوث خاں (۴۶) شاد عالم خاں (۴۷) سلیم خاتون اور اُن کی بیٹی اور بہن اور بیٹی کے بچے (۴۸) ملکوت بیگم نظامی اور اُن کے شوہر و بچے (۴۹) حکیم مصطفےٰ حسین نظامی اور اُن کے متعلقین (۵۰) مولانا علی بخش واعظ قوال اور اُن کے متعلقین (۵۱) سید ذہین نظامی اور ان کے متعلقین (۵۲) سعیدہ بانو نظامی اور رضیہ نظامی اور محمد بشیر نظامی اور محمد نصیر نظامی (۵۳) حسن احمد نظامی (۵۴) عابد حسین نظامی (۵۵) مولوی رکن الدین دانا نظامی (۵۶) امام غوری (۵۷) عبدالقادر سبیب (۵۸) پروفیسر سعید الزماں اور اُن کے متعلقین (۵۹) مولوی غلام یزدانی اور ان کے متعلقین (۶۰) رنگ باز خاں اور ان کے بیوی بچے (۶۱) میر محبوب علی اور ان کے بیوی بچے (۶۲) مہر جہاں نظامی اور اُن کے شوہر و بچے (۶۳) مولوی محمد اسمٰعیل حضوری نظامی اور اُن کے متعلقین (۶۴) مولوی عبدالکریم (۶۵) نواب سردار یار خاں نظامی اور ان کے بیوی بچے (۶۶) مولوی خواجہ عبدالدین انیس الغربا (۶۷) مولوی مرزا محمد بیگ (۶۸) میر فیروز علی نظامی (۶۹) نواب نصیر یار جنگ نظامی (۷۰) نواب اقبال جنگ (۷۱) وزارت النسا بیگم نظامی اور اُن کے شوہر اور سب بہنیں (۷۲) آصف النسا بیگم نظامی اور اُن کے شوہر (۷۳) مولوی میر حسین علی (۷۴) سید مبارز الدین رفعت اور ان کے بیوی بچے (۷۵) مولوی مہتاب دلر خاں اور اُن کے بیوی بچے (۷۶) مرزا ضامن علی اور اُن کے متعلقین (۷۷) چمن آرا بیگم اور اُن کے متعلقین (۷۸) نواب لیاقت جنگ اور اُن کے متعلقین (۷۹) ڈاکٹر سید محی الدین زور اور اُن کے متعلقین (۸۰) مولوی خلیل الزماں اور اُن کے متعلقین (۸۱) نواب معشوق یار جنگ اور اُن کے متعلقین (۸۲) نواب میرزا یار جنگ اور اُن کے متعلقین (۸۳) خواجہ حمید الدین شاہد (۸۴) محمد مظہر اللہ ظہوری شاہ نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۸۵) عبدالقادر سلیم نظامی اور اُن کے بیوی بچے۔

دہلی

(۱) ملا واحدی اور اُن کے بچے (۲) بھیا فقیر عشقی اور اُن کے بچے (۳) حسن نظامی اور اُن کے متعلقین (۴) مولانا عشقی نظامی اور اُن کے متعلقین (۵) سید احمد حسن اور اُن کے متعلقین (۶) عبداللطیف خاں نیازی اور اُن کے متعلقین (۷) شیخ فیروز الدین جاپان والے اور اُن کے متعلقین (۸) شیخ سلطان احمد جاپان والے اور اُن کے متعلقین (۹) سید یامین نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۱۰) مستری حبیب خاں نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۱۱) استاد شمس الدین اور ان کے متعلقین (۱۲) حکیم احمد حسن خاں نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۱۳) حکیم ملنسار نظامی اور اُن کے متعلقین (۱۴) حکیم عبدالسلام نظامی اور اُن کے متعلقین (۱۵) نواب مرزا نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۱۶) خان بہادر حاجی رشید احمد اور ان کے متعلقین (۱۷) خان بہادر حاجی وجیہ الدین اور ان کے متعلقین (۱۸) سید صدر العلیٰ اور ان کے متعلقین (۱۹) سید کہف الورٰی اور ان کے متعلقین (۲۰) حکیم محمود علی خاں ماہر اور اُن کے متعلقین (۲۱) خلیفہ حاجی غوث محمد اور ان کے متعلقین (۲۲) مفتی شوکت فہمی

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

۱۶ ار و ۲۴ر جولائی سنہ ۱۹۴۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

عربی فارسی سیکھنے کی ضرورت

اب تک ہندوستان کے عربی مدرسوں میں جن لاکھوں آدمیوں نے عربی فارسی پڑھی ہے - اور ان مدرسوں پر لاکھوں سے زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے اُس کا نتیجہ کچھہ نہیں نکلا یعنی ان مدرسوں کے پڑھے ہوئے لوگ نہ عربی بول سکتے ہیں - اور نہ لکھہ سکتے ہیں نہ فارسی بول سکتے ہیں اور نہ لکھہ سکتے ہیں، صرف ندوۃ العلماُ کا مدرسہ لکھنؤ میں ایسا مدرسہ ہے - جہاں عربی اور فارسی بولنے اور لکھنے کی مشق کرائی جاتی ہے - اس لئے ضرورت ہے - کہ فوراً ہندوستان کے عربی مدرسوں میں عربی فارسی زبانیں لکھنے اور بولنے کی تعلیم شروع کردی جائے - کیونکہ پاکستان کی حکومت کو ایسے بے شمار آدمیوں کی ضرورت ہوگی جو عربی فارسی بولنے والے ملکوں میں تجارت اور سیاسی کاموں کے لئے بھیجے جائیں گے - اور اس سے اُن کو معقول آمدنی ہوگی -

سفرناموں کا مطالعہ

پاکستان کے لوگوں کو فارسی ملکوں اور عربی ملکوں کے سفرنامے بھی اُردو اور انگریزی میں پڑھنے چاہئیں - کیونکہ اب قرآن شریف کہ اِس حکم پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے کہ خدا کی زمین میں سیر و سیاحت کرو - اور اس کی تعمیل کے لئے اور تجارتی اور سیاسی ضروریات کے لئے پاکستانی باشندے فارسی اور عربی ملکوں میں جانے شروع ہو جائیں گے - اور ان سفرناموں سے اُن کو بہت سے فائدے حاصل ہوں گے -

کتابوں کی تجارت

ہندوستان میں پرانی فارسی اور پُرانی عربی کی بے شمار کتابیں ایسی موجود ہیں - جو فارسی اور عربی ملکوں میں بک سکتی ہیں - اور عربی اور فارسی ملکوں میں بھی یورپین زبانوں سے ترجمہ کیا ہوا علوم و فنون کا بڑا ذخیرہ موجود ہے - جو ہندوستان میں خریدا جاسکتا ہے - لہذا فوراً ہندوستان میں ایسی تجارتی کمپنیاں قائم ہونی چاہئیں جو ہندوستان کی کتابیں عربی فارسی ملکوں میں پہونچائیں - اور وہاں کی کتابیں ہندوستان میں فروخت کریں -

تجارتی ریڈیو کی ضرورت

ریاست چترال میں ایک بڑی طاقت کا تجارتی ریڈیو قائم کرنا چاہیے - کیونکہ چترال ایک ایسا مقام ہے جہاں روس اور افغانستان اور چین کی سرحدیں ملتی ہیں - اس ریڈیو میں چینی اور عربی اور فارسی اور روسی اور انگریزی زبانوں میں صرف تجارتی نشریات ہونی چاہئیں - گانا بجانا اور سیاسی تقریریں بالکل نہ ہوں - ہندوستان میں یا پاکستان میں جو چیزیں باہر کی درکار ہوں - اُن کا بیان کیا جائے اور جو چیزیں پاکستان اور ہندوستان سے باہر بھیجنے کے قابل ہوں اُن کا تعارف کرایا جائے - اور تاجروں سے معقول اُجرت لے کر اُن کے اشتہارات بھی نشر کئے جائیں - مگر کسی ایسی قوم کا اشتہار نہ لیا جائے - جس کی تجارتی حیثیت مضبوط نہ ہو - تاکہ پاکستان اور ہندوستان چھوٹے اشتہار بازوں کی بدنامی سے بچا رہے جو ریڈیو ہندوستان میں ہوں - اور جو ریڈیو پاکستان میں ہوں اُن دونوں کو سیاسی اختلافات سے بچنا چاہیئے کیونکہ سیاسی اختلافات ہمارے خانگی ہیں - باہر کے ملکوں پر آئندہ باہمی اتحاد کا اثر ڈالنے کی ضرورت ہے -

شعربازی ممنوع کردی جائے

پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو چاہیئے کہ وہ فوراً ایسا قانون بنائیں -

(۳

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی عام فہم تفسیر رمضان میں پڑھئے -

جس میں عشق بازی کی شاعری اور عشق بازی کی نثر بازی ممنوع قرار دی جائے۔ کیونکہ اس سے ہندوستان کی عملی قوتیں کمزور ہوتی ہیں۔

سنیما پر سنسر

دونوں حکومتیں سنیما کمپنیوں پر بھی سنسر مقرر کر دیں تاکہ عشق بازی پیدا کرنے والے تمام فلم ممنوع کر دئے جائیں۔ صرف سوشل اصلاح کے فلم دکھائے جائیں۔ جن میں گانا بجانا بہت کم ہو۔

ریڈیو کی اصلاح

میں نے پاکستان ریڈیو کے لئے جو تجویزیں لکھی ہیں اُن پر اگر ہندوستان ریڈیو بھی عمل کرے۔ اور گانا بجانا یا تو بالکل بند کر دیا جائے یا کم کر دیا جائے تو بہت مفید بات ہوگی۔

بازاری عورتیں ممنوع

دونوں حکومتوں کو چاہئے کہ شراب اور جُوئے کی بندش کے ساتھ ہی بازاری عورتوں کی پیشہ وری بھی قانوناً ممنوع کر دیں۔

سٹہ اور گھوڑ دوڑ

پاکستان اور ہندوستان نے انگریزوں سے آزادی حاصل کی ہے۔ اور سٹہ اور گھوڑ دوڑ اور کلب کا جوا انگریزی تہذیب کی یادگاریں ہیں۔ ان کو فوراً دور کر دینا چاہئے۔

مذہبی گانے

ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں میں جو مذہبی شان کے یا روحانی اور اخلاقی گانوں کا رواج ہے۔ ان کو فروغ دینا چاہیئے۔

ریاستوں کی آزادی

آجکل پاکستان اور ہندوستان کے لیڈروں میں ریاستوں کی آزادی کا مسئلہ بہت زیادہ الجھا ہوا نظر آتا ہے۔ مسلم لیگ کے لیڈر ریاستوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور کانگرسی لیڈر ریاستوں کو اپنی یونین میں شریک کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ مگر اب تک اُن کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ صرف دس بارہ ریاستیں اُن کے ساتھ ملی ہیں۔ باقی سب الگ ہیں۔ البتہ ریاست ٹراونکور اور ریاست حیدرآباد اور کشمیر نے اپنی آزادی کا اعلان کیا ہے۔ جس سے کانگرسی لیڈر ناراض ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ ریاست بھوپال بھی چند ریاستوں کو شریک حال بنا کر اپنی آزادی کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور اُس نے لنڈن میں چودھری سر ظفراللہ خاں صاحب کو وزیر اعظم سے اور پارلیمنٹ سے بات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

مجھے اصولاً کانگرس و مسلم لیگ سے ریاستوں کے مسئلے میں ایک حد تک اختلاف ہے۔ یعنی مسلم لیگ سے اس حد تک اختلاف ہے کہ وہ ریاستوں کے قطعی آزاد ہو جانے کی حامی ہے۔ میں اس آزادی کو خود ریاستوں کے لئے مفید نہیں سمجھتا۔ اُن کی خود مختاری امریکن ریاستوں کے اصول پر ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اندرونی طور سے خود مختار ہوں۔ اور بیرونی طور پر ایک مرکز سے متحد ہوں۔ اور کانگرس سے اس حد تک اختلاف ہے کہ وہ ریاستوں کو بالکل اپنے اندر لے لینا چاہتی ہے۔ میرے خیال میں یہ بات اس لئے ٹھیک نہیں ہے کہ ریاستیں ہندوستان کے پرانے رواج کی نشانیاں ہیں۔ اور کانگرس اور لیگ کا موجودہ طرز حکومت انگریزی ہے۔ اور میں اس انگریزی جمہوریت یا روسی جمہوریت (کمیونزم) کو ہندوستان کے لئے بہت برا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہندوستانیوں کی عادت اور خیالات اور حالات سے بہت دور ہے۔ اور کانگرس نے اور لیگ نے یہ غلط خیال قائم کر لیا ہے کہ سارے ملک کے مزدور اور عوام اور کسان انگریزی اصول جمہوریت کے موافق کام کر سکیں گے کیونکہ وہ ہزاروں برس سے ہندو راجاؤں اور مسلمان بادشاہوں کے طرز حکومت کے عادی تھے۔ اور سو دو سو برس کی انگریزی حکومت نے اُن کے جذبات اور خیالات کو بدلنے کی کوشش [illegible]، مگر اس میں اُس کو کامیابی نہیں ہوئی۔ ایسی حالت میں میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ کانگرس اور لیگ ہندوستان میں ہمیشہ انگریزی اور روسی طرز حکومت کو کامیابی سے چلا سکیں گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ انگریزی اور روسی طرز حکومت سے ہندوستان کے عوام یعنی کسان اور مزدور اور پیشہ ور اُکتا جائیں گے۔ اور روزانہ جھگڑے فساد ہوتے رہیں گے۔ اور کانگرس نے زمینداری سسٹم کو ختم کرنے کا جو ارادہ کیا ہے۔ وہ بھی آخر کار بہت بڑی خانہ جنگی اور خون ریزی کا اکھاڑہ بن جائے گا۔

پس ان حالات کا خیال کرنے سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پرانی حکومت کی نشانیاں

یعنی ریاستوں کو بھی انگریزی اور روسی طرز حکومت میں بدلنے کی کوشش کی گئی تو اُس پر یہ کہاوت صادق آئے گی ؎

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

یکم اور ۸ جولائی کے منادی میں چشتی پارٹی کی طرف سے یہ نوٹ شائع کیا گیا تھا۔ ہم سب جو اجمیر اور دہلی اور آگرے وغیرہ علاقہ جات ہندوستان میں رہتے ہیں ہم پوری طرح کانگریسی حکومت کے وفادار رہیں گے۔ اور اب جو میں یہ لکھ رہا ہوں کہ انگریزی اور روسی طرز حکومت ہندوستان کو راس نہیں آئے گا۔ یہ ایک دور اندیشی کی رائے ہے۔ اس کو وفاداری یا غیر وفاداری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ ریاستوں کی خود مختاری کے مسئلے سے مجھے اور میری چشتی پارٹی کو بہت زیادہ تعلق ہے۔ کیونکہ ہم سب قدامت کے حامی ہیں اور قدامت کی ہر شان کو باقی رکھنا ہمارے اصولی مقاصد میں شامل ہے اور اس کے لئے ہم کانگریس کی وفاداری کے باوجود آزادانہ جدوجہد جاری رکھیں گے۔ کہ ریاستوں کو خود مختار رکھا جائے۔ اور ان کو ہندوستان کی یونین میں وہی درجہ دیا جائے جو امریکہ کی یونین میں ہے یعنی امریکہ کی ہر ریاست آزاد و خود مختار ہے لیکن دُنیا کے سامنے امریکہ کے ایک پریسیڈنٹ کے ساتھ ہے۔

البتہ ریاستوں کے راجاؤں اور نوابوں کے چلن کا انتظام بہت ضروری ہے۔ کیونکہ پُرانی شخصی حکومت میں جو خرابیاں تھیں۔ اُن کا تعلق والیان ریاست کے چلن سے تھا۔ اور شخصی [illegible] ریاستوں میں خوبیاں بھی حکمرانوں کے اچھے چلن سے پیدا ہوتی تھیں۔ لہٰذا ہندوستان یونین کو صرف اتنا کام کرنا ہوگا۔ کہ ہر ریاست کا رئیس اپنے اچھے بُرے چلن کا جواب دہ یونین کے صدر کے سامنے ہو۔ تاکہ وہ اپنی رعایا کے عروج و ترقی یا اُس کے خلاف کاموں کا جواب یونین کو دے سکے۔

انگریزی زمانے میں پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ کا دباؤ ریاستوں میں بہت نامناسب تھا۔ اور ہتک آمیز تھا۔ ایسا برتاؤ ہندوستان کی یونین کو زیبا نہیں ہوگا۔

آج جو ہندو ریاستیں کانگریس کے ساتھ ہوئی ہیں اُن میں مسلمانوں کی صرف ایک ریاست رام پور کا نام نظر آتا ہے۔ باقی کوئی مسلمان ریاست شامل نہیں ہوئی اور ہندو ریاستیں بھی بہت تھوڑی سی شریک ہوئی ہیں۔ کیونکہ ہندو ریاستوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔ اور شریک ہونے والی ریاستیں دس پندرہ ہیں جو محض ہندو مسلم بگاڑ کے جذبات سے متاثر ہو کر ہندو حکومت میں شریک ہوئی ہیں۔ لیکن جب وہ برہمنوں اور بنیوں کا غلبہ مرکزی حکومت میں دیکھیں گی۔ تو فوراً یونین سے الگ ہو جائیں گی۔ کیونکہ منوجی کی قانون سازی اور تقسیم عمل منوسمرتی میں موجود ہے کہ حکومت کا اختیار صرف چھتریوں اور راجپوتوں کو دیا گیا ہے۔ اور بقیہ ذاتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر وہ سیاسی کاموں میں دخل دیں گی تو مہاپاپ کریں گی۔ آج گاندھی جی اور پنڈت نہرو کچھ ہی سمجھیں اور کچھ ہی کہیں اور کیسا ہی انتظام کریں وہ ہزاروں برس کی پُرانی باتیں بدلنے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اور ہندوستان کی ذاتوں [illegible] ذات پات کا بندھن یا منوسمرتی کا ہزاروں برس پُرانا قانون دوبارہ جنم لے گا۔ اور موجودہ جمہوریت زیر و زبر ہو جائے گی۔

میں اس بات سے بھی اختلاف کرتا ہوں کہ چھوٹی ریاستیں بڑی ریاستوں سے ملادی جائیں۔ اس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا کیونکہ چھوٹی بڑی ریاستوں میں صدیوں سے اختلافات ہیں۔ اکبر اعظم جیسے صلح کُل بادشاہ کو بھی اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اور عین لڑائی کے وقت اکبر کو ہندو راجاؤں کے خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے مشکلات پیش آتی تھیں۔ چنانچہ جب اکبر نو دن میں آگرے سے یلغار کرتا ہوا احمد آباد پہنچا۔ تو احمد آباد کے میدان جنگ میں ہندو راجاؤں کے باہمی جھگڑوں سے مشکلات پیش آئی تھیں۔ اگر راجہ مان سنگھ کا خاندان دور اندیشی اور عقلمندی سے کام نہ لیتا تو دشمن سے لڑنا کیسا آپس میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔ چنانچہ عین میدان جنگ میں ایک راجہ نے اکبر سے کہا کہ آپ نے فلاں بکتر جو میرا خاندانی بکتر تھا میرے فلاں دشمن کو دے دیا۔ اس لئے مجھے جو نیا بکتر دیا ہے وہ میں استعمال نہیں کروں گا۔ اکبر نے یہ سن کر اپنا بکتر اتار کر رکھ دیا۔ اور کہا جب تم بغیر بکتر کے جنگ کرو گے تو میں بھی بکتر نہیں پہنتا۔ یہ رنگ دیکھ کر راجہ مان سنگھ کا باپ راجہ بھگوان داس گھوڑا دوڑا کر اُس ناراض راجہ کے پاس گیا۔ اور کہا دیوانہ ہوا ہے ایسے نازک موقع پر گھر کے جھگڑوں کو بھول جانا چاہئے۔ اور اس طرح اُس راجہ کو راضی کر کے اکبر کے پاس آیا اور کہا اُس راجہ نے بھنگ پی لی تھی۔ وہ بھنگ کے نشے میں بے سروپا

باتیں حضور سے کہہ دیں تھیں۔ اب حضور اپنا بکتر پہن لیں۔ وہ راجہ حضور کا دیا ہوا بکتر پہنے تھا۔

کانگرس کے سب لیڈر گاندھی جی و نہرو جی سمیت اور مسلم لیگ کے سب لیڈر پرانی روایات اور پرانی تاریخ سے بالکل بے خبر ہیں۔ انھوں نے جو کچھ سیکھا ہے وہ انگریزوں سے سیکھا ہے۔ اور اُن سب نے انگریزوں کی لکھی ہوئی وہ تاریخیں پڑھی ہیں جو سر جان ایلیٹ نے ۱۸۶۹ء میں یعنی غدر ۱۸۵۷ء سے آٹھ برس پہلے ہندو مسلمانوں میں بگاڑ ڈالنے کے لئے لکھی تھیں۔ اس لئے وہ اپنے راجاؤں اور مسلمان بادشاہوں کی خوبیوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ اُن کی نظر صرف ان خرابیوں پر ہے۔ جو یقیناً راجاؤں اور بادشاہوں میں تھیں لیکن خوبیوں سے کم تھیں۔

لہذا میں اپنے مریدوں اور چشتی پارٹی کے ممبروں اور دوسرے ہم خیال ہندو مسلمانوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ کانگرس اور لیگ کی اُن غلطیوں سے ہوشیار رہیں جو وہ انگریزی اور روسی جمہوریت کی تقلید کی وجہ سے کر رہے ہیں یا آئندہ کریں گے۔ اور جہاں تک ہو سکے نرمی کے ساتھ لیکن آزادی اور بے باکی کے ساتھ کانگرس اور لیگ کو اُن غلطیوں سے آگاہ کرتے رہیں۔

افغانستان کی ایک بڑی خبر

۳ رجولائی کو لندن سے افغانستان کی نسبت ایک بڑی خبر آئی ہے کہ افغانستان نے برطانیہ سے صوبہ سرحد کا مطالبہ کیا ہے۔ اور وزیر اعظم پارلیمنٹ کے ساتھ اس پر غور کر رہے ہیں۔ ۴ رجولائی کو پنڈت جواہر لال نہرو نے اس مطالبے کی نسبت ایک مخالفانہ بیان شائع کیا جس میں کہا کہ یہ مطالبہ روس کے اشارے سے کیا گیا ہے لیکن مسلم لیگ کے سیاسی اشخاص کا خیال ہے کہ خود کانگرس کا اس مطالبے میں ہاتھ ہے۔ کیونکہ افغانستان ابھی حال میں اعلان کر چکا ہے کہ اُس کو اپنے ملک کی موجودہ حدود سے آگے بڑھنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔

میں اس اہم اور بڑی خبر کی نسبت ابھی کوئی رائے ظاہر کرنی مناسب نہیں سمجھتا جب تک کہ لیگ اور کانگرس کی روش صاف طور سے سب کے سامنے نہ آ جائے۔ یا کم از کم ۱۷ رجولائی تک انتظار کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ۱۷ رجولائی کو سرحد کا الکشن ختم ہوگا۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مقصود ہے کہ سرحدی باشندے پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں۔ یا ہندوستان کی کانگرسی حکومت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ پس اگر سرحدی باشندوں نے پاکستان کا ساتھ دینا منظور کیا تو پھر یہ معاملہ مسلم لیگ اور افغانستان کا ایک باہمی معاملہ بن جائیگا ہو سکتا ہے کہ مسلم لیگ افغانستان کے پرانے اور واجبی مطالبے کو قبول کر لے۔ اور سرحدی صوبے کے باشندوں کی آزادی اور خوش حالی کی شرائط کے ساتھ کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ کیونکہ مسلم لیگ کی ہائی کمانڈ سمجھتی ہے کہ پاکستان کا اصلی مقصد تمام مسلمان حکومتوں میں ربط و اتحاد پیدا کرنا ہے۔

نہرو جی کا یہ بیان کہ روس کے اشارے سے افغانستان نے یہ مطالبہ کیا ہے بہت زیادہ اہم بیان ہے۔ اور نہرو جی ہم سب سے زیادہ بیرونی اور اندرونی سیاستوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اُن کا یہ کہنا کہ کانگرس افغانستان کے مطالبے کی مخالفت کرتی ہے جب ہی قابل توجہ ہوگا کہ ۱۷ رجولائی تک کانگرس کے حق میں سرحدی باشندوں کی رائے ظاہر ہو جائے۔ ورنہ سرحدی صوبے اور افغانستان کے ملک کا معاملہ کانگرس ہائی کمانڈ کے لئے ایک فارن معاملہ ہو جائیگا

خاکساروں کا معاملہ

دہلی میں جون کے آخر سے جولائی کے پہلے ہفتے تک خاکساروں کی بہت ہل چل رہی اور مختلف خیالات اُن کی روش کی نسبت عوام و خواص نے ظاہر کئے۔ مسلم لیگی کہتے تھے۔ خاکسار کانگرس کے اشارے سے یہاں آئے ہیں۔ لیکن دہلی کی حکومت نے جو کانگرس کے زیر اثر ہے کوئی طرف داری اور جانب داری خاکساروں کی نہیں کی خاکساروں کے بانی مشرقی صاحب نے اعلان کیا تھا کہ اگر ۳۰ رجولائی تک ۳ لاکھ خاکسار دلی میں جمع نہیں ہوں گے تو وہ یہ تحریک ختم کر دینگے صوبے دہلی کی سرکاری اطلاعات سے ثابت ہوا ہے کہ دہلی میں چار ہزار خاکسار جمع ہوئے تھے۔ اگرچہ خاکساروں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد دہلی میں آ گئی تھی۔ لیکن سرکاری اطلاع زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اُس کے پاس ہر سمت سے آنے والے خاکساروں کی تعداد لکھی ہوئی موجود ہے۔ خاکساروں کے مخالف کہتے ہیں۔ مشرقی صاحب اس تحریک کو ختم نہیں کریں گے۔ اور ان کا مذکورہ اعلان محض اس لئے تھا کہ خاکسار زیادہ سے

زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں۔ اور اب خاکساروں کے طرفدار اخبار یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ خاکساروں کے لیڈر پنشن یافتہ فوجی مسلمانوں کو پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ دے کر ایک بڑی فوج تیار کریں گے۔ اور ہر صوبے میں دو دو کروڑ روپے سرمائے کے "خاکسار بنک" بھی کھولے جائیں گے۔

مگر اُن کے مخالف کہتے ہیں کہ یہ چیزیں محض پروپیگنڈے کے لئے اور خاکساروں کی ساکھ قائم رکھنے یا بڑھانے کے لئے ہیں۔ ورنہ مسلم لیگ کی بڑی جماعت سے ٹکرانے اور کوئی قابل عمل پروگرام پیش نہ کرنے کی وجہ سے خاکساروں کی جماعت اپنے لیڈر سے مایوس ہو گئی ہے اور رفتہ رفتہ اُن کی جماعت میں طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔

میری ذاتی رائے

میری ذاتی رائے خاکساروں کی تحریک کی شروعات سے لے کر اب تک خاکساروں کی حامی رہی ہے۔ لیکن اس حمایت کی وجہ محض یہ ہے کہ میں چشتی مشایخ رض کے ارشاد کی بموجب فوجی زندگی کو شہری زندگی پر فوقیت دیتا ہوں۔ کیونکہ فوجی زندگی سے ڈسپلن اور اطاعت بڑھتی ہے۔ اور سرفروشی اور ایثار کا جذبہ ترقی کرتا ہے۔ لیکن مجھے اُن تمام کاموں سے اختلاف ہے جو اب تک خاکساروں نے کئے ہیں۔ یعنی میں خاکساروں کے وجود کا حامی ہوں۔ لیکن اُن کے گذشتہ عمل کا حامی نہیں ہوں۔ اور جناب علامہ مشرقی صاحب سے خلوص کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک ایسا عمل اختیار کریں جو نہ ہندؤں کے خلاف ہو نہ مسلمانوں کے خلاف ہو۔ بلکہ دونوں قوموں کی خدمت کا عمل ہو۔ اور خاکسار نام کو اچھی طرح ملحوظ رکھا جائے۔ ورنہ کوئی اچھا نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا۔ میرے بہت سے مرید خاکساروں کی تحریک میں شامل ہیں۔ اور خاکساری تحریک کی شروعات کے وقت مجھے اور ملا واحدی صاحب کو دہلی کے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر علامہ مشرقی صاحب نے اپنے مقاصد سمجھائے تھے۔

مجھے بارہا انگریز افسروں سے بھی خاکسار تحریک کی نسبت بات کرنے کا موقع ملا ہے اور وہ سب اس خیال پر قائم تھے کہ یہ تحریک فاشسٹ تحریک ہے۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ گذشتہ دوسری جنگ یورپ بھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ اور حیدر آباد کے نواب بہادر یار جنگ جیسے مخلص لیڈر بھی اس تحریک میں شامل ہو گئے تھے۔

علامہ مشرقی کے ہاتھ میں یہ ایک بڑی طاقت ہے۔ مگر اس طاقت کو بے دینی اصولوں پر چلانا نامناسب ہے۔ علامہ مشرقی کے سامنے رسول اللہ ص کی سُنت اور اُن کے اصحاب رض کی سیرت موجود ہے۔ اور اُن دونوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خاکساروں کا گذشتہ عمل نہ سنت کے موافق تھا۔ نہ سیرت صحابہ رض کے موافق تھا۔

خاکساروں کی تحریک ختم کردی گئی

اوپر کا نوٹ لکھنے کے بعد دہلی سے خبر آئی کہ علامہ مشرقی نے خاکساروں کی تحریک ختم کر دی۔ اور جس وقت انہوں نے یہ اعلان کیا خاکساروں کی جمعیت کے دو حصے ہو گئے ایک حصے نے علامہ مشرقی کے اعلان کی تائید کی۔ اور ایک حصے نے ناراضی ظاہر کی۔ اور کہا کہ اس تحریک کو ختم نہ کرنا چاہیئے اور اس کے بعد یہ آخری گروہ علامہ مشرقی کی قیام گاہ پر گیا۔ اور اُس نے اُن سے درخواست کی کہ اس تحریک کی از سر نو تنظیم کرنی چاہیئے۔ اس طرح توڑنا نہیں چاہیئے۔ مگر ابھی یہ خبر نہیں آئی ہے کہ علامہ ممدوح نے اس جماعت کی درخواست کی نسبت کا کیا جواب دیا۔

خاکساروں کی جو جماعتیں دہلی کی مسجدوں میں ٹھیری ہوئی ہیں اُن میں علامہ مشرقی کے اس فیصلے سے بہت جوش اور مایوسی پھیل گئی ہے۔ اور وہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہم تین دن دلی میں اور ٹھیریں گے۔ اور علامہ مشرقی کو راضی کر لیں گے۔

نئی تحریک کا مشورہ

میں نے ۶ جولائی کو ایک خط علامہ مشرقی کی خدمت میں بھیجا ہے۔ اور اُس میں اُن سے حسب ذیل درخواست کی ہے (یہ) اس درخواست کو ایک مشورہ خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے دل میں علامہ مشرقی کی عزت بھی ہے۔ اور اُن کی تحریک کے اصول کو بھی امن عامہ کے لئے مفید سمجھتا ہوں۔

میں نے جو مشورہ بھیجا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ خاکساروں کی تحریک کے تنظیمی اصول برقرار رہیں لیکن طریق کار میں تبدیلی کر دی جائے اور وہ تبدیلی میرے خیال میں یہ ہے کہ ہندوستان کے سیاسی معاملات میں دخل نہ دیا جائے کانگرس اور ہندو مہاسبھا اور سکھ لیگ

(۷)

اور مسلم لیگ وغیرہ پارٹیاں جس کش مکش میں مبتلا ہیں خاکساروں کو اُس سے کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے۔ اُن کا اصول محض یہ ہو کہ جن آبادیوں میں فساد ہو رہے ہیں۔ وہاں وہ بغیر کسی فریق کی جانب داری کے امن قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اس سے ہندو اور مسلمان اور سکھ سب اُن کے حامی ہو جائیں گے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ اب تک خاکساروں میں فقط مسلمان لئے جاتے تھے۔ آیندہ اچھوتوں اور ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے اگر وہ میری اس درخواست کو قبول کر لیں گے تو میں اپنی چشتی پارٹی کے ممبروں سے درخواست کروں گا کہ وہ بھی اس تحریک میں شامل ہو جائیں۔ اور میں خود بھی اپنی عمر اور صحت اور طاقت کی بموجب معمولی سپاہیوں کی طرح اُن کے ساتھ کام کروں گا۔

کانگرسی مسلمان

جن کو نیشنلسٹ مسلمان بھی کہا جاتا ہے۔ اور جو احرار اور جمعیت علما وغیرہ ناموں سے منسوب ہیں میرے دل میں ان مسلمانوں کی عزت ہے۔ کیونکہ وہ شروع سے آج تک استقامت کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ کانگرس اور مسلم لیگ کا آجکل جو برتاؤ ہے وہ اُن کے لئے دل شکن نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ خیال ہونا چاہیئے کہ ان کی نیت انگریزی تسلط کو ہندوستان سے ہٹانے کی تھی۔ اور جب وہ ہٹ گیا تو اُن کو اب اس سے بے نیاز رہنا چاہیئے کہ کانگرس نے اُن کی قدر کی یا نہیں کی۔ اور مسلم لیگ نے قدر کی یا نہیں کی۔ کیونکہ سیاست ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہوتی ہے۔ نہ انگریز یہاں رہے۔ نہ کانگرس اور لیگ ہمیشہ رہے گی۔ نام تو ہمیشہ بس اللہ کا رہے گا۔ اور جب وہ اللہ کے نام پر میدان عمل میں آئے تھے تو اب بھی اُن کو اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا چاہیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کا شیوہ قرآن شریف میں فرمایا ہے "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے"۔ لہذا اُن سب کو کہہ دینا چاہیئے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ ہم سب اللہ کے لئے تھے اور ہیں اور اب ہم سب کو آخرکار اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اسی کی طرف ہم کو رجوع کرنا ہوگا۔

اُن کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ مولانا حسرت موہانی مسلم لیگ کے ایسے رُکن ہیں جن کی قربانیاں ہر کانگرسی اور ہر لیگی سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مگر اُن کو مسلم لیگ ہائی کمانڈ میں وہ درجہ حاصل نہیں ہے جو دوسرے ایسے لوگوں نے حاصل کر لیا ہے جن کی نہ کوئی قربانیاں ہیں نہ قابلیت ہے۔ پس نیشنلسٹ مسلمانوں کو اب اپنی اندرونی مذہبی طاقتوں کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ جو سیاسی مشغولیوں کی وجہ سے بکھر گئیں ہیں۔ اور کم طاقت ہوگئیں ہیں۔

حج کا ٹیکس

بندرگاہ جدہ کے وائس کونسل مولانا شاہ جہاں کو ڈیوی کو ہوٹل نئی دہلی میں جو پارٹی دی گئی تھی وہاں میں نے اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے اور مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے اُس ٹیکس کے خلاف تقریریں کیں جو سلطان ابن سعود کی حکومت نے حاجیوں پر لگا رکھا ہے۔ اور مولانا عبدالحامد صاحب نے کہا تھا کہ میں مسلم لیگ کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن سلطان ابن سعود کے پاس لے گیا تھا۔ اور حاجیوں کا ٹیکس کم کرنے کی درخواست کی تھی۔ اور سلطان نے خدا کی تین قسمیں کھا کر کہا تھا۔ کہ میں ٹیکس اور چنگی کو حرام سمجھتا ہوں پھر بھی حجاز کی حکومت نے حج کا ٹیکس جوں کا توں باقی رکھا۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ نجد میں پٹرول نکلا ہے اور اُس سے چودہ کروڑ روپے سالانہ کی آمدنی سعودی حکومت کو ہو گئی ہے۔ لہذا حج ٹیکس اٹھا لینا حکومت کے لئے کچھ زیادہ نقصان رساں نہیں ہوگا۔ اخبار دین دنیا دہلی نے اس جلسے کی نسبت بہت گرم نوٹ شائع کیا ہے اور تجویز پیش کی ہے کہ حجاز میں بین الاقوامی حکومت قائم کر دی جائے۔ خیال تو بہت اچھا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بین الاقوامی طاقت جب تک پاکستانی تحریک کے ذریعے مضبوط نہ ہو جائے یہ اخباری تجویز بے نتیجہ رہیں گی۔ تاہم سلطان ابن سعود اور اُن کے وزیر مال مولانا عبداللہ سلیمان مجھ سے زیادہ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ اسلامی ملکوں کی رائے عامہ حج ٹیکس کے خلاف ہے۔ اور یہ چیز رفتہ رفتہ اتنی بڑھ سکتی ہے کہ بین الاقوامی مسئلہ بننے سے پہلے ہی حجاز میں ایک انقلاب اور خوں ریزی کا دروازہ کھل جائے۔

میں سلطان ابن سعود کی حکومت کے موافق بھی ہوں۔ اور مخالف بھی ہوں۔ موافق اس لئے ہوں کہ اُن کا انتظام بہت اچھا ہے۔ اور مخالف اس لئے ہوں کہ انھوں نے حجاز کے قبوں کو اور مزاروں کو اور متبرک آثار قدیم کو نقصان پہونچایا۔ لیکن حج ٹیکس کے مسئلے میں میری مخالفت جذباتی نہیں ہے۔ میں حکومتوں کے ٹیکسوں کو اُن کے مصارف کے نکتۂ نظر سے دیکھنے کا عادی ہوں۔ یعنی اگر کوئی حکومت مفادِ عامہ کے خرچ کے لئے ٹیکس لیتی ہے تو میں ایسے ٹیکس کا حامی ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ حجاز کی حکومت پانچ چھ کرور روپے ٹیکس کے لے کر حاجیوں کو کیا فائدہ پہونچاتی ہے۔ اور مجھے سعودی حکومت کا ایسا کوئی کام معلوم نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس نے ٹیکس کی رقم فلاں فلاں امورِ عوام میں خرچ کی۔

اگر میں اس سال ہوائی جہاز کے ذریعے حج کو جا سکا تو انشاء اللہ سلطان ابن سعود اور مولانا عبداللہ سلیمان سے آزادانہ اور بیباکانہ بات چیت کروں گا۔ اور چونکہ منادی حکومت حجاز اور باشندگان حجاز کے پاس جاتا ہے۔ اس واسطے مجھے امید ہے کہ وہ دونوں یعنی اہلِ حکومت اور باشندے میرے مخلصانہ مشورے پر توجہ کریں گے۔ اور اس مجنونانہ انقلابی دور کی چنگاریوں سے ارضِ مقدس حجاز کو بچانے کا خیال رکھیں گے۔

کعبے میں یوروپین تمدن

مجھے ان خبروں کو سُن کر بہت صدمہ ہوتا ہے کہ بیت اللہ کعبے کے شہر مکے میں مسلمان عورتیں پوڈر لگاتی ہیں۔ ہونٹ رنگتی ہیں ناخون رنگتی ہیں۔ اور اہلِ یورپ کی عورتوں کی وہ باتیں اختیار کرتی جاتی ہیں۔ جو اسلامی روایات اور مسلم کلچر کے سراسر منافی ہیں۔ اور میں اس موقع پر یہ مصرع پڑھنا اپنا حق سمجھتا ہوں۔ ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

میں ارکانِ حکومت کے خانگی مشاغل کی نسبت اتنا ہی جانتا ہوں۔ جتنا وہ خود جانتے ہیں۔ لیکن مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ کسی بادشاہ یا امیر یا غریب کے خانگی امور کی نسبت اخبار میں کچھ لکھوں اس لئے میں صرف حج ٹیکس اور یوروپین تمدن کے خلاف لکھنا کافی سمجھتا ہوں۔

نئی کانگرس بنانی چاہئے

چونکہ پاکستان اور ہندوستان نام کی دو حکومتیں قائم ہو گئیں ہیں۔ اور اس سے ہندوستان کے دس کرور مسلمان بھی تقسیم ہو گئے ہیں۔ یعنی پانچ کرور پاکستان میں چلے گئے ہیں۔ اور پانچ کرور ہندوستان میں رہ گئے ہیں۔ اور جو پانچ کرور مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ہیں وہ اب تک مسلم لیگ کے ہم خیال ہیں۔ یا مسلم لیگ کے ممبر ہیں۔ لیکن یہ بات سیاسی اعتبار سے ان پانچ کرور مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہے جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اُن کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ کانگرس کے ساتھ ہو جائیں۔ مگر مجھے امید نہیں ہے کہ جذباتی مسلمان میرے اس مشورے پر توجہ کریں گے۔ اس لئے میں یہ رائے دیتا ہوں کہ وہ ایک نئی کانگرس بنا لیں اور اُس میں اُن مسلمانوں کو اور اُن ہندوؤں کو اور اُن اچھوتوں کو اور اُن سکھوں کو شریک کر لیں۔ جو کانگرس اور لیگ اور سکھ لیگ میں شریک نہ ہوں۔ کانگرسی خیال کی مسلمان جماعتیں جمعیت علماء اور مسلم مجلس اور احرار اور خاکسار اور مومن وغیرہ بھی نئی کانگرس میں آ جائیں اس طرح پانچ کرور مسلمان اور نو کرور اچھوت اور لاکھوں ہندو اور سکھ بھی منظم ہو جائیں گے۔

اس مشورے کا ضروری حصہ واضح طور سے یہ ہے کہ نئی کانگرس پرانی کانگرس کی حریف نہ بنے۔ پُرانی کانگرس نے ایک حکومت قائم کر لی ہے یہ نئی کانگرس پُرانی کانگرس کی مددگار ہونی چاہئے۔ تاکہ ہندوستان میں رہنے والی سب قومیں منتشر اور پراگندہ نہ رہیں۔ اور وہ بھی سب منظم ہو کر پُرانی کانگرس کی حکومت کو مدد پہونچائیں۔

اور یہ امر بھی زیادہ کھول کر بیان کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان میں رہنے والے پانچ کرور مسلمانوں میں جتنے مسلم لیگی خیال کے مسلمان ہوں وہ اپنے لیگی خیال دلوں کے اندر رکھیں۔ اُن کا عمل ہندوستانی کانگرس کے مقرر کردہ آئین کی موافق ہونا چاہئے۔ اور وہ آئین وحدت اور ایکے کا ہونا چاہئے۔ کیونکہ مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کی ایک مذہبی حکومت یا قومی حکومت الگ قائم ہو گئی ہے۔ لیکن پانچ کرور مسلمانوں کو جن علاقوں میں رہنا ہے وہاں اُن کی سلامتی اور اُن کی بہبودی

اسی میں ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت کے وفادار اور مددگار بن کر رہیں۔

میں نے ابھی خاکساروں کے لیڈر علامہ مشرقی کو جو مشورہ دیا ہے۔ وہی اصول نئی کانگرس بنانے کا بھی ہے۔ لیکن اگر جمعیت علما اور احرار اور خاکسار اور مومن وغیرہ مسلمان جماعتیں "کانگرس" نام کو پسند نہ کریں تو وہ کم از کم اپنے اپنے ناموں کو ترک کر دیں۔ اور کوئی ایک ایسا نام تجویز کر لیں جو پانچ کروڑ مسلمانوں اور اچھوتوں اور غیر کانگرسی ہندوؤں اور سکھوں کو اُن سے مربوط کر سکے۔ اور ملا سکے۔

نام کا مسئلہ بہت اہم اور بہت ضروری ہے۔ اور مجھے "نئی کانگرس" سے زیادہ اچھا نام اور کوئی نام معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا جب تک کہ کوئی اس سے بہتر نام پیش نہ کیا جائے میں اسی خیال پر قائم رہوں گا۔ کہ نئی کانگرس بنانی چاہیئے۔ اور پرانی کانگرس کو مدد دینے کی نیت سے بنانی چاہیئے۔

اسی سلسلے میں میں مسلمانوں کی فرقہ بندی بھی دور کر دینی ضروری سمجھتا ہوں یعنی شیعہ سنی۔ مقلد غیر مقلد۔ قادیانی۔ بوہرے آغاخانی وغیرہ فرقے جو پاکستان میں نہ ہوں اُن سب کو نئی کانگرس میں شریک کر کے متحد کر دینا چاہیئے تاکہ اس اتحاد کے ذریعے وہ اپنے مذہبی مقامات اور مذہبی عقائد کو محفوظ رکھ سکیں۔ اور اب تک جو ایک دوسرے کے خلاف کش مکش رہتی تھی وہ ختم ہو جائے۔

ہندو مہاسبھا کو مشورہ

کہا جاتا ہے کہ ہندو مہاسبھا نے موجودہ برسر اقتدار کانگرس کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے [illegible] وہ برسر اقتدار اراکین حکومت کو ہٹا کر آئندہ الکشن میں ہندو مہاسبھا کی حکومت قائم کرنی چاہتے ہیں۔ یہ بات اگر سچی ہے تو ہندو قوم کے لئے بڑی خطرناک ثابت ہوگی۔ کانگرس کے برسر اقتدار لیڈروں نے پچاس ساٹھ برس تک جو کام کیا ہے۔ اور جو قربانیاں دی ہیں۔ اُس سے ہندو قوم کے عوام میں ایک بڑی محبت اور عقیدت پیدا ہو گئی ہے۔ ہندو مہاسبھا کو اُس عقیدت اور محبت کے ایک بڑے طوفانی دریا کو عبور کرنا آسان نہ ہوگا۔ اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہندو قوم کی طاقت تقسیم ہو جائے گی۔ اور اس خانہ جنگی کی وجہ سے پھر باہر کی قوموں کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب پیدا ہو گی۔

مجھے یہ اطلاعیں بھی ملی ہیں کہ ہندو مہاسبھا نے اُن پانچ کروڑ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینے یا ختم کر دینے کی اسکیم بنائی ہے۔ جو ہندوستان کے اُن صوبوں میں رہتے ہیں جو کانگرس کی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اور اُس کو اسپین کی تاریخ سے مغالطہ ہوا ہے۔ کہ عیسائیوں نے اسپین کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے بعد مسلمانوں کو اسپین سے مراکو میں نکال دیا تھا۔ اور جو باقی رہ گئے تھے۔ اُن کو چن چن کر مار ڈالا تھا۔

ہندوستان میں ایسا نہ ہو سکے گا۔ اور ہندو مہاسبھا کو اگر سچ مچ یہ خیال ہے تو اُس کو تصویر کا دوسرا رُخ بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ اسپین کے عیسائیوں کو کس وجہ سے کامیابی ہوئی تھی۔ وہ وجہ یہ تھی کہ یورپ کی عیسائی حکومتیں اُن کی مددگار تھیں اور اسپین کی سرحدیں یورپ کی حکومتوں سے ملی ہوئی تھیں۔ جہاں سے اُن کو ہتھیار اور آدمی اور روپیہ ملتا تھا۔ مگر ہندو مہاسبھا کو باہر سے کوئی امداد نہ مل سکے گی۔ کیونکہ چین اور برما اور جاپان اپنے اپنے حالات میں مصروف اور پریشان ہیں۔ اور خود یورپ کی قوموں کے دست نگر ہیں۔ اور ہندو مہاسبھا کو پہلے برسر اقتدار کانگرسی ہندوؤں سے مقابلہ پیش آئے گا۔ اور اس کے بعد پاکستانی مسلمانوں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور پاکستانی مسلمانوں کا سلسلہ افغانستان اور ترکستان اور ایران اور عراق اور مصر اور فلسطین اور شام اور حجاز اور مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ اور دوسری طرف جاوا سماٹرا اور ملایا کے ملکوں تک پھیلا ہوا ہوگا۔ اور وہاں سے لاکھوں جانباز مسلمان ہندوستان میں رہنے والے پانچ کروڑ مسلمانوں کی امداد کے لئے امنڈ کر آ جائیں گے۔ اور اس سے ہندوستانی حکومت کو اور ہندو مہاسبھا کو بہت نقصان پہونچ جائے گا۔

مجھے یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ ہندو مہاسبھا کے بعض ناسمجھ لیڈروں نے یہ بھی کہا کہ بہار اور گڑھ مکتیسر وغیرہ مقامات کے ہندو احمق تھے کہ انہوں نے اس طرح مسلمانوں کو مارا جو ساری دنیا کو نظر آ گیا ہم یو پی اور سی پی اور بمبئی اور مدراس اور راجپوتانے کے مسلمانوں کو اس طرح قتل کریں گے کہ قاتلوں کا پتہ معلوم نہ ہوگا۔ اور فرداً فرداً ایک ایک کر کے مسلمانوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ یا ان کو ایسا پریشان کر دیا جائے گا کہ وہ خود ہندوستانی صوبوں کو چھوڑ کر باہر چلے جائیں۔ اور اس طرح

ہندوستانی صوبے مسلمانوں سے صاف ہو جائیں۔ مجھے ان اطلاعوں کا یقین نہیں ہے اور میں ان اطلاعوں کو احمقانہ جذبات کی پیداوار سمجھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ہندو مہاسبھا کے لیڈر تعلیم یافتہ بھی ہیں اور سیاسی اونچ نیچ کو سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی بیرونی طاقتوں سے بے خبر نہیں ہیں۔ اس لئے وہ کبھی ایسا خیال نہیں کریں گے۔ اور اگر واقعی ان میں کچھ ایسے نادان پیدا ہو گئے ہوں تو وہ مسلمانوں کے ساتھ بدسلوکی کر کے ہندوستان کو ایک بڑی تباہی اور بربادی میں مبتلا کر لیں گے

کمیونسٹوں کو مشورہ

اب آخر میں مجھے ہندوستانی کمیونسٹوں کو مخاطب کرنا ہے۔ اور چونکہ وہ سب مجھ سے بہت زیادہ دور اندیش اور دانش مند ہیں۔ اس واسطے مجھے کچھ زیادہ لکھنا نہیں ہے۔ فقط اتنا کہنا ہے کہ روسی تحریک اور روسی ترقی کا پروگرام کتنا ہی اچھا ہو مگر کوئی ہندوستانی کمیونسٹ یہ بات پسند نہیں کرے گا کہ اس کے ملک پر روس کا قبضہ ہو جائے۔ اور ہندوستانی کمیونسٹ روس کو ہندوستان پر قابض کرانے کے گنہگار ثابت ہوں۔ اور تاریخوں میں لکھا جائے کہ جس طرح سمرقند و بخارا کے نادان مسلمانوں نے روسی قبضہ اپنے ملکوں پر کرا دیا۔ اسی طرح ہندوستان کے ہندو مسلمانوں نے بھی ہندوستان پر روس کا قبضہ کرا دیا۔

میں تو اس خیال کا مسلمان ہوں کہ اگر ہندوستانی پاکستان اور ہندوستان پر باہر کی کوئی مسلمان حکومت حملہ کرے تو میں اس سے لڑنے کے لئے بھی میدان جنگ میں آؤں گا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرا وہ وطن جہاں سات سو برس سے میرے بزرگ رہتے آئے ہیں۔ کسی باہر کی مسلمان طاقت کے قبضے میں جائے۔

بقیہ روزنامچہ

نواب عزیز احمد خاں صاحب کے مکان پر چلا آیا۔

شادی نواب صاحب کے مکان پر میرے دوست حکیم میر انوار احمد صاحب اشرفی مقیم حیدرآباد کے فرزند کی برات آنے والی تھی اور میرے دوسرے دوست سید محمد ادریس صاحب دہلوی کی لڑکی سے نکاح ہونے والا تھا۔ نو بجے نکاح ہونے کا اعلان ہوا تھا اس واسطے میں ساڑھے آٹھ بجے وہاں پہنچ گیا۔ اور ساڑھے نو بجے تک ٹھہرا رہا۔ برات اس وقت تک نہیں آئی۔ اس لئے فتحپوری کے جلسے میں چلا گیا وہاں بہت بڑا مجمع تھا۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے اور میں نے اور صدر جلسہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب نے تقریریں کیں۔ آٹھ دس طلباء کی دستار بندی ہوئی ان میں ریاست صوات اور کابل اور ہرات کے طالب علم بھی تھے۔ سب سے زیادہ نمبر مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری کے چھوٹے صاحبزادے نے حاصل کئے۔

گذشتہ منادی کی غلطی یکم و ۸؍ جولائی کے منادی میں ہفتہ وار منادی بند کرنے کا جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں ہفتہ وار منادی کے بدلے "ماہواری" منادی لکھ دیا گیا ہے جو بالکل غلط ہے۔

بیماری کی ایذا آج مجھے میری مثانے کی بیماری نے بہت ایذا دی۔

لالہ دیبی پرشاد کی دوکان پر آج راؤ ہرچند صاحب منصب دار حضور نظام کے داماد لالہ دیبی پرشاد صاحب کی دوکان پر گیا تھا اور کچھ دیر وہاں بیٹھا تھا۔ مولانا حستی نظامی نے تین سو روپے کے بنارسی کپڑے خریدے کیونکہ ان کے لڑکے کی شادی ہونے والی ہے۔

ملاقاتیں سید صدر العلی اور سید کہف الوری اور یوسف مرزا صاحب ایک ہندو رئیس کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ ہندو میری خواجہ سنز کمپنی کے شریک ہیں۔ آج بھی بارش نہیں ہوئی۔ اور بیماری کی وجہ سے رات کو تکلیف رہی۔

منادی وقت سے پہلے جون کے ۴ پرچے ایک جگہ شائع کئے گئے تھے۔ اور جولائی کے پرچے دو دو ہفتے کے ملا کر شائع کئے جاتے ہیں۔ مگر تیاری یہ ہے کہ اگست کے ۴ پرچے الگ جولائی میں شائع کر دئے جائیں گے۔ کیونکہ رمضان کا مہینہ میں افغانستان یا کسی اور دور دراز علاقے میں بسر کروں گا۔ حیدرآباد جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ کیونکہ وہاں ملنے والے بہت زیادہ جمع ہو جاتے ہیں لیکن افغانستان کا سفر سیاسی مشکلات کی وجہ سے غالباً نہ کر سکوں گا۔

پیشگی پرچوں کے مضامین تیار کر دئے ہیں صرف روزنامچے کی دقت رہے گی۔ اس لئے اگست کا روزنامچہ ذاتیات سے خالی رہیگا سیاسی اور سوشل اصلاحات کا تذکرہ اگست کے روزنامچوں میں ہوگا

عرس آج شام کو درگاہ حضرت بی بی فاطمہ سام میں سالانہ عرس ہوا تھا۔ یہ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنجشکر رح کی مریدنی تھیں۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح ان سے دعا کرانے جایا کرتے تھے اب ان کے مزار پر بھی ہزاروں زائرین دعا کرنے جاتے ہیں انشاء اللہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نور احمد صاحب پاک پٹن شریف کے ریاست بہاولپور کے درویش صفت زمیندار نور احمد صاحب آجکل درگاہ میں آئے ہوئے ہیں۔ آج بہت دیر تک درگاہ کے حجرے میں مجھ سے بھی باتیں کیں۔ یہ چشتی خاندان کے بڑے فیاض زمیندار ہیں۔

(۱۱)

قرآن کی دلیل

قرآن میں خدا نے فرمایا
اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے
ثابت ہوا کہ قومیں اور افراد اپنی قسمت بدل سکتے ہیں
اور ہر انسان بھی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جبر اور قدر

قرآن نے جبر اور قدر کی حقیقت سمجھا دی ہے۔
بعض باتوں میں انسان مجبور ہے۔
اور بعض باتوں کی انسان قدرت رکھتا ہے
پس وہ جبر کو بھی مانتا ہے۔
اور قدر یعنی اپنے اختیار کو بھی جانتا ہے۔

تقدیر بدلنے کی مثال

آگ میں خدا نے جلانے کی طاقت رکھی ہے۔
انسان اپنی عقل سے جلنے سے بچ سکتا ہے
بچھو خدا کی تقدیر سے ڈنک مارتا ہے۔
انسان اپنی عقل سے اس سے بچ جاتا ہے۔
اور اسی کا اشارہ اوپر کی آیاتِ قرآنی میں ہے

آخرت کا یقین ضروری ہے

قرآن نے قیامت پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے
کیونکہ اس کے بغیر دُنیا کی زندگی بے جان ہو جاتی ہے
مرنے کے بعد زندہ ہونے کے یقین میں بڑی طاقت ہے
یہ یقین زندگی کی محنت میں جان پیدا کر دیتا ہے
لہذا آخرت کی زندگی کا یقین بہت ضروری ہے

چراغ کی مثال

چراغ کی بتی تیل کے ذریعے روشن ہوتی ہے۔
تیل اور بتی چراغ کی تقدیر ہے
تیل ختم ہو جائے تو چراغ روشن نہیں رہ سکتا۔
مگر انسان اور تیل ڈال کر چراغ روشن رکھ سکتا ہے
پس خوش قسمتی کا چراغ ہمیشہ روشن رکھا جا سکتا ہے

ہر عمل کا حساب دینا پڑتا ہے

دُنیا میں بھی ہر عمل کا حساب دینا پڑتا ہے
مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی حساب دینا ضروری ہے
حساب کے احساس سے اعمال کا توازن قائم رہتا ہے
ورنہ انسان خود سر اور بے احتیاط ہو جاتا ہے
پس مرنے کے بعد حساب کا یقین ایک مفید یقین ہے

مسلمان ہندوؤں کو نیست نابود نہیں کرسکتے۔

بہشت و دوزخ کا یقین

جنت اور بہشت نیک اعمال کے انعام کا نام ہے۔
دوزخ بُرے اعمال کی سزا کا نام ہے۔
اُمید و خوف کا احساس توازن عمل قائم کرتا ہے۔
عمل کے توازن سے دُنیا کی زندگی خوش حال بن جاتی ہے
پس قرآن خوش حال زندگی کا راستہ بتاتا ہے۔

مسلمان کی پہچان

مسلمان حق بات میں ملامت سے نہیں ڈرتا (سورہ مائدہ)
مسلمان گناہوں سے جلدی توبہ کر لیتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان عبادت کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان خدا کی حمد کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان سیر و سیاحت کرتا ہے (سورہ توبہ)

مسلمان کی پہچان

مسلمان اللہ رسولؐ پر ایمان لاتا ہے۔ (سورہ توبہ)
بُری جگہ اور بُرے لوگوں سے جدا ہو کر ہجرت کرتا ہے (سورہ توبہ)
اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ (سورہ توبہ)
دُکھ اور مصیبت میں صبر کرتا ہے (آل عمران)
ہمیشہ سچ بولتا ہے (آل عمران)

مسلمان کی پہچان

مسلمان خدا کے سامنے رکوع کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان خدا کے سامنے سجدے کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان دوسروں کو اچھی نصیحت کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان دوسروں کو بُرائیوں سے بچاتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان اللہ کی حد بندی کی حفاظت کرتا ہے (سورہ توبہ)

مسلمان کی پہچان

مسلمان اللہ رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے (آل عمران)
مسلمان اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے (آل عمران)
مسلمان پچھلی رات توبہ کرتا ہے (آل عمران)
مسلمان اپنے غصے کو پی جاتا ہے۔ (آل عمران)
مسلمان لوگوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (آل عمران)

مسلمان کی پہچان

مسلمان اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کرتا ہے (سورہ رعد)
مسلمان اپنے عہد کو نہیں توڑتا (سورہ رعد)
مسلمان بُرائی کے بدلے میں بھلائی کرتا ہے (سورہ رعد)
مسلمان اپنے دل کو اللہ کے ذکر سے مطمئن کرتا ہے (سورہ رعد)
مسلمان اپنی نفسانی خواہشوں کو تابع میں رکھتا ہے (سورہ مومنون)

جو مسلمان ہندو کو مارتا ہے خود کشی کرتا ہے۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۷ شعبان ۱۳۶۶ھ ۲۷ جون ۱۹۴۷ء جمعہ دہلی
ترتیلی ترجمے کی چھپائی کی چونکہ رمضان قریب ہے اس واسطے ترتیلی ترجمۂ قرآن شریف کے آخری پندرہ پاروں کی چھپائی فاروقی پریس میں پیرجی عبدالحق صاحب فاروقی کے اہتمام سے بہت سرعت کے ساتھ ہو رہی ہے۔ روزانہ پروف آتے ہیں۔ اور میں نعیم صاحب اور حافظ عبدالعزیز صاحب کی امداد سے اُن کو درست کرتا ہوں۔ چونکہ یہ ترجمہ اُس زمانے میں لکھا گیا تھا جب میری آنکھیں بنی نہیں تھیں۔ اور کاتب دہلی کے نہ تھے۔ اس واسطے اُنھوں نے ترجمے کی عبارت پر جو اعراب لگائے وہ دلی کی بول چال کے خلاف ہیں۔ اور میں اُن کو بینائی خراب ہونے کی وجہ سے اُس وقت نہ دیکھ سکا تھا۔ اب دیکھتا ہوں تو سطر سطر پر الجھتا ہوں۔ اور اپنی آنکھوں کی بیماری کو کوستا ہوں۔ پڑھنے والے تو یہ کہیں گے کہ حسن نظامی بہت ہی غلط اُردو بولتا تھا۔ اُن کو کیا خبر کہ کاتب لوگ بہت صحیح اُردو نہیں جانتے تھے۔

بیٹھے بیٹھے سو گیا کہ جمعہ کی اذان سے پہلے کھانا کھایا تھا۔ سب دفتر والے کھانے اور نماز کے لئے گئے ہوئے تھے۔ میں بیٹھے بیٹھے سو گیا۔ یکایک لاہور کے ایک مرید نے جگایا اور کہا خطبے کی اذان ہو گئی ہے۔ جلدی جلدی تیار ہو کر نماز کے لئے گیا۔ لیکن خوش نصیبی دیکھئے کہ اول صف کے قریب تک پہنچ گیا۔ نہ کسی کے کہنی ماری۔ نہ کسی کو ستایا۔ لوگوں نے خود بخود جگہ دیدی یہ کرامت لمبے بالوں اور سفید ڈاڑھی اور لمبے کرتے کی تھی۔ ورنہ خدا کے دربار میں کون کسی کو پوچھتا ہے۔ سب نفسی نفسی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

سید احمد مجتبیٰ واحدی کہ آج ملا واحدی صاحب کے بڑے لڑکے سید احمد مجتبیٰ واحدی ملنے آئے تھے۔ اور پوچھتے تھے۔ کہ پاکستان میں جاؤں یا ہندوستان میں رہوں؟ میں نے کہا حضرت سرمد رح نے کہا تھا:۔
"بنشیں اگر او خداست خود می آید" بیٹھ جا! اگر وہ خدا ہے تو خود آجائے گا۔ تم سید ہو۔ پاکستان تو خود تمہارے پاس آئے گا۔ تم پاکستان کے پاس کیوں جاتے ہو۔
انیس الرحمٰن نظامی بھی یہی دریافت کرنے دہلی سے آئے تھے۔ اور پان بھی لائے تھے۔ اُن سے بھی میں نے یہی کہا "قطب از جا نمی جنبد" جہاں ہو وہیں رہو۔ یک در گیر محکم گیر۔ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں جو کچھ سمجھتا ہوں تم نہیں سمجھ سکتے۔

واحدی صاحب کے خط کہ آج ملا واحدی صاحب کے دو خط آئے تھے۔ لکھا تھا کہ زید پاشا امتحان میں پاس ہوئے اس کی خبر ہندوستان ٹائمز میں دیکھی۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میری دو لڑکیاں شاکرہ اور حامدہ بھی میٹرک میں پاس ہوئیں۔ شاکرہ اپنے اسکول میں تیسرے درجے پر پاس ہوئیں۔ مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی۔ اور میں نے مبارکباد کا خط بھی لکھا لیکن زیادہ خوشی جب ہوتی کہ شاکرہ اور حامدہ اور زید پاشا علوم قرآن کی کوئی بڑی ڈگری حاصل کرتے۔ میں نے واحدی صاحب کو حضرت اکبر الہ آبادی رح کا یہ شعر بھی لکھا

مفر نہیں ہے ہمیں خانقاہ انگلش سے
قفس میں ہیں تو اس ڈر سے کہ چھوڑ جائیں کہاں

صادق شہیدؒ کی نیاز کہ شام کو ۵ بجے دفتری کام ختم کیا۔ اور وادی امین باغ میں صادق شہید رح کے مزار پر آیا۔ صفائی کرائی۔ چھڑکاؤ کرایا۔ حاجی بشیر صاحب کی بھیجی ہوئی دریاں بچھوائیں۔ خواجہ بانو نے دودھ جلیبیوں کی جو دیگ تیار کی تھی اس کو مٹی کے پیالوں میں چاندی کے ورق لگا کر تشتیاں نیاز کے لئے بھیجیں۔ صادق شہید رح کے لڑکے سید ابن عربی نے دو خوان میٹھے چاولوں یعنی زعفرانی توشے کے بکوائے تھے بستی حضرت نظام الدین رح کے اور بستی جنگ پورہ کے بہت سے ہندو مسلمان جمع ہوئے تھے۔ حضرت اکبر الہ آبادی رح کے بھانجے سید حمایت حسین صاحب بھی اس نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ قوالی بھی ہوئی تھی۔

قوال زادہ کہ ایک قوال نے شکایت کی کہ چھوٹا قوال گانے بجانے کے فن سے غافل ہے۔ حالانکہ یہی وقت اُس کے سیکھنے کا ہے

(۱۴)

میں نے کہا وہ جانتا ہے کہ ہر چیز بدل رہی ہے۔ یہاں تک کہ وائسرائے بھی بدل رہے ہیں۔ اس لئے اس کو یہ توقع ہے کہ اب مجھ کو قوال بننے کی ضرورت نہیں رہی۔ شاید مجھے وائسرائے کی جگہ مل جائے جو اب یہاں سے جا رہے ہیں۔ ایک شخص نے پوچھا نیاز کا سامان چوکیوں پر کیوں لگایا گیا ہے؟ درگاہ میں جب نیاز ہوتی ہے تو توشے اور مٹھائی کے خوان فرش زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ آپ نے چوکیاں بچھائیں۔ اُن پر سفید چادریں بچھائیں۔ اور اُن پر خوان آراستہ کئے۔ میں نے کہا جو چیز پاک ارواح کی نذر کے لئے فاتحہ خوانی کے وقت سامنے آتی ہے۔ اُس کو تبرک کہا جاتا ہے۔ اور تبرک اس واسطے کہا جاتا ہے کہ اس میں برکت غیب پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا اُس تبرک کی عظمت کا تقاضا ہے کہ وہ صاف ستھری اور اونچی جگہ میں رکھا جائے۔ درگاہ میں جمہوریت ہے اور میرے ہاں خود مختاری ہے۔ تو میں اپنے عقیدے پر کیوں عمل نہ کروں۔

مغرب کے بعد سید حمایت حسین صاحب الہ آبادی اور مولانا عشقی نظامی وغیرہ سے باتیں کیں۔ پھر نیاز کا کھانا کھایا۔

آج بھی خبریں نہ سن سکا کہ جب تک انگریزی خبریں ہوئیں میں ٹہلتا رہا جب اُردو خبریں شروع ہوئیں تو تکان کے سبب ذرا لیٹ گیا۔ اور ایسی بے خبری کی نیند آئی کہ مجھے معلوم نہیں کس نے ریڈیو کو بند کیا۔ اور کیا خبریں ہوئیں۔ گھڑی دیکھی تو ساڑھے تین بجے تھے۔ یہ علامت تندرستی کی ہے۔ اور اس کی ہے کہ جو دوائیں استعمال کر رہا ہوں وہ اثر کر رہی ہیں۔ میں آجکل یہ دوائیں استعمال کرتا ہوں۔ زرشک کا آب زلال۔ گل بکاؤلی اور عناب کا آب زلال بادام کا شیرہ کالی مرچ اور نمک پڑا ہوا اور سونف کا شیرہ۔ اس میں ایک دوا زرشک حکیم خسرو شاہ نظامی کی بتائی ہوئی ہے۔ اور باقی سب دوائیں افلاطون اعظم ارسطوئے زمان جالینوس دوران حاذق اکبر حضرت مولانا حکیم قاضی حسن نظامی صاحب کی ہیں۔ قاضی اس واسطے کہ وہ آجکل نکاح بھی پڑھانے لگے ہیں۔ اور آج صوفی صاحب اجمیری سے کہہ رہے تھے کہ آپ نے نکاح نہیں کیا۔ دیکھیے ہمارے کاتب شاہ ضمان الرحمن صاحب کہ اُن کی دو بیویاں ہیں اور دیکھیے ہم کہ ایک بیوی ۱۹۰۸ء میں مر گئیں۔ تو سات برس تک یہ سوچتے رہے کہ دوسری بیوی کریں یا نہ کریں۔ آخر ۱۹۱۵ء میں دوسری بیوی کر لیں۔ آپ نے اپنی قادر الکلامی کے بے شمار شعر تصنیف کئے۔ اور ہم نے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تصنیف کیں۔

برنی صاحب دہلوی کہ جس حجرے میں بیٹھ کر کام کرتا ہوں۔ اُس کے دروازے کے سامنے دائیں طرف حضرت شمس سراج عفیف مورخ رح کا مزار ہے۔ اور بائیں طرف حضرت مولانا ضیاء الدین برنی مورخ رح کا مزار ہے۔ یکایک سامنے سے ایک جنٹلمین آتے دکھائی دئے۔ نعیم صاحب نے کہا برنی صاحب آئے ہیں۔ میں نے خیر مقدم کیا۔ اور نعیم صاحب سے پوچھا کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے نام کے ساتھ برنی کیوں ہے؟ یہ میرے ابتدائی دور کے ساتھی ہیں۔ جب میں پہلی بیوی کے مرنے کے بعد گھر سے ہجرت کر کے دہلی میں جا رہا تھا۔ اُس وقت یہ اور ملا واحدی صاحب وغیرہ بہت سے نوجوان میرے پاس آتے تھے۔ اور میں نے تقریروں کی ایک مجلس قائم کی تھی۔ جہاں یہ سب لوگ تقریریں سیکھتے تھے۔ اُس وقت میں نے سید محمد ارتضیٰ صاحب کو واحدی لقب اس لئے دیا تھا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رض کے جانشین و خلیفہ کا نام حضرت عبدالواحد بن زید رض تھا۔ اور ان ضیاء الدین صاحب کو برنی خطاب اس لئے دیا تھا کہ ان میں تاریخی ذوق نظر آتا تھا۔ اور یہ جو سامنے مولانا ضیاء الدین برنی رح کا مزار ہے ان کے نام پر ان مسٹر ضیاء الدین کو برنی لقب دیا تھا۔ پہلے بلند شہر کو "برن شہر" کہتے تھے۔ اور مولانا ضیاء الدین رح برن شہر کے رہنے والے تھے اس لئے برنی کہلاتے تھے۔

قلمی کتابیں خریدیں کہ آج حکیم ضیاء اللہ صاحب سے چند قلمی کتابیں خریدیں ہیں۔ ایک بہت خوشخط تذکرۃ الاولیا ہے۔ دوسری حضرت سلطان المشایخ رح کی لکھی ہوئی کتاب راحت القلوب ہے۔ تیسری مثنوی مولانا روم رح کی لغات ہے۔ اور چوتھی تذکرہ سادات امروہہ ہے۔ میں نے حکیم ضیاء اللہ صاحب سے پوچھا اس تذکرے میں شیعہ کتنے ہیں اور سنی کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا سب ہی شیعہ ہیں۔ میں نے کہا میرے دادا کے دادا بھی ایک دادا سید میر

(۱۵۸)

سلطان محمد تغلق کی بھانجی سے ہوئی تھی۔ اور اُن کو نوگانوئں جاگیر میں ملے تھے۔ جو آجکل نوگانواں ساداات کہلاتا ہے۔ اور وہاں میرے جتنے ہم عبد رہتے ہیں۔ وہ سب شیعہ ہو گئے ہیں۔ حکیم ضیاء اللہ صاحب نے کہا مگر ایک نوجوان سید کو نواب وقار الملک مرحوم نے اپنی تربیت میں رکھا تھا۔ وہ گھر سنی ہو گیا ہے۔

۸ رشعبان ۲۸ رجون شنبہ دہلی

طباعت کا گشت آج ترتیلی ترجمۂ قرآن شریف کی چھپائی اور دوسری کتابوں کی چھپائی کے انتظامات دیکھنے کے لئے نعیم صاحب کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ بارہ بجے واپس آیا شام تک درگاہ کے حجرے میں کام کیا۔ مولانا سید عبد الرؤف صاحب اور مولانا عبد الشکور صاحب وغیرہ اصحاب ملنے آئے تھے۔ یہ دونوں اہل حدیث جماعت میں ہیں مولانا عبد الشکور صاحب میوات میں رہتے ہیں اور بہت اچھے مورخ ہیں۔ میواتیوں پر جو مظالم ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اُن کے تفصیلی حالات سنائے۔ سب سے زیادہ مصیبت بھرت پور کے میواتیوں کو پیش آرہی ہے۔ جہاں سیکڑوں گاؤں میواتیوں کے ہیں۔ اور ریاست کی فوج اُن کے دیہات کو جلا رہی ہے۔ اور قتل عام کر رہی ہے۔ آج بھی صبح شام نبچے نماز میں شریک ہوئے تھے۔

موسم بدل گیا آج یکایک موسم میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ اور رات کو اتنی خنکی بڑھی کہ کمبل اوڑھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہیں بارش ہوئی ہے۔

لالہ رتن لال جین چاندنی چوک دہلی میں لالہ رتن لال جین بجلی کے سامان کے ایک بہت بڑے تاجر ہیں۔ گذشتہ عرس کے موقع پر میرے مہمان خانوں میں انہوں نے فٹنگ کرائی تھی۔ اور اس کا بل اب تک نہیں لیا تھا۔ آج میں خود اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اپنے خرچے کی رقم لے لیجئے انہوں نے جواب دیا درگاہ شریف کی خدمت جیسی آپ پر فرض ہے۔ مجھ پر بھی ہے کہ میں بھی عرب سرائے کا رہنے والا ہوں جو درگاہ کے قریب ایک تاریخی آبادی تھی اس واسطے میں اس فٹنگ کا کچھ نہیں لوں گا۔ یہ سب میری طرف سے بطور نذر کے قبول کیجئے۔

سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ دوکان کی مصروفیت چھوڑ کر خود میری موٹر تک آئے اس کے مقابلے میں ایک مسلمان دوکاندار صاحب کا قصہ بھی لکھنے کے قابل ہے جن کی دوکان نئی سڑک پر ہے۔ کہ میں نے دوکان کے قریب موٹر روک کر نعیم صاحب کو بھیجا کہ فلاں چیز درکار ہے اُس کی نسبت یہاں آکر بات کرلیں۔ جواب دیا۔ خواجہ صاحب کو ضرورت ہے۔ تو خود دوکان پر آئیں۔ ہم موٹر پر نہیں جائیں گے۔ نعیم صاحب نے میری معذوری کا ذکر کیا کہ وہ سڑک کو عبور نہیں کر سکتے کیونکہ آنکھوں سے معذور ہیں تب بھی انہوں نے کوئی پروا نہیں کی۔

۹ رشعبان ۲۹ رجون اتوار دہلی

پروا ہوا رات بھر پروا ہوا چلی تھی۔ یعنی مشرق کی طرف سے آنے والی ہوا۔ اس کی وجہ سے نمی اور خنکی پیدا ہو گئی ہے۔ آج بھی دن بھر پروا ہوا چلتی رہی۔

پرانے خطوط واحدی منزل میں پرانے زمانے کے جتنے منتشر خطوط رکھے تھے آج یونس اور حافظ عبد العزیز صاحب نے اُن کو مرتب کر کے توحید منزل کی الماری میں رکھ دیا

قلمی کتابوں کا انتظام چونکہ دہلی میں آگ لگانے کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے کئی دن سے اپنی قلمی کتابوں کی نامعلوم حفاظت کا انتظام کر رہا تھا۔ آج اُس کی تکمیل ہو گئی۔

حیدرآباد کا تار آج ناظم صاحب ابو سعید ہی حیدرآباد کا تار آیا تھا کہ نواب غوث یار جنگ بہادر ہوائی جہاز سے دلی آرہے ہیں۔ اس لئے مولوی میر محمود علی صاحب علوی منتظم نظام پیلس دہلی کے ساتھ ہوائی اڈے پر گیا تھا۔ ساڑھے تین بجے جہاز اڈے پر اُترا۔ نواب صاحب اور اُن کی صاحبزادی صاحبہ اور مولوی بدر الدین صاحب معتمد حج علاقہ حیدرآباد جہاز سے اُترے۔ اُن کے ساتھ نظام پیلس میں گیا۔ معلوم ہوا۔ حیدرآبادی مسلمانوں کے سفر حج کے انتظامات کے لئے نواب صاحب آئے ہیں۔ اسی وقت خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب کے پاس نواب صاحب کو لے گیا۔ انہوں نے نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ بات چیت کی۔ اور ہمارے ساتھ سید لال شاہ صاحب بخاری کے پاس نئی دہلی میں آئے بخاری صاحب کچھ بیمار تھے۔ مگر اسی حالت میں انہوں نے حیدرآبادی حجاج کے سفر حج کی نسبت بات چیت کی۔ اُن کا برتاؤ نہایت ہمدردانہ اور دانشمندانہ اور مخلصانہ تھا۔

وعدہ خلافی آج دوپہر کو آغا مہتاب صاحب

قزلباش سے وعدہ کیا تھا کہ اُن کے مہمان لکھنوی بیرسٹر صاحب شام کو چھ بجے ملنے آسکتے ہیں مگر نواب غوث یار جنگ بہادر کے یکایک آجانے کی وجہ سے میں ساڑھے سات بجے تک گھر سے باہر رہا۔ آغا آفتاب صاحب اور بیرسٹر صاحب مقررہ وقت پر تشریف لائے۔ مگر میں موجود نہیں تھا جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ آج بچوں کو نماز بھی مولانا عشقی نظامی نے پڑھائی تھی۔

ایم ایم کمپنی رات کو مسٹر ممتاز سکریٹری نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب اور مسٹر مشتاق احمد وجدی ایم اے ڈپٹی سکریٹری فنانس ملنے آئے تھے۔ میں نے کہا آپ دونوں کے نام "م" سے شروع ہوتے ہیں اس واسطے کہنا چاہئے کہ آپ ایم ایم کمپنی ہیں۔ اِن دونوں نے ساتھ تعلیم پائی ہے۔ اور ایک ہی جگہ نوکری پائی ہے۔ دل بھی دونوں کے ایک ہیں۔ خیال بھی ایک ہیں۔

آج رات کو چاندنی کی بہار تھی۔ ٹھنڈی ہوا تھی۔ صبح تک غفلت کی نیند آئی۔ آج صبح شاہزادہ ظہیر الدین خورشید جاہ بہادر بھی ملنے آئے تھے۔ وہ درگاہ شریف میں آتے ہیں تو گلیوں میں بھی ننگے پاؤں پھرتے ہیں سچ کہا تھا۔ بزرگوں نے "با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب"!

۱۰ شعبان ۲۹ جون [illegible] دہلی

میرا پاکستان گم ہوگیا تھا ۱۹۴۲ء کی لکھی ہوئی ایک تاریخی اور اہم قلمی ڈائری میں نے بڑی قیمت پر خریدی تھی جو دہلی کے رزیڈنٹ کا روزنامچہ ہے۔ اس کا ایک حصہ ایک برس سے گم تھا۔ بعد میں ہاتھ نہیں مل رہا تھا جس میں پاکستان کے بے شمار واقعات اُن اوراق میں ہیں۔ آج پُرانے کاغذات کی ترتیب کے وقت حافظ عبدالعزیز صاحب کو وہ اوراق مل گئے۔ اور مجھے اُن سے اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی کل رات کو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو اس خبر سے خوشی ہوئی تھی کہ بلوچستان پاکستان سے مل گیا ہے۔

مسٹر رزلو بچپن میں ملا واحدی صاحب کو اُن کے گھر والے رمضانی دار کہا کرتے تھے۔ اور جب اُنھوں نے ۱۹۰۸ء میں میری شرکت میں رسالہ نظام المشائخ جاری کیا تو میں نے کہا کہ اب آپ سچ مچ کے رسال دار بن گئے ہیں۔ اور اُس زمانے میں میں اُن کو مسٹر رزلو کہا کرتا تھا۔ آج صبح وہ مجھ سے ملنے آئے تو میں نے کہا ہلو مسٹر رزلو!

ڈاکٹر مفتی صاحب قائم مقام ہیلتھ آفیسر میونسپل کمیٹی دہلی بھی اُن کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے حسب عادت اُن سے بھی اپنے امراض کی کہانی کہی۔ اور انہوں نے قارورے کا کاغذ دیکھ کر ڈاکٹری رائے بھی دی۔

رزیڈنٹ کی ڈائری چونکہ رزیڈنٹ کی ڈائری کا گم شدہ حصہ آج مل گیا تھا۔ اس لئے منشی یٰسین کاتب کو کتابت کے لئے دے دیا۔ اور کئی گھنٹے تک نعیم صاحب نے اُس کی عبارت اور عنوانات کو درست کیا۔ اس کتاب کے ۱۲۸ صفحے چھپ چکے ہیں۔

ملاقاتی مفتی محمد یوسف صاحب ایڈوکیٹ دسوہہ ضلع ہوشیار پور ملنے آئے تھے جن کے فرزند ڈاکٹر انور اقبال قریشی ڈپٹی اکنامک ایڈوائزر گورنمنٹ ہند شہرۂ آفاق مسلمان ہیں۔ مفتی یوسف کے چہرے پر بھی آثار فہم و ذکاوت اور غلبہ صوم و تقوی پائے جاتے ہیں۔

سید حمایت حسین صاحب الہ آبادی اور سید منیر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ بھی ملنے آئے تھے۔

ایک عورت درگاہ کے حجرے میں کام کر رہا تھا۔ بہت سے ملاقاتی جمع تھے۔ ایک عورت آئی۔ اور اُس نے کہا تخلیے میں بات کرنی چاہتی ہوں۔ میں نے کہا میں اُن پیروں میں نہیں ہوں جو عورتوں سے تخلیے میں باتیں کیا کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہا کہ تم چلی جاؤ۔ میں تم سے بات نہیں کرسکتا۔ یہ کہنے کے بعد ضمیر نے ملامت کی کہ ایسا برتاؤ بزرگوں کی تعلیم کے خلاف ہے۔ آخر اُس سے پوچھا تو معلوم ہوا تعویذ کی طلب گار ہے۔ میں نے تعویذ دے دیا۔ اُس نے فوراً ایک دوسرے تعویذ کی درخواست کی۔ میں نے کہا بس اس سے زیادہ تعویذ نہیں لکھ سکتا۔

شادی پانچ بجے مستری محمد احمد ساکن جنگ پورہ کے لڑکے کی شادی میں گیا تھا پونے چھ بجے واپس آگیا تھا۔ نواب غوث یار جنگ بہادر اپنی صاحبزادی اور مولوی بدر الدین صاحب معلم حجاز کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور رات کے نو بجے تک نہایت پُراثر باتیں کرتے رہے۔

محمد نعیم نظامی ایم اے پرسوں رات کو میں ریڈیو سنتے سنتے سوگیا تھا۔ اور یہ تلاش کر رہا تھا کہ ریڈیو کس نے بند کیا آج معلوم ہوا کہ محمد نعیم نظامی نے ریڈیو بند کیا تھا۔ اور وہ ایم اے کے امتحان میں

...س ہو گئے ہیں۔ اور اپنے وطن مرزا پور گئے
ہیں۔ یہ فنانس ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔
اور سیاست کی بہت اچھی سمجھ رکھتے
ہیں۔ اور روزانہ میرے سر پر تیل ملنے
اور سیاسی واقعات پر تبصرہ سنانے
آیا کرتے ہیں۔

حسین کا خط آج حیدرآباد سے حسین
کا ہوائی خط آیا تھا کہ میں نے آپ کے لئے اور
خواجہ بانو اور بچیوں کے لئے ساڑھے تین
روپے ماہوار کرائے کا ایک بہت اچھا
مکان لے لیا ہے۔ آپ سب کو لے کر
فوراً آجائیے۔ میں نے جواب لکھا کہ
بالفعل بچیوں کا دہلی سے باہر جانا مشکل
ہے۔ اور میں افغانستان جانے والا ہوں۔

مسٹر گریفین آج بھرت پور کے مسلمانوں
لسدر۔۔ مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری
(۱۴)
وائسرائے سے ٹیلی فون میں بات
کی تھی۔ انہوں نے کہا میں ابھی ریزیڈنٹ
بھرت پور کو تار بھیج رہا ہوں۔

قلبی دورہ آج صبح بیسنی روٹی کھائی
تھی۔ اور بیسن ہمیشہ مجھے نقصان دیتا ہے
چنانچہ رات کو دس بجے قلبی دورہ ہوا۔
خواجہ بانو فوراً موتی محل کے بالاخانے
پر آئیں حسن ابو طالب بھی آئے۔ اور ربوا
کریمن بھی آئیں۔ سوڈا بائیکارب اور
کالا نمک کھایا۔ چہل قدمی کی۔ گیارہ
بجے دورہ ختم ہوا۔ تین بجے تک سویا۔
پھر بیدار ہو کر کپڑے دھوئے جن میں
پسینے کی بو آرہی تھی۔

پاکستانی تعلیم چار بجے پاکستانی
تعلیم کا خاکہ تیار کیا۔ اس کے تین حصے
ہوں گے۔ (۱) پاکستانِ قرآن (۲)
پاکستانِ حدیث (۳) پاکستانِ فقہ۔ اور
ہر حصہ تین جماعتوں کے لئے تیار ہو گا۔ بچوں
کے لئے۔ جوانوں کے لئے۔ بڈھوں کے لئے۔
ہر حصے میں ۶۴ دبیز گتے کی لوحیں ہوں گی
اور ۶۴ الواح کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔
یعنی فی لوح ایک پیسہ۔ بچوں۔ جوانوں۔
اور بوڑھوں کے تینوں حصے تین روپے
میں فروخت ہوں گے۔ ہر حصے میں قرآن
اور حدیث اور فقہ کی روح ایسے عام فہم اور
آسان الفاظ میں لکھی جائے گی کہ ہر مسلمان
عورت مرد اسلام کی پوری تعلیم سے
واقف ہو جائے۔ اور مولوی بن جائے۔
یہ کتاب جیبی سائز کی ہوگی۔ تاکہ ہر وقت
جیب میں رہ سکے۔ اس میں دینی ترقی اور
دنیاوی ترقی کی سب چیزیں جمع کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر تیموری آج شام کو ڈاکٹر عبدالستار
صاحب تیموری بھی ملنے آئے تھے۔

۱۱ شعبان یکم جولائی منگل دہلی

دورے کا اثر آج صبح بھی رات کے
دورے کا اثر باقی ہے۔ نو بجے تک موتی محل
میں کام کیا۔ پھر شام کے ۶ بجے تک درگاہ
کے حجرے میں کام کیا۔ سہ پہر کو کھانا نہیں
کھایا۔ کیونکہ شام کو شاہزادے میرزا خیرالدین
خورشید جاہ کے ہاں دعوت میں جانا تھا۔

ملاقاتی نواب غوث یار جنگ بہادر
کی صاحبزادی خواجہ بانو سے ملنے آئی تھیں۔
اور شفاء الفقراء خان صاحب ڈاکٹر عبدالحق
خاں صاحب بھی اپنی خانم صاحبہ کے
ساتھ ملنے آئے تھے۔ خانم صاحبہ خواجہ بانو
سے بھی ملنے گئی تھیں۔

ڈنر رات کو آٹھ بجے شاہزادے میرزا
خیرالدین خورشید جاہ کے مکان پر دعوت
میں گیا تھا۔ کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی
بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے تھے مگر کھانا
کھا کر جلدی چلے گئے۔ کیونکہ انہیں فرنٹیر
میل سے پنجاب جانا تھا۔ مسٹر رندھاوا
ڈپٹی کمشنر اور مسٹر لال سینئر سپرنٹنڈنٹ
پولیس اور میاں ابھے سنگھ صاحب اور
بخشی شیو چرن سنگھ صاحب اور مسٹر سندر
لال اور ملا واحدی صاحب اور نواب خواجہ
محمد شفیع صاحب وغیرہ بہت سے اصحاب
شریک طعام تھے۔ کھانا عربی میزوں پر
کھلایا گیا تھا۔ اور پرانے مغل بادشاہوں
کے مکلف کھانوں کے بہت سے نمونے
میز پر آئے تھے۔ مگر میں نے بہت احتیاط
سے کھانا کھایا۔ کیونکہ میرا معدہ مغلئی کھانوں
کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

بارش ہونے والی ہے رات کی دعوت
میں یہ بھی سنا کہ دہلی میں بھی بہت جلد
بارش ہونے والی ہے۔ رات کو صرف
چار گھنٹے نیند آئی۔ آسمان پر بادل آتے
جاتے رہے۔

بابو کیشب چندر کو صدمہ آج ڈنر میں
بابو کیشب چندر صاحب کے ایک قرابت دار
نے کہا آپ کے دوست بابو کیشب چندر
صاحب ایڈووکیٹ دہلی کی بیوی کا انتقال
ہو گیا ہے۔ مجھے اس خبر سے اتنا صدمہ ہوا
کہ دیر تک دم بخود رہا۔ بابو صاحب آنکھوں
سے معذور ہو گئے ہیں۔ دانت نکلوانے
کی وجہ سے بینائی گئی تھی۔ چند روز کے
بعد اُن کی والدہ نے وفات پائی۔ مصیبت
کے ان ایام میں وفادار بیوی خدمت کرتی
تھیں۔ لڑکوں کی شادیاں ہو گئیں ہیں۔ اب اُن
کی زندگی کیونکر بسر ہو گی۔ اس خیال نے

مجھے بہت زیادہ متاثر کیا۔ میں اُن کے پاس ماتم پرسی کے لئے جاؤں گا۔

۱۳ شعبان ۲ ر جولائی بدھ دہلی

دُو بدھ والے آج مستری حبیب خاں نظامی اور سید یامین [illegible] بدھ کی حاضری دینے آئے تھے۔ نواب مرزا نظامی نہیں آئے۔

نواب غوث یار جنگ بہادر آج ہی نواب غوث یار جنگ بہادر اپنی صاحبزادی کے ساتھ رخصتی ملاقات کے لئے آئے تھے۔

نیولے نے طوطے پر حملہ کیا آج میرے پیارے طوطے پر نیولے نے حملہ کیا تھا۔ مگر جلدی دشمن کو بھگا دیا گیا۔ اور میں نے طوطے کی حفاظت کے انتظامات کئے۔ آج پنڈت جواہر لال نہرو کو ایک خط بھیجا تھا۔

تنخواہیں تقسیم کر دیں کل پہلی تاریخ کو تنخواہیں بھی تقسیم کر دیں۔ اور سب کے حسابات بھی ادا کر دئے۔ درگاہ کی بجلی اور پانی کا بل بھی بہت زیادہ آیا تھا۔ وہ بھی بھیج دیا۔ ہاؤس ٹیکس کے بھی ایک سو تیس روپے پانچ آنے بھیج دئے۔

محاسب کی علیحدگی محمد اقبال صاحب محاسب کا حساب ادا کر کے علیحدہ کر دیا کیونکہ دفتری خرچ بہت بڑھ گیا تھا۔ ۱۹۴۶ء میں بھی کئی ہزار روپے کا نقصان رہا تھا اور اب جنوری ۱۹۴۷ء سے جون تک کا حساب دیکھا تو ۱۹۴۶ء سے بھی زیادہ نقصان معلوم ہوا۔ اس واسطے خرچ میں تخفیف ضروری معلوم ہوئی۔

بیس پلیٹیں ترتیلی ترجمہ قرآن شریف کی چھپائی کے لئے بیس پلیٹیں دو سو میں [illegible]

تھا خریدیں۔

دہلی گیا تھا آج نعیم صاحب اور مہدی اور رحم کے ساتھ دہلی گیا تھا۔

فورس خریدے چونکہ آجکل کوئی ثقیل غذا موافق نہیں آتی۔ اس واسطے فورس لایا تھا جن کو دودھ میں ڈال کر کھایا جاتا ہے۔ یہ غذا مقوی بھی ہے۔ اور ہلکی بھی ہے۔

ملاقاتیں مسٹر رحمان چیف کنٹرولر امپورٹ بمبئی سے آئے ہیں۔ اُن سے ملنے گیا تھا۔ اور نواب غوث یار جنگ بہادر سے بھی رخصتی ملاقات کرنے گیا تھا۔ وہ کل صبح ہوائی جہاز میں حیدر آباد چلے جائیں گے۔

مسٹر سٹیپر گرین آج بعد مغرب لفٹنٹ کرنل مسٹر سٹیپر گرین دو امریکن مہمانوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ مسٹر سٹیپر گرین میرے بہت پرانے دوست ہیں۔ اور نمبر ۱۲ اورنگ زیب روڈ میں رہتے ہیں۔ یعنی مسٹر جناح کی کوٹھی کے قریب۔ اردو بہت اچھی بولتے ہیں۔ اور خاص کر فوری انگریزی ترجمہ کرنے کی بے مثل قابلیت ہے۔ اپنے امریکن مہمانوں کو میری باتوں کا فوری ترجمہ سناتے تھے۔ اور ترجمے میں کوئی بات باقی نہ چھوڑتے تھے۔ اُن کے امریکن مہمان فلم کا کام کرتے ہیں۔ ایک کا نام مسٹر اسمتھ تھا۔ اور دوسرے کا نام مسٹر ٹوڈل تھا۔ یہ دونوں سان فرانسسکو میں رہتے ہیں۔ میں نے جمعہ کے دن ان کو چار کی دعوت دی ہے۔ اور آج انگریزی ایڈورڈ ڈائری اور انگریزی "ریلیجن آف ہیس" بھی ان کو بطور تحفے کے دیں۔ اور زرد کپڑوں پر چھپے ہوئے حروف مقطعات بھی دئے۔

بیس ڈالر کی اشرفی مسٹر اسمتھ نے مجھے امریکہ کی ایک یادگار چیز تحفے میں دی۔ یہ خالص سونے کی اشرفی ہے۔ اور بیس ڈالر کی ہے۔ وزن غالباً دو تولے ہے۔ اس اشرفی کا ڈیزائن بہت خوبصورت ہے۔ میں نے آج تک یہ اشرفی نہیں دیکھی تھی۔ رات کے ساڑھے نو بجے تک باتیں کرتے رہے۔ اُن کے جانے کے بعد میں نے چند چمچے دودھ اور فورس کے کھائے پھر چہل قدمی کی۔ چاندنی کی بہار تھی عشا کی نماز سے فارغ ہو کر ۱۱ بجے سویا۔ چار بجے بیدار ہوا۔

پناہ گزیں آج کل میری بستی میں اطراف کے پانچ سو عورت مرد اور بچے ہندو حملوں سے پناہ لینے آئے ہوئے ہیں۔

نماز کا چرچا آجکل بستی کی سب نئی پرانی مسجدیں آباد ہو گئیں ہیں۔ مغرب کی اذانوں کی بڑی بہار ہوتی ہے۔ ایک ہی وقت میں بیسیوں مسجدوں کی اذانیں ہوتی ہیں تو بستی گونج جاتی ہے۔

جنات کی مسجد میرے گھر کے پاس مسجد نواب خان دوراں خاں جس کو جنات کی مسجد بھی کہتے ہیں میرے مرید سیاح بغدادی شاہ نظامی نے آباد کی ہے۔ وہ یہاں پانچوں وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور اذان دیتے ہیں۔

۱۴ شعبان ۳ ر جولائی جمعرات دہلی

آج کیا ہوا؟ چہل قدمی کے بعد دودھ میں فورس کھائے۔ دن بھر درگاہ کے حجرے میں کام کیا۔

ملاقاتی شام کو مسٹر کرمک کونین ڈپٹی پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے ایک نامور انگریز کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ریاست بھرت پور

کی خوں ریزی کی نسبت بات چیت ہوئی حضور نظام کی طرف سے درگاہ شریف کے مجلس خانے کی مرمت کی نسبت جو حکم ہوا تھا اُس کا ذکر کرتے تھے کہ نواب زین یار جنگ سے آج ملا تھا۔ انہوں نے اُس مرمت کے تفصیلی حالات سنائے۔ میں نے کہا کوئی چیز بھی ایسی باقی رہے گی جس سے آپ آگاہ نہ ہوں۔ بہت دیر خوش طبعی کی باتیں ہوتی رہیں۔ چلتے وقت کہا میں نے بھی پاکستان کی نوکری کے لئے نام لکھوا دیا ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا کیا۔ تب تو ہم بھی وہاں آپ سے ملنے آئیں گے۔

مسٹر حاتم علوی کراچی والے پرانے دوست مسٹر حاتم علوی چند بوہرہ بھائیوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ کاٹھیاواڑ والے سیٹھ عبدالستار صاحب بھی آئے تھے۔ مشتاق احمد صاحب وجدی ایم اے ڈپٹی سکریٹری فنانس بھی ملنے آئے تھے۔ اور استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے اور کھیر بھی لائے تھے۔ آج رات کو حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد اپنے چار رفیقوں کے ساتھ آئے تھے۔ اور گل ریاض احمد صاحب بھی آئے تھے۔

۱۴ شعبان ۱۴ رجب [illegible]

شب برات آج مسلمانوں کا مشہور تہوار شب برات ہے [illegible] امید ہے اس واسطے خواجہ [illegible] قوالی تھی [illegible] شام کو [illegible] بتایا [illegible] کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی سید عبدالسلام دہلی سے ملنے آئے تھے۔ اور روحم کو ساتھ لے گئے تھے۔

(۲۱)

امریکہ میں چشتی تبلیغ جمعہ کے بعد ڈھائی بجے لفٹنٹ کرنل پیٹر گرین چار امریکن دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور فلم لینے کے فوٹو کیمرے بھی لائے تھے۔ ۴ بجے تک درگاہ شریف اور روضے شریف کے مختلف فلم تیار کئے۔ میں بھی ساتھ رہا۔ مولانا عشقی اور مبارک علی نظامی اور نعیم صاحب بھی ساتھ رہے۔ یہ فلم امریکہ میں دکھائے جائیں گے۔ اور اس سے میرے چشتی خواجہ رضی کے آستانے کی تبلیغ ہوگی۔

قوالی پانچ بجے ملکوت منزل میں قوالی کی مجلس ہوئی۔ مذکورہ امریکن اصحاب کے علاوہ بھیا فقیر عشقی صاحب اور حکیم حافظ محمد سعید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد اور ڈاکٹر تیموری صاحب اور سید احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس اور مشتاق احمد صاحب وجدی ایم اے ڈپٹی سکریٹری فنانس اور ڈاکٹر زبیڈ احمد صاحب اور خلیفہ ننھے صاحب اور مسٹر حاتم علوی اور سیٹھ ابراہیم صاحب اور سید شجاعت علی صاحب اور مسٹر احسان الرحمٰن چیف کنٹرولر امپورٹ اور سید سمیع الدین صاحب اور صدیقی صاحب اجمیری وغیرہ اصحاب بھی شریک ہوئے تھے۔ [illegible] تک [illegible]

سید احمد حسن صاحب کی والدہ اور اہل و عیال بھی آئے تھے۔ [illegible] فارغ ہو کر زنانہ [illegible] گیا۔ چونکہ فلم کی تیاری [illegible] میں رہا تھا۔ اس واسطے سر میں [illegible] ہو گیا۔ اور رات کو بخار بھی ہو [illegible] اسمٰعیل صاحب بٹ لاہور سے آئے

صاحب بٹ بھی ملنے آئے تھے۔ اور درگاہ کی روشنی کے لئے امداد بھی دی تھی۔

سہرولی آم کئی دن سے سہرولی آموں کی تلاش تھی۔ آج شام کو بھی تلاش کرائے اور نہ ملے۔ یکایک بعد مغرب حاجی لطیف الرحمٰن صاحب خلف خان بہادر کپتان حبیب الرحمٰن صاحب سی آئی ای مرحوم آئے تو سہرولی آم بھی میرے لئے لائے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ انہوں نے کہا میں صبح درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رضی میں حاضر ہوا تھا۔ جہاں ماہانہ نیاز تھی۔ جمعہ کی نماز بھی وہیں پڑھی۔ چار بجے واپس آیا۔ بہت تھک گیا تھا۔ یکایک خیال آیا کہ آپ کے ہاں درگاہ شریف میں آؤں۔ اور آپ سے بھی ملوں۔ راستے میں سہرولی آم نظر آئے ان کو بھی لیتا آیا۔

آج شب برات کی وجہ سے درگاہ شریف میں بہت اچھی برقی روشنی ہوئی اور کئی سو آدمیوں نے شب بیداری کی۔ میں بخار کی وجہ سے اول شب تھوڑی دیر سو گیا تھا۔ پھر ساری رات بیدار رہا۔ ساڑھے تین بجے بارش آئی۔ اور میں نے شگون لیا کہ میری دعائیں قبول ہوئیں۔ خنکی اتنی بڑھی کہ کمبل اوڑھنا پڑا۔

ولادت [illegible] کے [illegible] کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے [illegible] سب کے ساتھ شریک ہوا [illegible]

[illegible] شعبان [illegible]

لیڈی رحیم کی وفات آج ڈاکٹر سید مجتبےٰ شاہ صاحب نے ٹیلی فون میں اطلاع دی کہ مولانا سر عبدالرحیم سابق صدر اسمبلی کی

نہ کبھی دھوپ میں نکلتے تھے۔

بیگم صاحبہ نے نئی دہلی میں وفات پائی۔ سر عبدالرحیم کراچی گئے ہوئے تھے۔ بیماری کی خبر سن کر ہوائی جہاز کے ذریعے کل دلی میں آگئے تھے۔ میں یہ خبر سنتے ہی سر عبدالرحیم کے پاس گیا۔ وہ بہت غمگین تھے۔ تاہم اُنھوں نے مردانہ وار ہمت سے بات چیت کی۔ چونکہ اُن کی صاحبزادی عائشہ بیگم مرحومہ نے مدراس میں وفات پائی تھی۔ اور وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ اُن کو خواجہ حسن نظامی کے خاندانی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اس واسطے اُن کی میت مدراس سے اسپیشل ٹرین کے ذریعے یہاں لاکر دفن کی گئی تھی اس لئے میں نے بیگم رحیم کے لئے بھی اپنے خاندانی قبرستان میں قبر کا انتظام کرایا۔ میت کل شام کو دفن ہوگی۔ جب کہ مرحومہ کے لڑکے ہوائی جہاز میں کلکتے سے دہلی میں آجائیں گے۔

مولانا روحم روحہ آجکل اپنی سسرال میں ہیں، اور کل شب برات کی وجہ سے روحم اپنے والد کے ساتھ دہلی چلے گئے تھے۔ اس لئے آج اُن کو لانے کے لئے روحہ کے پاس گیا تھا۔ اُن کے خسر ڈپٹی صاحب اور مولوی فضل الرحمٰن بی اے اور سید عبدالسلام بھی ملے۔ اور میں روحم کو واپس لے آیا۔ میں نے روحم کی سمجھ کا اندازہ کرنے کے لئے پوچھا کہ کل رات کو تمہارے باپ تم کو سائیکل پر دہلی لائے تھے۔ ہم کو بہت فکر رہا۔ تم کو بھی اس کا فکر تھا یا نہیں؟ روحم نے کہا ابا فوجی لاریوں کے پاس سے جب گذرتے تھے تو ہم کو فکر ہوتا تھا۔ مگر خدا ہماری مدد کرتا تھا اور ہم آرام سے گھر پہونچ گئے۔ میں نے کہا کیا خدا کو تم نے دیکھا تھا؟ ہم کو تو وہ دکھائی نہیں دیتا۔ روحم بہت ہنسا۔ اور اُس نے کہا آپ کے پاس خدا کے دیکھنے کی عینک نہیں ہے مجھے اس جواب سے رونا آگیا۔ سچ کہا اس بچے نے کہ میرے پاس خدا کے دیکھنے کی عینک نہیں ہے۔

ڈنر آج رات کو عبدالرشید خاں صاحب غزالی نے ایک ڈنر پارٹی دی تھی۔ بھیا فقیر عشقی اور ملا واحدی صاحب اور مفتی شوکت صاحب فہمی اور شاہ رحمان انصاری اور سید رضا مرزا ایڈوکیٹ اور مولانا احمد سعید صاحب اور خلیفہ ننھے صاحب اور سید راشد حسین اور چند پولس افسران شریک طعام تھے۔ کھانے سے زیادہ برتن چمک دار اور خوبصورت تھے۔ اُن کی نئی بیوی کا سلیقہ نظر آتا تھا۔ کھانے کے بعد اُن کی نئی بیوی نے کہا جو پردے میں تھیں کہ میں آپ کے لئے اپنے ہاتھ سے پان بنا کر دینا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا کھانا اور پان دونوں دسترخوان پر موجود تھے۔ اب نئے پان کی ضرورت نہیں ہے۔

بارش کے آثار آج ابر آیا ہے بارش کے آثار پیدا ہوئے ہیں۔

جازدید آج لفٹنٹ کرنل ہیٹر گرین صاحب اور ان کے امریکن دوستوں سے قیامگاہ پر ملنے گیا تھا۔ امریکہ کے نئے سفیر بھی دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ دو چار دن کے بعد اُن کو بھی اپنے ہاں کھانے کے لئے بلاؤں گا۔

۱۶ رشعبان ۶ رجولائی اتوار دہلی

دعوت آج خلیفہ ننھے صاحب کے ہاں طعام ظہر کی دعوت تھی۔ دہلی کے حکام و عمائد جمع ہوئے تھے۔ خلیفہ ننھے صاحب نے تقریر بھی کی تھی کھانے بہت لذیذ تھے۔ مدارات بہت پُرخلوص تھی۔ قوالی بھی ہوئی تھی۔

تدفین شام کو ۶ بجے سر عبدالرحیم صاحب سابق صدر اسمبلی کی بیگم صاحبہ کی میت درگاہ میں آئی تھی۔ سید سمیع الدین صاحب امام مسجد نے نماز پڑھائی تھی۔ بہت سے نامور مسلمان شریک ہوئے تھے۔

رات کا کھانا آج بعد مغرب موتی محل کے صحن میں اپنے دوست مسٹر حاتم علوی سابق میئر کراچی اور مسٹر احسان الرحمان چیف کنٹرولر انکیسپورٹ کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ سید ابن عربی اور حسن ابو طالب بھی شریک طعام تھے۔

بیمار پرسی آج مسٹر اکرام اللہ آئی سی ایس کی بیمار لڑکی کو دیکھنے اُن کے مکان پر گیا تھا۔ اور دُعا دم کی تھی۔

بارش کے آثار دن کو گرمی بڑھ جاتی ہے مگر تیز پُروا ہوا چلتی رہتی ہے۔ آسمان ابرآلود رہتا ہے۔ مگر بارش اس لئے نہیں ہوتی کہ ابھی وزیر اعظم برطانیہ اور پارلیمنٹ نے دہلی کی بارش کے آسمانی مسئلے کو طے نہیں کیا ہے۔

۱۷ رشعبان ۷ جولائی دوشنبہ دہلی

تقسیم اسناد کا جلسہ آج صبح سات بجے مولانا عشقی نظامی اور سید سمیع الدین صاحب اور واحدی صاحب کے ساتھ مسجد فتحپوری کے عربی مدرسے کی تقسیم اسناد کے جلسے میں گیا تھا۔ وہاں بے شمار خاکساروں کو سوتا ہوا دیکھا ایک خاکسار مُردے نہلانے کے تختے پر سوتا تھا معلوم ہوا جلسے میں ابھی دیر ہے۔ اس لئے

استخواں تک بھی اُن کے خاک ہوئے۔

(بقیہ روزنامچہ صفحہ ۱۲ پر دیکھئے)

کتابوں اور اخباروں پر تبصرہ

خان صاحب ۲۳۵ صفحے کی مجلد کتاب ظریف الملک ظریف صاحب دہلوی نے شائع کی ہے۔ اس میں پندرہ افسانے ہنسی مذاق کے شائع کئے ہیں۔ سرورق پر خان صاحب کی رنگین تصویر بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خان صاحب نہیں ہیں بلکہ نئی روشنی کے ملا صاحب ہیں۔ کیونکہ ڈاڑھی بہت زیادہ چھٹی ہے۔ البتہ مونچھیں پٹھانوں جیسی ہیں۔ ظریف الملک ظریف صاحب دہلوی کی پہلی کتاب "رشحِ تبسم" بھی بہت مقبول ہوئی تھی۔ اور یہ کتاب بھی اس قابل ہے کہ ہر جگہ پسند کی جائے۔ کیونکہ تفریح اور بذلہ سنجی ہر افسانے میں موجود ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ موجودہ مشکلات کے زمانے میں ظریف صاحب نے بہت ہی اچھا استعمال کیا ہے اس لئے کتاب ہر لحاظ سے عمدہ ہو گئی ہے۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ ساقی بک ڈپو دہلی۔

عرفان عزیز ۱۰۴ صفحے کی مجلد کتاب ہے۔ مولوی محمد احید الدین نظامی بدایونی نے شائع کی ہے۔ اور محمد فضلت حسین صاحب صابری نے مرتب کی ہے۔ اس کتاب میں منشی ولایت علی خان صاحب عارف باللہ معروف بہ شاہ عزیز اللہ صاحب عزیز کے اردو کلام کا انتخاب ہے۔ اور ان کی مختصر سوانح عمری بھی ہے۔ کلام زیادہ تر نعتیہ ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ بہت اچھا ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ ملنے کا پتہ نظامی پریس بدایوں۔

شہدائے اسلام ۱۴۴ صفحے کی مجلد کتاب ہے سرورق رنگین ہے۔ جس پر کربلائے معلی کی تصویر ہے۔ مولانا حافظ اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی ناظم جمعیت علمائے صوبہ دہلی نے تالیف کی ہے۔ اور حافظ محمد تقی صاحب مالک سنٹرل بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی نے شائع کی ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ اس کتاب میں اسلامی شہیدوں کے مستند تاریخی حالات موثر زبان میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبۂ رحمنیہ دہلی۔

واقعات تحقیق بسم اللہ ۱۲۲ صفحے کی غیر مجلد کتاب ہے۔ سرورق پر "واقعات تحقیق باسم اللہ" لکھا ہے۔ مرزا محمد شاہ عالم صاحب خلف پرنس مرزا والا قدر نے ۱۳۶۵ھ میں لکھی ہے۔ کتاب میں حسب ذیل عکسی تصویریں بھی ہیں (۱) نواب محمد سلطان زمان مرزا (۲) پرنس مرزا والا قدر بہادر خلف مرزا کیوان جاہ ولی عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ عمر ۱۴ سال (۳) پرنس مرزا والا قدر عمر ۲۲ سال (۴) پرنس مرزا والا قدر عمر ۳۲ سال (۵) پرنس والا قدر عمر ۴۸ سال (۶) مرزا محمد شاہ عالم خلف پرنس مرزا والا قدر۔ اس کتاب میں بسم اللہ کے رسم خط پر علمی بحث ہے اور اس کی تاثیرات کا بیان ہے۔ اور بسم اللہ کے اعداد کی بحث بھی ہے اور زور اس پر دیا گیا ہے کہ بسم اللہ لکھنا ٹھیک نہیں ہے۔ باسم اللہ لکھنا ٹھیک ہے۔ چنانچہ صفحہ ۸ پر لکھا ہے "کاتبان مصحف فنون نوشت سے کامل ماہر و آگاہ نہ تھے۔ اس سبب سے تحریری نقائص ہو گئے ہیں"۔ بہر حال تحقیقات اور علمی بحث بہت اچھی ہے۔ لیکن تصویروں کا اس علمی کتاب میں درج کرنا سمجھ میں نہیں آیا۔ مصنف مرزا محمد شاہ عالم کی تصویر بہت زیادہ بڑھاپے کی ہے۔ ان کے والد صاحب کی تصویریں مختلف زمانوں اور مختلف لباسوں کا نمونہ دکھاتی ہیں۔ تین بار چھپی ہے۔ قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ مرزا محمد شاہ عالم گول دروازہ لکھنؤ۔

نشاط خاطر ۵۲ صفحے کی غیر مجلد کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ مولانا ابو داؤد صاحب لکھنوی نے مقدمہ لکھا ہے۔ اور خواجہ حمید الدین احمد صاحب نے کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں جناب مرزا ذاکر حسین صاحب ثاقب قزلباش لکھنوی مرحوم کے کلام کا انتخاب جمع کیا گیا ہے۔ اور مرزا صاحب کو میر و غالب کا جانشین بھی لکھا گیا ہے۔ ثاقب صاحب کا ایک شعر بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے ؎

کم سمجھنا ہے محبت میں فنا ہو جانا
دل کی قسمت میں ہے کیا جانیے کیا ہو جانا

اور گھر گھر سُنا کر انجام سے ڈرانا چاہیے۔

قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ حمیدیہ دواخانہ کٹرہ ابوتراب خاں لکھنؤ۔

افکار شاعر } ۸۰ صفحات کی غیر مجلد کتاب ہے۔ کابل میں چھپی ہے۔ ٹائپ باریک ہے۔ کاغذ بہت اچھا ہے۔ جناب صلاح الدین صاحب سلجوقی سابق سفیر افغانستان ہندوستان نے مرتب کی ہے۔ جب وہ دلی میں تھے تو میں اُن کی یادداشت سے حیران رہ جاتا تھا۔ فارسی کے لاکھوں اشعار یاد تھے۔ یہ کتاب بھی انہیں کمالات کا نمونہ ہے۔ جن لوگوں کو فارسی زبان کا شوق ہو وہ یہ کتاب مطبع عمومی کابل افغانستان سے منگا کر پڑھیں۔ قیمت درج نہیں ہے۔

ماہ نامہ آستانہ } ۸۰ صفحے کا نہایت خوب صورت ماہوار رسالہ ہے جو دہلی سے جاری ہوا ہے۔ سرورق پر روضۂ مبارک حضرت خواجہ صاحب اجمیری ؓ کی تصویر ہے۔ ایڈیٹر محمد مستحسن صاحب فاروقی ہیں۔ اس میں ہر سلسلے کے بزرگوں کے فیضان کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور مختلف پیرزادوں اور نامور ادیبوں کے نظم و نثر مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ پہلا پرچہ بیس ہزار شائع ہوا ہے۔ اور دوسرا پرچہ چالیس ہزار شائع ہوگا۔ سالانہ قیمت دو روپے۔ میں نے بعض اصلاح طلب باتوں کی نسبت فاروقی صاحب کو اطلاع دی ہے۔ اور انھوں نے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ اشتہارات میں آئندہ نامناسب الفاظ نہیں ہوں گے۔ اور مضامین بھی سب اہل تصوف کے ادب و احترام کے موافق ہوں گے۔

کہکشاں دہلی کا سالنامہ } ۲۴۲ صفحے کا باتصویر پرچہ ہے۔ سرورق رنگین ہے۔ سب تصویریں عکسی قلمی ہیں۔ نظم و نثر مضامین بہت عمدہ ہیں حاجی سید کاظم علی صاحب ایڈیٹر کی گوناگوں لیاقتیں ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہیں۔ قیمت عہ

کتابیں } مکتبۂ ادب اُردو بازار جامع مسجد دہلی نے یہ کتابوں کی فہرست شائع کی ہے۔ ۵۲ صفحات ہیں سرورق رنگین ہے۔ اور بہت دلچسپ ہے، پُرانے زمانے کا ایک چراغ دکھایا گیا ہے اور ایک آدمی نما پتلا ہاتھوں میں بہت سی کتابیں اٹھائے ہوئے ہے۔ اور مذہب۔ سیاست۔ تاریخ۔ ادب۔ معیشت۔ صنعت وغیرہ وغیرہ عنوان لکھے گئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست میں ان علوم و فنون کی کتابوں کا بیان ہے۔ اور سرورق کا آخری صفحہ بھی رنگین ہے۔ اور اس میں ۵ کتابوں کا اشتہار ہے۔ کتابوں کی فہرست کا یہ طریقہ جدتوں سے لبالب بھرا ہوا ہے۔

اخبار قومی حکومت } ۸ صفحے کا یہ ہفتے وار اخبار ابھی حال میں دہلی سے جاری ہوا ہے۔ مشہور ادیب مولانا امداد صابری صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔ جنہوں نے اپنی صاف گوئی اور آزاد نویسی کی وجہ سے بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اس اخبار میں بھی کانگرس وغیرہ سیاسی جماعتوں اور دہلی کے انتظامات کی نسبت بہت بیباکانہ اور دلیرانہ مضامین ہیں۔ سالانہ قیمت پانچ روپے۔ ایک پرچہ ایک آنہ۔

ملاپ حیدرآباد دکن } یہ سہ روزہ اخبار مولانا سید احمد عارف صاحب نے جاری کیا ہے۔ اس کے ایڈیٹر محمد وحید الحق صاحب صوفی ہیں۔ سالانہ قیمت چھ روپے ششماہی تین روپے۔ سہ ماہی ایک روپیہ آٹھ آنے۔ اس اخبار کا مقصد حیدرآباد کی اقوام میں ملاپ پیدا کرنا ہے سرورق پر یہ رباعی لکھی ہے ؎

دیدانت کی تغییر لڑے جاتی ہے
اسلام کی شمشیر لڑے جاتی ہے
نادان غلاموں کی سیاست توبہ!
زنجیر سے زنجیر لڑے جاتی ہے

سید احمد صاحب عارف بہت تجربے کار اخبار نویس ہیں۔ اُن کا یہ مقصد بہت مبارک ہے۔ حیدرآباد کے سب باشندوں کو اس کی قدر کرنی چاہئے۔

اخبار تبلیغ دہلی } ۸ صفحے کا یہ اخبار ابھی حال میں دہلی سے خواجہ حسن زیدی اور راشد نظامی صاحبان نے جاری کیا ہے۔ اس کے نگراں تائب صاحب نقشبندی ہیں۔ سالانہ قیمت آٹھ روپے لکھی ہے۔ پہلے پرچے میں "اظہار حقیقت" "پاکستان جنت نشان" "قومی امانت کا حساب دو" "ناظر سنی اوقاف دہلی" "نعرۂ حق" "علم و عمل" "غازی عبدالکریم" "غزوۂ احد" "اسلام کی بیٹیاں" "جماعت خاکسار" عنوانوں کے مضامین ہیں۔ شاید آئندہ پرچوں میں تبلیغی مضامین بھی ہوں۔

ہفتے وار اخبار نگاہ دہلی } ۸ صفحے کا یہ پرچہ پہلی دفعہ

(۲۳)

دفتر میں آیا ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ اس کی نویں جلد ہے۔ اور نواں نمبر ہے۔ نیشنلسٹ مسلمانوں کا پرچہ معلوم ہوتا ہے۔ صفحہ ۴ پر "تیر نگاہ" کے نام سے ایک مضمون ہے۔ اور لکھا ہے۔ از حاجی میاں طول عمرہٗ۔ معلوم نہیں لفظ حاجی کی املا کاتب کی غلطی ہے یا ایڈیٹر صاحب نے لفظ حاجی کی ہجو کے لئے ہاجی لکھا ہے۔ ایڈیٹر تسکین صاحب علیگ ہیں۔ سالانہ چندہ پانچ روپے۔

روزانہ اخبار نظام گزٹ دہلی بڑے سائز کے دو صفحے کا اخبار ہے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء میں جاری ہوا تھا۔ گل زبا غ احمد صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ۳۰ مئی کے پرچے میں منادی کے چند نوٹوں پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔

ہفتے وار اخبار مبصر حیدرآباد یہ پرچہ حیدرآباد سے جاری ہوا ہے۔ سترہ نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ صفحات بارہ ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ زیر نظر پرچے میں نواب صاحب چھتاری کی عکسی تصویر بھی ہے۔ اور ان کی حمایت کے مضامین بھی ہیں۔ اور حسن نظامی کی تصویر اور نواب میر خورشید حسن خاں صاحب جاگیردار خلف نواب مشیر جنگ مرحوم کی عکسی تصویر بھی ہے۔ اور سر میرزا اسمٰعیل کے خلاف ایک کارٹون بھی ہے۔ جس سے مجھے اختلاف ہے۔ اخبار مبصر کے مالک سید ابو سعید خاں صاحب رفاعی ہیں۔ سرورق پر چار مینار کی دو تصویریں ہیں قیمت فی پرچہ تین آنے۔

اخبار رہبر بارہ بنکی یہ ہفتے وار اخبار بارہ بنکی یو پی سے جاری ہوا ہے۔ آٹھ صفحے ہیں۔ زیر نظر تیسرا نمبر ہے۔ وسیم الدین صاحب اور چودھری سراج احمد صاحب اور سید ... صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سالانہ چندہ چھ روپے ملنے کا پتہ دفتر اخبار رہبر بارہ بنکی یو پی۔

رسالہ منزل کراچی کا ... رسالہ جولائی ۱۹۴۷ء میں پہلا پرچہ شائع ہوا ہے۔ خالد عرفانی اور نعمان تاثیر اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سالانہ چندہ پانچ روپے۔ مضامین علمی اور ادبی ہیں۔ ملنے کا پتہ دفتر رسالہ منزل عیدگاہ روڈ کراچی۔

آفتاب نبوت یہ ماہوار رسالہ دہلی سے جاری ہوا ہے مولانا محمد ادریس انصاری اور مولانا مفتی محمد الیاس حسینی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ مضامین مذہبی اور علمی ہیں۔ سرورق رنگین اور بہت خوبصورت ہے۔ سالانہ چندہ چار روپے۔ ملنے کا پتہ دفتر رسالہ آفتاب نبوت ادارہ تبلیغ اسلام صدر بازار دہلی۔

ہفتے وار کہکشاں دہلی دہلی کے ماہوار رسالے کہکشاں کے مالک حاجی سید کاظم علی صاحب نے جون سے کہکشاں کا ایک ہفتے وار ایڈیشن بھی جاری کیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ سالانہ قیمت بارہ روپے۔

اخبار انصاف اجمیر یہ ہفتے وار اخبار اجمیر شریف سے ابھی حال میں جاری ہوا ہے آٹھ صفحے ہیں۔ سبحان علی آتش بدایونی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ قیمت سالانہ چھ روپے ملنے کا پتہ۔ دفتر اخبار انصاف۔ درگاہ بازار اجمیر شریف۔

اردو اخباروں اور رسالوں کی کثرت

سیاسی انقلاب ہوتے ہی ہندوستان کے مختلف شہروں سے بے شمار اردو اخبار اور رسالے جاری ہوئے ہیں۔ بظاہر یہ بات اردو زبان کی ترقی کے لئے اچھی معلوم ہوتی ہے مگر میرا خیال ہے کہ اخبار اور رسالے جاری کرنے والے دور اندیشی اور تجربے کا ثبوت نہیں دے رہے ہیں اور اخبار نویسی کو نفع کا کام سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کام سب تجارتوں سے زیادہ گھاٹے کا ہے۔ اگر اخبار یا رسالے کے ذریعہ اپنے کسی تجارتی کام کو فروغ دینا ہو یا کسی خاص قومی مقصد کی تبلیغ کرنی ہو تب تو یہ نقصان کا کام کرنا ٹھیک ہے۔ ورنہ غلطی ہے۔ کیونکہ کاغذ کی نایابی اور لکھائی چھپائی کی گرانی کے زمانے میں اخبار اور رسالے جاری کرنے خطرناک ہیں۔ چند روز کے بعد پے در پے نقصانوں سے گھبرائیں گے۔ اور اخبار اور رسالے بند کر دیں گے۔ اور اس سے اردو زبان کی ساکھ کو نقصان پہنچے گا۔ پہلے فلمی اشتہاروں کے لئے رسالے جاری کئے جاتے تھے۔ اب فلم والے خود پریشان ہیں۔ اور تباہی کے کنارے آ گئے ہیں۔ ان سے اشتہارات ملنے کی توقع نہیں ہے۔ اس لئے میری دور اندیشی کی رائے یہ ہے کہ اس خطرناک میدان میں سوچ سمجھ کر قدم رکھنا چاہئے۔ میرا اخبار منادی باوجود مقبولیت خاص و عام کے اور اس کے باوجود کہ ایڈیٹر کا خرچہ میرے ذمے نہیں ہے۔ کیونکہ میں خود لکھتا ہوں پھر بھی ہر سال اخبار میں ہزار دو ہزار روپے کا نقصان ہوتا ہے۔

اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے۔

(۲۶)

اور اُن کے متعلقین (۲۳) پیرجی عبدالحق فاروقی اور اُن کے متعلقین (۲۴) حاجی بشیر اور اُن کے متعلقین (۲۵) حاجی حکیم عبدالحمید اور اُن کے متعلقین (۲۶) حکیم حافظ محمد سعید اور اُن کے متعلقین۔

پنجاب

(۱) عبدالرحمٰن محمود محمد نظامی اور اُن کے متعلقین (۲) حکیم منزل شاہ نظامی اور اُن کے متعلقین (۳) احمد علی نذر بیگی نظامی اور اُن کے متعلقین (۴) مبارک علی شاہ نظامی اور ان کے متعلقین (۵) پاک دل محمد حسین نظامی اور ان کے متعلقین (۶) سید مداد حسین نظامی اور ان کے متعلقین (۷) عزیز احمد نظامی اور اُن کے متعلقین (۸) عبدالعزیز نظامی اور اُن کے متعلقین (۹) فضل الدین نظامی اور اُن کے متعلقین (۱۰) محمد اسمٰعیل بٹ اور اُن کے متعلقین (۱۱) بیگم میاں سر محمد شفیع اور اُن کے متعلقین (۱۲) حافظ محمد یٰسین اور اُن کے متعلقین (۱۳) بیگم محمد اسد نظامی اور ان کے متعلقین۔

سرحد

(۱) روشن نظر نظامی اور اُن کے متعلقین۔ (۲) احمد ابدالی نظامی اور اُن کے متعلقین۔ (۳) سلامی نظامی اور اُن کے متعلقین۔ (۴) حمزہ خاں نظامی اور اُن کے متعلقین (۵) خان بہادر محمد قلی خاں اور اُن کے متعلقین (۶) نواب صاحب چترال اور اُن کے متعلقین (۷) نواب صاحب امب اور اُن کے متعلقین (۸) قاضی میران بخش نظامی اور اُن کے متعلقین۔

سندھ

کراچی — غلام احمد نظامی اور ان کے متعلقین۔

(۲) حاتم علوی اور اُن کے متعلقین (۳) بیگم سر عبداللہ ہارون اور اُن کے متعلقین۔

یوپی

جہانگیر آباد — ہر دو خواتین سر مہاراجہ مرحوم ہر دو فرزندان سر مہاراجہ مرحوم۔ شیخ محمد شہیر اور اُن کے متعلقین۔

علی گڈھ — اقبال احمد و اخلاق احمد اور اُن کے متعلقین۔

سہارن پور — عبدالسبحان نظامی اور اُن کے متعلقین۔ محمد صادق نظامی اور اُن کے متعلقین۔ محمد عبداللہ شہودی نظامی اور اُن کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت۔

دہرہ دون — توکلی شاہ نظامی اور اُن کے متعلقین (۲) عین الیقین نظامی اور اُن کے متعلقین۔ اور سب نظامیہ جماعت۔

لکھنؤ — (۱) مولانا قطب الدین عبدالوالی اور ان کے متعلقین (۲) مولانا جمال میاں اور ان کے متعلقین (۳) مولانا صبغت اللہ شہید اور ان کے متعلقین (۴) مولانا الطاف الرحمٰن قدوائی اور اُن کے متعلقین۔

الہ آباد — اکرام حسین نظامی اور ان کے متعلقین، اور سب نظامیہ جماعت۔ سید محمد مسلم اور اُن کے متعلقین۔

سیتاپور — بیوہ سید احمد علی نظامی مرحوم

بہار

(۱) حضرت شاہ امان اللہ اور ان کے متعلقین (۲) حضرت شاہ جعفر میاں اور اُن کے متعلقین (۳) بیگم سر علی امام (۴) سر سید سلطان احمد اور اُن کے متعلقین (۵) اللہ بخش یغان نظامی اور ان کے متعلقین (۶) محمد اسمٰعیل خاں سبوت نظامی اور ان کے متعلقین (۷) نیکی شاہ نظامی اور اُن کے متعلقین (۸) حضرت امام کشنداس اور اُن کے متعلقین (۹) عبدالستار صوابح محمد اور اُن کے متعلقین (۱۰) ظہیر الدین احسن

انصاری نظامی اور ان کے متعلقین (۱۱) الحاج محمود الرشید اور اُن کے متعلقین

بنگال — سیٹھ عبدالرحیم عثمان چشتی خلیلی نظامی اور ان کے متعلقین۔ علی دہ دہا اور اُن کے متعلقین عبدالملک نظامی اور اُن کے بیوی بچے۔

برما — سید کشفی شاہ نظامی اور اُن کے متعلقین (۲) محمود جان نظامی اور ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت۔

سی پی — خان بہادر حافظ ولایت اللہ اور اُن کے متعلقین

بمبئی — (۱) احمد نظامی اور ان کے متعلقین (۲) علی محمد نظامی اور ان کے متعلقین (۳) عبدالرحمٰن اور ان کے متعلقین (۴) حسین بھائی محمد بھائی نظامی اور اُن کے بیوی بچے (۵) حاجی داؤد حاجی ناصر اور اُن کے اہل و عیال (۶) مولانا محمد علی زینل علی رضا اور ان کے متعلقین (۷) رئیس احمد جعفری اور اُن کے متعلقین۔

احمد آباد — (۱) فقیر پاشا نظامی اور ان کی والدہ اور بہن بھائی (۲) صبغت اللہ شاہ نظامی اور اُن کے متعلقین (۳) سر نجم الدین نظامی اور ان کے متعلقین (۴) خواجہ لال نظامی اور اُن کے متعلقین۔ اور سب نظامیہ جماعت۔

مدراس — سیٹھ محمد ابراہیم اور ان کے متعلقین سیٹھ محمد موسیٰ اور اُن کے متعلقین۔ محمد اللہ دکھا دسارہ نظامی۔ سر محمد عثمان اور ان کے متعلقین۔

لنگشن نیلگری — محمد صدیق اخوانی نظامی اور ان کے بیوی بچے۔ اور تمام جماعت نظامیہ۔

ادہونی — حافظ دادا میاں نظامی اور ان کے متعلقین احمد حسین نظامی اور ان کے متعلقین ندیم اللہ نظامی اور ان کے متعلقین، عبدالرزاق نظامی اور ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت

کرنول — نواب طلعت اللہ خاں اور ان کے متعلقین۔

حیدرآباد — سید عبدالباری حسنی، سید محمد حسین چشتی، جمال فاروقی نظامی اور ان کے ساتھی۔

مشرقی افریقہ — علی محمد نظامی اور ان کے متعلقین محمد فخرالدین راندیری نظامی اور ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت۔

جنوبی افریقہ — [illegible] نظامی اور سب نظامیہ جماعت

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
دق اور سل کی دوا
یُو اِیل
ملی جاتی ہے ۔ اور سونگھی جاتی ہے
کھانے پینے کی دوا نہیں ہے
قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ
طبی کمپنی دہلی

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
ملیریا کی دوا
یُو اِیل
ملیریا کے مچھروں کو دور کرتی ہے ۔ ملیریا کے بخار
دور کرتی ہے ۔ تندرستوں کو ملیریا سے بچاتی ہے
ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ
طبی کمپنی دہلی

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
ہیضے کی دوا
یُو اِیل
سونگھنے سے ہیضے کے بیمار کو فائدہ ہوتا ہے ۔ اور
سونگھنے سے تندرست ہیضے کی زہریلی ہوا سے محفوظ ہو جاتے ہیں ۔
قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ طبی کمپنی دہلی

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
طاعون کی دوا
یُو اِیل
بیماروں کی گلٹی پر لگائی جاتی ہے ۔ اور بیمار کو سونگھائی
جاتی ہے ۔ تندرست بھی سونگھنے سے وبائی اثر سے بچ جاتے ہیں
ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ
طبی کمپنی دہلی

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
نمونیہ کی دوا
یُو اِیل
بیمار کے سینے پر ملی جاتی ہے ۔ اور بیمار کو سونگھائی جاتی ہے
تندرست بھی اس کے سونگھنے سے فائدہ اٹھاتے ہیں
ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ
طبی کمپنی دہلی

ایئر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ
دہلی سے بمبئی

براہ گوالیار
ہوائی جہاز سے سفر کیجئے
ہفتے میں تین مرتبہ دوشنبہ ۔ چہارشنبہ اور جمعہ

وقت روانگی از دہلی ۱/۲ ۱ بجے دن
دیگر تفصیلات
ایئر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ ہوٹل امپیریل نئی دہلی

ایجنٹ
انڈین نیشنل ایرویز لمیٹڈ معرفت برما شیل بلڈنگ کینس کے نئی دہلی
تار کا پتہ ایر سینٹر ۔ ٹیلیفون نمبر ۱۰۲۷

جبنر ڈایل نمبر ۱۲۸۵۸ پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی دہلی سے شائع کیا رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷۵۰

چشتی پارٹی کو دل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

جو سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

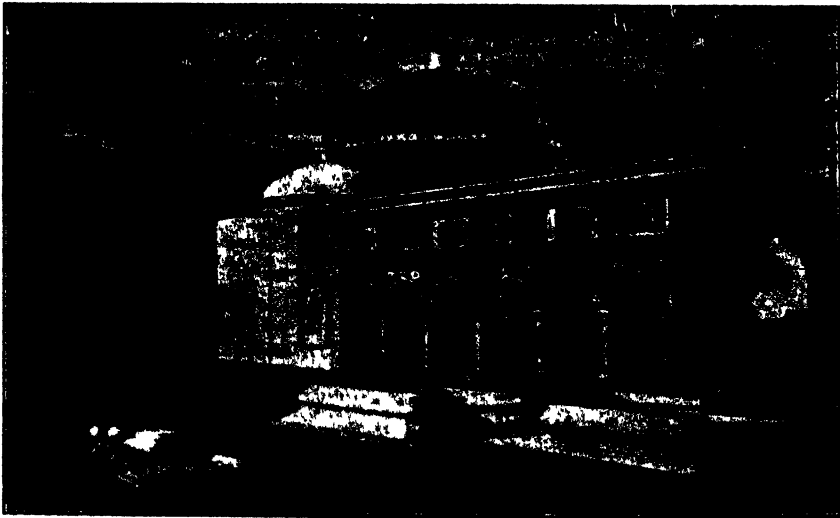
ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

قلم کار: علی بن حسن، وزیرا بن حسن

۲۲ اکتوبر و یکم نومبر سنہ ۱۹۴۵ء

ہندوستان میں سالانہ قیمت دس روپے ایک پرچہ ایک آنہ
باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

روضہ حضرت شیخ العالم بابا فریدالدین مسعود گنج شکر چشتی پاکپٹن میں



سلطان غیاث الدین بلبن حضرتؒ کا مرید تھا۔ اور اس نے اپنی بیٹی بھی حضرتؒ کو دی تھی

رات کی مجلسیں

میرے سب مریدوں کا فرض ہے کہ وہ روزانہ رات کے وقت اپنے گھر میں عورتوں اور بچوں کو نظامی بنسری پڑھ کر سنایا کریں۔ اور جس مقام پر نظامیوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں مردانہ مجلسیں بھی ہونی چاہئیں کیونکہ موجودہ زمانہ بلاؤں کا اور فتنوں کا زمانہ ہے۔ اور اس کے بعد اس سے زیادہ تکلیفیں آنے والی ہیں۔ اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب ہر شخص جھگڑے فساد کی باتوں سے الگ رہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا "قیامت کے قریب فتنے ظاہر ہوں گے۔ اس وقت تم اپنے گھر کے ٹاٹ بن جانا"۔ گھر کا ٹاٹ بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گھروں میں بچھا ہوا ٹاٹ باہر کی دنیا سے بے تعلق ہوتا ہے اسی طرح تم بھی سب جھگڑوں سے بے تعلق اور بے غرض ہو جانا۔

لہذا مجھ پر فرض ہے اور میری ذمے داری ہے کہ میں اپنے امیر و غریب مریدوں کو آنے والی بلاؤں اور فتنوں سے بچانے کا فکر کروں اور انتظام بھی کروں۔ میں مسلم لیگ کا حامی ضرور رہوں لیکن الیکشن کے جھگڑوں سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میرے مریدوں کو بھی آنے والے الیکشن میں دخل نہ دینا چاہئے۔ سوائے ان مریدوں کے جن کو ووٹ دینا ہو یا وہ خود کسی حلقے سے امیدوار ہوں۔ مگر ان پر بھی یہ لازم ہے کہ وہ کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے فتنہ فساد ہونے کا اندیشہ ہو۔ جن کو ووٹ دینا ہو وہ مسلم لیگ کے امیدوار کو ووٹ دیدیں۔ مگر سوائے ووٹ دینے کے اور کوئی کام الیکشن کا نہ کریں نہ کانگریس والوں سے اور دوسری سیاسی پارٹیوں سے الیکشن کی نسبت بحث مباحثہ کریں۔ اور روزانہ نماز کے بعد خدا سے دعا مانگیں کہ وہ ہم سب نظامیوں کو آنے والی خونریزیوں اور فتنوں اور فسادوں سے بچائے رکھے۔

میرے سب مریدوں کے گھروں کی بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بیماریاں دفع ہو جائیں گی۔ اور ہر گھر میں غیبی برکتیں نازل ہوں گی اگر وہ پابندی کے ساتھ رات کے وقت ایک گھنٹہ نظامی بنسری پڑھا کریں گے۔ اور پڑھوا کر سنا کریں گے۔

غیب کا علم صرف خدا کو ہے

میں رسول خدا کی اور اولیاء اللہ کی تعلیم کے بموجب اپنے ہر حال میں اور ہر کام میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور میرا ایمان ہے کہ کوئی شخص غیب کا علم نہیں جانتا۔ البتہ خدا کی طرف سے انسان کو ایسے علم سکھائے گئے ہیں جن کے ذریعے وہ آنے والی باتوں کو جان سکتا ہے۔ اور ان علوم میں نجوم کا علم بھی ہے اور جفر کا علم بھی ہے اور رمل کا علم بھی ہے اور اسی قسم کے اور بہت سے علم بھی ہیں۔ حضرات امام جعفر صادق ؑ جفر کا علم جانتے تھے۔ اور میرے حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ بھی جفر کا علم جانتے تھے۔ اور انھوں نے اپنے فرزند معنوی اور اپنے پیر کے نواسے اور میرے دادا حضرت مولانا خواجہ محمد امام رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جفر کا علم سکھایا تھا۔ اور خود میں نے بھی یہ علم سیکھا تھا۔ اور میرا بڑا لڑکا حسین بھی یہ علم جانتا ہے۔ تاہم میں ان لوگوں کے بیان پر بھروسہ نہیں کرتا جو مجھے نجوم اور جفر اور رمل کا حساب کر کے میری آئندہ زندگی کا حال بتایا کرتے ہیں۔ چنانچہ چند سال ہوئے کہ میرے دوست ۔۔۔ سنگھ صاحب ماہر نے نجوم کا حساب کر کے بتایا تھا کہ ابھی آپ کی زندگی تین سال تک اور قائم رہے گی اور پھر میرے لڑکے حسین نے جفر کا حساب کر کے کہا تھا کہ آپ کی عمر اسی برس کی معلوم ہوتی ہے۔

آج کل دہلی کے مشہور روزانہ اخبار انجام میں کوئی گمنام منجم صاحب ناظرین انجام کے سوالوں کا جواب دیا کرتے ہیں۔ جو ہفتے وار انجام میں چھپا کرتے ہیں۔ جن کو میں غور سے دیکھتا ہوں اور بعض جوابات مجھے فن کے موافق معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے ۔۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء کو میں نے بھی اپنی زندگی کے انجام کی نسبت گمنام منجم صاحب کو خط بھیجا تھا کہ وہ اپنے نجوم کا حساب کر کے مجھے بتائیں۔ مگر مجھے شمسی تاریخ پیدائش معلوم نہ تھی قمری تاریخ بھیجی تھی۔ اس کا جواب آیا کہ نشٹ کنڈلی کے حساب سے آپ کی عمر اسی سال ہونی چاہیے اور سنہ ۱۹۵۰ء سنہ ۱۹۵۹ء کے درمیان حصے میں

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

ابن سعود نے پناہ دیدی

عراق کے سابق وزیر اعظم سید رشید عالی جیلانی پر عراق میں بغاوت کرنے کا الزام تھا وہ عراق سے بھاگ کر جرمنی چلے گئے تھے۔ جرمنی سے فرانس گئے۔ اور فرانس سے دمشق میں آئے تھے۔ اور اب اُن کو سلطان ابن سعود نے اپنے ملک نجد میں پناہ دیدی ہے۔

مسلمانوں کا خاص کر عربوں کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ پناہ چاہنے والے کو پناہ دیتے ہیں۔ اس معاملے میں ابن سعود پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

جاوا کے مجاہدین

جاوا سماٹرا سے خبریں آئیں ہیں کہ وہاں کے باشندے ڈچ قوم کی حکومت نہیں چاہتے اور آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ اور انھوں نے باقاعدہ جہاد شروع کر دیا ہے۔ اور برطانی وزیر اعظم مسٹر اٹیلی نے پارلیمنٹ میں بیان دیا ہے کہ برطانیہ ڈچ حکومت کی مدد کریگا۔ کیونکہ ڈچ قوم برطانیہ کی اتحادی ہے۔ مگر یہ بہت بے عقلی اور بے انصافی کا بیان ہے کیونکہ امریکہ و برطانیہ نے لڑائی کے زمانے میں بار بار اعلان کیا تھا کہ وہ چھوٹی قوموں کو آزاد کرانے کے لئے یہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ مگر موجودہ حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لڑائی چھوٹی قوموں کو غلام بنانے کے لئے تھی۔ اور برطانیہ کو اور فرانس کو اور ہالینڈ کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ اُن کی بے انصافیوں کے

ختم کا زمانہ آگیا ہے۔ وہ کتنی بھی کوشش کریں اُن کے پنجے میں پھنسی ہوئی قومیں آزاد ہو چکی ہیں اور اب وہ کسی غیر قوم کی غلامی کو برداشت نہ کر سکیں گی۔

جاوا کی آبادی تقریباً سب مسلمان ہے اور جاوی لوگ مذہب کے بہت زیادہ پابند ہوتے ہیں۔ کسی جاوی کی شادی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ کعبے کا حج نہ کر لے۔ اس لئے ہر سال جاوے کے بے شمار مسلمان حج کرنے جایا کرتے ہیں۔ اور اہل حجاز کو اُن سے بہت زیادہ مالی منفعت ہوتی ہے۔ جاوی لیڈروں کے جو نام اخباروں میں چھپے ہیں وہ اسلامی نام معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جاوا اور سماٹرا اور چین کے مسلمانوں کے دو نام ہوتے ہیں۔ ایک اسلامی اور ایک مُلکی اس واسطے جو نام اخباروں میں چھپ رہے ہیں وہ ملکی نام ہیں۔ ورنہ جاوے کے سب لیڈر مسلمان ہیں۔ اور اُن میں اکثر عرب نسل کے ہیں۔ اس لئے جاوا تحریک ایک اسلامی تحریک ہے۔ اور اگر برطانیہ نے ڈچ حکومت کی مدد کا ارادہ کیا تو وہ تمام دُنیا کے مسلمانوں میں بدنام ہو جائے گی۔ اور اُس کو اپنی مسلمان نو آبادیوں میں مشکلات پیش آنے لگیں گی۔

مصر میں انقلاب کا احساس

مصر کے نوجوانوں میں برطانیہ سے آزاد ہونے کا جذبہ بڑھ رہا ہے۔ اور اگر برطانیہ نے جاوی مسلمانوں کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا تو مصر کے مسلمان بھی برطانیہ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے

اور اس سے فلسطین کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو جائیگا۔ کیونکہ فلسطین کے معاملے میں برطانیہ عربوں کا حامی ہے۔ اگرچہ اُس کی حمایت کے اغراض مسلمانوں کی اغراض سے الگ ہیں۔ لیکن برطانیہ کی اغراض فلسطین میں جب ہی پوری ہو سکتی ہیں کہ عرب قومیں برطانیہ پر بھروسہ کر سکیں۔ یہ خیال کرنا غلط ہے کہ مسلمان قومیں نئے ہتھیاروں سے مسلح نہیں ہیں۔ اس واسطے وہ اُن قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جن کے پاس نئے ہتھیار ہیں۔ کیونکہ نئے ہتھیار رکھنے والی حکومتیں کم ہیں اور کا مقابلہ نہ کر سکیں گی۔ خاص کر ایسے زمانے میں جب کہ گذشتہ لڑائی نے ان حکمران قوموں کو بہت بے سر و سامان کر دیا ہے۔ لہٰذا لیبر گورمنٹ کی عقلمندی اس میں ہے کہ وہ چھوٹی قوموں کی حمایت کرے۔ اور سب چھوٹی قوموں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے روس اور امریکہ کا سیاسی وزن زیادہ بڑھنے نہ دے۔

امریکہ کی بے عقلی

امریکن قوم تجارت پیشہ قوم ہے۔ لڑائی کے زمانے میں امریکن قوم نے اپنے سپاہیانہ جوہروں کا ثبوت بھی دیا ہے۔ لہٰذا اُس کو ایسا کوئی کام نہ کرنا چاہیئے جو اُس کی تجارت کے لئے نقصان رساں ہو۔ اور فلسطین میں جو پالیسی امریکہ نے اختیار کی ہے وہ امریکہ کے تجارتی رسوخ کے لئے خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔ امریکہ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُس نے حجاز کے پٹرول کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اور یہودیوں کی حمایت کی وجہ سے عرب قومیں

امریکہ سے بدگمان ہو گئیں تو حجازی پٹرول کی درآمد پر بہت برا اثر پڑے گا۔

ہندوستانی الیکشن

ہندوستان کے ہر صوبے میں الیکشن کی سرگرمی پیدا ہو گئی ہے۔ بمبئی کے بعد کلکتے سے بھی فساد کی خبر آئی ہے اور سب سے زیادہ اندیشہ سرحدی صوبے کا ہے۔ کہ اگر وہاں کشمکش بڑھی تو خون ریزی نہ ہونے لگے۔ خان عبدالغفار خاں اور اُن کے بھائی ڈاکٹر خان بے شک بہت اچھا رسوخ سرحد میں رکھتے ہیں۔ لیکن مسلم لیگ کا احساس اتنی گہرائی تک پہنچ گیا ہے کہ خان عبدالغفار خاں کی پارٹی اس کو دبا نہیں سکتی۔ اگرچہ ایپی کے فقیر صاحب کی طرف سے مسلم لیگ کے خلاف اعلان شائع کرایا گیا ہے۔ لیکن زیادہ عرصے تک یہ احساس پردے میں نہیں رہ سکتا۔ پنجاب کے سب علماء و درویش مسلم لیگ کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اس کا اثر آزاد قبائل پر بھی پڑے گا۔ اور اسی لیے مجھے سرحد میں ایک بڑی خانہ جنگی کا اندیشہ ہے۔

قابلِ توجہ چیف کمشنر صاحب دہلی

نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی پبلک حیثیت بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ اس کمیٹی میں انتخاب شدہ ممبر نہیں ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ کچھ نامزد سرکاری ممبر ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ ممبر کون ہیں اور کس کس ممبر کا کس کس علاقے سے تعلق ہے۔ بستی حضرت نظام الدین اور آبادی جنگ پورہ بھی نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے حلقے میں ہیں۔ مگر میں نے آج تک یہاں کسی ممبر کو آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اگر یہ خبر صحیح ہوتی کہ نئی دہلی میونسپل کمیٹی میں سرکاری نامزد ممبر بھی ہیں تو مذکورہ بستیوں میں کبھی نہ کبھی تو کوئی ممبر سامنے آتا۔ اس لئے میں آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے علاقوں میں رہنے والی پبلک کے حقوق کی حفاظت کے لئے اس طرف توجہ فرمائیں کہ اگر نامزد ممبر ہیں تو اُن کے کیا فرائض ہیں۔ اور وہ کون کون لوگ ہیں۔ اور کس کس علاقے سے اُن کا تعلق ہے۔

چونکہ مجھے نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے انتظام کی نسبت پبلک حقوق کی حفاظت کے مدنظر بہت کچھ لکھنا ہے۔ اس واسطے میں پہلے اس بنیادی چیز کی طرف آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ انتظامات کی شکایت کا تعلق میونسپل کمیٹی کے تنخواہ دار نوکروں سے ہے۔ اور نامزد ممبروں کی حیثیت نوکروں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ نئی دہلی میونسپل کمیٹی میں کوئی ممبر ہے یا نہیں ہے۔ اور ہے تو اُس کے کیا کیا فرائض ہیں۔ اور نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے۔ اور اگر ہے اور اُس کے کچھ فرائض بھی ہیں تو مجھے بتایا جائے کہ ان فرائض کے انجام دینے یا نہ دینے کی نگرانی کون کرتا ہے۔ اور اگر کوئی نگراں نہیں ہے۔ تو نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے نوکروں کے ہاتھوں علاقے کی پبلک کو جو تکلیفیں ہو رہی ہیں اُن کا جوابدہ کس کو سمجھا جائے؟

سر سید سلطان احمد

آنریبل سر سید سلطان احمد وائسرائے کی کونسل کی ممبری چھوڑ کر ریاستوں کے قانونی صلاح کار مقرر ہوئے ہیں۔ اور ان کی جگہ نواب سر حیدر نواز جنگ حیدری مرحوم کے بڑے لڑکے مسٹر صالح حیدری (سر اکبر حیدری) عارضی ممبر مقرر ہوئے ہیں۔

سر سلطان احمد اور سر اکبر حیدری دونوں شیعہ ہیں۔ اور شیعہ عموماً بہت ذہین اور دانش مند ہوتے ہیں۔ سر سید سلطان احمد پٹنہ بہار کے نامی بیرسٹر ہیں اور قدیمی وضع داری کی خوبیاں ان میں ہیں۔ ان کے کام کی نسبت بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ وائسرائے کی کونسل کے ممبروں میں بہت نمایاں نظر آتے تھے حالانکہ قد چھوٹا ہے۔

سر اکبر حیدری نامی باپ کے بیٹے ہیں اور سرکاری نوکری میں بہت نام پایا ہے لوگ کہتے تھے کہیں کے گورنر ہونے والے ہیں۔ خدا کرے اپنی قوم اور اپنے ملک کے حقوق اور ضروریات کا احساس ان میں ترقی کرے۔ اور پھر کہیں کے گورنر بھی ہو جائیں۔

سر جنکنس

مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ وائسرائے کے پرائیویٹ سکریٹری سر جنکنس پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے ہیں چھ مہینے کے بعد پنجاب جائیں گے۔ میں نے دہلی کی چیف کمشنری کے زمانے میں ان کی کاروائی اور محنت اور کارگزاری کا اچھی طرح تجربہ کیا ہے۔ اور میں پنجاب کی خوش نصیبی خیال کرتا ہوں جو ایسا اچھا گورنر اس کو ملا۔ اُن کی ابتدائی نوکری پنجاب سے شروع ہوئی تھی۔ وہ اُردو بولتے وقت پنجابی لہجے اور محاورے استعمال کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پنجابی بن گئے ہیں۔

سر کیرو

اس خبر سے بھی مجھے بہت خوشی ہوئی کہ

سر کیرو فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند سرحد کے گورنر بنائے گئے ہیں۔

وہ اس کام کے ہر لحاظ سے مستحق ہیں اور سرحدی اقوام کا بہت زیادہ تجربہ رکھتے ہیں یقیناً ان کی گورنری کے زمانے میں سرحد کو بہت فائدہ ہوگا۔

امریکہ پر تبصرہ

امریکن ہندوستان میں برطانیہ کے اتحادی بن کر آئے تھے۔ اور کانگرس کا خیال تھا۔ کہ امریکن ہندوستانی آزادی کے طرفدار ہیں۔ اور ۸ اگست ۱۹۴۲ء کو جب دہلی میں اہل کانگرس کے ہنگامے ہوئے تو کانگرس والوں نے دہلی میں امریکنوں کو پکڑ پکڑ کر گاندھی ٹوپیاں اڑھائیں اور امریکنوں نے خوشی خوشی وہ ٹوپیاں اوڑھ لیں۔ جس سے کانگرسی بہت خوش ہوئے اور انھوں نے سمجھا تھا کہ امریکنوں کی تو فوجی وردی میں بھی گاندھی کیپ موجود ہے۔ مگر اس میں امریکنوں کی تجارتی حکمت پوشیدہ تھی اور وہ ہندوستانیوں کو اپنے مال کا گاہک بنانا چاہتے تھے۔

امریکنوں کی آمد کی ابتدا میں ہر جگہ عوام میں امریکنوں کی فیاضی کی دھوم تھی کہ وہ چپراسی کو پندرہ روپے ماہوار کی جگہ ۴۵ روپے ماہوار دیتے ہیں اور کلرک کو ۲۵ روپے ماہوار کے بدلے ایک سو روپے ماہوار دیتے ہیں۔ اور تانگے والے گھر سے تانگہ لے کر نکلتے تھے تو یہ دعا مانگتے ہوئے نکلتے تھے کہ یا اللہ کسی امریکن کو ملا دے۔ کیونکہ امریکن لوگ تانگے والوں کو آٹھ آنے کرایے کے بدلے پانچ روپے کرایے کے دیدیتے تھے۔ مگر رفتہ رفتہ امریکن بھی ہوشیار ہو گئے اور زیادہ کرایہ دینا چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ کچھ ہی ہو یعنی ان کو انگریزوں نے منع کیا ہو یا وہ خود ہوشیار ہو گئے ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ امریکنوں کی فیاضی آخر میں ختم ہو گئی تھی۔ اب لڑائی ختم ہو گئی ہے اور امریکن اپنے ملک کو واپس جا رہے ہیں۔ اور ان کی فیاضی کی داستانیں لوگ بھولتے جاتے ہیں۔ اور ہندوستانیوں کو امریکنوں کے جانے کا کچھ بھی افسوس نہیں ہے۔

ہندوستانیوں کو تو اسی وقت امریکہ کی ذہنیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ جب مسٹر چرچل اور مسٹر روزویلٹ نے سمندر میں جمع ہو کر چھوٹی قوموں کی آزادی کا سمجھوتہ کیا تھا اور اس سمجھوتے میں ہندوستان کا نام نہ تھا۔ کیونکہ ہندوستانی لوگ کوئی بڑی قوم ہیں یا چھوٹی قوم ہیں۔ بلکہ وہ تو یورپین اور امریکن سوداگروں کی دکانوں کے محض گاہک ہیں۔ اور امریکن اور یورپین نہیں چاہتے کہ یہ ہندوستانی گاہک کی حیثیت سے کسی اور اونچی حیثیت کا خیال بھی کر سکیں۔

فلسطین کے عربوں کے خلاف جو رویہ امریکہ نے اختیار کیا ہے۔ اس سے تو اور بھی زیادہ برا اثر ہندوستانیوں خاص کر مسلمانوں کے دلوں پر امریکنوں کے خلاف ہو گیا ہے اور اب ہندوستانی اہل امریکہ کے ہندوستان سے جاتے وقت ان کو خدا حافظ کہنے کے بھی روادار معلوم نہیں ہوتے۔

عرفان قلمستان

عرفان حافظ } سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید چکنا۔ لکھائی چھپائی نفیس۔ جلد بندھی ہوئی۔ صفحات ۵۰، قیمت ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ جناب شیاما چرن داس صاحب نمبر ۳۴۲ دستانا اسٹریٹ دہلی۔ حضرت حافظ شیرازی کے مخصوص اشعار کا اقتباس ہے۔ اور اُس کے عنوان مقرر کئے ہیں۔ اور اشعار اُردو ترجمے کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ عنوانات حسب ذیل ہیں۔

"عشق حقیقی کی ضرورت" "بندگی" "ثبات" "کارساز پر اعتماد" "لطف دائم" "عرض حاجت" "بے سامانی میں سامان" "دعا" "تسلیم و رضا" "صبر و ظفر" "صدق و صفائی نیت" "ازالۂ ضعف النفس" "طبیعت خوش رکھو" "کھانا اور سونا" "رزق" "ناپائیدار دنیا" "عجز" "قناعت" "اخلاق" "بے تعلقی" "ناجنس کی صحبت" "رہبر کی ضرورت"۔

غالباً شیاما چرن داس صاحب سے پہلے اور کسی نے حضرت حافظ کے کلام کے عنوانات قائم نہیں کئے تھے۔ اس کتاب پر رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو نے دیباچہ بھی لکھا ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ ہر جگہ اُس کی قدر کی جائے۔

میلاد ہاشمی } ۴۴ صفحے کا چھوٹا سا رسالہ ہے۔ جو سعد محمود الہاشمی نظامی خلف چودھری رحم علی صاحب ہاشمی نے لکھا ہے۔ جن کی عمر نو سال کی ہے۔ باوجود کم سنی کے بہت اچھا لکھا ہے۔ قیمت بارہ آنے بچے کی ہمت بڑھانے کے لئے خریدنا چاہئے۔ خاص کر نظامی برادری کو اپنے ننھے سے پیر بھائی کی کتاب ضروری لینی چاہئے۔ ملنے کا پتہ سعد محمود الہاشمی۔ دارالامن نشاط جنب الخالق روڈ۔ علی گڑھ۔

معارف اعظم گڈھ کی خدمات تصوف } اعظم گڈھ کے مشہور علمی رسالے معارف میں آج کل تصوف اور اہل تصوف کی نسبت جو عمدہ مضامین شائع ہو رہے ہیں ان کا تفصیلی بیان آئندہ شائع ہوگا۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۰ ذی قعدہ ۱۷ اکتوبر بدھ دہلی

گل بکاؤلی کا انکشاف } اردو کے مشہور قصے گل بکاؤلی کی تحقیقات و تلاش مدت سے کرتا رہتا تھا۔ آج تہجد کے وقت طبی کتابوں کے پڑھنے سے یکایک انکشاف ہوا کہ بکاؤلی کا پھول گل منڈی ہے۔

حدیث کے طلبہ } پانچ طلبہ ملنے آئے تھے۔ جو مولوی فاضل کلاس کے لئے حدیث کی تحصیل کر رہے ہیں۔ مجھ سے رائے پوچھی اور میں نے جواب دیا کہ جو حدیثیں قرآن کی تفسیر کرتی ہیں وہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے واجب عمل ہیں اور اُن کے سوا یا موضوع ہیں یا عربوں کے لئے یا رسول خدا کے وقت کے لئے مخصوص ہیں۔ غیر عرب مسلمانوں کے لئے نہیں ہیں۔

سید سجاد } حیدر آباد دکن سے پروفیسر سید سجاد اور اُن کے لڑکے اور اُن کے بھائی سید شوکت نظامی ملنے آئے تھے۔ سید سجاد کی بیوی جرمن ہیں۔

سید اظہر الدین احمد نظامی } ابھی حال میں سید اظہر الدین احمد نظامی نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ ان کے والد حیدر آباد میں سشن جج تھے اور یہ آجکل دہلی راشننگ آفس میں انسپکٹر ہیں۔ آج مجھ سے ملنے آئے تھے۔ سید یامین نظامی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔

گمنام نجومی } دہلی کے روزانہ اخبار انجام کے ہفتہ وار ایڈیشن میں ایک گمنام نجومی کے جوابات چھپا کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گمنام نجومی اپنے فن میں بہت ماہر ہیں اس لئے میں نے بھی ان کو اپنی پیدائش کی تاریخ بھیجی تھی کہ وہ میری عمر اور صحت کا انجام اپنے حساب سے بتائیں۔

آج جواب آیا کہ قمری حساب کی بموجب آپ کی عمر اسی برس کی ہونی چاہئے۔ شمسی حساب جب ہو کہ شمسی تاریخ اور وقت ولادت بتایا جائے۔

چیف کنٹرولر اکسپورٹ } تیسرے پہر مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر اکسپورٹ سے ملنے گیا تھا۔ اپنی کتابوں اور دواؤں کے اکسپورٹ کی بات کی تھی۔

سید عشرت حسین کی علالت } الہ آباد سے مشتاق احمد وجدی ایم اے داماد سید عشرت حسین صاحب خلف حضرت اکبر الہ آبادی دہلی میں آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ عشرت میاں بہت بیمار ہیں۔ میں نے اُن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا مانگی۔

حور بانو } میری بڑی لڑکی حور بانو اپنے شوہر کے ساتھ آئی تھیں وہ دونوں میاں بیوی بیمار ہیں کہنے لگیں ابا ہم بہنوں پر رحم کرو اور اپنا علاج کراؤ۔ یہ کہہ کر رونا شروع کیا۔ میں ہنسا اور کہا۔ ہم اپنا علاج خود جانتے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر ہمارا دل اس دنیا سے بھر گیا ہے۔ اب ہم آب ہوا بدلنے کے لئے آسمان پر جانے کا خیال کر رہے ہیں۔ روحہ اور کوثر اور خواجہ بانو رونے لگیں میں خوب ہنسا اور یہ کہتا ہوا خوابگاہ میں چلا آیا کہ خدا مجھے تم سب سے زیادہ مطلوب ہے اور سفر آخرت بھی۔

میں آج بھی بہت بیمار رہا۔ گردے کی تکلیف ہے

۱۱ ذی قعدہ ۱۸ اکتوبر جمعرات دہلی

مرض کی تشخیص } چونکہ میں پڑھا ہوا جن ہوں اس واسطے ڈاکٹروں اور حکیموں کی اُس تشخیص کا مجھے یقین نہیں آتا جو وہ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے تہجد کے وقت کے کاموں میں ایک کام یہ بھی مقرر کیا ہے کہ طبی کتابوں کو غور سے پڑھتا ہوں۔ اور امراض کے اسباب اور کیفیات پر غور کرکے اپنی بیماریوں کی تشخیص کا قفل کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور یہ تو مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ میری بیماریاں دماغی محنت کی کثرت اور ناموزوں غذا اور بے وقت غذا کی وجہ سے ہیں۔ اور ایک وجہ بڑھاپا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مجھے دماغی راحت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ صبح سے رات تک مختلف قسم کے ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کی باتیں میرے احساس لطیف کو زخمی کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں صحیح علاج کی منزل تک انشاء اللہ بہت جلد پہنچ جاؤنگا یعنی مذکورہ اسباب کو دور کرنے کا انتظام کرونگا۔

کام } صبح سے شام کے ساڑھے چار بجے تک قوالی ہال میں کام کرتا رہا۔ پھر سکرٹریٹ میں گیا۔ اور مسٹر این آر پلے سکریٹری کامرس ڈیپارٹمنٹ سے مل کر واپس آ گیا۔ جمعرات کے زائرین استاد شمس الدین وغیرہ آئے تھے۔

حکیم ہمدرد صاحب } بعد مغرب حکیم حاجی عبد الحمید صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میں نے اُن سے سلاجیت کے خواص پر گفتگو کی تھی۔

اور یونانی دواسازی اور ڈاکٹری دواسازی کے نقائص پر بھی ایک تقریر کی تھی۔

تیل کی مالش ؎ مولانا عشقی نظامی نے میرے جسم پر تیل کی مالش کی تھی۔ آج بھی نیند نہیں آئی۔ زکام کی تکلیف اب تک موجود ہے۔ گردے کی تکلیف میں بھی کمی نہیں ہوئی ہے۔ آج سادہ غذا کھانے اور تیل کی مالش کرانے کے باوجود رات کے ایک بجے تک نیند آئی پھر ایک بجے سے صبح تک نہیں آئی۔

سات سو صفحے کی کتاب پڑھی ؎ ایک بجے ساڑھے ۴ بجے تک نمونۂ جنگ صفین کتاب پڑھی۔ جس میں میری اور مولانا محمد علی مرحوم کی قلمی جنگ کے مفصل حالات ہیں۔ یہ واقعہ ۱۹۲۶ء کا ہے۔ گویا انیس برس کے بعد میں نے اپنی زندگی کے اس دلچسپ قصے کو پڑھا۔ مولانا محمد علی نے ۱۷ر نومبر ۱۹۲۶ء کو مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اور اُن کی پارٹی کے سب اخباروں نے دلی اور بجنور اور بمبئی اور پٹنہ وغیرہ مقامات سے اسی ایک مقررہ دن سے مجھ پر مشترکہ حملہ کیا تھا۔ اور میں نے دس دن کے صبر کے بعد ۲۷ر نومبر سے جواب دینا شروع کیا تھا۔ اور ایک مہینے کے بعد ۴ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو فتح حاصل کر لی تھی۔ اور مولانا محمد علی اور اُن کے اتحادیوں کے سب مورچے چھین لئے تھے۔ آج جب میں یہ کتاب شروع سے لیکر آخر تک تمام وکمال پڑھ چکا تو گھڑی دیکھی۔ ساڑھے ۴ بجے تھے۔ رلاہوا پڑھ کر کھڑا ہو گیا کہ میں نے یہ کیا لغو حرکت کی۔ اور کیوں اتنا وقت اس فضول چیز میں برباد کیا۔ تاہم حیرت اس پر ہے کہ باوجود آنکھوں کی کمزوری کے سات سو صفحے پڑھے کیونکر۔ اور یہ خیال بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بے گناہی کا ثبوت میری زندگی میں دکھایا۔

کہ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی اور اُن کے وہ سب ساتھی اب دُنیا میں موجود نہیں ہیں جنہوں نے میری عزت اور میری ہستی مٹا ڈالنے اور میرے تبلیغی کام کو فنا کر دینے کی سر توڑ کوششیں کی تھیں۔ وہ دونوں بھائی اور اُن کے سب اتحادی جن میں ضیاء الحق ہاپوڑ والے اور مرزا حیرت اور مولانا مظہر الدین اور مولانا محمد عرفان اور مولانا ظفر تاباں بی اے وغیرہ اصحاب تھے اُن میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے میری مدد کی تھی اُن میں مولانا سید ظہور احمد چشتی کے سوا سب زندہ سلامت موجود ہیں۔

۱۲ر ذی قعدہ ۱۹ر اکتوبر جمعہ دہلی

آج کی غذا ؎ آلو۔ ٹماٹر۔ مونگ کی دال کھائی تھی۔ دن بھر طبیعت ہلکی رہی۔

آج کے ملاقاتی ؎ بچوں کے گھر کے بچے اپنے اُستادوں کے ساتھ آئے تھے۔ ۲۲ بچے تھے میں نے ہر ایک کو کتاب نماز کی ترکیب اور اسلام کے ضروری عقائد اپنے دستخط کر کے دی۔ اور اُستادوں کو سیر کی ہدایت کی کہ بچوں کو دہلی کے حالات سمجھائیں۔

بچوں کا گھر نیا نام ہے۔ پہلے اس کا نام یتیم خانہ موئد الاسلام تھا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب جامعہ ملیہ نے بحیثیت ممبر سنی اوقاف کمیٹی اس کا نام بدلنے کی تحریک کی اور سب نے اس کو منظور کیا۔ میں بھی اس کا ممبر ہوں اب کوئی یتیم یہ محسوس نہیں کرتا کہ وہ یتیم ہے ایسا اچھا انتظام یہاں کا ہو گیا ہے۔ تمام ہندوستان کے یتیم خانوں کو ایسا ہی چاہئے کہ وہ بچوں کو یہ محسوس نہ ہونے دیں کہ وہ لاوارث اور بے کس ہیں۔ اس سے اُن کی خودداری اور اُمنگ زندہ ہو جائیگی۔

غزالی خاں ایک اور سیر صاحب کے ساتھ آئے تھے۔ لالہ داتارام اپنے بھائی کے ساتھ آئے تھے مٹھائی بھی لائے تھے حکیم امتیاز الحق صاحب بھی آئے تھے مولانا سید عبدالرؤف صاحب بھی آئے تھے۔

محمد صدیق نظامی ؎ برما والے محمد صدیق نظامی برما سے ہوائی جہاز میں آئے ہیں۔ کل صبح میرے ہاں آنے کا تار آیا ہے۔ جمعہ کی نماز درگاہ میں پڑھی تھی۔ مولانا عشقی نظامی روزانہ جسم پر تیل ملنے اور پاؤں دبانے آتے ہیں۔ آج رات کو مجھے نیند آئی۔ مگر زکام کا اثر موجود ہے۔

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوڑگانوہ ؎ آج میرے محب الفقراء دوست مبارک علی شاہ صاحب قریشی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گوڑگانوہ ملنے آئے تھے۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے پاس گوڑگانوہ جاؤں گا اور پھر سہنے کے چشمے میں غسل کرنے جاؤں گا۔

۱۳ر ذی قعدہ ۲۰ر اکتوبر شنبہ دہلی

ہر دم اللہ ؎ منادی کے سرورق پر ہر دم اللہ چھپایا جاتا ہے اور میں روز راہ دیکھا کرتا ہوں کہ ناظرین میں کوئی ایک آدمی بھی ایسا ہے جو اس لفظ کی خوبی پر غور کر کے مجھے خط لکھے مگر آج تک کسی نے کچھ نہیں لکھا تو میں نے اپنے دل سے کہا کہ حضرت اکبر الہ آبادی کا شعر یاد کرو وہ فرماتے ہیں۔ دل مرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا۔ بُت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا۔

زیارات ؎ آج سیٹھ عبدالرحیم عثمان چشتی نظامی خلیل ملنے آئے تھے۔ اور میں ان کے ساتھ پہلے درگاہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی میں گیا تھا۔ پھر درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ میں گیا تھا۔ پھر درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہوا تھا

محمد صدیق نظامی ؎ برما والے خان بہادر

بابو ولی محمد نظامی مرحوم کے چھوٹے لڑکے محمد صدیق نظامی ہوائی جہاز میں برما سے آئے ہیں۔ پنجاب میں چند اشخاص نے ان کے نام سے سرکار کو دہوکہ دے کر روپیہ وصول کر لیا تھا۔ اس کا مقدمہ چل رہا ہے اس سلسلے میں صدیق یہاں آئے ہیں۔ کل میرے پاس تار آیا تھا۔ آج صبح علی موٹر لے کر گئے تھے۔ مگر وہ نہیں آئے۔

سید آفاق حسین } دہلی سے چشتی پارٹی کے شیعہ ممبر سید آفاق حسین صاحب آفاق آئے تھے ان کی برات رام پور جانے والی ہے بلاوا دینے آئے تھے۔ میں نے صحت کی خرابی کا عذر کیا۔ اگرچہ میرا دل بہی چاہتا ہے کہ جس طرح بہی ممکن ہو میں اس شادی میں جاؤں کیونکہ ان کے والد سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور آفاق صاحب میرے ساتھ دلی تعلق رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید سجاد } دہلی سے پروفیسر ڈاکٹر سید سجاد صاحب اور اُن کے لڑکے اور میری چشتی پارٹی کے ممبر نموری صاحب دہلوی ملنے آئے تھے۔ ڈاکٹر سید سجاد پروفیسر مقرر ہوکر افغانستان جا رہے ہیں۔ جس کی میں نے کوشش کی تھی۔ مجھے امید ہے ان کی علمی لیاقت سے افغانستان کو بہت فائدہ ہوگا۔

مسٹر نریمان پٹیل } بمبئی کے پارسی دوست مسٹر نریمان پٹیل سید صدر العلی اور مسٹر اَبْرَاہَم ملنے آئے تھے۔ مسٹر نریمان میرزا غالب کا مزار بنوانا چاہتے ہیں۔ میں نے خود ساتھ جا کر موقع دکھایا۔

اَبْرَاہَم } مدراسی عیسائی معلوم ہوتے ہیں اردو نہیں جانتے پہلے اخبار ڈان میں ایڈیٹر تھے۔ اب اپنا اخبار نکالنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا ابراہیم اور اَبْرَاہَم۔ اور برہما ایک ہی چیز ہے۔ سنسکرت میں الف نہیں پڑھا جاتا اس لئے اَبْرَہما کو برہما پڑھنے لگے۔ ہندؤں کا عقیدہ ہے برہما سے برہمانڈ (کائنات) پیدا ہوئی ہے۔ برہما جی کے سر سے برہمن۔ بازو سے چھتری۔ پیٹ سے ویش۔ اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں۔ یہودی۔ اور عیسائی اور مسلمان تینوں قومیں حضرت ابراہیم سے نکلی ہیں۔ حاضرین نے اس لطیفے سے بہت لطف اُٹھایا۔

غذا کا تجربہ } آج میں نے بکری کی سری میں تریاں اور پانی اور نمک ڈال کر ابالا تھا اور ڈوبٹیاں اور دو چمچے شوربا کھایا تھا خیال تہا سری گھی مسالے کے سبب ثقیل ہوجاتی ہے۔ تریئوں سے سری کی گرمی دُور ہو جائیگی مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ میرا خیال غلط تہا۔ سری نے اور شوربے نے بہت گرمی کی اور شام کو مجھے دل کا دورہ ہوگیا۔ اور رات بھر نیند نہیں آئی۔

تشخیص } ہوئی کہ میرے جگر میں حرارت ہے اور کوئی گرم اور دیر ہضم غذا موافق نہیں آئیگی۔ مسافر خانے میں گیا تھا۔ مسافروں نے مسافر خانے کو بہت گندہ کر رکھا ہے۔

حکیم منزل شاہ } کی آنکھیں دکھہ رہی ہیں آج ان کو جنگ پورہ اسپتال میں بھیجا تھا بہت اچھا برتاؤ وہاں ہوا۔

طبی تحقیقات } آج منادی کے لئے بزولہ اور خشخاش کی تحقیقات کے دو مضمون لکھوائے تھے جن کی کیفیت کل رات کو طبی کتابوں میں تلاش کی تھی۔

منادی کی غلطیاں } آج ۱۶-۸ کا منادی شائع ہوگیا۔ رات کو پڑھا لکھائی کی اور چھپائی کی اور کٹائی کی بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

اتنا زیادہ روپیہ اور وقت خرچ کرنے پر بہی یہ غلطیاں ہوں اور مجھے غصہ نہ آئے۔ اور میں اپنی قوم کی بے حسی کا صدمہ محسوس نہ کروں تو مجھہ پہ افسوس ہے۔ مرغی اپنی جان سے گئی۔ کھانے والے کو مزا نہ آیا۔

سر اکبر حیدری } آج اخباروں میں چھپا ہے کہ سر سید سلطان احمد صاحب کی جگہ سر اکبر حیدری عارضی طور سے ممبر مقرر ہوئے ہیں۔

پاکپٹن شریف کے دیوان صاحب } سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب کہتے تہے۔ ابھی حال میں پاکپٹن شریف میں حاضر ہوا تھا۔ نو رات قیام کیا وہاں کے انتظامات کی نسبت دیوان صاحب سے شکایت کی مگر انہوں نے ایک بات کا جواب بہی نہ دیا۔ میں نے کہا وہ ابھی کم عمر ہیں۔ ذمہ داری سرکاری منیجر کی ہے آج ساری رات بیٹھا رہا۔ نیند بالکل نہیں آئی۔

ردی بزنس یونین } آج دہلی کے ۲۵ مسلمان کباڑی آئے تھے۔ اور میں نے ان کی انجمن بنائی تہی۔ اور ردی بزنس یونین نام رکھا تھا۔ اور اس کے قواعد قلم بند کر کے دئے تھے میں بھی چونکہ اب بے کار اور ردی ہوگیا ہوں اس لئے مجھے ان سوداگروں سے دلچسپی ہے۔ اور اُن میں بعض سے مجھے تعلق بھی ہے کیونکہ وہ میرے سرپرتیل ملنے دہلی سے آیا کرتے ہیں۔ پس جو مجھہ سے محبت کریں میں ان کا بھلا کیوں نہ چاہوں؟ ان کو پولس بہت ستاتی ہے۔ میں نے کہا تم سب منظم ہو جاؤ اور اپنے اندر کی خرابیاں دُور کر دو۔ پھر دیکھوں گا کہ پولس تم کو کیونکر ستاتی ہے شیخ سعدی کہہ گئے ہیں۔ تو پاک باش

برادر مدار از کس باک۔ بھائی پہلے تو خود پاک ہو جا پھر کسی سے نہ ڈر۔

جاڑے کی چاندنی مثل مشہور ہے غریب کا حسن اور جاڑے کی چاندنی کوئی نہیں دیکھتا۔ مگر میں نے آج رات بھر میدان میں جاکر چودھویں رات کے چاند کی چاندنی دیکھی۔ بہت چپ چاپ تھی۔ میں نے اس کی خاموشی کا راز سمجھ لیا۔

۴ ذی قعدہ ۱۲ر اکتوبر اتوار دہلی

عاشق علی منزل لنگر خانہ قدیم کے گوشہ شرق و شمال میں سر راہ میرا ایک بڑا مکان عاشق منزل ہے۔ اس مکان کے گوشۂ شرق و جنوب میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؓ کے جانشین حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رحؒ کا مزار ہے۔ یہ مکان پرانا ہونے کے سبب بہت بوسیدہ ہو گیا تھا۔ آج میں نے اس کی دیواروں پر پلستر کرا لیا۔ یہ مکان میرے والد حافظ سید عاشق علی صاحب مرحوم کے نام نامی پر عاشق علی منزل کہلاتا ہے اور دروازے پر سنگ مرمر پر کندہ شدہ کتبہ بھی لگا ہوا ہے۔

مسٹر نریمان پٹیل غالب کے مزار کی مرمت کا ارادہ رکھنے والے مسٹر نریمان پٹیل پارسی ملنے آئے تھے۔ میں عاشق علی منزل میں تھا اسی جگہ ملاقات ہوئی۔ کچھ دیر بات چیت کرکے آنریبل سر محمد عثمان صاحب سے ملنے گیا۔

سر محمد عثمان کو دیکھا مدراسی درویشوں کے لباس میں تھے۔ یاد حق سے فارغ ہوئے تھے اسی حالت کے لباس میں باہر آ گئے بہت اچھے معلوم ہوئے۔

راحت حسین خیر آبادی خیر آباد ضلع سیتاپور کے پیرزادے راحت حسین صاحب ملنے آئے تھے۔

غذا صبح عاشق علی منزل میں سنتری محمد احمد کی لائی ہوئی مچھلی کھائی تھی۔ دوپہر کو کھانا نہیں کھایا۔ شام کو عصر کے بعد پتلی مونگ کی دال کھائی تھی۔ رات کو خوب نیند آئی۔

ملنسار نظامی حکیم محمد دین ملنسار نظامی ملنے آئے تھے۔ مولانا عشقی نظامی اور اصغر نے میرے سر پر اور جسم پر فاسفورس کا تیل ملا تھا۔

سیٹھ عبد الرحیم عثمان کلکتے والے سیٹھ عبد الرحیم عثمان نظامی خلیلی مغرب کے بعد ایوان خانے میں ملنے آئے تھے۔ ان کی صورت ان کے پیر حضرت مولانا شاہ خلیل احمد صاحب صفی پوری رحؒ کی صورت سے بہت زیادہ مشابہ ہو گئی ہے۔ فنا فی الشیخ اسی کو کہتے ہیں۔

گھریلو دوا دارو گزشتہ منادی میں گل بکاؤلی کا جو بیان شائع ہوا ہے وہ ایک کتاب کا حصہ ہے جو گھریلو دوا دارو کے نام سے لکھ رہا ہوں جس کا نام پہلے دوا نامہ تجویز کیا تھا۔ مگر زیادہ عام فہم بنانے کے لئے اس کا نام گھریلو دوا دارو رکھا گیا ہے دوا دارو لفظ کے سب حروف بے نقط اور مفرد ہیں۔ اور اس نام میں ایک خاص بھید بھی ہے۔

عرفان حافظ دہلی سے ایک ہندو عارف ملنے آئے تھے جنہوں نے حضرت حافظ شیرازی رحؒ کے کلام پر ایک کتاب عرفان حافظ لکھی ہے۔

صحت درست رہی آج میری صحت درست رہی۔ دن کو بھی بشاش رہا اور رات کو بھی خوب نیند آئی۔

نظامی بنسری کی تبلیغ حضرت سلطان المشائخ رضؓ کے حالات کی کتاب "نظامی بنسری" اس قابل ہے کہ نظامیہ سلسلے کے سب متوسلین خواہ وہ میرے مرید ہوں یا دوسرے نظامی مشائخ سے تعلق رکھتے ہوں وہ سب اس کتاب کی تبلیغ میں سرگرم کوشش کریں۔ اور نظامی ہی نہیں بلکہ چشتیہ سلسلے کے سب مشائخ کو اور پیرزادوں کو اور ان کے ماننے والوں کو یہ کتاب ہمیشہ خود بھی پڑھنی چاہیے اور دوسروں کو بھی پڑھ کر سنانی چاہیے۔ آئندہ پرچے میں ان لوگوں کے نام شائع کئے جائیں گے جو نظامی بنسری کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی کام کرکے اس کی اطلاع مجھے بھیجیں گے۔

انگوروں کا ٹوکرا کوئٹے بلوچستان سے عبد اللطیف نظامی نے نہایت عمدہ انگوروں کا ایک ٹوکرا بھجوایا تھا۔ وہ پہلے بھی کئی بار انگوروں کے ٹوکرے بھیج چکے ہیں مگر انگور دہلی پہنچتے پہنچتے خراب ہو جاتے تھے۔ اس دفعہ برف میں دبا کر بھیجے گئے ہیں اس واسطے ایک دانہ بھی خراب نہیں ہوا۔ میرے بچوں نے کھائے اور خواجہ بانو نے میرے فقرا ابناء اور دوستوں میں انگوروں کا لنگر جاری کیا۔

عبد اللطیف نظامی مجیٹھہ ضلع امرتسر کے رہنے والے ہیں ان کے ایک بھائی عبد الرحیم حسن نظامی بھی میرے مخلصین میں ہیں۔

صوفی صاحب اجمیری گئے قادر الکلام صوفی صاحب اجمیری اجمیر شریف گئے تھے۔ وہاں سے جے پور میں آئے ہیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب چشتی نظامی فخری رحؒ کی درگاہ میں قیام کیا ہے جب سے وہ گئے ہیں میں کہتا ہوں صوفی بن مجلس سونی ہے۔ کیونکہ وہ روزانہ شام کو میری مجلس میں آکر بیٹھا کرتے تھے۔

گھریلو دوا دارو

تحقیقاتِ اُدوِیات

مولانا حکیم نجم الغنی خاں صاحب رام پوری مرحوم کی مشہور طبی کتاب "خزائن الادویہ" چھ ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ اُس کی دوسری جلد کے صفحہ ۵۳۴ پر حسب ذیل بیان درج ہے۔

"انسانی خوراکوں میں سب سے اچھی اور سب سے زیادہ طاقت دینے والی خوراک روئی کے بیج کی گری ہے۔ جس کو اُردو میں روئی کا بیج اور ہندی میں بنولہ اور عربی میں "حَبُّ القُطن" اور فارسی میں "پنبہ دانہ" اور مرہٹی میں "کان کرٹے" کہتے ہیں۔ روئی کے بیج کی گری نئے سائنس کی تحقیقات کے بموجب گیہوں کے آٹے سے پانچ گنی زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اور گوشت کی طاقت سے ڈہائی گنی زیادہ ہوتی ہے۔ جو گائے بھینسیں بنولے کھاتی ہیں۔ اُن کے دودھ میں گھی کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اور بنولے کا تیل مشینوں میں نکالا جاتا ہے تو وہ بھی بہت مقوی ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت دوسرے درجے میں گرم و تر ہے۔

فائدے } لکھا ہے بنولہ مردانہ قوت بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے اور اس کی تاثیرات اُن معجونوں اور یاقوتیوں اور کشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں جن کا بیان یہاں مناسب نہیں ہے۔ اس کے استعمال سے قبض کی بیماری جاتی رہتی ہے بنولہ سینے اور پیٹ کو ملائم کرتا ہے۔ سردی کی کھانسی کو دفع کرتا ہے۔ حکیم عابد سرہندی نے مشہور طبی کتاب شرح اسباب کے حاشیے پر ذیابیطس بیماری کی بحث میں لکھا ہے کہ بنولوں کو پانی میں بھگو کر ملیں۔ اور اُسی پانی میں مصری یا کھانڈ ملا کر آگ پر جوش دیں لعوق سا ہو جائے تو اس میں سے ہر روز صبح کو نہار منہ چاٹ لیا کریں اور تین گھڑی کے بعد کھانا کھائیں۔ ذیابیطس کی بیماری بالکل جاتی رہے گی۔ اس کو بارہا استعمال کیا ہے کبھی خطا نہیں کی۔

اس کے بعد "خزائن الادویہ" میں بنولوں کی گری اور گندہ بروزہ کا ایک طریق استعمال لکھا ہے جس کو میں یہاں نقل کرنا شرم و حیا کے خلاف سمجھتا ہوں اور دوسرا نسخہ عاقرقرحا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے جس کا حال نقل نہیں کیا جا سکتا۔

بنولہ دودھ میں گھی بڑھاتا ہے۔ اور عورت اور جانور کا دودھ بھی بڑھاتا ہے۔ دمے کی بیماری کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اس کا حریرہ جاڑوں کے موسم میں سینے کی سب بیماریاں دُور کر دیتا ہے۔

پھر بنولے کے روغن کا ایک نسخہ لکھا ہے جس کو میں نقل نہیں کر سکتا۔

بنولے کی گری نکال کر تیل کھینچیں پھر کفِ دریا یعنی سمندر جھاگ دوا بارہ رتی کوٹ چھان کر پونے دو تولے روغن بنولہ میں ملا لیں۔ اور سلائی سے آنکھ میں لگایا کریں۔ مدت تک لگاتے رہنے سے آنکھ کا جالا کتنا ہی موٹا کیوں نہ ہو کٹ جاتا ہے۔ مصنف خزائن الادویہ نے لکھا ہے کہ یہ ترکیب مجرب ہے۔

بنولے کا تیل چہرے کی جھائیوں اور سیاہ داغوں اور چھن چھنوں اور زخموں کو دور کرتا ہے۔

وید وں کا بیان ہے کہ بنولہ مزاج میں تر اور گراں ہیں۔ صفرے اور بلغم کو نفع دیتا ہے حرارت اور پیاس اور اعضا کی تھکن دور کرتا ہے۔ اور مرگی کے لئے بھی مفید ہے۔ عورتوں اور جانوروں کی ماداؤں کا دودھ زیادہ کرتا ہے اس کی گری پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ اس کی گری کی کھیر کھانے سے مردانہ قوت بڑھ جاتی ہے۔ چہرے پر رونق آجاتی ہے۔ دماغ کی کمزوری اور سر کا درد دفع کرنے کے لئے بنولے کی گری اور افیم کی اماں یعنی خشخاش کا حریرہ پلانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ جسم کا جو حصہ آگ سے جل گیا ہو یا جلنے سے آبلہ پڑ گیا ہو تو بنولے کی گری کا لیپ کر دینے سے سوزش اور جلن جاتی رہتی ہے۔ بنولے کے تیل کی مالش سے گٹھیا کا درد دُور ہو جاتا ہے۔ بنولے کی گری کو پانی میں پیس کر چھان کر چاولوں کے ساتھ کھیر پکا کر کھلانے سے عورتوں کا دودھ بڑھ جاتا ہے۔ ڈہائی پاؤ بنولوں کو سوا سیر پانی میں اوٹائیں اور جب پانی ڈہائی پاؤ رہ جائے تو اس کو چھان لیں۔ اور یہ جوشاندہ ساڑھے ۱۲ تولے جاڑا بخار چڑھنے سے ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے پہلے پی لیں۔ تو بخار کی باری ٹل جائے گی۔ بنولے کی گری کا دودھیا پانی پیا جائے تو آؤں کے دست رُک جاتے ہیں بنولے کی گری اور سونٹھ کو پانی میں پیس کر

لیپ کرنے سے فوطوں کا ورم دور ہو جاتا ہے۔ بنولے کی گری پیس کر پینے سے سوکھی کھانسی جاتی رہتی ہے۔ بنولے کی گری کا حلوہ کھانے سے.... طاقت آتی ہے۔ بنولوں کو جوش دیکر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جاتا رہتا ہے۔ تین تولے بنولوں کی گری پانی میں پیس کر پلانے سے دھتورے کا زہر اُتر جاتا ہے۔ بنولے کی گری گائے کے دودھ میں اونٹا کر پلانے سے ہر زہر اُتر جاتا ہے۔ سات ماشے بنولے رات کو پانی میں بھگو کر صبح پیس کر چھان کر تھوڑا سا نمک ملا کر پینے سے یرقان کی بیماری جاتی رہتی ہے۔

بنولے کی گری باریک پیس کر شہد میں ملا کر آنکھ میں لگائیں تو فوراً نیند آنے لگتی ہے بنولے گردے کے لئے مضر ہے۔ اس کا مصلح خمیرہ بنفشہ اور قند سفید ہے" خزائن الادویہ کا بیان ختم ہوا۔

اب میں اپنا ذاتی تجربہ لکھتا ہوں۔ بنولے کا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے۔ اور چھلکوں پر جو روئی لگی ہوئی رہتی ہے۔ اُس کا صاف کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ مجھے مرحوم حکیم امجد علی صاحب دہلوی نے دماغ کی قوت کے لئے بنولے کی چار بتائی تھی۔ میں اس کو ہاون دستے میں کوٹ کر چھلکوں سمیت پانی میں جوش دیتا تھا۔ اور چھان لیتا تھا۔ سنہری رنگ کا خوشبودار عرق نکلتا تھا۔ اُس کو دودھ شکر ڈال کر پیتا تھا۔ اس سے دماغ میں فوری قوت پیدا ہوتی تھی اور تکان دور ہو جاتی تھی اور فرحت اور بشاشت پیدا ہوتی تھی۔ لیکن جب چھلکوں کی کثافت اور ریشے پن سے بچنا چاہا تو بہت مشکل پیش آئی کیونکہ اس کا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے۔ ہاون دستے میں کوٹنے سے چھلکے گری میں مل جاتے تھے۔ اور اس کے چننے میں بہت دیر لگتی تھی۔ تاہم میں نے چھلکے چنوا کر جوشاندہ بنوایا تو لذت اور خوشبو میں کمی ہو گئی۔ مگر فائدہ ویسا ہی دیا۔ اب میں نے ایک آنہ دواخانے کے لئے بنولوں کا چھلکا اتارنے اور گری نکالنے کے لئے مشینیں لگائی ہیں اور ان سے چھلکا الگ ہو جاتا ہے اور گری الگ ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں یہ عیب ہے کہ چھلکے سے گری نکلتی ہے۔ تو ایک مہینے کے بعد خراب ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں فرمائش آنے کے بعد گری نکلواتا ہوں تاکہ خریدار فوراً استعمال کرلے۔ اور گری خراب نہ ہونے پائے۔

چونکہ بنولہ ہندوستان کے ہر صوبے میں مل جاتا ہے اس واسطے میں سالم بنولے بھیجنے مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ اس سے خریداروں کا خرچ زیادہ ہوگا لیکن اگر کوئی خریدار ایسے مقام پر ہو جہاں بنولہ دستیاب نہ ہوتا ہو وہ دواخانے سے سالم بنولہ بھی منگا سکتا ہے۔ میں نے بنولے کی کھیر اور بنولے کے حریرے کا تجربہ بھی کیا ہے۔ یہ دونوں بھی بہت لذیذ اور بہت مفید ثابت ہوئے۔ بنولے کی گری چھلکے کے بغیر کا ڈبہ آٹھ آنے میں دیا جاتا ہے۔ اور چھلکا اور گری ملی ہوئی منگائی جائے تو چار آنے میں ڈبہ دیا جائیگا۔ مگر ڈاک کا محصول اصل قیمت سے بھی بڑھ جائیگا۔ اس لئے خریداروں کو اپنے اپنے مقام پر بنولہ خرید کر خود ہاون دستے میں کوٹ لینا چاہئے۔

میں چونکہ چار کا عادی نہیں ہوں۔ بلکہ چائے مجھے بہت نقصان دیتی ہے۔ اس لئے میں بنولے کی گری اور بڑی الائچی اور چھوٹی الائچی اور بادیان خطائی کوٹ کر چار کی طرح جوش دے کر چھان کر پیتا ہوں اور بعض دعوتوں میں مہمانوں کو بھی پلاتا ہوں بہت لذیذ اور خوشبودار چار ہو جاتی ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کو [illegible] چیزیں جوش دینے کے بعد چار بھی اس پانی میں دم کرلی جائے تو جو لوگ چار کے عادی ہیں اُن کو بھی یہ چار بہت لذیذ معلوم ہوگی۔ اور اُن کی عادت بھی پوری ہو جائے گی۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ چار کی گرمی اور خشکی۔ جو چار پینے والوں کے [illegible] اور جگر اور دل پر جو بُرا اثر ہوتا ہے وہ بھی بنولے کی گری سے دور ہو جائے گا۔ [illegible] دلوں کی حرکت بند ہو [illegible] اس لئے ہوتی زیادہ ہوتی ہیں کہ اُن کے دل شراب پینے یا چار پینے سے بہت خراب ہو جاتے ہیں۔

بادیان خطائی آجکل بازار میں نہیں ملتی۔ البتہ میں بڑی اور چھوٹی الائچی کو [illegible] کر بنولے کی گری کے ساتھ ملا [illegible] خریدار یہ مکمل مسالہ منگانا چاہیں اُن کو [illegible] چیزیں آٹھ آنے فی ڈبہ [illegible] گی۔ [illegible] الائچی آجکل [illegible] مشکل ہیں۔

رواج بڑھانا چاہئے [illegible] سے پہلے ہندوستانیوں کے عام فائدے کی نیت سے میں رائے دیتا ہوں کہ بنولے کی چار اور بنولے کی [illegible] اور بنولے کا حلوہ ہر جگہ رائج [illegible] کیونکہ اصلی گھی میسر نہیں آتا۔ اور بناسپتی گھی لاکھوں کروڑوں آدمیوں کی صحت برباد کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ تیزابوں سے بنایا جاتا ہے۔ اس لئے بنولے کا استعمال جاری کرنا چاہئے جس میں گھی کی طاقت سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ [illegible] گوشت کی طاقت [illegible]

ڈہائی گنی زیادہ طاقت ہے۔ اور جو آجکل بہت گراں ہے مگر بہت جلد ارزاں ہو جائیگا اس کے علاوہ گوشت اور آٹے کے مقابلے میں اب بھی بنولہ زیادہ گراں نہیں ہے۔

افیم کی اماں

حکیم اور ہندوستان کے افیمی اصحاب اس عنوان کو پڑھ کر اچھل پڑیں گے۔ اور ناک میں خنخنا کر کہیں گے۔ "ارے بھئی واہ۔ آج تو ہماری مُنیا بیگم کی اماں کا ذکر منادی میں چھپا ہے یعنی ہماری ساس کا ذکر خیر ہے۔ لاؤ منادی اٹھاؤ پڑھ لیں کیا لکھا ہے"۔ اُن کی خوشنودی اور دوسرے ہندوستانیوں کی فائدہ رسانی کی نیت سے میں لکھتا ہوں۔ اور "خزائن الادویہ" کی چوتھی جلد کے صفحہ ۴، کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

"خشخاش سفید کو عام لوگ خشخش بولتے ہیں یہ افیم کے پوست کے اندر ہوتی ہے۔ افیم کے پودے میں پوست لگتا ہے۔ تو پوست کو کسی نوکدار آلے سے گود دیتے ہیں۔ اور پھر سوراخوں سے افیم بہہ کر باہر آجاتی ہے۔ اور اُس کو کھرچ کر جمع کر لیتے ہیں۔ اور پوست سوکھ جاتا ہے۔ تو اُس کے اندر سے ہزاروں چھوٹے چھوٹے سفید دانے نکلتے ہیں۔ انہیں کو خشخش کہا جاتا ہے۔ ماہرین اطبا نے اس کی طبیعت معلوم کی تو ظاہر ہوا کہ خشخاش دوسرے درجے میں سرد ہے۔ اور پہلے درجے میں تر ہے۔ افیم پوست کا رس ہے۔ اور وہ ہزاروں بیماریوں کی دوا ہے۔ اگر دوا کی طرح کھائی جائے۔ اور جو لوگ نشے کے لئے کھاتے ہیں اُن کو بہت نقصان دیتی ہے۔ افیم کا پوست بھی بہت سی دواؤں میں کام آتا ہے۔ مگر افیم کی اماں یعنی افیم کا بیج دماغ کے لئے اور بدن کے لئے بہت مفید ہے۔

فائدے خشخش کے استعمال سے نیند آنے لگتی ہے۔ قابض ہے دستوں کو بند کرتی ہے اس کا جوشاندہ قبض کشا ہے۔ اور جرم قابض ہے۔ شکر کے ساتھ استعمال کرنے سے سینے اور حلق اور پھیپھڑے کو فائدہ کرتی ہے۔ گرم اور خشک کھانسی کو دور کرتی ہے۔ خون تھوکنے کی بیماری یعنی سِل کی بیماری شروع ہوتے ہی خشخش استعمال کی جائے تو بیماری کا زیر دور ہو جاتا ہے۔ تپ دق کی ابتدا میں خشخش کا حریرہ پیا جائے تو یہ بیماری بھی دور ہو جاتی ہے۔ جگر اور گردے کی کمزوریاں بھی خشخش سے جاتی رہتی ہیں۔ خاص کر مثانے کی سوزش اور مثانے کی سب بیماریوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہے۔ اس کے استعمال سے دُبلے آدمی موٹے ہو جاتے ہیں۔ بادام کی گری خشخش کے ساتھ استعمال کی جائے تو بدن میں عمدہ خون پیدا ہونے لگتا ہے۔ خشخش کو ذرا بھون کر سونگھا جائے تو بیخوابی دُور ہو جاتی ہے۔ حضرت شیخ بو علی سینا لکھتے ہیں کہ خشخش میں کافی غذائیت نہیں ہوتی۔

جن لوگوں کو نیند نہ آتی ہو وہ ایک ماشہ کم تین تولے خشخش شکر ملا کر پیس لیں اور کھالیں نیند آجائے گی۔ حکیم محمد حسین خاں مرحوم رام پوری ملیریا بخار کا دورہ روکنے کے لئے خشخش پسوا کر اُس کا شیرہ پلوایا کرتے تھے شہد کے پانی کے ساتھ خشخش استعمال کی جائے تو اجابت کھل کر ہو جاتی ہے۔ شہد میں ملا کر استعمال کرنے سے مردانہ قوت بڑھ جاتی ہے سات ماشہ خشخش سفید اور دو تولے مغز بادام مقشر اور دو تولے کھانڈ سے حریرہ بنا کر پیتے رہنے سے گردوں کا ڈھیلا پن جاتا رہتا ہے خشخش کا بہت زیادہ استعمال بعض لوگوں کے پھیپھڑے کو نقصان بھی پہونچاتا ہے اس نقصان کی اصلاح مصطگی یا سکنجبین ہے۔ یا کرفس یا کھانڈ یا شہد سے ہو جاتی ہے۔ وید کہتے ہیں کہ خشخش دودھ کے ساتھ پیس کر بالوں میں لگائی جائے تو بالوں کا گرنا رُک جاتا ہے۔ جہاں جوئیں لگی ہوں وہ جگہ پک گئی ہو تو خشخش پیس کر لگانی چاہیئے۔ ایک تولہ خشخش برابر کی مصری ملا کر پیس کر پھانکنے سے کمر کا درد جاتا رہتا ہے۔ اور وید یہ بھی کہتے ہیں کہ خشخش ریاح کو دور کرتی ہے۔

ذاتی تجربہ گزشتہ زمانے میں میٹھی روٹیوں پر خشخش لگائی جاتی تھی۔ اور تل بھی لگائے جاتے تھے اور اب بھی عرب ملکوں میں روٹیوں پر خشخش اور تل لگانے کا رواج ہے۔ صوفیوں کی روایات میں ایک مشہور روایت یہ ہے کہ مغل شہنشاہ محمد شاہ رنگیلے نے نظر بندی کے زمانے میں بمقام آگرہ خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ایک مجلس میں بیٹھے ہیں اور جہاں بہت لوگ جمع ہیں اور سامنے بہت سی روٹیوں کے خوان رکھے ہیں۔ اور روٹیوں پر تل لگے ہوئے ہیں۔ اور خشخش لگی ہوئی ہے۔ حضرتؒ نے اُن روٹیوں پر نیاز دی۔ اور بانٹنے والا روٹیاں تقسیم کرنے لگا۔ محمد شاہ کا نام اُس وقت روشن اختر تھا۔ جب روٹی بانٹنے والا روشن اختر کے پاس آیا۔ اور روشن اختر نے روٹی لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اُس نے روشن اختر کو روٹی نہیں دی۔ اور حضرتؒ سے دریافت کیا کہ روشن اختر روٹی مانگتا ہے اس کو دوں یا نہ دوں؟ حضرتؒ نے فرمایا "محمد شاہ کو ایک تل دے دو"۔ روٹی بانٹنے والے نے روٹی کے اوپر سے ایک تل

اُٹھا کر روشن اختر کو دیدیا۔ آنکھ کھل گئی۔ روشن اختر حیران ہوگیا کہ اُس کے ہاتھ میں تِل موجود تھا۔ اُس نے اُٹھ کر اپنی ماں کو جگایا اور خواب کا قصہ بیان کیا۔ ماں نے کہا بیٹا یہ تِل کھالو تم کو حضرت رحمہ نے محمد شاہ کہا ہے خدا تم کو بادشاہی دیگا۔ پچھلی رات تھی ابھی یہ دونوں ماں بیٹے باتیں کر رہے تھے کہ یکایک قید خانے کے دروازے پر کسی نے دستک دی۔ ماں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا عبداللہ خاں اور حسین علی خاں بارہہ کے سید اور ہندوستان کے وزیر اعظم اور سپہ سالار ہیں۔ اور شاہزادے روشن اختر کو تخت نشین کرنے آئے ہیں۔ ماں نے جواب دیا میں اپنے بیٹے کو ہلاک کرنا نہیں چاہتی تم روز ایک نئے بادشاہ کو تخت پر بٹھاتے ہو اور پھر اُتارتے ہو اور اُس کی جان لے لیتے ہو۔ دونوں سیدوں نے قسمیں کھائیں اور اسی وقت شاہزادے کو حمام میں لے گئے شاہی جوڑا پہنایا اور صبح صادق کے وقت تخت پر بٹھا دیا۔ اور روشن اختر کا ناصر الدین محمد شاہ نام قرار پایا۔ اور محمد شاہ نے پہلا حکم یہ دیا کہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں نذر بھیجی جائے اور پانچ ہزار روپے ماہوار لنگر کے خرچ کے لئے مقرر کئے جائیں جب تک محمد شاہ آگرے میں رہا۔ جہاں وہ تخت نشین ہوا تھا۔ اُس وقت تک پانچ ہزار روپے مہینہ دہلی میں آتا رہا اور جب آگرے میں سیدوں کے خلاف بغاوت ہوئی اور ایک بھائی یعنی حسین علی خاں قتل ہوئے اور عبداللہ خاں نے بادشاہ سے دہلی کے باہر جنگ کی اور قید ہوئے۔ اور بادشاہ دہلی کے لال قلعے میں آکر رہے۔ اُس وقت تو اُن کا اعتقاد بہت ہی بڑھا یہاں تک کہ محمد شاہ مرنے کے بعد بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے پائنتی دفن ہوئے۔

یہ قصہ اس واسطے لکھا گیا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ دو سو برس پہلے بھی دلی میں روٹیوں پر خشخش اور تِل لگائے جاتے تھے ضرورت ہے کہ ہندوستانی افیم کی اماں سے فائدہ اُٹھائیں اور خشخش کا حریرہ پی کر اپنی اُس دماغی قوت کو بڑھائیں جو آجکل مسلم لیگ اور کانگرس کے الیکشنوں میں بہت زیادہ درکار ہے۔

گھوڑا کان

یہ ایک مشہور دوا ہے جس کو ہندوستان میں اسپغول بھی کہا جاتا ہے اور اسپگول بھی کہا جاتا ہے۔ اور ہندوستان سے باہر کی قومیں "بذر قطونا" اور "سپوگل سیڈس" ہیں۔ اور "اسپاگولا" لاطینی میں نام ہے۔ فارسی میں "اسپغول" کہتے ہیں جو مرکب ہے دو کلموں سے۔ ایک اسپ دوسرا غول۔ اسپ کے معنی گھوڑا اور غول کے معنی کان۔ چونکہ اسپغول کی شکل گھوڑے کے کان کی سی ہوتی ہے اس واسطے اس کو "اسپ غول" کہنے لگے۔ اس کا پودا دو بالشت سے لیکر ایک ہاتھ تک ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں بڑھتا۔ اس کے پتے چھوٹے چھوٹے چڑیا کی زبان کی طرح ہوتے ہیں۔ جن میں مہین مہین رونگٹے کھڑے رہتے ہیں۔ جڑ سے ایک پتلی ٹہنی نکلتی ہے۔ اور اس ٹہنی کے سرے پر گیہوں کی بال کی طرح ایک بال پیدا ہوتی ہے۔ اور اس بال کے غلاف میں اسپغول کے بیج بھرے رہتے ہیں۔ یہ بیج گرمی کے موسم میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان بیجوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ سفید۔ سُرخ اور سیاہ۔ پھول بھی ہر ایک قسم کا بیجوں کے رنگ کے موافق ہوتا ہے۔ سفید قسم کے بیج اچھے ہوتے ہیں اور لال بیج بھی اچھے ہوتے ہیں۔ مگر کالا اسپغول استعمال کے قابل نہیں ہوتا۔ ہندوستان میں بھی بنگال میسور میں ایکا دو منڈل کے کنارے اور پنجاب میں بویا جاتا ہے۔ حضرت شیخ بو علی سینا کی تحقیق یہ ہے کہ اسپغول دوسرے درجے میں سرد و تر ہے۔ بعض نے تیسرے درجے میں سرد اور تھوڑا سا تر بتایا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ دوسرے درجے میں سرد ہے اور تری خشکی میں معتدل ہے۔

فائدے } اسپغول گرمی اور پیاس کو اور گرمی کے بخار کو اور خون کے جوش کو تسکین دیتا ہے قبض دفع کرتا ہے۔ آنتوں میں پھسلن پیدا کرتا ہے۔ حلق اور سینہ اور زبان کی خشونت دور کرتا ہے۔ آنتوں کے زخم اور مروڑ کو فائدہ دیتا ہے۔ بھنا ہوا اسپغول قابض ہے۔

دمے کا علاج } اسپغول ہتھیلی بھر صبح کے وقت پانی کے ساتھ پھانک لیا کریں تو چالیس دن میں دمے کی بیماری کم ہونی شروع ہوجائیگی اور پانچ چلّے لگاتار استعمال کرنے سے مرض جاتا رہیگا۔ "مجربات اکبری" میں لکھا ہے کہ بیس بیس برس کا دمہ اسپغول کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔

اسپغول سرکے میں پیس کر لیپ کرنے سے گرمی کا ورم دور ہو جاتا ہے۔ اسپغول کوٹ کر پانی میں بھگو کر بدن پر ملا جائے تو جسم کی کھال نرم ہو جاتی ہے۔ اس کو کوٹ کر کچے پھوڑے کی سوجن پر لیپ کیا جائے تو پھوڑا پک کر پھوٹ جاتا ہے۔

دماغ اور پٹھوں میں خشکی ہوگئی ہو تو اسپغول کے استعمال سے جاتی رہتی ہے۔ اگر اسپغول تخم کے ساتھ پانی سے پھانک لیا کریں تو معدے کے بخارات دماغ تک نہیں پہنچتے

(باقی آئندہ)

ذاتی خطوط

سید معز الدین نظامی کا خط

جناب قبلہ چچا صاحب۔ السلام علیکم۔

جمعرات یا جمعہ کی رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ دیکھا کہ میں نظام الدین گیا ہوں۔ درگاہ میں فاتحہ پڑھنے گیا۔ پہلے شاید حضرت امیر خسروؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھی (اچھی طرح یاد نہیں) اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی رحمۃ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ فاتحہ کے دوران میں دیکھا کہ مزار شق ہو گیا ایسا معلوم ہوا کہ زلزلہ آیا۔ مزار میں حضرت کی ٹانگیں اور دھڑ نظر آیا۔ چہرہ نظر نہیں آیا مجھے بڑا ڈر لگا۔ فوراً دعا مانگنے لگا۔ مگر دعا میں اپنے لئے کچھ نہیں کہا بلکہ دوسرے اصحاب کی بہبودگی کے لئے دعا کی۔ ڈر کے مارے میری آنکھ کھل گئی۔ تعبیر لکھئے۔ آپ کا معز الدین نظامی از کلکتہ۔

تعبیر: خواب بہت اچھا ہے۔ تم کو دنیا کا کوئی فائدہ ہونے والا ہے۔ اگر حضرت رضہ کے سر کی زیارت بھی ہو جاتی تو کوئی دین کا فائدہ بھی حاصل ہوتا۔ حسن نظامی۔

شہودی نظامی کا خط

شمع طریقت آگاہ رموز معرفت و شریعت و حقیقت حضرت قبلہ مدظلہٗ۔ آداب و سلام خادمانہ کے بعد ملتمس خدمت اقدس و اطہر ہوں۔ کہ بفضل خدا یہاں پر ہر طرح خیریت ہے اور صحت وری مزاج اقدس اطہر کی اور جملہ عزیز با خداوند کریم سے شب و روز نیک مطلوب [illegible] صبر کا مہمان کے تحت [illegible] ڈاکٹر کی تحقیق حضور پُرنور کی تکلیف [illegible] متعلق [illegible] تشویش اور فکر ہوا ہم سب خدام [illegible] اللہ پاک کی جناب میں جذب دل کے ساتھ دعا کرتے ہیں اللہ پاک حضور کو صحت و سلامتی نصیب کرے اور سب خادموں کے سروں پر حضور پُرنور کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے آمین۔ اور حضور پرنور کے مخالفوں کو موافق کر دے۔ اور دشمنوں کو دوست بنا دے تاکہ حضور کے فیض و برکت سے سب فیضیاب ہوں اور حضور پُرنور کے جذب صدق کی برکت سے مسلمانوں کی آپس کی کدورتیں مٹ جائیں۔ اور سب اتفاق کی برکتوں سے مالامال بن کر ساری دنیا کی پریشانی دور کر سکیں اور ساری دنیا کے بھٹکے غلام واحد اللہ کے دربار میں اکٹھا ہو کر صدق یقین کا جام پیکر سرشار و آزاد ہو جائیں۔ غلاف کعبہ کی زیارت کی تحت توحید کی تبلیغ کا لطیفہ رہتی دنیا تک یادگار رہیگا غلاف پکڑ کر دعا میں رقت مرد خدا کی توجہ کا ثمرہ ہے۔ اللہ ہر جگہ ہے۔ میاں کی موج آجائے تو وسیلہ سے جہاں بھی ہو حضوری نصیب ہو جائے۔ اہل اللہ کی صحبت پارس ہے۔ جو چھو جائے کندن ہو جائے۔ عنقا تلاش سے کب ملتا ہے ہاں کوشش سنت ہے مرد خدا رہبر ہو تو آئینہ روبرو کر دے چھپا ظاہر ہو جائے۔ عبداللہ

جواب: محمد عبداللہ شہودی نظامی کو اللہ تعالیٰ نے دل کی آنکھ دی ہے۔ اور حقیقت اور حقائق کی محبت بھی دی ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی نظر صحیح مشاہدہ کرتی ہے۔ حسن نظامی۔

ریجنٹ نیوز ایجنسی دہلی کا خط

مخدومی خواجہ صاحب السلام علیکم

ایک تکلیف دہی کا مرتکب ہو رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہاں چند آدمیوں میں اس مسئلے پر اختلاف ہے کہ حیدرآباد دکن میں قربانی گاؤ کی کیا صورت ہے۔ آیا پابندی ہے یا عام اجازت ہے۔ اس سلسلے میں آپ سے زیادہ معتبر ذریعہ کوئی نہیں سمجھا گیا چونکہ آپ کو جو نظام حیدرآباد سے دیرینہ تعلق ہے۔ وہ شاید کسی اور کو نہ ہو۔ بڑی مہربانی ہوگی اگر چند سطور تحریر کر کے بھیج دیجئے۔ کیا "منادی" کے دس پرچے میری ایجنسی کے نام برائے فروخت بھیجے جا سکتے ہیں؟ چند آدمی طلب کرتے رہتے ہیں۔ نیاز مند منیجر

جواب: مجھے حیدرآباد کی قربانی کی نسبت کچھ واقفیت نہیں ہے۔ منادی کے دس پرچے منشی قربان علی صاحب چمن اردو بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی سے لے لیا کیجئے میں ان کو اطلاع دیدوں گا۔ حسن نظامی

رانا سکھدیو سنگھ صاحب کا خط

جناب شریعت کے پیشوا علماء کے مقتدا فقراء کے رہنما دام اقبالہٗ۔

آداب تسلیمات بجا لا کر عرض پرداز ہوں۔ آنجناب کی عنایت کی ہوئی نعمت کا فقیر حقیر ناقابل نے مطالعہ کیا خوش ہوا۔ امید قوی ہے کہ خاکسار مصیبت زدہ کے حق میں آپ دعا فرماوینگے اور اجر سے مجھ کو آباد و دلشاد خیر سے فرماوینگے اور عمل با اسم اسم اعظم کا نہایت شوق قابل بیان نہیں فدوی حضور انور سے اجازت کے لئے قدم بوسی حاصل کرنا چاہتا ہے کیونکہ عمل کی امداد تاوقتیکہ رہنما سے نہ ہو کامیابی مشکل ہے۔ عریضہ نیاز مند (رانا) سکھدیو سنگھ۔ لدھیانہ

دہلی کے ایک شیعہ سیشن جج صاحب کا خط (قبلہ کعبہ)

جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی ۔ بعد تسلیم عرض ہے کہ میں نے جناب کا وہ خط جو مسٹر حسین بھائی لال جی کو بھیجا تھا ۔ منادی مورخہ ۱۰ تا ۱۶ اکتوبر کے پرچہ صفحہ ۱۳ میں دیکھا ۔ آپ کی عزت میرے دل میں ہمیشہ سے بہت زیادہ ہے ۔ لیکن اس کو پڑھ کر اس میں بہت اضافہ ہو گیا ۔ خدا اور رسول و ائمہ دین کے بعد کسی سے نہ ڈرنے والے رہنمایانِ دین کی وہی شان ہے جو آپ کے اس خط سے نمایاں ہوتی ہے ۔ آپ نے حق بات کہی ہے ۔ نہ شیعوں سے ڈرے اور نہ سنیوں سے ۔ میں اُس کے ایک ایک حرف سے متفق ہوں ۔

اگر ہم جناب امیر علیہ السلام کی طرزِ عملی کی پیروی نہ کریں گے ۔ تو پھر شیعہ علی ہونے کے کیا معنی ۔ شیعوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ میں شامل ہوں ۔ وہ کہتے ہیں کہ نہ ہم مسلم لیگ میں شامل اور نہ کانگرس میں ۔ لیکن یہ غلط منطق ہے مسلم لیگ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام مسلمانوں کی نمایندہ جماعت ہوں ۔ کانگرس کا دعویٰ ہے کہ مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں ہے ۔ اب اگر شیعہ یہ کہتے ہیں کہ مسلم لیگ ہماری نمایندگی نہیں کرتی تو دراصل وہ کانگرس کی حمایت کر رہے ہیں کیونکہ کانگرس کا یہی دعویٰ ہے ۔

جناب امیر علیہ السلام کبھی جماعت سے علیحدہ نہیں ہوئے ۔ دراصل وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ جماعت سے الگ ہو گئے وہ دراصل جماعت کے معنی نہیں سمجھتے ۔ اصلی جماعت وہ تھی جو جناب رسول خدا و بانی اسلام کے عہدِ مبارک میں تھی خواہ وہ تعداد میں کم ہو ۔ جو جماعت اپنے بانی جماعت سے علیحدہ ہو گئی ۔ دراصل وہ علیحدہ ہونے والی

غیر ہے ۔ جناب رسول خدا ؐ اور اُن کی ہم خیال جماعت سے وہ جماعت علیحدہ ہو گئی تھی جس کو آنحضرت ؐ نے اپنے بستر مرگ پر قلم و قرطاس تفضیہ پر کہا تھا کہ تو موافق (اُٹھ جاؤ میرے پاس سے) دراصل تو وہ لوگ جو تو موافق میں آتے ہیں جماعت سے علیحدہ تھے ۔ حضرت علیؑ تو اصل جماعت میں تھے جو آنحضرت کے ساتھ تھی ۔ یہ بات دوسری ہے کہ بعد میں اپنی تدابیر و ذرائع سے اس تو موافق والی جماعت نے اپنی تعداد میں اضافہ کر لیا حقانیت و اصلیت کبھی تعداد کے تابع نہیں ہوتی ۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

نیاز مند محمد سلطان مرزا ۔

نوٹ :- جناب آغا سلطان مرزا صاحب پنشنر سیشن جج و حال مجسٹریٹ دہلی بہت بڑے ادیب اور عالم اور مصنف شیعہ ہیں ۔ انہوں نے اس مکتوب میں جس دور اندیشی اور معاملہ فہمی اور معدلت اور حریت کا ثبوت دیا ہے ۔ یقیناً شیعہ جماعت کے لئے راہ نما ثابت ہوگا ۔ آغا صاحب نے شیعہ تاریخ اور شیعہ عقائد کی نسبت ابھی حال میں ایک ضخیم علمی کتاب شائع کی ہے ۔ جس کا مختصر تذکرہ منادی میں ہو چکا ہے ۔ اور مفصل تبصرہ آئندہ شائع ہوگا ۔

نواب احسان علی خاں صاحب کا مکتوب

ریاست مالیر کوٹلہ کے نواب صاحب کے قریبی قرابت دار نواب احسان علی خاں صاحب پنجاب کے شیعوں میں ایک بڑی شخصیت رکھتے ہیں اور شیعہ تحریکات میں اُن کا بہت نام ہے جب انہوں نے بھی لاہور کے اخبار "شیعہ" میں لکھنؤ کی شیعہ کانفرنس سے اختلاف ظاہر کرتے کا ایک مکتوب شائع کرایا تھا جس سے ظاہر ہو سکتا ہے ۔ کہ اکثر شیعہ اکابر مسلم لیگ سے الگ رہنے کے خلاف ہیں ۔ سیاسی معاملات میں

سنیوں سے الگ رہنا نہیں چاہتے ۔ اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ میاں نے شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے صدر صاحب کی خدمت میں جو خط بھیجا تھا وہ شیعوں کی جمہوری رائے کے موافق تھا مگر کیا حال ہے حالی جناب مولانا ظفر الملک صاحب چار یاری کا جو لکھنؤ کی گندی گلیوں میں موریوں اور پرنالی کے نیچے کھڑے ہو کر مدح صحابہؓ کے گیت اس لئے گاتے ہیں کہ اُن کو مسجدوں کے پاک ممبروں پر چار یاری مدح گوارا نہیں ہے کیونکہ سنیوں کا خمیرہ اور جماعت سنیوں کو اسلامی اخوت کا سبق دیتی ہے ۔ اور چار یاری ظفر الملک صاحب کی مدح صحابہؓ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے لئے رائج کی گئی ہے ۔ سارا ہندوستان جانتا ہے کہ ظفر الملک صاحب چار یاری خالص سنی ہیں اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ جب سے یوپی میں کانگرسی حکومت قائم ہوئی تھی اُس وقت سے مولانا ظفر الملک ۔ چار یاری مدح صحابہؓ کا جھنڈا لکھنؤ کی گلیوں میں لئے پھرتے ہیں ۔ بے عقل شیعوں کی بھی بعض جماعتیں تبرا بازی کا علم لے کر گلیوں میں پھرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ کوئی مستشرق ہے اس پردۂ زنگاری میں ۔ ورنہ چار یاری صاحب کو نہ صحابہ سے تعلق ہے نہ اہلبیتؑ سے کوئی سروکار ہے اگر کوئی یہ کہے کہ وہ اپنے آپ کو علوی لکھتے ہیں تو یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ اُن کے ماں باپ کے ہاں بچے زندہ نہ رہتے ہوں گے اور انہوں نے اس بچے کی سلامتی کے لئے علوی کا لقب نام کے ساتھ بڑھا دیا ہوگا ۔ یا ممکن ہے کہ بعض علی علی اولاد ہوں یا اسی قسم کی کوئی اور وجہ علوی لکھنے کی ہو گی تاہم یہ امر یقینی ہے کہ ظفر الملک چار یاری [illegible] شیعہ ہیں نہ سنی ہیں نہ یزیدی ہیں [illegible] حواس پر قبضہ کر لیا ہے ۔

اُردو پریس کی تاریخ

نمبر ۲ نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی نمبر ۲

تحقیقات

لاہور کے منشی محمد دین صاحب فوق توجہ دی مرحوم ایڈیٹر اخبار کشمیری نے اپنے وقت کے اخبار نویسوں کے حالات ایک کتاب میں لکھے تھے، اُن کا ابھی حال میں انتقال ہوا ہے۔ میں نے اُن کے صاحبزادے کو خط لکھا ہے۔ اگر وہ کتاب اُن سے مل گئی تو بہت مدد ملیگی اسی طرح ڈاکٹر عبدالحق صاحب سکریٹری انجمن ترقی اُردو اور اُن کے مددگار پنڈت برجموہن صاحب دتاتریہ کیفی کو بھی خطوط لکھے ہیں اور خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار "البشیر" اٹاوہ اور مولوی نظام الدین صاحب مالک اخبار "ذوالقرنین" بدایوں کو بھی خطوط لکھے ہیں۔ یہ دونوں مجھ سے بہت زیادہ واقفیت اُردو اخباروں کی رکھتے ہیں اب میں اپنی ذات سے اس کتاب کو شروع کرتا ہوں۔

حسن نظامی کا نثری کلام

میرا نثری کام انیسویں صدی کے آخر میں شروع ہوا تھا یعنی ۱۸۹۶ء سے میں نے اخباروں میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے تھے پھر بارہ برس کے بعد ۱۹۰۸ء سے میں نے ملا محمد واحدی صاحب کی شرکت میں ایک ماہوار رسالہ نظام المشائخ جاری کیا۔ اس رسالے کے شروع کرنے سے پہلے میں نے ایک انجمن بنائی تھی جس کا نام حلقہ نظام المشائخ رکھا تھا۔ اس انجمن کا نام بظاہر مشائخ صوفیہ کی تنظیم کو ظاہر کرتا ہے لیکن درحقیقت یہ نام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سلطان المشائخ رح کے نام اور لقب سے اخذ کیا گیا تھا۔ اور اس انجمن کے چار مقصد مقرر کئے گئے تھے۔ پہلا مقصد علم تصوف کی حفاظت اور اشاعت۔ دوسرا مقصد مشائخ صوفیہ کے آپس میں اتحاد قائم کرنا تیسرا مقصد مشائخ کی اور درگاہوں کی اور خانقاہوں کی اور عرسوں کی مراسم قدیم کو قائم رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں بعد کے لوگوں نے ایسی شامل کر دی ہوں جو شریعت اور طریقت کے خلاف ہوں اُن کی اصلاح کرنا۔ چوتھا مقصد مشائخ صوفیہ اور درگاہوں اور خانقاہوں اور اُن کے اوقاف اور اُن کے سیاسی حقوق کا تحفظ۔

رسالہ نظام المشائخ اِن چار مقاصد کی تعمیل و تکمیل کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ باسٹھ روپے آٹھ آنے میں نے اور باسٹھ روپے آٹھ آنے ملا واحدی صاحب نے شریک کئے تھے گویا ایک سو پچیس روپے کے سرمائے سے یہ رسالہ جاری ہوا تھا۔ اس کا سائز ۱۸×۲۲ تھا۔ اور اس کے پہلے نمبر میں چونسٹھ صفحے تھے اور یہ ایک ہزار چھپا تھا۔ اور اس کے سرورق پر ایک تسبیح بنائی گئی تھی جس کے اندر نظام المشائخ نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب اجمیری رح کی "ارکھ وفات" کی برکت حاصل کرنے کے لئے ہر چاند کی چھٹی تاریخ کو شائع ہوتا تھا۔ پہلا نمبر چھپ کر تیار ہوا تو میں نے پانچسو دوستوں کے پتے قلم بند کر کے ایک ایک پرچہ بطور نمونے کے بھیجا۔ مگر تجربہ نہ تھا تعلقات پر بھروسہ کر کے یہ نمونہ وی پی کر دیا تھا۔ اور ہر وی پی کے ساتھ ایک ایک پوسٹ کارڈ بھی بھیجا گیا تھا کہ اس میں فلاں رسالہ ہے جس میں اس قسم کے مضامین ہیں اور جو اس مقصد سے جاری کیا گیا ہے۔ لیکن یہ پانچسو وی پی واپس آ گئے۔ ایک پرچہ بھی کسی نے وصول نہیں کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ اب بھی اگر میں ایسے ہی لوگوں کو وی پی بھیجوں جیسے لوگوں کا میں نے ۱۹۰۸ء میں انتخاب کیا تھا تو وہ اب بھی وی پی واپس کر دیں گے۔ کیونکہ ان میں زیادہ تر مشائخ اور پیرزادے اور مولوی صاحبان تھے۔ اُس وقت تو مجھے صدمہ بھی ہوا تھا غصہ بھی آیا تھا۔ اور مایوسی بھی ہوئی تھی۔ اور شرمندگی بھی ہوئی تھی کہ واحدی صاحب دل میں کہیں گے کہ انھوں نے مجھے شریک کر کے باسٹھ روپے آٹھ آنے کا نقصان کرا دیا۔ مگر آج میں سمجھ سکتا ہوں کہ غلطی میری تھی کہ وی پی ایسے لوگوں کے نام بھیجے جو دوسروں سے نذریں لیتے ہیں۔ دوسروں کے ہاں کھانا کھاتے ہیں۔ دوسروں کی لائی ہوئی نذروں کے کپڑے پہنتے ہیں اُن کو اپنی جیب سے خرچ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔

بہرحال میں نے ہمت کی کمر باندھی۔ اور پانچسو وی پی پیکٹ دوبارہ ٹکٹ لگا کر بغیر وی پی کے مفت بھیجے اور کارڈ بھیجے اور قیمتاً سو آدمی خریدار بنے لیکن ان میں بہت سے مشائخ اور پیر بہت تھوڑے تھے۔ لوگ زیادہ تھے جو مشائخ سے اعتقاد رکھتے تھے۔ [illegible] مشائخ کے پاس تو تسو بھیجا۔ [illegible] شہید نمبر ۲ ایک سال کے اندر نظام المشائخ کے ایک نمبر [illegible]

ہوگئے ایڈیٹری اور واحدی صاحب کی ہمت بڑھی اور ہم نے سب سے پہلے نظام المشائخ کا شہید نمبر شائع کیا۔ شہید نمبر میں چونکہ خرچہ زیادہ ہوا تھا۔ اور اس وقت اخباروں اور رسالوں میں مخصوص نمبر نکالنے کا رواج بھی تھا۔ اس واسطے میں نے زائد لاگت کا خرچ خریداروں سے وصول کرنے کے لئے لاگت کے موافق نمبر کی قیمت مقرر کی تھی۔ مگر اس کے خلاف نواب حبیب الرحمٰن خاں صدر یار جنگ بہادر رئیس حبیب گنج ضلع علی گڈھ نے اعتراضی خط بھیجا تھا تو میں نے خاص نمبر کی قیمت وصول کرنی ترک کردی تھی اور نقصان خود برداشت کرلیا تھا۔

آجکل جو خاص نمبر شائع کئے جاتے ہیں ان میں اجرتی اشتہار بہت زیادہ آجاتے ہیں۔ جن سے لاگت کا خرچ ہی پورا نہیں ہوجاتا بلکہ اخبار والوں کو دوگنا چوگنا بلکہ دس گنا نفع بھی ہوجاتا ہے۔ مگر میں اس زمانے میں بھی رسالوں اور اخباروں میں اشتہار چھاپنے کا مخالف تھا۔ اس لئے کوئی اشتہار درج نہیں کرتا تھا۔

ہمارا اسٹاف

نظام المشائخ کے ایڈیٹر بھی ہم دونو تھے، منیجر بھی ہم دونوں تھے اور کلرک بھی ہم دونوں تھے۔ اور ہم دو کے سوا تیسرا آدمی کوئی نہیں تھا۔ ایک دفعہ رسالہ ڈاک خانے تک لے جانے کے لئے کوئی مزدور نہ ملا تو میں خود بوری میں بھر کر رسالہ ڈاک خانے میں دے آیا۔ اُس وقت میں دریا گنج کے ایک بالاخانے پر رہتا تھا جس کا کرایہ تین روپے ماہوار تھا۔ اور ڈاک خانہ وہاں سے سو قدم کے فاصلے پر تھا۔ واحدی صاحب کو اس سے اختلاف تھا۔ وہ کہتے تھے جب تک مزدور کے واسطے انتظار کرنا چاہئے۔ میں کہتا تھا جو کام اب کرنا ہے اُس میں دیر ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارا رسالہ نظام المشائخ برسوں تک ٹھیک چھ تاریخ کو شائع ہوجاتا تھا۔ اور ڈاک خانے میں ایسے وقت پہنچ جاتا تھا کہ ڈاک خانے والے کبھی یہ اعتراض نہیں کرتے تھے۔ کہ اخبار ایسے وقت لائے ہو کہ ڈاک جانے والی ہے اور ہم کو ٹکٹوں پر مہریں لگانے کا وقت بھی نہیں ہے۔

نمبروں کا رواج

میرا خیال ہے جو ممکن ہے درست ہو یا نہ ہو کہ رسالوں اور اخباروں کے خاص نمبر نکالنے کی ابتدا میں نے کی تھی۔ اور سب سے پہلے نظام المشائخ کا شہید نمبر نکالا تھا اس کے بعد ربیع اول میں رسول نمبر شائع کیا تھا۔ اور میرے بعد اخبار زمیندار نے پیغمبر نمبر شائع کیا تھا۔ اور حضرت اکبر الہ آبادی نے شعر لکھا تھا۔

عہدِ انگلشن میں ہے ہر چیز کے اندر نمبر
کیا تعجب ہے جو نکلا ہے پیمبر نمبر

صوفیوں کا پہلا رسالہ

مجھ سے بہت پہلے مولوی نہال احمد صاحب نے کڑہ مانکپور سے ایک صوفیانہ رسالہ الاحسان جاری کیا تھا علمی لحاظ سے یہ نام بہت اچھا اور تصوف کے معانی کو ظاہر کرنے والا تھا۔ مگر کم علمی کے زمانے میں جاری ہوا تھا اس لئے لوگ الاحسان نام سے تصوف کا مطلب نہ لے سکتے تھے۔ اس لئے رسالہ زیادہ مقبول نہیں ہوا۔ اور جلدی بند ہوگیا۔ احسان لفظ کی نسبت صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت جبرئیل رسول خداؐ کے پاس ایک عرب کی صورت میں آئے۔ اور انہوں نے رسول خداؐ سے سوال کیا۔ ایمان کیا چیز ہے؟ رسول خداؐ نے جواب دیا کہ تو خدا کو ایک مانے اور محمدؐ کو رسول تسلیم کرے یہ ایمان ہے۔ جبرئیل نے کہا ٹھیک جواب دیا۔ پھر جبرئیل نے پوچھا۔ احسان کیا چیز ہے؟ رسول خداؐ نے جواب دیا تو ایسی عبادت کرے کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ جواب بھی ٹھیک ہے۔ گویا احسان مشاہدہ ذات الٰہی یا قرب ذات خداوندی کو کہتے ہیں اور قرآن میں جہاں جہاں محسنین کا ذکر آیا ہے وہاں یہی لوگ مراد ہیں۔ مگر ہندوستان میں احسان کسی کے ساتھ نیکی کرنے کو کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب قرآن کی آیت پڑھتے ہیں۔ ہَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان تو کہتے ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان ہے یعنے جو تمہارے ساتھ نیکی کرے تم اس کے ساتھ نیکی کرو۔ حالانکہ آیت میں یہی اشارہ اہل تصوف کا ہے۔ کہ وہ ذات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس کی جزا میں ذات الٰہی ان کا مشاہدہ کرتی ہے۔

نظام المشائخ

الاحسان بند ہوجانے کے بعد میں نے نظام المشائخ جاری کیا تھا گویا صوفیوں کا پہلا رسالہ الاحسان تھا اور دوسرا نظام المشائخ تھا۔

رسالہ صوفی

اس کے بعد تیسرا صوفیانہ رسالہ پنڈی بہاء الدین پنجاب سے ملک محمد دین صاحب نے صوفی نام کا جاری کیا تھا جس میں میرے مضامین بھی چھپتے تھے۔ یہ رسالہ بہت زیادہ مقبول ہوا اور اس کی اشاعت نظام المشائخ سے بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اور اس دفتر سے تصوف و اخلاق کی کتابیں بھی شائع ہوئیں اور ایک لمیٹڈ کمپنی بھی کتابوں کے لئے جاری ہوئی۔ رسالہ صوفی بند ہوگیا ہے مگر نظام المشائخ جاری ہے اگرچہ کاغذ کی نایابی اور گرانی کی وجہ سے نظام المشائخ کی اب پہلی سی شان باقی نہیں ہے اور واحدی صاحب اس کو پھر اصلی شان پر لانے کی تدبیریں کر رہے ہیں۔

چشتی پارٹی کی خبریں

چشتی پارٹی کا پہلا یہودی ممبر

میرے تیس سالہ یہودی دوست مسٹر ڈیوڈ بن ابراہام کا بمبئی سے خط آیا ہے کہ اُنھوں نے منادی میں چشتی پارٹی کا حال پڑھا۔ اور وہ بخوشی چشتی پارٹی کے ممبر بننا چاہتے ہیں۔

مسٹر ڈیوڈ بڑے نامی خاندان کے یہودی ہیں ان کی مرحومہ والدہ اور بیوی بچے میرے ہاں کئی بار آئے ہیں اور میں بھی ۱۹۱۰ء میں بمبئی جا کر ان کے ہاں کئی مہینے رہا تھا۔ میرے مکان درویش خانے کی تعمیر میں اُنھوں نے مالی مدد بھی دی تھی اور حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رضہ کا مزار بھی بنوایا تھا۔

کئی ہزار کوس دُور کی میت آنکھ سے دکھا دی

ہز ہائی نس سر آغا خاں کے چچا میجر شاہ صاحب نے ایران کی ایک قدیمی تاریخ کا ایک اقتباس بھیجا ہے جس میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا چشتی محبوب الٰہی رضہ دہلوی کی ایک کرامت کا حال لکھا ہے کہ ایران سے ایک سیاح دہلی میں آئے اور حضرت رضہ سے مل کر ایک ایرانی بزرگ کا ایک پیغام پہنچایا۔ حضرت رضہ نے فرمایا ان کی وفات ہو گئی۔ سیاح نے حیران ہو کر کہا جی نہیں وہ زندہ تھے حضرت نے سیاح کا ہاتھ پکڑا تو ایک ایران سامنے آ گیا اور سیاح نے دیکھا لوگ ان بزرگ کی میت لئے جا رہے ہیں پھر یہ جب ایران گئے تو لوگوں سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی تاریخ ان بزرگ کی وفات ہوئی تھی۔ آئندہ منادی میں یہ اقتباس شائع ہوگا۔

ایک بڑے انگریز چشتی پارٹی کے ممبر

ایک بڑے سرکاری عہدے دار انگریز نے چشتی پارٹی کے مقاصد کو بہت پسند کیا۔ اور اس کے ممبر ہو گئے۔ مگر وہ سرکاری تعلق کے سبب اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے اُن کو ذکر شغل اور یاد الٰہی کا ذوق ہے۔ اور وہ محض روحانی فیضان کے لئے ممبر ہوئے ہیں۔ سیاسیات سے اُن کو تعلق نہیں ہے۔

سید احمد شاہ بخاری کی تجویزیں

آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر جنرل سید احمد شاہ صاحب بخاری نے نظامی منسری پڑھ کر جو خیالات اپنے خط میں ظاہر کئے تھے وہ ناظرین نے منادی میں پڑھ لئے ہیں۔ اُس خط میں بخاری صاحب نے کئی تجویزیں لکھی تھیں جن پر عمل کرنا میرے لئے اور چشتی پارٹی کے ممبروں کے لئے ضروری ہے۔

۲۶ر اکتوبر کی شام کو ہز اکسی لینسی معتمدی صاحب کونسل جنرل ایران کے مکان پر شہنشاہ ایران کی سالگرہ کا جلسہ تھا۔ جہاں بکثرت ایرانی اور عرب اور انگریز اور ہندوستانی عمائد و معززین موجود تھے۔ وہاں سید احمد شاہ صاحب بخاری نے مجھ سے چشتی البم کی نسبت اپنی مکتوبی تجویز کے بارے میں بات چیت کی۔ میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں خود اُن کے پاس جا کر چشتی البم شائع کرنے کی تجویز کی نسبت بخاری صاحب کی اسکیم کو سمجھوں گا اور پھر فوراً عمل شروع کر دیا جائے گا۔

میں نے بخاری صاحب کے اُن خیالات کی نسبت جو اُنھوں نے اپنے مذکورہ خط میں ظاہر کئے تھے۔ اُن سے سوال کیا کہ اُن کی موجودہ زندگی بالکل انگریزوں کی سی ہے۔ اور گذشتہ زندگی کی بابت بھی مجھے معلوم ہے کہ وہ ایک کالج میں پروفیسر تھے۔ پھر یہ جذبات و خیالات اُن میں کیونکر پیدا ہوئے۔ تب بخاری صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا کہ بچپن میں اُستاد اُن سے پانچوں وقت کی نماز بھی پڑھواتے تھے۔ اور تہجد بھی پڑھواتے تھے۔ اور اشراق اور چاشت بھی پڑھواتے تھے۔ اور یہ اثر بچپن کی تربیت کا ہے۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ مجھے بھی اپنی چشتی پارٹی کے بچوں کی ایسی ہی بنیادی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا چاہیے۔ یعنی مسلمان ممبروں کے بچوں کی تعلیم و تربیت اسلام کے بموجب ہو اور ہندو ممبروں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہندو مذہب کے بموجب ہو اور سکھوں کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام سکھ مذہب کے بموجب ہو۔ اسی طرح عیسائی اور یہودی اور پارسی ممبروں کے بچوں کی تعلیم و تربیت اُن کے مذہبوں کے موافق ہونی چاہیے۔ جہاں چشتی البم جیسی کتابیں بھی بچوں کو پڑھائی جائیں تاکہ اُن سب کے دلوں میں چشتی مشن کا وہ مقصد قائم ہو جائے جو سب انسانوں کو خدا پرستی اور آپس کی ہمدردی اور محبت سکھاتا ہے۔ اور زندگی ہے تو خدا نے چاہا میں بخاری صاحب کی اس تجویز پر عمل کروں گا۔ اور اُن کی اعلیٰ دانش مندی اور ذہنی اور دماغی قابلیت سے خود بھی فائدہ اُٹھاؤں گا۔ اور اپنے چشتی بھائیوں کو بھی فائدہ پہنچاؤں گا۔

میں زندگی ختم ہوگی۔

گویا گمنام نجومی صاحب نے بھی لاہری صاحب اور حسین کے حسابات کی تائید کی ہے۔

تین حسابوں کی تائید ہو جانے کے باوجود میرا ایمان قرآن کے اس ارشاد پر ہے کہ کوئی انسان اپنی موت کے وقت کو نہیں جانتا۔ اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اُس کو موت کس مقام پر آئے گی۔ میں اگر دس بارہ برس اور زندہ رہوں تو مجھے کچھ خوشی نہ ہوگی اور میرا وقت آخر اگر جلدی آجائے تو کچھ افسوس بھی نہ ہوگا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ع۔ کارِ دُنیا کسے تمام نہ کرد۔ دُنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس نے دُنیا کے کاموں کو پورا کر لیا ہو۔ جو پیدا ہوا ہے اُس کو مرنا ضروری ہے جیسا کہ قرآن مجید نے ارشاد کیا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا پڑے گا۔

میں دہلی کے گمنام منجم صاحب کا شکر گذار ہوں کہ اُنھوں نے میرا مستقبل معلوم کرنے کے لئے حساب لگایا۔ اور میں چونکہ تھوڑا بہت نجوم سے واقف ہوں اس واسطے میں گمنام نجومی صاحب کے جوابوں کو دیکھ کر اُن کے کمالات کو بھی مانتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ہر انسان اپنی جسمانی حالت کو دُوسروں کے مقابلے میں زیادہ سمجھتا ہے۔ اور میں نے اپنی جسمانی حالت کو سمجھنے کے بعد اندازہ کیا ہے کہ میں اسّی برس نہیں بلکہ نوّے برس کی عمر تک یا شاید اس سے بھی کچھ زیادہ زمانے تک زندہ رہ سکوں گا۔ اور جو عمر میرے حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء رضی کی ہوئی تھی۔ وہی عمر میری بھی ہوگی یعنی وہ نوّے سال تک عالم ناسوت میں رہے تھے۔ اس لئے میں نوّے سال تک عالم ناسوت میں رہوں گا۔

جس طرح نجومیوں کا حساب ہے اسی طرح میں بھی اپنے [illegible] کے بموجب یہ خیال ظاہر کرتا ہوں ورنہ بظاہر میری بیماریاں زیادہ پیچیدہ ہیں کہ معلوم نہیں کہ موجودہ دُنیا میں کوئی شخص ان ہوئی بیماریوں کو سمجھ بھی سکتا ہے یا نہیں اور اب تو مجھے یقین ہے کہ میرا علاج نہ کوئی ڈاکٹر کر سکتا ہے نہ کوئی حکیم کر سکتا ہے نہ کوئی وید کر سکتا ہے۔ میں خود اپنا علاج کروں گا اور وہ علاج یہ ہے کہ سادہ غذا۔ وقت کی پابندی کے ساتھ اور رفتہ رفتہ دُنیا کے جھگڑوں سے بے تعلقی اور گوشے میں بیٹھ کر یادِ حق کی مشغولی۔ جو دوائیں اور غذائیں ذاتِ حق کی طرف سے تلقین ہوں اُن کا [illegible] اور ذاتِ حق کی تلقین وسیلوں اور ذریعوں سے ہوتی ہے [illegible] مجھے آجکل ہو رہی ہے۔ ۲۷ اکتوبر کی رات کو میری لڑکیاں اور [illegible] رُو رُو کر کہتی تھیں کہ آپ اپنا علاج کیوں نہیں کرتے؟ اور میں ہنس کر جواب دیتا تھا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ نہ کوئی ڈاکٹر جانتا ہے نہ کوئی حکیم جانتا ہے اس واسطے میں کسی کا علاج کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ ہر روز تہجد کے وقت تھوڑی سی [illegible] پڑھنے اور اُن پر غور کرنے میں خرچ کرتا ہوں [illegible] اُشتر بے بند پر عمل کرتا ہوں کہ خدا پر توکل بھی کرتا ہوں [illegible] پاؤں بھی باندھ دیتا ہوں کیونکہ ایسا [illegible] بھاگ جائیں اور میں خدا پر توکل کئے بیٹھا [illegible] کو بھاگنے نہ دیگا۔

حسن نظامی۔

ایک آنہ دواخانہ دہلی کی دوائیں

ہر مرض کی دوا

کایا پلٹ

برسات گزرنے کے بعد پرانی کایا پلٹ ضائع کر دی گئی۔ اب بالکل نئی اور تازہ کایا پلٹ تیار ہوئی ہے

قیمت ایک ڈبہ آٹھ آنے

جگر اور معدے کی دوا

حکیم ارسطو کا چورن

قبض کشا ہے۔ معدے اور جگر کی سب بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے ہاضمہ بڑھاتا ہے۔ نیا خون پیدا کرتا ہے طبیعت بشاش رکھتا ہے۔ قیمت ایک ڈبہ بارہ آنے

پائیریا منجن

دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے

پائیریا کا اثر اس منجن سے زائل ہو جاتا ہے

قیمت بڑا ڈبہ ایک روپیہ

گل بکاولی

جس پھول کا حال گذشتہ اخبار میں شائع ہوا تھا یہ وہی پھول ہے ہر مرض کے لئے مفید ہے۔ تازہ اور چھوٹے بڑے پھول بہت صفائی سے ڈبوں میں بھرے جاتے ہیں۔ ترکیب استعمال سب کے ساتھ ہوتی ہے قیمت آٹھ آنے ڈبہ

خوش ایام گولیاں

عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں ہیں ان کے اندر ان گولیوں سے دور ہو جاتی ہیں۔ یہ گولیاں چالیس برس سے آزمائی جا رہی ہیں ہزار ہا عورتوں کو ان سے فائدہ ہوا ہے۔ قیمت بیس گولیاں ایک روپیہ

مقوی غذا

کمزور بچوں کے لئے۔ کمزور عورتوں کے لئے اور بوڑھے مردوں اور کمزور جوانوں کے لئے یہ غذا بے حد مفید ہے نہایت لذیذ ہے۔ حریرہ بنا کر پی جاتی ہے چار کی طرح جوش کر کے دودھ شکر ملا کر پی جاتی ہے آج کے اخبار میں اس کا مفصل بیان بھی چھپا ہے۔ قیمت ایک ڈبہ

فاسفورس کا تیل

قیمت فی شیشی ... شیشی

جسم کے جس حصے میں اعصابی درد ہو اس تیل کی مالش پانچ منٹ میں اس درد کو دور کر دیتی ہے۔ فالج۔ لقوے۔ رعشے کی تکلیف اس تیل کی مالش سے جاتی رہتی ہے۔ جن عورتوں کے بچوں کو مسان کی بیماری ہو اور وہ سوکھ کر مر جاتے ہوں ان کے جسم پر اور سینے پر اور ریڑھ کی ہڈی پر یہ تیل ملا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔ عمر کی زیادتی یا کسی اور بے احتیاطی سے جسم کے پٹھے کمزور ہو گئے ہوں تو اس تیل کی مالش سے کمزوری دور ہو جاتی ہے قیمت ...

افیم کی اماں

قیمت ایک ڈبہ ... قیمت ...

اس مفرد دوا کا قدیمی نام خشخاش ہے۔ اور چونکہ یہ افیم کا تخم ہے اس لئے اس کو افیم کی اماں کہنا چاہیئے۔ اس کے فائدے اور اس کے استعمال کے طریقے بھی آج کے اخبار میں درج کئے گئے ہیں۔ اور ترکیب استعمال کا پرچہ ڈبے کے ساتھ بھی روانہ کیا جاتا ہے۔ دل کے سکون اور دماغ کے سکون اور نیند لانے کے لئے اور دماغ کی قوت کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ایک ڈبہ آٹھ آنے

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

چشتی پارٹی کو دل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ | ہر دم اللہ

منادی دہلی

جو سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

قلم کار { علی بن حسن و زید بن حسن

مورخہ ۸ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء

ہندوستان میں سالانہ قیمت دو روپے ایک روپیہ چار آنہ
باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

اسلام کے پانچ فرض

دِل کے یقین کے ساتھ

۱	کلمہ پڑھنا	۱
۲	نماز پڑھنا	۲
۳	روزہ رکھنا	۳
۴	زکوۃ دینا	۴
۵	حج کرنا	۵

مسلمان کون ہے؟

۱:- غصے کو قابو میں رکھے

۲:- خطا کاروں کی خطا معاف کرے

۳:- دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرے

۴:- غیر مسلم کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے

۵:- پڑوسی کو آرام پہنچائے

۶:- گالیاں نہ بکے

۷:- کسی کو برا نہ کہے

۸:- کسی کے عیب تلاش نہ کرے

۹:- اکڑ کر نہ چلے

۱۰:- بے کسوں کی مدد کرے

۱۱:- مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہو

۱۲:- نفسانی خواہشات پر غالب رہے

یا اللہ میں مسلمان ہوں مجھے یہ بارہ نیکیاں عطا کر آمین

حسن نظامی

اللہ ایک رسول ایک قرآن ایک قبلہ ایک مسلمان ایک

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

چشتی اوقاف کی حفاظت

اجمیر شریف کی درگاہ میں "درگاہ بل" کا نفاذ ہو چکا ہے۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک اصلاح چاہنے والے ذاتی اغراض اور ذاتی تعلقات اور ذاتی نفع نقصان کے خیال سے دست بردار نہیں ہوں گے اُس وقت تک سرکاری قوانین بھی بے بس رہیں گے اور رائے عامہ کا سہارا بھی مفید ثابت نہیں ہوگا۔

الیکشن کی آندھی ختم ہو جائے تو میں چشتی پارٹی کے ممبروں کے ذریعے چشتی درگاہوں اور چشتی مشائخ کے اوقاف کی اصلاح و حفاظت کا کام شروع کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جاگیردار مشائخ

آج سے چونتیس سال پہلے میں نے رسالہ نظام المشائخ میں جاگیردار مشائخ کے عنوان سے مضامین کا ایک سلسلہ شائع کیا تھا اور جو کچھ اُس وقت لکھا تھا آج بھی وہی میرا خیال ہے اور وہی میری رائے ہے کہ جن درگاہوں اور خانقاہوں میں جاگیریں ہیں یا جن مشائخ کے پاس جاگیریں ہیں وہاں حقانیت کوسوں تک نظر نہیں آتی۔ اجمیر شریف میں جو کچھ ہوتا آیا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ سب جاگیر کی بدولت ہے۔ پاکپٹن شریف کی درگاہ کے مقدمات دو دفعہ پریوی کونسل تک گئے اور لاکھوں روپیہ ان میں خرچ ہوا۔ پہلی دفعہ اس مقدمے میں جو دیوان صاحب جیتے تھے اُن کی زندگی اہلِ حق کے خلاف تو نہیں تھی۔ لیکن حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد اور اُن کے جانشین کے لئے جن صفات کی ضرورت تھی وہ مرحوم میں نہ تھیں۔ دوسرا مقدمہ پریوی کونسل سے مرحوم دیوان صاحب کے صاحبزادے کے حق میں فیصل ہوا ان میں بھی وہ صفات نہیں ہیں جو بابا صاحبؒ کے جانشین میں ہونی چاہئیں۔ اور جب پندرہ بیس لاکھ روپے اُن کے ہاتھ میں آئیں گے اور اُن کو اختیارات مل جائیں گے۔ اُس وقت تو خبر نہیں اور کیا کیا باتیں ظاہر ہوں گی۔ اس لئے چشتی پارٹی کے مخلصین کو ابھی سے سوچنا چاہئے کہ یہ رقم دیوان صاحب کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ بلکہ چشتیہ خاندان کی ایک امانت ہے۔ اور درگاہ حضرت بابا صاحبؒ کے مصارفِ خیر کے لئے مخصوص ہے دیوان صاحب کے ذاتی مصارف کی ایک مقدار مقرر ہونی چاہئے۔ اس طرح خود مختارانہ مصارف آئینِ اوقاف کے خلاف ہوں گے۔

اطلاعیں آئی ہیں کہ مرحوم دیوان صاحب کی لاہور والی بیوی لنگر کا انتظام کرتی ہیں۔ لیکن لنگر کی تقسیم کے وقت بیس آدمیوں کا کھانا وہ غیر مستحق لڑکے لے جاتے ہیں جو نو عمر دیوان صاحب کے ہم نشین ہیں۔

میں نے موجودہ دیوان صاحب کے بچپن کے وقت جب کہ مقدمات کی آندھی چل رہی تھی پوری قانونی مدد دیوان صاحب کو دی تھی۔ اور جب وہ مقدمہ جیت گئے اور اُن کی تعلیم کا مسئلہ درپیش ہوا تو میں نے پنجاب کے مرحوم وزیر اعظم سر سکندر حیات خاں کو لکھا تھا کہ حضرت بابا صاحبؒ کے جانشین کے لئے چیفس کالج لاہور میں تعلیم پانا قطعی نامعقول ہے۔ اُن کی تعلیم و تربیت ذی علم مشائخ کے ذریعے ہونی چاہئے۔ اُس وقت سر سکندر نے کچھ ایسی افسوس ناک باتیں مجھ کو لکھی تھیں جن کا اظہار چشتیہ خاندان کے متوسلین کے لئے رنج دینے والا ہوگا۔ اس لئے میں اُن کو لکھنا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد میں نے چشتی پارٹی قائم کی تو نہایت ادب اور احترام کے الفاظ میں چار صفحے کا ایک خط موجودہ دیوان صاحب کو بھیجا جس کا جواب مجھے نہیں ملا۔ پھر میں نے حضرت بابا صاحبؒ کے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکلؒ اور صاحبزادی حضرت بیوی فاطمہؒ کے مزارات کی تعمیر و حفاظت کے لئے اُن کو خط لکھا کیونکہ یہ دیوان صاحب کے بزرگوں کا کام تھا۔ اور اُس کا جواب انھوں نے دیا کہ انھوں نے اس کارِ خیر میں ایک ہزار روپے دینے کے لئے لکھ دیا ہے لیکن جن کو یہ حکم لکھا گیا تھا۔ انھوں نے ایک پیسہ بھی اس کارِ خیر میں نہیں دیا اور اپنی کارگزاری دکھانے کے لئے لنگر کی جاگیرات کی آمدنی جمع کرنے میں مشغول رہے۔

میں نے اس برتاؤ سے متاثر ہو کر یہ نوٹ نہیں لکھا ہے۔ کیونکہ جو زیادہ رقم تعمیرات میں خرچ ہوئی وہ میں نے اپنے پاس سے ادا کر دی اور خدا کے فضل سے کام مکمل ہو گیا۔ اور چونکہ اب مجھے کچھ لینے کی ضرورت نہیں رہی ہے اس واسطے میں اپنی چشتی پارٹی کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

چاچڑاں ریاست بہاولپور میں چشتیہ نظامیہ خاندان کی ایک بڑی خانقاہ ہے۔ جہاں ریاست کی طرف سے ایک بڑی جاگیر ہے۔ اور جاگیر نے

گلبرگہ شریف میں حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین و خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ یہاں بھی دکن کے قدیمی بادشاہوں کی طرف سے ایک بڑی جاگیر ہے جس کی آمدنی ایک لاکھ روپئے سال سے زیادہ ہے۔ اور یہاں کے سجادہ نشین صاحب کے اطوار بھی بہت نامزوں تھے۔ مگر خدا سلامت رکھے اعلیٰ حضرت حضور نظام کو جنہوں نے سرکاری نگرانی کے ذریعے انتظامات درست کرا دئے۔

سلون ضلع رائے بریلی یو۔پی میں بھی چشتیہ نظامیہ سلسلے کی ایک بڑی درگاہ ہے۔ جہاں ایک لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر ہے۔ جس کا انتظام ایک ہندو کے سپرد ہے اور سجادہ نشین صاحب گانے والی خوب صورت عورتوں کی ہم نشینی کو اپنے بزرگوں کا مسلک سمجھتے ہیں۔

القصہ یہ محض ایک اطلاع ہے کہ اگر میری زندگی الیکشن کے بعد تک قائم رہی تو میں چشتی اوقاف کی حفاظت اور اصلاح کے لئے قدم اُٹھاؤں گا۔ ورنہ جو لوگ آئندہ چشتی پارٹی کو چلائیں گے وہ اس بڑی ضرورت کو مد نظر رکھیں مگر ابھی سے کھول کر کہہ دینا ضروری ہے کہ یہ اصلاح اور یہ حفاظت رواجی جھگڑوں کے ذریعے نہیں ہوگی۔ اور جو لوگ اصلاح و حفاظت کا کام کریں گے اُن کو اوقاف سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

میرے سامنے یہ اصول ہے کہ جاگیروں کے متولی گذارہ پائیں۔ آمد و خرچ کا تعلق اُن سے نہ ہو اور جو لوگ موجودہ نظم و نسق میں انقلاب پیدا کریں اُن کا تعلق بھی آمد و خرچ سے نہ ہو بلکہ ایک تیسری جماعت دیانت دار مخلصین کی بنائی جائے۔ اور وہ آمد و خرچ کا انتظام کرے اور یہ جماعت بھی تین سال کے بعد بدل جایا کرے۔ تاکہ موروثی اختیار و اقتدار قائم نہ ہو جائے اور اوقاف کا روپیہ اُن کاموں میں خرچ کیا جائے جن سے خانقاہوں اور درگاہوں کی تعمیری حالت درست ہو اور بزرگوں کی تعلیمات کے عملی نمونے درگاہوں میں نظر آنے لگیں۔

احمد آباد میں چشتیہ نظامیہ سلسلے کے تین چار بزرگوں کے مزارات ہیں۔ وہاں کے سجادہ نشین بچپن میں مادر زاد ولی معلوم ہوتے تھے۔ اور میں جب اُن سے ملتا تھا تو امید میرے کان میں کہتی تھی یہ بچہ ہم چشتیوں کو پروان چڑھائے گا مگر بد قسمتی نے معاملہ برعکس دکھایا کیونکہ وہاں بھی کچھ تھوڑی بہت جاگیر ہے۔

حُرّیت کی تحریریں

اخبار حریت میں جو کچھ اور جس انداز سے میرے خلاف لکھا جا رہا ہے۔ اُس سے متأثر ہو کر باہر سے خطوط اور دہلی سے ٹیلیفون آتے رہتے ہیں۔ میں اُن کو منادی کے ذریعے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ حریت ہو یا کوئی اور اخبار ہو جو کچھ میری ذات کی نسبت لکھے گا۔ میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔ البتہ جس طرح حریت نے حضرت دیوان صاحب اجمیر شریف اور حضرت صاحبزادہ صاحب گولڑہ شریف اور حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب وغیرہ بزرگوں کی یہ لکھ کر ہتک کی تھی کہ ان سب نے مسٹر جناح سے بیعت کر لی ہے۔ اگر اس قسم کا اور کوئی مضمون شائع ہوگا تو یقیناً میں اُس کا جواب لکھوں گا۔ کیونکہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کی عزت کی حفاظت میرے فرائض میں داخل ہے۔

حریت نے میرے نوٹ کے جواب میں بہت سے کالم اپنے اخبار کے خرچ کیے مگر اِس کا جواب نہ دیا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حریت نے لکھا تھا کہ وہ حریت و پیشوا کے مضامین پڑھتے تھے۔ اور ایڈیٹر کو دعا و تحسین کے خط بھیجتے تھے۔ میرا اعتراض یہ تھا کہ ایڈیٹر کا یہ لکھنا قطعی غلط ہے کیونکہ حضرت پیر صاحبؒ کی وفات کو بہت عرصہ گذر گیا ہے اور اُن کو اخبار پڑھنے کی عادت نہیں تھی۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ رسالہ پیشوا بہت مدت سے جاری ہے اور وہ حضرت پیر صاحبؒ کی زندگی میں جاری تھا۔ تب بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب حریت کو حضرت پیر صاحب نے دعا و تحسین کے خط بھیجے یا نہیں بھیجے۔ میں اب بھی لکھتا ہوں کہ نہیں بھیجے۔ اور ایڈیٹر کا یہ لکھنا کہ خط بھیجے قطعی جھوٹ اور غلط ہے۔

اخباروں کا عطر

میں نے ارادہ کیا ہے کہ منادی میں "اخباروں کا عطر" عنوان جاری کیا جائے جس میں کانگرسی اور مسلم لیگی اخباروں اور سکھ اخباروں اور ہندو سبھا کے اخباروں کے اُن خیالات کا خلاصہ درج ہوا کرے جو وہ اپنی پالیسی کے اظہار کے لئے یا اپنے مخالفوں کی تردید کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔

مسٹر فورسٹر

انگلستان کے مشہور ناول نویس مسٹر فارسٹر دہلی میں آئے ہیں۔ میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور میں اُن کو چشتیوں کے آثار قدیم اور درگاہیں دکھانے لے گیا تھا۔ ان کی تحریروں کی دھاک تمام یورپ میں ہے۔ اُنھوں نے ہندوستان کی نسبت ایک ناول لکھا ہے۔ اور مصر کی نسبت دو ناول لکھے ہیں۔ وہ قوموں کے کلچر کی نسبت بہت اعلیٰ فلسفیانہ خیالات ظاہر کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ اُن کی عمر تخمینہ ۔۔ سال ہے۔ وہ بہت ہنس مکھ اور مخلص انگریز ہیں۔ اردو نہیں جانتے اُنھوں نے اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہ بتایا کہ

دوست کی دوستی پر قائم رہنا اصلی انسانیت ہے!

مسٹر ایٹس براؤن کی وفات

جب مسٹر فورسٹر دوستوں کی دوستی کی اہمیت بیان کر رہے تھے تو بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ انگلستان کے مصنفوں میں ایک بڑے مصنف مسٹر ایٹس براؤن کی دوستی پر مجھے بھی ناز ہے اور وہ بھی سچے خلوص کے ساتھ مجھے اپنا دوست مانتے ہیں۔

یہ سن کر مسٹر فورسٹر نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں یہ خبر سنا کر آپ کے دل کو صدمہ پہونچاؤں گا کہ آپ کے دوست مسٹر ایٹس براؤن نے چھ مہینے ہوئے وفات پائی۔

مجھے یہ سن کر بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ اور میں دم بخود رہ گیا۔ کیونکہ مسٹر ایٹس براؤن نہ صرف میرے دوست تھے۔ اور میری انشا پردازی کے قدردان تھے۔ اور مجھے اُنھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے انگلستان اور یورپ میں مشہور کیا تھا بلکہ مجھے صدمہ اس بات کا زیادہ ہے کہ تصوف کا ایک دل دادہ انگریز دُنیا سے چلا گیا۔ کیونکہ وہ اہل تصوف کے بڑے حامی تھے۔ اور ہندو ویدانت (تصوف) کے اشغال پر عمل بھی کرتے تھے۔

وہ گزشتہ لڑائی کے زمانے میں ترکوں کے قیدی ہو گئے تھے۔ اور وہاں اُنھوں نے بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ ایک سال پہلے وہ دہلی میں آئے اور دو دفعہ مجھ سے ملنے میرے مکان پر تشریف لائے اور ایک دفعہ سیٹھ دال میاں کی پارٹی میں مجھ سے ملے۔ اُنھوں نے ہندوستان کی نسبت دو کتابیں شائع کی تھیں۔ ایک کتاب کا نام "بنگال لانسرز" تھا جس کا فلم بنایا گیا تھا اور اس فلم سے ہندوستان میں ناراضی پیدا ہوئی تھی۔ اس کے بعد اُنھوں نے ہندوستان کی نسبت دوسری کتاب لکھی جس میں میری نسبت بھی کچھ تذکرہ ہے۔ اور نیشنل بنک دہلی کے دفتر کی ایسی تصویر اُنھوں نے اپنی کتاب میں دکھائی ہے جو انگریزی زبان کی انشا پردازی کا اعلےٰ نمونہ ہے۔

ایک دفعہ میں اُن کو مٹکوں والی درگاہ پر لے گیا جو پُرانے قلعہ کے سامنے سڑک کے کنارے واقع ہے۔ اور جہاں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے وقت کے ایک بزرگ حضرت بابا ابوبکر حیدری طوسیؒ کا مزار ہے۔ چونکہ اس مزار کو اور اُس کے اطراف کو آرائش دہلی کی طرف سے کچھ اندیشہ تھا اس واسطے میں نے درگاہ کے فقیر کو رائے دی کہ وہ مزار کے چاروں طرف بانسوں اور بلیوں پر مٹکے اوندھائے اور جب ہزاروں مٹکے لگا دیے گئے۔ تو میں لیڈی ولنگڈن کو یہ درگاہ دکھانے لے گیا۔ اور اُن کے حکم سے یہ درگاہ خطرات سے محفوظ ہو گئی۔

ایک دفعہ مسٹر ایٹس براؤن کو بھی میں اس درگاہ میں لے گیا تھا۔ مزار کے قریب پھوس کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی گپھا ہے جس میں درگاہ کا فقیر رہتا ہے۔ اس گپھا کا دروازہ دو فٹ کا ہے میں نے مسٹر ایٹس براؤن سے کہا کہ اگر تم سچ مچ درویشی کو اور درویشوں کو مانتے ہو تو اس گپھا کے اندر جاؤ۔ مسٹر ایٹس براؤن نے پہلے کچھ دیر تامل کیا اور پھر ٹوپی اتار کر رکھ دی اور دو ڈیڑھ فٹ کے دروازے میں سر ڈال کر گھٹنوں کے بل اندر چلے گئے۔ اور وہاں بیٹھ کر مجھ سے کہا۔

"اس وقت ہم مراقبے میں ہیں تم پھر کبھی آنا۔ یہ وقت کسی سے ملنے کا نہیں ہے۔" میں نے کہا جناب پیر صاحب ایسا نہ ہو کہ سیدی مولا کی روح اندر آ جائے اور آپ کو وہاں سے بھاگنا پڑے کیونکہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے حضرت بابا ابوبکر حیدری طوسی رح سے فتویٰ لیکر سیدی مولا نام کے ایک شہرۂ آفاق اور بڑے رسوخ والے درویش کو مار ڈالا تھا۔ اور سیدی مولا کی روح نے جلال الدین خلجی کو ایک برس تک پلنگ پر سونے نہیں دیا تھا۔

یہ سُن کر مسٹر ایٹس براؤن ہنستے ہوئے باہر آ گئے اور اُنھوں نے میری کتاب نظامی بنسری سے سیدی مولا کا قصہ اپنی نوٹ بک میں درج کر لیا۔

ایک دن مسٹر ایٹس براؤن نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کتاب "بیگمات کے آنسو" کی تصنیف سے کتنی دولت کمائی؟

میں نے جواب دیا یہ پوچھئے کتنی دولت کھوئی۔ کیونکہ اس کتاب کے دس بارہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ مگر قیمت اتنی کم ہے اور لاگت اتنی زیادہ ہے۔ کہ کبھی آمد و خرچ برابر ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ تب اُنھوں نے کہا مجھے صرف ایک کتاب "بنگال لانسرز" سے ایک لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی تھی۔ پھر کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایک منشی نوکر رکھ کر آپ کی کتاب بیگمات کے آنسو کا انگریزی ترجمہ انگلستان میں شائع کر دوں؟ میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر یہ کتاب انگریزی میں ہو گئی تو کوئی ناسمجھ انگریز اس کی ضبطی کا حکم نہ دیدے اس واسطے بس یہی کافی ہے کہ یہ کتاب اُردو اور ہندی اور گجراتی میں چھپتی رہے جیسے آج کل چھپتی رہتی ہے۔

وفات حسرت آیات

لیڈی اسمتھ جنوبی افریقہ سے سیٹھ آمود صاحب نے اندوہناک خبر کا تار بھیجا ہے کہ حضرت مولانا صوفی عابد میاں صاحب نے وفات پائی جنھوں نے اپنی زندگی میں دینی کتابیں لاکھوں کی تعداد میں لکھیں اور چھپوائیں اور مفت تقسیم کیں میں اس خبر کو ایک قومی حادثہ سمجھتا ہوں۔ مرحوم صوبہ بمبئی کے رہنے والے تھے اور زندگی کا بڑا حصہ افریقہ میں بسر کیا تھا۔ دواؤں کی تجارت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی روح کے طفیل ہم سب کو صبر دے۔

ذاتی خطوط

ڈاکٹر مادہو لال ایم اے پی ایچ ڈی کا خط قبلۂ عالم کی

حضرت المحترم ۔ آداب عرض!

پروردگار عالم آپ کو صحت ۔ عافیت اور تندرستی عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایۂ ہمارے سر پہ قائم رہے ۔ میں نے ۲۵ راکتوبر ۱۹۴۵ء جمعہ کی رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ ازراہ ذرہ پروری اس روسیاہ کے غریب خانہ پر تشریف لائے اور عشا کے بعد دیر تک میرے گھر کے مرد وزن کے مجمع کو اپنے وعظ سے مستفید فرماتے رہے ۔ (لطف یہ ہے کہ میں ہوں یا میرے مولا کی ذات ۔ اللہ بس باقی ہوس) اور رات کو بھی غریب خانہ پر شب باشی فرمائی ۔

میری زندگی میں یہ دوسرا واقعہ ہے کہ میں نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا ہو اور انھوں نے ازراہ شفقت میرے ہاں شب باشی فرمائی ہو ۔ پہلی دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں کوہاٹ میں مقیم ہوں (حالانکہ میں نے آج تک کوہاٹ نہیں دیکھا) اور سرکار دو عالم حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعرات کے دن تشریف لائے اور اپنی ذات بابرکات سے غریب خانہ کو منور کیا ۔ رات کو وہیں قیام فرمایا ۔ دوسرے دن جمعہ کی نماز کے بعد حضور واپس تشریف لے گئے رخصتی کا نظارہ قابل دید تھا ۔ قریبًا ایک دو لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا اور لوگ مختلف قسم کے بلند جھنڈے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے ۔

اب غالبًا ۲۰ برس کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ غریب خانے پر تشریف لاکر رات کو بھی وہیں قیام فرمایا ۔ خبر نہیں ۔ آپ کے بتلائے ہوئے اوراد پڑھنے کا نتیجہ ہے یا کیا ؟ واللہ اعلم بالصواب ۔ زیادہ حد ادب ۔

طالب دعائے اقبال ۔ ڈاکٹر مادہو لعل ۔

جواب پیارے بھائی یوسف مادہو لال جی

بعد دعا کے معلوم ہو کہ پہلے بھی دو خط آپ کے آئے تھے ۔ مگر میں اپنی مسلسل بیماریوں کی وجہ سے جواب نہیں لکھ سکا تھا ۔ آپ میرے دل کی آنکھوں سے دور نہیں ہیں ۔ جس ضلع میں آپ رہتے ہیں اُس کا نام ہوشیارپور ہے ۔ ورعالم روحانیت میں منزل اُسی کو ملتی ہے جو ہوش اس کے یار و مددگار ہوں ۔

آپ نے مجھے خواب میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ میں نے آپ کے بیوی بچوں کے سامنے وعظ کہا ۔ حالانکہ آپ کے بیوی نیچے نہیں ہیں ۔ اور آپ نے یہ بھی لکھا کہ میں ایک رات دن آپ کے ہاں مہمان رہا ۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو باطنی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے پیکر ناسوتی پر ہے وہ ہم سب غلامانِ محمدؐ کو مجبور کرتی ہے کہ آپ کی طرف ظاہر اور باطن متوجہ رہیں ۔ عورتوں اور بچوں کے سامنے وعظ کا مطلب یہ ہے کہ بیوی سے مراد روح ہے ۔ اور بچوں سے مراد نفسانی جذبات ہیں جن کو عالم باطن میں خدا کی طرف سے تلقین ہوتی رہتی ہے ۔ اور ایک رات دن کے قیام کی تعبیر یہ ہے کہ نور و ظلمت کے دونوں دور میں آپ کی رفاقت رہی ۔ اہل تصوف نور ظلمت کی نسبت شہرت عوام سے الگ عقیدہ رکھتے ہیں ۔ اُن کے نزدیک ظلمت ذات الٰہی کا نور حقیقی ہے ۔ اور جس روشنی کو "نور" کہا جاتا ہے وہ تجلّی مجازی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ کعبے پر کالا غلاف ڈالا جاتا ہے ۔

میں نے آپ کو یوسف لکھا ۔ حالانکہ آپ ہندو ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں حضرت یوسفؑ کا حُسن اور ہندوؤں میں مادہو کرشن کا حسن بہت زیادہ مشہور ہے اس لئے میں نے ان دونوں اسمائے صفاتی کو جمع کر کے آخری لفظ لال کو مخاطب کیا ۔ تاکہ دُنیا بھی جان لے اور آپ بھی سمجھ لیں کہ لال کو جس پہلو سے اُلٹو لال ہے ۔ اب خدا نے چاہا ملاپ کی ساعتیں بہت جلدی میرے دروازے پر آئیں گی اور میں اُن کو ساتھ لیکر اپنے پیارے بھائی یوسف مادہو کے دروازے پر جاؤں گا ۔ پھر ہم دونوں مل کر کہیں گے ع خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو ۔

مسلم لیگ چیخ رہی ہے "پاکستان" کانگرس چیخ رہی ہے "ہندوستان" مہاسبھا چیخ رہی ہے ۔ جو کچھ آئے ہمارے گھر میں آئے اور سب خالی ہاتھ رہ جائیں ۔ مگر ہم دونوں کہیں کہ یہ سب مورکھ ہیں نادان ہیں اور اپنے مولا کی شان سے انجان ہیں ۔ سوامی شنکر اچاریہ نے کہا تھا ۔ "جٹلو مُنڈی لُنچت کیشا کاشایامبر بہو کرت ویشا پشین نپی چ پشیتی موڑہا اُدر نمتم بہو کرت ویشا ۔ کوئی اپنے سر کے بالوں کو بڑھاتا ہے ۔ اور کوئی منڈواتا ہے ۔ اور دونوں یہ چاہتے ہیں کہ بال بڑھانے اور منڈوانے سے سادھو درویش سمجھے جائیں اور دُنیا اُن کی گرویدہ ہو ۔ دونوں نادان ہیں ۔ خدا کے لئے بال بڑھائیں اور منڈائیں تو اُس سے زیادہ مل جائیگا جس کو دُنیا والوں سے چاہتے ہیں ۔

پس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے یوسف مادہو نے ساری دُنیا دیکھی اور نئی دُنیا کی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کیں اور اب نئے ہندوستان کے مزے دار ڈرامے بھی اس کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ کوئی جٹائیں بڑھا رہا ہے اور کوئی جٹائیں منڈا رہا ہے۔ مگر وہ ملیگا ہم دونوں کو ہی جنہوں نے دُنیا والوں کے لئے نہیں بلکہ خود اُس کے لئے جٹائیں بڑھائی ہیں اور منڈائی ہیں۔ مسلمان کعبے کا حج کرنے جا رہے ہیں۔ وہ ایک ذات کا گھر دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر میں خود اُس گھر والے مولا کی ذات ہی کو دیکھنا چاہتا ہوں سچ کہا تھا فارسی شاعر نے ع او خانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ۔ اچھا بھائی رخصت اللہ اللہ رام رام۔ حسن نظامی

برما کا خط } مکرمی و محترمی جناب خواجہ صاحب مدظلہ۔ سلام مسنون قبول باد۔

بعدہٗ گذارش ہے کہ بفضلہ تعالیٰ میں یہاں بخیر و عافیت ہوں۔ امید ہے کہ عالی جناب بھی مع متعلقین کے بخیریت ہوں گے۔ براہ کرم اپنی خیریت سے جلد از جلد مطلع فرمائے گا۔ تاکہ دل کو کلی اطمینان و تسلی حاصل ہو۔ مرحوم محمد جان صاحب کے لڑکے بھی سب خیریت سے ہیں۔ اطلاعاً عرض کر دیا۔ میری طرف سے درگاہ شریف میں سلام عرض کیجئے گا۔ اور دعا کیجئے گا کہ بقیہ زندگانی بھی بخوبی و با اطمینان گزر جائے کیونکہ آپ واقف ہیں کہ میں یہاں تنہا ہوں کوئی ایسا سبب خداوند کریم پیدا کر دے کہ جس سے تنہائی بھی دور ہو جائے اور سکون کی زندگی بسر ہو۔ کسی کا محتاج نہ ہوں۔ اور آخری وقت دُنیا سے رخصتی ہو۔ میری طرف سے سبوں کو سلام و دعا کہئے گا۔ فقط خدا حافظ۔ والسلام

الراقم العاصی:۔ اسمٰعیل حاجی محمد عطاس۔

جواب } خدا کا شکر ہے کہ آپ کی سلامتی کی خبر آپ کے خط سے ملی۔ اور سب سے زیادہ خوشی اس کی ہے کہ توحیدی شاہ نظامی مرحوم کے بچوں کی خیریت بھی آپ نے بھیجی جس کے لئے میں رات دن بیقرار رہتا تھا۔ آپ اُن سے ملئے اور نام بنام سب کو دعا کہئے اور اُن سے خیریت نامہ بھجوائیے۔ میں آپ کی صحت و سلامتی کے لئے بھی کروں گا۔ دعاگو حسن نظامی

نواب غازی یار جنگ بہادر کا خط } حیدر آباد دکن کے

مشہور دین دار عہدے دار نواب غازی یار جنگ بہادر سالہا سال سے مدینہ منورہ کے فقراء و غربا کے لئے اہل خیر سے چندہ جمع کر کے مدینہ منورہ بھجوایا کرتے ہیں۔ اُن کی کمیٹی میں تین اصحاب ہیں۔ ایک جناب مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب دوسرے خان بہادر احمد علاء الدین صاحب یعنی نواب احمد نواز جنگ بہادر تیسرے مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈووکیٹ۔

اس کمیٹی کے ذریعے جو رقمیں فقرائے مدینہ کی امداد کے لئے نواب صاحب کو وصول ہوتی ہیں۔ وہ سرکار عالی یعنی حکومت حضور نظام کے محکمے امور مذہبی میں جمع کرا دی جاتی ہیں اور یہ محکمہ مدینہ منورہ میں حسب ذیل طریقوں سے غربا میں تقسیم کر دیتا ہے۔

(۱) روزانہ روٹی تقسیم کی جاتی ہے۔ خرچہ ماہانہ چھ ہزار روپے سالانہ بہتر ہزار روپے کلدار

(۲) مدینہ منورہ کی بیوہ عورتوں میں نقد تقسیم کے لئے چودہ ہزار روپے کلدار۔

(۳) خدام حرم مبارک کی تقسیم کے لئے نقد تقسیم نو ہزار روپے کلدار۔

(۴) یتیموں اور علمی اداروں میں تقسیم کے لئے گیارہ ہزار روپے کلدار۔

(۵) علماء اور مستحق محتاجوں کی تقسیم کے لئے تیرہ ہزار روپے کلدار

نواب غازی یار جنگ بہادر نے گذشتہ سال جو مراسلہ بھیجا تھا اُس کا خلاصہ بھی درج کر دیا گیا تھا۔ اور اب جو مکتوب آیا ہے اُس کا خلاصہ بھی منادی کے ناظرین کی سمجھ کے موافق درج کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ نواب صاحب نے جن الفاظ میں یہ مطبوعہ خط تیار کیا ہے وہ اُن کے ذوق قلبی کا دلکش نمونہ ہے! اور میں نے کم علم لوگوں کی سمجھ کے لئے اپنے الفاظ میں خلاصہ لکھ دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کار خیر میں اس سال بھی ناظرین منادی حصہ لیں گے۔

مشورہ } اسی سلسلے میں میں ذاتی رائے بھی پیش کرنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گذشتہ زمانے میں کتنی رقم تقسیم کی گئی اور مدینہ منورہ میں جو لوگ تقسیم کرتے ہیں وہ کون ہیں (تاکہ نذریں دینے والوں کو اچھی طرح اعتماد ہو جائے) نیز یہ بھی لکھنا ضروری ہے۔ کہ جو رقمیں اب تک تقسیم ہوئی ہیں یا روٹی میں خرچ ہوئی ہیں۔ اور ان کی رسیدیں محکمۂ امور مذہبی میں آتی ہیں وہ رسیدیں بھی مسلمانوں کی آگاہی کے لئے شائع کرنی مفید ہونگی۔ کیونکہ میرا تجربہ یہ ہے کہ میرے پاس جو کچھ تھوڑی سی رقمیں اس مد کے لئے آئی تھیں اور وہ میں نے اپنی دانست میں معتبر لوگوں کو بھیجی تھیں اُن کی رسیدیں اب تک میرے پاس نہیں آئیں۔ اس لئے میں نے اب ان رقموں کی وصولی کی ذمے داری سے کنارہ کشی کر لی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اگر مذکورہ مشورے پر توجہ کر لی جائے تو یہ سب سے زیادہ معتبر ذریعہ امداد بھیجنے کا ہوگا۔ حسن نظامی۔

بھائی فلک پیما کا خط } میرے دوست اور پیارے بھائی

میاں عبدالعزیز صاحب فلک پیما سابق فنڈ(؟) عظم ریاست کپور تھلہ نے ایک ایسی خوش خبری مجھے بھیجی ہے۔ جس کو پڑھ کر میرے اندر ہزار آدمیوں

کی نہیں بلکہ ایک لاکھ آدمیوں کی۔ اس سے بھی زیادہ دس کروڑ مسلمانوں کی خوشی پیدا ہوگی۔
اور وہ خوش خبری یہ ہے کہ میاں عبدالعزیز کے حقیقی بھائی حافظ غلام سرور صاحب لڑائی سے پہلے سنگاپور کے علاقے میں تھے۔ اور ان کی سلامتی کی کوئی خبر نہ ملتی تھی جس سے اُن کے بھائی کو رات دن فکر رہتا تھا۔ اور میں بھی حافظ غلام سرور کی سلامتی کا اتنا ہی مشتاق تھا جتنی میں خود اپنی سلامتی کا مشتاق رہتا ہوں کیونکہ حافظ غلام سرور نے انگریزی زبان میں قرآن شریف کا ایسا اچھا ترجمہ کیا تھا کہ جتنے ترجمے دوستوں اور دشمنوں کے کئے ہوئے مجھے سُنائے گئے اُن میں سے کسی ترجمے نے میرے تشکی دل پر اتنا قبضہ نہیں کیا تھا جتنا قبضہ حافظ غلام سرور صاحب کے ترجمے نے کیا تھا۔

اور میں نے حافظ صاحب سے اُن کے انگریزی ترجمے کو دوبارہ چھاپنے کی تحریری اجازت بھی لے لی تھی۔ مگر یکایک لڑائی شروع ہوگئی اور میری امیدوں پر اور تمناؤں پر ساری دنیا کی توپوں نے اور ہوائی جہازوں نے اتنی زیادہ گولہ باریاں اور بم باریاں کیں کہ میں مایوسی کی اُنسی میں ڈوبتا چلا گیا۔ کیونکہ اُنسی ایک ایسا چکنا غلہ ہے کہ اُس کے انبار پر کھڑا ہوا موت کے مُنہ میں چلا جاتا ہے۔

مگر جب میاں عزیز نے مجھے یہ خبر بھیجی کہ بھائی غلام سرور زندہ ہیں اور وہ ہندوستان آ رہے ہیں۔ تو مجھے ایسا محسوس ہوا گویا ڈاکٹر عبدالرحیم سکارنو لیڈر آزاد پارٹی جاوا کی کامیابی کی خبر مجھے ملی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے چاہنے والے بھی اُس کو چاہیں جس کو میں چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں اُن شاعروں میں نہیں ہوں۔ جو کہتے ہیں۔ ع

شرکت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری

اس لئے میری خوشی اس میں ہے کہ میرے بڈھے پیارے حافظ غلام سرور کے چاہنے والے دس کروڑ ہو جائیں۔
وہ صبح کب ہوگی جب میں حافظ غلام سرور کا آفتابی چہرہ دیکھوں گا؟ اور وہ شام کب آئے گی جب اپنے سرور کائنات ؐ کے غلام کی صورت کا چاند اپنی آنکھوں کے سامنے چمکتا پاؤں گا؟
لکھنے والے زیادہ بیتاب نہ ہو وہ صبح شام جلدی تیرا جذب الفت سامنے لے آئے گا۔ حسن نظامی۔

یہ اللہ میاں کے بیٹے ہیں

سید عشرت حسین مرحوم سیتاپور میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اُن کے والد حضرت اکبر اُن سے ملنے سیتاپور گئے۔ اسٹیشن پر عشرت میاں شہر کے رئیسوں کے ساتھ استقبال کے لئے آئے۔ وہاں کوئی تعلقے دار صاحب کھڑے تھے۔ اُن سے حضرت اکبر کا تعارف کرایا گیا تو ذرا اکھڑے پن سے ملے تب کسی نے کہا یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں۔ اُس وقت تعلقے دار صاحب بہت ہی عاجزانہ انداز سے جھک کر ملے۔ حضرت اکبر نے اُن کے ہاتھ پکڑ لئے اور کہا آپ نے سُنا اللہ میاں یورپ گئے تھے سارا یورپ استقبال کے لئے بندرگاہ پر آیا اور تعارف کرانے والے نے کہا یہ خداوند ہیں جنہوں نے سب کو پیدا کیا ہے۔
یورپ پر اس تعارف کا کچھ اثر نہیں ہوا اور وہ خاموش کھڑا رہا۔ تب تعارف کرانے والے نے کہا یہ عیسیٰ مسیح کے والد ماجد ہیں۔ تب سارا یورپ اُن کے قدموں میں گر پڑا یہ سُن کر تعلقے دار صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔

حسن نظامی

گھریلو دوا دارو کی اطلاع

چونکہ میں حیدرآباد جا رہا ہوں اور گھریلو دوا دارو کا مضمون اس پرچے کے لئے اور آئندہ پرچے کے لئے نہیں لکھ سکا۔ اس واسطے اطلاع دی جاتی ہے کہ گُل بکاؤلی سالم اور پسا ہوا دفتر گھریلو دوا دارو دہلی سے روانہ کیا جا رہا ہے مگر ابھی اُس کی دوسری دوائیں تیار نہیں ہوئی ہیں اور میری واپسی تک ان کے تیار ہونے کی امید بھی نہیں ہے لہذا اہل ضرورت کو نومبر کے آخر میں دوائیں منگانی چاہئیں۔

حسن نظامی

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۵ر ذی قعدہ ۲۲ر اکتوبر پیر دہلی

مرد خدا کی ہمت آج جیب میں ایک پیسہ نہ رہا تو بنک جانا چاہا۔ ڈرائیور چھٹی پر تھے تانگے والے نے چھ روپے کرائے کے مانگے۔ میں نے اپنی پیاری "داشتہ" ہمت سے پوچھا کہ دہلی تک پیدل جانے میں میرا ساتھ دیگی یا نہیں فرماں بردار لونڈی کی طرح بولی بسر و چشم دن کے گیارہ بجے تھے۔ تیز دھوپ تھی میں نے دھوپ کی عینک لگائی اور دہلی جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میرے لڑکے علی نے کہا عبد النعیم خاں صاحب کو ساتھ لے جائیے دفتری کام میں سنبھال لوں گا۔ میں نے کہا۔ نہیں بیٹا تیرا باپ اکیلا دنیا میں آیا تھا۔ اکیلا رہا تھا۔ اکیلا قبر میں جائیگا۔ اس دُنیا میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دے سکتا یہ کہتا ہوا سڑک پر گیا۔ تانگے والے دوڑے اور کہا ڈہائی روپے لینگے۔ میں نے انکار کیا اور بس موٹر میں جانے کے لئے پولیس چوکی میں جا کر بیٹھا تھوڑی دیر میں بس آئی تو کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پولس چوکی کے منشی صاحب نے مدد دی اور سوار کرا دیا۔ لالہ سروپ سنگھ مہاجن نے اپنے پاس بٹھا لیا حالانکہ کھڑے ہونے کی جگہ بھی کم تھی۔

بس والے کو بار بار پکارا کہ بھائی ٹکٹ دے۔ کرایہ لے مگر وہ دکھائی نہ دیا چاندنی چوک میں جا کر سب بھیری مسافر اترے تو میں بس کے اندر ٹھیرا رہا کہ کوئی آدمی کرایہ لے لے۔ مگر کوئی آدمی پکارنے پر بھی نہ بولا۔ میں نے پانچ آنے جیب میں ڈال لئے اور کہا بس کے مالکوں کی ارواح کی نیاز دیدوں گا۔

امر ناتھ یاترا نیشنل بنک سے پانچ سو روپے نکالے۔ ہاں ایک پنڈت جی ملے جو ابھی امر ناتھ کی زیارت کر کے آئے ہیں بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔

واپسی بنک سے نکل کر ٹرام میں سوار ہوا حضرت مولانا نسیم احمد صاحب چشتی امام سنہری مسجد دہلی بھی اسی ٹرام میں مسجد جا رہے تھے۔ اُنھوں نے مجھ بڈھے اندھے کو جگہ دی۔ فوارے کے قریب اُترا۔ مولانا نے ہاتھ پکڑ کر ایک مسلمان درزی کی دکان پر بٹھا دیا۔ کہ بس آئے تو سوار کرا دینا۔

مولانا شبیر احمد صاحب مسجد میں جا کر مولانا نے اپنے داماد مولانا شبیر احمد صاحب کو بھیجا وہ دکان پر آئے۔ اور مجھے بس میں سوار کرایا۔ درزی نے فورًا پان منگا کر کھلایا۔ بس آئی تو پھر مسافروں کی یورش ہوئی مولانا شبیر احمد صاحب نے بہزار وقت سوار کرایا۔

مولانا عبد الغفار صاحب نانڈیڑ دکن کے رہنے والے مولانا عبد الغفار صاحب جامعہ ملیہ اوکھلا میں اُستاد ہیں وہ بس میں تھے اپنے پاس جگہ دی۔ اور میرا کرایہ بھی ادا کیا۔ اور علمی باتیں بھی سنائیں۔

گھر میں آکر اپنی داشتہ ہمت کا شکریہ ادا کیا اور ڈاک دیکھی ملاقاتیوں کا ہجوم جمع تھا۔ باتیں کرتا گیا۔ اور خطوں کے جواب لکھواتا گیا۔ رات کو معارف رسالہ پڑھا۔

حاجی ای ڈوسا بعد مغرب مسٹر حاجی اسمٰعیل ڈوسا صاحب دو آدمیوں کے ساتھ ملنے آئے۔ میرے دوست حاجی داؤد حاجی ناصر کا تعارفی خط لائے ہیں۔ اُونی کا بیوپار کرتے ہیں۔ فاضل کا پنجاب کی شاخ کے ہندو منیجر بھی ساتھ تھے۔ اپنے بیس سالہ لڑکے کا حال کہا کہ اس کے پیٹ کی آنتیں آدھے پیٹ میں سمٹی ہوئی ہیں علاج کے لئے امریکہ جانا ہے۔

عینک فروش آگرے کے ایک عینک فروش صاحب ملنے آئے تھے دہلی میں کاروبار شروع کیا ہے۔

تغلق روڈ تھانے کے افسر شیخ منظور حسین صاحب انسپکٹر پولیس ملنے آئے تھے۔ یہ بہت دیانت دار ہیں۔ رشوت نہیں لیتے اور رشوت کے دروازے بند کرتے پھرتے ہیں۔ میں ان کو وہابی خیال کرتا تھا۔ کیونکہ مجھ سے اکثر اسی قسم کے مباحثے کیا کرتے تھے۔ مگر پرسوں ایک رشوت دینے والے نے کہا کہ یہ تھانہ دار عجب بد مزاج آدمی ہے ہر چند کوشش کی ایک پیسہ رشوت کا نہیں لیتا۔ اور بہت سختی کرتا ہے۔ یہ بات سُن کر میرے دل میں تھانہ دار کی عزت بڑھی اور آج جب وہ ملنے آئے تو میں نے پولس کی خاکی وردی میں ایک "مرد خدا" کا تصور کر کے اُن کو دیکھا۔

حضرت نوح ناروی یوپی کے نامور اُستاد شاعر حضرت نوح ناروی شعلہ صاحب دہلوی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ۲۷ر اکتوبر کو حضرت سائل کی جانشینی کا مشاعرہ ہے اس کی شرکت کی دعوت دینے آئے تھے میں نے بیماری کا عذر بھی کیا اور شرکت کا وعدہ بھی کیا۔

دوائی گولیاں } آج حکیم حاجی عبدالمجید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی نے خاص گولیاں میرے لئے بھیجی ہیں۔ ایک گولی رات کو سوتے وقت پانی سے کھائی۔ نیند اچھی آئی اور پیشاب نے بھی زیادہ نہ ستایا۔ پچھلی رات تجربہ کا کام بھی خوب کیا۔ برساتی کیڑوں نے بھی بہت ستایا۔

۱۶ ذی قعدہ ۲۳ اکتوبر منگل دہلی

مریخ کی قربانی } آج منگل یعنی یوم مریخ ہے۔ میں نے خون خوار مریخ کے سامنے دس سر کاٹ کر قربان کئے۔ یعنی ہاتھوں کی دس انگلیوں کے ناخون کٹوائے اور حجامت بنوائی۔

عبدالرحمن عبدالعزیز باسم } شام کو مشہور عرب تاجر عبدالرحمن عبدالعزیز باسم ملنے آئے تھے۔ کلکتے میں ان کی فرم ساٹھ برس سے قائم ہے۔ بصرے کے بڑے آدمیوں میں ہیں۔ بصرے میں ان کی بہت بڑی بڑی جائدادیں ہیں۔ میں نے کہا میرا نام حسنؑ ہے۔ اور میں حضرت علیؑ کے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصری رح کے سلسلے کا مرید ہوں اس واسطے بصری لوگوں سے مجھے بہت محبت ہے۔ دونوں بھائی آئے تھے۔ نوعمر ہیں۔ پتلون کوٹ پہنتے ہیں۔ اردو صاف بولتے ہیں۔ انگریزی بھی بہت اچھی ہے۔ میرے چالیس سالہ عرب دوست مولانا محمد علی زینل رضا کا تعارف نامہ لیکر آئے تھے۔

دورہ } آج رات کو بعد مغرب سفر حیدرآباد کی اطلاعیں لکھ رہا تھا جو پرسوں جانا ہے یکایک دل کا دورہ شروع ہوا۔ دوائیں استعمال کیں مگر دورے کی تیزی بڑھتی چلی گئی۔ خیال آیا کہ شاید وقت آخر آگیا ہو اس واسطے ایمان خانے سے زنانہ مکان میں چلا گیا۔ خواجہ بانو فوراً دورے کی دوائیں لے کر آئیں۔ روحہ اور کوثر اور امۃ المتین اور حسن ابوطالب نے ہاتھوں اور پیروں کے تلوے رگڑے مگر دورے کا طوفان بڑھتا ہی چلا گیا۔ نبض کی حرکت میں بھی فرق آنے لگا۔ میں خود نبض کی رفتار کو دیکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ نبض نشے میں لڑکھڑا رہی ہے۔ اور کہہ رہی ہے ع ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلی میں۔ تب میں نے کلمہ پڑھا۔ خواجہ بانو نے یہ بگڑا ہوا رنگ دیکھا تو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو ٹیلیفون کیا۔ انہوں نے رائے دی کہ فوراً دودھ پلایا جائے۔ خواجہ بانو نے دو چمچے دودھ کے حلق میں ڈالے اور میں حق حق کہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ مگر کمزوری اتنی بڑھ گئی تھی کہ خواجہ بانو نے سب بچوں کی مدد سے زمین سے اُٹھا کر پلنگ پر لٹایا۔ میں نے کہا ہم ہندوستان میں ہیں جہاں لوگ پلنگ سے اتر کر زمین پر لیٹ کر مرا کرتے ہیں۔ تم ہم کو پلنگ پر نہ لٹاؤ۔ میری بیٹی روحہ نے کہا: "چہ بر تخت مُردن چہ بر روئے خاک" مرنا ہر حال میں حق ہے اور موت آکے رہے گی چاہے انسان خاک پر ہو یا شاہی تخت پر ہو۔ میں نے کہا "اس وقت تیری آواز شیخ سعدیؒ کی آواز معلوم ہوتی ہے"۔ اتنا کہہ کر آنکھیں بند کرلیں اور صبح تک غفلت میں رہا۔ موذن نے اذان دی تو میں اس طرح پلنگ سے اُٹھا گویا رات کو کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ یہ زندگی ہے۔ اور یہ اس زندگی کے تماشے ہیں۔ مگر انسان آپ بیتی کے ڈراموں سے بے خبر ہو کر بناوٹی ڈرامے دیکھنے جاتا ہے اور ٹکٹ لینے کے لئے قطاروں میں کھڑے ہو کر دھکے کھاتا ہے۔

نئی دہلی کی کچہری } آج تانگے میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کی کچہری میں گیا تھا۔ گزشتہ عُرس شریف کے مہمانوں کے لئے جو عارضی مکان بنائے تھے۔ اُس کے مقدمے کی تاریخ تھی۔ قرار پایا کہ دونوں مکان ۳۰ اکتوبر سے پہلے پہلے مسمار کردئے جائیں۔

تین ہزار کا نقصان } یادگار میدان عرفات میں گزشتہ عرس کے موقع پر مہمانوں کے لئے دو ہزار روپے کی لاگت سے دو مکان بنوائے تھے وہ بھی کمیٹی نے تڑوا دئے تھے۔ اب یہ دونوں مکان بھی توڑے جائیں گے تو تین ہزار روپے کا اور نقصان ہوگا ع

این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

۱۷ ذی قعدہ ۲۴ اکتوبر بدھ دہلی

دوسرا دورہ } آج حیدرآباد جانے کے لئے ٹکٹ خرید لئے۔ سیٹیں ہوگئیں اور حیدرآبادی احباب کو تار اور خط بھی بھجوائے۔ دفتر کے انتظامات بھی کردئے مگر رات کو دوبارہ دورہ ہوا۔ اور میں نے سفر ملتوی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ سید یامین نظامی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے کامرس ڈپارٹمنٹ اور سول انڈسٹری سپلائی ڈپارٹمنٹ کے چند افسروں سے ملنے گیا تھا چودھری شفیق علی نظامی نے پھول بھیجے تھے اور میں نے اپنے سامنے گلدانوں میں سجائے تھے

۱۸ ذی قعدہ ۲۵ اکتوبر جمعرات دہلی

ماہانہ نیاز } کل رات کو اور آج صبح حضرت سلطان المشائخ رح کی ماہانہ نیاز ہوئی تھی۔

بیگم سر عبدالقادر } نواب سر فیروز خاں صاحب نون کے بھائی اکبر حیات خاں صاحب نون انجینئر کے مکان پر بیگم سر عبدالقادر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ جو اُن کے ہاں مہمان ہیں۔ اکبر حیات خاں صاحب کی بیگم میاں سر فضل حسین صاحب مرحوم کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے میرے لئے اور علی کے لئے بہت مکلف ناشتے کا انتظام کیا تھا۔

سعید صاحب میرٹھی } بعد مغرب سعید صاحب خلف خان بہادر رشید احمد صاحب آنریری کنٹرولر میرٹھ اور اُن کے بھائی صاحب

اور بار بہ کے ایک سید صاحب ملنے آئے تھے سعید صاحب بہت روشن خیال اور خوش اعتقاد خوبصورت اور خوب سیرت نوجوان ہیں۔ فقیر امی کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ نیاز نذر میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

پریم راگی قوال کی شام کو درگاہ شریف میں محمد عظیم پریم راگی قوال کا گانا ہوا تھا۔ وہ مجھ سے ملنے آئے تھے۔ استاد شمس الدین صاحب بھی ملنے آئے تھے

اسبغول کا استعمال کی متواتر دو دورے ہونے کی وجہ سے میں نے اسبغول کا استعمال شروع کیا ہے۔ تہجد کے وقت پانچ ماشے اسبغول پانی میں ملا کر پی لیتا ہوں۔ اُس سے معدہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور معدے کی خرابی اور تبخیر سے دورے ہوتے ہیں۔ خدا نے چاہا یہ علاج موافق آئے گا۔

سفر ملتوی کی آج صبح میں نے علی کو حیدرآباد بھیجنے کا انتظام کیا تھا کیونکہ ٹکٹ خرید لئے گئے تھے۔ مگر حسین حیدرآباد سے اننت پور چلے گئے ہیں اس لئے علی کا سفر بھی ملتوی ہو گیا اور ٹکٹ واپس کر دئے گئے۔ اور اُن کی قیمت وصول کر لی گئی۔ آج رات کو مجھے بہت راحت کی نیند آئی۔

۱۹ رذی قعدہ ۲۶ راکتوبر جمعہ دہلی

پٹرول کوپن کی آج پٹرول راشن کے دفتر میں دونوں موٹروں کی سہ ماہی فیس داخل کرنے گیا تھا۔ پینتالیس روپے داخل کئے۔ اور سہ ماہی بیسک کوپن چالیس گیلن کے حاصل ہوئے۔

شہنشاہ ایران کی سالگرہ کی بعد مغرب ہز ایکسیلنسی معتمدی صاحب کونسل جنرل ایران کے مکان پر شہنشاہ ایران کی تقریب سالگرہ میں گیا تھا۔ سفیر صاحب نے بہت سے ایرانی عمائد سے ملاقات کرائی اور کہا خواجہ صاحب مجھ پر پدرانہ شفقت کرتے ہیں۔

ہر ملک کے عمائد تھے کہ اس پارٹی میں ساری دنیا کی نامی حکومتوں کے عمائد شریک تھے۔ چین کے کمشنر بھی تھے۔ امریکن نمائندے بھی تھے سفر ایضی نمائندے بھی تھے۔ عرب بھی تھے۔ انگریز بھی تھے۔ ہندو بھی تھے۔ مسلمان بھی تھے۔ سکھ بھی تھے۔ چین و فرانس اور امریکہ کے نمائندوں سے میری ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ آنریبل سر کیرو فارن سکریٹری اور آنریبل مسٹر گریفن پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے سے بھی ملاقات اور بات چیت ہوئی۔ ایرانی علماء بھی ملے۔ آنریبل سر عبدالرحیم صدر اسمبلی اور ہز ایکسیلنسی کونسل جنرل صاحب افغانستان سے بھی ملاقات ہوئی۔ سفیر صاحب افغانستان نے کہا "میں نے آپ کی کتاب "نظامی بنسری" پڑھی۔ بہت ہی اچھی کتاب ہے۔" سر عبدالحمید صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور شاہزادے احمد علی خاں صاحب درانی اور علامہ عبدالمنعم صاحب العدوی ایڈیٹر العرب اور اشتیاق حسین صاحب قریشی ایم اے اور مسٹر شاہ بان ممبر سنٹرل اسمبلی وغیرہ بہت سے احباب بھی ملے۔

بخاری صاحب کی آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر جنرل سید احمد شاہ صاحب بخاری بھی ملے۔ اور اُن سے چشتی البم تیار کرنے کی تجویز پر بات چیت ہوئی۔

۲۰ رذی قعدہ ۲۷ راکتوبر شنبہ دہلی

مہمان کی جالندھر سے ایک مرید خاتون آئی ہیں میرے لئے پھل بھی لائی ہیں۔

فارن آفس کی آج اپنے دوست عبدالرحمٰن عبدالعزیز باسم عرب کے ساتھ آنریبل سر کیرو فارن سکریٹری سے ملنے گیا تھا۔ ڈپٹی فارن سکریٹری صاحب نے بہت اخلاق سے اُن معاملات کو طے کر دیا جن کے لئے جانا ہوا تھا۔

ہوم ڈپارٹمنٹ کی اس کے بعد ہوم ڈپارٹمنٹ میں گیا اور ڈپٹی ہوم ممبر شنکر داس صاحب سے ملاقات کی۔ وہ یوپی کے رہنے والے ہیں حضرت اکبر الہ آبادی کے پوتے سید عقیل محمد کلاس فیلو ہیں۔ میری کتاب نظامی بنسری پڑھ چکے ہیں۔ بہت میٹھی اور دل موہنے والی اردو بولتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن عبدالعزیز باسم صاحب کا تعارف کرایا اور شنکر صاحب نے بہت ہمدردی کا برتاؤ کیا۔

ہندوستان ٹائمس کے نمائندے کی چار بجے قوالی ہال میں انگریزی اخبار ہندوستان ٹائمس کے نمائندے موتی رام صاحب اور محمد سبحان صاحب ملنے آئے تھے۔ اور لال قلعہ دہلی کے تاریخی حالات پوچھتے تھے۔ میں نے ایک گھنٹے تک حالات بتائے اور انھوں نے اُن کو نوٹ کر لیا۔

سر عبدالقادر صاحب کی بعد مغرب اپنے دوست سر عبدالقادر صاحب چیف جسٹس ریاست بہاولپور سے ملنے گیا تھا۔ وہ بھی اکبر حیات خاں صاحب نون کے مکان پر ٹھیرے ہیں۔

چشتی عارفہ کی سر عبدالقادر صاحب کی خوشدامن صاحبہ بھی ملیں۔ اسی برس کی عمر ہے ہاتھ میں ہزار دانے کی تسبیح تھی۔ کہتی تھیں چشتیہ خاندان میں مرید ہوں۔ میں نے بھی اپنے سلسلے کی چند خاص چیزیں اُن کو بتائیں۔

بیگم حفیظ جالندھری کی ہندوستان کے بلبل ہزار داستان حفیظ جالندھری بھی وہاں ملے۔ اور اُن کی انگریز بیوی بھی ملیں۔ شلوار پہنے ہوئے پنجابی لباس میں دیکھا۔ اس لئے پہچان نہ سکا۔ جب پہچانا تو کہا کیا تم مجھے بھول گئیں؟ نہایت موہنی اردو میں جواب دیا "آپ شیخ صاحب سے باتوں میں مصروف تھے اس لئے میں نے دخل نہیں دیا۔ ان کو یہ لباس بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ خان بہادر ڈاکٹر رحمان صاحب سکریٹری میڈیکل کونسل بھی

بھی وہاں ملے۔

نواب سائل کے مکان پر: رات کو نو بجے سائل صاحب مرحوم کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں بہت سے شعراء جمع ہوئے تھے۔ نوح صاحب ناروی نے اس جلسے کا انتظام کیا تھا اور وہی مجھے دعوت دینے میرے مکان پر آئے تھے۔ صوفی صاحب درویش شاعر نے مجھے ایک عمامہ دیا اور میں نے سائل صاحب کے فرزند محمد میاں صاحب کے سر پر باندھا اور اس کے بعد ایک تقریر کی جس میں محمد میاں کو سائل صاحب کا جانشین تسلیم کرنے کی تحریک تھی۔ دہلی کے لائق و فائق وکیل شیخ عطاء الرحمٰن صاحب نے نہایت فصیح و بلیغ تقریر کر کے میری تحریک کی تائید کی اور محمد میاں صاحب فصیح کو سنہری ہار پہنایا گیا۔ پھر تین شاعروں کی ماتمی نظمیں سنیں۔ سائل صاحب کے داماد مرزا عبدالرب صاحب سابق سشن جج بھی موجود تھے۔ میں علالت کی وجہ سے جلدی چلا آیا معلوم ہوا جلسہ صبح پانچ بجے تک رہا۔ میں ۱۱ بجے گھر میں واپس آیا تھا۔ جلدی نیند آ گئی۔ اور پانچ بجے تک بہت سکھ نیند سویا۔ اسبغول کے اثر سے معدہ صاف ہو جاتا ہے اور طبیعت خوش رہتی ہے۔

فکر کی خبر: آج پنڈت زار صاحب سے اُن کے فرزند پنڈت گلزار کی بیماری کا حال سُنا تو دل فکرمند ہو گیا۔ خدا اس ہونہار نوجوان کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔

۱۲ ذی قعدہ ۲۸ اکتوبر اتوار دہلی

جانشین حکیم نابینا: آج صبح حکیم عبدالحی صاحب انصاری فرزند اکبر و جانشین نقمان الملک حکیم نابینا صاحب مرحوم میری نبض دیکھنے اور میرے امراض کی تشخیص کرنے آئے تھے۔

ملنسار نظامی: حکیم محمد دین ملنسار نظامی خلف حضرت خاکسار صاحب میری خیریت دریافت کرنے آئے تھے۔

مولانا عبدالغفار صاحب: حوض قاضی دہلی کے سامنے مولانا محمد یعقوب صاحب مرحوم کی ایک شاندار مسجد ہے جس کو پچھتر ہزار روپے کے خرچ سے مولانا محمد یعقوب صاحب کے فرزند مولانا عبدالغفار صاحب نے تعمیر کرایا ہے۔ آج صبح مولانا عبدالغفار صاحب اپنے صاحبزادے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور مولانا سید عاشق حسین صاحب زیدی الواسطی بھی ان کے ساتھ تھے جو دہلی کے حامی تصوف علما میں ہیں۔

انگریزی باورچی: دہلی کے ایک انگریزی باورچی آئے ہیں کل بھی اُنھوں نے نمونے کا کھانا پکایا تھا اور آج بھی پکایا تھا۔ ابھی تک میں نے اُن کے ہنر کی نسبت رائے قائم نہیں کی۔

عاصی نظامی: عبدالمالک عاصی نظامی اپنے بھائی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے فلسفۂ حیات پر تقریر کی نوروز نے لگے۔ اُن کا دل روحانیت کے پھول بونے کے لئے بہت موزوں ہے۔

قاضی فیروز الدین صاحب: درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے پیرزادے قاضی فیروز الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ وہ بھی میری تقریر حیات کو توجہ سے سنتے رہے۔

سید ظہیر الدین احمد نظامی بی اے: دہلی راشننگ کے انسپکٹر سید ظہیر الدین احمد نظامی بی اے بھی اس تقریر کی سماعت میں شریک تھے۔

جالندھری خاتون: کل جالندھر کی ایک مریض خاتون آئی تھیں آج صبح چلی گئیں۔ حکیم اجمل خاں کے خاندانی حکما سے علاج کرانے آئی ہیں اور وہیں ٹھیری ہیں۔ ان کے جانے کے بعد اُن کی لڑکی ان کی تلاش میں آئیں اور والدہ کے پاس چلی گئیں۔ شام کو میں خود اُن کی خیریت معلوم کرنے حکیم صاحب کے ہاں گیا مگر مجھے ان کی قیام گاہ کا پتہ معلوم نہ ہوا۔

دہلوی فلاسفر: مسٹر ایس ایل خالق دہلوی فلاسفر ملے تھے۔ جنہوں نے ذاتی خرچ سے ایک مقدمہ وقف کی پیروی کی تھی۔ اور لاہور ہائی کورٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی رقم وقف کو محفوظ کرایا تھا۔

بارش: آج شام کو گرج اور چمک سے بارش ہوئی تھی۔ رات بھر تیز ہوا چلتی رہی۔ سردی بڑھ گئی ہے۔

میری صحت اچھی ہے۔ رات کو بہت اچھی نیند آئی۔

۲۲ ذی قعدہ ۲۹ اکتوبر پیر دہلی

مسٹر اکرام اللہ: سپلائی ڈیپارٹمنٹ کے سکریٹری مسٹر اکرام اللہ پرسوں لندن جانے والے ہیں۔ آج میں علی کے ساتھ اُن سے رخصتی ملاقات کرنے گیا تھا۔

ملک غلام محمد صاحب: حیدرآباد سے سابق وزیر فنانس ملک غلام محمد صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ آنریبل مسٹر ڈلال کے مکان پر ٹھیرے ہیں۔ بات چیت کر کے واپس چلا آیا۔

سنی اوقاف مجلس کا دفتر: سنی اوقاف مجلس کے دفتر میں گیا تھا۔ خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سے ملاقات کی تھی بچوں کے گھر کے منتظم صاحب بھی ملے تھے اور بچوں کے گھر کی دو لڑکیوں کو بھی دیکھا تھا۔ ایک اُن میں نابینا ہے۔ چودھری صاحب کے انتظامات کی خوبی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

سر مدالیار: آنریبل سر راما سوامی مدالیار سے رخصتی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ وہ بھی کل لندن جانے والے ہیں۔

مولانا انور سرحدی: سرحد کے تین مسلمان ملنے آئے تھے۔ وہ دہلی میں پڑھتے ہیں اور

الور صاحب سیر کے لئے آئے ہیں۔ میری نسبت عربی زبان میں نہایت خوش خط عربی قصیدہ بھی لکھوا کر لائے تھے۔

نیند کا غلبہ: اسپغول کے استعمال سے مجھے بہت فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ آج چار بجے یکایک نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ میں سو گیا۔ اور ڈیڑھ گھنٹے تک سویا۔

مہمان: حیدر آباد سے ملکوت بیگم نظامی اپنے لڑکے کے ساتھ آئی ہیں۔ واحدی منزل میں ٹھیری ہیں۔

تحریری کام: بعد مغرب کچھ تحریری کام کیا تھا مولانا عشقی نظامی روزانہ آتے ہیں۔ آج بھی آئے تھے۔

۲۳ ذی قعدہ ۳۰ اکتوبر منگل دہلی

مسٹر فارسٹر: آج صبح ۱۰ بجے کوٹلا روڈ میں مسٹر فارسٹر سے ملنے گیا تھا جو سید احمد علی صاحب دہلوی کے مہمان ہیں اور انگلستان کے مشہور ناول نویس ہیں۔ آدھ گھنٹہ بہت اچھا گذرا۔ بڑے خوش مزاج انگریز ہیں۔

مناد ی کی چھپائی کا انتظام: ایک سال سے منادی کی چھپائی کا انتظام قابو میں نہیں رہا ہے۔ اہل بیت پریس ہاتھ کا چھاپے خانہ ہے اس واسطے وہ زیادہ تعداد نہیں چھاپ سکتا مجبوراً مشینوں میں چھپوانا پڑتا ہے۔ پہلے دہلی میں مسلمانوں کے پاس چھاپے کی مشینیں بالکل نہیں تھیں۔ اس کے بعد میں نے اور چند دوسرے مخلصین نے کوشش شروع کی تو رفتہ رفتہ اب بیس پچیس چھاپے خانے مسلمانوں کے ہو گئے ہیں جن میں سب سے بڑا چھاپے خانہ لطیفی پریس ہے۔ مگر لڑائی کے سبب کام اتنا بڑھ گیا تھا کہ کوئی چھاپے خانہ وقت پر کام نہ دیتا تھا اور مجھے تو باوجود زیادہ روپیہ دینے کے بہت ہی زیادہ وعدہ خلافیوں کا شکار ہونا پڑتا تھا۔ یعنی آٹھ آٹھ دن تک اخبار کی کاپیاں چھاپے خانوں میں پڑی رہتی تھیں اور وہ چھاپ کر نہیں دیتے تھے۔ ۲۴ اکتوبر اور یکم نومبر کا اخبار آٹھ دن سے چھاپے خانے میں تھا اور چھپ کر نہ آیا تھا اس لئے آج میں خود گیارہ (۱۱) بجے چھاپے خانے میں گیا تو معلوم ہوا مالک صاحب ابھی گھر سے نہیں آئے ہیں۔ اس لئے میں نے منشی قربان علی صاحب کے مشورے سے مُنادی کے قدیمی چھاپے خانے محبوب المطابع سے معاملہ طے کیا اور اُنھوں نے وعدہ کیا کہ کام وقت پر دیا کریں گے۔ میں نے کہا جب تک انتظام قابو میں آئے منادی کے صفحات بڑھائے نہیں جائیں گے اور جب انتظام درست ہو جائیگا تو بڑھا دئے جائیں گے۔

عاصی نظامی: میرے ہونہار مرید عبدالمالک عاصی نظامی ایک ادبی ماہوار رسالہ جاری کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں بات چیت کرنے آئے تھے۔ پڑوس کے گاؤں سے تیج رام آئے تھے۔ دہلی سے تعویذ لینے والے آئے تھے۔

نواب صاحب مانا ودر: بعد مغرب نواب صاحب مانا ودر ملنے آئے تھے۔ وہ اپنی کرکٹ ٹیم لائے ہیں۔ اُن کی ہاکی ٹیم کی یورپ تک دھوم ہے۔ اصرار کے ساتھ کہا آپ کو مانا ودر آئے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ اب ضرور آئیے اور سردی کا موسم وہیں بسر کیجئے۔

گھڑی نے دھوکا دیا: آج مولانا عشقی نظامی نے میرے سر پاؤں اور جسم پر فاسفورس کا تیل ملا تھا۔ اس کی وجہ سے بہت غفلت کی نیند آئی۔ آنکھ کھلی تو طبیعت بہت بشاش تھی۔ میں نے خیال کیا صبح ہو گئی ہے۔ گھڑی دیکھی تو ڈیڑھ بجا تھا حیران ہو کر سوچنے لگا کہ نیند بھر گئی ہے طبیعت خوش ہے لیکن گھڑی میں ڈیڑھ بجا ہے۔ دس بجے سویا تھا۔ ساڑھے تین گھنٹے کی نیند جسم کو اتنی راحت نہیں پہونچا سکتی۔ تاہم لحاف اوڑھ کر لیٹ گیا۔ یکایک درگاہ میں اذان ہوئی تب سمجھا کہ گھڑی نے دھوکا دیا۔ ٹیلیفون انکوائری سے وقت دریافت کر کے گھڑی درست کی۔ میں روزانہ صبح سب گھنٹوں اور گھڑیوں کا وقت ٹیلیفون سے دریافت کر کے درست کیا کرتا ہوں۔

علی بانو گوالیار سے واپس آنے والی ہیں۔ علی اُن کو لینے دہلی گئے ہیں۔

۲۴ ذی قعدہ ۳۱ اکتوبر بدھ دہلی

شیخ فیروز: کلکتے کی ایک مشہور فرم کے مالک شیخ فیروز الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ یہ دہلی کے پنجابی سوداگروں میں ہیں اور جاپان والے مشہور ہیں۔ دہلی چاندنی چوک کا مشہور ہوٹل کارونیشن بھی ان ہی کا ہے۔ درگاہ شریف کی روشنی کے لئے نذر دی۔ اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔ مگر میں نے استخارہ کرنے کے بعد مرید کرنے کا وعدہ کیا۔

ان کو آغا حشر مرحوم کی ادبی عبارتیں حفظ یاد ہیں اور میرے مضامین کی قدردانی بھی بہت ہے۔

اخوانی نظامی: روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی سیال کوٹ سے آئے ہیں۔ ایک آدمی ساتھ آئے ہیں جو مرید ہونے آئے ہیں۔

حسابات دیکھے: آج میں نے اپنی مقامی جائداد کے حسابات کی جانچ کی۔

علی بانو آگئیں: میری [illegible] بہو علی بانو گوالیار گئیں ہوئیں تھیں۔ رات کو واپس آگئیں۔ میری ایک برادر زادی مولوی سعد الدین حیدر مرحوم وزیر گوالیار سے منسوب تھیں وہ علی بانو اور بچوں کو اپنے ساتھ لے گئیں تھیں۔

مسٹر فورسٹر: انگلستان کے مشہور مصنف مسٹر فورسٹر سے ملنے گیا تھا۔ جو سید احمد علی صاحب کے مکان پر ٹھیرے ہوئے ہیں۔ وہاں مسٹر حیات انصاری سے بھی ملاقات ہوئی جو لکھنؤ سے کانگریس کے لئے روزانہ اُردو اخبار قومی آواز جاری کرنے والے ہیں۔

ساڑھے تین بجے مسٹر فورسٹر اور سید احمد علی صاحب کے ساتھ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب گیا ۔ اور قطب مینار کی عمارتیں دکھائیں۔ سلطان شمس الدین التمش کی قبر سے ان کو بہت دلچسپی تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی اور سلطان قطب الدین خلجی کے مزارات بھی دیکھے پھر تغلق آباد بھی گئے۔ قلعہ بھی دیکھا اور سلطان غیاث الدین تغلق اور سلطان محمد تغلق کے مزارات بھی دیکھے۔

ہلاکت کے کوئیں } مقبرہ تغلق کے گوشہ شرقی و جنوب میں دو کنوئیں دیکھے جن کے اندر قیدیوں کو ڈال کر ہلاک کیا جاتا تھا ۔ ایک کنواں ۲۱ فٹ گہرا ہے ۔ دوسرا ۱۵ فٹ گہرا ہے۔ ان کا منہ ڈیڑھ فٹ مدور ہے ۔ اس کے اوپر سے قیدی اندر ڈال دئے جاتے تھے۔

مزار غالب } بعد مغرب غالب کے مزار پر آئے ۔ مسٹر فورسٹر نے شیلے کا ایک نقرہ پڑھا۔ جس میں عبرت کا ذکر تھا۔

لال محل } سلطان جلال الدین خلجی کا لال محل بھی دیکھا۔ میں نے حالات سُنائے ۔

قتل گاہ } میں نے وہ مقام بھی دکھایا جہاں مجھ پر گولیاں چلائیں گئیں تھیں ۔ اور میرے خسر شہید ہوئے تھے ۔

یادگار میدان عرفات } میں نے یادگار میدان عرفات میں اپنی قبر بھی دکھائی اور قوالی ہال بھی دکھایا۔

درگاہ شریف } اس کے بعد جوتیاں اتار کر درگاہ کے اندر گئے ۔ پہلے مولانا ضیاء الدین برنی اور مولانا شمس سراج عفیف مورخین کی قبریں دکھائیں۔ پھر اپنا قدیمی حجرہ دکھایا پھر حضرت امیر خسرو کے مزار کی زیارت کرائی ۔ پھر محمد شاہ بادشاہ کی قبر دیکھی پھر روضہ شریف کے سامنے گئے ۔ پھر مسجد دیکھی ۔ اور جہاں آرا بیگم کا مقبرہ دیکھا۔

مزار کے قریب کا ذوق } جب واپس آنے لگے تو مسٹر فورسٹر نے شوق ظاہر کیا کہ میں روضہ شریف کے اندر جا کر مزار کے قریب بیٹھنا چاہتا ہوں ۔ میں نے اُن کی انگریزی ٹوپی جُدا کرائی اور اپنی ٹوپی اُڑھائی ۔ اور خود اپنے سر پہ رومال لپیٹا اور اندر لے گیا۔ اور اُن کو مزار کے قریب بٹھا کر مراقبہ کرایا ۔ اور توجہ دی ۔ اس کے بعد مزار کے پائین لاکر مزار کے غلاف کو مس کر کے مسٹر فورسٹر کے سینے اور دل اور پیشانی پر ہاتھ پھیرا ۔ اُن پر ایک خاص کیف طاری تھا ۔ ایمان میں آکر انھوں نے میری جیبی کتاب میں کچھ لکھا اور نظامی بنسری ۔ ایڈورڈ ڈائری ۔ تاریخ فرعون سیر دہلی کتابیں لیں ۔ اور میں دہلی تک پہنچانے گیا ۔ مولانا عشق نظامی ۔ اخوانی نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی سے ملاقات بھی کرائی ۔

لالہ پریم اور بدہ والے سید یامین نظامی ملنے آئے تھے ۔ لالہ پریم کے بہنوئی بہت بیمار ہیں ۔ ان کے لئے تعویذ بھیجے تھے ۔ اور رات کو ان کو دیکھنے پاتی رام کے کوچے میں گیا تھا۔

مقدمے کی پیشی } کل ۳۰ اکتوبر کو ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کی کچہری میں گیا تھا ۔ درگاہ کے دروازے پر جن دو مکانوں کے توڑنے کا حکم ملا تھا وہ پرسوں تمام و کمال ٹوٹ گئے تھے اور کمیٹی کے آدمیوں نے اُن کو دیکھ لیا تھا ۔ تاہم کل کی پیشی میں کمیٹی کی طرف سے اصرار ہوا کہ خواجہ صاحب پر جرمانہ بھی کرنا چاہئے ۔ مجسٹریٹ صاحب نے دوسری تاریخ مقرر کردی ۔ میں نے نہایت صبر اور خندہ پیشانی سے اس پیشی کے حالات کو بھی برداشت کیا اور جو جرمانہ کیا جائیگا وہ بھی بخوشی ادا کروں گا ۔ کیونکہ اس سے میرے اُس عزم کو مدد ملے گی ۔ جو نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی اصلاح کے لئے میں نے کر لیا ہے ۔ اور اب میں وہ سب واقعات جمع کر رہا ہوں جن سے کمیٹی کے لوگوں کی پر اسرار باتیں دُنیا کو معلوم ہوجائیں گی الیکشن کا ہنگامہ ملک کے سامنے درپیش ہے وہ ختم ہو جائے تب کمیٹی کی اصلاح کا کام شروع کروں گا تاکہ تمام ہندوستان غور کر سکے کہ دلی پایہ تخت کی میونسپل کمیٹی کتنے زیادہ کام قانون کے خلاف کر رہی ہے ۔ اور کتنی تکلیف پبلک کو اُس کے اہلکاروں کے ہاتھوں ہو رہی ہے ۔

۲۵ ذی قعدہ یکم نومبر جمعرات دہلی

خارش کی دوا } میرے بچوں کو اننت پور سے کھجلی کی بیماری لگی تھی ۔ دہلی میں آئے تو زیادہ پھیل گئی ۔ اننت پور میں اور دہلی میں ڈاکٹری دوائیں بہت لیں کچھ فائدہ نہیں ہوا ۔ آخر حکیم عبدالحی صاحب انصاری کی دوا لگائی فوراً اثر ہوا ۔ حکیم صاحب لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کے جانشین ہیں ۔ کناٹ پلیس مدینہ بلڈنگ میں مطب کرتے ہیں ۔

چیف کمشنر صاحب } آج صبح چیف کمشنر صاحب دہلی سے ملنے گیا تھا ۔ مگر انھوں نے آج آسٹریلیا کرکٹ میچ میں جانے کے سبب ملاقات بند رکھی تھی ۔ اس میچ کی ساری دہلی میں دھوم ہے ۔ کھیل اچھی چیز ہے ۔ مگر ایک حد تک اور ہم ہندوستانی ہر بات میں حد سے بڑھ جاتے ہیں ۔

روحہ سسرال گئیں } روحہ کے شوہر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم دینے کے کام پر نوکر ہو گئے ہیں ۔ اُن کی بیوی روحہ اور بچے میرے ہاں تھے ۔ آج صبح وہ سب دہلی چلے گئے ۔

ٹائر پرمٹ } پرانی موٹر کے لئے ٹائروں کا پرمٹ لینے گیا تھا ۔ بڑے صاحب مسٹر ڈینس پبلک کے بڑے ہمدرد اور بے حد شریف خصلت انگریز ہیں ۔ مگر چھوٹے صاحب مسٹر پریا ان کے برعکس ہیں ۔ مسٹر ڈینس ہر وقت خوش نظر آتے ہیں ۔ لیکن مسٹر پریا کو دہلی والوں نے کبھی ہنستے

نہیں دیکھا۔

آج مسٹر ڈنیٹس نے پانچ منٹ کے اندر منظوری دیدی۔ مگر مسٹر پر پرانے ڈیڑھ گھنٹے بٹھائے رکھنے کے بعد دو ٹائر منظور کئے اور دو کاٹ دئے۔

لالہ کشن } درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے لالہ کشن ملنے آئے تھے اُن کے چچا صاحب بھی ساتھ تھے جو نئی دہلی میونسپل کمیٹی میں مشیر قانون ہیں۔ حیدرآباد سندہ کے مسٹر گوبند بخشانی بھی اُن کے ساتھ آئے تھے جو کیمسٹ ہیں یعنی انگریزی دوائیں فروخت کرتے ہیں۔ ان کی بیوی بھی ساتھ تھیں جو بی اے پاس ہیں۔

واعظ قوال } علی بخش قوال حیدرآبادی جن کو میں نے واعظ قوال کا لقب دیا تھا۔ آج دہلی ریڈیو میں گائے تھے صحت الفاظ بہت خوب تھی۔ مگر حروف حلقی کو فن قرأت و تجوید کی موافق گانے میں ادا کرتے تھے۔ جو محل اور موقع کے لحاظ سے ناموزوں چیز ہے اُن کی شہرت تضمین کی وجہ سے ہوئی تھی۔ مگر وقت کم ہو تو قوال تضمین کیونکر کرسکتا ہے۔ ریڈیو والے قوالی کی تاثیرات کا فلسفہ نہیں جانتے۔

علی بخش صاحب نے حیدرآباد سے دہلی آنے کی اطلاع بذریعہ خط بھیجی تھی۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ ان کے پیر بھی ساتھ آئیں گے۔ ان کے ایک پیر حضرت نظام الدین صاحب چشتی احمدآبادی تھے۔ اُن سے منحرف ہوئے تو حیدرآباد کے ایک پیر صاحب کو پیر بنایا۔ ان سے برگشتہ ہوئے تو کسی اور کو پیر بنایا۔ معلوم نہیں آجکل وہ کون خوش نصیب پیر ہیں۔ جو اُن کی ہم رکابی میں دہلی آئے ہیں۔ کوا ہنس کی چال چلتا ہے تو اپنی چال بھی بھول جاتا ہے۔

جمعیت اصفیا } مانکی شریف صوبہ سرحد سے مولانا شائستہ گل صاحب آئے تھے۔ حضرت مولانا محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین کا خط لائے تھے کہ جمعیت اصفیا قائم ہوگئی اور جلسہ بہت کامیابی سے ہوا۔ میں نے فوراً جواب لکھوایا۔

سجادہ نشین صاحب گولڑہ شریف } حضرت مولانا سید محی الدین صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف بھی تشریف لائے تھے۔ کل پھر تشریف لائیں گے۔

پھول } چودھری مشیت علی نظامی نے پھولوں کے گلدستے بھیجے تھے۔ ایمان خانے میں ان کو سجایا تھا۔

دہلی کے سب جج } رات کو چودھری محمد عبداللہ صاحب جیمہ سب جج دہلی ملنے آئے تھے اُن کی اہلیہ کے بھائی چودھری محمد صادق صاحب ڈپٹی انسپکٹر تعلیمات انبالہ بھی ساتھ آئے تھے۔ جو بہت ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔

چودھری محمد شفیع مرحوم } ۱۹۱۳ء کی ۲ر دسمبر کو سب جج صاحب کے والد چودھری محمد شفیع صاحب تیس سال کی عمر میں میرے مکان کے قریب ریل سے گر کر وفات پا گئے تھے۔ میں نے ان کو اپنے گھر حسین خانے کے صحن میں دفن کرایا تھا۔ اور ان کا مزار پختہ بنوا دیا ہے۔ چودھری محمد عبداللہ جیمہ بڑے سعادت مند ہیں کہ ہمیشہ اپنے والد کے مزار پر فاتحہ پڑھنے آتے ہیں۔

ملائی کھائی } آج صبح ناشتے میں ملائی کھائی تھی بھوک بند ہوگئی۔ اور رات کو کھانا نہ کھا سکا۔

فاسفورس کا تیل ملوایا } مولانا عشقی نظامی سے اپنی ریڑھ کی ہڈی پر فاسفورس کا تیل ملوایا تھا جسم کا درد فوراً جاتا رہا۔ اور سات گھنٹے مسلسل نیند آئی۔

جمعرات کے زائرین } آج جمعرات کے سبب درگاہ میں بہت زیادہ زائرین آئے تھے۔

کل کا بقیہ } کل کے روزنامچے میں یہ حالات درج نہ ہو سکے تھے۔

منادی شائع ہوگیا } ۲۴ر اکتوبر اور یکم نومبر کا مشترکہ منادی آج شائع ہوگیا۔ سرورق کی چھپائی بہت خراب ہوئی ہے۔

لالہ رگھبر دیال کاغذی کے فرزند } آج لالہ رگھبر دیال کاغذی کے فرزند سے ملا تھا۔ اور ترتیلی ترجمے قرآن شریف کی چھپائی کے لئے کاغذ کی معلومات حاصل کی تھی۔

سیر الاولیا کی طباعت } اپنے حضرتؒ کے قدیمی تذکرے سیر الاولیا کی طباعت و صحت کا انتظام کیا تھا۔

باباصاحبؒ کا روزنامچہ } اپنے حضرتؒ کے پیر و مرشد حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا روزنامچہ بصورت کتاب لکھوایا ہے۔ آج چھپنے کا انتظام کیا۔

دار المصنفین اعظم گڑھ } کے رفیق تصنیف صاحب کا خط آیا ہے۔ اولیاء اللہ کے حالات کی تبلیغ کی نسبت۔

۲۶ر ذی قعدہ ۲ر نومبر جمعہ دھلی

سر عزیز الحق } آج صبح سر عزیز الحق صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اولیاء اللہ کے تاریخی مسائل کی تحقیقات پر گفتگو کی تھی۔

ملکوت بیگم نظامی } آج واپس حیدرآباد چلی گئیں۔ میں نے لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جو مکان ملکوت منزل بنایا تھا اس میں ان کی امداد سب سے زیادہ تھی مگر انہوں نے آج تک یہ مکان دیکھا نہ تھا۔ آج خواجہ بانو نے ساتھ جا کر یہ مکان دکھایا۔

سید کشفی شاہ } اور محمد افضل صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میرے پیارے مرید عبدالرحمن نظامی ٹھیکیدار برما کی تکلیفوں کا ذکر کرتے تھے۔ کہ جاپانیوں نے ان پر بہت ظلم کئے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ خان بہادر بابو محمد ابراہیم نظامی مرحوم نے میرے نام پر پیگو برما میں خواجہ باغ کے نام سے جو عظیم الشان عمارت بنائی تھی اس میں جاپانی رہتے تھے۔ اور جب بھاگنے لگے تو اس محل کو مسمار کر کے بھاگ گئے۔

میرے برادرزادے سید حیات علی کے ہاں لڑکا ہوا ہے میں بھی حصہ چڑھانے گیا تھا۔

پرسوں مسٹر غلام علی مومن بی اے چیف سکریٹری نواب صاحب ماناودر اپنے رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

دہلی میں جو آسٹریلیا سے میچ ہو رہا ہے۔ اُس میں نواب صاحب ماناودر کی ٹیم بھی کھیل رہی ہے۔ مگر کانگرسی اخبار ان کا ذکر شائع نہیں کرتے کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔

عبدالرحیم سکارنو سید کشفی شاہ نے بیان کیا۔ جاوے کے انقلابی لیڈر ڈاکٹر سکارنو کا نام عبدالرحیم ہے اور وہ مسلمان ہیں۔

بعد مغرب دوبارہ سر عزیزالحق صاحب سے ملنے گیا تھا

مغرب سے پہلے خان بہادر فیض محمد خاں نظامی ملنے آئے تھے۔ وہ آج جوناگڑھ واپس جائینگے۔

مولانا عشقی نظامی نے جسم پر فاسفورس کا تیل ملا تھا۔ رات کو دو بجے تک نیند آئی تھی۔ میں نے صبح تک ملی کمپنی دہلی کی دوسری شاخ ہمدرد دواخانہ کی فہرست ادویات لکھی تھی۔

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ ۳ نومبر ۱۹۴۵ء شنبہ دہلی

روہی والے پیر صاحب ریاست بہاولپور میں "روہی" جنگل کو کہتے ہیں۔ بہاولپور کا صحرا عرب کے صحرا سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ اس جنگل میں ایک پیر صاحب رہتے ہیں جن کا نام سید محمد حسین ہے۔ مگر وہ روہی والے پیر یعنی "شیخ صحرا" کے نام سے مشہور ہیں۔ اعتقاد مند لوگ جنگل میں اُن کے لئے مکانات بنوا دیتے ہیں۔ اور وہ کچھ دن اُن مکانوں میں رہ کر دوسرے جنگل میں چلے جاتے ہیں۔ وہ میری چشتی پارٹی کے ممبر ہیں اور میری تحریکوں کے بڑے مددگار ہیں۔ اسرار اسم اعظم کے اعمال کرتے ہیں۔ اور جو نذر نیاز حاصل ہوتی ہے وہ بذریعہ منی آرڈر مجھے بھیج دیتے ہیں بعض اوقات ایک آنے کا منی آرڈر بھیجتے ہیں۔ آج اُنھوں نے سید فیض علی شاہ صاحب درویش کو میرے پاس بھیجا ہے جو

سات مراد مندوں کی نذریں لائے ہیں۔

مولوی میر محبوب علی صاحب سرسید کے رفیق کار مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کے فرزند مولوی میر محبوب علی صاحب اور اُن کے صاحبزادے اور نواب سر یامین خاں صاحب کے برادر زادے ملنے آئے تھے۔ یہ پہلے حیدرآباد ریڈیو کے ناظم تھے۔ ان کے صاحبزادے سے میری روحانی بیٹی مہر جہاں نظامی کی شادی ہوئی ہے مہر جہاں بھی مجھ سے ملنے آئیں تھیں۔

نظام راگی قوال خادم حسین نظام راگی قوال ملنے آئے تھے۔

بیگم سر عبدالقادر شام کو بیگم سر عبدالقادر اور اُن کی والدہ خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔

سید اظہرالدین احمد نظامی بی اے بھی ملنے آئے تھے اور میرے لئے پھل بھی لائے تھے۔

تنخواہیں تقسیم کر دیں آج اکتوبر کی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔

مقوی چارے میں روزانہ بنولے کی گری اور خشخش جوش کر کے پیا کرتا تھا آج اُس میں سونف بھی ملا دی تھی۔ اس کا بہت اچھا اثر ہوا کیونکہ بنولے کی گری اور خشخش کے جوشاندے سے تقویت معلوم ہوتی تھی مگر بھوک بند ہو جاتی تھی۔ آج مجھے بھوک بھی معلوم ہوئی اور میں نے رغبت سے روٹی کھائی۔

مسٹر فورسٹر چشتی انگلستان کے مشہور مصنف مسٹر فارسٹر کو جب میں اپنی ٹوپی اُڑھا کر حضرت سلطان المشائخ رضہ کے مزار کے قریب لے گیا تھا اور اُن پر ایک خاص کیف طاری ہوا تھا اُس کو اُنھوں نے انگریزی زبان میں میری نوٹ بک میں لکھا تھا جس کا عکس روزنامچے میں اس غرض سے درج کرتا ہوں کہ روزنامچے کے ناظرین اور میرے مرید اس بات کو سمجھ لیں کہ اولیا راللہ کا فیضان مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ قلب سلیم رکھتے ہوں۔ میں نے مسٹر فورسٹر کو "چشتی" لقب بھی دیا۔ اُن کے ہاتھ کی عبارت کا عکس یہ ہے۔

I came to you as a guest and
a friend. I depart from you
as a brother: It was in the
Shrine that the miracle
occurred, and though I depart
I shall always be here.
E. M. Forster
Oct. 31. 1945

ترجمہ عبارت مسٹر فورسٹر میں آپ کے پاس ایک مہمان اور ایک دوست کی حیثیت سے آیا تھا لیکن میں ایک بھائی کی حیثیت میں آپ سے جُدا ہوتا ہوں۔ یہ روضہ مبارک کا معجزہ تھا جس سے یہ روحانی تعلق پیدا ہوا۔ اور گو اب میں آپ سے جُدا ہو رہا ہوں لیکن میری روح ہمیشہ یہاں رہے گی۔ ای ایم فورسٹر۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء

جھجر والے پیر صاحب } جھجر ضلع رہتک میں چشتیہ نظامیہ سلسلے کے ایک بزرگ حضرت پیر فضل علی شاہ صاحب تھے۔ اُن کے صاحبزادے حضرت پیر حیات علی شاہ صاحب اُن کے سجادہ نشین تھے۔ جن کو حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب سے خلافت بھی تھی۔ میں بچپن میں ایک دفعہ اس عرس میں گیا تھا۔ اُس وقت پیر حیات علی شاہ صاحب کے چھوٹے بھائی میر غلام مصطفےٰ صاحب کم عمر تھے۔ آج غلام مصطفےٰ صاحب مجھ سے ملنے آئے تو دیکھا۔ ڈاڑھی بالکل سفید ہو چکی ہے اور ہاتھوں میں رعشہ بھی ہے۔ جب میں جھجر گیا تھا تو ان کے ڈاڑھی مونچھ بھی نہیں نکلی تھی۔ ان کے لڑکے میر خورشید علی بھی ساتھ تھے جو بارہ سال سے دہلی پولیس میں ہیڈ کانسٹبل ہیں۔

دُنیا میری آنکھوں کے سامنے سے رات دن گزرتی رہتی ہے۔ جو بچے تھے۔ وہ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ تبدیلی میرے جسم میں بھی ہوئی ہے۔ لیکن میں ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا۔ اور آخر تک ایسا ہی رہونگا۔ کیونکہ جس چیز کو "میں" کہا جاتا ہے اُس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

سیر الاولیا کی کتابت } میرے پاس قلمی اور مطبوعہ دو جلدیں سیر الاولیا کی تھیں۔ ایک صاحب کو صحت کے لئے دی تھیں۔ اُن کا انتقال ہو گیا اور دونوں کتابیں گم ہو گئیں۔ اس لئے مجبوراً کتب خانہ رام پور سے نقل منگائی تھی۔ مگر آج یکایک سید ذکی حسن کاتب منادی جامی صاحب کے والد ڈاکٹر فیروز الدین صاحب سے ایک مطبوعہ جلد لے آئے۔ جس کو میں نے فوراً کاتب کو بھیجدیا۔ میں بہت اچھے کاغذ پر پہلے فارسی زبان میں شائع کروں گا۔ اُس کے بعد ترجمہ شائع کرونگا۔ میرا ارادہ ہے کہ دو حصوں میں شائع کی جائے۔ ایک حصے میں آنحضرتؐ سے لے کر حضرت بابا صاحبؒ تک کے حالات درج کئے جائیں۔ اور دوسرے حصے میں حضرت سلطان المشائخؒ اور اُن کے خلفاء و مریدین کے حالات درج کئے جائیں۔ چھوٹے سائز کی ایک جلد بہت بھاری ہو جائے گی۔

ہزار روپے واپس کر دیئے } میرے ایک دوست نے ایک نیک کام کے لئے ایک ہزار روپے کا ڈرافٹ بھیجا تھا وہ میں نے فوراً بذریعہ رجسٹری واپس بھیجدیا۔ جس کی وجہ بعد میں کبھی شائع کر دی جائے گی۔ اگر اس کی ضرورت پیش آئی۔

پچاس ہزار روپے کا چک چاک کر دیا تھا } میرے مرحوم دوست سوامی انند سروپ سر صاحب جی مہاراج بانی دیال باغ آگرہ کے ایک مرید نے پچاس ہزار روپے کا ایک چک اُن کی خدمت میں نذر کیا۔ انھوں نے مرید سے پوچھا تیرے دل پر یہ چک پیش کرتے وقت کچھ بار معلوم ہوتا ہے۔ مرید نے کہا جی ہاں کچھ ہے تو سہی۔ سر صاحب جی مہاراج نے فوراً پچاس ہزار روپے کا چک چاک کر کے اُس کے سامنے ڈال دیا اور کہا ہم بے لوث نذر لیتے ہیں۔

سفیر صاحب ایران } شام کو سفیر صاحب ایران ملنے آئے تھے۔ پانچ ایرانی ساتھ تھے۔ ایک ایرانی افغانستان میں ایران کے سفیر ہیں۔ وہ بھی ساتھ تھے۔

ڈپٹی کلکٹر ہمیر پور } میرزا نعیم بیگ صاحب دہلوی ڈپٹی کلکٹر ہمیر پور ملنے آئے تھے۔ یہ میرے بہت قدیمی دوست ہیں۔ جب میں دہلی میں واحدی صاحب کے ہاں رہتا تھا روزانہ ملنے آتے تھے۔

۲۸ر ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ ۴ر نومبر ۱۹۴۵ء اتوار دہلی

اعلےٰحضرت کا بُلاوا } آج صبح اعلےٰحضرت حضور نظام کے چیف سکرٹری صاحب کا تار آیا ہے کہ اعلےٰحضرت آپ کو حیدرآباد میں یاد فرماتے ہیں۔ ۶ یا ۷ر تاریخ تک آجایئے۔ ایک ہفتہ یا دس دن تک ٹھیرنے کے لئے۔ میں نے اس کا جواب اُردو زبان میں بھیجدیا کہ میں ۸ر تاریخ کی صبح کو حیدرآباد پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد علی کو دہلی بھیج کر ٹکٹ بھی منگا لیا اور حیدرآباد کی سیٹ بھی ریزرو کرا لی۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا تو خیال آیا کہ تار میں مہینے کی تشریح نہیں ہے غالباً اعلےٰحضرت نے ذی حج کی سات تاریخ تک پہنچ جانے کا چیف سکرٹری صاحب کو حکم دیا ہوگا اور چونکہ ابھی ذی قعد کا مہینہ ختم نہیں ہوا ہے اس واسطے میں نے نومبر کی سات تاریخ سمجھی۔ اگر پہلے سے ذہن ادہر منتقل ہو جاتا تو مجھے تین چار دن کی اور مہلت مل جاتی۔ اور میں اپنے دفتر کے انتظامات مکمل کر لیتا۔ مگر پھر خیال آیا کہ میں دہلی سے یا پہلی ذی حج کو چلوں گا یا ۳۰ ذی قعد کو چلوں گا اور حیدرآباد پہونچنے کے بعد دس دن قیام کیا تو عید کی نماز اعلےٰحضرت کے ساتھ پڑھ سکوں گا۔ اور یہی میرا مقصود ہے کہ عید کی نماز ایک مسلمان بادشاہ کے ساتھ ادا کروں۔

شیخ کرامتی } آج صبح شیخ فیروز الدین صاحب، جاپان والے ملنے آئے تھے۔ اور اپنے ادبی ذوق کا کلام سُنایا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ میں آپ کے نیک کاموں کے لئے ایک سو روپے ماہوار مقرر کرتا ہوں۔ وہ پہلے حضرت مولانا شاہ کرامت اللہ صاحب مرحوم دہلوی کے چشتیہ صابریہ خاندان میں مرید ہوئے تھے، اس لئے میں نے ان کو شیخ کرامتی لقب دیا۔ شیخ کرامتی نے ٹوکیو جاپان کی مسجد کی تعمیر میں بھی اسی ہزار روپے دئے تھے۔

درگاہ کے مجلس خانے میں بجلی کی فٹنگ } آج صبح میں نے بجلی کا کام کرنے والوں کو بُلا کر روضے شریف کے سرہانے اور رنگ زیب کے مجلس خانے میں برقی روشنی کی فٹنگ کرانے کا انتظام کیا۔

پروفیسر عبد القیوم صاحب نعمانی } کلکتہ یونیورسٹی میں اقتصادیات پڑھانے والے پروفیسر

عبدالقیوم صاحب نعمانی ملنے آئے تھے۔ ماہر نفسیات معلوم ہوتے ہیں۔ میری اُردو نویسی کی نسبت کہا کہ میں مولانا آزاد مرحوم کے طرز خاص سے آپ کے طرز خاص کو فوقیت دیتا ہوں کہ اس میں سادگی زیادہ ہے۔ میں نے کہا میں تو مولانا آزاد کو اپنا معنوی اُستاد مانتا ہوں۔

عاصی نظامی } عبدالمالک عاصی نظامی اور اُن کے عزیز شیخ عطاء الرحمٰن صاحب ایڈوکیٹ اور حاجی محمد فضل الرحمٰن صاحب کے پوتے اور محمد صدیق صاحب وکیل کے بیٹے محمد عثمان صاحب ایم اے ملنے آئے تھے۔ شیخ عطاء الرحمٰن صاحب نے ہندو فلسفے پر اور اسلامی فلسفے پر ایسی لاجواب تقریر کی کہ میں پھڑک گیا۔ اُن کے الفاظ بھی بہت برجستہ اور سبک لطیف تھے اور طرز استدلال بھی بے نظیر تھا۔

شیخ منظور حسین صاحب } تھانہ تغلق روڈ کے سب انسپکٹر شیخ منظور حسین صاحب ایک موقع کی تحقیقات کے لئے آئے تھے۔ مجھ سے بھی ملے تھے۔ دہلی سے علی میاں نظامی آئے تھے تعویذ لے کر چلے گئے۔ سید فیض علی شاہ کو بھاولپور والوں کے لئے آج تعویذ اور گنڈے تیار کر کے دیئے وہ کل واپس جائیں گے۔

سفر حیدر آباد } میں انشاء اللہ پرسوں منگل کی شام کو ۴ بجے دہلی سے روانہ ہو کر جمعرات کی صبح کو حیدر آباد پہنچوں گا۔ اور سید سعید نظامی کے ہاں گلی چراغ علی میں ٹھیروں گا۔ اور ایک دن کے لئے ادھونی اور اننت پور بھی جاؤں گا۔ پھر عید کی نماز اعلیٰ حضرت حضور نظام کے ساتھ حیدر آباد میں پڑھ کر دہلی واپس آجاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملنسار نظامی } صبح حکیم محمد دین ملنسار نظامی خلف حضرت خاکسار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملنے آئے تھے۔ اور عبدالغنی صاحب بھی آئے تھے۔

سورۂ فاتحہ کے عمل کا معجزہ } شیعہ بھائی سید محمد صاحب مراد آباد سے آئے تھے۔ اور کہتے تھے تیس ہزار روپے کا قرضہ میرے ذمے تھا۔ جائداد کے نیلام کی تاریخ میں تین دن باقی رہ گئے تھے میری مایوسی کی کوئی حد میں نے آپ کا بتایا ہوا سورۂ فاتحہ کا عمل پڑھا۔ تین دن پڑھا تھا۔ جائداد کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کا خریدار پیدا ہوا۔ اور سارا قرضہ ادا ہو گیا بقیہ جائداد بچ گئی۔

یہ عمل حضرت خواجہ صاحب اجمیریؒ سے لیکر آج تک کے تمام چشتیہ مشائخ اور اُن کے مریدوں میں رائج اور جاری ہے اور خود مجھے بھی بے شمار تجربے اس کے ہوئے ہیں۔ سورۂ فاتحہ بسم اللہ کا آخری میم الحمد کے الف لام سے ملا کر اکتالیس دفعہ پڑھی جاتی ہے اور الرحمٰن الرحیم کو تین دفعہ پڑھا جاتا ہے۔ میں ہر شخص کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔

حسن نظامی دہلوی

۲۹ ر ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ ۵ ر نومبر ۱۹۴۵ء پیر دہلی

افسوسناک خبریں } آج لیڈی سمتھ جنوبی افریقہ سے سیٹھ آمود صاحب کے تار کے ذریعے خبر آئی کہ حضرت صوفی عابد میاں صاحب نے وفات پائی۔ بہت صدمہ ہوا۔ بعد مغرب مشتاق احمد صاحب حیدری ایم اے حضرت اکبر الہ آبادی کے نواسے اور پوتے داماد نے ٹیلیفون کے ذریعے خبر بھیجی کہ اُن کے خسر سید عشرت حسین صاحب خلف حضرت مولانا سید اکبر حسین الہ آبادی نے آج صبح الہ آباد میں وفات پائی۔ ان خبروں نے مجھے دم بخود کر دیا۔ اور اتنا زیادہ صدمہ ہوا جس کا اظہار ممکن نہیں ہے۔

سید عشرت حسین صاحب حضرت اکبر کو بہت ہی پیارے تھے۔ لندن میں تعلیم پائی تھی۔ خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب رئیس پریانواں ضلع پرتاب گڈھ کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ جن سے تین لڑکیاں اور تین لڑکے پیدا ہوئے۔ سب سے بڑے لڑکے سید عقیل ہیں اُن سے چھوٹے سید اسلم ہیں۔ اور اُن سے چھوٹے سید ابو ہیں۔ اگرچہ سید عشرت حسین مرحوم کی والدہ بھی شیعہ تھیں اور بیوی بھی شیعہ ہیں مگر وہ بھی سنی رہے اور اُن کے سب بچے بھی سنی ہیں۔ حضرت اکبر کو اپنی آخری عمر میں اس بات کا بڑا فکر رہتا تھا کہ عشرت میاں شیعہ نہ ہو جائیں۔ ایک دن مجھ سے کہتے تھے کہ میں نے عشرت کے دل کا اندازہ کرنے کے لئے کہا عشرت بیٹا تمہاری ماں بھی شیعہ تھیں اور تمہاری بیوی بھی شیعہ ہیں۔ تم بھی شیعہ ہو جاؤ۔ عشرت نے ہنس کر کہا ابا آپ عورتوں کی دلیل پیش کر کے شیعہ ہونے کو کہتے ہیں تو کیا میں زنانہ مذہب قبول کر لوں؟

ایک دفعہ حضرت اکبر پرتاب گڈھ میں تھے جہاں عشرت میاں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ میں بھی مہمان تھا۔ رات کو عشرت میاں زنانے میں چلے گئے تو حضرت اکبر نے فرمایا دیکھا آپ نے میں تو الہ آباد سے اس کے پاس آیا ہوں اور یہ مجھے اکیلا چھوڑ کر بیوی کے پاس چلا گیا۔ میں نے کہا یہ بات آپ کی انتہائی محبت کو ظاہر کرتی ہے۔ ورنہ آپ مجھ سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ نے عشرت میاں کی شادی اسی لئے کی تھی کہ عشرت میاں اپنی بیوی کے ساتھ رہیں۔ حضرت اکبر اس جواب سے پھڑک گئے۔ اور خوش ہو کر فرمایا۔ آپ نے بڑی بلاغت سے مجھے سمجھایا۔

عشرت میاں باوجود یورپ کا تعلیم یافتہ ہونے کے نہایت بھولے اور نہایت پاک دل پرانی تہذیب کو پسند کرنے والے مسلمان تھے۔ یورپ سے آئے تو انگریزی معاشرت تھی مگر پھر قدیمی معاشرت اختیار کر لی تھی۔

آج وہ اپنے نامور باپ کی قبر کے پہلو میں دفن ہو گئے ہوں گے۔ اگر میں حیدر آباد کا ٹکٹ نہ خرید چکا ہوتا تو فوراً الہ آباد جاتا۔

دیوالی کی مٹھائیاں } ڈاکٹر لکھنو بہادر صاحب تستعار رام نے دیوالی کی مٹھائی کا تھال سب سے پہلے بھیجا تھا اس کے بعد لالہ ... اور لالہ سروپ سنگھ صاحب نے تھال بھیجا پھر لالہ منشی رام ... والے مٹھائی لیکر آئے۔ پھر لالہ داتا رام دہلی سے مٹھائی اعلیٰ

عرش اعظم کا تصور

میرے انسان بھائیوں کو دُنیا کی حکومت کے تخت کا تصور ہے

افسرانہ کرسی حاصل ہونے کا تصور ہے

کسی کے رُخِ زیبا کا تصور ہے

دولت کا تصور ہے

دُنیا کے ساز و سامان کا تصوّر ہے

میں بھی انسان ہوں اور ان تصورات میں گرفتار ہوتا رہتا ہوں
مگر ایسی انسانیت سے انتقال کرنا چاہتا ہوں۔ اور تیرے
عرش اعظم کا تصور تجھ سے مانگتا ہوں

خدائی۔ بڑائی۔ تری چیز ہے

رہی۔ عاجزی۔ وہ مری چیز ہے

وہ تری چیز ہے۔ یہ مری چیز ہے

خدا کا گھر نہ رکھا دل کو۔ بنگلوں کے مکیں ہو کر
بھلایا عرش کو اس قوم نے۔ کرسی نشیں ہو کر

میں تیرے عرش کو اپنا عرش سمجھتا ہوں میں تری کرسی کو اپنی کرسی سمجھتا ہوں
کیونکہ تو میرا ہے۔ میں تیرا ہوں۔ تو مولےٰ ہے۔ میں بندہ ہوں

اور یہ بندہ بھی آخر کوئی چیز ہے

اللہ حق
محمدؐ حق
قرآن حق
کعبہ حق
اسلام حق
اللہ حق
محمدؐ حق
قرآن حق
کعبہ حق
اسلام حق
اللہ حق
محمدؐ حق
قرآن حق
کعبہ حق
اسلام حق

اللہ حق
محمدؐ حق
قرآن حق
کعبہ حق
اسلام حق
اللہ حق
محمدؐ حق
قرآن حق
کعبہ حق
اسلام حق
اللہ حق
محمدؐ حق
قرآن حق
کعبہ حق
اسلام حق

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا انیس سلام علیک

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ

سلام تجھ پر اَے نبی محمدؐ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ

اَے محمدؐ تجھ پر اللّٰہ درود پڑھتا ہے

تو عرب میں ہے۔ عجم میں ہے۔ دُنیا کے ہر مقام پر ہے جب کوئی مسلمان عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بڑا تیرے خالق خدا کی نماز پڑھتا ہے تو التحیات کے وقت عربی زبان میں کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ سلام تجھ پر اے نبی محمدؐ میں نماز کی التحیات میں بھی۔ اور دُنیاداری کی مشغولی میں بھی سوتے میں بھی جاگتے میں بھی۔ تجھ پر درود پڑھتا ہوں سلام پڑھتا ہوں۔ اور تجھ کو اپنا وسیلہ قرار دے کر اپنے اور تیرے خدا سے سجدے میں جھک کر عاجزی سے گڑگڑا کر دعا مانگتا ہوں۔

یَا اَللّٰہ! ان ہندوستانیوں کو قید سے رہائی دلوا۔ جنھوں نے اپنے ملک ہندوستان اور اپنی ہندوستانی قوم کی آزادی کے لئے برما میں فوج بنائی تھی۔ قانون کو قانونی جانیں۔ میں عاجز نہ قانون داں ہوں نہ قانون پرست ہوں نہ قانون شکن ہوں مجھے تو بس تو ہی اے خدا دُنیا کے ہر کام میں کارساز معلوم ہوتا ہے حسن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی سے شائع کیا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا انیس سلام علیک

چشتی پارٹی کو دل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

منادی

جو سنہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

قلم کار { علی بن حسن
و زید بن حسن

مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء

ہندستان میں سالانہ قیمت دو روپے ایک پرچہ ایک آنہ
باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله

هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله هر دم الله

کلمہ پڑھیے

لَا اِلٰہَ ۔ اِلَّا ۔ اللّٰہُ

سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی خدا نہیں ہے

لَا اِلٰہَ کہا تو بالکل خداؤں کا انکار ہوا

اِلَّا اللّٰہُ کہا تو سچے خدا کا اقرار ہوا

اور انکار و اقرار یا نفی اثبات آپس میں ملے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

نے ظاہر ہو کر دنیا کو نور نبوت سے روشن کر دیا

اور یہی وہ کلمہ ہے جس کے پڑھنے اور یقین کرنے والا مسلمان کہلاتا ہے

حج کی عید مبارک ہو

سنہ ۱۳۶۴ ہجری کے حج کا مہینہ ۷ نومبر بدھ کے دن شروع ہوا۔ اس حساب سے حج ۹ تاریخ جمعرات کے دن ہوگا۔ اور حج کی عید ۱۶ نومبر جمعہ کے دن ہوگی۔ اور قربانیاں۔ دس اور گیارہ۔ اور بارہ۔ مطابق ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ نومبر ۱۹۴۵ء کو ہوں گی

فساد سے بچئے اور بچایئے

چونکہ اس سال الکشن کے سبب ہندوستان کی قوموں میں آپس کے اختلافات پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ قربانی کی آڑلے کر ہندو مسلم فساد کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ لہٰذا چشتی پارٹی کے ممبروں اور میرے دوستوں اور مریدوں کا فرض ہے کہ وہ قربانی کے معاملے میں ہندو مسلمانوں کو آپس کی لڑائی سے بچنے اور بچانے کی کوشش کریں

ہندوؤں سے کہا جائے کہ اگر وہ لڑیں گے تو مسلمانوں میں ضد پیدا ہوگی اور قربانی کے جانوروں کی جانیں زیادہ ضائع ہونگی۔ اور مسلمانوں سے کہا جائے کہ قربانی وہ مقبول ہوتی ہے جس سے کسی پڑوسی کا دل نہ دُکھے۔ اس واسطے اپنے ہندو پڑوسیوں کی دل آزاری سے احتیاط کرنی چاہیے۔

حسن نظامی

اللہ ایک
رسولؐ ایک
قرآن ایک
قبلہ ایک
مسلمان ایک

خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری

منادی بابت ۱۶ و ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء

دلی کی پبلک کے حقوق

آج کل الکشن کی ہل چل ہے۔ حاکم بھی مشغول ہیں محکوم بھی مشغول ہیں۔ حاکم اپنے حق اور اپنے اختیار کو جانتے ہیں۔ محکوم اپنے حق اور اختیار سے بے خبر ہیں۔ سیاسی پارٹیاں نام لیتی ہیں پبلک حقوق اور پبلک اختیارات کا مگر دل میں سب کے اپنی اپنی ذات۔ اپنے اپنے گھر۔ اپنی اپنی بیویاں اور بچے۔ اپنی اپنی جیب۔ اور اپنے اپنے باورچی خانے۔ اور اپنے اپنے درزی خانے یعنی اپنے اپنے کھانے کپڑے کی لگن ہے۔

یا ہم بے زبان۔ بے علم۔ بے خبر محکوم لوگ تالاب کی مچھلیاں ہیں۔ اور ہم کو شکار کرنے والے چاروں طرف کانٹے ڈور پانی میں ڈالے ہوئے [illegible] ہیں کہ ہم سب کسی نہ کسی شکاری کا کانٹا نگل کر اس کا شکار بن جائیں اور شکاری کے باورچی خانوں میں ہم کو نمک مرچ لگا کر بناسپتی گھی میں تل لیا جائے۔

مچھلیوں کا منادی

اخبار منادی میں یہ قلم کاری کرنے والا چونکہ کسی سیاسی پارٹی میں نہیں ہے اس لئے وہ بھی تالاب مذکور کی ایک مچھلی ہے اور اپنی جیسی مچھلیوں کو شکاریوں کے کانٹوں سے بچانا چاہتا ہے۔

یہ کانٹا ہے

تالاب کے پانی میں تیرنے والو ہوشیار رہو یہ شکاری کا کانٹا ہے۔ چارہ نہیں ہے اس سے بچو اور اپنی ہستی کو شکاریوں سے بچاؤ۔

یہ سیاسی پارٹیاں ہیں

یہ کانگریس ہے۔ [illegible] ہے۔ خاکسار ہیں اور یہ احرار ہیں۔ اور یہ ہندو مہاسبھا ہے اور یہ سکھ لیگ ہے۔ اور یہ لیڈر ہیں۔

ان میں بیویوں کے شوہر بھی ہیں۔ بچوں کے باپ بھی ہیں مفلس بھی ہیں۔ زردار بھی ہیں باکار بھی ہیں اور زیادہ بے کار بھی ہیں۔

یہ سب بیمار ہیں۔ اور ان سب کو پیٹ کی بیماری ہے۔ عزت کی بیماری ہے۔ اقتدار اور اختیار کی بیماری ہے۔

یہ اخبار ہیں

یہ خدائی فوجدار ہیں۔ ان کو بھی ڈاکٹروں اور حکیموں اور ویدوں نے پیٹ کی متعدی بیماری کا مریض بتایا ہے۔ یہ تمہارے غم خوار ہیں۔ غم گسار ہیں تم بے زبانوں کی زبان ہیں۔ تمہاری سپر ہیں تمہاری ڈھال ہیں۔ مگر اپنی جوتیاں تمہاری کھال سے بنانی چاہتے ہیں۔

یہ حاکم ہیں

گورے دو چار۔ کالے بے شمار۔ تم جیسے آدمی ہیں۔ سانس لیتے ہیں۔ مگر مچھر کی طرح۔ اپنے کام میں یکسو۔ ایک منارہ پالیسی کے قیدی۔ ایک نئی آفت روٹین کے جال میں جیسے مکڑی۔

یہ دلی ہے

بائیس خواجہ کی چوکھٹ۔ سارے ہندوستان کی راج دھانی۔ سارے جسم کا دل۔ مگر جسم چھوٹا ہے۔ قد چھوٹا ہے۔

اس دلی کو ضلع بھی کہتے ہیں۔ نانا نانی پیار سے صوبہ بھی کہدیتے ہیں۔ ذرا دیکھو تو۔ دکھائی نہ دے تو خوردبین سے دیکھو کہ ہندوستان کے بھاری بھرکم بدن میں یہ دلی شہر کتنا ننا سا شہر ہے۔ کتنا ننا سا ضلع ہے۔ کتنا ننا سا صوبہ ہے۔

یہ دلی کی رعیت ہے

اشارے کنائے ہو چکے۔ اب صاف صاف سنو کہ ہر ملک کی رعیت جڑ ہوتی ہے۔ اور حکومت کرنے والے درخت ہوتے ہیں۔ اور درخت جب ہی ہرا بھرا رہ سکتا ہے کہ جڑ کو پانی دیتا رہے اور اس کو سوکھنے نہ دے۔

یہ کمیٹی ہے

پرانی دلی کی۔ اور نئی دلی کی۔ یہ الگ۔ وہ الگ۔ مگر ہیں دونوں سگی بہنیں۔ ایک ہماری ماں ہے۔ تو دوسری ہماری ماسی خالہ ہے ان کو میونسپل کمیٹی کہتے ہیں۔ یہ ہماری خوراک کی ذمہ دار ہیں۔ ہمارے لباس کی ذمہ دار ہیں۔ ہمارے مکانوں کی ذمہ دار ہیں۔ ہماری صحت کی ذمہ دار ہیں۔ ہماری تعلیم کی ذمہ دار ہیں۔

یہ پرانی دلی کی کمیٹی ہے

عمر زیادہ ہے۔ نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت سر سفید۔ گردن ہلتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں۔ اس کے ممبر شہر والوں کے باپ ہیں کمیٹی کے منہ بولے بیٹے ہیں۔ ہزاروں دائیاں ان ببولوں کو جناتی ہیں۔ اور یہ تین برس زندہ رہ کر مر جاتے ہیں

تو دائیاں بھرتے بیٹھے جناتی ہیں۔ دائیاں جناتے جناتے تھکی جاتی ہیں۔ اور یہ بیٹھے مرتے مرتے اور پیدا ہوتے ہوتے نہیں تھکتے۔

یہ بیٹے اماں کے کماؤ بیٹے ہیں۔ مگر کمانے میں چالاک۔ اور خرچ کرنے میں سست اور خود غرض جس شہر میں بسنے والوں کے باپ کہلاتے ہیں اُس کی تعلیم۔ اُس کی صحت اُس کے کھانے پانی اور اس کے کپڑے کے کاموں میں خرچ کرتے وقت کنجوس بن جاتے ہیں۔ سازشیں کرتے ہیں کانا پھوسی کرتے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ ان کی کمائی ٹھیک لگے۔ اور شہر کی تعلیم بڑھے۔ صحت بڑھے روزی بڑھے۔ اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کی اولاد کیا کھاتی ہے۔ کیا پہنتی ہے۔ اور کیا پڑھتی ہے۔ اور اس کے رہنے کے مکان کیسے گندے اور میلے ہیں۔ اور اس کی صحت کتنی خراب ہے اور اس پر انسپکٹر لوگ کیا کیا ستم کرتے رہتے ہیں

یہ نئی دلی کی کمیٹی ہے

چشم بد دور۔ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن۔ چشم مستے عجبے۔ زلف درازے عجبے۔ جوانی کی جمائیاں لیتی ہے اور انگڑائیاں بھی لیتی ہے۔ اور عاشقوں کے صبر پر بجلیاں گراتی ہے۔

کم عمر ہے۔ شاردا ایکٹ کی پابند ہے۔ شادی کہاں ہوئی ہے؟ جو اولاد ہوتی۔ اس کے نہ کوئی بیٹا ہے۔ نہ بیٹی ہے۔ ابھی سہرے کے پھول کہاں کھلے ہیں۔ اپنی نیند سوتی ہے اور ساری رات اور سارا دن نشہ شباب میں مست پڑی رہتی ہے۔

اس کے گھر میں دن کو بھی اندھیرا رہتا ہے اس لئے رات دن چراغ روشن رہتے ہیں۔ مگر چراغ بھی ایسے کہ کوئی دوسرا چراغ ان سے روشن نہیں ہو سکتا اور پروانے بھی عشق کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

یہ آل انڈیا اگزبیشن ہے

یہ کمیٹی سارے ہندوستان کی نمائش ہے۔ یہاں پورے برّ اعظم ہندوستان کے صوبوں کے آدمی آتے ہیں اور اس کے جمال جہاں آرا کو دیکھ دیکھ کر چلے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے زلف ہے یا جدائی کی کالی رات۔ کوئی کہتا ہے آنکھ ہے یا بے لیسنس کی شراب کی دکان۔ چہرہ ہے۔ یا پانچوں بتی کی طاقت کا قمقمہ۔ گردن صراحی دار۔ دانت اپریشن کے نشتر۔ ہونٹ روسیوں کا لال جھنڈا۔ ماہ پارا ہے موتی چور کا لڈو ہے۔ یہ کمیٹی نہیں لیلیٰ ہے۔ شیریں ہے۔ ہیر ہے۔ رانجھے کی مطلوبہ۔

یہ شاعری ہے

یہ دلی پبلک کے حقوق کا شاعری کی زبان میں تعارف تھا۔ شاعری دلی کی جان ہے۔ شاعری دلی کا ایمان ہے۔ اور شاعری ہی دلی کے لئے وبال جان ہے۔

اب شاعری اپنا چولا بدلیگی۔ نئی جون اختیار کریگی۔ اور دلی کے نقارخانے میں طوطی بن کر بولنا ترک کریگی۔ اور کمیٹی کا بھونپو بن کر گونجنا شروع کرے گی۔

پُرانی دلی کمیٹی کی غفلت

لڑائی ختم ہو گئی۔ مگر لڑائی کی مہنگائی ختم نہیں ہوئی کھانے کی چیزیں۔ پینے کی چیزیں۔ برتنے کی چیزیں اب تک مہنگی بک رہی ہیں۔ اور پُرانے شہر کی بڑھیا اماں اور نئے شہر کی جوان اماں کو بچوں کی تکلیف کا کچھ خیال ہی نہیں آتا۔

روپے کی بے عزتی

جس روپے پر تاجدار برطانیہ کی مورت ہو اس کی یہ بے عزتی کہ ساگ پات اور لکڑی کوئلہ جیسی حقیر چیزیں چہرہ شاہی کے سامنے وزنی اور قیمتی ہونے کا دعویٰ کریں؟ ٹکے سیر بکنے والی ناچیز چیزوں کا غرور اتنا بڑھا ہے۔ کہ آنے دو آنے چار آنے آٹھ آنے بارہ آنے سے بڑھ کر روپے سیر اور دو دو روپے سیر بکنے کی آرزومند ہیں۔ اور کمیٹی لڑائی بند ہو جانے کے بعد بھی روپے کی عزت کو بچانے کا خیال نہیں کرتی۔

دہلی ہاؤس ٹیکس کی تحقیقات

پُرانی دہلی کی میونسپل کمیٹی اور نئی دہلی کی میونسپل کمیٹی نے ہاؤس ٹیکس کی مقدار ڈبل کر دی ہے لیکن ٹیکس دینے والوں کو جب بل بھیجا جاتا ہے تو مکانوں کے نمبر نہیں بتائے جاتے ہیں اور کوئی افسر اس کی تحقیقات نہیں کرتا کہ جو بل کے ساتھ بھیجے گئے ہیں ان مکانوں کو درج بھی کیا ہے یا نہیں تاکہ ٹیکس ادا کرنے والا جانچ کر سکے کہ جس نمبر کے مکان کا یہ ٹیکس ہے اُس کی تشخیص ٹھیک ہوئی ہے یا غلط ہوئی نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے علاقے میں بیشمار مکان ایسے ہیں جن پر نمبر درج نہیں ہیں اور ٹیکس دینے والے جب سکریٹری صاحب کو لکھتے ہیں کہ مکانوں کے نمبروں کی جانچ کی جائے اور بتایا جائے کہ جس نمبر کے مکان پر یہ ٹیکس لگایا گیا ہے اُس کی آمدنی اتنی ہی ہے، یا کچھ کم ہے یا کچھ زیادہ ہے۔ تو سکریٹری صاحب ہفتوں تک جواب نہیں دیتے

منادی کی رائے ہے کہ اگر ٹیکس لڑائی سے پہلے کی آمدنی پر لگایا گیا ہے اور اب مکانوں کی آمدنی بڑھ گئی ہے تو اس سے کمیٹی کا نقصان ہوگا کیونکہ ٹیکس کم وصول کیا جائیگا۔ اور اگر تشخیص زیادہ کی گئی ہے اور مکان کی آمدنی اُس تشخیص سے کم ہے تو ٹیکس دینے والے کا نقصان ہوگا۔

میں جانتا ہوں کہ اس مطالبے میں مکانوں کے مالکوں کا نقصان ہے۔ کیونکہ اب مکانوں کے کرائے بڑھ گئے ہیں تاہم معاملہ اصول کا ہے جس میں گورمنٹ کو بھی فائدہ ہے۔ اور پبلک کو بھی فائدہ ہے لہٰذا منادی چاہتا ہے کہ چیف کمشنر صاحب اس معاملے پر فوراً توجہ فرمائیں۔

یہ خطوط ایک مستقل کتاب کی صورت میں شائع ہونگے

ذاتی خطوط

تاکہ اُردو زبان میں ہمیشہ یادگار رہیں

لندن کا خط

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ سلام علیکم

برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اس زیادتی کی وجہ بہت سی ہیں۔ پہلے تو حکومت برطانیہ کی کوشش ہے کہ ترکی۔ عربستان مصر وغیرہ ممالک سے مسلمان طلبا برطانیہ میں آکر تعلیم حاصل کریں۔ چنانچہ برٹش کونسل ہر سال بغداد قاہرہ۔ انگورہ سے مسلمان طلبار کو وظیفہ دیتی ہے۔ تاکہ وہ مختلف شعبہ جات میں تعلیم یہاں حاصل کریں۔ دوسری وجہ زیادتی کی یہ ہے۔ کہ اسلامی ممالک سے عموماً اور یمن۔ شمالی افریقہ اور بنگال و پنجاب سے خصوصاً مسلمان لوگ بحری ملازمت کرکے یہاں آجاتے ہیں۔ اور یہاں کی رہائش نفع بخش ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہاں کافی شادیاں ہو چکی ہیں۔ تیسری وجہ اس زیادتی کی یہ ہے کہ ان مسلمانوں کی جو یہاں شادیاں کر چکے ہیں۔ اولاد ہو رہی ہے۔ اس وقت یہاں بچوں کی تعداد چار سو سے کم نہ ہوگی۔ دس سال پیشتر یہاں بچوں کی تعداد صرف تیس یا چالیس تھی۔ یہ زیادتی مسلمان ہونے کی کے واسطے بہت سے ایسے امل پیش کر رہی ہے۔ جن کا حل ضروری ہو گیا ہے اس وقت ان بچوں کی تعلیم کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ جمعیت المسلمین ہر چند کوشش کرتی ہے لیکن اس سعی میں کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی جس کی کئی وجوہات ہیں ان کی تشریح کسی آئندہ عریضہ میں کرونگا۔ ان بچوں میں بعض نوجوان بھی ہیں۔ لڑکوں کی تربیت میں تکلیف ہو بھی تو وہ خود کسی نہ کسی طرح اس کمی کو پورا کر سکتا ہے۔ اور پھر شادی کرکے کمیونٹی میں ایک فرد ہو جاتا ہے۔ لیکن مسلمان لڑکیاں جن کی عمر اٹھارہ سے بائیس برس ہوگی ہے ایک مشکل معمہ پیش کر رہی ہیں۔ اُن کی اسلامی تعلیم صفر ہے۔ یہاں اسلامی برادری کا اجتماع ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ لہذا ان لڑکیوں کو مسلمان شوہر ملنے کی توقع نہیں ہے۔ یہاں ایک اخبار "مسلم نیوز" جمعیت المسلمین کی تگ و دو سے ڈپلی کیٹ ہوتا ہے۔ اس میں بندہ نے اس اور چند دوسری مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ لیکن حل دشوار ہے۔ میں اس لمبے مضمون انگریزی کو آپ کی خدمت میں اس واسطے بھیج رہا ہوں کہ شاید آپ کی وساطت سے راہبران ملت اسلامی اس کا کوئی حل سوچ سکیں۔ یہاں بچوں کی تعلیم کے واسطے نہ تو کتابیں مل سکتی ہیں اور نہ منگائی جا سکتی ہیں شاید آپ اس ضرورت کی منادی کرکے ہماری امداد کر سکیں۔ تبلیغ سب سے پہلے خیرات کی طرح گھر سے شروع ہونی چاہیئے۔ یہاں ووکنگ والے حضرات تبلیغ کی آڑ میں ہزاروں روپے مسلمانوں کی جیب سے نکال کر غیر مسلموں کو چار چلانے پر ضائع کر رہے ہیں۔ ان مسلمان بچوں اور عورتوں کی تبلیغ کی طرف کسی کی توجہ نہیں پڑتی۔ میں نے مولوی عبدالمجید صاحب سے کئی دفعہ اس امر کی التجا کی ہے کہ یہ انگریز عورتیں مسلمانوں سے شادی کر لیتی ہیں۔ اگر بیچارا مسلمان خود ہی بے علم ہے تو وہ کیسے اپنی بیوی کو اسلام سے آگاہ کر سکتا ہے۔ کیوں نہیں ووکنگ والے ان عورتوں کے واسطے نہایت آسان فہم انگریزی میں "اسلام کی حقیقت" پر چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھ دیتے۔ تاکہ یہ عورتیں اپنے شوہر کے مذہب کو سمجھ کر اولاد کو فائدہ پہنچا سکیں۔

مولوی عبدالمجید جو کہ ووکنگ کے امام بنے بیٹھے ہیں۔ ان غریبوں کو اسلام سے واقفیت دینے کے خواہش مند نہیں ہیں وہ تو کسی لارڈ یا کسی ادر منمول او ربار سوخ غیر مسلم کو مسلمان بناکر ہندوستانی اور دیگر مسلمانوں کی جیب سے پیسہ لینا چاہتے ہیں۔

ان روز نامہ و گر میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ کے ہاں کوئی ایسی کتب اسلامی ہوں کہ سہل انگریزی میں ہوں۔ یا اگر اُردو میں ہوں تو ان کا ترجمہ چھاپ سکتے ہوں تو ہم اُن کے خریدار ہیں۔ مہربانی کرکے فہرست روانہ کریں۔ اور پیسہ روانہ کیا جائیگا۔ میری بابت آپ مسٹر حسن سہروردی صاحب مقیم کلکتہ سے دریافت کر سکتے ہیں۔ میں یہاں جمعیت المسلمین کا خادم ہوں۔ زیادہ کیا لکھوں۔ امداد کا طالب

صاحب داد خاں از لندن

جواب:- پیارے بھائی صاحب داد خاں صاحب نے جس درد دل کا اظہار اس خط میں کیا ہے اس کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور مجھے امید ہے کہ منادی کے ناظرین پر بھی ایسا ہی اثر ہوگا۔ میرے پاس انگریزی میں مطلوبہ لٹریچر نہیں ہے۔ البتہ میں نے "ریلیجن آف نبی" نام کی ایک انگریزی کتاب پروفیسر اشتیاق حسین صاحب قریشی ایم اے سے معقول معاوضہ دے کر لکھوائی تھی۔ جس میں قرآن شریف کی

تعلیم کو بہت عمدہ طریقے سے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب خاصی ضخیم ہے اور میں نے بہت اچھے کاغذ پر بہت زیادہ روپیہ خرچ کرکے محض تبلیغ کی نیت سے یہ کتاب چھپوائی تھی۔ مگر مجھے اس کی تقسیم کے ذرائع میسّر نہیں آئے اور یہ کتاب کئی ہزار کی تعداد میں میرے پاس رکھی ہے۔ اور میں اس کی ایک کاپی صاحب داد خاں صاحب کو بھیجتا ہوں اگر وہ بالفعل اس کو موزوں خیال کریں گے تو میں کتاب مذکور کی سب جلدیں بلاقیمت اُن کو بھیج دوں گا۔ البتہ راستے کا محصول اُن کو ادا کرنا ہوگا۔

اس خط میں صاحب داد خاں صاحب نے ایک ضروری بات لکھ تو دی مگر ووکنگ والے مولوی صاحب پر تنقید میں مصروف ہو جانے کے سبب وہ اس کا علاج بتانا بھول گئے۔ اور میرا دل سب سے زیادہ اُسی چیز سے متاثر ہوا تھا۔ یعنی لندن کے مسلمانوں کی جوان لڑکیوں کو مسلمان شوہر نہیں ملتے۔ کیونکہ جو مسلمان ہندوستان سے وہاں جاتے ہیں وہ انگریز لڑکیوں سے شادیاں کر لیتے ہیں۔ اپنی قوم کی لڑکیوں کی طرف اُن کی توجہ نہیں ہوتی۔ یہ بات نئی روشنی کے مسلمانوں کے لئے افسوس کی بات ہے۔ مگر مجھ پرانی روشنی والے مسلمان کے لئے تو رو دینے اور ڈوب مرنے کی بات ہے۔ کیونکہ میری تربیت ایسی فضا میں ہوئی ہے جہاں مسلمان عورت کا غیر مسلم کی بیوی بننا اتنی زیادہ بے غیرتی کی بات ہے۔ کہ یا تو میں اپنی جان کھو دوں یا دوسرے کی جان لے لوں۔ مگر میرا دل یہ گوارا نہیں کرے گا کہ میری مسلمان قوم کی لڑکی کسی غیر مسلم کی بیوی بنے۔ اگرچہ محکومی نے ہم کو غیر مسلم کی بے غیرتیوں کا خوگر بنا دیا ہے لیکن لندن جیسے مرکزی مقام پر یہ چیز بہت زیادہ غور طلب ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو غیر مسلم شوہروں سے بچایا جائے۔ اور اس کا کوئی قرار واقعی تدارک کیا جائے۔ آخر میں آپ کے خط کا جو ہوائی جہاز کے ذریعے مجھے ملا ہے دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی

دہلوی فلاسفر کے خط کا ایک حصّہ

مخدومی مکرمی و محترمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ آداب عرض۔

جس قدر نجومی جناب والا کی عمر کے متعلق حکم لگاتے رہتے ہیں۔ مجھے غصّہ آتا رہتا ہے۔

میں بھی منطقی نجومی ہوں۔

منطق کی ایک شاخ INDUCTION (اس کا اردو ترجمہ معلوم نہیں) بھی ہے بہت زیادہ مثالیں دیکھ کر آئندہ کے متعلق انڈکشن سے نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ میرے بچپن میں بہت زیادہ طاقت دار اور موٹے تازے پہلوان یہ تھے۔ غلام پہلوان۔ کلّو پہلوان کیکر سنگھ پہلوان۔ آغا پہلوان۔ کالے میاں چھیٹن میاں۔ اُستاد اللہ دیا۔ خیر اللہ پہلوان وغیرہ وغیرہ ان پہلوانوں میں سے ایک بھی ساٹھ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ایک گاما پہلوان اب بڑی مشکل سے ساٹھ سال کے ہوئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ بھی ہے۔ موٹے لوگوں کے جگر دل اور پھیپھڑوں کے گرد جو سکار چربی جمع ہو جاتی ہے وہ ان اعضا رئیسہ کو اچھی طرح کام نہیں کرنے دیتی۔

حضرت مولانا شوکت علی حضرت مولانا محمد علی حکیم بھورے میاں اور بیسیوں موٹے آدمیوں کو میں جانتا تھا وہ ساٹھ سے آگے نہ بڑھ سکے۔

دُبلے، لمبے اور کمزور آدمیوں کی بڑی طویل عمر ہوتی ہے۔

برائے مہربانی جناب والا خود انڈکشن سے نتیجہ اخذ فرمائیں۔ خود جناب والا کو جتنے ۹۵-۹۹-۱۰۰ سال کی عمر کے لوگ ملے ہوں گے۔ وہ کمزور دُبلے اور غالبًا لمبے ضرور ہوں گے۔ اس لحاظ سے میں نے منطقی نجوم سے نتیجہ نکال رکھا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب نام نہاد ستارہ شناس "نجومی اور جوتشی" جھوٹے ثابت ہوں گے۔ اور جناب والا کی عمر سو سال سے زائد ہوگی اور ملک اور قوم کو ذات گرامی سے بڑے بڑے فائدے ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ آداب۔ بنش بردار الیاس لائے فائق دہلی

پیاری نواسی کا غمناک خط

نانا صاحب محترم۔ تسلیم۔ آپ کو سُن کر افسوس ہوگا کہ بتاریخ ۲ر نومبر بوقت سوا ڈھائی بجے ۱۲ بجے امی کا انتقال ہو گیا۔ تار کے ذریعے اطلاع دے چکی ہوں نانا صاحب کیا خدا ہم بدنصیبوں کا نہیں ہے؟ افسوس ہمارے آنسو اور ہماری آہیں بالکل رائگاں گئیں۔ خیر اُس کی مرضی۔ اور کیا لکھوں سب کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے گا۔ امی کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے۔ اس کے سوا اب ان کے واسطے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ والسلام زینب بی دہ دولہا بنت مریم احمد عارف بجام

حضرت صوفی عابد میاں کے ماموں کا خط

بعد سلام عرض گذارش خدمت اقدس میں یہ ہے کہ ہمارے بھانجے صوفی محمد عابد میاں جو افریقہ میں مقیم تھے گذشتہ کل ان کے اس دار فانی سے دار بقا کی جانب رحلت فرمانے کی غمگین اور دلخراش خبر آئی (فانا للہ وانا

الیہ راجعون) مرحوم ہندوستان آنے کی پوری تیاری کر چکے تھے۔ اور آئندہ مہینے میں وطن آنے کے لئے پورا ارادہ کر چکے تھے۔ اور ہم بھی اُن کے آنے کی خبر سُن کر مسرت و شادمانی منا رہے تھے۔ کہ یکایک اس المناک خبر نے ہمارے دلوں کی مسرتوں کو غم و اندوہ میں تبدیل کر دیا۔ آپ سے بھی ملنے کی انہیں بڑی خوشی تھی گذشتہ چند سال پہلے جب صرف چند مہینوں کے لئے وطن آئے تھے اور چند مہینے رہ کر پھر افریقہ چلے گئے تھے اُس وقت آپ سے ملنے کی بڑی التجا اور امید بندھائی تھی۔ کس کو خبر تھی کہ وہ اس وطن میں آنے کی نہیں بلکہ اصلی وطن جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔ اب اُن کے ایک چھوٹے بھائی مولوی محمد سعید جو اس وقت حج بیت اللہ کو گئے ہیں ان کو اور یہاں ان کی ہمشیرہ ہیں اور افریقہ میں اُن کے فرزند عبدالحق کو اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو مغفرت فرما کر باری تعالیٰ اپنی رحمت کے دریا سے سیراب فرما کر اعلیٰ علیین میں اعلیٰ درجات نصیب فرماوے آمین۔ فقط والسلام۔ ناچیز بندہ پیرزادہ محی الدین عثمانی۔

امریکہ کا خط

میرے رہبر جناب خواجہ صاحب۔ آداب بجا لا کر عرض پرداز ہوں چشتی پارٹی کے میثاق نامے کی خانہ پُری کر کے روانہ کرتا ہوں۔ ان سب لوگوں کی اجازت سے نام لکھے ہیں اگر تھوڑے دن اور بھی ہوتے تو وہ بھی ضرور لکھ کر روانہ کر دیتا۔

یہاں ۲۲ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ مگر ان کا لیڈر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی حالت بہت ہی خراب ہے۔ زمانہ جاہلیت سے یہاں کی حالت ذرا ہی اچھی ہے۔ یہاں تین چار انجمنیں بھی ہیں۔ مگر صرف نام کی۔ یہاں امام ہیں مگر کسی کام کے نہیں۔ مدرسہ کوئی نہیں ہے۔ لوگ تھوڑی بہت اُردو جانتے ہیں۔ غرض کہ یہاں کی حالت بہت ہی خراب ہے۔ اسلام دن بدن گرتا جا رہا ہے۔

دوسرے خط میں حضور کو یہاں کی پوری کیفیت لکھوں گا۔ حضور مجھ کو دُعائے خیر سے نہ بھولیں۔ میرا لڑکا محمد انور علی نی پر امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔

زیادہ قدم بوسی۔ گوہر علی نظامی از ٹرینیڈا امریکہ

ویجاپور کا خط

میرے پیر و مرشد صادق سیدنا حضرت خواجہ صاحب۔

ویجاپور سے خادم نواز خاں اشرف خاں نظامی کا آداب و سلام قبول ہو۔ آپ کی دعا کی برکت سے خیر و عافیت ہے۔ دیگر عرض ہے۔ کہ ہمارے نظامی پیر بھائی سید عباس علی صاحب کا انتقال بتاریخ ۲۱ اکتوبر بروز یکشنبہ یعنی اتوار کے روز ہوا۔

سید عباس علی صاحب کا ویجاپور میں ممتاز اور رئیس گھرانا ہے۔ وہ کچہری میں اور گاؤں میں ممبر تھے۔ سب سے خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔ چھوٹی عمر میں تین لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑ کر رحلت فرمائی ہے۔ ان کے پیچھے والوں کو صبر جمیل اللہ پاک عطا فرماوے اور مرحوم کو غریق رحمت فرماوے۔ آپ بھی دعاء خیر فرما دیں۔

نواز خاں اشرف خاں نظامی جاگیردار۔

مولانا برنی کا شاندار کام

جناب مولانا محمد الیاس صاحب برنی ایم اے نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مطبوعہ خط بغرض اشاعت بھیجا ہے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو یہ ہے کہ انھوں نے اُردو شاعری کا ایک جامع انتخاب سلسلۂ منتخبات نظم اُردو کے عنوان سے ۱۹۱۹ء سے شائع کرنا شروع کیا تھا اور اس انتخاب کے لئے تین مستقل عنوان (۱) معارف و ملت (۲) جذبات فطرت اور (۳) مناظر قدرت کے نام سے مقرر کئے تھے۔ ہر عنوان کے تحت چار چار جلدیں ۱۹۲۴ء تک شائع ہوئیں۔ اور اب تک پچاس ہزار سے زیادہ تعداد میں شائع ہو چکی ہیں اب جبکہ اُردو شاعری ایک نئے دور سے گذر رہی ہے اور پچھلے بیس سال میں بہت کچھ قابل قدر کلام شائع ہو چکا ہے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "منتخبات نظم اُردو" کی کچھ اور جلدیں شائع کی جائیں۔ جو انہی تین مستقل عنوانات کے تحت مرتب کی جائیں گی جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ اس غرض کے لئے برنی صاحب حضرات شعرا کا تعاون چاہتے ہیں جس کی صورت یہ ہے۔ کہ اول تو شعرا اپنے کلام کے مطبوعہ مجموعے برنی صاحب کو بھیج دیں جو بعد انتخاب واپس کر دئے جائیں گے۔ دوسرے جو کلام رسالوں میں شائع ہوا ہو اُس کی نقلیں بھیجدی جائیں۔ یہ نقلیں واپس نہ کی جائیں گی۔ جو شعرا اپنا کلام ارسال فرمائیں وہ اس کے ساتھ ہی اپنے [illegible] میں اجازت طبع اور اپنے متعلق ضروری معلومات بھی تحریر فرمائیں۔ یعنی اپنا پورا نام، تخلص، وطن یا پتہ، سن ولادت اور شائع شدہ مجموعوں کے نام وغیرہ جن شعرا کا کلام کسی جلد میں شائع ہوگا ان کی خدمت میں وہ جلد ہدیتہً پیش کی جائے گی۔ شعرا اپنے حلقۂ واقفیت کے دیگر شاعر حضرات کے پتوں سے بھی برنی صاحب کو مطلع فرمائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ شعرا کا منتخب کلام شائع کیا جا سکے۔ خط کتابت کا پتہ جناب پروفیسر محمد الیاس صاحب برنی بیت السلام حیدرآباد دکن

جمعیت اصفیا کا جلسہ

۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۴۵ء کو حضرت مولانا محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف ضلع پشاور صوبہ سرحد نے تمام ہندوستان کے عموماً اور پنجاب اور سندھ اور صوبہ سرحد اور بلوچستان کے خصوصاً کئی ہزار علماء و مشائخ کو جمع کر کے ایک جلسہ کیا جس کی صدارت سجادہ نشین صاحب چورہ شریف نے فرمائی۔ اور تین ریزولیشن علماء و مشائخ و حاضرین کے اتفاق سے منظور کئے گئے جو یہ ہیں۔ (ریزولیشن طویل ہیں ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے)

ریزولیوشن نمبر ایک تمام علماء و مشائخ و سجادہ نشین اصحاب متفق ہو کر ایک جماعت قائم کرتے ہیں اور اس جماعت کا نام **جمعیت اصفیا** رکھا جاتا ہے۔

۲۔ اور یہ جمعیت اصفیا بالاتفاق قرار دیتی ہے کہ آئندہ انتخابات سیاسی میں حصہ لینے والے امیدواروں کو اس شرط پر امداد دی جائے گی۔ کہ وہ طلب امداد سے پہلے شرعی حلف کریں۔ کہ وہ ممبر ہو جانے کے بعد کسی ایسے قانون کی حمایت و تائید نہیں کریں گے جو شرع اسلام کے خلاف ہو بلکہ غیر شرعی قانون کی مخالفت کریں گے اور اس کو نہ بننے دیں گے۔

۳۔ **جمعیت اصفیا** مسلم لیگ کو تمام مسلمانوں کی نمائندہ اور طاقتور جماعت تسلیم کرتی ہے۔ مگر مسلم لیگ کے قائم کردہ امیدواروں کی تائید بھی اسی شرط کے ساتھ کرے گی کہ کوئی مسلم لیگی امیدوار شرع اسلام کے خلاف کسی قانون کی حمایت نہ کرے۔

۴۔ **جمعیت اصفیا** مسلم لیگ کی بھی اسی شرط پر حمایت کرے گی۔ کہ اس کی ورکنگ کمیٹی اور صدر اور سکریٹری **جمعیت اصفیا** کے مذکورہ اصول اور شرط کو تسلیم کر لیں۔

۵۔ شرط مذکور کی تشریح یہ ہے۔ دین اسلام میں مذہب سیاست ایک ہی چیز ہے اس لئے مسلم لیگ اپنے سیاسی امور کو مذہب سے الگ نہ ہونے دے۔ اور مذہب کو سیاست سے جدا نہ ہونے دے۔

۶۔ مسلم لیگ اسمبلیوں میں کسی ایسے قانون کو نہ پیش کرے گی نہ اس کی تائید کرے گی جو شرع اسلام کے خلاف ہو۔

۷۔ اگر کوئی ایسا قانون پیش کرتا ہو۔ جس کا اثر شریعت اسلام پر ہوتا ہو۔ تو اراکین مسلم لیگ کا فرض ہوگا۔ کہ وہ ایک مہینہ پہلے **جمعیت اصفیا** کے صدر کو اس قانون کا مسودہ شرعی غور و خوض کے لئے بھیج دیں۔

۸۔ اگر اسمبلی کے کسی مخالف ممبر کی طرف سے کوئی ایسا قانون یا تجویز پیش ہو جس کا اثر شریعت کے خلاف ہوتا ہو تو مسلم لیگ کا فرض ہوگا کہ اس قانون یا تجویز کا مسودہ بھی انجمن اصفیا کے صدر کو بھیج دے تاکہ اس پر غور کیا جا سکے۔

۹۔ چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین پاکستان ہے۔ اور جمعیت اصفیا بھی اپنا نصب العین پاکستان کو سمجھتی ہے۔ اس لئے جمعیت اصفیا مسلم لیگ کے نصب العین کو اپنا نصب العین مان کر اعلان کرتی ہے کہ یہ جمعیت ہر قسم کی قربانیاں پاکستان کی حمایت و حفاظت کے لئے پیش کرے گی۔

ریزولیوشن نمبر ۲ بالاتفاق منظور ہوا کہ مسلم لیگ کے ہر امیدوار کو پہلے ایک حلف نامہ لکھنا ہوگا اور جمعیت اصفیا کو دینا ہوگا اس کے بعد جمعیت اصفیا مسلم لیگ کے اس امیدوار کی مدد کرے گی۔

مضمون حلف نامہ میں فلاں ابن فلاں قوم فلاں ساکن مقام فلاں اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ کامیاب ہو جانے کے بعد اسمبلی میں ہر ایسے قانون کی حمایت کروں گا جو مسلمان قوم کے لئے مفید اور شرع اسلام کی موافق ہو۔ اور ہر ایسے قانون کی مخالفت کروں گا جو اس کے خلاف ہے۔

۲۔ میں جمعیت اصفیا کے ان تمام مذہبی مطالبات کو مد نظر رکھوں گا۔ جو اسمبلی میں پیش ہونے والے کسی قانون یا تجویز کے شرعی پہلو کے لئے ہوں۔ اور اگر کسی قانون یا تجویز کا برا اثر شریعت اسلام کے خلاف ہوتا نظر آئے اور اس کی مخالفت کرنے سے مجھے ممبری سے دست بردار ہو جانا ضروری معلوم ہو تو میں بخوشی ممبری چھوڑ دوں گا مگر شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں ہونے دوں گا۔

۳۔ اسمبلی کے بجٹ سیشن سے ایک مہینہ پہلے اپنے حلقہ نیابت کے ہر گاؤں اور قریے میں جا کر باشندوں کی ضرورتوں اور شکایتوں اور تکلیفوں کو معلوم کروں گا اور اسمبلی میں ان کے تدارک کا انتظام کروں گا۔

۴۔ اسمبلی سیشن شروع ہونے سے پہلے جمعیت اصفیا کے صدر صاحب سے ان تجاویز کی نسبت مشورہ کر لوں گا جو سیشن مذکور میں

پیش ہونے والی ہوں۔

۵ ۔ میں اپنے حلقۂ نیابت کے ووٹروں میں پسند نہ کیا جاؤں اور اسّی فی صدی ووٹر مجھ پر بے اعتمادی ظاہر کریں تو میں فوراً ممبری سے دست بردار ہو جاؤں گا۔

۶ ۔ میں مذہب اسلام اور مسلمان قوم اور اپنے وطن کا پورا وفادار رہوں گا۔

۷ ۔ مجھے اس عہد نامے کے چھپوانے شائع کرنے اور تقسیم کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

ریزولیوشن نمبر تین } جو جلسے کے بانی حضرت مولانا محمد امین الحسنات سجادہ نشین مانکی شریف نے پیش کیا اور سب حاضرین نے بالاتفاق منظور کیا۔ حضرت نے فرمایا "میں نے یہ اجتماع صرف مذہبی امور کی حفاظت کے خیال سے کیا ہے۔ اور یہ جمعیت بھی اسی غرض سے قائم کی ہے۔

۱ ۔ اس لئے میں جمعیت اصفیا میں کوئی عہدہ لینا نہیں چاہتا۔ نہ صدارت نہ نظامت نہ خزانچی۔ البتہ مجلس عاملہ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں، اگر آپ سب لوگ مجھے اس خدمت کے لئے موزوں خیال کریں۔

۲ ۔ میری تجویز ہے کہ اس جمعیت کے ایک صدر ہوں جو ایک سال تک کام کریں تاکہ سب کام کرنے والوں کو کام کا موقع مل سکے۔ ایک سال چشتیہ طریقے کے کوئی بزرگ صدارت کریں۔ اور ایک سال نقشبندیہ طریقے کے کوئی بزرگ صدارت کریں اور ایک سال قادریہ سلسلے کے کوئی بزرگ صدارت کریں صدر کا انتخاب مجلس عاملہ کی کثرت رائے سے ہو۔

۳ ۔ صدر کے علاوہ ایک عہدہ نائب صدر کا ہوگا اور ایک عہدہ ناظم کا ہوگا۔ اور ہر صوبے میں ایک ایک نائب ناظم بھی مقرر ہوں گے۔ اور خزانچی کا عہدہ بھی صدر جمعیت اور مجلس عاملہ کی کثرت رائے سے طے ہوگا۔

ان تینوں تجویزوں کو حاضرین جلسہ نے بالاتفاق منظور کیا۔ اور جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

حسن نظامی کا حاشیہ } اس جلسے سے بہت پہلے حضرت مولانا محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف نے اپنے ایک معتمد مولانا شائستہ گل صاحب کو میرے پاس بھیجکر جلسے میں بلایا تھا مگر میں اپنی علالت کی وجہ سے جلسے میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔ اور اپنا تحریری بیان بھیج دیا تھا۔ جس کو جلسے میں پڑھ کر سنا دیا گیا تھا اور حاضرین نے اُس کو پسند کیا تھا اور میری صحت کے لئے دعائیں مانگی تھیں۔

اب یکم نومبر ۱۹۴۵ء کو مولانا شائستہ گل صاحب پھر میرے پاس تشریف لائے اور اُنھوں نے جلسے کے تمام حالات سنائے جس سے مجھے بیحد خوشی ہوئی۔ خاص کر اس خبر سے میرا سر فخر سے اونچا ہو گیا کہ سجادہ نشین صاحب مانکی شریف نے پورے پانچ ہزار مہمانوں کی مہمان نوازی اپنے لنگر سے کی اور ہندوستان کے اُن رواجی جلسوں سے اس مقدس جلسے کو ممتاز کر دیا جو اپنے جلسوں میں مہمانوں کو بلا کر اُن کے کھانے کی فیس مہمانوں سے وصول کر لیتے ہیں اور یہ بات اس لئے میرے فخر کو بڑھانے والی بات ہے کہ یہ جلسہ اہل مذہب کا تھا اور درویشوں کا تھا جن کو خدا نے کھلانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ دوسروں سے اپنا کھانا مانگنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اور یہی بنیاد ہے اُس جمعیت اصفیا کی جس کا مستقبل آنے والے ہندوستان میں مجھے بہت درخشاں نظر آتا ہے میں نے اس جمعیت اصفیا کی ممبری قبول کر لی ہے اور میں ہر صوبے کے مسلمان مریدوں اور خلفا کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ بھی جمعیت اصفیا کے ممبر بن جائیں۔ حسن نظامی

حاشیہ خطوط نمبر ۲ } پیارے بھائی مسٹر ایس اے حقائق فلاسفر دہلی کے خط کا ایک حصہ درج کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ اقتباس میرے سفر حیدرآباد کے زمانے میں کیا گیا تھا اس لئے اقتباس میں خامی رہ گئی اس خط کے پہلے حصے میں تصوف کی نسبت ایسے خیالات تھے جن کا اندراج ضروری تھا۔ لیکن اقتباس کرنے والوں نے اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور ایک ایسی چیز کو لے لیا جس کا تعلق محض میری عمر سے تھا۔ انسان کم زندہ رہے یا زیادہ دن تک جیتا رہے آخر کار اس کو مرنا ہی پڑتا ہے۔ لہذا میں اس بحث کو موجودہ زمانے کی دوڑ دھوپ میں کچھ اہمیت نہیں دیتا البتہ تصوف کی بحث ایک ایسی بحث ہے جس سے انسانوں کی روحانی زندگی کو فروغ ہوتا ہے اور یہی فروغ ہندوستانیوں کو عرصہ دراز تک زندہ رہنے میں مدد دے سکتا ہے کیونکہ تصوف حی القیوم خدا کی حیات باقیہ کی منادی کرتا رہتا ہے۔

نمبر ۳ ۔ مجھے اپنی روحانی بیٹی مریم مرحومہ کے انتقال کی خبر سے جتنا صدمہ ہوا تھا اس کو روزنامچے میں ظاہر کر چکا ہوں۔ اب بیٹا اپنی نواسی زینب اور اُن کے والد علی زیدی صاحب اور دوسرے سب پسماندوں کے صبر کی دعا کرتا ہوں۔ اور یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مریم کی روح کو جنت کی راحتیں دے۔

نمبر ۴ ۔ حضرت صوفی عابد میاں صاحب کی وفات حسرت آیات کی نسبت بھی گذشتہ منادی میں یاد دہانی ظاہر کر چکا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کی اولاد اور ان کے مریدان کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کا خیر کو مرحوم نے اپنی پاک و اعلیٰ زندگی میں جاری کیا تھا اس کو قائم برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔

نمبر ۵ ۔ فرزند روحانی گوہر علی نظامی امریکہ میں اپنے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے علم دار ہیں انہوں نے جو کچھ اس خط میں لکھا ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ مسلمان قوم ہر جگہ ایسی ہی ابتری میں مبتلا ہے اور اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ افسوس کے خط لکھے جائیں بلکہ افسوس کرنے کے بدلے خود اسلام کا عملی نمونہ بن جانا چاہئے تاکہ ان کے نمونے کو دیکھ کر دوسروں کی اصلاح ہو جائے۔ ہمارے بزرگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور ہم کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ سان فرانسسکو امریکہ میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کی ایک خانقاہ بنی ہے اور سلسلہ کی ایک نائب خاتون وہاں کام کرتی ہیں میں اُن کو لکھوں گا کہ وہ گوہر علی نظامی کے رفیقوں کی اصلاحات میں مدد کریں۔

نمبر ۶ ۔ مجھے فرزند روحانی عباس علی نظامی کے انتقال کی خبر سے صدمہ ہوا اور میں تمام ہندوستان کے نظامی بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے عباس علی کے عزیزوں کے ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عباس علی کی مغفرت کرے اور پسماندوں کو صبر دے۔

نمبر ۷ ۔ مولانا محمد الیاس صاحب برنی نے سرکاری فرائض کے ساتھ ہی قومی اور ملکی فرائض کی انجام دہی میں جو اعلیٰ کام کئے ہیں اُن سب کاموں میں یہ کام بھی ایک بڑی قیمت رکھتا ہے جس کا ذکر اوپر کی عبارت میں ہے۔ بسری رام آنجہانی نے خم خانہ جاوید لکھ کر اُردو شعراء اور اُردو شاعری کی بہت بڑی خدمت انجام دی تھی اور مولانا آزاد مرحوم دہلوی نے بھی آب حیات لکھ کر بڑا کام کیا تھا اسی طرح مولانا برنی کا یہ کام بھی تمام ملک کی شکر گزاری کا مستحق ہے۔ مگر یہ شکر گزاری رسمی اور لفظی نہ ہونی چاہ[illegible]

[illegible]

کربلا کا تاریخی حال

نہ سُنّی نوجوان جانتے ہیں نہ شیعہ نوجوان واقف ہیں

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے گذشتہ سال اس نام کی باتصویر کتاب شائع کی تھی

اور سیکڑوں سُنّیوں نے ہزاروں کتابیں خرید کر تقسیم کی تھیں

اس سال محرم میں شیعوں کو بھی کربلا کا تاریخی حال تقسیم کرنا چاہیے

بڑا سائز۔ اہم تصویریں۔ معتبر تاریخوں کا اقتباس

ایک کتاب آٹھ آنے کی بارہ کتابیں تقسیم کے لئے خریدی جائیں تو آدھی قیمت

یہ کتاب شیعہ سُنّی اختلاف دُور کر دیتی ہے

دفتر مُنادی بُک ڈپو دہلی سے ملیگی

طمانچہ بر رخسار یزید

خواجہ حسن نظامی دہلوی کا لکھا ہوا مشہور تاریخی ڈرامہ

قیمت سوا روپیہ تقسیم کرنے والوں سے آدھی قیمت

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ ۶ نومبر ۱۹۴۵ء منگل دہلی

غم کا تار کلکتے سے غمناک خبر کا تار آیا ہے کہ میری روحانی بیٹی مریم احمد عارف بھام نے گذشتہ جمعہ کو وفات پائی مجھے اس خبر سے بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ مرحومہ کلکتے کے ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ برما میں بھی ان کی بڑی جائداد تھی۔ مرحومہ کو اپنی ہونہار جوان لڑکی کی وفات کا صدمہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو آغوش رحمت عطا فرمائے۔ اور اُن کے شوہر علی دو دہا صاحب کو اور اُن کے بچوں کو صبر عطا کرے۔

چاند نہیں ہوا ناظم صاحب امور مذہبی حیدرآباد کا تار آیا ہے۔ کہ ۲۹ کو چاند نظر نہیں آیا۔ اس حساب سے عید جمعہ کے دن ہوگی۔

چیف کمشنر صاحب سوا دس بجے آنریبل چیف کمشنر صاحب دہلی سے ملنے گیا تھا۔ آج اُن کے ہاں دہلی راشننگ کے تمام عہدے دار جمع ہوئے تھے۔ سب چھوٹے بڑے افسر تقریباً پچاس ساٹھ آدمی تھے۔ اُن سے فارغ ہونے کے بعد مجھ سے ملاقات کی۔

رائے بہادر کھنہ گیارہ بجے نئی دہلی سکریٹریٹ میں آیا اور رائے بہادر کھنہ صاحب اور مسٹر پوری سے ملاقات کی۔ رائے بہادر کھنہ صاحب میرے قدیمی دوستوں میں ہیں جب میری آنکھوں کا اپریشن ہوا تھا اُس وقت شملہ پہاڑ پر میں اُن کے قریب ٹھیرا ہوا تھا۔ اُس وقت سے آج تک اُن کے مخلصانہ برتاؤ کا سلسلہ جاری ہے۔

سفر کی تیاری بارہ بجے گھر میں واپس آیا اور حیدرآباد جانے کے لئے بستر تیار کیا۔ حور بانو بھی ملنے آئی ہیں۔

دیوالی کی مٹھائی سیٹھ پدم چند صاحب کے صاحبزادے مٹھائی لیکر آئے تھے۔ غزالی خاں بھی ملنے آئے تھے ریلوے اسٹیشن تک علی اور حسن طالب اور غزالی خاں ساتھ گئے تھے۔ اسٹیشن پر لالہ داتارام اور اُن کے بھائی اور لالہ دیبی پرشاد اور لالہ پریم بھی ملنے آئے تھے۔ لالہ کنور سین صاحب چشتی دہلوی کے ایک عزیز نوجوان اور اُن کی بہن بھی میرے درجے میں ہیں۔ حیدرآباد جا رہے ہیں اُن کی شادی حیدرآباد میں ہوئی ہے۔ درجے میں چھ پلنگ ہیں۔ اور سب مسافروں سے لبریز ہیں۔

غسل خانے کا اندھیرا جنگ کے زمانے میں ریلوں میں اندھیرا رہتا تھا۔ رات دن اخبارون میں چھپتا ہے کہ لڑائی بند ہوگئی ہے۔ مگر ہندوستان کے ریل والوں کو اب تک ان خبروں کا یقین نہیں آیا ہے۔ اس واسطے اُنہوں نے سب ریلوں کے غسل خانوں کی روشنی جاری نہیں کی ہے۔ کیونکہ اُن کو اندیشہ ہے کہ غسل خانوں کی روشنی دیکھ کر دشمن بم باری کرنے نہ آجائے۔

انگریزوں کی حاکمانہ مشین بہت تیز چلتی ہے مگر ریلوے انتظام کی مشین سب سے زیادہ سست رفتار ہے۔ مجھے بار بار غسل خانے میں جانے کی بیماری ہے۔ دو رات تاریک غسل خانے کی تکلیف اُٹھائی۔

ریل کا کھانا حیدرآباد کی گاڑی میں ہندوؤں کا ٹھیکہ ہے۔ وہ بغیر گوشت کا کھانا تھال میں دیتے ہیں۔ ہر تھال میں سات پیالیاں ہوتی ہیں۔ اور مجھے یہ کھانا بہت مرغوب ہے دہلی سے حیدرآباد تک تمام اوقات کے کھانوں کا بل پانچ روپے ہوا۔ مگر اس کھانے کے انتظام میں صفائی بالکل نہیں ہے۔

یکم ذی حج ۱۳۶۴ھ ۷ نومبر ۱۹۴۵ء بدھ حیدرآبادی ریل

چپ کا روزہ چونکہ اس سفر کی اطلاع دہلی سے حیدرآباد تک کے راستے میں آنے والے مقامات پر نہیں دی تھی اور ریل میں بھی سب لوگ ایسے ہیں جن سے بات کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے میں دو رات اور ایک دن چپ چاپ رہا۔ گویا چپ کا روزہ رکھا۔ لالہ کنور سین چشتی کے بچوں نے میری بہت خدمت کی۔ ہر کھانے کے وقت اپنے ساتھ کی لائی ہوئی مٹھائی کھلاتے تھے۔ اور جب میں منادی کے لئے مضامین لکھ لیتا تھا تو لفافے اسٹیشن کے لیٹر بکس میں جا کر ڈال دیتے تھے۔

سردی ناگ پور تک سردی کا اثر رہا۔ پھر موسم گرم ہوگیا۔ ریل میں رات کو بھی سویا اور دن کو بھی سویا۔ تاریخ ہند پڑھی اور مضامین لکھے۔ اس طرح یہ دو رات دن بسر ہوئے۔ اگرچہ کوئی رفیق ساتھ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے کرشمے دیکھ رہا ہوں۔ خواجہ بانو اور علی کا اصرار تھا کہ کوئی آدمی ساتھ لے جاؤ۔ میں ہنستا تھا اور کہتا تھا "آدمیوں کو فرشتوں کا مسجود بنانے والا رفیق اعلیٰ میرے ساتھ ہے"۔ کمزوریاں بھی تھیں۔ بیماریاں بھی تھیں۔ سفر بھی تھا۔ بھیڑ بھی حد سے زیادہ تھی۔ پھر بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے گھر میں ہوں اور چاروں طرف راحت اور آسائش کے سامان جمع ہیں۔ یہ ہے میرا توکل! اور یہ ہے خدا کی نعمت جو مجھے عرش اعظم سے عطا ہوتی رہتی ہے۔

۲ ذی حج ۱۳۶۴ھ ۸ نومبر ۱۹۴۵ء جمعرات حیدرآباد

پندرہ چاند کے بعد حیدرآباد نے پندرہ چاند طلوع اور غروب ہوتے دیکھے یعنی پندرہ مہینے گذر گئے تب آج صبح سات بجے دہلی کا مسافر سکندرآباد کے

مطلع پر نمودار ہوا۔ خیال کر رہا تھا سب سے پہلے میرا چاند سا بیٹا حسین مجھے دکھائی دیگا۔ مگر جسمانی بیٹا نظر نہ آیا۔ البتہ روحانی اولاد موجود تھی۔ سید سعید نظامی۔ نواب سردار یار خاں نظامی اور اُن کے لڑکے اور مولوی محمد یعقوب ناسوتی شاہ نظامی اور اُن کے لڑکے اور خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندرآباد اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب صدیقی تاجر بنگلور وغیرہ بھائی استقبال کے لئے آگئے تھے۔ نواب سردار یار خاں نظامی نے دہلی میں تار کے ذریعے درخواست بھیجی تھی کہ اس سفر میں میرے مکان پر قیام کیجئے۔ اس لئے وہ بھی مجھے اپنے گھر لیجانے کے لئے آئے تھے۔ مگر میں نے پیارے فرزند سید سعید کو اطلاع دی تھی کہ میں اُن کے پاس ٹھیروں گا۔ کیونکہ اُن کی انگریز بیوی کے انتظام سے اپنی تندرستی کو مدد دینی چاہتا تھا۔ سید سعید نے کہا میرے دوست عبدالرحمٰن صاحب تاجر بنگلور نے نہایت خلوص و محبت کے ساتھ اصرار کیا ہے اور اپنے مکان پر آپ کے ٹھیرنے کے انتظامات کئے ہیں۔ میں نے سید سعید کے فیصلے کو خوشی خوشی قبول کیا۔

نام پلی } حیدرآباد اسٹیشن کو نام پلی کہتے ہیں سکندرآباد سے ریل چلی تو چھوٹے چھوٹے اسٹیشنوں پر ٹھیرنے کے بعد نام پلی حیدرآباد اسٹیشن پر پہنچا دیا۔ وہاں بھی برادران طریقت اور احباب کا ہجوم جمع تھا۔ مولانا عینی شاہ نظامی۔ اور صادق الیقین نظامی اور کامل الیقین نظامی اور حکیم مصطفےٰ حسین نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور سید نصیر نظامی اور عبدالظہور صاحب گھنٹے والے اور سید شبیر نظامی خلف حضرت بلالی شاہ نظامی مرحوم اور خوش اقبال شاہ نظامی اور محمود نظامی وغیرہ بکثرت اصحاب جمع تھے جنہوں نے پھولوں کے گنٹھے پہنائے۔ اور ناسوتی شاہ نظامی کے

لڑکے نے اپنے والد کی نظم خوش الحانی سے پڑہی۔ جو یہ تھی ؎

بحمد اللہ مرے سرکار آئے — رسول اللہؐ کے دلدار آئے
نہ کیوں مسرور ہوں سارے نظامی — غلاموں کے صحیح غمخوار آئے
مجدد ہیں جو درس معرفت کے — وہ آئے کاشف اسرار آئے
مبارک اے دل بیتاب مژدہ — سنبھلنے کے ترے آثار آئے
جو آیا پیر میخانہ تو میکش — قدم لینے کو سب سرشار آئے
تلاطم میں جھکولے کھا رہی تھی — مری کشتی کے کھیون ہار آئے
گداؤں کو عطا ہوتی ہے شاہی — یہی سُن کر سر دربار آئے
شعاع حسن ازلی جذب کرلوں — اگر پہلو میں اپنا یار آئے
مجھے ہر دم خیال یار آئے — تصور بن کے خود دلدار آئے
لگائی تھی پیا سے من کی بازی — بہت اچھا ہوا جو ہار آئے
تمنا میکشوں کی ہے الٰہی — یوں ہی ساقی یہاں ہر بار آئے
مُراد دل ہو ناسوتی کی پوری — تمنا کے شجر میں بار آئے

قیام گاہ } حیدر گوڑے میں مہاراجہ کشن پرشاد کے مکان میں ٹھیرنے کا انتظام ہوا ہے۔ یہ مکان جرمن ڈیزائن کا نہایت خوبصورت اور شاندار مکان ہے۔ اور سید سعید اور رحمٰن صاحب نے قدیم و جدید رواجوں کا دوہرا انتظام کیا ہے یعنی ایک کمرے میں ملاقاتیوں کے لئے صوفے کرسیاں بھی ہیں۔ اور ایک کمرے میں مسند اور گاؤ تکیئے اور چاندنی کا فرش ہے۔ اور ایک کمرے میں عورتوں کے لئے انتظام کیا گیا ہے اور ایک کمرہ نماز کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اور ایک کمرہ کھانے کے لئے۔ اور ایک کمرہ خوابگاہ کے لئے۔ جہاں غسل خانہ قریب ہے۔ میں نے غسل کیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر اُن اصحاب سے ملاقاتیں کیں۔ جو میری خبر سُن کر جوق جوق آنے شروع ہو گئے تھے۔ معلوم ہوا حسین کل شام کو آئیں گے۔

طعام خاصہ } ایک بجے اعلیٰ حضرت حضور نظام نے اپنے دسترخوان کے طعام خاصہ کا خوان بھیجا۔ اہلکار موٹر میں یہ خوان لے کر آئے کشتی پر زرد خوان پوش لپٹا ہوا تھا۔ اور اس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ یہ قدیمی بادشاہوں کا قدیمی رواج ہے۔ جب حیدرآباد میں آتا ہوں تو ایک بار اعلیٰ حضرت طعام خاصہ عنایت فرماتے ہیں۔ اور جب وہ دہلی میں تشریف لاتے ہیں تب بھی ایک بار خاصہ مرحمت ہوتا ہے۔ چونکہ اعلیٰ حضرت بہت سادہ غذا استعمال کرتے ہیں اس واسطے یہ کھانا میرے لئے بہت مرغوب ہوا۔ کئی قسم کے کھانے تھے اور سب میری

صحت کے لحاظ سے میرے لئے موزوں تھے۔ رحمٰن صاحب میزبان نے کھانے میں بہت زیادہ تکلفات کئے تھے۔ انگریزی کھانے بھی تھے۔ دیسی کھانے بھی تھے۔ مرغ بھی تھے۔ مچھلیاں بھی تھیں۔ مگر مجھے ان سب کھانوں پر شاہی طعام خاصہ برتر معلوم ہوا۔ اس لئے نہیں کہ وہ بادشاہ کا بھیجا ہوا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ میری جسمانی حالت اور اصول صحت کے موافق تھا۔

دلی کو سو یا } کھانے کے بعد کچھ دیر سو یا دہلی کو تار بھجوایا۔ شام تک بکثرت ہندو مسلمان عورت مرد ملنے آتے رہے۔ پنجاب کے ایک ہندو صاحب جن کو دیوان صاحب کہتے تھے اور دوسرے ہندو صاحب جن کا نام انند صاحب تھا ملنے آئے تھے یہ سکندرآباد میں ایسوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار ہیں اور ان کا چھاپہ خانہ بھی ہے۔

رات کو بھی خاصہ آیا } آج رات کو بھی اعلٰحضرت حضور نظام نے خاص اہتمام کے ساتھ طعام خاصہ کا خوان مرحمت فرمایا تھا۔

موسم } چونکہ حیدرآباد میں سردی نہیں ہے اس واسطے موسم میری صحت کے موافق ہے۔ رات کو میں ذرا جلدی سو گیا۔ دس بجے رات تک ملنے والوں کے قافلے آتے رہے۔ سید سعید نظامی کی والدہ اور انگریز بیوی نفیس نظامی اور سید سعید کی بہن محبوب بانو نظامی بچوں کے ساتھ ملنے آئیں تھیں۔ سعید بانو نظامی بیوہ سید عبدالرحمٰن سعید ازلی نظامی بھی ملنے آئیں تھیں۔

۳ ذی حج ۱۳۶۴ھ ۹ نومبر ۱۹۴۵ء جمعہ حیدرآباد

صبح کی ہوا } چونکہ حیدرآباد میں سردی نہیں ہے۔ اس لئے صبح کی نماز کے بعد خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ پیدل ہوا خوری کے لئے گیا تھا حسین ساگر تالاب کے کنارے چہل قدمی کی تھی۔ آمد و رفت میں تین میل کی مسافت طے ہوئی۔

واپس آکر ناشتہ کیا۔ چہل قدمی کی وجہ سے ناشتہ رغبت سے کھایا۔

پیشی کے اہلکار } اعلٰحضرت حضور نظام کی پیشی کے ایک خاص محرم افسر ملنے آئے تھے میں نے اعلٰحضرت کی صحت کا حال پوچھا۔ کہا خدا کے فضل سے بہت اچھی صحت ہے۔ اور چونکہ وہ نہایت سادہ غذا کھاتے ہیں اور ہر غذا وقت کی پابندی سے استعمال ہوتی ہے۔ اور رات دن کام میں مصروف رہتے ہیں اس واسطے اُن کی صحت ہمیشہ اچھی رہتی ہے۔ میں نے کہا اس طرز زندگی سے ہر شخص کو سبق لینا چاہئے۔

جمعہ کی نماز } پونے ۱۲ بجے باغ عام کی مسجد میں گیا تھا۔ جہاں اعلٰحضرت جمعہ کی نماز پڑھا کرتے ہیں۔ ہز اکسی لنسی نواب صدر اعظم بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ اور نواب مظفر الدولہ بہادر اور نواب رحمت یار جنگ بہادر سابق کوتوال بلدہ اور قاری فخرالدین صاحب اور مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی اعلٰحضرت کی آمد کے انتظار میں کھڑے تھے میں سب سے فرداً فرداً مل کر مسجد کے اندر گیا ٹھیک بارہ بجے اعلٰحضرت تشریف لائے ولی عہد بہادر بھی ساتھ تھے۔ اور اعلٰحضرت کے دوسرے آٹھ شاہزادے بھی ساتھ تھے جن میں بعض اعلٰحضرت سے بہت ہی زیادہ مشابہہ ہیں۔ اور اعلٰحضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر بھی تشریف لائے اور ولی عہد بہادر کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بہادر بھی تشریف لائے۔ اعلٰحضرت کے آتے ہی اذان ہوئی۔ اور ۱۲ بجکر پانچ منٹ ہوئے تھے کہ خطیب صاحب خطبے کے لئے ممبر پر گئے اور جب خطیب نے اعلٰحضرت کے لئے خطبے میں دعا مانگی اور کہا "سلطان ابن سلطان خاقان ابن خاقان میر عثمان علی خاں آصف جاہ ہفتم" تو اعلٰحضرت نے خدا کے سامنے سر جھکا دیا۔ اور میں نے بلند آواز سے آمین کہی۔ نماز کے بعد اعلٰحضرت نے معمول کی موافق قاری فخرالدین صاحب سے قرآن شریف سُنا قاری صاحب ہر جمعے کو موقع اور محل کی موافق آیات تلاوت کرتے ہیں۔ اُن کی آواز میں عجیب سوز و گداز ہے اور چونکہ درویش صفت معلوم ہوتے ہیں اس واسطے اُن کی تلاوت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اعلٰحضرت مسجد سے روانہ ہونے لگے تو میرے قریب تشریف لائے اور کچھ دیر میری صحت کا حال دریافت فرماتے رہے۔ اعلٰحضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر اور دوسرے شہزادوں نے بھی میری خیریت دریافت کی۔

خاصہ آیا } مکان پر واپس آکر اپنے میزبان اور دوسرے مریدوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا۔ یکایک اطلاع آئی کہ کنگ کوٹھی مبارک سے شاہی موٹر آئی ہے۔ اور شاہی دسترخوان کا خاصہ آیا ہے۔ کھانے کے بعد کچھ دیر سو یا۔

ملاقاتی } آج دن بھر اور آدھی رات تک بکثرت ملاقاتی آتے رہے۔ حکیم سید مصطفٰے حسین نظامی خورشید جاہی اور اُن کی دونوں بیویاں اور اُن کی بہن ملنے آئیں تھیں۔ سید ذہین نظامی اور اُن کی بہن رقیہ نظامی اور سعید بانو نظامی بھی آئیں عصر باغ عام کی مسجد میں ناصر تی شاہ نظامی کے داماد علی عطوفہ صاحب عرب ملے تھے۔ خواجہ راجہ بھیما ریڈی نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ صادق الیقین نظامی اور کامل الیقین نظامی اور اُن کے لڑکے رشید نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ مخلص شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ میں عصر کے بعد نواب حسن یار جنگ بہادر اور مولوی غلام احمد خاں صاحب سے ملنے گیا تھا۔ رات کو مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب فرحت دہلوی ملنے آئے تھے۔ اننت پور سے سید ابن عربی کل آگئے تھے۔ اور حسین اور تاج پیراں نظامی بی اے آج آئے ہیں۔

خاصہ آیا } آج رات کو بھی کھانا کھانے بیٹھا تو کنگ کوٹھی مبارک سے اعلٰحضرت نے شاہی دسترخوان کا خاصہ بھجوایا۔

نیند نہیں آئی آج رات کو میں نے انگریزی طریق سے پکی ہوئی مچھلی اور کریم کھائی تھی اور شامی کباب بھی کھائے تھے۔ اس لئے رات کو نیند نہیں آئی اور بُرے خواب بھی دیکھے۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب کے مکان پر مولوی سید تراب علی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو نواب مہدی نواز جنگ بہادر ناظم صنعت و حرفت کے بھائی ہیں۔

عارف صاحب اصفہانی چار کے ایجنٹ عارف صاحب ملنے آئے تھے۔ میں نے بہت دیر تک باتیں کیں۔ نواب سردار یار خاں نظامی اور اُن کے لڑکے بھی ملنے آئے تھے۔

۴ ذی حج ۱۳۶۴ھ، ۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء شنبہ حیدرآباد

ظل سبحانی کی خدمت میں آج صبح ناشتے سے فارغ ہو کر سید حسین نظامی اور سید سعید نظامی کے ساتھ کنگ کوٹھی پر گیا تھا۔ کیونکہ کل محرم خاص افسر کے ذریعے آج صبح ۹ بجے ملاقات مقرر ہوئی تھی۔

شاہی موٹر اعلیٰ حضرت نے دہلی کے مسافر کی عزت بڑھانے کے لئے اپنی سواری کی خاص موٹر میرے لانے کے لئے بھیجی تھی۔ مسٹر ایلیف ڈرائیور مجھے کنگ کوٹھی تک لائے تھے۔ مسٹر ایلین آئس فرمان شاہی کی بہت تعریف کرتے تھے جو فلسطین کی نسبت اعلیٰ حضرت نے ابھی حال میں جاری فرمایا ہے۔

باریابی ٹھیک نو بجے کنگ کوٹھی کے اندر سے شاہی چوبدار دوڑے ہوئے آئے اور خبر دی "یاد ہو گئی ہے"۔ میں فوراً موٹر سے اُترا مگر بینائی کی کمزوری اور جسمانی ناتوانی کے سبب چوبداروں نے دونوں بازو سنبھال لئے۔ لال پردے کے سامنے عرب سپاہی ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے۔ مجھ پر اس منظر کا بہت اثر ہوا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔ جنت تلواروں کے سائے میں ہوتی ہے۔ لال پردے کے اندر گیا تو دیکھا ظل سبحانی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ قریب گیا تو اعلیٰ حضرت نے سامنے کی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹے تک سوشل اصلاحات کی نسبت ایسی حکیمانہ گفتگو فرمائی کہ میں ہر بات کے آخر میں خیال کرتا تھا کہ اب اس سے بڑھ کر دُنیا کا کوئی فلاسفر سوشل اصلاحات کی نسبت کوئی بات نہ کہہ سکے گا۔ مگر اعلیٰ حضرت فوراً ہی پہلی بات سے اور زیادہ بہتر اور برتر حکیمانہ بات فرما دیتے تھے۔ کبھی کبھی مجھے بھی موقع عنایت ہوتا تھا اور میں بھی ان فلسفوں کی نسبت اپنی رائے عرض کرتا جاتا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد میں نے ذکر کیا کہ میرا بڑا لڑکا باہر حاضر ہے اور سلام کا آرزومند ہے۔ اعلیٰ حضرت نے چوبدار کو حکم دیا حسین کو اندر لے آؤ۔ جب حسین اندر آئے تو ذات شاہانہ نے اپنے بچوں کی طرح نہایت شفقت و التفات خاص سے اُن کے حالات دریافت فرمائے۔ اور میرے منجھلے لڑکے زید پاشا کا نام لے کر حال پوچھا۔

اس کے بعد میں باہر آ گیا۔

ڈاکٹر سعید یار جنگ بہادر میرے دوست ڈاکٹر سعید یار جنگ بہادر یعنی ڈاکٹر لطیف سعید صاحب بھی کنگ کوٹھی کے زیر سایہ رہتے ہیں۔ اور غالب نے غالباً انہیں کی نسبت کہا ہوگا ع
مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب کچھ عرصے سے بیمار ہیں۔ اگرچہ بہت آزاد خیال اور پُرجوش مسلمان ہیں۔ لیکن قدیمی و معتقد ریاست ہر وقت اُن کے ساتھ رہتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت بھی اُن پر بہت نوازش فرماتے رہتے ہیں۔ اُن کی بیگم صاحبہ کو بھی دیکھا۔ کیونکہ خواجہ بانو نے ڈاکٹر صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ اور اُن کے بچوں کے حالات معلوم کرنے کی تاکید کر دی تھی۔

نواب دوست محمد خاں صاحب ڈاکٹر صاحب سے رخصت ہو کر پڑوس کے مکان مسلم لاج میں گیا۔ اور اپنے قدیمی دوست نواب دوست محمد خاں صاحب سے ملا۔ اُن کے ہاں اعظمی صاحب مشہور ادیب سے بھی ملاقات ہوئی۔

قیام گاہ پر واپس آیا اور کھانے کے لئے بیٹھا یکایک خبر آئی حضور ظل سبحانی نے خاصہ بھیجا ہے میں نے وہی کھانا کھایا۔ کیونکہ کل رات کو ثقیل کھانوں سے تکلیف اُٹھا چکا تھا۔

ولی عہد بہادر دو بجے ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادہ اعظم جاہ بہادر ولی عہد و سپہ سالار افواج آصفیہ نے اپنے محرم حسین عرب کے ذریعے اپنی موٹر بھیجی اور میں اُس میں سوار ہو کر ولی عہد بہادر سے ملنے گیا۔ انھوں نے اُس حجرے میں ملاقات کی جہاں وہ عبادت کرتے ہیں۔ کمرہ خوشبو سے مہک رہا تھا۔

بیگم نواب ولی الدولہ بہادر ولی عہد بہادر سے ½ گھنٹہ بات چیت کر کے بیگم پیٹھ میں اپنے مرحوم دوست نواب ولی الدولہ بہادر کی بیگم صاحبہ سے ملنے گیا۔ وہاں نواب حسن یار جنگ بہادر بھی تھے۔ نواب حسن یار جنگ بہادر بیگم صاحبہ کے داماد ہیں۔ اور نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ بھی بیگم صاحبہ کے داماد ہیں۔ اور نواب حمایت نواز جنگ بہادر خلف نواب لطف الدولہ بہادر بھی بیگم ولی الدولہ کے داماد ہیں۔ ان کے لڑکے دہلی میں پڑھتے ہیں۔

نواب غازی یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ اور شیخ داؤد نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ سید بشیر نظامی کی خواتین بھی ملنے آئی تھیں۔ سید یوسف صاحب نعت خواں بھی ملنے آئے تھے۔

نواب عزیز نواز جنگ بہادر میں نے سنا کہ اعلیٰ حضرت کی جاگیر ذاتی یعنی صرف خاص مبارک کے صدر المہام نواب عزیز نواز جنگ میری قیامگاہ کے قریب رہتے ہیں۔ اور اُن کے صاحبزادے کچھ بیمار ہیں۔ اس لئے میں بیمار پُرسی کے لئے اُن کے مکان پر گیا تھا۔ بمبئی والے حاجی داؤد

حاجی ناصر یاور جی اور مائی لارڈ سید نثار حسین صاحب مرحوم کے فرزند وغیرہ اصحاب بھی ملنے آئے تھے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب فرحت دہلوی بھی مکرر اپنے احباب کے ساتھ آئے تھے۔

کوتوال صاحب کے مکان پر بعد مغرب دو مریدوں کی باہمی نزاع دور کرانے کے لئے نواب دین یار جنگ بہادر کوتوال بلدہ کے مکان پر گیا تھا انھوں نے ایک گھنٹہ عنایت فرمایا! اور خدا کے فضل سے ایسے اسباب نظر آئے کہ یہ نزاع دور ہو جائے گی۔ آج رات کو حسین سے اور سید ابن عربی سے بھی باتیں کیں۔ کیونکہ اب تک ان دونوں سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ میرے پرانے مرید فخر الدین نظامی روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں۔ اور بھی سب مرید دن بھر آتے رہتے ہیں۔

ادہونی کا قافلہ ادہونی سے میرے خلیفہ حافظ دادا میاں نظامی بہت سے مریدوں کے ساتھ ملنے آئے ہیں۔ اور کے احمد حسین نظامی اور بی عبدالرزاق نظامی وغیرہ بھی آئے ہیں۔ ایک بھائی کے قلب پر ذکر و شغل کی زیادتی سے کچھ اثر ہو گیا ہے۔ اُن کو بھی لائے ہیں۔

ماتم پرسی آج میں شہزادی بیگم نظامی کے مکان پر اُن کے داماد رشید نظامی کے ساتھ گیا تھا۔ اُن کی اکلوتی لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ماتم پرسی کرکے واپس آگیا تھا۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔

۵ ذی الحج ۱۳۶۴ھ ۱۱ نومبر ۱۹۴۵ء اتوار حیدرآباد

مولانا عینی شاہ مولانا عبدالسلام عینی شاہ نظامی میرے خلیفہ دونوں وقت ملنے آتے ہیں نواب غازی یار جنگ بہادر دوبارہ تشریف لائے تھے۔

ناظم بلدیہ میونسپل کمیٹی کے صدر کو حیدرآباد میں ناظم بلدیہ کہا جاتا ہے۔ مولوی حمید الدین محمود اور اُن کے بھائی مسعود صاحب ملنے آئے تھے محمود صاحب حیدرآبادی بلدیہ کے ناظم ہیں۔ یہ دونوں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی اولاد ہیں۔ میں نے کہا آپ ہمارے ماموں ہیں کیونکہ میں بابا صاحبؒ کی بیٹی کی اولاد ہوں اور آپ بیٹے کی اولاد ہیں۔ پائگاہ کے سب امراء بھی میرے ماموں ہیں کیونکہ وہ بھی حضرت بابا صاحبؒ کی اولاد ہیں۔

چمن آرا بیگم مولوی ضامن علی صاحب گیتی دار اور اُن کی اہلیہ صاحبہ بشیر النسا بیگم بشیر چمن آرا دونوں وقت ملنے آتے ہیں۔ ضامن علی صاحب کے بھائی اور بھتیجے بھی ملنے آئے تھے۔ بشیر النسا بشیر کو میں نے چمن آرا خطاب دیا ہے۔ اور وہ حیدرآباد کی عورتوں میں شاعری اور ادبی لیاقت کے سبب ایک امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔ دونوں میاں بیوی میرے مرید نہیں ہیں۔ مگر دونوں کو اتنا زیادہ تعلق میری ادبی زندگی سے ہے کہ میں اُن کو اپنا ادبی مرید سمجھوں تو بیجا نہ ہوگا۔

کمیونسٹ خیالات میں پندرہ مہینے کے بعد حیدرآباد میں آیا ہوں اور یہ محسوس کرکے مجھے بہت حیرت ہوئی کہ حیدرآباد کے باشندوں میں کمیونسٹ خیالات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ خصوصاً عورتوں اور لڑکیوں میں یہ چیز بہت ترقی کر رہی ہے۔

میری ایک پرانی لائق و فائق تعلیم یافتہ مرید نی ملنے آئیں تو اُن کی لڑکی بھی ساتھ تھی۔ اس لڑکی نے کمیونزم کی نسبت مجھ سے سوالات کئے میں نے دونوں ماں بیٹیوں کے دل اور دماغ کے چھپے ہوئے خیالات کو باوجود جسمانی آنکھوں کی کمزوری کے بہت آسانی سے پڑھ لیا۔

اس کی وجہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تمام دنیا میں یہ خیالات مختلف اسباب سے پھیلے ہیں۔ کہیں بادشاہوں کی خود مختارانہ اور جابرانہ حکومت کی وجہ سے اور کہیں مذہبی پیشواؤں کی خود غرضی اور ناقابلیت کی وجہ سے۔ اور کہیں لیڈروں کی خود غرضی اور غلط کاموں کی وجہ سے۔ کمیونسٹ خیالات کی بنیاد دولت کی تقسیم ہے۔ اور روس کے یہودیوں نے ان عقائد کی بنیاد رکھی تھی۔ لیکن مسلمان خاص کر وہ مسلمان جو حضرت علیؑ سے محبت رکھتے ہیں اگر حضرت علیؑ کی صرف ایک تقریر پڑھ لیں۔ جو "نہج البلاغت" میں ہے اور جس میں حضرت علیؑ نے دولت کی تقسیم کا فلسفہ بیان کیا ہے اور پھر اس خطبے یعنی تقریر کی وہ شرح بھی پڑھ لیں جو ابن حدید نے لکھی ہے تو اُن کو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ دہلی کے قطب مینار کے اوپر چڑھے ہوئے ہیں۔ اور نیچے زمین پر روسی یہودی بالشتیوں کی طرح پھر رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے تقسیم دولت کا فلسفہ ایسی عمدگی سے بیان کیا ہے کہ بالشویک اور کمیونزم کا انسٹی ٹیوشن اُس کے سامنے ہیچ معلوم ہوتا ہے۔

مگر ان چیزوں کو پڑھے کون؟ اور پڑھائے کون؟ پڑھنے والوں کو روٹی اور عزت جس تعلیم سے ملتی ہے اُس تعلیم میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ اور پڑھانے والوں اور روحانی مرشدوں کی حالت یہ ہے کہ اُن کو پڑھانے کی اور روحانی تلقین کرنے کی محنت کے بغیر ہی نذر نیاز اتنی مل جاتی ہے کہ وہ امیروں سے زیادہ عیاشیوں اور بدکاریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

ملاقاتی شیخ داؤد نظامی ریاض الدین نظامی کا کی شاہ نظامی مخلص شاہ نظامی اور اُن کے لڑکے حبیب اللہ نظامی اور ہدایت اللہ نظامی اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور سید ذہین نظامی اور سعید بانو نظامی اور حکیم مصطفےٰ حسین نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور اُن کی دونوں لڑکیاں اور موتی بیگم سرفراز نظامی اور اُن کی لڑکی نظام پاشا نظامی اور سکندرآباد والی منجھلی بیگم نظامی اور رشید نظامی اور کامل الیقین نظامی، اجلال الیقین نظامی اور محمد قاسم نظامی اور حکیم اکبر علی نظامی اور غلام نبی نظامی اور نواب عزیز نواز جنگ بہادر وغیرہ بکثرت ملاقاتی آئے تھے۔

خاصہ آیا ؎ ایک بجے خاصہ آیا اور میں نے رحمٰن صاحب سلیم القلب میزبان کی میز پر کھانا کھایا تاج پیراں نظامی بی لئے اور مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب نبیرہ حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی بھی میز کے رفیق تھے۔

راجہ دہرم کرن بہادر ؎ دو بجے راجہ دہرم کرن بہادر کی موٹر آئی اور میں اس میں سوار ہوکر ان کے مکان پر جو جوبلی پہاڑ پر ہے ملنے گیا۔ ان کے صاحبزادے اور پوتے بھی ملے۔

صدر اعظم بہادر ؎ یہاں سے رخصت ہوکر ہز ایکسیلنسی نواب صدر اعظم بہادر کے مکان پر ملنے گیا حسین بھی میرے ساتھ تھے۔ صدر اعظم صاحب نے حسین سے اُن کے کاروبار کے حالات پوچھے۔

وزیر فنانس ؎ یہاں سے رخصت ہوکر مولوی زاہد حسین صاحب صدر المہام فنانس کے مکان پر گیا۔ مگر وہ موجود نہ تھے بمبئی گئے ہوئے تھے۔

گھر میں واپس آکر کچھ دیر سویا۔ دہلی سے خیریت کا تار آیا ہے۔

دہلی کے ٹکٹ آگئے ؎ عبدالرحمٰن صاحب سلیم القلب تاجر بنگلور میزبان کی کوشش سے ریل کے ٹکٹ بھی آگئے اور سیٹیں بھی ریزرو ہوگئیں بمشکل فرسٹ کلاس میں جگہ ملی ہے۔

ڈاکٹری معائنہ ؎ آج حیدرآباد کے مشہور ڈاکٹر ہیل کوٹ نے میری صحت کا معائنہ کیا تھا حسین اور سید سعید نظامی اُن کو لائے تھے۔ معائنے میں کوئی نئی بات نہیں تھی۔ البتہ تشخیص میں یہ نئی بات انھوں نے بتائی کہ خون کا دباؤ بہت کم ہوگیا ہے! اور خون چونکہ دباؤ کی کمی کی وجہ سے اعضائے رئیسہ تک نہیں جاتا اس واسطے قلب اور معدہ اور جگر اور آنتوں اور گردوں میں تکلیف رہتی ہے۔ آج رات کو بھی خاصہ آیا تھا۔

قوالی ؎ آج عبدالرحمٰن صاحب سلیم القلب نے قوالی کا انتظام کیا تھا۔ اُن کے عزیز معین قریشی صاحب نے اردو فارسی غزلیں بہت اچھے طریقے سے سنائی تھیں۔ میں نے دس روپے کا نوٹ نذر کیا۔ کہا گیا کہ یہ قوال نہیں ہیں۔ شوقیہ گاتے ہیں۔ میں نے کہا میں اس اچھے شوق کو نذر کے قابل سمجھتا ہوں۔ سلیم القلب صاحب اور معین قریشی صاحب نے نوٹ کے دو ٹکڑے کرکے آپس میں بانٹ لئے۔ اور مجھ سے بطور یادگار کے اُن ٹکڑوں پر دعا لکھوالی

مثنوی شریف ؎ قوالی کے بعد میں نے اور تمام حاضرین نے مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب کو مجبور کیا کہ وہ اپنے دادا صاحب کے طرز خاص میں مثنوی شریف سنا دیں۔ مولانا نے مثنوی سنائی اور سب کو مسحور کر دیا۔

سعید بانو کے کھانے ؎ سعید ازلی مرحوم کی بیوہ سیدانی سعید بانو نظامی میرے لئے روزانہ اپنے ہاتھ سے پکا پکا کر عمدہ کھانے لاتی ہیں۔ آج بھی وہ آئی تھیں۔ اور عمدہ بیگم نظامی بھی اُن کے ساتھ آئی تھیں۔ اور ان کی بہن رقیہ بیگم نظامی بھی آئی تھیں اور رقیہ بیگم کے شوہر بھی آئے تھے فخر جہاں بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی حسن بانو بھی آئی تھیں۔ حسن بانو نواب بی اے میں پڑھ رہی ہے۔ میں ان کو بچپن سے حسن بانو کہتا ہوں بہت ہونہار اور لائق لڑکی ہے۔ آثار اقبال مندی پیشانی سے ہویدا ہیں۔

شلوار کا رواج ؎ آجکل حیدرآباد کی لڑکیوں میں شلوار کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ موتی بیگم سرفراز نظامی کی لڑکی نظام پاشا نظامی بھی شلوار پہنے ہوئے تھیں۔ اور حسن بانو بھی شلوار پہنے ہوئے تھیں۔ مجھ سے کہا گیا یہ وبا سینما کے ذریعہ پھیلی ہے۔ میں نے کہا اس کو وبا نہ کہو ہماری تاریخ واپس آ رہی ہے۔ کیونکہ تیرہ سو برس سے ہماری قوم کے عرب بادشاہ اور ترک بادشاہ اور افغان بادشاہ اور مغل بادشاہ اور اُن کے امرا اور علما و مشائخ اور عوام و خواص عورت مرد شلوار پہنتے تھے۔ ساڑی جو حیدرآباد میں مروج تھی۔ یہ ہندوستانی لباس ہے اسلامی لباس نہیں ہے

آج رات کو ۲ بجے تک بیدار رہا۔ نیند بہت اچھی آئی۔ کل شام کو حیدرآباد سے روانگی ہوگی جو

۶ ذی حج ۱۳۶۴ھ ۱۲ نومبر ۱۹۴۵ء پیر حیدرآباد دکن

روانگی کا دن ؎ آج شام کو چونکہ روانگی مقرر ہوگئی ہے اس واسطے بہت زیادہ مصروفیت ہے۔ ملنے والے جوق جوق آرہے ہیں۔ مولوی خواجہ بدرالدین صاحب منتظم انیس الغربا بھی تشریف لائے تھے۔ اور دوپہر کو خاصہ بھی آیا تھا۔

بیت السعید ؎ ناشتے سے فارغ ہوکر سعید نظامی کے گھر پہنچ گیا تھا سعید کی انگریز بیوی نفیسہ نظامی نے اور محبوب بانو نظامی نے امام ضامن بازو پہ باندھے۔ اور میں مولوی میر محبوب علی صاحب سابق ناظم حیدرآباد ریڈیو کے مکان پر اُن کی بیگم صاحبہ وغیرہ سے ملنے گیا۔ صادق الیقین نظامی اور کامل الیقین نظامی تاجران آہن کی دوکان پر بھی گیا تھا۔

نواب صدر اعظم کا رخصتانہ ؎ ہز ایکسیلنسی نواب صدر اعظم بہادر کی طرف سے اُن کے اہلکار میرے رخصتانے کی رقم لے کر آئے تھے۔

ولی عہد بہادر کا رخصتانہ ؎ ہز ہائی نس پرنس آف برار شاہزادے اعظم جاہ بہادر ولی عہد سپہ سالار افواج آصفیہ کے محرم حسین عرب رخصتانے کی رقم لے کر آئے تھے۔

اعلیٰ حضرت کا رخصتانہ ؎ تھوڑی دیر کے بعد اعلیٰ حضرت آصف جاہ اعظم کے اہلکار ظل سبحانی کی طرف سے رخصتانے کی رقم لائے تھے۔

مرزا احمد بیگ صاحب ؎ سر جلالۃ یمین السلطنت بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ملنے آئے تھے۔

نواب سردار یار خاں نظامی اپنے قدیمی مرید نواب سردار یار خاں نظامی کے مکان پر گیا تھا اور اُن کے اہل و عیال سے ملا تھا۔ اُن کے لڑکے کی حال میں شادی ہوئی ہے۔ دولھن بھی سلام کے لئے آئی تھیں۔

نواب سالار جنگ بہادر عصر کے وقت نواب سالار جنگ بہادر کے مکان پر ملنے گیا تھا۔

زرین ہار میرے میزبان عبدالرحمن سلیم القلب بنگلوری نے زرین ہار پہنایا تھا۔ بڑھاپے کی گردن میں یہ ہار دیکھ کر میں نے کہا دو شادیاں ہوئیں مگر ایک دفعہ بھی کسی نے ایسا جگ مگ کرتا ہار نہ پہنایا۔

ریل خوان میرے بچپن میں کریچ کے ہینڈ بیگ بکتے تھے جن کو ریل بیگ کہا جاتا تھا۔ اب سفری کھانے کے لئے جو برتن بکتے ہیں اُن کو ٹفن کیریر کہتے ہیں۔ سلیم القلب صاحب نے بہت سا ناشتہ ساتھ کیا ہے۔ اور ایک نیا ٹفن کیریر نذر کیا ہے۔ میں نے کہا وہ ریل بیگ تھا۔ یہ ریل خوان ہے۔ مغل پٹھان دونوں ساتھ رہیں تو اچھا ہے۔

گھر سے چلا تو کئی موٹریں ساتھ تھیں۔ میں نواب بشارت علی خاں صاحب کی موٹر میں ریل تک گیا۔ محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی رات دن میری خدمت کے لئے حاضر رہے۔

حضوری اور ظہوری مولوی محمد اسمٰعیل صاحب حضوری نظامی سکندر آباد میں میرے خلیفہ ہیں وہ بھی ملنے آئے تھے اور محمد عثمان خاں نظامی بھی آئے تھے۔ اور مولوی محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی مددگار رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی بھی ملنے آئے تھے۔

بعد مغرب ریل پر پہنچ گیا۔ وہاں بہت بڑا ہجوم رخصت کرنے والوں کا جمع تھا۔ حمن آرا ریل تک پہنچانے آئیں تھیں انھوں نے بازو پر امام ضامن بھی باندھا۔ رحمٰن صاحب سلیم القلب نے کارچوبی خدا حافظ کڑھا ہوا امام ضامن باندھا۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور مولوی مرزا محمد بیگ صاحب اور عبدالظہور صاحب گتے والا اور سیٹھ عبدالستار صاحب اور اُن کے بھائی وغیرہ اصحاب بھی ریل تک آئے تھے اور سلسلے کے بھائی تو اکثر موجود تھے۔ عبدالرحمن صاحب سلیم القلب اور مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب وغیرہ احباب سکندر آباد تک پہنچانے گئے تھے۔

ناسوتی شاہ کی رخصتی نظم حیدر آباد اسٹیشن پر مولوی محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی نے معمول کے موافق رخصتی نظم پڑھی تھی جو یہ تھی۔

خدا کی مدد ہو سفر میں حضر میں
خدا ہی نگہباں ہو خوف و خطر میں
تمہاری محبت ہو دل میں ہمارے
تمہاری ہی الفت کا سودا ہو سر میں
یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا
رہیں ہم ہمیشہ تمہاری نظر میں
خدا پھر بہت جلد تم سے ملائے
تمنا ہے دیکھیں تمہیں اپنے گھر میں
یہ ناسوتی امیدوار کرم ہے
نظر آپ آئیں ہمیشہ نظر میں

سید ابن عربی میرے ساتھ دہلی جا رہے ہیں۔ حسین ... میں ٹھیر گئے۔ اور سب نے ان سے بھی اسی طرح مصافحہ کیا جس طرح اور سب حیدر آبادیوں سے مصافحہ کیا تھا۔ مگر یہ نوجوان یا تو باغی ہو گیا ہے۔ یا نیچری ہو گیا ہے۔ کہ نہ اُس نے میرے ہاتھ چومے نہ پاؤں پر سر رکھا۔ نہ پیٹ میں منڈی ڈالی۔

سکندر آباد عبدالرحمن صاحب سلیم القلب کے بعض احباب جو یہاں فوجی ٹھیکیدار ہیں۔ ملنے آئے تھے۔ ان میں ایک صاحب دلی کے بھی تھے۔ مولوی محمد معین صاحب ... نظامی اور محمد عثمان خاں نظامی اور مولوی ... صاحب شریک معتمد انجمن فیض عام سکندر آباد بھی ملنے آئے تھے۔ ... پہلا سول ... ریل کے ملنگ پر ایک تحریر ہے جو ناگ پور تک جائیگا۔ ریل سکندر آباد سے چلی تو میں نے کہا۔ خدا حافظ حیدر آباد! انشاء اللہ بہت جلد واپس آؤں گا۔

۷ ذیحج ۱۳۶۴ھ ۱۳ ر نومبر ۱۹۴۵ء منگل راستہ دہلی

ناگ پور رات بھر آرام سے سویا۔ صبح ناگ پور میں انگریز رفیق اتر گیا اور کرنل لیجر سوار ہوئے جو دہلی جا رہے ہیں سی پی کے اسپتالوں کے افسر مقرر ہوئے ہیں۔ پہلے حیدر آباد میں تھے۔ عراق اور ایران میں بھی رہ چکے ہیں اردو بول لیتے ہیں۔

نواب میر نواز جنگ بہادر فنانس حیدر آباد کے نائب صدر المہام نواب میر نواز جنگ بہادر بھی رفیق سفر ہیں۔ دہلی جا رہے ہیں۔

دن بھر تاریخ ہند اور کلام اکبر پڑھتا رہا۔ سید ابن عربی کی رفاقت سے بہت آرام ملا۔ وہ سکنڈ کلاس میں ہیں۔ اگرچہ کھانا بہت سا ساتھ ہے لیکن میں نے ریل کا کھانا منگا کر کھایا۔

۸ ذیحج ۱۳۶۴ھ ۱۴ ر نومبر ۱۹۴۵ء بدھ دہلی

اپنا شہر آگیا دن کے ۱۲ بجے ریل نئی دہلی اسٹیشن پر پہنچی۔ علی اور ولی اور عابد اور ساجدہ استقبال کے لئے موجود تھے۔ سب کے ساتھ گھر میں آیا۔ کھانا کھا کر دہلی گیا اور پٹرول کوپن لایا۔ پھر آنریبل ڈاکٹر کھر اور آنریبل سر ... سے ملنے گیا۔ اس کے بعد نظام پیلس گیسٹ ... نواز جنگ ... اور نواب مہدی یار جنگ بہادر ... جنگ بہادر سے ملنے گیا۔ بدھ والے سب نائب نظامی ملنے آئے تھے مولانا مستقی نظامی بھی ملے تھے۔ عید کرنے گھر جا رہے ہیں۔ حور بانو بھی اپنے شوہر کے ساتھ ملنے آئیں تھیں۔ چیف کمشنر صاحب دہلی کے ہاں بھی گیا تھا۔ یہاں سردی زیادہ ہے۔

۹ ذیحج ۱۳۶۴ھ ۱۵ ر نومبر ۱۹۴۵ء جمعرات دہلی

یوم حج میں ہر سال ۹ تاریخ کو یوم حج منایا کرتا ہوں۔ اور حیدر آباد سے جلدی آجانے کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ یوم حج کو ناغہ کرنا نہ چاہتا تھا اس لئے آج شام کو یوم حج منایا تھا۔

سر سید سلطان احمد کے اپنے دوست سر سید سلطان احمد صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ آجکل ہندوستانی ریاستوں کے مشیر قانونی مقرر ہوئے ہیں۔

مجلس کہ شام کو پانچ بجے حسین خانے کے بالاخانے پر یوم حج کی قوالی ہوئی تھی۔ خادم حسین نظام راگی کا گانا ہوا تھا۔ نواب محمود نواز جنگ بہادر اور نواب مہدی نواز جنگ بہادر اور نواب میر نواز جنگ بہادر اور مولوی میر محمود علی صاحب علوی اور آنریبل سر عزیز الحق بھی شریک ہوئے تھے۔ مغرب کے بعد بھی قوالی ہوئی تھی۔ آنریبل ڈاکٹر کھرے بھی تشریف لائے تھے۔ مگر وائسرائے کے ہاں ایک فوری میٹنگ کی شرکت کے لئے جلدی واپس چلے گئے۔

۱۰ حج سنہ ۱۳۶۴ھ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۴۵ء جمعہ دہلی

بقر عید کہ صبح حسب معمول تحریری کام سے فارغ ہوکر بچوں کے ساتھ حور بانو کے گھر میں اور دوسرے قرابت داروں کے گھروں میں عید ملنے گیا تھا۔ اور اپنے خاندانی بزرگوں کی قبروں پر بھی گیا تھا۔ بچے بھی ساتھ تھے۔ قلندر جنگ نظامی حسب معمول آئے تھے۔ پانچ آنے نذر کئے تھے۔ اور میں نے اُن کو گیروا جوڑا پہنایا تھا۔ ملنسار نظامی کے ہاں سے عید کی مٹھائی آئی تھی۔ عبدالرزاق مالی پھول لایا تھا۔ چودھری مشیت علی نظامی نے بھی پھول بھیجے تھے۔ درگاہ میں عید کی نماز پڑھی تھی۔ آنریبل سر عبدالرحیم صدر اسمبلی اور آنریبل سر عزیز الحق اور ڈاکٹر رحمٰن صاحب اور ڈاکٹر میجر شاہ صاحب اور مسٹر اکرام اللہ اور میاں نسیم حسین صاحب اور نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب جنرل سکریٹری مسلم لیگ اور شاہزادے میرزا خیر الدین خورشید جاہ صاحب اور خان بہادر لطیف قریشی صاحب اور سر میرزا اسمٰعیل صاحب امین الملک وزیر اعظم جے پور کے صاحبزادے ہمایوں میرزا صاحب اور مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر ایکسپورٹ وغیرہ نامی گرامی مسلمان میرے ساتھ نماز میں شریک ہوئے تھے۔ میں نے نماز کے بعد مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے دعا مانگی تھی اور سب نمازیوں نے آمین کے نعرے لگائے تھے۔ دہلی جاکر واحدی صاحب اور اُن کے داماد اور بچوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ جمعہ کی نماز صابریہ خانقاہ میں پڑھی تھی۔ سید انیس الرحمٰن نظامی اور مسٹر آصف علی اور حکیم احمد حسن خاں نظامی اور سید راشد حسین اور مولانا احمد سعید صاحب اور غزالی خاں کے ہاں اور ملنسار نظامی کے ہاں عید ملنے گیا تھا۔ سید صدر العلیٰ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ منشی قربان علی صاحب اور بقائی صاحب اور مفتی شوکت فہمی صاحب سے بھی عید ملنے گیا تھا۔ اور نظام پیلس گیسٹ ہاؤس میں نواب مہدی نواز جنگ اور نواب محمود نواز جنگ اور نواب میر نواز جنگ سے بھی عید ملنے گیا تھا۔ اور شام کو قرول باغ کے جلسۂ عید میں شریک ہوا تھا۔ مسلم لیگ کے سب لیڈر جمع تھے۔ قاضی عیسیٰ صاحب سرحدی کی تقریر بھی سُنی تھی۔ رات کو دلی ریڈیو سے سچی قربانی ڈرامہ پرویز صاحب کا لکھا ہوا سنا تھا۔ بہت پسند آیا۔ حسب ذیل اصحاب نے عید کی مبارک باد کے تار اور عید کارڈ بھیجے ہیں:-

عید کے تار

(۱) **پردیسی بیٹے کا تار** کہ آپ سب کی یاد میں ہوں عید مبارک ہو۔ حسین از انت پور۔

جواب:- ماں باپ یہ تار پڑھ کر رونے لگے۔

(۲) **پوتا پوتی کا تار** کہ دادا ابا کو اور آپ سب کو عید مبارک ہو۔ سلمان اور قدسیہ از کاسگنج۔

جواب:- آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

(۳) **سلیم القلب کا تار** کہ عید کی مبارک باد اور قدم بوسی عرض کرتا ہوں۔ رحمٰن از بنگلور

جواب:- دلی شکریہ۔

(۴) **چمن آرا کا تار** کہ عید مبارک ہو۔ خواجہ بانو کو اور سب بہنوں اور بھائیوں کو۔ خدا آپ کو عمر دراز عطا فرمائے۔ بشیر النساء، ورضا من علی از حیدرآباد

جواب کہ دونوں میاں بیوی کا شکریہ۔

(۵) **حسین بھائی عبداللہ لال جی کا تار** کہ عید مبارک ہو۔ حسین بھائی عبداللہ لال جی از بمبئی۔

جواب:- آپ کو بھی مبارک ہو۔

(۶) **اوٹا کمنڈ کا تار** کہ آپ کو عید مبارک ہو۔ اوٹا کمنڈ کے اراکین اسٹون ہاؤس اور ٹیلر شاپ کی طرف سے۔

جواب:- آپ سب کو بھی عید مبارک ہو۔

(۷) **نظامیہ جماعت ولنگٹن کا تار** کہ عید مبارک ہو۔ ولنگٹن کی تمام نظامیہ جماعت کی طرف سے۔

جواب:- میں بھی تم سب کو مبارک باد دیتا ہوں

(۸) **احمد آباد کا تار** کہ دل کی یاد اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ عید الضحیٰ کی مبارک باد قبول کیجئے۔ محمد شریف چھیپہ سکریٹری احمد آباد چھینٹ پرنٹنگ ایسوسی ایشن کی طرف سے

جواب:- تمہاری سچی اور بے غرض مبارک باد میرے سادہ دل پر اس طرح نقش ہو گئی جس طرح تم سادہ کپڑے کو چھاپ کر نقشین بنا دیتے ہو۔

(۹) **بنگلور کا تار** کہ غلام دستگیر نظامی کی طرف سے عید مبارک ہو۔

جواب:- ہم سب بھی عید کی مبارک باد دیتے ہیں۔

حسن نظامی اپنے سب گھر والوں سمیت شکر گذار ہے اور عید کی مبارک باد دیتا ہے۔ اُن سب دوستوں اور مریدوں اور بزرگوں کو جن کے نام ذیل میں درج ہیں اور جنہوں نے نہایت عمدہ عمدہ خوبصورت عید کارڈ بھیجے ہیں۔

(۱) فیروز الدین محمد شفیع صاحب کلکتہ (۲) کریم خاں ڈپٹی پٹھان صاحب ریاست بڑودہ (۳) سید کشفی شاہ نظامی چک قاضیاں پنجاب (۴) عبدالرحمان خاں نظامی خواہرزادہ ہز ہائی نس نواب صاحب مالیر کوٹلہ اور اُن کی بیگم صاحبہ اور اُن کی لڑکیاں اشرف جہاں حبیب، عزیزہ اور شفیق (۵) مرزا عمر بیگ نظامی داروغہ سنٹرل جیل ہری پور (۶) خواجہ لال نظامی احمد آباد (۷) سید غلام دستگیر

صاحب چشتی سجادہ نشین درگاہ خواجہ خدا بخش صاحب توپ ڈوڑہ اجمیر شریف (۸) سندھی زبان کا جوشیلا عید کارڈ آغا ممتاز حسن خاں صاحب زمیندار گڑھی یاسین کی طرف سے (۹) کرپارام صاحب رحمت راجکوٹ کاٹھیاواڑ (۱۰) غلام احمد نظامی کراچی (۱۱) مولانا نجیب اشرف صاحب ندوی بمبئی عید کی مبارک باد کے ساتھ لکھتے ہیں "انتخابات کے ہنگاموں میں اردو کو نہ بھولئے۔ اس کے بچانے اور بڑھانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیے"۔ (۱۲) حکیم طاہر الدین صاحب اینڈ سنز لاہور (۱۳) کاظم صاحب ایڈیٹر رسالہ کہکشاں دہلی (۱۴) محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ (۱۵) ہز ہائی نس نواب غلام معین الدین خاں بہادر فرماں روا ریاست ماناودر کاٹھیاواڑ (۱۶) شفیق احمد صاحب صدر کلکتہ (۱۷) محمود بخاری صاحب ساکن کڈپہ مقیم حیدر آباد دکن (۱۸) برکت علی نظامی اور گیتا نظامی پونہ (۱۹) مولوی محمد طلحہ صاحب ایڈووکیٹ لکھنؤ اور ان کی چھوٹی لڑکی طیبہ کی طرف سے (۲۰) حسن محمد نظامی صدر تحصیل مسلم لیگ خانخاناں جالندھر۔ اللہ زندہ باد۔ رسول اللہؐ زندہ باد۔ اردو زندہ باد (۲۱) ہز ہائی نس نواب طالع محمد خاں صاحب فرماں روا ریاست پالن پور۔ (۲۲) نواب حسن یار جنگ بہادر نبیرۂ سر وقار الامرا نواب اقبال الدولہ بہادر حیدر آباد (۲۳) صدیق حسین نظامی خلف روشن دل اخوانی نظامی سیالکوٹ (۲۴) ابو طالب نظامی خلف اخوانی نظامی سیالکوٹ (۲۵) شاہ محمد رحمن صاحب انصاری ایڈووکیٹ و صدر انجمن اتحاد ملت دہلی (۲۶) سید عنایت حسین صاحب رسول نمائی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما دہلی (۲۷) پرنس محمد صادق صاحب ریاست مانگرول کاٹھیاواڑ (۲۸) مسٹر ایس اے خالق فلاسفر دہلی (۲۹) خان بہادر سیٹھ محمد موسیٰ صاحب سابق شریف مدراس

(۳۰) اوکے احمد حسین نظامی اور ان کی فیملی ادہونی (۳۱) قادر بادشاہ چشتی نظامی اور ان کی فیملی ادہونی (۳۲) ابن ندیم اللہ نظامی اور فیملی ادہونی (۳۳) بی عبد الرزاق نظامی اور ان کی فیملی ادہونی (۳۴) رائچور عبد النبی نظامی اور فیملی ادہونی (۳۵) رائچور عبد الرحیم نظامی اور فیملی ادہونی (۳۶) جی ایچ عبد الرسول نظامی اور فیملی ادہونی (۳۷) مہالنی عبد الکریم عبد الرحیم نظامی اور فیملی ادہونی (۳۸) جلال عبد الرحیم نظامی اور فیملی ادہونی (۳۹) سید محمد اقبال نظامی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ قلمی شعر بھی لکھا ہے ؎

جان تجھ پر نثار کرتا ہوں   میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

(۴۰) علی احمد نظامی افریقہ والے سیال کوٹ (۴۱) سارہ نظامی از مدراس (۴۲) محمد طلحہ صاحب ایڈووکیٹ لکھنؤ (۴۳) والدہ صاحبہ نسیم الظفر دہلی (۴۴) سلطان علی سلامی نظامی بنوں سرحد (۴۵) منیا شاہ حسین غوث محی الدین نظامی ادہونی (۴۶) عنبر صاحب چشتی اجمیر شریف (۴۷) عبد القادر صاحب نیلم نظامی ناندیڑ دکن (۴۸) محمد اشفاق صاحب خلف مسٹر ایس اے خالق فلاسفر دہلی (۴۹) شیخ اللہ رکھا صاحب سیال کوٹ (۵۰) بیگم صاحبہ افسر الشعراء آغا شاعر صاحب دہلی (۵۱) سحاب صاحبہ بنت آغا شاعر صاحب دہلی (۵۲) آغا سرخوش صاحب قزلباش ایڈیٹر رسالہ چمنستان دہلی (۵۳) آغا آفتاب صاحب قزلباش دہلی (۵۴) بابو غلام نبی نظامی ایبٹ آباد سرحد (۵۵) شیخ ایمان علی نظامی سمادہ بھائی پنجاب (۵۶) شیخ شان علی نظامی سمادہ بھائی پنجاب (۵۷) شیخ جان محمد نظامی کلاتھ ڈیلر سمادہ بھائی ضلع فیروز پور (۵۸) صابرہ خاتون نظامی سمادہ بھائی (۵۹) روشن خاتون نظامی سمادہ بھائی (۶۰) نعمت بی بی نظامی اہلیہ جان محمد نظامی سمادہ بھائی (۶۱) علی محمد نظامی جام پور ڈیرہ غازی خاں (۶۲) بی عبد الرزاق نظامی ادہونی (۶۳) بی احمد شبیر نظامی بی اے بی ایل ادہونی۔

(۶۴) این محمد ابراہیم نظامی ادہونی (۶۵) ایم عبد اللہ نظامی ادہونی (۶۶) این عبد العزیز نظامی ادہونی (۶۷) این عبد الکریم نظامی ادہونی (۶۸) این عبد الشکور نظامی ادہونی (۶۹) داروغہ محمد عباس نظامی ادہونی (۷۰) سی عبد القادر نظامی عرف جیلانی ادہونی (۷۱) محمد صدیق صاحب کیمبل پور (۷۲) نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ حیدر آباد (۷۳) بیگم صاحبہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر پائیگاہ ہاؤس سکندر آباد (۷۴) محمد ضمیر الدین احمد نظامی کھونٹی رانچی (۷۵) عبد الستار نظامی کوسگی (۷۶) محمد ابو صالح نظامی پٹن گجرات (۷۷) اے آر صغرا بیگم نظامی اہلیہ محمد ابو صالح نظامی پٹن۔ (۷۸) محمد سراج الدین نظامی پٹن (۷۹) محمد بدر الدین نظامی پٹن (۸۰) رشح بانو نظامی پٹن (۸۱) زہرہ بی نظامی پٹن (۸۲) حبیبہ نظامی پٹن (۸۳) ابو طالب نظامی پٹن (۸۴) قطب الدین نظامی پٹن (۸۵) شافعی نظامی پٹن (۸۶) احمد علی نظامی پٹن (۸۷) حمیدہ بی نظامی پٹن (۸۸) نظام الدین نظامی پٹن (۸۹) خداد وست نظامی پٹن (۹۰) شریفہ نظامی پٹن (۹۱) حسینہ نظامی پٹن (۹۲) عبد الغنی نظامی پٹن (۹۳) مولانا حاجی قاضی میراں بخش صاحب صدر جماعت نظامیہ صوبہ سرحد ریاست قلات (۹۴) روشن دل سردار اندر سنگھ نظامی نمبردار سرپنچ چوگھہ والا فرید کوٹ (۹۵) سردار بلونت سنگھ صاحب فرید کوٹ (۹۶) سردار ادلیپ سنگھ صاحب فرید کوٹ (۹۷) محمد اسمٰعیل صاحب قادری فرید کوٹ (۹۸) محمد شفیع صاحب قادری فرید کوٹ (۹۹) محمد خواجہ خاں صاحب فرید کوٹ (۱۰۰) لالہ موہن لال نظامی فرید کوٹ (۱۰۱) لالہ جگدیش پرشاد نظامی فرید کوٹ (۱۰۲) لالہ رکھا رام نظامی فرید کوٹ (۱۰۳) محمد موسیٰ صاحب فرید کوٹ (۱۰۴) ملنسار نظامی دہلی (۱۰۵) لالہ چرنجیت لال صاحب ایڈووکیٹ گوجرانوالہ۔ انہوں نے انگریزی زبان میں اخلاقی باتیں بھی بھیجی ہیں (۱۰۶) روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی سیال کوٹ

(۹۹) شیخ قمرالہی نظامی سیالکوٹ (۱۰۰) خوش اقبال شاہ نظامی حیدرآباد

۱۱ رحج ۱۳۶۴ھ ۱۷ رنومبر ۱۹۴۵ء شنبہ دہلی

رام پور کا ارادہ: ہز ہائی نس نواب صاحب رام پور کی سالگرہ ۲۷ رنومبر کو ہوتی ہے۔ آٹھ دن پہلے بلاوا آیا تھا اور میں نے آج کی روانگی کا تار دے دیا تھا۔ صبح ساڑھے ۴ بجے ریل پر گیا۔ ٹکٹ نہ بنا تھا۔ تاہم کوشش کر کے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدا۔ مگر گنگا نہان کے ہزاروں دیہاتی پلیٹ فارم اور ریل کے اندر بھرے ہوئے تھے۔ کھڑے ہونے کو بھی جگہ نہیں ملی۔ ریل کے کسی ملازم نے انتظام میں مدد نہیں دی۔ رائے بہادر ماتھر صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیئر سنٹرل پی ڈبلیو ڈی بھی مراد آباد جا رہے تھے ان کو بھی جگہ نہیں ملی مجبوراً ٹکٹ واپس کیا اور موٹر کے ذریعے جانے کی تیاری کی۔ معلوم ہوا ہزاروں چھکڑوں سے سڑک رکی ہوئی ہے۔ جو گنگا اشنان کے لئے جا رہے ہیں۔

واپس آکر قوالی ہال میں کام کرتا رہا۔ پھر نواب مہدی نواز جنگ سے ملنے گیا۔ وہاں حیدرآبادی اصحاب ہاشم علی صاحب جج وغیرہ سے ملاقات ہوئی سید انیس الرحمٰن نظامی اور حبیب خاں نظامی ملنے آئے تھے پھل اور گوشت لائے تھے۔ آنریبل سر عزیز الحق اور ان کی بیگم صاحبہ نے قربانی کا گوشت بھیجا تھا۔ پنڈت شمبر ناتھ صاحب تحصیلدار دہلی ملنے آئے تھے۔ باطنی اشغال دریافت کئے تھے۔

ملتان والے محمد نواز صاحب اور رب نواز صاحب اور ان کی والدہ صاحبہ اور بہن اقبال سلطانہ صاحبہ ملنے آئیں تھیں اور پھل بھی لائیں تھیں۔ بھیا احسان یعنی بھیا فقیر عشقی صاحب عید ملنے آئے تھے۔

حضرت امیر خسروؒ کا پروگرام: شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم کے پوتے شاہد صاحب کا مرتب کیا ہوا ایک پروگرام حضرت امیر خسروؒ کی نسبت دلی ریڈیو نے نشر کیا تھا۔ میں نے اور خواجہ بانو نے بہت غور اور عقیدت کے ساتھ سنا تھا۔ ایسا اچھا پروگرام تھا کہ میں نے گن گن کر اکتالیس دعائیں شاہد صاحب اور بخاری صاحب اور دہلی ریڈیو کے اراکین کے لئے خدا سے مانگیں۔ میں یہ سب چیزیں ریڈیو والوں سے مانگوں گا اگر وہ دیدیں گے تو منادی میں شائع کروں گا لیکن اصلی کیفیت سننے میں تھی۔ پڑھنے سے وہ کیفیت حاصل نہیں ہوگی۔

۱۲ رحج ۱۳۶۴ھ ۱۸ رنومبر ۱۹۴۵ء اتوار دہلی

ملاقاتی: حکیم عبدالسلام صاحب ایک درویش کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ سید انور صاحب اپنے عزیزوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ حاجی بشیر صاحب نے قربانی کا گوشت بھیجا تھا۔ ہنومان پرشاد صاحب باجپئی پھل لائے تھے۔ مولانا بشیر احمد صاحب نائب امام سنہری مسجد کھانا لائے تھے۔ درگاہ کی بڑی مسجد کے دونوں شمالی اور جنوبی گنبدوں میں بجلی کی نئی فٹنگ کرائی تھی۔ اور شہنشاہ اورنگ زیب کے بنائے ہوئے مجلس خانے میں بھی بجلی لگوائی تھی۔ اپنے بنائے ہوئے مسافر خانے میں نئی بجلی کی فٹنگ کروائی تھی۔ لاہور سے محمد اسمٰعیل صاحب بٹ اپنے ایک احمدی قرابتدار کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میری کتابیں خریدی تھیں اور درگاہ کی روشنی کے لئے رقم دی تھی۔ علی اور علی بانو سید صغیر علی صاحب کی لڑکی کی شادی کی شرکت کے لئے دہلی گئے ہوئے ہیں۔ روحہ کے بیمار ہوجانے کی خبر آئی تھی۔ خواجہ بانو روحہ کو دیکھنے دہلی گئیں تھیں۔ چودھری مشیت علی نظامی ملنے آئے تھے۔ شیخ فیروزالدین صاحب دہلوی نے کلکتے سے محمد یوسف صاحب دہلوی کی معرفت نیک کاموں کے لئے ایک رقم بھیجی تھی۔

زکام: سردی کی زیادتی کی وجہ سے مجھے بہت سخت زکام ہوگیا ہے۔

۱۳ رحج ۱۳۶۴ھ ۱۹ رنومبر ۱۹۴۵ء پیر دہلی

لحاف کی مہمانی: زکام اور بخار کی وجہ سے آج صبح دیر تک لحاف میں لیٹا لیٹا رہا۔

مہمان: ریاست ریواں سے ایک عورت مرد مرید ہونے آئے ہیں۔ میں نے ان کو مرید کر لیا اور مسافر خانے میں ٹھیرایا۔ کل واپس جائیں گے۔

عبدالنعیم خاں صاحب اپنے گھر گئے تھے۔ عید کر کے واپس آگئے ہیں۔ سید راشد حسین اور ان کی دلہن اور ان کی والدہ اور خالہ عید کے سلام کے لئے آئیں تھیں۔

۱۴ رحج ۱۳۶۴ھ ۲۰ رنومبر ۱۹۴۵ء منگل دہلی

پریس کانفرنس: صبح چیف کمشنر صاحب دہلی کی قیام گاہ پر پریس کانفرنس ہوئی تھی۔ میں بھی شریک ہوا تھا۔ بہت سے ہندو مسلمان ایڈیٹر جمع ہوئے تھے۔

نانک ڈے: شام کو علی کے ساتھ دوبارہ دہلی گیا تھا۔ گرو نانک صاحب کی پیدائش کی خوشی میں مسلمانوں نے اور ہندوؤں نے سکھوں کو کمپنی باغ میں پارٹی دی تھی۔ چیف کمشنر صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں نے اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے اور ایک ہندو صاحب نے اور ایک سکھ صاحب نے ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے تقریریں کیں تھیں۔ زکام کی وجہ سے رات بھر بخار رہا۔

عشقی بانو: بھیا شیخ احسان الحق صاحب فقیر عشقی کی اہلیہ اور بچے آئے تھے۔ بھیا کی بہو یعنی شیخ محمد شبلی کی دلہن اور بھیا کی بڑی لڑکی عارفہ بشریٰ اور ان کے دولہا بھی آئے تھے۔ دن بھر قیام کر کے شام کو واپس چلے گئے۔

۱۵ رحج ۱۳۶۴ھ ۲۱ رنومبر ۱۹۴۵ء بدھ دہلی

برج حسن: برج حسن کے کرایہ دار چلے گئے ہیں آج اس کی صفائی اور سفیدی کے لئے وہاں گیا تھا۔

فرانسیسی مہمان: جنرل ڈیگال کے دو نمائندے برج حسن میں ملنے آئے تھے۔ انھوں نے ایک قلمی دلائل الخیرات اور ایک قلمی مثنوی مولانا رومؒ چار سو روپے میں خریدی تھی۔ وہ دکھانے لائے تھے۔ مثنوی سو برس پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔ احمدالدین مرزا کاظم ایرانی کا قلم ہے۔ بہت ہی خوبصورت لوحیں ہیں۔ میں نے کہا

چھ سو روپے نفع کے لو اور ایک ہزار روپے میں یہ مثنوی مجھے دیدو۔ میں نہیں چاہتا کہ ایسی چیز ہندوستان سے باہر جائے۔ فرانسیسی صاحب نے کہا۔ میں اس کو فرانس لے جاؤں گا اور پھر واپس دہلی میں لے آؤں گا۔ بیچنا نہیں چاہتا۔

بخار کی تکلیف رات بھر بخار رہا تھا۔ آج صبح ہلکا سا دورہ بھی ہوا۔ دوپہر کو بیٹھار ہاسنی اوقاف مجلس کے جلسے میں جانا ضروری تھا۔ مگر تکلیف کی وجہ سے نہ جا سکا۔ روحہ اب تک بیمار ہیں۔ دہلی میرے ہاں آگئیں ہیں۔ سیدہ بین نظامی بدہ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔

حکیم منزل شاہ نظامی آج حکیم منزل شاہ نظامی لاہور چلے گئے۔ وہ اب لاہور میں قیام کریں گے۔

بہاری درویش شام کو حضرت مولانا شاہ محمد عطاء الحق صاحب شاغل چشتی فریدی نظامی چھوٹا تکیہ بہار شریف سے ملنے آئے تھے۔ اُن کے صاحبزادے بھی ساتھ تھے۔ پہلے اخبار "الشرف" شائع کرتے تھے۔ اُنھوں نے مجھے دُعا دی "خدا کرے آپ اپنے آپ کو بھول جائیں"۔ میں نے کہا یہ سب سے اچھی دعا ہے۔ بہت دبلے ہیں۔ سفید ڈاڑھی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے۔ مگر باتیں بہت قوت اور مضبوطی کی کرتے ہیں۔

۱۶ رجب ۱۳۶۴ھ ۲۲ نومبر ۱۹۴۵ء جمعرات دہلی

ولنگٹن کی جماعت آج صبح ولنگٹن نیلگری علاقہ میسور کی نظامیہ جماعت کے پانچ آدمی آئے ہیں۔ یہ عرض میں ٹھیرے ہیں۔ میرے لئے شہد لائے ہیں۔ یوکلپٹس آئل لائے ہیں۔ مغلستان لائے ہیں۔ اور چائے لائے ہیں۔ اس جماعت میں ایس عبد القادر صاحب اور امیر جان نظامی اور سید باچھا نظامی اور ایل شیخ داؤد نظامی اور اے کے محمد علی نظامی ہیں یہ لوگ پہلے درگاہ حضرت چراغ دہلی صاحب میں حاضر ہوئے۔ پھر درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب میں حاضر ہوئے۔ اور واپس آکر میری اور میرے بچوں کی تصویر کھینچی۔ میرے دوست فرانسیسی نمائندے بھی تصویر کے گروپ میں شامل ہوئے تھے

قلمی کتابیں آج فرانسیسی نمائندوں نے میری قلمی کتابیں دیکھی تھیں۔ ذخیرۂ اسکندری اور عجائب المخلوقات بالتصویر کتابیں انھوں نے بہت زیادہ پسند کیں۔

زکام کی تکلیف آج بھی مجھے زکام کی وجہ سے بخار رہا۔ اور رات کو بھی بے چینی رہی۔

الیکشن ڈپوٹیشن آج مسٹر آصف علی کی طرف سے ایک ہندو ورکر میرا ووٹ مانگنے آئے تھے۔ اور اُن کے بعد محمد عثمان صاحب آزاد مالک روزانہ اخبار انجام کے مسلمان ورکروں کی ایک جماعت آزاد صاحب کے لئے ووٹ مانگنے آئی تھی۔ اُستاد شمس الدین صاحب جمعرات کے حاضر باش بھی آئے تھے۔ بعد مغرب محمد نواز خاں صاحب اور رب نواز خاں صاحب ملتانی ملنے آئے تھے۔ درگاہ میں اختر قوال کا گانا ہوا تھا۔

واپسی ولنگٹن کی نظامیہ جماعت رات کو اجمیر شریف روانہ ہو گئی۔

فکر نہ کیجئے۔ میری حالت
زیادہ خطرناک نہیں ہے

معلومات

سفر کے قابل ہو گیا تو
محرم حیدرآباد میں کروں گا۔

سفر ملتوی

حیدرآباد سے واپس آنے کے بعد زکام اور بخار اور درد گردہ کی بیماریوں کے سبب سب سفر ملتوی کردئیے۔

افسوسناک غلطی

آج کے پرچے کی لوح کے پہلے صفحے پر لفظ "باطل" کی جگہ "بالکل" لفظ چھپا ہے جو غلط ہے سُرخی سے "باطل" کا لفظ بنوایا گیا ہے تاکہ کاتب اور دفتر کی غلطی میرے نامۂ اعمال میں نہ لکھی جائے۔ مجھے صدمہ اس بات کا زیادہ ہے کہ میرے اخبار کے کاتب اور دفتر والے بھی اسلام کی بنیاد کلمے کا ترجمہ نہیں جانتے ورنہ ایسی غلطی نہ ہوتی۔

اچھی خبر

فاسفورس کا تیل سوائے جرمنی کے دُنیا میں کہیں نہ ملتا تھا اور مجھے پُرانا ذخیرہ ختم ہو جانے کی وجہ سے بڑا فکر تھا۔ مگر اب میں خود فاسفورس کا تیل بنانے کے تجربے کر رہا ہوں اور ایک حد تک مجھے کامیابی ہو گئی ہے۔

گُل بکاؤلی

چھوٹے اور بڑے گُل بکاؤلی جتنے ہمالیہ پہاڑ سے دہلی کے بازار میں آئے تھے میں نے سب خرید لئے تھے اور وہ تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ نئے موسم کے پھول پندرہ دن کے بعد بازار میں آئیں گے اس واسطے جن لوگوں کے آرڈروں کی تعمیل میں دیر ہو وہ انتظار کریں۔

پیٹھے کے تجربے

مشہور ترکاری "پیٹھا" جس کی مٹھائی اور مربّہ ہر جگہ مشہور ہے آجکل میں اس کی تحقیقات کر رہا ہوں۔ سفر اور بیماری کی وجہ سے دو پرچے گھریلو دواؤں کی تحقیقات سے خالی رہے۔ آئندہ خدا نے چاہا ناظرین کو پیٹھے کی نسبت بہت زیادہ مفید باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ چونکہ رواج محض مٹھائی اور مربّے کا ہے۔ اس واسطے میں نمکین پکوانے کے تجربے کر رہا ہوں۔ گوشت میں بھی اور سادہ بھی۔ یہ چیز دل اور دماغ کی قوت کے لئے بہت ہی زیادہ مفید ہے۔

نقشِ درویش

اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرکے محرم سنہ ۱۳۶۵ھ اور جنوری سنہ ۱۹۴۶ء کے شروع سے میں ایک بہت بڑا کام شروع کرنے والا ہوں جس کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ ابتدائی اخراجات کے لئے پانچ ہزار روپے میں نے اور پانچ ہزار روپے میرے لڑکے حسین نے بینک میں جمع کردئیے ہیں یہ کتاب دو ہزار جلدوں میں ہوگی۔ اور ہر جلد پانچسو صفحے کی مجلد ہوگی۔ اور اس میں تمام دُنیا کی قوموں کے درویشوں کے باتصویر حالات درج کئے جائیں گے۔ اب میں اس فکر میں ہوں کہ اگر موجودہ بیماریاں میرا خاتمہ کردیں اور ۲ محرم سنہ ۱۳۶۵ھ کی صبح کو مجھے دُنیا سے اُٹھالیا جائے تب بھی میں اس کتاب کی ایسی داغ بیل ڈال جاؤں کہ میرے ذی علم رفیق اور دوست اور مرید اور اولاد اس کام کو پورا کردے۔

مقوی حلوہ

پیٹھے اور گاجر اور نینبلے کی گری اور شقاقل سے ایک حلوہ تیار کرنے کے تجربے کر رہا ہوں اگر یہ حلوہ حسب منشا تیار ہو جائے تو لذیذ بھی ہوگا اور مقوی بھی ہوگا اور سب مروجہ حلووں سے زیادہ سستا بھی ہوگا۔ کیونکہ میں نے جتنی چیزیں ابھی حال کی تحقیقات سے تیار کیں ہیں۔ اُن میں کسی چیز سے بھی روپیہ کمانا مدنظر نہیں رکھا ہے اور چاہتا ہوں کہ علاج کرنے والوں اور علاج کرانے والوں کو خدمت خلق کا ثواب اور نیکنامی کا راستہ معلوم ہو جائے۔

کربلا کا تاریخی حال

آج کے اخبار میں کربلا کے تاریخی حال کتاب اور "طمانچہ بر رخسار یزید" کتاب کے اشتہار چھپے ہیں اور یہ اشتہار تقسیم کرنے کے لئے الگ بھی چھپوائے گئے ہیں منادی کے جو ناظرین محرم کی مجلسوں میں پڑھ کر سنانا چاہیں وہ یہ اشتہار منگالیں۔ دو اشتہاروں سے زیادہ نہیں بھیجے جاسکتے کیونکہ کاغذ کی بہت دشواری ہے۔

بیانِ شہادت

امریلی کاٹھیاواڑ سے کچھ لوگ دہلی میں آئے تھے اور مجھے دس دن کے لئے امریلی لے جانا چاہتے تھے تاکہ میں محرم کی دس مجلسوں میں شہادت کا بیان پڑھوں۔ مگر میری صحت اس قابل نہیں ہے اور کمزوری اتنی بڑھ گئی ہے کہ میں دس پانچ منٹ تک بھی بات چیت نہیں کرسکتا۔

جوناگڑھ کا سفر

میں نے راجکوٹ والے دوست سیٹھ علی محمد صاحب کے ہاں شادی میں جانے کا وعدہ کرلیا تھا اور ہزہائی نس نواب صاحب جوناگڑھ کے ولی عہد صاحب کی شادی میں شریک ہونے کا وعدہ بھی کرلیا تھا لیکن آج ۲۳ نومبر تک صحت اس قابل نہیں ہے کہ میں سفر کرسکوں۔ آج ڈاکٹر عبدالحق صاحب شفاءالفقراء نے میرا معائنہ کرنے کے بعد سفر سے منع کردیا ہے۔ تاہم خدا نے چاہا اگر کل اور پرسوں ان دو دن میں حالت ٹھیک ہو گئی تو سفر شروع کردوں گا۔ حسن نظامی - ۲۲

بکاؤلی کا پھول

موت کے دروازے بند کر دیتا ہے

دُنیا کے سب سے اُونچے پہاڑ

ہمالیہ میں پیدا ہوتا ہے

ہمالیہ ہندوستان کا پہاڑ ہے

ہندوستان ہر ملک سے اونچا ملک

ہمالیہ سب پہاڑوں سے اونچا پہاڑ

گل بکاؤلی سب پھولوں سے اچھا پھول

کئی سو گل بکاؤلی آٹھ آنے میں

ایک آنہ دواخانہ دہلی سے منگایئے

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

کل عالم میں حیدرآباد کی آزادی کی ندا دینے والا اخبار

مُنادی

رجسٹرڈ سرکار عالی نمبر ۳۱۷

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حیدرآباد دکن سے شائع کیا

مددگار:۔ پروردگار
قلم کار:۔ خواجہ حسن نظامی

بابت جمادی ثانی ۱۳۶۷ھ ہجری
اپریل ۱۹۴۸ء انگریزی

سالانہ قیمت پانچ روپے (صہ) کلدار
ایک پرچہ پانچ آنے کلدار ۵ حالی

ہفت روزہ مُنادی

انقلابی مصائب کے سبب اگست اور ستمبر ۱۹۴۷ء کا روزنامچہ حیدرآباد کے رسالہ "تجارتی دُنیا" میں شائع کرایا گیا تھا۔ پھر اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۴۷ء اور جنوری، فروری ۱۹۴۸ء کے روزنامچے ماہوار منادی میں شائع کئے گئے تھے اور آج مارچ اور اپریل کا روزنامچہ اس ماہوار منادی بابت ماہ اپریل میں شائع کیا جاتا ہے۔

انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر دہلی میں لکھائی، چھپائی اور اشاعت کا بندوبست ہو سکے تو مئی ۱۹۴۸ء سے ہفت روزہ منادی دہلی سے جاری ہو جائے گا۔

انشاءاللہ تعالیٰ

رسالہ آستانہ دہلی

دہلی سے دُرویشوں اور صوفیوں کا ایک بہت شاندار ماہوار رسالہ "آستانہ" جاری ہُوا ہے۔ جس کی اشاعت تین ہزار سے زیادہ ہے۔ بعض دوستوں کی رائے تھی کہ منادی اخبار بند کر دیا جائے اور میرا روزنامچہ رسالہ آستانہ دہلی میں شائع ہو جایا کرے میں نے اِس کی نسبت سب صوبوں اور ہندُستان کے باہر کے خریداروں سے مشورہ لیا تھا ان سب کی رائے ہے کہ "منادی کو بند نہ کیا جائے اور اس کا مقام اشاعت بھی تبدیل نہ کیا جائے۔ اگرچہ حیدرآباد کی اسلامی حکومت نے ہر قسم کی آسانیاں منادی کو حیدرآباد سے شائع کرنے کیلئے دے دی ہیں تاہم دہلی بائیس خواجہ کی چوکھٹ ہے اِس لئے چشتیوں اور درویشوں کا یہ ہفت روزہ اخبار آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی دہلی سے جاری رہنا چاہیئے کیونکہ انقلاب سیاست میں ہوا کرتا ہے روحانیت میں سب سے مقدم چیز استقامت ہے

اِس لئے میں نے محبّ الفقراء مقبول بارگاہ اولیاء اللہ مستحسن صاحب فاروقی مالک رسالہ آستانہ دہلی کو لکھا ہے کہ اگر وہ ہفت روزہ منادی کی لکھائی چھپائی کا انتظام کرا سکیں تو منادی کے دفتر کا عملہ جو دہلی میں موجود ہے منادی کو حسب معمول قدیم درگاہ شریف سے جاری کر دے گا

میری کتابیں

حیدرآباد میں آنے کے بعد میں نے اپنی

اُن کتابوں کی چھپائی کا انتظام کیا جن کی کاپیاں دہلی میں لکھوائی گئیں تھیں اور دہلی کے دفتر نے مجھے یہاں بھیجی تھیں وہ کتابیں کچھ چھپ گئی ہیں کچھ چھپ رہی ہیں اُن کے نام یہ ہیں:۔

(۱) تاریخ رسول (۲) درسِ مادری (۳) راجکماری پرذیو کا روزنامچہ (۴) سرسید کا دہلی نامہ (۵) داستانِ پاکستان (۶) مہاتما گاندھی کا فیصلہ (۷) غدارنامہ (۸) دو داستانِ گر (۹) حسن جیون۔

میری پُرانی کتابیں

مذکورہ "نو" کتابوں میں بھی بعض پُرانی ہیں اور اُن کے نام بدلے گئے ہیں اور کئی نئی ہیں لیکن پُرانی کتابوں کی چھپائی بھی حیدرآباد میں کرائی گئی تھی جو ختم ہو گئیں تھیں مثلاً بہادر شاہ کا مقدمہ اور بہادر شاہ کا روزنامچہ اور بہادر شاہ کے فرمان اور بہادر شاہ کی قربانیاں اور دہلی کی شاعری کی آخری شمع اور بیزہ مدینا ملا ور محرم نامہ حیدرآباد میں چھپ رہا ہے۔

ترتیلی ترجمے کا دُوسرا حصّہ

قرآن شریف کے ترتیلی ترجمے کا دُوسرا حصہ یعنی آخری پندرہ پارے کئی سال سے نایاب تھے اُن کو بھی باوجود رُوپے کی نایابی اور کاغذ کی نایابی اور کاغذ کی مشکلات کے ہزاروں روپے کے خرچ سے دہلی میں چھپوالیا گیا ہے اور اب جلد بندی ہو رہی ہے۔ انشاءاللہ مئی کے مہینے میں تقسیم شروع ہو جائے گی۔

میری نئی کتابیں

مذکورہ نئی اور پُرانی کتابوں کے علاوہ "تاریخ انقلاب دہلی" کے تین حصّے اور تیار کئے ہیں۔ ایک بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں ۱۸۳۷ء کا روزنامچہ ہے۔ جب کہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے۔ میری دوسری کتاب "رزیڈنٹ کی ڈائری" ہے جس میں ۱۸۴۹ء کے تاریخی حالات ہیں جو دہلی کے رزیڈنٹ نے بطور روزنامچے کے لکھوائے تھے۔ تیسری کتاب "اکبر شاہ کا روزنامچہ" ہے جو بہادر شاہ بادشاہ کے والد تھے۔ چوتھی کتاب "انگریزوں کی عرضیاں"۔ یہ بہت اہم کتاب ہے جس میں سرطامس مٹکاف کی وہ عرضیاں جمع کی گئیں ہیں جو انہوں نے بہادر شاہ بادشاہ کو لکھی تھیں۔ ان میں ایک عرضی سر سید احمد خاں کی بھی ہے جو کتاب آثار الصنادید کے سلسلے میں سرسید نے اُردو زبان میں سرطامس مٹکاف کے ذریعے بہادر شاہ کو بھیجی تھی اور اس سے بھی زیادہ اہم جیمز شاہ جرمنی کی ایک عرضی ہے جو سرطامس مٹکاف کے ذریعے بہادر شاہ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔

میرا قیام حیدرآباد

چونکہ چار پانچ برس سے میں موذی بیماریوں میں مبتلا ہوں یعنی گُردے اور مثانے اور معدے اور آنتوں کی بیماریاں مجھے ہیں اس واسطے میں اپنے بیوی بچوں کے پاس حیدرآباد میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ میرا حیدرآباد کے اور "ہندیونین" کے اور پاکستان کے سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں نے اپنے روزنامچے کو بھی پوری احتیاط کے ساتھ آج تک سیاسیات سے بچایا ہے اور آئندہ بھی اگر دہلی سے منادی جاری ہو سکا تو اُس میں سیاسیات کا دخل نہیں ہوگا۔ محض رُوحانی اور مذہبی اور معاشی مضامین ہوں گے۔ اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ میرا قیام کہاں ہوگا۔ حیدرآباد میں رہوں یا دہلی میں رہوں یا کراچی میں رہوں ہر جگہ میری روش اور پالیسی یہی رہے گی کہ سیاسیات سے علیحدہ رہوں۔ جہاں رہوں گا وہاں سے منادی کے لئے مضامین اور روزنامچہ دہلی بھیجتا رہوں گا"

حیدرآباد کی معلومات

"گر میرا قیام حیدرآباد میں نہ رہے تب بھی گذشتہ منادی کی پشت پر حیدرآباد کی جو معلومات شائع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا وہ انشاءاللہ مسلسل شائع ہوتی رہے گی۔ خاصکر حیدرآباد کے محکمہ امور مذہبی کی معلومات کی اشاعت ہندوستان اور پاکستان اور بیرون ہندوستان کے لئے میں بہت ضروری سمجھتا ہوں اور اس کا میں نے خاص اہتمام کیا ہے۔

افغانستان کی معلومات

ہندوستان اور پاکستان کی معلومات کے لئے بے شمار اخبار اور رسالے کام کر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ناظرینِ منادی کو حیدرآباد کی معلومات کے ساتھ ہی افغانستان کی معلومات سے بھی آگاہ کیا جائے گا کیونکہ وہ پاکستان کا پڑوسی اسلامی ملک ہے۔



حیدرآباد کے حکمراں

حیدرآباد کے بادشاہ

حیدرآباد دکن میں پونے سات سو برس سے اسلامی حکومت ہے۔ سب سے پہلے سلطان علاء الدین خلجی نے یہاں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔ خلجی اور تغلق حکومت کے بعد ایرانی شہزادے حسن بہمنی نے یہاں بہمنی خاندان کی بادشاہی قائم کی اس کے بعد مختلف خاندانوں کی بادشاہی ہوتی رہی۔

ہندوستان کے شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے پوتے جب عیش و عشرت میں مبتلا ہوئے تو آصف جاہ اول نے سلطنت دہلی کو سنبھالنے اور مضبوط کرنے کی بہت کوشش کی لیکن دہلی کے دربار میں خود غرض لوگوں کا ہجوم تھا اس لئے آصف جاہ مجبور ہو کر دہلی سے دکن میں آگئے اور یہاں کی اسلامی حکومت میں جان ڈالی اور اپنی خودمختاری کا اس لئے اعلان کردیا کہ دہلی کے مرکزی زوال کے سبب ملک دکن بھی زوال میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اس وقت سے لیکر آج تک حیدرآباد آزاد و خودمختار ہے۔

حیدرآباد کے موجودہ بادشاہ ساتویں آصف جاہ ہیں۔ ان کا نام میر عثمان علی ہے اور ان میں قدیم بادشاہوں اور نئے زمانوں کی حکومتوں کی مجموعی قابلیت پائی جاتی ہے۔ عمر پچاس سے زیادہ ہے۔ قد میانہ ہے۔ گورا رنگ ہے۔ درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں یعنی باوجود بہت بڑا بادشاہ ہونے کے اُن کا لباس بھی بہت سادہ ہے اور ان کی خوراک بھی بہت سادہ ہے وہ ۱۹۱۱ء میں تخت نشین ہوئے تھے یعنی اڑتیس برس سے بادشاہی کر رہے ہیں اور ان کے دورِ حکومت میں حیدرآباد نے اتنی سادہ ترقی کی ہے جس کی مثال ایشیا کے بادشاہوں ہی میں نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ کی حکومتوں میں بھی نہیں ملتی۔ سب سے بڑی خوبی ان کی بادشاہی کی یہ ہے کہ ترقی و خوشحالی کے ساتھ ان کے ملک میں امن بھی ہے۔

یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں ترقی اور خوشحالی تو بہت زیادہ ہے مگر وہاں کے باشندوں کو امن اور اطمینان حاصل نہیں ہے۔ اعلیحضرت کی تخت نشینی کے بعد سے آج تک یورپ اور امریکہ میں دو ہولناک لڑائیاں ہو چکی ہیں جن سے کروڑوں آدمی مر گئے اور اربوں روپے کا نقصان ہوا اور ہر گھر کے عورت مرد کے دل کی راحت اور طمانیت جاتی رہی اور زندگی بکھر گئی۔

حضور نظام کی حکومت نے ان ہولناک لڑائیوں کے وقت اپنے ملک میں بھی امن قائم رکھا اور یورپ اور امریکہ کی خونریزیوں کو روکنے اور وہاں کے باشندوں کو امن سے رہنے کے کام میں مدد بھی دی۔ تقریباً ایک ارب روپے حضور نظام نے یورپ اور امریکہ کو لڑائی سے بچانے اور وہاں امن قائم کرنے میں عطا فرمائے۔

حضور نظام سے زیادہ دنیا میں کوئی چھوٹی بڑی حکومت ایسی نہیں ہے جہاں کے حکمراں حضور نظام کی طرح رات دن اپنے ملک اور اس کے باشندوں کے امن اور آسائش کے لئے جفاکشی سے محنت کرتے ہوں۔

پس آجکل اگر کوئی حکومت ایسے مضبوط اور ایسے پرامن ملک پر حرص کی نظر ڈالے تو یہ اُس کی بے عقلی ہوگی پہلے اس کو گذشتہ تاریخ پر نظر ڈالنی چاہیے کہ اورنگ زیب کے پوتوں کی سلطنت کیوں برباد ہوئی اور آصف جاہ اول نے کیوں حیدرآباد میں خود مختار سلطنت قائم کی۔ اگر وہ اس پر غور کریں تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ دہلی کے بادشاہ اور درباری ذاتی اغراض میں مبتلا تھے اور آصف جاہ اول ملک کی اغراض کو ذاتی اغراض پر مقدم رکھتے تھے موجودہ حضور نظام ساتویں آصف جاہ ہیں۔ اور ان میں آصف جاہ اول کے اوصاف مذکور کے

علاوہ نئے زمانے کی حکومتوں کی سب
خوبیاں بھی موجود ہیں۔ وہ دنیا کے سب
سے بڑے سیاست داں ہیں، اور فوجی
قابلیت ان کو ورثے میں ملی ہے
کیونکہ آصف جاہ اول اپنے وقت
کے سب سے بڑے سپہ سالار
تھے، اور ان کی عملی قوت تو دنیا کے
ہر حکمراں سے بڑھی ہوئی رہی ہے جو اُن
کی حکومت کی مشین میں اسٹیم کا کام
دیتی ہے۔ ان کی زندگی بہت سادہ
ہے۔ اور باوجود بادشاہ ہونے کے
درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان
کے دلی مضبوطی ہم اندازی کی تو ساری دنیا دیکھ چکی ہے

حیدرآباد کے وزیر اعظم

جب ترکوں میں شخصی حکومت قائم تھی
تو وہاں کے محکمہ وزارت کو باب عالی
اور وزیر اعظم کو صدر اعظم کہا جاتا
تھا۔ حیدرآباد نے بھی جب کونسل
بنائی تو محکمہ وزارت کو باب حکومت
کا لقب دیا اور بڑے وزیر کا نام
صدر اعظم رکھا۔ موجودہ بادشاہ کے
ایام حکومت میں بہت سے وزیر
ہو چکے ہیں۔ پہلے یمین السلطنت
مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر صدر اعظم
تھے اُن کے بعد نواب سالار جنگ
صدر اعظم ہوئے پھر سر علی امام صدر
اعظم ہوئے پھر نواب ولی الدولہ بہادر
اور ایک پارسی سر فریدون ملک
صدر اعظم ہوئے پھر سر اکبر حیدری
صدر اعظم ہوئے اس کے بعد نواب
صاحب چھتاری اور سر مرزا اسماعیل
صدر اعظم ہوئے اور آجکل میر لائق علی صاحب
صدر اعظم ہیں۔

میر لائق علی سید ہیں اور حیدرآبادی
باشندے ہیں۔ عمر پچاس سے زیادہ
ہے۔ میانہ قد ہے گندمی رنگ ہے۔
عمر کا ابتدائی حصہ سرکاری نوکری
میں بھی گذرا ہے اور تجارت میں بھی۔
یہ حیدرآباد کے سب سے بڑے کامیاب
تاجر ہیں۔ انہوں نے کئی مفید کارخانے
جاری کئے ہیں جن سے ان کی سوجھ
بوجھ ظاہر ہوتی ہے۔ سرپور میں
کاغذ بنانے کا ایک بہت اچھا کارخانہ
جاری کیا ہے جس نے کاغذ کے کال
کے زمانے میں باشندگان حیدرآباد
کو کاغذ کی تکلیف سے محفوظ رکھا تھا
دوسرا کارخانہ شکر بنانے کا جاری
کیا اور وہ بھی بہت کامیاب ہے۔

میر لائق علی کا انتخاب ایسے
نازک وقت میں ہوا جبکہ انگریز
۱۵ اگست سنہ ۱۹۴۷ء کو ہندوستانی
حکومت سے دست بردار ہو گئے
تھے اور انہوں نے ہندوستان کو
دو حصوں میں بانٹ دیا تھا۔
ایک حصہ پاکستان کے نام سے
مسلمانوں کو دیا تھا اور ایک حصہ
ہندوستان کے نام سے ہندوؤں
کو دیا تھا۔ آزادی کا اعلان ہوتے
ہی تمام ہندوستان میں ہندوؤں
مسلمانوں کی خانہ جنگی شروع
ہو گئی تھی جس سے کروڑوں ہندو
مسلمانوں اور سکھوں کی جانیں
بھی گئیں، مال بھی گیا اور آبرو بھی
گئی اور اس خانہ جنگی میں ہندوستان
کی ریاستیں بھی شریک ہوئیں
لیکن حیدرآباد اپنی قدیمی تاریخ کی
بموجب خانہ جنگی سے بچا رہا اور اُس
نے اپنی صلاحیت اور قابلیت سے
اپنے ملک کو ہر فساد سے بچائے رکھا۔
اور اعلان کر دیا کہ وہ دو سو برس
سے آزاد ہے اور آئندہ بھی آزاد
رہنا چاہتا ہے نہ وہ پاکستان میں جائیگا
نہ وہ ہندوستان میں جائے گا۔ مگر دہلی
کی نہرو حکومت نے حیدرآباد کو
مجبور کرنا شروع کیا کہ حیدرآباد بھی
ہندوستان میں شریک ہو جائے۔
اُس وقت صدر اعظم نواب صاحب
چھتاری تھے اور سیاسی وزیر نواب
معین نواز جنگ بہادر تھے اور اعلیحضرت
کے ذاتی صلاح کار ایک انگریز سر
والٹر مونکٹن تھے۔

حیدرآباد کی رعایا نے جس کی نمائندہ
مجلس اتحاد المسلمین ہے ہند یونین میں
شرکت سے انکار کیا۔ اس واسطے
حضور نظام نے ایک عارضی وزارت
قائم کی اور سابقہ وزارت کو بدل
دیا۔ اس عارضی وزارت کے صدر
اعظم میر لائق علی چنے گئے۔ میر لائق
علی کو پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم
مسٹر جناح اپنی حکومت میں بلانا چاہتے
تھے لیکن میر لائق علی نے اپنے وطن کی
خدمت کو مقدم رکھا اور شاہی
فرمان کی اطاعت کی۔ اور صدارت
کا عہدہ قبول کر لیا۔

دور اندیش اور تجربہ کار مدبر

شک میں تھے کہ میر لائق علی ایک
تاجر ہیں سیاست کو نہیں جانتے ایسے
نازک اور مشکل زمانے میں کیونکر
اتنا بڑا عہدہ سنبھال سکیں گے۔ مگر میر
لائق علی نے حیدرآباد کو بھی اور ہندوستان
کو بھی اور پاکستان کو بھی اور انگلستان
اور امریکہ کو بھی یہاں تک کہ روس
کو بھی اپنی بے مثل قابلیت کا ثبوت
دیدیا اور اپنے بادشاہ کی بے مثال
سیاست دانی پر اس طرح عمل کیا کہ
ساری دنیا ششدر رہ گئی یہ ہیں
مولوی میر لائق علی جن کو فضیلت
مآب صدر اعظم بہادر کہا جاتا ہے اور
انگریزی میں ہز ایکسیلنسی اُن کے نام
سے پہلے لکھا جاتا ہے۔

مولوی عبدالرحیم صاحب

مولوی عبدالرحیم صدر المہام ریلوے
اس قابل ہیں کہ حیدرآباد اُن پر فخر
کرے۔ وہ بھی میر لائق علی کی طرح
ایک تاجر تھے اور ایک وکیل تھے اور
کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ سیاست
اور ملک داری کے مشکل کام میں کامیاب
ہوسکیں گے۔ وہ سر مرزا اسمٰعیل
کی صدارت کے زمانے میں صدر المہام
یعنی وزیر ہو گئے تھے۔ نواب چھتاری
کے دوسرے دَور میں بھی وزیر رہے
اور میر لائق علی کی عارضی وزارت
میں بھی وزارت کے فرائض انجام دے
رہے ہیں۔ وہ حیدرآبادی ہیں۔ عمر
چالیس سے زیادہ ہے۔ قد بڑا ہے۔
جسم مضبوط ہے۔ رنگ سانولا ہے۔

پہلے وکالت کرتے تھے اور ایک
بنک بھی جاری کیا تھا۔ اور یہ دونوں
کام بہت صلاحیت اور قابلیت
سے انجام دیتے تھے۔ جب سے
وزیر ہوئے ہیں اپنے فرض کو نہایت
محنت اور دیانتداری سے انجام
دیتے ہیں اور اِن کے کام سے حضور
نظام بھی خوش ہیں اور رعایا کی نمائندہ
ملکی مجلس بھی خوش ہے۔

نواب معین نواز جنگ بہادر

صدر المہام سیاسیات نواب معین
نواز جنگ بہادر نے ہندوستانی انقلاب
حکومت کے وقت سے آجتک جیسا
تدبر اور استقلال اپنے عمل سے ظاہر
کیا ہے وہ حیدرآباد کی تاریخ میں مدتوں
روشن رہے گا۔ بڑے بڑے نازک
زمانوں میں انہوں نے اپنے ملک
اور اپنے بادشاہ کے حقوق اور اختیارات
کی حفاظت نہایت دانشمندی اور
صبر وہمت سے انجام دی ہے۔ عمر
پچاس سے زیادہ ہے۔ میانہ قد ہے
گندمی رنگ ہے اور ملکی ہیں۔

نواب فضل نواز جنگ بہادر

یہ صدر المہام مالگذاری ہیں علمی حیثیت
سے فلاسفر ہیں۔ اپنے فرائض نہایت
محنت سے انجام دیتے ہیں۔ عمر پچاس
سے زیادہ ہے۔ رنگ سانولا ہے
قد بڑا ہے۔ اور اپنے فرائض نہایت خوبی
اور ہمدردی سے انجام دیتے ہیں۔

نواب مرزا یار جنگ بہادر

لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ مرزا
سمیع اللہ بیگ نام ہے پہلے حیدرآباد
میں جج تھے پھر چیف جج مقرر ہوئے
پھر عدالت اور امور مذہبی کے وزیر
ہوئے۔ پھر برار کے ایجنٹ مقرر ہوئے
آجکل مشیر امور دستوری ہیں۔ عمر
ساٹھ سے زیادہ ہے۔ لمبا قد ہے مضبوط
جسم ہے۔ متانت اور دوراندیشی اُن
کے ہر کام میں پائی جاتی ہے۔

مولوی اکرام اللہ صاحب

نوعمر ہیں، گورا رنگ ہے۔ پہلے وکالت
کرتے تھے۔ اب ملکی مجلس کی طرف سے
محکمہ وزارت میں وزیر ہوئے ہیں۔ اور
ابھی مشہور ہوا ہے کہ مصر میں حیدرآباد
کی طرف سے ایجنٹ جنرل مقرر کئے گئے
ہیں۔ جب سے وزیر ہوئے ہیں اپنے
فرائض کو نہایت محنت اور دیانتداری
سے انجام دیتے ہیں۔

مولوی عبدالرؤف صاحب

یہ بھی نوعمر ہیں۔ گورا رنگ ہے۔
مضبوط جسم ہے۔ حیدرآباد کے نامور وکیل
تھے ملکی مجلس کی طرف سے صدر المہام
تعمیرات مقرر ہوئے ہیں اور باوجود نئے
وزیر ہونے کے اپنے فرائض کو تجربہ کار
لوگوں کی طرح نہایت محنت اور توجہ سے
انجام دیتے ہیں۔

مولوی یامین زبیری صاحب

عمر چالیس سے زیادہ ہے۔ ڈبلا بدن ہے گندمی رنگ ہے۔ ملکی مجلس کی طرف سے آئے ہیں اور اپنی محنت اپنے کام میں کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام اُن کا مداح بھی ہے اور اُن کے کام سے مطمئن بھی ہے۔

مسٹر پنگل راما ریڈی

صدر اعظم کے نائب ہیں ہندو قوم کے نمائندے ہیں۔ لمبا قد بھاری بدن ہے۔ سانولا رنگ ہے۔ اپنا فرض اپنی جماعت اور اپنی قوم کے حقوق کو ملحوظ رکھکر نہایت عمدگی سے انجام دیتے ہیں۔ بادشاہ کے پورے وفادار ہیں اور ملک کے بھی وفادار ہیں۔ ہندو بھی ان سے خوش ہیں۔

ونکٹ راؤ صاحب

تعلیمات کے وزیر ہیں۔ اچھوت یعنی ہریجن قوموں کے لیڈر ہیں۔ سلطنت آصف جاہی میں لاکھوں اچھوت رہتے ہیں جن کو پس کردہ اقوام کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی کمزور رعایا کی دلجوئی اور رسائے حقوق کے لئے اُن کے لیڈر کو وزارت کا درجہ دیا ہے اور اتنا بڑا کام مرحمت فرمایا ہے جس پر بڑے بڑے اونچے خاندان کے ہندو مسلمان رشک کرتے ہیں۔ ان کا لمبا قد ہے۔ سانولا رنگ ہے۔ عمر پچاس کے قریب ہے۔ اپنی ملکی زبان بھی خوب بولتے ہیں اور اردو زبان میں بھی بہت صاف تقریر کرتے ہیں۔ اُن کے بولنے کا انداز بڑا پُر لطف ہوتا ہے۔ اپنے فرائض کو حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

قابل تعریف وہ ہندو مسلمان ہیں جن کا تعلق محکمہ تعلیم سے ہے وہ ایک اچھوت وزیر کی اطاعت بڑی خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔

جب یہ وزیر نہ تھے اور دہلی میں مجھ سے ملنے گئے تھے تو میں ان سے گلے ملا تھا اور کہا تھا کہ اب کے حیدرآباد آؤنگا تو تمہارے پاس ٹھیرونگا اور تمہارا کھانا کھاؤنگا، لیکن حیدرآباد میں آیا تو ایسی حالت میں آیا کہ اپنے وعدے کے موافق اُن کے ہاں نہ جاسکا۔ لیکن جب یہ سنا کہ اعلیٰحضرت نے اُن کو ذرے سے آفتاب بنا دیا ہے یعنی تعلیمات کا وزیر مقرر کیا ہے تو میری خوشی کی حد نہ رہی۔ کیونکہ ونکٹ راؤ صاحب کی ملاقات اور پھر تقریریں سُننے کے بعد مجھ پر یہ اثر ہوا تھا کہ یہ حیدرآبادی اچھوتوں کا روشن ستارہ ہے۔ جس طرح قائداعظم مسٹر محمد علی جناح نے مسلمانوں کا پانچواں حصہ ایک اچھوت کو وزیر بناکر دیا تھا اسی طرح حیدرآباد کے بادشاہ نے بھی اسلامی رواداری کی شان دکھائی اور ایک اچھوت کو وزارت کی کرسی پر بٹھا دیا

مولوی عبدالحمید خان صاحب

پولس کے وزیر مولوی عبدالحمید خاں صاحب مقرر ہوئے ہیں جو بہت انصاف پسند اور حق گو ہیں۔ وہ اپنے محکمے کی اصلاح و ترقی کے لئے بے لاگ باتیں کرتے ہیں۔ اور محکمے کی جو بات قابل اصلاح معلوم ہوتی ہے صاف صاف اہل کاران محکمہ کے سامنے کہدیتے ہیں اور یہ بات دنیا کے کسی ملک کے محکمہ پولس میں آج تک نہیں سنی گئی

نواب دین یار جنگ بہادر

نواب عزیز جنگ مرحوم ایک نامور عالم اور دین دار مصنف حیدرآباد میں تھے یہ ان کے فرزند ہیں۔ لمبا قد گورا رنگ۔ عمر چالیس سے زیادہ۔ نہایت دیانتدار اور سنجیدہ مزاج متانت اور حلم و برداشت کا مجسمہ ہیں۔ بادشاہ کی فرمانبرداری اور رعایا کی ہمدردی اور ملک کی فلاح و بہبود کے کاموں میں رات دن مصروف رہتے ہیں پہلے ناظم امور مذہبی تھے پھر کوتوال ہوئے۔ اب صدر ناظم کوتوالی یعنی انسپکٹر جنرل پولس ہیں۔

ان کے ایک بھائی نواب غازی یار جنگ بہادر ہیں جو اہل مدینہ کی امداد کے کام میں رات دن مشغول رہتے ہیں۔ اور ایک بھائی مولوی رکن الدین صاحب

بھی ایک بڑے سرکاری عہدے دار ہیں۔ اور ان کے فرزند مولوی حسن الدین صاحب ناظم امور مذہبی ہیں۔

اس خاندان کی ایک خصوصیت بہت نمایاں ہے کہ ہر فرد بادشاہ اور ملک کی خدمت نہایت دیانتداری سے کرتا ہے اور ان کے گھر کی باہمی محبت بھی قابل تقلید ہے نواب دین یار جنگ اپنے بادشاہ کی آنکھوں کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ اور رعایا کے ہندو مسلمان بھی ان کو اپنا ہمدرد اور غم گسار خیال کرتے ہیں۔

راجہ رام موہن لال صاحب

یہ بھی حال میں وزیر مقرر ہوئے ہیں اور آجکل بڑی محنت اور بڑی وفاداری سے بادشاہ اور ملک کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ ان کی تقریریں بھی اور ان کا عمل بھی دانشمندانہ ہے۔ اور وفادارانہ ہے۔ اپنی ہندو قوم کے اصلی خیر خواہ ہیں

ظل سبحان کی علوئے شان

دلی کی مغل سلطنت کا جب آخری وقت آیا تو لال قلعے کے شاہی محلات میں توہمات کا بڑا زور تھا بادشاہ کے سامنے کسی کے مرنے کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ سورۂ یاسین کا نام بھی نہیں لیتے تھے اور سورۂ یاسین کو "بناوی" کہتے تھے اور جب کوئی مرجاتا تھا تو میت دروازے سے نہیں لیجاتے تھے دیوار توڑ کر لیجاتے تھے اور غسل کفن دفن میں شاہی خاندان کا کوئی آدمی شریک نہیں ہوتا تھا اس کام کے لئے خاص آدمی مقرر تھے میت ان کے حوالے کر دی جاتی تھی۔

سنا ہے دہلی کا اثر حیدرآباد تک آیا تھا اور یہاں کے گذشتہ بادشاہ بھی اسی قسم کے توہمات میں مبتلا تھے جب کسی کے مرنے کی خبر بادشاہ کے سامنے بیان کی جاتی تھی تو عرض بیگی کہتا تھا۔ فلاں شخص تصدق ہوگیا۔ اکبر اعظم کے دربار کا بھی یہ رواج تھا کہ جب کوئی بڑا امیر مرتا تھا تو اس کا وکیل کالا کپڑا ہاتھوں پر لپیٹ کر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور بادشاہ سمجھ لیتے تھے کہ اس کا آقا مر گیا ہے چنانچہ تاریخوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اکبر کے وزیر اعظم ابو الفضل دکن سے آگرے جاتے وقت اکبر کے ولیعہد جہانگیر کے اشارے سے ریاست دتیا میں راجہ کے ہاتھوں قتل ہوئے تو ابو الفضل کے وکیل نے رواج کے موافق کالا کپڑا ہاتھوں پر باندھا اور دربار میں سر جھکا کر کھڑا ہو گیا اکبر نے گھبرا کر پوچھا کیا ہوا خیر تو ہے وکیل نے گذارش کی میرے آقا حضور کے قدموں پر تصدق ہوئے۔ اکبر نے اپنی دستار اتار کر پھینک دی اور غم کے لہجہ میں کہا ہائے شیخو جی تم نے یہ کیا غضب کیا۔ تخت و تاج کے لئے مجھے مارنا تھا میرے بے گناہ وزیر کو کیوں مارا (اکبر اپنے ولی عہد جہانگیر کو پیار سے شیخو جی کہا کرتا تھا)

مگر حیدرآباد کے موجودہ بادشاہ ظل سبحان میر عثمان علی خاں کی شان کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے ہر امیر کی بیماری کی خبر سنتے ہیں تو بیمار پرسی کرتے ہیں وہ مر جاتا ہے تو خود اس کے مکان پر تشریف لے جاتے ہیں اور یہ بات مسلمان امیروں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہندو امیروں کے ساتھ بھی یہی شاہانہ ہمدردی ہوتی ہے۔ یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بیمار ہوئے تو بار بار ان کو دیکھنے گئے اور ان کی وفات کے بعد بھی تشریف لے گئے اور ان کے بچوں کو صبر کی تلقین کی اور ان کے گھر کا بہت اچھا انتظام کرا دیا اور اس وقت سے آج تک جب کبھی ضرورت ہوتی ہے تو مہاراج کے مکان پر جاتے ہیں اور ان کے گھر کے انتظامات کو دیکھتے ہیں اسی طرح میں نے بہت سے ہندو گھرانوں کی نسبت بھی اعلیحضرت کی ہمدردیوں کے واقعات سنے ہیں۔

جب ان کے بھائی صلابت جاہ بہادر نے وفات پائی تو ان کی میت کے ساتھ چھ میل پیدل چلے اور بھائی کی میت کو خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور اس وقت اپنے ولی عہد کو بلا کر فرمایا وہ دیکھو بادشاہ لوگ تمام عمر نئے ملک اور نئی زمین حاصل

کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کا انجام یہ ہوتا ہے کہ دو گز زمین سے زیادہ ان کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا۔

فلاسفر مورخوں نے کہا ہے۔ جو قوم اور جو شخص موت سے نہ ڈرے اُس سے سب کو ڈرنا چاہیئے۔ پس ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں کہ ہر دشمن کو حیدرآباد کے بادشاہ سے ڈرنا چاہیئے۔ اُس کو ڈرانے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔

چار پائے کا تخت

ہر حکومت کا ایک تخت ہوتا ہے۔ اور اس تخت کے چار پائے ہوتے ہیں ایک پایہ انصاف۔ دوسرا پایہ ہمدردی تیسرا پایہ بےتعصبی۔ چوتھا پایہ انتظام۔ حیدرآباد کے روپے اور نوٹ پر بھی چار مینار کی تصویر اسی غرض سے ہے کہ حیدرآباد کا تخت انصاف۔ ہمدردی بےتعصبی اور انتظام کے چار پایوں پر قائم ہے۔ حیدرآباد میں چار قومیں رہتی ہیں ایک ہندو جن میں سکھ اور پست کردہ اقوام اور لنگایت بھی شامل ہیں۔ دوسرے مسلمان تیسرے عیسائی۔ چوتھے پارسی اور یہ چاروں ملک کے چار مینار ہیں۔ اور ان سب کے ساتھ مساوی انصاف ہے۔ سب کے ساتھ ہمدردی ہے۔ مساوی بےتعصبی ہے۔ اور سب کا انتظام بھی مساوات کی پالیسی سے ہوتا ہے۔

عوام کی حقیقی حکومت

درحقیقت عوام کی اصلی حکومت حیدرآباد میں ہے۔ نہ یورپ میں ہے۔ نہ امریکہ میں ہے۔ نہ روس میں ہے۔ وہاں جمہوری اور عوام کی حکومت کا دعوٰی ہی دعوٰی ہے۔ عمل خاک نہیں ہے۔ مگر حیدرآباد میں عمل ہے۔ اور آج سے نہیں دو سو برس سے یہ عمل ہوتا آیا ہے۔ اور اگر کسی محکمے میں کوئی خرابی ہے تو وہ افراد کی ہے حکومت کی پالیسی اس خرابی سے بری ہے۔

دکنی سلطان ظل سبحان

دکن کے سلطان آصف جاہ ہفتم اعلیٰحضرت میر عثمان علی خاں ظل سبحان ہیں۔ یعنی ذات سبحانی کا سایہ ان پر ہے۔ جو آدمی ظل سبحان کے فرمان پر اپنی جان قربان کرتا ہے اس کو حضرت احمد جام کی بشارت قدیم کی بموجب غیب سے ہر وقت نئی جان ملتی ہے حضرت احمد جام نے فرمایا ہے۔

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

دکنی وزیر رحمت نظیر

آصف جاہی سلطنت کے وزیر اللہ کی رحمت کی نشانیاں ہیں۔ جو ظل سبحان سلطان کے فرمان پر عمل کرتے ہیں۔ حیدرآبادی حکومت وحدت خاص و عام کی برکت ہے۔ یہاں عامیانہ خیالات کی پراگندہ کثرت نہیں ہے جس نے یورپ و امریکہ اور روس اور ہندوستان کو پریشان کر رکھا ہے کیونکہ خدا ایک ہے اور اس کی رحمت وحدت پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ وحدت آجکل صرف حیدرآباد میں نظر آتی ہے۔

چار میناری سکّہ

دکنی سلطان کا سکّہ چار میناری ہے۔ ایک مینار ہندو ہیں۔ برہمن۔ چھتری سکھ۔ ویش۔ شودر۔ دوسرا مینار مسلمان ہیں۔ سید شیخ مغل پٹھان، تیسرا مینار عیسائی ہیں چوتھا مینار پارسی ہیں۔ اور ان چاروں کا سکّہ چار میناری سکّہ ہے۔ جس پر ظل سبحان سلطان کا پانچواں نشان ہے۔ ایسی وحدت دنیا کے کسی سکّے میں نہیں ہے۔ پس حیدرآبادی حکومت خاص و عام کے ایک دل اور ایک عمل کی حکومت ہے۔

"حرکت میں برکت"

جو پیدل پھرتا ہے حرکت والا اور برکت والا ہے کیونکہ پیدل چلنے سے جسم میں حرکت کی برکت پیدا ہوتی ہے۔ سواری میں پھرنے والے حرکت کی برکت سے محروم رہتے ہیں۔

دل اور دماغ اور عقل کی طاقت پٹھوں کی طاقت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور پیدل پھرنے سے اعصاب یعنی پٹھے مضبوط ہوتے ہیں

دانت اور آنت ثبات حیات

جس کے دانت صاف اور مضبوط ہوں اس کی آنت اور معدہ بھی مضبوط رہے گا۔ اور جس کا معدہ اچھا ہے اس کی حیات مدت دراز تک قائم رہیگی۔ ہر کھانے سے پہلے دانت صاف کیا کیجئے تاکہ دانتوں اور مسوڑھوں کا زہر پیٹ میں نہ جائے اور آنت اور معدے کو خراب نہ کرے

ارجن اپا صاحب

حیدرآباد کے ہندوؤں میں لنگایت قوم لاکھوں کی تعداد میں آباد ہے جن کو اونچی ذات کے ہندو حقیر سمجھتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام نے لنگایت قوم کے ایک لیڈر کو بھی وزارت کا عہدہ مرحمت فرمایا ہے جن کا نام "ارجن اپا" ہے۔ یہ اردو زبان میں بہت اچھی تقریر کرتے ہیں اور رونلڈ راؤ صاحب کی طرح جب بولتے ہیں تو کھری کھری باتیں کہتے ہیں۔ یہ اور ان کی قوم لنگایت بادشاہ کے وفادار ہیں اور کانگرسی انقلابی تحریکوں کے خلاف ہیں اور اپنا فرض بہت اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔

مسٹر جوشی

یہ اونچی ذات کے ہندوؤں میں ہیں اور اعلیٰ حضرت نے ان کو بھی وزیر تجارت کا عہدہ مرحمت فرمایا ہے۔ یہ اپنی قوم کے بھی طرفدار ہیں اور بادشاہ اور ان کی حکومت کے بھی وفادار ہیں۔ میرے حیدرآباد آنے کے بعد وزارت میں آئے ہیں اور میں ان کی ہر شخص سے تعریف سنتا ہوں۔

جسٹس خلیل الزماں صاحب

ہائی کورٹ حیدرآباد کے چیف جج مولوی خلیل الزماں صاحب ہیں جو بہت تجربہ کار اور انصاف پسند جج ہیں۔ عربی، فارسی، علوم کے بھی ماہر ہیں اور نئی اور پرانی تہذیبوں کی خوبیاں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چونکہ انصاف حکومت کے تخت کا ایک پایہ ہوتا ہے اس واسطے میں کہتا ہوں کہ یہ تخت دکن کا بہت اچھا اور بہت مضبوط پایہ ہیں

آنریبل مولوی عبدالرحیم کی والدہ کی وفات

۳ جمادی الثانی یوم سہ شنبہ رات کو آٹھ بجے آنریبل مولوی عبدالرحیم صاحب وزیر مواصلات کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی۔ اور ۴ جمادی الثانی یوم چہارشنبہ صبح دس بجے چادر گھاٹ پل کے قریب تدفین عمل میں آئی۔ مسلمان وزراء کے علاوہ مسٹر راماچاری سابق وزیر اور مسٹر جوشی موجودہ وزیر اور مسٹر پنگل ونکٹ راما ریڈی نائب صدر اعظم بھی رسم تدفین میں شریک ہوئے تھے جس سے مولوی عبدالرحیم صاحب کے تعلقات کا اظہار بھی ہوا اور ہندوؤں کی سوشل خوبی بھی ظاہر ہوئی۔ مجاہد اعظم مولوی سید قاسم رضوی صاحب صدر ملکی مجلس اتحاد المسلمین بھی شریک تدفین تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو آغوش رحمت عطا فرمائے اور پسماندوں کو صبر جمیل حاصل ہو۔ ملک کو اپنے لائق خدمت گذار وزیر کے غم کے ساتھ ہمدردی ہے اور جو اس خبر کو سنتا ہے افسوس کرتا ہے۔ ہر انسان کی ماں اس کے گھر کی برکت ہوتی ہے اور یہ ماں بھی بڑی برکت والی خاتون تھیں۔

تصاویر کی نمائش

نواب حسن یار جنگ بہادر کی قدیمی ناموری بزم اقبال کے اہتمام سے راجہ پرتاپ گیر صاحب کے مکان میں مسٹر پنگل ونکٹ راما ریڈی نائب صدر اعظم کی صدارت میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا جس میں خان بہادر چغتائی کی تصاویر کی نمائش کی گئی جو انہوں نے ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کے اشعار کی توضیح کے لئے بنائی ہیں۔ ہر قوم کے اہل علم اس جلسے میں تھے۔

دعا کی مجلس

ہمایوں نگر حیدرآباد میں نواب ہمایوں مرزا صاحب مرحوم بیرسٹر کی بیگم صاحبہ صغرا ہمایوں مرزا نے اپنے مکان پر خواتین دکن کی مجلس دعا منعقد کی تھی۔ جس میں مرد بھی پردے کے باہر جمع ہوئے تھے۔ مولانا سید ولی اللہ صاحب حسینی نے انجمن پیشوایان مذاہب حیدرآباد کی طرف سے ایک عمدہ تقریر کی تھی اور دعا بھی مانگی تھی۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی نے بھی دعائیہ تقریر کی تھی اور ملک کے امن اور ذات شاہانہ کی سلامتی کے لئے سب عورتوں اور مردوں نے مل کر دعا مانگی تھی۔ بیگم ہمایوں مرزا صاحب نے بھی ایک تقریر کی تھی۔

ہر ضلع کے تار

آجکل حیدرآباد ریڈیو میں اور حیدرآباد کے اخباروں میں ملک کے ہر ضلع کے ہندوؤں کے تار شائع ہو رہے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام اور گورنر جنرل ہندوستان کو بھیجے ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ ملک کے تمام غیر مسلم ملکی رضاکاروں کو برقرار رکھنے کی درخواست کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ رضاکار ہم سب کے جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔

حیدرآباد ریڈیو

پاکستان ریڈیو کی طاقت کم ہے اس لئے وہ دن کے وقت حیدرآباد میں سنائی نہیں دیتا۔ اور آل انڈیا ریڈیو کی زبان ایسی ہوتی ہے جس کو حیدرآباد کے ہندو مسلمان سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے ہر شخص حیدرآباد ریڈیو کو رات دن سننے کی کوشش کرتا ہے۔

حیدرآباد ریڈیو کی طاقت بہت بڑی ہے اور وہ تمام دنیا میں ہر وقت سنا جا سکتا ہے۔ آجکل حیدرآباد ریڈیو اردو انگریزی تلنگی مرہٹی زبانوں کے علاوہ فارسی عربی اور پشتو زبانوں میں بھی خبریں نشر کرتا ہے۔ اور حیدرآباد ریڈیو کے پروگرام معلومات عامہ کے لحاظ سے بہت مکمل ہوتے ہیں۔

حیدرآباد ریڈیو کے گانے۔ تقریریں ڈرامے۔ ترانے اس طرح مرتب کئے جاتے ہیں کہ ملک کے اندر کی سب قومیں بھی فائدہ اٹھائیں اور ملک کے باہر کے لوگ بھی حیدرآباد کی حکومت اور موجودہ حالات سے باخبر ہوتے رہیں۔

یہ دعویٰ درست معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان ریڈیو سے کہیں زیادہ تمام ہندوستان و پاکستان میں حیدرآباد ریڈیو سنا جاتا ہے۔

پست کردہ اقوام

شودر یعنی اچھوت قوموں کو مہاتما گاندھی نے ہری جن یعنی اللہ والے خطاب دیا تھا اور وہ اچھوتوں کو ہریجن کہا کرتے تھے اور ہریجن نام کا ایک اخبار بھی انہوں نے جاری کیا تھا۔ مگر حیدرآباد میں اچھوتوں کو پست کردہ اقوام کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومیں جن کو اونچی ذات والوں نے پست اور نیچا کر دیا ہے۔ پست کردہ اقوام ایسا لفظ ہے جو زبان سے ادا ہوتے ہی ایک بڑی تاریخ کو ادا اور ایک بڑی حقیقت کو ظاہر کر دیتا ہے اور حیدرآباد کے مسلمان تعریف کے قابل ہیں کہ انہوں نے پست کردہ اقوام کے لئے ایک ایسا اچھا لفظ ایجاد کیا، مسلمان قوم نے گندگی صاف کرنے والی قوموں کو مہتر (سردار) کا لقب دیا تھا اور پانی پلانے والوں کو بہشتی خطاب دیا تھا۔ اسی طرح حیدرآباد کے مسلمانوں نے یہ لفظ ایجاد کر کے اپنی اسلامی رواداری کو ظاہر کیا ہے۔

محض لفظ ہی نہیں حیدرآباد کی مسلمان حکومت نے پست کردہ اقوام کو اپنی حکومت کی دو وزارتیں بھی دی ہیں۔ اور پست کردہ اقوام کے دونوں وزیر نہایت عمدہ کام انجام دے رہے ہیں۔

دلوں کا اطمینان

آجکل دنیا کے ہر ملک میں بے اطمینانی کا دور دورہ ہے۔ مگر حیدرآباد ایسا ملک ہے۔ جہاں ہر ہندو مسلمان عورت مرد اور بچہ مطمئن نظر آتا ہے۔ اور یہ خدا کی دین ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ ۸ فروری ۱۹۴۸ء یکشنبہ حیدر آباد

میلادی جلسے: آجکل حیدر آباد میں بکثرت میلادی جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ ہر محلے کے مسلمان چندہ کرکے بہت بڑا اہتمام شامیانوں اور روشنی کا کرتے ہیں۔ جہاں عشاء کے بعد سے آدھی رات تک تقریریں ہوتی ہیں۔ یہ تقریریں اور جلسے میلادی مجلسوں سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان میں آنحضرت ؐ کی سیرت کے ان پہلوؤں کو بیان نہیں کیا جاتا جن سے سننے والے کوئی عملی سبق لے سکیں محض نام نمود کے لئے جلسے کر لیتے ہیں۔ مجھے ہر مجلس میں بلایا جاتا ہے۔ مگر اپنی معذوریوں اور بیماریوں کی وجہ سے میں رات کے وقت بہت کم جا سکتا ہوں، اور جب کہیں چلا جاتا ہوں تو زیادہ دیر تک جاگنے اور تقریر کرنے سے میری بیماریاں بڑھ جاتی ہیں۔ آج مہاجرین کے کیمپ سے مجلس کا بلاوا آیا ہے۔ مگر بخار بڑھ گیا تھا اس لئے نہ جا سکا۔ مگر دعوت دینے والے ناراض ہو کر گئے، اور میری معذوری کی کچھ پروا نہ کی۔

روپے میں تین پاگیہوں: بچپن میں سنا تھا کہ دلی میں آنہ سیر اکال پڑا تھا اور سب لوگ حیران ہوتے تھے کہ ایک روپے کے آٹھ سیر گیہوں خرید کر کس طرح گزارہ ہوتا ہوگا۔ مگر آج کل حیدر آباد میں ایک روپے کے تین پا گیہوں اور ڈھائی پاگیہوں بکتے ہیں اور وہ بھی بڑی کوشش سے حاصل ہوتے ہیں۔ مجھے جوار اور چاول اور مکئی کھانے کی عادت نہیں ہے اور میری بیماریاں اس لئے بڑھ رہی ہیں کہ چاول اور جوار میری بیماریوں کے لئے نقصان رساں ہیں۔ حکیم خسرو شاد نظامی دو سیر گیہوں دے گئے تھے وہ مجھے ہندو یونین اور پاکستان کے سونے چاندی سے زیادہ قیمتی معلوم ہوئے۔ اگر حیدر آباد کی حکام خوراک ایسے ہی بے انتظام رہیں گے تو مجھ جیسے گندم خور لوگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

شادی میں گلے ملنا: کئی دن ہوئے میرے دوست مولوی محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر کے صاحبزادے کی شادی میں گیا تھا۔ جہاں حیدر آباد کے بکثرت امرا اور عہدے دار جمع ہوئے تھے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ نکاح کے بعد سب لوگ محمد بیگ صاحب سے گلے ملے اور دولہا سے بھی سب سے الگ الگ مصافحہ کیا۔ مجھے یہ ملنساری بہت پسند آئی۔

۲۸ ربیع اول ۹ فروری دوشنبہ حیدر آباد

بیماری کی ترقی: اب میری تکلیفیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ ہر روز موت کا چہرہ دیکھ لیتا ہوں۔ گردے اور مثانے سے ایسی چیزیں آتی ہیں جو دل اور دماغ اور جسم اور معدے اور جگر کی صحت و قوت کے لئے ضروری ہیں۔

حکیم ضیاء الحسن صاحب: آج بھوپال والے حکیم ضیاء الحسن صاحب مجھے دیکھنے آئے تھے یہ حکیم علوی خاں صاحب طبیب خاص مغل شہنشاہ محمد شاہ کی اولاد ہیں۔ انہوں نے نبض بھی دیکھی قارورہ بھی دیکھا اور کہا کہ بخار ہر وقت رہتا ہے اور قارورے میں گردے اور مثانے کے مادے بہت زیادہ ہیں۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے ایک عرق کا نسخہ لکھا جس میں تقریباً ایک سو دوائیں تھیں جن کو بصورت عرق کشید کیا جائے گا۔ ان دواؤں میں بکری کا دودھ اور زعفران اور مشک اور عنبر بھی ہے۔ میں نے حکیم صاحب سے بطور تحقیقات سوالات کئے کہ میرا مزاج گرم ہے اور یہ گرم دوائیں مجھے نقصان دیں گی۔ مجھے بواسیر بھی ہے جو زعفران سے بڑھ جاتی ہے۔ حکیم صاحب نے اپنی طبی معلومات کی دلیلوں سے اپنے نسخے کا جواز ثابت کیا۔

غذا: میری بیماریوں میں گوشت اور مرچ اور ترشی اور چکنائی اور مٹھاس بہت مضر ہے لیکن ان کے بغیر کوئی غذا سمجھ میں نہیں آتی نہ گھر والے سمجھ سکتے ہیں نہ دعوتیں کرنے والے اس کا خیال کر سکتے ہیں۔ اور یہ بات کچھ میرے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے چالیس کروڑ آدمی جب مرتے ہیں تو غذا کی خرابی کا ان کی موت میں تھوڑا بہت دخل ضرور ہوتا ہے۔

تقریر لکھ لی: مولوی انعام الحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح میرے ساتھ نظام کالج کے جلسے میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے میری تقریر قلم بند کی تھی۔ آج انہوں نے مجھے لا کر سنائی تو میں حیران رہ گیا کہ انہوں نے نہایت عمدگی سے پوری تقریر کو قلم بند کر لیا تھا۔ یہ معمولی بات نہیں ہے بلکہ بہت بڑی قابلیت اور مہارت کی بات ہے۔

نواب فرید نواز جنگ بہادر نواب اقبال الدولہ سر وقار الامراء بہادر مرحوم سابق وزیر اعظم حیدرآباد کے پوتے نواب فرید نواز جنگ ملنے آئے تھے، انہوں نے ایٹم بم پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

صبح سے شام تک اس کثرت سے ملنے والے آتے ہیں کہ میں بولتے بولتے تھک جاتا ہوں اور تحریریت کا ضروری کام پورا نہیں کرسکتا۔

۲۵ ربیع اول ۱۰ فروری سہ شنبہ حیدرآباد

دہلی کا سفر ملتوی آج کے لئے ہوائی جہاز میں دہلی جانے کی جگہ حاصل کی تھی مگر ڈاکٹروں نے سفر سے روک دیا۔

دل آرا بانو میری بڑی بہو خدیجہ دل آرا بانو کچھ بیمار ہیں۔ ان کی ساس خواجہ بانو ایوان سر آسمان جاہ بہادر سے آج ان کی تیمارداری کے لئے آئیں ہیں۔

علی بانو میری منجھلی بہو زینب علی بانو میری آسائش کا رات دن انتظام کرتی رہتی ہیں۔

اخباری چرچہ حیدرآباد سے منادی جاری کرنے کی درخواست کا جواب ملا تھا کہ نیا قانون اخباروں کا بنا ہے جس میں دفعہ ۱۵ یہ ہے کہ اخبار جاری کرنے والا میٹرک پاس ہو اور ملکی ہو۔

سرکار عالی حکام کی مہربانی سے مجھے اس پابندی سے مستثنیٰ کر دیا گیا اور اجازت مل گئی۔ اس کی خبر اخباروں کو نہ تھی اس لئے آجکل حیدرآباد کے روزانہ اخبارات حکومت پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ نظام گزٹ اور مبصر اور معین نے نوٹ شائع کئے ہیں کہ خواجہ صاحب پر یہ پابندی بہت نامناسب ہے۔ میں نے آج فرزند روحانی روشن دل غلام دستگیر خاں رہبر نظامی کو بھیجکر سب اخباروں کو اطلاع دی کہ اجازت مل گئی ہے۔ لہذا یہ نکتہ چینی مناسب نہیں ہے۔ تاہم میں اخباروں کا بہت ممنون ہوں۔

آثار شریف آج بعد مغرب ہری باؤلی محلے میں گیا تھا۔ جہاں مولوی وجیہ اللہ خاں صاحب اور تہور اللہ خاں صاحب کے مکان پر آثار شریف کی زیارت ہوئی تھی۔ شطاری مشائخ بھی تھے اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی تھے۔ حضرت سید عبدالوہاب صاحب شطاری کے پندرہ سالہ فرزند مولوی سید محمد علی شاہ شطاری نے وعظ کہا تھا۔ جو عالمانہ تھا۔ مفسرانہ تھا۔ اور محدثانہ اور فقیہانہ تھا۔ میں نے کہا یہ باپ کی اچھی تربیت کی نشانی ہے۔

وجیہ اللہ خاں صاحب کے فرزند نے بھی بہت عمدہ تقریر کی تھی۔ آثار شریف طلائی صندوقچی میں تھے۔ زیارت کے بعد قوالوں کی دو چوکیوں کا بہت اچھا گانا بھی ہوا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے قوالوں کو بہت روپے دیئے۔ رات کو دس بجے گھر میں واپس آیا۔

۳۰ ربیع اول ۱۱ فروری چہار شنبہ حیدرآباد

مرض کی شدت آج دن بھر بیماری کی شدت رہی۔ میں دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ ملنے والے آتے رہے۔

بولارم کا جلسہ شام کو ۴ بجے بلارم کے جلسے میں گیا تھا۔ خواجہ راجہ بھیما ریڈی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور علی اور زید اور حسن اور کاکی شاہ نظامی اور ہدایت علی خاں صاحب مندوزئی اور مولوی انعام الحق صاحب بھی ساتھ گئے تھے۔

یہ جلسہ گاندھی جی کے ماتم میں تھا۔ اور بلارم کے ہندوؤں نے کیا تھا۔ بلارم کانگرس کے صدر صاحب دعوت دینے آئے تھے۔ ہندو اور سکھ اور عیسائی عورت مرد اور بچے ہزارہا کی تعداد میں جمع ہوئے تھے۔ میں نے مغرب کی نماز بلارم کی مسجد میں پڑھی تھی۔ بعد مغرب ایک گھنٹے تقریر کی تھی۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں نے بہت پسند کی تھی۔

دوسری تقریر ساڑھے آٹھ بجے وہاں سے واپس آکر منگل ہاٹ کے جلسہ میلاد میں تقریر کرنے گیا تھا۔ جہاں پچیس ہزار مسلمان جمع ہوئے تھے۔ یہاں بھی ایک گھنٹے تقریر کی۔ دس بجے گھر میں واپس آیا۔

دو تقریروں کی تکان بہت زیادہ ہوئی بخار رات بھر ستاتا رہا۔

بلارم حیدرآباد سے پندرہ میل دور ہے پہلے یہاں ریزیڈنٹ رہتے تھے۔ اور چھاؤنی بھی تھی۔ اب مسٹر منشی یہاں رہتے ہیں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے۔

یکم ربیع ثانی ۱۲ فروری پنجشنبہ حیدرآباد

میر انوار احمد صاحب دہلی والے میر انوار احمد صاحب اشرفی ہندوستان کے مشہور دوا ساز ہیں۔ حیدرآباد میں مخزن ادویہ کے نام سے دوا سازی کا ایک بڑا کام جاری کیا ہے۔ میرا نسخہ جو حکیم ضیاء الحسن صاحب بھوپالی نے تیار کیا تھا۔ آج انہوں نے تیار کر کے بھیجدیا بہت قیمتی نسخہ تھا۔ اور بہت عمدگی سے تیار ہوا ہے۔

بہزاد دکن نظامی آج مولوی فیاض الدین بہزاد دکن نظامی اور خواجہ حسین نظامی مجھ کو حیدرآباد کے مشہور ڈاکٹر بنکٹ چندر صاحب کے پاس لے گئے تھے انہوں نے نہایت توجہ سے معائنہ کر کے دوا تجویز کی۔

دن بھر تحریری کام کیا۔ ملاقاتی آج بھی بہت زیادہ آئے۔ شام کو آگرے کے ایک مسلمان صاحب سے ۴ گھنٹے باتیں کیں۔ ساحوہ پاکستان کے

مستقبل کی نسبت ایسی مدلل باتیں اور حقائق کہیں کہ دل باغ باغ ہو گیا۔ ان کی باتیں خوش اعتقادی کی نہیں تھیں کیونکہ میں ان کے ہر بیان پر جرح کرتا جاتا تھا۔ اور وہ مجھے دلیلوں سے قائل کرتے جاتے تھے۔ رات کو سونے سے پہلے میں نے ان کی باتوں کا خلاصہ قلم بند کر لیا کیونکہ میں حافظہ کی خرابی کے سبب جلد ہی بھول جاتا ہوں۔

اُستاد کے مرید کہ آج مولوی حافظ محمد محمود صاحب صدیقی مددگار معتمد فینانس اپنے بھائی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کے والد حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کے مرید ہیں جب یہ دو برس کے تھے تو ان کو بھی حضرت نے گنگوہ میں اپنا اُلش کھلا کر فرمایا تھا کہ یہ بچہ بھی ہمارا مرید ہے۔

مجھے ان سے باتیں کر کے گنگوہ یاد آئی اور گنگوہ میں تعلیم پانے کا زمانہ یاد آیا۔ اور اپنے سپارے کے ہم سبق حافظ محمد یعقوب صاحب یاد آئے جو حضرت کے نواسے ہیں اور صدیقی صاحب نے ان کی والدہ ماجدہ کی مدارات اور مسافر نوازی کا ذکر بھی کیا تھا۔

۲ ربیع ثانی ۱۳ فروری جمعہ حیدرآباد

مسیح الدولہ کہ آج صبح حسب معمول حکیم خسرو شاہ نظامی کھانا لے کر آئے تو میں نے کہا حکیم صاحب نبض دیکھئے۔ مجھے ہر وقت کے بخار نے عاجز کر دیا ہے۔ سوکھی کھانسی ہے اور بخار کسی وقت نہیں اترتا۔ حکیم صاحب نے کہا کشنیز کی گری اور سونف کی گری ابھی پانی میں بھگو دیجئے اور شام کو پیس کر پی لیجئے۔ میں نے کہا یہ دونوں ہر چیز یعنی غریبانہ دوائیں میرے دل کو مطمئن نہیں کرتیں۔ لیکن اگر ان سے فائدہ ہوا تو میں آپ کو مسیح الدولہ لکھا کروں گا۔

وہ بھائی قورمہ لائے تھے۔ بہت لذیذ تھا بخار کے خوف سے بہت احتیاط سے کھایا۔

جمعہ کی نماز باغ عام کی مسجد میں پڑھی۔

اعلیٰ حضرت نے آج بھی پندرہ منٹ دہلی اور اجمیر شریف کی نسبت گفتگو فرمائی تھی۔ مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی اور صدر اعظم بہادر اور کوتوال صاحب اور نواب سالار جنگ بہادر اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر کو بھی مخاطب فرمایا تھا۔ زیادہ توجہ مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی کی طرف رہی۔

نواب خیر نواز جنگ بہادر کہ آج نواب اقبال الدولہ سر وقار الامراء بہادر مرحوم کے پوتے اور نواب سلطان الملک بہادر کے فرزند نواب خیر نواز جنگ بہادر ملنے آئے تھے

پندرہ منٹ میں بخار اتر گیا کہ شام کو حکیم خسرو شاہ نظامی کا بتایا ہوا نسخہ جو صبح پانی میں بھگویا تھا پیس کر پیا۔ پندرہ منٹ کے اندر بخار اتر گیا۔ میں نے خوش اقبال شاہ نظامی سے کہا۔ جاؤ حکیم صاحب سے کہو میں آپ کے کمال کا قائل ہو گیا اور مسیح الدولہ کہنے کا وعدہ پورا کرتا ہوں۔ میں نے حکیم اجمل خاں مرحوم کو مسیح الملک لقب دیا تھا جو تمام ملک میں مقبول ہو گیا تھا اب تم کو مسیح الدولہ دنیا کی شہرت کے لئے نہیں عاقبت کی نجات کے لئے کہتا ہوں اور تمہارے نسخے کو عام کر دیتا ہوں۔ پانچ ماشے سونف کی گری پانچ ماشے کشنیز کی گری صباح در آب تر داشتہ شام سائیدہ بنوشند۔ شربت بھی بتایا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا۔ شربت دینار مل جائے تو اچھا کیونکہ شربت دینار سرمد کو پسند نہ تھا۔ میں بیماری کے سبب ذرا مجذوب ہو گیا ہوں

۳ ربیع ثانی ۱۴ فروری شنبہ حیدرآباد

نرگسی کوفتے کہ کل بخار دور ہوا تو نرگسی کوفتے کھائے۔ اور خوب نیند آئی۔ ۱۰ فروری صبح بھی حکیم مسیح الدولہ کا نسخہ پیا تھا۔

حسن کو نمونیہ کہ میرے چوتھے لڑکے حسن [illegible] کو نمونیہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر خالق شریف صاحب دیکھنے آئے تھے ان ہی کا علاج ہے۔ دن بھر دفتر میں کام کیا۔

شاپنگ کہ انگریزی میں بازار جا کر خریداری کرنے کو شاپنگ کہتے ہیں۔ آج خواجہ راجہ بھارا ریڈی نظامی اور مہند خاں افغان تیغ باز غلام دستگیر خاں رہبر نظامی دو مصاحب کے ساتھ بازار گیا تھا۔ اور ضرورت کا سامان خرید کر لایا تھا۔ خواجہ بانو سے بھی ملنے گیا تھا۔

قصص ہند کہ آج بازار چوک کے ایک تاجر کتب باز صاحب نے قصص ہند کتاب دی تھی۔ ان کے پاس ہر نایاب کتاب مل جاتی ہے ایک اردو مصنفین کی تصنیفات کی بولتی فہرست ہے نام یاد نہیں رہا۔ حضرت امجد کے دوستوں نے آج رات کو دہلی کے کئی خط آئے تھے اور حالات پڑھ کر اطمینان ہوا تھا کیونکہ بعض خبروں سے بہت فکر ہو گیا تھا۔

صدیق قوال کہ دہلی سے صدیق قوال آئے ہیں کہتے تھے اب دہلی میں کوئی قوال باقی نہیں رہا سب حیدرآباد آ گئے۔

صابریہ خانقاہ کا عرس کہ صدیق نے بیان کیا کہ محرم کے آخر میں صابریہ خانقاہ کا عرس ہوا قوال ۲۵ تھے۔ سننے والے فقط ایک صابر میاں سجادہ نشین تھے۔ مجھے اس خبر سے بہت زیادہ قلق ہوا۔

۴ ربیع ثانی ۱۵ فروری اتوار حیدرآباد

ظہوری نظامی کہ آج صبح مولوی محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی نائب رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی کی اہلیہ قمر بانو نظامی کو دیکھنے گیا تھا۔ جو سکندرآباد

سکے قریب ایک پہاڑی مقام پر زیر علاج ہیں۔

ظہوری نظامی کے داماد صاحب اور فرزند اسد اللہ نظامی بھی آئے تھے۔ مریضہ کو دیکھا دعائیں دم کیں۔ ان کے معالج ایک ہندو حکیم ہیں۔ جو جاگیردار بھی ہیں بہت شائستہ اور نیک دل پابند مذہب ہندو ہیں۔ ان کی بات چیت میں قدامت کی خوبیاں ہیں۔ ظہوری صاحب کے گھر میں جاکر ان کے بیمار لڑکے کو بھی دیکھا۔ ان کے داماد بہت لائق نوجوان ہیں بی ایس سی ہیں۔ فن زراعت کے ماہر ہیں۔ اور دل کی خوبیاں چہرے پر نظر آتی ہیں۔

حبیب کے دو گنبد کہ آج میرے دوست حبیب برہنا لیمونڈ نے اپنے گھر کے ایک درخت کے دو پھل بھیجے تھے۔ اتنے بڑے بڑے پپیتے ہمارے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے شکریہ لکھا تو ان پھلوں کو ہمایوں کے اور صفدر جنگ کے مقبروں کے گنبدوں سے تشبیہ دی۔ درحقیقت یہ حیدرآباد ہے جہاں اتنے بڑے بڑے پپیتے ہوتے ہیں۔

شادی پارٹی کہ آج شام کو ایوان نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ بہادر میں سب بچوں کے ساتھ شادی پارٹی میں گیا تھا۔ جہاں سید نظام الدین صاحب نائب ناظم طباعت سرکار عالی نے اپنے بھائی کی لڑکی کی شادی کی خوشی میں ایک بڑی پارٹی دی تھی۔ حیدرآباد کے تمام بڑے چھوٹے امرا اور عہدے دار شریک تھے۔ برات بہت دھوم سے آئی تھی۔

درویش زادے کی شادی کہ اس پارٹی سے فارغ ہو کر حضرت حبیب علی شاہ ثانی چشتی نظامی کے بھائی کی برات میں شریک ہوا تھا۔ اور دولہا کے ساتھ دولہن کے گھر تک گیا تھا دولہا محمود بادشاہ صاحب ہونہار نوجوان ہیں ان کے ماموں حضرت سید شاہ غلام جیلانی قادری تخت نشین جاگیردار کی طرف سے رقعہ شائع ہوا تھا۔ برات مولوی احمد علی خاں صاحب پرنسپل ٹریننگ کالج کے مکان پر گئی تھی۔ مغرب کے قریب نکاح ہوا۔

جلسہ کہ رات کو آٹھ بجے سکندرآباد کے جلسۂ عید میلاد میں گیا تھا۔ پچاس ہزار مسلمان جمع تھے انجمن اتحاد المسلمین کے صدر مولوی سید قاسم صاحب رضوی نے صدارت کی تھی۔ مولانا حکیم مقصود علی خاں صاحب نواب مقصود جنگ بہادر کی تقریر سنی تھی۔ میں نے بھی ایک گھنٹے کی تقریر کی تھی۔ رضوی صاحب کی صدارتی تقریر بھی سنی تھی۔

۵ ربیع ثانی ۱۶ فروری دوشنبہ حیدرآباد

مسٹر شفیع میکری کہ آج جنوبی ہندوستان کے سب سے بڑے آئی ڈاکٹر مسٹر محمد شفیع میکری میری آنکھ کا معائنہ کرنے آئے تھے۔ بنگلور ریاست میسور میں ان کا بہت بڑا اسپتال ہے۔ اور آنکھ بنانے کے فن میں ان کی بہت بڑی شہرت ہے۔ دعا منزل کے ایک کمرے میں اندھیرا کر کے انہوں نے ٹارچ کے ذریعہ میری آنکھوں کو دیکھا۔ بنی ہوئی دائیں آنکھ کے نسبت کہا کہ تین مقام پر اپریشن ہوا ہے اس واسطے بینائی کم ہو گئی ہے۔ بائیں آنکھ کا اپریشن ہو جائے تو دائیں آنکھ کو بھی سہارا مل جائے گا۔ پھر کہا آپ بنگلور میں میرے پاس آجائیں تو خدا نے چاہا سات دن کے اندر آنکھ بن جائیگی اور پٹی بھی کھل جائیگی اور آنکھ بن جانے سے آپ کی موجودہ کمزوریوں اور بیماریوں میں بھی بہت کمی ہو جائے گی۔

مسٹر میکری کا قد میانہ ہے۔ عمر چالیس سے زیادہ ہے جسم دبلا ہے۔ اپنے فن میں ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ چند منٹ میں انہوں نے بنی ہوئی آنکھ کی پوری حقیقت سمجھ لی۔

آج صبح سے شام تک دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ نواب نذیر نواز جنگ بہادر اور نواب خیر نواز جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔

جیبی قلم کہ آج بہزاد دکن نے ایک نہایت خوب صورت جیبی قلم مجھے دیا تھا۔

شادی کہ نواب نذیر نواز جنگ بہادر اپنی صاحبزادی کے عقد کا بلاوا دینے آئے تھے۔ ان کی بیگم صاحبہ اعلیٰ حضرت کی بہن ہیں۔ ان کے لڑکے نواب رشید نواز جنگ سے اعلیٰ حضرت نے اپنی صاحبزادی کا عقد کیا ہے۔ نواب نذیر نواز جنگ بہادر نواب سلطان الملک بہادر کے فرزند ہیں۔ اور نواب سلطان الملک بہادر نواب اقبال الدولہ سر وقار الامرا بہادر مرحوم کے فرزند ہیں۔ نواب خیر نواز جنگ ان کے بھائی ہیں نواب مظفر نواز جنگ نواب نذیر نواز جنگ نواب فرید نواز جنگ نواب حسن یار جنگ نواب خیر نواز جنگ بہادر آپس میں بھائی ہیں ایک بھائی نواب ابو الفتح خاں ہیں۔ مگر وہ مولویانہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ بقیہ سب بھائی محب الفقرا ہیں۔ کیونکہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی اولاد ہیں۔

نواب نذیر نواز جنگ بہادر کی ایک لڑکی کی شادی نواب سیف نواز جنگ بہادر عرب سلطان مکلہ کے لڑکے سے ہوئی ہے جن کے ہاں ابھی بیٹا ہوا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نے میمن حسین غالب نام عطا فرمایا ہے۔ دوسری لڑکی کا عقد ۵ ربیع ثانی جمعرات کی شام کو ہونے والا ہے۔ میرے ان سے بہت دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور چونکہ میں حضرت بابا صاحب گنج شکرؒ کی آل ہوں اور یہ سب اولاد ہیں۔ اس لئے

میری ان کی قرابت بھی ہے۔ لہذا شادی میں ضرور شرکت کروں گا۔

۶ ربیع ثانی ۱۷ فروری شنبہ حیدرآباد عرس کی تیاری اور بیماری کی وجہ سے دہلی کا سفر ملتوی کردیا ہے۔ اس لئے آج مولوی غلام دستگیر خاں رہبر نظامی اور بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی سے حیدرآباد میں حضرت محبوب پاکؒ کا سالانہ عرس کرنے کی نسبت مشورہ کیا۔ اور قرار پایا کہ ہادی منزل کے صحن میں شامیانے کھڑے کرکے عرس کیا جائے۔

درگاہ والوں کی امداد۔ آج درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے پیرزادوں اور خدمت گذاروں اور درویشوں اور مسافروں کے نام پانچسو پچپن روپے کے منی آرڈر روانہ کئے گئے۔

اُردو مجلس۔ دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کیا۔ مولوی حفیظ اللہ خاں صاحب ساکن جھانسی مہاجر حیدرآباد نے آج میری رفاقت کا کام شروع کیا۔ خویش اقبال شاہ نظامی اور مولوی انعام الحق صاحب بھی آئے تھے۔ مولوی غلام دستگیر خاں رہبر نظامی عرس کی مجلس کی اطلاعات اخباروں میں شائع کرانے کے لئے گئے تھے۔ عصر کے بعد حسین اور علی اور سید محمد رفیع کے ساتھ مولوی جمیل حسین صاحب کے مکان پر گیا تھا جو حمایت نگر میں ہے جہاں آج اُردو مجلس کا جلسہ تھا۔ اور چائے کی دعوت بھی تھی۔ حیدرآباد کے بہت سے اہل علم اور ہندو مسلمان شاعر جمع ہوئے تھے پہلے مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی نے پچھلے جلسے کی رپورٹ سنائی اور یہ بھی اعلان کیا کہ نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے پانچسو روپے کلدار اُردو مجلس کو دئے ہیں اور بھی تین چار عطیات کا اعلان کیا گیا اس کے بعد میں نے مغرب کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد پروفیسر عزیز احمد صاحب نے ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون پڑھا جس میں مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب مرحوم دہلوی کے مزاحیہ مضامین پر تبصرہ تھا۔ اس کے بعد شعرا نے اپنا کلام سنایا۔ سب سے زیادہ داد۔ محترمہ بشیر النساء حسن آرا بیگم صاحبہ کی نظم مہاتما گاندھی کی نسبت بہت ہی زیادہ پسند کی گئی اور ہر شخص نے داد دی۔ کنول صاحب نے یہ نظم سنائی تھی۔ ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کی تقریر بھی بہت اچھی ہوئی۔ میں نے بھی ایک مختصر تقریر کی۔ رات کو آٹھ بجے ہادی منزل میں واپس آیا۔

اعلیٰ حضرت کے قاصد۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے ایک قاصد مغرب سے پہلے آئے تھے۔ اس کے بعد دوسرے قاصد آئے جواب تک انتظار کررہے تھے۔ میں نے ان سے بات کی اور وہ واپس چلے گئے۔

حور بانو اپنی بھاوج دل آرا بانو کی بیمار پرسی کے لئے آئی تھیں۔ رات کو ہادی منزل میں رہیں۔

نمی صاحب زخمی ہوگئے۔ آج حسین کا منجھلا لڑکا سید نعمان حوض میں گر پڑا۔ سر کی پشت میں زخم آیا خون بہت نکلا۔ فوری علاج کرنے سے خون رک گیا۔ رات کو آرام سے رہا۔ اس کو نمی صاحب کہتے ہیں۔ یہ بہت پیارا بچہ ہے۔ اس سے چھوٹا سید امان بھی خوب بولتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں تم کدھر ہو یا الّو ہو۔ جواب دیتا ہے کدہا ہوں۔ بچپن میں سب ہی ایسے بھولے ہوتے ہیں حدیث میں آیا ہے جنت والے بھولے ہوا کرتے ہیں۔

۷ ربیع ثانی ۱۸ فروری چہار شنبہ حیدرآباد اعلیٰ حضرت کے قاصد۔ آج صبح ساڑھے سات بجے اعلیٰ حضرت کے ایک قاصد ملنے آئے تھے۔ دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کیا تھا۔

جلسوں کے بلاوے۔ مظہر الحق صاحب ہائی اسکول دار الشفاء کے میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔ اور مولوی حسام الدین صاحب غوری چند رفیقوں کے ساتھ ۲۹ ربیع ثانی کو بعد نماز مغرب مشیر آباد میں میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔ اور محمد عبد اللہ صاحب تاڑبند سکندر آباد کے میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔ جو ۲۶ فروری کو مغرب کے بعد ہوگا۔ اور مولانا شاہ محمد حفیظ الدین صاحب قادری خطیب مسجد خیریت آباد ۱۵ ربیع ثانی رات کو بعد نماز عشا میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔ میں نے سب سے اپنی بیماری کا عذر کیا مگر کسی نے عذر کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ ہر ایک کو اپنی محفل کی آرائش کی طلب تھی میری آسائش پر کون توجہ کرسکتا تھا۔

ملاقاتی۔ مولانا عینی شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ اور عرس کی دعوت کے لئے مشائخ کے پتے لکھوائے تھے۔ مولوی غلام دستگیر خاں رہبر نظامی اور ہدایت علی خاں صاحب مندوزئی بھی شام آئے تھے۔ حفیظ اللہ خاں صاحب نے میرے بچوں کو پڑھایا بھی تھا اور تحریری کام بھی کیا تھا۔ رہبر صاحب نے

سلسلہ نظامیہ حیدرآباد کی تنظیم کی نسبت باتیں کی تھیں۔ حسن اور زید اور مہدی اور روحم بھی ملنے آئے تھے۔ شام کو واپس چلے گئے۔ میری صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ میر انوار احمد صاحب مالک دواخانہ مخزن الادویہ اور ان کے داماد ڈپٹی سید ناصر حسین صاحب ملنے آئے تھے۔

محمد قاسم نظامی میرے قدیمی مریدوں میں محمد قاسم نظامی حیدرآباد کے محکمہ انسداد ملیریا میں ملازم ہیں۔ میرے مرحوم خلیفہ ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کے رفیقوں میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے دو پرانے رفیق خوش اقبال شاہ نظامی اور محمد قاسم نظامی خاص خلوص اور جذبہ خدمت گزاری میرے ساتھ رکھتے ہیں۔ محمد قاسم باوجود بیمار ہونے کے اکثر مجھ سے ملنے آتے رہتے ہیں حالانکہ ان کا دفتر ہادی منزل سے پانچ چھ میل دور مشیرآباد میں ہے۔ محمد یاسین صاحب قادری کنٹراکٹر سکندرآباد مارڈپلی ملنے آئے تھے اور ولنگٹن سے میرے پرانے دوست حکیم محمد نورالدین صاحب مدنی بھی ملنے آئے تھے۔ دو تین روز سے حیدرآباد میں آئے ہوئے ہیں۔

مولانا نذیر احمد کے پوتے آج شمس العلما مولانا حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کے پوتے مبشر احمد صاحب پولیس آفیسر حیدرآباد ملنے آئے تھے۔ کہتے تھے میں نے دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزار کا غلاف پکڑ کر خود حضرت سے بیعت کی تھی میں نے کہا یہ محبت کا انتہائی مقام ہے اور اس کو اویسی طریقہ کہہ سکتے ہیں۔

عرس کی تیاری آج حضرت کے سالانہ عرس کی تیاری کا کام شروع کیا گیا۔ تیاری کا لفظ خیال میں آتا ہے تو کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے یہاں کیا تھا کہ تیاری کرو دنگا

کھانے کو گیہوں میسر نہیں ہیں۔ جوار مکئی کھاتے کھاتے دہقانی بن گیا ہوں۔ دلی والوں کی کون سی بات مجھ میں باقی رہی ہے جو دلی کے عرس کی تیاری کروں گا۔ دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

مشورہ آج بعد مغرب خوش اقبال شاہ اور خواجہ راجہ اذرکا کی شاہ اور مخلص شاہ جمع ہوئے تھے اور ہادی منزل میں عرس کے انتظامات کی نسبت مشورہ ہوا تھا۔

۸ ربیع ثانی ۱۹ فروری پنجشنبہ حیدرآباد

آغا حیدر دہلوی آج صبح آغا حیدر حسن صاحب دہلوی ملنے آئے تھے۔ وہ یہاں نظام کالج میں اردو پروفیسر ہیں۔ دہلی جانے کی نسبت انہوں نے نہایت اہم مشورے دیئے۔

شام تک دعا منزل کے کمرے کے اندر کام کرتا رہا۔ ملاقاتی بھی آتے رہے۔ فیاض الدین نظامی بھی آئے تھے۔ اور دیدار علی نظامی بھی آئے تھے۔

یونی ورسٹی کا جلسہ آج رات کو ساڑھے آٹھ بجے حسین اور سلمان اور بہزاد دکن اور مولوی انعام الحق صاحب کے ساتھ عثمانیہ یونی ورسٹی میں گیا تھا۔ جہاں مولوی اکرام اللہ صاحب صدر المہام کی صدارت میں میلادی جلسہ ہوا تھا۔ مولانا سید قاسم صاحب رضوی بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے آنحضرتؐ کے احکام تعلیم پر تقریر کی تھی۔ ایک گھنٹہ تقریر ہوئی۔ اور مولوی انعام الحق صاحب نے اس کو قلم بند کر لیا۔

اخبارات کے نوٹ مجھے حیدرآباد سے اخبار جاری کرنے کی اجازت مل گئی ہے لیکن چند روز پہلے کوتوالی سے اطلاع ملی تھی کہ چونکہ آپ ملکی نہیں ہیں اور چونکہ آپ میٹرک پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اجازت نہیں مل سکتی۔ یہ خبر معلوم نہیں کیونکر اخباروں کو مل گئی اور میزان اور نظام گزٹ اور معین وغیرہ اخباروں نے اس کی نسبت میری حمایت میں بہت بڑے بڑے نوٹ شائع کئے تھے۔ میں نے فوراً سب اخباروں کو اطلاع بھیجی کہ اجازت مل گئی ہے۔

گیہوں آج ایک مرید خاتون نے ایک بڑا تھیلا گیہوں کا بھر کر نذر بھیجا ہے۔ میں نے فوراً گھر میں بھیج دیا کہ بچے جوار مکئی کھاتے کھاتے پریشان ہو گئے ہیں۔ اور بعض اوقات رونے لگتے ہیں۔

آج علی اکنا پیٹھ گئے ہیں جہاں سید امین عربی بھی ہیں اور جنگل کی لکڑی کا کام ہو رہا ہے۔

عرس کے رقعے آگئے مولوی انعام الحق صاحب آج عرس کے رقعے طبع کرا کے لے آئے ایک دو دن میں کام ہو گیا۔ حیدرآباد میں مجھ سے یہ کام آٹھ دن میں بھی نہ ہو سکتا۔

حاجی میاں صاحب آج حضرت حاجی میاں صاحب ملنے آئے تھے وہ ۲۸ مارچ کو ہوائی جہاز میں سلہٹ آسام جانے والے ہیں۔ میں نے کہا میں بھی چلوں گا۔ کیونکہ ۱۹۰۸ء میں گیا تھا اور آخر عمر میں ایک بار پھر وہ ملک دیکھنا چاہتا ہوں۔

۹ ربیع ثانی ۲۰ فروری جمعہ حیدرآباد

رات کی تقریر کل رات کو یونی ورسٹی میں جو تقریر کی تھی آج اس کی نسبت صبح کئی آدمی باتیں کرنے آئے وہ کہتے تھے یونی ورسٹی میں ایسی عجیب تقریر پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

ملاقاتی حکیم خسرو شاہ نظامی آئے تھے کھانا بھی لائے تھے۔ حبیب اللہ نظامی آئے تھے خوش اقبال شاہ نظامی آئے تھے دن بھر کام بھی

کیا تھا۔ مولوی میرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر ملنے آئے تھے۔ جمعہ کی نماز بچوں کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں پڑھی تھی۔ اعلےٰ حضرت نے پوچھا آپ کو بھی پھولوں کا شوق ہے۔ میں نے کہا جی ہاں میرے باغ میں گلاب موتیا چنبیلی کے درخت ہیں۔ اور میں زرد چنبیلی کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت زرد چنبیلی کی نسبت دریافت کرتے رہے۔

دل نے کہا۔

محمدؐ گل است و علیؓ بوئے گل
بود فاطمہؓ و ندراں برگ گل
چو عطرش بر آمد حسین و حسن
معطر شد از وئے زمین و زمن

صحت اچھی ہے۔ دن بھر تحریری کام کرتا رہا۔ کامل الیقین نظامی ملنے آئے تھے۔

۱۰ ربیع ثانی ۲۱ فروری شنبہ حیدرآباد

کھانا آگئی میرا چھوٹا پوتا سید لعان ہر چیز کو مونث بولتا ہے۔ میرے پاس آتا ہے تو کہتا ہے دادا ابا جلد کھانا آگئی پھر کہتا ہے تو پان آگئی۔ میں نے کہا راجکوٹ کاٹھیاواڑ میں ایک بڑی عمر کے درویش بھی ایسی ہی بولی بولا کرتے تھے۔ میرے رسوخ کو دیکھ کر غصہ آیا تو ایک جلسہ میں کہا میں تجھے اپنی کرامت سے جلا کر خاک کر ڈالوں گی۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ پیاری بہن ہم تو شروع سے جل کر خاک ہو چکے ہیں۔

عرس کے دعوت نامے آج خوش اقبال شاہ نظامی اور منشی حفیظ اللہ خاں اور مولوی انعام الحق صاحب عرس کے دعوت ناموں کی تنظیم اور تقسیم میں مصروف رہے۔

بچوں کا شفاخانہ آج چار مینار کے یونانی شفاخانے میں ایک نئی عمارت کا اعلیحضرت نے افتتاح فرمایا تھا۔ جو ان کے مرحوم شہزادے جواد جاہ کی یادگار میں تیار ہوا ہے۔ مجھ کو بھی اعلیٰ حضرت کے حکم سے مدعو کیا گیا تھا۔ اس شفاخانے میں قد آدم پتھروں پر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے طبی جواہر پارے کندہ کرائے گئے ہیں۔ ارسطو اور جالینوس کے بعد آج ان تحریروں کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ مسلمان قوم میں اب بھی ایسے بادشاہ موجود ہیں جو اردو زبان میں ارسطو اور جالینوس جیسی طبی علمیت رکھتے ہیں۔ جلسے میں بڑے بڑے امراء و وزراء اور انگریز بھی موجود تھے۔ ترکی خلیفہ کی صاحبزادی درشہوار صاحبہ بھی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ شریک ہوئی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کے بڑے پوتے مکرم جاہ اور چھوٹے پوتے مفخم جاہ بھی اپنی والدہ کے ساتھ آئے تھے۔ اعلیحضرت کی عالمانہ طبی تقریریں بھی ہوئیں نواب مقصود جنگ بہادر اور نواب ہوشیار جنگ بہادر کو مخاطب فرمانے کا شرف عطا ہوا۔ مجھ سے اور مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب سے بھی کچھ گفتگو فرمائی۔ مشرقی انداز کا ایک شاہانہ دربار تھا۔ کل اعلیٰ حضرت نے پھولوں کی نسبت مسجد میں اپنی معلومات ظاہر فرمائی تھی۔ اور آج طب یونانی اور موسیقی کی نسبت حیرت انگیز معلومات کا اظہار کیا مجھے ندامت ہوئی کہ میرے جد امجد حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام رضہ کو جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ کے پیر کے نواسے تھے اور جن کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے بیٹا بنا کر پالا تھا تو ان کو پانچ علم سکھلائے تھے ایک علم قرآن دوسرا علم تصوف تیسرا علم جفر چوتھا علم موسیقی اور پانچواں علم طب۔ مگر میں ایسا نالائق ثابت ہوا کہ ان پانچوں علموں میں کوئی کمال حاصل نہ کر سکا اور منادی میں اُلجھا رہ گیا۔

سید فتح علی مغرب کے وقت جلسہ برخاست ہوا اور میں نے سید فتح علی صاحب کے مکان پر مغرب کی نماز پڑھی اور جبلپوری مولانا صاحب اور اُن کے صاحبزادوں سے ملاقات ہوئی۔ پھر حضرت غوث الاعظمؓ کی نیاز میں شریک ہوا۔

بچوں کے پاس گیا یہاں سے فارغ ہو کر ڈیوڑھی لشبیر الدولہ بہادر میں گیا۔ اور بیوی بچوں سے ملا اس کے بعد ہادی منزل میں واپس آگیا اور اسی وقت آٹھ ہوائی خط دہلی اور کراچی کو بھجوائے۔

حیدرآباد میں گرمی کا موسم شروع ہو گیا ہے دہلی سے خبریں آئی ہیں۔ کہ وہاں ابھی سردی چمک دمک دکھا رہی ہے۔ آج بھی بہت زیادہ ملنے والے آئے اور میں نے بمشکل اپنا تحریری کام پورا کیا۔

۱۱ ربیع ثانی ۲۲ فروری یکشنبہ حیدرآباد

سلامتی کی دعوت کل امیر پائیگاہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی سال گرہ کی خوشی میں سلامتی کی دعوت ہوئی تھی اور ہم سب کو بلایا گیا تھا۔ اور آج صبح بشیر باغ میں حضرت غوث الاعظمؓ کی نیاز کی دعوت ہوئی تھی۔

ایک دلچسپ بات آج کی دعوت میں بیشمار عوام و خواص شریک ہوئے تھے۔ مگر دلچسپ بات یہ تھی کہ جن برتنوں میں کھانا کھلایا جا رہا تھا وہ برتن بھی کھانے والوں کو دیدئے جاتے تھے۔ کیوں نہ ہو نواب صاحب

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی اولاد ہیں۔ جن کے خلیفہ اور جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ لنگر میں زری کے دسترخوان پر مسافروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور کھانے کے بعد برتن اور دسترخوان مسافروں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور رخصت کے وقت اشرفیاں بھی مسافروں کو دیتے تھے۔ اس واسطے حضرت کا لقب زری زربخش مشہور ہو گیا تھا۔

تقسیم ختم ہو گئی } آج عرس کے دعوت ناموں کی تقسیم ختم ہو گئی۔ میں دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔

گیارہویں کی نیاز } بعد مغرب حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے مکان پر گیارہویں کی نیاز میں شریک ہوا۔ چنچل گوڑے والے نواب بشارت علی خاں صاحب مجھے اپنی موٹر میں مولانا کے مکان پر لے گئے تھے۔ جو ہادی منزل سے بہت قریب ہے مولانا کا روحانی کلام بھی سنا تھا اور لذیذ طعام بھی کھایا تھا۔

تقریر } نو بجے نواب حسن یار جنگ بہادر کی موٹر میں لالہ گوڑہ کی مجلس میلاد میں گیا تھا۔ یہ جلسہ نواب حسن یار جنگ بہادر کی صدارت میں ہوا تھا۔ میں نے وہاں تقریر بھی کی تھی۔

ایک ہندو کا دعوائے مسیح } کل سکندرآباد سے ایک ہندو سوداگر ملنے آئے تھے۔ اور کہتے تھے مجھے دس بارہ سال سے یقین ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ پہلے مجھے خیال تھا کہ میں دجال ہوں مگر اب یہ یقین ہے کہ میں عیسیٰ مسیح ہوں میں بمبئی اور وردھا میں مہاتما گاندھی کے پاس گیا تھا اور ان سے بھی یہ بات کہی تھی مگر وہ سب مجھے دیوانہ سمجھتے تھے میں نے

کہا آپ دیوانے تو نہیں ہیں مگر یہ میں نہیں جانتا کہ آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی قوم ہندوستان سے چلی گئی ہے۔ اب حضرت عیسیٰ کی ضرورت اس ملک میں باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کے برعکس قادیان میں ایک صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اُن کے ایک مرید چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی امت کے ملکوں میں جا کر آپ کی ہندو قوم اور یورپ اور امریکہ کی عیسائی قوم کو اپنی مسیحی طاقت سے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ آپ اگر مسیح موعود ہیں تو اپنی ہندو قوم کو ہدایت کیجیے کہ وہ آپس میں نہ لڑے میں نے ان کو اپنے ہاں عرس کی مجلس میں آنے کی دعوت بھی دی۔ انھوں نے کہا میں اپنا آسمانی لباس پہن کر آؤں۔ میں نے کہا جی نہیں زمین کے لباس میں آئیے۔ کہنے لگے مجھے دیوانہ سمجھ کر لوگ روک دیں گے میں نے کہا آسمانی لباس دیکھ کر لوگوں کو وہم ہو گا اس واسطے زمین کا لباس پہن کر آئیے پھر کوئی نہیں روکیگا۔

اگرچہ مجھے یہ شبہ نہیں تھا کہ وہ ننگے ہو کر میری مجلس میں آئیں گے کیونکہ ہر انسان ماں سے ننگا پیدا ہوتا ہے انہوں نے زرد رنگ کا آسمانی لباس مجھے دکھا دیا تھا جو اُن کے نوکر کے ساتھ تھا۔ تاہم مجھے اپنی مجلس میں اُن کی شرکت پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ہادی صاحب } حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب کے ہاں مولانا ہادی صاحب کا کلام بھی سنا تھا۔ اور حضرت مفتی صاحب کی تقریر اگرچہ مختصر تھی۔ لیکن بہت برمحل اور بہت موثر تھی۔ بہت سے مشائخ اور وزرا اور امرا بھی شریک ہوئے تھے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی اور حضرت حاجی میاں صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ کھانا بھی کئی قسم کا تھا اور نہایت عمدہ تھا۔

رزاقی صاحب } دعوت میں حیدرآباد پبلسٹی کے افسر رزاقی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ جو میرے بہت پرانے ملنے والے ہیں۔ اور نشر و اشاعت کے ماہر ہیں۔

بیداری } واپسی کے بعد سوا نو بجے نواب مقصود جنگ بہادر کے گھر میں جا کر پاکستان ریڈیو کی اردو خبریں سنی تھیں۔ پھر اُن کے ساتھ لالہ گوڑہ کی مسجد کے جلسے میں گیا تھا جلسہ نواب حسن یار جنگ بہادر کی صدارت میں ہوا تھا۔ ایک وکیل صاحب کی اور نواب مقصود جنگ بہادر کی تقریریں بہت ہی موثر تھیں۔ رات کے ۱۲ بجے کے بعد میں نے بھی آدھ گھنٹہ کی تقریر کی تھی۔ دیر تک بیداری کے سبب بہت دیر میں نیند آئی۔

آئین اسلام } ایران کا مشہور فارسی رسالہ آئین اسلام جلسے سے واپس آ کر رات کے تین بجے تک پڑھا تھا جس میں ایران کے نامور علما اور لیڈروں کی وہ تقریریں شائع ہوئی ہیں جو انہوں نے علی ظہیر صاحب ہندوستانی سفیر ایران سے دہلی اور اجمیر شریف وغیرہ مقامات کے مسلمانوں کے قتل عام کی نسبت کی تھیں۔ اس کے بعد مقررہ وظائف سے فارغ ہو کر سویا مگر نیند بہت بےچین آئی۔

بسم اللہ بیگم صاحبہ } ترکی شاہ صاحب میرے ایک پرانے دوست کی صاحبزادی بسم اللہ بیگم صاحبہ ملنے آئیں تھیں۔ وہ

بڑی لائق خاتون ہیں اور علمی و عملی لیاقتوں کا مجموعہ ہیں۔

۱۲ ربیع ثانی ۲۳ر فروری دوشنبہ حیدرآباد

جاگنے کا اثر: کل ساری رات نیند آئی تھی اس لئے آج دن بھر جسم بے کل رہا۔ تاہم تحریری کام بہت زیادہ ہوا۔

عرس کے انتظامات میں تیغ باز خاں رہبر نظامی دن بھر مشغول رہے۔ دعوت نامے دوبارہ طبع کرائے گئے ہیں۔ کیونکہ ضرورت باقی رہ گئی تھی۔

ملاقاتی: حضرت حاجی میاں صاحب اور میر انوار احمد صاحب اور سید ناصر علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ اور حبیب اللہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ ہدایت علی خاں صاحب مندوزئی بھی کیک لے کر آئے تھے۔ نواب فرید نواز جنگ بہادر اور مولوی انعام الحق صاحب بھی آئے تھے۔

ایٹ ہوم: کل شام کو سیف گلشن نواب سیف نواز جنگ بہادر سلطان مکلہ کے ہاں ایٹ ہوم میں گیا تھا۔ ان کو خدا نے پوتا عطا فرمایا ہے۔ اعلیٰحضرت نے سیف حسین غالب لقب عطا فرمایا ہے اس کی خوشی میں یہ پارٹی تھی۔ یہاں بہت سے امرا اور عمائد سے ملاقات ہوئی۔ ہز ہائی نس سلطان مکلہ نواب سیف نواز جنگ بہادر کے فرزند موتیوں اور جواہرات کا ہار پہنے ہوئے بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔ ان کے قصر کی روشنی قابل دید تھی۔ میرا پوتا سید سلمان بھی ساتھ گیا تھا۔

حکیم عبدالرحمٰن صاحب: جوناگڑھ والے قاضی حکیم عبدالرحمٰن صاحب ملنے آئے تھے اور میرے مرید احمد نظامی پھلی والے کے لئے دعا کرائی تھی۔ بادشاہ بیگم نظامی اور ان کی لڑکی کھانا لائیں تھیں۔ سعید بانو نظامی بھی ملنے آئیں تھیں۔ سب بچے بھی نذر کا کام کرنے آئے تھے۔

علی گوہر خاں صاحب: سرحد کی مشہور ریاست امب دربند کے نواب ہز ہائی نس نواب سر فرید خاں صاحب کا خط بھی آیا تھا۔ اور آج ان کے مشیر مال علی گوہر خاں صاحب کا تار کا خط آیا ہے مجھے سرحد میں آنے اور مستقل سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ سرحد کی آب و ہوا یقیناً میری صحت کے لئے مفید ہوگی مگر حیدرآباد کی خدمت کے وقت اس سے جدا ہونا اسلامی روایات کے خلاف ہے اگرچہ میں حیدرآباد کی کسی خدمت کے قابل نہیں ہوں۔ تاہم آجکل کے حالات ایسے ہیں کہ مجھے دعا کے لئے یہاں رہنا ضروری ہے۔

۱۳ ربیع ثانی ۲۴ر فروری سہ شنبہ حیدرآباد

دل آرا کی بیماری: میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی کی بیوی دل آرا بانو آٹھ دس دن سے بیمار ہیں۔ تکلیف بہت بڑھ گئی ہے کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ علاج یونانی بھی ہوا۔ ڈاکٹری بھی ہوا مگر مرض روز اول ہے۔

اجازت نامہ نہیں آیا: حیدرآباد سے منادی جاری کرنے کی نسبت اجازت ہو گئی ہے قانونی رکاوٹیں بھی ختم ہو گئی ہیں۔ مگر اب تک اجازت نامہ نہیں آیا ہے۔ جب وہ آجائیگا تو دوسری مشکل شروع ہوگی کہ ملک حیدرآباد کے ڈاک خانوں کی ایک پیسہ کے ٹکٹ کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔ اس کے بعد تیسری مشکل پیش آئیگی کہ انگریزی علاقوں کے لئے مدراس سے منظوری حاصل کرنی پڑیگی۔ یہ سب جھگڑے ایسے ہیں کہ مجھے آج یہ شعر پڑھنا پڑا۔

تمہیں چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں
میرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا

منادی دہلی سے جاری ہوگا: آج میں نے ہر طرح غور کرنے کے بعد آخری فیصلہ کرلیا کہ منادی دہلی سے شائع کیا جائے چنانچہ آج دہلی کو اطلاعیں بھیجدیں۔

کراچی کا انتظام: پہلے یہ پروگرام بنایا تھا کہ منادی کی اشاعت تین شہروں میں تقسیم کیا ہو۔ سلطنت حیدرآباد کے لئے حیدرآباد میں اور سلطنت ہندوستان کے لئے دہلی میں۔ اور سلطنت پاکستان کے لئے کراچی میں۔ لیکن اب یہ طے کیا ہے کہ حیدرآباد میں دفتر قائم نہ کیا جائے۔ صرف کراچی اور دہلی دو جگہ دفتر ہو۔

دعوت نامے دوبارہ چھپ گئے: عرس شریف کے لئے جتنے دعوت نامے چھپوائے تھے وہ سب تقسیم ہو گئے اور بہت لوگ باقی رہ گئے تو اب دوبارہ چھپوائے ہیں۔ مولانا تیغ باز خاں رہبر نظامی نے فوراً چھپوا کر لا دئے وہ بڑے منتظم اور ہر چیز سے واقف اور بہت سمجھ والے اور ہر قسم کی معلومات رکھنے والے مرید ہیں۔

عطر کا تحفہ: آج مولانا قاضی عبدالرحمٰن صاحب جوناگڑھی دوبارہ ملنے آئے تھے اور میرے لئے عطر کا تحفہ بھی لائے تھے۔

سید قادر بادشاہ نظامی: ملباری خلیفہ مدراس سے سید قادر بادشاہ نظامی ایک قوال کے ساتھ آج صبح آئے ہیں ان کے دادا مولانا سید قاسم حسینی بھی میرے خلیفہ تھے

آج ضلع بلہاری کے لئے میں نے سید قادر بادشاہ حسینی کو خلافت نامہ لکھ کر دیا۔ اور شام کو ان کے قوال سے گانا بھی سنا۔ کل صبح بلہاری واپس چلے جائیں گے۔

آنریبل مولوی عبدالرحیم آج صبح آنریبل مولوی عبدالرحیم صدر المہام ریلوے کے مکان پر ملنے گیا تھا اور شام کو وہ خود بھی ہادی منزل میں ملنے آئے تھے۔

قوالی کا میدان آج مولوی مرزا غضنفر علی صاحب غازی مرید امونس نے چند مزدور بھیجے تھے۔ جنہوں نے دن بھر قوالی کا میدان صاف اور ہموار کیا تھا ناظم صاحب بلدیہ کو بھی لکھا تھا ان کا مراسلہ بھی آیا ہے کہ کل اپنے محکمے کے آدمی قوالی کا میدان درست کرنے کے لئے بھیجینگے۔

دہلی کی یاد آج میں نے اخبار تیج دہلی کے جوبلی نمبر کے لئے ایک تاریخی مضمون "دہلی کی یاد" کے عنوان سے لکھ کر بھیجا ہے۔ آج بھی تینوں لڑکے ایوان نواب بشیر الدولہ بہادر سے میرے پاس تحریری کام کرنے آئے تھے۔

نامی گروہ سوار نظامی میرے پرانے مرید حافظ نامی گروہ سوار نظامی کے لڑکے خلیل الرحمن ملنے آئے تھے۔ جو حیدرآباد میں تعلیم پاتے ہیں ان کے والد شاہ پور میں رہتے ہیں۔ جو یہاں سے بہت دور ہے۔ خلیل الرحمان بہت تیز اور ذہین بچہ ہے نہایت جرأت سے بات کرتا ہے ہونہار نظر آتا ہے۔

صحت کی خرابی آج رات کو حسین کی بیوی کو بھی بہت تکلیف رہی اور مجھے بھی میری بیماری نے زیادہ ستایا۔ مولوی حبیب برف والے اور مولانا سید عبد المجید صاحب دہلوی مدرسہ نعمانیہ والے اور حاجی میر فیروز علی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

۱۴ ربیع ثانی ۲۵ فروری چہارشنبہ حیدرآباد دکن

میرا پیارا جولاہا شہید جب سے حیدرآباد میں آیا ہوں پچھلی رات اپنے پیارے جولاہے مرید احمد علی نذر بیگی نظامی ساکن قریہ جالندھر کے شہید ہو جانے کی خبر کو یاد کرکے دو آنسو ضرور بہا لیتا ہوں۔ میں اس کے ہاتھ کے بُنے ہوئے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ اب اس کی روح کے ساتھ قاتلوں کو تلاش کرتا پھرتا ہوں۔ شہید زندہ رہتے ہیں۔ پیارا جولاہا بھی زندہ ہے۔ وہ کہاں ہے؟ خواب میں آکر بتلادے۔ اس کے لئے رونے والے بھی چن چن کر مار ڈالے گئے۔ پھر میں اس کے لئے کیوں نہ روزانہ روتا رہوں۔ میں دلی سے جدا ہو گیا۔ اور دل سے بھی مجبور ہو گیا۔ وہ جولاہا تو میرا دل تھا۔ بیٹا احمد علی نذر بیگی پیارا نظر بیگی۔ آنکھوں کا تارا نذر بیگی۔ میں تیرے گاؤں میں آؤں گا۔ جہاں تیرا خون خاک نے پیا ہوگا اس کو چوموں گا۔

تارے چمک رہے تھے بالاخانے سے اترا دعاخانے کے صحن میں چہل قدمی کی۔ ڈگرس براڈ کے بوڑھے مرید عبد الرشید نظامی ملنے آئے۔ لکھنا شروع کیا۔ شام تک لکھتا رہا لکھواتا رہا۔ ملنے والے لگاتار آتے رہے۔

حبیب اللہ نظامی اپنے نور چشم ولی اللہ کو لے کر آئے تھے۔ میرا جوڑا بنوا لیا ہے۔ مجھے نذر بیگی پھر یاد آگیا۔

شادی کی دعوت مرحوم مرید ڈاکٹر سید حامد حسین کی بیوی اپنے نور چشم کی شادی کا بلاوا دینے آئیں تھیں میں نے کہا بسر و چشم آؤں گا اور پیارے ڈاکٹر کی یادگار کے چہرے پر سہرا دیکھوں گا۔

سید سجاد صاحب دہلوی ملنے آئے تھے

عرس کی قوالی کا میدان آج دن بھر ہموار ہوتا رہا۔

دعویٰ خارج ہو گیا دہلی سے خبر آئی کہ میرے خلاف جو دعویٰ ملکوت منزل کے ایک حصے کی نسبت کیا گیا تھا وہ خارج ہو گیا۔

آج حسین کی بیوی دل آرا بانو کو حکیم محمد علی صاحب حیدرآبادی کی دوا سے فائدہ رہا۔

شیخ چلی کی الف بے تے آج میری نئی کتاب الشیخ چلی کی الف بے تے تیار ہو کر آگئی۔

عرفانی کبیر اخبار الحکم قادیان کے ایڈیٹر مولانا یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر ملنے آئے تھے۔ انہوں نے حیدرآباد سے ایک اخبار وفادار جاری کیا ہے۔ ان کے لڑکے کراچی سے چار اخبار و رسالے نکالتے ہیں۔

دوسری شادی کا بلاوا میرے مرحوم مرید نواب صفدر یار خاں نظامی کے بڑے لڑکے احمد یار خاں کی شادی کا بلاوا آیا ہے۔ جو کل نواب نذیر نواز جنگ بہادر کی صاحبزادی سے ہونے والی ہے۔

۱۵ ربیع ثانی ۲۶ فروری پنجشنبہ حیدرآباد دکن

اجازت نامہ آج بہزاد دکن نظامی حیدرآباد سے منادی جاری کرنے کا اجازت نامہ سرکاری مہر شدہ لائے تھے۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔

احمد یار خاں نظامی کی شادی نواب صفدر یار خاں نظامی مرحوم کے سب لڑکے اور بیٹیاں میری مرید تھیں ان کے انتقال کے بعد ان کے سب بچے تعلیم میں مصروف رہے اور میرا ان کا ملنا جلنا نہ ہو سکتا تھا۔ آج

نواب سردار یار خاں نظامی میرے پاس آئے تھے اور کہا تھا اُن کے بڑے بھائی مرحوم کے بڑے لڑکے احمد یار خاں کی شادی میں آپ چلئے۔ سرات نواب نذیر نواز جنگ بہادر کے مکان پر جائیگی۔ میں نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ نواب نذیر نواز جنگ بہادر کی صاحبزادی کی شادی کس سے ہونے والی ہے۔ نواب صاحب جب خود دعوت دینے آئے تو میں نے وعدہ کر لیا۔ اس واسطے میں اپنے پہلے وعدے کے موافق نواب نذیر نواز جنگ کے مکان پر جانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ تاہم جب آپ آئے ہیں تو میں آپ کے بھائی کے مکان پر بھی چلونگا چنانچہ میں وہاں گیا۔ مہدی اور رحم میرے ساتھ گئے اور دولہا کے ساتھ دلہن کے مکان تک گیا۔ دولہا کے خالو نواب قادر یار جنگ بہادر بھی دولہا کی موٹر میں تھے۔ موٹروں کا جلوس بہت بڑا تھا۔

دھنگانا حیدرآباد میں ایک رسم ہے کہ جب دولہا دلہن کے دروازے پر پہنچتا ہے تو دلہن کے بھائی دھنگانا کی رقم مانگتے ہیں چنانچہ یہاں بھی تین ہزار روپے دھنگانے کے طلب کئے گئے اور کچھ دیر بحث کے بعد ایک رقم پر معاملہ طے ہوا۔ اور ہم سب اندر گئے۔ وہاں کچھ جرمن مہمان بھی تھے جنہوں نے دھنگانے کی رسم کو بہت دلچسپی سے دیکھا۔ پچاس ہزار روپے مہر پر نکاح ہوا۔ نواب نذیر نواز جنگ بہادر، نواب سر فار الامرا اقبال الدولہ بہادر کے پوتے ہیں اور اعلیحضرت کی ایک بہن صاحبہ سے منسوب ہیں۔ اور اُن کے صاحبزادے نواب رشید نواز جنگ بہادر اعلیٰ حضرت کے داماد ہیں۔ نواب رشید نواز جنگ بہادر نے مجھے اپنے دادا کا بنایا ہوا مکان بھی دکھایا اور ان کے بنائے ہوئے فلک نما وغیرہ کے حالات بھی سنائے۔

بسم اللہ آج ہادی منزل میں ایک بہت شاندار تقریب ہوئی تھی۔ سید سعید نظامی کے لڑکے سید اکبر کی بسم اللہ ہوئی تھی سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس بیگم نظامی نے حیدرآباد کے قدیمی رواج اور اپنے انگریزی رواج کے موافق بہت شاندار آرائش کی تھی شہر کے بڑے بڑے آدمی اور خواتین جمع ہوئی تھیں۔

لڈو کھالم حیدرآباد میں رواج ہے کہ بسم اللہ پڑھنے کے وقت بچے کے سامنے ایک فٹ لمبے چوڑے دو لڈو چاندی کے ورق لگا کر رکھے جاتے ہیں۔ اور بسم اللہ پڑھنے والا بچہ ان لڈوؤں پر ہاتھ رکھے رہتا ہے۔ جب میں نے بچے کو بسم اللہ پڑھائی اور مَا لَمْ یَعْلَمْ کہلوایا تو بچے نے مَا لَمْ یَعْلَمْ کہتے ہی کہا دونوں لڈو کھالم۔ اس پر خوب قہقہہ ہوا۔

اکبر ماشاء اللہ ماں باپ کی طرح بہت ذہین اور بہت تیز بچہ ہے بچے کی دادی اور بہن مہر جہاں نظامی اس تقریب سے بہت خوش نظر آتی تھیں۔ مجھے بسم اللہ پڑھانے کی نذر چاندی کی طشتری میں دو حیدرآبادی اشرفیاں دی گئیں۔

مولوی محبوب علی صاحب کی تقریب میں مولوی میر محبوب علی صاحب بھی آئے تھے اور ان سے نہایت عجیب و غریب سائنس اور فلسفے کی باتیں ہوئیں تھیں۔ میری سب عورتیں اور بچے بھی اس تقریب کے لئے ہادی منزل میں آئے تھے۔

دل آرا کی صحت حکیم محمود علی صاحب حیدرآبادی کی دوا سے حسین کی بیوی دل آرا بانو کو آج بہت سکون رہا۔

جلسہ رات کو ۹ بجے فرسٹ لانسرز کے جلسہ میلاد میں گیا تھا۔ جہاں فوجی لوگ جمع ہوئے تھے۔ اور ایک گھنٹے تک تقریر کی تھی۔ امام صاحب نے میری نسبت ایک نظم بھی پڑھی تھی جو یہ ہے

حق بین سے پوچھو کیا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی
محبوب کبریا ہیں خواجہ حسن نظامی
دل آئینہ ہے ان کا وہ آئینہ خدا کے
واللہ با صفا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی
رستہ دکھا رہے ہیں۔ عارف بنا رہے ہیں
بیشک خدا نما ہیں۔ خواجہ حسن نظامی
ہر پیر و طریقت ہے روشناس قدرت
رہبر ہیں مقتدا ہیں خواجہ حسن نظامی
حسنینؓ کے دلارے شیر خدا کے پوتے
اور آل مصطفےٰ ہیں خواجہ حسن نظامی
خواجہ کے شمع رُخ پر ساری خدائی صدقے
اللہ پر فدا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی
حاصل ہر ایک لحظہ اللہ کا تقرب
سردار حق نما ہیں خواجہ حسن نظامی
عقدہ کشائیاں ہیں ہر ایک کی یہ ہر دم
فرزند مرتضیٰ ہیں خواجہ حسن نظامی
ہے جلوہ حقیقت حضرت سے آشکارا
قدرت کا آئینہ ہیں خواجہ حسن نظامی
نور ازل کی لَو ہے چہرہ سے کیا ہویدا
محبوب حق ہیں یا ہیں خواجہ حسن نظامی
قاصر نگاہ دل سے دیکھو تو کہہ اٹھوگے
اِک نور کبریا ہیں خواجہ حسن نظامی

۱۶ ربیع ثانی ۲۷ فروری جمعہ حیدرآباد

غلط فہمی کی تردید آٹھ دن پہلے اخباروں میں چھپا تھا کہ گاندھی جی کی راکھ درگاہ اجمیر شریف میں مزار مبارک کے پاس دفن کی جائے گی اس سے یہاں مختلف قسم کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی تھیں

گرگئی حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی
کا خط اجمیر شریف سے آیا تھا جس میں اجمیر کے
جواب میں لکھا تھا کہ گاندھی جی کی راکھ کا جو
اجمیر شریف میں نکالا گیا تھا۔ اور وہ راکھ ہندوؤں
کے مشہور مقدس تالاب پشکر میں ڈالی گئی تھی۔
درگاہ میں دفن کرنے کا کوئی خیال ہی نہیں تھا
اور نہ ہم نے یہ خواہش کی تھی نہ ہم سے ایسی
خواہش کی گئی تھی۔ اس لئے آج میں نے
اس خبر کی حقیقت مختلف جگہ بیان کی۔

شادی کی تقریب: میرے مرحوم مرید ڈاکٹر
سید عابد حسین کے لڑکے سید حامد حسین کی شادی
میں شریک ہوا تھا۔ اور ساڑھے دس بجے واپس
آیا تھا۔ نکاح میرے سامنے نہیں ہوا کیونکہ مہر
کی نسبت کچھ اختلاف تھا۔

جمعہ کی نماز: آج بھی جمعہ کی نماز باغ عام کی
مسجد میں اعلیٰحضرت کے ساتھ پڑھی تھی۔ اور
میں نے اجمیر شریف کی مذکورہ غلط خبر کی نسبت
بھی اصل حقیقت بیان کی تھی۔

خیمے لگائے گئے: دہلی میں ۱۶ تاریخ کو درگاہ
شریف میں خیمے لگائے جاتے ہیں اس لئے آج
میں نے بھی ہادی منزل کے صحن میں بڑے بڑے
خیمے لگائے ہیں۔ یہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر
نے بھجوائے ہیں۔

۷ ربیع الثانی ۲۸ فروری شنبہ حیدرآباد

عرس کی تیاری: کل شام تک ہادی منزل
کا صحن ہموار اور صاف ہو گیا تھا۔ پچاس آدمی
تین چار دن سے زمین کی ہمواری اور صفائی
کا کام کر رہے تھے۔ ساٹھ ہزار گز زمین موٹروں
کے ٹھیرنے کے لئے ہموار ہوئی ہے۔ اور سات
گز زمین میں بڑے بڑے شامیانے کھڑے
کئے گئے ہیں۔ دو درباری شامیانے نواب
ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ سر آسمان جاہ بہادر
نے بھجوائے ہیں۔ ایک شامیانہ سر مہاراجہ بہادر
مرحوم کی ریاست سے آیا ہے۔ دونوں پائیگاہوں
سے شامیانوں کے اندر کے فرش بھی آئے ہیں
بقیہ جگہ کے لئے خواجہ راجہ بھیا ریڈی نظامی
اور سید سعید نظامی اور آنریبل مولوی عبدالرحیم
صدرالمہام ریلوے نے دریوں اور قالینوں
کا انتظام کیا ہے۔ بہزاد دکن فیاض الدین نظامی
نے بھی بہت سے آدمی اپنی طرف سے انتظامات
کے لئے بھیجے ہیں۔ مولوی مرزا ضامن علی غازی
نے بھی ایک عملہ بھیجا ہے جو کئی دن سے زمین
کی ہمواری اور صفائی کا انتظام کر رہا ہے۔
میونسپل کمیٹی (صفائی) کے محکمے کی طرف
سے بھی سرکاری مزدور صفائی کا کام کر رہے
ہیں۔ تعمیرات صفائی کے محکمے سے بھی بہت
سے مزدور آئے ہیں۔

آج فرش مکمل ہو گیا ہے۔ باغ عام سے
بہت سے گملے خوب صورت درختوں کے
لائے گئے ہیں۔ اور مجلس کو آراستہ کیا گیا ہے
نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ کی طرف
سے دو زریں شامیانے بھی آئے ہیں۔ جن
میں زریں مسندیں اور تکئے ہیں۔ اور چاندی
کی چوبیں ہیں۔

تیغ باز خاں رہبر نظامی: کئی روز سے
میرے مرید غلام دستگیر تیغ باز خاں رہبر نظامی
دعوت ناموں کی چھپائی اور تقسیم کے انتظامات
میں مصروف ہیں۔ ہدایت علی خاں صاحب
سندوزئی بڑے خلوص و محبت اور عقیدت
سے دن بھر عرس کے کاموں میں میری مدد
کرتے ہیں۔ روشن دل محمد ریاض الدین کاکی
شاہ نظامی اور عبدالرزاق نظامی
نیاز کے توشہ کی دیگیں پکوا رہے ہیں۔ خواجہ
راجہ بھیا ریڈی نظامی اور غلام محمد صاحب دہلوی
لاؤڈ سپیکر اور بجلی کی روشنی کے انتظامات
میں مصروف ہیں۔ روشن دل محمد یوسف خوش
اقبال شاہ نظامی اور ان کے لڑکے حسن اقبال
نظامی ہی رات دن کام کرتے رہتے ہیں۔ اور
خوش اقبال شاہ تو ہر وقت میرے ساتھ رہتے
ہیں۔ عبدالغفور کامل الیقین نظامی نے پینے کے
پانی کے لئے بہت سی صراحیاں اور کوزے
بھجوائے ہیں۔ حسین کی بیوی دل آرا بانو بہت
بیمار ہیں۔ مگر حسین اور ان کی بیوی کے بھائی
سید فیق اور میرے دہلوی مرید نذیر احمد نظامی
اور فیض آبادی مرید حسن احمد نظامی اور موٹر
ڈرائیور غلام محمد پنجابی اور میرے بیٹے زید پاشا
اور حسن ابوطالب اور مہدی اور پوتے سید
سلمان ایزدی اور سید ولی اور میرے دفتر کے
محرر حفیظ اللہ خاں صاحب جھانسی والے بھی
عرس کے انتظامات میں مدد کر رہے ہیں۔ بہزاد
دکن فیاض الدین نظامی اور مولوی مرزا محمد بیگ
صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر اور مولوی
حاجی میر فیروز علی نظامی منتظم ایوانات و محلات
سر مہاراجہ بہادر بھی عرس کے انتظامات میں مشغول
ہیں اور میں گاؤ تکیے سے لگا ہوا بیٹھا دیکھ
رہا ہوں۔ اور خدا کا شکر کر رہا ہوں کہ دہلی میں
جو انتظام کئی کئی مہینے پہلے سے کیا کرتا تھا وہ
یہاں چار پانچ دن کے اندر ہو گیا ہے۔ قوالوں
کی فہرستیں تیار ہو گئیں ہیں۔ دس چوکیاں
حیدرآباد کی ہیں۔ اور سات چوکیاں دلی کی ہیں
گویا عرس کی سترہویں کے لئے سترہ چوکیاں
قوالوں کی نامزد ہوئیں ہیں۔

ادھونی کے مرید: ادھونی ضلع بلاری
علاقہ مدراس سے عرس کی شرکت کے لئے
حسب ذیل مرید آئے ہیں۔ چھوٹی عبدالرحیم
نظامی۔ داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی۔

گڑھ والے عبداللطیف نظامی، جی حسن احمد نظامی، بی عبدالرزاق نظامی۔ منیار الٰہ بخش نظامی، جی عبدالغفار نظامی، چہرنے شیخ احمد نظامی جی امام صاحب نظامی۔ ابن عبدالعزیز نظامی۔

سید ضیا صاحب کا کئی دن کا ذکر ہے سکندرآباد دکن کے ایک کوٹھی ہندو سید ضیا صاحب ملنے آئے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ دس بارہ سال سے اُن کو خدا نے مسیح موعود بنایا ہے۔ آج وہ بھی آئے ہیں۔ شام کو مغرب کی نماز نئے شامیانوں کے نیچے ہوئی تھی۔ سید ضیا صاحب بھی جماعت کی نماز میں شریک ہوئے تھے۔ اس لئے لوگوں کو بہت حیرت ہوئی۔

حاضرین عرس کی مغرب سے پہلے عرس کے حاضرین آنے شروع ہو گئے تھے۔ پولس بھی مع ہیڈ اور مجلس کے انتظامات کی دیکھ بھال کے لئے بڑی تعداد میں آگئی ہے۔ سب سے پہلے جیل گوڑے والے نواب بشارت علی خاں صاحب اپنے قرابت داروں کے ساتھ آئے ہیں۔ اور میرے لئے پھل بھی لائے ہیں۔ وہ چونکہ چل پھر نہیں سکتے اس واسطے میں نے اُن کی موٹر کو مجلس کے قریب کھڑا کروا دیا ہے۔ تاکہ میری تقریر بھی سن سکیں اور قوالی بھی سن سکیں۔

نواب حسن یار جنگ بہادر نبیرہ نواب سر وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر اور نواب تدبیر نواز جنگ بہادر اور نواب خیر نواز جنگ بہادر اور نواب غوث یار جنگ بہادر اور حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی۔ اور اُن کے بھائی سعید میاں صاحب اور اشفاق حسین صاحب نانک پوری اور بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی اور مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیم حیدرآباد اور مولوی جمیل حسین صاحب صدر بیدار میڈیکل اور مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر اور نواب لطیف نواز جنگ بہادر اور مولوی زین العابدین صاحب اور حضرت مولانا سید شاہ صابر حسینی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب اور اُن کے صاحبزادے سید شاہ فرید الدین حسینی صاحب اور نواب ماندر خاں صاحب برادر نواب بہادر یار جنگ بہادر مرحوم اور نواب اسد اللہ خاں صاحب داماد سر مہاراجہ بہادر اور اُن کے بھائی صاحبان اور مہاراجہ بہادر کی صاحبزادیاں وزارت النسا بیگم نظامی وغیرہ اور سعیدہ بانو نظامی اور رقیہ نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور اہلیہ حکیم سید مصطفےٰ حسین نظامی اور والدہ سید سعید نظامی اور سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس بیگم نظامی اور مہر جہاں نظامی اور پاشا بیگم نظامی اور اُن کی لڑکی۔ اور شبیر النساء چمن آرا بیگم صاحبہ اور اُن کے شوہر مرزا ضامن علی غازی اور ہمایوں بانو صاحبہ اور بیگم صاحبہ نواب سر بلند جنگ بہادر اور بیگم صاحبہ مولوی فیاض الدین نظامی اور خواتین مولوی قطب الدین خاں صاحب حق باز خاں اور مولانا سید بلالی شاہ نظامی مرحوم کی اہلیہ و دیگر خواتین اور موتی بیگم سرفراز نظامی، اور نظام پاشا نظامی اور نواب غوث یار جنگ بہادر کی صاحبزادی صاحبہ وغیرہ بہت سی خواتین بھی آگئیں ہیں۔ جن کے لئے پردے کا بہت معقول انتظام کیا گیا ہے ایوان سر شبیر الدولہ بہادر سے خواجہ بانو اور حور بانو اور ریحانہ بانو اور کوثر بانو اور شاہ بانو اور صادقہ بانو اور عارفہ بانو اور کاملہ بانو اور ساجدہ بانو وغیرہ بھی اپنے نوکروں کے ساتھ آگئیں ہیں۔ اور خواجہ بانو کی بہن امۃ المتین بھی آگئیں ہیں اور ان سب نے عرس کی مہمان عورتوں کے استقبال اور مدارات کا انتظام کیا ہے۔

بقیہ نام حاضرین عرس کے نواب دوست محمد خاں صاحب اور نواب اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر اور مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور ان کی خواتین اور مولانا امجد صاحب اور مولوی نصیر الدین ہاشمی صاحب مورخ اور سید ذہین نظامی اور اُن کی خواتین اور ڈاکٹر سید غلام محی الدین صاحب اور بانی لوائے ادبیات اردو اور اُن کے صاحبزادے سید شاہ تقی الدین سجادہ نشین درگاہ حضرت ... اور مولوی محمد کرم اللہ صاحب اور حکیم سراج الدین خاں صاحب دہلوی اور حضرت عوض علی شاہ صاحب زرین کلاہ اور مولانا خواجہ بدر الدین صاحب بانی انیس الغربا اور سلطان غلام محی الدین نظامی خلف مولانا غلام دستگیر تیغ باز خاں رہبر نظامی اور نواب خان جہاں خاں صاحب اور نواب حامد علی خاں صاحب اور مولانا سید حسن مثنیٰ صاحب ندوی پھلواری اور ایڈیٹر صاحب روزانہ اخبار سلطنت حیدرآباد اور شاہ وجیہ اللہ صاحب اسرائیلی۔ اور صاحبزادگان نواب ناصر نواز الدولہ بہادر وغیرہ

میری تقریر مولود شریف ہے سات بجے میں نے تقریر شروع کی جو نو بجے ختم ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹے میں حضرت خواجہ سید معین الدین حسن اجمیری اور حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور حضرت کے حیدرآباد کے خلفا حضرت بابا شرف الدین پہاڑی والے اور حضرت مولانا برہان الدین غریب خلدآباد والے اور حضرت مولانا خواجہ حسن علا سجزی خلدآباد والے اور حضرت خواجہ سید احمد صاحب حضرت خواجہ سید عرب صاحب اور حضرت خواجہ سید علی صاحب نانا اور دادا اور والد حضرت خواجہ

نظام الدین اولیا رضہ اور حضرت بی بی زلیخا صاحبہ اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رضہ کے تاریخی حالات بیان کئے اور ثابت کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری سلطان شہاب الدین محمد غوری کو ہندوستان پر چڑھا کر نہیں لائے تھے بلکہ غوری کے حملے کے بہت بعد ہندوستان میں آئے تھے اور جہاں حضرت کا مزار ہے وہاں کوئی مندر نہیں تھا۔ اور مسٹر ہربلاس شاردا نے اپنی انگریزی کتاب میں جو لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری شہاب الدین غوری کو ہندوستان پر چڑھا کر لائے تھے اور ہندوؤں کو مسلمانوں کا غلام بنایا تھا یہ بالکل غلط ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ کا جہاں مزار ہے وہاں پہلے شیو جی کا مندر تھا میں نے تاریخی دلیلوں سے یہ بات ثابت کی کہ حضرت خواجہ صاحب رضہ غوری حملے کے بہت بعد تشریف لائے تھے اور جہاں حضرت کا مزار ہے وہاں پہلے کوئی مندر نہیں تھا۔ میں نے یہ بھی تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری رضہ اور حضرت خواجہ قطب صاحب رضہ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضہ کے دادا شاہ بلخ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضہ کے نانا اور دادا ہلاکو خان مغل کے قتل عام اور اسلامی ملکوں کی غارتگری کے زمانے میں بطور مہاجر کے ہندوستان میں آئے تھے۔ اور ان سب نے ہندوستان میں آکر ہمیشہ ہندو مسلمانوں کی باہمی محبت کے کام کئے تھے اور کبھی کسی سیاسی کام میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اور میں نے تاریخی دلائل سے یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت نظام الدین اولیا کی نسبت انگریزوں اور ہندوؤں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ حضرت نے سلطان قطب الدین خلجی کو سازش کر کے قتل کرایا تھا۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق پر جو مکان گرا تھا اور اس کے صدمے سے وہ بادشاہ مرا تھا۔ اُس میں بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضہ کا ہاتھ تھا میں نے کہا اس وقت یہاں حیدرآباد کے بڑے بڑے مورخ اور مصنف موجود ہیں۔ اور میں ان کے سامنے جو تاریخی دلیلیں پیش کر رہا ہوں۔ اگر ان میں میری کوئی غلطی ہو تو وہ مجھے اس وقت ٹوک سکتے ہیں۔

قوالی نو بجے تقریر ختم ہوئی اور اس کے بعد قوالی شروع ہوئی۔ مجمع اتنا زیادہ تھا کہ شامیانوں کا وسیع میدان ہجوم سے بھر گیا تھا۔ اور بے شمار آدمی سماع خانہ کے سامنے میدان میں صف بندی کئے کھڑے تھے اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نہایت صبر و سکون سے قوالی سن رہے تھے۔ دہلی کی مجلسوں میں دہلی کے عوام جیسی گڑبڑ کیا کرتے تھے جس سے مجھے اور مجلس کا انتظام کرنے والوں کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ اور وہاں کی پولیس بھی عوام کو قابو میں نہ رکھ سکتی تھی وہ بات حیدرآباد کی مجلس میں نہ تھی۔ ایسا سکون اور ایسا ضبط و نظم میں نے ساری عمر دہلی اور ہندوستان یہاں تک کہ اجمیر شریف کی مجلسوں میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ سب لوگ نہایت خاموشی کے ساتھ پوری توجہ اور یکسوئی سے قوالی سن رہے تھے۔ رات کے ایک بجے تک قوالوں کی سترہ چوکیوں کا گانا ہوا۔ ہر چوکی صرف ایک غزل گاتی تھی۔ اور ایک غزل گانے میں اتنا روپیہ اس کو مل جاتا تھا کہ اس کی جھولی بھر جاتی تھی۔ حاضرین مجلس پانچ پانچ روپے اور دس دس روپے بھی ایک وقت میں قوالوں کو دیتے تھے۔ سالہا سال کے بعد میں نے ایسی پر کیف اور پر ذوق مجلس دیکھی جس کا مجھ پر اتنا زیادہ اثر ہوا کہ میں یہ محسوس کرنے لگا کہ مجلس حضرت سلطان المشائخ رضہ نے قبول فرمائی ہے اور وہ خود مجلس میں تشریف لائے ہیں۔ میرے سامنے اور پشت پر جو لوگ بیٹھے تھے ان سب پر ایک کیف طاری تھا۔ بعض چشم پر آب تھے۔ بعض نعرے لگاتے تھے۔ اور بعض مرغ بسمل کی طرح لوٹتے تھے

ایک بجے مجلس ختم ہوئی اور میں نے بالاخانے پر جا کر رات کا کھانا کھایا بہت سے حاضرین اور خواتین اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور بہت سے مرد اور عورتیں مجلس خانے میں اور قریب کے مکان میں رہ گئے مجھ پر مجلس کا اثر اتنا غالب تھا۔ کہ میں صبح تک سویا نہیں۔ اور اسی ذوق میں سرشار رہا۔

حاضرین کے بقیہ نام میرے داماد سید نثار علی نظامی اور خواجہ راجہ بھیا ریڈی نظامی اور ماسوتی شاہ نظامی اور روشن دل محمد عبداللہ تخلص شاہ نظامی اور راجہ دھرم کرن بہادر کے جانشین اور فرزند راجہ رام کرن بہادر اور مولانا قاری فخرالدین صاحب اور سید بشیر نظامی اور سید نصیر نظامی اور نواب مصاحب جنگ بہادر اور مظفر حسین نظامی اور اُن کے بھائی برہان حسین اور صدیق حسین وغیرہ اور مولوی میر محبوب علی صاحب دہلوی کے فرزند سید مختار علی بی اے اور مولانا حیرت صاحب بدایونی اور حضرت مولانا نیازی صاحب درویش اور امام صاحب مسجد خیریت آباد اور امام صاحب مسجد افضل گنج اور عبدالغفور کامل الیقین نظامی اور غلام محی الدین صادق الیقین نظامی اور روشن دل مولوی محمد اسماعیل حضوری نظامی اور اُن کی خواتین اور نواب سردار یار خاں نظامی اور اُن کی خواتین اور روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی اور قاری وحید الدین صاحب فرزند امام صاحب جامع مسجد سکندرآباد اور مولوی سید رحیم الدین حسین صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ

آئے تھے۔ اور مولانا عینی شاہ نظامی اور مولوی امام غوری صاحب تاجر چھالیہ اور مولوی حبیب صاحب برف لیمونیڈ والے اور خواجہ حسن اقبال نظامی

برف آب کی تقسیم کہ چونکہ حیدرآباد دکن میں گرمی کا موسم آگیا ہے اس واسطے میرے مخلص دوست مولوی حبیب برف لیمونیڈ والے نے حاضرین عرس کے لئے برف پانی کا انتظام کیا تھا۔ جو عورتوں اور مردوں میں تقسیم ہوتا رہا۔

نیا جوڑا کہ مخلص شاہ نظامی کے بڑے لڑکے مولوی حبیب اللہ نظامی میرے لئے نہایت نفیس نیا جوڑا سلوا کر لائے تھے۔ جو میں نے عرس کی شام کو پہنا تھا۔ ٹوپی سے جوتی تک سارا لباس بہت قیمتی اور بہت دل پسند تھا اور میں نے وہی لباس عرس میں پہنا تھا۔ رسالہ تجارتی دنیا حیدرآباد کے ایڈیٹر مولوی فخر الدین فخر نظامی اور ان کے بچے بھی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

عرس کی نیاز کے حصے دار

کہ جن لوگوں نے عرس کی نیاز اور روشنی وغیرہ مصارف کے اخراجات میں حصہ لیا تھا۔ اُن کے نام یہ ہیں:۔

مولوی نصیر الدین سرمست نظامی گوگی اور نواب نذیر نواز جنگ بہادر اور نواب حسن یار جنگ بہادر اور بیگم صاحبہ نواب ولی الدولہ بہادر اور نواب خیر نواز جنگ بہادر اور بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی، اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور سید شبیر نظامی اور جوش اقبال شاہ نظامی اور رتنا سوتی شاہ نظامی اور سعیدہ بانو نظامی اور پاشاہ بیگم نظامی اور محمد فخر الدین نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا اور کامل الیقین نظامی اور حسن احمد نظامی اور مولوی قطب الدین خاں صاحب حق بالرخاں اور بیگم صاحبہ نواب سر بلند جنگ بہادر اور صادق الیقین نظامی

اور شفاق حسین خاں صاحب ناگپوری۔ اور فخر الدین نظامی یاقوت پورہ اور ایک ممتاز خاتون صاحبہ اور مسز محمد احمد دہلوی اور ان کے لڑکے محمد یاسین دہلوی۔ اور ہدایت علی خاں صاحب مند وزئی۔ اور سلیمہ خاتون بیگم صاحب الکوگول کنڈہ سگریٹ فیکٹری اور روشن دل محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی نے سب سے زیادہ حصہ اخراجات نیاز میں لیا تھا۔ اور نیاز کا کھانا بھی انہیں کے انتظام سے پکا تھا۔

منادی کی امداد کہ آج اخبار منادی کی امداد آئی تھی جس میں نواب حسن یار جنگ بہادر اور نواب تہور یار جنگ بہادر اور نواب میر اکبر علی خاں بہادر بیرسٹر اور نواب ماندر خاں بہادر نے مساوی حصہ لیا تھا۔

۸ ربیع ثانی ۲۹ فروری یکشنبہ حیدرآباد

قرآن خوانی کہ صبح خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اپنے گھر سے ترتیلی ترجمہ قرآن شریف کے تیس پارے لائے تھے اور ہم سب نے مل کر قرآن شریف ختم کیا تھا۔ اور اس کے بعد نیاز ہوئی تھی اور قوالی ہوئی تھی۔ آج بھی سب برادران سلسلہ اور احباب شریک ہوئے تھے۔ مگر دفتروں کی وجہ سے رات کی طرح زیادہ حاضرین نہ تھے۔

مولانا عینی شاہ نظامی کا خواب کہ مولانا عینی شاہ نظامی نے حاضرین کو اپنا ایک خواب سنایا تھا کہ آج رات کو ۳ بجے مجھے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی زیارت ہوئی اور حضور نے فرمایا کہ آج رات کو ہم بھی ہادی منزل کی مجلس میں گئے تھے۔ اور اسی وقت میرے کان میں ایک اور فیض الدین نظامی کے خواب کا ذکر سنایا گیا کہ انہوں نے آج رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضورؐ نے

فرمایا کہ ہم بھی رات کی مجلس میں آئے تھے جب قوالی شروع ہوئی تو آنحضرت کی زیارت کرنے والے نظامی بھائی پر وجد طاری ہو گیا۔ حالانکہ وہ یورپ کے تعلیم یافتہ اور ایک بڑے سرکاری عہدہ دار ہیں اور نہایت سنجیدہ اور صبر و ضبط کے نوجوان ہیں مگر اُن پر رات کے خواب کا ذوق اتنا غالب تھا کہ وہ بار بار مجلس میں اللہ کے نام کے نعرے لگاتے تھے اور عالم وجد اُن پر طاری تھا۔ اُس حالت میں اُنہوں نے قوالوں کو بہت زیادہ روپیہ دیا۔ آج کی مجلس بھی ایک بجے تک رہی۔ حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی بھی شریک ہوئے تھے

مولوی زین العابدین صاحب کہ میں نے شریک مجلس مولوی زین العابدین صاحب سے کہا آپ نے مجھے اپنے مکان پر ۷ ربیع ثانی کو حضرت کی نیاز کے کھانے کی دعوت دی تھی اور میں نے وعدہ کر لیا تھا اور اس وعدہ کو قلم بند بھی کر لیا تھا اور سب سے کہدیا تھا کہ مجھے ۷ تاریخ کو نیاز کی دعوت میں جانا ہے۔ یاد دلا دینا۔ مگر میں عرس کے انتظامات کے سبب بھول گیا اور کسی نے مجھے یہ دعوت یاد نہ دلائی۔ اس لئے میں بہت شرمندہ ہوں اور تلافی کے لئے آپ کے مکان پر آنا چاہتا ہوں۔

صابر گلشن کہ آج اپنی مجلس ختم ہونے کے بعد میں بچوں کے ساتھ صابر گلشن میں آیا تھا جہاں حضرت سید شاہ صابر حسینی صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب اور اُن کے فرزند سید فرید الدین حسینی نے حضرت سلطان المشائخ کی سالانہ نیاز کی تھی میں وہاں قوالی کی مجلس میں بھی شریک ہوا اور کھانا بھی وہیں کھایا۔ حاجی میاں صاحب دہلوی بھی شریک ہوئے تھے۔ میر سعید میں

حضرت شاہ صابر حسینی صاحب اور اُن کی اولاد کی بہت عزت پیدا ہوئی کہ وہ اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اور افسوس ہوا اُن نظامی مشائخ پر جو حیدرآباد میں بڑی بڑی خانقاہیں رکھتے ہیں۔ اور اُن سب کو میں نے حضرت رضہ کے عرس کے دعوت نامے بھیجے تھے۔ مگر ان میں سے ایک بھی میری مجلس میں نہیں آیا۔ اور اب میں تحقیقات کرونگا اگر اُن کے نہ آنیکی معقول وجوہات معلوم نہ ہوئیں تو میں سب کے نام منادی میں شائع کرونگا تاکہ تمام ہندوستان کے نظامیہ مشائخ کو حیدرآباد کے نظامیہ مشائخ کی غفلت معلوم ہو جائے۔

میں یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حبیب علی شاہ صاحب ثانی چشتی نظامی کا خط بمبئی سے آیا ہے کہ اُن کو دعوت نامہ حیدرآباد سے بمبئی میں پہنچ گیا تھا جہاں وہ آجکل مقیم ہیں اس واسطے وہ عرس شریف میں شریک نہ ہوسکیں گے۔ اور میں اس کو معقول عذر سمجھتا ہوں۔

واپسی کا انتظام } آج شام تک عرس کے سامان کی واپسی کا انتظام کرتا رہا۔ اور اخراجات کے حسابات کی ادائیگی بھی ہوتی رہی مغرب کے وقت مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم اسٹیٹ سر مہاراجہ بہادر ملنے آئے تھے اور رات کے پونے دس بجے تک اُن سے باتیں کی تھیں۔ سید ضیا صاحب سکندرآبادی بھی آئے تھے اور وہ بھی مغرب کی نماز میں میرے ساتھ ہوئے تھے۔ دہلی کے مہمان دعا منزل میں رات کو لیٹے رہے تھے۔ دل آرا بانو کی صحت آج اچھی رہی خواجہ بانو ہادی منزل میں ہیں باقی اور سب لوگ قیام گاہ پر چلے گئے ہیں۔

نیاز کا توشہ کاکی شاہ نظامی نے مٹی کے پیالوں میں بہت خوشنمائی کے ساتھ تقسیم کیا تھا

۱۹ ربیع ثانی یکم مارچ دوشنبہ حیدرآباد

تیسرا خواب } لقمان الملک حکیم ابینا صاحب کے فرزند و جانشین روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی کے گھر کی ایک نیک اور عابدہ خاتون نے خواب دیکھا کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضہ ہادی منزل کی مجلس عرس میں تشریف لائے ہیں۔

یہ خاتون ہادی منزل کی مجلس میں نہیں آئی تھیں۔ انہوں نے اپنے گھر میں یہ خواب دیکھا تھا۔ جس کی اطلاع آج مجھے ملی ہے۔

دہلی کے عرس کی اطلاع } عبدالنعیم خاں صاحب امین القلم ایڈیٹر اخبار منادی نے دہلی سے اطلاع بھیجی ہے کہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا میں حاجی محمد شبیر صاحب حسب معمول شامیانے لائے ہیں اور گیس کے ہنڈوں کی روشنی بھی لائے ہیں دہلی کے اطراف سے قوالوں کی دو چوکیاں بھی آئی ہیں۔ مگر زائرین بہت کم ہیں۔ مقبرہ ہمایوں میں جو پناہ گزیں ٹھیرے ہوئے ہیں اُن میں سے کچھ آدمی رات کو نیاز کے وقت آگئے تھے۔ مگر اُن کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں تھی۔

جس عرس میں ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے وہاں چھ مہینے پہلے حضرت امیر خسرو کے سالانہ عرس میں جو قتل عام کی شروعات کے وقت ہوا تھا۔ ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ اور اب چھ مہینے کے بعد حالت اتنی خراب ہوئی ہے کہ بڑے عرس میں صرف ۱۵ آدمی باہر کے تھے۔ مگر نعیم صاحب کے خط میں یہ الفاظ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ درگاہ کے باہر سناٹا ہے صرف دو دکانیں آئی ہیں۔ مگر درگاہ کے اندر باوجود آدمیوں کی کمی کے روحانی رونق ویسی ہی ہے۔ جیسی ہمیشہ ہوا کرتی تھی۔

اُستاد شمس الدین } نعیم صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جمعرات کے حاضر باش استاد شمس الدین صاحب برابر ہر جمعرات کو حاضری دیتے ہیں۔ میں نے کہا جب میں دلی میں تھا اور قتل عام ہو رہا تھا اُس وقت بھی استاد شمس الدین نے کوئی جمعرات ناغہ نہیں کی تھی اور مستری حبیب خاں نظامی اور نواب مرزا نظامی اور سید علی حسن نظامی بھی بدھ کی حاضری دینے کے لئے آتے رہتے تھے۔

نیاز } آج ڈیوڑھی نواب دولھا خاں صاحب میں نواب بشارت علی خاں بہادر کی طرف سے حضرت غوث الاعظم رضہ کی سالانہ نیاز کی دعوت ہوئی تھی۔ میں بھی اپنے متعلقین کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی اور حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی اور نواب ماہ نور خاں صاحب اور نواب اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر اور نواب دوست محمد خاں صاحب اور مولانا خواجہ بدرالدین صاحب بانی انیس الغربا۔ اور مولانا ابوالحسن سید علی صاحب سابق صدر انجمن اتحاد المسلمین اور چند قادری علما اور مشائخ جو جلسہ پرسی سے آئے ہیں شریک طعام تھے۔ کھانے بہت مکلف اور کھلانے کی جگہ بہت خوبصورت تھی۔

حسن دولھا کے بیٹے } نواب بشارت علی خاں صاحب کے بھائی کے بیٹے حامد علی خاں صاحب جب کھانے کے بعد میرے ہاتھ دھلانے شروع کئے تو میں نے کہا۔ اسی مقام پر مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر مرحوم کی دعوت آپ کے دادا نواب عنایت علی خاں صاحب نے کی تھی۔ اور آپکے والد نے کھڑے ہو کر میرے اور مہاراجہ بہادر کے ہاتھ دھلائے تھے

اور میں نے مہاراجہ بہادر سے کہا تھا دیکھو مہاراجہ یہ لڑکا حسن دولہا ہے۔

حامد علی خاں نے ہنس کر کہا۔ ہاں میں نے یہ حکایت اپنے گھر میں بارہا سنی ہے کہ آپ نے میرے مرحوم والد کو حسن دولہا کہا تھا۔

اس خاندان کے مورث اعلیٰ کا نام نواب دولھا خاں تھا۔ جن کی تصویر مکان میں لگی ہوئی ہے شیر کی سی وجاہت نواب دولھا خاں میں تھی

رات کو دس بجے گھر میں واپس آیا۔ ادہونی کے تین آدمی واپس چلے گئے ہیں۔ اور نصیر الدین سرمست نظامی بنگلور واپس چلے گئے ہیں۔

۲۰ ربیع ثانی ۲ مارچ شنبہ حیدرآباد

بیداری کا اثر عرس شریف کی وجہ سے دو دن کی محنت اور بیداری کا اثر جسم پر ہوا بیماریوں میں بھی ترقی ہوئی۔ تاہم بفضل خدا کام جاری رہا۔ عرس کی کیفیت قلم بند کر کے دہلی بھیجدی ہے۔

انعام کی تقسیم جن لوگوں نے عرس کے زمانے میں فرش کی ہمواری اور صفائی اور انتظام کا کام کیا تھا اگرچہ وہ سب سرکاری آدمی تھے۔ لیکن رواج کے موافق میں نے سب کو فرداً فرداً انعامات تقسیم کئے۔ جیسا کہ دہلی میں کیا کرتا تھا۔ لیکن یہاں کے کام کرنے والے ناواقف لوگوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے فی کس دو دو روپے تقسیم کرنے شروع کئے تو ایسے بے شمار آدمی آگئے جنہوں نے کوئی کام نہیں کیا تھا اور جن سے میں واقف بھی نہ تھا۔ اور ان کے غل شور سے میں پریشان ہو گیا۔

دہلی کا خط آج دہلی سے خط آیا ہے جس میں سولہویں تاریخ کی کیفیت درج تھی۔ لکھا تھا قوالوں کی دو چوکیاں آئی ہیں۔ دو دوکانیں آئی ہیں۔ رات کی مجلس میں پندرہ بیس آدمی سے زیادہ نہیں تھے۔ مجھے یہ خط پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔

ساتواں عرس آج حضرت میاں عبدالصمد صاحب چشتی فخری دہلوی کا ساتواں عرس حیدرآباد میں ہوا ان کے جانشین اور خلیفہ اور فرزند حضرت حاجی میاں صاحب اپنے بھائیوں اور خواتین کے ساتھ دہلی سے حیدرآباد میں آگئے ہیں دہلی میں روزانہ سیکڑوں ہندو مسلمان عورت مرد ان کے پاس دعا تعویذ کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ ان کے والد اور دادا میاں عبدالصمد صاحب اور میاں عبدالسلام صاحب کے مزارات لیڈی ہارڈنگ اسپتال نئی دہلی کے قریب ان کے والد کی بنائی ہوئی ایک بڑی درگاہ میں ہیں۔ جہاں خان بہادر شمس العلماء منشی ذکاء اللہ صاحب دہلوی کا مزار بھی ہے اور ایک بڑی مسجد بھی ہے۔ یہاں سالانہ دو عرس ہوتے ہیں ایک میاں عبدالسلام صاحب کا اور دوسرا میاں عبدالصمد صاحب کا۔ یہ خاندان بہادر شاہ کے زمانے میں مشائخ کا بہت بڑا خاندان مانا جاتا تھا اور ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد بھی دہلی کے مشائخ میں ان کا درجہ بہت بڑا تھا۔

حاجی میاں صاحب کا نام سناءالدین ہے۔ عرفیت حاجی میاں ہے۔ یہ میاں عبدالصمد صاحب کے بڑے لڑکے ہیں۔ میاں عبدالصمد صاحب حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی کے خلیفہ تھے۔ اور حاجی میاں اپنے والد کے خلیفہ ہیں۔ ان کی بہت بڑی جائداد دہلی میں تھی۔ جو آجکل کے انقلاب کی نذر ہو گئی۔ گھر بھی لٹ گیا اور درگاہ بھی لٹ گئی۔ سلہٹ آسام میں ان کے مریدوں نے بہت بڑا مکان ان کے واسطے بنوایا ہے۔ اور حاجی میاں صاحب اپنے خاندان کو لے کر ہوائی جہاز میں سلہٹ جانے والے ہیں۔ مجھ سے ان کے والد بہت محبت کرتے تھے۔ اور یہ بھی جب سے حیدرآباد میں آئے ہیں میرے پاس ملنے آتے رہتے ہیں۔ آج ان کے ہاں ان کے والد میاں عبدالصمد صاحب کا ساتواں سالانہ عرس ہے۔ آٹھ دن پہلے انہوں نے عرس کا بلاوا دیا تھا۔ اور یہ بھی کہدیا تھا کہ عرس فلاں مکان میں ہوگا۔ مگر میں اس تاریخ کو بھول گیا اور آج رات کو خورشید اقبال شاہ نظامی کے ساتھ ان کی قیام گاہ پر گیا تھا۔ وہاں قفل لگا ہوا تھا۔ قریب کے دوکان دار نے غلط پتے بتا دئے اور میں سارے مالک پیٹھ کے گھروں کو ڈھونڈھتا پھرا اور مایوس واپس آگیا اور بڑا صدمہ ہوا کہ میں دہلی کے اس عرس میں شریک نہ ہو سکا۔

سناءالدین نام میں نے حاجی میاں صاحب سے پوچھا۔ "سناءالدین" نام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ جواب دیا یہ نام میرے دادا نے رکھا تھا۔ سناء کے معنی ہلکی چمک کے ہیں۔ ضیا تیز چمک کو کہتے ہیں۔ اور سنا ہلکی چمک کو کہتے ہیں۔

میر حامد حسین آج ڈاکٹر سید عابد حسین مرحوم کی بیوی اور ساتھ بیٹے سید حامد حسین نظامی ملنے آئے تھے۔ حامد حسین کی دلہن بھی آئی تھیں۔ مجھے ان سب سے مل کر اور دولہا دلہن کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ میں نے ان سب کو خوش طبعی کے انداز سے خوش دل رہنے کی نصیحت کی۔

پھلواری شریف کا خط آج حضرت مولانا سید غلام حسنین صاحب کا ایک مؤثر خط

پھلواری شریف سے آیا تھا۔ اور میں نے اس کا جواب لکھا تھا وہ دونوں اس قابل ہیں کہ ہمیشہ کے لئے میرے روزنامچے میں یادگار رہیں۔ اس لئے ان کی نقلیں یہاں درج کرتا ہوں

خانقاہ سلیمانیہ پھلواری شریف، ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

مخدوم و محترم۔ سلام و قدم بوسی

آج سترہویں شریف ہے۔ دل دلی کی طرف متوجہ ہے۔ لیکن کچھ نہیں معلوم آستانہ پاک پر اس وقت کیا ہو رہا ہوگا یہ ۱۳۶۷ھ کی سترہویں ہے اور ایک ۱۳۲۵ھ کی ربیع الثانی بھی تھی کہ ہم قبر مطہر کے سامنے سلطان محمد تغلق اور رکن الدین زکریا ملتانی کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے۔ کاش میں ۱۳۲۵ھ میں موجود ہوتا اور ۱۳۶۷ھ سے بہت پہلے مر چکا ہوتا۔

دہلی۔ نظام الدین اولیاء کی دہلی۔ نظامیوں کی روح تیری خاک کے ہر ذرے سے وابستہ رہے گی۔ اور نظامیت کبھی دنیا سے ختم نہ ہوگی۔

ساتھی گرد کا بالکا مرے سنگ لاجائے

والسلام مع الاکرام ناچیز غلام حسنین۔

میرا جواب: پیارے بھائی حضرت مولانا سید غلام حسنین صاحب السلام علیکم۔ سترہ ربیع ثانی کا مکتوب گرامی وار کر پہنچا۔ جو آگ میرے دل میں بھڑکتی رہتی ہے اور جس جہنم سے روشن ہے اس کو آپ کے خط نے بہت زیادہ تیز کر دیا۔ خدا آپ کو زندہ سلامت رکھے۔ اور ہم دونوں وہ وقت بھی دیکھ لیں کہ جس طرح ۱۳۲۵ھ میں سلطان محمد تغلق اور حضرت مولانا رکن الدین ملتانی مزار مبارک کے سامنے پہلے عرس کی حاضری دیتے رہے تھے۔ اسی طرح ۱۳۶۷ھ میں ہندوستان کے حکمراں اور ہم دونوں مزار کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں اور کچھ سپے ہوں۔

عیدگاہ ما غریباں کوئے تو
انبساط عید دیدن روئے تو

اور مجھے یقین ہے کہ خدا مجھ کو اور آپ کو اس دن تک زندہ رکھیگا جس دن میرا یہ لکھا ہوا ہم دونوں کے سامنے آئے گا۔

آپ کے خط کے ساتھ دہلی سے بھی خط آئے تھے۔ لکھا تھا اطراف دہلی کے دو قوال آگئے تھے۔ حاجی بشیر نے جو ہمیشہ میرے ہاں شامیانے لگاتے ہیں۔ اور روشنی کرتے ہیں۔ شامیانے لگائے تھے۔ اور روشنی کی تھی۔ اور قوالی بھی ہوئی تھی۔ اور نیاز بھی ہوئی تھی۔ مگر حاضرین پندرہ بیس سے زیادہ نہ تھے۔ ان خطوں کو پڑھا اور آپ کے خط کو پڑھا۔ تو دل کی عجب حالت ہوگئی۔

میں نے یہاں ہادی منزل کے صحن میں جو سات ہزار گز کا میدان ہے بڑے بڑے شاہی اور درباری خیمے لگائے تھے۔ برقی روشنی کی تھی۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کی اولاد امرائے پائیگاہ بھی شریک ہوئے تھے۔ ہزاروں عورت مرد جمع تھے۔ سترہ چوکیاں قوالوں کی تھیں۔ منکرین تک تڑپے اور لوٹے۔ عجب رنگ مجلس کا تھا۔

صبح مولانا حسنی شاہ نظامی نے خواب بیان کیا کہ رات کو تین بجے حضرت سلطان المشائخؒ کی ان کو زیارت ہوئی۔ فرمایا۔ ہادی منزل کی مجلس میں ہم بھی آئے تھے۔ اس کے بعد ایک بڑے نامور عہدیدار مولوی فیاض الدین نظامی نے جو امریکہ اور یورپ کے تعلیم یافتہ ہیں اپنا خواب بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آج خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ ہم بھی ہادی منزل کی مجلس میں آئے تھے۔ یہ کہہ کر وہ چیخیں مار کر روئے۔ اور کئی گھنٹے ان پر وجد کا عالم طاری رہا۔ اور انہوں نے اپنا سب کچھ قوالوں کو دیدیا۔

تاہم اب بھی میرے دل کی آگ بھڑک رہی ہے۔ میں در و دیوار سے اور چھوٹے بڑے جانوروں سے اور اچھے بُرے آدمیوں سے آسمان سے چاند سے تاروں سے سورج سے ہوا سے۔ یہی پوچھتا رہتا ہوں کہ دلی کہاں ہے وہ مجھے نہیں ملتی اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے یاد کر رہی ہوگی۔ میں وہاں جاؤں گا میں اس کو پاؤں گا۔ میں اس سے ملوں گا وہ مجھ سے ملیگی۔ میں اس کو دیکھوں گا وہ مجھ کو دیکھے گی۔ سنگ مرمر کی ایک چوکھٹ ہوگی وہاں میں اپنا سر رکھ دوں گا۔ اور کہوں گا

خواجہ نظام است و نظامی منم۔ مفتخر از وے بہ غلامی منم۔ خواجہ نظام است و نظامی منم۔

آپ سے دور مگر آپ کے دل کے اندر موجود حسن نظامی

۱۲ ربیع ثانی ۲۴ مارچ چہارشنبہ حیدرآباد

دلی ریڈیو آج صبح دلی ریڈیو میں یہ خبر سنی کہ حیدرآباد کے وزیراعظم مولوی میر لائق علی صاحب اپنے کسی خانگی کام کے لئے پاکستان روانہ ہوگئے ہیں۔ میں یہ خبر سن کر اچھل پڑا۔ اور مجھے اتنی بڑی خوشی اس خبر سے ہوئی کہ بیان سے باہر ہے کیونکہ میں اُن تمام پوشیدہ باتوں سے واقف ہوں جو اس وقت دہلی اور لندن اور نیویارک اور کراچی اور حیدرآباد میں درپیش ہیں۔ اور میں بفضل خدا حیدرآباد کے انجام کی بہتری کو بھی سب سے زیادہ جانتا ہوں اور میں نے ۱۳۶۷ھ شروع ہوتے ہی حیدرآبادیوں سے کہہ دیا تھا۔ بے فکر رہو حیدرآباد ہر مصیبت سے محفوظ رہیگا۔ اور آج یہ ریڈیو کی خبر سن کر مجھے اس لئے خوشی ہوئی کہ آج حیدرآباد کا درجہ برطانیہ اور امریکہ سے بڑھ گیا۔ اور جب میر لائق علی کے سفر پاکستان

سے اچھا نتیجہ دنیا کے سامنے آئیگا۔ تو ساری دُنیا میری آج کی خوشی کو تسلیم کریگی۔

حضرت علیؓ کی نیاز آج شام کو بعد مغرب ہادی منزل میں حضرت علیؓ کی ماہانہ نیاز ہوئی تھی میرے خاص خاص ہندو مسلمان مرید مرد و نیز اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ حضرت مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی اور نواب دوست محمد خاں صاحب اور نواب بشارت علی خاں صاحب اور نواب حامد علی خاں صاحب اور نواب اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر اور نواب ماہ نور خاں صاحب اور مولوی مرزا محمود بیگ صاحب ناظم ریاست سر مہاراجہ بہادر بھی شریک ہوئے تھے۔ محمد غوث حیدرآبادی قوال کا گانا ہوا تھا۔ بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی اور اُن کی خواتین اور بچے اور سید سعید نظامی اور اُن کے بیوی بچے اور خواجہ عبدالحمید اوڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور اُن کے لڑکے اور خوش اقبال شاہ نظامی اور اُن کے لڑکے اور عبدالرزاق نظامی اور ملکی شاہ نظامی اور سید شبر نظامی اور مولانا غلام دستگیر تیغ بہادر خان رہبر نظامی اور ہدایت علی خاں صاحب مندوزئی وغیرہ بھی شریک مجلس تھے گانا بہت اچھا ہوا۔ قوالی کے بعد نیاز ہوئی۔

بڑی دعوت آج پادشاہ بیگم نظامی نے اپنے مکان پر میری دعوت کی تھی۔ سب چھوٹے بڑے بچے اور عورتیں اس دعوت میں شریک تھے سگھڑ کی صفائی اور سلیقہ اور دسترخوان کی خوبیاں دیکھ کر میں نے اپنی لڑکیوں اور عورتوں سے کہا۔ سیکھو میری روحانی بیٹی پادشاہ بیگم کی تمیزداریوں سے سبق لو سب سے زیادہ خوشی اس سے ہوتی ہے کہ پادشاہ بیگم کے سب چھوٹے بڑے بچے نہایت سنجیدہ اور نہایت تمیزدار بچے ہیں۔ عرس کی مجلس میں رات کے ایک بجے تک صدیق حسین نظامی باوجود کم عمری کے بیدار رہے اور قوالوں کو میری نذروں کے روپے پہنچاتے رہے۔ اور آج یہاں بھی رات کے گیارہ بجے تک سب جاگتے رہے اور میری خدمت کرتے رہے۔ بس گھر میں میری سب پرانی تصویریں موجود ہیں۔ ایک تصویر اوڑتالیس برس پرانی بھی وہاں دیکھی جو اُس زمانے کی ہے جب میں نے متھرا گوکل بندرابن ہردوار رشی کیش اجودھیا بنارس جگن ناتھ پوری دوارکا پوری گیاجی اور بودھ گیا کا ہندوانہ لباس میں سفر کیا تھا۔ اور ہندو درویشوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ یہ تصویر اُسی زمانے کے ہندو مراقبہ کی ہے۔ میرے گھر میں یہ تصویر موجود نہیں ہے۔ حسین نے کہا میں اس کی نقل لونگا۔

پاشا بیگم نے مجھے اور خواجہ بانو کو پھول بھی پہنائے اور کپڑے بھی دئے اور کھانا بھی ساتھ دیا۔ پاشا بیگم کے والد بھی ملے اور سید محمد غوث نے قرآن شریف بھی سُنایا۔

قوالی کی مجلس رات کو ۱۱ بجے کے بعد مولوی محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی کی اکیسویں تاریخ کی مجلس قوالی میں گیا تھا اور دو بجے رات تک وہاں رہا تھا۔ قوالوں کی دو چوکیوں کا گانا سُنا۔ یہ مجلس ملکی شاہ نظامی کے گھر میں ہوئی تھی۔ روشن دل محمد فخرالدین خاں فخر نظامی ایڈیٹر تجارتی دُنیا بھی یہاں تھے۔ جن کا مکان اسی مقام پر ہے۔ رات کو دو بجے گھر میں واپس آیا۔ بے وقت سونے کی وجہ سے نیند بہت بے چین رہی۔

دوسری خوش خبری آج صبح ریڈیو کی خوش خبری کے بعد شام کو دہلی سے دوسری خوش خبری آئی کہ عرس دہلی میں بہت کامیاب رہا۔ نعیم صاحب نے جو کچھ کیفیت لکھی ہے وہ انہی کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں۔

۲۸ فروری حضرت قبلہ۔ آداب

آج سترہویں شریف شروع ہے شہر سے مسلمان آرہے ہیں بستی میں مسلم پولس کا پہرہ ہے پولس بہت زیادہ تعداد میں لگائی گئی ہے اور بڑے مجمعوں پر چلانے والی رائفلیں پولس کو دی گئیں ہیں۔ دو سپاہی نظامی ہوٹل پر تعینات ہیں۔ دو غالب کے مزار کے سامنے کھڑے ہیں۔ دو ہمارے مرتوگیرج پر متعین ہیں۔ دو دادا صاحب کے مزار کے سامنے مامور ہیں۔ دو روح منزل کے سامنے پہرہ دے رہے ہیں۔ دو مسلم سپاہی درگاہ شریف کے اندر بھی گشت کر رہے ہیں اسی طرح باؤلی پر بھی ہیں۔

آج دوپہر سے درگاہ شریف میں قوالی بھی شروع ہوگئی ہے۔ کچھ قوال دہلی کے ہیں۔ اور ایک دو چوکیاں سکندرآباد و بلندشہر بھی آئی ہیں۔ خورجے والے اختر انور احمد علی گڈھ والے اخلاق احمد اور مولا بخش اشرفی مست لکی اور خادم حسین نظام راگی وغیرہ کوئی اچھا قوال نہیں آیا۔

آج شام کو حافظ فیاض احمد صاحب انصاری اور جامعہ کے دوسرے اساتذہ آپ سے ملنے آئے تھے۔ میں شام کو قل میں بھی شریک ہوا تھا۔

۸ ربیع ثانی کل رات بھر درگاہ شریف میں قوالی ہوتی رہی۔ رات کو ۱۱ بجے کے قریب زاہد حسین صاحب ہائی کمشنر پاکستان اور اُن کی اہلیہ بھی درگاہ میں آئیں تھیں۔ اور مسٹر رفیع احمد قدوائی کی مستورات بھی اُن کے پرائیویٹ سکریٹری مسٹر پرتپی سنگھ کے ساتھ آئیں تھیں اور مسٹر زاہد حسین اور ان کی

بیگم صاحبہ کے ساتھ نشست دری پر بیٹھ کر رات کے ایک بجے تک قوالی سنی تھی۔ اور ان لوگوں نے قوالوں کو بہت روپے بھی دئے تھے۔ دہلی کے ایک قوال نے گاندھی جی کی یاد میں ایک فلمی طرز کا مرثیہ بھی گایا تھا۔ جس کو حاضرین کی اکثریت نے نہایت نامناسب خیال کیا۔ اور بہت لوگ اس گانے پر ہنستے رہے۔

کل شام کو بہت اچھا مجمع ہو گیا تھا۔ رات کو درگاہ شریف کا صحن تقریباً پُر ہو گیا تھا۔ بازار میں بھی رونق ہو گئی تھی۔ ایک درجن دو کانیں حلوے بڑے قیمے کباب اور چائے اور پان سگرٹ کی لگی ہوئی ہیں۔ درگاہ شریف کے اندر بجلی کی روشنی بھی بہت اچھی تھی۔

آج صبح بھی خاصہ مجمع ہے۔ ۱۱ بجے درگاہ شریف میں دوسرا قل ہوا۔ دہلی سے ڈپٹی صاحب اور سید عبدالسلام صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ اور مستری حبیب خاں نظامی اور نواب مرزا نظامی بھی آئے ہیں۔ اور سلام عرض کرتے ہیں۔

ڈپٹی صاحب اور سلام صاحب قل میں شریک ہو کر واپس تشریف لے گئے۔ پھر استاد شمس الدین آئے اور ہمارے ہاں کی مجلسوں کی باتیں کہتے رہے۔ گذشتہ دو تین ماہ اُن کی حاضری ناغہ رہی کہتے تھے۔ اب انشاء اللہ کوئی جمعرات ناغہ نہ ہوگی بھائی جی کو دعا کہتے تھے اور کہا کہ مجھے اپنی اور اپنے بچوں کی خیریت سے مطلع کریں میرا پتہ کوچہ چیلاں بارہ دری شیر افگن خاں ہے۔

منشی ذکی حسن اور وصی حسن بھی آئے ہیں۔ منشی جی نے ٹائیٹل کا آخری صفحہ تیار کر لیا ہے میں نے بھی اس کو دیکھ لیا مضمون کچھ زیادہ تھا۔ اوپر سرخی کے دونوں طرف خانے بنا کر نام پورے کر دئے ہیں۔

عصر کے وقت مولانا عشقی نظامی اور محمد اسمٰعیل نومسلم نظامی بھی آ گئے۔ مولانا عشقی ایک مہینے سے بیمار تھے۔ اب بھی کمزور تھے۔ فیروز آباد میں اپنے بھتیجے کے پاس گئے تھے۔ وہاں بیمار ہو گئے ایک مہینے کے بعد کل اپنے گھر واپس آئے تھے اور آج دہلی چلے آئے۔ آب دیدہ ہو کر گلے ملے۔ مجھے ان کے آنے کی بہت خوشی ہوئی۔ محمد اسمٰعیل نومسلم نظامی اور مولانا عشقی رات کو ہمارے پاس اندر حسین خانے میں سوئے۔

۱۵ ربیع ثانی کو آج صبح مولانا عشقی نے والدی امین چبوترے پر حضرت کا قل کیا تھا۔ اور قوالی بھی کرائی تھی۔ یکھن بڑوں پر نیاز دی گئی۔ ضامن صاحب بھی آئے تھے۔ اور چھوٹے امام جی وغیرہ بھی تھے۔ مولانا عشقی نے درود تاج پڑھا اور نعت اپنے مخصوص پُرسوز لحن کے ساتھ گائی۔ خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رُلایا۔ آپ کی عدم موجودگی یوں تو پرسوں سے ہی محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن نیاز کے وقت تو اس احساس کی شدت بہت ہی بڑھ گئی۔

یہاں بہت لوگوں نے حیدرآباد ریڈیو اسٹیشن میں سُنا کہ شاید آپ کے ہاں کی قوالی نشر کی جا۔

کل مولانا حسرت موہانی بھی درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ اور مولانا احمد سعید بھی آئے تھے۔ ضامن صاحب نے ان سے مزار شریف کے اندر چلنے کو کہا تو مولانا احمد سعید نے کہا۔ بھئی مجھ وہابی کو اندر کیوں لے چلتے ہو۔ ضامن صاحب نے کچھ جواب دیا لیکن میں سُن نہ سکا۔

میں بھی اُس وقت نشست دری پر بیٹھا تھا۔ اٹھ کر اندر گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ ایک وہابی مولوی شہنشاہ دین کے حضور میں کس طرح حاضری دیتا ہے۔ دیکھا کہ مولوی صاحب مزار شریف کے بائیں جانب یعنی قبلہ کی سمت گئے اور صندوق کے برابر دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے انھوں نے ہاتھ باندھ لئے اور آنکھیں بند کر لیں اور فاتحہ پڑھنے لگے۔ کافی دیر کے بعد ہاتھ اٹھائے اور گلے کے رومال کے کونے سے منہ ڈھک کر رونے لگے۔ مجھ سے یہ منظر نہ دیکھا گیا اور میں ان کو روتا چھوڑ کر فاتحہ پڑھ کر باہر چلا آیا۔

مولانا عشقی اور نومسلم نظامی ابھی مقیم ہیں۔ اور دست بستہ سلام عرض کرتے ہیں۔ مولانا عشقی کہتے ہیں کہ میں نے کئی خط بھیجے۔ رجسٹری بھیجی۔ لیکن رجسٹری واپس آگئی۔ اور خطوں کا جواب نہیں آیا۔

حاجی بشیر آئے تھے۔ روح منزل میں ٹھیرے تھے۔ روشنی کی تھی۔ آج واپس چلے گئے منشی ذکی حسن بھی شہر واپس چلے گئے۔ خادم نعیم۔

اس خوش خبری میں ایک خوشخبری یہ بھی ہے کہ مولانا عشقی نظامی اور محمد اسمٰعیل نومسلم نظامی نے یادگار میدان عرفات میں بھی مجلس کی تھی جہاں ہمیشہ میری مجلس ہوا کرتی تھی میں مولانا عشقی کو اپنی مجلسوں میں اپنا قائم مقام بنایا کرتا تھا آج معلوم ہوا کہ وہ میری غیر موجودگی میں میرے کاموں کو زندہ رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

منادی کی روانگی کہ اخبار منادی حیدرآباد میں چھپا ہوا تیار رکھا ہے مگر ایک پیسے کے ٹکٹ کی اجازت مدراس سے نہیں آئی ہے۔ اس لئے اخبار روانہ نہیں ہو سکا۔ اب ارادہ کیا ہے کہ چھپا ہوا اخبار دہلی میں بھیج دوں اور وہاں سے اخبار تقسیم ہو جائے۔ اس میں خرچہ تو بہت ہوگا لیکن خریداروں کا انتظار سب سے زیادہ قیمتی ہے اُس کے سامنے خرچ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ادھر ہی کے سب مرید واپس چلے گئے اور میں بھی حیدرآباد سے کراچی جانے والا ہوں ایسے اور کراچی سے کوئٹہ بلوچستان جاؤں گا اور وہاں

سرحد کا دورہ کروں گا۔ اور پنجاب کا دورہ کرونگا اور پھر دہلی پہنچ جاؤں گا۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ پہلے بنگلور جاکر ڈاکٹر شفیع میکری سے دوسری آنکھ کا اپریشن کراؤں۔ پھر اُس کے بعد پاکستان کا دورہ شروع کروں۔

۱۴ ربیع ثانی ۶ مارچ پنجشنبہ حیدرآباد

تسمیہ خوانی } آج شام کو ساڑھے پانچ بجے نواب حمایت نواز جنگ بہادر کے فرزند نواب محمد غوث محی الدین خاں کی "تسمیہ خوانی" کی تقریب میں عصرانہ تھا۔ میں بھی حسین اور حسن کے ساتھ شریک ہوا تھا۔

نواب حمایت نواز جنگ بہادر نواب لطف الدولہ بہادر مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ جو نواب خورشید جاہ بہادر مرحوم کے جانشین تھے۔

نواب خورشید جاہ بہادر شمس الامرا امیر کبیر خطابات رکھتے تھے اور دہلی کی سب دلگداز گاہوں میں اُنہی کے بنوائے ہوئے سنگ مرمر کے کٹہرے لگے ہوئے ہیں جن میں سے مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا کٹہرہ آجکل کے قتل عام کے وقت مسمار کردیا گیا تھا۔ اور مزار مبارک بھی کھود ڈالا گیا تھا۔

دلچسپ خط } نظام پیلس دہلی سے نواب یوسف یار جنگ بہادر کا ایک دلچسپ خط آیا ہے جس میں ایک انگریزی خط بھی بھیجا گیا ہے جو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے کسی ایک صاحب نے نواب صاحب کو عرس کی شرکت کے لئے بھیجا تھا۔ چونکہ انگریزی زبان میں تھا۔ اور انگریزی طرز دعوت بھی تھی اور بھیجنے والے صاحب نے اپنے آپ کو سیکریٹری بھی لکھا تھا۔ اس لئے نواب صاحب نے مجھ کو حسب ذیل پر لطف خط بھیجا ہے جس کو اُردو زبان کی کیفیت کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔ کہ نواب صاحب نے کیسی پیاری اُردو لکھی ہے۔ وہ خط یہ ہے:۔

۷ ربیع ثانی ۱۳۶۶ھ نظام پیلس گیسٹ ہاؤس، نئی دہلی

مخدوم و محترم سلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

درگاہ شریف سے انگریزی ٹائپ کیا ہوا ایک دعوت نامہ موصول ہوا ہے جو اس نیاز نامہ کے ساتھ بھیجا جا رہا ہے۔ کس کا عرس شریف؟ کس کی محفل؟ کس کی طرف سے دعوت نامہ جاری ہوا ہے؟ کس کے نام جاری ہوا ہے؟ اور کس طرح جاری ہوا ہے؟ دو دن سے اس ادھیڑبن میں ہوں کہ کیا جواب دوں کس طرح جواب دوں اور کس کو دوں؟ آج یہ سوجھی کہ معاملہ تو آپ سے رجوع کر دوں اور خاموش ہو جاؤں اسی پر عمل کر رہا ہوں۔ زیادہ حد ادب۔

گنہگار یوسف علی۔

میں نے جواب لکھا۔ مجھے تو آپ کے خط سے لطف آیا۔ مرزا غالب کی سی اُردو لکھی ہے۔

ملاقاتی } سید جعفر علی نظامی اور حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی اور خواجہ یاسین علی شاہ صاحب نیازی ملنے آئے تھے۔ جو حضرت ننھے میاں صاحب بریلوی کے مرید ہیں۔ اور حضرت خواجہ مخدوم علی صاحب حیدرآبادی سے ان کو خلافت حاصل ہوئی ہے۔ میرے ہاں عرس شریف کی محفلوں میں بھی شریک ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں تلوار دیکھتا ہوں تو حضرت مولا کی ذوالفقار یاد آتی ہے۔ کل رات کو میرے ہاں حضرت علی کی عالمانہ نیاز میں محمد غوث قوال نے حضرت قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی غزل گائی تھی۔ حیدری یم۔ قلندرم مستم۔ بندۂ مرتضیٰ علی ہستم۔

اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ایک فارسی نعت بھی گائی تھی۔ جس پر حاضرین کو بہت ذوق پیدا ہوا تھا۔ اور روشن دل مولانا غلام دستگیر تیغ باز خاں رہبر نظامی کو تو بہت زیادہ وجد ہوا تھا۔ حدیث میں آیا ہے جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہوتی ہے پس تیغ باز خاں کی تلوار اور خواجہ یاسین علی شاہ صاحب چشتی نظامی نیازی کی تلواروں کے نیچے مجھے جنت نظر آتی ہے۔

سہارنپور میں عرس } فرزند روحانی روشن دل محمد صادق نظامی نے سہارنپور سے اطلاع دی ہے کہ یہاں سترہ تاریخ کو گلزار شاہ نظامی کے مکان پر حضرت کا عرس ہوا اور اٹھارہ تاریخ کو بھائی عبد السبحان نظامی کے مکان پر عرس ہوا۔ رات کو نظام راگی قوال کی قوالی ہوئی تھی۔ محمد عبد اللہ نظامی حاجی امام الدین نظامی مضع علی پور سے آئے تھے۔ اور بھی سہارنپور سے صوفیائے کرام اور بزرگوں کے ماننے والے شریک ہوئے تھے مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

زکام } رات کو مخلص شاہ نظامی کے ہاں سے دو بجے واپس آیا تھا۔ گرمی کے ٹھنڈے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ سردی لگ گئی زکام ہو گیا آج دن بھر زکام اور اعضا شکنی کی تکلیف رہی۔

تسمیہ خوانی } آج شام کو حسین کے ساتھ نواب حمایت نواز جنگ بہادر خلف نواب لطف الدولہ بہادر کے فرزند کی رسم تسمیہ خوانی میں گیا تھا۔ جو شہری قدیمی ڈیوڑھی میں ہوئی تھی۔ پرانے زمانے کی نہایت خوبصورت عمارت ہے۔ سیڑھیاں اتنی اچھی ہیں کہ بچے بھی آسانی سے چڑھ سکیں۔ غالباً تین چار انچ اونچی ہیں۔ سیڑھیوں کے کٹہرے میں بجلی کے قمقمے لگے ہوئے ہیں۔ یہ چیز بھی یہاں نئی ہے۔ نواب سالار جنگ بہادر اور نواب رشید نواز جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر وغیرہ احباب سے ملاقات ہوئی۔ مگر میزبان صاحب

نظر نہیں آئے۔ یا ممکن ہے کہ میری نظر ان کو پہچانا نہ ہو۔ میرے پاس بیگم صاحبہ نواب ولی الدولہ بہادر کے بھائی مولوی موحد الدین صاحب بھیجے گئے۔ اُن سے بہت دیر تک علمی گفتگو رہی۔

بخار بڑھ گیا کہ گھر میں واپس آیا تو بخار تیز ہوگیا اور صبح تک بہت سیاہ رنگ کے اسہال ہوتے رہے۔ پچھلی رات کو شبہ ہوا کہ کپڑے نجس ہوگئے ہیں۔ اس واسطے غسلخانے میں جاکر دونوں کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوئے۔

۲۳ ربیع ثانی ۵ مارچ جمعہ حیدرآباد
عروجِ علالت کہ آجکل بعض چیزیں زوال میں ہیں بعض چیزیں عروج میں ہیں۔ میری عمر زوال میں ہے مگر میری بیماری عروج میں ہے۔ کل سے جو بیماری شروع ہوئی ہے۔ آج صبح بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر میں حسب عادت دعا منزل میں آکر لیٹ گیا۔ کھانا رات کو بھی نہیں کھایا تھا اور آج دن کو بھی نہیں کھایا گاؤزبان اور اسطو خودوس کا جوشاندہ پیا۔

جمعہ کی نماز کے لئے نہ جاسکا کہ آج حسب عادت بخار کی شدت کے سبب باغ عامہ کی مسجد میں نماز کے لئے نہیں گیا۔ کیونکہ بخار بھی تھا اور اسہال بھی جاری تھے۔ نماز کے بعد ہدایت علی صاحب مندوزئی۔ اور خورشید علی صاحب دنداں ساز وغیرہ احباب مسجد سے آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ نماز سے پہلے اعلیٰ حضرت نے تشریف لاتے ہی آپ کو دریافت کیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ۱۹۲۳ء میں یہ مسجد میں نے بنوائی تھی تو خواجہ صاحب دہلی سے اس میں پہلی نماز پڑھنے آئے تھے۔ اور اب جب سے وہ حیدرآباد میں آئے ہیں اسی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد منادی کا بھی ذکر فرمایا۔ اور کوتوال صاحب کو حکم دیا کہ خواجہ صاحب کی کیفیت

معلوم کریں کہ وہ کیسے ہیں اور کیوں نہیں آئے۔ میں نے حور حسین سے اپنی ساری کیفیت لکھواکر خوش اقبال شاہ نظامی کے ہاتھ کنگ کوٹھی میں بھیجدی۔ دن بھر زمین پر لیٹا رہا تھا۔ شام کو تکلیف بڑھی تو دعا منزل میں پلنگ منگوالیا۔ محمد عزیز صاحب اور خوش اقبال نظامی نے بدن دبایا۔ مرض میں شدت ہوئی تو بالاخانے پر چلا گیا۔ بڑی بہو دل آرا بانو اپنی بیماری کے بستر سے اٹھ کر دیکھنے آئیں۔ چھوٹی بہو علی بانو نے سر میں تیل ملا۔ اور بہت خدمت کی حسین نے کہا ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ میں نے کہا مجھے یونانی علاج کافی ہے۔

حکیم خسرو شاہ نظامی کہ آج صبح حسب معمول روشن دل حکیم خسرو شاہ نظامی آئے تھے نبض دیکھی تھی۔ اور گاؤزبان اور اسطو خودوس کے استعمال کی تائید کی تھی۔ اور قوت کے لئے جواہر مہرہ بھی دیا تھا۔

بخار زیادہ بڑھا اور میں بیہوش ہوگیا تو حسین اپنی والدہ یعنی خواجہ بانو کو ڈیوڑھی سر آسمان جاہ بہادر سے موٹر میں لے کر آئے وہ ساری رات میرے پلنگ کے پاس بیٹھی رہیں۔ جب مجھے ہوش آتا تھا تو دلی کو یاد کرتا تھا۔ اور اپنی اماں کو یاد کرتا تھا جن کی قبر میری خوابگاہ کے سامنے ہے۔ اور میں روزانہ اس کی زیارت کیا کرتا تھا۔

جمعہ کا کھانا کہ آج بھی حسب معمول حکیم خسرو شاہ نظامی بہت سے مکلف کھانے لائے تھے۔ میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ مگر ان کے کھانوں کی تفصیل پوچھی تاکہ محبت اور تعلق کی یادگاریں میرے سینہ کے قریب رہیں۔

مہاتما گاندھی کا فیصلہ کہ آج سے ۸ سال پہلے ۱۹۲۸ء میں میں نے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جس کا نام مہاتما گاندھی کا فیصلہ تھا جس میں مہاتما

گاندھی کا ایک تار شائع کیا تھا کیونکہ جب حیدرآباد میں خلافت ایجی ٹیشن شروع ہوا تو میں نے مہاتما گاندھی سے تار دے کر پوچھا تھا۔ کہ حیدرآباد اور دیسی ریاستوں میں "خلافت ایجی ٹیشن" جائز ہے یا نہیں؟ اور مہاتما گاندھی نے بمبئی سے بذریعہ تار مجھے جواب بھیجا تھا۔ کہ دیسی ریاستوں میں نان کو اپریشن ناممکن العمل ہے۔ جب تک دیسی ریاستوں کے باشندے ہی خود اس کی رہنمائی نہ کریں اور چونکہ حیدرآباد میں باہر کے آدمی ایجی ٹیشن کر رہے تھے۔ اس واسطے میں نے اپنا فتویٰ کی لوح اور حضرت مولانا عبدالباری صاحب کا ایک خط مہاتما جی کے تار کے ساتھ پمفلٹ مذکور میں شائع کیا تھا۔ اب آجکل حیدرآبادی دوستوں نے مجھ سے کہا کہ مہاتما گاندھی کا یہ تار آجکل شائع ہونے کے قابل ہے کیونکہ اب بھی باہر سے آئے ہوئے آدمی ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی رعایا وفادار ہے۔ اس لئے میں نے وہ پمفلٹ دو ہزار چھپوایا تھا۔ اور وہ لاگت قیمت لاگت کے موافق رکھی تھی۔ آج خبر آئی کہ وہ پمفلٹ آٹھ دن کے اندر تمام و کمال فروخت ہوگیا اور اب کم باقی ہے۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

۲۴ ربیع ثانی ۶ مارچ شنبہ حیدرآباد
لیچڑ کیچڑ کہ میری بیماری بہت لیچڑ ہے اور لیچڑ دلی کی زبان میں اس چیز کو کہتے ہیں جو چمٹ جائے تو پیچھا نہ چھوڑے۔ اور برسات کے موسم میں کیچڑ بھی بہت ستایا کرتی ہے یہی میری بیماری لیچڑ کیچڑ بن گئی ہے۔ مگر میں بفضل خدا اس پر ہمیشہ غالب رہتا آیا ہوں آج بھی جب کہ شاعر یہ شعر پڑھ رہے تھے علی الصباح کہ مرض ہلکا ہو ... بہت ... یا ... [illegible]

میں بالاخانے سے ڈگمگاتا ہوا۔ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور سنبھل سنبھل کر چلتا ہوا۔ سات ہزار گز کا صحن طے کرکے۔ عاقل منزل میں آکر لیٹ گیا۔ اور تحریری کام کراتا رہا۔ ہدایت علی خاں صاحب مندوزئی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور خواجہ راجہ لچھماریڈی نظامی اور سید بشیر نظامی بیمار پرسی کے لئے آئے تھے۔

صرف دس منٹ کے لئے ❊ دن بھر دعا منزل میں لیٹا رہا۔ پانچ وقت کے بعد۔ مونگ کی دال کا پتلا پانی پیا۔ پان کھایا۔ بہت سے خط لکھوائے۔ قریب مغرب بالاخانے پر جانے لگا تو بخار کے سبب چکر آرہے تھے۔ دو قدم چلنے دوبھر تھا کہ سکندرآباد کے مسلمان آئے اور انھوں نے کہا کہ آج رات کے جلسے میں آپ کا بیان سب سے اول رکھا ہے۔ میں نے کہا مجھے تو یہ بھی امید نہیں ہے کہ میں یہ صحن طے کرکے بالاخانے تک جا سکوں گا۔ سکندرآباد تک جانا اور تقریر کرنا امر محال ہے۔ کہنے لگے صرف دس منٹ کے لئے چلے چلئے۔ ورنہ لوگوں کو بہت مایوسی ہوگی۔ مجھے ان کے صرف دس منٹ کے لفظ سے بہت لطف آیا۔ اور جی چاہا کہ انگریزی میں کہوں "آئی کین نوٹ گو" عاجزانہ معذرت کی مگر ان کا اصرار مسلسل جاری رہا۔

مسیح صاحب ❊ آج سکندرآباد والے سید مسیح صاحب پھر ملنے آئے تھے۔ جو اپنے آپ کو مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ اور حکیم علی حسین صاحب بھی لینے آئے تھے۔ آج رات کو بھی بخار رہا۔ مگر ایسا بخار جیسا کسی شرابی کو نشہ اترنے کے وقت انگڑائیاں آیا کرتی ہیں۔ رات بھر برے خواب دیکھتا رہا جس سے اندازہ ہوا کہ معدہ ابھی صاف نہیں ہوا ہے۔

دل والی منزل ❊ آج محلہ شاہ گنج میں جہاں میرے بچے رہتے ہیں۔ طاعون پھیل جانے کی خبر شائع ہوئی ہے۔ اس واسطے آج عزیز مند بھائی نواب سردار یار خاں نظامی کے ساتھ اُن کا مکان دیکھنے گیا تھا جو سوماجی گوڑے میں ہے خواجہ بانو بھی ساتھ گئی تھیں۔ ان کو اور مجھے مکان بہت پسند آیا۔ نواب صاحب نے مکان ابھی سے میرے لئے خالی کرایا ہے۔ بہت ہوادار اور روشن مکان ہے۔ اور باغیچہ بہت اچھا ہے۔ میں نے کہا میں اس مکان کو دلدار منزل کہتا ہوں۔

مہاراجہ بہادر کی لڑکیاں ❊ آج بعد مغرب مہاراجہ سرکشن پرشاد کی لڑکیاں بیمار پرسی کے لئے آئی تھیں۔

۲۵ ربیع ثانی ۷ مارچ یکشنبہ حیدرآباد

پیاں پیاں چلو ❊ درگاہوں میں جب چادر چڑھائی جاتی ہے تو قوال آگے آگے گاتے جاتے ہیں

پیاں پیاں چلو سیاں ملن کو

مجھے آج رات کو بیماری کے سبب نیند نہیں آئی تھی۔ اس لئے تین بجے اٹھ کے بیٹھ گیا۔ اور پانچ دن سے جو اوراد ناغہ ہو رہے تھے ان سب کو پورا کیا۔ اور پھر اندھیرے میں بالاخانے سے اترا اور دعا منزل میں آگیا۔ مرض کا اثر بہت ہلکا ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کی اور دعا منزل میں صفائی کرائی۔

دیمک ❊ حیدرآباد میں دیمک بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کتابیں آٹھویں دن دیکھتا ہوں کیونکہ دیمک ان کو ساگون کی الماری کے اندر بھی کھا جاتی ہے۔ کل دیکھا تو اخباروں کے آٹھ فائل کھا گئی۔ آج اُس کی صفائی کرائی۔ ابر آیا ہے بادل گرج رہے ہیں۔

میر خورشید علی ❊ میرے والد کے دوست نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے بڑے فرزند میر خورشید علی صاحب اپنے گھوڑے فلم ذوالجناح پر سوار ہوکر ملنے آئے تھے۔

صدر اعظم کا خواب ❊ آج حیدرآباد کے اخباروں میں ہز ایکسلنسی مولوی میر لائق علی صاحب صدر اعظم کا ایک خواب شائع ہوا ہے جس کی گھر گھر دھوم مچی ہوئی ہے۔ شام کو صدر اعظم بہادر نے ریڈیو میں اعلان کرایا کہ جس طریقے سے یہ خواب شائع کیا گیا ہے وہ بہت نامناسب ہے اور حضور سرور کائنات کی بے ادبی بھی ہے۔

کچھ دن ہوئے باغ عام کی جامع مسجد میں اعلیٰحضرت نے میر لائق علی کی نسبت مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ نماز روزے کے بہت پابند ہیں۔ اور میں نے عرض کی تھی بجا ارشاد ہوا۔ یہ اولیاء اللہ سے بھی بہت اعتقاد رکھتے ہیں۔

لہٰذا میں خواب کے چرچے کی نسبت یہ کہہ سکتا ہوں کہ اخباروں کی اشاعت کا طریقہ درست ہو یا نہ ہو مگر میر لائق علی کا مقبول بارگاہ رسالت ہونا اس خواب سے ضرور ظاہر ہو گیا اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سلطنت حیدرآباد پر دونوں جہان کے آقا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خاص نظر شفقت ہے۔ کیونکہ اس ملک کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مداح اور عاشق دیرینہ ہیں۔

زید کی بیماری ❊ ڈیوڑھی سے خبر آئی کہ میرے تیسرے لڑکے زید پاشا کو بخار ہے انہیں کو کئی دن سے بخار آرہا ہے۔ ملیریا معلوم ہوتا ہے۔

ملاقاتی ❊ سید احسان علی صاحب عرشی لکھنوی اور مولوی بشیر احمد صاحب عنبر خوانی اور مظفر حسین نظامی اور روشن دل غلام دستگیر تیغ بانغان رحیم نظامی اور ہدایت علی صاحب مندوزئی۔

اور علی میاں نظامی ملنے آئے تھے۔ پاشا بیگم نظامی نے خط بھیجا کہ بیمار پرسی کی تھی۔ بے توانائی کے سبب زیادہ کام نہ کر سکا کچھ تھوڑا سا تحریری کام کیا۔ مولوی تصدق حسین صاحب مالک دوکان احمد حسین جعفر علی تاجر کتب ملنے آئے تھے جو میری کتابوں کی چھپائی کا انتظام کرتے ہیں۔

کالا بھیڑا } حسین اور علی کے بچوں کا پالا ہوا کالا بھیڑا میرے پھولوں کے گملے گرا دیتا ہے۔ آج صبح میں نے کہا دیکھو میاں کالے بھیڑے ہم بھی کالے تم بھی کالے پھر یہ شرارت کیوں کرتے ہو۔

شبیر محمد خاں نظامی } آج شیر محمد خاں حاذق نظامی ملنے آئے تھے۔ منادی کا چندہ دیا تھا اور کہتے تھے کہ آپ کے انگریزی اخبار ینگ مسلم کا پورا فائل میرے پاس موجود ہے۔ میں نے کہا مجھے اُس کی بڑی ضرورت ہے۔

ارہر کی دال سے دو چپاتیاں } صبح تھوڑا سا سگو دانہ پیا تھا۔ تین بجے ارہر کی دال سے دو چپاتیاں کھائی تھیں۔ بیماری ابھی دور نہیں ہوئی ہے۔ زکام کا اثر ابھی موجود ہے۔

۲۶ ربیع ثانی ۸ مارچ دوشنبہ حیدرآباد

آرام محل } کل میں نے لکھا تھا۔ نواب سرزار یار خاں نظامی کے مکان میں جانے والا ہوں اور اُس کا نام دلدار منزل تجویز کیا تھا۔ آج سب عورتیں اور بچے وہاں میرے ساتھ پہنچ گئے اور میں نے کہا دلدار تو بے نقطہ ہے مگر منزل میں دو نقطے ہیں۔ اس واسطے میں اس کا نام "آرام محل" تجویز کرتا ہوں۔

کل رات کو آرام کی نیند آئی تھی۔ اور اوراد بھی پڑھے تھے۔ آج جلدی دُعا منزل میں آ گیا تھا۔ چہل قدمی کی تھی۔ ساڑھے ۱۲ بجے تک تحریری کام کیا تھا۔ پھر منادی کی چھپائی دیکھنے گیا تھا۔ اس کے بعد بچوں کو شاہ گنج سے آرام محل میں لایا تھا۔

زید پاشا کو بخار } کئی دن سے زید پاشا کو بخار ہے۔ آج زیادہ بڑھ گیا ہے حسین بھی دیکھنے گئے تھے۔ دوائیں بھی لے گئے تھے۔ میں شام تک دُعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ بعد مغرب سر مہاراجہ بہادر مرحوم کی صاحبزادی وزارت النساء بیگم نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں اُن کے شوہر نواب اسد اللہ خاں صاحب نے مدعو کیا تھا۔ اُن کے بھائی کے بچے کی بسم اللہ تھی۔ میرے پوتے بھی ساتھ گئے تھے۔ کھانا بھی وہیں کھایا تھا۔

ملاقاتی } صبح روشن دل فیاض الدین نظامی بہزاد دکن اور منشی عبد القدیر صاحب ملنے آئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہ وجہ اللہ صاحب اسراری اپنے صاحبزادے کو لے کر آئے اور کہا کہ مولوی فیاض الدین نظامی کے نام تعارف نامہ لکھ دیجئے۔ میں نے کہا اب میں حیدرآباد میں کسی کو تعارف نامہ یا سفارش نامہ نہیں دیتا البتہ یہ صاحب جو میرے پاس بیٹھے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ تم کوئی بھی ہو مگر اس وقت مولوی فیاض الدین بن جاؤ۔ اور شاہ صاحب کے بیٹے کا کام کر دو۔ بہزاد دکن خوب ہنسے اور انہوں نے دست بستہ ہو کر کہا حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ اور میں شاہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں فیاض الدین بن گیا۔

حاذق نظامی } شیر محمد خاں حاذق نظامی میرے انگریزی اخبار ینگ مسلم کا فائل لائے تھے جو میرے یہاں آجکل باقی نہیں رہا ہے مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔ دین و دنیا اسوۂ حسنہ اور نظام المشائخ کے پرچے بھی لائے تھے۔

حیدر حسین صاحب نجفی ساکن بنگلور ملنے آئے تھے۔ صابن بنانے کے ماہر ہیں۔ مجھے صابن کے خیال سے اپنے حضرت یاد آئے۔ شاعر نے کہا تھا گنج شکر کے لال میری میلی گدڑیا دھو دے۔ چن پٹن بنگلور کے امیر احمد صاحب بھی آئے تھے۔ جو اکثر آتے رہتے ہیں اور مسائل وحدت وجود کی باتوں کا ذوق رکھتے ہیں۔ خوش اقبال نظامی بھی آئے تھے۔ جنہوں نے آج سارا دن میرے بچوں کی تبدیلی مکان کے انتظام میں خرچ کیا تھا۔ مظفر حسین نظامی بھی آئے تھے۔ جو روشن دل پاشا بیگم نظامی کے بڑے لڑکے ہیں کل میں نے پوچھا تھا۔ اماں سے زیادہ محبت ہے یا ابا سے۔ اور انہوں نے ہنس کر جواب دیا تھا۔ اماں سے۔ خواجہ راجہ بھیمار یڈی نظامی بھی آئے تھے۔ مولانا عرفانی کبیر بھی ملنے آئے تھے۔ اور انہوں نے میری ابتدائی زندگی کے تذکرے سنائے تھے۔ یہ قادیانی جماعت میں ہیں۔ مولوی محمد یعقوب علی نام ہے۔ الحکم کے ایڈیٹر تھے۔ اب حیدرآباد سے ایک اخبار وفادار جاری کیا ہے۔ انہوں نے ایسی بہت سی باتیں یاد دلائیں۔ جن کو میں بھول گیا تھا یہ مجھ کو چالیس برس سے زیادہ عرصے سے جانتے ہیں۔

۲۷ ربیع ثانی ۹ مارچ سہ شنبہ حیدرآباد

کل رات کی دعوت } کل رات کو خوش اقبال شاہ نظامی اور خواجہ راجہ بھیمار یڈی نظامی کے ساتھ نواب اسد اللہ خاں صاحب کے مکان پر دعوت میں گیا تھا۔ اُن کی بیوی وزارت النساء بیگم نظامی سر مہاراجہ بہادر کی بیٹی ہیں۔ اُن کے بھائی کے لڑکے کی سالگرہ تھی۔ ظہور علی قوال کا گانا بہت اچھا ہوا۔ اس کے بعد کھانا کھایا۔ بہت سے احباب کے علاوہ سید ابو سعید خاں صاحب رفاعی ایڈیٹر روزانہ اتحاد حیدرآباد بھی

وہاں ملے تھے وہ تجربہ کار اخبار نویس ہیں۔ اور بہت سنجیدہ اور ذی فہم معلوم ہوتے ہیں۔ میری سال گرہ کی رسم میں شرکت کی۔ نواب اسداللہ خاں صاحب کے مرشدزادے جناب غلام خواجہ میر بختیار علی خاں صاحب ابوالعلائی سجادہ نشین درگاہ حضرت بندہ شاہ صاحبؒ نے رسم ادا کی نواب اسداللہ خاں صاحب نواب قوت جنگ بہادر حال کے پوتے ہیں۔ اور درگاہ ممدوح کے متولی بھی ہیں، جن کا عرس بہت دھوم دھام سے ہوتا ہے۔

زید پاشا کی بیماری کل میری سب عورتیں اور بچے نواب سردار یار خاں نظامی کے آرام محل میں چلے گئے تھے۔ زید پاشا کو پانچ دن سے بخار ہے وہ بھی اسی حالت میں گئے تھے۔ آج خبر آئی کہ زید پاشا کی حالت بہت خراب ہے اس لئے شام کو کام سے فارغ ہو کر روشن دل بہزاد دکن نظامی کے ساتھ پاشا کو دیکھنے گیا تھا حسین ڈاکٹر حاذق شریف صاحب کو لیکر گئے تھے تکلیف بہت زیادہ تھی، جسم پر کچھ دانے بھی نظر آتے ہیں جو ممکن ہے چیچک کے اثر سے ہوں۔

آج کا کام چونکہ منادی کی روانگی قریب ہے اس واسطے آج منشی حفیظ اللہ خاں صاحب اور ہدایت علی خاں صاحب ہندوزئی اور شیر محمد خاں حاذق نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی نے مل جل کر بیتوں کا انتظام کیا اور میں پاؤں پھیلا کر سو رہا۔

ناسوتی شاہ کی بیٹی آج صبح خواجہ راجہ لچھمار یڈی نظامی کی موٹر میں ناسوتی شاہ نظامی کی بیٹی کو دیکھنے گیا تھا وہ بہت بیمار ہیں۔ میں نے ان کو مرید بھی کیا اور دعائیں بھی دم کیں۔

مولوی حبیب الدین صاحب برقی محکمے کے افسر مولوی حبیب الدین صاحب کو دیکھنے گیا تھا بہزاد دکن ساتھ لے گئے تھے۔ ان کو قلبی عارضہ ہے۔ میں نے دعائیں دم بھی کیں اور پڑھنے کو بھی بتائیں اور سلب مرض کا عمل بھی کیا۔

شفقت حسین خاں وہاں مجھ کو مولوی حبیب الدین صاحب کے ایک قرابت دار شفقت حسین خاں صاحب ملے جو کھنڈوے میں رہتے ہیں۔ اُن کی صورت دیکھتے ہی محسوس ہوا کہ ذاکر و شاغل ہیں اور صاحب باطن ہیں۔

اشفاق حسین خاں شفقت حسین خاں صاحب کے فرزند اشفاق حسین خاں صاحب بھی ملے جو بمبئی اور پاکستان میں بلاک سازی کا کام کرتے ہیں اور اس فن میں بڑے ماہر ہیں ان کا بہت کامیاب کارخانہ ہے۔ میں نے کہا حیدرآباد کو آپ کی بہت ضرورت ہے یہاں کوئی کارخانہ بلاک سازی کا نہیں ہے۔

ماہی کباب آج سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس بیگم نظامی نے انگریزی کھانے کی ایک ڈیش بھیجی ہے۔ سبزیوں کے علاوہ ماہی کباب بھی تھے۔ میں نے دیسی کھانا نہیں کھایا یہی انگریزی کھانا کھایا اور بہت رغبت سے کھایا۔ مگر مچھلی چونکہ بہت خشک ہے اس واسطے رات کو نیند بہت کم آئی اور میں نے سمجھ لیا کہ گرم و خشک غذا اور زیادہ چکنی غذا سے خشکی بڑھتی ہے اور خشکی سے نیند اڑتی ہے۔ بگھارے بینگن کل موتی بیگم سرفدا نظامی نے بگھارے بینگن کا سالن بھیجا تھا۔ اور ملیدہ بھی بھیجا تھا۔ میں نے بینگن کے سالن کو چکھ کر سات سلام کئے کیونکہ بینگن بہت گرم ہیں اور بواسیر کے لئے مضر ہیں مگر ملیدہ خوب کھایا پیروں کو ملیدہ اور ریوڑیاں بھاتی ہیں اسی واسطے درگاہوں میں یہ چیزیں بہت آتی ہیں مگر اب زمانہ بدل رہا ہے اب پیروں کے لئے پوریاں آئیں گی دہی بڑے آئیں گے سونٹھ پانی آئے گا۔

دل بیٹھ گیا آج رات کو میں نے دہلی کے روزانہ اخبار وطن میں یہ خبر پڑھی کہ دلی میں چار جگہ چار شہر آباد کئے جائیں گے ایک شیخ سرائے میں دوسرا مہرولی میں تیسرا کالکاجی میں چوتھا تغلق آباد میں۔

مجھے یہ خبر پڑھ کر ایسا صدمہ ہوا گویا مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑا اور میں نے فوراً پنڈت جواہر لال نہرو کو خط لکھا کہ چونکہ آپ کی حکومت نے سترہ مارچ تک ان شہروں کی تعمیر کی نسبت پبلک رائے معلوم کرنے کا اعلان کیا ہے اس واسطے لکھتا ہوں کہ چار شہر نہ بنائے جائیں۔ ایک شہر بنایا جائے جو تغلق آباد سے شروع ہو اور تغلق آباد کے جنوب تک ایک بڑا علاقہ اُس میں شامل کر دیا جائے کیونکہ مہرولی اور شیخ سرائے اور کالکاجی کے مندر کے اطراف میں قدیمی بادشاہوں کے آثار قدیمہ اور درگاہیں ہیں۔ اور مسجدیں ہیں اور ان کو شہروں کی تعمیر سے نقصان پہنچا تو آپ کی حکومت تمام دُنیا میں بدنام ہو جائیگی اور آپ کی مسلمان رعایا کو بھی رنج ہوگا اور پاکستان کے مسلمان بھی ہمیشہ ناراض رہیں گے۔

حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کا عرس آج اجمیر شریف سے حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی کا طویل خط آیا تھا جس میں انہوں نے حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے سالانہ عرس کا حال تفصیل سے لکھا تھا۔ جس میں مہاتما گاندھی بھی شریک ہوئے تھے۔

سید عبدالواحد صاحب درگاہ حضرت اجمیر شریف کے صاحبزادے سید عبدالواحد صاحب حیدرآباد میں ناظم جنگلات تھے پرسوں شام کو پاکستان چلے گئے میں بھی ریل پر پہنچانے گیا تھا۔ حیدرآباد کے بڑے امیر غریب جمع ہوئے تھے۔ میں نے ان کے آگے سر جھکایا اور کہا بحیثیت ناظم جنگلات کے نہیں بحیثیت صاحبزادہ درگاہ کے آپ کے آگے جھکتا ہوں۔

حیدرآبادی تجارتی خبریں

حدیث کی پیشگوئیاں

اس کتاب میں صحاح ستہ کی اُن کتابوں کا ترجمہ درج کیا گیا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانے کے آنے والے انقلابات کی خبریں دی ہیں۔ آجکل کے زمانے میں اس کتاب کا پڑھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے قیمت آٹھ آنے

ظہور امام مہدی

اس کتاب میں توریت، انجیل اور پارسیوں کی مذہبی کتاب اور ہندوؤں کی مذہبی کتاب سے حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئیاں درج کی گئی ہیں اور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے سب معتبر اور مستند قدیمی قصیدے بھی درج کئے گئے ہیں اور حیدرآباد کی ایک پُراسرار قدیمی نظم بھی درج کی گئی ہے۔ قیمت دو آنے۔ یہ پُرانی چھپی ہوئی کتاب ہے۔

پانی پت کی آخری لڑائی

دو سو برس پہلے ہندوستان کی جو حالت تھی جو آجکل ہے اور پانی پت کے میدان میں احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی پانی پت کے میدان میں ایک خونریز جنگ ہوئی تھی جس میں تین لاکھ ہندو فوج تھی اور ایک بڑا توپ خانہ تھا اور مسلمان صرف پینسٹھ ہزار تھے۔ اس لڑائی کا چشم دید تاریخی بیان کتاب عماد السعادت سے خواجہ حسن نظامی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے۔ ایک روپیہ

تاریخ رسولؐ

یہ کتاب پہلے سیرت نبوی کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اب پانچواں ایڈیشن حیدرآباد سے شائع ہوا ہے اور تاریخ رسول نام رکھا گیا ہے۔ قیمت دو روپے

درس مادری

یہ بچوں کا قاعدہ ہے جو پہلے کئی بار چھپ چکا ہے اب حیدرآباد میں چھپوایا گیا ہے قیمت چار آنے

راجکمار ہردیو کا روزنامچہ

یہ روزنامچہ خواجہ صاحب کی مشہور و مقبول کتاب نظامی بنسری میں بھی شائع ہوا تھا اب الگ کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ قیمت دو روپے۔

داستانِ پاکستان

اس کتاب میں غازی محمد بن قاسم فاتح سندھ و پنجاب و کشمیر کے باتصویر حالات ہیں قیمت چار آنے

تاریخ انقلاب دہلی کے بارہ حصے

قیمت پندرہ روپے

فاسفورس کا تیل

یہ مشہور تیل جرمنی کا بنا ہوا اب نایاب ہوتا جاتا ہے کیونکہ سوائے مرک کمپنی جرمنی کے دنیا کے کسی ملک میں نہیں بن سکتا تھا اور اب مرک کمپنی نے بھی بنانا چھوڑ دیا ہے۔ گزشتہ جنگ یورپ سے پہلے خواجہ حسن نظامی نے ایک بڑا ذخیرہ منگا لیا تھا اب اسی کا بقیہ فروخت ہوتا رہتا ہے اور ذخیرہ ختم ہو جانے کے بعد دنیا میں نایاب ہو جائیگا۔

قیمت ڈھائی اونس کی بڑی شیشی قسم خاص الخاص پانچ روپے۔ ڈیڑھ اونس کی شیشی تین روپے خاص الخاص ایک اونس کی شیشی قسم خاص الخاص ایک روپیہ بارہ آنے

ملنے کا پتہ: سید عبدالرزاق کیمسٹ پتھر گھٹی و عابد شاپ اور ٹی سنڈیکیٹ بازار سالار جنگ اور دفتر اخبار منادی ہادی منزل باغ عام روڈ

ضروری اطلاع

چونکہ حیدرآباد میں کتابوں اور دواؤں کا بہت تھوڑا اسٹاک ہے اس واسطے حیدرآباد کے باہر والے خریدار دفتر اخبار منادی ڈاکخانہ جنگ پورہ دہلی کے پتے پر درخواست بھیجیں۔ حیدرآباد سے نہ منگائیں۔

ماڈرن میچ ورکس

حیدرآباد انڈسٹری کا ایک مشہور اور مقبول کارخانہ جہاں یورپین ممالک سے زیادہ اچھی قسم کی "دیا سلائیاں" تیار ہوتی ہیں۔ یہ کارخانہ لالہ گوڑا سکندرآباد میں ہے

مجیدی حلوائی

معظم جاہی مارکیٹ میں روشن ملّ محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی ایک ایسے حلوائی ہیں جن کو سلطان دکن نے "مجیدی حلوائی" کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اس دکان کی مٹھائیاں تمام حیدرآباد میں مشہور و مقبول ہیں۔

دکن بیکری

معظم جاہی مارکیٹ میں دکن بیکری ہر قسم کی ڈبل روٹیاں اور بسکٹ تیار کرتی ہے۔

حبیب برف لیمونیڈ

بازار افضل گنج میں حبیب برف لیمونیڈ کی دوکان پر ہر قسم کے شروبات ملتے ہیں

آہن فروش

محمد عبدالغفور کامل الیقینی نظامی بازار افضل گنج میں ہر قسم کا آہنی سامان فروخت کرتے ہیں

چھالیہ فروش

بازار افضل گنج میں محمد امام غوری صاحب کی دوکان پر ہر قسم کی چھالیہ فروخت ہوتی ہے۔

ٹی سنڈیکیٹ

بازار سالار جنگ میں ہر قسم کی چائے ٹی سنڈیکیٹ سے ملسکتی ہے

سید عبدالرزاق کمپنی

حیدرآباد کے سب سے بڑے دوافروش سید عبدالرزاق کمپنی عابد شاپ، پتھر گھٹی اور عابد روڈ میں ہیں۔

عزیزیہ پریس ترپ بازار حیدرآباد دکن میں چھپا اور ہادی منزل دفتر منادی سے شائع ہوا۔

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ ۳۱۷

کل اقوام اسلام۔ عرب۔ ترک۔ افغان۔ ایران۔ چین۔ جاوا۔ برما۔ افریقہ
ہندوستان۔ پاکستان۔ نظام استان کا
ہفت روزہ اخبار

منادی

یہ اخبار سنہ ۱۹۲۶ سے جاری ہے

سالانہ پانچ روپے	شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی کی اور مجلس حیدر آباد دکن سے شائع کرتی ہے	فی پرچہ پانچ آنے
قلم کار۔ خواجہ حسن نظامی	۲۲ رجب ۱۳۶۷ھ یکم امرداد ۱۳۵۷ف یکم جون ۱۹۴۸ء	ممالک بیرون سالانہ دس شلنگ

اللہ مالک الملک سے دعا

یا اللہ تو ہی ملک کا اصلی مالک ہے، تجھ ہی سے یہ عاجزانہ دعا ہے کہ دنیا کے ہر ملک کے بندوں کو خزانہ غیب سے امن اور صلح کی دولت عطا فرما اور فلسطین اور ہندوستان اور پاکستان اور حیدر آباد کے باشندوں کو بھی شیطانی اور فساد سے محفوظ رکھ۔

آمین اے قبول کرنے والے اس دعا کو قبولیت کا شرف عطا کر

حسن نظامی دہلوی

منادی کی اشاعت میں مشکلات



ناظرین منادی کو معلوم ہے کہ آج کل انقلاب کے سبب اخباروں کی اشاعت میں بہت دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں خاص کر مجھے بہت مشکلات کا سامنا ہے کہ پردیس میں ہوں۔ اور آنکھوں سے معذور ہوں اور منادی کا عملہ یہاں موجود نہیں ہے اور لکھنے والے کاتب بھی نہیں ملتے اس لئے اگست اور ستمبر کا روزنامچہ حیدرآباد کے رسالے تجارتی دنیا میں شائع ہوا تھا اور اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر۔ جنوری۔ فروری کا روزنامچہ مارچ میں شائع ہوا۔ اور بقیہ روزنامچہ اپریل میں شائع ہوا۔ اب اپریل کا روزنامچہ جون میں شائع کیا جاتا ہے۔ خدا نے چاہا بقیہ روزنامچہ بھی جلد شائع ہو جائیگا۔

حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کو پھانسی دی جائے

۱۱۔ مئی ۱۹۴۸ء کو مولانا احمد سعید صاحب رکن جمعیت علما دہلی نے مسلمانوں کے ایک بڑے جلسے میں تقریر کی اور کہا کہ خواجہ حسن نظامی دہلی سے بھاگ کر حیدر آباد میں جاکر روپوش ہوگئے ہیں اور حیدر آباد کو ہندیونین سے لڑانا چاہتے ہیں جس طرح ۱۸۵۷ء میں بہزادے سید حسن عسکری نے بہادر شاہ کو انگریزوں سے لڑا کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا تھا اسی طرح حسن نظامی حیدر آباد سے جنگ کرا کر ساڑھے چار کروڑ مسلمانان ہندیونین کو برباد کرانا چاہتے ہیں لہذا ہندیونین کو حسن نظامی کو گرفتار کر کے پھانسی دینی چاہیئے جس طرح انگریزوں نے سید حسن عسکری کو گنگوہ سے گرفتار کر کے پھانسی دی تھی۔

اس تقریر کے بعد دہلی کے اخبار بندے ماترم۔ ویر بھارت۔ ملاپ۔ پرتاب اور تیج وغیرہ اخباروں نے میرے خلاف مضامین شائع کئے جن میں لکھا کہ خواجہ حسن نظامی نے ہندیونین کے ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو حکم دیدیا ہے کہ وہ حیدر آباد کی حمایت میں ہندیونین کے خلاف بغاوت کردیں اور خواجہ حسن نظامی کے مرید مجذوبوں کی شکل میں تمام ملک میں پھیل گئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی ان اخباروں نے لکھا کہ خواجہ حسن نظامی سید قاسم رضوی کے رضاکاروں کے مددگار ہیں اور ان کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور ہندیونین کے خلاف تقریریں کرتے ہیں جب اخباروں کے کٹنگس میرے پاس آئے تو میں نے مذکورہ اخباروں کو لکھا کہ میں ہندیونین کا وفادار ہوں اور حیدر آباد کے سیاسی معاملات میں میرا دخل نہیں ہے نہ میں سید قاسم رضوی صاحب کے رضاکاروں میں شریک ہوں۔

اس پر اخبار تیج دہلی نے لکھا کہ اخبار منادی کے سرورق پر لکھا ہے کہ کل عالم میں حیدر آباد ہی آزادی کی ندا دینے والا منادی ہے۔ اور تیج نے یہ بھی لکھا کہ منادی میں کئی جگہ نظام کو حیدر آباد کا خود مختار بادشاہ اور مجلس اتحاد المسلمین کو حیدر آباد کے باشندوں کی نمائندہ جماعت قرار دیکر ان کی تعریف کی ہے۔ اور خواجہ صاحب حیدر آباد کی غنڈوں کے سرغنہ رضوی کو مجاہد اعظم قرار دے رہے ہیں۔ وہ رضاکاروں کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور انکی سرگرمیوں کی تعریف کرتے ہیں لہذا ہم چاہتے ہیں کہ دہلی میں انکی جائداد سرکاری افسر کے قبضہ لے لی جائے۔ اور انکی سرگرمیوں کی کڑی نگرانی کیجائے۔

چنانچہ ۱۳ مئی کو دہلی کی پولس نے خواجہ حسن نظامی کے مکانات کی تلاشی لی۔ اور کہا کہ یہاں ہتیار ہیں اور ناجائز پروپگنڈے کے کاغذات ہیں۔ مگر تلاشی میں کوئی چیز نہیں ملی۔

چونکہ میں حیدر آباد کی کسی سیاسی پارٹی میں شریک نہیں ہوں نہ میں نے کبھی اعلیٰ حضرت حضور نظام یا انکی حکومت کے کسی افسر سے ہندیونین کے کسی معاملے کی نسبت کوئی بات کی اور مجھے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح کی سلامتی اور حفاظت کے لئے ضرورت معلوم ہوئی کہ میں مولانا احمد سعید صاحب اور اخباروں کی غلط بیانیوں کی حقیقت ظاہر کروں اس لئے میں نے اخباروں کو اور حکومت کو اصل کیفیت لکھکر بھیجی۔

اب ناظرین منادی کی اطلاع کے لئے اس بڑی خبر کا خلاصہ درج کرتا ہوں تاکہ میرے وہ مرید جو تمام

ہندیونین کے شہروں اور قصبوں اور دیہات میں ہیں ان غلط بیانیوں سے کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

میری پوری زندگی سیاست سے الگ رہی ہے البتہ بحیثیت مسلمان کے میں نے مسلم لیگ اور حیدرآباد کی حمایت میں ہمیشہ منادی اور دوسرے اخباروں میں لکھا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی جو بات مسلم لیگ کی اصلاح کی معلوم ہوئی اس کی نسبت بھی میں نے آزادی سے لکھا۔

منادی کے جو پرچے حیدرآباد سے شائع ہوئے ہیں ان میں کوئی بات ہندیونین کے خلاف نہیں ہے۔

یہ اعتراض بھی دہلی میں کیا گیا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے اپنے لڑکوں کو رضاکاروں میں شریک کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے روزنامچے میں لکھا تھا کہ میں اپنے لڑکوں کو رضاکاروں میں شریک کرنا چاہتا ہوں مگر لڑکوں کے بیمار ہو جانے کے سبب میں ایسا نہ کر سکا۔

بہرحالی ہندیونین اور وہاں کے اخبار جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے بحیثیت مسلمان کے پاکستان اور حیدرآباد سے ہمدردی ہے لیکن حدیث شریف کے حکم کی بموجب میں دہلی کی حکومت سے بغاوت نہیں کر سکتا جس میں ارشاد ہے کہ اپنے ہر حاکم کی اطاعت کرو۔ اور مجھے دہلی کی درگاہوں اور مسجدوں کی حفاظت کے لئے ہندیونین سے وفاداری کا اعلان ضروری معلوم ہوا۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ مولانا احمد سعید صاحب نے مجھ پر ہندیونین سے بغاوت کا الزام لگایا تھا۔

پس منادی کے ناظرین اور میرے مرید مخالف اخباروں اور مخالف مسلمانوں کی تحریروں اور تقریروں سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور خدا سے امن کی دعا مانگیں۔

حسن نظامی دہلوی

اپنا پتہ لکھئے

چونکہ اخبار منادی کا عملہ دہلی میں ہے اور رجسٹر بھی دہلی میں ہیں اس لئے جو اخبار یہاں سے شائع ہوتے ہیں اکثر واپس آجاتے ہیں۔ لہٰذا خریدار صاحبان اپنا موجودہ پتہ صاف لکھیں اور منادی کا چندہ بھی حیدرآباد میں بھیجدیں ورنہ آئندہ پرچہ ان کے نام نہیں آئیگا۔

حسن نظامی دہلوی مقیم حیدرآباد دکن

۲۰ ربیع الثانی ۳۱ مارچ چہارشنبہ حیدرآباد

دل آرا کی تکلیف

[illegible] بیوی دل آرا بانو کو حکیم محمود علی صاحب نائب ناظم محکمۂ طبابت یونانی کی دوا سے بالکل آرام ہو گیا تھا۔ مگر کل سے پھر تکلیف شروع ہوئی اور کل دن بھر اور رات بھر تکلیف رہی۔

گاؤزبان

میں نے آج صبح ناشتہ نہیں کیا۔ گاؤزبان کا جوشاندہ پیا۔

تیغ باز خان

روشن دل علامہ دستگیر تیغ باز خان رہبر زندگی [illegible] ملنے آئے تھے اور بہت دیر تک باتیں کی تھیں۔ ان کی ذہانت اور ان کا دینی جوش اور ان کی سمجھ اور ملکی حالات پر گہری نظر ایسی چیزیں ہیں کہ میں ان کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہوں۔ ہدایت علی خان صاحب مندوزئی بھی آئے تھے اور ایک صاحب کی کچھ کتابیں بھی لائے تھے۔ میں نے ان کتابوں کا بڑا حصہ خرید لیا۔

سید ابن عربی

خواجہ بانو کے بھائی سید ابن عربی آج بنگلور سے آئے ہیں۔ جہاں وہ اور [illegible] داماد سید منور علی اور میرے [illegible]

کرتے ہیں۔

خشک چوب خشک تار و خشک پوست
از کجا می آید این آواز دوست

زید پاشا کی بیمار پرسی

شام کو ضیاء الدین نظامی کی موٹر میں ان کے ساتھ آرام محل گیا اپنے لڑکے زید پاشا کو دیکھنے گیا تھا اب اس کے بخار میں کمی ہے۔

دوکان کا افتتاح

آج علی میاں نظامی کی دوکان پر گیا تھا جو میر جہانگیر علی نظامی کے صاحبزادے نے ابھی بنوائی ہے اور اس میں علی میاں نظامی اور غلام محمد نے ریڈیو اور بجلی وغیرہ کا سامان بھی سجایا ہے۔ میں نے دوکان کا افتتاح کیا۔ مغرب کی نماز وہیں پڑھی اور پھر مٹھائی پر نیاز دی اور دوکان کی ترقی کے لیے دعا مانگی۔ مسٹر گوپال اور ایک مسلمان گھی والے اور دوسرے چند اصحاب بھی وہاں جمع تھے۔ نماز کے بعد زنانے میں جا کر غلام محمد کی بیوی کو مرید کیا۔

پولیس کمشنر بمبئی کی اطلاع

[illegible] بجے حیدرآباد پولیس کے [illegible] سپاہی نے انگریزی میں لکھا ہوا ایک پرچہ دیا کہ بمبئی کے [illegible] پولیس کمشنر صاحب نے دیا ہے اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چونکہ [illegible] کوئی [illegible]

اس واسطے مجھے بہت حیرت ہوئی کہ پولیس کمشنر بمبئی مجھ سے کیوں ملنے آئے ہیں۔ دو بجے حسین باہر سے آئے تو میں نے وہ پرچہ دکھایا معلوم ہوا "مسٹر ایونز" سابق ڈپٹی کمشنر دہلی وکلکٹر آگرہ کا پرچہ تھا اور چونکہ وہ "مسٹر والش" انسپکٹر جنرل پولیس حیدرآباد کے ہاں مہمان ہیں اس واسطے سپاہی نے ان کو بمبئی کا پولیس کمشنر سمجھ لیا تھا اور میں نے اس سے کہدیا تھا کہ اپنے صاحب سے کہدینا کہ مجھے تین بجے فرصت ہوگی وہ تین بجے آ سکتے ہیں۔ ٹھیک تین بجے مسٹر ایونز میرے پاس آ گئے اور انھوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا چونکہ وہ عربی فارسی کے بڑے ماہر ہیں۔ فارسی زبان میں تقریریں کرتے ہیں اور فارسی اشعار پڑھتے ہیں ایران میں بھی رہ چکے ہیں اس لئے میں نے کہا۔ "نمی شود" مصافحہ نہیں ہو سکتا میں تو تم کو گلے لگاؤں گا [illegible] اور مجھ سے گلے ملے۔ کئی سال کے بعد ملے تھے مجھے ان کی محبتیں اور علمی دوستیاں یاد آئیں اور یہ بھی یاد آیا کہ انھوں نے [illegible] دہلی میں ایک اردو [illegible] جہاں [illegible] پندرہویں دن دہلی کے سب ہندو مسلمان اہل علم جمع ہو کر مقالے پڑھتے تھے اور میں ان [illegible] جلسے میں جا کر ایک نیا مضمون پڑھا کرتا تھا۔ [illegible] سے میرا دل بھر آیا۔

اور میں نے دلی کی یاد سے بیتاب
ہو کر کہا "مسٹر الیونز تمہاری انگریز
قوم نے ہم بے گناہوں پر بڑا ظلم
کیا" وہ میری صورت دیکھنے لگے کہ
میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں نے کہا میں
ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ آپ جانتے
ہیں کہ میری ساری زندگی علمی اور
درویشانہ زندگی رہی ہے پھر بھی
میں اور میرے سب علمی ساتھی دہلی
سے جلا وطن ہونے پر مجبور ہوئے
اور ہم سب کی علمی زندگی کے
سرمائے برباد ہو گئے۔ اگر آپ کی
قوم ہندوستان چھوڑنے میں
اتنی جلدی نہ کرتی تو اس مصیبت
میں ہم کیوں مبتلا ہوتے۔

مسٹر الیونز آج کل بمبئی کے انگریزی
سفارت خانے میں افسر ہیں۔ اور
اپریل کے پہلے ہفتہ میں اپنے ہاتھ
کا اپریشن کرانے کے لئے لندن
جانے والے ہیں۔ میں نے کہا میں
اپنے پیارے علمی بھائی کو وطن
جانے سے پہلے بمبئی میں دیکھنے آؤں
گا۔ پرانی اردو بولوں تو یوں
کہوں کہ آپ کی مشایعت کرنے
آؤں گا۔ مگر میں انگریزی اردو
بولتا ہوں۔ انگریزی میں مشایعت
کو "سی آف" کرنا کہتے ہیں اور
سمندر کو انگریزی میں "سی"
کہتے ہیں اور آپ دریائی جہاز
میں جائیں گے اس واسطے میں
انگریزی محاورے کے موافق کہتا
ہوں کہ میں آپ کو دیکھنے آؤں گا۔

اس کے بعد ان سے ایک گھنٹے تک
موجودہ اور آئندہ حالات کی نسبت
باتیں ہوئیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ
آئندہ ہندوستان میں کیا ہوگا۔
اور انگلستان میں کیا ہوگا اور دنیا
میں کیا ہوگا۔ ملاقات کے وقت
میرے لڑکے حسین بھی موجود تھے۔

---

۲۹ ربیع الثانی، ۱۱ مارچ پنجشنبہ حیدرآباد

دہلی سے خط نہیں آیا

آج آٹھ دن ہو گئے دہلی سے کوئی
خط نہیں آیا۔ البتہ روزنامچے کی
کاپیاں آئیں جن کی آج میں نے
صحت کی۔ اکیس صفحات درست کئے۔

نیاز

آج عبدالرزاق نظامی کے مکان
پر حسن ابو طالب اور مہدی اور
سلمان اور ولی کے ساتھ گیا تھا
جہاں حضرت محبوب سبحانی اور حضرت
محبوب الٰہی کی نیاز تھی۔ اور کھانا
بھی وہیں کھایا تھا۔ محمد غوث قوال
کا گانا بھی سنا تھا۔ مخلص شاہ نظامی
اور کاکی شاہ نظامی بھی ملے تھے۔
کھانے کئی قسم کے تھے اور بہت
لذیذ تھے۔ کاکی شاہ کی دوکان کی
خواجہ پسند گلاب جامنیں بھی تھیں۔

ملاقاتی

حضرت نیازی شاہ صاحب اور
ہدایت علی خان صاحب مندوزئی
اور خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے
تھے۔ اور ناسوتی شاہ نظامی اور
جنار دھن صاحب بھی ملنے آئے تھے

صبح خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی
کے ساتھ ناسوتی شاہ نظامی کی
بیمار لڑکی کو دیکھنے گیا تھا۔ اور
دعائیں دم کی تھیں خدا کے فضل
سے بخار نارمل ہو گیا ہے۔

محمد حنیف صاحب انجنیئر

کل کی تاریخ میں لکھنا بھول گیا
کہ میرے مخلص دوست محمد حنیف
صاحب اگزیکٹیو انجنیئر نئی دہلی
بھی ملنے آئے تھے وہ آج کل
مدراس میں سپرنٹنڈنگ انجنیئر
ہیں۔ اور حیدرآباد بھی ان کے
حلقۂ اثر میں ہے۔ ان کے بیوی
بچے مدراس میں ہیں۔

اٹھارہ سالہ جوان شہید ہو گیا

میں نے پوچھا تمہاری بیوی
کے بھائی امیر علی نظامی انجنیئر کلکتہ
کا سہارنپور سے قتل عام کے
وقت دہلی میں ٹیلیفون آیا تھا۔
اور میں نے ان سے کہا تھا کہ تم
میرے پاس آجاؤ۔ مگر نہ وہ آئے
نہ ان کی کوئی اطلاع آئی حنیف
صاحب نے بتایا وہ سہارنپور
سے لاہور چلے گئے تھے۔ امرتسر پر
ان کی ریل پر حملہ ہوا جس میں
ان کا اٹھارہ سالہ جوان لڑکا
شہید ہو گیا اور بھی بہت سے

مسلمان زخمی اور شہید ہوئے۔ مجھے یہ سنکر بہت صدمہ ہوا۔ امیر علی نظامی کے والد مرحوم میرے دوست تھے۔ اور یہ سب بچے مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز ہیں۔

دلی کا تار

آج رات کو نعیم صاحب کا تار آیا تھا میری خیریت دریافت کی تھی لیکن آج آٹھ دن سے دہلی کا کوئی خط نہیں آیا۔

بیگم صاحبہ

آج نواب نامدار الف بیگم صاحبہ ایوان امیر پائیگاہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر سے ملنے آئی تھیں۔ وہ بڑی دانشمند اور پرانے زمانے کی کار فرما خواتین کی اعلیٰ شان رکھتی ہیں۔

۱۶؍ ربیع الثانی ۱۴؍ مارچ جمعہ حیدرآباد

زید پاشا کی بیماری

میرے بیوی بچے نواب سردار یار خان نظامی کے آرام محل میں ہیں جو ہادی منزل سے ڈھائی میل دور ہے آج بھی خواجہ بانو کا خط آیا تھا کہ زید پاشا کا بخار کم ہوگیا ہے مگر کمزوری اور غفلت زیادہ ہے۔

بنت ناسوتی شاہ

صبح خواجہ راجہ چھا زیدی نظامی کے ساتھ ناسوتی شاہ نظامی کی لڑکی کو دیکھنے گیا تھا اور سلب مرض کیا تھا اور دعائیں دم کیں تعویذ دیئے۔

حکیم خسرو شاہ نظامی

آج بعد جمعہ کا سلام کرنے کے لئے حسب معمول حکیم خسرو شاہ نظامی ملنے آئے تھے اور اپنے والد لقمان الملک حکیم نابینا صاحب کی سالانہ نیاز کا بلاوا دیا تھا۔ جو آج شام کو ان کے مکان پر ہوگی۔

بیگم رحمان

چونکہ آج ڈرائیور کو علیحدہ کر دیا تھا اس واسطے اپنے بڑے لڑکے خواجہ حسین نظامی کی ڈرائیوری میں بیگم صاحبہ کرنل رحمان صاحب سے ان کے مکان پہ ملنے گیا تھا وہاں کرنل صاحب بھی ملے تھے بیگم صاحبہ بھی ملیں تھیں اور کرنل صاحب کے چھوٹے صاحبزادے عطاء الرحمان صاحب بھی ملے تھے جو دہلی کے فارن آفس میں ایک افسر ہیں۔ میں نے کہا تمہارے نام کا ترجمہ خدا کی دین ہے۔ مسٹر عطاء الرحمان کے چہرے سے آثار جہانبانی و اقبال مندی ہویدا ہے۔ اس واسطے میں نے ان کے نام کا ترجمہ سنایا تھا تاکہ جب وہ چیزیں ظاہر ہوں جو آج میں نے ان کی پیشانی پر دیکھیں تو ان کو یاد آجائے کہ یہ سب خدا کی دین ہے۔

پھل اور مٹھائی

ہدایت علی خان صاحب ہندوزئی گلاب جامنیں اور سنترے (کنولے) اور موسمی اور کیلے لائے تھے۔ غلام دستگیر تیغ باز خان نظامی ایک قلمی ناتمام کتاب اور ایک مطبوعہ کتاب اخلاق ناصری نذر لائے تھے۔ شیر محمد خان حاذق نظامی اپنے کلام کا مجموعہ گلدستہ حاذق بھی لائے تھے۔

مولانا ہادی شاہ نظامی

آج صبح بنگلور سے مولانا عبید احمد سیفی ہادی شاہ نظامی اور قمیر احمد نظامی آئے ہیں۔ ان کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ حسب معمول نماز سے بیس منٹ پہلے اعلیٰحضرت تشریف لے آئے۔ اور گذشتہ جمعہ کی غیر حاضری کی وجہ دریافت کرکے بیماری کی تفصیل پوچھی۔ اس کے بعد ان عورتوں کا ذکر فرمایا جو آج کل کے ہنگاموں میں لوگوں نے بھگائی ہیں۔ ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے بھی ایسا برا کام کیا خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہوں یا سکھ ہوں سب قابل ملامت ہیں۔ کمزور اور بے زبان عورتوں پر یہ زیادتی بڑی افسوسناک ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اعلیٰحضرت کا دل انسانی ہمدردی اور رحمدلی کا ایک سمندر ہے۔ صدر اعظم بہادر اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر اور نواب رحمت یار جنگ بہادر

کو بھی ہمکلامی کا شرف عطا ہوا لیکن
سب سے زیادہ مولانا مفتی عبدالقدیر
صاحب بدایونی سے مخاطب رہے۔

خطوط کے جواب

بیماری کے زمانے میں جن ضروری
خطوط کا جواب نہ لکھ سکا تھا آج
ان کے بڑے حصے کا جواب لکھوا کر
بھیج دیا۔

چاند دیکھا

آج شام کو دعا منزل میں جمادی الاول
کا چاند دیکھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی
اور ہادی شاہ نظامی اور قیصر احمد نظامی
نے چاند کی مبارک باد دی۔ اور
میں نے بھی ان سب کو دعائیں دیں۔

مولانا سید عبدالمجید صاحب

بعد مغرب مولانا سید عبدالمجید صاحب
منتظم مدرسہ نعمانیہ دہلی ملنے آئے تھے
جو آج کل حیدر آباد میں بہ حیثیت
مہاجر کے مقیم ہیں۔

حکیم علی حسین صاحب

آج حیدر آباد کے نامور طبیب
حکیم علی حسین صاحب ملنے آئے تھے
اور میرے لئے اپنے باغ کا ایک
بڑا پپیتہ بھی لائے تھے اور مجھے
پپیتے کے طبی اوصاف بھی سنائے
تھے۔ اور اپنی بنائی ہوئی اگربتیاں
بھی لائے تھے۔

مولانا حق باز خان

آج مغرب کی نماز مولانا ہادی
شاہ نظامی نے پڑھائی تھی مولانا
قطب الدین حق باز خان نائب ناظم
کروڑگیری بھی نماز میں شریک ہوئے
تھے۔ اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے
پان بھی کھلائے تھے۔

نیاز

رات کو خواجہ حسین نظامی اور
خوش اقبال شاہ نظامی اور ہادی
شاہ نظامی اور قیصر احمد نظامی کے
ساتھ حکیم خسرو شاہ نظامی کے مکان
پر گیا تھا اور ان کے والد کی نیاز کا
کھانا کھایا تھا۔ نواب مقصود جنگ بہادر
بھی وہاں آئے تھے مگر میرے پہنچنے سے
پہلے واپس چلے گئے تھے۔ حکیم نابینا صاحب
کی نہایت عمدہ قد آدم تصویر بھی
وہاں دیکھی۔ اور حکیم صاحب مرحوم
کی ضخیم کتاب کی بہت سی جلدیں بھی
دیکھیں جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں اس
کا نام قرابادین لقمانی ہے حضرت
مولانا امجد صاحب اور دہلی کے جج
صاحب اور شاہزادے مرزا اکبر
سلطان صاحب اور چند علماء اور
مشائخ بھی وہاں ملے تھے حکیم صاحب
کے بڑے لڑکے عبدالغنی بہت ذہین
اور بہت جری اور بہت ہونہار
ہیں۔ میں نے نام پوچھا۔ جواب
دیا عبدالغنی انصاری۔ میں نے کہا
انصاری کا کیا مطلب ہے نہایت
جرأت سے جواب دیا اور لفظ
انصار کی تاریخ بیان کی۔

رات کو دس بجے گھر میں واپس
آیا۔ حکیم صاحب کے دسترخوان
کے لذیذ کھانوں کا ذکر گھر کی
واپسی تک ہوتا رہا۔

مظفر حسین نظامی

پاشا بیگم نظامی کے بڑے لڑکے
مظفر حسین نظامی آج شام کو ملنے
آئے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی والدہ
کا مزاج ابھی درست نہیں ہوا ہے
بیماری کا سلسلہ جاری ہے۔

انگریزی کھانا

سید سعید نظامی کی انگریز بیوی
نفیسہ بیگم نظامی روزانہ اپنے ہاتھ
سے انگریزی کھانا پکا کر ایک قاب
بھیجتی ہیں۔ آج بھی آئی تھی۔

یکم جمادی الاول ۱۳ مارچ شنبہ حیدر آباد

مہمان

آج خان بہادر مولوی
بشیر الدین صاحب ایڈیٹر
اخبار البشیر اٹاوہ کے پوتے مقبول الزماں
صاحب آئے ہیں۔ میرے پاس دعا
منزل میں ٹھہرے ہیں۔

فرنگی محل

آج حضرت مولانا قطب الدین
عبدالوالی صاحب کے فرزند چند ممتاز
اصحاب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

بہزاد دکن

کئی روز سے بہزاد دکن مولوی فیاض الدین

نظامی میرے علمی کاموں کی امداد میں سرگرم عمل ہیں۔ روزانہ صبح و شام آتے ہیں اور مدد دیتے ہیں۔

دہلی کا خط

آج نعیم صاحب کا دہلی سے خط آیا تھا۔ اور ان لوگوں کی بقیہ رسیدیں بھیجی تھیں جن کو اعلیحضرت حضور نظام کی طرف سے میں نے امداد بھجوائی تھی۔

سکینہ چلی گئی

علی بانو کے بچوں کی ماما سکینہ نظامی پٹیالہ کی رہنے والی تھی۔ کئی سال سے میرے پوتوں اور پوتیوں کی خدمت کرتی تھی۔ آج نوکری چھوڑ کر چلی گئی۔ میں نے اور حسین نے سمجھایا کہ پنجاب کے راستے بند ہیں تو نہ جا۔ جب راستے کھل جائیں گے تو ہم تجھکو تیرے گھر پہنچا دیں گے مگر چونکہ موٹر ڈرئیور کو الگ کر دیا تھا۔ غالباً اس کی ترغیب سے یہ بھی چلی گئی۔

انگریزوں کو اپنے نوکروں سے کام لینا خوب آتا ہے۔ پھر بھی وہ ہندوستانی نوکروں کی شکایت کرتے رہتے تھے۔ اس واسطے اگر ہم ہندوستانی نوکروں کی شکایت انگریزوں سے زیادہ کریں تو حق بجانب ہوں گے کیونکہ ہمارے نوکر یہ سمجھتے ہیں کہ میاں کو کام لینا نہیں آتا ہے۔

دلی کے پان

آج ہدایت علی خان صاحب مندوزئی کہیں سے دلی کے پان لائے تھے میں نے حسرت سے ان کو دیکھا پھر گھر میں بھیج دیئے۔

زید کی صحت

آج صبح حسین زید پاشا کو دیکھنے گئے تھے حالت پہلے سے بہتر ہے۔

قیصر احمد نظامی کے والد

آج بنگلور والے ہلائی بہمن قیصر احمد نظامی اور ان کے والد سیٹھ عبدالشکور صاحب ملنے آئے تھے۔ شام کو دوبارہ عبدالشکور آئے اور انہوں نے بیعت بھی کی۔

آمنہ نظامی

آج صبح آمنہ بیگم نظامی کاچی گوڑے سے ملنے آئی تھیں۔

نام بدل دیا

آج میں نے عبدالشکور نظامی کے لڑکے قیصر احمد نظامی کا نام بدل کر خورشید احمد رکھدیا۔ یہ مولانا ہادی شاہ کے مرید ہیں۔ میں نے ان کو خورشید احمد کے نام کا شجرہ دیا ہے۔

سر مرزا کا تار

میں نے مسٹر شفیع میکری سے وعدہ کیا تھا کہ بنگلور میں ان کے اسپتال میں داخل ہو کر بائیں آنکھ کا اپریشن کراؤں گا اور سر مرزا اسماعیل صاحب کو بھی خط لکھا تھا کہ وہ بنگلور کے حالات سے مطلع کریں کہ آج کل وہاں آکر آنکھ بنوانی مناسب ہے یا نہیں۔ ان کا فوراً جواب آیا کہ موسم بھی اچھا ہے اور فضا بھی ٹھیک ہے آپ آنکھ بنوانے آجائیے آج ان کا تار بھی آیا ہے کہ آپ کب تک آئیں گے۔ مجھے خیال آیا کہ حیدرآباد کے کمانڈر انچیف کرنل عیدروس صاحب لندن آنکھوں کا علاج کرانے گئے تھے ان کی نسبت حیدرآباد کے مخالفین نے مشہور کر دیا کہ آنکھوں کا بہانہ ہے مقصد تو انگلستان سے حیدرآباد کے لئے ہتھیاروں کا لانا ہے اس واسطے میں نے کہا کہ آج کل کے بدگمان زمانے میں بنگلور جاؤں گا تو خبر نہیں کیا کیا شبہات پیدا ہوں گے اس واسطے سر مرزا صاحب کو لکھدیا کہ زندگی باقی رہی تو پھر کبھی آنکھ بنوانے آجاؤں گا ابھی تو پاکستان جانا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ گھر بیٹھے کہا جا رہا ہے کہ یہ حیدرآباد سے کسی سیاسی کام کے لئے پاکستان جا رہے ہیں۔ اس لئے اب تو ایکدم اڑوں گا اور اپنی درگاہ کی کھرنی کی شاخوں میں جا بیٹھوں گا۔

انگریزی کھانا

آج بھی نفیس بیگم نظامی نے لطیف و لذیذ انگریزی کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کر کے بھیجا تھا۔

---

۲ جمادا اول ۱۴ مارچ یکشنبہ حیدرآباد

تہجد

چونکہ حیدرآباد میں گرمی کا موسم آگیا ہے۔ اور سب لوگ باہر صحن میں سونے لگے ہیں اور میں جسم کی کمزوری کے سبب کمرے کے اندر سوتا ہوں اس واسطے آج گرمی کے سبب جلدی آنکھ کھل گئی۔ سمجھا کہ تہجد کا وقت ہوگیا ہے۔ اٹھکر وضو کیا اور گھڑی دیکھی تو دو بجے تھے فوراً لیٹ گیا۔ اور لیٹا۔ لیٹے لیٹے عالم تصور میں تہجد کی نماز پڑھی۔ یہ نماز قیام اور رکوع اور سجود اور قعود سے اعلیٰ تھی۔ کیونکہ سورۂ فاتحہ پڑھی تو ایک ہزار بار اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن پڑھتا رہا۔

چہل قدمی

صبح پانچ بجے اذان سے پہلے نماز پڑھ لی۔ اور پھر دعا منزل میں آگیا اور چہل قدمی کرتا رہا۔ میرے آنے کے بعد باغ عام کی مسجد میں صبح کی اذان ہوئی۔

بنگلور چلے گئے

آج مولانا ہادی شاہ نظامی اور خورشید احمد نظامی بنگلور واپس چلے گئے۔ دن بھر ملنے والے آتے رہے اور تحریری کام بہت کم ہوا۔ شام کو حسین کے ساتھ زید پاشا کو دیکھنے گیا تھا۔

گل رعنا

میری نواسی روحہ کی بیٹی گل رعنا مجھے دیکھکر اتنی خوش ہوئی کہ میری ساری ذہنی اور دماغی کلفتیں دور ہوگئیں۔ میں نے اس کا نام پاکستان بانو رکھا تھا۔ اب سب اس کو گل رعنا کہتے ہیں۔ چیچک کے ٹیکے لگے ہیں اور وہ پھول رہے ہیں۔ مگر میرا یہ پھول ہر تکلیف سے بےنیاز ہے۔ ماں کی گود میں اچھلنا اور مسکرانا ہفت اقلیم کی سلطنت سے زیادہ خوش کرنے والا ہے۔

بیگم صاحبہ

آج نواب سر بلند جنگ بہادر مرحوم کی بیگم صاحبہ ملنے آئی تھیں۔ اور مولوی نصیرالدین صاحب ہاشمی اور نواب قطب الدین حق باز خان بھی ملنے آئے تھے۔

خوبانی کا مربہ

رات کو حسین کا لایا ہوا خوبانی کا مربہ کھایا تھا۔ بہت ہی لذیذ معلوم ہوا۔ مگر مٹھاس بہت زیادہ تھی۔ دوپہر کو نفیس بیگم نظامی نے انگریزی کھانا بھیجا تھا۔

---

۳ جمادا اول ۱۵ مارچ دوشنبہ حیدرآباد

ناشتہ نہیں کیا

آج صبح ناشتہ نہیں کیا۔ گل بکاولی کا عرق پی لیا۔ اور خوب جی لگا کر تحریری کام کیا۔

خیال کی طاقت

بارہ بجے کے بعد منشی حفیظ اللہ خان کھانا کھانے گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ پاشا بیگم نظامی کا گھر قریب ہے ان کی بیماری کی خبر سنی تھی چہل قدمی کرتا ہوا جاؤں ان کو پوچھوں اور کہوں کہ لاؤ ایک گلاس موسمی کا عرق پلاؤ۔ مگر ڈاک آگئی اور اخبار پڑھنے میں مصروف ہوگیا۔ چار بجے کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ پاشا بیگم کے لڑکے برہان حسین شیشے کی صراحی میں موسمی کا عرق لئے چلے آتے ہیں۔ میں حیران رہ گیا اور ان سے کہا کہ "تمہاری والدہ کو کیا کشف ہوتا ہے"

کریم بابا

آج ناگپور والے حضرت بابا تاج الدین صاحب کی درگاہ سے ان کے خادم خاص بابا فریدالدین عرف کریم بابا ملنے آئے تھے۔ خضری شاہ نظامی بھی ساتھ آئے تھے۔ ایک ہندو انجنیر کے ہاں ٹھہرے ہیں۔ بہت دانشمند اور صاحب دل آدمی ہیں۔ زنجبار افریقہ میں پیدا ہوئے تھے۔ دس برس کی عمر سے حضرت بابا کی خدمت میں آئے۔ ان سے تفصیلی حالات سنکر مجھے بہت خوشی ہوئی۔

ناگپور کا بلاوا

کل ناگپور سے خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب کا دعوت نامہ آیا تھا کہ ان کے نواسے کی لڑکی کا عقیقہ ہے۔ میں نے مبارکباد بھیجدی۔ شرکت کو جی چاہتا تھا مگر جسمانی صحت اس قابل نہ تھی کہ ناگپور جاتا۔ مولانا سید عبدالمجید صاحب دہلوی اور اسراری شاہ صاحب وغیرہ بہت سے احباب ملنے آئے تھے خواجہ راجہ لٹھمار ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

طعام ظہر کو نفیس بیگم نظامی کے انگریزی کھانے نے لنچ کا لباس عطا کیا تھا۔

---

۴ جمادی الاول ۱۶ مارچ سہ شنبہ حیدرآباد

دلِ آرا کی تکلیف

میری بڑی بہو دل آرا بانو کی بیماریوں نے دو روز سے پھر زور پکڑا ہے۔ رات بھر قئے ہوتی رہی میں بالاخانے پر تھا۔ حسین اور دل آرا باہر صحن میں تھے۔ دل آرا کی تکلیف کے احساس نے مجھے رات بھر بے چین رکھا۔ دوسری تکلیف اس احساس کی تھی کہ حسین دن بھر اپنے دفتری کام میں مصروف رہتے ہیں اور رات بھر بیوی کی تیمارداری کے لئے جاگتے ہیں۔ ایسا نہ ہو وہ بھی بیمار ہو جائیں مگر اس خیال سے خوشی ہوتی تھی کہ دونوں میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اور شریک زندگی کے لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں۔ دن بھر دمانزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ منادی کا حیدرآبادی ٹائٹل اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ دو ہفتے سے روزنامچہ تیار رکھا ہے ٹائٹل اور نمبر چھپ جائیں تو اخبار شائع کر دیا جائے۔

مولوی معراج احمد

آج سلطنت آصفیہ کے ڈاکخانوں کے ناظم مولوی معراج احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ حیدرآباد میں منادی شائع کرنے کے لئے رجسٹرڈ نمبر لائے تھے۔ تین روز میں نمبر دینے کی قانونی کارروائی ختم ہو گئی۔ دوسری طرف ہند یونین کے صوبہ مدراس کا یہ حال ہے کہ دو مہینے سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور میں نے قانونی شرائط کو پورا کر دیا ہے۔ یاددہانی کے تار بھی بھیج چکا ہوں مگر ہنوز روز اول ہے۔ کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ اس لئے آج میں نے مدراس آفس کو خط لکھا ہے کہ سنہ ۱۹۲۶ء میں دہلی میں انگریزی حکومت تھی میں نے اُس سال منادی جاری کیا۔ اور لاہور کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے تین دن کے اندر رجسٹرڈ نمبر لاہور سے دہلی بھیج دیا۔ پاکستان کی حکومت بھی ایک دن میں اخبار کا ڈکلیریشن منظور کرتی ہے اور دوسرے دن رجسٹرڈ نمبر دیدیتی ہے۔ حیدرآباد نے بھی تین دن میں نمبر دیدیا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ مدراس گورنمنٹ کتنی تیز رفتار ہے اور کتنی سست رفتار ہے۔

ایک صاحب نے کہا ہند یونین حیدرآباد کو اپنے ساتھ ملانا چاہتی ہے تو کیا ہم کو بھی ایسا ہی سست اور کاہل بنانا مقصود ہے جیسی کہ وہ خود ہے۔

دوسرے صاحب نے دہلی کے مشہور روزانہ کانگریسی اخبار وطن کا ایک لیڈر پڑھ کر سنایا جس میں لکھا تھا کہ دہلی پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے یہ کہا کہ پاکستان کی حکومت نے اپنے نوکروں کے لئے سات ہزار مکان کراچی میں بنا لئے اور پچیس ہزار پاکستانی نوکر گھر والے بن گئے۔ اور دلّی کی حکومت کا یہ حال ہے کہ یہاں ابھی ایک نئی جھونپڑی بھی نہیں بنی۔ مکانوں کی قلت کی فریادوں کا غل ہوتا ہے تو جواب دیدیا جاتا ہے "مکان کیونکر بنائیں لوہا نہیں ملتا اور سمنٹ نہیں ملتی"!

ریڈیو سننا چھوڑ دیا

کل انگریزی اخبار اسٹیٹسمین نے یہ خبر شائع کی تھی کہ ہند یونین کے آدھے ہندو باشندوں نے آل انڈیا ریڈیو کی خبریں سننی چھوڑ دی ہیں کیونکہ خبریں ایسی مشکل ہندی میں سنائی جاتی ہیں جو ہندوؤں کی سمجھ میں بھی نہیں آتیں ہندو رعایا کہتی ہے ریڈیو میں جو لاکھوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے وہ بالکل بیکار

جارہا ہے۔ جب خبریں سمجھ میں نہیں
آتیں تو ان کے نشر کرنے سے فائدہ
کیا ہے۔

کپڑے کی نذر

آج بہزاد دکن میرے کرتوں کے لئے
ململ کا ایک تھان لائے تھے۔ اور بڑے
کرتوں کے لئے بھی کپڑا لائے تھے۔

کریم بابا

آج سکندرآباد سے کریم بابا صاحب
ملنے آئے تھے۔ تمنا صاحب انجینئر اور
گنیش راؤ صاحب وکیل بھی ان کے
ساتھ آئے تھے۔ میں نے لفظ گنیش
کی نسبت ہندو عقائد کی تفصیل بیان
کی کہ گنیش جی علم کے دیوتا مانے
جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے کتابوں کے
شروع میں مسلمانوں کی بسم اللہ کی طرح
"سری گنیش آئنمہ" لکھا جاتا ہے۔
میں نے دہلی میں لڑکیوں کے لئے ایک
اسکول بنایا تھا اس کے دروازے
پر رسول خدا کی یہ حدیث لکھی تھی۔
"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا
دروازہ ہیں"

دوا

کریم بابا میرے لئے کشتہ مروارید اور
تباشیر لائے تھے۔ کہتے تھے آملہ کے
مربے میں یہ دوا ملا کر کھایا کیجئے۔
گردے اور مثانے کی تکلیف چند روز
میں دور ہو جائے گی۔
آج حسن اور محمدی بھی ملنے آئے
تھے اب زید پاشا اچھے ہوگئے ہیں۔

خواجہ راجہ پچھار ریڈی نظامی آئندہ جمعہ
کی شام کو اپنے ہاں نیاز کرنی چاہتے
ہیں بلاوا دینے آئے تھے۔
ڈاکٹر سید عابد حسین نظامی مرحوم کے
لڑکے سید حامد حسین نظامی اپنے نانا کی
طرف سے اپنی شادی کے ولیمہ کی دعوت
کا رقعہ لیکر آئے تھے۔ نواب سردار یار
خان نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

آرام محل

مغرب کے بعد حسین کے ساتھ نواب
سردار یار خان نظامی کے آرام محل میں
گیا تھا۔ جہاں میرے سب بچے ٹھہرے
ہوئے ہیں۔ اور رات کو وہیں رہا تھا۔

موسم کا عجیب اختلاف

ہادی منزل سے آرام محل ڈھائی میل
دور ہے۔ ہادی منزل میں رات کو کپڑا
اوڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ پچھلی
رات ہلکی سی خنکی ہو جاتی ہے مگر آرام
محل میں اتنی سردی تھی کہ میں نے اول
شب سے لحاف اوڑھا تھا۔ اس کی وجہ
یہ ہے کہ یہ مکان بلند پہاڑی پر ہے۔
اور میں اس مکان کی دوسری منزل میں
سویا تھا۔

آرام محل کے پھل

اس مکان میں بہت اچھے اچھے پھلوں
کے درخت ہیں۔ آم ہیں۔ چیکو ہیں۔
شہتوت ہیں۔ بلمبو ہیں۔ موسمی ہیں۔
سنترے ہیں۔ میں نے سردار یار خان
سے کہا میرے بچے ان پھلوں کی پوری
حفاظت کرتے ہیں۔ جواب دیا میں بھی
آپ کا ہوں، مکان بھی آپ کا ہے اور
یہ باغ بھی آپ کا ہے اور اس کے
پھل بھی آپ کے ہیں۔ میں نے کہا
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

سردار یار خان کے لڑکے پر حملہ

آج نواب سردار یار خان نظامی کہتے
تھے گذشتہ جمعے کو میرے بچے جمعہ کی
نماز پڑھکر آرہے تھے کہ کسی نے سڑک
پر ایک بڑی لکڑی ڈال دی مگر یہ اپنی
موٹر سائیکل کو بچا کر نکال لائے۔
پیچھے سے ایک سکھ نے ان بچوں پر گولی
چلائی جو موٹر کی نمبر پلیٹ پر لگی اور
خدا نے بچوں کو بچالیا۔ ان واقعات
کی خبریں مقامی اخباروں میں شائع
نہیں ہوتیں تاکہ امن عامہ قائم رہے
میں اس اصول کا حامی ہوں۔ لیکن میرا
اخبار روزانہ نہیں ہے۔ بہت دیر میں
شائع ہوگا۔ اور چونکہ روزنامچہ
میری ذات سے تعلق رکھتا ہے اور
میں اپنے مریدوں اور ان کے بچوں
کو اپنی ذات میں شریک سمجھتا ہوں
اس واسطے میں نے یہ واقعہ لکھدیا۔

فائن فوڈ

آج بھی دوپہر کے کھانے میں
انگریزی طعام کی تقریب شریک
تھی۔ میں نے کہا۔ فائن فوڈ۔
(بہت عمدہ کھانا)

ربیع اول ۱۵ مارچ چہارشنبہ حیدرآباد

فورس کا ناشتہ

آج صبح آرام محل میں دودھ کی ایک پیالی میں فورس ڈال کر ناشتہ کیا۔ ریڈیو خبریں سنیں اور حسن الوہاب کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ پنجہ گٹہ ایک مرکزی مقام ہے وہاں آکر بس کا انتظار کیا۔ بہت سے عورت مرد جمع تھے۔ بس کے آنے میں دیر ہوئی تو آٹھ آنے میں ایک رکھشا والے حسن سے کہا وہ بس میں آجائیں اور یہ بھی کہا کہ دیکھو یہ مرکزی جگہ ہے۔ جوبلی ہل اور بیگم پیٹھ کی سڑکیں یہاں ملتی ہیں یہاں ٹیکسی موٹروں اور رکھشاؤں اور تانگوں کا مرکز بھی ہونا چاہیئے تھا۔

لمبے قد کی دشواری

حیدرآبادی باشندوں کے قد لمبے بھی ہوتے ہیں اور میانہ بھی مگر یہاں تانگے اور رکھشائیں ایسی بنائی جاتی ہیں کہ مسافروں کو سر جھکا کر بیٹھنا پڑتا ہے گویا کہ وہ جاپانیوں کے لئے بنائی گئی ہیں۔ میں نے ڈھائی میل کا راستہ بڑی دشواری سے طے کیا۔ سر جھکائے بیٹھا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ "اب گرا اور اب گرا" سڑک میں چڑھائی آتی تھی تو رکھشا والا اپنی سائیکل پر کھڑا ہو جاتا تھا اور اتار آتا تھا تو سائیکل پر بیٹھ جاتا تھا اور رکھشا اس طرح چلتی تھی کہ گر جانے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ یعنی ڈھال کی وجہ سے رکھشا والے کے پاؤں ہلائے بغیر دوڑتی تھی۔ اور میں ڈرتا تھا کہ کسی موٹر یا لاری سے ٹکرا نہ جائے۔

پرانے خطوط

دعا منزل میں آکر پرانے خطوں کو چھانٹا۔ تاکہ جن کے جواب نہیں دیئے گئے ہیں کل سے ان کے جوابوں کی تکمیل ہو جائے۔

قسم قسم کے کھانے

آج خواجہ بانو نے بھی کئی قسم کے کھانے بھیجے تھے اور نفیس بیگم نظامی نے بھی انگریزی طریق کی مچھلی اور سبزی بھیجی تھی اور پاشا بیگم نظامی نے بھی نہاری وغیرہ کئی قسم کے کھانے بھیجے تھے۔ میں نے سب چیزیں رغبت سے کھائیں۔

افغانی بینڈ ماسٹر

سکندرآباد کے افغان بینڈ ماسٹر عبدالغفور خان صاحب کئی دن پہلے مجھے بدھ کے دن اپنے مکان پر آنے کی دعوت دے گئے تھے اور میں نے کہا تھا میں تین بجے آؤں گا کھانا کھا کر آؤں گا۔ چائے وغیرہ کا بھی انتظام نہ کرنا کہ میں چائے نہیں پیتا۔ تین بجے تک میری موٹر کو فرصت نہ ہوئی چار بجے عبدالغفور کے صاحبزادے موٹر لیکر آئے میں ہدایت علی خان صاحب ہندوزئی کے ساتھ ان کے مکان پر گیا۔ یہ لوگ بہت محب الفقراء ہیں۔ کیمبل پور کے رہنے والے ہیں سولہ برس سے حیدرآباد میں رہتے ہیں۔ عثمانی دواخانے کی جدید عمارت کے افتتاح کے وقت اعلیٰحضرت نے بہت دیر تک ان کا بینڈ سنا تھا اور ان کے کمالات کی داد دی تھی۔ ان کو شاہی خزانے سے بھی تنخواہ ملتی ہے جب ان کے مکان پر گیا تو معلوم ہوا بہت تکلف کھانے پکائے ہیں اور بہت سے لوگوں کو مدعو کیا ہے مجھے بہت ندامت ہوئی کہ میں دیر میں آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی فکر ہوا کہ ابھی کھانا کھا کر آیا ہوں پیٹ بھرا ہوا ہے دوبارہ کھاتا ہوں تو تداخل ہوتا ہے۔ نہیں کھاتا ہوں تو دل شکنی ہوتی ہے۔ آخر بسم اللہ پڑھ کر بیٹھا اور سب کھانے کھائے۔ اور یقین کر لیا کہ عقیدت اور محبت کے کھانے نقصان نہیں دیں گے۔ کھانے کے بعد اس گھر کی خواتین نے بھی ملاقات کی اور نذریں دیں۔ شام کو واپس آکر بقیہ تحریری کام پورا کیا۔ خوش اقبال شاہ نظامی حسن ابوطالب کے ساتھ بازار گئے تھے اور گھر کی ضرورت کا سامان لائے تھے۔

مرزا مونس

چمن آرا بیگم صاحبہ کے شوہر مرزا ضامن علی خانی مرزا مونس ملنے آئے تھے اور شام کو حکیم سید علی حسین صاحب بھی ملنے آئے تھے اور میرے لئے دوا بھی لائے تھے۔

حکیم صاحب سرکاری محکمہ طبابت
میں مددگار ناظم طبابت ہیں۔ ان
کے اجداد دلی سے یہاں آئے تھے
بہت ذہین اور اپنے فن میں ماہر
ہیں۔ گذشتہ سفر میں بھی انہوں نے
مجھے دوائیں دی تھیں۔ جب کہ میں
سماکی شاہ نظامی کے ہاں ٹھہرا تھا۔
آج سید ابن عربی اکنہ بیٹھ چلے گئے
دل آرا بانو کی تکلیف ابھی باقی ہے
آج رات کو بھی آرام محل میں سویا
تھا۔

۱۶ر جمادی اول ۱۸ر مارچ پنجشنبہ حیدرآباد

مصوّرِ دکن

کل مسز مہاراجہ بہادر کی صاحبزادی
وزارت النساء بیگم نظامی اور ان کی
دیورانی ملنے آئی تھیں۔ ان کے دیور
نواب میر افتخار علی خان صاحب بھی
ملنے آئے تھے۔ یہ مصوری کی قلمکاری
کے بہت اچھے ماہر ہیں۔ اپنی بنائی
ہوئی تصویر عمل کی نمائش کرنے
والے ہیں۔

خنکی

دو دن سے حیدرآباد میں سردی
بڑھ گئی ہے آج رات کو بھی لحاف
کی سردی تھی۔ میں نے صبح فورس
اور دودھ کا ناشتہ کیا۔ پھر چہل
قدمی کی۔ طوطے کا پنجرہ سامنے منگایا
طوطے کی باتیں سنیں۔ پاکستانی بانو
گل رعنا نواسی کو گود میں لیا اور
اس کے تبسم سے اپنی افسردہ روح
کو تر و تازہ کیا۔ بہزاد دکن موٹر
لیکر آئے اور ان کے ساتھ ہادی
منزل میں آیا۔

منادی کا ٹائٹل تیار نہیں ہوا

آٹھ دن ہو گئے منادی کا ٹائٹل تیار
نہیں ہوا۔ باشندگان حیدرآباد
بھی روزانہ دریافت کرنے آتے
ہیں اور ہندوستان اور پاکستان
سے بھی منادی کی مانگ آرہی ہے
منادی پڑھنے والے کیا سمجھ سکتے ہیں
کہ میری کوشش میں کمی نہیں ہے
مگر دوسروں کے ہاتھ کا کام کیونکر
پورا کر سکتا ہوں۔

زیدی صاحب

آج مولوی محمد حسین صاحب زیدی
ایڈوکیٹ حیدرآباد اور سید ناصر علی
صاحب مجسٹریٹ ملنے آئے تھے۔ ناصر
علی صاحب سنی ہیں اور زیدی صاحب
شیعہ ہیں مگر دونوں ایک دل اور
دوست ہیں۔

مشاہدات رویا

آج غلام دستگیر تیغ باز خان بہر
نظامی نے اپنے بہت سے عجیب و
غریب خواب سنائے تھے۔

دعا منزل کا صحن

آج مغرب کی نماز دعا منزل کے
صحن یعنی "چبوترہ یاراں" پر
جماعت سے پڑھی تھی۔ خوش اقبال
شاہ نظامی اور دونوں پوتے جماعت
میں شریک ہوئے تھے۔ نماز کے بعد
خواجہ راجہ بہاریڈی نظامی۔ اور
نیازی صاحب اور خوش اقبال شاہ
نظامی سے باتیں کی تھیں۔

مولوی سید عبداللہ صاحب ٹیماپوری

رات کو آٹھ بجے کے بعد مولوی
سید عبداللہ صاحب ٹیماپوری کے
مکان پر ان سے ملنے گیا تھا۔

دعوتِ ولیمہ

حسین اور سید محمد رفیع اور سلمان
اور ولی اور خوش اقبال شاہ نظامی
کے ساتھ مولوی سید مقبول حسین صاحب
وکیل کے مکان پر ان کے نواسے سید
حامد حسین نظامی کی شادی کے ولیمہ
کی دعوت میں گیا تھا۔ دولہا کی
والدہ اور بہن بھی ملی تھیں دولہا
موٹر تک استقبال کرنے آئے تھے
ان کے نانا کا مکان بہت شاندار
ہے۔ مہمان بہت زیادہ تھے۔ کھانا
بھی بہت تکلف تھا۔ دولہا کے
بزرگوں نے پاس بیٹھکر مجھے خوب
کھانا کھلایا۔ اور علمی باتیں بھی کیں
رات کو دس بجے واپس آیا۔

۱۷ر جمادی اول ۱۹ر مارچ جمعہ حیدرآباد

ہادی منزل

کل رات کو آرام محل میں نہیں گیا
تھا ہادی منزل میں سویا تھا۔

نواب سردار یار خان نظامی

آرام محل کے مالک نواب سردار یار خان نظامی اور ان کے پڑوسی نواب بشارت علی خان صاحب ملنے آئے تھے میرے بچوں کو ان کے مکان میں جو آرام ملا ہے وہ اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کو آرام محل کہکر اپنی دلی ممنونیت کو ظاہر کرتا ہوں تاکہ دربار الٰہی میں قیامت کے دن عرض کرسکوں کہ تیرے حکم کے بموجب تیرے جس بندے نے میرے ساتھ احسان کیا اس کو میں نے شکرگزاری سے یاد رکھا۔

ملاقاتی

آج صبح ماہر صناعی دندان فیصل عبدالواحد صاحب لکھنوی ملنے آئے تھے اور حکیم خسرو شاہ نظامی بھی جمعہ کے سلام کے لئے آئے تھے اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی بھی آئے تھے۔ اور مولوی سید اسد اللہ صاحب اور مولوی مسعود علی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور مولوی بشیر الدین صاحب بھی آئے تھے جو گزشتہ زمانے میں میری تحریک رفاقت کرتے تھے۔

جمعہ کی نماز

آج بھی جمعہ کی نماز باغ عام کی مسجد میں پڑھی تھی اور اعلیٰ حضرت نے میری نسبت اور منادی کی نسبت اور دہلی کی نسبت گفتگو فرمائی تھی۔

بیمار پرسی

شام کو مولوی معصوم علی صاحب وارثی کے ساتھ نواب غوث یار جنگ بہادر کے صاحبزادے شوکت صاحب کی بیمار پرسی کے لئے گیا تھا جو کچھ بیمار ہیں۔

نیاز

رات کو حسینی اور ولی اور سلیمان کے ساتھ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی کے مکان پر نیاز میں گیا تھا۔ ناگپور والے کریم بابا صاحب اور سکندرآباد والے حضوری شاہ نظامی بھی ساتھ گئے تھے۔ بہت سے نظامی جمع ہوئے تھے۔ قوالی بہت اچھی ہوئی تھی قوالی کے بعد سب نے ملکر کھانا کھایا تھا۔ راجہ صاحب کے پوتوں کی عقیدت مندی کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میں نے کہا کہ "راجہ صاحب کی یہ نیاز مقبول ہوئی" کیونکہ مجلس میں ایک خاص کیف اور ذوق پایا جاتا تھا۔ رات کو دس بجے واپس آیا تھا۔

زرین کلاہ

میرٹھ والے عوض علی شاہ صاحب زرین کلاہ پچیس برس سے حیدرآباد میں رہتے ہیں۔ گورا رنگ سرخ و سفید چہرہ۔ سفید نورانی گنجان داڑھی سفید لباس۔ سر پر نہایت شاندار زرین ٹوپی۔ درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب میں رہتے ہیں تیس روپے ماہوار اعلیٰ حضرت کی سرکار سے ملتے ہیں۔ مستانہ اور قلندرانہ باتیں کرتے ہیں۔ اور جب جوش میں آتے ہیں تو ان کے فقرے صداقت سے بڑھ جاتے ہیں۔ محرم میں تحت اللفظ مناقب بھی پڑھتے ہیں۔ میرے پاس بھی آئے تھے اور اپنا کلام ایک خاص شان سے سنایا تھا میں نہیں کہہ سکتا کلام ان کا تھا یا کسی اور کا مگر ان کا پڑھنا بڑے ٹھاٹھ کا تھا۔ اس طرح پڑھتے ہیں کہ خود عالم تصویر بن جاتے ہیں۔ آج راجہ صاحب کی مجلس میں بھی آئے تھے اور رجب محمد غوث قوال نے حضور غوث الاعظم کی منقبت گائی تو قوالوں کو بہت روپے دیئے۔

حکیم نرائن داس

آج رات کی مجلس میں حیدرآباد کے مشہور ہندو حکیم نرائن داس صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ آج کل ناسوتی شاہ کی لڑکی کا علاج کر رہے ہیں۔ دق کی بیماری کی نسبت بہت اچھی علمی گفتگو کی تھی۔ میں نے اپنی بیماریوں کے نسبت بھی کچھ سوالات کئے انہوں نے خوب جوابات دیئے۔

۸ر جماد اول ۲۰ مارچ شنبہ۔ حیدرآباد

سفر کی تیاری

چونکہ اب میں اپنے سب اہل وعیال کو دہلی لیجانا چاہتا ہوں۔ اس واسطے ارادہ کیا ہے کہ حیدرآباد سے بمبئی جاؤں اور بمبئی سے کراچی۔ تاکہ ان لوگوں سے مل لوں جو دہلی سے جلا وطن ہوکر کراچی میں آباد ہوگئے ہیں

ارادہ یہ بھی ہے کہ کراچی سے پاک پٹن شریف کی زیارت کو بھی جاؤں اور وہاں سے لاہور بھی جاؤں پھر واپس حیدرآباد آکر اہل وعیال کو دہلی لیجاؤں۔ اس لئے آج بمبئی کے ہوائی جہاز میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔

ناکام واپسی

خان بہادر مولوی بشیرالدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر اٹاوہ کے پوتے مقبول الزماں صاحب آج کل میرے ہاں مہمان ہیں میں نے حیدرآباد شوگر فیکٹری میں ایک جگہ کے لئے سفارشی نامہ دیکر ان کو شکر نگر ضلع نظام آباد میں بھیجا تھا مگر ناکام واپس آئے جگہ نہیں ملی۔ اب وہ پاکستان چلے جائیں گے۔

دل آرا بانو کی صحت

خدا کے فضل سے حسین کی بیوی دل آرا بانو کو صحت ہو گئی ہے ان کی بیماری کا سارے گھر کو فکر تھا۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پریشانی سے میرا دل پاش پاش ہوتا تھا۔

موسم بدل گیا

حیدرآباد میں گرمی بہت بڑھ گئی ہے۔ دن کو پسینہ بھی آنے لگا ہے رات کو کمرے کے اندر سوتا ہوں تو جی گھبراتا ہے۔ سب بچے باہر صحن میں سوتے ہیں۔ مجھے صحن میں سونے کی عادت نہیں ہے۔

صدر اعظم بہادر سے ملاقات

آج شام کو ساڑھے پانچ بجے حسین کے ساتھ شاہ منزل میں صدر اعظم بہادر سے ملنے گیا تھا۔ وہاں راجہ صاحب ونپرتی کو بھی دیکھا تھا جن کی نسبت روزانہ مجھ سے کہا جاتا تھا کہ وہ حیدرآباد کی حکومت کے بڑے جاگیردار ہیں مگر ان کی ریاست میں بہت بے امنی ہے اور بعض لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ وہ سلطنت آصفیہ کے وفادار نہیں ہیں لیکن اگر یہ بات ٹھیک ہوتی تو وہ صدر اعظم صاحب کے ہاں کیوں آتے۔

عزیز مرزا صاحب

صدر اعظم بہادر کے پرسنل اسسٹنٹ عزیز مرزا صاحب بھی ملے تھے۔ جو دہلی کے رہنے والے ہیں اور ان کے بزرگوں کا مکان میرے درگاہ والے مکان کے پڑوس میں ہے۔ سید علی بلار صاحب بھی ملے تھے اور مولوی جمیل حسین صاحب صوبہ دار میدک سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

صدر اعظم بہادر سے مذہبی باتیں ہوئیں۔ ان کے ایک خواب کی نسبت حیدرآبادی اخباروں میں بہت بے سروپا باتیں شائع ہوئی تھیں جس کی انہوں نے تردید شائع کرائی تھی۔ آج میں نے اس خواب کی نسبت بھی ان سے بات چیت کی تھی۔

مجھے سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن مذہبی عقائد کی بنا پر میں صدر اعظم بہادر کو ایک بہت اچھا مسلمان خیال کرتا ہوں جو اسلامی حکم کی بموجب اپنے بادشاہ کے بھی وفادار ہیں اور اپنے ملک کے بھی وفادار ہیں اور بادشاہ کی رعایا کے بھی بغیر کسی تفریق کے خدمت گزار ہیں۔ چونکہ سب کا بھلا چاہتے ہیں اس لئے خدا بھی ان کا بھلا کرے گا۔ اور ان کے سب کام خدا کی مدد سے ٹھیک ہو جائیں گے اور ٹھیک ہوتے رہیں گے۔

---

۹ جمادی الاول ۲۱ مارچ یکشنبہ حیدرآباد

نوروز

آج نجوم کے حساب کا "نوروز" ہے۔ صدیوں سے ایران اور ہندوستان وغیرہ ملکوں کے مسلمان بادشاہ بھی نوروز کے جشن کیا کرتے تھے۔ ماہر نجومیوں کا بیان ہے کہ یہ نوروز بہت منحوس ہے۔ ساری دنیا میں خون ریزی ہوگی۔ زلزلے آئیں گے۔ ہر قسم کی پریشانیاں لوگوں کو پیش آئیں گی۔ اس کے ساتھ ہی نجومی یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان قوم اور پاکستان اور حیدرآباد کے لئے یہ نوروز مبارک ثابت ہوگا۔

میں نجوم کو ایک حساب مانتا ہوں مگر اس کے فیصلے میرے اعتقاد سے دور رہتے ہیں۔ کیونکہ میرا یقین

اور ایمان اللہ تعالیٰ کی کارسازی پر ہے۔ جس نے سیاروں کو پیدا کیا ہے۔ اور ان کی گردش میں تاثیرات رکھی ہیں۔ لیکن یہ نہیں مانتا کہ انسانوں کے حسابات سیاروں کی گردش کی تاثیرات کو ٹھیک سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ہر انسان خطا اور نسیان کا پتلا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ میرا اعتقاد اللہ کے فضل پر بھی ہے اور دعا پر بھی ہے اس واسطے میں ہر آنے والی راحت اور مصیبت سے بے پروا رہتا ہوں۔ جو کچھ پچھلے سال ہوا وہ بھی میں نے دیکھا اور برداشت کیا اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس کو بھی دیکھوں گا اور برداشت کروں گا۔ قرآن شریف میں ہر مسلمان عورت، مرد کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔ نہ دکھ میں گھبرائیں، نہ سکھ میں اترائیں۔

سکھ سے بھرپور دنیا

مجھے تو ساری دنیا آنے والے زمانے میں سکھ اور راحت سے بھرپور نظر آتی ہے اور محرم ۱۳۶۷ھ کی پہلی رات مجھے سالانہ استخارے سے جو کچھ جواب ملا تھا وہ ہمت بڑھانے والا اور مطمئن کرنے والا تھا۔ جو قتل عام گذشتہ سال دہلی میں اور ہندوستان کے دوسرے شہروں میں ہوا وہ گذر گیا۔ اور جو کچھ کشمیر میں ہو رہا ہے وہ بھی گذر جائے گا۔ اور آئندہ زمانہ خوشی اور امن اور راحت کا آئے گا۔ البتہ غافل اور خدا سے بے خبر انسانوں کو ہوشیار کرنے کے لئے کچھ سزائیں ضرور دی جائیں گی۔

باغ کی دعوت

آج شام کو صدر اعظم بہادر کے سرکاری مکان شاہ منزل میں ایک بڑی گلستاں پارٹی ہوئی تھی۔ یعنی شاہ منزل کے باغ میں مہمانوں نے بیٹھکر کچھ کھایا تھا اور کچھ پیا تھا اور کچھ کہا تھا اور کچھ سنا تھا۔ چار سو مہمان تھے جن میں انگریز بھی تھے جرمن بھی تھے پارسی بھی تھے ہندو بھی تھے مسلمان بھی تھے۔ مولوی بھی تھے پیر بھی تھے امیر بھی تھے مرد بھی تھے اور اماں حوا کی بیٹیاں بھی تھیں یعنی عورتیں بھی تھیں۔ جس کو دیکھتا تھا بشاش پاتا تھا۔ سب ہنس رہے تھے آپس میں مل رہے تھے اور خوش دلی کی باتیں کر رہے تھے۔ میں باوجود بینائی کی ناتوانی کے سب کے چہروں کو اور سب کی شادمانیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور حیران ہو رہا تھا کہ حیدرآباد سے باہر کے اخبار لکھ رہے ہیں کہ حیدرآباد کے ملک میں لڑائیاں ہیں۔ آتشزنی ہے۔ لوٹ مار ہے۔ گھبراہٹ ہے پریشانی ہے۔ مگر یہاں تو میں نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا جس کے چہرے سے کوئی پریشانی ظاہر ہوتی ہو۔ مہمان موٹروں میں آتے تھے۔ صدر اعظم کے اے۔ ڈی۔ سی استقبال کر کے صدر اعظم تک لیجاتے تھے۔ صدر اعظم نہایت خندہ پیشانی سے ہر مہمان کو لبیک کہتے تھے یعنی خوش آمدید کہتے تھے۔ اس کے بعد مہمان نہایت شاندار صوفوں اور کرسیوں پر جا کر بیٹھ جاتے تھے جن کے سامنے میووں اور مٹھائیوں سے آراستہ میزیں لگی ہوئی تھیں۔

ملاقاتیں

اس باغ کی ایک شان ایسی دیکھی کہ بے اختیار قرآن شریف کی یہ آیت زبان پر آئی "جنات تجری من تحتہا الانہار" کیونکہ اس باغ کے برابر دس بارہ فوارے پانی اچھال رہے تھے۔ میں نے آج تک ایسا کوئی فوارہ نہیں دیکھا تھا جس میں دو آدمیوں کے قد کے برابر پانی اچھلتا ہو۔

پس زمین کی اس جنت میں جن لوگوں سے ملا۔ وہ زیادہ ڈاڑھی والے تھے اور بے ڈاڑھی کے بھی تھے وہ سب اتنی بڑی عمر کے تھے کہ میں ان کو غلمان نہیں کہہ سکتا۔ حوریں جتنی تھیں یعنی خواتین جتنی تھیں ان میں زیادہ غیر مسلم تھیں۔ اس کے علاوہ ان میں ایسے بھی تھے جو جنت اور حور و غلمان کے قائل نہ تھے۔ بہرحال یہاں سینکڑوں دوستوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔

سید حیدر رضا دہلوی

دہلی کے مشہور سیاسی لیڈر سید حیدر رضا صاحب بیرسٹر بھی یہاں ملے۔ جنہوں نے سب سے پہلے دہلی

میں سیاسی بیداری پیدا کی تھی۔ میں اور طا وا حدی صاحب اور مسٹر آصف علی اور مسٹر رؤف علی بیرسٹر مرحوم اور لالہ شنکر لال بیرسٹر آنجہانی سید حیدر رضا کی سیاسی تقریروں کے کالج کے طالب علم تھے۔ انگریزوں کی قوت اور ہیبت سے ہر چھوٹا بڑا مرعوب تھا مگر حیدر رضا پچاس پچاس ہزار ہندو مسلمانوں کے ہجوم کے سامنے کہتے تھے "ارے اگر تم لوگ انگریزوں پر تھوکنا شروع کرو تو وہ اتنے کم ہیں کہ وہ تمہارے تھوک میں ڈوب جائیں گے" اور اگر تم خاک کی ایک ایک چٹکی ان پر ڈالنی شروع کرو تو وہ خاک میں دب جائیں گے۔

الغرض سید حیدر رضا اس وقت دلی کے سیاسی بادشاہ تھے اور ان کا روزانہ اخبار آفتاب آسمانِ سیاست کا درخشاں ستارہ تھا۔ جس کی اردو بے مثال تھی اور لاجواب تھی مگر یکایک ایسا انقلاب ہوا کہ حیدر رضا دلی سے غائب ہو گئے۔ سنا تو یہ سنا کہ لندن کے مشہور انگریز شاعر ٹینی سن کے خاندان میں شادی ہو گئی ہے۔

آج ان کو دیکھا تو پہچانا نہیں وہ خود میرے پاس آکر بیٹھے اور باتیں شروع کیں جب معلوم ہوا کہ حیدر رضا ہیں۔ اور دس بارہ سال سے حیدر آباد میں بیرسٹری کرتے ہیں۔ میں نے اپنے دامنوں کو سمیٹ کر پوچھا کیا لندن کی بیوی کو ساتھ لائے ہو۔ ہنس کر جواب دیا مدت ہوئی وہ تعلق قطع ہو گیا۔ اب حیدر آباد میں شادی کر لی ہے۔ میں نے کہا آپ نے حضرت اکبر الہ آبادی کے ارشاد پر عمل کیا جنھوں نے کہا تھا "ایسا کام نہ کرنا اکبر گورے کو نہ بنانا سالا تا کہ کہہ سکو ہم بھی کالے یار بھی کالا"

مغرب کے وقت گھر میں واپس آیا۔

---

۱۰ ر جمادی الاول ۲۲ ر مارچ دوشنبہ حیدر آباد

مسٹر ٹکٹ

حیدر آبادی ڈاکخانے کو "ٹپہ خانہ" کہتے ہیں اور اس ٹکٹ نواب ٹکٹ یا مولوی ٹکٹ کہنے کے قابل ہوتے ہیں کیونکہ بہت شاندار ہوتے ہیں جن پر سرکاری طغرا بنا ہوا ہوتا ہے اور یہ ٹکٹ آسانی سے مل جاتے ہیں مگر انگریزی ٹکٹ آسانی سے نہیں ملتے۔ اس لئے آج بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی کے ساتھ انگریزی ڈاکخانے میں گیا تھا اور وہاں سے اخبار منادی کے لئے پچاس روپے کے انگریزی ٹکٹ خریدے تھے۔

سرپور کا دفتر

آج حیدر آباد کے مشہور سرکاری کاغذ سازی کے دفتر میں گیا تھا جہاں میں نے منادی کے لئے زرد رنگ کا کاغذ خاص آرڈر دیکر بنوایا تھا اور ایک ہزار روپے کا خریدا تھا اب وہ کاغذ ختم ہو گیا ہے اس لئے آج نیا کاغذ خریدنے دفتر میں گیا تھا۔

مقبول الزماں صاحب بمبئی چلے گئے ہیں میں نے دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کیا۔ حسب معمول ملاقاتی آتے رہے۔ نظامیہ سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت مرزا سردار بیگ صاحب کے سجادہ نشین صاحب کے بھائی صاحب بھی عرس کا بلاوا دینے آئے تھے۔

مہدوی مشائخ زادے

سید ابو القاسم صاحب محمودی اور سید نصرت صاحب مجتہدی ملنے آئے تھے۔ دونوں نو عمر ہیں۔ اہل علم اور درویشوں کے لباس میں تھے۔ بہت سے علمی سوالات کئے مہدوی جماعت میں سادات اور مشائخ کی بڑی عزت کی جاتی ہے۔

شہری پارٹی

آج شام کو سکندر آباد کے شہریوں نے صدر اعظم بہادر کو ایک بڑی پارٹی دی تھی۔ میں بھی حسین کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ نادانستہ ایسی میز کے قریب بیٹھا جہاں تین اجنبی آدمی بیٹھے تھے۔ بات چیت سے معلوم ہوا۔ ایک اورینٹ پریس کے نمائندے عبد القادر صاحب ہیں دوسرے مدراس کے مشہور روزانہ انگریزی اخبار ہندو کے نمائندے ہیں اور تیسرے حیدر آباد کے نامور اور ممتاز اخبار رہبر دکن کے نمائندے

ہیں۔ آج کی پارٹی کے میزبان نواب احمد نواز جنگ بہادر ملک التجار سکندر آباد تھے۔ وہاں بہت سے ہندو مسلمان عمائد سے ملاقاتیں ہوئیں۔

صدرِ اعظم سے خطاب

جب صدر اعظم بہادر سب مہمانوں سے ملتے ہوئے میرے قریب آئے تو میں نے کہا کل آپ کے ہاں بھی دیکھا اور آج یہاں بھی دیکھا۔ ہندو بھی مطمئن ہیں، انگریز اور پارسی بھی مطمئن ہیں اور مسلمان بھی مطمئن ہیں مگر باہر کے اخبار غل مچا رہے ہیں کہ حیدر آباد کا ملک بہت بے اطمینان ہو گیا ہے مجھے تو کہیں بے اطمینانی نظر نہیں آئی۔ صدر اعظم بہادر نے ہنس کر جواب دیا یہ اللہ کا احسان ہے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خان

جامعہ ملیہ دہلی کے پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب کے بھائی ڈاکٹر یوسف حسین خان صاحب سے آج خوب باتیں ہوئیں۔ وہ میری کتاب آزادی کی خونی داستان کی نسبت دریافت کرتے تھے۔ میں نے کہا رات دن کام ہو رہا ہے اس کی کئی جلدیں ہوں گی۔

آنریبل عبد الرحیم

حیدر آبادی ریلوں کے وزیر آنریبل مولوی عبد الرحیم بھی وہاں ملے تھے۔ میں نے کہا ریل کے وزیر صاحب یہ تو بتلائیے کہ حیدر آباد سے دہلی جانے والی ریل کا کیا حال ہے۔ ہنس کر جواب دیا آپ کا یہ کیوں سوال ہے۔ میں نے کہا اپنے گھر کو جانا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے۔ چلنے لگا تو ایک صاحب نے کہا کیا حیدر آباد میں آپ کو کچھ تکلیف ہے۔ میں نے کہا نہیں یہاں تو گھر سے زیادہ آرام ہے لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ اپنے سرکار حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے مزار کے سامنے جاؤں اور حضرت امیر خسرو کا یہ شعر پڑھوں۔

خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

خسرو غریب ہے اور آپ کے شہر میں پڑا ہوا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ آپ خدارا غریبوں کی طرف التفات فرمائیں۔ ان صاحب نے کہا حیدر آباد میں بیٹھے بیٹھے اپنے حضرت کا تصور کر کے یہ شعر پڑھ لیجیے یہاں سے نہ جائیے اور ہمارے ساتھ ہمارے شہر کے شہری بن جائیے۔

---

۱۱ جمادی اول ۲۳ مارچ سہ شنبہ حیدر آباد

خونی دن

آج منگل یعنی مریخ ستارہ کا دن ہے اور مریخ خونی ستارہ کہا جاتا ہے میں دہلی میں منگل کے دن حجامت بنواتا تھا اور جسٹس سر کاٹتا تھا یعنی دس ناخن ہاتھ کی انگلیوں کے اور دس ناخن پاؤں کی انگلیوں کے ترشواتا تھا۔ تاکہ مریخ ستارے کی شان باقی رہے مگر حیدر آباد میں منگل کے دن کی پابندی چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ میں نجوم کے حساب کو محض خیالی چیز سمجھتا ہوں۔ اور طاقت خیال میں بھی ہوتی ہے اور نجوم میں بھی ہوتی ہے۔ مگر میرا عقیدہ اس بڑی ذات پر ہے جو خیال اور نجوم کی طاقتوں کی خالق ہے۔

سید ظہیر الدین نظامی

آج سید ظہیر الدین نظامی خواجہ راجہ لچھا ریڈی نظامی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ حضرت میراں حسین خنگ سوار کی اولاد ہیں جن کا مزار تارا گڑھ اجمیر شریف میں ہے اور الاس ریاست کروندوار علاقہ پونا ستارہ کے رہنے والے ہیں۔ اور حیدر آباد کے حضرت حافظ عبد العلی صاحب چشتی نظامی کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ حضرت حافظ عبد العلی صاحب حضرت مرزا سردار بیگ صاحب چشتی نظامی کے خلیفہ تھے۔ میں گذشتہ سفر حیدر آباد میں بارہا ان سے ملا کرتا تھا۔ بڑے عابد اور ذاکر شاغل متوکل درویش تھے۔ میری مرحومہ مریدنی مالکہ خاتون نظامی کے شوہر عبد المنان صاحب بھی ان کے مرید تھے۔

سید ظہیر الدین صاحب آج کل حیدر آباد میں اپنے پیر کا عرس کرنے آئے ہوئے ہیں۔ بہت سے مرید بھی ان کے ساتھ آئے ہیں۔ چالیس سال کی عمر ہے گندمی رنگ ہے۔ درویشوں کا قدیمی لباس پہنتے ہیں۔ آنکھوں میں یادِ خدا

کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ میں نے عرس میں شرکت کا وعدہ کیا ہے۔

آج دن بھر وحا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے البتہ پرانی بیماریاں جسم کی رفاقت سے جدا نہیں ہوئی ہیں۔

---

۱۲ جمادی الاول ۲۴ مارچ چہارشنبہ حیدرآباد

روانگی منسوخ

کل جمعرات کی صبح کے لئے ہوائی جہاز کی دو سیٹیں ملنے کی امید تھی آٹھ دن سے کوشش ہو رہی تھی حسین بھی میرے ساتھ بمبئی جانے والے تھے اور میں بمبئی سے کراچی جانے والا تھا مگر آج خبر آئی کہ دونوں سیٹیں سرکاری افسروں کو دیدی گئی ہیں اس لئے ہم دونوں نے اپنا سفر منسوخ کر دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا تھا "میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے خدا کو پہچانا" میری یہ مجال نہیں ہے کہ حضرت علیؑ کے ارشاد کی ہمسری کروں اس واسطے میں لکھتا ہوں کہ میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے اپنی قسمت کو پہچانا۔

سید کبیر الدین

آج برہان پور سے سید کبیر الدین صاحب بی۔ اے (علیگ) ملنے آئے تھے یہ ست پنتھی ہندوؤں کے گرو ہیں۔ ان کے بھائی گدی نشین ہیں اور میرا اور ان کا بہت پرانا تعلق ہے وہ ہمیشہ میرے لئے برہان پور سے پھل بھیجا کرتے ہیں۔ آج کبیر الدین صاحب بھی سنتروں کا ایک ٹوکرا لائے تھے۔

اخبار کی روانگی

حیدرآباد کا اخبار کل روانہ ہو گیا تھا آج ہندوستان و پاکستان کے خریداروں کو پرچہ بھیجا گیا مگر خریدار اتنے زیادہ ہیں کہ دن بھر ۵۔۶ آدمیوں نے کام کیا پھر بھی بہت سا اخبار باقی رہ گیا۔ غالباً دو تین اور خرچ ہونگے۔

ہولی پنڈت جواہر لال نہرو نے مہاتما گاندھی کے غم میں ہولی کا تہوار اس سال ملتوی رکھنے کا فرمان جاری کیا ہے۔ مگر حیدرآبادی ہندوؤں نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی یہاں ہولی منائی جائے گی۔

اردو مجلس

آج شام کو خوش اقبال شاہ نظامی اور سید کبیر الدین صاحب اور صلاح الدین صاحب ایم اے کے ساتھ مرتضیٰ صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ اور اردو مجلس میں شریک ہوا تھا۔ مورخ دکن مولانا نصیر الدین ہاشمی نے نواب شمس الامرا بہادر مرحوم کی نسبت ایک بہت اچھا تاریخی مضمون پڑھا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ایک صدی پہلے نواب شمس الامرا نے علم ہیئت اور سائنس کی کتابوں کے اردو ترجمے کا محکمہ قائم کیا تھا چونکہ مجھے جلسے کی صدارت دی گئی تھی اس واسطے میں نے اس مضمون پر ایک تاریخی تبصرہ بھی کیا تھا۔ میزبان صاحب نے حاضرین تنظیم کو بہت مختلف چیزیں کھلائی تھیں پلائی تھیں میں نے مغرب کی نماز بھی پڑھائی تھی اور مغرب کے بعد اپنی تقریر کو پورا کیا تھا۔ پھر بہت سے شاعروں نے اپنا کلام سنایا تھا جن میں طالب صاحب حیدرآبادی کی غزل سب سے اعلیٰ رہی تھی۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ دہلی کے بھائی ڈاکٹر یوسف حسین خان صاحب کی آخری تقریر بھی بہت عمدہ تھی۔

کھانا آج بھی نفیس بیگم نظامی نے کھانا بھیجا تھا اور پاشا بیگم نے بھی کئی قسم کے کھانے بھیجے تھے آم کا مربہ بھی بھیجا تھا۔ آج رات کو میں ہادی منزل میں رہا تھا رات کو سردی معلوم ہوئی تھی۔ کئی دن سے گرمی بڑھ گئی تھی آج یکایک سردی پھر آ گئی۔

برہان حسین

آج شام کو پاشا بیگم نظامی نے اپنے بچے برہان حسین کے ہاتھ موسمی کا عرق بھیجا تھا میں نے کریم بابا صاحب ناگپوری کو پلایا تھا جو آج چند ہندوؤں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

بیماری آج اردو مجلس میں مولوی غلام یزدانی صاحب بانی اردو مجلس شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ ان کے صاحبزادے کچھ بیمار ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ حیدرآباد کے مشہور ظریف شاعر عصمت اللہ بیگ صاحب نے مجلس کے پروگرام کا انتظام کیا تھا اور آخر میں ان کی ظریفانہ غزل نے بھی سب کو شاد کام کیا تھا۔

[illegible] ۲۰ مارچ پنجشنبہ حیدرآباد

منادی کی خبریں

آج صبح سے شام تک حیدرآباد کے مختلف محلوں سے خبریں آتی رہیں کہ منادی گھر گھر پڑھا جا رہا ہے مولانا نصیر الدین صاحب ہاشمی، اور نواب بشارت علی خان صاحب نے خریداری کے روپے بھی بھیجے ہیں۔

عرس

آج خواجہ راجہ لچھا ریڈی نظامی اور حسن البوطالب اور مہدی کے ساتھ حضرت مرزا سردار بیگ صاحب چشتی نظامی حافظی کے سالانہ عرس میں شریک ہوا تھا میں نے اب تک حیدرآباد کی کسی مجلس میں اتنے زیادہ صاحب باطن، اہل کمال نہیں دیکھے تھے۔ حضرت مرزا صاحب حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلیفہ تھے۔ اس سلسلے کے لوگ نیلی پگڑی باندھتے ہیں اور بعض نیلے تہمند بھی باندھتے ہیں۔ حضرت مولانا میر محبوب علی صاحب سجادہ نشین درگاہ بھی نیلی دستار باندھے ہوئے تھے جب میں پہنچا تو قوالی ہو رہی تھی درگاہ خیرآباد کے ایک پیرزادے صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ اور سجادہ نشین صاحب کے بھائی صاحب بھی تھے۔ اور ایک درویش نواب صاحب بھی تھے جو حضرت مولانا حسن النبال خان صاحب کے فرزند حضرت پاشا میاں صاحب مرحوم کے خلیفہ ہیں۔ اور اجمیر شریف کی درگاہ سے ان کو شاہ نواب کا لقب ملا ہے۔ تین چار چوکیوں کا گانا سنا۔ ہر چوکی کو بہت زیادہ روپے ملے نیلی دستار کے دس بارہ درویشوں کو وجد ہوا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ سب درویش وجد کے وقت "شغل محمود" میں مشغول تھے۔ اس لئے میں نے یہ سمجھا کہ حضرت مرزا سردار بیگ صاحب نے بے شمار حیدرآبادیوں کو کمالات روحانی کی انتہا تک پہنچا دیا ہے اور میں نے حیدرآباد کے کسی بزرگ کے اتنے زیادہ مریدوں کو صاحب کمال نہیں پایا تھا۔ آج میری وہ مایوسی دور ہو گئی جو نظامی مشائخ دکن کی نسبت مجھے تھی اور بہت زیادہ خوشی اور فخر میں نے اپنے اندر محسوس کیا۔

قدامت کا دوسرا منظر

گانے کے بعد لنگر کا کھانا کھلایا گیا اور میں نے قدامت کا ایک دوسرا منظر دیکھا۔ حضرت میر محبوب علی صاحب بوڑھے ہیں اور بیمار ہیں مگر قوالی ختم ہوتے ہی انہوں نے نیلے رومال سے اپنی کمر باندھی۔ اور اپنے سب قرابت داروں اور بھائی صاحب کے ساتھ عرس کے مہمانوں کو کھانا کھلانے لگے انہوں نے پہلے درویشوں اور غریبوں کو کھانا کھلایا۔ امیروں اور ممتاز آدمیوں کا نمبر بہت بعد میں آیا۔ مجھکو بھی چونکہ امتیاز کی صف میں رکھا گیا تھا۔ اس واسطے میں نے بھی آخر میں کھانا کھایا تھا۔ اور اس سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی کہ قدیمی درویشوں کی اصلی شان یہی ہے کہ پہلے مساکین کو کھلایا جائے اس کے بعد اہل دنیا کو کھلایا جائے۔ پلاؤ مٹی کے کونڈوں میں تھا اور ہر مہمان کے سامنے کوری مٹی کی ایک رکابی تھی۔ لکڑی کے چمچوں سے جس کو چھوٹی ڈوئی کہنا چاہیئے پلاؤ نکالا گیا اور شوربہ بھی اسی ڈوئی سے پلاؤ پر ڈالا گیا۔ مٹھاس کے لئے ایک ایک جلیبی سب کو تقسیم ہوئی میں نے دعا منزل میں واپس آکر سب لوگوں سے کہا "میں نے قدامت کی ایک بہت بڑی اور صحیح تصویر مرزا صاحب کی درگاہ میں دیکھی مگر سلسلۂ نظامیہ کے بانی حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کے دسترخوان کی شان شاہانہ ہوتی تھی۔ زری کے دسترخوان بچھائے جاتے تھے اور بہت اعلیٰ قسم کے برتنوں میں اعلیٰ قسم کے کھانے کھلائے جاتے تھے۔

مغرب کی نماز

آج مغرب کی نماز نواب مقصود جنگ بہادر نے پڑھائی تھی اور نماز کے بعد پرانے مسلمانوں کی بہت موثر حکایتیں سنائی تھیں۔ سر مہاراجہ بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی مرزا احمد بیگ صاحب بھی تھے اور حکیم علی حسین صاحب بھی تھے۔ اور سید کبیر الدین صاحب بھی تھے۔

چمن آرا بیگم صاحبہ

رات کو آٹھ بجے چمن آرا بیگم صاحبہ ملنے آئی تھیں۔ یہاں سے وہ آرام محل میں خواجہ بانو سے بھی ملنے گئی تھیں۔

نواب دین یار جنگ بہادر

چونکہ میرا معمول ہے کہ میں ہمیشہ نواب دین یار جنگ بہادر کے مکان پر ایک دفعہ جایا کرتا ہوں ان کے مرحوم والد نواب عزیز جنگ بہادر کی زندگی میں بھی جاتا تھا اس واسطے آج رات کو یہ معمول پورا کرنے گیا تھا۔ وہاں نواب دین یار جنگ بہادر کے فرزند مولوی حسن الدین صاحب بھی ملے تھے جو آج کل ناظم امور مذہبی ہیں۔

نازک اندام پان

رات کو ساڑھے نو بجے نواب دوست محمد خان صاحب کے صاحبزادے اشرف خان صاحب میرے لئے نازک اندام پان کے بیڑے لائے تھے۔ شاعروں کو اپنے محبوب کی کمر نظر نہیں آتی اور مجھے یہ نازک اندام بیڑا نظر نہیں آتا۔ آدھے پیسے کا بیڑا ہے اور تمام لوازمات سے بھرپور ہے آج رات کو بھی ذرا خشکی رہی تھی۔

۱۴ر جمادی الاول ۲۶ر مارچ جمعہ حیدرآباد

عیادت آج صبح اپنے قرابت دار مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیمہ حیدرآباد کے مکان پر ان کے چھوٹے لڑکے کی بیمار پرسی کے لئے گیا تھا۔ خواجہ بانو اور حسین اور علی بانو بھی ساتھ گئی تھیں۔ غلام یزدانی صاحب کو فکرمند مگر مستعد اور ثابت قدم پایا۔ میں نے ایک خاص دعا بھی بتائی کہ مریض پر دم کی جائے۔

جمعہ کی نماز

پونے بارہ بجے باغ عام کی مسجد میں واپس آیا۔ آج اعلیٰ حضرت مجھ سے پہلے آگئے تھے اور مجھے دریافت فرما رہے تھے کہ میں پہنچ گیا۔ میرے سفر کے التواء کی نسبت اور دہلی کی درگاہوں کے حالات کی نسبت پندرہ منٹ گفتگو فرماتے رہے میں نے یہ بھی کہا کہ آج کل مجھے سلطنت حیدرآباد کے سوا ہندوستان میں کوئی مقام دارالامن نظر نہیں آتا۔ اگرچہ باہر کے اخبارات ایسی بے سروپا خبریں شائع کرتے رہتے ہیں جن سے یہ خیال ہوتا ہوگا کہ حیدرآباد کی حالت دہلی کے قتل عام کے ایام سے بھی زیادہ خراب ہوگئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد کے ہندو مسلمان، امیر غریب، عورت مرد جانتے بھی نہیں کہ بے امنی اور بے اطمینانی کس جانور کا نام ہے۔

نیاز کی شرکت

آج جمعہ کی نماز میں میرے ساتھ سید کبیر الدین صاحب برہان پوری اور سید الغفور کامل الیقین نظامی وغیرہ بھی گئے تھے۔ نماز سے واپس آیا تو نواب بشارت علی خان صاحب کے ہاں "لنچ" کی دعوت یاد دلائی گئی۔ لیکن میں نے کہا میں تو ایک درویش سے وعدہ کر چکا ہوں۔ امیر کی دعوت سے فقیر کی دعوت مقدم ہے۔ اس لئے خوش اقبال شاہ نظامی سے کہا کہ وہ نواب صاحب کو ٹیلیفون کر دیں کہ میں آج رات کو آپ کے ہاں آجاؤں گا اس وقت نہیں آسکتا اور اس کے بعد درگاہ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب میں حاضر ہوا جہاں سید ظہیر الدین صاحب چشتی نظامی نے اپنے مرشد حضرت حافظ شاہ عبدالعلی صاحب کی سالانہ نیاز کی شرکت کے لئے بلایا تھا۔ وہاں جاکر کھانے پہ نیاز دی اور سید ظہیر الدین صاحب کے مریدوں اور پیر بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر نیاز کا میٹھا سلونا کھانا کھایا۔ دونوں کھانے لذیذ تھے۔ سید ظہیر الدین صاحب بار بار قابیں بھر بھر کر بوٹیاں لاتے تھے اور مجھے حیدرآباد کے ایک درویش یاد آتے تھے جو دسترخوان پر ہمیشہ چیخ چیخ کر فرمایا کرتے تھے "بوٹیاں لاؤ" "شوربہ دلیغ لاؤ"۔

بزرگوں نے کہا ہے "بن مانگے موتی ملیں اور مانگے ملے نہ بھیک" آج میں نے کہا "بن مانگے بوٹی ملے اور مانگے ملے نہ ایک" یعنی گنوں کے کھیت پر کوئی مسافر جاتا ہے تو کھیت والا گنا نہیں دیتا البتہ گڑ دے دیتا ہے۔ سید ظہیر الدین صاحب کے جد امجد کی نسبت تاریخوں میں پڑھا تھا کہ جب ان کو رات کے وقت ہندو مُطلوں نے قلعہ میں گھس کر شہید کر ڈالا تو حضرت خواجہ صاحب اجمیری

مع خود سید صاحب کو دفن کرنے تشریف
لے گئے تھے اور میں چونکہ چشتی ہوں اس
واسطے حضرت سید حسین جنگ سوار کی
اولاد آج میری مہمانداری میں اظہار
محبت کر رہی ہے۔

کھانے کے بعد حضرت حافظ شاہ عبدالعلی
صاحب چشتی نظامی کے مزار پر بھی گیا اور
وہاں کچھ دیر بیٹھا اور مالکہ خاتون نظامی
اور ان کے شوہر کی قبروں پر بھی فاتحہ
پڑھنے گیا۔ سالکہ خاتون کو قبر کے اندر
بہت خوش دیکھ کر دل کو اطمینان ہوا۔

خواجہ راجہ لچھاریڈی کے بھائی کی قبر

یہاں میرے پیارے مرید خواجہ راجہ
لچھاریڈی نظامی کے خلیرے بھائی کی قبر بھی
ہے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھنے گیا تھا۔ سرہانے
لوح لگی ہوئی ہے اور اس پر پرانا ہندو نام
بھی ہے اور بعد کا اسلامی نام بھی ہے اسی
کے قریب دہلی کے قوالوں کی قبریں بھی ہیں
وہاں بھی میں نے فاتحہ پڑھی۔

واپسی میں ناسوتی شاہ نظامی کی [illegible]
کو دیکھنے گیا اور دعا منزل میں آکر کام شروع
کیا۔

مولوی زین العابدین صاحب

آج حیدرآباد کے گنگا جمنی شیخ زادے
مولوی زین العابدین صاحب ملنے آئے تھے۔
گنگا جمنی اس واسطے کہا کہ ان کے بزرگوں
میں مشائخ بھی گزرے ہیں اور امیر اور
جاگیردار بھی گزرے ہیں۔ اور یہ ان دونوں
کے جانشین [illegible] مشیخت کو بھی باقی رکھا
ہے اور امارت کو بھی باقی رکھا ہے۔

[illegible] بعد مغرب حسین کے ساتھ نواب
ڈاکٹر بشارت علی خان صاحب کے ہاں
ڈنر یعنی طعام شب کے لئے گیا تھا وہاں پر
میرے دوست نواب دوست محمد خان صاحب
جاگیردار بھی تھے

قورمے کا پیالہ

نواب صاحب نے مرغ کے قورمے کا پیالہ
میری طرف بڑھایا۔ اتنا بڑا پیالہ میں نے آج
تک نہیں دیکھا تھا۔ دل میں لطیفہ پیدا ہوا
کہ اس پیالے کے شوربے میں جنگی جہاز چل
سکتے ہیں کیونکہ میزبان کے اجداد سب کے
سب تیغ زن اور جنگ باز تھے اور نواب
دوست محمد خان بھی جنگ باز اجداد کی اولاد
ہیں۔ ایک نقطے میں ایسا دسترخوان پر تھا جو
مقتول ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے قتل کرنے
کے لئے پیدا نہیں ہوا ہے اور جو قوال کی
زبان سے جب یہ شعر سنتا ہے تو جھومتا ہے۔

تو تیر بزن کہ ما شکاریم

نواب بشارت علی خان صاحب اور نواب
دوست محمد خان صاحب بہت روشن خیال
اور دور اندیش جاگیردار ہیں۔ نواب بشارت
علی خان کے مرحوم بھائی نواب محسن دولھا
کے بیٹے حامد علی خان صاحب بھی وہاں ملے
تھے اور جبل پوری مولانا صاحب کے ایک
صاحبزادے بھی شریک طعام تھے۔

علی واپس آگئے

آج صبح [illegible] حضرت مولانا خواجہ سید علی
نظامی جنگل سے واپس آئے ہیں ان کے بچے
بھی باپ کے آنے سے خوش ہیں اور ان
کے باپ کی آنکھیں بھی بیٹے کے دیدار سے
ٹھنڈی ہیں۔

۵ جمادی الاول ۱۱ مارچ شنبہ حیدرآباد

مولانا ہادی شاہ نظامی

آج صبح حسب عادت کنج خلوت میں تھا
یعنی سرکاری گیسٹ ہاوس کی دیوار اور دعا
منزل کی دیوار کے بیچ میں ایک چھوٹی سی
جگہ بیٹھا تھا کہ مولانا عبداللہ صاحب یعنی
ہادی شاہ نظامی ناگپور کے سفر سے واپس
آئے۔ نواب محی الدین خان صاحب رئیس
بہلا کنجی سی پی سے ملنے گئے تھے۔ ان کی
مہمان نوازی کی بہت تعریف کرتے تھے اور
سخاوت اور فیاضی کے قصے بھی سناتے تھے

اخبار کی روانگی

کل ہولی کی تعطیل کے سبب اخبار کی روانگی
ملتوی رہی تھی آج ڈاکخانہ کھلا اور میں نے
کئی بوریاں بھر کر ڈاکخانے میں بھجوائیں۔
ہندوستان سے باہر کے ملکوں کے اخبار ابھی
روانہ نہیں ہوئے ہیں کیونکہ دہلی سے پتے
نہیں آئے تھے آج پتے آگئے ہیں۔ کل
روانگی ہوگی۔ حسن ابو طالب اور مہدی بھی
آرام محل سے سلام کرنے آئے تھے فخر الدین
خان فخر نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا بھی آگئے
تھے۔ نجمہ قادر نواز جنگ بہادر اور رشیدیہ
کتب خانہ کے مالک نے منادی کی قیمت
بھجوائی تھی۔

حضرت حاجی میاں صاحب

سلہٹ آسام سے حضرت حاجی میاں
صاحب سجادہ نشین خانقاہ فخریہ واپس آگئے
ہیں۔ سفر کے تفصیلی حالات سنائے۔ بعد مغرب
مولانا ہادی شاہ صاحب [illegible] باتیں کرتے رہے

ایک عرب تیغ باز

بادی منزل میں رات کو عرب پہرہ دیتے ہیں۔ آج ایک بوڑھے عرب تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آئے اور کہا کہ مقررہ عرب کی جگہ میں آیا ہوں۔ اُن کے چہرے پر لمبی داڑھی دیکھی تو تعجب ہوا کیونکہ حیدرآباد میں جتنے عرب دیکھے تھے اُن کی داڑھیاں چھوٹی ہوتی ہیں۔

۱۶ ربیع الاول ۲۸ مارچ یکشنبہ حیدرآباد

اشفاق حسین صاحب

آج صبح ناگپور والے اشفاق حسین صاحب مرید ہونے آئے تھے مٹھائی اور پھول بھی لائے تھے اور ایک تھیلی باریک چاولوں کی بھی لائے تھے۔ پرانے تاریخی خطوط بھی دکھائے تھے جس میں ناگپور کے ایک راجہ کا فارسی خط تھا اور اس میں حیدرآباد کے سابق بادشاہ اسطرجاہ اور سکندرجاہ کا ذکر بھی تھا۔ اُن سے یہ دلچسپ بات بھی معلوم ہوئی کہ راون کی حکومت سی پی سے لیکر لنکا تک تھی اور رام چندر جی کی راون سے لڑائی سی پی میں ہوئی تھی اور ہنومان سی پی اور دکن کی قدیم اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔

سید ظہیر الدین احمد چشتی نظامی خصوصی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اُن سے معلوم ہوا کہ فرنگی محلی والے حضرت مولانا قطب میاں صاحب [illegible] حیدرآباد میں آئے ہوئے [illegible] ملنے آئے تھے اور میں نے [illegible]

ان کے بیاہ کے سمے تجارتی نوٹ کہلاتے تھے۔ منی بیگم نظامی اور منجھلی بیگم نظامی ملنے آئی تھیں۔

تصاویر کی نمائش

شام کو ۴½ بجے حسین اور خوش اقبال کے ساتھ راجہ پرتاب گیر صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں نواب افتخار علی خان صاحب کی بنائی ہوئی قلمی تصویروں کی نمائش ہوئی تھی۔ مسٹر گپتا سکریٹری فینانس ڈیپارٹمنٹ حیدرآباد کی بیوی بھی آئی تھیں۔ جنہوں نے نمائش کا افتتاح کیا تھا۔ نواب مہدی نواز جنگ بہادر جلسے کے صدر تھے۔ بکثرت اہل علم اور اہل فن جمع ہوئے تھے۔ ایک ہندو صاحب نے انگریزی میں حیدرآباد آرٹ سوسائٹی کا تعارف کرایا تھا اور نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے اردو زبان میں بہت اچھی تقریر کی تھی۔ مسز گپتا نے بھی انگریزی میں چند الفاظ کہے تھے۔ بالاخانے پر تصویریں آراستہ کی گئی تھیں۔ ایک سو سے زیادہ تصویریں تھیں۔ جن میں ہر قسم کی تاریخی اور تمدنی زندگی کو دکھایا گیا تھا۔ مجھ پر جس تصویر کا بہت زیادہ اثر ہوا وہ مہاتما گاندھی کی تصویر تھی کہ تمام دنیا کے امن پسند لوگ ان کے چاروں طرف جمع ہیں اور سامنے عدم تشدد کی تختی رکھی ہے۔ اور مہاتما جی بہت مغموم نظر آتے ہیں۔ میں نے کہا یہ تصویر دو ہزار برس کے بعد آنے والی نسلوں کو یاد دلائے گی کہ مہاتما جی نے سارے جہاں کو عدم تشدد کا پیغام پہنچایا اور خود ان کو اسی قوم نے تشدد سے مار ڈالا۔

مہاتما گوتم بدھ کا آخری وقت آیا تو وہ فرش خاک پر ایک درخت کے نیچے لیٹے تھے اور ساری دنیا کے نمائندے ان کے اطراف میں جمع تھے مگر ان کے شاگرد جانشینی کے لئے آپس میں لڑ رہے تھے۔ آج اس تصویر سے معلوم ہوا کہ دو ہزار برس کے بعد تاریخ مہاتما گاندھی کی صورت میں نظر آ رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ "ہندوستان جیسی دو ہزار برس پہلے تھی ویسی ہی اب بھی ہے"۔

میں نے جلسے کی طرف سے نواب افتخار علی خان صاحب کو سنہری ہار بھی پہنایا تھا۔

دوسری پارٹی

یہاں سے رخصت ہو کر حیدرآباد میونسپل کمیٹی یعنی بلدیہ کی طرف سے صدر اعظم بہادر کو جو پارٹی دی گئی تھی اس میں شریک ہوا۔ آرائش بہت اچھی تھی۔

سپاسنامہ بلدیہ کی طرف سے صدر اعظم کی خدمت میں لکھا ہوا "سپاسنامہ" پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں صدر اعظم بہادر نے "بے لکھی" زبانی تقریر کی اور ایسی اچھی تقریر کی کہ تمام حاضرین ادنیٰ، اعلیٰ، موافق، مخالف پر اثر ہوا۔ آج مخالفوں کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایک ایسا صدر اعظم جس کی ساری زندگی تجارت میں گذری تھی سیاست میں کامل تجربہ کار [illegible] "[illegible]" ہے۔ وہ شہری سپاسنامہ کا جواب کسی سے لکھوا کر [illegible] ہندوستان میں اور حیدرآباد میں [illegible] ہوا کرتا ہے مگر صدر اعظم [illegible]

سا جواب زبانی دیا۔ اور ایسا جواب دیا کہ شہری مطالبات اور حالات پر تبصرہ بھی کر دیا اور سیاسی انجمنوں کو ایسی محفوظ اور ایسے بے باک اور ایسے بچے تلے الفاظ میں ادا کیا جو کسی بڑے سے بڑے تجربہ کار صدر اعظم سے بھی ممکن نہ تھا۔

نشانِ اقبال

جب حاضرین مجلس نے مجھ سے صدر اعظم کی اعلیٰ تقریر کی نسبت پوچھا تو میں نے کہا یہ صدر اعظم اور ان کی تقریر حیدرآباد کی اقبال مندی کا نشان ہے۔

مجھے یاد ہے کہ جب اعلیٰ حضرت حضور نظام لارڈ ولنگٹن وائسرائے کے زمانے میں علی گڑھ یونیورسٹی کے جلسہ میں تشریف لے گئے اور وہاں ان کے سامنے اور وائسرائے کے سامنے سپاسنامے پیش ہوئے تو لارڈ ولنگٹن ترکی ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے اور یونیورسٹی کا چغہ پہنے ہوئے تھے مگر انہوں نے لکھا ہوا جواب پڑھا تھا مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام نے "بے لکھا" جواب دیا تھا۔ اور ایسا جواب دیا تھا کہ لارڈ ولنگٹن کی تقریر شرم کے مارے سننے والوں کے دلوں میں منہ ڈھک کر بیٹھ گئی تھی اور اعلیٰ حضرت کے پر شوکت الفاظ اور گرجدار آواز اور معنی خیز فقروں نے تمام حاضرین کو مبہوت کر دیا تھا اور اس وقت بھی میں نے بحیثیت کورٹ کے ممبر کے حاضرین سے کہا تھا "یہ سلطنت حیدرآباد کے اقبال کا نشان ہے"۔

آج [illegible] حیدرآباد میں [illegible] ہندوستان [illegible] سے حیدرآباد کا [illegible]

کشمکش شروع ہوئی تو کراچی سے میر ولایت حاتم علوی صاحب ایڈیٹر ڈان کراچی نے اردو زبان میں مجھے تار بھیجا تھا جس میں اعلیٰ حضرت حضور نظام کی شخصیت کی نسبت اردو میں یہ مصرعہ بھی بھیجا تھا۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

پس آج صدر اعظم کی برجستہ پُر معنی بے لاگ اور ہر باشندۂ حیدرآباد کے دل کے جذبات کو ظاہر کرنے والی تقریر تھی۔ جس سے ظاہر ہوا کہ حکومت حیدرآباد کا اقبال قائم ہے۔ زندہ ہے۔ اور قائم رہے گا۔ زندہ رہیگا۔ اور پائندہ رہے گا۔ اور اگر کسی کو اس اقبال مندی کی مادی دلیل درکار ہو تو صدر اعظم کی آج کی تقریر اور باشندگان حیدرآباد کا اطمینان اور حیدرآباد کے بادشاہ کا اطمینان ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

اقبال کیا چیز ہے۔ یہ دل کی آنکھ رکھنے والوں کو ہندوستان میں بھی نظر آتا ہے۔ پاکستان میں بھی نظر آتا ہے اور حیدرآباد میں بھی نظر آتا ہے اور یہ نظارہ اہل علم بھی کر سکتے ہیں اور اہل فہم بھی کر سکتے ہیں اور وہ بھی کر سکتے ہیں جو علم اور فہم سے محروم ہوں۔

مولانا الیاس برنی

بعد مغرب مولانا الیاس برنی صاحب سابق ناظم محکمہ دارالترجمہ سرکار عالی سے ملنے ان کے مکان دارالسلام میں گیا تھا۔ اور کچھ دیر علمی باتیں کی تھیں۔ انہوں نے ہندی رسم الخط کی نسبت دہلی میں ایک لاجواب تقریر کی تھی اور اب اس مضمون پر ایک کتاب بھی لکھی ہے اردو زبان کے خادم میں جب تک الیاس برنی جیسے [illegible] اس وقت تک [illegible]

اردو زبان کے روشن چراغ کو ہندوستان میں بجھا نہیں سکتی۔

بیگم نواب سر بلند جنگ

رات کو بیگم صاحبہ نواب سر بلند جنگ بہادر ملنے آئیں تھیں اور بہت دیر تک علمی باتیں کیں تھیں۔ آج رات کو میں نے کھانا نہیں کھایا۔ چند قتلے فربجرز کے کھائے تھے۔ نیند بہت اچھی آئی تھی۔ کل شام کو ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔ آج بھی بادلوں کی آمد و رفت جاری رہی۔

خواجہ صاحب اجمیری کا روزنامچہ

آج لوگوں نے مجھ سے کہا حیدرآباد کے بازاروں میں اخبار فروش لڑکے آپ کا روزنامچہ فروخت کر رہے ہیں اور یہ آوازیں لگا رہے ہیں کہ "خواجہ صاحب اجمیری کا روزنامچہ" مجھے یہ بات سنکر بہت لطف آیا کہ ہم سب کے بڑے خواجہ کے نام نامی نے عوام کے دلوں پر ایسا قبضہ کر رکھا ہے کہ وہ محض نام کے خواجہ کے روزنامچہ کو اجمیر کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

۱۷ جمادی الاول ۲۹ مارچ دوشنبہ حیدرآباد

خان قلات کی شرکت پاکستان

آج خبر آئی کہ ہز ہائینس خان قلات پاکستان میں شریک ہو گئے ہیں۔ سرحد کے تقریباً سب حکمران میرے دوست ہیں چترال کے سابق مرحوم سر شجاع الملک نے مجھ سے بیعت بھی کی تھی۔ اور ان کے جانشین نواب ناصر الملک بی۔ اے مہتر بھی میرے دوست

تھے اور موجودہ فرمانروا نواب مظفر الملک بھی میرے دوست ہیں۔ اور ان کے سوا بھائی اور تمام چھوٹے بڑے اہلکار منادی کے خریدار ہیں۔

ہز ہائینس نواب غلام فرید خان فرمانروا ریاست "امب دربند" سے بھی میرے بہت گہرے تعلقات ہیں۔ اور وہ میری موجودہ پوزیشن سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں اور حیدرآباد میں ان کے خط میرے پاس آتے رہتے ہیں۔

ہز ہائینس خان قلات میرے بہت پرانے ملنے والوں میں ہیں میرے ہاں جلسوں میں بھی شریک ہو چکے ہیں اور ان کی تصویر بھی میرے جلسوں کے گروپ میں ہے۔ وہ مجھے بلوچستان کی کھجوریں ہمیشہ بھیجا کرتے تھے۔ انکی ریاست میں بھی سب اہلکار منادی کے خریدار ہیں۔ اور جب اخباروں میں یہ خبریں آئیں کہ ان میں اور پاکستان میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ میں نے خان قلات میں چند روزہ ملاقاتوں کے بعد ایسے اسلامی جذبات پائے تھے اور ایسی دانشمندی نوجوانی کے عالم میں ان کے اندر دیکھی تھی کہ اس اختلاف کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آج خبر آئی کہ وہ پاکستان میں شریک ہو گئے اور میں نے کہا حریفوں نے جو کچھ مشہور کیا تھا وہ درست نہیں تھا۔ جام لسبیلہ اور مکران اور خاران کے لوگوں کو بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں اور ان کی حیثیت نسل سے بھی واقف ہوں۔ خدا نے پاکستان ان سب مسلمان ریاستوں کی سلامتی و حفاظت اور ترقی اور استحکام کے لئے غیب سے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ سب اس بات کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہوں تو ان کو سمجھنا چاہیئے کہ تند و ابر زمانے میں [illegible]

انقلابات پیش آئیں گے اور اس وقت اگر کوئی چیز ان سب کو محفوظ رکھ سکتی ہے تو وہ پاکستان کی مرکزیت ہی ہو سکتی ہے۔

کامل مسلمان کا بیان

آج انگریزی اخباروں میں ہز ہائینس خان قلات کا بیان شائع ہوا ہے جو موجودہ زمانے میں ایک کامل مسلمان کا بیان کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ایسی جرأت اور سچائی سے اپنی بے نظیر دانشمندی اس بیان میں ظاہر کی ہے کہ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ انہوں نے اس بیان میں پاکستان کی خدمت بھی کی ہے اور جوناگڑھ اور کشمیر کی خدمت بھی کی ہے اور حیدرآباد کی خدمت بھی کی ہے۔ مثلاً انہوں نے لکھا ہے کہ آل انڈیا ریڈیو نے نشر کیا ہے کہ میں نے ہند یونین سے درخواست کی تھی کہ قلات کو ہند یونین میں شریک کر لیا جائے لیکن ہند یونین نے قلات کو شریک کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ہز ہائینس خان قلات نے گورنر جنرل ہند یونین کو الٹی میٹم دیا ہے کہ "اگر میری کوئی تحریر ان کے پاس ایسی ہو جس میں میں نے آج کل یا اس سے پہلے کبھی ہند یونین میں قلات کو شریک کرنے کی درخواست کی ہو تو وہ اس کو شائع کر دیں۔ ورنہ سمجھا جائے گا کہ ہند یونین نے مجھ میں اور پاکستان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے یہ جھوٹا بیان شائع کیا ہے اور دنیا کو دھوکہ دینا چاہا ہے اور اس سے دنیا پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کشمیر اور جوناگڑھ اور حیدرآباد کی نسبت بھی جو کچھ اب تک شائع کیا گیا ہے اور شائع کیا جا رہا ہے وہ بھی ایسا ہی جھوٹ اور غلط ہے جیسا کہ یہ بیان غلط ہے کہ قلات نے ہند یونین میں شامل ہونے کی درخواست کی تھی"

طعام ظہر

آج ایک بجے حسین اور علی اور حسن اور ہادی شاہ اور خوش اقبال شاہ کے ساتھ شاہ زین العابدین صاحب عرف چنو نواب صاحب کے مکان پر سترویں کی ماہانہ نیاز کی دعوت میں گیا تھا۔ نیاز رات کو ہو گی اور قوالی بھی ہو گی کھانا دوپہر کو کھلایا گیا تھا۔ نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے قرابتدار امیر علی خان صاحب اور نواب صاحب کے بھائی نواب ماہ نور خان صاحب وغیرہ اصحاب بھی کھانے میں شریک ہوئے تھے۔ چنو نواب صاحب نواب بھی ہیں اور مشائخ کی اولاد بھی ہیں۔ اور قدامت کی سب خوبیاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ کھانا عربی میز پر تھا۔ نشست فرش پر تھی۔ ایسے کھانے بھی تھے جن کو میں نے کبھی پہلے دیکھا بھی نہ تھا۔ خاص کر خمیری کلچے ایسے تھے جن کو میں نے نہ کبھی دہلی میں دیکھا تھا نہ کبھی حیدرآباد میں دیکھا تھا۔ کھانوں میں سب سے زیادہ لذیذ حلیم تھا جس کو دہلی والے اتنا پسند کرتے ہیں کہ جامع مسجد کی سیڑھیوں کا حلیم دہلی کے دیہات میں حلیم شریف کہلاتا ہے۔ جتنے مہمان ہم طعام تھے ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خاص قدامت کی شان کا جوہر رکھتا تھا۔

تیل ملا

آج میرے سر پر حاذق نظامی نے بادام کے تیل کی مالش کی تھی اور اس سے مجھے بہت راحت ملی تھی۔

پٹرول بند ہوگیا

رات کو یکایک خبر آئی کہ سارے شہر میں پٹرول کی فروخت بند کر دی گئی ہے اور سرکاری مہریں لگا دی گئی ہیں۔ حسین فوراً بازار گئے اور یہ خبر لائے کہ اطلاع درست تھی۔ میں نے کہا۔ اگر میں پرسوں بمبئی چلا گیا اور بعد میں ہوائی جہاز کی سروس پٹرول کی بندش کے سبب رک گئی تو حیدرآباد میں واپس آنا مشکل ہو جائیگا۔

مہاراجہ پٹیالہ کا بیان

آج حسین نے انگریزی اخبار اسٹیٹسمین کے نامہ نگار کا ایک مراسلہ ترجمہ کر کے سنایا جس میں مہاراجہ پٹیالہ کا بیان شائع ہوا ہے اور انہوں نے بیان دیا ہے کہ ہم ہند یونین میں اس۔ اسلئے شریک نہیں ہو سکتے کہ سرحد کے افغان سکھوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور ہم ہند یونین میں اتنی طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم کو پٹھانوں کے حملوں سے بچا سکے گی اس واسطے ہمیں اپنی حفاظت کا خود ہی انتظام کرنا ہے۔

ماسٹر تارا سنگھ کا بیان

روزانہ اخبار آفتاب بمبئی میں جو کانگریسی اخبار ہے ماسٹر تارا سنگھ سکھ کا بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں ماسٹر جی کہتے ہیں کہ سکھ کانگریس میں شریک ہو رہے ہیں اگر انہوں نے سکھ پنتھ کی شخصیت کو گم کر دیا تو میں دنیا ترک کر کے پہاڑوں میں چلا جاؤں گا کیونکہ ہند یونین بہت کمزور ہے اور زیادہ سے زیادہ چھ مہینے کی مہمان ہے۔ اور وہ سکھوں کی حفاظت کے قابل نہیں ہے۔

یہ دونوں بیانات پڑھ کر میں نے سکھوں اور ہندوؤں کی موجودہ ذہنیت سے جو کچھ نتیجہ نکالا وہ فوراً اپنی خفیہ یادداشت میں لکھ لیا۔

بارش

آج پچھلی رات کو ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔

مولانا ہادی شاہ نظامی

آج شام کو مولانا ہادی شاہ نظامی بنگلور چلے گئے۔ ان کے مرید جو گوندیا سی پی سے حیدرآباد میں آئے ہیں اور کتاب فروشی کرتے ہیں ان کو ریل پر پہنچانے گئے تھے۔ مولانا نے میرے دونوں پوتوں کو روپئے دیئے تو میں نے کہا اب تو آپ شادی ہی کر لیجئے اور روپیہ ضائع نہ کیجئے خدا آپ کو بیٹے پوتے دے گا۔ ان کے لئے یہ روپیہ محفوظ رکھیے۔

حضرت حبیب علی شاہ ثانی

آج حضرت حبیب علی شاہ ثانی چشتی نظامی چند رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ وہ بمبئی میں ایک صاحب کو اپنے سلسلہ کا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں ان کی دستار بندی کا بلاوا دینے آئے تھے۔ ایک آغا خانی نوجوان بھی ان کے ساتھ تھے۔

عقیقے کے دعوت نامے

آج رات کو مرزا فاروق علی بیگ صفوی کی طرف سے ان کے بھائی کے لڑکے کے عقیقے کی تقریب کے دعوت نامے آئے تھے۔ میں نے پہلی بار تقریبات کے دعوت ناموں کی یہ جدت دیکھی کہ بڑی عمر کے مردوں کو فاروق علی صاحب صفوی نے اپنے نام سے دعوت دی ہے اور عورتوں کو ان کی والدہ صاحبہ کی طرف سے دعوت دی گئی ہے اور چھوٹے بچوں کو نومولود راشد میاں کی طرف سے دعوت دی گئی ہے۔ مردوں کے دعوت ناموں کا سائز بڑا ہے۔ عورتوں کے دعوت ناموں کا سائز درمیانی ہے اور بچوں کے دعوت نامے چھوٹے ہیں۔ یہ سارا خاندان علمی ہے اور ادبی ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ جدت مرزا فاروق علی صفوی کے چھوٹے بھائی مرزا خاص علی صفوی کی بیوی بشیر النساء چمن آرا بیگم کی ہے کیونکہ ان رقعوں میں ایک خاص شاعری پائی جاتی ہے۔

جب میں نے یہ کہا تو حسین ہنسکر بولے آپ کے سوا ان جدتوں کو فوراً سمجھ جانے والا یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا میں نے بہت سے کام ایسے کئے ہیں جن کا مجھ سے پہلے کسی کو احساس بھی نہ تھا مثلاً میں نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب سے پہلے کی شادیوں کے رقعے بڑی بڑی رقمیں خرچ کر کے جمع کئے ہیں اور اپنی زندگی کی شروعات سے لیکر اب تک ہزاروں عید کارڈ اور دعوتوں اور تقریبوں کے رقعے جمع کرتا رہتا ہوں تاکہ اردو زبان کی تبدیلیاں آئندہ نسلوں کو معلوم ہو جائیں۔

میں نے یہ بھی کہا کہ حیدرآباد کے سوا اور ہندوستان میں اور کہیں بھی نہایت مختصر اور نہایت موزوں دعوت نامے نہیں ہوتے۔ میری پہلی شادی کا رقعہ جو ہم نے آج تک لیکر دہلی کے مشہور شاعر مولانا راسخ نے لکھا تھا اور وہ چالیس سطر سے زیادہ

طویل تھا۔

نیند نہیں آئی

رات کو دس بجے اخبارات پڑھ کر سویا تھا۔ تین بجے تک نیند آئی۔ یعنی کل پانچ گھنٹے سویا۔ گھڑی دیکھی تو اس میں ساڑھے چھ بجے تھے۔ میں نے کہا کیوں ری شریر تو بھی آل انڈیا ریڈیو کا ساتھ دیتی ہے اور غلط وقت بتاتی ہے۔ چاند کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ تین بجے ہوں گے۔ تھوڑی دیر میں پولیس کے گھنٹے نے تین بجائے۔

۱۸ جمادی الاول ۳۰ مارچ سہ شنبہ حیدرآباد

دہی کا ناشتہ

آج صبح علی بانو نے نماز کے بعد ناشتے میں ٹماٹر کا سالن بھیجا تھا میں نے کہا انگریز چلے گئے اب میں ان کی غذا کیا کھاؤں گا۔ سالن کی صورت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس میں مرچیں زیادہ ہیں اس لئے ٹماٹر کا ناشتہ نہیں کیا اور نوکر کو آرام محل میں بھیج کر دہی منگایا گاندھی جی کے نام میں گمٹے تھی۔ آن تہا دہی تھا۔ اور گھی تھا۔ اور مجھے گرمی کے موسم میں دہی بہت فائدہ دیتا ہے۔

نیاز کی دعوت

کاکی شاہ نظامی اور عبدالرزاق نظامی وغیرہ اکیسویں کی نیاز کی دعوت دینے آئے تھے۔ سید کبیرالدین صاحب برہان پوری نے کمپنی آئندہ کے حسابات درست کرنے میں مدد دی تھی۔ مندوزئی صاحب اور رہبر صاحب اعز خوش اقبال ملنے آئے تھے۔ مولوی سید محمد حسین صاحب زیدی ایڈوکیٹ بھی ملنے آئے تھے۔ اور

صبح غلام دوالجناح گھوڑے پر نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے بڑے لڑکے میر خورشید علی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور انہوں نے حضرت مرزا سردار بیگ صاحب چشتی نظامی کے بہت سے کمالات روحانی کے قصے سنائے تھے۔ شمس الامرا امیر کبیر نواب خورشید جاہ بہادر بھی ان کے مرید تھے اور بھی بہت سے دولاہ اور جنگ صاحبان حضرت کے حلقہ بگوش تھے۔ نیاز کا کھانا تقسیم ہوتا تھا تو یہ سب امراء اپنے اپنے برتن لیکر عوام کے ہجوم میں شریک ہو کر تبرک حاصل کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت کے خاص خلیفہ منشی امداد علی صاحب علوی جلد سازی کرکے اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔ یہ سنکر مجھے اپنے والد یاد آگئے جنہوں نے ساری عمر جلد سازی کرکے محنت کی روزی حاصل کی تھی اور جب مجھے میرے مخالف طعنہ دیتے تھے کہ وہ جلد ساز کا لڑکا ہے تو بجائے رنج کے مجھے خوشی اور فخر حاصل ہوتا تھا۔

بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی بھی ملنے آئے تھے اور میں ان کے ساتھ ہوا خوری کے لئے گیا تھا۔ صبح ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔ آج دن کو بھی آسمان پر ابر چھایا رہا۔

نہرو جی کی تقریر

آج صبح پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان نے ریڈیو میں تقریر کی تھی اور آل انڈیا ریڈیو کے غلط بیان پر افسوس ظاہر کیا تھا کہ اس نے خان قلات کی نسبت ایک بالکل بے اصل بات نشر کردی۔ میں نے کہا میرے دل میں پنڈت نہرو کی ہمیشہ سے بڑی عزت ہے آج انہوں نے اس حق بیانی سے اس عزت کو چار چاند لگا دیئے۔

نصیرالدین سرمست نظامی

آج گوگی والے نصیرالدین سرمست نظامی دوبارہ ملنے آئے ہیں اور اپنی اہلیہ کی طرف سے نذر بھی لائے ہیں۔

جوتی ٹوٹ گئی

حیدرآباد کی جوتیاں بہت جلدی ٹوٹ جاتی ہیں۔ پنجے کے پاس سے ٹانکے نکل جاتے ہیں۔ حبیب اللہ نظامی کی لائی ہوئی جوتی ٹوٹ گئی تھی۔ آج میں نے اس کی مرمت کرائی اور چہل قدمی کے لئے باٹا کمپنی کی دس روپے قیمت پر ایک نئی جوتی بھی لایا تھا مجھے مٹھائی اور چکنائی نقصان دیتی ہے اور کھانے کے بعد مٹھاس نہ کھائی جائے تو ہاضمے میں فتور واقع ہوتا ہے اس واسطے ٹین کے ڈبوں میں محفوظ پھل آڑو خوبانی وغیرہ لایا تھا اور تازے انجیر بھی لایا تھا مگر ان کے کھانے سے بواسیر کی تکلیف پیدا ہوئی اور خون آیا۔ غالباً ڈبوں کے پھلوں میں یہ بات نہیں ہوگی۔

عابد حسین نظامی

میرے ایک پرانے مرید عابد حسین نظامی حیدرآبادی پولس میں نوکر ہیں اور بہت خدمت گذار ہیں۔ چھ مہینے سے لگاتار خدمت کررہے ہیں۔ آج میں نے محسوس کیا کہ روزنامچے میں ان کا بہت کم ذکر آیا ہے حالانکہ ان کی خدمتیں بہت زیادہ ہیں۔

تاریخ انقلاب دہلی ۱۸۵۷ء

نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

بارہ حصے تیار ہیں

قیمت بارہ حصوں کی پندرہ روپے

دکن یونین

حیدرآباد میں آکر خواجہ حسن نظامی نے یہ کتاب لکھی ہے
حصہ اول قیمت آٹھ آنے حصہ دوم قیمت ڈیڑھ روپیہ یہ کتابیں
حیدرآباد کے تاجران کتب سے مل سکتی ہیں۔

مینجر دفتر خواجہ حسن نظامی حیدرآباد

عزیزیہ پرنٹنگ پریس ترپ بازار

شمس العلما خواجہ حسن نظامی دہلوی کا ہفت روزہ اخبار

منادی

جو دکن یونین کی تخت گاہ حیدرآباد سے شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر | ۲۳ - شعبان سنہ ۱۳٦۷ اسلامی یوم پنجشنبہ | سالانہ قیمت پانچ روپیہ

زید ابو طالب دہلوی | یکم شہریور ۱۳۵۷ف یکم جولائی ۱۹۴۸ع | ایک پرچہ دو آنے

ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے والے

شہنشاہ اکبر اعظم



دکن یونین حیدرآباد میں اکبر اعظم کی صلح کل حکومت قائم ہے۔

صمصام اسلام ظل اللہ آصف جاہ ہفتم سلطان العلوم اعلیٰ حضرت حضور نظام کی نماز جمعہ

۱۷ - شعبان سنه ۱۳۶۷ ھ
یوم جمعه حیدرآباد

صمصام اسلام اعلحضرت حضور نظام نہایت پابندی کے ساتھہ باغ عام میں اپنی بنائی ہوئی عربی طرز کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا فرماتے ہیں اور ٹھیک وقت پر ایک سکنڈ کی دیر کے بغیر مسجد میں تشریف لے آتے ہیں ۔ کنگ کوٹھی مبارک سے جب شاہی سواری روانہ ہوتی ہے تو سپاہی سیٹیاں بجانی شروع کرتے ہیں پولس کے یہ سپاہی کنگ کوٹھی سے مسجد تک دو میل کے فاصلے میں جگہ جگہ کھڑے رہتے ہیں سواری روانہ ہوتے ہی مسجد کے حاضرین کو خبر ہوجاتی ہے که صمصام اسلام اعلحضرت حضور نظام کی سواری روانہ ہوگئی ۔ مسجد کے باہر صدر اعظم بہادر اور کوتوال صاحب اور دوسرے بڑے بڑے امراء اور عہدہ دار اور علماء استقبال کے لئے تیار کھڑے رہتے ہیں ۔ جونہی سواری مسجد کے سامنے آتی ہے صدر اعظم بہادر موٹر کا دروازہ کھولتے ہیں اور اعلحضرت مسجد میں تشریف لاتے ہیں کچھہ دیر حاضرین مسجد کے چند اشخاص سے مختلف امور پر گفتگو فرماتے ہیں اس کے بعد اذان ہوتی ہے اور اذان کے بعد سنتیں ادا فرماتے ہیں اس کے بعد خطبے کی اذان ہوتی ہے اور خطیب عبدالرحمن صاحب عربی زبان میں تازہ حالات کی نسبت نیا خطبه پڑھتے ہیں جن میں آیات و احادیث سے بادشاہ کو اور نمازیوں کو حالات حاضرہ کے نسبت نصیحت ہوتی ہے ۔ اور جب خطیب اعلحضرت کا نام لیکر یہ بادشاہ کہتے ہیں اور صمصام اسلام کیلئے دعا کرتے ہیں تو ساری مسجد آمین کے نعروں سے گونج جاتی ہے ۔ نماز کے بعد سنتیں ادا کی جاتی ہیں اور پھر قاری فخرالدین صاحب حالات حاضرہ کے مناسب نہایت خوش الحانی سے آیات قران الہی تلاوت کرتے ہیں اسکے بعد اعلحضرت شکر کا سجدہ ادا فرماتے ہیں اور قاضی صاحب سے ارشاد ہوتا ہے که مختلف مقامات کی آیات پڑھیں قاضی صاحب عرض کرتے ہیں جی ہاں وقت کی مناسبت کی بموجب اسکے بعد شاہی سواری واپس روانہ ہوجاتی ہے ۔

نماز میں اعلحضرت کے چھوٹے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر اور ولیعہد بہادر کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور اعلحضرت کے آٹھہ شہزادے اور نواب دین یار جنگ بہادر صدر ناظم محکمہ پولیس بلدہ و ممالک محروسہ سرکار عالی اور نواب رحمت یار جنگ بہادر اور عرب امراء اور پائیگاہ کے امراء وغیرہ بھی شریک ہوتے ہیں ہر خاص و عام کو مسجد میں

آنے کی اجازت ہوتی ہے اور
مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے
جناب مفتی عبدالقدیر صاحب
بدایونی بھی پابندی سے شریک
ہوتے ہیں۔

چونکہ مدینہ منورہ کی
مسجد نبوی میں بھی جمعہ کی
نماز ۱۲ بجے کے بعد زوال
شروع ہوتے ہی جماعت کھڑی
ہو جاتی ہے اس واسطے اعلحضرت
بھی جو عاشق رسول ہیں مسجد
نبوی کی تقلید میں ۱۲ بجے کے
بعد زوال کے چند منٹ گذرتے
ہی نماز شروع کرا دیتے ہیں
وہ ہر موسم اور ہر حال میں
جمعہ کی نماز کے لئے پابندی سے
تشریف لاتے ہیں باغ عام کی
مسجد انہوں نے مصری طرز
تعمیر پر نہایت شوق سے بنوائی
ہے جس کے اندر نہایت عمدہ
قطعات آیات کلام الہی آویزاں
ہیں اور مسجد کی صفائی ستھرائی
اعلی درجہ کی ہے خطیب
عبدالرحمن صاحب اور قاری
فخرالدین صاحب غالباً تمام
ہندوستان و پاکستان کے قاریوں
اور خطیبوں سے یہ امتیاز
رکھتے ہیں کہ وقت کی ضرورت
کے موافق برجستہ نیا خطبہ
حسب حال پڑھتے ہیں اور
قاضی صاحب ایسی آیات انتخاب
کرکے تلاوت کرتے ہیں کہ
لوگ حیران رہ جاتے ہیں
اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ
آیات گویا آج ہی کے لئے نازل
ہوئیں تھیں قران شریف پر اتنا
زیادہ عبور اور اتنی بڑی حاضر
دماغی ہندوستان میں اور کہیں
نہیں پائی جاتی۔

دکن یونین کا مذہبی محکمہ

ترکی حکومت اور ایرانی
حکومت اور مصری حکومت
اور افغانستان وغیرہ اسلامی
ملکوں میں بھی مذہبی
محکمے اور اسلامی اوقات کا
محکمہ بھی ہے لیکن حیدرآباد کے
مذہبی محکمہ کی خصوصیت سب
سے نرالی ہے۔ کیونکہ یہاں کا
مذہبی محکمہ مسلمانوں کے لئے
مخصوص نہیں ہے بلکہ ہندوں
اور عیسائیوں اور پارسیوں اور
سکھوں اور اچھوتوں یعنی
پست کردہ قوموں کے مذہبی
امور اور مذہبی مقامات اور
مذہبی اوقاف کی پوری حفاظت
کا انتظام ہے اس محکمہ کے ناظم
مولوی حسن الدین صاحب ہیں
جنہوں نے تمام اسلامی ملکوں
کی سیاحت کرکے ہر ملک کے
اوقاف اور مذہبی امور کے
انتظامات کا گہرا مطالعہ کیا ہے
اور اپنے وسیع تجربوں سے
فائدہ اٹھا رہے ہیں اس ملک
میں ۲۶ ہزار مندر ہیں اور
۶ ہزار مسجدیں ہیں اور امداد
سب کو مساوی ملتی ہے اور
مندروں کی مرمت اور حفاظت
کا ویسا ہی انتظام ہے جیسا
مسجدوں اور درگاہوں کی
مرمت کا انتظام ہے مسجدوں
کے اماموں کو ماہوار امداد
دی جاتی ہے وعظ اور نصیحت
کے لئے سرکاری واعظ مقرر
ہیں اور مندروں کے پجاریوں
کو بھی امداد دی جاتی ہے۔
اور عیسائیوں کے گرجاوں کو
بھی امداد دی جاتی ہے اور
سکھوں کے گردواروں کو بھی
امداد دی جاتی ہے اور سکھ
قوم کا سب سے بڑا گردوارہ
ناندیڑ میں ہے اس کے لئے بہت
بڑی جاگیر مقرر ہے۔ پارسیوں

چارمینار سرکار کے دوکاندار

بازار افضل گنج

یہ بازار اعلیٰحضرت کے دادا واب افضل الدولہ بہادر مرحوم کے نام پر افضل گنج مشہور ہے یہاں ایک بڑی مسجد بھی ہے۔ اس مسجد کے زیر سایہ دکانیں ہیں۔ اور مسجد کے شمال اور مشرق میں بھی دکانیں ہیں یہاں دکان کو ماکی کہتے ہیں۔

---

(۱) حبیب برف لیمو نیڈ

یہ دکان مسجد افضل گنج۔ کے زیر سایہ ہے۔ تذکرے میں یہ نام اول اس لئے رکھا گیا ہے کہ مسجد کے زیر سانہ ہے۔ اور اوورخیر میں بلا قیمت برف تقسیم کرتا ہے۔ اسلامی جلسوں عرسوں اور مذھبی تقریبات اور شفاخانوں میں نادار بیماروں کو برف بلا قیمت دی جاتی ہے۔ دکان کے مالک حاجی ہیں۔ ان کے فرزند حبیب صاحب بہت پر جوش نوجوان ہیں۔ قومی اور ملکی دردرکھتے ہیں۔ اور ادبی ذوق بھی زیادہ ہے۔

---

(۲) امام غوری صاحب

حبیب برف لیمن کے برابر امام غوری صاحب کی دکان ہے۔ یہ یہاں کا سامان فروخت کرتے ہیں یعنے چھالیہ وغیرہ کی بڑی دکان ہے۔ چھالیہ کو یہاں چوب کرد کہتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کی دکانوں کو چوب کرد کی دکانیں کہا جاتا ہے۔ امام غوری صاحب بھی ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ اور قومی ملکی مجالس میں شریک ہوتے ہیں۔

چارمینار کے قلم کار

حیدرآباد میں قلم کار یعنے ادیب اور مصنف اور شاعر اور اڈیٹر اتنے زیادہ ہیں کہ دھلی اور لکھنو اور لاہور کے سب قلم کاروں سے ان کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے۔

منادی میں مسلسل یہ تذکرے مختصر الفاظ میں شائع ہونگے اور مدتوں یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

(۱) مولوی نصیرالدین ہاشمی

گورا رنگ ہے دبلا بدن ہے عمر پچاس کے قریب ہے۔ اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں۔ خاص کر خواتین دکن کے لئے تذکرے لکھے ہیں۔ سرکاری نوکر ہیں یعنے رجسٹرار ہیں پھر بھی تصنیف تالیف کے لئے وقت نکالتے ہیں

---

(۲) آغا حیدر حسن دھلوی

بہت گورے بہت دبلے۔ بہت ذھین۔ بہت ھنس مکھ۔ عمر پچاس کے قریب۔ دھلی کی عورتوں کی زبان پر لکھنے اور بولنے پر بڑا عبور ہے اور بہت ملکہ ہے۔ ایک کالج میں اردو کے پروفیسر ہیں۔ ان کی تحریر اور تقریر میں ایک جادو ہوتی ہے۔ ریڈیو میں تقریر کرتے ہیں توسماں باندھ دیتے ہیں۔ دلی کی پرانی بیگموں کی بولتی تاریخ ہیں میں ان کو شروع سے آپا جان کہتا ہوں کتابی چہرہ۔ بڑی بڑی کٹورہ سی آنکھیں۔ قد میانہ۔ اب بال سفید ہوگئے ہیں۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی

اس اخبار میں خواجہ حسن نظامی کا روزنامچہ نہیں ہے۔ جماد اول اور جماد ثانی کا روزنامچہ رسالہ نظام المشائخ کراچی میں ۶۔ جولائی کو شائع ہوگا۔ اور حیدرآباد میں ناظرین منادی کو ۱۰۔ جولائی تک بذریعہ ڈاک (ٹپہ) وصول ہو جائیگا۔ رسالہ نظام المشائخ چالیس برس سے جاری ہے۔ اور خواجہ حسن نظامی نے سب سے پہلے سنہ ۱۹۸۰ ع میں دہلی سے جاری کیا تھا۔

ٹائپ کا منادی

اخبار منادی ٹائپ بطور تجربہ کے شائع کیا گیا ہے اگر ناظرین نے پسند نہ کیا تو پھر لیتھو میں جاری ہو جائیگا۔ ٹائپ کی لوگوں کو عادت بھی نہیں ہے۔ اور مضمون بھی کم آتا ہے اور خرچہ بھی لیتھو سے دوگنا ہوتا ہے۔

کاغذ کی کمی

ناکہ بندی کی مشکلات کے سبب حیدرآباد میں کاغذ کی کمی اور گرانی ہوگئی ہے۔ اس لئے اخبار کے صفحات کم کر دئے گئے ہیں۔

منادی کی سالانہ قیمت

جن خریداروں نے منادی کی قیمت نہیں بھیجی ہے یا اپنا موجودہ پتہ نہیں بھیجا ہے ان کو یکم۔ جولائی کا پرچہ نہیں بھیجا گیا جس کا اعلان پہلے کر دیا گیا تھا۔

دکن یونین حصہ ۲

خواجہ حسن نظامی کی کتاب دکن یونین کا پہلا حصہ تیار ہے جو آٹھ آنے قیمت پر دفتر منادی حیدرآباد سے مل جاتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ حسن نظامی نے دکن یونین کتاب کا دوسرا حصہ تیار کیا ہے۔ جس کا نام اللہ کی خلافت رکھا ہے جس میں ثبت کیا گیا ہے کہ اللہ کی خلافت کا اصول صرف حیدرآباد کی حکومت میں پایا جاتا ہے۔

اس کتاب کی قیمت [illegible] روپے ہے۔ اور یہ کتاب ۱۰۔ جولائی تک شائع ہو جائیگی۔

مطبع نظامی پریس

[illegible]

منادی

حیدرآبادی

جو ہادی منزل ہوتا ہے اور حیدرآباد دکن سے شائع ہوتا ہے

قلم کار زید ابو طالب	[illegible]	سالانہ پانچ روپے ایک پرچہ چار آنے

چشتی پارٹی حیدرآباد

سلطان الہند حضرت خواجہ سید [illegible] چشتی اجمیری کی [illegible] ہندوستان کے [illegible] [illegible] مجبت [illegible] [illegible] [illegible]

اردو مجلس حیدرآباد

سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الٰہی نے [illegible] فرید دن [illegible] امیر خسرو۔ امیر حسن سجزی [illegible] [illegible] اردو زبان کی بنیاد [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible] پاکستان [illegible] [illegible] اردو [illegible]

اردو زبان ہند و پاک کی [illegible]

حیدرآباد [illegible] ہندوستان اور پاکستان کی [illegible] زبان ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور اردو کتابیں [illegible]

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی کی اہم ترین کتابیں

قرآنی ترجمہ

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے قرآن مجید کے تین ترجمے کئے تھے ایک ترجمہ [illegible] اور دوسرا اردو [illegible] [illegible] ہے اور تیسرا [illegible] جس کا نام [illegible] ترجمہ ہے [illegible]

[illegible]

جن کو چھاپا جا رہا ہے [illegible] کی ایک ایک جلد مکمل میں [illegible] [illegible] چندہ [illegible]

ضروری اطلاع

پاکستان کے [illegible] کو اطلاع دی جاتی ہے کہ [illegible] خواجہ حسن نظامی کی سب کتابیں [illegible]

[illegible]

اعمال حزب البحر

مشہور عامل

[illegible] کے خاص [illegible] نے ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے مشائخ عظام سے حاصل کر کے اس کتاب میں جمع کئے ہیں [illegible] کتاب ہے کہ اب تک بارہ [illegible]

[illegible]

اعمال حزب البحر [illegible]

[illegible] حزب البحر کے مختلف [illegible]

اسرار اسم اعظم

[illegible]

قرآن و حدیث کے فرمان

[illegible]

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۱ رجب ۱۳۶۷ھ — ۳۱ مئی ۱۹۴۸ء دوشنبہ حیدرآباد

مئی کا آخری دن

آج مئی کا آخری دن ہے۔ کل سے جون شروع ہو جائے گا۔ میں نے مئی کی رخصت کے ساتھ منادی کی مشکل ذمہ داریوں کو بھی رخصت کر دیا۔

یعنے سوا دو مہینے کا روزنامچہ کراچی میں واحدی صاحب کو بھیج دیا تاکہ وہ نظام المشائخ میں شائع کر کے منادی کے خریداروں کو کراچی سے روانہ کریں کیونکہ حیدرآباد میں کاپی نویسوں اور چھاپے خانوں کی بہت زیادہ دشواری ہے۔ جیسے یہ اخبار بھی ایسا چھپتا ہے کہ چند سطریں بھی صاف نہیں پڑھی جا سکتیں۔ کراچی میں اخبار انجام کی لکھائی چھپائی ایسی ہے کہ موتی جڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ وہاں میرا روزنامچہ بھی چھپا کرے گا۔ میرے واحدی صاحب مطبع انجام میں طبع کرایا کریں گے۔

۳۴ روپے رسم کاغذ

حالانکہ منادی میں ۳۴ روپیے رسم کاغذ لگایا گیا ہے۔ پھر [illegible]

ریم کاغذ آتا تھا۔ اور دو روپے ہزار چھپائی دی جاتی تھی۔ حیدرآباد میں دس روپے ہزار چھپائی کرتا ہوں اور دس روپے ایک کاپی کی لکھائی جاتی ہے۔

مخالفت کا طوفان

دہلی اور کلکتہ وغیرہ مقامات سے ان اخبارات کے کٹنگ آئے ہیں جن میں میرے خلاف طوفانی مضامین ہیں۔ اور الزام لگایا گیا ہے کہ میں ہندیونین کے خلاف حیدرآباد کو بھڑکا رہا ہوں اور میں نے ہندوستان کے ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں میں حیدرآباد کی حمایت کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے۔ میرے مرید مجاوروں کی صورت میں [illegible] پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور حیدرآباد زندہ باد۔ نظام زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔

ان جھوٹی خبروں کو شائع کر کے مجھے [illegible] بدنام کرنا مقصد ہے تاکہ میں دہلی واپس نہ جا سکوں۔ اور جاؤں تو مجھے قتل کر دیا جائے۔ اور یہ بھی مقصد ہے کہ دہلی کی حکومت [illegible]

میں ان خبروں کو دیکھ کر حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھ کر آسمان کو دیکھ لیتا ہوں۔

تاہم میں نے غلط فہمی دور کرنے کے لئے بعض اخباروں کو خط بھیجے ہیں اور ان جھوٹی خبروں کی تردید کی ہے کیونکہ رسول خدا ؐ کا حکم ہے کہ تہمت کی جگہ سے بچو۔

۲۲ رجب یکم جون سہ شنبہ حیدرآباد

تاریخی قلمی کتاب

حسن پور ضلع مراد آباد سے میاں عزیز محمد خان نے ایک قلمی کتاب بھیجی ہے جس میں یکم جون ۱۸۵۷ء سے ۱۲ ستمبر ۱۸۵۷ء تک بہادر شاہ بادشاہ کا روزنامچہ ہے۔ [illegible] اس نام سے کس نے لکھا ہے۔ اس کو لکھا ہے۔ زبان اچھی ہے۔ خط شکستہ ہے۔ اور ایسا شکستہ کہ پڑھنا مشکل ہے۔ چونکہ ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو دہلی انگریزوں سے مغلوب ہوئی تھی اس لئے اس روزنامچے میں ۱۲ ستمبر تک بہت ہی اہم ہے اور اس آخری دن کی [illegible] کیفیت معلوم کرنے کے لئے [illegible]

بجلی کا بل

میں دہلی سے حیدرآباد میں آیا تو نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے پہلے تین سو روپے کا بل درگاہ کی روشنی کا بھیجا تھا۔ اس کے بعد دوسرا بل پانچ سو کا آیا۔ مگر اس کے بعد جب میں نے فٹنگ کی مرمت کرا دی تو بل کم آنے لگا۔ تاہم موجودہ بے سروسامانی میں یہ خرچ بھی دشوار ہے۔ آج آرام محل کی بجلی کا بل (۳) ماہ کا ایک سو ایک روپیہ اور آٹھ آنے کا آیا تھا جو میں نے ادا کر دیا۔ مکان بڑا ہے۔ اس لئے یہ بل کم معلوم ہوتا ہے۔ میں روشنی میں کفایت بھی مد نظر رکھتا ہوں یعنی روشنی کم خرچ کرتا ہوں۔

آج آرام محل کے مالک نواب سردار یار خان نظامی ملنے آئے تھے۔ میں نے پھر اصرار کیا کہ وہ اس مکان کا کرایہ لیں مگر وہ راضی نہیں ہوئے۔ سچے خلوص و عقیدت کے مرید ہیں۔ یہ مکان پہلے دو سو روپے ماہوار کرایہ پر ایک ہندو کے پاس تھا۔ نواب صاحب نے میرے لئے خالی کرایا ہے۔ آج کل یہاں کرائے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ حسین نے اپنے بچوں کے لئے تین سو روپے ماہوار کرایہ کا مکان لیا ہے۔ یہ مکان دو منزلہ ہے۔ باغ بہت عمدہ ہے۔ آرام محل نام میں نے رکھا ہے۔ پہلے اس کا نام منام تھا۔ یعنے نوم کی جگہ۔ نوم عربی زبان میں نیند کو کہتے ہیں۔ گویا رین بسیرا نام تھا۔ آرام بھی نیند کو کہتے ہیں۔ اس لئے میں نے منام کا ترجمہ آرام کر دیا۔ آرام محل نام میں کوئی نقطہ نہیں ہے اور میں آج کل ایسے الفاظ تلاش کرتا رہتا ہوں جن میں نقطہ نہ ہو۔

محمد حنیف صاحب انجینئر

دہلی والے محمد حنیف صاحب اگزیکٹیو انجینئر ملنے آئے تھے۔ یہ آج کل مدراس میں ملازم ہیں۔ وہاں ان کو سپرنٹنڈنٹ انجینئر کا عہدہ ملا ہے۔

۲۳ رجب ۲ جون چہارشنبہ حیدرآباد

آزاد حیدرآباد کا منادی

چونکہ تازہ منادی کے سرورق پر آزاد حیدرآباد کا منادی لفظ لکھا تھا، اس لئے دہلی کے نیم سرکاری اخبار [illegible] نے نوٹ شائع کیا ہے کہ یہ لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ خواجہ صاحب ہند یونین کے وفادار نہیں ہیں بلکہ وہ سید قاسم رضوی کے طرفدار ہیں لہذا دہلی میں ان کی جائیداد پر سرکاری قبضہ ہونا چاہیے اور ان کی کڑی نگرانی کرنی چاہیے۔

نیا منادی تیار ہے

خوش اقبال شاہ نظامی بوڑھے ہیں۔ بیمار ہیں۔ تاہم سخت گرمی میں دن بھر منادی کی لکھائی چھپائی کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ آج خبر لائے کہ منادی تیار ہے کل تک آ جائے گا۔ میں نے کہا اس اخبار کی لوح پر لکھا ہے کل اقوام اسلام عرب، ترک، افغان، ایران، ملایا، چین، برما، ہندوستان، پاکستان، [illegible] استان کا منادی۔ اب دیکھئے [illegible] اس عبارت کی نسبت کیا حکم صادر کرتا ہے۔ ہند یونین کی وفاداری یا بے وفائی کو ان الفاظ سے کیا تعلق ہے! یہ تو میرا پیدائشی عقیدہ ہے کہ میں اخوت اسلام کا داعی ہوں۔

رات کا لطیفہ

آج رات کو ایک بجے [illegible] کان میں کوئی کیڑا چلا گیا۔ آنکھ کھلی۔ بہت تکلیف ہوئی۔ [illegible] اور تنکے سے نکالا۔ پھر صبح تک نہ سویا۔ تحریری کام کرتا رہا۔

دہلی سے آج بھی ایسے خط آئے تھے جن میں میرے خلاف اخباری شورش کا ذکر تھا۔ میں نے کہا سانچ کو آنچ نہیں ہے۔

۲۴ رجب ۳ جون جمعرات حیدرآباد

کاکی شاہ نظامی

آج صبح روشن دلہا محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور دکن بیکری والے عبدالرزاق نظامی اور عابد حسین نظامی ملنے آئے تھے۔ کاکی شاہ کی لڑکی کی شادی ہے۔ بلاوا دینے آئے تھے۔

اتوار ۲۰ جون کو جاتا ہے۔ مگر سواری کی بڑی دقت ہے۔

نواب خسرو جنگ بہادر

میرے مرحوم دوست نواب سر افسر الملک بہادر سپہ سالار افواج آصفیہ کے فرزند نواب خسرو جنگ بہادر نے اپنے مرحوم بھائی نواب حامد یار جنگ بہادر کے فرزند کی شادی کا رقعہ بھیجا ہے۔ شادی آج شام کو ہے مگر پٹرول بند ہے ٹیکسی بھی بمشکل ملتی ہے تانگے اور رکشا بھی اس علاقے میں نہیں ہیں۔ بہت کوشش کی مگر شادی میں جانا نہ ہو سکا۔

آج درگاہ کی روشنی قابل [illegible] کمیٹی کو روانہ کر دیا۔ موسم اچھا ہو جائے تو خود بھی دہلی جاؤنگا اور میرا حیدرآباد کو آزاد رکھنے کی [illegible] برداشت کروں گا۔ آخری سانس تک یہی کہتا رہوں گا کہ حیدرآباد آزاد ہے۔ اور آزاد رہے گا۔

مولوی عبدالقیوم صاحب

محکمہ مذہبی کے سابق ناظم مولوی عبدالقیوم صاحب ملنے آئے تھے۔ وہ کل صبح کراچی جائیں گے۔ ایجنٹ جنرل پاکستان کے سکریٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ایجنٹ جنرل مشتاق احمد صاحب ہیں۔

میرے گھر کی تلاشی

آج دہلی سے اطلاع آئی ہے کہ ۳۱ مئی کی شام کو مسلح پولیس افسران مسٹر کشن چند مجسٹریٹ دہلی کا حکم لے کر آئے تھے کہ خواجہ صاحب کے مکان میں ہتھیار اور قابل اعتراض سامان ہے۔ چنانچہ کئی ہندو مسلمانوں کی موجودگی میں تلاشی لی گئی۔ کوئی چیز برآمد نہ ہوئی تو رپورٹ لکھی گئی کہ نہ کوئی ہتھیار برآمد ہوا نہ کوئی قابل اعتراض چیز برآمد ہوئی۔

دہلی کے ہندو مسلمان اخبار اور ہندو مسلمان مخالف مسلسل میرے خلاف غلط باتیں مشہور کر رہے ہیں۔ اور حکومت کو اشتعال دلا رہے ہیں کہ حیدرآباد سے سمجھوتہ اس لئے نہیں ہوتا کہ حسن نظامی حضور نظام اور ان کی حکومت کو بہکاتا ہے۔

یہ تلاشی ایک بڑی مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔ اس تلاشی کی غرض یہ تھی کہ میرے دفتر کے ملازم ڈر کر بھاگ جائیں اور اس کے بعد میرا سامان لوٹ لیا جائے۔

مجھے نہ لاکھوں روپے کی جائیداد کا فکر ہے۔ نہ کتابوں کا فکر ہے۔ البتہ درگاہ شریف کی سلامتی کا فکر ہے کہ اس بہانے درگاہ کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

اس بڑھاپے میں قدرت نے یہ مصیبت ڈالی ہے۔ مگر شکر ہے کہ قدرت نے میرے صبر و برداشت کی طاقت کو برقرار رکھا ہے۔ دعا ہے کہ صبر کی یہ طاقت ہمیشہ قائم [illegible]

۲۵ رجب ۱۴ جون جمعہ حیدرآباد

خلوت منزل

آرام محل کے بالاخانے کے پیچھے ایک چھوٹا سا ہوا دار حجرہ ہے۔ کل سے وہاں نشست کا انتظام کیا ہے۔ آج صبح سے شام تک اسی میں رہا۔ اور تحریری کام کیا۔

جمعہ کی نماز

ساڑھے گیارہ بجے بہزاد دکن نے موٹر بھیجی تھی اور میں اپنے نواسے روحم کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں نماز کے لئے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت حسب معمول بیس منٹ پہلے تشریف لائے۔ نواب لسانت جاہ بہادر اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر بھی تھے۔ اور آج عراق کے سفر سے مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بھی آگئے ہیں۔ اجمیر شریف اور دہلی کی درگاہوں کا ذکر ہوتا رہا۔ اعلیٰ حضرت مطمئن تھے۔

حکیم خسرو شاہ نظامی

حسب سوال حکیم خسرو شاہ نظامی صبح نبض دیکھنے آئے تھے۔ ان کی اہلیہ بیمار ہیں۔ مگر اسی حالت میں خود کھانا پکا کر بھیجا تھا۔ کلیجی کے کباب بہت عمدہ تھے۔ [illegible] بھی بہت لذیذ تھے۔

پان

چونکہ پان نایاب ہوگئے ہیں۔ اس لئے پرسوں بیگم پیٹھ سے ایک خاتون صاحبہ نے پانچ سو پان بھیجے تھے۔ اور کل شام کو سید نثار علی نظامی نے اکنا پیٹھ کے پان اور آم بھیجے تھے۔ اور علی نے ناریل بھیجے تھے۔

نواب سردار یار خان نظامی

آج شام کو آرام محل کے مالک نواب سردار یار خان نظامی اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ آج ہادی منزل میں بھی گیا تھا۔ حسین موجود نہیں تھے۔

مچھلی

سیٹھ احمد نظامی نے بمبئی سے مچھلی کا پارسل بھیجنے کی تار میں اطلاع دی ہے

ناکہ بندی

حیدرآباد کی ناکہ بندی سے یہاں ہر چیز گراں ہوگئی ہے۔ پردیس ہے اور مسافری ہے اور اتنے بڑے کنبے کا ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کی مدد ہے جو کام چل رہا ہے ورنہ آمدنی کے سب راستے بند ہیں۔ بچے اور عورتیں جوار کی روٹی کھاتی ہیں۔ میرے لئے ایک روپے کے تین پاؤ گیہوں آتے ہیں۔ پان دو آنے کا ایک ملتا ہے۔ سبزیاں بھی بہت زیادہ گراں ہیں۔ دودھ بھی بہت مہنگا ہے۔

مگر خدا کا شکر ہے کہ دہلی کے قتل عام کے وقت تو یہ بھی میسر نہ تھا یہاں یہ اطمینان تو ہے کہ جانوں کو خطرہ نہیں ہے۔ دہلی میں تو ہر وقت موت سامنے رہتی تھی۔

جمعہ کی نماز کے بعد آرام محل میں آیا۔ اور خلوت کے حجرے میں تحریری کام کرتا رہا۔ آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ منشی چلے گئے بچوں کا خط صاف نہیں ہے۔ خود ہی دن بھر مزدوری کرتا ہوں۔ لکھتے لکھتے تھک جاتا ہوں تو روتا ہوں اور خدا سے غیبی مدد مانگتا ہوں کہ وہ مرتے دم تک حلال روزی کی ہمت دے۔ اور کسی کا محتاج اور دست نگر نہ بنائے۔ حضرت علی نے فرمایا تم اپنی مالی مشکلات کسی سے بیان نہ کرو کیونکہ دوست مدد نہ کر سکیں گے مگر دشمن خوش ہوں گے۔

---

۲۶ رجب ۵ جون سہ شنبہ حیدرآباد

شب معراج

آج حیدرآباد میں شب معراج کی دھوم ہے۔ ہر گھر میں شب بیداری اور عبادت کی تیاری ہو رہی ہے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس شہر میں سانس لے رہا ہوں جہاں اسلام کی قدامت کا چرچا ہے۔

مولوی عبدالقیوم صاحب

آج مولوی عبدالقیوم صاحب اپنی انگریز بیوی کے ساتھ دوبارہ ملنے آئے تھے۔ وہ آج ہوائی جہاز سے کراچی جائیں گے۔ ان کی انگریز بیوی بڑی پکی مسلمان ہیں۔ ان دونوں کی مسافر نوازی کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ مصیبت کے وقت تو دنیا والے ہر تعلق کو بھول جاتے ہیں۔ یہ بے غرض محبت ہے۔ اور بے غرض محبت سب سے بڑی دولت ہے۔ جس کو خدا نے مجھے بہت زیادہ مرحمت فرمایا ہے۔

خواجہ راجہ

میرے ہندو مرید خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی شب معراج کی عبادت کے طریقے دریافت کرنے آئے تھے۔ مجھے ان کی شب بیداری اور تہجد کی پابندی سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔

چکولی عبدالرحیم نظامی

ادھونی مدراس سے چکولی عبدالرحیم نظامی ملنے آئے تھے۔ بمبئی جانے والے ہیں جہاں مچھلی کا لین دین ہے۔ آج شب معراج کی عبادت کر کے کل بمبئی جائیں گے

مچھلی

روشن دل سیٹھ احمد نظامی نے بمبئی سے مچھلی کا ایک بڑا پارسل بھیجا ہے۔ وہ دہلی میں بھی بمبئی سے مچھلی بھیجا کرتے تھے۔

منادی کے پتے

آج زید اور حسن اور مہدی اور رحیم نے ملک اخبار منادی کی روانگی کے پتے تیار کئے یعنی ان کو طبلق پر چسپاں کیا۔ شام تک کام کرتے رہے۔

عبادت

آج آرام محل میں میری لڑکیوں اور خواجہ بانو نے عبادت کا رت جگا کیا تھا۔ آسمان کی برکتیں نازل ہوئی تھیں۔

روزنامچہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۷ رجب ۶ جون اتوار حیدرآباد

ہزاری روزہ

آج شب معراج کی خوشی میں مسلمانوں نے روزہ رکھا ہے۔ جس کو ہزاری روزہ کہتے ہیں۔ خواجہ بانو نے بھی روزہ رکھا ہے۔ مگر حیدرآباد میں اس کا زیادہ چرچہ نہیں ہے۔

شادی

آج روشن دل محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی مجیدی حلوائی کی چھوٹی لڑکی کی شادی ہے۔ میں نے کل رات کو ٹیکسی موٹر کا بندوبست کر لیا تھا مگر آج صبح خبر آئی کہ پٹرول نہ ہونے کے سبب موٹر نہیں آسکتی۔ تانگہ منگایا تو گھوڑا بہت خراب تھا۔ سوار ہو کر اتر آیا۔ اور شادی میں جانا ملتوی کر دیا۔

سید کبیر الدین صاحب

برہان پور سی پی کے سید کبیر الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ ان کے بھائی سید نور علی شاہ صاحب ست پنتھی ہندوؤں کے گرو ہیں۔ لاکھوں ہندو ان کو پیر مانتے ہیں۔ سید کبیر الدین صاحب علی گڑھ کے بی۔ اے ہیں اور حیدرآباد میں ملازم ہیں۔ اپنے ایک ہندو مرید کے مکان پر قیام ہے۔ جو مسلمان ہو گئے ہیں اور گھی کی تجارت کرتے ہیں۔ آج میں نے ان کے ہندو مرید سے گیہوں کا آٹا منگایا تھا۔

رخصتی

شام کو کاکی شاہ نظامی کے ہاں خوش اقبال شاہ نظامی اور عبد الرزاق نظامی کے ساتھ گیا تھا۔ دولہا سید عبد الرحیم میٹرک پاس ہیں۔ جہیز بھی دیکھا۔ بہت اعلیٰ درجے کا تھا۔ نئے زمانے اور پرانے زمانے کی سب ضروری چیزیں جہیز میں تھیں۔ اور ہر چیز قیمتی اور عمدہ تھی۔ دولہا کے ہاں موٹر کے پرزوں کی تجارت ہوتی ہے۔ مخلص شاہ نظامی بھی وہاں ملے تھے جو کاکی شاہ کے خاص رفیقوں میں ہیں۔ مغرب کے بعد کھانا بھی کھایا تھا۔ مولوی حبیب صاحب بھی وہاں ملے تھے جو حبیب بھائی لمیٹڈ مشہور فرم کے مالک ہیں۔ اور علم دوست روشن خیال زندہ دل نوجوان ہیں۔

۲۸ رجب ۷ جون دوشنبہ حیدرآباد

مرگ کا دن

ہندو نجوم کے حساب سے کہا جاتا ہے کہ ۷ جون کو دن کے بارہ بجے مرگ ستارہ طلوع ہوتا ہے اور گرمی کا موسم بدل جاتا ہے اور برسات شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے بھی اس کا تجربہ کئی سال رہتا آیا ہو چکا ہے۔ مگر اس سال دو رات پہلے سے یعنی ۵ جون سے آدھی رات کو ابر آتا ہے اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ اور آج سات جون کو بارش شروع نہیں ہوئی بلکہ دن کو ہوا گرم رہی۔

ڈاک پر ڈاکہ

کئی دن سے دہلی کی ڈاک نہیں آئی اور دو دن سے واحدی صاحب کا خط بھی نہیں آیا۔ حالانکہ روزانہ ایک کارڈ آتا تھا۔

بہزاد دکن

باوجود بیماری کے کمال کے آج مولوی ضیاء الدین نظامی ملنے آئے تھے میں نے دن بھر حجرہ خلوت میں تحریری کام کیا تھا۔ [illegible] ممتاز خان ان کی خالو [illegible] پہلی ایک کر کے بھیجی تھی [illegible] پڑھ کر سنائی [illegible] نے کہیں [illegible] شائد [illegible] میں دور [illegible] ہیں [illegible] رکھا [illegible]

یوم خودمختاری

کل حیدرآباد میں یوم خودمختاری منایا جائے گا۔ آج دن بھر اس کے اعلانات ہوتے رہے شہر میں بڑا جوش ہے۔

پست کردہ اقوام کا جلسہ

آج حیدرآباد میں اچھوتوں یعنی پست کردہ اقوام کا بڑا جلوس نکلا تھا اور شام کو جلسہ ہوا تھا اچھوتوں کے لیڈر مسٹر شیام سندر کی صدارت میں جلسہ ہوا تھا۔ سید قاسم رضوی صاحب نے بھی اس جلسے میں تقریر کی تھی۔ اچھوتوں اور سکھوں اور پارسیوں نے جداگانہ انتخاب کی تجویزیں منظور کیں۔ میں اس جلسے میں نہیں گیا تھا مگر جو لوگ شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ بہت بڑا مجمع غیر مسلم لوگوں کا جمع ہوا تھا۔ اچھوت لیڈر نے کہا کہ پانچ ہزار برس سے ہم کو ہندوؤں نے غلام بنا رکھا تھا۔ اب مسلمانوں نے ہم کو آزادی دلوائی ہے۔

۲۹ رجب ۸ جون سہ شنبہ حیدرآباد

یوم خودمختاری

آج حیدرآباد میں گھر گھر آزادی اور خودمختاری کے جشن منائے جا رہے ہیں۔ انجن اور ریل گاڑیاں حیدرآبادی جھنڈوں سے آراستہ کی گئی ہیں۔ بازاروں اور دکانوں پر بھی حیدرآبادی جھنڈے لگائے گئے [illegible] رات کو روشنی بھی ہر جگہ ہوئی۔ اور بچوں کو مٹھائی بھی تقسیم ہوئی اور جلسے بھی ہوئے۔ رات راجہ رام کرن بہادر آصفجاہی ڈسٹرکٹ کی طرف سے مال والا محل میں ایک بڑا ڈنر اس خوشی میں ہوا تھا۔ مجھے میر خیرات علی صاحب معتمد انجمن منصب داران دس دن پہلے دعوت نامہ خود دے گئے تھے مگر آج سواری نہ ملنے کے سبب میں نہ جا سکا۔ گذشتہ سال شریک ہوا تھا اور تقریر بھی کی تھی۔

امیر پیٹھ کا جلسہ

بعد مغرب نواب صفدر یار خان نظامی کے داماد میر یوسف علی اور نواب سردار یار خان نظامی کے لڑکے قادر یار خان نظامی موٹر لے کر آئے تھے اور سکندرآباد کے مشہور تاجر سیٹھ علاؤالدین صاحب اور ان کے لڑکے محمد علی صاحب بھی آئے تھے۔ اور میں ان سب کے ساتھ امیر پیٹھ کے جلسے میں شریک ہوا تھا۔ پہلے بہت اچھی قوالی سنی۔ اس کے بعد میری صدارت میں جلسہ ہوا۔ مسٹر رحمانی افسر لیبر ڈپارٹمنٹ نے حضرت مولانا روم کی مثنوی بہت اچھے لحن سے سنائی تھی اور تقریر بھی کی تھی۔ میں نے بھی بحیثیت صدر جلسہ تقریر کی تھی۔ اور انعامات بھی تقسیم کئے تھے جو [illegible] ریڈی صاحب کی طرف سے تھے۔ نواب بشارت علی خان اور نواب سردار یار خان نظامی بھی جلسے میں تھے۔ بہت کامیاب [illegible]

جلسہ تھا۔ سیٹھ علاء الدین صاحب سے
بہت عرصے کے بعد ملاقات ہوئی تھی
ان کے ایک بھائی نواب احمد نواز جنگ
ہیں۔ آج گرمی کی شدت رہی۔ بارش
نہیں ہوئی۔

یکم شعبان ۹ر جون چہارشنبہ حیدرآباد

آسمانی کاغذ

دہلی کی عورتوں میں مشہور ہے کہ
شب برات کو آسمان سے ان کے کاغذ
پھینک دیئے جاتے ہیں جو اس
سال مرنے والے ہوتے ہیں۔ گزشتہ
شب برات میں اس لحاظ سے لاکھوں
کاغذ ناگہانی مقتولوں کے بھی ہونگے۔
اور مجھ جیسے جلا وطن مسلمانوں کے
بھی کروروں کاغذ پھینکے گئے ہونگے۔
آج ماہ شعبان کی پہلی ہے۔ کل شام
کو چاند نظر آگیا۔ اور ۱۴ر شعبان کو
شب برات ہوگی۔ اور خبر نہیں کس
کس کے کاغذ پھینکے جائیں گے۔ مگر
میرا دل خدا کی رحمت پر بھروسہ
رکھتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ
یہ شب برات امن عامہ اور رحمت عامہ
لائے گی اور انسانوں کی مصیبتیں دور
ہو جائیں گی۔

دہلی کی خبر آج لفافی صاحب کا
خط آیا تھا کہ ۶ر جون
کو آپ کی جائیداد پر سکریٹری ضبطی
کے افسر مع دیکھنے جائیں گے میری
لڑکیاں اس خبر سے رونے لگیں
کیونکہ ان کا سب کچھ وہاں ہے۔

خواجہ بانو نے سب کو صبر کی تلقین کی
اور کہا خدا موجود ہے وہ کارسازی
کرے گا اور تمہاری چیزیں محفوظ
رہیں گی اور اگر ضبط بھی ہو جائیں تو
خدا کے خزانے میں کیا کمی ہے وہ اور
دیدیگا۔ ہم سب کو اس کے فضل پر
بھروسہ رکھنا چاہئیے۔ میں نے کہا
مجھے تو درگاہ کا فکر ہے خدا کرے
وہ محفوظ رہے۔

۲ر شعبان - ۱۰ر جون پنجشنبہ حیدرآباد

دہلی سے خط نہیں آیا

آج بھی دہلی سے کوئی خط نہیں آیا
میرے سارے گھر والوں کو درگاہ
کے مکانوں اور سامان کا فکر ہے۔
میں نے کہا فکر کرنے سے کچھ نہیں
ہوتا۔ جو خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔
اور خدا کی مرضی انسان پر ظلم کرنے کی
نہیں ہوتی۔ انسان خود اپنے اوپر
ظلم کرتا ہے۔ خدا نے سب کچھ دیا
تھا۔ اب اگر اس کی مرضی یہ ہے کہ
وہ سب کچھ واپس لے لے اور ہم
پردیس میں اپنی زندگی کے ضروری
سامان سے محروم ہو جائیں اور میری
ساری عمر کی محنت سے لکھی ہوئیں
کتابیں برباد ہو جائیں تو مجھے اور
تم سب کو اس کی مرضی پر صابر اور
شاکر رہنا چاہئیے۔

تم سے زیادہ کروروں آدمی تباہ
ہوئے ہیں مگر تم تو ایک امن کے گنبد
میں ہو۔ اور ایک ہمدرد بادشاہ کے
زیر سایہ ہو جس کو اپنی پناہ دیئے
ہوئے ہر شخص کا خیال رہتا ہے
یہ بھی اللہ کا بڑا فضل ہے کہ تم
سب دوسروں کی طرح بے کس و
بے بس نہیں ہو۔

بارش روز آدھی رات کو ہلکی سی
بارش ہوتی ہے آج بھی
ہوئی تھی۔

۳ر شعبان ۱۱ر جون جمعہ حیدرآباد

صحت کی خرابی

کل رات سے میری صحت خراب ہے
اس لئے آج میں باغ عام کی مسجد میں
جمعہ کی نماز کے لئے نہ جا سکا۔ اس
کے علاوہ مسجد ڈھائی میل دور ہے
اور سواری موجود نہیں ہے۔

حکیم خسرو شاہ نظامی

حسب معمول صبح حکیم خسرو شاہ نظامی
نبض دیکھنے آئے تھے اور دوا بھی
لائے تھے۔ اور بارہ بجے ان کی اہلیہ
نے عمدہ کھانا بھی بھیجا تھا۔

فلسطین اور حیدرآباد

آج مجلس اقوام نے عربوں یہودیوں
کی لڑائی بند کرا دی مگر حیدرآباد میں
آج جنگ شروع ہونے کی افواہ ہے۔
بعد میں سنا کہ حیدرآباد کی فوجیں
۳ میل اندر ہٹ آئیں ہیں تاکہ
لڑائی روک دی جائے اور حریف
نے جو مورچے بنائے ہیں وہ بیکار

ہوجائیں۔ حیدرآباد کی یہ فوجی چال عجیب وغریب ہے۔ دشمن حیرت میں رہ گیا کہ جو مورچے کئی ماہ کی محنت سے بنائے تھے بےکار ہوگئے۔
آج شاہی حکم ہوا ہے کوئی اخبار اور کوئی لیڈر امن عامہ کے خلاف اور اشتعال انگیز بات شائع نہ کرے۔ یہ بھی امن پسندی کی اور سیاست دانی کی اعلیٰ مثال ہے۔ دہلی سے آج بھی خط نہیں آیا۔ ۶ر جون کو میرے مکانوں کی ضبطی اور سامان کی نیلامی کی خبر آئی تھی۔ مگر اس خبر کی حقیقت اب تک معلوم نہیں ہوئی کہ خبر سچی تھی یا جھوٹی تھی۔
منادی چھپ کر آگیا اور آج حسن اور ایڈیٹر تجارتی دنیا اور ان کے لڑکے نے روانگی کا کام کیا۔ میں بھی کئی دن سے بیتوں کی اصلاح کر رہا تھا۔
آج بھی پچھلی رات بوندیاں آئیں تھیں مگر بارش نہیں ہوئی۔

۴ شعبان ۱۲ر جون شنبہ حیدرآباد

روغن بادام

آج صبح حکیم خسرو شاہ نظامی کا بنایا ہوا روغن بادام دودھ میں ڈال کر پیا تھا۔ اس سے قبض دور ہوگئی۔ مگر بھوک بند ہے۔ کل رات کو بھی کھانا نہ کھایا تھا آج بارہ بجے بغیر بھوک کے دو چپاتیاں کھائیں۔ کمزوری بہت ہے۔

نواب حسن یار جنگ بہادر

میرے مکان کے قریب نواب حسن یار جنگ بہادر کا مکان ہے۔ آج صبح دس بجے پیدل ان سے ملنے گیا تھا۔ راستہ بھول گیا۔ تاہم مکان مل گیا۔ دو گھنٹے وہاں رہا۔ نواب صاحب کراچی میں جاکر بیمار ہوگئے تھے۔ کہتے تھے وہاں بخار، پیچش، اور میعادی بخار عام ہے۔ ہوٹلوں میں چربی کا کھانا ہوتا ہے۔

راستہ بھول گیا

بارہ بجے واپس آیا تو پھر راستہ بھول گیا۔ آرام محل کے سامنے سے تین چار چکر کئے مگر آرام محل کو نگاہ کی خرابی کے سبب پہچان نہ سکا۔ حسن ابو طالب نے مجھکو جاتا آتا دیکھا تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور مجھے اندر لائے میں نے کہا اگر تم نہ آتے تو یوں ہی شام تک مارا مارا پھرتا۔ اب میری زندگی بےکار ہے۔ اور مجھکو مر جانا چاہیئے۔ دہلی سے کچھ خبر نہیں آئی کہ وہاں کیا گزر رہی ہے اور کیا گزرےگی اور حیدرآباد میں یہ مشکلات جسمانی صحت کی پیش آرہی ہیں ایسی زندگی سے تو موت لاکھ درجے اچھی ہے۔
آج نواب نامدار النساء بیگم صاحبہ اپنے کارخانے کا بنا ہوا لیچھ [لیچھے] لائیں تھیں۔ مہاجرین نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ بہت عمدہ ہے بیگم صاحبہ عمر رسیدہ ہیں مگر رات دن مہاجرین کی خدمت کے کاموں میں لگی رہتی ہیں بڑی جاگیردار ہیں۔ اور عقل بہت شفاف رکھتی ہیں۔
شہر میں ہر طرح امن ہے۔ لڑائی کی کوئی خبر نہیں آئی۔

۵ شعبان ۱۳ر جون اتوار حیدرآباد

خواجہ حسن نظامی کی وفات

آج میں نے محسوس کیا کہ میں زندہ نہیں رہا۔ مر گیا۔ دنیا سے گذر گیا۔ کیوں کہ ۱۳ دن سے دہلی سے درگاہ کی خبر نہیں آئی۔ مکانوں کی خبر نہیں آئی۔ ۵ر جون کا لکھا ہوا نقاشی [نقابی] صاحب کا ایک کارڈ ۹ر جون کو آیا تھا کہ کل ۶ر جون کو آپ کے مکانوں پر سرکاری ضبطی کرنے والے جائیں گے۔ اس کے بعد کوئی خبر نہیں آئی۔ اس لئے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مکانوں پر سرکاری قبضہ ہوگیا اور اب درگاہ کی حفاظت خطرے میں ہے لہٰذا میری زندگی ختم ہوئی اور تمام عمر کی محنت کا جو ثمر میرا سرمایہ دہلی میں تھا وہ بھی ختم ہوا۔ پس میں مر گیا۔ اگرچہ چلتا پھرتا ہوں۔ سانس لیتا ہوں۔ کھاتا پیتا ہوں مگر یہ زندگی نہیں ہے۔ اس سے تو ان پرندوں کی زندگی اچھی ہے جو روز صبح کے وقت آرام محل کے باغ میں بولتے ہیں آزادی سے بےفکری سے ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ کر چلے جاتے ہیں۔

نواب دین یار جنگ بہادر

آج ایک مرید کی سفارش کے لئے نواب دین یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ اور واپسی میں کنگ کوٹھی مبارک پر بھی کچھ دیر ٹھہرا تھا۔

بیماریاں بڑھ گئی ہیں۔ طاقت بہت کم ہوگئی ہے۔ چلنا پھرنا بھی دشوار ہے۔ اس خاکی تصویر کی یہ بابرکت حرکت بھی اب بند ہونے والی ہے

خوش اقبال شاہ نظامی بیمار ہیں۔ کل نہیں آئے تھے۔ آج آئے تھے۔ میں نے کہا اب روز آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھر میں رہو اور آرام کرو۔ آج ہادی منزل میں حسین اور سید سعید نظامی بھی ملے تھے۔ حسن اور زید اور مہدی اور روحم نے منادی کی روانگی میں مدد دی تھی۔

آج ریڈیو نے دہلی اور حیدرآباد کی نسبت لڑائی قریب ہونے کی خبریں سنائیں تھیں۔

۶ر شعبان ۱۴ر جون دوشنبہ حیدرآباد

صادق شہید کا عرس

آج خواجہ بانو کے والد صادق شہید کا بیسواں عرس ہے۔ ان کے لڑکے سید ابن عربی نے راماٹم پیٹھ ضلع میدک میں آج نیاز کی ہوگی۔ میں کل نیاز کروں گا۔ ۶ر شعبان مطابق ۳۰ر جنوری سنہ ۱۹۲۸ء کی شام کو دہلی میں میرے موٹر گیرج کے سامنے مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ مجھ پر چار فیر پستول کے ہوئے مگر خدا نے بچا لیا۔ صادق شہید پر مجھ سے پہلے حملہ ہوا اور وہ پہلے نشانے میں شہید ہوگئے۔

درگاہ میں صادق شہید کا عرس بڑے اہتمام سے ہوتا تھا مگر یہاں جلاوطنی اور مسافری میں کیا کرسکتا ہوں۔ معمولی نیاز ہو جائے گی۔

دہلی کا خط

آج بھی دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ میں درگاہ کے فکر اور اپنی قلمی کتابوں اور تصنیفات کے مسودات کے لئے تڑپ رہا ہوں۔ خدا کی ذاتِ پاک پر بھروسہ ہے۔ وہ مرتے وقت مجھے اس صدمے سے بچالے گا۔

دکن یونین

میں نے ۲۲ر اپریل سنہ ۱۹۴۸ء سے ۷ر مئی سنہ ۱۹۴۸ء تک جو کتاب دکن یونین کے نام سے لکھی تھی وہ کاتبوں کی دشواری کے سبب اب تک نہیں چھپی۔ ۸۰ صفحات تک لکھی گئی ہے۔ اور آدھی سے زیادہ لکھوانی باقی ہے۔ میرا دل تصنیفات سے بیزار ہوگیا ہے۔ اب تو قبر کا گوشہ عافیت اور سکون کامل چاہتا ہوں۔

حبیب صاحب برف لیمن والے سید کاظم حسین صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بڑی محبت کے ہیں۔

۷ر شعبان ۱۵ر جون سہ شنبہ حیدرآباد

نیاز

آج صادق شہید کی نیاز ہوئی تھی۔ سب بچے شریک ہوئے تھے۔ اور میں نے چند آنسو ان کی یاد میں بہائے تھے۔ وہ آج کی تاریخ ۳ بجے دفن ہوئے تھے۔

دہلی کا خط آج بھی نہیں آیا۔ یہاں سے بھی جو خط جاتے ہیں وہ بہت کم پہنچتے ہیں۔ کیونکہ حیدرآبادی خطوط سنسر کی نذر ہو جاتے ہیں۔

ناسوتی شاہ نظامی

میرے پرانے روزنامچوں کے مضامین کی فہرست ناسوتی شاہ نظامی بنا رہے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۵ء، سنہ ۱۹۲۶ء، سنہ ۱۹۲۷ء کی فہرست تیار ہوگئی۔ آج آخری حصہ لائے تھے۔ اور اس خوشی میں نذر بھی پیش کی تھی۔ یہ ان کے خلوص و عقیدت کی انتہا ہے کہ اتنی بڑی محنت کا معاوضہ نہیں لیا۔ بلکہ نذر پیش کی۔

چمن آرا بیگم صاحبہ اور نواب سردار یار خان نظامی کی اہلیہ اور بچے ملنے آئے تھے۔ بارش نہیں ہے۔ مگر ہوا ٹھنڈی ہے۔

منادی تمام و کمال روانہ ہوگیا حسن ابوطالب نے بہت کام کیا۔ زید پاشا اور روحم اور مہدی بھی کام میں شریک رہے۔

نیند نہیں آئی

آج رات کو دو بجے تک نیند آئی۔ اس کے بعد نہیں آئی۔ اس لئے میں صبح تک تلاوت و عبادت میں مشغول رہا۔ بیماری اور کمزوری کی شدت بڑھ گئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو چونکہ نیند نہیں آتی اس لئے میں اپنا جی خوش کرلیتا ہوں کہ سنت الٰہی پہ عمل ہے۔

۸ر شعبان ۱۶ر جون چہارشنبہ حیدرآباد

سکرات کا مزہ

صبح کی نماز کے بعد چہل قدمی کر رہا تھا۔ یکایک دل کا دورہ ہوا۔ جلدی پانی پیا اور پلنگ پر لیٹ کر رضیتُ باللہ ربا وبالاسلام دینا پڑھنے لگا۔ سکرات اور بیہوشی طاری رہی۔ کلمہ پڑھتا تو رہی۔ پھر اس کے بعد غنودگی آگئی۔ ایک گھنٹے کے بعد اٹھا۔ اور تاریخ [illegible] پڑھنے لگا۔ پھر تحریری کام شروع کیا۔ قلبی کمزوری کے سبب کسی کام میں جی نہ لگا۔

حسن گماشت

اپنے لڑکے حسن ابو طالب کو حیدرآباد بھیجا تاکہ دکن پریس کی چھپائی اور دوسری کتابوں کی چھپائی کے کام کو دیکھیں۔ اور بازار میں کاغذ بہت تلاش کریں۔

ٹائپ کی چھپائی

کاتبوں کی مشکلات سے عاجز ہو کر اب منادی کو ٹائپ میں طبع کرانے کا ارادہ کیا ہے۔ آج انتظامی پریس حیدرآباد سے کمپوزنگ اور طباعت کا تخمینہ آیا ہے۔

آغا حیدر حسن صاحب کی تقریر

کل آغا حیدر حسن صاحب دہلوی کی ریڈیو میں تقریر سنی تھی۔ دہلی کی بیتوں کا ایسا سماں باندھا کہ میں رونے لگا کیونکہ میں نے تو اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا تھا۔ آغا صاحب حیدرآباد میں تھے مگر دہلی کے حالات اس طرح بیان کئے گویا وہ خود وہاں موجود تھے۔ بڑے جادو بیان ہیں۔ عورتوں کے انداز بیان پر بڑا قابو رکھتے ہیں۔ حیدرآباد میں ان کی قدردانی بھی بہت ہے۔ دہلی سے بقائی صاحب کا خط آیا تھا اور کوئی خط نہیں آیا۔ کراچی سے بھی [illegible] صاحب کا خط آیا تھا۔ شام تک تحریری کام کرتا رہا۔ آج [illegible] رہتک کے مرید مولوی حفیظ الدین نظامی کا پاکستان سے خط آیا ہے۔

۹ شعبان ۱۷ر جون پنجشنبہ حیدرآباد

صحت کی خرابی

آج بھی دن بھر صحت خراب رہی تاہم کام جاری رہا۔ جسمانی کوفت بہت ہے۔

سامانِ آسائش

آج روشن دل نواب سردار یار خان نظامی نے اپنے گھر سے کتابوں کے لئے ایک بڑی الماری اور دو بڑی میزیں اور دو چھوٹی میزیں اور چار نواڑی پلنگ بھیجے تھے۔ اور ایک صوفہ سٹ بھیجا تھا۔ میں نے صوفہ سٹ لے لیا۔ الماری لے لی۔ دو میزیں لے لیں۔ چار پلنگ اور دو بڑی میزیں واپس کر دیں کیونکہ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی کے بھیجے ہوئے پانچ پلنگ موجود ہیں۔ اور کامل الیقین نظامی نے بھی بارہ چارپائیاں بان کی نئی تیار کرا کے بھیجی تھیں۔ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ تھی۔ نواب صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو جتنا خیال میری آسائش کا ہے وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

خوش اقبال شاہ نظامی بیمار ہیں۔ اسی حالت میں ملنے آئے تھے۔ میری تکلیفوں کا حال دیکھ کر رونے لگے۔

حرفِ آخر

آج رات کو دہلی ریڈیو میں نہرو جی اور حکومت ہند کا آخری بیان جس کو حرف آخر کہا جاتا ہے سنا تھا۔ سب عورتیں اور بچے بہت غور سے سنتے رہے۔ آخر میں میں نے کہا اس بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہندیونین حیدرآباد پر حملہ کرے گی۔ بلکہ اب معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حملہ نہیں ہوگا۔ البتہ دوسری قسم کی ایذائیں دی جائیں گی۔ حیدرآباد ریڈیو میں عزم و ہمت کے بیانات سنتے تھے۔

۱۰ر شعبان ۱۸ر جون جمعہ حیدرآباد

مسیح الزماں حکیم خسرو شاہ نظامی

آج صبح حکیم خسرو شاہ نظامی نبض دیکھنے آئے تھے۔ میں نے دو دن کی تکلیف کی تفصیل بیان کی۔ کہا اب بھی

نبض میں بیماری کا اثر ہے۔

عبدالمغنی انصاری

حکیم خسرو شاہ کا نام عبدالغنی انصاری ہے۔ ان کے بڑے لڑکے کا نام ایک میم کے اضافے سے عبدالمغنی انصاری رکھا گیا ہے۔ آج وہ جمعہ کا کھانا لے کر آئے تھے۔ مکان کی تلاش میں بہت سرگرداں رہے۔ خواجہ بانو نے دیکھا دھوپ کی تمازت سے چہرہ لال ہو گیا تھا۔ میں نے سنا تو کہا یہ خدمت اس بچے کو دنیا میں بہت زیادہ آسائش دیگی۔

جمعہ کی نماز

جسمانی تکلیف اور سواری کی دقت کے سبب آج بھی جمعہ کی نماز کے لئے باغ عام کی مسجد میں نہ جا سکا۔ سرکاری آدمی ہادی منزل اور آرام محل میں میری کیفیت معلوم کرنے آ رہے تھے۔

صدر اعظم کی تقریر

آج رات کو آٹھ بجے میر لائق علی صدر اعظم کی تقریر ریڈیو میں نشر ہوئی تھی۔ عورتوں اور بچوں نے بہت توجہ سے سنی۔ احتیاط، تدبر اور عزم ہر لفظ میں تھا۔ تقریر کے بعد میں نے سب عورتوں اور بچوں کو اس کا مطلب سمجھایا۔ اور کہا۔ سچائی اور اسلامی شان اس تقریر میں ہے۔

دہلی ریڈیو

رات کو سوا نو بجے دہلی ریڈیو میں سنایا گیا کہ (میری بستی) درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ میں دہلی سرکار چھ سو مکانات تعمیر کرائے گی۔ اس سے مجھے بہت فکر ہو گیا کیونکہ وہاں مکانات بنانے کی زمین نہیں ہے۔ چاروں طرف سات سو برس کے پرانے قبرستان ہیں۔ اس تعمیر سے اولیاء اللہ کے مزارات نابود کر دیئے جائیں گے۔ کل نہرو جی کو تار دونگا مگر توجہ کی امید نہیں ہے۔

خط نہیں آئے

آج کہیں سے کوئی خط نہیں آیا۔ دہلی کے خط تو بیس دن سے آنے بند ہو گئے ہیں۔ میرے مکانوں کی ضبطی کی تفصیل نہیں آئی۔ جس کا مجھے فکر ہے۔

بارش نہیں ہوئی

۷ر جون سے آج تک بارش نہیں ہوئی جس کی بہت ضرورت ہے۔

دیر تک نہیں رہے گی۔ حکومت بہت جلد اس میں دخل دیگی۔ اور جو چیزیں ملکی پیداوار کی ہیں ان کی گرانی کو روک دیگی۔

نواب سردار یار خان نظامی اپنے چند قرابت داروں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور دہلی سے منشی صاحب بھی آئے تھے۔ جو بہت دن سے دہلی میں میرے دفتر میں ملازم تھے۔ نعیم صاحب کے دوستوں میں ہیں۔ ۷ر جون کو دہلی سے چلے تھے۔ مدراس کے راستے حیدرآباد میں آئے۔ اور یہاں آتے ہی نوکری مل گئی۔ ایک سو روپے ماہوار اور کھانا کپڑا اور مکان دیا جاتا ہے۔ میرے ہاں چالیس روپے ماہوار کھانا اور مکان دیا جاتا تھا۔ انہوں نے میرے گھر کی تلاشی اور بعد کی ضبطی کی خبروں کا حال بھی بیان کیا۔

سلام میاں کا کراچی سے تار آیا ہے۔ وہاں مکان مل گیا ہے۔ وہ کراچی میں مکان خریدنا چاہتے ہیں۔ روحہ نے کہا ہم اپنا زیور فروخت کر کے مکان خریدیں گے۔

۱۱ر شعبان ۱۹ر جون شنبہ حیدرآباد

گرانی

ناکہ بندی کی سختی بڑھ جانے کی خبر سے حیدرآبادی دکان داروں نے ضرورت کے سامان کو دوگنا تگنا مہنگا کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو چیز کل دو آنے کی تھی آج اس کی قیمت چار آنے چھ آنے کر دی گئی ہے۔ مگر یہ حالت زیادہ

۱۲ر شعبان ۲۰ر جون یکشنبہ حیدرآباد

مہمانوں کی آمد

آج صبح میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی کے بیوی بچے اور منجھلے لڑکے خواجہ سید علی نظامی کے بیوی بچے میرے ہاں مہمان آئے ہیں۔ مجھے ان سب کے دیکھنے سے بہت خوشی ہے

یہ مجھ سے دو میل دور ایک کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔

عبدالرحمن برکت نظامی

مولانا ہادی شاہ نظامی کے مرید عبدالرحمن برکت نظامی ملنے آئے تھے۔ یہ ادھونی کے رہنے والے ہیں نامپلی حیدرآباد میں ٹھیرے ہیں۔ منشی فاضل ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میرے پاس میرے مضامین لکھنے کے لئے آجایا کرو۔ کہتے تھے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے۔ خط بھی اچھا ہے۔

دہلی کا خط

آج شاہ جی کاتب کا اور میاں عزیز حسن پوری کا خط مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۴۸ء آیا تھا۔ اور اس میں میرے مکانوں کی ضبطی کا کچھ ذکر نہیں تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جو خبریں ضبطی کی آئیں تھیں وہ غلط تھیں۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی کتابوں کی چھپائی کا انتظام کر کے ملنے آئے تھے۔ نواب میرزا نظامی کا خط آیا تھا کہ انہوں نے میرے والد کے مزار کو صاف کیا اور دھویا۔ میں ابا کی یاد میں خوب رویا۔

نواب صاحب کلیانی

میرے پڑوس میں کلیانی کے نواب صاحب بھی رہتے ہیں۔ آج وہ بھی ملنے آئے تھے۔ ان کی پہلی شادی نواب ولی الدولہ بہادر کی بہن سے ہوئی تھی۔ جن کا انتقال ہونے کے بعد دوسری شادی کی ہے۔

سردار جگت موہن سنگھ

اخبار امن حیدرآباد کے مددگار ایڈیٹر سردار جگت موہن سنگھ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور اپنے نئے اخبار پرچا کے لئے میرا پیغام لیا تھا۔

شام کو خواجہ سید حسین نظامی ڈھائی میل پیدل چل کر آئے تھے۔ کیونکہ پیٹرول نہ ملنے کے سبب موٹریں آج کل بند ہیں۔ آج رات کو سب بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا تھا چونکہ گوشت کھایا تھا نیند بہت کم آئی۔

۱۳ شعبان ۲۱ رجون دوشنبہ حیدرآباد

برکت نظامی

ادھونی والے برکت نظامی نامپلی سے آئے تھے۔ اور میرے خطوں کی ترتیب کا شام تک کام کیا تھا۔ آج میرے منجھلے لڑکے خواجہ سید علی نظامی جنگل سے آئے ہیں اور میرے بڑے داماد سید نثار علی نظامی بھی آئے ہیں۔ کل شب برات ہے اس لئے آئے ہیں۔ کہتے تھے جنگل کے دیہات میں ہندو مسلمان مل جل کر رہتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب

بدایوں شریف کے حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب قادری میری بیمار پرسی کے لئے رکشا میں آئے تھے۔ وہ ابھی عراق کا سفر کر کے آئے ہیں۔

لارڈ مونٹ بیٹن

کل ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن نے ریڈیو میں تقریر کی تھی۔ آج اپنی بیوی کے ساتھ انگلستان چلے گئے۔ ہندو اخباروں میں ان کی نسبت شائع ہوا ہے کہ دہلی اور مغربی پنجاب کے قتل عام کو اگر وہ چاہتے تو روک سکتے تھے۔ مگر انہوں نے دانستہ قتل عام ہونے دیا۔ اور اس کے روکنے کا انتظام نہیں کیا۔ میں یہ تو نہیں سمجھتا کہ وہ قتل عام سے خوش تھے لیکن یہ خیال میرا بھی ہے کہ جون ۱۹۴۸ء میں آزادی دینے کا فیصلہ ہوا تھا مگر لارڈ مونٹ بیٹن نے جلدی کر کے اگست ۱۹۴۷ء میں اس لئے آزادی دلوائی کہ مسلمان اپنی حفاظت کا بندوبست نہ کر سکیں۔ اور پنجاب کی تقسیم میں کشمیر کا راستہ اور گرداس پور کا ضلع ان کے اشارے سے ہند یونین کو دیا گیا تھا۔ اور کشمیر کے مسئلے کو مجلس اقوام میں شریک کرانے والے بھی یہی تھے۔ اور حیدرآباد کی مشکلات بھی ان کے گہرے منصوبے کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

سید کبیر الدین صاحب

برہان پور کے سید کبیر الدین صاحب بی۔اے ملنے آئے تھے۔ ان کے بھائی کی مرید جسودہا بائی بھی آئیں تھیں جو حیدرآباد میں گھی اور خوردا کی فروخت کرنے کا کام کرتی ہیں۔

کرتی ہیں۔ اور مسلمان ہوگئیں ہیں مہرالنسا نام رکھا گیا ہے۔ میں نے بھی ان سے غلہ اور گھی خریدا ہے۔ ان کا گھی اسٹور چنچل گوڑے خیریت آباد میں ہے۔ ان کے شوہر کا نام محبوب خان ہے۔ مہر گھی اسٹور دکان کا نام ہے۔ بارش بند ہے۔ دن کو گرمی بڑھ جاتی ہے۔ میری صحت بہت خراب ہے۔ نواب سردار یار خان نظامی اور خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور دو درویش ملنے آئے تھے۔

چکرورتی راج گوپال آچاری

مدراس کے چکرورتی راج گوپال صاحب آچاری ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے ہیں۔ یہ مہاتما گاندھی کے سمدھی ہیں اور مدراس میں وزیر اعظم رہ چکے ہیں میرا ان سے بہت قدیمی ملنا جلنا ہے۔ میرے مکان پر قوالی کی مجلس میں شریک ہو چکے ہیں اور باہمی محبت کے مضمون پر تقریر بھی میرے ایک جلسے میں کی تھی۔ اور ابھی کلکتے سے دہلی آتے وقت کلکتہ کی جمعیت علما کے سپاس نامے کے جواب میں ایسی تقریر کی تھی جس سے ان کے دل کی نیکی اور دماغ کی روشنی ظاہر ہوتی تھی اور آج جب انہوں نے ہندوستان کے گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالا اور حلف اٹھایا تو پھر ایسی اچھی تقریر کی جس میں سیاسی بناوٹ نہیں تھی۔ اور سچی محبت جھلک رہی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ حیدرآباد اور دہلی کی حکومت میں ملاپ کا خیال کریں گے۔ اگرچہ کلکتے میں انہوں نے چلتے وقت کہا تھا کہ گورنر جنرل کا اختیار کم ہوتا ہے۔ تاہم وہ امن عامہ کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے مسلم لیگ اور کانگرس کے ملاپ کے لئے بھی بہت کوشش کی تھی۔ اور شملے پر کانگرس سے کہا تھا کہ مسلم لیگ کے مطالبات مان لو ورنہ پاکستان دینا پڑے گا۔ (اس وقت مسلم لیگ کے مطالبات بہت کم تھے)

اگرچہ حالات بہت خراب ہیں ساری ہندو قوم مہاسبھا اور سیوا سنگھ اور سوشلسٹ اور کمیونسٹ اور سکھ اغراض میں تقسیم ہوگئی ہے اور فارورڈ بلاک کی تحریک بھی ابھر رہی ہے تاہم ان کی نیک نیتی ان کی مدد کرے گی۔ اور وہ ہندوستان کو تباہی سے بچا لینگے۔ بشرطیکہ انگریزوں اور امریکنوں کے سبز باغ ان کی امداد ان سے دور رہیں۔

وہ سمجھتے ہیں کہ حیدرآباد ایک بڑی طاقت ہے اس سے ٹکرانا ہندوستان کو تباہ کر دے گا۔ اور اس کو دوست بنانا ہندوستان کو مضبوط کر دے گا۔

۱۴ر شعبان ۲۲ر جون شنبہ حیدرآباد

شبِ برات پردیس میں جلا وطنی کے دن گزار رہا ہوں اور یہ شب برات آئی ہے۔ دہلی یاد آ رہی ہے۔ اور حسرت سے ٹھنڈے سانس لے رہا ہوں۔ آٹے کا حلوا بنایا ہے۔ اور وہ بھی اتنا کہ نیاز ہو جائے۔ اور بطور تبرک سب چکھ لیں۔ کیونکہ خرچ کی تنگی ہے۔ آمدنی کے سب راستے بند ہیں۔ اور خرچ کے نئے راستے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ اور پرانے راستے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ قناعت کی دولت کا خزانہ پاس ہے۔ کسی پر اپنی تنگی ظاہر ہونے نہیں دیتا۔ اور حضرت علیؓ کے اس حکم پر عمل کرتا ہوں کہ اپنی مفلسی کسی پر ظاہر نہ کرو۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی دوسرے دن ملنے آئے تھے۔ آج بھی آئے تھے۔ اور حضرت مسعود بک شہید کا قلمی دیوان بھی نذر لائے تھے۔ حضرت مسعود [illegible] مخدوم رکن الدین سہروردی ملتانی کے مرید تھے۔ اور حضرت سلطان المشائخؓ سے فیض پایا تھا۔ یہ ہندوستان کے منصور تھے۔ موچی کی دکان پر جاکر اپنا پاؤں دکھایا اور کہا خدا کی جوتی بنا دے یہ خبر علماء کو ہوئی۔ مقدمہ چلا اور سنگسار کئے گئے۔ درگاہ حضرت چراغ دہلی کے پاس قلعہ علائی میں مزار ہے۔ ان کے کلام میں وحدت وجود کا مستانہ

خزانہ بھرا ہوا ہے۔

مصنف خم خانہ

سید عبدالرزاق صاحب بھی ملنے آئے تھے جنہوں نے ڈھائی سو جز کی ایک کتاب لکھی ہے اور ایک ہزار سے زیادہ ہندو شاعروں کا فارسی اور اردو کلام جمع کیا ہے۔ اور سب کا ذکر بھی لکھا ہے۔

نیاز کا کھانا

شب برات کی نیاز کا کھانا بیگم صاحبہ نواب مظفر نواز جنگ بہادر نے بھیجا تھا۔ اور پادشاہ بیگم نظامی نے اپنے بڑے لڑکے مظفر حسین نظامی کے ہاتھ نیاز کا کھانا بھیجا تھا۔ اپنے گھر میں نیاز پکر حور بانو کے ہاں بھی نیاز میں شریک ہوا تھا۔ دل آرا بانو اور علی بانو نے بھی نیاز کا حلوہ بھیجا تھا آج میں نے اور خواجہ بانو نے شب بیداری کی تھی۔

دھماکا رات کو ساڑھے نو بجے ایک بڑا دھماکا ہوا تھا۔ آرام محل ہل گیا۔ آواز بھی بہت زیادہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بم گرا۔

خبر آئی کہ میرے مکان کے قریب کسی شیطان نے ڈائنامیٹ بجلی کے کھمبوں میں لگایا تھا۔ مگر بجلی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔

بارش آج شام کو بارش ہوئی تھی خوب ٹھنڈک ہو گئی ہے۔

میں نے خواب گاہ کا مقام بدل دیا ہے۔

دعائیں حسب معمول قدیم آج رات کو کہ شب برات تھی اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے اور اپنے سب مریدوں کے لئے اور اپنے سب دوستوں کے لئے اور دنیا میں امن عامہ کے لئے اور مسلمان بادشاہوں کی فتح یابی کے لئے اور پاکستان کی سلامتی کے لئے اور ہند یونین میں امن عام کے لئے اور حیدرآباد کے امن عام کے لئے اور یہاں کے بادشاہ اور ان کے خاندان کی سلامتی کے لئے اور حیدرآباد کی حکومت کے سب ارکین کے لئے اور حیدرآباد کی سب رعایا کے لئے دعائیں مانگی تھیں۔ اور توکلی شاہ کی بلی کے لئے اور اپنے طوطے کی سلامتی کے لئے بھی دعا مانگی تھی۔

۱۵ شعبان ۲۳ جون چہارشنبہ حیدرآباد

محمد یونس کا خط

دہلی سے میرے ملازم محمد یونس کا خط آیا تھا۔ مصائب کے حالات لکھے تھے۔ لکھا تھا نعیم صاحب بھی خوف کے سبب اپنے گھر چلے گئے۔ میں نے جواب لکھا کہ گھبراؤ نہیں میں ریل کا راستہ کھلتے ہی سب بچوں کے ساتھ دہلی آجاؤں گا۔ تم نے جیسی وفاداری اس نازک موقع پر ظاہر کی ہے اس کا میرے دل پر بہت اثر ہے۔ میں نے تمہاری تنخواہ میں پچیس روپے کا اضافہ کیا ہے۔

اب ۷۵ روپے مہینہ بھیجا کروں گا اور ایک مکان بھی تمہارے نام ہبہ کروں گا۔

مولانا صاحب

کڑپہ مدراس کے مولانا صبغۃ اللہ صاحب بختیاری ملنے آئے تھے یہ پڑوس میں رہتے ہیں۔ مودودی صاحب دہلوی کی اسلامی جماعت کی طرف سے ایک تربیت گاہ میرے پڑوس میں قائم کی ہے۔ بہت دیر تک باتیں کیں۔

صحت کی خرابی

ثقیل غذا کھانے اور کل رات بھر جاگنے کے سبب آج میری صحت خراب ہے۔ بواسیر کا خون آ رہا ہے۔ مگر میں نے آج بھی صبح سے شام تک کام کیا۔ شام کو حکیم صاحب ملنے آئے تھے۔ یہ درویش بھی ہیں۔ عہدے دار بھی ہیں۔ حکیم بھی ہیں خلوص و محبت کا پیکر بھی ہیں۔

۱۶ شعبان ۲۴ جون پنجشنبہ حیدرآباد

بارش آج صبح سے بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ میں زبید اور حسن اور حامد حسین صاحب کے ساتھ کراچی روانہ کرنے کے لئے منادی کے ناظرین کے پتے تیار کراتا رہا کیونکہ سوا دو ماہ کا روزنامچہ رسالہ نظام المشائخ کراچی میں شائع ہوگا۔ میں نے بیماری کے سبب کام کم کیا۔ حسن اور زبید نے بہت زیادہ کام کیا۔ انہیں سے بہت خوشی ہوئی۔

۷ار شعبان ۲۵ر جون جمعہ حیدرآباد

دل کا چین حسین

آج صبح خواجہ بانو کے ساتھ حسین کے پاس جانے کی تیاری کی۔ تانگہ منگایا۔ عورتیں سوار ہوگئیں۔ لیکایک حسین موٹر لے کر آگئے۔ اور میں ان کے ساتھ ان کے مکان پر گیا جو انہوں نے ابھی یکم جون کو کرائے پر لیا ہے ماں صاحب کے تالاب پر ہے۔ بہت اچھا اور ہوادار مکان ہے۔ تین سو روپے ماہ وار کرایہ ہے۔ حسین نے اپنے ماں باپ کو وہ کمرے دکھائے جو اس نئے مکان میں انہوں نے ہمارے لئے مخصوص کئے ہیں۔ اور کہا آپ سب یہاں آجائیے۔ میں نے کہا جس مکان میں تمہارے ماں باپ رہتے ہیں وہ بھی تمہارے روحانی بھائی کا ہے۔ جس طرح مجھکو تم عزیز ہو کہ بڑے بیٹے ہو اسی طرح نواب سردار یار خان عزیز ہیں کہ وہ روحانی اولاد ہیں۔ اس لئے میں ان کی اجازت لئے بغیر ان کے مکان سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔ یہ انقلابی مصیبت اور جلاوطنی کے ایام ایسے وقت سامنے آئے کہ میں قبر کا سفر کرنے کی تیاری میں تھا۔ کیا خبر تھی کہ دلی چھٹ جائے گی اور میں پردیس میں گھر گھر مارا مارا پھروں گا۔

جمعہ کی نماز دو جمعہ کی ناغہ کے بعد آج میں باغ عام کی مسجد میں نماز پڑھنے گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوا مدت کے بعد آیا ہوں۔

لسطلے حضرت ٹھیک پونے بارہ بجے تشریف لائے۔ اور الطاف شاہانہ سے میرا حال دریافت فرمایا۔ میری قلمی کتابوں کی کیفیت بھی دریافت فرمائی۔ میں نے تفصیلی کیفیت عرض کی پندرہ منٹ تک میری قلمی کتابوں کا ذکر رہا۔ آج خطیب عبدالرحمن صاحب نے بہت ہی برمحل خطبہ پڑھا تھا۔ اور قاری فخرالدین صاحب نے تو کمال کردیا۔ ایسی آیات تلاوت کیں گویا حیدرآباد ہی کے موجودہ حالات کے لئے نازل ہوئیں تھیں۔

گنگا جمنی مشایخ

نماز کے بعد کچھ دیر حسین کے دفتر میں بیٹھا جو ہادی منزل کے اس حصے میں ہے جہاں میں نے چبوترہ یاران بنایا تھا اور جس کو دعا منزل نام دیا تھا۔ سید سعید نظامی بھی ملے تھے جو حسین کے شریک کاروبار ہیں۔ ڈیڑھ بجے حسین اور حسن ابوطالب اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ چنو نواب صاحب کے مکان پر گیا۔ جہاں آج ان کے والد ماجد کا سالانہ عرس تھا۔

طعام ظہر پہلے طعام ظہر کے لئے عربی میزوں پر جمع ہوئے۔ میری میز پر شہر حیدرآباد کے پارسی کوتوال رستم جی صاحب اور ان کے نائب صاحب اور نواب ماہ نور خان صاحب تھے۔ ماہ نور خان نے حسب پسند کھانے نکال نکال کر میری قاب میں ڈالے اور اپنی محبت کا دسترخوان میرے دل کے اندر بچھایا۔ حیدرآباد کے بہت سے نامی گرامی عہدے دار اور مشایخ بھی وہاں ملے۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر بھی تشریف لائے تھے پان کھلائے تھے اور علمی تقریر کی غذا کھلائی تھی۔

مجلس سماع

پانچ بجے تک یہاں رہا اور علمی مجلس کا لطف اٹھاتا رہا۔ اس کے بعد صاحب عرس کے مزار پر گیا اور قوالی کی مجلس میں شریک ہوا۔ چنو نواب صاحب نے اپنے والد ماجد کا مزار بھی بہت اچھا بنایا ہے اور مراسم قدیم کو بھی خوب قائم رکھا ہے۔

چہلم یہاں سے فرزند روحانی مولوی محمد مظہر اللہ ظہوری نظامی نائب رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی کے مکان پر گیا جہاں آج ان کی اہلیہ روشن دل قمر بانو نظامی کا چہلم تھا۔ کچھ دیر قرآن خوانی کی مجلس میں شریک رہا۔ ظہوری نظامی نے اپنی شریک زندگی کے ایصال ثواب کے لئے تین دن کا پروگرام بنایا تھا۔ آج آخری دن تھا۔ بہت زیادہ آدمی تلاوت میں مشغول تھے۔ یہاں سے حسین کے مکان میں آیا۔ دل آرا بانو اور علی بانو نے کہا کھانا کھا کر جائیے گا۔ میں نے دعائیں دیں اور کہا بیمار کو اب آرام کی ضرورت ہے۔ خوشی سے جانے کی اجازت دو۔

۱۸ر شعبان ۲۶ر جون شنبہ حیدر آباد

نواب صاحب کلیانی

آج صبح نواب صاحب کلیانی ملنے آئے تھے۔ اور میر خورشید علی صاحب مہتمم مکہ مسجد بھی اپنے غلام ذوالجناح گھوڑے پر ملنے آئے تھے۔

بواسیر کا خون

آج مجھے بواسیر کا خون بہت آیا۔ کمزوری بہت بڑھ گئی۔ دن بھر لیٹا رہا۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ خوب ٹھنڈک ہو گئی ہے۔

منادی ٹائپ میں

میں مسلمان کاپی نویسوں کی روزی کے سبب ہمیشہ ٹائپ کے خلاف رہا۔ مگر حیدر آباد میں آ کر کاپی نویسوں کی ایسی دشواریاں پیش آئیں کہ مجبوراً منادی کو ٹائپ میں چھپوانے کا فیصلہ کر لیا اور آج انتظامی پریس کو مضامین بھیج دیئے تاکہ یکم جولائی کو پرچہ شائع ہو جائے۔

واحدی صاحب کا خط آیا ہے کہ سوا دو ماہ کا روزنامچہ ان کو کراچی میں وصول ہو گیا ہے اور نظام المشائخ کے لئے کاپی نویس نے لکھ لیا۔ اس لئے آج میں نے منادی کے خریداروں کے پرچے تین رجسٹری لفافوں میں بھیج دیئے۔

کریلے

بواسیر کے سبب آج میں نے کریلے بھون کر کھائے تھے۔ ان سے فائدہ ہوا اور نیند آ گئی۔ تاہم کمزوری کا اثر غالب ہے۔

۱۹ر شعبان ۲۷ر جون یکشنبہ حیدر آباد

بہزاد دکن نظامی

آج صبح مولوی فیاض الدین نظامی بہزاد دکن ملنے آئے تھے۔ اب وہ بھی سائیکل پر سفر کرتے ہیں۔ کیونکہ پٹرول نایاب ہو گیا ہے۔

گل رعنا کو تحفہ

آج نواب صاحب کلیانی نے میری نواسی گل رعنا کے لئے پھل اور بسکٹ بھیجے تھے۔ آج گل رعنا دیوار کے سہارے کھڑی ہوئی۔ میں نے سب کو مبارکباد دی وہ سلام کرنا سیکھ گئی ہے۔ اس تکلیف کے زمانے میں گل رعنا اور طوطا میری دل جوئی کرتے ہیں۔ یا تو علی شاہ کی بلی کو یاد کر لیتا ہوں جو لاہور میں ہے۔

پھر خون آیا

آج پھر بواسیر کا خون آیا۔ تین بار اپنے ہاتھ سے کپڑے دھوئے۔ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ تاہم ٹائپ کے منادی کے لئے ۹ صفحات لکھے۔ اور کچھ دیر سویا بھی۔

مولانا محمد اسمٰعیل

آج مدراس کے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ملنے آئے تھے۔ اہل حدیث کے عقائد رکھتے ہیں۔ مسئلہ وحدت وجود سے بھی ذوق ہے چشتیہ خاندان میں مرید بھی ہیں۔ اسلامی جماعت کے ممبر بھی ہیں۔ متضاد چیزیں ان میں جمع ہیں۔ عمر پچاس سے زیادہ ہے بھاری جسم ہے۔ بڑی اور گنجان داڑھی ہے۔ متانت زیادہ ہے۔ بولتے کم ہیں اور سنتے زیادہ ہیں۔ مولانا صبغۃ اللہ صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔

۲۰ر شعبان ۲۸ر جون دوشنبہ حیدر آباد

حضرت بابا شرف الدین رضؓ

حیدر آباد کے حضرت بابا شرف الدین صاحب پہاڑی والے بزرگ کی نسبت میں نے اپنی کتاب نظامی بنسری میں لکھا تھا کہ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضؓ کے خلیفہ تھے۔ مگر آج حیدر آباد ریڈیو میں ایک صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مگر مجھے اس سے اختلاف ہے کیونکہ اگر اس کو تسلیم کیا جائے تو یہ مشکل پیش آئے گی کہ اس وقت حیدر آباد میں اسلامی حکومت نہیں تھی۔ کیونکہ اسلامی حکومت پہلے دولت آباد اورنگ آباد میں قائم ہوئی تھی اور اس کے بعد حسن بہمنی نے گلبرگہ شریف میں پایۂ تخت بنایا تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضؓ کے دو خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین غریب اور حضرت خواجہ حسن علا سجزی دولت آباد میں مدفون ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سہروردیہ سلسلے میں مرید ہوں اور اس وقت آئے ہوں جب حیدر آباد بعد کے بادشاہوں کا پایۂ تخت بن گیا تھا۔

میری صحت

آج بھی دن بھر میری صحت خراب رہی۔ تاہم کام جاری رہا۔ خوش اقبال شاہ نظامی آئے تھے۔ بنگلور میسور کی خواتین پڑوس میں رہتی ہیں۔ وہ بھی خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔

بادشاہ بیگم نظامی

ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی مرحوم کی برادر زادی روشن دل بادشاہ بیگم نظامی میرے لئے گیہوں لائیں تھیں۔ ان کو میری غذا کا بہت فکر رہتا ہے۔ آج بارش نہیں ہوئی مگر ابر رہا۔ ہوا بھی ٹھنڈی رہی۔

سنی اوقاف کمیٹی

چیف کمشنر دہلی نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ دہلی سے چلے گئے ہیں۔ اس لئے سنی اوقاف کمیٹی سے آپ کا نام خارج کر دیا جائے گا۔

۲۱ر شعبان ۲۹ر جون سہ شنبہ حیدرآباد

دکن یونین کا دوسرا حصہ

میری کتاب کا پہلا حصہ دکن یونین کے نام سے تیار ہو گیا اب دوسرا حصہ تیار کیا ہے۔ ۱۵ر جولائی تک انشاء اللہ شائع ہو جائے گا۔ یہ حصہ مئی ۱۹۴۷ء میں تیار ہو گیا تھا۔ اور کاپیاں بھی تیار ہو گئی تھیں مگر مسطر کا کاغذ دہلی سے آیا تھا جو خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے پتھر پر چھپائی نہ ہو سکی۔ مجبوراً آٹھ سو روپے کے خرچ کا نقصان برداشت کر کے نیا مسطر تیار کرایا۔ اور دوبارہ لکھوانے کا انتظام کیا۔

میری صحت

آج بھی خراب رہی۔ بواسیر کا خون آ رہا ہے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے دوا بھیجی ہے۔

میرا تحریری کام جاری رہا۔ زید اور ابو طالب اور حامد حسین صاحب اور برکت نظامی نے کام میں مدد دی۔ خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی اور سردار یار خان نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ موسم اچھا ہے مگر بارش نہیں ہوئی۔

۲۲ر شعبان ۳۰ر جون چہارشنبہ حیدرآباد

قطب عالم

مشائخ صوفیہ کا عقیدہ ہے کہ نظام عالم کے لئے نظروں سے مخفی حضرت قطب عالم مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب دکن یونین کے دوسرے حصے میں حضرت قطب عالم کے حالات بھی لکھے ہیں۔

ٹائپ کا منادی

آج ٹائپ کے منادی کا پروف آیا تھا۔ مگر مجھے پسند نہیں آیا۔ ۸ر جولائی سے لیتھو کا انتظام کروں گا۔ ٹائپ میں خرچ زیادہ ہے۔ مضمون کم آتا ہے۔ اور آنکھوں کو اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اور مضمون کا اثر بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نظریں ٹائپ کی عادی نہیں ہیں اور خوش نویسی جو مسلمان قوم کے آرٹ کی مخصوص چیز ہے ٹائپ میں نہیں ہوتی۔

میری صحت خدا کے فضل سے آج ذرا اچھی رہی۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا نے فائدہ کیا۔

۲۳ر شعبان یکم جولائی پنجشنبہ حیدرآباد

مہاراجہ پٹیالہ کا تار

ریاست پٹیالہ پنجاب کے سکھ راجہ نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی بارگاہ اقدس میں ایک تار بھیجا ہے کہ دکن کے شہر نانڈیڑ میں سکھوں کے آخری گرو گوبند سنگھ صاحب کے گرودوارے کی کی نسبت ان کو تشویش ہے۔

صدر اعظم بہادر حیدرآباد نے اس تار کا جواب بھیجا ہے کہ گرودوارہ ہر طرح محفوظ ہے۔ اور تشویش کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

مہاراجہ پٹیالہ نے سکھوں کو حیدرآباد سے بدگمان کرنے کے لئے شرارت اور بدنیتی سے یہ تار بھیجا ہے۔ ورنہ وہ خود جانتے ہیں کہ حیدرآباد نے گرو صاحب کو اپنے ملک میں اس وقت پناہ دی تھی کہ جب دہلی کی مغل حکومت ان کا خاتمہ کر دینا چاہتی تھی۔ اور اس وقت سے آج تک اس گرودوارے کے خرچ کے لئے بائیس ہزار روپے سالانہ کی جاگیر

سفر رہے۔ اور اس کے علاوہ ہزاروں سکھوں کو سرکار حیدرآباد نے نوکریاں دے رکھی ہیں۔ اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو تنخواہیں ملتی ہیں۔

مگر مہاراجہ پٹیالہ نے اپنی رعایا کے دو لاکھ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اور مسجدوں کو توڑا۔ اور درگاہ حضرت مجدد صاحبؒ سرہند کو مسمار کیا۔ اور وہاں کی مسجد میں گدھے باندھے۔ اب چونکہ ان کو سرحدی قبائل کے انتقام کا خوف ہے اس لئے وہ سکھوں کو اسلامی حکومت حیدرآباد کے خلاف بدگمان کر کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار کرنا چاہتے ہیں۔

پان نواب صاحب کلیانی نے اپنی جاگیر کے پان بھیجے تھے اور خود بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے آج تحریری کام زیادہ کیا تھا۔ دیدار علی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔

۲۴ شعبان ۲ جولائی جمعہ حیدرآباد

ہوائی جہاز کی بندش

آج خبر آئی ہے کہ کل سے ہوائی جہاز بند ہو جائیں گے یعنی حیدرآباد سے بمبئی اور دہلی ہوائی جہاز نہیں جائیں گے اس خبر سے بہت فکر ہو گیا کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ خطوط جلدی پہنچ جایا کرتے تھے اب کراچی و دہلی کے خط بہت دیر میں آئینگے اور بہت دیر میں جائیں گے۔ اور ممکن ہے کہ ریلوں کی خرابیوں کے سبب خطوں کا آنا جانا بالکل ہی بند ہو جائے۔

پیارے مہمان آج صبح میرے منجھلے لڑکے خواجہ سید علی نظامی کی بیوی اور بچے اور بڑے لڑکے کے بچے میرے ہاں مہمان آئے ہیں۔ مجھے ان کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

نماز جمعہ حسین نے مجھے باغ عامہ کی مسجد تک پہنچایا۔ اور میں نے ایک روشن دل روشن دماغ مسلمان بادشاہ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی۔ اعلیٰ حضرت نے میری درگاہ کی نسبت دریافت فرمایا تو میں نے کہا کل دہلی ریڈیو سے یہ خبر سنی تھی کہ میری درگاہ کے قریب تین سو مکانات دہلی کے غیر مسلم پناہ گزینوں کے لئے بنائے جائینگے! مگر وہاں سوائے قدیمی قبرستان کے اور کوئی جگہ مکانات بنانے کی نہیں ہے۔ اور یہ تو قبرستان حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے چبوترہ یاراں کے نام سے بنوائے تھے۔ اور ان میں حضرت کے وقت کے اور بعد کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور مورخ اور اہل کمال دفن ہیں۔

حکیم خسرو شاہ نظامی نے جمعہ کا کھانا بھیجا تھا۔ اور میں نے گھر پہنچ واپس آکر سب بچوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ بہزاد دکنی نظامی بھی شریک طعام ہوئے تھے۔ شام تک بہت سے خطوط ہندوستان اور پاکستان کو بھیجے تھے۔ لیکن خطوط لکھتے وقت یہ خیال رہا کہ ہوائی جہاز کل سے بند ہو جائیں گے خبر نہیں یہ خطوط کب تک پہنچیں۔

آج رات کو کھانا نہیں کھایا۔ اور بارہ بجے تک بیدار رہا۔ اس کے بعد سویا اور تین گھنٹے کے بعد پھر بیدار ہو کر معمولات پورے کئے آج شام کو نواب صاحب کلیانی کی چھوٹی بچیاں خواجہ بانو کے پاس آئی تھیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد نواب ناصر نواز الدولہ بہادر سے ملنے گیا تھا وہ مدت سے بیمار ہیں مگر اب چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

کامل الیقین نظامی

میرے قدیمی مرید روشن دل عبدالغفور کامل الیقین نظامی آج صبح ملنے آئے تھے۔ جب سے یہاں آیا ہوں وہ میری بہت زیادہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بازار افضل گنج میں لوہے کی دکان کرتے ہیں۔

مولوی انعام الحق صاحب

آج صبح مولوی انعام الحق صاحب ملنے آئے تھے۔ ان کے ساتھ شام سندر پریس کے مالک پنڈت لکشمی نارائین بھی آئے تھے۔ ان کا پریس بازار افضل گنج میں ہے۔ یہ راجہ

خواجہ پرشاد خلف مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کے استاد بھی رہ چکے ہیں۔ شام سندر پریس ٹائپ کا ہے۔ اور لیتھو کا ایک ہینڈ پریس بھی ہے۔ جس کا نام اردو پریس ہے۔ مجھے یہ نام اس قدر پسند آیا کہ میں نے منادی اردو پریس میں طبع کرانے کا ان سے معاملہ کیا۔

دیوان حافظ کی فال

آج جمعہ کی نماز کے بعد ہادی منزل میں آیا تو حسین کے پاس جرمنی کا چھپا ہوا ایک نہایت عمدہ دیوان حافظ دیکھا۔ میں نے کہا۔ دیکھو فال دیکھو۔ میں حیدرآباد کے موجودہ حالات کی نسبت حضرت حافظ سے سوال کرتا ہوں۔ حسین نے میری ہدایت خاص کی ترکیب سے دیوان کھولا۔ صفحہ ۱۸۴ پر یہ شعر نکلا۔ "وفاداری و حق گوئی نہ کار ہر کسے باشد غلام آصف ثانی جلال الحق والدین" وفاداری اور حق گوئی ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ میں تو جلال الحق والدین آصف ثانی کا غلام ہوں۔ اس فال سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

۲۵ شعبان ۳ جولائی شنبہ حیدرآباد

ہوائی جہاز بند ہو گئے

کل کی خبر سچی تھی۔ آج ہوائی جہاز کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ لڑائی شروع ہونے کی خبریں بھی مشہور ہوئیں۔ مگر میرے خیال میں یہ خبریں درست نہیں ہیں۔

زیتون کا تیل

مجھے فاسفورس کا تیل تیار کرنے کے لئے زیتون کے تیل کی بہت ضرورت تھی۔ مگر بازار میں تیل نہ ملتا تھا۔ آج نواب سید جمال الدین صاحب حسینی رئیس کلیانی نے چھ بوتلیں زیتون کے تیل کی بھیجی تھیں اور ایک بہت دلچسپ خط بھی بھیجا تھا

۲۶ شعبان ۴ جولائی یکشنبہ حیدرآباد

کچا پانی

چونکہ پانی صاف کرنے کی دوا کلورین ناکہ بندی کے سبب حیدرآباد نہیں آسکتی اس لئے تالاب کا کچا پانی پیا جا رہا ہے اور اس سے بیماریاں بڑھ گئی ہیں میرے گھر میں سب عورتوں، مردوں اور بچوں کو زکام ہو گیا ہے۔ آج مجھے بھی زکام کی آمد محسوس ہوتی ہے۔ میں نے پانی جوش کر کے اور کوئلے پانی میں ڈالنے کا انتظام کیا ہے۔ کیونکہ کوئلے پانی کے جراثیم جذب کر لیتے ہیں۔

پتوں کی چار رجسٹریاں

چونکہ کراچی سے نظام المشائخ رسالے میں میلاد و نامچہ شائع ہو گا۔ اس لئے میں نے واحدی صاحب کو چار رجسٹریوں میں منادی کے پتے بھیجے تھے۔ آج خبر آئی ہے کہ پتے بہت کم پہنچے یعنی ۲ رجسٹریاں تو پہنچیں مگر ان کے اندر سے کچھ پتے نکال لئے گئے۔ میرا خیال ہے حیدرآباد کے پتے چرائے گئے ہوں گے۔

۲۷ شعبان ۵ جولائی دوشنبہ حیدرآباد

زکام کا حملہ

آج مجھ پر زکام کا حملہ ہو گیا۔ حلق میں خراش بہت زیادہ ہے۔

زکام کے قصائد

میرے گذشتہ اردو نامچوں میں زکام کی بیماری کی شان میں اتنے زیادہ قصیدے شائع ہوئے ہیں کہ اردو زبان میں زکام کا ایک بڑا ذخیرہ قائم ہو گیا ہے۔ آج تمام رات زکام کی شدت کے سبب تڑپتا رہا۔ نیند نہیں آئی۔

۲۸ شعبان ۶ جولائی سہ شنبہ حیدرآباد

نیم جان

آج دن بھر کچھ نہیں کھایا۔ پان بھی نہیں کھایا۔ نمک پانی کے غرارے کئے۔ ناک نمک پانی سے صاف کی۔ تاہم بخار بھی رہا۔ اور درد سر بھی رہا۔ اور اعضا شکنی بھی رہی۔ روحہ علی بانو۔ کوثر۔ حسن ابوطالب اور مہدی نے بدن دبایا۔ خدمت کی۔

علی آ گئے

آج جنگل سے میرے منجھلے لڑکے خواجہ سید علی نظامی آئے ہیں۔ چونکہ ان کے بیوی بچے میرے مکان میں ہیں۔ اس لئے یہاں آئے ہیں۔

عشائیہ

کئی دن پہلے نواب حسن یار جنگ بہادر نے مجھے آج رات کے کھانے کی دعوت دی تھی۔ میں نے آج ان کو اپنی بیماری کا عذر لکھ کر بھیجا۔ جواب آیا چند منٹ کے لئے آ جائیے۔ میں نے یہ دعوت اس لئے کی ہے کہ آپ میرے محلے میں آکر رہے ہیں۔

نواب لیاقت جنگ

عصر کے بعد نواب لیاقت جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ جو میری قیام گاہ کے قریب رہتے ہیں۔ ان کی علمی گفتگو سے بہت لطف آیا۔

طعام شب

رات کو ساڑھے آٹھ بجے نواب حسن یار جنگ بہادر کی موٹر آئی اور میں حسین اور بہزاد دکن نظامی کے ساتھ ان کے مکان پر گیا جو یہاں سے بہت قریب ہے۔ نواب معین نواز جنگ بہادر وزیر امور خارجہ اور نواب لیاقت جنگ بہادر اور مولوی اکرام اللہ صاحب وزیر امور مذہبی اور نواب ولی الدولہ بہادر کے صاحبزادگان بھی شریک طعام تھے۔ کھانا بھی عمدہ تھا۔ اور طعام کا کلام یعنے کھانے سے پہلے اور کھانے کے وقت اور کھانے کے بعد کی باتیں بھی بے حد لذیذ تھیں۔ نواب صاحب نے مجھے اور حسین کو نہایت نفیس پھولوں کے گجرے بھی پہنائے۔ رات کو بخار رہا۔ مگر زیادہ نہیں ہوا۔

۲۹ شعبان ۷ جولائی چہارشنبہ حیدر آباد

زکام کا تیسرا دن

آج بھی دن بھر بخار رہا۔ میں نے مونگ کی دال کا پانی پیا۔ بھوک بند ہے۔

تار گھر اور ڈاکخانے بند ہونے والے ہیں

آج ریڈیو میں سنایا گیا کہ حیدر آباد کے تار گھر اور ڈاکخانے بھی بند ہونے والے ہیں۔ اس لئے آج کراچی، لاہور دہلی وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے خطوط کے جوابات لکھوائے اور سب کو لکھا کہ یہ خط شائد آخری خط ہے اس لئے دکن ریڈیو اور پاکستان ریڈیو کے ذریعہ آپس کی خبریں معلوم ہونگی۔ بمباری سے بچنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں۔ مگر لوگ سب مطمئن ہیں، جاپان کی بمباری کے زمانے میں دہلی شہر میں جو گھبراہٹ عوام کو تھی وہ یہاں نام کو نہیں ہے۔

ساجد عربی کی بیماری

سید ابن عربی اپنے لڑکے سید ساجد عربی کو لائے ہیں۔ وہ کچھ بیمار ہے۔ خواجہ بانو اپنی بہن کے ساتھ ان کو دیکھنے حسین کے مکان پر گئیں ہیں۔

عراق بلڈنگ

آج شام کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے چار مینار روڈ پر عراق بلڈنگ کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ یہ عمارت نواب احمد نواز جنگ بہادر تعمیر کرائیں گے جس کی آمدنی عراق کے مقامات مقدسہ اور ان کے متوسلین کو دی جائے گی۔ میرا بلاوا بھی آیا تھا مگر بخار کے سبب نہ جا سکا۔

وقت آخر قریب ہے

چار پانچ سال سے مجھے گردے اور مثانے اور جگر اور معدے کی بیماریاں ہیں۔ ان پر اب ایک نئی انقلابی بیماری کا اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے تازہ زکام اور بخار نے مجھکو اس قدر نڈھال کر دیا ہے کہ وقت آخر نزدیک آتا دکھائی دیتا ہے۔

آج میں نے دوستوں اور مریدوں کو خطوط لکھے تو ایسی باتیں بھی لکھیں جن کو وصیت کہا جا سکتا ہے۔ ایک صاحب کو لکھا کہ جن دماغی اور ذہنی تکلیفوں میں مبتلا ہوں ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے مجھے موت بہت پرسکون نعمت محسوس ہوتی ہے۔

غلط اردو کی اصلاح

آج میں نے دہلی ریڈیو اور پاکستان ریڈیو کو خط لکھے ہیں کہ وہ دونو اور حیدر آباد ریڈیو بھی غلط اردو استعمال کرتے ہیں۔ یعنے زمانہ آئندہ کی خبر کو زمانہ حال کے الفاظ میں نشر کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں۔ پندرہ دن کے بعد فلاں مقام پر جلسہ ہو رہا ہے یا بیس دن کے بعد فلاں تاریخ فلاں لیڈر فلاں مقام پر جا رہے ہیں۔ یہ غلط اردو ہے۔

کا ترجمہ جمع کیا گیا ہے جو آنحضرتؐ نے قیامت
تک آنے والے انقلابات کے نسبت ارشاد
فرمائی تھیں۔ قیمت ایک روپیہ

ظہور امام مہدی

اس کتاب میں یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں
مسلمانوں کی کتابوں سے حضرت امام مہدی
کے ظہور کی خبریں جمع کیگئی ہیں اور حضرت
شاہ نعمت اللہ ولی کے پیشینگوئی اور صحیح قصیدے
بھی جمع کیے گئے ہیں قیمت چار آنے

درسی [illegible]

[illegible] کیلئے یہ باتصویر قاعدہ
خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے اور ملت بیگم
صاحبہ نے نواب بہادر یار جنگ کے نام منسوب کیا
ہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ بچوں کو اسکول بھیجنے
سے پہلے مائیں آنکھ سے دکھائیں اور پڑھ کر
سنائیں تو بچے اسکول جانے سے پہلے اسلامی
عقائد بھی سیکھ جائینگے اور اردو زبان سے
انکو محبت بھی پیدا ہو جائیگی اور انکو پڑھنے
کا شوق بھی ہو جائیگا۔ قیمت چار آنے

اردو سبق باتصویر

یہ خوبصورت باتصویر کتاب چھوٹے بچوں کیلئے
بہت مفید ہے انقلاب سے پہلے تمام ہندوستان
میں بچوں کو پڑھائی جاتی تھی قیمت بارہ آنے

داستان پاکستان

یہ باتصویر کتاب مسلمان بچوں میں جوش اور
ہمت پیدا کرتی ہے کیونکہ اسمیں ۱۷ برس
کی عمر کے ایک عرب لڑکے محمد بن قاسم کے
تصویری حالات ہیں جنہوں نے بالکل ابتدا میں
[illegible] ملک سندھ اور ملتان اور [illegible] شہروں کو فتح کیا
تھا اس کتاب میں محمد بن قاسم کی عکسی
تصویریں بھی ہیں اور انکی سب لڑائیوں کی
تصویریں بھی ہیں قیمت آٹھ آنے

پانی پت کی آخری لڑائی

یہ کتاب آجکل کے زمانے میں ہندوؤں اور
مسلمانوں کو خاص توجہ سے پڑھنی چاہیئے
کیونکہ دو سو برس پہلے ہندوؤں اور مسلمانوں
میں وہی دشمنی پیدا ہو گئی تھی جو آجکل ہے
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پانی پت کے میدان میں
تین لاکھ جرار ہتیار بند ہندوؤں کا ۷۰ ہزار
جرار ہتیار بند مسلمانوں سے بہت
سخت مقابلہ ہوا اور ایسی خونریز لڑائی
ہوئی کہ تین لاکھ ہندو فوجوں میں صرف [illegible]
سو زندہ بچے اور جب اسکے بعد پونا کی برہمن
حکومت کے پیشوا اپنے بیٹے اور بھائی کا مسلمانوں
سے بدلہ لینے کیلئے پانچ لاکھ فوج لیکر چلے تو
اسوقت کے حضور نظام نے حیدرآباد سے
جاکر پونا کو فتح کر لیا اور برہمن پیشوا کی
حکومت کے سب ساز و سامان کو جلا دیا
یہ سب کیفیت اس کتاب میں تفصیل کے
ساتھ درج ہے۔ قیمت ایک روپیہ

راجکمار ہر دیو کا روزنامچہ

آج سے سات سو برس پہلے اورنگ آباد
دکن کے قریب ہندو راج کا پایہ تخت دیوگیر
کے نام سے تھا سلطان علاؤالدین خلجی نے
اسکو فتح کیا تھا اور دیوگیر کے راجہ رام دیو
کے خاندان کا ایک شہزادہ راجکمار ہر دیو
علاؤالدین خلجی کی فوج کے سردار حضرت
خواجہ حسن [illegible] کے ساتھ دیوگیر سے دہلی
چلا گیا تھا اور حضرت خواجہ حسن سنجری کے
[illegible] حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب
الٰہی کا مرید ہو گیا تھا اور [illegible]
نام [illegible] حضرت کی [illegible]
جب سلطان غیاث الدین تغلق کی حکومت
نے [illegible] ہندوستان کا میر عمارت

(چیف انجینیر) بنا دیا تھا۔ اور پھر سلطان
محمد تغلق نے اپنی بیٹی کی شادی اس کے
ساتھ کر دی تھی اور خواجہ جہان خطاب
دیکر اپنا وزیر اعظم بنا لیا تھا۔
راجکمار ہر دیو نے اسوقت ایک کتاب
چہل روزہ لکھی تھی جسکا ترجمہ خواجہ حسن نظامی
نے بھی شایع کیا ہے اس کتاب میں سات
سو برس پہلے کے ان مسلمان بادشاہوں
کا تاریخی تذکرہ ہے جو اسوقت دہلی میں
ہو رہے تھے اور حضرت خواجہ نظام الدین
اولیا کے تاریخی حالات بھی ہیں کتاب
ایسی دلچسپ ہے کہ ایک دفعہ پڑھنے
کے بعد بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے
ابھی حال میں حیدرآباد میں آکر خواجہ صاحب
نے شایع کی ہے اور اپنے ہندو [illegible]
راجہ [illegible] نظامی کے نام اسکو منسوب
کیا ہے۔ قیمت تین روپے

بہادر شاہ کا مقدمہ

یہ کتاب ۱۸۵۷ء کے انقلاب دہلی کی
تاریخ کا جز تھا جو مدت سے نایاب
تھا اب حیدرآباد میں آنیکے بعد خواجہ
صاحب نے شایع کیا ہے اس کتاب
میں اس مقدمے کا حال ہے جو انگریزوں
نے دہلی پر قبضہ کرنیکے بعد بہادر شاہ
کے خلاف چلایا تھا۔ اس کتاب سے
انگریزوں کی چالاکیاں اور دغابازیاں
ظاہر ہوتی ہیں اور آجکل کے زمانے میں
جبکہ لال قلعہ دہلی کے اندر مہاتما گاندھی
کے قاتلوں کا مقدمہ ہو رہا ہے یہ کتاب
ہندو مسلمانوں کو خاص توجہ سے پڑھنی
چاہیے تاکہ انکو معلوم ہو کہ ایک دفعہ
کا مقدمہ بھی دہلی کے لال قلعہ میں ہوا تھا

اس مقدمے میں بہادر شاہ بادشاہ
کو بغاوت کرانے والا ثابت کرنے
کی کوشش کی گئی تھی ۔ اور ہندو
مسلمانوں کی گواہیاں ہوئی تھیں
اور بادشاہ نے خود گواہوں پر جرح کی تھی
سبق حاصل کر سکتے ہیں یہ کتاب بھی
حیدرآباد آنیکے بعد خواجہ صاحب نے شائع
کی ہے ۔ اور حیدرآباد کے چیف جسٹس
مولوی خلیل الزماں صاحب کے نام نامی کو
اسلئے منسوب کیا ہے ۔ تاکہ ایک تاریخی
مقدمے کی کیفیت ایک قانون دان مسلمان
کے سامنے آجائے ۔ قیمت تین روپے

دکن یونین حصہ اول

حیدرآباد میں آنیکے بعد خواجہ صاحب نے
ہندوستان اور حیدرآباد میں دوستی
قائم کرنے اور غلط فہمیاں اور شکوک
و شبہات دور کرنے کی غرض سے یہ
کتاب شائع کی ہے ۔ قیمت آٹھ آنے

دکن یونین حصہ دوئم

یہ کتاب پہلے حصے سے بہت بڑی ہے
اور اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حیدرآباد
کی حکومت سے ہندو اور سکھ اور پارسی
اور عیسائی کتنا زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں
اور مسلمان برائے نام حکمران ہیں اور سارا
فائدہ غیر مسلم قوموں کو پہنچ رہا ہے اور
اگر ہندوستان کی حکومت نے یہاں
کوئی جبریہ انقلاب پیدا کیا تو زیادہ
نقصان ہندو قوم کا ہوگا اس کتاب
میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ شخصی
حکومت ہندوستان کیلئے موزوں ہے
اور وہ جمہوری حکومت جو ہندوستان
اور پاکستان میں قائم ہوئی ہے وہ درحقیقت
انگریزوں اور یورپ والوں اور امریکنوں
اور یہودیوں کی غلامی کی حکومت ہے
اور اب دنیا میں صرف حیدرآباد ہی
کی حکومت ایسی حکومت ہے جہاں
اللہ کی خلافت کی نشان نظر آتی ہے
اور جہاں سب ہندو مسلم قومیں اور
امیر و غریب لوگ مل جل کر باہمی
محبت سے رہتے ہیں اور وہ سب
خبریں جھوٹی ہیں جو حیدرآباد کے باہر
حیدرآباد کی بے امنی کی ساری دنیا
میں شائع ہو رہی ہیں ۔ یہ کتاب نہایت
اہم کتاب ہے اور اگر ہندوستان اور
پاکستان کی حکومتیں ٹھنڈے دل سے
اس پر غور کرینگی تو وہ خانہ جنگی سے
بچ جائینگی اور ہر ایک حکومت ہندوستان
اور پاکستان کے عوام کی خوشحالی اور
سلامتی اور عروج کا ذریعہ بن جائیگی ۔
قیمت ۔۔۔۔۔۔ تین روپے

تاریخ رسول

یہ کتاب عورتوں اور بچوں اور کم علم
لوگوں کو آنحضرت کی پوری زندگی
کی تاریخ بتاتی ہے پہلے سیرت نبوی
کے نام سے شائع ہوئی تھی اب
حیدرآباد میں تاریخ رسول کے نام
سے شائع ہوئی ہے ۔ قیمت تین روپے

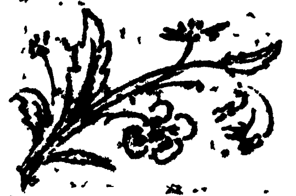
شیخ چلی کی ڈائری

یہ کتاب اصلاح اور تفریح کی غرض
سے خواجہ حسن نظامی نے شائع کی ہے
اسکو جو پڑھتا ہے اسکو تفریح ہوتی
ہے اور ہنسی آجاتی ہے ۔
قیمت آٹھ آنے

فاسفورس کا تیل

یہ تیل تمام دنیا میں مشہور ہے
فالج کے بیماروں اور لقوے کے
بیماروں اور رعشے کے بیماروں
کو فائدہ دیتا ہے جو بچے پسلیوں
کی دق یعنی مسان کی بیماری سے
ہلاک ہو جاتے ہیں ان کی پشت
پر اس تیل کے پانچ قطرے
مل دئے جائیں تو بچے ہلاکت
سے بچ جاتے ہیں ہر قسم
کے اعصابی درد اس تیل کی
مالش سے پانچ منٹ میں دور
ہو جاتے ہیں ڈھائی اونس
کی شیشی پانچ روپے کو دیجاتی
ہے اور ڈیڑھ اونس کی
شیشی تین روپے کو دی جاتی
ہے یہ سب قیمتیں قسم خاص
التماس کی ہیں ۔

دفتر طبی کمپنی ہادی منزل
باغ عام روڈ حیدرآباد دکن
اور
سیٹھ عبدالرزاق کمپنی دوا فروش
حیدرآباد دکن
اور
ٹی سنڈیکیٹ بازار [illegible]
حیدرآباد سے مل سکتا ہے



رجسٹرڈ چھاپہ خانہ سرکار عالی نمبر (۳۱۷)

حیدرآباد اور ہندوستان اور پاکستان میں

محبت۔ وحدت۔ امن کی ندا دینے والا

منادی

جو شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی حیدرآباد سے شائع کرتے ہیں

سالانہ پانچ روپے ایک پرچہ دو آنے	۲۲ صفر سنہ ۱۳۶۸ھ ۲۴ بہمن سنہ ۱۳۵۸ف ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۴۸ء	قلم کار مالم یعلم۔ جو کچھ نہیں جانتا

شانتی اوتار

پنڈت جواہرلال کا استقبال

آج حیدرآباد میں ہندوستان کے سب سے بڑے آدمی پنڈت جواہرلال نہرو آنے والے ہیں۔ حیدرآباد کے ہر ہندو مسلمان کا فرض ہے کہ سیاسی اور راج نیتی اختلاف کو دل سے دور کرکے پنڈت جی کا سچے دل سے استقبال کرے۔ اور ان کی بات کو حیدرآباد کی جنتا خلق خدا کے فائدے کی نیت سے کان لگا کر اور دل لگا کر غور سے سنے اور اس پر عمل کرے۔

حسن نظامی دہلوی

آج کے اخبار میں

منادی کے مقررہ مضامین نہیں ہیں وہ سب چھوٹے قد کے منادی میں ہیں۔ جو آج ہی الگ شائع ہوا ہے۔

یہ پرچہ تو ہندوستان کے چاند سورج اور شانتی کے اوتار اور ایشیا کے ڈوبتے جہاز کے کپتان پنڈت

جواہرلال نہرو

کی آمد کی خوشی میں شائع کیا گیا ہے۔

حسن نظامی دہلوی

سندر دل۔ سندر عمل۔ سندر خیال

پنڈت سندرلال کا بیان

ابھی حال میں پنڈت سندرلال جی حیدرآباد میں آئے تھے اور اپنی نیک نیتی اور امن پسندی کا سکہ چلایا تھا۔ آج ان کے ایک سال کے پرانے بیان کو شائع کیا جاتا ہے جو انہوں نے ہندو مسلمانوں کو امن کا راستہ بتانے کے لئے شائع کیا تھا۔

حسن نظامی دہلوی

مہاتما گاندھی کی بڑی یادگار

ترلوک سرکار

پنڈت جواہر لال - پنڈت سندر لال - سردار ولبھ بھائی پٹیل

آج ۲۴ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کے وزیر اعظم - ہندوستان کو ایشیا کا سورج بنانے والے یورپ اور امریکہ اور روس کو مہاتما گاندھی کے امن عام کا اپدیش سنانے والے پنڈت جواہر لال نہرو حیدرآباد میں آنے والے ہیں۔

وہ کشمیری برہمن ہیں - الہ آباد میں پیدا ہوئے تھے - ان کے مورث دہلی کے محلے نہر سعادت خاں میں رہتے تھے اس لئے نہرو کہلاتے تھے - اور یہ بھی اسی لئے نہرو کہے جاتے ہیں - انہوں نے زندگی کا بڑا حصہ ہندوستان کی آزادی کے لئے انگریزوں کے جیل خانوں میں بسر کیا تھا - وہ مہاتما گاندھی کی سچی اور بڑی یادگار ہیں - اور ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کے سچے غم خوار ہیں - اور ابھی یورپ میں جا کر انھوں نے یورپ اور امریکہ اور روس کے لوگوں کو ہندوستان کی عقل اور ہندوستان کی نیک نیتی کا سبق دیا تھا۔

ان کے نائب اور مددگار سردار ولبھ بھائی پٹیل کی پوری زندگی مہاتما گاندھی کے ساتھ گذری ہے - اور ان کی ذاتی عقل اتنی بڑی ہے کہ انہوں نے ایک سال کے اندر سب ریاستوں اور سب قوموں کو ایک کر کے دکھا دیا - اور ان کی صاف بیانی اور دور اندیشی مہاتما گاندھی کے قدم بہ قدم ہے - پنڈت سندر لال جی الہ آبادی مولوی ہیں حافظ قرآن ہیں مگر پکے ہندو ہیں - انھوں نے اسلام کو آج کل کے مسلمانوں سے زیادہ سمجھا ہے اور وہ ہندو مذہب کو بھی آج کل کے ہندوؤں سے زیادہ سمجھتے ہیں - ہندو دھرم پر چلتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے دین پر چلیں - یہ تینوں ترلوک سرکار کے ستون ہیں - یہ تینوں ترنگے جھنڈے کے رنگ ہیں۔

ان کی بات سنو - ان کی بات مانو کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ

ہمارے فائدے کیلئے ہے

لہذا ہر حیدرآبادی ہندو مسلمان کو قومی اور مذہبی اختلاف کے بغیر نہرو جی کا خیر مقدم کرنا چاہیئے اور ثابت کر دینا چاہیئے کہ اس ملک کے باشندے مل جل کر رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ہندوستان و پاکستان کی
خونی داستان
پنڈت سندرلال جی کا آنکھوں دیکھا بیان

حیدرآباد اور ہندوستان و پاکستان کے باشندگان کو امن کی قدر سکھانے کے لئے شمس العلما خواجہ حسن نظامی دہلوی نے شائع کیا

پنڈت سندرلال جی کون ہیں؟

یو پی الہ آباد کے ایک نامور برہمن ہیں عربی فارسی - انگریزی - ہندی زبانیں خوب جانتے ہیں - اہل حیدرآباد بھی ان سے واقف ہیں۔ کیونکہ وہ یہاں آکر امن عام کے کام کر چکے ہیں۔ میری پنڈت جی سے بہت قدیم دوستی ہے اور میں نے اور انہوں نے دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کا عرصے تک کام کیا تھا - اگرچہ برہمن ہیں - اور پکے ہندو ہیں لیکن ان کو اسلامی تعلیم کا بہت اچھا علم ہے - اور قرآن شریف کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں - اور ان کے دل میں قرآن مجید کی بڑی عزت ہے۔

ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ سچی بات بڑی جرأت اور بے باکی سے مجمع عام میں کہہ دیتے ہیں [illegible]

حکومت قائم تھی اور سر سلطان احمد وائسرائے کی کونسل کے ممبر تھے تو پنڈت سندرلال جی نے نہایت دلیری اور آزادی سے جلسے میں سر سلطان احمد صاحب اور انگریز حکومت کے خلاف نکتہ چینی کی تھی۔

وہ اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اس جوش کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض مقامات پر ہندو اُن سے بگڑ جاتے ہیں۔

الہ آباد سے اُردو اور ہندی زبانوں میں ان کا ایک بہت اچھا اخبار نیا ہند بھی شائع ہوتا ہے اور اس کے مضامین بھی ان کی وسیع مشرقی اور وطن دوستی کا پتہ دیتے ہیں۔

۲۲ دسمبر ۱۹۴۷ء کے اخبار مدینہ بجنور میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ہندوستان کی خونی داستان کے چشم دید حالات لکھے ہیں۔ اُن کا انداز بیان اس مضمون میں بہت احتیاط کا ہے۔ اور انہوں نے حقیقت کے بیان کرنے میں ہندو [illegible]

رکھا ہے۔ اور اس میں ایسے سچے واقعات بھی لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے ہندو مسلمانوں کے اشتعال میں کمی ہو سکنے کی امید ہے۔ اس لئے میں اپنے دوست اور رفیق کار کا یہ بیان شائع کرنا خلق خدا کے لئے مفید خیال کرتا ہوں۔

دہلی کے مسلمانوں کے ہتھیار

اس مضمون میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی تشریح مجھے ضروری معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً انہوں نے ایک جگہ دہلی کے مسلمانوں کی نسبت لکھا ہے کہ ان کو انگریزوں نے ہتھیار تقسیم کئے تھے۔ مگر حقیقت یہ نہیں ہے۔ دہلی کے مسلمانوں کو نہ انگریزوں نے ہتھیار تقسیم کئے نہ مسلمان ریاستوں نے ان کو ہتھیار بھیجے اور اس کی نسبت اخباروں نے جو کچھ لکھا اور شائع کیا تھا وہ بالکل غلط تھا اور ایک خاص جماعت کی سازش کا پروپیگنڈا تھا۔ میں نے اس کی اچھی طرح تحقیقات کی ہے

مجھے یقین ہے کہ دہلی کے قدیمی باشندوں۔ یعنی
ہندو مسلمانوں کے پاس بے لائسنس کا کوئی
ہتھیار نہیں تھا۔ اور باہر سے آئے ہوئے
ہندو اور سکھ پناہ گزیں ہتھیار لائے تھے
یا ان کو دہلی کی ایک خاص جماعت نے ہتھیار
تقسیم کئے تھے۔ جو اس کام کے لئے بنائی گئی
تھی۔ یہ خاص جماعتیں تھیں ایک ہندو مہا سبھا
کی سیوا سنگھ اور دوسری اکالی جماعت
بے شک سبزی منڈی۔ اور پہاڑ گنج۔ اور
قرول باغ۔ اور ترکمان دروازے کے مسلمان
اور مہرولی کے مسلمان سیوا سنگھ اور اکالیوں
سے لڑے تھے۔ اور مذکورہ مقامات کے مسلمانوں
کے پاس آتشیں ہتھیار پائے گئے تھے۔ مگر
ان ہتھیاروں میں بھی زیادہ لائسنس کے تھے
اور کچھ ناجائز ہتھیار بھی تھے جو میوات اور
دہلی کے اطراف کے دیہات کے مسلمان ساتھ
لائے تھے۔ اور وہ سب دیسی ساخت کے تھے
امریکن اور انگریزی ساخت کا کوئی ہتھیار
کسی مسلمان کے پاس نہیں پایا گیا تھا۔ یعنی
خون ریزی کے بعد جب سب مسلمان مذکورہ
مقامات سے نکال دئے گئے اور وہ بھاگ کر
قلعے اور مقبرہ ہمایوں کے پناہ خانوں میں آ گئے
اور بعد میں ان کے گھروں کی تلاشیاں ہوئیں
تو سب مقامات سے دیسی ساخت کے ہتھیار
نکلے یا لائسنس کے ہتھیار برآمد ہوئے امریکن
یا انگریزی ساخت کا کوئی ناجائز ہتھیار برآمد
نہیں ہوا۔

[illegible] لوگوں کے پاس بم اور پستول
اور بندوقیں امریکن اور انگریزی ساخت
کی تھیں۔ جن کو میں نے بعض مقامات پر
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

اخباروں کی غلط بیانیاں

مجھے پنڈت سندر لال جی کے سامنے دہلی
کے اخباروں کی بعض غلط بیانیوں کا [illegible]
ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جن میں شائع کیا
گیا تھا کہ خواجہ حسن نظامی کے پاس حیدر آباد
اور رام پور اور بہاولپور سے بندوقیں آئی
ہیں اور ان غلط بیانیوں کی بنیاد پر اکثر
میرے گھر کی اور میری درگاہ کی اور میری بستی
کی فوجی سکھوں اور ہندوؤں نے تلاشی لی تھی
اس تلاشی میں جو برتاؤ میرے ساتھ ہوا وہ
پسندیدہ نہیں تھا۔ بلکہ بہت سختی کا تھا۔

میرے گھر کے اندر اور راستوں پر اور چھتوں
پر تمام بکثرت بندوقچی کھڑے کئے گئے تھے۔
اور خود میرے سامنے دو بندوق والے
نشانہ تاک کر کھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ میرے
گھر کے اندر نہ کوئی فوج تھی نہ زیادہ آدمی تھے
صرف چند عورتیں تھیں یا چند بچے تھے یا چار
پانچ مہمان اور نوکر تھے۔ اور ان میں کوئی بھی
ہتھیار بند نہ تھا پھر جو یہ اتنے زیادہ فوجی
اندر آئے تھے اس کا مقصد محض مرعوب
کرنا اور ہتک کرنا تھا۔

ان فوجیوں نے میرے گھر کا اسباب نکال
نکال پھینک دیا۔ لاکھوں روپے کی نایاب
قلمی کتابیں بے توقیری و بے تمیزی سے منتشر
کر دیں۔ اور درگاہ کے اندر مجاور درویشوں
کے حجروں کی اور مزارات کی تلاشی بھی لی۔
اور سب سے بڑی تکلیف یہ دی کہ میرے
گھر کے کمروں کو کھود ڈالا کیونکہ ان کو شبہ تھا
کہ میرے گھر میں ہتھیار پوشیدہ ہیں۔
یہ تلاشی سب گھروں کی ہوئی اور سب
[illegible]

مسلمان تھے۔ جو میرے یہاں اور درگاہ میں
ٹھہرے ہوئے تھے۔ مگر سوائے لائسنس
کے ہتھیاروں کے اور کوئی ناجائز ہتھیار
کسی کے پاس سے برآمد نہیں ہوا۔ پھر بھی
دوسرے دن کے اخباروں نے چھاپا کہ درگاہ
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی بستی
سے بہت سے ہتھیار برآمد ہوئے حالانکہ
یہ بالکل جھوٹ تھا اور سوائے لائسنس کے
ہتھیاروں کے کوئی ناجائز ہتھیار برآمد نہیں ہوا تھا
میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا
ہوں کہ دہلی کے مسلمانوں پر یہ الزام بہتان
سے زیادہ بہتان ہے کہ مسلمانوں کے پاس
ناجائز ہتھیار تھے۔

گاندھی جی اور نہرو جی

میں بغیر کسی خوشامد یا زمانہ سازی کے مہاتما
گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو اور
مولانا ابو الکلام آزاد اور مسٹر رفیع احمد قدوائی
اور مسٹر خورشید احمد خان چیف کمشنر کا شکر گزار
ہوں جنہوں نے اپنے اختیار اور اثر کو امن
قائم رکھنے میں استعمال کیا۔ اور مخصوص طور سے
مہاتما گاندھی کا شکر گزار ہوں جو آج تک [illegible]
ہندوؤں اور سکھوں کو تیز الفاظ میں نصیحت
کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں اور عیسائیوں
کی حفاظت کی تاکید کرتے رہتے ہیں

سردار ولبھ بھائی پٹیل

[illegible] سردار ولبھ بھائی پٹیل [illegible]
[illegible] کے باوجود کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

... [illegible] کی شام کو چاندنی کے سردار صاحب کے مکان پر گیا اور اپنی درگاہ کی حفاظت کے لئے کہا تو انہوں نے بہت اچھا برتاؤ بھی کیا اور دو گھنٹے کے اندر فوج کی ۲ لاریاں اور ۲ ہوائی جہاز درگاہ اور بستی کی حفاظت کے لئے بھیج دئے۔ اور اس کے بعد ہر طرح کی مدد مجھ کو اور میری درگاہ والوں کو دیتے رہے۔ اور ان کی بھیجی ہوئی فوج بتے رات دن میری درگاہ اور بستی کی حفاظت کی۔

اور جب ۲ر اکتوبر کو بیمار ہو جانے کے سبب میں حیدر آباد چلا آیا۔ اور یہاں آکر مجھ کو درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ اور درگاہ حضرت چراغ دہلی صاحب کی نسبت بری خبریں ملیں تو ۱۴ر اکتوبر کو میں نے پھر سردار صاحب کو خط لکھا جس کا جواب حیدر آباد میں ۲۴ر اکتوبر کو ملا جس میں بہت اچھے وعدے تھے۔ اور مجھے میرے دہلی کے دفتر نے اطلاع دی کہ یہ وعدے پورے کئے گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے ان کو نومبر میں دوسرا خط لکھا جس کو پڑھ کر سردار صاحب ۱۰ر نومبر کو خود میرے مکان پر اور میری درگاہ میں گئے اور پولس کے دس مسلمان بندوقچی حفاظت کے لئے مقرر کر دئے۔ پھر میں نے اجمیر شریف کی نسبت تیسرا خط لکھا اور اس کے بعد پاکستان کی طرف سے ان کو لکھا گیا۔ تو انہوں نے ۹ر دسمبر کو بہت اچھا بیان ریڈیو اور اخباروں میں نشر کرایا اور معلوم ہوا کہ اجمیر شریف کی درگاہ کی حفاظت کے لئے فوج مقرر ہو گئی ہے۔ جو درگاہ کے چاروں طرف متعین ہے اور حفاظت کرتی ہے۔

مہاتما گاندھی کا خط

جب میں دہلی میں تھا تو ۹ صفحے کا خط مہاتما گاندھی جی کو بھیجا تھا جس میں درگاہ کی حفاظت کی درخواست تھی۔ اس کا بھی بہت اچھا تحریری جواب گاندھی جی نے میرے پاس بھیجا تھا۔

اور پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف سے بھی ایک ہندو اور ایک مسلمان میری مدد کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور حافظ سید زین حسین صاحب لقائی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب ناظم جمعیت علما بھی میری اور درگاہ کی حفاظت کا انتظام دیکھنے آئے تھے۔

اور میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا اسلامی تعلیم کی بموجب ضروری خیال کرتا ہوں۔

میں پنڈت سندر لال جی سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے یہ بیان خود دورہ کر کے قلم بند کیا ہے دونوں فرقوں بلکہ تینوں فرقوں کی مصیبتوں کے واقعات بھی قلم بند کر دیں کیونکہ ان واقعات کی اشاعت سے حقیقی اثر پیدا ہوگا اور جو لوگ امن کے مقامات میں بے امنی کی کوشش کر رہے ہیں ان کو یہ واقعات پڑھ کر عبرت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچ جائیں گے۔

مخلص حسن نظامی دہلوی ۲۰ر دسمبر ۱۹۴۷ء

پنڈت سندر لال جی کا بیان

تمہید: پنجاب کے فرقہ وارانہ فسادات و مظالم کے حالات جن کی بدولت لاکھوں انسانوں کی آبادیاں اپنے جدی مکانوں [illegible] [illegible] [illegible] ان کے قصاب

تمام ملک میں پھیل چکے ہیں۔ فریقین کے اخبارات ان کو بڑے پیمانے پر شائع کرتے رہے ہیں۔

ان قصوں کے فطری اثرات اچھے اور برے ملک پر پڑ چکے ہیں۔ لیکن زیادہ اثرات خراب ہی پڑے ہیں۔ بعض اوقات یہ قصے نہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ بالعموم یہ قصے یکطرفہ پہلو لئے ہوئے ہیں۔ تاہم یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو کچھ قصے بیان کئے گئے ہیں۔ اصلی واقعات ان سے بھی زیادہ تاریک ہیں۔ تمام معاملہ اس درجے غیر معمولی ہے کہ فی الواقعہ کوئی شخص بھی آنکھ سے دیکھے بغیر ان چیزوں کا تصور نہیں کر سکتا۔

نقصانات کا تخمینہ

گذشتہ اکتوبر میں مشرقی اور مغربی پنجاب میں میں نے دو ہزار میل سے زیادہ کا سفر کیا۔ میں حدود صوبہ سرحد کشمیر اور بہت سی ریاستوں کی سرحد تک گیا۔ کچھ سفر ریل سے کچھ ہوائی جہاز سے کچھ موٹر سے اور کچھ ملٹری گاڑیوں سے کیا۔ مجھے تیس تیس اور چالیس چالیس ہزار قافلوں میں سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ کچھ ان میں مسلمانوں کے قافلے تھے جو جانب غرب جا رہے تھے۔ اور دوسرے ہندوؤں اور سکھوں کے تھے جو مشرق کی جانب جا رہے تھے۔ ان پناہ گزینوں میں سے میں نے بہت سے لوگوں سے بات چیت کی۔ میں نے پناہ گزینوں کے کیمپوں میں قیام کر کے بھی دیکھا۔ مجھے ان لوگوں کو تسلی کرنے اور ان سے تبادلہ خیالات کرنے کا بھی اتفاق ہوا جو ابھی تک ان مواضعات میں رکے ہوئے تھے۔ اس موقع پر ان انفرادی قصوں کا بیان کرنا بیکار ہوگا جن سے کتابیں بھری جا سکتی ہیں۔ یہاں پر صرف یہ کہہ دینا کافی ہوگا کہ سب چیزوں کو اپنی آنکھ سے دیکھنے اور حکام ضلع ہندو و مسلمین کے [illegible]

دوسری ڈومنین میں کام کر رہے ہیں۔ مشرقی اور مغربی پنجاب اور سنٹرل پاکستان کے وزراء سے گفتگو کرنے کے بعد میرا یہ اندازہ ہے کہ ہر دو جانب مقتولوں کی تعداد پانچ لاکھ ہوگی۔ مال و متاع کا نقصان چند ارب روپوں کا ہوگا۔ اغوا شدہ عورتوں کی تعداد ۲۵ ہزار کے قریب ہوگی اور جن لوگوں کو زبردستی تبدیل مذہب پر مجبور کیا گیا ان کی تعداد اس سے کچھ زیادہ ہوگی۔

اقتصادی تباہی اور نقصانات عظیم کا اندازہ کرنے کے لئے میں لاہور کے پرانے شہر میں گیا۔ جس کے چاروں طرف فصیل ہے اور جو کچھ دن پہلے نہایت خوشحال خطہ تھا۔ اور وہاں کی آبادی بہت گھنی تھی۔ اس خطہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی قریب قریب متوازی تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت بقدر ایک فی صدی کے ہوگی۔ شہر کا کاروبار زیادہ تر ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا آج کم از کم دو تہائی لاہور محض کھنڈر ہے۔ جب میں لاہور کے اس تباہ شدہ علاقہ سے گذرا تو میری آنکھوں کے سامنے مظفر پور اور مونگیر کا وہ منظر آگیا جو ۱۹۳۴ء کے زلزلہ کے بعد ہوا تھا۔ لاہور میں ہندوؤں نے مسلمانوں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے مکانوں کو آگ لگائی اور گرایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پنجاب کا صدیوں کا دارالخلافہ تباہ و برباد ہے۔

میں امرتسر کی گلیوں اور بازاروں میں بھی گھوما۔ امرتسر کی حالت لاہور سے بھی زیادہ خراب ہے۔ لاہور میں تو ان ہندوؤں کے علاوہ جو پناہ گزینوں کے کیمپ میں تھے۔ چند سو ہندو اپنے مکانوں میں بھی دکھائی دیتے تھے اگرچہ وہ زیادہ تر وہاں بھی مثل قیدی کے تھے اور ان کے لئے گلیوں میں نکلنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ کبھی کبھی ہندو سکھ دکاندار بھی کھلی دکھائی دیتی تھی۔ اور کچھ مغربی پنجاب کے حکام گشت کر رہے تھے۔ لیکن امرتسر میں تو کوئی مسلمان نام کو بھی نہ تھا۔ باستثنا مغربی پنجاب کے افسر کے جو وہاں تعینات تھا۔ اور اس کے چند ملازم جو قریب قریب اپنے مکان کے احاطہ میں مثل قیدی کے تھے۔ امرتسر میونسپلٹی کے ایک بڑے افسر نے مجھے بتلایا کہ چنگی کی آمدنی قریب ساڑھے چار لاکھ کے ہوتی تھی اور اس سال کل آمدنی کا تخمینہ پچیس تیس ہزار کا ہے۔ امرتسر کو قریب قریب تمام کاروباری لوگ یہی چھوڑ چکے ہیں اور جو ہیں وہ چھوڑ رہے ہیں اور دہلی اور بمبئی جا کر آباد ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ امرتسر کو کچھ تو اس وجہ سے غیر محفوظ سمجھتے ہیں کہ وہ سرحد پر ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ بدقسمتی سے ہندوؤں اور سکھوں میں بھی کشمکش پڑ رہی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ایک نسل کے زمانے تک تو لاہور اور امرتسر کا اپنی خوشحالی تک پہنچنا مشکل ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ لاہور تو پھر بھی کاروباری اور تعلیمی مرکز بن جائے گا۔ لیکن اگر صورت حال بالکل نہ بدلی تو امرتسر تو ہمیشہ کے لئے ایک سرحدی سکھوں کی چھاؤنی بن کر رہ جائے گا۔ مغربی اور مشرقی پنجاب کے بہت سے دیگر مقامات اور مواضعات کی کم و بیش یہی حالت ہے، جہاں دیکھیے گاؤں کے گاؤں غیر آباد پڑے ہیں۔ مکانات جلے پڑے ہیں مویشیوں کے گلے جنگلوں میں مارے پھرتے ہیں اور کوئی دیکھنے والا نہیں۔ فصلیں تیار کھڑی ہیں اور کوئی کاٹنے والا نہیں۔ تمام کاروبار تمام

تجارت قریب قریب تباہ ہو چکی ہے کیونکہ تجارت کا ایک شعبہ ایک قوم کے ہاتھ میں تھا تو دوسرا شعبہ دوسرے کے ہاتھ میں۔ زندگی اس طرح پر گھل مل گئی تھی کہ ایک کی تباہی کے بعد دوسرے کا تباہی سے بچنا مشکل تھا۔ لاہور کے بازار میں مسلمان بزازوں نے مجھ سے کہا کہ ان کے بچے بھوکے مر رہے ہیں اس لئے کہ ہندو بزاز اور ہندو خریدار دونوں ختم ہو چکے۔

پناہ گزینوں کے قافلے

جو لوگ، بچے عورتیں لمبی لمبی قطاروں میں قافلوں کی شکل میں سفر کرتے ہیں ان کے مصائب کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ انتقال آبادی اور انخلائے کاروبار کی بعینہ یہی صورت ہے کہ بڑے بڑے درختوں کو اس زمین سے جہاں انہوں نے پرورش پائی ہے جڑ سے اکھاڑ کر سینکڑوں میل کے فاصلے پر لے جا کر دوبارہ لگایا جائے اور وہ بھی نہایت بھدے قسم کے طریقے سے۔ یہ ہی نہیں کہ اس سفر میں بہت سے درخت مر جائیں گے بلکہ وہ بھی جو اپنی جائے مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ ان میں سے بھی بہت سے نئی آب و ہوا میں زندہ نہ رہ سکیں گے پھر یہ ہی نہیں کہ جو درخت اکھاڑے جاتے ہیں وہ ہی خراب ہوتے ہیں بلکہ جو درخت باقی رہ جاتے ہیں ان کی جڑیں بھی ہل جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر دو جانب مکمل تباہی اور بربادی ہی نظر آئے گی آج کل مشرقی اور مغربی پنجاب کی یہی کیفیت ہے۔ امرتسر اور لاہور کے درمیان ہزاروں مٹی کے ڈھیر سڑک کے ہر دو جانب دیکھنے میں آئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ان پناہ گزینوں کی قبریں ہیں جو سفر میں انتقال کر گئے۔ غالباً مٹی کے ڈھیر کسی ایک شخص کی قبر کے نہ تھے

باہر ایک شیلے میں کثیر تعداد عورتوں کی [illegible] تھی۔ ایک چھوٹا سا قافلہ جو مغرب کی جانب سے دس گیارہ موٹر شیلوں میں آتا ہوا لاہور پہنچا تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان موٹروں میں جن میں ان گنت آدمی بھرے ہوئے تھے۔ پانچ عورتوں کے راستے میں بچے پیدا ہوئے ان میں چار ماؤں نے تو اپنے چھوٹے بچوں کو کسی طرح بچا لیا۔ لیکن پانچویں کے متعلق یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ راستے میں گر گیا یا شیلہ ہی میں کچل گیا خوش قسمتی سے گنگا رام ہوسپٹل لاہور میں اب بھی تھوڑا بہت مختصر پیمانہ پر کام کر رہا ہے۔ یہ مائیں اور ان کے بچے فوراً اسپتال بھیج دیئے گئے۔

جبکہ ہم لوگ امرتسر اور جالندھر کے درمیان دریائے بیاس کے بائیں کنارے موٹر سے سفر کر رہے تھے تو ہم کو راستے میں ایک بڑا قطعہ آراضی کا ایسا ملا کہ جس پر بستر، ٹرنک اور دیگر قسم کا سامان بہ کثرت بکھرا ہوا پڑا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ تیس، چالیس ہزار آدمیوں کا ایک قافلہ مشرق کی جانب سے آرہا تھا اور اس نے اس جگہ پر قیام کیا۔ ان بدنصیبوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس رقبہ میں بیاس اور ایک چھوٹی ندی کا پانی آجاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طوفان کے پانی نے ہر فرد بشر کو ختم کر دیا۔

انتقال آبادی کا فیصلہ ایک بڑا گناہ ہے

انتقال آبادی کی کارروائی انسانیت کے ساتھ ایک گناہ عظیم ہے۔ شاید اس سے تاریک تر گناہ انسانی تاریخ میں نہ ہوا ہوگا۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے مجھے یہ خیال آتا ہے کہ [illegible] ذکر کیا جائے

ملک اور ان چوٹی کے سیاسی لیڈر جن میں سب پارٹیوں کے لیڈر شامل ہونے چاہئیں۔ نیز برطانوی قوم کے سیاسی لیڈروں پر اس جرم کا مقدمہ انہیں پناہ گزینوں کے سید ہے اور غیر جانبدار نمائندوں کی عدالت میں چلایا جانا چاہئے جن پر ان مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔

فسادات کی ابتدا

اب ذرا سوچئے کہ جرائم کا یہ سلسلہ کیسے شروع ہوا۔ ہر غیر جانبدار شخص یہ تسلیم کرے گا کہ موجودہ مصائب کی ابتدا مسلم لیگ کے ڈائرکٹ ایکشن کے دن یعنی ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء سے شروع ہوئی۔ معاملات میں الجھن ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ واقعات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو اپنے گناہ کا اقبال کرنا چاہئے۔ عام خیال یہ ہے کہ کلکتے میں جانی نقصان مسلمانوں کا زیادہ ہوا اور فطرتاً مالی نقصان ہندوؤں کا زیادہ ہوا مسلمانوں کو محسوس ہوا کہ [illegible] کھا گئے اور شروع اکتوبر میں نواکھالی کے واقعات شروع ہو گئے۔ نواکھالی کے واقعات کی ہندو پریس نے بہت مبالغے کے ساتھ اشاعت کی۔

ان واقعات کا فطرتاً ہندوؤں پر بہت اثر ہوا۔ نتیجہ میں بہار کے واقعات اور گڑھ مکتیسر کے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

خضر حیات کی وزارت اور اس کا استعفیٰ

لیکن ان سب چیزوں کا اثر پنجاب پر زیادہ نہ پڑا یونینسٹ گورنمنٹ اس کے [illegible] خواہ کچھ بھی کہیں نہ ہلا اس نے راشٹریہ سیوک سنگھ اور مسلم لیگ نیشنل گارڈز دونوں پر پابندیاں عائد کر رکھی تھیں اور کسی نہ کسی طرح اپنے صوبے کو فرقہ وارانہ فسادات سے بچائے رکھا شروع مارچ ۱۹۴۷ء میں خضر حیات کو وزارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ برطانوی سلطنت کے لوگوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں پنجاب کی پارٹی پالیٹکس سے بہت مدد ملی۔ خضر حیات کے استعفے سے اگلے ہی دن ماسٹر تارا سنگھ نے وہ مشہور تقریر لاہور میں کی جس میں انہوں نے عہد کیا کہ مسلم لیگ کو وزارت نہ بنانے دیں گے۔ اسی دن لاہور میں ہندو طالب علموں نے ایک بڑا جلوس نکالا جس میں لیگ کے اور پاکستان کے خلاف نعرے بلند کئے گئے ۴ مارچ کی شام کو لاہور میں کچھ فساد ہوا اور چند مسلمان مقتول ہوئے یہ جھگڑا تین چار دن تک چلتا رہا۔ اس کے بعد ایسا ہی فساد امرتسر میں ہوا۔ اس کے بعد راولپنڈی میانوالی۔ ملتان وغیرہ ڈیرہ غازی خان اور سرحد کے دوسرے اضلاع میں سخت فسادات ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد کے کچھ مسلم رضاکار بہار گئے تھے اور وہاں سے کچھ مسلم مقتولین کی ہڈیاں لائے تھے جن کے جلوس انہوں نے صوبہ سرحد کے قصبوں اور دیہات میں نکالے اگرچہ راولپنڈی اور صوبہ سرحد کے اضلاع میں سخت فسادات ہوئے۔ تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ لاہور میں نسبتاً سکون رہا۔ وہاں پر نہ بہار کا اور نہ راولپنڈی کا کچھ زیادہ اثر پڑا۔ نصف مئی کے قریب تقسیم پنجاب کے مباحث نے انتہائی زور پکڑا۔ اور امرتسر اور لاہور کے حالات دگرگوں ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں شہروں میں ہر فرقہ ان شہروں کے حصول کا خواہشمند تھا ان حالات کی تحقیق [illegible] کس فریق کا جرم زیادہ سنگین ہے بے نتیجہ ہے کہا یہ جاتا ہے کہ

اور جب کہ ایک فریق کے لوگ بہت زیادہ
پریشان ہوئے تو انہوں نے لاہور میں اپنے
ہم مذہبوں کے پاس چوڑیاں اور مہندی
بھیجی اس کے معنی صاف تھے۔ فسادات بجھتے
گئے۔ تیسری جون کے اعلان نے آگ میں ایندھن
کا اضافہ کر دیا۔ لاہور میں فسادات ۲۱ر جون
کو درجہ انتہائی پر پہنچ گئے۔ جبکہ شاہ عالمی
دروازے کے اندر کی محل نما تعمیرات سپرد
آتش ہو گئیں اور مقامی حکام کھلم کھلا فرقہ
وارانہ فسادات میں حصہ لینے لگے۔ لاہور
اور امرتسر میں فسادات قریب قریب بہ یک
وقت ہوئے۔ ۲۱ر جون کو شاہ عالمی دروازے
کی آگ کے بعد سے ہندو لاہور سے بھاگنے
شروع ہو گئے۔ لیکن عام انتقال ۱۵ر اگست
کے بعد سے شروع ہوا۔ ۱۷ر اگست کے باؤنڈری
کمیشن کے فیصلے کے بعد سے لاہور تیزی کے
ساتھ مسلمانوں کا اور امرتسر سکھوں اور
ہندوؤں کا شہر بننا شروع ہو گئے۔ ہر دو شہروں
میں اقلیت حد درجہ خوف زدہ ہو گئی۔

جرائم کی نوعیت

خون کھولا دینے والے مظالم کی داستانیں جن کے مرتکب ہر فرقے
کے افراد دوسرے فرقے کے افراد پر ہوئے
ہزارہا سننے میں آئی ہیں۔ ان کے دہرانے
سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بہر حال ان سب کا
ایک نتیجہ بالکل صریح ہے۔ کوئی جرم ایسا نہ
ہوگا جس کا مسلمان مرتکب نہ ہوا ہو۔ کوئی
جرم ایسا نہ ہوگا کہ جس کا مرتکب ہندو نہ ہوا
ہو۔ کوئی جرم ایسا نہ ہوگا کہ جس کا سکھ مرتکب
نہ ہوا ہو۔ جب کبھی کوئی [illegible] یا کبھی خبر
کسی ایک فریق [illegible] دوسرے
[illegible]

کا بدلہ دوسرے فریق کے افراد سے اپنے
علاقے میں یہ طریقہ لینا شروع کیا اور یہ
چکر نہایت زور سے چلنا شروع ہوا کہ یہ
ظاہر ہونے لگا کہ فطرت انسانی کس حد تک
گر سکتی ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ
اصل فطرت انسانی پر ظاہری مذہب کے
لیبل (Label) سے کوئی فرق نہیں پڑتا

تصویر کا دوسرا رخ

لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جب ہم لاہور کی گلیوں
میں سے گزر رہے تھے قریب قریب ہر گلی
میں بیسیوں آدمی ہمارے ارد گرد جمع ہو
جاتے تھے۔ بظاہر وہ سب مسلمان ہوتے
تھے۔ ان میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے
ہر طبقے کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ وہ ہم
سے دل کھول کر لاہور میں جو کچھ ہوا۔ اس
کے متعلق بات چیت کرتے تھے۔ کچھ دن
پہلے ہم سے لاہور یونیورسٹی کے ایک نیک
نہاد پروفیسر نے کہا تھا کہ شہر کے قریب چالیس
فی صدی اشخاص واقعات گزشتہ پر متاسف
ہیں اور وہ ایک دفعہ پھر اپنے ہندو بھائیوں
کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم نے جو شہر میں
چکر لگایا تو ہمیں اندازہ ہوا کہ اس قسم کے
خیال کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ تھی
یہی حالت ہم کو مشرقی اور مغربی پنجاب کے
دوسرے حصوں میں بھی معلوم ہوئی۔ اس
میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ پاکستان میں
مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اور ہندوستان
میں ہندوؤں اور سکھوں کی ایک کثیر تعداد
اس فرقہ وارانہ جھگڑے کو پسند نہیں کرتی
ہے اور دوسرے فرقے کے اپنے بھائیوں
اور بہنوں کے ساتھ امن کی زندگی [illegible]

جا سکتی ہے۔ مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ
جن لوگوں نے اس قتل و غارت اور
آتشزدگی میں حصہ لیا ہے۔ کسی طرح بھی آبادی
کے ایک فی صدی سے زیادہ نہ ہوں گے۔
یعنی ایک لاکھ میں ایک ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے
لیکن یہ تعداد تمام لوگوں کے امن کو ختم کرنے
اور پوری آبادی کو لاشوں اور کھنڈروں
میں منتقل کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ یہی
حالت مواضعات کی تھی لاہور شہر میں خنجر
زنی کے واقعات کرنے والوں کی تعداد میرے
اندازے میں زیادہ سے زیادہ سو اور دو سو
کے درمیان ہوگی۔ یہی بات امرتسر کے بارے
میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بیس
میں فی صدی آبادی کے وہ لوگ بھی تھے جو
دوسرے فرقے کے اپنے فرقے کے افراد
پر مظالم کی داستانیں سنتے سنتے اپنے فرقے
کے مجرموں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ لیکن
جیسا کہ ایسے مواقع پر عام طور پر ہوتا ہے
زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو نہ منظم تھے
اور نہ ان چیزوں میں حصہ لیتے تھے۔ اور
نہ چیخ پکار کرتے تھے۔

بہادری کے کارنامے

ایک دوسری اہم بات یہ ہے کہ جب یہ چند ہزار اشخاص ان مجرمانہ
افعال میں مصروف تھے تو اس وقت
بھی مشرقی اور مغربی پنجاب میں قریب قریب
ہر مقام پر ایسے اشخاص ساتھ ہی ساتھ
بھلائی اور بہادری کے کارنامے بھی کر
رہے تھے۔

ایسے واقعات کہ مسلمانوں نے ہندو
اور سکھ بھائیوں اور بہنوں کی جان، عزت
اور آبرو کو خود [illegible] کی دستبرد سے

بچایا ہے۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں شمار کرائے جا سکتے ہیں۔ یہ قصے ہم نے خود ان لوگوں کی زبانی سنے جو خود اس طرح پہنچے تھے۔ مثلاً چکوال میں بہت سے پناہ گزین آس پاس کے مواضعات سے ہمارے گرد جمع ہو گئے۔ انہیں میں نے اصرار کیا کہ ان کے مواضعات میں جو کچھ ہوا اس کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ میں نے اس کی تعمیل کی۔ خلاصہ ہر ایک کے بیان کا یہی تھا کہ کچھ آدمی قتل کئے گئے۔ کچھ مکانات جلائے گئے۔ سامان لوٹا گیا۔ کچھ عورتیں بھگائی گئیں اور باقی ماندہ اقلیت کے افراد گاؤں سے بھاگ گئے۔ لیکن قریب قریب ہر گاؤں کے لوگوں سے یہی سننے میں آیا کہ وہاں کے کسی نہ کسی نیک دل مسلمان نے اپنے ہندو یا سکھ ہمسایہ کی جان بچائی عزت اور آبرو کو خود مسلمان عوام کا مقابلہ کر کے ان کی دست برد سے بچایا۔ یہ صحیح جائز سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا نتیجہ نہ تھے کہ ہندو لوگوں نے خود بخود بیان دیے کہ اسی قسم کے نیک کاموں کی داستانیں مسلم پناہ گزینوں نے ہندوؤں اور سکھوں کے بارے میں مشرقی پنجاب میں ہم سے بیان کیں۔

اغوا شدہ عورتوں کا سراغ [illegible]

میرے نہایت شریف دل دوست ڈاکٹر گوربخش رائے ہندو بھگائی ہوئی عورتوں کو شہر اور مواضعات میں مسلمانوں کے گھروں سے نکالنے کا اہم کام [illegible] انہوں نے ہمیں بتایا اور ہم نے خود بھی دیکھا کہ بھگائی ہوئی عورتوں کا چند یا زیادہ تر مسلمان مرد اور عورتیں [illegible]

ایک دو بدنصیب عورتیں فلاں فلاں مسلمان کے گھر میں مقید ہیں۔ یہ اطلاع محض انسانی ہمدردی کی بنا پر لوگ ان کو دیتے تھے بعض دفعہ تو اطلاع دینے والے کثیر مسافت طے کر کے اطلاع دینے آتے تھے اور عموماً یہ ہوتی تھی کہ وہ بدنصیب عورتوں کے مصائب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان سے متاثر ہوتے تھے اور ان کا پیچھا چھڑانے کا ان کو فکر ہوتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ ضرورت کے مقامات سے زیادہ تر کسی مسلم مرد یا عورت ہی کی امداد سے نکالی جاتی تھیں۔ بھگائی ہوئی عورتوں کو گھروں سے نکالنے میں ہم کو ایسی عورتیں بھی ملیں جو اس نئے مسلم گھرانے کو چھوڑنے کو تیار نہ تھیں۔ اس قسم کی دو عورتیں لاہور پناہ گزینوں کے کیمپ میں لائی گئیں۔ لیکن انہوں نے واپس جانے پر اصرار کیا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرنا چاہتی ہیں تو انہوں نے بتلایا کہ ان کو اندیشہ ہے کہ ان کے سابق عزیز قریب ان کو واپس نہ لیں گے اور اگر وہ واپس لینے پر رضامند بھی ہو گئے تو بعد میں ان کو قتل کر دیں گے۔ عورتوں کے اس بیان نے ہمارے بہت سے ہندو دوستوں کی آنکھیں کھول دیں۔

ڈاکٹر گوربخش سنگھ اپنی غلطی سے فرقہ وارانہ جذبات سے بالاتر ہیں۔ جب ان کو ایک افسر نے ایک بڑی فہرست اغوا شدہ مسلم عورتوں کی دی۔ جن کو ہندو اور سکھ امرتسر اور مضافات میں بھگا لے گئے تھے تو وہ فوراً امرتسر گئے اور ان عورتوں کو نکلوا کر ان کے عزیزوں کو واپس دینے پر تیار ہو گئے۔

یہ واقعہ ہے کہ ان کو اس کام میں بہت خطر [illegible]

وقت ان کی زبان سے نکلے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہندو عورتوں کو مسلمانوں کے بھگانے کے واقعات سن کر مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے لیکن مسلم عورتوں کے ہندوؤں اور سکھوں کے بھگانے کے واقعات سن کر مجھے سخت تکلیف کے علاوہ دو درجہ کی شرم بھی دامنگیر ہوتی ہے۔ مجھے ایسے بہت سے بے نفس اور بہادر مردوں اور بعض عورتوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو پنجاب میں نہایت عمدہ کام کر رہے ہیں۔

برطانیہ کا فسادات میں حصہ

اس معاملہ کا ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے ان فسادات میں برطانیہ کا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے میرا یقین ہے کہ کسی غیر جانبدار عدالت کے سامنے یہ ثابت کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی کہ اسلحہ اور گولی بارود کا زیادہ تر ذخیرہ جو دہلی میں مسلمانوں نے استعمال کیا جو مشرقی پنجاب میں اور ریاستوں میں ہندوؤں اور سکھوں نے استعمال کیا یا جو مغربی پنجاب اور سرحد میں مسلمانوں نے استعمال کیا یا جو ذخیرہ ان اغراض میں استعمال کیا جانے والا تھا۔ وہ ذمہ دار برطانوی افسران کی معرفت آیا۔ لائل پور کے مسلم ڈپٹی کمشنر نے وہاں کے ہندو چیئرمین میونسپل بورڈ سے کہا کہ اگر اس ضلع سے کرنل فیج ہٹا دیا جائے تو پھر ایک ہندو یا سکھ بھی نہ لٹے گا [illegible] کے نمایاں ہندو اور مسلمانوں کی تقریب کی سید لائے تھی کہ وہاں کے تاج کے خدمات کے مسٹر [illegible] ڈپٹی کمشنر اور [illegible]

جب ہندوؤں نے یہ سمجھ لیا کہ اقلیت کے لوگ اب کمزور ہو گئے تو ایک برطانوی فوجی افسر نے آگ کو زیادہ سلگانے کی غرض سے طویل سفر کار میں کیا اور راستے میں لوگوں پر گولیاں چلائیں اور ان کو ہلاک کیا۔ ایک دوسرے ضلع میں جب ایک فرقے کے لوگ پاس کی چھاؤنی میں فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے کمانڈر کے پاس گئے تو اس برطانوی کمانڈر نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کو برطانوی گورنمنٹ سے درخواست کرنا چاہئے کہ وہ ملک کے انتظامات کا پھر چارج لے لے اور اس درخواست پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہندوستانیوں کے دستخط کرائے جائیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ایک فہرست کھول دی گئی۔ لیکن بعد میں اس خیال کو ترک کر دیا گیا۔ خود لاہور میں جولائی ۱۹۴۷ء کے آخر میں ایک برطانوی فوجی افسر نے ایک مسلم پولیس افسر سے کہا: "کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم ہندوستان سے جا رہے ہیں؟ نہیں، ہم ملایا میں چھپ جائیں گے۔ اور جب یہاں کے حالات خراب ہو جائیں گے تو واپس آ جائیں گے۔" اس قسم کی مثالیں بکثرت دی جا سکتی ہیں اور اس سے بھی خراب قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ بااختیار برطانوی افسران نے اپنے مواقع اور سامان کو فسادات کی آگ لگانے اور اس کو جگہ جگہ پہونچانے میں ہی نہیں بلکہ اس کو مسلسل جلتا رکھنے میں استعمال کیا۔ ہم کو شرم کے ساتھ اس امر کا اقبال کرنا پڑتا ہے کہ ہم تو برے ہیں ہی لیکن یقیناً ہندو مسلمان اور سکھ ہرگز اتنا برا نہیں ہے جتنا کہ وہ اپنے فریق مخالف کو دکھلائی دیتا ہے۔

میو اور جاٹوں کی لڑائی [illegible]

[illegible] ضلع گڑگاؤں میں میوؤں اور جاٹوں کی لڑائی ایک دلچسپ واقعہ ہے جو لوگ ہندو راجپوت سے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کے رسم و رواج ہندو راجپوتوں سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ نسلاً بعد نسل سے مسلم میو اور ہندو جاٹ بطور اچھے پڑوسیوں کے رہتے آئے ہیں۔ موجودہ فسادات کے دوران میں ہندو فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے جاٹوں کے پاس اور اسی قسم کے میوؤں کے پاس پہونچے۔ ان دونوں کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہونا شروع ہوئی۔ بالآخر لڑائی شروع ہو گئی۔ میوؤں کے مواضعات اگرچہ یکجا واقع ہیں۔ لیکن قریب قریب میوؤں کے ہر گاؤں میں اگرچہ میو مکمل اکثریت میں ہوتے ہیں لیکن بالعموم کچھ ہندوؤں کے مکانات بھی ضرور ہوتے۔ اسی طرح پر جاٹوں کے ہر ایک موضع میں مسلمانوں کی اقلیت ہوتی ہے جو نسل سے جاٹ ہی ہوتے ہیں۔ میوؤں اور جاٹوں کی لڑائی کئی دن تک چلتی رہی۔ میوؤں کے مواضعات کے ہندو مسلم میو کی شرکت میں ہندو جاٹوں کے ساتھ اور مسلم جاٹ ہندو جاٹوں کی شرکت میں میوؤں سے لڑتے رہے۔ ہر شخص اپنے گاؤں کا وفادار رہا۔ فریقین کی تعداد [illegible] دسیوں ہزار تھی۔ یہ لوگ دن بھر تو لڑتے تھے اور پھر شام کو وہ سب چوپال میں جمع ہو جاتے تھے۔ یعنی میو اور جاٹ سب اکٹھا جمع ہو جاتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو الزام دیتے تھے کہ باہر کے آدمیوں کے ہاتھ میں کھیل کر وہ اپنے پیشہ کے امن و امان کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہ قصہ بہت دنوں تک چلتا رہا۔ لیکن اس تمام لڑائی کے دوران میں کسی نے کسی عورت [illegible] کو ہاتھ نہیں لگایا۔ جاٹوں نے [illegible] کے [illegible] آخر ایک شام [illegible] کو مخصوص ہو کر ایک میٹنگ میں کہا کہ لڑائی ختم ہو جانی چاہئے۔ اگلی صبح کو مجسٹریٹ ضلع کو بلایا گیا۔ مجسٹریٹ ضلع اور فوجی افسروں کی موجودگی میں جاٹوں نے عہد و پیمان کیا کہ وہ آئندہ نہ لڑیں گے۔ ہر دو فریق نے باہر کے لوگوں پر جنہوں نے ان کو ایک دوسرے سے لڑایا تھا لعنت بھیجی اور اس بات کا ارادہ کر لیا کہ آئندہ نہ لڑیں گے اور بطریق قدیم امن و امان سے رہتے رہیں گے۔ جب پانچ نومبر کو میں گوڑگاؤں کے ان مواضعات میں گیا تو میو اور جاٹوں کو پہلے ہمسایوں کی طرح پر رہتا ہوا پایا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب وہ کسی باہر کے فرقہ وارانہ فساد بڑھانے والے کو خواہ ایک فرقے کا ہو یا دوسرے کا اپنے مواضعات میں نہیں آنے دیتے۔

علاج

تو اب علاج کیا ہے۔ اس وقت یہ سمجھ لینا چاہئے کہ انتقال آبادی کا تصفیہ نہایت زبردست غلطی تھی۔ خوش قسمتی ہے پاکستان گورنمنٹ اور ہندوستان کی گورنمنٹ دونوں اس امر کو محسوس کرنے لگی ہیں۔ نوابزادہ لیاقت علی وزیر اعظم پاکستان اور راجہ غضنفر علی خاں وزیر پناہ گزینان دونوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ان کی گورنمنٹ کی اب یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ وہ ان تمام ہندوؤں کی جو پاکستان میں اپنے گھروں میں رہنے کے لئے رضامند ہوں گے۔ ان کو ان کے گھروں میں رکھیں گے اور اس بات کی ضمانت کریں گے کہ ان کی پوری حفاظت کی جائے گی اور [illegible] کے ساتھ [illegible] برتاؤ کیا جاوے گا [illegible] ہندوؤں کی حفاظت [illegible]

تیار ہیں جو پاکستان سے چلے گئے ہیں اور پھر پاکستان میں آنا چاہتے ہیں
یہہ وعدہ جو لیاقت علی خاں نے کیا تھا اور جس پر عمل کا ثبوت بھی مل چکا ہے۔ ایسا ہے کہ ہندوستان کے ہندو اور سکھ بھی اپنے پڑوسی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کریں

ہندیونین بھی کسی مذہب کے خلاف نہیں ہے اور ہر مذہب کی قوموں کی حفاظت مساوات کے ساتھ کرنا چاہتی ہے اور پاکستان کی طرح وہ بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی ویسی ہی مددگار ہے جیسی غیر مسلم قوموں کی ہے۔ پنڈت سندرلال کا بیان ختم ہوا۔

حسن نظامی کی رائے

یہہ بیان ایک سال کا پرانا بیان ہے اور آج اس کو اس لئے شائع کیا گیا ہے کہ پنڈت سندرلال جی ابھی یہاں حیدرآباد میں آئے تھے اور ہر ہندو مسلمان نے ان کی نیک نیتی اور سچائی اور جرأت و بہادری کے بیانات سنے تھے۔

اس بیان سے سبق

پنڈت سندرلال جی کے اس پرانے بیان سے حیدرآباد کے ہندو مسلمانوں کو یہہ سبق لینا چاہیئے کہ ہندوستان اور پاکستان اور حیدرآباد کے ہندو مسلمان اگر یوں ہی آپس میں لڑتے رہیں گے تو یہہ آزادی ختم ہو جائیگی اور پھر باہر کی کوئی قوم یہاں آجائے گی اور ہندوستان کو غلام بنالے گی۔

راشٹریہ سیوا سنگھ

آج کل ہندوستان میں راشٹریہ سیوا سنگھ کا گھر گھر چرچا ہے اور ان کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں ان لوگوں سے درخواست کرتا ہوں جو اپنے دلوں میں راشٹریہ سیوا سنگھ سے ہمدردی رکھتے ہیں کہ وہ راشٹریہ سیوا سنگھ کے مقصد پر ٹھنڈے دل سے گھر میں بیٹھ کر غور کریں کہ اگر انہوں نے نہرو حکومت توڑ دی اور اپنی حکومت بنالی تو کیا وہ پاکستان کے مسلمانوں کی یلغار کو روک سکیں گے؟ اور کیا باہر کی کسی قوم کے ناگہانی حملے سے ہندوستان اور ہندو قوم کو بچا سکیں گے؟ یقیناً ان میں کوئی آدمی جواہرلال اور سندرلال اور سردار پٹیل کی سی عقل اور تجربے کا نہیں ہے۔ اس لئے خود ان کا فائدہ نہرو حکومت کی سلامتی میں ہے۔ یا نہرو حکومت کی مخالفت میں ہے؟

حیدرآباد ڈائری میں

اپنا حال شائع کرائیے

دکن پبلک کمپنی حیدرآباد نے ایک بڑی کتاب حیدرآباد ڈائری تیار کی ہے۔ جس میں ملک دکن کی وہ معلومات درج کی گئیں ہیں جن کا علم باہر کے لوگوں کو نہیں ہے اور جن کی اشاعت سے حیدرآباد اور ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا۔

اس کتاب میں حیدرآبادی ملک کے سب عام و خاص رہنے والے

خرچ کے چار آنے سطر

دے کر اپنا ذاتی تذکرہ شائع کرا سکتے ہیں۔ تجارت پیشہ لوگوں کے یہہ بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اپنا اور اپنے کاروبار کا ذکر اس کتاب میں شائع کرائیں۔ اس سے حیدرآباد کی اور خود ان کی تجارت میں بہت ترقی ہوگی پانچ روپے چار آنے اس کتاب کے ایک صفحے کی تیاری میں خرچ ہوں گے اور یہی پانچ روپے چار آنے لے کر دکن پبلک کمپنی ہر ایک کا بھیجا ہوا تذکرہ کتاب حیدرآباد ڈائری میں شائع کر دے گی۔

خرچہ پیشگی نہیں لیا جائے گا بلکہ کتاب کی اشاعت کے بعد لیا جائے گا۔ البتہ ایک چوتھائی خرچہ درخواست کے ساتھ دینا ضروری ہوگا۔

پتہ دکن پبلک کمپنی گلی چراغ علی حیدرآباد